رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۰

فون نمبر ۳۷۴۷

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

سالانہ چندہ پاکستان سے ۶ روپے
ہندوستان سے ۸-۱۲-۰ روپے
ممالک غیر سے سالانہ چندہ ۲۴ شلنگ

ادارۂ تحریر:-
مرتضیٰ خان حسن بی۔اے
دوست محمد

جلد ۴۲ — یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۵۴ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ — شمارہ ۱

حضرت مسیح موعود اور ان کی جماعت کا مذہب

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا سمجھیں یا ایک دوسرے پر فخر کریں

(حضرت امام الزمان کے ارشادات)

ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائیں۔ کہ ان میں تقوٰے ہے یا نہیں۔ اہل تقوٰے کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرے۔ یہ تقوٰی کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیوں کہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں۔ یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے، اس کی دلجوئی کرے ...... اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لائے کہ جس سے دکھ پہنچے، خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون تم ایک دوسرے کے چڑ کے نام نہ ڈالو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مریگا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو جب ایک چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر

(ص ۲۶)

ایک ضروری وضاحت

تحریک کو افراد پر مقدم رکھنا چاہیئے

احباب کو علم ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی وفات کے ساتھ اس تحریک پر بھی جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی اس زمانہ میں واحد علمبردار تھی اور جس نے اسلام کے متعلق مغرب و مشرق کے زاویۂ نگاہ میں ایک انقلاب پیدا کیا ایک غیر متوقع جمود طاری ہوا بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی عظیم الشان تحریک کا جس کے ساتھ اسلام اور انسانیت کا مستقبل وابستہ ہے آناً فاناً بے حس ہو جانا ایک بڑا سانحہ تھا۔ اس کی وجوہات کی بحث میں پڑنا نہ ضروری ہے اور نہ مناسب۔ صرف اتنا کہدینا ایک حقیقت ہوگا کہ جماعت کا ہر ایک دوست دل ہی دل میں اس پر روتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دست بدعا تھا کہ اس تحریک کو بچائے اور اسے حیات تازہ بخش کر حسب سابق خدمت اسلام کی توفیق دے۔ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۱ء کی جنرل کونسل کا اجلاس قومی ضمیر کے اس احساس کا مظاہرہ تھا۔ جہانتک میں نے محسوس کیا جماعت نے جو جلسہ سالانہ پر جمع ہوئی پرانی صورت حال کے اختتام کو بنظر استحسان دیکھا بلکہ اطمینان کا سانس لیا ممکن ہے بعض دوست ایسے بھی ہوں جنہیں نئی قیادت کے انتخاب پر انشراح صدر نہ ہو ان کے اطمینان کیلئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ نہ مجھے کسی عہدہ کی کوئی خواہش تھی نہ اب ہے۔ اور خدا میرے دلوں کا حال جانتا ہی شاہد ہے کہ میں اسے ایک بوجھ سمجھتا ہوں جسے میں نے صرف اس لئے اٹھانا قبول کیا کہ اگر اس تحریک کو بچانے کیلئے میں کسی کام آسکوں تو پہلوتہی کرنا ایک قسم کی غداری ہوگی۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بوجھ میں نے صرف عارضی طور پر سنبھالا ہے اور جب آئندہ فروری یا مارچ میں نئی جنرل کونسل کی تشکیل ہو جائے تو میں قوم سے درخواست کرونگا کہ یہ امانت ایسے ہاتھوں کے سپرد کریں جو اسے اٹھانے کے فی الحقیقت اہل ہوں۔

ہماری جماعت کو ہوس اقتدار کی کمزوری سے بالاتر ہونا چاہیئے۔ قوموں میں انتشار کی وجہ عموماً اقتدار کی کشمکش ہوتی ہے اس سے ہمیں بچنا چاہیئے اور اسکا ایک ہی طریق ہے کہ ہر ایک عہدہ دار کے عہدہ کی بنیاد قوم کی منشاء پر ہو اور وہ علم سیاسی ہتھکنڈے جو اقتدار کے قائم رکھنے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں گناہ سمجھے۔ درحقیقت ہمارے ہاں اقتدار کا لفظ ہی بے معنی ہونا چاہیئے۔ عہدہ دار کو اپنے آپ کو محض ایک خادم سمجھنا چاہیئے۔ قوم کو ہر وقت صرف اختیار رہنا چاہیئے بلکہ خود عہدہ داروں کی طرف سے دعوت ہونی چاہیئے کہ جب وہ چاہے عہدہ سے سبکدوش کر دے۔ آمریت کے رجحانات خواہ وہ سیاست کے میدان میں ہوں یا مذہب کے، قوم کیلئے مہلک ہوتے ہیں۔ سیاست میں وہ ڈکٹیٹر شپ کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور مذہب میں پیری کے رنگ میں۔ ہماری جماعت کی بنیاد جمہوری اقداروں پر ہے اور انہیں برقرار رکھنا چاہیئے۔

جماعت کے کارکنوں سے میری درخواست ہے کہ وہ کام کو کام سمجھیں اور جبتک وہ اپنی غرض [illegible] کو [illegible] اقتدار [illegible] انہیں ہر طرح مطمئن رہنا چاہیئے کہ انکے حقوق کی پوری نگہداشت کی جائیگی۔ ہاں میں اتنا واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو کارکن محض افراد کی خوشنودی میں اپنی ترقی تلاش کرنا چاہیں گے انکے لئے اس انجمن میں جبتک انتظام میرے ہاتھ میں ہے کوئی جگہ نہیں ہوگی خواہ وہ مجھ سے یا کسی اور رکن انجمن سے کیسے ہی گہرے ذاتی تعلقات رکھتے ہوں۔

ہماری قوم ایک سخت امتحان سے گذر رہی ہے اور ہر ایک دوست کا فرض ہونا چاہیئے کہ حدود سے تجاوز نہ کرے اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس کا نتیجہ قومی بدنامی یا انتشار ہو۔

میں اس کا بھی قائل نہیں ہوں کہ جماعت احمدیہ نے جو کام کرنا تھا وہ کر چکی یہ غلط اور خطرناک نظریہ ہے جسے قوم کے دلوں میں قطعاً راستہ نہیں دینا چاہیئے اسلام کیلئے ابھی بے انتہا اور آگے سے زیادہ میدان آنیوالے ہیں اور احمدیہ تحریک ہی ان عہدہ برا ہونیکی صلاحیت رکھتی ہے ہمارے بزرگوں نے اپنے وقتوں میں خدمت اسلام کی شاندار روایات قائم کیں جو ہمارے لئے مشعل راہ ہونی چاہئیں مگر عمل کا میدان نہ کبھی ختم ہوا ہے اور نہ ہوگا زمانے کے نئے تقاضے ہماری جماعت کو بدستور دعوت عمل دے رہے ہیں اور ہمیں اپنی ساری تدبیر اور قوتیں اسی طرف لگانی چاہئیں باہمی چھوٹے چھوٹے اختلافات میں الجھ کر اس عظیم الشان مشن کو نقصان پہنچانے سے گریز کرنا چاہیئے جسکے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی مشیت سے اس تحریک کو قائم کیا۔ یاد رکھئے کہ تحریک افراد سے بہرحال بالاتر ہے اور یہی اصول ہمارے سارے معاملات میں ہمارا مشعل راہ ہونا چاہیئے۔ خاکسار محمد یعقوب خان صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور —— جنوری ۱۹۵۴ء

ہمارا قومی اجتماع

ہمارا قومی اجتماع سال بھر کے بعد پھر اسی سادگی، اسی دینی اور رُوحانی سپرٹ اور اعلائے کلمۃ الحق کے ولولہ کو لئے منعقد ہوا ..... جو ہمیشہ سے اس زندہ اور فعال جماعت کا شعار رہا ہے جلسے دنیا میں ہر جگہ ہوتے ہیں، ہر قوم اور جماعت اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اجتماعات منعقد کرتی ہے لیکن احمدیہ بلڈنگس میں جو اجتماع ہر سال منعقد ہوتا ہے، اس کا مقصد کوئی قومی و ملکی یا سیاسی اقتدار حاصل کرنا نہیں، کوئی اور دنیوی مقصد اس کے سامنے نہیں محض اللہ کے نام کو بلند کرنا، اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت وعظمت کو دنیا میں پھیلانا اس جلسہ کی سب سے بڑی غرض ہے حضرت مجدد وقت نے قرآن کریم کے حکم ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی تعمیل میں اس جماعت کو کھڑا کیا اور حکم دیا کہ دنیا کے مختلف حصص بالخصوص یورپ اور امریکہ میں سال بھر کام کرنے کے بعد دسمبر کے آخری ایام میں جمع ہو کر اس کام کا جائزہ لے لیا کرو اور اس رستہ میں پیش آنے والی مشکلات کا حل سوچ لیا کرو یہ وہ کام ہے جو صرف یہی ایک جماعت آج دنیا میں کر رہی ہے، اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس راہ میں اسکو بڑی کامیابیاں عطا کی ہیں، نہ صرف یورپ اور امریکہ بذریعہ فاضل مبلغین اور گرانقدر اسلامی لٹریچر اور تراجم قرآن کے ذریعہ سے ہزاروں مسلمانوں کے قلوب کو جو اس زمانہ کی دجالی ظلمت آرائیوں کی وجہ سے ..... اسلام سے بہت دُور جا چکے تھے۔ نور ایمان سے منور کر دیا، گذشتہ ساٹھ سال کی اسلامی تاریخ پر اگر ایک غیر جانبدار مبصر کی حیثیت سے نگاہ ڈالی جائے تو اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ اسلام کی روشن خیالی اور قرآن کریم کی معقولیت اور کامل و اکمل تعلیمات کا جو غلغلہ آج دنیا میں بلند ہے اور اس زمانہ کی تصنیفات میں اسلام کو جس رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے وہ صرف حضرت امام زمان اور ان کی پیدا کردہ جماعت کے پھیلائے ہوئے خیالات کا نتیجہ ہے آج سے ساٹھ سال پہلے کے اسلامی لٹریچر کا مقابلہ اگر موجودہ زمانہ کے ان خیالات سے کیا جائے جو یورپ و امریکہ اور خود اسلامی ممالک کی تصنیفات میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق پائے جاتے ہیں، تو ایک حیرت انگیز انقلاب نظر آئے گا یہ انقلاب کس نے پیدا کیا، غور سے دیکھا جائے تو حضرت مجدد وقت اور ان کی جماعت ہی اس انقلاب کو پیدا کرنے کا موجب ہوئی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو اس مادیت کے زمانہ میں ہر قسم کے دجالی فتن کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کا جھنڈا دنیا کے ہر حصہ میں بلند کرنے کے لئے جانی و مالی قربانیوں سے دریغ نہیں کرتے، ان کی قربانیوں کا ایک دلکش نظارہ اس جلسہ میں ہر سال نظر آتا ہے جو اپنی ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے شاید دنیا بھر کے اجتماعات میں نہایت ہی معمولی حیثیت رکھتا ہے چند غرباء کا گروہ اپنے دلوں میں نور ایمان کا وہ جذبہ لے کر جمع ہوتا ہے جو بہت سے امراء و روساء کو نصیب نہیں کوئی ملکی اقتدار کا نقشہ ان کے سامنے نہیں، کوئی سیاسی غلبہ کا خیال ان کے دماغوں میں موجزن نہیں، کسی اور طرح کا کوئی فائدہ ان کے پیش نظر نہیں بلکہ ایک بے پناہ جوش مخالفت ان کی تباہی و استیصال کے درپے ہے باوجود اس کے جب خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانے اور اسلام کا نام بلند کرنے کے لئے ان سے اپیل کی جاتی ہے تو کس طرح وہ اپنا اندوختہ خدا کی راہ میں بلا حیل و حجت پیش کرتے ہیں اس کا نمونہ دنیا میں کسی اور جگہ نظر نہیں آتا۔ اس کی مفصل کیفیت اس روئداد میں آپ پائیں گے جو اسی شیوع میں دوسری جگہ درج ہے پس اس تحریک کو ایک غیر جانبدار کی نظر سے مطالعہ کرتے ہوئے اس بات پر غور کیجئے کہ کیا یہی وہ کفر ہے جس کے لئے اس جماعت کے استیصال پر زور دیا جا رہا ہے کیا اسی جوش دینی اور جذبہ ایمانی کی وجہ سے اس جماعت کو کافر و فاسق یا کم از کم منافق کہا جاتا ہے اور اسے غیر مسلم اقلیت قرار دینے یا دنیا ہی سے مٹا دینے کی کوششیں کی جاتی ہیں، اسلام اور ناموس رسول کا نام لینے والو! خدا کے لئے غور کرو اس جماعت کو مٹانے کی تدبیر کیا اسلام اور ناموس رسول کو مٹانے کی تدبیر نہیں؟ غور کرو کیا ناموس رسول صلعم کی آڑ میں جو فتنہ تم لوگوں نے کھڑا کیا اور جو فائدے اس سے اُٹھائے وہ خدا و رسول کے دربار میں تمہاری شرمندگی اور اس جماعت کی سربلندی کا موجب نہ ہوں گے؟

نیا آئین اور ہمارے نئے صدر

اس سال کے قومی اجتماع کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جنرل کونسل کے اجلاس میں جو ۲۶ر و ۲۷ر دسمبر کی درمیانی شب کو منعقد ہوا، انجمن کا مجوزہ نیا آئین پیش ہو کر بہت بڑی اکثریت کی تائید سے پاس ہو گیا جس سے جناب الحاج میاں محمد صاحب لائلپوری کی صدارت بر طبق ریزولیوشن مورخہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۱ء خود بخود ختم ہو گئی اور اس کے بعد مولانا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ کو جنرل کونسل کی اکثریت نے صدر منتخب کیا،

اسی ۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۱ء کے ریزولیوشن کے مطابق حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی امارت بھی ختم ہو گئی تھی، لیکن جنرل کونسل کی اکثریت اور ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۳ء کی احمدیہ کانفرنس کے اتفاق رائے سے آپ پھر امیر منتخب ہو گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سچی باتیں

(از: مولانا عبد الماجد صاحب)

یہ، سورہ الحجر میں آیت ۴۹ ہے،

نبئی عبادی انی انا الغفور الرحیم

میرے بندوں کو خبر کر دیجئے کہ میں بڑا مغفرت والا بڑا رحمت والا ہوں،

یہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت کی خبر اول تو کس زور و تاکید کے ساتھ دی جا رہی ہے۔

لما ذکر الرحمۃ والمغفرۃ بالغ فی التاکید بالفاظ ثلاثۃ، اولہا قولہ انی وثانیہا قولہ انا وثالثہا ادخال حرف الالف واللام علی قولہ الغفور الرحیم (تفسیر کبیر)

تاکید کے تین تین طریقے استعمال کر کے پہلے تو لفظ انی پھر لفظ انا اور پھر الفاظ غفور و رحیم پر کلمہ ال داخل کر کے۔

اور پھر یہ بشارت اپنا بندہ کہہ کر کس کو دی ہے؟ صرف ابرار و اخیار کو نہیں بلکہ ہر بندہ مومن کو —

نبئی عبادی من کان معتقدا بعبودیتی ولہذا کما یدخل فیہ المومن المطیع فکذالک یدخل فیہ المومن العاصی (کبیر)

خبر ہر ایسے شخص کو پہنچا دیجئے جو میری عبودیت کا اقرار کرتا ہو اور اس کے تحت میں جس طرح مومن مطیع آتا ہے۔ اسی طرح مومن عاصی بھی آجاتا ہے۔

لیکن اس سے بھی بلیغ نظر معاً بعد کیا ارشاد ہوتا ہے:۔

وان عذابی ھو العذاب الالیم۔

اور یہ کہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک عذاب ہے۔

سیاق عبارت میں بہ ربے آپکے نقطہ نظر سے توازن قائم رکھنے کے لئے دوسری آیت کی جو بنتا تھا؟ یہ کہ میں بڑا سخت گیر اور بڑا غصہ ور بھی ہوں، مستقل صفات، غفور و رحیم کے مقابل الفاظ تو ایسے ہی لانے تھے، توازن و تقابل جب ہی قائم رہتا۔ لیکن ایسا تو نہیں ہوا۔ صفات مستقل کے مقابل کوئی بھی صفات مستقل نہیں لائی گئیں بلکہ صفت مستقل کے مقابل ایک بیان فعل لا کر صاف اشارہ یہ فرما دیا گیا کہ مغفرت و رحمت تو متعلق ہیں مستحق و غیر مستحق سب کے لئے عام۔ برخلاف اس کے سزا مخصوص و محدود ہے صرف

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

اخبار و افکار

آدھا مسلمان

پچھلے دنوں میلاد النبی صلعم کی تقریب پر بمبئی کے ایک جلسہ میں ہندوستان کے صوبہ سی پی کے سابق گورنر مسٹر منگل داس پکواسا نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

"لوگ مجھے آدھا مسلمان کہتے ہیں اور میں ہوں بھی آدھا مسلمان، اسلام صلح و امن کا مذہب ہے صلح و امن پر اعتقاد اور اس سے محبت رکھنے والا یقیناً مسلم ہے"

ہندوستان کے مسلمان اس وقت جن حالات میں گذر رہے ہیں، ان کے پیش نظر مسٹر پکواسا کے یہ الفاظ بہت قابل قدر ہیں، کاش بھارت کی سرزمین میں اس قسم کے کئی ایک آدھے مسلمان پیدا ہو جائیں تو شاید نہ صرف ہندوستانی مسلمانوں کی مشکلات بڑی حد تک ختم ہو جائیں بلکہ پاکستان اور ہندوستان کے موجودہ تنازعات بھی صلح و امن کے ساتھ طے ہو جائیں۔

اس بارہ میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور اس کا صلح و امن کا مذہب ہونا ہندو قوم پر علم و عمل کے ذریعہ سے واضح کیا جائے، اور کوئی ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو اسلام کے علمی و عملی نمونہ سے زیادہ نہیں تو کم از کم مسٹر پکواسا جیسے" آدھے مسلمان ہی ہندوستان میں پیدا کر سکے۔

دستور اسلامی

"صدق" (یکم جنوری) سے دستور اسلامی کے متعلق سید سلیمان ندوی مرحوم کی رائے :-

اس موقعہ پر ایک بات واشگاف کہنی ضروری ہے۔ بعض اہل قلم اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ موجودہ جمہوریت کے آئین و اصول کو ایک ایک کرکے لیں اور اس کا سراغ اسلام میں لگائیں اور اسلامی شریعت کی دلیلوں سے ثابت کریں، دوسری طرف یہ کوشش جاری ہے کہ خلافت راشدہ کے انتخابی و انتظامی طریقوں کو ڈھونڈھ نکالیں اور ان کو جامد اصول کی طرح تسلیم کر لیں۔ جیسا کہ ہمارے متکلمین و فقہائے سیاسیہ نے خلفاء اربعہ اور امیر معاویہ کے طریق انتخاب اور تسلط و استیلاء کو ہمیشہ کے لئے دائمی اصول قرار دے لیا ہے۔ حالانکہ پیش آجانے والے واقعات کسی مذہب کے لئے ایسے مقررہ اصول نہیں بن سکتے جن میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی جس طرح جہاد فرض ہے اور اس کے جو آلات عہد خلافت میں رائج تھے جملہ اور دفاع کے آلات انہیں میں محدود نہیں۔ زمانہ کے حالات کے ساتھ ساتھ ان میں ترقی و تغیر ممکن ہے۔ انتخاب کے نئے آئین بن سکتے ہیں۔ قانون سازی اور اختلاف آراء کے موقع پر فیصلوں کے طریقوں میں نئی راہیں نکالی جا سکتی ہیں۔ اجماع اور قیاس کے محدود اصولوں کے بہت سے نئے فیصلوں کی گنجائش ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ یہ سب کچھ کتاب و سنت قضایائے خلفاء راشدین اور مسلمات فقہائے اسلام پر اسی طرح مبنی ہوں جس طرح یورپ کے ہر قانون کی بنیاد رومن لاء کے اصولوں پر ہے۔

(مقدمہ اسلامی نظریہ سیاست" از مولانا حمید زماں صدیقی)

ہم سید صاحب کی وسعت نظر کی داد دیتے ہوئے ان لوگوں کو جو دستور اسلامی کو صرف فقہ کی کتابوں یا خلافت راشدہ کے آئین و قانون میں محصور سمجھتے اور پاکستان میں "ملا راج" قائم کرنے کے متمنی ہیں سید صاحب مرحوم کے خیالات کو بغور پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں۔

مذہب کے ٹھیکیدار

خان عبدالغفار خاں نے جو حال ہی میں کئی سال کی نظربندی کے بعد رہا ہوئے ہیں ایک اخباری نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا :-

"میں خود ایک مذہبی آدمی ہوں مگر میں ٹھیکیداروں کے مذہب کو نہیں مانتا، مذہب میں کسی کی ٹھیکیداری نہیں ہے، مذہب کے نام پر لوگوں کو بہکانا اور بھڑکانا بددیانتی ہے افسوس کہ خود غرض لوگ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں"

یہ بالکل صحیح ہے۔ افسوس ہے کہ عام مسلمانوں میں ابھی تک اس قدر شعور پیدا نہیں ہوا کہ اس بات کو سمجھ سکیں کہ مذہب کے نام پر ان کو بہکانے اور بھڑکانے والے خود کس قدر مذہب سے دور ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کا شعور مسلمانوں میں پیدا کرنا کہ وہ مذہب کے نام پر کسی کے بہکانے میں نہ آئیں، ایک بہت بڑی اسلامی خدمت ہوگی، کاش کوئی درد دل رکھنے والا لیڈر اس طرف متوجہ ہو۔

"روشنی" کا عیسیٰ علیہ السلام نمبر

معاصر عزیز "روشنی" نے جو سرینگر سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے، ۲۵ دسمبر کو کرسمس کی تقریب پر "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نمبر" شائع کیا ہے جو ۲۰ × ۳۰/۸ کے ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس پرچہ میں خود مدیر "روشنی" جناب عزیز صاحب کاشمیری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت، واقعہ صلیب، کشمیر کی طرف آپ کی ہجرت اور سرینگر میں آپ کی وفات پر سیر حاصل مضامین لکھے ہیں، جن میں تاریخی فوائد، علمی استدلالات اور وادی کشمیر اور دیگر ممالک کے آثار قدیمہ سے حضرت مسیح موعود کے اس دعوے کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا گیا ہے کہ سری نگر کے محلہ خانیار میں یوزآسف کے نام سے جو بزرگ مدفون ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوائے اور کوئی نہیں۔

اسی مجلہ میں ڈاکٹر عزیز احمد صاحب ایم اے پی ایچ ڈی کے بھی متعدد مضامین درج ہیں جن میں اناجیل کے کلام خدا ہونے کے دعوے پر بحث کی گئی ہے، مسیح کی بشریت اور ابن مریم کہلانے کی وجہ بتائی گئی ہے، مسیح کے روضہ، عصا اور گھاٹی کا پتہ دیا گیا ہے۔ آپ کی تعلیم اور شخصیت کو واضح کیا گیا ہے، الوہیت مسیح، کفارہ اور تثلیث کے عقاید پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

غرض جہاں تک حضرت مسیح کی شخصیت کا تعلق ہے اس رسالہ میں اس کے ہر موضوع پر نہایت فاضلانہ اور محققانہ روشنی ڈال کر اس بات کو ثابت کر دیا گیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا زندہ آسمان پہ اٹھایا جانا اور ان کی الوہیت کے عقائد سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ہم معاصر عزیز کو اس مفید مجلہ کی تدوین و اشاعت پر دلی مبارکباد دیتے ہوئے اپنے دوستوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ اس کو منگوا کر نہ صرف خود پڑھیں بلکہ دوسروں کو پڑھائیں۔ ملنے کا پتہ :-

ہفت روزہ "روشنی" سرینگر، کشمیر

ایک چبھتا ہوا طنز

انگریزی روزنامہ لیڈر (۱۲ دسمبر) کے ایک اڈیٹوریل سے :-

خواجہ ناظم الدین نے جو شہادت تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب کے سامنے دی۔ اس سے ان کی یہ رائے معلوم ہوتی کہ فرقہ احمدیہ کو مسلمانوں میں تبلیغ کا کوئی حق نہ ہونا چاہیئے۔ یہ بیان وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان کی توجہ کے قابل ہے، جنہوں نے حفاظتی کونسل کے سامنے ایک بار کہا تھا کہ بھارت جرم نسل کشی کی مجرم ہے۔ مگر اب خواجہ صاحب کے بیان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ خود چودھری ظفر اللہ خاں کا فرقہ پاکستان سے کہیں بڑھ کر ہندوستان میں امن میں ہے۔"

یہ طنز پاکستان کے ایک مخالف و نکتہ چین کی طرف سے پیش ہوا ہے دیکھنا صرف یہ ہے کہ پاکستان کے دوست و ہمدرد اس کا جواب کیا دیتے ہیں۔ (صدق)

(بقیہ سچی باتیں از صفحہ ۳)

مستحقین کیلئے۔ چنانچہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی بیگناہ کبھی پکڑا جائے بخلاف اسکے یہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ واقع بھی ہوگا کہ بیشمار گناہگار و خطاکار محض مغفرت و رحمت سے بخش دیئے جائیں گے!۔ آخر کوئی تو بات ہے کہ صفات رحمت الغفور، الغفار، العفو، الودود، الرؤف، الرحیم، الکریم، التواب وغیرہ سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ بہ خلاف اس کے المعذب، المولم، المدمر، المنتقم کے سے مستقل قہری نام کسی ایک جگہ بھی نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسلمان دنیا میں کیوں کر معزز ترین قوم بن سکتے ہیں

رسومات کی اتباع میں حقیقت کو بھول جانا ذلت اور غضب الٰہی کا مورد بنتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ امیر قوم حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۵۳ء بمقام احمدیہ بلڈنگز لاہور

قال اللہ تعالیٰ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذلکم وصٰکم به لعلکم تعقلون .... الخ

اپنے آپ کو پرکھنا چاہیئے

یہ رکوع بہت مکمل ہے۔ اس کی روشنی میں ہر مسلمان کو اپنے تئیں پرکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کس حد تک مسلمان ہے اس کے معاملات اس کا اٹھنا بیٹھنا، بات کرنا، عہد کرنا اور اس کے دوسرے معاملات کس حد تک اس کے قول لا الٰہ الا اللہ پر گواہ ہیں۔

یہودیوں کی لفظ پرستی اور رسومات

اس رکوع میں زیادہ تر یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم باہم بحث کرتے ہو۔ یہ چیز حرام ہے وہ چیز حرام ہے اور اس کی تفصیلات ختم ہونے میں نہیں آتیں۔ یہودیوں کی کتابوں کے اندر ایک کتاب الیسن ہے جس میں تمام عبادات و قربانیوں کی رسومات کی تفصیل ہے۔ مثلاً قربانی کیسے ہوگی کس جانور کی ہونی چاہیئے۔ کن صفات کے عالم کے ہاتھوں ذبح ہونی چاہیئے غرضیکہ ساری کی ساری کتاب رسومات کے متعلق ہے یہودی قوم نے اپنے مذہب کو فقط رسومات تک ہی محدود کر لیا۔ اور وہ لفظ پرست ہو گئے اور مذہب کی حقیقت سے غافل ہو گئے۔ کہ فلاں طرز طریقہ اگر کیا جائے تو اللہ میاں خوش ہو جائیں گے۔ کوئی خاص رنگ یا شکل اختیار کر لو داڑھی بڑھا لو، عمامہ پہن لو۔ اس سے خدا دھوکا میں آ جائے گا اور ہم پر خوش ہو جائے گا۔

مسلمان یہودیوں کے نقش قدم پر

یہودی قوم کے اس انحطاط کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دین رسومات کے بجا لانے کا نام نہیں۔ کہ نماز پڑھ لی اور روزے رکھ لیئے۔ رات کو اٹھ کر نوافل ادا کر لیئے لیکن دن کے وقت خوب دل کھول کر جھوٹ بولا۔ ناپاک ذرائع سے مال کمایا۔ بد عہدیاں کیں۔ غداریاں اور دغا بازیاں اپنا شیوہ بنا لیا۔ یہ تو یہودیوں کا طریقہ تھا۔ مسلمانوں کو اس قوم کی تاریخ میں ایک سبق دیا گیا۔ لیکن افسوس کہ آج مسلمان بھی حقیقت سے ناآشنا ہو گئے۔ لفظ پرست ہو گئے اور اسلام کی بدنامی کا باعث ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ میری قوم یہودی صفت ہو جائیگی

یہودیوں پر غضب الٰہی

آج بھی یہودی قوم موجود ہے۔ کہنے کو تو وہ حضرت موسیٰ کو نبی مانتے ہیں تورات پڑھتے ہیں کھانے کے موقع پر عبرانی زبان میں چند منتر بھی پڑھ لیتے ہیں۔ انہوں نے ظاہراً مذہب کو ترک نہیں کیا۔ ان کے نزدیک تورات خدا کی طرف سے برحق کتاب ہے اور حضرت موسیٰ ان کے اعتقاد کے مطابق سچے پیغمبر ہیں۔ لیکن رسومات کو مذہب بنا لینے اور حقیقت سے دور جا پڑنے کی وجہ سے وہی قوم جو ایک وقت میں اس پر چلنے ہی کی وجہ سے وفضلتکم علی العالمین کی مصداق تھی۔ خدا کے غضب کے نیچے آ گئی۔ یہ اس لیئے ہوا کہ انکی سیرت بگڑ گئی۔ حرص و طمع کے غلام ہو گئے آہستہ آہستہ وہ وقت آیا۔ ان میں عہد کی کوئی پابندی نہیں۔ باہم کوئی ہمدردی نہیں۔ ایک دوسرے کا خون چوسنے کے لیئے تیار بیٹھے ہیں۔ سود لیتے ہیں سودی کاروبار کرتے ہیں۔ عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ ضربت علیھم الذلۃ۔ ذلت کی پھٹکار اس قوم پر پڑی۔ یہودی اب بھی بڑے مالدار ہیں۔ امریکہ میں بڑی طاقت کے مالک ہیں۔ انگلستان میں انکی قوم بڑی متمول ہے۔ جرمنی میں تو یہودیوں کا راج تھا۔

لیکن باوجود مال و دولت کی کثرت کے اپنی کرتوتوں کیوجہ سے دنیا کے دشمن سمجھے جاتے تھے۔ اور اب بھی حقارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ قوم جو ایک وقت میں فضلتکم علی العالمین کی مصداق تھی۔ کتاب الٰہی پر عمل ترک کرنے کی وجہ سے ضربت علیھم الذلۃ کی مصداق بن گئی۔

مسلمان کے لیئے سبق

مسلمان کا غیر المغضوب علیھم کے فقرہ کو روزانہ کئی بار دہرانا کس لیئے تھا۔ اس کے اندر بہت بڑا سبق تھا کہ اے اللہ ہم سے پہلے ایک ایسی قوم گذری ہے جس کو تو نے فرمانبرداری کے باعث دنیا میں بڑا نوازا۔ تیرے بڑے بڑے انعامات اس پر نازل ہوئے۔ لیکن وہ بالآخر تیرے غضب کا محل بنی اے خدا ہم کو ان کرتوتوں سے بچا جن کی وجہ سے کوئی قوم مورد غضب ہو۔ غضب الٰہی اس قوم پر نازل ہوتا ہے جو اس کے احکامات کو توڑتی ہے اور ایسا کرنے میں بے باک ہو جاتی ہے احکامات کی پابندی ایک مجاہدہ چاہتی ہے۔ ہر آن اپنی باطل خواہشات سے جنگ کرنا پڑتا ہے اور یہ بڑا مشکل ہے۔

سب سے بڑی حرام چیز شرک ہے

فرمایا۔ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم تم باہم حرام حلال پر بڑی بحث کرتے ہو آؤ ہم تمہیں بتائیں کہ حرام کیا ہے اور حلال کیا ہے۔ سب سے بڑھکر حرام چیز شرک ہے الا تشرکوا به شیئا کہ خدا کے سوا زمین اور آسمان کی کسی چیز کو معبود نہ بناؤ۔ اس کائنات کے اندر کسی چیز کو مفید سمجھ کے اسے دیوتا نہ سمجھو۔ سورج ہو یا قمر، شجر ہو یا حجر، غرضیکہ کسی چیز کو خدا کا رتبہ نہ دو۔ کسی انسان کو بھی خدا کے مقابل کوئی اہمیت نہ دو۔ حضرت عیسیٰ ہوں یا رام چندرجی یا کوئی اور بڑے سے بڑا انسان کسی کی نیکی، تقدس اور اس کے اقتدار سے ڈر کر خدا کے احکامات کو پس پشت نہ پھینکو کسی لالچ اور طمع میں آکر خدا کے احکامات سے منہ نہ موڑو۔ اپنی نفسانی خواہشات کو بھی خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ لا تشرکوا به شیئا کسی چیز کو بھی خدا کے برابر نہ سمجھو۔ خدا نے مسلمانوں کو معزز قوم بنانا چاہا۔ اس نے تمہیں توحید پر قائم کیا ہے اسی پر قائم رہنے سے تم معزز ترین قوم بن سکتے ہو۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک

وبالوالدین احسانا۔ توحید پر قائم ہو جانے کے بعد مخلوق کے حقوق کی نگہداشت کا مسلمان کا فرض ہے۔ مخلوق میں سے سب سے بڑا حق والدین کا ہے جن کی آغوش میں تم پرورش پاتے ہو۔ جنہوں نے تمہیں آرام پہنچانے کیلئے خود تکالیف برداشت کیں۔ تمہیں ذرا تکلیف ہوئی وہ بے قرار ہو گئے۔ ان کی نیند حرام ہو گئی۔ انہوں نے اپنے وقت کو اور اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو تمہاری اعلیٰ تربیت کے لیئے صرف کیا۔ ان کا ادب کرو۔ خدا کو ماننے کا ایک مقصد یہ ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرو مخلوق خدا میں سب سے زیادہ ہمدردی، خدمت اور فرمانبرداری کے مستحق ماں باپ ہیں۔ جس گھر میں بچے اپنے والدین کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ وہ گھر جنت بن جاتا ہے ایسے بچے سوسائٹی کے لیئے بھی مفید اور کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔

بچوں کے ساتھ ہمدردی اور شفقت

ولا تقتلوا اولادکم۔ اگر پہلے حصہ میں بچوں کو والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت کے لیئے حکم دیا تو یہاں والدین کو بچوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کا اکرام کرو۔ اکرموا اولادکم بچوں کا اکرام کرنا سیکھو۔ بہت سے ایسے گھرانے ہیں جہاں بچوں کی عزت نہیں کی جاتی۔ چچا ماموں والد کچھ بھی اکرام نہیں کرتے۔ سکولوں میں استاد بچوں کی عزت نہیں کرتے۔ عزت نفس کی دیہان کچھ بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ لڑکی کی کوئی عزت نہیں۔ بسا اوقات بڑے نازیبا الفاظ سے انہیں کو خطاب کیا جاتا ہے لا تقتلوا اولادکم۔ اولاد کو قتل نہ کرو۔ ان کے جذبات احساسات کی پرواہ نہ کرنا اور ان کے اخلاقی اور روحانی اور عقلی قوتوں کی عمدہ طریق پر نشوونما نہ کرنا یہ بھی اولاد

کو قتل کرتا ہے

اقتصادی بنا پر قتل اولاد

یورپ میں تو اقتصادی بنا پر اولاد کو قتل کیا جاتا ہے۔ چونکہ معیشت کی مشکلات کے پیش نظر ایسا کیا جاتا ہے اس لیے غلہ کی کمی اور گرانی کا مسئلہ سامنے رکھا جاتا ہے۔ فرمایا نحن نرزقھم وایاکم رزق کا دینا ہمارے اختیار میں ہے خود تم کو بھی ہم ہی ما یحتاج دیتے ہیں اوراسی طرح سے تمہاری اولاد کو سامان معیشت عطا کرنا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے

پاکیزگی نفس

ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن۔ اب انسان کو اپنے نفس کی طرف توجہ دلائی فرمایا بے حیائیاں ظاہری ہوں یا باطنی انہیں ترک کردو۔ ان کے قریب نہ جانا۔ خدا تمہارے دلوں کے مخفی ارادوں سے خوب واقف ہے اس لئے تم اس سے چھپ نہیں سکتے کسی ہوٹل کے بند کمرے میں ہو یا کسی جہاز یا جنگل کے کسی مخفی مقام پر غرضیکہ ہر اس جگہ جہاں کہ نالائق کو حرکت کرنے کا موقع مل سکتا ہو وہاں بھی خدا کو سامنے رکھو۔ تم انسانوں سے چھپ سکتے ہو۔ سوسائٹی کی آنکھ سے بچ سکتے ہو لیکن بصیر و لطیف خدا سے تم ہرگز نہیں چھپ سکتے۔ وہ تمہاری ہر حرکت سے واقف ہے۔ وہ ہر فعل پر سزا و جزا دینے پر قادر ہے۔ دنیوی بادشاہوں کی سزا سے تو انسان بچ سکتا ہے کہ ایک کی سلطنت سے بھاگ کر دوسرے کی حکومت کے سایہ میں پناہ لے لی۔ لیکن خدا کی سلطنت سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ میرے ایک دوست تھے ایک الزام میں پکڑے گئے۔ الزام یہ تھا کہ اس نے کسی پارسل میں سے رومال نکال لیا ہے۔ قید ہو گئی۔ قید کے بعد مجھے ملے اور کہا مولوی صاحب میں اس الزام میں بالکل بے گناہ تھا۔ ہاں ایک ہندو لڑکی کی طرف دیکھا ضرور کرتا تھا خدا کے ہی یہ سب ڈیپارٹمنٹ ہیں اس نے دوسرے شکرے سے سزا دلوادی۔ ما ظھر منھا وما بطن تمہارا گناہ علانیہ ہو یا کسی باریک پردے میں ہو اسے دیکھنا ہم سب جانتے ہیں۔ اس کی سزا دیں گے۔

مسلمان کی سب سے بڑی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے ماننے کا تو ایک مقصد ہے اور وہ یہ کہ تمہاری زبان پر صاف گوئی اور اعمال کے اندر پاکیزگی پیدا ہو ورنہ صرف دین کا لیبل لگا لینا یہ کوئی فائدہ مند چیز نہیں۔ یہ صرف بے کار ہی نہیں بلکہ ایسے لوگوں کے ذریعہ سے دین بدنام ہوتا ہے۔ خدا کے رسول کی اہانت ہوتی ہے لوگ ایسے لوگوں کا نمونہ دیکھ کر مذہب پر تمسخر کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں چھوڑیئے نماز کیا پڑھتا ہے۔ روزہ کا التزام کیا کرتا ہے۔ دن رات نوافل پڑھنے والوں کو ہم نے دیکھ لیا ہے۔ ہر مسلمان پر یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے اعمال کی وجہ سے دین کو بدنام نہ کرے۔

دوسروں کی عزت و مال کی حفاظت

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ مسلمان کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اس کے ہاتھوں لوگوں کی عزت ان کا مال اور انکی جان محفوظ رہے جہاں کہیں بھی ایک مسلمان رہتا ہو۔ اس کا ہمسایہ اور اس کے اردگرد کے لوگ یقین کریں کہ وہ کسی کی عزت اور جان پر حملہ نہیں کرتا۔ اور ان کا مال نہیں کھاتا ہندو سکھ یہاں رہتے تھے۔ وہ اپنے محلوں میں کسی مسلمان کا رہنا برداشت نہیں کر سکتے تھے کیونکہ مسلمان ان کے نزدیک قابل اعتماد شخص نہ تھا۔ اس کی شہرت اچھی نہ تھی۔ اور وہ اس کی عفت کے قائل نہ تھے۔ ہندو اگر مسلمانوں میں سے کسی با اخلاق انسان کو دیکھتا تو وہ کہتا تھا کہ یہ میاں صاحب تو ہندو دھرم ہیں۔ یعنی ہندو اخلاق کے مالک ہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ آج مسلمان کے ہاتھوں اسلام بدنام ہے۔

تجارت اور ماپ تول میں دیانت

پھر فرمایا ذالکم وصٰکم بہ لعلکم تعقلون۔ ہم تمہیں وصیت کرتے اور تاکیدی حکم دیتے ہیں کہ غیروں کے مال اور ان کی جان اور ان کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈالنا۔ یہ دین اس لیے تمہیں دیا ہے کہ تمہیں ہوش آئے۔ ولا تقربوا مال الیتیم۔ یتیم کا مال نہیں کھانا۔ الا بالتی ھی احسن۔ ہاں اگر کفیل بن جاؤ اور حاجت ہو تو کچھ لے لیا کرو۔ حتیٰ یبلغ اشدہ بطریق ان کے جوان ہونے تک اختیار کرتا ہے۔ عقل میں پختگی آجانے پر انہیں ان کا مال حوالے کر دو۔ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط اپنے ترازو کو اپنے گز وغیرہ کو ٹھیک رکھو۔ یہاں سے خرابی شروع ہوتی ہے۔ پھر بڑے پیمانے پر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دکانوں کو اور ہماری تجارتی منڈیوں کو دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ماپ تول ٹھیک ہے کہیں ہیرا پھیری اور بے انصافی سے حقوق تلف تو نہیں کیے جاتے۔ لا نکلف نفسا الا وسعھا ان تمام احکامات کو بجا لانا تمہاری طاقت سے بالا تر نہیں۔

ہر معاملہ اور بات چیت میں عدل سے کام لو

واذا قلتم فاعدلوا۔ جب کوئی بات کرو۔ یا کوئی فیصلہ کرنا پڑے تو عدل کو ملحوظ رکھو ولو کان ذا قربیٰ خواہ اپنے رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ کسی عزیز رشتہ دار کے خلاف بھی اگر کوئی فیصلہ دینا پڑے یا بات بیان کرنی پڑے تو عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ ایسے مواقع پر انسان کا امتحان ہو جاتا ہے۔ یہ عدل کوئی ایسا نہیں کہ جج کی کرسی پر بیٹھ کے ہی عمل میں لایا جائے۔ بلکہ زندگی کے جس شعبہ میں بھی کوئی ہو عدل کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ روزمرہ کی زندگی میں ہر ایک کا امتحان ہو جاتا ہے۔ کہ کس حد تک اپنے رشتہ داروں عزیزوں اور دوستوں یا پارٹی بازی کی سپرٹ سے متاثر ہو کر وہ جھوٹ سے پرہیز کرتا اور کلمہ حق زبان پر لاتا ہے۔ قولوا للناس حسنا خوبصورت بات کرنے کی عادت ڈالو۔ قولوا قولا سدیدا بات کرو تو صاف کرو۔ کوئی ٹیڑھا پن نہ ہو۔ حق اور باطل کو ملا کر بات کرنے کی عادت مت ڈالو۔ تعجب کے ساتھ فرمایا جب انسان ایک بات کہتا ہے اور کرتا نہیں وہ دیکھنے والے دیکھتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے کیا کہا اور کیا کیا۔ تو وہ ان کی نظروں میں گر جاتا ہے۔

عہد کی پابندی

وبعھد اللہ اوفوا۔ عہد کو پورا کرو۔ وہ عہد جو خدا سے کیا ہو یا خدا کے نام پر دوسرے لوگوں سے کیا ہو۔ اس کی پابندی کرو۔ لا دین لمن لا عھد لہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عہد کو پورا نہیں کرتا۔ اس کا کوئی دین نہیں۔ ذالکم وصٰکم بہ لعلکم تذکرون۔ ہم پھر دہراتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں۔ کہ ان احکامات کی پابندی کرنی ہوگی۔

خدا تک پہنچنے کا رستہ

وان ھذا صراطی مستقیما۔ مجھ تک پہنچنے کا یہی سیدھا راستہ ہے۔ فاتبعوہ اسی کی اتباع کرو۔ اور اسی پر گامزن رہو۔ ولا تتبعوا السبل اپنی خواہشات یا اپنے لیڈروں کے رستوں پر نہ چلو۔ پھر دہرایا۔ ذالکم وصٰکم بہ لعلکم تتقون۔ پڑھتے تو ہو۔ اس پر عمل کرنا ہے۔ تاکہ یہ ثبوت ہو کہ تم میں خدا کا خوف ہے اور یہی اسلام ہے۔

مقامِ محمدؐ

از جناب حامد الوارثی (احمدی)

ازجان و دل کسے کہ فدائے محمدؐ است
مقبولِ بارگاہِ خدائے محمدؐ است

خوشبو از لقائے ماہ لقائے محمدؐ است
از بسکہ دلنواز ادائے محمدؐ است

او واقفِ خدا و خدا واقف است زاں
ہیچ است اینجا ہر چہ سوائے محمدؐ است

واقف ز ارتقا و تمدن کسے نبود
مرقوم فیضیاب عطائے محمدؐ است

حامد چہ شرح لطف و عطائش بیاں کنم
برتر ز پادشاہ گدائے محمدؐ است

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے چالیسویں سالانہ جلسہ کی مختصر روئداد

مرتبہ :- سلطان محمد صاحب جلد ساز

ہمارا جلسہ سالانہ ایک خالص دینی اجتماع کا نام ہے ۔ جس کی غرض وغایت اسلام کی ترقی کی راہیں سوچنا اور ان راہوں کو عمل میں لانا ہے ۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب نے فرمایا ہے کہ جس طرح قصاب اپنی چھریوں کو ایک دوسرے سے رگڑتا ہے تاکہ زنگ دور ہو اور اچھا کام کر سکیں ۔ اسی طرح آپس میں ملاقات اور تعلق سے رشتۂ اخوت زندہ رہتا ہے ۔ اور ترقی کرتا ہے ۔

ہماری جماعت کے احباب انہی اغراض کے ماتحت اس خالص دینی اجتماع میں شرکت کے لئے گوناگوں مصروفیات کو چھوڑ کر زمانہ کے نازک حالات و دشواریوں اور سردی کی شدت کی پروا نہ کرتے ہوئے سفر کی غیر معمولی صعوبتوں کو برداشت کر کے پروانہ وار اپنے مرکز میں ۲۴ دسمبر ۱۹۵۳ء کو کھینچے ہوئے تشریف لائے ۔ تمام اطراف ملک سے احباب سلسلہ نے اس جلسہ میں شمولیت فرمائی اور دیکھتے ہی دیکھتے احمدیہ بلڈنگس کی فضا میں ایک نمایاں تغیر پیدا ہو گیا ۔ احباب کی پر خلوص ملاقاتوں نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے قلوب میں محبت اور اخوت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن ہے ۔ جو کیف نظارہ احمدیہ بلڈنگس میں ہر سال نظر آتا ہے وہ دنیا کے دوسرے اجتماعات میں دکھائی دینا مشکل ہے ۔

جلسہ کا انتظام

اس دفعہ جلسہ سالانہ کا اہتمام ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا ، اور اپنی بے حد مصروفیتوں کے باوجود اس کام کو آپ نے نہایت محنت اور تندہی سے سرانجام دیا ۔

ہمارے عزیز دوست محمد اعظم صاحب علوی ان کے دست راست تھے اور انہوں نے اور دیگر کارکنوں نے جن میں دفتر انجمن کے کارکن ، سکول کے اساتذہ اور طلباء اور دیگر نوجوانان جماعت سب ہی شامل تھے ۔ جماعتوں کی خاطر تواضع اور جلسہ کے خاطر خواہ انتظامات میں رات دن ایک کر دیئے ۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ۔

جلسہ کا انتظام خواتین

جہاں ہمارا جلسہ سالانہ ہر سال باقاعدگی سے ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ دسمبر کو ہوتا ہے ۔ وہاں جلسہ خواتین بھی ہر سال ۲۴ دسمبر کو ہوتا ہے ۔ اس سال جلسہ کا انتظام اسکول ہذا کی بالائی منزل پر ہال کمرہ میں کیا گیا ۔

سکول کے کمرہ میں آگ

اس جلسہ کا پروگرام شروع ہونے کو تھا اور خواتین جمع ہو رہی تھیں کہ اچانک سکول کے نچلے حصہ میں ایک کمرہ میں پڑی ہوئی پرالی کو آگ لگ گئی اور خواتین بالائی منزل سے نیچے اتر آئیں ۔ آگ کا علم ہوتے ہی فوراً فائر بریگیڈ کو اطلاع دی گئی ۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ اور باقی بزرگان قوم موقعہ پر تشریف لے گئے اور احباب نے آگ بجھانے کی کافی کوشش کی ۔ اور فائر بریگیڈ کے دستہ نے پہنچتے ہی آگ پر قابو پا لیا ۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ زیادہ نقصان نہیں ہوا ۔

تقریباً بارہ بجے خواتین کا جلسہ اسی ہال میں زیر صدارت امۃ الحفیظ صاحبہ مصری شروع ہوا ۔ محترمہ زہرہ صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی ۔ اس کے بعد بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم نے اپنی تقریر پڑھ کر سنائی ۔ محترمہ کی طبیعت علیل تھی ۔ اس لئے جلسہ کے اختتام تک موجود نہ رہ سکیں ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ محترمہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے اپنی بہنوں سے اظہار محبت فرماتے ہوئے انہیں تلقین کی کہ وہ خدمت اسلام کی تڑپ اپنے اور اپنی اولاد کے دل میں پیدا کریں ۔ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں اور اپنے اندر احمدیت کا بہترین نمونہ پیدا کریں ۔ محترمہ نے یہ بھی فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں عقائد کی عظیم الشان فتح عطا فرمائی ہے جس کے لئے ہمیں سجدۂ شکر بجا لانا چاہئے اور دین کی خدمت میں زیادہ سرگرمی سے کوشاں ہونا چاہئے ۔

اس کے بعد مولانا آفتاب الدین صاحب کی صاحبزادی عزیزہ مبارکہ بیگم نے حضرت مسیح موعود کا کلام پڑھ کر سنایا ۔ جس کے بعد محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ مصری ۔ جو حال ہی میں انگلستان سے ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد تشریف لائی ہیں تقریر فرمائی ۔ آپ نے اپنی تقریر میں اپنے تاثرات پر بیان فرماتے ہوئے بتایا کہ دنیاوی علوم میں یورپ بہت ترقی یافتہ ملک ہے ۔ اور ہم بہت پسماندہ ہیں ۔ ہمیں ترقی کرنے کی ضرورت ہے ۔ محترمہ نے یہ بھی فرمایا ۔ آپ نے بتایا کہ تبلیغ اسلام کے لئے عملی نمونہ کی اشد ضرورت ہے ۔ بغیر عملی نمونہ کے کامیابی ممکن نہیں ۔ اس ضمن میں آپ نے ووکنگ مسلم مشن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مشن کی بدولت انگلستان میں بلکہ یورپ میں تبلیغ اسلام کا بہت بڑا کام ہو رہا ہے لوگ اپنی ذہنی پیاس یہیں سے بجھاتے ہیں ۔ محترمہ نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے وہاں کی خواتین کو اپنی زبان اور عمل سے اسلام پیش کیا اور ان پر یہ واضح کیا کہ اسلام نے عورت کو اس کے پورے حقوق عطا کئے ہیں ۔

اس کے بعد عزیزہ رضیہ بیگم بنت مولانا احمد یار صاحب نے خوش الحانی سے ایک نظم پڑھی ۔ اور پھر محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے تقریر فرمائی ۔ جو کسی آئندہ اشاعت میں درج ہو گی ۔ اس تقریر میں محترمہ نے ووکنگ مسجد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے کامیابی ہمارے قدم چوم رہی ہے ۔ اور یورپ حق کی متلاشی ہے جس کے لئے ہمیں اپنی کوشش اور جدوجہد جاری رکھنے کی ضرورت ہے ۔ اور دعاؤں کی بھی اشد ضرورت ہے ۔ ہماری جماعت نے حضرت مسیح موعود کے مکاشفات کو جو انہوں نے یورپ میں فتح اسلام کے متعلق دیکھے تھے پورا کر دکھایا ۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ہماری کوششوں میں برکت دے ۔

تقریباً ۱½ بجے یہ جلسہ برخاست ہوا ۔ گذشتہ سالوں کی طرح اس دفعہ بھی دستکاری کی نمائش ہوئی ۔ جس میں جماعت کی معزز خواتین نے حسب توفیق حصہ لیا ۔ اس جلسہ کے انتظامات کا سہرا محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد حبیب اللہ صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ مولانا آفتاب الدین احمد صاحب کے سر ہے ۔ خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے ۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

نماز جمعہ

۲۵ دسمبر کو جمعہ کا دن تھا ۔ باہر سے آنے والے احباب کثرت سے تشریف لا چکے تھے وہ نظارہ جبکہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ نے رقت آمیز لہجہ میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا نہایت روح پرور تھا ۔ یہ خطبہ آئندہ اشاعت میں درج ہو گا ۔

ارشادات مسیح موعود

نماز کے بعد خواجہ حضرت شیخ میاں محمد صاحب کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی ۔ حافظ محمد بوستان صاحب نے تلاوت قرآن کریم نہایت خوش الحانی سے کی پھر مسلم ہائی سکول کے طلباء نے حضرت مسیح موعود کا کلام درثمین سے خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایا ۔

محترمی مولانا دوست محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نصائح جو آپ نے اپنی جماعت کو کی ہیں ازالہ اوہام سے پڑھیں جو نہایت موثر اور دلوں کے اندر رقت پیدا کرنے کا موجب ہیں ۔ اس کلام کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے

عزیزاں سیل خلوص و صدق بکشاید راہے را
مصفا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا

یہ وہ نصائح ہیں جو نہ صرف آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں بلکہ ان کو دلوں میں جگہ دے کر اعمال سے اس کا ثبوت دینے کی ضرورت ہے ۔ اس پر زور ، پراثر ، پرنور اور پرحکمت کلام کے پڑھنے سے دلوں سے میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور اسلام کا صحیح نقشہ سامنے آتا ہے ۔

صاحب صدر کا افتتاحیہ

اس کے بعد محترم جناب میاں محمد صاحب نے بحیثیت

صدر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ کی حمد کرتا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ میں ایک سال کے بعد احباب سلسلہ کو اکٹھا دیکھ رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود کے فرمان کے مطابق ہر سال یہ روحانی اجتماع ہوتا ہے۔ اور یہ ہمارا چالیسواں سالانہ اجتماع ہے۔ یہاں پر ہم اکٹھے ہو کر بارگاہ رب العزت میں استقامت چاہتے ہیں کہ اے خدا تو ہماری تقصیروں کو معاف فرمائے۔ ہم عاجز انسان ہیں۔ ہم سے خطائیں سرزد ہوتی ہیں۔ ہم اپنے فرائض بھول جاتے ہیں۔ تو ہمیں معاف فرما۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ ہمارا کام اعلائے کلمۃ اللہ ہے یہ کوئی معمولی کام نہیں بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ جہاں تک عقائد کا تعلق ہے ہمیں اللہ تعالےٰ نے فتح عظیم عطا فرمائی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب دنیا کا مذہب اسلام ہوگا یہ حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے جو انشاء اللہ پورا ہو کر رہے گا۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ یہ زمانہ رحمٰن اور شیطان کی لڑائی کا ہے۔ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود کے مشن کو نمایاں فتح دے۔ آمین۔

فضیلت حضرت سرور کائنات صلعم

اس کے بعد مولانا احمد یار صاحب نے فضیلت حضرت سرور کائنات صلعم پر تقریر کی۔ آپ نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرما کر بتایا کہ حضرت سرور کائنات کی شان میں نہ صرف عقیدتمندوں نے بلکہ مخالفین نے بھی ایسی ایسی تصانیف کیں جن کی نظیر نہیں ملتی۔ حضور کی سب سے بڑی فضیلت آپ کا عمل نمونہ ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے حکم دیا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ آپ کی تعلیم میں سب سے بڑی یہ صفت ہے کہ اس میں تمام انبیاء کی تعلیمات موجود ہیں جو شخص آپ کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے تمام انبیاء کو صدق دل سے مان لیا۔ اور حضور جو کتاب لائے اس کی نظیر بھی دنیا میں نہیں ملتی۔ اور اس کتاب کا چیلنج ہے کہ اس کے مقابل پر کوئی سورت یا کوئی آیت ہی پیش کرو۔ مگر دنیا اس سے عاجز ہے۔ اس کتاب نے قوموں کی اصلاح کی اور روحانی مردوں کو زندہ کر دیا۔ تیسری صفت حضور کی یہ ہے کہ آپ پر خدا تعالیٰ نے تکمیل دین کی۔ اور یہ بتا دیا کہ یہ پیغام تمام دنیا کی اقوام اور تمام زمانوں کے لئے ہے یہ باتیں آپ کی فضیلت کی دلیل ہیں۔ آپ میں تمام انبیاء کی خصوصیات موجود ہیں جیسے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسی لئے آپ خاتم النبیین کہلاتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا لیکچر

بعد ازاں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے تقریر فرمائی۔ اور آپ نے سورۃ آل عمران اور سورہ مائدہ سے چند آیات تلاوت فرما کر یہ بتایا کہ اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان لانے والوں میں سے مرتد ہو جائیں گے تو اللہ تعالےٰ ان کی جگہ دوسری قوم کو کھڑا کر دے گا جو خدمت دین کو عار نہیں سمجھے گی۔ آپ نے بتایا کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے۔ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی بشاشت ایمان کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا کہ ایسی بشاشت ایمان رکھتے ہوئے کوئی شخص ان میں سے مرتد نہ ہو سکتا تھا اور نہ ہوا لیکن آخری زمانہ کے متعلق نبی کریم صلعم کے ارشادات حدیثوں میں ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وساوس کا زمانہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت عیسائیت اور دہریت کا غلبہ چاروں طرف پایا جاتا تھا اور مسلمان دھڑا دھڑ مرتد ہوتے جا رہے تھے۔ آپ نے اس وقت اسلام کی روشنی دنیا کو دکھائی اور عیسائیت اور دیگر مذاہب کو دندان شکن جواب دیئے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک بہت بڑی متقی جماعت آپ کو اللہ تعالےٰ نے دی جس نے یورپ اور دیگر ممالک میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے اور ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا اللہ تعالےٰ اس کام کو جاری رکھنے اور اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی توفیق ہمیں دے۔

دوسرا دن

پہلی نشست

دوسرے دن ۲۶ر دسمبر کو ۹ بجے پہلا اجلاس زیر صدارت محترم جناب سید عبدالجبار شاہ صاحب بخیر و خوبی شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم حافظ محمد یوسف صاحب نے کی جس کے بعد جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ امام مسجد ووکنگ انگلستان نے تقریر فرمائی آپ کے لیکچر کا موضوع تھا۔

"مسلمانوں کو یورپ کا چیلنج"

آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت مسیح موعود کے ذمہ دو کام تھے (۱) مسلمانوں کے اندر غلط رائج شدہ کمزوریوں کو دور کرنا (۲) غیر مذاہب کے حملوں کا سد باب کرنا۔ ان امور کے لئے ایک جماعت بنانا جو اس کام کو جاری رکھ سکیں۔ غیر مذاہب کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے بے نظیر لٹریچر پیدا کیا۔ اور مسلمانوں کے غلط عقائد کی اصلاح کی اور جماعت کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کئے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر یورپ کی تاریخ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ سولہویں صدی میں دہریت کا دور تھا۔ اس وقت کے سائنسدانوں اور فلاسفروں نے یہ بتایا کہ مذہب کوئی شے نہیں اور خدا کی ہستی بھی ایک فرضی چیز ہے۔ انیسویں صدی میں ایسے فلاسفر پیدا ہوئے جنہوں نے مادیت پر زور دیا اور خدا کے تصور کو غلط قرار دیا اور مادی زندگی کو سنوارنے پر زور دیا۔ اس کا اثر ہمارے ملک کی طرف بھی آیا۔ عین اس موقعہ پر ایک انسان (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) پیدا ہوا جس نے اخلاق کو بنیاد قرار دیتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اصل چیز جو انسان کی ترقی اور بہبودی کا موجب ہو سکتی ہے وہ مادیت نہیں بلکہ وہ پاک اخلاق اور روحانی اقدار ہیں جو مذہب نے ہمیں سکھائے ہیں چونکہ مادیت کا فتنہ یورپ سے شروع ہوا تھا اس لئے حضرت مسیح موعود نے یورپ میں تبلیغ اسلام پر زور دیا اور پیشگوئی کی کہ اسلام کا سورج اب یورپ سے ہی طلوع ہوگا۔ آپ نے بہت سی کشفیں اور مکاشفات دیکھے جن کی تعبیر ۱۹۱۲ء میں دنیا نے دیکھی جبکہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور نے ووکنگ کو تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا۔ اس کے دس سال بعد ۱۹۲۲ء میں برلین مشن کی بنیاد حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے رکھی اور حال ہی میں الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے ہالینڈ مشن کی بنیاد رکھی۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مکاشفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ حرف بحرف پورے ہوئے اور جو سفید پرندے کشف میں آپ نے دیکھے تھے وہ اسلام کی گرفت میں آچکے ہیں۔ اور وہ وقت آرہا ہے جب یہ سفید پرندے خود ہی اپنے ملکوں کو سنبھال کر تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دیں گے آپ نے فرمایا تبلیغ اسلام کے لئے بہت وسیع ذرائع کی ضرورت ہے۔ اس وقت نہ صرف تقاریر سے بلکہ اسلامک ریویو کے ذریعہ سے جو چالیس سال سے نکل رہا ہے تبلیغ اسلام کا کام اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہا ہے۔ آپ نے چند ایک واقعات سے واضح فرما دیا کہ صرف ہماری جماعت ہی اسلام کو صحیح معنوں میں دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے اور اس بات کا اعتراف ہمارے مخالفین کو بھی ہے۔ آپ نے ازدیاد ایمان کے لئے اس واقعہ کا ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود نے مغربی اقوام کو یاجوج ماجوج قرار دیا ہے اور علامہ اقبال نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے خود مغربی اقوام بھی بول اٹھی ہیں کہ ہم یاجوج ماجوج ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے مسٹر چرچل کی اس تقریر کا حوالہ دیا جو انہوں نے گلڈ ہال میں یاجوج ماجوج کے مجسموں کو نصب کرنے وقت کی۔ اور کہا کہ "یہ ہر دو مجسمے دو قوموں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کو قریب نہ کریں کیونکہ ان کو قریب کرنے میں دنیا کی تباہی ہے"۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ یہ مغربی اقوام اسلام کی طرف آئیں گی اس ضمن میں آپ نے واقعات سے ثابت کیا کہ کس طرح ان لوگوں کے مفکرین نے تسلیم کیا ہے کہ جب تک ہمارے پاس روحانی طاقتیں نہ ہوں ہم مادیت کے بل بوتے پر کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور یہ ایک خلا ہے جس کی طرف ہم نے کوئی توجہ نہیں کی۔ یہ خلا وہی ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ ان کی دنیاوی آنکھ روشن ہے اور روحانی آنکھ اندھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت یورپ میں کئی ایسی سوسائٹیاں قائم ہو رہی ہیں جن میں روحانیت پر ریسرچ کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ خدا کی ہستی کو ایک ماننے ہیں۔ اور ان کے کئی ایک اصول ہیں جو عین اسلام کے مطابق ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ الٰہی تصرفات ہیں ہمارے لٹریچر نے ان لوگوں کے نظریات کو بدل دیا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری طرف سے اقتصادی، ازدواجی، معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لئے لٹریچر پیدا کیا جائے کیونکہ اسلام کا دعوےٰ ہے کہ قرآن کریم مکمل کتاب ہے اور ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس میں مواد موجود ہے

علاوہ ازیں ایک زبردست عملی نمونہ کی ضرورت ہے۔ اس وقت یورپ کے سامنے عملی طور پر اخلاقی، روحانی، نظام کو پیش کرنے کی ضرورت ہے اور یہی بات ہماری فتح کی ضامن ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام

اس کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام پر اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام کا قلعہ جس کی بنیادوں کے لئے مسلمانوں نے اپنی جانیں پیش کیں اور اسلام کے باغ میں پانی کی جگہ خون دیا اور کھاد کی جگہ ہڈیاں پیش کیں چودہویں صدی کی آمد آمد پہ یہ متاع عزیز خطرہ میں پڑ گئی۔ تمام غیر مذاہب نے بیک وقت اسلام پر یلغار شروع کر دی۔ اور یہ بات زیادہ تر پنجاب میں تھی۔ قدرت نے فیصلہ کیا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے امام وقت مسیح موعود، مہدی آخرالزمان ظہور کرے گا۔ اس وقت جہاں غیر مذاہب اسلام پر بیک وقت حملہ کر رہے تھے مسلمانوں کی اندرونی حالت بہت پست تھی، احساس اور وقت کے بڑے بڑے انسان اس میں گھلے رہتے تھے کہ اس قوم کا کیا بنے گا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اس قوم پر احسان فرمایا۔ اور ایک انسان کو اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اس مرد میدان نے کفر کی شاہ رگ پر تیشہ مار دیا۔ اور مسلمانوں کی شکست فتح میں بدل گئی۔ ہندو کرشن کا، عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کا اور مسلمان مہدی علیہ السلام کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ مرد خدا انہیں اس وقت انہی تین قوموں کی طرف تین نام لے کر ظاہر ہوا مگر سب نے اس کو جھٹلانے کی کوشش کی اس مرد مجاہد نے تمام دشمنان اسلام کو چیلنج کیا اور ان کو شکست فاش دی۔ اور اپنے اردگرد ایک ایسی جماعت پیدا کی جو قرآن کریم لیکر دنیا میں نکل گئے۔ اور کسی سلطنت، کسی شخصیت کا خوف نہ کرتے ہوئے ووکنگ برلن، ہالینڈ، امریکہ اور اسی طرح دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کے مرکز کھولے۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا مشاہدہ ان کے ہمنشینوں نے کیں جو اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود کو کسی نے اپنی غلطی سے نہیں پہچانا تو یہ اور بات ہے ورنہ حضرت موصوف نے تمام دنیا پر اتمام حجت کر دی اور فرمایا کہ ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
فردا بگریہ یاد کنند ایں وقت خوشترم

صاحب صدر کی اپیل

مرزا صاحب کی تقریر کے بعد تقریباً پونے بارہ بجے الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب کی تقریر شروع ہوئی جس میں آپ نے اعلائے کلمۃ اللہ کے عظیم الشان کام کے لئے مالی امداد کی اپیل کی۔ آپ نے فرمایا کہ دہقان اپنے وقت پر زمین میں دانہ پھینکتا ہے اور خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق اس کا پھل حاصل کر لیتا ہے اور یہ سب کچھ تدریجاً ہوتا ہے۔ اسی طرح مذہبی جماعتوں کی ترقی بھی تدریجاً ہوتی ہے تبلیغی جماعت کہلانے کا کام محنت چاہتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری جماعت مٹھی بھر ہے۔ اس کے باوجود ہمارے اندر جو روح حضرت مسیح موعود نے پھونکی ہے اس نے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ اور جو پودا حضرت موصوف نے لگایا تھا اب تناور درخت ہے۔ اس وقت جبکہ ہمیں عقائد کی فتح مبین حاصل ہوئی ہے ہمیں یکجہتی اور کام کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بہت بڑے بڑے انسان پیدا کئے اور انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے جاری کردہ کام کو ترقی دیں۔ دعوت اسلام دنیا میں پہنچانا معمولی کام نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ میرے ساتھ نرم پاؤں والے نہیں چل سکتے۔ کیونکہ یہ راستہ خاردار ہے ہمارا دعوےٰ ہے کہ صرف ہم ہی اسلام کو صحیح معنوں میں پیش کرتے ہیں اس وقت یورپ میں اسلام کی بہت پیاس ہے ضرورت ہے کہ وہاں زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانے پر تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھا جائے آپ نے فرمایا کہ یہ خدا تعالےٰ کا مشن ہے اور وہ کسی نہ کسی طریق سے اسے چلائے گا۔ مگر دنیا میں انبیاء بھی جماعت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ نے روپیہ کے لئے اپیل کی جس کے جواب میں بہت سی رقوم نقد اور وعدوں کی صورت میں جمع ہوئیں۔

دوسری نشست

نماز ظہر و عصر کے بعد تقریباً ½ ۲ بجے بعد دوپہر زیر صدارت حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ دوسرا اجلاس شروع ہوا۔

اسلامک سٹیٹ

مولانا عبدالرحمن صاحب مصری نے تلاوت قرآن کریم فرمائی اور اس کے بعد محترم حافظ محمد حسن صاحب چیمہ نے "اسلامک سٹیٹ" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یورپ نے تسلیم کیا ہے کہ روس اور سرمایہ داری کے علاوہ اسلام بھی ایک IDEOLOGY ہے جس کے ذریعہ دنیا میں انقلاب پیدا ہوا۔

آپ نے فرمایا کہ "اسلامک سٹیٹ" کے متعلق ہمیں تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کی نظیر حضرت نبی کریم صلعم اور خلافت راشدہ کے وقت موجود تھی لیکن آج ہمارے ملک میں اسلامک سٹیٹ کے تصور پر بحث ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان والے لوگوں کو سلطنت دی جائے گی مگر اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے ایک شرط رکھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالح بھی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے وقت مجرم خود اقبال جرم کرتا تھا۔ اور ہر فرد اپنی ذمہ داری کو سمجھتا تھا۔ اب بھی ضرورت ہے کہ اسلامی سلطنت کے علمبردار اعمال صالح رکھتے ہوں آپ نے بتایا کہ ہماری حکومت کے آئین میں ایک شق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی رکھی گئی ہے یہ وہ کام ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت پہلے سے کر رہی ہے۔ تیسری چیز جو اسلامی سلطنت میں قرآن کریم نے ضروری قرار دی ہے وہ عبادت الٰہی ہے اور اس میں نہ صرف نماز روزہ بلکہ تمام احکام الٰہی کی بھی فرمانبرداری شامل ہے یہ وہ آئیڈیالوجی ہے جو اسلامی سلطنت ✱ کے آئین میں اسلام اور مسلمان کی تعریف بھی شامل ہونی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلامی سلطنت کا تصور ضابطہ تحریر میں آنا کچھ مشکل نہیں مگر اس کو عمل میں لانے کی اشد ضرورت ہے۔ ایک غیر مذہب کا انسان جب یہاں آئے گا تو وہ آپ کے عملی نمونہ کو دیکھے گا نہ کہ کاغذ پر بنے ہوئے آئین کو۔ اگر آئین بنا ہوا ہو اور اعمال اچھے نہ ہوں تو اس آئین کا کوئی فائدہ نہیں علاوہ ازیں حکومت کا فرض ہونا چاہیئے کہ کوئی بھوکا نہ مرنے پائے اور کوئی بغیر بستر کے نہ ہو ہمیں تاریخ اسلام میں خلفاء کی مثالیں نظر آتی ہیں کہ وہ قوم کی خوراک اور مکان کا کس قدر خیال رکھتے تھے اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں پر پوری نگاہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر راتوں کو گشت کرتے اور ہر ایک حاجتمند، بیمار، مظلوم کی دادرسی کرتے تھے۔ یہی نمونہ موجودہ زمانے کے حالات کے مطابق پیدا کرنے کی ضرورت ہے، علاوہ ازیں تعلق باللہ پیدا کرنا اور اپنے اموال کو قرآن کریم کے حکم کے مطابق خرچ کرنا ضروری ہے۔ جب یہ نقشہ پیدا ہوگا تو پاکستان ایک جنت کا نمونہ نظر آئیگا۔

خواجہ نذیر احمد صاحب کی تقریر

حافظ صاحب کی تقریر کے بعد الحاج خواجہ نذیر احمد صاحب نے ہمارے فرائض اور مشکلات کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر چند ایک حقائق پر مبنی تھی جو انہوں نے قوم کے سامنے واضح کئے۔ اور قوم کو اپنے فرائض کی ادائیگی اور بعض آنے والی مشکلات سے متنبہ کیا۔

آسمانی تحریکات کی بقا

اس نشست کی آخری تقریر محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے آسمانی تحریکات کی بقا کے موضوع پر فرمائی۔

آپ نے فرمایا کہ دنیا میں زندگی کے دو نظریات ہیں پہلا مادی نظریہ ہے اور وہ یہ کہ انسان دنیا میں معلوم نہیں کیوں آیا اور کیسے آیا اور کہاں جا رہا ہے۔

دوسرا نظریہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر اور اس بات پر ایمان لانا ہے کہ خدا تعالےٰ وحی کے ذریعہ اپنے بندوں کی ہدایت کے سامان کرتا ہے "وحی" کی تشریح فرماتے ہوئے آپ نے بتایا کہ یہ دل کی آواز نہیں بلکہ ایک خارجی چیز ہے۔ اس کی تشریح میں آپ نے حضرت موسےٰ اور حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے کئی ایک واقعات بیان کئے جن سے پتہ ملتا ہے کہ وہ انسانی دل کی آواز کا نتیجہ نہیں نہ کسی انسان کے اختیار و اقتدار کا نتیجہ ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمانی تحریکات کی بنیاد انسانی فکر کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اور ان آسمانی تحریکات کو دوسری تحریکات سے ممیز کرنے والی بات یہ ہے کہ ان کی کامیابی کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے حتمی وعدہ ہوتا ہے اور ان تحریکات کی غرض یہ ہے کہ انسان کے اندر روحانی، اخلاقی صلاحیتوں کو ترقی دے۔ کیونکہ اگر انہیں ترقی نہ ملے تو انسان ختم ہو جاتا ہے اسی ضمن میں آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ ایک آسمانی تحریک ہے۔ اور اس کے بانی نے زور شور کے ساتھ دعوےٰ کیا ہے کہ اس تحریک کا مقصد اسلام کو ترقی دینے کے سوا کچھ نہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی زندگی کے چند واقعات بھی بتائے۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے ساتھ خدائی طاقت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں تحریر

✱ کے لئے قرآن کریم نے ضروری قرار دی ہے آپ نے اس بات پر بھی زور دیا کہ اسلامی سلطنت

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ تحریک ترقی کرے گی اس پر ابتلاء بھی آئیں گے مگر یہ قائم رہے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے خلاف تمام الزامات کو مٹا دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ سب کچھ لوگوں کے دیکھنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنی تحریک کے مقصد تبلیغ اسلام کو ترقی دینے میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے اور اس کے لئے عملی نمونہ کی اشد ضرورت ہے۔

۲۶ر دسمبر کی رات کو ۷ بجے مجلس معتمدین کا اجلاس شروع ہوا اور صبح کے ساڑھے چار بجے تک جاری رہا۔ جماعت کے اہم معاملات پر غور و خوض ہوتا رہا۔

تیسرا دن

۲۷ر دسمبر کو تیسرے دن کا اجلاس زیر صدارت شیخ میاں افتخار احمد صاحب وزیرآباد شروع ہوا اس جلسہ کی صدارت کیلئے شیخ میاں شریعت احمد صاحب ملزادوز کا اسم گرامی پروگرام میں درج تھا لیکن وہ تشریف نہ لائے اس لئے ان کے بجائے شیخ نثار احمد صاحب پروپرائٹر پنجاب ٹینری وزیر آباد کو صدر بنا دیا گیا۔ حافظ محمد بوستان صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ ماسٹر عبدالمجید صاحب اوکاڑہ نے درثمین سے نظم پڑھی۔

"حالات حاضرہ میں اسلام کی پوزیشن"

اس کے بعد مولٰنا آفتاب الدین احمد صاحب نے "حالات حاضرہ میں اسلام کی پوزیشن" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا مذہب کی بنیاد الہام پر ہے۔ اور جو لوگ عقل اور خیال سے کوئی نظام بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ فلسفہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فخر صرف اسلام کو حاصل ہے کہ آج بھی ہماری کتاب قرآن کریم من وعن وہی ہے جو حضرت نبی کریم صلعم پر اتری۔ الہام کی تشریح فرماتے ہوئے آپ نے بتایا کہ یہ خدا کا کلام ہے خدا تعالیٰ کا بولنا ایک بہت بڑا فعل ہے اور تمام کائنات کا نظام اسی کے حکم سے چلتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کہتا ہے اس کو پورا کر کے دکھاتا ہے۔ قرآن کریم نے وحی اور الہام کو پانی کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور بائیبل نے نمک کے ساتھ۔ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ جب بارش ہوتی ہے اور پانی بہتا ہے تو اس کے اوپر جھاگ آجاتی ہے۔ اور یہ جھاگ عارضی ہوتی ہے اسی طرح جب الہام کی بارش ہوتی ہے تو مخالفت جھاگ کی مانند ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب اسلام آیا تو بہت سخت مخالفت ہوئی مگر آخرکار جھاگ کی طرح غائب ہو گئی آپ نے فرمایا کہ جس طرح بارش کا پانی سطح زمین پر زور و شور دکھا کر زمین کے اندر چلا جاتا ہے اسی کی وجہ سے دنیا میں سرسبزی نظر آتی ہے۔ اسی طرح الہام کی بارش کام کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلعم پر الہام کی جو بارش کی اس نے بھی دو کام کئے۔ پہلا یہ کہ اسلام نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کیا اور دوسرا یہ کہ اس کا فیض UNDER GROUND چلا گیا۔ دنیا میں روحانیت و اخلاق کو سرسبزی دی آج جہاں پر بھی روحانیت اور اخلاق ہے وہ سب اسلام کے لائے ہوئے پانی کی وجہ سے ہے۔ اسلام کی وجہ سے ہندوؤں اور عیسائیوں کے خیالات میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے اور اب یورپ میں بڑے بڑے مفکر بھی اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ اسلام نے دنیا کی روحانیت و اخلاق میں بڑا انقلاب پیدا کیا۔

آپ نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مذہب میں مرور زمانہ سے خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ ہی اس کی اصلاح کرتا ہے۔ ہماری تحریک خدا تعالیٰ نے اسی لئے پیدا کی کہ جہاں مسلمانوں کے اندر پیدا شدہ خرابیوں کو دور کرے وہاں اسلام کی ترقی کے لئے بیرونی حملوں کا جواب دے اور تبلیغ کرے۔ ہماری تحریک نے اس وقت تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا جب ہم نہ آزاد تھے نہ ہماری سلطنت تھی۔ ہمارے پاس صرف الہام کی قوت تھی۔ اور ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم ہی وہ پانی ہیں جس سے دنیا سیراب ہوگی۔

"کیا اب بھی مذہب کامیاب ہو سکتا ہے"

اس کے بعد محترم مولٰنا یعقوب خاں صاحب نے "کیا اب بھی مذہب کامیاب ہو سکتا ہے" کے موضوع پر ایک مدلل تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرما کر بتایا کہ قرآن کریم نے شد و مد کے ساتھ دعوےٰ کیا ہے کہ دین اسلام ہی خدا تعالیٰ کا آخری دین ہے اور جو اس کے بغیر کسی اور دین کو اختیار کرتا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ہمارا یقین ہے کہ مذہب اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا چنانچہ ہماری جماعت نے اس قدر لٹریچر موجودہ زمانہ کے حالات کے مطابق پیدا کیا ہے کہ یورپ کے مفکرین کے خیالات میں انقلاب آگیا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے ایک بڑے مفکر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس نے لکھا ہے کہ آئندہ دنیا میں انقلاب مذہب سے پیدا ہوگا۔ اور وہ جماعت احمدیہ کے پیدا کردہ اسلامی لٹریچر سے ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی ابتدا کی تو مولٰنا ابوالکلام آزاد نے یہ لکھا تھا کہ "اسلام کی تاریخ میں یہ ایک بڑا واقعہ ہے" یہی وہ تحریک ہے جس نے تاریخ اسلام میں ایک انقلاب پیدا کیا اور جس اسلام کو مظلوم سمجھا جاتا تھا اسی اسلام کو یورپ کے سامنے پیش کر کے ان پر اتمام حجت کی۔ ہم نے ناموس رسول کو بچانے کے لئے غیر مذاہب کے اعتراضات کے مقابل پر بہت سا لٹریچر پیدا کیا حضرت مسیح موعود نے خوشخبری دی تھی کہ انہوں نے اسلام کی فتح کا چاند دیکھ لیا ہے۔ مگر وہ بہت باریک ہے۔ حضرت مسیح موعود کے کئی الہامات اور کشوف ہم آج پورے ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اسلام کی حقیقت زور آور حملوں اور چمکدار نشانوں سے ظاہر ہوگی۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغربی دنیا میں بھی آسمانی تدبیر کام کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنگوں کے ذریعہ لوگوں کو مذہب کی طرف لا رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں مذہب کی طرف ایک رجحان ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی فتح کے لئے میدان تیار کر رہا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے چند ایک واقعات بھی بتائے اور فرمایا کہ ہمیں عقاید کی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی ہے۔ اور ہمارے ساتھ آسمانی تائید ہے۔ ہماری جماعت باوجود چھوٹی ہونے کے دہریت کے لئے ایٹم بم کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری جماعت کے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے اگر ہماری تعداد تھوڑی ہے تو اس سے کوئی نقصان نہیں طاقت ہمیشہ صداقت اور صحیح اصولوں کی ہوتی ہے۔

مسئلہ وحی و اسلام موجودہ علوم کی روشنی میں

اس کے بعد محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے ایک پُر از معلومات اور دلچسپ تقریر فرمائی۔ تقریر کا موضوع تھا "مسئلہ وحی و اسلام موجودہ علوم کی روشنی میں"۔

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ امت محمدیہ میں لاتعداد قطب، ابدال، اور مصلح پیدا ہوئے جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا اور ہماری جماعت کی بنیادی خصوصیت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس زمانہ میں بھی ہمکلام ہوتا ہے۔

وحی کی تشریح فرماتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اس کے لغوی معنی کسی چیز کی طرف تیزی سے اشارہ کرنا ہیں۔ اور قرآن کریم نے اس کی پانچ قسمیں بتائی ہیں۔

(۱) غیر جاندار چیز کی طرف وحی۔ جیسے زمین اور آسمان کی طرف۔

(۲) حیوانات کی طرف وحی جیسے شہد کی مکھی کی طرف۔

(۳) عام انسانوں کی طرف وحی جیسے حضرت موسےٰ کی ماں اور حواریوں کی طرف وحی۔

(۴) انبیاء کے اوپر نازل ہونے والی وحی۔

(۵) فرشتوں کی طرف وحی۔

انسان کی طرف وحی تین طرح سے ہوتی ہے۔

(۱) دل کے اندر القا کرنے سے

(۲) پردہ کے پیچھے آواز دینے سے۔

(۳) فرشتہ بھیجنے سے جو صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔

الہام کی تشریح فرماتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اس کے لغوی معنی کسی چیز کو نگل جانا ہیں اور اصطلاحاً قلب صافی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام ملنا ہیں، جو اسی کی ذات کے لئے حجت ہوتا ہے۔

اس تمہید کے بعد آپ نے فرمایا کہ موجودہ زمانہ میں جبکہ خدا تعالیٰ کا بھی انکار کر دیا گیا ہے مغربی اقوام کی توجہ دو وجوہات سے مذہب یعنی وحی و الہام کی طرف مبذول ہوئی ہے۔

(۱) جنگوں اور تباہیوں کی وجہ سے

(۲) علوم کی ترقی سے

آپ نے فرمایا کہ یورپ نے باوجودیکہ سائنس میں بہت ترقی کی ہے روحانیت کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ اور اس کمی کو وہاں کے مفکرین محسوس کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں آپ نے کچھ واقعات بھی بتائے۔

آپ نے ایک انگریز مصنف کی کتاب "انسانی دماغ کی نئی حدود" کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مصنف کا خیال ہے کہ حواس خمسہ کے علاوہ علم حاصل کرنے کی ایک اور حس بھی ہے اور وہ قلب انسانی کی طرف القا ہوتا ہے۔ سائیکالوجی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سائنس کی یہ شاخ ایک سو سال سے قائم ہے اور اس سے اہل اللہ کی باتوں کو بہت تائید حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ روح کی

کیفیت سائنس کی تمام کتب میں نہیں ہے اور یورپ کے لوگ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ روح کی کیفیت و ماہیت دریافت کرنے کے لئے سائنس کے علاوہ کوئی رستہ اختیار کرنا ہوگا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ یورپ میں روحانیت اور اخلاق پر ریسرچ کرنے کے لئے مختلف سوسائٹیاں قائم ہوئی ہیں، اس ضمن میں آپ نے سائنس کی نئی قسم Clairvoyance اور Telepathy کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ Telepathy ایک دماغ کی بات دوسرے دماغ کو معلوم ہو جانے کو کہتے ہیں۔ اور ...... Clairvoyance ایسے نظارہ کو دیکھ لینا ہے جو آنکھوں کے سامنے نہ ہو۔

اس ضمن میں آپ نے یورپ کے بعض لوگوں کے دلچسپ واقعات بتائے اور ان کے ساتھ ہی اسلامی تاریخ کے واقعات بھی بتلائے اور یہ ثابت کیا کہ ایسے واقعات جو آج سے بہت پہلے ہمارے بزرگوں کی زندگی میں ملتے ہیں وہ آج Clairvoyance اور Telepathy کے ناموں سے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جس چھٹی حس کو یورپ کے مفکر اب تسلیم کرتے ہیں اس کے متعلق بہت پہلے مولانا روم نے بتا دیا تھا کہ پانچ حسوں کے علاوہ ایک چھٹی حس بھی ہے اور دل کے آئینہ کو پاک صاف کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا Clairvoyance اور Telepathy کے علاوہ ایک اور شاخ بھی ہے جسے Phenomena کہتے ہیں اور ہم اسی چیز کو خدا تعالیٰ کی صفت کہتے ہیں۔ جو ازل سے ابد تک ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ ریڈیو نے الہام کا مسئلہ صاف کر دیا ہے۔

حضرت امیر قوم کی اختتامی تقریر

پروگرام میں اس کے بعد مرزا ولی احمد صاحب کی تقریر تھی مگر وہ علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے (خدا تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے) اس لئے حضرت امیر قوم کی اختتامی تقریر اسی وقت ہوئی۔ جس میں آپ نے جماعت کے احباب سے مالی قربانی کے لئے اپیل کی۔ اپنی تقریر میں حضرت موصوف نے سورہ بقرہ کے ابتدائی رکوع کے نکات و معارف بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا یہ رکوع قرآن کریم کا دیباچہ ہے۔ اور یہ دیباچہ خود ظاہر کرتا ہے کہ یہ بہت بڑی عظیم اور پُر حکمت کتاب ہے۔ اس کتاب میں ہر زمانہ اور ہر قوم اور ہر ملک کے لئے سبق موجود ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس کتاب نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ اور جس قوم نے اس کے احکام کو اپنایا وہ دنیا میں ممتاز ہو گئی۔ خالق کائنات نے اس کتاب کے ذریعہ تمام انسانیت کو ایک بھرپور پیغام دیا۔ اور تمام انسانیت کو ایک ہی امت قرار دیا۔ اور پھر یہ کتاب جس انسان پر اُتری وہ ایک ریگستان میں بسنے والا انسان تھا، جہاں نہ کوئی لائبریری تھی اور نہ علوم کے مدرسے۔ آج اگر کوئی انسان تمام کتابوں کو پڑھ کر اسلام کے مقابلہ میں کوئی مذہب پیش کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ایسی کتاب آسکتی ہے۔ یہ کتاب اپنی دلیل آپ ہی نہیں اپنی نظیر بھی آپ ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام کو پڑھنے سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ بصیرت اور تقویٰ ملتی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے بعض مشاہدات بیان فرمائے جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عیسائیوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے لوگوں نے بعض ایسی باتیں اپنے مذہب کے اندر داخل کر لی ہیں جن سے تردد پیدا ہوتا ہے۔ مگر قرآن کریم فطرت انسانی کے مطابق ہے۔

آپ نے کائنات میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خاصیت، اصلیت اور ماہیت کی طرف توجہ دلائی۔ اور یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بہت عجیب و غریب پیدا کیا ہے۔ اور اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس پر کچھ ذمہ داریاں بھی عاید کی ہیں۔ منجملہ ان کے انفاق فی سبیل اللہ بھی ایک ضروری فریضہ ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں صحابہ کرام نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر جانی اور مالی قربانی پیش کی اور انہیں کا نمونہ ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔ اور اسی احساس نے اس قوم کو بلند مرتبہ دیا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اس نے مومنوں سے جان و مال جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے جہاں نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے وہیں زکوٰۃ کا بھی حکم دیا ہے۔ آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں قوم سے مالی امداد کی اپیل کرتا ہوں۔ قوم اپنے فرض منصبی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی مالی قربانی پیش کرے۔ حضرت مولانا مرحوم کی اپیل پر احباب سلسلہ نے لبیک کہتے ہوئے فراخ دلی سے مالی امداد دی۔ اور بہت سی رقوم نقد اور وعدوں کی صورت میں جمع ہوئیں۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آمین۔

۴ بجے شام جلسہ کی آخری نشست دعا پر برخاست ہوئی۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی سٹال

آخر میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر مرکز کے نوجوانوں نے احباب کی سہولت کے لئے سکول کے ایک کمرہ میں ٹی سٹال کھول رکھا تھا جس میں مناسب قیمت پر چائے وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ نوجوانوں کا کام قابل تعریف ہے۔ اور احباب نے ان کی سرپرستی کر کے حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس کے علاوہ چائے کی دکان ہمارے ایک بھائی عبدالغنی بٹ نے بھی کھول رکھی تھی۔

درس کلام پاک اور امام وقت کا کلام

ہر روز نماز فجر کے بعد حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے پُر اثر، پُر زور اور مخصوص انداز میں قرآن کریم کی بعض آیات کے نکات و معارف بیان فرماتے تھے یہ دیکھا گیا کہ حضرت موصوف اور دیگر احباب کی آنکھیں کلام پاک کی تفسیر میں بعض مواقع پر پُرنم ہو جاتی اور سبحان اللہ کی آوازیں بلند ہوتیں۔

درس کے بعد ہر روز .... حضرت امام وقت کا کلام پڑھ کر سنایا جاتا رہا جو نہایت موثر اور قلوب کو نرم کرنے والا ہے۔ اس کلام میں ایک بے پناہ طاقت پنہاں نظر آتی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن گجرات کی ہفتہ وار مجلس

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کی ایک شاخ گجرات میں احمدی نوجوانوں نے کھولی ہے۔ مورخہ ۱۰ر جنوری کو اس کی پہلی مجلس منعقد ہوئی جس میں عہدیداروں کا انتخاب ہوا۔ پریذیڈنٹ سعادت احمد صاحب اور سیکرٹری خاکسار کو چنا گیا اس مجلس میں خاکسار نے ایک مضمون اصلاح کردار

لنکا کے ضروری حالات

(بقیہ از صفحہ ۱۲)

صنعت

لنکا کے اقتصادی نظام میں صنعتی پیداوار کو ہنوز معمولی اہمیت حاصل ہے ۱۹۵۱ء میں صنعتی کارخانوں کی مجموعی پیداوار کی قیمت تقریباً ۲۲ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے اور مجموعی قومی آمدنی کا صرف ۵ فیصدی تھی۔ بیشتر صنعتیں زرعی اہم پیداوار یعنی ناریل سے متعلق ہیں۔

زراعت

لنکا کا اقتصادی استحکام زراعت پر مبنی ہے چنانچہ حالات کے مطابق آبپاشی کی کئی اسکیمیں شروع کی گئی ہیں۔ گل اویا ایک ایسا ہی کثیر المقاصد منصوبہ ہے جو لنکا کے نئے دور کا مظہر ہے اور جس کا مقصد یہ ہے کہ آبپاشی کے ساتھ صنعت کو بھی ترقی دی جائے۔ اس منصوبہ کے تحت ۶۲ میل لمبے دریا گل اویا کو کنٹرول کیا جائیگا اور اس کے ... مربع میل کے علاقہ کو ترقی دی جائے گی۔

تعلیم

لنکا میں خواندگی کا معیار جاپان کے بعد غالباً ایشیا میں سب سے زیادہ ہے۔ حکومت تعلیم پر تقریباً اکہ ورڑ روپے خرچ کرتی ہے۔ یونیورسٹی سائنس، ریاضی، السنہ، قانون، تاریخ، زراعت اور ڈاکٹری کی ڈگریاں دیتی ہے۔ لنکا کی نئی یونیورسٹی پراڈینیا میں جو کینڈی کے نواح میں واقع ہے اور جہاں سنہالی سلطنت کا دار الحکومت تھا بنائی گئی ہے۔

طلوع آزادی

۴ر فروری ۱۹۴۸ء کو لنکا آزاد ہو کر برطانوی دولت مشترکہ کا ممبر ہو گیا۔ ۱۰ر فروری کو جب ڈیوک آف گلوسٹر نے لنکا کی پہلی پارلیمنٹ کا افتتاح کیا تو ملک میں خوشیاں منائی گئیں۔ اور مسٹر ڈی ایس سینا نائکے جنہوں نے حصول آزادی کی جد و جہد میں اہم خدمات انجام دی تھیں لنکا کے پہلے وزیر اعظم بنے۔

آج جبکہ پاکستان ہز ایکسی لنسی آنریبل سرجان کوٹلے والا کے۔ بی۔ ای۔ ایم پی وزیر اعظم لنکا کے استقبال کی تیاری کر رہا ہے۔ اس ملک کی تاریخ میں ایک یادگار دن ہے ہمارا معزز مہمان اپنے ساتھ لنکا اور جمہور لنکا کی جانب سے پاکستان کے لئے دوستی اور خیر سگالی کے پیغام لا رہا ہے۔ ہم بھی نہایت خلوص سے ان ہی جذبات کا اظہار کرتے ہیں اور لنکا کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔

کے عنوان سے پڑھا۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو تبلیغ اسلام کی اور احمدیت کا صحیح نمونہ پیش کرنے کی توفیق دے۔

خاکسار رشید احمد جاوید۔ سیکرٹری

پاکستان اور لنکا

پاکستان کے باشندے اپنے ایک دوست اور پڑوسی ملک لنکا کے وزیر اعظم سرجان کوٹلاوالا کا پرخلوص خیر مقدم کر چکے ہیں۔ وزیر اعظم لنکا پاکستان کے وزیر اعظم جناب مسٹر محمد علی کی دعوت پر یہاں دورہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔

پاکستان کے ہائی کمشنر متعینہ لنکا حاجی عبد الستار سیٹھ نے لنکا پہنچنے کے بعد ہی وہاں کے باشندوں کے نام ایک پیغام میں کہا تھا کہ پاکستان اور لنکا میں بہت سی باتیں مشترک ہیں اور وہ ایک مشترکہ ثقافتی ورثہ کے صدیوں پرانے رشتہ میں منسلک ہیں۔ موصوف نے یہ بھی کہا تھا کہ پاکستان کی حکومت اور باشندے دونوں ملکوں کی بہبودی اور باہمی مفاد کے لئے ان رشتوں کو اور زیادہ مستحکم دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔

درحقیقت ان دونوں ملکوں کے تعلقات بہت ہی قدیم زمانہ سے قائم ہیں۔ عظیم المرتبت سنہالی بادشاہ وجے کے زمانہ میں لنکا کے وانگاہ (پاکستان کے مشرقی علاقہ) سے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ اس کے بعد صدر اسلام میں بھی لنکا میں کثرت سے عرب آ کے آباد ہوئے تھے۔ عظیم عرب فاتح محمد بن قاسم جنہوں نے سندھ کے اکثر باشندوں کو مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ ان عرب آباد کاروں کی بیواؤں کی حفاظت کرنے وہاں گئے تھے جو ایران جاتے ہوئے کراچی کے قریب دیباؤں کے قزاقوں کے حملہ کا شکار ہو گئے تھے۔

بدھ مت اور پاکستان

کسی زمانہ میں پاکستان کی سرزمین میں بدھ مت اور بدھ ثقافت کو عروج حاصل تھا۔ قدیم عہد کے بدھ مندر اور خانقاہیں ٹیکسلا۔ موہنجوڈارو اور دوسری جگہوں میں ابھی تک موجود ہیں۔ پرانے زمانہ میں چٹاگانگ میں بھی بدھ ثقافت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ دیپانکر سری جنان جس نے تبت میں بدھ مت کی تبلیغ کی۔ چکر اسلا وہیرا کا رہنے والا تھا یہ مقام چٹاگانگ میں مذہبی تعلیم کا مرکز رہا ہے۔ چینی سیاح ہوان سانگ کے بیان کے مطابق مشہور پنڈت وہیر چٹاگانگ میں تھا۔ آج مشرقی پاکستان میں ۷۰۰ وہیر ہیں اور حکومت پاکستان بہت سے بدھ اسکولوں کو سالانہ امداد دینے کے علاوہ متعدد پالی ٹولز کو بھی ہر سال امداد دیتی ہے۔

حکومت پاکستان نے ۱۹۵۱ء میں بدھوں کی عالمی فیلوشپ کانفرنس میں شرکت کے لئے ایک وفد لنکا بھیجا تھا۔ ریورنڈ بنگیشا بھکو مشرقی پاکستان بدھ کرسٹی پرچار سنگھ کے سیکرٹری اور مذکورہ وفد کے رکن نے حکومت پاکستان کی جانب سے شریک ممالک کے لئے خیرسگالی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا "حکومت پاکستان بدھ ز[illegible] کے معاملات سے دلچسپی لیتی رہی ہے اور اس نے ہمیں ہمارے مذہب۔ ثقافت اور روایات کی حفاظت کا یقین دلایا ہے"۔

اس سال لنکا کا جو تجارتی وفد پاکستان آیا تھا اس کے ایک رکن انریبل اے رتنایاکے نے اپنے لیکچر میں یہ کہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ پاکستان کے عیسائیوں۔ ہندوؤں اور دیگر فرقوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔

لنکا میں مسلمان

لنکا کے ہر باشندہ کو عبادت کی آزادی حاصل ہے۔ لنکا کی اسی لاکھ کی آبادی میں پانچ لاکھ مسلمان ہیں اور انہوں نے ملک کو خوشحال مضبوط اور خود مختار بنانے میں لنکا کے دیگر باشندوں کے ساتھ پورے تعاون سے کام کیا ہے۔ قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ لنکا میں اسلام کب آیا اور پھیلا بہر حال وہاں عرب ظہور اسلام سے پہلے آباد تھے۔ تاریخی یادداشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے ایک وفد نے حضرت [illegible] کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں منصب خلافت پر فائز ہونے کی مبارکباد دی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب لنکا میں بہت عرصہ سے آباد تھے۔

لنکا میں پاکستانی

اس وقت لنکا میں پانچ ہزار پاکستانی آباد ہیں وہاں کے باشندوں سے ان کے بڑے بڑے دوستانہ مراسم ہیں اور لنکا کی حکومت بھی ان پر بڑا اعتماد رکھتی ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم نے اپنے اختیارات خصوصی سے کام لے کر متعدد پاکستانیوں کو لنکا کی شہریت کے حقوق دے دیئے ہیں۔

سفارتی نمائندے

دونوں ملکوں کے ہائی کمشنروں کو ملکوں میں بڑی ہر دلعزیزی حاصل ہے۔ ہز ایکسیلنسی مسٹر ٹی بی جایا ہائی کمشنر لنکا متعینہ پاکستان کراچی میں بہت ہر دلعزیز ہیں۔ موصوف اس وقت کراچی میں متعین سفراء کے ڈوین (سربراہ) ہیں اور اکثر معاشرتی، ثقافتی اور تعلیمی جلسے انہیں کی صدارت میں ہوتے ہیں۔

اسی طرح پاکستانی سفیر متعینہ لنکا حاجی عبد الستار سیٹھ بھی لنکا میں بہت ہر دلعزیز ہیں۔ ان دونوں سفرا کی ہر دلعزیزی شخصی صفات کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے مگر اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں ملک ایک دوسرے کا پاس و لحاظ کرتے ہیں۔

لنکا کے ضروری حالات

لنکا ۔۔۔ گرم علاقہ کے حسین مناظر سے بھرپور یہ مشہور جزیرہ جس طرح اپنی خوبصورتی میں شہرہ آفاق ہے اسی طرح انتہائی شاندار ماضی کا بھی مالک ہے۔ اس کے عظیم المرتبت بادشاہوں، خوبصورت رانیوں۔ مذہبی رہنماؤں اور بھکشوؤں کے متعلق عجیب و غریب قصے اور کہانیاں مشہور ہیں۔

لنکا کے ساحلی علاقوں میں شام کا سہانا وقت عجیب بہار دیتا ہے۔ رات کو اس کے شہروں کی جگمگاتی سڑکیں اور خوبصورت مکانات اور بھی زیادہ حسین نظر آتے ہیں۔ بازاروں میں ہر قوم کے افراد شانہ بشانہ چلتے اور خرید و فروخت میں مصروف ہوتے ہیں

یہ حسین جزیرہ اپنے رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے تقریباً ریاست میسور کے برابر ہے۔ لنکا کا بڑا حصہ نشیبی اور ہموار ہے لیکن جنوبی وسطی علاقہ میں پہاڑ ہیں جن کی بعض چوٹیاں ۷۰۰۰ فٹ سے زیادہ بلند ہیں۔ متعدد دریاؤں کی وجہ سے وہاں پانی کے کنووں کی کمی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ شمال مغربی علاقوں میں ۵۰ اور پہاڑی علاقہ میں ۲۰۰ انچ بارش ہوتی ہے۔ اس جزیرہ کا نام برہمنوں نے لنکا رکھا تھا لیکن جب سنہالی قوم کے لوگ یہاں آباد ہوئے تو اس کا نام سنہالہ دیپا رکھا گیا جو بعد میں بدل کر سیلون ہو گیا۔

لنکا کے دار الحکومت کولمبو کی آبادی ۳۵۰۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ یہ مشرق کا ایک بڑا تجارتی شہر تصور کیا جاتا ہے۔ مشرقی ساحل پر ٹرنکومالی ایک اہم بحری اڈہ ہے۔ کینڈی، گیلی۔ جفنا اور انورادھاپورا اس کے دیگر خاص شہر ہیں۔ پورے جزیرہ میں ۹۵۰ میل لمبی ریلوے لائن اور ۱۷۵۰۰ میل لمبی سڑکیں ہیں جن میں ۴۰۰۰ میل پکی سڑکیں ہیں۔

آبادی

سیلون کی آبادی ۷۰ لاکھ ہے اور اس کا دو تہائی حصہ سنہالیوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے اکثر بدھ مذہب کے پیرو ہیں جس کا رواج یہاں مہاراجہ اشوک کے عہد میں ہوا تھا۔

آج کل یہاں تقریباً ۴۲۸۸۰۰۰ بودھ — ۷۲۴۰۰۰ ہندو — ۷۰۷۰۰۰ عیسائی — ۴۳۳۰۰۰ مسلمان اور ۵۰۰۰ دوسرے لوگ ہیں۔

سنہالیوں کے بعد تامل لوگوں کا نمبر ہے جن کی تعداد ۸۰۰۰۰۰ ہے۔

مسلمان

سیلون میں مسلمان آٹھویں صدی عیسوی میں پہنچے کولمبو ایک مسلم وزیر اور فرمانروا کے زیر قبضہ میں تھا۔ وہ جلاستی کہلاتا تھا اور اس کے پاس جشنول کی فوج تھی۔ مسلمانوں کی اکثریت زراعت پیشہ ہے سیلون میں جو ملایا کے لوگ آباد ہیں انکی تعداد ۲۰۰۰۰ ہے۔ یہ بھی مسلمان ہیں۔ یہ ملایا کے ان سپاہیوں کی اولاد سے ہیں جو ملایا کی رجمنٹ میں کام کرتے تھے اور جس کی تشکیل ہالینڈ اور برطانیہ کی حکومتوں نے کی تھی۔ ساحل پر جو عرب آباد ہیں وہ ان مسلمان تاجروں کی اولاد ہیں جو ملایا وغیرہ سے آئے تھے۔

بدھ مذہب

سیلون سے زیادہ کہیں بھی بدھ مذہب کو فروغ حاصل نہیں۔ یہاں کے لوگوں کی زندگی پر اس کا بڑا اثر ہے اس کے ادب اور آرٹ کو بدھ مت کے پروہتوں اور پاکباز بادشاہوں کے علم و فضل کی وجہ سے بڑی ترقی حاصل ہوئی جس کا پتہ قدیم دار الحکومتوں کے کھنڈرات سے چلتا ہے۔

اقتصادی وسائل

ماضی میں سیلون نہایت خوشحال ملک تھا اور اسے زبردست قدرتی وسائل حاصل تھے۔ مگر بعد میں خانہ جنگیوں اور لشکر کشیوں کی وجہ سے اس کی اقتصادی حالت خراب ہو گئی۔ لیکن لوگوں کی جفاکشی کی وجہ سے وہ پھر ترقی کر رہا ہے۔

تقریباً دس لاکھ ایکڑ کے رقبہ میں دھان پیدا ہوتا ہے۔ ناریل۔ چائے اور ربڑ بھی سیلون کی خاص پیداوار ہے سیلون کی تجارت برآمد کا ۹۰ فیصدی حصہ انہی اشیاء پر مشتمل ہے۔ ربڑ کی پیداوار کے لحاظ سے ملایا اور ولندیزی جزائر شرق الہند کے بعد اس کا تیسرا نمبر ہے۔ ربڑ کی کاشت ۶۵۰۰۰۰ ایکڑ کے رقبہ میں کی جاتی ہے۔

جواہرات قدیم زمانہ سے برآمد کئے جا رہے ہیں اور ان میں یاقوت وغیرہ شامل ہیں۔

سیلون کی اقتصادی ترقی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۸ء میں تجارت برآمد کی آمدنی ۱۵۹۴۳۱۸۸۴/۷/۱ روپیہ تک پہنچ گئی۔

باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۳۴۳

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ ۲۳ جنوری ۱۹۵۴ء | نمبر ۲

جواہر ریزے

آدابِ خورد و نوش کے متعلق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ

عن عمر بن ابی سلمۃ قال کنت غلامًا فی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت یدی تطیش فی الصحفۃ۔ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سم اللہ وکل بیمینک وکل مما یلیک

(صحیحین)

ابو سلمہ کے بیٹے عمر کہتے ہیں کہ جب میں بچہ سا تھا اور آنحضرت صلعم کے کنارِ عاطفت میں پرورش پا رہا تھا اور میرا ہاتھ پیالے کی طرف بار بار بڑھ رہا تھا تو حضور صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کا نام لے (یعنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا۔

عن ابی ہریرۃ قال ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعامًا قط ان اشتہاہ اکلہ وان کرہہ ترکہ

(صحیحین)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا۔ اگر اچھا ہوا کھا لیا اگر ناپسند ہوا چھوڑ دیا۔

عن ابی جحیفۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا آکل متکئًا

(بخاری)

ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا میں تکیہ دیکر کھانا نہیں کھاتا۔

عن عمرو بن امیۃ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحتز کتف شاۃ فی یدہ فدعی الی الصلوٰۃ فالقاہا والسکین التی یحتز بہا ثم قام فصلی ولم یتوضا

(صحیحین)

امیہ کے بیٹے عمرو سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت رسول خدا کو دیکھا کہ حضور کے دستِ مبارک میں بکری کا شانہ تھا اسے چھری سے کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں نماز کے لئے بلائے گئے یعنی اذان ہوئی تو حضور نے اس بکری کے شانے اور چھری کو ڈال دیا جس سے گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ اور وضو نہیں کیا (باوضو تھے)

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتنفس فی الشراب ثلثًا

(مشکوٰۃ)

انس رض کہتے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس میں پانی پیا کرتے تھے۔

بعد انبیاء علیہم السلام کسی کو معصومیت کا دعوےٰ نہیں

حضرت مجدد وقت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب کرامات الصادقین میں صفحہ ۵ پر مولوی محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے نہ اور کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعوےٰ ہے"

حضرت محمد رسول اللہ صلعم معصوم اور آخری پیغمبر تھے

گواہی کیلئے حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کی درخواست

لاہور ۲۰ جنوری حضرت مولانا صدرالدین امیر جماعت احمدیہ لاہور نے آج یہاں فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں درخواست دی جس میں انہوں نے اجازت مانگی تھی کہ وہ گواہ کی حیثیت سے حاضر ہو کر بیان دینا چاہتے ہیں کہ

(ا) محمد رسول اللہ معصوم اور تمام پیغمبروں میں آخری پیغمبر تھے

(ب) حضرت مرزا غلام احمد نہ تو نبی تھے اور نہ معصوم۔

(ج) مذکورہ بالا حقائق حضرت مرزا غلام احمد کے حقیقی تعلیمات اور تحریروں پر مبنی ہیں۔

عدالت نے اس بنیاد پر درخواست مسترد کر دی کہ گواہی غیر متعلق ہے (ن پ)

انجمن کے اختیارات کے متعلق

حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ والسلام

مرزا غلام احمد

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء

از روزنامہ پیغام صلح لاہور —— مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۵۴ء

ایک غلط پراپیگنڈا

افسوس ہے کہ بعض غلط اور نا عاقبت اندیشانہ بیانات نے اس دبی ہوئی چنگاری کو پھر ہوا دینا شروع کیا ہے، جو گزشتہ سال ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی صورت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جلا کر خاکستر کر دینے کے درپے تھی یہ آگ کس طرح بھڑکی اور کس طرح فرو ہوئی یہ ماضی کے واقعات ہیں جن پر روشنی ڈالنا انکوائری کمیشن کا کام ہے جو سات آٹھ ماہ سے واقعات کی تحقیق و تفتیش میں مصروف ہے ہم یہاں صرف ان آنے والے خطرات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو بعض ایسے خیالات کی اشاعت سے پیدا ہو رہے ہیں جن کا حضرت مجدد زمان کے معتقدات سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کو آج چالیس سال اس حقیقت کو دوہراتے ہوئے گذر گئے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبی ہونے کا نہ تھا آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصلی اور حقیقی معنوں میں خاتم النبیین یقین کرتے تھے اور ان کے بعد مدعی نبوت کو کافر و کاذب سمجھتے تھے، آپ نے بار بار لکھا ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد جبرئیل کا وحی نبوت لے کر آنا بند ہو چکا ہے اور کہ آپ کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے آپ نے اس حقیقت پر بھی کھلے الفاظ میں روشنی ڈالی ہے کہ معصومیت کا دعویٰ صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے ہی مخصوص ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام المعصومین تھے خود اپنے متعلق بھی آپ نے لکھا ہے کہ مجھے بھی معصومیت کا دعویٰ نہیں۔

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے جو چالیس سال سے بار بار دوہرائی جا رہی ہیں ہمارے مسلمان بھائیوں کا اس غلط فہمی میں مبتلا ہونا کہ فی الواقع حضرت مرزا صاحب کو ہم نبی مانتے ہیں یا ان کا دعویٰ نبی اور معصوم ہونے کا تھا اور کہ حضرت خاتم النبیین صلعم کو ہم یا ہمارے امام پورے طور پر معصوم نہیں سمجھتے ایک ایسا افترا ہے جس کی تہ میں کوئی حقیقت نہیں ایسی باتیں خواہ کسی بھی شخص کے منہ سے نکلیں موافق ہو یا مخالف بہر حال غلط اور افتراء ہیں، جن کو پھیلانا اور دبی ہوئی چنگاریوں کو ہوا دینا ملک و ملت سے دشمنی مول لینا ہے۔

ہم اپنے احباب کی خدمت میں خاص طور پر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایسی بے بنیاد باتوں اور ناپاک خیالات کے ازالہ کے لئے ابھی سے کمربستہ ہو جائیں اور جہاں کوئی ایسی بات سنیں اس کی فوراً تردید کریں اور حضرت مسیح موعود کے صحیح معتقدات کو پھیلا کر آنے والے خطرات کا ابھی سے سدباب کرنے کی کوشش کریں پیغام صلح اس بارہ میں مسلسل مواد بہم پہنچاتا رہے گا اس کو دوسروں کے ہاتھوں میں پہنچا کر غلط فہمیوں کو رفع کرنا سلسلہ عالیہ اور امام وقت کی حقیقی خدمت ہے۔

قولِ حق

نوعمر و کمسن شاہ فیصل دوم والیٔ عراق کا بیان ایک مصری صحافی کے سامنے:-

"آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میرے پاس ان کے لئے دینے کو اور کچھ نہیں ہے، بجز میری وفاداری کے"

عبرت انگیز حادثہ

پاکستان میل کا حالیہ حادثہ جس کی تفصیل دوسری جگہ درج ہے اس قدر درد انگیز اور الم افزا ہے کہ اس کے تصور سے روح کانپ اٹھتی اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ ڈبوں کا نذر آتش ہو جانا اور عورتوں اور مردوں کی کثیر تعداد کا اتلاف ایک ایسا واقعہ ہے جس نے تمام پاکستان کو ماتم کدہ بنا دیا ہے اور ہر زبان پر تاسف اور افسوس کے الفاظ جاری ہیں۔ اور فی الواقعہ اس واقعہ ہائلہ پر جس قدر اظہار افسوس کیا جائے کم ہے۔

جو قیمتی جانیں اور ہمارے جو بھائی اور بہنیں اور عزیز بچے اور بزرگ اس حادثہ کی نذر ہوئے ان سب کے لئے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین اور اعزا و اقربا کو صبر کی توفیق بخشے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ واقعہ ہمارے لئے نہایت عبرت انگیز ہے کیونکہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اور خدا جانے کس وقت اور کیسی المناک صورت میں موت آ جائے۔ اس لئے ہم سب کو اپنی زندگیوں میں تبدیلی کرنی چاہیئے، ہمارے اخلاق بلند اور ہمارے روزمرہ کے لین دین میں راست روی اور دیانتداری کی صفات محمودہ کی جھلک ہونی چاہیئے اور ایک سچے مسلمان کی حیثیت میں زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

خودکشی کی وبا

کچھ عرصہ سے دوسرے مادہ پرست ملکوں کی طرح پاکستان میں بھی خودکشی کی ہوا چل گئی ہے بلکہ میں ہوا ایک وبا کی صورت میں پھیلتی جا رہی ہے، جاہل و عالم تمام لوگوں میں پھیلتی چلی جا رہی ہے جہاں کسی کو اپنی معیشت کے سلسلہ میں کوئی تکلیف پیش آئی یا کوئی صدمہ ہوا وہ بیماری جسم و روح کے لئے اذیت کا موجب ہوئی، خودکشی سے جان کا خاتمہ کر دیا۔ اس قسم کے حادثات گذشتہ چند سالوں سے پے در پے پیش آ رہے ہیں اور ابھی تازہ خبر ہے کہ وزارت اکاؤنٹنٹ جنرل کے ایک سپرنٹنڈنٹ محمد افضل بھٹی نے ایک ... کر کے اپنے آپ کو بندوق کی گولی کا نشانہ بنا لیا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ کیا مسلمان خودکشی کر لینے سے اذیت ختم ہو جاتی ہے اگر جسم و جان کا رشتہ صرف اسی عالم تک ہے اور اس کے بعد کوئی دوسری دنیا نہیں جس میں ہمارے اعمال کی باز پرس ہوگی تو پھر اذیت کا خاتمہ ایک یقینی بات ہے، لیکن اگر موت کے بعد ہمیں ایک دوسرے عالم میں جانا ہے جہاں ہمارے عملوں کی باز پرس یقینی ہوگی تو دل کہہ سکتا ہے کہ خودکشی میں جس اذیت کو دفع کرنے کا سامان کیا گیا وہ اگلے عالم میں ختم ہو جانے کی اور کسی اور خطرناک صورت میں پیدا ہوگی۔ اسی لئے اسلام نے خودکشی سے منع کیا ہے اور ہر حال میں رحمت الٰہی کی امید دلائی ہے اور اس سے مایوسی کو ضلالت اور کفر قرار دیا ہے ومن یقنط من رحمة الله الا الضالون یہی وجہ ہے کہ قرون سابقہ میں مسلمانوں میں خودکشی کی وبا کبھی نہیں پھیلی، ایک مسلمان جو خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتا اور اس کی رحمت کا امیدوار ہے اور یوم آخرت کو مانتا ہے، کبھی خودکشی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس ایمان کو جو دلوں سے اٹھ چکا ہے —— اور یہی ایمان کا اٹھ جانا خودکشی کی وبا کا ذمہ دار ہے —— پھر پیدا کیا جائے، یہ ایک ایسی اہم ضرورت ہے جس کی طرف حامیان اسلام کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے اور ہر چھوٹے اور بڑے کے دل میں اس بات کو راسخ کرنا چاہیئے کہ خودکشی سے نجات نہیں مل جاتی بلکہ اس دنیا کی اذیت کو ہم دوسری دنیا میں لے جاتے اور خدا اور اس کی رحمت سے مایوسی کا اظہار کرتے ہیں اسی لئے اسلام میں خودکشی حرام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا جنازہ پڑھنے سے بھی روکا ہے جو خدا کے آگے دعا کرنے اس سے گناہوں کی معافی مانگنے کے بجائے اس کی رحمت سے مایوس ہو کر خودکشی کر لیتا ہے۔

"صدق و اخلاص سے میرا سرمایۂ حیات جو کچھ ہے وہ قرآن نامی کتاب الٰہی ہے جو ہر وقت میرے ساتھ رہتی ہے اور پھر رسول اعظم کی سیرت ہے"

عمل کا سوال بعد کا ہی سہی مگر یہ کیا کم قابل قدر ہے کہ ایک مسلمان فرمانروا یہ کہہ کر اپنے کو مسلمان اور کتاب و سنت کا پیرو ظاہر کر رہا ہے! اور بادشاہ بھی ایسا جس کی تعلیم و تربیت اپنے ملک سے ہزاروں میل برطانیہ کی سرزمین پر ہوئی! —— وقت تو یہ ہے کہ سارا فخر اپنی سیکولرزم اور مذہب سے بیگانگی پر ہونا تھا! (صدق)

ختم نبوت

روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے ۱۶ر جنوری کی اشاعت میں عنوان بالا کے ماتحت ایک اداریہ لکھا ہے جس کو روزنامہ "ملت" نے اردو میں ترجمہ کر کے اپنے ۲۲ر جنوری ۱۹۵۴ء کے اداریہ میں شائع کیا ہے، ہم "ملت" کے اسی پرچہ سے وہ مضمون ذیل میں شکریہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں :-

ایک ایسی مملکت میں جو کسی خاص نظریئے کے تحت معرض وجود میں آئی ہو مذہبی اعتقاد خود بخود سیاسی مفہوم پیدا کر لیتا ہے۔ اور عوام اسے دلچسپی کا موضوع بنا لیتے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر پاکستان میں بھی ختم نبوت کے مسئلہ نے اہمیت اختیار کر لی ہے تو وہ بے سبب نہیں ہے!

اسلام کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُن ہادیان برحق کے مقدس سلسلہ کی آخری کڑی تھے جو انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے۔ اس لئے جو شخص اس اصول کو بلا استثنا اور غیر مشروط طور پر تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ بظاہر اس بات کا تعلق صرف ایک عقیدہ سے معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت ختم نبوت کا مسئلہ مسلمانوں اور نامسلمانوں دونوں کے لئے ایک مکمل اور گہری معاشری صداقت کی حیثیت رکھتا ہے جس کی وضاحت ضروری ہے

اسلام جن بنیادی حقائق پر قائم ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کی روحانی اور اخلاقی نشو و نما کے لئے روحانی روشنی اسی طرح ناگزیر ہے جس طرح سورج کی روشنی جس کے بغیر انسانی، حیوانی یا نباتاتی زندگی کا تصور بھی محال ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں الہام اور وحی کو اس بارش سے تشبیہ دی گئی ہے جو مردہ زمین کو حیات تازہ ارزانی کرتی ہے اور جس کے آسمان سے اترتے ہی سطح ارض پر پھل پھول اور سبزہ لہلہانے لگ جاتا ہے۔ اسلام کے نزدیک یہ روحانی روشنی ہر زمانے میں ان برگزیدہ پیغمبروں کے ذریعے سے اقوام عالم کو ودیعت کی گئی ہے جو انبیاء کہلاتے ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان انبیاء کو ذریعہ ہدایت کا سرچشمہ قرار دے کر ان پر ایمان لائے ورنہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے!

وحی کی یہی ہمہ گیر خاصیت ہے جس پر "ختم نبوت" کے تصور میں زور دیا گیا ہے دوسرے الفاظ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جس فریضہ کی جانب اس نظریہ میں توجہ دلائی گئی ہے وہ کوئی یک و تنہا مثال نہیں بلکہ ایک دائمی مظاہرہ ہے جس کا سلسلہ ازل سے جاری ہے۔ لہٰذا حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر ایمان لا کر مسلمان دراصل اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ یہی وہ ازلی اور آفاقی صداقت ہے جو انسانیت کو اس رشتہ اخوت میں جکڑ سکتی ہے جس کے خواب تمام نیک دل لوگ دیکھتے رہتے ہیں۔ اقوام متحدہ نے بھی انسان کے بنیادی حقوق کا منشور تیار کر کے اس سلسلے میں ایک قابل قدر کوشش کی ہے لیکن وہ اس وقت تک قوت محرکہ نہیں بن سکتی جب تک اس میں وہ روح پیدا نہ ہو جو اسلام کے نظریہ ختم نبوت میں پائی جاتی ہے یعنی انسانیت کو خدائے واحد کے زیر سایہ ایک خاندان کی حیثیت حاصل ہے جس کے تمام ارکان کو اس جسمانی اور روحانی رحمتوں سے فیضیاب ہونے کا مساویانہ حق ہے!

غرض "ختم نبوت" کوئی عقیدہ نہیں ہے بلکہ ایک اہم معاشری اصول ہے۔ اور یہی اصول دنیا کے اخلاقی نظام کی وہ مستقل اساس بن سکتا ہے جس کی تلاش میں آج کی انسانیت سرگرداں ہے وہ انسانیت کو "دنیائے واحد" کی نعمت ہی سے سرفراز نہیں کرتا۔ بلکہ اس میں وہ روح بھی پھونک دیتا ہے جو اسے قوت محرکہ مہیا کرتی ہے اور جس کو "سند الہٰی" حاصل ہے۔ اس نظریہ کے مطابق تمام انسان برابر ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ مصلح اور مدبر اُن کو یہ حیثیت دینا چاہتے ہیں، بلکہ اس لئے کہ وہ پیدائشی طور پر برابر ہیں۔

اس مرحلہ پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد نور ہدایت کا سلسلہ رک کیوں گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید جس نے اس نور کو مکمل کیا ابھی تک موجود ہے۔ اور اس کی روشنی اب بھی گمراہی اور ضلالت میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو رہنمائی کا پیغام دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ انسانی معاشرے کا ارتقا ایک ایسے مرحلہ پہنچ چکا ہے جہاں وہ ختم نبوت کے مرکزی نکتہ — "دنیائے واحد" کے تصور — کو جامۂ عمل پہنا سکتا ہے۔

یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ نہ تو اسلام "نیا مذہب" ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے نہ قرآن کریم کوئی نیا پیغام لایا ہے۔ وہ انہی رشد و ہدایت کا خلاصہ ہیں۔ جو صدیوں سے انسانیت کو مل رہی ہے بہ الفاظ دیگر وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہیں جس کے ذریعہ سے اقوام وملل عالم کو یکجا کیا جا سکتا ہے اس لحاظ سے "ختم نبوت" ہی دراصل اسلام کا پورا پیغام مضمر ہے جس کے ذریعے سے انسانیت کو ایک ہی برادری میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نظریہ پر بلا استثنا اور چون و چرا ایمان لانا مسلمان کے بنیادی فرائض میں داخل ہے۔

اخوتِ احمدیہ کی دو ذمہ داریاں!

(بقیہ از صفحہ نمبر ۲)

حضرت اقدس کی دعاؤں کا پیالہ ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ باوجود صدمات کے وہ چنگاری جو عہد دوقت [illegible] دلوں میں روشن کی تھی ابھی تک موجود ہے۔ گو بعض افراد کے اعمال اور غلط روش نے اسکو مدہم کر دیا ہے مگر وہ بجھی نہیں اور صرف ایک نفخ اور راست اقدام کی محتاج ہے کہ پھر شعلہ زن ہو جائے۔

ایسا کیوں ہوا اس کی ہمیں غیر سے شکایت نہیں ہے کہ دامن ہر چہ کردار اشنا کرد

ہمیں اس امر کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ دنیا میں اس وقت یہ مٹھی بھر جماعت ہی ان اصول پر قائم ہے جو دنیا کو تباہی اور ہلاکت سے بچا سکتے ہیں، مشیت ایزدی سے کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ اس وقت کام کا وقت ہے اگر خدانخواستہ ہم نے اس وقت اپنا فرض ادا نہ کیا تو خطرہ ہے کہ ہماری ہستی ہی نابود نہ ہو جائے خدا تعالیٰ اپنی امانت نا اہلوں کے سپرد نہیں کرتا۔ دعا ہے کہ ہماری حالت نیرو کی طرح نہ ہو کہ روم جل رہا ہو اور ہم بیٹھے بانسری بجا رہے ہوں۔

قوم زندہ ہے

میں پھر کہتا ہوں کہ بفضلہ قوم زندہ ہے

صرف نفسانیت نا اہلیت اور بد تدبیری نے یہ حالت پیدا کر دی۔ کیا یہ درست نہیں کہ جوش نفس ذاتی مفاد اور ہوس اقتدار ہم سے آج وہ افعال سرزد ہو رہے ہیں جن کو ہم کل تک اخلاقاً اور مذہباً ناجائز سمجھتے تھے اگر نفس درمیان میں نہ ہوتا اور خدا کی رضا اور سلسلہ کی خدمت مدنظر ہوتی تو راستی کو ہاتھ سے نہ دیا جاتا۔ عہدوں سے چمٹنے کی خواہش نہ ہوتی اور خدائی بھائی کا دشمن نہ ہوتا۔ مقام افسوس ہے کہ جن گندوں سے نکال کر امام وقت نے ہمیں سلک اخوت میں پرویا ہم بدترین شکل میں ان میں پھر مبتلا ہوتے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ انشاء اللہ یہ جمود دور ہو جائے گا اور یہ نظاہر سوکھا ہوا باغ پھر لہلہائے گا ومن یقنط من رحمۃ اللہ الا الضالون

ضرورت ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں [illegible] کا نعرہ نہ لگائیں اور ایک ادنےٰ خادم کی طرح اس سلسلہ کی خدمت کریں۔ اس کے مالک نہ بنیں۔ اس کا مالک خدا ہے

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بحمد اللہ بخیریت ہیں

— ہمارے منشی صاحب صدر مولانا محمد یعقوب خان صاحب اپنی دیگر مصروفیات کے باوجود انجمن کے کاموں کو پورے انہماک سے سرانجام دے رہے ہیں، ایسے ہی محترم خانصاحب عبدالعزیز خان آنریری جنرل سیکرٹری اور دیگر ممبران مجلس منتظمہ بالخصوص محترم خواجہ نذیر احمد صاحب محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب وغیرہم رات دن انجمن کی خدمات اور پیش آمدہ مشکلات کو حل کرنے میں مصروف ہیں۔

— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کچھ دنوں سے سائیٹیکا کے شدید دورہ کی وجہ سے صاحب فراش ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ انکی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

— "پیغام صلح" کچھ روز کے مجبوری التوا کے بعد ۲۰ر جنوری سے پھر شائع ہونا شروع ہو گیا ہے اور احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہماری مجلس منتظمہ نے اسکو ہفتہ وار سے سہ روزہ کر دیا ہے یعنے آئندہ بدھ اور جمعہ کو (ہفتہ میں دوبار) "پیغام صلح" شائع ہوا کرے گا اسی سلسلہ میں آج کا پرچہ سہ روزہ شائع ہو رہا ہے۔

— گذشتہ پرچہ کی اشاعت پر بہار سے بعض احباب نے جس خوشی و مسرت کا اظہار کیا اس کا ایک نمونہ ذیل کے خط سے پایا جاتا ہے جو وزیرآباد سے ہمارے محترم دوست شیخ عبدالحمید صاحب نے لکھا ہے :-

بخدمت مولانا مرتضیٰ خان صاحب و دوست محمد صاحب۔

السلام علیکم۔ آج مورخہ ۲۰ر جنوری کا پرچہ ملاحظہ کر کے نہایت ہی خوشی ہوئی۔ "پیغام صلح" [illegible]

جماعت بندی کے فوائد و برکات اور اتحاد و اتفاق کی ضرورت

"یہ امام وقت کی پیدا کردہ جماعت ہے اللہ تعالیٰ اسے برباد نہیں ہونے دے گا"

خطبہ جمعہ فرمودہ امیر قوم حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ یکم جنوری ۱۹۵۴ء بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ - یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ لکم اٰیاتہ لعلکم تھتدون . . . . الخ

جماعت کی ضرورت و اہمیت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے حکم کے تحت ایک جماعت بنائی - یہ اس لئے کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ اپنی برکات نازل فرماتا ہے - اور اس لئے کہ جماعت ایک قوت ہے - دنیا میں بغیر جماعت کے نہ تو نیکی پھیلائی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کے بغیر بدی کو مٹایا جاسکتا ہے -

جماعت کی بنیاد تقوےٰ پر

لیکن اس اہمیت کے پیش نظر حضرت نبی کریم صلعم کوئی اکالی دل نہیں بنانا چاہتے تھے - کیونکہ جماعت بھی قوت ہوتی ہے - اگر اس قوت کی بنیاد تقوےٰ پر نہ ہو تو یہ جماعت لوگوں پر ظلم کر سکتی ہے - اس لئے حضور صلعم نے اپنی جماعت کی بنیاد تقوےٰ پر رکھی تا اس کا وجود نسل انسانی کے لئے بابرکت ہو فرمایا اتقوا اللہ مومنین کی جماعت خدا کا خوف اپنے دلوں میں بٹھاؤ - حق تقاتہ خدا تعالےٰ کی عظمت اس کی جبروت اس کی قدرت اور اس کے علم کی وسعت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا خوف اپنے دلوں میں بٹھاؤ - یہ خوف اس کی شان کے شایاں ہو - ولا تموتن الا وانتم مسلمون موت کے وقت کا تو کوئی علم نہیں کہ کب آجائے - اس لئے اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو خدا کی رضا کے مطابق بسر کرو تا جب بھی موت آئے تمہیں خدا کا فرمانبردار ہی پائے -

خدا کی رسی

واعتصموا بحبل اللہ خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو جمیعاً سب کے سب مل کر بحیثیت جماعت اس رسی کو مضبوطی سے پکڑو - اس آیت کے متعلق صحابہ کرام نے حضور صلعم سے پوچھا یہ رسی کونسی ہے - تو آپ صلعم نے فرمایا ھو حبل اللہ الممدود من السماء الی الارض - یہ قرآن کریم خدا کی رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی گئی ہے - تا لوگ اسے پکڑ کر خدا تعالےٰ تک پہنچ سکیں - قرآن کریم کے احکامات پر مضبوطی اور شدت سے قائم ہو جانا خدا کی رسی کو مضبوط پکڑنا ہے -

قرآن پر بحیثیت جماعت قائم ہو جاؤ

جو شخص خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے اور یہ یقین کرتے ہوئے کہ وہی زمین و آسمان کا بادشاہ ہے قرآن کریم کے احکامات پر پورے اخلاص کے ساتھ عمل درآمد کرے گا - وہ یقیناً باخدا ہو جائے گا - اور اسے قرب الٰہی نصیب ہو گا - اور اگر جماعت بحیثیت جماعت اس پر قائم ہو گی تو وہ دنیا میں ایک زبردست قوت کی مالک ہو گی - جمیعاً کے لفظ میں بتلایا ہے کہ دنیا بھر کے تمام مسلمان اس رسی کو مضبوطی سے پکڑیں - پیغمبروں کو بھی حکم دیا خذ الکتاب بقوۃ کتاب کو قوت اور مضبوطی سے پکڑو - یعنی اس کے احکامات پر پوری طرح عملدرآمد کرو -

تفرقہ کی خرابیاں

پھر فرمایا ولا تفرقوا جماعت بندی کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے فرمایا تفرقہ نہیں کرنا - تفرقہ کرنا قوم کی بربادی کا باعث ہے - جہاں پوری یگانگت اور اتحاد و اتفاق کی تلقین فرمائی وہاں اس کی ضد کو بھی بیان کر دیا کہ تفرقہ سے اجتناب کرنا چاہیئے - حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا تفرقت بنو اسرائیل علی احدی وسبعین فرقۃ فھلکت وستفترق امتی علی اثنی وسبعین فرقۃ فتھلک بنی اسرائیل اکہتر (۷۱) فرقوں میں منقسم ہو گئے فھلکت تو تباہ ہو گئے - یہودیوں نے کوئی مذہب ترک نہیں کیا تھا - کتاب کو نہیں چھوڑا تھا - بلکہ صرف تفرقہ کی وجہ سے تباہ ہو گئے - آگے فرمایا وستفترق امتی علی اثنی وسبعین فرقۃ میری امت بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ جائے گی فتھلک ہلاک ہو جائے گی - آپ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ مسلمانوں کی تباہی اس وجہ سے ہو گی کہ وہ قرآن کا انکار کر دیں گے یا دین کو ترک کر دیں گے بلکہ فرمایا کہ وہ تفرقہ کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جائیں گے - صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس تباہی سے بچنے کا بھی کوئی طریق ہے تو آپ نے فرمایا الجماعت الجماعت یعنی فرقہ بازی کو چھوڑ کر ایک جماعت کی صورت اختیار کرو - اسی میں کامیابی ہے اور اسی کے ذریعہ تباہی سے اپنے آپ کو بچایا جاسکتا ہے -

امام زمان کی جماعت

اس زمانہ کے امام نے حضرت نبی کریم صلعم کی اس سنت کو زندہ کیا اور ایک جماعت بنائی - جماعت کے بغیر کوئی پیغمبر یا کوئی مجدد اپنے نصب العین میں کامیاب نہیں ہو سکتا - کوئی لیڈر جماعت میں تفرقہ ڈال کر کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا - امام زمان نے اپنی جماعت کے اندر تقوےٰ پیدا کرنے کی بڑی کوشش فرمائی اور اپنی بعثت کی اصل غرض اسی کو قرار دیا - آپ نے اسلام کی حمایت میں بے شمار کتابیں لکھیں - مخالفین اسلام کے مقابلہ میں نہایت قیمتی لٹریچر پیدا کیا - اس لٹریچر کے شائع ہونے سے سخت ترین مخالفین نے اپنی شکست کا محسوس کر لیا - مخالفت سے مخالف انسان بھی جب حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑھتا ہے تو پکار اٹھتا ہے کہ ان میں نور ہے - اس قدر مدلل اور مؤثر لٹریچر پیدا کرنا بہت بڑی خدمت ہے -

امام زمان کی حقیقی تڑپ

لیکن حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ اگر میری جماعت میں تقوےٰ پیدا نہیں ہوا اور وہ بااخلاق اور باخدا قوم نہیں بنی تو میرے آنے کی غرض لٹریچر کے پیدا کرنے سے پوری نہیں ہو سکتی - جماعت کو مجموعی طور پر اس مقام پر دیکھنے کی تڑپ امام زمان کو لاحق تھی اس کی طرف غور کریں - امام زمان کو ماننے کر بڑے بڑے نقصانات ہم نے برداشت کئے - لیکن ان مصیبتوں اور مشکلات کے برداشت کرنے کے باوجود اگر ہم میں عمدہ اخلاق پیدا نہیں ہوئے اور ہماری جماعت مجموعی طور پر تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچی تو گویا ہم نے امام زمان کو بدنام کر دیا اور خود اسلام کو بدنام کر دیا -

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد

خوب غور کریں کہ اللہ تعالےٰ ہم سے کیا چاہتا ہے مجدد زمان ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے ہم میں سے ہر ایک نے امام زمان سے ایک عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا - اگر اس عہد کے بعد بھی ہم میں اقتدار حاصل کرنے کی مخفی خواہش یا دنیا طلبی کی ہوس موجود ہے تو ہم برباد ہو گئے -

ہمارے اختلافات

یہ بات درست ہے کہ ہم میں اختلاف ہوا - قوموں میں کبھی کبھی اختلاف ہو جاتا ہے - یہ ناگزیر امر ہے - گھروں میں بھی یا محلوں میں بھی کبھی کبھی کچھ اختلافات رونما ہو جاتے ہیں - صحابہؓ میں اختلافات ظاہر ہوئے - قوم میں اختلافات پیدا ہو جانے کے بعد وہ شخص مبارک ہے جو کوشش

کرے کہ اس کے وجود سے اختلافات بڑھنے نہ پائیں۔ اس کی وجہ سے کہیں انتشار کی خلیج زیادہ وسیع نہ ہو جائے۔ اس کے ارادوں میں اختلافات کو ہوا دینا نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کشوف میں اُمت کے اختلافات کو دیکھا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی بچنے کی تلقین بھی فرمائی ہے۔ امام زمان نے بھی دیکھا کہ وسوسہ پڑ گیا ہے۔ نطیف مٹی کے ہیں وسوسہ نہیں رہے گا مٹی رہے گی۔ آؤ ہم سب مل کر اس خوشخبری کو کہ وسوسہ نہیں رہیگا پورا کریں ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ امام وقت کی پیدا کردہ جماعت ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے برباد نہیں ہونے دے گا۔

اخوتِ اسلامی ایک معجزہ ہے

جماعت بندی کی برکات کو لوگوں پر زیادہ وضاحت سے بیان کرنے کے لئے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اہل عرب کو جب کہ ان میں باہم شدت کی دشمنی تھی ایک کر دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ انہیں باہم بھائی بھائی بنا دیا۔ ان میں دشمنی کی انتہا تھی ایک سردار دوسرے سردار کے خلاف تھا۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے برسرپیکار رہتا۔ اور اگر ان میں جنگ کی آگ سُلگتی بھی رہتی اور ایک دوسرے کو نیست و نابود کرنے کے جذبات ان کے سینوں میں موجزن رہتے تھے۔ الف بین قلوبکم ان خطرناک حالات میں اللہ تعالےٰ نے تمہارے دلوں کے اندر اُلفت اور محبت پیدا کر دی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قوم کو ایک جان کر دیا اور انہیں با اخلاق اور با خدا انسان بنا دیا، یہ کارنامہ ایک نہایت اہم اور مفید معجزہ تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دکھایا۔ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ قوم میں ایسا صالح انقلاب پیدا کر دینا بہت کم پیغمبروں کو نصیب ہوا۔

گاندھی جی اور اچھوت ادھار

متحدہ ہندوستان میں ایک رشی پیدا ہوئے ان کا نام تھا مہاتما گاندھی۔ ہندوستان والوں نے اسے اوتار کہا۔ یورپ میں اسے مسیح سمجھا گیا۔ وہ اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود پونے چھ کروڑ اچھوتوں کو انسانیت کا درجہ نہ دلا سکے۔ انہوں نے جب بھی ایسا ارادہ کیا قوم ان کے خلاف کھڑی ہو گئی۔ ایک بار مالویہ جی نے مہاتما گاندھی کو کہا۔ اچھوتوں کو ہندوؤں کے برابر مرتبہ دینا ہماری سخت بے عزتی ہے اور ہندو مذہب کو اپنے ہاتھوں تباہ کرنا ہے۔ ہاں ہم اتنا کر سکتے ہیں کہ اچھوت لوگ مندر کے باہر کھڑے ہو کر مورتی کو جھانکی لگا لیا کریں۔

آنحضرت صلعم کا غرباء کے ساتھ سلوک

ایک مصلح کے لئے قومی روایات کے خلاف قدم اُٹھانا بہت بڑی مشکلات پیدا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی قوم کے سرداروں کو یہی شکایت تھی کہ ہم حضرت صلعم کی مجلس میں کیسے بیٹھ سکتے ہیں۔ جب کہ حقیر اور چھوٹے لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوں۔ یہ شخص غریب غریب لوگوں کو اپنے پاس بٹھاتا ہے۔ ان کی موجودگی میں ہم کیسے ان کی مجلس میں جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ یہ غریب لوگ جن کی وجہ سے قوم کے سردار آپ کے پاس نہیں آنا چاہتے انہیں اپنی مجلس سے نہیں نکالنا غرباء نے اس آیت کے نزول پر فخر کیا اور کہا فینا نزلت یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آپ صلعم غرباء کے ساتھ مل کر بیٹھتے تھے۔ آپ صلعم کا گھٹنا دوستوں کے گھٹنوں سے چھوتا تھا۔ آنحضرت صلعم نے اپنے عمل سے قوم کے اندر ایک زبردست وسعت محبت اور اتحاد پیدا کر دیا۔

اتحادِ اسلام اور یورپ

اتحاد کے اندر ہی قوت کا راز مضمر ہے۔ دشمن ہمیشہ اس سے خائف رہا۔ یورپ نے آج انتہائی کوشش کی کہ اس قوت و طاقت کو پاش پاش کر دیا جائے۔ یورپ حیران ہے کہ ایک بادیہ نشین نے پین اسلامزم کا تصور پیدا کر دیا ہے جو بھی اسلام کے اندر داخل ہوا عجمی ہو یا عربی، گورا ہو یا سیاہ فام ان کو بھائی بھائی بنا دیتا ہو۔ آج ہم نے اس قوت و طاقت کے اصول کو بالکل برباد کر دیا ہے۔

اخوت سے مُراد

خدا تعالےٰ فرماتا ہے بنعمتہ جماعت بندی ایک نعمت ہے۔ اخوانا قوم میں صرف اجتماع ہی نہیں بلکہ اخوت پیدا کر دی۔ الزجاج ایک بہت بڑے مفسر ہیں انہوں نے الاخ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ الاخ فی اللغۃ من التوخی وھو الطلب یعنی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کا مقصد زندگی ایک ہو۔ تو مسلمانوں کو باہم بھائی بھائی بنانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان سب کا نصب العین ایک ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں الصدیق کے معنی ہیں دوست یعنی خلیل یعنی صدیق وہ ہے جو اپنے دوست کے فی الواقع کو مدِ نظر رکھ کر تمام چیزوں میں اپنے عمل سے اس کی تصدیق کرتا ہے۔

حضرت موسےٰ اور ہارونؑ

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ میاں مجھے فرعون کی اصلاح کے لئے منتخب کیا گیا ہے رب اشرح لی صدری میرا سینہ کھول دیجئے۔ اور اس میں ایک بصیرت پیدا کر دیجئے۔ ویسر لی امری اور میرے کام میں آسانی پیدا کر دیجئے واحلل عقدۃ من لسانی میری کلام میں فصاحت پیدا کر دیجئے۔ واجعل لی وزیراً من اھلی میرے اہل میں سے میرا ایک بوجھ اُٹھانے والا مقرر کر دیجئے ھرون اخی وہ میرا بھائی ہارون ہے۔ بھائی بڑی زبردست طاقت ہے اشدد بہ ازری اس سے میری طاقت بڑھا دیجئے۔ اللہ تعالےٰ نے جواباً فرمایا سنشد عضدک باخیک تیرے بھائی کو تیرا وزیر مقرر کر کے ہم تیری طاقت کو بڑھا دیں گے۔

بھائی کی امداد اس لئے تھی کہ وہ تصدیق کرے گا، کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت موسےٰ کوئی وعظ یا تقریر کریں تو حضرت ہارون مجمع میں اُٹھ کر کہہ دیا کریں کہ میں ان کی تصدیق کرتا ہوں؟ نہیں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ وہ میرے کام میں میرے خیالات میں اپنے عمل اور سعی سے میری تصدیق کرنے والا ہو۔ اس سے قوت بڑھتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی حضرت عمرؓ کیلئے دُعا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خدا کے حضور التجا کی اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس اے میرے خدا میں کمزور ہوں میرے پاس کوئی قوت نہیں، میں کوئی صاحب تدبیر نہیں، لوگوں میں کمزور اور ذلیل سمجھا جاتا ہوں میری مدد فرما اور ابوجہل کو یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کو میرے ساتھ کر دے۔ آخر حضرت عمر بن خطاب ایک روز مسلمان ہو گئے۔ اس دن بڑی خوشی منائی گئی۔ حضرت نبی کریم صلعم تو ایمان اور یقین کا سرچشمہ تھے۔ لیکن کمزوری کے باعث علانیہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے کے بعد علانیہ طور پر نماز پڑھی گئی۔ اس روز مسلمانوں میں ایک قوت پیدا ہو گئی مسلمانوں نے اس کا اعتراف کیا ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر بن الخطاب کہ جس دن عمرؓ مسلمان ہوئے ہم اس دن سے برابر معزز چلے آئے۔ آسمان والوں نے بھی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے پر خوشیاں منائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ رسول کی بات کو مانو و تعزروہ اس کی قوت کو بڑھاؤ وتوقروہ اس کی توقیر کرو۔ پھر اس کے بعد فرمایا وتسبحوہ خدا کی تسبیح کرو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو بھی قابل آدمیوں اور ایک زبردست جماعت کی ضرورت تھی۔

دوستوں اور ساتھیوں کی قدر و منزلت

آنحضرت صلعم اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی بڑی عزت کرتے تھے ان کی مالی و جانی قربانیوں کی قدر کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے تو مالی قربانیوں میں انتہا کر دی ان کے متعلق فرمایا ان امن الناس علی بصحبتہ ومالہ ابوبکر کہ ابوبکرؓ نے سب مردوں میں سے بڑھ کر مجھ پر احسان کیا ہے کہ میرا ساتھ دیا اور اپنے اموال کو میرے پر خرچ کیا۔ کیا کوئی ایسا لیڈر ہوا ہے جو اپنے ساتھیوں کے احسان کا ذکر کرتا ہو؟ انہی باتوں نے صحابہ کو آپ کا عاشق بنا دیا۔ حضرت خدیجہؓ کے احسان کو بھی آپ کبھی نہیں بھولے۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی ان کے احسانات کو یاد رکھا، فرمایا کرتے تھے کہ خدیجہؓ نے مجھے اس وقت مانا۔ اور اپنا مال میرے پر اس وقت خرچ کیا جب کہ تمام قوم میری مخالف تھی اور میری تکذیب پر تلی ہوئی تھی۔

آنحضرت صلعم دوستوں کو کس طرح خطاب کرتے تھے

قرآن کریم نے اگر فرمایا انما المؤمنون اخوۃ تو حضرت نبی کریم صلعم نے بھی اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ اخی کہکر ہی پکارا۔ اور اگر یوں فرمایا ما ضل صاحبکم کہ تمہارا ساتھی گمراہ نہیں ہے۔ تو آپ نے بھی اپنے دوست کے لئے صاحب اور کا مرتبہ کا ہی لفظ استعمال کیا۔ اپنے ساتھی کو صاحب کہکر پکارتا اس قدر عام تھا کہ زید رضؓ جو ایک غلام تھے ان کو لوگ

صاحب رسول اللہ کہکر ہی پکارتے تھے۔ غار حرا میں جب حضرت ابوبکرؓ ساتھ تھے اور معاملہ نازک صورت اختیار کر گیا اور حضرت ابوبکرؓ اپنے محبوب کی خاطر بے تاب ہو گئے تو سیدنا حضرت نبی کریم صلعم نے ابوبکرؓ کو تسلی دینے کے لئے جو کلام فرمایا اس کا نقشہ قرآن کریم یوں کھینچتا ہے اذیقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا جبکہ تو اپنے ساتھی کو یوں کہہ رہا تھا گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو حضور صلعم نے اعلیٰ اور ادنیٰ کی اتباع میں اپنے ماننے والے کو ہمیشہ اخی یا صاحب کہکر ہی پکارا۔ اس میں نہ صرف یگانگت و محبت کا اظہار ہے بلکہ عزت افزائی بھی ہے ایک بار عمرؓ حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ عمرہ کے لئے مکہ جا رہا ہوں۔ اجازت عطا فرمائیں۔ تو حضور صلعم نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا یا اخانا لاتنسانا فی دعآئك اے ہمارے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے گا۔ کوئی پیر ہے جو اپنے پیروؤں کو دعا کے لئے کہتا ہو۔ وہ تو یہ رعب ڈالنا چاہتا ہے کہ بس ہم جو چاہیں خدا سے کروا سکتے ہیں۔ اس کلام کو سن کر عمرؓ کو وجد آگیا۔ کہتے ہیں فقال کلمۃ مایسرنی ان لی بھا الدنیا خدا کی قسم آپ نے وہ بات کہدی کہ اگر یہ کلام ایک طرف ہو اور دوسری طرف دنیا بھر کی تمام نعمتیں ہوں تو مجھے وہ لذت نہیں دے سکتیں جو اس کلام سے مجھے نصیب ہوئی۔

جماعت کے اتحاد کا کرشمہ

پس تم بھی وہ چیز جو حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ میں نظر آتی ہے اور جو حضرت مجدد زمان اس کو اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے اسی چیز کو اپنے اندر پیدا کرو۔ وہ عمل کی قوت تقویٰ اور یگانگت ہے۔ اسی میں قوت اور عزت کا راز پنہاں ہے۔ یگانگت کے اتحاد کا کرشمہ ہم نے اپنی گذشتہ تاریخ میں دیکھا ہے۔ دنیا حیران ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت نے کتنا عظیم الشان کام کر دکھایا ہے۔ قرآن کریم کے ترجمے مختلف یورپین زبانوں میں شائع کئے گئے۔ مختلف ملکوں میں مشن کھولے گئے۔ جہاں اسلام کی تعلیمات کا نور یورپ میں پھیل رہا ہے۔ یہ کام یکجہتی اور اتحاد کی برکت سے ہوا۔

قرآن کریم پر سختی سے عمل کی ضرورت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وجاھدھم بہ جھادا کبیرا۔ نبی صلعم آپ شدت کے ساتھ کوشش کریں کہ لوگ قرآن کریم پر عمل کریں۔ اور یہ کہ اس کی تعلیم ان کے سینوں میں اتر جائے۔ اور اس کا اثر ان کے اعمال میں ظاہر ہو۔ ہماری جماعت نے قرآن کریم کو شائع کر کے بہت بڑا کام کیا۔ لیکن ہمارا کام یہیں تک ختم نہیں ہو جاتا ہمیں یہ بھی کوشش کرنا ہے کہ اس کی تعلیم خود ہمارے اعمال میں نظر آئے۔ اور امام زمان کے آنے کی بھی یہی غرض تھی۔ اور اس کام کے لئے جھادِ کبیر کی ضرورت ہے۔ جہاد کبیر مشقت چاہتا ہے اور وہ مشقت و محنت اور کوشش کا طالب ہے۔ رسول کریم صلعم نے تعلیمات قرآنی کو اپنی قوم کے سینوں میں بٹھایا اور وہ ان کے اعمال میں ظاہر ہوا۔ آپ بھی قرآن کو سیکھیں اور اسکو اپنے عمل میں لے آئیں

امام زمان کی کتب شائع کرو

قرآن کریم میں آتا ہے اتامرون الناس بالبر لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو وتنسون انفسکم اور اپنی جماعت کو بھولے ہوئے ہو۔ امام زمان نے اسی کے قریب کتابیں لکھیں۔ غیر بھی یقین کرتا ہے کہ اس کا لکھنے والا باخدا انسان ہے۔ اس میں نور ہے ان کتابوں کو جماعت میں شائع کرنے کی ہمیں توفیق نہیں ملی۔ اس غفلت کو دور کرو۔ کذالک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون اسی طرح اللہ تعالےٰ اپنے احکام میں بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

قومی زندگی کیلئے علما کی ضرورت

یہ جو آنحضرت صلعم نے وعظ کیا ہے۔ قوم کو زندہ رکھنے کے لئے ان میں علماء پیدا کرو اور جس طرح باغ بغیر پانی کے سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح مسلمان قرآن و حدیث کے جاننے والوں کے بغیر مر جاتے ہیں۔ یہ طریق اختیار کرو گے تو جماعت زندہ رہ جائے گی۔ باخدا علماء پیدا کرنے کا اگر کوئی انتظام کرو گے تو زندہ رہ جاؤ گے۔

امام زمان کی پیدا کردہ خصوصیت کو زندہ کرو

ہمارے پاس ایک امام آیا۔ اس نے بڑی اعلےٰ درجہ کی جماعت پیدا کی۔ ان میں قرآن کا عشق پیدا کیا ان میں اتحاد و یگانگت پیدا کیا۔ باہم ہمدردی پیدا کی۔ اشاعت اسلام کے لئے جذبہ پیدا کیا اور

آنریری جنرل سیکرٹری صاحب کا مکتوب

اخویم مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بڑے ہی درد بھرے دل سے کامل اعتماد کے ساتھ آپ کی خدمت میں بذریعہ عریضہ ہذا التماس کرتا ہوں۔

یہ آپ پر بخوبی روشن ہے کہ وہ عظیم الشان خدمت جو حضرت امام العصر سلطان الاولیاء مہدی معہود علیہ السلام نے آپ کو تفویض فرمائی ہے بغیر آپ کے تعاون و ایثار کے سرانجام نہیں پا سکتی اور یہ بات بھی آپ پر واضح ہے کہ حضرت امام الزمان نے فرمایا ہے کہ جو شخص متواتر تین ماہ بغیر کسی عذر معقول کے چندہ ماہوار ادا نہیں کرے گا جماعت سے کٹ جائے گا۔

جماعت سے وابستہ رہنے کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من فارق الجماعت شبراً فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ۔ ابوداؤد۔ یعنی جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر جدا ہو جائے سمجھو کہ (اخوت) اسلام کی رسّی (تنظیم قومی) اس کے گلے سے نکل گئی۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ایسے خطرناک اقدام سے محفوظ رکھے۔ اندریں حالات میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ حسب توفیق جماعت کی مالی امداد میں حصہ لیتے رہیں اور اپنا چندہ باقاعدہ طور پر ادا کرتے رہیں خواہ ایک آنہ ہی کیوں نہ ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری اس مختصر سی پُرخلوص عرضداشت کو شرف قبولیت بخشیں گے عند اللہ ماجور ہوں گے جزاک اللہ احسن الجزاء

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشایند راہے را
مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا (مسیح موعودؑ)

اے عزیزو بغیر اخلاص اور سچائی کسی راہ کو کھول نہیں سکتے۔ مصفا قطرہ چاہیئے تاکہ موتی پیدا ہو۔

خاکسار۔ عبدالعزیز
آنریری جنرل سیکرٹری

رفتارِ عالم

جاکرتا - ۱۹ر جنوری - جاوا میں ایک آتش فشاں پہاڑ پھٹنے سے ۲۵ر اشخاص ہلاک اور ۲۶ر آدمی زخمی ہوئے۔ آتش فشاں پہاڑ اچانک پھٹ پڑا۔ مگر بعد میں لوگوں کو اطلاع دینے سے زیادہ نقصان ہونے سے بچ گیا۔

کراچی - ۱۹ر جنوری - پاکستان کے وزیر مہاجرین و بحالیات مسٹر شعیب قریشی نے اعلان کیا ہے کہ مہاجرین کی آبادکاری کے سلسلے میں تسلیم شدہ اور غیر تسلیم شدہ علاقوں کا امتیاز ختم کرنے کے متعلق فیصلے کا اعلان دو ماہ تک ہو جائے گا آپ نے کہا کہ حکومت مہاجرین کی آبادکاری کی نئی پالیسی مرتب کر رہی ہے۔ اور یہ فیصلہ اس پالیسی کی روشنی میں کیا جائے گا۔

کراچی - ۱۹ر جنوری - پنجاب کے چیف انجنیئر مسٹر اعظم نے بتایا ہے کہ حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ۔ شاہدرہ۔ منگلا اور چیچہ وطنی کی بجلی کی چار سکیمیں شروع کی ہیں جو مارچ ۱۹۵۳ء تک مکمل ہو جائیں گی۔

کراچی - ۱۹ر جنوری - پاکستان کی چھٹی سائنس کانفرنس کے موقعہ پر وزیر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے آج سائنٹیفک مصنوعات اور کتب کی نمائش کا افتتاح کیا۔

لاہور - ۱۲ر جنوری - ادارہ ملت کے سٹاف رپورٹر کی خبر ہے۔ کہ دفتر اکونٹنٹ جنرل کے سپرنٹنڈنٹ اکاؤنٹس محمد افضل بھٹی نے کل دوپہر ساڑھے گیارہ بجے اپنے مکان میں کمرہ بند کر کے رائفل سے خودکشی کر لی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سرطان کی بیماری کی وجہ سے سخت پریشان تھے اس لئے انہوں نے خودکشی کر لی۔

نئی دہلی - ۱۲ر جنوری - اب سے چودہ فروری تک امرتسر ہونے والی پانچویں روٹری کلب ڈسٹرکٹ کی کانفرنس میں مغربی پاکستان سے روٹری کلب کے سو کے قریب اراکین کا ایک وفد بھی شرکت کرے گا گورنر مشرقی پنجاب مسٹر سی پی وین سنہا کانفرنس کا افتتاح کریں گے۔ (اے پی پی)

لندن - ۱۹ر جنوری - صدر جمہوریہ ترکیہ جلال بایار امریکہ جاتے ہوئے لندن پہنچے۔ آپ ۲ر فروری کو نیو یارک پہنچیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ ترکیہ امن عالم کے استحکام کے لئے مغربی طاقتوں سے پورا تعاون کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اقتصادی، دفاعی اور معاشی امور میں مغربی ملکوں سے اشتراک کی مساعی کر رہا ہے۔

حیدرآباد - ۱۹ر جنوری - حکومت سندھ نے نزدیک کے ایک گاؤں میں ٹریکٹر چلانے والوں کے لئے تربیتی مرکز قائم کیا ہے ہر چھ ماہ میں یہاں تقریباً چالیس اشخاص کو تربیت دی جائے گی اس مرکز میں ایک مکمل ورکشاپ بھی ہے۔

کراچی - ۱۹ر - افغان منسٹر برائے پاکستان سردار محمد عتیق خاں رفیق آج صبح قائد اعظم اور قائد ملت کے مزاروں پر گئے اور پھول چڑھائے۔

موصوف کے ہمراہ کرنل حامد نواز خاں افسر تقریبات حکومت پاکستان اور افغانی سفارت کے افسر تھے۔

کراچی - ۱۸ر جنوری - دھات، کوئلہ اور لوہے کا کام کرنے والی اور خاص طور پر تجارتی جہازوں کے لئے فولاد تیار کرنے والی ہالینڈ کی ایک کمپنی "ڈلکن" کے صدر مسٹر اور لیمنس آج شام کے ایل ایم طیارہ کے ذریعہ کراچی پہنچیں گے۔ موصوف صنعتی اور تجارتی کاموں کے ان نئے منصوبوں کا معائنہ کریں گے جن کے بارے میں پاکستان اور ہالینڈ کے مذاکرات کے بعد عملی طور پر کام شروع کر دیا جائے گا مسٹر اور لیمنس معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حکومت پاکستان کے ممتاز افسروں سے دوسرے مختلف شعبوں کے بارے میں بھی بات چیت کریں گے۔

نل کے زیر کاشت رقبہ کا دوسرا تخمینہ ۲۰۸ ۔۔۔ ایکڑ ہے جو گذشتہ سال کے دوسرے تخمینہ سے ۵۰۰ زیادہ ہے۔

السی کے زیر کاشت رقبہ کا پہلا تخمینہ ۲۷ ۔۔۔ ایکڑ ہے جو گذشتہ سال کے پہلے تخمینہ سے ۱ر۹ فیصدی زیادہ ہے۔

مفرد اور مرکب ادویات کے لئے پیشگی لائسنس ملک میں ادویات کی چھ ماہی درآمد کے اس پورے اوسط کے مطابق جو پچھلے عام لائسنس کے زمانہ میں تھا جاری کر دیئے گئے ہیں

اے سی سی نیویارک کے تیار کردہ کیلیکو واٹ جٹ گرین نام کے کیمیائی رنگ کی زیادہ سے زیادہ خوردہ قیمت ۸۵ روپے ۱۵ آنے ۷ پائی فی پونڈ مقرر کی گئی ہے۔

ڈالمیا سیمنٹ فیکٹری میں نجی صارفوں کو دینے کے لئے کافی سیمنٹ موجود ہے۔ عوام کو کسی غلط فہمی کی وجہ سے حسب معمول قیمت سے زیادہ دام دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

کراچی - ۱۶ر جنوری - حال میں ۲۵۰۰۰ ٹن پنجاب کا اعلیٰ قسم کا چاول فروخت کیا گیا ہے واضح رہے کہ اس سے قبل ۔۔۔۔ ۳۰ ٹن پنجاب کا یہی چاول جاپان کے ہاتھ فروخت کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ۔۔۔ ۳ ٹن چاول تاجروں کے ذریعہ فروخت اور برآمد کیا گیا تھا۔ اس طرح پنجاب کا جو چاول فروخت ہوا۔ اس کی مجموعی مقدار ۔۔۔ ۳ ٹن ہوگی۔

کراچی - ۱۸ر جنوری - حکومت پاکستان نے کوئٹہ بلوچستان سے گورو گرنتھ صاحب کی چار جلدیں حاصل کر کے ہائی کمشنر ہندوستان متعینہ پاکستان کے حوالے کر دی ہیں تاکہ وہ انہیں ہندوستان بھیجدیں۔ یہ جلدیں فی الفور جہاز سرسوتی کے ذریعہ بمبئی روانہ کر دی گئیں۔

واضح رہے کہ ۱۹۵۲ء میں گورو گرنتھ صاحب کی ۱۳۴ جلدیں حاصل کر کے ہندوستان روانہ کی گئی تھیں اور گذشتہ سال ماہ مئی میں ۲۰۷ جلدیں روانہ کی گئیں تھیں۔

کراچی - ۱۹ر جنوری - مسٹر جمیل الدین احمد افسر رابطہ عامہ نے جن کا وزیر اعظم کی سیکرٹریٹ سے تبادلہ ہو گیا ہے۔ وزارت مہاجرین و آبادکاری میں افسر رابطہ عامہ کے عہدہ کا چارج لے لیا ہے

محکمہ موسمیات کے ڈائرکٹر نے آج ایک میمورنڈم شائع کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مغربی پاکستان میں جنوری اور مارچ کے درمیان بارش اور برفباری معمول سے ۲۰ فی صدی زیادہ ہونے کی توقع ہے۔

کراچی - ۱۹ر جنوری - پنجاب اور صوبہ سرحد کی طرف سردی کی بہت بڑی لہر بڑھ رہی ہے۔ بلوچستان، مری اور صوبہ سرحد کا زیریں حصہ میں اس کا اثر بھی شروع ہو چکا ہے۔ ایبٹ آباد میں ۱۸ انچ اور مری کی بعض پہاڑیوں پر ۴ فٹ برف پڑی ہے۔ ان مقامات پر اس قدر برف پڑ چکی ہے کہ سڑک پر گاڑیوں کی آمد و رفت بند ہو چکی ہے۔

لندن - ۱۹ر جنوری - برطانیہ کے بجلی کے تیس ہزار مزدور ہڑتال کئے بیٹھے ہیں جن کی وجہ سے دو ایسی کارخانوں میں بھی کام بند ہے۔

پشاور - ۱۹ر جنوری - وزیر اعلیٰ سرحد نے اس مقام کا معائنہ کیا جہاں دریائے گومل اور دریائے ٹانک کے پانی کے کنٹرول کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ اس منصوبہ پر پانچ کروڑ روپیہ صرف کیا جائے گا۔ اور اس سے ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی لاکھوں ایکڑ بنجر اراضی شاداب ہو جائے گی۔

حکومت پاکستان نے آیندہ دو سال میں ملک کو غذائی لحاظ سے خودکفیل بنانے، بجلی پیدا کرنے، ذرائع نقل و حمل اور بندرگاہوں کی اصلاح کرنے اور صنعتوں کو ترقی دینے کے منصوبے تیار کر لئے ہیں

ٹیکسٹائل کمشنر نے دیسی سوت کی قیمتیں جو انتی پالیکی پر اپنا ہوا ہو کم کر کے پچھی پر ہیٹے ہوئے دیسی سوت کے برابر کر دی ہیں

محکمہ ترقی تجارت و تجارتی اطلاعات نے ان تاجروں کے فائدہ کے لئے جو مصر اور فرانس سے کاروبار کرنا چاہتے ہیں، تجارتی گائڈیں شائع کی ہیں جو مینجر مطبوعات حکومت پاکستان سے مل سکتی ہیں۔

پاکستان میل کو حادثہ فاجعہ

کراچی - ۱۲ر جنوری - آج صبح ۵ بج کر ۴۰ منٹ پر لاہور سے کراچی جانے والی پاکستان میل کو کراچی سے ۵۷ میل کے فاصلے پر جھمپیر اور مرادآباد ریلوے اسٹیشنوں کے درمیان نہایت شدید حادثہ پیش آیا۔ حادثے کی وجہ یہ ہے کہ پٹرول لے جانے والی ایک سپیشل ٹرین کا پٹرول سے بھرا ہوا ایک ویگن پھٹ کر لائن سے اتر گیا تھا۔ پاکستان میل اس وقت پوری سرعت سے جا رہی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان میل اور لائن سے اترے ہوئے ویگن میں تصادم ہو گیا جس سے پاکستان میل کے انجن اور اس کی پہلی چھ بوگیوں کو شدید نقصان پہنچا۔ دو ڈبے بالکل پاش پاش ہو گئے۔ مجروح ہونے والوں کی تعداد ۳۰۰ بتائی گئی ہے۔ ہلاک شدگان کی تعداد ۱۰۰ سے ۲۰۰ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ ان میں عورتوں کی تعداد ۲۰ سے کم نہیں ہوگی۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کا اعلان ہے کہ مجروحین کو مرہم پٹی کے بعد امدادی ٹرینوں کے ذریعے کوٹری اور کراچی بھیجدیا گیا ہے ریلوے افسروں نے جلد ہی انتظام کر دیا تھا۔ لاہور اور کراچی آنے جانے والی ٹرینیں مقام حادثہ پر اپنے مسافروں کا تبادلہ کر لیں۔ لائن کو صاف کرنے کا کام جاری ہے۔ تباہ شدہ گاڑی کا کوئی مسافر یا زخمی اب مقام حادثہ پر نہیں ہے۔

قاہرہ - مانڈیمیہ ہو ڈاک / تا جوکے ایک ممتاز اخبار "الوادی" نے اپنے ۱۱ر دسمبر کے اداریہ میں اسلامی جمہوریہ بننے کے لئے پاکستان کا فیصلہ ایک اعلیٰ اقدام اور بین الاقوامی سیاسی واقعہ ہے کے زیر عنوان لکھا ہے کہ :-

" اسلامی جمہوریہ بننے کے لئے پاکستان کا فیصلہ پاکستان کی رائے عامہ میں بنیادی تبدیلی کی عکاسی کرتا ہے، مزید برآں سیاسی بالغ النظری کا بھی نتیجہ ہے۔ چنانچہ پاکستان مصر دوش بدوش مشرق کی عظمت میں اضافہ کرنے اور اسلام کی شان و شوکت دوبالا کرنے کے لئے تاریخی کام انجام دیتے ۔۔۔"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فون نمبر ۲۷۴۳۷

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۵۴ء | نمبر ۳

پناہِ دو عالم لوائے محمدؐ

مرتضیٰ خاں حسن

مرا دین و ایماں ولائے محمدؐ
میں ہوں جان و دل سے فدائے محمدؐ

یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے
کہ دیکھوں رخِ دل کشائے محمدؐ

محمدؐ کے در کی فقیری ہی شاہی
نہ ہے عزوشان گدائے محمدؐ

محمدؐ کا ہر حکم حکمِ خدا ہے
رضائے خدا ہی رضائے محمدؐ

وہی باعثِ خلقِ کون و مکاں ہے
بنے مہر و ماہ از برائے محمدؐ

ملی سرخ روئی اسکو دونوں جہاں کی
پناہِ دو عالم لوائے محمدؐ

فراغت ہوئی اس کو درد و الم سے
وہ دل جو ہوا مبتلائے محمدؐ

بصد شوق آنکھوں سے اپنی لگاؤں
ملے گر مجھے خاکِ پائے محمدؐ

حسن اسکو لاریب جنت ملے گی
جو دل سے کرے اقتدائے محمدؐ

انتخاب کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب کا ایک بورڈ مقرر کیا جاتا ہے جو جملہ انتظامات کرے گا۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ خواجہ نذیر احمد صاحب۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ مولانا آفتاب الدین احمد صاحب۔ پروفیسر عنایت علی خاں صاحب۔ مرزا مسعود بیگ صاحب۔ خان عبد العزیز خان صاحب۔

انتخاب تمام جماعتوں کا پندرہ سے بائیس فروری ۵۴ء تک مکمل ہو کر آنا چاہیئے اور جنرل کونسل کا انعقاد ۱۴ مارچ ۵۴ء کو ہوگا۔ اس اجلاس میں علاوہ دیگر معاملات بجٹ سال آئندہ پیش ہوگا انتخاب عہدیداران ہوگا اور آئین میں ترمیمیں اگر ہوں تو وہ بھی پیش ہوں گی ۔ والسلام۔ خاکسار۔ عبد العزیز خان
آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حضرت نبی کریم صلعم کا مرتبہ اور قرب الٰہی کا مقام (از حضرت مسیح موعودؑ)

جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے ؎

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم ❊ آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد ❊ پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِ کریم
بوئے محبوبِ حقیقی مے دمد زاں روئے پاک ❊ ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال ❊ چوں دلِ احمد نمے بینم دگر عرشِ عظیم
منتِ ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار ❊ صد بلا را میخرم از ذوقِ عینِ النعیم
از عنایاتِ خدا و از فضلِ آں دادارِ پاک ❊ دشمنِ فرعونیانم بہر عشقِ آں کلیم
آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں ❊ گفتنے گر دیدمے شد درد دریں راہِ سلیم
در رہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رود ❊ ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

(از ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۳)

انجمن کی موجودہ مالی حالت

بیس یوم میں پون لاکھ روپیہ چندہ

برادرانِ ملت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ یہ پڑھ کر خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ جمود اور قبض جو جماعتوں کے دلوں پر سابقہ نظام سے اختلافات اور بے اطمینانی کی وجہ سے واقع ہوا تھا دُور ہو گیا۔ قریباً تمام جماعتوں نے بطور احتجاج چندہ ماہوار روک رکھا تھا اور اصلاح کا مطالبہ کیا تھا نوبت یہاں تک پہنچی کہ پانچہزار روپیہ چندہ ماہوار کی بجائے یہ رقم صرف ۸۰۰ روپے رہ گئی۔

آپ کو حیرت ہوگی کہ دو سال کے عرصہ میں نہ تو کوئی متوازن بجٹ تیار کیا گیا اور نہ ہی پونے تین لاکھ روپے کے خسارے کو پورا کرنے کے لئے کوئی تجویز کی گئی اور اندھا دھند قومی اموال کو ذاتی راستے سے خرچ کیا گیا۔ اب آپ کو اس خبر سے مسرت ہوگی کہ صرف چند احباب کی دریا دلی اور قربانی سے صرف بیس یوم کے عرصہ میں قریباً پون لاکھ روپیہ چندہ ہو چکا ہے اور ابھی ساری جماعتیں باقی ہیں الحمد للہ علیٰ ذالک یہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کا بین ثبوت ہے انشاء اللہ العزیز اللہ تبارک تعالیٰ اپنے فرستادہ کی دعاؤں کے صدقہ تمام مشکلات کو دور کر کے سارہ کو پورا کر دے گا اور انجمن الوصیت کی مضبوط چٹان پر قائم ہو کر مجدد وقت کے فرمودہ کے موافق اس امانت کو ادا کرے گی جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔

احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ انتہائی عجز و انکسار سے خدا کے حضور گر کر دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ حقہ کی حفاظت اور نصرت فرمائے اللّٰھم اغفر لنا ذنوبنا واستر عیوبنا وثبت اقدامنا۔ آمین

خاکسار عبد العزیز خان آنریری جنرل سیکرٹری

مجلسِ معتمدین کا آئندہ انتخاب

انجمن کا ایک ضروری ریزولیوشن

برادرانِ سلسلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انجمن نے مجلسِ معتمدین کے آئندہ انتخاب کے متعلق ۵۴-۱-۲۲ کو مفصلہ ذیل علاقہ ہائے نیابت منظور کئے ہیں:

(۱) دوامی۔ دس (۲) نامزد شدہ سات (۳) ضلع پشاور چار (۴) ضلع مردان دو (۵) ضلع ہزارہ چار (۶) کوہاٹ۔ بنوں و ڈیرہ اسمٰعیل خاں ضلعات۔ ایک (۷) کیمبل پور و راولپنڈی دو (۸) جہلم ضلع دو (۹) ضلع گجرات دو (۱۰) ضلع سیالکوٹ چار (۱۱) تحصیل وزیرآباد دو (۱۲) ضلع گوجرانوالہ ایک (۱۳) ضلع لاہور سات (۱۴) ضلع لائل پور دو (۱۵) اضلاع شیخوپورہ جھنگ و سرگودھا دو (۱۶) اضلاع ملتان و منٹگمری تین (۱۷) اضلاع ڈیرہ غازی خان مظفرگڑھ میانوالی ایک (۱۸) آزاد کشمیر دو (۱۹) ریاست بہاولپور ایک (۲۰) بلوچستان ایک (۲۱) کراچی تین (۲۲) ٹرسٹیز ووکنگ مسلم مشن دو (۲۳) مدارس انجمن یعنے شعبہ تعلیم ایک (۲۴) شعبہ تبلیغ ایک (۲۵) دفاتر انجمن ایک۔ کل تعداد ممبران انجمن مجلس معتمدین ستر (۷۰)

لائحہ عمل میں ایک دو ضروری تبدیلیاں

احمدیہ تحریک اسلامی نظریہ حیات کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آسمانی منشیت کے ماتحت اُٹھی۔ جہاں تک اسلامی عقائد اور تعلیمات کا تعلق تھا ان کی برتری اس تحریک کی بدولت اب ایک مسلّم حقیقت بن گئی ہے۔ مگر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اسلامی نظریہ حیات کے اندر جو انقلابی طاقتیں پوشیدہ ہیں وہ محض خیالات کی نشر و اشاعت سے بروئے کار نہیں آسکتیں۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ نظریہ ایک زندہ انسانی معاشرہ کی شکل میں منتقل ہو۔ کتابی نظریئے انقلاب نہیں پیدا کر سکتے۔ جب تک ہماری اپنی روزمرہ کی زندگیاں (انفرادی اور اجتماعی) اسلامی حقائق حیات کی آئینہ دار نہیں ہونگی اسلام کتابوں میں قید ہو کر رہ جائے گا اور انسانی سوسائٹی میں کوئی انقلاب پیدا نہیں کر سکے گا۔ اس لئے امام زمان نے جہاں اشاعتِ اسلام پر زور دیا وہاں ایک جماعت کے قیام کو بھی اپنے مشن کی کامیابی کیلئے ویسا ہی ضروری بتایا۔ ہمیں آیندہ اشاعت کے علاوہ استحکام جماعت پر بھی پورا زور دینا ہوگا۔ اگر ہم صحیح معنوں میں اسلامی صداقتوں کے علمبردار ہیں تو ہماری جماعت اپنی معاشرتی زندگی میں ایک معیاری اسلامی جماعت ہونی چاہیئے۔ ہماری جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ ہو جو زندگی کی تگ و دو کی پوری حرارت اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ مگر یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم جماعت کے استحکام کی طرف متوجہ ہوں۔ ہمارا ہر ایک فرد تعلیمیافتہ ہو ہم میں کوئی بے روزگار نہ ہو کوئی نانِ شبینہ کا محتاج نہ ہو کیونکہ بموجب حدیث نبویؐ کاد الفقر یکون کفراً (یعنے غربت انسان کو کفر کے قریب لے جاتی ہے) بتاماٰ اور بیوگان کی پوری خبر گیری ہو۔ الغرض اسلام زندگی کی پوری اور ہمہ گیر دوڑ کا نام ہے اور ہمیں اسی رنگ میں اسلام کا ایک معیاری نمونہ اپنے جماعتی معاشرہ کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اسلام کی بہترین تبلیغ یہ ہے کہ اس کے اصولوں کو ہم خود اپنی زندگیوں میں اُجاگر کریں۔ اس ہمہ گیر اجتماعی کوشش کے لئے ہم مرکز میں ایک علیحدہ نظام قائم کرنا چاہتے ہیں جس کا واحد کام یہ ہو کہ اسلامی بنیادوں پر ایک مضبوط جماعتی عمارت کھڑی کی جائے۔

دوسری اہم ضرورت اشتراکیت کے مہلک سیلاب کا دفاع ہے۔ مذاہب کی جنگ تو تقریباً ختم ہو چکی ہے امام وقت کی بدولت تمام ادیان اسلام کے بالمقابل سرنگوں ہو گئے مگر یہ نیا بے دینی کا مذہب سب سے بڑا خطرہ بن رہا ہے۔ اس کا اصلی جواب بھی وہی ہے کہ اسلامی معاشی انصاف کا حامل ایک زندہ معاشرہ پیدا ہو مگر نظریاتی سطح پر بھی اشتراکیت کے مسلمات کا رد اور ان کے بالمقابل اسلامی صداقتوں کی بلندی نہایت ضروری ہے اس کے لئے ہمیں نئے قسم کے مبلغین کی ضرورت ہے جن کو تیار کرنے کے لئے ایک ریسرچ ادارہ قائم کرنا ہوگا۔

یہ دونوں بڑے اہم کام ہیں۔ مگر ان سے بھی ہم کماحقہ اسی صورت میں عہدہ برا ہو سکتے ہیں کہ جماعت پوری ہم آہنگی، تنظیم، باہمی اعتماد اور ولولۂ ایمان سے میدانِ عمل میں اُترے۔ باہمی بدگمانیوں، رنجشوں اور نمبرداری کے جھگڑوں میں اُلجھ کر اصلی کام کو نقصان پہنچانا دانشمندی نہیں ہے۔ جیسے میرے ایک دوست نے پچھلے پرچہ "پیغام صلح" میں کہا تھا اس تحریک کا مالک زید و بکر نہیں بلکہ خدا ہے۔ ہم نہ ہوں گے تو اور ہاتھ ہوں گے جو اس کام کو سنبھال لیں گے۔ ہمیں یہ بھی کافی فخر ہونا چاہیئے کہ ہمیں خدا نے اس خدمت کے لئے چُن لیا ہے۔ اگر اسی خادمانہ (نہ کہ مالکانہ) سپرٹ میں ہم اپنے فرائض کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو ہماری باہمی آویزشوں کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہنی چاہیئے۔

محمد یعقوب خان
صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بحمد اللہ ہر طرح بخیر و عافیت ہیں، آپ ہر روز بعد از نماز صبح قرآن کریم کا درس مسجد احمدیہ بلڈنگس میں دیتے ہیں۔

— مرکز میں نئی تبدیلیوں کی وجہ سے ایک نئی زندگی اور چہل پہل ہو رہی ہے، نئے پروگرام اور لائحہ عمل مرتب ہو رہے ہیں جن کا ایک چھوٹا سا خاکہ اسی شیوع میں صاحب صدر نے پیش کیا ہے جو امید ہے کہ تمام بیرونی جماعتوں میں زندگی کی ایک لہر پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔

— بغداد سے ہمارے محترم بزرگ سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے ۱۲ جنوری کے خط میں اپنی علالت کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"۳ جنوری بروز .. (.) سویرے ساڑھے سات بجے قلب پر پہلا حملہ ہوا دوسرا عصر کو ساڑھے تین بجے۔ انجکشن، قطرات، شربت، گولیاں ہر قسم کی دواؤں کا استعمال رہا۔ بلڈ پریشر گر کر نو درجہ پر پہنچ گیا اب خدا کے فضل سے ۱۳ ہو گیا ہے۔ ویسے تنفس کی بیماری مجھے لاحق ہے اب ذرا اس قابل ہوا ہوں کہ یہ چند سطور خدمت میں ارسال کر سکوں۔ بستر علالت سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ ابھی گھر سے باہر نکلنے کے قابل نہیں ہوا ڈاکٹری علاج جاری ہے دعا ہے بلدی صحت..."

سہ روزہ پیغام صلح ——— مؤرخہ ۲۷ جنوری ۱۹۵۴ء

نئی زندگی

اللہ تبارک و تعالےٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ جمود کے دو سال کے بعد قوم میں پھر زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور وہ نئے عزائم کے ساتھ شاہراہ عمل پر گامزن ہو گئی ہے

اے خدا قربانِ احسانت شوم

جمود اور تعطل کے اس دوران میں بہی خواہانِ سلسلہ کے قلوب کی کیفیت انہی سے پوچھنی چاہیئے - ایک درد تھا کہ سب کو بے چین کئے ہوئے تھا۔ ایک قلق تھا کہ سب اس سے مضطرب تھے - جمہوریت جو اس قوم کا طغرائے امتیاز اور اس کی اساس کی خشتِ اوّلین تھی اس کی جگہ آمریت نے لے لی تھی اور جمہوری قوانین و آئین بے دردی کے ساتھ پاؤں میں روندے جا رہے تھے اور اس طرح سے خود بانی تحریک علیہ السلام کی الوصیت کو پس پشت پھینکا جا رہا تھا۔

اب جبکہ خدا کے فضل و کرم سے قوم اپنے نقطہ عمل پر مجتمع ہو گئی ہے - وقت کا اقتضا یہ ہے کہ ہم پورے عزم و استقلال کے ساتھ فرائض مفوضہ کی انجام دہی میں مصروف ہو جائیں - ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں پھر سے یک جہتی، ہم آہنگی محبت و اتفاق کی صفاتِ حسنہ پیدا ہوں اور ہم پھر کانھم بنیانٌ مرصوص کے مصداق بن کر خدمتِ دین کے عظیم القدر کام میں لگ جائیں - خوب یاد رکھو یہ جماعت خدا کے مامور کی تیار کردہ جماعت ہے یہ جماعت اس برگزیدہ انسان کی شب و روز کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اس جماعت کی تقویت ہر اس انسان کا فرض ہے جو خدا کے مامور کے دامن سے وابستہ ہے - یہ جماعت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑی ہوئی ہے - دنیا کی کوئی طاقت اس کو مٹا نہیں سکتی -

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

اعلائے کلمۃ اللہ وہ بلند مقصد ہے کہ دنیا کا کوئی مقصد اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا - جس قدر یہ مقصد بلند اور پاکیزہ ہے اسی قدر اس میں کامیابی کے لئے جد و جہد کی ضرورت ہے - تقوےٰ یا خدا تعالےٰ سے صحیح تعلق اخوّت یعنی باہمی ہمدردی - تعاون فی العمل یہ دو اصول ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں - ہمارا ہر قول ہر فعل تقوےٰ پر مبنی ہونا چاہیئے - اور ہمیں ان تمام باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے جن سے اخوت کو صدمہ پہنچے اور جماعت میں انتشار اور انشقاق پیدا ہو - اگر ہم قرآن کریم کی تعلیم حضرت رسولِ کریمؐ کے اسوۂ حسنہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح کو اپنا طرز عمل بنائیں تو لاریب ہمارا قدم جادۂ صدق و صواب سے منحرف نہیں ہو سکتا - اور ہم اپنے مقاصد میں کسی طرح ناکام نہیں رہ سکتے - میں پھر عرض کروں گا کہ اب ہم کو ایک تازہ روح لیکر پورے خلوص سے ساتھ سرگرم عمل ہو جانا چاہیئے - اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید شامل حال ہمارے ساتھ ہوگی اور ہم خدا کے فضل سے پہلے سے بھی زیادہ کامیاب و بامراد ہوں گے -

تعلیم کا مقصد

خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح نے ایک سکول کے جلسہ تقسیم اسناد میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔
"تعلیم کا مقصد صرف کتابی معلومات حاصل کرنا نہیں ہے کردار سنوارنا ہے
بچوں کی جسمانی روحانی اور ذہنی بالیدگی کی طرف ایک ساتھ توجہ کرنا اور ان
میں توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔"

خاتون پاکستان کے یہ چند فقرات اس قابل ہیں کہ محکمہ تعلیم کے ذمہ دار اصحاب ان کی طرف خاص توجہ کریں، اس وقت پاکستان کے تعلیمیافتہ طبقہ میں ذہنی بالیدگی کے باوجود کردار کی کمزوری اور روحانی فقدان کا ایسا افسوسناک رجحان پایا جاتا ہے جو اسلام اور پاکستان کے نام پر ایک سیاہ دھبہ بنتا جا رہا ہے، ضرورت ہے کہ ذمہ دار اصحاب اس طرف فوری توجہ مبذول کریں اور نظام تعلیم کو ایسی شکل و صورت اور ایسا لباس پہنائیں کہ بقول خاتون پاکستان بچوں کی جسمانی، روحانی اور ذہنی بالیدگی میں ایک توازن پیدا ہو جائے ۔

نظامِ تعلیم کو اسلامی رنگ دیا جائے

عجیب اتفاق کی بات ہے کہ اسی روز جب خاتون پاکستان نے مندرجہ بالا فقرات ارشاد فرمائے کراچی کی سائنس کانفرنس میں ایک مجلس مباحثہ منعقد ہوئی جس میں پاکستان کے موجودہ اور سابق وزیر تعلیم (یعنے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اور ڈاکٹر محمود حسین) نے اس امر پر زور دیا کہ پاکستان کے نظامِ تعلیم کو اسلامی رنگ دینا چاہیئے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اسلامی اصولوں اور عقائد کا علم پیدا کرنے کے لئے چھوٹی عمر کے بچوں کے دماغوں کو متاثر کرنا چاہیئے کیونکہ اس وقت ان کے دماغ بالکل صاف اور زیادہ صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں انہوں نے ماہرین تعلیم سے کہا کہ وہ اس مسئلے کے لئے کوئی سائنٹیفک طریقہ مرتب کریں، ڈاکٹر محمود حسین نے اس بات پر زور دیا کہ یہ کام ماہرین تعلیم کا نہیں بلکہ تعلیم دینے والوں کا ہے اور فرمایا کہ پاکستان میں تعلیم کا مقصد ایک اسلامی معاشرے کی تعمیر ہونا چاہیئے انہوں نے کہا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام یا قرآن مکمل ضابطۂ حیات پیش نہیں کرتے یہ صحیح ہے کہ اسلام سائنسدانوں کو نظریات بہم نہیں پہنچاتا لیکن وہ زندگی کے تمام بنیادی اصول بہم پہنچاتا ہے ۔

یہ پاکستان کے دو سب سے بڑے ماہرین تعلیم کے خیالات ہیں جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت قابل قدر ہیں، یہ امر موجب اطمینان ہے کہ ہمارے اونچے طبقہ کے ارباب حل و عقد موجودہ نظام تعلیم کی خامیوں کو محسوس کرتے اور اس کو اسلامی رنگ دینے کی ضرورت سمجھتے ہیں، لیکن نرے الفاظ اور بیانات سے کچھ نہیں بن جاتا ضرورت اس بات کی ہے کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کو عمل کا جامہ پہنایا جائے اور موجودہ نظام تعلیم میں ایسا اسلامی رنگ فوراً بھر دیا جائے جس سے پاکستانی بچے اسلامی اخلاق و کردار کا نمونہ بن جائیں -

احباب سے ضروری گذارش

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے "پیغام صلح" کی اشاعت ہفتہ میں دو بار کر دی گئی ہے ایک اشاعت بدھ کو ہوا کرے گی اور دوسری ہفتہ کے دن -

اس سلسلہ میں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ چونکہ کاغذ کا کوٹہ حکومت کی طرف سے صرف بارہ صفحات ہفتہ وار کے لئے ملا ہوا ہے اور ہر کوٹہ کی لحاظ سے ناکافی ہے اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ بدھ کے دن جو پرچہ شائع ہوا کرے وہ آٹھ صفحات پر مشتمل ہو اور ہفتہ کے دن شائع ہونے والا پرچہ چار صفحات سے زائد نہ ہو - اس طرح موجودہ کوٹہ میں کام چل جائیگا اور احباب کو سلسلہ کے حالات کا علم جلد جلد ہوتا رہے گا۔

اس کے ساتھ ہی ہم دوستوں کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں، کہ جہاں تک ہمارے امکان میں ہے اخبار کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اخبار کے سہ روزہ ہو جانے سے انجمن پر مزید خرچ کا بار بھی پڑ گیا ہے اس لئے احباب کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کا حلقہ اشاعت بڑھا کر اس کی مالی اعانت فرمائیں - اور جن دوستوں کے ذمہ اس کے چندہ کی رقم بقایا چلی آرہی ہے یا ان کا چندہ ختم ہو چکا ہے وہ از راہ کرم فوراً اپنے چندے بھجوا کر ممنون فرماویں۔

انجمن کے نظم و نسق کے دو سال

(ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

جماعت احمدیہ لاہور کے نظم و نسق کو گذشتہ دو تین سال سے جن ناسازگار حالات سے گذرنا پڑا ہے کم و بیش اکثر احباب جماعت ان سے واقف ہیں لیکن اصل حالات پر یکجائی نظر نہ ہونے کے باعث ممکن ہے بعض قلوب میں کئی قسم کے شکوک ہوں۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ ان واقعات کو مختصر طور پر یکجا کر کے پیش کر دیا جائے۔ مفصلہ ذیل سطور صرف واقعات حقہ کو من و عن پیش کرنے کی خاطر لکھی گئی ہیں۔ احباب کرام اپنی جگہ خود ان سے نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ واقعات کے بیان کرنے میں اگر ایک طرف اختصار سے کام لیا گیا ہے تو دوسری طرف پوری صداقت اور راست گوئی اختیار کی گئی ہے اور حتی الامکان اس امر سے پرہیز کیا گیا ہے کہ کسی فرد جماعت کو مورد طعن و تشنیع بنایا جائے۔

قواعد پر نظر ثانی کا فیصلہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات سے دو تین سال قبل دفتری حالات میں اصلاح کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی چنانچہ اس کا نتیجہ بالآخر اس ریزولیوشن کی شکل میں نکلا جو ستمبر ۱۹۵۱ء کی مجلس منتظمہ میں حضرت امیر مرحوم کی عین حیات میں پاس ہوا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

ریزولیوشن نمبر ۸۶۲ مورخہ ۹/۵۱ - ۳ مجلس منتظمہ

"رپورٹ سیکرٹری کہ الحاج حضرت میاں محمد صاحب باجازت حضرت امیر تجویز فرماتے ہیں کہ انجمن کے موجودہ قواعد و ضوابط موجودہ حالات کے مطابق نہیں۔ ان میں بہت سے نقائص رہ گئے ہوئے ہیں، ان قواعد پر نظر ثانی کے لئے خانبہادر غلام ربانی کو مقرر کیا جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہ اپنی رپورٹ انجمن میں بھجوا دیں۔ برائے غور و فیصلہ پیش ہے۔"

اس پر فیصلہ ہوا کہ:۔

"منظور ہے۔ اس کے بعد قبل ازیں جو سب کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس کی رپورٹ بھی خان بہادر کی خدمت میں بھیج دی جائے"

عارضی انتخاب نئے آئین تک

یہ تجاویز چل رہی تھیں کہ بدقسمتی سے اکتوبر ۱۹۵۱ء میں حضرت امیر مرحوم کی وفات ہو گئی۔ آپ کی وفات پر ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو اکابرین ممبران جماعت کا اجلاس منعقد ہوا۔ دفتری حالات میں تو اصلاح کی ضرورت پہلے ہی سے موجود تھی، اب وفات کے باعث حالات اور بھی زیادہ نازک صورت اختیار کر چکے تھے، وفات کے باعث قلوب صدمہ زدہ اور قدرتاً ذکی الحس ہو رہے تھے اس لئے اس وقت یہی مناسب سمجھا گیا کہ عارضی طور پر کام چلانے کے لئے کوئی انتظام کر لیا جائے چنانچہ یہ فیصلہ شائع شدہ موجود ہے کہ جب تک نیا آئین مرتب ہو کر پاس نہ ہو جائے تب تک عارضی انتخاب نظم و نسق کو چلائے جس میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب کو امیر اور شیخ میاں محمد صاحب کو صدر بنایا گیا۔ اسی وقت میاں صاحب موصوف نے اعلان کیا تھا کہ نیا آئین دسمبر ۱۹۵۱ء کی مجلس معتمدین سے قبل تیار ہو جائے گا تا اس سال کے جلسہ سالانہ پر وہ مجلس معتمدین میں پیش ہو سکے۔

نیا آئین پیش نہ ہونے دیا گیا

چنانچہ مجلس معتمدین ۔۔۔ کے اس فیصلہ کے مطابق خان بہادر غلام ربانی صاحب نے نئے آئین کا ایک خاکہ تیار کر کے سابق صاحب صدر کو دسمبر میں جلسہ سے قبل دے دیا۔ لیکن اس آئین کو ۱۹۵۱ء کے جلسہ سالانہ پر سابق صدر صاحب نے پیش نہ کیا۔ نہ ہی معتمدین کے ایجنڈے پر اس بنیادی معاملہ کو لانا مناسب سمجھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ معتمدین منعقدہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۱ء کا فیصلہ بالائے طاق ہی رہا۔

مجلس معتمدین کا اجلاس پھر اپریل ۱۹۵۲ء کو منعقد ہوا۔ احباب کا خیال تھا کہ دسمبر ۱۹۵۱ء کے موقعہ پر نئے آئین کا اہم معاملہ جو کسی باعث پیش نہیں ہونے دیا گیا اب کے ضرور پیش ہو جائے گا لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب ایجنڈے پر اسے نہ لایا گیا۔ چنانچہ اجلاس کے وقت احباب نے آئین کا مطالبہ کیا تو اس کے جواب میں سابق صدر صاحب نے کچھ اس قسم کے الفاظ کہے:۔

"یہ آئین غلط ہے میں اسے ہرگز پیش نہ ہونے دوں گا ایک تثلیث بنا کر رکھ دی گئی ہے میں اسے کبھی قائم نہ ہونے دوں گا اور ہم آئین وغیرہ کو کچھ نہیں جانتے"

انتخاب عہدیداران کے متعلق صدر کے اختیارات

مفہوم یہی کچھ تھا جو اوپر بیان ہوا۔ معتمدین کے اسی اجلاس میں مطابق قواعد نئے عہدیداروں کا انتخاب ایجنڈے پر رکھا گیا تھا چنانچہ وہ پیش ہوا مگر صدر کے انتخاب کا معاملہ پیش نہ کیا گیا اور سیکرٹری کے انتخاب پر اتفاق نہ ہو سکا تو اس کے انتخاب کو صدر کی رائے پر چھوڑ دیا گیا۔

لیکن یہ عجیب بات ہوئی کہ تین ماہ بعد جولائی ۱۹۵۲ء کے اخبار پیغام صلح میں معتمدین کا ایک ریزولیوشن اس مفہوم کا شائع کر دیا گیا کہ گویا اس نے اپنے جملہ اختیارات تقرری افسران و عہدیداران اور نامزدگی ممبران انجمن صدر کو تفویض کر دئیے ہیں حالانکہ اختیارات کے تفویض کرنے کا کوئی ریزولیوشن معتمدین کے ایجنڈے پر نہیں آیا تھا پھر یہ اہم و بنیادی معاملہ کیونکر پاس ہو گیا؟ اس پر بہت سے احباب متعجب و حیران تھے۔

ممبران کا احتجاج

چنانچہ انہی ایام میں متعدد ممبران مجلس معتمدین نے دفتر میں یہ تحریر بھیجی کہ اخبار میں جس ریزولیوشن کے پاس ہونے کا اعلان ہوا ہے وہ کبھی نہ پیش ہوا اور نہ پاس۔ نیز یہ کہ اس معاملہ کو آئندہ معتمدین میں پیش کر کے صاف کرایا جائے۔ ممبران معتمدین کا یہ احتجاج بروئے قواعد نئے ایجنڈے پر آنا لازم تھا لیکن دسمبر ۱۹۵۲ء کی معتمدین کے ایجنڈے پر اسے نہ لایا گیا۔ البتہ اس کے بعد کثیر احباب کے متواتر و مسلسل مطالبہ پر اس معاملہ کو مجوزہ معتمدین اگست ۱۹۵۳ء کے ایجنڈے پر لایا گیا۔ یہ مجلس جیسے کہ احباب کو معلوم ہے بلا کسی جائز و معقول عذر کے منعقد نہ کی گئی بلکہ ملتوی کر دی گئی تھی۔ اس ضمن میں سب سے حیرت کن امر یہ ہے کہ اختیارات کے تفویض کئے جانے کے فرضی ریزولیوشن کے برخلاف جو تحریری احتجاج احباب نے کیا وہ مسلسل مطالبہ پر اگست و ستمبر کی مجوزہ مجالس کے ایجنڈوں پر لایا گیا لیکن جبکہ یہ مجالس منعقد نہ کی گئیں تو اس بنیادی امر کو بہر حال دسمبر ۱۹۵۳ء کی معتمدین کے ایجنڈے پر لانا چاہیئے تھا مگر اب سابق صدر صاحب کے حکم سے اسے حذف کر دیا گیا۔

نئے آئین کی تشکیل کا مسئلہ

جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء کو احمدیہ کانفرنس میں نئے آئین کی تشکیل کا معاملہ بڑے زور سے پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ معتمدین کو اس کی تکمیل کی طرف توجہ دلائی جائے۔ انہی ایام میں مجلس معتمدین میں احمدیہ کانفرنس کا فیصلہ پیش ہو کر طے پایا کہ ایک سب کمیٹی نئے آئین کی تشکیل کرے چنانچہ پروفیسر عنایت اللہ صاحب کو اس کا کنوینر مقرر کیا گیا۔

اپریل ۱۹۵۳ء میں معتمدین کا اجلاس لائل پور میں بلایا گیا لیکن کثرت احباب نے مرکز کی بجائے دوسری جگہ اجلاس کا بلایا جانا نامناسب خیال کیا اس لئے یہ اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ نہ نئے عہدیداروں کا انتخاب کیا جا سکا اور نہ ہی آئین کا معاملہ طے ہو سکا۔

شخصی اور آمرانہ حکومت

حالات سے کلیتہً مایوس ہو کر گذشتہ چھ ماہ کے اندر احباب کی طرف سے ٹریکٹ و پمفلٹ شائع ہوئے جن میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ جبکہ جماعت احمدیہ لاہور کے نظم و نسق کی بنیادی اینٹ جمہوری طرز نظام ہے نہ کہ شخصی و آمرانہ اور اسی بنا پر ۱۹۱۴ء میں حضرت امیر مرحوم العالی نے بموجب الوصیت حضرت اقدس علیہ السلام علیحدگی اختیار کی تھی تو یہ بات کسی طرح بھی انصاف و دیانتداری اور حضرت امیر مرحوم کی عزت و احترام کے مطابق نہیں کہ ایک شخصی و مطلق العنان طرز حکومت کو جماعت پر ٹھونسا جائے۔ اسی پیر پرستی اور مقلدانہ ذہنیت نے مسلمان قوم کو تباہ و برباد کیا جس سے مصلح وقت نے اپنی جماعت کو نکالا اور پھر اکابرین لاہور نے ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کو اس لعنت سے بچایا۔ جیسے کہ ذکر ہو چکا ہے آخر اگست ۱۹۵۳ء میں مجلس معتمدین کے انعقاد کا اعلان کیا گیا لیکن پھر اسے ملتوی کر دیا گیا حالانکہ کئی ایک احباب دور دراز مقامات مثلاً کراچی سے بھی اس میں شرکت کے لئے پہنچ گئے تھے۔

اب گذشتہ سالانہ جلسہ ۱۹۵۳ء کا وقت قریب آ رہا تھا تو مجلس منتظمہ نے ۱۲/۵۳ - ۱۱ کو اپنے ریزولیوشن نمبر ۳۰۳ میں یہ پاس کیا کہ نئے آئین کے معاملہ کو دسمبر ۱۹۵۳ء کے جلسہ سالانہ کی معتمدین میں پیش کیا جائے مگر جب اس مجلس کا ایجنڈا شائع ہوا تو آئین کا معاملہ پھر اس میں نہ رکھا گیا۔

ایک نئی تجویز

جلسہ کے ایام قریب آ رہے تھے کہ سابق صدر صاحب کی طرف سے تجویز آئی کہ میاں غلام سید صاحب تمیمہ اور ڈاکٹر غلام محمد صاحب ۲۱ احباب کی مجلس منعقد کرائیں جس میں اصلاح احوال کی تجاویز طے پائیں۔ سابق صدر صاحب نے اس کمیٹی کے فیصلہ کو بہر حال منظور کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کمیٹی نے ایام جلسہ سے قبل یہ طے کیا کہ امامت و صدارت کے لئے نیا انتخاب ہو اور اس کے منظور کرنے کے لئے جناب شیخ میاں صاحب کو کہا گیا اور انہیں میٹنگ میں مدعو کیا گیا مگر آپ نہ

آئے اور جب آپ سے دریافت کیا گیا تو جواب میں جناب شیخ میاں محمد صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ کہے :-

"میرے دل میں ایک بات تھی وہ میرا مطلب پورا نہیں ہوا۔ اس لئے میں نہیں آؤں گا"

یعنی کمیٹی آپ کے نزدیک آپ کے خاص مطلب کو پورا کرنے کی غرض سے بنائی گئی تھی چونکہ وہ بات پوری نہ ہوئی اس لئے آپ کمیٹی میں نہیں آسکتے اور اس کے فیصلہ کو منظور کرتے ہیں۔

احمدیہ کانفرنس ۱۹۵۱ء کا فیصلہ

جلسہ سالانہ کی کارروائی جاری تھی، ۲۷ر دسمبر کی صبح کو حسب اعلان احمدیہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یہ تین فیصلے طے پائے

(۱) کانفرنس نے امیر کے انتخاب کی توثیق کی، (۲) معتمدین کے اجلاس میں جو اسی شام کو منعقد ہونے والا تھا نئے آئین کا معاملہ سب سے پہلے طے کرنے کو کہا اور (۳) پھر اس کی رپورٹ پیش ہونے کے لئے ۲۸ر دسمبر کو دوبارہ کانفرنس کا اجلاس طلب کیا گیا۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۵۱ء کی مجلس معتمدین

۲۶ر دسمبر کی شام کو حسب اعلان معتمدین کا اجلاس مسجد میں منعقد ہوا خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب نے سب سے پہلے یہ مطالبہ کیا کہ بموجب فیصلہ کانفرنس آئین کا معاملہ طے ہو جانا مقدم ہے مگر اسے سابق صدر صاحب نے منظور نہ کیا لیکن احباب کے شدید اصرار پر یہ وعدہ کیا کہ آئین کا معاملہ ایجنڈے کے معاملات طے ہونے کے بعد ضرور فیصلہ کیا جائے گا چاہے تمام رات اس کیلئے بیٹھنا پڑے چنانچہ رات کے پونے دو بجے آئین کا معاملہ پیش ہونے کی اجازت سابق صدر صاحب کی طرف سے دی گئی اور منٹ تک یہ معاملہ زیر بحث رہا لیکن اس کے بعد سابق صدر صاحب نے کہا کہ آئین کا معاملہ تو پیش ہو چکا اب اس پر مزید بحث و فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے جماعت میں مشتہر (CIRCULATE) کیا جائے۔

اکثریت کا مطالبہ اور سابق صدر کا واک آوٹ

احباب کی کثرت کا مطالبہ تھا کہ آئین کا معاملہ جو بموجب فیصلہ معتمدین ۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۱ء چند ماہ تک طے ہو جانا چاہیے تھا اب دو سال سے زائد عرصہ تک ملتوی چلا آ رہا ہے اسی وقت طے کیا جائے۔ سابق صاحب صدر نے اعلان کیا کہ جو صاحب چاہتے ہیں کہ ابھی آئین کا فیصلہ ہو وہ کھڑے ہو جائیں اس پر ...... طے پانا چاہیئے چنانچہ خواجہ نذیر احمد صاحب کی تحریک پر کہ رائے .... بہتر (۷۲) موجود ممبران میں سے اکیاون (۵۱) اس کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوئے، جنہوں نے پرزور مطالبہ کیا کہ کہ اب آئین کا معاملہ مزید التوا میں نہ ڈالا جائے اور ابھی اس کا فیصلہ کیا جائے۔ سابق صدر صاحب ماننے سے مسلسل انکار کرتے رہے اس پر سید عبدالجبار شاہ صاحب سابق بادشاہ سوات اور خواجہ نذیر احمد صاحب نے سابق صدر صاحب سے درخواست و منت کی کہ کم از کم وہ ان چار شقوں کو جن کے بارہ میں کوئی بھی اختلاف نہیں پاس ہو لینے دیں اور باقی شقوں کو مشتہر کر دیں، لیکن یہ بات بھی سابق صدر صاحب نے ماننے سے انکار کر دیا اور جنرل سیکرٹری صاحب سے منٹ ایک بلا اجازت لیکر معہ ۱۲ ممبران کے اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر چلے گئے ان کے ساتھ کچھ اور ممبر بھی نکل کر چلے گئے۔ یہ قطعاً غلط ہے کہ اٹھ کر چلے جانے سے قبل انہوں نے اعلان کیا ہو کہ اجلاس برخواست ہے بلکہ کئی احباب کو ان کے جانے کا علم بھی اس وقت ہوا جب وہ اپنے چند ساتھیوں کی معیت میں نکل کر چلے گئے۔

نیا آئین اور نیا انتخاب

باقی اکاون (۵۱) ممبران نے بمطابق آئین انجمن شق ۲۱ اجلاس جاری رکھا اور خان محمد یعقوب خاں صاحب باتفاق رائے مجلس کے صدر قرار پائے۔ اس فیصلہ کے قبول کرنے میں ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی نائب صدر بھی شامل تھے چنانچہ نئے آئین پیش ہو کر پاس ہوئے۔ نئے آئین کے پاس ہونے پر بموجب فیصلہ مجلس معتمدین ۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۱ء امارت و صدارت کے گذشتہ انتخابات کی مدت ختم ہو گئی اور دوبارہ انتخاب لازم آیا۔ اسی وقت باتفاق رائے حضرت مولانا صدر الدین صاحب امیر اور خان محمد یعقوب خاں صاحب صدر منتخب کئے گئے۔ پھر صدر صاحب کی اجازت سے کہ عرصہ دو سال پہلے نئے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں نہیں لایا گیا اور زائد المیعاد اصحاب کام کر رہے ہیں عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا نئے انتخاب باتفاق رائے منظور ہوئے۔ اب ۲۷ر دسمبر کی صبح کا وقت تھا۔ گذشتہ روز کی کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق اب احمدیہ کانفرنس کا اجلاس پھر منعقد ہوا جس میں امیر کے نئے انتخاب کی پھر توثیق ہوئی۔

انجمن کے چند ملازمین جو معتمدین کی اس بھاری اکثریت کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھے انہوں نے بعد دوپہر پولیس بلوائی۔

ثالثی بورڈ

آخر یہ تجویز مصالحت کی پیش ہوئی کہ چار اصحاب کا ثالثی بورڈ ہو یعنی ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب، خان بہادر غلام ربانی صاحب چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ اور خواجہ نذیر احمد صاحب، یہ بورڈ جو فیصلہ صادر کرے وہ منظور کیا جائے لیکن ثالثی بورڈ کے فیصلہ کے بارے میں بھی جو کچھ کیا گیا وہ بعد میں سخت مایوس کن نکلا اور ہماری جماعت کے شایان شان نہ تھا۔ سب کارکنان انجمن کے سامنے بموجودگی افسران پولیس جو فیصلہ سنایا گیا وہ یہ تھا کہ ۷ر فروری ۱۹۵۲ء کو دوبارہ انتخاب ہو اور ثالثی بورڈ سفارش کرے گی کہ یہی موجودہ انتخاب جو بورڈ کی رائے میں بھی موزوں تھا اختیار کیا جائے اور اس اثناء میں سابق صاحب صدر نام کے صدر تو ہونگے مگر صدر کے اختیارات استعمال نہیں کریں گے نہ ہی مجلس منتظمہ کے اجلاسوں کی صدارت کریں گے۔ دفتر کا جملہ نظم ونسق جنرل سیکرٹری صاحب کے ہاتھ میں ہوگا صاحب صدر صرف چیکوں پر دستخط کے مجاز ہوں گے۔ یہ تھا وہ فیصلہ جو جملہ کارکنان انجمن کو بلا کر سنایا گیا مگر یہ کہ تحریر میں ثالثی بورڈ کے فیصلہ کی کیا شکل تھی باوجود مطالبہ کے کسی پر ظاہر نہ کیا گیا۔ لیکن چند ہی روز کے بعد عملاً جو صورت ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ سابق صاحب صدر نے حسب سابق اپنے اختیارات استعمال کرنے شروع کئے اور ان میں وہ تر الاحکام بھی تھا کہ سابق ایڈیٹر پیغام صلح کمیٹی کی کارگذاری مجلس معتمدین منعقدہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۱ء میں جب قوم کے سامنے آگئی تھی ایک دم (-/300) کا گریڈ علاوہ الاؤنسوں کے منظور کیا اس کے علاوہ ان کے چند آلہ کار کارکنوں نے دفتری کاروبار میں سیکرٹری صاحب کے بالمقابل ایک علیحدہ بلاک قائم کیا اور روزمرہ کے کاروبار میں بڑا لاک پیدا کر دیا۔ جب ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی تو وہ معاملہ کو عدالت میں لے گئے اور حکم امتناعی لے آئے کہ انہیں بدستور کام کرنے دیا جائے لیکن جب مقدمہ کی سماعت میں عدالت کے سامنے تصویر کا دوسرا رخ بھی آگیا اور واضح ہو گیا کہ سابق صاحب صدر کی صدارت ۲۶/۲۷ دسمبر کو ختم ہو گئی تھی حکم امتناعی کو ہٹا دیا گیا۔

درحقیقت یہ ثالثی بورڈ مجلس معتمدین منعقدہ ۲۶/۲۷ر دسمبر کے فیصلہ کی خلاف ورزی کا ایک قدم تھا جس پر بعض احباب نے صرف اس لئے رضامندی ظاہر کی کہ اگر اس طرح سے قومی وحدت قائم رہ سکے تو یہ کوشش بھی کر لینی چاہیئے۔ اس کا جو حشر ہوا وہ بھی بعد میں ظاہر ہوا جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اس انکشاف کے بعد کہ ثالثی بورڈ بھی ایک آخری حربہ تھا جو سابق صاحب صدر کے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے استعمال کیا گیا تھا مجلس معتمدین منعقدہ ۲۶/۲۷ دسمبر ۱۹۵۱ء کے فیصلہ جات کو پورے طور پر بروئے کار لایا گیا اور خدا کے فضل سے نئے منتخب شدہ عہدہ داروں اور مجلس منتظمہ نے پوری سرگرمی سے کام کرنا شروع کر دیا ہے جس کا نمونہ پیغام صلح کے صفحات سے احباب اندازہ لگا سکیں گے۔

صاحب صدر کا اعلان

اطمینان اور دلچسپی سے سنا گیا

جہلم سے حکیم عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں:-

بخدمت گرامی جناب آنریری جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار پیغام صلح بڑی انتظار کے بعد موصول ہوا۔ احباب جماعت نے پڑھ کر اطمینان کا سانس لیا۔

نماز جمعہ میں مولوی احمد گل صاحب نے موجودہ صاحب صدر خان صاحب یعقوب خان صاحب کا اعلان پڑھ کر سنایا۔ احباب جماعت نے بڑے اطمینان اور دلچسپی سے سنا۔ دعا ہے اللہ کریم اپنے فضل سے جماعت کو اتفاق و اتحاد سے مل کر خدمت اسلام کرنے کی توفیق دے آمین

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا اعلان حضرت رسول مقبول صلعم کی معصومیت کے متعلق بھی پڑھا۔ صحیح اور ضروری تھا جس کا عوام پر اچھا اثر ہوا۔ والسلام خادم عبدالعزیز۔ جہلم

درخواست دعا

مخدومی مکرمی مولوی [illegible] صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بفضل تعالیٰ بخیریت تمام ہوں گے۔

عرض ہے کہ میں نے متعدد بار سابق ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میری درخواست اخبار میں شائع فرما دیں مگر انہوں نے بالکل توجہ نہ دی بلکہ جواب تک بھی نہ دیا وجہ نامعلوم۔ اب آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ میں عرصہ دراز سے بیمار ہوں جس کی وجہ سے میری صحت پر اب بہت زیادہ اثر پڑ رہا ہے اور ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے شفا بخشے۔ اس کے لئے آپ سے ذاتی طور پر بھی اور جماعت کے بزرگوں سے بھی درخواست ہے کہ میرے لئے خاص طور پر دعا فرماویں بہت مشکور ہوں گا۔

خاتم النبیین کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا

حضرت مسیح موعودؑ کا دعوے نبوت و معصومیت سے انکار اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داری

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۵۴ء بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما (الاحزاب)

ختم نبوت کی وجہ کمالات شریعت کا اختتام

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں، کیوں اللہ تعالےٰ نے آپ کو خاتم النبیین فرمایا اس لئے کہ قرآن کریم میں شریعت کے احکام کامل طور پر نازل کر دئے گئے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا جو احکام اللہ تعالےٰ نے شریعت کے رنگ میں نازل کرنے تھے وہ سب کے سب قرآن کریم میں آگئے اور وہ سچائی اور عدل و انصاف پر مبنی ہیں دوسری جگہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آج ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔

(۲) اخلاق انسانیت کی تکمیل

یہی خاتم النبیین کے معنے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کے آنے سے سلسلہ انبیاء ختم کر دیا گیا، کیونکہ قرآن نے شریعت کے کمالات و احکامات کو ختم کر دیا اور محمد رسول اللہ صلعم نے انسانیت کے اخلاق کی تکمیل کر دی انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق فرمایا میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اخلاق کو درجہ کمال پر پہنچا دوں، اسی بنا پر آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا۔

(۳) رب العالمین کا پیغام تمام دنیا کی طرف

اور یہ بھی آپ سے کہا گیا کہ لوگوں سے کہدو یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں، مجھے بھیجنے والا رب العالمین ہے اور جو پیغام میں لایا ہوں وہ تنزیل من رب العالمین ہے۔ پس تمام دنیا کی رہبری کرنے والے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خاتم النبیین کے معنے (۱) لا نبی بعدی

آپ نے خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد جھوٹے دجال آئیں گے کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ان میں سے ہر ایک مدعی نبوت ہوگا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، پس ایک طرف قرآن کا یہ فرمانا کہ محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین ہیں اور دوسری طرف حضور کی یہ تفسیر کہ لا نبی بعدی اس کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ اس کا کوئی اور ترجمہ کیا جائے۔

(۲) آخری نبی

اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی یہی تفسیر کی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا فرمایا کنت اول الانبیاء خلقا وآخرھم بعثا میں تمام انبیاء سے پہلے پیدا ہوا اور تمام انبیاء کے آخر میں مبعوث ہوا کیا اس حدیث کے بعد بھی کوئی اور ترجمہ ہو سکتا ہے۔

(۳) انقطاع نبوت

اور فرمایا ختم بی النبیون میرے وجود سے انبیاء کا آنا ختم ہو گیا اور فرمایا ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول یعنی نبوت اور رسالت منقطع ہیں اس لئے میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ ہی نبی نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی۔

(۴) عاقب جس کے بعد کوئی نبی نہیں

ایک جگہ فرمایا انا محمد وانا احمد میں محمد اور احمد ہوں، وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الخطایا اور میں ماحی ہوں، میری تعلیم سے گناہ مٹ جائیں گے وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگ جمع کئے جائیں گے یہ کیسے جمع ہوں۔ ایک حدیث میں ہے ان اللہ زوی لی الارض فاریت مشارقھا ومغاربھا مجھے زمین کا نقشہ دکھایا گیا وان ملک امتی سیبلغ ما زوی لی منھا تمام زمین جو مجھے دکھائی گئی میری امت کی بادشاہت پہنچے گی اور دین اسلام سب جگہوں پر پھیل جائے گا اور تمام مشرقی و مغربی دنیا نبی کریم صلعم کے تابع ہو جائے گی، پھر فرمایا انا العاقب والعاقب الذی لا نبی بعدہ میں سب سے آخر میں آنے کی وجہ سے عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(۵) قصر نبوت کی آخری اینٹ

ایک حدیث میں ہے مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی طرح ہے بنی بیتا جس نے ایک گھر بنایا فاحسنہ واجملہ اس کو بہت خوبصورت و شاندار بنایا الا موضع اللبنۃ سوائے اس کے کہ اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی یطوفون الناس لوگ اس کے گرد گھومتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ کیسا اچھا درست گھر بنایا ہے اور کہتے ہلا وضعت یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی فرمایا انا ھذہ اللبنۃ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی یہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اس سے بڑھکر وضاحت اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضور کے خاتم النبیین ہونے کے معنے یہ ہیں کہ حضور محل نبوت کی آخری اینٹ ہیں جس کے بعد اور کسی اینٹ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

خاتم النبیین کا ذکر زبور اور انجیل میں

زبور میں بھی لکھا ہے کہ وہ پتھر جس کو معماروں نے رد کر دیا، خدا نے اسے قبول کر لیا۔ اور وہ کونے کی اینٹ ٹھہرا، حضرت عیسٰے نے بھی انجیل میں زبور کی اس پیشگوئی کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ پتھر جس کو راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کی اینٹ ٹھہرا تو زبور اور انجیل آنحضرت صلعم کے آخری نبی ہونے کی پیشگوئی کی اور حضرت مسیح نے یہ بھی کہا کہ تم اس وقت تمام باتوں کی برداشت نہیں کر سکتے پر میرے جانے کے بعد جب وہ تسلی دہندہ آئے گا تو وہ تمام باتیں تمہیں بتائے گا اس میں بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام تعلیمات لے کر آئیں گے، اس پیشگوئی کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں دوہرایا ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیشگوئی ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا بشارۃ اخی عیسٰی میں اپنے بھائی عیسٰے کی بشارت کا مصداق ہوں۔

خدا اور رسول کے معنوں کو رد نہ کرو

تو اتنی بار قرآن، انجیل اور تورات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو بیان کرے اتنے کھلے کھلے اور واضح الفاظ میں خاتم النبیین کی تفسیر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اور بتا دیں کہ آپ

کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ پر نبوت منقطع ہو چکی ہے، آپ آخری نبی ہیں، اس کے بعد یہ جرأت نہ ہونی چاہیئے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ آپ کے بعد بھی نبی آسکتا ہے، ڈر جانا چاہیئے، خدا کا خوف کرنا چاہیئے اور خدا کے فرمودہ اور نبی کریم صلعم کی تفسیر کو رد کرنے کی جرأت نہ کرنی چاہیئے۔

امتِ محمدیہ میں نبیوں کی بجائے خلفا کا سلسلہ

ایک حدیث میں ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ طریق تھا کہ کلما ھلک نبی خلفہ نبی جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کے بعد ایک اور نبی آجاتا ولکن لانبی بعدی وسیکون الخلفاء لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہاں خلفا ہوں گے کس قدر صاف اور واضح الفاظ میں اس مضمون کو بھی صاف کر دیا کہ گو آپ پر نبوت ختم ہو گئی، مگر آپ کا فیض روحانی جاری رہے گا اور آپ کے بعد خلفا آتے رہیں گے جو آپ کی تعلیم پر لوگوں کو چلاتے رہیں۔ اسی مضمون کو اس حدیث میں بیان فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہے گا، تو ایک سلسلہ (نبوت) کو حضرت نے ختم کر دیا اور ایک سلسلہ (مجددیت) کو قیامت تک جاری رکھا۔

نزولِ جبرئیل بہ پیرایہ وحیِ نبوت بند ہے

پھر حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبرئیل کا وحیِ نبوت لے کر اترنا بند ہو گیا، ایک دفعہ حضرت کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما حضرت ام ایمن کے ہاں گئے، تو وہ خوب روئی، اور حضرت ابوبکر اور عمر بھی خوب روئے، آخر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت اعلیٰ مقام اور بڑے آرام کی جگہ پہنچ چکے ہیں، اس پر رونا تو ٹھیک نہیں، ام ایمن نے جواب دیا کہ یہ صحیح ہے اور میں خوب جانتی ہوں کہ آپ کو نہایت بلند مقام اور بڑے آرام کی جگہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اس پر میں نہیں روتی، میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آپ کی وفات پر قد انقطع الوحی، وحی کا آنا بند ہو گیا، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے بھی فرمایا کہ پہلے تو وحی کا سلسلہ جاری تھا اور لوگوں کے حالات وحی کے ذریعہ معلوم ہو جایا کرتے تھے، اب وحی تو بند ہو گئی ہے، اس لئے لوگوں کے ظاہر حالات پر ہی ہم فتوے لگا سکتے ہیں باطن کے حالات کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے تو یہ ایک حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحیِ نبوت لانے والا فرشتہ اس وحی کو نہیں لا سکتا، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی صحرا ہو، جس میں چاروں طرف ریت ہی ریت ہو اور بارش بھی نازل نہ ہو وہاں پر کسی قسم کے سبزہ کا اُگنا محال ہوگا۔ اسی طرح جب جبرئیل کا بھی وحیِ نبوت لانا بند ہے تو نبی کیسے ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ نبوت سے انکار

حضرت مرزا صاحب نے قسمیں اٹھا اٹھا کر بار بار کہا کہ میں نبی نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوےٰ نبوت کرنے والا کافر اور کاذب ہے پھر یہ بھی کہا کہ نبی کا لفظ اگرچہ میرے الہام میں آیا ہے، مگر یہ اصلی اور حقیقی اور اصطلاحی معنوں میں نہیں اس لفظ کو اپنی روزمرہ کی بول چال میں مت لاؤ، اور دین کو بچوں کا کھیل نہ بناؤ، اس لفظ کو بول چال میں استعمال کرنے سے دین میں فتنہ پڑتا اور لوگوں کو دھوکا لگتا ہے، آپ جو بیعت لیا کرتے تھے، وہ اخوت کی بیعت تھی، اپنی نبوت آپ نے نہیں منوائی، پھر آپ کے فوت ہونے کے بعد جو کتبہ آپ کی قبر پر لگایا گیا اس میں آپ کو صرف مجدد صد چہار دہم لکھا گیا، نبی ہونے کا کوئی ذکر اس میں نہ تھا، اپنی وصیت میں آپ نے سب کچھ کہا، نیکی اور تقوےٰ کی تعلیم دی، اپنے بعد جماعت کے نظام کا بندوبست کیا لیکن یہ نہ کہا کہ مجھے نبی ماننا ضروری ہے، اگر آپ فی الواقعہ نبی تھے تو ضرور تھا کہ آپ کے کتبہ پر نبی کا لفظ لکھا جاتا، ضرور تھا کہ وصیت میں اپنی نبوت کی آپ تلقین کرتے، ضرور تھا کہ بیعت آپ اپنی نبوت کی لیتے۔

نبی کے لئے اپنی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے

اور پھر نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نبوت پر خود بھی ایمان لائے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٰمنت بکتابک الذی انزلت اے اللہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ونبیک الذی ارسلت اور اس نبی کی نبوت پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا یعنی خود اپنے آپ پر ایمان لایا۔

نبی اپنی وحی کو نہیں چھپاتا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان لنبی ان یغل نبی کے لئے یہ شان نہیں، کہ وہ خدا کے فرمودہ کو چھپائے یا اس میں خیانت کرے، اس کے بالمقابل حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مولوی نے لکھا ہے کہ الہامات کو تم چھپاتے ہو کیا کوئی ایسا نبی بھی ہو سکتا ہے، جو خدا کی وحی کو شائع نہ کرے تو اس کا جواب وہ یہی دیتے ہیں کہ میرے الہامات کا ایک ذخیرہ اور انبار ہے جو شائع نہیں ہوا، اس سے ظاہر ہے کہ آپ نہ نبی تھے اور نہ ہی الہامات کو شائع نہ کرنے کی وجہ سے خیانت کے جرم کا ارتکاب کیا۔

معصومیت اور معجزات انبیاء کیلئے مخصوص ہیں

پھر ایک کتاب آپ نے لکھی ہے کرامات الصادقین اس کے پانچویں صفحہ پر مولوی محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے آپ لکھتے ہیں:-

"افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور کسی انسان کو بجز انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعوےٰ ہے"

اور لکھا ہے کہ اولیاء اور مجدد اور محدث ادب کے سبب اپنے نشانات کو معجزہ نہیں بلکہ کرامت کہتے ہیں اسی لئے آپ نے اپنی کتاب کا نام کراماتُ الصادقین رکھا ہے پھر یہ بھی لکھا ہے کہ اولیاء اور مجددین کو محفوظیت کا مقام حاصل ہے لیکن وہ معصوم نہیں ہوتے۔ غلام کو کہاں شایاں کہ وہ آقا کے مقابلہ پر کھڑا ہو، گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی، حفظِ مراتب ضروری ہے، ورنہ دین کا تمام سلسلہ بگڑ جائے گا۔

عیسائیوں کا غلو

کسی شخص کو اس کے مرتبہ سے اٹھا کر ایسا مقام دینا جو اس کے شایان نہیں یہ غلو ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہت زور لگایا کہ مجھے انسان سمجھا جائے اور فرمایا مجھے نیک نہ کہو نیک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں، کیا پاک اور ادب سے بھرا ہوا کلام ہے، لیکن لوگوں نے اس کی پرواہ نہ کی، اور انہیں خدائی کے مرتبہ پر بٹھا دیا، قرآن کریم نے بھی کہا یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم اے اہلِ کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو، لیکن عیسائی حضرت عیسیٰ کو بشریت سے اٹھا کر خدا بنانے سے باز نہ آئے، یہ بہت بڑا غلو ہے جس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

مسیحِ وقت اور موجودہ یہودی

حضرت عیسیٰ یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے، ہمارا مسیح بھی اس زمانہ کے یہودیوں کی اصلاح کے لئے آیا ہم یہودی ہو گئے تھے، محض رسم و رواج کی پابندی کو ہم نے دین سمجھ لیا مسیحِ وقت ہمیں دین کی حقیقت بتلانے کے لئے آیا لیکن ہم نے اس کو اٹھا کر نبی بنا دیا۔ یہ بہت بڑا غلو ہے، نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے ایاکم والغلو دیکھو خبردار غلو سے بچنا، اس میں بہت بڑا نقصان ہے۔

حضرت مسیح موعود کا اصل مقام

حضرت امام زمان نے لکھا ہے کہ میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ میں مجدد ہوں، اور لکھا ہے کہ نبی کا لفظ محض محدث کے معنوں میں میں نے استعمال کیا ہے، اگر یہ مسلمانوں پر ناگوار گذرتا ہے تو اسکو کاٹ ڈالو۔ اتنے واضح بیانات اللہ اور رسول کے کھلے ارشادات اور حضرت مرزا صاحب کی کھلی تصریحات کے بعد ہمارے لئے یہ شایاں نہیں کہ آپ کی نبوت کا اعلان کرتے پھریں اور دوسروں کے لئے ابتلاء کا موجب بن جائیں، خدا کے لئے اپنی ذمہ داری کو سمجھو، لوگوں کو بتاؤ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبی ہونے کا نہیں، اور اس بات کو بھی واضح کرو کہ آپ کا اصل مقام مجددیت کا ہے۔ لفظ مجددیت سے چھوٹا ہے آپ نے خود لکھا ہے ملہم من اللہ اور مامور من اللہ ہونا اصل مقام ہے۔ مسیح کا لفظ تو ایک خطاب ہے، جو آپ کے کام کی ایک شاخ کی مناسبت سے آپ کو دیا گیا، خود فرمایا ہے ؎

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اصل حقائق عوام پر واضح کئے جائیں

اتنی کھلی کھلی تصریحات کے بعد بھی آپ اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھیں اور لوگوں پر اصل حقیقت واضح نہ کریں تو بڑے افسوس کا مقام ہوگا۔ دیکھو اس انکوائری کے بعد جو عدالتی کورٹ میں گذشتہ فسادات کے متعلق ہو رہی ہے پھر ایک طوفان اٹھنے والا ہے، اسکو روکنے کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ عام مسلمانوں پر حضرت مرزا صاحب کا صحیح مقام اور ختمِ نبوت کی اصل حقیقت واضح کی جائے۔

مسئلہ تکفیر اور غیر احمدی کے پیچھے نماز

اور یہ بھی بتایا جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر نہیں کہا، آپ نے امام وقت ہو کر دس سال تک، دوسروں کے پیچھے نمازیں پڑھنے سے اپنی جماعت کو نہیں روکا، خود بھی بعض وقت دوسروں کے پیچھے نماز پڑھی، لیکن مخالف مولویوں نے جب احمدیوں کو مسجدوں سے نکالا، اور مسجدوں میں جانے پر فتنہ و فساد برپا کیا اور کافر کہنے سے باز نہ آئے تو آپ نے اپنی جماعت کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا، اس سے ظاہر ہے کہ کافر کہنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً حرام نہیں، ورنہ اگر شریعت میں لکھا ہوتا کہ کافر کہنے والے کے پیچھے نماز حرام ہے تو دس

(باقی بر صفحہ ۸ کالم نمبر ۱)

رفتار عالم

کراچی - ۲۲ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو گذشتہ سال ۳۱ر مارچ تک مہاجرٹیکس کی مد سے چار کروڑ ستاون لاکھ روپیہ آمدنی ہوئی۔ مہاجر ٹیکس یکم دسمبر ۱۹۵۰ء میں عاید کیا گیا تھا۔ مرکزی حکومت نے اس رقم میں اپنی طرف سے پانچ کروڑ روپے کا اور اضافہ کیا اور مہاجرین کی آبادکاری سے متعلق منصوبوں کی تکمیل کے لئے یہ تمام رقم ملک کے مختلف صوبوں میں تقسیم کر دی گئی۔

کراچی - ۲۲ر جنوری۔ حکومت پاکستان اور ہندوستان کے درمیان اس امر کے متعلق فیصلہ ہوگیا ہے کہ تارکان وطن کے ذاتی اور گھریلو مال اسباب کو جوان کے دوستوں رشتہ داروں یا کسٹوڈین کے پاس رکھا ہے واپس لینے کی اجازت دی جائے اس سمجھوتہ کی رو سے براہ راست سامان بک کرانے کی پابندیاں بھی اٹھا لی جائیں گی۔ اور اس کے لئے انہیں کسٹم ڈیوٹی بھی ادا نہیں کرنی ہوگی۔ اس کے لئے آیندہ مارچ سے چھ ماہ تک کا عرصہ مقرر کیا گیا ہے اس عرصہ میں تارکان وطن اپنے سامان کی واپسی یا منتقلی کے لئے درخواستیں دے سکتے ہیں۔ جو سامان لے جایا جائیگا وہ اس ملک کے سفارتی نمایندے کے دفتر میں رکھوا جائے گا۔ مقررہ مدت کے اندر اندر جن اشیاء کے لئے درخواستیں موصول نہیں ہوں گی سفارتی نمایندے کی موجودگی میں ان کا نیلام کر دیا جائے گا۔ اور اس کی رقم کسٹوڈین کی فیس منہا کرنے کے بعد سفارتی نمایندے کے حوالہ کر دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں دونوں حکومتوں کے درمیان تین ماہ کے اندر اندر سامان کی فہرستوں کا تبادلہ کیا جائے گا۔

لاہور - ۲۲ر جنوری۔ ایک سرکاری اطلاع کے مطابق پنجاب کی فصل کی بابت خریف ۱۹۵۳ء کے پہلے اندازہ کے مطابق جولائی ۱۹۵۳ء کے اواخر تک اس فصل کے زیر کاشت کل رقبہ کا تخمینہ چار لاکھ پینسٹھ ہزار پانسو ایکڑ لگایا گیا ہے جو سال ماسبق کے اندازے اور اصل رقبہ کی نسبت علی الترتیب پانچ عشاریہ ۷ فیصد اور پانچ عشاریہ ۹ فیصد زیادہ ہے۔

کوئٹہ - ۲۲ر جنوری۔ قلات میں ۲۰ اور ۲۱ر جنوری کو ۹ گھنٹے کے عرصہ میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد تین بار زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے کسی جانی ومالی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔

کراچی - ۲۳ر جنوری۔ آج یہاں سائنس کانفرنس کی جانب سے ایک مجلس مباحثہ منعقد ہوئی جس میں مختلف مقررین نے پاکستان میں تعلیم کو اسلامی رنگ دینے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

لاہور - ۲۳ر جنوری۔ پاکستان میل کے حادثہ میں ہلاک ہونے والوں کی گیارہ لاشیں آج صبح ملبہ سے نکالی گئیں۔ اس طرح سے اب تک ۲۷ لاشیں نکالی جا چکی ہیں۔ آج جو لاشیں نکالی گئی ہیں ان کی نماز جنازہ ادا کر کے ان کو وہیں دفن کر دیا گیا ان میں سے کوئی لاش شناخت نہیں کی جا سکی۔

بوگرہ - ۲۳ر جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے آج یہاں کہا کہ تمام سیاسی قیدیوں کو رفتہ رفتہ رہا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں مقدم سوال ملکی سلامتی اور حفاظت کا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے صوبائی حکومت سے کہا ہے کہ وہ مرکزی حکومت کی پالیسی پر عمل کرے۔

قاہرہ - ۲۲ر جنوری۔ برطانیہ نے مصر سے احتجاج کیا ہے کہ کل اسماعیلیہ کے نزدیک دو برطانوی سپاہیوں کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ادھر نہر سویز کے علاقہ میں ایک برطانوی فوجی ترجمان نے بتایا ہے کہ آج بھی ایک گشتی گاڑی اور دو سپاہی لاپتہ ہیں۔ برطانوی ترجمان نے کہا ہے کہ علاقہ سویز کی صورت حالات پھر کشیدہ ہوگئی ہے۔ بالخصوص گذشتہ ۴۸ گھنٹے سے حالات زیادہ کشیدہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

کلیانی - (مغربی بنگال) ۲۳ر جنوری وزیر اعظم ہندوستان پنڈت جواہر لال نہرو نے جو کانگریس کے صدر بھی ہیں آج یہاں صدارتی تقریر میں اس امر کا اعتراف کیا کہ پاکستان کے لئے مجوزہ امریکی فوجی امداد پر ہندوستان کو اس لئے تشویش ہے کہ پاکستان کی طرف سے وہ امداد ہندوستان کے خلاف استعمال کرنے کا خدشہ ہے۔

لاہور - ۲۲ر جنوری۔ وزیر اعلیٰ ملک فیروز خان نون نے آج یہاں مضافاتی شہر کا معائنہ کیا۔ انہوں نے اس موقعہ پر تجویز پیش کی کہ محکمہ تعمیرات تمام کلرکوں کے لئے کوارٹر تعمیر کرنے چاہئیں جو ان سرکاری ملازموں کے ہاتھ فروخت کئے جائیں اور اینٹوں اور مسالہ کی قیمت پیشگی ادا کریں اور باقی حساب بعد میں ادا کریں۔

جالندھر - ۲۲ر جنوری۔ میاں ماسٹر تارا سنگھ اور سردار ایشر سنگھ مجھیل کے حامیوں میں تصادم سے چھ افراد زخمی ہوگئے۔ یہ تصادم اس وقت ہوا جب سردار ایشر سنگھ مجھیل نے شہری گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا صدر ہونے کے بعد چارج سنبھالنے کی کوشش کی۔

بقیہ خطبہ جمعہ بسلسلہ صفحہ ۲

سال تک دوسروں کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی اجازت کیوں دیتے۔ اگر آپ نے منع کیا ہے تو اصلاح کے لئے پروٹسٹ کے طور پر روکا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ کمال الدین صاحب کو ولایت میں ظفر علی خاں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ بھی کسی کے کافر کہنے کی وجہ سے نماز اس کے پیچھے حرام نہیں سمجھتے تھے، ورنہ یہاں کافر کہنے والا اگر ولایت چلا جائے تو کیا اس کی تکفیر ختم ہو جاتی ہے، سؤر جس طرح یہاں حرام ہے اسی طرح ولایت میں بھی حرام ہے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اگر سؤر کو یہاں سے پارسل کر کے ولایت بھیجا جائے تو حلال ہو جائے گا معلوم ہوا کافر کہنے والے کے پیچھے شریعت تو نماز پڑھ لینے کی اجازت دیتی ہے ہم صرف پروٹسٹ کے طور پر اور ان کی تکفیر کی اصلاح کے لئے ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

فہمیدہ لوگوں اور حکومت کی ذمہ داری

پھر تعجب ہے کہ کیوں قوم کے فہمیدہ لوگ اور گورنمنٹ ایسے لوگوں کو ملامت نہیں کرتی کہ یہ لوگ جنہوں نے غیر ممالک میں اسلام پھیلایا، قرآن کے ترجمے کئے، مسجدیں بنائیں ان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے ان کے مارنے کے درپے کیوں ہیں۔

ہماری ذمہ داری

آپ لوگ بھی اس مخالفت کو کم کرنے کی کوشش کریں اور لوگوں کو اپنے صحیح معتقدات اور حضرت مرزا صاحب کے اصل منصب سے مطلع کریں، اور انہیں بتائیں کہ اگر ہم نے مرزا صاحب کو مجدد مانا ہے تو یہ بھی ارشاد نبوی کی اطاعت ہے پھر اس سے بڑھ کر اور خوش قسمتی کیا ہے۔ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں امام وقت کو ماننے کی وجہ سے ہلاک کئے جائیں، ہمارا ایمان یہ ہونا چاہیئے کہ اللہ ایک ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں، مرزا صاحب جو وقت کے امام ہیں، رسول کریم صلعم کے غلام ہیں آپ کے کفش بردار ہیں ان کی اطاعت میں اسلام کا جھنڈا اونچا ہونا سب سے بڑی سعادت ہے اسی راہ میں موت آجائے تو بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔

خطبہ ثانی

پاکستان میل کا حادثہ

کل کے حادثہ (پاکستان میل کے المناک حادثہ) کی وجہ سے بہت [illegible] یہ حادثہ بڑا المناک اور زہرہ گداز ہے تیرہ ڈبوں میں سے چھ کا جل جانا بہت بڑا نقصان اور بڑا دردناک واقعہ ہے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اس حادثہ میں کوئی تین صد جانیں ضائع ہوئی ہیں، کیا یہ واقعہ اور اس قسم کے واقعات جو آئے دن ہو رہے ہیں پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں کو ہلانے کے لئے کافی نہیں؟ ہم میں سے کون کہہ سکتا ہے کہ کل زندہ رہیں گے یا نہیں اس سے عبرت حاصل کرو، اور اپنی سب ایمانیوں، چالاکیوں کو چھوڑ دو۔ کل کیا خدا کے آگے جا کر جواب دو گے؟

نمازوں اور جمعہ کی پابندی کرو

میں آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ نماز کی پابندی اختیار کرو، سچائی، راستبازی کو ہاتھ سے نہ دو۔ جمعہ کی نماز کے لئے وقت پر آیا کرو، کسی کا کام، کسی کی مصروفیت، کسی کا بزنس، کسی کی تجارت کسی کا پیر، کسی کا [illegible] کسی کام نہ آئے گا، خدا فرماتا ہے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ جب جمعہ کا وقت آئے تو کوشش کے ساتھ مشاغل کی تمام زنجیروں کو توڑ کر اور وقت پر پہنچو، کسی گورنر کی پارٹی پر جانا ہو تو کبھی تم پانچ منٹ بھی لیٹ نہیں جاتے مگر ما قدروا اللہ حق قدرہ خدا کی قدر وہ نہیں جس کا وہ مستحق ہے وقت پر پہنچنے کی کوشش کرو نمازیں اور بالخصوص جمعہ کی نماز پابندی وقت کے ساتھ ادا کرو اسی میں قوم کی بھلائی ہے۔

سہ روزہ پیغام صلح مورخہ ۲۷ر جنوری ۱۹۵۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۵۴ء | نمبر ۴

جواہر ریزے

گھروں میں داخل ہونے کے متعلق
حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یابنی اذا دخلت علی اهلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلی اهل بیتک ۔ (مشکوۃ)

انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹا! جب تم اپنے گھر میں جایا کرو تو گھر والوں کو السلام علیکم کہا کرو یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا موجب ہوگا ۔ (مشکوۃ)

عن عطا بن یسار ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال استاذن علی امی فقال نعم فقال الرجل انی معها فی البیت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استاذن علیها اتحب ان تراها عریانۃ قال لا ۔ قال فاستاذن علیها ۔ (موطا)

عطا ابن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت رسول کریم صلعم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی اجازت لے کر جاؤں ۔ حضور صلعم نے فرمایا بے شک ۔ اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں (پھر اجازت مانگنے کی کیا ضرورت ہے) حضورؐ نے فرمایا پھر بھی ماں کی اجازت لینی چاہیئے کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ماں کو ننگا دیکھے ؟ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں ۔ فرمایا تو بس اس کے پاس بھی اجازت لے کر جا ۔ (م ۔ خ ۔ حسن)

تاثرات

وائے نادانی کہ غفلت میں کٹی عمر عزیز
ہم نفس جاگا کئے میں بے خبر سوتا رہا
فی الحقیقت ہر دو دنیا میں مرد باصفا
داغ عصیاں آنکھ کے پانی سے جو دھوتا رہا
ملتا ہوں اب عہد پیری میں کف افسوس میں
ہائے وقات گرامی کو میں کیوں کھوتا رہا
غیر کے ظلم و ستم کا کیوں کروں شکوہ حسن
کانٹے اپنی راہ میں میں آپ ہی بوتا رہا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اور ارفع مقام

از حضرت امام الزمان علیہ السلام

"حکمت الٰہی نے ... ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنے کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ اور ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ اور ارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے ... اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے" (توضیح مرام صفحہ ۲۴)

ممبران مجلس معتمدین کا انتخاب

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے مجلس معتمدین کے ممبران کا آئندہ انتخاب ۱۵ سے ۲۲ فروری ۱۹۵۴ء کو ہوگا۔ مختلف جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق کوئی دن مقرر کر لیں گی اور علاقہ کے مرکزی مقام میں جہاں جماعت کے دوست کافی تعداد میں ہوں وہاں انتخاب کے لئے اجتماع کیا جائے گا۔ ملحقہ علاقہ کی جماعتوں کے دوست جو تھوڑی تعداد میں ہوں گے وہ اس مرکزی مقام پر پہنچنے کی تکلیف کریں گے۔ اس بارہ میں احباب خود سعی کر کے انتخاب کی مقررہ تاریخ کا علاقہ کی مرکزی جماعت سے علم حاصل کریں اور جہاں انتخاب ہوتا ہو وہاں کے سیکرٹری صاحب بھی اپنے علاقہ کے دوستوں کو تاریخ مقررہ سے اطلاع دیں۔ مثلاً مضافات پشاور یعنی سفید ڈھیری، اسلامیہ کالج، بازید خیل شیخ محمدی کے دوست پشاور میں جمع ہونگے۔ واہ اور ٹیکسلا اور حسن ابدال کے دوست راولپنڈی میں سرائے عالمگیر کے دوست جہلم میں۔ لالہ موسیٰ منڈی بہاؤالدین کے دوست گجرات میں۔ وہاڑی اور کسم سر کے دوست ملتان میں وعلیٰ ہذا۔

ہر جماعت کو جتنے ممبر منتخب کرنے کا حق ہے اس بارہ میں بذریعہ خطوط جماعتوں کو اطلاع دی گئی ہے اور مزید تفصیلات بھی بھیجی جا رہی ہیں۔ والسلام۔

جائنٹ سیکرٹری

جو خدا کے دین کی نصرت کریگا

خدا ضرور اس کی نصرت کرے گا

ان تنصروا اللہ ینصرکم

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری مکتوب

ایھا الاحباب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت نے اپنے روایتی ایثار کی یاد پھر سے تازہ کر دی اور ایک گرانقدر رقم جمع ہو گئی اس موقعہ پر میں نے جمعہ کے خطبہ کے دوران میں تحریک کی تھی کہ عام چندہ کے علاوہ ہم اپنی ایک ماہ کی آمدنی کی ایک چوتھائی پیش کریں۔ اس پر احباب نے نہایت سرعت کے ساتھ لبیک کہا اور فی الفور کسی صاحب نے علاہزار روپیہ پیش کر دیئے اور کسی نے چار صد۔ اور اس طرح سے ایک نہایت خوش کن اور ہمت افزا نظارہ ظہور میں آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے تمام افراد اس غیر معمولی کارخیر میں حصہ لیں اور انجمن کیلئے تقویت کا موجب بنیں۔ ساری جماعت کے ایسا کرنے سے زندگی کی حرارت پھر عود کر آئے گی اور جمود کی برف پگھل جائیگی

ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ جو خدا کے دین کی نصرت کرے گا خدا ضرور اس کی نصرت کریگا۔ وہ ان کے اموال و اولاد پر اپنے فضلوں کی بارش کرے گا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری استعدادیں اور ہمارے اموال اور ہمارا سب کچھ خدا تعالیٰ کی داد ہے اس لئے ہمیں اپنی استعدادوں اور اپنے اموال کا تھوڑا سا حصہ خدا کی راہ میں صرف کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ ومما رزقنٰھم ینفقون میں یہی تلقین فرمائی گئی ہے۔ پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے انعامات کی قدر کرتے ہوئے ہم اپنا تھوڑا سا مال نہایت خوشی سے اس کی رضا کے حصول کے لئے پیش کر دیں ولئن شکرتم لازیدنکم۔ چندے کی فراہمی کے لئے میں چاہتا ہوں کہ ذیل کے اصحاب نہایت مستعدی سے اس کام کو سرانجام دیں اور اپنے اپنے علاقہ یا حلقہ کا چندہ پندرہ دن کے اندر اندر وصول کر کے مرکز میں بھیجدیں۔ خاکسار

صدرالدین

۱- ڈاڈر - خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب
۲- مانسہرہ واتہ - غازی کوٹ - بیگراں وغیرہ وغیرہ - خانبہادر غلام ربانی صاحب و ڈاکٹر محمد امین صاحب
۳- ایبٹ آباد - شیخ محمد احمد صاحب و قاضی عبدالرشید صاحب -
۴- ہری پور - تھانہ صاحب و دربند - سپرنٹنڈنٹ نواب خان صاحب و ڈپٹی ... الرحمن صاحب -
۵- پشاور - شیخ الٰہی بخش صاحب، پروفیسر محمد فاضل صاحب و ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب میاں محمد زمان صاحب -
۶- زیدہ - خان صاحب عبدالعزیز خان صاحب -
۷- نوشہرہ - میر شاہ عبدالعزیز صاحب -
۸- مردان - ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب - خان محمد اسلم خان صاحب بریل ...
۹- آزاد کشمیر (مظفر آباد - ٹھیکیدار محمد دین صاحب و چوہدری فضل حق صاحب) (بلنڈری - ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب) (میرپور - چوہدری عبدالحق صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار) (کشمیر - چوہدری احسان الحق صاحب بی اے ایل ایل بی) (برنالہ - چوہدری سلطان علی صاحب)
۱۰- راولپنڈی و واہ ... چوہدری غلام باری صاحب - شیخ عبدالرحمن ... ٹھیکیدار فضل کریم صاحب
۱۱- الہ موسیٰ و منڈی بہاؤالدین - چوہدری الہ داد صاحب و محمد حیات صاحب و ملک غلام سرور ... الرؤف صاحب -
۱۲- گجرات - حافظ محمد حسن صاحب چیمہ و چوہدری فتح محمد صاحب و نیازی صاحب ایم اے ...
۱۳- جہلم - مستری یعقوب علی صاحب - شیخ عبدالعزیز صاحب - بابو عبدالرحمن صاحب - ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب -
۱۴- سرگودھا - ڈاکٹر عبدالحمید صاحب و شیخ میاں محمد نور صاحب اور وکیل محمد اکبر صاحب
۱۵- بھیرہ - ڈاکٹر حاجی محمد امین صاحب (۱۶) جھنگ - ... صاحب و مولوی محمد حسین صاحب -
۱۷- وزیر آباد - ڈاکٹر قریشی صاحب - شیخ محمد عبداللہ صاحب و شیخ عزیز احمد صاحب و شیخ نثار احمد صاحب -
۱۸- سیالکوٹ چھاؤنی - شیخ انعام اللہ صاحب، و شیخ عبدالمجید صاحب و شیخ محمد عبداللہ صاحب و شیخ عظمت اللہ صاحب -
۱۹- سیالکوٹ شہر - خواجہ محمد اصغر صاحب - ذکی صاحب - شیخ غلام حسین صاحب و شیخ محمد عبداللہ صاحب -
۲۰- گوجرانوالہ - ڈاکٹر حسن علی صاحب چوہدری سلطان علی صاحب و ماسٹر صادق علی صاحب -
۲۱- لائلپور - شیخ میاں مولا بخش صاحب - شیخ میاں الٰہی بخش صاحب و شیخ میاں عزیز احمد صاحب -
۲۲- لاہور شہر و چھاؤنی - ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب - مولانا ... الدین صاحب، خان صاحب عبدالعزیز خان صاحب مرزا مسعود بیگ صاحب و سید ماسٹر چوہدری عبدالحمید صاحب اساتذہ ... چندہ وصول کریں اور تمام طلباء ... پر فراہم کریں۔
۲۳- بدوملہی - شیخ رضی الدین صاحب و عبدالحفیظ صاحب و چوہدری ... صاحب و چوہدری غضنفر علی صاحب -
نوٹ (بدوملہی کے اساتذہ اپنا چندہ بھی پیش کریں اور تمام طلباء سے ایک ایک روپیہ وصول کریں)
۲۴- اوکاڑہ - حافظ محمد بخش صاحب (۲۵) ملتان - ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب - میاں عطاء اللہ صاحب و میاں ... خان صاحب
۲۶- خانپور - میاں بشیر احمد - عبدالعزیز صاحب، و سید اسد حسین صاحب - (۲۷) ہانسی - سبحان خان صاحب -
۲۸- ڈیرہ غازیخان - سردار عبدالرحیم صاحب پانڈیہ ... و پروفیسر غلام محمد صاحب - (۲۹) کوئٹہ - خوری صاحب و سیف ... خان صاحب -
۳۰- قاضی احمد و ضلع نوابشاہ - محمد زمان صاحب - غفور احمد صاحب و مرزا محمد اکبر صاحب -
۳۱- کراچی - میاں نصیر احمد صاحب فاروقی - چوہدری ... خان صاحب - عزیز احمد علی صاحب ... و شیخ عبدالحق صاحب ...

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۵۴ء

اسلام کی ایک بنیادی خصوصیت

مسیحی معاصر "اخوت" نے "فضیلت المسیح" کے عنوان سے کسی صاحب پال ارنسٹ بی اے کے قلم سے ایک سلسلۂ مضامین شائع کرنا شروع کیا ہے جس میں حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "محمد اینڈ کرائسٹ" کا جواب دینے کا اہتمام کیا گیا ہے، حیرت ہے ایک ایسی کتاب جس کو شائع ہوئے کم و بیش تینتیس ۳۳ سال گذر چکے اور جس کا مصنف کتاب کے شائع ہونے کے بعد اکتیس سال تک زندہ رہا، اس کا جواب اتنی مدت کے بعد جب اس کا مصنف بھی اس دنیا سے گذر گیا، کیوں لکھنا یاد آیا؟ کیوں مولانا مرحوم کی زندگی میں اس کا جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی؟ کیا یہ کتاب آج تک مسٹر پال ارنسٹ کی نظروں سے گذری نہ تھی، یا مصنف کتاب کی علمی قابلیت ان کے دماغ و قلم پر لرزہ طاری کرنے کا موجب تھی؟ اور مسٹر پال ارنسٹ ہی پر کیا منحصر ہے، ساری عیسائی دنیا میں مشرق سے مغرب تک ایک بھی ایسا شخص پیدا نہ ہوا جسے ان حقائق کے ابطال کی جرأت ہوئی ہو، جو اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں، مسٹر پال ارنسٹ کا اب قلم اٹھانا مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہے۔

لیکن وہ یہ نہ سمجھیں کہ کتاب مذکورہ پر ان کا تبصرہ لاجواب رہ جائے گا، ہم ان کی ایک ایک بات کا جو حقائق کے خلاف ہو جواب دیں گے اور حضرت مسیحؑ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو بدلائل قاطعہ ثابت کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ

سب سے پہلی بات جسے مسٹر پال ارنسٹ نے اپنے مضمون کی اولین قسط کا موضوع ٹھیرایا ہے وہ حضرت مولانا مرحوم کا یہ بیان ہے جو انہوں نے مقدمہ کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ:-

"اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول دنیا کے تمام انبیاء پر ایمان لانا ہے۔ یعنے اس حقیقت پر کہ پاک نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مختلف اقوام میں مختلف انبیاء مبعوث کئے گئے"

مسٹر پال ارنسٹ کو اس پر اعتراض ہے۔ ان کا خیال ہے کہ مختلف اقوام میں مختلف انبیاء کی بعثت کا اصول اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے نہیں اور حضرت مولانا مرحوم نے خواہ مخواہ اسے اسلام کا بنیادی اصول قرار دے دیا ہے۔ ان کا دعوے ہے کہ قرآن میں کہیں بھی یہود و نصاریٰ کے انبیاء کے سوائے کسی دوسرے نبی کا ذکر موجود نہیں نہ کسی ایسے نبی پر جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس دعوے کی دلیل میں انہوں نے قرآن کی یہ آیت پیش کی ہے:-

اَن تقولوا انما انزل الکتٰب علیٰ طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستھم لغافلین (الانعام رکوع ۲۰) ایسا نہ ہو کہ تم یہ کہو کہ کتاب ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتاری گئی اور ہم ان کے پڑھنے سے یقیناً بے خبر تھے"

اس آیۂ کریمہ میں بقول مسٹر پال ارنسٹ صرف دو ہی فرقوں (یہود اور نصاریٰ) پر کتاب اتارے جانے کا ذکر ہوا ان کا خیال ہے:-

"اگر اور فرقوں میں بھی انبیاء مبعوث ہوتے ہوتے اور وہ الہامی کتابیں لائے ہوتے تو اس کے بیان کا بھی انسب موقعہ تھا اور اس صورت میں یہ آیت شریف یوں ہوتی کہ ایسا نہ ہو کہ کہو کہ کتاب تو اتری سوائے ہمارے فرقے کے باقی سب فرقوں پر اور ہم ان کے پڑھنے سے غافل تھے"

اس کی تشریح میں مسٹر پال ارنسٹ نے خود ہی حضرت مولانا مرحوم کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے ایک نوٹ کا یہ مفہوم پیش کیا ہے کہ

"چونکہ عرب میں بت پرستوں کے علاوہ صرف یہود و نصاریٰ ہی رہتے تھے اس لئے صرف دو ہی فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے"

لیکن مسٹر پال ارنسٹ کو اس بات پر اصرار ہے کہ قرآن اسی بات کا قائل ہے کہ یہود و نصاریٰ کے سوائے دنیا کی اور کسی قوم میں نبی نہیں آیا نہ ان پر کوئی کتاب اتری، ان کا خیال ہے (اور بائبل کی کتاب اعمال اور رومیوں کے خطوط سے انہوں نے اس خیال کی تائید حاصل کی ہے) کہ دنیا کی باقی اقوام محض اپنی فطری روشنی کی پیروی کرتیں اور نہ اپنے الہام سے خدا نے ان کی رہنمائی نہ کی، قرآن نے جو سب قوموں میں نذیر اور ہادی پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس سے وہی رہنما مراد ہیں جو الہام الٰہی کے بغیر اپنی فطری روشنی سے اپنی قوم کی رہنمائی کرتے رہے، یہیں تک نہیں ولکل امۃ رسول (یونس رکوع ۵) (اور ہر ایک قوم کے لئے ایک رسول ہے) کی آیۂ کریمہ میں بھی مسٹر پال ارنسٹ کے نزدیک وہی فطری روشنی پانے والے رہنما مراد ہیں جو بغیر وحی ہونے کے اپنی اپنی قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، حالانکہ اسی آیت کا اگلا ٹکڑا اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ یہ رسول اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی ہدایت لیکر آئے جس کی خلاف ورزی عذاب الٰہی کو لانے کا موجب ہوئی فاذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط وھم لایظلمون، جب ان کا رسول آجاتا ہے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

لیکن مسٹر پال ارنسٹ پوچھتے ہیں کہ قرآن نے کہاں بابلی، مصری، [illegible]ری، ایرانی، یونانی، ہندی، چینی اور جاپانی اقوام کے انبیاء کا ذکر کیا یا ان کے کون سے نام بتائے ہیں، [illegible] معلوم ہونا چاہیئے کہ سب انبیاء کی فہرست بتانا یا ان کے نام گنوانا قرآن کا کام نہیں اس نے چند انبیاء کا بطور مثال ذکر کیا اور ساتھ ہی بتا دیا کہ ورسلاً قد قصصنٰھم علیک من قبل ورسلاً لم نقصصھم علیک بعض رسولوں کا ہم نے اس سے پہلے تجھ سے ذکر کر دیا اور بعض کا ذکر تجھ پر نہیں [illegible] یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے آنے کے قائل چلے آتے ہیں، بائیبل کی یہ تنگ نظری ہے کہ وہ الہام الٰہی کا دروازہ یہود و نصاریٰ کے سوائے باقی اقوام عالم پر بند سمجھتی ہے، بلکہ [illegible] سارے کی ساری بنی اسرائیل کی طرف بھی الہام الٰہی یا کسی نبی کے آنے کے [illegible] دونوں فرقوں [illegible] کا دروازہ بھی [illegible] اقوام عالم پر بند سمجھتی ہیں بلکہ ایک دوسرے کو بھی [illegible] وارث [illegible] اس تنگ نظری کو [illegible] اسلام کی طرف منسوب کرنا کسی طرح جائز نہیں، اسلام کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ اس نے تمام دنیا کو رب العالمین کی روحانی ربوبیت کا بھی اسی طرح وارث ٹھیرایا ہے جس طرح اس کی جسمانی ربوبیت تمام اقوام عالم کے لئے وسیع ہے، یہی وہ حقیقت ہے جس کو بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مرحوم نے "اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول" قرار دیا ہے، کاش مسٹر پال ارنسٹ [illegible] نظری کو چھوڑ کر قرآن کو پڑھیں تو [illegible] حقیقت کے بیسیوں شواہد انہیں اس کتاب پاک کے اندر نظر آجائیں گے۔

سیاست مذہب کے پردہ میں

مصر کی مشہور نام نہاد مذہبی انجمن اخوان المسلمین کو اس کی انقلابی سرگرمیوں کی وجہ سے غیر آئینی قرار دیکر اس کے سرکردہ اراکین کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "صدق جدید" رقمطراز ہے:-

"مذہب دین کے لئے بہترین صدا [illegible] اٹھنے والا رکھ کر پھر قدم [illegible] ایک اسلامی حکومت سے مطالبہ [illegible] رہنا اللہ علم [illegible] آئین دانش و قانون مصلحت کے مطابق ہے اور یہ بات [illegible] خلق و نا صحت کے ساتھ جماعت اسلامی پاکستان کے حق میں بھی [illegible] ہے ایک ایک اصلاح برسوں میں ہوتی ہے وہ کہیں بہتر ہے اس سے کہ دوسری انقلابی پارٹیوں کی طرح پر جوش و ہنگامہ خیز نعرے لگا لگا کر [illegible] بیک وقت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے"

لیکن یہ تو تب ہو کہ جب اصل غرض اصلاح [illegible] ہو اور [illegible] اصلاح کے پردہ میں سیاسی اقتدار حاصل کرنا اصل مقصد ہو تو انقلابی پارٹیوں کا رنگ [illegible] جاتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اس قسم کی [illegible] مذہب کے پردہ میں سیاسی سرگرمیاں اختیار کر کے مذہب کو بھی بدنام کرتی ہیں اور اصلاح کے بجائے فتنہ پیدا کر کے ملک و ملت کے لئے بھی بدنامی اور تضحیک کا موجب ہوتی ہیں۔ کاش کہ وہ سیاست سے کنارہ کش ہو کر صرف مذہبی اصلاح کو اپنا نصب العین بنا لیں اور دین کی اشاعت پر کمربستہ ہو جائیں تو اس سے کئی گنا بہتر کام کر سکتی ہیں [illegible] یہ سعادت صرف اس کو حاصل ہو سکتی ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرے جیسا کہ جماعت احمدیہ نے حضرت مجدد وقت کے ہاتھ پر کیا اور وقتوں اور برسوں سے خیال کئے بغیر پورے استقلال و استقامت کے ساتھ اصلاحی کام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سرگرم عمل ہے۔

سہ روزہ کی بجائے ہفتہ وار

سابقہ اشاعت میں "پیغام صلح" کو سہ روزہ کرنے کا اعلان کیا گیا اور ایک دو پرچے سہ روزہ شائع بھی کر دیئے گئے لیکن یہ معلوم کر کے کہ اس کے لئے مرکزی حکومت کی منظوری بھی درکار ہے، سردست سہ روزہ اشاعت روک دیا گیا اور مرکز میں منظوری کے لئے درخواست بھیجدی گئی ہے، جس وقت منظوری آجائے گی اخبار سہ روزہ شائع ہونا شروع ہو جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ قارئین مطلع رہیں۔ (مدیر)

موجودہ کشمکش کے متعلق میرے تاثرات

مولانا محمد یعقوب خان صاحب

بعض بیرونی احباب کی خواہش ہے کہ موجودہ جماعتی کشمکش اور ۲۶ دسمبر ۱۹۵۳ء کے جنرل کونسل کے اجلاس کے متعلق میں اپنے تاثرات قوم تک پہنچاؤں ۔ یہ ایک ناخوشگوار فرض ہے جس سے میں اجتناب ہی بہتر سمجھتا رہا ہوں اس لئے کہ اس سے دوسرے فریق کی عیب چینی کا پہلو لازماً نکلتا ہے جس سے ہمیں باہمی تعلقات کو جہاں تک ممکن ہو پاک رکھنا چاہیئے۔ اب بھی جو کچھ میں عرض کروں گا حتی الوسع ذاتیات سے علیحدہ رہ کر کروں گا۔

اس دو سالہ کشمکش میں ایک چیز تو ایسی بین ہے جس سے فریق ثانی کو بھی انکار نہیں ہوگا اور وہ یہ کہ سابق صاحب صدر دو سال تک نئے آئین کے سوال کو ٹالتے رہے جو قومی منشاء کے خلاف تھا۔ جس ریزولیوشن کے رو سے ان کا حضرت امیر کا انتخاب ہوا تھا وہ صراحت کے ساتھ عارضی تھا اور نئے آئین کی منظوری تک تھا ۔ اس اجلاس میں یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ وہ تین ماہ کے اندر اندر جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء تک نیا آئین مکمل ہو کر پاس ہو جائے گا۔ بحیثیت صدر کے سابق صاحب صدر کا فرض منصبی تھا کہ اس قومی منشاء کو پورا کرتے ۔

دوسری چیز جس سے بھی ہمارے فریق ثانی کے دوست دیانت داری سے انکار نہیں کر سکیں گے یہ ہے کہ سابق صاحب صدر سے نہ صرف یہ کوتاہی ہوئی کہ قوم کے MANDATE (حکم) کو نہ صرف پورا نہ کیا بلکہ پورا نہ ہونے دیا ۔ دو ماہ کے بجائے دو سال گذر گئے مگر نیا آئین پیش ہونے تک بھی نہ آیا ۔ ۲۶ دسمبر کو کشمکش کی صورت بھی اسی لئے پیدا ہوئی کہ قوم کا مطالبہ تھا کہ نیا آئین پاس ہونا چاہیئے اور سابق صاحب صدر اسے مزید التوا میں ڈالنا چاہتے تھے ۔

تیسری چیز ایسی ہے جس کے متعلق دو رائیں ہو سکتی ہیں ایک فریق یہ سمجھنے میں حق بجانب تھا کہ آئین کو سرد خانہ میں ڈالے رکھنے کا منشاء صرف اپنے اقتدار کو برقرار رکھنا تھا دوسرا فریق یہ کہنے میں حق بجانب ہو سکتا ہے کہ سابق صاحب صدر خدمتِ دین کے موقعہ کو بہ آسانی ہاتھ سے جانے دینے کے لئے تیار نہ تھے ۔ بہرحال دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ سابق صاحب صدر اپنے آپ کو دوامی صدر بنانا چاہتے تھے خواہ ہوسِ اقتدار سے خواہ جذبۂ خدمت سے ۔

چوتھی چیز جسے فریق ثانی کو تسلیم کر لینا چاہیئے یہ ہے کہ ان کے خیال کے مطابق اگر سابق صاحب صدر دینی جذبہ کے ماتحت کرسیٔ صدارت کو مضبوط کرنا چاہتے تھے تو اس نیک خواہش کو پورا کرنے کے لئے ذرائع بھی نیک ہی استعمال کرنے چاہیئے تھے ۔ انہیں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ سابق صاحب صدر کا اپنے لئے غیر آئینی اختیارات حاصل کر کے اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنا جائز نہ تھا ۔ افسران صیغہ جات کا تقرر اور ممبران جنرل کونسل کی نامزدگی ایسے اختیارات ہیں جو انجمن کے آئین کے رُو سے صرف جنرل کونسل ہی استعمال کر سکتی ہے ۔ حضرت امیر مرحوم نے بھی جو اس زمانہ کے ایک عظیم الشان بین الاقوامی شخصیت کے مالک تھے کبھی یہ اختیارات اپنے ہاتھ میں لینے کا خیال تک نہ کیا ۔ سابق صاحب صدر کے لئے جو ہمارے قومی آئین کے محافظ تھے کسی طرح جائز نہ تھا کہ خود آئین شکنی کے مرتکب ہوتے ۔

پانچویں چیز اس سے بھی بدتر ہے جس کا ایک دیندار آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا اور وہ یہ کہ جنرل کونسل کے جس ریزولیوشن کے ذریعہ یہ غیر آئینی اختیارات حاصل کئے گئے اس کے متعلق ایک فریق کا دعوےٰ ہے کہ وہ جعلی تھا ۔ جو بعد میں دفتر میں بیٹھ کر لکھا گیا ۔ میں مانتا ہوں کہ اس کے متعلق فریق ثانی کے لئے اختلاف کی گنجائش ہو سکتی ہے مگر یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ریزولیوشن کو جعلی سمجھنے والا بھی ایک کثیر گروہ ہے اور مسلمہ تقوے رکھنے والے دوستوں پر مشتمل ہے ۔

چھٹی چیز بھی ایسی ہے کہ فریق ثانی کو اس کی معقولیت تسلیم کرنی پڑے گی اور وہ یہ کہ جب مذکورہ بالا ریزولیوشن کو چند ممبران جنرل کونسل نے تحریراً جعلی قرار دیا اور سابق صاحب صدر سے مطالبہ کیا کہ معاملہ کو تصفیہ کے لئے اول ترین اجلاس میں پیش کیا جائے تو سابق صاحب صدر کو پیش کر دینا چاہیئے تھا ۔ اس کو پیش نہ ہونے دینا کسی طرح بھی جائز نہ تھا ۔

اصلاحی کمیٹی

ساتویں چیز ایسی ہے جس سے سابق صاحب صدر کے نزدیکی دوست بھی بددل ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ ان کی اپنی تحریک پر الیس احباب کی ایک اصلاحی کمیٹی جلسہ سالانہ سے چند روز قبل بلائی گئی اور سابق صاحب صدر نے وعدہ کیا کہ اس کا فیصلہ مجھے منظور ہوگا خواہ صدارت چھوڑنے کا ہی ہو ۔ مگر جب اس اصلاحی کمیٹی نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ جماعت میں انتشار کی جڑ یہ ہے کہ حضرت امیر اور سابق صاحب صدر میں باہم تعاون نہیں ہے اور نہ ہی ہونے کی امید ہے اس لئے ہر دو بزرگوں سے درخواست کی جائے کہ تحریک کو بچانے کے لئے اپنے عہدے قربان کر دیں اور مستعفی ہو جاویں تو یہاں پھر سابق صاحب صدر کی طرف سے بات رہ گئی اور وہ اس ایثار کے لئے تیار نہ ہوئے میں نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے دوسرے فریق کے دوستوں کی اس کے متعلق کیا رائے ہے ۔ مانا کہ صدارت نہ چھوڑنے کے پیچھے خدمتِ دین ہی کا جذبہ کارفرما ہو مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ خدمتِ دین کو بھی اپنی اجارہ داری بنایا جائے اور ساری قوم کو اس کا اہل نہ سمجھا جائے ۔

۲۶ دسمبر کی رات

یہ ہے وہ پس منظر جس میں ۲۶ دسمبر کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا ۔ جیسے احباب نے ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے مضمون سے دیکھ لیا ہوگا اس میں بھی رسہ کشی نئے آئین پر ہی ۔ بڑی مشکل سے رات کے دو اڑھائی بجے خدا خدا کر کے سابق صاحب صدر نے نیا آئین پیش کرنے کی اجازت دی مگر پرنالہ وہیں کا وہیں رہا ۔ آئین پر غور کرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا ۔ پھر رائے شماری ۔ اسے پر جب بھاری اکثریت فوری غور کے حق میں کھڑی ہوئی تو سابق صاحب صدر چپ چاپ تشریف لے گئے ۔ قانونی موشگافیاں خواہ کچھ ہوں اس سے بڑھ کر بے قانونی کیا ہو سکتی ہے کہ قوم کی رائے پر اپنی منشاء کو مقدم کیا جائے ۔ قانون قوم کے منشاء کو بروئے کار لانے کے لئے ہوتا ہے نہ کہ راستہ روکنے کیلئے ۔

سابق صاحب صدر کے چلے جانے کے بعد اجلاس کو جاری رکھا گیا اور حسب قاعدہ کہ صدر کی غیر حاضری میں کوئی اور ممبر صدر بنایا جا سکتا ہے کارروائی جاری رکھنے کے لئے صدر تجویز ہوا ۔ اس اجلاس میں نیا آئین پاس کیا گیا ۔ نئے آئین کے ساتھ ہی چونکہ امیر اور صدر کی میعاد ختم ہو جاتی تھی امیر اور صدر کا نیا انتخاب ہوا ۔ کہتے ہیں کہ اس کے لئے حسب قاعدہ نوٹس نہیں دیا ۔ گویا قوم بیس دن تک بغیر امیر اور بغیر صدر اور بغیر مجلس منتظمہ کے رہتی ۔ جنرل کونسل کا فیصلہ ہی قاعدہ ہو جاتا ہے ۔ جب امارت اور صدارت کو جدا کیا گیا تھا تو کونسے قاعدہ کے ماتحت کے رُو سے ایسا کیا گیا ۔ قاعدہ تو دونوں مناصب کو جمع کرتا ہے ۔ مگر جنرل کونسل کا فیصلہ علیحدگی کا ہوا تو وہی نیا قاعدہ بن گیا ۔ اسی طرح چونکہ انتخابات کئی سال سے نہیں ہوئے تھے نئے عہدیداروں اور مجلس منتظمہ کا انتخاب بھی کیا گیا اور جنرل کونسل کے متعلق فیصلہ ہوا کہ آئندہ تاریخ مقرر کی جاوے گی ۔ اس سب کارروائی کو احمدیہ کانفرنس نے خوشی سے سنا اور اس کی توثیق کی ۔ جو درحقیقت قومی فیصلہ ہے ۔

ثالثی بورڈ

جلسہ کے معاً بعد چند کارکنان انجمن نے نئے نظام سے تصادم کا پروگرام بنایا اور اسے عدالت تک بھی لے جانے پر آمادہ ہوئے اس پر چند مخلص دوستوں نے محض جماعت کی وحدت کیلئے ایک ثالثی بورڈ قائم کیا ۔ اور یہ قرار پایا کہ جو بھی یہ بورڈ فیصلہ کرے سب اسے تسلیم کریں گے ۔ بورڈ نے کوئی فیصلہ کیا اسے تحریر میں بھی لایا گیا اور اس پر چاروں ممبروں کے دستخط بھی ہوئے مگر فیصلہ نہ فیصلے کے برابر ثابت ہوا اس لئے کہ خود بورڈ نے ساتھ ہی یہ عجیب و غریب فیصلہ بھی کیا کہ یہ فیصلہ کسی کو دکھایا نہ جائے ۔ اس سے پھر تصادم کی صورت پیدا ہوئی زبانی روایات فیصلہ کے متعلق متضاد تھیں اس لئے سب کاروبار میں ڈیڈ لاک پیدا ہوا ۔ اور اہم تبلیغی مشنوں کے کام بھی جو فوری توجہ چاہتے تھے رک گئے ۔ اس صورت حال کو دور کرنے کے لئے ایک آدمی کو خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی خدمت میں ایبٹ آباد بھیجا گیا جن کے پاس دستخط شدہ تحریری فیصلہ تھا کہ ان سے مصدقہ نقل لے آئے تاکہ پتہ لگے کہ فیصلہ کیا ہے اور اس کے مطابق عمل ہو ۔ مگر قاصد بے نیل مرام واپس آیا اسلئے کہ حسب فیصلہ کہ فیصلہ کسی کو دکھانا نہیں مصدقہ نقل نہ مل سکی ۔

نئے نظام کا اجراء

گو ثالثی کا قدم غیر آئینی تھا ۔ مگر قومی وحدت کیلئے اسے منظور کیا گیا اور نئے نظام کو معرضِ التوا میں ڈال دیا گیا ۔ یہ ایک آخری ایثار تھا جو قومی اتحاد کو بچانے کے لئے کیا گیا ۔ مگر جب اس میں بھی ناکامی ہوئی تو نئے نظام کے ماتحت کاروبار شروع ہوا ۔ چند کارکنان نے اس کے خلاف عدالت سے حکم امتناعی حاصل کیا ۔ مگر جب عدالت کے سامنے دوسرے دن پوری تصویر پیش کر دی گئی تو حکم امتناعی کو اٹھا دیا گیا اور اس وقت سے انجمن کا کاروبار بغیر رکاوٹ کے ہو رہا ہے ۔

آئندہ ۔ نیا نظام درحقیقت ایک جمہوری نظام ہے ۔ سوائے امیر کے آئندہ مارچ میں سب عہدیداران اور مجلس منتظمہ کے ممبران کا انتخاب نئی جنرل کونسل کرے گی جس کے انتخاب کیلئے جماعتوں کو اطلاع دی جا چکی ہے اور تاریخیں اسی ماہ میں مقرر کی گئی ہیں ۔ نئے نظام کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قوم خود اپنے لئے اپنے حسب منشاء نئی قیادت کا انتخاب کرے ۔ جماعت کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے دعاؤں میں لگ جاویں کہ وہ اپنے فضل سے قوم کو صالح قیادت کے انتخاب کی توفیق دے تاکہ امام زمان کا یہ لگایا ہوا پودا جو ہماری انہیں کی وجہ سے مرجھا گیا ہے دوبارہ تر و تازہ ہو اور تحریک ان اقتداری کشمکش میں الجھنے کے اپنے اصل کام یعنی خدا اور اس کے رسول کا پیغام دنیا کو پہنچانے کی طرف متوجہ ہو ۔

محمد یعقوب خان

سخت ترین مشکلات میں نبی کریم صلعم کا اسوۂ حسنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جاں نثاریاں

حضرت امام زمان کی خدمات اسلام اور جماعت احمدیہ کے صدق و ثبات کا امتحان

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۵۴ء بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیراً .... واورثکم ارضھم وارضا لم تطئوھا وکان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیراً (الاحزاب رکوع ۳)

فرمایا تمہارے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نہایت عمدہ نمونہ ہے یوں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری کی ساری زندگی انسانیت کے لئے بلند پایہ اور قابل تقلید نمونہ ہے لیکن یہاں ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت مشکل نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

تمام عرب قبائل کا مدینہ پر حملہ

اس سورۃ کا نام الاحزاب ہے احزاب کے معنے ہیں بہت سے گروہ، یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اس میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے، جب عرب کے تمام قبائل نے مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کر دی اس غرض سے کہ اس سردار قوم کو ہلاک کر دیا جائے اور آپ کی جماعت اور دین کو مٹا دیا جائے۔

نبی کریم صلعم کا اندیشہ اور صحابہؓ سے مشورہ

اس موقع پر کون سے اخلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے؟ آپ کو بڑا اندیشہ ہوا کہ تمام عرب آپ پر امنڈ آیا ہے ان کی بہت بڑی تعداد ہے، اسلحہ بہت زیادہ ان کے پاس ہیں، ان کے ارادہ کے اندر بہت شدت پائی جاتی ہے، ہزار ہا تجربہ کار سپاہی سامنے نظر آ رہے ہیں ایسی حالت میں حضور نے یہ نہیں کہا، کہ فرشتے آئیں گے اور ان تمام حملہ آوروں کو قتل کر دیں گے، یہ بھی نہیں کہا کہ تم نفل پڑھتے رہو، دشمن خود بخود نابود ہو جائے گا نہ ہی کوئی تعویذ لکھ کر دیا کہ اس کو باندھ لو، تو دشمن کی تلوار تم پر کوئی اثر نہیں کرے گی ہاں گھبراہٹ کا اظہار کیا اور صحابہ سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی تجویز

اس مشورے میں سلمان بھی شریک تھے انہوں نے کہا ہمارے ملک میں یہ دستور ہے، کہ جب اس طرح دشمن چڑھ آتے تو شہر کے اردگرد خندق کھود دیتے ہیں جس سے گذر کر دشمن کا شہر کے اندر آنا محال ہو جاتا ہے۔

خندق کی کھدائی

یہ تجویز آپ کو پسند آئی اور فوج کو خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چالیس چالیس گز کا فاصلہ دس دس غازیوں کے سپرد کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی پھوڑا لیکر خندق کھودنے میں لگ گئے سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ کدال چلاتے ہوئے دیکھ کر لوگوں کا دل کس قدر بڑھتا ہوگا۔

منافقوں کی وسوسہ اندازی

ایسے موقعہ پر کمزور آدمی بھی ہوتے ہیں جن کو خدائی وعدوں پر ایمان نہیں ہوتا مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ملے ہوئے تھے جو منافقوں میں سے تھے انہوں نے کہا ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غروراً اللہ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ دھوکا تھا، اور جنگ میں شامل ہونے والوں سے کہا یا اھل یثرب لا مقام لکم فارجعوا اے مدینہ والو تم دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، بس چلو یہ کلام حالات کی نزاکت پر شاہد ہے۔

حالات کی نزاکت

پھر ایسا بھی ہوا کہ دشمن کی ایک پلٹن نے یہ تاڑ کر کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں خیمہ میں ہیں، اس شدت کے ساتھ اسی خیمہ کی طرف حملہ کر دیا کہ اس کا روکنا بڑا مشکل تھا اور ان کے شدت کے حملے اور شدت کی سردی اور بھوک نے حالات کو نہایت درجے نازک بنا دیا اور معرکہ کا یہ سارا دن پڑا کہ کئی چار نمازیں قضا ہو گئیں۔

نبی کریم صلعم کا اسوۂ حسنہ

اس صورت میں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر بھاگ نہیں جاتے بلکہ بڑے حوصلہ اور پورے عزم و ہمت کے ساتھ مدافعت کا مقابلہ کرتے ہیں، حالانکہ ان کو خطرہ تھا کہ اگر آپ کی جان خدانخواستہ چلی گئی تو دین ختم ہو جائے گا۔ ایسے حالات میں پوری ہمت، استقلال اور بلند آہنگی سے قوم میں حوصلہ اور ہمت پیدا کرنا محمد رسول اللہ صلعم ہی کا حصہ ہے۔ اس لئے فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تمہارے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں صدق و صفا کا اور عزم و استقلال کا نمونہ موجود ہے۔

صحابہؓ کے اخلاق عالیہ اور تبتل الی اللہ

لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر یہ نمونہ ان لوگوں کے لئے ہے جو خدا اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں، اور انہیں یقین ہے کہ ان کے اعمال کے نتیجے ظاہر ہو کر رہیں گے، وذکر اللہ کثیراً اور یہ لوگ ذکر الٰہی کرنے والے ہیں، سپاہی بنا لینا پیدا کرنا ہی مقصد نہیں بلکہ لوگوں کے اندر جہاں ایسے اوصاف ہونے چاہئیں کہ سخت سے سخت مصائب و شدائد کا مقابلہ نہایت عزم و ہمت کے ساتھ کر سکیں وہاں ان کے اندر ایسے بلند اخلاق بھی ہونے چاہئیں جو ذکر الٰہی اور تقوے اللہ سے پیدا ہوتے ہیں، یہی مسلمانوں کا حال تھا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں انہوں نے شجاعت و مردانگی کے ساتھ عبادت اور ذکر الٰہی میں بھی کمال کر دیا

دشمنوں کی شہادت

ایسے بلند اخلاق کا ایسا مظاہرہ ہوا کہ دشمن عش عش کر اٹھے، رومیوں کے مقابلہ میں جب مسلمانوں کی فوجیں لڑ رہی تھیں، تو ان کے بڑے بڑے آدمیوں نے قیصر کے دربار میں جا کر کہا کہ یہ عجیب قوم ہے بالليل رھبان وبالنھار فرسان رات کو یہ لوگ خدا کے حضور میں راہبوں کی طرح عبادت و زہد میں گذارتے ہیں اور دن کے وقت شہسوار بن کر میدان کارزار میں داد شجاعت دیتے ہیں۔ جیسے بلند پایہ رسول ویسے ہی عبادت گذار اور رجال باوفا ان کے ساتھی۔

صحابہؓ کا ایمان

انہی لوگوں کے متعلق فرمایا ولما را المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہی تو ہے جس کا وعدہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے دیا تھا وصدق اللہ ورسولہ اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا وما زادھم الا ایماناً وتسلیماً یہ مصیبت یہ سخت مقابلہ اور اس قدر نازک حالت دیکھ کر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا بلکہ ان کا ایمان اور بھی بڑھ گیا اور وہ اطاعت اور فرمانبرداری میں بہت آگے نکل گئے۔

شہادت کا شوق

یہی نہیں بلکہ فرمایا من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ .... مومنوں میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے عہد کو جو خدا اور رسول سے کیا تھا، سچا کر دکھایا فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے جب موقعہ آیا تو خدا کی راہ میں جانیں دے دیں اور جام شہادت پی کر اپنے مولا سے جا ملے اور وہ بھی ہیں جو بڑے اشتیاق کے ساتھ اس بات کے منتظر ہیں کہ کب موقعہ ملے

آسمانی تحریکوں کی بقا

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

عام تحریکوں کے علاوہ کیا کوئی آسمانی تحریکیں بھی ہوتی ہیں؟ ان کے امتیازی نشان کیا ہوتے ہیں؟ یہ کن مقاصد کو لے کر کھڑی کی جاتی ہیں؟ آسمانی تحریکوں کی کامیابی و بقا کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا کوئی حتمی وعدے ہوا کرتے ہیں؟ پہلے سوال کے جواب میں یہ بتلانا ضروری ہے کہ اس زندگی کے بارہ میں دو بنیادی نظریئے ہیں، ایک یہ کہ مادی کائنات کے ماوراء اور کوئی قوت و طاقت کارفرما نہیں بلکہ یہ کارخانۂ قدرت صرف مادیت پر بنا ہے، مادی قوانین کے علاوہ اور کوئی بالاتر قانون موجود نہیں، نیز انسانی زندگی کا اعلےٰ ترین مقصد خود کی خواہشات کی تکمیل ہے، انسانی تدبیر و سعی کے پرے اور کوئی قدرت حاکم نہیں۔ دوسرا نظریۂ زندگی یہ ہے کہ مادی دنیا کے پیچھے ایک اعلےٰ و برتر ہستی کی طاقت جلوہ فرما ہے، مادی قوانین پر رُوحانی اخلاقی قانون حاوی ہے، انسانی زندگی کا انتہائی مقصد برتر ہستی کے احکامات کی فرمانبرداری اور اس کی رضا پر راضی رہنا ہے، جب تک خدا تعالےٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو تب تک کوئی انسانی تجویز اور جد و جہد کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ پہلی قسم کے نظریئے کو مادی نظریہ کہتے ہیں اور اس کی تائید مختلف انسانی علوم، فلسفے سائنس اور دیگر انسانی تجربات سے ہوتی ہے اور دنیاوی تہذیب و تمدن کے مختلف شعبے اس کی تکمیل کرتے ہیں۔ دوسرے نظریئے کی نصرت کے لئے آسمانی تحریکات قائم کی جاتی ہیں، ان کی بنیادیں خود خدا تعالےٰ کے حکم اور اس کی آواز سے معرضِ وجود میں آتی ہیں، الہامِ الٰہی کے ماتحت انہیں قائم کیا جاتا ہے، اور انسان کے باطنی رُوحانی اور اخلاقی قوے کی نشو و نما ان کی غرض و غایت ہوا کرتی ہے۔

الہامِ الٰہی انسان کے دل کی آواز نہیں

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدائی آواز سے مراد کوئی ایسی آواز نہیں جو خارج سے انسانی قلب پر وارد ہوتی ہے بلکہ اس کے دل کی اپنی آواز ہی کا نام ہے جب وہ راستی و نیکی کے لئے ہو، لیکن یہ عقیدہ اُن اصحاب کا خود تراشیدہ ہے جو حقیقتاً خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل نہیں، نہ ہی مادی دنیا کے علاوہ کسی اور نہاں طاقت و قدرت کی جلوہ نمائی کو مانتے ہیں، سب سے بڑا زبردست ثبوت کہ الہام انسانی قلب کی آواز نہیں یہ ہے کہ آئندہ واقعات کی بعض ایسی اخبار بتائی جاتی ہیں کہ جن کے بتلانے پر کوئی انسانی عقل و علم قادر نہیں ہو سکتا بلکہ خدائی پیشگوئیاں ایسے حالات میں کی جاتی ہیں جب ان کے ہونے پر عقل و علم قطعی عاجز ہوتے ہیں اور ان کو ناممکنات میں سے قرار دیتے ہیں چند ایک مشہور مثالیں دی جاتی ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی حضرت ہاجرہ و ننھے بچے حضرت اسمٰعیلؑ کو خانہ کعبہ کے پاس بے آباد ریگستان میں خدا کے حکم کے ماتحت تنہا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے آپ سے وعدہ کیا کہ آپ کی اس نسل سے ایک قوم پیدا کرے گا اور ان میں ایک عالمگیر پیغامبر مبعوث فرمائے گا۔ جس وقت حضرت ابراھیم علیہ السلام بے آب و دانہ بیابان میں اپنی بیوی و بچہ کو چھوڑتے ہیں اس وقت کونسا انسانی علم و عقل اس بات کو واجب و قرین قیاس ٹھیراتا ہے کہ یہ زندہ بھی بچ سکیں گے؟ ہزار ہا سال بعد جب عرب قوم کے اندر آنحضرت صلعم مبعوث ہو کر خانہ کعبہ کو مرجع خلائق بنا دیتے ہیں تو کسی انسانی قیاس و فہم میں آ ہی نہ سکتی تھی، حضرت موسےٰ کے ایک مشہور واقعہ کو لے لیجئے، آپ اپنی قوم کو فرعون سے نکال کر چل کھڑے ہوتے ہیں فرعون بھی تعاقب میں قریب آ جاتا ہے اور سامنے سمندر حائل ہو جاتا ہے ان حالات میں انسانی قلب سے کونسی آواز نکلنی ممکن ہے؟ اصحاب موسےٰ کی زبانی سنئے، وہ کہتے ہیں یٰموسیٰ انا لمدرکون اے موسےٰ اب تو ہم یقیناً پکڑے گئے، حضرت موسےٰ اس کے جواب میں یہ تو کہہ سکتے تھے کہ حق و صداقت کے لئے اگر مارے بھی گئے تو یہ بھی ایک عظیم کامیابی ہے مگر وہ کیا کہتے ہیں؟

کلا ان معی ربی سیھدین

ایسا ہرگز نہیں ہوگا میرے ساتھ میرا ربّ ہے جو مجھے اس مشکل سے یقیناً نجات دلائے گا۔ غور کے قابل یہ بات ہے کہ ایسے حالات میں کیونکر کسی کے اپنے دل کی آواز اس قسم کی ہو سکتی ہے؟ حضرت ذکریاؑ کی بیوی بانجھ اور بوڑھی ہیں آپ کو اولاد کی بشارت ملتی ہے، کہا جا سکتا ہے کہ یہ آپ کے اپنے دل کی خواہش تھی لیکن اسے پورا کر دکھلانے پر آپ کو قدرت کیونکر حاصل ہو گئی جبکہ دنیا کا تجربہ اور واقعات اس کے خلاف موجود ہوں؟ حضرت عیسےٰؑ نے متعدد بار یہ پیشگوئی فرمائی کہ ابن آدم کو یونس نبی کا معجزہ دیا گیا ہے یعنی یہ کہ وہ تین روز بعد ہی اٹھے گا، کونسی انسانی عقل اس بات کو واجب و قرین قیاس ٹھیرا سکتی تھی کہ ایک شخص جسے مخالف صلیب دے کر قتل کر رہے ہوں وہ صلیب پر سے بھی زندہ بچا لیا جائے گا؟ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھا جائے تو وہاں ہر ایک واقعہ معجزہ نظر آئے گا، انتہائی بے بسی و بے سرو سامانی کے وقتوں میں جبکہ مکہ میں ساری کی ساری قوم عداوت و مخالفت میں حد سے گذر گئی ہے قرآن کریم میں پیشگوئی کی جاتی ہے سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ مخالف جماعتیں شکست کھا جائیں گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گی، جنگِ احزاب جس میں دس ہزار قبائل مدینہ پر اُمڈ آئے تھے اور مٹھی بھر مسلمان قوم کو بجز خندق کے اندر محصور ہو کر بیٹھ جانے کے اور کوئی چارہ کار نہ رہا تھا دشمن کو کیسی ہزیمت نصیب ہوئی اور کس طرح بدحواس ہو کر وہ بھاگ کھڑا ہوا، رسول نے پیشتر اس واقعہ کی خبر ان حالات میں دینا جبکہ ایسے واقعات کا نام و نشان بھی نہ تھا کیسے انسانی قلب کی آواز ہونا ممکن ہے؟

خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی پر زندہ ایمان

کہنے کو تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک دہریہ یا نیچری بھی خدا کو تسلیم کرتا ہے کیونکہ کوئی شخص بھی سلسلہ علت و معلول سے انکار نہیں کرتا، پھر جو اصحاب کائنات عالم کی اعلےٰ ترتیب و نظم کو دیکھتے ہیں ان پر زیادہ وضاحت سے ایک حکیم ہستی کا وجود منکشف ہوتا ہے، ویسے یہ بھی صحیح ہے کہ انسانی قلب کے اندر ہستی باری تعالیٰ کا اقرار موجود ہے لیکن یہ تمام مراتب ایسے نہیں کہ جن کی بابت یہ کہا جا سکے کہ باری تعالےٰ کے وجود اور اس کی صفات علیم و حکیم مدبر بالارادہ وغیرہ پر دل میں حتمی یقین پیدا ہو، کیا ایسا زندہ ایمان جو زندگی کی راہوں کو موڑ دینے پر قادر ہو۔ پس اگر بالیقین ذات و صفات باری تعالےٰ پر پیدا نہیں ہوا کہ جس پر کسی ادنےٰ شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی تو ایسے ایمان سے کوئی خاص بڑا فائدہ نہیں، خوب یاد رہے جب تک تبدیلیاں نہ ہوا اور زندگی میں اس کا نتیجہ ظاہر نہ ہو تب تک ایمان مردہ و بے فائدہ شئے ہے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایسا حتمی و زندہ ایمان بجز اس کی صفات کے جلوہ کے ممکن ہی نہیں، اگر انسان محض مادی قوانین کو کارفرما دیکھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ صرف ان کے ملاحظہ سے رُوحانی منبع طاقت و قدرت کا قائل ہو جائے۔ اس صورت میں وہ صرف اس قدر مان سکے گا کہ ایک خالق ہستی ہے کہ جس نے مادی قوانین کا سلسلہ جاری رکھا ہے لیکن یہ کہ وہ اس وقت تو حکمران و نگران اور قدرت بھی رکھتا ہے ان امور کے لئے اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ کی قدرت و حکمت، اس کے مدبر بالارادہ و قادر ہونے، اس کی صفات متکلم و سمیع و بصیر پر اسی وقت ایمان پیدا ہو سکتا ہے جب ان صفات کا ظہور ہو، جب مادی قانون کے علاوہ اس کوئی دوسرا قانون بھی جاری دکھلائی دے، خدا تعالےٰ کا کلام سنا جائے اور بشری طاقتوں سے بڑھکر قدرت و حکمت کا اظہار نظر آئے۔ جو لوگ الہام الٰہی کو انسانی قلب کی آواز سمجھ بیٹھے ہیں وہ غور کریں کہ کیا کبھی اپنے ہی اندر کی آواز برتر و بالاتر ہستی کی صفات پر ایسا زندہ یقین پیدا کر سکتی ہے جیسا یقین ان اصحاب کے دلوں میں جاگزین ہوا کرتا ہے جو الہام الٰہی کے مدعی بن کر اصلاح و انقلاب روحانی کیا کرتے ہیں؟

خدائی تحریکوں کی حتمی کامیابی

سب سے بڑا معجزہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص جو آسمانی تحریک کے لئے مامور کیا جاتا ہے اپنی انتہائی بے سرو سامانی کے وقت یہ پیشگوئی کرتا ہے کہ اس کی تحریک آخر کار کامیاب ہو کر رہے گی اس کے مقاصد دنیا میں غالب آئیں گے۔ اس کے مخالف نامراد و ناکام ہوں گے۔ قرآن کریم کی چند آیات اس بارہ میں لکھی جاتی ہیں:۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ خدا تعالےٰ نے یہ بات مقدر کر رکھی ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہی غالب آ کر رہیں گے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ہم یقیناً اپنے رسولوں کو اور مومنوں کو اس زندگی میں نصرت دیتے ہیں۔

انہم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغلبون، یقیناً ہمارے رسول ہی منصور ہوتے ہیں اور ہماری جماعت ہی غالب آ کر رہتی ہے الا ان حزب اللہ ھم الغلبون۔ خبردار خدا کے گروہ ہی غالب ہوتے ہیں۔ ان آیات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی کہ بالآخر مامور من اللہ تائید الٰہی حاصل کرتے اور خدائی جماعت غلبہ پاتی ہے۔ سب سے بڑا مقصد جو آسمانی تحریکوں کے ذریعہ قائم کیا جاتا ہے یہ ہوتا ہے کہ مادی ذرائع و اسباب کے پیچھے ایک عظیم الشان روحانی طاقت کارفرما ہے جس کے سامنے مادی سامان ہیچ و حقیر ہیں، انسانوں پر واجب ہے کہ اس نہاں مگر زبردست طاقت سے تعلق پیدا کریں اور اس تعلق کے باعث بلند اخلاق کا نمونہ

دکھلانے والے ہوں کیونکہ یہی وہ طریق کار ہے جس کے ذریعے اعلیٰ انسانی صلاحیتوں کی نشوونما وابستہ ہے ورنہ صرف مادی اسباب کا غلام بن جانا حقیقی امن و ترقی کی راہیں کھولنے سے قطعاً قاصر ہے۔

آسمانی تحریک کا غلبہ کیا بلا روک یکساں ہوتا چلا جاتا ہے

شاید یہ غلط فہمی پیدا ہو کہ آسمانی تحریک کے غلبہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قائم ہو جانے کے بعد وہ یکساں ترقی سے ہمکنار ہوتی چلی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے خدائی سنت اس بارہ میں یہ بیان فرمائی ہے وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنّٰی القی الشیطٰن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ ایٰتہ۔ جب کبھی ہم نے کسی رسول و نبی کو مامور کر کے بھیجا تب ہی اس کے مقاصد میں شیطان آڑے آیا لیکن خدا تعالیٰ شیطان کی چالوں کو ناکام بناتا ہے اور اپنے مطالب کو استحکام دیتا ہے جیسے کہ خدائی تحریک کا اصل مقصد مادی اسباب سے ماوراء ایک نہاں کار فرما طاقت پر زندہ ایمان پیدا کرانا ہوا کرتا ہے اسی طرح شیطانی وسوسہ کا مقصد اس کے برعکس مادی ذرائع کو اصل منبع قوت قرار دینا ہوا کرتا ہے اور ان پر ایمان و بھروسہ کرنا ہوتا ہے۔ شیطانی وسوسہ صرف مخالف کفار کی شکل میں ہی نمودار نہیں ہوا کرتا جو اپنے مادی ذرائع کے بل بوتے پر خدائی طاقت کا مقابلہ ٹھان لیتے ہیں بلکہ آسمانی تحریک کے بظاہر بعض پیروکار بھی شیطانی وسوسے کے شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد جماعت کے بعض لوگ بھی خدائی قدرت و طاقت سے عملاً منکر ہو کر مادی ذرائع کو اصل قوت کا منبع قرار دینے لگ پڑتے ہیں یعنی خود پیرو بھی اس وسوسہ کا شکار ہو جاتے ہیں کہ آسمانی تحریک کی ترقی و بقا روحانی و اخلاقی ذرائع سے مقدر نہیں بلکہ اس کی تائید کے لئے بھی مادی اسباب بکار ہیں، ان لوگوں کی نگاہ میں دین کی حقیقی غرض و غایت محض چند ایک عقائد یا بعض ظاہری ارکان و عبادات رہ جاتی ہیں جن کے قیام و غلبہ کے لئے وہ ہر قسم کے ہتھیاروں کا استعمال کرنا جائز سمجھتے ہیں، آسمانی تحریک جن اعلیٰ مقاصد کے قیام کے لئے کھڑی کی جاتی ہے انہی مقاصد کو کھو کر مادی ذرائع کے بل بوتے پر وہ دین کے کارخانہ کو چلانا چاہتے ہیں اور اس سے عامۃ الناس کے نزدیک ٹھوکر کا باعث بنتے ہیں، پیروؤں کی ایسی بے راہ روی کی مثالیں ہر مامور کی زندگی میں اور اس کے بعد ملتی ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے اصحاب و متبعین کے واقعات ظاہر کرتے ہیں لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کا منشا یہی ہوا کرتا ہے کہ دنیا میں روحانیت پر ایمان اور اخلاق کی نشوونما ہو اس لئے بالآخر خود پیروؤں کی ضلالت کے باوجود اعلیٰ مقاصد غالب آ کر ہی رہتے ہیں۔

احیاءِ دین کے لئے مجددین کی بعثت

وہ مامور جو انبیاء کا مقام رکھتے تھے بعد آنحضرت صلعم مبعوث نہیں کئے جاتے اس لئے کہ ہدایت تامہ مکمل و محفوظ موجود ہے اور منبع فیض روحانی بھی ہر زمانہ میں زندہ نبی کھڑے ہیں لیکن اُمت کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے مجددوں کا سلسلہ جاری رکھا ہے، مجدد بھی چونکہ خدا کی طرف سے ہی مامور ہو کر آتے ہیں اس لئے ان کی تحریکیں بھی آسمانی اوصاف سے متصف ہوتی ہیں اور ان کے مخالف و پیرو دونوں لغزشیں کھاتے ہیں، نہ صرف مخالفین

بلکہ بعض بظاہر متبعین بھی آسمانی تحریک کا غلبہ اس بات میں دیکھتے ہیں کہ محض مادی ذرائع سے اس کی تائید و نصرت کی جائے، زندگی میں خدا کی ذات پر ایمان و بھروسہ کی بجائے دنیاوی اسباب کو ہی ماویٰ و ملجا یقین کر لیتے ہیں۔ اخلاقِ عالیہ کی بجائے بعض عقائد و کلمات یا عبادات ارکان کی رسمی ادائیگی کو دین کی اصل روح گردانے لگ جاتے ہیں لیکن آخر کار خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ پیروؤں کا یہ وسوسہ بھی مٹا دیا جاتا ہے، دنیا میں عملاً نیک کرداری و ایمان باللہ کا غلبہ ہونا شروع ہوتا ہے اس سے آسمانی تحریک کا بقا اور اس کے مقاصد کا حصول وابستہ ہوا کرتا ہے۔

جس طرح مادی نظام کائنات خود بخود قائم نہیں رہ سکتا جب تک اس کے عقب میں خدائی طاقت کار فرما ہو ایسا ہی انسانی نظام معاشرت تباہ و برباد ہو جاتا ہے جب اس کی تہ کے نیچے ایمان باللہ اور عمل صالح یعنی اخلاقِ عالیہ کام نہ کریں انسانی نظام زندگی کا انحصار محض مادی سامانوں کا مرہون منت نہیں بلکہ اس کی بنیادیں روحانی و اخلاقی صلاحیتوں پر استوار ہیں اس لئے آسمانی تحریکیں ہی نظامِ زندگی کے قیام کا باعث ہیں ضروری ہے کہ ان کی بقا و نشوونما ہو تا کہ نسل انسانی تباہی و بربادی سے بچے۔ خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ اس کی طرف سے قائم کردہ تحریکیں آخر کار دنیا میں غالب آ کر رہتی ہیں۔ مختلف آسمانی تحریکوں کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ان کے بانیوں کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد ان پر کیسے کیسے نامساعد حالات آئے کہ جن میں انسانی عقل یہ فتویٰ دیتی تھی کہ اب یہ تحریک قائم نہ رہے گی بلکہ ختم ہو جائے گی۔ لیکن خدائی قدرت کا کرشمہ ظاہر ہوا اور کچھ عرصہ بعد وہی تحریک جو بظاہر نیست و نابود ہو گئی معلوم دیتی تھی دنیا میں پھیل کر رہی۔ حضرت عیسیٰ کی آسمانی تحریک اس بارہ میں نمایاں مثال پیش کرتی ہے جب آپ کو صلیب پر لٹکا دیا گیا اور چند حواری تتر بتر ہو گئے اس وقت دنیا کی نگاہ میں یہ حضرت عیسیٰ کی تحریک ختم ہوگئی معلوم ہو رہی تھی لیکن اسی شجرہ طیبہ کو بالآخر یہ فروغ حاصل ہوا کہ دنیا میں اس کے متبعین کی سب سے زیادہ کثرت ہے۔ سنت اللہ ہمیشہ سے یہی جاری رہی ہے کہ دو مرتبہ ان کی تباہی و بربادی کا نظارہ دکھلائی دیتا ہے خود اس مامور کی زندگی اور پھر کچھ عرصہ اس کی وفات کے بعد خدائی سلسلہ چونکہ قادر مطلق کی جانب سے قائم کیا جاتا ہے اس لئے دونوں مرتبہ خدائی قدرت اسے سنبھالتی اور بظاہر مردگی کی حالت سے نکال کر زندہ و توانائی کی صورت پیدا کرتی ہے واللہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون جس طرح خدا تعالیٰ کی قدرت کا ثبوت مامور وقت کی زندگی میں ملتا ہے کہ کس طرح ایک بے بس و ناتواں شخص دنیاوی زور و مقدرت کے برخلاف فتح پاتا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ اپنی قدرت کو ایک کمزور و بے سرو سامان جماعت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے تا دنیا یہ دیکھ لے کہ مادی ذرائع سے بالاتر زبردست ایک ہستی زندہ موجود ہے۔

(بقیہ از کالم ۳) ——— (۴) ———

کراچی سے:۔ صاحب موصوف نے جو لائحہ عمل ہمارے سامنے رکھا ہے وہ یقیناً ہی قابل قدر اور بلند ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔
عبدالقادر بٹ۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔

قوم کی آواز

——— (۱) ———

مولانا عبدالباقی صاحب بنوں سے محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

مکرمی جناب ڈاکٹر صاحب سلمکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیغام صلح کے بند ہونے کی وجہ سے مرکز کے حالات سے بالکل ناآشنا رہا۔ لیکن [illegible] پرچہ ملا۔ اس میں جناب کی بیماری کی خبر موجود پائی جس کی وجہ سے دل [illegible] خفا ہوا۔ کیونکہ مرکز کو جمہوری رنگ میں رنگانے کا سہرا جناب اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سروں پر ہے۔ چونکہ ابھی تک جماعت میں آئینی نظام کو صحیح راہ پر چلانے کی بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ اس [illegible] جناب جیسے بزرگوں کی بہت ہی ضرورت ہے۔ اللہ پاک جلد آپ کو صحت کامل عطا کرے۔ اور توفیق دیوے کہ آپ جملہ صاحبان مرکز کی [illegible] جمہوری طریق پر مستحق ہاتھوں کے حوالہ کرنے میں کامیاب ہوں۔ اس [illegible] مقصد میں ہماری پوری تائید انشاء اللہ آپ بزرگوں کے شامل حال رہے گی۔

ایک بار پھر دعا ہے۔ کہ اللہ پاک آپ کو صحت کامل عطا کرے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اگر تشریف رکھتے ہیں۔ تو ان کی خدمت میں بھی دعا و سلام عرض کریں۔ والسلام

آپ کا مخلص۔ عبدالباقی

——— (۲) ———

پشاور سے محمود احمد صاحب ملنگ بی اے جنرل سیکرٹری صاحب کی خدمت میں رقمطراز ہیں:۔

محترم جناب خان صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا مضمون [illegible] پیغام صلح ۲۷ ۱۲ جنوری [illegible] غور سے پڑھا۔ بہت [illegible] لکھا ہے۔ لیکن قوم کی دردوں اور فریادوں کی مکمل آواز اور آمریت کے [illegible] مارشہ سے کہ رہ گئی ہے۔ جلسہ سالانہ کے ۲۹ دسمبر والے [illegible] بعد بورڈ کا قیام قوم سے سراسر مذاق تھا۔ اگر قوم کو علم ہوتا [illegible] کانفرنس اور مجلس معتمدین کے فیصلوں کے بعد چند آمریت پسند [illegible] خوشنودی کے لئے [illegible] کا رنگ دے کر بورڈ مقرر کیا گیا ہے۔ [illegible] اپنے عہدیداروں کے [illegible] ہاتھ ڈالتی۔ اور آواز بلند پکار پکار کر [illegible] کہ پھر ہمارے [illegible] پرانا بھوت سوار کیا جا رہا ہے۔ لیکن [illegible] ہے کہ بورڈ کے [illegible] تلخ تجربہ بھی ظاہر ہو گیا۔ اور خدا نے قوم کے فیصلوں کی لاج رکھ لی۔ ورنہ آپ نے تو آمریت کی خوشنودی پر [illegible] چڑھا دیا تھا۔

والسلام۔ محمود احمد ملنگ۔ بازار دالگراں [illegible] شہر

——— (۳) ———

جہلم سے:۔ بخدمت جناب عبدالعزیز [illegible] صاحب آنریری جنرل سیکرٹری۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کا مطبوعہ پمفلٹ بابت انتخاب عہدیداران [illegible] موصول ہوا جس کو جناب [illegible] عبدالرحمن صاحب پریذیڈنٹ جماعت جہلم [illegible] کے بعد احباب جماعت کو پڑھ کر سنایا۔ احباب جماعت جہلم نے اس [illegible] کو بہت پسند کیا اور بالاتفاق سب نے حسب توفیق تعاون کا یقین دلایا۔

نیز حضرت امیر اور دیگر عہدیداران سے امید ظاہر کی کہ اب یہ سب [illegible] اشاعت اسلام کے کام کو بڑی تیزی سے سرانجام دیں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو زیادہ سے زیادہ [illegible] خدمت دین کا موقع عطا فرمائے اور آپ حضرات کا انتخاب جماعت کے لئے [illegible] ترقی اور تقویت [illegible]

رفتار عالم

واشنگٹن - ۲۶ر جنوری - ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کی اطلاع کے مطابق پاکستان اور ترکی فوجی معاہدہ کی بات چیت کرنے ہی والے ہیں - اس معاہدہ کی صورت میں امریکہ دونوں ملکوں کو فوجی سامان مہیا کرے گا - اسی ماہ صدر ترکیہ جلال بایار امریکہ پہنچ رہے ہیں جہاں وہ ایک ماہ تک قیام کریں گے - جلال بایار مشرق وسطیٰ کے دفاعی مسائل پر گفت و شنید کرنے کے ساتھ ساتھ ترکی اور پاکستان کے فوجی معاہدہ پر بھی بات چیت کریں گے - باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ اس معاہدہ کی صورت میں امریکہ پنڈت نہرو کی مخالفت کے باوجود پاکستان کو فوجی سامان مہیا کرے گا -

بمبئی ۲۹ر جنوری - کل رات بمبئی کی کملا ٹیکسٹائل مل کے مزدوروں پر پولیس نے گولی چلا دی - کپڑا تیار کرنے والے اس مل کے مزدوروں نے بونس کے مطالبہ کے سلسلے میں ہڑتال کر رکھی تھی - اس حادثہ میں ایک مزدور ہلاک اور چند زخمی ہوئے -

کراچی - ۲۲ر جنوری - پاکستان نے حکومت ہندوستان پر یہ الزام عائد کیا تھا کہ اس نے پاکستان کی طرف بہنے والی نہروں کا پانی روک دیا ہے - گذشتہ سال نومبر میں حکومت ہندوستان نے اس الزام کی تردید کر دی تھی - آج حکومت پاکستان نے بھارت کے اس اعلان کے متعلق کہا ہے کہ بھارت کا یہ کہنا حقائق پر مبنی نہیں - پاکستان نے تفصیل وار بھارت کے اس دعوے کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ واقعی بھارت نے پاکستان آنے والی نہروں کے پانی کی مقدار کم کی ہے -

ڈھاکہ - ۲۲ر جنوری - وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی آجکل مشرقی بنگال کے شمالی حصے کا دورہ کر رہے ہیں - جیسور کے مقام پر تقریر کے دوران میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کی سرکاری زبان کے مسئلہ کا حل اس طرح ہو سکتا ہے کہ یہاں پر بھی دو سرکاری زبانوں کو رائج کیا جائے - انہوں نے اس سلسلہ میں کینیڈا کی مثال دی، جہاں ایک وقت میں دو سرکاری زبانیں رائج ہیں - وزیر اعظم نے اس جلسہ میں ملک کی معاشی حالت پر اطمینان کا اظہار کیا -

حیدر آباد سندھ ۲۲ر جنوری - آج پاکستان میل کے حادثہ کی سرکاری تحقیقات شروع ہو گئی ہے گورنمنٹ انسپکٹر آف ریلویز نے آج کوٹری کے سٹیشن ماسٹر اور کچھ اور ملازمین کو تحقیقاتی عدالت میں حاضر ہونے کو کہا ہے -

کراچی ۲۷ر جنوری - کراچی بندرگاہ پر مزدوروں کی ہڑتال کی وجہ سے جو کام میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی وہ فوج کی مدد سے پورا کیا جا رہا ہے - بندرگاہ کے ملازمین کی بھی تھوڑی سی تعداد فوج کا ہاتھ بٹا رہی ہے اس وقت بندرگاہ میں سولہ جہاز مال اتارنے اور لادنے کے لئے کھڑے ہیں - کل حکومت پاکستان کی وزارت محنت نے ہڑتال کو ناجائز قرار دیا تھا - وزارت محنت کے ترجمان کا کہنا ہے کہ مزدوروں اور حکومت کے مابین تنازعہ [illegible]

حیدر آباد سندھ - ۲۷ر جنوری - حکومت سندھ نے مختار کار کی دو آسامیوں کے لئے گریجوایٹ لڑکیوں سے درخواستیں طلب کی ہیں - یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے کہ زمین کی مالک پردہ دار خواتین کے معاملات کے تصفیہ میں ان کو سہولت رہے - اس وقت زمین کی مالک اکثر پردہ دار خواتین ہیں -

کراچی ۲۸ر جنوری - کراچی بندرگاہ کے مزدوروں کی ہڑتال سے جو کام میں رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے اسے دور کرنے کے لئے مزید فوج طلب کر لی گئی ہے - اس وقت جہازوں پر مال اتارنے اور لادنے کے لئے ۹۵۰ فوجی جوان کام کر رہے ہیں - کراچی پورٹ ٹرسٹ لیبر یونین کے ایک ترجمان نے دعویٰ کیا ہے کہ ہڑتال کرنے والے مزدوروں کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی ہے، دوسری طرف حکام کا کہنا ہے کہ ہڑتالیوں کی تعداد ساڑھے چار ہزار سے زیادہ نہیں ہے - کراچی پورٹ ٹرسٹ لیبر یونین نے اعلان کیا ہے قیام پاکستان کے بعد اتنی زبردست ہڑتال کبھی نہیں ہوئی -

راولپنڈی - ۲۹ر جنوری - حکومت آزاد کشمیر کے ایک سابق وزیر سردار عبدالقیوم خان آج دوپہر راولپنڈی جیل سے رہا کر دیئے گئے - انہیں ایک سال قبل سنٹرل سکیورٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کیا گیا تھا -

نئی دہلی - ۲۹ر جنوری - آج مسلم جمعیت کے صدر سید بدرالدین کو کلکتہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے انہیں ڈم ڈم جیل میں نظر بند کیا گیا ہے - یاد رہے کہ مسلم جمعیت حال ہی میں علیگڑھ مسلم کنونشن کے موقعہ پر قائم ہوئی تھی - اور ہندوستان کے غیر مسلم رہنماؤں نے مسلمانوں کی اس تنظیم کی شدید مذمت کی تھی -

لاہور - ۲۹ر جنوری - بیگم وقار النساء نے تعلیم یافتہ لڑکیوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ نرسنگ کا پیشہ اختیار کریں - آپ نے فرمایا کہ اضلاع اور دیہات میں تربیت یافتہ نرسوں کی بڑی ضرورت ہے - آپ نے یہ توقع ظاہر کی کہ جن نرسوں نے تعلیم حاصل کی ہے وہ صوبہ میں ہر کہیں خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں گی اور ان میں سے بعض فوجی ملازمت اختیار کرنے میں بھی پس و پیش نہ کریں گی -

حیدر آباد - ۳۰ر جنوری - سندھ میں دماغی بیماریوں کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے -

کراچی - ۲۹ر جنوری - کراچی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر زیدی آئی سی ایس نے آج ایک حکم جاری کیا ہے جس کے مطابق ۲۸ر مارچ کے بعد کوئی شخص بھی پبلک پلیس یا دفاتر کام میں سگریٹ نہیں پی سکے گا - اس کی خلاف ورزی پر پچاس روپے جرمانہ کی سزا ہوگی -

کراچی - ۲۹ر جنوری - کپاس مارکیٹ کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپی تاجروں میں دیسی کپاس کی مانگ بہت بڑھ رہی ہے - اس صورت کے پیش نظر توقع ہے کہ اس سال پاکستان کو کپاس کے ذخائر فروخت کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی - چین بھی خاصی مقدار میں پاکستانی کپاس خرید رہا ہے

نئی دہلی - ۲۹ر جنوری - آج پولیس نے دہلی کاٹن ملز کے سامنے مزدوروں پر دو دفعہ لاٹھی چارج کیا جس سے کئی اشخاص مجروح ہوئے - اور مجروحین کی حالت نازک ہے -

کراچی - ۲۹ر جنوری - گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے آج ناظم آباد میں عیسیٰ ہائی سکول کی نئی عمارت کا افتتاح کرتے ہوئے ملک کے اہل ثروت اور مخیر اصحاب سے اپیل کی ہے کہ وہ تعلیم کی ترقی و اشاعت میں سرگرم حصہ لیں، اور اس طرح ملک و قوم کو ترقی یافتہ بنائیں - گورنر جنرل نے اسلام کی صحیح تعلیم پر زور دیتے ہوئے کہا اسلام سے بہتر مثالی ضابطہ تعلیم نہیں مل سکتا ہے ہمیں اس دین برحق کے اصولوں کی روشنی میں ایسا بندوبست رائج کرنا چاہیئے جس سے ہمارے بچے اور نوجوان اپنے فرائض ادا کرنے کے قابل ہو سکیں - آپ نے نصاب تعلیم میں نئے حالات کے مطابق ردو بدل پر زور دیا -

لاہور - یکم فروری - فسادات کی تحقیقات کرنے والی عدالت میں آج دعاوی کی کیفیت شروع ہوئی - حکومت پنجاب کے وکیل مسٹر فضل الٰہی نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کے بارے میں [illegible] مطالبات منوانے کے لئے جو ایجی ٹیشن شروع کی تھی [illegible] پیدا شدہ اصل مسائل کو نظر انداز کر کے الجھن [illegible] دولتانہ نے آئین کا ہوا کھڑا کیا تھا -

مسٹر فضل الٰہی نے کہا ۱۹۴۷ء کے بعد صوبہ میں احرار احمدی تنازعہ کو ہمیشہ [illegible] اور امن کا مسئلہ خیال کیا گیا ہے لیکن جولائی ۱۹۵۲ء میں مسٹر دولتانہ نے یہ انکشاف کیا کہ ان مطالبات کی نوعیت آئینی ہے -

مسٹر فضل الٰہی نے کہا مغرب کے تعلیم یافتہ اور ترقی پسند زرعی اصلاحات [illegible] مسٹر دولتانہ اور ان مذہبی لیڈروں کے درمیان کوئی [illegible] مشترک بھی موجود نہیں تھی لیکن احرار نے قادیانیوں کے خلاف [illegible] ایجی ٹیشن کو تقویت پہنچانے کی غرض سے استعمال کیا اور [illegible] مسٹر دولتانہ اپنے سیاسی مفاد کے لئے ان لوگوں کو [illegible] کے خلاف استعمال کرنا چاہتے تھے -

کراچی - [illegible] - حکومت پاکستان نے اپنے حساب میں دوسرے ملکوں سے جو کپڑا منگوایا ہے اس کی پہلی کھیپ کراچی پہنچ گئی ہے - دو جہاز برطانیہ سے کپڑا لیکر بندرگاہ کراچی میں لنگر [illegible] چکے ہیں - روس، چیکوسلواکیہ [illegible] اور ہالینڈ سے فروری کے آخر تک کپڑا پہنچے گا - جاپان سے بھی فروری کے وسط تک کپڑا پہنچنا شروع ہو جائے گا - بھارت سے ۲۰ لاکھ گز کپڑا چٹا گانگ پہنچ چکا ہے - توقع ہے کہ فروری میں پچاس لاکھ گز کپڑا مشرقی پاکستان پہنچ جائے گا -

ٹیکسٹائل کمشنر نے اعلان کیا ہے کہ کپڑے کے بارے میں جو اعلان کیا گیا تھا [illegible] ملوں کے کپڑے کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے -

نئی دہلی - یکم فروری - [illegible] کشمیر کے ایک وزیر مسٹر غلام محمد صادق نے بتایا ہے کہ [illegible] دستور ساز اسمبلی کا جو اجلاس ۳ر فروری سے شروع ہو رہا ہے اس میں بھارت سے الحاق کی توثیق کر دی جائے گی - جب مسٹر غلام محمد صادق کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی گئی کہ ایسا اقدام کشمیر کے متعلق ہندوستان اور پاکستان کے معاہدہ کی صریح خلاف ورزی کے مترادف ہوگا تو مسٹر صادق نے کہا حکومت ہند نے [illegible] کوئی [illegible] وعدہ کیا ہوا ہے

ہفتہ وار پیغام صلح مورخہ ۳ فروری ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۸ شمارہ ۷

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار
ارگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲	یوم چہارشنبہ مورخہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۵۴ء	نمبر ۵

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

حضرت امام الزمان کا رسول اللہ صلعم کو خراج عقیدت

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔

کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟

وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اللھم صلِ وسلم وبارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد

(برکات الدعا صفحہ)

کیا رسولِ اکرم کے بعد بھی ایسے شخص کا ظہور ممکن ہے "جسے نبی کہا جا سکے"؟

تحریک ختم نبوت چلانے والے ختم نبوت کی مخالفت میں

لاہور ۔ ۲ فروری ۔ مجلس احرار کے وکیل مسٹر مظہر علی اظہر نے آج پنجاب کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت کے روبرو اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے کہا کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ رسول اکرم آخری نبی تھے کہ نہیں اور آیا اسلامی عقیدہ کے رو سے رسول اکرم کے بعد گذشتہ چودہ صدیوں میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے کہ نہیں"۔

عدالت کے ایک سوال کے جواب میں وکیل نے کہا "مہدی اس وقت تک نبی نہیں ہو سکتے جب تک وہ اسے ثابت کرنے کے لئے تلوار استعمال نہیں کرتے لیکن جب حضرت عیسٰے دوبارہ مبعوث ہوں گے تو وہ نبی ہی ہوں گے۔

عدالت نے یہ رائے ظاہر کی کہ اس بیان سے اس بات کا اعتراف ہوتا ہے کہ دنیا میں ایسے شخص کا ظہور رسول اکرم کے بعد بھی ممکن ہے جسے نبی کہا جا سکے اور اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نبی کہے تو ثابت کرنا ہوتا ہے کہ یہ دعوے درست ہے یا غلط" (نوائے وقت ۳ فروری ۵۴ء صفحہ اول) (ملت ۴ فروری ۵۴ء صفحہ ۱)

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے عقائد کے عنوان سے **ایک ضروری مضمون**
صفحہ ۹ ۔ ۱۰ ۔ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

جواہر ریزے

گھروں میں داخل ہونے کے متعلق

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

قرآن کریم کے احکام

یاایھا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذالکم خیر لکم لعلکم تذکرون ٭ فان لم تجدوا فیھا احدا فلاتدخلوھا حتی یوذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم۔ واللہ بما تعملون علیم ۔ (سورہ نور)

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوائے دوسرے گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور ان کو سلام کئے بغیر نہ جایا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی نہیں تو جب تک تم کو اجازت نہ ہو ان میں نہ جاؤ اور اگر...... تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال اتانا ابوموسی قال ان عمر ارسل الی ان اٰتیہ فاتیت بابہ فسلمت ثلثا فلم یرد علی فرجعت فقال ما منعک ان تاتینا فقلت انی اتیت فسلمت علی بابک ثلثا فلم ترد علی فرجعت وقد قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استاذن احدکم ثلثا فلم یوذن لہ فلیرجع ...... فقال عمر اقم علیہ البینۃ فقمت معہ الی عمر فشھدت لہ (صحیحین)

ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ نے ہمارے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ میرے پاس حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا تھا کہ میں ان کے پاس جاؤں چنانچہ میں ان کے دروازے پر گیا۔ اور تین دفعہ السلام علیکم کہا۔ لیکن کسی نے میرے سلام کا جواب نہ دیا (اور نہ مجھے اندر آنے کی اجازت دی) تو میں واپس چلا آیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ کو میرے پاس آنے میں کونسی چیز مانع ہوئی۔ میں نے کہا کہ حضرت میں آپ کے پاس گیا تھا اور آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر تین دفعہ سلام کہا مگر جب آپ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا تو میں لوٹ آیا کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی تین دفعہ گھر میں جانے کی اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو لوٹ آئے حضرت عمرؓ نے[2]

[2] فرمایا کہ تم اپنے اس دعوے پر دلیل پیش کرو (یعنی اپنے سوائے کوئی اور شخص پیدا کرو جس نے یہ حدیث سنی ہو)[3]

[3] میں ان کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرت عمرؓ کے پاس جا کر ابوموسیٰ کی گواہی دی۔ صحیحین

اختلاف امتی رحمۃ

ہمارے اسلامی دعووں کے امتحان کا وقت

مندرجہ عنوان ارشاد نبوی کی روشنی میں اختلاف جیسی ناپسندیدہ چیز بھی بعض وقت نہ صرف ناگزیر ہوتی ہے بلکہ ضروری ہوتی ہے۔ مگر ایسی صورت میں اسلام اس ناپسندیدہ چیز کو بھی اپنی عالمگیر رحمت کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں موجودہ جماعتی کشمکش میں اسی صحیح اسلامی نظریۂ اختلاف کو اپنا مشعلِ راہ بنانا چاہیئے۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۵۳ء کا اختلاف یقیناً رحمت تھا۔ ہماری قوم مجرمانہ غفلت کی مرتکب ہوتی اگر اس دو سالہ جمود۔ انتشار۔ لاقانونیت اور قومی اموال سے کھیل کو مزید ایک دن کے لئے بھی برداشت کرتی میں اس اختلاف کو قومی ضمیر کی زندگی کی علامت سمجھتا ہوں۔ جو دوست حالات سے لاعلمی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہوا برا ہوا وہ اس پہلو کو نظرانداز کرتے ہیں کہ اگر اسی صورت حالات کو ایک سال کے لئے اور مہلت دی جاتی تو اسکے نتائج مہلک ہوتے۔

۲۶ر دسمبر کا اختلاف اس لئے بھی باعث رحمت تھا کہ ذاتی اقتدار کے لئے نہیں تھا بلکہ اس کو توڑنے کیلئے تھا۔ یہ بے دلیل دعویٰ نہیں۔ جہاں پہلی قیادت نے دو سال تک نئے انتخابات کو سرد خانہ میں ڈال رکھا تھا اور مزید ایک سال کے لئے وہی منصوبہ تیار کیا تھا۔ نئے کارکنوں نے اپنے لئے محافظانہ (CARE TAKER) عبوری نظام سے زیادہ حیثیت نہیں دی۔ جس کی عمر آیندہ مارچ میں انتخاباتِ جنرل کونسل مکمل ہو جانے پر ختم ہو جائے گی اور قوم اپنے حسب منشاء نیا نظام قائم کر سکے گی۔

اختلاف کے بعد جو اقدامات کئے گئے وہ بھی یہی پہلو لئے ہوئے تھے کہ اختلاف انتشار کی صورت اختیار نہ کرے بلکہ قومی استحکام کا موجب بنے۔ اور اس لئے باوجود قومی فیصلہ کے ثالثی کو تسلیم کیا گیا۔ اگر ثالثی بورڈ اپنے فیصلہ کو پردۂ اخفا میں نہ رکھتا اور قولوا قولاً سدیداً کے مطابق واضح اور غیر مشتبہ الفاظ میں کوئی تجویز پیش کرتا تو یہ نوبت نہ پہنچتی کہ خود بورڈ کے ممبر صاحبان کو ہی اسے ختم کرنا پڑتا۔ بہرحال یہ ایک نیک گو ناکام کوشش تھی کہ ہمارا اختلاف بھی رحمت ہی رحمت ہو اور قوم اس سے زندگی کی نئی حرارت لیکر اُٹھے۔

انتشار کا راستہ

چند کارکنوں نے ان اختلافات کو عدالتی تماشا بنانے کی کوشش کی جو اچھی نہیں تھی۔ ہماری سب سے بڑی عدالت ہماری قوم ہے ہمیں اپنے سب اختلافات اسی عدالت کے سامنے پیش کرنے چاہئیں۔ جو لوگ مقدمہ بازیوں کی طرف اس کشمکش کو منتقل کرنا چاہتے ہیں وہ تحریک کے بڑے نادان دوست ہیں۔

بعض دوست حضرت امیر مرحوم مغفور کا پاک نام بھی اختلاف کی آگ کو ہوا دینے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ حضرت امیر مرحوم اور اسی طرح ان تمام بزرگوں کو جنہوں نے اپنی زندگیاں اور اپنے اموال اس تحریک کو سرسبز کرنے اور رکھنے پر صرف کیں دنیا کی کوئی چیز اس تحریک سے زیادہ عزیز نہ تھی۔ اختلافات ان کی زندگیوں میں بھی ہوتے رہے اور بعض اوقات بڑی شدت کی صورت بھی اختیار کرتے تھے مگر ان اختلافات میں بھی وہ **تحریک** کے مفاد کو ہر ایک ذاتی خیال اور جذبہ پر مقدم کرتے تھے۔ قوم کو مقدمہ بازیوں میں مبتلا کرنیوالے دوستوں کو ان بزرگوں کا نام لینے کا حق نہیں پہنچتا جن کے نمونہ کو وہ نظرانداز کرتے ہیں۔

جھگڑا اِس بات کا؟

مجھے سمجھ نہیں آتا کہ چند اصحاب جو باوجود قومی فیصلہ کے ضد ڈیڑھ اینٹ والی صورت پیدا کر رہے ہیں وہ سوچتے کیوں نہیں کہ جھگڑا کس بات کا ہے۔ کیا وہ تمام باتیں جو میں نے گذشتہ پرچہ میں مختصراً بیان کر دی تھیں ان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتیں؟ کیا آئین کی علانیہ خلاف ورزی اور جعلی ریزولیوشن ان کے نزدیک اس قابل افعال بھی نہیں تھے کہ قوم ان کو برا کہتی اور انکا سدباب کرتی؟ یا پھر کیا نیا انتخاب انہیں ناپسند ہے۔ اور صرف اس بات پر مصر ہیں کہ زمام قیادت خاص ہاتھوں میں رہے جو وہ چاہتے ہیں؟

تقویٰ کی راہ

بجائے قومی طاقتوں کو انتشار کے راستوں پر لگانے کے دانشمندی اور تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ:

۱۔ گذشتہ قیادت کو برقرار رکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

۲۔ نئی قیادت بذریعہ انتخاب قائم کی جائے خواہ قوم اسی قیادت کو دوبارہ منتخب کرے۔

یہ ایک ہی راستہ ہے جو صرف جمہوری ہے بلکہ شوریٰ کے منشاء کو پورا کرتا ہے اور حدیث نبوی کے ارشاد کو کہ اختلاف کو رحمت میں تبدیل کر دو پورا کرتا ہے۔

آخر دنیاوی جمہوری حکومتیں بھی تو ایسی صورتوں میں نئے انتخابات کی طرف رجوع کرتی ہیں اگر ایک برسراقتدار پارٹی کو شبہ بھی ہو جائے کہ پارلیمنٹ کی اکثریت اسکے ساتھ نہیں تو وہ خود اعتماد کے ووٹ کا مطالبہ کرتی اور ووٹ نہ ہونے پر قوم کی طرف رجوع کرے (جو طاقت کی اصل مرکز ہے) نئے انتخابات سے قیادت کی جنگ کا فیصلہ کرتی ہیں۔

ہم تو خدا کے فضل سے ایک دینی جمہوریت کے قائل ہیں۔ قوم کے نوے فیصدی کے

۴ فیصلہ نے سابقہ قیادت کو قوم کے مفاد کے منافی سمجھا مگر دس فی صدی اب بھی مصر ہے کہ فلاں صاحب صدر نہ ہوں تو تحریک ہی ختم ہے! خدا کے لئے غور کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ کس طرح جائز ہے اپنے اسلامی

ہفت روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۵۴ء

خانگی زندگی کے بنیادی مسائل

برطانیہ میں ایک نئے رائل کمیشن کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے۔ جو تیرہ مردوں اور سات عورتوں پر مشتمل ہے۔ اس کمیشن کے پیش نظر یہ امر ہے کہ شادیوں کو ناکامی کی کس طرح بچایا جاسکے اور طلاق کے واقعات کو کس طرح کم کیا جائے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں ناکام شادیوں کا مسئلہ اس قدر بڑھا کہ صورت اختیار کر گیا تھا کہ پارلیمنٹ کے ۱۰۴ ممبروں کو فوری اصلاح کے لئے تحریک پیش کرنی پڑی۔ برطانیہ میں جس کی بالغ آبادی میں ہر دس منٹ میں ایک شادی ٹوٹتی ہے۔ سال بھر میں تیس ہزار طلاق اور بیس ہزار علیحدگی کے احکام جاری ہوئے۔ اور اب رائل کمیشن کا تقرر اس غرض سے عمل میں لایا گیا ہے کہ وہ عوام کی ازدواجی زندگی کے حالات اور طلاق کی وجوہات کو مطالعہ کر کے شادی اور طلاق کے قانون میں بنیادی تبدیلیوں کی سفارش کرے۔

یہ اس ملک کا حال ہے جس کے قانون ازدواج کی بنیاد آج تک عیسائی مذہب اور انجیل کی ہدایات پر مبنی تھی، اور جس کا اسلام پر یہ طعنہ رہا ہے کہ اس نے طلاق کے اسباب و وجوہ معین کئے بغیر اس کو جائز قرار دے دیا، لیکن مندرجہ بالا اعداد و شمار کو ایک طرف رکھئے اور مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کو دوسری طرف، صاف نظر آجائے گا کہ عیسائی معاشرہ متاہل زندگی کی حقیقی راحتوں سے محروم ہے۔ اس کے برعکس اسلامی ممالک میں یا جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں ایسے واقعات النادر کالمعدوم کا حکم رکھتے ہیں۔ عیسائی ممالک میں ان خرابیوں کا باعث ... ان بنیادی اصولوں سے عدم واقفیت ہے جو شریعت غرائے اسلام نے بنی نوع انسان کو سکھائے ہیں۔ اور جن سے ازدواجی زندگی حقیقی امن و آسائش کا موجب بن جاتی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے متاہل زندگی سب سے پہلی تخلیقی طاقت ہے جس سے معاشرہ کی داغ بیل پڑتی ہے اسی سے گھرانے اور خاندان معرض وجود میں آتے اور رشتوں اور ناطوں کے علائق پیدا ہوجاتے ہیں یہی وہ طاقت ہے جو نسل انسانی کے مختلف اجزا کے درمیان روابط و ضوابط قائم کرتی ہے۔ اسی سے نسل انسانی کو قرار حاصل ہے اور اسی سے تہذیب و تمدن پروان چڑھتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ محبت و خدمت کے جذبات عالیہ متاہل زندگی سے ہی ارتقاپذیر ہوتے ہیں۔ انہی جذبات محبت کو قرآن مجید نے ایک نشان قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ○ (سورہ روم) "اور اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہارے نفسوں میں سے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان سے تسکین پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحم پیدا کیا۔" اس لئے متاہل زندگی اللہ تعالےٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جو بہت سے مادی اور اخلاقی فوائد کی حامل ہے اسی وجہ سے اسلام نے متاہل زندگی کو ہر انسان کے لئے ضروری قرار دیا بلکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا النکاح من سنتی ومن رغب عن سنتی فلیس منی۔ متاہل زندگی کسی وقتی یا آنی جذبۂ محبت کا نام نہیں بلکہ یہ ایک عمر بھر کا پیوند ہے جس میں انسان اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کے احساس اور دوسروں کے حقوق کے تحفظ کا سبق سیکھتا ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ دوسروں کی خاطر اپنے نفس پر سختیاں برداشت کرنے میں راحت محسوس کرتا ہے۔ لیکن اگر اس کی تہ میں محض ایک آنی جذبہ کارفرما ہو اور ان فرائض اور ذمہ داریوں سے پہلوتہی ہے جو متاہل زندگی کے لئے ضروری ہیں تو ظاہر ہے ایسے ازدواجی تعلقات دیرپا نہیں ہوسکتے۔ اور جوش محبت کے سرد پڑجانے پر فریقین میں تنازعہ گی یا انقطاع یقینی ہے۔ یورپ میں ازدواجی زندگی کی خرابیوں اور طلاقوں کی بھرمار کی وجہ یہی ہے کہ شادیاں عموماً نفسانی جوش یا آنی جذبہ کے ماتحت عمل میں آتی ہیں۔ اور جذبہ محبت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی خدمت اور رنج و راحت میں مشارکت اور ایک دوسرے کے حقوق کے تحفظ کا خیال بھی دل میں نہیں لایا جاتا۔ حالانکہ یہی سب سے بڑی چیز ہے جو ازدواجی زندگی کو بہتر اور پائیدار بنا سکتی ہے اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام نے مسلمانوں کو ایسی راہ پر ڈالا ہے جس پر چلتے ہوئے ان کی ازدواجی زندگی میں فتور پیدا نہیں ہوسکتا، رائل کمیشن اپنی تحقیقات میں اگر اسلام کی ان ہدایات کو بھی پیش نظر رکھے تو اسے اپنے کام میں بہت بڑی مدد مل سکتی ہے ؎

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی روانگی انگلستان

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد ووکنگ جو سات سال انگلستان میں تبلیغ اسلام کرنے کے بعد ۲۸ نومبر ۱۹۵۳ء کو چھ ماہ کی رخصت پر تشریف لائے تھے، صرف تین ہی ماہ کے بعد ۷ فروری ۱۹۵۴ء کو پاکستان میل سے مع اہل و عیال اپنے مقدس کام پر واپس تشریف لے گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو رخصت کرنے کے لئے اسٹیشن پر حضرت امیر ایدہ اللہ جناب صاحب صدر اور دیگر احباب جماعت کثیر تعداد میں موجود تھے،

اس سے ایک دن پہلے خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا:-

"ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کل رات کی گاڑی سے واپس انگلستان جارہے ہیں۔ وہ سات سال کے بعد آئے تھے کہنے کو سات سال ہیں لیکن اتنا لمبا عرصہ غیر وطن میں رہنا مشکل بہت ہے۔ اس سے پیشتر وہ دس سال جرمنی اور انگلستان میں کام کرچکے ہیں گویا سترہ سال انہیں یورپ میں کام کرتے ہوگئے۔ کل وہ پھر انگلستان کا رخ کریں گے انہوں نے ایک مثال قائم کی ہے اس قوم (جماعت) احمدیہ کی قربانیوں کا یہ نتیجہ ہے کہ آج انگلستان اور جرمنی میں ہمارے مشن قائم ہیں، لیکن ہمارے کام کا ایک حصہ ناقص ہے ہم سے امام وقت نے ہاتھ پر وعدہ لیا تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، لیکن ہم نے عہد کو اس سلسلہ میں پورا نہیں کیا کہ اپنے بیٹوں کو تبلیغ دین کے لئے وقف کرتے، یہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ ہمارا بیٹا ولایت جائے تو کوئی بڑی ڈگری لے کر کسی بڑے عہدہ پر فائز ہو۔ کوئی جرنیل کرنیل بن جائے لیکن دین کی خدمت کی طرف توجہ نہیں، خدا کے لئے اپنے عہد پر غور کرو، ہم نے اب تک کوئی ایسی درسگاہ نہیں بنائی جہاں سے علم حاصل کرکے لوگ تبلیغ کے لئے نکلیں اور اگر بنائیں بھی تو ماں باپ لڑکے نہیں دیں گے، اپنے لڑکے آپ نہیں دیں گے، بلکہ خیال یہ ہوتا ہے کہ جو بچے اچھے ذہین ہوں انہیں اچھی سے اچھی تعلیم دلاکر کسی بڑے عہدے کے قابل بنایا جائے اور اگر کوئی بچہ کند ذہن یا ناقص العقل ہو تو اسے کسی دینی درسگاہ میں بھیج دیا جائے [illegible] وہ درسگاہ بھی کہاں ہے اور کہاں ہیں تمہارے ذہین بچے؟ کیا ان کو دین کے لئے وقف نہیں کیا جاسکتا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف، قدرت نے ان میں سترہ سال انہوں نے قربانی کی اور اب پھر اسی مقدس کام کے لئے پھر جارہے ہیں۔ ان کی اہلیہ نے بھی بڑی قربانی کی ہے، وہ بھی شروع سے برابر ان کے ساتھ ہیں۔ ان کی نیکی کے سبب مزاج میں اپنا پرایا جو وہاں گیا اس نے یہی کہا کہ اگر ڈاکٹر صاحب ان رات تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں تو ان کی اہلیہ بھی ان کی پوری معاون ہیں۔ ان دونوں میاں بیوی نے بڑی اچھی شہرت حاصل کی ہے۔ تبلیغ نہیں ہوسکتی جب تک شہرت اچھی نہ ہو۔ میں نے خود برلن میں اپنی نظر سے ان کو ہوا کر دیکھا ہے ایک تو کس قدر پابندی کے ساتھ دو تو نماز پڑھتے ہیں، دوسرے سب ملنے والوں پر ان کا بڑا اثر اخلاقی اثر ہے جس کی وجہ سے سب ان کی تعظیم کرتے ہیں، جب تک شہرت اچھی نہ ہو تعظیم نہیں ہوسکتی تبلیغ بھی نہیں ہوسکتی خدا کرے ہم بھی ان کی طرح قربانی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں اور اپنے بہترین بچوں کو دین کی راہ میں دیں"۔

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے نماز جمعہ پڑھائی جس کے بعد مکرم ڈاکٹر غلام محمد صاحب، حافظ محمد حسن چیمہ صاحب، مولانا عزیز بخش صاحب، مرزا مسعود بیگ صاحب، اور صاحب صدر مولانا محمد یعقوب خاں صاحب نے مختصر تقاریر میں ڈاکٹر صاحب کو خراج تحسین ادا کیا۔

ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے اس موقعہ پر سب دوستوں، بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں اپنے آپ کو ان کلمات کا مصداق نہیں پاتا جو میرے متعلق کہے گئے ہیں اس لئے میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے ان کا مستحق بنا دے۔ آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی صحت انگلستان میں خراب ہوگئی تھی، یہاں آکر اچھی ہوگئی ہے، دعا فرمائیں کہ وہاں بھی اچھی ہی رہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں یورپ میں آپ کا نمائندہ ہونے کی حیثیت رکھتا ہوں اس لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے ان اقدام سے محفوظ رکھے جن سے جماعت یا اسلام پر حرف آتا ہو یہ توفیق اللہ تعالےٰ ہی سے مل سکتی ہے۔ انسان ضرور جد و جہد کرتا ہے مگر خدا کے فضل کے بغیر انسان عاجز ہے۔ امید ہے احباب اپنی نیم شبی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں گے" ؎

ممبران مجلس معتمدین کا انتخاب ۱۵ سے ۲۲ فروری ۱۹۵۴ء کو ہوگا۔ جماعتیں اپنی اپنی سہولت کے مطابق کوئی دن مقرر کرکے کسی مرکزی مقام پر جمع ہوجائیں اور اپنے اپنے نمایندے منتخب کرکے مرکز میں اطلاع دیں

مسلمانوں کیلئے
کسب معاش کا بہترین ذریعہ

(مرتضیٰ خان حسن)

قیام پاکستان سے پہلے اس ملک کی تجارت عام طور پر ہندوؤں کے ہاتھوں میں تھی، اور مسلمان عام طور پر مزدوری یا ملازمت وغیرہ کرتے تھے اس وجہ سے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ مسلمان چونکہ تجارت کی اہلیت نہیں رکھتے اس لئے تبادلہ آبادی سے پاکستان کو بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا اور بالآخر ہندوؤں کو پھر اسی ملک میں آکر تجارت کا کام سنبھالنا پڑے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان غربت و افلاس ہی میں رہیں گے اور ہندو ہی اس جگہ غالب اور حکمران رہیں گے، بکس قدر خدا کا شکر ہے کہ گذشتہ پانچ سال کے تجربہ نے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا اور مسلمانوں میں یہ اہلیت پیدا ہو گئی کہ اس ملک کی تجارت کو خود سنبھال سکیں، تجارت کے جو فوائد و برکات ہیں ان سے کون شخص واقف نہیں، تجارت کسب معاش کا ایک معزز اور منفعت بخش ذریعہ ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے تسعۃ اعشار الرزق فی التجارت (روح المعانی) رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے الطیب الکسب کسب التجار یعنی تجارت ایک کسب طیب ہے۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ سچے اور راستباز تاجر کو نبیوں اور شہیدوں کی معیت حاصل ہوگی۔ غرضیکہ تجارت کو ایک خاص عظمت حاصل ہے۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارت کی اور صحابہ اور آئمہ کبار میں سے بھی اکثر تجارت کیا کرتے تھے اور دولت دنیا سے مالا مال ہو کر اپنے متوسلین اپنی قوم اور اپنے دین کی خدمت بجا لاتے تھے۔ زمانہ شاہد ہے کہ وہ نہایت کامیاب تاجر تھے اور ان کی کامیابی کا راز وہ اصول تھے جو قرآن حکیم نے ان کو سکھائے۔ آج بھی اگر مسلمان تاجر اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اور مسلمان سوداگر اور مسلمان دوکاندار چاہتے ہیں کہ ان کے کاروبار میں ترقی ہو تو انہیں ان اصولوں کو اپنانا چاہیئے جن پر ان کے سلف کاربند تھے۔ کوئی قوم دنیا میں غلط اصولوں سے زیادہ دیر تک کامیاب نہیں ہوسکتی۔ کوئی قوم دغا فریب، جھوٹ اور ناجائز وسائل سے فلاح کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ فلاح و کامرانی سے وہی قومیں ہمکنار ہوتی ہیں جو صدق و راستی۔ دیانت و امانت کو اپنا شعار بناتی ہیں۔ قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ قرآن مجید زندگی کی ہر دوڑ میں انسان کی صحیح رہنمائی کرتا اور ہر شعبۂ زندگی کے لئے ایک صحیح لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید اپنے متبعین کو بلند مقام پر کھڑا کرنا اور ایک صالح معاشرہ پیدا کرنا چاہتا ہے قرآن مجید کسب مال اور حصول دولت سے روکتا نہیں بلکہ ہر فرد کے لئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت دولت کمانا ان بنیادی اصولوں میں سے قرار دیتا ہے جن سے معاشرہ کا نظم و ضبط وابستہ ہے چنانچہ فرمایا:-

للرجال نصیب مما اکتسبوا و للنساء نصیب مما اکتسبن $\frac{۴}{۳۲}$

مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو وہ کمائیں۔ مگر قرآن مجید کسب مال کے تمام ناجائز طریقوں سے روکتا ہے اور ایسے تمام وسائل کو حرام قرار دیتا ہے جو ظلم، خیانت، کذب اور بددیانتی پر مبنی ہوں۔

ایک بنیادی اور جامع اصول جو قرآن مجید نے اس باب میں بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے جیسا

یایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم $\frac{۴}{۲۹}$ یعنی اے گروہ مومنین! اپنے اموال کو آپس میں باطل کے ساتھ نہ کھاؤ۔ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔ اور اپنے آپ یا اپنے لوگوں کو قتل نہ کرو"۔ اس آیت شریفہ میں اکل میں تمام قسم کے تصرفات شامل ہیں۔ اور باطل ہر وہ مذموم اور ناجائز طریق ہے جو دوسروں کے اموال کو تصرف میں لانے کے لئے استعمال کیا جائے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ حصول دولت یا کسب اموال کے لئے کسی باطل، کسی ناجائز طریق کو اختیار نہ کریں بلکہ بہرکیف دیانت و امانت صدق و راستی سے کام لیں۔ تجارت ہو تو باہمی رضامندی سے ہو جس میں کوئی خیانت کوئی فریب یا کوئی دھوکہ نہ ہو۔ اور لا تقتلوا انفسکم فرما کر متنبہ فرمایا کہ خیانت اور بددیانتی کے طریقے ہلاکت کا موجب ہیں۔ ایسے طریقوں کو اختیار کرنا اپنے آپ کو اور قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنا ہے آیت شریفہ میں حیات ملی کا ایک گر بتایا گیا ہے اور وہ ہے کسب اموال کے لئے جائز طریق کا استعمال۔ اور تمام ناجائز اور غیر صالح طریقوں سے اجتناب۔ امام راغبؒ نے قتل نفس سے مراد اپنے آپ کو ان باتوں سے محروم رکھنا بیان کیا ہے جن سے حیات ابدی ملتی ہے۔ کیونکہ اس سے آگے آتا ہے ومن یفعل ذالک عدوانا و ظلما فسوف

نصلیہ نارا۔ اور جو شخص حد سے نکل کر اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اسے آگ میں داخل کریں گے"۔

پس جہاں ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ پاکستان کی تجارت اب مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے وہاں ایسے واقعات کو سن کر دکھ ہوتا ہے جن میں تجارت جیسے بلند ذریعہ معاش کو ظلم و بددیانتی، اور اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ وغیرہ کر کے یا ماپ تول میں کمی کر کے مرتکب ہو کر اس کسب حلال کو نہ صرف اپنے لئے حرام کر لیا جاتا ہے بلکہ اس طریق سے عام لوگوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اشیا میں ملاوٹ کرنا کم تولنا کم ماپنا یا پوری قیمت لیکر ناقص چیز دینا تجارت کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے ایسی تجارت کو کوئی استقلال حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے تاجر کے لئے دلوں میں کوئی عزت نہیں ہو سکتی۔ اور بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ باہمی اعتماد جو معاشرت کی روح ہے اٹھ جاتا ہے اور کاروبار میں تعطل اور جمود پیدا ہو جاتا ہے اور خود تجارت کے نام پر بڑا حرف آتا ہے اس لئے تاکیدی طور پر فرمایا اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین۔ وزنوا بالقسطاس المستقیم ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین (سورۃ الشعراء ۱۸۱-۱۸۳) ماپ پورا دیا کرو، اور کم دینے والوں میں سے نہ ہو۔ اور سیدھے ترازو سے تولا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو"۔ یہ وہ نصیحت ہے جو حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو دی اور جس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا (سورہ اعراف ۹۱ سورہ شعراء ۱۹۰) پھر ایک دوسری جگہ خیانت کا ارتکاب کرنیوالوں کو سخت زجر فرمائی اور انہیں بتایا کہ ایسی تجارت میں منفعت نہیں بلکہ تباہی ہے فرمایا:-

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون $\frac{۸۳}{۳-۱}$ یعنی کمی کرنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ جو جب لوگوں سے ماپ تول کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں۔ اور جب انہیں ماپ تول کر دیتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں۔ خیانت کرنے والے اصحاب یہ خیال کرتے ہیں کہ اس طریق سے وہ بہت کچھ دولت سمیٹ لیں گے۔ مگر قرآن مجید اس کی نفی کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ ان کا زعم باطل ہے۔ خیانت سے انسان کامیاب نہیں ہوتا۔ کامیابی کا راستہ دیانت ہے اور یہی بالآخر پھولے اور پھلے گی۔ فرمایا اوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ذالک خیر و احسن تاویلا $\frac{۱۷}{۳۵}$ کہ جب تم ماپو تو ماپ پورا کرو اور سیدھی ترازو سے تولو یہی بہتر اور انجام کار خوبی کی بات ہے"۔

علیٰ ھذا القیاس احادیث میں بھی دیانت و امانت کے ساتھ کاروبار تجارت کرنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کسی چیز میں نقص ہو تو وہ خریدار کو بتا دینا چاہیئے (بخاری $\frac{۳۴}{۱۹}$ احمد حنبل ج۳ صفحہ ۴۹۱) ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اگر دونوں فریق سچ بولیں اور ہر بات کھول کر بیان کر دیں تو ان کے لین دین میں برکت ہوگی لیکن اگر نقص کو چھپائیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو ان کے کاروبار میں خیر و برکت مفقود ہو جائیگی (بخاری $\frac{۳۴}{۱۹}$) واقعات سے ثابت ہے کہ دیانتداری کی وجہ سے چھوٹی حیثیت تھوڑے سرمایہ کے لوگ بلند پایہ تاجر بن گئے اور بڑے بڑے سرمایہ دار خیانت اور بدمعاملگی کی وجہ سے نان شبینہ کے محتاج ہو گئے اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے کہ دیانت میں برکت ہے اور خیانت میں رسوائی اور تباہی ہے۔ خدا تعالےٰ ایسی تجارت سے بچائے جس میں جھوٹ دغا بازی، بددیانتی سے کام لیا جائے اور ان لوگوں کو ہدایت دے جو تھوڑے سے نفع کے خیال سے اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے اور دوسروں کے لئے مصیبت کا موجب ہوتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب ابھی پورے طور پر صحت یاب نہیں ہوئے ہم حسب سابق با جماعت نمازوں میں شمولیت فرماتے اور سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں، احباب کرام ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

— ہمارے محترم صدر مولانا محمد یعقوب خانصاحب بھی صحتیاب ہو کر حسب معمول اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے ہیں ان کا ایک مضمون اسی اشاعت میں ہدیۂ قارئین ہے۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد گرامی:-

قادری صاحب کا خط بغداد سے آیا ہے جس میں انہوں نے اپنی بیماری کی اطلاع دی ہے میں تمام احباب جماعت سے التجا کرتا ہوں کہ اس مخلص دور افتادہ بھائی کی شفایابی کے لئے درد دل سے دعا کریں، ان کے اخلاق حمیدہ کے سب کو معترف ہیں اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں سے متاثر ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مفید وجود کو سلامت رکھے آمین یارب العلمین۔　صدر الدین　۱ رفروری ۱۹۵۲ء

مذہبی آزادی اور گرجوں کی حفاظت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں اور یہودیوں کو لکھ کر دیدیا کہ تمہیں پوری آزادی حاصل ہے، تمہارے گرجوں اور ہیکلوں کی حفاظت کی جائے گی ان کی مرمت کی حاجت ہوگی تو مسلمان مرمت کرینگے، تمہارے پادریوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے گی بلکہ ہر قسم کی مراعات حاصل ہوں گی۔

مشرکین طائف سے سلوک

طائف کے مشرکین آتے ہیں، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لہولہان کر کے طائف سے نکال دیا تھا، ان کو بھی اسی عزت کے ساتھ اتارتے اور ہر طرح ان کی خاطر تواضع کرتے ہیں، یہ کیسا بزرگ عظیم المرتبت نبی ہے جس کے دل میں کوئی بغض، کوئی کینہ کسی کے متعلق نہیں اور سب کے لئے کھلا اور فراخ دل موجود ہے،

غیر مسلم رعایا کا حق مسلمانوں پر

اس قدر بلند خیالات ہیں، اپنی ذات کی فکر نہیں، اپنی قوم کی فکر نہیں بلکہ ساری دنیا کی فکر لگی ہوئی ہے فرمایا ستفتحون مصر فاستوصوا بهم خيرا مصر کو فتح کروگے دیکھو ان کے ساتھ نیکی کرنا فان لهم ذمة و رحما ان کے دو فرائض تم پر عاید ہوتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ جب کوئی غیر مسلم رعایا میں شامل ہو جائے تو اس کا دین، اس کا مال، اس کی جان، اس کی عزت کی حفاظت، سب مسلمان کے ذمہ ہو گئی، اللہ اکبر یہ کیا پیغمبر ہے، اب کوئی اور پیغمبر آجائے۔ تو اس سے بڑھکر کیا تعلیم دے گا اور کیا لوگوں کی نظروں میں بچے گا، فرمایا فان له ذمة غیر مسلم جو رعایا میں آجائے مسلمان نے اس کی حفاظت کرنی ہے اور فرمایا مصر کے متعلق ایک اور بھی فرض تم پر عاید ہوتا ہے، تمہاری دادی اماں، حضرت ہاجرہ مصر کی رہنے والی تھیں، اس کا بھی لحاظ رکھنا، غور کیجئے ایک ہزار سال پہلے کی گذری ہوئی عورت اسکے بھی وطن کی رعایت مدنظر ہے۔

ایک غلام زادہ کی عزت افزائی

چنانچہ عمرو بن عاص نے جب مصر کو فتح کیا تو ایک غلام زادہ (عبیدہ) سے کہا کہ تم جاؤ اور بادشاہ سے عہدنامہ کرو، وہ گئے تو انہوں نے کہا ایک غلام زادہ ہمارے بادشاہ کے پاس بیٹھے؟ یہ ہماری توہین ہے جاؤ واپس چلے جاؤ، وہ واپس آئے اور کہا کہ وہ تو قدم نہیں رکھنے دیتے انہیں پھر بھیجا گیا کہ تمہیں اسی سے عہدنامہ کرنا ہوگا چنانچہ انہیں ماننا پڑا یہ تھی ایک غلام کی عزت جو اسلام نے سکھائی۔

عالم سیاسیات کا عظیم الشان معجزہ

پھر عمرو بن عاص نے دستخط کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وصیت کی ہے۔ کہ اہل مصر کیساتھ خاص رعایت کی جائے اسلئے آج سے مصری آزاد ہیں، انہیں پوری آزادی حاصل ہے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جائے گی ہم ان کے جان و مال کی پوری طرح حفاظت کریں گے، یہ عالم سیاسیات کا عظیم الشان معجزہ ہے جس کا مشاہدہ مصر نے کیا ان پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ آج اس روشن خیالی کے زمانہ میں ہندوستان کے اندر مہاتما گاندھی اچھوتوں کو آزادی دلانا چاہتے تھے، لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی، وہ ہندو قوم کو یہاں تک کہتے ہیں کہ دیکھو سات کروڑ اچھوت ہیں، جن کے ووٹوں سے تم فائدہ اُٹھاتے ہو، کیوں تم ان کا حق ان کو نہیں دیتے، لیکن ان کی کوئی بات سنی نہ گئی اور بڑے بڑے پڑھے لکھے ہندوؤں نے ان کی مخالفت کی، مگر اسلام کو دیکھئے مصر فتح ہوتا ہے تمام کی تمام کنعانی آبادی جو اچھوتوں سے بھی بدتر تھی ایک ہی دن میں آزاد کر دی جاتی ہے اور دوسرے انسانوں کی ہمسر بنا دی جاتی ہے

سپین پر مسلمانوں کی لمبی حکومت

غور کیجئے ان خصوصیات اور ایسے بلند نظریات کے ہوتے ہوئے کہ اسلام جہاں جائے کیا وہاں کوئی مرتد ہو سکتا ہے؟ کوئی شخص اس سلوک کو دیکھ کر اسلام کو چھوڑ سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ طارق نے جب سپین کو فتح کیا تو وہاں کی دکھوں کی ماری ہوئی دنیا مسلمانوں کے قدم چومنے لگی، اسی سلوک اور ایسے ہی بلند نظریات کی وجہ سے پورے آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے وہاں حکومت کی، ان کے اخلاق بلند تھے، ان کے خیالات وسیع تھے، اس لئے ان کو اس قدر لمبے عرصہ تک حکمرانی کا موقعہ ملا، حکومت جس کو ملے اور اس کے نظریئے اور اخلاق بلند ہوں، تو اس کو ترقی حاصل ہوتی ہے، اگر کوئی سلطنت لمبی عمر پا سکتی ہے تو اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور بلند نظریوں کی وجہ سے پا سکتی ہے، ساڑھے آٹھ سو سال یورپ کے مغربی حصوں میں حکومت کرنا معمولی بات نہیں، اور صرف اسی جگہ نہیں، مصر پر تیرہ سو سال مسلمان حکمران ہیں۔

انگریزی حکومت جلدی کیوں اُٹھ گئی

انگریز کو تو صرف ڈیڑھ سو سال اس جگہ حکومت کرنا نصیب ہوا، کیونکہ وہ تو صرف تجارت کے ذریعہ سے اس ملک کی دولت لینے کے لئے آیا تھا، ولایت کی سیاہی، بلیڈ، فیتے، اور لوہے کے گرڈر وغیرہ بیچنا اس کا کام تھا، ایک ضلع میں ایک کمشنر اور ڈی ایس پی ہوتا تھا اور تمام ضلع کی تجارت ان کے ذریعہ سے انگریز کے ہاتھ میں تھی، ایک روپیہ کی آٹھ میر کپاس لیکر اس کو ململ کی شکل دے کر دوبارہ اس ملک میں کئی گنا قیمت پر بیچ لیا جاتا تھا، اور اس طرح ملک کی دولت سے ولایت کے گھر بھر جاتے تھے، ایک وائسرائے کا گھر ایک میوزیم بنا ہوا تھا جس میں ہندوستان کے جواہرات و نوادرات جمع کر لئے گئے، ایسے حالات میں جب آہستہ آہستہ یہاں کے لوگوں کو علم ہوا کہ ہم تو غلام ہیں، ہمیں لوٹا جا رہا ہے تو انگریزی سلطنت کی عمر کم ہوگئی اور جوں جوں یہ احساس بڑھتا گیا عمر کم ہوتی گئی حتیٰ کہ ڈیڑھ دو صدی کے اندر ہی ختم ہوگئی۔

رسول اللہ صلعم کی فکر غیروں کے لئے

کیا عجب ہے کہ پاکستان کو خدا توفیق دے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریات اور اخلاق کو وہ اپنے اندر لے لے تاکہ اس کی عمر بھی لمبی ہو جائے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی بے نفسی کو دیکھئے فرمایا لا اسئلکم علیه اجرا میں تم سے کچھ نہیں مانگتا، آپ نے اپنے لئے کوئی جائداد نہیں بنائی، لاکھوں اور کروڑوں روپے آپ نے مسجد میں بیٹھ کر تقسیم کر دیئے، اس جود و سخا کو دیکھ کر حضرت فاطمہ آئیں اور کہا ہمیں بھی کچھ دیجئے، فرمایا ہم تمہیں ایک وظیفہ بتا دیں گے، جو ان چیزوں سے تمہیں بے نیاز کر دے فرمایا اصحاب الصفہ بھوکے ہوں، اُن کے پیٹ خالی ہوں، مدینہ کے غرباء بھوک سے پیچ و تاب کھائیں اور میں ان کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو دوں یہ نہیں ہو سکتا۔

حاکم نفس پرست نہ ہونا چاہیئے

حضرت عمرؓ نے بھی جب وظیفے تقسیم کئے تو اپنے بیٹے کو دوسرے مہاجرین سے پانچ سو روپے کم دیئے، لیکن آج ایک حاکم سب سے پہلے اپنے ہی بیٹوں اور رشتہ داروں کا خیال کرتا ہے ایسی سلطنت جس کے حاکم نفس پرست ہوں اور وہ قوم جس کے لیڈر اپنی ذات اور اپنے خاندان کو اونچا کرنا چاہتے ہوں کہاں زندہ رہ سکتی ہے، ایسے لیڈر اور حکام سے دلوں میں محبت نہیں رہ سکتی، اور جب محبت نہ رہی تو باقی کیا رہا، لوگ کہیں گے نفس پرست ہیں، جب رعایت کریں گے تو اپنوں کی، حقوق ذائل ہوں گے تو دوسروں کے۔ کیا ایسے لوگ حکمرانی کے قابل ہو سکتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی مثال

حضرت عمر فاروقؓ نے بیٹے کو پانچسو درہم کم دیئے، تو لوگوں نے کہا کہ اسکو کیوں کم دیئے گئے، اس نے بھی ہمارے ساتھ ہجرت کی تھی، فرمایا کہ ہجرت کا نام بے شک اس پر آگیا ہے لیکن وہ خود مہاجر نہیں ان ابواه هاجرا به وہ چھوٹا سا تھا، ماں باپ نے ہجرت کی تو وہ بھی ساتھ آگیا، اس کو ہجرت نہیں کہتے۔

اسلامی سلطنتوں کا زوال کس طرح ہوا؟

لیڈر مذہبی ہو یا سیاسی اس کی شان میں بے نفسی ہو تو وہ بابرکت ہوتا ہے ورنہ خرابی پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ جو بھی مسلمان سلطنتوں میں نفس پرستی آئی ساتھیوں کی رعایت اور دوسروں پر ظلم و تعدی شروع ہوا، قوم کے ہونہار نیچے رہ گئے اور برسر اقتدار طبقہ کو ہی تمام مراعات حاصل ہو گئیں تو پھر سلطنت کو بھی زوال آگیا۔

دوسروں کا مال کھانا ناجائز ہے

ایک اور بات جو پیدا ہوئی وہ یہ ہے دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا، یہودی بھی کہتے تھے لیس علینا فی الامیین سبیل، امیوں کا مال کھا لینا جائز ہے، اس پر کوئی پکڑ نہیں، وہ کہنے لگے یہودی خدا کی پیاری قوم ہے۔ اگرچہ دیانت اور امانت اچھی چیز ہے، لیکن کافر کا مال کھا لینا حلال ہے، آج مسلمان بھی یہی کہتا ہے استغفر اللہ جس قوم کا پیغمبر اتنا بلند اخلاق ہو، کہ دوسروں کا مال حرام سمجھتا ہو، اس کے یہ خیالات کس قدر افسوسناک ہیں، سود کی حرمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا سب سے پہلے میں اپنے گھر سے شروع ہوتا ہوں عباس کا جس قدر ربوا دوسرے لوگوں پر ہے، وہ سب معاف اور فرمایا ہر ایک چیز جو جاہلیت میں کسی پر واجب تھی، معاف ہے سوائے امانت کے، امانت کا روپیہ نیک آدمی کا ہو یا فاسق فاجر کا وہ معاف نہیں ہو سکتا۔ فرمایا جاہلیت کی تمام قباحتیں اس کے نیچے ملتا ہوں الا الامانة فانها موداة الى البر و الفاجر

مال میں خیانت جائز نہیں

جس قوم کے اندر یہ باتیں ہے، وہ قوم مر نہیں سکتی، فرمایا غلط کہتے ہو ليس في الاميين سبيل امی ہوں یا مشرک اور کافر، کسی کے مال میں خیانت خدا کو اسی طرح ناپسند ہے جس طرح مسلمان کے مال میں خیانت ناپسند ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے بلند نظریات اور انسانیت کی سب سے بڑی خدمت

اخلاق کی بلندی اور انسانیت کی خدمت سے ہی سلطنت کی عمر لمبی ہو سکتی ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ مورخہ ۵ فروری ۱۹۵۴ء بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقالت طائفة من اهل الكتاب آمنوا بالذي انزل على الذين آمنوا وجه النهار واكفروا آخره لعلهم يرجعون .... ولهم عذاب اليم ——— (آل عمران رکوع ۸)

حضرت نبی کریم صلعم کی فراخ دلی اور بلند نظریہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی بہت بڑی خدمت کی ہے، اتنی بڑی عظیم المرتبت شخصیت کوئی دنیا میں نہیں ہوئی جس نے تمام انسانیت کی بہت بڑے پیمانہ پر خدمت کی ہو۔ حضور صلعم مکہ میں مبعوث ہوئے لیکن یہ کیا بات ہے کہ تمام دنیا کی قوموں پر آپ کی نگاہ تھی، تمام بیماریوں کا آپ کو پتہ تھا اور سب کی اصلاح کا سامان آپ نے کیا، یہ آپ کے دل کی فراخی کا ثبوت ہے، اگر دل تنگ ہو تو نظریئے بھی تنگ ہو جاتے ہیں اور اخلاق اتنے بلند نہیں ہو سکتے، نظریئے کی تنگی کے باعث خدا کو بھی انسان ایک ذات سے بڑھ کر نہیں سمجھتا، جو چند منظور نظر لوگوں کو اپنی رحمت اور فضل سے نوازتا رہتا ہے، اور دوسروں کا کوئی خیال نہیں رکھتا ایسا انسان اپنی قوم کے سوا دوسری تمام اقوام کو تعصب کی نظر سے دیکھتا ہے ان میں اسے برائیاں ہی برائیاں نظر آتی ہیں [illegible] کوئی نظر نہیں آتی۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی تنگدلی

قرآن میں لوگوں کے تنگ نظریہ کا بھی ذکر ہے اور ان سے جو تنگی اخلاق اور دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا بھی ذکر فرمایا وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هودا او نصارى یہودی کہتے ہیں صرف یہودی ہی خدا کی پیاری قوم ہے اور صرف وہی خدا کے انعامات و افضال کے مستحق ہیں صرف وہی جنت میں داخل ہو سکیں گے۔ اسی قسم کے خیالات عیسائیوں کے دلوں میں بھی جاگزیں ہیں۔ [illegible] بیسویں صدی کو بڑی روشن صدی کہا جاتا ہے، اس صدی میں [illegible] بہت کثرت سے پھیل گیا ہے مشرق اور مغرب کو ملا دیا ہے [illegible] ایک دوسرے کے حالات سے پورے طور پر واقف ہوں، ایک دوسرے کے علوم سے واقفیت [illegible]۔ چنانچہ اس روشن ترین صدی میں بھی یہود کا یہی خیال ہے کہ نحن ابناء الله واحباؤه ہم ہی خدا کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور ہم ہی جنت کے وارث ہیں، [illegible] ساری دنیا پر خدا ناراض ہے، نصرانی کا بھی یہی خیال رہتا ہے، وہ بھی عیسائیوں کے سوا سب کو جہنمی سمجھتے ہیں۔

ہندوؤں کا عقیدہ

ہندوؤں کو دیکھئے وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ یہ بھارت کی سرزمین ہی بھارت ورش ہے اس کے سوا تمام دنیا اسکے سایہ اور اس کے افضال سے محروم ہے [illegible] اس سرزمین [illegible] شمال میں ایک بڑا لمبا چوڑا پہاڑ رکھ دیا ہے اس کے پرے جس قدر لوگ ہیں وہ سب ملیچھ [illegible] ہیں اور راندۂ درگاہ الٰہی ہیں، اور جنوب میں ایک لمبا چوڑا سمندر ہے جس کے باعث پرمیشر نے اس جاتی کو محفوظ کر دیا ہے یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے، اس میں شک نہیں کہ چند ایسے ہندو بھی ہیں جن کو مسلمانوں کی صحبت نصیب ہوئی ان کے پاس بیٹھے ان کے ساتھ کھایا اور ان کے خیالات سنتے ہیں، ایسے لوگ تو اب ان باتوں کے قائل نہیں لیکن ان کی تعداد کچھ زیادہ نہیں، کثیر حصہ ایسا ہے جن کو یقین ہے کہ خدا نے وید نازل کر کے پھر خاموشی اختیار کر لی اور کوئی دوسری ہدایت دنیا کے اور کسی حصہ پر نازل نہیں کی۔

اسلام کا بلند نظریہ

دنیا میں ایک ہی انسان ہے جس نے قومیت اور وطنیت کے تمام خیالات سے بلند ہو کر تمام انسانیت کو ایک ہی کنبہ قرار دیا اور فرمایا الحمد لله رب العالمين، ہمارا خدا تو ایسا نہیں [illegible] دنیا کی ساری قوموں کا [illegible] خدا ہے [illegible] قوم کے ساتھ وہ سوتیلی ماں کا سا سلوک نہیں کرتا، سب کو ایک جیسے سامان دیئے ہیں، [illegible] ہندو [illegible] یہودی اور نصرانی کو بھی [illegible] حبشی کو اگر یورپ میں جا کر تعلیم حاصل کرے تو اپنی [illegible] اور استعداد کے [illegible] سے چمک اٹھتا ہے وہ بڑا افلاطون ہوتا ہے [illegible] ہندو بھی یورپ میں جا کر چمکتے ہوئے ستارے بن جاتے ہیں، آپ [illegible] پادری [illegible] میں جا بیٹھا، کہ ان کا علاج کرے گا، وہ ان میں رہ کر [illegible] لیکن اس نے اپنی [illegible] پسند کیا اور وہیں مرا۔ معلوم ہوا تمام قوموں میں [illegible] سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں اور [illegible] نے سب کو ایک ہی قسم کے ساز و سامان دیئے ہیں۔

ساری انسانیت ایک ہی کنبہ ہے

وہ ہستی جس نے یہ نظریہ اور [illegible] پیش کئے ہیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ نے بتایا کہ انسان کی فطرت [illegible] ہے، خواہ وہ کہیں ہو اور کسی قوم [illegible] ہو جس طرح اس کا سورج سب کے لئے [illegible] پیدا کرتا ہے، اس کی ہوا اس کا پانی سب کے لئے یکساں اور مفید ہے، اسی طرح انسانی ہدایات [illegible] سب کی طرف آئیں، فرمایا اعلان کر دو کان الناس امة واحدة کہ ساری کی ساری انسانیت ایک ہے۔ ان ربكم واحد [illegible] ان اباكم واحد [illegible] سارے انسانوں کا باپ ایک ہے، اسی طرح خدا بھی سب کا ایک ہے، یہ نظریہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس کے سوا [illegible] ہو سکتا ہے، اگر ساری قوت تخیلہ پر لگا کر [illegible] اس سے بڑھ کر کوئی اور نظریہ اور اس سے بہتر تعلیم پیش نہیں کر سکتی۔

ساری انسانیت کو ایک کرنے کے لئے نبی کریم صلعم کا نمونہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظریہ پیش کیا، اسے خود عمل [illegible] بنایا، سلمان ایک ایران کا رہنے والا [illegible] سلمان منا اهل البيت سلمان تو ہمارے اہل بیت میں سے ہے، [illegible] ایک حبشی کالے رنگ والا کالا کلوٹا [illegible] دیکھنے کو جی نہ چاہے [illegible] اس وقت حضرت [illegible] امتحان ہو جاتا ہے جس [illegible] قابل عزت عہدہ اس کے سپرد کر [illegible] بڑے بڑے سرداران قریش موجود [illegible] بلال ہی کو ارشاد ہوتا [illegible] کہ یہ تمہارا [illegible] تم خوبصورت، تمہاری آواز خوبصورت [illegible] لیکن نہیں بلال کو [illegible] ان کے لئے کہا جاتا ہے [illegible] سردار [illegible] لوگوں کو کہنا [illegible] آج دیکھو کیا ہو گیا [illegible] نے تو فتح پائی، یہ کالا کلوٹا [illegible] خانہ کعبہ پر چڑھ کر اذان دے رہا ہے، یہ کیا [illegible]

مسجد نبوی میں گرجا کی اجازت

پھر بادشاہ ہو کر یہ کبھی نہیں کہا کہ عرب ہی میری قوم ہے، بلکہ ساری قوم کو ایک ہی کنبہ قرار دیا، سب قوموں کے وفد آتے ہیں نصرانیوں، یہودیوں، مشرکین کے وفود آپ سے ملنے آتے ہیں [illegible]، لیکن سب کا مسجد میں ڈیرہ لگوایا جاتا ہے، اتوار کا دن آجاتا ہے، عیسائی گھبراتے ہیں کہ گرجا کہاں کریں، فرمایا اسی مسجد میں کر لو [illegible] یہ ہے محمد رسول اللہ صلعم کی [illegible] جس سے آپ کے دل کی فراخی ظاہر ہوتی ہے، کیا آپ کسی عیسائی کو مسجد میں گرجا کرنے دیں گے، آج تو مسلمان کسی مسلمان کو بھی محض عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے اپنی مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے،

ایک لطیفہ

حضرت مولانا نورالدین صاحب رضؓ ایک لطیفہ بیان فرمایا کرتے تھے، آپ ریاست جموں میں ملازم تھے، گھر کا کام کرنے کے لئے کوئی دیانتدار آدمی نہیں ملتا تھا، آپ نے امرتسر اپنے سسرال میں لکھا کہ کوئی قرآن حدیث پڑھا ہوا مولوی جو بے روزگار ہو، اس کو ہم ملازم رکھنا چاہتے ہیں، اسے بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب آ گئے، آپ نے اسے ایک روپیہ سودا لانے کے لئے دیا، اس نے سودا لا کر رکھ دیا اور ساتھ ہی ایک روپیہ بھی رکھ دیا، اس سے پوچھا یہ کیا؟ تو کہا کہ سودا لے لیا تو اس گاہک فریب ایمان دوکاندار کو پیسے لینے یاد نہ رہے، میں یہ سوچ کر کہ کافر ہی تو ہے، روپیہ لے آیا۔ حضرت مولوی صاحب نے اسی وقت اس کو واپسی کا کرایہ دے کر رخصت کر دیا اور فرمایا کہ ایسے ہمدرد ہمیں نہیں چاہئیں جو بے ایمان ہے دوسروں کا مال کھانا جائز سمجھتے ہوں۔

فرائض کی ادائیگی اور ایفائے عہد

تو دیانت اور امانت سب کے ساتھ ضروری ہے، فرمایا ایسا شخص جو کہتا ہے لیس علینا فی الامیین سبیل جھوٹ بولتا ہے، ہم اسکو ضرور سزا دیں گے۔ بلیٰ من اوفی بعھدہ واتقیٰ جو شخص اپنے عہد کو پورا کرتا ہے اور خدا سے ڈرتا ہے، ملازمت اور ڈیوٹی پورے طور پر سرانجام دیتا ہے، اور اپنے عہدہ کے مطابق خدا کو سامنے رکھ کر کام کرتا ہے، تو خدا بھی اس سے پیار کرتا ہے اور تمام مخلوق اس سے پیار کرتی ہے فان اللہ یحب المتقین

ایسے بھی افسر ہوتے ہیں جن کے متعلق ماتحت کہتے ہیں، سبحان اللہ جی ان کو تو کوئی خبر ہی نہیں ہوتی، جس طرح چاہیں ہم کریں، کوئی روک ٹوک نہیں، جس کو چاہیں دیں، یہ بھی قومی روپیہ اور مال برباد کرنے والے لوگ ہیں، ان کو قومی ادارہ یا سلطنت کی مضبوطی مدنظر نہیں ہوتی اپنا ہی گھر بنانا چاہتے ہیں، ایسے لوگ کس طرح پسند کئے جا سکتے ہیں، خدا فرماتا ہے فان اللہ یحب المتقین جو شخص خدا کا خوف کر کے اپنے فرائض منصبی کو پوری طرح سرانجام دے اسی کو خدا پسند کرتا ہے۔

دوسروں کے لئے فراخ دلی سے کام لو

اے مسلمان قوم اگر تو اپنے ملک، اپنی قوم کا استحکام چاہتی ہے تو دوسروں کے متعلق تیرے دل میں تنگی وارد نہ ہونی چاہیئے، تیرا دل دوسروں کے لئے فراخ ہونا چاہیئے، دوسروں کی خوبیوں پر تمہاری نظر ہونی چاہیئے، اگر تمہاری آنکھ دوسروں کی خوبیوں کو نہ دیکھے گی تو ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گی، ایسا شخص جس کی نظر دوسروں کی عیب چینی پر ہو اور برائیوں ہی کو دیکھتا ہے کوئی نیکی حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت مولانا نورالدین نے فرمایا کہ امرتسر میں ایک شخص سارا دن میرے ساتھ رہا، اس کو قرآن حدیث خوب سنایا، اس نے کہا آپ کا تو پاجامہ ہی ٹخنوں سے نیچے رہتا ہے فرمانے لگے اسکو ہماری یہی بات نظر آئی، اور تمام خوبیاں نظروں سے اوجھل رہیں، نیکی کا تمام وعظ بھول گیا، فی الحقیقت جب دل خراب ہو تو آنکھ بھی برائیوں ہی کو دیکھتی ہے،

حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق پیدا کرو

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو بہت بلند مرتبہ پر پہنچایا، بہت اعلیٰ درجہ کے نظریئے دیئے، بڑے بلند اخلاق پیدا کئے، افسوس کہ آج مسلمانوں نے ان سب کو بھلا دیا، آپ اگر بلند ہونا چاہتے ہیں تو آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں اور ان کے اخلاق میں رنگین ہونے کے لئے سعی کریں اور ان کے نظریات اور ان کے اصولوں کی پابندی کریں کیونکہ اسی میں تمام قسم کی بھلائی ہے اور اسی میں تمام برکت ہے۔

حضرت امیر کے خطبہ کا اثر

جناب مکرمی بندہ ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت امیر قوم مولانا مولوی صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ در بارہ ختم نبوت و معصومیت بڑے غور سے پڑھا گیا اور عام مسلمانوں میں جہاں تک پہنچایا گیا بہت اثر پذیر ہو گیا۔ امید ہے کہ آپ کی قومی اخبار "پیغام صلح" اور حضرت امیر قوم جناب صدرالدین صاحب وقتاً فوقتاً ان غلط فہمیوں کا در اس غلو کا جو حضرت امام الزمان مجدد صد چہار دہم سلطان الاولیاء مسیح موعود و مہدی معہود جناب اقدس مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی جماعت کی طرف عام مسلمان اور قادیانی منسوب کر رہے ہیں کی تردید کرتے رہیں گے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ اس قلیل جماعت سے تبلیغ اسلام کا وہ کام لے جس کے لئے اس نے حضرت اقدس کو مسیح موعود و مہدی معہود اور مجدد بنا کر بھیجا تھا۔ فقط والسلام

خاکسار۔ فضل الرحمٰن۔ قاضی احمد۔ ضلع نواب شاہ سندھ

آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو

حضرت امام زمان کے بیش قیمت ارشادات

"اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں ...... چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔"

الحکم جلد ۸ نمبر ۱۲-۱۳

پیغام صلح کے گذشتہ شمارہ میں صفحہ ۵ کے مضمون کا عنوان "مغربی پاکستان اور احمدیت" کے بجائے "مشرقی پاکستان اور احمدیت" ہونا چاہیئے قارئین درست فرمالیں۔

مفاد پرست طبقہ اور قومی نظام

مولانا عبد الباقی صاحب بنوں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ از راہ کرم احباب سلسلہ کی اطلاع کے لئے حسب ذیل چند سطور پیغام صلح کے قیمتی صفحات میں اس کی اولین اشاعت میں شائع فرما دیں۔

پیاری بہنو اور بھائیو۔ آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ گذشتہ چند سالوں سے ہماری تحریک پر جمود طاری تھا۔ اس کے اسباب کیا تھے۔ مختصراً یہ ہے۔ کہ اس کے بنیادی اسباب میں سے مفاد پرست طبقہ کا انجمن کے کاروبار پر قابض ہو جانا تھا۔ اس گروہ نے حضرت امیر مرحوم کے کان بھی بھر دیئے تھے۔ اور بعد ہمارے سابق صاحب صدر الحاج شیخ میاں محمد صاحب بھی ان کے سامنے دم بخود دکھائی دینے لگے حالانکہ وہ خود بھی انجمن کے اس وقت کے طرز عمل سے مطمئن نہیں تھے۔

یہ مفاد پرست طبقہ ایسا تھا۔ کہ اس نے پوری مجلس معتمدین بلکہ جماعت کو بھی عضو معطل بنا دیا تھا۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ یہ لوگ بزرگان سلسلہ کی بے طلب عزتی سے کبھی دریغ نہیں کرتے تھے بلکہ تشدد پر بھی اُتر آتے تھے۔ اسی سے تنگ آ کر جماعت کے درد دل رکھنے والے بزرگوں نے کئی بار کوشش کی۔ کہ کسی طرح جماعت زندہ ہو جائے۔ اور ان خود غرض لوگوں کے پنجہ سے نکل جاوے۔ جماعت کی اس تحریک آرزو کو کئی بار فیل کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ گذشتہ جلسہ سالانہ پر جب اُن سے پھر درخواست کی گئی۔ کہ جماعت کی اصل مرض کو [illegible] کیا جائے۔ یعنی جماعت کے نئے آئین اور نئے انتخابات کا تصفیہ کیا جائے۔ تو اسے پھر نامعلوم وقت تک التوا میں ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ اسی وقت سابق صاحب صدر کے استصواب پر فی الفور تصفیہ کے حق میں انجمن کی اکثریت نے تائید کر دی۔ لیکن چونکہ اس میں مفاد پرست طبقہ کی ناکامی تھی۔ اس لئے جلسے لوگ اور سابق صاحب صدر مجلس چھوڑ کر چلے گئے جس پر باقی ماندہ اکثریت نے نیا آئین پاس کر کے اس کے مطابق عارضی انتخاب کر لیا۔

اس طرح خدا خدا کر کے اس طبقہ کی حکومت سے خلاصی نصیب ہوئی۔ حالانکہ اپنے اقتدار کے حصول کے لئے انہیں پولیس بھی بلانی پڑی۔ لیکن خدا تعالیٰ کو چونکہ جماعت کے اوپر مزید جمود کی حالت منظور نہیں اس واسطے ان کے سارے حربے ناکام ہو گئے۔

لیکن اب پھر ایک اور بزرگ کی طرف سے نئے انداز میں اس خاص طبقہ کی آرزوؤں کو پورا کرنے کی چال چلی گئی ہے موصوف نے ایک چار ورقہ چٹھی جاری کی ہے۔ جس کے اندر بعض صحیح واقعات کو جن کا ہمیں ذاتی طور پر علم ہے غلط پیش کیا ہے اور بعض دوسرے امور جن کا ہمیں قطعاً علم نہیں۔ صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بایں ہمہ موصوف نے ہمارے جدید نظام کو باغی کہا ہے۔ اور ہمیں مشورہ دیا ہے کہ ہم چندہ دینا بند کر دیں۔ پتہ نہیں موصوف کو چندہ بند کرانے کا جواز اب کہاں سے مل گیا ہے۔ جب تک ہمارے چندوں سے مفاد پرست طبقہ فائدہ اُٹھاتا رہا۔ وہ تو صحیح مصرف تھا۔ لیکن اب جبکہ پوری جماعت کی تائید والا نظام (عارضی ہی سہی) قائم ہو گیا۔ تو اب چندہ بھیجنا حرام ہو گیا۔ موصوف لکھتے ہیں کہ یہ چٹھی بعض ممبران مجلس معتمدین کی خواہش پر لکھی گئی ہے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم آیندہ مفاد پرست طبقہ کے زرغوں میں نہیں آ سکتے۔ موصوف خدا کے لئے جماعت پر رحم کریں۔ اور جدید انتخابات کو ہونے دیں۔ تا کہ جماعتیں اپنے اپنے نمائندے چن سکیں۔ اور اس طرح مستقل قومی نظام قائم کیا جا سکے۔

بالآخر میں جماعت کے ہر فرد سے درخواست کرتا ہوں کہ مفاد پرست طبقہ کے پھیلائے ہوئے وسوسوں سے مایوس نہ ہوں۔ ہم میں سے ہر ایک انجمن کا مالک ہے۔ اگر کوئی خاص گروہ یا شخصیت نہ رہنے تو کوئی حرج نہیں جماعت ہمیشہ رہے گی۔ لہٰذا موجودہ عارضی نظام کو ایک رحمت جانو اور جلد از جلد ایسے نمائندے انتخاب کرو جو آپ کی منشا کی جماعت کے سامنے جواب دہ ہوں تا کہ اسی طرح ایک جدید مرکزی نظام جلد از جلد قائم کیا جا سکے۔ انجمن کسی کی ریاست نہیں۔ یہ قوم کی جائیداد ہے۔ اور اس کے ذریعہ ہم نے تبلیغ اور اشاعت دین کا کام کرنا ہے۔ چندہ بند کرنا جماعت پر ظلم ہے۔ کوشش ہونی چاہیئے کہ جلد از جلد مستقل نظام قائم ہو سکے جو کام کی پوری اہلیت رکھتا ہو۔ ہم نے صرف کتب ہی شائع نہیں کرنی۔ ہم نے قابل لوگ بھی پیدا کرنے ہیں۔ اسی طرح مقامی جماعتوں کو بھی مضبوط کرنا ہے۔ لہٰذا مفاد پرست طبقہ کو مزید دلیر ہونے کا موقعہ نہ دیں۔ صرف اور صرف قومی نظام قائم کریں اور پوری قوت قوم کے ہاتھ میں دینے کا سامان کریں۔ والسلام

آپ کا عبد الباقی

از بنوں

قوم کی آواز

(۱)

چنڈیالہ کلساں ضلع شیخوپورہ سے [illegible] زکی صاحب انچارج شفاخانہ لکھتے ہیں:-

"اخبار پیغام صلح کی ادارت آپ کے ہاتھوں میں آنے کی جو خوشی ہوئی۔ وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ اور اس سے بڑھ کر یہ خوشی ہوئی کہ دو سال میں انجمن کو جس آمرانہ شخصیت سے پالا پڑا اس سے چھٹکارا ہوا۔ میں نے تو اس سلسلے میں [illegible] ادا کئے ہیں۔

میں نے میاں محمد صاحب کو کئی دفعہ خطوط لکھے کہ جس طریق سے آپ صدارت کر رہے ہیں [illegible] مواخذہ سے کیا بچ سکیں، ہم لوگوں کے لئے ہی رہ گئی ہیں۔ [illegible] آپ کو ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نہیں۔ اور تو اور حضرت امیر کا جنازہ بھی [illegible] دو سال شائع نہیں کیا گیا؟ میں نے [illegible] اخبار کے چندہ کے علاوہ دوسرا چندہ کبھی ادا نہیں کیا (اب [illegible] باقاعدہ دیتا رہوں گا) اور بقایا کی معافت کر دی [illegible] میں نے حضرت امیر کو بھی، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو بھی اور [illegible] صاحب (چوہدری سید محمد صاحب بدوملہی) کو بھی خطوط لکھے اور [illegible] جنرل کونسل ہونے کی حیثیت سے آپ نے کیا قدم اٹھایا [illegible] اگر آپ نے اس سلسلہ میں کوتاہی برتی تو حشر کے دن خدا تعالیٰ کے روبرو آپ اس کے جوابدہ ہوں گے۔ چنانچہ والد صاحب [illegible] طرف سے جواب آ گیا اور باقی دو حضرات کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ اس اثناء آپ کے اخبار کی وساطت سے یہ خوشخبری [illegible] کہ پرانا نظام بدل گیا ہے۔ [illegible] واقعی بڑی خوشی ہوئی ہے۔ [illegible] دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس نظام کو قائم رکھے۔ آمین۔

(۲)

نقل ریزولیوشن پاس کردہ [illegible] سیالکوٹ شہر و چھاؤنی

"ایک عرصہ سے ہماری جماعت [illegible] جو تعطل اور [illegible] طاری تھا وہ خدا کے فضل و کرم سے ٹوٹ چکا ہے اور ۲۶-۱۲-۵۳ کی درمیانی رات کو نیا آئین پاس ہونے [illegible] جو انتخاب عہدیداران [illegible] ہوا ہے اس پر دونوں جماعتوں کو مکمل [illegible] ہے اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

منجانب جماعت سیالکوٹ شہر و چھاؤنی

بقلم شیخ غلام حسین پریذیڈنٹ جماعت سیالکوٹ

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کی ہفتہ وار مجلس

مؤرخہ [illegible] فروری کو بعد از نماز عصر احمدیہ لائبریری میں نوجوانوں کی ہفتہ وار مجلس زیر صدارت عبد اللطیف صاحب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم صفدر شاہ صاحب نے کی۔ راقم الحروف نے گذشتہ مجلس کی روئداد پڑھی پھر عزیزم ہمایوں رشید صاحب نے ایک نظم پڑھی جس کا پہلا شعر یہ ہے

مجرم عصیاں نے جب استغفر اللہ کہہ دیا

آپ نے لاتقنطوا من رحمت اللہ کہہ دیا

اس کے بعد منظور احمد صاحب قریشی نے حقیقت نماز پر ایک مضمون پڑھا جس میں اجمالاً نماز کے متعلق تذکرہ کیا گیا تھا۔ پھر صفدر شاہ صاحب نے ایک مضمون پڑھا جس میں نوجوانوں کو جماعتی روایات کی طرف توجہ دلائی اور چند تجاویز پیش کیں۔ اس کے بعد اقبال احمد صاحب نے معاشیات اور ہمارے معاشی مسائل پر ایک مدلل تقریر کی۔ اس تقریر میں [illegible] کے معاشی مسائل کا سرسری جائزہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے چند باتیں بیان فرمائیں جن میں آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات و کشوف آج پورے ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ آخر میں [illegible] دعا پر یہ مجلس برخاست ہوئی۔ آیندہ مجلس مورخہ ۱۳ فروری کو بعد نماز عصر ۳ بجے احمدیہ مسجد میں منعقد ہوگی احباب جماعت لاہور سے شمولیت کی درخواست ہے۔

پروگرام:- تلاوت قرآن کریم و نظم - روئداد مجلس گذشتہ سیکرٹری - تقریر [illegible] احمد صاحب - مقالہ سلطان محمد [illegible] جماعت لاہور کے۔

اور یہ انبیاع آنجناب اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۱۴)

"کیا کبھی دنیا میں یہ ہوا کہ کاذب کو خدا تعالےٰ ایسی مدد دے کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ اس کی رگ جان نہ کاٹ دے"۔

خلاف شریعت کلمہ الحاد و زندقہ ہی

"جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کا کوئی اصل صحیح شرع میں نہیں خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد اس کے ساتھ شیطان کھیل رہے ہیں"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۹)

"دیکھو میں اپنے الہاموں میں سے کسی الہام کی تصدیق نہیں کرتا مگر بعد اس کے کہ ان کو کتاب اللہ پر پیش کروں اور میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب اور الحاد اور زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعوےٰ کروں جبکہ میں مسلمانوں میں سے ہوں"۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

ایک واقعہ

حضرت میرزا صاحب شریعت کی بہت تعظیم کرتے تھے اور اپنے الہام کو شریعت کے مقابلہ پر کوئی وقعت نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو عید کے دن چاشت کے وقت الہام ہوا آج عید ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ اس پر انہوں نے روزہ افطار نہ کیا اور فرمایا کہ شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ کسی شخص کے الہام کی بنا پر روزہ افطار کر دیں۔ شریعت میں رویت ہلال شرط ہے۔ چنانچہ جب باہر سے لوگوں نے ہلال دیکھنے کی شہادت بھیجی تو انہوں نے عید منائی۔

"خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیاء خود درین امت۔ ایشاں را رنگ انبیاء داده میشود واایشاں در حقیقت انبیاء نیستند۔ زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیده است و داده نے شوند مگر فہم قرآن و نہ زیاده کنند و نہ کم مے کنند از قرآن"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

نبیوں کے بجائے مجددین و محدثین

"چونکہ ہمارے سید و مولا خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں"۔

"نہ مجھے دعوےٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائکہ اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور .... اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا .... ہاں محدث آئیں گے"۔ (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

مجددیت و محدثیت کا دعوےٰ

"سوال:۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔

جواب:۔ نبوت کا دعوےٰ نہیں محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

"وہ مجدد جو اس چودھویں صدی پر بموجب حدیث نبوی آنا ہے وہ یہی راقم ہے"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۳۰)

"خدا نے مجھے الہام کی کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۳۵)

"اس عاجز کا دعوےٰ مجدد اور مثیل مسیح ہونے کا ہے اور دعوےٰ ہمکلامی پر گیارہواں سال جاتا ہے"۔

(نشان آسمانی صفحہ ۳۴)

"لست بنبی ولکن محدث اللہ وکلیم اللہ لاجدد دین المصطفےٰ وقد بعثنی علےٰ راس المائۃ"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۳)

حقیقۃ الوحی جو ۱۹۰۷ء میں حضرت مرزا صاحب کے انتقال سے ایک سال پیشتر لکھی گئی تھی اس میں متعدد بار اپنے تئیں مجدد کہا ہے۔ صفحہ ۱۹۳ پر لکھا ہے:۔

اور یہ اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے۔

"قال رسول اللہ صلعم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علےٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا .... اب اس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلعم کے فرمودہ میں تخلف ہو .... یہ حدیث علماء امت میں مسلم چلی آئی ہے .... بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے .... یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے .... اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوےٰ پر پچیس برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں .... وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں"۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳ ۱۹۰۷ء

"یقرون من الذی ارسل الیھم وھو الحکم من اللہ واللہ یشھد علےٰ صدقہ وھو خیر الشاھدین وقد جاء علےٰ راس المائۃ"

حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء صفحہ ۹ (۱۹۰۷ء)

"بعثنی اللہ علےٰ راس المائۃ لاجدد الدین"

(حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء صفحہ ۲۰)

"فمنہ ذالک بعثنی ربی علےٰ راس المائۃ .... فکیف تظنون بان اللہ ما ارسل مجددًا فی ھذا الزمان"۔

(حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء صفحہ ۲۱)

"الیقیت لکم دجالون واین المجددون والمصلحون" (حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء صفحہ ۲۲)

"وقد خلق اللہ لکم امامکم علےٰ راس المائۃ وعند الضرورۃ الحقۃ"

(حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء استفتاء)

الاستفتاء حقیقۃ الوحی۔ ذکرتا تیار مرۃ ان اللہ اراد من نبوتی الاکثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اکابر اھل سنۃ فالنزاع لیس الا نزاعًا لفظیًا

حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ ۶۴ ۱۹۰۷ء:۔

"وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علےٰ من اراد فوق ذالک .... وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین .... وسمیت نبیا من اللہ علےٰ طریق المجاز لا علےٰ وجہ الحقیقۃ"

"یاد رکھنا چاہیئے کہ میرا دعویٰ دعوےٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوےٰ سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اصل فضیلت ملہم من اللہ و مکلم من اللہ ہونے میں ہے نام میں فضیلت نہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۰۹)

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع کا متبع ہو اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہو اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۹)

"حضرت میرزا صاحب نبوت کی بیعت نہ لیتے تھے وہ صرف اخوت کی بیعت لیتے تھے اس لئے کہ وہ غیر نبی تھے اور ان کی وفات پر جو کتبہ ان کے مزار پر لگایا گیا تھا اس پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

مجدد صد چہاردہم

اس کتبہ کو جماعت کے لوگوں نے سالہا سال تک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پڑھا۔ انہوں نے ان کی زندگی میں بطور مجدد مانا اور وفات کے بعد ان کی قبر بھی اس بات پر گواہی دیتی رہی کہ وہ بطور مجدد فوت ہوئے۔ ایسا ہی انہوں نے اپنی الوصیت میں اپنی نبوت کی کوئی تلقین نہیں کی۔

غیر نبی اشاعت الہام کا مکلف نہیں

"پھر اس نادان مولوی کے اس قول پر مجھے تعجب آتا ہے کہ وہ کہتا ہے سچے نبی یا ملہم کا یہ نشان نہیں ہے کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا اس کو حکم دے وہ دانستہ اور عمداً پچیس برس تک اس کو چھپائے رکھے۔ اس نادان کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ تبلیغ احکام کے متعلق ہوتی ہے نہ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق جن کی اشاعت کے لئے ملہم مامور نہیں بلکہ اختیار رکھتا ہے چاہے ان کو شائع کرے یا نہ کرے"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۴ زیر ما کان لنبی ان یغل)

"میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں، آپ کی غلطی ہے کیا یہ ضرور ہے کہ جو الہام کا دعوےٰ کرے وہ نبی بھی ہو جائے"۔

(جنگ مقدس صفحہ ۱۶۵)

مجدد کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا

"اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ میں یہ پیشگوئی بیان کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۰)

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوےٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ (حاشیہ:۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوےٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف

اور یہ اتباع آنجناب اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صلا)

"کیا کبھی دنیا میں یہ ہوا کہ کاذب کو خدا تعالےٰ ایسی مہلت دے کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ اس کی رگ جان نہ کاٹ دے"۔

خلاف شریعت کلمہ الحاد و زندقہ ہے

"جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کا کوئی اصل صحیح شرع میں نہیں خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد اس کے ساتھ شیطان کھیل رہے ہیں"۔ (ازالہ اوہام ص ۶۲۹)

"دیکھو میں اپنے الہاموں میں سے کسی الہام کی تصدیق نہیں کرتا مگر بعد اس کے کہ ان کو کتاب اللہ پر پیش کر لوں اور میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب اور الحاد اور زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعوےٰ کروں جبکہ میں مسلمانوں میں سے ہوں"

(حمامۃ البشریٰ ص ۷۹)

ایک واقعہ

حضرت مرزا صاحب شریعت کی بہت تعظیم کرتے تھے اور اپنے الہام کو شریعت کے مقابلہ پر کوئی وقعت نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو عید کے دن چاشت کے وقت الہام ہوا آج عید ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ اس پر انہوں نے روزہ افطار نہ کیا اور فرمایا کہ شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ کسی شخص کے الہام کی بنا پر روزہ افطار کر دیں۔ شریعت میں رویت ہلال شرط ہے۔ چنانچہ جب باہر سے لوگوں نے ہلال دیکھنے کی شہادت بھیجی تو انہوں نے عید منائی۔

"خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیاء خود درین امت۔ ایشاں را رنگ انبیاء داده میشود و ایشاں درحقیقت انبیاء نیستند۔ زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیده است و داده نمی شوند مگر فہم قرآن و نہ زیادہ کنند و نہ کم می کنند از قرآن"

(مواہب الرحمٰن ص ۶۶)

نبیوں کے بجائے مجددین و محدثین

"چونکہ ہمارے سید و مولا خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں"۔

"نہ مجھے دعوےٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائکہ اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور .... اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا .... ہاں محدث آئیں گے"۔ (نشان آسمانی ص ۲۸)

مجددیت و محدثیت کا دعوےٰ

"سوال:۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔

جواب:۔ نبوت کا دعوےٰ نہیں محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"۔ (ازالہ اوہام ص ۴۲۱)

"وہ مجدد جو اس چودھویں صدی پر بموجب حدیث نبوی آتا ہے وہ یہی راقم ہے"۔ (تریاق القلوب ص ۳)

"خدا نے مجھے الہام کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے"۔ (تریاق القلوب ص ۲۸)

"اس عاجز کا دعوےٰ مجدد اور مثیل مسیح ہونے کا ہے اور دعوےٰ ہمکلامی پر گیارہواں سال جاتا ہے"۔

(نشان آسمانی ص ۳۲)

"لست بنبی ولکن محدث اللہ وکلیم اللہ لاجدد دین المصطفیٰ وقد بعثنی علیٰ راس المائۃ" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۳)

حقیقۃ الوحی جو ۱۹۰۷ء میں حضرت مرزا صاحب کے انتقال سے ایک سال پیشتر لکھی گئی تھی اس میں متعدد بار اپنے تئیں مجدد کہا ہے۔ صفحہ ۱۹۳ پر لکھا ہے:۔

"اور یہ اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے۔

"قال رسول اللہ صلعم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا .... اب اس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلعم کے فرمودہ میں تخلف ہو .... یہ حدیث علماء امت میں مسلم چلی آتی ہے .... بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے ..... یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے ..... اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں .... مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں"۔

حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳ ۱۹۰۷ء

"یفرون من الذی ارسل الیھم وھو الحکم من اللہ واللہ یشھد علیٰ صدقہ وھو خیر الشاھدین وقد جاء علیٰ راس المائۃ"

حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء ص ۱۹۰۷ء)

"بعثنی اللہ علیٰ راس المائۃ لاجدد الدین"

(حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء ص ۲۰)

"فمن ذالک بعثنی ربی علیٰ راس المائۃ ...... فکیف تظنون بان اللہ ما ارسل مجددًا فی ھذا الزمان"

(حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء ص ۲۱)

"ابقیت لکم دجالون واین المجددون والمصلحون" (حقیقۃ الوحی ضمیمہ استفتاء ص ۲۲)

"وقد خلق اللہ لکم امامکم علیٰ راس المائۃ وعند الضرورۃ الحقۃ"

(حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء استفتاء)

الاستفتاء حقیقۃ الوحی:۔ ذکرت مرارًا ان اللہ اراد من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اکابر اھل سنۃ فالنزاع لیس الا نزاعًا لفظیًا

حقیقۃ الوحی الاستفتاء ص ۶۴ ۱۹۰۷ء:۔

"وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علیٰ من اراد فوق ذالک ...... ان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین .... وسمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ"

"یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود کا دعوےٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوےٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ اصل فضیلت ملہم من اللہ مکلم من اللہ ہونے میں ہے نام میں فضیلت نہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۰)

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع کا متبع ہو اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہو اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے"۔ (ازالہ اوہام ص ۲۳۹)

"حضرت مرزا صاحب نبوت کی بیعت نہ لیتے تھے وہ صرف اخوت کی بیعت لیتے تھے اس لئے کہ وہ غیر نبی تھے اور ان کی وفات پر جو کتبہ ان کے مزار پر لگایا گیا تھا اس پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

مجدد صد چہاردہم

اس کتبہ کو جماعت کے لوگوں نے سالہا سال تک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پڑھا۔ انہوں نے ان کی زندگی میں بطور مجدد مانا اور وفات کے بعد ان کی قبر اس بات پر گواہی دیتی رہی کہ وہ بطور مجدد فوت ہوئے۔ ایسا ہی انہوں نے اپنی الوصیت میں اپنی نبوت کی کوئی تلقین نہیں کی۔

غیر نبی اشاعت الہام کا مکلف نہیں

"پھر اس نادان مولوی کے اس قول پر مجھے تعجب آتا ہے کہ وہ کہتا ہے سچے نبی یا ملہم کا یہ نشان نہیں ہے کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا اس کو حکم دے وہ دانستہ اور عمداً پچیس برس تک اس کو چھپائے رکھے۔ اس نادان کو اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ تبلیغ احکام کے متعلق ہوتی ہے نہ ایسی بشارتوں کے متعلق جن کی اشاعت کے لئے ملہم مامور نہیں بلکہ اختیار رکھتا ہے چاہے ان کو شائع کرے یا نہ کرے"۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۴ (ما کان لنبی ان یغل)

"میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے کیا یہ ضرور ہے کہ جو الہام کا دعوےٰ کرے وہ نبی بھی ہو جائے"۔

(جنگ مقدس ص ۱۶۵)

مجدد کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا

"اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ میں یہ پیشگوئی بیان کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا"۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴۰)

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ (حاشیہ:۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف

سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے تھے۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

حضرت نبی کریم صلعم معصوم تھے

"نہ سمجھے اور نہ کسی انسان کو انبیاء علیہم السلام کے بعد معصوم ہونے کا دعوےٰ ہے"۔ (کرامات الصادقین صفحہ ۵)

نبی اور رسُول کا لفظ لغوی معنوں میں

الہام۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء

ترجمہ:۔ یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں۔

حاشیہ:۔ یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہوتا ہے۔ اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر پا کر وہ اسکو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"۔ (اربعین صفحہ ۲)

اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق اور جیسا کہ یہ الہام ہوا جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام ہوا دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ ایسا ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹)

"اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کا استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اسکو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس سے عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے"۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۷)

ظلی بروزی مجازی اور امتی نبوت محض محدثیت ہے

"مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی کے ہو جاتا ہے۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء مثل انبیاء ہیں"۔ (ایام الصلح صفحہ ۱۶۳)

"محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے ...... اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے ...... تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا"۔ ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۲

"محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

"ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲)

"اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔

(توضیح مرام صفحہ ۹)

نبی اور رسُول کے لفظ کو کاٹا ہوا سمجھیں

"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالۃ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوےٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۳۷ پر لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جلشانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت صلعم نے مکلم مراد لئے ہیں یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلعم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی احد فعمر صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۱ پارہ ۱۴ باب مناقب عمرؓ۔ تو مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرما لیں اور نیز عنقریب یہ عاجز ایک رسالہ مستقلہ نکالنے والا ہے جس میں ان شبہات کی تفصیل اور بسط سے شرح کی جائے گی جو میری کتابوں کے پڑھنے والوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور میری بعض تحریرات کو خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت خیال کرتے ہیں سو میں انشاء اللہ تعالیٰ ان اوہام کے ازالہ کیلئے پوری تشریح کے ساتھ اس رسالہ میں لکھ دوں گا اور مطابق اہل سنت والجماعت کے بیان کرونگا۔

مدعی نبوت کافر ہے

"میں صاحب صاحت اقرار اس خانہ خدا کے بیچ (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (اعلان مندرجہ میرزا غلام احمد صاحب مجموعہ اشتہارات)

"میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں"

(اعلان از حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۳۳)

نبوت کے دعوے سے انکار

"کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں" (انجام آتھم صفحہ ۲۷)

"اگر یہ اعتراض ہو کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے اور کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین"۔ (انوار الاسلام صفحہ ۳۴)

"اور پھر ایک نادانی یہ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

"یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے .... صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے ...... مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ نزاع لفظی ہے"۔

(حقیقت الوحی صفحہ ۲۸)

ہم خادم اسلام ہیں

"یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ نہیں"۔ الحکم مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ نے (یعنی حضرت میرزا غلام احمد صاحب نے) رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے محامد اور فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برداری کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جناب شیخین علیہما السلام کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا "میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاک پا ہوں"۔

(سیرت مسیح موعود از قلم مولانا عبدالکریم صاحب)

ضلع ملتان میں ممبران جنرل کونسل کا انتخاب

شیخ محمد یوسف گرنتھی اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۹ فروری کو بروز جمعہ ضلع ملتان کے ممبران جنرل کونسل کا انتخاب عمل میں لایا جائیگا اس لئے حسب ذیل مقامات کے جملہ احباب ملتان میں شیخ میاں عطاء اللہ صاحب کے کارخانہ میں نماز جمعہ سے پہلے تشریف لے آئیں۔ شجاع آباد، خانیوال، لودھراں لیہ، مرضع، چوکسی، کسم سر، گورمانی، پورامنڈی، کیروالہ، میلسی ان مقامات کے جملہ احباب نوٹ کر لیں۔

رفتارِ عالم

کراچی - ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کو بیان دیتے ہوئے پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ خان نے کہا ہے کہ کولمبو میں پاکستان، سیلون، بھارت برما اور انڈونیشیا کے وزراء اعظم کے مابین ہونے والی ملاقات میں صرف وہی امور زیر بحث آئیں گے جو کہ ان تمام ممالک میں مشترک ہوں گے۔ وزیر خارجہ نے کہا یہ ایک غیر رسمی ملاقات ہوگی اور غالباً اس میں اقتصادی معاملات یعنی تجارتی لین دین اور صنعتی تبادلے کے معاملات پر بات چیت ہوگی۔

لاہور - ۵ر فروری - جماعت اسلامی کے وکیل چوہدری نذیر احمد نے آج پنجاب کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت میں کہا کہ ملک کے سیاسی رہنما بڑی بے فکری کے ساتھ ملک کے لاکھوں آدمیوں کی زندگی سے کھیل رہے تھے ان حالات کا ذکر کرتے ہوئے جن حالات میں لاہور میں مارشل لا جاری کرنا پڑا جماعت اسلامی کے وکیل نے کہا کہ عدالت کے روبرو اپنی گواہیوں میں مسٹر دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین نے ایک دوسرے پر الزام عائد کئے ہیں انہوں نے کہا خواجہ ناظم الدین کے بیان کے مطابق پنجاب اور مرکز کے درمیان یہ معاملہ سیاسی اقتدار کے حصول کا معاملہ بن گیا تھا۔ مسٹر دولتانہ نے خواجہ ناظم الدین پر علماء سے گھل مل کر باتیں کرنے کا الزام لگایا ہے۔

کراچی - ۵ر فروری - معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بلوچستان کی سوئی گیس اب کراچی کے ساتھ پنجاب کو بھی ملے گی۔ یہ فیصلہ کراچی میں اعلیٰ حکام کے اجلاس میں کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ سوئی گیس وہ ہے جو ایندھن کے طور پر استعمال کی جائے گی کچھ عرصہ ہوا کہ پاکستان میں پٹرول تلاش کرنے والی ایک مہم بلوچستان میں تیل کے کھوج میں کنوئیں کھود رہی تھی اتفاق سے اس دوران میں تیل کی جگہ بھاری مقدار میں یہ قدرتی گیس دستیاب ہوگئی جس کو کراچی سندھ اور پنجاب تک پائپ کے ذریعہ پہنچانے کی سکیم پر غور کیا جا رہا ہے۔

اس گیس کے استعمال سے خرچ میں تقریباً ۷۵ فیصدی تک بچت کی جا سکتی ہے اور صنعتی زندگی میں ایک انقلاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

کراچی - ۵ر فروری - چند روز پیشتر ڈاکٹر موہن سنہا جو بھارتی ہائی کمشنر متعین پاکستان نے ایک بیان میں پاکستان اور بھارت کے درمیان فوجی ذخیروں کی تقسیم پر روشنی ڈالی تھی۔ اس سلسلے میں وزارت دفاع پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ ان کا بیان حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ وزارت دفاع کا کہنا ہے کہ تقسیم ملک سے پیشتر دو قسم کے فوجی ذخیرے موجود تھے ایک غیر منقسم ہندوستان کا حصہ تھا اور اس کا ایک تہائی حصہ بلا قیمت پاکستان کی ملکیت تھا جو کہ پاکستان کو نہیں دیا گیا۔ اور دوسری قسم برطانوی املاک تھی اسی طرح دوسری قسم میں بھی پاکستان ایک تہائی حصے کا مالک تھا۔ ذخیرے کی عدم ادائیگی کی صورت میں بھارت کو یہ حق کسی صورت میں نہیں پہنچتا کہ وہ ان ذخیروں کی قیمت پاکستان سے طلب کرے۔ جب تک بھارت بر عظیم کے فوجی سٹوروں میں پاکستان کے حق کو ادا نہ کرے اسے برطانوی ذخائر کی قیمت وصول کرنے کا کوئی حق نہیں نہ ہی مطالبہ کر سکتا اور نہ ہی اس کا یہ اقدام معاہدے کے مطابق ہو سکتا ہے۔

امریکہ (میکسیکو) ۶ر فروری - کل امریکہ کی ایک ریاست میکسیکو کے ایک سنٹے چیاپاس میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے چار قصبے بالکل تباہ ہو گئے۔ پچاس مربع میل کے علاقے میں بے پناہ جانی اور مالی نقصان ہوا ابھی تک ہلاک ہونے والوں کی ٹھیک تعداد کا علم نہیں ہو سکا۔ لیکن جو جو لوگ بچ گئے ہیں وہ قریب کے جنگلوں میں بھاگ گئے ہیں۔ طیاروں کی مدد سے ڈاکٹر اور نرسیں پہنچائی جا رہی ہیں رسد و رسائل کے تمام ذریعے تباہ ہو گئے ہیں۔

کراچی - ۶ر فروری - کراچی کی ایک اعلیٰ سطح کی کانفرنس کے بعد یہ سفارش کی گئی ہے کہ ملک میں ہر سال پانچ لاکھ ٹن گندم کو محفوظ رکھا جائے تاکہ ملک میں غذائی بحران پیدا ہونے کی نوبت نہ آئے۔ کانفرنس میں یہ بتایا گیا کہ اس سال ملک میں گندم کی فصل اچھی ہوئی ہے۔

لاہور - ۶ر فروری - لاہور کی سی آئی اے پولیس نے لاہور کے سینیئر سول جج محمد غنی چیمہ کی چھوٹی بیگم اور ان کے چار سالہ بچے کے قاتل اٹھارہ سالہ پرویز کو گرفتار کر لیا ہے۔ پرویز چیمہ محمد غنی چیمہ کی پہلی بیگم کا لڑکا ہے۔ قاتل کے بیان پر وہ ریوالور بھی قریب کے کھیتوں سے مل گیا ہے جس سے قاتل نے متعدد گولیاں چلا کر اپنی سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی کو موت کی نیند سلا دیا۔ پرویز نے جو مقامی کالج کے پہلے سال کا طالب علم ہے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اس نے یہ اقدام اپنی سوتیلی ماں کے مبینہ سلوک سے تنگ آ کر کیا تھا۔

کراچی - ۶ر فروری آغا خان نے پاکستان میں سائنس کانفرنس کی ترقی کے لئے ۱۲ مزید وظیفے دینے کا اعلان کیا ہے ہر وظیفہ پر تقریباً تیس ہزار روپیہ صرف ہوگا۔

کراچی - ۷ر فروری - آنریبل مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان کو مندرجہ ذیل پیغام روانہ کیا ہے۔

"کنبھ میلہ کے حادثہ کی خبر سے سخت صدمہ پہنچا میں اپنی اور باشندگان پاکستان کی جانب سے ہلاک ہونے والوں کے افراد خاندان کو دلی تعزیت پیش کرتا ہوں"۔

لندن - ۷ر فروری - پاکستان ہائی کمیشن کے اسپورٹس اور سوشل کلب نے حال میں آسٹریلیا ہاؤس اسپورٹس کلب کے خلاف فٹ بال میچ کھیلا جس میں پاکستانی ٹیم ۷ گول سے جیت گئی۔

پاکستانی ہائی کمشنر متعینہ برطانیہ مسٹر ایم اے ایچ اصفہانی اس کلب کے صدر ہیں۔

کراچی - محکمہ ڈاک تار نے وفاقی دارالسلطنت کے ٹیلیفونوں کے انتظام کے لئے ایک علیحدہ اور خود مختار ایڈمنسٹریشن ڈائرکٹر ٹیلیفون کے تحت کر دیا ہے۔ اس سے پہلے کراچی کے ٹیلیفونوں کا انتظام پوسٹ ماسٹر جنرل سندھ۔ بلوچستان اور کراچی کے تحت تھا۔

ڈائرکٹر ٹیلیفون ڈاک تار کے ڈائرکٹر جنرل کی براہ راست نگرانی میں کام کرے گا۔

یہ نیا ایڈمنسٹریشن مقامی ٹیلیفون کمپنیوں ٹرنک کمپنیوں اور ساز و سامان وغیرہ پر مشتمل ہوگا۔

مسٹر ستار رایوب کو جو اب تک مشرقی پاکستان میں تار کے ڈائرکٹر تھے ڈائرکٹر ٹیلیفون کراچی مقرر کیا گیا ہے۔

کراچی - ۷ر فروری - کنیڈا کا گیہوں مشن جو تین ارکان پر مشتمل ہے آج کراچی پہنچے گا اور مشن میں مسٹر ڈبلیو رڈل کنیڈا کے گیہوں بورڈ کے کمشنر ڈاکٹر جے اے اینڈرسن غلہ کمشنروں کے بورڈ کے چیف کیمسٹ اور مسٹر جی این ووگل محکمہ تجارت و کاروبار کے شعبہ اناج کے افسر اعلیٰ شامل ہیں۔

مشن کے ارکان کراچی میں اپنے چہار روزہ قیام کے دوران میں آٹا پیسنے کے کارخانوں کے مالکان سے اور غلہ کے تاجروں کی انجمنوں سے ملاقات کرنے کے علاوہ حیدرآباد کے زراعتی علاقوں کا بھی معائنہ کریں گے۔

کراچی - ۸ر فروری - ہز رائل ہائی نس پرنس آغا خان نے بین الاقوامی امور کے پاکستانی ادارہ کو بیس ہزار روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔

آغا خاں کی علالت کی وجہ سے ہز رائل ہائی نس پرنس آغا خاں نے میٹرو پول ہوٹل کی ایک استقبالیہ دعوت میں ان کا پیغام سنایا اور عطیہ کا اعلان کیا یہ دعوت بین الاقوامی امور کے پاکستانی ادارہ کی جانب سے دی گئی تھی جس کے صدر آنریبل چوہدری محمد ظفراللہ خان تھے۔

پرنس علی خاں، ہز ایکسلنسی گورنر سندھ بیگم رحمت اللہ اور سندھ بخانوں کے ارکان نے بھی اس دعوت میں شرکت کی۔

دمشق - (بذریعہ ڈاک) "الجزیرہ" عمان نے مسئلہ کشمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ایک حالیہ اداریہ میں بخشی غلام محمد کے متعلق لکھا ہے:-

"بخشی غلام محمد کو جاہ پرستی اور لالچ نے اندھا کر دیا ہے اور وہ اپنے صدر سے غداری کرنے کی وجہ سے ذلیل ہو گئے ہیں۔

انہوں نے اپنے مذہب کے دشمنوں سے اتحاد کر کے اپنے ملک سے غداری کی ہے۔ وہ پاکستان سے علانیہ دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں جو اب بھی اس بات پر زور دے رہا ہے کہ ریاست کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے استصواب رائے عامہ منعقد کیا جائے۔ کیونکہ مذہبی ثقافتی اقتصادی اور حربی نقطۂ نظر سے کشمیر کا براہ راست پاکستان کے ساتھ الحاق ہونا چاہیئے۔

واشنگٹن - ۔۔۔ بر رشتہ واشنگٹن میں پاکستانی سفارتخانہ امریکہ کے تمام اسکولوں کے ہائی سکول جونیئرس اور سینیئرس کے لئے ۔۔۔ الفاظ کے مضمونوں کا ایک مقابلہ کرا رہا ہے جس میں جیتنے والوں کو پاکستان کا ۳۰ دن کا ہوائی دورہ مفت کرایا جائیگا۔

مقابلہ کا موضوع "پاکستان ۔۔۔ ایک دوست ملک" ہے۔ اس کا اعلان کرتے ہوئے مسٹر امجد علی سفیر پاکستان نے کہا۔ دوستی ایک دو طرفہ سڑک ہے۔ میری خواہش ہے کہ امریکہ کے اور زیادہ باشندوں کو پاکستان سے واقفیت

پیغام صلح مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۵

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن (بی اے)
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۷ فروری سنہ ۱۹۵۴ء | نمبر ۶

جواہر ریزے

چلنے پھرنے کے متعلق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی

عن ابی اسید الانصاری انّہٗ سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول وھو خارجٌ من المسجد فاختلط الرجال مع النساءِ فی الطریق فقال للنساءِ استاخرن فانّہٗ لیس لکنّ ان تحققن الطریق علیکن بحافات الطریق فکانت المرأۃ تلتصق بالجدار حتّی انّ ثوبھا یتعلق بالجدار (أبو داؤد)

ابو اسید انصاری سے روایت ہے، کہ انھوں نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ایسی حالت میں کہ آپ مسجد سے تشریف لا رہے تھے اور راستہ میں مرد عورتوں کے ساتھ گڈمڈ ہو رہے تھے تو آپ نے عورتوں کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ (اور مردوں سے یکسو ہو) کیونکہ تمہارے لئے راستہ کے بیچ بیچ میں جانا جائز نہیں بلکہ راستے کے کنارے کنارے چلنا لازم ہے۔ اس کے بعد عورت دیوار کے ساتھ چمٹ کر چلتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کا کپڑا دیوار سے اُلجھا جاتا تھا۔

عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وایاکم والجلوس بالطرقات فقالوا یا رسول اللہ مالنا من مجالسنا بدٌّ نتحدث فیھا قال فاذا ابیتم الا المجلس فاعطوا الطریق حقہ قالوا وما حق الطریق یا رسول اللہ قال حق الطریق غض البصر وکف الاذیٰ ورد السلام والامر بالمعروف والنھی عن المنکر (صحیحین)

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا لوگو! اپنے آپ کو راستوں میں بیٹھنے سے بچاؤ۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو راستوں میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ کہ ہم وہاں بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں۔ حضور صلعم نے فرمایا اگر تم کو راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ عرض کیا راستے کا کیا حق ہے یا رسول اللہ! حضور صلعم نے فرمایا راستے کا حق ہے کہ اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے آنکھیں بند رکھنا اور جو چیز آمد و رفت کرنے والوں کو تکلیف پہنچائے (مثلاً پتھر کانٹا وغیرہ) اسے راستے سے دُور کر دینا اور سلام کا جواب دینا۔ اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ القصۃ وارشاد السبیل۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اس اوپر کی حدیث کے قصے میں آنحضرت صلعم نے ان دو باتوں کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ راستے کا حق یہ بھی ہے کہ جو لوگ بھولے بھٹکے ہوں انہیں راستہ بتایا جائے (ابو داؤد)

آنحضرت صلعم کا عشقِ الٰہی اور صحابہ کرامؓ پر اس کا اثر

(از حضرت امام الزمانؑ)

"جو کچھ صحابۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمانی صدق دکھلایا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی آرزوؤں کو اسلام کی راہوں میں نہایت اخلاص سے قربان کیا اس کا نمونہ اور صدیوں میں تو کیا خود دوسری صدی کے لوگوں یعنی تابعین میں بھی نہیں پایا گیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ یہی تو تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مرد صادق کا منہ دیکھا تھا۔ جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی کفار قریش کے منہ سے بھی بے ساختہ نکل گئی اور روز کی مناجاتوں اور پیار کے سجدوں کو دیکھ کر اور فنا فی الاطاعت کی حالت اور کمال محبت اور دلدادگی کی منہ پر روشن نشانیاں اور اس پاک منہ پر نور الٰہی برستا مشاہدہ کر کے کہتے تھے عشق محمد علی ربّہٖ کہ محمدؐ اپنے رب پر عاشق ہو گیا اور پھر صحابہ نے صرف وہ صدق اور محبت اور اخلاص ہی نہیں دیکھا بلکہ اس پیار کے مقابل پر جو پیار سید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے ایک دریا کی طرح جوش مارتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے پیار کو بھی تائیدات خارق عادت کے رنگ میں مشاہدہ کیا تب ان کو پتہ لگ گیا کہ خدا ہے۔ اور ان کے دل بول اٹھے کہ وہ خدا اس مرد کے ساتھ ہے۔ انھوں نے اس قدر عجائبات الٰہیہ دیکھے اور اس قدر نشان آسمانی مشاہدہ کئے کہ ان کو کچھ بھی اس بات میں شک باقی نہ رہا کہ فی الحقیقت ایک اعلیٰ ذات موجود ہے جس کا نام خدا ہے اور جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ایک امر ہے اور جس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۔۔)

ممبران جنرل کونسل کے انتخابات

یہ اعلان قبل ازیں ہو چکا ہے کہ ممبران جنرل کونسل یا مجلس معتمدین کے انتخابات ۱۵ فروری سے ۲۲ فروری تک ہونے قرار پائے ہیں۔ حلقہ ہائے نیابت اور تعداد ممبران کی تفصیل بھی شائع ہو چکی ہے۔ اس اعلان کے بعد تمام جماعتوں نے اپنے اپنے حلقوں میں انتخابی کارروائی شروع کر دی ہے اور یہ سُن کر موجب مسرت ہے کہ کئی ایک حلقہ جات سے ممبران منتخب بھی ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک جو اطلاعات ہمیں موصول ہوئی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

مردان:- (۱) سید عبدالجبار شاہ صاحب سابق بادشاہ سوات
(۲) ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب سول سرجن مردان

ہزارہ:- (۱) خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج ضلع ہزارہ
(۲) قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر ایبٹ آباد ضلع ہزارہ
(۳) شاہ عبدالعزیز صاحب افسر فارسٹ ڈیپارٹمنٹ
(۴) پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب ایم ایس سی

ضلع میرپور (آزاد کشمیر):- چوہدری احسان الحق صاحب بی اے ایل ایل بی میرپور

ضلع ڈیرہ غازیخاں:- سردار عبدالرحیم صاحب چانڈیہ

سیالکوٹ چھاؤنی:- شیخ انعام اللہ صاحب

ضلع گوجرانوالہ:- شیخ چراغ دین صاحب سوداگر پارچات

لاہور چھاؤنی:- سید سلطان علی شاہ صاحب

لاہور کے انتخابات

لاہور میں ممبران جنرل کونسل کا انتخاب ۱۹ فروری کو بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ہوگا۔ یاد رہے کہ اس حلقہ کو سات ممبران کے انتخاب کا حق دیا گیا ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ——————— ۱۰ر فروری ۱۹۵۷ء

ہماری جماعت کا نصب العین

اس وقت جبکہ ہماری قوم ایک بڑے مشکل مرحلہ سے گذر رہی ہے، باہمی گفت وشنید، افہام تفہیم اور نزاعی امور میں رائے زنی کرتے ہوئے سب سے بڑی چیز جو ہمارے پیش نظر رہنی چاہیئے، تقوےٰ اور صداقت شعاری اور دیانت و امانت ہے، احمدی جماعت کی بنیاد ہی تقوےٰ اور صداقت شعاری پر رکھی گئی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی طرف قرآن کریم نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ اس کے پاک صفحات اتقوا اللہ (اتقوا اللہ) کے تاکیدی احکام سے پُر نظر آتے ہیں۔ یہی وہ نور ہے جس سے ہر انسان کا قلب منور اور ضمیر روشن ہوتی ہے۔ یہی وہ روح ہے جو حیات ابدی بخشتی ہے اور یہی وہ مصفا اور مقطر پانی ہے جس سے روحانی زندگی نشوونما پاتی اور پروان چڑھتی ہے۔ یہی خلاصۂ دین یہی خلاصۂ ایمان اور بالآخر یہی ایک مسلمان اور بالخصوص ایک احمدی کا مقصدِ حیات ہے۔ تقوےٰ یا ہر قول وفعل میں خدا کی رضا۔ خدا کی خوشنودی۔ خدا کا حکم مدنظر رکھنا وہ کلید ہے جس سے خدا کی محبت و رحمت کے دروازے کھلتے اور انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے۔ اسی سے انسان خدا کا مقرب بنتا اور اس کی معیت حاصل کرتا ہے واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔ (بقرہ ۱۹۰) نیکی کا معیار ہی تقوےٰ ہے۔ البر من اتقیٰ (بقرہ ۱۸۹) اور سب سے بڑھ کر فلاح یا کامرانی جو خواہ دنیا سے تعلق رکھتی ہو یا عقبیٰ سے تقوےٰ سے ہی ملتی ہے واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (آل عمران ۱۳۰) اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (آل عمران ۲۰۰) قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ صبر اور تقوےٰ اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہیں وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور (آل عمران ۱۸۶) آخرت اسی کی اچھی ہوگی جو تقوےٰ اختیار کرتا ہے۔ والاخرۃ لمن اتقیٰ (النساء ۷۸) الغرض کہاں تک لکھا جائے، سارا قرآن مجید پڑھ جائیے۔ بار بار تقوےٰ کی تاکید کی گئی ہے۔ پس اے صاحبان عقل وہوش! تقوےٰ کو اپنا شعار بناؤ، تقوےٰ کو اپنا دستور العمل بناؤ واتقون یا اولی الالباب (بقرہ ۱۹۷) تقوےٰ کی راہ کو چھوڑنا عقل ودانائی کو جواب دینا ہے۔

وہ پاک انسان جس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا وہ ساری عمر نہایت درد دل سے ہمیں تقوےٰ کی تعلیم دیتا رہا۔ اس کی کتابوں کو پڑھ لو، اس کی تقاریر کو دیکھ لو، اس کے ملفوظات کا مطالعہ کر لو، اور اس کی شرائط بیعت کو دیکھ لو، تمام تقوےٰ کی تعلیم سے لبریز ہیں اس نے بار بار فرمایا کہ میرے آنے کی غرض یہی ہے کہ تقوےٰ کی گم کردہ متاع کو پھر واپس لاؤں، اور میرے ہاتھوں سے ایک ایسا گروہ معرض وجود میں آئے جو اپنے تقوےٰ کا اثر دوسروں پر ڈالے اور ان کی ہدایت کا موجب ہو۔ یعنی متقیوں کی ایک ایسی جماعت پیدا ہو جائے جو خلق خدا کے لئے تقوےٰ کا نمونہ ہو۔ پھر حیف ہے اگر ہم باہمی نزاعات میں یا اختلاف خیالات کے موقعہ پر تقوےٰ اور دیانت اور صداقت شعاری کو چھوڑ کر دھڑے بندی پر اُتر آئیں، یا اپنے عزیزوں اور ذاتی دوستوں کے لئے حق بات کو چھپانے کی کوشش کریں یا کسی کے لحاظ ملاحظہ کے لئے سچی شہادت دینے سے گریز کریں۔

بھائیوں بھائیوں میں کبھی اختلافات بھی رونما ہو جاتے ہیں اور کبھی تنازعے اور جھگڑے بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو بعض اوقات بڑی شدت اختیار کر لیتے ہیں لیکن ان سب میں ہمیں تقوےٰ کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ خدا کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے تقوےٰ کے سامنے ہمیں اپنی ذاتی اغراض اور ذاتی مفاد کو بھی قربان کر دینا چاہیئے کہ یہی ایک متقی کی شان کے شایاں ہے اور اسی کا نام دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ ہمارے تمام نزاعوں اور جھگڑوں میں بھی اتقا کی شان نظر آنی چاہیئے۔ اور ہر حالت میں دیانت وامانت، صدق وراستی، عدل وانصاف کہ یہ اتقا کی مقتضیات ہیں ہمارا شعار ہونا چاہیئے۔ ایک مسلمان، ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں صدق وراستی کا پابند رہے خواہ اس سے اس کے ذاتی مفاد کو نقصان ہی پہنچے۔ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علیٰ انفسکم او الوالدین والاقربین۔ خدائے ذوالجلال کا تاکیدی حکم ہے۔ جس کے سامنے ہمارے سر جھک جانے چاہئیں، ہماری تمام مجالس اور ہمارے تمام مشورے تقوےٰ پر مبنی ہونے چاہئیں اور ان کی اغراض وہی ہونی چاہئیں جو قرآن مجید نے تجویز کیں کیونکہ اسی میں ہماری بھلائی ہے لاخیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس (النساء ۱۱۵) اگر تقوےٰ ہمارا شعار ہوگا تو یقیناً خدا کے وعدہ کے مطابق ہم دنیا میں بھی کامیاب ہوں گے اور عقبیٰ میں بھی۔ جو جماعت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کے ماتحت دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف کے لئے کھڑی ہوئی ہے اور جو امام وقت کے ساتھ اپنا تعلق ظاہر کرتی ہے اسکو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے کہ اس کا پاؤں تقوےٰ کے مقام سے پھسل نہ جائے، اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس سے امام وقت کی توہین ہو جائے تعالیٰ کی ناراضی لازم آجائے۔ واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ شدید العقاب۔ (البقرہ ۱۹۷)

ع مرا بہ نصیحت بود گفتیم

اسلام کے فیض سے

مشہور ومعروف روزنامہ "ملاپ" کے ایڈیٹر شری یدھ ویر کی تقریر یوم النبی کے موقعہ پر مورخہ ۸ر جنوری کو حیدرآباد میں:—

"میری اسلامی تعلیم اور اردو کے استاد مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی ہیں، ان سے سیرت النبی پڑھنے کے بعد میں نے ایسا محسوس کیا کہ اس سے قبل میں بالکل اندھیرے میں تھا۔ یا مکمل گمراہ تھا۔ اسلام ایک بہت بڑا اور اونچا مذہب ہے۔ مجھے سیرت سے ایسی روشنی ملی کہ اپنے ماحول کو بھول جانا پڑا۔ اور اپنی پچھلی زندگی اور تعلیم سے نفرت ہوگئی ...... ہندو کوئی متعین مذہب نہیں جتنے افراد ہندو ہیں، اتنے ہی ہندو مذہب بھی ہیں۔ اسلام سے اتنا قریب کوئی مذہب نہیں جتنا آریہ سماج ہے جس کی بنیاد بھی لا الٰہ الا اللہ ہے

آریہ سماج نے بیشک اسلام سے بہت کچھ لیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ مورتی پوجا اور دیویوں، دیوتاؤں والا شرک اسلام ہی کے فیض سے اس نے چھوڑا۔ کتنا اچھا ہو کہ آریہ سماجی لیڈر اسلام سے اپنے اس تعلق کو تسلیم کر لیں یہ ان کے حق میں بھی بہتر ہو اور ساری دنیا کے حق میں بھی۔

میں اس رسالہ کا پرنٹر اور پبلشر نہیں

مولوی عبدالوہاب صاحب کا اعلان

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک مطبوعہ پمفلٹ بنام "حضرت امیر مرحوم کی دکھ بھری داستان" کچھ دنوں سے تقسیم کیا جا رہا ہے جس پر میرا نام بطور پرنٹر اور پبلشر درج ہے اس سے بعض دوستوں کو میرے متعلق غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے کہ فی الواقعہ میں نے ہی وہ ٹریکٹ چھپوا کر شائع کیا ہے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس ٹریکٹ کے چھپنے کے بعد اس بات کا علم ہوا کہ اس پر میرا نام بطور پرنٹر پبلشر لکھا گیا ہے اور میں نے اسی وقت حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب کی خدمت میں یہ لکھ بھیجا کہ اس پمفلٹ کی طباعت میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔ اور میرا نام میری اجازت اور علم کے بغیر اس پر درج کیا گیا ہے۔

اب چونکہ بعض بیرونی احباب بھی مجھ سے اس بارہ میں سوالات کر رہے ہیں اس لئے میں ان کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میرا اس ٹریکٹ کے ساتھ قطعاً کوئی واسطہ نہیں نہ میں اس کا پرنٹر ہوں نہ پبلشر۔

جن لوگوں نے اس کو شائع کیا ہے میں ان کی خدمت میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مہربانی فرما کر میرا نام اس پر سے حذف کر دیں کیونکہ یہ قانونی اور اخلاقی جرم ہے کہ کسی شخص کا نام اس کی اجازت کے بغیر کسی کتاب یا ٹریکٹ یا اشتہار پر بطور پرنٹر و پبلشر شائع کیا جائے۔

خاکسار۔ عبدالوہاب ۱۶ر جنوری

جماعتی کشمکش پر مزید روشنی

مولانا محمد یعقوب خان صاحب

بعض دوستوں کی طرف سے موجودہ جماعتی اختلاف کے متعلق اشتہار اور ٹریکٹ شائع ہوئے ہیں ان کے علاوہ میرے پاس جماعت کے ۲ دو مقتدر احباب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب اور میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کی طرف سے خطوط موصول ہوئے ہیں جو کسی اور جگہ درج ہیں۔ ثالثی بورڈ کا فیصلہ بھی اس اثناء میں منظر عام پر آ گیا ہے۔

اختلاف رائے کے باوجود ان سب کے پیچھے جذبہ محرکہ یہی ہے کہ موجودہ کشمکش ختم ہو کر جماعت دوبارہ اپنے روایتی ولولہ اور ہم آہنگی سے خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں مصروف ہو۔ یہ ایک نیک فال ہے اور اگر ہم نیک نیتی سے ایک دوسرے کے زاویہ نگاہ کو سمجھنے کی کوشش کریں تو امید ہے وسوسے دور ہو جاویں گے اور قوم دوبارہ اپنے وقار کو قائم کر سکے گی۔

ثالثی بورڈ کے فیصلہ سے انحراف

ان سب تحریروں میں ایک چیز جزو مشترک نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے ثالثی بورڈ کے فیصلہ سے انحراف کیا۔ اس کا جواب میں پہلے بھی دے چکا ہوں۔ کہ جب فیصلہ صیغہ راز میں رکھا گیا تو ہمارے لئے کیسے ممکن تھا کہ اس پر عمل پیرا ہوتے۔ وہی جواب اب بھی قائم ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے اپنے خط میں میرے اس عذر سے اختلاف کیا ہے بلکہ اسی غرض سے خط لکھا ہے کہ ان کے متعلق میرے گذشتہ مضمون سے جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ گو ہم نے فیصلہ کی مصدقہ نقل حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں قاصد بھیجا انہوں نے مصدقہ نقل نہیں بھیجی اس کا ازالہ کیا جائے۔ میں احباب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب کے خط کو غور سے پڑھیں۔ اسی میں میری بات کی تائید موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"خان بہادر (غلام ربانی خان) صاحب پشاور سے جب دوسرے یا تیسرے روز آئے تو میں نے اپنے خاص ملازم کے ہاتھ ان کی خدمت میں فیصلہ کی نقل بھی بھیجدی۔ مصدقہ نقل سے مراد یہی تھی کہ ان کی تصدیق اس پر ہو مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے وہ نقل لاہور بھیجی تھی یا نہیں؟"

جب ڈاکٹر صاحب نے یہ تحقیق ہی نہیں فرمائی کہ ان کی بھیجی ہوئی نقل لاہور بھی بھیجی گئی یا نہیں تو مجھ سے ان کی یہ شکایت کہ میں نے مصدقہ نقل کے متعلق جو کچھ لکھا وہ "واقعات کے عین مطابق نہیں" تھا بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ جو نقل لاہور پہنچی وہ نہ تو مکمل تھی اور نہ ہی اس پر ڈاکٹر صاحب یا خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کے دستخط موجود تھے۔ مکمل اس لحاظ سے نہیں تھی کہ شق نمبر۳ کا ذکر اس میں بھی نہیں تھا۔ یہ نقل اب بھی میرے پاس موجود ہے اور ڈاکٹر صاحب یا کوئی اور صاحب جو چاہیں اسے دیکھ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے خط میں دوسری شکایت یہ ہے۔ کہ میں نے جو یہ لکھا تھا کہ بورڈ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ فیصلہ کسی کو دکھایا نہ جائے۔ درست نہیں اس کے متعلق بھی میں اپنا جواب ڈاکٹر صاحب ہی کے خط سے پیش کرتا ہوں جس میں وہ تسلیم فرماتے ہیں:۔

"فیصلہ کی صرف ایک شق کے مخفی رکھنے کا فیصلہ ہوا تھا......

فیصلہ میں شق نمبر۳...... مخفی رکھنے کا اس لئے فیصلہ کیا گیا تھا

کہ اس میں ایک دل آزارانہ پہلو تھا۔"

یہی وہ شق تھی جو مابہ النزاع تھی۔ اسی کے متعلق دو روایتیں پیدا ہوئیں۔ اسی سے ڈیڈلاک پیدا ہوا۔ اور ڈاکٹر صاحب نہ صرف خود تسلیم فرماتے ہیں کہ اسے مخفی رکھنے کا فیصلہ ہوا تھا بلکہ جو نقل انہوں نے خاص آدمی کے ہاتھ خان بہادر غلام ربانی صاحب کے پاس بھجوائی جو بعد میں بغیر کسی کے دستخطوں کے لاہور پہنچی اس میں بھی شق نمبر۳ کا کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ ڈیڈلاک کو حل کرنے کے لئے وضاحت طلب وہی شق تھی جس کا تعلق سابق صاحب صدر کے اختیارات سے تھا۔

میں یہ فیصلہ خود ڈاکٹر صاحب پر چھوڑتا ہوں کہ ثالثی بورڈ کے فیصلہ سے انحراف کا الزام کہاں تک حق بجانب ہے۔ ہماری نیت کا اندازہ تو اسی سے ہو سکتا ہے کہ بورڈ کے فیصلہ کے اس حصہ پر جو ہمارے سامنے آ چکا تھا (شق نمبر۳ کے سوا باقی فیصلہ کی غیر مصدقہ نقل پہلے بھی دستیاب ہو گئی تھی) اس پر ہم نے عمل درآمد شروع کر دیا اور سب سے پہلی میٹنگ پرانی مجلس منتظمہ کی بلائی جو اس لئے آگے نہ چل سکی کہ فوراً سابق صاحب صدر کے اختیارات کے متعلق دو رائیں سامنے آئیں اور جب تک اس امر کی وضاحت نہ ہو جاتی ثالثی کے فیصلہ پر عمل درآمد ہو ہی نہ سکتا تھا۔

ہمارے حسن نیت کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ جونہی مذکورہ بالا میٹنگ کے موقع پر اختیارات پر اختلاف رونما ہوا تو اسی دن ایک خاص آدمی ڈاکٹر صاحب

کی خدمت میں مصدقہ نقل حاصل کرنے کے لئے روانہ کر دیا جس کی داستان اُوپر آ چکی ہے۔ اور جب قاصد کی واپسی میں دیر ہوئی تو ایک ارجنٹ تار سے اسے ہدایت کی گئی کہ پہلی گاڑی سے ثالثی بورڈ کا مصدقہ فیصلہ لے کر آؤ۔ مگر جب مصدقہ فیصلہ پھر بھی نہ آیا تو انجمن کا کاروبار شروع کیا گیا اور ہم نے کام کرنا شروع کیا۔

اس اثنا میں بورڈ کے ایک ممبر چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کا خواجہ نذیر احمد صاحب کے نام خط بھی آیا جسے چھاپ کر یہاں تقسیم بھی کیا گیا اس خط میں لکھا تھا کہ حسب فیصلہ ثالثی بورڈ سابق صاحب صدر کی حیثیت بدستور وہی ہے جو پہلے تھی اور انجمن کے کاروبار انہی کی قیادت میں سرانجام پائیں گے۔ اس خط کی تائید بعد میں ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے بھی کی یہ صحیح پوزیشن نہ تھی۔ شق نمبر ۳ کا ایک ایک لفظ بول رہا ہے کہ انہیں اگلے انتخابات تک محض برداشت کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہوں اس شق کے الفاظ:۔

"اس درمیانی عرصہ میں (یعنے انتخابات تک) اگر موجودہ صاحب صدر کی طرف سے کوئی بات قابلِ اعتراض عمل میں آئے تو کوئی ایک رکن ہم چاروں کو فی الفور مطلع کر دیوے وہ معاملہ ان کے سامنے رکھے اور اس کا تصفیہ اس بورڈ کے استصواب سے کیا جائے۔ اگر پریزیڈنٹ کی طرف سے انجمن کے مال میں غبن کی صورت پیش آئے تو ذمہ داری محمد حسن چیمہ پر عائد ہوگی۔ نیز درمیانی عرصہ میں اگر کوئی برخاستگی یا تقرری ہو جو صاحب صدر کی طرف سے ہو تو ذمہ داری خان بہادر سعید احمد صاحب کی ہوگی"۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پریزیڈنٹ کی حیثیت ثالثی میں کیا رکھی گئی برخاستگی اور تقرر کے اختیارات اُن سے چھین لئے گئے چیکوں پر دستخط کا اختیار اُن کے پاس رہنے دیا گیا وہ بھی اس ضمانت پر کہ اگر کوئی غلط چیک پاس کریں تو انجمن کا نقصان چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب پورا کریں گے اس سے قبل شق نمبر ۲ میں مجلس معتمدین کی صدارت کے فرائض بھی ان سے چھین کر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے سپرد کر دیئے گئے تھے۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ انجمن ان کی قیادت میں کام کرے گی سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ عجیب صدر ہے جو اجلاس معتمدین کی صدارت نہیں کر سکتا۔ جو چیکوں پر دستخط کے اعتماد کے بھی قابل نہیں اور جسے اپنے اعمال کے لئے بورڈ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ اور جس کے برخاستگی اور تقرری کے اختیارات سلب کر دیئے گئے ایسے صدر کو پورا با اختیار صدر کہنا محض شق نمبر ۳ کی لفظی شکل کا سہارا لینا ہے۔ اس شق کی سپرٹ یہی ہے کہ صدارت نام کی رہے گی اختیارات نہیں ہوں گے۔

درحقیقت یہی فیصلہ تھا جو ممبران بورڈ نے بموجودگی پولیس افسران کارکنانِ انجمن کو جمع کر کے سنایا تھا اگر یہ صحیح نہیں تھا تو اس وقت یہ اعتراض کیوں نہ اٹھایا گیا کہ اصل فیصلہ یہ نہیں ہے۔ خواجہ نذیر احمد صاحب کے خط سے جو انہوں نے ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے نام ان کے مکتوب مؤرخہ ۲۰ رجنوری ۱۹۵۴ء کے جواب میں لکھا معلوم ہوتا ہے کہ زبانی تو صاف الفاظ میں یہ طے ہوا کہ سابق صاحب صدر کوئی اختیار استعمال نہیں کریں گے سوا چیکوں پر دستخط کے۔ مگر لکھتے وقت اسے گول مول کر دیا گیا اور خواجہ صاحب اور خانبہادر غلام ربانی خان صاحب نے بغیر پڑھے حسن ظن میں اس پر دستخط کر دیئے۔ ٹریکٹ "ثالثی بورڈ کا فیصلہ" کے مؤلف نے چیمہ صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے خطوط کی نقول تو شائع کر دی ہیں مگر خواجہ صاحب کے جواب کو چھوڑ گئے یا انہیں دستیاب نہ ہوا۔ اس جواب کے چند حصوں کا ترجمہ یہ ہے:۔

"آپ کا ۲۰ تاریخ کا خط مل گیا۔ آپ کے خط نے میرے اس خیال کی تصدیق کر دی ہے کہ حافظ محمد حسن صاحب ثالثی بورڈ کے فیصلہ کو بے اثر کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ آپ خوب جانتے ہیں اور حافظ صاحب بھی جانتے ہیں کہ ہم نے کیا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔۔ شیخ میاں محمد صاحب نے صرف نام کا صدر رہنا تھا۔ سوائے چیکوں پر دستخط کرنے کے درمیانی عرصہ میں انہوں نے صدر کا کوئی اختیار استعمال نہیں کرنا تھا۔ میں نے اور خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے اس بات پر اصرار کیا تھا کہ اس امر کی کوئی ضمانت ہونی چاہیئے کہ وہ اختیارات استعمال نہیں کریں گے۔ آپ نے خود اپنے آپ کو اس ضمانت کے لئے پیش کیا اور مالی نقصان کے لئے اگر اس دوران میں کوئی ہو، حافظ صاحب نے اپنی جائداد کی ضمانت دی۔۔۔۔۔ دوسرا فیصلہ یہ تھا کہ جنرل سیکرٹری صاحب انجمن کے دفاتر کے واحد انچارج ہوں گے۔۔۔۔۔ یہ فیصلے ہم سب نے دونوں پولیس افسر صاحبان کو بتائے اور سوائے ضمانتوں کے معاملہ کے انجمن کے کارکنوں میں بھی ان کا اعلان کیا گیا ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ آپ دونوں یہ فیصلے میاں صاحب کو پہنچا دیں گے۔۔۔۔۔ میرے دستخط کے اوپر آپ ایک فقرہ پائیں گے اس میں ان تمام باتوں کا جواب آ جاتا ہے جو آپ نے لکھی ہیں۔ آپ کی موجودگی میں خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے اور میں نے فیصلہ پر اسے پڑھے بغیر دستخط کر دیئے تھے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے حماقت ہوئی کہ حافظ صاحب کی تحریر پر اعتماد کیا۔ اب آپ اور حافظ صاحب دونوں ان فیصلوں کی تردید کر رہے ہیں میں سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے اور کیا کہوں۔۔۔۔۔ شاید

آپ کو علم نہیں کہ میاں صاحب کے عہد صدارت میں انجمن کا ہزاروں روپیہ ضائع کیا گیا حساب کتاب کے رجسٹر خود اپنی کہانی بتا رہے ہیں .... جعلی ریزولیوشن بنائے گئے اور باوجود احتجاج کے ان پر عمل درآمد ہوتا رہا۔ ہمیں اس سب کچھ کا علم تھا مگر جماعت کی وحدت کے لئے ہم اس بات پر رضامند ہوئے کہ ۷ر فروری تک میاں صاحب کو محض نام کا صدر برداشت کریں"

خواجہ نذیر احمد صاحب کے جواب کے یہ اقتباسات محتاج تبصرہ نہیں ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور شیخ رحیم صاحب جو بورڈ پر میاں محمد صاحب کی طرف سے نمایندگی کر رہے تھے اس سے اختلاف کر رہے ہیں۔ مگر شق نمبر ۳ کا لب لہجہ اور خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کی خاموشی خواجہ صاحب کے بیان کی تصدیق کر رہی ہے۔

یہ امر بھی میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ فیصلہ بورڈ کو سب سے پہلے شیخ میاں محمد صاحب نے کالعدم کیا کیونکہ انہوں نے شق ۳ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سیکرٹری انجمن کو ناجائز احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔

دوسرا اعتراض

ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور فاروقی صاحب کے خطوط میں اور نیز ٹریکٹوں اور اشتہاروں میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ اب جبکہ ثالثی بورڈ کا فیصلہ شائع ہو گیا ہے اس پر عملدرآمد کیوں نہیں کیا جاتا۔ بلکہ قوم کو دعوت دی گئی ہے کہ ہمیں اس پر عمل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ مُکّے بعد از جنگ والی بات ہے۔ ثالثی کا مکمل اور مصدقہ فیصلہ ۳۱ر جنوری ۱۹۵۴ء کو جاری کیا گیا ہے۔ ایک ماہ تک جدید نظام کام کرتا رہا ہے۔ انجمن کی مشینری دوبارہ ٹھیک ٹھاک کام کرنے لگی ہے۔ نئے انتخابات میں ایک ہفتہ رہ گیا ہے جن کے بعد نئی جنرل کونسل کی تشکیل ہو کر نئے عہدہ دار منتخب ہو جائیں گے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ محض ایک فرد واحد کی خوشنودی کے لئے سارا نظام پھر درہم برہم کیا جائے اور آئین کو بالائے طاق رکھ کر پرانے دَور کی طرف رجوع کریں۔

لیکن اگر ہم ایسا کرنا بھی چاہیں تو کرنے کے مجاز نہیں۔ احباب ثالثی فیصلہ کو غور سے ملاحظہ فرمائیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ وہ اسی صورت میں قابل عمل ہوگا اگر متفقہ ہو یعنے چاروں ممبروں کا اس پر اتفاق ہو۔ ایک کے بھی اختلاف کی صورت میں فیصلہ کالعدم ہوگا۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے خواجہ نذیر احمد صاحب کا استثنائیہ نوٹ بزبان انگریزی پڑھیں جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"میں اس شرط پر دستخط کرتا ہوں کہ نئے آئین پر جو ۱۷ر دسمبر کو پاس ہوا یہ فیصلہ اثر انداز نہیں ہوگا"۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ نئے آئین کی رو سے پرانی صدارت ختم ہو گئی تھی۔ اسے حقیقی رنگ میں برقرار رکھنے سے خواجہ صاحب کو اتفاق نہیں ہے۔ اور اس اختلاف کے ہوتے ہوئے فیصلہ متفقہ نہیں اور اس لئے قابل قبول بھی نہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ خود ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے فیصلہ کی مصدقہ نقل جاری کرتے وقت نوٹ لکھدیا ہے کہ اب ہم اس ثالثی کے فرائض سے سبکدوش ہوتے ہیں جب ثالثی بورڈ ہی ختم ہو گیا تو فیصلہ خود ہی ختم ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کے انگریزی نوٹ کے الفاظ درج ذیل ہیں:۔

Abbotabad 31.1.54

As there is demand from both the parties to be apprised of the full terms of the Four-man Board Award, including clause No.3 which was kept confidential for the guidance of the members of the Board I am constrained to release the document in full and give copies to respective parties. I also feel that I have now no further function to perform as a member of the Board. (Sd) Saeed Ahmad

اصل کورٹ آف اپیل

جیسے میں گذشتہ مکتوب میں عرض کر چکا ہوں ہمارے لئے قوم سب سے بڑی عدالت ہے اور آئینی طور پر بھی اسی کا فیصلہ ناطق ہے۔ احباب کو چند دن اور صبر کرنا چاہیئے۔ جنرل کونسل کے انتخابات جن کی آخری تاریخ ۲۴ر فروری ہے مکمل ہونے کے بعد نئے عہدہ داروں کا انتخاب ہوگا اور قوم کی امانت قوم جن ہاتھوں میں چاہے سپرد کر دے گی یہی احسن طریق ہے جو ہماری انجمن کا سنگ بنیاد ہے اور جس پر آخری وقت میں حضرت امیر مرحوم بھی جماعت کو عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمایا کرتے تھے یہی امان کا راستہ ہے۔ اسی کو اختیار کرو۔ جماعت میں فتنہ کا دروازہ کھولنا خدا اور قوم کے نزدیک بڑی جسارت ہوگی اس سے باز رہنا چاہیئے۔

جو دوست یہ ذہنیت پھیلا رہے ہے کہ تحریک ختم ہے انہیں اپنے انجام سے ڈرنا چاہیئے۔ انسانی تحریک ہوتی تو ختم بھی ہو سکتی مگر ؎

از باغباں بترس کہ من شاخ مریم

یہی قومی ضمیر کی ان دو سالہ بدعنوانیوں اور لاقانونیت کے خلاف بغاوت ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ تحریک مرنے کے لئے نہیں اٹھی۔ اس کی انسانیت کو ضرورت ہے اور ابھی اس کا بہت کام باقی ہے۔ زید بکر اگر اپنی غلطیوں یا بدقسمتیوں سے اس سے کٹ جاویں تو کٹ جاویں مگر ماموؔر کا یہ قافلہ باوجود اندرونی کمزوریوں اور بیرونی مخالفتوں کے آگے اور آگے چلتا جائے گا۔ میں ان دوستوں سے جو غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں اور کئی ایسے ہی ہیں درخواست کروں گا کہ قوم کے سوادِ اعظم کا ساتھ دیں یہی صلحاء کا طریق ہے۔

ایک افسوسناک واقعہ

احباب کو یہ معلوم کر کے رنج ہوگا کہ بعض ناعاقبت اندیش دوست اسی طرح تخریبی راہوں پر گامزن ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ نے جا کر انجمن کی اراضیات اکاڑہ کے گوداموں کے قفل توڑ ڈالے اور ہزارہا روپے مالیت کے اجناس ٹرکوں پر لاد کر لے گئے کیا یہ کبھی تصور میں بھی آسکتا ہے کہ ایک احمدی کہلانے والا ایسے فعل کا مرتکب ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ دوست غلط جوش میں آکر نہ صرف قانون شکنی کے مرتکب ہوئے اور اب معلوم ہوا ہے کہ قانونی جواب دہی میں ہیں بلکہ قوم کے وقار کو ایک ناقابلِ تلافی دھکا لگایا ہے۔ اس سے بھی بڑھکر افسوسناک امر یہ ہے کہ ان کے بقول انہوں نے سابق صاحب صدر کے حکم سے ایسا کیا۔

"کھلی چٹھی" کا جواب

مندرجہ بالا سطور لکھنے کے بعد کسی دوست کی میرے نام مطبوعہ "کھلی چٹھی" بھی میری نظر سے گزری اس میں مجھ سے دو سوالات پوچھے ہیں کہ (۱) کیا مجھے ثالثی بورڈ کے فیصلے کا علم تھا جب وہ تحریر کیا گیا اور (۲) اگر نہیں تھا تو اب جبکہ وہ فیصلہ شائع ہو گیا ہے تو وہ میرے نزدیک اس روایت کی تائید کرتا ہے کہ سابق صاحب صدر بے اختیار رہوں گے یا اس کی کہ وہ با اختیار رہوں گے؟

پہلے سوال کا جواب نفی میں ہے۔ مجھے قطعاً علم نہیں تھا کہ فیصلہ کیا ہوا میں نہ اس وقت موجود تھا جب فیصلہ لکھا گیا اور نہ اس وقت جب وہ فیصلہ کارکنانِ انجمن کو سنایا گیا۔ دوسرے سوال کا جواب میں اوپر دے چکا ہوں فیصلہ کی شق نمبر ۳ کے الفاظ سے دونوں روایتوں کی تصدیق نہیں ہوتی نہ کلی با اختیار رکھے سکتے ہیں نہ کلی بے اختیار۔ خواجہ نذیر احمد صاحب نے ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے نام جو خط لکھا ہے (جس کے اقتباسات اوپر میں نے دیئے ہیں) اس کے رو سے زبانی فیصلہ قطعی طور پر یہی ہوا تھا کہ سابق صاحب صدر کلی بے اختیار ہونگے مگر چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ نے جن کے سپرد فیصلہ کو تحریر میں لانے کا کام تھا اس مفہوم کو پوری طرح ادا نہیں کیا اور اسے دیکھے بغیر خواجہ صاحب اور خان بہادر غلام ربانی صاحب نے اس پر دستخط کئے۔ "کھلی چٹھی" میں یہ بھی لکھا ہے کہ "بے اختیار" والی روایت کے راوی صرف خواجہ نذیر احمد صاحب تھے یہ صحیح ہے کہ بحیثیت ممبر بورڈ وہی بتا سکتے تھے کہ اصل فیصلہ کیا تھا مگر اس کی تصدیق دو اور جگہ سے بھی ہوئی۔ ایک انجمن کے کارکنوں کی طرف سے جن کے روبرو فیصلہ سنایا گیا اور دوسرے پولیس افسر صاحبان سے جنہیں فیصلہ اسی وقت بتا دیا گیا تھا دونوں نے یہی تصدیق کی کہ فیصلہ کے مطابق صاحب صدر کے اختیارات کلی سلب کئے گئے سوائے چیکوں پر دستخط کے۔

باوجود اس کے (جیسے میں اوپر لکھ چکا ہوں) جب چیمہ صاحب کی روایت ہم تک پہنچی تو ہم نے قرین تقویٰ یہی سمجھا کہ اصل فیصلہ کی نقل منگوائی جائے اور نئے نظام کو اس تک ملتوی رکھا جب تک فیصلہ کی مصدقہ اور مکمل نقل سے واقف نہیں ہوئے۔

"ایک احمدی صاحب سے جو "کھلی چٹھی" کے مصنف ہیں درخواست ہے کہ بدظنی سے کام نہ لیں۔ جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس سے آپ کی تشفی ہو جانی چاہیئے۔ افواہوں اور قیاس آرائیوں کی جگہ واقعات کو معلوم کرنے کی کوشش کریں اور پھر آپ کو تہ بھی ہوگا کہ کسی کی نیت یا عمل پر فیصلہ صادر کریں۔" احمدی صاحب نے لکھا ہے کہ دفتر میں ہم نے TERRORISM شروع کیا۔ ایک اور دوست نے بھی جن کے علم اور تقویٰ کا میرے دل میں احترام ہے ایک اشتہار میں لکھ دیا کہ دفتر انجمن میں جا کر میں نے ایک کارکن کو ڈرایا دھمکایا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب سے ۱۹۵۴ء کا آغاز ہوا ہے میں نے دفتر انجمن میں قدم تک نہیں رکھا۔ بلکہ اس کارکن سے میری ان ایام میں کبھی بات تک نہیں ہوئی نہ دفتر کے اندر نہ باہر۔ دوستوں سے میری گذارش ہے کہ آخر قرآنی تعلیمات کس وقت کیلئے ہیں اگر ان پر آج عمل نہ کریں جبکہ ہم ایک امتحان میں سے گذر رہے ہیں۔

بھاگ رہا ہے تو کیوں نہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس کا تعاقب کیا جائے، اسی بحث میں بہت سے تیرانداز مورچہ چھوڑ کر چلے گئے اور تھوڑے باقی رہ گئے خالد نے جو اس وقت مخالف تھے اور کفار کے ساتھ لڑائی میں شامل تھے، جب دیکھا کہ پہاڑی کا مورچہ کمزور ہو گیا ہے تو فوراً وہاں اپنا رسالہ لیکر چڑھ آئے اور باقیماندہ تیراندازوں کو قتل کر کے اس پر قابض ہو گئے، اور مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کر دیئے پھر کیا تھا وہ جو فتح تھی وہ شکست میں تبدیل ہو گئی اور مسلمان بھاگ نکلے۔

نبی کریم صلعم پر حملہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت خچر پر سوار ہو کر پکارے الیّ عباد اللہ انا رسول اللہ اے خدا کے بندو میری طرف لوٹ آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، غور کرو میدان جنگ ہے، دشمن غلبہ پا رہا ہے، تیروں کی بارش ہو رہی ہے، اپنے لوگ بھاگ رہے ہیں اور ایسی نازک حالت میں وہ اپنی موجودگی کا اعلان کر دیتے ہیں حالانکہ دشمن اسی تاک میں ہے، آپ کا یہ آواز بلند کرنا تھا کہ دشمنوں کی توجہ آپ کی طرف مرکوز ہو گئی۔ آپ پر تیروں کی بارش شروع ہو گئی اور ایک شخص نے پتھر اٹھا کر آپ پر پھینکا جس سے حضور کے سامنے کے دانت شہید ہو گئے اور خود کی کڑی پیشانی میں گھس گئی آپ بیہوش ہو کر گر گئے۔ اسی وقت ابن قمیئہ تلوار لیکر آیا کہ آپ کو قتل کر دے مصعب بن عمیر درمیان میں حائل ہو گئے اور خود شہید ہو کر نبی کریم صلعم کو بچا لیا۔ ابن قمیئہ نے آواز دی کہ میں محمد (صلعم) کو قتل کر دیا۔

قاتلوا علی ما قاتل علیہ

تمام اطراف میں شور اٹھا کہ محمد رسول اللہ شہید ہو گئے ہیں اس سے مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور اکھڑ گئے، اس حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے چند آدمی آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے، اور انس بن انکے نے (ان کے چچا کا نام بھی انس تھا) بلند آواز سے کہا اے مسلمانو قاتلوا علی ما قاتل علیہ رسول اللہ صلعم کو اگر کوئی گزند پہنچی ہے تو آؤ جس مقصد کے لئے آپ لڑ رہے تھے، تم بھی اسی مقصد کے لئے لڑ کر جان دیدو، ان کان محمد قد مات فان اللہ حی لا یموت اگر محمد صلعم فوت ہو گئے تو اللہ تو زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں مرے گا، یہ وہ جذبہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں پیدا کیا اور انہیں میدان جنگ میں اس قدر نازک حالات میں قوم نے رکھا کہ اس نے اسکا جذبہ کو ضائع نہیں کیا۔

توحید الٰہی کا جذبہ

یہی جذبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی نظر آیا اس وقت بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہی جملہ نکلا الا من کان یعبد محمد فان محمد قد مات و من کان یعبد اللہ وحدہ فان اللہ حی لا یموت، دیکھو جو شخص محمد صلعم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد صلعم تو فوت ہو گئے لیکن جو شخص ایک اللہ کو معبود سمجھتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اللہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ حضرت ابوبکر رضی تو بہت بڑے عاشق تھے لیکن موت کے وقت کس ایمان کا مظاہرہ کیا۔ عمر فاروق بھی حضور کے عشاق میں سے تھے لیکن انہوں نے بھی حضور کی وفات کے وقت توحید و ایمان کا ہاتھ سے نہ دیا۔ بیماری کی حالت میں نبی کریم صلعم نے جب کچھ لکھنے کے لئے کاغذ قلم دوات مانگی تو حسبنا کتاب اللہ کہہ کر تمام لوگوں کو ناراض کر لیا کیا توحید سے یہ وہ مقام ہے جس پر نبی کریم نے انہیں کھڑا کیا دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق یہاں تک تھا کہ ان کے فوت ہونے کے بعد وہی عمر تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص آپ کو مردہ کہے گا اس کا سر قلم کر دوں گا اس وقت حضرت ابوبکر رضی نے مذکورہ فقرات کہکر پھر اسی توحید کے مقام کی طرف انہیں توجہ دلائی، تو فرمایا ما کان لنفس الا تموت موت تو آنی ہی ہے، ہر شخص پر موت آنے گی لیکن جو شخص خدا کی دی ہوئی جان اور مال کو اس کی راہ میں خرچ کرے گا اس کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے نصرت آئے گی اور وہ اس دنیا سے کامیاب جائے گا۔

انبیاء اور ربانی لوگوں ہی کو میدان کارزار میں اترنا پڑتا ہے

پھر فرمایا وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر سنو جی خدا کی راہ میں یونہی قدم نہیں رکھا جا سکتا، بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں، کئی نبی آئے جنہوں نے خدا کے رستے میں جانیں لڑا دیں اور بہت سے علماء اور ربانی لوگ بھی ان کے ساتھ ہو کر خدا کے لئے میدان کارزار میں گئے فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ یہ انبیاء کے ساتھی جنہوں نے میدان کارزار میں مصائب اور دکھ اٹھائے اور اپنے ساتھیوں کو قتل ہوتے دیکھا اور اس نظارہ کی وجہ سے ان کے عزم میں کسی قسم کی کمزوری پیدا نہ ہوئی وما ضعفوا وما استکانوا وہ کمزور بھی نہ ہوئے اور نہ انہوں نے دشمن کے مقابلہ میں عاجزی اختیار کی اور نہ تھک گئے بلکہ یہ مردان خدا اور عاشقان باصفا اپنی جانیں خدا کی راہ میں فدا کر کے اور

ذوق السعادت صبر و استقامت دکھا کر انبیاء کی صداقت پر مہر لگا گئے واللہ یحب الصابرین اللہ تعالیٰ مصائب و شدائد کے وقت صبر کرنے والوں سے ہی محبت کرتا ہے۔

حضرت خالد کا جذبۂ شہادت

ایسے ہی ربانی لوگوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا جو زاہدان باصفا بھی تھے اور میدان کارزار میں اپنے خون سے عشق الٰہی کا ثبوت بھی دیتے تھے۔ حضرت خالد رضی کے متعلق لکھا ہے کہ جب آخری عمر میں بیمار ہوئے اور اپنی موت نظر آئی تو کہنے لگے ما فی جسدی موضع شبر الا وفیہ ضربۃ او طعنۃ میرے جسم پر ایک بالشت بھر جگہ نہیں جو تلواروں اور نیزوں کے زخموں سے خالی ہو، افسوس ہے کہ میں ان زخموں کی وجہ سے میدان کارزار میں شہید نہ ہوا اور آج ایک جنگلی جانور کی طرح مر رہا ہوں، اللہ اللہ کیا قربانی ہے، جو کچھ کرتے ان سے چاہا اسکو انہوں نے کر کے دکھا دیا اور پھر بھی پیاس ہے، کہ میدان جنگ میں موت کیوں نہ آئی،

جناب الٰہی میں گرنا کامیابی کا نسخہ ہے

وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا یہ لوگ خدا کے آگے گرتے رہتے ہیں کہ اے خدا جو کچھ ہوا تیرے فضل سے ہوا ہماری ہستی کوئی نہیں ہم اپنی کمزوریاں، اپنی تقصیریں تیرے آگے پیش کرتے ہیں تو ہماری مغفرت فرما اور ہمارے دلوں کے اندر قوت و مضبوطی پیدا کر اور ہمارے قدموں میں ثبات۔ خداتعالےٰ نے ان جانبازوں کو جناب الٰہی میں تضرع کے ساتھ گڑگڑاتے کا قیمتی نسخہ بھی سکھا دیا کہ جب موقعہ آئے خدا کے آگے جبینیں نیاز رکھدو۔ اسی کے آگے گرو۔ اس کی دہلیز پر ماتھا رگڑو اپنی کمزوریوں کو اس کے آگے رکھو اور التجا کرو کہ اے خدا ہماری کمزوریوں کی وجہ سے دین پر محمد رسول اللہ صلعم پر کوئی حرف نہ آئے واسرافنا فی امرنا اور اگر ہماری قلم یا تلوار سے کوئی زیادتی ہو گئی ہو تو اسکو معاف فرما وثبت اقدامنا ہمارے قدموں میں کوئی لغزش نہ آئے، ہمارے دلوں کو مضبوط کر دے کسی قسم کا خوف ہم پر طاری نہ ہو ہمارے قدموں کو ڈگمگانے دے وانصرنا علی القوم الکافرین اور کافروں پر ہمیں غلبہ اور نصرت فرما فاتٰھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاٰخرۃ ان خداترس لوگوں اور اس کے رستے میں جانیں لڑا دینے والوں کو دنیا کا ثواب بھی ملتا ہے اور آخرت کا ثواب جو انہیں ملے گا وہ تو بہت ہی اچھا ہے واللہ یحب المحسنین اللہ تعالےٰ نیکی کا کام کرنے والوں کو بہت ہی پسند کرتا ہے۔

امتحان کا وقت

ہمارے دوستو! اے ہماری جماعت کے ارکان! یاد رہے، اس لئے کہ تم نے اس زمانہ کے امام کو مانا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کو دنیا میں قائم کرنے اور دین اسلام کی صداقت ثابت کرنے کیلئے آیا تھا اور یہ بھی مصیبتوں کے بادل امنڈے چلے آتے ہیں بہت ہی افسوس ہوگا اگر مصیبت کے وقت ہم ہمت ہار دیں اور کمزوری دکھائیں عند الامتحان یکرم المرء او یھان امتحان کے وقت ...... یا تو آدمی معزز ہو جاتا ہے اور یا ذلت اس کے حصہ میں آتی ہے پس اے خدا کے بندو، سو امتحان کے وقت ثابت کر دو کہ تم حق کے سچے داعی اور امام وقت کے حقیقی فدائی ہو، ہم نے محمد رسول اللہ صلعم کے غلام امام کو مانا، وہ سچا تھا ہم نے محمد رسول صلعم کی سچائی کے نشان اس میں دیکھے پس جو بھی مصیبت اس رستہ میں پیش آئے اسے ثابت قدمی کیساتھ برداشت کرو اور ہمت اور استقلال سے اور مصائب کے برداشت کرنے سے اپنے ایمان پر مہر تصدیق لگا کے ثابت کر لو ان اللہ مع الصابرین۔

خطبہ ثانی } خطبہ ثانی میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے نماز جمعہ کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے دوستوں کو پر زور الفاظ میں تلقین کی کہ جمعہ کے وقت ہر قسم کے کاروبار لین دین اور تجارت یا دیگر قسم کے مشاغل کو ترک کر فاسعوا الی ذکر اللہ کے حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے وقت پر پہنچ جایا کریں اور خدائی حکم کی تعمیل میں کسی قسم کا لیت و لعل یا سستی روا نہ رکھیں۔

احمدیہ جماعتوں کے انتخاب

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

انجمن کے فیصلہ کے مطابق جماعتہائے احمدیہ کے انتخاب منعقد ہو رہے ہیں۔ یہ امر کہ جماعت احمدیہ کا نظم و نسق ایک جمہوری و منتخب نظام کے ماتحت ہو حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے خود الوصیت میں رقم فرمایا ہے اور پھر اسے اپنی زندگی میں ہی رائج کر دیا تھا چنانچہ یہ بات کہ انجمن میں کثرت رائے سے امور طے پائیں بھی حضرت اقدس کی اپنی خاص تحریر سے شائع شدہ موجود ہے۔ اسی اصول کے مطابق گذشتہ جلسہ سالانہ پر معتمدین نے بھاری اکثریت سے نئے آئین پاس کئے اور امیر و صدر اور مجلس منتظمہ کے ممبر منتخب کئے تھے لیکن معتمدین کا انتخاب جو کچھ برسوں سے منعقد نہیں کیا گیا تھا اب انہی ایام میں رکھا گیا ہے۔ اس موقعہ پر یہ انسب معلوم دیتا ہے کہ حضرت اقدس کی الوصیت سے دو تین متعلقہ شرائط احباب کے سامنے پیش کی جائیں تاکہ ان کے پیش نظر صحیح انتخاب کرنے کا موقع احباب کو مل سکے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہو گا۔ اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں"

یہ تو مجموعی طور پر آپ نے انجمن کے بارہ میں تحریر فرمایا مگر انفرادی طور پر بھی ممبران انجمن کی بعض صفات کو آپ نے اسی سلسلہ میں رقم فرمایا ہوا ہے:۔

"انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع و دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت ایسا محسوس ہو گا کہ وہ پارسا طبع نہیں یا یہ کہ وہ دیانتدار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہو گا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے"۔

یہ تو ظاہر ہے کہ وہ انجمن جو دین کی اشاعت کے لئے وقف ہو تب ہی اپنے اس مبارک مقصد میں کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ممبر اعلیٰ صفات اخلاق و دین سے متصف ہوں لیکن اس سے بھی بڑھکر یہ بات ثابت ہے کہ جن اوصاف کے نمائندے کسی جماعت کے ہوں گے وہی وصف اس جماعت میں ترقی پذیر ہوں گے مثلاً اگر کسی جماعت کے نمائندے علم و سائنس میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہوں تو لازم ہے کہ اس کے افراد کے اندر علم و سائنس کا شوق ترقی کرے ایسا ہی جب کسی قوم کو اس کے افراد کے اندر یہی صفات ترقی پائیں گی۔ جن اصولوں کو دنیا میں ترقی دینا منظور ہو ان پر عمل پیرا اصحاب جب کسی گروہ کی نمائندگی حاصل کر لیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہی اصول و اخلاق اس کے افراد کے اندر نشو و نما پائیں گے۔ پس نہ صرف اس وجہ سے کہ ایسے ممبر ہی منصفانہ و حق پرستانہ فیصلے کر سکتے ہیں جو خود ان صفاتِ عالیہ سے متصف ہوں بلکہ اس لئے بھی کہ عام طور پر کسی جماعت میں وہی صفات ترقی پائیں گی جو اس کے نمائندوں میں پائی جائیں گی ضروری ہوا کہ ایک دینی انجمن کے ممبران اصحاب کو منتخب کیا جائے جو اخلاق میں سے پاکیزگی، دینداری، تقوےٰ، اخلاق عالیہ، علم و خدمت دین میں بڑھ کر مقام رکھتے ہوں۔

وقت آ گیا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے افراد اپنی جماعتوں کے نمائندوں کے انتخاب میں متذکرہ بالا اصول کو سب سے مقدم کریں۔

مغربی تہذیب کی برائیوں میں سے ایک بڑا نقص یہ پیدا ہو گیا ہے کہ صاف گوئی کی صفت مفقود ہوتی جا رہی ہے، قطع نظر اس بات کے کہ کسی کی رائے صحیح ہو یا غلط یہ ضروری ہے رائے دہندہ ایماندارانہ طور پر اپنی رائے دے لیکن آج کل یہ وبا پھیل گئی ہے کہ حق گوئی و دیانتدارانہ رائے دہندگی پر دوسرے مفادات و مصالح غالب آ جاتے ہیں۔ اس صورت میں جماعتوں کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ وہ حتی الوسع ایسے افراد منتخب کریں جو حضرت اقدس کے فرمودہ کے مطابق پارسا طبع و دیانتدار مشہور ہوں نیز وہ منافقت اور چالبازی کی عام امراض سے پاک ہوں۔ صرف اسی صورت میں انجمن کے فیصلوں کا دنیا داری کے رنگوں سے پاک اور مبنی بر انصاف ہونا ممکن ہے۔

مسلمان قوم کی موجودہ امراض میں سے ایک بڑی مرض یہ ہے کہ ووٹر نمائندے منتخب کرتے وقت صحیح معیاروں کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ سفارشوں، دوست نوازیوں، رشتہ داریوں یا وجاہت دنیوی کو اصل معیاروں پر ترجیح دے کر غلط نمائندے کونسلوں میں بھیجد یتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف اشاعت دین کے مقصد کے پیش نظر بلکہ مسلمان قوم کی رہنمائی کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی ہماری جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ صرف اعلیٰ معیاروں کی بناء پر اپنے اپنے نمائندوں کا انتخاب انصاف و دیانتداری کے مطابق کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم کا ارشاد بھی یہی ہے:۔

"یایھا الذین امنوا قولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم"

اے مومنو! صاف صاف و سچی بات کہا کرو تاکہ تمہارے اعمال میں صالحیت پیدا ہو اور تمہاری مغفرت کی جائے۔"

قوم کی آواز

(۱)

محترمی جناب دوست محمد خاں صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے ۲۶ دسمبر کو مجلس معتمدین نے جو فیصلہ کیا تھا ہم سب گروہ منظور ہے نیز کنونشن کے فیصلے کو بالائے طاق رکھ کر خان بہادر سعید احمد خان صاحب محمد حسن صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب بنوں پر مشتمل بورڈ کا قیام قوم کے منشاء کے خلاف ہے۔ اور یہ بورڈ جو ہے اس کے قیام پر امیر جماعت مولانا صدر الدین صاحب یا کوئی بڑے سے بڑا آدمی کیوں ... نہ ہوا ہو قوم کے فیصلے کے بعد بالکل ناواجب ہے۔ ہم فریقین کے لیڈروں کے چار افراد پر مشتمل بورڈ جو قوم ... لاہور سے رخصت ہونے کے بعد بنایا گیا ہے فیصلوں کے ... پابند نہیں۔

ہمارا یہی فیصلہ ہے کہ شکر ہے ہم نے اطمینان کا سانس لیا اور آمریت کے شکنجے سے نجات حاصل کی۔ ہمیں میاں محمد صاحب اور ان کے رفقاء کے کارِ اسلام نفاق نہیں اور نہ ان کی قیادت کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ... قوم میاں محمد صاحب اور ان کے احباب سے ناخوش ہے تو انہیں کوئی ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ ٹانگ اڑانے کی کوشش کریں۔ امید ہے آپ اس خط کو اخبار پیغام صلح میں شائع فرما کر عند اللہ ماجور رہوں گے۔

آپ کا بھائی۔ جمعدار عبد الجلیل۔

موضع حیدر آباد۔ چھتر روڈ۔ نزد ... مردان صوبہ سرحد

(۲)

بگرامی خدمت جناب صاحب صدر جناب ... خان صاحب لدام اللہ فیوضکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ جریدہ غراء "پیغام صلح" میں آپ کا اعلان پڑھ کر اطمینان ہوا کہ بفضلہ تعالےٰ حضرت اقدس کے دکھائے ہوئے سنہری پیٹرن کو مرد ... (اختلاف حاضرین) سے جس فراست اور تدبر سے آپ نے محفوظ رکھا ہے وہ آپ ہی کا حصہ تھا جزاک اللہ تعالیٰ خیرا لجزاء۔

... جو سعی بھی خلوص سے کی جائے گی وہ ہمیشہ کامیاب رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہماری جماعت کو اپنے فضل کے سایہ میں تا ابد زندہ رکھے۔ اور ہمارے بزرگوں کو باہم مل کر خلوص سے کام کرنے کی توفیق دے۔ اور ہم کو ربّ العزت مخالفین کی خندہ گی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ و یرحم اللہ عبداً قال آمینا۔

احقر العباد ابو اویس حافظ عبد الرشید

مبلغ اسلام۔ نواب شاہ۔ سندھ۔

پیغام صلح کے متعلق

اخبار "پیغام صلح" کا تقاضا چندہ نمائندہ ڈاکٹر (غلام ربانی خان) صاحب نے اس امر پر خوش ہو کر دیا کہ اخبار دن بدن اچھی ہو رہی ہے آئندہ بھی اسے بلند رکھنے کی کوشش کی جائے۔ سیکرٹری جماعت مانسہرہ

علماء اور فتنۂ تکفیر

جمعیۃ علماء ہند کے ایک منوسل خصوصی کے قلم سے

ذیل کا مضمون عنوان بالا کے ماتحت مولانا عبدالماجد دریا بادی نے اپنے اخبار "صدق جدید" کی ۸ر جنوری ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں درج کیا ہے:—

حضرت مدیر صدق جدید دامت برکاتہم!

پاکستان کو تو چھوڑیئے، اینٹی احمدیہ تحریک نے علماء کرام کو اپنوں اور غیروں کی نظر میں اس قدر ذلیل اور رسوا کیا ہے کہ مجموعی حیثیت سے اس کی کوئی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ حق یہ ہے کہ پاکستان کے علماء نے اپنی گردنیں خود اپنے ہاتھوں سے کاٹی ہیں، اور اپنے وقار پر خود ہی خاک اڑائی ہے، لطف یہ ہے کہ اس حادثہ کا اعتراف دوسرے لوگ تو کریں گے خود علماء کرام ہرگز نہ کریں گے۔ حق کا ناحق سودا ان کے سر پر ہمیشہ سوار رہا ہے۔ انہوں نے اپنی غلطیوں سے سلطنتیں تباہ کروا لی ہیں مگر یہ مان کر نہیں کہ ان کی تکفیر بازی ان کی اور مسلمانوں کی قبر کھود چکی ہے۔ لاہور میں جو تحقیقاتی کمیشن علماء کرام سے شہادتیں لے رہا ہے اس نے نہ صرف علماء کے وقار ہی کو بلکہ علم و فضل کو بھی بے نقاب کر ڈالا ہے۔ شہادت دینے گئے تھے اس بات کی کہ قادیانی کافر ہیں، اور بتا یہ آئے کہ خیریت سے وہ خود بھی دوسروں کی نظروں میں کافر ہی قرار پائے ہیں۔ اور وہ تکفیر بازی کی مشق آپس ہی میں ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں! مثلاً مولانا محمد علی کاندھلوی نے شہادت دیتے ہوئے بعض سوالات کے جواب میں فرمایا کہ

"ابتداء اسلام ہی سے علماء ایک دوسرے کو کافر کہتے آئے ہیں۔ مسلمانوں نے جبر و قدر کے مسئلہ پر ایک دوسرے کو کافر لکھا ہے۔ معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں۔ علماء نے امام ابن تیمیہ اور عبدالوہاب کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ علماء نے دیوبندی علماء کی بھی تکفیر کی ہے۔"

(نوائے وقت ۲۳ تا ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

سبحان اللہ! سرکاری کمیشن کو باور کرایا جا رہا ہے کہ خود مکفر علماء بھی کفر سے نہیں بچے اور انہوں نے تکفیر کے تیروں سے کسی بڑے چھوٹے کو نہیں چھوڑا۔ عدالت تو یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ جو علماء قادیانیوں کو بڑھ چڑھ کر کافر کہہ رہے ہیں، وہ خود بھی مسلمان ہیں یا نہیں—! خوش قسمتی سے علماء کرام نے عدالت کی یہ خواہش بھی پوری کی اور باتوں ہی باتوں میں اگل گئے۔ کہ خیریت سے وہ بھی دوسروں کی نظروں میں کافر ہی رہے۔ اور دوسرے ان کی نظروں میں خارج از ملت!

خیر یہ تو علماء کا بھولا پن تھا کہ آپس کی باتیں ججوں کے سامنے کہہ بیٹھے۔ اور یوں قادیانیوں کا بوجھ ہلکا ہوا۔ افسوسناک چیز تو یہ ہے کہ علماء نے ایک دوسرے کے خلاف باتیں کیں۔ اور ایک دوسرے کے نظریہ فیصلہ کو جھٹلایا۔ اور مسٹروں کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دیا۔

ذرا علمائے کرام کی گہری ریسرچ کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمایئے:۔

معتزلہ، خوارج اور اہل قرآن

● مولانا طفیل احمد قیم جماعت اسلامی لاہور:۔

"اہل قرآن (منکرین حدیث) مسلمان نہیں ہیں۔"

(نوائے وقت ۱۹ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

● مولانا محمد علی کاندھلوی:۔ "معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں۔"

(نوائے وقت ۲۳ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

● ابراہیم علی چشتی ڈپٹی سیکرٹری محکمہ اسلامیات لاہور:۔ "خارجی اور چکڑالوی دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(نوائے وقت ۳۰ر نومبر ۱۹۵۳ء)

● مولانا امین احسن اصلاحی نائب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی:۔

"حدیث کا منکر کافر نہیں سنت کا منکر کافر ہے"

"حدیث قدسی کے انکار سے بھی کفر لازم نہیں آتا"

"معتزلہ اور خوارج کافر نہیں ہیں صرف بھٹکے ہوئے ہیں"

(نوائے وقت ۲ اور ۷ر نومبر ۱۹۵۳ء)

مرتد کے بارے میں

مولانا محمد علی کاندھلوی:۔ "مرتد کی سزا موت ہے۔"

(نوائے وقت ۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

ابراہیم علی چشتی:۔ "جو مسلمان احمدی بن جائے وہ مرتد ہے اور مرتد کی سزا موت ہے"

(نوائے وقت ۳۰ر نومبر ۱۹۵۳ء)

محمد باقر (جماعت اسلامی):۔ "اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والا مرتد نہیں ہوتا۔ مرتد وہ ہے جو اسلامی مملکت کی بنیادوں کو نقصان پہنچائے۔ نہ اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہو سکتا ہے"

(نوائے وقت ۲۹ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

لاہوری احمدیوں کے بارے میں

مولانا ابوالحسنات امام و مفتی لاہور:۔ "لاہوری احمدی مسلمان نہیں ہیں"

(نوائے وقت ۱۱ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

مرتضیٰ احمد خاں میکش:۔ "لاہوری پارٹی بھی اسلام سے خارج ہے"

(نوائے وقت ۱۱ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

مولانا امین احسن اصلاحی:۔ "لاہوری احمدی کافر نہیں ہیں انہیں گمراہ کہا جا سکتا ہے"

(نوائے وقت ۲ر نومبر ۱۹۵۳ء)

مولانا اختر علی خاں:۔ احمدیوں کے تازہ اعلان کے بعد اب انہیں کافر نہیں کہا جا سکتا ہے"

(آثار۔ ۳۰ر ستمبر ۱۹۵۳ء)

محترم! للہ، علماء کو تکفیر بازی سے روکئے ورنہ اس گروہ کا انجام بخیر نظر نہیں آتا۔ کچھ امید تھی۔ کہ جماعت اسلامی کے امیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی پر مسلک اعتدال تکفیر کے میدان سے الگ رکھیں گے، اور اس بارے میں علماء کی کچھ ایسی اصلاح کر جائیں گے کہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے مگر افسوس ہے کہ اینٹی قادیانی تحریک میں وہ ایسے رہے کہ ان کی روا داری کا سارا بھرم کھل گیا اگر رو میں رہا باشد ہی ان کا مسلک تھا تو انہیں مسلمانوں پر الفاظ کا جادو تو نہ چلانا چاہئے تھا۔ یہیں اگر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قدرت نے مدیر "صدق جدید" کو بیکار پیدا نہیں کیا ہے۔ انہوں نے تکفیر بازی کے اس دور میں جس دور رس نگاہ کا ثبوت دیتے ہوئے فتنۂ تکفیر پر ضرب لگائی ہے۔ اس پر ہم تو کیا رستاند کوئی کہنے والا مجدد بھی داد دے سکے گا۔ مدیر "صدق" کی یہ جرأت تو اپنے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بھی ماند نہ پڑ سکی۔ اسی سے تو موصوف سے درخواست ہے کہ اس فتنہ سے سختی سے باز پرس کریں اور مسلمان فرقوں کو اس امتحان سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دیں تاکہ ایک طرف علماء کا وقار قائم رہے دوسری طرف خدا۔ رسول۔ کتاب اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے اور کلمۂ شہادت کے شریک دستی اسلام سے باہر نہ کئے جا سکیں۔

مدیر "صدق" کے بعد کوئی نظر نہیں آتا جو اس میدان میں اتنی جرأت کا ثبوت دے سکے۔ اگر موصوف نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کوئی مستقل منصوبہ نہیں بنایا تو قدرت کی باتیں تو دوسری ہیں علماء کو اس کا احساس دلانے والا بھی ڈھونڈے سے نہ مل سکے گا۔"

(ہفتہ وار صدق جدید لکھنؤ ۸ر جنوری ۱۹۵۴ء)

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کا سالانہ کھیلوں کا جلسہ

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا سالانہ کھیلوں کا جلسہ بروز شنبہ مؤرخہ ۶ر فروری ۱۹۵۴ء احاطۂ سکول میں منعقد ہوا۔ چوہدری محمد نسیم صاحب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن نے جلسہ کی صدارت فرمائی اور انعامات تقسیم کئے۔

سکول کے طلباء نے مختلف ورزشی کھیلوں اور دوڑوں میں حصہ لیا اور ایک مصنوعی جنگ کا نقشہ پیش کیا جو نہایت دلچسپ اور کامیاب تھا۔ پروگرام کے آخر میں سکول کے پرانے طلبا اور جہلاء اور اساتذہ سکول نے بھی دوڑوں میں حصہ لیا۔

ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ دوران سال میں سکول کے کئی طلبا نے مختلف ورزشی مقابلوں میں متعدد انعامات حاصل کئے ہیں اور اس سکول میں کھیل کو اس کا صحیح مقام دینے کی سعی کی جاتی ہے، اور طلباء میں اچھے اخلاق، جذبہ اشتراک عمل اور نظم و ضبط پیدا کرنے کے لئے درس و تدریس اور کھیل دونوں سے یکساں کام لیا جاتا ہے۔ سکول میں مختلف جماعتوں کے باہمی مقابلہ میں نہم ب اول اور ہفتم الف دوسرے درجہ پر آئی اور دونوں کو ٹرافیاں دی گئیں۔ ممتاز ملک متعلم جماعت نہم سال کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

صدر جلسہ نے تقسیم انعامات کے بعد طلبا کو مبارک باد دی اور سکول کے معیار پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے اساتذہ کے کام کی تعریف کی۔

جلسہ بارونق اور ہر لحاظ سے کامیاب تھا۔ اکابرین انجمن، معززین شہر،

ثالثی بورڈ کے متعلق دو خطوط

ان دو خطوط پر مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کا تبصرہ اسی اشاعت میں صفحہ ۳ تا صفحہ ۵ پر ملاحظہ فرمائیے (ایڈیٹر پیغام صلح)

(۱) خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا خط

مکرمی و معظمی مولانا محمد یعقوب خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"موجودہ کشمکش کے متعلق میرے تاثرات" کے عنوان سے آپ کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح مجریہ ۳ فروری ۱۹۵۴ء میری نظر سے گذرا آپ کے دیگر تاثرات پر بحث کرنا میرا مقصد نہیں لیکن ثالثی بورڈ کے متعلق آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ واقعات کے عین مطابق نہیں ہے اور چونکہ میرا نام بھی اسی ضمن میں مذکور ہے اس لئے مجھ پہ یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ اس بارہ میں آپ کے تاثرات کی تصحیح کروں۔

یہ درست نہیں کہ یہ عجیب و غریب فیصلہ بھی کیا گیا کہ یہ فیصلہ کسی کو دکھایا نہ جائے" بلکہ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ اسی وقت فیصلہ کی ایک نقل خواجہ نذیر احمد صاحب کو جو بورڈ کے کنوینر مقرر کئے گئے تھے دیدی گئی تھی اور انہوں نے اسے اپیل کے ساتھ جماعت کے لئے شائع کر دینا تھا اور جہاں تک مجھے علم ہے اسی رات یہاں اصحاب کے سامنے پیش ہو کر زیر بحث آچکی تھی جو حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے مکان پر جمع تھے فیصلہ کی صرف ایک شق کے مخفی رکھنے کا فیصلہ ہوا تھا جس کے متعلق میں آگے چل کر عرض کروں گا۔

یہ بھی آپ نے درست نہیں فرمایا کہ جو قاصد میرے پاس نقل لینے آیا "وہ بے نیل و مرام واپس آیا اس لئے کہ حسب فیصلہ فیصلہ کسی کو دکھانا نہیں مصدقہ نقل نہ مل سکی" اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ میں ڈاڈر میں رہتا ہوں صرف اتوار کے لئے ایبٹ آباد جاتا ہوں۔ مجھے ماسٹر غلام ربانی صاحب ایبٹ آباد میں ملے جن کے پاس خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کا خط تھا جو وہ ان سے پشاور سے لائے تھے۔ یہی ماسٹر صاحب وہ قاصد تھے جن کا ذکر آپ نے اپنے تاثراتی بیان میں کیا ہے، مجھے ملنے کے بعد وہ اپنے گاؤں چلے گئے اور جہاں تک مجھے علم ہے واپس لاہور آج تک نہیں گئے خان بہادر صاحب پشاور سے واپس جب وہ دوسرے یا تیسرے روز آئے تو میں نے اپنے خاص ملازم کے ہاتھ ان کی خدمت میں فیصلہ کی نقل بھیجدی مصدقہ نقل سے مراد یہی تھی کہ ان کی تصدیق اس پر ہو مجھے پھر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے وہ نقل لاہور بھیجی تھی یا نہیں۔ فیصلہ میں شق نمبر ۳ جو خواجہ نذیر احمد صاحب کے اصرار پر بورڈ کی مساعی کو ناکامی سے بچانے کے لئے شامل کر لی گئی تھی ایک پولیس افسر کے مشورہ پر جو میٹنگ میں موجود تھے مخفی رکھنے کا اس لئے فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس میں ایک دل آزارانہ پہلو تھا اور ہماری دلی خواہش تھی کہ کسی وجہ سے بھی کوئی شخص چھوٹا ہو یا بڑا جماعت کے اتحاد سے باہر نہ رہ جائے۔

اب جبکہ اس فیصلہ کی مصدقہ نقول فریقین کے پاس پہنچ چکی ہیں اور غالباً وہ اب شائع ہو جائے گا اس سے یہ امر آپ پر بخوبی روشن ہو جائے گا کہ اس شق میں بھی ہرگز کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے ان باتوں کے لئے جواز کی صورت پیدا ہو جائے جو فیصلہ کے خلاف اس وقت تک عمل میں آچکی ہیں۔ جماعت کو انتشار سے بچانے کی اس آخری کوشش کو کس نے بند کیا "ڈیڈلاک اور تصادم" کی حقیقی وجوہات کیا ہیں اور بدعہدی کا مجرم کون ہے آپ سے مخفی نہیں۔ فیصلہ کو شائع کرا دیں دوسرے لوگ بھی دیکھ لیں گے۔

مجھے آپ کی انصاف پسندی سے پوری پوری توقع ہے کہ میرے اس خط کو اخبار میں شائع فرما دیں گے اور میرے متعلق آپ کے مضمون سے جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اس کا مناسب ازالہ فرما دیں گے۔ فقط والسلام

سعید احمد

(۲) فاروقی صاحب کا خط

۲۹ گلبرگ کالونی لاہور۔ ۱۱ فروری ۱۹۵۴ء

مکرمی خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مورخہ ۱۰ فروری کے پیغام صلح میں صفحہ ۵ پر آپ کا مضمون "ہمارے اسلامی نمونوں کے امتحان کا وقت" پڑھا۔ چونکہ آپ نے مضمون کے آخر میں جملہ احباب کو دعوت دی ہے کہ اس موجودہ جھگڑے کا بہترین حل تجویز کریں۔ اس لئے میں یہ چند سطور آپ کو لکھنے لگا ہوں جیسا آپ نے وعدہ کیا ہے۔ اسے اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔

جیسا آپ نے مضمون کے اوپر لکھا ہے اختلاف امتی رحمۃ۔ یہ صحیح ہے بشرطیکہ دونوں فریق نیک نیتی سے کام لیں اور حقیقت کو نہ چھپائیں۔ تاکہ اختلاف سے بھی کوئی مفید نتیجے مترتب ہو سکیں۔ مگر اگر ایک فریق ضد پر اتر آئے اور اپنی بات ہی منوانے پر مصر ہو۔ تو ایسی حالت میں کہ جماعت کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ حکم قرآنی یہ ہے۔ کہ دونوں فریق میں صلح کرانے کی کوشش کی جائے اور کوئی ایسا حل نکالا جائے جس پر دونوں فریق اتفاق کریں۔ اور قوم کے مفاد کو نقصان نہ پہنچے۔ اگر اس پر بھی ایک فریق اپنی ضد پر قائم رہے تو پھر حکم قرآنی کے ماتحت باقی مومنین کو حکم ہے کہ ان کا مقابلہ کریں اور انہیں راہ راست پر لائیں۔ اب ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ صورت حال کیا ہے۔

۲۷ دسمبر کی رات کو احمدیہ بلڈنگس لاہور کی احمدیہ مسجد میں مجلس معتمدین کے جلسہ کے اختتام پر۔ .... کئی ایک ممبران بھی رخصت ہو گئے۔ تو باقی ممبران نے اپنا ایک جلسہ رچایا۔ اور نئے آئین اور نئے عہدیداران کا انتخاب کیا۔ میں اس پر یہاں بحث نہیں کرنا چاہتا کہ یہ میٹنگ آئینی تھی یا غیر آئینی۔ مگر اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اس واقعہ کے بعد جماعت میں دو فریق ہو گئے۔ اور بالآخر واقعات نے مجبور کیا کہ کوئی Compromise یا ثالثی کا طریقہ نکالا جائے جو حکم قرآنی کے مطابق تھا۔

(۲) مولانا صدرالدین صاحب نے اور میاں محمد صاحب نے دونو فریقوں کے لیڈر ہونے کی حیثیت سے یہ لکھکر عہد کیا کہ ثالثی بورڈ کے چار ممبران یعنی ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ غلام ربانی خان صاحب۔ حافظ محمد حسن چیمہ صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب جن امور پر متفقہ فیصلہ کریں وہ ہر دو فریق حضرات کو اور ان کے ساتھیوں کو منظور ہوگا۔ چنانچہ بہت رد و کد کے بعد ایسا ایک عہد نامہ لکھا گیا اور اس پر دستخط چاروں ممبروں کے ہو گئے۔ چونکہ سوائے خواجہ نذیر احمد صاحب کے باقی تین حضرات لاہور سے باہر تشریف لے گئے اس لئے خواجہ نذیر احمد صاحب اس عہد نامہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے لاہور میں موجود تھے۔ عہد نامہ کے مضمون کو کیوں علی الفور شائع نہ کیا گیا۔ یہ آپ ان چاروں ممبروں سے پوچھئے۔ اس وقت تک وہ عہد نامہ یعنی اس کی مصدقہ نقل آپ اور سب دوستوں اور تمام جماعتوں کو جا چکی ہے۔ اس کو پڑھئے اور خود اندازہ لگائیے کہ جو باتیں آپ لوگ منوانا چاہتے تھے وہ سب اس میں موجود ہیں۔ یعنی ۷ فروری کو مجلس معتمدین کے سامنے نیا آئین پیش ہونا تھا۔ اور ۲۸ مارچ تک انتخابات ہو کر نئی مجلس معتمدین قائم ہو جاتی اور نئے عہدیداران کا انتخاب ہونا تھا۔ اور اغلباً جیسے کہ عہد نامہ سے ظاہر ہے۔ مولانا صدرالدین صاحب بارہ امیر قوم اور آپ صاحب صدر کے لئے چنے جاتے۔ نئی مجلس منتظمہ دفتر انجمن میں جو تغیر و تبدل چاہتی کرتی۔ اور جو پالیسی نئی مجلس معتمدین بناتی اس پر عمل درآمد ہوتا۔ اب دیکھئے کہ آپ لوگوں نے کس طرح اس صحیح راستے پر چلنے سے انحراف کیا۔

(۳) ۲۸ جنوری ۱۹۵۴ء کو بعد از نماز جمعہ مجلس منتظمہ کا اجلاس جنرل سیکرٹری عبدالعزیز خان صاحب نے بلایا۔ اس میں سابقہ مجلس منتظمہ کے ممبروں کو شمولیت کی دعوت دی گئی تھی چنانچہ وہ شامل ہوئے۔ جب اس بات پر اعتراض ہوا کہ اس مجلس کا ایجنڈا کوئی نہیں بھیجا گیا اس لئے یہ مجلس غیر آئینی ہے اور صاحب صدر کی اجازت لینی چاہیئے تھی تو خواجہ نذیر احمد صاحب (جو کہ ثالثی بورڈ کے ممبر تھے) نے کہا کہ عہد نامہ کے مطابق صاحب صدر اپنے اختیارات استعمال کرنے کے مجاز نہیں ہیں اور جنرل سیکرٹری سب کرتا دھرتا ہوگا۔ اس پر ممبران نے مطالبہ کیا کہ عہد نامہ کی نقل منگوائی جائے تاکہ پوزیشن واضح ہو سکے اس وقت تک جنرل سیکرٹری نے دفتر انجمن کے بعض کلرکوں کو برخاست یا معطل کر دیا تھا۔ اس پر حافظ محمد حسن صاحب (جو کہ ممبر ثالثی بورڈ تھے) کا ایک خط بھی پیش ہوا جس میں اس بات پر اعتراض کیا گیا تھا کہ صاحب صدر (یعنی میاں محمد صاحب) کے یہ اختیارات سلب نہیں ہو گئے ہیں۔ اور عہد نامہ کے مطابق عمل ہو۔ خواجہ نذیر احمد صاحب مصر تھے کہ یہ اختیارات سلب ہو گئے ہیں...

...... جب تک عہد نامہ کا مضمون موصول نہ ہوتا کم از کم اور باتوں پر مثلاً نئے آئین کے پیش کرنے کی بابت اور بعد میں انتخابات کا انتظام کرنا۔ اس پر تو عمل درآمد ہونا چاہیئے تھا۔ مگر ہوتا کیا ہے۔ کہ آپ سب لوگ ایک تو بازی لگانے میں

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۳)

رفتار عالم

کراچی - ۸ فروری - ۲۷ مئی ۱۹۵۳ء کو اعلان کردہ مرکزی انجنیئرنگ کی سروسوں کے امتحان ۱۹۵۳ء کے ذریعہ پر کی جانے والی خالی آسامیاں ۲۰ سے بڑھا کر ۲۲ کر دی گئی ہیں۔ آج پاکستان پبلک سروس کمیشن کے جاری کردہ ایک نوٹیفکیشن میں اس امر کا اعلان کیا گیا ہے -

جن دو آسامیوں کا اضافہ ہوا ہے ان میں سے ایک سول انجنیئرنگ ڈپارٹمنٹ میں اور دوسری سگنل انجنیئرنگ ڈپارٹمنٹ میں ہے -

بہرکیف حکومت کو ضرورت محسوس ہونے پر آسامیوں کی تعداد میں کمی یا اضافہ کرنے کا حق ہے -

کراچی - ۸ فروری - ہز رائل ہائی نس آغا خان نے پاکستانی شہریوں کو برطانیہ - فرانس - مغربی جرمنی - اٹلی اور آسٹریلیا میں مختلف سائنسی اور فنی مضامین کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۸ وظیفوں کی پیشکش کی ہے - ہر وظیفہ کی مدت تین سال ہوگی - یہ وظیفے ان چار وظیفوں کے علاوہ ہیں جو ہز رائل ہائی نس نے گذشتہ سال پیش کئے ہیں۔ حکومت پاکستان نے شکریہ کے ساتھ اس پیشکش کو قبول کر لیا ہے - امیدواروں کا انتخاب پاکستان اکیڈمی آف سائنس کرے گی -

لاہور - ۱۰ فروری - ملک فیروز خان نون نے آج یونیورسٹی ہال میں دنیائے اسلام کی اخباری نمائش کا افتتاح کیا۔ ملک فیروز خان نون نے اپنے افتتاحی خطبے میں اس بات پر بھی زور دیا کہ عالم اسلام کے اخباروں کی متفقہ آواز دنیا کی ایک بہت بڑی طاقت بن سکتی ہے -

نمائش میں پاکستان کے علاوہ تیرہ اسلامی ممالک افغانستان الجزائر، مصر، انڈونیشیا، ایران، عراق، اردن، لیبیا، سعودی عرب شام ترکیہ لبنان اور یمن کے تقریباً ایک ہزار روزنامے، ہفتہ وار اور رسائل رکھے گئے ہیں - جن سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان ملکوں کے اخباروں نے جن کی آبادی بہت کم اور جن کے ذرائع بہت محدود ہیں کتنی ترقی کر لی ہے اور طباعت و اشاعت کے اعتبار سے ان میں کتنی جدت پائی جاتی ہے -

کراچی - ۱۰ فروری - چودھری محمد ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی کے فیصلے کو چیلنج کیا جس نے ریاست کو بھارت میں ملحق کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے پنڈت نہرو سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس فیصلے کو واضح اور غیر مبہم الفاظ میں غلط قرار دیں۔ آپ نے کہا کہ وزیر اعظم بھارت کی طرف سے اسی قسم کے اعلان ہی کی وجہ سے اس مرحلے میں حفاظتی کونسل سے رجوع کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہ سکے گی -

لندن - ۱۰ فروری - معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ حال ہی میں مشرقی روس میں ایٹمی ہتھیاروں کی مشق کی گئی تھی۔ لندن کے باخبر حلقوں کا اندازہ ہے کہ روس ہر سال ایک سو ایٹم بم تیار کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے دوسرے ایٹمی ہتھیار بھی تیار کر لئے ہیں جن کی وقتاً فوقتاً مشق کی جاتی ہے -

نئی دہلی - ۱۰ فروری - پاکستان کے لئے امریکہ مجوزہ فوجی امداد کے خلاف پروپیگنڈے کی زبردست مہم کے باوجود بھارت کو آئندہ مالی سال میں امریکہ کی طرف سے سات کروڑ اکہتر لاکھ ڈالر کی مالی امداد حاصل کرنے کی امید ہے۔ سال رواں میں بھارت امریکہ سے سات کروڑ اکہتر لاکھ ڈالر کینیڈا سے ایک کروڑ پچاس لاکھ ڈالر اور آسٹریلیا سے تیس لاکھ پونڈ کی مالی امداد حاصل کر چکا ہے۔

ڈھاکہ - ۱۰ فروری - ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کو معلوم ہوا ہے کہ مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے پنڈت نہرو وزیر اعظم بھارت کے نام ایک مکتوب ارسال کر کے ان پر زور دیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی نے ریاست کو بھارت سے ملحق کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کے بارے میں اپنی پوزیشن واضح کریں۔ مکتوب میں مرقوم ہے کہ نام نہاد اسمبلی کا یہ فیصلہ پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کے اس سمجھوتے کے منافی ہے جو کچھ عرصہ پیشتر دہلی میں ہوا تھا -

لاہور - ۱۰ فروری - میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خاں نے آج فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں اس بات پر زور دیا کہ خواجہ ناظم الدین نے قادیانیوں کے خلاف تنازع کی حوصلہ افزائی کی تھی تاکہ وہ مساویانہ نمائندگی کو اپنے لئے منظور کرا لینے کے لئے مغربی پاکستان کے باشندوں کو مذہبی نزاع میں الجھائے رکھیں -

انہوں نے دعوے کیا کہ تحریک کے دوران میں سابق وزیر اعظم کا یہ طرز عمل اور رویہ ایسا رہا تھا کہ جس سے اس امر کی جانب اشارہ ہوتا ہے کہ وہ تحریک کی مدد سے میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کو وزارت اعلیٰ کے عہدے سے ہٹانا چاہتے تھے - جنہیں وہ مساویہ نمائندگی کی منظوری کے لئے سد راہ تصور کرتے تھے -

لاہور - ۱۰ فروری - ۱۰ ر چودھری اکبر علی خاں وزیر تعلیم پنجاب نے سنٹرل ماڈل سکول لاہور کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات میں صدارت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے ملک کے نونہالوں کی ذہنی عقلی اور جسمانی تقویت پر زور دیا آپ نے ہیڈ ماسٹر کو مبارک باد دی کہ انہوں نے سکول کی شاندار تعلیمی روایات کو برقرار رکھا ہے آپ نے اس امر پر زور دیا کہ اسی قسم کا ایک ایک سکول ہر ضلع میں قائم ہونا چاہیئے -

کراچی - ۱۰ فروری - مرکزی صنعتی تحقیقاتی تجربہ گاہیں کھاری نمک کا کوئی ایسا بدل تلاش کرنے کے لئے تجربے کر رہی ہیں جو مکمل طور پر یا زیادہ تر پاکستانی خام مال سے تیار کیا جا سکے - کھاری نمک کھالوں اور چمڑے کو محفوظ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے -

کلکتہ - ۱۰ فروری - مغربی بنگال کے ۲۲ ہزار اساتذہ نے آج سے ہڑتال کر دی ہے - یہ اساتذہ ثانوی سکولوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ان کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں -

کراچی - ۱۰ فروری - پاکستان میں متعین ڈنمارک کے سفیر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ڈنمارک کی اعلیٰ درجے کی مشینیں پاکستان کو صنعتی بنانے میں بڑی مدد دے سکتی ہیں ؛

ثالثی بورڈ کے متعلق دو خطوط

(بقیہ از صفحہ ۱۱)

اور اغلباً یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ ۲۷ دسمبر کے مزعومہ پاس شدہ آئین اور نام نہاد نئے عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا جائے - یہ فیصلہ کس نے کیا؟ سابقہ مجلس منتظمہ... جو ممبران ۸ جنوری کو بلائے گئے تھے - ان کو اس تنظیم سے تو کوئی خبر نہیں دی گئی - اغلباً کوئی نئی مجلس منتظمہ چن لی گئی۔ اور اس کے فیصلہ جات پر عمل درآمد شروع ہو گیا .... گویا یہ کارروائی قطعی بے ضابطہ ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ سب لوگ ایک شخص کے ہاتھ میں کٹھ پتلیوں کی طرح ناچ رہے ہیں .... اور عہد نامہ کی خلاف ورزی کروائی۔ افسوس ہے اگر آپ لوگ ذرا صبر سے کام لیتے تو سب کام آپ لوگوں کی توقع کے مطابق سرانجام پا جاتے۔ اور جماعت میں یہ انتشار اور بد دلی بھی نہ پھیلتی -

(۲) .... اگر خدا کا ڈر کچھ دل میں ہے اور نیت نیک ہے تو حق بات ظاہر ہونے پر اپنی غلطیوں کا بھی اعتراف کیجئے .... عہدے نام وغیرہ کو چھوڑ دیجئے - عہد نامہ کی طرف آ جایئے - اس میں آپ کی سبکی نہیں ہوگی بلکہ عزت ہوگی - عہد نامہ کو توڑ پھوڑنے کے لئے سب ثالث انہی چار ثالثوں کو رکھئے مگر کارروائی باضابطہ ہونی چاہیئے - جو آپ نے بے ضابطگیاں کی ہیں ان کی تلافی کیجئے - کیونکہ وہ عہد نامہ کے خلاف ہیں۔ آپ کو تو دعوے ہے کہ مجلس معتمدین میں آپ کے ہم خیال ممبران زیادہ ہیں پھر آپ کو ڈر کس بات کا ہے - ان کو رکھیں اور ان کے آگے معاملہ رکھیں۔ آخر مجلس معتمدین ہی حضرت مسیح موعود کی صحیح جانشین ہے اس کا فیصلہ واجب العمل ہے .... والسلام

خاکسار ممتاز احمد فاروقی

لاہور کے احمدی نوجوانوں سے ضروری درخواست

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی ماہانہ مجالس ہر اتوار باقاعدگی کے ساتھ بعد از نماز عصر ½ ۳ بجے احمدیہ دفتر میں احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوتی ہیں - جماعت لاہور کے تمام نوجوان دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان مجالس میں ضرور شرکت فرمائیں اور ایسوسی ایشن کی توسیع و استحکام میں ہماری معاونت کریں - آئندہ مجلس مورخہ ۲۱ فروری کو منعقد ہوگی امید ہے آپ ضرور شرکت فرمائیں گے

خاکسار سلطان محمد سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن

پیغام صلح ۱۷ فروری ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳ شمارہ ۶

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ
آرگن
پیغامِ صلح
ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴ فروری سنہ ۱۹۵۴ء | نمبر ۷

صلی اللہ علیہ وسلم

مُرتضیٰ خاں حسن

رحمتِ یزداں ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
فخرِ رسل سرتاجِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مجد و شرف میں ان کا ثانی کوئی نہیں ہے کوئی نہ ہوگا
ارفع و اعلیٰ افضل و اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ساقیٔ کوثر شافعِ محشر خلق ہوا جن کے لئے عالم
نازاں اُن پر دُودۂ آدمؑ صلی اللہ علیہ وسلم
پُوری ہوگئی حق کی حُجت ہوگئی اُن پر ختم نبوت
ہیں وہی خاتم اور وہی خاتَم صلی اللہ علیہ وسلم
موسیٔ عمراں عیسیٔ مریم مقتدیوں میں ان کے ہیں شامل
اُن کی امامت سب پہ مسلّم صلی اللہ علیہ وسلم
عرشِ بریں سے فرشِ زمیں تک جلوہ فگن انوار ہیں اُنکے
خیرہ ہے جن سے دیدۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اُن کی شریعت شرعِ مبیں ہے کامل اُن کا دینِ متیں ہے
سب پر فائق سب پہ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
ذاتِ مقدس کانِ مروت منبعِ احساں چشمۂ رحمت
صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

انتخاب ممبرانِ مجلسِ معتمدین

اس وقت تک کہ اخبار پریس میں جانے کو آخری وقت ہے جماعت کے مختلف حلقوں سے مجلس معتمدین کے ممبران کے انتخابات کی جو اطلاعات وصول ہوئی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

پشاور :- (۱) پروفیسر محمد ناظم صاحب (۲) مولوی عبداللہ جان صاحب -

ضلع پشاور :- (۱) [illegible] صاحب (سفید ڈھیری) (۲) عبداللطیف [illegible] بی اے بی ٹی (شیخ محمدی)

ضلع مردان :- (۱) سید عبدالجبار شاہ صاحب سفارتخانہ سابق بادشاہ [illegible] (۲) ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب سول سرجن مردان ۔

ضلع ہزارہ :- (۱) خان بہادر غلام ربانی خان صاحب (۲) قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل (۳) شیخ عبدالعزیز صاحب افسر محکمہ جنگلات (۴) پروفیسر خلیل الرحمن صاحب -

راولپنڈی :- (۱) بشارت احمد صاحب بقا -
(۲) ڈاکٹر محمد عبدالرحمن صاحب

جہلم :- (۱) مستری یعقوب علی صاحب (۲) شیخ عبدالعزیز صاحب ۔

سیالکوٹ شہر :- (۱) خواجہ محمد اصغر صاحب ۔
(۲) شیخ محمد عبداللہ صاحب -

سیالکوٹ چھاؤنی :- شیخ انعام اللہ صاحب

بدوملہی (ضلع سیالکوٹ) چوہدری غضنفر علی صاحب

وزیرآباد :- (۱) ڈاکٹر وزیر احمد صاحب (۲) شیخ نثار احمد صاحب

گوجرانوالہ :- سیٹھ چراغ دین صاحب

لاہور :- (۱) ڈاکٹر اللہ بخش صاحب (۲) کرنل بشیر حسین صاحب، (۳) ایس اے رحیم صاحب ٹاؤن پلینر (۴) خواجہ نذیر احمد صاحب (۵) چوہدری شکر اللہ صاحب (۶) ملک عبدالغنی صاحب امپیریل کمپنی (۷) پروفیسر عنایت علی خاں صاحب -

لاہور چھاؤنی :- سید سلطان علی شاہ صاحب ۔

لائلپور :- (۱) شیخ میاں عزیز احمد صاحب
(۲) شیخ میاں مولا بخش صاحب -

جھنگ :- شیخ محمد لطیف صاحب

ملتان :- (۱) شیخ میاں فاروق احمد صاحب (۲) خان عبدالعزیز خان صاحب مالک عزیز ہوٹل -

ضلع ملتان :- راجہ عبدالحمید صاحب -

ڈیرہ غازی خان :- خان عبدالرحیم صاحب جانڈیہ -

آزاد کشمیر :- چوہدری احسان الحق صاحب بی اے ایل ایل بی [illegible] میرپور -

کراچی :- میاں غلام عباس صاحب (۲) شیخ عبدالعلی صاحب (۳) چوہدری امجد خان صاحب -

بہاولپور :- شیخ میاں بشیر احمد صاحب مالک کاٹن فیکٹری خانپور (ریاست بہاولپور)

"پیغامِ صلح" سہ روزہ ہوگیا

الحمدللہ کہ پیغام صلح کو سہ روزہ شائع کرنے کی منظوری آگئی ہے اور یہ پرچہ اسی سلسلہ کا پہلا نمبر ہے جو آٹھ صفحات پر شائع ہو رہا ہے۔ اس کے بعد دوسرا پرچہ ہفتہ کے دن شائع ہوگا جو چار صفحات پر مشتمل ہوگا۔ اسی طرح ہر بدھ اور ہفتہ کو آٹھ اور چار صفحات پر اخبار شائع ہوا کرے گا۔ افسوس ہے کہ کاغذ زیادہ نہ ملنے کی وجہ سے فی الحال ہفتہ وار ایڈیشن کو ہی دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا ہے تاکہ جماعت کو موجودہ حالات و واقعات کی خبریں جلد جلد پہنچتی رہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ کاغذ کا کوٹا بڑھ جائے تو دونوں پرچے آٹھ آٹھ صفحات پر شائع ہوا کریں۔ موجودہ حالات میں بھی ہم حسب گنجائش اخبار کو بہتر اور مفید بنانے کی کوشش کرتے رہیں گے انشاء اللہ تعالےٰ ۔

پیغام صلح لاہور — فروری ۱۹۵۴ء

اسلام کی پیشکش یورپ کے لئے

یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ ایک مستقل اور پائیدار تہذیب کی عمارت دو ستونوں پر کھڑی ہو سکتی ہے:-

(۱) خلاق عالم پر ایک محکم اور غیر متزلزل ایمان

(۲) اتحاد نسل انسانی کا قیام

افسوس کہ یورپ کی موجودہ مادیت کی رَو نے ان دونوں ستونوں کو منہدم کر دیا ہے خدائے بزرگ و برتر کا تصور یورپ کے دل و دماغ سے محو ہو چکا ہے اور اتحاد کی بجائے افتراق و انشقاق کا دَور دَورہ ہے۔ دُنیا کے بڑے بڑے مدبرین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مادیت پر تہذیب عالم کی بنیاد رکھنا سراسر ایک غلط تصور ہے۔ تہذیب کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ قومیں آپس میں دست و گریباں اور ایک دوسرے کی تباہی اور بربادی کے درپے رہیں اور دنیا میدانِ کارزار بنی رہے۔ اس کا اصل مقصد دنیا میں امن اور راحت کو قائم کرنا اور ایک ایسا بین الاقوامی نظام معرض وجود میں لانا ہے جس سے تمام بنی نوع انسان **اخلاقی، اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی** ترقی کی منازل طے کر سکیں، یورپ اس حقیقت سے خوب آشنا ہے کہ موجودہ صورتِ حالات یوماً فیوماً اس کو ہلاکت کی طرف لے جا رہی ہے، ایک دوسرے پر چیرہ دستی حاصل کرنے اور اپنے سیاسی تفوق کو قائم کرنے کی فکر نے یورپ کی بڑی بڑی طاقتوں کو نعل در آتش کر رکھا ہے۔ یہ سب کچھ ایک عالمی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ اگر یورپ اقوام عالم میں صلح اور امن کی بنیادیں استوار کرنا چاہتا ہے تو اسکو اسلام کے قائم کردہ اصولوں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اسلام ہی ایک ایسا نظام ہے جو ایک عالمگیر اخوت قائم کرنے اور دنیا کی مختلف قوموں کو ایک متحدہ قومیت بنانے میں کامیاب ثابت ہوا ہے۔ یہ وہ عظیم الشان طاقت ہے جس نے مادیت کے بُت کو توڑا اور تہذیب کی بنیاد خدائے واحد سے صحیح تعلق اور مخلوق خدا سے سچی اور بے لوث ہمدردی پر رکھی۔ یہی وہ طاقت ہے جس نے مسلمانوں کو ایک قلیل عرصہ کے اندر دنیا کی سیادت کے تخت پر بٹھا دیا۔ جہاں تک مادی طاقت کا سوال ہے، روم اور ایران کی سلطنتیں دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھیں، ان کی عسکری طاقت، ان کے سامانِ حرب، ان کے جاہ و حشم کے مقابلہ میں عرب کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ تاہم اسلامی یورش کے سامنے یہ عظیم الشان سلطنتیں پر کاہ کی طرح اُڑ گئیں۔ مادیت کو اپنے تمام ساز و سامان اور لاؤ لشکر کے ساتھ روحانیت کے سامنے جھکنا پڑا۔ روحانی تہذیب باوجود ظاہری بے سروسامانی کے مادی تہذیب پر غالب آگئی اور اس رُوحانی تہذیب نے دنیا کے جس خطہ پر اپنا قدم رکھا اس کو جنت ارضی بنا دیا حتیٰ کہ غیر بھی ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر جان و دل سے اس کے حامی و مددگار بن گئے۔ جس پر تاریخ عالم کے اوراق گواہ ہیں۔ اور جس کو خود یورپین محققین نے تسلیم کیا ہے اور اس کو قرآن مجید اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا معجزہ قرار دیا ہے۔

اسلام نے رواداری کی تعلیم دے کر تمام اقوام عالم میں رشتہ اخوت کو مضبوط بنایا۔ اور اس باب میں یہاں تک اہتمام کیا کہ غیر مذاہب کے معابد کی حفاظت بھی مسلمانوں کے لئے فرض ٹھیرائی۔ تمام قوموں کے انبیاء پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری قرار دیا جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ہر قوم کے حقوق کی حفاظت کی، اور ہر قوم کو اس کے مذہبی فرائض بجا لانے کی آزادی دی۔ اور اس طرح سے اتحادِ عالم کی بنیادوں کو مستحکم کر دیا۔ یہ ہے صحیح بنیاد ایک صحیح تہذیب کی۔ اور اگر یورپ ایک ایسی تہذیب کا متمنی ہے جو صلح و امن کی ضامن ہو، جو حقیقی راحت کے دروازے کھولے اور جس سے بنی نوع انسان زندگی کے تمام شعبوں میں ترقی کے منازل طے کر سکیں تو اس کا واحد علاج وہی ہے جو اسلام نے تجویز کیا یعنی

(۱) ایک خدا پر کامل ایمان اور ایک

(۲) عالمگیر اخوت کے قیام کا نظام

اگر یورپ اسلام کی اس پیشکش کو اپنا دستور العمل بنالے تو فی الحقیقت دنیا میں امن و آسائش کی حکومت قائم ہو جائے اور آئے دن کے فتنہ و فساد کی آگ ہمیشہ کے لئے بجھ جائے۔

ایک اسلامی مبلغ

معاصر صدق سے ہے

"انگریزی ماہنامہ وائس آف اسلام کراچی (دسمبر نمبر) راوی ہے کہ جمعیۃ الفلاح (فرید روڈ صدر کراچی) کی جانب سے، جو پاکستان کے اہل سنت مسلمانوں کی مرکزی تبلیغی انجمن ہے پروفیسر عبدالباسط نعیم معہ اہل و عیال، بطور اسلامی مشنری کے ... دسمبر کو کیلیفورنیا روانہ ہوئے۔ رسالہ مذکور کا بیان ہے کہ یہ تیسرے اسلامی مبلغ ہیں، جو جمعیۃ کی طرف سے مغرب میں تبلیغ اسلام کے کام پر روانہ ہو رہے ہیں۔

خبر ہر طرح خوش آیند و مسرت انگیز ہے۔ قادیانی اور لاہوری جماعتوں سے مقابلہ کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ان سے مناظرہ و مجادلہ میں اُلجھنے کے بجائے اس تعمیری طریقہ پر اُن سے کام میں آگے بڑھ جانے کی کوشش کی جائے۔ اور بحمداللہ جمعیۃ الفلاح یہی کر رہی ہے۔"

ہم اپنے محترم معاصر کے اس بیان کی تائید کرتے ہیں کہ قادیانی اور لاہوری جماعتوں سے مقابلہ کا صحیح طریق یہی ہے کہ تعمیری طریقہ پر ان سے کام میں آگے بڑھ جانے کی کوشش کی جائے اور ہم ایسی کوشش کا صدق دل سے خیر مقدم کریں گے جو اشاعت و تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جمعیۃ الفلاح یا کسی اور جمعیۃ کی طرف سے عمل میں آئے ہی فی الحقیقت مجدد وقت کی بعثت کا اصل مقصد تھا کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے کام پر لوگوں کو لگایا جائے یہ مقصد جس ذریعہ سے بھی حاصل ہو حضرت مجدد وقت اور آپ کی جماعت کی ناکامی نہیں بلکہ فتح کا نشان ہے ؎

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

مولانا عبدالحق صاحب ٹرینیڈاڈ میں

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے ٹرینیڈاڈ پہنچنے پر وہاں کے لوگوں نے جس طرح ان کا خیر مقدم کیا اور آپ کی تقاریر سے بہرہ اندوز ہوئے اس کی کیفیت ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے سیکرٹری صاحب نے اپنے ایک خط میں بزبان انگریزی لکھ کر بھیجی ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ۵ جنوری کو یہاں تشریف فرما ہوئے۔ ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے صدر اور مفتی اور دوسرے عہدیداروں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ اسی شام کو ٹرینیڈاڈ کے مختلف حصص سے کئی سو اشخاص جناب مولانا صاحب کو خوش آمدید کہنے اور آپ کی ملاقات کے لئے جناح میموریل ہاؤس میں جمع ہو گئے۔ الحاج مولوی امیر علی صاحب مفتی ٹرینیڈاڈ نے مسلمانان ٹرینیڈاڈ کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کیا اور کئی ایک دوسرے احباب نے بھی تقریریں کیں۔ مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں خواہش ظاہر کی کہ مولانا صاحب کچھ دن یہاں ضرور قیام فرمائیں اور مسلمانان ٹرینیڈاڈ کو اپنے تبحر علمی سے مستفید فرمائیں۔ مولانا صاحب نے اپنے جواب میں اطمینان دلایا دوران قیام میں جو کچھ ان سے خدمت ہو سکے گی کریں گے اور بتایا کہ انہوں نے دنیا کی مختلف متبرک کتب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشگوئیوں کو مطالعہ کرنے پر بڑا وقت صرف کیا ہے اور اسی موضوع پر وہ انشاء اللہ دوران قیام میں اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

آپ نے ٹرینیڈاڈ میں ۱۹ دن قیام کیا اور اس اثنا میں آپ نے تمام ضروری مراکز دیکھے اور ۱۴ لیکچر دیئے اور اس کے علاوہ گفتگو کی مجالس الگ قائم ہوئیں۔ آپ کے تمام لیکچروں میں حاضرین کی بہت بڑی تعداد ہوتی تھی اور وہ سب آپ کے لیکچروں کو بہت پسند کرتے تھے۔

مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگ مثلاً ہندو، عیسائی بھی آپ کے لیکچروں کے مداح ہیں۔ انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اور مذہبی مذاکرات بھی ہوتے رہے۔

مولانا صاحب کی آمد سے مسلمانان ٹرینیڈاڈ کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں پر نقش ہو گیا ہے کہ مولانا صاحب مذاہب عالم کے بہت بڑے سکالر ہیں۔

۲۳ جنوری کو ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے ممبروں اور عہدیداروں کی طرف سے آپ کو ایک الوداعی دعوت بھی دی گئی کیونکہ آپ ڈچ گیانا تشریف لے جا رہے تھے۔ اس موقعہ پر محمد ... صاحب سیکرٹری مسلم لیگ نے ایڈریس پیش کیا اور بعض دوسرے احباب نے بھی تقاریر کیں جس کے جواب میں جناب مولانا صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ وہ گھر سے ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں مگر وہ کوئی اجنبیت محسوس نہیں کرتے۔

مولانا صاحب ۲۴ جنوری کی شام کو ڈچ گیانا کی طرف روانہ ہو گئے۔ ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے عہدیدار ممبر اور دوسرے ... بہت سے ... کرنے کے لئے پہنچے۔

احباب ہوائی اڈے پر الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ آپ نے وعدہ فرمایا کہ واپسی پر بھی آپ ٹرینیڈاڈ تشریف لائیں گے۔

سے میرے اس خیال کو تقویت پہنچی کہ اب پھر اس دو سال تک معلق پالہ کو ٹالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

تیسرا واقعہ یہ تھا کہ ۲۶ دسمبر کو جنرل کونسل کا اجلاس شروع ہو… سابق صاحب صدر ایک اضطراب کا اظہار کرتے رہے کہ کسی طرح نیا آئین پیش نہ ہو۔ اگر ذرا بھی قومی رائے کا احترام ہوتا تو جب شدت کے ساتھ سب طرف سے یہ مطالبہ ہوا کہ آئین سب سے پہلے پیش کیا جائے تو اس کے سامنے جھک جاتے۔ مگر یہاں تو دو سالہ ذہنیت یہی بن چکی تھی کہ ہم خود جماعت ہیں اور حسب معمول اب بھی جنرل کونسل کی اکثریت کی آواز کو ٹھکرا دیا۔ خدا کی شان بیسویں صدی میں یہ آمریت اور وہ بھی مذہب کے نام پر اور اس جماعت کے صدر کی حیثیت سے جس کے لئے مامور وقت کی وصیت تھی کہ ہر ایک قومی معاملہ کا فیصلہ انجمن کی اکثریت سے ہوگا۔ مگر ۲۷ دسمبر کی رات کو سابق صاحب صدر نے حضرت مسیح موعود کی اس وصیت کو دو دفعہ پاؤں تلے روندا ایک شروع میں جب اکثریت کے بالمقابل اپنی خود رائی کو ترجیح دیکر آئین کو پیش نہ ہونے دیا اور پھر دوسری دفعہ اجلاس کے اخیر پر جب رائے طلبی پر اکثریت کی رائے خلاف پائی تو اٹھ کر چلے گئے۔

مامور کے فیصلہ سے انحراف

جو لوگ قانون قانون پکارتے ہیں وہ خدا کے لئے غور کریں۔ کیا مسیح موعود کے قطعی فیصلہ کے بالمقابل کہ ہر ایک معاملہ میں انجمن کی کثرت رائے کا فیصلہ قطعی ہوگا کوئی بھی اور قانون ہمارے لئے قابل توجہ ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا کوئی قاعدہ قانون ہے بھی تو وہ اسی قابل ہے کہ اسے ردی کی ٹوکری کے سپرد کیا جائے ———— مگر اس امر سے سابق صاحب صدر کے اپنے دست راست بھی (بشرطیکہ پارٹی بازی سے بلند رہیں) انکار نہیں کر سکتے کہ سابق صاحب صدر نے دو سال تک مامور کی اس سنہری وصیت کو ٹھکرایا اور قوم کی آواز کو اٹھنے نہیں دیا۔ جہاں بھی دیکھا کوئی دوست جرأت ایمانی سے کام لیکر ان کے منہ پر کلمۂ حق کہہ رہا ہے اسے مورد عتاب کیا اور جو بھی ہاں میں ہاں ملاتا ہے اسے "انعامات خسروانہ" سے نوازا۔ اور اپنے گرد صرف چند حاشیہ برداروں کو جمع کیا۔ جن کا کام صرف اس قدر تھا کہ ان کے اقتدار کو برقرار رکھنے کی مہم جاری رکھیں۔

چوہدری صاحب! یقین رکھیں تحریک ایک لاش بن کر رہ گئی تھی اور چند آدمی اسے نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ یہ تھا اس "قانونیت" کا نتیجہ جو سابق صاحب صدر کے چند ساتھی بار بار قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں جن میں ایک عدد جعلی ریزولیوشن بھی شامل تھا۔

۲۶ دسمبر کی رات کو خدا نے قوم کو بچا لیا۔ چوہدری صاحب جو سیدھے سادے مومن مسلمان ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ کیا آسمان گر جاتا اگر دس پندرہ روز اور انتظار کیا جاتا اور آئین بعد میں پیش ہو جاتا۔ چوہدری صاحب دس پندرہ دن کی بات ہوتی۔ مہینے دو مہینے کی بات ہوتی تو کوئی بات ہی نہ تھی ———— وہاں تو دائمی اقتدار کا منصوبہ تھا۔ چنانچہ ان کے وکیل نے سب سے پہلے مقدمہ میں یہی دلیل پیش کی کہ انجمن کے قواعد کے رو سے صدر ہٹ ہی نہیں سکتا۔ دو سال تک سابق صاحب صدر نے قومی ارادہ (Will) کو ناکارہ بنایا اور چوہدری صاحب اپنی دیہاتی سادگی میں اسی خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ دس پندرہ دن کی بات تھی۔

مقدمات کی دلدل

میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ کسی مصالحانہ ذہنیت کا مظاہرہ ہے کہ ایک طرف تو ثالثی کے فیصلہ پر زور دیا جائے اور دوسری طرف انجمن پر تین عدد مقدمات دائر کئے جاویں۔ یہ مقدمات چند کارکنوں[1] نے دائر کئے۔ پہلے حکم امتناعی لائے جو ایک دن کے بعد ہٹ گیا۔ پھر اکاؤنٹ میں جاکر "تالے توڑے" اور ریورٹا نر پولیٹی تک نوبت پہنچی۔ اور تیسرے ایک اور دعویٰ دیوانی یہ کر رکھا ہے کہ موجودہ نظام کو توڑ دیا جائے۔ میں نے پچھلے مکتوبات میں بھی لکھا ہے کہ مقدمہ بازی احمدیوں کی شان نہیں ہے۔ مگر زبان سے مصالحت مصالحت پکارنے والے ساتھ ہی قوم کو مقدمہ بازیوں کی دلدل میں پھنسا رہے ہیں۔

آخری بات

ایک آخری بات کا جواب دے کر بس کرتا ہوں۔ چوہدری صاحب نے چوہدریوں والی بات کہہ دی ہے۔ لکھتے ہیں "آپ کو فکر دامنگیر ہو رہی ہے کہ صدارت چھن نہ جائے" چوہدری صاحب اس اندیشہ میں حق بجانب ضرور ہیں سابقہ تجربہ یہی ہے کہ صدر صدارت کو چمٹا ہو مشکل سے ہٹتا ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس دفعہ ان کا تجربہ غلط ثابت ہوگا۔

یہ بیانات بیچ میں بطور جملہ معترضہ کے آ گئے جس کا محرک چوہدری سید احمد صاحب کا خط تھا۔ اصل منشاء میرا جنرل کونسل کے منتخب شدہ دوستوں سے یہ درخواست کرنے کا تھا کہ مارچ میں جب کونسل کا اجلاس ہوگا تو اسے قومی فرض سمجھ کر تشریف لاویں اور ضرور اس کے لئے وقت نکالیں۔ انجمن کے نئے عہدہ داروں کا انتخاب اور نئے سال کا پروگرام یہ بڑے اہم قومی کام ہیں۔ سب دوست آئیں اور ایک نئے باب کا افتتاح کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی راہنمائی کرے۔ والسلام

محمد یعقوب خان

قوم کی آواز

(ii)

نئے نظام سے کلی اتفاق

ہم اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ حضرت امام الزمان کے فرمودہ کے مطابق مرکزی انجمن کا جو نیا نظام مجلس معتمدین کی کثرت رائے سے ۲۶ دسمبر ۱۹۵۳ء کو قائم ہوا ہے۔ اس نئے نظام سے ہمیں کلی اتفاق ہے۔ اور ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے حکم تعاونوا علی البر کے مطابق ہم اس نئے نظام سے بکلی مطمئن ہیں۔ اور اس کو اپنی کامل اطاعت اور عملی تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

(۱) فضل الرحمٰن گورداسپوری حال مقیم راولپنڈی ٹرنک بازار (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) (۲) میاں بشارت احمد بقاپوری بی اے M.A.C (رکن مجلس معتمدین) (۳) … الرحمٰن ایس ٹی ای ریلوے ٹرنک بازار راولپنڈی (۴) میاں محمد امین آڈیٹر ملٹری اکاؤنٹس نیا محلہ راولپنڈی (۵) بشارت احمد میاں ایم اے سٹوڈنٹ نیا محلہ راولپنڈی (۶) فخر الدین احمد بی اے … ضلع راولپنڈی چھاچھی محلہ راولپنڈی (۷) محمود اقبال خلوی (ٹرنک بازار راولپنڈی) (۸) … ممبر گورنمنٹ پنشنر (رکن مجلس معتمدین) چھاچھی محلہ راولپنڈی (۹) ڈاکٹر محمد عبد الرحمٰن ایم بی بی ایس انچارج ٹی بی ہسپتال راولپنڈی (۱۰) عبد الحمید پروپرائٹر ایم رمضان اینڈ سنز ایڈورڈ روڈ راولپنڈی (۱۱) شریف احمد مالک حسن برادرس راولپنڈی (۱۲) بشارت احمد ایم رمضان اینڈ سنز راولپنڈی (۱۳) غلام حسین معلم خودی چوک راولپنڈی (۱۴) عبد العزیز معلم خود گوالمنڈی صدر راولپنڈی (۱۵) آفتاب احمد معلم خود بی ایس سی سٹوڈنٹ گوالمنڈی راولپنڈی (۱۶) میاں شریف احمد … ویلکرز راولپنڈی گوالمنڈی صدر (۱۷) میاں نذیر احمد معلم خود انسپکٹر آف ویلکرز راولپنڈی گوالمنڈی صدر (۱۸) مرزا محبوب احمد (؟) راولپنڈی (۱۹) گل عباس (؟) راولپنڈی (۲۰) … مرزا بیگ … راولپنڈی (۲۱) فیاض احمد معلم خود ملازم سی آئی ڈی ایف ای ڈی ٹی چک لالہ (۲۲) محمد … ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ جی ایچ کیو راولپنڈی (۲۳) شیخ محمد خالد اقبال عالم خان روڈ راولپنڈی (۲۴) نذیر احمد … ایف ایس سی ولد میاں عبد الرحیم صاحب نیا محلہ راولپنڈی (۲۵) حکیم شیخ عبد الغنی معلم خود صدر … خادم حکمت کوچہ میاں نبی بخش مرحوم راولپنڈی (۲۶) شیخ عبد الرشید مفید دواخانہ ملتان روڈ راولپنڈی نمبر (۲۷) سید زمان علی شاہ راولپنڈی ریٹائرڈ (؟) (۲۸) ایم اے سلیم جی ایچ کیو راولپنڈی [illegible] چھاچھی محلہ (باقی پھر)

---

[1] ان کارکنوں کے نام یہ ہیں: شیخ محمد آصف صاحب، چوہدری سلطان محمود صاحب، عبد الرؤف صاحب لودھی۔

مصائب و مشکلات میں صبر و استقلال اور تضرّع اور دعاؤں کی ضرورت

انبیائے کرام پر شدید ترین مصائب اور اُن کا پاکیزہ نمونہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وایوب اذ نادیٰ ربہ انّی مسنی الضر وانت ارحم الرّاحمین
...... کل الینا راجعون ——— (الانبیاء رکوع ۶)

حضرت نبی کریم صلعم کا ایمان اور ہمت و استقلال

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے یہ آیات اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ عدیم المثال شخصیت ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر نہایت مضبوط ایمان رکھتے تھے، آپ کے پاؤں میں کبھی تزلزل واقع نہیں ہوا، بہادری اور شجاعت آپ پر ختم تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو بہت بڑے مرد میدان تھے، لیکن وہ بھی فرمایا کرتے تھے، کہ جس وقت جنگ اپنی انتہائی شدت پر پہنچ جاتی تھی تو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹ میں ہو کر لڑتے تھے، حضور کی شجاعت ہمت اور استقلال کی کوئی حد نہیں، اور جو ایمان آپ کو خدا کی ذات پر تھا ویسا ایمان بھی کسی کو نصیب نہیں۔ گھبرانا آپ جانتے ہی نہ تھے، حضرت ابوبکر رضی فرماتے ہیں کہ جب غار حرا میں ہم نے پناہ لی تو دشمن ہمارے سر پر تھا، اور اگر وہ ذرا نظر نیچی کرتا تو ہم کو دیکھ لیتا، ایسی حالت میں خوف پیدا ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتحزن ان اللّٰہ معنا، ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے، کتنے بڑے کلیجہ کا انسان ہے کہ عین اس وقت جبکہ جان کے لالے پڑے ہوں بجائے ڈر جانے کے دوسروں کی تسلی و ڈھارس کا باعث بنتے ہیں۔

آنحضرت صلعم کی شدت مصائب

اتنے بڑے ایمان رکھنے والے کو اللہ تعالےٰ تسلی دیتا ہے اور دوسرے انبیاء کے مصائب کو بیان کر کے ان کے لئے ڈھارس کا موجب ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے سخت ترین مصائب کا سامنا ہے جن میں آپ کو بھی تسلی دینا اللہ تعالیٰ نے ضروری سمجھا، فی الواقعہ آپ کا اور آپ کی جماعت کی مصیبت کا زمانہ لمبا ہو گیا، دو دفعہ آپ کے ساتھیوں کو گھر بار چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے آپ کی شدت مصائب کا حال ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے جن میں آپ نے فرمایا ما اوذی من نبی کما اوذیت کسی نبی کو اس قدر ستایا نہیں گیا جتنا مجھے دکھ دیا گیا، پھر فرمایا نحن معاشر الانبیا اشد بلاءً فالامثل فالامثل ہم انبیاء کا گروہ شدید ابتلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں، پھر ہم سے اتر کر جتنا جتنا کسی کا درجہ ہو اسی قدر ابتلا اس پر آتے ہیں۔

حضرت ایوب کا ابتلا اور شدید مصائب

اس شخصیت کو اللہ تعالےٰ تسلی دیتا ہے اور فرماتا ہے وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین، آپ پر مصائب کوئی نئے وارد نہیں ہوئے، یہ انبیاء پر مصائب آتے رہتے ہیں، ایوب بھی ایک پیغمبر تھے ان پر بہت بڑا ابتلا آیا، ان کے ابتلاؤں کا تذکرہ بائیبل میں سفر ایوب میں مفصل آتا ہے، "سفر ایوب" کے تین چار ابواب میں (۳۸ سے لیکر ۴۲ تک) اس کا ذکر ہے، اس میں بتایا ہے کہ ایوب بڑے نامدار آدمی تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ خدا پرست اور غریب پرور اور مہمان نواز تھے، قوم ان کی مخالفت پر اتر آئی اور اس قدر مخالفت ہوئی کہ گھر بار، مال و جائداد سب تباہ ہو گئے، پھر اس کے بعد بیماریوں میں مبتلا ہو گئے اور سخت ترین مشکلات و مصائب اور بیماریاں ان پر وارد ہو گئیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاروں طرف سے گھٹا ٹوپ تاریکیاں ان پر چھا گئیں ....

....

حضرت ایوب کی درد بھری دعا

اس حالت میں وہ پکارتے ہیں وایوب اذ نادیٰ ربہ [illegible] مسنی الضر وانت ارحم الراحمین، ایک پیغمبر خدا کے آگے دہائی دیتا ہے [illegible] کسی کے سامنے رونے نہیں بیٹھ خدا کے آگے گڑ گڑاتے ہیں، اور اسی کے سامنے اپنی فریاد پیش کرتے ہیں ایوب نے کہا اے مولا میں دکھیا ہو گیا ہوں لیکن تیرے خزانوں میں رحمت کی کمی نہیں [illegible] کس قدر مختصر الفاظ میں سارے "سفر ایوب" کو بیان کر دیا ہے، تفصیل کیا بیان کی جائے [illegible] مسنی الضر اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ میں دکھیا ہو گیا ہوں وانت ارحم الراحمین ان دکھوں کا علاج تیرے ہی پاس ہے تو اپنی رحمت سے ان کو دور کر دے اس درد بھری دعا کو سن کر فرمایا فاستجبنا لہ وکشفنا ما بہ من ضر ہم نے اس کی فریاد کو سن [illegible]۔

دعا کی قبولیت

اس کی دعا کو قبول کر لیا اور جو جو تکالیف انہیں پہنچی تھیں وہ سب دور کر [illegible] اس عبادت کو دیکھیں کس قدر مختصر جملوں میں سارے حالات اور مصائب کو بھی بیان کر دیا اور [illegible] تنے درد بھرے الفاظ میں ان کی دعا کو پیش کیا ہے اور پھر اپنی رحمت اور استجابت کو بھی بیان کر دیا اور پھر ساتھ ہی فرمایا واتینٰہ اھلہ ومثلھم معھم وہ جو اس کا کنبہ منتشر ہو گیا تھا، وہ بھی اسے واپس مل گیا، اور ان کی طرح اور بھی ان کے دست و بازو بنا دیئے [illegible] رحمۃ من عندنا وہ جو ایوب نے کہا تھا انت ارحم الراحمین [illegible] جواب میں فرمایا ہماری جناب سے ان پر رحمت اتری اور اس سے اتری تا کہ لوگوں کو سکھایا [illegible] سے۔

عبادت گذار بندوں پر رحمت الٰہی

وذکریٰ للعٰبدین کہ خدا کے عبادت گذار بندوں کے لئے [illegible] اس میں سبق ہے وہ ان کو دکھوں میں نہیں رہنے دیتا، ان کے دکھ دور کر دیتا ہے اور اپنی رحمت کی [illegible] بارش ان پر کرتا ہے ایوب ہی کے ساتھ مخصوص نہیں جو بھی عبادت کرے، خدا اس سے ایسا [illegible] سلوک کرتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی درد انگیز دعائیں

حضرت ایوب کی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شدید مصائب اور خطرناک حالات کے اندر بڑی بڑی دردناک دعائیں کی ہیں اللّٰھم ان تھلک ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابدا اے اللہ اگر آج تو نے اس چھوٹے سے گروہ کو جو تیری راہ میں سرنگوں ہے ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر تیرا عبادت گذار کوئی نہ رہے گا [illegible] قدر درد انگیز الفاظ ہیں، ان سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکلات و مصائب اور آپ کے [illegible] دل کی کیفیت کا جو اس وقت تھی اندازہ ہو سکتا ہے۔

سخت ترین مصائب کا علاج

ایسے ہی حالات میں حکم ہوتا ہے فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل، یہ آپ کی تسلی کے لئے فرمایا کہ بڑے بڑے دکھ پیغمبروں پر آئے جس طرح انہوں نے صبر سے کام لیا تو بھی صبر کر، آپ کا صبر تو تمام رسولوں سے [illegible] ہوا تھا تاہم آپ کی تسلی کے لئے پیغمبروں کی مثال دے کر صبر کی تلقین کی گئی۔ [illegible] اور مصائب کے دور کرنے کے لئے ایک نسخہ سکھایا گیا اور وہ یہ کہ خدا کے حضور تضرع کرنا سیکھو اس سے سخت [illegible] مصائب دور ہو جاتی ہیں، مصیبتیں انسانوں پر آتی ہیں اللہ تعالےٰ کے ماننے والوں پر بھی مصیبتیں آتی ہیں، بلکہ سب سے بڑھ کر انہیں پر مصائب آتے ہیں، غریبوں سے لے کر بڑے بڑے امیروں [illegible] مشکلات اور مصائب

آتے ہیں تو اس کا علاج یہی ہے کہ خدا کے آگے گر جائے، غور کرو، بڑے بڑے مصائب کے پہاڑ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے، اور ان سے اتر کر دوسروں پر بھی مصائب آتے ہیں کوئی بچتا نہیں، ایسے حالات میں یہی سبق دیا کہ پیغمبر کے نمونہ پر چلو تاکہ مصائب کا برداشت کرنا تمہارے لئے سہل ہو جائے۔

مصیبت کے وقت امتحان

مصیبت کے وقت انسان کا امتحان ہو جاتا ہے، عسر اور یسر دونوں حالتوں میں انسان خدا کو بھول جاتا ہے، دولت بھی ایک ابتلا ہے کہ اس میں انسان خدا کو عموماً بھول جاتا ہے اور اگر مصیبت پیش آجائے تو پھر خدا پر شکایت کرنا شروع کر دیتا ہے، کوئی بچہ مر گیا تو کہتا ہے کوئی خدا نہیں ہے، اگر ہوتا تو اس بچے نے کیا گناہ کیا تھا کہ اس کو مار دیا، یہ واقعات ہیں جو آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں۔ ذرا ذرا مصیبت میں انسان خدا سے دور ہو جاتا ہے، لیکن خدا پرستوں پر بڑی بڑی مصیبتیں آتی ہیں اور وہ ذرا نہیں ڈگمگاتے۔

صبر کے ساتھ رحمت

انہی پیغمبروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا واسمٰعیل وادریس وذا الکفل کل من الصابرین، اسمٰعیل نے کس طرح بیابان میں اکیلی ماں کے ساتھ دن گذارے اور جب جوان ہوئے تو خدا کے حکم پر اپنی گردن خوشی سے چھری کے نیچے رکھ دی، ایسا ہی ادریس اور ذالکفل پر بھی مصائب وارد ہوئے اور ان سب نے صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھایا وادخلنٰھم فی رحمتنا انھم من الصالحین، صبر کے ساتھ رحمت کا بار بار ذکر آتا ہے، یہ صالح بندے تھے جنہوں نے مشکلات میں صبر سے کام لیا خدا کو نہیں چھوڑا، صحیح رستہ سے ادھر ادھر نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ اس لئے ان پر رحمتیں نازل کیں، یہی وہ صالح بندے ہیں کہ ساتھ کیا ہے اس کا قانون ہمیشہ سے مختلف نہیں ہوتا۔

حضرت یونسؑ کا امتحان اور ان کی دعا

وذالنون اذ ذھب مغاضباً ان لن نقدر علیہ۔ مچھلی والے کو بھی سامنے رکھئے، نہایت خطرناک، دکھ کی حالت میں وہ گیا وہ یہ سمجھتا تھا کہ ہماری قضا و قدر میں اس کے لئے کوئی تنگی نہیں، لیکن سختی آئی، اور گھٹا ٹوپ تاریکیاں اس پر چھا گئیں، فنادیٰ فی الظلمٰت ان تاریکیوں اور مشکلات کے اندھیروں میں اس کے دل سے یہ صدا اٹھی ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین، اے مولا میرے دل کے کسی گوشہ میں تیری شکایت نہیں، تو پاک ہے، میں ہی کمزور ہوں، میں نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا۔

ان لن نقدر علیہ کے معنے

یہاں پر ایک فقرہ ہے فظن ان لن نقدر علیہ، تفسیریں لکھنے والوں نے اس کا ترجمہ کر دیا ہے کہ ذالنون نے خیال کر لیا کہ خدا کو اس کے اوپر کوئی قدرت نہیں۔ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے اور ذھب مغاضباً کا یہ ترجمہ غلط ہے کہ وہ خدا سے خفا ہو کر بھاگ گئے نہیں وہ تو قوم کی تکذیب سے خشمناک ہو کر راہ حق میں نکلے اس آیت کا صحیح ترجمہ حضرت ابن عباس نے بیان کیا ہے لکھا ہے انہ دخل ابن عباس علی معاویۃ فقال معاویۃ لقد ضربتنی امواج القرآن البارحۃ فغرقت فیھا فلم اجد لنفسی خلاصاً الا بک فقال وما ھی قال النبی ان لن یقدر اللہ علیہ فقال ابن عباس ھذا من القدر لا من القدرۃ، ایک دن حضرت ابن عباس معاویہ کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ یہ قرآن شریف تو ایک سمندر ہے اس کی موجیں تمام رات مجھے تھپیڑے مارتی رہیں، حتیٰ کہ میں غرق ہو گیا اور کچھ سمجھ نہ آئی، یہ کیا بات ہے کہ ایک نبی اللہ ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ اس پر قدرت نہیں رکھتا، حضرت ابن عباسؓ نے کہا یہاں قدرت کے معنے نہیں ہیں بلکہ قضا و قدر کا ذکر ہے فظن ان لن نقدر علیہ اس کو خیال گذرا کہ خدا کی قضا و قدر میں میرے لئے کوئی مصیبت نہیں، مجھ پر کوئی ایسی مصیبت اس کی طرف سے اترنے کی، اس حالت میں جب مصیبت آئی تو پھر پکارے کہ تو پاک ہے اور میں کمزور ہوں مجھ پر رحم فرما فرمایا فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم، ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا اور اسے غم سے نجات دے دی، تو یہاں قدرت کے معنی میں لن نقدر علیہ کے الفاظ استعمال نہیں کئے بلکہ قضا و قدر کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

یونسؑ کی دعا جو بھی کرے قبول ہوتی ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یونس کے ساتھ خاص نہیں ما دعا بھا مسلم قط الا استجاب اللہ دعاءہ جو بھی مسلمان ان الفاظ میں دعا کرے، اللہ اس کو قبول فرماتا ہے، یہ کیسی عجیب بات ہے کہ دوسرے نبیوں کی دعاؤں کو اس قدر سراہا اور ان کو ایسی اہمیت دی ہے، فرمایا وکذالک ننجی المومنین پیغمبروں ہی کا ٹھیکہ نہیں، ہر ایک شخص جس کے دل میں ایمان ہے اور وہ مشکلات میں ہم کو پکارتا ہے، ہم اس کو نجات دیں گے، یہ نسخہ ہے جس سے ہر مسلمان کو فائدہ اٹھانا چاہیئے، بڑا ہی اس سے کہ خدا اپنے صالح بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور مصائب اور مشکلات کے وقت جب وہ خدا کے آگے جھکیں تو ان کو اپنے فضل سے نجات دیتا ہے اور ان کی مشکلات کو دور کرتا ہے، اس دعا کے الفاظ یہ ہیں لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔

ہماری جماعت پر مصیبت

ہماری جماعت پر بڑی مصیبت آئی ہے۔ یہ مصیبت بہت سخت ہے . . . . تمام جماعت کے افراد ان الفاظ میں دعا مانگتے رہیں حتیٰ کہ خدا تعالیٰ اپنے کرم سے اس مصیبت کو دور کر دے اور امام الزمان کی قائم کردہ انجمن اور جماعت کو زندہ رکھے

آمین یا رب العالمین

قوم کی آواز

(۱)

نقل قرارداد انجمن اشاعت اسلام و روحانیات۔

۲۹ دسمبر ۱۹۵۳ء کو [illegible] مجلس انتظامیہ بزیر صدارت امیر و صدر انجمن ہذا ۲۹-۱۲-۵۳ کو ہوا تھا اور جس کے رو سے حضرت مولوی صدرالدین صاحب و ڈاکٹر میاں محمد صاحب [illegible] ہوا تھا ختم کر کے نیا انتخاب کیا گیا جس کے رو سے حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب امیر قوم اور [illegible] محمد یعقوب خان [illegible] منتخب ہوئے [illegible] منظور ہے اور [illegible] عارضی انتظام جو چند ماہ کے لئے [illegible] [illegible] کے دو مسودے جو [illegible] اور ۱۹۵۳ء میں [illegible] انجمن [illegible] اجلاسوں میں پیش ہونے سے رک گئے [illegible] دو سال گذار دیئے [illegible] کہ انجمن نے کثرت رائے سے جدید آئین منظور کر دیا [illegible] ۱۹۵۲ء [illegible] میں منظور ہوا [illegible] ہمیں جدید انتخاب پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ [illegible] امیر اور صدر پر خوشی ہے اور [illegible] رہے، اور بالخصوص اس امر کی خوشی ہے کہ [illegible] فقط

۲۴/۱/۵۴

(نوٹ:- اس قرارداد [illegible] انجمن اشاعت اسلام و روحانیات کے دستخط ہیں۔ ایڈیٹر پیغام صلح)

(۳)

مظفرآباد (آزاد کشمیر سے)

مخدومی و مکرمی [illegible] صاحب۔ السلام مسنون

[illegible] والیسی [illegible] پیغام صلح کے دو پرچے دیکھے تو باغ باغ ہو گیا الحمدللہ۔ آخر حق کی فتح ہوئی۔ ڈاکٹر نذیر الاسلام اور ڈاکٹر بشیر احمد صاحب قریشی تو مالا کنڈ [illegible] بیان کئے گئے ہیں سے معلوم ہوتا تھا کہ [illegible] یقیناً اس جگہ سے [illegible] ہے۔ یہاں کے دوست خوش ہیں۔ اب تو چندے اور دعا سے سب احباب کو یاد آ رہے ہیں۔ کل ہی محمد دین صاحب [illegible] مجھے بتا رہے تھے کہ انہوں نے پانصد روپیہ کا وعدہ کیا ہوا تھا مگر مرکز کے حالات کے پیش نظر چپ تھے۔ اب انشاء اللہ وعدہ وفا کریں گے کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں میری السلام علیکم عرض کریں۔

یہاں کے احباب کی طرف سے [illegible] ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے [illegible] ہیں۔ اگر آج تک سستی تھی تو مرکز میں نسل پرستی کی وجہ سے تھی۔ (چوہدری) فضل حق کلکٹر کمیشن اینڈ [illegible] آزاد کشمیر گورنمنٹ۔

(۴)

سیالکوٹ چھاؤنی سے:-

مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد عرض کرتا ہوں کہ جب سے آپ [illegible] اور مولانا مرتضیٰ خان صاحب جب سے ادارت کے فرائض سنبھالے ہیں پرچہ درجہ بدرجہ ترقی اور معیاری ہوتا جا رہا ہے [illegible] اس کا سٹینڈرڈ پہلے سے بہت بلند ہو چکا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کا تج ہمارا نصب العین ہونا چاہیے۔ اسی طرح اس کا معیار بھی بہت بلند ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے میں صرف اخبار کی [illegible] دیکھ کر بند کر دیا کرتا تھا کیونکہ پڑھنے میں لطف نہ آتا۔ یہ سلسلہ کے ایک بزرگ کے مقولہ "اگر اس پر چہ کا نکھا ہو تو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے" کا مصداق تھا۔ (باقی پھر سہی)

چوہدری سید احمد صاحب کا خط

(جس کا جواب کسی دوسری جگہ صاحب صدر کے مضمون میں دیا گیا ہے)

مکرم جناب مولانا صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم۔ طالب خیریت بخیریت۔ میں امید کرتا ہوں۔ جیسا کہ اخبار پیغام صلح میں آپ نے لکھا ہے۔ کہ اخبار کے اوراق ہر ایک اعتراض کرنے والے یا اپنے شکوک رفع کرنے والے کے لئے کھلے ہیں۔ اس لئے میں جماعت کے انتشار کے متعلق موٹی موٹی باتیں جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ میں آپ کی قابلیت اور دینداری پر بھروسہ کرتے ہوئے اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ امید ہے میری تحریر پیغام صلح میں درج فرمانے کی تکلیف گوارہ فرمائیں گے۔ میری عرض ہے کہ حضرت امیر مرحوم کی وفات کے بعد آپ نے جماعتی کاموں میں بہت حد تک حصہ لینا چھوڑ دیا تھا۔ باوجود انتشار کو بڑھتے دیکھتے ہوئے علیحدگی پسند کی۔ جس کی نسبت میری اور ایک دو دوستوں کی موجودگی میں نفرت اور بیزاری کا اظہار فرمایا۔ کہ جماعت پارٹی بازی میں پڑ گئی ہے۔ اس لئے میں علیحدہ رہنا پسند کرتا ہوں اس کا ایک بین ثبوت یہ بھی ہے کہ ان دو ڈھائی سال میں شاید ہی کوئی مضمون پیغام صلح میں نکلا ہو۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ نے روزہ افطار کر لیا ہے اور آپ کے مضامین اخبار پیغام صلح میں آنے لگے ہیں۔ لیکن یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ عہدہ صدارت قبول کرنے سے پہلے آپ نے یہ تسلی کر لی تھی کہ اب پارٹی بازی ختم ہو گئی۔ ذرا سوچ کر جواب دیں خصوصاً ۲۹ دسمبر کی رات تک آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ریزولیوشن ایک ایک کر کے ختم ہوئے۔ تو بعد میں خواجہ صاحب نے نیا آئین پیش کیا۔ اس میں کوئی قباحت کی بات نہ تھی۔ کہ خواجہ صاحب اپنی پارٹی کی وکالت کریں۔ اس پر میاں صاحب نے صرف یہی کہا تھا کہ نئے اور پرانے آئین کی ایک ایک کاپی برائے غور ممبران کو بھیجی جائیں اور جنوری میں اجلاس طلب کر کے متنازعہ امور کا فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ کی پارٹی صرف اس لئے لکھا ہے کہ آپ ایک پارٹی سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ موافقین میاں صاحب کو اعتبار تھا۔ اور آپ کی پارٹی نے بھی سمجھا کہ میاں صاحب صدارت سے دستبردار ہونا نہیں چاہتے۔ اور ہم کو ٹال رہے ہیں۔ آپ کا اور آپ کی پارٹی کا حق تھا کہ میاں صاحب کو اسی وقت پابند کیا جاتا۔ کہ جنوری میں فلاں تاریخ تک ممبران کا انتخاب اجلاس میں ہو گا۔ اگر میاں صاحب اس اجلاس میں حاضر نہ ہونے کا ارادہ کریں۔ یا بقول آپ کے ٹال مٹول سے کام لیں۔ تو ان کی صدارت ختم ہو جائے گی اس پر میاں صاحب کے موافقین کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اس سے آپ کی فراخ دلی اور ہمدردی جماعت کا رویہ ظاہر ہوتا۔ کام تو جماعت میں دو ڈھائی سال سے کوئی نہیں ہو رہا تھا سوائے انتشار پھیلانے کے۔ خواہ کسی پارٹی نے کیا۔ ہفتہ عشرہ اور گذر جاتا تو کونسا جماعت کا نقصان تھا۔ لیکن ہوا کیا۔ تو تو میں میں تک تو نوبت پہنچ چکی تھی۔ دھینگا مشتی اور لاٹھی چارج باقی رہ گیا تھا۔ ایسی حالت میں اجلاس کا جاری رہنا گویا فساد کو بڑھانا تھا۔ ولے بخیر گذشت۔ اگر بھائیوں کی طرح اصلاح حال کا خیال کیا جاتا تو نہ پولیس کی مداخلت کی ضرورت پیش آتی۔ اور نہ ممبران بورڈ کی ۱۰ ورم کا ڈھ کی بقول آپ کے فارت گری سامنے آتی۔ معاف کرنا۔ مجھے آپ کی پارٹی کی زیادتی معلوم ہوتی ہے آپ علیحدہ رہتے تو اچھا تھا۔ سامنے آ کر آپ نے کونسا اصلاحی کام کیا۔ پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ ۱۰ فروری کو میاں صاحب نے مجلس منتظمہ کی میٹنگ بلائی تھی۔ اس میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ کہ آپ بورڈ کے فیصلہ کا انتظار کریں۔ اور عبدالعزیز خاں صاحب جنرل سیکرٹری کے عہدے سے ہٹا دیا جاوے۔ کیونکہ ان سے خلاف آئین کام سرزد ہوئے ہیں۔ اور اس کی اطلاع دینے کے لئے خواجہ صاحب کے پاس کرنل بشیر حسین صاحب اور غلام حیدر خاں صاحب نہیں پہنچے تھے۔ کہ اب احمد یار کو (جنرل سیکرٹری) کو عبدالعزیز خاں صاحب چارج دے دیں۔ آپ کو علم ہو گا۔ اس پر بھی ضرور روشنی ڈالیں یہ میں نے سنی سنائی بات کی ہے۔ اب بورڈ کا فیصلہ سنئے۔ سب سے پہلی شق میں متفقہ طور پر ممبران بورڈ کا فیصلہ یہ ہے کہ ۲۸ مارچ تک پرانا نظام میاں صاحب کی صدارت میں قائم رہے گا۔ ممبران بورڈ صرف نیا آئین اور انتخابات نئے کرانے ہوں گے۔ شق نمبر ۳ پر جو آپ یا آپ کی پارٹی زور دے رہی ہے صرف خواجہ صاحب کے شبہ پر کہ شاید میاں صاحب کوئی غبن کریں، یا برطرفی یا برخواستگی کا عمل ان کی طرف سے ہو۔ تو اس کی ضمانت جیمہ صاحب اور ڈاکٹر صاحب کی احتیاط کے طور پر لی جاوے۔ اس میں کہاں لکھا ہے کہ میاں صاحب کی صدارت چھین لی گئی۔ بلکہ یہ لکھا ہے۔ کہ اگر میاں صاحب سے کوئی خلاف معاہدہ بات ظہور میں آ گئے تو ایک ممبر دوسرے ممبران کو فی الفور اطلاع دے۔ اور وہ چاروں اس نئی پیدا شدہ بات کا تصفیہ کریں۔ ۲۸ تاریخ تک پرانا نظام ہی چالو رہے گا۔ باقی رہا خواجہ صاحب کا فیصلہ میں جملہ استثنائیہ۔ تو اس کی نسبت ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ وہ بھی اصل فیصلہ کا جزو نہیں ہوگا۔ جس کی تردید نہ جیمہ صاحب نے کی ہے نہ خان صاحب نے اور وہ کر ہی کیونکر سکتے تھے کیونکہ اصل فریقین کے درمیان تنازعہ اسی بات کا تھا۔ کہ آپ کی پارٹی نے غیر آئینی کارروائی کی ہے۔ یا نہیں سو ممبران نے اس کا فیصلہ کر دیا کہ ۲۸ مارچ تک پرانا نظام قائم رہے۔ یہ جو آپ کی پارٹی بورڈ کا فیصلہ پس پشت ڈال کر الیکشن کروا رہی ہے۔ اور جس طریقے سے الیکشن ہو رہے ہیں۔ سب کو فکر دامنگیر ہو رہی ہے۔ کہ کہیں آئی ہوئی صدارت چھین نہ جائے بد وضعی میں الیکشن کی کارروائی کی نسبت پھر عرض کروں گا۔ کہ کس طرح آپ کو کامیابی ہوئی۔ میں امید کرتا ہوں...... کہ کسی نامناسب الفاظ سے ناراض نہیں ہوں گے۔ اور ضرور اخبار میں میری تحریر چھپوا دیں گے۔ لفظ بلفظ۔ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت میں اتفاق اور محبت پیدا کرے آمین ثم آمین۔

خاکسار

سید احمد۔ دہلی

قوم کی آواز۔ بقیہ از صفحہ ۶

۲۔ ہماری جماعت (خواہ اس کا امیر یا صدر کوئی ہو) کی بنیاد اس پر رکھی گئی ہے کہ وہ اشاعت اسلام کرتی ہے۔ چنانچہ اس کا نام بھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے، اگر کوئی غیر احمدی صاحب یا جماعت اشاعت اسلام کرے تو ہم ان کی تعریف کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب ہمارے ہی بھائی اشاعت اسلام میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے مذموم حرکات پر اتر آئے ہیں۔ اور پمفلٹ چھاپ کر نشر کرتے ہیں کہ چندہ بھیجنا بند کر دو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چندہ کو ہماری جماعت اور حضرت مسیح موعودؑ نے جہاد قرار دیا ہے۔ مخالفت میں یہ کہ اب یہ لوگ جہاد جیسے کار خیر کو بھی بند کرنا چاہتے ہیں۔

۳۔ احباب سلسلہ جنہوں نے اپنے خون پسینہ کی کمائی سے اس جماعت کو پروان چڑھایا ان کو "حرام خور" کہنے والے اب عجیب عجیب ہتھکنڈوں سے اپنی صفائی پیش کر رہے ہیں، لیکن قوم جانتی ہے کہ جب یہ لوگ برسر اقتدار تھے تو انہوں نے سب سے زیادہ ہمارے قومی کردار کو نقصان پہنچایا۔

۴۔ حال ہی میں انجمن کی اوکاڑہ والی زمین کا مال جو خرد برد کیا گیا ہے۔ اس واقعہ نے ایسے لوگوں کے عزائم کا پردہ چاک کر دیا ہے۔

آخر میں میں اخبار کے ذریعہ معتدر صاحبان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ COMPROMISE یعنی (سمجھوتا) کے لئے ایسا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے دوبارہ آمرانہ نظام بحال ہو جائے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس سے ابھی تازہ رنگ میں نجات دلائی ہے۔ والسلام۔

انعام اللہ۔ سیالکوٹ چھاؤنی

بقیہ از صفحہ نمبر ۴

(۲۹) ایم ایس مرزا سنٹرل آف کشمیر (؟) (۳۰) سید ارشاد حسین گیلانی متعلم نور ...... سی آئی ڈبلیو اینڈ ای ای چکلالہ گوالمنڈی راولپنڈی (۳۱) میاں احسان کریم مکان نمبر $\frac{B}{264}$ نیا محلہ راولپنڈی (۳۲) میاں عبدالرحیم ولد میاں غلام قادر صاحب مرحوم $\frac{B}{242}$ محلہ جدید راولپنڈی (۳۳) محمود بیگ مرزا کریم محلہ راولپنڈی (۳۴) سیف اللہ بیگ متعلم انٹرنس کلاس آریہ محلہ راولپنڈی (۳۵) محمد صادق خان لکھا بڑھا ...... راولپنڈی (۳۶) غلام یحییٰ کلاتھ مرچنٹ راجہ بازار راولپنڈی سٹی (۳۷) منظور محمد بھی ایم اے محلہ شاہنذر دیوان راولپنڈی (۳۸) محمد مرزا بی کام مرید حسن راولپنڈی (۳۹) شیخ محمد یعقوب اشرف مکان $\frac{AA}{1237}$ اکال گڑھ راولپنڈی (۴۰) مرزا طاہر بیگ مکان ۲۷۹/5 گلی شام سنگھ راولپنڈی (۴۱) مرزا لیاقت حسین ملازم ۱۳۲ جی ٹی کمپنی بلاٹون A ...... ایم اے زبیر (۴۳) مرزا منظور احمد ولد مرزا غلام احمد ۲۹۲/B راولپنڈی (۴۴) عبدالرحمن ناظر اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس راولپنڈی (رکن مجلس معتمدین) (۴۵) عبدالوحید۔ گورنمنٹ کالج راولپنڈی (ڈی سٹوڈنٹ) گوالمنڈی صدر (۴۶) عبدالواحد ...... ۶۷۴ گوالمنڈی راولپنڈی ملازم سی او ڈی راولپنڈی (۴۷) ممتاز احمد ولد کرم الٰہی مکان $\frac{AA}{140}$ ...... دیوان (۴۸) نور الٰہی ولد کرم الٰہی مکان $\frac{AA}{140}$ (۴۹) جاوید احسان۔ ولد کرم الٰہی مرحوم (۵۰) آفتاب احمد خان متعلم گارڈن کالج راولپنڈی۔

رفتارِ عالم

لاہور ۱۷ فروری۔ امیر جماعت اسلامی مسٹر سعید ملک نے تحقیقاتی عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں اور عام مسلمانوں کے درمیان بنیادی اختلاف کی وجہ ختم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اس بنیادی عقیدے پر اُمت کے اتحاد کا دارومدار ہے اور اس بات پر اختلافات کی موجودگی میں اتفاق اور یکجہتی ممکن نہیں۔ عام مسلمانوں سے ہٹ کر قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبیوں کے مبعوث ہونے کا سلسلہ بند نہیں ہوا ہے اور مرزا صاحب کو بھی خدا نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

مسٹر حمید ملک نے قادیانی احمدیوں اور لاہوری احمدیوں کا فرق بیان کرتے ہوئے کہا کہ لاہوری احمدی مرزا صاحب کو نہ ماننے کو کافر نہیں جانتے جبکہ قادیانی مرزا صاحب کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔

لاہور ۱۵ فروری۔ آج شام لاہور کے ایک ہوٹل سنٹرل پارک ہوٹل میں اٹھارہ سالہ طالب علم کو قتل کر ڈالا گیا۔ واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ مقتول عبدالرشید لاہور کے ایک کالج کے ایف اے کا طالب علم تھا اور سنٹرل ہوٹل کے ایک کمرے میں اپنے ایک اور ساتھی کی معیت میں رہتا تھا۔ چار دن کے روز کمرے سے ملحقہ مکان میں رہنے والے معراج دین نے آکر ان دونوں طلباء سے جھگڑنا شروع کر دیا تھا معراج دین کو یہ شبہ تھا کہ مقتول اور اس کے ساتھی اس کی عورتوں کو دیکھتے تھے، معراج دین نے ہوٹل میں آکر عبدالرشید پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے عبدالرشید نے ہسپتال پہنچنے سے پیشتر ہی جان دے دی۔ معراج دین گرفتار کر لیا گیا ہے۔

لاہور ۱۵ فروری۔ آج صبح گورنر پنجاب جناب امین الدین نے گھوڑوں اور مویشیوں کی سالانہ روزہ نمائش کا افتتاح کیا۔

افتتاح کی رسم کے موقع پر لاہور کے ہزاروں شہریوں کے علاوہ باہر کے ممالک کے مہمان بھی موجود تھے۔ مہاراجہ جے پور بھی نمائش دیکھنے کے لئے آرہے ہیں۔ اس نمائش کا انتظام ہماری فوج نے کیا ہے، نمائش کے دوران میں پولو کے میچ بھی ہوں گے جن میں ہندوستان کی ایک ٹیم بھی حصہ لے رہی ہے۔

کراچی ۱۸ فروری۔ مصر کے تین بحری جہاز آج کراچی کی بندرگاہ پر خیر سگالی اور دوستی کے دورے پر آئے ہیں۔ ان تین بحری جہازوں کی قیادت مصری بحریہ کے کیپٹن ابوالفتح ابراہیم کر رہے ہیں۔ مصری کپتان نے پاکستان نیوی کے کمانڈر انچیف ایڈمرل چودھری سے بھی ملاقات کی۔

منٹگمری ۱۸ فروری۔ حکومت پنجاب نے ۱۹ سالہ سرداراں کی سزائے موت عمر قید میں بدل دی ہے۔ یاد رہے کہ سرداراں کو اپنی نند کے قتل کر دینے کے الزام میں موت کی سزا دی گئی تھی اور پھانسی کی سزا بھی مقرر ہو چکی تھی لیکن ایک روز پہلے سزا کی تبدیلی کے احکام حکومت پنجاب نے جاری کر دیئے۔

چونکہ پاکستان میں ایک عورت کو پھانسی کی سزا دیئے جانے کی یہ پہلی مثال تھی اس لئے اخبارات نے سرداراں کی سزا تبدیل کئے جانے کی حمایت کی تھی۔ منٹگمری کے ڈپٹی کمشنر نے بھی سزا کی تبدیلی کی سفارش کی تھی۔

بغداد الجدید ۱۸ فروری۔ آئندہ اپریل میں انگلستان جانیوالی پاکستانی کرکٹ ٹیم چننے کے لئے پچھلے چار روز سے یہاں پر چناؤ کا کھیل ہو رہا تھا۔ آج آزمائشی میچ کے اختتام پر کھیل کے اٹھارہ کھلاڑی منتخب کر لئے گئے ہیں۔ فضل محمود جو پاکستان کے اچھے گیند پھینکنے والوں میں ہیں پاکستان ٹیم کے نائب کپتان ہوں گے۔ ٹیم کے کپتان عبدالحفیظ کاردار کا چناؤ پہلے ہی ہو چکا ہے۔

کراچی ۱۹ فروری۔ پاکستان اور ترکی نے آپس میں سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی معاہدہ کر لیا ہے۔ دونوں ملک ایک دوسرے کے امن و سلامتی کے لئے بھی تعاون کریں گے، دونوں ممالک میں دوستی کا معاہدہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔

لاہور ۱۹ فروری۔ ایک اعلان کے مطابق حکومت پنجاب نے اخبارات پر اشاعت سے پہلے سنسر کی پابندی ہٹا لی ہے۔ یاد رہے کہ یہ پابندی گذشتہ دنوں مارشل لاء کے نفاذ کے کچھ عرصہ بعد عائد کی گئی تھی۔

نئی دہلی ۱۹ فروری۔ پنڈت نہرو نے سری نگر کی نام نہاد اسمبلی کے فیصلے کو مسترد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ پنڈت نہرو نے پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران میں سری نگر اسمبلی کے اس بیان کو حق بجانب قرار دیا ہے۔ مسٹر نہرو نے کہا کہ سری نگر اسمبلی عوام کی نمائندہ اسمبلی ہے۔

اس بیان میں پنڈت جی نے کہا کہ ہم اپنے کئے ہوئے وعدوں پر قائم ہیں اور ان سے پلٹنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے البتہ بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر ان پر پھر سے سوچنا ہوگا۔

نئی دہلی ۱۸ فروری۔ دہلی ریڈیو کا کہنا ہے کہ استادوں کی ہڑتال کے سلسلے میں احتجاجی جلوس پر کل پھر پولیس کو گولی چلانا پڑی اس کے بعد شہر کی حالت پھر بگڑ گئی۔ پولیس نے اس سلسلے میں مزید ۱۴۴ آدمی گرفتار کر لئے ہیں۔

پچھلے دنوں سے کلکتہ کے اُستادوں نے اپنی تنخواہوں میں اضافہ کے لئے ہڑتال کر رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں مظاہرین نے ایک جگہ پولیس پر پتھراؤ کیا اور جلوس نکال کر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی۔ پتھراؤ سے ایک سپاہی زخمی ہو جانے کے بعد گولی چلائی گئی۔ چھ ہلاک اور سائٹھ سے زائد زخمی ہو چکے ہیں۔

شہر میں پولیس اور فوج گشت کر رہی ہے احتیاطاً ٹراموں اور بسوں کی سروس روک دی گئی ہے۔

کراچی ۱۹ فروری۔ پاکستانی ترقیاتی بورڈ کے خرید و فروخت کے جنرل مینجر جناب اعجاز احمد صاحب نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ کرنافلی کے مقام پر گذشتہ سال جو کاغذ کا کارخانہ قائم کیا گیا تھا وہ اس سال کے آخر تک اپنی پوری پیداوار پیدا کرنی شروع کر دے گا۔ اس طرح پاکستان کی اپنی کاغذ کی ضروریات ملک میں تیار شدہ کاغذ ہی سے پوری ہو جایا کریں گی۔

کراچی ۲۰ فروری۔ ہز ایکسیلنسی مسٹر غلام محمد نے صدر ترکی ہز ایکسیلنسی جلال بایار کے نام پاکستان ترکی کے مشترکہ اعلان کے سلسلہ میں جو ۱۹ فروری ۱۹۵۴ء کو جاری کیا گیا حسب ذیل پیغام تہنیت ارسال کیا ہے:۔

"کل ترکی اور پاکستان کی حکومتوں نے جو اعلان جاری کیا ہے اس کے لئے میں آپ کی خدمت میں نہایت مخلصانہ تہنیت پیش کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ یہ اعلان ہر دو ملکوں کے درمیان گہرے اشتراک عمل کا پیش خیمہ اور ہر دو ملکوں کی آزادی و خود مختاری کا محافظ ثابت ہو۔ میں شکر گذار ہوں گا اگر آپ براہ کرم میری مخلصانہ تہنیت اور نیک تمنائیں اپنی کابینہ کو پہنچا دیں گے"

ڈھاکہ ۲۱ فروری۔ ریڈیو پاکستان کی اطلاع کے مطابق خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح اس ہفتہ مشرقی بنگال پہنچنے والی ہیں۔

جموں ۲۱ فروری۔ مقبوضہ کشمیر کی دستور ساز اسمبلی نے پیپر کو مسودہ [illegible] کی جو رپورٹ منظور کی تھی اس پر عملدرآمد کے لئے [illegible] بھارت کے صدر جلد ہی ایک حکم جاری کر دیں گے۔ [illegible] اس حکم کا نفاذ آئندہ مالی سال (اپریل) سے ہوگا۔ [illegible] ریاست کے نائب وزیر داخلہ مسٹر ڈی ڈی ٹھاکر اور مسٹر [illegible] غلام محمد اس سلسلہ میں دہلی پہنچ گئے ہیں۔

دمشق ۲۱ فروری۔ توقع ہے کہ شام کو اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لئے [illegible] بحالی و ترقی کے بین الاقوامی بینک سے ایک ارب ڈالر [illegible] قرضہ ملے گا۔ اس قرضہ کی مدد سے شام ایک بندرگاہ [illegible] بجلی کا کارخانہ، آبپاشی کے بند اور بعض شہروں کی توسیع کے منصوبوں کو مکمل کرے گا۔

حیدرآباد دکن ۲۱ فروری۔ مشہور رضاکار لیڈر سید قاسم رضوی [illegible] اور ان کے چار رفقاء نے ۱۸ فروری کی صبح سے کھانا [illegible] نہیں کھایا۔ وہ حیدرآباد سنٹرل جیل میں سات سال قید [illegible] مشقت کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہو [illegible] سکا کہ مجاہد دکن نے یہ بھوک ہڑتال کیوں شروع کی [illegible] ہے۔

میمن سنگھ ۲۱ فروری۔ پولیس نے گذشتہ دو دنوں میں ۲۹ اشخاص کو پاکستان [illegible] سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ بلا اجازت کوئی جلسہ [illegible] نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی جلوس نکالا جائے۔ انہوں نے ضلع کے شہروں میں لاؤڈ سپیکروں کے استعمال پر بھی ممانعت کر دی ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بعض [illegible] شرائط کے تحت یوم شہداء پر جلوس نکالنے کی اجازت [illegible] دے دی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پچھلے دنوں میں مسلم لیگ [illegible] اور متحدہ محاذ کے حامیوں میں جھڑپیں بھی ہوئی ہیں۔

چنڈیگڑھ ۲۱ فروری۔ پاکستانی پنجاب اور مشرقی پنجاب کے نمائندوں [illegible] بجلی کی سپلائی کے متعلق جو بات چیت ہو رہی تھی وہ ختم ہو رہی ہے۔ دونوں ملکوں کے نمائندوں میں ایک معاہدہ ہو گیا ہے [illegible] جس کے مطابق جوگندر نگر (منڈی) ہائیڈرو الیکٹرک پراجیکٹ سے [illegible] بجلی کی سپلائی کے معاہدہ کی تجدید ہو گئی ہے۔ آئندہ سال پاکستان [illegible] کو پانچ ہزار کلوواٹ بجلی ملے گی۔

پیغام صلح مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بر و شد اختتام

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۷ر فروری ۱۹۵۴ء | نمبر ۸

مصالحت کا ایک ہی صحیح طریقہ

مولانا محمد یعقوب خاں صاحب

ان سطور میں میں اپنے ان دوستوں سے چند گذارشات کرنا چاہتا ہوں جو بدقسمتی سے ابھی تک جماعت کے سواد اعظم سے علیحدہ کھڑے ہیں۔ سب سے پہلے میں انکو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ایک بڑی ذمہ داری اپنے سر لے رہے ہیں۔ اگر ان کے کسی قول یا فعل سے جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے تو یہ ایک ایسا واقعہ ہوگا جس پر کوئی صحیح الدماغ اور صالح النفس انسان کوئی فخر نہیں کر سکتا۔ اپنی کوششوں کو تخریب کی بجائے تعمیر پر لگانا چاہیئے۔

جب میں ایک طرف زمانہ کی اسلامی صداقتوں کے لئے پیاس کو دیکھتا ہوں جن کی یہ چھوٹی سی جماعت علمبردار ہے (بلکہ علمبرداری کا دعویٰ کرتی ہے) اور دوسری طرف ان مقدمات اور پمفلٹ بازی کو دیکھتا ہوں جن میں ہمارے دوستوں نے ایک تحریک کو مبتلا کر رکھا ہے تو مجھے وہ تاریخی دعا یاد آتی ہے کہ "اے اللہ اگر یہ مٹھی بھر جماعت مٹ جائے تو تیرا نام دنیا میں بلند کرنے والا کوئی نہیں رہے گا"۔

جماعت کے دوستوں سے میری گذارش ہے کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے اختلافات اس عظیم مقصد کے سامنے ہیچ ہونے چاہئیں جس کو لیکر اس زمانہ کے مامور نے دنیا کو مخاطب کیا۔ اختلاف کے راستہ کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ سُنّی شیعہ اختلاف چودہ سو سال سے چل رہا ہے۔ قادیانی اور لاہوری جھگڑا تو ہمارے سامنے کی بات ہے۔ ان بے وقوفیوں سے سبق لینا چاہیئے اور اختلاف کی خلیج کو وسیع کرنے کی بجائے اسے پاٹنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ اور مقدمہ بازی اور پمفلٹ بازی یقیناً وہ راستہ ہے جس پر چل کر قومیں تباہ ہوتی ہیں۔ ہم کس منہ سے دنیا کو اسلام کی طرف بلا سکتے ہیں جب ہمارا اپنا نمونہ اس قدر پست ہے۔

درحقیقت ۲۶ر دسمبر کے انقلابی اقدام کے پیچھے بھی یہی جذبہ کام کر رہا تھا کہ جماعت جس پست ذہنیت اور پست افکار میں مبتلا ہو رہی ہے اس سے اس کو اٹھا کر دوبارہ اعلےٰ مقاصد اور پاکیزہ جذبات کی طرف متوجہ کیا جائے۔ مگر افسوس کہ ہمارے چند دوست اسے پھر اسی طرف دھکیل رہے ہیں۔

میری نظر سے پھر دو ٹریکٹ گزرے ہیں جن کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جماعت غلط فہمیوں کی بھول بھلیوں میں پڑ کر صحیح راستہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے جس میں ہماری تحریک، ہماری جماعت اور اسلام کی عزت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں سے میری گذارش ہے کہ یہ امتحان کا وقت ہے اسمیں فیل نہ ہونا۔

میں ان ٹریکٹوں کے ناملائم الفاظ اور بعض گھٹیا حملوں کا نوٹس نہیں لینا چاہتا۔ میرے عیوب گننے کی بجائے میرے وکیل دوست سے میری توقع تھی کہ اگر وہ میرے موقف میں کچھ نقص دیکھتے تو میرے لئے دعا کرتے کہ میں قوم میں افتراق کا باعث نہ ہوں۔ مگر جو خلاف واقعہ باتیں ان میں لکھی ہیں ان کے متعلق خاموشی جماعت کے لئے ابتلا کا موجب ہوگی۔

ایک ٹریکٹ میں مجھ سے خطاب کر [illegible] کے فیصلہ سے بے خبر نہ رکھتے [illegible] کی نقل اسی وقت [illegible] گئی تھی۔ یہ سب خلاف واقعہ بات ہے۔ جنوری کے آخر میں جا کر [illegible] احمد صاحب نے فیصلہ کو مکمل طور پر جاری کیا تب میں وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ایک حصہ (جو درحقیقت فیصلہ کی جان تھا) مخفی رکھا گیا۔

جس وکیل دوست نے مجھے اپنی وکیلانہ جرح کا تختۂ مشق بنایا ہے ان سے گذارش ہے کہ واقعات واقعات ہوتے ہیں اور وہی سب سے بہترین وکالت ہوتی ہے۔ انہوں نے مندرجہ ذیل خلاف واقعہ باتیں لکھی ہیں:-

(۱) کہ مجھے بخوبی علم تھا کہ ۲۵ر دسمبر کا اجلاس جنرل کونسل خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کے کہنے پر ملتوی ہوا تھا۔ مجھے پہلی دفعہ اس کا علم میرے وکیل دوست کے میرے خلاف فرد جرم سے ہوا ہے۔

(۲) یہ غلط ہے کہ تمام ممبران جنرل کونسل نے یہی مناسب سمجھا کہ ۲۶ر دسمبر کو پہلے ایجنڈا لیا جائے میں نے خود اٹھ کر تجویز کی کہ یہ سوال کہ آیا آئین پہلے لیا جائے یا ایجنڈا خود جنرل کونسل کی کثرت رائے پر طے کیا جائے سابق صاحب صدر نے لینے اور اسی طرح دوسرے دوستوں کے مطالبات کو ٹھکرا دیا۔

(۳) یہ صحیح نہیں کہ فیصلہ کے بارے میں متنازعہ امر کے متعلق خان بہادر غلام ربانی خان کی رائے ہمیں پہنچتی ہے اور وہ "خاموش" نہیں ہیں جیسے میں نے انہیں اپنے گذشتہ مکتوب میں ظاہر کیا ہے۔ یہ وکیلانہ مغالطہ ہے۔ [illegible] درست مگر میری تحریر میں متنازعہ تحریری فیصلہ کے بارہ میں نہیں بلکہ اس بارہ میں ہے کہ زبانی کچھ طے ہوا تھا اور تحریر میں کچھ اور آیا۔ اس کے متعلق دو رائیں پیدا ہوئیں اور اس بارے میں خان بہادر صاحب نے کوئی رائے آج تک ظاہر نہیں فرمائی۔

(۴) میرے فاضل دوست نے مجھ سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اب پھر اعلان کرتا ہوں کہ مجھے "عہدہ" کی خواہش کی بلغمی بے جا ہے۔ وکیل صاحب اپنے دوستوں ہی سے دریافت فرمالیں انہوں نے کئی بار مجھے اس بات کی تحریک کی کہ میں صدارت کا بوجھ اٹھاؤں میں نے انہیں یہی کہا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ ۲۶ر دسمبر کو بھی جب میرا نام تجویز ہوا تو میں نے انکار کیا اور اپنے سے ایک زیادہ اہل دوست کا نام تجویز کیا۔ اس کے علاوہ استعفےٰ کا مطالبہ ہی بے معنی ہے جبکہ اس صدارت کی میعاد خود بخود ۱۴ر مارچ ۱۹۵۴ء کو جب جنرل کونسل کا انتخاب ہوگا ختم ہو جاتی ہے۔ [illegible] اگر میرے دوست کو استعفیٰ کے لفظ پر اصرار ہے تو میں ان سطور کے ذریعہ ۱۴ر مارچ سے عہدہ صدارت سے مستعفی ہوتا ہوں۔

(۵) یہ صحیح نہیں ہے کہ مصالحتی کمیٹی کے نام سابق صاحب صدر کی منشاء کے خلاف تھے بے شک چند ناموں پر فریقین میں اختلاف تھا۔ مگر بالآخر جو نام طے پا سکے اور جن کو دعوت نامے بھیجے گئے وہ وہی تھے جو متفق علیہ تھے۔ جتنے بھی ان میں سے مصالحتی گفتگو میں شامل ہوئے ان سب کا فیصلہ متفقہ تھا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

میں بحثوں کا قائل نہیں ہوں اور نہ ہی بحثوں کا دروازہ کبھی بند ہوتا ہے۔ جب ایک دفعہ کھل جائے تو اس کھیل کو ختم کرنا چاہیئے۔ صحیح طریق اب یہی ہے کہ یہی معاملہ جو مابہ النزاع ہے ۱۴ر مارچ کی جنرل کونسل میں پیش کر دیں۔ اگر چار ممبری ثالثی پر اس قدر زور ہے تو جنرل کونسل کی ثالثی پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے جس میں ہماری جماعت کے ہر دو فریقوں کے مقتدر اصحاب شامل ہیں جن کی فہرست کسی اور جگہ شائع ہوئی ہے۔ (صفحہ [illegible] ملاحظہ ہو)

آخری گذارش یہ ہے کہ **کثرت رائے** کے زرین اصول کو ہی اس اختلاف میں اپنی مشعل راہ بنائیں اور اگر خلاف طبیعت بھی ہو تو بھی اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ یہی برکت کی راہ ہے عسیٰ ان تکرھوا یاد رکھیں۔ آخر ہم ایک دینی جماعت ہیں۔ [illegible] سے تو مصر کے جنرل نجیب نے کہیں بہتر اسلامی نمونہ دکھایا کہ جب دیکھا کہ کونسل کی اکثریت اس کے خلاف ہے تو بجائے قوم کو خانہ جنگی میں مبتلا کرنے کے خود مستعفی ہو گئے۔ یہاں خود میرے دوست کو اعتراف ہے کہ جو سابق صاحب صدر سے وکالت نامہ لے کر کھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہ باوجود اور خوبیوں کے وہ آمریت کے جس گڑھے کی طرف قوم کو لے جا رہے تھے وہ اور اسلامی شوریٰ اور جمہوریت آپس میں بعد المشرقین کی طرح تھے۔

دوستوں سے میرا مطالبہ ہے کہ اگر واقعی مصالحت چاہتے ہیں تو اس کا عملی ثبوت دیں اور مقدمات کو واپس لیں اور پمفلٹ بازی کی جگہ ہم اسلامی طریق کے قومی شوریٰ کی طرف جو قومی عدالت ہے رجوع کریں۔

محمد یعقوب خاں

سہ روزہ پیغام صلح لاہور —— ۲۷ فروری ۱۹۵۴ء

امتحان کا وقت

آج ہماری جماعت جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑی ہوئی ہے مصائب و آلام میں گھری ہوئی ہے یہ دراصل اس کے صبر و استقلال کی آزمائش اور اس کی استقامت کا امتحان ہے۔ کسی ابتلا کے آجانے پر کسی مصیبت کے وارد ہو جانے پر مایوس ہو جانا۔ ہمت ہار بیٹھنا فی الحقیقت ناکامی و نامرادی کو دعوت دینا ہے جو ایک مومن کی شان سے بعید ہے۔ مومن ایسی مشکلات کے وقت یقین محکم اور عزم مصمم سے کام لیتا ہے، خدا کی نصرت و تائید انہی کے لئے ہے جو استقلال سے مشکلات کا مقابلہ کرتے اور استقامت کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ انہی پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اور یہی لوگ خدا تعالےٰ کی بشارات کے مستحق ہوتے ہیں ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ٭ نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر استقامت دکھاتے ہیں ان پر فرشتے اُترتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے مددگار ہیں۔ (حٰمٓ السجدہ ۳۰-۳۱) اللہ اللہ! استقامت کا مقام کس قدر بلند ہے۔ کیا اس مقام پر کھڑے ہونے والے کو کوئی خطرہ دامنگیر ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی ناکامی کا شبہ اس کے دل میں گذر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جو شخص اس مقام پر کھڑا ہوگا وہ یقیناً کامیاب ہوگا اور مصائب و آلام کے طوفان اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے۔ اس کا عملی نمونہ اگر دیکھنا ہو تو صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں جو بنیان مرصوص کی طرح حوادث و نوائب زمانہ کا مقابلہ کرتے تھے۔ اور کوئی چیز ان کے عزم راسخ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ آخر کامیابی نے ان کے قدم چومے اور وہ دنیا کے ہادی و رہنما بن گئے۔ اگر ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلیں گے اور صبر و استقامت کو اپنا شیوہ بنائیں گے تو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت سے ضرور مالا مال کر دے گا اور ہم بھی دین و دنیا میں کامیاب و بامراد ہوں گے۔ جو لوگ دعوت الی اللہ کے مقام پر کھڑے ہوں ان کا ظرف عالی اور ہمت بلند ہونی چاہیئے اور اپنوں اور بیگانوں کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کو تحمل اور بردباری سے برداشت کرنا چاہیئے اور ہر دکھ پر جو پہنچے صبر کرنا چاہیئے۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا دانشمندی کا کام نہیں، کسی تکلیف یا دکھ کے پہنچنے پر انتقام کے لئے کھڑے ہو جانا بے صبری اور پست ہمتی کی دلیل ہے۔ قرآن مجید نے اس باب میں ایک سنہری اُصول بیان فرمایا ہے ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ٭ وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم (حٰمٓ السجدہ ۳۴-۳۶) خلاصہ مطلب یہ کہ جو لوگ دعوت الی اللہ کا کام کرتے ہیں انہیں دوسروں کے ہاتھ سے دُکھ بھی اُٹھانے پڑتے ہیں مگر ان کا یہ کام نہیں کہ بدی کا بدلہ بدی سے دیں بلکہ بدی کو نیکی سے دُور کرنے کی کوشش کریں یہ وہ گُر ہے جس سے عداوت کا جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے گا اور صلح اور محبت کی فضا پیدا ہو جائے گی۔ اس طریق پر کاربند ہونے والے وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو صبر سے کام لیتے ہیں۔ یہ مقام مشکل ہے مگر ہر قیمت پر اس کو حاصل کرنا ہمارا فرض ہے ؎

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخون جگر شود

(بقیہ الوداعی تقریبات) ۲۶ فروری کو مسلم ہائی سکول نمبر ۱ میں بھی ایسی ہی تقریب عمل میں آئی جس میں حضرت امیر، نائب صاحب صدر اور دیگر بزرگان جماعت بھی شامل تھے، طلباء کی الوداعی تقاریر کے بعد چودھری عبد المجید صاحب ہیڈ ماسٹر نے ایک مختصر تقریر میں دسویں کے طلباء کو اپنی آئندہ زندگی میں سکول کا نیک نمونہ پیش کرنے کی نصیحت کی جس کے بعد مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے تقریر فرمائی جس میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ ایک مسلمان طالبعلم کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو طالبعلم سمجھے اور علم کی تلاش میں رہے اور اس کے ساتھ ہی صحیح اسلامی کیرکٹر اس کی زندگی کا نمایاں جزو ہو، سچائی اور صداقت شعاری ایک مسلمان کی خصوصیت اور حصول علم اس کی زندگی کا نصب العین ہونا چاہیئے، محترم خانصاحب کی تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے امتحان میں جانے والے طلباء کے لئے دعا فرمائی جس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی سے کی گئی ٭

پچاس الماریاں

برما (رنگون) کے بعض اخبارات میں آج کل یہ بحث شروع ہے، کہ حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ میں نے حکومت برطانیہ کی تائید و حمایت میں اتنی کتابیں شائع کی ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر جائیں۔

ہم حیران ہیں کہ اس میں کونسی اعتراض کی بات ہے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے حکومت برطانیہ کی تائید و حمایت میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اس موضوع پر تو ایک چھوٹے سے رسالہ "انگریزی حکومت [illegible] جاوے" سوائے اور کوئی مستقل کتاب آپ نے نہیں لکھی ہاں مختلف کتابوں میں کہیں کہیں حکومت برطانیہ کی مذہبی رواداری کا ذکر کرتے ہوئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو مسلمانوں کا مذہبی فرض قرار دیا ہے، ان سب کو اگر جمع کیا جائے تو شاید ایک ہی الماری نہ بھر سکے۔ اس لئے پچاس الماریوں کے بھرنے سے کثرت تعداد و اشاعت، زیادہ ہی مراد لی جا سکتی ہے۔ لیکن [illegible] بھی یہ ضروری نہیں کہ لازماً پچاس الماریاں اس سے بھر جائیں، "پچاس" کا لفظ کثرت پر دلالت کرتا ہے جیسے کوئی [illegible] کہ پچاسوں کتابیں میں نے لکھیں تاہم اصل سوال جو قابل غور ہے یہ ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے ناجائز طور پر حکومت برطانیہ کی تائید و حمایت کی؟ کیا یہ امر واقع نہیں کہ انگریزوں کے عہد میں جو مذہبی آزادی اور امن و آسائش پائی جاتی تھی وہ سکھوں کی حکومت میں موجود نہ تھی؟ اور اسی مذہبی آزادی اور امن و آسائش کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف حضرت مرزا صاحب ہی نے نہیں ان کے زمانہ کے تمام بڑے بڑے مسلمان رہنماؤں اور مذہبی لیڈروں نے حکومت برطانیہ کی اطاعت و فرمانبرداری ہی کی تلقین مسلمانوں کو کی۔

ایک اور غور طلب بات

اس بارہ میں معاصر صدق کا ایک فقرہ جو سرسید پر اسی قسم کے اعتراض کے جواب میں لکھا گیا ہے نقل کرنا بے جا نہ ہوگا :-

"سرسید نے انگریزی حکومت کو مضبوط کیا یہ اپنی جگہ بالکل صحیح ہے اور وقت کے حالات کا عین مقتضا یہی تھا۔ [illegible] کے واقعات کو سنہ [illegible] کے معیار سے جانچنا ستر سال کے بوڑھے کو دس سال کے بچے کی عینک سے دیکھنا ہے ——— پھر اسی علیگڑھ نے بے شمار سرکاری عہدہ دار پیدا کئے تو اسی نے دنیا کو حسرت موہانی اور محمد علی اور شوکت علی اور سید حسین اور راجہ مہندر پرتاب، [illegible] فضل الحق اور رفیع قدوائی اور شفیق الرحمان اور ڈاکٹر سید محمود اور ایسے ہی پچاسوں افراد بھی دیئے"

یہ بالکل صحیح ہے، اور یہی ہمارا جواب ان لوگوں کو ہے جو حضرت مرزا صاحب پر انگریزی حکومت کو مضبوط کرنے کا اعتراض کرتے ہیں فی الحقیقت اس وقت کے حالات کا مقتضا یہی تھا لیکن اس کے ساتھ ہی انگریزوں کو دجال اور یاجوج ماجوج کس نے قرار دیا؟ انگریزوں کے مذہب کی دھجیاں کس نے اڑائیں؟ اسلام کی [illegible] فوقیت اور محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت پر بے شمار کتابیں کس نے تصنیف کیں؟ اور انعامی چیلنج دے دے کر مخالفین اسلام کو کس نے للکارا؟ کس کے فیض صحبت سے مولانا محمد علی، خواجہ کمال الدین، مولانا صدر الدین، مولانا یعقوب خان جیسے پچاسوں نہیں سینکڑوں مجاہد فی سبیل اللہ پیدا ہوئے جنہوں نے یورپ اور امریکہ میں اسلام کے متعلق ایک انقلاب پیدا کر دیا؟ یہ کس کے انفاس قدسیہ کا اثر ہے؟ مرزا صاحب پر اعتراض کرنے والو! کبھی مرزا کی ان خصوصیات پر بھی تمہاری نظر ٹھہری؟

الوداعی تقریبات

عنقریب میٹرک کا امتحان شروع ہونیوالا ہے، اس موقع پر ہائی سکولوں کی نویں جماعتوں کے طلباء میٹرک میں جانے والے طلباء کو الوداعی پارٹیاں دیتے ہیں، اسی قسم کی تقریب ۱۸ فروری کو مسلم ہائی سکول نمبر ۲ میں عمل میں آئی جس میں دونوں جماعتوں کے طلباء اور اساتذہ کے علاوہ جماعت کے بھی چند بزرگ تشریف فرما تھے، نویں جماعت کے ایک طالب علم نے اپنے رخصت ہونیوالے دوستوں کو خوشی اور غم سے ملی جلی تقریر میں الوداع کہا جس کا جواب دسویں کی طرف سے شکریہ اور اس دعا کے ساتھ دیا گیا کہ نویں جماعت والوں کو بھی اللہ تعالےٰ یہ دن نصیب کرے۔ اس کے بعد مولوی عزیز الدین صاحب اور چودھری عبد الحق صاحب نے مختصر تقاریر میں طلباء کو چند نصیحتیں کیں اور آخر میں مولانا عزیز بخش صاحب نے دعا فرمائی۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ہیڈ ماسٹر انجمن کے ضروری کام پر باہر تشریف لے جانے کی وجہ سے اس تقریب میں شامل نہ ہو سکے تاہم تقریب اچھی کامیاب رہی اور حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی سے کی گئی۔ (باقی کالم اول کے نیچے)

[1] پچاس الماریاں کی تشریح میں "پچاسوں" کا لفظ قابل غور ہے ٭

ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کی کراچی میں آمد اور روانگی

ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب ۹ تاریخ کی صبح کو پاکستان میل سے کراچی پہنچے۔ سٹیشن پر جماعت کے احباب اور بزرگ ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ کراچی سٹیشن پر ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ کراچی میں ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کا قیام ایک بہت بڑے تاجر کے ہاں رہا جو ووکنگ کی سرگرمیوں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ اور مشن کے لئے انہوں نے کافی رقم وقتاً فوقتاً عنایت کی ہے۔ دو دن تک ڈاکٹر عبد اللہ صاحب اپنے واقف کاروں اور حکومت کے مختلف سرکردہ لوگوں سے ملتے رہے۔

دعوتِ طعام

جمعرات کی رات کو ہمارے محترم دوست چوہدری امجد خاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو دعوتِ طعام دی، جماعت کے کچھ اور دوست بھی اس دعوت میں شریک ہوئے۔

خطبہ جمعہ

جمعہ کے دن ڈاکٹر صاحب نے احباب کے اصرار پر خطبہ دیا جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ سورہ عصر کی تلاوت کے بعد انہوں نے فرمایا:-

"یہ قرآن کریم کی ایک بہت ہی چھوٹی سی سورت ہے۔ صحابہ کرام ایک دوسرے سے جدا ہوتے وقت یہ سورت اکثر تلاوت کیا کرتے تھے۔ میں بھی چونکہ آج آپ سے جدا ہو رہا ہوں اس لئے صحابہ کے نمونہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس سورت کو میں نے پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے لوگوں نے مختلف معیار اپنے سامنے رکھے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بڑا عہدہ مل جائے تو زندگی کامیاب ہوتی ہے بعض کہتے ہیں دولت جتنی ملے اتنی زندگی کامیاب ہوتی ہے۔ الغرض کامیاب زندگی کی لوگوں کے نزدیک مختلف معیار ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو خدا تعالےٰ کی راہ میں گذاری جائے۔

اسی سلسلہ میں آپ نے اس بات پر زور دیا ہم دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ہم دنیا میں تبلیغ بھی اسی لئے کر رہے ہیں۔ کہ دنیا کو صحیح راستہ دکھائیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہم اپنی اصلاح کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ حضرت امیر مرحوم سے ایک دفعہ ملاقات ہوئی۔ تو میں نے اُن سے کہا کہ یورپ جا کر انسان صحت اور عقل کے لحاظ سے بہت ترقی کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو تو اخلاقی لحاظ سے اس میں وہ بہت گر جاتا ہے۔ لیکن یہاں اپنے ملک میں آ کر انسان اور کسی لحاظ سے تو کچھ حاصل نہیں کرتا ہاں روحانی طور پر بہت کچھ نصیب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس دفعہ یورپ سے واپسی پر اور یہاں کے حالات دیکھنے کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ یہاں روحانی لحاظ سے بھی انسان میں پستی آ جاتی ہے۔ اور میرے اتنی جلدی واپس جانے کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے محسوس کیا کہ میں یہاں کی نسبت اپنے سابق محاذ یعنی ووکنگ میں جا کر خدمتِ دین کا کام بہتر کر سکتا ہوں۔

ووکنگ مشن اور اسلامک ریویو

اس کے ساتھ ہی آپ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ یہاں آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ ووکنگ مشن کے متعلق لوگوں کو بڑی غلط فہمیاں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ انجمن کا سارا روپیہ ووکنگ مشن اور اسلامک ریویو کھا جاتے ہیں۔ میں یہ بات اس لئے نہیں کہہ رہا کہ میرا ووکنگ سے ساتھ کوئی گہرا تعلق ہے۔ مجھے برلن مشن اور انجمن کے دیگر مشنوں کی بھی اتنی ہی قدر ہے۔ لیکن میں آپ کے ذہنوں سے ووکنگ کے متعلق جو شبہات ہیں ان کو دور کرنا چاہتا ہوں۔

صرف اسلامک ریویو پر اس وقت ۶۰۰۰ روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ اس وقت اس کی آمد بھی تقریباً ۶۰۰۰ روپیہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اسلامک ریویو کا خرچ اور آمد برابر ہیں۔ باقی رہ گیا مشن۔ ..... مشن کا خرچ تقریباً ۴۰۰۰۰ روپیہ ہے اس میں سے تقریباً ۱۵۰۰۰ روپیہ مشن کی وہ آمد ہے جو کتابوں کی فروخت کے علاوہ ہے۔ غرض انجمن تقریباً ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ مشن پر خرچ کر رہی ہے۔

آپ نے بتایا۔ اس وقت اسلامک ریویو کی اشاعت ۶۰۰۰ ہزار ہے، اگر اس کی اشاعت ۱۰۰۰۰ ہزار ہو جائے تو میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ انجمن کو مشن پر کچھ خرچ نہ کرنا پڑیگا اور مشن اپنا کفیل خود ہوگا۔ یہ اب جماعت کے احباب کا فرض ہے کہ وہ اسلامک ریویو کے لئے اشتہارات فراہم کریں اور اس کی اشاعت بڑھانے کی کوشش کریں۔

ووکنگ مشن کی خدمات

ووکنگ مشن کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ یہ مشن انگلستان میں اسلام کی بہت بڑی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ نمازوں کے سلسلہ میں یا لیکچروں کے بارے میں پاکستان کے ہائی کمشنر متعینہ لندن ہمیشہ ووکنگ کے امام کی طرف رجوع کرتے ہیں، جاپان میں اپریل کے مہینہ میں ایک مذہبی کانفرنس ہو رہی ہے اس میں اسلام کی نمائندگی کے لئے مجھے بحیثیت ووکنگ کا امام ہونے کے بلایا گیا ہے۔ میں تو جا نہیں سکتا۔ البتہ خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب نے وہاں جانا قبول کر لیا ہے۔ غرض کہ ووکنگ مشن کو دنیا میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

ہمارے اندرونی اختلافات

میں تقریباً سات مہینہ کے لئے پاکستان آیا تھا لیکن چند اندرونی اور بیرونی وجوہ کی بنا پر میں نے بالآخر یہ فیصلہ کر لیا کہ میں تین ہی مہینہ کے بعد واپس اپنے کام پر چلا جاؤں۔ مجھے یہاں اپنے اندرونی اختلافات کو دیکھ کر بڑا صدمہ ہوا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کونوا قوامین بالقسط .... اس میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ حق بات کہو اور اپنے نفس، اپنی رشتہ داری اور کسی کی امارت تمہارے انصاف کرنے کے راستہ میں حائل نہ ہو۔ میں آخر میں پھر دہراتا ہوں کہ ہم دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے ہیں، اب ضرورت ہے کہ ہم اپنے نفسوں کی طرف بھی توجہ کریں جماعت کے بزرگوں اور احباب سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ایک عصرانہ

۱۱ تاریخ سہ پہر کے وقت ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کے اعزاز میں جماعت کی طرف سے فاروقی صاحب کی کوٹھی پر ایک عصرانہ دیا گیا اس میں جماعت کے کافی احباب اور غیر از جماعت حضرات بھی شامل ہوئے۔ چائے کے بعد مختلف احباب نے ڈاکٹر صاحب سے مذہبی اور سماجی مسائل پر گفتگو کی جو خاصی دلچسپ تھی۔

جہاز پر

۱۱ تاریخ کو جماعت کے احباب ڈاکٹر عبد اللہ صاحب اور ان کی فیملی کو جہاز پر چڑھانے کے لئے کیماڑی پہنچے۔ جن میں سے آدمیہ فاروقی صاحب۔ میاں غلام عباس صاحب۔ چوہدری امجد خاں صاحب۔ اقبال شیرازی صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ کوئی چار بجے کے قریب ڈاکٹر صاحب جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز کے روانہ ہونے کا وقت بھی یہی تھا۔ لیکن جہاز کے انجن میں کسی نقص کی وجہ سے جہاز رات کے ۱۱ بجے تک نہیں چلا۔ اس کے بعد نامعلوم کس وقت روانہ ہوا۔ بہرحال اسلام کا یہ قابلِ قدر سپاہی مصمم ارادہ بخیال تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان روانہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنی منزل تک سلامتی سے پہنچائے۔

شیخ عبد الحق نائب صدر جماعت کراچی۔

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بحمد اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

—— حضرت صاحب صدر مولانا محمد یعقوب خاں صاحب بھی بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

—— سید عبد الحئی صاحب ولد میر بشارت شاہ صاحب مرحوم گڑھی حبیب اللہ ضلع ہزارہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ سال ماہ مارچ میں ان کے ہاں جو ڈاکہ پڑا تھا اس کا مال برآمد ہو گیا ہے۔ اور ۱۲ ملزم گرفتار ہو گئے ہیں فالحمد للہ۔

—— رحیم یار خان سے میاں کمال الدین صاحب لکھتے ہیں کہ بندہ کو تاحال آرام نہیں، تکلیف دیرینہ ہے، طبیعت بہت پریشان اور متفکر رہتی ہے بزرگوں اور بھائیوں کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے شاید کسی بزرگ کی دعا سے میری مشکلات حل ہو جائیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں عند اللہ ماجور ہوں۔

رات مجھ سے کہہ رہا تھا ایک مرد با خدا
جز محمد کی غلامی کے خدا ملتا نہیں

بر سر دار از لب منصور می آمد صدا
ایں فقیہاں محرم اسرار بسے کا شکے

—— حسن ——

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۹

جواہر ریزے

چلنے پھرنے کے متعلق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاخیر فی جلوس فی الطرقات الا لمن ھدی السبیل ورد التحیۃ وغض البصر واعان علی الحمولۃ (مشکوٰۃ)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنا بھلائی کی بات نہیں۔ ہاں ایسے شخصوں کا راستے پر بیٹھنا کا مضائقہ نہیں جو بھولوں کو راستہ بتائیں اور سلام کا جواب دیں اور اجنبی عورتوں کو دیکھنے سے آنکھیں بند کریں اور بوجھ اٹھانے والے کا بوجھ اٹھوا کر اس کی مدد کرے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینما رجل یمشی بطریق وجد غصن شوک علی الطریق فاخرہ فشکر اللہ تعالیٰ لہ فغفرلہ (صحیحین)

ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص رستے میں چلا جا رہا تھا اتفاقاً اس نے رستہ میں کانٹوں کی ایک ٹہنی پاکر اسے پرے ہٹا دیا تو خدا نے اس کی اس سعی کو مشکور فرمایا اور اسے بخش دیا۔

بیرونی جماعتوں کے عہدیداران

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ ذیل کی بیرونی جماعتوں نے سال ۱۹۵۴ء کے لئے مقامی عہدیداران کا انتخاب بھجوایا ہے۔ اخبار میں شائع کر دیجئے۔

جماعت مانسہرہ:۔ صدر۔ کپتان سید عنایت شاہ صاحب۔ سیکرٹری۔ ڈاکٹر محمد دین صاحب۔
جماعت دیگراں:۔ صدر۔ ملک فیض عالم صاحب۔ سیکرٹری۔ ماسٹر صفی اللہ صاحب۔
جماعت واتہ:۔ صدر۔ ماسٹر عبدالرؤف صاحب۔ سیکرٹری۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب۔
جماعت پیٹرکنڈ:۔ صدر۔ غلام جیلانی صاحب۔ سیکرٹری۔ ماسٹر غلام ربانی صاحب۔

خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کی تجویز پر جماعت ہزارہ کی ایک آرگنائزنگ سب کمیٹی بنائی گئی جو ہزارہ کی تمام جماعتوں کے اندر وقتاً فوقتاً دورہ کرے گی اور حالات سے مرکز کو آگاہ رکھے گی اس کمیٹی کے حسب ذیل عہدیدار و ممبر مقرر ہوئے ہیں:۔

(۱) قاضی عبدالرشید صاحب صدر (۲) مولوی عبدالاحد صاحب اپیل نویس سکرٹری (۳) شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد ممبر (۴) خان بہادر غلام ربانی خان صاحب مانسہرہ ممبر (۵) کپتان سید عنایت شاہ صاحب مانسہرہ ممبر (۶) حبیب الرحمان صاحب صادق موضع چھپڑ ممبر (۷) ڈاکٹر میر احمد صاحب مانسہرہ ممبر (۸) خانصاحب جمعدار آزاد خان صاحب ممبر (۸) ایم محمد الرحمان صاحب ڈپٹی جیلر ہری پور ممبر۔
(باقی بر صلا کالم ملا)

راستی غربت اور نیکی اختیار کرو

حضرت امام الزمان کے ارشادات

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیوں کہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا سو تم ہشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنج وقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہ رہ سکیگا۔

"ابھی میں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سنی تھی کہ وہ پنج وقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ان کی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے تاکہ دوسروں کے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں۔ اگر شرعی طور پر ان پر کچھ ثابت نہ ہو لیکن اس کارروائی کے لئے اسی قدر کافی تھا کہ شکی طور پر ان کی نسبت شکایت ہوئی میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص ان کے حق میں بول سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ در حقیقت ان لوگوں میں سے نہ تھے جنھوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے تیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت سے چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں ان کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کریں گے"

(اخبار الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۴ - ۱۵)

احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

چندہ ماہوار کی ادائیگی ایک جہاد ہے جس میں جماعت کے ہر فرد کی شمولیت ضروری ہے اس لئے احباب سے میری گذارش ہے کہ جو اصحاب اس جہاد میں شامل نہیں وہ جلد شمولیت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور جن دوستوں کے ذمہ کچھ بقایا چلا آتا ہو وہ تکلیف اٹھا کر بھی اپنا تمام بقایا صاف کریں اور اکٹھی رقم خزانہ انجمن میں جلد بھیجدینے کی سعی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احسن جزا دیگا۔

انجمن پر کئی سالوں سے اخراجات کا بوجھ بڑھا ہوا ہے اور اس وقت روپے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر ہمارے بزرگ اور دوست حسب استطاعت باقاعدہ چندہ محبت اور شوق کے ساتھ بھیجتے رہیں تو بہت آسانی رہتی ہے اور خدمتِ دین کا کام بخیر و خوبی جاری رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے شوق اور توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار۔ احمد حسن اسسٹنٹ افسر تحصیل

ماخوذ پیغام صلح ۱۳ مارچ ۱۹۵۷ء

خواتین اسلام میں زندگی کی رُوح

آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن کا (جو اپوا کے مخفف نام سے معروف ہے اور جس کی روح و رواں بیگم لیاقت علی خاں ہیں) دوسرا اجلاس حال ہی میں سکھر میں منعقد ہوا ہے، اس ایسوسی ایشن کی غرض پاکستان کی مستورات کو مہذب اور متمدن ممالک کے دوش بدوش چلنے کے قابل بنانا ہے، مقصد بے شک اچھا ہے لیکن مہذب اور متمدن ممالک کی مستورات کی آزادی اور بے راہ روی نے جو خرابیاں پیدا کی ہیں اگر ان کے دوش بدوش چل کر ان سب کو اندر لینا ہے تو یہ ترقی کے بجائے پاکستانی مستورات کی موجودہ حالت کو اور زیادہ بگاڑنے کا موجب ہوگا اس لئے نام نہاد مہذب و متمدن ممالک کو نمونہ بنانے کے بجائے اگر اسلامی تعلیمات اور ابتدائی زمانہ کی خواتین اسلام کے نمونہ کو پیش نظر رکھکر اصلاح کا کام شروع کیا جائے تو یہ نہ صرف پاکستانی خواتین کی حالت کو بہتر بنانے کا موجب ہوگا بلکہ دوسرے ممالک کی خواتین کیلئے بھی ایک قابل تقلید نمونہ ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ دور انحطاط میں ہماری قومی عمارت میں جہاں اور بہت سے رخنے پیدا ہوئے ان میں ایک مسلمان خواتین کی پسماندگی بھی تھی، حالانکہ اسلام سب سے پہلا مذہب ہے جس نے عورت کے مقام کو بلند کیا۔ اس کے حقوق و اختیارات معین کئے اور معاشرہ میں اس کی ایک مستقل حیثیت قائم کر کے اس کو مردوں کے دوش بدوش کھڑا کر دیا وَلھن مثل الذی علیھن بالمعروف (2/228) فرما کر اس کو مردوں کے مساوی حقوق دیئے معہذا زندگی کے تمام شعبوں میں اس کے لئے ترقی کے رستے کھولے جہاں ایک طرف اس کو گھر کی ملکہ قرار دیا (بخاری 6/91) تو دوسری طرف باہر کی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ قرن اولیٰ میں مسلمان خواتین مسجدوں میں جاتیں اور نماز با جماعت میں شریک ہوتی تھیں (بخاری 1/192) وہ میدان جنگ میں بھی جاتیں اور سپاہیوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتیں (بخاری 56/44) بیماروں کی خبرگیری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں (بخاری 59/67) شہیدان جنگ کو میدان جنگ سے اُٹھا کر لاتیں (بخاری 56/48) اور نہ صرف یہی بلکہ ضرورت پڑتی تو خود شمشیر بکف ہوکر دشمن کے مقابلہ پر ڈٹ جاتیں (بخاری 56/62، 93، 92)

مقام حیرت ہے کہ جس قوم کی مستورات کی ایسی شاندار روایات ہوں کہ وہ مردانہ وار میدان جنگ میں دادِ شجاعت دیں اُن پر ایسا انحطاط آجائے کہ سوائے گھر کی چار دیواری میں محبوس رہنے کے اور کوئی کام ان سے بن نہ پڑے۔ قرن اولیٰ کی مستورات بچے بھی پالتی تھیں امور خانہ داری بھی انجام دیتی تھیں اور اس کے ساتھ تجارتی کاروبار بھی کرتی تھیں (بخاری 11/34 و 14/34) اگر شوہر زمینداری کا کام کرتا تھا۔ تو کھیتی باڑی کے کام میں اس کا ہاتھ بٹاتی تھیں (بخاری 7/108)

حضرت نبی کریم صلعم کی ایک زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کھالیں تیار کرنے کا کام کیا کرتی تھیں اور اس سے جو یافت ہوتی وہ صدقہ و خیرات میں دیدیتی تھیں (فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۲۲۸) حضرت عمرؓ نے جو ہمیشہ قابل انسانوں کو ہی کام سپرد کیا کرتے تھے۔ مدینہ کی مارکیٹ کا سپرنٹنڈنٹ ایک خاتون کو ہی مقرر کیا تھا۔ وہ علم و فضل میں مردوں سے کم نہ تھیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی علامہ تھیں، بڑے بڑے جید صحابہ ان سے استفادہ کرتے تھے۔ خود حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ برسر منبر فرمایا نساء المدینۃ افقہ من عمر مدینہ کی عورتیں عمرؓ سے زیادہ فقیہہ ہیں، قرن اولیٰ کے بعد بھی دختران اسلام کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے جو تاریخ میں لازوال شہرت کی مالک ہیں، کیا بلحاظ علم و فضل کیا بلحاظ شہسواری، سپہ گری اور فنون حرب کے وہ اپنی نظیر آپ تھیں، خود ہمارے ملک میں رضیہ سلطانہ چاند بی بی، نور جہاں، زیب النساء اپنے اپنے رنگ میں بے مثل ہستیاں تھیں۔

اب خدائے بزرگ کے فضل سے احیائے اسلام کے دور کا آغاز ہے۔ ممالک اسلامیہ میں روایات اسلامیہ کو دوبارہ زندہ کرنے کا ایک عام جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور ہماری دعا ہے کہ پاکستان کی خواتین بھی اسی جذبہ سے سرشار ہوکر ترقی اور ترقی کے بلند منازل طے کریں اور قوم و ملت کے لئے مائیہ ناز ثابت ہوں، وہ علم ادب، ہندسہ، طب، جراحی، فلسفہ، سائنس، مصوری، خطاطی اور سوزن کاری علوم منزلیہ اور فنون لطیفہ میں ید طولیٰ حاصل کریں، سیاسیات اور اقتصادیات میں ان کا پایہ بلند ہو، اور اس کے ساتھ ہی فنون حربیہ میں بھی ماہر ہوں، کہ یہ ان کے بزرگوں کا ورثہ ہے۔ مگر ان سب پر مقدم ایک چیز ہے جو اصل منبع ہے حیات ملی کا اور سرچشمہ ہے بقائے قومی کا جس کے طفیل قرن اولیٰ کی خواتین دنیا میں عالم نسواں کی پیشرو بنیں۔ اور وہ قرآن مجید ہے جو مسلمان قوم کا ضابطۂ حیات ہے۔ قوم اگر دوبارہ زندہ ہوسکتی ہے تو اس سے ہی زندہ ہوگی جیسا کہ آج سے چودہ سو سال قبل جزیرہ نمائے عرب میں دو قوم میں آئی۔ قرآن مجید نہ صرف علوم و فنون کا حامی ہے بلکہ خود اس کے اندر علوم کے دریا بہہ رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ اخلاق جو شرف انسانیت ہیں جو معاشرہ کی روح رواں اور تہذیب کی جان ہیں اور جن سے دنیا قائم ہے، وہ قرآن مجید میں ہی پائے جاتے ہیں، اور یہی وہ چیز ہے جس سے انفرادی اور قومی کیرکٹر بنتا اور پروان چڑھتا ہے، یہ تصور کہ قرآن مجید چند ایک اصولوں کا نام ہے، جن کا تعلق محض نجات اُخروی سے ہے قطعاً غلط ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں قرآن مجید مکمل ضابطۂ حیات ہے، وہ قوم جس میں قرآن مجید نازل ہوا اس کو دنیا کا فاتح اور علوم و حکم اور اخلاق فاضلہ میں دنیا کا پیشرو کس نے بنایا تھا؟ قرآن مجید نے ہی بنایا تھا۔ اس لئے تعمیر قومی کی اساس قرآن مجید پر رکھنی چاہیئے۔ گھر سب سے پہلی درسگاہ ہے جہاں انسان تہذیب و تمدن کے ضروری سبق سیکھتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے گھر کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور اس کی اصلاح کا بہترین ذریعہ قرآن مجید کی تعلیم ہی ہے لڑکیوں کو محض ناظرہ قرآن پڑھا دینا اگرچہ ثواب سے خالی نہیں مگر اس سے اصل غرض پوری نہیں ہوتی قرآن مجید کو اپنی زندگی کے لائحہ عمل میں داخل کرنے کی ضرورت ہے، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کو باترجمہ پڑھا جائے اور شرح سے اس کا اہتمام کیا جائے، یہ کام اس قدر مشکل نہیں جس قدر سمجھا جاتا ہے ہاں کسی قدر عزم کی ضرورت ہے۔ علوم متداولہ ضرور حاصل کئے جائیں لیکن اس حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ **زندگی کی اصل روح قرآن مجید ہے**۔ اگر ہماری لڑکیاں قرآن مجید کی تعلیم سے روشناس ہو جائیں تو اس سے ایک قرآنی ماحول پیدا ہوگا اور اس ماحول کے پیدا ہونے سے جو خرابیاں آج کل ہمارے معاشرہ میں پائی جاتی ہیں بہت حد تک دُور ہو جائیں گی، اور خود بخود قدم اصلاح کی طرف اُٹھے گا اور قومی ترقی کے رستے کھلتے جائیں گے۔

بیجا نہ ہوگا اگر اس سلسلہ میں ہم احمدی خواتین کو بالخصوص مخاطب کریں اور انہیں توجہ دلائیں کہ خواتین اسلام کو صحیح اسلامی راہ پر لانے اور اس ذریعہ سے قومی معاشرہ کو سنوارنے کی ذمہ داری سب سے بڑھکر ان پر عائد ہوتی ہے اگر وہ حضرت امام الزمان کی تعلیم کے مطابق اسلام کا صحیح نمونہ پیش کریں اور اپنے گھروں میں یہ نمونہ پیدا کرنے کی کوشش کریں تو اس سے قوم میں صحیح اسلامی رُوح پیدا ہوگی۔

پیغمبر اسلام اور مسلمان

"ہماری آواز" کانپور سے:۔

ناندیڑ کی جامع مسجد میں یوم رحمۃ اللعالمین کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے دو ہندو پروفیسر من وت (پیپلس کالج) نے جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت محمدؐ نے انسانیت کو اُونچی قدریں اس وقت دیں جب انسانیت دنیا سے ناپید ہو چکی تھی۔ حضرت محمدؐ کا اجتماعیت پر بڑا احسان ہے لیکن مسلمانوں نے ان کی اتباع سے دُور ہوکر خود ان کی تعلیمات پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ان کی تعلیمات کی سب سے بڑی خصوصیت مساوات تھی، قبیلہ بندیاں، فرقہ واریت کی انہوں نے سخت مخالفت کی۔ آپ نے مسلمانوں کی موجودہ بے راہ روی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں نے قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ غلاف میں لپیٹ کر چومتے چاٹتے ہیں۔ مسلمانوں پر اسلام کی بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ غیر مسلم تو مسلمانوں کے کردار سے اسلام کو سمجھ سکتے ہیں نہ کتابوں سے۔ آج کے مبارک دن ہم اپنے آپ کو ٹٹولیں آیا ہم یہ جشن منانے کے قابل ہیں یا نہیں آپ نے قرآن مجید کا حوالہ دیتے ہوئے بتلایا کہ انسان اس زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے اصولی زندگی گذارنا ہی اسلام ہے۔ اور وہی شخص خلیفۃ اللہ ہو سکتا ہے جو اللہ کے قوانین کی پابندی میں مصائب و تکالیف برداشت کرنے کے قابل ہو۔ حضرت محمدؐ کا نام مٹانے والے خود مٹ گئے لیکن آج دنیا کا گوشہ گوشہ آپ کے نام سے پانچ مرتبہ گونجتا ہے۔

مسلمانوں کی صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ انھوں نے قول و فعل میں تضاد پیدا کر لیا ہے غلام محمد نام ہوتا ہے مگر وہ شخص محمد کا غلام نہیں ہوتا بلکہ کسی اور کا ہوتا ہے اسلام نے عیش پرستی کو منع کیا ہے اس لئے کہ یہ قوموں کے زوال کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

آپ نے زکوٰۃ کی اہمیت پر زور دیا اور زکوٰۃ نہ نکالنے پر افسوس ظاہر کیا۔ آخر میں آپ نے درخواست کی کہ عقیدت کے پھول مرجھانے ہوئے نہیں پیش کئے جاتے۔ آج کے مبارک دن ہم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے پاکیزہ دل پیش کریں اور آئندہ عہد کریں کہ آئندہ یوم رحمۃ اللعالمین تک وہ اپنے کیرکٹر اسلامی بنائیں گے، ذہنی پستی کو دُور کریں گے۔ کسی فرعون، کسی نمرود اور کسی شداد سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ موصوف نے رسولؐ کی اتباع اور انسانی ہمدردیوں کے لئے دعا کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کی۔

کیا مسلمان ایک ہندو کے ان الفاظ کو پڑھکر اور سُن کر عبرت حاصل کریں گے؟

جماعتی کشمکش کا ایک اور تاریک ورق

مولانا محمد یعقوب خان صاحب

ہمارے ایک محترم دوست نے جو بلند پایہ وکیل ہیں جماعتی اختلاف کے متعلق بحث کے معیار کو جس حد تک گرا دیا ہے اس سے قادیانی لاہوری کاغذی جنگ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اگر وہ واقعات تک اپنی قلم کو محدود رکھتے تو تقوے اور اصلاح کے زیادہ قریب ہوتا۔ ذاتیات میں اُلجھ پڑنا فقدان استدلال کا اعتراف ہوتا ہے۔ میں نے ثالثی بورڈ کے فیصلہ کے متعلق چند واقعات بیان کئے۔ ان میں سے ایک کو بھی غلط ثابت کئے بغیر میرے دوست بڑی جرأت سے یہاں تک تجاوز کر گئے کہ میں نے محض فن تحریر سے سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر کے دکھانے کی کوشش کی۔

کیا یہ واقعہ نہیں تھا کہ ثالثی بورڈ نے فیصلہ کی ایک اہم شق کو مخفی رکھا؟ اور ہمارے تقاضے کے باوجود مکمل فیصلہ نہیں بھیجا۔ خواجہ نذیر احمد صاحب کے پاس جو نقل چھوڑی گئی تھی اس میں شق ۳ غائب تھی۔ ہمارے تقاضے کے جواب میں بھی جو نقل بھیجی گئی اس میں بھی شق ۳ غائب تھی۔ یہ شق صرف اسی وقت منظر عام پر آئی جب تقریباً ایک ماہ بعد مکمل فیصلہ کو باہر نکالا گیا لیکن اس کھلے واقعہ کے متعلق ہمارے محترم بھائی کو اصرار ہے کہ یہ غلط بیانی ہے۔ گو ان کے اپنے الفاظ میں انکار کے ساتھ اقرار بھی موجود ہے۔ ایک طرف فرماتے ہیں:-

"آپ اپنے مضمون میں بار بار یہ لکھتے ہیں کہ فیصلہ مخفی رکھا گیا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے"

مگر ایک دو سطر بعد فرماتے ہیں:-

"فیصلہ کی رو سے شق ۳ صرف اس وقت ظاہر ہونی تھی جب اس کا موقع آتا......
بہرحال اس کو مخفی رکھنا بھی فیصلہ کا ہی ایک حصہ تھا۔ اس لئے جناب کا یہ کہنا کہ فیصلہ کو مخفی رکھا گیا ایک ایسی غلط بات ہے جس کو آپ جیسے متقی انسان سے ہرگز توقع نہ تھی"

اگر جماعت کا کوئی دوست مجھے اس کے معنے سمجھا سکے تو میں اس کا ممنون ہوں گا۔ میرے دوست مانتے ہیں کہ شق ۳ کو مخفی رکھنا فیصلہ کا حصہ تھا اور اسی لئے مخفی رکھا گیا۔ مگر جب میں یہی بات کہتا ہوں کہ مکمل فیصلہ ہمیں نہیں بتایا گیا اور سب سے اہم شق کو مخفی رکھا گیا تو فرماتے ہیں "یہ بالکل غلط ہے"۔ یہ وکالت ہو تو ہو منطق نہیں ہے۔

میں ثالثی کے معاملہ پر دوستوں کا مزید وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اگر کوئی دوست مجھے سمجھا سکے کہ اس بارے میں میرے موقف میں کیا نقص ہے تو میں سمجھنے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے متعلق دوسرا بڑا واقعہ یہی ہے کہ فیصلہ کے متعلق بورڈ کے ممبروں میں اختلاف ہے اور اس لئے وہ بے حقیقت ہے مجھ سے یہ مطالبہ کرنا کہ میں خود ثالث بن کر فیصلہ کروں کہ بورڈ کے کس ممبر کی روایت صحیح ہے اور کس کی غلط ایسا مطالبہ ہے جس کا پورا کرنا میرے بس میں نہیں۔ جیسے میں کئی دفعہ لکھ چکا ہوں میں نہ ثالثوں کی باہمی گفتگو کے وقت نہ فیصلہ کے تحریر ہوتے وقت۔ نہ اس کے سنائے جانے کے وقت موجود تھا۔

ان کے ایک ٹریکٹ موسومہ "تصویر کا دوسرا رُخ" سے ایک اور غلط فہمی بھی پیدا ہوتی ہے جس کا ازالہ ضروری ہے۔ یہ ان خطوط پر مشتمل ہے جو ہمارے فاضل دوست نے مولانا صدر الدین صاحب خواجہ نذیر احمد صاحب اور خان عبدالعزیز خان صاحب کو لکھے تھے۔ میرے نام کے مطبوعہ خط سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ گویا میرے نام بھی سچ مچ انہوں نے کوئی خط بھیجا تھا جس میں مجھ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ اسے پیغام صلح میں شائع کر دوں۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے نام کوئی خط نہیں بھیجا گیا اور پہلی دفعہ میں نے اس "خط" کو اسی ٹریکٹ میں پڑھا۔

میرے محترم دوست نے میرے موجودہ موقف کو سمجھنے کے لئے بجائے حسن ظن سے کام لینے کے جو ان جیسے رموز دین سے واقف آدمی کا شیوہ ہونا چاہیئے تھا سوءِ ظن کی طرف رجوع کیا اور مجھے کسی کی افسری اور ماتحتی کا طعنہ دیا ہے۔ یہ ان کی شان سے گری ہوئی بات تھی۔ انہیں یاد ہو گا کہ یہ چیز اس وقت بھی موجود تھی جب سابق صاحب صدر کے انتخاب کے سلسلے میں ان کی صف اوّل کے حمایتیوں میں تھا۔ دوسری بدگمانی یہ کی ہے کہ میرے سر پر بھی ہوس اقتدار کا بھوت سوار ہو گیا ہے۔ اس کا میں کیا جواب دے سکتا ہوں سوائے اس کے کہ Wait and see

تیسری وجہ جو ہمارے ایک اور محترم دوست نے جنہوں نے اپنے اندازِ کلام کو عموماً ملیتد رکھا ہے تلاش کی ہے یہ ہے کہ ہم سب حضرت امیر مرحوم کے ساتھ دل آزارانہ سلوک کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اس زمرے میں سابق صاحب صدر تو بلاشبہ صف اوّل میں نظر آتے ہیں مگر خدا نے مجھے اس سے بھی محفوظ رکھا ہے۔

مومنانہ طریق یہ تھا کہ دوست مجھے بھی کریڈٹ دیتے کہ جماعتی کشمکش کے متعلق میرا بھی ایک نیا زاویۂ نگاہ ہے جو غلط تو ہو سکتا ہے مگر اس کی دیانت داری پر شبہ کرنا رواداری کا کوئی اچھا مظاہرہ نہ تھا۔ لیجئے وہ زاویۂ نگاہ جس نے مجھے سابقہ موقف پر قائم نہ رہنے دیا میں دوستوں کے سامنے کسی قدر زیادہ تفصیل سے پیش کرتا ہوں۔

میرے موقف میں موجودہ تبدیلی کے موجب وہ حالات و رجحانات بنے جو انجمن کے کاروبار میں پیدا ہوئے۔ بلکہ پیدا کئے گئے اور کئے جا رہے تھے۔ میں اس ناخوشگوار باب کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ ہر ایک دوست اس انتشار اور پارٹی بازی اور جمود سے جو جماعت پر دو سال تک مسلط رہا بخوبی واقف ہے۔ میں صرف یہ دکھاؤں گا کہ اس سارے چکر کا محور سابق صاحب صدر تھے جو روزِ انتخاب ہی سے اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کی جدوجہد میں لگ گئے۔ اس جدوجہد نے دو پہلو اختیار کئے۔ نئے آئین کو (جس کے ساتھ صدارت کی عمر وابستہ تھی) ٹالنا اور مجالس معتمدین و منتظمہ اور عہدوں پر اپنا تسلط قائم کرنا۔

نئے آئین کی داستان تو دوست سن چکے ہیں کہ دو ماہ کی بجائے (جن کے اندر اسے پاس ہو جانا چاہیئے تھا) دو سال لگ گئے اور پھر بھی اسے ٹالنے کی کوشش کی گئی۔ اس وقت میں تصویر کا وہ رُخ پیش کرتا ہوں جو مجالس اور عہدوں پر تسلط سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مہم کا سنگ بنیاد مجلس معتمدین کے اس مبینہ فیصلہ پر رکھا گیا جس کے رو سے سابق صاحب صدر نے خلاف آئین مجالس کے ممبروں اور عہدیداروں کی نامزدگی کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لئے۔ یہ انجمن کی بنیادوں پر ایک دوہری کاری ضرب تھی۔ ایک تو اس سے انجمن کا آئین پاش پاش ہوا جس کے رو سے یہ سب اختیارات صرف مجلس معتمدین استعمال کر سکتی ہے۔ کسی کو تفویض نہیں کر سکتی۔ اور دوسرے یہ کہ تقوے کی وہ جڑ کٹ گئی جس پر ہماری سب تحریک قائم ہوئی۔ یہ "ریزولیوشن" نہ پیش ہوا نہ پاس ہوا۔ یہ سارا قصہ ہی خود ساختہ تھا جیسے ذیل کی تحریروں سے واضح ہو گا۔

یہ خود ساختہ فیصلہ جس ریزولیوشن کی آڑ میں لکھا گیا اس کا نمبر ۵۹ ہے جو معتمدین کے اجلاس مؤرخہ ۱۲ اپریل ۱۹۵۲ء میں پیش ہوا اور حسب ذیل ہے:-

"رپورٹ سکرٹری کہ آئندہ سال $\frac{۵}{۵۲}$ ۱ تا $\frac{۴}{۵۳}$ ۳۰ کے لئے عہدیداران انجمن و ممبران مجلس منتظمہ کا انتخاب فرمایا جائے۔ سال رواں کے لئے حسب ذیل ممبران و عہدیداران ہیں"

اس کے آگے ممبروں اور عہدیداروں کی فہرست دی ہے

اس کے سامنے فیصلہ یہ لکھا گیا:-

"نائب صدر مولانا عبدالحق صاحب۔ نائب صدر ۲ ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی منتخب ہوئے باقی عہدیداران و ممبران مجلس منتظمہ کو منتخب کرنے کا اختیار حضرت صاحب صدر کو دیا جاتا ہے۔ جو عہدیدار و ممبر حضرت صاحب صدر منتخب فرماویں گے۔ وہ منظور ہوں گے"

یہ "فیصلہ" ۱۲ اپریل ۱۹۵۲ء کا واقع ہے اور حسب قاعدہ اس کی اطلاعات افسران متعلقہ کو جلد سے جلد جاری کر دینی چاہیئے تھیں مگر اپریل گذر گیا۔ مئی کا سارا مہینہ گذر گیا جون ختم ہونے کو آیا پھر جا کر اس "فیصلہ" کو ظاہر کیا گیا جب سابق صاحب صدر نے اس کی اتھارٹی پر نئے عہدیداروں اور ممبروں کا اعلان کیا۔

اس اعلان کے ہوتے ہی چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ محترم شیخ عبدالرحمان صاحب مصری (جو ان ایام میں زیر عتاب تھے) کے پاس جب حکم پہنچا کہ افسر تبلیغ کا چارج اُن سے لے لیا گیا ہے اور مولوی احمد یار صاحب کے سپرد ہوا ہے اس لئے وہ چارج دے دیں تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ مجلس معتمدین کے اس ریزولیوشن کی نقل ان کو بھیجی جائے جس کے رو سے یہ تغیر تبدل ہوا مگر ریزولیوشن کی نقل کی بجائے دفتر انجمن کا ایک "دستہ" اُن کے مکان پر پہنچا اور میز کرسی جن پر ان کا قلمدان وزارت مشتمل تھا اُٹھا کر لے گئے۔ یہ روایت انہی دنوں میرے کانوں تک بھی پہنچی اور مجھے امید ہے کہ اپنے اگلے ٹریکٹ میں میرے مکرم دوست مصری صاحب اس پر بھی روشنی ڈال سکیں گے۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی طرف سے بھی جب ان کو اطلاع دی گئی کہ آپ کو صاحب صدر نے

منتظمہ کا ممبر مقرر کیا ہے اس کے خلاف پروٹسٹ ہوا جس کی نقل ذیل میں درج ہے :-

"بخدمت آنریری جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں چونکہ لاہور میں موجود نہ تھا لہذا مولوی احمد یار صاحب سنے جنرل سیکرٹری صاحب کی اطلاع "کہ حضرت صاحب صدر نے بروئے ریزولیوشن ۵۹ مجلس معتمدین مؤرخہ ۲۱/۴/۵۲ آپ کو مجلس منتظمہ کا ممبر نامزد فرمایا ہے" محررہ ۱/۷/۵۲ مجھے ۲۵/۷/۵۲ کو ملی۔ اس کے متعلق عرض پرداز ہوں کہ :-

۱- جناب صاحب صدر کو مجلس منتظمہ کے ممبر نامزد کرنے کا اختیار نہیں۔

۲- مجلس معتمدین مؤرخہ ۲۱/۴/۵۲ کے ایجنڈا پر کوئی ایسا ریزولیوشن نہ تھا نہ کوئی اس مضمون کا ریزولیوشن اجلاس میں پیش کیا گیا بلکہ ایک صاحب کی تجویز کہ صاحب صدر اپنی cabinet خود تجویز کریں مجلس نے مسترد کر دی۔

۳- مجلس معتمدین اپنے بائی لاز کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے بائی لاز تبدیل نہ کرے۔

۴- احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک رجسٹرڈ انجمن ہے اور اپنے آئین کے خلاف اس کا ہر فیصلہ قانوناً ناجائز ہے۔ انجمن کا کثرت رائے سے آئین کے خلاف کوئی فیصلہ کرنا اس کو جائز قرار نہیں دے سکتا۔ مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے زمانہ کی متعدد مثالیں ریکارڈ انجمن میں آپ کو ملیں گی جن میں مجلس معتمدین کے فیصلہ کو بائی لاز کے خلاف ہونے کی بنا پر ناجائز قرار دیا گیا۔

۵- یہ نامزدگی چونکہ غیر آئینی ہے لہذا مجلس منتظمہ کا وجود اور اس کی تمام کارروائی قانوناً ناجائز متصور ہوگی۔

مجھے امید ہے کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا اور میری اس تحریر کو ایجنڈے پر لا کر مجلس کے غور و خوض کے لئے پیش کیا جائے گا اور فیصلہ سے مجھے اطلاع دی جائے گی۔ والسلام

دستخط غلام محمد ۲۸/۷/۵۲

اس دلچسپ واقعہ کی دو اہم کڑیاں مجھ سے رہ گئی ہیں جو ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے احتجاج سے بھی پہلے آتی ہیں۔ سب سے پہلا اعتراض جو مجھے ریکارڈ انجمن سے دستیاب ہوا ہے وہ یکم جولائی کا شیخ محمد آصف صاحب کی طرف سے ہے جو پہلے افسر اخبارات تھے اور مزعومہ فیصلہ معتمدین ۵۹ مؤرخہ ۲۱/۴/۵۲ کے رُو سے انہیں علیحدہ کر کے ان کی جگہ مولوی عبدالحق صاحب کو مقرر کیا گیا تھا۔ واقعہ یوں ہوا کہ سابق صاحب صدر نے سکرٹری صاحب کو لکھا کہ میں نے جو نئے تقرر اور نامزدگیاں کی ہیں انہیں "پیغام صلح" میں شائع کیا جائے۔ سکرٹری صاحب نے ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کو حکم بھیجا کہ سابق صاحب صدر کے حکم کی تعمیل کرے۔ اس کے متعلق آصف صاحب کا خط اور اس پر سکرٹری صاحب کا ریمارک اور سابق صاحب صدر کا فرمان احباب کی دلچسپی کا موجب ہوں گے :-

محترمی جنرل سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی چٹھی مورخہ ۲۷/۶ نمبری ۷۵۷۰ بذریعہ ایڈیٹر "پیغام صلح" درباره نامزدگی عہدیداں و ممبران مجلس منتظمہ و مجلس معتمدین مجھے موصول ہوئی کہ اسے "پیغام صلح" میں شائع کیا جائے۔ مجلس معتمدین کے متعدد ممبروں کو اس پر اعتراض ہے کہ یہ نامزدگیاں غیر آئینی ہیں یعنی ان کے نزدیک اس قسم کی نامزدگیاں حضرت صاحب صدر کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ اس لئے میں اس اعلان کو "پیغام صلح" میں شائع کرنا خلاف مصلحت اور قومی مفاد سمجھتا ہوں۔

دستخط محمد آصف۔ افسر اخبارات ۱/۷/۵۲

اس پر سکرٹری صاحب کا نوٹ بھی ملاحظہ فرمائیے :-

بخدمت حضرت صاحب صدر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ افسر صاحب اخبارات کی تحریر برائے ملاحظہ اوپر درج ہے اس پر سوائے اس کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھوں اور کیا کہہ سکتا ہوں کیونکہ سب کچھ مجلس معتمدین کے ریزولیوشن ۵۹ کے مطابق ہوا جس کی نقل جملہ ممبران کو ارسال کی گئی۔ اللہ تعالے انہیں ہدایت دے۔

احمد یار ۱/۷/۵۲

(آصف صاحب کے حق میں یہ دعا بعد میں قبول ہوگئی ــــ ناقل)

اس پر سابق صاحب صدر نے جلال میں آکر جو فرمان صادر فرمایا وہ بھی ملاحظہ فرمائیے :-

میری چٹھی محررہ ۲۷/۶/۵۲ درباره نامزدگی کو مکمل ورنہ اخبارات میں شائع کر دیا جائے

(دستخط بخط انگریزی) Mian Mohammad

سابق افسر اخبارات کے متعلق میں مناسب کارروائی کروں گا۔ اس پرچہ کو محفوظ رکھا جائے (دوبارہ دستخط بخط انگریزی) Mian Mohammad

۱۴/۷/

آصف صاحب کو مولوی احمد یار صاحب کی دعا لگ گئی۔ مگر مصری صاحب جیسے متقی دوست کو جو آصف صاحب کے ساتھ اس معاملہ میں ایک ہی کشتی میں سوار تھے کیسے "ہدایت" نصیب ہوئی۔ میرے لئے اب تک موجب حیرت ہے۔

مصری صاحب کی رائے اس خود ساختہ ریزولیوشن کے متعلق پیش کرتا ہوں انجمن کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی فیصلہ معتمدین کا قابل اصلاح ہو تو سات ممبروں کے دستخطوں سے وہ دوبارہ پیش ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس خود ساختہ ریزولیوشن کے متعلق جو سات دستخطی مطالبہ باقاعدہ طور پر سیکرٹری صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا اس پر اول نمبر پر مکرم مصری صاحب کے دستخط ہیں۔ نقل درج ذیل ہے :-

مکرمی جنرل سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی طرف سے فیصلہ جات مجلس معتمدین منعقدہ ۲۱/۴/۵۲ کی جو نقل ۲۶/۶/۵۲ بھجوائی گئی ہے اس کے ساتھ منسلکہ کاغذ میں حضرت صاحب صدر نے ریزولیوشن مجلس معتمدین نمبر ۵۹ مؤرخہ ۲۱/۴/۵۲ کا حوالہ دے کر احباب کو عہدیداران اور ممبر مجلس منتظمہ اور مجلس معتمدین نامزد کیا ہے۔ یہ درست نہیں کیونکہ نامزدگی افسران و ممبران مجلس منتظمہ و مجلس معتمدین کے اختیارات صاحب صدر کو تفویض نہیں کئے گئے اور نہ آئینی طور پر کئے جا سکتے ہیں کیونکہ اس سے شوریٰ اور انجمن کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ نہ مذکورہ مجلس معتمدین میں ایسا ریزولیوشن پیش ہوا اور نہ پیش ہو کر پاس ہوا۔ اس لئے صاحب صدر کی یہ کارروائی غیر آئینی ہے اس بنا پر اس کا نفاذ اور تعمیل دونوں غیر آئینی ہیں۔ چونکہ یہ معاملہ نہایت نازک ہے اور اہم ہے اس لئے مہربانی فرما کر مجلس معتمدین کے نوٹس میں لا کر ممنون فرماویں۔

(دستخط) شیخ عبدالرحمٰن مصری ممبر مجلس معتمدین ۲۷/۶/۵۲
(دستخط) شیخ محمد آصف ممبر مجلس معتمدین ۲۷/۶
(دستخط) ڈاکٹر غلام محمد ۲۷/۶/۵۲ - (دستخط) مرزا مسعود بیگ ۴/۷/۵۲
(دستخط) ڈاکٹر سید طفیل حسین (صاحب مرحوم) - (دستخط) محمد یعقوب خاں ۴/۷/۵۲
(دستخط بخط انگریزی) K. Nazir Ahmad ۴/۷/۵۲

(نوٹ :- ۲۹ دسمبر ۱۹۵۳ء تک اس مطالبہ پر ایک سال پانچ ماہ اور پچیس دن گزر گئے تھے مگر اس مطالبہ نے جو ہر ایک ممبر کا آئینی حق ہے مجلس معتمدین کا منہ نہیں دیکھا ــــ ناقل)

ایک اور شہادت

ذیل میں مجلس معتمدین کے ایک اور معتقد ممبر شیخ انعام اللہ صاحب (سیالکوٹ) کی شہادت درج ہے کہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۲ء کا ریزولیوشن جعلی تھا۔

S. Inam Ullah + Bros. 77, The Mall
House Proprietors. Sialkot Cantt 15.7.52

بخدمت جنرل سکرٹری صاحب

السلام علیکم۔ ایک عدد کاپی ایجنڈا مع Remarks اور صاحب صدر کی چٹھی انتخاب کے متعلق موصول ہوئی ہیں چونکہ کاروبار کے سلسلہ میں باہر گیا ہوا تھا اس لئے اس سے پہلے نہیں لکھ سکا۔ مجھے یہ پڑھ کر سخت حیرانگی اور بہت دُکھ ہوا کہ ریزولیوشن میں لکھا گیا ہے کہ صاحب صدر کو اجازت دی جاتی ہے۔ وہ اپنی مرضی سے ممبران کو نامزد کریں۔ یہ آپ نے پرلے درجہ کی جسارت سے کام لیا ہے اور آپ انجمن کے مسلک سے بہت دُور نکلتے جا رہے ہیں۔

میں ۲۰ / ۲۱ اپریل کی مجلس مشاورت اور مجلس معتمدین میں موجود تھا اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ ایسا کوئی ریزولیوشن پاس نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اجلاس انتہائی مایوس کن حالات میں جناب میاں محمد صاحب کی تقریر کے بعد ختم ہوا تھا۔ یہ انتخاب ناجائز ہے۔ یہ جمہوریت نہیں بلکہ پارٹی بازی ہے جو قوم کو
(باقی برصفحہ ۸)

توحید الٰہی میں علوم کائنات اور بلند ترین اخلاق کا سبق

پرستار الٰہی غیر اللہ کے سامنے کبھی نہیں جھکتا

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قُل ھواللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احد

—— سورۂ اخلاص ——

قرآن کریم کی آخری اور پہلی سورت

یہ قرآن کریم کی آخری سورت ہے۔ سب سے پہلی سورت فاتحہ ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ام الکتاب ہے، قرآن کریم کی ماں، تمام قرآن کریم کے مضامین اس کے پیٹ میں ہیں، قرآن کے تمام اصولوں کو مجمل طور پر اس کے اندر بیان کر دیا گیا ہے، یہی حال اس آخری سورت کا ہے، اس میں بھی تمام مضامین کو جمع کر دیا گیا ہے، آپ کہیں گے میں بار بار اس کو آخری سورۃ کہہ رہا ہوں حالانکہ اس کے بعد دو سورتیں اور ہیں، وہ دونوں سورتیں معوذتین کہلاتی ہیں، یعنے ان میں مختلف قسم کے شرور و فساد سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگی گئی ہے، آخری سورۃ یہی ہے اسکو سورہ الاساس کہا جاتا ہے یعنے اس میں وہ بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں جو سورۃ فاتحہ یعنی ام القرآن میں بیان کر دی گئی ہیں۔

دونوں سورتوں کی اہمیت

تو معلوم ہوا کہ جس مضمون سے قرآن کو شروع کیا تھا، اسی پر آ کر ختم کر دیا، یہ قرآن کا کتنا بڑا کمال ہے، ان دونوں سورتوں (الفاتحہ اور الاساس) کی اہمیت کے پیش نظر انہیں نمازوں میں بار بار دہرایا جاتا ہے اور تمام دنیا کے مسلمان جب ابتداء میں نماز سیکھتے ہیں، تو یہی دونوں سورتیں انہیں پڑھائی جاتی ہیں پھر جو بڑے ہو کر قرآن پڑھ لیتے ہیں تو وہ دوسرے مقامات سے بھی نمازوں میں پڑھتے ہیں، لیکن اسی سورت کو زیادہ پڑھا جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ مسلمان روزانہ اپنے مذہب کے اصولوں اور نظریات کو اپنے سامنے رکھیں۔

علوم کا سرچشمہ

اس میں کس مضمون پر زور دیا ہے فرمایا قل ھواللہ احد لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ عظیم الشان ذات جس کی تلاش تمام دنیا کو ہے وہ اللہ ہے جو زمین و آسمان کا خالق اور اس کا موجد ہے تمام کائنات کا خالق اور موجد ہونا بہت بڑے علم کو چاہتا ہے اور اس کا علم کائنات کی ہر چیز کے اندر نظر آتا ہے، آسمانوں اور اس کے اجرام کو دیکھ لیجئے کس قدر انجینئرنگ کا کمال اس کے اندر ہے کس قدر ریاضی کا علم اس میں پایا جاتا ہے، زمینی کائنات پر نظر ڈالئے اس میں بھی ریاضی اور انجینئرنگ کا کمال پایا جاتا ہے، سائیکالوجی کا علم اس میں پایا جاتا ہے باٹونی کا علم اس میں موجود ہے اینٹومالوجی اس میں نظر آتی ہے، غرض وہ ذات جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا تمام علوم کا سرچشمہ ہے، علم ایک دریا ہے جو اس کی مخلوق میں بہتا ہوا نظر آتا ہے، ان علوم کی ماخذ اور سرچشمہ وہ ذات ہے جس کو اللہ کہا جاتا ہے۔

توحید اور صمدیت

فرمایا ھواللہ احد وہ اللہ اس کائنات کا موجد اور خالق اور اس کو چلانے والا ایک ہی ہے، ایک نہ ہو تو تباہی آ جائے، تمام کائنات میں بگاڑ پیدا ہو جائے، کیونکہ مختلف طبقات میں مختلف قوانین کام کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن قوانین کا ایک جزا اور نظام کائنات کا خیروخوبی سے چلنا بتاتا ہے کہ اس کا خالق و مالک ایک ہی ہستی ہے، اللہ الصمد وہ صمد ہے، محتاج اس کو نہیں ہر چیز کی احتیاج سے بے نیاز ہے اس کو کسی سیکرٹری کی ضرورت نہیں کسی وزیر اور مشیر کی بھی حاجت نہیں وہ غنی ہے لیکن صمد کے معنے میں یہ بھی داخل ہے کہ المصمود الیہ ہر چیز اس کی محتاج ہے، یہ تمام سیارے اور ستارے اسی کے حکم کے ماتحت کام کرتے ہیں، وہ اس کی احتیاج اپنے اندر رکھتے ہیں، ایک ایک روئی، چرند اور پرند، ادنےٰ سے ادنےٰ کیڑوں سے لیکر انسان تک سب اس ذات پاک کے محتاج ہیں، لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں، خدا وہ نہیں ہو سکتا جو خالق و مالک نہ ہو اور اسی طرح سے الٰہ یعنی معبود وہ نہیں ہو سکتا جس کو احتیاج لاحق ہو۔

انسانی دماغ کے عجائبات

اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی صفت بھی بیان کی ہیں کہ وہ کتنی بڑی کاریگریوں کا مالک ہے کیا کیا عجیب چیزیں اس نے پیدا کی ہیں، ایک چھوٹی سی کھوپری انسان کو دی ہے، اس کے اندر کیا کچھ بھرا ہوا ہے، بعض لوگوں کی کھوپری میں کئی کئی علوم کے ذخیرے ہیں، کئی کئی زبانیں انہیں آتی ہیں، اور ایک ہی دماغ میں وہ سب زبانیں بھری ہوتی ہیں، جو کبھی غلط ملط نہیں ہوتیں، جب وہ ایک زبان بولتا ہے تو اسی کو بولتا جاتا ہے اور دوسری زبان جو اس کے دماغ میں ہے اس میں گڑبڑ پیدا نہیں کرتی پھر کیا تصور کی لطافت ہے کہ آسمان کی بلندیوں اور سمندر کی گہرائیوں تک چلی جاتی ہے۔

بے نظیر صنعت الٰہی

کیا کاریگری ہے کہ ایک ایک چیز ایسی بنائی ہے جو بے انتہا فوائد اپنے اندر رکھتی ہے اور اگر وہ ضائع ہو جائے تو انسان کی طاقت میں نہیں کہ اسے بنا سکے، ایک آنکھ ہی کو دیکھ لیجئے کس قدر بے نظیر چیز ہے، اگر ایک بچہ کی ماں کے سامنے کروڑ ہا روپیہ رکھ دو کہ اس کی ایک آنکھ نکال دے تو وہ کبھی اس کو گوارا نہ کرے گی، اور اگر آنکھ چلی جائے تو کون ہے جو اسے پھر پیدا کر دینے کا دعوےٰ کر سکے، ایک دانت اگر نکل جائے تو ویسا دانت نہیں مل سکتا، اور کبھی کبھی شیشہ میں داڑھی کے دو بال سفید نظر آ جائیں تو جان نکل جاتی ہے، کہ اب بڑھاپا آ گیا، تو آنکھ کو دیکھو، دانت کو دیکھو، بال کو دیکھو، کیا ان کی کوئی نظیر ملتی ہے؟

تمام اختیارات کا مالک کون ہے؟

فرماتا ہے قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ان سے پوچھو کون تمہیں رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے اور تمہاری شنوائی اور آنکھیں کس کے اختیار میں ہیں قل ارایتم ان اخذ اللہ سمعکم و ابصارکم اگر وہ کانوں کی شنوائی لے جائے یا آنکھ کی بینائی ختم کر دے تو کس کے اختیار میں ہے کہ اس کو روکے یا پھر اسے واپس لے آئے وختم علیٰ قلوبکم وہ تمہارے دل کی چابی کو مروڑ دے من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بہ پھر کون اللہ کے سوائے ایسا ہے کہ اسے درست کر دے، لیکن اس کے باوجود خدا کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی جاتی ہے جو کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے لا یملکون لانفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوٰۃ نہ انہیں اپنے نفع و ضرر کا کوئی اختیار ہے اور نہ موت اور زندگی پر کوئی مقدرت حاصل ہے، کپاس کو نیلا لگ جائے، ساری کپاس کو کھا جاتا ہے، کبھی کبھی آم کو اور کسی پیداوار کو تیلا لگ جاتا ہے تو ساری پیداوار ضائع ہو جاتی ہے، گیہوں کو کنگی لگ جائے تو دام کی نہیں رہتی، ایک ہوا چل جائے تو تمام فصل برباد ہو جاتی ہے ومن یدبر الامر اس کائنات کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے کون ہے جو اس سارے نظام کو چلاتا ہے اس پر غور کر و تو دنیا بول اٹھے گی کہ اللہ ہی اس نظام کو چلاتا ہے فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون پس ان سے کہو کیا تم قوت الٰہی سے کام نہیں لیتے؟

اولاد کی ضرورت فنا کو چاہتی ہے

یہ ہے اللہ [illegible] محتاج نہیں اور سب چیز اس کی محتاج ہے الصمد المصمود الیہ سو تم کس کو معبود بنائے بیٹھے ہو، وہ جو خالق نہیں وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے، وہ جو حاجتمندوں کی ضروریات مہیا نہ کر سکے کیسے معبود ٹھہرے لم یلد اس کی کوئی اولاد نہیں، اولاد اس کی ہوتی ہے جو مر جانے والا ہوتا ہے، سب اولاد کے لئے روتے ہیں پیغمبر بھی روتے ہیں کہ کوئی ان کا وارث پیدا ہو، کوئی ان کی

جگ بیتے والا ہو، ایک ایک بچہ کے لئے لوگ ترستے ہیں گھر میں ہر قسم کا آرام و آسائش، لاکھوں روپے بنک میں جمع ہیں لیکن اولاد نہیں کوئی خوشی نہیں، ایک بڑی امیر لڑکی نے کہا کہ دعا کیجئے ایک کانی لڑکی ہی خدا مجھے دے دے، خدا ان باتوں سے پاک ہے، اسے نہ موت ہے نہ اولاد کی ضرورت،

ایک لطیفہ

میں نے آپ کو ایک لطیفہ کئی دفعہ سنایا ہے، نواب سرور علی خاں (والئی کوروائی) ابھی بچے ہی تھے، تو ان کا باپ مرگیا، ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک انگریز عورت مقرر کر دی گئی، دوران تعلیم میں جیسا کہ ان میموں کا قاعدہ ہے اس نے یہ بھی پڑھانا شروع کیا کہ عیسٰے مسیح خدا کا بیٹا ہے، سرور علی نے پوچھا اس کا باپ کب مرے گا، میم نے جواب دیا وہ کبھی نہیں مرے گا، اس پر نواب نے کہا کہ پھر عیسٰے کو کبھی باپ کی گدی نہیں ملے گی۔

خدا فانی نہیں اس لئے اسکی اولاد نہیں

کس قدر سچی بات کہی، بیٹا ان کے ہاں ہوتا ہے جو خود مر جانے والے ہوتے ہیں تو فرمایا لم یلد ولم یولد مجھ پر نہ پہلے فنا تھی کہ کسی کے ہاں میں پیدا ہوا اور نہ آئندہ مجھ پر فنا آئے گی کہ مجھے کسی بیٹے کی احتیاج ہو، کیسے اس کے ہاں بیٹا ہو ولم تکن له صاحبة، وہ کوئی بیوی نہیں رکھتا، اور نہ اس کی اسے ضرورت ہے ولم یکن لهٗ کفواً احد کوئی اس کا ہمسر بھی نہیں، کہ اس کی سلطنت میں کوئی خلل پیدا کر سکے۔

انانیت اور کبریائی صرف خدا کو سزاوار ہے

اس چھوٹی سی سورت میں مسلمانوں کو خالص توحید کا سبق دیا ہے، ایک خدا کے آگے جھکنے کی تلقین کی ہے اور بتایا ہے کہ انانیت اور کبریائی صرف خدا کے لئے سزاوار ہے، ہمیں شرم آنی چاہیئے کہ مخلوق ہو کر کبریائی کا دعوے کریں، جو شخص کبریائی کی چادر اوڑھتا ہے، خدا اس کی چادر کو پھاڑ دیتا ہے، مسلمان کو چاہیئے کہ تواضع اختیار کرے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے اور سب ایک خدا کی مخلوق نہیں سمجھے، جس نے تو اس کو پیدا کیا۔

پرستار الٰہی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتا

دوسرا سبق اس میں یہ دیا گیا ہے کہ جو خدا کا پرستار ہو وہ مخلوق کے سامنے نہیں جھکتا صرف ایک خدا ہی کو اپنا معبود سمجھتا ہے اور دوسرے کسی کی پرستش نہیں کرتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا املك لكم ضراً ولا رشداً میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہوں اور نہ بھلائی ولا املك لنفسی ضراً ولا نفعاً میں اپنے آپ کو بھی نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہوں نہ فائدہ حاصل کر سکتا ہوں ولا اقول لكم عندی خزائن الله نہیں تم سے کہتا ہوں کہ میرے پاس کوئی اللہ کے خزانے ہیں ولا اعلم الغيب نہ میں غیب جانتا ہوں، جو شخص میرے پاس اسلئے آتا ہے کہ مجھ سے دولت مل جائے گی یا کوئی بیٹے اور پوتے میں انہیں دے دوں گا وہ بے شک نہ آئیں، ولا اقول لكم انی ملك نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، فرشتہ ہوتا تو تمہارے لئے نمونہ نہ بن سکتا،

توحید کامل کی تعلیم

اپنی بیٹی اور پھوپھی کو آپ نے مخاطب کر کے کہا اے فاطمہ میری بیٹی اور اے صفیہ میری پھوپھی لا املك لكم من الله شيئاً میں خدا کے ہاں تمہارے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا تمہارے اپنے عمل ہی ہیں جو تمہارے کام آئیں گے، اسی طرح تمام کنبہ کو آپ نے پکار کر کہا کہ میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں، تمام انسانیت اور بشریت کے خواص مجھ میں ہیں، کوئی خدائی طاقت اختیار میرے اندر نہیں اس لئے مجھ سے کوئی ایسی امید نہ رکھو جو خدائی اقتدار کا خاصہ ہو۔ اس قسم کی تلقین اس لئے کی گئی تا کہ توحید کامل پر مسلمان کھڑے ہو جائیں۔

نبی کریم صلعم کی عبودیت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا یہ حال ہے کہ بادشاہ بن کر بھی آپ کبھی اکڑ کر نہ بیٹھے کھانا بھی ایک غلام کی طرح بیٹھ کر کھاتے تھے، فرمایا اٰكل كما ياكل العبد میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں جیسے ایک غلام اپنے آقا کے سامنے بیٹھ کر کھاتا ہے، یہ خدا تعالےٰ کی عبودیت اور اس کے آگے تواضع کا کمال ہے۔

ساتھیوں میں توحید الٰہی

اور یہ سبق اپنے ساتھیوں کے دلوں میں یہاں تک استوار کر دیا کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ ایک الزام پر آپ سے اجازت لے کر ماں باپ کے ہاں چلی گئیں، ایک مہینہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے ان کی بریت نازل کی، تو اسی وقت حضور چل کر گئے خود ان کے پاس، ہمارے ہاں تو یہ ہوتا ہے کہ کسی نوکر کو بھیجدیا یا کسی اور کے ہاتھ پیغام بھیجدیا کہ بیوی سے کہو کہ چلی آئے لیکن آپ کا پیغمبر ایسا نہیں کرتا وہ خود چل کر جاتا ہے، حضرت عائشہ کی والدہ ان سے کہتی ہیں اٹھکر نبی کریم صلعم کا استقبال کرو وہ تمہاری بریت کی خوشخبری لائے ہیں، وہ کہتی ہیں، نہیں میرے خدا کا مجھ پر احسان ہے جس نے میری بریت نازل کی ہے اس لئے اس کی تعظیم کرتی ہوں کس حد تک توحید کو دلوں کے اندر رچا دیا ہے یہ اللہ اول اور توحید الٰہی کے کمالات خود حضور نبی کریم کی تعلیم و تربیت کا ثمر ہیں۔

کعب بن مالک کا واقعہ

ایک دفعہ ایک صحابی کعب بن مالک ایک دور کے غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے، انہوں نے خیال کیا کہ کل چلا جاؤں گا، اور آپ سے رستہ میں مل جاؤں گا، دوسرے دن پھر خیال کیا کہ فلاں کام کر لوں پھر چلا جاؤں گا، تیسرے دن پھر ایسا ہی کیا حتیٰ کہ رہ گیا کہ اب تو آپ سے مل بھی نہیں سکتا، جب نبی کریم صلعم واپس آئے تو مسجد میں آکر بیٹھے اور سب لوگ جمع ہوئے، ایسے لوگ جو آپ کے ساتھ نہیں گئے تھے ایک ایک کر کے آتے گئے اور کوئی نہ کوئی عذر پیش کرتے گئے، کعب بن مالک آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ، میرا کوئی عذر نہیں، اس وقت میں اتنا فارغ البال ہوں کہ کبھی نہیں ہوا اور قوی اور تندرست اتنا ہوں کہ کبھی نہیں ہوا، لیکن باوجود اس کے میں نہ جا سکا کوئی عذر میرے پاس نہیں، میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ چند الفاظ بول کر آپ کو خوش کروں، آپ تو خوش ہو جائیں گے لیکن خدا ناراض ہو جائے گا اور اگر سچی بات پیش کر دوں جسے آپ ناپسند کریں گے تو میں راستی اختیار کر کے امید رکھتا ہوں کہ میری عاقبت ضرور درست ہو جائیگی۔

اخلاق کی بلندیاں

یہ وہ بلندیاں ہیں جن پر محمد رسول اللہ صلعم نے قوم کو پہنچایا فرمایا علیٰ بصيرة انا ومن اتبعنی میں جس بصیرت پر ہوں میرے متبع بھی اسی پر پہنچے ہوئے ہیں انی بعثت لاتمم مكارم الاخلاق میں اخلاق کی بلندیوں پر پہنچانے آیا ہوں۔ ان اخلاق کی بلندیوں کی اساس ہے قل هو الله احد یہی اساس الحمد لله میں ہے اسی طرح وہاں رب العالمين ہے تو یہاں پر الصمد ہے اور دونوں کے ایک معنی ہیں۔ رب العالمين کائنات کی ربوبیت کرنے والا اور الصمد وہ جو کائنات کی ضروریات کا ضامن اور انکی حوائج کا مرجع ہو۔ یہ کمال کے نظریئے اور اخلاق ہیں جو ان چند جملوں میں قرآن نے بیان کئے ہیں، اور شروع سے آخر تک قرآن کا ربط قائم و برقرار نظر آتا ہے۔

سورۃ فاتحہ کے آخر میں ولا الضالين اور قل هو الله میں ...... میں لم يلد ولم يولد ہے۔ ظاہر ہے دونوں سورتوں میں عیسائیت کی تردید ہے اور عیسائیت، دجالیت مرادف ہیں۔ دجالیت تلبیس حق و تزویر کے لئے مشہور و معروف ہے فریب کاری مکاری اور خدیعت اور ریاکاری اس کے امتیازی خواص ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان سے بچنے کے لئے ہم کو دعا سکھلائی ہے، ہم روزانہ اس دعا کو دوہراتے ہیں تا کہ ان صفات مذمومہ اور عادات رذیلہ سے اجتناب کریں۔

بیرونی جماعتوں کے عہدیداران ——— بقیہ از صفحہ اول

باقی ہزارہ کی جماعتوں کے صدر اور سکرٹری صاحبان بلحاظ عہدہ اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔

جماعت جہلم: - صدر - جناب بابو امام الدین صاحب میونسپل کمشنر جہلم - نائب صدر سیٹھ سعادت دین صاحب - سیکرٹری جناب محمد عاشق صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر - سیکرٹری مال بابو بشیر احمد صاحب -

جماعت جھنگ: - صدر شیخ محمد لطیف صاحب - سیکرٹری مولوی محمد حسین صاحب -

جماعت راولپنڈی: - صدر جناب شیخ عبدالعزیز صاحب - سیکرٹری شیخ غلام حسین صاحب جاجسر پٹیالوی - جائنٹ سیکرٹری شیخ محمد خالد اقبال۔

جن جماعتوں نے تاحال اپنے عہدیداران کا انتخاب نہیں کیا وہ از راہ کرم سال رواں کے لئے ذیل کے عہدوں کیلئے انتخاب کر کے مرکز میں اطلاع بھجوا دیں۔

صدر - سکرٹری - محاسب - امین (خزانچی)

نوٹ: - جس جگہ ممبران کی تعداد ناکافی ہے وہاں دو ہی عہدیدار (صدر اور سکرٹری) کافی ہوں گے جو باقی عہدیداروں کا کام بھی کریں گے۔

جائنٹ سکرٹری

درخواست دُعا محترم چودھری سلطان علی صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت گوجرانوالہ کی بیگم صاحبہ لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں داخل ہیں، احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

مکتوبِ امریکہ

میاں بشیر احمد صاحب منٹو

ایک مجلس ضیافت

محبی و مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور نیپا گستاخی۔

چودہ جنوری کو چراغ محمد صاحب وائس پریزیڈنٹ مسجد کمیٹی سیکریمنٹو نے جناب راج محمد صاحب صدر مسلم ایسوسی ایشن DETROIT کے اعزاز میں ایک پُر تکلف ضیافت کا انتظام ہوا تھا، میاں عظیم حسین قونصل جنرل، بھارت اور سید اطاعت حسین قونصل جنرل پاکستان، بھی مدعو تھے اور دونوں حضرات معہ اپنی بیگمات کے رونق محفل تھے ان کے علاوہ چند پاکستانی طلبا کیلیفورنیا یونیورسٹی، برکلے سے آئے ہوئے تھے، کل حاضرین کی تعداد پینتیس تھی۔ بعد از طعام کلام کا آغاز ہوا اور بعض دوستوں کی تحریک اور دوسروں کے اصرار کیوجہ سے مجھے کوئی آدھ گھنٹہ تک اپنے خیالات کا اظہار کرنا پڑا۔ گیارہ بجے شب تک مجلس قائم رکھنے کے بعد بادل ناخواستہ ختم کرنی پڑی۔

ہمارا ہفتہ وار جلسہ

ہمار اٹھارہ جنوری کا ہفتہ واری جلسہ خاص امتیاز رکھتا تھا ہمارے نومسلم بھائی مسعود ملی وارن بائیس مہینے کی مفارقت کے بعد کوریا اور جاپان کو الوداع کہہ کر واپس ہمارے پاس پہنچ گئے تھے، ان کے ساتھ ہی سان فرانسسکو سٹیٹ کالج کی لائبریرین مس جیولی ہائیمن بھی کشمیر، پاکستان اور بھارت میں سات مہینے گذارنے کے بعد وطن تشریف لے آئی تھیں اور ہمارے جلسہ میں شریک تھیں، مسٹر وارن اور مس ہائیمن کو جہاں ہم سب نے مل کر خوش آمدید کہی وہاں اپنے ایک عزیز دوست اور رفیق کو الوداع بھی کہنی پڑی۔ وہ امریکہ میں تیرہ برس گذارنے کے بعد اٹھارہ جنوری کی شب کو انڈونیشیا مراجعت فرما رہے تھے۔ ہم سب کو ان کے جانے کا بیحد رنج تھا خصوصیت سے اس لئے کہ وہ ہمارے جلسوں میں بڑی باقاعدگی سے شریک ہوتے رہتے تھے اور ہماری مسلم سوسائٹی کے بڑے سرگرم رکن تھے۔

فجی سے چند نوجوان

۲۱ر جنوری کی صبح کو سات بجے فجی سے بذریعہ برٹش سٹیمر ORONS مسٹر نذیر الدین، عبد القیوم خاں، جعفر حسین و رشید الاسلم بغرض تعلیم تشریف لائے۔ ان سے پہلے سات طلباء ہماری ذمہ داری پر ان ہی جزائر سے سان فرانسسکو آچکے ہیں، اللہ تعالےٰ ان سب کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے اور توفیق دے کہ وہ اپنی قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں۔

بھارت کا یوم جمہوریت

۲۶ر جنوری کو قونصل جنرل، بھارت کی دعوت پران کے وطن کا پبلک ڈے منانے کے لئے ان کی دی ہوئی پارٹی میں شامل ہوا۔ ڈیڑھ سو کے قریب آدمی جمع تھے۔ امریکنوں کی تفریح طبع کے لئے شراب کا دور دورہ تھا اور شراب ہی کے پیالوں کو ہاتھوں میں اٹھا کر امریکہ اور بھارت کی فلاح و بہبود کے لئے دعائیں کی گئیں۔ بھارت کی طرح ہمارے پاکستان کی اسلامی حکومت بھی جیسا دیس ویسا بھیس کے اصول پر عمل پیرا ہوتی ہے مگر جہاں تک میرا علم ہے۔ امریکہ اور یورپ کی دوسری اقوام کے لئے یہ اصول نہیں بنا کیونکہ وہ ہمارے دیس میں بھی جاکر اپنا بھیس نہیں بدلتے بلکہ ہمارے معزز آدمی اپنے دیس میں بھی ان ہی کا بھیس اختیار کرنے میں فخر کرتے ہیں۔ اسلامی کلچر کے حامیوں کو چاہیئے کہ ان باتوں پر بھی کبھی ... فکر کرنے کے لئے فرصت نکال لیا کریں۔

عارفہ صاحبہ کی تقریر

۲۹ر جنوری کو WALNUT CREEK YOUTH LEAGE کی درخواست پر عارفہ صاحبہ نے بذریعہ ٹیلیفون تقریر کی، یہ تقریر پہلے وہاں ریکارڈ کر لی گئی اور پھر ممبرز کو سنا دی گئی۔

ایک افسوسناک حادثہ

تیس جنوری کو ایک افسوسناک حادثہ ہو گیا عارفہ صاحبہ کمرہ گرم کرنے کے لئے فرنیس میں آگ جلانے لگی تھیں اور اس کے لئے دیا سلائی ابھی جلائی ہی تھی کہ دفعتہً زور کا دھماکہ ہوا اور آگ کے شعلہ سے ان کا دایاں ہاتھ کہنی تک جل گیا معلوم ہوتا ہے کہ فرنیس میں گیس جمع تھی اور اس کا انہیں علم نہیں تھا۔ اسی وقت انہیں ایمرجنسی ہسپتال لے گئے جہاں ان کی مرہم پٹی کی گئی۔ انشاء اللہ تین چار ہفتوں تک ان کے زخم اور آبلے مندمل ہو جائیں گے ڈاکٹر کے بیان کے مطابق زخم خطرناک نہیں ہیں۔

ایک امریکن آغوش اسلام میں

سولہ جنوری کو H.L FRANKLIN SAILOR مشرف باسلام ہوئے۔ اسلامی نام محمد عارف رکھا گیا۔ عمر ۳۰ سے اور سیلر ہیں۔

خاکسار۔ بشیر احمد منٹو

نوجوانوں میں زندگی کی روح

الحمد للہ کہ احمدی نوجوانوں میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا ہو رہی ہے اور جگہ جگہ وہ اپنے آپ کو منظم کر کے تعمیری کاموں کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں جس کا ثبوت ذیل کی چند رپورٹوں سے ملتا ہے۔

کراچی میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن

محترمی مکرمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ یہ پڑھکر بہت خوش ہوں گے کہ جماعت کراچی کے نوجوانوں میں زندگی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ نوجوان یہاں کی جماعتی زندگی میں کچھ خلا سا محسوس کر رہے تھے اور اس بات کے لئے بے چین تھے کہ یہاں کوئی کام کیا جائے اسی نیک جذبہ کے ماتحت کل مورخہ ۲۶ر فروری بعد از نماز جمعہ نوجوانوں کی ایک ہنگامی میٹنگ زیر صدارت جناب محترم میاں نصیر احمد فاروقی صاحب منعقد ہوئی، جس میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے قیام کا فیصلہ کیا گیا اور باتفاق رائے مندرجہ ذیل عہدہ داران منتخب ہوئے:

(۱) جناب محمد بشیر بٹ صاحب ایم اے۔ پریزیڈنٹ

(۲) جناب مفتی عبد الحق صاحب۔ وائس پریزیڈنٹ

(۳) جناب عبد القادر بٹ صاحب بی اے بی ٹی۔ سکرٹری

(۴) جناب اقبال احمد صاحب بی کام۔ خلف الرشید جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب۔ اسسٹنٹ سکرٹری

متذکرہ بالا ایسوسی ایشن اپنے ہفتہ وار اجلاس ریڈنگ روم میں منعقد کیا کرے گی اور مقصد یہ ہوگا کہ جماعت کے نوجوانوں میں اسلام اور احمدیت کا چرچا ہو۔ ان میں باہم اخوت اور یگانگت پیدا کی جائے اور اعلےٰ اخلاقی اقدار ان کے ذہن نشین کرائی جائیں۔ جماعت کراچی کے نوجوان اس ایسوسی ایشن کو جماعت کے اکابرین کی رہنمائی میں نہایت ہی اعلےٰ پیمانہ پر چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام۔

عبد القادر بٹ۔ سکرٹری ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کراچی

لاہور کے احمدی نوجوانوں کا ایک کامیاب اجتماع

مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۵۴ء کو احمدیہ مسجد میں لاہور کے احمدی نوجوانوں کا ایک کامیاب اجتماع ہوا۔ اس موقع پر حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔ چائے کے بعد ہفتہ وار مجلس زیر صدارت عبد الغفور صاحب ثاقب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم محمد رشاد صاحب نے کی۔ راقم الحروف نے گذشتہ مجلس کی روئداد پڑھی۔ پھر مسٹر انوار الحق نے در ثمین سے ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد راقم نے ایک مضمون "ہماری ایسوسی ایشن اور نوجوانوں کی تنظیم" پڑھا جس میں احمدی نوجوانوں سے تنظیم کے لئے پرزور اپیل کی گئی۔ پھر مرزا مقبول احمد صاحب نے ایک تقریر کی انہوں نے بتایا کہ ہماری جماعت پر مختلف اوقات میں ابتلا آتے رہے اور خدا تعالےٰ نے اس کی حفاظت کی اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود کی اس جماعت کی ہر مشکل اور ابتلا میں حفاظت کرے گا۔ اس کے بعد تنقید و تبصرہ کے لئے موقع دیا گیا۔ پھر ایسوسی ایشن کے لئے نئے صدر کا انتخاب ہوا (کیونکہ سابقہ صدر اقبال احمد صاحب لاہور سے باہر چلے گئے ہیں) نیا صدر عبد الغفور صاحب ثاقب کو منتخب کیا گیا۔ اس کے بعد عبد الرؤف صاحب لودھی نے جماعت کے حالات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے نوجوانوں کو مشورہ دیا کہ وہ ایک متحدہ محاذ بنا کر بزرگوں کو اپنی تجاویز بھیجیں۔ راقم التحریر نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے بتایا کہ نوجوانوں کے سامنے تنظیم اور دوسرے ضروری اور تعمیری کام موجود ہیں۔ اس لئے انجمن کے حالات کے متعلق ایسوسی ایشن کی طرف سے کوئی رائے نہیں دینی چاہیئے ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے۔ پھر حاضرین کا شکریہ ادا کیا گیا، اور حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے دعا فرمائی اور مجلس برخاست ہوئی۔ والسلام۔ خاکسار۔ سلطان محمد سکرٹری

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن گجرات

گجرات میں چند ہفتوں سے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آچکا ہے، جس کے روح رواں رشید احمد صاحب ہیں، گذشتہ ہفتہ ایسوسی ایشن کے ہفتہ وار جلسہ میں سعادت احمد صاحب نے "اصلاح نفس" پر ایک مضمون پڑھا جو بڑی دلچسپی سے سنا گیا۔

جماعتی کشمکش - بقیہ از صہ ۴

تباہ کر دے گی -

جنرل سکرٹری خواہ آنریری ہو خواہ تنخواہ یافتہ ہو ۔ ایسا شخص ہونا چاہیئے WHOLE TIME ڈیوٹی دے سکتا ہو - انجمن کے اتنے اہم عہدہ کو ایسے آدمی کے سپرد کرنا چاہیئے جس پر قوم کا اتفاق ہو اور تقوے کے انتہائی بلند مقام پر ہو - والسلام - انعام اللہ

ایک نقل حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب کو بھیجی گئی -

ایک نقل صاحب صدر جناب میاں محمد صاحب کو بھیجی گئی -

فاروقی صاحب کی تصدیق

اس خط پر میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی نے جو اس وقت جنرل سکرٹری تھے نوٹ دیا جو درج ذیل ہے -

Seen یہ معاملہ مجلس معتمدین میں پھر آئے گا -

Maf (دستخط فاروقی صاحب)
HGS 18/7

ان دستاویزی شہادتوں پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں - البتہ ہمارے فاضل وکیل دوست جو انجمن کے مشیر قانونی بھی ہیں بتاسکیں گے کہ اس کارروائی پر تعزیرات پاکستان کی کس دفعہ کا اطلاق ہوتا ہے - اور جو دوست ۲۶ دسمبر کی کارروائی کو "دھاندلی" کہتے ہیں وہ بتائیں کہ لغت میں اس ریزولیوشن سازی کے لئے کونسا لفظ ہونا چاہیئے -

میں احباب کے غور کے لئے اس پر صرف اس قدر تبصرہ کروں گا کہ :-

۱ - ۲۶ دسمبر کے اجلاس جنرل کونسل کی کارروائی کو دوست اس پس منظر میں دیکھیں جس کی ایک جھلک اوپر آگئی ہے - جس قیادت کا تانا بانا ہی ایسا ہو جس کا نمونہ احباب نے دیکھ لیا ہے کیا اس کو مزید برداشت کرنا جائز تھا ؟ اور اگر کسی کا پیمانہ صبر لبریز ہوا اور غصہ کا اظہار کیا تو وہ قابل ملامت تھا یا جرأت ایمانی کا مظاہرہ کر رہا تھا ؟

۲ - ثالثی بورڈ نے جس مجلس منتظمہ کی قیادت پر زور دیا وہ تو خود غیر آئینی تھی اس لئے کہ اسی خود ساختہ ریزولیوشن کی بدولت معرض وجود میں آئی -

۳ - اس مجلس منتظمہ میں سابق صاحب صدر کے اپنے خاندان کے چار افراد تھے (اور مجلس کا کورم صرف پانچ کا ہے)

۴ - محاسب سابق صاحب صدر کے صاحبزادے تھے اور چیکوں پر دستخط صدر اور محاسب کے ہوا کرتے ہیں -

اخیر میں دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ دیانتداری سے محض تحریک کے مفاد کو مدنظر رکھ کر اور ذاتی خواہشات اور شخصیتوں سے بلند ہو کر محاکمہ کریں کہ کیا ایسی قیادت جس کا خاکہ "نمونہ از خروارے" اوپر آچکا ہے ایک ایسی تحریک کے شایان شان تھی جو دنیا میں ایمان اور تقوے کے اقدار کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے اٹھی ؟ مجھے سابق صاحب صدر کی دینداری کا انکار نہیں اور نہ ہی ان کی خدمات دینی کا - مگر دوست خود مجھے بتائیں کہ دیکھ کر مکھی کیسے نگلی جاسکتی ہے - آخر ان ٹھوس واقعات کو کہاں لے جاویں - دو سالہ انتشار اور جمود کو کیسے نظرانداز کردیں ، آخر ہم "معتمدین" ہیں یعنی قومی امانت کے حامل - کیا تحریک کو شخصیتوں کے لئے قعر مذلت میں دھکیل دینا حق امانت کو ادا کرنا ہے ؟

حضرت امیر مرحوم کی وجہ سے جن دوستوں کو رنج ہے (اور بجا رنج ہے) ان سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہم شیعہ صاحبان کی طرح اس ورثہ کو اپنی نسلوں کے لئے چھوڑنا چاہتے ہیں ؟ حضرت امیر مرحوم کو جس قدر نزدیک سے دیکھنے کا مجھے موقع نصیب ہوا اور ان کی افتاد طبیعت اور توازن دل و دماغ کا جو اندازہ مجھے ہے وہ میرے بہت کم دوستوں کو ہوگا - میں کہہ سکتا ہوں کہ اپنے دکھوں اور رنجوں سے بڑھکر جو غم ان کو ہر وقت دامنگیر رہتا تھا وہ یہ تھا کہ اسلام کا نام بلند ہو ، قرآن کا پیغام دنیا میں پہنچے اور یہ تحریک زندہ رہے - یہ تحریک ان کی سب سے بڑی یادگار ہے اس کو زندہ اور سرسبز رکھنے سے ہی ان کی روح کو خوشی ہوسکتی ہے اور اسی طرح ان سب بزرگوں کی روحوں کو جنہوں نے اس راہ میں عمر بھر اپنے قوے اور اموال خرچ کئے اور بالآخر اسی جدوجہد میں اللہ تعالےٰ سے جا ملے -

مجھے رنج ہے کہ مجھے تلخ حقائق سے پردہ اٹھانا پڑا - مگر اس سے بڑھ کر رنج کی یہ بات ہوتی کہ تحریک کو تباہ ہوتے دیکھ کر خاموشی اختیار کی جاتی -

جنرل کونسل کا اجلاس ۱۴ مارچ کو ہوگا - وہی ہماری سب سے بڑی عدالت ہونی چاہیئے ہم نے کوشش کی کہ مخالف خیال دوستوں کو بھی بذریعہ نامزدگی اس میں شامل کریں - اب بھی اگر دوست پسند کریں تو ہمارے دلوں میں ان کے لئے جگہ موجود ہے - ہم انجمن کو شخصی یا پارٹی اجارہ داری بنانے کے قائل نہیں - ہماری جدوجہد اجارہ داری کو مٹانے کے لئے تھی اور جدوجہد ہے اگر اس سے بڑھ کر کوئی چیز ہمارے مدنظر ہو - **آیئے امام وقت کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کریں** کہ ہر ایک معاملہ میں اسی انجمن کی کثرت رائے کو مشعل راہ بنایا جائے - جنرل کونسل کی فہرست شائع ہوچکی ہے جو سلسلہ کی مقتدر ہستیوں پر مشتمل ہے - کیا ہم باہمی اختلافات کے فیصلہ کے لئے ان پر اعتماد نہیں کر سکتے -

مقدمات اور پمفلٹ بازی کا راستہ دلچسپ شغل ضرور ہے مگر تخریب تخریب ہے اور کوئی صحیح الدماغ آدمی اسے پسند نہیں کرے گا - ضرورت تعمیری صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ہے - اللہ تعالےٰ ہم سب کی صحیح رہنمائی کرے -

وما علینا الا البلاغ

محمد یعقوب خان

ڈچ گیانا میں مولانا عبدالحق صاحب کا ورود

مسٹر عبدالرحیم صاحب جگو کا خط

مسٹر عبدالرحیم صاحب جگو وہ نوجوان ہیں جو کچھ عرصہ ہوا سرینام (ڈچ گیانا) سے دینی تعلیم کے لئے یہاں آئے تھے اور تقریباً سال بھر یہاں رہ کر مولانا عبدالحق صاحب اور دیگر بزرگان جماعت سے تعلیم دین حاصل کرتے رہے ، انہوں نے مولانا عبدالحق صاحب کے پہنچنے پر ذیل کا خط ارسال کیا ہے :-

---

مکرم ایڈیٹر صاحب - اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے ۱۴ جنوری شام کے تین بجے بذریعہ کے ایل - ایم ہوائی جہاز سرینام (ڈچ گیانا) کے ہوائی اڈے پر ورود فرمایا - آپکے استقبال کے لئے غالباً پانچسو سے زیادہ لوگ ہوائی اڈے پر موجود تھے مسلم سکاؤٹ بوائز کے سلام کے بعد تمام لوگوں نے آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے - حکومت کی طرف سے آپکی بڑی عزت افزائی ہوئی کسٹم و پولیس کی تفتیش کے بغیر آپ کو ملک میں داخلہ کی اجازت مل گئی (یہ عزت فقط وزیروں کو ملتی ہے) چونکہ ہوائی اڈے سے شہر ۳۰ میل پر ہے اس لئے ایک گھنٹہ کے بعد موٹروں کا جلوس انجمن اسلامیہ کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا - یہاں حضرت مولانا صاحب کے استقبال کے لئے ایک بڑا ہجوم موجود تھا - جلسہ ہال بالکل بھر جانے کی وجہ سے لوگوں کی کافی تعداد ہال کے باہر کھڑی رہی - جناب جمال الدین صاحب صدر انجمن اسلامیہ نے مولانا صاحب کی تشریف آوری اور ہم لوگوں کی خوش نصیبی پر تقریر فرمائی ، اس کے بعد خاکسار نے (جو خود حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں ایک سال رہ کر تعلیم پاچکا ہے) حضرت ممدوح کی قابلیت اور علم و معرفت کا ذکر کرتے ہوئے آپ کا تعارف کرایا - بعد ازاں جناب یعقوب خان صاحب نے ----- مولانا صاحب کے اعزاز میں تقریر کی جس کے بعد مولانا ممدوح خود کھڑے ہوئے اور لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر سورہ فاتحہ کی پہلی آیت پڑھی اور اس کی خوبی پر کافی روشنی ڈالی - حاضرین نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خوش آمدید کے نعرے بلند کئے کہ آج ہماری مرادیں پوری ہوئیں اور ہم لوگوں پر خداوند کریم کا بڑا فضل و احسان ہے کہ مولانا اتنی دور سے تشریف لائے - پھر دعا پر مجلس ختم ہوئی اور مولانا صاحب موٹر پر سوار ہوکر جناب محمود رضا صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے ، جہاں کچھ دن تک مقیم رہے تھے - ۱۰ جنوری کی رات کو انجمن اسلامیہ کے تمام علاقوں کے مولویوں اور ممبروں کو دعوت دی گئی پھر ۱۳ جنوری کو دس بجے صبح مولانا کی ایک پبلک تقریر ہوئی جس میں کثرت سے ہندو ، مسلمان اور کافی عیسائی موجود تھے - مولانا صاحب کی تقریر کا عنوان "توحید اور نبوت" تھا - اس تقریر پر پنڈتوں نے آپ کو بڑی شاباش دی - ملک کے مختلف اخباروں نے مولانا صاحب کی تقریروں کو شائع کردیا - اس مہینہ یعنی فروری کے آخری ہفتہ تک [illegible]

پیغام صلح مورخہ ۳ مارچ ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰ شمارہ نمبر ۹

تعلیمی پریس میکلوڈ روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ تبلیغ لاہور

فون نمبر ۳۴۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن (بی اے)
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ مطابق ۶ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۰

جواہر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

دو قابلِ رشک باتیں

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد الا فی اثنین رجل آتاہ اللہ مالاً فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق و رجل آتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا و یعلمھا

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حسد نہیں ہونا چاہیئے مگر دو باتوں میں رشک ہو سکتا ہے ایک وہ شخص کہ اللہ اسے مال دے اور پھر اسے راہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط کرے اور دوسرا وہ شخص کہ اللہ اسے حکمت دے تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے۔

آسانی کرو اور خوشی کی بات سناؤ

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا۔

انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر آسانی کرو اور تنگی نہ کرو اور خوشی کی بات سناؤ اور نفرت نہ پیدا کرو۔ (بخاری کتاب العلم)

رات کا اٹھنا ترک نہ ہو

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عبد اللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم من اللیل فترک قیام اللیل۔

عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ فلاں کی طرح نہ ہونا وہ رات کو اٹھا کرتا تھا پھر رات کا اٹھنا چھوڑ دیا۔ (بخاری کتاب التہجد)

شیوۂ اربابِ وفا

مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن

عالم پہ ضیا بار ہو پھر نیرِ اسلام
خالق سے یہی میری دعا صبح و مسا ہے
مومن کبھی اللہ کا شکوہ نہیں کرتے
تسلیم و رضا شیوۂ اربابِ وفا ہے
لازم ہے مسلماں کو مسلماں سے محبت
پوشیدہ اسی راز میں ملت کی بقا ہے
دنیا کی ہوس میں ہے نہاں نارِ جہنم
دوزخ جسے کہتے ہیں یہی حرص و ہوا ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عالی!

حضرت مسیح موعود کے کلام میں

چوں زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار ٭ عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

مجھ سے اس عالی خاندان سردار کی تعریف کس طرح ہو سکے ٭ اسکی تعریف تو زمین و آسمان بلکہ جہان عاجز ہیں۔

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم ٭ کس نداند شانِ آں از واصلان کردگار

اسکے قرب کے مقام کی شان کو جو وہ خدا تعالیٰ کے پاس رکھتا ہے ٭ مقربان الٰہی اور بڑی شان کے لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا

آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو ٭ کس بخوابے ہم ندیدہ مثل او اندر دیار

وہ مہربانیاں جو محبوب ازل (اللہ تعالیٰ) کی اس پر ہیں ٭ دنیا میں کسی نے ایسی مہربانیاں خواب میں بھی نہیں دیکھیں۔

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں ٭ آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا سردار اور عاشقان الٰہی کے گروہ کا بادشاہ ہے ٭ اس کی روح نے محبوب کے وصل کی ہر منزل کو طے کیا ہے ٭

خدمتِ دین کا وقت

حضرت امام الزمان کا ارشاد

ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے کیونکہ علاوہ لنگرخانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں، صدہا مہمان آتے ہیں مگر ابھی تک بوجہ عدم گنجائش مہمانوں کے لئے آرام دہ مکان میسر نہیں جیسا کہ چاہیئے۔ چارپائیوں کا انتظام نہیں توسیع مسجد کی ضرورتیں بھی پیش ہیں تالیف اور اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے عیسائیوں کی طرف سے جہاں پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں ہماری طرف سے بالالتزام ایک ہزار بھی ماہ بماہ نہیں نکل سکتا، پس ضروریات مہم کے لئے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے اگر بے ناغہ ماہ بماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی ہی ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے، ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہیئے کہ ...

سہ روزہ پیغام صلح — مورخہ ۶ مارچ ۱۹۵۴ء

احمدیت ہی دنیا کیلئے پیغام حیات ہے

احمدیت کیا ہے؟ اسلام کی وہ صحیح تصویر جو حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لے کر آئے اخلاق اعمال کا وہ پاکیزہ نمونہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگیوں میں ودیعت کیا گیا، اسلام کی یہ تصویر جو ذات الٰہی پر کامل ایمان اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ماننے کے علاوہ تمام دوسری اقوام میں بھی انبیاء و رسل کی بعثت کے اقرار پر مشتمل تھی، اس نے نہ صرف کلمۂ توحید پڑھنے والوں میں ایک ایسی اخوت اور برادری پیدا کر دی جو تمام خونی رشتوں سے زیادہ مضبوط اور نسلی تعلقات سے زیادہ مستحکم ہے، بلکہ اقوام عالم کے انبیاء و رسل پر ایمان کے ذریعہ سے ایک ایسا بین الاقوامی رشتۂ اتحاد پیدا کر دیا جو باہمی منافرت کو دور کر کے مختلف الخیال اقوام و مذاہب کے دلوں کو جوڑنے میں ایک سیمنٹ کا کام دے سکتا ہے۔ مرور زمانہ نے اسلام کی اسی تصویر کو ایک عرصہ ہوا گم کر دیا تھا، اور امت مرحومہ بعض غیر اسلامی خرافات کی بھول بھلیوں میں ایسی کھو چکی تھی، کہ ان کو دیکھ کر اسلام کی حقیقت کو سمجھنا مشکل ہو گیا تھا

مسیح دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ بیٹھا ہے اور وہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہو گا اور اس کے دم سے سینکڑوں میلوں تک کفار ہلاک ہوتے چلے جائیں گے، مہدی بھی اسی زمانہ میں خروج کریں گے اور وہ اپنی تلوار خون آشام سے ہر غیر مسلم کی گردن اڑا کر رکھ دیں گے، ایک کانا دجال بھی آئے گا جو بہشت و دوزخ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہو گا، وہ ستر ہاتھ لمبے گدھے پر سوار ہو گا جو طوفان کی طرح خشکی و تری پر سے گذرتا چلا جائے گا۔

یہ تھی اسلام کی وہ تصویر جو سینکڑوں سالوں سے امت کے دماغوں میں جاگزیں ہو چکی تھی، اسی بھیانک تصویر کے مقابلہ میں عیسائیت کی طرف سے اعلانات کئے جا رہے تھے کہ مسیح علیہ السلام کا دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ ہونا اور بغیر کھائے پیئے اور بغیر تغیر جسمانی اتنے عرصہ تک زندہ رہنا اور دوبارہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دنیا میں آنا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ صفات الوہیت اپنے اندر رکھتا ہے اور بقول عیسائیت خدا کا بیٹا ہے، اس کے مقابلہ میں حضرت محمد صلعم کو فوت ہوئے تیرہ سو سال گذر گئے اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام نعوذ باللہ ایک مردہ مذہب ہے اور عیسائیت ہی زندہ مذہب کہلانے کی مستحق ہے۔ دوسری طرف ہندوؤں میں آریہ سماج کا فرقہ پیدا ہوا جس نے ایک ایسی تصویر دنیا کو دکھانی شروع کی جو بظاہر اسلام سے ملتی جلتی تھی لیکن روح اور مادہ کی ازلیت و ابدیت کے فلسفیانہ خیالات کے ذریعہ سے اس نے توحید الٰہی کو مانتے ہوئے قدرت الٰہی کو ہیچ اور ناکارہ قرار دے دیا، تاہم بعض لوگ اسکے فلسفیانہ خیالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور اس کے ساتھ ہی یورپ کے فلسفہ و سائنس نے دماغوں کو اس درجہ مرعوب و منفعل کر دیا کہ قرآن و حدیث اس کے مقابلہ میں ہیچ نظر آنے لگے، اسلام کی اس بھیانک تصویر اور عیسائیت کے ایسے اعلانات کو دیکھ کر بڑے بڑے معزز اسلامی خاندانوں کے چشم و چراغ آغوش اسلام سے نکل نکل کر تثلیث کے حلقہ بگوش ہونے لگے اور شاید اسلام کا اس دنیا میں کچھ بھی باقی نہ رہ جاتا اگر ایک مرد خدا (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) احمدیت کا چراغ ہاتھ میں لیکر دنیا کو پھر حقیقی اسلام کی روشنی نہ دکھاتا اس نے للکار کر دنیا کو بتایا کہ مسیح مر چکا ہے اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتا، اس لئے عیسائیت کو زندہ مذہب کہنا سراسر باطل اور دروغ ہے، زندہ مذہب صرف اسلام ہی ہے، جس کا رسول فوت ہو جانے کے باوجود اپنے فیض روحانی کی وجہ سے زندہ ہے اور یہ اس کے فیض روحانی کا نتیجہ ہے کہ اس کی اتباع سے مجھے اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ مخاطبہ نصیب ہوا اور مسیحیت کے منصب پر فائز کیا گیا۔

یہ اعلان فی الواقعہ عیسائیت کی موت اور اسلام کی حیات کا موجب ہوا۔

اس نے آریہ سماج کو بھی للکارا کہ اسلام کا خدا اس کائنات کو بنانے کے لئے کسی روح و مادہ کا محتاج نہیں بلکہ وہ روح و مادہ کو پیدا کرنیوالا اور قادر مطلق ہے، توحید کا اصل مقام وہ ہے جو اسلام نے بتایا ہے اور اسی میں اسلام کی زندگی اور آریہ سماج کی موت ہے، چنانچہ آج دنیا نے دیکھ لیا کہ آریہ سماج کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں،

اس نے یورپ کے فلسفیوں اور سائنسدانوں کو بھی للکارا کہ وہ صداقتیں جو اسلام نے پیش کی ہیں وہی حق اور حقیقت ہیں، تمہارے فلسفے اور علوم آئے دن بدلتے رہتے ہیں، لیکن اسلام کی پیش کردہ صداقتیں بدل نہیں سکتیں اور آخر کار تمہیں ہی ان صداقتوں کے آگے سر جھکانا پڑے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ اسلامی علوم اور صداقتیں ہی دنیا پر غالب آ رہی ہیں۔

پس یاد رکھئے کہ اسلام کی وہ تصویر جو احمدیت میں مضمر ہے دنیا کے لئے ایک پیغام حیات ہے اگر زندگی چاہتے ہو تو احمدیت کا ساتھ دو ورنہ وہ مردہ اسلام جس کی تصویر اوپر بیان کی گئی ہے، کبھی تمہاری زندگی کا موجب نہیں ہو سکتا بقول حضرت امام زمان ؎

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اس جگہ ہم ان دوستوں سے بھی عرض کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اس پیغام حیات کو قبول کر کے حقیقی اور زندہ اسلام کو دنیا میں پیش کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور کر رہے ہیں، ضرورت ہے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی یہ پیغام حیات پہنچائیں اور انہیں اس حقیقی اور زندہ اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دیں، مخالفت بیشک بہت ہے لیکن مخالفت سے ڈر کر بیٹھ جانا کسی طرح صحیح نہیں، مخالفت تو ہمارے لئے کھاد کا کام دیگی بیج ڈالنا ضروری ہے، پھر آپ دیکھیں گے کہ خدا تعالےٰ اس بیج کو کس قدر پھل دیگا۔

قرآن میں غلطیاں؟

مسیحی معاصر المائدہ ۲۸ فروری کی اشاعت میں قمطراز ہے :-

"ان دنوں پادری صاحبان کے دلوں میں اسلام کی واقفیت حاصل کرنے کے لئے قرآن کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو رہا ہے اور وہ اس قدر محنت اور توجہ سے اس کو پڑھنے لگے ہیں کہ وزیر آباد کے پادری ایم اے ڈیوڈ صاحب نے ایک میٹنگ میں فرمایا کہ قرآن کتابت کی غلطیوں سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ میں نے ایسی . . غلطیاں تلاش کر لی ہیں۔"

پادری صاحبان کا شوق قرآن خوانی مبارک ہے بشرطیکہ غلطیاں تلاش کرنا ہی اس کی غرض نہ ہو لیکن سوال یہ ہے کہ یہ نوسو غلطیاں پادری صاحب نے کونسے مطبع کے چھپے ہوئے قرآن میں تلاش کی ہیں، اور اگر دوسرے ایسے قرآن بھی مل سکتے ہیں جن میں کتابت کی ایک غلطی بھی موجود نہیں تو پادری صاحب کی تلاش کردہ غلطیوں کو کونسی اہمیت حاصل ہو گئی کہ "قرآن کی غلطیاں" کے عنوان سے انہوں اس کا اشتہار دینا ضروری سمجھا اور معاصر "المائدہ" نے ان کی اشاعت پر آمادگی کا اظہار کیا ہے اس میں شک نہیں کہ جس مطبع نے ایسا قرآن چھاپا ہے وہ ہزار نفرین کے قابل ہے لیکن پادری صاحب اور "المائدہ" کا اسے قرآن کی غلطیاں ...

قرآن کی تلاوت

جنرل نجیب صدر جمہوریہ مصر اپنے سفر حرمین کے حالات میں لکھتے ہیں :-

"اور جونہی میں روضۂ اقدس کی طرف بڑھا میرے ذہن میں زمانہ حاضرہ کے ان مذہبی اختلافات کا خیال آیا کہ جن کی وجہ سے ہم اپنے مذہب کی بنیادی تعلیمات کو بھول گئے۔

یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ اختلافات ہمارے زوال کی بنیادی وجوہ میں سے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہماری ترقی میں بھی رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ مجھے بیکایک وہ زمانہ یاد آیا جب ہم سکول میں پڑھتے تھے۔ اس زمانہ میں ہم سکول میں داخل ہونے سے پہلے اور وہاں سے نکلنے کے بعد روزانہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور اس تلاوت سے ہمارے ذہنوں میں ایسی قوت پیدا ہوتی تھی جس کی برابری دوسری کوئی چیز نہیں کر سکتی اور آج کیا حال ہے یہ بیشتر نوجوان مسلمانوں کو قرآن شریف کا ایک جملہ بھی یاد نہیں ہے، اس لئے ان کا ایمان کمزور ہے اور معمولی سا دھچکا ان کے اعتماد کو توڑ دیتا ہے،،

کس قدر سچی اور قابل غور بات ہے، فی الواقعہ قرآن کریم کی تلاوت ایمانی قوت کو بڑھانے والی چیز ہے اور مسلمانوں کی کمزوری ایمان کے وجوہ و اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن کی تلاوت ہماری زندگیوں میں سے بہت حد تک نکل چکی ہے، مسلمان اگر ہر صبح کو ایک دو آیات ہی ترجمہ کے ساتھ پڑھ لیا کریں تو یہ ان کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہو گا۔

اسلام مشرق و مغرب میں

قرآن سے اطمینان قلب

لی سسٹر (انگلستان) سے مسٹر لیزلی کارٹ (جو مذہباً عیسائی ہیں) لکھتے ہیں "قرآن مجید (جو یہاں سے بھیجا گیا تھا) کی اکتیس سورتوں کا مطالعہ کر چکا ہوں، جب تک اس پاک کتاب کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں ایک گونہ اطمینان اور سکون قلب میسر ہوتا ہے لیکن جب کبھی ضروریات کی وجہ سے کچھ دن مطالعہ کا موقعہ نہیں ملتا تو اطمینان قلب جاتا رہتا ہے۔"

دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اسلام میں داخل ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

جاپان میں مذہبی کانفرنس

ٹوکیو دارالخلافہ جاپان میں آئندہ ماہ اپریل میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے، جس میں مذہب کے متعلق نہایت اہم سوالات پر غور اور بحث ہوگی، مختلف مذاہب کے نمایندے اس کانفرنس میں تقاریر کریں گے، اسلام کی نمایندگی کے لئے امام صاحب ووکنگ مسجد (انگلستان) سے استدعا کی گئی تھی، لیکن وہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے بذات خود اس میں شرکت سے معذور ہیں، ان کے بجائے محترم خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب اس کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے جائیں گے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب فرمائے اور امام وقت کے بتائے ہوئے اصولوں کی روشنی میں اسلام کی صحیح نمایندگی کی توفیق دے۔

اسلام کی پیاس

اسلام کی پیاس رکھنے والا ایک سعید الفطرت انگریز جیک آر ہوڈاہر Jack R. Hodahar نیوکاسل سے امام مسجد ووکنگ کو لکھتا ہے:-

میں ایک عیسائی ہوں اور عرصہ دراز کے مطالعہ کے بعد اب مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ میری عمر اس وقت ۲۷ سال کی ہے شادی شدہ ہوں اور دو بچے ہیں، گذشتہ جنگ عظیم میں میں نے مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں تقریباً ۵ سال تک فوج میں کام کیا ہے۔ ان دنوں مجھے اسلام کی تعلیمات کا علم ہوا۔ جب سے میں گھر آیا ہوں میں نے اسلام پر متعدد کتب کا مطالعہ کیا ہے۔۔۔۔

تاہم مجھے مزید علم کی ضرورت ہے۔ امید ہے آپ اس بارہ میں میری مدد کریں گے۔ میں یہ آپ کو اس لئے لکھ رہا ہوں کہ دوران سفر میں مجھے ایک دفعہ ووکنگ میں سے گذرنے کا اتفاق ہوا اور میں نے وہاں ایک سائن بورڈ دیکھا جس پر یہ الفاظ تھے:-

"اسلام کیا ہے؟ اس کے متعلق آپ ہم سے خط و کتابت کریں۔ یا خود ووکنگ مسجد میں تشریف لائیں نیز اسلام پر لٹریچر مفت دیا جاتا ہے"۔

اس لئے آپ اس بارہ میں میری رہنمائی فرمائیں گے بسر دست میرا ووکنگ آنا ناممکن ہے مہربانی فرما کر خود اس طرف توجہ فرمائیں۔

اس قسم کے بیسیوں خطوط ہر ماہ ووکنگ میں آتے ہیں جن میں اسلام کی پیاس رکھنے والے مختلف مذاہب کے اصحاب اس کے متعلق سوالات اور اسلامی لٹریچر طلب کرتے رہتے ہیں۔ دنیا اسلام کے لئے پیاسی ہے خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم باہمی تنازعے چھوڑ کر دنیا کو چشمہ توحید سے سیراب کریں۔

چشمہ توحید سے سیراب ہونیوالے

مسز ڈی سلوٹی ہل ان قابل قدر نو مسلم انگریز خواتین میں سے ہے جنہوں نے پوری تحقیق اور کافی جذبہ عقیدت سے اسلام قبول کیا ہے وہ اکثر اس کا اظہار کرتی رہتی ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہوا لندن کے ایک جلسہ میں ترک عیسائیت پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے سوال کیا جاتا ہے کہ جس صورت میں میں یہ مانتی ہوں کہ مسیح فی الواقعہ دنیا میں آیا اور وہ خدا کا پیغام لے کر آیا تو کیا وجہ ہے کہ میں نے اس کا دامن چھوڑ کر نبی عربی کے دامن میں پناہ لی۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ میرے نزدیک تثلیث کا تصور ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ میرے نزدیک یہ بھی صحیح نہیں کہ مسیح مرنے کے بعد زندہ ہو گئے۔ اور نہ ہی میں یہ مان سکتی ہوں کہ مسیح نے بنی نوع انسان کے گناہوں کے لئے صلیب پر اپنی جان دیدی۔ علاوہ ازیں ایک اور بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ موجودہ بائیبل میں خدا کے اصل پیغام کا جو مسیح کو دیا گیا پتہ نہیں ملتا۔ مسیح کی زندگی کے متعلق چند ایک قصے کہانیاں بیان کر دی گئی ہیں اور اصل تعلیم گم ہو کر رہ گئی ہے"۔

چشمہ توحید سے سیراب ہونے والی ہماری اس قابل احترام بہن نے مختصر مگر جامع الفاظ میں عیسائی عقاید کا نقشہ کھینچا ہے۔ اور ان کی تقریر کا ہر لفظ اہل عقل کو اپیل کر رہا ہے کہ عیسائی عقائد قابل قبول نہیں۔ یہ الگ بات کہ انسان محض تعصب کی وجہ سے ان سے چشم پوشی کرتا ہے۔

انتخاب جماعت ملتان

مورخہ ۲/۵ ۹ کو جماعت ملتان کا ایک اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں مرکزی جنرل کونسل کے لئے ملتان خاص کی طرف سے شیخ میاں فاروق احمد صاحب اور خان عبدالعزیز خان صاحب کو اور مضافات ملتان کے لئے راجہ عبدالمجید صاحب کو ممبر منتخب کیا گیا۔

(۲) جماعت ملتان کے مقامی عہدیداران کا نیا انتخاب ہوا اور اتفاق رائے سے شیخ میاں عطاء اللہ صاحب کو پریذیڈنٹ اور

قوم کی آواز

(۱)

محترمی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۰ر فروری کا پیغام صلح کل پہنچا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورہ پر ورشلیے پڑھکر ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا جبکہ پرانا نظام تبدیل ہوا۔ پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبے نہ پاکر تڑپتا رہتا تھا اور بے دلی پیدا ہوتی رہتی تھی۔

آپ کے زیر ادارت پرچہ سرعت سے راہ ترقی پر گامزن ہے اور ہم آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں۔ پرچہ زیر نظر یعنی ۱۰ر فروری میں حضرت امیر کے خطبہ جمعہ کا حوالہ ہے۔ جو ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی روانگی انگلستان" کے عنوان کے نیچے درج ہے" اور کہاں ہیں وہ جو نیچے بیان کو دین کے لئے وقف نہیں کیا جا سکتا؟" یہ جملے دوسرے پیرے گراف کے اخیر میں ہیں۔ میں قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسا سکول لاہور میں کھولیں جس میں ادنے سے لیکر میٹرک تک تعلیم دی جائے اور میٹرک پاس کر کے پھر طلباء کو اشاعت اسلام کے لئے تیار کریں۔ انجمن کی طرف سے اگر اچھا انتظام ہوا تو Convent سکولوں میں دنیاوی مقصد کے لئے جب دنیا پرست لوگ بچوں کو بھیجتے ہیں تو ہم کیوں نہ اپنے بچوں کو وقف کریں۔ چاہیئے کہ قوم کے بچے ایسے ماحول میں پرورش پا کر بڑے ہو کر یہ خادمان دین بنیں۔ اور یہ کھاتے مرکز کے کسی دوسری جگہ نہیں ہو سکتا۔ اگر انجمن نے انتظام کیا تو میں اپنے تینوں بیٹوں کو اشاعت اسلام کے لئے وقف کرتا ہوں۔

آپ کا بھائی عبدالجلیل بی۔ اے۔ بی ٹی
گورنمنٹ ہائی سکول مروان

(۲)

بکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح دام اقبالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار کے شکل کے تبادل کی بہت خوشی ہے۔ قدرے پہلے سے اخبار بہت ہی دلچسپ اگر مزید کوشش کی ضرورت ہے۔ ہفتہ میں دوبار اخبار کا اجرا مناسب تو ہے مگر بلکہ اخبار کسی حالت میں بھی آٹھ صفحات سے کم نہ ہونا چاہیئے بصورت دیگر موجودہ ہی ہفت روزہ رہنے دیں۔ والسلام

احقر العباد غلام یحییٰ
دی اٹک سنٹرل کوآپریٹو بنک فتح جنگ ضلع کیمبلپور

(۳)

بگرامی خدمت جناب مولانا مرتضیٰ خاں صاحب حسن

السلام علیکم - باوجود حالیہ انقلاب کے طور و طریقہ کو ناپسند کرنے کے یہ اعتراف لازمی ہے کہ ہمارا اخبار قومی نہایت دلچسپ ہی نہیں بلکہ دلربا بھی ہو گیا ہے۔ علاوہ روحانی سامانوں کے دنیاوی خبروں کا اضافہ سونے پر سہاگہ ہو کر ہمیں دیگر اخبارات کی جانب سے مستغنی کر گیا ہے اللّٰھم زد فزد بدیہ تبریک قبول کیجئے۔ مولوی دوست محمد صاحب کا مضمون واحد

بندہ - خان محمد سیال - احمد پور سیال ضلع جھنگ ۲۲

رفتارِ عالم

کراچی ۳ مارچ باخبر سیاسی حلقوں نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ پاکستان کشمیر کے تازہ ترین واقعات کو اقوام متحدہ میں زیر بحث لانے کا مطالبہ کرے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر خارجہ پاکستان اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں اور انہوں نے وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی سے بھی اس سلسلہ میں صلاح مشورہ کیا ہے۔

توقع ہے کہ اقوام متحدہ میں کشمیر کا مسئلہ پھر پیش کرنے کے بارے میں اس ہفتہ یا آیندہ ہفتہ کے اوائل تک کوئی قطعی فیصلہ ہو جائے گا۔ بعد ازاں اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب کو یہ ہدایت کی جائے گی کہ وہ سارا مسئلہ حفاظتی کونسل میں پیش کر دیں۔

لاہور ۳ مارچ - وزیر اعلیٰ ملک ملک فیروز خان نون نے آج پنجاب اسمبلی میں سالانہ میزانیہ پر عام بحث کرتے ہوئے کہا کہ ایثار و قربانی کے بغیر کوئی ملک تعمیر و ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔ اگر پنجاب کے عوام اپنے صوبہ کی ترقی چاہتے ہیں تو انہیں ٹیکس ادا کرنے پڑیں گے صوبائی حکومت ٹیکسوں سے وصول کردہ سرمایہ سے ہی تعمیری پروگرام کی تکمیل کر سکتی ہے۔ کیونکہ ترقی یافتہ ممالک نے ہمیشہ اپنے ذرائع سے ہی ترقی کی ہے وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ مرکزی حکومت کی تازہ اطلاع کے مطابق حکومت پنجاب کے ذمہ مزید ۱۰ کروڑ روپے قرضہ واجب الادا ہے۔ بالفاظ دیگر اب صوبائی حکومت پر کل قرضہ کی رقم ایک ارب تین کروڑ روپے ہو گئی ہے۔

لاہور ۳ مارچ - وزیر اعلیٰ نے گندم کے نرخ کم کرنے کے متعلق حزب اختلاف کے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا میری حکومت کو اپنی اس کارگذاری پر فخر ہے کہ سال رواں میں پنجاب کے لوگوں کو گذشتہ سال کی سی غذائی قلت کا سامنا نہیں پڑا۔ آپ نے کہا سب کو معلوم ہے کہ گذشتہ سردیوں میں پنجاب کے دیہات میں گندم کا بھاؤ ۲۵ روپے من ہو گیا تھا لیکن آج خدا کے فضل سے پنجاب کے کسی علاقہ میں بھی ۱۲ — ۵ — ۴ روپے فی من سے زیادہ بھاؤ نہیں ہے۔ گذشتہ سال شہروں میں بھی پندرہ روپے من بکتی رہی مگر ہم ۴-۵-۱۳ فی من کے حساب سے گندم مہیا کر رہے ہیں اور اس طرح صوبائی حکومت ایک کروڑ ۸۵ لاکھ روپے کا نقصان برداشت کر چکی ہے۔

لاہور ۳ مارچ - آج پنجاب اسمبلی کے وقفہ سوالات میں مسٹر مظفر علی قزلباش نے بتایا کہ محکمہ بحالیات کے جن افسروں کے خلاف الزامات لگائے گئے یا جن سے جواب طلبی کی گئی ان کی تعداد ۵۹۴ ہے، ان میں تیرہ ڈپٹی ری ہیبلی ٹیشن کمشنر، ستاون تحصیلدار، دو سو اکاون نائب تحصیلدار دو سو اٹھائیس قانونگو اور دو سو ستانوے پٹواری شامل ہیں۔

وزیر تعلیم کی پارلیمنٹری سیکرٹری بیگم جی اے خاں نے بتایا کہ حکومت نے سکولوں میں بچوں کی ذہنی و اخلاقی اصلاح اور ترقی کے لئے ایک سکیم تیار کی ہے، سکولوں کے نصاب پر نظر ثانی کی گئی ہے تاکہ بچوں کی ذہنی اور اخلاقی صلاحیتوں کو فروغ حاصل ہو سکے۔

لندن ۳ مارچ - اخبارات کے مطالعہ کے متعلق ایک عالمی جائزہ میں بتایا گیا ہے کہ ایک ہزار اشخاص میں سے ۶۱۵ برطانیہ سویڈن میں ۴۹۰، ہندوستان میں ۸، پاکستان میں دو یا تین اور افغانستان میں اور لائبیریا میں ایک شخص اخبارات کا مطالعہ کرتا ہے۔ زیادہ اخبار پڑھنے والی آبادی کے لحاظ سے امریکہ کا دسواں نمبر ہے۔

خرطوم ۳ مارچ - معلوم ہوا ہے، سوڈان کے برطانوی گورنر جنرل سر رابرٹ ہاؤ اور وزیر اعظم اسمٰعیل الازہری میں گورنر جنرل کے اختیارات کے متعلق شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور اس امر کا قوی امکان ہے کہ کابینہ اس مسئلہ پر استعفا دے دے گی۔

کابینہ نے الزام عاید کیا ہے کہ گورنر جنرل نے یکم مارچ کو مظاہروں اور فسادات کے بعد ہنگامی صورت کا اعلان اور جلسوں جلوسوں پر پابندی لگاتے وقت کابینہ سے کوئی مشورہ نہیں کیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ سوڈان کمیشن سے یہ کہا جائیگا کہ وہ گورنر جنرل کے اختیارات کی وضاحت کرے۔

قاہرہ ۳ مارچ - مصر کے صدر جنرل نجیب نے ایک بیان میں کہا ہے مجھے اور انقلابی کونسل کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہم میں مکمل اتفاق رائے اور ہم آہنگی ہے اور ہم مشترک نصب العین کے لئے استحکام و ثابت قدمی سے کام کر رہے ہیں۔

آپ نے عوام کو موقع پرستوں سے خبردار رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا یہ لوگ انتشار پھیلانا چاہتے ہیں ہمیں سامراجیوں کی سازشوں سے خبردار رہنا چاہیئے۔

لندن ۳ مارچ - قاہرہ ریڈیو نے ان خبروں کی تردید کی ہے کہ آٹھ فوجی افسر کمیونسٹ ہونے کے شبہ میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ ایک سرکاری ترجمان نے کہا کہ یہ خبر بے بنیاد ہے اور کوئی فوجی افسر گرفتار نہیں کیا گیا۔

نیروبی ۳ مارچ - برطانوی وزیر نو آبادیات اور حکومت کینیا کے اعلانات سے معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ اور ماؤ ماؤ کے لیڈروں میں کینیا میں جنگ بند کرنے کے متعلق بات چیت ہو رہی ہے۔

لاہور ۳ مارچ - ہوائی حملے کی آگاہی کے برقی سائرن (گھگو) لاہور میں ۱۲ مارچ کو ٹسٹ کئے جائیں گے۔ لوگوں سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ انہیں سن کر پریشان نہ ہوں۔

لاہور ۳ مارچ - مینئر سول جج مسٹر محمد غنی چیمہ کے بیٹے پرویز غنی کے خلاف آج چھاؤنی مجسٹریٹ کی عدالت میں جوان سال سوتیلی والدہ اور چار سالہ سوتیلے بھائی کو قتل کرنے کے الزام میں چالان پیش کر دیا گیا۔ شہادت استغاثہ آیندہ سماعت کے موقعہ پر قلمبند ہو گی۔

لاہور ۳ مارچ - محکمہ خوراک نے ملکی کپڑے کی فروخت کے لئے لاہور کے مختلف علاقوں میں مناسب نرخوں کی چودہ دکانیں جاری کر دی ہیں یہ دکانیں چھ مارچ ۱۹۵۴ء سے کام کرنا شروع کر دیں گی، جو حسب ذیل علاقوں میں واقع ہیں۔

(۱) قلعہ گوجر سنگھ (۲) صفانوالہ چونک مزنگ روڈ (۳) دکان نمبر ۱۳۵ کشمیری بازار (۴) دکان نمبر ۱۲ کرشن گلی مین بازار (۵) گومٹ خواجہ سعید (۶) دکان نمبر ۱۶ ترنکھا بازار (۷) ۹۵ لنڈا بازار (۸) دکان نمبر ۳۷ مین بازار اچھرہ (۹) نزد لی بازار مزنگ (۱۰) احاطہ خدا بخش موہنی روڈ (۱۱) دکان نمبر ۱۰۶ اندرون دہلی دروازہ (۱۲) دکان نمبر ۹۱۶ چوک مسجد وزیر خاں (۱۳) رحیم روڈ مصری شاہ (۱۴) مین بازار فاروق گنج۔

راشن ڈپوؤں پر درج شدہ راشن کارڈ مناسب قیمت کی دکانوں میں تقسیم کر دیئے گئے جہاں راشن کارڈوں والے آٹھ گز کپڑا فی کارڈ کے حساب سے خرید سکیں گے۔ یہ دکانیں روزانہ صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے دوپہر تک اور پھر ایک بجے دوپہر سے پانچ بجے شام تک کھلی رہیں گی، البتہ جمعہ کے دن یہ دکانیں بند رہیں گی، محکمہ دوسرے علاقوں میں بھی عنقریب ایسی گیارہ دکانیں کھولنے کی تجویز پر غور کر رہا ہے۔

لاہور ۳ مارچ - تیز روشنی سے محفوظ رکھنے کا ایک نیا طریقہ ڈاکٹر ایم۔ آئی طوسی پروفیسر آف اناٹومی نشتر میڈیکل کالج نے دریافت کیا ہے وہ ان دنوں سرطان کے تحقیقی شعبے میں واشنگٹن یونیورسٹی سینٹ لوئی امریکہ میں ریسرچ کر رہے ہیں

پروفیسر ای۔ وی کاوڈری نے جو سرطان کے تحقیقی شعبہ کے انچارج ہیں، ڈاکٹر طوسی کی تحقیق کے نتائج کو حیرت انگیز قرار دیا ہے توقع ہے کہ تحقیق سے سرطان کے ریڈیائی علاج میں ترقی ہو جائے گی۔ یہ امید بھی ہے کہ ایٹمی شعاعوں سے حفاظت کے طریقے بھی بہتر ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر طوسی کو گذشتہ سال حکومت پنجاب نے واشنگٹن یونیورسٹی کی دعوت پر امریکہ بھیجا تھا جہاں وہ سرطان کے شہرہ آفاق ماہر تحقیق پروفیسر کاوڈری کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔

پشاور ۳ مارچ - افغانستان کے جنوب مغرب میں سخت بارش سے سیلاب آ جانے کی وجہ سے ۷۹ دیہات تباہ ہو گئے ہیں ڈیڑھ ہزار اشخاص بے خانماں ہو گئے۔

پیکنگ ۳ مارچ - آیندہ ماہ جنیوا میں مشرق بعید کے مسائل کے متعلق بڑی طاقتوں کی جو کانفرنس ہو رہی ہے کمیونسٹ چین اور شمالی کوریا نے بھی اس میں شامل ہونے پر اظہار رضامندی کر دیا ہے۔ اس کانفرنس میں کوریا اور دوسرے ایشیائی مسائل پر غور کیا جائے گا۔ کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ مغربی وزرائے خارجہ کی برلن کانفرنس میں ہوا تھا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر

تعلیم پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۷ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۱

جماعت احمدیہ لاہور کا مذہب اور تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ ہوگی۔

۴- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

جواہر ریزے

نشست و برخاست کے متعلق

قرآن اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

قرآن سے

یا ایھا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت واللہ بما تعملون خبیر۔ (المجادلہ ع ۲ پارہ ۲۸)

مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو کہ خدا تم کو (بہشت میں) بافراغت جگہ دے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہو (اور دوسری جگہ جا بیٹھو) تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ تم لوگوں میں سے جو (لوگ پورا پورا) ایمان لاتے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے (اور آدابِ مجلس ملحوظ رکھتے ہیں) اللہ ان کے درجے بلند کریگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔ (قرآن مجید سورہ المجادلہ)

حدیث سے

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقیمن احدکم رجلاً من مجلسہ ثم یجلس فیہ ولکن تفسحوا وتوسعوا یفسح اللہ لکم وکان ابن عمرؓ اذا قام لہ رجل من مجلسہ لم یجلس فیہ۔ (الصحیحین)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا تم میں سے ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھ جائے لیکن کھل کر بیٹھو اور جگہ فراخ کر دو (خدا تم کو بافراغت جگہ دے گا) اور ابن عمر کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص ان کے لئے اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا تو آپ اس کی جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔ (صحیحین)

عن جابر بن سمرہ قال کنا اذا اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس احدنا حیث ینتہی (ابوداؤد)

سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ ہم جب نبی صلعم کی مجلس میں جاتے تھے تو ہم میں سے ہر ایک شخص جہاں جگہ پاتا تھا بیٹھ جاتا تھا (ابوداؤد)

عن وھب بن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الرجل لحاجتہ ثم عاد فھو احق بمجلسہ (ترمذی)

حذیفہ کے بیٹے وہب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی کسی ضرورت کے لئے مجلس سے نکل کر باہر چلا جائے پھر ضرورت کو پورا کرکے واپس آئے تو وہ اپنی اس جگہ کا مستحق ہے جہاں پہلے بیٹھا تھا۔ (ترمذی)

احبابِ مجلسِ معتمدین کے اجلاس میں ضرور شرکت کریں

ممبرانِ مجلسِ معتمدین کو حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری پیغام

احبابِ کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجلس معتمدین کا اجلاس جیسا کہ مشتہر ہو چکا ہے ۱۴ مارچ ۱۹۵۴ء کو منعقد ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر کسی قسم کی افواہ آپ تک پہنچے کہ اس اجلاس کو ملتوی کر دیا گیا ہے تو آپ اسے باور نہ کریں اور نہ ہی اس مجلس میں شرکت کرنے کے ارادے کو کمزور ہونے دیں بلکہ ہر نوع کی مشکلات کو ہمت سے عبور کرکے اپنے فرضِ منصبی کو سرانجام دینے کیلئے اس تاریخ پر احمدیہ بلڈنگس میں آموجود ہوں، جیسا کہ آپ پر روشن ہے اس اجلاس کو ایک خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس اہمیت کے پیشِ نظر مصمم ارادہ کرلیں کہ حضرت امام الزمان کی مقرر کردہ انجمن کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے احیاء اور استحکام کی خاطر قربانی کی روح سے سرشار ہو کر ضرور بالضرور اس کے اجلاس میں شرکت کرنا ہے۔ وباللہ التوفیق اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا کرے گا اور آپ کے کاروبار میں برکت دے گا۔ والسلام

صدرالدین ۹ فروری ۱۹۵۴ء

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ، حضرت صاحب مدوح اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں، آج ۱۸ مارچ کو اکاڑہ کی زمین کا مقدمہ ڈپٹی کمشنر منٹگمری کی عدالت میں پیش ہے حضرت امیر اور دیگر حضرات وہاں تشریف لے گئے ہیں۔

— جماعت انہڑ نے ایک ریزولیوشن میں جماعتی اختلافات کے بارے میں پمفلٹ بازی اور اس کے لٹریچر کی مذمت کی ہے اور تاکید کی ہے کہ الموعظۃ الحسنۃ کے اصول کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

— کئی احمدی نوجوان امتحان میٹرک اور دیگر امتحانات ...

ان اخوت کے نظاروں کو نہ جانے کیا ہوا

اخوت جو اللہ تعالےٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے سب سے پہلے ہمیں بنی نوع انسان کے سب سے بڑے محسن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے عطا ہوئی۔ واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانًا ط (آل عمران ۱۰۳) "اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی اور تم اس کی **نعمت** سے بھائی بھائی بن گئے۔"

جو قوم ریت کے ذرّوں کی طرح بکھری پڑی تھی اخوت کی طاقت نے اس کو ایک عظیم الشان پہاڑ کی شکل میں بدل دیا۔ وہ نہایت زبردست قوم بن گئی جس کے سامنے بڑی بڑی قومیں اور بڑی بڑی سلطنتیں پرکاہ کی طرح اُڑ گئیں سچ ہے سے

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

ہمارے انحطاط اور زوال کی تاریخ اس دن سے شروع ہوتی ہے جب ہم نے اخوت کی جبل متین کو ہاتھوں سے چھوڑ دیا سے

اگر بھولتے ہم نہ قول پیمبر ٭ کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر رہے جب تک برادر کا یاور ٭ رہے حامی خود اس کا خداوند داور

نہ آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

جب دورِ انحطاط انتہا کو پہنچ گیا تو خدا سے مامور ہو کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خلیفہ برحق سلطان الاولیاء حضرت مہدی معہود نے ہمیں بھولا ہوا سبق پھر یاد دلایا اور ہمیں پھر اخوت کی لڑی میں پرو دیا۔ اور ہم پھر بھائی بھائی بن گئے اور ہم پھر اس نعمت الٰہیہ کے وارث بنے جو ہمیں تیرہ سو سال قبل خداوند کریم نے اپنے فضل سے عطا کی تھی۔ اس میں ذرا کلام نہیں کہ حضور اقدس کا زمانہ بھی عہد نبوی کے زمانہ کی ایک جھلک تھا۔ ہم پرانے لوگ، جنہوں نے حضرت امام العصر کا زمانہ دیکھا ہے جانتے ہیں کہ ہمارے قلوب کے اندر کس قدر باہمی محبت اور خلوص کا دریا موجزن رہتا تھا۔ شاید ماں جائے بھائیوں میں اس قدر محبت نہیں ہوتی جس قدر محبت ایک احمدی کو دوسرے احمدی سے تھی۔ اب وہ زمانہ یاد آتا ہے تو دل کی عجب کیفیت ہو جاتی ہے سے از دو چشم خون حسرت میچکد اے ہمنشیں!

اندر آں وقتیکہ یاد آید زمانِ میرزا

مگر آج ہماری وہ کیفیت نہیں جو اس وقت تھی خدا جانے وہ خلوص وہ یک جہتی کیا ہوئی اور وہ محبت اور یگانگت اور اخوت کی رُوح کہاں گئی۔ آہ! سے

وہ محبت کی نگاہیں وہ خلوص اور وہ پیار
ان اخوت کے نظاروں کو نہ جانے کیا ہوا
گرمی مہر و محبت اب کسی دل میں نہیں
آہ! اُلفت کے شراروں کو نہ جانے کیا ہوا

لیکن قرآن مجید۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ اور حضرت مسیح موعود کی پاک اور گرانقدر نصائح اب بھی ہماری دستگیری کر سکتے ہیں۔ اور ہم پھر اس نعمت کے وارث بن سکتے ہیں جو ہمیں پہلے دی گئی تھی۔ اب بھی ہم اگر چاہیں ہماری کھوئی ہوئی متاع ہمیں واپس مل سکتی ہے۔ اب بھی ہم بیدار ہو سکتے ہیں کیونکہ سوتے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔

مکاں گرم ہے آگ گو بجھ گئی ہے

ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تفرقہ اخوت کی ضد ہے اور وحدت قومی کے لئے سم قاتل۔ ہمیں نہایت تاکید سے حکم دیا گیا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا (آل عمران ۱۰۳) ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوط ہو کر پکڑیں اور تفرقہ نہ کریں۔ کیونکہ تفرقہ سے بڑی بڑی مضبوط قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں جس قوم کے اجزا منفرق اور منتشر ہو جائیں وہ زندہ نہیں رہ سکتی زندگی اتحاد میں ہے۔ اتفاق میں ہے۔ محبت اور اخوت میں ہے۔ جماعتوں میں اختلافات کا رونما ہونا [illegible] کے مطابق کوئی خطرناک بات نہیں خطرناک بات یہ ہے کہ [illegible] سے اخوت کی روح نکل جائے۔ جماعت کے افراد ایک دوسرے کے نقصان کے درپے ہو جائیں، اپنے نصب العین کو ترک کر کے ذاتیات کے پیچھے لگ جائیں۔ اور تنازعے اور جھگڑے [illegible] معلوم ہونا چاہیئے کہ تنازعوں اور جھگڑوں میں پڑ کر قوم کی طاقت پراگندہ ہو جاتی ہے۔ اس کا وقار [illegible] جاتا ہے، اور وہ ذلیل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس روز بد سے بچائے ہم اپنی طاقتوں کو اپنی تخریب میں ہی صرف کرنے لگ جائیں سنئے ہمیں قرآن مجید کیا کہہ رہا ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ واصبروا ان اللہ مع الصابرین (الانفال ۴۷) ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تنازعے نہ کریں۔ اگر کریں گے تو اس کا نتیجہ قوم کے حق میں سخت مضر ہوگا، قوم کی طاقت ٹوٹ جائے گی۔ قوم کی عظمت اور اس کے وقار کو سخت صدمہ پہنچے گا اگر کسی فریق کی طرف سے زیادتی بھی ہو تو بھی صبر کرنا چاہیے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو صبر کرتا ہے خدا اس کا ساتھ دیتا ہے۔

وحدت قومی کے بچانے اور جماعت میں روح اخوت کو زندہ رکھنے کے لئے اگر انسان کو ذاتی مفاد بھی قربان کرنا پڑے تو اس سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قوم کا اتحاد اور قوم کی وحدت کا خیال ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیئے، وہ قوم جو حامل قرآن ہونے کی مدعی ہے۔ جو اشاعت اسلام کے نیک مقصد کے لئے کھڑی ہوئی ہے اسکو چاہیئے کہ وہ ہر مرحلہ پر قرآن مجید کو اپنی مشعل راہ بنائے اگر امتداد زمانہ سے قلوب میں قساوت پیدا ہو گئی ہو تو اس کا علاج بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن مجید کی طرف ایک تھوڑا سا رجوع [illegible] ایک مومن جماعت کے دلوں میں پھر اتفاق اتحاد محبت اور اخوت کا نور بھر دے گا جو اس جماعت کا امتیاز خصوصی رہا ہے۔ سنئے قرآن مجید ہمیں کیا حکم دیتا ہے انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لا یسخر قوم من قوم ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم۔ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضًا (الحجرات ۱۰-۱۲) ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم بھائی بھائی ہیں۔ بھائیوں بھائیوں میں اگر جھگڑا ہو جائے تو صلح کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کا استخفاف نہ کریں ایک دوسرے کو عیب نہ لگائیں ایک دوسرے کے نام نہ رکھیں ایک دوسرے کے متعلق بدظنی نہ کریں، ایک دوسرے کے عیوب کی ٹوہ نہ لگائیں اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے بُرا نہ کہیں۔

یہ ہے لائحہ عمل جس پر عمل پیرا ہونے سے ایک مومن مسلمان جماعت وحدت اور اخوت کی مضبوط چٹان پر کھڑی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی بھیجی ہوئی ان گرانقدر ہدایات پر حاشیہ آرائی کرنا آفتاب کو مشعل دکھانے کا مصداق ہے اگر ہم ان پر کاربند ہوں تو ہمارے تفرقے اور تنازعے اور باہمی کدورتیں مٹ جاتی ہیں۔ اور ہم میں اخوت اور اتحاد کی سچی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔

نشانِ کبیر

۶ مارچ کا دن تاریخ احمدیت میں ایک قابل یادگار دن ہے، جبکہ حضرت مسیح موعود کی دعا اور برکت سے اسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا اور یقتل الخنزیر کا ایک عملی نظارہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت امام الزمان نے اسلام کی صداقت اور حضرت نبی کریم صلعم کی حقانیت کو بدلائل قاطعہ ثابت کرنے کے بعد آخری اتمام حجت کیلئے تمام مذاہب بالخصوص آریہ سماج کو مقابلہ میں آنے کیلئے ایک کھلی دعوت دی جس کے جواب میں پنڈت لیکھرام نے جو آریہ مسافر کے نام سے مشہور تھا یہ دعا شائع کی کہ

"جس طرح میں اور راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اس کے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں ان کو غلط اور جھوٹ جانتا ہوں لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے اور وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اس کی تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور عزت نہیں پا سکتا"

اس دعا کے شائع ہونے پر حضرت مسیح موعود نے ۲۲ فروری ۱۸۹۳ء کو یہ اعلان کیا کہ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنے ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلعم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا"

اس عذاب شدید کی نوعیت بھی آپ نے بتا دی کہ (باقی برصفحہ کالم ۲ کیجیئے)

خدا تعالیٰ سے عہد کر کے اسے پورا نہ کرنا منافقت کا نشان ہے

دو اشخاص جن کا ذکر احادیث میں پایا جاتا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۶ فروری ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومنهم من عٰهد الله لئن اٰتٰنا من فضله لنصدّقنّ ولنكوننّ من الصّٰلحين .... والله لا يهدي القوم الفٰسقين

(سورۃ التوبہ رکوع ۱۰)

خدا سے عہد کر کے پھر جانیوالے لوگ

یہ آیتیں انسان کو ڈرا دیتی ہیں، ان کا مضمون سننے پر کس قدر ڈرانے والی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے اندر بیان کی ہیں ومنھم من عٰھد اللہ لئن اٰتٰنا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصلحین ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا سے کچھ عہد باندھتے ہیں کبھی بیماری میں عہد کرتے ہیں اللہ میاں اس بیماری کو دُور کر دیجئے پھر دیکھئے کہ ہم کس طرح تیری راہ میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور نیکوکاری اختیار کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ بیماری کو دُور کر دیتا ہے اور کچھ دنوں کے لئے ایسے لوگوں میں کچھ تبدیلی آجاتی ہے، لیکن وہ عارضی ہوتی ہے، اور جب ذرا آرام میسر آیا سکھ کی نیند سوئے پھر سب کچھ بھول جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کون نیند چھوڑ کر اُٹھے اور صبح صبح نماز پڑھے اور کام کاج سے کہاں اتنی فرصت ملتی ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ ہو اور کون گاڑھے پسینہ کی کمائی خواہ مخواہ لٹاتا پھرے اسی طرح اگر کسی کے ہاں اولاد نہ ہو تو کبھی کبھی وہ نذر مانتا ہے کہ خدا مجھے بچہ دے تو قوم کو یہ فائدہ پہنچاؤں اور فلاں کام نیکی کا کروں گا، لیکن اولاد میسر آنے کے بعد تمام نذروں نیازوں اور وعدوں کو بھول جاتا ہے۔ اسی طرح سے وہ جو کبھی ناداری کا شکار ہوتا ہے بڑی بڑی دعائیں کرتا ہے اور نذریں مانتا ہے اللہ میاں تو مجھے بہت سا مال دے تو تیری راہ میں اس طرح خرچ کروں اور تیری مخلوق کو فائدہ پہنچاؤں، الغرض ان آیات میں ایسے سب لوگوں کا ذکر ہے جو دکھوں اور تکلیف میں اللہ سے عہد کرتے ہیں، منتیں اور نذریں مانتے ہیں۔ فرمایا ومنھم من عٰھد اللہ لئن اٰتٰنا اللہ من فضلہ ایسے ایسے عہد لوگ خدا سے کرتے ہیں کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے مال دے دیا (فضل کے معنے مال کے بھی ہیں) لنصدقن پھر دیکھنا ہم کس طرح خیرات کرتے ہیں کس طرح رشتہ داروں اور عزیزوں کو امداد دیتے ہیں کس طرح غریبوں اور ناداروں کی مدد کرتے ہیں اور کس طرح ہم تیری راہ میں مال کو قربان کرتے ہیں ولنکونن من الصلحین اور ضرور نیکوکاروں کی زندگی اختیار کریں گے فلما اٰتٰھم من فضلہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو سن لیا کسی نے بچہ مانگا، مال مانگا، یہ مانگا وہ مانگا اللہ تعالیٰ ان کی خواہش کو پورا کر دیتا اور ان کو اپنے فضل سے مال دے دیتا ہے بخلوا بہ وتولوا وھم معرضون تو پھر بخل سے کام لیتا ہے، اپنے عہد سے پھر جاتا ہے، خدا کے رستہ میں خرچ نہیں کرتا اور خدا کی طرف توجہ ہی نہیں رہتی، کہاں وہ اس کا رونا اور گڑگڑانا اور کہاں یہ فراموشی اور ذکر الٰہی سے اعراض گویا وہ نعمت جو خدا کی یاد کے لئے دی گئی تھی وہی منعم سے روگردانی اختیار کرنے کا موجب ہو گئی۔

ثعلبہ بن حاطب کا نفاق

حدیثوں میں دو شخصوں کا ذکر ہے ایک تو نقشہ کھینچا ہے اس کا جس کا ذکر ان آیات میں ہے ثعلبہ بن حاطب اس کا نام تھا غریب آدمی تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ بڑی تنگی ہے دعا کریں خدا مجھے مال دیدے تو اس کے رستہ میں خرچ کروں، تمام حقوق جو میرے ذمہ ہیں ان کو ادا کروں چنانچہ خدا نے اس کو مال دیا اور وہ بڑا دولتمند ہو گیا، پھر اس دولت نے اس میں غفلت پیدا کر دی یہاں تک کہ نماز بھی ترک کر دی کہنے لگا کاموں میں کہاں فرصت ملتی ہے کہ نماز پڑھی جائے اور یوں مال کو دیگر ضائع کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ اس کو تجارت میں لگایا جائے، اس خیال سے زکوٰۃ سے بھی انکار کر دیا اور اس طرح اس نے اپنے تئیں شیطان کے حوالے کر دیا۔ بعض دفعہ وہ لوگ جو اعلےٰ عہدوں پر متمکن ہوتے ہیں یا وہ لوگ جن کو مال مل جاتا ہے وہ بجائے شکر گذار بننے کے ان نعمتوں کو اپنی ذہانت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور اس طرح سے غفلت کا شکار بن جاتے ہیں۔ یعنی وہ چیز جو خدا نے اپنے فضل سے دی وہ ذہانت کا نتیجہ بن گئی اور خدا سے غفلت کا موجب ہو گئی، تو اس شخص ثعلبہ بن حاطب نے بھی یہی سمجھا کہ یہ جو چندے مانگتے ہیں کہ اسلامی لشکر کے لئے ضرورت ہے کوئی ضرورت اس میں حصہ لینے کی نہیں، بھلا کمائیں ہم اور لے جائیں یہ، یہ بھی کوئی انصاف ہے؟ اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعلان کر دیا کہ یہ شخص منافقوں میں سے ہے، چنانچہ فرمایا فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم الیٰ یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ وبما کانوا یکذبون، ایسے لوگوں کی عملی حالت خدا کے حکم سے روگردانی اور غفلت ہے اس لئے فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم اس کی یہ سزا انہیں ملی ان کے دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔

توبہ اور زکوٰۃ قبول نہ کی گئی

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق اعلان کر دیا کہ وہ منافق ہے تو پھر آیا اور کہا حضور میری توبہ مجھ سے زکوٰۃ لے لیجئے، آپ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہ کی، کوئی کہے کہ توبہ تو خدا بھی قبول کر لیتا ہے، پھر کیا وجہ کہ اس کی توبہ قبول نہ ہوئی یہ اس کے نفاق ہی کا نتیجہ ہے، وہ منتیں کرتا رہا لیکن حضرت نے نہ مانا، آخر حضرت صلعم کا انتقال ہو گیا، حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس وہ گیا اور ان سے کہا کہ میری زکوٰۃ قبول کریں لیکن انہوں نے کہا کہ جو چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کی وہ میں کیسے لے لوں، اس کے اپنے اعمال نے اس کو رُسوا کیا، زکوٰۃ لئے پھرتا ہے اور قبول نہیں ہوتی، بخاری میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر رضؓ کے عہد میں ان کے پاس گیا، انہوں نے بھی اس کی زکوٰۃ قبول کرنے سے انکار کر دیا، حضرت عثمان رضؓ کے عہد میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا۔

آیات کا ترجمہ

ایک اور شخص کا حال بھی بخاری میں ہے، لیکن پہلے ان آیات کو سُن لیں فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم ہم ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیتے ہیں ان کے اعمال کی وجہ سے الیٰ یوم یلقونہ اس دن تک کہ وہ خدا سے ملیں، بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ کیونکہ جو وعدہ انہوں نے کیا اس کی خلاف ورزی کی بما کانوا یکذبون، اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ الم یعلموا ان اللہ یعلم سرھم ونجوٰھم کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے باریک سے باریک ارادوں اور ان کی منصوبہ پردازیوں کو جانتا ہے وان اللہ علام الغیوب اور کوئی پوشیدہ راز خدا کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہو جاتا کیونکہ وہ غیب کی باتیں جانتا ہے۔

خدا کی راہ میں تھوڑا اور بہت دینے والے

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقٰت کوئی مسلمان جب دوسروں سے بڑھ چڑھ کر مال دیتا ہے تو اس پر طعن کرتے ہیں ہاں جی یہ دکھاوے کے لئے دیتا ہے والذین لا یجدون الا جھدھم اور وہ بھی ہیں جو غریب ہیں، دن بھر گھاس کاٹ کر لاتے اور اسے بیچکر کچھ پیسے پیٹ بھرنے کے لئے لے آتے ہیں اور اس میں سے خدا کی راہ میں پیش کر دیتے ہیں تو منافق ان سے بھی تمسخر کرتے ہیں، جو زیادہ دے اس پر بھی طعن کرتے ہیں کہ دکھاوے کے لئے دیتا ہے، اور جو غریب پیٹ کاٹ کر دیتا ہے اس پر بھی تمسخر اُڑاتے ہیں کہ اس

کی عقل ماری گئی ہے بال بچوں کو بھوکا چھوڑ کر اپنی محنت کی کمائی اُجاڑ دیتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ مانگا ایک شخص نے کسی کے باغ میں سارا دن کام کیا اور شام کو اسے دو سیر کھجوریں ملیں وہی لاکر حاضر کر دیں، نبی کریم صلعم نے اس کی قدر کی، ہر شخص جو خدا کے رستہ میں دیتا ہے خواہ ایک پیسہ بھی دے وہ قابل قدر ہے اس ایک پیسہ کی بڑی قیمت ہے، ہاں دکھاوے سے بچو مسلمانوں کے اس ایثار اور قربانی پر کفار تمسخر کرتے تھے سخر اللہ منھم اللہ تعالےٰ ان کو جو پاکبازوں پر تمسخر اور طعن کرتے ہیں اس کی سزا دیگا ولھم عذاب الیم - ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اپنے عہد کو پورا کرو

ان آیات میں کس لئے ایسا ذکر کیا گیا ہے یہ اس لئے ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص جس نے خدا کے ساتھ عہد باندھا ہے وہ اس بات کو دیکھے کہ اس نے اپنے عہد کو کس طرح پورا کیا ہے، آپ اپنی دنیا کے لئے کس قدر خرچ کرتے ہیں، مرنے جینے، پیدائش اور شادی پر کیا کچھ خرچ کرتے ہو، اور خدا کے لئے کتنا دیتے ہو، اپنی اولاد پر کتنا صرف کرتے ہو، اور اپنے عہد کی جو امام رسول اور امام وقت کے ہاتھ پر کیا کس حد تک پابندی کی ہے، ان آیات کو پڑھیں اور اپنے دلوں کو ٹٹولیں، جو لوگ عہد کے پابند نہیں جنہوں نے قدم پیچھے ہٹا لیا ہے اس لئے کہ خطرہ ہے، ... چلی جائے گی ؟ وہ ان آیات پر غور کریں، ان تھوڑی تھوڑی باتوں سے قدم پیچھے نہ ہٹائیں، آزمائشیں آتی ہیں، اس وقت قدم آگے بڑھانا چاہیئے نہ کہ پیچھے، جماعت کو زندہ رکھنے کے لئے پوری جدوجہد سے کام لیں اور اپنے مال صرف کریں منہ سے بلند دعوے کرنا جھوٹ ہوتا ہے، بغیر مال قربانی کرنے کے یہ اقرار صحیح ثابت نہیں ہو سکتا - آپ کا عہد دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ہے، اس عہد کو عملاً پورا کریں

سعد بن ابی وقاص کا ایثار

ایک اور شخص کا بھی ذکر بخاری میں آیا ہے وہ بھی سن لیں، یہ دوسرے بزرگ ایک بہت بڑا شخص سعد بن ابی وقاص ہیں، یہ بہت بڑے مالدار آدمی تھے، ان کی قربانیوں کی بھی کوئی انتہا نہیں، وہ کہتے ہیں میں بیمار ہو گیا .... جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی من وجع اشتدبی عام حجۃ الوداع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر میری عیادت کے لئے آتے تھے، حضور دیکھتے تھے کہ میرا درد بڑھتا جاتا تھا میں نے عرض کیا حضور دیکھ رہے ہیں کہ کس شدت کا درد مجھے ہے، میرے پاس بہت مال ہے، اور میری صرف ایک بیٹی ہے جو وارث ہوگی، میں چاہتا ہوں کہ دو تہائی مال خدا کے رستہ میں دیدوں، ان کے دل میں تو سارے کا سارا مال خدا کے رستہ میں دے دینے کا عشق ہے لیکن لینے والا بھی لوگوں کو اس قسم کا نشہ نہیں دیتا کہ ہاں تمہارے لئے اتنا دیدینا اچھا ہوگا، آپ نے فرمایا دو تہائی بہت زیادہ ہے، میں نے عرض کیا فالشطر یا رسول اللہ، یا رسول اللہ نصف ہی لے لیں، نصف تو زیادہ نہیں فرمایا نہیں نصف بھی زیادہ ہے تو عرض کیا اچھا ثلث ہی سہی اس سے کم کیا ہو، فرمایا ہاں ثلث بہت ہے، یہ ہے دینے والا اور یہ ہے لینے والا، دینے والے کا دل دیکھئے اور لینے والا کسی کو لوٹنا نہیں چاہتا -

عہد کی غیرت

پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے یہ غم کھاتا جاتا ہے کہ سارے دوست مدینہ چلے جائیں گے اور میں یہاں مکہ میں مر جاؤں گا یہی سمجھا جائے گا کہ ہجرت کے بعد پھر وطن کی محبت دل میں رہ گئی اور گھر ہی میں آکر مرا کیا غیرت ہے اور کیا اس عہد کے متعلق ایمان ہے، کہ ہجرت کر کے پھر وطن کی محبت نہ کھینچے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انک لن تخلف نہیں تم یہاں نہیں مرتے کہ وعدہ خلافی ہو فتعمل عملاً صالحاً خدا تمہارے ارادوں سے واقف ہے، تم بڑے بڑے اچھے کام کرو گے اور تمہارا درجہ بڑا بلند ہوگا تمہیں بڑی رفعت حاصل ہوگی، تم لمبی عمر پاؤ گے لوگ تم سے نفع اٹھائیں گے لیکن کسی قوم کا تم سے نقصان بھی ہوگا، چنانچہ وہ زندہ رہے اور حضرت عمرؓ کے عہد میں انہوں نے ایران فتح کیا پھر عراق فتح کیا الغرض خدا نے ان کے ذریعہ فتوحات عطا فرمائیں اور ان کی فتوحات نے مسلمانوں کو بڑے بڑے عظیم الشان فائدے پہنچائے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے میرے مولا میرے دوستوں کی ہجرت کو پورا کر ولا تردھم علیٰ اعقابھم اور ان میں سے ایسا کوئی نہ ہو جو اپنے عہد سے پھر جائے، تو اتنی بزرگ ہستیاں بھی ہیں جن کے ارادوں کی بلندی ہمارے لئے مشعل راہ ہے،

کیا آپ اپنے عہد پر قائم ہیں ؟

آپ امام وقت کی جماعت ہیں آپ کو فکر کرنی چاہیئے کہ کیا ہم اپنے عہدوں پر قائم ہیں کیا آپ اپنے لائق ترین فرزندوں کو خدا کے رستہ میں وقف کرنے کیلئے تیار ہیں کیا ہم اپنے عزیز اموال کی قربانی کر کے اپنے عہد کو پورا کرنے پر آمادہ ہیں جس شخص کے دل میں خدا نے یہ ولولہ رکھا ہے کہ اپنے عہد کو پورا کرے وہ خدا کی نگاہ میں بہت بڑا ہے توجہ کریں کہ ہم سے عہد شکنی نہ ہو توجہ کریں اور ارادہ کریں کہ جو عہد ہم نے کیا ہے اس کو پورا کریں گے ؟

حجۃ الاسلام امام غزالی اپنے معاصرین کی نظر میں

مولانا شبلی کی مشہور کتاب الغزالی سے :—

"امام صاحب کی مقبولیت عام جس قدر روز بروز ترقی کرتی چلی جاتی تھی ان کے حاسدوں کا بھی گروہ بڑھتا چلا جاتا تھا۔ خصوصاً امام صاحب نے احیاء العلوم میں جس طرح تمام علماء و مشائخ کی ریاکاریوں کی قلعی کھولی تھی، اس نے ایک زمانہ کو ان کا دشمن بنا دیا تھا .... امام صاحب نے آغاز شباب میں ایک کتاب منخول نامے اصول فقہ میں تصنیف کی تھی جس میں ایک موقع پر امام ابوحنیفہ پر نہایت سختی سے نکتہ چینی کی تھی اور نہایت گستاخانہ الفاظ ان کی شان میں استعمال کئے تھے۔ امام صاحب کے مخالفین کے لئے یہ ایک عمدہ دستاویز تھی یہ لوگ سنجر کے دربار میں یہ کتاب لے کر پہنچے۔ اور اس پر زیادہ آب و رنگ چڑھا کر پیش کیا، اس کے ساتھ امام صاحب کی اور تصنیفات کے مطالب بھی الٹ پلٹ کر بیان کئے، اور دعوے کیا کہ غزالی کے عقائد زندیقانہ اور ملحدانہ ہیں"

(الغزالی صـ۲۴)

آج کسی پر زندقہ والحاد کا پرچہ لگے تو اس کے پاس بچاؤ کی اس سے بڑھکر کوئی تدبیر نہیں کہ وہ غزالی کے دامن میں پناہ لے لے، اور انہیں کی کسی عبارت کو سند کے طور پر پیش کر دے۔ لیکن خود انہیں "حجۃ الاسلام" کو اپنے معاصر مفتیان کرام کی عدالت میں پا بجولاں، الحاد و زندقہ کے کٹہرے میں کھڑا ہوا دیکھ لیجئے!

مخالفت کی چنگاریاں بجھ کر نہیں رہ گئیں شعلے کے شعلے بلند ہوئے اور دیکھئے۔ کن آسمانی بلندیوں تک پہنچے :—

"ایک جم غفیر کو برافروختہ کیا۔ اور ہر فرقہ کے بڑے بڑے علماء مخالفت پر کمربستہ ہو گئے علماء نے فتوے دیا کہ ان کی تصنیفات اور خصوصاً احیاء العلوم کا مطالعہ کرنا گناہ ہے۔ اسپین کے علماء نے جن کے سرگروہ قاضی عیاض تھے۔ ان کی تصنیفات بادشاہ کے سامنے پیش کیں، اور رائے دی کہ سب جلا دینے کے قابل ہیں، چنانچہ کل کی کل جلا دی گئیں۔ یہ واقعہ ۵۰۰ھ میں بمقام مرسیہ وقوع میں آیا۔ محمد شاہ سلجوقی کے دربار میں بھی فقہا کے ایک بڑے گروہ نے ان کی شکایت کی جس کی تفصیلی کیفیت ہم امام صاحب کے حالات زندگی میں لکھ آئے ہیں۔ مخالفت کا سلسلہ امام صاحب کی وفات کے بعد بھی مدت تک قائم رہا" (صـ۱۶۲)

یہ بھی آپ نے دیکھ لیا کہ مخالفین میں کون کون لوگ تھے۔ کوئی بدمذہب معتزلی، کوئی بددین نیچری وغیرہ نہیں، خود اہل سنت کے "بڑے بڑے علماء" اور "فقہاء"! قاضی عیاض مالکیؒ (صاحب کتاب الشفاء و شارح صحیح مسلم وغیرہا) تک کا فتویٰ یہ ہو گیا تھا، کہ احیاء العلوم وغیرہ سب پڑھنے کے قابل تو کیا ہوتیں، رکھنے کے قابل نہیں جلا دینے کے قابل ہیں۔ چنانچہ سب جلا دی گئیں بھی!——

اور وہی احیاء العلوم، جو آج بڑے بڑے علماء و مشائخ کی آخری سند اور پناہ گاہ ہے۔ اس کا حشر اپنے زمانہ میں وہی رہ چکا ہے جو کسی ملحد یا زندیق کی کتاب کا ہونا تھا! (صدق جدید)

(نشان کبیر۔ بقیہ صـ۳)

"میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل اس کے چہرے سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اسکو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اس نے مجھ سے پوچھا لیکھرام کہاں ہے" (برکات الدعا ٹائیٹل)

چنانچہ ایسا ہی ہوا ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو کسی نامعلوم شخص نے خود لیکھرام کی اقامت گاہ میں جو لاہور کی ایک گنجان آبادی میں تھی دن دہاڑے اسے چھرا مار کر ہلاک کر دیا اور پھر ایسا گم ہوا کہ آج تک اس کا سراغ نہیں ملا ۔

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر ؞ چشم بکشا کہ بر چشم نشانیست کبیر

سائنس کے ارتقا میں مسلمانوں کا حصہ

از رشید طارق

"جب نویں صدی عیسوی میں بغداد میں علوم و فنون ارتقاء کی منازل طے کر رہے تھے "عیسائی دنیا" اس وقت تاریکی میں بھٹک رہی تھی اور قعر تنزل میں گرتی چلی جا رہی تھی۔ مسلمان علماء و فضلاء نے ریاضی اور طبی سائنس کی طرف توجہ دی اور ارسطو کے فلسفہ کو وضاحت و تشریح کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ علم و فن بھی سپین میں داخل ہوا جہاں سے ارسطو کا فلسفہ دوبارہ یورپ میں داخل ہوا۔ اس سے عیسائی دنیا کی زندگی میں ایسا انقلاب آیا جو پہلے کبھی بھی رونما نہ ہوا تھا۔" ——— راشڈل ہیسٹنگز ———

مذہب اسلام نے اُن حالات میں جنم لیا جب مشرق و مغرب میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ جب یونانی اور ہندی فلاسفروں کی روشن کی ہوئی علم کی قندیلیں جہالت کی آندھیوں سے بجھ چکی تھیں جب ارسطو افلاطون اور نہ معلوم کتنے عالم پس پردہ جا چکے تھے، ہندوستان کی طرح عیسائی دنیا نے ان علماء کی قدر دانی کرنے کی بجائے انہیں اپنی زندگی کے لئے خطرناک قرار دیا، اور ان کے فلسفے پر بجائے ٹھنڈے دل سے غور کرنے اور اس سے استفادہ کرنے کے اس سے سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا۔ اسلام کے زمانہ ابتدا سے لے کر ارتقاء تک کسی کو ان بڑے بڑے فلاسفروں کا نام تک یاد نہ رہا تھا۔ خود عرب بھی کتنے جاہل اور عقل و خرد سے خالی تھے کہ شاید و باید لیکن اسلام نے انہیں انسانیت کا درس دیا، انہیں علم و ہنر کی تحصیل کے لئے اُکسایا، انہوں نے بھی اس کی تحصیل سے استفادہ کیا۔ جب علم کا چرچا ہو گیا تو مسلمانوں میں قدرت کے راز معلوم کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ ان کی تحقیقات کے نتیجے میں قدرت کے سربستہ راز ان کے سامنے وا ہوتے گئے ان کی ذہنی کاوشوں کے نتیجے میں موجودہ علوم سائنس کی بنیاد پڑی۔

علم کی دولت کسی خاص طبقے یا گروہ کی ملکیت نہیں ہوا کرتی بلکہ جو شخص اسے اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کر لے وہ اس کا مالک بن سکتا ہے۔ عرب جو دنیا بھر میں جاہل ترین انسان تھے علم کی بدولت تمام دنیا پر چھا گئے عرب سے جو نور کی شعاعیں پھوٹیں تمام عالم میں پھیل گئیں۔ افریقہ ایشیا اور یورپ بھی انہی شعاعوں کی برکت سے منور ہوئے۔ آج ہم جو یورپ میں علم کی قندیلیں روشن دیکھتے ہیں وہ ان ہی شمعوں کی روشنی سے منور ہوئی ہیں۔ جو صحرائے عرب میں دھو دیں آئیں۔ جب مسلمان فاتح ہو کر یورپ میں داخل ہوئے تو بڑے بڑے عالم اور فلاسفر وہاں کی سرزمین پر پہنچے اور وہاں سلسلۂ درس و تدریس شروع کیا۔ وہی سرزمین جس میں اسلام سے پہلے تاریکی ہی تاریکی تھی بڑے بڑے فلاسفر اور سائنسدان پیدا کرنے لگی۔

اگرچہ علم و فن اسلام کی ابتداء کے ساتھ ہی پھیلنا شروع ہو گیا تھا لیکن صحیح معنوں میں علمی ترقی کا زمانہ اسے کہا جا سکتا ہے جب مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ رُک گیا۔ اور وہ مختلف علاقوں میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔ اُموی دَور حکومت میں زیادہ زور دوسری زبانوں کے علمی خزانوں کو عربی میں تبدیل کرنے پر دیا گیا۔ عباسی دورِ حکومت میں تحقیق کا کام شروع ہوا آٹھویں صدی عیسوی سے لے کر بارھویں صدی تک کا زمانہ عربی سائنس کا سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔

اسلام کی تاریخ میں خالد بن یزید سب سے پہلا سائنس دان تھا، وہ ایک ماہر طبیعات، طبیب اور فلاسفر تھا۔ اس نے کئی ایک کتابیں لکھیں۔ خلیفہ المنصور (۷۵۴ء) نے یونانی اور ہندی تصانیف کو جمع کیا۔ اور ان کے عربی ترجمے کرائے۔ المامون (۸۱۳ — ۸۳۳ء) کے زمانہ میں ترجموں کا دَور انتہا کو پہنچ گیا۔ المامون بہت بڑا علم دوست، اور خود ایک عالم شخص تھا۔ اس نے بغداد میں ایک ریسرچ اکاڈمی کی بنیاد رکھی جسے "دارالعقل" کہا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں اس نے ایک رصدگاہ اور کئی لائبریریاں قائم کیں۔ حنین (۸۰۹ - ۸۷۷ء) سب سے بڑا مترجم تھا۔ جس نے تقریباً تمام یونانی تصنیفات کا عربی میں ترجمہ کیا جب ترجموں کا دَور ختم ہوا تو مسلمان فلاسفروں اور سائنسدانوں نے یونانی اور ہندی فلسفے کو حقیقت کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کیا۔ آئیے ہم عربی سائنس پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے یہ اندازہ لگائیں کہ مسلمانوں نے علوم سائنس کی ترقی کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

ا - ریاضی

گنتی کو عددوں کے ذریعے ظاہر کرنے کا فن ہندویوں اور مصریوں نے شروع کیا تھا۔ عرب سائنسدانوں نے جس طرز گنتی کو اپنایا وہ اصل میں ہندی طریقے کی ترقی یافتہ قسم تھی۔ اور یہی وہ طریقہ ہے جو آج تک ہمارے ہاں استعمال ہو رہا ہے۔ حساب کے سوالات کو الجبرا کے ذریعے حل کرنے کا طریقہ عربوں کے ذہنوں کی پیداوار ہے۔ الخوارزمی کو اس علم کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ ۸۲۵ء میں اس نے "الجبر و مقابلہ" پر ایک کتاب لکھی جس میں اس نے مساوات درجہ دوم کو بذریعہ علم ہندسہ حل کر کے دکھایا۔ علاوہ ازیں اس نے حساب پر کتابیں لکھیں۔ الخوارزمی کی تمام کتابوں کے لاطینی اور دوسری زبانوں میں ترجمے اب تک مستعمل ہوتے ہیں۔ اس کا جاری کردہ نظام اعشاریہ اور نظام عددی بھی رائج العمل ہیں۔

دوسرا مشہور ریاضی دان عمر خیام (۱۰۴۳-۱۱۲۲ء) جو اپنی رباعیات کی وجہ سے تمام دنیا میں مشہور ہے۔ اس نے مساوات درجہ سوم کو بذریعہ طرز ہندسی حل کیا۔ π کی صحیح قیمت معلوم کی۔ اور مکعبوں (اعداد) کے متعلق کئی دلچسپ مسائل بیان کئے۔ موسیٰ بن میمون (۱۱۳۵-۱۲۰۴ء) بھی مشہور ریاضی دان تھا۔ وہ اسپین کا رہنے والا تھا۔ لیکن اس نے رہائش مصر میں کر رکھی تھی۔ ان کے علاوہ کئی اور بڑے ماہر ریاضی دان گزرے ہیں۔ چونکہ اسلامی سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی اس لئے پیداوار پر لگان لگانے کے زمین کی پیمائش لازمی تھی۔ چنانچہ اس پیمائش کی وجہ سے علم ہندسہ کو بہت ترقی ہوئی۔ اس کی پیمائش باقاعدہ طور پر حضرت عمرؓ نے کروائی تھی۔ غرضیکہ عربوں نے علم ریاضی کو اعداد گنتی سے کر اُسے اتنی ترقی دی کہ اس کو مختلف شاخوں میں بانٹ دیا۔ اور ہر شاخ بذات خود ایک وسیع مضمون بن گئی سولہویں صدی عیسوی تک مسلمان ریاضی دانوں کی لکھی ہوئی کتابیں یورپ میں بطور نصاب پڑھائی جا رہی تھیں۔

(ب): طبیعات

جتنے بھی مسلمان سائنسدان ہوئے ہیں وہ قدرتی طور پر طبیعات میں بہت دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اس میدان میں ابن الحیطان (۹۶۵ — ۱۰۲۰ء) کا نام سب سے پیش پیش ہے۔ یہ پہلا طبیعات دان تھا جس نے نور (OPTICS) پر مکمل تحقیق کی، اس نے قوانین انعکاس و انعطاف وضع کئے۔ مقعر اور کروی آئینوں اور محدب مقعر عدسات (LENSES) کی خاصیتیں بیان کیں۔ عدسات کی قوت "کلاں نمائی" کا بھی اس نے ہی مشاہدہ کیا۔ اور اس کو ظاہر کرنے اور ناپنے کے لئے خاص آلہ ایجاد کیا۔ اس نے انسانی آنکھ پر پوری تحقیق کی۔ علاوہ ازیں اس نے ستاروں کے ٹمٹمانے سراب سورج کی طلوع اور غروب کے وقت ظاہری شکل تبدیل کے متعلق تفصیلاً بیان کیا۔ غالباً وہ پہلا شخص تھا جس نے پنڈولم کے رقاص (PENDULUM) استعمال کیا۔ اس نے کئی دھاتوں کی کثافت اضافی معلوم کی۔ الرازی (۸۵۰ - ۹۲۳ء) ابن زُہر (۱۰۹۱ - ۱۱۶۱) ابن رشد (۱۱۲۶ - ۱۱۹۸) اور موسیٰ بن میمون (۱۱۳۵ - ۱۲۰۴) ہسپانیہ کے رہنے والے تھے۔ اور طبیعات کے ماہر تھے۔ موسیٰ بن میمون کا فلسفہ علم کائنات۔ وہ اپنے کی مشہور و معروف منظوم کتاب میں نظر آتا ہے وہ کسی حد تک ارتقا کا بھی قائل تھا۔ اس سلسلے میں محمد بن احمد البیرونی (۹۷۳ - ۱۰۴۸ء) کا نام نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ ایک قابل فلاسفر اور طبیب ہونے کے علاوہ ایک اچھا طبیعات دان بھی تھا طبیعات کے میدان میں الحیطان، ابن رشد، ابن زہر اور موسیٰ بن میمون کا شمار ان بڑے بڑے فلاسفروں اور سائنس دانوں میں ہوتا ہے جن میں ارسطو اور ارشمیدس اور نیوٹن وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ماہرین طبیعات ہیں اور جن کی خدمات کو کبھی نہیں بھلایا جا سکتا۔

ج: طب

علم طب میں مسلم سائنسدانوں نے بہت دلچسپی لی۔ اور تقریباً تمام ہی بیماریوں کے متعلق وضاحتاً لکھا۔ خلفاء نے بھی طبیبوں کی بہت سرپرستی کی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے، کہ ہارون الرشید کے عہد میں صرف بغداد شہر میں ۳۵ ہسپتال اور طبی مدارس تھے جن میں تحقیق و تدریس کا کام شانہ بشانہ ہو رہا تھا۔ الرازی (۸۵۰ — ۹۲۳) بہت بڑا طبیب تھا۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے چیچک اور خسرہ کے درمیان فرق ظاہر کیا۔ اس نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں کئی نئی بیماریوں کے حالات اور علاج لکھے۔ بوعلی ابن سینا ایک بلند پایہ طبیب تھا۔ اس کی طب کی کتاب "قانون" میں تقریباً تمام بیماریوں کے متعلق لکھا گیا تھا۔ یہ ضخیم کتاب اس کی شہرت کا باعث بنی۔ وہ کیمیا، طبیعات، علم ہیئت اور فلسفہ میں بھی ماہر تھا۔ البیرونی، الغزالی، ابن رشد، ابن میمون اور ابن زہر بڑے بڑے اطبا تھے طب پر جن کی کتابیں آج تک مغربی ممالک میں محفوظ ہیں۔ اسحٰق اسرائیلی (وفات ۹۳۲ء) نے بول (URINE) کے متعلق تفصیلاً لکھا۔ علاوہ ازیں اس نے پیٹ کی کئی نئی بیماریاں دریافت کیں۔ ابوالقاسم (وفات ۱۰۱۳ء) ہسپانیہ کا نامور سائنسدان

تھا۔ وہ دنیا میں پہلا شخص ہے جس نے "میڈیکل انسائیکلو پیڈیا" لکھی۔ اس کتاب میں اس نے جراحی کے آلات کی تصاویر بھی دیں۔ ابن رشد نے "تاثیر" لکھی۔ جو آج تک طب پر مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ خالد بن یزید نے بھی طب کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ دسویں صدی کے بعد ہسپانیہ میں خاص طور پر طبی سائنس کو اس قدر ترقی نصیب ہوئی کہ اسپین کا ہر شخص طبیب اور ہر گھر ہسپتال معلوم ہوتا تھا۔ صرف غرناطہ میں ہی ہسپتالوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ قسطلہ، غرناطہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور دوسرے شہروں میں بے شمار مدرسے تھے جن میں طب اور دوسری سائنسوں کی تعلیم دی جاتی تھی۔ غرضیکہ مسلمانوں نے طب کو ایک باقاعدہ سائنس بنا دیا۔

۵۔ علم ہیئت اور فلسفہ

نویں صدی عیسوی میں بطلیموس کی (SYTAXIS) کا عربی ترجمہ ہوا۔ عربوں نے علم ہیئت کی نئی جدولیں بنائیں۔ گرہنوں اور سیاروں کی گردش کا بنظر عمیق مطالعہ کیا۔ اور ان کو ظاہر کرنے کے لئے نقشے بنائے۔ علم ہیئت کی ترقی کے ساتھ علم مثلث کو بھی بہت عروج حاصل ہوا۔ عربوں نے زاویوں کے "سائنز" کو سائنز وغیرہ اور ان کے دوسرے Functions کو رائج کیا۔ ستاروں کی بلندی ناپنے کا آلہ ایجاد کیا جو آج کل کے (THEODOLITE) سے ملتا جلتا تھا۔ کسور اعشاریہ اور صحیح اعداد سے انہوں نے نئی ہیئتی جدولیں بنائیں۔ عباسی دور خلافت میں سمرقند، مراگا، بغداد غرناطہ اور قاہرہ میں بڑی بڑی رصدگاہیں قائم تھیں۔ جہازی قطب نما عربوں کی ایجاد ہے۔ اس میدان میں موسےٰ بن میمون، ابن سینا شاہ خوارزم، احمد بن محمد، ابن رشد، الحیثان، ابن موسےٰ وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے۔

جہاں تک فلسفے کا تعلق ہے اس ضمن میں ہر صاحب علم مسلمان کا نام لیا جاسکتا ہے کیونکہ ہر عالم فلسفے کا ضرور بضرور عالم ہوا کرتا تھا۔ پھر بھی سب سے مشہور فلاسفر الغزالی (۱۰۵۹ - ۱۱۱۱ء) تھا۔ اس نے ایک کتاب "احیائے علوم دین" لکھی جو اسلامی فلسفے کا ایک ستون تصور کی جاتی ہے۔ ابن زہر ابن رشد، ابن میمون اور ابوالقاسم وغیرہ ہسپانوی فلاسفر تھے۔

۶۔ تاریخ اور جغرافیہ

مسلمانوں کے عروج کے وقت ذرائع آمد و رفت محض اونٹوں اور گھوڑوں تک محدود تھے۔ زیادہ تر لوگ پیدل ہی سفر کیا کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی ان لوگوں نے جغرافیہ کے متعلق ایسی قیمتی اطلاعات بہم پہنچائیں جو آج کی ترقی یافتہ سائنس بھی نہیں پہنچا سکتی۔ ابن بطوطہ کی سیاحت ایک حیرت انگیز کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ تن تنہا افریقہ کے صحراؤں اور جنگلوں کو چھانتا پھرا۔ ہندوستان، چین، برما اور انڈونیشیا کے جزائر کا دورہ کیا۔ اور ان کے جغرافیائی حالات لکھے۔ علاوہ ازیں جن لوگوں کو وہ ملا ان کے متعلق تاریخی واقعات بہم پہنچائے۔ تاریخ فرشتہ اور تاریخ طبری دنیا کی بہترین تاریخی کتب تصور کی جاتی ہیں۔ خلیفہ المامون کے عہد میں زمین کا قطر اور محیط معلوم کیا گیا۔ اور خطوط طول بلد اور عرض بلد کا نظریہ قائم ہوا۔ البیرونی نے ۱۰۲۹ء میں کتاب الہند لکھی جس میں اس نے ہندوستان کے جغرافیائی تاریخی اور سیاسی حالات لکھے اور فلسفہ ہند کے متعلق بھی بہت کچھ بتایا۔ مسلمان بہترین قسم کے جہاز ران بھی تھے۔ چنانچہ ان کے پاس سمندروں کے مکمل نقشے موجود رہتے تھے۔ زمین کی پیمائش کا طریقہ بھی مسلمانوں نے رائج کیا۔

موسیٰ بن میمون نے تخیل علم کائنات کو جدول کے ذریعے ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ الادریس (۱۱۰۰ - ۱۱۶۶ء) بہت بڑا جغرافیہ دان تھا۔ جس نے سسلی کے نارمن بادشاہ راجر دوم کے لئے جغرافیہ پر کتاب لکھی۔ جس میں دنیا کے ستر نقشے تھے۔

۷۔ الکیمی (ALCHEMY)

مسلمانوں نے دو مقاصد کے پیش نظر الکیمیا کی طرف توجہ مبذول کی۔

ا۔ دیگر دھاتوں کو سونے میں تبدیل کرنا۔

ب۔ ایسی دوا ایجاد کرنا جو تمام بیماریوں کا علاج کر سکے۔

گو یہ دونوں چیزیں ایجاد کرنا ناممکن تھیں۔ لیکن ان کی وجہ سے الکیمیا کو حیرت انگیز ترقی ضرور ہوئی۔ جابر ابن حیان آٹھویں صدی عیسوی کا بہت بڑا کیمیادان تھا۔ دراصل کیمیا کا بانی جابر ہی ہے۔ وہ خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں ہوا اور اس نے اپنی کتابوں کو زیادہ تر اسی کے نام سے معنون کیا ہے۔ جابر نے تمام زندگی نئی نئی چیزیں تیار کرنے میں صرف کی۔ اس نے شورے کا تیزاب، کئی عناصر اور ان کے مرکبات تیار کئے اور ان کی خاصیتیں بتائیں۔ دوسرے بڑے کیمیا دان الرازی اور بو علی سینا وغیرہ ہوئے ہیں، جنہوں نے لوہے کی کچی دھات سے فولاد بنایا۔ گندھک، نمک، شورے اور سرکہ سے تیزاب بنائے۔ کپڑوں کو رنگنے اور چمڑے کو پختہ کرنے کے لئے نئے نئے تجربات کئے۔ بارود ایجاد کیا۔ سمرقند سے کاغذ بنانا شروع ہوا اور ۷۹۴ء میں بغداد میں کاغذ کو تجارتی مقصد کے لئے بنایا گیا۔ کئی دھاتوں کے مرکبات اور کچی دھاتیں مثلاً MALS CHILE, PYRITES, HAEMETIT، AZURITE، سلفر اور سلفائڈز، بورکس، الکلی کاربونیٹ شیشے کی صنعت وغیرہ ان ہی کی کوششوں کے نتیجے میں عالم ظہور میں آئیں۔ غرضیکہ مسلمانوں نے کیمیا کو باقاعدہ سائنس بنا دیا۔ اور ان ہی کی کوششوں سے ہماری موجودہ کیمسٹری کی بنیاد پڑی۔ لوہے، کپڑے، کاغذ اور چمڑے کے کارخانے سولہویں صدی تک بغداد، قاہرہ، غرناطہ، قسطلہ، اشبیلیہ اور دمشق وغیرہ میں قائم تھے۔ اور تمام دنیا میں اپنی مصنوعات بھیجتے رہتے ہیں۔ ڈھاکہ اور ہندوستان کے دوسرے شہروں کا کپڑا اور مینا کاری کا کام آج تک دنیا میں مشہور رہے۔

جہاں تک ہسپانیہ کا تعلق ہے اس ملک نے دسویں اور گیارہویں صدی کے نصف تک شدید سرعت کے ساتھ ترقی کی یورپ میں تحریک "احیائے علوم" اور تحریک اصلاح دین کی وجہ اسپین کا علم و ہنر ہی تھا۔ ہسپانیہ سے یورپیوں نے علم حاصل کیا۔ جس سے تاریک یورپ بھی علم کی روشنی سے منور ہو گیا۔

یہ تھی ان لوگوں کے علم و فن کی معمولی سی جھلک جو صحرائے عرب کی تپتی ہوئی ریت میں پیدا ہوئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام عالم پر چھا گئے۔ لوگ انہیں "بدو" اور محض لڑاکا کہتے ہیں۔ لیکن ان کے علم و فن میں کسی کو کلام نہیں، سائنس کے علوم کی جو انہوں نے خدمت کی اسے مغرب کی تعصب پرست ذہنیت بھی ہرگز نہ بھلا سکی۔ اور وہ بھی ان کی عظمت و سطوت کی قائل ہے۔

(قندیل)

> "عربوں نے یونانی فلسفوں کو اپنا کر اس کی بنیاد پر ایک ٹھوس اور مضبوط علم کی تکمیل کی انہوں نے پہلے ایسے مسائل کو چنا جو ان کے مقاصد کے لئے ضروری تھے۔ بعد ازاں تمام شاخوں میں بانٹ کر انہیں علیحدہ علیحدہ علم بنا دیا۔ ان کی ہی محنت کا نتیجہ تھا جس نے نیوٹن، نیرا ڈے اور رانگن وغیرہ کے لئے تحقیقات کے دروازے کھول دیئے۔"
>
> ای۔ ویڈمین

> "خلفاء کے زیر حکومت مسلم اسپین خوشحال اور فارغ البال ملک بن گیا۔ اس زمانہ میں یہ ملک دنیا کا گنجان ترین ملک تھا۔ علم کا عام چرچا تھا۔ اس کی عمارات، محلات، مساجد، پل تکیے اور نجی مکانات اس حد تک شاندار تھے کہ ان کی خوبصورتی اور پائداری کی جھلک آج تک اسپین کے کھنڈرات میں نظر آ رہی ہے۔"
>
> (ہیوم ص ۱۵۲)

درخواست دعا

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ برائے کرم مندرجہ ذیل درخواست دعا اخبار پیغام صلح میں شائع فرما کر مشکور فرماویں۔

میری بھانجی عزیزی خاور النساء بیگم دختر شیخ رحمت اللہ صاحب سلیم ملتان عرصہ دو سال سے نچلے دھڑ کی خرابی کی وجہ سے بیمار چلی آ رہی ہے، باقاعدہ علاج کے باوجود تاحال آرام نہیں آیا بلکہ عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بیڈ سور BED SORE کی مزید تکلیف ہو گئی ہے جس کی وجہ سے کمزوری بڑھ گئی ہے، دو وقت پٹی وغیرہ اور دیگر علاج شروع ہے احباب جماعت سے خاص طور پر استدعا ہے کہ وہ مریضہ کے لئے درد دل سے دعا فرماویں خصوصاً تہجد گزار بزرگوں سے التماس ہے کہ وہ نیم شبی دعاؤں میں عزیزہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

محمد عبداللہ ولد شیخ محمد جان مرحوم

درخواست دعا حسن ابدال سے جناب نمبری لکھتے ہیں، کہ میرا بڑا لڑکا گورنمنٹ کالج میں امسال فرسٹ ایئر کا امتحان دے رہا ہے دوسرا بچہ پری کیڈٹ کالج میں داخلہ کیلئے انٹرویو دے رہا ہے دونوں کی کامیابی کیلئے دعا فرمائی جائے۔

بہت سے مردوں سے احمدی خواتین زیادہ دینی فراست رکھتی ہیں

ایک احمدی خاتون کی مومنانہ فراست

ذیل میں جماعتی کشمکش کے متعلق ایک احمدی خاتون کا مضمون درج کیا جاتا ہے جو احباب کی خاص توجہ کے قابل ہے :-

میرے محترم بزرگو اور عزیز بھائیوں پیاری بہنوں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ہم سب کو جو جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اچھی طرح علم ہے کہ ہم میں سے ہر ایک نے بیعت کرتے وقت موجودہ صدی کے امام حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ میں "دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" اور یہ جماعت جس کی بنیاد امام زمان نے رکھی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر الخ کی حامل ہے۔

تیز جس نے مغرب سے آفتاب طلوع کرنے کی بنیاد رکھی۔ افسوس موجودہ وقت میں وہی دنیا کی رہنمائی کرنے والی اور روحانی معراج تک پہنچانے والی جماعت اب دھڑے بندیوں میں مبتلا ہو گئی ہے۔

میں حیران ہوں کہ کیا یہ وہی جماعت احمدیہ لاہور ہے جس نے ۱۹۱۴ء میں شخصیت پرستی کے خلاف آواز اٹھا کر جمہوریت کی بنیاد رکھی۔ یاد رہے خدا تعالےٰ کے کام کبھی رکتے نہیں جس وقت وہ دیکھتا ہے کہ ایک کام ایک فرد یا قوم کما حقہ ادا نہیں کر رہی تو اس کی جگہ وہ اور کو چن لیتا ہے۔ اسی کے ماتحت خداوند تعالےٰ نے حضرت امیر مرحوم سے کام لیا۔ ان کی وفات کے بعد دو سال تک میاں محمد صاحب سے کام لیا اب اس کی رضا اور قدرت کے ماتحت دوسرے بزرگوں کو چن لیا گیا یہ اس کے کام ہیں اور وہی بہتر جانتا ہے کہ کون کس بات کا اہل ہے۔ میں نے جہاں تک میری عقل کام دیتی ہے اس کے ماتحت غور کیا اور پمفلٹ بازی کا مطالعہ کیا اور جو نتیجہ میں نکال سکی ہوں آپ کے سامنے پیش ہے۔ اگر میں راہ حق پر ہوں تو ممکن ہے کسی بزرگ، بھائی یا بہن کو فائدہ پہنچ جائے اور اگر میری سمجھ کی غلطی ہے تو ممکن ہے کوئی بزرگ بہن بھائی اس کو نکال دے جس سے دونوں حالتوں میں میرے دل کو سکون ہو گا۔

میں حیران ہوں کہ قوم میں انتشار پھیلانے والے شخصیت پرستی کے اتنے حامی کیوں ہیں اگرچہ میں یہ نہیں کہتی کہ جتنے مخالف ہیں بدنیتی سے مخالف ہیں بہت ممکن ہے کہ ان کی مخالفت کی بنیاد بھی خلوص پر ہو۔ لیکن چند اشخاص کے بارہ میں میں خود ذاتی طور پر جانتی ہوں کہ ان کی مخالفت محض دنیاوی نفع اور قوم میں انتشار کو طول دینا ہے۔ اس وقت میں کسی کی ذات پر حملہ کرنا اپنا مقصد نہیں سمجھتی بلکہ ان حقائق کو ظاہر کرنا ہے جن کا مجھے علم ہے حضرت امیر مرحوم کی وفات کے بعد جب یہ سنا اور پڑھا کہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر قوم اور میاں محمد صاحب صدر منتخب ہوئے ہیں، دل کو از حد خوشی ہوئی، ایک اس وجہ سے کہ قوم سنبھل گئی۔ اور دوسری اس وجہ سے کہ حضرت امیر مرحوم نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ کہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب میری جگہ میرے مرنے کے بعد امیر قوم بننے کے اہل ہیں اس کے علاوہ بہت سے تعریفی کلمات اور ان کے کاموں کی تفصیل بتا کر سراہا تھا۔

قوم اس اعلان کو بھی نہ بھولی ہو گی جبکہ جلسہ سالانہ پر حضرت امیر مرحوم نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ "آپ کے بعد جماعت میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا"۔ تو اس ضمن میں خان صاحب یعقوب خاں کا نام کس فخر اور تفصیل سے لیا تھا اگرچہ دوسرے بزرگوں کا نام بھی لیا گیا تھا جس کی تفصیل مجھے اس وقت یاد نہیں، ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب کا نام بھی اس میں شامل تھا۔

میرے بھائیوں اور بہنوں کے دل میں شاید اس بات کا بھی اثر ہو کہ مولانا صدرالدین صاحب نے امیر مرحوم کی مخالفت کی ہے تو ان کو اس طرف بھی غور کرنا چاہیئے کہ میاں محمد صاحب کے خیالات ان کے بارے میں کیا تھے اور کیا کیا سرٹیفکیٹ انہوں نے اس بزرگ ہستی کو دیئے، شاید ایسے سخت الفاظ مولانا صدرالدین صاحب نے کبھی استعمال نہ کئے ہوں، اس طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ اس دو سال کے امتحان کو مولانا صدرالدین صاحب نے کس بُردباری سے گزارا اور قوم میں اس طرح فتنہ پیدا نہ کیا کہ چندے بند کر دو یہ ظلم ہوا یہ غبن ہوا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن دوسری طرف صدارت اور عہدوں کو ہاتھ سے نکلتے دیکھ کر وہ اودھم مچایا کہ خدا کی پناہ۔ دل خون کے آنسو روتا ہے۔ کیا یہ سب احمدی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا ان اعمال سے احمدیت کا نمونہ دکھایا جا رہا ہے، اور کیا اسی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے گی اور کیا اسی برتے پر دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا فخر حاصل ہو گا۔

جلسہ سالانہ پر اکثریت کے ہاتھوں خدا تعالےٰ نے ایک فیصلہ کرایا وہ کافی تھا جس کے بعد چار آدمیوں کا بورڈ بنانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ مولانا صدرالدین صاحب نے بھی اس کو منظور کرنے میں سخت غلطی کی لیکن قدرت کے کام کی انتہاء کو کوئی نہیں پہنچا۔ قوم کی اکثریت کے فیصلہ کے ہوتے ہوئے شخصیت پرستی کا مظاہرہ کرنا اور بورڈ بنانا ہی غلطی تھی۔ لہٰذا قدرت نے اس غلطی کو خود بخود دُور کر دیا اور بورڈ کے ممبروں میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور وہی اشخاص برسر اقتدار آ گئے جن سے قدرت نے کام لینا تھا۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

اللہ تعالےٰ نے ۲۶ر دسمبر کی رات کو ہی قوم کی زبان سے سُنا دیا تھا کہ یہی ہو گا۔ لیکن بشریت کے تقاضوں و دیگر امور کو مدنظر رکھ کر جو کوشش بورڈ کی صورت میں کی گئی۔ خدا تعالےٰ نے اس کو ناکام بنا دیا۔ خواہ واقعات کیا ہوں لیکن اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ

جس کام کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اب آخر پر میں نہایت ادب و احترام اور خلوص دل سے قوم سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ نئے نظام کا ساتھ دیں یہی خدا تعالیٰ کا فیصلہ قوم کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اور ان حضرات سے بھی اپیل کرتی ہوں جو مخالفت کر رہے ہیں کہ قوم کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے خدا کو ناراض نہ کریں بلکہ اکثریت اور نئے نظام کا ساتھ دیں اور اپنے دنیاوی نفع نقصان کو نظر انداز کریں۔

اے خدا تو ہر ایک کو ہدایت اور مجھے توفیق دے کہ قوم کی کچھ خدمت کر سکوں اور اس کو قبول فرما اور جن کی مخالفت غلط فہمی کی وجہ سے ہے ان کی غلط فہمیاں دُور فرما۔ اور قوم کو متحد کر تا کہ قوم پھر اسی تازہ ایمان کو لے کر تیرے دین کی تبلیغ کر سکے۔ آمین۔ والسلام

غلام زہرہ

اہلیہ چوہدری غضنفر علی صاحب۔ بدوملہی

$3\frac{3}{54}$

صاحب کردار باش

مرتضیٰ خان حسن

در دو عالم گر بخواہی سروری
خاکِ پائے احمدِ مختار باش

عمرِ تو بگذشت و درخوابی ہنوز
ایں چنیں غفلت چرا بیدار باش

از تکبر سینہ می باید تہی
ہاں مشو خودبیں ولے خوددار باش

قال را بگذار مردِ حال شو
اے برادر صاحبِ کردار باش

تیز تر رو در رہِ صدق و صواب
راستی را علم بردار باش

تو مرادادی متاعِ دردِ دل
شاد باش اے عشق برخوردار باش

(حسنؔ)

رفتارِ عالم

ڈھاکہ ۱۰ مارچ۔ مشرقی پاکستان کے عام انتخابات کل سے شروع ہو رہے ہیں حکومت مشرقی پاکستان نے اس امر کے انتظامات مکمل کر لئے ہیں کہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوں آج ایک اعلیٰ افسر نے نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کو بتایا کہ حکومت نے ہر ہنگامی حالت کا مقابلہ کرنے کا بندوبست کر لیا ہے۔

قاہرہ ۷ مارچ۔ کرنل جمال عبدالناصر وزیر اعظم مصر نے "المصری" کو بتایا کہ انقلابی کونسل کے ارکان اپنے فوجی عہدوں سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں تاکہ وہ سیاست دانوں کی طرح کام کر سکیں۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ انتخابات کے بعد انقلابی کونسل کے ارکان کی پوزیشن کیا ہوگی تو آپ نے جواب دیا کہ ہم سیاستدان بن چکے ہیں۔ چونکہ فوج کو ہر حالت میں سیاست سے الگ رہنا چاہیئے لہذا ہم اپنے فوجی عہدوں سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

انقلابی کونسل نے اعلان کیا ہے کہ کرنل جمال عبدالناصر کو مصر کا فوجی گورنر مقرر کر دیا گیا ہے اعلان میں کہا گیا ہے کہ مارشل لاء کے تحت جو اختیارات صدر نجیب کو حاصل تھے وہ اب وزیر اعظم عبدالناصر کو حاصل ہوں گے، انہیں قیام امن کے بارے میں ہر طرح کے اختیارات حاصل رہیں گے آج سے مصر کے اخبارات پر سنسر کی کوئی پابندی نہیں رہی۔

پشاور ۷ مارچ۔ حکومت سرحد نے بلیڈوں کی قیمتوں کا کنٹرول ختم کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۷ مارچ "ہندوستان ٹائمز" نے خبر دی ہے کہ بھارتی حکومت مشرقی پنجاب کی طرف پاکستان سے ملحقہ تین سو میل لمبی سرحد کے حفاظتی انتظامات کو اور مضبوط کرنے کے لئے قدم اٹھانے کی تجاویز پر غور کر رہی ہے۔

سرحدی پڑتالی چوکیوں پر پولیس کا عملہ بڑھانے کے لئے بھارتی بجٹ میں سات لاکھ روپے کی رقم مخصوص کی گئی ہے، خبر میں بتایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ مشرقی پنجاب حکومت بھی اپنے تین کروڑ کے پولیس بجٹ میں سے ایک کروڑ روپیہ سرحدی دفاع پر خرچ کر رہی ہے۔

ملتان ۷ مارچ۔ محکمہ خوراک کے عملے نے یہاں اس ہفتے کے دوران میں چھاپے مار کر عمدہ قسم کے چاولوں کی تقریباً چار سو بوریاں برآمد کیں۔ مزید تفتیش جاری ہے۔

کراچی ۷ مارچ۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی مشرقی پاکستان کے انتخابی دورے کے بعد بی او اے سی کے طیارے میں آج صبح ڈھاکے سے یہاں پہنچے۔

اپنے آبائی صوبے میں اپنی انتخابی مہم کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر محمد علی نے ہوائی اڈے پر اخبار نمایندوں کو بتایا کہ میرا خیال ہے کہ ہم جیت جائیں گے، لیکن انہوں نے کہا کہ انتخابات کے نتیجے کے متعلق کوئی شخص یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا بہرحال انھوں نے مسلم لیگ کے کام پر اطمینان کا اظہار کیا جو رکاوٹوں اور مشکلات میں پھنس گئی تھی۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے وزیر اعظم نے بتایا کہ مخالف گروپ مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ کیا پاکستان بین الملکی مسائل اور تعلقات کے متعلق بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی حالیہ تقریروں کی بناء پر اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلے کے فوری حل پر زور دے گا؟ وزیر اعظم نے بتایا کہ ہو سکتا ہے کہ بعد میں ایسا مرحلہ آجائے لیکن فی الحال صورت حال ایسی نہیں ہے انہوں نے کہا مجھے پنڈت نہرو کی طرف سے مسئلہ کشمیر کے متعلق بعض نکات کی وضاحت ملنے کی امید ہے اس سوال کے جواب میں کہ آیا بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے ان کی کسی فوری ملاقات کا امکان ہے وزیر اعظم نے بتایا کہ مجھے اس ماہ کے آخر میں ان سے ملاقات کرنے کی امید ہے لیکن انہوں نے میری یہ خواہش ہے کہ میں انہیں اس سے پہلے مل سکوں کیونکہ بہت سے وضاحت طلب نکات ابھی باقی ہیں۔

قاہرہ ۷ مارچ۔ لندن اور قاہرہ کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ علاقہ سویز کے بارے میں مصر اور برطانیہ میں اسی ہفتے بات چیت شروع ہو جائے گی۔

لاہور ۷ مارچ۔ پنجاب کے وزیر تعلیم چودھری علی اکبر نے آج لالہ موسے میں اعلان کیا کہ ہمارا ملک اس وقت تک خوشحالی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا جب دیہاتی عوام کے حالات بہتر نہ بنائے جائیں۔ چودھری علی اکبر نے لالہ موسے میں دیہاتیوں کو امداد دینے کے تربیتی ادارے کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دیہی عوام کو تعلیمیافتہ بنانے اور زندگی کے متعلق ان کے نقطۂ نظر میں وسعت پیدا کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے تاکہ مقدمہ بازی اور جرائم وغیرہ جیسی سماجی برائیوں کو دور کیا جا سکے جنہوں نے دیہی علاقوں کی تعمیر و ترقی میں بہت زیادہ رکاوٹ ڈال رکھی ہے۔

انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنی ترقی اور بہتری کے لئے سماج سدھار کاموں میں زیادہ دلچسپی لیں۔ عوام کو زندگی کے زیادہ سے زیادہ شعبوں میں خود کفیل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اپنی تمام ضروریات کی تکمیل کے لئے حکومت کی طرف آس لگا کر بیٹھنے کی بجائے اپنی مدد آپ کرنے کے اصول پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

وزیر تعلیم نے امید ظاہر کی کہ اس تربیتی ادارے سے فارغ ہو کر نکلنے والے نوجوان دیہاتی عوام کے دوست، رہنما اور مددگار بن کر ان میں ایک نئی روح پھونک دیں گے۔

نئی دہلی ۷ مارچ۔ ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ حکومت پاکستان ملکی تقسیم سے پہلے کی فوج کی تاریخ لکھنے میں بھارت سے تعاون کرے گی۔ اس امر کا انکشاف بھارت کے وزیر دفاع نے کیا اور کہا کہ تاریخ لکھنے کا تیس فیصد خرچ پاکستان برداشت کرے گا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ تاریخ لکھنے پر پچیس لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ یہ تاریخ ۲۸ جلدوں میں مکمل ہوگی۔ پہلی جلد مکمل ہو چکی ہے باقی جلدیں لکھی جائیں گی۔

ڈھاکہ ۷ مارچ۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ذرا نزدہ الراق سعودی عرب اور اردن کے آئندہ دورے کے وقت عرب ممالک کے ساتھ معاہدہ کے متعلق بھی بات چیت ہو سکے۔ انہوں نے کراچی روانہ ہونے سے پہلے اخباری نمایندوں کو بتایا کہ ہم عرب ممالک سے زیادہ سے زیادہ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں انہوں نے انکشاف کیا کہ پاک ترک معاہدہ کو آخری شکل دینے کے متعلق سفارتی سطح پر بات چیت ہو رہی ہے وزیر اعظم پاکستان نے کہا کہ صدر نجیب اور برما کے وزیر اعظم عنقریب پاکستان کا دورہ کرنے والے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مشرقی بنگال میں جیسی بھی حکومت برسر اقتدار آئے اسے ملک کی سالمیت پر اثر انداز ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ پاکستان کے وزیر اعظم نے اخباری نمایندوں کے سامنے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ حکومت امریکہ خان لیاقت علی خان مرحوم کے قتل کے سلسلہ میں امریکی ماہر بھیجنے کے سوال پر غور کر رہی ہے، ہم نے کچھ عرصہ پیشتر امریکی سراغ رساں بھیجنے کی اپیل کی تھی۔

سری نگر ۷ مارچ۔ ڈاکخانوں کے سپرنٹنڈنٹ نے ایک بیان میں کہا کہ امسال ریاست میں دو اور تیرنے والے ڈاک گھر کھولے جائیں گے۔ ان میں سے ایک ڈل میں ہوگا تاکہ کشتیوں میں رہنے والوں اور تفریح کرنے والوں کی ضروریات پوری کی جا سکیں، یہ ڈاک خانے ۱۵ اپریل سے ۳۰ اکتوبر تک کھلے رہیں گے پچھلے سال تیرنے والا ایک ڈاک خانہ ڈل میں کھولا گیا۔

نئی دہلی ۸ مارچ۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ پنڈت نہرو وزیر اعظم بھارت نے گزشتہ ہفتے کے آخری حصے میں مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان کے ان خطوں کا جواب بھیجدیا تھا جو آخر الذکر نے فروری کے آخر میں اول الذکر کے نام تحریر کئے تھے۔ وزیر اعظم پاکستان نے اپنے خطوں میں اس امر پر زور دیا تھا کہ مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے دونوں وزراء اعظم کی ملاقات ہونی چاہیئے۔

لیکن ان حلقوں کا بیان ہے کہ پنڈت نہرو کے جواب کے بعد اس امر کی کوئی توقع نہیں رہتی کہ مسٹر محمد علی کی تجویز کے مطابق کشمیر کے بارے میں انکی ملاقات ہوگی یہ حلقے کہہ رہے ہیں کہ کشمیر کا جھگڑا نمٹانے کے لئے جو مذاکرہ عمل میں آچکا ہے اب اس میں کسی ترقی کا امکان نہیں۔

ڈھاکہ ۸ مارچ۔ آج مشرقی پاکستان میں عام انتخابات کا پہلا دن تھا، پولنگ صبح ½ ۷ بجے شروع ہوا اور ½ ۴ بجے ختم ہو گئی، درمیان میں لنچ کے لئے ایک گھنٹے کا وقفہ دیا گیا۔ ٹھیک ساڑھے ½ ۴ پولنگ سٹیشنوں میں ووٹروں کا داخلہ بند کر دیا گیا لیکن اس وقت بھی بہت سے ووٹر اندر تھے جو پرچیاں ڈالنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔ اس وقت تک کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے دن بڑے زور شور سے پولنگ ہوا۔

پیغامِ صلح مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۱

نفیس پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸   تار کا پتہ تبلیغ لاہور   فون نمبر ۳۸۳۲

۱۳ مارچ ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا   مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام   ہر نبوت را بر و شد اختتام

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۷ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۲

تکبر سے بچو

امام الزمان کی اپنی جماعت کو نصیحت

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر شاید تم نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے، پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ **عالم** یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ **متکبر** ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمۂ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے کیا خدا قادر نہیں کہ اسکو دیوانہ کر دے اور اس کے بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے، ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی **متکبر** ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی، اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی **متکبر** ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔

سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالےٰ کی نظر میں **متکبر** ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو، ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے، ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے، اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس آکر بیٹھتا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے، ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے **مامور اور مرسل** کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو **غور سے** نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے، سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پا جاؤ، خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے، تم اپنے خدا سے ڈرو، پاک دل ہو جاؤ، اور پاک ارادہ، اور غریب اور مسکین اور بے شر، تا تم پر **رحم** ہو۔

(نزول المسیح صفحہ ۲۴-۲۵)

مجلس مشاورت اور مجلس معتمدین کے اجلاس ۱۴ مارچ ۱۹۵۴ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں صبح دس بجے سے یکے بعد دیگرے منعقد ہونگے۔ تمام احباب جو آسکیں مجلس مشاورت میں ضرور شامل ہوں، اور مجلس معتمدین کے ممبران بھی وقتِ مقررہ سے پہلے احمدیہ بلڈنگس میں پہنچ جائیں۔

جواہر ریزے

نشست و برخاست کے متعلق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

دو آدمیوں کے درمیان آبیٹھنا

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لرجلٍ ان یجلس بین اثنین الا باذنہما (مشکوٰۃ)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ کسی شخص کو جائز نہیں کہ دو آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوں اور خود ان کے بیچ میں جا بیٹھے سوائے اس کے کہ وہ دونوں اجازت دے دیں۔

کسی حلقے کے وسط میں جا بیٹھنا

عن ابی مجلزٍ قال جلس رجل فی وسط الحلقۃ فقال حذیفۃ ملعونٌ علی لسان محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم من جلس وسط الحلقۃ (ابوداؤد وترمذی)

ابو مجلز کہتے ہیں کہ ایک شخص حلقے کے بیچ میں بیٹھ گیا تو حذیفہ نے فرمایا جو شخص (تفاخر سے) حلقے کے بیچ میں بیٹھے اس پر جناب رسول خدا صلعم نے لعنت کی ہے۔

سردار کی تعظیم

عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعدٍ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ وکان قریباً منہ فجاء علی حمارٍ فلما دنا من المسجد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم (صحیحین)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جب بنو قریظہ (قبیلہ یہود) سعد بن معاذ کے حکم پر (جو انصار کے قبیلہ اوس کے سردار تھے) قلعے سے نیچے اترے تو جناب رسول خدا صلعم نے سعد کے بلانے کے لئے کسی کو بھیجا (تاکہ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کریں) اور سعد رسول خدا صلعم کے قریب ہی فروکش تھے۔ الغرض سعد دراز گوش پر سوار ہو کر آئے جب وہ مسجد کے قریب آگئے تو رسول اللہ صلعم نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھو اور انہیں آگے بڑھ کر لو۔

عجمیوں کی طرح تعظیم نہ کرو

عن انس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئاً علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضاً۔ (ابو داؤد)

انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا لاٹھی پر سہارا دیتے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس طرح عجمی لوگ اپنے سردار کو آتا دیکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک ایک تعظیم دیتے ہیں تم لوگ اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو۔

روزنامہ پیغام صلح ——— ۱۳ مارچ ۱۹۵۴ء

دُعاؤں کی ضرورت

جماعت احمدیہ لاہور اس وقت جن مشکلات میں سے گذر رہی ہے ان کا تقاضا ہے کہ جماعت کا ہر فرد اپنی پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کرے کہ اللہ تعالےٰ اس جماعت کو اپنے فضل وکرم سے پیش آمدہ ابتلاؤں اور مشکلات میں سے نکالے۔ اس وقت چند نا اہل لوگوں نے جماعت پر کئی عدالتوں میں مقدمات دائر کر رکھے ہیں جو سب کے سب قریباً ایک ہی نوعیت کے ہیں، ان کا دعوےٰ ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مالک وہ ہیں اور ہم لوگ جن کے ساتھ جماعت کی غالب اکثریت ہے، انجمن کے دفاتر، جائدادوں اور اخبارات پر یونہی قابض ہو بیٹھے ہیں، اگرچہ انکے اس دعوےٰ کی تہ میں کوئی ٹھوس دلائل نہیں، تاہم عدالتوں کے کام لمبے ہوتے ہیں اور مقدمہ بازیاں جماعت کی قوت کو ضائع کرنے اور اصلی کاموں سے جن کے لئے یہ جماعت قائم ہے توجہ کو ہٹانے کا موجب ہیں، اور صرف مقدمات ہی نہیں آئے دن نئے نئے ہنگامے کھڑے کرنے اور انجمن کی جائدادوں اور دفاتر پر ناواجب طریق پر قبضہ جمانیکی کوشش کیجاتی ہیں، جس پر پولیس کو دست اندازی کرنی پڑتی ہے، ان ہنگاموں اور فتنہ پردازیوں کو دیکھکر اور ان ٹریکٹوں اور اشتہارات کو پڑھکر جو ان لوگوں کی طرف سے آئے دن شائع ہوتے ہیں، غیر لوگ جو ہنسی اور تمسخر اڑاتے ہیں یا بعض سنجیدہ دلوں سے جو اس جماعت کے کاموں سے متاثر ہیں نہایت افسوس کے ساتھ جو آہ نکلتی ہے اور جس حیرانی کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ایسی خادم دین جماعت اور اس کا یہ حال؟ وہ اس تکلیف کو اور بڑھانے کا موجب ہے۔

ہم افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی اتنی بڑی بات نہ تھی، جس کو اس قدر طول دیا گیا آخر یہ لوگ کیوں اس بات پر غور نہیں کرتے، کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کسی کی ذاتی ملکیت نہیں **یہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے** جس کو خدا کے مامور نے کثرت رائے کے اصول پر امور سلسلہ سرانجام دینے کی تاکید کی ہے، اب جماعت کی غالب اکثریت نہیں بلکہ ساری جماعت اس بات کی طالب ہے کہ اس انجمن کا ایک نیا آئین بنایا جائے اور اس کے ماتحت انجمن کی ہیئت حاکمہ کا جو مجلس معتمدین کہلاتی ہے نیا انتخاب عمل میں آئے۔ خود ہمارے جھگڑا کرنے والے دوست بھی جماعت کے اس مطالبہ میں شامل ہیں پس اگر اس مطالبہ کو سابق مجلس معتمدین کی اکثریت نے پورا کر دیا اور نیا آئین بھی بن گیا اور نئے انتخابات بھی عمل میں آ گئے تو کونسا اندھیر آ گیا؟ آپ کہتے ہیں کہ مجلس معتمدین کا وہ اجلاس جس میں آئین پاس کیا گیا باضابطہ نہ تھا، حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ سابق صاحب صدر یہ دیکھکر کہ مجلس کی اکثریت نیا آئین اسی وقت پاس کرنے کی حامی ہے جلسہ کو برخاست کئے بغیر اُٹھ کر چلے گئے جس کے بعد جلسہ کی کارروائی جاری رہی، اور معتمدین کی اکثریت اس وقت تک نہیں اُٹھی جب تک نیا آئین پاس نہیں ہو گیا اس کے بعد پرانی مجلس معتمدین جس کی میعاد مدت سے ختم ہو چکی ہوئی تھی، قائم نہ رہ سکتی تھی اور نہ اس کے عہدیدار قائم رکھے جا سکتے تھے، اسی لئے اس وقت تک کہ نئی معتمدین بن جائے عارضی طور پر عہدیداروں کا نیا انتخاب کیا گیا، اب نئی معتمدین کے انتخابات ہو چکے ہیں اور **۱۴ مارچ کو اس کا اجلاس ہونیوالا ہے**، جس میں صدر اور عہدیداروں کا نیا انتخاب عمل میں آئے گا۔

پس جس چیز کے طالب ہمارے مخالف دوست بھی ہیں وہی عمل میں آ رہی ہے، پھر جھگڑا کس بات کا؟ صرف باضابطہ اور بے ضابطہ کا؟ دوستو! غور کرو یہ بھی کوئی اتنی بڑی بات ہے، جس پر اس قدر ہنگامہ آرائیاں اور مقدمہ بازیاں ہو رہی ہیں؟ اگر بالفرض تمہارا خیال صحیح ہو، تو بھی جماعت تو وہی ہے جس میں تمہارا نام نہاد "باضابطہ" انتخاب ہوگا اور اس جماعت نے جن کو منتخب کرنا ہے کر چکی ہے، اس میں "بے ضابطہ" کے غلط بہانہ سے رخنہ اندازی کرنا کہاں تک درست ہے، خدا کے لئے غور کرو اور اتنی سی بات کو افسانہ نہ بناؤ جو جگ ہنسائی کا موجب ہو رہی ہے اور ذر روپیہ اور وقت جو خدمت دین کے کاموں پر صرف ہونا چاہیے ہنگامہ آرائیوں اور مقدمہ بازیوں پر ضائع جا رہا ہے۔

بہر حال یہ دعاؤں کا وقت ہے، اور جماعت کے ہر فرد سے ہماری یہ درخواست ہے، کہ وہ پیش آمدہ فتن کے دُور ہونے کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور میں بتضرع والحاح دُعائیں کریں

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد وگریۂ اسحار نیست

میاں محمود احمد صاحب پر حملہ

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ ۱۰ مارچ کو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان پر جب وہ نماز عصر کے بعد مسجد سے باہر نکل رہے تھے کسی نوجوان نے قاتلانہ حملہ کر دیا، جس سے میاں صاحب کی گردن پر سوا دو انچ گہرا زخم آیا میاں صاحب کے پہریدار بھی حملہ آور کی مزاحمت کرتے ہوئے زخمی ہو گئے، حملہ آور کو اسی وقت گرفتار کر لیا گیا جس نے اپنا نام عبدالحمید بتایا ہے کہا جاتا ہے کہ ملزم چک نمبر ۲۲۰ گ ب تھانہ صدر لائل پور کا رہنے والا ہے اور جمال پور ضلع جالندھر کا مہاجر ہے اس کی عمر ۱۷-۱۸ سال بیان کی جاتی ہے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ملزم دو تین دن سے ربوہ آیا ہوا تھا اس نے بیعت کی خواہش ظاہر کرکے میاں صاحب سے ملاقات کی کوشش کی تھی جو ناکام رہی تھی، آخر کار اس نے مسجد سے باہر نکلتے ہوئے میاں صاحب پر حملہ کر دیا، قطع نظر اس بات کے کہ میاں صاحب کے عقاید دوبارہ ختم نبوت سے ہم سخت اختلاف رکھتے ہیں، ہم اس افسوسناک واقعہ پر اپنے دلی رنج واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے میاں صاحب ممدوح سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ اس واقعہ کی جس کی تہ میں کسی گہری سازش کا احتمال ہو سکتا ہے پورے طور پر چھان بین کی جائے گی، ہمیں افسوس ہے کہ بعض نام نہاد علماء کے اس پھیلائے ہوئے فتنہ نے جو ختم نبوت کے نام سے کھڑا کیا گیا تھا، سیدھے سادے عوام کی ذہنیتوں کو بہت بڑی حد تک خراب کر دیا ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ حملہ اسی بگڑی ہوئی ذہنیت کا نتیجہ ہو، اگرچہ مجلس عمل کے ان مولویوں اور احرار کے ایک رکن نے بھی جو گذشتہ سال اس آگ کو مشتعل کرنے میں پیش پیش تھے اس حملہ کی مذمت کی ہے، لیکن کون نہیں جانتا کہ یہ آگ لگائی ہوئی انہی کی ہے۔

بہر حال اب جبکہ اس واقعہ کی تحقیقات ملتان ڈویژن کے ڈی آئی جی پولیس نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے، ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ وہ اس کی تہ تک پہنچنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیں گے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ہمدردانہ تار

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے میاں صاحب ممدوح کی خدمت میں بذریعہ تار نہایت گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکو جلد صحت عطا فرمائے اس کے جواب میں ان کے برادر خورد صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب نے ایک لمبی تار میں ان کی تمام کیفیت مفصل طور پر لکھ کر بھیجی ہے جس نے امید کی کہ ان کو اللہ تعالیٰ جلد صحت عطا فرمائے گا۔

کثرت جرائم

پاکستان میں جرائم کی روزمرہ افزونی ایک ایسی حقیقت ہے جس کو حکومت کے ذمہ دار اراکین اور پبلک نمایندے اب یکساں طور پر تسلیم کرنے لگے ہیں، پچھلے دنوں پشاور کے ایک ذمہ دار پولیس افسر نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ قتل وغارت کے جرائم دن بدن ترقی پر ہیں، پنجاب کے ذمہ دار حکام بھی اسکے معترف ہیں، اور کیوں نہ ہوں جبکہ ہر روز ذرا ذرا سی بات پر چھرے، چاقو، خنجر اور بندوق سے انسانی جانوں کو تلف کرنیکے واقعات منصہ شہود پر آتے رہتے ہیں، چوری، ڈکیتی اور اغوا کی وارداتیں اس کے علاوہ ہیں، آخر غور کرنا چاہیئے اس کی کیا وجہ ہے، کیوں انسانی جان کی قدر وقیمت ایک کوڑی کے برابر بھی نہیں رہی، کیوں چوریوں اور اغوا کے واقعات اس قدر ترقی پر ہیں کہ کبھی اس سے پہلے ایسی کثرت نہ تھی "نوائے وقت" کا نامہ نگار کراچی کے حادثات وجرائم کی تشویشناک رفتار کا ذکر کرتے ہوئے اس لیئے کا اظہار کرتا ہے کہ

"اس سے معاشرتی فضا کا پتہ چلتا ہے جو ناہموار سے ناہموار تر ہوتی جا رہی ہے بالعموم افراد معاشی اعتبار سے کچھ ایسے نادار غیر محفوظ اور تنگ ہو گئے ہیں کہ وہ قانون توڑنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے،،

اس میں شک نہیں کہ یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے، لیکن ....

معاشی اور معاشرتی مشکلات کوئی نئی نہیں پہلے بھی ہوتی آئی ہیں، مگر پہلے بڑی سے بڑی قانون شکنی چوری یا ڈکیتی کی حد تک پہنچتی تھی، جس کے سلسلہ میں کسی ایک آدھ جان کا تلف ہو جانا بھی باور آ سکتا ہے لیکن جب کبھی ایسا واقعہ ہوتا تو ایک سنسنی پھیل جاتی تھی، کہیں ایک آدھ قتل ہو جاتا تو لوگ خیال کرتے تھے، کہ خدا جانے اللہ تعالےٰ کی طرف سے کیا عذاب نازل ہونیوالا ہے، ایک قتل یا زنا کے واقعہ کو لوگ قیامت کی نشانی قرار دیا کرتے تھے، لیکن آج دن دہاڑے بیسیوں قتل ہو جاتے اور کئی زنا کے واقعات صادر ہوتے ہیں اور

ایک تبلیغی دورہ

جناب ایم اے صمد صاحب ریٹائرڈ جج گیا ان درد دل رکھنے والے لوگوں میں سے ہیں جنہیں تبلیغ دین کا شوق ہمیشہ دامنگیر رہتا ہے، ذیل میں ان کے ایک تبلیغی دورہ کی روئداد درج ہے جو انہوں نے حال ہی میں لکھکر بھیجی ہے۔

حسب معمول ہم اس سال کچھ تبلیغی کام کرنے کے لئے باہر نکلنے کا موقع نکال سکے۔ اور ایک عزیز کی دعوت پر گیسے پکری براوان آئے۔ اگرچہ جگہ بہت بڑی نہیں ہے، مگر بفضلہ تعالےٰ دو سال سے یہاں ایک مدرسہ ہے جس کے ہیڈ ماسٹر صاحب حنفی ہیں۔ ایک بڑی مسجد بھی ہے اور اس میں نہایت عمدہ ایک مسافر خانہ بھی ہے۔ مسجد بھی حنفیوں کی ہے مگر یہ دیکھکر نہایت خوشی ہوئی کہ مذہبی تعصب جیسا کہ عام طور سے پایا جاتا ہے یہاں کم ہے، اور کافی اہل حدیث بھی ہیں جو مسجد میں آمین زور سے کہتے ہیں اور رفع یدین بھی کرتے ہیں (جو کرنے سے بعض جگہ مسجدوں کے اندر مارپیٹ کی نوبت آتی ہے) بلکہ یہاں اہلحدیث کے پیچھے نماز بھی حنفی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ہمیں بڑی ہمت ہوئی اور ایک روز ہم نے ایک صاحب سے دریافت کیا کہ "جناب یہاں اہل حدیث ہیں تو تبلیغ ضرور ہوتا ہوگا" جواب نفی میں تھا اور معلوم ہوا کہ کئی سال ہوئے ایک برہمن کم عمر خود اپنے شوق سے اسلامی تعلیم حاصل کر کے مسلمان ہوئے۔ ماشاءاللہ جوان آدمی ہیں اور ایک اہل حدیث گھرانے میں ان کی شادی بھی ہو چکی ہے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ نہایت قابل اور لائق ہیں۔ حنفی ہیڈ ماسٹر صاحب بھی حدیث و قرآن کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں سے ہمارا ربط ہو گیا ہے۔ اور حقیقت امر یہ ہے کہ انہی لوگوں کی وجہ سے دو ہفتہ سے زیادہ ہمارا قیام یہاں رہا ہے، ورنہ دوسری کوئی دلچسپی نہ پانے کے باعث ہم واپس گیا (GAYA) روانہ ہو گئے ہوتے۔ آنے کے چند روز بعد۔ نماز عصر کے بعد ایک صاحب نے ہم سے دریافت کیا کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے (اب تک وہ لوگ ہم کو بحیثیت ریٹائرڈ RETIRED افسر کے جانتے تھے) ہم نے کہا کہ "ہم تو اپنے کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور بات یہ ہے کہ آج کل کے فرقہ بندی کے نکتہ نظر سے ہم صرف یہ کہیں گے۔ کہ میرے خاندان میں زیادہ تر لوگ حنفی ہیں۔ ہماری تعلیم ایک اہل حدیث رشتہ دار سے ہوئی۔ اور ہم کو مذہبی دلچسپی ہے۔ لیکن چونکہ آجکل مذہبیت قادیانیوں (قادیان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ احمدی لفظ سے لوگ عموماً واقف نہیں ہیں) میں زیادہ ہے۔ آپ ہم کو قادیانی سمجھ لیں، کیونکہ کیا اس مسجد میں قادیانیوں کو آپ کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، انہوں نے خندہ پیشانی سے کہا کہ اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں ہے۔

اس کے بعد احمدیت اور حضرت مرزا غلام احمد کے دعاوی اور خیالات کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ ہم سے قریب قریب روزانہ ان لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے اور مذہبی باتوں پر تبادلہ خیالات ہوتا ہے۔ یہاں لوگ قادیانیت کے نام سے واقف ہیں اور وہ بھی صرف اس قدر کہ قادیانی ایک نئے نبی کو مانتے ہیں۔ یہ بھی اتفاق کہئے کہ حنفی ہیڈ ماسٹر صاحب کے مکتب کے ایک رشتہ دار قادیانی ہو گئے تھے اور آس پاس کے دیہات میں کچھ قادیانی بھی ہیں۔ ہم نے یہاں کے مسلم احباب سے کہا کہ وہ ہم کو ان قادیانیوں سے ملائیں۔ اور ہم چیلنج دیتے ہیں۔ کہ قادیانی اپنے موجودہ امام کے پہلے کبھی کی لکھی ہوئی کتاب سے نہیں دکھلا سکتے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ بلکہ انہوں نے تو دعوےٰ نبوت کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ افسوس کہ میرے پاس احمدیہ لٹریچر کی کوئی بھی کتاب یا پمفلٹ نہ تھی۔ اتفاقاً ایک پرچہ پیغام صلح کا تھا۔ جو ہم نے ان کو دیا۔ وہ پیغام صلح کے پہلے صفحہ کے سرے پر کے اشعار پڑھکر بہت خوش ہوئے۔ ہم نے ان کو وہ نظم بھی سنائی کہ "ما مسلمانیم از فضل خدا .... مصطفےٰ ما را امام و مقتدا" ~~~ بہت اور خیر الرسل خیر الانام۔ ہر نبوت را بر و شد اختتام۔ لفظ ہر پر زور دیکر بتلایا کہ اس لفظ سے مرزا صاحب کا اعتقاد صاف ظاہر ہے۔ میرے خیال میں پیغام صلح کے ہر پرچہ میں بجائے اردو اشعار کے "ما مسلمانیم ...... والی نظم شائع ہونی چاہیئے جیسا کہ پہلے ہوتا تھا۔

حضرت عیسیٰؑ کے بغیر باپ کے پیدائش کے متعلق صاف کہا کہ مرزا صاحب بلکہ قادیانی حضرات آپ کے (یعنی عام مسلمانوں کے) ہم خیال ہیں۔ مگر ہمارا ذاتی خیال ایسا نہیں ہے۔ اور ہم یقین کے ساتھ کوئی بات نہیں کہہ سکتے (وجہ یہ کہ مولانا محمد علی مرحوم کی انگریزی تفسیر دیکھنے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً قرآن پاک بھی عیسےٰ کے بن باپ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

اگر پھر گیا سے آنے کا موقع ملا تو انشاءاللہ کچھ احمدیہ لٹریچر ساتھ لائیں گے۔ تاکہ لوگوں کو جو شک و شبہ مرزا صاحب کے متعلق ہے، وہ دور ہو جائے۔ یہاں کے تعلیمیافتہ لوگ حنفی اور اہل حدیث دونوں ہی خود بھی کفر بازی کو ناپسند کرتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف مذہبی تحقیق رکھنے والے لوگ ہیں۔ اور اچھے خیال کے ہیں خدا سبھوں کو سیدھی راہ دکھلائے۔ آمین

م۔ ع۔ صمد

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی

کا پہلا ہفتہ وار کامیاب جلسہ

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی کی پہلی ہفتہ وار میٹنگ بروز اتوار ۷ مارچ ۱۹۵۴ء بوقت پانچ بجے شام بمقام مسلم پبلک لائبریری واقع بہگا رڈن روڈ کراچی، زیر صدارت جناب محمد بشیر بٹ صاحب ایم اے منعقد ہوئی۔ تقریباً بیس احباب نے شرکت کی۔ میٹنگ میں شرکت کرنے والوں میں جماعت کے بعض بزرگ بھی تھے۔ جن میں سے جناب چوہدری احمد خاں صاحب کا نام قابل ذکر ہے۔ سب سے پہلے ممبران نے اپنا اپنا تعارف کرایا۔ اس کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید عبدالقادر بٹ صاحب نے کی۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے روئداد جلسہ منعقدہ بروز جمعہ مورخہ ۲۶ فروری حاضرین کو پڑھکر سنائی۔ جسے صاحب صدر نے ممبران کے سامنے پیش کرنے کے بعد منظور کیا۔ ازاں بعد جناب اصغر علی صدیقی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک اردو نظم

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے

ترنم کے ساتھ پڑھکر سنائی۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ چونکہ باہم تعارف ممبران میں کافی وقت لگ گیا تھا اور شام کی نماز کے بعد جناب قبلہ میاں نصیر احمد فاروقی صاحب کا درس قرآن مجید ہوتا تھا۔ اس لئے پروگرام کے بعض امور کو آئندہ میٹنگ پر ملتوی کرنا پڑا۔ آخر میں آئندہ میٹنگ کے پروگرام کا فیصلہ کرنے کے بعد یہ جلسہ دعا کے ساتھ ختم ہوا۔ حاضرین کی کوکا کولا اور بسکٹوں سے تواضع بھی کی گئی۔

عبدالقادر بٹ۔ بی اے بی ٹی
سکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کی ہفتہ وار مجلس زیر صدارت عبدالحفیظ صاحب ثاقب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم منظور احمد صاحب نے کی۔ راقم الحروف نے گزشتہ مجلس کی روئداد پڑھی۔ عزیزم ظفر اقبال نے درثمین سے نظم پڑھی پھر منظور احمد صاحب نے اسلام اور عورت کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا کہ دوسرے مذاہب کی نسبت اسلام نے عورت کو بلند مقام دیا ہے۔ اس کے بعد عبدالرؤف صاحب لودھی نے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کے متعلق تقریر کی، اور نوجوانوں کو احساس برتری پیدا کرنے کے لئے کہا گیا۔ پھر تنقید و تبصرہ کے لئے موقع دیا۔ راقم التحریر نے عبدالرؤف صاحب کی تقریر کے متعلق اظہار خیال کیا۔ پھر آئندہ مجلس کے لئے پروگرام مرتب کیا گیا۔

آخر میں حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے دعا فرمائی اور مجلس برخاست ہوئی۔

سلطان محمد سیکرٹری

تبلیغی رپورٹ

حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ نواب شاہ (سندھ) نے ماہ فروری میں۔ ۱۵ روپے کی رقم بلد صدقہ فراہم کر کے مرکز میں ارسال کی ہے۔ اور ان کے ذریعہ ایک دوست محمود علی ولد مسعود علی قوم راجپوت داخل سلسلہ عالیہ ہوئے۔ اور دوسرے ایک شخص مسمی نتھو ولد کیول سکنہ رانی پور ریاست خیرپور نے اسلام قبول کیا ہے احباب ان ہر دو کے لئے استقامت کی دعا فرماویں حافظ صاحب نے توسیع اخبارات کے متعلق بھی اطلاع دی ہے کہ ایک دوست مسمی کریم بخش نے اخبار خریدنے کا وعدہ کیا ہے۔

(۲)

قاضی شیر محمد صاحب مبلغ علی پور کی رپورٹ ماہ فروری میں اطلاع ہے۔ کہ انہوں نے اس ماہ علی پور میں انفرادی طور پر تین چار ملحقہ بستیوں میں جا کر تقریباً ۴۰ افراد کو تبلیغ کی۔ لٹریچر بھی حسب ضرورت تقسیم کیا۔ صداقت مسیح موعود۔ اجرائے نبوت رمسئلہ فدک حیات موت موضوع تھے۔ جن پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ جمعہ بالالتزام پڑھایا گیا۔ خطبات دیئے گئے۔ (افسر تبلیغ پاکستان)

لاہور کے احمدی نوجوان توجہ کریں

آئندہ جلسہ اتوار مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۵۴ء کو احمدیہ لائبریری میں بعد از نماز عصر ۴ بجے منعقد ہوگا ماسٹر برکت علی صاحب نوجوانوں کو ایک پیغام دیں گے اور محمد اقبال مقالہ پڑھیں گے اور سلیم احمد صاحب چند تجاویز بتائیں گے۔

—— سلطان محمد سکرٹری ——

رفتارِ عالم

راولپنڈی - ۱۰ مارچ - وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے جو پاکستان مسلم لیگ کے صدر بھی ہیں آج یہاں انکشاف کیا ہے کہ پنجاب اور سندھ کی مسلم لیگوں کو توڑنے کے سوال پر مسلم لیگ کی مجلس عاملہ ۱۴ مارچ کو از سر نو غور کرے گی۔

راولپنڈی - ۱۰ مارچ یہ دریافت کرنے پر کہ کیا پنڈت نہرو کے تازہ ترین نوٹ کے پیش نظر انہیں بھارتی وزیر اعظم سے ملاقات کی امید ہے مسٹر محمد علی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ اگر اس سے پہلے نہیں تو ۲۸ اپریل کو (کولمبو کانفرنس میں) ان سے ملاقات کی بہرصورت امید ہے۔ ایک نامہ نگار نے سوال کیا کہ پنڈت نہرو نے کیا یہ کہہ دیا ہے کہ وہ اب ان سے کشمیر کے مسئلہ پر بات چیت کرنے کے لئے راضی نہیں ہیں وزیر اعظم نے جواب دیا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔

لاہور - ۱۰ مارچ - راجہ غضنفر علی خان ہائی کمشنر پاکستان متعینہ بھارت نے پاکستان اور بھارت کے فہیم طبقہ سے اپیل کی ہے کہ وہ کشمیر کے جھگڑے پر ٹھنڈے دل اور بے لاگ طریقے سے غور کریں۔

راجہ صاحب نے نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ کشمیر اور دوسرے بین المملکتی جھگڑوں کے تصفیہ کا واحد طریقہ یہ ہے کہ دونوں ملکوں کے وزراء اعظم سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور دوستی اور مفاہمت کی سپرٹ میں باہمی اختلافات پر غور کر کے انہیں رفع کریں راجہ صاحب آج صبح جالندھر سے لاہور پہنچے تھے، آپ نے کہا کہ مستقبل قریب میں مسٹر محمد علی اور پنڈت نہرو کی ملاقات کا کوئی امکان نہیں۔ اس کے باوجود میں اب بھی پہلے کی طرح پر امید ہوں کہ مسئلہ کشمیر دونوں ملکوں کی باہمی بات چیت سے حل ہو سکتا ہے۔

لاہور - ۱۰ مارچ - ناظم دفتر جماعت احمدیہ لاہور نے اعلان کیا ہے کہ آج ربوہ میں کسی نامعلوم نوجوان نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے چھرا گھونپ دیا اطلاع ملی ہے کہ مبینہ حملہ آور کو گرفتار کر لیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ امیر جماعت احمدیہ پر اس وقت حملہ ہوا جب وہ نماز عصر کے بعد مسجد سے باہر نکل رہے تھے اعلان میں کہا گیا ہے کہ چھرے سے مرزا صاحب کی گردن پر تین انچ لمبا اور ۳/۴ انچ گہرا زخم پڑ گیا ہے مرزا صاحب کے محافظوں میں سے دو نے مرزا صاحب کو بچانے کی کوشش کی لیکن وہ خود زخمی ہو گئے۔

استنبول - ۱۰ مارچ - ترکیہ کے صدر مسٹر جلال بایار امریکہ کے تین ہفتے کے دورے کے بعد آج یہاں واپس پہنچ گئے۔ جونہی ان کا جہاز بندرگاہ استنبول میں داخل ہوا بحریہ کے جہازوں چھوٹی کشتیوں اور ساحلی جہازوں نے اس کا استقبال کیا۔ ترکیہ کے اخباروں نے لکھا ہے صدر بایار کا موجودہ دورہ امریکہ اور ترکیہ کی دوستی کی سچائی اور شدت کا ثبوت ہے۔

واشنگٹن - ۱۰ مارچ - وزارت دفاع نے اعلان کیا ہے۔ کہ امریکی فوجی ماہرین کا وفد جو پاکستان جا کر اس کی فوجی ضروریات کا جائزہ لینے والا ہے وہ ۱۵ مارچ کے لگ بھگ عازم کراچی ہو جائے گا۔ یہ وفد ۱۱ ارکان پر مشتمل ہوگا۔ جو بحری بری اور فضائی فوج کے افسر ہوں گے یہ وفد پاکستان کا ۱۰ روزہ دورہ کرنے کے بعد معلوم کرے گا کہ پاکستان کو کس قسم کی اور کتنی فوجی امداد کی ضرورت ہے۔ وفد کی قیادت کے فرائض بریگیڈیر جنرل ہیری میٹرز کریں گے یہ وفد لندن کے راستے کراچی جائے گا، وہ لندن میں پاکستان کے ڈیفنس سیکرٹری کرنل سکندر مرزا سے مذاکرہ کرے گا جو اس وقت تک لندن پہنچ چکے ہوں گے مسٹر میلڈرتھ سفیر امریکہ متعین کراچی نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ کا فوجی وفد آئندہ ہفتے واشنگٹن سے عازم پاکستان ہوگا۔ یہ وفد پاکستان کی فوجی ضروریات معلوم کر کے حکومت امریکہ کی خدمت میں اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔ یہ وفد اپنے قیام پاکستان کی اثناء میں کوئی ابتدائی رپورٹ تیار نہیں کرے گا کیونکہ اسے براہ راست حکومت امریکہ کی خدمت میں رپورٹ پیش کرنی ہے۔

ڈھاکہ - ۱۰ مارچ - مشرقی پاکستان میں ووٹوں کی سرکاری گنتی اتوار کو شروع ہو جائے گی اور خیال ہے کہ پیر کو ابتدائی نتائج کا ۲۰ مارچ تک سارے نتیجے شائع ہو جائیں گے۔ آج مشرقی پاکستان کے انتخابات کا تیسرا دن ہے۔ اسمبلی میں مسلم نمائندوں کے لئے ۲۳۷ نشستیں مخصوص ہیں۔ چنانچہ آج ان تمام میں پولنگ ختم ہوگی، ان نشستوں میں خواتین کی ۹ نشستیں بھی شامل ہیں۔ آج شیڈولڈ کاسٹس کے مزید ۱۴ اور جاتی ہندوؤں کے مزید ۸ انتخابی حلقوں میں پولنگ شروع ہو گیا۔

لندن - ۱۰ مارچ برطانوی دارالعوام میں آج بیس لاکھ افراد کے دستخطوں سے ایک عرضداشت پیش کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت کو برابر تنخواہ دی جائے۔ مسٹر بٹلر نے سوالات کی بوچھاڑ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس مطالبے پر عمل کرنے کے بعد سول سروس اور سکولوں کا سالانہ خرچ تین کروڑ پاؤنڈ بڑھ جائے گا۔ انہوں نے اس یقین دہانی کا اعادہ کیا کہ مالی اور اقتصادی حالت بہتر ہوتے ہی حکومت مساویانہ تنخواہیں دینی شروع کر دے گی۔

لاہور - ۱۰ مارچ - مسٹر مظفر علی خان قزلباش نے آج پنجاب اسمبلی میں میزانئے پر بحث کے دوران میں کہا شہری مہاجروں کی بحالی کی ایک سکیم حکومت پاکستان کے زیر غور ہے۔

پنجاب کے وزیر مال و بحالیات نے پالیسی کے متعلق ایک اہم بیان دیتے ہوئے کہا کہ حکومت پنجاب متروکہ صنعتی اداروں کی الاٹمنٹ کی سکیم کے تحت ان لوگوں کو ترجیح دے گی جن کی بھارت کے طے شدہ علاقوں میں جائداد تھی یا جن میں صنعت کا تجربہ ہو۔

لاہور - ۱۰ مارچ - بیگم چیمہ اور ان کے بیٹے کا چالیسواں جو ۵ فروری کو سوتے میں پولیس کی گولیوں سے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے اتوار ۱۴ مارچ کو ۹ بجے صبح ۲ انفنٹری روڈ لاہور پر منعقد ہوگا۔

لاہور - ۱۰ مارچ - ایک سرکاری اطلاع میں کہا گیا ہے کہ گندم اور گندم سے تیار شدہ اشیاء کی تقسیم پر کنٹرول کی پابندیاں نرم کر دینے سے متعلق حالیہ اعلان سے بعض لوگوں میں یہ گمان پیدا ہو گیا ہے کہ عوام ان اجناس کو کسی پابندی کے بغیر کھلی منڈی میں فروخت کر سکتے ہیں۔ عوام کی اطلاع کے لئے حکومت نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ غلے سے متعلق پنجاب لائسنسنگ کنٹرول آرڈر ۱۹۵۲ء کے تحت اجناس خوردنی کے لائسنس کے بغیر گندم اور آٹے کی فروخت ممنوع ہے۔

نئی دہلی - ۱۰ مارچ - معلوم ہوا ہے کہ کانگرس کے مرکزی دفتر سے صوبائی اور ریاستی کانگرس کمیٹیوں کے نام ایک اور سرکلر جاری ہوا ہے جس میں یہ ہدایت جاری کی گئی ہے کہ پاکستان کے لئے امریکہ کی فوجی امداد کے سلسلے میں نئے سرے سے منظم کیا جائے۔ کانگرس کے ایک جنرل سیکرٹری مسٹر بلونت رائے مہتہ نے اس سرکلر میں کہا ہے فوجی امداد کے خلاف جلسے منعقد کئے جائیں اور پروپیگنڈے کے ذریعے لوگوں کے حوصلے بلند رکھے جائیں تاکہ وہ ہنگامی صورت حال کا سامنا کر سکیں سرکلر میں پنڈت نہرو کے تازہ بیان کا خصوصی حوالہ دیا گیا ہے۔

لندن - ۱۰ مارچ - ڈپلومیٹک حلقوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مصر میں جنرل نجیب کے دوبارہ برسر اقتدار آنے کے بعد بھی مصر کی خارجہ پالیسی میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوگی۔ ریڈیو کی اطلاع کے مطابق جنرل نجیب نے مصری سیاسیات میں نئی تبدیلیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا "ان تبدیلیوں سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مصری رہنماؤں کو مصر کا مستقبل زیادہ عزیز ہے"

لاہور ۱۱ مارچ - کل شام مرزا بشیر الدین محمود پر مبینہ قاتلانہ حملہ کی اطلاع پا کر شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ چوہدری اسد اللہ خاں ایڈووکیٹ اور ڈاکٹر محمد یعقوب بذریعہ کار ربوہ کے لئے روانہ ہوئے تو ان کی کار چنیوٹ کے قریب الٹ گئی اور تینوں اصحاب کی پسلیوں پر شدید چوٹیں آئیں اور کار بالکل ٹوٹ گئی۔

پشاور ۱۱ مارچ - آج تیسرے پہر یہاں ایک تقریب میں پاکستان کے سفیر متعینہ افغانستان کرنل اے ایس شاہ بخاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ پاکستان اور افغانستان دشمنوں کی چالبازیوں کے باوجود سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب تر آ گئے ہیں۔

نیویارک ۱۱ مارچ - اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ڈاگ ہیمرشولڈ نے بتایا ہے کہ انہیں ابھی تک ہندوستان کی طرف سے یہ درخواست موصول نہیں ہوئی کہ کشمیر سے امریکہ کے فوجی مبصرین کو واپس بلا لیا جائے مسٹر ڈاگ ہیمرشولڈ نے اعلان کیا۔

سہ روزہ پیغام صلح مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۲

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۴۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا — ہر نبوت را برو شد اختتام

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ادارۂ تحریر: مرتضیٰ خاں حسن، دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۷ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۴

مجلس معتمدین و مجلسِ مشاورت کے کامیاب اجلاس

یہ خبر خوشی و مسرت کیساتھ پڑھی جائیگی کہ مجلس معتمدین اور مجلس مشاورت کا انعقاد ۱۴ مارچ ۱۹۵۴ء کو نہایت کامیاب رہا معتمدین میں سے جن کی کل تعداد ۷۵ ہے، ۴۷ ممبر شامل جلسہ تھے اور مشاورت میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد ۱۴۷ تھی، ہر دو مجالس میں شرکت کرنے والے احباب کی مفصل فہرست دوسری جگہ درج ہے اس فہرست کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوگا کہ ان دونوں مجالس میں شامل ہونے والوں کی اکثریت بیرونجات یعنی پشاور سے لیکر کراچی تک مختلف مقامات سے آئے تھے، یہ کس قدر خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے اس جماعت کو وہ لوگ عطا کئے ہیں جو اپنے قومی کاموں میں حصہ لینے کے لئے اپنے قیمتی اوقات کا ہرج کرکے اور اپنی جیب سے خرچ کرکے آتے ہیں اور محض للہ اس خدمت کو سرانجام دیتے ہیں جو اعلائے کلمۃ اللہ کے کاموں کی سرانجام دہی کے لئے ان پر ڈالی گئی ہے آج حکومت کی اسمبلیوں میں جو لوگ شامل ہوتے ہیں ان کے لئے باقاعدہ تنخواہیں اور سفر خرچ محض شمولیت اجلاس کے لئے مقرر ہیں لیکن اس غریب جماعت کے افراد کو جب موقعہ آتا ہے نہ صرف خود خرچ کرکے آتے ہیں بلکہ جس کام کا انہوں نے بیڑا اٹھایا ہے اس کے لئے اور بھی بیش قرار رقوم دے کر جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس اجلاس میں ہمارے وہ دوست شامل نہ ہوئے جو انجمن کے موجودہ نظام سے اختلاف رکھتے ہیں حالانکہ ان میں سے بعض دوامی ممبر بھی ہیں اور ان کو باقاعدہ ایجنڈا بھیجا گیا تھا۔

حضرت امیر کی افتتاحی تقریر

جلسۂ معتمدین کا افتتاح حضرت امیر ایدہ اللہ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے کیا، آپ نے فرمایا کہ یہ ایک جامع دعا ہے جو بحیثیت جماعت دن میں پانچ مرتبہ ہم پڑھتے ہیں، جماعت کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ سنتا ہے، جماعت میں بڑی برکات ہیں، جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس پر اترتا ہے، اس جماعت پر خاص طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ متقین کی جماعت ہے جو دین الٰہی کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔

آپ نے فرمایا انما الاعمال بالنیات ضروری ہے کہ ہماری نیات ہمیشہ پاک صاف ہوں، اور سوائے پاکیزگی کے ہمارے دلوں میں کوئی ارادہ نہ ہو، آپ دور دور سے خرچ کرکے آتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے ارادوں میں برکت دے، قوم جب تک اپنے معاملات کو خود اپنے ہاتھ میں نہ لے، کوئی کام ٹھیک طرح نہیں چل سکتا۔ اسلام جمہوریت سکھاتا ہے، قومی معاملات میں شخصی اقتدار کو اسلام نے جائز نہیں رکھا، میں گناہ سمجھتا ہوں کہ اپنے لئے کسی اقتدار کی خواہش کروں، میری دلی خواہش ہے کہ یہ قوم اپنے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لے۔

آپ نے فرمایا کہ قوم کا انحصار کسی ایک فرد پر نہیں ہوتا، افراد آتے اور چلے جاتے ہیں، لیکن قوم زندہ رہتی ہے افراد مر جاتے ہیں قوم نہیں مرتی، بشرطیکہ اس کی زندگی افراد سے وابستہ نہ ہو، آپ نے فرمایا کہ یہ ایک میموریبل (قابل یادگار) اجلاس ہے جس سے قوم کو استوار کرنے کے لئے ہم آج جمع ہوئے ہیں آپ ارادہ کر لیں کہ ہم نے اس نظام کو قائم رکھنا ہے اور درست طریقہ پر چلانا ہے خدمت کے جذبہ کے سوائے اور کوئی جذبہ دل میں نہ ہو۔

صاحب صدر کی تقریر

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد مولانا محمد یعقوب خاں صاحب صدر انجمن نے ایک مختصر تقریر میں فرمایا کہ عام طور پر ہم معتمدین کے اجلاس میں دوسرے دوستوں کو تکلیف نہیں دیا کرتے لیکن اس دفعہ ہم نے مشاورت اور معتمدین کے اجلاس اکٹھے بلائے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے کہ ہم قومی امور کو جو ہمارے ذمہ ڈالے گئے ہیں کس طرح سرانجام دیتے ہیں۔ دوسری غرض یہ ہے کہ اس وقت حالات ایسے نازک ہو رہے ہیں کہ جب تک تمام قوم ان کی طرف متوجہ نہ ہو تو ان کے نتائج خطرناک صورت اختیار کر سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر ہم نے پوری توجہ اور دلسوزی سے ان حالات کو درست کرنے کی کوشش نہ کی تو خطرہ ہے کہ ہمارا تمام کیا کرایا ضائع نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس تشریح کے بعد کہ دونوں اجلاس اکٹھے کیوں بلائے گئے ہیں، ہم اس کارروائی کو شروع کرتے ہیں جو معتمدین سے تعلق رکھتی ہے اس کے بعد دوسرے معاملات کو کہ اس تحریک کو کیسے زندہ رکھا جائے اور اس بدنامی کو جو باہمی اختلافات سے پیدا ہو رہی ہے کس طرح دور کیا جائے مجلس مشاورت کے سامنے رکھا جائے گا۔

معتمدین کی کارروائی

اس کے بعد معتمدین کی کارروائی شروع ہوئی جس میں سب سے پہلے نئے منتخب شدہ ممبروں کے نام پڑھکر سنائے گئے اور ہر ممبر جن کا نام بولا گیا اٹھ کر اپنا تعارف حاضرین سے کراتا گیا، بعد ازاں ان لوگوں کے نام پیش کئے گئے جن کو نامزد کرنے کے لئے مجلس منتظمہ نے سفارش کی تھی ان سب کی نامزدگیاں منظور کی گئیں، ان سب کو ملا کر کل تعداد ۷۵ ہو گئی، لیکن اس کے ساتھ ہی بتایا گیا کہ مجلس منتظمہ کی یہ بھی تجویز ہے کہ ۱۵ نشستیں ان دوستوں کے لئے مخصوص رکھی جائیں جو اس وقت بعض جزوی اختلافات کی وجہ سے ہم سے جدا ہیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دے کہ وہ پھر ہم سے مل سکیں اس صورت میں ان کو بھی اس مجلس میں نمایندگی حاصل ہو سکے گی اس تجویز کو اس شرط کے ساتھ منظور کیا گیا کہ جو پندرہ آدمی ان نشستوں کے لئے تجویز ہوں ان کی باقاعدہ نامزدگی مجلس معتمدین ہی کی منظوری سے ہو، ہر چند سیکرٹری صاحب اور بعض ممبران نے یہ چاہا کہ اس کا اختیار مجلس منتظمہ کو دیا جائے لیکن ہاؤس کی غالب اکثریت ایسے اختیارات کو جو معتمدین ہی کو حاصل ہیں، منتظمہ کو دینے کی روادار نہ تھی، اس لئے یہی فیصلہ ہوا کہ آیندہ مئی میں معتمدین کا اجلاس پھر بلایا جائے اور اگر اس وقت تک کوئی صورت مصالحت کی پیدا ہو جائے اور کوئی نام ہمارے بچھڑے ہوئے دوستوں کی طرف سے معتمدین کی ممبری کے لئے آئیں تو انہیں اس اجلاس میں پیش کیا جائے۔

اس کارروائی کے بعد انجمن کے نئے عہدیداروں کے انتخاب کا سوال پیش ہوا، سب سے پہلے صدارت کا معاملہ اٹھایا گیا، جس کے لئے مولنا محمد یعقوب خان صاحب کا نام پیش ہوا، مولنا ممدوح نے عذر کیا کہ مجھے اس سے معاف فرمایا جائے، کیونکہ میں اعلان کر چکا ہوں کہ میں آیندہ صدارت کے لئے کھڑا نہ ہوں گا، لیکن تمام ہاؤس نے متفقہ طور پر ان سے درخواست کی کہ وہ اس قومی خدمت سے علیحدہ نہ ہوں اور قوم کی اس پیشکش کو قبول کرکے اس نازک وقت میں اس کا ساتھ دیں جس پر وہ اس عہدہ کو قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اسی طرح جنرل سیکرٹری کے عہدہ کے لئے خان عبدالعزیز خاں صاحب رئیس لیدہ کا اسم گرامی پیش کیا گیا اور ہر چند کہ خانصاحب ممدوح نے اس بارہ میں عذر خواہی کی لیکن کسی نے ان کی نہ سنی اور متفقہ طور پر اس قومی خدمت کو قبول کرنے کے لئے انہیں مجبور کر دیا گیا۔

اس کے بعد باقی عہدوں کے لئے حسب ذیل اصحاب کو منتخب کیا گیا:۔

وائس پریزیڈنٹ:۔ (۱) ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی (۲) جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب
جائنٹ سیکرٹری:۔ مرزا مسعود بیگ صاحب
محاسب:۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
آڈیٹر:۔ چوہدری عبدالمجید صاحب
امین:۔ شیخ محمد حسین صاحب
مشیر قانونی:۔ ملک محمد امین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل۔

عہدہ داروں کے انتخاب کے بعد مجلس منتظمہ کے ممبروں کا انتخاب کیا گیا جو حسب ذیل ہے:۔

(۱) مولنا محمد یعقوب خانصاحب صدر انجمن	(۳) ڈاکٹر اللہ بخش صاحب محاسب
(۲) خانصاحب عبدالعزیز خانصاحب آنریری جنرل سیکرٹری	(۴) حضرت مولنا صدرالدین صاحب

(باقی)

مجلس معتمدین و مجلس مشاورت کا کامیاب اجلاس بقیہ صفحہ اول

(۵) ڈاکٹر غلام محمد صاحب
(۶) خواجہ نذیر احمد صاحب
(۷) مولانا آفتاب الدین احمد صاحب
(۸) ایس۔ اے رحیم صاحب
(۹) پروفیسر عنایت علی صاحب
(۱۰) کرنل سید بشیر حسین صاحب
(۱۱) ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی
(۱۲) قاضی عبد الرشید صاحب ایبٹ آباد
(۱۳) خواجہ محمد اصغر صاحب سیالکوٹ
(۱۴) شیخ عزیز احمد صاحب۔ لائلپور
(۱۵) مستری یعقوب علی صاحب جہلم
(۱۶) پروفیسر محمد فاضل صاحب پشاور
(۱۷) چوہدری امجد خان صاحب کراچی۔
(۱۸) خان عبد العزیز خان صاحب ملتان
(۱۹) شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد
(۲۰) شیخ میاں عطاء اللہ صاحب ملتان

ان انتخابات کے بعد جو معاملات پیش ہوئے ان میں سب سے اہم معاملہ بجٹ کا تھا جس کے متعلق بتایا گیا کہ بوجہ اس خسارہ کے جو کئی سالوں سے چلا آ رہا ہے انجمن کے بجٹ کا متوازن ہونا مشکل ہے اس لئے خسارہ کو پورا کرنا یا انجمن کی آمد و خرچ کو برابر کرنے کی کوئی اور صورت پیدا کرنا نہایت ضروری ہے اس پر بحث و تمحیص کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ ایک سب کمیٹی مقرر کی جائے جو آمد کو بڑھانے اور خرچ کو کم کرنے کے لئے ضروری تجاویز کرے چنانچہ سب کمیٹی بنائی گئی اور یہ فیصلہ ہوا کہ اس سب کمیٹی کی رپورٹ ایک ماہ تک آجانی چاہیئے جو آیندہ ماہ مئی کے اجلاس میں پیش ہو،

ایک اور سب کمیٹی اس غرض سے بنائی گئی کہ انجمن کی اراضی اوکاڑہ کی پیداوار بڑھانے اور وہاں سے زیادہ آمد حاصل کرنے کی تجاویز پر غور کر کے انہیں آیندہ اجلاس میں پیش کرے، اسی اجلاس میں انجمن کا نیا آئین جو ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کو پاس ہوا تھا چند جزوی ترمیمات کے ساتھ دوبارہ پیش ہوا لیکن یہ فیصلہ ہوا کہ آئین ۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء کو پاس ہو چکا ہے مجلس معتمدین سر دست اس میں کوئی ترمیم ضروری خیال نہیں کرتی آیندہ اگر ترمیم کی ضرورت ہوگی تو پیش ہو سکے گی۔

اہم خصوصیت

یہ تھے اہم معاملات جو اس مجلس میں پیش ہوئے اور یہ امر موجب مسرت ہے کہ ممبران نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ معاملات پر غور و خوض کیا اور بعض معاملات میں آراء پر اختلاف کے باوجود کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہونے دی، سب سے بڑی بات جو اس مجلس میں دیکھنے میں آئی، وہ انجمن کی اس جمہوری شان کے قیام سے تعلق رکھتی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے اسے دی ہے کہ ہر امر میں اس انجمن کی کثرت رائے ہی ناطق ہوگی، کئی معاملات میں کوشش کی گئی کہ بعض امور کے جلد تصفیہ کے لئے مجلس منتظمہ کو اختیار دیدیا جائے لیکن اس کو پسند نہ کیا گیا اور ہاؤس نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ایسے تمام **اختیارات جو صرف معتمدین کو حاصل ہیں کسی دوسری مجلس یا فرد کو تفویض نہ کئے جائیں** یہاں تک کہ صدر اور امیر بھی کسی خصوصی اختیار کے مالک نہ ہوں اور صرف اپنے عہدوں کے لحاظ سے جو خدمات ان سے متعلق ہیں انہی کو سرانجام دیں۔

ایک اور خصوصیت جو اس مجلس کو حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ اس سے پیشتر معتمدین کے اجلاس ہمیشہ بند کمرے میں ہوا کرتے تھے، اس دفعہ قوم کے دوسرے افراد کو بھی جو مشاورت کے لئے آئے تھے اس اجلاس میں شامل کیا گیا تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ ان کے معتمدین کس طرح ان فرائض کو سرانجام دیتے ہیں جو ان کے ذمہ ڈالے گئے ہیں یہ ایک اور **جمہوریت کا رنگ** ہے جو اس سے پیشتر اس انجمن میں دیکھنے میں نہیں آیا اور خدا کا شکر ہے کہ آج ہر پہلو سے ہم اپنی انجمن کو **ایک جمہوری انجمن۔ اور "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین" انجمن** دیکھتے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس مشاورت

معتمدین کے اجلاس کے بعد جو صبح دس بجے شروع ہو کر قریباً تین بجے تک جاری رہا مجلس مشاورت شروع ہوئی جس میں یہ سوال قوم کے سامنے لایا گیا کہ جو لوگ بعض جزوی اختلافات کی وجہ سے اس وقت ہم سے جدا ہیں انکو کس طرح ساتھ ملایا جائے، اس ضمن میں ان مقدمات کا بھی ذکر کیا گیا جو اس فریق کی طرف سے انجمن پر دائر کئے گئے ہیں، اوکاڑہ میں بعض ملازمین کے تالا توڑ کر اجناس اور ایک گھوڑی اور بندوق لے جانے کا بھی ذکر کیا اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے بتایا کہ اس مقدمہ کے سلسلہ میں گذشتہ ۱۰ مارچ کی پیشی پر ڈپٹی کمشنر منٹگمری نے اجناس کو اپر جو سوسائٹی اوکاڑہ میں جس سے انجمن کا حساب ہے دیئے جانے اور گھوڑی واپس کرنے کا ان لوگوں کو حکم دیا ہے آپ نے یہ بھی بتایا کہ ان لوگوں نے ہر جگہ مشہور کر رکھا تھا اور کراچی تک یہ پیغام بذریعہ ٹیلیفون پہنچا دیا گیا اور دوسرے شہروں میں بھی ایسی ہی اطلاعات پہنچائی گئیں

کہ ان کا انجمن پر قبضہ ہو چکا ہے اور اب معتمدین کا اجلاس نہ ہو سکے گا جو بالکل غلط تھا اور آج آپ دیکھ رہے ہیں، کہ معتمدین کا اجلاس کس کامیابی سے ہوا ہے، غرض اس قسم کی تمام باتیں مجلس کے سامنے لائی گئیں اور مصالحت کی ان کوششوں کا بھی ذکر کیا گیا جو مختلف افراد بالخصوص میاں غلام عباس صاحب کے ذریعہ عمل میں آئیں لیکن افسوس ہے کہ کامیابی نہ ہو سکی۔

ان سب واقعات کو سن کر کئی احباب نے اپنی اپنی رائیں اور خیالات کا اظہار کیا اور آخر کار یہی فیصلہ ہوا کہ حتی الوسع مصالحت کا دروازہ کھلا رکھا جائے اور جو بھی تجویز سامنے آئے اس پر غور کر کے اگر کوئی صورت ایسی پیدا ہو سکے جس سے **اس انجمن کے وقار اور موجودہ جمہوری نظام** کو صدمہ نہ پہنچے تو اسے قبول کرنے سے دریغ نہ کیا جائے۔

اس کے بعد قریباً ۵ بجے تمام مجلس ختم ہوئی اور بعض دوست اسی وقت واپس تشریف لے گئے اور اکثر دوسرے دن تک ٹھیرے رہے اور مصالحت کی بعض تجاویز پر غور کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ایسی کوئی صورت پیدا کر دے جس سے سب بھائی دوبارہ مل کر کام کر سکیں ؞ ؞

مکتوب امریکہ

از میاں بشیر احمد صاحب امتو

مجی و مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔ لاہور، پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

سفیر پاکستان سان فرانسسکو میں

تین فروری کو سید امجد علی صاحب، سفیر پاکستان نزول فرماتے سان فرانسسکو ہوتے گیارہ بجے دن کو ان کا ہوائی جہاز میونسپل ہوائی اڈے پر اترا۔ پاکستانی کثرت سے خوش آمدید کہنے کے لئے وہاں موجود تھے۔ اسی شب کو ان کے اعزاز میں چراغ محمد صاحب نائب صدر کمیون ماسک کمپنی، سیکریمنٹو نے ضیافت دی۔ اس میں صرف پاکستانی شامل ہوئے۔ ۵ فروری کو سید اطاعت حسین صاحب پاکستانی قونصل جنرل نے پارٹی دی۔

اس میں مختلف ممالک کے قونصل جنرل، بعض تعلیمی اداروں کے نمایندے، تاجر اور بنکوں کے منیجر وغیرہ شامل ہوئے۔ میں بھی شریک محفل تھا حسب معمول اپنا فرض ادا کیا اور موقعہ و محل دیکھ کر بعض لوگوں کو اپنا لٹریچر دیا۔

ایک قبطی کا لیکچر

سفیر پاکستان کے اعزاز میں دی ہوئی پارٹی سے فارغ ہونے کے بعد ساڑھے آٹھ بجے شب کو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں ڈاکٹر واثث ابراہیم مصری، پروفیسر لا، اینڈ پولیٹیکل سائنس قاہرہ یونیورسٹی کا لیکچر سننے گیا، ان کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد جناب صدر انٹرنیشنل کلب کے اصرار پر میں نے بھی دس منٹ کے لئے اپنے خیالات کا اظہار کیا، ڈاکٹر ابراہیم اور ان کی اہلیہ محترمہ سے تعارف ہوا، دونوں میاں بیوی قبطی ہیں، ان کے بیان کے مطابق موجودہ حکومت مصر کا سلوک غیر مسلموں سے نہایت اعلیٰ ہے اور مذہبی آزادی پوری موجود ہے۔

سیکریمنٹو کی مسجد میں

چھ فروری کو مسٹر اور مسز مہرداد کی دعوت پر اور ان ہی کی کار میں سیکریمنٹو گیا، ڈاکٹر ابراہیم اور ان کی بیگم صاحبہ بھی ہماری معیت میں تھے۔ سید امجد علی صاحب کی مسجد میں تقریر ہوئی، اور پاکستانیوں نے انہیں ایڈریس پیش کیا۔

واپسی پر ڈیوس (DAVIS) میں مسٹر صدیقی لکھنوی، ریسرچ اسسٹنٹ، کیلیفورنیا یونیورسٹی کے مکان پر تین گھنٹے قیام کیا، مسز مومنہ صدیقی نے چائے پلائی، اور لکھنوی طرز کا انڈے کا حلوہ کھلایا۔

مسئلہ طلاق پر گفتگو

ڈاکٹر ابراہیم سے طلاق کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات ہوا، مسئلہ حلالہ کے متعلق میں نے کہا کہ اسے اسلام سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں، قرآن مجید کی تعلیم کے یہ سراسر خلاف ہے اور ضرورت ہے کہ جہاں کہیں بھی اس کا رواج ہے اسے جلد اور قطعاً بند کر دیا جائے۔ یہ مجلس بڑی دلچسپ رہی مگر آخر ختم کرنی پڑی۔

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۲)

خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہی موجب راحت و آرام ہے

بخیل مالدار کبھی راحت و آرام کی زندگی نہیں پا سکتا

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۵ مارچ ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واللیل اذا یغشٰی ... ... ولسوف یرضٰی (سورۃ اللیل)

اس سورت میں مال خرچ کرنے کا ذکر ہے، بعض مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس سورت میں حضرت ابوبکرؓ کا ذکر ہے کہ انہوں نے خدا کے رستہ میں بہت سا مال خرچ کیا اور ان غلاموں کو چھڑایا جو اسلام لانے کی وجہ سے دکھ اٹھا رہے تھے، آپ نے بہت سے ایسے مصیبت زدہ لوگوں کو چھڑایا، اور یہ بھی لکھا ہے کہ امیہ بن خلف کا بھی ایہاں ذکر ہے، جس نے حضرت نبی کریم صلعم کے خلاف پورا پورا زور لگایا لیکن امام رازی اور علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ اس بیان میں عمومیت ہے اور اس رنگ میں حضرت ابوبکر پر بھی یہ آیات صادق آتی ہیں، اور جو بھی خدا کے رستہ میں خرچ کرے مصیبت زدوں کو چھڑائے وہ بھی اس میں شامل ہے، حضرت ابوبکر اس میں آجائیں تو وہ بھی ٹھیک ہے لیکن ان کے ساتھ خاص نہیں قیامت تک جو بھی ان کے نقش قدم پر چلے اس کا ذکر ان آیات میں ہے اور امیہ بن خلف کے علاوہ خدا کے رستہ میں ہٹانے کے لئے جو کوئی زور لگائے اور مال خرچ کرنے سے دریغ کرے وہ بخیلوں میں شامل ہے، جن کا ذکر اس سورت میں ہے۔

رات کا سیاہ پردہ

پہلی آیت ہے واللیل اذا یغشٰی، جب رات ایک سیاہ پردہ زمین پر پھینکتی ہے تو تمام جاندار اپنے اپنے ٹھکانوں کا رخ کر لیتے ہیں، اور ان کی دن بھر کی پریشانی ختم ہو جاتی ہے، کوّے ہزاروں کی تعداد میں شام ہوتے ہی اپنے گھونسلوں کی طرف دوڑتے ہیں اور تمام پرندوں کو پتہ لگ جاتا ہے کہ آرام کا وقت آگیا ہے، اسی طرح تمام انسان دن بھر کی پریشانیوں اور کوفت کے بعد رات کو آرام کے لئے گھروں میں آجاتے ہیں، پھر اللہ تعالےٰ نیند کو بھیج دیتا ہے تاکہ دن بھر کی تھکاوٹ رات کے پردہ میں آرام کرنے سے دور ہو جائے۔

دن کے فوائد

والنہار اذا تجلّٰی۔ رات ختم ہو گئی جانداروں کے جسموں میں ختم شدہ بیٹریاں ہیں وہ رات کے آرام سے پھر پُر ہو گئیں، اب جسم کا تقاضا ہے کہ انسان پھر کام کاج کے لئے دوڑے، دن کی آمد کی خوشی میں بیشمار پرندے گانا شروع کر دیتے ہیں، پھر جب دن چڑھ جاتا ہے تو تمام جاندار اپنی معاش کے لئے ادھر ادھر نکل جاتے ہیں، اگر تمام وقت رات ہی رہتی تو معاش کو حاصل کرنا سب کے لئے دوبھر ہو جاتا اور اگر دن ہی دن رہتا تو دنیا کے لئے ایک عذاب ہو جاتا اور کوئی آرام نہ پا سکتا۔

رات اور دن کی برکات

تو خدا تعالےٰ نے فرمایا واللیل اذا یغشٰی والنہار اذا تجلّٰی رات کی تاریکی کو دیکھو وہ انسان اور سب جانداروں کے آرام کے لئے ہے، اور دن کو روشن بنایا ہے کہ معاش کا سلسلہ قائم ہو جائے، ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا ھو الذی جعل اللیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا وہ خدا جو رات اور دن کو ایک دوسرے کے بعد بھیجتا ہے کہ ان کے فوائد سے متمتع ہو کر تم اللہ تعالےٰ کی یاد کرتے رہو اور اس کے شکرگزار بن جاؤ، کہ کس قدر حکمت کا سامان اس نے بنایا ہے، دونوں چیزیں ایک دوسری سے مختلف ہیں، دن اور رات کے مختلف ہونے میں ہی فوائد اور برکات ہیں۔

درجات اور حقوق

ہر چیز میں یہی حال ہے وما خلق الذکر والانثٰی تمام کے اندر کوئی نر ہے اور کوئی مادہ، نر کا کام علیحدہ ہے، مادہ کا علیحدہ، آسمان کا کام علیحدہ ہے زمین کا علیحدہ، دن کا کام علیحدہ ہے رات کا علیحدہ ان سعیکم لشتّٰی جس طرح چیزوں میں اختلاف ہے اسی طرح عورت اور مرد کے کاموں میں اختلاف ہے ھم درجات عند اللہ ان کے درجات ہیں، قوانین رب کے لئے ایک جیسے ہیں۔ اسلام کے قوانین بادشاہ اور عام آدمی کے لئے ایک جیسے ہیں جبلہ بن ایہم ایک بادشاہ تھا اور حضرت عمرؓ کے عہد میں مسلمان ہو گیا، جبل کے معنے پہاڑ ہیں تو جبلہ کا مطلب ہوا کوہ وقار، اتنا بڑا شخص طواف کر رہا تھا اور اس کا لبادہ اتنا لمبا تھا کہ پیچھے زمین پر گھسٹتا جاتا تھا، اتفاقاً ایک بدو کے پاؤں کے نیچے آگیا، اس نے بڑے غصہ سے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اس شخص کو ایک طمانچہ مار دیا، اسی وقت حضرت عمر کے دربار میں رپورٹ ہوئی، تو آپ نے حکم دیا کہ جبلہ کو اس کے بدلہ میں اس بدو کا طمانچہ کھانا پڑے گا یہ تو ہے قانون جس میں سب کے ساتھ مساوات ہے، لیکن درجہ کے لحاظ سے جبلہ اور ایک بدو برابر نہ تھے، بیٹا اور باپ برابر نہیں، دن اور رات برابر نہیں، دھوپ اور چھاؤں برابر نہیں، اسی طرح مرد اور عورت برابر نہیں، قوانین اپنی اپنی جنس میں سب کے لئے ایک ہیں لیکن درجے ایک نہیں، اسلام یہ نہیں کہتا کہ سب برابر ہیں، اس کے نزدیک تمام کے درجات مختلف، حقوق مختلف، فرائض مختلف، سزائیں مختلف ہیں۔

نیکی اور انفاق موجب راحت ہیں

فاما من اعطٰی جس شخص نے خدا کے رستہ میں مال خرچ کر دیا واتقٰی اور تمام محارم سے بچا رہا، ایک مختصر سی آیت میں دونوں باتیں بیان کر دیں ایک تو خدا کے رستہ میں مال خرچ کرتا ہے اور دوسرے مالدار ہو کر خدا کی نافرمانی سے بچتا ہے، اور تمام نیکی کی باتیں جن کا اقرار زبان سے کرتا ہے اپنے عمل سے بھی ان کی تصدیق کرتا ہے فسنیسرہ للیسرٰی ہم اسکو راحت دیں گے اسکو عزت دینگے اور ہر معاملہ میں سہولت و آرام کا سامان کر دیں گے۔

بخل اور استغنا موجب ذلّت و عذاب ہیں

واما من بخل واستغنٰی، اور جس کو ہم نے مال دیا اور وہ بخل کرتا ہے، غریبوں اور ناداروں کو دھتکارتا ہے، قومی کاموں کے لئے اس کا دل نہیں کھلتا، واستغنٰی وہ پروا بھی نہیں کرتا کہ خدا کے ہاں جانا ہے، اس کے حکموں کو ماننا ضروری ہے، اور مال کے ساتھ جو مصیبتیں اور برائیاں لگی ہوئی ہیں، ان سب میں مبتلا رہتا ہے، کہتا ہے خدا نے مال نہیں دیا اپنے زور سے کمایا ہے وکذب بالحسنٰی، نیکیوں کو جھٹلاتا ہے، اس کا مال، خدم و حشم اسکو بے پروا کر دیتا ہے، اور کہتا ہے نیکیاں کرنے والوں، نمازیں پڑھنے والوں کو دیکھا ہوا ہے، کیا ان کی خدا مدد کرتا ہے، خدا کوئی نہیں رسول کوئی نہیں، اس کے احکام کوئی نہیں، فسنیسرہ للعسرٰی یہ آدمی سڑ جائے، اسے راحت نہیں ملے گی، مال دل کی راحت کا موجب نہیں، راحت کے بجائے دل کی پریشانی اس سے بڑھتی ہے، ناجائز کاروبار کرنے پڑتے ہیں، ناپاک اعمال سے طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں، لوگوں کی نظروں میں عزت نہیں رہتی، یہی مال بے عزتی کا موجب ہو جاتا ہے۔

خدا نے دونو راہیں بتا دیں

وما یغنی عنہ مالہ اذا تردّٰی، جب ہلاکت آتی ہے تو یہ مال اس کے

کسی کام نہیں آتا، ان علینا للھدٰی ہمارا کام رستہ دکھا دینا ہے، سو ہم نے تمام باتیں بیان کر دیں کہ تقوے اور نیکی کو کتنی راحت اور کتنی عزت حاصل ہوتی ہے کس قدر دل خوش ہوگا، اور وہ آدمی جس کو مال سے محبت ہے، اور خدا کی مخلوق کو مصیبت زدہ دیکھ کر اس کے دل میں [illegible] نہیں ہوتا، اسکو کبھی آرام اور عزت نہیں مل سکتی، یہ سب باتیں ہم نے کھول کر بیان کر دیں، آتنا ہی ہمارا کام تھا،

اعمال کے نتائج دنیا و آخرت میں

وان لنا للاٰخرۃ والاولٰی، اب اس دنیا میں بھی تصرف تمام ہمارا ہے اور آخرت میں بھی، اس لئے ضروری ہے کہ آخرت میں بھی اعمال کے نتائج پیدا ہوں، اور اس دنیا میں بھی دنیا میں ایک مالدار اور ایک غریب آدمی کی جس قسم کی شہرت ہو وہ بتا دے گی کہ اس کے اعمال کیسے ہیں، جس نے جس قسم کی زندگی بنائی اسی قسم کی شہرت پیدا ہوگی، انسان کے اعمال و اخلاق کا اثر ہر چیز پر نمایاں ہوتا ہے، ایک عورت کہتی ہے، میں بچہ کو پیار کرتی ہوں لیکن وہ مجھ سے دور بھاگتا ہے، بچہ خوب سمجھتا ہے کہ کس قسم کا پیار اس سے ہوتا ہے ایک کتا خوب سمجھتا ہے کہ فلاں شخص اسکو پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور فلاں اسے مارتا ہے، منطق سے شہرت نہیں بنتی، اعمال سے بنتی ہے اخلاق سے بنتی ہے، خدا کا قانون دنیا و آخرت میں یکساں ہے۔ اگر یہاں کوئی اچھی شہرت پیدا نہیں کی تو آخرت میں کیا اچھا پھل مل سکتا ہے۔

خدا کی ناراضی کی آگ

فانذرتکم نارًا تلظّی، میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں اس سے بچو، وہ دل کے اندر شعلے مارتی ہے، تم ہزار بچو، ہزار اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کرو، لیکن تمہارے دل کو راحت نصیب نہیں، دل خوب جانتا ہے کہ خدا کو ناراض کر لیا ہے، نفس لوامہ اسی لئے تمہارے اندر رکھا ہے، اس سے پوچھو کہ اپنی تقریر سے تحریر سے تم نے کس قدر دلوں کو آزردہ کیا کس قدر دنیا میں مصیبت پیدا کی، اپنے اعمال اور اخلاق سے کس قدر لوگوں کی اذیت کا موجب ہوئے اور خدا کو کتنا ناراض کیا، بل الانسان علٰی نفسہ بصیرۃ ولو القٰی معاذیرہ ہمارے سامنے ہزار عذر کرو لیکن تمہارا دل خوب جانتا ہے کہ تم بخیل ہو، اور خدا کی راہ میں صرف کرنا تمہیں دشوار نظر آتا ہے۔

متقیوں کو آگ سے بچایا جاتا ہے

لا یصلٰھا الا الاشقی الذی کذب وتولّٰی۔ ہم نے آگ سے تمہیں ڈرایا اس میں وہی جاتا ہے جس نے خدا کی باتوں کی تکذیب کی، اور اکڑا وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکّٰی اور وہ متقی اس سے بچایا جائے گا جو اپنے مال کو تزکیہ حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے، وہ اس لئے نیکی نہیں کرتا کہ دوسرے اس سے نیکی کریں یا کوئی اسے اس کا بدلہ دے اس کا مقام یہ ہے انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکورًا ہم کوئی بدلہ نہیں چاہتے گردن نیچی نہیں کرانا چاہتے۔

صرف رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرنا فائدہ کا موجب ہے

وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزٰی کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلٰی ہاں محض خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا چاہنے کے لئے جو خرچ کرے، کسی پر احسان نہ دھرے، اس کا بدلہ ہمارے پاس ہے ولسوف یرضٰی ہم ضرور اسے کو اس کی نعمت کا بدلہ دیں گے جس سے وہ راضی اور خوش ہو جائے گا۔ یہ خدا کا فرمان ہے جو ہر صورت میں عملدرآمد کے قابل ہے اور ضرور ہے، کہ خدا اپنے فرمانبردار بندوں کی خوشی کے سامان پیدا کرے۔

خطبہ ثانی

حضرت ابو بکرؓ کے کمالات

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق تفسیروں میں حدیثوں میں بڑا لکھا ہے کہ وہ مصیبت کے دنوں کی امداد اور دشمن کے مقابلہ میں اپنی قوم کی مضبوطی کے لئے مال خرچ کرنے میں بڑے دلیر تھے، ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ان بلالًا یعذب باللہ بلال کو خدا کو ماننے کی وجہ سے طرح طرح کے دکھ دیئے جاتے ہیں، ایک جملہ کہدیا، جس کو سن کر حضرت ابو بکرؓ نے روپیہ دے کر ان کو چھڑا لیا، بہت بڑا رتبہ حضرت ابو بکرؓ کا بیان ہوا ہے، مال بھی خرچ کرتے تھے اور خدمت بھی کرنا جانتے تھے، غار ثور میں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرے تو دشمن سر پر آ گئے، عرض کیا ان عدونا علٰی رؤسنا لو نظر احدھم الٰی قدمیہ لابصرنا۔ دشمن ہمارے سر پر آ گیا ہے اگر وہ ذرا بھی نظر نیچی کر کے دیکھے تو ہم کو دیکھ لے گا، آنحضرت صلعم نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے یہ حضرت ابو بکرؓ کے دل محزون کی تصویر ہے، یہ مقام یونہی نہیں ملتا، غار سے نکل کر تین دن مدینہ کی طرف چلتے رہے چلتے چلتے ایک ٹیلہ آیا اس کے سائے میں رسول اللہ صلعم کو لٹا دیا کہ آرام کر لیں اور خود پہرے پر بیٹھ گئے، دور سے ایک بکریوں والے کو دیکھا، اس کو بلایا اور پوچھا کہ کچھ دودھ ہے؟ ایک بکری سے دودھ دوہنے کے لئے کہا، اور اس سے کہا کہ پہلے اپنا ہاتھ صاف کرو، پھر بکری کے تھن خوب صاف کرو، پھر جب دودھ دوہا گیا، تو اس میں پانی کا ایک چھینٹا دیا کہ اس کی گرمی نکل جائے اور اسے ڈھانک کر رکھ دیا، اس نظافت کو حضور پسند فرماتے تھے، رسول اللہ صلعم کو جگایا اور آپ کو پلایا، یہ ابو بکر ہے اس کا رتبہ بہت بڑا ہے اسی لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سورت میں ابو بکر کا بھی ذکر ہے اور امیہ بن خلف کا بھی، دونوں کے اعمال مختلف ہیں اور نتائج بھی مختلف۔

مکتوب امریکہ بقیہ ۲

احمدیت پر بحث

آٹھ بجے شب کو ہماری کار سان فرانسسکو کی طرف روانہ ہوگئی، صلاح الدین صاحب حیدرآبادی (دکن) طالب علم کیلیفورنیا یونیورسٹی بھی ہمارے ہمسفر تھے، راستے میں ان سے احمدیت پر بحث چھڑ گئی مگر ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے اور اس لئے مجبوراً یہ بحث کسی اور وقت پر ملتوی کر دینی پڑی چودہ فروری کو وہ ہمارے ہفتہ واری جلسہ میں شریک ہوئے اور میں نے حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تحریک احمدیت" انہیں پڑھنے کے لئے دی۔

میری ناک کا اپریشن

میری ناک اکثر بند رہتی تھی اور اس سے سانس لینا بیحد دشوار تھا، آخر دس فروری کو میں نے اس کا اپریشن کروا لیا، دو دن ہسپتال میں ٹھہرنا پڑا، اپریشن کے باوجود ابھی تک اس کی حالت تسلی بخش نہیں، اب ۵ مارچ کو ڈاکٹر صاحب کچھ ناک کے اندر کی جھلی جلا دیں گے، ان کے بیان کے مطابق ۸۵٪ فیصدی اس سے شفایاب ہو جاتے ہیں، دیکھیں میری قسمت میں کیا لکھا ہے۔

ایک شادی

۱۲ فروری کو مسٹر یوسف عبدو فلسطینی، طالب علم یونیورسٹی کیلیفورنیا کے ساتھ یہ کلمے گیا اور رات کے ۹ بجے ان کی شادی ایک امریکن خاتون مسلم سے کر دی گئی۔ دونوں اپنی تعلیم ختم کرنے کے بعد وہاں سے دلہا کے وطن چلے جائیں گے۔

ہفتہ واری جلسے

ہمارے ہفتہ واری جلسے ہر اتوار کو بڑی باقاعدگی سے ہوتے ہیں، حاضرین کی تعداد عام طور پر بیس کے قریب ہوتی ہے۔

مولانا عبدالحق صاحب کا خط

۱۶ فروری کو مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے خط سے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ ٹرینیڈاڈ اور ڈرچ گائنا میں ان کا خیر مقدم بڑا شاندار ہوا ہے، ہزاروں مرد اور عورتیں انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ یقیناً وہ اس عزت کے مستحق تھے۔ الحمدللہ کہ وہاں کے مسلمانوں کو اللہ تعالٰے نے توفیق دی کہ وہ حق دار کو اس کا حق دیں، مجھے یقین ہے کہ ان کا ڈرچ گائنا کا قیام وہاں کے مسلمانوں کے لئے ہی برکات کا موجب نہ ہوگا بلکہ ہماری جماعت کو بھی تقویت پہنچے گی۔

ایک امریکن کا قبول اسلام

۲۶ فروری کو Mr Charles F. Fleming عمر ۲۷ برس، مشرف باسلام ہوئے، وہ درزی کا کام کرتے ہیں، اللہ تعالٰی انہیں دین پر استقامت عطا فرمائے اور ان کا وجود ہمارے لئے مفید بنائے۔

خاکسار۔ بشیر احمد منٹو

پھر فصل بہار آگئی ملت کے چمن میں ؛ صد شکر مٹا نام و نشاں دورِ خزاں کا
(حسن)

تاریخ اسلام کے جہاد آموز پہلو

خطبۂ صدارت مولانا محمد اکرم خان رکن مجلس دستور ساز پاکستان

آل پاکستان ہسٹری کانفرنس کا شعبۂ تاریخ اسلام اپنی خصوصیات کی وجہ سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے میرے خیال میں شعبۂ تاریخ اسلامی کو اس کے نمایاں شان جگہ نہ دینا بڑی نا انصافی ہوگی۔ مرحوم علامہ سید سلیمان ندوی نے پچھلے اجلاس کے صدارتی خطبہ میں بادشاہوں کے بجائے ملت کی تاریخ کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنا چاہا تھا۔ مرحوم کا یہ ارشاد بالکل صحیح تھا۔ جہاں تک مجھے علم ہے ہماری گزشتہ ایک ہزار سال کی تصنیفات میں تاریخ ملت کا پتہ بہت کم ملتا ہے اور جو درس عبرت مطالعۂ تاریخ کا مقصد اولین ہے وہ اس کی وجہ سے اکثر فوت ہو جاتا ہے میں اس سلسلہ میں نہایت ادب کے ساتھ یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ملت اور مذہب کی تاریخیں حقیقتاً ایک ہی چیز نہیں ہیں، اگرچہ ان دونوں کے درمیان مابہ الاشتراک مباحث کی کمی نہیں۔ لیکن مابہ الامتیاز مباحث ان میں نسبتاً بہت زیادہ ہیں۔ نیز موضوع کے اس امتیازی حیثیت ہی کی وجہ سے تاریخ اسلام کے لئے ایک علیحدہ شعبہ کے قیام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اس کے لئے حکومت پاکستان اور پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کا شکرگزار ہونا چاہیئے۔

تاریخ اسلام کی ابتدا

میرے بزرگو! اسلام کی ہماری تحریک غار حرا کی صورت سے شروع ہوتی ہے اور عرصہ عرفات میں خود خالق کائنات الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کی ابدی بشارت سے امت محمدی کو نوازتا ہے۔ سب سے پہلے ہمیں اس عہد مبارک کے تمام حالات اور واقعات کے بالاستیعاب مطالعہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں اہمیت کے لحاظ سے سب سے پہلے قرآن کریم کے غائر مطالعہ کا سوال سامنے آتا ہے کیونکہ مذہب اسلام کی تمام ہدایتوں کا اصلی اور ابدی منبع یہی کلام الٰہی ہے اس سے متصلاً بعد ہی احادیث رسول اللہ صلعم کا مقام ہے۔ اللہ جزائے خیر دے ہمارے سلف صالحین کو جنہوں نے علمی تحقیقات کے حساب سے کتاب اللہ اور احادیث رسول کی خدمت میں حتی الامکان کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ تاہم جہاں تک میں سمجھتا ہوں تاریخی حیثیت سے گزشتہ صدیوں میں ان اہم مباحث کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے تاریخ قرآن سے میرا منشا یہ ہے کہ اس کلام مقدس کی آیات اور سور کے ازمنہ و امکنہ نزول کے تعین کی سعی کی جائے، بلاشک اس سے پہلے بھی اس بحث کے متعلق بعض صاحبان علم نے مواد فراہم کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کوششوں کا ماحصل صرف چند انفرادی اور متخالف آرا کی فراہمی تک محدود ہو کر رہ گیا ہے، لہٰذا ان کتابوں کی مدد سے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا ہمارے لئے بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔ حالانکہ اسلام کے تمام اوامر و نواہی، نیز سیاسی اور اخلاقی تعلیمات کے لئے قرآن حکیم کی ترتیب نزولی کا تعین از حد ضروری ہے۔ اس لئے کہ:۔

(۱) قرآن مسلمانوں کی حیات ملی کا ایک مکمل نظام ہے تئیس سال کی طویل مدت میں ضرورت اور حالات کے تقاضے کے مطابق اس کا ایک ایک حصہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا، اور امت کی صلاحیت نیز صالحیت کی بنا پر اس میں تدریجی اضافہ ہوتا رہا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس تدریجی نزول میں خداوند کریم کی کیا کیا حکمتیں اور مصلحتیں مضمر تھیں۔ اوقات نزول کے تعین سے ہمیں پتہ لگ سکے گا کہ اس وقت امت کی مذہبی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی حالت کیا تھی۔ اور ہمارے کریم و حکیم رب نے ایک بگڑی ہوئی قوم کی تربیت و اصلاح کے لئے کن کن تعمیری مدارج کی وساطت سے اسے منازل رتقا کی طرف لے جانا چاہا تھا اس سے غافل رہنے کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ کے بندے اپنے مالک کی عطا کی ہوئی رخصتوں اور رعایتوں سے محروم ہو جائیں گے موجودہ مجاہدہ حیات کے دور میں خداوند کریم کی اس شان ربوبیت کی طرف متوجہ ہونے کی اشد ضرورت ہے۔

ناسخ و منسوخ

قرآن مجید کی پانچ سو آیتوں کو ہمارے متقدمین نے منسوخ قرار دے رکھا تھا اکثر فقہی اور تفسیری مباحث میں اب بھی علی العموم ناسخ و منسوخ کے دعاوی پیش کئے جاتے ہیں ہر شخص جانتا ہے کہ ناسخ کا حکم منسوخ حکم سے پہلے صادر ہونا ضروری ہے لیکن جب تک مختلف صورتوں کے نزول کی تاریخ متعین نہ ہو اس وقت تک کسی سورت کی کسی آیت کو منسوخ قرار دینا درست نہ ہو سکے گا اس لئے سورتوں کی ترتیب نزول کو دریافت کرنا ضروری ہے دوسری طرف منکرین نسخ کے مباحث کے ضمن میں ایسی مثالیں اکثر ملتی ہیں جہاں صرف دعوے نسخ کو برقرار رکھنے کے لئے بعد کی نازل شدہ سورت کی بعض آیات کو قبل کا نازل شدہ بتایا جاتا ہے۔ اس بحث کی وضاحت کے لئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں:۔

آیت عتاب

(الف) جمہور اہل اسلام عصمت انبیاء کے قائل ہیں بالخصوص حضرت خاتم النبیین کی عصمت ان کے عقیدے کا ایک جزو لاینفک ہے، لیکن دوسری طرف کتب تفاسیر ہم پر یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ بعض نامناسب احکام کے صدور یا اجرا کی بنا پر اللہ تعالےٰ نے حضرت رسول کریمؐ پر اپنا عتاب نازل فرمایا سورت انفال کی ایک آیت ہے۔

ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم (۶۷)

نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اس کے قیدی باقی رہ جائیں جب تک کہ وہ زمین میں خونریزی نہ کرے تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اللہ آخرت کو چاہتا ہے اور اللہ بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ . . . .

. . . .

قیدیوں کے فدیہ کی آیت کا زمانہ نزول

مفسرین نے عام طور پر اس آیت کو آیت عتاب سے تعبیر کیا ہے اور منکرین عصمت انبیاء نے اس آیت سے عصمت رسول مقبول کے خلاف متعدد وجوہ سے استشہاد کیا ہے، ان اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے بدر میں دشمنوں کو گرفتار اور قیدیوں کو قتل نہیں کیا بلکہ فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ چونکہ یہ معصیت تھی اس لئے آیت عتاب نازل ہوئی، امام فخر الدین رازی نے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور بالآخر حضرت رسول مقبول کے اس فعل کو "فکان ھذا خطاء وقع فی الاجتھاد" کے اعتراف پر ختم کیا ہے۔

. . .

تاریخی حیثیت سے بحث کرنے کے لئے مخالفین عصمت کو سب سے پہلے یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ قیدیوں کو قتل نہ کرنا اور انہیں احساناً یا فدیۃً رہا کرنا جنگ بدر سے پہلے ممنوع ہو چکا تھا کم از کم اتنا تو ثابت کرنا ضروری تھا کہ اس کی اجازت آنحضرت صلعم کو نہ تھی لیکن امتناع کا کوئی حکم مخالفین پیش نہ کر سکے اس کے برعکس سورۃ محمد میں ارشاد ہے فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا۔ ذالک، سو جب تم جنگ میں دشمنوں سے ملو تو ان کی گردنیں مار دو یہاں تک کہ جب تم ان پر خوب قابو پالو تو انہیں قید کر لو مضبوط باندھ کر پھر اس کے بعد یا تو انہیں احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر یہاں تک کہ جنگ اپنا بوجھ اتار پھینکے (تم یہ حکم بجا لاتے رہو)

(سورۃ محمد آیت ۴)

اس آیت میں مسلمانوں کو صراحتاً یہ اجازت دی جا رہی ہے کہ وہ لڑائی میں مخالفین کو گرفتار کرنے کے بعد احساناً یا فدیۃً انہیں رہا کر سکتے ہیں، یعنی خصوصیت کے ساتھ جن امور کو مفسرین آیت عتاب کے نزول کا سبب بیان کرتے ہیں ان کی صریح اجازت موجود ہے، اب ہمیں زمانہ نزول کے تعین کی ضرورت پیش آ رہی ہے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سورۃ محمد سورۃ انفال سے پہلے نازل ہوئی تھی تو لازمی طور پر یہ امر مبرہن ہو جائے گا کہ نزول انفال سے قبل ہی مسلمان اساری کے بارے میں انہیں احساناً یا فدیۃً رہا کر دینے کی صریح اجازت پا چکے تھے، اگر ایسا ہے تو پھر عتاب کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی

سورۃ محمد کب نازل ہوئی

مکی اور مدنی سورتوں کی تعریف کے متعلق جو مشہور لفظی نزاع ائمہ تفسیر میں پائی جاتی ہے اس سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جمہور مفسرین اور رواۃ تفسیر نے سورۃ محمد کو مدنی تسلیم کیا ہے، قابل ذکر رواۃ میں حضرت ابن عباسؓ کی صرف ایک روایت میں اس کا مکی ہونا مذکور ہے، مگر بیہقی، ابن مردویہ وغیرہ متعدد محدثین سے یہی مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بھی اس سورت کے مدنی ہونے کے قائل تھے، علاوہ بریں ابن زبیر و ابن عمر سے بھی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے رواۃ و مفسرین کی تصریحات کے علاوہ خود اس سورۃ کے مضامین و احکام بھی اس امر پر دال ہیں کہ یہ سورت مدنی ہے چنانچہ اس سورت کی تیرھویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وکاین من قریۃ ھی اشد قوۃ من قریتک

النبی اخرجتک - اھلکناھم فلاناصرلھم

اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو تیری اس بستی سے جس سے اس کے باشندوں نے تجھے نکال دیا، زیادہ طاقتور تھیں، ہم نے انہیں ہلاک کر دیا پھر ان کا کوئی مددگار نہ ہوا"

اس آیت سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ہے، خود حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت سے بھی اس حقیقت کی توثیق ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلعم جب شب ہجرت مکہ سے نکل کر غار حرا کی طرف تشریف لے جا رہے تھے اس وقت شہر مکہ کی طرف دیکھ کر آپ نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا" اے مکہ تو اللہ کے نزدیک اس کے تمام شہروں سے زیادہ پیارا ہے اور تو میرے نزدیک بھی اللہ کے تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے، اگر تیرے باشندے مجھے نکال نہ دیتے تو میں ہرگز تجھ سے نہ نکلتا"۔ امام ابن جریر، عبد ابن حمید، ابویعلی ابن مردویہ اور ابن ابی مردویہ وغیرہم آئمہ حدیث نے یہ واقعہ خود حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے، یہ حدیث مضمون آیت کی مؤید ہے، یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ اس سورت کا نزول آغاز ہجرت کے فوراً ہی بعد ہوا ہے اور پھر چند ہی دنوں میں اس کی تکمیل ہوئی ہے یہی باتیں دوسری آیات کے مضامین اور قرائن سے بھی ثابت ہوتی ہیں۔

سورہ انفال کی تاریخ نزول

اب ہمیں تاریخی نقطہ نگاہ سے سورہ انفال کے نزول کا وقت متعین کرنا ہے جہاں تک میری تحقیق ہے روایت و درایت سے ہر طرح یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ پوری سورہ انفال مدنی ہے اور عین جنگ بدر کے زمانہ میں اس کا نزول شروع ہو کر بعد کے کچھ دنوں تک جاری رہا اس سورۃ میں اکثر جنگ بدر کے حالات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی لئے حضرت ابن عباس اس سورۃ کو سورۃ البدر کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ درایۃً بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ انفال جنگ بدر اور مابعد البدر کی سورت ہے۔ نیز روایۃً بھی محدثین اور مفسرین کی غالباً یہی رائے ہے، صحابہ اور تابعین میں سے حضرت ابن عباس ابن زبیر، سعید ابن جبیر وغیرہم سب کی یہی رائے تھی، خود کاتب وحی حضرت زید ابن ثابت نے بھی اسی روایت کی تصدیق کی ہے مشہور تابعی ابن جبیر نے حضرت ابن عباس سے "نزلت فی بدر" روایت کیا ہے۔ امام بخاری اس روایت کے ناقل ہیں (تفصیل کے لئے درالمنشور اور فتح البیان کا مطالعہ کافی ہوگا)

عتاب کی کوئی وجہ نہیں

مذکورہ بالا طویل مذاکرہ کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

(الف) سورہ محمد سورہ انفال سے کم و بیش دو سال قبل نازل ہوئی۔

(ب) چونکہ سورہ محمد میں قیدیوں کو گرفتاری کے بعد احساناً یا فدیۃً رہا کرنے کی صریح اجازت بلکہ حکم موجود ہے اس لئے اس عمل پر عتاب کی نہ کوئی وجہ ہو سکتی ہے اور نہ اس آیت کو آیت عتاب سے موسوم کرنا صحیح ہو سکتا ہے لیکن چونکہ جمہور مفسرین نے اسے آیت عتاب مان لیا ہے، اس لئے اسی تخیل کے زیر اثر ابن کثیر جیسے جلیل القدر مفسر بھی لکھتے ہیں۔

والظاھر ان ھذہ الاٰیۃ نزلت بعد واقعۃ بدر فان اللہ تعالیٰ عاتب المسلمین علی الاستکثار - الخ - ابن کثیر - ج ٩ صفحہ ٢١٣

ترتیب سُوَر کے متعلق دوسری مثال

تاریخی حیثیت سے یہ ایک ثابت شدہ اور مسلم حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی کل سورتیں بعینہٖ اسی صورت اور ہیئت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھیں، یہ امر بھی مسلم ہے کہ صحابہ کرام نے کمال تحقیق اور دیانت کے ساتھ مصحف عثمانی میں سور کی ترتیب کا فیصلہ کیا ہے، لیکن یہ مانتے ہوئے بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سورتوں کی موجودہ ترتیب ہر جگہ ترتیب نزول کے مطابق نہیں ہے اور اس وجہ سے ایک متعلم قرآن کو مختلف اشکالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے ...... یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ قرآن پاک کے صحیح ادراک میں اس سے کسی قدر رکاوٹیں بھی پیدا ہو رہی ہیں، مثال کے طور پر سورہ توبہ اور سورہ انفال کی موجودہ ترتیب کی طرف میں آپ حضرات کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

ترتیب عثمانی میں سورۃ توبہ کو انفال کے بعد ہی جگہ دی گئی ہے حالانکہ سورہ انفال کے نزول کی تاریخ جنگ بدر سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف درایۃً اور روایۃً یہ امر بھی مسلم ہو چکا ہے کہ سورہ توبہ نویں سنہ ہجری میں نازل ہوئی، اس طرح ان دونوں کے درمیان سات سال کی طویل مدت کا فاصلہ ہے۔

تاریخ کا ہر متعلم جانتا ہے کہ درمیان کے ان سات برسوں ہی میں اسلام کے تمام معرکے ختم ہو جاتے ہیں۔ یہود اور مشرکین عرب کی عہد شکنی اور حملہ آوری کے تمام تر واقعات ان ہی سات برسوں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ منافقین مدینہ کی طویل داستان منافقت بھی انہی ایام میں اختتام پذیر ہوتی ہے، اور فتح مکہ کے بعد ہم سارے تمام جزیرہ نمائے عرب پر اسلامی حکومت قائم اور نافذ ہو جاتی ہے۔ سورہ توبہ کے کل ملکی اعلانات اور جنگی فرامین کی بنیاد انہی سات سال کے واقعات کے پس منظر پر رکھی گئی ہے۔ لیکن سورہ انفال کے بعد ہی سورہ توبہ کو جگہ دینے کی وجہ سے وہ تمام ہفت سالہ تاریخ نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے اور بادی النظر میں یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ شاید سورہ توبہ کے ان احکامات کی کوئی خاص وجہ نہ تھی۔ اس خیال کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے مفسرین اور رواۃ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے انفال اور توبہ کو ایک ہی سورہ کہا ہے اور درمیان سے سقوط بسم اللہ کو اس کی ایک مستحکم دلیل قرار دیا ہے۔

سورت کی نزولی ترتیب

میں یہ نہیں کہتا کہ مصحف عثمانی کی ترتیب میں کسی قسم کی تبدیلی کی جائے یا یہ کہ ترتیب نزول کے مطابق ایک نئے مصحف کی تدوین عمل میں لائی جائے کیونکہ لاریب اس میں ایک نئے اور بڑے فتنہ کا دروازہ کھل جانے کا خطرہ ہے۔ میری گذارش صرف اسی قدر ہے کہ جو علماء اپنی دیانت اور تبحر علمی کی بنا پر اس کام کے اہل ہوں انہیں منتخب کر کے محققین کی ایک جماعت مقرر کی جائے تاکہ وہ ترتیب نزول کے مطابق سور قرآنی کی ایک فہرست مرتب کریں اور ہمیں موجودہ فتنوں سے نجات دلائیں۔ اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ زمانہ حال کے نااہلوں کے مظالم سے ہم محفوظ رہ سکیں گے۔ یہ بلا پہلے ہی سے مہلک تھی۔ لیکن اب متعدی ہو کر لاعلاج ہوتی جا رہی ہے۔

(باقی آئندہ)

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کی ہفتہ وار مجلس

مؤرخہ ١٤ مارچ کو بعد از نماز عصر احمدیہ ریڈنگ روم میں نوجوانوں کی ہفتہ وار مجلس منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم ناصر احمد صاحب نے کی اور پھر انہوں نے مجلس گذشتہ کی روئداد پڑھی ماسٹر برکت علی صاحب نے نوجوانوں کو پُر جوش الفاظ میں اتحاد کا پیغام سنایا۔ اس کے بعد محمد اقبال صاحب نے ایک مضمون پڑھا جو مزاحیہ تھا۔ پھر سلیم احمد صاحب نے ایسوسی ایشن کے استحکام کے لئے چند تجاویز پیش کیں۔ بعدہٗ تنقید و تبصرہ کے لئے موقعہ دیا گیا۔ راقم الحروف نے محمد اقبال صاحب اور سلیم صاحب کے مضمون اور تجاویز کے متعلق اظہار خیال کیا۔ آخر میں دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔

سلطان محمد سرحدی۔ سیکرٹری

تبلیغی رپورٹ

(١)

مولوی محمد یوسف صاحب امام مسجد دیب گراں کی اطلاع کے مطابق ماہ فروری میں درس قرآن باقاعدہ دیا جاتا رہا جس میں [illegible] روزانہ اوسط حاضری ١٤ رہی ہے اس کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں کے بچے بھی شامل درس ہوتے ہیں۔ نماز جمعہ بالالتزام ہوتی ہے۔ نماز ظہر و عصر بوجہ زمینداروں کی اکثریت کے احباب اپنی اپنی جگہ پر پڑھ لیتے ہیں۔ باقی نمازیں باجماعت ادا ہوتی ہیں۔

(٢)

میاں محمد دین صاحب مبلغ علاقہ نارووال ضلع سیالکوٹ کی اطلاع ہے۔ کہ ماہ فروری میں انہوں نے ٤٥ دیہات میں پیدل سفر کر کے تبلیغ کی۔ اکثر مقامات میں انہوں نے "حضرت مسیح موعود کے دعوے"۔ صداقت مسیح موعود پر گفتگو کی۔ اس کے علاوہ مرکز سے منگوایا ہوا اردو لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ اس علاقہ کے احمدیوں سے اس سارے دورہ میں یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ احباب موجودہ صدر اور امیر کی اطاعت کو منظور کرتے ہیں۔

(٣)

چوہدری محمد سعید صاحب نظرؔ مبلغ سیالکوٹ کی اطلاع کے مطابق جمعے باقاعدہ پڑھائے گئے۔ خطبات کا موضوع "فتنہ بہائیت" رہا ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں پہ محفوظ الحق بہائی نے لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے اپنا اڈہ بنایا ہوا ہے۔ اس واسطے اس اثر کو زائل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔

اس کے علاوہ مختلف صورتوں میں بھی ٢٠٠ سے زائد نفوس کو تبلیغ کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔

(افسر تبلیغ پاکستان)

اسماء احباب جنہوں نے اجلاس مجلس مشاورت منعقدہ ۵/۳ ۴ء میں شرکت فرمائی

۱ - چوہدری اللہ دتا صاحب۔ چنڈکے منگولے
۲ - ڈاکٹر محمد دین صاحب - مانسہرہ
۳ - مولوی ابوبکر صاحب - لاہور
۴ - شیخ غلام قادر صاحب - لاہور
۵ - محمد مسعود صاحب صدیقی - لاہور
۶ - شیخ فضل الرحمٰن صاحب - راولپنڈی
۷ - محمود احمد صاحب ملنگ - پشاور
۸ - گل رحمان صاحب پشاور
۹ - کیپٹن عنایت شاہ صاحب - مانسہرہ
۱۰ - صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب بنوں
۱۱ - مولوی مرتضیٰ خاں صاحب - لاہور
۱۲ - ملک خدا بخش صاحب - لائل پور
۱۳ - عبداللہ صاحب - پشاور
۱۴ - عبدالغفور صاحب - لاہور
۱۵ - غلام حسین صاحب - راولپنڈی
۱۶ - احمد صادق صاحب - لاہور
۱۷ - مقبول احمد بیگ صاحب - لاہور
۱۸ - مولوی دوست محمد صاحب - لاہور
۱۹ - مستری فضل دین صاحب - دھرمپورہ لاہور
۲۰ - ملک محمد امین صاحب - لاہور
۲۱ - ملک محمد اشرف صاحب - لاہور
۲۲ - احمد دین خاں صاحب برقی - لاہور
۲۳ - خواجہ ثناء اللہ صاحب - لاہور
۲۴ - محمد اعظم صاحب - لاہور
۲۵ - ملک صلاح الدین صاحب لاہور
۲۶ - ظفر احمد صاحب - لاہور
۲۷ - محمد عثمان صاحب - لاہور
۲۸ - صابر علی صاحب لاہور
۲۹ - شیخ نور دین صاحب لاہور
۳۰ - فضل الرحمٰن صاحب - لاہور
۳۱ - ملک منیر احمد صاحب - لاہور
۳۲ - مرزا حمید الرحمٰن صاحب - لاہور
۳۳ - شاہجہان صاحب لاستھانہ (ہزارہ)
۳۴ - منشی خلیل الرحمٰن صاحب - لاہور
۳۵ - خان خلیل احمد صاحب - لاہور
۳۶ - مظفر حق صاحب - لاہور
۳۷ - ملک عبدالغنی صاحب - لاہور -
۳۸ - مستری محمد دین صاحب بوڑے والا
۳۹ - ڈاکٹر احمد حسن صاحب - لاہور
۴۰ - ڈاکٹر محمد دین صاحب - کھاریاں
۴۱ - ممتاز احمد صاحب - بدوملہی
۴۲ - رشید احمد صاحب - لاہور
۴۳ - محمد اعظم صاحب - لاہور
۴۴ - شیخ محمد حسین صاحب - لاہور
۴۵ - مظفر خاں صاحب - لاہور
۴۶ - چوہدری عبدالمجید صاحب - لاہور
۴۷ - مرزا خلیل الرحمٰن صاحب - لاہور
۴۸ - حاجی شیخ الہ دین صاحب - لاہور
۴۹ - شیخ غلام ربانی صاحب - گجرات
۵۰ - چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر لاہور
۵۱ - خلیفہ عبدالرشید صاحب - لاہور
۵۲ - سید دلاور حسین صاحب - لاہور
۵۳ - محمد اسحاق گوندل صاحب - لاہور -
۵۴ - افضل ملک صاحب - لاہور
۵۵ - عبدالصمد نیازی صاحب - پشاور
۵۶ - عبدالحی نیازی صاحب - پشاور
۵۷ - ارباب حمید اللہ خاں صاحب - پشاور
۵۸ - محمد عاشق صاحب - جہلم
۵۹ - احمد بشارت صاحب - لاہور
۶۰ - سلیم صاحب - لاہور
۶۱ - خالد صاحب - لاہور
۶۲ - مشتاق احمد صاحب - لاہور
۶۳ - ڈاکٹر عبدالوحید صاحب - لاہور
۶۴ - محمد رمضان صاحب - وزیرآباد -
۶۵ - عبدالحق صاحب لاہور چھاؤنی
۶۶ - منظور احمد صاحب لاہور
۶۷ - شیخ عزیز احمد صاحب - وزیرآباد
۶۸ - محمد عبداللہ صاحب مصری شاہ لاہور
۶۹ - مخدوم خدا بخش صاحب - لاہور
۷۰ - نواب دین صاحب - وزیرآباد
۷۱ - مولوی محمد علی صاحب مسلم ٹاؤن لاہور
۷۲ - سید اسد حسین صاحب - " " "
۷۳ - آفتاب احمد صاحب لاہور
۷۴ - سید ابوالحسن صاحب - لاہور
۷۵ - خلیفہ محمد اسلم صاحب ملوک - بدوملہی

اسماء احباب جو اجلاس مجلس معتمدین منعقدہ ۵/۳ ۴ء میں شریک ہوئے

۱ - حضرت مولنا صدرالدین صاحب امیر قوم ایدہ اللہ - لاہور
۲ - ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی بی ایس - لاہور
۳ - مولنا محمد یعقوب خاں صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
۴ - مولنا عزیز بخش صاحب بی اے احمدیہ بلڈنگس لاہور
۵ - ڈاکٹر حسن علی صاحب - گوجرانوالہ
۶ - پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم ایس سی - پشاور
۷ - مولوی عبداللہ جان صاحب - پشاور
۸ - سید حسین شاہ صاحب - سفید ڈھیری
۹ - سید عبدالجبار شاہ صاحب سابق والئے سوات - ضلع مردان
۱۰ - ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب سول سرجن مردان
۱۱ - خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ انٹی کرپشن جج ایبٹ آباد -
۱۲ - قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد
۱۳ - بشارت احمد صاحب بقاء بی اے - راولپنڈی
۱۴ - ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن صاحب ایم بی بی ایس - راولپنڈی
۱۵ - مستری یعقوب علی صاحب ٹھیکیدار جہلم
۱۶ - شیخ عبدالعزیز صاحب - سوداگر چشمہ جہلم
۱۷ - خواجہ محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار - سیالکوٹ شہر
۱۸ - شیخ محمد عبداللہ صاحب، گورنمنٹ ٹھیکیدار سیالکوٹ شہر
۱۹ - شیخ انعام اللہ صاحب مالک زمیندار کولڈ سٹوریج سیالکوٹ چھاؤنی -
۲۰ - چوہدری غضنفر علی صاحب رئیس بدوملہی ضلع سیالکوٹ
۲۱ - ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی - وزیرآباد
۲۲ - شیخ نثار احمد صاحب مالک وزیرآباد ٹینریز -
۲۳ - سیٹھ چراغ دین صاحب سوداگر کپڑا - گوجرانوالہ
۲۴ - ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کیمیکل اگزامینر - لاہور
۲۵ - کرنل سید بشیر حسین صاحب انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب
۲۶ - ایس اے رحیم صاحب ٹاؤن پلینر لاہور
۲۷ - خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر لاہور
۲۸ - چوہدری شکر اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی لاہور
۲۹ - ملک عبدالغنی خاں صاحب مالک امپیریل الیکٹرک کمپنی لاہور
۳۰ - شیخ عبداللطیف صاحب، جھنگ -
۳۱ - خان عبدالعزیز خاں صاحب مالک عزیز موٹرز و عزیز ہوٹل ملتان
۳۲ - شیخ میاں عطاء اللہ صاحب ملزاوز ملتان
۳۳ - چوہدری احسان الحق صاحب بی اے ایل ایل بی - آزاد کشمیر
۳۴ - چوہدری فضل حق صاحب - مظفرآباد
۳۵ - شیخ عبدالعلی صاحب ریٹائرڈ پی ایس سی کراچی
۳۶ - چوہدری امجد خاں صاحب رئیس کراچی
۳۷ - سید سلطان علی شاہ صاحب لاہور چھاؤنی
۳۸ - مولنا آفتاب الدین احمد صاحب ایڈیٹر لائٹ لاہور
۳۹ - خاں صاحب عبدالعزیز خاں صاحب ریٹائرڈ ایس پی پولیس لاہور
۴۰ - مرزا مسعود بیگ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور
۴۱ - شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی - ملتان
۴۲ - مولوی عبدالباقی صاحب - بنوں ۴۳ تا ۴۶ (باقی کالم اول کے نیچے)

۴۳ - شیخ عبدالرحمٰن ناظر صاحب انکم ٹیکس کمشنر راولپنڈی
۴۴ - آفتاب عالم خاں صاحب - پنجاب یونیورسٹی - لاہور
۴۵ - ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سول سرجن - ملتان -
۴۶ - محمد لطیف علوی صاحب - منڈی بہاؤالدین -

رفتار عالم

کراچی - ۱۲ مارچ - شاہ فیصل فرمانروائے عراق اور وارث تخت امیر عبد الالٰہ آج تیسرے پہر ۱۲ دن کے سرکاری دورے پر کراچی پہنچ گئے فضائیہ پاکستان کے ایک طیارے نے شاہی طیارے کا استقبال کراچی سے ۵۰ میل شمال کی طرف کیا تھا، یہ طیارہ شاہ فیصل کے ہوائی جہاز کے ساتھ کراچی آیا تھا - جونہی وہ ہوائی اڈے میں اترا سید عبد القادر جیلانی سفیر عراق متعین پاکستان اس میں داخل ہوئے اور انہوں نے شاہ کا خیر مقدم کیا - شاہ مسٹر غلام محمد گورنر جنرل کی معیت میں ہوائی اڈے سے باہر نکلے اور ایک خاص کار میں سوار ہو کر جلوس کی شکل میں گورنر جنرل ہاؤس میں روانہ ہو گئے جو ۱۲ میل دور ہے - اس سارے راستے میں بری بحری اور فضائی فوج کے نوجوان قطاریں باندھے کھڑے تھے - ان کے پیچھے ہزاروں مرد اور عورتیں اور بچے شاہ کا جلوس دیکھنے کے لئے موجود تھے شاہ کی کار کے پیچھے ملٹری پولیس کے ۴۰ نوجوان موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر جا رہے تھے تاکہ باڈی گارڈ کے فرائض سرانجام دے سکیں - جوں جوں شاہ کی کار آگے جاتی رہی عوام کی طرف سے تالیاں بجا بجا کر اور "عراق زندہ باد" "پاکستان زندہ باد" کے نعرے لگا کر شاہ کا استقبال کیا جاتا رہا شاہ ہاتھ ہلا ہلا کر عوام کے احترام کا جواب دیتے جاتے تھے - راستے میں کئی مقامات پر فوجی بحری اور فضائی فوجوں کے بینڈ باجے کھڑے تھے جو عراق اور پاکستان کے قومی ترانوں کی دھنیں بجا رہے تھے طلبہ کے لئے خاص جگہیں مقرر کی گئی تھیں -

نیویارک ۱۲ مارچ - نیویارک ٹائمز میں ایک مشہور امریکی مقالہ نویس رابرٹ کیمبل کا ایک طویل مضمون شائع ہے جس میں مرقوم ہے کہ پنڈت نہرو نے پاکستان کو ملنے والی امداد کے بارے میں اتنا شور مچا رکھا ہے لیکن اگر بھارت کے سنہ ۵۴-۱۹۵۵ء کے بجٹ پر سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ بھارتی حکومت نے آئندہ مالی سال کے لئے ۹ کروڑ ڈالر کی بیرونی مدد کا سہارا لیا ہے جس کا بیشتر حصہ امریکہ سے ملے گا -

لاہور ۱۲ مارچ - پاکستان کے وزیر صنعت خان عبد القیوم خان نے اوکاڑہ میں دسری کل پاکستان ٹیکسٹائل ٹیکنیکل ایسوسی ایشن کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کپڑے کے صنعتکاروں سے اپیل کی ہے کہ وہ مستقبل قریب کے متعلق ہمیں جب پاکستانی صنعت کو بیرونی منڈیوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا -

تہران - ۱۲ مارچ - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ایران کے سابق وزیر خارجہ حسین فاطمی آج گرفتار کر لئے گئے - گزشتہ اگست میں جب جنرل زاہدی نے ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تھا تو وہ روپوش ہو گئے تھے اور اور پولیس ان کی تلاش میں سرگرداں تھی -

ڈاکٹر حسین فاطمی کو ایک میونسپل افسر کے مکان سے گرفتار کیا گیا ہے - انہیں قید خانے لے جاتے وقت ایک مشتعل ہجوم کے کچھ افراد نے ان پر پانچ بار چاقوؤں سے حملہ کیا - انہیں فوراً فوجی ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا جہاں ان کی حالت بہت نازک بتائی جاتی ہے

ایرانی حکومت نے ان کا سراغ لگانے یا پتہ بتانے والے کو ایک ہزار پونڈ انعام دینے کا اعلان کیا تھا -

کراچی ۱۳ مارچ - پولیس نے کل رات ریٹائرڈ میجر جنرل ایم آئی مجید، مقامی ایڈووکیٹ مسٹر ریاض ہاشمی اور ایک تاجر مسٹر ایم سی سلویریا کو ان کے مکانوں سے مبینہ طور پر اسلحہ اور گولی بارود برآمد کرنے کے بعد گرفتار کر لیا -

پولیس نے مبینہ طور پر تین رائفلیں، دو ریوالور اور گولیوں کے کئی سو راؤنڈ برآمد کئے مسٹر ایم سی سلویریا کو آج آرمز ایکٹ (لائسنس کے بغیر اسلحہ رکھنا) کی دفعہ ۱۹ کے تحت ایک مقدمہ کا جواب دینے کے لئے ایڈیشنل سٹی مجسٹریٹ کراچی کی عدالت میں پیش کیا گیا - مجسٹریٹ نے ملزم کو ایک ہفتے کے لئے حوالات میں بھیج دیا - انہوں نے مزید حکم دیا کہ چونکہ مبینہ جرم قابل ضمانت ہے اس لئے ملزم پچاس پچاس ہزار روپے کی دو مچلکہ ضمانتیں داخل کر کے رہا ہو سکتا ہے -

کراچی ۱۳ مارچ - ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ۱۵ مارچ سے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر دو گاڑیاں چلائی جائیں گی - پہلی گاڑی کراچی اور حیدر آباد کے درمیان چلے گی اور دوسری روہڑی اور کوئٹہ کے درمیان چلے گی -

ڈھاکہ ۱۳ مارچ - مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ اور صوبائی مسلم لیگ کے صدر مسٹر نور الامین نے کہا ہے کہ مشرقی بنگال کے عام انتخابات آزادانہ اور منصفانہ نہیں ہوئے ہیں انہوں نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ میں متعدد بے ضابطگیوں کو مشرقی بنگال کے گورنر اور الیکشن کمشنر کے علم میں لے آیا ہوں - مسٹر نور الامین سے پوچھا گیا کہ کیا انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوئے ہیں انہوں نے جواب دیا میں نہیں سمجھتا کہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ تھے -

اوٹاوا - (کینیڈا ۱۳ مارچ) کینیڈا کے دو سائنسدانوں نے انسانی دماغ کا وہ حصہ معلوم کر لیا ہے جہاں خوشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں -

یہ انکشاف میکگل یونیورسٹی کی نفسیاتی تجربہ گاہ میں کیا گیا ہے -

کوئٹہ - ۱۳ مارچ - ٹریکٹروں کی مقامی ورکشاپ ۲۰ مارچ کو کام شروع کر دے گی - خیال ہے کہ یہ ورکشاپ مکمل ہونے پر پاکستان بھر میں ٹریکٹروں کی سب سے بڑی ورکشاپ ہو گی اس کی عمارت پر تین لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے جس کو حکومت پاکستان نے برداشت کیا ہے ورکشاپ کے لئے سات لاکھ روپے کا سامان حکومت امریکہ بیرونی منصوبوں کی سکیم کے تحت دے گی اس ورکشاپ میں ٹریکٹروں کے کل پرزے تیار ہو سکیں گے -

معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی ایک ورکشاپ پنجاب میں بھی تھل کے علاقے میں کھولی جائے گی -

لاہور - ۱۳ مارچ - چار سو خاندانوں پر مشتمل گیارہ سو مسلمان مہاجر آج یو پی میں اپنے گھروں میں واپس چلے گئے وہ سنہ ۱۹۵۰ء کے لیاقت نہرو معاہدے کے تحت بھارت واپس گئے ہیں -

قاہرہ ۱۳ مارچ - بنات نیل کے ایک وفد نے آج جنرل نجیب سے ملاقات کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ انہیں مصر کے انتخابات میں ان کا حصہ دلایا جائے - دوسری طرف بنات نیل کی مزید اراکین اپنی رہنما مادام دوریہ شفیق کے ساتھ بھوک ہڑتال میں شریک ہو گئی ہیں

لاہور ۱۳ مارچ - پنجاب ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ نے ایک تحریک چلائی ہے جس میں پیدل چلنے والے لوگوں کو ان سڑکوں پر دائیں طرف چلنے کی ترغیب دی جائے گی -

یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جن پر فٹ پاتھ بنے ہوئے نہیں ہیں ان پر پیدل چلنے والے لوگ اگر دائیں ہاتھ چلیں اور گاڑیاں وغیرہ ان کے پیچھے سے آئیں تو ان کی جان زیادہ محفوظ رہے گی۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اگر لوگ بائیں ہاتھ چلیں اور گاڑیاں وغیرہ ان کے پیچھے سے آئیں تو کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

کراچی - ۱۴ مارچ - گورنر جنرل نے مشرقی پاکستان میں دفعہ ۹۲ (الف) نافذ کر دی ہے آج کراچی میں سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ گورنر جنرل نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء کے بموجب گورنر مشرقی پاکستان کو ہدایت کی ہے کہ وہ گورنر جنرل کی طرف سے صوبے کے نظم و نسق کے سارے اختیارات سنبھال لیں -

لاہور ۱۴ مارچ - امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق ربوہ سے موصول ہونے والی تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر ریاض قدیر نے کل مرزا صاحب کے زخم کھول کر مرہم پٹی کی۔ زخم میں رطوبت کو جذب کرنے کے لئے جو بتی ڈالی گئی تھی وہ بھی نکال لی گئی ڈاکٹر ریاض قدیر نے زخم کی حالت کو تسلی بخش قرار دیا ہے زخم کی بتی نکالنے کی وجہ سے مرزا صاحب کی درد کی تکلیف زیادہ ہو گئی ڈاکٹر ریاض قدیر کے بیان کے بموجب درد کی زیادتی کی وجہ بتی لگانے سے پیدا شدہ رگڑ ہے - آخری اطلاع کے مطابق مرزا صاحب کی درد میں بھی کچھ فرق ہے اگرچہ ضعف کی شکایت بدستور ہے ان کا ٹمپریچر ۹۹.۳ ہے -

وی آنا ۱۴ مارچ - آسٹریلیا کے کاشتکاروں کی انجمن نے پاکستان سے تجارت بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے - اعلان میں کہا گیا ہے کہ آسٹریلیا پاکستان

پیغام صلح مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور — فون نمبر ۷۳۷۴

۲۰ مارچ ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر: مرتضیٰ خاں حسن (بی اے)

د دست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مؤرخہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۴

جواہر ریزے

معاشرہ یا سوسائٹی کے متعلق

قرآن سے:

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْہُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْہُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِہْتُمُوْہُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۔

(الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستے ہیں وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں۔ عجب نہیں کہ جن پر ہنستی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو ان حرکات سے باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔ مسلمانو! لوگوں کے متعلق ظن کرنے سے بچو کیونکہ بعض ظن گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے برا کہے بھلا تم میں سے کوئی گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو تم کو گوارا نہیں اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔

(قرآن مجید سورہ الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

حدیث سے:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللّٰہ اخوانا المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ بحسب امرء من الشر ان یحقر اخاہ المسلم علی المسلم حرام مالہ ودمہ وعرضہ ان اللّٰہ لا ینظر الی صورکم ولا اجسادکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم التقوی ھھنا ویشیر الی صدرہ۔ الا لا یبیع بعضکم علی بیع بعض وکونوا عباد اللّٰہ اخوانا ولا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث۔

(مسلم)

ابوہریرہ جناب رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگو! تم اپنے تئیں ظن سے بچاؤ کیونکہ ظن کرنا بہت جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹٹول اور باتوں کی جستجو میں نہ رہا کرو نہ ایک دوسرے کی ریس کرو نہ باہم حسد کرو نہ بغض اور دشمنی رکھو نہ ملاقات ترک کرو اور اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تو چاہیئے کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرے نہ اس کی مدد اور حمایت سے ہاتھ کھینچ لے۔ نہ اسے حقیر جانے۔ آدمی کو اتنی ہی برائی بس کرتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال اور خون اور آبرو حرام ہے خدا تمہاری صورتوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ اور حضور صلعم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تقوٰی اس جگہ ہے تقوٰی اس جگہ ہے۔ خبردار! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید و فروخت پر سبقت کر کے) خرید و فروخت نہ کرے اور خدا کے بندو! تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ کسی مسلمان

حضرت ابوبکر صدیق کی صداقت و وفاداری

حضرت امام الزمان کی نظر میں

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق اس مصیبت کے وقت ظاہر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفار کی رائے اخراج کی بھی تھی۔ مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپ کے قتل پر تھی۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا نمونہ دکھلایا جو ابدالآباد تک کے لئے نمونہ رہے گا۔ اس مصیبت کی گھڑی میں آنحضرت صلعم کا یہ انتخاب ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وائسرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کے لئے انتخاب کرے تو اس کی رائے صائب اور بہتر ہوگی یا ایک بیوقوف کی۔ ماننا پڑے گا کہ وائسرائے کا انتخاب بہرحال موزوں اور مناسب ہوگا۔ کیونکہ جس حال میں کہ وہ سلطنت کی طرف سے نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس کی وفاداری، فراست اور پختہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب ہی تو زمام سلطنت اس کے ہاتھ میں دی ہے۔ پھر اس کی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھ لینا نامناسب امر ہے۔ یہی امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کا تھا۔ اس وقت آپ کے پاس ۷۰، ۸۰ صحابہ موجود تھے جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مگر ان سب میں سے آپ نے اپنی رفاقت کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی انتخاب کیا۔ اس میں سر کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالےٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اس کا فہم اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے آتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف اور الہام سے بتا دیا۔ کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اس ساعت عسر میں آپ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔ حضرت مسیح پر جب اس قسم کا وقت آیا تو ان کے شاگرد ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ایک نے لعنت بھی کی، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا پورا ساتھ دیا۔ اور ایک غار میں جس کو غار ثور کہتے ہیں آپ جا چھپے۔ شریر کفار جو آپ کی ایذارسانی کے لئے منصوبے کر چکے تھے تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل سر پر ہی آ پہنچے ہیں، اور اگر کسی نے ذرا نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا۔ اور ہم پکڑے جائیں گے، اس وقت آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ کچھ غم نہ کھاؤ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ یہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ معنا میں آپ دونوں شریک ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے اللہ تعالےٰ نے ایک پلہ پر آنحضرت صلعم کو اور دوسرے پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو رکھا۔ اس وقت دونو ابتلا میں ہیں۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانے والا ہے دشمن غار پر موجود ہیں۔ اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی لو کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ یہاں انسان کا گذر اور تحمل کیسے ہوگا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے۔ کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں۔ اور آپ بڑی صفائی سے ان کو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور دیوانے کی طرح بڑھے آتے ہیں۔ لیکن آپ کی کمال شجاعت کو دیکھو۔ کہ دشمن سر پر ہے اور آپ اپنے رفیق صادق صدیق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (الحکم جلد ۹ نمبر ۱۲)"

روزنامہ پیغام صلح ——— ۲۰ مارچ ۱۹۵۴ء

انجمن کی مالی مشکلات کا حل

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

جمہوریت۔ مساوات۔ حریت اور اخوت کے جس پاکیزہ جذبہ کے ماتحت مجلس معتمدین اور مشاورت کا گذشتہ اجلاس عمل میں آیا۔ وہ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ خدا کے مامور کی یہ جماعت ایک زندہ جماعت ہے۔ اور اس میں زندہ رہنے کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ اگرچہ بظاہر فضا بہت مکدر تھی۔ اور حالات ایسے تھے جن سے جماعت کے قوائے عمل میں اضمحلال پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ مگر اللہ تبارک و تعالےٰ کا احسان عظیم ہے کہ دور و نزدیک سے قوم کے سربرآوردہ اصحاب اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے دردمندی کے ساتھ قومی معاملات کو سلجھانے کے لئے مرکز میں جمع ہوگئے۔ ایک فعال اور زندہ جماعت سے ایسی ہی توقع کی جاسکتی تھی۔ جس برادرانہ سپرٹ کے ساتھ پیش آمدہ معاملات پر غور و خوض کیا گیا وہ احمدیت کی تاریخ میں شان خصوصی کی مظہر ہے اور امید ہے کہ اب اسی سپرٹ کے ساتھ احباب جماعت اپنی اپنی جگہ مصروف عمل ہو جائیں گے۔ اور قومی ضروریات کی طرف بیش از پیش توجہ مبذول فرمائیں گے ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اس وقت سب سے بڑی ضرورت انجمن کی مالی حالت کو مضبوط کرنا ہے۔ ہمارے احباب کو معلوم ہے کہ انجمن کے بجٹ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ کا خسارہ ہے، اگرچہ انجمن کے ارباب حل و عقد کے پیش نظر اور ذرائع بھی ہیں مگر اس باب میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی تجویز کو بروئے کار لانا بھی احباب جماعت کا فرض ہے۔ حضرت ممدوح کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہر احمدی ایک ماہ کی آمد کا چوتھا حصہ دے۔ یہ ایک نہایت مفید اور ضروری تحریک ہے۔ اگر اس تحریک پر ہمارے احباب عمل پیرا ہونے کا تہیہ کرلیں تو انجمن کی مالی مشکلات ایک حد تک حل ہوسکتی ہیں، ایک زندہ اور فعال جماعت کے لئے اس قدر قربانی کچھ زیادہ نہیں۔ یہ جماعت ایسی قربانیوں کی عادی ہے۔ اور ضرورت کے وقت اس سے بھی زیادہ قربانی کرتی رہی ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ ایک ماہ کی پوری پوری آمد بھی باقساط یا یکمشت جماعت کے اکثر احباب دیتے رہے ہیں۔ اس وقت جبکہ جماعت کے بعض دوست ہم سے بچھڑ گئے ہیں کسی قدر زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہے۔

یہ تحریک حضرت امیر نے سالانہ جلسہ پر کی تھی اب جنرل کونسل کے موقعہ پر آپ نے جب اس کی یاد دہانی کرائی تو بعض اصحاب نے باوجود اس کے کہ وہ ایک دفعہ دے چکے تھے دوبارہ تنخواہ کا چوتھا حصہ دینے کا وعدہ کیا۔ اللّٰھم زد فزد

جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور دوسرے عہدیداروں کو اس طرف فوری توجہ مبذول کرنی چاہیئے اور اس تحریک کو جس میں انجمن کے بقا کا سوال ہے پروان چڑھانے کے لئے پوری پوری سعی کرنی چاہیئے جماعت میں ایثار کرنیوالوں کی کمی نہیں۔ صرف تحریک کی ضرورت ہے اور یہ مقامی عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ جب تک کامیابی نہ ہو تحریک کو جاری رکھیں۔ یہ تحریک آج ہی شروع کر دینی چاہیئے، اور اس کی کامیابی کی رفتار سے انجمن کے دفتر کو بھی وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہنا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ؎

نو بذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

(بقیہ کالم ۲)

مطابق تھا۔ لیکن اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ رسول کریم صلعم نے کوئی کام حکم الٰہی کے نزول سے پہلے اپنے اجتہاد سے کیا اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف حکم دیا تو اسکو نہ تو عتاب کہا جاسکتا ہے اور نہ اس فعل کو آپ کے اپنے اجتہاد سے کیا خلاف عصمت ٹھیرایا جاسکتا ہے۔ ایک عام مجتہد کے متعلق بھی [illegible] ...

شاہِ عراق کا ورود مسعود

اسلام نے اپنے بین الاقوامی اُصولوں اور اخوت اسلامی اور مساوات انسانی کے عالمگیر پیغام سے اقوام عالم بالخصوص مسلمان اقوام میں جو جذبہ اتحاد و اخوت پیدا کیا ہے اسی کا یہ کرشمہ ہے آج ہم کبھی ترکی کو پاکستان کے ساتھ عہد اخوت استوار کرتے ہوئے اور کبھی مصر اور دیگر اسلامی سلطنتوں کو باہمی اخوت کی ...... سلک میں منسلک ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، اسی سلسلہ کی تازہ ترین کڑی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت شاہ فیصل والئے عراق اور وارث تاج شہزادہ عبدالالہ ورود فرمائے پاکستان ہوئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری پر اہل پاکستان نے جس خوشی و مسرت کا اظہار کیا ہے اور پاکستان کے جن مقامات کو آپ کے قدوم میمنت لزوم کا شرف حاصل ہوا ہے وہاں کے عوام نے جس جذبۂ شوق و خلوص کے ساتھ آپ کا استقبال کیا ہے، اس سے پتہ لگتا ہے کہ کلمہ توحید کی شرکت شاہان اسلام کو عوام کے کس قدر قریب لے آتی اور دونوں کے اندر ایک دوسرے کی محبت کو استوار کر دیتی ہے۔

یہ خصوصیت اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس کے ماننے والے قطع نظر رنگ و نسل ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اعلیٰ حضرت شاہ عراق کا ورود مسعود اسی جذبۂ اخوت کو تازہ کرنے اور پاکستان و عراق کے مملکتی تعلقات کو ہر رنگ میں استوار بنانے کا موجب ہوں گے۔

عراق کا ملک تاریخ اسلام میں ایک خاص عظمت و شہرت رکھتا ہے آشوریوں اور ساسانیوں کی عظیم سلطنتوں نے اس ملک میں جو شان و شوکت حاصل کی، وہ شاید اس عظمت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی جو سلطنت عباسیہ نے اپنی شاہانہ سطوت اور علمی ترقیوں سے حاصل کی، اگرچہ بعد میں مسلمانوں کی خانہ جنگیوں اور باہمی مناقشات نے اس عظیم سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ہلاکو خاں کے ہلاکت آفرین مظالم نے سرزمین عراق کو ایسے ہوشربا واقعات دکھائے جن کی یاد اب تک چشم انسانی کو خونبار کئے بغیر نہیں رہ سکتی، تاہم تاریخ کے انہی صفحات میں اسلامی کردار کے ایسے ایسے پاکیزہ اور اعلےٰ نمونے نظر آتے ہیں جو ایک مسلمان کے سر کو اونچا رکھنے کے لئے کافی ہیں بشرطیکہ وہ پھر اسی کردار کو اپنے اندر پھر پیدا کرلیں، پاکستان ایک نئی سلطنت ہے اور عراق کو بھی آزادی حاصل کئے زیادہ دیر نہیں گذری، اس لئے اگرچہ ابھی ان میں پرانی غلامی کے بہت سے ناپاک اثرات باقی ہیں تاہم یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ وہ اسلام اور قرآن کو اپنا رہبر بنا کر بہترین کردار اپنے اندر پیدا کرسکیں گے اور وہ وقت دور نہیں جب وہ ایک دوسرے کی رفاقت سے شاہان عباسیہ اور شاہان مغلیہ کے بہترین نمونے اور عظمت و شوکت دوبارہ دنیا میں لانے کا موجب ہوں گے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر دو سلطنتوں کو ایک دوسرے کا ایسا رفیق اور ممد و معاون بنائے رکھے کہ وہ جیسا کہ حق ہے ایک ہی شجر کے دو پاکیزہ ثمر ثابت ہوں۔

اجتہاد اور عصمت رسول

گذشتہ اشاعت میں "تاریخ اسلام کے جہاد آموز پہلو" کے عنوان سے مولانا محمد اکرم خاں رکن پاکستان دستور ساز اسمبلی کا خطبہ صدارت شائع ہوا ہے جو انہوں نے آل پاکستان ہسٹری کانفرنس میں دیا، خطبہ میں قرآن کریم کے متعلق جن تاریخی مباحث کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ان کی اہمیت سے انکار نہیں ہوسکتا اور ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا ممدوح نے تاریخ اسلام کے جن پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس کی ہے ان پر مسلمان محققین کو فی الفور توجہ کرنی چاہیئے، اس بارہ میں حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کی کتاب جمع قرآن سے بھی بہترین مواد مل سکتا ہے، جس سے فائدہ اُٹھا کر اسلامی تاریخ کے صفحات میں ایک اچھا اضافہ ہوسکتا ہے مولانا محمد اکرم خاں نے اپنے خطبہ میں ناسخ و منسوخ کی بحث کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی بتایا ہے کہ مفسرین نے قرآن کریم کی ایک آیت کو آیت عتاب قرار دیا ہے اور "منکرین عصمت انبیاء نے اس آیت سے عصمت رسول مقبول کے خلاف متعدد وجوہ سے استشہاد کیا ہے" جہاں تک آیت عتاب کا تعلق ہے، مولانا ممدوح نے نہایت معقول دلائل سے یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ آیت، آیت عتاب نہیں ہوسکتی کیونکہ رسول مقبول صلعم کے جس فعل پر اس آیت میں عتاب نازل ہونا خیال کیا جاتا ہے، وہ قرآن کریم کی دوسری آیت کے جو اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی عین

(باقی کالم اول کے نیچے)

مسیحی معتقدات کی بنیاد

کیتھولک مشنری سوسائٹی لنڈن کے وائس ریکٹر فادر تھامس ۔ لینڈ ڈی ڈی نے . . . .

لنڈن کے ایک جلسہ میں "پیغام عیسائیت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ مسیح کا پیغام ایمان اور محبت کا ہے جس کی دنیا کو آجکل سخت ضرورت ہے"۔ ایمان اور محبت کی ضرورت تو بے شک دنیا کو ہے مگر عیسائیت اس باب میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے اور جب تک عیسائی ممالک میں نسلی اور لونی امتیازات قائم ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ شرف صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے اس قسم کے تمام امتیازات مٹا کر رکھدیئے اور پیغمبر اسلام نے اپنے آخری خطبہ میں اعلان عام کیا کہ لا فضل للعربی علی العجمی ولا للعجمی علی العربی ولا للاحمر علی الاسود ولا للاسود علی الاحمر۔ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ بنی نوع انسان آدم سے پیدا ہوئے۔ اور آدم مٹی سے پیدا ہوا تھا۔

پھر اس سوال کے جواب میں کہ آیا جناب مسیح نے کہیں دعوےٰ کیا ہے کہ وہ خدا کے اکلوتے بیٹا ہیں؟ فاضل مقرر نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کہا اُن کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ ایسے تھے اور انہوں نے اپنے استاد سے ہی ایسا کہتے ہوئے سُنا ہوگا۔ سبحان اللہ! کیا عجیب منطق ہے۔ مدعی سست گواہ چست اسی کو کہتے ہیں مسیح خود تو دعوےٰ نہیں کرتے مگر شاگرد ہے اُڑاتے ہیں سچ ہے پیراں نمے پرند مریداں می پرانند۔ مسیح کا اکلوتا بیٹا ہونا مسیحی مذہب کے اصُول اساسی میں سے ہے اور اس پر ان کے ایمان کی عمارت کھڑی ہے مگر کیفیت یہ ہے کہ اس کی کوئی معقول اور نقلی سند ہی نہیں۔ جب تک مسیح خود ایک بات کا دعوےٰ نہ کریں" ان کے شاگردوں کا قول کب درخور اعتنا سمجھا جا سکتا ہے۔

اس کے برخلاف حضرت نبی کریمؐ کا دعوےٰ رسالت و نبوت کس قدر بیّن اور واضح الفاظ میں قرآن مجید اور احادیث میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں نام لے لے کر آپ کو نبی اور رسول پکارا گیا ہے اور بار بار پکارا گیا ہے اور آپ خود بڑے بڑے نازک موقعوں پر باواز بلند پکارتے ہیں . . . . . . "انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب" یعنے جس طرح یہ درست ہے کہ میں عبد المطلب کا بیٹا یا پوتا ہوں اسی طرح یہ درست ہے کہ میں خدا کا رسول اور نبی ہوں۔ ایمانیات کی بنیاد دھنی سنائی باتوں پر نہیں رکھی جاتی۔ مدعی کو چھوڑ کر کسی دوسرے شخص کے قول پر ایمان کی اساس رکھنا بالبداہت غلط طریق ہے۔

تثلیث جس پر عیسائی دنیا کا دار و مدار ہے، اس کے متعلق بھی فاضل مشنری نے فرمایا کہ یہ لفظ بائبل میں کہیں نہیں پایا جاتا مگر عہد نامہ جدید کی بعض آیات سے ایک تر شح ہوتا ہے"۔ ہم پھر وہ اپنی بات کہیں گے کہ ایمانیات کی بنیاد نصوص صریحہ بدیہیہ یعنی محکمات پر ہونی چاہیئے نہ کہ متشابہات پر۔ ایک بات یہاں سے اخذ کرنا اور دوسری وہاں سے اور اس پر ایمان کی عمارت کھڑی کرنا صریحًا غلط اصول ہے۔ اصول دین نہایت واضح اور بیّن الفاظ میں ہونا چاہیئے تاکہ ان کے ماننے اور سمجھنے میں کوئی تردد نہ ہو ادھر ادھر سے رطب و یابس نتائج اخذ کر کے اس کو بنیادی عقیدہ بنانا ہرگز دانشمندوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ دیکھ لیجئے قرآن مجید نے جن حقائق کو اصول دین قرار دیا ہے ان کا نہایت بیّن اور واضح الفاظ میں ذکر کیا ہے انہیں محکمات کا درجہ حاصل ہے۔ اور ان کے متعلق کوئی شک وشبہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں اصولی طور پر کہیں اختلاف نہیں محض فروع یا متشابہات میں اختلاف ہیں، سب ایک خدا کو مانتے ہیں سب ایک ہی نبی کی اتباع کا دم بھرتے ہیں۔ سب ملائکہ، کتب سابقہ اور سابقہ رسولوں کو بلا اختلاف مانتے ہیں اور سب روز حشر پر ایمان رکھتے ہیں اسی طرح اعمال میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو سب مانتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ یہ سب اصول دین ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ قرآن مجید میں نصاف مذکور ہیں . . . . سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک طرف تو عیسائیت کو مسیح کے اکلوتا بیٹا ہونے اور تثلیث پر ایمان رکھنے کے اس قدر بلند بانگ دعاوی ہیں اور دوسری طرف اگر ان کی سند مانگی جاتی ہے تو ان کا باطن کھوکھلا نظر سامنے آجاتا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیرایدہ اللہ، حضرت صاحب صدر اور دیگر بزرگان ملت بحمداللہ بخیر و عافیت ہیں۔

حیدرآباد دکن سے محترم شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں:-
"محترم مولوی محمد اصحاب صاحب رسالدار سیکرٹری جماعت گدگ نے حال ہی میں ایک محکمانہ امتحان دیا ہے وہ بزرگان و احباب سلسلہ سے دعائے کامیابی کے خواستگار ہیں"
امید ہے احباب سلسلہ ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں گے۔

— قاضی ثناءاللہ صاحب مرحوم کے صاحبزادہ قاضی محمد بشیر صاحب ساکن صدر بازار لاہور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ یہ قاضی صاحب کا دوسرا لڑکا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے نیک اور صالح بنائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہو۔

— مولوی محمد علی صاحب محصل انجمن لکھتے ہیں کہ میرا نسبتی بھائی غلام نبی بعارضہ دق وسل بیماز رہ کر ۱۳ مارچ کو فوت ہو گیا، احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے تمام لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

— تمار کوٹ ضلع ہزارہ سے کیپٹن عنایت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ

مجھے جماعت کے کئی اصحاب کی طرف سے اشتہاری پمفلٹ ملتے رہتے ہیں جن میں ایک دوسرے کو ایسے لفظوں میں خطاب کیا جاتا ہے جو تہذیب سے گرے ہوئے ہیں، مجھے ایسے اشتہارات سے نفرت ہے اور میں بغیر مطالعہ کئے ان کو ضائع کر دیتا ہوں، اشتہارات بھیجنے والے حضرات میری التماس ہے کہ آئندہ مجھے ایسے ٹریکٹ نہ بھیجا کریں۔

کیپٹن صاحب نے اس چٹھی میں ایسے لوگوں کے متعلق بہت

جمود کو توڑا جائے

قوم کے نوجوانوں سے ضروری درخواست

— وہی ہے قوم زندہ زندہ دل ہیں، نوجواں جس کے

دنیا میں اس تحریک کا مستقبل تاریک ہے اور حال پوری طرح روشن نہیں جس قوم کے نوجوانوں میں زندگی کی روح نہیں، کیونکہ قوموں کی زندگی نوجوانوں کی زندگی سے وابستہ ہے۔ اور پھر قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔

ہماری جماعت کا بڑا مقصد دین اسلام کو اطراف عالم میں پہنچانا ہے اس قدر اہم کام کے لئے اتنی ہی کوشش اور ہمت کی ضرورت ہے۔ اور یہ تنظیم اور اتحاد کے بغیر ممکن نہیں۔ اور بہترین عملی نمونہ کی ضرورت ہے۔

ان ہی باتوں کے پیش نظر مرکز کے نوجوانوں نے ایسوسی ایشن کا قیام کیا ہے کہ نوجوانوں میں مذہبی بیداری پیدا کی جائے۔ ان کو منظم کیا جائے۔ ان کی مذہبی، اخلاقی، ذہنی اور جسمانی ترقی کے لئے سہولتیں مہیا کی جائیں اور ان کو تحریر اور تقریر کی مشق کرائی جائے تاکہ وہ اسلام اور احمدیت کو دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ اور بزرگان سلسلہ کے کام کو جاری رکھ سکیں۔ جب تک کوئی منظم ماحول نہ پیدا کیا جائے جمود نہیں ٹوٹ سکتا۔ اور تنظیم سے جمود ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے ہماری قوم کے نوجوانوں کو تنظیم پیدا کرنے کے لئے اپنی اپنی جگہ ماحول پیدا کرنا چاہیئے جس میں موقعہ اور حالات کے مطابق اجتماعی طور پر تعمیری کام کئے جائیں۔ غیر احمدی نوجوان دوستوں کو بھی اپنے قریب لایا جائے۔ اس لئے ہم ممبران احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور تمام جماعت کے نوجوان دوستوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی جگہ نوجوانوں کا ایک حلقہ بنائیں اور انتخاب کر کے ہمیں بھیجیں اور اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ یہ نہ صرف قوم کے لئے اجتماعی طور پر بلکہ انفرادی طور پر بھی مفید ثابت ہوگا۔ امید ہے کہ قوم کے نوجوان ہماری اس آواز پر لبیک کہہ کر ایسا ماحول پیدا کریں گے ہمیں اپنی تجاویز بھی بھیجیں کہ کیسے نوجوانوں کی حالت زیادہ بہتر اور منظم کی جا سکتی ہے۔

خاکسار: سلطان محمد سرحدی سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

رفتار عالم

لاہور - ۱۸ مارچ - لاہور کے ہزاروں مرد، عورتوں اور بچوں نے آج اعلیٰ حضرت شاہ عراق ثانی اور وارث تاج امیر عبدالالٰہ کا پنجاب کے دارالحکومت میں پہنچنے پر انتہائی تپاک سے خیر مقدم کیا ۔ شاہی مہمان شام کو چار بجکر ۵ منٹ پر شاہی پاکستان فضائیہ کے ہوائی اڈے پر پہنچے۔ گورنر پنجاب میاں امین الدین اور پنجاب کے وزیر زراعت سردار عبدالحمید دستی نے ان کا استقبال کیا، سردار دستی، وزیر اعلیٰ ملک فیروز خان نون کی نیابت کر رہے تھے جو کراچی میں ہیں اعلیحضرت اور وارث تاج جیسے ہی گورنر جنرل کے ڈاکنگ سے باہر آئے انہیں اکیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ شاہی پاکستانی فضائیہ کے ایک دستے نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اور بینڈ نے عراق اور پاکستان کے قومی ترانوں کی دھنیں بجائیں۔ شاہی پاکستانی فضائیہ کے ہوائی اڈے سے گورنمنٹ ہوس تک چار میل کے لمبے راستے پر جدھر سے شاہی مہمان گزرنے والے تھے دونوں طرف فوج کے جوانوں کے علاوہ ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے کھڑے ہوئے تھے، جنہوں نے نوجوان شاہ کو دیکھ کر زوروں سے تالیاں بجائیں اور شاہ عراق زندہ باد کے نعرے لگائے۔ شاہی جلوس کے گزرنے تک فوج کے تقریباً ایک درجن بینڈ خاص خاص چوراہوں پر ولپذیر دھنیں بجا رہے تھے ۔

لنڈن ۱۸ مارچ - امریکی فوجی ماہرین کا وفد پیر تک کراچی میں پہنچ جائے گا ۔
یہ وفد دو ہفتے تک پاکستان کی فوجی ضروریات کا جائزہ لے کر فوجی امداد کا پروگرام تیار کریگا ۔

قاہرہ ۱۸ مارچ میجر صالح سلیم نے ایک بیان میں کہا کہ سویز کے علاقہ میں مصری باشندوں پر اس طرح حملے جاری رہے تو مصر خاموش نہیں رہیگا ۔

ڈھاکہ ۱۸ مارچ - ۲۳۷ مسلم حلقوں میں سے ۱۲۰ کے نتائج نکل چکے ہیں، ان میں سے ۱۱۰ نشستوں پر متحدہ محاذ کا قبضہ ہو گیا ہے، اس وقت پارٹی پوزیشن یہ ہے، متحدہ محاذ ۱۱۰ مسلم لیگ ۴ - آزاد ۶، اس وقت تک مسلم خواتین کے پانچ حلقوں کا نتیجہ نکلا ہے ۔ ان سب حلقوں میں متحدہ محاذ کی امیدوار خواتین کامیاب ہوئی ہیں ۔

واشنگٹن ۱۸ مارچ - اطلاع ملی ہے کہ چند روز ہیشتر امریکی سائنسدانوں نے کلینسی دیجرا لکاہل میں جس ہائیڈروجن بم کا تجربہ کیا تھا وہ اس ہائیڈروجن بم سے کئی گنا زیادہ تھا جس کا تجربہ ۱۹۵۲ء میں کیا گیا تھا ۔
جاپان کی طرف سے اس ہائیڈروجن بم کے دھماکے کے سلسلہ میں امریکہ کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ امریکہ نے بغیر انتباہ کے اس بم کا تجربہ کیا ہے، دھماکے کے وقت بڑے سمندروں میں جاپانی ماہی گیر مچھلیاں پکڑ رہے تھے انہیں تابناکی سے بڑا نقصان پہنچا ہے ۔

لاہور - ۱۷ مارچ - میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا، اس کا زخم بقول "الفضل" ٹھیک ہونے کی کیفیت تسلی بخش ہے البتہ میاں صاحب کے دونوں پاؤں میں نقرس کے شدید درد کی وجہ سے بے چینی بہت ہے ٹمپریچر بھی بڑھ گیا ہے ۔

کراچی ۱۸ مارچ ۔ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خاں نے آج پارلیمنٹ کے وقفہ سوالات میں مسٹر نور احمد کو بتایا کہ جلد از جلد جب بھی ممکن ہو گا مصر میں پاکستانی سفیر مقرر کر دیا جائے گا۔ مسٹر احمد جعفر کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر خوراک و صنعت خان عبدالقیوم خان نے ایوان کو یقین دلایا کہ حکومت چینی کی قیمت کم کرنے پر سرگرمی سے غور کر رہی ہے چینی کے سلسلے میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ملک کو خود کفیل بنایا جائے ۔

تونس ۱۸ مارچ۔ کل پھر تونس میں شدید فساد ہو گیا - ہزاروں عربوں نے موٹروں اور بسوں پر سنگ باری کی جن میں فرانسیسی بیٹھے تھے، انہوں نے قوم پرست لیڈر حبیب بورقیبہ کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا۔ تونس میں گزشتہ تین دن سے ہڑتال جاری ہے اور کاروبار بالکل بند ہے، کاروان سوس، اور بعض دوسرے شہروں سے مظاہروں کی خبریں آئی ہیں ۔

لاہور - ۱۸ مارچ ، پانچویں تعلقات دولت مشترکہ کانفرنس کے برطانوی وفد نے اصولی طور پر پاکستان کے لئے امریکی امداد کے سلسلے میں اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے تاکہ وہ اپنی معاشی حالت اور دفاع کو مضبوط کر سکے ۔ آج تمام مندوبین کی ایک گول میز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۴ء تک کے عرصے کو دولت مشترکہ کے بہت زیادہ استحکام کے عرصہ سے تعبیر کیا گیا ۔

نئی دہلی ۱۸ مارچ سٹیٹسمین دہلی نے آج یہ خبر شائع کی ہے کہ فوجی مبصروں کے موجودہ تنازعے کا براہ راست نتیجہ یہ ہوا ہے کہ امریکی شہری موسم گرما میں سرکاری کام سے یا تفریح کے لئے جموں اور کشمیر نہیں جائیں گے ۔

تہران ۱۸ مارچ۔ آج شہنشاہ ایران نے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا افتتاح کیا - جب سے ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹا ہے یہ پہلا موقع ہے کہ پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا ہے ۔ شہنشاہ نے اپنی تقریر میں اس امر پر زور دیا ہے کہ ایران کو اپنی فوجی طاقت بڑھانی چاہیئے اور اپنے قدرتی وسائل کو کام میں لانا چاہیئے ۔

کلکتہ ۱۸ مارچ - بھارت کے پٹ سن کے کارخانہ داروں کی انجمن کے صدر مسٹر گارڈنر نے ایک بیان میں کہا کہ پاکستان میں پٹ سن کی صنعت جس تیز رفتاری سے ترقی کر رہی ہے وہ بھارتی صنعت کے لئے خطرہ پیدا کر رہی ہے ۔

پشاور ۱۸ مارچ۔ کل رات حکومت سرحد کی طرف سے شاہ فیصل اور امیر عبدالالٰہ کے اعزاز میں شاندار دعوت دی گئی اس موقعہ پر وزیر اعلیٰ نے سول اور فوجی افسروں سے شاہ اور امیر عبدالالٰہ کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد خٹک ناچ ہوا - وزیر اعلیٰ نے قبائلی علاقے میں تیار شدہ "رائفلیں" شاہ اور امیر کی خدمت میں پیش کیں ۔

پشاور ۱۸ مارچ - آج سرحد اسمبلی میں بجٹ پر عام بحث شروع ہوئی۔ بحث کا آغاز مخالف پارٹی کے لیڈر پیر مانکی شریف نے کیا انہوں نے بجٹ پر بہت نکتہ چینی کی لیکن ساتھ ہی یہ اعتراف بھی کیا کہ بجٹ میں پہلی مرتبہ حقیقت پسندی سے کام لینے کی کوشش کی گئی ہے ۔

نئی دہلی ۱۸ مارچ ۔ پنڈت نہرو نے کونسل آف سٹیٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اخبارات کی یہ اطلاع درست نہیں کہ بھارت نے کشمیر آنے والے امریکی فوجی مبصروں کو ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے ۔ آپ نے کہا کہ اکا دکا امریکی مبصروں سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کا بھارت کے موجودہ مطالبے سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ امریکی فوجی مبصر ناطرفدار نہیں رہتے
آپ نے کہا کہ موجودہ مطالبہ اس وجہ سے کیا جا رہا ہے کہ امریکہ نے پاکستان کو فوجی امداد دے کر جانبداری سے کام لیا ہے ۔ لہٰذا اس کے فوجی مبصر ناطرفدار کہلانے کے مستحق نہیں رہے ۔
آپ سے پوچھا گیا کہ امریکہ کی طرف سے پاکستان کو کتنی اور کن شرائط پر امداد دی جائے گی ۔
پنڈت نہرو نے لاعلمی کا اظہار کیا ۔

کراچی ۱۸ مارچ ۔ مشرقی بنگال کے انتخابی نتائج کے پیش نظر کراچی میں مسٹر محمد علی کی حکومت کے مستقبل اور حکومت مشرقی بنگال سے مرکزی حکومت کے آیندہ تعلقات کے سلسلہ میں قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں - عام خیال یہی ہے کہ اب مرکز میں مخلوط وزارت قائم ہو گی اور متحدہ محاذ کو مرکز میں نمایندگی دینا ناگزیر ہو جائے گا ۔

لاہور ۱۸ مارچ - تحریک آزادی کشمیر کے رہنما چوہدری غلام عباس نے کل یہاں مسلم کانفرنس لاہور سرکل کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ کشمیر کے متعلق پنڈت نہرو کے غیر مصالحانہ رویہ کے پیش نظر اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی قرارداد لاہور کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔
اتحاد و تنظیم کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے چوہدری صاحب نے کہا کہ کشمیر کو آزاد کرانے کی جدوجہد کو کامیاب بنانے کے لئے آپ کی صفوں میں مکمل اتحاد ہونا چاہیئے ۔

راولپنڈی ۱۸ مارچ - سید مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی ایم ایل اے کے خلاف تیوز پرنٹ کی مبینہ بلیک مارکیٹنگ کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے، اس کی سماعت ۱۲ اپریل تک ملتوی ہو گئی ۔
سید مصطفیٰ شاہ گیلانی نے عدالت میں درخواست کی تھی کہ وہ مقدمے کے انتقال کے لئے ہائیکورٹ میں درخواست پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ اس لئے سماعت ملتوی کی جائے ۔ مقدمہ کی سماعت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راولپنڈی کر رہے ہیں ۔

پیغام صلح مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۴ء - رجسٹرڈ ایل ۸۲۳۸ شمارہ نمبر ۱۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — تار کا پتہ: تبلیغ، لاہور — فون نمبر ۳۴۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ

آرگن

پیغامِ صلح

اِدارۂ تحریر
مرتضےٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲	یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۷ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۵۴ء	نمبر ۱۵

جواھر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم خمسٌ۔ رد السلام و عیادۃ المریض واتباع الجنازۃ واجابۃ الدعوۃ و تشمیت العاطس (بخاری) وزاد مسلمٌ و واذا دعاك واذا استنصحك فانصح لہ (مسلم)

ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام علیک کا جواب دینا مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، چھینکنے والے کے جواب میں یرحمکم اللہ کہنا (بخاری) امام مسلم نے اس پر یہ زیادہ کیا ہے۔ جب تجھے تیرا مسلمان بھائی کھانے کے لئے بلائے تو اس کو قبول کرے، اور جب وہ کوئی خیر خواہی کی بات تجھ سے پوچھے تو جس میں اس کی خیر خواہی ہو وہ مشورہ دے۔ (مسلم)

عن ابی موسےٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعموا الجائع وعودوا المریض وفکوا العانی (بخاری)

ابو موسےٰ رض سے روایت ہے کہ آنحضور صلعم نے فرمایا۔ لوگو! بھوکوں کو کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو۔ اور قیدی کو قید سے چھڑاؤ (ایسا قیدی جو قرض وغیرہ کی مصیبت کی وجہ سے قید ہوا ہو یعنی اس کا قرض ادا کر کے اسکو رہا کراؤ۔ (بخاری)

حاضر مرا سر ہے

(حسن)

مضطر ہے بہت دل مرا بے تاب جگر ہے
غم اُن کے بچھڑنے کا مجھے شام و سحر ہے[1]

ناراض اگر اہلِ جہاں ہیں تو بلا سے
مجھ کو تو فقط اُس کی رضا مدِ نظر ہے

کیا راز ہے ہم دیر نشینوں کا خدا سے
صوفی کو ہے معلوم نہ ملا کو خبر ہے

کھل جائے درِ لطفِ خدا جس سے وہ کیا ہے
اک نالۂ شبگیر ہے اک آہِ سحر ہے

دشمن کے ڈرانے سے میں ڈرتا نہیں ہرگز
ڈر ہے تو فقط ایک خدا کا مجھے ڈر ہے

سو جان سے میں ملتِ احمد پہ فدا ہوں
اس راہ میں کٹ جانے کو حاضر مرا سر ہے

[1] ان دوستوں کی طرف اشارہ ہے جو ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔

زکوٰۃ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے فتاوے

معلق مال کی زکوٰۃ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ تجارت کا مال جو ہے جس میں بہت سا حصہ خریداروں کی طرف ہوتا ہے اور اگراہی میں پڑا ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ جو مال معلق ہے اس پر زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اپنے قبضہ میں نہ آجائے لیکن تاجر کو چاہیئے کہ حیلہ بہانہ سے زکوٰۃ کو نہ ٹال دے آخر اپنی حیثیت کے مطابق اخراجات بھی تو اسی مال میں سے برداشت کرتا ہے تقوےٰ کے ساتھ اپنے مال موجودہ اور معلق پر نگاہ ڈالے اور مناسب دے کر خدا تعالےٰ کو خوش کرتا رہے بعض لوگ خدا کے ساتھ بھی حیلے بہانے کرتے ہیں یہ درست نہیں۔

(الحکم ۱۷ر جولائی ۱۹۰۷ء ۔ البدر ۱۱ر جولائی ۱۹۰۷ء ص۳)

زیور کی زکوٰۃ بعض عورتیں زکوٰۃ دینے کے لائق ہوتی ہیں اور بہت سا زیور ان کے پاس ہوتا ہے۔ مگر وہ زکوٰۃ نہیں دیتی ہیں، جو زیور استعمال میں آتا ہے اس کی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھی پہنا جائے اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے، جو زیور پہنا جاوے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اس کی نسبت یہ فتوےٰ ہے کہ اس کی زکوٰۃ نہیں اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنے موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں، اور جو زیور روپیہ کی طرح رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو اختلاف نہیں۔

(الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۵ء ص۱۱)

مکانات و جواہرات پر زکوٰۃ کسی شخص کا خط سے سوال پیش ہوا کہ میرا پانچ سو روپیہ کا حصہ ایک مکان میں ہے کیا اس حصہ میں مجھ [illegible] ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا جواہرات و مکانات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (بدر ۱۴ر [illegible] ۱۹۰[illegible]ء)

مکان اور تجارتی مال پر زکوٰۃ ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ کہ مکان خواہ کتنے ہزار روپیہ کا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اگر کرایہ پر چلتا ہو تو آمد پر زکوٰۃ ہے ایسا ہی تجارتی مال پر جو مکان میں رکھا ہے زکوٰۃ نہیں حضرت عمر رض چھ ماہ کے بعد حساب کر لیا کرتے تھے اور روپیہ پر زکوٰۃ لگائی جاتی تھی۔

(البدر ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء ص۴)

قرض پر زکوٰۃ ایک شخص کا سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا کہ جو روپیہ کسی شخص نے کسی کو قرض دیا ہوا ہے کیا اس کو زکوٰۃ دینی لازم ہے۔ فرمایا نہیں۔

(البدر ۱۱ر فروری ۱۹۰۷ء ص۵)

زکوٰۃ قومی بیت المال میں بھیجیئے

رجب کا مہینہ عموماً زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے جو دوست اس مہینہ میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں انکی یاد دہانی کیلئے عرض ہے کہ ماہ رجب کے صرف تیرہ دن باقی رہ گئے ہیں، وہ مہربانی فرما کر اپنے اموال و جائداد کا حساب کر کے جو رقم زکوٰۃ کی واجب الادا ہو اسکی جلد ادائیگی فرما کر حکم الٰہی کی تعمیل سے سبکدوش ہوں یہ بھی یاد رہے زکوٰۃ کا قومی بیت المال میں آنا ضروری ہے یہاں مستحقین میں تقسیم کا مناسب انتظام کیا جاتا ہے، آپ کے نزدیک اگر مستحقین ہیں تو اس کی سفارش فرما سکتے ہیں از خود تقسیم کرنا مناسب نہیں، تمام رقوم فنانشل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام آنی چاہیئیں۔

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۵۷ء

سرمایہ داری اور اشتراکیت کا علاج

اسلام مذہب فطرت ہے، جذبات کی آبیاری کرنا اسی کا کام ہے انسانی ہمدردی کا جذبہ انہی فطری جذبات میں سے ہے اسلام نے اس فطری تقاضا کو پورا کرنے کیلئے منجملہ ذرائع زکوٰۃ کا نظام قائم کیا ہے زکوٰۃ کا لفظ لغوی طور پر زکا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں

(۱) بڑھنا یا ترقی کرنا

(۲) پاک و صاف کرنا

گویا زکوٰۃ کے مفہوم میں دو باتیں شامل ہیں ایک یہ کہ اس سے مال بڑھتا ہے، گھٹتا نہیں اور دوسرے یہ کہ اس سے نفس انسانی کا تزکیہ ہوتا ہے

اس مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ان معاشرتی اور تمدنی فوائد پر غور کیا جائے جو زکوٰۃ کے حکم میں مرکوز ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ زکوٰۃ انفرادی ترقی و تزکیہ سے بڑھکر قومی ترقی اور کئی ایک معاشرتی اور تمدنی خرابیوں سے تطہیر کا موجب ہے آج دنیا میں سرمایہ داری اور تقسیم دولت کا سوال بڑے بڑے مفکرین کے لئے تشویش کا موجب بنا ہوا ہے نظام زکوٰۃ اس سوال کو نہایت عمدگی سے حل کر دیتا ہے۔

زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ امراء کے اموال میں سے ایک حصہ غرباء اور مساکین کے لئے وقف کیا جائے۔ ایک مہذب اور متمدن قوم کا فرض ہے کہ وہ ایسے تمام افراد کی معیشت کا انتظام کرے کیونکہ جس قوم کے افراد محتاجوں اور مسکینوں کی امداد نہیں کرتے وہ قوم خود آخر کار سب کی سب محتاج اور مسکین ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب قوم کے مساکین بیچارگی کی حالت میں مر گئے اور وہ معاشرہ کے لئے مفید اعضاء ثابت نہ ہوئے تو ان کی اولاد ان سے بھی زیادہ ابتر حالت میں ہو گی اس طرح سے تمام قوم آہستہ آہستہ مفلوک الحال ہو جائے گی اور بالآخر قوم کی قوم مفلس اور نادار ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی۔ اور جن چند افراد کے پاس مال و دولت ہو گی ان کی عزت بھی خاک میں مل جائے گی کیونکہ قوم کی عزت سے افراد کی عزت وابستہ ہے، جب قوم کی عزت نہ رہی تو افراد خود بخود ذلیل ہو گئے یہ تھی قومی مصلحت جس کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ کے لئے اس قدر تاکید فرمائی، اسی وجہ سے ایک جگہ فرمایا وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ یعنی اللہ کے رستہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ پڑو۔ خدا کے رستہ میں خرچ نہ کرنا گویا اپنے ہاتھوں ہلاکت خریدنا ہے اور خرچ کرنے سے ہی گویا حیات ملی وابستہ ہے۔ اگر قوم میں ایک دوسرے سے ہمدردی اور امداد کا جذبہ نہیں تو وہ قوم زندہ نہیں رہ سکتی قوم وہی زندہ رہے گی جس میں باہمی ہمدردی اور باہمی امداد کی روح پائی جائے۔ یہ وہ سبق ہے جو تاریخ بارہا دوہرا چکی ہے، اور دوہراتی رہے گی۔

آج تقسیم دولت کا سوال بہت بڑا اہم مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یورپ کی مادی تہذیب نے سرمایہ داری کی لعنت پیدا کر کے بہت سی اقوام عالم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ تمام بڑی بڑی سلطنتیں سرمایہ داری کی اجارہ داری ہو گئی ہیں اور ایک کو مفلسی اور غربت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ سوویٹ روس نے اس کا حل اشتراکیت میں تلاش کیا جس کا مقصد یہ ہے کہ تمام جائداد حکومت کی سمجھی جائے جو ہر فرد کو ایک حد تک سامان زندگی بہم پہنچائے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ سکیم تقریباً ناممکن العمل ہے کیونکہ جہاں انسان میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پایا جاتا ہے اس کو اپنے آپ کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ بھی ہے اور یہ جذبہ زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے ایسی سکیم خلاف قوانین قدرت و فطرت ہے اور اس لئے ناقابل عمل درآمد ہے یہ شرف صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے تقسیم دولت کا مسئلہ حل کر دیا اور یہ حکم دیا کہ دولت ایک ہی طبقہ یا ایک ہی ہاتھ میں جمع نہ ہونے دی جائے بلکہ سب طبقات میں چلتی پھرتی رہے، چنانچہ فرمایا ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم جو مال اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو بستیوں والوں سے دلایا وہ اللہ اور رسول کے لئے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ تم میں سے دولتمندوں کے اندر مال نہ پھرتا رہے، یہ وہ غرض ہے جس کو پورا کرنے کے لئے زکوٰۃ کو اسلام نے ایک منظم ادارہ کی شکل میں قائم کیا اور یہ حکم دیا کہ ہر صاحب نصاب اپنی جائداد کا ۱/۴۰ حصہ قومی بیت المال میں جمع کرائے جہاں سے مستحقین کی امداد کی جائے اس تجویز سے دولت چند ہاتھوں میں ہی محدود نہیں رہ سکتی بلکہ قوم کے تمام افراد میں گردش کرتی رہے گی جس طرح قالب انسانی میں سے خون جسم کے تمام رگوں ریشوں میں چکر لگاتا ہے اسی طرح سے دولت مرکز اسلام سے قوم کے تمام افراد تک پہنچتی رہیگی۔ اس سے انفرادی کوشش کا جذبہ بھی نہیں مریگا اور قوم کی مشکلات کا بھی حل ہو جائیگا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ زکوٰۃ کیلئے اسلام میں بیت المال کا نظام قائم کیا گیا ہے کسی شخص کو اجازت نہیں کہ وہ اپنے طور پر جہاں چاہے زکوٰۃ دیدے بلکہ اس کو قوم کے بیت المال میں جمع کرانے کا حکم ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایسے لوگوں سے جنگ کیا تھا جنہوں نے زکوٰۃ بیت المال میں جمع کرانے سے انکار کیا تھا۔ تمام زکوٰۃ کا روپیہ بیت المال میں آنا چاہیئے اور مہتمم بیت المال کا فرض ہے کہ وہ اس کو حسب موقعہ اور حسب ضرورت تقسیم کرے۔

خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت کا اپنا بیت المال قائم ہے جس سے غرباء، مساکین، بیوگان، یتامیٰ اور دوسرے ضرورت مندوں کو باقاعدہ وظائف دیئے جاتے ہیں اور یکمشت امداد کی جاتی ہے۔ اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی زکوٰۃ کا حساب کر کے تمام روپیہ اپنے قومی بیت المال میں بھیجدیں۔ زکوٰۃ سے آپ کے اموال پاکیزہ ہو جائیں گے۔ زکوٰۃ ادا کر کے آپ دنیا کے ایک بہت بڑے مسئلہ کو حل کرنے میں امداد کا موجب ہونگے

اور آپ کو اسلام کی عظمت کا عملی ثبوت ملے گا ؎

زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رز را

چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور

سیاست مذہب کی آڑ میں

روزنامہ "ملت" لاہور اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مسٹر حسین شہید سہروردی مارچ میں پنجاب کا ایک دورہ کرنے والے ہیں تاکہ اس بے اطمینانی ناموافق ردعمل کا ازالہ کرنے کی کوشش کر سکیں جو مغربی پاکستان بالخصوص پنجاب کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے خیالات سے جن کی بنا پر متحدہ محاذ میں شامل مسٹر سہروردی کے گروپ نے مشرقی پاکستان میں انتخابات جیتنے کی کوشش کی ہے پیدا ہو گئی ہے۔"

معاصر مذکور کو باخبر حلقوں سے اطلاع ملی ہے کہ مسٹر سہروردی عوام کے مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنا از دست رفتہ وقار بحال کرنے کی کوشش کریں گے"، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ "عوامی لیگ کے لیڈر ایک ایسی کنونشن میں تقریر کریں گے جس میں عوامی لیگ، احرار کارکن اور آزاد پاکستان پارٹی کے پیش پیش رہنے والے ایجنٹ شریک ہوں گے" یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس سلسلے میں احرار لیڈر رفقاء اپنے سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے خط و کتابت کی جا رہی ہے جو اس کنونشن میں صدارت کریں گے اور کہا جاتا ہے کہ اس کنونشن میں سہروردی کی تقریر کے دوران میں احرار کارکنوں کی طرف سے استفسار کیا جائے گا کہ وہ تحریک ختم نبوت کے بارہ میں اپنی پوزیشن واضح کریں، مسٹر سہروردی جواب دیں گے کہ میں تو اس تحریک کے حق میں تھا مگر جناب خواجہ ناظم الدین لیگ سے تعلق رکھنے والے میرے ساتھیوں نے مجھ سے غداری کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سارے کھیل کے اخراجات میاں افتخار الدین نے برداشت کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے، اس کنونشن کا اصل مقصد بتایا جاتا ہے کہ مغربی پاکستان میں بھی متحدہ محاذ قائم کیا جا سکے،

معاصر "ملت" کا یہ بیان کہاں تک صحیح ہے؟ اس پر تو آیندہ پیش آنے والے واقعات ہی روشنی ڈال سکیں گے، لیکن اگر یہ کھیل اس طرح کھیلا گیا جیسا کہ "ملت" کے نمایندہ خصوصی نے بیان کیا ہے تو یہ پنجاب کی انتہائی بدقسمتی ہو گی کہ اس کے عوام سیاسی لیڈروں کی ان ناپاک چالوں سے متاثر ہو کر پھر ان واقعات کو دوہرائیں جو اس سے قبل نہایت تلخ تجربہ کا موجب ہو چکے ہیں، ضرورت ہے کہ پنجاب کے سنجیدہ اور فہمیدہ طبقہ اور خود حکومت کی طرف سے اس بات کا اقرار واقعی انتظام کیا جائے کہ مسٹر سہروردی اور ان کے حامیوں کو عوام کے مذہبی جذبات سے کھیلنے اور ان سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہ مل سکے، یہ عجیب بات ہے کہ اپنی لمبرداری اور لیڈری کی دوکان چمکانے کے لئے جو کوئی اٹھتا ہے اسے سوائے اس کے کوئی اور رستہ نہیں ملتا کہ ختم نبوت کا ڈھونگ رچا کر ایک مٹھی بھر جماعت کو قربانی کا بکرا بنا لے اور اس طرح عوام میں اپنی ہر دلعزیزی قائم کر کے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کرے، امید نہیں کہ پنجاب کے عوام سابق تجربہ کے بعد اب پھر اسی بیوقوفی کا شکار ہونے کے لئے تیار ہوں، اور سیاست کا ناپاک کھیل مذہب کے پردہ میں کھیلنے کی اجازت دیں۔

اصلاحِ امت کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کی ذمہ داری اس کا احساس

ہمارے کردار کی درستی کے لئے چند ضروری احکام

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً .... ولا یکتمون اللہ حدیثاً (النساء رکوع ۶)

نبی کریم صلعم کا دوسروں سے قرآن سننا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے کہا اقرأ علی القرآن، مجھے قرآن پڑھ کر سنایئے، انہیں بڑا تعجب ہوا اور عرض کیا علیک اقرأ و علیک انزل القرآن یارسول اللہ میں آپ کو پڑھکر سناؤں، حالانکہ خود آپ پر ہی تو قرآن اترا ہے، فرمایا انی احب ان اسمع من غیری، مجھے دوسرے سے سننے میں مزا آتا ہے، حضرت نبی کریم صلعم جیسا قرآن جاننے والا قرآن کا عرفان رکھنے والا انسان آپ لوگوں کو کس طرح نوازتے اور ان کا احترام کرتے ہیں، فرمایا مجھے دوسروں سے سن کر لطف آتا ہے اس لئے تم مجھے سناؤ، اسی طرح ایک دفعہ موسیٰ اشعری سے کہا رات میں تمہارا قرآن سنتا رہا، تم نے غضب کر دیا، ادتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد تم کو لحن داؤدی عطا کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلعم کا احساس ذمہ داری

جب ابن مسعود سے آپ نے کہا کہ مجھے قرآن سنایئے تو انہوں نے یہ آیتیں پڑھیں جو یہاں نے تلاوت کی ہیں، یہ آیتیں پڑھنے کو تو سہل ہیں، لیکن عمل کے لحاظ سے بہت مشکل ہیں اور قرآن محض پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ عمل کے لئے ہے، بہرحال ابن مسعود ان آیات کو پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید و جئنا بک علی ھؤلاء شہیدا اس زمانے کو سننے لا جب قیامت کے دن ہر امت کے رسول سے بطور گواہ پرسش ہوگی اور آپ سے بھی اس دن بطور رسول اور گواہ پرسش کی جائے گی کہ آپ کی امت کا کیا حال رہا، ذمہ داری کے احساس نے قلب پر تسلط پایا اور قلب کی حالت حضور کی آنکھوں کے آنسوؤں میں نظر آنے لگی اور اس آیت کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسبک الآن اب بس کرو، ابن مسعود کہتے ہیں میں نے حضور کی طرف دیکھا آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، یہ احساس ہے رسول کا، قرآن عمل کے لئے ہے، لوگوں کو اس پر چلانا ہے، اگر چلتے نہیں تو نبی کے آنے کی غرض مفقود ہوگئی۔

قرآن پیٹھ پیچھے

ایک جگہ آتا ہے یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مہجوراً قرآن تو موجود ہے، بظاہر اس کی عزت اور عظمت بھی بہت کی جاتی ہے، لوگ پڑھتے بھی ہیں، لیکن عملاً قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینک رکھا ہے، وہ نیکی، وہ تقوے، وہ اخلاق جو قرآن سکھانے آیا تھا، قوم کے اعمال میں نظر نہیں آتے یہی قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینکنا ہے۔

امام وقت کا احساس

اس زمانہ کے امام نے کیا درد ناک بات کہی کہ ہم نے کتابیں بھی لکھی ہیں اور مناظرے بھی جیت لئے لیکن میں دیکھتا ہوں میرے آنے کی جو اصل غرض ہے نیکی اور تقوے حاصل کرنا وہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی، یہ فکر مجھے رات دن لگی ہوئی ہے، اندر باہر جہاں میں جاتا ہوں یہی بات کا خیال رہتا ہے، اور لوگوں کی بات کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی، یہ امام وقت کا حال ہے، کس قدر فکر اور غم آپ کو لگا ہوا تھا، کہ کسی طرح جماعت نیکی اور تقوے پر قائم ہو جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو آقا ہیں اور یہ غلام لیکن دونو کا رنگ ایک ہے، ان کو بھی یہی غم تھا کہ قوم قرآن پر چلے، اس پر پورے طور پر عامل ہو، اور اس غلام کو بھی یہی غم لاحق رہا، فرمایا اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور کوئی خیال ہی نہیں ہوتا، یہی غم لگا ہوا ہے، کہ میرے آنے کی غرض کہاں تک پوری ہوئی ہے، اور کہاں تک اپنے فرض سے سبکدوش ہوا ہوں۔

عبادت اور احکام الٰہی کی تعمیل

اس احساس کو سامنے رکھتے جو آقا اور غلام دونوں کو لاحق رہا ہے، اور پھر ان آیتوں کو پڑھتے ہیں ان کا ترجمہ آپ کو سناتا ہوں، واعبدوا اللہ، ایک خدا کی عبادت کرو یہ ایک مختصر سا جملہ ہے جس میں خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے تو غور کیجئے کس حد تک ہم خدا کو مانتے اور کس حد تک اس کی عبادت کرتے ہیں اور کس حد تک اس کے احکام کی تعمیل کرتے۔ اور معاملات میں احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرتے ہیں، ولا تشرکوا بہ شیئاً، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ۔

والدین سے حسنِ سلوک

وبالوالدین احساناً خدا کی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک، دین کا بہت بڑا حصہ ہے، دین کے دو ہی حصے ہیں، خدا کی عبادت کرنا اور مخلوق کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا، جتنی زیادہ یہ صفات کسی میں پائی جائیں اتنا ہی وہ مسلمان ہے، مخلوق میں سب سے پہلے والدین ہیں، ان کی عزت کرنا، اچھی زبان استعمال کرنا، ان کی فرمانبرداری کرنا ایک مسلمان کا سب سے بڑا فرض ہے۔

یتامیٰ، مساکین اور ہمسایوں سے سلوک

وبذی القربیٰ، اس کے بعد دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے، اسلام رشتہ داروں سے قطع تعلق نہیں سکھاتا، بلکہ ان سے نیک برتاؤ کرنا اسلام کی ضروری تعلیم ہے، اپنوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اور قوم کے یتامیٰ اور مساکین کی خبرگیری کرو والیتامیٰ والمسٰکین یتامیٰ اور مساکین سے نیکی سے پیش آؤ، ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے بڑے تاکیدی احکام ہیں۔ والجار ذی القربیٰ، ہمسائگت کا بڑا حق ہے، ہمسائگت کا خیال رکھنا بھی تعلیمات اسلامی کا ضروری جزو ہے والجار الجنب، قریبی ہمسائیوں کے ساتھ ہی نہیں دور کے ہمسائیوں کا بھی حق ہے کہ ان کے ساتھ بھی نیک برتاؤ کیا جائے۔

پاس بیٹھنے والے اور مسافر سے سلوک

والصاحب بالجنب اور جو پاس بیٹھ گیا کبھی کام سیکھنے کے لئے پاس بیٹھا یا علم حاصل کرنے کے لئے ساتھ بیٹھنے کا اتفاق ہوا، اس کا بھی خیال رکھنا اور اچھی طرح پیش آنا اچھا سلوک کرنا ضروری ہے وابن السبیل سفر کو سقر کہا جاتا ہے، اس میں انسان کے اخلاق ظاہر ہو جاتے ہیں، ریل میں بیٹھ کر لوگ اسے اپنی ہی ملکیت سمجھ لیتے ہیں، دروازہ بند کر دیتے ہیں، اور جہاں کوئی مسافر آیا اسے اندر نہیں آنے دیتے اور کہتے ہیں جگہ نہیں، آگے جاؤ، جتنی اذیت ریل میں مسافر کو دی جاتی ہے، شاید ہی کسی دوسری جگہ دی جاتی ہو، اس پر لڑائیاں بھی ہو جاتی ہیں، اسی لئے صاحب بالجنب اور مسافر کے لئے خاص طور پر تاکیدی حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، کوئی مسجد کا ساتھی، سکول کا ساتھی ہو، دفتر کا ساتھی ہو اس سے نیک برتاؤ کرنا اسلام میں داخل ہے اور ہمسائے کے ساتھ تو اور بھی زیادہ اچھا برتاؤ ہونا چاہیئے، حضرت صلعم نے فرمایا والذی بیدہ نفس محمد خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے لا یؤتی حق الجار الا من رحم ربک ہمسائے کا حق وہی ادا کرتا ہے جس پر اللہ تعالےٰ کا خاص کرم ہو۔

ایک عورت کا قصہ

اسلام سیکھنے کو بہت سہل ہے، چھوٹے بڑے سب اسلام کے احکام کو جانتے ہیں، کوئی چیز انسانی فہم سے بالاتر نہیں، لیکن عمل کے لحاظ سے بہت مشکل ہے، نماز روزہ وغیرہ آسان کام ہیں، لیکن لوگوں سے معاملات جب تک درست نہ ہوں، نماز، روزہ کا کوئی فائدہ نہیں، ایک عورت کے متعلق لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ وہ رات کو نماز پڑھتی رہتی ہے اور دن کو روزے رکھتی ہے، لیکن ہمسائیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ اچھا نہیں ہے، بہت تلخ کلامی سے پیش آتی ہے۔ فرمایا لاخیر فیھا اس کا نماز پڑھنا اور روزے رکھنا کسی کام نہیں آسکتا، رسم کے طور پر پڑھتی ہے، اگر اس کا اثر عملی زندگی پر نہیں تو اس کا کیا فائدہ، کوئی نمازی اور کوئی روزہ دار اگر معاملات میں اچھا ثابت نہیں ہوتا تو خدا اس کی نماز اور روزہ کو کیا سمجھتا ہے، وما ملکت ایمانکم، اپنے نوکروں اور غلاموں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو۔

مختال اور فخور

ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخورا وہ جو اپنے ابنائے جنس کے حقوق کو پامال کرتا ہے مختال ہے، اور فخور وہ ہے جو اپنے کمالات کو گنتا رہتا ہے اس کے پاس بیٹھنے والوں یا اس سے ملنے والوں کی نگاہ میں ایک شعور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہمیں پست سمجھتا ہے، ایسے شخص کو خدا پسند نہیں کرتا، اور جس شخص کو خدا پسند نہیں کرتا، اس کی مخلوق بھی اسے پسند نہیں کرتی، تو جس چیز کو خدا اور اس کی مخلوق پسند نہ کرے اسے چھوڑ دو۔

دین کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل

الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل، جو لوگ بخل سے کام لیتے ہیں، اور لوگوں کو بخل کی تعلیم دیتے ہیں، کہتے ہیں، ہم اپنی محنت کی کمائی کو کس طرح خرچ کردیں، یہ کیا مطلب ہے کہ کمائیں ہم اور لے جائیں کوئی اور، کیا ضرورت ہے یورپ میں تبلیغ کرنے کی، گھر میں کیوں خرچ نہیں کرتے، اسی طرح نسا قسم کے بہانے بنائے جاتے ہیں و یکتمون ما آتٰھم اللہ من فضلہ اور وہ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطا کر رکھا ہے اسے چھپاتے رہتے ہیں۔ واعتدنا للکٰفرین عذاباً مھینا ایسے لوگوں پر جو عملاً خدا کے احکام کے منکر ہوتے ہیں ذلت کا عذاب آتا ہے، خدا کی نعمت کو چھپانا اپنے آپ پر ذلت وارد کرتا ہے۔

بڑائی کے لئے خرچ کرنا

والذین ینفقون اموالھم رئاء الناس، پھر وہ لوگ ہیں جو لوگوں میں بڑائی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں، اس دکھاوے کے لئے کہ ہم بڑے آدمی ہیں، ہم بہت مال دیتے ہیں، اس لئے ہماری عزت ہو، ایسے لوگ دنیا میں عزت حاصل کر لیتے ہیں، خدا کو تو خوش نہ کیا، مخلوق کی زبان پر تعریف کرالی، ولا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاٰخر یہ آدمی نہ خدا کو مانتا ہے اور نہ قیامت کو، اسکو اعمال کے نتائج ملنے پر یقین نہیں، صرف اسی دنیا میں واہ واہ کرالینا کافی سمجھتا ہے، یہ شخص ان لوگوں کے برابر کیونکر ہو سکتا ہے جو خدا کی رضا کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً، کبھی مومن اور فاسق بھی برابر ہو سکتے ہیں؟ یعنی قانونِ الٰہی پر عمل کرنے والا اور قانون کو توڑنے والا کبھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی نتیجہ انہیں ملے۔

شیطان کی دوستی

ومن یکن الشیطٰن لہ قریناً فساء قریناً، شیطان جس کا دوست ہو جائے، اسے سوسائٹی کو چھوڑ کر برے اور ناپاک کام کرنے لگ جائے تو اس کا برا ہی حشر ہوتا ہے، میں نے ایک اچھے خاندان کے لڑکے کو دیکھا ہے، بہت نیک اور پرہیزگار تھا، رشوت لینے سے اپنے آپ کو بچاتا تھا، بہت سی کششیں اس کے دامن کو کھینچتی تھیں، کچھ دیر تو اس نے اپنے آپ کو بچایا، مگر آخر کار نہ رہ سکا، اور مبتلا ہو گیا میں راولپنڈی میں خان بہادر محمد اسمٰعیل صاحب کی دکان میں تھا، وہ دوڑ کر میرے پاس آئے کہ مولوی صاحب آیئے آپ کو فلاں شخص دکھائیں اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہے، میں نے کہا میں نہیں جاتا مجھے دیکھ کر شرمندہ ہوگا، پھر ایک دفعہ میں ٹہلنے گیا تو اسے ایک بدکاری کے مقام پر دیکھا۔ یہی حال ہوتا ہے جب انسان نیکی کا راستہ چھوڑ کر اور خدا کو بھلا کر . . . . بری راہ پر لگ جاتے۔

اعمال کے نتائج دنیا میں

اسلام انسان کو معزز بنانا چاہتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین، عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے، جو نیک رستہ اختیار کرتے اور خدا کے احکام پر عمل کرتے ہیں، تم جو اعمال کرتے ہو وہ دوزخ کی طرف لے جانے والے ہیں اور آخرت کا دوزخ تو پھر دیکھا جائے گا بدکردار آدمی کے قلب کے اندر دوزخ بن جاتا ہے، راحت کی زندگی اس سے چھین لی جاتی ہے، مال و دولت رکھتے ہوئے دل کو اطمینان نہیں رہتا۔

نیکی کا بدلہ زیادہ ہے

وماذا علیھم لو اٰمنوا باللہ والیوم الاٰخر وانفقوا مما رزقھم اللہ، اور کیا ہو جاتا ان لوگوں کو اگر اللہ کی بات کو مان لیتے اور یوم آخر پر ایمان لے آتے جب ان کے اعمال کے نتائج ظاہر ہو جائیں گے، اگر یہ لوگ ہمارے دیئے ہوئے میں سے تھوڑا سا خرچ کر دیتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا، وکان اللہ بھم علیما اللہ تعالےٰ تو انہیں خوب جانتا ہے کہ ان کے اعمال کیسے ہیں اور اسی کے مطابق انہیں پھل دے گا ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ، اعمال کے نتائج پیدا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایک ذرہ بھی ظلم نہیں کرے گا وان تک حسنۃ یضٰعفھا، اگر کوئی نیکی کرے، تو اسے اس کا بہت زیادہ بدلہ ملے گا جیسے ایک دانہ زمین کے اندر بونے سے کئی گنا زیادہ دانے پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح نیکی کی قدر تو یہاں تک ہے، کہ اس کا کئی کئی گنا زیادہ پھل ملے گا، یہ کس قدر خوشی کن خوشخبری ہے کہ خدا ظالم نہیں ہے، وہ قہار نہیں کہ خواہ مخواہ لوگوں پر غضب نازل کرے منصف تو ہے اس کے ساتھ ہی بخشش بہت زیادہ کرتا ہے ویؤت من لدنہ اجراً عظیما، اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر دیتا ہے۔

عمل نہ کرنیوالوں کے متعلق نبی کریمؐ کا احساس

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے و جئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیداً اور ان لوگوں پر (جو تیری امت میں ہیں) تم کو گواہ بنائیں گے، یہ آیت جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں جب ابن مسعودؓ نے سنائی تو رسول اللہ صلعم پر ذمہ داری کا احساس مسلط ہو گیا اور حضورؐ کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور فرمایا حسبک الاٰن اے ابن مسعود بس کرو، اس میں بتایا گیا ہے کہ تمام قوموں کے سرداروں کو ان پر بطور گواہ بنایا جائے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر گواہ بنایا جائے گا، یہ وہ اہم ذمہ داری ہے، جس کا آپؐ کو بہت بڑا احساس تھا، اور اس احساس سے آپؐ محزون ہو گئے، ایک وہ لوگ تھے، جنہوں نے آپ کو نہ مانا ان کا بھی آپ کو احساس تھا، اور ایک آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو قرآن کو مانتے ہوئے اس پر عمل نہیں کرتے، ان کے متعلق آپ دہائی دیتے ہیں یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجوراً اسی احساس سے حضور صلعم خائف ہو گئے اور ابن مسعود سے کہا کہ بس کرو، یہ احساس حضورؐ کے ماننے والوں میں بھی ہونا چاہئیے۔

اصلاح نفس کے لئے اپنا محاسبہ کرتے رہو

قومی لحاظ سے کئی چیزیں ہیں جو ہمارے کردار میں آنی چاہئیں، ان کی تفصیل اوپر کی آیتوں میں بیان کر دی ہے، ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی زبان پر اور اپنے نفس پر قابو پائے ضروری ہے کہ مال کو قوم پر خرچ کرے، آج مسلمان نماز نہیں پڑھتا، خدا کو نہیں مانتا، قرآن کو پس پشت پھینکتا ہے، دیکھو اگر آخرت میں اچھا عمل چاہتے ہو تو نیک اعمال بجا لاؤ خدا کو مانو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً ایک ہی اللہ کو اپنا معبود بناؤ اور اسی کو خوش کرو اور اپنا محاسبہ کرتے رہو اور محاسبہ کے ذریعہ ضروری اصلاح نفس کرتے رہو تاکہ خدا کی رضا حاصل ہو جائے۔

جماعت ملتان کے عہدیدار

صدر:۔ شیخ میاں عطاء اللہ صاحب۔
سکرٹری:۔ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی۔
علاوہ ازیں ملتان کی جماعت کے لئے ایک مجلس منتظمہ قائم ہوئی ہے تاکہ مقامی طور پر جماعت کی بہتری کے لئے کام کیا جائے۔ ممبران حسب ذیل ہیں (۱) مقامی صدر (۲) مقامی سیکرٹری (۳) شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب (۴) چوہدری محمد حسین صاحب ٹھیکیدار (۵) چراغ دین صاحب (۶) محمد صدیق خان (۷) ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب (ممبران)

تاریخ اسلام کے جہاد آموز پہلو

خطبۂ صدارت مولانا محمد اکرم خاں رکن مجلس دستور ساز پاکستان

(۲)

اہل کتاب کی مذہبی اور قومی روایات

قرآن حکیم میں اہل کتاب کی قومی روایات اور ان کے مذہبی احکام کا ذکر بھی بہت سے مقامات میں صراحۃً یا اشارۃً کیا گیا ہے۔ قرآن کے چند مقامات پر ایسے دعاوی بھی مذکور ہیں جن کا تعلق بلاواسطہ یا بواسطہ اہل کتاب کی مقدس کتب یا قومی تاریخ کے ساتھ ہے ان مباحث کے متعلق طالب تحقیق کو دوگونہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایک طرف مستشرقین یورپ کی ایک جماعت خاص اہتمام کے ساتھ اس کے درپے ہے کہ جس طرح بھی ہو ان دعاوی کو تاریخی حیثیت سے غلط ثابت کر دیا جائے دوسری جانب ہمارے مفسرین کی جماعت ہے جنہوں نے اسرائیلیات کے شائع الشیوع اور یہودیوں کے محرف افسانوں کو بلا تحقیق و تنقید تفسیر میں داخل کر دیا۔ کہیں کہیں تو انہوں نے یہودیوں کے بیانات کو صحیح مان کر اس کی صحت کے اثبات میں خود آیات قرآنی کی تاویل کو بھی ضروری سمجھا ہے۔ ان دو طرفہ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ محقق اور اہل بصیرت حضرات میدان عمل میں تشریف لائیں اور ایک طرف بے بنیاد قصے کہانیوں سے قرآن پاک کی تفسیر کو منقح کریں اور دوسری جانب کتب و روایات اور دعاوی کی حقانیت تاریخی حیثیت سے ثابت کر دکھائیں۔

رواۃ تفسیر کی جرح و تعدیل

اس سلسلہ میں ہماری خاص توجہ رواۃ تفسیر کی جرح و تعدیل کی طرف بھی منعطف ہونی چاہیئے۔ یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ ہمارے آئمہ حدیث، ورمفسرین نے اس شعبہ میں تساہل سے کام لیا ہے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ اسلام کے تمام فرائض و نواہی اور تمام تر عقاید و تصورات کا سنگ بنیاد صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے مسلمانوں کے لئے اس کے ماسوا اور کوئی ایسا ماخذ نہیں جس پر وہ اپنی دینی عمارت کھڑی کر سکیں اور جس کی تصدیق یا تکذیب پر وہ مذہبًا مامور اور مجبور ہوں لہٰذا اس لئے ان روایتوں کے پیچھے وقت اور محنت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اس فن کی طرف انہوں نے کوئی خاص توجہ نہیں فرمائی اور میدان خالی پا کر اکثر تفسیری روایتوں کے بیان کرنے والوں اور جمع کرنے والوں نے بقول ابن خلدون ملئوا کتب التفسیر بھذہ المنقولات، تفسیر کی کتابوں کو ان منقولات سے بھر دیا۔ لہٰذا میری گذارش ہے کہ ہمارے علماء اب بھی رجال تفسیر کی طرف توجہ فرمائیں اور محدثین کے مسلمہ اصول وقواعد کے مطابق جرح و تعدیل کے تمام مواد یکجا جمع کر دیں روایت اور درایت کے اصول مسلمہ کے ماتحت وہ ان امور پر تنقیدی نظر ڈالیں اور اس کے نتائج سے قوم کو مستفید ہونے کا موقع بہم پہنچائیں۔ . . . .

. . . .

اہل کتاب کے مذہبی عقائد

اہل کتاب کے مذہبی احکام، عقاید اور تاریخی روایات کے متعلق قرآن مجید کے بیان کردہ بیانات میں سے چند بطور نمونہ ذیل میں درج کرتا ہوں تاکہ اس موضوع کی اہمیت واضح ہو سکے سورہ مائدہ کی ایک آیت ہے وقالت الیھود والنصارٰی نحن ابناء اللہ واحباءہ (۱۸) اور یہود و نصاریٰ نے یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے سامنے ایک اشکال درپیش ہوتا ہے، جیسے امام رازی کی زبان سے سنئے۔ ان الیھود لایقولون ذالک البتۃ فکیف یجز نقل ھذا القول عنھم و اما النصارٰی فانھم یقولون ذالک فی حق عیسٰی لافی حق انفسھم فکیف یجرز ھذ النقل عنھم یعنی یہود تو ہرگز ایسی بات کہتے نہیں تو پھر ان کی طرف سے اس قول کو نقل کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے، باقی رہے نصاریٰ تو وہ صرف حضرت عیسٰی کو اس کا بیٹا کہتے ہیں خود اپنے آپ کو ابناء اللہ نہیں کہتے تو پھر ان کی طرف اس مقولہ کو منسوب کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

اس کے جواب میں امام رازی نے مفسرین کے چار اقوال نقل فرمائے ہیں ان میں سے پچھلے دو اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ ابن یہاں حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ مجازاً "محبوب اور پیارے" کے معنی میں اس طرح مستعمل ہے جس طرح بیٹے کو محبوب اور پیارا کہا جاتا ہے۔ لیکن قرآن نے ابناء کے ساتھ احباء کا لفظ لا کر خود اس تاویل کی تردید کر دی ہے۔ دوسرے جواب میں کہا گیا ہے کہ بیٹے کے بجائے بندے بھی مجازاً بیٹے کے لفظ سے تعبیر کئے جاتے ہیں اور چونکہ یہود حضرت عزیر کو اور نصاریٰ حضرت عیسٰی کو ابن اللہ کہتے ہیں اس لئے بجائے بندہ کی حیثیت سے مجازاً وہ ابناء اللہ کہلانے کے قابل سمجھے گئے اسی طرح پچھلے جواب میں بتایا کہ چونکہ حقیقی معنوں میں آیت کا استعمال تاریخی حیثیت سے ناممکن ہو رہا ہے، اس لئے تاویل کی ضرورت پیش آئی ہے اور وہ تاویل یہ ہے ابناء اللہ اور اللہ کے درمیان لفظ رسل محذوف مان لیا جائے اس طرح ابناء اللہ کے معنی ہوں گے ابناء رسول اللہ یعنی "اللہ کے رسولوں کے بیٹے" مگر حقیقت یہ ہے کہ ان توجیہات کی مطلقاً کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ یہود کی مسلمہ مذہبی کتابوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہود اپنے آپ کو علانیہ ابناء اللہ کہتے ہیں اسی طرح انجیل کے ماننے والے نصرانیوں کا بھی یہی ادعا تھا

چند مثالیں

نمونہ کے طور پر عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابوں سے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) فلما بدء الناس یکثرون علی الارض

وولد لھم بنات فری ابنی اللہ

(سفر تکوین باب ۶۱ تورات بترجمہ عربی)

یعنی جب انسان زمین پر بڑھنے لگے اور ان کی لڑکیاں پیدا ہوئیں تو اللہ کے بیٹوں (مردوں) نے انسانوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت تھیں۔ ان میں جس مرد نے جس عورت کو پسند کیا بیوی بنا لیا"۔ (سفر التکوین ۶: ۱۲)

(۲) ایوب صدیق سے جہالت کی باتیں سن کر جواب دیتا ہے کہ اس وقت تم کہاں تھے۔ اذ کان تسبح لی نجوم الصبح جمیعا ویفرحون جمیع بنی اللہ (جب صبح کے ستارے سب میری تسبیح پڑھتے تھے اور خدا کے سب بیٹے خوش ہو کر چیختے تھے؟)

(۳) نذر مراللہ ب یا ابنا اللہ (ایوب ۲۹:۱)

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہود اپنے آپ کو ابنا کہا کرتے تھے اور خود ان کی شریعت کے مطابق خدا نے بھی ابناء اللہ کہہ کر مخاطب کیا۔ لہٰذا ہمارے مفسرین کو تاویلات یا یعنی کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ سب سے آخر میں ایک مثال عیسائیوں کی مذہبی کتاب سے پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں کتاب یوحنا کے باب اول میں ہمیں مسیح کی قدرت کے بارے میں بتایا گیا ہے:

فاما الذین قبلوہ فاعطاھم سلطانا ان یصیروا ابنی اللہ الذین یومنون باسمہ ولیس ھم من ھوی لحم ولامن مشیۃ رجل لکن ولدو امن اللہ۔

تاریخ اشاعت اسلام

"تاریخ اسلام کا اہم ترین علمی جزو اس کی اشاعت اور تبلیغ کی تاریخ ہے۔ اسلام حجاز سے نکلا اور چند صدیوں کے اندر ہی اندر تقریباً تمام آفاق عالم پر چھا گیا۔ اس کی منظم تاریخ زیادہ تر مغربی مصنفین کی کوششوں سے ایک حد تک فراہم بھی ہو چکی ہے لیکن مغربی نفسیاتی رجحانات کے زیر اثر ان تالیفات کا بیشتر حصہ ایک خاص مقصد کے لئے مرتب ہوا ہے۔ بےشک اس جماعت میں غیر متعصب اہل قلم کی کمی نہیں ہے اور ہمیں ان کے خدمات کا شکریہ کے ساتھ اعتراف بھی کرنا چاہیئے لیکن وہ بھی عدم تعصب کا دم بھرتے ہیں اپنے ہی مسلمات اور نظریات کے زیر اثر رہ کر، اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ آپ کے اور ان کے زاویہ نظر میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اسی لئے ان غیر متعصب مستشرقین کی تحقیق ہرگز ایک حق پژوہ مسلمان کے لئے قابل اطمینان نہیں ہو سکتی۔

ایک جھوٹا قصہ

مسٹر اسٹینلی لین پول سے اکثر اہل علم حضرات واقف ہیں وہ عموماً ایک غیر متعصب مصنف مانے جاتے ہیں لیکن "غرانیق العلیٰ" کا محض بے بنیاد اور صریح جھوٹا قصہ محض چند موضوع روایتوں کی سند پر وہ صحیح تسلیم کر لیتے ہیں اور پھر آں حضرت کی مدافعت میں فرماتے ہیں کہ "دشمنوں کے ساتھ تصادم کو ختم کرنے کے لئے مشرکین عرب کے تعصب کی کسی قدر رعایت کرنے کا خیال اگر ہنگامی طور پر محمد کے دل میں پیدا ہو گیا ہو تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے"

افسوس کہ مسٹر امیر علی نے بھی اسی عبارت کو دفاعی دلیل

گئے طور پر نقل کیا اس روایت کا خلاصہ یہ تھا کہ کفار قریش کو خوش کرنے کے لئے آں حضرت نے حالت نماز میں سورہ نجم کی آیتیں تلاوت کرتے وقت لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کی تعریف کرتے ہوئے ان کی شفاعت کی امید دلائی اور "تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی" کی عبارت کو قرآن پاک میں اپنی طرف سے ضم کرکے پڑھ دیا جس سے کفار بہت خوش ہوئے لیکن میرے محترم بزرگو! اس غیر متعصبانہ ہمدردی نے رسالت محمدی کی بنیادوں کو کس شریفانہ طور پر اکھاڑ پھینکنا چاہا ہے اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے عرض کیا تھا۔ کہ مسلمانوں کو خود میدان میں آجانا چاہیئے اور خود ہی اپنے موروثی لازوال اور بے مثال خزینہ کی حفاظت کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں اشاعت اسلام کی تاریخ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔

اشاعت اسلام کے متعلق ضروری معلومات کا ذخیرہ

اشاعت اسلام کے لئے مختلف زمانوں میں مختلف اسباب وعلل پیدا ہوتے لیکن افسوس ہے کہ اکثر مقامات کی تبلیغی جدوجہد کے متعلق صحیح اور ضروری معلومات کا ذخیرہ اب تک ہمارے پاس فراہم نہ ہوسکا، عرب مورخوں اور جغرافیہ نویسوں کی مساعی جمیلہ کو الگ کرنے کے بعد عجم کا حصہ اس کام میں بہت کم رہ جاتا ہے۔ آسام، برما، انڈونیشیا، چین، سیلون اور ملایا وغیرہ مشرقی ایشیا کی تاریخ اسلام عملاً اب تک پردۂ خفا میں ہے۔

خود اپنے ہی ملک کو لیجئے، ہم مسلمانان ہند قدیم کو اپنے تاریخی ذخیروں پر ناز ہے اور ایک اعتبار سے یہ ناز بیجا بھی نہیں ہے مگر اس ذخیرہ میں ہم کو چند ضمنی اشاروں کے سوا نہ امت کی تاریخ ملے گی اور نہ مذہب کی، محمدؐ بن قاسم کا سندھ پر تسلط، غزنوی اور غوری خاندانوں کی فتوحات، اتراک خراسان کے حملے اور مغلوں کی حکومتوں کا حال تو ہمیں اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے۔ لیکن اشاعت اسلام کے متعلق تحقیق طلب ضروری مباحث کے مواد ہمیں ان تاریخوں سے بہت کم فراہم ہو سکتے ہیں۔ ان تاریخوں سے ہمیں اس کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ اہل عرب نے عجم کے سامنے اسلام کو کس روپ میں پیش کیا اور ان کی تبلیغ کی خاص اور سمت اور کیفیت کیا تھی پھر پٹھانوں اور مابعد کے فاتحین و مبلغین نے جس رنگ میں اسلام کو پیش کیا تھا اس میں خاص طور پر قابل ذکر اچھی یا بری خصوصیتیں کیا تھیں، اسی طرح ایرانیوں، ترکوں اور تاتاری فاتحین اور ان کے رفقائے کار کے مذہبی تخیلات اور ثقافتی روایات کے خاص اثرات اس ملک کے مسلمانوں پر کیسے پڑے، میرے خیال میں انہی مسائل کی تلاش اور ان کا تدارک ہی اسلامی تاریخ کی تحقیق و تفتیش کا اصل مقصد ہے مگر ہماری موجودہ تاریخوں سے ان چیزوں کا سراغ لگانا مشکل ہے۔

ہندوستان کی اقوام

ہمیں معلوم ہے کہ یہ ملک اس زمانہ میں ایک طرف نوابیتی قوم کا مسکن بن چکا تھا۔ جو ایک منظم مذہب اور مذہبی قوانین کی حامل تھی ان کا فلسفہ بھی اس دور کے لحاظ سے کمال کو پہنچ چکا تھا، ایک قابل فخر ادبی ذخیرے کے وہ مالک تھے اور معاً مذہبی استبداد اور توہم پرستی میں بھی وہ ساری دنیا پر سبقت لے جا چکے تھے، دوسری جانب اسی ملک میں ان کے زیر نگیں ایک مفتوح قوم بھی بستی تھی، صدیوں کے مظالم نے جن کے دل و دماغ کے تمام شریفانہ احساسات کو بالکل مسخ کر دیا تھا اور دنیا کے تمام باطل عقاید، توہم پرستی اور جاہلانہ رسوم کا ایک مرکب غیر مفیدان کا مذہب بن چکا تھا، اور اسی مجموعہ جہالت کو ان سب نے ہندو مت کے نام سے مشہور کر رکھا تھا۔

مذاہب ہند پر فاتحین کا اثر

اس حالت میں اور ایسے ماحول کے اندر اسلام ہندوستان میں آیا یہاں بسا اور پھولا پھلا، اب تاریخ اسلام کے ایک متعلم کے لئے یہ جانچنا ضروری ہے کہ ہندوستان کے مذاہب پر فاتحین کا مذہبی حیثیت سے کیا اثر پڑا اور خود مسلمان اس سے کس قدر متاثر ہوئے۔ ان سوالات کا جواب دینے کے لئے ہمیں گیتا، اپنشد، ویدانت درشن، منوشاستر پرانس اور منوشاستر وغیرہ کی سمرتیوں کا مطالعہ کرنا پڑیگا۔

محترم دوستو! میں آپ کو اپنی ناچیز معلومات کی بناء پر یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر ایسا کیا گیا تو ایسے ایسے راز ہائے سربستہ کا انکشاف ہوگا جن سے ہماری حیرت کی انتہا نہ رہے گی، ہم یہ بھی معلوم کر سکیں گے کہ ماحول کے اثرات اور معتقدات کا ہمارے معتقدات اور کلچر پر کیا اثر پڑا۔ نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس ہزار سالہ مخالفت کے دوران میں ہمارے تاثر اور تاثیر کا تناسب کیا رہا اور فی الجملہ ہم اپنے مذہب عقاید اور احساسات سے کس قدر دور ہٹ گئے ہیں اپنے ماحول کا فلسفہ، عقائد، اعمال اور توہمات کا کس قدر حصہ ہم نے بدقسمتی سے اپنا لیا ہے۔

بنگال میں اسلام کی اشاعت

اسلام کی اشاعت جس طرح سابق ہندوستان کے مختلف خطوں میں شروع ہوئی اور جس طرح ان علاقوں میں اس کو مختلف موافق و مخالف حالات کا سامنا کرنا پڑا، بنگال کی حالت اصالتاً اس سے جدا نہ تھی۔ اسلام سے پہلے بھی اہل عرب کا سلسلہ آمد و رفت بنگال کے ساحلی علاقوں پر تجارت کی غرض سے جاری تھا جب کوہ فاران پر نور ہدایت جلوہ گر ہوا اور اس نے صحرائے عرب کے مکینوں کو سب سے پہلے اپنی ضیا پاشیوں سے منور کیا تو ان کی وساطت سے بنگال کا دور افتادہ مقام بھی اکتساب نور سے محروم نہ رہا۔ ان عرب مسلمان تاجروں ہی نے یہاں تجارت کے ساتھ تبلیغ اسلام کے فرائض بھی انجام دیئے یہاں بھی اسلام کو دشوار گزار نشیب فراز سے گزر کر اپنا راستہ بنانا پڑا، ماحول کے تاثر و تاثیر کے انواع و اقسام تقریباً ہر جگہ یکساں ہی رہی، نیز اس خیر و شر کے اصلی ذرائع ...... اور سرچشمے بھی متحد النوع رہا کئے پھر اصلاح و تجدید کی جدوجہد دوسرے اقطاع عالم میں جس نہج پر اور جن مبارک وسائل و ذرائع کے طفیل سے شروع ہوئی بعینہٖ وہی وسائل و ذرائع ہادیان اور مصلحین بنگال کے لئے بھی شمع راہ بنتے رہے رحمت الٰہی کا جو سرچشمہ نام نہاد دین الٰہی کے الحاد و زندقہ سے معمور دور میں سرہند سے پھوٹ نکلا اس نے بنگال کو بھی کما حقہ سیراب کیا اور دور ان شرافت کے فیوض و برکات سے بھی بنگال دوسرے اقطاع و امصار ہند کی طرح ہمیشہ فیضیاب ہوتا رہا۔ اکثر لوگوں کو معلوم نہیں کہ بادشاہ اکبر نے تبلیغ الحاد اور توسیع دین الٰہی کے لئے اطراف شرق کو خاص طور پر منتخب کیا تھا۔ چنانچہ اعظم خاں گورنر بنگال کو بارگاہ ظل الٰہی سے اس بارہ میں خاص طور پر ہدایت بھی ہوئی تھی درباری علماء اور حکماء کی جماعت بھی کار پردازان حکومت کے ساتھ بہار و بنگال کی طرف بھیجی گئی تھی جو وہاں کے مسلمانوں کو یہ پیغام سناتی تھی،

> شکر صد شکر کہ خیر البشرے پیدا شد
>
> یک نبی رفت پس او دگرے پیدا شد

نام نہاد دین الٰہی کا اثر

اس تبلیغ الحاد کا اثر ایک خاص طبقہ پر ہوا کہ بہار کے ایک طباطبائی سید صاحب زوال دین الٰہی پر ان الفاظ میں ماتم کرتے ہیں:۔

"مذہب الٰہی کہ آں نقش غیر متناہی خلق دراں بود عہد جہانگیری رواج داشت باز از عہد عالمگیر شدت پذیرفت" ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی طرح بنگال نے بھی اس سیلاب بے دینی کا بڑے صبر و استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں بنگال کا صحیح اسلامی مجاہدہ فی الحقیقت اسی مقابلہ سے شروع ہوتا ہے، اس میں مجاہدین اسلام کو ایک حد تک اس وقت خود مسیحا دشمن جان ہو رہے تھے۔

> آتش ز دست خویش در خرمن خویش
>
> چوں خود زادہ ام چہ نالم از دشمن خویش
>
> کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
>
> اے وائے من و دست من و دامن خویش

سید احمد بریلوی کا اثر بنگال پر

حضرات! اس مجاہدۂ حیات کی ایک مستقل تاریخ ہے اور ہماری بے اعتنائی کی وجہ سے اس کی باقاعدہ ترتیب و تدوین آج تک ممکن نہیں ہوسکی ہے، لیکن مسلم بنگال کے ادبی ذخیروں اور قومی روایتوں میں اس کے کافی مواد اب بھی موجود ہیں، سرکاری دفتر کا غذات سے بھی اس سلسلہ میں معلومات فراہم کی جا سکتی ہیں۔

حضرت سید احمد بریلوی، مولانا اسمٰعیل شہید اور ان کے دیگر رفقائے کار کی تحریک جہاد اور ان کی ایمان پرورانہ خدمات دین و ملت سے آپ بخوبی واقف ہیں بنگال کے جن مجاہدین نے اس دعوت حیات کو لبیک کہا ان کے متعلق ہنٹر جیسا انگریز انشاء پرداز اس طرح رقمطراز ہے۔

"یہ لوگ پورے بنگال پر چھا گئے ہیں۔ انہوں نے کسانوں کو ابھارا ہے اور انبیلہ کے واقعہ سے بتایا ہے کہ انہیں حقیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ کمزور بنگالی بھی بعض حالات میں پٹھانوں کی شدت و صلابت کے ساتھ نبرد آزما ہوتا ہے!"

کم و بیش دو ہزار میل کی طویل مسافت پا پیادہ طے کرکے اور اپنی کل کائنات حیات کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر یہ فرزند ہزاروں کی تعداد میں خطۂ یاغستان تک پہنچ گئے اور بقول ہنٹر یہ بزدلے بنگالی افغان مجاہدوں کے ہمدوش ہو کر اپنی ہمت اور شجاعت کا ثبوت دینے لگے۔ چند شرائط کے تحت کا ذکر کرکے ہنٹر نے ہمیں شکر گزار ہونے کا موقع دیا کیونکہ یہی اس مجاہدہ کا خاص نکتہ تھا۔ ہنٹر نے ان شرائط کی تشریح نہیں کی ہے اس موقعہ پر رسالہ جہاد سے ایک شعر نقل کرکے ان شرائط پر ایک ۔۔ اجمالی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، یہ شعر میں نے

پاکستان کا نصاب تعلیم

پاکستان کے نصاب تعلیم کی سکیم عرصہ سے زیر غور ہے۔ اور معلوم نہیں کہ اب تک کن مراحل پر پہنچی ہے اور کب تک منصئہ شہود پر آئے۔ اس بارے میں ہم متعدد بار عرض کر چکے ہیں اور اب پھر دہراتے ہیں کہ اس نصاب میں دینی تعلیم کو خاص اہمیت دینی چاہیئے اب جبکہ ہماری گردن غیر حکومت کے جوئے سے آزاد ہو چکی ہے اور ہم اپنی مملکت میں من کل الوجوہ آزاد اور خودمختار ہیں۔ ہمارا نصاب تعلیم بھی ہماری شان کے شایاں اور ہماری زندگی کا تمام مقتضیات کے مطابق ہونا چاہیئے۔ علوم متداولہ کی تحصیل تو ضروری ہے ہی مگر مذہبی اور دینی تعلیم بھی کم ضروری نہیں بلکہ ایک لحاظ سے یہ زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس کا تعلق انسان کی رُوح سے ہے۔

مذھبی تعلیم سے مراد

اس مذھبی یا دینی تعلیم سے ہماری مراد نماز روزہ کے چند فقہی مسائل نہیں گو یہ مسائل اپنی جگہ ضروری ہیں مگر جو چیز اذہان میں بیداری قلوب میں روشنی، طبائع میں انقلاب، روح میں تسکین پیدا کرتی ہے اور جس پر قومی کردار کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں وہ قرآن حکیم ہے یہی وہ سرچشمہ ہے جس سے علوم و حکم کے دریا بہہ نکلے جن سے یہ ربع مسکوں سیراب ہو کر خطہ گلزار بن گیا۔ جس نے مردہ قوم میں روح نفخ کی اور محیر العقول انقلاب پیدا کر دیا۔ خدائے حی و قیوم کی زندہ کلام میں اب بھی وہی طاقت اور وہی شوکت موجود ہے جو پہلے تھی بشرطیکہ اسے کام میں لایا جائے۔ اب بھی وہ مردہ دلوں کو زندہ کر سکتی ہے۔ اب بھی وہ قعر مذلت میں گری ہوئی اقوام کو بام رفعت تک پہنچا سکتی ہے اور اب بھی وہ ایک بلند اخلاق اور مثالی معاشرہ کی تخلیق پر قادر ہے ؎

جمیع العلم فی القرآن جمع
تقاصر عنہ افہام الرجال

قرآن کی تعلیم

خدائے عظیم کے اس عظیم الشان کلام کو جس میں حیات ملی کا پیغام ہے محض ناظرہ کے طور پر پڑھ لینا کبھی منتج بنتائج حسنہ نہیں ہو سکتا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کو سمجھ کر پڑھا جائے اس کو ترجمہ اور حسب ضرورت تفسیر کے ساتھ پڑھا جائے ؎

ایکہ خواندی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

البتہ اس باب میں ایک نہایت ضروری امر یہ ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیم ایسے اصحاب کے سپرد ہونی چاہیئے جو اس کی اہلیت رکھتے ہوں۔ جن کا ظرف وسیع اور جن کا ضمیر روشن ہو۔ جو فرقہ ساز عول سے بالاتر اور فروعی اختلافات کو اختلاف اُمتی رحمۃ کے زاویہ نگاہ سے دیکھنے والے ہوں۔ جو ضروریات زمانہ سے کماحقہ واقف اور مذاہب عالم پر وسیع نظر رکھتے ہوں۔ اور جو خود سیرت اسلامیہ کا نمونہ ہوں۔ تنگ نظر تنگ ظرف تنگ خیال چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات کو اصولی رنگ دیکر جمعیت اسلامیہ کو پاش پاش کرنے والوں کے ہاتھ میں نظام تعلیم دے دینا قوم کے انتشار اور تباہی کو دعوت دینا ہے۔

حدیث کی تعلیم

قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ حدیث کی تعلیم بھی ضروری ہے۔ بالخصوص احادیث کا وہ حصہ جو معاملات اور اخلاق سے متعلق ہے نہایت ضروری ہے۔ حدیث میں حکمت اور دانائی کے ایسے گرانقدر موتی بکھرے پڑے ہیں جو دنیا کی کسی کتاب میں آپ کو نظر نہیں آئیں گے۔

سیرت و تاریخ کی اہمیت

سیرت و تاریخ کی اہمیت پر کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہوگا دنیا میں علم تاریخ کی بنیاد ڈالنے والے مسلمان ہی ہیں۔ مسلمان قوم کو شروع سے ہی تاریخ سے شغف رہا ہے۔ گویا یہ ان کا لازمہ زندگی تھا مگر افسوس دور انحطاط میں ہماری یہ خصوصیت بھی مٹ گئی اور ہماری اولادیں اپنے گھر کی تاریخ سے بھی بے بہرہ ہو گئیں۔ بار خدایا! اس قوم کا کیا حال؟ جسے اپنی ستندار ماضی کا علم نہ ہو۔ جسے معلوم نہ ہو کہ اس کے اسلاف کون تھے اور انہوں نے کیا کیا کارہائے نمایاں کئے۔ اس قوم کے دل میں ترقی کی کیا امنگ پیدا ہو سکتی ہے اور دنیا کی قوموں میں وہ اپنا مقام کیا تجویز کر سکتی ہے ؎

بھول جاتا ہے کہ تھے کن ڈالیوں کے ہم ثمر
ٹوٹ کر آئے کہاں سے اور کیسے آکر یہاں

سیرت و تاریخ فی نفسہ ایک بہت بڑا وسیع مضمون ہے اسکو نصاب میں ایک الگ مستقل مضمون کی حیثیت دینی چاہیئے، قومی سیرت پیدا کرنے میں تاریخ کو جو دخل حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

مطالعہ مذاہب

آخیر میں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ مہذب ترین ممالک میں بھی مطالعہ مذاہب کو ایک خاص مقام دیا جا رہا ہے اور دیگر علوم کے مذہبی علوم کی تحصیل بھی جاذب نظر بن رہی ہے۔ چنانچہ کینیڈا میں ایک یونیورسٹی قائم ہوئی ہے جس کا نام :-

Mc Gill university

ہے۔ اور جس کا کورس پانچ سال کا ہے۔ اس یونیورسٹی میں علوم متداولہ کی پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری کے علاوہ ان طالب علموں کو جو مذہب اسلام کا وسیع مطالعہ کرتے ہیں ایم اے کی ڈگری دی جاتی ہے۔

اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم

یہ غیر قوموں کا کارنامہ ہے۔ جو ہمیں درس عبرت دے رہا ہے۔ اگر اسی نہج پر یا کسی قدر تغیر کے ساتھ ہمارے ملک میں بھی میٹرک کے بعد کالج کی ایسی کلاس کھول دی جائے جس میں علاوہ دیگر علوم کے "اسلامیات" کی اعلیٰ تعلیم ہو اور ایسی تعلیم حاصل کرنیوالوں کو علوم مذہبی کی اعلےٰ ڈگری دی جائے، اور

احمدیہ ایسوسی ایشن کراچی

احمدیہ ایسوسی ایشن کراچی کا دوسرا ہفتہ وار جلسہ ... بمقام مسلم پبلک لائبریری، زیر صدارت جناب ... صاحب ایم اے منعقد ہوا جس میں پچیس احباب نے شرکت کی عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع کی گئی۔ تلاوت قرآن مجید جناب خواجہ افتخار احمد صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے گزشتہ جلسہ کی روئداد حاضرین کو پڑھ کر سنائی۔ روئداد کے منظور ہو جانے کے بعد ہمارے خوش گلو دوست جناب اصغر علی صدیقی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی مشہور اردو نظم

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

ترنم کے ساتھ سنائی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد عبداللطیف بٹ صاحب کی ایک تقریر ہوئی جس میں انہوں نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لئے ایک مضبوط اور زندہ ایمان کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق جہاں اور نشانیاں قرآن اور احادیث میں مذکور ہیں وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ ایمان اگر ثریا پر بھی چلا جائے گا تو وہ واپس لائے گا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے جو اس صدی کے مجدد تھے جس طرح سے اس الحاد و کفر کے زمانے میں مسلمانوں میں پھر سے زندہ ایمان پیدا کیا اس کی نظیر نہیں ملتی، حضرت مسیح موعود نے ڈنکے کی چوٹ کہا کہ خدا ہے اور وہ اسی طرح بولتا ہے جس طرح وہ پہلے بولتا تھا۔ حضرت اقدس خود خدا کی ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے جن کو خدا کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جن لوگوں کو حضرت اقدس کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا انہوں نے سچائی کو سورج کی روشنی کی طرح دیکھ لیا۔ اور پھر ان کے ایمان اس قدر پختہ ہو گئے کہ انہوں نے زمانہ بھر کی مشکلات برداشت کیں۔ لیکن اس سچائی کو جس کو وہ دیکھ چکے تھے چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ جناب بٹ صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے نوجوانوں سے کہا کہ وہ بھی اپنے اندر ایک مضبوط اور زندہ ایمان پیدا کریں کیونکہ اس کے بغیر انسان کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ جناب بٹ صاحب نے اپنی تقریر میں نوجوانوں کو ... اور محبت پیدا کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی اور ... نے کہا ایسوسی ایشن آئندہ ایسے عملی ذرائع بھی اختیار کریگی ... دوست دوسرے احمدی دوست کو جانتے اور ایک دوسرے کی تکلیف میں مدد دے سکے، آخر میں جناب بٹ صاحب نے حاضرین میں سے بزرگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے بچوں کو نماز اور قرآن مجید کے درس میں لائیں کیونکہ بچپن کے نقوش دیرپا ہوتے ہیں اور جو اثر بچے اپنی چھوٹی عمر میں لیتے ہیں وہ آسانی سے محو نہیں ہو سکتے۔ جناب بٹ صاحب کی تقریر کے بعد جناب اقبال احمد صاحب نے بھی ایسوسی ایشن کی تنظیم کے متعلق اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا۔ جناب اقبال احمد صاحب کی تقریر کے بعد بعض ضروری امور مثلاً چندہ ماہوار وغیرہ زیر غور لائے

رفتارِ عالم

ڈھاکہ:۔ ۲۲ مارچ۔ آج ۶ بجے (مقامی وقت) ڈھاکہ میں زلزلے کا ایک نہایت شدید جھٹکا محسوس ہوا۔ اس وقت عوام بستروں میں گہری نیند سو رہے تھے۔ بھونچال کی وجہ سے وہ پریشانی کی حالت میں گھروں سے باہر نکل گئے۔ بعض عمارتوں میں شگاف پڑ جانے کی اطلاع ملی ہے۔ ابھی تک کسی شخص کے ہلاک ہونے کی خبر نہیں آئی۔ یہ جھٹکا تین منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔

سلہٹ، رنگ پور اور منشی گنج میں بھی شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔ شہر سلہٹ میں ۵ منٹ تک جھٹکا جاری رہا۔ کئی عمارتیں پھٹ گئیں لیکن کوئی شخص ہلاک یا مجروح نہیں ہوا۔

مظفر آباد:۔ ۲۲ مارچ۔ حکومت آزاد کشمیر کے صدر کرنل شیر احمد پاکستان کے وزیر برائے امور کشمیر مسٹر شعیب قریشی کی دعوت پر آج سہ پہر کراچی روانہ ہو گئے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کشمیر کے مسئلہ کی تازہ ترین صورت حالات پر گفتگو کریں گے۔

امید کی جاتی ہے کہ کرنل شیر احمد وفاقی دار الحکومت میں ایک ہفتہ قیام کریں گے۔

لاہور:۔ ۲۲ مارچ۔ پاکستان میں متعین امریکی سفیر مسٹر ہوریس اے ہلڈرتھ نے آج بیان کیا کہ مشرقی بنگال کے انتخابات پاکستان کو فوجی امداد دینے کے متعلق امریکی حکومت کے فیصلے پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔

مسٹر ہلڈرتھ نے جو پنجاب اور سرحد کا مختصر دورہ کر رہے ہیں آج اخبار نویسوں سے ایک غیر رسمی گفت گو کے دوران میں اس بات کی غیر مبہم الفاظ میں تردید کی کہ پاکستان کے لئے فوجی امداد کسی شرط پر دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شرط صرف اتنی ہے کہ پاکستان اس امداد کو کسی جارحانہ مقصد کے لئے استعمال نہیں کریگا۔

ڈھاکہ:۔ ۲۲ مارچ۔ مشرقی بنگال کی ۲۳۷ مسلم نشستوں میں سے ۲۱۸ کے نتائج نکل چکے ہیں، اب صرف ۱۹ نشستوں کا نتیجہ باقی ہے۔ ان ۲۱۸ میں سے ۱۹۹ پر متحدہ محاذ، ۱۰ پر آزاد امیدواروں نے، ۷ پر مسلم لیگ پارٹی نے اور ایک پر خلافت ربانی پارٹی نے قبضہ کیا ہے۔ متحدہ محاذ نے جن نشستوں پر قبضہ کیا ہے ان میں مسلم خواتین کی ۹ نشستیں بھی شامل ہیں۔

پٹنہ:۔ ۲۲ مارچ۔ ضلع پٹنہ کے ایک گاؤں میں ہولی کے تہوار پر کسی پر رنگ پھینکنے کی وجہ سے فساد ہو گیا جس میں ایک شخص مارا گیا۔ گاؤں میں مسلح پولیس نے پہنچ کر حالات پر قابو پا لیا۔

کراچی:۔ ۲۲ مارچ۔ امریکی فوجی وفد آج رات کراچی پہنچنے والا ہے۔ یہ وفد ۱۲ ارد لی امریکی فوجی ہیڈ کوارٹر کے افسروں پر مشتمل ہے اور مشرقی اور مغربی پاکستان کی کئی چھاؤنیوں کا معائنہ کرنے کے بعد اندازہ لگائے گا کہ پاکستان کو امریکہ کی طرف سے کتنی اور کس قسم کی امداد ملنی چاہیئے۔ اس کے بعد وہ حکومت امریکہ کی خدمت میں اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔

نئی دہلی:۔ ۲۲ مارچ۔ فیض آباد (بھارت) میں ہولی کے روز فساد ہو گیا جس میں ۱۹ اشخاص زخمی ہو گئے۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

فساد کی وجہ یہ تھی کہ دو آدمیوں نے رنگ ڈالنے پر ایک لڑکے کو زد و کوب کیا۔

فیض آباد کی اطلاع کے مطابق ۲۰ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔

کراچی:۔ ۲۲ مارچ۔ مشرقی بنگال میں متحدہ محاذ کے متعدد رہنماؤں نے جو اعلانات کئے ہیں، اور جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان پر وفاقی دار الحکومت کے ان حلقوں نے جو مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کر سکتے ہیں کافی تشویش اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

ان حلقوں نے پاکستانی روپے کی قیمت کم کرنے، بنگالی کو سرکاری زبان بنانے، پاکستان کی غیر جانبداری اور مرکز کو صرف ایک صوبے کا حکم چلانے کی خواہش کے متعلق بیانات اور ان کے مرکز گریز رجحانات سے خاص طور سے تشویش ظاہر کی ہے۔

کراچی:۔ آئین ساز اسمبلی کے بنگالی رکن مسٹر ابوالقاسم نے سینیچر کے روز پارلیمنٹ میں الزام لگایا کہ انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے متحدہ محاذ کو ہندوؤں نے روپے پیسے آدمیوں اور سامان کی مدد دی ہے۔ انہوں نے مزید الزام لگایا ہے کہ مشرقی بنگال کے ہندو پنڈت نہرو سے رہنمائی کی توقع کرتے ہیں۔ انہوں نے اس بیان کو غلط قرار دیا کہ مشرقی پاکستان کے لوگ اسلامی آئین نہیں چاہتے۔

کراچی:۔ ۲۲ مارچ۔ وزیر غذا سردار عبد القیوم خاں نے ایوان کو بتایا کہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں ۱۹۲۲۷۵ ٹن گندم درآمد کی گئی جس کی قیمت ۲۳۵۹۲۴۸۸۴۴ روپے تھی۔ یہ گندم مختلف ملکوں سے پاکستان لانے کے لئے ۱۶۳ سٹیمر کرائے پر حاصل کئے گئے، جنہیں ۱۱۹۸۲۰۰ پونڈ کرائے کے طور پر سٹرلنگ میں دیئے گئے۔

اس گندم میں سے ۱۱۵۷۶۱ ٹن گندم کراچی میں اور ۱۴۰۰۳ ٹن چٹاگانگ کی بندرگاہ میں اتاری گئی۔

مسٹر احمد جعفر کے ایک ضمنی سوال کا جواب دیتے ہوئے خان عبد القیوم خاں نے کہا کہ غلہ سرکاری حساب میں درآمد کیا جاتا ہے۔

اقوام متحدہ:۔ ۲۲ مارچ۔ اقوام متحدہ میں متعین مصری نمائندے نے ایک بیان میں کہا ہے کہ نیوزی لینڈ کے نمائندے نے حفاظتی کونسل میں نہر سویز کے بارے میں جو قرار داد پیش کی ہے میرا ملک اسے تسلیم نہیں کرے گا۔

اس قرار داد کی غرض و غایت یہ ہے کہ مصر کو یہودی مملکت اسرائیل کی طرف جانے والے جنگی سامان کی روک تھام سے باز رکھا جائے لیکن مصر اس قرار داد کو اس لئے تسلیم نہیں کرتا کہ اس قرار داد سے بین الاقوامی امن میں خلل پڑنے کا امکان ہے۔ مصر اور اسرائیل متحارب ہیں لہذا مصر کو حق پہنچتا ہے کہ اسرائیل کی طرف جانے والے جنگی اسلحہ کو روکے اور مصر اپنی مقصد کے حصول کے لئے نہر سویز سے گذرنے والے جہازوں کی تلاشی لیتا ہے۔

لاہور:۔ لاہور ۲۲ مارچ۔ سی آئی اے نے ایک سال کی پیہم کوشش کے بعد لاہور کے ایک دیوالیہ بنک سنٹرل ایکس چینج بنک لمیٹڈ کے جنرل منیجر آغا فیاض منیجر سردار محمد شفیع، خواجہ محمد تصدق حسین اور ان کے ۵ ماتحت کلرکوں کے خلاف چالان مکمل کر کے ایک مقدمہ زیر دفعہ ۵ بینکنگ کنٹرول معاملات میں پیش کر دیا ہے۔

لاہور ۲۲ مارچ۔ جماعت اسلامی کی طرف سے ایک آل پارٹیز اجتماع طلب کیا گیا جس میں آزاد پاکستان پارٹی، اتحاد عوامی لیگ، کمیونسٹ پارٹی اور اسلام لیگ کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اجتماع نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مارشل لا کے تمام اسیروں کو رہا کیا جائے۔

اس اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ حکومت پاکستان کے سامنے پنجاب کے عوام کا مطالبہ رکھنے کے لئے ایک وفد ترتیب دیا جائے، جو کراچی جا کر اس مطالبہ کو حکومت کے سامنے رکھے۔

نئی دہلی:۔ ۲۲ مارچ۔ پرجا سوشلسٹ پارٹی کے تحقیقاتی کمیشن نے بھارت اور بھارتی مقبوضہ کشمیر کی حکومت کے اس دعوے کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے کہ شیخ عبد اللہ کی برطرفی اور گرفتاری کا فیصلہ اقتضائے حالات کے تحت فوری طور پر کیا گیا تھا۔

بغداد:۔ ۲۲ مارچ۔ عراق نے شام اور اردن سے وعدہ کیا ہے کہ اگر اسرائیل نے ان پر حملہ کیا تو عراق کی طرف سے عرب ملکوں کے اجتماعی تحفظ کے معاہدے پر عمل کیا جائے گا۔ عراق کی طرف سے ان دونوں ملکوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اس معاہدے پر عمل شروع ہوتے ہی عراق ان کے لئے فوج اور دوسری ضروری امداد بہم پہنچائے گا۔

لزبن:۔ حکومت پرتگال نے بھارت کا احتجاج مسترد کر دیا ہے۔ وزارت خارجہ کے ایک اعلیٰ افسر نے بیان کیا کہ بھارت پرتگال اور فرانس کی نو آبادیات کے عوام کو مشتعل کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلے تراش رہا ہے۔

نئی دہلی:۔ ۲۲ مارچ۔ بھارت کی طرف سے فرانس سے احتجاج کیا گیا ہے کہ فرانسیسی نو آبادیات میں مظاہرین پر تشدد کیا جاتا ہے۔ آج وزارت خارجہ بھارت کے ایک اعلیٰ افسر نے ایک بیان میں کہا کہ ایسے حالات کی موجودگی میں لازمی امر ہے کہ بھارتی علاقے میں اس کا رد عمل ہو۔

نئی دہلی:۔ ۲۲ مارچ۔ بھارتی وزیر اعظم نے کانگرسی پارلیمنٹری پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشرقی بنگال کے انتخابات پر سب سے زیادہ اثر زبان کے مسئلے نے ڈالا ہے۔

پیغام صلح مورخہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۵۴ء جلد ڈبل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۵

تنظیمی پریس بیرون سرکار روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۳ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۴۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مامسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مؤرخہ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۶

جواہر ریزے

سلام کے متعلق

قرآن سے:

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا ان اللہ کان علی کل شیء حسیبا ○ (النساء ع پارہ ۵)

اور جب تم کو دعا دی جائے تو تم اس کے جواب میں اس سے بہتر طور پر دعا دو۔ یا (کم سے کم) ویسا ہی جواب دو۔ اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ (قرآن شریف)

حدیث سے:

عن عبد اللہ بن عمرو ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام وتقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف (صحیحین)

عمرو کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور رسول کریم صلعم سے پوچھا کہ آداب اسلام میں سے سب سے بہتر ادب کیا ہے، فرمایا وہ یہ کہ تو کھانا کھلائے اور آشنا اور بیگانہ کو اسلام علیک کرے۔ (صحیحین)

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولی الناس باللہ من بدا بالسلام۔ (ترمذی)

ابو امامہ کہتے ہیں کہ حضور پیغمبر صلعم نے فرمایا خدا کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قریب اور بہترین شخص وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں سبقت کرے۔ (ترمذی)

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر۔ (صحیحین)

ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ سوار کو چاہیئے کہ پیادے کو سلام کرے اور راستہ چلتا ہوا بیٹھے کو اور تھوڑے آدمی بہت آدمیوں کو۔ (صحیحین)

وفی الروایۃ البخاری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر۔

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو راستہ چلتا ہوا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہتوں کو سلام علیک کیا کریں۔

عن انس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی غلمان فسلم علیہم۔ (صحیحین)

حضرت انس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کا لڑکوں پر گذر ہوا۔ تو حضور صلعم نے ان کو السلام علیکم کہا۔ (صحیحین)

خسارہ پورا کرنیکے لئے جماعت کے تمام افراد ایثار سے کام لیں

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد گرامی

احباب کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ یہ مژدہ سن کر خوش ہوں گے کہ انجمن کا کاروبار نہایت پرسکون فضا میں خیر و خوبی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اور ضروری اخراجات آسانی سے بہم پہنچ رہے ہیں، ماہوار چندہ کی رفتار تسلی بخش ہے، ماہوار چندہ کے علاوہ ایک صاحب نے پرسوں سات ہزار روپے پیش کئے۔ اور یہ صاحب مزید اٹھارہ ہزار روپے ماہ اپریل میں پیش کریں گے۔ دو ایک دن میں تین چار ہزار روپے ایک دوسرے دوست دیں گے۔ ماہ اپریل میں مذکورہ بالا اٹھارہ ہزار روپے کی رقم کے علاوہ اراضیات اوکاڑہ کی بقایا اجناس سے قریباً دس ہزار روپے خزانہ انجمن میں آئیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ماہ مئی و جون میں اجناس اوکاڑہ سے ساٹھ ستر ہزار روپے میسر آئیں گے بفضلہ تعالیٰ اور کوئی آٹھ دس ہزار روپے اراضیات سندھ سے ہاتھ آئیں گے، یہ رقوم ماہوار چندوں کے علاوہ ہونگی جو تین ماہ میں انجمن کے خزانہ میں جمع ہو جائیں گی۔ کاروبار چلانے کے لئے یہ رقوم کافی ہوں گی۔

لیکن خسارہ کو پورا کرنے کے لئے جماعت کے تمام افراد ایثار سے کام لیں اور اپنی ایک ماہ کی چوتھائی آمدنی محاسب صاحب کے نام بھیجدیں ہماری قوم نے اس سے قبل بارہا اپنی ایک ماہ کی پوری آمدنی نہایت خوشدلی سے دی ہے اس دفعہ کا بار تو ہلکا سا ہے۔ اس کو اخلاص اور کشادہ پیشانی سے برداشت کیا جائے۔ اور اپنی اپنی رقوم خود بخود بغیر مطالبہ کے ادا کر دی جائیں۔ والسلام

صدر الدین — ۲۵ مارچ ۵۴ء

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

—— شیخ شریف احمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور اطلاع دیتے ہیں کہ ہماری جماعت کے نہایت محترم بزرگ جناب مرزا ولاور خاں صاحب پنشنر کیو ریٹر عجائب گھر پشاور کی اہلیہ محترمہ نے کم و بیش دو ماہ کی علالت کے بعد ۲۲ مارچ کو صبح پانچ بجے داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ حضرت مسیح موعود کے وقت سے احمدی تھیں احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

پیغام صلح: ہمیں اپنے محترم بزرگ مرزا ولاور خاں صاحب اور مرحومہ کے دیگر لواحقین و پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے۔

—— سیالکوٹ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مستری فضل احمد صاحب کا نواسہ افتخار احمد دو ڈھائی عمر ۹ سال جو ہسپتال میں ایک قابل انگریز ڈاکٹر کے زیر علاج تھا از جمعہ فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مستری فضل احمد صاحب اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل و نعم البدل عطا کرے۔

سہ روزہ پیغام صلح ——— ۲۷ مارچ ۱۹۵۴ء

تا توانی با جماعت یار باش

جماعت احمدیہ کو وجود میں آئے ہوئے ساٹھ سال سے کچھ زیادہ عرصہ گذرا ہوگا۔ اس عرصہ میں اس پر مصائب پر مصائب آئیں ابتداء میں نہ صرف عامۃ الناس یعنے مسلمان، ہندو اور عیسائی بھی مخالف تھے بلکہ خود حکومت وقت بھی مخالف تھی۔ بانی جماعت کا دعوےٰ مہدی ہونے کا تھا۔ اور حکومت مہدی کے تصور سے لرزہ براندام رہتی تھی، کیونکہ اس کے ساتھ جہاد بالسیف کی روایات وابستہ تھیں۔ اور مہدی سوڈانی کا اعلان جہاد انگریزی حکومت کے لئے پہلے ہی مصیبت پیدا کر چکا تھا۔ علاوہ ازیں بانی جماعت مغل خاندان کے ایک رئیس زادہ تھے انگریزوں نے مغلوں سے تازہ تازہ سلطنت لی تھی۔ انہیں فکر دامنگیر تھا کہ شاید مذہب کے پردے میں مغل نیچے دوبارہ حصول سلطنت کے منصوبے باندھ رہے ہوں، پھر مخالفین کی ریشہ دوانیاں اور خفیہ سازشیں اور جھوٹی مخبریاں کہ یہ شخص مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ طاقت جمع ہو جانے پر علم بغاوت بلند کر دے گا۔ غرض ایسے خطرناک حالات تھے جن میں احمدیت کی ابتدا ہوئی۔ ایسی حوصلہ شکن روح فرسا اور عالمگیر مخالفت کے مقابلہ میں حضرت مرزا علیہ الرحمۃ کا پہاڑ کی طرح کھڑے رہنا اور آہنی عزم کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو سرانجام دیتے جانا آپ کے کمال استقلال پر دلالت کرتا ہے جو خاص مردان خدا کی صفت ہے۔

آپ کے بعد اگر کچھ عرصہ کے لئے مخالفت دب گئی تو پھر اس شدت سے اٹھی کہ الامان والحفیظ۔ دنیا میں شاید ہی کسی جماعت کی اس زمانہ میں اس قدر مخالفت ہوئی ہو، ہزاروں نہیں لاکھوں کے جم غفیر نے اس جماعت کو تباہ و برباد کرنے کی ٹھانی۔ مگر ہر دفعہ منہ کی کھائی۔ جماعت کا ایسے مصائب کے منہ میں سے صحیح و سلامت نکل آنا اور اعجازی طور پر زندہ رہنا لاریب اس کے بانی کے اخلاص کا آئینہ دار ہے۔ اگر یہ جماعت خدائے بزرگ و برتر کے منشاء کے ماتحت وجود میں نہ آئی ہوتی یا یوں کہئے کہ اگر خود خدا نے اپنے مامور کے ذریعے اس کو نہ بنایا ہوتا تو شاید اس وقت تک صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہوتی، لیکن گذشتہ سال کی عظیم مخالفت نے تو یہ حقیقت بالکل واضح کر دی کہ یہ مٹنے والی جماعت نہیں یہ پودا جو خود خدا کے ہاتھوں لگایا گیا اب اسی کے فضل سے ایک تناور درخت بن گیا ہے۔ کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ (الفتح ۲۹) آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ درخت اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کا مصداق ہے۔ اس کی شاخیں دنیا کی اطراف و اکناف میں پھیلی ہوئی ہیں اور اس کے ثمرات سے ایک عالم متمتع ہو رہا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ آج سے ساٹھ سال قبل جو آواز پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے اٹھی وہ تمام عالم میں گونجی۔ ایک نور تھا جو آسمان سے اترا اور اس نے ہزاروں لاکھوں قلوب کو منور کر دیا۔ ایک روحانی بارش تھی جس نے باغ گیتی کو سرسبز کر دیا۔ وہ باد بہار تھی جو فصل اسلام پر آئی جس سے ایمان کے غنچے رنگین شگفتہ ہوگئے۔ ونعم ما قال المسیح الموعود ؎

چو غنچہ بودجانے خموش و سر بستہ
من آمدم بفقدومیکہ از صبا باشد

الغرض باوجود صدہا مشکلات اور مصائب کے یہ جماعت ترقی کے منازل طے کرتی گئی اور ایک عظیم الشان طاقت بن گئی جس نے دنیا میں روحانی بیداری اور ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اسلام جس کو نہایت حقیر نظروں سے دیکھا جاتا اور معقولیت سے کوسوں دور خیال کیا جاتا تھا حضرت مرزا نے اسے ایک سائنٹیفک حقیقت بنا دیا جس کے محاسن پر یورپ کے بڑے بڑے مفکرین سر دھننے لگ گئے یہ صدیوں کا کام تھا جو چند سالوں میں ہو گیا۔ احمدیت ایک نعمت تھی جو اسلام کے اس دور انحطاط میں آسمان سے نازل ہوئی۔ اس نعمت کی قدر ہر بہی خواہ ملت کا فرض ہے۔ اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ جماعت کی تقویت کی ہر طرح سے کوشش کی جائے تاکہ دنیا اس کی برکات سے بیش از بیش بہرہ ور ہو سکے۔ تقویت جماعت کے باب میں جو چیز سب سے مقدم ہے وہ باہمی اتحاد اور اتفاق ہے۔ ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ تفرقہ قوم کے لئے خطرناک چیز ہے۔ پھر کیوں ایسا قدم اٹھایا جائے جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ ہم بارہا کہہ چکے اور اب پھر کہتے ہیں کہ جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا سخت معصیت ہے۔ اس ارتکاب سے بچنا چاہیئے۔ اور خدا کے حکم کو پس پشت نہیں پھینکنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ایسے شخص سے ناراض ہوگا جو قوم کی وحدت کو معمولی باتوں کے لئے توڑتا ہے۔ اس نعمت کی جماعت کے رنگ میں خدا نے ہمیں دی بے قدری نہیں کرنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ ہم خدا کی نظروں میں ناشکرگذار بن جائیں۔ خدا کے دین کے لئے ذاتی مفاد اور ذاتی وجاہت کے خیالات دل سے نکال دو۔ یہ بھی ایک قربانی ہے جو آپ کریں گے۔ اس سے آپ کے مدارج بلند ہوں گے۔ اور خدا اور قوم دونوں کی نظروں میں آپ معزز اور محبوب بن جائیں گے۔

خدا کا حکم یہی ہے، وقت کا تقاضا یہی ہے اور قومی مصالح بھی اسی کے مقتضی ہیں کہ ہم سب متحد ہو کر کام کریں اور جماعت کی طاقت کو بڑھائیں اور اس کو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط بنائیں۔ ہماری پہلی گذارش بھی یہی ہے اور آخری بھی یہی کہ ؎

تا توانی با جماعت یار باش
غمگسار و مونس و غمخوار باش

مخالفت کا راز

افسوس ہے کہ ہمارے ان دوستوں نے جو جماعت میں تفرقہ اور انتشار پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں ابھی تک اپنی انتخاب شکن سرگرمیوں سے منہ نہیں موڑا اور اس خلیج کو جو وہ پیدا کر چکے ہیں، زیادہ سے زیادہ وسیع کرتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے جا رہے ہیں، اس سلسلہ میں جو لٹریچر شائع ہوا ہے، اس کے دلآزارانہ کلمات اور ناواجب جذباتی پراپیگنڈا سے قطع نظر ایک تازہ بیان ضمن یہ بھی ہے جو اس ساری مخالفت کے اصل راز کو منکشف کرنے والا ہے:۔

"اب ہم تمام باتوں کو چھوڑنے پر تیار ہیں۔ اور انتظام کلی انہیں دوستوں کے حوالے کر دیں گے۔ بشرطیکہ آئین میں امارت کے عہدہ کو اڑا دیا جائے اور صرف جماعت کا ایک صدر مقرر کر لیا جائے جس کا انتخاب سالانہ ہو جایا کرے۔ پہلا صدر جس کو قوم چاہے تجویز کرے۔ اور اگر خان صاحب پر بھی اتفاق ہو تو ہمیں کچھ اعتراض نہیں ہمارا فریق نئے انتخابات سے کلی دستبردار ہو جائیگا اور نظم و نسق کی موجودہ غیر آئینی صورت کو بھی قبول کر لیگا۔ مگر امارت کے عہدہ پر حضرت امیر مرحوم کی دلشکنی کرنے والا بزرگ کسی صورت میں بھی منظور نہیں۔ اور اس بزرگ کی خاطر ساری جماعت کو ابتلاء میں ڈالنا اور تفرقہ انداز کو ہوا دینا مناسب نہیں"

دیکھا آپ نے! مولانا صدرالدین صاحب اور ان کے ساتھیوں کے قائم کردہ نظام کی مخالفت تو محض ایک بہانہ ہے دراصل یہ نظام کی مخالفت نہیں، مخالفت مولانا صدرالدین صاحب سے ہے ان کو اگر نکال دیا جائے تو ان کے بنائے ہوئے نظام کو وہ بخوشی قبول کریں گے، اور اگر مولانا صدرالدین صاحب نکل جائیں تو نظم و نسق کی نام نہاد "غیر آئینی صورت" بھی قابل قبول ہو جائے گی، گویا کام تو جو انہوں نے کیا ٹھیک ہے، لیکن انکے نام سے کد ہے کیوں؟ کیا اس لئے کہ انہوں نے اپنی عمر کا بہترین حصہ اور اپنے شاندار مستقبل کو قربان کر کے جماعت کی خدمت میں تمام عمر بسر کر دی؟ کیا اس لئے کہ انہوں نے اعلیٰ سرکاری ملازمت ترک کر کے خدمت قومی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا؟ کیا اس لئے مولانا صدرالدین صاحب کو الگ کر دیا جائے کہ انہوں نے پہلی عالمگیر جنگ کے اندر انگلستان میں بیٹھکر اسلام کی وہ شاندار خدمات سرانجام دیں جو اس زمانہ میں کسی دوسرے شخص سے بن نہ آسکتی تھیں؟ کیا اس لئے حضرت مولانا صدرالدین صاحب کو علیحدہ کر دینا چاہیئے کہ انہوں نے حضرت امیر مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن کو اپنی ذاتی نگرانی، دیدہ ریزی اور محنت کے ساتھ ایسا شاندار لباس پہنایا کہ خود حضرت امیر مرحوم کو اسکے دیباچہ میں انکی خدمات کا نہایت شاندار الفاظ میں اعتراف کرنا پڑا، کیا اسلئے مولانا صدرالدین صاحب کو الگ کرنا چاہئے کہ انہوں نے برلن میں ایسی شاندار مسجد بنائی کہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی، اس سلسلہ میں جو جو مشکلات انہیں برداشت کرنی پڑیں اور جس جس طرح اپنوں اور بیگانوں کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا وہ ایک ایسی داستان ہے جس کو سن کر غیروں کو بھی انکی قوت ایمانی اور جوش اسلامی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے، پھر اکاڑہ کے سنز مربعوں پر انجمن کو قبضہ دلانے کیلئے انہوں نے جس طرح اپنی جان جوکھوں میں ڈالی کیا اس خدمت کے صلہ میں انہیں علیحدہ کر دیا جائے؟ کیا احمدی قوم اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ اپنے محسنوں اور خیر خواہوں کو جنہوں نے دنیا میں ان کا وقار قائم کیا محض لوگوں کی ذاتی رنجشوں کی بناء پر جماعت سے نکال دیا کرے اور وہ رنجشیں کونسی ہیں؟ حضرت امیر مرحوم کو کیوں بدنام کرتے ہو، کیوں ان کا نام لے لیکر جماعت کو اکسانے کی کوشش کرتے ہو، ان کے ساتھ کوئی ذاتی عناد کسی کو نہ تھا، اگر کوئی اختلاف کسی قومی معاملہ میں پیدا ہوا تو وہ لڑ جھگڑ کر بھی ایک ہو جاتے تھے مگر تم لوگ جن کا کام تفرقہ پردازی اور انتشار پیدا کرنا ہے ان باتوں کو ہوا دیکر ایسی ذہنیت کا انکشاف کر رہے ہو جو کسی حق پرست سے ممکن نہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں اگر مولانا صدرالدین صاحب ایسے ہی ثابت ہے تھے، تو آج سے دو سال پہلے جب تمام قوم نے انہیں امیر بنایا، کیوں ایسی آواز نہ اٹھائی گئی، اس وقت تو آپ نے بھی انکی امارت کی تائید کی اور دو سوا دو سال تک انکو امیر تسلیم کرتے ہوئے انکے قدموں میں بیٹھنا قابل فخر سمجھا اب امیر مرحوم کی مخالفت کا بہانہ کر کے اس قسم کی باتیں کرنا ثابت کرتا ہے کہ یہ حق پرستی کا نتیجہ نہیں بلکہ دھڑا بندی ہے جس سے قوم کی تباہی کا سامان کیا جا رہا ہے، کاش ان تخریبی سرگرمیوں کے بجائے کوئی تعمیری کام ہم بھی کر کے دکھاتے، جیسے مولانا صدرالدین صاحب نے کئے، بجائے اس کے یہ نہی "مصلحوں" کا جامہ پہن کر فساد کی طرح ڈالنا کسی حق پرست کا کام نہیں۔

نماز اور زکوٰۃ

تعلق باللہ کے اہم ترین ذرائع

افسر صاحب تحصیل کا ایک ضروری خط احباب جماعت کے نام

اخویم مکرم معظم - اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ماہ رجب عموماً زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اور عام طور پر مسلمان اس مہینہ میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اس مہینہ کے صرف آخری دس دن باقی ہیں - اس لئے میں آپ کو اس ضروری فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں -

اس موقعہ پر یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ جہاں تک قرآن کریم اور سنت نبوی سے پتہ لگتا ہے کوئی شخص اس بات کا مجاز نہیں کہ زکوٰۃ خود بخود جہاں چاہے دے - بلکہ یہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع ہو، اور بیت المال کے ذریعہ مستحقین کو دی جائے عام طور پر جو یہ دستور ہے کہ زکوٰۃ کے مہینہ میں مانگنے والے گھروں سے نکل پڑتے ہیں، اور شہر بشہر زکوٰۃ مانگتے پھرتے ہیں اور دینے والے ان کو زکوٰۃ دیکر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ زکوٰۃ ادا ہو گئی، یہ طریق صحیح نہیں اس سے مسلمانوں میں گداگری اور بیکاری بڑھ رہی ہے زکوٰۃ بھی اس طرح ادا نہیں ہوتی - قرون اولی میں قرآن کے ارشاد کے مطابق حکومت کی طرف سے ایسے عامل مقرر کئے جاتے تھے جو زکوٰۃ وصول کر کے بیت المال میں جمع کرتے تھے، یہی سنت نبوی ہے، یہی خلفائے راشدین کا طریق ہے، اور اسی طریق پر عمل کرنے سے مسلمان قوم کی تمام قومی ملی ضروریات پوری ہو سکتیں اور وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و سرخرو ہو سکتے ہیں - اس لئے ضروری ہے کہ آپ بھی اپنی زکوٰۃ اپنے قومی بیت المال میں جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قائم کر رکھا ہے جمع کرائیں - انجمن تمام ان مصارف اور مقامات پر اس روپیہ کو خرچ کرتی ہے جو قرآن کریم نے مقرر کئے ہیں -

مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت آپ پر واضح کروں، آپ جانتے ہیں کہ زکوٰۃ ان پانچ ارکان اسلام میں سے ہے جن پر دین کی بنیاد رکھی گئی ہے - قرآن کریم میں نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ہے اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کے ذریعہ جو تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے وہ مکمل نہیں ہو سکتا جب تک عام لوگ صدقات و خیرات اور صاحب نصاب زکوٰۃ ادا نہ کریں -

چندہ ماہوار زکوٰۃ نہیں، بلکہ جہاد کے حکم میں ہے، اور جہاد اور زکوٰۃ دو الگ الگ رکن ہیں اور دونوں کی ادائیگی ضروری ہے چندہ ماہوار سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو جاتی اور نہ زکوٰۃ سے چندہ یا جہاد کا رکن ادا ہو جاتا ہے - دونوں اپنی اپنی جگہ پر ضروری ہیں -

پس میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے جمع شدہ سرمایہ، تجارتی مال، زیورات اور جائداد وغیرہ کا جن پر زکوٰۃ واجب ہو حساب کر کے اور جو کچھ واجب ہو اسے اپنے قومی بیت المال میں جمع کرا دیں گے کہ اسی میں آپ اور آپ کی قوم کی بہبود اور سرخروئی ہے - مالی انجمن کے فیصلہ کے مطابق جو حدیث نبوی پر مبنی ہے، یہ آپ کو اختیار ہے کہ اپنی زکوٰۃ میں سے ایک چوتھائی یا ایک تہائی رقم آپ اگر چاہیں تو اپنے طور پر کسی مستحق کو دے دیں یا کچھ لٹریچر منگوا کر اسے خود مناسب جگہ پر تقسیم کر دیں، لیکن باقی رقم کا بیت المال میں آنا ضروری ہے - امید ہے آپ اس سے دریغ نہیں فرمائیں گے اور ایسی تمام رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں گے - والسلام -

خاکسار - احمد حسن

افسر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

"حسن بیان"

یعنی

ترجمہ و تفسیر قرآن مجید

حضرت مسیح موعودؑ کا علم قرآن کسی بیان کا محتاج نہیں - اور اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اس امام وقت نے اپنے ساتھ رہنے والوں کو بھی فہم قرآن کی نعمت سے مالا مال کر دیا جو جس قدر قریب ہوا اسی قدر اس علم سے بہرہ یاب ہوا - اور بعض کی خداداد قابلیتوں نے مامور من اللہ کے جلد میں وہ نور حاصل کر لیا جو دوسروں کے دل و دماغ کو روشن کرے -

"حسن بیان" حضرت صاحب کے ایک سب سے پرانے ساتھی یعنی حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب نیازی پشاوری مرحوم و مغفور کے اس فہم قرآن کا مرقع ہے جو امام وقت کے قرب سے انہیں نصیب ہوا سلیس اور آسان پیرایہ میں تفسیر قرآن بجائے خود ایک مشکل مرحلہ تھا لیکن ایسے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں اتر جاتا ہے ۲۰×۳۰/۸ سائز کے ۹۰۰ صفحات پر پھیلی ہوئی اس تفسیر کا ہدیہ جو بہترین مجلد ہے اور اوپر سونے سے نام لکھا ہوا ہے صرف پانچ روپے علاوہ محصولڈاک جو ایک روپیہ آٹھ آنے ہے -

مینیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ایک کامیاب علمی مجلس

مؤرخہ ۱۲ مارچ کو احمدیہ ریڈنگ روم احمدیہ بلڈنگس لاہور کے احمدی نوجوانوں کی ایک کامیاب علمی مجلس منعقد ہوئی - ہال حاضرین سے بھر گیا - اس مجلس کی صدارت عبدالغفور صاحب ثاقب نے کی - تلاوت قرآن کریم ایم اے قریشی صاحب نے کی، راقم الحروف نے مجلس گزشتہ کی روئداد پڑھی - عزیزم ظفر اقبال نے ترنم سے نظم پڑھی - اس کے بعد ماسٹر برکت علی صاحب نے "تہذیب نفس" پر ایک مدلل تقریر کی - انہوں نے تہذیب نفس کی تشریح کرنے کے بعد بتایا کہ وسیع معنوں میں یہی کام ہماری جماعت کا ہے اور پھر چھوٹے پیمانے پر ہماری ایسوسی ایشن کا بھی ہے - انہوں نے مذہبی کتب کے مطالعہ پر بھی زور دیا - پھر صدر مجلس نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے باقاعدہ شرکت کی درخواست کی - اس کے بعد فضل الرحمٰن صاحب نے "دوسرے مذاہب میں عورت کا مقام" پر ایک مقالہ پڑھا جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ چونکہ مذاہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اس لئے ہر مذہب نے عورت کو اچھا مقام دیا ہے - اس کے بعد تنقید و تبصرہ کے لئے موقعہ دیا گیا - محمد اقبال صاحب نے فضل الرحمٰن صاحب کے خیالات سے اختلاف کرتے ہوئے بطور دلیل بعض مذاہب کے حوالے دیئے - راقم الحروف نے اس مقالہ پر تنقید کرتے ہوئے بتایا کہ بے شک خدا تعالیٰ نے ہر قوم کی اصلاح کے لئے انبیاء بھیجے مگر انبیاء کے چلے جانے کے بعد مرور زمانہ سے ان مذاہب میں خرابیاں پیدا ہوئیں - ماسٹر برکت علی صاحب کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے راقم نے قرآن کریم اور کتب سلسلہ کے مطالعہ کے لئے ایک تجویز پیش کی جسے جلد ہی عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائیگی - اس کے بعد آئندہ مجلس کیلئے پروگرام مرتب ہوا - تقریباً ۱/۲ ۴ بجے یہ کامیاب مجلس حضرت مولانا عزیز بخش صاحب کی دعا پر برخاست ہوئی -

سلطان محمود سیکرٹری - احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

لاہور کے احمدی نوجوانوں کو

دعوت

مؤرخہ ۲۸ مارچ کو ۱/۲ ۳ بجے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کی ماہوار مجلس احمدیہ مسجد کی گیلری میں ہوگی - جس میں ایسوسی ایشن کی ترقی، توسیع و استحکام کی تجاویز پر غور ہوگا -

سب نوجوانوں سے شمولیت کی درخواست ہے

خاکسار - سلطان محمود سیکرٹری

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن - لاہور

رفتار زمانہ

ڈھاکہ:۔ ۲۵ مارچ۔ مشرقی بنگال اسمبلی کی ۲۲۷ مسلم نشستوں میں سے متحدہ محاذ ۲۱۱ نشستیں حاصل کر چکا ہے اب صرف پانچ مسلم نشستوں سے انتخابی نتائج کا اعلان باقی ہے۔ عام حلقہ سے آج مسٹر بسنت کمار داس لیڈر کانگرس اپوزیشن اسمبلی پارٹی نے کامیاب ہو کر دو امیدواروں کی ضمانتیں ضبط کرا دی ہیں۔ اب پارٹی پوزیشن یہ ہے:۔

مسلم حلقے:۔ متحدہ محاذ:۔ ۲۱۱
مسلم لیگ:۔ ۸ آزاد:۔ ۲
خلافت ربانی پارٹی:۔ ۱
غیر مسلم حلقے:۔ کانگرس ۔ ۲۲
اقلیتی بورڈ:۔ ۸ گنانتری ۔ ۲
کمیونسٹ ۔ ۔ عیسائی ۔ ۱
بدھ ۔ ۔ اچھوت فیڈریشن:۔ ۲۱

بیروت:۔ ۲۵ مارچ۔ حکومت لبنان نے بیروت میں امریکی یونیورسٹی کے طلباء کو یہ اجازت دے دی ہے کہ وہ قرارداد پاکستان اور ترکیہ کے معاہدے اور اس معاہدے میں عراق کو شامل کرنے کی کوششوں کے خلاف پرامن مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ بھارتی حکومت امریکہ سے جو اسلحہ و سامان جنگ خرید رہی ہے اس کا مقابلہ پاکستان کے لئے امریکہ کی فوجی امداد سے کرنا مناسب نہیں۔ پنڈت نہرو نے اعتراف کیا کہ حکومت امریکہ نے بھارت کو ایک "دوست ملک" خیال کرتے ہوئے بھارت کو اسلحہ فروخت کرنا منظور کر لیا ہے۔ آپ نے کہا "لیکن یہ فروخت ایک کاروباری سودے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ بھارت کسی وسیع پیمانہ پر امریکہ سے فوجی سامان نہیں خرید رہا وہ امریکہ کے علاوہ دوسرے ملکوں سے بھی سامان جنگ حاصل کر رہا ہے، لیکن اس سامان کی خریداری سے بھارت کی آزادی پر کوئی زد نہیں پڑے گی۔"

قاہرہ ۲۵ مارچ۔ صدر نجیب نے آج کابینہ کے اجلاس کے بعد حسب ذیل فیصلوں کا اعلان کیا:۔

(۱) ۲۴ جولائی کو انقلابی کونسل توڑ دی جائیگی جس کے بعد تمام اختیارات دستور ساز اسمبلی کو منتقل کر دیئے جائیں گے (۲) سیاسی جماعتوں کو بحال کر دیا جائے گا (۳) تمام شہریوں کو مکمل سیاسی حقوق حاصل ہوں گے (۴) دستور ساز اسمبلی کو آزادانہ اور براہ راست انتخابات کے ذریعہ قائم کیا جائے گا (۵) دستور ساز اسمبلی کا کوئی رکن نامزد نہیں کیا جائے گا (۶) موجودہ انقلابی کونسل کسی سیاسی جماعت میں تبدیل نہیں کی جائے گی (۷) دستور ساز اسمبلی کا پہلا کام مصر کے نئے صدر کا انتخاب ہوگا۔

ماسکو ۲۵ مارچ۔ ایک روسی اخبار نے ماسکو میں امریکی سفارت خانہ کے چار ارکان کو جاسوس قرار دیا ہے۔ ان میں سے تین اسسٹنٹ آرمی اتاچی اور ایک سٹاف سارجنٹ ہیں۔

لندن ۲۵ مارچ۔ پاکستان کے مشہور پامسٹ (دست شناس) میر بشیر آج لندن سے لاہور پہنچے وہ شام کو اپنے آبائی شہر سیالکوٹ روانہ ہو گئے۔ توقع ہے کہ وہ چند دن سیالکوٹ میں قیام کریں گے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ میر بشیر پامسٹری کے میدان میں بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں، اور سالہا سال سے لندن میں رہائش پذیر ہیں۔

لاہور ۲۵ مارچ۔ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس مسٹر محمد منیر نے کراچی کے روزنامہ "ڈان" کی ایک رپورٹ کو توہین عدالت کے مترادف قرار دیتے ہوئے اخبار کے اڈیٹر پرنٹر پبلشر کے نام یہ نوٹس جاری کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ ۱۲ اپریل کو عدالت میں حاضر ہو کر وجہ بیان کریں کہ ان کے خلاف کیوں نہ توہین عدالت کی بناء پر قانونی کارروائی کی جائے۔ مقدمہ کی سماعت کے لئے لاہور ہائیکورٹ کے تین ججوں پر مشتمل ایک سپیشل بنچ مقرر کیا جائے گا۔ اخبار "ڈان" کی جس رپورٹ کو قابل اعتراض قرار دیا گیا ہے وہ ۲۲ مارچ کو شائع ہوئی تھی اس کی جلی سرخی "جسٹس رشید کا تقرری عزم کراچی" تھی۔ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے اپنے حکم میں کہا ہے کہ اخبار "ڈان" کی اس رپورٹ سے یہ پایا جاتا ہے کہ (۱) لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس انگریز اور برسر اقتدار سیاسی پارٹی کے احکام کے تابع ہیں (۲) وہ حکومت پاکستان کے سیاسی، قانونی اور آئینی مشیر ہیں اور (۳) وہ حکومت پاکستان کو سیاسی مشکلات سے نجات دلانے کے لئے بے تاب ہیں۔

ڈھاکہ ۔ ۲۳ مارچ۔ کل دوپہر کے وقت چندر گونا کے مقام پر کرنافلی پیپر ملز میں خونریز فساد ہو گیا جس وجہ سے تیرہ اشخاص ہلاک اور ۳۵ زخمی ہو گئے۔ ہلاک شدگان میں کارخانہ کے ایمپلائنگ منیجر مسٹر خورشید علی بھی شامل ہیں، ابھی تک ان کی نعش دستیاب نہیں ہو سکی۔ دوسرے بارہ ہلاک شدگان میں لیبر آفیسر مسٹر شیرازی، ایک فنی ماہر ایک اینگلو انڈین سپروائزر اور چوکیدار شامل ہیں۔

کراچی ۲۴ مارچ۔ کرنافلی پیپر ملز میں فساد سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کرنے کے لئے آج مرکزی کابینہ کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں طے پایا کہ فساد کے محرکات کو سختی سے کچل دیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ کارخانہ میں فساد کی ابتدا کارخانہ کے منیجر مسٹر خورشید علی اور ایک بنگالی شخص انجینئر مسٹر ... میں جھگڑے سے شروع ہوئی مسٹر اخلاص کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ کارخانہ کی عمارت سے باہر نکل جائیں۔ لیکن مسٹر اخلاص نے کارخانہ میں رہنے پر اصرار کیا۔ اس پر مزدوروں کے ایک طبقہ نے مسٹر اخلاص کی حمایت کی۔ جو بعد ازاں مزدوروں کے دو طبقوں میں اڑھائی گھنٹے کی خوفناک لڑائی پر منتج ہوئی۔ پولیس ابھی تک مسٹر اخلاص کو گرفتار نہیں کر سکی۔ بتایا گیا ہے کہ اب تک کارخانوں میں جو بلوے ہوئے ہیں وہ اس صوبائی تعصب نفرت اور مخاصمت کا نتیجہ ہیں جو حالیہ انتخابات میں پھیلایا گیا تھا۔

چٹاگانگ سے نمائندہ نے وقت نے اطلاع دی ہے کہ کرنافلی پیپر ملز میں بلوہ کے سلسلہ میں ایک سو اسی (۱۸۰) اشخاص گرفتار کر لئے گئے ہیں ان پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۰۲ و ۱۴۸ کے ماتحت مقدمات چلائے جائیں گے۔ ان میں گیارہ اشخاص شناخت کی جا چکی ہیں۔ خیال ہے کہ کرنافلی ملز میں ایک دو دن تک کام شروع ہو جائے گا۔ اب صورت حال قابو میں ہے۔ اور کارخانہ میں کام کرنے والے تمام غیر بنگالی کارکن چندر گونا واپس پہنچ گئے ہیں۔

کراچی ۲۳ مارچ۔ جناح عوامی لیگ کے کنوینر مسٹر حسین شہید سہروردی نے آج اپنے اس مطالبہ کو دہرایا ہے کہ دستور ساز اسمبلی کو توڑ دیا جائے آپ نے کہا ہے کہ اس اسمبلی کے بنگالی ارکان کو فوراً مستعفی ہو جانا چاہئے۔ مسٹر سہروردی نے وعدہ کیا ہے کہ وہ مشرقی اور مغربی پاکستان کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش کریں گے۔

کراچی ۲۵ مارچ۔ ٹیکسٹائل کمشنر نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ پارچہ بافندہ کارخانے ہر تھان پر مل کا نشان لگایا کریں گے اور یہ درج کیا کریں گے کہ یہ تھان کس سال اور کس مہینے میں تیار ہوا ہے۔ تھان اٹھاتے وقت اس کی تھوک قیمت کیا تھی اور بازار میں اس کی پرچون قیمت کیا ہوگی۔ آئندہ کوئی شخص ایسا تھان اپنے پاس نہیں رکھ سکے گا جس پر مل کا نشان نہ ہو یا جس پر اس کی تیاری کا مہینہ اور سال تحریر نہ ہو یا نشان مٹا ہوا یا بدل دیا گیا ہو۔ اگر کوئی شخص تھان پر لگی ہوئی قیمت سے زیادہ وصول کریگا یا زیادہ قیمت پر سودا کرے گا تو وہ مجرم قرار پائیگا ہر دوکاندار کے لئے لازمی ہوگا وہ گاہکوں کی آگاہی کے لئے قیمتوں کی سرکاری فہرست آویزاں کرے اس فہرست میں نرخوں کی ساری تفصیل ہونی چاہئے ٹیکسٹائل کمشنر نے عوام کو مشورہ دیا ہے کہ وہ تھان پر لکھی ہوئی قیمت سے زیادہ ادا نہ کریں۔ اور قیمت ادا کرنے سے پہلے دوکاندار سے مطالبہ کریں کہ انہیں سرکاری نرخوں کی فہرست دکھا دے۔ جو دوکاندار ایسی فہرست دکھانے سے انکار کریں گے وہ قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب قرار پائیں گے۔

عمان ۲۵ مارچ۔ اردن میں حفاظتی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں تاکہ اگر یہودی کسی وقت اچانک حملہ کر دیں تو اس کی روک تھام کی جا سکے واشنگٹن کی اطلاع سے پتہ چلتا ہے کہ سفیر اردن نے اخباری نامہ نگاروں کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ اگر یہودیوں نے کسی عرب ملک پر حملہ بول دیا تو سارے عرب ملک متحدہ طور پر اس کا مقابلہ کریں گے اور اس کی ذمہ داری اسرائیل پر عائد ہوگی۔

کراچی ۔ ۲۵ مارچ۔ امریکہ کا فوجی وفد عازم راولپنڈی ہو گیا ہے توقع ہے کہ وہ یکم اپریل تک کراچی پہنچ جائے گا۔

واشنگٹن ۲۵ مارچ۔ واشنگٹن پوسٹ ... نے امریکی امداد سے متعلق پنڈت نہرو پر اعتراض کیا ہے۔ اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ پنڈت نہرو کا اعتراض "گڑ کھاؤں اور گلگلوں سے پرہیز" کے مترادف ہے، پنڈت نہرو کو اقتصادی امداد پر اعتراض نہیں لیکن اسلحہ کی امداد پر اعتراض ہے۔ یہ کتنا بے ڈھنگا اصول ہے۔

پیغام صلح مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۶

تعلیمی پریس بیرون ... سے ... دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر نے چھپوا کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر ۷۳۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ
آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۵۴ء ۔ نمبر ۱۷

جواہر ریزے

ملاقات کے متعلق
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لھما قبل ان یتفرقا ۔ (ترمذی)

عازب کے بیٹے براء کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جب دو مسلمان باہم ملتے اور مصافحہ کرتے ہیں تو قبل اس کے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہوں ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ۔ (ترمذی)

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قدم زید بن حارثۃ المدینۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی ۔ فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ واللہ ما رایتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ فاعتنقہ وقبلہ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارثہ کے بیٹے زید مدینے آئے اور رسول خدا صلعم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے تو انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا ۔ حضور صلعم (غایت وثوق سے) ان کے ملنے کے لئے بے چادر اوڑھے کھڑے ہو گئے آپ چلتے جاتے اور اپنی چادر سنبھالتے جاتے ۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم میں نے نہ تو اس سے پہلے کبھی آپ کو بغیر چادر اوڑھے دیکھا اور نہ اس کے بعد ہی دیکھا ۔ الغرض حضور صلعم نے انہیں گلے لگایا اور ان کے ہاتھ اور پیشانی کو بوسہ دیا ۔ (ترمذی)

عن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ ۔ (ابوداؤد)

زارع جو عبد القیس کے ایلچیوں میں ایک بڑے معتبر شخص تھے کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینے میں آئے تو اپنی سواریوں سے علیحدہ ہو کر حضورؐ کی خدمت میں دوڑے اور حضور کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسے دینے لگے ۔ (ابوداؤد)

محمدؐ کے در کی فقیری ہے شاہی ؛ زہے عزّ و شانِ گدائے محمدؐ
محمدؐ کا ہر حکم حکمِ خدا ہے ؛ ندائے خدا ہے ندائے محمدؐ

— حسن —

ختمِ نبوت کی شان حضرت امامِ وقت کی نظر میں

"یقیناً یاد رکھو ۔ کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے ۔ جب تک ان محدثات سے الگ نہیں ہوتا اور اپنے قول اور فعل سے آپ کو خاتم النبیین نہیں مانتا سعدی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ؛ ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے ۔ یہی ہے ۔ کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے ۔ جو ابد الآباد کے لئے خدا نے ..... قائم کی ہے ۔ اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے ۔ جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ قائم کی ہیں ۔ ان ساری گدیوں کو دیکھ لو ۔ اور عملی طور پر مشاہدہ کرو ۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہم ایمان لائے ہیں یا یہ لوگ ۔ یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے ۔ کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا اتنا ہی منشاء قرار دیا جائے کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو ۔ اور کرتوتیں وہی کرو جو تم خود پسند کرو ۔ اور اپنی ایک الگ شریعت بنا لو ۔ بغدادی نماز معکوس نماز وغیرہ ایجاد کی ہوئی ہیں ۔ کیا قرآن شریف یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی اس کا کہیں پتہ لگتا ہے ۔ اور ایسا ہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنا اس کا ثبوت بھی کہیں قرآن شریف سے ملتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تو شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود بھی نہ تھا ۔ پھر یہ کس نے بتایا تھا ۔ شرم کرو ۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے ۔ اب خود ہی فیصلہ کرو ۔ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے عمل رکھ کر تم اس قابل ہو ۔ کہ مجھے الزام دو ۔ کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے ۔ اگر تم اپنی مساجد میں بدعات کو دخل نہ دیتے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپ کے طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام بنا کر چلتے ۔ تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی ۔ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے ، جو ان جھوٹی نبوتوں کے بت کو توڑ کر نیست و نابود کر دے ۔ پس اسی کام کے لئے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ۔ میں نے سنا ہے ۔ کہ بوعلی پانی پتی کے ہاں شاکت مت کا ایک منتر لکھا ہوا ہے ۔ جس کا وظیفہ کیا جاتا ہے ۔

ان گدی نشینوں کو سجدہ کرنا یا ان کے مکانات کا طواف کرنا یہ بالکل ان بدعتیوں کی معمولی اور عام باتیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں ۔ ایک شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے ۔ اگر اس جیسے ہزاروں بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہی ۔ تو پھر اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں ۔ جیسا کہ یہ دعوے کرتے ہیں ، تو یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں قبروں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں ۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۹)

خسارہ پورا کرنے کیلئے ایک ماہ کی چوتھائی آمدنی دیں

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

خسارہ کو پورا کرنے کے لئے جماعت کے تمام افراد ایثار سے کام لیں اور اپنی ایک ماہ کی چوتھائی آمدنی محاسب صاحب کے نام بھیجدیں ہماری قوم نے اس سے قبل بارہا اپنی ایک ماہ کی پوری آمدنی نہایت خوش دلی سے دی ہے اس دفعہ کا بار تو ہلکا سا ہے ۔ اس کو اخلاص اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا جائے ۔ اور اپنی رقوم خود بخود بغیر مطالبہ کے ادا کر دی جائیں ۔ والسلام

صدر الدین

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۵۴ء

معراج نسل انسانی

معراج نبوی تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے جس سے نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی فضیلت اور قرب الٰہی کا پتہ چلتا ہے بلکہ یہ اس بات کا ایک نشان ہے کہ آپ کا وجود نسل انسانی کو اعلےٰ ترین منازل ترقی اور معراج کی انتہائی منازل پر پہنچانے کا موجب ہو سکتا ہے بشرطیکہ آپ کی تعلیمات اور ان احکام پر پورے طور پر عمل کیا جائے، جو معراج کی رات جناب الٰہی سے صادر ہوئے۔

سب سے بڑا حکم جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ملا، وہ ہماری نماز پنجگانہ ہے، جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا الصلوٰۃ معراج المومن نماز مومن کا معراج ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ کیا فی الواقع ہماری نمازیں ہمارا معراج ۔۔۔۔ ہیں؟ ہمارے موجودہ حالات اس کی تائید کرنا تو شاید مشکل ہو، لیکن قرون اولیٰ کے ان مسلمانوں کو اگر دیکھا جائے جن کی نمازیں فی الواقعہ ایک طرف خدا سے ملانے والی تھیں اور دوسری طرف ان کے اخلاق و کردار کو اس درجہ بلند کرنے کا موجب ہوئیں کہ دنیا کی بڑی بڑی اقوام اور عظیم الشان سلطنتیں ان کے قدموں پر آگریں۔

وہ نماز جس کا قرآن نے حکم دیا ہے، اور جس کو معراج المومن کہا گیا ہے، وہ نری اس ہیئت کذائی کا نام نہیں جو ہم نماز کے وقت اختیار کرتے ہیں نہ ان مسنون کلمات کا نام نماز ہے جو ہم اپنی پنجوقتہ نمازوں میں پڑھتے ہیں، بلکہ یہ اس رُوح کا نام ہے جو اس ہیئت کذائی اور مسنون کلمات سے ہمارے دلوں اور ہمارے اخلاق و اعمال میں پیدا ہونی چاہئے یہ رُوح کس طرح پیدا ہو سکتی ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک نیکی یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کی جائے کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم اتنا احساس تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے' یہ ہے وہ طریق عبادت جس پر کاربند ہو کر انسان اعلیٰ ترین مدارج ترقی پر پہنچ سکتا ہے، نماز میں خدا تعالےٰ کو دیکھنا تو بہت بڑے مدارج قرب کو چاہتا ہے، کم از کم اس احساس کے ساتھ اگر نماز پڑھی جائے کہ خدا تعالےٰ ہمیں دیکھ رہا ہے تو یقیناً نہ صرف وہ رُوح اس میں پیدا ہو سکتی ہے جو اس کا مقصود اصلی ہے بلکہ یہ نماز ہماری زندگی کو ہر رنگ میں سنوارنے کا باعث ہو گی، اور اسی کا یہ نتیجہ ہو گا کہ آہستہ آہستہ وہ حالت پیدا ہو جائے گی جو کانک تراہ کے مقام پر پہنچا دے گی۔

صرف یہی نہیں، وہ پاک تعلیمات جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو ملیں وہ انسان کو ایسے بلند مدارج پر پہنچانے والی ہیں، جہاں اسے اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے، توحید الٰہی کا عقیدہ جس پر اسلام نے سب سے بڑھ کر زور دیا ہے انسان کو صرف ایک خدا کے آگے جھکنے اور باقی تمام مخلوق پر حکمرانی کرنے کا ۔۔۔ بخشتا ہے، اور یہی وہ حکمرانی ہے جو ہر چیز کے خواص معلوم کرنے اور علم سائنس کے بیش بہا معلومات بہم پہنچانے کا موجب ہے، یہی توحید الٰہی کا عقیدہ ہے جس نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو ایک طرف خدا تعالیٰ کے قرب میں پہنچا کر ولایت کے اعلیٰ مرتبہ پر جا بٹھایا اور دوسری طرف علم و سائنس کی ہر شاخ کا بہترین معلم بھی بنا دیا جس کی عظمت کا اعتراف آج بھی یورپ کے بڑے بڑے سائنسدان دلی عقیدت کے ساتھ کرنے پر مجبور ہیں۔

یہ ہے وہ معراج جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے توسط سے تمام نسل انسانی کو نصیب ہوا، کاش اس کی حقیقت کو پورے طور پر سمجھ کر ہم اس سے حقیقی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں

قرآن اور زکوٰۃ

زکوٰۃ کی اہمیت اور معاشی فوائد پر قبل ازیں مفصل روشنی ڈالی جا چکی ہے اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ دنیا میں سرمایہ داری اور اشتراکیت کی باہمی آویزش کا واحد علاج جو اسلام نے تجویز کیا ہے، وہ زکوٰۃ اور صدقات ہے اسی لئے قرآن کریم نے بار بار زکوٰۃ پر زور دیا ہے اور اسکو پنج ارکان دین میں قرار دیکر نماز سے دوسرے درجے پر رکھا ہے اور جہاں نماز کا ذکر فرمایا ہے اس کے ساتھ ہی زکوٰۃ کی بھی تاکید کی اور اس میں کلام نہیں کہ اسلام کے دو ہی بڑے اصول ہیں ایک تعظیم لامر اللہ اور دوسرے شفقت علیٰ خلق اللہ - بلیٰ من اسلم وجھہ وھو محسن شروع قرآن مجید میں جہاں متقیوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں وہیں خدا کے رستہ میں خرچ کرنا ایک لازمی وصف قرار دیا ہے الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔

پھر ایک اور جگہ فرمایا ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ یعنے نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ پر اور نبیوں پر ایمان لائے، اور خدا کی محبت میں قریبیوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور غلاموں کو آزاد کرنیکے لئے مال دے نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔

پھر ایک دوسری جگہ نماز اور زکوٰۃ کو اسلامی برادری کا ایک امتیازی نشان قرار دیا ہے - فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

پھر ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واقرضوا اللہ قرضاً حسناً (۔۔۔) اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو قرض دو اچھا قرض دینا۔

پھر ایک جگہ فرمایا:-

انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ - (۔۔۔) اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

پھر ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ وذالک دین القیمۃ (۹۸/۵) اور انہیں یہی حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے لئے فرمانبرداری کو خاص کر کے راست رو ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی ٹھیک دین ہے۔

ایک اور جگہ یہ ارشاد فرمایا:-

۔۔۔۔۔۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم یوقنون (۔۔۔) ۔۔۔۔۔۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

غرضکہ کہاں تک لکھا جائے ایک جگہ دو جگہ نہیں بار بار نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی تاکید فرمائی۔

پس قرآن کریم کے ان احکام کے پیش نظر ضرورت ہے، کہ تمام دوست زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ مبذول کریں اور اپنی زکوٰۃ جس قدر جلد ممکن ہو خزانہ انجمن میں بھیجکر ثواب دارین حاصل کریں۔

شاہنامہ اسلام پنجابی نظم میں

احباب کرام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

ملک غلام سرور صاحب نے پنجابی نظم میں شاہنامہ اسلام لکھا ہے - وہ اس کی یک صد کاپیاں نہایت ارزاں قیمت پر جماعت کے احباب کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں - یہ کتاب ایک روپے پر انجمن کے دفتر سے مل سکتی ہے - والسلام

صدرالدین

حق کے مقابلہ میں رشتہ داری کا لحاظ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے

دشمن کے مقابلہ میں حق پرستی کا دامن نہ چھوڑیں اور نہ جماعتی اختلافات میں پست خیالی اور کم ظرفی سے کام لیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ مولانا صدر الدین صاحب بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین آمنوا لا تتخذوا آباءکم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون

.... حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون (سورہ توبہ)

میدانِ جنگ میں مسلمان سپاہیوں کے اخلاق

یہ جنگ کے احکام ہیں، جنگ کے احکام میں اللہ تعالیٰ نے بڑے پرزور الفاظ میں تلقین فرمائی ہے کہ میدان جنگ میں بھی تقویٰ اللہ کو ہاتھ سے نہ دیا جائے، میدان جنگ میں خشیت اللہ سے کام لینا ہے، خدا خوفی کرنا ہے، ظلم اور تعدی کو روا نہیں رکھنا، بوڑھوں اور بچوں کو نہیں مارنا، عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا، عہد جو کیا ہو، اس پر قائم رہنا ہے، جھوٹا پروپیگنڈا نہیں کرنا، بدگوئی نہیں کرنا۔ غرض ہر قسم کی نیکی اور نیک طینتی کو اختیار کرنا اور بدی اور ظلم و تعدی سے بچنا اور ہر حالت میں راستی اور دیانت داری کو اپنا شعار بنانا ایک مسلمان سپاہی کا خاصہ قرار دیا گیا ہے اور میدان جنگ میں بھی اسی خصوصیت کو ملحوظ رکھنے کا حکم ہے۔

اسلام کی خصوصیت

یہ شرف صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نصیب ہوا ہے کہ آپ نے لڑنے والوں کو عین میدان جنگ میں ان خصائص حسنہ کی تلقین کی ہے، ورنہ عام طور پر جنگ میں ہر ظلم و تعدی اور ہر ناپاک حرکت کو قابل معافی بلکہ ایک سپاہی کا حق سمجھا جاتا ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجوں نے جن خصائص اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت دیا، انہیں دیکھ کر ہر اس قوم نے جو ان کے مقابلہ میں آئی نہایت حیرت و تعجب کے ساتھ کہا کہ یہ عجیب قوم ہے، کہ رات کو عبادت میں کھڑے رہتے ہیں اور دن کے وقت میدان کارزار کے دھنی بن جاتے ہیں، شدائد برداشت کرنے میں صبر و استقامت کا نمونہ ہیں۔ جھوٹے پراپیگنڈا کے مقابل پر صدق و صفا سے، اور حق پرستی اور راست گفتاری سے کام لیتے ہیں۔ اور غلبہ حاصل کرنے کے بعد عفو و بخشائش کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ حضرت کی فوجوں کا یہ نمونہ دیکھ کر بے شمار لوگ مسلمان ہو گئے۔

رشتہ داری اسلام کے مقابلہ میں

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں، ان میں سے پہلی دو آیتیں بہت ہی مشکل ہیں، ان کمزوریوں کا علم سوائے خدا کے جو خالق فطرت انسانی ہے کسی دوسری ہستی کو نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک نماز روزہ کا تعلق ہے، اسلام بڑا سہل ہے، بڑا سادہ اور موٹا سا دین ہے، جو ہر بچے اور بوڑھے کو آسانی سے سمجھ آ جاتا ہے، لیکن یہ احکام جو ان آیات میں دیئے گئے ہیں، عمل کے لحاظ سے بہت مشکل ہیں، یہاں تک کہ ایک پڑھا لکھا آدمی بھی جو نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہے اس موقعہ پر آ کر گر جاتا ہے، مثلاً فرمایا یایھا الذین آمنوا لا تتخذوا آباءکم و اخوانکم اولیاء اے ہمارے ماننے والو! تم پر بڑی بڑی مشکلات آئیں گی، ان پر تم نے قابو پانا ہے، ایک وہ مشکلات ہیں جو دشمن کی طرف سے وارد ہوتی ہیں، ان کا مقابلہ کرنا آسان ہے، لیکن ایک وہ مشکل ہے جس میں رشتہ داریوں کا سوال آ جاتا ہے، تمہارے چچا، باپ، بھائی، تم سے علیحدہ ہو جاتے ہیں ان استحبوا الکفر علی الایمان وہ اسلام اور ایمان کے مقابلہ میں کفر کو ترجیح دیتے ہیں، ان سے تمہاری کوئی دوستی نہیں ہو سکتی، ان سے قطع تعلق کرنا پڑے گا یہ آسان نہیں ہے۔ فرمایا ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی رکھے وہ ظالم ہے.... کتنے لوگ ہیں جو موقعہ آنے پر اس حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

یہیں تک نہیں بلکہ فرمایا قل ان کان آباءکم و ابناءکم دیکھو ایک طرف تمہارے باپ اور چچا اور بھائی ہیں اور دوسری طرف خدا کا حکم ہے، دونوں کا وزن کرو، کیا خدا کے حکم کے مقابلہ میں باپ کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو؟ بھائیوں سے قطع تعلق کر سکتے ہو؟ باپ سے محبت ایک فطری تقاضا ہے، ویسے بھی خدا کی طرف سے ان کی اطاعت کا حکم ہے، لیکن جنگ کے موقعہ پر جب وہ اسلام کی حمایت کے لئے کھڑے ہوں، فرماتا ہے کہ باپ اور بھائیوں کو ایک طرف رکھو اور دین کو دوسری طرف، کیا تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر انہیں چھوڑنے کے لئے تیار ہو؟ وازواجکم وعشیرتکم تمہاری بیویاں اور کنبے جو دین کے مقابلہ پر کھڑے ہیں کیا ان کی رشتہ داریاں پالو گے یا حق کا ساتھ دو گے؟ کیا بیویاں تمہیں عزیز ہیں یا دین زیادہ پیارا ہے؟

مال جائداد اور تجارت وغیرہ دین کے مقابلہ میں

ایک طرف حق اور اس کے مقابلہ پر رشتہ داریوں کے بندھن ہیں، لیکن خدا پرست انسان اس امتحان میں حق کی حمایت کرتا ہے اور رشتہ داری اس کو حق کی حمایت سے باز نہیں رکھ سکتی۔ و اموال ن اقترفتموھا حق پرستی کی وجہ سے مال ہاتھ سے جاتا ہے، تمہاری گاڑھے پسینے کی کمائی ضائع جاتی ہے، کس کی پروا کرو گے کیا راہ حق پر چلنے کے لئے ان چیزوں کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو؟ ایک طرف حق ہے اور دوسری طرف ملازمت کا سوال ہے، تجارت تباہ ہونے کا سوال ہے لیکن مرد مومن جو خدا کا ہو جاتا ہے وہ دنیوی مفاد پر لات مار دیتا ہے۔ شیکسپیئر یہ نقشے نہیں کھینچ سکتا، کہاں شیکسپیئر اور کہاں خالق فطرت کی تصویر، قرآن نے جس فصاحت کے ساتھ حقائق کی طرف توجہ دلائی وہ کسی دوسرے سے ممکن نہیں، فرماتا ہے تمہاری ملازمت، تمہارے مال، تمہارے عہدے حق کو اختیار کرنے کی وجہ سے چھنتے ہیں، کیا تم ان کی پروا کرکے حق کو چھوڑ دو گے؟ وتجارۃ تخشون کسادھا تمہاری تجارت ختم ہو جائے گی تمہیں ڈر ہے کہ وہ ٹھنڈی نہ ہو جائے، لیکن دوسری طرف دین اور حق پرستی تمہیں بلا رہی ہے کس کو ترجیح دو گے؟ یہ بھی خیال تمہیں آتا ہے کہ اگر حق کا ساتھ دیا تو کنگال ہو جائیں گے، کس کی خاطر ایسا کریں، کیا چند لوگوں کی خاطر کنگال ہو جائیں، ایک جماعت کی خاطر اپنا نقصان کر لیں مسیح موعود کی خاطر مال اور تجارت سے ہاتھ دھو لیں؟ ان لوگوں نے کیا سنوار دینا ہے؟ ومسٰکن ترضونھا کیسی کوٹھیاں اور حویلیاں بنائیں جن کو دیکھ کر جی خوش ہوتا ہے کیا دین کے نام پر ان کو آگ لگوا دیں؟

بہت سخت امتحان

خدا پرستی بہت سخت امتحان پیش کرتی ہے، اور اس امتحان میں پورا اترنا بہت مشکل کام ہے، فرماتا ہے اگر یہ تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی، اور بیویاں اور رشتہ دار اور تمہارے مال اور تجارتیں اور مکانات احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ اگر یہ سب چیزیں خدا اور رسول کے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں اور اللہ کے رستہ میں جہاد کرنے کے بجائے ان کو بچا لینا تمہیں پسند ہے، فتربصوا اگر قدم نہیں اٹھتا اور تمہارے ارادوں میں یہ چیزیں حائل ہو گئی ہیں تو پھر ٹھہر جاؤ اور انتظار کرو حتی یاتی اللہ بامرہ یہاں تک کہ خدا اپنا کام کر دکھائے واللہ لا یھدی القوم الفسقین

بدعہد مسلمان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، خدا کے حکم کو توڑنے والا، راہ حق سے ہٹ جانے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا، وہ تو حکم دیتا ہے فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ، بات سچی کہو، عدل سے کام لو اگرچہ باپ، بھائی، بہن یا بیوی بیٹے کے خلاف ہو، یہ بڑا امتحان ہے، اس امتحان میں وہ لوگ بھی جنہیں ہم جانتے ہیں، اچھے اور نیک ہیں، موقعہ آنے پر رہ جاتے ہیں الا ماشاء اللہ رشتہ داریاں اور قریبیوں کا لحاظ حق بات کہنے اور سچی شہادت دینے سے روک دیتا ہے، یہ تو اچھے لوگوں کا حال ہے اور وہ جو اچھے نہیں اُن کا تو کام ہی یہ ہے کہ جھوٹ سے اپنا کام سنوارنے کی سعی کرتے ہیں، ہماری جماعت کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ نہ تو وہ دشمن کے مقابل پر حق پرستی کا دامن چھوڑیں اور نہ ہی اپنے جماعتی اختلافات میں پست خیالی اور کم ظرفی سے کام لیں بلکہ ایسے امتحانات کے وقت دکھائیں کہ وہ ایک مرد خدا کی تیار کردہ جماعت ہیں۔

محمد رسول اللہ صلعم کی پیدا کردہ قوم

آج اس بیسویں صدی میں یورپ کے لوگ جنگ کے اندر جن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں، کون کہہ سکتا ہے کہ تہذیب و شائستگی یا انسانیت کا شائبہ بھی ان میں پایا جاتا ہے اس کے مقابل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے جو قوم پیدا کی، اس کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے، وہ سخت ترین نازک حالت میں اپنے حدود کی پابندی کرنے والی قوم، جنگ کے اندر مخالفتوں کے طوفان میں اخلاق و مروت کو ہاتھ سے نہ دینے والی اور ہر قسم کے ظلم و تعدی اور بدعہدی سے بچنے والی قوم کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے سوائے اور کہیں نظر آتی ہے؟ اسلام کسی حالت میں بھی نہ دل کو میلا کرنے کی اجازت دیتا ہے نہ زبان کو گندہ کرنے کی، اور اس قوم نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا، ان کو دیکھ کر لوگوں نے یقین کر لیا کہ آسمان سے فرشتے اُتر آئے ہیں، ان کی آنکھ میں حیا ہے، لین دین دیانت امانت ہے، معاملات کے کھرے اور عہد کے پکے ہیں، یہ دین جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے عمل کے اندر پیدا کر دیا اپنے اندر کشش رکھتا ہے، اور دوسرے لوگ اسی عملی نمونہ کو دیکھ کر اس کے اندر کھینچے چلے آئے، یہ وہ دین ہے جو مسلمانوں کو اخلاص، ہمت، قربانی اور غیروں سے حسن اخلاق کا سبق سکھاتا ہے، اس دین کو حضرت صلعم نے تاجروں کے اندر پیدا کیا، سفیروں کے اندر پیدا کیا، ایک عامی آدمی سے لیکر بڑے بڑے امرا اور بادشاہوں کے اندر اسی دین کا صحیح نمونہ پیدا کر دیا۔

باہمی اختلافات میں ہمارا عمل

آپ لوگ بھی مسلمان ہیں، امام وقت کے پیرو ہیں، اس نے بھی ہمیں یہی اخلاق اور یہی دین سکھایا ہے، کوشش کرو کہ آپ کی زندگیاں اسی دین اور انہی اخلاق کا عملی نمونہ ہوں، آپ لوگ اختلافات کے وقت گرے ہوئے اخلاق دکھانے والے نہ ہوں، طعن و تشنیع میں مشتعل نہ ہوں اور دل آزار کلمات سن کر اپنی زبان کو ملوث نہ ہونے دیں کیونکہ آپ ایک امام کی تربیت یافتہ قوم ہیں جو گالیاں سن کر دعائیں دیتا تھا۔ یہ آنی جانی باتیں ہیں وقت گذرجانے پر بعض لوگوں کے ریکارڈ ان کو شرمندہ کریں گے اور جن لوگوں نے صبر سے اور عالی حوصلگی سے کام لیا خدا تعالےٰ ان کے دلوں کو راحت سے بھر دے گا اور ان کی تواضع کی وجہ سے اُن کو رفعت عطا فرمائے گا۔ یہ یاد رکھو ان اللہ مع الصابرین۔ اور یہ بھی پیش نظر رہے واعلموا ان اللہ مع المتقین کوشش کرو کہ آپ کے عمل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم غلط ثابت نہ ہو جائے، یہ عہد ہم آپ نے امام وقت کے ہاتھ پر کیا کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

آپ کی عملی زندگیوں میں نظر آنا چاہیئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے فی الواقعہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا، اس زمانہ کے امام نے ایک جملہ کے اندر آپ کی ایسی رہنمائی کی ہے جو کامیابی کی طرف لے جانے والی ہے غور کرو کہ کہاں تک اس رہنمائی سے آپ نے فائدہ اُٹھایا، اپنا محاسبہ کرو کہ آپ نے ایسے اخلاق تو اختیار نہیں کر رکھے جو دین سے دُور لے جانے والے ہوں، محاسبہ کرو اور اپنے ایمان کو پختہ کرو کہ یہی دین ہے جو کامیابی کی منزل پر پہنچانے والا ہے۔

بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں ٭ خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں ٭ حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
(درثمین)

حضرت امیر مرحوم کے متعلق

حضرت مولٰنا صدر الدین صاحب کے عقیدتمندانہ خیالات

ذیل کے الفاظ جو حضرت مولٰنا صدر الدین صاحب نے حضرت امیر مرحوم کی وفات کے بعد اپنے پہلے خطبہ صدارت میں جو انکے اپنے قلم سے لکھا ہوا تھا، ارشاد فرمائے، اس دلی عقیدت پر شاہد ہیں جو حضرت مولٰنا ممدوح کو حضرت امیر مرحوم کے ساتھ ہے، ہمارے وہ دوست جو محض اس خیال سے ہم سے علیحدہ ہیں کہ حضرت مولٰنا نے حضرت امیر مرحوم کی کوئی دل شکنی کی تھی ان الفاظ پر غور کریں۔ وہ شرط جو انہوں نے ہمارے ساتھ شمولیت کے لئے تجویز کی ہے (جس کا ذکر گزشتہ اشاعت میں آچکا ہے) اس کا مقصد ان عقیدتمندانہ الفاظ سے پورا ہو جاتا ہے۔ پس اب انہیں ہمارے ساتھ ملنے میں کیا عذر ہے:۔

"اجل کے ہاتھ نے ایک عظیم المرتبت شخصیت کو ہم سے چھین لیا ہے۔ یہ سانحہ ہماری جماعت کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا موجب ہے۔ ہم جانتے ہیں اور تمام لوگ ہمارے ساتھ اس معاملہ میں اتفاق کریں گے کہ یہ نقصان صرف اس جماعت کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی دنیا کے لئے قومی نقصان ہے۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو علم ہے کہ حضرت مولٰنا صاحب مرحوم و مغفور نے گرانقدر لٹریچر پیدا کیا ہے جس میں اسلام کے محاسن بیان کئے گئے اور جس میں دفاع اسلام کے لئے بیش بہا معلومات کے خزانے دفینے جمع کر دیئے گئے۔ دوست اس لٹریچر پر فخر کرتا ہے اور مخالف اس سے مرعوب ہے۔ اس قسم کا لٹریچر حضرت مولٰنا صاحب مرحوم کی پچاس سالہ لگاتار ان تھک محنت شاقہ کا نتیجہ ہے جب کام کرتے کرتے ان کی عمر انتہا کے قریب پہنچ گئی اور انہوں نے ان خدمات عالیہ کو سرانجام دے لیا تو حکمت الٰہی نے ان کو دینی اور دنیوی کاموں سے پورے طور پر سرخروئی اور کامیابی حاصل کر لینے کے بعد اپنے پاس بُلا لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مولٰنا مرحوم و مغفور نے اس کام کو جو حضرت مسیح موعود نے اپنی جانشین انجمن اور جماعت کے سپرد کیا تھا نہایت خوبی سے چلایا۔"

سائنس تلاشِ باری تعالیٰ میں

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون الله قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلاً۔ قرآن کریم کی ان آیات میں زمین و آسمان کی تخلیق کے متعلق جن حقائق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور ان پر غور و فکر کرنے کا جو نتیجہ بتایا گیا ہے، ربنا ما خلقت هذا باطلاً ذیل کا قیمتی مضمون انہی حقائق کی تفصیل اور اسی نتیجہ کا حامل ہے، جو جناب منظور احمد صاحب پی ایس سی بی ٹی نے EVERY BODY'S DIGEST سے ترجمہ کیا ہے اور ہم معاصر الفرقان کے شکریہ کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔

"میرا خیال تھا کہ سائنس مجھے خدا کے متعلق بتلا سکے گی ٹیلی ویژن اور اس جیسی متعدد ایجادیں جن کے متعلق میرے نظریات صحیح نہیں تھے سائنس نے ان کی وضاحت کی۔ شاید خدا پر ایمان اور اس سے انکار کے راز اس کے اندر ہی پوشیدہ رہتے ہیں، اس لئے میرے اندر یہ طبعی خواہش بیدار ہوئی کہ قریب سے دیکھ کر جستجو کی جائے۔ پس میں تجربہ گاہوں میں داخل ہوا اور سائنسدانوں کو ان فیصح برزوں، ریناروں اور سائیکلوٹرونوں بلکہ ان کی دماغی کاوشوں سے نکال کر انہیں بہت دور لے گیا اور ہم نے خدا کی ہستی کے بارے میں تبادلۂ خیالات کیا۔"

سائنس کے لئے ادراک

"مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان میں سے ایک مشہور ماہر ماہر معدنیات ڈاکٹر پال تھے۔ مجھے سائنس کے لئے جس ادراک کی ضرورت تھی وہ انہوں نے مہیا کیا کیونکہ زمین وہ زمین نہیں رہی جس کی ہم آج تک شکلیں کھینچتے رہے ہیں۔ اور انسان بھی وہ انسان نہیں رہا جس کا ہم تصور کیا کرتے تھے۔ اس لئے ہر لحظہ سائنس کے دوران میں ہمیں اپنے احساسات کو بہت تیز رکھنا پڑتا ہے کیونکہ اسے کون و مکان، وکائنات اور اس کی تمام اشیاء کو بالکل بدلے ہوئے نقطۂ نگاہ سے دیکھنا پڑتا ہے۔"

حیرت انگیز زمینی سائنس

میں ڈاکٹر Kerr کو کولمبیا یونیورسٹی میں ان کی تجربہ گاہ کے اندر ملا۔ باتوں باتوں میں وہ تجربہ گاہ کے ایک کونے میں پڑی ہوئی میز سے ایک بھدا سا لوہے کا ٹکڑا اٹھا لائے اور کہنے لگے:۔

"یہ کہیں سے زمین پر گر پڑا ہے؟ جہاں سے یہ آیا ہے وہ کائنات کس قسم کی ہے۔ کیا ہماری خواہش نہیں کہ ہم یہ جانیں؟"

چند لمحوں کے بعد ڈاکٹر Kerr نے ایک روئی سے بھرے ہوئے بکس میں سے کوئلے کی مانند سیاہ ٹکڑا نکالا۔

"یہ یورینیم اکسائڈ ہے جو متواتر ریڈیائی قوت خارج کرتا رہتا ہے اور پیچھے سیسہ رہ جاتا ہے۔ بچے ہوئے سیسے کی مقدار معلوم کر کے ہم اس ٹکڑے کی عمر معلوم کر سکتے ہیں۔"

میں نے پوچھا۔ "اس کی عمر کتنی ہے"؟

قریباً ۲۴۴۳۰۰۰۰۰۰۰ اور ۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۵۰۰ سالوں کے درمیان"

"اوہ"

"لیکن یہ تو کچھ بھی نہیں۔ سائنسدانوں کے ساتھ کچھ مدت گذارو تو تمہاری خوراک ہی اوہ، آہ، ہیں، ہاں پر مشتمل ہو گی۔"

اجرامِ سماوی

علم النجوم کے ماہرین نے مجھے بتایا کہ:۔

"یہ سورج ہمارے اپنے ثوابت کے مجموعوں کے ۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۱۰۰ سورجوں میں سے ایک سورج ہے اور ایسے مجموعے کم از کم ۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۱۰۰۰ ہیں (یاد رہے کہ ہر ثابت (ستارہ) کے گرد مختلف سیاروں کے مجموعے گھوم رہے ہیں (مترجم) یہ اعداد و شمار اس کائنات کے ہیں جو ہمارے مشاہدات میں آ چکے ہیں یہ زمین سے ۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۱۲ میلوں تک پھیلے ہوئے اجتماعوں کا نقشہ ہے۔"

ہائیڈروجن بم

"ہائیڈروجن بم کتنا بڑا ہوگا؟"

"ایک انچ کے ہزار حصے کئے جائیں، ان میں سے ہر حصہ پھر ایک اور ۱۰۰ پر تقسیم کرو۔ اس طرح ایک لاکھویں حصے کو دوبارہ ۱۰۰ پر تقسیم کر کے ۲ پر تقسیم کرو۔ اس طریق پر ہائیڈروجن کے ایک ایٹم کا قطرہ معلوم ہو سکے گا۔ (Nuclear Physics) (ذراتی علم طبیعی) کی تصریحات کے مطابق ہائیڈروجن کے ایک ایٹم کا Nucleus (قلب) اگر گیند کے برابر فرض کیا جائے تو اس کے گرد حرکت کرنے والے الیکٹرون (electron) ایک میل دور بطور نقطہ نظر آئے گا۔"

خدا کے متعلق سوال

غرضیکہ مجھے اس چیز کی تلاش تھی کہ اتنی باریکیوں میں لپٹے ہوئے نظام کے اندر کیا "خدا" کے لئے بھی کوئی جگہ ہے؟ میں نے سائنسدانوں کے پاس جا کر ان سے دریافت کیا کہ کائنات کی گہرائیوں کو ناپتے ہوئے اور ایٹم کی پیچیدگیوں کو سلجھاتے ہوئے انہیں کبھی خدا کا بھی پتہ چلا یا خدا کے وجود کے متعلق ان کی کیا رائے ہے یا اس کی ہستی کا ان کو کبھی احساس بھی ہوا ہے یا نہیں؟ کیا ان کو اپنی سیرگاہ عالم عظیم میں جس کا غیر سائنسدان ادراک بھی نہیں کر سکتے یا ذرّہ مقراطیسی کے عالم صغیر میں خدا کا اتنا پتا بھی ملا کہ وہ ہے، بھی یا نہیں یا ان پر ثابت ہو گیا ہے کہ خدا بالکل ہے ہی نہیں۔ کیا اس اربوں کھربوں میل کے وسیع عالم کبیر میں یا اس کے نظام صغیر کے کھربویں حصہ میں کسی خدا پر ایمان لانے کی گنجائش بھی ہے یا نہیں۔ یا پھر سائنس کی موجودہ ترقی یافتہ تحقیق کی رو سے خدا کا خیال ایک تقویم پارینہ ہے؟ ....

....

ما خلقت هذا باطلاً

ڈاکٹر Kerr یورینیم کے ٹکڑے اور شہاب ثاقب کے ٹکڑے دو تجربہ گاہ میں واپس رکھتے ہوئے بولے۔ "میرا دل نہیں مانتا کہ سائنس کے تمام حقائق محض اتفاقی حادثے ہیں زمین کے متعلق جتنی بھی زیادہ تحقیق کی جائے اتنا ہی ثابت ہوتا جاتا ہے کہ اس کا وجود حق و حکمت پر مبنی ہے اور اللہ تعالےٰ نے کوئی چیز باطل پیدا نہیں کی۔ ہماری معلومات ہمارے ایمان کے لئے باعث تقویت ہیں، بعض دوسرے سائنسدانوں کی طرح میرا یہ عقیدہ نہیں کہ ہمارے عقائد آہستہ آہستہ باطل ہو رہے ہیں بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ اب توہمات کی دنیا سے نکل کر ہم ایمان کی روح enerma کے قریب تر ہو رہے ہیں۔"

خدا ضرور ہے اور یقیناً ہے

ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"زمین کے متعلق تحقیقات نے مجھے ایک بالائی ہستی کا علمی طور پر قائل کر دیا ہے بلکہ مجھے اب پورے یقین سے علم ہو گیا ہے کہ خدا واقعی ہے۔ تمہیں علم ہے کہ سابق فلسفہ دانوں کا محض قیاس تھا کہ خدا ہونا چاہیئے یا ہے مگر ہمارے پاس اپنے خدا پر ایمان کے شواہد موجود ہیں ہم نے اس کی صناعی کو دیکھا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا ضرور ہے اور یقیناً ہے"۔

ڈاکٹر صاحب کے خیال میں قدیم زمانے کے انسانوں نے صرف فلسفیانہ دلائل کی بناء پر خدا کی ہستی کا اقرار کیا تھا اور یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے اور ان کا خدا تھرڈ کلاس نہیں بلکہ فورتھ کلاس خدا ہے۔ موجودہ دور کا انسان جس نے ننھے ایٹم کی ننھی دنیا سے لیکر عالم کبیر (Cosmos) تک کی سیرگاہ دیکھی ہے وہ سمجھتا ہے کہ خدا کی تخلیق کو دیکھ کر انسانی عقلیں حیرت میں ڈوب جاتی ہیں۔ ہمارا یقین ایک اعلےٰ اور ارفع خدا پر ہے جس کی تخلیق اس قدر عظیم الشان اور عقل انسانی سے کہیں بالاتر ہے کیونکہ ہم خوش قسمتی سے ایک ایسے دور میں پیدا ہوئے ہیں جبکہ اس کی قدرت اور زندگی کے ہزاروں مظاہر ہمارے چاروں طرف بکھرے پڑے ہیں۔

زمینی معلومات سے خدا کی عظمت میں اضافہ

ڈاکٹر Kerr جیسے سائنسدان یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ہر نئی دریافت خدا کی بزرگی اور عظمت میں اضافہ کر رہی ہے۔ درحقیقت وہ ایمان کے لئے دلائل کے انبار لگا رہے ہیں۔ ڈاکٹر Kerr نے جو معدنیات کے ماہر ہیں اپنے تمام ثبوت زمین کے مطالعہ سے اخذ کئے ہیں۔

جونہی ہم ان کی تجربہ گاہ سے نکلے اور کولمبیا (نیویارک) یونیورسٹی کی عمارت کے باہر کھڑے ہوئے میں نے اندر داخل ہونے کی جگہ پر ایک پتھر نصب شدہ دیکھا۔ اس پر پرانے عہدنامے کی یہ آیت کندہ تھی:۔

"زمین سے پوچھو یہ تمہیں بتلائے گی"

آسمانی تجربات سے ایمان کی مضبوطی

اس کے برخلاف کلیولینڈ میں ڈاکٹر جلیسن کا بیان سن لیں۔ ان کا بیان زمین کی پوچھ گچھ پر مبنی نہیں وہ آسمان سے باتیں کرتے ہیں وہ علم النجوم کے ماہر ہیں اور ۲۴-انچ کی دوربین سے مشاہدات فلک کر رہے ہیں۔ علم النجوم کے اس ماہر نے کہا۔ "یہ مجھے حیران کر دیتی ہے۔ کائنات کا پھیلاؤ مجھے اتنا متاثر نہیں کرتا جتنا کہ مجھے

اس چیز پر حیرت آتی ہے کہ انسانی ذہن کائنات کی پیچیدگیوں تک کیسے رسائی حاصل کر رہا ہے۔"

"صفحۂ ہستی پر پھرنے والا یہ چھوٹا سا حیوان اپنے اندر ایک عجیب مشین رکھتا ہے، جسے 'دماغ' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ مشین اس کائنات کی حدود کو چیر کر باہر بھی جا سکتی ہے۔" وہ کہنے لگے "میں سمجھتا ہوں ایمان کی روح ایک راز ہے جو انسان کے کائنات کے ساتھ تعلق میں پوشیدہ ہے۔ کائنات کا مطالعہ خدا میں یقین کی "تخلیق" نہیں کر سکتا کیونکہ یہ دنیا ایک مادی چیز اور خدا ایک روحانی ہستی ہے۔ لیکن اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو کائنات پر غور کرو۔ اس کے پھیلاؤ اور اس کی پیچیدگیوں پر فکر کرنے سے آپ کو زندہ ایمان ملے گا۔ میرا ایمان تو ضرور مضبوط ہو رہا ہے

کائنات کا مرکز

انسان کہاں سے آیا؟ بہت پہلے کی بات ہے کہ گلیلیو (Galileo) نے یہ کہکر خطرناک غلطی کی تھی کہ کائنات کا مرکز زمین نہیں۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس طرح انسان کی اہمیت کو گرانا چاہتا تھا۔ اس کے خیال میں انسان کی ہستی کیسے اتنی اہم ہو سکتی تھی حالانکہ وہ ایک سورج کے گرد گھومنے والے سیارے پر ایک ادنےٰ سی چیز ہے۔ لیکن ڈاکٹر شلٹ STHILT نے انسان کی اہمیت کے متعلق کہا کہ سائنسدان اس کے ادنےٰ ہونے کا تب شکوہ کرتے اگر انہوں نے اس کو مزید معزز بنانے کے لئے کچھ سعی کی ہوتی۔ کائنات کے .... اجتماعوں میں سے ہر اجتماع اپنے اندر .... سورج رکھتا ہے اور ان میں سے ہر ایک سورج کے گرد زمین گھوم رہی ہے اور اس پر انسان نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔

ماہر علم النجوم نے جواب دیا۔ ان ستاروں کے مختلف نظاموں کی پیچیدگیاں محض مصنوعی کھیلیں ہیں۔ ہمیں ان سب سے الگ ہو کر اس تماشا کو دیکھنے والا انسان ہے۔ کسی شاہد کے بغیر کائنات محض ایک کاغذی دنیا ہے۔ اب اگر زمین ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مشاہدہ کرنے والی ہستی موجود ہے تو کیوں نہ زمین یقیناً کائنات کا مرکز ہے۔"

انسان کی اہمیت

یہ مانا جا سکتا ہے کہ سیاروں کے اور بھی کئی نظام ہیں تو کیوں نہ اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ ہمارے نظام سے باہر سیاروں کا کوئی نظام نہیں۔ اسی طرح اگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے سیاروں پر بھی زندگی کا امکان ہے تو یہ بھی اتنے ہی وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ہماری زمین کے علاوہ زندگی کے آثار کہیں بھی نہیں ملتے۔ مریخ پر بعض سائنسدانوں کے خیال کے مطابق گھاس کے آثار ہیں لیکن وہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے، اور اگر یہ صحیح بھی ہو تو وہ زمین کے اثرات ہیں۔ یہ باتیں میرے ایمان کو پختہ تر کر دیتی ہیں۔ مجھے یہ دوہرانے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرا خیال ہے کہ دوسرے ماہرین علم النجوم میری اتباع کریں۔ اگر ڈاکٹر (Tillich) اپنی رائے میں درست ہیں تو گلیلیو (Galileo) کے زمانے کی نسبت انسان کی اہمیت بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ اب تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اربوں اربہا سورج صرف انسان کی زندگی کی خاطر روشنی کی قندیلیں ہیں۔

زندگی پیدا کرنے کی ناکام کوشش

نیویارک میں پرل (Pearl) دریا کی تجربہ گاہ کے اندر میں نے ڈاکٹر ڈگر (Duggar) سے گفتگو کی۔ یہ ڈاکٹر وہی ہیں جنہوں نے Aureomycin دریافت کی ہے، بحیثیت ایک ماہر علم الحیات ڈاکٹر ڈگر سائنس کے مشکل ترین مسائل پر طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔ وہ اس چیز کے متلاشی رہے کہ زندگی کی بنیاد کیا ہے۔ درحقیقت ڈاکٹر نے زندگی کی تخلیق کی کوشش کی۔

Wisconsin کی یونیورسٹی میں ۱۹۳۰ء سے لیکر انہوں نے ۵ سال اس کوشش میں لگائے کہ بے جان اشیاء میں جان پیدا کی جا سکے۔ انہوں نے ان ترکیبات کو استعمال کیا جو زندہ چیزوں میں پائے جاتے ہیں، انہوں نے کاربن اور نائٹروجن کے استعمال کو مختلف طریق پر آزمایا، حرارت اور تعطیر سے ان تمام کو قابل حیات بنا دیا۔ ان کو صراحیوں میں ڈال کر پیدائش کے محرک کروں میں رکھا گیا۔ مختلف وقفوں کے بعد ان کا مشاہدہ کیا گیا۔ ۵ سال کے عرصہ میں انہوں نے اس تجربہ کو درجنوں مرتبہ بدل بدل کر بھی نئے طریقوں سے آزمایا۔ نئی صورت حال اور ننھی تبدیلیوں کو بھی نگاہ میں رکھا۔ لیکن آخرکار انہوں نے یہ نتیجہ نکالا:-

"ہم ان تجربوں سے حیات کی امید بھی پیدا نہ کر سکے"

ناکامی خدا کی ہستی کا ثبوت

میں نے سوال کیا۔ کیا آپ نے حیوٰۃ کے تمام اجزاء کو اکٹھا ملایا؟

انہوں نے کہا "بالکل! لیکن پھر بھی یہ حیات نہیں تھی۔"

میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور یہی بات ہمیشہ سائنسدانوں کے لئے مسئلہ لاینحل رہی ہے کہ حیوٰۃ کیا چیز ہے۔ ڈاکٹر ڈگر نے حیوٰۃ پیدا کرنے کی کوشش کی مگر اس کا تجربہ ناکام رہا۔ زندگی کی تخلیق میں ڈاکٹر ڈگر کی ناکامی ایک منفی تجربہ نہیں بلکہ سائنسدانوں کے تعمیر فلسفہ کا ایک حصہ ہے۔ اٹھتر سال کی عمر میں ڈاکٹر ڈگر (Aureomycin کی ایجاد کے وقت ان کی عمر ۷۶ سال کی تھی) نے عجائبات سائنس کا جی بھر کر مشاہدہ کر لیا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ چیز کہ اس تمام نظام کا کوئی خالق ہے یا یہ سب کچھ خدا ہے۔ میرے نزدیک اب چنداں اہمیت نہیں رکھتی خدا کی ہستی کا انکار ہو نہیں سکتا۔

میں نے مزید کرید کر پوچھا کہ سائنس کے اصولوں کے مطابق خدا کی آخر ضرورت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:-

"نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ یہ سب کچھ جو موجود ہے وہ کہاں سے آگیا؟"

زندگی کہاں سے آئی؟

ڈیٹرائٹ کی وین (Wayne) یونیورسٹی میں مشہور Anthropologist (علم الانسان) کے ماہر ڈاکٹر لچلیس (Lechler) نے حیوٰۃ کے ظہور کے متعلق دو نظریوں کا ذکر کیا، ایک نظریئے کے مطابق کائنات کی بے جان چیزوں میں کسی وقت خود بخود جان پیدا ہو گئی، اور جاندار اشیاء زمین پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں آئیں یہ غیر جنس یا خلط ملط نظریۂ حیوٰۃ ہے کہ ایک چیز سے اس کے بالکل مختلف شئی پیدا ہو گئی اور دوسرا نظریہ یہ ہے کہ حیوٰۃ یعنی جاندار مواد دوسرے سیاروں سے ہماری زمین پر شہاب ثاقب کے ذریعہ سے آیا جیسا کہ غیر منقسم ہندوستان میں جناب دیانند کا خیال تھا لیکن وہ اس پر قائم نہ رہے تھے۔

خالق کے عقیدے کو ترجیح

یہ کہتے ہی ڈاکٹر صاحب نے اپنی کرسی کو پھیرا اور کہا لیکن یہ کہ یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہے، یہ دعوے کو ثبوت کے طور پر پیش کرنے کے مترادف ہے۔ درحقیقت سوال روح اور مادہ کا ہے۔ روحانیت اور مادیت کیا ہے۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ حیوٰۃ کیا شئے ہے؟ اکثر لوگ تو اسے اتفاقیہ امر قرار دینے پر اکتفا کر لیتے ہیں مگر محض یہ کہہ دینا کہ یہ محض اتفاق ہے یہ بھی تسلیم کرنا ہے کہ اس کے پیچھے بھی کوئی قانون اور قاعدہ ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ کس کا قانون ہے۔

"میں ذاتی طور پر خالق کے عقیدے کو ترجیح دیتا ہوں۔ خالق بجا ازلی اور بالارادہ ہستی ہے گو ہماری عقلوں سے بالا ہے مگر میں خالق کے عقیدہ کو ترک کر کے ابتری لاقانونی اور گڑبڑ کا قائل نہیں۔ نظام کو بد انتظامی پر عقیدہ کے لحاظ سے ترجیح دیتا ہوں۔"

ایک ماہر طبیعات کی لاادریت

ایسے تمام سائنسدان جن سے میری ملاقات ہو سکی ان میں سے بعض دہریئے بھی تھے اور کئی بالکل لاادری کے قائل تھے۔ ایک نوجوان ماہر طبیعات نے صاف صاف کہا

"تم خدا کو محسوس کر دیا نہ کرو میں اسے محسوس نہیں کرتا۔ میرے خیال میں یہ محبت کے اظہار کے سوا کچھ بھی نہیں۔ خدا کی ہستی کا عقیدہ بھی خوب ہے کیونکہ نہ اسے جھٹلایا جا سکتا ہے اور نہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے میں کسی طرف بھی رائے نہیں رکھتا، لیکن جہاں تک ہمارا اور سائنس کے تجربات کا تعلق ہے یہ ایک بچوں کا کھیل ہے جیسے بچہ گھنٹی والے گھڑیال سے کھیل رہا ہو۔ مجھے کوئی خاص دلیل خدا کی ہستی پر یقین کرنے کی نظر نہیں آتی۔"

ایک ماہر علم الابدان کے علم کی حد

ایک ماہر علم الابدان نے بیان کیا ہے:-

"جب کبھی میرے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حیوٰۃ کیا ہے تو میرے سامنے ایک بند گلی آجاتی ہے۔ میں اس امر کا مقر ہوں کہ میں کلیتہً اندھیرے میں ہوں اور کوئی روشنی نظر نہیں آتی لیکن یہ بھی میں پسند نہیں کرتا کہ محض ایمان لا کر اس اندھیرے سے نکل آؤں۔ میں اپنے آپ کو دہریہ نہیں کہتا کیونکہ یہ نام بھی ایک عقیدے کا حامل ہے۔ بحیثیت ایک سائنسدان نہ تو خدا ماننے کے میرے پاس دلائل ہیں اور نہ ہی انکار کے میرا عقیدہ لاادری ہے اس لئے علمی تحقیقات یہیں تک میرا ساتھ دیتی ہے کہ میں خدا کے متعلق کچھ علم نہیں رکھتا۔ اگر اجازت ہو تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے کبھی بھی اس سے زیادہ علم نہیں ہو سکے گا۔"

(باقی آئندہ)

تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

اہلیہ صاحبہ چوہدری غضنفر علی صاحب (بدوملہی) کا ایک اور خط

قبل ازیں محترمہ غلام زہرا اہلیہ چوہدری غضنفر علی صاحب کا ایک مکتوب درج کیا جاچکا ہے جس میں انہوں نے جماعت کے موجودہ خلفشار پر نہایت مدبرانہ انداز میں اظہار رائے کیا تھا، اسی سلسلہ میں ان کا ایک اور خط ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے:-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں ان بھائیوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھ ناچیز کی ان سطور کو جو میں نے پیغام صلح ۱۰ر مارچ ۱۹۵۲ء میں اپنے دل کی تڑپ کے رنگ میں لکھی تھیں شرف قبولیت فرماتے ہوئے بذریعہ کارڈ میری حوصلہ افزائی فرمائی جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ دراصل میں تو اپنے اندر کوئی خوبی نہیں پاتی اور نہ کسی تعریف کی مستحق ہوں، یہ سب کچھ خدا کا فضل اور بزرگوں کی ہم نشینی اور ان کی دعاؤں کے اثرات ہیں

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

مجھ کو ایک ضروری کام کے پیش نظر چند یوم کے لئے باہر جانا پڑا۔ خیال تھا کہ اس عرصہ میں اتفاق پسند احباب کی مساعی رنگ لا چکی ہوں گی اور کوئی اصلاحی صورت رونما ہو چکی ہوگی۔ مگر واپسی پر یہ معلوم ہو کر سخت صدمہ و رنج ہوا کہ تاحال چند ناعاقبت اندیش حضرت مسیح موعود کی اس مٹھی بھر جماعت کی تخریب و بیخکنی کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں اور خدا کے فرستادہ کے روشن کئے ہوئے چراغ کو یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم کا مصداق بن کر اپنے مونہوں کی پھونکوں سے .... بجھانا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یہ پودا بفضلہ تعالیٰ مضبوط ہو کر اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کا مصداق بن چکا ہے۔ اس لئے نہ کسی بدخواہ کے منہ کی پھونکوں سے یہ نور بجھ سکتا ہے اور نہ حوادث زمانہ کی تیز و تند ہوائیں اس پودے کو مضمحل کر سکتی ہیں۔ ماموران الٰہی کی نظر دوربین نظر ہوتی ہے وہ خدا کی آنکھ سے دیکھتے ہیں ان کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ ان کی فراست خطا نہیں کرتی۔ حضرت مسیح موعود کو یہ چیز معلوم ہو چکی تھی کہ ضرورت کے وقت کچھ دنیا دار لوگ میری جماعت اور اس الٰہی سلسلہ کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کی ناکام کوشش کریں گے اور بزرگان جماعت اور صحابان مسیح موعود کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا کر اپنی ناخدا ترسی کا ثبوت دیں گے۔ اس چیز کے پیش نظر خدا کے مامور نے اپنے آخری ایام میں ایک وصیت تیار کی جس میں کسی فرد واحد کو نہیں بلکہ انجمن کو "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین" قرار دیکر تمام امور میں اسی انجمن کے فیصلہ جات کو جماعت کے ہر فرد کے لئے واجب التعمیل قرار دیا۔ پس اس لحاظ سے گویا انجمن کا وجود حضرت صاحب کا ہی وجود ہوا۔

پس اے عقل اور بصیرت سے کام لینے والو، سوچو اور غور کرو کہ کیا آپ لوگ حضرت مسیح موعود کے ہی وجود سے (جو انجمن کی شکل میں موجود ہے) جھگڑنے والے تو نہیں ہو۔ میں سچ سچ کہتی ہوں کہ آپ کا یہ جھگڑا .... خدا کے مامور سے جھگڑا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حتمی وعدہ انی مھین من اراد اھانتک میں موجود ہے۔

پس خدا کے لئے غور کریں اور دوست نما دشمن بن کر جماعت کے لئے ابتلاء کا موجب نہ بنیں۔ یاد رکھیں کہ خدا کے مامور کا مقابلہ خدا کا مقابلہ ہوتا ہے، اور یہ بھی یاد رکھیں کہ انسانی منصوبے اور دنیاوی عدالتیں خدا کو عاجز نہیں کر سکتیں۔

تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔

غلام زہرا
اہلیہ چوہدری غضنفر علی صاحب۔ بدوملہی

لاہور کے نوجوانوں کا ماہوار جلسہ

اقبال احمد صاحب کے اعزاز میں عصرانہ

مورخہ ۲۰ر مارچ کو بعد از نماز عصر احمدیہ مسجد لاہور کے نوجوانوں کا ماہوار اجلاس ہوا۔ اس موقعہ پر حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔ چائے کے بعد جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ جو صوفی محمد اکرم صاحب نے کی۔ اس کے بعد راقم الحروف نے گذشتہ اجلاس کی روئداد پڑھ کر سنائی۔ عزیزم ظفر اقبال نے درثمین سے حضرت مسیح موعود کا پراز معارف کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے اس دعوت چائے کی دو اغراض بتائیں۔ پہلی غرض نوجوانوں کو جمع کرنا اور دوسری اقبال احمد صاحب سابق صدر احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کے اعزاز میں الوداعی پارٹی۔ اس کے بعد اقبال احمد صاحب نے تقریر کی۔ اپنی تقریر میں انہوں نے کراچی کی ایسوسی ایشن کے حالات بتائے۔ اور مرکزی ایسوسی ایشن کی سرگرمیوں پر مسرت کا اظہار کیا۔ اور کچھ تجاویز بھی بتائیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے حاضرین کو مخاطب فرمایا۔ آپ نے پرجوش الفاظ میں نوجوانوں کو بتایا کہ آپ لوگ قوم ہیں، اور آپ لوگوں نے ہی مقدس فریضہ اشاعت اسلام اور قومی معاملات کا بوجھ اٹھانا ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے

Child is father to the man

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ایسوسی ایشن کو اس اصول کے ماتحت کام کرنا چاہیئے کہ ہر نوجوان کے اندر احمدیت کی صحیح روح پیدا ہو جائے۔ قرآن کریم پڑھیں حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کریں۔ دس شرائط بیعت کا پختہ عہد لیں۔ اور بول چال۔ بود و باش میں ان سب کو مدنظر رکھیں۔ اپنے کردار میں نمایاں تبدیلی پیدا کریں اور تقاریر کے ساتھ ساتھ عملی میدان میں بھی ترقی کریں۔

اس کے بعد راقم التحریر نے چند تجاویز نوجوانوں اور بزرگوں کی خدمت میں پیش کیں۔ بعد ازاں مولنا آفتاب الدین احمد صاحب نے "مقام احمدیت" پر ایک پرجوش، مدلل اور موثر تقریر فرمائی جو آیندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں احمدیت کے مقام۔ اس کی ضرورت اور اس کے کام پر روشنی ڈالی اور یہ بتایا کہ

دلے کہ با پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اس کے بعد حضرت مولنا عزیز بخش صاحب نے ایک پرایمان تقریر فرمائی۔ انہوں نے بتایا کہ اطمینان صرف خدا تعالیٰ کے ذکر میں ہے۔ دنیا میں کوئی چیز بغیر اس کے ذکر کے تسکین قلب اور ابدی سکون نہیں پہنچا سکتی۔

اس کے بعد صدر جلسہ مرزا مقبول احمد صاحب نے تمام نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر تمام نوجوانوں کی طرف سے اقبال احمد صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اور خوشی کا اظہار کیا کہ انہوں نے کراچی میں نوجوانوں کی تنظیم پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اور آیندہ امید ظاہر کی کہ وہ اسی طرح جہاں جائیں گے ایسوسی ایشن کی تقویت کا موجب ہوں گے۔

دعا کے بعد یہ مجلس برخاست ہوئی۔

سلطان محمد، سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی کا تیسرا ماہوار جلسہ

مندرجہ بالا ایسوسی ایشن کا تیسرا جلسہ بروز اتوار بتاریخ ۲۲ر مارچ زیر صدارت جناب مفتی عبدالحی صاحب منعقد ہوا۔ تقریباً تیس احباب نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید جناب سعید صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد راقم الحروف نے گذشتہ جلسہ کی روئداد پڑھ کر سنائی روئداد کے منظور ہو جانے کے بعد جناب نسیم جاوید صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ اس نظم کے بعد ایک اور نظم جناب محمد اختر صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ پڑھی جسے کافی پسند کیا گیا۔ اس کے بعد جناب احمد صاحب نے ایک مقالہ پڑھا جس میں مندرجہ ذیل پانچ سوالات کے متعلق انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا:-

(۱) اہل مذہب کا نقطۂ نظر دنیا کے متعلق کیا ہے؟
(۲) اہل مذہب بنی نوع انسان کی رہبری کس طرح کر سکتے ہیں؟
(۳) اہل مذہب کی بنیادی تعلیمات کیا ہیں؟
(۴) بدروحوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اور
(۵) تمام مذاہب کو ایک کرنے کے متعلق تمہارا خیال کیا ہے اور یہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

یاد رہے کہ مندرجہ بالا سوالات ان دس سوالات میں سے ہیں جو کہ ایک جاپان میں ہونیوالی بین الاقوامی کانفرنس میں زیر بحث لائے جائیں گے۔ آخر میں بعض ضروری امور متعلقہ ایسوسی ایشن زیر غور لائے گئے اور دو......

رفتار عالم

بغداد۔ ۲۹ مارچ۔ دریائے دجلہ کے امنڈتے ہوئے سیلاب نے آج عراق کے دارالحکومت بغداد کے مضافات میں بسائے جانے والے نئے شہر کو مکمل طور پر تہ آب کر دیا ہے بغداد کی آبادی پانچ لاکھ سے زیادہ ہے۔

شہر کے زیادہ تر باشندے محفوظ مقامات پر منتقل ہو گئے ہیں اور جو لوگ اس وقت تک اپنے گھر چھوڑنے سے انکار کر رہے تھے ان کی جان بچانے کے لئے فوج کے دستے انتھک کوشش کر رہے تھے۔ شہر کو ہلاکت خیز اور سرکش پانی سے بچانے کے لئے فوج نے تمام انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔ دریائے دجلہ کے بائیں پشتے میں کئی جگہ شگاف پڑ جانے سے مشرقی پشتے کے باہر پانی کی سطح تیزی سے بلند ہو رہی ہے اور دریائے دیالہ کی ایک تیز رو شاخ، پشتے کو توڑ کر دریائے دجلہ میں مل گئی۔ آج کی صورت حال سنگین بیان کی جاتی ہے اندازہ لگایا گیا ہے کہ سیلاب سے نقصان کا اندازہ دو کروڑ پونڈ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ نئے بغداد میں ۲۰ لاکھ پونڈ کے نقصان کا اندازہ لگایا گیا ہے اور بغداد کے ارد گرد مزروعہ اراضی کو ڈیڑھ کروڑ کا نقصان پہنچا ہے۔ پناہ گیر دجلہ کے دائیں کنارے پر جمع ہوئے ہیں جسے اب بھی محفوظ تصور کیا جاتا ہے۔ سیلاب کی وجہ سے بغداد جانیوالی تمام سڑکیں کٹ گئی ہیں اور دارالحکومت باقی ملک سے منقطع ہو گیا ہے۔ آتے ہوئے پانی کے لئے راستہ بنانے کی غرض سے انجینئروں نے بغداد بعقوبہ لائن کے پشتے منہدم کر دیتے ہیں۔ نئے بغداد کا صنعتی علاقہ بالکل پانی میں غرق ہو چکا ہے بڑے بڑے کارخانے پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں ان کی چھتیں اور چمنیاں نظر آتی ہیں۔ کل رات بغداد کے شہری پل بھر بھی نہ سوئے۔ ریڈیو سٹیشن تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد سیلاب کی صورت حالات نشر کرتا ہے اور عوام کو پرسکون رہنے کی تلقین کر رہا ہے۔

بون۔ ۲۹ مارچ۔ پچھلے ہفتے برطانیہ امریکہ اور فرانس کے ہائی کمشنروں نے جرمنی کی ہتھیار بندی کے معاہدہ کی جو شرطیں حکومت مغربی جرمنی کے سامنے پیش کیں تھیں صدر جمہور مغربی جرمنی نے ان پر دستخط کر دیئے ہیں اب جرمنی ہتھیار بند ہو سکے گا۔ یاد رہے کہ تینوں مغربی ملکوں نے ہائی کمشنروں نے جرمنی کی اسلحہ بندی کے بدلے یہ شرط ضروری رکھی تھی۔ کہ جرمنی مغربی یورپ کی دفاعی برادری میں شامل ہو جائے ابھی تک فرانس اور اطالیہ نے دفاعی برادری کے سمجھوتے پر دستخط نہیں کئے۔

نیروبی۔ ۲۹ مارچ۔ پولیس اور فوج کے دستوں نے گزشتہ دو دن سے ہونے والی لڑائی کے نتیجے کے طور پر ۳۲ دہشت پسندوں کو ہلاک کو پانچ کو گرفتار کر لیا ہے۔

کاسا بلانکا۔ ۲۹ مارچ۔ مراکش کے پاشا پر بم پھینکا گیا جس کی وجہ سے وہ اور ان کے دو مرے ساتھی مجروح ہو گئے۔ فرانسیسی باڈی گارڈ نے حملہ آور پر گولی چلا دی جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گیا۔

قاہرہ۔ ۲۹ مارچ۔ آج جنرل نجیب صدر جمہوریہ مصر شاہ سعود فرمانروائے سعودی عرب کو ہوائی اڈے پر رخصت کرنے گئے جونہی شاہ سعود کے طیارے نے پرواز کی جنرل نجیب جو انقلابی کونسل کے بیچ میں کھڑے تھے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ کونسل کے ارکان نے انہیں اسی وقت اٹھا لیا اور ہوائی اڈے کے مسافر خانے تک پہنچایا جہاں دل کے امراض کے ایک ماہر نے انہیں کافور کا ٹیکہ لگایا۔ اس کے بعد انہیں ان کی اقامت گاہ پہنچا دیا گیا۔ جہاں ان کی حالت بہتر بیان کی جاتی ہے۔ اس سے پیشتر یہ اطلاع ملی تھی کہ شاہ سعود جنرل نجیب اور کرنل ناصر میں بیچ بچاؤ کرانے میں ناکام رہے ہیں اور انہوں نے سعودی عرب جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ آج شاہ سعود کی روانگی کے بعد انقلابی کونسل اور کابینہ کا ایک مشترکہ اجلاس ہونے والا تھا۔ لیکن جنرل نجیب کے بیہوش ہو جانے کی وجہ سے یہ اجلاس چند گھنٹوں کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ غالباً آج کسی وقت اجلاس منعقد ہو گا۔

تہران۔ ۲۹ مارچ۔ کل تہران سے ۱۲۰ میل مغرب کی طرف واقع ایک گاؤں اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں نہایت شدید زلزلے کی وجہ سے زمین میں اتنے بڑے شگاف پڑ گئے کہ سارا گاؤں زمین میں غرق ہو گیا۔ اس گاؤں کی مجموعی آبادی ۸۰۰ اشخاص پر مشتمل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ لوگ آہستہ آہستہ گاؤں سے باہر نکل رہے ہیں لیکن وہ اپنا سامان اور مویشی نہیں بچا سکے۔ اس تباہی سے پہلے تین گھنٹے تک زمین ہلتی رہی۔

کراچی۔ ۲۹ مارچ۔ سوئی گیس ٹرانسمشن کمپنی لمیٹڈ کے حصوں کی فروخت کا کام آج صبح ۱۰ بجے شروع ہوا۔ لیکن ایک بجے بند کر دیا گیا کیونکہ ضرورت سے بہت زیادہ روپیہ وصول ہو گیا تھا۔

کراچی۔ ۲۹ مارچ۔ آج طلبہ کی کئی انجمنوں کے مشترک اجلاس میں مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان کی قیادت پر پورے اعتماد کی قرارداد منظور کی گئی جس میں وزیر اعظم کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ وہ پاکستان کے حالات سدھارنے کی جو بھی کوشش کریں گے طلبا کی طرف سے ان کی پوری حمایت کی جائے گی۔ اس اجلاس میں طلباء کی جن انجمنوں کے نمایندے شریک تھے ان میں پاکستانی طلباء کی ایسوسی ایشن، پاکستانی طلبا کی لیگ۔ طلباء کی بین الاقوامی ایسوسی ایشن کی پاکستانی شاخ۔ کراچی میں تعلیم حاصل کرنے والے بنگالی طلباء کی انجمن اور اور کراچی کے طلباء کی انجمن بھی شامل تھی۔ ایک قرارداد میں حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کے حال ہی کے ہنگاموں کی تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کرے اور جو لوگ فتنہ و فساد برپا کرنے کے مجرم قرار پائیں انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

کراچی۔ ۲۹ مارچ۔ پاکستان کے غیر معمولی گزٹ میں پاکستان میں تیار ہونے والے کپڑے کے پرچون نرخوں کی فہرست شائع کر دی گئی ہے۔

تہران۔ ۲۹ مارچ۔ آقائے فخر الدین شامان وزیر اقتصادیات ایران نے سفیر روس کو بتایا کہ ایران روس سے اقتصادی معاہدہ کرنے کا متمنی ہے۔

نئی دہلی۔ ۲۹ مارچ۔ نئی دہلی ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ مالابار سپیشل پولیس نے کالیکٹ سے ۲۰ میل دور واقع ایک مقام کے مسلمانوں پر گولی چلا دی جس کی وجہ سے ۸ مسلمان مجروح ہو گئے لیکن ان میں سے دو ہسپتال پہنچ کر شہید ہو گئے۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوؤں کا ایک جلوس باجے کے ساتھ مسجد کے قریب سے گذر رہا تھا۔ اس وقت مسجد میں نماز پڑھی جا رہی تھی مسلمانوں نے جلوس پر اعتراض کیا جس کی وجہ سے نمازیوں اور ارکان جلوس میں تصادم ہو گیا۔ پولیس بہت جلد موقع پر پہنچ گئی۔ اس نے حالات پر قابو پانے کے لئے مسلمانوں پر گولی چلا دی جس کی وجہ سے ۸ مسلمان زخمی ہوتے اور ان میں سے دو بعد میں ہسپتال میں شہید ہو گئے۔ پولیس نے مسجد میں جمع شدہ مسلمانوں کو منتشر کر دیا۔ ساری رات پولیس گشت کرتی رہی۔ مگر اب حالات پر قابو ہے۔

کراچی۔ ۲۹ مارچ۔ کھوکھرا پار کے راستے سے مہاجروں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے ۲۸ مارچ ۱۹۵۴ء کو ہونے والے ہفتہ میں ۹۸۴ مہاجر پاکستان داخل ہوئے۔ جنوری ۱۹۵۰ء سے اس وقت تک اس راستے آنے والوں کی مجموعی آمد ۱۱۶۱۸۴ تک پہنچ گئی ہے۔

لاہور۔ ۲۹ مارچ۔ آج ایک سادہ لیکن باوقار تقریب میں کولمبینڈ کے میئر ڈاکٹر رابرٹ کو لاہور کے میئر سید ہادی علی شاہ نے فریڈم آف دی سٹی لاہور کا اعزاز پیش کیا اور اس کی علامت کے طور پر ایک چاندی کی کنجی پیش کی۔

پشاور۔ ۲۹ مارچ۔ آل پاکستان مسلم لیگ کے سابق جنرل سیکرٹری مسٹر محمد یوسف خٹک نے پاکستان مسلم لیگ کے صدر کو تمام پرانے لیگیوں کا اجلاس بلانے کو کہا ہے تاکہ تنظیم کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا جا سکے۔

ماسکو۔ ۲۹ مارچ۔ جمعے کے روز ایٹمی طاقت کے فنی پہلوؤں کے زیر عنوان روس کے فوجی اخبار ریڈ سٹار نے لکھا ہے کہ ہائیڈروجن بم کی قوت کا مقابلہ اس شہاب ثاقب کی طاقت سے کیا جا سکتا ہے ...... جس نے ۱۹۰۸ء میں سائبیریا کے ایک جنگل کی ہزاروں مربع کلومیٹر زمین ہموار کر دی تھی۔ اس شہاب ثاقب کا وزن ۱۰ لاکھ ٹن سے کسی طرح کم نہیں اور اس کی رفتار ساٹھ کلومیٹر (تقریباً چالیس میل) فی سیکنڈ تھی۔

پیغام صلح مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۵۴ء لاہور رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۷

تعلیمی پریس بیڈن سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵ — تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور — فون نمبر ۲۷۴۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن
دوست محمد

جلد | یوم شنبہ مورخہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۸

چیمہ صاحب جماعت کو کہاں لے جا رہے ہیں؟

"مجھے آپ کی وکالت کی ضرورت نہیں" ——— حضرت امیر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ

—— (از مولانا محمد یعقوب خان صاحب [illegible]) ——

حضرت امیر مرحوم مولنا محمد علی صاحب ایک عالم اجل ہی نہیں تھے اولیاء اللہ میں بھی ان کو ایک بلند مقام حاصل تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک حیرت انگیز متوازن دل و دماغ کیسا تھ نہایت بلند یک فراست مومنانہ عطا فرمائی تھی جو بیک نگاہ معاملات کی گہرائیوں تک پہنچ جاتی تھی۔

مندرجہ بالا الفاظ مولنا مرحوم کی زبان مقدس سے اس وقت نکلے تھے جب ان کا ایک ذاتی معاملہ جو ہمیشہ دو گروہوں میں موجب کشمکش رہا مجلس معتمدین میں پیش تھا اور جب بحثا بحثی کے دوران میں میرے دوست حافظ محمد حسن صاحب چیمہ مولنا کی "تائید" کے لئے کھڑے ہوئے تو اس پر مولنا صاحب نے فرمایا: "مجھے آپ کی وکالت کی ضرورت نہیں"

میں سمجھتا ہوں موجودہ جماعتی اختلافات کے اس قدر طول پکڑنے کی ذمہ داری چیمہ صاحب پر عائد ہوتی ہے۔ دونوں طرف ہر ایک ہی خواہ تحریک کی خواہش اور کوشش رہی ہے کہ یہ قضیہ نامرضیہ جلد سے جلد ختم ہو جو نہ صرف تحریک احمدیت بلکہ اسلام کے نام پر جس کی علمبرداری کا ہمیں دعوےٰ ہے ایک بدنما دھبہ ہے ہر کوشش جب آخری مرحلہ پر پہنچی تو چیمہ صاحب کی بدولت ختم ہوئی کراچی سے ہمارے ایک نہایت ہی معزز دوست الولد سر لابیہ کے مصداق بن کر متواتر چار پانچ دن مصالحت کی کوشش کرتے رہے اور جو شرائط باہم طے ہوئیں ان پر فریقین جماعت کی وحدت کے لئے رضامند ہوگئے مگر فریق ثانی کی طرف سے کہا گیا کہ ان پر آخری مہر تصدیق اس وقت لگے گی جب چیمہ صاحب تشریف لے آویں جن کے بلانے کے لئے آدمی گجرات بھیجا گیا ہے۔ اگلے دن چیمہ صاحب کا لاہور پہنچنا تھا کہ مصالحت کا بنا بنایا قلعہ مسمار ہو گیا۔

موجودہ رسالہ میں جو طرز چیمہ صاحب نے اختیار کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تلے ہوئے ہیں کہ جماعت کو ایک نہ ہونے دیں گے۔ اگر مجھے ان کی احمدیت کی صداقت پر محکم ایمان کا یقین نہ ہوتا تو میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوتا کہ وہ تحریک کو جان بوجھ کر سبوتاژ (sabotage) کر رہے ہیں۔ مگر جو راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ نادان دوست کا ضرور ہے۔ کوئی بھی خواہ وحدت آدمی اپنی تحریروں میں وہ لب و لہجہ اختیار نہیں کر سکتا جو چیمہ صاحب نے اپنے ہر ایک ٹریکٹ میں استعمال کیا ہے اس آخری رسالہ میں تو کمال ہی کر دیا اور جماعت کی اکثریت کو "مسیح الدجال" کا خطاب بھی دیدیا اور جن انتخابات کے ذریعے نئی مجلس معتمدین وجود میں آئی ہے اسے "دجل کاری" قرار دیا ہے۔ چیمہ صاحب خدا را سوچیں اس انداز گفتگو میں اور مکفر ملاؤں کی گفتگو میں کیا فرق ہے۔ اور کیا "ادفع بالتی ھی احسن" کی یہی عملی تفسیر ہے جو انہوں نے کی ہے؟

جماعت کا سواد اعظم نئی قیادت کے ساتھ ہے۔ تحریک کا مرکز (احمدیہ بلڈنگس) تحریک کے دفاتر، تحریک کے تینوں آرگن "پیغام صلح" "لائٹ" اور "اسلامک ریویو"، تحریک کے تینوں ہائی سکول، تحریک کے تینوں بیرونی مشن ووکنگ برلن اور امریکہ نئی قیادت کے ساتھ ہیں مگر چیمہ صاحب کے نزدیک یہ سب کچھ ہیچ ہے۔ یہ "نام نہاد" مجلس معتمدین ہے اور چند دوست جو صحیح حالات و واقعات سے لاعلمی کی وجہ سے جناب شیخ میاں محمد صاحب کے مصنوعی گھی والے مال کے دفتر میں جمع ہو کر کل میٹنگ کرنے والے ہیں وہ حقیقی اور اصلی معتمدین ہے۔

چیمہ صاحب نے دھمکی دی ہے کہ "وہ نتائج سے لاپروا ہو کر۔۔ بڑی سے بڑی عدالت تک اپنے کیس کو پہنچائیں گے"۔ ایک غلط جوش میں آکر چیمہ صاحب نے یہ خیال نہیں کیا کہ کیا قوم کو مقدمات میں مبتلا کرنا کوئی نیک اقدام ہے جس پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ ہماری سب سے بڑی عدالت ہماری قوم ہے اس کی واضح اکثریت نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ سلامت روی اور صالحیت کا راستہ یہی تھا کہ قوم کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے خواہ وہ اپنی خواہشات نفس کے مطابق نہ بھی تھا۔

اگر آپ کو فیصلہ کی صحت میں کوئی شبہ تھا تو ۲۷ دسمبر کو احمدیہ کانفرنس یا عام جلسہ میں آپ اسے چیلنج کر سکتے تھے۔ آپ قوم کے مزاج سے واقف تھے اور اس لئے مخالفت کی ایک ہلکی سی آواز بھی اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اب عدالتوں میں قوم کو رسوا کرنا اور کاغذی پرچہ بازی سے قوم میں بد دلی اور انتشار پیدا کرنا کسی صحیح الذوق آدمی کے نزدیک مستحسن نہیں ہے۔ اگر آپ کو فی الحقیقت موجودہ قیادت سے اختلاف ہے تو صبر کریں۔ سالانہ جلسہ پر قوم پھر جمع ہوگی آپ اپنا نقطہ نگاہ پیش کریں۔ کیا چند ماہ میں سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا جس کو بچانے کی فکر آپ کو دامنگیر ہو رہی ہے؟ ویسے بھی عام سپورٹس مین شپ یہی ہے کہ ایک قیادت دو سال تک اپنی "باری" لے چکی اب دوسری قیادت کو "باری" لینے دیں اگر نا اہل ثابت ہوئی تو قوم خود بخود اسے علیحدہ کر دیگی۔

افتراق کی وہ بنیاد جو اس رسالہ میں رکھی گئی ہے اس قدر خطرناک ہے کہ اگر اس کا بروقت قلع قمع نہیں کیا گیا تو یہ ایک تاریخی سانحہ ہوگا۔ اس رسالہ میں جماعت کو امیر مرحوم کے "دشمنوں" اور "عقیدتمندوں" کی بناء پر دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف خلاف واقعات ہے بلکہ خود امیر مرحوم کے ساتھ ناانصافی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ہم میں سے چند ایک دوستوں نے حضرت مرحوم کے ساتھ بعض معاملات میں شدید اختلاف کیا جس سے انہیں اذیت بھی پہنچی۔ مگر یہ بالکل غلط ہے کہ ہر ایک دوست کے دل میں ان کی عظمت، نیکی، تقویٰ، انتظامی قابلیت، تحریک کی ان تھک خدمت، اور عدیم المثال اسلامی خدمات کا پورا پورا احترام نہ تھا۔ وہ بلا امتیاز ہر ایک دوست کے نزدیک ایک واجب الاحترام ہستی تھے جس پر تاریخ فخر کرے گی۔ سچ پوچھئے تو مولانا محمد علی اور خواجہ کمال الدین اس دور میں اسلامی دنیا کی سب سے ممتاز ہستیاں تھیں جنہیں خود اللہ تعالے کے دست مشیت نے مسیح موعودؑ کے مشن کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے چنا تھا۔ چیمہ صاحب سے میری عاجزانہ درخواست ہے کہ خدا کے واسطے قوم پر رحم کریں اور ان برگزیدہ ہستیوں کو موضوع بحث نہ بنائیں۔ احمدی قوم کو بھی گرفتار "ابو بکر و علی" بنانا کوئی نیک سنت نہیں ہے جس کی بنا چیمہ صاحب رکھ رہے ہیں۔

چیمہ صاحب نے چند ایک دوستوں کا نام لیا ہے جو نیکی، تقویٰ اور خدمات دینیہ کے لحاظ سے ممتاز ہیں۔ اور جماعت کو یہ غلط تاثر دیا ہے کہ ہم نے انہیں مجلس منتظمہ میں نہیں لیا ہے۔ یہ واقعات کے ساتھ مذاق ہے چیمہ صاحب کو علم ہے کہ جب تک کوئی دوست مجلس معتمدین کا ممبر نہ ہو منتظمہ کا ممبر نہیں ہو سکتا ہم نے ان تمام دوستوں کو معتمدین میں لینے کی کوشش کی اور معتمدین کے اجلاس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ چونکہ ان برگزیدہ ہستیوں کا علیحدہ رہنا ہماری بڑی محرومی ہے اس لئے پندرہ نشستیں انہیں پیش کی جاویں کہ جنہیں چاہیں نامزد کر کے معتمدین میں بھیج دیں۔ "نعلوں" کی جوڑی بھی مقامی "نعل" کی خدمت میں باقاعدہ ڈیپوٹیشن گیا مگر وہ "نعل کے نعل" ہی رہے اور ان کا دل موم نہ ہوا۔ اب چیمہ صاحب خود انصاف کریں کہ ہم اور کیا کر سکتے تھے جب دوست ہمارے دست مصالحت کو پکڑنے کے لئے بھی تیار نہیں تو ہم منتظمہ میں انہیں بزدستی کس طرح رکھ سکتے تھے۔ چیمہ صاحب کے ذہن میں جو بات ہے وہ میں جانتا ہوں وہ چاہتے ہیں کہ جب تک ان کی اکثریت نہ ہو وہ معتمدین میں آکر کیا کریں گے اگر یہی بات ہے تو مصالحت کی کوشش ہی بیسود ہے۔ پارٹی بازی اور اکثریت اور اقلیت کے کھیل کے لئے چیمہ صاحب کے واسطے مسلم لیگ کا میدان کافی ہے۔ اگر احمدی بھی اس قدر گر گئے ہیں کہ کسی مسئلہ پر رائے دیتے وقت پارٹی کا خیال کریں گے تو یہ احمدیت کا جنازہ سمجھئے۔ یہ بالکل غلط خیال ہے۔ میرے نزدیک ہر دو فریقوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی موجود ہے کہ محض حق کی حمایت اور ناحق کی مخالفت کے اصول پر کاربند ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہی تحریک کی مضبوطی اور زندگی کی ایک ہی ضمانت ہے۔ بات اکثریت اور اقلیت پر آگئی (جو کھیل پچھلے دو سال کھیلا جاتا رہا) تو کھیل ختم سمجھئے۔ یہ کوئی میونسپل کمیٹی ہو سکتی ہے، یا مسلم لیگ۔ مگر مامور کی تحریک کی شان نہیں ہو سکتی۔

سب سے بڑی دلیل جس کا سہارا چیمہ صاحب نے اس رسالہ میں لیا ہے یہ ہے کہ یہ حضرت امیر مرحوم کے لئے "غیرت" کا سوال ہے۔ دو سال تک ایک دوست کو امیر تسلیم کئے رکھا اور "غیرت" کو ٹھیس نہیں آئی۔ جس صاحب کو "صدر" تسلیم کئے رکھا وہ حضرت مرحوم کے "ایذا رسانوں" کی فہرست میں نمبر ایک پر تھے۔ مگر چیمہ صاحب کی رگ "غیرت" کبھی جنبش میں نہیں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اقتدار کی جنگ ہے۔ چیمہ صاحب معتمدین میں اپنی اکثریت چاہتے ہیں اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ادنے مقصد کے لئے امیر مرحوم جیسی مقدس اور مطہر ہستی کے نام کو exploit کر رہے ہیں۔

چیمہ صاحب نے امیر مرحوم کو یقیناً بالکل غلط سمجھا ہوگا اگر وہ سچ مچ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مرحوم کی روح جماعت کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھ کر خوش ہوگی اور اس تحریک کو جسے شبانہ روز محنت شاقہ اور [illegible] سے انہوں نے ایک ایک اینٹ کر کے تعمیر کیا پیوست زمین ہوتے دیکھکر انکی روح کو ٹھنڈک ہوگی۔ چیمہ صاحب اگر بقول آپکے بعض دوستوں نے ان کو زندگی میں اذیت پہنچائی تو آپ انکے لگائے ہوئے چمن کو اجاڑ کر ان کی روح کو تکلیف پہنچا رہے ہیں اور اگر اس دنیا سے کوئی آواز آسکتی تو یقیناً مولانا مرحوم کی روح پکار اٹھتی کہ "چیمہ صاحب مجھے آپکی وکالت کی ضرورت نہیں"۔

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۲)

مہ روزہ پیغام صلح — مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء

"سب میرے بعد مل کر کام کرو"

یہ اس مامور الٰہی کی وصیت ہے، جس کی جماعت میں شامل ہونے کا ہمیں اور ہمارے ان دوستوں کو فخر حاصل ہے، جو اس وقت چند فروعی امور کی بناء پر ہم سے جُدا ہو رہے ہیں، مل کر کام کرنے کا جو طریق اس امام وقت نے ہمیں بتایا اور خود اپنی زندگی میں اس کا عملی ڈھانچہ ہمارے سامنے کھڑا کیا وہ ایک انجمن تھی جس کو آپ ہی نے "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین" قرار دیا اور یہ لکھ دیا کہ:-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر سے صاف واضح ہے کہ انجمن کے فیصلے جو کثرت رائے سے ہوں وہی واجب العمل ہیں، جماعت کا نظام آپ نے کسی شخص واحد کے ہاتھ میں نہیں دیا نہ کسی ایک شخص کو اپنا جانشین قرار دیا، آپ کا کھلا ارشاد ہے کہ انجمن ہی خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے، اور اسی کے فیصلے جو کثرت رائے سے ہوں واجب العمل ہیں۔

اس کے خلاف آج سے چالیس سال پہلے ایک حرکت قادیان میں ہوئی اور اسی انجمن نے جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا جانشین قرار دیا تھا، کثرت رائے سے ایک فرد واحد کو حضرت کا جانشین قرار دیکر نظام جماعت کے تمام اختیارات اس کے سپرد کر دیئے، اور یہ کہدیا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے حضرت کے فرمودہ کے مطابق کثرت رائے سے ہوا ہے۔ اسی وقت ایک مرد خدا اُٹھا اور اس نے دہائی دی کہ کثرت رائے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ انجمن اپنے ہی گلے پر چھُری پھیر دے اور اپنے تمام اختیارات کسی شخص واحد کو سونپ کر خود معطل ہو بیٹھے، اگر یہ جائز ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ انجمن نہ بناتے اور خود ہی کسی شخص کو اپنا جانشین بنا دیتے، انجمن کا بنانا اور اس کو اپنا جانشین قرار دینا بتاتا ہے، کہ آپ جماعت کا نظام کسی ایک شخص کے سپرد نہیں کرنا چاہتے تھے اور نہ انجمن کو یہ اختیار حاصل ہے کہ کسی فرد واحد کو تمام اختیارات سونپ دے یہ پہلی غلطی تھی جو حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے خلاف ۱۹۱۴ء میں قادیان میں ظہور پذیر ہوئی، اور جس کے خلاف حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ان ساتھیوں نے جو حضرت مسیح موعودؑ کے مقرر کردہ چودہ ممبران میں سے تھے، نہ صرف بڑے زور سے آواز بلند کی بلکہ انہی جمہوری بنیادوں پر جن پر حضرت مسیح موعودؑ نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بنا رکھی تھی، لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے ایک اور انجمن قائم کی جو خدا کے فضل سے پورے سینتیس سال تک مامور الٰہی کی وصیت کے مطابق کام کرتی رہی، لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سینتیس سال بعد ۱۹۵۱ء میں جب اس نیک مرد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا تو اس انجمن کے ممبران سے بھی پھر وہی غلطی صادر ہوئی جو قادیان میں ۱۹۱۴ء میں صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں نے کی تھی، اور اگرچہ سارے نہیں مگر کچھ اختیارات ایک شخص واحد کو دے کر مسیح موعود کی وصیت کی عملاً خلاف ورزی کی جس کا خمیازہ بہت بُری طرح بھگتنا پڑا۔ اس دو سوا دو سال کے عرصہ میں جو واقعات ظہور پذیر ہوئے، ان کو دوہرانے کی ضرورت نہیں، نہ کسی کی نیت اور نیکی و تقویٰ پر حرف گیری کرنا مقصود ہے، لیکن اس امر واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کی خلاف ورزی کا نتیجہ تھا، خدا کا شکر ہے کہ ۲۶ اور ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء کی رات کو انجمن کی کثرت رائے نے اس غلطی کو دُور کرنے کا عملی سامان پیدا کر دیا اور جماعت کا نظام پھر انہی جمہوری خطوط پر استوار کر دیا گیا جو حضرت مسیح موعودؑ نے قائم کئے تھے اور جن پر حضرت امیر مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں اس انجمن کی بنیاد رکھی تھی۔

مگر ہمارے چند دوست ہیں، جو اس نظام کو اس وجہ سے "غیر آئینی" قرار دیکر الگ ہو بیٹھے ہیں، کہ ان کی موجودگی میں اور ان کی رائے سے اس کو قائم نہیں کیا گیا، نظام کی جو شکل و صورت وہ بنانا چاہتے ہیں وہ تو وہی ہے جو اس نام نہاد "غیر آئینی" نظام میں بنائی گئی، وہ بھی انجمن کا ایک نیا آئین بنانے کے حامی ہیں، جیسے اس نظام میں بنایا گیا ہے وہ بھی پرانی مجلس معتمدین کو ختم کر کے اسی جماعت میں سے نیا انتخاب کرانا چاہتے ہیں جیسا کہ ان کے مزعومہ غیر آئینی نظام میں ہو چکا ہے اور وہ بھی اسی بات کے حامی ہیں کہ انجمن کے عہدیدار پھر منتخب ہوں، جو جمہوری طریق پر اس کے نظام کو چلائیں۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ان تمام باتوں میں ہمارے ہم نوا ہونے کے باوجود وہ کونسی بات ہے جو ان کو ہم سے علیحدہ لے جا رہی ہے، انہیں غور کرنا چاہیئے کہ "غیر آئینی" کا فرضی نعرہ لگا کر وہ صدق و صواب کی راہ کو کہاں تک اختیار کر رہے ہیں، اور اس بنے ہوئے نظام کے مقابلہ پر انہی خطوط پر ایک اور نظام بنا کر جماعت کو دو ٹکڑے کرنے کی کوشش کہاں تک مستحسن ۔۔۔ ہوگی؟ ہم انہیں پھر خدا کے مسیح کی وصیت یاد دلانا چاہتے ہیں:-

"جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"

آؤ اور اپنے پاک امام کے حکم کی تعمیل میں سب مل کر ایک نظام کے ماتحت کام کرو، اور فضول جذباتی پراپیگنڈا اور ایک دوسرے کی عیب جوئی اور حرف گیری میں وقت ضائع نہ کرو کہ یہ مسیح موعود کی جماعت کے شایان شان نہیں۔

چیمہ صاحب جماعت کو کدھر لے جا رہے ہیں؟

(بقیہ از صفحہ ۱۲)

دوستوں سے خواہ کسی فریق سے تعلق رکھتے ہوں میری گذارش ہے کہ مقصد اور شخصیت میں فرق کرنا سیکھیں۔ محمد علی اور کمال الدین نہایت بلند پایہ ہستیاں تھیں مگر اسلام اُن سے یقیناً بڑھ کر ہے۔ ان کے نام پر اسلام کو بدنام کرنا اور ناقابل تلافی نقصان پہنچانا جوشِ نفس تو ہو سکتا ہے مگر صلحاء کا طریق نہیں ہو سکتا۔ نبی کریمؐ کے قتل کی خبر اُڑی تو صحابہ نے کیا اچھا اصول پیش کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا تو زندہ ہے، آؤ جس مقصد کے لئے وہ لڑتے تھے اس کے لئے ہم بھی لڑیں۔ حضرت امیر مرحوم کی یادگار یہ تحریک ہے جس کو ان کی محبت کا دعوےٰ ہے وہ اسے سرسبز رکھنے کے لئے جہاد کریں نہ کہ اس کی تخریب کے لئے۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی دوہراتا ہوں کہ اگر میرے استعفے سے قوم کی وحدت قائم رہ سکتی ہے تو وہ چیمہ صاحب اپنی جیب میں سمجھیں۔ جماعت کو تباہی سے بچانے کے لئے میں اس پر بھی تیار ہوں کہ شیخ میاں محمد صاحب کے حق میں دستبردار ہوں اگر قوم کی یہی خواہش ہے۔

محمد یعقوب خاں

ضروری اطلاع ۱۸ اپریل کو پونے چار بجے بعد نماز عصر ڈاکٹر احمد حسن صاحب بی اے ایل ایل بی احمدیہ لائبریری میں اس موضوع پر تقریر کریں گے "قرآن کریم کا مطالعہ کیوں ضروری ہے"۔ احباب جماعت لاہور سے شمولیت کی درخواست ہے، سلطان محمد سکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

رفتارِ عالم

کراچی — ۳۰ مارچ۔ آج شام پاکستان پارلیمنٹ نے ۵۵-۱۹۵۴ء کے لئے حکومت کی مالی تجاویز پر مشتمل فنانس بل کی منظوری دے دی۔ اس بل پر بحث کے دوران میں وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے اعلان کیا کہ مرکز میں کولیشن حکومت کے قیام کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، وزیر اعظم نے پھر کہا کہ ان کی جماعت دستور سازی کے کام کو اولین اور فوری توجہ کا مستحق سمجھتے ہوئے یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ۵ اپریل سے دستور ساز اسمبلی کا شروع ہونے والا اجلاس دستور سازی کا کام مکمل کئے بغیر ملتوی نہیں کیا جائے گا۔

لاہور — ۳۰ مارچ۔ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد ۱۳ اپریل ۱۹۵۴ء کو ایچی سن کالج (لاہور) میں اقوام متحدہ کے دیئے ہوئے پینٹنگ و کتابوں کے تحائف کی رسم افتتاح ادا کریں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنر جنرل راولپنڈی سے ۱۳ اپریل ۱۹۵۴ء کو لاہور آئیں گے اور یہاں ایک دن قیام کے بعد ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء کو پشاور جائیں گے۔ جہاں آپ سرحد پولیس کے میلہ میں شرکت کریں گے۔

کراچی — ۳۰ مارچ۔ پاکستان کے وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خاں نے آج پاکستان پارلیمنٹ کے وقفہ سوالات میں بتایا کہ پاکستان اب تک ایران عراق، شام، ترکیہ، مصر، سعودی عرب، برما، انڈونیشیا اور فلپائن سے دوستی کے معاہدے کر چکا ہے ابھی یمن اور لبنان کے ساتھ دوستی کے معاہدوں کی توثیق نہیں ہوئی امریکہ سے دوستی، تجارت، اور جہازرانی کے معاہدے کرنے کا مسئلہ زیر غور ہے۔

کراچی — ۳۰ مارچ۔ حکومت پاکستان کے ٹیکسٹائل کمشنر نے درآمد شدہ کپڑے کی بہت سی قسموں کی قیمت مقرر کر دی ہے۔ اس کے علاوہ دیسی کپڑے کی قیمتیں بھی مقرر کر دی گئی ہیں۔ یہ قیمتیں پہلی قیمتوں سے $\frac{1}{2}$ ۶ فی صد کم ہیں۔ مقرر شدہ قیمتوں کا نفاذ یکم اپریل سے ہوگا۔

لاہور — ۳۰ مارچ۔ حکومت پنجاب نے تمام محکموں کے افسران اعلیٰ کو ہدایات جاری کی ہیں کہ سرکاری ملازمین سے متروکہ مکانات کے بقایا کرایوں کی وصولی میں محکمہ بحالیات کے حکام سے پورا پورا تعاون کیا جائے، ایک گشتی مراسلہ میں جس میں بقایا کرایوں کی وصولی سے متعلق پالیسی اور طریق کار کی وضاحت کی گئی ہے۔ محکموں کے اعلیٰ افسروں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے ماتحت ملازمین سے متروکہ جائدادوں کے کرائے اسی طریقہ سے وصول کریں جس طریقہ سے سرکاری مکانوں میں رہنے والے سرکاری ملازمین سے وصول کئے جاتے ہیں۔

انقرہ — ۳۰ مارچ۔ ترکیہ کے دفتر خارجہ کے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس ہفتے کے آخر میں پاکستان اور ترکیہ کے نئے معاہدے پر کراچی میں دستخط کر دیئے جائیں گے۔ معاہدے میں دونوں ملکوں کے جغرافیائی خطے کے دوسرے ملک بھی شامل ہو سکیں گے۔ یاد رہے کہ روس پاکستان اور ترکیہ کو اس معاہدے کے بارے میں احتجاجی یادداشتیں بھیج چکا ہے۔

قاہرہ — ۳۰ مارچ۔ آج قاہرہ یونیورسٹی کے ہزاروں طلباء نے پھر مظاہرے کئے۔ یونیورسٹی کی پولیس نے موقع پر پہنچ کر طلباء کو منتشر کیا۔ مصری فوج کے دستے یونیورسٹی کی عمارت کے باہر کھڑے رہے۔ معلوم ہوا ہے کہ طالب علموں میں اخوان المسلمین کے حامیوں کے علاوہ کرنل عبدالناصر اور کمیونسٹوں کے حامی بھی سرگرم عمل ہیں۔ اخوان المسلمین کا مطالبہ ہے کہ ملک میں قرآن کے مطابق حکومت ہونی چاہئیں کرنل ناصر کے حامیوں کی خواہش یہ ہے کہ ملک پر فوجی حکومت قائم رہے، اور کمیونسٹوں کا مطالبہ یہ ہے کہ فوجی حکومت کو توڑ کر ملک میں پارلیمانی حکومت بحال کر دی جائے۔ کل مصر کے چیف جسٹس عبدالرزاق کے پیٹ میں پھر گھونپ دیا گیا تھا۔ آج ان کی حالت خطرہ سے باہر ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کل کے ہنگاموں میں فوجی پولیس کے آفیسر کمانڈنگ کرنل احمد انوار پر بھی طلباء نے حملہ کر دیا تھا۔ آج قاہرہ میں اخبارات پر پھر سنسر لگا دیا گیا۔ وفد پارٹی کے اخبار "المصری" پر سنسر کے آثار خاص طور پر نمایاں تھے دوسرے مصری اخبارات نے فوجی حکومت برقرار رکھنے کے فیصلہ کی تائید کی ہے۔

پشاور — ۳۰ مارچ۔ امریکہ کے شہر کورٹ لینڈ کے میئر ڈاکٹر رابرٹ کار آج یہاں پہنچے آپ نے دو گھنٹے کے لئے پشاور میونسپلٹی کے ناظم کا عہدہ بھی سنبھالا۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے پشاور کے شہریوں کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ اور کورٹ لینڈ کی بلدیہ کی جانب سے پشاور کی بلدیہ کو تحفہ کے طور پر ایک ٹائم پیس بھی دیا۔ ڈاکٹر کار نے سرحد کے گورنر اور وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی اور آپ کے اعزاز میں شہریوں کی جانب سے ایک دعوت بھی دی گئی۔

لاہور — ۳۰ مارچ۔ پنجاب جناح عوامی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری چودھری نذیر احمد نے اس تجویز کی حمایت کی ہے کہ مشرقی بنگال کے کارخانوں میں حالیہ فسادات کی تحقیقات مشرقی اور مغربی پاکستان کے نمائندوں کا ایک مشترکہ کمیشن کرے تاکہ ان کے متعلق صحیح حالات منظر عام پر لائے جا سکیں۔

نیو یارک — ۳۰ مارچ۔ امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر فاسٹر ڈلس نے آج ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا ہے۔ کہ امریکہ کسی صورت بھی کمیونسٹ چین کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اور نہ اسے اقوام متحدہ کا رکن بننے دے گا۔

سلسلہ کے بھائیوں سے خاص طور پر محبت رکھو اور اپنا عضو سمجھو

حضرت امام الزمان کی اپنی جماعت کو تلقین

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے باستثناء اس شخص کے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ اس کو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اس کو اپنا عضو سمجھو، لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے اور اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا یا وساوس حرکات مخالف عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے اس کی پرواہ کرو، چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو، اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے۔ اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو اس کو ہرگز قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دکھ اٹھالو۔

ولا تموتن الا و انتم مسلمون

یہ لوگ!

یقیناً ان نعمتوں کے مستحق ہیں جو خدا تعالیٰ نے دین کی خدمت کرنے والوں کے لئے مخصوص کی ہیں

بیرونی جماعتوں میں ہمارے مبلغین کے علاوہ جو دوست مقامی طور پر خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر نہ صرف تبلیغ اسلام کے لئے شب و روز کوشاں ہیں بلکہ جماعت کی تنظیم و استحکام کے لئے بھی اپنا بیشتر قیمتی وقت صرف کر رہے ہیں ان کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو ضرورت ہے کہ ہم ہاتھوں میں لیے ابھی اور بہت دوست آگے نکلیں اور اللہ تبارک کی نعمتوں کے وارث ہوں جن دوستوں کی سرگرمیوں اور قربانیوں کی اطلاع دفتر میں پہنچی ہے ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:—

(۱) حکیم عبدالعزیز صاحب — جہلم
(۲) بشارت احمد صاحب بقا بی اے — راولپنڈی
(۳) فخرالدین صاحب بی اے — راولپنڈی
(۴) مولانا عبداللہ جان صاحب — پشاور
(۵) اقبال احمد صاحب کراچی
(۶) غلام حسین صاحب — راولپنڈی
(۷) محمود احمد صاحب ملک — پشاور
(۸) چوہدری امجد خان صاحب — کراچی
(۹) ملک خدا بخش صاحب — لائل پور
(۱۰) عبدالقادر بٹ صاحب — کراچی

پیغام صلح مورخہ ۳ اپریل ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۸

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔ ہست او خیر الرسل خیر الانام

مصطفےٰ مارا امام و پیشوا ۔ ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ

آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر

مرتضیٰ خاں حسن بی اے

دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۵۴ء | ۱۹

کے ترک آں داماں کنم

تضمین بر نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مرتضیٰ خاں حسن

اے چشمۂ جود و عطا۔ بحرِ کرم۔ ابرِ سخا ؛ اے پادشاہِ دوسرا! اے مالکِ روزِ جزا

اے دافعِ رنج و عنا! سُن لے مری آہ و بکا ؛ اے خالقِ ارض و سما! برمن درِ رحمت کُشا

دانی تو آں دردِ مرا کز دیگراں پنہاں کُنم

کب دُور ہوگی اے خدا! دل سے مرے غم کی گھٹا ؛ یہ تو بتا دیجے ذرا! دیدار کب ہوگا عطا

فرقت میں تیری مبتلا! کیتک سہوں رنج و بلا ؛ از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم درآ

تاچوں بخود یابم ترا دل خوشتر از بستاں کنم

ہے دل میں میرے تُو ہی تُو۔ تیری ہے مجھ کو جستجو ؛ ہجراں میں تیری ماہ رُو روتا ہوں آنکھوں سے لہو

میری یہی ہے آرزو دیکھوں ترا رُوئے نکو ؛ ورکشتی اے پاک خُو جاں بر کنم در ہجرِ تو

زانساں ہمی گریم کزو یک عالمے گریاں کُنم

ہوں گرچہ پابندِ بلا لب پر نہیں حرفِ گلا ؛ تجھ سے مجھے شکوہ ہی کیا! تو آقا میں بندہ ترا

خود تو نے کی مجھکو عطا یہ دولتِ صدق و صفا ؛ خواہی بقعرم کن جُدا خواہی بلطفم رونما

خواہی بکش یا کُن رہا کے ترکِ آں داماں کُنم

"ایک ہو جاؤ"

حضرت مسیح موعودؑ کی وابستگانِ سلسلہ کو نصیحت

"مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اُٹھاتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے اور اگر ایک مخالف کی طرف سے حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو سچ پر ٹھہر جاؤ سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بُت سے کم نہیں جو چیز قبلۂ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بُت ہے سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بیمہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ"

اخبارِ احمدیہ

مولانا عبدالمجید صاحب کی آمد

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت مسرت کے ساتھ سُنی جائے گی کہ مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو سالہا سال انگلستان میں خدمت اسلام بجا لانے کے بعد آجکل مختلف ممالک کا دورہ کر رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں ۱۰ اپریل کی شام کو پاکستان میل سے لاہور تشریف لائے ہیں۔ مولانا کے استقبال کیلئے لاہور اسٹیشن پر حضرت امیر ایدہ اللہ اور بہت سے دیگر احباب موجود تھے۔ مولانا تھوڑے دن لاہور میں قیام فرمائیں گے جن دوستوں کو انکی آمد کی اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے سٹیشن پر استقبال کا موقع نہیں ملا، امید کہ وہ جمعہ کے دن مسجد احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لا کر انکی زیارت سے شرف اندوز ہوں گے۔

سید تصدق حسین صاحب قادری۔

بغداد سے محترم سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے ۲۹ مارچ کے خط میں اطلاع دیتے ہیں کہ میں طویل و شدید علالت ڈھائی ماہ کے بعد اب کچھ اس قابل ہوا کہ گھر سے باہر نکل سکوں۔ دو ایک گھنٹوں کے لئے دکان پر آ رہا ہوں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اور احباب کی دعاؤں کے طفیل اب صحت بہتر ہے لیکن نقاہت بہت زیادہ ہے بزرگان سلسلہ سے استدعا ہے کہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مولانا آفتاب الدین احمد صاحب

مولانا آفتاب الدین احمد صاحب سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن چند دن سے بعارضہ بخار بیمار ہیں، احباب کرام سے استدعا ہے کہ ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے صدق دل سے دعا فرمائیں۔

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۷ راپریل ۱۹۵۴ء

وحدت قومی اور غلبہ اسلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل ہدایت دے کر مبعوث فرمایا تاکہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ دنیا سے باطل نابود ہوا اور حق پھیلے۔ دین کا علم بلند ہو اور شرک کی عمارت منہدم ہو جائے۔ غلبۂ حق کا جو نظارہ خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں دیکھنے میں آیا اس کی نظیر تاریخ دنیا میں مفقود ہے۔ لیکن غلبۂ دین کا یہ سلسلہ حضور صلعم کی زندگی تک ہی محدود نہ تھا بلکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں اس کو اور بھی عروج حاصل ہوا۔ اور بقول اسکے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم دین کو وہ تمکنت حاصل ہوئی کہ ؎

یک طرف حیراں از و شاہان وقت ÷ یک طرف مبہوت مردانشور سے

کا منظر آنکھوں کے سامنے آگیا۔ اس میں شک نہیں کہ خود حالات بزرگ و برتر کی یہ مشیت تھی کہ اسلام غالب آئے اور جو کچھ ہوا وہ خدا کی نصرت وتائید سے ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کو جذب کرنے کیلئے اسباب ہوتے ہیں، اللہ تعالےٰ اپنی روحانیت کے تقاضے سے وہ اسباب مہیا کرتا ہے۔ لیکن رحیمیت یہ چاہتی ہے کہ انسان ان اسباب کو کام میں لائے، جب تک ان اسباب کو کام میں نہیں لایا جائے گا اجر مترتب نہیں ہو سکتا۔ انعامات الہٰیہ سے حصہ نہیں مل سکتا اور انسان فوز و فلاح سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمانیت سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو وہ زرین اصول تعلیم کئے جن پر عمل پیرا ہونے سے حضور صلعم اور آپ کے نام لیوا دنیا پر چھا گئے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید انکے شامل حال ہوئی اور دین اسلام کا آفتاب عالمتاب پوری آب وتاب کے ساتھ چمکا۔ منجملہ ان زرین اصولوں کے جن کے ساتھ دین کی روح اور غلبہ کو وابستہ کیا گیا ایک نہایت درخشاں اصول سورۃ الفتح میں ہم دیکھتے ہیں۔ جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور غلبۂ دین کا ان الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ دوسری آیت میں فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ہ (سورۃ الفتح ۲۹) یعنے غلبۂ دین وابستہ ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ان اوصاف حمیدہ اور اصول صحیحہ کے ساتھ جن پر وہ کاربند ہیں، اور ان میں سے پہلا اصول اور پہلا وصف یہ ہے کہ وہ اشداء علی الکفار ہیں یعنی وہ کفار کا پوری طاقت سے مقابلہ کرتے ہیں اور ان سے مرعوب نہیں ہوتے اور ان کا اثر قبول نہیں کرتے اعزۃ علی الکافرین پر اسکے ساتھ رحماء بینھم یعنے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں آپس میں ان کے تعلقات محبت اور رافت پر مبنی ہیں، معہذا وہ خدا کے آگے جھکتے رہتے ہیں۔ اور اس کی نصرت و تائید اور فضل کے طالب رہتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کائنات میں ہر شئے کی ترقی اسی اصول سے وابستہ ہے کہ جو امور نقصان دہ ہوں ان کے اثر کو قبول نہ کیا جائے اور داخلی ترکیب میں اس کے اجزا ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہوں مخالف نہ ہوں اور ان میں ہم آہنگی پائی جائے، غرضیکہ دشمن جو نقصان اور تباہی کے درپے ہو اس کے اثر سے محفوظ رہنا اور اس کا مقابلہ کرنے اور آپس میں صلح ومحبت کے طریق پر کاربند رہنے سے قومی ترقی کے راستے کھلتے اور کامیابی کی منازل طے ہوتی ہیں۔

یہ وہ قیمتی اور گرانقدر اصول ہیں جو خود خدا نے مسلمان قوم کو سکھائے اور ان کے ساتھ قوم کی ترقی اور غلبہ کو وابستہ کیا۔ اگر آج مسلمان قوم اپنے لئے غلبہ کی متمنی ہے اگر وہ اپنے لئے عروج اور اقبال کی تڑپ رکھتی ہے تو اسے انہی اصولوں پر کاربند ہونا ہوگا جن کی تعلیم قرآن نے دی۔ جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کبار کاربند ہوئے۔ بالخصوص وہ جماعت جو غلبۂ اسلام کا ولولہ لیکر اٹھی ہے اور جس کا ایمان ہے کہ اسلام پھر تمام عالم پر غالب آئے گا اور ان کے ذریعے اسلام کے اجڑے ہوئے چمن میں پھر بہار آئیگی اس قوم کو لازم ہے کہ ان اصولوں کو حرز جان بنائے۔ دشمن کا مقابلہ بھی تبھی ہو سکتا ہے جب خود قوم میں وحدت ہو اس لئے وحدت قومی سب سے پہلی ضرورت ہے جس کے لئے بار بار قرآن مجید نے اور بار بار ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی۔ چنانچہ ایک جگہ حضور صلعم نے فرمایا:

مثل المومنین فی توادھم وتراحمھم کمثل الجسد الواحد یعنی مومنوں کی مثال آپس کی محبت اور رحم میں ایک جسم کی مثال ہے یعنے ہم سب کو جسد واحد کی طرح ہونا چاہئے ہمارے دلوں میں مودت۔ محبت اور رحم کے جذبات غالب ہونے چاہئیں، پھر ایک دوسری جگہ فرمایا۔ المومن للمومن کالبنیان مومن مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا بعض بعض کو قوت دیتا ہے۔ اگر فی الواقع ہم مومن ہیں تو ہمیں ایک دوسرے کے لئے قوت کا موجب ہونا چاہئے نہ کہ تخریب کا۔ اگر ہم آپس میں ہی ایک دوسرے کے نقصان اور ایک دوسرے کے گرانے کے درپے ہونگے تو ظاہر ہے کہ وہ طاقت جو دشمن کے خلاف صرف ہونی چاہیئے وہ ہم اپنے ہی خلاف صرف کرنے والے ہوں گے جس سے قومی شیرازہ بکھر جائے گا اور جو مقصد پیش نظر ہے وہ تباہ ہو جائے گا اور پھر کوئی اور قوم ہوگی جو اس مقصد کو پروان چڑھائے گی، وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (محمد ۳۸) فی الجملہ ہم میں سے ہر ایک اس حقیقت کو سمجھتا ہے کہ ہماری تحریک کی اساس بالکل سیاسی اغراض پر نہیں رکھی گئی، یہ خالص دینی اور علمی تحریک ہے اور اس کا مقصد اپنے نفس کے تزکیہ کے ساتھ دین اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنا ہے اس عظیم الشان مقصد کے حصول کا وہی ذریعہ ہے جو قرآن نے بتایا اور جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں یعنے خصم کا پوری طاقت سے مقابلہ کرنا اور باہمی اخوت اور محبت اور اتحاد اور اس کے ساتھ ہی خدا سے اس کے افضال کا طالب رہنا۔ یقیناً ان اصولوں کو اپنائے بغیر ہم اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے ؎ کہ این بام را نیست سلم پدید

اشتراکیت کا خطرہ اور مسلم لیگ

مشرقی بنگال میں مسلم لیگ کے مقابلہ میں متحدہ محاذ کو کامیابی حاصل ہوئی ہے، اسکے نتائج وعواقب تمام پاکستان کے لئے بڑا خطرہ پیدا کر رہے ہیں، کیونکہ اس کی تہہ میں زیادہ تر اشتراکی انتشار پسندوں کا ہاتھ ہے، جو اپنا قدم اب مغربی پاکستان میں بھی جمانا چاہتے ہیں اور یہاں بھی مسلم لیگ کو شکست دیکر پاکستان کی آزادی کو خطرہ میں ڈالنا چاہتے ہیں، انہی خطرات کے پیش نظر پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک فیروز خان نون نے بحیثیت صدر پنجاب مسلم لیگ ۴ اپریل کو اپنے دولتکدہ پر لیگ کے زعما اور کارکنوں کے ایک نمائندہ اجتماع سے خطاب کیا اور بتایا کہ مشرقی بنگال کے انتخابات کے نتائج سے بڑی خطرناک صورت حال پیدا ہو گئی ہے اگر ہم نے اپنے صوبہ میں اسلامی سوشلزم کے مطابق سماجی انصاف پیدا کرنے، سب کیلئے ترقی کے مساوی مواقع مہیا کرنے اور غریب عوام کے اخراجات زندگی کو کم کرنے کے لئے موثر اقدامات نہ کئے تو یہاں بھی مسلم لیگ کو شکست ہو سکتی ہے، پھر اشتراکی انتشار پسندوں کے عزائم پورے ہوں گے اور ہماری آزادی خطرے میں پڑ جائے گی۔

اسی ضمن میں ملک صاحب نے گندم اور کپڑے کے نرخوں کو کم کرنے، غریبوں کے مفاد کیلئے امیروں سے ٹیکس وصول کرنے اور غریب امیر کیلئے ترقی کے مساوی مواقع پیدا کرنے پر خاص طور پر زور دیا اور بتایا کہ ان اقدامات کے بغیر اشتراکیت کا سدباب نہیں ہو سکتا۔ یہ فی الواقعہ صحیح ہے اشتراکیت کا سدباب منطقی دلائل سے آسانی نہیں ہو سکتا جب تک غربا کی امداد واعانت اور روٹی کپڑے کی گرانی کو دور کرنے سے ہو سکتا ہے، یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف ہم اس سے پیشتر متعدد مرتبہ توجہ دلا چکے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ مسلم لیگ نے اسکو در خور اعتنا نہ سمجھا جس کا نتیجہ ہے کہ آج مسلم لیگ کی ہستی اور پاکستان کی آزادی معرض خطر میں پڑ چکی ہے خدا کا شکر ہے کہ اب اس طرف کچھ توجہ ہونے لگی ہے اگر پنجاب مسلم لیگ اور سب سے بڑھکر مرکزی مسلم لیگ نے مشرقی بنگال کے تازیانہ سے عبرت حاصل کی اور ملک فیروز خان نون کی تجویز کے مطابق مسلم لیگ کی جدید تنظیم کی بنیاد اسلامی سوشلزم پر رکھی تو امید کیجا سکتی ہے کہ اشتراکیت کا اس سرزمین پر قدم جمانے کا موقعہ نہ ملے گا اور مسلم لیگ عوام کی تائید حاصل کر کے پیش آمدہ خطرات کو دور کرنے میں کامیابی حاصل کر لے گی خدا کرے ایسا ہی ہو۔

متحدہ محاذ

ملک فیروز خان نون نے اپنی اسی تقریر میں ایک طرف ختم نبوت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان دیا کہ:

"میں سادہ سا مسلمان ہوں اسلئے اس سلسلہ میں کوئی فتوےٰ نہیں دے سکتا لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں کئی نام نہاد مہدی ہوئے اور ختم ہو گئے آج ان کا کوئی نام لینے والا نہیں ہمیں اس مسئلہ کی بنا پر تخریب پسند مولویوں یا اشتراکیوں کو بدامنی پھیلانے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے"۔ اور دوسری طرف فرما دیا کہ:

"مسلم لیگی کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں اشتراکیوں کی سرگرمیوں کے مقابلہ کیلئے جدو جہد کریں اس مقصد کے لئے جماعت اسلامی اور مجلس احرار سے بھی متحدہ محاذ بنایا جا سکتا ہے امید ہے یہ جماعتیں اشتراکیوں کے خلاف ہم سے تعاون کریں گی"۔

ہمیں افسوس ہے کہ آخری فقرات میں جس متحدہ محاذ کی طرح ڈالنے کا خیال ملک صاحب نے ظاہر کیا ہے وہ مشرقی بنگال کے متحدہ محاذ سے کسی طرح کم خطرناک ثابت نہ ہوگا ملک صاحب تخریب پسند مولویوں کو بدامنی پھیلانے کی اجازت نہیں دینا چاہتے لیکن ساتھ ہی جماعت اسلامی اور مجلس احرار سے ملکر متحدہ محاذ بنانے کا مشورہ دیتے ہیں حالانکہ یہی دو جماعتیں ہیں جو گذشتہ سال پنجاب میں خطرناک بدامنی پیدا کرنے کا موجب ہوئیں اور اگر ان دونوں جماعتوں کے گذشتہ کارناموں پر نظر ڈالی جائے تو ان سے بڑھکر تخریب پسند اور پاکستان دشمن اور کوئی جماعت نہیں کیا ملک صاحب اب پھر انکو نطاکر مذاق کا ...

کامیابی حاصل کرنے اور حیات جاودانی پانے کیلئے ایثار و قربانی کی ضرورت

صحابہ کرام نے اپنی جان و مال خدا کے رستہ پر بیچ کر حیات جاودانی حاصل کی

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اِنّ اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم باَنّ لھم الجنۃ .... وَالحٰفظون لحدود اللّٰہ وبشّر المؤمنین (التوبہ رکوع ۱۴)

صحابہ میں قربانی و ایثار کی رُوح

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کی ایک دو صفات بیان کی ہیں اور بتایا ہے کہ وہ ایمان اور عمل کے پختہ تھے اور قربانی ان کی ایک خاص صفت ہے، کوئی ایسی قوم جس کے اندر ایمان اور عمل کی پختگی، ایثار اور قربانی عزم اور بلند آہنگی نہ ہو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی، وہی پیغمبر دنیا میں کامیاب ہوا جس کے پیروؤں میں یہ صفات بڑھ چڑھ کر موجود تھیں، اور اگر پیغمبر کے ساتھیوں میں یہ رُوح موجود نہ ہو تو ان کے لئے کامیابی محال ہوگی، آپ نے بارہا پڑھا ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی دفعہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آؤ اس سرزمین کو فتح کر لیں جس کا وعدہ خدا نے کیا ہے۔ لیکن اس قوم نے کہا کہ آپ ہمیں مروانا چاہتے ہیں، ہم تو نہیں جاتیں، اگر آپ کو ایسا ہی شوق ہے تو فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون جائیے آپ اور آپ کا رب دونوں جا کر لڑائی کیجئے، ہم بیٹھے ہیں اگر آپ کی فتح ہو گئی تو ہم بھی آجائیں گے، ایک طرف یہ نقشہ ہے اور دوسری طرف اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات اور کمزور طبقہ کی ہمت و مردانگی کا ذکر کیا ہے جو آپ کے ساتھ تھا۔

مدینہ کے منافقین

پہلے جب آپ مدینہ پہنچے تو عبداللہ بن ابی جو وہاں کا سردار تھا، دنیا پر آپ کے ساتھ ہو گیا، لیکن اس کا دل راضی نہ تھا، مجبور ہو کر اسکو اور اس کے ہمراہیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جوا اُٹھانا پڑا، چنانچہ ان کے متعلق فرمایا ہے ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لاتعلمھم نحن نعلمھم اہل مدینہ میں سے بعض وہ ہیں جو نفاق پر اڑے بیٹھے ہیں آپ ابھی نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں کہ یہ بڑے منافق لوگ ہیں، اوپر سے کچھ ہیں اور دل میں کچھ اور ارادے رکھتے ہیں، موقعہ پیش آنے پر عملاً اپنے ارادوں کا اظہار کریں گے۔

دیہاتیوں کی ایمانی کمزوری

ایک طرف یہ لوگ ہیں، دوسری طرف ایک اور گروہ ہے ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرماً دیہات کے رہنے والے بعض ایسے لوگ ہیں جو خدا کے رستہ میں خرچ کو چٹی سمجھتے ہیں، بھلا زمینیں ہماری، محنت ہم کریں، اور لیجائیں یہ لوگ، یہ کہاں کا انصاف ہے، ویتربص بکم الدوائر وہ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کب محمد رسول اللہ صلعم اور ان کے ساتھی گردش زمانہ میں مبتلا ہوں اور اس مصیبت سے جان چھٹے۔

کمزور لوگوں کے عذر

پھر بعض نے کہا حضور ہمارے گھر خالی پڑے ہیں، عورتیں ہیں بچے ہیں، مال اسباب ہے کوئی پہرہ ان کی حفاظت کے لئے نہیں، اگر ہم آپ کے ساتھ جنگ میں چلے گئے تو گھر بالکل خالی رہ جائیں گے، اور کسی نے کہا حضور میں تو حاضر ہوں، لیکن مشکل یہ ہے کہ بال بچہ بہت چھوٹا ہے انکو چھوڑ کر جانا مشکل ہے یقول ائذن لی ولا تفتنی حضور ہمارے لئے گھر سے نکلنے میں کئی ایک ابتلا ہیں ان سے بچا لیجئے گا، بعض نے کہا لا تنفروا فی الحر... اتنی سخت گرمی اور دھوپ، لوئیں چل رہی ہیں، اس گرمی میں باہر نکلنا تو موت ہے، اس لئے گرمی میں مت نکلئے۔

ایذا رساں کلمات

کسی نے یہاں تک کہا یقولون ھو اذن، اجی ان کے تو کان ہی کان ہیں، جو کچھ کوئی کہہ دیتا ہے اسی پر لگ جاتے ہیں کچھ سوچتے نہیں، مردم شناسی تو ہے ہی نہیں، یؤذون رسول اللّٰہ، یہ لوگ رسول کو ایذا پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، نہ میدان جنگ میں اُترنے اور جان دینے کے لئے تیار ہیں، نہ خدا کے رستہ میں کچھ خرچ کرنا اور چندہ وغیرہ دینا چاہتے ہیں اس لئے اعتراض ہی اعتراض ہیں، دینے کے وقت تو دل تنگ ہوتا ہے اور جب تقسیم مال کا وقت آئے تو پھر اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں کو کیوں دیا، اور ہمیں کیوں چھوڑ دیا۔

جھوٹے عذر بنانے والوں کی سزا

غرض بہت بڑی تکلیفیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچیں، اس لئے ایسے لوگوں کو فرمایا لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا تم ہرگز میرے ساتھ جہاد کے لئے مت نکلا کرو اور نہ میرے ساتھ ہو کر دشمن سے جنگ کرو، انکم رضیتم بالقعود اوّل مرّۃ جب پہلی ہی مرتبہ تم نے گھروں میں بیٹھ رہنے کو پسند کیا تو اب نکلنے کی کیا ضرورت ہے فاقعدوا مع الخالفین اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو، اور ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ ایسے لوگوں میں سے کوئی مر جائے تو ان کا جنازہ مت پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر اس کے حق میں دعا کرنا۔

مسجد ضرار

ایک اور چالاکی ان لوگوں نے یہ کی کہ ایک مسجد نئی بنائی اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب اللّٰہ ورسولہ من قبل بظاہر یہ مسجد ہے لیکن یہ اس غرض سے بنائی گئی ہے کہ اس میں مسلمانوں کو نقصان پہنچانا کفر پھیلانا، مومنوں میں پھوٹ ڈالنا، خدا اور رسول کے دشمنوں کے لئے کمین گاہ تیار کرنا مقصود تھا۔ لیکن ...... ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ وہ قسمیں کھاتے ہیں نہیں جناب ہمارے ارادوں میں نیکی تھی۔ بھلا مسجد بنانا بھی کوئی گناہ کی بات ہو سکتی ہے، واللّٰہ یشھد انھم لکٰذبون لیکن خدا کی شہادت ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

خدا کی راہ میں جان اور مال دینے والے لوگ

ایک حصہ تو لوگوں کا یہ ہے، جن کا ابھی ذکر ہوا، ایک اور حصہ بھی ہے جن کے متعلق ان آیات میں جو میں نے پڑھی ہیں فرمایا اِن اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ منافق طبع لوگوں کو ایک طرف دیکھو، لیکن یہ بھی ایک قوم ہے جس نے اپنی جان اور مال سب کچھ خدا کے ہاتھ بیچ دیا، کتنی بڑی بات ہے، خریدنے والا کون ہے، خود خدا، اسی کا تو دیا ہوا ہے لیکن ان کی عزت بڑھانے کے لئے کہتا ہے کہ میں خریدتا ہوں چنانچہ وہ بیانیں پیش کرتے ہیں، مال دیتے ہیں، فیقتلون ویقتلون، دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور خود قتل ہوتے ہیں۔

حیات جاودانی اور عظیم الشان کامیابی

اور اس کے عوض کیا ملا بان لھم الجنۃ وہ حیات جاودانی عطا کی، جو ہمیشہ کے لئے آزادی اور آرام کا موجب ہے، یہ زندگی بغیر ایمان، بغیر قربانی اور پختگی عمل کے نہیں مل سکتی وعداً علیہ حقاً فی التوراۃ والانجیل والقرآن، انجیل میں بھی اور تورات اور قرآن میں بھی یہی قانون چلا آتا ہے کہ اگر کوئی قوم زندہ رہنا چاہتی ہے تو وہ اپنی جان اور اپنے مال کو پیش کرے

وعداً علیہ حقاً ہم نے تو اپنے ذمہ لے لیا کہ ایسے لوگوں کو حیات جاودانی ملے گی، اور خدا سے بڑھ کر کون وعدہ کا پختہ ہو سکتا ہے، فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ پس خوش ہو جاؤ کہ خدا نے تمہاری جانیں اور مال خرید لئے خدا ہی نے تو تم کو زندگی عطا کی تھی، اسی کا دیا ہوا مال تمہارے پاس تھا، حقیقت میں دیا تو تم نے کچھ بھی نہیں، لیکن پھر بھی کمزوریاں ہوتی ہیں، ان کمزوریوں کے پیش نظر ہم تمہارے خریدار بن گئے، پس چاہیئے کہ تم اس پر خوشیاں مناؤ کہ جس نے دیا تھا اسی کے پاس تم نے بیچ دیا وذالک ھو الفوز العظیم یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔

جاں نثاری کا شاندار نمونہ

ایک اور جگہ فرمایا انفروا خفافاً وثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون، ہلکے اور بوجھل جس طرح بھی ہو خدا کے رستہ میں نکلو اور اپنے مالوں اور جانوں سے اس کی راہ میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ بوجھل اور ہلکا ہونا اس طرح سے ہوتا ہے کہ بعض کے علائق بہت ہوتے ہیں اور بعض کے کم اور بعض ناتوان ہوتے ہیں اور بعض جوان۔ اسی ضمن میں صحابہ کی جاں نثاری کی مثالیں بہت ہیں چنانچہ لکھا ہے حمص کے میدان جنگ میں ایک بوڑھے کو جاتے ہوئے کسی نے دیکھا، اور اس سے کہا کہ بوڑھوں کو تو اللہ تعالےٰ نے جنگ سے معاف کر دیا ہوا ہے، تم کیوں اتنی تکلیف اُٹھا کر نکل آئے، اس نے جواب دیا کہ تو فرمایا ہے انفروا خفافاً وثقالاً ہلکے اور بوجھل جس حالت میں ہو نکل آؤ، میں اسی حکم کے ماتحت نکلا ہوں، کیا جذبہ ہے اور کس قدر خدا کے احکام کی عظمت دل کے اندر پائی جاتی ہے،

صحابہ کرام کی صفات

انہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا التائبون یہ جناب الٰہی میں معافی مانگنے والے لوگ ہیں، خدا جانے جان اور مال دینے میں بھی کیا کیا کمزوریاں رہ گئی ہوں، ان کمزوریوں اور تقصیروں کے لئے اللہ تعالےٰ کے آگے گرتے اور اس سے معافی طلب کرتے ہیں، تائب وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرتا رہے اپنی کمزوریوں کا خیال رکھے اور کبھی کبھی ان پر آنسو بہائے اور اللہ سے معافی چاہے العابدون یہ لوگ خدا کی عبادت میں سرگرم رہتے ہیں، ان کو خدا کی معرفت نصیب ہے یہ صرف جنگی قوم نہیں، اگر جنگ کرنے میں عدیم المثال ہیں تو عبادت الٰہی میں بھی اپنی مثال آپ ہیں، الحامدون خدا کی ستائش اور حامدیت ان کے دلوں میں بستی ہے، اس کی صفت وثنا اور شکر گذاری سے ان کے دل لبریز ہیں، اس نے دل ودماغ دیا، ہاتھ پاؤں دیئے جن کے ذریعہ سوچنے سمجھنے کی طاقت اور چلنے پھرنے اور اس کے رستہ میں جہاد کرنے کا موقعہ ملتا ہے، اس لئے اس کی نعمتوں کو یاد کرتے اور ان کی زبان اور دل سے شکر نکلتا ہے السائحون، وہ اپنی زبان پر، اپنی خواہشات نفس پر قابو پانے والے ہیں سائح کا مطلب ہے زمین میں چلنے والا، لیکن یہاں روزہ دار کے معنے کئے گئے ہیں جو اپنی خواہشات کو دباتا اور ان پر قابو رکھتا ہے الراکعون الساجدون پھر وہ خدا کی عبادت میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے والے لوگ، ادب، تواضع اور انکسار سے اس کے آگے جھکتے ہیں اور جب تواضع اور بڑھتی ہے تو سجدہ میں گر جاتے ہیں، اس تواضع کے نشان ان کے دلوں اور چہروں اور ان کے اعضاء پر نظر آتے ہیں کیونکہ روزانہ کئی کئی مرتبہ وہ اپنے مالک حقیقی کے آگے جھکتے ہیں اگر دل پر اس جھکنے کا کوئی اثر اور نشان نہیں تو سمجھنا چاہیئے کہ ان کا جھکنا بیکار ہے، خدا کے آگے جھکنے کا اثر دل پر ہونا چاہیئے، دل کے اندر تحمل، برداشت اور انکسار پیدا ہونا چاہیئے، ورنہ جھکنے کا کیا فائدہ الآمرون بالمعروف پھر اپنے نفسوں کی اصلاح اور تہذیب کے بعد ان کو دوسروں کی تعلیم وتربیت کی فکر لاحق ہوتی ہے، قوم کی درستی میں لگ جاتے ہیں، ان کو نیکیوں کا وعظ کرتے ہیں، والناھون عن المنکر اور لوگوں سے کہتے ہیں تمہاری عادتیں درست نہیں، بدیوں سے باز آجاؤ، اور اپنے اندر صلاحیت پیدا کرو، والحافظون لحدود اللہ اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدوں کی حفاظت کرتے ہیں، خدا کے قائم کردہ ڈسپلن سے باہر نہیں جاتے، ایک سپاہی، ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس، ایک ڈپٹی کمشنر اگر ڈسپلن کو ملحوظ نہ رکھے تو وہ اپنے منصب پر قائم نہیں رہ سکتا، اسی طرح ایک خدا کا ماننے والا انسان دردِ دل سے خدا کی حدود کو قائم کرنے کے لئے سعی کرتا ہے اور جہاں ضرورت پڑے وہاں پر سختی سے کام لیتا ہے وبشر المومنین ان مومنوں کو جن کے یہ نشانات ہیں خوشخبری دیدو، کہ ان کے لئے خدا کی جناب میں بڑے بڑے اجر ہیں۔

تکفیر کا مسئلہ

معاصر صدق میں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا ایک مضمون "داناؤں کی نادانیاں" کے عنوان سے کئی قسطوں میں شائع ہوا ہے جس میں علماء کی تکفیر بازی کا مفصل حال لکھتے ہوئے ان فتاوائے تکفیر کو نقل کیا گیا ہے جو بعض مشاہیر زمانہ بالخصوص سرسید پر لگائے گئے، مضمون کے آخر میں مولانا لکھتے ہیں:۔

"اصل مضمون ختم ہو گیا۔ کتنی بصیرتیں اور عبرتیں اس کے اندر پوشیدہ ہیں! سرسید کا نام بطور ایک نمایاں مثال اور نمونہ کے یہاں آگے آگے رکھا گیا ورنہ یہ سرگذشت اکیلے سید احمد خاں کی نہیں، ہزارہا ہزار افراد امت کی ہے جن میں سے بعض بزرگ ترین ومحترم ترین رجال امت ہوتے ہیں بلکہ کوئی صاحب قلم اگر ذرا ہمت سے کام لے کر تاریخ تکفیر لکھ ڈالیں (اور یہی حضرات اس موضوع پر قلم اٹھانے کے سب سے زیادہ اہل ہو سکتے ہیں) تو پڑھنے والوں کو ایک عجیب طلسم زار نظر آجائے اس ساڑھے تیرہ سو برس کی مدت میں۔ اکابر امت میں سے تکفیر کس کی نہیں ہوئی ہے؟ بڑی سے بڑی صاحب علم وتقویٰ ہستیوں کے ساتھ انتہائی شقاوت وسفاکی کا برتاؤ انہیں کے معاصر علماء نے کب کیا اور کس دَور میں نہیں کیا ہے؟ اقبال، نذیر احمد، شبلی نعمانی، حمید الدین فراہی بیچاروں کی کیا بساط ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی۔ ان میں سے کسی کا نام ایک خاص طبقۂ علماء کے سامنے آج ذرا لیکر دیکھئے۔ پھر دیکھئے سننے کو کیا کیا ملتا ہے!

"جن کو آپ اکابر کہتے ہیں، وہ تو آج اتنی مدت گزر جانے کے بعد ہی بڑائی کے مسند پر بیٹھے نظر آتے ہیں۔ اور محض ان کی قدامت ان کی عظمت واحترام کی ضامن بن گئی ہے۔ ورنہ اپنے معاصر علماء کی نظر میں تو وہ شاید اصاغر کی بھی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ ولی اللہ دہلوی مترجم قرآن پر شدید انکار کس نے کیا تھا؟ وہ ہمعصر علماء ہی تھے یا کوئی اور؟ چند صدیاں ادھر چلئے۔ غزالی طوسی کی کتابوں کا مطالعہ ممنوع ہونے بلکہ کتابوں کو جلا دینے کا فتویٰ کس نے دیا تھا کسی جاہل محض نے یا انہیں معاصر علماء نے؟ اور آگے بڑھئے۔ ہجرت کی دوسری صدی تک پہنچ جایئے۔ مالک بن انس مدنیؒ کے کوڑے کس نے لگوائے تھے؟ ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت کوفی کو جیل میں کس نے ڈالا؟ بغیر معاصر علماء کی شہ اور تائید کے محض حکومت اپنے بل پر اتنی جرأت کر سکتی تھی؟ اس سے بھی آگے چلئے۔ امیر المومنین علی مرتضیٰ تو کھلے ہوئے خلیفہ راشد تھے ایک جماعت عین اسی زمانہ میں ان کی تکفیر پر تل گئی تھی یا نہیں؟ اور اسی جماعت نے دوسرے خلیفہ برحق عثمان غنیؓ سے متعلق کیا حکم لگایا؟ اور حضرات شیخین رضہ کے بھی کفر کی قائل آج تک کلمہ گوؤں میں ایک خاصی بڑی جماعت ہے یا نہیں؟

"تکفیر کی یہ تاریخ اگر کہیں تیار ہو جائے۔ تو بڑی دلچسپ اور بڑی بصیرت افروز ہو گی، زیادہ تفصیل طوالت کی اس میں ضرورت نہیں۔ بس ایک کالم میں ان بزرگ کا نام ہو جن پر فتویٰ کفر جاری ہوا، دوسرے کالم میں نام مفتی حضرات کے ہوں، اور تیسرے کالم میں مختصراً وجوہ کفر درج ہوں ـــــ سب سے پہلے یہ خیال صدر یار جنگ مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی مرحوم نے آج سے کوئی ۳۰ سال قبل ظاہر کیا تھا۔ پھر نہ ان مرحوم کو کسی سے اس کی تکمیل کرانے کا موقعہ ملا، نہ کسی اور کو خیال آیا۔

"اسباب اور بھی یقیناً اس کے ہیں۔ ایک کھلا ہوا سبب فقہاء کی تنگ نظری ہے۔ رفتہ رفتہ ان کی ذہنیت عموماً پولیس والوں کی سی ہو جاتی ہے۔ جو ہر شخص کو مجرم ہی قرار دینے پر تلے رہتے ہیں۔ تا وقتیکہ وہ زبردست صفائی پیش کر کے اپنی بےجرمی نہ ثابت کر لے جائے۔ مطالعہ اور تعلقات کو محدود در محدود اور تنگ در تنگ رکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنا ذہن بالکل سکڑ جاتا ہے۔ اور دوسرے کا نقطۂ نظر سمجھنا اور اس کے خیال کے مبداء ومنشا تک پہنچنے کی صلاحیت ہی کند ہو جاتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص جو ان کے محدود حلقۂ فکر سے ذرا بھی باہر نظر رکھتا ہے۔ وہ انہیں مبتدع ہی نہیں۔ بلکہ سرے سے گمراہ اور کافر نظر آنے لگتا ہے۔ اور ہر نئی آواز جو ان کے کان میں پڑی یا کم پڑی ہوتی ہے انہیں ضلالت وکفر ہی معلوم ہوتی ہے ـــــ پھر علماء سے عقیدت میں جو غلو عام طور سے شائع ہو گیا ہے۔ اس نے اس آگ کو اور ہوا دیدی ہے علماء دین سے بغاوت اور یکسر بےنیازی کا فیشن جواب بطور ردعمل کے چل نکلا ہے، یقیناً غلط اور نہایت غلط ہے، ہر فن کے ماہرین کی طرح دین ومذہب کے ماہرین بھی قدرۃً ایک خاص درجہ اور خاص استناد رکھتے ہیں، لیکن ساتھ ہی انہیں فرداً فرداً تو خیر کیا ان کی کسی پوری جماعت کو بھی عملاً معصوم سمجھ لینا یہ دوسری زیادتی ہے حکم دینا ہیں صرف رسول معصوم ہی کا چل سکتا ہے۔ بےچون وچرا تعمیل کے مستحق صرف احکام رسول ہیں باقی بڑے بڑے ماہرین دین ومذہب کے نکالے ہوئے نتائج اور استنباط کئے ہوئے مسائل صرف مشورے ہی ہوں گے مشورہ لاکھ بڑے قابل بڑے ماہرانہ وفاضلانہ۔ یہ سب ہی لیکن بہرحال مشورے ہیں حکم قطعاً نہیں یہ درجہ توسط واعتدال ہی اگر ذہن میں مستحضر رہے

سائنس تلاش باری تعالیٰ میں

بسلسلہ اشاعت مورخہ ۳۱ر مارچ ۱۹۵۴ء

ایک کیمیادان کی دہریت

ایک کیمیادان نے اصرار کیا کہ وہ لاعلم نہیں بلکہ دہریہ ہے میں نے ان سے دریافت کیا کہ کس دلیل کو بنیاد رکھ کر تم اس عقیدے پر قائم ہو تو انہوں نے جواب دیا :-

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ خدا محبت کا سرچشمہ ہے اس کے باوجود دنیا ایک ایسی بھیانک تباہی سے دوچار ہے جس کے خطرات دن بدن بڑھ رہے ہیں اگر کہیں خدا ہوتا تو وہ ضرور یورینیم ۲۳۵ کے قلب کی ماہیت کو ایسا بنا دیتا کہ اسے توڑا نہ جا سکے ظاہر ہے کہ پھر ایٹم نہ بن سکتا"

"جس تجربہ گاہ میں میں کام کرتا ہوں وہاں تو تمام امور کا فیصلہ اعداد و شمار سے ہوتا ہے وہاں نہ تو کسی ذبح کی ضرورت ہے، اور نہ ہی بالا طاقت کی میں نہیں سمجھ سکتا کہ زندگی کسی خاص مقصد کی حامل ہے انسان اس سیارہ پر زیادہ عرصہ موجود نہیں ہے اور نہ زیادہ عرصہ یہاں پر رہے گا"

دو ماہرین طبیعات کا تبادلہ خیالات

بروکلن کی تجربہ گاہ پر میں نے دو طبیعات کے ماہرین کو اس مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کرتے سُنا۔

پہلا :۔ "میں ہمیشہ موت کے متعلق متفکر رہتا ہوں، میں موت کو ملتوی کردینے کے متعلق کچھ کرنا چاہتا تھا۔ اور اسی مقصد کے لئے میں نے سائنس کا مطالعہ کیا۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ موت ہر ایک نظام کا خاتمہ ہے"

دوسرا :۔ "کیوں؟"

پہلا :۔ "موت ہماری زندگی کا آخری منظر ہے۔ اس کے بعد اس کے تمام افعال ختم ہو جاتے ہیں اور یہ دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتی۔"

دوسرا :۔ "تم ایک غیر مادی چیز کے مادی اسباب تلاش کر رہے ہو تم نے خدا کو بھلا دیا ہے"

پہلا :۔ "کیا خدا ہے؟"

دوسرا :۔ "ہاں خدا ہے۔ ضرور ہے"

پہلا :۔ "تم اسے ثابت نہیں کر سکتے"

دوسرا :۔ "اچھا یہ بتاؤ کہ دنیا عالم وجود میں کیسے آئی؟"

پہلا :۔ "میں نہیں جانتا"

دوسرا :۔ "کیا تم مانتے ہو کہ کوئی بالا ہستی اس کی خالق نہیں؟"

پہلا :۔ "میں نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ ہر وقت سچائی قبول کرنے کے لئے تیار رہوں"

دوسرا :۔ "تم ایک بالا ہستی کے عقیدے کو کیوں نہیں تسلیم کر لیتے؟"

پہلا :۔ "میں درمیانی راہ پر ہی ٹھیک ہوں۔ نہ اقراری نہ انکاری"

دوسرا :۔ "نہیں۔ تم درمیانی راہ پر نہیں ہو تم نے مخالفانہ رنگ اختیار کر رکھا ہے۔ موت زندگی کی آخری حد ہے، یہ آخری حد کیسے ہو سکتی ہے؟"

پہلا :۔ "میں صرف عقلی ثبوت چاہتا ہوں"

دوسرا :۔ "لیکن تم عقل سے اس چیز کو کیسے ثابت کر سکتے ہو جو تمہاری عقل سے بالا ہو"

ایک بالا ہستی

میں نے بیسیوں دفعہ سائنسدانوں کے درمیان ایسے مباحثات سُنے۔ اس خاص علاقہ میں جہاں ایٹم بم کے لئے مرکز بنایا گیا ہے میں نے نوجوان ماہرین سائنس کو خورد بینوں کے نیچے باریک کیڑوں کے انکشافات میں بھی مصروف دیکھا اور اس بات میں بھی منہمک پایا کہ آخر یہ راز زندگی کیا ہے۔

چوبیس سالہ رولینڈ نے کہا کہ "سائنس کے مطالعہ سے میری یہ خواہش تھی کہ میں حیوۃ کی کیفیت کی وضاحت کر سکوں۔ کائنات میں پائی جانے والی اعلیٰ تنظیم کے باعث میں ایک بالا ہستی کا قائل ہوں اور ساتھ لتنے عظیم الشان عالم کے خلق کرنے کی وجہ سے بھی۔ لیکن خدا کے متعلق وہ عقیدہ جو مجھے بچپن میں بتایا گیا تھا میں کبھی تسلیم نہیں کر سکتا"

اس مرکز ایٹم بم میں جہاں سائنس اپنی انتہائی حد تک پہنچ چکی ہے، ایمان اور سائنس کے درمیان ایسی جھڑپیں ناگزیر ہیں۔

ایک نادر مشین

سب سے نادر مشین جو میں نے Brook Raven میں دیکھی وہ Cosmotron (انتہائی ریڈیائی طاقت پیدا کرنے والی مشین تھی)۔ جونہی میں نے چبوترے سے آگے قدم رکھا تو اس حد سے زیادہ پھیلی ہوئی بجلی کی مشین کو دیکھ کر اپنا توازن کھو بیٹھا۔ ہوش آنے پر میں نے محسوس کیا کہ میرے حواس جواب دے رہے ہیں۔ چند سیکنڈوں کے بعد مجھے مشین کے گرد کام کرنے والے آدمی نظر آنے لگے، یہ آدمی بالکل ٹھگنے معلوم ہوتے تھے۔ میں نے مشین کے انچارج سے دریافت کیا کہ تم کیا کر رہے ہو؟

ان کا مقصد صرف ایٹم توڑنا ہی نہ تھا بلکہ ان کی تگ و دو ایٹم کے اندر پائے جانے والے انتہائی باریک ذرات کے پیچھے تھی۔ میں نے پوچھا تم ان تک کیسے پہنچتے ہو؟ ماہر طبیعات نے جواب دیا :-

"ہم قریباً ۱۰ ارب پروٹون کو Cosmotron کے مقناطیسی دائرے میں گھماتے ہیں۔ ان کو اس دائرے میں ۳ لاکھ دفعہ گھومنے میں ایک سیکنڈ لگتا ہے یہاں تک کہ ان کی رفتار ۱۸۶۰۰۰ میل فی ثانیہ (روشنی کی رفتار) ہو جاتی ہے اسی رفتار پر گھومتے ہوئے پروٹون، کو ایٹم کے نیوکلیس (قلب) کے ساتھ ٹکرایا جاتا ہے، اور اس طرح ایٹم کے پروٹونوں اور نیوٹرون کے متعلق مزید تفصیلی معلومات حاصل کی جاتی ہیں"

مقصد اصلی

میں نے کہا :- "یہ تمام درست ہے لیکن یہ سب کچھ کرنے سے آپ کا مقصد کیا ہے؟"

اس نے کہا :- "مقصد! کیسا مقصد؟"

میں نے کہا :- "آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟"

"میں ایک ماہر طبیعات ہوں، میں طبیعات اس لئے پسند کرتا ہوں کہ یہ ایک ہنر ہے"

میں نے پھر پوچھا کہ کیا آپ کے اس کام کا کوئی روحانی مقصد بھی ہے؟

ماہر طبیعات نے جواب دیا "بطور سائنسدان مجھے ان سوالوں میں فرق کرنا پڑتا ہے جو بے معنی ہوں اور جو اپنے اندر کوئی معنی رکھتے ہوں،

"روحانی" اور "نیک" جیسی اصطلاحات زبان پر تو خوب مذاق دیتی ہیں اس کے علاوہ ان میں کوئی حقیقت نہیں۔

میں نے پھر دریافت کیا :- "آپ کے خیال میں زندگی کا اولی آخر کوئی مقصد بھی ہے؟"

انہوں نے جواب دیا "یہ بے معنی بات ہے کیونکہ اس کو جانچنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ سب قول یکساں ہیں"

کافی لمبے اور غیر موزوں وقفے کے بعد ماہر طبیعات دوبارہ بولے "جب میں بچہ تھا تو مجھے ہمیشہ یہ کہا جاتا تھا کہ مجھے خدا کی ہستی پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ لیکن میں نے ان باتوں کو کافی غور و فکر کے بعد لغو اور بے معنی پایا۔ پس میں نے ان خیالات کو اپنے ذہن سے نکال کر ایک دلی سکون اور اطمینان حاصل کیا"

خدا کی موجودگی کا احساس

میں کئی اور سائنسدانوں سے ملا جن کے خیالات بھی اسی قسم کے تھے۔ وہ ایمان اور عقیدہ پر گفتگو کے لئے کبھی تیار نہ ہوتے تھے جب تک کہ اسے تجربہ گاہ کی میز پر رکھ کر صحیح یا غلط ثابت نہ کیا جا سکے۔ ان میں سے ڈاکٹر سیمز ایک مثالی شخصیت رکھتے تھے۔ وہ صحیح معنوں میں سائنسدان کہلانے کے مستحق ہیں۔ آپ نے بتایا :-

"جب ۱۹۵۰ء میں میں نے Sonistron Chamber ایجاد کیا اور رسالوں میں اس کی اشاعت کا انتظار کر رہا تھا تو یکایک مجھ پر مایوسی طاری ہو گئی۔ مجھے ڈر لگنے لگا کہ شاید یہ حقائق کوئی مجھ سے پہلے شائع کروا دے۔ میں اکثر غمگین رہنے لگا تو مجھے خدا کی موجودگی کا احساس ہونے لگا۔ میری تب ڈھارس بندھی جب مجھے یہ خیال آیا کہ خدا مجھے توفیق دے گا کہ میں ان حقائق کو سب سے پہلے شائع کر دوں"

ڈاکٹر فلانڈ کا عقیدہ

میں حیران تھا کہ Brook Raven کی ایٹم کی مشینوں میں کام کرنے والے لوگ خدا کی ہستی کو کیا مقام دیتے ہیں؟ یہ سائنسدان جو سارا سارا دن ان ہیبت ناک مشینوں پر کام کرتے ہیں جن کے اندر ایٹم کے Nuclei (قلوب مراکز) ٹوٹ رہے ہیں۔ کیا یہ تمام نظام میں خدا کو کوئی

جگہ دیں گے؟ ڈاکٹر فلانڈ اس پیچیدہ کارخانہ سے نکل کر باہر آ گئے اور ہم دونوں ایک لکڑی کے بنچ پر بیٹھ گئے۔ وہ کہنے لگے:-

"میں جو اس ایٹم کی مشین پر کام کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ خدا ہے، میرا عقیدہ ہے کہ جوہری توانائی آخر کار مفید ثابت ہو گی۔"

میں نے کہا۔ تب آپ کا خیال ہے کہ خدا خود ایٹم کے ماہرین کے دماغوں پر حکومت کر رہا ہے۔"

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا "نہیں! خدا نے صرف اصول وضع کئے ہیں اور ہم ان کو استعمال کر رہے ہیں۔"

ایک انجنیئر کا بیان

ایٹم کی مشینوں پر کام کرنے والے ایک انجنیئر نے کہا:-

"اگر انسان نے ایک ایسا بم تیار کر لیا جو تمام دنیا کو تباہ کر سکے تو میں نہیں سمجھتا کہ خدا آ کر اس کی تکمیل کو روک دے گا جنگل کی آگ کو خدا نے کبھی نہیں روکا ہے"۔

انجنیئر نے پھر کہا:-

"جوہری طاقت انسان کا بچہ ہے۔ انسان اس کے ساتھ جو کچھ کرتا ہے وہ خود اس کا ذمہ دار ہے"۔

ایک بالا قوت

میں نے پوچھا "خدا کے متعلق سائنس کے اصولوں پر گفتگو کرتے ہوئے آپ اپنے دعوے کا کوئی ثبوت مہیا کر سکتے ہیں؟"

ڈاکٹر فلانڈ نے جواب دیا:-

"یقیناً کمیت اور طاقت کے مادی قوانین کے ذریعے ہم اس ہیبت ناک مشین میں کمیت کو غائب ہو کر بدلتا دیکھتے ہیں لیکن دوران تجربہ میں ہم کمیت کو گھٹانے اور بڑھانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ کمیت اور طاقت کہاں سے آئیں؟ ہم جانتے ہیں کہ اس کو ثابت کرنے کے لئے ہم نے قوانین وضع کئے لیکن ہم اسے نہیں بنا سکتے اس لئے کوئی بالا قوت ضرور ہے جو اپنے اندر تخلیق کی قوت بھی رکھتی ہے"۔

مجھے ایک شام Brook Raven میں ایک پارٹی میں شمولیت کا موقع ملا تو میں نے دیکھا کہ تمام سائنسدان جن میں لاادری، وسواسی، ہر چیز کے منکر اور پختہ ایمان کے مالک سبھی شامل تھے۔ یہ سب بڑے مزے سے اکٹھے گا رہے تھے۔

"جوہری طاقت! ہمیں خدا کے طاقتور ہاتھ نے دی ہے"

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

کئی سائنسدان جن سے میں دوران سفر میں ملا ان کے اندر ایک جدید احساس اعتراف پایا جاتا تھا۔ دس یا پندرہ سال پیشتر سائنس یہ سمجھتی تھی کہ دنیا کا نظام اس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ہر مسئلہ کو حل کرنے کی دعویدار ہے۔ ایک بوڑھا کیمیادان کہنے لگا "ہمارا خیال تھا کہ سائنس ایک جادو ہے لیکن آج بڑے سے بڑا سائنسدان بھی جانتا ہے کہ اس کا علم بہت قلیل ہے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ سائنسدانوں نے کچھ رازوں کے پردے سرکائے ہیں، تا کہ زیادہ گہرے رازوں تک رسائی حاصل ہو سکے۔

ماضی قریب کی چند دریافتوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ جس چیز کو سائنس ٹھوس کہتی ہے وہ ٹھوس نہیں نکلتی بلکہ خالی جگہوں کا اجتماع ثابت ہوتی ہے۔ مادہ جسے سائنس لافانی کہتی تھی اب ثابت ہوا ہے کہ وہ لافانی نہیں بلکہ طاقت میں بدل سکتا ہے۔ انگریز کیمیادان جان ڈالٹن نے کہا تھا کہ ایٹم ناقابل تقسیم ابدی اور لافانی ہے، درحقیقت ایٹم کے اندر ان میں سے کوئی خاصیت بھی نہیں پائی جاتی Newton نے سائنس کو اس حقیقت سے روشناس کروایا تھا کہ کل ہمیشہ اس کے جزو کے مجموعے کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایٹم کا وزن اس کے حصوں کے وزن کے مجموعے سے کم ہوتا ہے (اسے "نقص کمیت" کے اصول کے تحت واضح کیا گیا ہے)

طبیعات کی بنیاد یہ تھی کہ مادی قوانین مقررہ حوادث کا مقررہ نتیجہ نکالتے ہیں لیکن موجودہ دور کے ماہرین کے لئے "غیر یقینی" کا اصول ظرافت طبع کا باعث بنا ہوا ہے۔

ڈاکٹر Schlink نے کہا۔ اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ ہم دس برس پیشتر دنیا کے متعلق آج کی نسبت زیادہ معلومات رکھتے تھے

ڈاکٹر کیتھرائن نے یاد دلاتے ہوئے کہا:-

نیوٹن نے اپنی مثال اس بچے سے دی تھی جو ساحل پر کھیل رہا ہو اور حقائق کا سمندر ابھی تک تشنۂ تحقیق سامنے موجزن ہو۔ ہم ابھی تک سمندر کے کنارے کھڑے ہیں۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں، وہ ایک ننھا سا قطرہ ہے۔ باقی تمام کے لئے ہمیں ایمان پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر ہیوٹ کی تحقیقات

میں چند سائنسدانوں سے ملا جو یہ تسلیم کرتے ہوئے گھبراتے تھے کہ ان کی کوششوں کی انتہا، ان کے تخیل کے تسکین کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ڈاکٹر ہیوٹ (HEWITT) جیسے ماہر جراثیم جن کی تمام زندگی تین کیڑوں کے خلاف جدوجہد میں گذری ہے، ان کیڑوں کا نام۔ Bancrofti Onchocerca volvulus Wuchereria اور Loa loa ہیں۔ یہ کیڑے ایک بیماری پیدا کرتے تھے جس کا نام Filariasis ہے۔ اس بیماری میں جسم کے مختلف حصے پھول جاتے ہیں اور آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر ہیوٹ نے خط استوا، سرطان اور جدی پر ان کیڑوں کے تعاقب میں شدید جدوجہد کی ہے اور وسطی اور جنوبی امریکہ کے لوگوں کے ساتھ سخت محنت کر چکا ہے تاکہ وہ اس بیماری سے نجات پائیں، اس نے سینکڑوں تجربات کئے اور ان کیڑوں کا ان کی پرورش گاہوں تک پیچھا کیا۔ اس کے ڈیسک کے پیچھے اس جنگ کا نقشہ ہے جس پران جگہوں کو رنگین دکھایا گیا ہے جہاں اس نے اپنے دشمن کیڑوں کو برسر پیکار دیکھا تھا۔ آخر کار ڈاکٹر ہیوٹ نے ایک دوائی دریافت کی جو ان کیڑوں کو ہلاک کر ڈالتی تھی اور بیمار تندرست ہو جاتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خط جدی اور سرطان کے لوگ اس بیماری سے اب چنداں خائف نہیں۔

تحقیقات کی بناء

میں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا۔ آپ نے کام کیونکر شروع کیا؟"

ڈاکٹر ہیوٹ نے جواب دیا:-

مجھے کسی شدید خواہش نے اس کام پر مجبور نہ کیا۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں انسانیت کی بھلائی کے کبھی کام آ سکتا ہوں مجھے اس چیز سے دلچسپی تھی کیونکہ ان کا وجود انسان کے لئے ایک دعوت مقابلہ تھی۔"

میں نے کہا۔ "آپ کا Pasteur اور Ehrlich کے متعلق کیا خیال ہے کیا وہ انسانیت کے ہمدرد نہ تھے؟

ڈاکٹر ہیوٹ نے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے وہ صرف سائنسدان تھے۔ ان کے سامنے ایک مسئلہ تھا اور وہ اس میں دلچسپی رکھتے تھے۔"

ڈاکٹر ہیوٹ نے کہا:-

"مجھے اس وقت انتہائی خوشی ہوئی جب پہلی بار میں نے یہ دوائی وہاں کے باشندوں پر استعمال کی تو ایک آٹھ سالہ بچے کی بہت بڑھی ہوئی ٹانگ معمول پر آ گئی اور ایک اندھے لڑکے کی بینائی درست ہو گئی۔

میں نے پوچھا "آپ کا ان لوگوں کی مدد کے لئے ایک ذریعہ دریافت کرنا محض ایک اتفاق تھا۔ آپ نے کیوں نہ اپنی کوششیں بیماری پھیلانے میں صرف کر دیں، اور صورت حال کو مزید خراب کیوں نہ کیا؟"

انہوں نے مسکرا کر جواب دیا "میں ایسا کبھی نہ کروں گا"۔

کیوں نہیں آپ نے کہا تھا "میں انسانیت کا ہمدرد نہیں ہوں"

انہوں نے جواب دیا۔ "میں اپنے جواب کی وضاحت نہیں کر سکتا"

شاید ہمارے اندر خدا ہو

چند دن بعد میں نے یہ کہانی ڈاکٹر Nassau کے سامنے دوہرائی اور یہ سوال اٹھایا کہ سائنسدان نیکی کرنا کیوں چاہتے ہیں؟ ڈاکٹر Nassau نے جواب دیا:- "شاید ہمارے اندر خدا ہو"

ایک بوڑھے سائنسدان کا جواب

مشہور امریکن سائنسدان رابرٹ ملی کن نے جواب دیا:-

"ہمیں خالق ارض و سماء نے کیسے موزوں مقام پر پیدا کیا ہے اس نے ہمارے ذمہ کتنا اہم کام ڈالا ہوا ہے ہم نہیں جانتے کہ ہمارا حقیقی مقام کیا ہے۔ ورنہ ہمیں اپنی عظیم ذمہ داریوں کا احساس کبھی نہ ہونے پاتا۔"

میں نے محسوس کیا کہ اس بوڑھے سائنسدان کے اندر بہت گہری بصیرت تھی وہ لاادری کے مقام سے نکل چکا تھا۔ ایک embryologist (ماہر علم پیدائش) نے کہا ہے:-

"جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں بہت کچھ معلوم ہے تو ہم خدا کے وجود کا انکار کر دیتے ہیں لیکن جب ہمیں یہ احساس ہو جاتا ہے کہ ہمارا علم کتنا بے حقیقت ہے تو ہم خدا کی طرف واپس لوٹ آتے ہیں"۔

ایک نوجوان جو اپنے علم پر نازاں ہے اپنی تجربہ گاہ میں کہتا ہے:-

"دیکھو میں نے ایٹم میں کیا کیا دریافت کیا ہے"۔

لیکن بوڑھا سائنسدان جواب دیتا ہے:-

"تمہیں خدا کی ہستی پر حیرت نہیں آتی۔ دیکھو اس نے ایٹم میں کیا کیا رکھا ہے"۔

پاکستان میں میرا ساڑھے تین ماہ کا قیام اور اس کے تاثرات

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

اکثر احباب کو علم ہو گا کہ میں پورے سات سال کے بعد ووکنگ سے پاکستان واپس لوٹا۔ سات سال کا عرصہ کافی طویل عرصہ ہے اور مجھے خیال تھا کہ سات سال کی محنت شاقہ کے بعد کم و بیش سات ماہ تو اپنے عزیز وطن اور پیارے دوستوں، رشتہ داروں اور عزیزوں کی صحبت میں بسر کر سکوں گا، لیکن بدقسمتی سے حالات اور واقعات پیش آمدہ نے مجھے مجبور کیا کہ صرف ۳½ ماہ کے قلیل عرصہ کے بعد میں پھر اپنے عزیز وطن اور پیارے دوستوں اور رشتہ داروں کو خیرباد کہوں اور جلدی ہی اپنے "محاذ" پر واپس پہنچ جاؤں۔ وہ کیا واقعات تھے جنہوں نے مجھے اس قدم کو اٹھانے پر مجبور کیا یہ ایک لمبی داستان ہے جس کے تفصیلی تذکرہ کی اس وقت ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

مرکز کی خرابی

یہاں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات سے جو صدمہ جماعت احمدیہ کو بالخصوص اور عالم اسلامی کو بالعموم پہنچا وہ محتاج بیان نہیں۔ آپ موت العالِم موت العالَم کے مصداق تھے۔ جوں جوں زمانہ گذرتا جائے گا آپ کی قدر و منزلت کا احساس زیادہ سے زیادہ تر ہوتا جائیگا۔ آپ کی وفات کے بعد پورے دو سال جس دَور سے جماعت احمدیہ لاہور گذری اس سے اکثر احباب بخوبی واقف ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ الا و ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله وهی القلب۔ جسم کے اندر ایک ٹکڑا ہے اگر وہ تندرست ہو تو تمام جسم تندرست ہوتا ہے اور اگر اس میں فساد ہو تو سارا جسم بیمار ہوتا ہے وہ ٹکڑا دل ہے۔ میں سمجھتا ہوں جس طرح ہر انسان کی اخلاق اور روحانی صحت کا معیار اور مرکز اس کا قلب صافی ہوتا ہے اسی طرح ہر تحریک اور ہر جماعت کی صحت کا انحصار اس کے قلب یعنی مرکز پر ہوتا ہے۔ انسان کا قلب مرکزی نقطہ ہے اور اسی لئے قرآن کریم جیسی بینظیر کتاب کا نزول بھی آنحضرت صلعم جیسے عظیم الشان انسان کے قلب صافی پر ہوا نزله علی قلبك اور قرآن کریم نے قلب سلیم کو انسان کی اخلاق اور روحانی صحت کا معیار قرار دیا ہے، "جاء بقلب سلیم"۔

یہ جماعت احمدیہ کی بڑی بدقسمتی تھی کہ حضرت امیر مرحوم کی وفات کے بعد جماعت کے قلب یعنی مرکز پر چند ایسے اشخاص اور بالخصوص ایسے ملازمین انجمن کا تسلط اور قبضہ ہو گیا جنہوں نے انجمن کی ساکھ اور اس کے وقار کو بالکل ختم کر دیا تھا۔ اور ان سے ایسے افعال سرزد ہوئے جن کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آتی اور ندامت محسوس ہوتی ہے۔ مرکزی دفاتر میں کوئی تعمیری کام کیا ہونا تھا۔ دن رات کے مشاغل ایسے قبیح اور مذموم تھے کہ میں سمجھتا ہوں کوئی دنیوی جماعت بھی شاید ان کی متحمل نہ ہو سکتی تھی چہ جائیکہ ایک اصلاحی اور تبلیغی جماعت سے ایسے افعال سرزد ہوں۔

ایک غلط بیانی

یہ داستان بہت لمبی ہے لیکن میں اس کا ایک چھوٹا سا نمونہ پیش کرتا ہوں۔

یہ تو احباب کو علم ہو گا کہ گذشتہ سال ڈیڑھ سال میں جنرل کونسل کا کوئی جلسہ منعقد نہ ہوا تھا۔ اسی اثنا میں غالباً جون یا جولائی ۱۹۵۳ء میں جنرل کونسل کے ایک جلسہ کے انعقاد کا اعلان اخبار پیغام صلح میں ہوا، اس وقت میں ووکنگ تھا اور اصل حالات سے بالکل ناواقف تھا۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے غالباً جولائی کے کسی پرچہ اخبار پیغام صلح میں پڑھا کہ جنرل کونسل کا یہ اجلاس اس وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے کہ ووکنگ مشن سے کوئی حسابات نہیں آئے۔ انا للہ وانا الیه راجعون۔ اندرونی کشمکش اور ریاکاری کے مذموم فعل نے اس وقت کے کارکنوں کو اس حد تک گرا دیا کہ انہوں نے ایک بے بنیاد الزام تراش کر ووکنگ مشن کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔

ووکنگ مشن کے حسابات

ووکنگ مشن اور مسجد کو جو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں اس مشن کے حسابات کا کم از کم گذشتہ سات سال سے میں ذمہ دار رہا ہوں، اس دوران میں تو جناب میاں محمد صاحب سابق صدر۔ جناب شیخ ظہور احمد صاحب سابق محاسب انجمن اور جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی سابق آنریری جنرل سیکرٹری یہاں تشریف لائے تھے اور مؤخر الذکر ہر دو حضرات نے یہاں کے حسابات کا معائنہ فرمایا۔ کیا ان کے نوٹس میں کوئی ایسی بات آئی جس سے معلوم ہو کہ ووکنگ میں حسابات باقاعدہ نہیں رکھے جاتے یا یہاں سے باقاعدہ ہر ماہ لاہور دفاتر کو نہیں بھیجے جاتے، کیا لاہور کے دفاتر کہہ سکتے ہیں کہ ان کو ہر ماہ باقاعدہ حسابات نہیں پہنچتے؟ مجھے خدا کے فضل و کرم سے اس بات کا دعوٰی ہے کہ ووکنگ مشن کے حسابات باقاعدگی سے رکھے جاتے ہیں اور لاہور بھی باقاعدگی سے ہر ماہ بھیجے جاتے ہیں۔

اصل بات

اصل بات یہ ہے کہ حق تصنیف کے حسابات کے سلسلہ میں کوئی اعداد و شمار دفتر متعلقہ کو درکار تھے۔ بجائے اس کے کہ دفتر میری Statements سے یہ حسابات تیار کر لیتا۔ محض مشن کو بدنام کرنے کی خاطر اور غالباً جنرل کونسل کو ملتوی کرنے کی غرض سے اخبار پیغام صلح میں اعلان کر دیا گیا کہ ووکنگ سے حسابات نہیں آئے۔

ووکنگ کے محاسب

اس ضمن میں اس قدر مزید عرض ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے ووکنگ میں دو ایسے امین محاسب عطا فرمائے ہیں کہ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ اول ایک یوگو سلاویہ کے مسلمان مسٹر عازم اور پھر اب میرے مکرم دوست جناب ماسٹر اصغر علی صاحب مؤخر الذکر تو اپنے مال سے بڑھ کر انجمن اور ووکنگ کے پیسہ پیسہ کی فکر رکھتے ہیں۔

ووکنگ کے اخراجات

لاہور پہنچ کر میں نے ایک اور بات کا بھی چرچا سنا اور وہ یہ کہ ووکنگ مشن اور اسلامک ریویو پر انجمن کا کثیر روپیہ صرف ہو رہا ہے اور انجمن کا بیشتر روپیہ یہ مشن کھا جاتا ہے۔ اس بارہ میں صرف اس قدر عرض ہے کہ جب رسالہ اسلامک ریویو کی اشاعت تقریباً ۲ ہزار تھی اس وقت رسالہ کی آمد و خرچ تقریباً برابر تھے یعنی انجمن پر اس کا قطعاً کوئی بوجھ نہ تھا۔ مشن پر البتہ تقریباً بیس ہزار روپیہ سالانہ انجمن کا خرچ ہوتا ہے۔ لیکن کیا انجمن کا کوئی مشن مثلاً امریکہ مشن، یا برلن مشن یا جناب میاں محمد صاحب کا اپنا ہالینڈ مشن کبھی Self-supporting ہوئے یا اب ہیں۔ کیا امریکن مشن پر بیس ہزار روپیہ سالانہ سے کم صرف ہوتا ہے۔ کیا برلن مشن کا سالانہ خرچ بیس ہزار روپے کے قریب نہیں ہے؟

میں نے یہ چند نمونے محض اس غرض سے پیش کئے ہیں تاکہ احباب جماعت اصل حالات سے واقف ہوں۔ ایک اصلاحی اور تبلیغی جماعت کے افراد کو ایسی غلط بیانیوں سے اجتناب کرنا چاہیئے میرا روئے سخن گذشتہ دو سالوں کے اراکین اور بر سر اقتدار اور ذمہ دار احباب سے ہے۔

موجودہ صورت حالات

مقام شکر ہے کہ اب صورت حالات درست ہو رہی ہیں اور دسمبر ۱۹۵۳ء کی جنرل کونسل اور احمدیہ کانفرنس نے نیا آئین پاس کر کے اور نیا انتخاب کر کے انجمن کی بنیاد حضرت امام زمان کے فرمودہ کے مطابق جمہوریت پر رکھی۔ اور اب دوبارہ ۱۴ مارچ کو مجلس معتمدین اور مجلس مشاورت کے اجلاس منعقد کر کے اس کو خوب مستحکم اور مضبوط کر دیا ہے۔ جو احباب بعض وجوہات کی بناء پر الگ ہو گئے ہیں ان سے میری مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ بھی اس نظام میں شامل ہو کر انجمن کے قوت بازو بنیں۔ قوم کا انحصار کسی ایک فرد یا چند افراد پر مبنی نہیں ہوتا۔ افراد آتے اور چلے جاتے ہیں۔ لیکن قوم زندہ رہتی ہے۔ افراد مر جاتے ہیں لیکن قوم نہیں مرتی بشرطیکہ اس کی زندگی افراد سے وابستہ نہ ہو۔

ووکنگ مشن کی اہمیت

ووکنگ مشن کو جو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اور جو یہ عظیم الشان کام کر رہا ہے وہ کیا احباب جماعت اور کیا غیر از جماعت پر بخوبی روشن ہے۔ اس کی کچھ تفصیلات میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر پیش کی تھیں۔ اور اگر وقت نے اجازت دی تو انشاء اللہ وقتاً فوقتاً اب بھی پیش خدمت کرتا رہوں گا، وباللہ التوفیق۔

بچھڑنے والے دوستوں سے

بالآخر گذارش ہے کہ اب جبکہ جماعت کی بڑی بھاری اکثریت نئے نظام نئے آئین اور نئے انتخابات کو منظور کر کے یکجا کام کر رہی ہے، باقی احباب جو اس وقت کسی وجہ سے الگ ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ بھی ساتھ مل کر قوت بازو بنیں۔ جماعت کے اتفاق اور اتحاد میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور اپنے دین کی خدمت سے ہم کو محروم نہ رکھے۔ آمین

والسلام۔ خاکسار۔ عبداللہ

امام مسجد ووکنگ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
(مینیجر)

رفتارِ عالم

ڈھاکہ - ۴ اپریل - مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر اے کے فضل الحق نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد اخباری نمایندوں کو بتایا کہ میں عنقریب ایسے لوگوں کی کانفرنس طلب کروں گا۔ جو دیہات کی ترقی میں دلچسپی رکھتے ہیں تاکہ دیہی ترقی کا ایک ٹھوس منصوبہ بنایا جاسکے۔

ڈھاکہ - ۴ اپریل - مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر اے کے فضل الحق نے یونائیٹڈ پریس آف پاکستان کو انٹرویو میں بتایا کہ میں چند دنوں تک کراچی میں جاؤں گا، جہاں مرکز سے صوبہ کے لئے مالی امداد حاصل کرنے اور ان قیدیوں کو رہا کرانے کی کوشش کروں گا جنہیں مرکزی حکومت کے حکم سے نظر بند کیا گیا ہے۔

لندن ۴ اپریل - اسرائیلی سفیر متعینہ لندن نے مغربی طاقتوں کو خبردار کیا ہے کہ جب تک عربوں اور اسرائیل میں مفاہمت بالیقین نہ ہو جائے اس وقت تک عربوں کو اسلحہ نہ دیا جائے آپ نے کہا اگر عربوں کو اسلحہ دیا گیا تو مشرق وسطیٰ کا امن تباہ ہو جائے گا۔ اسرائیلی سفیر اسرائیل کے چھٹے یوم آزادی کی ایک تقریب میں تقریر کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ اسرائیل مفاہمت کی بات چیت کرنے کو تیار ہے لیکن اپنی آزادی سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں۔ ادھر آج قاہرہ میں عرب لیگ کی سیاسی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں اسرائیل کی جارحانہ کارروائیوں اور دریائے اردن پر بند باندھنے کے عرب منصوبہ پر غور کیا گیا۔

کراچی - ۴ اپریل - آج کراچی میں شعبان المعظم کا چاند ہو گیا - چنانچہ اعلان کیا گیا ہے کہ شب برات ۱۸ اپریل کو ہوگی۔

لاہور - ۴ اپریل - آج صبح پنجاب مسلم لیگ کے زعماء اور کارکنوں کے ایک نمایندہ اجتماع میں دستور ساز اسمبلی کو توڑنے اور مرکزی نظم و نسق کو معطل کرنے کے متعلق مشرقی بنگال کے متحدہ محاذ کے بعض قائدین کے مطالبات کو وفاقی اصولوں کے خلاف اور ملک کے استحکام و ترقی کے منافی قرار دیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں امریکہ کی فوجی امداد اور ترکی پاکستان کے معاہدات پر اظہار اطمینان کیا گیا۔ اس اجتماع میں ماہرین کی ایک کمیٹی مقرر کرنے کا بھی فیصلہ ہوا جو عوام کی فلاح و بہبود کا ایک جامع پروگرام مرتب کرے گی۔ علاوہ بریں ایک اور قرارداد میں صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کپڑے اور گندم کے نرخ کم کرنے کے لئے مرکزی حکومت کے تعاون سے مناسب اقدام کرے۔ یہ تمام قراردادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔

لاہور - ۴ اپریل - اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے آج اپنے صفحہ اول پر یہ خبر شائع کی ہے کہ آزاد پاکستان پارٹی اور کمیونسٹوں نے اپنے کارکنوں کے لئے روزگار پیدا کرنے کی غرض سے ایک جامع سکیم تیار کی ہے۔ اس سکیم کی کامیابی کا انحصار اس امر پر ہے کہ اس پارٹی کے لیڈروں کو پنجاب میں گتہ بنانے کے ایک ایسے کارخانہ کی مینیجنگ ایجنسی مل جائے جو (کارخانہ) سرکاری سرمایہ سے تعمیر کیا جا رہا ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ اس سکیم کے ماتحت بائیں بازو کے ہمہ وقتی کارکنوں کو اس کارخانہ کا ایجنٹ یا ٹریولنگ ایجنٹ مقرر کر دیا جائے گا، وہ تنخواہ تو کارخانہ سے لیں گے مگر اپنا سیاسی کام جاری رکھیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ آزاد پاکستان پارٹی کے لیڈر اس مل کی مینیجنگ ایجنسی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور حکومت سے اس سلسلہ میں گفت و شنید جاری ہے۔

ڈھاکہ - ۴ اپریل - آج مشرقی بنگال عوامی لیگ کے زیر اہتمام یوم احتجاج کے سلسلہ میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جس میں موجودہ دستور ساز اسمبلی کو فوری طور پر توڑنے اور بالغ حق رائے دہندگان کی بنیاد پر دستوریہ کے نئے انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا گیا - قرارداد میں کہا گیا ہے کہ حالیہ عام انتخابات میں بنگالی عوام نے مسلم لیگ کے خلاف اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ اس کے علاوہ متحدہ محاذ پارلیمنٹری پارٹی نے موجودہ دستور ساز اسمبلی کے ارکان پر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا ہے اس لئے مشرقی بنگال سے دستوریہ کے ارکان کو اس صوبہ کی نمایندگی کا حق نہیں پہنچتا۔

لاہور - ۴ اپریل - ہندوستان کی ریاست جودھپور سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں ایک شخص بھوپال چندر پر مسلسل دس سال بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی، اس عرصہ میں تمام ڈاکٹر اور احباب اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے - بھوپال چندر نے دس سال کے بعد ہوش میں آ کر اب اپنے سارے متعلقین کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔

عراق بغداد ۴ اپریل - عراق میں شدید بارشوں کی وجہ سے دریائے دجلہ میں طغیانی کا پھر سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے - حکومت نے عوام کو سیلاب کے خطرے سے آگاہ کر دیا ہے، اور خطرناک علاقوں میں گھرے ہوئے کسانوں کو محفوظ جگہوں پر پہنچایا جا رہا ہے۔

کراچی - ۴ اپریل - معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان بحری اور ہوائی راستہ سے حاجیوں کی باقاعدہ آمد و رفت کا انتظام کرے گی۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ مرکزی حکومت نے اس سلسلہ میں سٹینڈنگ کمیٹی کی سفارش منظور کر لی ہے - مغربی پاکستان سے حج کے لئے درخواستیں ۱۵ اپریل تک وصول ہوں گی - اس کے بعد وصول ہونے والی درخواستوں پر غور نہیں ہوگا۔ جن لوگوں کی درخواستیں پہلے موصول ہوں گی انہیں پہلے نشستیں ملیں گی، اور اگر درخواستوں کی تعداد نشستوں سے بڑھ گئی تو قرعہ اندازی کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ جو لوگ فریضہ حج ادا کر چکے ہیں لیکن اب اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ مکہ معظمہ جانا چاہتے ہیں انہیں بھی اجازت دی جائے گی۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ جانے والے زائرین جنہیں درخواستیں دینگے اس سلسلہ میں حکومت ایک علیحدہ اعلان جاری کرے گی۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن

کراچی کا چوتھا اجلاس

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی کا چوتھا جلسہ بروز اتوار مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۴ء زیر صدارت جناب محمد بشیر بٹ صاحب ایم اے منعقد ہوا۔ نماز عصر کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ سب سے پہلے راقم الحروف نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اس کے بعد گذشتہ جلسہ کی روئداد پڑھ کر سنائی گئی - پھر راقم الحروف نے حضرت مسیح موعود کی ایک مشہور طویل فارسی نظم

بیانیکہ از مسیح و نزولش سخن

گویم سخن گرچہ ندارند باورم

کے چند اشعار حاضرین کو پڑھ کر سنائے جو بہت پسند کئے گئے۔ اس کے بعد شیخ عبدالحق صاحب نے احمدیت پر ایک مدلل تقریر کی۔ شیخ صاحب کی تقریر کے بعد آئندہ میٹنگ کا پروگرام مرتب کیا گیا، اور مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی اور بعد میں حسب معمول جناب قبلہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کا درس قرآن مجید ہوا۔

عبدالقادر بٹ، سیکرٹری
احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی

مرکزی نوجوانوں کا

ہفتہ وار اجلاس

مورخہ ۴ اپریل ۱۹۵۴ء کو بعد از نماز عصر

احمدیہ مسجد میں نوجوانوں کا ایک ہفتہ وار اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت عبدالغفور صاحب ثاقب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم خادم مظفر حسن صاحب نے کی - پھر روئداد اجلاس گذشتہ پڑھی گئی - محمد عالم علوی صاحب نے خوش الحانی سے ایک نظم پڑھی جس کا پہلا مصرعہ ہے "ہمیں یارو فروغ نور ایماں کی ضرورت ہے"۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق ڈاکٹر احمد حسن صاحب کی تقریر تھی جس کا موضوع یہ تھا کہ "قرآن کریم کا مطالعہ کیوں ضروری ہے" مگر بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے وہ تشریف نہ لا سکے۔ اس لئے تقریر کی عام اجازت دی گئی - ہمارے دو قیمتی نوجوانوں ماسٹر برکت علی صاحب اور مرزا مقبول احمد صاحب نے یکے بعد دیگرے اسی موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا - جو حاضرین نے پسند کیا۔ اس کے بعد محترم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اسی موضوع پر ایک تحقیقی تقریر کی - جو انشاء اللہ تعالیٰ پیغام صلح میں درج کی جائے گی - ان کی تقریر بھی بہت پسند کی گئی - یہ اجلاس دعا پر برخاست ہوا -

سلطان محمد - سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور -

ضرورت اساتذہ

ٹرینڈ ڈرائنگ ماسٹر، سائنس ماسٹر اور ایک بی اے بی ٹی کی جو ہائی کلاسز کو ریاضی پڑھا سکے ضرورت ہے تنخواہ و جنگائی الاونس مطابق گورنمنٹ سکیل مستقلی کے بعد پراویڈنٹ اور بونس بھی ملیگا۔ سائنس کو مبلغ -/25 روپے

پیغام صلح مورخہ ۷ اپریل ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۹

(تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — ہست او خیر الرسل خیر الانام

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ
آرگن

پیغامِ صلح

اداراتِ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۶ رشعبان المعظم ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۰

جواہر ریزے

رشتہ داروں سے سلوک

قرآن سے :

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۷)

(نیکی یہ ہے کہ) ایک شخص ...... دے مال اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں اور محتاجوں کو اور مسافر کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے کے لئے (سورہ البقرہ آیت ۱۷۷)

وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔ (سورۃ النساء آیت ۱)

اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا واسطہ دیتے ہو آپس میں اور خبردار رہو رشتوں ناطوں سے۔ تحقیق اللہ تم پر نگہبان ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۱)

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی۔ (سورۃ النحل آیت ۹۰)

اللہ عدل اور احسان کا اور قریبیوں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ (سورت النحل آیت ۹۰)

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ (بنی اسرائیل ۲۶)

اور قریبی رشتہ دار کو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دو۔ (بنی اسرائیل آیت ۲۶)

حدیث سے :

اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ الصَّدَقَۃُ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ الْکَاشِحِ (الطبرانی)

سب سے اعلیٰ صدقہ وہ ہے جو اس رشتہ دار کو دیا جائے جس کے دل میں تیری دشمنی ہے۔

اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَۃٌ بِالْعَرْشِ یَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَہُ اللّٰہُ (شیخین)

رشتہ عرش سے لٹکا ہوا ہے اور کہتا ہے جو میری نگہداشت کرتا ہے خدا اس کی نگہداشت کرے اور جو مجھے کاٹے خدا اسے کاٹے۔ (شیخین)

اِنَّ الرَّحْمَۃَ لَا تَنْزِلُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْہِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ (رواہ الاصفہانی)

خدا کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں ایسے لوگ ہوں جو رشتوں سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَاَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ (شیخین)

جو کوئی چاہتا ہے کہ اس کا رزق زیادہ ہو اور اس کی عمر لمبی ہو تو چاہیئے کہ وہ رشتہ داروں کا خیال رکھے اور ان سے نیک سلوک کرے۔

ابتلاؤں میں کامیابی کی راہ

حضرت امام الزمان کی وابستگانِ سلسلہ کو ہدایت

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشایند راہے را :: مصفا قطرہ باید تا گہر شود پیدا

اے میرے دوستو جو میرے سلسلہ بیعت میں ہو، خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو، اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی، اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا وہ خیال کریگا کہ وہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے، اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئینگے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو، ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی۔

(ازالہ اوہام)

احباب کے مکمل پتوں کی ضرورت

احباب جماعت کو مرکز سے وابستہ رکھنے اور جماعتی تحریکات اور سرگرمیوں سے واقف کرنے کے لئے اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ مرکز میں سب دوستوں کے مکمل اور صحیح پتے موجود ہوں، اس لئے میری احباب سے پُر زور التماس ہے کہ وہ :

۱۔ اپنا پورا پتہ ایک کارڈ پر لکھ کر جلد سے جلد انجمن کے دفتر تحصیل میں ارسال فرمائیں۔

۲۔ اگر کوئی دوست کسی وقت موجودہ پتہ تبدیل کر لیں یا ایک شہر سے دوسرے شہر چلے جائیں تو تبدیلی پتہ سے بھی دفتر کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

۳۔ ممکن ہے یہ اعلان بعض دوستوں کی (جو اخبار پیغام صلح کے خریدار نہیں) نظروں سے نہ گزرے اس لئے جو دوست اس اعلان کو پڑھیں وہ اپنے ملنے جلنے والے دوسرے دوستوں کو بھی اس کی اطلاع دیدیں بالخصوص جماعتوں کے سیکرٹری اور صدر صاحبان خصوصیت سے یا کسی اور ذریعہ سے سب دوستوں کو اس سے واقف کر کے اور مقامی دوستوں کے نام اور پتے خود فراہم کر کے مرکز کو بھجوا دیں۔

امید ہے کہ سب دوست اسکی طرف فوری توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

خاکسار۔ احمد حسن۔ بی اے ایل ایل بی افسر تحصیل

کیا آپ نے خسارہ فنڈ میں حصہ لیا ہے؟

اگر نہیں، تو مہربانی فرما کر جلد از جلد اس طرف توجہ کر کے ثواب حاصل کریں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد ہے کہ :- "خسارہ کو پورا کرنے کیلئے جماعت کے تمام افراد ایثار سے کام لیں اور اپنی ایک ماہ کی چوتھائی آمدنی محاسب صاحب کے نام بھیجدیں مبارک تو وہ ہے جس نے اس سے قبل بار ہا اپنی ایک ماہ کی پوری آمدنی نہایت خوشدلی سے دی ہے اس دفعہ کا بار تو ہلکا سا ہے۔ اسکو خلاص ...

ہفت روزہ پیغام صلح — مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۵۴ء

قوم کو بلند کرنے کیلئے

خدا کے بھیجے ہوئے حکیم کا تجویز کردہ نسخہ

تاریخ اس حقیقت کو بارہا دوہرا چکی ہے کہ کسی قوم کے مورال (MORALE) بلند ہونے سے قوم بلند ہوتی اور مورال کے گر جانے سے قوم گر جاتی ہے، یعنے قومی کیرکٹر ہی وہ چیز ہے جس سے قوم دنیا میں سرفراز ہوتی ہے۔ اور عروج حاصل کرتی ہے، اور جس قوم کا کیرکٹر نہ ہو وہ ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں سے قریب کی قوم بنی اسرائیل کا ذکر بار بار قرآن مجید نے کیا ہے، ایک زمانہ تھا کہ اس قوم کو بہت بڑا عروج حاصل ہوا۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ کا جاہ و جلال زبان زد خلائق ہے۔ لیکن آخر یہ قوم بہت بری طرح گری اور ایسی گری کہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کا مصداق بن گئی، یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ قوم کا مورال بگڑ گیا تھا قومی کیرکٹر کی روح ان میں سے نکل گئی تھی، اور وہ خصائص جن کے بل بوتے پر قوم بام رفعت پر پہنچی ہوئی تھی وہ مفقود ہو گئے تھے، اور وہ اصول صحیحہ جن پر قوم کی تعمیر ہوئی تھی ایک ایک کر کے ان میں سے رخصت ہو چکے تھے ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون ہ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو پہلے ہی دن عروج حاصل نہیں ہو گیا تھا۔ بلکہ سیرت یا قومی کیرکٹر پیدا کرنے میں ایک عرصہ لگ گیا، اور آخر جب قوم بلند کیرکٹر کی مالک بن گئی۔ تو وہ اس عزت کی مستحق ہو گئی کہ خدا کی زمین پر خلیفہ بنے اور ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کے وعدہ کے مطابق دنیا کی تمام حکومت اس کے سپرد ہوئی لیکن تاریخ پھر اپنے آپ کو دوہراتی ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ میں گویا مسلمان قوم کے عروج و زوال کا نقشہ تھا۔ فرمان نبوی ہے کہ یاتی علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل امتدا و زمانہ سے اس عظیم الشان قوم کے جسم میں سے بھی قومی کیرکٹر کی روح پرواز کر گئی فلبیکی علی الاسلام من کان باکیا۔ اس کی تفصیل ایک طویل داستان ہے مگر اس کا ہلکا سا نقشہ ان شعراء کے کلام میں ملتا ہے جنہوں نے مسلمان قوم کے مرثیے لکھے اور قوم کی زبوں حالی کی نوحہ خوانی کی، چودھویں صدی کے سب سے بڑے قومی شاعر مولانا حالی مرحوم کے کلام کو اٹھا کر دیکھو کس طرح مسلمان قوم کی بدحالی پر خون کے آنسو بہاتے ہیں قوم کے ہر طبقہ پر ایک تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے ان کو سب طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ یہی اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی ۔ منعم ہے کہ مغرور ہے مفلس سو گدا ہے

ایک دوسری جگہ قوم کا نقشہ کھینچنے کے بعد کس اندوہ و قلق سے کہتے ہیں ؎

امیروں کی تم سن چکے داستاں سب ۔ چلن ہو چکے عالموں کے بیاں سب
شریفوں کی حالت ہے تم پر عیاں سب ۔ بگڑنے کو تیار بیٹھے ہیں یاں سب
یہ بوسیدہ گھر اب گرا کہ گرا ہے ۔ ستوں مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے

اس مایوسی کے عالم میں جب اسلام کا بوسیدہ گھر گرا ہی چاہتا تھا ناگہاں غیب سے ایک آواز آئی :-

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد"

اس حقیقت سے کسی انکار نہیں ہو سکتا کہ مورال کو گرانے یا یوں کہنا چاہیئے قوم کے قوائے عملی کو مضمحل کر دینے والی سب سے پہلی چیز مایوسی ہے یہ وہ گھن ہے کہ جس قوم کو لگ جائے اسکو اندر ہی اندر کھو کھلا کر کے رکھ دیتا ہے، یہ وہ تبر ہے جو قوم کے شجر زندگی کو جڑھ سے کاٹ دیتا ہے۔ اور یہ وہ زہر ہے کہ قوم کے رگ و ریشہ میں سرایت کر کے اسکو ہلاک کر دیتا ہے۔ جس قوم میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی وہ صفحہ ہستی سے یقیناً مٹ گئی اس رجل عظیم نے جس کو خدا نے "پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد" کی بشارت دی سب سے پہلے اس خطرناک مایوسی کا جو جسم اسلام کے لئے ناسور ثابت ہو رہی تھی اور جس نے قوم کے دل و دماغ کو ماؤف کر رکھا تھا قلع قمع کیا اور بڑے پُرشوکت الفاظ میں اعلان کیا کہ

اسلام کو عاجز اور مغلوب مت سمجھو عنقریب یہ آفتاب پھر اپنی پوری آب و تاب سے چمکیگا۔ اس کے دشمن ذلیل و خوار ہونگے اور یہ سب پر غالب آ جائے گا۔

چنانچہ آپ نے سب سے پہلے کتاب فتح اسلام تحریر کی اور مسلمانوں کو یقین دلایا کہ اسلام کی فتح کے دن قریب ہیں۔ آپ کی دوسری تحریروں کو بھی اول سے آخر تک پڑھ جاؤ یہ بھی غلبۂ اسلام کی بشارتوں سے پُر ہیں۔ ان میں پورے یقین اور زبردست ایمان کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی قومیں بالآخر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ عالیہ پر جھکیں گی اور دنیا کا آیندہ مذہب اسلام ہوگا، حضرت مرزا کی ان پُرشوکت تحریروں اور آپ کے ان مسرت سے لبریز اعلانات کو پڑھ کر کیا کسی مایوسی کی رمق قلب انسانی میں باقی رہ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت مرزا کی یہی ایک بڑی خدمت ہے کہ عین مایوسی کے عالم میں قوم کو فتح اور غلبہ کی بشارت دی۔ اور اس طرح سے قوم کے مورال کو بلند کرنے کی داغ بیل ڈالی۔ اس کے ساتھ ہی قوم کے لئے ایک مجرب نسخہ تجویز کیا یہ وہ نسخہ تھا جس سے پہلی قومیں پنپتی رہی ہیں، نسخہ بہت مختصر مگر نہایت جامع تھا اور وہ تھا:-

"دین کو دنیا پر مقدم کرو"

یہ نسخہ کیا ہے؟ یہ حیات ملی کا اصل راز ہے۔ یہ قوم کے مورال کی اصل روح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں ذاتی اغراض اور نفس کا اسلامی مفاد سے تصادم ہو وہاں اسلامی مفاد پر اپنی ہر چیز حتیٰ کہ جان عزیز کو بھی قربان کر دو۔ یہی وہ قربانی کی روح ہے جس سے قومیں بنتی ہیں اور زندہ ہوتی ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس کے بغیر قومی تعمیر عمل میں نہیں آ سکتی اور نہ قومی کیرکٹر بن سکتا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لو دنیا میں وہی قومیں بار آور ہوئیں جنہوں نے قومی مفاد کو ذاتی یا انفرادی مفاد پر مقدم رکھا۔ جنہوں نے قومی حیثیت کو انفرادی حیثیت پر ترجیح دی۔ قرآن مجید کو اٹھا کر دیکھ لو، دین کے لئے دنیا کو پس پشت پھینک دینا۔ دین کے لئے دنیا کو قربان کر دینا یہ وہ عظیم الشان کیرکٹر تھا جس سے مسلمان قوم دنیا کی ممتاز ترین قوم بن گئی۔ و یوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ حضرت مرزا صاحب جو صحیح معنوں میں حکیم امت بن کر آئے تھے خوب سمجھتے تھے کہ سب سے پہلے قوم میں کیرکٹر پیدا کیا جائے۔ سلطنت اور حکومت بعد میں آنے والی چیزیں ہیں اور یہ اسلامی کیرکٹر تبھی پیدا ہو سکتا ہے کہ جب قوم دین کو دنیا پر مقدم کرے۔ یہ کھوئی ہوئی متاع اسی طرح واپس مل سکتی ہے۔ اور قوم کا گیا ہوا وقار اسی طریق سے عود کر سکتا ہے اگر مسلمان قوم خدا کے اس بھیجے ہوئے لیڈر کی آواز پر لبیک کہتی تو دنیا دیکھ لیتی کہ مسلمانوں کے اندر ایک عظیم الشان قومی کیرکٹر پیدا ہو جاتا اور وہ عزت اور حکومت کے مالک بن جاتے جس طرح پہلی حکومتیں بنتی رہی ہیں، اب بھی اگر ہماری قوم اپنے مورال کو بلند کرنا چاہتی اور اسلامی سیرت اور اسلامی کیرکٹر اپنے اندر پیدا کر کے عزت و عظمت کے تخت پر بیٹھنا چاہتی ہے تو اس کیلئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا کے اس بھیجے ہوئے حکیم کے تجویز کردہ نسخہ پر عمل کرے اور اپنی ذاتی اور انفرادی اغراض کو دین پر قربان کر دینا اپنا شعار بنائے یا الفاظ دیگر وہ "دین کو دنیا پر مقدم کرے"

روحانی قدروں کا فروغ

"اس ایٹمی دور میں مشرق اور مغرب کے عوام، انسانی تعلقات کے مسائل پر زیادہ ہم آہنگی کے ساتھ کام کر رہے ہیں انسانی قدروں کے متعلق مادیت کا خطرہ دنیا بھر کے لئے موجود ہے ہماری کوشش یہ ہے کہ موجودہ دنیا میں جہاں منظم اور وسیع اشتراک عمل روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے یہ معلوم کیا جائے کہ انسان کی روحانی قدروں کو کس طرح فروغ دیا جا سکتا ہے"

یہ تین امریکی ماہرین تعلیم کے الفاظ ہیں جو ۸ اپریل کو ہوائی جہاز میں لاہور پہنچے ہیں، یہ جماعت یونیورسٹیوں میں لیکچر دینے کے متعلق فورڈ فونڈیشن کی سکیم کے تحت آئی ہے اور نوبل پرائز حاصل کرنیوالے ایک ماہر طبیعات، ایک ماہر عمرانیات، اور فلسفہ کے ایک پروفیسر پر مشتمل ہے۔

جس مقصد کو لے کر یہ جماعت آئی ہے وہ اوپر کے الفاظ سے واضح ہے انسانی قدروں کے متعلق مادیت کے بڑھتے ہوئے خطرہ میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کہ انسان کی روحانی قدروں کو کس طرح فروغ دیا جائے یقیناً ایک قابل قدر کوشش ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ مادیت کے اس مرکز سے جہاں دنیا بھر کے لئے خطرہ کا سامان پیدا کیا جا رہا ہے ان اشخاص کا ایسے خوشگوار مقصد کو لے کر آنا اس بات کی علامت ہے کہ مادیت کا فروغ اب رو بہ زوال ہونے لگا ہے اور روحانی قدروں کے فروغ حاصل کرنے کے دن قریب آ رہے ہیں، "واقترب الوعد الحق، غلبۂ حق کا وعدہ قریب آ رہا ہے"، اور وہ دن دور نہیں جب مادیت کی تباہی کو دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھے گی اور اسی کے کھنڈرات، روحانی قدروں کی پیدائش اور فروغ کا موجب ہوں گے امریکی ماہرین کی اس جماعت کی توجہ اگر قرآن کریم اور اسلامی اصولوں کی طرف مبذول کرائی جائے تو امید ہے جس مقصد کو لے کر وہ آئے ہیں وہ آسانی سے حل ہو جائے گا ۔

اسلام میں احمدیت کا مقام؟

۲۷ مارچ کو احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کے جلسہ میں مولانا آفتاب الدین احمد صاحب نے ایک مدلل اور دلنشین تقریر فرمائی جس میں یہ بتاتے ہوئے کہ اسلام میں احمدیت کا مقام کیا ہے اس حقیقت کو واضح کیا کہ:-

مذہبی معتقدات کی بنیاد اجتماعی زندگی پر ہے عقلی و دلائل خیالات سے گذر جاتے ہیں۔ جذبات بھی دیرپا نہیں ہوتے۔ مگر مذہبی معتقدات بہت گہرے ہوتے ہیں، آپ نے بتایا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی عقیدہ ہوتا ہے۔ روس والے جو اپنے آپ کو مذہب کا سخت مخالف کہتے ہیں وہ بھی اپنا مذہب رکھتے ہیں۔ گو وہ خدا تعالےٰ کے منکر ہیں۔ مگر منکرین خدا میں بھی مذہبی جوش ہوتا ہے۔ چنانچہ روس میں مذہبی رنگ کا بہت جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ آپ نے نوجوانوں کو توجہ دلائی کہ انہوں نے لوگوں کے دلوں میں صحیح مذہبی معتقدات کو بٹھانا ہے اور یہ کام آسان نہیں ہے۔ مذہبی صداقت لوگوں کو منوانے کے لئے عقلی اور دوسری دلیلوں کی نسبت سب سے بڑی دلیل اپنے اندر جذبۂ ایثار پیدا کرنا ہے۔ لوگ اس بات پر نظر رکھتے ہیں کہ اس مذہب کا پرچار کرنیوالوں میں کس قدر قربانی کا جذبہ موجود ہے۔

آپ نے بتایا کہ مذہب اور مذہبی معتقدات کی مخالفت ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہے، تحریک احمدیت پر بھی بہت ابتلا آئے۔ اور مختلف اوقات میں اس تحریک کے خلاف جوش و خروش کا ظہور ہوتا رہا۔ جن افراد کے دلوں میں کمزوری ہوتی ہے وہ ایسے اوقات میں عقلی دلیل تلاش کرتے ہیں کہ نام میں کیا پڑا ہے۔ یا اس کے ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ محض کمزوری چھپانے کے سہارے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر کام کسی تخیل کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ اور ہر چیز کا ایک نام ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ چند خصوصیات وابستہ ہوتی ہیں۔ جب ہم احمدی یا احمدیت کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کا کچھ مفہوم ہوتا ہے۔ وہ مفہوم کیا ہے:-

(۱) یہ کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر نہیں مانتے۔

(۲) قرآن کریم میں ناسخ منسوخ کے قائل نہیں ہیں۔

(۳) ہر صدی میں بعثت مجددین کے قائل ہیں۔

(۴) عصمت انبیاء کے ہم قائل ہیں۔

(۵) اخلاقی جہاد کے ہم قائل ہیں۔ قرآن کریم کا اور اسلام کے نام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا ہمارا جہاد ہے۔ اور اس کے لئے اموال کا خرچ مالی جہاد ہے۔

اس لئے لفظ "احمدیت" کے اندر کچھ تصورات ہیں۔ اور یہ ایک پروگرام ہے۔ اور مجدد زمان کا دعوےٰ ہے کہ ؎

> لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
> ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

آپ نے فرمایا کہ اسلام کی فتح ہم سے وابستہ ہے۔ ورنہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مامور ہو کر آنا عبث ہے۔

خدا تعالےٰ بولتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا بولنا زبردست چیز ہے، ہم احمدی قائل ہیں کہ خدا تعالےٰ آج بھی بولتا ہے۔ اور اس کا بولنا معمولی فعل نہیں ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو بتایا کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے اور جو خدا تعالیٰ نے بتایا وہ ہو کر رہے گا۔ آپ نے احمدیت کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کی مثال اس آیہ کریمہ میں ہے اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ روحانیت کی بارش جب آتی ہے تو اس کے ساتھ کچھ اندھیری اور گرج بھی ہوتی ہے اور کچھ چمک بھی، ہمیں چاہیئے کہ ان اندھیروں اور گرج وغیرہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے روحانیت کی بارش سے فائدہ اٹھائیں، آپ نے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ انہیں اپنی قوت ایمان کو زیادہ مضبوط کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو زمانہ ہمارے بعد آرہا ہے وہ بہت خطرناک ہے۔ اس میں قیامت خیز اور ہلاکت آفرین تباہیاں ہوں گی، یہی ہلاکت آفرینیاں لوگوں کو مذہب کی طرف متوجہ کرنے کا موجب ہوں گی جس کے آثار ابھی سے آنے لگے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ روما کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک وقت ان میں سخت عیاشی تھی۔ مگر جنگ جدال کے ہیبت ناک منظر نے انہیں اس سے ہٹا دیا اور وہ عبادتگاہوں میں چلے گئے۔ چنانچہ نیویارک میں اس وقت بھی ایک جگہ ہے جہاں لوگ تنہائی میں جا کر دعائیں مانگتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ لوگ دنیا پر گرے پڑے ہیں۔ اور خدا پانے کا میدان خالی پڑا ہے۔ اس کے پانے کے لئے تم پہلے کو دپڑو۔

مولانا صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ ہم نوجوانوں کے لئے کوئی باقاعدہ منظم اور رائج انتظام تربیت نہیں کر سکے۔ مگر باوجود اس کے ان کی سرگرمیوں میں کوئی کمی نہیں آنی چاہیئے انکے ذریعہ سے دنیا میں تبدیلی پیدا ہوگی ان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ نوجوان اصل کام کو سامنے رکھیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک روحانی انقلاب پیدا کرنا ہے۔ آپس میں مل کر کام کریں۔ ہمارے دور میں جن لوگوں نے اپنے آپ کو خدمت اسلام کیلئے پیش کیا مگر یہ نوجوان ان سے زیادہ بہتر افراد پیش کر سکیں۔ ہر ایک دوسرے سے اخلاص میں سبقت لے جائیں اور یاد رکھیں ؎

> لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
> ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

یہ مامور کی بات ہے۔ جو پوری ہو کر رہے گی۔

سلطان محمد
سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

اسلام مشرق و مغرب میں

برٹش گائنا میں اسلام

جارج ٹاؤن (برٹش گائنا) سے شفیع محمد صاحب لکھتے ہیں:-

"غالباً دوسرا کوئی ایسا زندہ ادارہ نہیں جس نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے بڑھ کر قیمتی اور طویل خدمات سرانجام دی ہوں، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے تمام ممبران پر جنہوں نے اسلام کی مشعل دنیا کے بعید ترین کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں، اپنی رحمتوں کی بارشیں نازل کرے۔

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ میری لائبریری کے لئے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور ریلیجن آف اسلام بھیج رہے ہیں، یہ چیزیں اسلام کی حفاظت و اشاعت کے سلسلہ میں ہمارے لئے بہت بڑی امداد کا موجب ہوں گی"

جنوبی ہند میں اسلام

ہبلی (کرناٹک) سے مولوی محمد بڈھن بردور صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ ماہ فروری میں آریہ سماج کا ایک جلسہ ہبلی میں منعقد ہوا جس میں قرآن کریم اور حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت ناپاک اعتراضات اور طعنہ زنیاں کر کے مسلمانوں کے دل دکھائے گئے اور گوشت خوری کے متعلق مسلمانوں کا مذاق اڑایا گیا، ہر چند کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اراکین اور قادیانی مبلغ مولوی مبارک علی نے جواب کے لئے اجازت چاہی لیکن انہیں اجازت نہ ملی، بالآخر قادیانی جماعت اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اراکین نے شروع مارچ میں ایک مشترکہ جلسہ منعقد کیا جس میں قادیانی مبلغ نے عیسائی مشنریوں کے وجوہ بھی بہت دنوں سے شور مچا رہے تھے) اعتراضات کا موثر جواب دیا اور میں نے آریہ سماج کے جواب میں کنٹری زبان میں تقریر کی جس میں تمام اعتراضات کو غلط ثابت کر کے ہندوؤں کی مذہبی روایات اور یجروید گوشت خوری کا جواز ثابت کیا گیا، یہ تقریر بہت ہی موثر ثابت ہوئی، بہت سے ہندو بھی اس تقریر میں موجود تھے جنہوں نے لیکچر بڑی دلچسپی سے سنا اور برسر مجلس ہمارے دلائل کی معقولیت کا اعتراف کیا اور پنڈال میں پھول برسائے، قریباً دو تین ہزار کا مجمع تھا جو دوران تقریر میں خوش ہو کر تالیوں پر تالیاں بجاتا تھا اور آریہ سماج کی تفرقہ پردازی اور کذب بیانی پر نفرین بھیجتا تھا، قاضی میرالدین صاحب ریٹائرڈ کلکٹر صدر جلسہ تھے انہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں اس حقیقت کا اظہار کیا کہ قرآن کریم بنی نوع انسان کے لئے مکمل ہدایت لیکر آیا ہے، اور اس نے دوسری کتب سماوی کی جو اس سے پہلے نازل ہوئیں تصدیق کی ہے جو اقوام عالم میں امن، سلامتی اتحاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، آریہ سماج دوسروں پر اعتراضات اور طعنہ زنی کر کے بنی نوع انسان میں عداوت و فساد کا بیج بوتی ہے جو کسی سچے آسمانی مذہب کا شیوہ نہیں ہو سکتا،

اسلام امریکہ میں

سان فرانسسکو سے مسٹر کے ہائیڈ لکھتے ہیں کہ لاس اینجلز کیلیفورنیا میں ایک نئی اسلامی مسجد بنائی گئی ہے جس کو دیکھنے کا مجھے شرف حاصل ہوا ہے۔ اس مسجد کی جائے وقوع ایک نہایت پررونق بازار میں ہے جہاں ہزاروں گاڑیاں اور بسیں ہر روز اس کے دروازوں کے آگے سے گذرتی ہیں۔ اس جگہ مشرق وسطیٰ اور مصر سے آئے ہوئے بہت سے مسلمان آباد ہیں، افسوس ہے کہ پاکستانی مسلم ایسوسی ایشن جس کا ہیڈ کوارٹر ہالی وڈ میں ہے صرف کاغذ کے اوپر اپنا نام رکھتی ہے اور عملی کام کوئی نہیں۔ ایسا ہی حال نئی اسلامی مسجد کا ہے، ہم امریکہ کے رہنے والے عمل کو پسند کرتے ہیں، زبانی چکنی چپڑی باتیں ہمارے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتیں ؛

رفتار عالم

کراچی ۸ر اپریل - آج صبح آئین ساز اسمبلی کا اجلاس مولوی تمیز الدین خان کی صدارت میں منعقد ہوا - جس میں فیصلہ کیا گیا کہ نئے دستور کے ماتحت ملک میں چار ہائیکورٹ قائم کئے جائیں ان میں سے ایک مشرقی بنگال دوسرا پنجاب تیسرا صوبہ سرحد اور چوتھا سندھ میں قائم ہوگا - ان ہائی کورٹوں کے صدر مقام ڈھاکہ، لاہور، پشاور اور کراچی ہوں گے - فیصلہ کیا گیا کہ فی الحال بلوچستان اور کراچی، سندھ ہائیکورٹ کے دائرہ عمل میں شامل رہیں گے، فیصلہ کیا گیا کہ صدر مملکت ہی ہائیکورٹ کے ججوں کے تقرر کی آخری منظوری دیں گے لیکن یہ منظوری کورٹ کے چیف جسٹس کی سفارش کے مطابق دی جائے گی - سپریم کورٹ کا چیف جسٹس صدر مملکت کی خدمت میں اپنی سفارشات پیش کرنے سے قبل اس ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے صلاح مشورہ کرے گا جس کے کسی جج کے تقرر کی منظوری درکار ہوگی۔

پشاور ۸ر اپریل - آج صبح مانسہرہ میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں کاغان آلائی اور دوسرے پہاڑی علاقوں کے باشندے بھی شریک تھے اس اجلاس میں خان عبدالغفار خان کے مطالبے کی سخت مخالفت کی گئی جو آئین ساز اسمبلی کو توڑ دینے، صوبوں کی از سر نو حد بندی کرنے اور صوبہ سرحد کا نام تبدیل کرنے پر زور دے رہے ہیں۔

نئی دہلی - ۸ر اپریل - اس ماہ کے آخر تک پٹنہ میں ایک کنونشن منعقد ہو رہی ہے تاکہ جمہوریہ بھارت کے صدر کو بھارتی دستور کی دفعہ ۳۴۷ کے تحت پیش کرنے کے لئے ایک یادداشت تیار کی جائے - اس یادداشت میں ان سے درخواست کی جائے گی کہ وہ بہار میں اردو کو علاقائی زبان کا درجہ دیں - پٹنہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ کچھ عرصہ پہلے اس مطالبے کی حمایت میں ۲۰ لاکھ دستخط حاصل کرنے کی جو مہم شروع کی گئی تھی وہ ختم ہونے کے قریب ہے - اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ اسمبلیوں اور پارلیمنٹ کے اردو جاننے والے ارکان، اردو لائبریریوں اور انجمنوں کے وفد، مصنف اور صحافی اس کنونشن میں مدعو کئے جائیں گے۔

لاہور ۸ر اپریل - حکومت پنجاب نے روزنامہ "آفاق" لاہور اور استقلال پریس لاہور (جہاں آفاق طبع ہوتا ہے) کے کیپر سے تین تین ہزار روپے کی ضمانتیں طلب کی ہیں - یہ کارروائی انڈین پریس (ایمرجنسی پاورز) ایکٹ ۱۹۳۱ء کی ذیلی دفعہ ۳ کے تحت ۲۱ر اکتوبر ۱۹۵۳ء کو مبینہ طور پر ایک قابل اعتراض نظم کی اشاعت پر کی گئی ہے۔

لاہور ۸ر اپریل - چھاؤنی مجسٹریٹ چودھری محمد شفیع کی عدالت میں آج سردار مجید اللہ خان چیئرمین پنجاب پبلک سروس کمشن کی جواں سال ہمشیرہ بیگم اقبال جمیل ایم اے اور ان کے لڑکے فرزند غنی کے مشہور مقدمہ قتل کی سماعت شروع ہوئی، تو فاضل مجسٹریٹ نے ملزم پرویز کو جو لاہور کے سینیئر سول جج محمد غنی چیمہ کا لڑکا ہے، اپنی سوتیلی والدہ اور سوتیلے بھائی کو اپنے باپ کے ریوالور سے قتل کرنے کے الزام میں سیشن سپرد کر دیا گیا -

نئی دہلی ۸ر اپریل - نئی دہلی ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ کل پانڈی چری کے مغرب میں واقع ایک گاؤں کے ۳۰۰ باشندوں نے فرانسیسی اقتدار سے آزاد ہونے کا اعلان کر دیا - انہوں نے درختوں پر بھارتی جھنڈے لہرائے ان میں سے ایک جھنڈے کو فرانسیسی پولیس نے پھاڑ دیا - فرانسیسی پولیس نے متعدد اشخاص گرفتار کر لئے - کل پانڈی چری کے کارخانے اور دوکانیں بند رہیں -

واشنگٹن ۸ر اپریل - ایٹمی کمشن کے صدر مسٹر سٹراس نے ایک بیان میں کہا کہ حال ہی میں بحر الکاہل میں ہائیڈروجن بموں کے جو تجربے کئے گئے تھے وہ بے حد کامیاب رہے ہیں -

قاہرہ ۸ر اپریل - ڈاکٹر محمود فوزی وزیر خارجہ مصر نے آج بیان متحدہ اقوام نگران کمشن کے صدر جنرل بینکے کو بتایا کہ آیندہ سے مصر اور دوسرے عرب ملک اسرائیل کے ہر حملے کا جواب طاقت سے دیں گے -

ڈھاکہ ۸ر اپریل - کل شام ڈھاکہ اور اس کے نواحی علاقے میں شدید ژالہ باری ہوئی بعض اولے پاؤ پاؤ سیر کے تھے جن کی وجہ سے دھان کی فصل کو سخت نقصان پہنچا، ایک آدمی کے ہلاک کئی ایک کے زخمی ہونے کی بھی اطلاع ملی ہے ڈھاکہ میں کئی مکانوں کو نقصان پہنچا خیال یہ ہے کہ صرف ڈھاکہ میں مکانوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا اندازہ پچاس ہزار روپے ہوگا۔

نیویارک ۸ر اپریل - مسٹر عبدالاکبر نمائندہ پاکستان نے اقوام متحدہ کی اقتصادی اور معاشی کمیٹی کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ عالمی بنک کو پسماندہ ملکوں کو زیادہ قرض دینا چاہیئے تاکہ وہ اپنے ترقیات کے منصوبوں کی تکمیل کر سکیں - آپ نے کہا کہ پاکستان کو بنک کی طرف سے جو رقوم قرضے کے طور پر دی گئی ہیں وہ ملک کی آبادی اور اس کے منصوبوں کے مقابلہ میں بہت کم ہیں، پاکستان میں مضبوط حکومت قائم ہے - پاکستان بین الاقوامی معاہدوں پر پوری طرح عمل کر رہا ہے - لہذا کوئی وجہ نہیں کہ بنک اس کے لئے قرضے کی سہولتیں فراہم نہ کرے - آپ نے کہا کہ ترقی یافتہ ملکوں کو پاکستان اور ایشیا کے دوسرے ملکوں میں زیادہ سرمایہ لگانا چاہیئے

کراچی ۸ر اپریل - حکومت پاکستان عراق کے لئے ریت کی پانچ لاکھ بوریاں بھیجنے کا انتظام کر رہی ہے - حکومت عراق نے پاکستان کی پیشکش قبول کر لی ہے -

کراچی ۸ر اپریل - بھارتی اخباروں میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ یکم فروری ۱۹۵۰ء اور ۱۳ر مئی ۱۹۵۰ء کے درمیان جو مہاجرین بھارت سے پاکستان گئے تھے بھارت حکومت نے انہیں دوبارہ بھارت میں آباد کر دیا ہے لیکن کراچی کے سرکاری حلقوں نے بھارتی اخباروں کی اس اطلاع کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے -

ان حلقوں کا بیان ہے کہ پاکستان اور بھارت میں ایک معاہدہ ہوا تھا جس کے مطابق بھارت نے عہد کیا تھا یکم فروری ۱۹۵۰ء کے اور ۱۳ر مئی ۱۹۵۰ء کے درمیان جو مہاجرین بھارت سے پاکستان گئے ہیں بھارت انہیں واپس لے لے گا اور انہیں ان کی جائدادوں پر دوبارہ آباد کر دے گا - اس مدت میں لاکھوں مہاجرین پاکستان آئے تھے - لیکن ان میں سے ڈیڑھ لاکھ سوا لاکھ مہاجرین نے واپس جانے کے لئے اپنے نام رجسٹر کرائے تھے - حکومت پاکستان کی لاتعداد یادداشتوں کے باوجود بھارتی حکومت نے اپنا عہد پورا نہیں کیا اور ان میں سے صرف ۲۳ ہزار ۵۴۹ مہاجرین کو واپس لیا ہے - باقی ماندہ مہاجرین ابھی تک بھارتی حکومت کا انتظار کر رہے ہیں -

سڈنی ۸ر اپریل - کل اطلاع ملی تھی کہ آسٹریلیا کی طرف سے ہندچینی کی امداد کے لئے جو اسلحہ اور گولہ بارود بھیجا جانے والا ہے بندرگاہ کے مزدوروں نے اسے جہازوں میں لادنے سے انکار کر دیا ہے -

لاہور ۸ر اپریل - پنجاب کی ریڈ کراس سوسائٹی اندرون لاہور میں عورتوں اور بچوں کی بہبود سے متعلق دیرینہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک زچہ خانہ یا ہسپتال اور بچوں کی بہبود کا ایک مرکز قائم کرنے کا منصوبہ تیار کر رہی ہے یہ ہسپتال سرگنگا رام ہسپتال میں جو اندرون شاہ عالمی گیٹ میں واقع ہے قائم کیا جائے گا جہاں شروع میں ۲۵ بستروں کا انتظام ہوگا۔

نئی دہلی - ۸ر اپریل - کشمیر ڈیموکریٹک یونین کے صدر پنڈت پریم ناتھ براز نے لکھا ہے کہ پاکستان کی پرامن کوششیں اور حصول آزادی کے لئے کشمیری عوام کا عزم و استقلال ہی تصفیہ کشمیر کا واحد حل ہے یہی وجہ ہے کہ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے اس مسئلہ کو دوستانہ طریق سے حل کرنے کی جو پالیسی اختیار کی ہے اسے پاکستان کے تمام امن پسند لوگوں نے سراہا ہے - پنڈت پریم ناتھ براز نے اپنی نئی کتاب "کشمیر کی جدوجہد آزادی کی تاریخ" میں لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ چھ سال تک کشمیر میں جمہوریت کے خلاف جنگ کرتے رہے لیکن ہندوستان کے غیر محدود ذرائع کے باوجود بھی وہ ناکام رہے - شیخ عبداللہ کی برطرفی اور گرفتاری ایک تلخ تجربہ تھا - اور اگر بھارت کے حکمرانوں کو نہیں تو کم از کم بھارتی عوام کو سبق حاصل کرنا چاہیئے تھا اور شیخ عبداللہ کی جگہ ایک اور بے ضمیر اور موقع پرست کو ذلیل فرائض تفویض کرنے کی بجائے کشمیری عوام سے انصاف کر کے انہیں اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی مکمل آزادی دینی چاہیئے تھی - لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کے ہندو ایک بڑی بھاری خود فریبی میں مبتلا ہیں - پنڈت براز نے کہا ہے کہ بخشی غلام محمد کا انجام شیخ عبداللہ سے کسی طرح مختلف نہیں ہو سکتا۔

کراچی ۸ر اپریل - معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے ملکی کپڑے کی قیمتوں میں مزید ۳ یا ۵ فیصدی کرنے کا فیصلہ کیا ہے - اس کمی کا اعلان ایک دو دنوں میں کر دیا جائے گا - یاد رہے یہ کمی اس ۶½ فیصد تخفیف کے علاوہ ہے جس کا چند روز پیشتر اعلان کیا گیا تھا۔

پیغام صلح مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۵۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۰

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور — فون نمبر ۲۷۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۰ شعبان ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۱

جواھر ریزے

(م - خ - حسن)

نمامی یا چغلخوری - سخن چینی - بہتان بندی

قرآن مجید سے:-

ولا تطع کل حلاف مھین ۵ ھماز مشاء بنمیم ۵ مناع للخیر معتد اثیم ۵ عتل بعد ذالک زنیم ۵ (سورۃ القلم)

ایسے (نابکار) کے کہنے میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھاتا ہے اور آبرو باختہ ہے۔ لوگوں پر آواز سے کستا پھرتا ہے اور ادھر اُدھر چغلیاں لگاتا پھرتا ہے نیکی سے روکتا ہے۔ حد سے بڑھا ہوا ہے، بدی اکھڑ ہے پھر بد اصل بھی۔

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا ۵ (الاحزاب)

جو لوگ ایمان لانیوالے لوگوں اور ایمان والی عورتوں پر بغیر اسکے کہ انہوں نے قصور کیا ہو ناحق کی تہمت لگا کر ایذا دیتے ہیں وہ جھوٹے طوفان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر لیتے ہیں۔

حدیث سے:-

عن عبد الرحمن بن غنم و اسماء بنت یزید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیار عباد اللہ الذین اذا راوا ذکر اللہ و شرار عباد اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاحبۃ الباغون البراء العنت - (مشکوٰۃ)

عبد الرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا خدا کے بندوں میں بہترین بندے وہ ہیں کہ جب ان کے چہروں کو دیکھا جائے تو خدا یاد آ جائے، اور خدا کے بندوں میں بدترین بندے وہ ہیں جو ادھر ادھر کی چغلیاں لگاتے پھرتے ہیں دوستوں میں جدائی ڈلواتے پاک اور بے لوث لوگوں کی تہمت لگاتے ہیں۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر (صحیحین)

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالیاں دینا فاسق (بدکار) کا کام ہے۔ اور اس کو جان سے مارنا کافر کا۔

عن عبد اللہ بن عمرو ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ (مسلم)

عمرو کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی کریم صلعم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کونسا مسلمان بہتر ہے فرمایا وہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

خدا تعالےٰ کو کیونکر راضی کیا جائے

مسیحِ وقت کا پیغام برادرانِ سلسلہ کو

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچکر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو:- (ازالہ اوہام حصہ دوم)

بزرگانِ ملت سے ایک ضروری درخواست

از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد ووکنگ

احباب کرام جناب ماسٹر امیر علی صاحب سے واقف ہوں گے جنہیں انگلستان آئے ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے، ایک سال سے ووکنگ مشن کے سٹاف پر بطور محاسب اور امین نہایت ہی اخلاص، محنت اور دیانتداری سے کام کرتے رہے ہیں۔ ماسٹر صاحب موصوف بغرض علاج یہاں تشریف لائے تھے۔ پاکستان میں جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب (ڈاڈر) کے زیر علاج تھے اور خان بہادر صاحب کی ہی اور تعلیم سے ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے تھے۔ گذشتہ سال اپریشن کے بعد انہوں نے اپنی زندگی خدمت اسلام اور ووکنگ مشن کے لئے وقف کر دی تھی اور وہ پورا ایک سال نہایت ہی تندہی اور خوش اسلوبی سے یہاں مشن میں کام کرتے رہے ہیں بلکہ جب میں چار پانچ ماہ کے لئے پاکستان گیا تو میری غیر حاضری میں دفتر کی بہت سی اہم ذمہ داری ان کے سپرد تھی۔ شاید اس عرصہ میں محنت شاقہ کا یہ اثر ہوا کہ یکم اپریل کو اچانک ان کی طبیعت نے پلٹا کھایا اور دوسری اپریل کو ان کی تکلیف کافی بڑھ گئی یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے ان کو پھر ہسپتال داخل کرانے کا فیصلہ کیا۔ یہاں ہسپتالوں میں جگہ ملنی کوئی آسان بات نہیں بسا اوقات مریض کو کئی کئی ماہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن سابقہ داخلہ کی طرح ان کا یہ داخلہ بھی معجزنما طریقہ پر ہوا انہیں اسی سابقہ St. Thomas Hospital ہسپتال لندن میں ۵ ماہ اپریل کو جگہ مل گئی اور انہیں وہاں داخل کرا دیا گیا۔ اب تشخیص و تجسس ہو رہی ہے جس کے نتیجہ پر آئندہ علاج معالجہ شروع ہوگا۔ اغلب خیال یہی ہے کہ ان کا دوبارہ اپریشن ہوگا۔ لہٰذا احباب جماعت سے اور بالخصوص بزرگان دین مثلاً جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب حضرت مولانا صدر الدین صاحب، حضرت مولانا یعقوب خان صاحب، حضرت مولانا عزیز بخش صاحب سے گذارش ہے کہ اس مرد مجاہد اور خادم دین کیلئے خاص طور پر بوقت تہجد دعا فرمائیں۔ ماسٹر صاحب کو میں نے کافی قریب سے دیکھا ہے وہ بہت ہی مخلص ہمدرد اور قیمتی انسان ہیں اور ہماری نیم شبی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ میں خود اور میرے دوسرے اہل خانہ بھی آپ سب کی دلی دعاؤں کے متمنی اور ملتجی ہیں۔ مولانا عبد المجید صاحب پہلے ہی دورہ پر ہیں اب شیخ محمد طفیل صاحب پاکستان واپس تشریف لیجا رہے ہیں اور جناب ماسٹر صاحب (جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں) ہسپتال میں بیمار ہیں لہٰذا آپ حضرات میری مصروفیات اور ذمہ داریوں کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہمارے گھر کی ملازمہ بھی ملازمت چھوڑ کر چلی گئی ہے جس کی وجہ سے میری رفیقہ حیات پر بہت بوجھ آن پڑا ہے اور مشن کی مالی مشکلات کی وجہ سے نئی خادمہ کا رکھنا بھی زیر غور ہے۔ لہٰذا ہم سب آپکی دعاؤں کے محتاج ہیں......

منقول از: پیغام صلح ——— مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء

زندہ جاوید معجزہ

مسیحی حضرات یہ کہتے ہوئے جھکتے نہیں کہ قرآن مجید اگرچہ دوسرے انبیا کے معجزات کا ذکر کرتا ہے مگر خود محمد رسول اللہ کے کسی معجزہ کا اس میں ذکر نہیں برخلاف مسیح کے معجزات کے کہ ان کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور اناجیل میں تو بکثرت موجود ہے۔ اس امر سے قطع نظر کہ مسیح کے معجزات کی کیا حقیقت ہے۔ ہم اپنے مسیحی دوستوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دوسرے معجزات کو چھوڑ کر خود قرآن مجید ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ چنانچہ باسورتھ سمتھ جیسے عیسائی محقق نے بھی اس کو ایک مستقل معجزہ تسلیم کیا ہے (دیکھو ان کی تصنیف لائف آف محمد صـ ۲۹) مسیح کے معجزات تو مسیح کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو گئے مگر قرآن مجید کا معجزہ ابدالآباد تک قائم رہے گا۔ اس کے بے مثل اور بے نظیر ہونے کا چیلنج آج بھی اسی طرح قائم ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے یہ دعوے کیا گیا وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ وَادْعُوْا شُھَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ (البقرہ ۲۳)

یہ ایک زندہ جاوید معجزہ ہے۔ کیا ایسے زندہ جاوید معجزہ کے مقابلے میں کوئی اور معجزہ کچھ حقیقت رکھتا ہے؟ پھر اس کے اندر جو مستقبل کی شاندار پیشگوئیاں ہیں وہ کچھ کم معجزہ ہیں؟ یاد رکھنا چاہیئے کہ پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالے کے غیر محدود علم اور طاقت پر دلالت کرتا ہے بالخصوص جبکہ وہ ایسے حالات اور ایسے ماحول میں کی جائے کہ بظاہر اس کے پورا ہونے کے قرائن نہ ہوں۔ قرآن مجید کی پیشگوئیوں پر نظر ڈال کر دیکھ لو وہ ایسے حالات میں اور ایسے زمانہ میں کی گئیں جبکہ ان کے پورا ہونے کا کوئی امکان نہ تھا مگر آخر وہ پوری ہوئیں اور وہ رہتی دنیا تک تمام نسل انسانی کے لئے معجزہ ثابت ہوئیں اس زمانہ میں جبکہ خدا کا رسول اکیلا تھا اور قوم کی قوم اور ملک کا ملک آپ کی مخالفت پر کمر بستہ تھا۔ اس زمانہ میں جبکہ آپ انتہائی بیکسی کی حالت میں بے یار و مددگار خونخوار دشمنوں کے ظلم و ستم کا آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ اور آپ کی زندگی کو ختم کر دینے کی سازشیں کی جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں جب کہ آپ کے چند رفقاء پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا اور انہیں ترکِ وطن پر مجبور کیا گیا۔ اس زمانہ میں جبکہ چاروں طرف مایوسی کے بادل چھائے ہوئے تھے اور ظاہری حالات ایسے یاس انگیز تھے کہ کوئی شخص ایک لحہ کے لئے بھی خیال نہیں کر سکتا کہ یہ شخص کبھی کامیاب ہوگا۔ اس زمانہ میں محمد رسول اللہ کا خدا آپ سے کہتا ہے کہ یہ سب مخالف ایک دن ناکام و نامراد ہوں گے اور آپ کا دین تمام جزیرہ عرب پر مسلط ہو جائے گا۔ ان دشمنوں کے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے اور وہ مغلوب و مقہور ہوں گے۔ اسلام ایک زبردست طاقت بن جائے گا جس کے سامنے دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں پامال ہو جائیں گی اور مسلمان قوم دنیا میں مظفر و منصور ہوگی اور ان کی سلطنت دنیا کے دور دراز کونوں تک پھیل جائے گی اور بالآخر دین اسلام دنیا کے سب دینوں پر غالب آ جائے گا۔

مقام غور ہے کہ ایک طرف تو ایسی بے بسی کی حالت کہ حضور صلعم دشمنوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر ترکِ وطن پر مجبور ہوتے ہیں اور دوسری طرف خدا کی طرف سے ایسی عظیم الشان بشارتیں اور پھر ان بشارتوں کا ایک ایک کر کے بلا کم و کاست پورا ہونا کیا کچھ کم معجزہ ہے؟ مکی سورتیں ان بشارتوں سے بھری پڑی ہیں جن میں دشمنوں کی پامالی اور حضور صلعم کی فتح و ظفر کی پیشگوئیاں نہایت واضح اور بین الفاظ میں کی گئی ہیں چنانچہ فرمایا (۱) اَکُفَّارُکُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِکُمْ اَمْ لَکُمْ بَرَآءَۃٌ فِی الزُّبُرِ ۝ اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ (سورۃ القمر آیت ۴۳-۴۵) ان آیات میں صریح الفاظ میں خدا نے خبر دی کہ کفار کی جمعیت شکست کھائے گی اور وہ پیٹھ پھیر دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۲) وَسَکَنْتُمْ فِیْ مَسٰکِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ وَتَبَیَّنَ لَکُمْ کَیْفَ فَعَلْنَا بِھِمْ وَضَرَبْنَا لَکُمُ الْاَمْثَالَ ۝ وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَھُمْ وَعِنْدَ اللّٰہِ مَکْرُھُمْ ؕ وَاِنْ کَانَ مَکْرُھُمْ لِتَزُوْلَ مِنْہُ الْجِبَالُ ۝ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ (سورۃ ابراہیم آیت ۴۵-۴۷) ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ مسلمان غالب آئیں گے اور کفار کی تمام تدبیریں خاک میں مل جائیں گی، اور واقعات نے اس کو ثابت کر دیا۔ (۳) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ؕ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ ؕ وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِھَادُ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۹-۱۱) ان آیات میں بھی دشمنوں کے مغلوب ہونے کی صریح پیشگوئی پائی جاتی ہے، (۴) وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِھِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓی اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ لَنُھْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ ؕ (سورۃ ابراہیم آیت ۱۳-۱۴) ان آیات میں بھی دشمنوں کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے (۵) وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ؕ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۵) اس آیت میں مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین کا وارث بنایا جائیگا۔ (۶) وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ اس جگہ بھی اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مسلمان قوم کو بادشاہت عطا فرمائے گا (۷) ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ؕ (سورۃ توبہ آیت ۳۳ سورۃ الفتح آیت ۲۸ سورۃ الصف آیت ۹) میں بھی نہایت بین الفاظ میں غلبۂ اسلام کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ یہ تمام پیشگوئیاں اس وقت کی گئیں جب اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم سخت نرغے کی حالت میں تھے اور کوئی شخص یہ گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ دین اور اس کا سعادت بانی کبھی دنیا میں کامیاب اور بارآور ہوگا اتنی سخت دشمنی اور ایسے نازک حالات تھے کہ یہی خیالات ہو سکتا تھا کہ یہ چند دن کا مہمان ہے لیکن یہ کتنا عظیم الشان معجزہ ہے کہ چند ہی سالوں میں عرب کا یا پلٹ گئی اور دنیا نے ایسا عظیم الشان انقلاب دیکھا جو کسی معمولی انسان سے ممکن نہ تھا جب تک خدائی طاقت ساتھ نہ ہو کیا ایسا عظیم الشان معجزہ انبیاء کی تاریخ میں کہیں نظر آتا ہے کیا مسیح کے معجزات اس کے سامنے کوئی حقیقت رکھتے ہیں؟

اس کے علاوہ بڑے بڑے امور مہمہ کے متعلق قرآن مجید کی پیشگوئیاں ہر زمانہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور ہر زمانہ کے لوگ قرآن مجید کے ان معجزات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں پھر خدا نے اس امت کے اولیاء کو بھی کرامات اور نشانات سماویہ سے محروم نہیں رکھا اور ہم نے تو اپنے زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کے وجود میں ایک زندہ معجزہ دیکھا اس طرح سے امتِ محمدیہ میں معجزات کا ایک تسلسل جاری ہے جو ابد الآباد تک اسلام کی اعجازی قوتوں کو ظاہر کرتے ہوئے خلق خدا کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا موجب ہوتا رہے گا۔

ہندوستان میں تبلیغی مشن

تقسیم ملک کے بعد برصغیر کا وہ خطہ جو بھارت کے نام سے موسوم ہو چکا ہے، اسلام کی اس مسکتی ہوئی تصویر کو پیش کر رہا ہے جو شاید آج سے پہلے نہیں دیکھی گئی ہندوؤں کی سیاسی جماعتیں اسلام اور مسلمان کا نام سننے کی روادار نہیں اور ایسے طریق اختیار کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے مسلمان یا تو بددل ہو کر وہاں سے نکل آئیں، یا ہندوؤں میں مدغم ہو کر رہ جائیں۔ آئے دن ایسی کتابیں شائع کی جاتی ہیں جن میں اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کی بہت بری تصویر کھینچی جاتی اور ناپاک حملے کئے جاتے ہیں، ایسی کئی کتابوں کے خلاف اس سے قبل صدائے احتجاج بلند ہو چکی ہے، اور اب پھر کلکتہ سے "نسکی قال" ایک کتاب بنگالی زبان میں شائع ہوئی ہے جس پر آل انڈیا مسلم جماعت نے دھمکی دی ہے کہ اگر حکومت مغربی بنگال نے ۱۰ مئی تک اس کتاب پر پابندی عائد نہ کی تو یہ جماعت وزیر اعلیٰ مغربی بنگال کے مکان کے سامنے پُرامن ستیہ گرہ کریگی۔

ان سب باتوں کے علاوہ آریہ سماج جو کام کر رہی ہے وہ مسلمانوں کے دلوں کو اور بھی مجروح اور ہندوؤں کو اسلام سے متنفر کرنیکا موجب ہو رہا ہے، حال ہی میں آریہ سماج کا ایک جلسہ کرنانک کے صدر مقام بنگلور میں ہوا جس میں اسلام کی بری سے بری تصویر کھینچی گئی، اس جلسہ کی جو رپورٹ آریہ ویر جالندھر میں شائع ہوئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ:-

"ویداور قرآن کا مقابلہ جب وہاں کی پبلک کے سامنے پیش کیا گیا تو مسلمان مولوی تلملا اٹھے ...... ہندو جنتا کے لئے یہ پرچار ایک انوکھی واقعہ سا ہو گیا وہاں کے کرناٹک سماچار اور انگریزی اخباروں میں ہمارے پرچار کو بہت ہی اچھے ڈھنگ سے چھاپا"

ایسے ہی جلسے پونا، ناسک، احمد نگر، دیولالی وغیرہ مقامات پر بھی ہوئے اور خدا جانے آئے دن کہاں کہاں ان جلسوں کے ذریعہ ناواقف لوگوں کے دلوں کو اسلام سے متنفر کیا جاتا ہے، اور صرف آریہ سماج ہی نہیں عیسائی بھی جگہ جگہ پھر کر عیسیٰ مسیح کی خدائی کا پرچار کر رہے ہیں،

کیا ان حالات میں یہ ضروری نہیں کہ ہندوستان میں ایک مضبوط تبلیغی مشن قائم کیا جائے جو لیکچروں کتابوں اور اشتہارات وغیرہ کے ذریعہ سے اسلام کی روشن تصویر لوگوں میں پھیلائے یہ نہ صرف مسلمانوں کے

قومی زندگی کے لئے جذبۂ ایثار و قربانی پیدا کرنے کی ضرورت

صحابہؓ کا ولولۂ جہاد اُمت کے لئے ایک روشن مثال ہے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲/ اپریل ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایم اے بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واذا انزلت سورۃ ان اٰمنوا باللہ وجاھدوا مع رسولہ استاذنک اولی الطول منھم وقالوا ذرنا نکن مع القاعدین ۔۔۔۔۔۔۔ رضوا معالخوالف و طبع اللہ علٰی قلوبھم فھم لا یعلمون ۔۔۔۔۔۔ (التوبہ ۱۱-۱۹)

حضرت نبی کریم صلعم کی بے نظیر کامیابی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اپنوں نے تو کیا مخالفین نے بھی یہ لکھا ہے کہ حضور سے بڑھ کر کوئی انسان دنیا میں زیادہ کامیاب نہیں ہوا، ایک قوم کی قوم کو بلند کر دینا کسی بادشاہ یا کسی پیغمبر کو بھی میسر نہیں آیا آپؐ نے قوم کے اندر روحانی بادشاہ بھی پیدا کئے اور دنیوی بادشاہ بھی، ایک بہت بڑی وسیع سلطنت حضور کو اور حضور کے متبعین کو نصیب ہوئی اور ایسے ایسے بادشاہ آپؐ کے متبعین میں پیدا ہوئے جو خدا کے مقرب بھی تھے اور مخلوق کے خادم بھی، حضور صلعم نے عجیب قوم پیدا کی، جس کے متعلق فرمایا انما المؤمنون اخوۃ اس قوم کے بڑے اور چھوٹے سب ایک برادری میں منسلک ہیں، تمام دنیا اس پر صاد کرتی ہے کہ یہ ایک ایسی قوم پیدا ہوگئی ہے، جس کی نظیر نہیں ملتی، پھر ایک عجیب مذہب دنیا کو دیا، جس کے اصول دنیا میں امن پیدا کرنے والے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بے نفسی

تو آپؐ نے اپنی قوم کو ایک بہت بڑی سلطنت کا مالک بنا دیا، ایک بہت بڑی اخوت ان کے اندر پیدا کر دی، یہ اس قوم کے معراج کی بلندیاں ہیں، جو کبھی کسی کو میسر نہیں آئیں، باوجود اس کے بے نفسی اس قدر ہے کہ حیرت ہوتی ہے لا اسئلکم علیہ اجراً، مخلوق خدا کے لئے رات دن محنت کرتا ہوں، اپنی جان، اپنے اعزا و اقربا کی جانیں پیش کرتا ہوں، لیکن اجر کوئی نہیں مانگتا، کوئی غرض سامنے نہیں، اتنا بھی خیال نہیں کہ کوئی محلات بن جائیں، باغات ہوں، کوئی باورچی ہوں، بیویوں کے لئے کوئی سہولت حاصل کرنا مقصد نہیں، اپنے عزیزوں اور اپنی جان کی پروا نہیں، پروا اگر ہے تو غربا کی، مساکین اور یتامیٰ کی پروا ہے۔

جہاد سے پیچھے رہنے والے

اس بے نفسی اور غربا پروری اور مخلوق کی خدمت کو دیکھ کر قوم ساتھ دیتی ہے عبادت کرتے ہیں تو قوم پوری تقلید کرتی ہے، لڑائی کرتے ہیں تو قوم کی قوم آپ کے ساتھ ہوتی ہے اپنی جانیں بھی پیش کرتے ہیں اور مال بھی، وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ مال ہمارے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہے ہم کیوں کسی کو دیں یا خدا کے رستہ میں کیوں لٹائیں وہ کبھی عزت نہیں پا سکتے، ان آیات میں جو میں نے پڑھی ہیں یہ بتایا ہے کہ جو قوم نفس پرست ہو جائے اپنی جانیں اور مال ملک و ملت پر خرچ کرنے کے لئے تیار نہ ہو وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی، فرمایا واذا انزلت سورۃ ان اٰمنوا باللہ جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے دلوں میں ایمان کو پختہ طور پر بٹھالو، وجاھدوا مع رسولہ اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ مل کر جہاد کرو، تو اس وقت کیا ہوتا ہے استاذنک اولوا الطول منھم تو وہ لوگ جو صاحب استطاعت ہیں جو خود بھی جہاد کر سکتے ہیں اور اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو بھی بھیج سکتے ہیں، وہ آتے ہیں اور پیچھے رہنے کے لئے اجازت مانگتے ہیں وقالوا ذرنا نکن مع القاعدین کہتے ہیں حضور ہمیں چھوڑ جائیے، ہمارے حالات ایسے نہیں کہ آپؐ کے ساتھ جا سکیں رضوا بان یکونوا مع الخوالف، وہ عورتوں کے ساتھ بیٹھ رہنے پر خوش ہیں، پیچھے رہنے والی تو عورتیں ہوتی ہیں، ایسی بے حسی اور بے غیرتی ان میں ہے کہ عورتوں کی طرح پیچھے بیٹھ رہنا ان کو پسند ہے وطبع اللہ علٰی قلوبھم فھم لا یفقھون اتنے بے سمجھ ہیں کہ جانتے ہی نہیں کہ پیچھے بیٹھ رہنے میں کس قدر نقصان ہے، ان کے دلوں پر مہریں لگ گئی ہیں، اور احساس ہی باقی نہیں رہا۔

افراد کی عزت قومی زندگی سے وابستہ ہے

ان کو پتہ ہی نہیں کہ انفرادی زندگی کیا چیز ہے، زندگی قوم کے ساتھ ہے، اگر قوم زندہ نہ رہے، اور ذلت و غلامی اس پر مسلط ہو جائے تو زندگی سے موت بہتر ہے، غازی تو جیتا ہوا گھر آ جاتا ہے اور عزت کی زندگی پاتا ہے اور یہ بدبخت چرخے کے پاس بیٹھا گمنامی اور بے عزتی کی موت مرتا ہے۔

شہادت کا ولولہ

لیکن سنو لکن الرسول والذین اٰمنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم محمد رسول اللہ خود میدان میں نکلتے ہیں اور صف اول میں رہتے ہیں فرماتے ہیں لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ میرا تو ولولہ ہے کہ خدا کے رستہ میں قتل کیا جاؤں، ولولہ اللہ اکبر، یہی ولولہ آپؐ کے ساتھیوں میں پیدا ہو گیا، خالدؓ کا جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا، مرنے لگے تو کہا میرے جسم کو دیکھو ایک بالشت بھر جگہ نہیں جس پر تلوار کا یا نیزے کا زخم نہ ہو، لیکن افسوس ہے کہ آج میدان جنگ کے بجائے ایک جانور کی طرح گھر میں مرتا ہوں، یہ تھا ولولہ،

مجاہدین کی جاودانی زندگی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف اول میں نکلتے ہیں اور جو لوگ فی الواقعہ دل سے ایمان لائے وہ بھی جان اور مال آپؐ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، واولٰئک لھم الخیرات واولٰئک ھم المفلحون، ان لوگوں کے لئے بڑے بڑے معاوضے ہیں، ان کی وجہ سے دین پھیلے گا، مسلمان قوم معزز ہوگی اعد اللہ لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خالدین فیھا، ان لوگوں کے لئے جاودانی زندگی ہے، جنات ان کو ملیں گی ذالک الفوز العظیم، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

جھوٹے عذر کرنے والے

وجاء المعذرون من الاعراب لیؤذن لھم وہ دیکھو بات یہ ہے ایسے لوگ بھی ہیں جن میں اس قسم کا ولولہ نہیں، وہ جھوٹے عذر لے کر آتے ہیں اور چاہتے ہیں انہیں اجازت دے دی جائے کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوں وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ اور جنہوں نے اللہ اور رسول سے جھوٹ بولا اور بیٹھ رہے سیصیب الذین کفروا منھم عذاب الیم ایسے لوگ دردناک عذاب پائیں گے۔

معذور لوگوں کی معافی

لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو فی الواقعہ معذور ہیں، بوڑھے ہیں، بیمار ہیں، اپنے پاس سے خرچ نہیں کر سکتے، ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا لیس علی الضعفاء ولا علی المرضٰی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج، بوڑھے آدمی، مریض، اور جو مسلمان جنگ اور زاد راہ کے لئے خرچ نہیں کر سکتے اذا نصحوا للہ ورسولہ مگر ان کی طبیعتوں میں نیکی کا جذبہ ہے، ایسے لوگ اگر جہاد کے لئے نہیں نکل سکتے تو ان پر کوئی گناہ

نہیں، ما علی المحسنین من سبیل نیک لوگوں پر کوئی الزام نہیں آسکتا واللہ غفور الرحیم، اللہ تعالیٰ ان کی پردہ پوشی کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

جیش العسرۃ

ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم، وہ لوگ بھی تھے جن کے پاس کچھ نہ تھا، لیکن جنگ میں شامل ہونے کے جذبے نے ان کے دلوں کو معمور کر رکھا تھا، وہ دیکھتے تھے، کہ خدا کا رسول اپنی جان اور مال پیش کر رہا ہے، قوم جانیں لے کر نکل پڑی ہے، اگرچہ حالات اور موسم اس کی اجازت نہیں دیتا، اسی وجہ سے اس لشکر کا نام جیش العسرۃ رکھا گیا۔

اسلام کے مقابلہ میں روم کی تیاریاں

روما کی ایمپائر جو شام میں تھی، انھوں نے ارادہ کیا کہ عرب پر حملہ کرکے مسلمانوں کو تباہ و برباد کردیں، اور اسلام کو مٹادیں، روم اور ایران کی سلطنتیں بڑی وسیع تھیں، اور ان دونوں کی زمین بڑی زرخیز واقع ہوئی تھی، بڑی باقاعدہ فوجیں ان کے پاس تھیں، ایران نے تو عرب کا ایک حصہ جس میں علاقہ فرات ہیں فتح بھی کرلیا تھا، لیکن حجاز کے ریگستان میں ان کے لئے کوئی کشش نہ تھی، اسی لئے اب تک اس طرف توجہ نہ کی تھی۔

عرب کی طرف یورپین اقوام کی موجودہ کشش

آج اس سرزمین میں بھی کشش پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ یہ پتہ لگ گیا ہے کہ اس زمین کے نیچے پٹرولیم کا ایک سمندر بہتا ہے، اس زمانہ میں انسانوں کی عقل اور فہم نے اس قدر ترقی نہ کی تھی کہ زمین کے اندر کے اس خزانہ کو معلوم کرسکیں، نہ اس سے وہ کام لینے کی ان میں اہلیت تھی، جو آج اس سے لیا جاتا ہے، اس وقت کوئلے کی ضرورت بہت تھی، سمندر میں تجارتی جہاز چلتے تھے، جن کے لئے کوئلہ بکار تھا، ہزاروں من کوئلہ انگلستان اور فرانس کے ساحلوں پر، جبرالٹر اور مالٹا میں پڑا رہتا تھا، لیکن آج اس سے بڑھ کر پٹرولیم کی ضرورت ہے، ایران آج ملکی طور پر کمزور ہونے کے باوجود تیل کی وجہ سے مضبوط ہے، عرب کا احترام آج اسی وجہ سے بڑھ گیا ہے کہ یہ معلوم ہوگیا ہے کہ اس میں تیل کے خزانے دبے پڑے ہیں۔

روم کے مقابلہ میں رسول اللہ صلعم کی تیاری

لیکن حضرت نبی کریم صلعم کے وقت سوائے اس کے اور کوئی کشش نہ تھی کہ اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے، عیسائیوں نے ارادہ کرلیا کہ عرب پر حملہ کرکے اسلام کو مٹا دیا جائے، ان کے اس حملہ کو پہلے سے روکنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار کا لشکر تیار کیا، اتنے بڑے لشکر کے لئے سامان رسد کی بھی ضرورت ہے، تمام خشک اور ریگستانی علاقہ ہے، ہر جگہ پانی چاہیئے، کھانے کا سامان چاہیئے، گرمی کے دن ہیں اور لوئیں چلتی ہیں، اسی لئے وہ لوگ جو دل سے ساتھ نہیں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ لا تنفروا فی الحر، اور کبھی اس قدر سخت گرمی میں تو نہ نکلو لیکن مسلمانوں کو اس کی پروا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر تیار کرتے ہیں، اور اٹھارہ اٹھارہ آدمیوں کا سامان، بستر، روٹی وغیرہ ایک ایک اونٹ پر لدوا کر چل پڑتے ہیں، اتنی لمبی مسافت ہے اور کوئی ریل یا جہاز موجود نہیں، رستے میں کوئی ریسٹورنٹ نہیں، کوئی آرام کی جگہ بھی نہیں، ایسے سفر کی ایسے حالات میں جس قدر تکلیف ہوسکتی ہے ظاہر ہے، پھر جن لوگوں کے مقابلہ کے لئے جارہے ہیں ان کے پاس باقاعدہ تربیت یافتہ فوج ہے۔ لیکن ان میں سے کسی چیز کی بھی پروا نہ کی۔

نبی کریم صلعم کا ارشاد اور صحابہؓ کی قربانیاں

اور فرمایا اے لوگو اٹھو! دشمن ہم پر حملہ آور ہونے والا ہے، آؤ پہلے ہی چل کر اس کی سرکوبی کریں، اپنے گھروں سے سامان لے آؤ، چنانچہ تلواریں، نیزے، تیر جو بھی کسی کو میسر آیا ملنے لگے حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار اونٹ اور ایک ہزار درہم پیش کیا، اور عبدالرحمٰنؓ، زبیرؓ، طلحہؓ سب لوگوں نے مال پیش کئے، حضرت ابوبکرؓ نے چار ہزار درہم پیش کئے، نبی کریم صلعم نے پوچھا پیچھے کیا چھوڑ آئے ہو، عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول، حضرت عمرؓ نے نصف مال دیا، یہ تھا ان لوگوں کا جذبہ، یونہی کوئی بڑا نہیں بن جاتا، تو ایک طرف یہ لوگ ہیں، جن کو اللہ نے توفیق دی اور انہوں نے بے دریغ خدا کی راہ میں دیدیا، یا اپنی ضرورت کے مطابق سامان لیکر چل پڑے۔

نادار لوگوں کا جذبہ

دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جن کے پاس کچھ نہیں اور جنگ میں جانے کا ولولہ دلوں میں رکھتے ہیں، انہی کے متعلق فرمایا اذا ما اتوک لتحملھم، وہ نبی کریم صلعم کے پاس آتے ہیں کہ ان کو بھی ساتھ لے جائیں، ان کی سواری کا بندوبست کردیں قلت لا اجد ما احملکم علیہ آپ فرماتے ہیں، میرے پاس کچھ نہیں کہ میں تمہارے لئے سواری کا بندوبست کروں، یہ کیسا صاف گو اور راست باز ہے، یہ خیال نہیں کہ ایسا کہنے میں وقار جاتا رہے گا، جھوٹا وقار قائم کرنا نہیں آتا، تولوا وہ مایوس ہوکر لوٹتے ہیں واعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، ان کی آنکھیں بتلا رہی تھیں کہ دل کے اندر کیا حزن اور غم بھرا ہوا ہے، اس بات کا کہ افسوس ہمارے پاس اس موقعہ پر خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں، کیا ولولہ ہے، اور کس قدر دین کی نصرت کا شوق اور موقعہ نہ ملنے کا غم ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ان آنسوؤں کی وہ قدر کی کہ رہتی دنیا تک لوگ ان کے اخلاص اور شہادت پانے کے جذبہ کا ذکر پڑھتے رہیں گے، اور اس قسم کا جذبہ اپنے دلوں میں بیدار کرتے رہیں گے۔ کیا مبارک تھے وہ لوگ۔

صحابہؓ کے قصے ہمارے لئے سبق

یہ تین قسم کے لوگوں کا قصہ ہے، ایک وہ جو ہر قسم کا سامان اور اہلیت رکھتے ہوئے جھوٹے عذر کرکے بچنا چاہتے ہیں، دوسرے وہ جو بخوشی خاطر جانیں اور مال پیش کردیتے ہیں اور تیسرے وہ جن کے پاس کچھ نہیں اور ولولہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کا ساتھ دیں لیکن مجبور ہیں، یہ کوئی ماضی کا قصہ نہیں، قرآن قصے بیان کرنے کے لئے نہیں آیا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ جانباز تھے جو نماز روزہ کے بھی پابند تھے، اور ہم سے بہت بڑھ کر پابند تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی جہاد کا بھی ولولہ رکھتے اور میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے تھے، یہ ولولہ تمہارے اندر بھی ہونا چاہیئے کہ خدا کے رستہ میں مال دینے سے دریغ نہ ہو، اور اگر ضرورت پیش آئے تو جان سے بھی دریغ نہ ہو، نماز روزہ اور نیکی کی زندگی تمہارا شعار ہونا چاہیئے، لیکن جہاد کا ولولہ بھی ضروری ہے جو قوم جہاد کو چھوڑ دے، مال دینے میں پس و پیش کرے، وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔

بچوں میں غیرت دین پیدا کرنے کی ضرورت

اس قرآن میں غزوات کا بھی ذکر ہے، غزوۂ بدر، غزوۂ احد کا ذکر بالتفصیل آیا ہے، صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کی تعلیم میں لازمی رکھتے تھے، کہ غزوات کا حال انہیں سنایا جائے، کیا اگر ہمارے آباؤ اجداد اس شجاعت کے مالک تھے، تو ہم میں اتنی غیرت نہیں کہ ان کے اس ولولہ کو اپنے اندر اور اپنے بچوں کے دلوں میں پیدا کریں؟ اسی غیرت دلانے کے لئے یہ قصے قرآن نے بیان کئے ہیں، ان سے سبق لو اور دین کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے اخلاص اور غیرت دینی کا ثبوت دو۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی کا پانچواں ہفتہ وار اجلاس

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی کا پانچواں ہفتہ وار جلسہ بروز اتوار مورخہ ۴ اپریل حسب معمول زیر صدارت جناب محمد بشیر بٹ صاحب ایم اے منعقد ہوا۔ سب سے پہلے جناب محمد حسن خاں صاحب نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ پھر راقم الحروف نے گذشتہ جلسہ کی روئداد پڑھی جسے صاحب صدر نے ممبران کے سامنے پیش کرانے کے بعد منظور کیا۔ اس کے بعد جناب متین اللہ صاحب واثق نے ایک نظم بعنوان "مسیح موعود" پڑھی جسے بہت پسند کیا گیا[1]۔ بعد ازاں شیخ عبدالحق صاحب نے اپنی اس تقریر کو مکمل کیا جسے وہ وقت کی کمی کے باعث گذشتہ جلسہ میں ختم نہ کر پائے تھے جناب شیخ صاحب نے اپنی مدلل تقریر میں احمدیت کے ان کارناموں کا ذکر کیا جو اسلام کی تائید میں اس چھوٹی سی جماعت کی بدولت سرانجام پائے۔ اور جماعت احمدیہ فریق لاہور کے عقاید کی معقولیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بالآخر یہی عقاید کامیاب ہوں گے۔

شیخ صاحب کی تقریر کے بعد یہ جلسہ دعا کے ساتھ برخاست ہوا۔ (عبدالقادر بٹ سیکرٹری)

[1] یہ نظم کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بعد ایک یوم لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے اب واپس ...

— حضرت صاحب لاہور میں بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— محترم میاں عبدالعزیز خان صاحب آنریری جنرل سیکرٹری چند دن کیلئے اپنے وطن ڈیرہ تشریف لے گئے ہیں۔

— یہ خبر خوشی سے سنی جائیگی کہ محترم مرزا ولی احمد بیگ صاحب جو کچھ عرصہ سے کراچی میں مقیم ہیں ایک ملازمت کے سلسلہ میں امریکہ جارہے ہیں، معلوم ہوا ہے کہ لیبیا یونیورسٹی کو انڈونیشی، عربی، فارسی اور ترکی زبانیں پڑھانے کے لئے چند پروفیسروں کی ضرورت تھی چونکہ مرزا صاحب اول الذکر تینوں زبانیں پڑھا سکتے ہیں اسلئے لیبیا یونیورسٹی نے انکی خدمات حاصل کرلی ہیں اور وہ اس ماہ کے آخر یا آئندہ ماہ کے شروع میں سمندری جہاز سے امریکہ تشریف لیجائیں گے، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جماعت کراچی مرزا صاحب ...

حضرت مسیح موعود اور حکومت برطانیہ

مرتضیٰ خان حسن

ایک نہایت ناپاک پروپیگنڈا جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف کیا جاتا ہے یہ ہے کہ آپ نے انگریزی حکومت کے ایما سے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ آپ نے انگریزوں کی بہت تعریف کی ہے، اُن سے وفاداری کی تلقین کی ہے اور ان سے جہاد ناجائز قرار دیا ہے۔ یہ قبیح پروپیگنڈا جو محض شرارت یا سوئے ظنی پر مبنی ہے آجکل برما میں بڑے زور شور سے جاری ہے اور ہمارے محترم بزرگ ابن اکبر خان صاحب کو جو اپنے ذاتی خرچ اور دلی خلوص سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں اس قبیح پراپیگنڈا کا شکار بنایا جا رہا ہے، ذیل کا مضمون انہیں کے ایما اور فرمائش سے اس پراپیگنڈا کے ازالہ کیلئے لکھا گیا ہے:

اس میں شک نہیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے انگریزوں سے جہاد بالسیف ناجائز قرار دیا اور اس میں بھی شک نہیں کہ آپ نے انگریزی راج کی بعض خوبیوں کی تعریف بھی کی ہے اور وفاداری کی تعلیم بھی دی ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آپ کے مخصوص دعاوی حکومت برطانیہ کے اشارہ اور ایما سے تھے۔ بالکل غلط اور خلاف حقیقت ہے،

مسیحیت کا دعویٰ اسکی تردید کرتا ہے

اس بارہ میں سب سے پہلی بات جو غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا اصل دعویٰ تو مجددیت ہی کا تھا لیکن اسی کے ماتحت آپ کو مسیح موعود اور مہدی ہونے کا بھی دعویٰ تھا، اور جیسا کہ خود ان دعاوی کی نوعیت بھی ظاہر کرتی ہے آپ کا مشن کسر صلیب یعنی عیسائی مذہب کا ابطال اور عیسائی مذہب کی تردید و تنقید تھا تو کیا عیسائی حکومت نے خود اُن سے کہا کہ تم یہ دعاوی کر کے ہمارے مذہب کی دھجیاں اُڑاؤ؟ عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو مسلمان بناؤ؟ اور اس طرح سے دین عیسوی کو کمزور اور دین اسلام کو تقویت دو؟ کیا کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہے ایک لمحہ کے لئے یہ خیال کر سکتا ہے کہ عیسائی حکومت اپنے ہی خلاف اپنے ہی مذہب و ملت کی تخریب کے لئے ایک شخص کو کھڑا کر دے اور اس کے ساتھ اس کو ایک جماعت بنانے کی بھی اجازت دے جو آپ کے بعد بھی عیسائیت کے خلاف محاذ قائم کرے۔

غور طلب بات

ہمارے مخالفین اتنا نہیں سوچتے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کو انگریزوں نے کھڑا کیا تھا تو چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ عیسائیوں کی تائید کرتے۔ عیسائی مذہب کی حمایت کرتے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کی بجائے عیسائیت کی دعوت دیتے۔ لیکن ہوتا کیا ہے آپ عیسائیت کے خلاف ایک محاذ قائم کرتے ہیں، عیسائیوں سے مناظرات و مباحثات کرتے ہیں، ان کے خلاف کتابیں لکھتے ہیں ان کے اعتقادات فاسدہ کی نہایت سخت الفاظ میں تردید کرتے ہیں، ان کے اعتراضات کا جو وہ اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام کی ذات اقدس پر کرتے ہیں قلع قمع کرتے ہیں، ان کے خداوند یسوع مسیح کی وفات ثابت کرتے اور اس کی قبر کا نشان بتاتے ہیں پھر آپ کے مرید عیسائیت کے مرکز میں جا کر دین عیسوی کے خلاف علم تبلیغ بلند کرتے ہیں۔ کیا کوئی عقلمند خیال کر سکتا ہے کہ یہ سب کچھ انگریزوں نے خود کروایا تھا ؟

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

یہ محض مفتریات ہیں جو ان لوگوں کے دماغ کا نتیجہ ہیں جنہیں حقائق سے کچھ واسطہ نہیں یا جو سوئے ظنی کی مرض میں مبتلا ہیں۔

انگریزی حکومت کی تعریف کیوں کی؟

حضرت اقدس نے انگریزی راج کی تعریف بیشک کی ہے اور اس میں آپ بالکل حق بجانب ہیں، آپ نے سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوا تھا جنہوں نے مسلمانوں پر بڑے ظلم ڈھائے تھے جنہوں نے مسجدوں کو اصطبل بنایا، مسلمان لڑکیوں کو چھین کر لے گئے اور احکام اسلام کی بجاآوری میں مزاحمت کی اور اذان تک دینے کی اجازت نہ دی۔ تو کیا وہ شخص جس نے ایسے حالات دیکھے ہوں انگریزی حکومت کی جس نے ہر قسم کی مذہبی آزادی دے دی اور امن قائم کیا تعریف نہ کرتا؟

قرآن مجید کا طرزِ عمل

کسی کی خوبی کا اعتراف یا اس کی تعریف عین تقاضائے حق پژوہی ہے۔ قرآن مجید نے اگر ایک طرف عیسائی اعتقادات کی بڑے سخت الفاظ میں تردید کی اور انہیں نہایت خطرناک ظاہر کیا تو دوسری اس مذہب کے راہبوں اور پادریوں کی بعض خوبیوں کی بھی تعریف بھی کی۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا:- ولتجدن اقربهم مودة للذين آمنوا الذين قالوا انا نصارىٰ ذالك بان منهم قسيسين ورهبانا وانهم لا يستكبرون - (المائدہ ع ۸۲)

حرمت جہاد کی پہلی وجہ

اگر حضرت بانی سلسلہ نے انگریزوں سے جہاد ناجائز قرار دیا تو اس میں بھی آپ بالکل حق بجانب تھے۔ آپ کے متعلق خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود جنگ نہیں کرے گا، چنانچہ احادیث میں یضع الحرب کی خبر موجود ہے۔ اگر آپ جنگ کرتے یا جنگ کا فتویٰ دیتے تو آپ حضرت نبی کریم صلعم کے احکام کی خلاف ورزی کرتے۔ خود مسیح موعود کا دعویٰ ہی ظاہر کرتا ہے کہ آپ مامور بالسیف ہو کر نہیں آئے تھے آپ مثیل مسیح بھی تھے۔ اور مسیح اول نے بھی مخالفین کے خلاف تلوار نہیں اُٹھائی تھی۔ آپ اس کے مثیل ہو کر کیونکر تلوار اُٹھا سکتے تھے یہ تو مماثلت کے خلاف تھا۔

دوسری وجہ:- شرائط جہاد موجود نہ تھیں

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جہاد بالسیف کا حکم مشروط بشرائط ہے، جب تک وہ شرائط موجود نہ ہوں کسی ایک غیر مسلم قوم سے ہر زمانہ اور ہر حالت میں جہاد بالسیف جائز نہیں ہو سکتا چونکہ اس زمانہ میں وہ شرائط موجود نہ تھیں اس لئے جہاد جائز نہ تھا چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

حرم الجهاد معدوم مقتضی هذا الزمن وفى هذه البلاد (تحفہ گولڑویہ)

یعنے اس زمانہ میں اور اس ملک میں جہاد کی وجوہ نہیں پائی جاتیں اس لئے جہاد جائز نہیں، غرضکہ آپ کا مسلک جہاد کے متعلق عین شریعت اسلامیہ کے مطابق تھا۔ جہاد کب ضروری ہوتا ہے اس کی تصریح حضرت اقدس نے ایک دوسری جگہ کتاب الحق حصہ اول صفحہ ۴۹ پر فرما دی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

"سو جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف دینی لڑائی کے لئے حکم نہیں دیتا۔ بلکہ صرف ... ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیتا ہے جو خداوند تعالیٰ کے بندوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اس بات سے روکیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر کاربند ہوں اور اس کی عبادت کریں اور ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیتا ہے جو مسلمانوں سے بلا وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو ان کے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں، اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور مومنوں پر واجب ہے کہ ان سے لڑیں"۔

(ترجمہ عربی عبارت)

ظاہر ہے کہ جہاد کی مفصلہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط اس زمانہ میں نہیں پائی جاتی تھی نہ کسی کو اسلام میں داخل ہونے سے روکا جاتا تھا نہ کسی مسلمان کو خدا تعالیٰ کے احکام کی بجاآوری اور اس کی عبادت سے منع کیا جاتا تھا، نہ مسلمانوں کو ایمان کی وجہ سے ان کے گھروں اور وطنوں سے نکالا جاتا تھا نہ کسی کو جبراً دوسرے دین میں داخل کیا جاتا تھا۔ پھر ایسے حالات کے ہوتے ہوئے جہاد کس طرح فرض ہو سکتا تھا۔

سیف کا کام قلم سے

پھر ایک دوسری جگہ اسی امر کے متعلق مزید تصریح فرماتے ہیں:-

"ابتدا سے اسلام میں دماغی لڑائیوں اور جسمانی جنگوں کی اس لئے بھی ضرورت پڑتی تھی کہ دعوت اسلام کرنے والوں کا جواب ان دنوں دلائل و براہین سے نہیں بلکہ تلوار سے دیا جاتا تھا اس لئے لاچار جواب الجواب میں تلوار سے کام لینا پڑا لیکن اب تلوار سے جواب نہیں دیا جاتا بلکہ قلم اور دلائل سے اسلام پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا نے یہ چاہا ہے کہ سیف کا کام قلم سے لیا جائے"۔

قرآن مجید کا حکم

عبارت بالا میں آپ نے حقیقت جہاد کو واشگاف کر دیا ہے تلوار اس وقت اُٹھائی جائے جب دشمن تلوار اُٹھائے، یہی قرآن مجید کا حکم ہے فقاتلوا فى سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا یعنے جو تم سے جنگ کرتے ہیں تم ان سے جنگ کرو، مگر ابتدا نہ کرو، یعنے جنگ کرنے میں پہل یا زیادتی نہ کرو، ان الله لا يحب المعتدين، اللہ تعالیٰ پہل کرنے والوں یا زیادتی کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام

معقولیت کا مذہب ہے، اگر مخالف قلم سے جنگ کرتا ہے تو اس کا جواب قلم سے دینا چاہیئے۔ یہی معقولیت ہے۔ قلم کے مقابلہ میں تلوار اٹھانا بالبداہت غیر معقول بات ہے۔ جس کو اسلام کبھی روا نہیں رکھتا۔

مسلمان لیڈروں کا مسلک

ہمیں معترضین پر تعجب آتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے انگریزوں سے جہاد کو ناجائز قرار دیا اور لوگوں کو ان کی وفاداری کی تلقین کی حالانکہ خود مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈروں نے یہی فتوے صادر کیا تھا یعنے انگریزوں سے جہاد بھی حرام قرار دیا اور ان کی وفاداری پر بھی زور دیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی تلقین

چنانچہ اس زمانہ کے اہلحدیث فرقہ کے لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریزی حکومت کی تعریف بیحد کی، اور اس کی مخالفت کو حرام بھی قرار دیا۔ چنانچہ اپنے رسالہ اشاعت السنہ نمبر ۱۰ جلد ۹ صفحہ ۲۵۷ میں لکھتے ہیں :۔

"مسلمان رعایا کو اپنی گورنمنٹ سے (خواہ وہ کسی مذہب یہودی، عیسائی وغیرہ پر ہو اور اس کے امن وعہد میں وہ آزادی کے ساتھ شعائر مذہب ادا کرتی ہو۔) لڑنا یا اس سے لڑنے والوں کی جان و مال کی اعانت کرنا جائز نہیں ہے بنائً علیہ اہل اسلام ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے"

پھر صفحہ ۲۵۸ پر لکھتے ہیں :۔

"مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے اصل معنے جہاد کے لحاظ سے بغاوت ۱۸۵۷ء کو شرعی جہاد نہیں سمجھا بلکہ اس کو بے ایمانی وعہد شکنی وفساد وعناد خیال کرکے اس میں شمولیت اور اس کی معاونت کو معصیت قرار دیا۔"

پھر صفحہ ۲۹۲ پر لکھتے ہیں :۔

"سلطان روم ایک اسلامی بادشاہ ہے لیکن امن عام اور حسن انتظام کے لحاظ سے (مذہب سے قطع نظر) برٹش گورنمنٹ بھی ہم مسلمانوں کے لئے کچھ کم فخر کا موجب نہیں ہے اور خاص کر گروہ اہلحدیث کے لئے تو یہ سلطنت بلحاظ امن و آزادی اس وقت کی تمام اسلامی سلطنتوں (روم، ایران، خراسان) سے بڑھ کر فخر کا محل ہیں"

پھر اس سے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں :۔

"اس امن و آزادی عام و حسن انتظام برٹش گورنمنٹ کی نظر سے اہلحدیث ہند اس سلطنت کو ازبس غنیمت سمجھتے ہیں۔ اور اس سلطنت کی رعایا ہونے کو اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں۔ اور جہاں کہیں وہ رہیں اور جائیں (عرب میں خواہ روم میں خواہ اور کہیں) کسی اور ریاست کا محکوم رعایا ہونا نہیں چاہتے"

یہ فرقہ اہلحدیث کے لیڈر کے فتاویٰ ہیں۔ ان فتاویٰ میں برٹش گورنمنٹ کو اسلامی سلطنتوں پر بھی ترجیح دی گئی ہے۔ اور اس کے امن و آزادی کے گن گائے گئے ہیں تعجب ہے کہ یہی بات اگر حضرت مرزا صاحب فرمائیں تو انہیں سلاطین کا آماجگاہ بنایا جاتا ہے بلکہ ان پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔

سرسید کے خیالات

سرسید احمد خاں مرحوم کو جو عزت و وقعت مسلمان قوم میں حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں آپ اور آپ کے سب ہمخیال بزرگ ہمیشہ انگریزی حکومت کی وفاداری کی تلقین کرتے رہے اور اس کو ایک سایۂ رحمت خیال کرتے رہے۔

سید احمد بریلوی کا مذہب

حضرت سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ جو تیرھویں صدی کے مجدد مانے جاتے ہیں انہوں نے سکھوں سے تو جہاد کیا مگر انگریزوں سے جہاد نہیں کیا وہ انگریزی عملداری کو اپنی عملداری خیال کرتے تھے چنانچہ آپ کے ایک مرید خاص مولانا محمد جعفر تھانیسری نے جو آپ کی سوانح حیات لکھی ہے اس میں تحریر کرتے ہیں :۔

"سید صاحب (حضرت سید احمد صاحب بریلوی) کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے تھے۔"

(سوانح احمدی مؤلفہ محمد جعفر تھانیسری صفحہ ۱۳۹)

اب کیا فرماتے ہیں ہمارے علمائے دین اور زعمائے ملت؟ جس صورت میں حضرت سید احمد صاحب جیسے مسلّم بزرگ اور مجدد وقت انگریزوں کی عملداری کو اپنی عملداری قرار دیتے ہوئے ان سے جہاد کرنا جائز نہ سمجھتے رہے تو حضرت مرزا صاحب کے اسی خیال کو کیوں بُرا منایا جاتا ہے، اگر یہ خیال فی الواقعہ بُرا ہے تو کیا ہمارے معترضین حضرت سید احمد بریلوی کے لئے وہی فتوے صادر فرمائیں گے جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق صادر کیا ہے؟

مولانا ظفر علی خانصاحب کا فتوے

اسی ضمن میں زمانہ حال کے ایک دوسرے لیڈر کے اقوال بھی ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ مولانا ظفر علی خاں جو احمدیت کے سخت ترین مخالف ہیں اور جن کا اخبار زمیندار احمدیت کی مخالفت کے لئے وقف رہا ہے۔ زمیندار مؤرخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۱۱ء میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

"مسلمان ایک لمحہ کے لئے ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں ہے۔"

مولانا موصوف کے الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے کہ انگریزی حکومت سے سرکشی کو آپ کفر قرار دے رہے ہیں۔

پھر زمیندار ۹ر نومبر ۱۹۱۱ء میں انگریز بادشاہ سے اپنی دلی ارادت اور قلبی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اس کے پسینہ کے ایک قطرہ پر اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہیں اور اور یہی حالت تمام مسلمانان ہند کی بیان کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں :۔

"اور اس کی عنایت شاہانہ و الطاف خسروانہ کو اپنی دلی ارادت اور قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرہ کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کیلئے تیار ہیں۔ اور یہی حالت ہندوستان کے مسلمانوں کی ہے"

علامہ اقبال کا قصیدہ

پاکستان کے مصور کے خالق علامہ اقبال مرحوم بھی کسی زمانہ میں انگریزی حکومت کی مدحت سرائی میں رطب اللسان تھے، اور انگریز بادشاہ سے اظہار وفاداری میں کسی سے پیچھے نہ تھے چنانچہ حضرت اقدس کی وفات کے کئی سال بعد عالمگیر جنگ یورپ کے دوران میں انہوں نے ایک نظم زینت قرطاس فرمائی جو پہلے لاہور کے سرکاری اخبار حق اور پھر کانپور کے رسالہ زمانہ میں شائع ہوئی جس کے ایک دو شعر حسب ذیل ہیں ؎

اے تاجدار خطۂ جنت نشان ہند
روشن تجلیوں سے تری خاوران ہند
ہنگامۂ وغا میں مرا سر قبول ہو
اہل وفا کی نذر محقر قبول ہو

یورپ کی عالمگیر جنگ جس میں علامہ اقبال مرحوم اپنا سر پیش کر رہے ہیں کوئی اسلامی جہاد نہ تھا بلکہ یہ جنگ اگر جرمنی سے تھی تو ایک اسلامی سلطنت ترکی سے بھی تھی۔ جس میں عراق اور فلسطین کے اسلامی ممالک مسلمانوں کے قبضہ سے چلے گئے اور حسین مکہ معظمہ پر بھی گولیاں چل گئیں۔ اب کیا فرماتے ہیں ہمارے زعمائے ملت کیا علامہ اقبال بھی درپردہ انگریزوں سے مل کر مسلمانوں کی تخریب کے درپے تھے؟

حضرت مرزا صاحب نے کیوں وفاداری کی تلقین کی؟

حضرت مرزا صاحب انگریزوں کی وفاداری پر کیوں زور دیتے تھے اس کے متعلق سب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ انگریزوں سے کسی انعام کے متوقع تو تھے نہیں۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی کسی انگریز کے آستانہ پر آپ نے جبہ سائی کی ہو یا کبھی کسی خطاب یا جاگیر کی خواہش کی ہو، معاذ اللہ آپ کا مقام ان باتوں سے بہت بلند تھا۔ اگر آپ نے انگریزوں سے وفاداری کا اظہار کیا یا لوگوں کو وفاداری کی تلقین کی تو یہ محض اس لئے کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب نور الحق حصہ اول میں تحریر فرماتے ہیں :۔

ان فعلت الا للہ ولامر خاتم النبیین ان نثنی علی المنعمین ونشکر المحسنین۔

یعنے ہم حکومت کی تعریف کسی خوشامد یا کسی ذاتی غرض سے نہیں کرتے بلکہ خدا اور اس کے رسول خاتم النبیین کے حکم سے کرتے ہیں کہ جو لوگ احسان کریں ہمیں ان کی تعریف کرنی چاہیئے اور ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور وہ احسان یہ تھا کہ انگریزوں نے مذہبی آزادی دی تھی برخلاف سکھوں کے کہ اذان تک دینے سے روکتے تھے۔ اور مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھاتے تھے۔

دعوے مہدویت سے غلط فہمی

حضرت مرزا صاحب کو بار بار کیوں اس امر کا اظہار کرنا پڑا کہ آپ کا مسلک جہاد کا نہیں اور آپ صلح و امن سے اشاعت دین کرنا چاہتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کا دعوے مہدی ہونے کا تھا اور حکومت مہدی کے تصور سے لرزہ براندام رہتی تھی کیونکہ مہدی کے نام کے ساتھ جیسا کہ حجج الکرامہ ایسی کتب میں مرقوم ہے کشت و خون کی روایات وابستہ تھیں اور عام طور پر یہ خیال مروج تھا

کہ مہدی انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کرکے ان کی سلطنت کو تہ وبالا کر دے گا۔ اس سے پہلے مہدی سوڈانی کے واقعات رونما ہو چکے تھے جن کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ انگریز خائف تھے کہ کہیں انہی واقعات کا اعادہ یہاں بھی نہ ہو۔

مغل خاندان کی وجہ سے غلط فہمی

مزید برآں حضرت مرزا صاحب مغل خاندان سے تھے انگریزوں نے مغلوں سے سلطنت ہتیائی تھی ان کو یہ فکر بھی دامنگیر تھا کہ شاید مذہب کی آڑ میں مغل اپنی کھوئی ہوئی سلطنت پھر حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ستم بالائے ستم یہ کہ پادری اور مسلمان علماء دونوں آپ کے خلاف گورنمنٹ کو اکساتے رہتے تھے کہ یہ شخص درحقیقت گورنمنٹ کا باغی ہے طاقت فراہم کرکے سلطنت انگلشیہ پر حملہ بول دے گا۔ ایسے خطرناک حالات کی موجودگی میں حضرت مرزا صاحب کے لئے ضروری تھا کہ آپ اصل پوزیشن واضح کرتے اور حکومت پر ظاہر کرتے کہ جہاد آپ کے مقاصد میں سے نہیں اور نہ ہی آپ جہاد کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔

ان غلط فہمیوں کا ازالہ

اس حقیقت کو آپ نے بار بار بیان فرمایا اور بڑی وضاحت سے بیان فرمایا چنانچہ ایک اعلان میں آپ فرماتے ہیں کہ :۔

" ہم گورنمنٹ کو بلند آواز سے اطلاع دیتے ہیں کہ اس زمانہ میں جنگ اور جہاد سے دین اسلام کو پھیلانا ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ اور نہ یہ عقیدہ ہے کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہیں اور اس کے ظل حمایت میں امن اور عافیت کا فائدہ اٹھائیں اور اسی کی پناہ میں رہ کر اپنے دین کی بخوشی نماز اشاعت کر سکیں اس سے باغیوں کی طرح لڑنا شروع کر دیں......"

مولویوں کی مخبریاں

پھر مولوی صاحبان کی مخبریوں کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

" گورنمنٹ انگریزی میں جھوٹی جھوٹی شکایتیں میرے متعلق لکھتے اور اپنی عداوت کو چھپا کر مخبروں کے لباس میں نیش زنی کر رہے ہیں۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کوئی بات زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہو اور گورنمنٹ انگریزی میں کوشش کرنا کہ مخفی طور پر میں گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ ہوں یہ نہایت سفلہ پن کی عداوت ہے ......" (انجام آتھم صفحہ ٦٢)

پادریوں کے ہتھکنڈے

پھر اپنی کتاب نور الحق میں پادریوں کا ذکر کرتے ہوئے خصوصاً پادری عماد الدین کا جس نے اپنی کتاب توزین الاقوال میں حکومت کو آپ کے خلاف اکسایا تھا لکھا :۔

" ایک خالص افترا کے طور پر اس میں میرے حالات لکھے ہیں۔ اور بیان کیا ہے کہ یہ شخص ایک مفسد آدمی ہے اور گورنمنٹ کا دشمن ہے اور مجھے اس کے طریق چال چلن میں بغاوت کی نشانیاں دکھائی دیتی ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسے ایسے کام کرے گا اور مخالفوں میں سے ہے۔" (نورالحق جلد اول صفحہ ٢٢)

خود فرمائیے کہ جب خود پادری ہی گورنمنٹ کو اکسائیں اور ایک شخص کے باغی طاغی ہونے کی رپورٹ کریں تو اس شخص کی پوزیشن کس قدر خطرناک ہو جاتی ہے، اس لئے ضرورت تھی کہ حضرت مرزا صاحب گورنمنٹ پر واضح کرتے کہ آپ گورنمنٹ کے خیر خواہ اور وفادار ہیں اور اس کے خلاف جنگ جدل کرنے کا خیال کبھی آپ کے دل میں نہیں۔ جہاد کا نام لے لے کر پادری لوگ گورنمنٹ کو ڈراتے رہتے ہیں مگر جہاد نہ آپ کا مسلک ہے اور نہ آپ اس زمانہ کے لئے جائز سمجھتے ہیں۔ اور اسی بناء پر آپ نے جہاد کے خلاف فتاویٰ صادر کئے جو بہ تعداد کثیر اطراف واکناف ملک میں پھیل چکے ہیں، اور یہی مسلک اس وقت کے تمام مسلمان لیڈروں کا تھا، کسی نے بھی انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہ دیا بلکہ جیسا کہ ہم اوپر ان کے اقوال سے ثابت کر آئے ہیں حکومت کی وفاداری ہی تلقین کی بعد کے زمانہ میں جو لوگ انگریزوں کو برا کہنے والے پیدا ہوئے انہوں نے بھی جہاد بالسیف کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ انگریزوں کو برا کہا کہ بھی ایک وفادار رعایا کی حیثیت سے ہی ان کی عملداری میں رہتے رہے۔

پچاس الماریاں

ان حالات میں یہ بات کو قابل اعتراض ٹھہرانا کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ میں نے انگریزی حکومت کی مدح و توصیف میں اس قدر کتابیں شائع کی ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر جائیں کہاں تک حق بجانب ہے جو چیز حق اور واجب ہے اس کی اشاعت سے اگر پچاس کیا ہزار الماری بھی بھر جائے تو کیا حرج ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب و اشتہارات کو اگر اکٹھا کیا جائے (جس میں انگریزوں کی وفاداری کی تلقین ... تو شاید جستہ جستہ مقامات پر چند سطروں یا چند صفحات میں ہو، زیادہ تر اسلام کے محاسن اور دجالیت کے قلع قمع اور عیسائیت کی تردید یا اپنے دعاوی کے اثبات پر ہی مشتمل ہیں) تو ان سب سے ایک الماری بھی بمشکل بھر سکتی ہے، اس لئے پچاس الماریوں کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کتب کی تعداد اشاعت اتنی بڑھ گئی کہ پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں یہ آپ نے کیوں کہا؟ گورنمنٹ پر یہ واضح کرنے کے لئے کہ جس شخص کی کتب میں ان کی وفاداری کے خیالات اس قدر اشاعت پا چکے ہوں کیا ایسے شخص کے متعلق گورنمنٹ خیال کر سکتی ہے کہ وہ کل کو علم بغاوت بلند کرے گا اور جہاد کا اعلان کرکے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرے گا۔ یہ تو ایک حقیقت تھی جو آپ نے بیان کی کہ جہاد آپ کے مقاصد میں سے نہیں۔ اور اگر آپ کا مقصد انگریزوں سے جہاد کرنا ہوتا تو آپ اس مسئلہ کی اس قدر اشاعت کیوں کرتے۔

انگریزوں سے ملے ہوئے ہونے کا غلط خیال

لیکن اس کو یہ رنگ دینا کہ آپ درپردہ انگریزوں سے ملے ہوئے تھے۔ اور آپ کا مقصد گورنمنٹ کو تقویت پہنچانا تھا قطعاً خلاف واقع ہے۔ اگر آپ نے انگریزی حکومت کی تعریف کی تو محض اس بناء پر کہ انہوں نے مذہبی آزادی دی اور مسلمانوں کو سکھوں کے ظلم و ستم سے رہائی دلائی۔ اگر آپ نے انگریزوں کی وفاداری کی تلقین کی تو اس لئے کہ یہ خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے کہ جو حکومت امن و عافیت دے اور احکام و فرائض مذہب کی بجا آوری میں مزاحم نہ ہو بلکہ آزادی دے اس کی وفاداری مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ اگر آپ نے انگریزوں سے جہاد ناجائز قرار دیا تو اس بناء پر کہ جب تک کوئی قوم

مذہب کے لئے تلوار نہ اٹھائے اس وقت تک اس کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی جا سکتی۔ اور یہ وہ مسلک تھا جو تمام زعمائے ملت نے حضرت سید احمد بریلویؒ سے لے کر ڈاکٹر اقبال مرحوم تک اختیار کیا۔ اس میں حضرت مرزا صاحب ہی منفرد نہیں۔ حضرت مرزا صاحبؒ کو اس باب میں گورنمنٹ کو بار بار لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی اس کے متعلق ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ ایک طرف ہمارے مولوی صاحبان اور دوسری طرف پادری صاحبان جو حکومت کے معتمد علیہ سمجھے جاتے تھے گورنمنٹ کو اکساتے رہتے تھے کہ یہ شخص درحقیقت حکومت کا باغی ہے اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک اس کے عزائم ہیں اور طاقت بہم پہنچا کر حکومت برطانیہ کا تختہ الٹ دے گا، ان حالات میں حضرت مرزا صاحبؒ کا فرض تھا کہ آپ حکومت پر واضح کرتے کہ یہ سب الزامات جھوٹے ہیں ایسا کوئی آپ کا مقصد نہیں بلکہ صلح و امن کے ساتھ آپ دعوت اسلام کرنا چاہتے ہیں اور ایسا ہی آپ کو خدا نے حکم دیا ہے۔ کیا ان کھلے واقعات کے ہوتے ہوئے گورنمنٹ سے درپردہ سازباز کا خیال اور دوسرے اس قسم کے اعتراضات حق بجانب قرار دیئے جا سکتے ہیں؟

نوجوانان لاہور کا ہفتہ وار اجتماع

مورخہ ١١ اپریل ١٩٥٤ء کو بعد از نماز عصر احمدیہ لائبریری میں لاہور کے نوجوانوں کا ہفتہ وار اجتماع زیر صدارت عبدالغفور صاحب منعقد ہوا۔ ماسٹر برکت علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ مظفر حسن صاحب خادم نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم "حقیقت اسلام" پڑھی۔ اس کے بعد عبدالغفور صاحب ثاقب نے "جذبۂ انتقام" پر ایک مختصر اور جامع تقریر کی جس میں انہوں نے جذبۂ انتقام کے بدنتائج کو واضح کیا۔ محترم ڈاکٹر احمد حسن صاحب نے "قرآن کریم کا مطالعہ کیوں ضروری ہے" کے موضوع پر ایک مؤثر، مدلل اور دلنشین تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو مختلف قسم کی طاقتوں اور نعمتوں سے نوازا ہے۔ اور انہی کے غلط استعمال سے دنیا میں ہر طرح کے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم ہمیں صحیح طریق استعمال بتاتا ہے۔ اس لئے اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

پھر عزیزی اقبال نے چند اشعار سنائے، اور حاضرین نے اس کی حوصلہ افزائی فرمائی، اس کے بعد آئندہ اجلاس کا پروگرام مرتب ہوا۔ اور اعلان کیا گیا کہ جن دوستوں نے چندہ نہیں ادا کیا وہ ادائیگی فرما کر مشکور فرمائیں۔ بعدہٗ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے حضرت مسیح موعود کے وقت کے چشم دید واقعات سنائے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ان کے ساتھ زبردست تائید اور نصرت تھی۔ آخر میں جماعت کی ترقی، اتحاد اور استحکام کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اور اجلاس برخاست ہوا۔

سلطان محمد سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

گمنام خط۔ راولپنڈی سے غلام یحییٰ صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے وہاں سے ایک گمنام خط ملا ہے جس پر لکھنے والے کا نام پتہ وغیرہ کچھ نہیں جس بھائی نے یہ خط بھیجا ہو وہ ازراہ کرم اپنے نام اور پتہ سے اطلاع دیں میں ان سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ ایک مومن اور راستباز انسان ایسا کیونکر کر سکتا ہے کہ خط لکھ کر بھیجے مگر اپنا نام پتہ نہ لکھے؟

رفتارِ عالم

لاہور ۱۱ اپریل - فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت نے جو گزشتہ سال کے اوائل میں احمدیوں کے خلاف فسادات کے اسباب کی تحقیقات کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی آج اپنی رپورٹ حکومت پنجاب کو پیش کر دی۔ رپورٹ ایک ہزار انیس فل سکیپ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اور چیف جسٹس مسٹر محمد منیر اور مسٹر جسٹس ایم آر کیانی نے اس پر متفقہ طور پر دستخط کئے ہیں۔ رپورٹ آج حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری مسٹر غیاث الدین احمد کے سپرد کر دی گئی۔ حکومت پنجاب کے لئے اس رپورٹ کو شائع کرنا ضروری ہے، بشرطیکہ حکومت یہ سفارش نہ کرے کہ رپورٹ کا کوئی حصہ شائع نہ کیا جائے اور عدالت بھی اس رائے سے اتفاق کرے۔ عدالت نے یہ سفارش نہیں کی ہے کہ رپورٹ کا کوئی حصہ شائع نہ کیا جائے۔ رپورٹ ایک تمہیدی بیان سے شروع ہوتی ہے جس میں فریقوں کی گواہی کو اکٹھا کرنے کے بارے میں جو طریق کار اختیار کیا گیا تھا اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ رپورٹ کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے سے تیسرے حصے میں متعلقہ واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ پہلا حصہ تقسیم ملک سے لیکر لاہور میں ۱۹ جولائی ۱۹۵۲ء کو آل مسلم پارٹیز کنونشن تک سے متعلق ہے۔ حصہ دوم لاہور کنونشن سے ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء تک جب مجلس عمل نے راست اقدام کا فیصلہ کیا تھا اور راست اقدام تحریک کے راہنما کراچی میں گرفتار کئے گئے تھے۔ حصہ سوم میں لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، لائلپور، منٹگمری اور راولپنڈی کے فسادات اور ان کو فرو کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ان کا ذکر ہے۔ حصہ چہارم ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ سے متعلق ہے۔ اس میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اختلافات کی تاریخ اور نوعیت کے ذکر کے علاوہ ان حالات کا بھی ذکر ہے جن میں احمدیوں کے متعلق تین مطالبات تشکیل کئے گئے۔ اس کے بعد اس نظریہ کی تحلیل کی گئی ہے جو ان مطالبات کی پشت پر تھے اور اس سلسلے میں ان موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔

۱۔ حقیقی اسلامی ریاست کی بنیادیں اور اس کے لوازم۔

۲۔ اسلامی ریاست کے متعلق علماء کا تصور اور اس کے مضمرات (۳) اس کا اثر (ا) آئین (ب) موجودہ اور مستقبل کے قوانین (ج) بین الاقوامی قوانین اور بین الاقوامی میثاق اور معاہدوں پر اگر پاکستان اس نظریئے کو تسلیم کرے جن پر مطالبات کی بنیاد تھی۔ آخر میں اس حصے میں ان حالات کا ذکر ہے جنہوں نے فسادات پر قابو پانا ناممکن بنا دیا تھا اور جن کی وجہ سے مارشل لاء نافذ ہوا۔ پانچواں حصہ فسادات کی ذمہ داری سے متعلق ہے اور اس کے تحت مندرجہ ذیل مسائل پر بحث کی گئی ہے اور ان کے متعلق رائے دی گئی ہے۔

(۱) آیا لاہور میں ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو منعقد ہونیوالی آل پارٹیز مسلم کنونشن اس کی ذمہ دار ہے؟ (۲) آیا کراچی میں ۱۶ سے ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء تک منعقد ہونیوالی آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن اس کی ذمہ دار ہے؟ (۳) آیا جماعت اسلامی اس کی ذمہ دار ہے (۴) آیا احرار کی کوئی خاص ذمہ داری ہے۔ (۵) آیا دستور ساز اسمبلی سے تعلق رکھنے والے تعلیمات اسلامی بورڈ کے ارکان اس کے ذمہ دار ہیں (۶) آیا احمدی ذمہ دار ہیں (۷) کیا صوبائی مسلم لیگ اس کی ذمہ دار ہے اور کس حد تک (۸) اخبار وں کی ذمہ داری (۹) مرکزی حکومت کی ذمہ داری (۱۰) اور صوبائی حکومت کی ذمہ داری۔ حصہ ششم اس سے متعلق ہے کہ تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے غیر فوجی حکام نے جو اقدامات کئے وہ کافی تھے یا نہیں۔ اس حصے میں عدالت نے حکومت کے افسروں کی متعدد سفارشات کا تجزیہ کیا ہے جس میں چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس، ڈی آئی جی (سی آئی ڈی) اور ڈپٹی کمشنران شامل ہیں اور یہ کہ جو سفارشیں انہوں نے موقع پڑنے پر وزیر اعلیٰ سے کی تھیں۔ مثلاً کوئی اشتعال انگیز تقریر کی گئی یا اشتعال انگیز مضمون لکھا گیا۔ تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ یہ کافی تھا یا نہیں، اور کیا وزیر اعلیٰ نے سفارش کو قبول کیا۔ سول افسروں اور وزیر اعلیٰ کے امن و امان سے متعلق اضافی فرائض امن اور امان کے درمیان فرق۔ امن امان کو سیاسی مصلحتوں کے ماتحت کر دینے سے خطرہ پیدا ہوا یا نہیں۔ تحریک کی جانب پریس کا رد عمل۔ یہ الزام کہ اردو کے چار اخبار تحریک کو کراچی کی طرف ایک خاص رخ پر موڑنے کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ کراچی میں مذہبی فضا۔ یہ الزام کہ ایک طرف خواجہ ناظم الدین علماء سے متاثر تھے اور دوسری طرف مسٹر دولتانہ ان کو الجھن میں ڈالنا چاہتے تھے۔ مارشل لاء سے قبل کے واقعات۔ فوج نے جو رول ادا کیا۔ اندرون شہر میں کرفیو نہ لگانا۔ مولانا اختر علی کی ٹیلیفون کال جیسے امور کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔

نئی دہلی ۱۰ اپریل - آل بھارت مسلم جماعت نے دھمکی دی ہے کہ اگر مغربی بنگال کی حکومت نے دس مئی تک ایک بنگالی کتاب "شکنتی شالی" پر پابندی عائد نہ کی تو صوبائی وزیر اعلیٰ کے گھر کے سامنے پر امن ستیاگرہ شروع کر دی جائے گی۔ جماعت کے پروپیگنڈا سیکرٹری مسٹر ایچ آر چودھری نے آج کلکتے میں ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کو اس کتاب کے مصنف، پرنٹر پبلشرز کے خلاف قانونی کارروائی بھی کرنی چاہیئے جس میں پیغمبر اسلام اور مسلمانوں پر مذموم حملے کئے گئے ہیں، انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ مصنف سوامی ستیانند سرسوتی نے جو ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی آنجہانی کے پیروؤں میں سے ہیں۔ اس کتاب میں ڈاکٹر اقبال کے خلاف بھی زہر اگلا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ صوبائی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ مصنف کے خلاف کارروائی کی جائے گی لیکن اب تک اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ یہ کتاب فرقہ پرستی کا بدترین نمونہ ہے۔ آخر میں انہوں نے بتایا کہ ستیاگرہ شروع کرنے والوں میں مختلف جماعتوں کے لوگ شامل ہوں گے۔

تہران ۱۱ اپریل - فوجی عدالت کے صدر نے اعلان کر دیا ہے کہ ڈاکٹر مصدق کو بالجبر عدالت میں حاضر کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر مصدق نے عدالت کا مقاطعہ کر رکھا ہے۔

کراچی ۱۲ اپریل - آج اعلیٰ افسروں کی غذائی کانفرنس شروع ہو گئی، چودھری محمد علی وزیر مالیات نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں ملک فیروز خان نون وزیر اعلیٰ پنجاب، سردار عبدالرشید وزیر اعلیٰ سرحد، سید حسن محمود وزیر اعلیٰ بہاولپور، مسٹر ممتاز حسن قزلباش وزیر اعلیٰ خیرپور، مسٹر شرف الدین چودھری وزیر خوراک مشرقی پاکستان، اور صوبوں اور ریاستوں کے خوراک کے شعبوں کے سیکرٹریوں اور بلوچستانی ریاستوں کی یونین کے وزیر اعظم نے شرکت کی۔ کانفرنس کا اگلا اجلاس بدھ کو ہوگا۔ کانفرنس میں مرکزی حکومت کی غذائی پالیسی مرتب کی جائیگی اور فیصلہ کیا جائے گا کہ موجودہ فصل ربیع کی گندم کس نرخ پر زمینداروں سے خریدی جائے اور کس قیمت پر عوام کے ہاتھ فروخت کی جائے۔ اس کانفرنس میں چاول کی پابندیاں اور بعض دوسرے غذائی امور بھی زیر بحث لائے جا رہے ہیں۔

کراچی ۱۲ اپریل - آج جب ۱۴ دن کے وقفے کے بعد پاکستان پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو اس میں غیر سرکاری قرار دادوں پر بحث شروع ہوئی۔ آج ایوان میں شیخ صادق حسن کی ایک قرار داد اتفاق رائے سے منظور کر لی گئی جس کا مفہوم یہ تھا کہ پاکستان کے دونوں حصوں کے تعلقات مضبوط بنانے کی موثر تدابیر اختیار کی جائیں۔ قرار داد میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں آنے جانے کا کرایہ کم کیا جائے دونوں علاقوں میں تجارتی وفدوں کا تبادلہ کیا جائے اور دونوں بازوؤں کے عوام میں ملاپ بڑھانے کی پوری کوشش کی جائے۔

جہانیاں (ملتان) ۱۲ اپریل - ملک محمد فیروز خان نون وزیر اعلیٰ پنجاب نے آج یہاں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ جرائم اور سماج دشمن سرگرمیوں کے خلاف کارروائی کرتے وقت ان کی حکومت غریب اور امیر کے درمیان کسی قسم کا امتیازی سلوک روا نہیں رکھے گی انہوں نے کہا کہ کپڑے کی قیمتیں مقرر ہو چکنے پر، تمہیں ایسے کارخانہ داروں اور دیگر اشخاص کے خلاف سخت سے سخت قدم اٹھانے میں کوئی باک نہیں ہوگا۔ جو چور بازاری کے مرتکب پائے جائیں گے۔

لاہور ۱۲ اپریل - لاہور ہائیکورٹ کی فل بنچ نے آج ڈان کراچی کے ایڈیٹر، طابع اور ناشر کی غیر مشروط معافی اور عدلیہ کے متعلق ان کی یقین دہانی کے بعد ان کے خلاف توہین عدالت کے نوٹس پر کوئی کارروائی نہیں کی۔

کراچی ۱۲ اپریل - کھوکھرا پار کے راستے مہاجروں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۵۴ء کو ختم ہونے والے ہفتہ میں ۹ سو ستائیس مہاجر پاکستان آئے۔ فروری ۱۹۵۰ء سے اس راستے پاکستان آنے والوں کی تعداد ۸۳۰۷۳ تک پہنچ گئی ہے۔

پیغام صلح مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۱

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوئی۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

زیرِ ادارت مدیر مرتضیٰ خان حسن بی اے — دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۳ شعبان ۱۳۷۳ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۲

ہیں تفرقہ میں قوم کی بربادیاں نہاں

مرتضیٰ خان حسن

سمجھا تھا میں کہ راہِ وفا میں خطر نہیں
پر اب کھلا کہ اس میں خطر سے مفر نہیں

اللہ رے! یہ دین سے غداریاں تری
بندوں کا ڈر نہیں تو خدا کا بھی ڈر نہیں؟

حالِ زبونِ قوم سے دل خون ہو گیا
شل اک دماغ ہی نہیں شق اک جگر نہیں

ہیں تفرقہ میں قوم کی بربادیاں نہاں
اتنی خبر بھی کیا تجھے اے بے خبر نہیں؟

کر دے سبھی کو سلکِ اخوت میں منسلک
پھر سے پرو دے اس میں جو "لعل و گہر" نہیں

اندازہ کیا ہو تجھ کو مرے اضطراب کا
اے ہمنشیں! تو محرمِ دردِ جگر نہیں

اہلِ کمال کی تو نہیں کچھ کمی یہاں
افسوس ہے کہ دنیا میں اہلِ نظر نہیں

دیکھے ہیں ہم نے اس کے کرشمے ہزار بار
کہتا ہے کون آہِ سحر میں اثر نہیں

خوش ہوں حسن کہ دولتِ عقبیٰ ہوئی نصیب
کیا غم ہے مرے پاس اگر سیم و زر نہیں

اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو

بیعت کنندگان کو حضرت مسیح موعود کی نصیحت

"سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضا ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو، اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔"

{ازالہ اوہام حصہ دوم}

ماخوذ پیغام صلح مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۵۴ء

اقبال اور احمدیت

مرکزیہ مجلس اقبال کی طرف سے ایک بیان حال ہی میں اس شہادت کی تردید میں شائع ہوا ہے جو فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں محترم خواجہ نذیر احمد صاحب نے دی تھی، اس بیان کے شروع ہی میں خواجہ صاحب کی شہادت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے :۔

"اضطرابات پنجاب کے سلسلہ میں تحقیقاتی عدالت میں اپنی شہادت کے دوران میں ایک گواہ نے بتایا کہ حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی تھی اور ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۱ء تک اس بیعت کے پابند رہے اور اس زمانہ میں کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کے موجودہ سربراہ اور ان (علامہ اقبال) کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے اور انہوں نے قادیانیوں کے خلاف اپنے بیانات شائع کئے۔"

خواجہ صاحب کی اس شہادت پر جو بیان لکھنے والوں نے اپنے الفاظ میں لکھی ہے سب سے پہلا اعتراض یہ کیا گیا ہے :

"اگر گواہ کے الزامات میں صداقت ہوتی تو ان کو پیش کرنے کا موزوں ترین وقت حکیم الامت کی زندگی میں ہو سکتا تھا"

خواجہ صاحب نے اپنی شہادت میں یہ بھی بتا دیا تھا کہ جب ڈاکٹر اقبال نے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنا بیان شائع کیا تو

"میں اور میرے والد مرحوم خواجہ کمال الدین ڈاکٹر اقبال سے ملے میرے والد نے جو ڈاکٹر اقبال کے بڑے دوست تھے ان سے پوچھا او یار تیری بیعت دا کی ہویا" (دوست تمہاری بیعت کا کیا ہوا) اور علامہ اقبال نے جواب دیا "او وہ ویلا ہور سی ایہہ ویلا ہور اے" (وہ وقت اور تھا یہ وقت اور ہے)

پس جہاں تک ڈاکٹر اقبال کی زندگی میں ان کی بیعت یاد دلانے کا سوال ہے، اس کا جواب خود شہادت میں موجود ہے، علی الاعلان اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھا گیا کیونکہ ڈاکٹر اقبال نے اگرچہ ایک زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر لی تھی، تاہم جماعت احمدیہ کے ساتھ اس قسم کا عملی تعلق انہوں نے کبھی نہیں رکھا جو ایک احمدی کے لئے واجب ہے۔ اسی قسم کے احمدی مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری بھی ہیں، جن کی اپنی شہادت ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر اقبال کے ساتھ ۱۸۹۷ء میں بیعت کی تھی، لیکن باوجودیکہ وہ اپنی بیعت کے خود اقراری ہیں انہیں جماعت احمدیہ میں شامل نہیں سمجھا جاتا خود خواجہ نذیر احمد صاحب نے بھی شہادت کے دوسرے دن (۱۲ نومبر ۱۹۵۳ء) کو عدالت ہی میں "پاکستان ٹائمز" کے اس عنوان کو جو ان کی شہادت نقل کرتے ہوئے لکھا گیا کہ Allama Iqbal was a Qadiani up to 1931 غلط قرار دیتے ہوئے یہ بیان کیا تھا کہ :۔

"میں نے اس عدالت میں جو گواہی دی تھی اسے غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہے کیونکہ میں نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ علامہ اقبال قادیانی تھے میں نے یہ کہا تھا کہ علامہ اقبال نے بیعت کی تھی"

پس جب خواجہ صاحب کی شہادت میں صرف ان کی بیعت ہی کا ذکر تھا، ان کے احمدی ہونے کا کوئی ذکر نہ تھا تو یہ سوال ہی فضول ہے کہ اقبال کی زندگی میں یہ بات کیوں نہ کہی گئی،

"مرکزیہ مجلس اقبال" نے اسی سلسلہ میں مرزا بشیر احمد صاحب کی کتاب سیرۃ المہدی کا بھی حوالہ دیا ہے اور بتایا ہے اس میں اقبال کے والد کی بیعت کا ذکر ہے خود اقبال کی بیعت کا ذکر نہیں، لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ سیرۃ المہدی کے مصنف کو تمام باتوں کا علم ہو، ہو سکتا ہے کہ اقبال کی بیعت کا واقعہ انہیں معلوم نہ ہو جس حالت میں مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری جیسا انسان شہادت دے رہا ہے کہ اقبال نے ان کے ساتھ بیعت کی تو سیرۃ المہدی میں اس کا ذکر نہ آنے سے یہ حقیقت تو زائل نہیں ہو سکتی تعجب ہے مرکزیہ مجلس اقبال نے اپنے بیان میں مولوی غلام محی الدین قصوری کی شہادت کیوں نقل نہ کی اور اس کی تردید کی جرأت انہیں کیوں نہ ہوئی۔

اسی بیان میں علامہ اقبال کی چند کتابوں سے ان کے بعض اشعار نقل کئے گئے ہیں، جن سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ وہ

(۱) ختم نبوت کے قائل تھے

(۲) ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبوت کے قائل نہ تھے،

(۳) مرزا صاحب کے دعووں کی واضح اور پرزور تردید کی گئی ہے"

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ علامہ اقبال ختم نبوت کے قائل تھے یا نہیں، ختم نبوت کے ہم بھی قائل ہیں اور خواجہ نذیر احمد صاحب بھی علامہ اقبال کی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں، نہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا، اگر علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں اس کی تردید کی ہے تو دوسرے لوگوں کی تقلید کی ہے، جو حضرت مرزا صاحب پر دعوے نبوت کا غلط الزام لگا کر اس کی تردید کرتے رہتے ہیں، ہاں ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبوت کا دعوے انہیں ضرور تھا، اگر علامہ اقبال نے اس کو بھی نبوت سمجھ کر اس کی تردید کی ہے، تو اس کی نا فہمی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو گا کہ جو الفاظ نبوت کی نفی کر کے بولے ہیں انہی کو نبوت کی قسم قرار دے دیا ہے، یعنی "ظلی بروزی اور غیر تشریعی" کے الفاظ تو نبوت کے برخلاف ولایت و مجددیت کے ہم معنی ہیں نہ کہ نبوت کے، پھر علامہ اقبال نے کس طرح ان کو دعوٰی نبوت سمجھ کر ان کی تردید شروع کر دی،

لیکن ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں یہ ان کا اپنا نظریہ ہے، اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے جن اشعار سے یہ استدلال کیا گیا ہے ان سے واضح طور پر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ

"مرزا صاحب کی طرف سے ظلی بروزی یا غیر تشریعی نبوت کا جو دعوٰے کیا جا رہا تھا، اس سے اس کی تردید مقصود تھی"

اگر ایسا بھی ہو تو ہمیں اس سے کیا بحث ہے، اس سے ۱۸۹۷ء میں ان کی بیعت کا واقعہ غلط نہیں ہو جاتا۔

مرکزیہ مجلس اقبال نے خواجہ نذیر احمد صاحب کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان ان کی طرف منسوب کیا ہے کہ علامہ اقبال ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۱ء تک اس بیعت کے پابند رہے یہ صریح غلط بیانی ہے خواجہ صاحب نے صرف اس قدر کہا تھا کہ ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۱ء میں جب کشمیر کمیٹی کے بارہ میں میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ علامہ اقبال کا اختلاف ہو گیا تو مؤخر الذکر نے احمدیت کے خلاف اپنا بیان شائع کیا۔

یہی بات مرکزیہ مجلس اقبال کے بیان سے بھی واضح ہوتی ہے جس میں کشمیر کمیٹی کے بارہ میں میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ علامہ کے اختلافات کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے، اور یہ ۱۹۳۰ء/۱۹۳۱ء کے بعد کا واقعہ ہے جس سے پہلے علامہ اقبال نے احمدیت کے خلاف کوئی واضح بیان نہیں دیا تھا علامہ کی جن کتابوں سے تردید احمدیت پر استدلال کیا گیا ہے وہ بھی ۱۹۳۰ء/۱۹۳۱ء کے بعد کی شائع شدہ ہیں، اس سے پیشتر انہوں نے علیگڑھ میں احمدیت کو کھلے لفظوں میں ٹھیٹھ اسلام قرار دیا اور متعدد موقعوں پر جماعت احمدیہ کے تبلیغی کاموں کی نہ صرف تعریف کی بلکہ امداد سے بھی دریغ نہ کیا، اور اس جماعت کے جلسوں کی صدارت بھی بڑی خوشی سے قبول کرتے رہے، اگر وہ اپنے مشہور خلاف احمدیت بیان سے پہلے اس جماعت یا اس کے امام کو کافر سمجھتے تھے، تو ان کے مذہب کو ٹھیٹھ اسلام قرار دینے اور ان کی امداد و اعانت کرنے کے کیا معنے ہیں،

اپنے اسی بیان میں مرکزیہ مجلس اقبال نے علامہ کی ۱۹۰۲ء کی ایک نظم کے چند اشعار بھی نقل کئے ہیں جن میں کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مخاطب کر کے انہیں اتحاد کا مخالف اور بھائیوں میں بگاڑ ڈالنے کا مرتکب قرار دیا گیا ہے لیکن اسی نظم میں بعض ایسے اشعار بھی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال حضرت مرزا صاحب کو برا کہنے سے اجتناب کرتے تھے مثلاً لکھا ہے ؎

"میں کسی کو برا کہوں تو یہ ساری دنیا سے خود برا ہوں میں"

تعجب ہے بیان لکھنے والوں نے اس شعر کو کیوں نقل نہ کیا کیا اس لئے کہ یہ علامہ اقبال حضرت مرزا صاحب کو برا کہنے سے توبہ کر رہے ہیں ؟

بہرحال جہاں تک علامہ کی بیعت کا سوال ہے، مرکزیہ مجلس اقبال اپنے سارے بیان میں اس امر واقعہ کی تغلیط ثابت نہیں کر سکی اس کے بیان سے زیادہ سے زیادہ اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ بعض دفعہ علامہ اپنے اشعار میں احمدیت کے خلاف چھپے لفظوں میں کچھ کہہ جاتے تھے لیکن، اس کے خلاف جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں ایسے بھی واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احمدیت کو اچھا سمجھتے تھے یہ تلوّن کی سی حالت کچھ قابل ستائش نہیں قرار دی جا سکتی، اور ہم مرکزیہ مجلس اقبال سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس قصہ کو طول دے کر اور اس بیان کو شائع کر کے انہوں نے علامہ کی کوئی ایسی خدمت نہیں کی جسکو قابل ستائش کہا جا سکے اور نہ اس سے خواجہ نذیر احمد صاحب کی شہادت کو ایک ذرہ بھی نقصان پہنچنے کا احتمال ہو سکتا ہے۔

ضروری اعلان

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کا ہفتہ وار اجلاس مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۵۴ء بروز اتوار بعد نماز عصر ۴ بجے احمدیہ لائبریری میں منعقد ہو گا احباب سے شمولیت کی درخواست ہے ۔ پروگرام :۔

تلاوت قرآن :۔ صفدر حسین شاہ صاحب

تقریر "حضرت مسیح موعود کے وقت کے چشم دید واقعات" :۔ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب

" "موجودہ دور ہم سے کیا چاہتا ہے" :۔ ماسٹر برکت علی صاحب ۔

تقریر :۔ مظفر حسن صاحب خادم

سلطان محمد سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

سوالات و جوابات

منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

سوال: - بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ شعر کہ

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے تھے، کیا صحیح ہے؟

جواب: - اس شعر سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلعم کے برابر سمجھتے تھے [illegible] بے شمار تحریرات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بہت ہی بلند بیان کیا ہے اور ساری عمر اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک [illegible] کہتے رہے اور ایک [illegible] بلکہ اپنی [illegible] بار بار آپ نے یہ حقیقت کا اظہار فرمایا کہ حضرت محمد [illegible] علیہ وسلم کا علیم المرتبت شخصیت ہیں کہ اولین و آخرین میں ان کا [illegible] نہیں اور جس طرح خدا اپنی ذات میں واحد لاشریک ہے اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم اپنی شان نبوت میں واحد ہیں فرماتے ہیں:-

"فكما ان ربنا واحدٌ يستحق العبادة وحده فكذالك رسولنا المطاع واحدٌ"
(منن الرحمٰن صفحہ ۲۰)

ایک اور جگہ حضرت نبی کریم صلعم کا اعلےٰ وارفع مقام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے" (توضیح مرام صـــ ۲۳)

پس حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ آپ نعوذ باللہ اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلعم کے برابر سمجھتے تھے ایک کذب صریح ایک بہتان اور ایک افترائے عظیم ہے۔ حضرت نبی کریم کی ہمسری کا دعویٰ تو بہت بڑی بات ہے حضرت مرزا صاحبؒ کا تو نبوت کا بھی دعویٰ نہ تھا جس کا اظہار بار بار آپ نے اپنی کتب میں کیا اور دعویٰ نبوت کو اپنے متعلق افترا قرار دیا چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے:-

"ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے" (حمامۃ البشریٰ ۵ مـ)

اگر احادیث میں یا آپ کے الہام میں کہیں لفظ رسول یا نبی آ گیا تو آپ نے ہمیشہ اس کی تاویل کی اور اسے کبھی حقیقی نبوت قرار نہیں دیا۔ بلکہ ہمیشہ مجازی۔ یا ظلی یا بروزی ہی قرار دیا جس سے درحقیقت تمام ولایت ہی کا اظہار مقصود ہے۔ البتہ اس سے نبوت کے ساتھ ایک گونہ "نسبت" ضرور پائی جاتی ہے جو لازمہ ولایت ہے۔ اور اسی طرح سے "منم محمد و احمد" میں بھی اسی نسبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ بالغیر اور یہ نسبت کا مسئلہ امت محمدیہ کا ایک مسلّم مسئلہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد اپنی تصنیف تذکرہ میں گروہ اولیاء اللہ و مجددین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"یہی حقیقت شیخ اکبر کی اصطلاح میں خصوص اور بعض اصحاب اشارات کی اصطلاح میں "نسبت" کے لقب سے ملقب کی گئی ہے کہ کسی اہل اللہ کا قدم تاسی و اتباع حسب استعداد و داعیات وقت کسی ایک نبی کے منہاج پر واقع ہوتا ہے۔ اور کسی کا کسی دوسرے نبی کی منہاج پر اسکو بوجہ غلبہ یا بہ الاختصاص اس نبی سے ایک خاص طرح کی "نسبت" حاصل ہو جاتی ہے۔ ع و للناس فی ما یعشقون مذاهب۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ کسی کا قدم جامعیۃ فیض محمدی کا تعاقب کرتا اور مقام جامعیت کبریٰ اور [illegible] آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری [illegible] کے اکتساب فیضان سے ایک کیفیت بوقلموں اور جلوہ حسن صد رنگ و گوناگوں پیدا کرتا ہے۔ (صفحہ ۲۴۸)

اور حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات جلد ۱ مکتوب ۲۵۱ میں اسی "نسبت" کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"حضرت صدیق و حضرت فاروق رضی اللہ عنہما در عرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیم و در عرف دعوت کہ مناسبت مقام نبوت است مناسبت بحضرت موسیٰ دارند و حضرت ذی النورین در ہر دو عرف مناسبت بحضرت نوح دارند و حضرت امیر در ہر دو عرف مناسبت بحضرت عیسیٰ دارند صلوات اللہ علیٰ نبینا و علیہم۔

فی الجملہ حضرت مرزا صاحب نے جو اپنے لئے الفاظ ظلی، بروزی یا مجازی استعمال کئے ان کے نیچے یہی حقیقت ہے کہ آپ کو مقام نبوت سے ایک خاص نسبت حاصل ہے۔ اور ایک طرف اگر آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نسبت تامہ حاصل ہے تو دوسری حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نسبت حاصل ہے خود حدیث فیصلہ کرتی ہے کہ ہر نبی کی ایک نظیر اس امت میں پائی جاتی ہے۔ یعنے امت محمدیہ میں ایسے اصحاب ہیں جو انبیاء سے کوئی نسبت رکھتے ہیں۔ چنانچہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۳ میں ابن عساکر حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں:-

ما من نبیٍ الا لہٗ نظیر و ما من امتی ابوبکر نظیر ابراهیم و عمر نظیر موسیٰ و عثمان نظیر هارون و علی ابن ابی طالب نظیری و من سرہ ان ینظر الی عیسیٰ ابن مریم فلینظر الی ابی ذر الغفاری۔

حضرت بایزید بسطامی کے متعلق تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۶ میں لکھا ہے:-

"گفتند خدائے عزوجل را بندگانند بہ دل ابراہیم و موسیٰ و محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام گفت آن ہم منم"

حضرت امام الکاملین خواجہ محمد ناصر محمدی اپنی کتاب نالۂ عندلیب جلد اول صفحہ ۲۴۲ میں لکھتے ہیں:-

"در امت محمدیہ کامل و اکمل اولیا گردیدہ اند اگرچہ باعتبار سلوک باطن و جادۂ طریق آنہا آدمی و نوحی۔ و ابراہیمی و داودی۔ و یعقوبی۔ و موسوی و عیسوی، و محمدی ہم باشند"

ان حوالہ جات کے بعد کوئی شک و شبہ نہیں رہ جاتا کہ اولیاء کی انبیاء سے مشابہت ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ پس جہاں کہیں حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو دوسرے انبیاء کے مقام دیئے ہیں ان کا مقصد یہی ہے کہ آپ کو ان انبیاء سے ایک مشابہت اور مناسبت ہے اور حضرت کے شعر مرقومہ بالا میں بھی نسبت کا ذکر ہے ولا غیر۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر [illegible]

— [illegible] پچھلے دنوں زبردست سیلاب آ جانے کی وجہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ اور صاحب صدر کی طرف سے [illegible] سے بذریعہ تار احباب جماعت کی خیر و عافیت دریافت کی گئی۔ الحمد للہ کہ ان کا جواب آ گیا ہے کہ سب بدست بخیر و عافیت ہیں۔

قادری صاحب کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ ان کی طبیعت تا حال پورے طور پر بحال نہیں ہوئی، احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس مجاہد بزرگ کی صحت و عافیت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

— [illegible] (کرناٹک) سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں ۲ فروری کو انجمن کے عہدیداروں کا از سر نو انتخاب ہوا اور کثرت رائے سے سیکرٹری کے سوائے باقی تمام عہدیدار جو پہلے تھے وہی بحال رہے اب موجودہ عہدیداروں کے نام حسب ذیل ہیں:-

صدر:- شیخ [illegible] صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر گوا۔ نائب صدر:- شیخ محمد یوسف صاحب [illegible]۔ سیکرٹری:- محمد حسین صاحب [illegible]۔ خزانچی:- [illegible] صاحب [illegible]

شہنامہ اسلام پنجابی نظم میں!

احباب کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ملک غلام سرور صاحب نے پنجابی نظم میں شاہنامہ اسلام لکھا ہے۔ وہ اس کی یک صد کاپیاں نہایت ارزاں قیمت پر جماعت کے احباب کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب دو روپے میں انجمن کے دفتر سے مل سکتی ہے۔ والسلام

صدرالدین

نوٹ:- پہلے غلطی سے ایک روپیہ قیمت لکھی گئی تھی۔

تقریب نکاح جماعت پشاور کے مخلص اور محترم بزرگ جناب عبدالمنان صاحب میونسپل انجینئر کی صاحبزادی حامدہ بیگم کا عقد جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب (داتا دربار لاہور) کے صاحبزادے جناب قار احمد صاحب الیکٹریکل انجینئر والے آئی-اسی کے ساتھ بخیر و خوبی طے پایا۔ اس نیک تقریب پر جناب عبداللہ خان [illegible]

رفتارِ عالم

کراچی ۱۴ اپریل - سعودی عرب کے شاہ سعود بن عبدالعزیز آج پاکستان کے دس روزہ دورہ پر کراچی پہنچ گئے، گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد، وزیر اعظم مسٹر محمد علی، بیگم محمد علی، گورنر سندھ مسٹر ابراہیم رحمۃ اللہ، مرکزی حکومت اور سندھ کے وزراء، سفارتی نمائندوں اور ممتاز شہریوں نے ہوائی اڈے پر آپ کا استقبال کیا۔ سعودی عرب کے چار وزراء، بیس شہزادے اور شاہی عملے کے ۸۰ ارکان بھی شاہ کے ہمراہ آئے ہیں۔ شاہ سعود تین دن تک کراچی میں قیام کریں گے اس دوران میں فیڈرل یونیورسٹی انہیں ڈاکٹر آف لا کی اعزازی ڈگری دے گی وہ بحریہ پاکستان کے چند تربیتی اداروں اور کراچی کے صنعتی علاقے کا بھی معاینہ کریں گے اس کے بعد وہ بذریعہ طیارہ صوبہ سرحد جائیں گے مشکل کوہاٹ درے راولپنڈی پہنچیں گے اور اسی دن عصر کے وقت لاہور سے بذریعہ طیارہ عازم ڈھاکہ ہوں گے اور وہاں ایک دن قیام کرنے کے بعد واپس کراچی پہنچ جائیں گے وہ ۲۴ اپریل کو عازم ریاض ہو جائیں گے۔

کراچی ۱۴ اپریل - کشمیر فنڈ کمیٹی نے جہاد کشمیر کے سب سے پہلے شہید خالد حسین شاہ کے دو بچوں اور ایک بچی کے لئے بیس بیس روپے وظیفے مقرر کر دیئے ہیں سکول میں ان کی تعلیم کے خاتمے کے بعد وظیفوں کی رقم بڑھا دی جائے گی۔

کراچی ۱۴ اپریل - کراچی میں درآمدی کپڑے کا کوٹہ دو گز فی کس بڑھا کر چار گز فی کس کر دیا گیا ہے عوام ہر قسم کا کپڑا لے سکتے ہیں۔ اور ہر سہ ماہی درآمدی کپڑے کا کوٹہ تین گز فی کس مقرر کیا گیا ہے۔ یہ کپڑا راشن کارڈوں کے ذریعہ تقسیم کیا جائے گا۔

لاہور ۱۴ اپریل - معلوم ہوا ہے کہ گورنر پنجاب نے صوبہ کے چھ انتخابی حلقوں کی سات نشستوں کے ضمنی انتخابات کے لئے پروگرام کی منظوری دیدی ہے۔ اس پروگرام کے مطابق یہ ضمنی انتخابات ۱۲ اگست ۱۹۵۴ء کو شروع ہوں گے اور چار پانچ دن میں نتائج کا اعلان کر دیا جائیگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ضلع ملتان میں مخدوم ولایت حسین گیلانی مرحوم کی آٹھویں خالی نشست کا ضمنی انتخاب بھی انہی تاریخوں میں کرایا جائیگا۔ گورنر پنجاب کے منظور کردہ پروگرام کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۰ جون ۱۹۵۴ء کو امیدواروں سے کاغذات نامزدگی وصول کئے جائیں گے۔ ۲۸ اور ۲۹ جون کو (دو دن) کاغذات نامزدگی کی پڑتال ہوگی اور جو امیدوار انتخابات سے دستبردار ہونا چاہیں گے وہ یکم جولائی کو اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے سکیں گے اور پھر ایک ماہ بعد ۲ اگست ۱۹۵۴ء کو پولنگ شروع ہوگا۔ جو ہر حلقہ میں ڈپٹی کمشنر کے مقررہ پروگرام کے مطابق تین چار دن رہے گا۔

یاد رہے کہ انتخابی کمیٹیوں کے فیصلوں کی بناء پر لاہور میں خواتین کی ایک نشست، ضلع جھنگ میں مردوں کی دو نشستوں اور ضلع منٹگمری میں دو نشستیں خالی ہیں ضلع ملتان میں مخدوم ولایت حسین گیلانی کے انتقال کے باعث ایک نشست خالی ہے مذکورہ پروگرام کے مطابق یہ نشستیں اگست ۱۹۵۴ء کے اوائل میں پُر ہو جائیں گی۔

کراچی - نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ۲۱ اپریل کو پاکستانی کابینہ کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوگا جس میں مشرقی بنگال، سندھ، پنجاب، صوبہ سرحد، خیرپور اور بہاولپور کے وزراء اعلیٰ شرکت کریں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس اجلاس میں بعض اہم آئینی اور انتظامی مسائل زیر بحث آئیں گے۔

ڈھاکہ ۱۴ اپریل - ہندوستانی ہائی کمشنر ڈاکٹر موہن سنہا مہتہ نے ڈھاکہ کے ایس ایم کالج میں پروفیسروں سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان اور ہندوستان کے درمیان دوستانہ تعلقات اور ایک دوسرے کے مسائل ہمدردانہ طور پر سمجھنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ آپ نے پروفیسروں کو مشورہ دیا کہ وہ ہند و پاکستان کے مسائل پر حق پسندانہ اور تاریخی نقطہ نظر سے غور کریں ڈاکٹر مہتہ نے مختلف تعلیمی ادارے دیکھے۔

قاہرہ ۱۴ اپریل - مصر کے نائب وزیر اعظم لفٹننٹ کرنل جمال عبدالناصر نے کہا ہے کہ پاکستان اور ترکیہ کا معاہدہ دوستی ہمارے مفاد کے خلاف ہے۔ جمال عبدالناصر نے کہا کہ یہ معاہدہ عراق اور ایران کی شرکت کے بغیر مفید ثابت نہیں ہوگا۔ جب جمال عبدالناصر سے یہ کہا گیا کہ عراق بھی معاہدہ میں شامل ہونے کی تیاری کر رہا ہے تو جمال عبدالناصر نے کہا عراق پر معاہدہ میں شامل ہونے کے لئے ضرور دباؤ ڈالا جائے گا۔

لاہور ۱۴ اپریل - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے اعلان کیا ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۴۱ء کی دفعہ ۳۱۱ کے تحت آتشبازی کا استعمال جرم ہے اس کے علاوہ ضابطہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۸۵ کے تحت یہ ایک ایسا جرم ہے جو قابل دست اندازی پولیس ہے۔ لاہور میونسپل کارپوریشن کے چیف افسر کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان تمام اشخاص کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے جو پبلک طور پر آتشبازی چلاتے ہوئے پائے جائیں۔ اسی طرح مقامی پولیس کو بھی اس بارے میں مناسب کارروائی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

ڈپٹی کمشنر لاہور نے عوام کے رہنماؤں اور پبلک سے درخواست کی ہے کہ وہ اس بدعت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے میں حکام سے پورا پورا تعاون کریں۔

کراچی ۱۴ اپریل - وزارت خارجہ پاکستان کے ایک ترجمان نے تسلیم کیا ہے کہ افغانستان اور پاکستان کے درمیان بہتر تعلقات استوار کرنے کے لئے دونوں حکومتوں کے درمیان کچھ عرصہ سے گفت و شنید جاری ہے۔ لیکن ترجمان نے اس خبر کو غلط بتایا ہے کہ دونوں ملکوں کی فیڈریشن قائم کرنے کے لئے افغانستان اور پاکستان میں خفیہ گفت و شنید ہوئی ہے۔ ترجمان نے کہا کہ دفاع اور امور خارجہ پر مشترکہ کنٹرول کے متعلق خبریں محض قیاس آرائی پر مبنی ہیں۔

تہران ۱۴ اپریل - آج برطانیہ امریکہ اور ہالینڈ کی تیل کمپنیوں اور حکومت ایران کے نمائندوں میں ایرانی تیل کی صنعت کو بحال کرنے کے متعلق بات چیت شروع ہو گئی تاکہ تمام ملکوں کو اس کی سپلائی دوبارہ شروع کی جا سکے۔

چٹاگانگ - ۱۴ اپریل ضلع چٹاگانگ میں ایک امام مسجد نے اپنے بیٹے کا گلا کاٹ دیا۔ گرفتاری کے بعد اس امام مسجد نے پولیس کو بتایا ہے "مجھے خواب میں یہ بشارت ہوئی تھی کہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح اپنے بیٹے کی قربانی پیش کروں چنانچہ میں نے رضائے الٰہی کی خاطر یہ قربانی دے دی ہے۔

نئی دہلی - ۱۴ اپریل - انڈین نیشنل کانگرس کی مرکزی کمیٹی نے کانگرس کے تمام ارکان کو کہا ہے کہ وہ کمیونسٹوں کی امن کمیٹیوں سے کوئی رابطہ نہ رکھیں۔

کراچی ۱۵ اپریل - شاہ سعود والئی حجاز عرب نے یہ توقع ظاہر کی ہے کہ دستور ساز اسمبلی میں پاکستانی عوام کے قابل نمائندے قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی دستور تیار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اس طرح پاکستان کے سماجی اور اقتصادی مسائل حل ہو جائیں گے۔ شاہ سعود نے اپنے ملک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہمارے ہاں امن و قانون کی عملداری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں قانون الٰہی نافذ ہے۔

کراچی ۱۵ اپریل - آج پارلیمنٹ میں ایک غیر سرکاری قرارداد منظور کر لی گئی۔ اس کی رو سے تعلیم کے موجودہ نظام اور تعلیمی سہولتوں کا مکمل جائزہ لینے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے گا۔ کمیشن تعلیمی نظام کو پاکستان کے نظریہ اور موجودہ ضرورتوں کے مطابق بنانے کے لئے مناسب سفارشات پیش کرے گا۔

قاہرہ ۱۵ اپریل - مصری وزیر قومی قیادت میجر صالح سلیم نے کابینہ اور انقلابی کونسل کے ایک اجلاس کے بعد اعلان کیا ہے کہ مصر کے پیشہ ور سیاستدانوں کی بہت بڑی تعداد (جو ۴۰ - اور ۵۰ کے درمیان ہے) کو دس سال کے لئے شہری اور سیاسی حقوق سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس فیصلہ کا اثر وفد پارٹی سعد پارٹی اور لبرل دستوری پارٹیوں کے ان تمام ارکان پر پڑے گا جو ۶ فروری ۱۹۴۲ء سے ۲۳ جولائی ۱۹۵۲ء تک وزارتی عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔

کراچی ۱۵ اپریل - مرکزی مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی میں دستور ساز اسمبلی کے چھ پنجابی ارکان کی طرف سے دو مرکزی وزراء کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کرنے کیلئے جو کوشش جاری تھی وہ آج رات تک کامیاب نہیں ہو سکی کل صبح "پنجاب گروپ" کے اجلاس میں تازہ ترین صورت حال پر غور کیا جائے گا۔ سیاسی مبصرین کی رائے یہ ہو کہ "پنجاب گروپ" نے چوہدری ظفر اللہ خاں اور مسٹر گورمانی دونوں کے خلاف بیک وقت مہم شروع کر کے غلطی کی ہو اگر وہ ان دونوں وزراء کی بجائے صرف چوہدری ظفر اللہ خاں کو کابینہ سے علیحدہ کرنے کے مطالبہ پر توجہ مرکوز کرتے تو وہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جاتے کیونکہ مسلم لیگی حلقوں میں عام رائے یہ ہے کہ کابینہ سے موجودہ وزیر خارجہ کی علیحدگی مسلم لیگ کو مقبول

روزنامہ پیغام صلح مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۵۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۲

تعلیمی پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ نمبر ... تار کا پتہ: تبلیغ - لاہور فون نمبر ۳۰۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ ر شعبان ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۳

جواہر ریزے

ہمسایہ سے حسن سلوک

قرآن مجید سے

وبالوالدین احسانًا و — اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور قریبیوں
بذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین — کے ساتھ اور یتامیٰ کے ساتھ اور مساکین کے ساتھ
والجار ذی القربیٰ والجار — اور قریبی پڑوسی اور دُور کے پڑوسی اور پاس والے
الجنب والصاحب بالجنب ۝ — ساتھی کے ساتھ بھی نیک سلوک کرو۔
(النساء آیت ۳۶)

حدیث سے

من ضار جارًا ضار اللہ بہ و — جو کوئی اپنے ہمسایہ کو ضرر دے گا اللہ اس کو
من شاق شق اللہ علیہ — سزا دے گا اور جو کوئی اپنے ہمسایہ پر سختی کرے گا
(ابو داؤد) — خدا اس کو عذاب دے گا۔

احسن الیٰ جارک تکن — اپنے ہمسائے سے نیک سلوک کر تو
مومنًا (جزو من الحدیث الترمذی) — مومن بن جائے گا۔

من کان یؤمن باللہ والیوم — جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسکو
الاخر فلیکرم ضیفہ ومن — چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ جو کوئی اللہ
کان یؤمن باللہ والیوم الاخر — اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ اپنے
فلیحسن الیٰ جارہ ومن کان — ہمسایہ سے نیک سلوک کرے۔ جو کوئی اللہ اور آخرت
یؤمن باللہ والیوم الاخر — پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ اچھی بات کہے ورنہ
فلیقل خیرًا او لیسکت — خاموش رہے۔
(الشیخان وابو داؤد) — (ابو داؤد)

لا یدخل الجنۃ من لا — جس سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں
یامن جارہ بوائقہ — وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔
(الشیخان) — (الشیخان)

لیس المومن الذی — وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ
یشبع وجارہ جائع — بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا
(طبرانی) — رہے۔ (طبرانی)

ایک نورانی دعوت

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات عالیہ

"پھر بعد اسکے کوشش کرو۔ اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں، اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو جو شخص ان حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم)

اختلافات کی خلیج کو ہموار کرنے کیلئے دُعا کے ہتھیار سے کام لو

سید تصدق حسین صاحب قادری کا خط بغداد سے

بغداد — ۳ اپریل ۱۹۵۴ء — میرے محترم مولانا ابو مرتضیٰ خان صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

غالبًا آپ کو یہ علم ہوگا کہ فقیر آج کئی ماہ سے بیمار چلا آ رہا ہے۔ سوائے چند یوم بستر علالت پر ہی رہا ابھی صاحب فراش ہوں یہ سطور بستر ہی پر ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں۔ دل و دماغ بوجہ کمزوری بہت تھکا ہوا ہے دعا فرماویں۔

حسب معمول بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ فرزند ابراہیم نے بحری ڈاک لاکر دی حسب عادت مرکز کی ڈاک دیکھا کرتا ہوں سب سے پہلے پیغام صلح ہاتھ میں آگیا، کھولا، سرورق پر "حاضر مرا سر ہے" کے عنوان کے تحت آپ کی نظم پر نظر پڑی طبیعت بے چین ہوگئی خصوصًا اس شعر نے ؎

مضطر ہے بہت دل مرا بیتاب جگر ہے — غم اُن کے بچھڑنے کا مجھے شام و سحر ہے

تو دل کی کیفیت ہی بدل کر رکھ دی دل حزین رونے لگ گیا اور مسیح محمدی کے ان جان نثار پروانوں کے چالیس سالہ متفقہ و متحدہ جہاد فی سبیل اللہ اور بے لوث و لامثال خدمات دینیہ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا آج ان میں سے بعض بوجہ افسوسناک باہمی تنازعات فتفشلوا وتذھب ریحکم کا بُرا نظارہ دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہمدرد دوستوں کے قلوب خون کے آنسو رو رہے ہیں اور دشمنوں کو ہنسی و ٹھٹھے کا موقع مل رہا ہے۔

اے بزرگان سلسلہ اے اصحاب مسیح زماںؑ اے مسیح وقت کے روحانی فرزند ہو رفقاء کار اس اختلافات و تنازعات کی عمیق خلیج کو ہموار کرنے کے لئے اٹھو اور اپنے مجرب آزمودہ خفاء کردہ ہتھیار الدعا سے کام لو شب کی تاریکیوں اور خاموش فضا میں دل کی گہرائیوں سے دعا کرو یقینًا ادعونی استجب لکم کا وعدہ ربانی پورا ہو کر رہے گا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۝ سب بزرگوں کو سلام علیکم۔ زیادہ لکھ پڑھ نہیں سکتا۔ طالب دعا خاکسار تصدق حسین

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۲۱راپریل ۱۹۵۴ء

"قادیانی مسئلہ"

سال بھر کے بعد اب پھر وہی آواز اُٹھنی شروع ہوئی ہے، جو گذشتہ سال پنجاب میں قتل و خونریزی تخریب انتشار اور بالآخر دولتانہ وزارت کے خاتمہ اور مارشل لاء کے نفاذ پر منتج ہوئی تھی، ابھی اس تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کی سیاہی بھی خشک نہیں ہونے پائی جو عدالت عالیہ کے دو قابل ترین ججوں کی محنت شاقہ اور ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے تیار ہوئی ہے، کہ پھر وہی آوازیں بلند ہونی شروع ہو گئی ہیں :-

(۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۲) سر ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کیا جائے۔

(۳) کسی قادیانی کو کلیدی اسامی پر تعینات نہ کیا جائے۔

یہ آواز اب سب سے پہلے اس جماعت کی طرف سے بلند ہوئی ہے جس نے گذشتہ فسادات کی ذمہ داری سے اپنا دامن بچانے کے لئے تحقیقاتی عدالت میں پورا زور لگایا ہمیں اس سے بحث نہیں کہ ان فسادات کی ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے، تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ عنقریب شائع ہونے والی ہے اس سے خود بخود عیاں ہو جائیگا کہ گذشتہ سال فسادات کی آگ کو مشتعل کرنے میں کن کن لوگوں اور کس کس جماعت نے حصہ لیا یہاں ہمیں صرف اتنا کہنا ہے کہ جماعت اسلامی، تحقیقاتی عدالت میں فسادات کی ذمہ داری سے دامن بچانے کے باوجود اب پھر "قادیانی مسئلہ" کی آواز بلند کر کے اور پھر سے جلسوں میں مندرجہ بالا مطالبات کو از سر نو دہرا کر ان ترابیدہ چنگاریوں کو پھر سے ہوا دینے لگی ہے، جو سال گذشتہ کی ہولناک آگ میں سے دب کر رہ گئی تھیں۔

ہمیں حیرت ہے کہ اس قسم کے جلسوں کو جیسا کہ ۱۸ر اپریل کو جماعت اسلامی کی طرف سے باغ بیرون موچی دروازہ میں منعقد ہوا، اور جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے سال گذشتہ کے پُر فتن جلسوں سے کسی طرح کم فتنہ انگیز نہ تھا کیوں اجازت دی جاتی ہے، جو چیز اس سے پہلے اتنے بڑے فتنہ فساد کا موجب ہو چکی ہو اور حکومت کو اس کی وجہ سے حد درجہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو، اس کو پھر معرض بحث میں لانے یا اس کے ذریعہ سے شورش پیدا کرنے کی اجازت دینا سوائے اس کے کہ حکومت کا کوئی اپنا مفاد اس میں مضمر ہو دانشمندانہ فعل نہیں کہا جا سکتا، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کا بھی کوئی مفاد اس میں مضمر نہیں بلکہ اس کو کوئی فائدہ حاصل ہونے کے بجائے سراسر نقصان ہی نقصان ہے، کچھ دن ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب سر فیروز خان نون نے مسلم لیگ کے احیاء کے لئے جماعت اسلامی اور احرار سے مدد لینے اور ان کے ساتھ مل کر متحدہ محاذ بنانے کا خیال ظاہر کیا تھا ہم نے اسی وقت کہدیا تھا کہ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں جماعتیں مسلم لیگ کو کوئی امداد دینے کے بجائے اپنا اقتدار چاہتی اور اس کے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل سے کام لینا ضروری سمجھتی ہیں ان کی اپنی کوئی ایسی ٹھوس خدمات تو ہیں نہیں جن کی وجہ سے عوام کو ان سے وابستگی ہو اور وہ ان کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہوں، لے دیکر "قادیانی مسئلہ" کے نام سے ایک سٹنٹ انہوں نے کھڑا کر رکھا ہے جس کو طرح طرح کی غلط بیانیوں اور جذباتی رنگ کی اپیلوں کی شکل میں پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا اور احمدیوں کے خلاف عوام کے جذبات کو برانگیختہ کر کے ایک طرف یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ عوام پر ہمارا اقتدار ہے اور دوسری طرف حکومت کو نا اہل ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مزہ جب تھا کہ اپنی کوئی قربانیاں، کوئی اسلام کے لئے جد و جہد اور مسلمانوں کی ترقی و سربلندی کے لئے کوئی ٹھوس خدمات پیش کر کے عوام کی حمایت حاصل کی جاتی، یہ تو ہے نہیں، اس لئے احمدیوں کا سہارا لیا جاتا ہے، اور ان کی خدمات کو پبلک کی نظروں سے اوجھل کر کے ان کے عقائد و اعمال کی بُری سے بُری تصویر کھینچی جاتی ہے، کہ یہی ایک ذریعہ عوام کو ساتھ ملانے کا ہو سکتا ہے، کیا سر فیروز خان نون اس کو جائز سمجھتے ہیں، کیا مسلم لیگ اس ذریعہ سے زندہ ہو جائے گی؟ کاش یہ غرض بھی ان لوگوں کے مدنظر ہوتی لیکن جماعت اسلامی کے اس جلسہ سے جو ۱۸ر اپریل کو ہوا، صاف واضح ہے کہ یہ لوگ مسلم لیگ کا ساتھ کسی صورت میں دینے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس کی مخالفت اور ہر طرح گرانے کا سامان کر رہے ہیں، انہیں تو صرف اپنا اقتدار مدنظر ہے جس کا رستہ سوائے اس کے کوئی نہیں کہ احمدیوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں کے اُوپر سے گذر جائیں وہ جانتے ہیں کہ حکومت ان کے مطالبات کو جو وہ پیش کر رہے ہیں ماننے کے لئے تیار نہ ہوگی، اور یہ عوام کو حکومت کے خلاف برانگیختہ کرنے کا موثر ذریعہ ہوگا جس کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک میں انتشار اور فتنہ و فساد پیدا ہو اور اس طرح حکومت ناکام ہو جائے اور ان لوگوں کے برسر اقتدار آنے کے لئے رستہ کھل جائے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ان کی یہ تجاویز ضرور کامیاب ہوں گی اور اس ذریعہ سے انہیں مسند اقتدار پر ضرور جگہ مل جائے گی، لیکن یہ ان کی سوچی سمجھی ہوئی سکیم ہے جس کو وہ گذشتہ سال سے چلا رہے ہیں اور اگرچہ نتیجہ کے لحاظ سے ابھی وہ کامیاب نہ ہوں جس کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے، تاہم ان کی ان تخریبی مساعی کا یہ نتیجہ تو ظاہر ہے کہ گذشتہ سال کی طرح کم از کم فتنہ و فساد برپا ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا، جو احمدیوں کے لئے تو جن مشکلات کا موجب ہوگا ظاہر ہے حکومت کے لئے بھی کچھ کم پریشانی کا باعث نہ ہوگا، اس لئے ضرورت ہے کہ اس فتنہ کو ابھی سے دبا دیا جائے اور کسی صورت میں بھی اسے اُبھرنے کی اجازت نہ دی جائے، ورنہ اس قسم کے فتن سے پاکستان نہ صرف اندرونی طور پر کمزور ہوگا بلکہ بیرونی ممالک میں بھی اس کی حیثیت و وقعت کم ہو کر ایک نقصانِ عظیم پیدا ہوگا ::

شاہ ابن سعود پاکستان میں

پاکستان کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ہم سے دوستی کا حق ادا کرنے کے لئے تین اسلامی بادشاہ یہاں تشریف لا چکے ہیں، دو اڑھائی سال ہوئے شاہ ایران یہاں تشریف لائے تھے، اور ابھی چند دن ہوئے امیر فیصل والئے عراق تشریف فرما ہوئے اب شاہ ابن سعود والئے حجاز تشریف لائے ہیں، یہ اخوت اسلامی کا ایک زندہ نشان ہے جو اسلام نے اپنے پیروؤں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور ہمیں امید ہے کہ یہ اخوت دن بدن زیادہ مستحکم ہو کر تمام عالم اسلامی کو ایک متحدہ بلاک بنا دے گی۔

شاہ حجاز نے کراچی اور صوبہ سرحد میں بعض سپاسناموں کے جواب میں جو تقریریں کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اصولوں کی صداقت اور عظمت کے متعلق شاہ موصوف کے دل میں یقین راسخ ہو چکا ہے کہ وہی دنیا پر غالب آئیں گے اور دنیا کے مصائب کا حل انہی سے وابستہ ہے، کراچی کے شہریوں کی طرف سے دی گئی دعوت میں ایک سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے شاہ سعود نے فرمایا:-

"آپ عالم اسلام کے اتحاد، انسانی اخوت اور قرآن و سنت پر مبنی ضابطہ حیات قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہی طریقہ دراصل دنیا میں تمام موجودہ مصائب کا حل پیش کرتے ہیں، انہی اُصولوں کی خاطر میں نے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے ان کے حصول کیلئے میں ہر آزمائش کا مقابلہ کرنے اور بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں"

اس کے بعد ۱۸ر اپریل کو میران شاہ میں شمالی وزیرستان کے ملکوں اور سرداروں کو خطاب کرتے ہوئے انہیں مشورہ دیا کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیمات کو مشعل راہ بنائیں اور فرمایا کہ:-

"آج کل دنیا تنازعات کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے اور اس مصائب اور تکلیف بھری جد و جہد میں قرآنی تعلیمات ہی انسان کی صحیح رہنمائی کر سکتی ہیں"

یہ وہ آواز ہے جو آج سے ساٹھ سال پہلے خدا کے ایک فرستادہ کے منہ سے اس وقت نکلی جب دنیا اسلام سے مایوس ہو چکی تھی اور خود مسلمانوں کے بڑے بڑے مذہبی اور روحانی پیشوا اسلامی اصولوں کو پیش کرتے ہوئے جھجکتے تھے اور انہیں یقین ہو چکا تھا کہ اسلام اب کوئی دن کا مہمان ہے کیونکہ اس کے اصول موجودہ علوم و سائنس کے سامنے کسی طرح ٹھہر نہیں سکتے اس وقت پنجاب کے ایک گاؤں سے ایک شخص اُٹھا اور اس نے بڑے زور سے یہ آواز بلند کی کہ

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح ہوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے، یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا .... اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کے فتح کے نشان نمودار ہیں" (آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مجدد وقت کی یہ آواز گو اس وقت ایک مجنونانہ بڑ معلوم ہوتی تھی مگر آج ایک حقیقت کا رنگ اختیار کر چکی ہے اور وہ مایوسی جو عالم اسلام میں اس وقت تھی آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مبدل بہ یقین و ایمان ہو چکی ہے جیسا کہ شاہ سعود کے الفاظ سے ظاہر ہے، یہ ایک کھلا ثبوت ہے اس بات کا کہ اس آواز کا بلند کرنے والا یقیناً آسمانی انسان تھا۔

بہرحال ہم شاہ سعود کے ورود مسعود کو پاکستان کے لئے ایک نیک فال سمجھتے ہوئے ان کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے اور امید رکھتے ہیں کہ یہ دونوں سلطنتوں بلکہ تمام عالم اسلامی کے رابطہ اتحاد کو زیادہ مستحکم کرنے کا موجب ہوگا ::

انبیائے کرام کی معصومیت اور تزکیہ نفوس انسانی

مرتضیٰ خان حسن

پچھلے دنوں فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں انبیائے کرام اور بالخصوص حضرت خاتم النبیین صلعم کی معصومیت بھی زیر بحث آئی تھی، دوسری طرف عیسائی حضرات اور بعض ناواقف مسلمان بھی انبیاء کو من کل الوجوہ معصوم نہیں سمجھتے جس کی وجہ سے بہت سے باطل خیالات وعقاید کو تقویت حاصل ہونے کا احتمال ہے، ذیل کے مضمون میں اسی احتمال کے پیش نظر انبیائے کرام کی معصومیت پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے:

بعثت انبیا کی غرض

انبیاء کی بعثت کی غرض ارتفاع نسل انسانی اور اس کو گناہوں کے بندھنوں سے آزاد کرنا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے مبشر اور منذر بن کر آتے ہیں۔ مبشر اس لحاظ سے کہ وہ انسان کو اس کی ترقی اور ترفع کی بشارت دیتے ہیں اور منذر اس لحاظ سے کہ وہ ان امور سے ڈراتے ہیں جو انسان کی ترقی اور ترفع میں حائل ہوتے ہیں۔ انبیاء کے کاموں کے متعلق متعدد جگہ ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق فرمایا:۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ..... (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۱)

"ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے۔ اور تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے"

لفظ یزکی جو آیت بالا میں آتا ہے اور جس کے معنے ہیں پاک کرتا ہے زکا سے مشتق ہے اور حسب تشریح امام راغب زکا وہ ارتفاع اور ترقی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت سے حاصل ہو۔ اور اس میں جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی ترقیاں شامل ہیں بس غرض انبیاء کا تزکیہ کرنا محض انسان کو گناہوں سے پاک صاف کرنا ہی نہیں بلکہ مادی اور اخلاقی بلندیوں پر فائز کرنا ہے اگرچہ اس آیت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر ہے جو نسل انسانی کے کامل تزکیہ کے لئے مبعوث ہوئے لیکن اسی سے دوسرے انبیا کے متعلق بھی استدلال کیا جا سکتا ہے جو اپنی اپنی قوموں کے تزکیہ نفوس ہی کے لئے مبعوث ہوتے رہے علاوہ ازیں قرآن مجید کی اس قسم کی تمام آیات سے واضح ہوتا ہے کہ بعثت انبیاء کی غرض نسل انسانی کا ارتفاع ہوتا کہ وہ جذبات حیوانیہ بہیمیہ پر قابو پا سکے اس میں پاکیزہ اور بلند جذبات پیدا ہوں۔ اور وہ اخلاق الٰہیہ کے رنگ میں رنگین ہو۔

انبیاء اخلاق کے بلند مقام پر

بعثت انبیاء کی غرض ہی ظاہر کر رہی ہے کہ جو اصحاب اس منصب جلیلہ پر سرفراز کئے جائیں انہیں ضرور گناہوں سے پاک و صاف ہونا چاہیئے اور نہ صرف یہی بلکہ ضروری ہے کہ وہ اخلاق کے نہایت بلند مقام پر فائز ہوں، اس لئے مسلمانوں کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ تمام انبیاء بلا استثنا معصوم اور پاک ہیں۔

عیسائیوں کا اعتراض

لیکن عیسائی حضرات کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ یعنی قرآن مجید انبیا کو معصوم قرار نہیں دیتا بلکہ ان کو گناہوں کی آلائش سے ملوث ظاہر کرتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) مگر عیسائیوں کا اعتراض محض قلت تدبر یا تعصب پر مبنی ہے اور حقیقت سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں، اسی قسم کے بعض خیالات اسرائیلیات کی بناء پر بعض تفاسیر میں بھی راہ پا گئے ہیں جو صرف قلت تدبر کا نتیجہ ہیں۔

از روئے قرآن انبیاء معصوم ہیں

قرآن مجید نہ صرف ہر ایک نبی کی بے انتہا تعریف کرتا بلکہ نہایت اصح الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ انبیا خدا کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے نہ قولاً نہ فعلاً۔ وہ معصوم اور بےگناہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ۔

(الانبیاء آیت ۲۵-۲۷)

"اور تجھ سے پہلے ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو میری ہی عبادت کرو اور کہتے ہیں رحمٰن نے بیٹا بنایا وہ پاک ہے بلکہ وہ معزز بندے ہیں وہ بات میں اس سے آگے نہیں بڑھتے اور اس کے حکم کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں"

پھر ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ" (آل عمران ۱۶۰)

"کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے"

یعنے کوئی ایسا امر اس سے صادر ہو جو خلاف حکم الٰہی ہو۔ یہ ہر دو آیات بطور اصول اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہیں کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور وہ کسی معصیت کے مرتکب نہیں ہوتے نہ قولاً نہ فعلاً۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

بعض انبیاء کی معصومیت کا ذکر

قرآن مجید نے ایک ایک نبی کا نام لے کر اس کی تعریف کی ہے اور اس کی مخصوص صفات کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

"إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝" (مریم ۴۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

"إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا" (مریم ۵۱)

پھر ایک دوسری جگہ ان کے متعلق فرمایا:۔

وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي (طٰہٰ ۳۹)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (مریم ۵۴)

پھر فرمایا:۔

وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا (مریم ۵۵)

حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط علیہم السلام کے متعلق فرمایا کہ وہ تمام امین تھے۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝

(آل عمران ۴۴)

حضرت یحییٰؑ کے متعلق فرمایا:۔

وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَزَكَاةً ۖ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا۔

(مریم ۱۳-۱۴)

پھر ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

سَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ

(آل عمران ۳۹)

تمام انبیاء ایک ہی جماعت تھے

یہ خیال کرنا سخت غلطی ہے کہ جو صفات ایک نبی میں بیان کی گئی ہیں وہ دوسروں میں مفقود تھیں۔ تمام انبیاء ایک ہی جماعت تھے

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً (الانبیاء ۹۲)

وہ سب ایک ہی مقصد کے لئے مبعوث کئے گئے تھے سب کی تعلیم ایک ہی تھی۔ وہ سب صادق اور امین تھے۔ وہ سب معزز اور مقرب تھے، وہ سب گناہوں سے پاک اور بےعیب تھے۔ اور ان میں سے کوئی خدا کا نافرمان نہ تھا۔ ہر ایک نبی کی ایک الگ امتیازی خصوصیت تو بیان کی مگر جو کچھ ایک کے متعلق کہا گیا ہے وہ سب پر صادق آتا ہے کیونکہ وہ سب ایک ہی لڑی کے موتی تھے

؎ ہر رسولے آفتاب صدق بود
ہر رسولے بود مہر انورے
آں ہمہ از یک صدف صد گوہراند
متحد در ذات و اصل دگوہرے

استغفار کے معنے

معترضین نے بوجہ عدم تحقیق اور بےعلمی قرآن مجید کے بعض الفاظ سے غلطی کھائی ہے اور ان میں سے سب سے زیادہ اہم لفظ استغفار ہے جس کے معنے عام طور پر گناہوں سے معافی مانگنے کے لئے جاتے ہیں، لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ اس لفظ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ یہ غفر سے مشتق ہے اور غفر کے معنے ہیں ایک چیز کو کسی ایک چیز سے اس طرح ڈھانکنا کہ جس سے وہ گرد و غبار سے محفوظ رہ سکے (راغب) لہٰذا استغفار کے معنے باب استفعال میں جا کر کسی ڈھانکنے والی چیز کے طلب کرنے یا حفاظت مانگنے کے ہوں گے۔ قسطلانی نے اپنی تفسیر بخاری میں اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ مغفر کے معنے ساتر کے ہیں جو خواہ انسان کے اور اس کے گناہ کے درمیان حائل ہو یا گناہ اور کسی سزا کے درمیان ہو (قسطلانی جلد ۱ صفحہ ۸۵)

انبیاء کا استغفار

جب قرآن مجید کی محکم آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء معصوم تھے تو استغفار کے معنے جہاں تک انبیاء کے متعلق یہ لفظ

استعمال ہوا ہے گناہ سے حفاظت طلب کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ فھو المراد۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ دن میں سو مرتبہ استغفار کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہر لمحہ خدا کی حفاظت طلب کرتے تھے اور اس سے دعا کرتے تھے کہ کوئی کام اس کی رضا کے خلاف نہ ہو۔

جنتیوں کا استغفار

استغفار درحقیقت خدا سے دعا مانگنا ہے کہ انسان روحانی مدارج کے بلند سے بلند مقام پر ترقی کرتا جائے۔ بنا بریں وہ جو بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں ان کے متعلق بھی آتا ہے کہ وہ بھی خدا سے مغفرت کی دعا کرتے ہیں:-

"ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انك على كل شيء قدير" (سورۃ التحریم آیت ۸)

"اے ہمارے رب! ہمارا نور ہمارے لئے کامل کر اور ہماری مغفرت فرما کیونکہ تو سب باتوں پر قادر ہے"

ظاہر ہے کہ بہشتی تو پہلے ہی بخشے ہوئے ہوتے ہیں پھر ان کا بخشش کی دعا مانگنے کا کیا مطلب؟ بالبداہت مغفرت کے یہاں معنے ترقی مدارج کی ہو سکتے ہیں جو مرنے کے بعد بھی جاری رہتی ہے دعا ہے۔

مغفرت نعمائے جنت میں سے ایک نعمت ہے

ایک دوسری جگہ مغفرت کو نعمائے جنت میں سے ظاہر کیا ہے

ولهم فيها من كل الثمرات ومغفرة من ربهم (محمد آیت ۱۵)

"اور ان کے لئے اس میں سب قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے"

غرض مغفرت نعمائے الہیہ میں سے ایک نعمت ہے جس سے نیکوکار لوگ بہشت میں بہرہ اندوز ہوں گے، اور ان کے مدارج عالیہ میں ترقی ہوتی چلی جائے گی۔

ذنب کے معنے

ایک دوسرا لفظ جس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے وہ لفظ **ذنب** ہے۔ اس کے معنی بھی گناہ کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے معنوں میں بھی بہت وسعت پائی جاتی ہے امام راغب کے نزدیک ذنب ہر وہ فعل ہے جس کا نتیجہ غیر مطبوع دیا ناخوشگوار ہو۔ ایک دوسرے ماہر لغت کے نزدیک ذنب کے معنے **گناہ یا جرم یا قصور** یعنے کسی کمی کے ہیں۔ اور ذنب اور **اثم** میں یہ فرق ہے کہ ذنب میں کبھی ارادہ پایا جاتا ہے اور کبھی نہیں پایا جاتا۔ یعنے اتفاقیہ ایک امر سرزد ہو جاتا ہے۔ مگر اثم میں قطعی ارادہ پایا جاتا ہے اور اتفاقیہ سرزد نہیں ہوتا (لینز عربک انگلش ڈکشنری) لہٰذا ذنب کا لفظ اگر ایسے گناہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا انسان دیدہ دانستہ ارتکاب کرتا ہے تو ایسی کوتاہی یا خامی پر بھی استعمال ہوتا ہے جو نادانستہ ظہور میں آجاتی ہے۔

صالح اور غیر صالح کے ذنب میں فرق

جہاں تک کوتاہی کا سوال ہے ایک نیکوکار صالح انسان اور ایک عاصی کی کوتاہی کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک نیکوکار صالح انسان جادۂ صدق و صواب سے بال برابر انحراف کئے بغیر ہمیشہ محسوس کرے گا کہ وہ ادائے فرائض یا خدمت خلق کے معاملہ میں کما حقہ عہدہ برآ نہیں ہو رہا لیکن ایک عاصی کا ذنب یہ ہے کہ وہ دیدہ دانستہ بدی کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جادۂ صدق و صواب کو ارادتاً

چھوڑتا ہے۔

خطا کے معنے

ایک دوسرا لفظ **خطا** ہے جس کے متعلق بھی غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ لیکن اس لفظ کے معنوں میں بھی وسعت ہے۔ **امام راغب** کے نزدیک جب ایک شخص کسی نیک عمل کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کی بجائے اس سے ایسا عمل سرزد ہوتا ہے جو اس کی نیت میں نہیں تھا تو یہ خطا ہے (یعنے غلطی ہے) ایک دوسرے ماہر لغت کے نزدیک **خطا** اور **اثم** میں یہ فرق ہے کہ **اثم** میں عمد یا ارادہ پایا جاتا ہے مگر خطا میں یہ ضروری نہیں، چنانچہ جب ایک **مجتہد** کسی معاملہ میں غلط اجتہاد کرتا ہے تو اس کے لئے بس ایک اجر ہے کیونکہ اس کا ارادہ نیک تھا۔ لہٰذا **خطا** کے معنے ضروری طور پر گناہ کے نہیں ہیں۔

حضرت نوحؑ کا استغفار

فی الجملہ عیسائی معترضین کے اعتراضات کی بنا انہی چار لفظوں کے غلط مفہوم پر مبنی ہے جن کی تشریح کر دی گئی ہے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے گناہ کا ارتکاب کیا کیونکہ انہوں نے خدا سے دعا مانگی تھی:-

رب اني اعوذ بك ان اسئلك ما ليس لي به علم ط والا تغفرلي وترحمني اكن من الخاسرين ٥ (ھود آیت ۴۷)

"اے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو میری حفاظت نہیں کرے گا (والا تغفرلي) تو میں نقصان اٹھانے والوں سے ہوں گا"

اس آیت میں جو لفظ **تغفر** آیا ہے (جو غفر سے مشتق ہے) اس کے معنے بدیہی طور پر حفاظت طلب کرنے کے ہیں کیونکہ اس دعا میں کسی گناہ کے ارتکاب یا اس کے اقرار کا کہیں ذکر نہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی تمنائے مغفرت

ایسا ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی گناہگار قرار دیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے خدا سے یہ تمنا ظاہر کی تھی کہ:-

والذي اطمع ان يغفرلي خطيئتي يوم الدين (الشعراء آیت ۸۲)

"اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ میری خطائیں جزا و سزا کے دن معاف کرے گا"

اس آیت میں خطا کے لفظ سے یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے کوئی گناہ کیا تھا جس کی مغفرت کی تمنا جناب باری سے کی ہے حالانکہ خطا کے معنے لازماً گناہ کے نہیں۔ کسی غلطی کا ہو جانا ایک الگ امر ہے اور خدا کے حکم کی نافرمانی الگ امر۔ اور کوئی مستند آدمی ان الفاظ کو موڑ توڑ کر یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ ان میں کسی گناہ کا اقرار پایا جاتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا استغفار

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی

ہرزہ سرائی کی گئی ہے کہ نعوذ باللہ آپ سے گناہ کا ارتکاب ہوا کیونکہ قرآن مجید میں آپ کو حکم ہوا ہے واستغفر لذنبك (المومن آیت ۵۵) ظاہر ہے کہ گناہ سے حفاظت مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ گناہ صادر بھی ہو چکا ہے۔

ایک دوسری آیت بھی پیش کی جاتی ہے جو یہ ہے:-

انا فتحنا لك فتحا مبينا ٥ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ (سورۃ الفتح آیت ۱-۲)

اس آیت شریفہ میں جس فتح کا ذکر ہے وہ مسلمہ طور پر صلح حدیبیہ ہے اور ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر نتیجہ ہے اس فتح کا اس لئے اس کے یہ معنے کرنا کہ "تاکہ خدا اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے" صحیح نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ گناہوں کا بخشنا کسی صلح یا فتح کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس آیت میں جو امور اس کا نتیجہ بتائے گئے ہیں وہ چار ہیں **غفر ذنب۔ اتمام نعمت۔ ہدایت اور نصرت**۔ اگر غفر ذنب سے مراد گناہوں کا بخشنا لیا جائے تو اس کا باقی تین امور سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

حضرت نبی کریم صلعم کے بلند مقامات

علاوہ ازیں قرآن مجید میں کہیں آنحضرت صلعم کے کسی ذنب کا ذکر نہیں بلکہ آپ کے بلند مقامات کا ہی ذکر ہے۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ اس وقت بھی جب آپ خلعت نبوت سے سرفراز کئے گئے تھے آپ صادق اور امین کے پاک القابات سے ملقب تھے۔

ذنبك کا معنے

لہٰذا ذنبك سے گناہ کے معنے لینا نہ تو سیاق و سباق سے درست ہیں اور نہ قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اضافت بعض اوقات حقیقت پر مبنی نہیں ہوتی مثلاً اثمي و اثمك (المائدہ ۲۹) میں اثمي سے مراد وہ گناہ ہے جو میرے خلاف کرنے لگا ہے" اور شركاؤكم (الانعام ۲۲) کے معنے "تمہارے شریک" نہیں بلکہ وہ شریک مراد ہیں جو تم بناتے ہو۔ شركائي (النحل ۲۷) کے معنے میرے شریک نہیں بلکہ مراد ہے وہ جنہیں میرے شریک کہا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس یہاں ذنبك کے معنے ہیں وہ ذنب جو دوسرے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور اس کا تعلق صلح حدیبیہ سے تھا۔ کیونکہ بہت سی باتیں غلط طور پر آنحضرت صلعم کے خلاف مشہور کر رکھی تھیں۔ اب جو صلح ہوئی اور مسلمانوں اور مشرکوں کا باہم میل جول ہوا اور اصل حقیقت ان پر کھل گئی تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ باتیں غلط ہیں اور وہ آنحضرت صلعم کے گرویدہ ہو گئے اور اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے، یہی آنحضرت صلعم پر اتمام نعمت تھا کہ لوگ راہ حق کو قبول کر کے آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے اور یہی وہ ہدایت ہے یعنے منزل مقصود پر پہنچانا جس کا یہاں ذکر ہے۔ کیونکہ آپ کی منزل مقصود یہی تھی کہ ملک عرب خود اسلام سے منور ہو جائے اور یہی وہ نصرت عزیز تھی جو آپ کو عطا فرمائی گئی جس کی وجہ سے لوگوں کی گردنیں اسلام کے سامنے جھک گئیں۔

حضرت موسیٰ اور قبطی کا قتل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے بھی گناہ کا ارتکاب کیا اور وہ قبطی کا قتل تھا۔ لیکن قرآن مجید سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مُکا محض ایک اسرائیلی

مالِ دُنیا کی بداستعمالی اور اس کے بُرے نتائج

بادِ فرنگ کے بد اثرات پاکستان میں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ اپریل ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث۔ ذالک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب .... شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم ——— (آل عمران رکوع ۲)

رہبانیت - اسلام اور عیسائیت

ان آیات میں موجودہ زمانہ کا نقشہ کھینچا ہے اور بتایا ہے کہ خواہشات کے بڑھ جانے سے دنیا میں کیا کیا آفتیں نازل ہوتی ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو حرام نہیں کیا بلکہ فرمایا لا رھبانیۃ فی الاسلام، دنیا کو ترک کرکے علیحدہ کسی جگہ جا بیٹھنا اسلام نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خدا نے بادشاہت عطا فرمائی، گوتم بدھ جو ایک بہت بڑی سلطنت کے مالک تھے۔ جو سلطنت چھوڑ کر چلے گئے، اور انہوں نے سمجھا کہ دنیا میں منہمک ہو کر خدا کو نہیں پا سکتے، حضرت عیسیٰ نے بھی دنیا کی مذمت کی۔ انہوں نے شادی نہ کی، کوئی بیوی بچے ان کے نہ تھے۔ ان کے ماننے والوں نے دنیا کو ترک کرکے رہبانیت کو پسند کیا، یورپ میں اب تک پہاڑوں پر Monks (راہب) رہتے ہیں، کئی جگہ راہب خانے بنے ہوئے ہیں جن میں Nuns رہتی ہیں۔

موجودہ عیسائی دنیا کا طمع و لالچ

لیکن اب زمانے نے ایسا پلٹا کھایا ہے کہ کھانے کی میز پر بھی خدا کا نام لینا حرام ہے، دنیا ہی دنیا دکھتی ہے پہلے دنیا کو خدا کے لئے ترک کیا اب خدا کو دنیا کے لئے ترک کر دیا ہے، ان کی بھوک، ان کی طمع اور لالچ ختم نہیں ہوتا جگہ جگہ نوآبادیاں بنالی ہیں، جہاں دوسروں کی شدت کی محنت سے اپنا پیٹ بھرا جاتا ہے۔ گندم، کپاس وغیرہ جو چیز بھی پیدا ہوتی ہے وہ اکٹھا کر لے جاتے ہیں، سارے یورپ کے لوگ ان کی کمائی کھاتے اور ان کے گاڑھے پسینہ سے اپنا کام چلاتے ہیں، پھر اس قدر لالچ بڑھا ہے کہ چاہتے ہیں کہ سارے ایشیا کو ہڑپ کر جائیں۔

باہمی بُغض و عداوت

اسی دنیا پرستی اور طمع و لالچ سے وہ بیماریاں پیدا ہوئیں جن کی پیشگوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، اور قرآن کریم نے وضاحت کے ساتھ ان کی طرف توجہ دلائی تھی واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء ان میں باہم عداوت اور دشمنیاں پیدا ہو گئیں، اور چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کو کھا جائیں، کوئی انگلینڈ کو تباہ کرنا چاہتا ہے کوئی روس کی تباہی کے منصوبے باندھ رہا ہے، اور اس منصوبہ بندی میں ایسی ایسی ایجادیں کی جا رہی ہیں جن میں تمام دنیا کی تباہی کا سامان ہے۔ ونسوا حظا مما ذکروا بہ وہ جو انجیل میں دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے اور نرمی کی تعلیم دی گئی تھی اس کو بھول گئے اور ایک دوسرے کی تباہی و بربادی پر کمربستہ ہو گئے، امریکہ کروڑہا روپیہ دنیا میں پھیلا رہا ہے محض اس غرض سے کہ روس کا مقابلہ ہو سکے۔

نبی کریم صلعم کی بادشاہت میں فقیری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لا رھبانیۃ فی الاسلام دنیا میں بیشک رہو، دنیا کے کاروبار کرو، لیکن دنیا میں رہ کر تخت شاہی پر بیٹھ کر بھی خدا کو مت بھولو بادشاہ ہو کر فقیر بننا بہت مشکل ہے، نفا نیدار ہو کر حلم اور غربت اختیار کرنا مشکل ہو سبے، چہ جائیکہ بادشاہت کے تخت پر بیٹھ کر فقیری کی زندگی بسر کی جائے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ایسا ہی نظر آتا ہے کیا وجہ ہے کہ آپ بادشاہ بن گئے مگر تخت نہ بنوایا، مسجد میں چٹائی پر بیٹھنا پسند کیا، سر پر تاج نہیں رکھا، وہی عمامہ سر پر رہا جو ہمیشہ پہنتے تھے رہنے کے لئے مسجد کے پاس چودہ فٹ کا کمرہ آپ کا مسکن رہا، کوئی محلات نہیں بنوائے باغات نہیں بنوائے، کوئی عیش و عشرت کی خواہیں نہیں آئیں۔ خواب یہ آئی کہ شاہی خزانہ میں غربا کا حصہ ہونا چاہیئے، لیکن اپنے لئے کچھ پسند نہ کی، بیویوں نے زیورات طلب کئے تو کہا زیورات تو مل سکتے ہیں لیکن پھر ہمارے گھر میں نہیں رہ سکتیں بیٹی نے کچھ مانگا تو ایک وظیفہ بتا دیا، یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا قول نہیں بلکہ عمل ہے الفقر فخری۔

موجودہ زمانہ کا ہوا و ہوس

یہ بہت مشکل مقام ہے، آج جتنے اسلامی ممالک یا امراء ہیں ان کا فخر اپنے عیش و عشرت پر روپیہ برباد کرنا ہے۔ دین کے لئے خرچ کرنا آج بہت مشکل ہو گیا ہے اپنے ہوا و حرص پر سب کچھ خرچ ہوتا ہے، ارایت الذی اتخذ الٰھہ ھواہ ہوا و ہوس کو محبوب بنا لیا گیا ہے یورپ میں تو یہ عام نظارہ ہے وہاں کے فلاسفروں نے لکھ دیا ہے کہ وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی جس کے اندر سے ھل من مزید کی آواز نہیں اٹھتی، قناعت کا نام نہیں، روپیہ، دولت، خزانے چاروں طرف سے سمیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

خدا کے دیئے پر راضی ہو جاؤ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوشش بے شک کرو، محنت کرو، جد و جہد کرو، پھر جو مل جائے اس پر راضی ہو جاؤ، یہ تمنا نہیں کرنا کہ فلاں شخص کے پاس موٹر ہے اور میرے پاس موٹر نہیں، فلاں شخص پلاؤ اور گوشت کھاتا ہے اور مجھے یہ میسر نہیں، اپنے سے نیچے کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ وہ بھی لوگ ہیں جن کو اتنا بھی میسر نہیں فرمایا ایک نسخہ سیکھ لو، لئن شکرتم لازیدنکم، جو کچھ خدا نے دیا اس پر خوش ہو جاؤ۔ تمہارے دل راضی ہو جائیں، زبان سے اللہ کی حمد اور ثنا کے گیت ادا ہوں، پھر ہم وعدہ کرتے ہیں، کہ اور دیں گے، یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا سے بڑھ کر عہد میں سچا کون ہو سکتا ہے، ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اور ناشکری کرو گے تو عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

طالب دنیا کی مثال کُتے سے

وہ بادشاہ جس کو بادشاہت ملی اور اس نے پروا نہ کی وہی فرماتا ہے الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب دنیا ایک مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے۔ کبھی آپ نے ایک مرا ہوا بیل دیکھا ہے جس پر ایک کتا بیٹھا ہو، وہ دوسرے کتے کو نزدیک نہیں آنے دیتا، یہی مثال دی رسول اللہ صلعم نے، کہ دنیا کے طالب کتے ہیں، کوے کا کیوں نہ ذکر کیا وہ بھی تو مردار پر بیٹھتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ کوا ایک روٹی کا ٹکڑا دیکھتا ہے تو کائیں کائیں کرکے دوسرے ہمجنسوں کو بلا لیتا ہے، لیکن کتا جس مردار پر بیٹھتا ہے اس کے قریب دوسروں کو نہیں پھٹکنے دیتا۔

یورپ و امریکہ کے دانت ایک دوسرے کی گردن پر

آج یورپ کے لوگ ایک دوسرے پر دانت نکال رہے ہیں، یہ ہاتھ کس مارے گا

وہ اس کو کاٹے گا، ہر ملک ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے درپے ہے، ہوائی جہاز بناؤ، طرح طرح کے بم بناؤ، ان میں جراثیم بھر دو، جو بم کے پھٹنے پر تمام ہواؤں میں سرایت کر جائیں تمام فضا میں زہر پھیل جائے اور مخلوق اسی سے مر جائے، تاکہ ان کی دولت اور ان کا ملک ہاتھ آجائے پہلے ایٹم بم تیار کیا، اب ہائیڈروجن بم بنایا گیا ہے جو ملکوں کے ملک تباہ کر دینے کے لئے کافی ہے اور پھر نائٹروجن بم بنانے کی تیاریاں ہیں، شاید دنیا ہی اس سے ختم ہو جائے ۔

مال حرام نہیں اس کا بُرا استعمال حرام ہے

یہ سب اس حرص و ہوا کا نتیجہ ہے، جو آج سب دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، اسی کا ذکر قرآن میں ہے، لیکن اس رنگ میں نہیں کہ مال کا کمانا حرام ہے، مال کے بغیر دنیا کے کام نہیں چل سکتے، آبادیاں نہیں بن سکتیں، زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے نہریں نہیں نکل سکتیں ہسپتال اور رفاہ عام کے دوسرے کام نہیں چل سکتے، ان اغراض کے لئے مال کمانا حرام نہیں اس کا بُرا استعمال حرام ہے، قرآن مال کو بُرا نہیں کہتا اسے وجعل اللہ قیاماً للناس قرار دیا ہے، لیکن وہ مال جو دوسروں کی تباہی اور خدا سے غافل کرنے کا موجب ہو جائز نہیں چیست دنیا از خدا غافل بدن دنیا کس کو کہتے ہیں وہ دنیاداری جو خدا سے غافل کر دے ۔

صحابہ کرامؓ کا طریق عمل

ہاں ایسی سلطنت اگر ہو جس میں مخلوق خدا کے آرام اور آسائش کو مدنظر رکھا جائے تو وہ بہترین سلطنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی سلطنت قائم کی جس میں بادشاہ کے دل میں اپنی کوئی خواہش نہ تھی، آپؐ کے خلفاء کے دلوں میں کوئی خواہش نہ تھی، حسنؓ حسینؓ کے دلوں میں کوئی خواہش نہ تھی، فاطمہؓ وعلیؓ کو کوئی خواہش نہیں، لکھا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم جب سلطنت پر بیٹھ گئے، جب مال کثرت سے ان کے پاس آگیا، تب بھی وہی درویشانہ رنگ انھوں نے رکھا، راتوں کو اٹھ کر عبادت کرتے اور دن کو مخلوق خدا کی بھلائی کے کاموں میں لگ جاتے، عمر بن عبدالعزیزؒ بہت بعد میں ہوئے ہیں، اس وقت انسؓ ایک صحابی تھے، ان کا بیان ہے کہ اس بادشاہ کے اندر وہی رنگ پایا جاتا ہے، جو خلافت راشدہ میں تھا ان لوگوں کے دلوں میں ولولہ تھا کہ خدا کی مخلوق کی خدمت ہو جائے ۔

وہ بادشاہ جو محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کئے

اس ہندوستان میں بھی ایسے مسلمان بادشاہ ہو گذرے ہیں جن کی نیکی اور تقویٰ اور درویشانہ صفات مشہور ہیں، اورنگ زیب بڑا متقی انسان تھا، یہ بادشاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے پیدا کئے اور ہم کو بتایا کہ حکومت کس طرح کرنی چاہیئے، اور رہبانیت بھی ٹھیک نہیں، لیکن افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ یہ جو دنیا کو سمیٹ کر لے جانا چاہتا ہے یہ جائز نہیں ۔

نقصان رسان مرغوبات

اسی کا ذکر ان آیات میں کیا جو میں نے پڑھی ہیں زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین الخ عورتیں اور بیٹے اور گھوڑوں اور مال ومتاع کی خواہشات بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں. لیکن اگر ان میں خدا سامنے نہ ہو تو یہ بہت نقصان رسان مرغوبات ہیں۔

حضرت سلیمان کی گھوڑوں سے محبت

قرآن میں ایسے بھی انبیاء کا ذکر ہے جو بڑی بڑی سلطنتوں کے مالک تھے، حضرت سلیمان بہت بڑے بادشاہ تھے، اُن کی سلطنت بڑی وسیع تھی، گھوڑدوڑ کا بھی انہیں شوق تھا، اور بہت گھوڑے رکھتے تھے - ان کو دیکھ کر اور تمام جاہ وحشمت کا معائنہ کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی میں اچھے گھوڑوں کی محبت کو اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے اختیار کرتا ہوں ۔

قرآن میں گھوڑوں کا ذکر

دوسری جگہ قرآن نے گھوڑوں کا ذکر کس شاندار پیرایہ میں فرمایا ہے والعٰدیٰت ضبحاً گھوڑے جو گھوں گھوں کرتے ہوئے تیزی سے دوڑتے ہوں - یہ مریل ٹٹو نہیں جو ٹانگوں کے آگے لگتے ہیں، بڑے اعلیٰ درجہ کے گھوڑوں کا ذکر ہے فالموریٰت قدحاً جب چلتے ہیں تو ان کے قدموں سے آگ نکلتی ہے فالمغیرٰت صبحاً صبح کے وقت تیزی سے دشمن پر جا پہنچتے ہیں فاثرن بہ نقعاً دوڑتے ہوئے گرد کے بادل اُٹھاتے ہیں فوسطن بہ جمعاً دشمن کی جمعیت میں جا داخل ہوتے ہیں، غرض اعلیٰ درجہ کے گھوڑوں کا رکھنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی قرآن نے ضروری قرار دیا ہے ۔

حضرت سلیمان کی تجارت اور مصنوعات

حضرت سلیمان کی تجارت اس قدر پھیلی ہوئی تھی، کہ فرمایا ولسلیمٰن الریح غدوھا شھر وراحھا شھر سمندری جہاز جو سامان تجارت دور دور سے لاتے اور لے جاتے تھے، وہ ہوا سے چلتے تھے و اسلنا لہ عین القطر پھر صنعت کے کام اس قدر ہوتے تھے کہ تانبے کو پگھلا کر ایک چشمہ بن جاتا اور اس سے چیزیں بناتے تھے ویعملون لہ ما یشاء من محاریب قلعے اور محلات بنتے تھے، وتماثیل وجفان کالجواب اور مجسمے اور تالاب جیسے بڑے بڑے لگن بنتے تھے وقدور راسیٰت اور اتنی بڑی بڑی دیگیں بنائی جاتی تھیں، جن کے ساتھ سیڑھیاں لگانی پڑتی تھیں ۔

مال جمع کر کے خدا کے رستہ میں خرچ نہ کرنا

اتنی بڑی جاہ وحشمت حضرت سلیمان کو حاصل تھی، تو معلوم ہوا کہ حصول مال کو قرآن نے بُرا نہیں قرار دیا بلکہ اموال کو جمع کرنا اور خدا کے رستہ میں خرچ نہ کرنے کو بُرا قرار دیتا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم - جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے خدا کے رستہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو عذاب الیم کی خبر دیدو، یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم، یہ دولت، یہ زیور گرم کیا جائے گا اور پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغ دی جائیں گی ھٰذا ما کنزتم لانفسکم یہ وہ چیز ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لئے جمع کرتے تھے فذوقوا ما کنتم تکنزون اب جو کچھ تم نے جمع کیا ہے اس کا مزہ چکھو۔

دولت کی بداستعمالی کے بُرے نتائج

تو دولت کی بداستعمالی کو بُرا کہا ہے وہ دولت جس کو تم اپنی وجاہت کے لئے اکٹھا کرتے ہو، اور یہ لباس جس کو تکبر سے پہنتے ہو اور غریبوں اور ناداروں کو اس میں سے حصہ نہیں دیتے اسلام اس کو جائز نہیں سمجھتا، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ یورپ کے بیشمار ملک اسی وجہ سے غریب ہو گئے، کہ دولت ایک ہی طبقہ میں جمع ہو گئی، یا جنگ کے اندر اسے آگ کی نذر کر دیا گیا، خود ولایت کے اندر معمولی کھانے پینے کی چیزیں اس قدر مہنگی ہو گئیں کہ آسانی سے میسر نہیں آسکتیں، ہفتہ بھر میں ایک انڈا ملتا ہے، کیا غربت ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ دنیا کو لوٹنا چاہتے تھے، ان کی دولت دھواں بن کر اڑ گئی۔ یہی ہے فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم آج انگریز امریکہ کے سائے میں زندگی بسر کر رہا ہے لیکن اندرونی طور پر دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور سب مل کر روس کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، اور روس ان سب کی تباہی کا سامان کر رہا ہے ۔

مسلمان عورت یورپ کی تقلید میں

ان سب باتوں کا ذکر اس آیت میں کیا ہے زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین آج عورتوں کو بہت آزادی مل گئی ہے، مسلمان عورت اپنی عفت کے لئے بہت مشہور تھی، عفت مسلمان عورت کا تاج تھا، لیکن آج مسلمان عورت یورپ کی تقلید میں مستغرق ہے، لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر مسلمان عورتیں بے حجاب پھرتی ہیں، پہاڑوں پر بے تکلف سڑکوں پر گھومتی ہیں، مسلمان لڑکی دلہن بن کر ناچ جاتی ہے، کیا ہو گیا مسلمان عورت کو، سٹیشن پر چلے جایئے وہاں بے پردہ پھرتی نظر آئیں گی، کیا ہو گیا اسکو، مسلمان عورت فرشتوں سے بڑھ کر تھی، مسلمان عورت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کچھ سکھایا، اس کی عزت بنانے کے لئے کیا کچھ ہدایات دیں، لیکن یورپ نے عورت کو کھیل بنا لیا اور یہ کھیل اسے بہت اچھا معلوم ہوتا ہے حالانکہ اسی میں اس کی تباہی ہے اور یہی تباہ کن کھیل پاکستان میں بھی شروع ہو گیا ہے۔

پاکستان میں بادِ فرنگ کا اثر

والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ، سونا چاندی جمع ہو جائے، یہی حرص چاروں طرف لگی ہوئی ہے، اس پاکستان کے بننے پر کس کس پرہیزگار نے ڈاکہ نہیں مارا، یہ بادِ فرنگ ہے، جو چاروں طرف چل رہی ہے، عورتوں کو بے نقاب کرنا، مال جمع کرنا، رقص وسرود کی محفلیں منعقد کرنا، یورپین تہذیب کے کرشمے ہیں، جو ہمارے ملک میں بھی نظر آ رہے ہیں، والخیل المسومۃ، پھر بڑے بڑے شاندار بنے ہوئے گھوڑے جمع کئے جاتے ہیں جو آج رئیسوں اور جوا بازی میں کام کرتے ہیں والانعام والحرث چارپایوں کے ریوڑ کے ریوڑ اکٹھے کئے جاتے ہیں محض اپنی دولت اور بڑائی ثابت کرنے کے لئے اور سینکڑوں مربعے زمینیں ایک ایک آدمی کی ملکیت

(باقی بر صفحہ)

کو ایک قبطی کے ظلم سے بچانے کے لئے استعمال کیا تھا۔ اور اس سے اتفاقیہ موت واقع ہو گئی۔

(دیکھو سورۃ القصص آیت ۱۵)

ان حالات میں کوئی قانون ان کو مجرم نہیں گردان سکتا۔

ضال کے معنے

اس میں شک نہیں کہ سورۃ الشعرا میں حضرت موسیٰ کے متعلق لفظ ضال استعمال ہوا ہے۔ لیکن لغت کی رو سے لفظ ضال کے معنے ہیں وہ حیران ہوا ــــ یا گھبرا گیا۔ (لینز عربیک انگلش ڈکشنری) اور یہ لفظ یہاں انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہی لفظ ضال سورۃ ضحیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال ہوا ہے، اور وہاں بھی تقریباً انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہ صرف سیاق و سباق سے ہی ثابت نہیں ہوتا، بلکہ حضرت رسول کریم صلعم کی زندگی سے بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ طفولیت سے ہی نہ صرف بت پرستی سے متنفر تھے بلکہ عرب کے معاشرہ میں جو بدیاں پائی جاتی تھیں ان سب سے آپ الگ تھلگ رہتے تھے۔ چنانچہ آیت ما ضل صاحبکم وما غوی (سورہ النجم آیت ۲) میں اسی طرف اشارہ ہے جس کے معنے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے نہ کبھی غلطی کی اور نہ کبھی آپ سیدھے رستے سے بھٹکے۔

قوم کے تزکیہ کے لئے حضرت نبی کریمؐ کی تڑپ

ایک ایسے معاشرہ میں رہتے ہوئے جو ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھا آپ کا دامن ہر عیب سے پاک رہا۔ بلکہ آپ کی دلی تڑپ تھی کہ کسی طرح آپ کی قوم بھی ان بدیوں میں سے باہر نکل آئے اور نیکی ان کا شعار بن جائے آپ دیکھ رہے تھے کہ آپ کی قوم قعر ذلت میں گری پڑی ہے اور آپ کو کوئی رستہ نظر نہیں آتا تھا کہ کس طرح سے ان کو اس سے نجات دلائی جائے، مگر خدا نے فرمایا ووجدک ضالاً فھدیٰ (سورۃ الضحیٰ) یعنے خدا نے دیکھا کہ تو رستہ معلوم کرنے کے لئے حیران و ششدر ہے تو خدا نے تجھ کو اس کا رستہ دکھا دیا۔

حضرت آدم کی بھول

حضرت آدم کے متعلق البتہ کہا گیا ہے وعصیٰ آدم ربہ (طٰہٰ آیت ۱۲۱) اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی لیکن یہ درحقیقت گناہ کا ارتکاب نہ تھا کیونکہ اس واقعہ کے متعلق بطور تمہید بیان کیا گیا ہے کہ :-

ولقد عھدنا الیٰ آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۵)

"اور یقیناً پہلے ہم نے آدم کو حکم دیا تھا مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا عزم نہ پایا"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آدم کا ارادہ کسی حکم خدا کی نافرمانی کا نہ تھا مگر غیر ارادی طور پر ایک غلطی ہو گئی۔

اب ہم نے قرآن مجید سے فرداً فرداً ہر نبی کے متعلق ثابت کر دیا ہے کہ ان میں سے کوئی گناہ کا مرتکب نہیں ہوا۔ ان میں سے ہر ایک معصوم تھا۔ اور یہ عیسائی حضرات اور بعض نادان مسلمانوں کی محض غلط فہمی اور عدم تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید عصمت انبیاء کا قائل نہیں۔ قرآن مجید کسی نبی کو گناہگار ظاہر نہیں کرتا، بلکہ سب کو معصوم اور بیگناہ ظاہر کرتا ہے۔ فھو المراد ـــ مسیحی حضرات کا انبیاء کو غیر معصوم یا گنہگار ثابت کرنے کا اصل مقصد

خطبہ جمعہ (بقیہ صفحہ ۲)

میں ہیں، جس نے سینکڑوں آدمیوں کو غلام بنا رکھا ہے کہ ان زمینوں کو کاشت کر کے اس کی پیداوار زمیندار کے گھر میں ڈالیں، امریکہ میں رانچوں (RANCH) کی رانچیں ایک ایک شخص کی ملکیت ہیں۔

غرض دولت، عورت، زمین اور مال و متاع کی حرص لگی ہوئی ہے اور پچاس ساٹھ سال بعد جب یہی شخص موت کے کنارے پر پہنچتا ہے تو سوچنے لگتا ہے کہ اتنا کچھ جمع کر کے یونہی چھوڑ جاؤں گا

شادمانی کی زندگی کیونکر مل سکتی ہے

واللہ عندہ حسن المآب اچھی جگہ وہی ہے جو اللہ کے پاس لوٹ کر جانے کی ہے قل اؤنبئکم بخیر من ذالک ان سے کہہ دے کیا میں تم کو اس سے بہتر بتاؤں الذین اتقوا عند ربھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا و ازواج مطھرۃ، وہ جو خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرتے، ان کے لئے شادمانی کی زندگی ہے جس میں تمام آرام اور خوشیاں میسر آئیں گی۔

رضائے الٰہی بڑی چیز ہے

ورضوان من اللہ اور سب سے بڑی چیز اللہ کی رضا ہے جو نیک لوگوں کو حاصل ہو گی جس پر اس زمین و آسمان کا بادشاہ راضی ہو جائے، اس کے لئے اس سے بڑھکر کیا خوشی ہو سکتی ہے کہتے ہیں ایک دفعہ رابعہ بصری دن کے وقت دونوں ہاتھوں میں مشعلیں لئے جا رہی تھیں، لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ کہنے لگیں ایک سے جنت کو جلاؤں گی اور دوسری سے دوزخ کو تاکہ لوگ جنت کے طمع اور دوزخ کے ڈر سے عبادت نہ کریں اور محض رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کریں۔ خدا کی رضا بڑی چیز ہے یہی مومن کا کام ہے کہ خدا کی رضا اسے حاصل ہو جائے۔ واللہ بصیر بالعباد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اعمال و افعال کو خوب دیکھتا اور ان کی نیات سے واقف ہے

خدا کے بندوں کی صفات

الذین یقولون ربنا اٰمنا وہ بندے ہیں جو جناب الٰہی میں عرض کرتے رہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے فاغفرلنا ذنوبنا ہماری غلطت معاف فرما اور ہماری کمزوریوں کو معاف کر دے وقنا عذاب النار اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، الصابرین

یہ ہے کہ کسی طرح کفارہ صحیح ثابت ہو جائے کیونکہ ان کے نزدیک خدا کا بیٹا دنیا میں اس لئے بھیجا گیا تھا کہ وہ دوسروں کے گناہوں کا کفارہ ہو، اسلئے انہوں نے تمام انبیاء کو گنہگار ٹھیرایا۔ اگر مسیح کے علاوہ اور بھی معصوم ہوں تو پھر خدا کے بیٹے کی ضرورت ہی نہیں رہتی، مگر ہم نے قرآن مجید سے ثابت کر دیا ہے کہ انبیاء معصوم تھے لہٰذا کفارہ کا عقیدہ بالکل بے بنیاد اور قطعاً غلط ہے۔

یہ لوگ بڑی مضبوطی سے اپنے ایمان پر جمے رہتے اور صبر و استقلال کے ساتھ اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں والصادقین یہ صدق و صفا کے مالک ہوتے ہیں ہر حال میں دین پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں والقانتین، وہ فرمانبردار ہیں، اللہ کے حکموں کی فرمانبرداری پورے طور پر کرتے ہیں والمنفقین مال جمع نہیں رکھتے بلکہ خدا کے رستہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں والمستغفرین بالاسحار صبح کے وقت استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے اور نیک اعمال کی طاقت حاصل کرنے کی دعا کرتے رہتے ہیں، صبح کا استغفار تمام دن کے اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے ان قرآن الفجر کان مشھودا صبح کے وقت قرآن پڑھنا حضوری دل کا موجب ہوتا ہے اور وہ وقت فرشتوں کے نزول کا ہوتا ہے اس وقت اگر خوش دلی سے انسان ارادہ کر لے کہ میں تمام دن بدی سے بچنے کی کوشش کروں گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر برے کام سے بچا لیتا ہے، یہ ہیں خدا کے بندے جن کے لئے دولت، مال، اولاد اور رشتہ داری خدا کی رضا کے سامنے کوئی چیز نہیں، ان کو دولت ملے تو خدا کی مخلوق کے لئے خرچ کر دیں اور محض خدا کی رضا کے لئے کام کریں۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی کا چھٹا کامیاب جلسہ

مندرجہ بالا ایسوسی ایشن کا چھٹا ہفتہ وار جلسہ بروز اتوار مورخہ ۱۱؍اپریل بوقت پانچ بجے شام منعقد ہوا جلسہ کی صدارت جناب مفتی عبدالحق صاحب نے کی۔ تقریباً چالیس احباب شریک جلسہ ہوئے جلسہ کی کارروائی کی ابتدا تلاوت قرآن پاک سے ہوئی تلاوت قرآن پاک جناب مفتی عبدالحی، جناب محمد اختر صاحب اور راقم الحروف نے یکے بعد دیگرے کی۔ پھر راقم الحروف نے گذشتہ جلسہ کی کارروائی پڑھکر سنائی۔ ازاں بعد ایک نظم بھی راقم الحروف نے ترنم سے پڑھی اس کے بعد جناب شیخ عبدالحق صاحب کمی وقت کے باعث مکمل نہ کر سکے اور ان سے درخواست کی گئی کہ وہ اس تقریر کو آیندہ میٹنگ میں جاری رکھیں۔ جناب شیخ صاحب کی تقریر کے بعد راقم الحروف نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں ایسوسی ایشن کے کام کا جائزہ لیتے ہوئے نوجوانوں کی دینی سرگرمیوں کا ذکر کیا اور توقع ظاہر کی امتحانات کے بعد نوجوانان مزید تندہی سے جماعت کی تنظیم اور بہتری کے لئے کام کریں گے راقم الحروف کی تقریر کے بعد مغرب کی نماز باجماعت ادا کی گئی اور نماز کے بعد آیندہ میٹنگ کا پروگرام مرتب کیا گیا اور جلسہ برخاست ہوا حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔

عبدالقادر بٹ۔ سیکرٹری

جنرل کونسل ۲؍مئی کو

انجمن کی جنرل کونسل کا اجلاس ۲؍مئی ۱۹۵۲ء کو منعقد ہو رہا ہے جس میں باہمی تنازعات کو رفع کرنے کے لئے صلح کی تجاویز پیش ہوں گی ایجنڈا بھیجا جا چکا ہے۔

رفتارِ عالم

کراچی - ۱۹ر اپریل آج جب پارلیمنٹ میں مسئلہ کشمیر پر بحث شروع ہوئی تو اکثر ارکان پارلیمنٹ کی نشستیں اور وزیٹرز گیلریاں تقریباً خالی پڑی ہوئی تھیں ایک موقعہ پر جبکہ مسٹر نور احمد تقریر کر رہے تھے تو ایوان میں صرف اٹھارہ ارکان موجود تھے جن میں دو وزراء اور دو حزب اپوزیشن کے ممبر تھے۔ وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کوئی نئی بات پیش نہیں کی، درحقیقت ان کی تقریر مایوسیوں کا اعتراف تھا۔ جہاں تک ارکان پارلیمنٹ کی تقریروں کا تعلق ہے کسی نے مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے کوئی نئی تجویز پیش نہیں کی اور سب نے وہی دلائل پیش کئے جو کئی مرتبہ دہرائے جا چکے ہیں بعض ممبروں نے کہا کہ پاکستان اور ہندوستان کا یہ تنازعہ عالمگیر جنگ کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔

کراچی - ۱۱ر اپریل - وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے آج پاک پارلیمنٹ میں مسئلہ کشمیر پر بحث کی تحریک پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایشیا کے امن اور سلامتی کو اس وجہ سے خطرہ لاحق نہیں کہ پاکستان اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہتا ہے بلکہ اصل خطرہ کشمیر کے تنازعہ سے لاحق ہے جو ابھی تک طے نہیں ہوا آپ نے کہا کہ ہندوستان امریکی فوجی امداد کا بہانہ بنا کر مسئلہ کشمیر کے حل کو پس پشت ڈالنا چاہتا ہے وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ اطمینان بخش طور پر حل نہیں ہو جاتا، ہندوستان اور پاکستان میں دوستی ممکن نہیں۔

لاہور - ۱۹ر اپریل - موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے مرکزی ارباب اختیار کے روبرو یہ تجویز پیش کی ہے کہ آئندہ سال کے لئے گندم کی قیمت خرید سوا نو روپے (-/۴/۹) فی من اور قیمت فروخت گیارہ روپے (-/-/۱۱) فی من مقرر کی جائے۔ اس تجویز پر تین چار دن تک مرکزی کابینہ کے اجلاس میں غور ہوگا اور اگر حسب توقع منظوری حاصل ہو گئی تو آئندہ ماہ سے گندم کے نرخوں میں تخفیف کر دی جائے گی۔

نئی دہلی - ۱۹ر اپریل - آج پنڈت نہرو نے اعلان کیا ہے کہ عالمی بنک کے زیر اہتمام نہری پانی کے تنازعہ کے متعلق گفت و شنید اب آخری مرحلہ میں آ رہی ہے جلد کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جائے گا، پنڈت نہرو نے بتایا کہ ہندوستان نے عالمی بنک کی تجاویز کے سلسلہ میں بنک کو اپنے ردعمل سے آگاہ کر دیا ہے۔

لاہور - ۱۹ر اپریل - باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب حالیہ فسادات سے متعلقہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ تین چار دن تک مکمل صورت میں اخبارات میں شائع کر دے گی

یاد رہے کہ لاہور ہائیکورٹ کے آنریبل چیف جسٹس محمد منیر اور آنریبل جسٹس ایم۔ آر۔ کیانی پر مشتمل تحقیقاتی عدالت نے ۱۰۱۹ صفحات پر مشتمل رپورٹ ۱۰ر اپریل ۱۹۵۴ء کو حکومت پنجاب کے روبرو پیش کر دی تھی اور اس رپورٹ کے کسی حصہ کی اشاعت پر پابندی عاید نہیں کی تھی۔

لندن - ۱۹ر اپریل - اطلاع ملی ہے کہ مغربی ملکوں کی آٹھ بڑی تیل کمپنیوں میں ایرانی تیل کو دنیا کی منڈیوں میں پہنچانے کی غرض سے ایک بین الاقوامی تنظیم قائم کرنے کے مسئلہ پر عملاً سمجھوتہ ہو گیا ہے

لاہور - ۱۹ر اپریل - شب برات کی تقریب سعید کے موقعہ پر آتشبازی کی مذموم رسم کے باعث لاہور کے چار مقامات پر مختلف علاقوں میں آگ لگ جانے سے بعض لوگوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی آتش زدگی سے تقریباً سوا لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ اس میں سے زیادہ تر نقصان ہسپتال روڈ پر ہوا یہاں فائر بریگیڈ صبح چار بجے تک آگ بجھانے میں مصروف رہا۔

کراچی - ۱۹ر اپریل - کافی رات گئے یہ اطلاع ملی ہے کہ آج مرکزی لیگ پارلیمنٹری پارٹی نے اردو اور بنگالی دونوں کو پاکستان کی سرکاری زبان قرار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ پارٹی نے یہ بھی طے کیا کہ انگریزی کو آئندہ بیس (۲۰) سال تک بدستور حکومت کی سرکاری زبان کی حیثیت حاصل رہے۔ پارلیمنٹری پارٹی نے سندھی اور عربی کو پاکستان کی سرکاری زبانوں کی فہرست میں شامل کرنے کے مطالبہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ آج پارٹی کے دو اجلاس منعقد ہوئے اور دو سرکاری زبانوں کے بارے میں مذکورہ بالا فیصلہ انتہائی دوستانہ ماحول میں ہوا مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی کا آئندہ اجلاس کل دن کے ۹ بجے ہوگا۔

لاہور - ۱۹ر اپریل شاہ سعود والئی سعودی عربیہ آج پونے پانچ بجے شام لاہور پہنچ گئے ہیں ہوائی اڈہ سے آپ شاہی جلوس کی صورت میں گورنمنٹ ہاؤس پہنچیں گے شاہ سعود نے رفاہ عامہ کے کاموں کے لئے پاکستان کو دس لاکھ کا عطیہ دیا ہے رقم کا چیک گورنر جنرل مسٹر غلام محمد کو موصول ہو گیا ہے اس کے علاوہ سعودی عرب کے وزیر خزانہ نے بھی پانچ لاکھ روپے دیئے ہیں۔ ان میں تین لاکھ روپے ایک ممتاز عرب تاجر نے دیئے ہیں، ایک لاکھ روپیہ وزیر خزانہ اور ایک لاکھ روپیہ ایک اور عرب تاجر نے دیا ہے۔ پندرہ لاکھ روپے مہاجرین کی ایک بستی قائم کرنے پر صرف کئے جائیں گے جس کا نام سعود آباد ہوگا۔ اس بستی میں مسجد، سکول اور ہسپتال بھی قائم کیا جائے گا آج پشاور سے سرحد کی دورے کے بعد شاہ سعود نے ملاکنڈ...

پن بجلی منصوبے کا افتتاح کیا۔ آپ نے کہا کہ میں سرحدی عوام کی ترقی سے بیحد متاثر ہوا ہوں۔

قاہرہ - ۱۸ر اپریل مصر کے نائب وزیر اعظم اور جنرل نجیب کے حریف لفٹنٹ کرنل جمال عبدالناصر نے دوبارہ وزارت عظمٰی کا عہدہ سنبھال لیا ہے وزیر اعظم کے علاوہ آپ انقلابی کونسل کے صدر بھی ہوں گے۔

واشنگٹن - ۱۸ر اپریل - یونائیٹڈ پریس آف امریکہ نے اطلاع دی ہے کہ امریکہ خاموشی کے ساتھ دو ایسے ہتھیاروں کا ذخیرہ کر رہا ہے جو انسانوں کی راستے میں ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ خطرناک ہیں ان میں سے ایک تو زہریلی گیس ہے۔ یہ گیس اتنی خطرناک ہے کہ اس کے اثرات سے انسان تین منٹ کے اندر اندر ہلاک ہو جاتا ہے دوسری تباہ کن دریافت کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس سے بیماریوں کے جراثیم بڑی سرعت کے ساتھ پھیل جاتے ہیں۔ ان خوفناک ہتھیاروں کو تیار کرنے کی رفتار اس وقت تیز کی گئی جب فوج کی طرف سے امریکی کانگرس کو وارننگ دی گئی کہ روس بھی ایسی زہریلی گیسوں کا ذخیرہ کر رہا ہے۔

ڈھاکہ - ۱۸ر اپریل - مسٹر حسین شہید سہروردی نے نمائندہ نوائے وقت سے ملاقات کے دوران میں کہا ہے "میری طرف سے پختونستان کی حمایت کا مطلب صرف یہ ہے کہ صوبہ سرحد کا نام بدل دیا جائے اور نام بدل ڈالنے کی تجویز میرے نزدیک بالکل بیضرر ہے۔"

کراچی - ۱۸ر اپریل - وزیر صنعت خان عبدالقیوم خان نے کہا ہے کہ کپڑے کے مسئلہ کے حالات کا رخ بدل گیا ہے اور اب کپڑے کی قیمتوں میں مزید اضافہ نہیں ہوگا۔ بلکہ...

ٹھیکہ اراضی زرعی مملوکہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

۱۳۶۱ ایکڑ نہری زرعی اراضی واقعہ دیہات قاضی احمد، جادو جو نگر امری تحصیل سکرنڈ ضلع نواب شاہ کے لئے ٹھیکیدار مطلوب ہے۔

اراضی مذکور گزشتہ اٹھ سال سے آباد ہے۔ آبپاشی کیلئے معقول انتظام ہے۔

دیہہ جادو جو نگر امری میں ۱۳۶۱ ایکڑ اور دیہہ قاضی احمد میں ۸۰ ایکڑ اراضی ہے۔

ان ہر دو دیہات کی اراضی کیلئے علیحدہ علیحدہ پیشکش بھی قبول کی جا سکتی ہے۔ مگر ترجیح اس پیشکش کو دی جائے گی جو ہر دو دیہات کے لئے یکجا دی جائے۔ پیشکش ۱۵ مئی ۱۹۵۴ء تک پہنچ جانی چاہئے۔

جملہ شرائط ٹھیکہ و ملاحظہ موقعہ کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں:-

چوہدری امجد خاں صاحب۔ امجد آمری۔ نزد ڈینسو ہال میری ویدر روڈ کراچی

پیغام صلح مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۲۳ جلد ۴۲

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۲۰ رشعبان ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۴

نگاہِ دردنواز

مُرتضیٰ خان حسنؔ

تیرے کرم سے ملے دولت وصال مجھے
ملے نہ دولتِ دنیا نہیں ملال مجھے

جہانِ تیرہ منوّر ہو نورِ ایماں سے
یہی ہے دھن مجھے ہردم یہی خیال مجھے

جلا کے خاک کیا مجھ کو سوزشِ غم نے
کیا ہے دردِ جگر نے بہت نڈھال مجھے

فدائے دینِ پیمبر ہوں میں دل و جاں سے
سمجھتا مفتیٔ بے پیر کیوں ہے ضال مجھے

اسی میں ہوتی ہے حاصل اگر تجھے راحت
دیئے جا گالیاں اے خصم بدسگال مجھے

جلا رہی ہے دل و جاں کو آتشِ فرقت
رُلا رہی ہے لہو حسرتِ وصال مجھے

ہو آستانہ ترا اور مری جبینِ نیاز
تمنا اور نہیں کوئی ذوالجلال مجھے

غریقِ بحرِ ضلالت میں ہو چلا ہی تھا
بچا لیا تری رحمت نے بال بال مجھے

ترے غضب میں بھی پنہاں ہے رنگِ مہر و وفا
ترا جلال ہے آئینۂ جمال مجھے

مجھے تو چاہیئے بس اک نگاہِ دردنواز
نہ چاہیئے زر و دولت نہ مال مجھے

کمالِ عشق ہے مجھکو جنابِ مرزا سے
نظر نہ آیا کوئی ایسا باکمال مجھے

”اگر نجات چاہتے ہو“

حضرت امامِ وقت کا بتایا ہوا رستہ

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائیگا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائیگا۔ دُنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کیلئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے چاہیئے کہ پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔ (ازالہ اوہام حصّہ دوم)

مجلسِ معتمدین کا اجلاس ۲ مئی ۵۴ء کو

صبح ۹ بجے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا

اس اجلاس میں دو اہم معاملات کے پیش نظر جملہ معتمدین کی شرکت نہایت ضروری ہے۔ اوّل، سالانہ بجٹ دوم مصالحتی کمیٹی کی تجاویز۔ ہر دو ایسے امور ہیں جن میں احباب کے قیمتی مشورے قوم کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ والسلام

مسعود بیگ (برائے) آنریری جنرل سیکرٹری

احباب کے مکمل پتوں کی ضرورت

احباب جماعت کو مرکز سے وابستہ رکھنے اور جماعتی تحریکات اور سرگرمیوں سے واقف کرنے کے لئے اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ مرکز میں سب دوستوں کے مکمل اور صحیح پتے موجود ہوں اس لئے میری احباب سے یہ گذارش ہے کہ وہ

۱۔ اپنا پورا پتہ ایک کارڈ پر لکھ کر جلد سے جلد انجمن کے دفتر تحصیل میں ارسال فرمائیں۔

۲۔ اگر کوئی دوست موجودہ پتہ تبدیل کرلیں یا ایک شہر سے دوسرے شہر چلے جائیں تو تبدیلی پتہ سے بھی دفتر کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

۳۔ ممکن ہے یہ اعلان بعض دوستوں کی (جو اخبار پیغام صلح کے خریدار نہیں) نظروں سے نہ گذرے۔ اس لئے جو دوست اس اعلان کو پڑھیں وہ اپنے ملنے والے دوسرے دوستوں کو بھی اس سے اطلاع دیدیں بالخصوص جماعتوں کے سیکرٹری اور صدر صاحبان جمعہ میں یا کسی اور ذریعہ سے سب دوستوں کو اس سے واقف کر کے اور مقامی دوستوں کے نام اور پتے خود فراہم کر کے مرکز کو بھجوا دیں۔ امید ہے سب دوست اس کی طرف فوری توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہونگے۔ والسلام

خاکسار۔ احمد حسن بی اے۔ ایل ایل بی۔ افسر تحصیل

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

روزنامہ پیغام صلح ——— ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء

اسلامی ممالک میں رشتۂ اخوت و اتحاد

کراچی میں وزارتِ خارجہ کا نشان قبول کرتے ہوئے شاہ سعود نے فرمایا :-

"........ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اچھے اور برے حالات میں پاکستان اور سعودی عرب کے باہمی رشتے ہمیشہ مضبوط رہیں گے .... ہم آپ کے ملک کو اپنا ملک اور اپنے ملک کو آپ کا ملک سمجھتے ہیں۔ ہم ایک ہیں اور متحد ہیں۔ مجھے امید ہے کہ دنیا کے تمام اسلامی ممالک سعودی عرب کی طرح متحد ہو جائیں گے"۔

اتحاد اور محبت کے اظہار کے لئے ان الفاظ سے جو شاہ سعود نے فرمائے ہیں بڑھ کر اور کیا ہو سکتے ہیں۔ شاہ موصوف نے یقین دلایا ہے کہ پاکستان اور سعودی عرب ہر حالت عسر یسر میں ایک دوسرے کے ممد و معاون رہیں گے اور ان میں کلی اتحاد قائم رہے گا۔ اس سے پہلے شاہ عراق اور شاہ ایران بھی پاکستان آئے اور انہوں نے بھی پاکستان سے برادرانہ تعلقات کا اظہار کیا۔ اور حال ہی میں ترکی سے الگ عہد نامہ ہو چکا ہے۔ اسلامی ممالک میں اس طرح سے عہد خلت و اخوت کا قائم ہونا کچھ کم مسرت افزا امر نہیں۔ یہ اسلام کے شاندار مستقبل کی تمہید ہے۔ اور اگر اسی طرح سے تمام اسلامی ممالک سلک اخوت میں منسلک ہو جائیں تو مسلمان قوم دنیا میں ایک حیرت انگیز طاقت اور اسلام ایک ناقابل تسخیر حقیقت بن جائے۔ یہ واعتصموا بحبل اللہ کی عملی تفسیر ہوگی اور اسلام کا منشاء بھی یہی ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں آباد ہوں اور خواہ ان میں لونی، لسانی اور نسلی کتنا ہی بُعد ہو باہم بھائی بھائی بن کر رہیں۔ کیا پیارے اور پُرزور الفاظ میں انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم۔ سوائے اس کے نہیں کہ مومن بھائی بھائی ہیں۔ ان میں صلح اور محبت ہونی چاہیئے۔ اور بانیٔ اسلام علیہ التحیات والسلام نے تو اس اخوت اسلامی پر اس قدر زور دیا ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک جسد واحد کا مصداق ٹھہرایا ہے چنانچہ فرمایا مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم كمثل الجسد الواحد یعنے مومنوں کی مثال آپس کی محبت اور رحم میں ایک جسم کی مثال ہے۔ پھر ایک دوسری جگہ فرمایا المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا یعنے مومن مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا بعض بعض کو قوت دیتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے ارشادات ہیں جن کا بیان کرنا طوالت کا موجب ہوگا۔

اس حقیقت کو صحابۂ کرام کی جماعت خوب سمجھتی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اور جناب امیر معاویہ کے درمیان اختلافات کو دیکھ کر ایک غیر مسلم غنیم نے حضرت علیؓ پر حملہ کرنا چاہا۔ تو امیر معاویہ نے ان الفاظ میں اُس کو خبردار کیا اگر تم نے علیؓ پر حملہ کیا تو سب سے پہلا جرنیل جو علیؓ کی طرف سے مقابلہ میں نکلے گا وہ معاویہ ہوگا۔ یہ بات سن کر دشمن دم بخود ہو گیا اور اُسے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ تھی اصل اسلامی اخوت کی روح مگر افسوس کہ یہ خصوصیت بعد میں آنے والے مسلمانوں میں قائم نہ رہی۔ اور قوم کے انحطاط کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس میں سے اخوت کی روح نکل چکی تھی اگر یہ روح قائم رہتی تو یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا۔ بقول حالی :-

اگر بھولتے ہم نہ قول پیمبر ٭ کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور ٭ ہے حامی اس کا خداوند داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

اسلامی سلطنتیں ایک ایک کر کے مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلتی گئیں اور کوئی ان کا یار و مددگار نہ بنا۔ حالانکہ بعض سلطنتیں اس قابل تھیں کہ اگر وہ چاہتیں تو دست تعاون بڑھا کر ان کو تباہی سے بچا لیتیں۔ مگر افسوس کہ ان کی آنکھوں کے سامنے اسلامی اقتدار خاک میں ملتا گیا اور وہ ٹس سے مس نہ ہوئیں۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ ایک ایک اسلامی سلطنت اور ایک ایک اسلامی ریاست جسم اسلام کا ایک ضروری حصہ ہیں ان کے کٹ جانے سے اسلام کا ایک عضو کٹ جائے گا اور بالآخر اسلام اور مسلمانوں کی تباہی پر منتج ہوگا اور زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ خود قوم کے اندر ایسے ایسے غدار پیدا ہوتے رہے جو محض ذاتی منفعت اور ذاتی اغراض کو سامنے رکھ کر قوم کی گردن پر چھری چلاتے رہے۔ تیرھویں صدی ہجری میں مسلمانوں کا انحطاط آخری نقطہ پر جا پہنچا۔ اور ٹیپو سلطان علیہ الرحمۃ کے مزار کے کتبہ لکھنے والے نے درحقیقت عالم اسلامی کے خیالات کی ترجمانی کی جس پر اس نے یہ لکھا ہے کہ "آج روم و ہند کی عظمت کا خاتمہ ہو گیا"۔ اسلامی عظمت کے خاتمہ کا ایسا گہرا نقش دلوں پر ثبت ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے اہل الرائے مسلمانوں کا خیال ہو چکا تھا کہ یہ قوم اب دوبارہ زندہ نہ ہو سکے گی۔ لیکن خدا جانے کس مرد خدا کی آہوں کا اثر تھا کہ مردہ قوم میں پھر زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار۔ کا منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ زمانہ یہی فتوے دیتا ہے کہ یہ اس مرد خدا کی آہوں کا اثر تھا جس کے کانوں میں غیب سے یہ آواز آئی کہ :-

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید ؛ پائے محمدیاں برمنار بلند محکم تر افتاد"

اس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان قوم کو خوش ہونا چاہیئے کہ ان کے اقبال کے دن قریب تر آ گئے اور خدا ان کو پھر عظمت اور تمکنت دے گا۔ یہ مرزا کے دل کی تڑپ تھی جس کو خدا نے قبول کیا۔ جب تک دل کے اندر تڑپ نہ ہو باہر سے ایسی آواز نہیں آ سکتی۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ مسلمان قوم میں پھر حرکت پیدا ہو گئی اور مشرق سے لے کر مغرب تک ایک عام بیداری کی لہر دوڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی نئی نئی اسلامی سلطنتیں معرض وجود میں آ گئیں۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں ان میں روز افزوں اتحاد قائم ہو رہا ہے وہ سلک اخوت میں منسلک ہوتی جا رہی ہیں اور وہ رنج و راحت میں ایک دوسرے کے شریک و مددگار ہونے کا عہد کر رہی ہیں اور وہ ایک ہو کر رہنا چاہتی ہیں۔ یاد رکھئے سلطنتوں کا وجود میں آ جانا اس قدر خوشی کا موجب نہیں جس قدر یہ امر کہ **تمام اسلامی ممالک سلک اخوت میں منسلک ہو جائیں**۔ اخوت کی بنیادوں پر تعمیر کی ہوئی اسلامی عمارت اس قدر مضبوط اور مستحکم ہوگی کہ حوادث و نوائب زمانہ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکیں گے وہ "**بنیان مرصوص**" کی مصداق ہوگی جس میں کسی تزلزل کا امکان نہیں ہوگا۔ اور دنیا **وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم** کا عملی نقشہ دوبارہ دیکھ لے گی۔ ہم خدا کے فضل سے اس بات پر یقین محکم اور ایمان کامل رکھتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھر غالب آئے گا اور مسلمانوں کا قدم ایک بلند مینار پر پڑے گا یعنے انہیں عزت اور عظمت حاصل ہوگی۔ یہ وہ بشارت عظمیٰ ہے جو خدا نے اس زمانہ کے مامور کی وساطت سے ہم کو دی۔ یہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ہم اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمان اس وقت بھی مصائب میں گھرے ہوئے ہیں۔ مگر یہ مصائب ان کی آیندہ کامیابیوں کے لئے رستہ صاف کر رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں کہ اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ چمکے گا، اسلام کو روحانی فتح بھی حاصل ہوگی اور جسمانی بھی۔ مسلمان قوم اس حقیقت کو سمجھ چکی ہے کہ دنیا میں باعزت زندگی کی یہی ایک سبیل ہے کہ ہم سب متحد ہو کر رہیں۔ اور اسلامی اخوت کی روح کو پھر اپنے اندر پیدا کریں۔ اس حقیقت کو سمجھ لینے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ہی انشاء اللہ العزیز اسلام کی نشاۃ ثانیہ ظہور میں آئے گی جس کے دیکھنے کے لئے مسلمان قوم مدت سے چشم براہ ہے اور جس کے متعلق اس زمانہ کے مامور نے عین مایوسی کے عالم میں یہ خبر دی تھی۔ کاش پاکستان کے علماء اور عوام بھی اس حقیقت کو سمجھیں اور سیاسی پارٹی بازیوں سے اتحاد اسلامی کو نقصان نہ پہنچائیں ۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی اپیل

کے سلسلہ میں جن احباب نے ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر عطیہ جات مرحمت فرمائے تھے انہیں خزانہ انجمن کی رسیدات بھجوا دی گئی تھیں اگر کسی دوست کو رسید خزانہ ابھی تک نہ پہنچی ہو تو دفتر محاسب کو بواپسی ڈاک تحریر کریں۔

نائب محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

——— احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کا منعقدہ اجلاس ۱۸ اپریل کو احمدیہ لائبریری میں منعقد ہوا جس میں ماسٹر برکت علی صاحب نے "دور حاضر میں اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے" کے موضوع پر تقریر کی اور مولانا عزیز بخش صاحب نے حضرت مسیح موعود کے کلام مبارک سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔

——— یہ خبر نہایت خوشی و مسرت سے سنی جائیگی کہ ہمارے محترم دوست بابو عبدالرحمن صاحب ایس ڈی او کے صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب بی اے بی ایس سی میکینیکل انجینئرنگ کو پاکستان انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے شپ بلڈنگ ٹریننگ حاصل ...

مکتوب امریکہ

ایک یہودی النسل اور ایک امریکی خاتون کا قبول اسلام

مل ویلی کی ہوائی فوج اور کیلیفورنیا یونیورسٹی میں تقاریر۔ پاکستان کے لئے فوجی امداد پر بحث

میاں بشیر احمد صاحب منٹو مبلغ امریکہ کا خط

مخدومی و مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہمارے ایک نومسلم دوست مجاہد ہگنباتھم کرسیاں وغیرہ بنانے کا کام کرتے ہیں، ان کے کارخانے میں جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے ہیں تو پینٹی کاسٹ چرچ کے ایک پادری صاحب مسٹر ڈیوڈسن نے انہیں واپس عیسائیت کے دائرہ میں لانے کی کوشش شروع کر دی، مجاہد صاحب نے انہیں دعوت دی کہ وہ ہمارے ہفتہ وار جلسہ میں شامل ہوں اور اپنے مذہب کے فضائل بیان کریں اور جو فضیلت اسے دوسرے مذاہب اور بخصوصیت سے اسلام پر ہے اسے ظاہر کریں، چنانچہ وہ سات مارچ کو ہمارے ہاں تشریف لائے اور "خدا کی محبت" پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کی تقریر ختم ہونے کے بعد حاضرین نے سوالات پوچھے۔ ان کے جوابات سے صرف یہی نہیں کہ سامعین کی تشفی نہ ہو سکی بلکہ خود بھی مطمئن نہیں معلوم ہوتے تھے۔ بہرحال ان کے ہمارے ہاں آکر بولنے کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے نہ صرف مجاہد ہگنباتھم سے بحث ہی ترک کر دی بلکہ ہماری کتب کا بھی مطالعہ شروع کر دیا۔

ایک یہودی کا قبول اسلام

لوگوں کا عام خیال ہے کہ کسی یہودی النسل آدمی کا اسلام قبول کرنا بہت مشکل ہے۔ یہاں کی امریکن اکیڈمی کے صدر مسٹر گینزبرو نے بھی کچھ مدت ہوئی مجھ سے یہی بات کہی تھی۔ ان کے اس اظہار خیال کے تھوڑے ہی دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے ایک یہودی نوجوان مسٹر ہنری بشر کے دل کو نور اسلام سے منور کر دیا اور اس کے بعد سٹینفورڈ یونیورسٹی کے ایک یہودی گریجویٹ مسٹر اسرائیل کی توجہ مطالعہ دین الٰہی پر مبذول ہو گئی، ہماری کتب کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ ہمارے ہاں بھی اکثر آتے جاتے رہتے تھے اور مختلف موضوعات پر بحث کرتے رہے۔ آخر ان کی سعید روح قرآنی تعلیمات کی اتنی گرویدہ ہو گئی کہ وہ اپنی گرویدگی کا اظہار برسر منبر کرنے پر تیار ہو گئے۔ میں نے اکیس مارچ کا دن اس اعلان کے لئے مقرر کیا۔

ایک ذہنی کشمکش

اتفاق یہ ہوا کہ سان فرانسسکو میتھوڈسٹ چرچ کے پادری صاحب اور ان کی جمعیت کے چند نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے اسی جلسہ میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ میں ان کی اس خواہش کو کیسے رد کر سکتا تھا، اسے رد کرنے کی تو گنجائش ہی نہ تھی البتہ میرے دماغ میں ایک کشمکش شروع ہو گئی۔ سوال بار بار یہ پیدا ہوتا تھا کہ اس موقعہ پر اسرائیل صاحب کی قبولیت اسلام کا اعلان مناسب ہو گا یا نہیں، میں نہیں چاہتا تھا کہ میتھوڈسٹ چرچ والے یہ سمجھیں کہ ان کے چڑانے کے لئے یہ سب کارروائی کی جا رہی ہے اور ان کے دل اس وجہ سے رنجیدہ ہوں۔ میں نے چند دوستوں کی رائے طلب کی، ان سب نے یہی کہا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہماری نیت ان کے چڑانے کی نہیں اور غالباً اللہ تعالیٰ اس طرح ان پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ سعید اور سمجھدار لوگ ہمیشہ سے خودبخود اور بطیب خاطر اسلام قبول کرتے رہے ہیں اور یہ بات جیسے آج ہو رہی ہے ویسے ہی پہلے بھی ہو رہی تھی، ان کی رائے یقیناً معقول تھی مگر میرا دل پھر بھی مطمئن نہ ہوا، یہاں تک کہ جلسہ کا دن آ گیا۔ دعا کے بعد بجائے اسرائیل صاحب کا حاضرین سے تعارف کرانے کے میں نے اپنی تقریر شروع کر دی اور پھر سوالات کے جوابات دینے لگا۔

یہود اسلامی اور عیسائی سپین میں

اس دوران میں میں بے چین تھا اور ابھی تک کوئی فیصلہ قطعی طور پر نہ کر سکا تھا کہ کیا کیا جائے۔ اسرائیل صاحب کا اللہ بھلا کرے کہ انہوں نے میری بے چینی کا خاتمہ کر دیا۔ انہوں نے خود حاضرین سے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ ان کے آبا و اجداد مسلمانوں کی حکومت میں صدیوں اسپین میں رہے اور یہ زمانہ ان کی تاریخ میں سنہری زمانہ تھا۔ مگر پھر عیسائیوں کا عروج ہوا اور ظلم کی کوئی انتہا نہ رہی انہوں نے ایذا دہی میں اپنے تمام پیشروؤں کو شکست دیدی اور اس کے لئے وہ ایجادیں کیں اور وہ وہ ڈھنگ اختیار کئے کہ شیطان کو بھی اپنی شیطانیت سے شرم آنے لگی، ان کے بزرگ مختلف ملکوں کی خاک چھانتے ہوئے انگلستان پہنچے اور پھر وہاں سے امریکہ کا رخ کیا۔

مسلمانوں کی رواداری اور فیاضی

ان کے دل میں مدت سے یہ خواہش تھی کہ ان لوگوں کے مذہب اور تاریخ کا وہ مطالعہ کریں جن کے عہد حکومت میں ان کے بزرگوں نے خوشی و مسرت کے دن گزارے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آرزو پوری کی اور زندگی کے پچاس سال گزارنے کے بعد انہیں یہ موقعہ میسر آ گیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ کیوں مسلمان اتنے روادار اور فیاض طبع تھے۔ انہوں نے کہا میرے لئے آج کا دن بڑی خوشی کا دن ہے کہ میں یہ شہادت دینے کے لئے کھڑا ہوا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا سب سے بڑا احسان ہم پر یہ ہے کہ اس نے ہماری ہدایت کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا جنہوں نے اپنی محبت سے اپنے جانی دشمنوں کے دل موہ لئے اور ان کو اپنا جان نثار دوست بنا لیا۔ میں جتنا بھی شکر کروں وہ کم ہو گا کہ آج میں بھی مومنوں کی صف میں کھڑا ہو رہا ہوں اور مجھے یہ فخر نصیب ہو رہا ہے کہ میں بھی اپنے تئیں ان کے ادنےٰ خدمتگزاروں میں اپنا شمار کروں۔

ایک پادری کی بیوی اسلام میں

مسز سوارڈ بھی اس جلسہ میں موجود تھیں، ان کے شوہر ایک گرجا کے پادری تھے۔ جب میں ۱۹۴۷ء میں اس ملک میں آیا اور میں نے ہفتہ واری جلسوں کا سلسلہ شروع کیا تو یہ بھی ہمارے جلسوں میں آنے لگیں، اس وقت بھی وہ بیوہ تھیں اور اپنے شوہر کی تصنیف کردہ کتب کی رائلٹی اور گورنمنٹ پنشن پر گزارہ کرتی تھیں۔ پانچ سال متواتر جلسوں میں شریک ہوتے رہنے کے بعد انہوں نے ایک دفعہ قبولیت اسلام کے اعلان کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر معلوم نہیں کیوں بعد میں خاموش ہو گئیں۔ میں نے بھی کوئی ذکر نہ کیا اور نہ ہی ان کی اس معاملہ میں خاموشی کا سبب معلوم کرنے کی کوشش کی۔ اسرائیل صاحب کی شہادت نے آج انہیں غیر معمولی طور پر متاثر کر دیا۔ اور وہ حق کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکیں۔ بالکل غیر متوقعہ طور پر انہوں نے بھی اپنی آواز کلمۂ شہادت پڑھنے کے بعد بلند کر دی، میں حیران رہ گیا مگر میری مسرت بھی انتہا درجہ کی تھی۔ میں تو اس سوچ میں تھا کہ اسرائیل صاحب آج اعلان کریں یا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اسرائیل ہی نہیں بلکہ مسز سوارڈ بھی اپنے اسلام کا اعلان کریں۔

مل ویلی کی ہوائی فوج میں تقریر

کیپٹن گلاس نے مل ویلی سے فون کیا اور کہا کہ میں ۲۵ مارچ کا دن ان کی ہوائی فوج کے لئے وقف کر دوں، میں نے رضامندی ظاہر کی، چنانچہ اس دن ساڑھے بارہ بجے ان کا ایک آدمی کار لیکر میرے مکان پر پہنچ گیا۔ میں انتظار ہی میں بیٹھا تھا۔ اور فوراً اس کی معیت میں مل ویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہوائی بیس سطح سمندر سے ۲۷۰۰ فٹ بلند ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ دو بجے ہم وہاں پہنچے اور سیدھے جلسہ گاہ کا رخ کیا، میٹنگ ہال ہوائی فوجیوں سے بھرا ہوا تھا، ایک گھنٹہ تک میں نے تقریر کی اور پھر ایک گھنٹہ تک سوالات اور جوابات کا سلسلہ جاری رہا، اپنا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ پانچ بجے واپس سان فرانسسکو پہنچ گیا۔

کیلیفورنیا یونیورسٹی کی لڑکیوں میں تقریر

۲۶ مارچ کو برکلے گیا، کیلیفورنیا یونیورسٹی کی لڑکیوں کے سامنے میری تقریر ہوئی، بارہ سے ڈیڑھ بجے تک وہاں رہا اور پھر واپس سان فرانسسکو چلا آیا۔

پاکستان کے لئے امریکی فوجی امداد پر بحث

۱۰ اپریل کو ایک ٹیلی ویژن پروگرام میں شرکت کی، میرے علاوہ سید راحت حسین صاحب، قونصل جنرل پاکستان، مسٹر پاڈک پروفیسر پولیٹیکل سائنس کیلیفورنیا یونیورسٹی اور ڈاکٹر سرجیت سنگھ پروفیسر کرسچین فلاسفی، سان فرانسسکو کرسچین کالج تھے۔ بحث اس بات پر تھی کہ پاکستان کی درخواست پر امریکہ نے جو اسے فوجی امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے وہ کیسا ہے چھ سے ساڑھے چھ بجے تک یہ بحث جاری رہی۔

فجی کے ایک نوجوان طالب علم

۱۴ اپریل کو عبدالقیوم خان صاحب جو حال ہی میں فجی سے بغرض تعلیم یہاں تشریف لائے ہیں اور یہاں کے ایک ہائی سکول کے طالب علم ہیں ہمارے ہفتہ واری جلسہ میں تقریر ہوئی یہ ان کی پہلی تقریر تھی، مجھے یقین ہے کہ اگر انہوں نے یہ مشق جاری رکھی تو وہ ایک کامیاب مقرر ثابت ہوں گے۔ ان کا اس طرح اسلامی کتب کے مطالعہ کا شوق بھی بڑھتا جائے گا اور ان کی معلومات میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا اور جب وہ واپس وطن جائیں گے تو صرف یہی نہیں کہ دنیاوی تعلیم میں کوئی ڈگری حاصل کر لی ہو گی بلکہ دین سے بھی کماحقہٗ واقف ہوں گے، میری [illegible]

فسادات پنجاب کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ شائع ہو گئی

فسادات پنجاب کی اصل ذمہ داری آل مسلم پارٹیز کنونشن مجلس عمل اور مجلس احرار پر عائد ہوتی ہے

جماعت احمدیہ پر براہِ راست ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ احمدیوں کے خلاف مطالبات کسی تامل کے بغیر مسترد کئے جانے کے لائق تھے

لاہور۔ اپریل۔ آج لاہور کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ شائع کر دی گئی ہے۔ یہ رپورٹ تین سو ستاسی صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے آخر میں تحقیقاتی عدالت کے صدر آنریبل جسٹس محمد منیر اور ممبر جسٹس ایم آر کیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہمیں پورا یقین ہے کہ اگر احرار کو جنہوں نے احمدیوں کے خلاف تحریک شروع کی کارروائی کو محض امن و امان کا سوال بنایا جاتا۔ اور اسے سیاسی رنگ نہ دیا جاتا تو اس ایجی ٹیشن سے صرف ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس ہی آسانی سے عہدہ برآ ہو سکتا تھا۔

مرکزی اور صوبائی حکومت کا طرزِ عمل

آنریبل ججان نے لکھا ہے۔ کہ مرکزی حکومت بار بار صوبائی حکومت کو لکھ رہی تھی کہ جارحانہ فرقہ پرستی کو سختی سے کچل دیا جائے، لیکن ادھر صوبائی حکومت اس انتظار میں تھی۔ کہ مطالبات کے بارہ میں مرکز کی طرف سے کیا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں اس کے بغیر امن نہیں ہو سکتا تھا۔ صوبائی حکومت اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ مطالبات کسی صورت میں تسلیم نہیں کئے جا سکتے تھے اور اگر مرکزی حکومت نے ان کے بارہ میں کوئی فیصلہ بھی کیا تو وہ ان کے استرداد کی صورت میں ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود صوبائی حکومت نے اس ایجی ٹیشن کو کچلنے کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا۔ ادھر مرکزی حکومت جس کے سربراہ خواجہ ناظم الدین تھے صاف صاف الفاظ میں یہ کہنا نہیں چاہتی تھی۔ کہ مطالبات قبول نہیں کئے جا سکتے کیونکہ خواجہ ناظم الدین کا خیال تھا۔ کہ اس طرح ان کا براہ راست علماء سے تصادم ہو جائے گا۔ جن کا خواجہ ناظم الدین پر بہت اثر تھا۔

مطالبات مسترد ہونے سے امن کو خطرہ نہ ہوتا

رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ ہمارا یہ خیال ہے یہ مطالبات کسی تامل کے بغیر مسترد کئے جا سکتے تھے اس طرح نہ امن کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا نہ عوام کے جذبات کو ٹھیس لگتی۔ تحریک پر شروع میں پابندی عائد کرنے سے صورت حال سدھر سکتی تھی۔ لیکن جولائی سنہ ۱۹۵۲ء کے بعد احرار اور علماء نے جو کچھ کیا یا کہا اس سے صورت حال بد تر ہوتی چلی گئی۔

دولتانہ اور اخبارات

صورت حال کی خرابی کا باعث ایک یہ بھی ہوا تھا کہ میاں ممتاز دولتانہ نے کھلم کھلا کہنا شروع کر دیا کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔ نیز ڈائرکٹر محکمہ تعلقات عامہ نے اس تحریک کو ہوا دینے کے لئے بعض اخبارات کی حوصلہ افزائی کی۔ مسٹر دولتانہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان اخبارات میں کیا کچھ لکھا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود حکومت پنجاب نے ان اخبارات کو گرانقدر معاوضہ ادا کیا۔ حالانکہ حکومت جانتی تھی۔ کہ یہ اخبار کبھی خریدے نہیں گئے۔ چار اخباروں کو یہ امداد حکومت کی اس پرانی پالیسی کے ماتحت دی جا رہی تھی کہ وہ حکومت کی حمایت کریں گے لیکن ان اخباروں سے ایجی ٹیشن کو ہوا دینے کے باوجود جولائی ۱۹۵۲ء میں پھر نیا معاہدہ کر لیا گیا۔

تھیٹر کا تماشا

صوبائی اور مرکزی دونوں حکومتوں نے اس تحریک کو سنگین معاملہ نہ سمجھا۔ مرکزی حکومت سمجھتی تھی۔ کہ کوئی نہ کوئی خوشگوار بات نکل آئے گی۔ صوبائی حکومت یہ سمجھتی تھی کہ تحریک کا رخ پنجاب سے کراچی کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ آخر میں جب الٹی میٹم مسترد کر دیا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تھیٹر کا تماشا ہو رہا ہے۔ جہاں جلوس نکالے جا رہے ہیں اور تماشائیوں کی کثیر تعداد دلچسپی سے اس منظر کو دیکھ رہی ہے اور نعرے لگا رہی ہے۔

مجلس عمل کی ذمہ داری

ذمہ داری کے سوال پر رپورٹ میں لکھا گیا ہے۔ کہ ان فسادات کی اصل ذمہ داری آل پارٹیز مسلم کنونشن کراچی اور آل پاکستان مسلم کنونشن لاہور کے ممبروں اور ان کی مذہبی جماعتوں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے مجلس عمل کے ممبر اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر مطالبات مسترد کر دیئے گئے اور ڈائرکٹ ایکشن کی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ تو بڑے پیمانہ پر فسادات اور سنگین صورت حالات رونما ہو جائیں گی۔ لوٹ مار اور قتل و غارت کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ چونکہ یہ سب کچھ حسب توقع وقوع میں آ گیا۔ اس لئے ان فسادات کے اصل ذمہ دار مجلس عمل کے ممبر ہی ہیں۔

تعلیمات اسلامیہ بورڈ

تعلیمات اسلامیہ بورڈ کے ممبروں کے متعلق رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ عدالت کو حیرت ہے کہ اس بورڈ کے ممبر جو سرکاری ملازم تھے۔ ایسی تحریک میں کس طرح شامل ہو سکتے تھے۔ جو بغاوت سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اگر انہیں قادیانی مسئلہ پر اس قدر دلچسپی تھی تو ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ بورڈ کی رکنیت سے مستعفی ہو جاتے۔

جماعت اسلامی کا حصہ

جماعت اسلامی کے متعلق رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ اگرچہ یہ جماعت ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام کو مناسب نہ سمجھتی تھی۔ لیکن اس کا یہ خیال تھا۔ کہ اگر اس نے اپنے خیالات ایمانداری سے عوام کے سامنے پیش کر دیئے۔ تو وہ عوام میں غیر مقبول ہو جائے گی۔ نیز شہادتوں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس تحریک میں جماعت اسلامی نے بھی حصہ لیا۔

احرار کی براہ راست ذمہ داری

احرار کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان فسادات کی براہ راست ذمہ داری انہی پر عائد ہوتی ہے انہوں نے ہی شہری بغاوت کا انتظام کیا۔ مختلف کنونشنوں میں بھی انہی کا غلبہ تھا۔ گرفتاریوں، جیل جانے میں بھی وہی پیش پیش تھے۔

جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ کے متعلق عدالت کی رائے یہ ہے کہ اس پر فسادات کی براہ راست ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کیونکہ فسادات اس اقدام کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوئے جو حکومت نے اس پروگرام کے خلاف اختیار کیا جو آل مسلم پارٹیز کنونشن نے اپنی راست اقدام کی قرارداد کے تحت بروئے کار لانے کا فیصلہ کیا تھا، لیکن یہ مطالبات احمدیوں کے متعلق تھے جو ان کے عجیب عقائد اور سرگرمیوں کی بناء پر کئے گئے تھے اور کیونکہ انکی طرف سے مسلمانوں سے ممتاز ہونے پر زور دیا جاتا تھا اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ عقائد اور سرگرمیاں حالات کا سبب بنے۔ اس لئے اس بات کو تعین کرنا ضروری ہے کہ فسادات کی انگیخت میں احمدیوں کا عموماً کوئی حصہ ہے۔

مسلم لیگ کے متعلق آنریبل ججان نے لکھا ہے کہ اس نے اس تحریک کیلئے چندہ جمع کرنے اور رضاکاروں کی بھرتی میں عملی حصہ لیا کئی مسلم لیگی کونسلر منتخب کئے گئے مسلم لیگی لیڈر تحریک شروع ہوتے ہی تحریک میں شامل ہو گئے لیکن صوبائی لیگ چپ چاپ اس کارروائی کو دیکھتی رہی اور اس نے اس کی روک تھام کے لئے کوئی کارروائی نہ کی۔

سول حکام کی ذمہ داری

فسادات کی روک تھام کیلئے سول حکام نے جو طریقے اختیار کئے تھے عدالت نے انکے متعلق لکھا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنے اوپر اس سے زیادہ ذمہ داری لے لی جتنی اسے لینی چاہیئے تھی۔

مارشل لا کا نفاذ

مارشل لا کا ذکر کرتے ہوئے عدالت نے لکھا ہے کہ مارشل لا کے بعد فوج نے نظم و نسق پر چند گھنٹے کے اندر اندر قابو پا لیا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اس کے پاس گولی چلانے کے زیادہ اختیارات تھے اسے کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہونا پڑتا تھا۔ اسلحہ بھی فوج کے پاس پولیس سے زیادہ تھا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مندرجہ ذیل پانچ اسباب کی بناء پر مارشل لا عمل میں لایا گیا (۱) شہری نظم و نسق بالکل ختم ہو چکا تھا جس کے نتیجہ میں حکومت پنجاب کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ مطالبات تسلیم کر لئے جائیں گے (۲) ہنگاموں کی شدت جو آخر مارشل لا پر منتج ہوئی (۳) ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ عوام کے ذہنوں میں یہ راسخ کر دیا گیا تھا کہ احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹاتے ہیں (۴) لیڈروں کو اس تحریک کے نتائج کا احساس نہیں تھا۔ اگر کسی کو ہوا بھی تو وہ عوام کو آگاہ کرنے کے لئے تیار نہ تھا (۵) مطالبات ایسی صورت میں پیش کئے گئے۔ کہ کوئی بھی حتیٰ کہ مرکزی حکومت بھی ان کے استرداد کی جرات نہ کر سکتی۔ دولتانہ کا بیان۔ مسٹر دولتانہ نے ۴ مارچ کو جو بیان دیا تھا۔ اس کے متعلق عدالت نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ یہ ...

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ تبلیغ - لاہور — فون نمبر ۲۷۲۷

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۴ شعبان ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۵

شانِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

کلام امام الزمان

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمد نمی بینم دگر عرشِ عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آں عین النعیم
از عنایاتِ خدا و زفضلِ آں دادار پاک
دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم
آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں
گفتمے گر دیدمے طبعے دریں راہِ سلیم
در رہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

"تمام سعادتوں کی کنجی"

حضرت امام الزمانؑ کے ارشادات

"خدا بڑی دولت ہی اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو عزیزو! خدائے تعالیٰ کے حکموں کو بیقدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے گی ایک بچہ کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضا کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو، اور رونا، گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم)

مجلسِ معتمدین کا اجلاس ۲ مئی ۵۴ء کو

صبح ۹ بجے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا

اس اجلاس میں دو اہم معاملات کے پیش نظر جملہ معتمدین کی شرکت نہایت ضروری ہے۔ اوّل سالانہ بجٹ دوم مصالحتی کمیٹی کی تجاویز۔ ہر دو ایسے امور ہیں جن میں احباب کے قیمتی مشورے قوم کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ والسلام۔

مسعود بیگ (برائے) آنریری جنرل سیکرٹری

ضروری تصحیح پیغام صلح ۲۴ اپریل کی اشاعت میں نظم "نگاہ درد نواز" کے آخری دو شعر سہو کتابت سے غلط چھپ گئے ہیں صحیح شعر یوں ہیں:۔

ترے غضب میں بھی پنہاں ہے رنگ مہر و وفا
ترا جلال ہے آئینۂ جمال مجھے
مجھے تو چاہیئے بس اک نگاہِ درد نواز
نہ چاہیئے زر و دولت نہ ملک و مال مجھے

(م خ - حسن)

تعلیمی پرنٹنگ پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

روزنامہ پیغام صلح ——— ۲۴ اپریل ۱۹۵۴ء

ہماری قومی ضروریات

جن قوموں نے دنیا میں زندہ رہنا ہو وہ کل کا فکر آج کرتی ہیں - وہ اپنی ضروریات کا جائزہ لیتی ہیں اور محاسبہ کرتی ہیں کہ وہ کیا امور ہیں جن سے ان کا مستقبل ان کے حال سے اور ان کا حال ماضی سے زیادہ شاندار ہو - اپنی ضروریات سے غافل رہنا - اپنے بقا اور استحکام کی تدابیر سے تغافل روا رکھنا، اپنے نقائص اور خامیوں پر نظر نہ ڈالنا اور ان کی اصلاح کا کوئی رستہ تجویز نہ کرنا درحقیقت اپنے آپ کو انحطاط اور تنزل کے گڑھے میں دھکیلنا ہے - قومیں بڑی مشکل سے بنتی ہیں - یہ بنانے والوں کی سالہا سال کی عرقریزی اور محنت شاقہ کا ثمرہ ہوتی ہیں جس میں وہ دن رات اپنا خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں بنی بنائی قوم کو اپنی غفلت سے بگاڑ دینا بہت بڑی بدنصیبی کی علامت ہے - قومی عمارت اگر ایک دفعہ گر جائے تو پھر اس کی تعمیر ایک مشکل بلکہ ناممکن امر ہو جاتا ہے قومی شیرازہ اگر ایک دفعہ بکھر جائے تو پھر اس کی بندش آسان بات نہیں ٹوٹے ہوئے موتی بار بار نہیں جُڑا کرتے -

قوموں کا انحطاط ایک دن میں ہی عمل میں نہیں آجاتا یہ گھُن کی طرح آہستہ آہستہ لگتا ہے اور اس وقت لگنا شروع ہوتا ہے جب قوم کے لوگ مفاد قومی سے بے نیاز ہو کر ضروریات قومی سے آنکھیں بند کر لیں -

ہماری جماعت کو اللہ تعالے نے بڑے بڑے مصائب میں محفوظ رکھا اور بدخواہوں کی گوناگون مساعی قبیحہ کے باوجود اس کو استحکام بخشا اور قایدنا الدین امنوا علےٰ عدوھم فاصبحوا ظاھرین کا نقشہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، یہ تو خدا کا خاص فضل تھا اور یہ خدا کا ہاتھ تھا کہ جماعت دشمنوں کی گزند سے محفوظ و مامون رہی، مگر دیکھنا یہ ہے کہ ہم خود اس قومی عمارت کے استحکام اور اس کے مستقبل کو شاندار بنانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کر رہے ہیں - اس کی ضروریات کیا ہیں اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہیں، اس باب میں ہماری معروضات حسب ذیل ہیں -

ہماری نئی پود

ہمارے اکثر احباب اس امر میں ہمارے ہمنوا ہوں گے کہ ہماری ایک سب سے بڑی ضرورت جس سے ہمارا مستقبل وابستہ ہے ہماری نئی پود کی تربیت کا انتظام ہے - احمدیت کا خلاصہ کیا ہے؟ خود نور ایمان سے منور ہونا اور دوسروں کو اس سے منور کرنا - خود علم و عمل سے بہرہ اندوز ہونا اور دوسروں کو بہرہ اندوز کرنا - ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ ہم کہاں تک اپنی آئندہ نسل کو نور ایمان سے منور کر رہے ہیں اور کہاں تک ان میں علم و عمل کی طاقت پیدا کرنے میں ساعی ہیں - یہ ہماری پہلی قومی ضرورت ہے جس کی طرف بھی خواہان سلسلہ کو جلد توجہ مبذول کرنی چاہیئے - اور ہماری رائے میں جب تک کوئی قومی نظام اس کے لئے قائم نہ کیا جائے ہر احمدی گھر میں بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیئے، اور کم از کم اس قدر تو ہونا چاہیئے کہ ہمارے بچے قرآن مجید کا ترجمہ جانتے ہوں - اس کے بعد وہ خود ترقی کر سکتے ہیں - اس ضمن میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام بھی ایک مبارک اقدام ہے - کیونکہ اس سے بچوں کو مختلف دینی اور اسلامی مسائل پر مضمون لکھنے اور تقریر کرنے کا موقعہ ملتا ہے - جس سے ان کی دینی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے - اس لئے جہاں جہاں جماعت ہو وہاں اس ایسوسی ایشن کا قیام ایک لازمی امر قرار دینا چاہیئے اس وقت لاہور اور کراچی کی ینگ مینز ایسوسی ایشن مفید کام کر رہی ہیں اور اب مسلم ٹاؤن میں بھی یہ ایسوسی ایشن قائم ہو چکی ہے اور قوم کے بچے اور نوجوان اس میں دلچسپی لے رہے ہیں - چنانچہ گذشتہ جمعہ کے اجلاس میں ایک نوجوان نے جو مضمون آنحضرت صلعم کی سیرت پر پڑھا وہ بہت قابل تھا - یہ مضمون اسی شیوع میں دوسری جگہ درج ہے -

علماء کی ضرورت

پھر ایک دوسری ضرورت جو شدت سے محسوس ہو رہی ہے وہ قوم میں علماء کا وجود ہے - یہ حقیقت ہے کہ اس حال تک جماعت میں سے علماء کا وجود روز بروز کم ہو رہا ہے اور آئندہ علماء پیدا کرنے کا کوئی تسلی بخش انتظام نہیں ہے، جو بڑے بڑے علماء اس جماعت میں تھے وہ یکے بعد دیگر رخصت ہو گئے اور یہ چند ایک نظر آتے ہیں وہ بھی چراغ سحری کا مصداق ہیں - حضرت امیر مرحوم نے بھی اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اس کمی کو سخت شدت سے محسوس کیا تھا اور ایک دفعہ بڑے اندوہناک لہجہ میں فرمایا تھا یہ بات نہایت حوصلہ شکن ہے کہ ہماری جماعت میں سے علماء کا وجود ختم ہو رہا ہے - اور ہمارے موجودہ امیر قوم حضرت مولانا صدرالدین صاحب تو متعدد بار اس ضرورت کا اظہار کر چکے ہیں اور گذشتہ سال آپ نے اس باب میں تحریک بھی فرمائی تھی اور علماء پیدا کرنے کے لئے ایک سکیم بھی قوم کے سامنے پیش کی تھی مگر اب تک عملی طور پر کچھ نہیں ہو سکا - قوم کے ارباب بست و کشاد کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے کہ وہ اس قومی ضرورت کی طرف جلد توجہ مبذول فرمائیں - کہ اس کے بغیر قوم دن بدن انحطاط کی طرف جا رہی ہے -

ادارہ تصنیف و تالیف

پھر ایک تیسری بہت بڑی ضرورت یہ ہے کہ تصانیف و تالیفات کا ایک ادارہ قائم کیا جائے اس باب میں سب سے پہلے ضرورت تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کتب کو چھپوا کر ان کی مفت اشاعت کی جائے - ہماری مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عامۃ الناس ہمارے پاک امام کے عقاید آپ کی شاندار خدمات اسلامیہ اور آپ کی پاکیزہ تعلیمات اور اخلاق عالیہ سے ناواقف ہیں دشمن ان کی ناواقفیت کی وجہ سے باسانی انکو پھانسنے میں سہل آتا ہے اور ایسی باتیں آپ کے متعلق مشہور کر کے لوگوں کو بھڑکا سکتا ہے جن کا حضرت کی ذات سے دور کا بھی واسطہ نہیں اگر عامۃ الناس حضرت کے خیالات سے واقف ہوں تو وہ کیوں دشمنوں کے پھانسے میں آئیں اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت کی کتب کی مفت اشاعت وسیع پیمانہ پر کی جائے، کم از کم حضرت مسیح موعود کی تعلیم آپ کے عقاید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ کے بلند خیالات ٹریکٹوں اور اشتہارات کی شکل میں بکثرت شائع کئے جائیں - آپ کے کلام اور آپ کی کتابوں میں جو نور اور ہدایت بھری ہے وہ اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی، اس کے ساتھ ہی جدید تصنیفات اور تالیفات کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے جن میں مسائل پیش آمدہ پر بحث ہو اور جدید ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی نکتہ نگاہ سے ہر مسئلہ پر روشنی ڈالی جا سکے - قوم میں خدا کے فضل سے ایسی ہستیاں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ یہ کام بطریق احسن سرانجام دے سکتی ہیں اور اسلامی علوم میں قابل قدر اضافہ کر سکتی ہیں محض توجہ کی ضرورت ہے -

امید ہے ہمارے ارباب حل و عقد ان اہم قومی ضروریات کی طرف توجہ کر کے انہیں جلد عملی شکل دینے کی کوشش کریں گے -

---

اخبار احمدیہ

(۱) نہایت خوشی کی بات ہے کہ احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی مجالس میں ایک اور شاخ کا اضافہ ہوا ہے، یعنے لاہور کی، مرکزی ایسوسی ایشن کے علاوہ مسلم ٹاؤن میں بھی احمدی نوجوانوں کی سرگرمیاں شروع ہو گئی ہیں، جن کی پہلی مجلس کی رپورٹ حسب ذیل ہے:

"احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن لاہور کا اجلاس مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۵۴ء کو بعد از نماز جمعہ زیر صدارت میاں عبدالرحمان صاحب سابق ایس ڈی او منعقد ہوا - اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے ہوئی - عبدالصمد صاحب نے نہایت شیریں آواز میں سورہ بقرہ کی چند آیات تلاوت کیں - اس کے بعد عبدالسمیع صاحب نے حضرت مسیح موعود کی ایک نظم پڑھی، خاکسار سیکرٹری نے ایک مقالہ پڑھا جس کا عنوان تھا "جب رسول کریم صلعم جوان تھے"، جسے بہت پسند کیا گیا" مسعود اختر - سیکرٹری -

(۲) مرکزی احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا مہتم بالشان اجلاس ۲۵ اپریل ۱۹۵۴ء کو بعد از نماز عصر احمدیہ لائبریری میں زیر صدارت عبدالغفور صاحب قریشی منعقد ہوا - جس میں سلطان محمود صاحب نے ایک مقالہ "ماموریں کا نصب العین" کے موضوع پر پڑھا - اور اس میں ماموریں اور دوسرے دنیاوی لیڈروں کے پیدا کردہ انقلاب میں فرق بتایا - پھر مظفر حسن صاحب خادم نے ایک مضمون "اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے" پڑھا - جس میں انہوں نے اسلام کی خصوصیات پر اجمالی روشنی ڈالی اور یہ بتایا کہ صرف اسلام ہی انسانیت کو کامیابی دے سکتا ہے - اس کے بعد تنقید و تبصرہ کے لئے موقع دیا گیا - سلطان محمد صاحب نے مظفر حسن صاحب کے مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار کیا - اور پھر ایک تجویز مذہبی تعلیم کے لئے پیش کی، جس پر انشاء اللہ تعالے جلدی عمل شروع کیا جائے گا -

اعلان نکاح:- راولپنڈی سے شیخ غلام حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۴ ۲ اپریل کو شیخ عبدالحمید خلف شیخ عبدالعزیز صاحب کا نکاح کشور سلطانہ بیگم بنت جناب شیخ محمد لطیف صاحب سے بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر جناب بشارت احمد صاحب بقا نے پڑھایا، خطبہ نکاح نہایت فاضلانہ تھا جس میں حقوق زوجین پر کافی روشنی ڈالی گئی، حاضرین نے خطبہ نہایت اطمینان سے سنا اور پسند کیا، ازاں بعد شیخ عبدالعزیز صاحب نے مبلغ دس روپیہ اشاعت اسلام کے لئے عطا فرمائے - جزاہ اللہ، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے -

اخبار (و) افکار

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا تھوڑا سا خلاصہ گزشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے، زیر نظر شمارہ میں رپورٹ کے ایک حصہ کا اقتباس تفصیلاً نقل کیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ پیغام صلح کے صفحات اتنی گنجائش نہیں رکھتے کہ پوری رپورٹ دو چار اشاعتوں میں درج ہو سکے، تاہم ضروری حصص کے اہم اقتباسات آئندہ اشاعتوں میں باقساط درج ہوتے رہیں گے جس سے قارئین کرام کو یہ اندازہ ہو سکے گا کہ فاضل جج صاحبان نے فسادات کے اسباب بیان کرتے ہوئے اور مختلف جماعتوں کی ذمہ داری کا جائزہ لیتے ہوئے حالات و واقعات پر کس قدر گہری نظر ڈالی ہے اور کتنے فاضلانہ انداز سے علماء اور سیاسی زعماء کی قابلیتوں اور نیات پر تبصرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ مطالبات پیش کرنے والے احراری علماء نے دینی مقصد کو دنیوی اغراض کے لئے استعمال کر کے اس کی بے حرمتی کی ہے اور تقریروں میں پست قسم کی طنزیات ظرافت سے عوام میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور جماعت اسلامی دوسری سیاسی جماعتوں کی طرح اپنے نظریات کو دیانت داری سے ظاہر کرنے سے ڈرتی رہی۔ عدالت نے یہ بھی بتایا ہے کہ مطالبات کو مذہبی بناء پر منوانے کی کوشش کرنے کے باوجود علماء کا اپنا ذہن بھی اسلام اور اسلامی مملکت کے متعلق صاف نہیں ہے اور جب ان سے پوچھا گیا کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے تو دو علما بھی آپس میں متفق نہ ہو سکے۔ غرض یہ ایک ایسی اہم دستاویز ہے جس سے مملکت پاکستان اپنے دستور سازی کے کام میں بہترین فائدہ حاصل کر سکتی ہے بالخصوص اس کے آخری الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں :-

"اگر جمہوریت کا یہ مطلب ہے کہ نظم و ضبط اور امن و قانون کو سیاسی مقاصد کے تابع کر دیا جائے ——
تو پھر اللہ ہی بہتر جانتا ہے"

"جب شرائط جہاد اکٹھے ہو جائیں"

خدا بھلا کرے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا ان کی تحریرات فی الواقعہ صدق و راستبازی پر مبنی ہوتی ہیں جن سے بالواسطہ طور پر حضرت امام زمان کے پیشکردہ حق و صداقت کی تائید ہوتی ہے ۲ اپریل ۱۹۵۴ء کے "صدق" میں حضرت مولانا روم کے دو اشعار نقل کئے ہیں :-

مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ
مصلحت در دین عیسیٰ غار و کوہ
مصلحت وا دست ہر یک را جدا
مصلحت چہ گر تو ئی مرد خدا

ان اشعار کا مطلب بیان کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد لکھتے ہیں :-

"ہر دین کی مصلحت (پالیسی) الگ الگ رکھی گئی ہے، دین مسیحی میں جو اہمیت مرکزیت خلوت نشینی اور باطنی ریاضیات و مجاہدات کو ہے، وہی درجہ شریعت محمدیؐ میں غزا و جہاد کو حاصل ہے جہاد کے معنی اندھا دھند قتال اور مطلق شمشیر زنی کے نہیں، لیکن جب شرائط جہاد اکٹھے ہو جائیں اور دین کے تحفظ و بقا کے لئے اس کی ضرورت آ ہی پڑے تو قتال بھی اسی طرح واجب ہو جاتا ہے جس طرح نماز روزہ وغیرہ روزمرہ کی عبادات فرض ہیں اسلام ہمہ وقتی عافیت و آشتی یا بزبان اقبال گوسفندی کا مذہب نہیں، نرمی کے وقت نرم، گرمی کے وقت گرم، ہر طرح کے توازن و توسط و اعتدال کا مذہب ہے"

بجا فرمایا، یہی بات حضرت مجدد وقت نے زمانہ حال کے متعلق فرمائی تھی فقد الجہاد من وجوہ فی ہذا الزمان وھذہ البلاد، جہاد کے شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں۔ اس پر وہ شور مچایا گیا کہ الامان، مرزا صاحب نے جہاد منسوخ کر دیا، شریعت بدل دی، حالانکہ نہ جہاد منسوخ ہوا اور نہ شریعت کے اندر تبدیلی آئی صرف حالات اور مصلحت کے پیش نظر فی زمانہ اس کی ضرورت سے انکار کیا گیا جس کی تائید بالواسطہ طور پر مولانا عبدالماجد بھی فرما رہے ہیں فتدبروا

"اگر قوت و تنظیم مفقود ہو"

مولانا عبدالماجد اسی موضوع پر آگے چل کر [illegible] ہیں :-

"بیشک یہ قوم جانباز غازیوں اور شہیدوں کی [illegible] ہے لیکن اگر قوت و تنظیم سرے سے مفقود ہو اور ضعف و انتشار عام ہو تو دوسری طرف یہ حکیمانہ تعلیم بھی موجود ہے

گفت آرے گر بود یاری و زور	تا بہ قوت بر زند بر شر و شور
ور نہ باید دین رہ مرد وار	یار می باید در ین جا فرد وار
چون نباشد قوتے پرہیز بہ	در فرار لا یطاق آسان بجہ
حکمت این است اے عزیز نامدار	فکرے کن ورنگر انجام کار

اسی قسم کی بات حضرت مسیح موعود نے فرمائی ہے

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

لیکن آپ کی بات کو بڑا منایا گیا اور اس کو جہاد کی منسوخی کا اعلان قرار دیتے ہوئے ضال اور مضل اور کیا کیا کچھ آپ کے نام رکھے گئے۔ حالانکہ یہ بات سینکڑوں سال پہلے مولانا روم فرما گئے ہیں اور وہی آج مولانا عبدالماجد کے قلم سے نکلی ہے کہ قوم میں ضعف و انتشار عام ہونے پر جہاد نہیں ہو سکتا۔

علامہ اور مولانا

گزشتہ ہفتہ علامہ اقبال کی یاد میں تمام پاکستان میں یوم اقبال منایا گیا اور جلسوں اور لیکچروں وغیرہ کے ذریعہ سے اقبال کی تعریف و توصیف کے پل باندھے گئے، اخبارات نے بھی اقبال نمبر کے نام سے خاص پرچے شائع کئے، ان میں سے زمیندار ۲۲ اپریل کا پرچہ ہمارے سامنے ہے جس میں ایک مضمون بعنوان "علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی کے کلام میں" شائع ہوا ہے، اس کے چند فقرے سن لیجئے :-

"مولانا اور علامہ دونوں قوم کے سب سے بڑے محسنوں میں سے ہیں یہ الگ بات ہے مولانا عملی سیاسیات میں بہ شد و مد دخیل رہے اور علامہ کا عملی سیاسیات میں دخل نسبتاً کم رہا فلہذا جہاں علامہ کا زیادہ وقت فکر سخن میں گذرا وہاں مولانا کے سامنے اور ہزاروں امور ایسے [illegible] شاعری سے زیادہ اہم تھے اس اعتبار [illegible] مولانا کے یہاں شاعری ایک ضمنی سی چیز رہی لیکن اس کے باوجود قدرت کلام، شوخی، روانی اور برجستگی کے جو نمونے مولانا کے اشعار میں ملتے ہیں وہ قریباً تمام اردو ادب میں اور کہیں نہیں ملتے اس پر خیال گذرتا ہے کہ اگر مولانا طبیعت پر زور ڈال کر قلزم شعر میں غواصی کرتے تو کیا قیامت ڈھاتے"

سن لیا آپ نے ؟ یہ علامہ اقبال کی تعریف کی گئی ہے یا ظفر علی خاں کی؟ اقبال بیچارہ تو مضمون نگار کے نزدیک محض فکر سخن میں گم رہتا تھا، اور ظفر علی خاں کے سامنے شعر و سخن کے علاوہ ہزاروں امور ایسے تھے جو شاعری سے زیادہ اہم تھے وہ عملی سیاسیات میں دخل نہ رکھتا تھا، یہ اعلیٰ سیاسیات میں بہ شد و مد دخیل تھے، پھر ظفر علی خاں کے کلام میں جو قدرت، شوخی، روانی اور برجستگی کے نمونے ہیں وہ اقبال تو کیا تمام اردو ادب میں نہیں ملتے اور اگر یہ طبیعت پر زور ڈال کر قلزم شعر میں غواصی کرتے تو قیامت ہی ڈھاتے جو اقبال سے ممکن نہ ہوتی۔

اسے کہتے ہیں گود میں بیٹھ کر داڑھی نوچنا، کیا حامیان اقبال نے اس مضمون کو پڑھا ہے ؟

"جب رسول کریمؐ نوجوان تھے" (بقیہ از صفحہ ۲)

آپکی خلوص نیت کا ثبوت

ولیم میور آگے چل کر لکھتا ہے :- "اسلام سے حضرت محمد (صلعم) کے خلوص نیت کی پر زور تائید ہوتی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا نہ صرف راستباز تھے بلکہ آپ کے رب سے گہرے دوست اور اپنے ہی گھر کے لوگ تھے۔ جن کے لئے آپ کی اندرونی زندگی سے پورے واقف ہونے کی وجہ سے یہ معلوم کر لینا مشکل نہ تھا کہ آیا آپ کے قول و فعل میں کوئی اختلاف ہے کیونکہ یہ کار لوگوں کی ان باتوں میں جو وہ باہر برسر عام مجمع میں کرتے ہیں اور ان کاموں میں جو وہ گھر کی چار دیواری

میں کے اندر کرتے ہیں ہمیشہ فرق ہوتا ہے" یہ تھے اس کامل انسان کی جوانی کے تابندہ ایام جن کا بدترین دشمن کو بھی اقبال ہے۔ یہ وہ جوانی تھی جو خدا نے ہمارے لئے اسوۂ حسنہ قرار دی۔ اور یہ تھا وہ بلند کیرکٹر جس پر انسان ہی کیا ملائکہ بھی رشک کرتے ہیں ؛

حلال وطیب کمائی بلندیٔ اخلاق اور عزت وعظمت کے حصول کا ذریعہ ہے

راست گفتاری اور دیانت داری ہمارا امتیازی نشان اور حرص وہوا سے بچنا قومی شعار ہونا چاہئے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۶؍اپریل ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً انی بما تعملون علیم .... ولا نکلف نفساً الا وسعھا ولدینا کتٰب ینطق بالحق وھم لا یظلمون ——— (المؤمنون رکوع ۴)

رسولوں کو حلال طیب کھانے کا حکم

فرمایا یاایھا الرسل اے ہمارے رسولو کلوا من الطیبات حلال طیب روٹی کھاؤ، واعملوا صالحاً اور اچھے کام کرو انی بما تعملون علیم تمہاری کارروائیوں اور اعمال سے ہم واقف ہیں، یہ اپنے پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، کہ حلال طیب کھانا کھاؤ، اس سے اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے، یہ کوئی بہت ضروری حکم ہے جس کے لئے پیغمبروں کو مخاطب کیا گیا ہے، اس خطاب سے حکم کی اہمیت ظاہر ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خطبہ میں فرمایا یاایھا الناس ان اللہ طیب ولا یقبل الا الطیب اے لوگو اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیز کے سوائے کچھ قبول نہیں کرتا۔

مسلمانوں کو بھی وہی حکم دیا جو رسولوں کو دیا

اور پھر فرمایا ان اللہ امر المسلمین بما امر المرسلین، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے وہ کیا حکم ہے؟ آپ نے یہی آیت پڑھی یاایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً اور یہ آیت بھی پڑھی یاایھا الذین اٰمنوا کلوا من الطیبات حضرت نے مسلمان کی عزت افزائی کی ہے جب فرمایا کہ تمہیں بھی وہی حکم دیا گیا ہے جو رسولوں کو دیا گیا۔

حرام پینے کھانے والے کی دعا قبول نہیں

اور پھر ایک شخص کا ذکر کیا ثم ذکر الرجل یطیل السفر و یمد یدہ الی السماء یقول یارب یارب وانی یستجاب لہ ومطعمہ حرام و مشربہ حرام وملبسہ حرام۔ وہ سفر میں ہے اور مصیبت میں مبتلا ہے اور دہائی دیتا ہے اے میرے رب اے میرے رب، مگر اس کی دعا کیسے قبول ہو، کھانا اس کا حرام، پینا اس کا حرام، لباس اس کا حرام، اس کا اضطراب دیکھو، دہائی دیکھو، لیکن اس دہائی کو کیا کرے جب اس کا کھانا، پینا، پہننا سب حرام ہے۔

حلال طیب کھانے سے اعمال صالحہ کی توفیق

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوستوں کو تلقین فرمائی کہ جو حکم انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے دیا وہی تمام مسلمانوں کو دیا کہ تم نے حلال طیب کھانا ہے، اس کے بغیر اعمال صالحہ کی توفیق نہیں ملتی، حق گوئی، حق پرستی اور اعمال صالحہ کی توفیق تب ہی ملتی ہے کہ انسان اپنے کھانے پینے میں خدا کو سامنے رکھے، اور حلال اور طیب کمائی کی روٹی کھائے، یہ نسخہ اس حکیم حاذق نے دیا ہے جو تمام انسانی بیماریوں سے واقف ہے اور ان کے علاج جانتا ہے، یہ جسم بیمار ہو جائے تو ایک حکیم پھر دوسرا حکیم آتا ہے، کتنا روپیہ برباد ہوتا ہے یہ زندگی جو خدا نے اس کو دی ہے اس کو بچانے کے لئے کیا کچھ جتن کئے جاتے ہیں تمہار بیٹا بیمار ہو جائے، تو ساری ساری رات اس کے سرہانے بیٹھ کر تیمار داری کرتے ہو۔

باطن کا علاج سب سے ضروری ہے

ایک تمہارا باطن ہے اس کا علاج سب سے ضروری ہے، جس کا باطن بگڑ گیا، اس کا سب کچھ بگڑ گیا، وہ خود..... برباد ہو گیا، اس بربادی سے بچانے کے لئے حکیم حاذق نے اس کو نسخہ بتایا جس پر عمل کرنے سے راحت میسر آتی ہے اس سے عزت بڑھتی ہے۔ اس سے اخلاق پر اعمال پر اچھا اثر پڑتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ، عزت وہی ہے جو خدا اور رسول کے احکام کی فرمانبرداری سے حاصل ہو، حضور کو مسلمان کی عزت کا بڑا فکر تھا۔

حلال کھانے سے قبولیت دعا

سعد بن ابی وقاص کو فرمایا یا سعد اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوات اپنے خورد ونوش کو پاک کر اس سے تمہاری دعائیں قبول ہوں گی، یہ وہ حقیقت ہے جس کو مسلمانوں نے آزما کر دیکھا ہے، حلال طیب کھانے سے روحانیت بڑھتی ہے، اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے، دوسرے کا مال کھانا انسان کو ذلیل کر دیتا ہے، کوئی عزت دلوں میں نہیں رہتی اور پھر اس حرام مال کو بچانے کے لئے سو طرح کے جھوٹ اور بد اعمالیاں کرنی پڑتی ہیں، انسان کے اخلاق برباد ہو جاتے ہیں، اس سے قوم برباد ہو جاتی ہے۔

حرص وہوا انسان کو گرا دیتی ہے

قرآن نے اس خواہش سے روکا ہے، اس سے بچو، اسی خواہش کا نام ہوا رکھا ہے، کیوں یہ نام رکھا؟ ھوی گر جانے کو کہتے ہیں وسمی بہ لان الھوی یھوی بصاحبہ فی الدنیا الی کل واھیۃ وفی الاٰخرۃ اس کو ھوی اس لئے کہتے ہیں کہ لالچ کرنے والے کو دنیا میں مصیبت میں گراتی اور آخرت میں اس کو ھاویہ میں گراتی ہے۔ لالچ اور طمع ہر بلا کے اندر مبتلا کر دیتا ہے، کسی رفیع پوزیشن عورت نے باغ کی سیر کرتے ہوئے ایک پھولوں کا گملہ اٹھا لیا اور پکڑی گئی، کسی لڑکی نے ایک دوکان میں سے اچھا سا سینڈل اٹھا لیا اور گرفتار ہو گئی، یہ جس قدر رپورٹیں آتی ہیں، کہ آج ایک شخص جعلی پولیس انسپکٹر بنا ہوا تھا، اور دوسروں کو لوٹتا ہوا پکڑا گیا یہ سب اسی حرص وہوا کے نتیجے ہیں، ایک پادری سات سال تک چین میں کام کرنے کے بعد لندن آیا۔ ایک دوکان میں پھرتے ہوئے اس نے ایک ہینڈ بیگ اٹھا لیا پھر اس کے اندر ایک کتاب رکھ دی، اس نے خیال کیا کوئی دیکھنے والا ہے نہیں۔ لیکر نکل گیا۔ دوکان کے سامنے ہی ایک زمین دوز ریل کا سٹیشن تھا۔ جھٹ ٹکٹ لیا اور نیچے اتر گیا، ریل میں بیٹھنے والا ہی تھا کہ ایک لڑکی نے جو دوکان میں سی آئی ڈی کا کام کرتی تھی، اسے جا پکڑا۔ پادری صاحب نے اپنا بٹوا سامنے کر دیا کہ اس میں سے جتنے پونڈ چاہو لے لو اور مجھے چھوڑ دو، اس نے کہا میں تمہارے جیسی بے ایمان نہیں ہوں جس دوکان میں کام کرتی ہوں اس کی وفاداری ضروری سمجھتی ہوں، یہ سب حرص وہوا کا نتیجہ، ہوا کے معنی ہیں گرنا، جس کے اندر بری خواہش پیدا ہوئی وہ گر گیا وفی الاٰخرۃ الی الھاویۃ، اور آخرت میں خواہش ہاویہ کے اندر لے جائے گی

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم جس شدت اور خیال کے ساتھ اپنی جان بچانے کے لئے دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے ہو، اسی طرح اپنی عزت کے بچانے کے لئے حرص وہوا کا مقابلہ کرو، ورنہ تم گر گئے، اور تمہاری عزت برباد ہو جائے گی، اور فرمایا حجبت النار بالشھوات یعنی خواہشات کے نیچے دوزخ چھپا ہوتا ہے وہی شخص بچتا ہے جو خواہشات پر قابو کر کے ان کو دبا لیتا ہے ورنہ خواہشات کا بندہ بننے سے خوار و ذلیل ہو جاتا ہے۔

صدق وراستبازی

دوسرا نسخہ اسی حکیم حاذق نے یہ بتایا علیکم بالصدق دیکھو راستبازی اختیار کرو یہ اگر یہ دو باتیں تم میں پیدا ہو جائیں حرص وہوا سے بچ جاؤ اور حق پرست بن جاؤ، دیانت دار ہو جاؤ، صدق اور راستبازی اختیار کرو تو تم تیار رکھو دنیا بنو اولیا بننے کی۔

حضرت داؤد کو حکم (بقیہ خطبہ جمعہ)

ایک پیغمبر کو مخاطب کر کے اللہ تعالےٰ نے فرمایا یداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے تمہارا فرض ہے کہ تم لوگوں میں عدل و انصاف کے ساتھ فرمانروائی کرو غربا کو ان کے حق دو، ولا تتبع الھوی یہ پیغمبری اور بادشاہت ملنے کے بعد ادھر ادھر دیکھنا کہ خزانہ اپنا ہے جس طرح چاہیں خرچ کریں ہمارے رشتہ داروں کے لئے یہ ہونا چاہیئے وہ ہونا چاہیئے، ہمارے حلقے میں بیٹھنے والوں کے لئے فلاں رعایت ملحوظ رکھی جائے، یہ حرص و ہوا ہے اس سے بچو، فیضلک عن سبیل اللہ یہ خواہشات تمہیں گرا دیں گی، گمراہی میں پڑ جاؤ گے ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید جو لوگ گمراہ ہوئے ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے۔

صحابہ کا قومی شعار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرص و ہوا سے بچنے کے لئے بڑی سختی سے تاکید کی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ حلال اور طیب کھانا قوم کا شعار ہو گیا تھا اور جب تک حلال اور طیب کھانا قومی شعار نہ بن جائے اس وقت تک قوم کامیابی کی منزل پر نہیں پہنچ سکتی حضرت صلعم نے قوم کے اندر یہ خصوصی سیرت پیدا کر دی تھی کہ وہ صدق اور راستبازی کے ساتھ بات نہ کرتے تھے، چالاکی سے کام لینا وہ جانتے ہی نہ تھے، ابلہ میسی اختیار کرنا ان کا شعار نہ تھا، وہ جانتے تھے کہ چالاکی سے کسی بات کو چھپایا تو وہ بات کھل جائے گی۔

مفید اور بابرکت راہ

پس چاہیئے کہ راست گفتاری اور دیانت داری تمہارا امتیازی نشان ہو اور طمع و لالچ و بددیانتی کے طرز طریق سے اجتناب کرنا تمہارا قومی شعار ہو۔ ایسا کرنے سے تم دنیا کے لئے بابرکت ثابت ہو گے۔ اور تمام بداخلاقیوں سے بچ جاؤ گے جس جس فرد اور جس جس قوم یا جماعت نے ان اساسی امور کو نظر انداز کر دیا وہ ملک و ملت کے لئے نقصان رساں ثابت ہوئے الغرض یہ بہت وہ درس تعلیمات ہیں جن پر اللہ اور اس کے رسول نے بہت زور دے کر وصیت فرمائی ہے مبارک ہیں وہ جوان مفید راہوں پر چلتے ہیں ضرور ہے کہ وہ دنیا کے لئے مفید ثابت ہوں اور ان کا انجام قابل رشک ہو،

وباللہ التوفیق

(بقیہ از کالم ۳)

گو آپ کی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی۔ مگر آپ کے دل میں جنگ سے ذرا بھی لگاؤ پیدا نہ ہوا تھا۔

حضرت محمدؐ کے دل میں کبھی دولت کی حرص پیدا نہیں ہوئی اور اپنی زندگی کے کسی مرحلہ پر آپ نے اپنی ذات کے لئے حصول زر کی کوشش نہیں کی۔ اگر آپ کو صرف اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو غالباً آپ اپنی موجودہ زندگی کے سکون اور آرام کو تجارت کے سفروں کے دھندوں اور ذمہ داریوں پر ترجیح دیتے اور اپنی خوشی سے کبھی ایسے سفروں پر نکلنے کا خیال آپ کے دل میں نہ آیا ہوتا۔ مگر جب یہ تجویز آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ کی فیاض طبیعت نے فوراً محسوس کیا کہ اپنے چچا کی مشکلات کو کم کرنے کے لئے جو کچھ ممکن ہو کرنا چاہیئے" (باقی بر صفحہ ــ کالم ــ)

جب رسول اکرم صلعم جوان تھے[1]

مسعود اختر مسلم ٹاؤن لاہور

عنوان کچھ نیا سا ہے لیکن میں نے اسے دو وجوہ کی بناء پر چنا ہے ایک تو اس لئے کہ ہم جوان ہیں اور ہمیں یہ دعوےٰ بھی ہے کہ ہم رسول عربی کی امت ہیں۔ لہذا ان کی جوانی کا نقشہ ہمیں اپنی زندگیوں میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے رسولؐ کو دنیا کا کامل ترین انسان سمجھتے ہیں۔ جوانی کا عالم وہ عالم ہے کہ بڑے بڑے صوفی اور پاکباز یہاں پہنچ کر بازی ہار جاتے ہیں، اور وہ انسان یقیناً افضل ترین انسان ہے جس کی جوانی صرف بے داغ ہی نہیں، بلکہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ آئیے ہم اپنے محبوب رسولؐ کو اپنی زندگی کے اس دور سے گذرتے دیکھیں۔

رسول کریم صلعم کا ماحول

فطرت انسانی کا شیوہ ہے کہ وہ اس ماحول اور تہذیب سے بہت متاثر ہوتی ہے جس میں وہ پرورش پائے۔

رسول کریم اس ملک اور تہذیب میں پیدا ہوئے جہاں چپے چپے پر شراب پی جاتی تھی، جگہ جگہ جوئے بازی کی مجلسیں جمتی تھیں، فحش اشعار مجالس میں کھلم کھلا پڑھے جاتے تھے۔ بات بات پر لڑائی ہو جاتی تھی، بت پرستی زوروں پر تھی، جہالت کا دور دورہ تھا، زنا کی کوئی سزا نہ تھی، غرضکہ بداخلاقی اور بدکاری ایک وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔

یہ تھا وہ عرب جس میں ہمارے رسولؐ پیدا ہوتے ہیں اور اگر انھوں نے ایسی تہذیب اور ماحول میں رہ کر بھی پاکیزہ زندگی گزاری ہو تو بے انصافی ہے وہ جو یہ نہ مانے کہ وہ دنیا کے کامل ترین انسان تھے۔

سب سے علیحدہ اور ممتاز زندگی

ہمارے رسولؐ نے اپنی تمام جوانی اسی تاریک فضا میں اور اسی جاہل قوم میں گزاری لیکن اگر ہم ان کے مشاغل کا مطالعہ کریں تو وہ اس قوم سے بالکل علیحدہ اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ اس جہالت کے زمانہ میں اس تاریک دور میں وہ روشنی کا ایک مینار بن گئے جس سے دور دور تک تمام عالم منور ہو گیا۔ وہ اس بدوؤں کی قوم میں بچوں کی طرح پلتے ہیں، لیکن بچوں کی طرح لغو کھیل کود یا تماشہ میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ تنہا بیٹھے ہوئے ہیں، بکریاں چرا رہے ہیں۔ اپنے چچا کے کاموں میں مدد دے رہے ہیں۔

جوان ہوتے ہیں تو تجارت شروع کرتے ہیں مال و دولت کی محبت میں نہیں بلکہ اپنے چچا کی مدد کرنے کے لئے، مال و دولت سے آپ کو رغبت نہیں لیکن جب چچا کو مشکلات میں دیکھتے ہیں تو اخلاق کہتا ہے مدد کرو اور آپ تجارت میں لگ جاتے ہیں۔

آپ کا حلقۂ احباب

انگریزی میں کہتے ہیں

A man is known by the company he keeps

رسول کریمؐ کے دوستوں کے حلقہ میں بھی تمام بلند اخلاق لوگ ملتے ہیں۔ ابوبکر صدیق، حکیم بن حزام اور ضماد بن ثعلبہ جیسے ممتاز لوگ جن کی بزرگی کا تمام عرب قائل ہے۔

آپ کی جوانی کے ایام نیکی، مخلوق خدا کی خدمت، بیکسوں کی حمایت، بے نفسی، دیانت اور امانت کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ کی سچائی اتنی مسلم بات ہے کہ ابوسفیان اور ابوجہل جیسے دشمن بھی اقرار کر لیتے ہیں کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ کے پاک اور بے عیب چال چلن دیانت اور راستبازی کی وجہ سے لوگ آپ کو امین کے نام سے پکارتے ہیں۔

تاریکی کے اندر روشنی کا ستارہ

جوانی کے ایام کا روشن ترین پہلو غریبوں اور بیکسوں کی امداد بیواؤں کی خبر گیری اور غلاموں کی ہمدردی ہے، عرب میں کوئی نظام حکومت نہیں، جس کی وحشی اس کی بھینس ہے۔ جنگیں ہیں، ایک دوسرے پر سختی ہے۔ لیکن آپؐ کا وجود اس تاریکی کے اندر ایک روشنی کا ستارہ ہے، آپؐ کے دل میں غریبوں، بیکسوں، یتیموں اور بیواؤں کا بے حد درد ہے۔ آپ اپنے ان اوصاف کی وجہ سے اس قدر ممتاز ہیں کہ دعوےٰ نبوت کے بعد جب سرداران قریش ابوطالب سے یہ کہتے ہیں کہ تم محمد کا ساتھ چھوڑ دو تاکہ ہم جو معاملہ ان سے چاہیں کریں تو ابوطالب جواب دیتے ہیں کہ ہم اس سردار کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں جو یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کا خبر گیر ہے۔

قوم کے لئے درد و غم

صرف یہی نہیں بلکہ آپ کو اپنے ارد گرد کے لوگوں کی گری ہوئی حالت پر درد اور غم ہوتا ہے، اس جہالت، تاریکی اور انسانیت کی حد درجہ گری ہوئی حالت پر غم کرتے ہیں، اس غم میں حیران و سرگرداں تنہا پہاڑوں میں جاتے اور گھنٹوں اسی فکر میں گذار دیتے ہیں کہ قوم کو اس قعر مذلت سے نکالنے کا کوئی راستہ مل جائے۔

سر ولیم میور کی رائے

ایک انگریز مورخ سر ولیم میور نے آپ کی سوانح عمری مخالفانہ نقطہ نگاہ سے لکھی ہے۔ لیکن اسے بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جوانی میں آپ کا چال چلن پاک اور بے عیب تھا۔ وہ لکھتا ہے:۔

"تمام وہ لوگ جن سے ہم سند لے سکتے ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ محمد (صلعم) کی جوانی کے اندر چال چلن میں وہ حیا اور اخلاق آداب میں وہ پاکیزگی پائی جاتی ہے جن کا وجود مکہ والوں میں عنقا تھا حضرت محمدؐ فطرتاً ایک پاکیزہ دل اور لطیف ذوق اور خلوت پسند اور غور کرنے والی طبیعت رکھنے کی وجہ سے اپنے ہی خیالات میں زیادہ منہمک رہتے تھے اور فرصت کے ان اوقات میں جنہیں دوسرے لوگ جو بلند فطرت نہیں رکھتے لہو لعب اور عیاشی میں صرف کر دیتے ہیں آپ غور و فکر میں مصروف ہوتے تھے۔

اس تنہائی پسند اور شرمیلے نوجوان کے پاکیزہ چال چلن اور باعزت طریق عمل نے اہل شہر کے دلوں میں گھر کر لیا تھا اور سب کی متفقہ آواز سے امین یا دیانتدار کا لقب حاصل کر لیا تھا۔ (باقی کالم اول کے نیچے)

[1] یہ مضمون احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن لاہور کے جلسہ منعقدہ ۱۶ اپریل میں پڑھا گیا۔

راست اقدام کی دھمکی دینے والے یہ کہنے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں فسادات کی توقع نہ تھی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے ایک حصہ کا خلاصہ درخلاصہ گذشتہ اشاعت میں ہدیہ قارئین ہو چکا ہے، یہ رپورٹ انگریزی میں ہے اور بڑی تقطیع کے ۳۸۷ صفحات اور تقریباً ایک لاکھ الفاظ پر مشتمل ہے جو ساٹھ حصوں اور ۱۹۵۳ پیراگراف میں بٹے ہوئے ہیں۔ اس رپورٹ میں جو لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس محمد منیر اور مسٹر اے آر کیانی نے سپرد قلم کی ہے تمہید اور ذیل کے چھ حصے ہیں (۱) تقسیم سے لاہور کنونشن تک (۲) لاہور کنونشن سے علماء کی گرفتاری تک (۳) فسادات (۲۷ فروری سے خاتمہ تک) (۴) مذہبی اختلافات (۵) فسادات کی ذمہ داری (۶) صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے شہری حکام کے اقدامات،

رپورٹ کے آخر میں عدالت نے چار صفحات میں اپنے نتائج کا خلاصہ بڑے بلیغ اور پُر زور انداز میں پیش کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ اگر احرار کے اس معاملے کو سیاسی مسئلہ بنائے بغیر محض نظم و ضبط اور امن و قانون کی حیثیت سے دیکھا جاتا تو صرف ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس اس سے نبٹنے کے لئے کافی تھے۔ رپورٹ کا آخری جملہ یہ ہے کہ "ان حالات میں وہ جسے انسانی ضمیر کا نام دیا جاتا ہے۔ ہم سے اس استفسار کا تقاضا کر رہی ہے۔ کہ آیا ہمارے سیاسی ارتقا کے موجودہ مرحلے پر نظم و ضبط اور امن و قانون کا مسئلہ اس جمہوری ہمزاد سے الگ نہیں کیا جا سکتا جسے جمہوری حکومت کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جس کے سینے پر کوئی سیاسی کابوس مسلط ہے۔ لیکن اگر جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ نظم و ضبط اور امن قانون کو سیاسی مقاصد کے تابع کر دیا جائے —— تو پھر اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور ہم رپورٹ انہی الفاظ پر ختم کرتے ہیں"!

ذیل میں رپورٹ کے پانچویں حصے ذمہ داری والے حصہ کا ترجمہ دیا جاتا ہے اس حصہ میں پہلے عدالت کی کارروائی میں حصہ لینے والے فریقوں کے نظریات بیان کئے گئے ہیں اور اس کے بعد ذمہ داری کے متعلق عدالت نے جو رائے دی ہے، وہ حسب ذیل ہے:

بنیادی ذمہ داری

فسادات کی ذمہ داری بنیادی طور پر آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کراچی، آل پارٹیز کنونشن لاہور اور دوسری متعدد مذہبی جماعتوں پر ہے جن کے ارکان نے اس کنونشن میں ان جماعتوں کی نمائندگی کی تھی جو ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں منعقد ہوئی۔ اسی کنونشن میں اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک مرکزی مجلس عمل کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ مجلس عمل کی تشکیل اسی دن شام کو مکمل ہوگئی تھی۔ اور مجلس عمل کی طرف سے ۲۲ جنوری کو خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دیا گیا تھا کہ وہ ان مطالبات کو منظور کریں یا اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں، مطالبات منظور نہ ہونے کی صورت میں کیا اقدام کیا جانا تھا؟ اس کی نوعیت کے بارے میں اس وقت کوئی تعین نہیں کیا گیا تھا اور نہ خواجہ ناظم الدین نے وفد کے ارکان سے جنہوں نے الٹی میٹم دیا تھا ملاقات کے دوران میں اس کے بارے میں کوئی سوال کیا تھا۔

الٹی میٹم شہری بغاوت کے انتباہ سے کم حیثیت نہیں رکھتا تھا جس کی ابتدا تنظیم اور تعمیل مجلس کو کرنی تھی، اگر وہ الٹی میٹم کے جواب سے مطمئن نہ ہوتی مجلس عمل کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ مطالبات مسترد ہونے کی صورت میں مطلوبہ اقدام نہ ڈائرکٹ ایکشن ہونا تھا اور نہ براہ راست اقدام بلکہ صرف راست اقدام اور یہ صرف عوامی عدم اطمینان کا بے ضرر، پُر امن اور آئینی اظہار ہونا تھا۔ اس بات کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ یہ شہری بغاوت یا سول نافرمانی یا اسی نوعیت کی کوئی بات ہوگی۔ اگر تحریک کے رہنماؤں کو جنہیں راست اقدام کی نگرانی اور کنٹرول کرنا تھا، گرفتار نہ کیا جاتا تو فسادات "ڈائرکٹ ایکشن" کا قدرتی نتیجہ نہیں ہو سکتے تھے، اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ رہنماؤں کی گرفتاری ایک غیر دانشمندانہ اقدام تھا۔ اس لئے ایسے اجتماعات اور مظاہروں کے بعد جو فسادات ہوئے ان کی ذمہ داری براہ راست گرفتاریوں کا نتیجہ قرار دی جا سکتی ہے اور اس وجہ سے مرکزی اور صوبائی حکومتوں پر عاید ہوتی ہے، یہ دلیل کلی طور پر غیر درست ہے۔ اگر کسی حکومت کو یہ دھمکی دی جائے کہ اس کے سامنے جو مطالبات پیش کئے گئے وہ ایک خاص تاریخ تک منظور نہ کئے گئے تو مطالبات پیش کرنے والا فریق راست اقدام اختیار کرے گا اور حکومت مطالبات تسلیم نہ کرتے ہوئے ایسے فریق کے رہنماؤں کو گرفتار کرتی ہے جو اسے دھمکی دیتے ہیں اور فسادات براہ راست ان گرفتاریوں کے نتیجہ میں ہوتے ہیں تو اس فریق کو اجازت نہیں دی جا سکتی اور نہ اسے یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ اگر گرفتاریاں نہ کی جاتیں تو فسادات نہ ہوتے۔ راست اقدام کی دھمکی باضابطہ اقتدار کے لئے خطرہ ہوتی ہے اور کوئی حکومت بھی ایسی دھمکی کو تشویش کی نگاہ کے بغیر نہیں دیکھ سکتی۔ جب تک وہ اس دھمکی کا مقابلہ کرنے میں اپنے آپ کو قاصر پائے اور مستعفی ہونے یا معزول ہونے پر رضامند نہ ہو جائے۔

خواجہ ناظم الدین کا موقف

موجودہ مسئلہ میں خواجہ ناظم الدین نے جن کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ احمدیوں کے خلاف جذبہ کی شدت کو پوری طرح محسوس کرتے تھے اور جن بنیادوں پر مطالبات پیش کئے جا رہے تھے ان کی بظاہر معقولیت کو جانتے تھے، حتی الوسع علماء سے بحث و استدلال کی کوشش کی اور ان مطالبات کو تسلیم کرنے کی راہ میں جو مشکلات حائل تھیں اور اس بات سے جو نتائج نکلنے کے امکانات تھے۔ ان کی علماء پر تشریح و توضیح کی کوشش کی، گو خواجہ ناظم الدین اور بعض علماء کے درمیان کافی باہمی مفاہمت اور شاید مشترک جذبات معلوم ہوتے ہیں لیکن نہ خواجہ ناظم الدین اور نہ علماء کی فراست سے اس مشکل حالت سے باہر نکلنے کی کوئی صورت دریافت ہو سکی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۶ فروری کو مجلس عمل نے گورنر جنرل اور وزیر اعظم کے مکانات پر رضاکاروں کے گروہ بھیجنے کے طریقے کا فیصلہ کیا، اس سے ان حالات میں علماء کی گرفتاری ناگزیر ہوگئی تھی۔ ایک مضبوط اور باعزم حکومت کے لئے ایسی گرفتاری اس سے بہت پہلے پوری طرح جائز تھی جب اسے علماء کے اختیار کردہ طریقہ کی حماقت اور شر انگیزی کا یقین تھا، اگر کوئی گرفتاری نہ کی جاتی تب بھی بے امنی اور لاقانونیت لازمی چیزیں تھیں اور اس بات سے صرف تحریک کے بانی ہی انکار کر سکتے ہیں، جو لوگ اس تحریک میں شامل تھے اور اس کے لئے ذمہ دار تھے یقیناً انہوں نے اس نتیجہ کو پہلے سے محسوس کر لیا تھا۔ پنجاب میں جو تحریک کا مرکز تھا پہلے ہی ہزاروں رضاکار بھرتی کئے جا چکے تھے۔ ان کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر چکی تھی جو صاحبزادہ فیض الحسن نے بھرتی کرنے کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ ان رضاکاروں سے حلف لے لئے گئے تھے۔ کثیر فنڈ جمع کئے گئے تھے۔ اضلاع میں مجالس عمل کی تشکیل کر دی گئی تھی اور ان کے ڈکٹیٹروں کی فہرست مرتب کر دی گئی تھی جنہیں گرفتاریوں کے بعد یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کی جگہ لینی تھی۔ تحریک کے داعیوں کے سامنے ملتان اور کراچی کی مثالیں موجود تھیں، بیشتر کو اس سلسلہ میں ذاتی تجربات تھے۔ کہ ایسے مواقع پر کیا ہوتا ہے رہنماؤں نے عام جلسوں میں جو تقاریر کیں ان سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر حکومت نے راست اقدام کی دھمکی کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکے تو اس سے کس قدرتی نتیجہ کی توقع کی جاتی تھی، الٹی میٹم دینے سے پہلے اور بعد میں عوام کو جن باتوں کی تلقین کی جاتی رہی ان میں گولیوں خون اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت میں جانی قربانیوں، کفن، آگ، غارت گری اور تقسیم سے پہلے ہندو مسلم فسادات کی یاد دلانے والی باتوں کے متعلق غیر مبہم اشارات ہوتے تھے جن لوگوں نے ان جذبات کا اظہار کیا وہ اب ہمیں یہ باور کرانے کا حق نہیں رکھتے کہ وہ کبھی اس بات کی توقع نہیں رکھتے تھے کہ حالات ایسی شکل اختیار کر لیں گے جو فی الحقیقت سامنے آئی اور انہیں ایسے عواقب کا کبھی خدشہ نہیں تھا جو فی الحقیقت ان کے رویہ سے رونما ہوئے۔

اساس کار

اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ رضاکاروں کے گروہ چوری چھپے جاتے تھے تاکہ ان کے ساتھ ہجوم نہ جمع ہونے پائیں۔ یہ ایک ایسی پوزیشن ہے کہ جن لوگوں کی سرگرمیوں کی واحد اساس ہی عام ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈا تھی ان کی طرف سے اسے بمشکل پیش کیا جا سکتا ہے۔ شہادت یہ بات واضح کرتی ہے کہ انہوں نے کراچی میں کنونشن کے موقعہ پر کثیر تعداد میں لوگ جمع کر لئے۔ نہ صرف ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ فروری کو بلکہ راست اقدام سے فی الفور پہلے بھی جب کہ اگلی صبح کو ایک عام اجتماع کا نوٹس دیا گیا تھا جس میں حکومت سے گفت و شنید کے نتیجہ اور اس گفت و شنید کی ناکامی کی صورت میں جو پروگرام عملاً اختیار کیا جانا تھا اس کا اعلان کیا جانے والا تھا۔

ہم شہادتوں سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مجلس عمل کے ارکان کو جب انہوں نے خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم پہنچایا یہ علم تھا کہ اگر مطالبات کو مسترد کر دیا گیا اور راست اقدام کی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا گیا تو اس کے نتیجہ میں وسیع پیمانہ پر فسادات ہوں گے جو فائرنگ، قتل، غارت اور عام لاقانونیت پر مشتمل ہوں گے۔ اور پھر

جماعت اسلامی مسلم لیگ کے "تصور" پاکستان کی مخالف تھی اور اسے "ناپاکستان" کہتی رہی ہے

چونکہ حالات متوقع نہج پر ہی رو بہ عمل آئے۔ اس لئے فسادات کی ذمہ داری براہ راست مجلس کے ارکان پر عاید ہوتی ہے اور چونکہ مجلس عمل بہت سی دینی جماعتوں اور رہنماؤں کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کر رہی تھی لہذا جوافراد اور فریق کراچی کنونشن کے رکن تھے جس نے راست اقدام کی قرارداد منظور کی وہ سب فسادات اور ان کے نتائج کے ذمہ دار ہیں کیونکہ انہوں نے راست اقدام کی قرارداد منظور کی، وزیر اعظم کے نام الٹی میٹم کی توثیق کی اور راست اقدام پروگرام کے مختلف شعبوں کی پوری تنظیم کی۔

مجلسِ عمل

متعدد مذہبی جماعتوں اور معلمین کی ذمہ داری متعین کرتے ہوئے ہم نے نیابتی ذمہ داری کے مسلمہ اصول اور اصل و ایجنٹ کے تعلقات کے قانون کو پیش نظر رکھا ہے۔ کراچی کی آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن اور لاہور کی آل مسلم پارٹیز کنونشن کی طرف سے مقرر کردہ مجالس عمل اپنی متعلقہ کنونشنوں کی نمائندہ اور ایجنٹ تھیں اور ہر وہ بات جس پر مجلس نے عمل کیا بشرطیکہ وہ بات مجلس کے اختیارات کی حدود میں کی گئی تھی۔ اس کی ذمہ داری مجلس عمل پر عاید ہوتی ہے، راست اقدام کی قرارداد منظور کرنے اور اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مجلس عمل کے قیام سے کنونشن کے ارکان نے مجلس عمل کو پورے اختیارات تفویض کر دیئے تھے کہ وہ ان ذرائع کا تعین کرے جن سے اس قرارداد کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا تھا۔ اس لئے مجلس کے اقدامات اس کنونشن کے اقدامات تھے جس نے مجلس قائم کی تھی اس لئے جب تک کنونشن کے کسی رکن نے کھلے طور پر راست اقدام سے اپنی بے تعلقی کا اظہار نہ کیا ہو۔ وہ راست اقدام کے قدرتی عواقب کا اسی طرح ذمہ دار ہے جس طرح خود مجلس ہے۔

پارلیمنٹ میں بجٹ پر عام بحث کے دوران میں اپنی تقریر میں خواجہ ناظم الدین نے اس بات کو ایک نمایاں حقیقت کی صورت میں پیش کیا تھا کہ مختلف مذہبی جماعتوں سے وابستہ بعض ممتاز علماء نے گو وہ مجلس عمل کے رکن تھے اور وہ احمدیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرتے تھے۔ راست اقدام پروگرام سے اپنی لاتعلقی ظاہر کی تھی، اگر اس حقیقت کو پوری طرح مشتہر کیا جاتا تو کچھ علماء اور مساجد کے امام تحریک میں حصہ نہ لیتے۔ ہمارے سامنے کوئی ایسی شہادت نہیں ہے کہ کسی تنظیم یا فرد نے جو کراچی یا لاہور کی کنونشن کا رکن تھا کھلے طور پر راست اقدام تحریک سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کیا ہو اور پبلک طور پر لاتعلقی کے اعلان کی عدم موجودگی میں یہ بات غور کرنے کے لئے ہرگز اہمیت نہیں رکھتی کہ آیا ان کنونشنوں کے ارکان میں کسی نے یہ کیا اور اس صورت میں کن علماء کو اس پروگرام عمل سے اختلاف تھا جس کو مجلس عمل نے طے کیا تھا مجلس عمل ایک ایسی جماعت تھی جس کو انہوں نے خود قائم کیا تھا اور جس کے اعمال کیلئے وہ صرف قانونی طور پر ہی جوابدہ نہیں بلکہ انسانی اخلاق کے عام اصول کے مطابق بھی وہی جواب دہ ہیں۔

تعلیمات اسلامیہ بورڈ

یہ بات حیرت انگیز ہے کہ تعلیمات اسلامیہ بورڈ کے سارے ارکان جو ایک سرکاری ادارہ ہے دل و جان سے راست اقدام کے کام میں شامل ہو گئے۔ مولانا سلیمان ندوی صدر، مولانا ظفر احمد عثمانی سیکرٹری مولانا محمد شفیع اور مولانا احتشام الحق ارکان راست اقدام اور ایک مجلس عمل کی تشکیل میں فریق تھے۔ مولانا احتشام الحق نہ صرف کنونشن کے کنوینر تھے بلکہ مجلس عمل کے ایک رکن بھی تھے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ سب صاحبان نہ صرف سرکاری ملازم تھے بلکہ گرانقدر مشاہرے بھی پاتے تھے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ علماء اپنی ایک علیحدہ دنیا میں بستے ہیں، اور اپنے معیار سے اشیاء کا فیصلہ کرتے تھے۔ لیکن کسی نے ہمارے سامنے ایسا کوئی اصول متعین نہیں کیا جس کے تحت ایک شخص حکومت کی ملازمت میں بھی رہے، سرکاری خزانے سے گرانقدر تنخواہ بھی وصول کرے اور ایک تحریک میں بھی شامل ہو جو امن حکومت کے خلاف بغاوت سے کم نہ ہو۔ اگر یہ صاحبان قادیانی مسئلہ پر اتنے ہی مضطرب تھے تو ایماندار لوگوں کی طرح انہیں اپنے ملازم رکھنے والے لوگوں کے خلاف راست اقدام میں شامل ہونے سے پہلے حکومت سے اپنے تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں تھے۔ ان میں کسی نے کھلے بندوں اس بات کا کبھی اعلان نہیں کیا کہ راست اقدام کو ان کی تائید حاصل نہیں ہے اور اس اقدام کے نام پر جو کچھ ہو رہا تھا اس میں کسی نے بھی اس کی مذمت نہیں کی ایسے اعلان کی عدم موجودگی میں وہ بھی فسادات کے اتنے ہی ذمہ دار ہیں جتنے کنونشن کے دوسرے ارکان ہیں۔

جماعت اسلامی

جماعت اسلامی کی ذمہ داری کے سوال پر بحث کرنے سے پہلے اس تنظیم کے اغراض و مقاصد اور اس کی کارگزاریوں کے دائرہ کا اجمالی بیان ضروری ہے۔ جماعت اسلامی قیام پاکستان سے پہلے بھی موجود تھی۔ اس وقت اس کا صدر مقام پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور میں تھا۔ اس کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ہیں۔ تقسیم کے زمانے میں مولانا پاکستان چلے آئے اور ۱۹۵۲ء میں جماعت اسلامی (پاکستان) کا نیا آئین بنایا۔ جماعت اسلامی (ہندوستان) ابھی تک اس ملک میں قائم ہے اور اس کا اپنا آئین ہے۔

جماعت اسلامی کا نصب العین بالکل سادہ ہے۔ وہ دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنا چاہتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس سے یہ مراد ہے کہ یہ جماعت مذہب و سیاست کے اجتماع سے وہ نظام قائم کرنا چاہتی ہے جسے وہ اسلام سے تعبیر کرتی ہے اس نصب العین کی تکمیل کے لئے یہ نہ صرف پروپیگنڈا کا طریق اختیار کرنا چاہتی ہے بلکہ کہیں آئینی ذرائع سے اور جہاں ہو سکے طاقت کے ذریعہ سے سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جو حکومت جماعت اسلامی کے تصورات پر مبنی ہو، مثلاً ایسی حکومت جو "قوم" کے تصور پر قائم ہو مولانا امین احسن اصلاحی کے بقول "شیطانی حکومت" اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک "کفر" ہے۔ ایسی حکومت میں حصہ لینے والے تمام افراد خواہ وہ نظم و نسق چلائیں خواہ رضاکارانہ طور پر ایسے نظام کی اطاعت کریں گنہگار رہیں۔ جماعت اسی وجہ سے اپنے اعتراف کے مطابق پاکستان کے تصور کے خلاف تھی اور پاکستان کے (جسے وہ "ناپاکستان" کہتی ہے) قائم ہونے کے بعد سے وہ حکومت کے موجودہ نظام اور اسے چلانے والوں کے خلاف ہے۔

ہمارے سامنے جماعت کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں ان میں سے کسی میں بھی قائلہ پاکستان کی ذرا سی حمایت میں کوئی دور دراز کا بھی اشارہ یا حوالہ نظر نہیں آتا۔ ان تحریروں میں جو مختلف ممکن مفروضات مذکور ہیں وہ سبھی اس صورت کے مخالف ہیں جس میں پاکستان وجود میں آیا اور اس وقت قائم ہے۔ جماعت اسلامی کے بانی نے ایک فوجی عدالت میں جو بیان دیا ہے اس کے مطابق جماعت کا نصب العین اور عزم یہ ہے کہ مسلح بغاوت کے سوا ہر طریق پر موجودہ نظام حکومت کو ایسی حکومت سے بدل دے جو جماعت کے تصورات سے مطابقت رکھتی ہو۔ جماعت اعلیٰ ترین سربراہ "امیر" کہلاتا ہے۔ اس جماعت کی رکنیت اگرچہ محدود ہے (جو فی الحال صرف ۹۹۹ افراد پر مشتمل ہے) تاہم اس کی نشر و اشاعت اور پروپیگنڈا کی مشینری بہت وسیع ہے۔

سیاسی اور معاشرتی پہلو

ہم کہہ چکے ہیں کہ تینوں مطالبات بنیادی طور پر مذہب پر مبنی تھے۔ اس سے نہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے انکار کیا ہے نہ جماعت اسلامی نے۔ دونوں نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے برطرف کرنے کے حق میں متعدد دلائل پر زور دیا ہے جن کے بین السطور میں یہ اعتراف نظر آتا ہے کہ مطالبات کا سیاسی اور معاشرتی پہلو بھی تھا اگر یہ نظریہ درست ہو اور مطالبات کے مذہبی پہلو کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کر دیا جائے تو جماعت کے متعلق یہ معلوم ہونے کی صورت میں کہ اس پر بھی راست اقدام کی ذمہ داری آتی ہے اس کا موقف یہ ہوگا کہ جب کوئی ایسا عوامی مطالبہ درپیش ہو جس پر حکومت غور نہ کرے یا اسے نامنظور کر دے تو تمام آئینی وسائل کو ترک کر کے حکومت کو شہری بغاوت کا الٹی میٹم دیا جا سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں اس موقف کو کوئی ایسی حکومت برداشت نہیں کر سکتی جو سمجھتی ہے کہ وہ محض طاقت سے نہیں بلکہ لوگوں کی رضامندی سے برسر اقتدار ہے۔ جب کبھی وہ ایسی صورت حال سے دوچار ہو اس کا واضح فرض ہے کہ الٹی میٹم کو مسترد کر دے اور اس دھمکی سے نپٹنے کے لئے اس پوری طاقت سے کام لے جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ جماعت اسلامی نے مطالبات کے حق میں جو دلائل دیئے ہیں وہ اگر سیاسی اور معاشرتی امور پر مشتمل تھے تو اس کے سامنے صداقت یہ رستہ تھا کہ آئینی تحریک چلا کر دستور ساز اسمبلی کو اپنا ہم خیال بنانے کی سعی کرتی یا انتظار کر کے آئندہ انتخابات اسی بناء پر لڑاتی۔ اس وقت ہمارے تمام معاملات ایک عبوری حالت میں ہیں اور حکومت کے سینے پر پستول رکھ کر اسے یہ کہنا کہ وہ کوئی خاص مطالبہ مان لے یا کوئی مخصوص طریق کار اختیار کرے ایسا فعل ہے جو نہ صرف آئینی نہیں بلکہ حب الوطنی کا تقاضا بھی نہیں۔ یہ طریق کار صرف ایسی جماعت اختیار کر سکتی ہے جو حکومت کی مشکلات میں اضافہ کی خواہاں ہو۔ اگر مطالبات کو اس انداز سے پیش نہیں کیا گیا کہ وہ مذہبی عقیدوں پر مبنی ہیں تو ان سے نپٹنے میں سخت مشکل پیش نہ آتی کیونکہ اس صورت میں مطالبات پیش کرنے والی جماعت سے حکومت یہ کہتی کہ وہ اپنا نقطہ نگاہ مطالبات کے حسن و قبح کی بناء پر ثابت کرے تاکہ ملک کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے والوں

کے خلاف مناسب کارروائی کی جاسکے گی۔

مذہبی نوعیت

لیکن مطالبات میں سے ایک یہ تھا کہ احمدیوں کو تمام کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے یہ مطالبہ صرف مذہبی نوعیت کا ہو سکتا تھا کیونکہ جماعت اسلامی کی تعریف کے مطابق کلیدی اسامی اسی کو کہتے ہیں جس میں پالیسی کی تشکیل کا اختیار ہو اور ایسی اسامی پر چودھری ظفر اللہ خان کے سوا کوئی احمدی فائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر چودھری ظفر اللہ خان کی برطرفی کا مطالبہ اس بناء پر کیا جاتا کہ ان کی سرگرمیاں مفاد کے منافی ہیں تو حکومت ان کے احمدی ہونے سے قطع نظر ایسے ٹھوس ثبوت کا مطالبہ کرتی کہ وہ ایسی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں جو وزیر اعظم کے علم میں نہیں اور جن سے ملک کو اس قدر نقصان پہنچ رہا ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان کو برطرف کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لئے فسادات کے سلسلے میں جماعت اسلامی کی ذمہ داری کا سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا دوسری جماعتوں کی طرح اس نے بھی راست اقدام کو ایسی صورت میں پسند کیا ہے یا نہیں جب بعض مذہبی عقائد سے پیدا ہونے والے مطالبات کو حکومت تسلیم کرنے سے انکار کرد ے

ذمہ داری کا سوال

جماعت اسلامی فسادات کی ذمہ داری سے لاتعلقی کا اظہار اس بناء پر کرتی ہے کہ اس نے کبھی راست اقدام کی حمایت یا اس پروگرام کی تائید نہیں کی جو اس اقدام کے تحت مرتب کیا گیا۔ جماعت اسلامی کے اس موقف کی مجلس عمل، احرار اور احمدیوں کی طرف سے نفی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے کہ فسادات کی کوئی ذمہ داری جماعت پر بھی آتی ہے یا نہیں؟ ایک طرف مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور جماعت اسلامی اور دوسری طرف مجلس عمل اور احرار کے بیانوں میں اس نکتہ پر شدید اختلاف کا ذکر اس رپورٹ کے ایک پہلے حصہ میں تفصیل سے آ چکا ہے جماعت اسلامی یا مولانا مودودی کو اس سے انکار نہیں کہ راست اقدام کے متعلق قرارداد ۱۸ جنوری کو کراچی کی اسی کنونشن میں منظور ہوئی جس میں مولانا بذات خود شریک ہوئے اس اجلاس میں پندرہ ارکان پر مشتمل مجلس عمل کی تشکیل کا فیصلہ ہوا۔ ان میں سے آٹھ ارکان کو وہیں متفقہ طور پر نامزد کیا گیا۔

اختلاف کا آغاز

اس مرحلہ تک جماعت کا مجلس عمل اور احرار سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اختلاف اس وقت شروع ہوا جب کنونشن کے چنے ہوئے آٹھ ارکان مجلس عمل کا اجلاس اسی روز رات کو ہوا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی جماعت کا کہنا ہے کہ مولانا کو جو اس وقت کراچی میں موجود تھے اس اجلاس کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی اور وہ خود یا ان کی جماعت کا کوئی نمائندہ اس میں شامل نہیں ہوا۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو آٹھ ارکان چنے گئے تھے۔ وہ تمام بھی اس اجلاس میں شامل نہیں ہوئے۔ نہ انہیں مزید سات ارکان کی نامزدگی کی کوئی اطلاع دی گئی اور نہ یہ سات نئے ارکان رات کے اس اجلاس ہی میں شامل ہوئے جس میں خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ ہوا ان حالات میں خواجہ صاحب کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ مجلس عمل کا آئینی فیصلہ نہیں تھا، لہٰذا جماعت اسلامی یا مولانا ابوالاعلیٰ مودودی پر ان واقعات کی ذمہ داری نہیں جو الٹی میٹم کے بعد رونما پذیر ہوئے۔ اگرچہ شہادت سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اور خود مجلس عمل اور احرار نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ کنونشن میں ۱۸ جنوری کو مجلس عمل کے جو ارکان چنے گئے مجلس کے رات کے اجلاس میں وہ سب شامل نہیں ہوئے اور خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ بعد میں اضافہ ہونے والے سات ارکان کو اطلاع یا ان کی شرکت کے بغیر کیا گیا تاہم مجلس عمل کے نمائندے اور احرار کا کہنا ہے کہ جماعت اسلامی کا نمائندہ اس اجلاس میں موجود تھا اور الٹی میٹم دینے کے فیصلہ پر چونکہ اس نے بھی صاد کیا اس لئے یہ جماعت کی طرف سے منظوری کے مترادف تھا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ان آٹھ ارکان میں سے ہیں جو کنونشن میں چنے گئے اور احرار کے ایک گواہ سید مظفر علی شمسی کے بیان کے مطابق راست اقدام سے متعلق قرارداد انہیں حافظ کفایت حسین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے تحریر کروائی۔ شمسی صاحب نے مزید کہا ہے کہ کنونشن میں اس امر کا اعلان کر دیا گیا تھا کہ مجلس عمل کے آٹھ نامزد ارکان کا اجلاس آٹھ بجے رات تحریک ختم نبوت کے دفتر میں ہوگا۔ ان کا یہ بھی بیان ہے کہ اس روز ایک ضیافت میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے مجلس عمل کے رات کے اجلاس میں حاضری سے معذوری کا اظہار یہ کہکر کیا تھا کہ وہ کسی اہم کام میں مصروف ہیں اس لئے انہوں نے مولانا سلطان احمد امیر جماعت اسلامی کراچی کو کہہ دیا اور وہ جماعت کی جانب سے اس اجلاس میں شریک ہوں گے۔ جب اس رات آٹھ بجے تحریک ختم نبوت کے دفتر میں اجلاس ہوا تو مولانا سلطان احمد، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی جانب سے شریک ہوئے اور اس بحث میں حصہ لیتے رہے جس میں الٹی میٹم تیار کر کے خواجہ ناظم الدین کے حوالے کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد کا بیان ہے کہ اسی رات جب مجلس عمل کے ارکان کا اجلاس ہوا تو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے پیغام بھیجا کہ چونکہ وہ خود کسی اور کام میں لگے ہوئے ہیں اس لئے انہوں نے امیر جماعت اسلامی کراچی مولانا سلطان احمد کو ہدایت کی وہ اس اجلاس میں شریک ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب مزید ارکان کا اضافہ ہوا اور وہ افراد چنے گئے جنہیں الٹی میٹم وزیر اعظم تک پہنچانا تھا تو جماعت اسلامی کراچی کے یہ امیر اجلاس میں موجود تھے۔ مولانا ابوالحسنات نے مزید کہا ہے کہ جماعت اسلامی کے نمائندے نے مجلس عمل کے اس اجلاس یا اس کے فیصلے کی آئینی حیثیت پر کوئی اعتراض نہیں کیا مولانا سلطان احمد کو شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا۔ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اس امر سے انکار کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کو مجلس عمل کے اجلاس میں بھیجا۔ مولانا مودودی نے اس الزام کی بھی تردید کی ہے کہ کسی ضیافت پر انہوں نے آٹھ ارکان کے اجلاس میں حاضری سے معذوری کا اظہار کیا ہو یا اپنی جانب سے مولانا سلطان احمد کے شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی ہو۔ ان حالات میں ایک طرف مولانا مودودی اور دوسری طرف مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد اور سید مظفر علی شمسی کی شہادتوں میں جو تضاد ہے اس کے پیش نظر یہ فیصلہ کرنا یقیناً ناگوار... اور کسی حد تک دشوار ہے کہ کس بیان کو صحیح سمجھا جائے۔ اور چونکہ جماعت اسلامی کی ذمہ داری کا انحصار محض اس امر پر نہیں ہے اس لئے ہم اس بارے میں فیصلہ دینے سے احتراز کرتے ہیں۔

باقی آئندہ

رفتار عالم

کراچی ۲۵ اپریل - آج صبح مسٹر غلام محمد گورنر جنرل پاکستان نے بین الاقوامی اسلامی اقتصادی ادارے کے تیسرے سالانہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ اسلامی ملکوں بالخصوص مشرق وسطے کے ملکوں میں زیادہ اقتصادی تعاون اور اشتراکی مساعی پیدا کرنے کے لئے منصوبہ کولمبو کے اصولوں کے مطابق ایک پروگرام مرتب کیا جائیگا۔ آپ نے کہا کہ اس منصوبے کے مطابق اسلامی ملک زراعت آبپاشی زمینوں کی اصلاح اور اسی قسم کے دوسرے امور میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں گے اور بعض حالات میں ایک دوسرے کے لئے مفید مطلب اطلاعات بہم پہنچائیں گے، اسلامی ملکوں کے عوام کا معیار زندگی بلند کرنے میں مدد ملے گی اور ان میں اقتصادی ترقی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ چودھری محمد ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان نے اجلاس میں صدارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے کہا کہ معاشی ترقی کی تربیت دینے والا انسٹی ٹیوٹ کراچی میں قائم ہونیوالا ہے آغا خاں نے اس کے لئے دس لاکھ روپیہ عطیہ دینے کا اعلان کر دیا ہے اور اس میں سے تین لاکھ روپیہ پہنچ بھی چکا ہے فورڈ فونڈیشن نے ایک زرعی ماہر کی خدمات مستعار دی ہیں اس ماہر کا نام مسٹر ہورنہ تال ہے جو اس ادارے کے مشیر کی حیثیت سے بھی کام کریں گے اور تحقیقاتی امور میں بھی مدد دیں گے۔

شیخوپورہ - ۲۵ اپریل۔ اطلاع ملی ہے کہ شیخوپورہ پولیس نے قانون آبکاری کے تحت لاہور کے ایک انکم ٹیکس آفیسر کا چالان کر دیا ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ یہ انکم ٹیکس آفیسر کوٹ عبدالمالک دجو لاہور اور شیخوپورہ کے درمیان ہے) لاہور کے ایک تاجر مسٹر عبدالمالک کی اقامت گاہ میں محفل شراب میں شریک تھا۔ اطلاع ملی ہے کہ مسٹر عبدالمالک، ان کے بھائی اور ایک شخص کا بھی چالان کر دیا گیا ہے اطلاع ملی ہے کہ پولیس نے اس چھاپے کے نتیجے پر شراب کی چار بوتلوں پر قبضہ کر لیا ہے، یہ چھاپہ جمعہ کو ½ ۱۱ بجے رات مارا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پولیس کے چھاپے کے وقت تین رقاصائیں محفل میں شریک ہونیوالوں کو بیٹھے گانوں سے محظوظ کر رہی تھیں۔ چھاپہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی قیادت میں مارا گیا تھا۔ اطلاع ملی ہے کہ پولیس کے پہنچنے پر ایک ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آنکھ بچا کر کھسک گئے ہیں کامیاب ہو گیا۔ پولیس اس سلسلے میں تحقیقات کر رہی ہے۔

کراچی - ۲۵ اپریل۔ باور کیا جاتا ہے کہ پاکستان کی سرکاری زبان کا مسئلہ طے کرنے کے لئے ملک میں رائے شماری کرائی جائیگی باوثوق ذرائع نے انکشاف کیا ہے۔

پیغام صلح مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۵۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۵

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۲۷ شعبان ۱۳۷۳ھ مطابق یکم مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۶

جواہر ریزے

باہمی محبت

قرآن سے :

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۝ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون ۝

(آل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴)

مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام پر ہی مرنا اور سب مل کر اللہ (کے دین کی) رسی مضبوطی سے پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے آ گئے تھے۔ پھر اس نے تم کو اس سے بچا لیا اسی طرح اللہ اپنی [illegible] کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

(آل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴)

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم۔

(سورۃ الحجرات۔ آیت ۱۰)

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں بھائیوں کو آپس میں ملا دو۔

(سورۃ الحجرات۔ آیت ۱۰)

حدیث سے :

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلہم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی

(مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا: خداوند تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا جو لوگ باہم محبت رکھتے تھے کہاں ہیں، مجھے اپنی بزرگی اور عظمت کی قسم آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا کہ آج میرے سایہ کے سوائے کوئی دوسرا سایہ نہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی ذر یا اباذر ای عری الایمان اوثق قال اللہ ورسولہ اعلم قال الموالاۃ فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔

(مشکوٰۃ)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے ابوذرؓ سے فرمایا کہ ابوذر تم جانتے ہو کہ ایمان کا کونسا کڑا زیادہ محکم اور مضبوط ہے۔ ابوذر نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا صرف خدا کے لئے باہم دوستی کرنا اور صرف خدا کے لئے ہی کسی کو دوست اور صرف خدا کے لئے ہی کسی کو دشمن رکھنا۔

سچائی اختیار کرو

حضرت امام الزمانؑ کی وابستگانِ سلسلہ کو نصیحت

"سچائی اختیار کرو سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے کیا اسکے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اسکی کچھ پروا نہیں ہوتی۔"

(ازالہ اوہام)

قرآن مجید کا ترجمہ بنگلہ میں

انجمن کے شعبۂ "تراجم قرآن" کی یہ اطلاع احباب جماعت کیلئے نہایت خوشی کا موجب ہو گی کہ بنگلہ زبان میں ترجمۂ قرآن کا کام جو ایک عرصہ ہوا حضرت امیر مرحوم نے شروع کرایا تھا نہایت تیزی اور باقاعدگی سے ہو رہا ہے اس وقت تک قریباً اٹھارہ پارے ترجمہ ہو چکے ہیں۔ اور اب ہر ماہ ایک پارہ کا ترجمہ ہو رہا ہے۔

چند سال ہوئے جماعت نے حضرت امیر مرحوم کی اپیل پر اس شعبہ کی بنیاد رکھی، اور اس وقت اسکی کارگذاری تامل ترجمہ قرآن، سندھی ترجمہ قرآن، گورمکھی ترجمہ قرآن، ہندی ترجمہ قرآن اور بنگلہ ترجمہ قرآن کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ تامل، گورمکھی اور سندھی کے تراجم مکمل ہو چکے ہیں، ہندی و بنگلہ کے تراجم ہو رہے ہیں ان تراجم کی تکمیل کے ساتھ انکی طباعت و اشاعت کا کام احباب کی زیادہ توجہ اور قربانی کو چاہتا ہے محض سرمایہ نہ ہونیکے سبب یہ تراجم زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو رہے۔ مخیر دوست اس طرف پوری توجہ فرما دیں تاکہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

خاکسار [illegible] سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی اپیل

کے سلسلہ میں جن احباب نے ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر عطیہ جات مرحمت فرمائے تھے انہیں خزانہ انجمن کی رسیدات بھجوا دی گئی ہیں اگر کسی دوست کو رسید خزانہ ابھی تک نہ پہنچی ہو تو دفتر محاسب کو بذریعہ ڈاک تحریر کریں۔

نائب محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کانٹوں کو مگر چھیڑ رہے چھالوں سے ہمارے

اسی سرزمین میں ایسے بھی ہیں جو خدا کو مانتے ہیں نہ خدا کے رسول کو۔ اسی سرزمین میں ایسے بھی ہیں جو بتوں کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور گائے کی پرستش کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں اسی سرزمین میں ایسے بھی ہیں جو ایک انسان کو خدا کا بیٹا بناتے ہیں جس سے خدائے واحد کی غیرت حرکت میں آجاتی ہے اور قریب ہے کہ زمین و آسمان پھٹ جائیں تکاد السموات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدًا ان دعوا للرحمٰن ولدًا (مریم ۹۰) اسی سرزمین میں اگر تین خدا ماننے والے تثلیث کے پرستار موجود ہیں تو دو خدا ماننے والے آتش پرست بھی موجود ہیں۔ پھر اسی سرزمین میں ایسے بھی ہیں جو شریعت غرائے مصطفوی کے مقابلہ میں ایک نئی شریعت لیکر کھڑے ہیں جو ختم نبوت کے صریح منکر اور قرآن مجید کو منسوخ قرار دیتے ہیں اور بہاء اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں، غرضکہ بدترین سے بدترین عقیدوں کے لوگ اس سرزمین میں آباد ہیں، مگر ہمارے علمائے امت، ہمارے زعمائے ملت، ہمارے حامیان دین متین اور محافظان شرع مبین کے کان پر کبھی جوں بھی نہیں رینگی کہ ان گم گشتگان بادیہ ضلالت کو راہ راست پر لانے کا کوئی انتظام ہو جائے۔ ان کے لئے دعوت الی الاسلام کی کوئی تجویز کی جائے۔ کوئی ایک آدھ کانفرنس کوئی ایک آدھ جلسہ منعقد کر کے ان کو نور اسلام سے منور کرنے کا کوئی انتظام کیا جائے، کیا ان کے متعلق ہمارے علماء پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا فرض نہیں؟ افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ان نام نہاد حامیان ملت اسلامیہ کو کسی کافر قوم کو کلمہ پڑھانے کی توفیق نہیں مگر ایک کلمہ گو جماعت کو کافر بنانے کی دن رات لگن لگی ہوتی ہے۔ آفرین باد ؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

پھر خود مسلمان قوم کے اندر اسی سرزمین میں

(۱) ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ایک انسان کو خدا مانتے ہیں یا کم از کم خدا کا مظہر مانتے ہیں یعنے آغا خانی لوگ۔

(۲) ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو صحابہ کرام کو جن کی شان میں رضی اللہ عنہم وارد ہے اور جو اصحابی کالنجوم۔ خلفاء الراشدین المہدیین کے مصداق ہیں۔ غاصب اور منافق سمجھتے ہیں اور ان پر نعوذ باللہ لعنتیں بھیجتے ہیں۔

(۳) ایسے لوگ بھی ہیں جو احادیث رسول کو مجموعہ اباطیل قرار دیتے اور جن اصول و اعمال پر امت مرحومہ کا چودہ سو سال کا اجماع ہے ان کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتے ہیں

(۴) ایسے لوگ بھی ہیں جو ایک اسرائیلی نبی کو دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ الآن کما کان مانتے ہیں۔ جس پر عام انسانوں کے برخلاف کوئی تغیر واقع نہیں ہوا اور جو حوائج بشری سے بالاتر ہے اور اس طرح سے دین عیسوی کی تائید کرتے ہیں۔

(۵) یہی حضرات امت محمدیہ میں بعد حضرت ختمیت مآب اس نبی کی دوبارہ آمد پر ایمان رکھتے ہیں اور اس طرح سے عملی طور پر ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں۔

(۶) ایسے بھی ہیں جو قبروں سے مرادیں مانگتے اور قبروں پر سجدے کرتے ہیں، اور تمام قسم کی بدعات میں مبتلا اور مشرکانہ رسوم کے پابند ہیں۔

وقس علیٰ ھذا۔ یہ فہرست بہت طویل ہے اختصاراً اسی پر اکتفا کیا گیا ہے مگر ہمارے علمائے کرام کے نزدیک یہ سب پکے مسلمان ہیں۔ اور ان کے اعمال و عقاید عین شریعت اسلامیہ کے مطابق ہیں، یہ سب سینے سے لگانے کے قابل اور اسلامی حقوق کے مستحق ہیں، مگر لے دے کے اگر کوئی کافر ہے تو احمدی، کوئی مرتد ہے تو احمدی، کوئی واجب القتل ہے تو احمدی، احمدی پر سرکاری ملازمت کے دروازے بند ہونے چاہئیں خواہ وہ حکومت کا کیسا ہی خیرخواہ اور ہمدرد ہو، احمدی کو اس مملکت میں رہنے کا حق حاصل نہیں خواہ وہ اس مملکت کے لئے اپنے تن من کا آخری قطرہ بھی بہا دے۔ لیکن ان حامیان دین حق سے کوئی پوچھے کہ آخر ان احمدیوں کا قصور کیا ہے، جہاں تک اختلاف عقاید کا سوال ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ احمدی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتے ہیں اور یہ حضرات زندہ آسمانوں پر۔ چنانچہ خود احمدیوں کے امام صرف یہی ایک فرق اپنے اور دوسرے مسلمانوں میں بتاتے ہیں جیسا کہ اپنی کتاب ایام الصلح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم میں اور ان لوگوں میں بجز اس ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں ہے یعنے یہ لوگ .... حضرت عیسیٰ کی حیات کے قائل ہیں ....
اور ہم حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں اور نزول سے مراد وہی معنے لیتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت ایلیا کے دوبارہ آنے اور نازل ہونے کے بارہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معنے لئے تھے"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶ و ۸۷)

پھر کیا احمدیوں کا یہ قصور ہے کہ اسلام کے دور انحطاط میں سب سے پہلے انہوں نے علم جہاد بلند کیا۔ دشمنان اسلام کے حملوں کا قلع قمع کیا۔ ناموس رسول کا تحفظ کیا۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا مستقل نظام قائم کیا۔ تثلیث کے مراکز میں مسجدیں بنائیں۔ قرآن مجید کے تراجم کئے اور دنیا کے دور دراز کونوں میں ان کو پہنچایا۔ سیرت رسول مقبول کی اشاعت کی۔ اور اسلام پر ایسا قیمتی لٹریچر پیدا کیا کہ یورپ کے بڑے بڑے مفکر اس پر سر دھنتے ہیں، کیا کافروں، مرتدوں کے یہی کارنامے ہوا کرتے ہیں ؏

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

احمدیوں کے عقاید تو آپ کے کارناموں سے ظاہر ہیں کہ وہ فدایان اسلام کی جماعت ہے وہ مجاہدین اسلام کا گروہ ہے۔ مگر انہی احمدیوں کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے سوچے جاتے ہیں۔ انہی کے خلاف بڑے بڑے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اور عامۃ الناس کو ان کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے، انہی کے خلاف باقاعدہ محاذ قائم کیا جاتا ہے۔ انہی کو مظالم کا تختۂ مشق بنایا جاتا ہے۔ انہی پر عرصہ حیات تنگ کیا جاتا ہے۔ کیا آغا خان کو خدا ماننے والے۔ کیا صحابہ کرام پر تبرا بھیجنے والے، کیا حدیث رسول سے انحراف کرنے والے اور اجماع امت کو توڑنے والے، کیا حضرت عیسیٰ کو دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ ماننے والے اور اس طرح سے حضرت سردار دو جہاں کی ہتک روا رکھنے والے کیا حضرت ختمی پناہ کے بعد ایک نبی کی آمد ماننے والے اور ختم نبوت کو عملاً باطل قرار دینے والے۔ کیا بدعتی مشرک قبروں سے مرادیں مانگنے والے اور قبروں پر سجدے کرنے والے علیٰ وجہ الاتم صراط مستقیم پر قائم اور جادۂ صدق و صواب پر گامزن ہیں؟ اور سب دے کے صرف احمدی ہی کشتنی اور گردن زدنی ہیں؟ العجب ثم العجب ؎

اس دشت میں کیا برہنہ پا اور نہ ہوں گے
کانٹوں کو مگر چھیڑ رہے چھالوں سے ہمارے

آمرانہ نظام

معاصر "نوائے وقت" نے ۳۰ اپریل کی اشاعت میں "آمریت اور انسانی ضمیر" کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے جس میں روسی آمریت کی متشددانہ کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے آمرانہ نظام کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:۔

"آمرانہ نظام کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں اختلاف رائے کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جا سکتا اور آمر مطلق کی رائے سے معمولی انحراف کو غداری قرار دیا جاتا ہے مختلف ممالک میں وقتاً فوقتاً جو آمرانہ اقتدار قائم ہوئے ان سب میں یہ خصوصیت مشترک اور مستقل رہی ہے کہ مخالفین کو کسی صورت برداشت نہیں کیا گیا۔ بلکہ پرانے ساتھیوں اور جگری دوستوں کو سب سے زیادہ سنگدلی سے موت کے گھاٹ اتارا گیا جس نظام کی بنیاد رائے عامہ کی حمایت کی جگہ خفیہ پولیس اور جبر و تشدد پر قائم ہو۔ جس میں اقتدار کا دارومدار مسلمہ جمہوری ذرائع پر نہ ہو اس کو اپنے بقا کے لئے ایسے ننگ انسانیت ہتھکنڈوں کا استعمال کرنا پڑتا ہے"

یہ آمرانہ نظام کا نقشہ ہی جو دنیا کے ہر ہر طبقہ میں نظر آتا ہے جہاں اقتدار کی باگ ایک شخص کے ہاتھ میں ہو اسلام ایسے نظام کا سخت دشمن ہے اور اس جمہوریت کا دلدادہ جو امرھم شوریٰ بینھم پر عامل ہو کیونکہ اسی میں مخلوق خدا کی بھلائی اور امن کی راہ ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منہ

مکتوب لندن

ماسٹر اصغر علی صاحب کی صحت - لندن میں ہفتہ وار تقاریر

شیخ محمد طفیل صاحب کی روانگی - ایک امریکن ڈاکٹر اور انگریز نومسلم کی اسلام پر تقاریر

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد ووکنگ کا گرامی نامہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

از راہ کرم مندرجہ ذیل سطور اخبار پیغام صلح میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں:-

پیغام صلح مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء صفحہ ۲۱ میں اخویم جناب ماسٹر اصغر علی صاحب کی علالت کی خبر شائع ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ آئندہ علاج معالجہ بیماری کی تشخیص پر منحصر ہوگا احباب کرام یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہسپتال میں ان کے ایک ہفتہ کے قیام کے بعد وہاں کے ماہرین اور ڈاکٹر تکلیف اور بیماری کی اصل وجہ دریافت نہ کر سکے اور انہوں نے ماسٹر صاحب کو وہاں سے رخصت کر دیا۔ حیرانی کی یہ بات ہے کہ ہسپتال سے رخصت ملنے کے بعد ان کی بیماری بھی رخصت ہوگئی اور ماسٹر صاحب بخیر و خوبی ووکنگ واپس تشریف لے آئے بلکہ ایک ہفتہ کے آرام کے بعد انہوں نے کل سے پھر کام شروع کر دیا ہے، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس موقعہ پر مجھے احباب سے پھر یہ عرض کرنا ہے کہ اگرچہ اس وقت ماسٹر صاحب کی صحت بفضلہ عود کر آئی ہے۔ تاہم احباب اور بزرگان سلسلہ کی نیم شبی دعاؤں کی پھر بھی اشد ضرورت ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ محض دوستوں کی دلی اور اخلاص بھری دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے کہ بیماری جس طرح عود کر آئی اسی طرح غائب ہوگئی۔ یہاں تک کہ جب ہسپتال میں ماہرین علاج اور ڈاکٹروں اور نرسوں سے دریافت کیا گیا کہ آخر اس تکلیف کی وجہ کیا تھی یا کیا ہو سکتی ہے تو انہوں نے صاف کہا کہ "خدا ہی جانتے۔ ہمارا علم محدود ہے اور ہم اس کی وجہ دریافت نہیں کر سکے"۔ سچ ہے:—

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ -

---

یہاں مشن کا کام باوجود مشکلات کے بفضلہ بخیر و خوبی چل رہا ہے۔ ہمارے لندن پریشر ہوس میں ہفتہ وار تقاریر اور جلسے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر اتوار مسجد ووکنگ میں اجتماعات باقاعدہ ہوتے ہیں۔ ۳ اپریل کو لندن میں میری تقریر تھی جس کا عنوان تھا "اسلام اور حصول علم"۔ ۱۰ اپریل کو ہمارے محترم دوست شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے کو دوستوں نے ان کے اڑھائی سالہ قیام انگلستان کے بعد الوداع کہتے ہوئے رخصت کیا۔ شیخ محمد طفیل صاحب ۱۵ اپریل کو ہم سے رخصت ہوئے۔ وہ تقریباً دو ہفتے فرانس ....، ہالینڈ، جرمنی اور اٹلی کی سیر و سیاحت میں صرف کریں گے اور اس کے بعد ۳۰ اپریل کو اٹلی سے جہاز پر سوار ہو کر ۱۲ مئی کو انشاء اللہ کراچی پہنچیں گے۔ احباب ان کی صحت و عافیت اور بخیریت واپسی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

---

۱۷ ماہ اپریل کو اس ماہ کی تیسری تقریب تھی۔ اس موقعہ پر ہمارے ایک امریکن دوست ڈاکٹر
Dr. Burton Benedict Ph.D.
نے ایک مدلل اور موثر تقریر کی جس کا عنوان تھا
"A Sociologist looks at Islam"

لیکچروں اور تقاریر کے بعد عموماً سوال و جواب کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اس لیکچر کی صدارت کے فرائض ہمارے نوجوان دوست مسٹر بشیر احمد صاحب خلف الرشید خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب نے سر انجام دیئے۔

---

۲۴ اپریل کو ایک پرانے اور قابل انگریز نومسلم مسٹر اسماعیل ایون (Evan) مندرجہ ذیل موضوع
Islam & Spiritualism
پر تقریر کریں گے۔

ان تمام تقریبات پر احباب اور سامعین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی جاتی ہے۔

یہاں انگلستان میں ماہ رمضان المبارک انشاء اللہ ۴ مئی سے شروع ہوگا۔ اس بابرکت مہینہ میں احباب کرام سے درخواست ہے کہ ہمیں اپنی دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھیں۔ رمضان کے متعلق سرکلر جس میں افطاری اور سحری کے اوقات دیئے جاتے ہیں جاری کر دیئے گئے ہیں۔

خاکسار:- عبداللہ
امام مسجد ووکنگ

تبلیغی رپورٹ

(۱)

حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ نوابشاہ نے مارچ ۵۴ء میں کوئٹہ اور نصرت کا دس روزہ دورہ کیا۔ اس میں تبلیغی مساعی کے نتیجے میں ایک صاحب مسمیٰ منظور احمد ولد مقبول احمد صاحب سکنہ .... ضلع سبی (بلوچستان) نے سلسلہ عالیہ میں شمولیت کی ہے۔ علاوہ ازیں -/۱۷۵ روپے زکوٰۃ کے فراہم کر کے انجمن کے خزانہ میں داخل کئے ہیں۔

(۲)

مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ ضلع ڈیرہ غازی خاں کی رپورٹ ہے کہ ماہ مارچ میں چار دیہات کا دورہ کیا۔ ...... ان مقامات میں سے ایک جگہ میلہ تھا جس پر کثیر تعداد میں پبلک جمع ہوئی تھی اور عورتیں بھی اپنے اپنے بناؤ سنگار سے اس میلہ پر آئی تھیں۔ اس میلہ پر تقریروں کے ذریعہ لوگوں کو غیرت دلائی۔ اسلاف کے واقعات پیش کئے۔ میری تقریروں کا موضوع "بد رسومات کو ترک کرو اور اسلاف کے نقش قدم پر چلو" تھا۔ شریف اور سمجھدار لوگوں پر اس کا اچھا اثر ہوا۔ لائبریری سے اکثر احباب کو کتب مطالعہ کے لئے دی گئیں۔ نیز متعدد ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

(۳)

قاضی شیر محمد صاحب مبلغ علی پور کی اطلاع کے مطابق انہوں نے ماہ زیر رپورٹ میں ۴۰ افراد کو تبلیغ کی۔ علی پور کی دو نواحی بستیوں میں جا کر بھی حق تبلیغ ادا کیا۔ پانچ چھ بچوں کو باقاعدہ عربی تعلیم دی جاتی ہے۔ کئی دوستوں کو جن کی تعداد تقریباً سات آٹھ ہے تبلیغی خطوط لکھے۔ قادیانی حضرات سے جن میں ان کا مبلغ بھی ہے تبادلہ خیالات ہوا۔ دوران گفتگو میں صرف نحو کی رو سے انہیں اس قدر لاجواب کیا کہ بالکل مبہوت ہو گئے۔ اس کے بعد کافی دیر تک اسی وجہ سے تشریف بھی کرتے رہے۔ ٹریکٹ جو پاس تھے وہ تقسیم کئے گئے۔ قاضی صاحب کے فرزند مسمی حبیب احمد تبلیغ میں کافی حصہ لیتا ہے۔ اس کے اس کام پر دونوں جماعتوں کے نوجوان ممبران خدام الاحمدیہ خاص طور پر رشک کرتے ہیں۔ تبلیغ کا خداداد جذبہ اور ملکہ اس کے اندر موجود ہے۔

(۴)

مولوی محمد حسیان صاحب مبلغ جھنگ نے ماہ زیر رپورٹ میں بلاناغہ قرآن شریف کے مختلف مقامات سے درس دیا۔ لٹریچر جو مرکز سے منگوایا تھا۔ وہ تقسیم کیا۔ جماعت کے احباب کو آپس میں اتحاد کے قائم رکھنے کی طرف متوجہ کیا جاتا رہا۔ جماعت میں موجود انتشار کی وجہ سے چندہ میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ مگر تاہم -/۲۱۰/۹ روپے مرکز کو روانہ کئے گئے ہیں۔

احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے انتشار کو جلد از جلد دور فرما دے۔

قیام پاکستان کی جدوجہد کے ایام میں احرار مسلم لیگ کی تمام سرکردہ شخصیتوں پر گالیوں کی کیچڑ اچھال رہے تھے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

احرار کا ماضی

"احرار کی تخلیق و تشکیل اور سرگرمیوں کا پورا بیان اس رپورٹ کے کسی ابتدائی حصے میں درج ہے۔ احرار کی پالیسی کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ کسی کے پیچھے نہ چلا جائے۔ اسی اصول کی بنا پر کانگرس سے آنکھ لڑاتے رہے۔ مسلم لیگ سے ان کے تعلقات کبھی خوشگوار نہ تھے اور اس کا پاکستان بھی ان کے لئے قابل قبول نہ تھا۔ جس زمانے میں مسلم لیگ قائد اعظم کی رہنمائی میں پاکستان کی جدوجہد کر رہی تھی۔ احرار مسلم لیگ کی تمام سرکردہ شخصیتوں پر کیچڑ اچھالتے، انہیں گندی گالیاں دیتے اور ان پر غیر اسلامی زندگی بسر کرنے کا الزام دھرتے تھے۔ ان کے نزدیک اسلام ایک ایسا ہتھیار تھا جسے وہ اپنے سیاسی حریفوں کو شکست دینے کے لئے کبھی اٹھا لیتے کبھی ڈال دیتے۔

جہاں تک کانگرس سے ان کے تعلقات کا واسطہ تھا ان میں وطن پرستی ان کا مسلک تھا اور مذہب کی حیثیت محض انفرادی معاملہ کی تھی۔ جب مسلم لیگ سے ان کا مقابلہ ہوا تو ان کے پیش نظر صرف اسلام تھا جس کی انہیں بزعم خویش خدا کی طرف سے اجارہ داری ملی ہوئی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ مسلم لیگ اسلام سے نہ صرف بیگانہ ہے بلکہ اس کی کھلی دشمن ہے۔ ان کے نزدیک قائد اعظم "کافر اعظم" تھے۔ اسلامی طرز زندگی کیا ہے؟ اس کا جواب وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ خود ہی جانتے ہیں اور ان کے مقابلے میں مسلم لیگ کا ہر رکن رسوا کن حد تک غیر مذہبی زندگی بسر کر رہا ہے۔ مسلم لیگ کو وہ اسلام کے ہتھیار سے کس طرح شکست دینے کی کوشش کر رہے تھے اس کا جواب احرار رہنما مولانا مظہر علی اظہر کے بعض بیانات سے ظاہر ہے۔ یہی وہ صاحب ہیں جن سے قائد اعظم کو کافر اعظم قرار دینے والا شعر منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ بھلے مانس شیعہ ہیں لیکن ان کے نزدیک "مدح صحابہ" جان سے عزیز تر ہے۔ لکھنؤ میں جن دنوں شیعہ سنی بلوے ہو رہے تھے، انہوں نے اور ان کے صاحبزادے نے یہی نعرہ لگایا جس سے ہر شیعہ مشتعل ہو جاتا ہے۔ باپ بیٹے دونوں شیعہ سنی فساد کی آگ کو ہوا دینے کے لئے لاہور سے لکھنؤ گئے۔ لاہور میں بھاٹی دروازہ سے باہر احرار کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا میں گزشتہ دو تین مہینے سے مسلم لیگ سے پوچھ رہا ہوں کہ پاکستان میں صحابہ کرام کے ناموں کا احترام ہوگا یا نہیں۔ لیکن مجھے اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ انہوں نے کہا کانگرس کے زیر اقتدار صوبوں میں جہاں ابھی تک حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے اور لیگ کو کوئی طاقت حاصل نہیں لیگی صحابہ رضی کا نام احترام سے لینے کی اجازت نہیں دے رہے۔ مولانا مظہر علی اظہر نے کہا اگر اقتدار لیگ کو سونپ دیا گیا تو صورت حال وہی ہوگی جیسے لکھنؤ اور ان صوبوں میں ہے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ وہاں مدح صحابہ جرم ہوگی۔ آگے چل کر انہوں نے کہا کہ اگر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی مدح میں لکھنؤ اور محمود آباد میں ایک لفظ بھی نہیں کہا جا سکتا تو لیگ کے پاکستان میں کیا حالت ہوگی؟ اور مسلمان ایسے پاکستان سے کیا دلچسپی لے سکتے ہیں؟ (شہباز ۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء)

"نوائے وقت" کی ...... ۲ نومبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں اس بھلے مانس کا ایک مراسلہ ایک دوسرے احرار لیڈر کے نام چھپا تھا۔ جہاں تک اس مراسلہ کی صحت کا تعلق ہے ہم نے مولانا مظہر علی اظہر پر اس کے متعلق جرح کی۔ وہ کہتے ہیں کہ مراسلہ لکھے جانے کے متعلق ان کو پوری طرح یاد نہیں لیکن جب یہ مراسلہ اشاعت پذیر ہوا لاہور کے کسی ممتاز پرچے نے اس کی تردید نہیں کی۔ ہمیں یہ سمجھنے میں گریز نہیں کہ یہ مراسلہ مولانا نے لکھا لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ اس مراسلہ کی اشاعت سے باخبر نہ ہوں، اور اگر وہ تردید کرنے میں ناکام رہے تو اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اصل مراسلہ "نوائے وقت" کے قبضہ میں تھا۔ اور اگر اس مراسلہ کے مصنف کا معاملہ ثبوت کے لئے پیش ہو تو اسے بآسانی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس مراسلہ کا نفس مضمون پھر مدح صحابہؓ ہے اور ہم اس چیز کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ مولانا خود شیعہ ہیں۔ اس مراسلہ میں مولانا کہتے ہیں کہ مدح صحابہ کا حربہ لیگ کے خلاف مؤثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور حکومت اور لیگ اس مسئلہ پر ہتھیار پھینک دے گی۔ انتخابات کا نتیجہ چاہے کچھ بھی ہو، مولانا کے اس رویہ سے یہ بات صاف اور واضح ہو جاتی ہے کہ احرار اور دوسری پارٹیوں نے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو استعمال کیا۔

مشائخ کی کمیٹی

اس سلسلہ میں ہم سنہ ۱۹۴۶ء مسلم لیگ کی اپنی ایک ایسی ہی تحریک کا اظہار بھی کر سکتے ہیں جس میں اس نے پاکستان بنانے کی جدوجہد میں حمایت حاصل کرنے کے لئے ان پیروں اور مشائخ کو اپنے ساتھ ملایا جن کے پیچھے مریدوں کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ مسلم لیگ نے عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مشائخ کی ایک کمیٹی نامزد کی تھی، جو بارہ ارکان پر مشتمل تھی جس میں بعض چوٹی کے مذہبی لیڈر تھے جن پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جیسے پیر مانکی شریف، پیر جماعت علی شاہ، تونسہ شریف کے خواجہ نظام الدین، ملتان کے مخدوم رضا شاہ وغیرہ۔ لیکن ان میں دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں خان افتخار حسین خاں آف ممدوٹ، سردار شوکت حیات خاں، ملک فیروز خاں نون، اور نواب محمد حیات قریشی جیسے آدمی بھی شریک کئے گئے، جن کی مذہبی حیثیت کچھ نہ تھی۔ حد یہ ہے کہ انہیں مذہبی خطابات دیئے گئے۔ خان افتخار حسین خاں آف ممدوٹ کو پیر ممدوٹ شریف بیان کیا گیا، سردار شوکت حیات کو واہ شریف کا سجادہ نشین، ملک فیروز خان نون کو دربار سرگودھا شریف اور نواب محمد حیات قریشی کو سرگودھا شریف کا سجادہ نشین اور اسی کمیٹی کی فہرست میں اس کے سیکرٹری مسٹر ابراہیم علی چشتی کو ضلع ہند سجادہ نشین پیسہ اخبار شریف کا لقب دیا گیا تھا۔

مشائخ کمیٹی کے تقرر کا مقصد یہی ہو سکتا تھا کہ اہم سیاسی لیڈروں کو وسیلے سے مذہبی لیڈروں میں ملا جلا دیا جائے اور انہیں مذہبی ترجمان کا درجہ دیا جائے تاکہ وقت پڑنے پر وہ عوام کو آسانی سے ہمنوا بنا سکیں۔ اس ایجیٹیشن کے دوران میں احرار کے اخبار "آزاد" کی ۱۶ نومبر اور ۷ دسمبر کی اشاعتوں میں دو تقریریں نقل کی گئی ہیں ایک تقریر حافظ قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف اور دوسری قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی ہے۔ جن میں مذہبی بغاوت کو نہ صرف حق بجانب قرار دیا ہے بلکہ اس عمل کو تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جہاں تک احرار کا تعلق ہے انہوں نے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو مسلسل استعمال کیا۔ انہوں نے مذہبی بنا پر کانگرس کو چھوڑا۔ (باقی آئندہ)

لاہور کے احمدی نوجوانوں کو دعوت

مرکزی ایسوسی ایشن کا ماہوار اجلاس مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۵۴ء کو بعد از نماز عصر ۴½ بجے احمدیہ مسجد کی گیلری میں منعقد ہوگا جس میں تجاویز پیش کرنے کی عام اجازت ہوگی۔

تمام نوجوانوں سے شمولیت کی درخواست ہے۔

الداعی: سلطان محمد۔ سیکرٹری
احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔۔ تار کا پتہ تبلیغ ۔ لاہور فون نمبر ۳۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — ہست او در خیر الرسل خیر الانام

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا — ہر نبوت را بروشد اختتام

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ یکم رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۷

جماعت کیلئے ایک خوشخبری

فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

احباب کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ جماعتی کشمکش نے جو ناخوشگوار صورت اختیار کر لی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کو ختم کرنے کے لئے دونوں طرف سے مخلص احباب کی مسلسل کوششیں کامیاب ہو گئی ہیں۔

گذشتہ ماہ کی ۸ تاریخ کو دوستوں کے درمیان باہمی گفت و شنید سے بارہ شرائط مصالحت طے ہوئی تھیں جن کا منشاء یہ ہے کہ چونکہ مجلس معتمدین کے گذشتہ انتخابات ماہ فروری ۵۴ء میں جماعت کے بعض احباب نے حصہ نہیں لیا تھا اس لئے انتخابات دوبارہ کرائے جائیں اور آیندہ جلسہ سالانہ پر نئی مجلس معتمدین کاروبار کو اپنے ہاتھ میں لے۔ ساتھ ہی تمام مقدمات واپس لئے جاویں اور بنکوں کو لکھا جائے کہ موجودہ نئے نظام کے دستخطوں سے بنکوں سے روپیہ برآمد ہو گا۔ انتخابات کے لئے دوستوں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی جو ان کے متعلق سب انتظامات کی ذمہ دار ہو گی۔

الحمد للہ کہ یہ شرائط سب کی سب مجلس معتمدین منعقدہ ۲ مئی ۱۹۵۴ء نے اتفاق رائے سے منظور کر لی ہیں اور دوسرے دوستوں کی کانوینشن نے بھی جو اسی روز منعقد ہوئی کثرت رائے سے ان شرائط کو منظور کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ ناخوشگوار باب اب بند ہو جائے گا اور تحریک کی زندگی میں ایک نئے دور کا افتتاح ہو گا۔

جس سپرٹ میں مصالحت ہو رہی ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل خط سے ہو سکے گا جو میں نے میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کو اس بارے میں لکھا ہے:۔

"اخویم مکرم فاروقی صاحب ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ کہ آپ دوستوں کی کانوینشن نے بھی بارہ شرائط مصالحت کو منظور کر لیا ہے۔ امید ہے کہ جس خلوص نیت سے اس وقت تک دونوں طرف سے کوشش ہو رہی ہے کہ اس نازک مرحلہ پر قوم کو افتراق کے خطرناک نتائج سے بچایا جائے قوم ایک مرتبہ پھر اشاعت دین کے لئے متحد ہو جائے گی۔ شرط نمبر ۱۲ میں "نئی مجلس منتظمین" کے الفاظ کتابت کی غلطی ہے۔ اصل الفاظ "نئی مجلس معتمدین" ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نیک فیصلہ کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانے کے لئے قدم اٹھایا جائے۔ اس کے متعلق مجلس منتظمہ نے فیصلہ کیا ہے کہ:۔

(۱) ہماری طرف سے جو مقدمات دائر ہوئے ہیں وہ فوراً واپس لئے جاویں۔

(۲) ہم انتخابی کمیٹی پر کام کرنے کے لئے نصیر احمد صاحب فاروقی کو منتخب کرتے ہیں۔

امید ہے کہ آپ کی طرف سے بھی مصالحت کی شق ۲، ۳ اور ۵ اور ۸ پر عملدرآمد کے لئے فوری قدم اٹھایا جائے گا۔

ہم سب دوستوں کی دلی خواہش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مصالحت کو خیر و خوبی سے انجام تک پہنچائے اور جماعت کے لئے اسے برکت اور نئی زندگی کا موجب بنائے۔

محمد یعقوب خاں"

میں امید کرتا ہوں کہ جماعتوں میں بھی ہر دو طرف سے احباب اسی سپرٹ میں اختلافات کی خلیج کو ختم کرنے کی کوششیں کریں گے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اصول پر کاربند ہوتے ہوئے ذاتی خیالات اور خواہشات اور جذبات کو اسلام کے مفاد پر قربان کریں گے۔ قرآن کریم کی علمبردار جماعت کی حیثیت سے ہر ایک دوست کا اولین فرض ہونا چاہیئے کہ اختلاف امتی رحمۃ کا ایک زندہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرے۔

محمد یعقوب خاں

سہ روزہ پیغام صلح ۵ رمئی ۱۹۵۴ء

روزہ — اخلاق فاضلہ اور افضال الٰہی کا سرچشمہ

انسان میں اللہ تعالےٰ نے دو قسم کی طاقتیں ودیعت فرمائی ہیں - ایک روحانی دوسرے جسمانی - اسلام دونوں طاقتوں کے نشو ونما کا حامی ہے - اور ان میں ایک صحیح تناسب قائم کرنا اس کا مقصد ہے - کیونکہ انسان اسی حالت میں انسان کہلانے کا مستحق ہے جب کہ اس کے روحانی اور جسمانی قویٰ میں ایک صحیح تناسب اور توازن قائم ہو - اسلام نے کوئی ایسی عبادت یا ریاضت نہیں سکھائی جس سے انسان کے جسمانی قویٰ بالکل معطل اور ناکارہ ہو جائیں - پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا لا رھبانیۃ فی الاسلام یعنے اسلام میں رہبانیت نہیں ہے - شریعت اسلامیہ نے ایسی معقول اور جامع تعلیم دی ہے جس سے انسان روحانیت میں بھی ترقی کر سکے اور ساتھ ہی قوائے حیوانیہ کو بھی حد سے زیادہ بڑھنے نہ دے بلکہ ان کو اعتدال پر رکھ سکے اور یہی غرض روزہ کی ہے جو مسلمانوں پر سال میں ایک مہینہ کے لئے فرض کیا گیا ہے - یہ ایک مہینہ رمضان کا ہے جس کو روزوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ اس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا چنانچہ روزوں کا حکم دینے کے بعد فرمایا:-

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدیً للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ -

(قرآن مجید)

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا یہ قرآن لوگوں کے لئے ہدایت ہے - ہدایت کے لئے کھلے کھلے ثبوت پیش کرتا ہے اور حق و باطل میں فرق کرکے دکھاتا ہے پس جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے اسکو چاہیئے کہ اس میں روزے رکھے -

یعنے روزوں کے لئے رمضان شریف کا مہینہ خاص کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید ایسی کتاب جو تمام ہدایتوں اور سچائیوں کا منبع ہے نازل ہونی شروع ہوئی - آیت کے آخر میں فرمایا کہ جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے اس کو چاہیئے کہ روزہ رکھے -

یہ تاکیدی حکم رمضان کے سارے مہینے کے لئے ہے نہ کہ تین دن کے لئے جیسا کہ بعض اہل قرآن کا خیال ہے - فلیصمہ کی ضمیر شھر رمضان کی طرف جاتی ہے یہاں دنوں کا کوئی ذکر نہیں بلکہ پورے مہینے کا ذکر ہے -

نہ صرف قرآن کریم میں بلکہ احادیث میں بھی روزہ کی بہت بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور روزہ کو گناہوں کی معافی کا موجب قرار دیا گیا ہے لیکن کن گناہوں کی؟ جن سے انسان سچے دل سے توبہ کرے، روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا، مکر و فریب کرنا اور یہ خیال کر لینا کہ روزہ کی وجہ سے یہ سب کچھ بخش دیا جائے گا قطعاً غلط ہے، حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں شیطان زنجیروں سے باندھ دیا جاتا ہے، یہ شیطان انہی لوگوں کا ہے جو روزہ رکھ کر شیطانی کاموں سے توبہ کر لیتے ہیں، ورنہ ایک دوسری حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ترک نہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرتا ہے، غرض روزہ صرف کھانا پینا ترک کرنے ہی کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کے برے کاموں سے بچنا اور اخلاق فاضلہ اختیار کرنا روزہ کا حقیقی مدعا ہے، اس قسم کا روزہ روحانی بیماریوں کا حقیقی علاج ہے، اس سے حیوانی قویٰ میں کمزوری واقع ہو کر روحانی قویٰ میں طاقت اور قوت پیدا ہوتی ہے - اور اس طرح سے روحانی اور جسمانی طاقتوں میں ایک توازن ایک حد اعتدال قائم ہو جاتا ہے، روزہ ہم میں صبر و تحمل کے خصائل محمودہ پیدا کرتا ہے، اس سے محنت اور جفاکشی کی عادت انسان کے اندر راسخ ہو جاتی ہے، جب ہم ان چیزوں کو جو ہمارے لئے جائز ہیں خدا کے لئے ترک کرتے ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ جو چیزیں حرام ہیں ان کا استعمال ہم کس طرح روا رکھ سکتے ہیں روزہ سے ہمیں اپنے غریب بھائیوں کی تکلیف کا اندازہ ہوتا ہے جو نان شبینہ کے محتاج ہیں اور اور ان سے ہمدردی کے جذبات ہمارے اندر پیدا ہوتے ہیں - اس کے علاوہ سب سے بڑی چیز جو رمضان کے مہینہ میں حاصل ہوتی ہے، اور صرف روزہ ہی کی برکت سے حاصل ہو سکتی ہے وہ قبولیت دعا کا شرف ہے، جب انسان حیوانی اور نفسانی جذبات سے الگ ہو کر خالصتاً للہ روزہ رکھتا ہے تو... اسے اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا جتنا قرب حاصل ہوتا جاتا ہے اسی قدر قبولیت دعا کا شرف حاصل ہوتا جاتا ہے، اسی لئے رمضان میں دن کے روزوں کے علاوہ راتوں کو اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑے ہونے اور نوافل پڑھنے کا حکم ہے جن میں انسان ہر قسم کی دعا کر سکتا ہے، یہ مجاہدہ جماعت احمدیہ کے لئے ویسے بھی ضروری ہے کیونکہ اس نے خدا کے رستہ میں جہاد شروع کر رکھا ہے، جس میں کامیابی کے لئے اللہ تعالےٰ کی نصرت اور فضل اور تائید کی از حد ضرورت ہے، حضرت امام الزمان نے ہمیں بار بار تاکید کی ہے کہ راتوں کو اللہ تعالےٰ کے آگے سربسجود ہو کر اسلام کی کامیابی کے لئے کثرت سے دعائیں کی جائیں - اسی سے ہماری تمام کامیابیاں وابستہ ہیں، اپنی اور حاجات کے لئے بھی دعائیں کی جا سکتی ہیں لیکن اسلام کے لئے دعا کرنا سب سے افضل ہے، اور اسی سے باقی حاجات بھی پوری ہوں گی، اس کے ساتھ ہی رمضان میں صدقہ و خیرات افضال الٰہی کی اور زیادہ کشش کا موجب ہوتا ہے، پس ضروری ہے کہ اس مہینہ میں ہم روزہ کی اصل غرض و غایت کو سمجھتے ہوئے نہ صرف اسے پورے طور پر نبھانے کی کوشش کریں بلکہ دعاؤں اور صدقہ و خیرات سے افضال الٰہی کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں ۔

خواتین و اطفال سلسلہ احمدیہ کا ماہوار چندہ

محترم ڈاکٹر احمد حسن صاحب انچارج فنڈ تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور لکھتے ہیں

ستمبر ۵۳ء میں خواتین جماعت احمدیہ صدر بازار (ڈلہوزی) کی نے اپنا اور اپنے بچوں کا علیحدہ علیحدہ چندہ ماہوار لکھوایا اور اس ماہ میں ۲۱/۴۴ روپے چندہ اکٹھا کر کے دیا تھا، جو نومبر ۵۳ء میں ۱۴/۴۴ ہو گیا اور دسمبر ۵۳ء سے باقاعدہ ۱۰/۱۴/۲۷ روپے ماہوار کے حساب سے داخل خزانہ انجمن ہو رہا ہے -

اللہ تعالیٰ ان بہنوں کے ایمان، جان اور مال میں بہت برکت دے - ان کے نیک نمونہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے - میں اس امر کا گواہ ہوں کہ یہ بہنیں بڑی توجہ کے ساتھ خود ہی یہ رقم ہر ماہ جمع کر کے میرے پاس بھیجتی ہیں ایک بہن کا جذبہ ایثار خاص طور پر قابل ذکر ہے - انہوں نے اپنے لڑکے کو تعلیم کے لئے انگلستان بھیجا ہوا ہے - جس کا خرچ وہ بمشکل برداشت کر رہی ہیں انہوں نے اپنا چندہ ایک روپیہ ماہوار اور اپنی صاحبزادی کا ۸ ر ماہوار لکھوایا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ پر بہت بڑا بوجھ ہے - کام کی کثرت کے باعث آپ کی صحت پر بھی اثر پڑتا ہے - اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا اس سے چوتھائی چندہ دینا بھی ویسے ہی قابل قبول ہوگا - اللہ تعالےٰ کے ہاں ثواب رقم کے زیادہ یا کم ہونے پر نہیں ہوتا بلکہ اس کی نگاہ اس جذبہ پر ہوتی ہے جو چندہ کی ادائیگی کے ماتحت کام کر رہا ہوتا ہے - تو خواہر محترمہ نے کہلا بھیجا کہ یہ سب ٹھیک ہے لیکن ہم چندہ کم نہیں کریں گے بلکہ اتنا ہی بڑے شوق کے ساتھ انشاء اللہ ادا کیا کریں گے

اللہ تعالیٰ سب خواتین سلسلہ کے دلوں میں دین کی خدمت کا شوق پیدا کرے - آمین -

میں نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ ساری کیفیت عرض کر دی تھی انہوں نے اس امر کی طرف خواتین کی توجہ دلانا اپنے پروگرام میں شامل فرما لیا ہے اللہ تعالےٰ ان کو بہت بہت جزا دیوے -

اس لئے میں سب بہنوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنا اور اپنے اطفال کا اسم وار چندہ ماہوار مقرر کر کے دفتر تحصیل میں فہرستیں بھیجدیں، میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ چندہ آنے بھی اگر انہوں نے بچوں کا ماہوار چندہ دینا شروع کر دیا تو اس پر آشوب زمانہ میں ہر ایک اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں آ جائیگا اور ساری قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت حاصل کرنا، خواتین کے اختیار میں ہے یہ خدا کا وعدہ ہے - اٹل ہے - واضح الفاظ میں قرآن کریم میں مذکور ہے -

احمد حسن - بی اے ایل ایل بی

اخبار و افکار

مسئلہ کشمیر

کشمیر کے تنازعہ کو شروع ہوئے آج چھ سال ہو گئے، یو این نے اس تنازعہ کو سلجھانے کے لئے کئی نمایندے مقرر کر کے بھیجے، جو پنڈت نہرو کی "میں نہ مانوں" سے تنگ آ کر ناکام واپس چلے گئے، دنیا بھر کے اخبارات اور بڑے بڑے ذمہ دار اصحاب نے بھارت کے رویہ کو ناپسندیدہ قرار دیکر اس تنازعہ کو بخیر و خوبی سلجھانے اور غیر جانبدار رائے شماری کی راہ صاف کرنے کا مشورہ دیا، لیکن نہرو کی بال ہٹ نے کسی کی بھی پروا نہ کی، اور آخر کار مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے باہمی گفت و شنید اور افہام و تفہیم سے اس قضیہ کو نمٹانے کی کوشش کی اور فیصلہ ہو گیا کہ اپریل میں ناظم رائے شماری مقرر ہو جائے گا، لیکن وہ وعدہ ہی کیا جو ایفا ہو جائے، پاکستان کے لئے امریکہ کی فوجی امداد نے ایک نیا بہانہ پیدا کر دیا اور جواب مل گیا کہ اس امداد نے بھارت کو خطرہ میں ڈال دیا ہے اس لئے کشمیر کی رائے شماری مشکل ہے، اب کولمبو میں جنوب مشرقی ایشیا کے وزرائے اعظم کی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں پنڈت نہرو زعم خود ایشیا کے نمایندہ بن کر عالمی امن کا پیغام لیکر گئے لیکن مسٹر محمد علی نے ان کو خوب آڑے ہاتھوں لیا اور اس حقیقت کو دوسرے وزرائے اعظم کے ذہن نشین کر دیا کہ جو شخص اپنے گھر میں ایک ایسے تنازعہ کو نمٹانے کے لئے تیار نہیں جس سے بین الاقوامی امن کو بہت بڑا خطرہ لاحق ہے اس کا کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے کہ مسٹر محمد علی کے بیان کی دوسرے وزراء بالخصوص سر جان کوٹلا والا وزیر اعظم لنکا نے زبردست تائید کی اور اس بات پر زور دیا کہ پنڈت نہرو کو حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنا چاہیئے ایسا ہی لنکا اور بھارت اور برما اور بھارت کے باہمی تنازعات کو بھی نمٹانے پر زور دیا لیکن پنڈت نہرو کی غیر معقول روش نے کانفرنس کو ناکامی کی حد تک پہنچا دیا، کیا ان حالات میں پاکستان کیلئے تنازعہ کشمیر کو سلجھانے کا کوئی رستہ باقی ہے؟ سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کے آگے خلوص قلب سے سر جھکا کر اپنے چالیس لاکھ کشمیری بھائیوں کی رستگاری کی دعا کی جائے، اگر تمام پاکستانی مسلمان رمضان کے مہینہ میں اس قضیہ کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے گڑگڑائیں تو یقین ہے کہ اس کے تصفیہ کی کوئی راہ کھل جائے:

درخواست دعا

بندہ بعض مالی اور دیگر مشکلات سے پریشان ہے علاوہ ازیں بعض معاملات کا تصفیہ ہونا ہے احباب سے پردرد دعا کی درخواست ہے: سبحان خان ڈرائیور انسٹرکٹر کوئٹہ

افسوسناک طریق عمل

چند دن ہوئے دو امریکی عیسائیوں مسٹر اور مسز داؤد کی طرف سے ایک اشتہار اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ وہ لاہور میں اس غرض سے آئے ہیں کہ دعا کے ذریعہ سے اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو شفایاب کریں، اخبارات میں یہ بھی پروپیگنڈا کیا گیا کہ تمام دنیا کے دورے میں ان کی دعاؤں کی بدولت اندھوں نے دیکھنا شروع کر دیا، اس کے علاوہ انہوں نے سرطان جیسے امراض بھی دور کر دیئے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ عیسائی مبلغ ۱۲ر اپریل کے بعد سے ہر روز ریلوے سٹیڈیم میں عیسائیت پر تقریریں کرنے کے علاوہ مختلف بیماریوں میں مبتلا لوگوں کے لئے دعائیں مانگتے رہے، اسی سلسلہ میں ۲۷ر اپریل کی شام کو مسز داؤد ایک بہت بڑے اجتماع میں حضرت عیسیٰ کی زندگی پر تقریر کر رہی تھیں تو حاضرین میں سے ایک حصہ نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور سٹیج کی طرف بڑھنا شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں قریباً پون گھنٹہ تک مکمل ہلڑ بازی کا دور دورہ رہا اور جلسہ جاری نہ رہ سکا اب معلوم ہوا ہے کہ اس کے بعد مسٹر اور مسز داؤد لاہور سے کسی اور جگہ چلے گئے ہیں حالانکہ ان کا پروگرام ۲ر مئی تک ان جلسوں کو خطاب کرنے کا تھا۔

یہ حالات اس قوم کے لئے کہاں تک سزاوار تحسین ہیں جس کو لا اکراہ فی الدین کا سبق پڑھایا گیا تھا جس مذہب میں احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے دلائل و براہین سے کام لینے کا حکم دیا گیا جس کے بانی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے بت پرست عیسائیوں کو اپنی مسجد میں جگہ دی اور اسی جگہ ان سے بحث مباحثہ کرتے رہے اس کے پیرووں کا آج کل یہ حال ہے کہ ایک عیسائی مبلغ کی بات کا معقولیت سے جواب دینے کے بجائے ہلڑ بازی پر اتر آتے ہیں جو اس بات کا ایک بین ثبوت ہے کہ یہ نام کے مسلمان اپنے دین سے اس قدر بے بہرہ ہیں کہ اسلام نے جس مذہبی رواداری اور جس معقولیت کے ساتھ دوسروں کو قائل کرنے کا حکم دیا ہے اس کا شائبہ بھی ان میں باقی نہیں،

ہمارا فرض

افسوس ہے کہ احمدی مبلغین نے بھی اس موقعہ پر تغافل سے کام لیا یا شاید عوام کی ہلڑ بازیوں نے انہیں اس طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ ورنہ عیسائیت کے جس پیغام کو لے کر یہ دونوں عیسائی مبلغ یہاں آئے اور اندھوں اور کوڑھیوں وغیرہ کو اچھا کرنے کا جو دعوے انہوں نے کیا تھا اس کی حقیقت کو آسانی سے منکشف کیا جا سکتا تھا، یہ کام یقیناً اسی جماعت کا ہے جس کے بانی نے اپنی زندگی میں کسر صلیب کا عملی نقشہ دنیا کو دکھایا۔ آج اس جماعت کو کافر اور غیر مسلم قرار دینے کے لئے زور لگایا جا رہا ہے۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ آج سے ساٹھ سال پہلے جس جماعت نے عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مسلمانوں کو بچایا وہ یہی جماعت احمدیہ ہی تھی

زبان کا مسئلہ

پاکستان اس وقت جن اندرونی جھگڑوں کا شکار ہو رہا ہے ان میں سے زبان کا مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے، تعجب ہے کہ ایک طرف مملکت کی بنیاد اس دین و مذہب پر رکھی جاتی ہے، جو تمام قسم کے لسانی، لونی، نسلی اور وطنی امتیازات کو یکسر مٹا کر ایک عالمگیر اخوت قائم کرنے کا مدعی ہے بلکہ اس نے عملاً مسلمانوں کے اندر ایسی اخوت قائم کر کے دنیا کو محو حیرت بنا دیا، اور دوسری طرف اس مملکت میں زبان کے مسئلے کو ایسی اہمیت دی جا رہی ہے کہ اسلامی اخوت اس کے سامنے ہیچ نظر آتی ہے، بنگالی پاکستان کے ایک خطہ کی زبان ہے، جو دوسرے حصہ میں نہ بولی جاتی ہے اور نہ سمجھی جا سکتی ہے، اس کے بالمقابل اردو ایک ایسی زبان ہے جو پاکستان کے ہر حصہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے، اور دونوں بازوؤں میں باہمی میل جول اور تعلقات، اخوت ارتباط قائم رکھنے کا واحد ذریعہ ہے، حیرت ہے کہ اس موٹی سی بات کو نظر انداز کر کے بنگالی کو بھی اردو سرکاری زبان بنانے پر اس قدر زور دیا جا رہا ہے کہ اس کی وجہ سے مملکت پاکستان کے پارہ پارہ ہو جانے کا بھی درد نہیں، ہم مانتے ہیں کہ ہمارے مشرقی پاکستان کے رہنے والے بھائیوں کو بنگالی زبان بہت محبوب ہے لیکن اس کے مقابلہ میں اسلامی اخوت اور مملکت پاکستان بہت زیادہ محبوب ہونی چاہیئے وہ بنگالی کو بطور علاقائی زبان بیشک استعمال کرتے رہیں لیکن مملکت کی سرکاری زبان جو پاکستان کے دونوں بازوؤں میں رابطہ و اتحاد پیدا کر سکتی ہے وہ اردو کے سوائے اور کوئی نہیں ہو سکتی، ہم سمجھتے ہیں بنگال کے فہمیدہ اور سنجیدہ اصحاب اس حقیقت کو پورے طور پر سمجھتے ہیں لیکن بعض مفاد پرستوں نے جو خطرناک پراپیگنڈا کر کے عوام کو مشتعل کر رکھا ہے اس نے ان کے مونہوں پر مہر سکوت لگا دی ہے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج حکومت کو اس خطرناک پروپیگنڈا کا مقابلہ کرنے میں دشواری پیش آ رہی ہے، کاش پاکستان کے ارباب دانش و بینش کو اللہ تعالیٰ اتنی جرات و حوصلہ عطا کر دے کہ وہ عوام سے مرعوب ہو کر ان کے پیچھے لگ جانے کے بجائے ان کی صحیح رہنمائی کے لئے قدم اٹھائیں خواہ اس میں کتنی ہی مشکلات اور مصائب کیوں نہ برداشت کرنی پڑیں:

انسانی پیدائش اور اسکے سامانِ زیست میں معرفتِ الٰہی کے نشان

انسان کی بیکسی و بے بسی اور اللہ تعالےٰ کی طاقت و قدرت کے ثبوت

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۳ راپریل ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون .... فسبح باسم ربک العظیم (الواقعہ ع ۲)

معرفت الٰہی کے سامان

قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات پر بہت بحث کی ہے اور بڑی تفصیلات کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے تاکہ اس کی ...... غرض یہ ہے کہ انسان کو اس کے خالق و مالک کی معرفت کے سامان مہیا کئے جائیں۔ جب دل ایمان و عرفان سے معمور ہو جاتا ہے تو خودبخود طاعت و فرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جو اس کی اپنی ذات کے لئے اور اس کے ہمجنسوں کے لئے موجب برکات بنتا ہے۔

پیدائش سے خالق کا ثبوت

چنانچہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا یقین دلانے کے لئے نہایت سہل اسلوب اختیار کیا ہے، سب سے قریب ترین انسان کا اپنا وجود ہے، اس کا جسم اس کا دل، اس کا دماغ، اس کے جوارح، پھر اس کے قوائے روحانیہ، کیا یہ اس نے خود پیدا کر لئے ہیں؟ کیا اپنی اولاد کو خوبصورت پیدا کرنا اس کے اپنے اختیار میں ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو بادشاہوں کی اولاد سب سے زیادہ خوبصورت اور تنومند ہوتی، اور اسی طرح ڈاکٹروں کی اولاد سب سے زیادہ تندرست اور خوش شکل ہوتی، لیکن ایسا نہیں ہو سکتا، انسان اپنی ذات پر اختیار رکھتا ہے نہ اپنی اولاد پر، بسا اوقات ایک بادشاہ اور ایک ڈاکٹر کے ہاں نہایت مریل اور کمزور بچہ پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح سے کسی ماں باپ کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ اس کے ہاں نہایت ہی ذہین اور نہایت ہی عقلمند اور صاحب اخلاق بچہ پیدا ہو، سب سے قریبی چیز انسان کی اپنی جان ہے، اس پر اس کا اختیار نہیں، اس کی صحت اور تندرستی اپنے بس کی بات نہیں، اسی لئے فرمایا نحن خلقنٰکم یہ تمہاری جان، یہ جسم، یہ دل و گردہ، یہ دماغ، پھر اس کے اندر جو اخلاق کا مادہ رکھا ہے، تمہاری شجاعت، سخاوت، حسنِ سلوک، یہ سب کچھ تم نے پیدا نہیں کیا، یہ ہم نے پیدا کیا ہے فلولا تصدقون پس جب تمہیں نظر آتا ہے کہ تم خود اپنی جان اور جسم اور اپنے اخلاق کو پیدا کرنیوالے اور اس کے موجد نہیں ہو، تو کیوں خدا تعالےٰ کے خالق و مالک ہونے پر ایمان نہیں لاتے ہو۔ ایک بدیہی امر تمہارے سامنے ہو پھر ہزار تعجب ہے کہ تم اس کا اعتراف اور اقرار نہ کرو۔

بچے کی پیدائش خدا کے ہاتھ میں

افرئیتم ما تمنون، بھلا اپنی نسل کو دیکھو، بچہ ماں کے پیٹ میں ہے اس کے متعلق ماں باپ کے جذبات بہت زبردست ہوتے ہیں، ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ میرا بیٹا سب سے زیادہ خوبصورت ہو، اس کا دل اور دماغ نہایت اعلےٰ اور روشن ہو وہ دنیا کا بہترین انسان بن جائے، لیکن کیا کسی کے بس میں ہے کہ ان جذبات و خواہشات کو پورا کر سکے، بڑے بڑے پہلوان اور ورزشیں کرنے والے بھی اولاد کے متعلق ان جذبات کو پورا کرنے میں ناکام رہ جاتے ہیں، حضرت سلیمان نے کہا ہماری سو بیویاں ہیں، میرے ہاں ایک سو سوار پیدا ہوں گے، لیکن اللہ تعالےٰ نے ایک ہی ادھورا لڑکا دے دیا، فالقینا علےٰ کرسیہ جسدا جسم ہی جسم تھا، نہ عقل تھی نہ تمیز، اسی لئے سلطنت تباہ ہو گئی، پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی دونوں جوان ہیں، ان کی طبعی خواہش ہے کہ اولاد ہو، گھر میں چراغ روشن ہو، بڑا روپیہ بھی خرچ کرتے ہیں، لیکن بچہ نہیں ہوتا، بڑے بڑے نواب راجے، مہاراجے، اولاد سے محروم رہ جاتے ہیں، اور سلطنت کی وراثت کے لئے کسی کو متبنّیٰ بنانا پڑتا ہے، کبھی کبھی لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور لڑکے کے لئے ترس جاتے ہیں، تو فرمایا تم خود فیصلہ کر لو، اپنے آپ کو دیکھو، اپنی اولاد کو دیکھو وھو القاھر فوق عبادہٖ، خدا کی حکومت اپنے بندوں پر بھی ہے اور زمین و آسمان کی ہر چیز پر ہے، اور اس کے حکم سے کوئی شخص باہر نہیں جا سکتا، اسی سے تمہیں معلوم ہو جائے گا ءانتم تخلقونہٗ ام نحن الخالقون تم پیدا کرنے والے ہو یا ہم

زندگی اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں

نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین، اگر زندگی دینا تمہارے اختیار میں نہیں تو زندہ رکھنا بھی تمہارے بس کی بات نہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہوا اور مر گیا، کبھی چند سالوں کا ہو کر گذر گیا، اور کبھی پوری جوانی کی حالت میں تمام خاندان کو روتا ہوا چھوڑ کر چلا جاتا ہے، جوانی کی موت ایک طوفان برپا کر دیتی ہے، ایک نوجوان لڑکی جس کی شادی کو ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے خاوند کے مر جانے سے برباد ہو جاتی ہے، ماں باپ کہتے ہیں ساری دولت کوئی لے جائے تو بچے کی موت ٹال دے لیکن نہیں کر سکتے۔ طبیب ہو یا ڈاکٹر یا نبی اور پیغمبر بھی کیوں نہ ہو، سب کے ساتھ یہ بات لگی ہوئی ہے، تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ابراہیم فوت ہو گیا، تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، تو فرمایا نحن قدرنا بینکم الموت، یہ ہمارے اندازہ کی بات ہے کہ کب کسی کی موت آنی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی وفات پر صحابہؓ کے عشق کا نمونہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے تو قوم میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا، حضرت عمرؓ اس صدمے سے ہوش و حواس کھو بیٹھے، تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ جو نبی کریمؐ کو فوت شدہ کہے گا اس کا سر اڑا دوں گا، ایک طرف یہ عشق کا نظارہ ہے اور دوسری طرف ایمان بھی دکھایا کہ فرمایا حسبنا کتاب اللّٰہ اللہ کی کتاب ہم میں موجود ہے، وہ ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لئے کافی ہے پھر حضرت ابوبکرؓ تھے وہ بھی عاشق صادق تھے، لیکن حضرت عمرؓ کی حالت دیکھ فرمایا الا من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللّٰہ وحدہٗ فان اللّٰہ حی لا یموت۔ دیکھو جو شخص محمد صلعم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد صلعم تو فوت ہو گئے، اور جو شخص ایک خدا کی عبادت کرتا تھا وہ بھی سن لے کہ اللہ تعالےٰ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا، پروانہ وار عاشق مزاج گروہ کے سامنے اس قسم کی تلقین کرنے کے لئے بہت بڑا جگر و گردہ درکار ہے، بہت سے لوگ عوام کے جذبہ کے سامنے کلمۂ حق نہیں کہہ سکتے، لیکن یہ ان کی ایمانی حالت کا نقشہ ہے اور خدا پر ایمان کا صحیح نمونہ۔

موت اور قوموں کا تغیر تبدل خدا کے اختیار میں

اسی بات کا ذکر کیا نحن قدرنا بینکم الموت ہم نے تمہارے درمیان موت کا اندازہ کر رکھا ہے وما نحن بمسبوقین، کوئی ہم پر غالب نہیں آ سکتا۔ کوئی ہماری تقدیر کو بدل نہیں سکتا، ہم قوموں کی قوموں کو مٹا دیتے ہیں علےٰ ان نبدل امثالکم ہماری طاقت میں ہے کہ تمہاری طرح کی کوئی اور قوم لے آئیں وننشئکم

نحن ما لا تعلمون اور جو قوم خدا کے مقابلہ پر کھڑی ہو اسے کو مٹا کر کسی صورت میں اور کن اخلاق سے آراستہ کر کے پیدا کریں جس کو تم نہیں جانتے۔

پہلی پیدائش دوسری پیدائش پر دلیل ہے

ولقد علمتم النشاۃ الاولی فلولا تذکرون، یہ تمہیں قدر تم اس وقت موجود ہو، یا جس طرح لوگوں کو روئے زمین پر دیکھتے ہو یہ تمہاری پہلی پیدائش ہے، کیا تم سمجھتے ہو کہ جس نے یہ پہلا دفعہ تم کو پیدا کیا وہ پھر پیدا نہیں کر سکتا، یہ تمہاری پہلی پیدائش دوسری پیدائش کی دلیل ہے پھر تعجب پر تعجب ہے کہ تم مشاہدے سے نصیحت نہیں پکڑتے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے اس شخص پر جو پہلی پیدائش کو دیکھتے ہوئے دوسری پیدائش پر ایمان نہیں لاتا۔

رزق کی پیدائش خدا کے ہاتھ میں

پھر فرمایا افرءیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون انسان کی خلق کے بعد اس کے رزق اور دیگر ما یحتاج کا ذکر کیا ہے جس سے اس کی زندگی کا قیام ہے، وہ جو تم زمین کو تیار کر کے اس میں بیج بوتے اور پھر پانی دیتے ہو، وہ حصہ تو اپنی آنکھوں سے تم دیکھتے ہو، کہ بیج ڈال دیا گیا، لیکن اب اس بیج کو اُگانا کیا تمہارے اختیار میں ہے یا ہمارے اختیار میں، بڑی محنت کے ساتھ خون پسینہ ایک کر کے تم زمین تیار کرتے ہو، پھر خدا ہی کے آسرے پر بیج ڈال دیتے ہو اور نہیں جانتے کہ آیا یہ بیج اُگے گا بھی یا نہیں، آیا پانی کی زیادتی یا کمی کی وجہ سے گل سڑ تو نہیں جائے گا اور موسم کی خرابی کی وجہ سے تباہ تو نہیں ہو جائے گا، یہ اسباب اور زمین و آسمان کی طاقتیں تمہارے اختیار میں نہیں ہیں رزق کا پیدا کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے، یہ رزق ہم ہی دیتے ہیں، تمہارے اختیار میں نہیں کہ اپنا بویا ہوا رزق پیدا کر سکو، اس کی نشوونما ہمارے ذمہ ہے۔

فصل کو بارور کرنا اور تباہی سے بچانا خدا کے اختیار میں

لو نشاء لجعلنہ حطاما جس طرح تمہارے لئے ہلاکت ہے، اسی طرح تمہاری کھیتی کے لئے بھی ہلاکت آجاتی ہے کبھی ایسی ہوا آجاتی ہے کہ کھیتوں کے کھیت چورا کر کے رکھ دیتی ہے، اور بعض وقت فضا میں ایسا زہر پھیل جاتا ہے کہ جس سے کوئی نہ کوئی وبا پیدا ہو کر عورتیں بچے، جوان اور بوڑھے مرنے شروع ہو جاتے ہیں اور گھروں کے گھر صاف ہو جاتے ہیں، کھیتیاں جل گئیں، دانہ ختم ہو گیا، آدمی مر گئے، غور تو کرو کس کی بادشاہی کے ماتحت ہو، وہ زمین و آسمان کا بادشاہ، جس کے ہاتھ میں سورج ہے، قمر ہے، ہوا ہے، بجلیاں ہیں، اس کی بادشاہت میں رہ کر بغاوت اختیار کرتے ہو؟ جب تک تم اپنے کھیتوں کو کاٹ نہیں لیتے اس وقت تک ڈر ہی لگا رہتا ہے کہ کوئی مخالف ہوا نہ چل پڑے اور کبھی ایسا ہو جاتے اور فصل ضائع ہو جائے تو پھر کہنے لگتے ہو انا لمغرمون، بل نحن محرومون آہ ہم پر چٹی پڑ گئی، بلکہ ہم محروم ہو گئے، یہ ایک اور قریب ترین چیز تمہاری روٹی ہے جو رات دن کھاتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ یہ بھی تمہارے اپنے اختیار میں نہیں جب تک خدا کا فضل نہ ہو، تم اس رزق کو نہ پیدا کر سکتے ہو اور نہ ہی اسکو تباہی سے بچا سکتے ہو۔

پانی خدا کے اختیار میں

کھانے کے ساتھ پانی کی حاجت لازم و ملزوم ہے اس لئے رزق کے ساتھ پانی کا ذکر کیا .... افرءیتم الماء الذی تشربون تم نے دیکھ لیا تمہارا کھانا تمہارے اختیار میں نہیں، اب پانی کو بھی دیکھو جو ہر وقت پیتے ہو، یہ بھی تمہاری زندگی کا موجب ہے، ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون، جانتے ہو اس کا خزانہ کہاں رکھا ہے، آسمان پر بادل آتے ہیں سمندر کا وہ کڑوا پانی جسے چکھا بھی نہیں جا سکتا اس کو پاک صاف کر کے زمین پر بھیجنا یہ کس کا کام ہے، اس خدا کے بھیجے ہوئے پانی سے چشمے جاری ہو جاتے ہیں، دریا اور نہریں نکلتی ہیں، جو کھیتوں کو ہرا بھرا کر دیتی ہیں، شدت گرمی کو دور کرتی ہیں، اور اسی پانی سے زندگی ملتی ہے لو نشاء لجعلنہ اجاجا فلولا تشکرون، خدا جہاں چاہے یہ میٹھا پانی بھی کڑوا ہو جاتا ہے، اور اس سے جو کھیتی پیدا ہوتی ہے اس میں بھی کڑواہٹ ہوتی ہے پس کیا یہ شکر کے قابل بات نہیں کہ اس نے میٹھے پانی سے ...... تمہاری زندگی کا سامان کیا۔

آگ کو خدا نے پیدا کیا

افرءیتم النار التی تورون ایک اور قریب کی چیز دیکھو، یہ آگ تم دن رات جلاتے اور اس پر کھانا پکاتے ہو، ءانتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون، یہ درخت جو آگ جلانے کے کام آتا ہے کیا تم نے پیدا کیا ہے یا ہم نے؟ یہ اگر نہ ہوتا تو تم کھانا نہ پکا سکتے، سردیوں میں اپنے آپ کو گرم نہ کر سکتے، یہ تمہاری بجلیاں نہ چل سکتیں، کوئلہ نہ بن سکتا، جس سے ریلیں اور کارخانے چلتے ہیں، کسی زمانہ میں نادان لوگ آگ کے فوائد کو دیکھ کر اس کے سامنے سجدہ کرتے تھے، آج ہمارے سامنے بہت بڑے پیمانہ پر لکڑیوں کے جنگل ہیں، کروڑہا من کوئلہ بنتا ہے، اور زمین کے اندر خدا جانے پٹرولیم کا کتنا بڑا خزانہ ہے، جو دنیا کے کاروبار چلانے کے کام آتا ہے، اب پاکستان میں ایک نئی چیز نکلی ہے سوئی گیس، کہتے ہیں اس سے بہت بڑے پیمانہ پر تمام پاکستان میں کام لیا جا سکتا اور کارخانے چلائے جا سکتے ہیں، یہ کون ہے جس نے اتنے بڑے پیمانہ پر یہ سب کچھ ہمارے لئے پیدا کیا۔

آگ کے فوائد

نحن جعلناھا تذکرۃ ومتاعا للمقوین ہم نے تو کچھ یاد دہانی کے لئے یہ چیزیں تمہارے سامنے رکھی ہیں، اور اس میں بھوکوں اور مسافروں کے لئے سامان بھی ہے، ایک تھکا ماندہ آدمی رات کو ٹھہرتا ہے، بھوک لگی ہوتی ہے، سردی ہے، آگ سے اپنے آپ کو گرم بھی کرتا ہے، اور آگ کا پکا ہوا کھانا بھی کھاتا ہے اور وہ جو جنگل میں رات کے وقت ہو، وہ آگ ہی سے فائدہ اُٹھاتا ہے عرب میں جہاں ریگستان کے اندر آبادی نہیں ملتی، آگ جلا کر مسافروں کو آرام کی دعوت دی جاتی تھی، جہاں کسی مسافر نے آگ دیکھی اس کی جان میں جان آئی، اور آرام پانے کے لئے وہاں پہنچ گیا

نبی کریم صلعم کا علم حرب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آگ سے بڑا فائدہ اُٹھایا ہے، عرب میں جنگ کے موقعہ پر آگ ہی سے دشمن کی طاقت کو معلوم کیا جاتا تھا، فتح مکہ کے موقعہ پر آپ نہیں چاہتے تھے، کہ قتل و غارت کا میدان گرم ہو، آپ مکہ معظمہ کے قریب مر الظہران کے مقام پر پہنچے، آپ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ دس ہزار آگ جلائیں، رات کو جو ابو سفیان نے پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا تو دور دور تک آگ ہی آگ نظر آئی، اس نے عباس سے کہا آج تمہارے بھتیجے کو سلطنت حاصل ہو گئی، تو یہ آگ بڑی کارآمد چیز ہوئی اور نبی کریم صلعم کا جنگ کا علم بھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض آگ جلا کر بغیر لڑائی کے فتح پا لی۔

ایک دفعہ عمرو بن عاص کو ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجا گیا، ذات السلاسل کے مقام پر ایک جگہ رات کے وقت کیمپ لگایا گیا، انہوں نے حکم دیا کہ کوئی آگ نہ جلائے تمام لشکر میں پریشانی پیدا ہو گئی، ان سے کہا گیا کہ آگ نہ جلانا تکلیف کا موجب ہے، انہوں نے کہا ہرگز نہیں، آگ بالکل نہ جلائی جائے، لوگوں نے حضرت عمر سے کہا وہ بھی اس وقت ان کے ماتحت اسی لشکر میں تھے، گئے اور عمرو بن عاص سے کہا کہ یہ آپ نے کیا حکم دیا ہے، انہوں نے کہا آپ نہیں جانتے جیسے جانتے، آگ نہیں جلائی جائے گی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے بھی اسی قسم کی التماس کی لیکن ان کی بھی نہ مانی گئی اور آگ نہ جلنے دی، واپسی پر نبی کریم صلعم کی خدمت میں رپورٹ ہوئی، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہماری تعداد تھوڑی تھی، آگ جلانے سے دشمن کو ہماری تعداد کا پتہ لگ جاتا اور اس کا حوصلہ بڑھ جاتا اور ہم مارے جاتے [illegible] حضور سے ملک مانگ لیتے ہی تھی جس کے باعث خدا نے فتح نصیب کی۔

ان واقعات میں سبق

تو فرمایا اس آگ کے اندر بھی تمہارے لئے نصیحت ہے اور ایک سبق ہے، یہ سب باتیں جو بتائی گئیں، تمہاری جان، تمہارا کھانا، تمہارا پانی، اور پھر آگ یہ سب قریب کی چیزیں ہیں، ان سے سبق لو، تم ان چیزوں کو دیکھتے اور ان سے فائدہ اُٹھاتے ہو، اور اس کو جس نے یہ سب کچھ دیا بھول جاتے ہو، یہ کسی طرح واجب نہیں فسبح باسم ربک العظیم، پس اپنے رب عظیم کی تسبیح کرو، کہ اس کے فضل کے بغیر ہماری زندگی محال ہے، اور ہم ہیں کہ غفلت کا شکار ہیں۔

***

احرار کی ہر دلعزیزی کا انحصار اُن کی پست قسم کی طنز و ظرافت پر

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ بسلسلہ اشاعت گذشتہ

احرار نے اسی بنا پر مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت کی۔ مولانا مظہر علی اظہر نے ۱۷ر ستمبر ۱۹۴۵ء کو امرتسر سے ایک بیان جاری کیا تھا جس میں کہا تھا کہ مسلم لیگ کا نعرۂ پاکستان ایک سٹنٹ ہے۔ وہ نہ تو مسٹر جناح کو قائد اعظم تسلیم کرتے ہیں اور نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی جماعت مانتے ہیں کیونکہ مسٹر جناح کی زندگی غیر اسلامی ہے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ نعرۂ پاکستان سے دھوکے میں نہ آئیں۔ آئندہ انتخابات میں ان لوگوں کو ووٹ دینا چاہیئے جو عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ "ملاپ" لاہور نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں احرار رہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر شائع کی جو انہوں نے احرار کانفرنس کے موقع پر ملی پور میں کی تھی۔ اس تقریر میں امیر شریعت نے بہ بانگ دہل اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگی بے عقل لوگ ہیں جو نہ صرف اپنی عاقبت سے بے خبر ہیں بلکہ دوسروں کی عاقبت بھی تباہ کر رہے ہیں اور وہ مملکت جسے وہ جنم دینے کی کوشش کر رہے ہیں پاکستان نہیں خاکستان ہے۔ اسی رہنما نے پسرور میں اپنی تقریر میں کہا تھا کہ کسی ماں نے ابھی تک کسی ایسے بچے کو جنم نہیں دیا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے (بحوالہ روزنامہ "جدید نظام" استقلال نمبر ۱۹۵۰ء) احرار رہنما چودھری افضل حق نے اپنی تقریروں میں مسلم لیگ اور پاکستان کے نظریات کا حوالہ دیا ہے جو خطبات احرار کے صفحہ ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۱۹۱ پر درج ہے۔

زن فاحشہ

مولانا محمد علی جالندھری نے ۱۵ر فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں ایک تقریر میں تسلیم کیا تھا کہ احرار نے تقسیم کی مخالفت کی ہے اور ان کے یہ نظریات بہت جلد عوام میں جاری و ساری نظر آئیں گے۔ پاکستان سے پہلے اور بعد میں وہ پاکستان کے لئے پلیدستان کا لفظ بھی استعمال کرتے رہے۔ اس عدالت میں کپتان عبدالحی کی شہادت ثابت کرتی ہے کہ گاربڑ کے دوران میں بھی احرار کے لیڈر امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں اپنی تقریر میں پاکستان کو "زن فاحشہ" قرار دیا تھا جسے احرار نے بامر مجبوری قبول کیا۔

تقسیم کے موقعہ پر احرار پاکستان میں شکست خوردہ اور ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے آئے بعض احرار لیڈر پیچھے ہی ٹھہر گئے اور ۱۵ر جنوری ۱۹۴۸ء کے زمیندار کی رپورٹ کے مطابق آل انڈیا مجلس احرار نے ایک قرارداد منظور کی جس میں اپنی تنظیم کو ختم کرنے اور بھارت میں کانگرس کے علاوہ کسی دوسری سیاسی جماعت نہ ہونے کا تذکرہ تھا۔ قرارداد میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ کانگرس میں شامل ہو جائیں اور مولانا ابوالکلام آزاد کو اپنا رہنما تسلیم کریں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ آئندہ اپنی سرگرمیاں خدمت خلق اور مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ کے لئے وقف کر دیں گے۔ مزید برآں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا کہ وہ جمعیت العلماء میں شامل ہو جائیں۔ پاکستان میں وہ کچھ عرصہ خاموش رہے اور اپنے لئے نئے نظریات کے انکشاف کے لئے کوشاں رہے انہوں نے متعدد بار کہا کہ انہوں نے سیاسیات سے کنارہ کشی نہیں کی اور وہ پاکستان میں حزب مخالف کا پارٹ ادا کرنا چاہتے ہیں (بحوالہ "آزاد" مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۰ء، ۲۷ر مئی ۱۹۵۲ء اور تعمیر نو مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۴۹ء)

احمدیوں کے خلاف تبلیغ

ہم پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ بے عملی کی ایک مدت کے بعد احرار سیاسی جماعت کی حیثیت سے پھر سر نکالنے لگے لیکن یہ دیکھ کر کہ ان کے سابقہ نظریات کا پاکستان میں کوئی مستقبل نہیں اور مسلم لیگ ان کو ابھرنے نہ دے گی، انہوں نے اپنی سیاست کو مسلم لیگ کے حق میں پس انداز کر دیا اور اعلان کیا کہ آئندہ وہ اپنی سرگرمیاں تبلیغ (یعنی مذہبی پروپیگنڈے) تک محدود رکھیں گے۔ تبلیغ کے اس میدان میں ان کی سرگرمیوں کی ٹھیک نوعیت کیا ہو گی اس کی انہوں نے کوئی وضاحت نہیں کی لیکن ہمارے سامنے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کی مہم میں احمدیوں کے سوا غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانا شامل نہیں تھا اور ان کا تبلیغی پروگرام صرف احمدیوں کے خلاف تنہا احمدیوں کے خلاف تھا۔

احمدیوں سے ان کا عناد کوئی چوتھائی صدی کے قریب پرانا ہے اور اگرچہ یہ کہنا تو درست نہیں کہ تقسیم سے قبل وہ احمدیوں اور ان کے عقاید اور سرگرمیوں سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے تھے تاہم یہ بات کامل وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ احرار نے اب احمدیوں کے خلاف کینہ کو اپنے پرانے اسلحہ خانہ سے محض ایک سیاسی ہتھیار کی صورت میں نکالا اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے ان کی فراست اور فیصلہ کی قوت کی بڑے بلیغانہ انداز میں شہادت دیتا ہے ان کا خیال تھا کہ اگر وہ جذبات عامہ اور خود عوام کو احمدیوں کے خلاف ابھار سکیں تو کوئی شخص ان کی مخالفت کی جرأت نہیں کرے گا، وہ سمجھتے تھے کہ ان کی سرگرمیوں کی جس قدر مخالفت ہو گی اسی قدر وہ ہر دلعزیز ہو جائیں گے۔ آئندہ واقعات نے بتا دیا کہ ان کا خیال غلط نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنی توجہ احمدیوں کی مخالفت پر مرتکز کی اور اس کے بعد موقع خواہ تبلیغ کانفرنس کا ہو، خواہ دفاع یا استحکام کانفرنس کا یوم تشکر ہو یا یوم مطالبات کا، حد یہ ہے کہ اجتماع میلاد مویشیاں ہی کا کیوں نہ ہو اس میں بھی ان کا ٹھراہی نہیں، موضوع احمدی اور احمدیت ہوتا۔ کانفرنس کا نام اور وقت یا اجتماع کی نوعیت محض ایک پردہ ہوتی جس میں وہ اپنے واحد موضوع پر تقریر کرتے۔

احرار کی چال

اگر وہ اس مذہبی بحث کو اس طرح چلاتے جس طرح دوسری مذہبی بحثیں چلتی ہیں تو شاید ان کو زیادہ حمایت میسر نہ آتی لیکن وہ اس قدر ہوشیار تھے کہ انہوں نے بھانپ لیا کہ مسلمان کے جذبات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حقیقی یا مفروضہ گستاخی پر جس آسانی اور تلخی سے بھڑک اٹھتے اور ان کا غصہ جوش میں آتا ہے اور کسی بات پر نہیں آتا۔ اس لئے انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ان کی سرگرمیاں رسول اکرم صلعم کی نبوت کے تحفظ اور ان کے حملوں کو روکنے کے لئے وقف ہیں جو احمدیوں نے آنحضرت صلعم کی ناموس پر اپنے اس نظریہ کی اشاعت سے کئے ہیں کہ رسول اکرم آخری نبی نہیں تھے اور ایک نبی اور بھی آیا ہے جس کا دعوےٰ تھا کہ وہ حضورؐ کے برابر ہی نہیں بلکہ آپ سے برتر تھا۔ یہ چال کارگر ثابت ہوئی اور ان کے جلسوں میں بہت سے لوگ شامل ہونے لگے۔ چونکہ بعض احرار رہنما الفاظ و تراکیب کے انتخاب اور استعارہ و تشبیہ کے استعمال کے ماہر ہیں اور اپنی تقریروں میں طنز و ظرافت کی (خواہ وہ کتنی ہی پست قسم کی کیوں نہ ہو) آمیزش کر سکتے ہیں اس لئے وہ جلد ہی ہر دلعزیز ہوتے گئے۔ حکومت کو اس پر تشویش لاحق ہوئی اور وزیر اعظم مسٹر دولتانہ نے ان کی سرگرمیوں کے بارے میں سب سے پہلا جو نوٹ لکھا اس میں یہ صحیح اندازہ کیا کہ وہ اپنے لئے سیاسی طور پر زندہ رہنے کی جگہ حاصل کرنے کی سعی کر رہے ہیں یہی رائے مولانا ابو الحسنات کی بھی جو انجام کار ڈائرکٹ ایکشن کے پہلے ڈکٹیٹر بنے۔ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۵۲ء میں مولانا ابو الحسنات کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ تحریک ختم نبوت احرار نے سیاسی مقاصد سے چلائی ہے بیان میں انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ وہ کسی سیاسی جماعت کو اس امر کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ مذہب کو ذاتی اغراض کے لئے استعمال کرے۔ "مغربی پاکستان" مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۲ء میں احرار کی سرگرمیوں پر جو تبصرہ ہوا وہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ احرار کے متعلق کوئی خان قربان علی خان انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب سے بہتر کوئی نہ سمجھتا تھا، انہوں نے ہمیشہ اس حقیقت پر زور دینے کی کوشش کی کہ احرار نے جان بوجھ کر ایسا مسئلہ چنا تھا جس میں کوئی ان کی مخالفت کی جرأت نہ کر سکتا تھا اس مسئلہ پر وہ آسانی سے مسلم لیگ کو شکست دے سکتے تھے ملک کے مستقبل اور استحکام کے لئے اس مسئلہ کی پیچیدگیاں اس قدر اہم اور اثرات اتنے دور رس تھے کہ ہر چند حکومت کو بہت بڑی مشکل درپیش تھی تاہم کہیں نہ کہیں کسی کو کچھ فیصلہ کرنا تھا یہ ان مواقع میں سے تھا جہاں ملک کی قیادت کا حقیقی امتحان ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی

ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ احرار نے یہ کہہ کر کہ وہ اپنی سیاسیات کو ترک کر رہے ہیں مسلم لیگ کی مخالفت کو ختم

کرنے کا بندوبست کر لیا اس کے کچھ دیر بعد تک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حکومت مسلم لیگ سے احرار کے نئے اتحاد کے باعث ان سرگرمیوں کا کوئی اثر نہ نتیجہ رہی بلکہ ان سے واقعی پہلوتہی کرتی رہی لیکن جب مسئلہ ختم نبوت پر وہ تقریباً تمام مذہبی جماعتوں کو اپنے گرد جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ کھل کر سامنے آ گئے اور دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ان کے احکام کی خلاف ورزی کرنے لگے جو حکومت کی ہدایات کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے نافذ کر رکھے تھے پہلے پہل تو یہ احکام جلسہ ہائے عام یا احرار کے جلسوں پر لاگو ہوتے لیکن جب احرار نے مسجدوں میں جلسے شروع کر دیئے تو دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کو وہاں بھی نافذ کر دیا گیا۔ اس پر غم و غصہ کا ایک طوفان برپا ہو گیا کیونکہ احرار اب یہ قابل یقین الزام عائد کر سکتے تھے کہ حکومت مساجد میں اجتماعوں کو روک کر مذہب میں مداخلت کرنے لگی ہے یہ دلیل عاقی آسانی سے کارگر ہوئی اور اسی قدر موثر ثابت ہوئی جس قدر وہ پہلی دلیل کہ احرار ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے ناموس رسول کا تحفظ کر رہے ہیں۔

یقین دہانی اور عہد شکنی

دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے احکام کی خلاف ورزی کے واقعات نہ صرف زیادہ ہونے لگے بلکہ انہیں مقبولیت بھی حاصل ہونے لگی۔ جب احرار کے بعض قانون شکنوں پر مقدمات چلائے گئے تو ان کو "مظلومین" اور "شہداء" کا درجہ دیا گیا۔ عوام کو یہ سمجھانے کے لئے کافی پروپیگنڈا کیا گیا کہ نہ صرف مسجدوں پر عبادت گاہوں کی حیثیت سے اور مذہبی فرائض کی ادائیگی پر پابندی عائد کر دی گئی ہے، بلکہ حکومت بڑی سختی سے ان لوگوں کو گرفتار کر رہی ہے جن کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ مسجدوں میں نمازیں پڑھتے یا اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ ایسی دلیلیں تھیں جن کا کوئی توڑ نہ تھا اور حکومت نے اس مہلک پروپیگنڈا کو روکنے کے لئے اس مختصر سے اعلامیہ کے سوا کچھ نہ کیا کہ کسی کے مذہب میں مداخلت اس کا مقصد نہیں ہے۔ جب احرار نے حکومت سے سمجھوتے کا بہانہ کیا اور وہ یقین دہانی کرائی جس کا علم یقین دہانی کرانے والوں کے سوا احرار کے بھی کسی دوسرے کارکن کو نہ تھا تو حکومت نے اسے فوراً تسلیم کر لیا۔ یقین دہانی یہ تھی کہ وہ کسی احمدی کو قتل نہیں کریں گے یا اسے لوٹیں یا بے عزت نہیں کریں گے۔ اس یقین دہانی کو قبول کرنے کے بعد حکومت نے سزا یافتہ احرار کارکنوں کو رہا کر دیا اور جن کارکنوں کے خلاف دفعہ ۱۴۴ کے تحت مقدمات چل رہے تھے وہ بھی واپس لے لئے۔ اپنی روایات کے عین مطابق احرار نے اپنی سرگرمیاں پھر شروع کر دیں لیکن اب کی بار وہ زیادہ زور اور سختی سے شروع کی گئیں کیونکہ نہ تو کوئی دفعہ ۱۴۴ تھی جس کی خلاف ورزی ہوتی نہ کوئی مقدمات تھے جو چلائے گئے اور نہ ضلعی حکام کی طرف سے باز پرس ہی کی جاتی۔

بغاوت کا ساز و سامان

اس کے بعد خواجہ ناظم الدین سے گفت و شنید شروع ہوئی۔ جنوری کی کراچی کنونشن اور اس کی تشکیل کی ہوئی مجلس عمل کی طرح اس گفت و شنید میں بھی احرار بینی بینی اور چھپے ہوئے تھے۔ رضاکاروں کی بھرتی اور فنڈ جمع کرنے کا کام بھی اگرچہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے نام پر ہوا تاہم یہ احرار ہی نے کیا۔ مولانا اختر علی خاں نے جو فنڈ جمع کرنے کی جو مساعی کیں وہ زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئیں۔ اسی طرح شہری بغاوت کا سارا ساز و سامان احرار ہی نے فراہم کیا۔ احرار لاہور کی آل مسلم پارٹیز کنونشن پر بھی چھائے رہے جو انہی کی کوششوں سے وجود میں آئی تھی۔ مجلس عمل میں انہوں نے اپنے حق سے زیادہ حصہ لیا اور اس مجلس کے بعض ایسے ارکان جنہیں دوسری جماعتوں نے منتخب کیا وہ بھی درحقیقت احرار ہی تھے۔ سب سے آخری بات یہ ہے کہ گرفتار ہونے والوں اور جیل جانے والوں میں سب سے زیادہ تعداد احرار ہی کی تھی اس طرح وہ فسادات کے براہ راست ذمہ دار تھے۔

قابل ملامت رویہ

احرار کا رویہ سب سے زیادہ پر زور تبصرہ کا متقاضی ہے اور خاص طور پر یہ قابل مذمت ہے ——— ہم کوئی نرم لفظ استعمال نہیں کر سکتے ——— اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک دینی مقصد کو دنیوی اغراض کے لئے استعمال کر کے اس کی بے حرمتی کی اور اپنے ذاتی مقاصد کے لئے مذہبی اثر پذیری اور عوام کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ یہ کہنا کہ احرار جو کچھ کر رہے تھے اس میں وہ مخلص تھے اس بات پر تو ہم یقین کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی گذشتہ زندگی اتنی عریاں طور پر متناقض ہے کہ کوئی بیوقوف ہی ان کی مذہبیت سے گمراہ ہو سکتا تھا۔ خواجہ ناظم الدین نے انہیں پاکستان کا دشمن قرار دیا، اور وہ اپنی سابقہ سرگرمیوں کی بناء پر ان کی اس تعریف کے پورے مستحق تھے۔ وہ اس نوزائیدہ مملکت کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی اس کے دشمن رہے۔ ان کے بعد کے رویہ سے پوری طرح ظاہر ہو گیا کہ جو پارٹی پاکستان مسلم لیگ، اور اس کے تمام رہنماؤں کی مخالفت اور کانگرس کی نوکری کرتی رہی وہ راتوں رات اپنے نظریات بدل کر ایک ایسی مملکت میں اسلام کے واحد اجارہ دار کی حیثیت کس طرح اختیار کر سکتی تھی، جس کے معرض وجود میں آنے کی مخالفت کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی، کیا احرار نے اپنا نصب العین تقسیم کے بعد دریافت کیا؟ پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے متعلق ان کا نعرہ اس وقت کہاں تھا، جب وہ ان لوگوں اور آزادی کے خلاف سرد دھڑ کی بازی میں مصروف تھے جو مسلمانوں کے لئے ایک وطن کا مطالبہ کر رہے تھے؟ اور کیا انہیں اب بھی کانگرس کی خوشنودی حاصل نہیں ہے؟ اگر خانیہ اخبارات کی اطلاعات درست ہیں تو کیا وہ اب بھی بھارت میں واحد مسلم جماعت کی سرتوڑ مخالفت نہیں کر رہے اور کانگریس کا ساتھ نہیں دے رہے؟ کیا ان کے کشمیری ساتھیوں کو جو اب بھی اپنے آپ کو احرار کہتے ہیں کانگرس نے کشمیر میں کشمیریوں کی بخشی حکومت قبول کرنے کی تلقین نہیں کی؟ اگر یہ باتیں درست ہیں تو پاکستان کے سادہ لوح لوگ ہی ان کے مذہبی جوش کے اظہار سے بیوقوف بن سکتے تھے۔

معرکۂ دین و وطن

پاکستان میں احرار جس قسم کے نظریات نافذ کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو ان کا قائل کرنے کے متعلق ان کے صدر کے خیالات درج ذیل ہیں:۔

سوال:۔ کیا آپ کو اقبال اور نہرو کی بحث کا کچھ علم ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ از راہ کرم بتایئے دونوں میں کس موضوع پر بحث ہوئی تھی؟

جواب:۔ نہرو وطن پر زور دے رہے تھے لیکن علامہ اقبال دین پر زور دیتے تھے۔

سوال:۔ تو گویا احرار اور علامہ کے نظریات میں واضح اختلاف تھا؟

جواب:۔ جی ہاں تھا۔

سوال:۔ احرار نے ان حالات میں اپنے نظریات کیوں بدلے؟

جواب:۔ جب تک ہم کانگریس میں تھے ہم ایک سیاسی جماعت تھے لیکن جب پاکستان قائم ہونے لگا تو ہم نے اپنے آپ کو ایک مذہبی جماعت بنا لیا۔

سوال:۔ جب احرار کانگریس کا ساتھ دے رہے تھے تو کیا اس وقت وہ اپنے مذہب کے جزو کے طور پر یہ سمجھتے تھے کہ غیر منقسم ہندوستان میں اچھی رعایا بن سکتے ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ کا مذہبی خیال ابھی تک یہی ہے؟

جواب:۔ جی نہیں۔

سوال:۔ کیا احرار نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعت تھی؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا ان کے نظریات وہی تھے جو کانگریس کے ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا جمعیۃ العلماء (ہند) بھی نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعت تھی؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ کے خیال میں مسلمان اس مجوزہ آئین کے تحت ایک مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکتے تھے جس کا خاکہ احرار اور کانگریس نے تیار کیا تھا؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ کی ابھی تک یہی رائے ہے؟

جواب:۔ جی نہیں۔

سوال:۔ کیا کانگریس اور احرار کے نظریات میں وطن سب سے بڑا عنصر تھا؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ کانگریس کے اس نظریے سے ہم آہنگ تھے؟

جواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا آپ پاکستان کی رعایا کے لئے وہی نظریات متعین کر سکتے ہیں جو کانگریس سے اشتراک کے ایام میں آپ کے تھے؟

جواب:۔ جی نہیں۔

اس پر اس سے زیادہ تبصرہ تحصیل حاصل ہے کہ پاکستان میں احرار جیسے ماضی والی جماعت بھی حکومت کا تختہ الٹ سکتی ہے بشرطیکہ اس میں ایک بظاہر قابل قبول مذہبی مسئلہ کھڑا کرنے کی ۔ ۔

رفتار عالم

ڈھاکہ - ۲ مئی - نظام اسلامی کانفرنس نے اپنے دو روزہ اجلاس میں ایک ایسی قرارداد منظور کی ہے جو سیاسی مبصرین کی رائے میں صوبائی سیاست میں نہایت دور رس نتائج کی پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ کانفرنس نے اس قرارداد میں دستور ساز اسمبلی سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ دستور سازی کی رفتار کو تیز کرے اور جلد از جلد ملک کے لئے اسلامی آئین نافذ کرے۔

ڈھاکہ - ۲ مئی - آل پاکستان دستور پارٹی کے صدر مولانا اسد القادری نے وزیر اعلیٰ مشرقی بنگال مسٹر فضل حق سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مالیات کے متعلق اسلامی قوانین اختیار کریں اور ابتدا میں سارے سرکاری سرمایہ پر اڑھائی فیصد سالانہ ٹیکس لگائیں۔ مولانا قادری نے اشتراکی پراپیگنڈے کو ناکام بنانے اور اسلامی لٹریچر کو عام بنانے کے لئے ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے قیام پر زور دیا ہے، انہوں نے رشوت ستانی کو بھی ختم کرنے کے لئے ایک نگران کمیٹی قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔ دستور پارٹی کا ایک وفد وزیر اعلیٰ سے ملاقات کرے گا۔

کولمبو - ۲ مئی - پاکستان، لنکا، انڈونیشیا اور ہندوستان کے وزرائے اعظم نے ... پاکستان کی ... یہ قرارداد منظور کر لی ہے کہ ٹیونس اور مراکش کو حق خود ارادیت دیا جائے اور دونوں کے عوام کا مطالبۂ آزادی تسلیم کیا جائے، وزرائے اعظم نے مشرق وسطیٰ کے حالات کا بھی جائزہ لیا، فلسطین کے عرب مہاجرین کے مصائب پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا کہ ان مہاجرین کو اپنے گھروں میں جلد از جلد بسایا جائے۔ کانفرنس نے یہودیوں کی جارحیت کی مذمت کی ہے۔

کراچی - ۲ مئی معلوم ہوا ہے، کہ خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح نے پاکستان مسلم لیگ کی صدارت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس ہفتہ مسلم لیگ کے کئی لیڈروں نے خاتون پاکستان سے ملاقات کی اور ان سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ مسلم لیگ کی صدارت قبول کر لیں لیکن معلوم ہوا ہے کہ خاتون پاکستان نے یہ ذمہ داری سنبھالنے سے اظہار معذوری کر دیا ہے۔

پشاور - ۲ مئی - آج گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے خیبر میڈیکل کالج کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے گورنر جنرل نے فرمایا کہ عوام کو تعلیمی سہولتیں مہیا کرنا قوم کی اہم ترین ضرورت ہے اس سلسلہ میں گورنر جنرل نے متمول طبقہ اور انسانیت کے بہی خواہوں سے اپیل کی وہ حکومت کی مساعی سے تعاون کریں۔

انقرہ - ۲ مئی - آج ترکیہ کے عام انتخابات شروع ہو گئے، ترکی کو جمہوریہ قرار دینے کے بعد یہ دوسرے عام انتخابات ہیں۔ چار سال پہلے جو عام انتخابات ہوئے تھے ان میں موجودہ برسر اقتدار ڈیموکریٹک پارٹی نے کمال اتاترک کی ری پبلکن پارٹی کو شکست دے دی تھی۔

کراچی ۲ مئی - خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح نے کراچی میں ایک ڈسپنسری کا افتتاح کرتے ہوئے قوم سے اپیل کی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ معاشرتی خدمت کا جذبہ پیدا کرے تاکہ سارے ملک میں طبی امداد کے ادارے قائم ہو سکیں، اور دکھی انسانیت کی امداد ہو سکے۔

کراچی - ۲ مئی - مقامی پولیس مرکزی وزارت تعلیم کے ایک خزانچی کی تلاش میں ہے جو چالیس ہزار روپے کی سرکاری رقم لیکر کہیں فرار ہو گیا ہے، پاکستان سپیشل پولیس نے اس خزانچی کے خلاف فوجداری مقدمہ رجسٹر کر لیا ہے۔

قاہرہ - ۲ مئی - عرب لیگ کو تمام عرب اور اسلامی ممالک کی حکومتوں نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے چودھری ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان کی یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ فلسطین کے مسئلے پر غور کرنے کے لئے تمام عرب اور اسلامی ملکوں کی ایک کانفرنس طلب کی جائے۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن کے نوجوانوں کی سرگرمیاں

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن کا ہفتہ وار اجلاس ۲۳ اپریل بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ منعقد ہوا۔ صدارت مرتضیٰ مرتضیٰ خاں صاحب نے فرمائی۔ جلسہ کی کارروائی عبد الصمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ جناب طارق پرویز صاحب نے حضرت مسیح موعود کی ایک نظم پڑھی جسے بہت پسند کیا گیا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے ایک مضمون پڑھا، جس کا عنوان تھا "نوجوانوں کے نام"۔ اس کے بعد ایسوسی ایشن کے ایک ممبر جناب عبد القدوس صاحب کے لئے دعا کی گئی۔ وہ گورنمنٹ پاکستان کے ایک وظیفہ پر جرمنی میں انجنیئرنگ کی ٹریننگ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں، اس طرح اس دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

مسعود اختر - سیکرٹری

لاہور - ۳ مئی - پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک فیروز خان نون نے آج پنجاب کے عوام کو یقین دلایا کہ صوبے میں امن و امان قائم رکھنے کے سلسلے میں حکومت کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھے گی۔ اور کسی شخص نے امن و امان سے متعلق قوانین کی خلاف ورزی کی جرأت کی تو اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی، خواہ ملک کی معاشرتی زندگی میں اس کا درجہ جتنا بھی بلند ہو۔

کراچی - ۳ مئی - وزیر اعظم مسٹر محمد علی سوڈان کے وزیر اعظم مسٹر اسماعیل الازہری کی دعوت پر عنقریب سوڈان جائیں گے۔ ابھی تک ان کے دورہ سوڈان ...

نقشہ اوقات سحری و افطاری برائے لاہور

بابت رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ مطابق مئی، جون ۱۹۵۴ء

دن	تاریخ قمری	تاریخ شمسی	وقت سحری گھنٹہ	وقت سحری منٹ	وقت افطاری گھنٹہ	وقت افطاری منٹ
بدھ	یکم رمضان	۵ مئی	۳	۳۸	۶	۴۸
جمعرات	۲	۶	۳	۳۷	۶	۴۹
جمعہ	۳	۷	۳	۳۷	۶	۵۰
ہفتہ	۴	۸	۳	۳۶	۶	۵۰
اتوار	۵	۹	۳	۳۵	۶	۵۱
پیر	۶	۱۰	۳	۳۵	۶	۵۲
منگل	۷	۱۱	۳	۳۴	۶	۵۲
بدھ	۸	۱۲	۳	۳۳	۶	۵۳
جمعرات	۹	۱۳	۳	۳۲	۶	۵۳
جمعہ	۱۰	۱۴	۳	۳۱	۶	۵۴
ہفتہ	۱۱	۱۵	۳	۳۰	۶	۵۵
اتوار	۱۲	۱۶	۳	۳۰	۶	۵۵
پیر	۱۳	۱۷	۳	۲۹	۶	۵۶
منگل	۱۴	۱۸	۳	۲۸	۶	۵۷
بدھ	۱۵	۱۹	۳	۲۷	۶	۵۸
بدھ	۱۶ رمضان	۲۰ مئی	۳	۲۶	۶	۵۸
جمعرات	۱۷	۲۱	۳	۲۶	۶	۵۹
جمعہ	۱۸	۲۲	۳	۲۵	۶	۵۹
ہفتہ	۱۹	۲۳	۳	۲۴	۷	۰
اتوار	۲۰	۲۴	۳	۲۳	۷	۱
پیر	۲۱	۲۵	۳	۲۲	۷	۲
منگل	۲۲	۲۶	۳	۲۲	۷	۲
بدھ	۲۳	۲۷	۳	۲۱	۷	۳
جمعرات	۲۴	۲۸	۳	۲۰	۷	۴
جمعہ	۲۵	۲۹	۳	۲۰	۷	۴
ہفتہ	۲۶	۳۰	۳	۱۹	۷	۵
اتوار	۲۷	۳۱	۳	۱۹	۷	۵
پیر	۲۸	یکم جون	۳	۱۸	۷	۶
منگل	۲۹	۲	۳	۱۸	۷	۶
بدھ	۳۰	۳	۳	۱۷	۷	۷

پیغام مورخہ ۵ مئی ۱۹۵۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۷

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جواہر ریزے

صبر و قناعت

قرآن مجید سے:

لتبلون فی اموالکم وانفسکم — مسلمانو! تمہارے مالوں (کے نقصان)
ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب — میں ضرور تمہاری آزمائش کی جائے گی اور جن لوگوں
من قبلکم ومن الذین اشرکوا — کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے (یعنے
اذیً کثیرا وان تصبروا — یہود و نصاریٰ) ان سے اور مشرکین سے تم بہت
وتتقوا فان ذالک من عزم — سی ایذا کی باتیں بھی سنو گے اور اگر صبر کئے رہو اور
الامور ○ (آل عمران رکوع ۱۹ پارہ ۴) — اور پرہیزگاری کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

فاصبر کما صبر اولوا العزم — اے پیغمبر! جس طرح اور ہمت والے پیغمبروں
من الرسل ولا تستعجل — نے (منکرین کی ایذاؤں پر) صبر کیا تم بھی صبر
(سورہ احقاف رکوع ۴ پارہ ۲۶) — کرو اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ کرو

حدیث سے:

عن صہیب قال قال رسول — صہیب سے روایت ہے کہ حضرت محمد
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجباً — رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مومن کا بھی عجیب حال ہے
لامر المؤمن ان امرہ کلہ لہٗ — کہ اس کی ساری شان اس کے حق میں نیک ہی نیک
خیرٌ ولیس ذالک لاحد الا — ہے اور یہ شان مومن کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں
المؤمن ان اصابہٗ سراء شکر — (اس کا حال یہ ہے کہ) اگر خوش حالی پہنچتی ہے
فکان خیراً لہٗ وان اصابہٗ — شکر کرتا ہے تو یہ شکر اس کے لئے بہتر ہوتا ہے
ضراء صبر فکان خیراً لہٗ — اگر بدحالی پہنچتی ہے صبر کرتا ہے تو یہ صبر اس کے
(مسلم) — حق میں بہتر ہوتا ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال — عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ جناب
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے خدا کی (قضاء
قد افلح من اسلم ورزق کفافاً — قدر کو) تسلیم کیا اور بقدر حاجت روزی دیا گیا
وقنعہ اللہ بما اتاہ — اور جو کچھ خدا کی طرف سے ملا اس پر خدا نے اس
(مسلم) — کو قانع کر دیا اس نے فلاح پائی۔

ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو

امامِ وقت کا فرمان وابستگانِ سلسلہ کو

"عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کر دیتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے"۔

(ازالۂ اوہام)

نوجوانانِ لاہور کا ایک کامیاب اجتماع

مورخہ ۲ رمئی ۱۹۵۴ء کو بعد از نماز عصر احمدیہ مسجد کی گیلری میں لاہور کے نوجوانوں کا ماہوار اجلاس ہوا۔ مرکزی ایسوسی ایشن کا یہ اجلاس اپنی نوعیت کا پہلا اجلاس تھا جس میں کثیر التعداد نوجوانوں نے شرکت کی۔ اور مسلم ٹاؤن ایسوسی ایشن کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔ چائے کے بعد اجلاس زیر صدارت عبدالغفور صاحب ثاقب منعقد ہوا۔ راقم نے انعقادِ اجلاس کی غرض اور مسلم ٹاؤن ایسوسی ایشن کے متعلق چند باتیں بتائیں۔ تلاوت قرآن کریم ناصر احمد صاحب نے کی۔ بعدہٗ ماہ اپریل کی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مسٹر انوار الحق نے کلام حضرت مسیح موعود خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرین کی داد لی۔ طاہر بٹ صاحب نے "عورت اور انسانیت" کے موضوع پر ایک تحقیقاتی تقریر کی۔ مظفر حسن صاحب خادم نے رمضان مبارک کی اہمیت پر ایک مقالہ پڑھا۔ پھر مشتاق احمد صاحب نے فتح مکہ کے تاریخی واقعہ کو مختصراً بیان کیا۔ اس کے بعد تنقید و تبصرہ کے لئے موقعہ دیا گیا۔ راقم الحروف نے ہر سہ مقررین کے مضامین کو سراہنے کے بعد رمضان میں ایسوسی ایشن کے ہفتہ وار جلسے صبح کے وقت منعقد ہونے اور درس قرآن کریم میں شمولیت کے لئے اعلان کیا۔ اس کے بعد مسعود اختر صاحب سیکرٹری مسلم ٹاؤن ایسوسی ایشن نے ایک مختصر اور مدلل تقریر کی جس میں انہوں نے حالات حاضرہ کا جائزہ لیتے ہوئے نوجوانوں کی تنظیم پر زور دیا۔ اس کے بعد محترم جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے قوم کے نوجوانوں کو مخاطب فرماتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہمارے نوجوان اپنے قومی فرائض کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کے لئے تیاری کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تبلیغ اسلام کے لئے علم کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اخلاق و کردار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے اس کے علاوہ خان بہادر صاحب نے نوجوانوں کو عربی اور دوسری زبانیں سیکھنے کی تلقین کی۔ بعدہٗ جناب مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح نے لیکچروں کو مفید اور موثر بنانے کی یہ ترکیب بتائی کہ حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب کے چند صفحات مقرر کر دیئے جایا کریں جنہیں لیکچرار صاحبان اچھی طرح مطالعہ کر کے ایک مقالہ کی صورت میں خود اپنے لفظوں میں لکھ کر سنایا کریں۔ راقم التحریر نے تمام تجاویز پر عمل کرنے کی امید دلائی۔ آخر میں صدر جلسہ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔

خاکسار سلطان محمد سیکرٹری - مرکزی احمدیہ ینگمینز ایسوسی ایشن لاہور۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی

مندرجہ بالا ایسوسی ایشن کا ساتواں ہفتہ وار جلسہ زیر صدارت جناب مفتی عبدالحی صاحب بروز اتوار بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۵۴ء بوقت پانچ بجے شام منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید جناب محمد حسن خان صاحب اور راقم الحروف نے یکے بعد دیگرے کی۔ اس کے بعد راقم الحروف نے گزشتہ جلسہ کی کارروائی پڑھ کر سنائی جو حاضرین نے بغیر کسی اعتراض کے منظور کی۔ اس کے بعد نسیم جاوید صاحب نے نظم پڑھی اور بعد ازاں جناب اقبال احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کتاب کشتی نوح سے ایک مضمون حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد جناب ... صاحب نے ایک تقریر کی جس میں انہوں نے سورۃ العصر تلاوت کرنے کے بعد اپنے خیالات ...

سلسلہ وزدہ پیغام صلح ———— ۸ رمئی ۱۹۵۴ء

مسیح کا نزول ثانی

(۱)

جماعت اسلامی کے امیر مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کا ایک بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کے بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسیح کے نزول ثانی کے متعلق لکھا ہے کہ :-

" مسیح کا نزول ثانی مسلمانوں کے درمیان ایک متفق علیہ مسئلہ ہے اور اس کی بنیاد قرآن، حدیث اور اجماع امت پر ہے، قرآن میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں ہے مگر دو آیتیں ایسی ہیں جن سے اس کا اشارہ نکلتا ہے اور بکثرت مفسرین نے ان کا یہی مطلب لیا ہے کہ مسیح علیہ السلام آخری زمانہ میں دوبارہ آئیں گے

بخلاف اس کے حدیث سے بہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کے نزول کی خبر دی ہے اس باب میں ۷۰ سے زیادہ حدیثیں تقریباً ۳۰ صحابیوں نے روایت کی ہیں۔

ان روایتوں کے معنوں میں دو تین فروعی اختلافات کے سوا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب روایتیں مل کر ایک مسلسل اور مربوط قصہ بناتی ہیں جس کے تمام اجزا ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔

اسی طرح پہلی صدی ہجری سے آج تک اُمت کے تمام علماء فقہا اور مفسرین و محدثین کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ مسیح ثانی کی خبر صحیح ہے"

اس تمام بیان سے ظاہر ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کے متعلق جو پیشگوئی احادیث میں پائی جاتی ہے، وہ مولانا مودودی کے نزدیک بالکل صحیح ہے، اور تمام امت کا اس پر اجماع چلا آ رہا ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک قرآن کریم میں دو آیتیں ایسی ہیں جن سے اس کا اشارہ نکلتا ہے۔ مولانا مودودی کا یہ بیان ان لوگوں کو غور و فکر سے پڑھنا چاہیئے جن کو حضرت مجدد وقت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوے مسیحیت کے بطلان کے لئے سوائے اس کے اور کوئی راہ نظر نہیں آتی، کہ ان احادیث کو جن میں مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کا ذکر ہے طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے جھوٹی اور وضعی قرار دیا جائے کبھی کہا جاتا ہے کہ قرآن میں چونکہ کسی ایسی پیشگوئی کا ذکر نہیں اس لئے اس کا ماننا ضروری نہیں کبھی حدیثوں کے راویوں پر جرح کر کے انہیں ساقط الاعتبار قرار دیا جاتا ہے، اسی قسم کی ایک کوشش حال ہی میں کراچی کے رسالہ "طلوع اسلام" نے کی ہے، جس پر ہم کسی آئندہ اشاعت میں تفصیلی تبصرہ کریں گے فی الحال مولانا مودودی کا بیان اس امر کے ثبوت میں ہم پیش کرنا چاہتے ہیں کہ :-

(۱) مسیح کے نزول ثانی کی پیشگوئی جن احادیث میں پائی جاتی ہے، وہ ایک نہیں دو نہیں ستر سے زیادہ حدیثیں ہیں جنہیں تقریباً ۳۰ صحابیوں نے روایت کیا ہے۔

(۲) مسیح کا نزول ثانی مسلمانوں کے درمیان ایک متفق علیہ مسئلہ ہے، جس کی بنیاد قرآن حدیث اور اجماع امت پر ہے۔

(۳) قرآن میں "دو آیتیں ایسی بھی ہیں جن سے اس کا اشارہ نکلتا ہے" اور بکثرت مفسرین نے اس کا یہی مطلب لیا ہے، کہ مسیح علیہ السلام آخری زمانہ میں دوبارہ آئیں گے"

(۴) "پہلی صدی ہجری سے آج تک امت کے تمام علماء فقہا اور مفسرین و محدثین کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ مسیح ثانی کی خبر صحیح ہے،"

ان چاروں امور کے ہوتے ہوئے ہم نہیں سمجھتے کہ اس متفق علیہ مسئلہ کو جھٹلانا اور مسیح کے نزول ثانی کے سے انکار کرنا جیسا کہ آجکل بعض لوگوں کا شیوہ ہو گیا ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے، ان کا یہ انکار اور طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے اس متفق علیہ مسئلہ کو جھٹلانے کی کوشش کرنا فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب کے کھلے اور روشن دلائل کے سامنے راہ فرار اختیار کرنا ہے اس بارہ میں ہم مودودی صاحب کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے دوسرے لوگوں کی طرح انکار کرنے کی جرأت نہیں کی اور کھلے لفظوں میں مسیح کے نزول ثانی کی احادیث اور امت کے اس متفق علیہ عقیدہ کو صحیح تسلیم کیا ہے یہ الگ امر ہے کہ اس نزول ثانی کا جو مطلب انہوں نے بیان کیا ہے وہ ہمارے نزدیک صحیح نہیں جس پر ہم آیندہ اشاعت میں مفصل روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ تعالیٰ لیکن فی الحال ان لوگوں کو جو اس خیال ہی کے سرے سے قائل نہیں، اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مودودی صاحب کے اس بیان کو توجہ سے پڑھیں اور غور کریں کہ اس متفق علیہ مسئلہ سے جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے :

زندگی کا نیا راستہ

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ایک تقریر کا ملخص معاصر صدق جدید نے لکھنو کے رسالہ "الفرقان" سے لے کر شائع کیا ہے، یہ تقریر طلبہ دیوبند کے ایک اجتماع کے سامنے ہوئی جس میں حاضرین پر ان کی "خود ناشناسی" اور "احساس کمتری" واضح کرتے ہوئے انہیں بتایا گیا ہے کہ

" آپ کے پاس نبوت محمدی کے عطا کئے ہوئے جو حقائق ہیں ان کو اپنی کم نظری سے پیش کرتے ہوئے آپ شرماتے ہیں کہ یہ زمانہ سائنس اور سیاسیات اور اقتصادیات کی ترقی کا ہے لیکن دنیا کا حال یہ ہے کہ آج وہ انہیں کے لئے بیتاب و چشم براہ ہے آج قومیں ان لوگوں کی انتظار میں ہیں جو ان کو زندگی کا نیا راستہ بتائیں اور محمد رسول اللہ کا پیام حیات سنائیں"

یہ وہ حقیقت ہے جس کو آج سے ساٹھ سال ... پہلے حضرت مجدد وقت نے مسلمانوں کے سامنے رکھا اور اس بات پر زور دیا کہ یورپ و امریکہ جن حقائق کے لئے تشنہ لب ہے، وہ اسلام کے سوائے اسے کہیں نہیں مل سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسلام کو یورپ میں پہنچایا جائے، آپ نے یہ پیشگوئی کی کہ "اسلام کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کے فتح کے نشان نمودار ہیں"

صرف کہنے ہی کی بات نہیں آپ کے اس ارشاد کے مطابق آپ کی جماعت نے عملی قدم اُٹھایا اور یورپ و امریکہ میں اسلام کو پہنچانے کے لئے مستقل مشن قائم کئے اور بیش بہا اسلامی لٹریچر شائع کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت مجدد وقت کی پیشگوئی حقیقت بن کر سامنے آ رہی ہے، جیسا کہ مولانا ابوالحسن کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے، لیکن طلبہ دیوبند کو جس خود ناشناسی اور احساس کمتری کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے، وہ کس طرح دور ہو سکتی ہے، اور زندگی کا نیا راستہ وہ لوگوں کس طرح بتا سکتے ہیں جب تک خود ملائیت کے تاریک غار سے نکل کر اسلام کی اس روشنی سے مستفید ہوں اور وہ ایمان دلوں کے اندر پیدا نہ ہو جو اسلام کی حقانیت و معقولیت کے متعلق حضرت مجدد وقت نے دنیا کو دیا، اسی ایمان کو لئے ہوئے آپ کے پیروؤں کا یورپ و امریکہ میں دھڑلے سے اسلامی حقائق کو پیش کرنا اور دوسرے مسلمانوں کا انہیں پیش کرتے ہوئے شرمانا، اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ یہ احساس کمتری صرف مجدد وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر ہی دُور ہو سکتا ہے اور اس کے سوائے اور کوئی راہ نہیں +

"منکروں کی مسلم آئینی"

لیڈر کے وقائع نگار خصوصی کے قلم سے :- "نئی دہلی - ۱۶ راپریل - سفیر امریکہ مسٹر جارج ایلن نے ہدایت کی ہے کہ سفارتخانہ کی طرف سے دو پارٹیاں جو ۲۰ و ۲۱ راپریل کو دی جانیوالی ہیں، ان میں شراب مطلق نہ ہوگی۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری نے حال میں جو ہدایت نامہ کانگریسیوں کے نام جاری کیا تھا کہ جن پارٹیوں میں دور جام چلے ان میں شرکت سے پرہیز کریں۔ امریکی سفارت خانہ کا یہ اقدام اسی پالیسی کے مطابقت میں ہے۔ توقع یہ ہے کہ راہ بھائی کی آئندہ پارٹیوں کے کارڈ میں برابر لکھا ہوگا کہ پارٹی میں منشیات نہیں ہوں گی اور خیال کیا جاتا ہے کہ امریکہ کے اقدام کی تقلید دوسری سلطنتیں بھی کریں گی اور آئین ہند کی اس دفعہ کا احترام کریں گی، جس میں امتناع شراب کی پالیسی درج ہے"

دل کتنا زیادہ خوش ہوتا اگر خبر بجائے نئی دہلی کے کراچی سے شائع ہوئی ہوتی، اور ہندوستان کے بجائے پاکستان سے متعلق ہوتی، حرمت خمر کا قانون تو ہمارا تھا، دوسرے جو تھوڑی بہت کوشش امتناع شراب کی کر رہے ہیں وہ تو ہمارے ہی ہاں کی نقل ہے۔ کتنے قلق اور شرم کی بات ہے کہ مسلمان اس باب میں بھی دوسروں کی رہنمائی کے بجائے ان کے پیچھے پیچھے چلیں۔ آج دنیا میں یہ بطور ایک حقیقت مسلم و متعارف کے پھیلا ہوا ہونا چاہیئے تھا کہ مصر، عراق، انڈونیشیا، ایران، شام، ... اور سب سے بڑھ کر پاکستان کے سرکاری ایوانوں میں شراب کا کوئی نام بھی نہ لے سکتا! (صدق جدید)

اسلام انگلستان میں

شاہجہان مسجد

لنڈن سے ووکنگ جاتے ہوئے جب ٹرین اسٹیشن کے قریب پہنچتا ہے تو ایک عجیب قسم کی چھوٹی سی عمارت جس کا ایک گنبد بھی ہے آپ کو نظر آئے گی۔ یہی شاہ جہان مسجد ہے اسی سے متعلق ریلوے لائن کے قریب ہی ایک سائن بورڈ پہ آپ یہ عبارت پڑھیں گے:۔

"What is Islam? Write or call at the Mosque Woking. Literature free"

"یعنے اسلام کیا ہے؟ اس کی تحقیق کے لئے آپ ہم سے خط و کتابت کریں یا بنفس نفیس مسجد ووکنگ میں قدم رنجہ فرمائیں اسلام کے متعلق مفت لٹریچر بھی آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے۔" یورپ کے لوگ جنہیں ہر چیز کی تحقیق کا شوق دامنگیر رہتا ہے، اس عبارت کو پڑھکر اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے خط و کتابت شروع کر دیتے ہیں کبھی لٹریچر منگواتے ہیں اور کبھی خود مسجد میں تشریف لے آتے ہیں اور اس طرح سے سینکڑوں سعید روحیں اس سائن بورڈ کو پڑھ کر دولت اسلام سے متمتع ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں، شاہ جہان مسجد دنیائے مغرب میں ایک بہت بڑے اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور تمام دنیا کی جاذب نظر بن چکی ہے مغربی دنیا میں اشاعت و تبلیغ کا کام جس کامیابی کے ساتھ اس مسجد سے ہو رہا ہے وہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ مسجد کے امام اور ان کے معاونین نمازیں پڑھاتے ہیں، خطبے دیتے ہیں، لندن اور لندن سے باہر اسلام پر لیکچر دیتے ہیں خط و کتابت کے ذریعے تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رہتا ہے علاوہ ایک ستاذ امصور رسالہ بھی ہر ماہ شائع کیا جاتا ہے جس میں اسلام اور دنیائے اسلام پر بے نظیر آرٹیکل شائع کئے جاتے ہیں۔ یہ رسالہ جس کا نام اسلامک ریویو ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی یادگار ہے۔

اسلام برٹش گیانہ میں

مسجد ووکنگ کے علاوہ ۱۸ ایکلسٹن سکوئر لندن میں بھی ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں، اس جگہ نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اور اتوار کے دن بحث مباحثہ اور لیکچر وغیرہ ہوتے ہیں اس جگہ کے انچارج مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے۔ ایڈیٹر اسلامک ریویو ہیں، وہ آجکل اسلامی دنیا کا دورہ کر رہے ہیں وہاں ماہ فروری میں مسٹر عبدالصمد صاحب نے "اسلام برٹش گیانا میں" پر ایک لیکچر دیا۔ جس میں برٹش گیانا کے مسلمانوں کے مذہبی و ثقافتی حالات بیان کرتے ہوئے ان کی موجودہ اسلامی زندگی اور تبلیغی جوش کا ...... ذکر کیا گیا

بریڈ فورڈ میں مسلمانوں کی تبلیغی سرگرمیاں

بریڈ فورڈ کا ایک مقامی اخبار رقمطراز ہے کہ "ملوں فیکٹریوں اور صنعت گاہوں میں کام کرنے والے بریڈ فورڈ کے زندہ دل مسلمان پانچ وقت ادائے نماز کے لئے صفیں بچھاتے نظر آتے ہیں، ہندوستان، پاکستان۔ مشرق۔ عرب ریاستہائے ملایا اور افریقہ سے آئے ہوئے مسلمان طلباء بریڈ فورڈ ٹیکنیکل کالج میں تعلیم پا رہے ہیں، مسلمان صنعت کار مشینوں میں کام بھی کرتے ہیں اور ان کے پاس ہی نماز کے وقت سربسجود بھی ہو جاتے ہیں۔ ہر مل خود ایک مسجد کا حکم رکھتی ہے۔ ہر فیکٹری میں صاف ستھری صفیں نماز کے لئے موجود ہیں۔ ایک مسجد کی تجویز بھی زیر غور ہے یہ بریڈ فورڈ کے مسلمانوں کے لئے ایک بڑا مذہبی مرکز ہوگا۔ اور ایک قبرستان کے لئے بھی تیاری ہو رہی ہے۔ چنانچہ بریڈ فورڈ کی ایک سیٹی کونسلر مسز للیان گارڈنز نے ۳۰۰ قبروں کے لئے جگہ دی ہے۔ مسٹر ایچ الیف۔ حسین پریذیڈنٹ مسلم لیگ بریڈ فورڈ نے کہا ہے کہ ہم اس امر پہ اپنے دلی شکریہ کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے مذہب کی رسوم کے مطابق اپنے جنازے دفنانے کا حق دیا گیا ہے۔ اور بریڈ فورڈ کارپوریشن نے جو اس سلسلہ میں ہماری امداد کی ہے ہم صمیم قلب سے اس کے مرہون منت ہیں۔"

ایکسی ٹر ڈیون شائر میں مسلم ایسوسی ایشن

مسٹر ایم ایم غالی (M. M. Ghali) سیکرٹری مسلم ایسوسی ایشن ۱۱ ارکوین پیریس ایکسی ٹر ڈیوان شائر اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں کے مسلمانوں نے اس شہر میں اپنے مذہبی بھائیوں کے مفاد اور بہبود کے لئے ایک ایسوسی ایشن قائم کی ہے اور وہ مسجد کی تعمیر کے لئے "فنڈ" بھی فراہم کر رہے ہیں۔

الہم زد فزد

احمدیہ ینگمینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن کا ہفتہ وار اجلاس یکم مئی ۱۹۵۴ء کو عبدالصمد صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ اجلاس کی صدارت پنڈت قادر بخش صاحب نے کی۔ حاضرین کی معقول تعداد اس بات کا ثبوت تھی کہ نوجوانوں میں اپنے فرائض کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود کا کلام ہمارے ہر اجلاس کی خصوصیت ہے، اس دفعہ بھی طارق پرویز صاحب نے دُرّ ثمین میں سے کچھ اشعار سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

رشید احمد صاحب کا مقالہ حضرت رسول کریم صلعم کی حیات طیبہ پر بہت پسند کیا گیا۔ یہ رسول کریمؐ کی حیات بعد از بعثت پہ ایک بہترین تحقیقی مضمون تھا۔

راقم الحروف نے بھی ایک مضمون "نوجوانوں میں اخلاقی بلندی کی ضرورت" پر پڑھا۔

ہمارے محترم بزرگ مولانا مرتضیٰ خان حسن صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے اس موضوع پہ پیغام صلح میں روشنی ڈالنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ آخر میں پنڈت قادر بخش صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں ہم سب کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی ہمارا اجلاس دعا کے بعد ختم ہوا۔

سکرٹری

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور تمام بزرگان ملت بحمداللہ بخیریت ہیں۔

—— رمضان المبارک میں مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حسب معمول نماز تراویح پڑھی جاتی ہے جس میں حافظ بوستان خان صاحب قرآن کریم سناتے ہیں، نماز صبح کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں، جس کے بعد حضرت مسیح موعود کے ملفوظات سنائے جاتے ہیں، احمدی نوجوانوں کے لئے ایک خاص درس نماز عصر کے بعد احمدیہ لائبریری میں ہوتا ہے جو مولنا آفتاب الدین صاحب دیتے ہیں،

—— محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے نوجوان صاحبزادہ نصیر احمد صاحب بعارضہ یرقان بیمار ہیں اور میو ہسپتال میں داخل ہیں، ان کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

—— جماعت کے کئی دوست بیمار اور بعض مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں، احباب درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بیماروں کو شفاء عطا فرمائے اور مالی پریشانیوں کو دور فرمائے آمین

اعلان

رمضان المبارک میں مرکزی احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کے ہفتہ وار اجلاس ہر اتوار صبح ۷ بجے احمدیہ لائبریری میں منعقد ہوا کریں گے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ مورخہ ۹ رمئی کو اجلاس ہو رہا ہے۔ تمام احباب خصوصاً نوجوانوں سے شمولیت کی درخواست ہے۔

خاکسار سلطان محمد سیکرٹری۔ مرکزی ایسوسی ایشن۔ لاہور

دولتانہ کی تقریروں کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ احمدی دائرۂ اسلام میں شامل ہیں

(تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

مسلم لیگ کا حصہ

تحریک تحفظ ختم نبوت کے متعلق مسلم لیگ کے متعدد سرکردہ رہنماؤں کی سرگرمیوں اور ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والے فسادات کی تفصیلات اس رپورٹ کے کسی ابتدائی حصہ میں آچکی ہیں۔ یہاں صرف ان بڑے واقعات کا تذکرہ ضروری ہے جس سے مسلم لیگ کا من حیث الجماعت یا لیگ کے ان منفرد ارکان اور عہدیداروں کا واسطہ ہے جو جماعتی ڈسپلن کے تحت آتے ہیں۔ یاد ہوگا کہ زیر تبصرہ ایام میں ۱۶ راپریل ۱۹۴۹ء سے ۲۰ راگست ۱۹۵۰ء تک میاں عبدالباری ۲۰ راگست ۱۹۵۰ء سے ۲۶ راکتوبر ۱۹۵۱ء تک صوفی عبدالحمید اور ۲۰ راکتوبر ۱۹۵۱ء سے میاں ممتاز دولتانہ صوبہ مسلم لیگ کے صدر تھے۔

ممدوٹ وزارت کی برطرفی کے بعد جن دنوں دفعہ ۹۲ الف نافذ تھی، میاں عبدالباری نے مسلم لیگ کے بعض رہنماؤں کو گورنر کے مشیر کی حیثیت سے نامزد کیا۔ اس طرح صوبائی حکومت کی ذمہ داری اگرچہ گورنر پر تھی جو گورنر جنرل کی جانب سے برسرکار تھے تاہم وہ اسی طریق پر کام کر رہے تھے . . . .

. . . . جس پر عوامی وزارت کے برسر اقتدار ہونے کے زمانے میں کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے مشیروں کی وہی پوزیشن تھی جو وزیروں کی ہوا کرتی ہے امن و قانون اور نظم و ضبط کے مشیر ملک محمد انور تھے جو اس عہدے پر ۴ رنومبر ۱۹۴۹ء سے ۲۴ رجولائی ۱۹۵۰ء تک فائز رہے۔

اگرچہ مسٹر دولتانہ کے یکم اپریل ۱۹۵۲ء کے اخباری بیان اور اس کے مطابق ۳ راپریل ۱۹۵۲ء کو ماتحت لیگی تنظیموں کو جو ہدایات بھیجی گئیں، ان میں مسلم لیگی کارکنوں کو مسلم لیگ کے سوا دوسری جماعتوں کے جلسوں کی صدارت کرنے سے روک دیا گیا تھا اور انہیں ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ باشندگان پاکستان کے مختلف گروہوں میں بیگانگی یا دشمنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں کوئی حصہ نہ لیں، تاہم لیگ کی کسی تنظیم نے اس ہدایت کا یہ مطلب نہ سمجھا کہ اس کے کارکنوں کو تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی حصہ لینے کی اجازت نہیں، ان ہدایات سے خالص معاشری یا غیر سیاسی سرگرمیوں کو مستثنےٰ قرار دیا گیا تھا اور ہر چند یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ لفظ "سیاسی" کو مبہم سے معنے نہ دیئے جائیں۔ تاہم متعدد اضلاع میں مسلم لیگ کے کارکنوں نے کھلے دل سے اور پوری طرح تحریک تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیا۔ اس کے علاوہ اس ہدایت کو بھی پوری وقعت نہیں دی گئی کہ مسلم لیگی کارکن باشندگان پاکستان کے مختلف گروہوں میں بیگانگی یا دشمنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں۔

. . . .

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لیگ کے ارکان اور عہدیداراور لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہونے والے ایم ایل اے اس تحریک کی حمایت میں آزادانہ طور پر حصہ لینے لگے یہ سرگرمیاں اگر کبھی صوبہ مسلم لیگ کے علم میں . . . . آئی بھی ہوں تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور بعض لیگی کارکنوں نے اس بارے میں صوبائی تنظیم سے کبھی استفسار بھی کیا تو اس کا کوئی قطعی جواب نہیں دیا گیا۔

گوجرانوالہ کی شہری مسلم لیگ نے ۱۷ رجولائی ۱۹۵۲ء کے اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی تھی کہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے اس قرارداد میں مساجد پر دفعہ ۱۴۴ کے تحت پابندی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ایسے احکام کو "مداخلت فی الدین" قرار دیا گیا تھا کہ وہ نہ صرف ان احکام کو منسوخ کرے بلکہ ان تمام مقدمات کو واپس لے جو ان احکام کی خلاف ورزی کے الزام میں چل رہے ہیں شہری مسلم لیگ گوجرانوالہ کی اس قرارداد کے بعد شہری مسلم لیگ سرگودھا نے ۲۰ رجولائی کو یہ قرارداد منظور کی کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، اس قرارداد میں صوبہ مسلم لیگ اور کل پاکستان مسلم لیگ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ حکومت سے یہ فیصلہ کرانے کے لئے عملی قدم اٹھائے۔ شہری مسلم لیگ کاموں کے نے بھی ایک ایسی ہی قرارداد منظور کی جس میں قادیانیوں کو لیگ کی رکنیت کے نااہل قرار دیا اور لیگ سے ان کے اخراج کا مطالبہ کیا۔

صوبہ لیگ کی قرارداد

صوبائی مجلس عاملہ نے صوبہ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں ۲۶ راور ۲۷ رجولائی ۱۹۵۲ء کو پیش کرنے کے لئے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ پر مشتمل جو قراردادیں مرتب کیں ان سے یہ سرکردہ لیگی کارکن متعلق تھے (۱) قاضی مرید احمد ایم ایل اے کونسلر پنجاب لیگ (۲) صاحبزادہ محمود شاہ (گجرات) کونسلر پنجاب مسلم لیگ (۳) محمد اسلام الدین ایم ایل اے (۴) مولانا سید احمد سعید کاظمی رکن صوبہ مسلم لیگ کونسل (۵) خواجہ عبدالحکیم صدیقی صدر شہری مسلم لیگ ملتان (۶) صوفی محمد عبدالغفور لدھیانوی آفس سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ وکونسلر پنجاب مسلم لیگ اور (۷) محمد ابراھیم قریشی جنرل سیکرٹری سٹی مسلم لیگ جھنگ وکونسلر پنجاب مسلم لیگ ان قراردادوں کا مطالعہ صدر مسٹر دولتانہ اور دوسرے عہدیداروں نے کیا اور اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ کونسل کے دوسرے اجلاس میں ۲۷ رجولائی کو جو قرارداد پیش ہوئی اسے کس نے مرتب یا تجویز کیا تاہم مسٹر دولتانہ نے اس کی پوری ذمہ داری اپنے سر لی ہے یہ قرارداد آٹھ کے مقابلے میں ۲۸۴ کی غالب اکثریت سے منظور ہوئی۔ اس میں کہا گیا تھا کہ مسئلہ ختم نبوت پر مسلمانوں اور قادیانیوں کے اختلافات بنیادی نوعیت کے ہیں اور انہی کی بناء پر یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے قرارداد میں کہا گیا یہ تجویز ایک حد تک مسلمانوں کے اس ردعمل کی آئینہ دار ہے جو مذہبی معاملات اور شہری اور معاشری زندگی کے دوسرے دوائر میں قادیانیوں کی علیحدگی پسندی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ یہ تجویز ایسے اہم اور نازک آئینی اور قانونی مسائل سے تعلق رکھتی ہے جو بڑے غور و خوض کے محتاج ہیں اور جنہیں پاکستان کی مجلس دستور ساز کی تجربہ کارانہ قیادت اور دوررس فیصلہ پر پورے اعتماد سے چھوڑا جاتا ہے قرارداد میں مزید کہا گیا کہ اس دوران میں مسلم لیگ کے کارکن کو امن و امان کی وہ فضا پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جس کا ہونا بنیادی آئینی پالیسی پر اثر انداز ہونے والے سوچے سمجھے فیصلوں کے لئے ناگزیر ہے۔ قرارداد میں کونسل نے اس اصول کی بڑی سختی سے پابند اور پیرو ہونے کا یقین دلایا کہ مسلمانان پاکستان کا جمہوری ہی نہیں، مذہبی فریضہ بھی یہی ہے کہ اس ملک کے باشندوں کی جان، مال اور آبرو کی وہ بلا امتیاز مذہب و ملت حفاظت کریں گے،

دولتانہ کا نظریہ

اس قرارداد میں جو خیال کار فرما ہے اس کی وضاحت مسٹر دولتانہ بسرور کے مقام پر سیالکوٹ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کانفرنس میں پہلے کر چکے تھے اور قرارداد کی منظوری کے بعد انہوں نے ۳۰ راگست کو لاہور میں حضوری باغ کے مقام پر اور ۱۳ رستمبر کو راولپنڈی میں تقریر کے دوران میں کی تھی ان میں سے ہر تقریر میں مسٹر دولتانہ نے ختم نبوت پر اپنے اور تمام مسلمانوں کے ایمان پر زور دیتے ہوئے کہا تھا کہ اس عقیدے کو نہ ماننے کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں اور اس پر جو مطالبات ملتی ہیں ان کی توثیق کیا ہے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ مطالبات آئینی ہیں اور مرکز ہی ان کے بارے میں کچھ کر سکتا ہے البتہ ان تقریروں میں مسٹر دولتانہ نے اس امر پر زور دیا تھا کہ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کو جان، مال اور آبرو کا تحفظ حاصل کرنے کا پورا حق ہے۔ (باقی آئندہ)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ تار کا پتہ: تبلیغ لاہور فون نمبر ۲۷۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۹

جواہر ریزے

حُبّ دنیا، حرص، طمع کے متعلق

قرآن مجید سے:

زین للناس حب الشھوات — لوگوں (کی بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ ان)
من النساء والبنین والقناطیر — کو دنیا کی مرغوب چیزوں (یعنی مثلاً) بیبیوں اور بیٹوں
المقنطرۃ من الذھب والفضۃ — اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ
والخیل المسومۃ والانعام والحرث — گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتی کے ساتھ دلبستگی بھلی معلوم
ذالک متاع الحیوٰۃ الدنیا واللہ عندہ — ہوتی ہے (حالانکہ) یہ تو دنیا کی زندگی کے (چند روزہ)
حسن المآب ۝ (آل عمران) — فائدے ہیں اور ہمیشہ کا اچھا ٹھکانا تو اسی اللہ کے ہاں ہے

حدیث سے:

عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی ثالثاً ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب۔ (صحیحین)

ابن عباس حضرت رسول کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ آدمی کیلئے مال کے بھرے ہوئے دو میدان بھی ہوتے تب بھی وہ قانع اور سیر نہ ہوتا بلکہ تیسرے کی طلب میں کوشش کرتا اور آدمی کا پیٹ تو قبر کی مٹی کے علاوہ اور کوئی چیز بھرنے ہی کی نہیں اور خدا جس پر چاہے اپنی رحمت کیساتھ رجوع کرتا ہے (کہ اسے اس ذلیل خصلت کے دور کرنے کی توفیق دے)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر۔ (مسلم)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا دنیا مسلمان کیلئے قیدخانہ کی جگہ ہے (کہ طرح طرح کی محنتیں سہتا ہے) اور کافر کے لئے جنت (کہ لذات و شہوات میں مشغول رہتا ہے۔)

عن ابن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببعض جسدی فقال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔ (صحیحین)

ابن عمر کہتے ہیں کہ حضور صلعم نے میرے جسم کا بعض حصہ (یعنے دونوں مونڈھے جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے) پکڑ کر فرمایا تو دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ مسافر ہے یا رستہ چلتا ہے۔

---

۱۲ مئی ۱۹۵۴ء

حضرت مجدد وقت کی تصریحات

"قرآن کی تعلیمیں تقوے کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں ان کی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔

"قرآن شریف انجیل کی طرح نہیں صرف یہ نہیں کہتا کہ نامحرم عورتوں یا ایسوں کو جو عورتوں کی طرح محل شہوت ہوسکتی ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اس کی کامل تعلیم کا یہ منشاء ہے کہ تو بغیر ضرورت نامحرم کی طرف نظر مت اٹھا نہ شہوت سے اور نہ بغیر شہوت بلکہ چاہیئے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے، تاکہ تیری دلی پاکیزگی میں کچھ فرق نہ آوے سو تم اپنے مولیٰ کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایک دن میں ہلاک کر سکتا ہے۔ قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر یک ناجائز ذکر سے"

(ازالہ اوہام)

سلسلۂ امتحان دینیات

"درجہ اوّل کا امتحان اکتوبر ۱۹۵۴ء کے آخری ہفتہ میں ہوگا"

احباب کو علم ہے کہ انجمن کی طرف سے دینیات کے امتحان گذشتہ سالوں میں مسلسل ہوتے رہے ہیں، ان امتحانات کا مقصد یہ تھا کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ لوگ علم دین سے بہرہ یاب ہوں تاکہ ہماری علمی اور اجتماعی زندگی میں خیر و برکت کا موجب بن سکیں اور اپنے ماحول کو اسلامی رنگ میں رنگین کر سکیں۔ انجمن کو اس ذریعہ سے اپنے مقصد میں کس حد تک کامیابی ہوئی اس کا جائزہ لینے کی یہاں ضرورت نہیں البتہ اس قدر تحریر کر دینا مناسب ہے کہ ایک اچھے خاصے طبقہ میں علم دین حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوگیا تھا، خصوصاً نوجوانوں میں اور جتنا عرصہ بھی یہ سلسلہ جاری رہا اس کے اثرات مفید سے مفید تر ہوتے رہے ہے۔ یہ سلسلہ امتحانات جو کچھ عرصہ سے بند تھا بعض نوجوانوں کی تحریک پر ہی لئے دوبارہ جاری کیا جارہا ہے۔

قبل ازیں ان امتحانات کا نصاب پانچ درجوں پر پھیلایا گیا تھا جس کی تکمیل پر ایک طالب علم قرآن، حدیث، سیرت، تاریخ اسلام، مسائل دینیات اور احمدیت کے متعلقہ مسائل سے کما حقہ واقفیت حاصل کر لیتا تھا، اور ان پانچ درجوں کے امتحانات پاس کر لینے کے بعد انجمن ایک سرٹیفکیٹ دے دیتی تھی۔

اب احباب کی آگاہی کے لئے سردست درجہ اوّل ہی کا نصاب دیا جارہا ہے جس کا امتحان ماہ اکتوبر ۱۹۵۴ء کے آخری ہفتہ میں ہوگا۔ جو طالب علم شریک امتحان ہونا چاہیں وہ نیچے دیئے ہوئے پتہ پر اپنا نام اور مفصل پتہ تحریر کر کے بھیجدیں تاکہ وقت مقررہ پر پرچہ امتحان انہیں بھیج دیا جاوے۔

نونہالان جماعت کے لئے ان مواقع سے مستفید ہونا نہایت ضروری ہے۔ مرکز احمدیہ

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

سٹوز دہ پیغام صلح ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲ مئی ۱۹۵۷ء

مسیح کا نزولِ ثانی

(۲)

حیاتِ مسیح اور ختمِ نبوت

اس حقیقت کا اعتراف کرنے کے بعد کہ مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی کی پیشگوئی ستر سے زیادہ احادیث میں موجود ہے اور یہ امت کا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ آئیں گے مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ :-

"جو کچھ احادیث سے ثابت ہے اور جس پر امت کا اجماع ہے وہ کسی مثیل مسیح کی پیدائش نہیں ہے بلکہ عیسٰی ابن مریم کا نزول ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ لیکن یہ بالکل ایک لغو بات ہے کہ عیسٰے ابن مریم کے نزول کی خبروں کو بنیاد بنا کر ایک مسیح کے ظہور کو ثابت کیا جائے اور اس سے زیادہ لغو بات یہ ہے کہ ان خبروں کی بنیاد پر مسیح کے بروز کا خیال پیش کیا جائے جو سراسر ایک ہندوانہ تخیل ہے"

اس بارہ میں سب سے پہلی بات جو غور طلب ہے یہ ہے کہ ان احادیث سے اگر فی الواقعہ عیسٰے ابن مریم ہی کا نزول مراد ہے اور کوئی مثیل ابن مریم اس سے مراد نہیں ہو سکتا تو یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسٰے ابن مریم دو ہزار سال سے زندہ بجسد عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں، جہاں انہیں کھانے کی حاجت ہے نہ پینے کی، حالانکہ یہ جسم ہر وقت کھانے پینے کا محتاج ہے، اور رسولوں کے تعلق بالخصوص قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ فرمایا کہ ما جعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائیں نہ وہ ہمیشہ غیر مبدل حالت میں رہتے ہیں پس یہ غور طلب ہے کہ کیا رسولوں کے اس معمول سے قرآن کریم نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا کہیں استثنے کیا ہے؟ اگر نہیں کیا تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ دو ہزار سال سے کچھ کھائے پیئے بغیر زندہ آسمانوں پر بیٹھے ہوں، اور اگر وہاں انہیں کھانا وغیرہ ملتا ہے تو لازمی ہے کہ پیشاب پاخانہ اور اس کے متعلق ہر قسم کی دنیوی ضروریات بھی لاحق ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ تمام ضروریات دو ہزار سال سے آسمان پر انہیں میسر ہیں؟ اور کیا آسمان کوئی ایسی ٹھوس جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے علاوہ مسیح علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ قیام فرما ہیں؟ اور کیا آخری زمانہ میں جب وہ اتریں گے تو دو ہزار سال کے تغیرات نے ان کی جسمانی کیفیت ارذل العمر کے اس مقام تک نہ پہنچا دی ہوگی جس میں لکیلا یعلم بعد علم شیئاً صادق ہوگی بلکہ اس سے بہت بڑھ کر ان کی حالت بگڑ چکی ہوگی؟ اس وقت ایسی حالت میں وہ کیا اصلاح کا کام کر سکیں گے؟ اگر یہ کہا جائے کہ وہ وہاں جوان ہی ہیں اور نزول کے وقت بھی جوان ہی ہوں گے اور کوئی تغیر ان کے جسم پر وارد نہ ہوا ہوگا تو الآن کما کان کی یہ کیفیت عیسائیت کے اس نظریہ کی کھلی موید ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے، اور صفات الوہیت اپنے اندر رکھتا ہے، اس قسم کے سوالات عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں پر بارہا کئے جا چکے ہیں جن کا کوئی جواب حیات مسیح ماننے والوں کے پاس نہیں، کیا مولانا مودودی ان سوالات کا کوئی معقول جواب دے سکتے ہیں؟ ہم فی الحال قرآن کریم کی ان آیات کو پیش نہیں کرنا چاہتے، جن سے کھلے طور پر مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے، صرف مندرجہ بالا اشکال کو پیش کر کے ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مولانا مودودی یا ان کا کوئی ہم نوا مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہوئے ان اشکال کو کس طرح دور کر سکتے ہیں،

دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ اگر حضرت عیسٰے ابن مریم ہی دوبارہ نازل ہوں گے تو کیا ان کے آنے پر ختم نبوت باطل نہ ہو جائے گی؟ مولانا مودودی نے اس بارہ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ :-

"نزول مسیح کا عقیدہ جس طرح احادیث میں بیان ہوا ہے اور جس طرح ہمارے علماء نے اسے سمجھا ہے عقیدہ ختم نبوت سے متصادم نہیں ہوتا"

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ :-

"احادیث میں صراحتہً یا کنایتہً کہیں بھی آنے والے مسیح ابن مریم کو اس حیثیت سے پیش نہیں کیا گیا کہ وہ آ کر اپنی نبوت کا دعوےٰ پیش کرے گا، لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا اپنے ماننے والوں کو ایک امت یا جماعت بنائے گا اور نہ ماننے والوں کو مسلمانوں سے الگ کر دے گا، احادیث اس کو ایک نیا اور مستقل مشن لے کر آنے والے کی حیثیت سے پیش نہیں کرتیں"

امر اوّل کے متعلق مودودی صاحب نے اس امر کی وضاحت نہیں کی کہ نزول مسیح کا عقیدہ احادیث میں کس طرح بیان ہوا ہے اور علماء نے اسے کس طرح سمجھا ہے جس سے ختم نبوت سے اس کا تصادم نہیں ہوتا؟ کیا کہیں احادیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ وہ نبوت سے معزول ہو کر نازل ہوں گے؟ یا دنیا میں آ کر اپنی نبوت کو پیش نہیں کریں گے؟ کیا کسی حدیث میں اشارۃً یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو امت محمدیہ میں شمار ہوں گے؟ اس کے برخلاف نواس بن سمعان کی حدیث میں جو مسلم میں موجود ہے: دوبارہ نزول ہی کا ذکر کرتے ہوئے کھلے طور پر عیسٰی نبی اللہ کہہ کر پکارا گیا ہے پھر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ احادیث میں جس طرح یہ عقیدہ بیان ہوا ہے ختم نبوت سے متصادم نہیں ہوتا، رہ گئی علماء کی بات، انہوں نے بے شک ختم نبوت سے اس کا تصادم دور کرنے کے لئے یہ کہہ دیا ہے کہ وہ اپنی نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے، لیکن انہی میں ایسے بھی علماء موجود ہیں جو اس بات کے قائل نہیں اور ان کا خیال ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ نزول کے وقت منصب نبوت سے معزول ہو جائیں گے وہ کافر ہے، اس بارہ میں امام سیوطی کا بیان مولانا مودودی کی نظروں سے گذرا ہوگا، اور فی الواقعہ یہی بات حق ہے کہ ایک نبی کو کسی طرح بھی اس کی نبوت سے معزول نہیں کیا جا سکتا، نہ وہ دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو سکتا ہے، اس بارہ میں قرآن کریم کی صراحت موجود ہے ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ نبی مطاع ہونے کے لئے بھیجا جاتا ہے نہ مطیع اور امتی ہونے کے لئے، پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ ان کو معزول کس طرح کیا جائے گا کیا اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی نازل ہوگی کہ آج سے تم نبوت سے معزول ہو؟ اگر ایسا ہو تو اس سے ہی ختم نبوت ٹوٹ جائے گی کیونکہ جبریل کا ایک دفعہ بھی ایک نبی کی طرف وحی لیکر آنا ختم نبوت کو باطل کر دیتا ہے،

غرض اسی قسم کے بیسیوں اشکال ہیں اور یہ بات کسی طرح صحیح نہیں کہ علما نے اس عقیدہ کو جس طرح سمجھا ہے یا احادیث میں جس طرح بیان ہوا ہے، اس سے ختم نبوت سے تصادم نہیں ہوتا یہ کہنا کہ احادیث میں آنے والے مسیح ابن مریم کو اس حیثیت سے پیش نہیں کیا گیا کہ وہ آ کر اپنی نبوت کا دعوےٰ پیش کریگا بالکل باطل ہے کیا کوئی ایسی بھی حدیث پیش کی جا سکتی ہے جس میں اس حیثیت کو واضح کیا گیا ہو اور اشارۃً ہی اس کے دعوےٰ نبوت کی نفی کی گئی ہو، اور اگر یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت نہیں دے گا اور اپنے ماننے والوں کی ایک جماعت نہیں بنائے گا اور نہ کوئی مستقل مشن لیکر آئے گا، تو پھر اس کے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے، خود مودودی صاحب بھی آج ایک مستقل مشن لے کر کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے ہم نواؤں کو ایک جماعت کی صورت میں انہوں نے منظم کیا ہے، جس کو "صالح جماعت" کہا جاتا اور دوسروں کو جو اس سے باہر ہیں غیر صالح قرار دیا جاتا ہے، تو کیا مسیح ابن مریم کی اتنی بھی حیثیت نہ ہوگی؟ احادیث میں تو کسر صلیب اور قتل خنزیر ان کا مشن قرار دیا گیا ہے، جس سے امت کے بڑے بڑے علماء نے غلبۂ عیسائیت کو توڑنا اور خنزیر صفت لوگوں کی اصلاح کرنا مراد لی ہے، کیا اس مشن کے لئے انہیں جماعت کی ضرورت نہ ہوگی اور وہ ان کے ساتھ مل کر کام کریں گے انہیں ایک منظم جماعت کی شکل نہ دی جائے گی اور ان کے اس مقدس مشن سے علیحدگی اختیار کرنے والوں اور انہیں کافر قرار دینے والوں کو پکے مومن قرار دیا جائیگا غور کیجئے ایک غلط عقیدہ کو اختیار کر کے کس قدر مشکلات پیش آتی ہیں اور محض حضرت مجدد وقت کو جھٹلانے کے لئے کس قدر ایچ پیچ سے کام لیا جاتا ہے، جس سے ختم نبوت بھی باطل ہو جاتی ہے اور مسیح علیہ السلام کی بھی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی، الزام تو حضرت مرزا صاحب پر دیا جاتا ہے کہ انہوں نے ختم کو توڑا ہے، حالانکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کے نزول کی جو تعبیر کی ہے اس سے ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی بلکہ ختم نبوت مستحکم ہوتی ہے، اور جس صورت میں مودودی صاحب نے اس عقیدہ کو بیان کیا ہے وہ کھلے طور پر ختم نبوت سے متصادم ہے آئندہ اشاعت میں ہم بتائیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کی بیان کردہ تعبیر کتنی صحیح ہے اور مودودی صاحب کا مثیل مسیح کے ظہور کو لغو قرار دینا کس قدر لغویت کا مظہر ہے ؛

مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے صاحبزادہ نصیر احمد مصری بعارضہ یرقان سخت بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے ۔

اخبار و افکار

قماربازی اور قتل و غارت

قرآن کریم نے قمار بازی اور شراب کی مذمت کرتے ہوئے ان دونوں میں ایک بہت بڑی خرابی یہ بتائی ہے انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ، شیطان یہ چاہتا ہے کہ قمار بازی اور شراب کی وجہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے پس کیا تم ان سے رکو گے ؟

اس حقیقت کا ایک عملی نظارہ لاہور کی دو قمار باز پارٹیوں کی دیرینہ عداوت کی صورت میں نظر آ رہا ہے، آئے سال ان میں سے ایک یا دوسری پارٹی کا کوئی نہ کوئی فرد فریق مخالف کی طرف سے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے، اب تک اس سلسلہ میں دونوں پارٹیوں کے چار چار افراد قتل کئے جا چکے ہیں اور ایک طالب علم بھی گذشتہ سال راہ چلتے گولی کا نشانہ ہو گیا، یہ قتل و غارت قمار بازی کے اڈوں کے تنازعہ سے شروع ہوا اور چونکہ اب تک مبینہ قاتلوں میں سے کسی ایک کو بھی قانون سزا نہیں دے سکا بلکہ سب کے سب بری ہوتے رہے ہیں اس لئے انتقام کی آگ زیادہ مشتعل ہو کر ایک یا دوسرے فریق کے مبینہ قاتلوں یا ان کے رفقاء کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے، حال ہی میں اسی قسم کا ایک واقعہ ایک ۵۲ سالہ شخص کرم بخش کی چاقوؤں سے برسر بازار ہلاکت کی صورت میں رونما ہوا جس کے سلسلہ میں ایک نوجوان کو گرفتار کر لیا گیا اور پانچ آدمی مفرور ہیں۔

یہ اور اسی قسم کے بیسیوں واقعات جو آئے دن شراب نوشی اور جوا بازی کے سلسلہ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اس افسوسناک حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ قرآن کریم کی کھلی ممانعت کے باوجود جس میں ان مذموم افعال کے نتائج کو پہلے سے واضح کر دیا گیا ہے، مسلمانوں کے بعض گروہوں نے آج انہی کو اپنی زندگی کا جزو بنا لیا ہے جس سے باہم بغض و عداوت پیدا ہو کر قتل و غارت کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا ہے، اس سلسلہ کو روکنے کے لئے قانون کی بیچارگی تو اس سے ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا قتل و غارت کا ایک بھی مجرم اپنے کئے کی سزا نہ پا سکا لیکن اس سے بڑھکر رونا یہ ہے کہ کسی اسلامی انجمن یا مسلم برادری کو بھی اتنی ہمت نہیں کہ اپنے اثر و رسوخ یا وعظ و نصیحت سے اس قتل و غارت اور اس کے اصل موجبات کا قلع قمع کر سکے، مذہبی رہنماؤں سے کیا کہا جائے ان کو تو سیاسی جوڑ توڑ اور دنیوی اقتدار کی حرص و آز نے اس نیک راہ سے بالکل ہی ہٹا دیا ہے۔ کیا وہ لوگ جو رات دن اسلامی قانون رائج کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے نہیں تھکتے معاشرہ میں اسلامی اخلاق و کردار پیدا کرنا ضروری نہیں سمجھتے ؟

مذہب کی اہمیت

انسانی زندگی پر مذہب کا کیا اثر ہے اور مذہب کو چھوڑ کر کہاں تک امن اور تسکین حاصل کی جا سکتی ہے، اس کا پتہ ایک بہت بڑے ماہر نفسیات مسٹر جنگ کے اس بیان سے ملتا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ "روئے زمین کے مہذب ممالک کے لوگوں کو اپنی پیش آمدہ ذہنی مشکلات کے حل کے لئے ان سے مشورہ کرتے ہوئے چالیس سال ہو گئے ہیں، اور ان میں سے ہر شخص کی مشکل کو حل کرنے کے لئے آخری چارہ کار یہی ثابت ہوا کہ مذہبی نظریہ کا زندگی پر کیا اثر ہے وہ لکھتے ہیں کہ یہ بالکل آسانی کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہر شخص کی بیماری یہی تھی کہ وہ اس چیز کو کھو چکا تھا جو ہر زمانہ کے زندہ مذاہب اپنے متبعین کو دیتے رہے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ایسا شخص فی الواقعہ صحت یاب نہ ہوا جس نے اپنے مذہبی نظریہ کو دوبارہ حاصل نہ کر لیا ان میں سے ہر شخص کا احساس یہ تھا کہ مذہبی صداقت محض قیل و قال ہی سے تعلق رکھتی ہے اور کوئی حقیقت اس کے اندر نہیں"

یہ الفاظ مذہب کی اہمیت پر ایک واضح شہادت ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ مذہب کو چھوڑ کر اور مذہبی نظریہ سے الگ ہو کر انسان کبھی امن و اطمینان کی زندگی نہیں پا سکتا اور یہ وہی بات ہے، جس کو قرآن نے ان الفاظ میں واضح کیا ہے، الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (اللہ ہی کے ذکر میں جو مذہب کی غرض و غایت ہے دلوں کو اطمینان مل سکتا ہے) فی الحقیقت اس زمانہ کے مذہبی رہنماؤں کے حالات و کردار اور وہ غلط تعبیر جو انہوں نے مذہب کی کی ہے، عام طور پر لوگوں کو مذہب سے متنفر کرنے کا موجب ہوئی ہے ورنہ مذہب کو اگر اس کے اصل رنگ و روپ میں دیکھا جائے اور بانیان مذاہب کے حالات و کردار میں اسے مطالعہ کیا جائے تو اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی چارہ نہیں رہتا کہ مذہب ہی انسانی زندگی کو سنوارنے اور اس کو کامیاب اور اطمینان بخش زندگی بنانے کا موجب ہو سکتا ہے۔

شدھی اور اکھنڈ بھارت

آل انڈیا ہندو مہا سبھا کے صدر مسٹر چٹرجی نے حیدر آباد دکن میں اپنے صدارتی خطبہ میں اکھنڈ بھارت اور شدھی کے لئے کام کرنے کی اپیل نوجوان ہندوؤں سے کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ "جس ماں نے ہمیں برطانیہ کے خلاف لڑنے کے لئے طاقت بخشی وہ ایک دفعہ پھر اپنے تمام سپوتوں کو متحد کر کے ایک خاندان بنا دے گی" انہوں نے نوجوان ہندوؤں سے پر زور اپیل کی کہ وہ شدھی کی تحریک کو کامیاب بنانے کی پوری سعی کریں، انہوں نے ہر امیر غریب ہندو کو اس کے لئے ۴۴

سلسلہ امتحان دینیات

(بقیہ از صفحہ اوّل)

ینگ مینز ایسوسی ایشن نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک کلاس جاری کی ہے جہاں نصاب درجہ اوّل کے مطابق مولانا آفتاب الدین احمد صاحب قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔ لاہور اور گرد و نواح کے دوست اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، وقت ۴½ سے ۵½ بجے شام تک ہے۔

بیرونی جماعتوں میں جس جگہ ینگ مینز ایسوسی ایشنز موجود ہیں انہیں بھی اپنی نگرانی میں ایسی کلاسیں جاری کر دینا چاہئیں اور کسی بزرگ کو تکلیف کر کے نوجوانوں کی رہنمائی کرنی چاہیئے

جو دوست اپنے طور پر تیاری کر سکتے ہوں وہ از خود تیاری کر کے امتحان میں شامل ہوں، وقت مقررہ پر انہیں پوری ہدایات کے ساتھ پرچہ امتحان ارسال کر دیا جائیگا۔

نصاب امتحان دینیات

درجہ اوّل

(۱) قرآن کریم :- پہلے پارے کا ترجمہ و تفسیر مطابق بیان القرآن

(۲) سیرت :- سیرت خیر البشر از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم

(۳) مسائل دینیات :- رسائل نماز - روزہ - اسلام کیا ہے؟ احمدیت کیا ہے ؟

(۴) کتب سلسلہ :- فتح اسلام - توضیح مرام

مکمل نصاب انشاء اللہ جلد شائع کر دیا جائیگا۔

خاکسار :- انچارج امتحان دینیات

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

---

۴۴ بقیہ دینے کی بھی تحریک کی،

اکھنڈ بھارت اور شدھی کی یہ تحریک اگرچہ نئی نہیں تقسیم ملک کے بعد مسلسل ایسی آوازیں سننے میں آ رہی ہیں، تاہم یہ خیال کرنا صحیح نہ ہوگا کہ ایسی آوازیں اور اس قسم کی اپیلیں ہمارے ان چار کروڑ مسلمان بھائیوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں جو بھارت کی لادینی مملکت میں آباد ہیں، اگر یہ محض مذہبی پراپیگنڈا ہوتا تو باوجود اس کے کہ ٹھیٹھ ہندو مذہب اس قسم کے پراپیگنڈا کی جس سے غیر ہندوؤں کو ہندو مذہب میں لانا مقصود ہو سکتا ہرگز اجازت نہیں دیتا، ہم اصولاً اس کو ہندوؤں کا حق سمجھتے کہ وہ اپنا مذہب پھیلانے کی کوشش کریں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس تحریک کو مذہب سے کوئی واسطہ نہیں، یہ ایک خالص سیاسی تحریک ہے جس کی غرض یہ ہے کہ بھارت میں ہندوؤں کے سوائے اور کوئی قوم باقی نہ رہے اسلئے اس غرض کو پورا کرنے اور مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے جو بھی ہتھیار موثر ہو اس سے کام لینے میں دریغ نہ کیا جائے گا، چنانچہ اسی خطبہ میں نظام دکن کو بھی ہندو بنانے کی تحریک کی گئی، اور پاکستان کو مٹا کر بھارت میں شامل کرنے، کشمیر کا معاملہ حفاظتی کونسل سے واپس لینے اور رائے شماری سے انکار کرنے پر زور دیا گیا ہے کیا یہ حالات و واقعات پاکستانی مسلمانوں کے غور اور توجہ کے محتاج نہیں ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ بھارت میں ایک مضبوط اسلامی مشن قائم کرنے کی شدید ضرورت ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کے متعلق رائے عامہ کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے کہ صرف یہی ایک ذریعہ شدھی اور اکھنڈ بھارت ...

اللہ تعالیٰ کے انعامات اور وعدوں کے پورا ہونے کے لئے تقویٰ اور قربانی کی ضرورت

بنی اسرائیل کی پست ہمتی نے وعدہ الٰہی کو چالیس (۴۰) سال پیچھے ڈال دیا

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۰ اپریل ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واٰتٰکم مالم یؤت احدا من العٰلمین .... قال فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفٰسقین (المائدہ رکوع ۴)

عہد توڑنے کا نتیجہ

پہلے رکوع میں مسلمانوں کو نافرمانی سے ڈرایا گیا ہے، اور اس بات سے ڈرایا گیا ہے کہ اگر مسلمان اس عہد کو توڑ دیں گے جو خدا کے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری ترک کر دیں قرآن کے حکموں پر نہ چلیں اور محمد رسول اللہ صلعم کی متابعت نہ کریں تو ان کا وہی حال ہوگا جو بنی اسرائیل کا ہوا لکھا ہے کہ بنی اسرائیل نے خدا کے ساتھ عہد کیا لیکن پھر اپنے عہد کو توڑ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باوجودیکہ وہ خدا کی برگزیدہ قوم تھی، عہد کو توڑنے اور نافرمانی کی وجہ سے خدا کے غضب کے نیچے آگئی۔

بنی اسرائیل پر انعامات

وہ ارض مقدس جس کا وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آتا تھا، اور پھر حضرت موسیٰ کی زبان سے اس وعدہ کو دہرایا گیا وہ برکات کی زمین ان کو دینے کے لئے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے لیکن اس قوم کی بے ہمتی کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ چالیس سال تک ان پر حرام ہوگئی، چنانچہ فرمایا ہے واذقال موسیٰ لقومہ حضرت موسیٰ نے قوم کو کہا یقوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کی، اذ جعل فیکم انبیاء تم میں اس نے نبی پیدا کئے یہ بہت بڑی نعمت تھی قوم میں نبی پر نبی آتے تھے وجعلکم ملوکا اور دوسری نعمت یہ تھی کہ فرعون کی غلامی سے نکال کر اپنی آزادی اور حکومت عطا کی، واٰتٰکم مالم یؤت احدا من العٰلمین اور تمہیں وہ انعامات دیئے جو اس زمانہ کے لوگوں میں کسی کو نہ دیئے گئے تھے۔

امت محمدیہ کو نبوت اور خلافت کا وعدہ

نبوت اور حکومت دونوں خدا کی عظیم الشان نعماء میں سے ہیں، یہ وہ نعمت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتٰب والحکمۃ واٰتینٰھم ملکا عظیما، آل ابراہیم کو ہم نے کتاب اور حکمت دی اور انہیں ملک عظیم عطا کیا یہ آل ابراہیم اگر بنی اسرائیل تھے تو حضرت نبی کریم صلعم بھی آل ابراہیم میں سے تھے جن کو کتاب اور حکمت دینے کا صریح ذکر موجود ہے، اور حکومت بھی آپ کو دی گئی اور آپ کی قوم کو خلافت کا وعدہ دیا گیا، تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ان اللہ زوی لی الارض فاریت مشارقھا ومغاربھا وان امتی ھذہ سیبلغ ما زوی لی من الارض۔ اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کا نقشہ مجھے دکھایا، میں نے اس کے مشرق اور مغرب دیکھے، میری امت ان سب جگہوں پر پہنچے گی اور ان کی سلطنت مشرق و مغرب میں پھیل جائے گی۔

نبوت اور حکومت کے فوائد

فی الحقیقت نبوت کے بغیر انسان کو خدا کی معرفت نصیب نہیں ہوسکتی، انبیاء انسانی قلوب کو خدا کی معرفت سے منور کرنے کے لئے آتے ہیں، نبوت کے بغیر لوگ اس راہ پر نہیں چل سکتے جو خدا کی پیاری ہے، نبوت کے ذریعے خدا کا خوف اور نیک اعمال میسر آتے ہیں، نبوت کے بعد سب سے بڑی نعمت حکومت ہے، اگر حکومت ملے تو اس کو صحیح طریق پر چلایا جائے، لوگوں پر ظلم و تعدی نہ کیا جائے، ان کے حقوق کو پورے طور پر ادا کیا جائے، حکومت جب آتی ہے تو دل و دماغ کھل جاتے ہیں، امنگیں ابھرتی ہیں، اخلاق فاضلہ پیدا ہو جاتے ہیں، غیر کی حکومت میں غلامی کے سبب سے جھوٹ، مکاری، دغابازی سے کام لینا پڑتا ہے اس لئے کسی غلام قوم کو حکومت مل جائے تو وہ فوراً اس مقام پر نہیں پہنچ سکتی جو حاکم قوم کے شایان ہے، کیونکہ ان کے اندر غلامی کے جراثیم ہوتے ہیں، اور گرے ہوئے اخلاق فوراً نہیں سدھر سکتے، ایک مدت کے بعد جب آزادی کی ہوا دل و دماغ پر سرایت کرتی ہے تو پھر وہ اعلیٰ بلند مقام پر پہنچتے ہیں۔

بنی اسرائیل کو ارض مقدس میں داخل ہونے کی دعوت

تو بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہیں ہم نے دونوں انعام دیئے۔ نبوت بھی اور حکومت بھی، اب پھر ایک مدت کی غلامی کے بعد تمہیں مصر سے نکال کر لائے ہیں، غیر قوم کے جور و ستم سے اب تمہیں آزادی مل گئی ہے، لیکن سلطنت جس سے پوری ترقی ملتی اور دل و دماغ روشن ہوتے ہیں، ابھی تم سے کوسوں دور ہے، یقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم، اٹھو اور اس ارض مقدس کو جاکر فتح کرو، جس کو خدا نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے ولا ترتدوا علیٰ ادبارکم دیکھو پست ہمتی نہ دکھانا، اور پیٹھ نہ پھیر لینا، اگر تم ہمت نہیں کرتے، جوانمردی نہیں دکھاتے، جان و مال قربان نہیں کرتے تو یاد رکھو فتنقلبوا خٰسرین سخت نقصان تمہیں پہنچے گا، لیکن غلامی اور آرام طلبی اس قدر دل و دماغ میں رچی ہوئی تھی، کہ کہتے تھے، کہ موسیٰ نے تو جنگل میں لاکر ہمیں بٹھا دیا، جہاں نہ شہر ہے نہ اس کی دوکانیں ہیں نہ کوئی چیزیں مل سکتی ہیں بھلا ایک پیغمبر کی بات مان کر ہم نے کیا لیا، تو خدا نے انہیں پستی سے نکالنے کے لئے ایک بڑی سلطنت کا مالک بنانا چاہا۔

بنی اسرائیل کی پست ہمتی اور گستاخانہ جواب

لیکن ان کا جواب کیا ہے قالوا یٰموسیٰ ان فیھا قوما جبارین موسیٰ ارض مقدس کیا ہمیں مروا کر لے گی، اس کے اندر تو بہت جبار لوگ ہیں، ان سے لڑائی کر کے ہمیں اپنے آپ کو کیا ہلاک کرنا ہے وانا لن ندخلھا حتیٰ یخرجوا منھا ہماری عقل نہیں گئی، کہ ایسی جبار قوم سے ٹکر لیں، ہم ہرگز اس زمین پر پاؤں نہیں رکھیں گے جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں دعا کیجئے کہ وہ وہاں سے نکل جائیں، فان یخرجوا منھا ...... فانا داخلون اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو پھر نافرمان ہم بھی نہیں ہم بڑی خوشی سے وہاں جا داخل ہوں گے، قال رجلان من الذین یخافون انعم اللہ علیھما ان ڈرنے والے لوگوں میں سے دو آدمی ایسے بھی تھے، جن کے اندر ایمان کا نور تھا، انہوں نے کہا ادخلوا علیھم الباب آؤ چلو تو سہی، تم چل کر اس شہر کے دروازہ میں تو داخل ہو جاؤ، فاذا دخلتموہ فانکم غٰلبون جس وقت تم دروازہ میں داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم غالب ہو گے وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین اللہ پر توکل کرنا سیکھو، اگر تم مومن ہو تو تمام معاملہ خدا کے سپرد کر دو، تمکو خدا تمہیں غالب کرے گا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے قوم کے اخلاق بہت ہی گرے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا یٰموسیٰ انا لن ندخلھا ابدا ما داموا فیھا، موسیٰ ہم تو جب تک وہ قوم وہاں موجود ہے ہرگز نہ جائیں گے، فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون جاؤ تم اور تمہارا رب دونوں چلے جاؤ اور وہاں جا کر لڑائی کرو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، کتنا گستاخانہ کلام ہے، بڑی بے حیائی ہے، انتہا درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے، قوم جب گر جائے تو

ایسے ہی اخلاق کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

صحابہ کرام کی جرأت اور شجاعت

لکھا ہے جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلعم نے صحابہ کو جمع کر کے دریافت کیا کہ کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے، صحابہ نے جان لیا کہ ہم سے پوچھا جا رہا ہے کہ ہم لڑنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں، ان میں سے مقداد اُٹھے اور کہا یا رسول اللہ آپ ہمیں ایسا نہ پائیں گے کہ اصحاب موسٰے کی طرح یہ کہدیں کہ فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون (جاؤ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم تو اسی جگہ بیٹھے ہیں) ہنیں آپ کے دائیں طرف سے لڑیں گے آپ کے بائیں طرف سے لڑیں گے۔ آپ کے سامنے سے لڑیں گے، پیچھے سے لڑیں گے، حضرت صلعم کو یہ جواب سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ فی الواقع خدا کے وعدے اسی طرح پورے ہوتے ہیں کہ قوم میں جرأت اور شجاعت ہو اور وہ ان وعدوں کو پورا کرنے کے لئے جوانمردی دکھائے

حضرت موسٰی کی عاجزانہ فریاد اور بھائی کی تعریف

حضرت موسٰے نے قوم سے جواب سن کر اللہ تعالےٰ کی جناب میں اپنا عجز ظاہر کیا، قال رب انی لا املك الا نفسی واخی اے میرے مولا میں تیری جناب میں صرف اپنی جان پیش کر سکتا ہوں کیونکہ اسی کا میں مالک ہوں اور میرا بھائی بھی ہر طرح کی قربانی کرنے کو تیار ہے یہ حضرت موسٰی کے خوبصورت دل کا نقشہ ہے کہ اپنے بھائی کی خوبی کا اعتراف کرتے ہیں اپنی عاجزی کا اظہار کیا اور ساتھ ہی اپنے بھائی کا ذکر بھی کر دیا، دل اچھا ہو، اس کے اندر وسعت ہو تو ایسا کلمہ نکلتا ہے، ایک اور جگہ بھی بھائی کا ذکر کیا ہے۔ جب فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو عرض کی، کہ اللہ میاں میں نے وہاں ایک قتل کیا ہوا ہے اس لئے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے دوسرے میں اچھی طرح بات نہیں کر سکتا، میرا بھائی ہارون بڑا لسان آدمی ہے هو افصح منی لسانا اس کو زبان پر قدرت حاصل ہے فارسله معی ردا اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیجدیجئے یہ کلام بتاتا ہے کہ بھائی ہونا کیا چیز ہوتا ہے، کس طرح بھائی کی تعریف کی ہے

مسلمانوں کا اپنے بھائیوں سے سلوک

قرآن فرماتا ہے انما المومنون اخوة سب مومن بھائی ہیں لیکن مسلمان اپنے بھائیوں ہی کے درپئے آزار رہتے ہیں، وہ لوگ جو قرآن کو خدا کی کتاب مانتے ہیں ڈر جائیں اور باہم محبت اور اتحاد پیدا کریں، حدیث میں آتا ہے المومن من امن به الناس، مومن وہ ہے جس سے لوگ امن پائیں۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں، مسلمان عہد کا پابند، ایک دوسرے کا وفادار ہوتا ہے کسی کی جان اور مال کو اس سے نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

بنی اسرائیل کو چالیس سال کی سزا

غرض حضرت موسٰے نے جب قوم کو اس بات پر آمادہ نہ پایا کہ ہمت کر کے ارض مقدس میں داخل ہو جائیں، اور وعدہ الٰہی کی انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی، تو اللہ تعالیٰ سے اپنی بیچارگی کا ذکر کیا اور عرض کی کہ میں سوائے اپنے اور اپنے بھائی کے اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا، ہم دونوں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہیں فافرق بیننا وبین القوم الفسقین پس ہم میں اور اس بد عہد قوم میں فیصلہ کر دے قال فانها محرمة علیهم اربعین سنة تو اللہ تعالےٰ نے اس زمین کے وعدہ کو چالیس سال کے لئے ملتوی کر دیا، اور فرمایا کہ یہ چالیس سال تک ان کے لئے حرام ہے، یتیهون فی الارض زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے، فلا تاس علی القوم الفسقین پس تو ان نافرمان لوگوں پر کوئی افسوس نہ کر، چالیس سال جنگلوں میں آزادی کی ہوا کھا کر اور غلامی کے اثرات کو زائل کرنے کے بعد پھر انہیں ہوش آئی اور خدا کا وعدہ پورا ہوا، اس سے ظاہر ہے کہ وعدہ الٰہی اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک قوم میں بلند ہمتی نہ ہو، استقامت پیدا نہ ہو، خدا کے ساتھ وفاداری نہ ہو، پست ہمتی، بے ایمانی اور بے وفائی وعدہ الٰہی میں روک پیدا کر دیتی ہے۔

ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ہم کہاں تک ان وعدوں کے پورا ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں، اگر اہلیت نہیں تو کچھ بھی نہیں پا سکتے، بنی اسرائیل چالیس سال جنگلوں میں مارے مارے پھرتے رہے سب بڈھے کھوسٹ مر گئے جن کی رگوں میں غلامی سرایت کر چکی تھی اور ان کی نسل آزاد ہوئی ان کے اندر ہمت اور حوصلہ اور شجاعت پیدا ہو گئی تو پھر - - - - - - - - - - وعدہ الٰہی بھی پورا ہو گیا۔

تقوےٰ اختیار کرو

مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے کہا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم تم نے تم کو بھی نبوت اور حکومت کے انعامات سے نوازا ہے، پس اگر استقامت اختیار کرو گے ہمت اور بلند آہنگی سے کام لو گے، جان اور مال کی قربانی پیش کرو گے تو اللہ تعالےٰ کے وعدے بھی تم پر پورے ہوتے رہیں گے اس لئے اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو، کمزوریاں اور بے ایمانیاں ترک کر دو، تا کہ اللہ تعالیٰ کے افضال تم پر ہوں، فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ایک اہم قومی ضرورت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا ایڈیٹوریل مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۲۸ ر اپریل ۱۹۵۲ء زیر عنوان "ہماری قومی ضروریات" مطالعہ کیا۔ اس کے اندر جس اہم مقصد کی طرف آپ نے جماعت کی راہنمائی کی ہے۔ وہ کوئی معمولی مقصد نہیں۔ میرے خیال میں سلسلے کا درد سینوں میں رکھنے والے ہر فرد بشر کی دلی تائید اسے حاصل ہے۔ میرا تو ذاتی تاثر یہ ہے کہ گویا موزوں الفاظ میں جناب نے میری دلی کیفیت کا نقشہ اس کے اندر کھینچ دیا ہے، جماعت کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت، علماء کا پیدا کرنا اور تصنیف تالیف کا ادارہ قائم کرنا یہ ایسے امور ہیں کہ جن کے بغیر ہم حضرت اقدس کے مشن یعنی تکمیل اشاعت دین سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

جہاں تک تصنیف و تالیف کے ذریعہ موجودہ اور جدید لٹریچر کی اشاعت کا تعلق ہے۔ یہ جماعت کی تائید کے بغیر بھی ہمارے مرکز کے ذمہ دار لوگ اچھے طریق سے کر سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے ان کے سامنے کوئی روک نظر نہیں آتی۔ لیکن جہاں تک باقی دو امور کا تعلق ہے یہ فی الواقع پوری قوم کی توجہ کے محتاج ہیں۔ اور اس سلسلے میں مزید غفلت ہمیں نہیں کرنی چاہیئے۔

آپ نے نوجوانان جماعت کی موجودہ تنظیمی سرگرمیوں کا جو ذکر کیا ہے، یہ اگرچہ بجائے خود اچھی بات ہے اور نوجوانان جماعت کی زندگی کے آثار ہیں۔ لیکن یہ طریق نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے نا کافی ہے۔ ہمارے اوپر اللہ پاک کے بہت سے احسانات ہیں۔ جماعت کے اندر اعلیٰ دماغ حرارت ایمان اور خدمت دین کے لئے قربانی کے جذبے کی کوئی کمی نہیں۔ اگر کمی ہے تو اس امر کی ہے کہ اس طرف ہمارے ذمہ دار بزرگ پوری یک جہتی کے ساتھ اپنی توجہ منعطف نہیں کر رہے ضرورت ہے کہ جماعت۔ کے سامنے نوجوانوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت اور علماء پیدا کرنے کا انتظام کیا جائے اور اس کے لئے فوری طور پر ایک پلان تیار کر کے اسے بروئے کار لائیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ یہ پلان ایک ایسے ادارے پر مشتمل ہو جس کے اندر مذہبی اور غیر مذہبی اعلیٰ علوم کے یکساں مواقع موجود ہوں۔ تا کہ ادارہ تعلیم تجویز بجائے خود قوم کے لوگوں کے لئے باعث کشش ہو۔ یہ ناممکن بات ہے کہ قومی بچوں کے لئے اعلیٰ دینی و دنیاوی تربیت کے مواقع موجود ہوں۔ اور پھر ہمارے نوجوان اس سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوں لہذا اگر کمی ہے۔ تو صرف اس بات کی ہے کہ ہمارے بزرگوں نے قومی بچوں کو جماعتی نقطہ نگاہ کے مطابق تربیت دینے کا سامان نہیں کیا۔ اس واسطے جماعت سے یہ شکایت بیجا ہے کہ وہ خدمت دین کے لئے بچے وقف نہیں کرتے۔

اگر ہماری چالیس سالہ جماعتی زندگی میں اشاعت اسلام کے دوسرے امور کے پہلو بہ پہلو ایک ایسا مضبوط ادارہ بھی ہوتا تو آج ہم اپنی جماعت کے اندر کمال الدینؒ۔ محمد علیؒ اور صدر الدین کی کمی کیوں محسوس کرتے۔ بڑے لوگ ہر وقت پیدا کئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ ایسا سامان موجود ہو لیکن جب سرے سے ہمارے پاس ایسے ذرائع ہی موجود نہیں۔ تو جماعت کے اندر اعلیٰ دماغ محض ینگ مینز ایسوسی ایشنز کے ذریعہ پیدا نہیں کئے جا سکتے۔

لہذا آپ کے اس مضمون "ہماری قومی ضروریات" کی میں نہ صرف پر زور تائید کرتا ہوں بلکہ مجلس منتظمہ سے بصد شوق درخواست کرتا ہوں کہ وہ جلد از جلد جماعت کو زندہ کرنے کے لئے ایک ایسے اعلیٰ ادارہ کے قیام کا پلان تیار کر کے قوم میں ایک نئی روح ڈالنے کی کوشش کریں جس کے اندر محض مولویانہ طرز کے اسباق کا وجود ہی نہ ہو بلکہ جملہ اعلیٰ علوم کے حصول کے یکساں مواقع موجود ہوں، اور آج سے ہماری پوری توجہ اور قومی سرمایہ اس اہم جماعتی مقصد پر صرف ہونا چاہیئے امید ہے کہ میری اس تجویز کو مضمون نگاری

دنیائے اسلام پر ایک طائرانہ نظر

ٹرکی

تعلیم میں حیرت انگیز ترقی | ترکی تعلیم کے ہر شعبہ میں حیرت انگیز ترقی کر رہا ہے۔ ابتدائی مدارس کی تعداد میں سالانہ ترقی کی اوسط گذشتہ تین سالوں میں ۸۸۳ تھی جو کہ ۱۹۵۰ء تک ہر سال کی اوسط ۲۹۸ سے زیادہ نہ تھی۔ اس وقت ۲۷۴۹ نئے مدارس کھل چکے ہیں۔ جن میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ طلباء کی بیشی ہوئی ہے۔ ثانوی مدارس کی تعداد میں بہت ترقی واقع ہوئی ہے، سن ۱۹۲۳ء سے ۱۹۵۰ء تک ہر سال صرف ۸ مدارس کی ترقی عمل میں آتی تھی، مگر اب ۱۹۵۱ء سے ۵۳ء تک ہر سال ۲۶ ثانوی مدارس کی ترقی عمل میں آرہی ہے جن پر ایک کروڑ چھبیس لاکھ روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس صنعتی اداروں کی ترقی میں بھی معتد بہ اضافہ ہو رہا ہے۔ سلطنت کے بڑے بڑے مقامات میں ٹیکنیکل مدارس کھل چکے ہیں، اور ابھی مزید کھولے جائیں گے۔ یونیورسٹی تعلیم کی ترقی کی طرف حکومت مزید توجہ کر رہی ہے، چنانچہ بجائے ۹۱ لاکھ روپے کے اب حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپیہ اس کے لئے مخصوص کیا ہے۔ اعلیٰ انجنیئری کی تعلیم کے لئے مزید تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں۔ مشرقی ٹرکی میں ایک مزید یونیورسٹی کھولنے کا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اور تعمیر کا کام شروع ہے۔ اس یونیورسٹی کے شعبہ جات بیطاری اور فنون لطیفہ ارض روم میں کھولے جائیں گے، اور سوشل سائنس کے شعبہ جات وان میں اور ایک بڑا انجنیئرنگ کالج دیار بکر میں کھولا جائے گا اور اسی طرح دوسرے بڑے بڑے مقامات پر علم طبقات الارض، علم زراعت اور دیگر علوم کے کالج بھی کھولے جائیں گے۔ اس یونیورسٹی کا نام اتاترک یونیورسٹی ہوگا جو ایک بہت بڑی یونیورسٹی ہوگی۔ فنون لطیفہ مثلاً موسیقی وغیرہ کے مدارس بھی بعض جگہ کھولے گئے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی تاریخ سے متعلق ریسرچ کا کام جاری ہے اور قدیم زمانہ کی اشیاء کھدائی کے ذریعے نکالی جاتی ہیں، استنبول اور بعض دوسری جگہ نئے عجائب خانے کھولے گئے ہیں۔ غرض ترکی تعلیمی اعتبار سے ہر طرح سے ترقی کی شاہ راہ پر گامزن ہے۔

مصر

کثیر الازدواجی اور طلاق پر پابندی | ڈاکٹر ابراہیم بے یومی مدکور صدر کونسل برائے پبلک سروسز مصر میں کثیر الازدواجی اور طلاق پر پابندی عاید کرنے کی تجاویز پر غور کر رہے ہیں۔ نئے قانون کی رو سے ضروری ہوگا کہ جو شخص دوسری شادی کرنا چاہے وہ پہلے کسی نہ کسی جج کی اجازت حاصل کرے۔ جج شوہر کی مالی حالت کے متعلق دریافت کرے گا اور فیصلہ دے گا کہ آیا وہ دوسری شادی کرنے میں حق بجانب ہے یا نہیں، طلاق کی صورتوں میں قبل از طلاق عدالت شوہر اور بیوی کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کرے گی۔ اگر کسی عورت کو بغیر وجہ طلاق دی جائے گی وہ ہرجانے کا دعوےٰ کرنے کی حق دار ہوگی بچوں والی عورتوں کو اجازت ہوگی کہ لڑکوں کو گیارہ سال کی عمر تک اور لڑکیوں کو تیرہ سال کی عمر تک اپنے پاس رکھیں، لیکن اگر جج مناسب خیال کرے تو اس مدت کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ قانون کی رُو سے لڑکیوں کو ۱۶ سال اور لڑکوں کو ۱۸ سال سے پہلے شادی کرنے کی اجازت نہیں مگر اس پر پوری طرح عمل نہیں ہو رہا، اس کے متعلق ڈاکٹر مدکور نے کہا کہ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ یہ عمر بڑھا دینی چاہیئے۔ لیکن سب سے پہلے ہم یہ چاہتے ہیں کہ موجودہ قانون کی پوری طرح پابندی کی جائے۔ قصبات میں عمر کے متعلق کسی قانون کی ضرورت نہیں، مشکل صرف دیہات میں پیش آتی ہے۔ جلد بازی میں طلاق دینے کے خلاف ہم مہم جاری کریں گے کیونکہ ایک کنبہ کی زندگی کو محض خاوند کی جلد بازی سے تباہ کر دینا دانشمندی نہیں ہے۔ اس وقت اسی ہزار طلاقوں کے مقدمات دائر ہیں اور مجھے پورا پورا وثوق ہے کہ ان میں ساٹھ ہزار ایسی طلاقیں ہیں جو کسی معقول وجہ پر مبنی نہیں، اس سے پہلے ایک موقعہ پر پرسنل سٹیٹس کمیٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ بغیر وجہ طلاق دینے والوں کو جرمانہ کرنا چاہیئے۔ جدید قانون اس سوال کو بھی زیر غور لائے گا۔

عراق

ایک یہودی صومعہ میں سے اسلحہ برآمد ہوا | بصرہ کے فوجی کمانڈر کے اعلان کے مطابق یعقوب خمارہ کے ایک یہودی معبد کی تلاشی لینے پر مندرجہ ذیل اسلحہ برآمد ہوا۔ ۲ سٹین گنز - ۱۳ میگزین - ۶ ہینڈ گرینیڈ - ۲ نالی دار ریوالور - ۴ اسرائیلی جھنڈے - اور عبرانی زبان کی چند کتابیں جن میں بم پھینکنے اور چھوٹے موٹے ہتھیاروں کے استعمال کی تعلیم کے اسباق ہیں۔

ایک عراقی یہودی دمشق ریڈیو سے اسرائیل کو مخاطب کرتا ہے | مورس حیکاک ایک عراقی یہودی نے جو پہلے اسرائیلی فوج میں آفیسر تھا دمشق ریڈیو سے اسرائیلی حکومت کے ماتحت بسنے والے یہودیوں کے نام ایک اپیل کی ہے کہ اس نے اسرائیل ریاست کو چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کر لی ہے، کیونکہ اسرائیلی حکومت مشرقی اور مغربی یورپین یہودیوں کے درمیان امتیاز روا رکھتی ہے، اسرائیلیوں کو چاہیئے کہ وہ ان زنجیروں کو توڑ ڈالیں اور اسرائیلی ریاست سے باہر اپنی آزادی تلاش کریں۔

سعودی عرب

حجاز ریلوے | شام اور اردن کی حکومتوں سے جن علاقوں سے حجاز ریلوے گذرتی ہے شاہ سعود کی اس تجویز پر گفت و شنید کرنے کی رضامندی ظاہر کی ہے کہ اس ریلوے کی مرمت کرانی چاہیئے اور ان ہر دو ممالک کے درمیان سٹیشنوں میں پھر ریل کی آمد و رفت جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا آخری سٹیشن مدینہ منورہ ہوگا۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عنقریب ریاض میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے گی جس میں ہر سہ حکومتوں کے نمایندے شمولیت کریں گے۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں برقی روشنی | یہ امر نہایت اطمینان اور خوشی کا موجب ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں برقی روشنی ضوفگن ہو رہی ہے جس سے ان مقدس مقامات علاوہ روحانی جاذبیت کے ظاہری حسن و جمال کے لحاظ سے بھی دنیا کے دوسرے خوبصورت شہروں سے کم نہیں رہے گا۔ برقی پنکھے بھی عام لوگوں کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو رہے ہیں۔ فلیعبدوا رب هذا البيت۔

سوڈان

سوڈانی حکومت خود اختیاری کا کام آغاز کرتی ہے | اسمٰعیل الازہری لیڈر نیشنل یونینسٹ پارٹی کو سوڈان کا وزیر اعظم بنایا گیا ہے۔ جنہوں نے اپنا کابینہ بھی بنا لیا ہے۔ شروع جنوری میں الازہری کے وزیر اعظم مقرر ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی سوڈان کے برطانوی گورنر جنرل نے ۹ جنوری کو ایک مقررہ دن قرار دیا جس سے تین سال کا عبوری عرصہ شروع ہوگا۔ اس کے خاتمے پر باشندگان سوڈان کے منتخب شدہ نمایندے آخری فیصلہ دیں گے کہ وہ کامل آزادی چاہتے ہیں یا مصر یا برطانیہ کے ساتھ کسی قسم کا وفاقی تعلق۔

سوڈان اور مصر دونوں مقامی بہنیں ہیں۔ یہ ایک تاریخی اقتصادی، سوشل، مذہبی اور پولٹیکل حقیقت ہے کہ دریائے نیل کی ساری وادی دونوں مصری اور سوڈانی لوگوں کے حق میں مفید ہے مصر نے ہمیشہ اس پالیسی کی حمایت کی ہے اور سوڈان والوں پر ان مفاد کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے جو اس سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اب یہ فیصلہ خود سوڈان والوں کے ہاتھ میں ہے، ہمیں امید ہے کہ جو وہ فیصلہ کریں گے وہ نہایت نیک نیتی اور دانشمندی پر مبنی ہوگا اور اس میں برطانوی حکومت کے دباؤ کا اثر نہ ہوگا۔

درخواست دعا

بخدمت جناب جائنٹ سیکرٹری صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بمبئی کے ایک مخلص دوست محترم شیخ علی شیخ ابراہیم صاحب کی اہلیہ محترمہ بعارضہ دق شدید بیمار ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ بے حد پریشان و مضطرب ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ بیوی کی علالت کے سلسلہ ہی میں وہ رخصت لیکر اپنے وطن گوا جا رہے ہیں انہوں نے کئی مرتبہ دعا کے لئے لکھا ہے۔ براہ کرم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ و دیگر بزرگان مرکز کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کریں اور نماز جمعہ اور "پیغام صلح" میں بھی دعا کی تحریک کریں۔ والسلام

انعام الحق - حیدرآباد دکن

مسلم لیگی اراکینِ اسمبلی اقدام کمیٹیوں کے رکن بنے اور فسادات شروع ہونے پر اس تحریک میں کود پڑے

(تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

الفاظ کے ذریعہ سے جس قدر واضح اور غیر مبہم انداز میں کچھ کہنا ممکن ہے اسی قدر واضح اور غیر مبہم طور پر قرارداد اور ان تقریروں میں کہا گیا ہے کہ مسلم لیگ اور خود مسٹر دولتانہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے تھے۔ یہی نتیجہ ہے جو مسٹر دولتانہ کی حضوری باغ والی تقریر سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کو محل نظر اور موضوع بحث قرار دینا بھی کفر کے مترادف ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے ایمان کا جزو ہونے کی حیثیت سے بحث و استدلال سے بلند اور ماورا ہے۔ قادیانی اپنے علیحدگی پسند رجحانات کے باعث خود ہی ان شدید جذبات کے ذمہ دار ہیں جو ان کے خلاف پیدا ہو گئے ہیں۔ راولپنڈی میں انہوں نے جو تقریر کی اس سے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ۲۵ اکتوبر کو نظام آباد میں جو تیوال ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کانفرنس میں انہوں نے جو تقریر کی اس میں ایک درپردہ اشارہ تھا کہ بعض افراد مسلمانوں میں افتراق کا بیج بو رہے ہیں۔ ایسے لوگ اسلامی اتحاد ہی کو نہیں، پاکستان کی سالمیت کو بھی پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ لیکن مسٹر دولتانہ نے اس سے قبل جو تقریریں کی تھیں انہیں پیش نظر رکھا جائے تو یہ اشارہ مسلمانوں اور احمدیوں کے اختلافات کی طرف نہیں تھا، کیونکہ احمدی تو ان کی سابقہ تقریروں کے مطابق واضح طور پر دائرہ اسلام سے خارج تھے۔

قرارداد اور تقریروں میں دوسرا نکتہ یہ پیش کیا گیا ہے کہ احمدیوں کے متعلق مطالبات کی نوعیت بنیادی طور پر آئینی ہے اس لئے مرکزی اربابِ اقتدار یعنی کل پاکستان مسلم لیگ، مرکزی حکومت اور مجلس دستور ساز ہی ان کے بارے میں کچھ کہہ سکتی ہیں۔ مسٹر دولتانہ نے صورت حال کے متعلق جو بیان دیا اس کی پیچیدگیوں کا انہیں لازماً اچھی طرح احساس ہوگا۔ قرارداد اور ان کی تقریروں میں جو الفاظ استعمال ہوئے اور جو اسلوب بیان اختیار کیا گیا ان میں اس بات کا اظہار بڑی وضاحت سے ہوا ہے کہ نظم و ضبط کے پہلو کے سوا صوبہ کا ان مطالبات سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان مطالبات پر مرکز ہی غور کر سکتا ہے اور وہی ان کو تسلیم کرانے کے لئے ضروری قدم اٹھا سکتا ہے۔ اس کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ احمدی ایک علیحدہ گروہ نہیں ہیں یا دائرہ اسلام میں شامل ہیں۔ ان الفاظ کی روشنی میں کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ احمدیوں کے خلاف مطالبات ناجائز و بے بنیاد ہیں اس لئے ان کو مسترد کر دینا چاہیئے۔

ناظم الدین کی مشکل

ان تقریروں، بیانات اور قراردادوں سے صدر پاکستان مسلم لیگ خواجہ ناظم الدین مشکل میں پڑ گئے۔ جب ان مطالبات کو ناجائز قرار دیا گیا اس کے بعد اس سلسلہ میں تمام مطالبات و احتجاجات مرکز کو کئے جاتے تھے اور ان مطالبات کو تسلیم کرنے یا ان کی حمایت میں جو یہ سرگرمیاں ہوئی تھیں وہ مرکزی حکام یعنی وزیر اعظم پاکستان اور کل پاکستان مسلم لیگ کے صدر خواجہ ناظم الدین کے خلاف ہونا تھیں جو اگر چاہتے تو ان مطالبات کو پارٹی کے اجلاس میں تسلیم کرا کے مجلس دستور ساز میں منظور کرا سکتے تھے۔ چنانچہ حالات نے وہی راہ اختیار کی جو پہلے شدہ تھی اور خواجہ ناظم الدین کو احساس ہونے لگا کہ وہ ایک مشکل پوزیشن میں الجھ گئے ہیں، ایک ایسی پوزیشن جس میں کہ اگر مطالبات صوبائی حکومت سے متعلق ہوتے تو خود مسٹر دولتانہ بھی اپنے آپ کو مبتلا پاتے۔ سرگرمیاں کراچی میں مرتکز ہو کر رہ گئیں جہاں علماء یکے بعد دیگرے خواجہ ناظم الدین سے ملاقاتیں اور ان سے اس سلسلہ میں بات چیت کرتے۔ علماء سے ان کی ملاقاتیں اور ان میں جو کچھ ہوا اس کا تذکرہ ازیں پیشتر کیا جا چکا ہے۔ خواجہ ناظم الدین شدید طور پر ایک مذہبی آدمی اور پرخلوص عقائد کے مالک ہونے کی وجہ سے انتہائی مشکلات کا شکار ہو کر رہ گئے۔ وہ علمائے مذہب کے دلائل کا جو ان کے اپنے عقیدہ کے مطابق تھے بطلان نہیں کر سکتے تھے وہ یہ بھی جانتے تھے کہ قائد اعظم کی وفات، قرارداد مقاصد کی منظوری اور بنیادی اصول کی کمیٹی کی سفارشات کے بعد علماء کتنی طاقت حاصل کر چکے ہیں۔ اگر وہ مطالبات مسترد کر دیتے تو جیسا کہ خود انہوں نے کہا ہے علماء سے ان کا تصادم ہو جاتا جس سے وہ ہر قیمت پر احتراز کرنا چاہتے تھے۔ وہ مطالبات کو تسلیم نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس سے یقیناً پاکستان کی بدنامی ہوتی اور پاکستان کے اس دعوے کی دنیا بھر میں تضحیک ہوتی کہ یہ ملک ایک ترقی پذیر جمہوریہ ہے۔ اس سلسلہ میں مصالحت یا عارضی طور پر اس معاملہ کو معرض تعویق میں ڈالنے کے متعلق تمام کوششیں ناکام رہیں، اگرچہ یہ مسئلہ بظاہر بڑا صاف تھا مگر اس کی پیچیدگیاں اتنی خطرناک اور اہم نوعیت کی تھیں کہ اس کا کوئی بھی واضح فیصلہ (خواہ وہ کسی کے حق میں ہوتا) انہیں مزید دشواریوں میں الجھا دیتا۔ خواجہ ناظم الدین کو اس ناگوار پوزیشن میں کس نے مبتلا کیا؟ اس کا جواب لازماً یہ ہونا چاہیئے کہ مسلم لیگ کی قرارداد اور اس کی تشریح و توضیح تھی۔ جب لیگ نے مطالبات کے وجود و جواز کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا تو ایجی ٹیشن کا رخ کراچی کی طرف مبذول ہونا ناگزیر تھا۔ صوبائی مسلم لیگ کے ارکان بڑی آسانی سے غیر جانبدار رہ سکتے تھے، اور اگر وہ چاہتے تو اس کی کھلی حمایت کر سکتے تھے کیونکہ اس کے لئے خود لیگ کی قرارداد میں جواز مہیا کر دیئے گئے تھے۔

لیگیوں کی طرف سے پوسٹر

اس صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم لیگ کے ارکان کھلم کھلا مطالبات کی حمایت کا اعلان کرنے لگے۔ مطالبات کے حق میں پوسٹروں اور چھوٹے اشتہاروں کا جو سیلاب آ گیا، ان میں لیگ کے اہم عہدیداروں اور لیگی ارکان اسمبلی کے نام جلی حروف میں آنے لگے۔ جولائی کے مہینے میں ایسے پانچ پوسٹر شائع ہوئے، ان میں سے ایک کا عنوان یہ تھا "ختم نبوت کے مسئلہ پر مسلمان اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دے گا"۔ یہ پوسٹر مجلس احرار اسلام لائل پور کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع ہوا تھا، اور اس کے نیچے چودھری عزیز الدین ایم ایل اے، صدر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ لائل پور، اور چار دوسرے مسلم لیگی ارکان اسمبلی کے دستخط تھے، اسی طرح ایک اور پوسٹر ادارہ تحفظ ختم نبوت کی جانب سے شائع ہوا۔ اس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ تحریک میں حصہ لینے والوں کو رہا کیا جائے اور "شہدائے ملتان" کی موت کے اسباب کی تحقیقات کی جائے۔ اس کے نیچے ذیل کے افراد نے دستخط کئے:۔ ڈاکٹر علی محمد صدر مسلم لیگ سمندری، چودھری علی شیر جنرل سیکرٹری مسلم لیگ لائل پور، حکیم منصف علی رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ لائل پور، چودھری خدا بخش رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ سمندری، چودھری عنایت اللہ سمندری۔ تیسرا پوسٹر ذیل کے افراد کی طرف سے تھا:۔ محمد اشتی خان جنرل سیکرٹری شہری مسلم لیگ قصور۔ سید حسن علی شاہ ہمدانی کونسلر سٹی مسلم لیگ قصور اور میاں خادم حسین رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ قصور۔ چوتھا پوسٹر جھنگ سے شائع ہوا جس پر ذیل کے افراد کے دستخط تھے:۔ حکیم محمد عین الحق سیکرٹری پرائمری مسلم لیگ مگھیانہ، میاں گل محمد رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ مگھیانہ، حافظ ظفر احمد رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ مگھیانہ، حکیم عباس علی خاں رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ مگھیانہ، سید غلام عباس علی شاہ صدر پرائمری مسلم لیگ موضع ٹھکرکی، حاجی اللہ جوایا کونسلر سٹی مسلم لیگ مگھیانہ، ماسٹر اللہ دتہ کونسلر مسلم لیگ مگھیانہ، میاں غلام قادر رکن مسلم لیگ مگھیانہ، میاں نذیر حسین کونسلر سٹی مسلم لیگ مگھیانہ، میاں احمد دین خازن مسلم لیگ مگھیانہ، چودھری دوست محمد رکن مسلم لیگ مگھیانہ، میاں امیر بخش جائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ مگھیانہ، میاں خادم حسین سالار ضلع مسلم لیگ جھنگ، میاں رحمت اللہ کنوینر پرائمری مسلم لیگ مگھیانہ۔ مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کی جانب سے "متفقہ مطالبات" کے عنوان سے ایک پوسٹر شائع ہوا جس پر عطا محمد، خیر دین چشتی، محبوب الٰہی، محمد شریف، محمد اسلم، عبد الرحیم، امین گیلانی، ناصر قریشی اور چودھری مشتاق احمد کے جو شہری مسلم لیگ شیخوپورہ کے کونسلر اور مجلس عاملہ کے رکن ہیں دستخط تھے انہوں نے مطالبات کی تائید کی تھی اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے احکام کو "مداخلت فی الدین" قرار دیتے ہوئے انہیں واپس لینے کا مطالبہ کیا تھا۔ اسی تنظیم کی طرف سے اسی موضوع پر ایک اور پوسٹر بھی شائع کیا گیا جس پر چودھری عبد الغنی ایم ایل اے کونسلر پاکستان مسلم لیگ

درخواستِ دعا

ایک غیر از جماعت دوست جو خود کافی مدت سے بیمار ہیں اپنے لڑکے اکرام الحق کے لئے جو ایف اے پاس ہے حصول روزگار کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

مسعود بیگ۔ جنرل سیکرٹری

رفتارِ عالم

کراچی ۹ مئی ۔ اُردو و اور بنگالی کو پاکستان کی سرکاری زبانیں قرار دینے کے متعلق دستور ساز اسمبلی کے فیصلہ کے بعد پاکستان کا بینہ میں زبردست بحران پیدا ہوچکا ہے، مغربی پاکستان کے جن وزراء نے اس فیصلہ کے خلاف بطور احتجاج دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کی تھی، ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ اس مسئلہ پر استعفیٰ دینے کی حد تک جانے کو بھی تیار ہیں دریں اثنا ایک طرف مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی کے مختلف طبقوں اور دوسری طرف وزیراعظم پاکستان اور دوسرے مرکزی وزرا کے درمیان ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے، توقع ہے کہ آئندہ ہفتہ تک صورت حال واضح ہوجائے گی۔ مرکز کے جن سات وزراء نے زبان کے مسئلہ پر لیگ پارلیمنٹری پارٹی کے فیصلہ پر شدید احتجاج کیا ہے ان کے نام یہ ہیں، مسٹر مشتاق احمد گورمانی، چوہدری ظفراللہ خاں چودھری محمد علی، سردار بہادر خان اور امیر اعظم خان۔

وارسیسٹر ۹ مئی ۔ آج اتوار ہونے کے باعث پاکستان اور وارسیسٹر کی کرکٹ ٹیموں میں میچ نہیں ہوا ۔ یہ میچ کل (پیر) پھر ہوگا۔ یاد رہے کہ پاکستان کے کھلاڑی اپنی پہلی اننگ میں ۲۴۷ دوڑ بنا چکے ہیں اور ابھی ان کے آٹھ کھلاڑی آؤٹ ہوئے ہیں۔

لنڈن ۔ ۹ مئی ۔ فلسطین کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بدھ کو نیویارک میں سلامتی کونسل کا اجلاس ہو رہا ہے۔ شام نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ سلامتی کونسل کی طرف سے اسرائیل کے خلاف عربوں کی شکایت پر غور کرنے کے بجائے اسرائیل کی شکایات پر بھی ایک ساتھ غور کرنے کا فیصلہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مغربی طاقتیں عربوں کو اسرائیل کے ساتھ بات چیت کرنے پر مجبور کرنا چاہتی ہیں۔

تل ابیب ۹ مئی ۔ سرکاری ذرائع سے اطلاع کے مطابق کل رات بیت المقدس کے قریب اسرائیل اور اردن کے دستوں میں جھڑپ ہوئی جس میں ایک اردنی اور اسرائیلی سپاہی ہلاک ہوئے اور طرفین کے متعدد سپاہی زخمی ہوگئے۔

تہران ۔ ۹ مئی ۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ نے تنازعہ تیل کا فیصلہ ہونے تک ایران کی اقتصادی حالت کو مستحکم بنانے کے لئے کروڑوں ڈالر کی امداد منظور کی ہے۔

دمشق ۔ ۹ مئی ۔ شام کے چیف آف سٹاف جنرل شوکت شیکر ہوائی جہاز کے ذریعہ قاہرہ روانہ ہوگئے ہیں، جہاں آپ عرب ملکوں کی فوجی کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے دوسرے عرب ملکوں کے نمایندے قاہرہ پہنچ چکے ہیں۔ کانفرنس میں عرب ملکوں کا مشترکہ دفاعی نظام مرتب کرنے اور اسرائیل کے خلاف متحدہ فوجی اقدام کے مسائل پر غور کیا جائیگا ادھر لبنانی فوج کے چیف آف سٹاف کے نائب میجر جنرل آرتھر ٹروڈی اپنے عملہ سمیت آج دمشق پہنچ گئے ہیں۔ آپ حکومت شام کے افسروں سے بات چیت کریں گے۔

جنیوا ۔ ۹ مئی ۔ ہندچینی کی بات چیت میں حصہ لینے والے چینی وفد کے ترجمان نے کہا ہے کہ فرانس نے ہندچینی میں امن قائم کرنے کے متعلق جو منصوبہ پیش کیا ہے شاید اسے چین مسترد کر دے۔

حیدرآباد ۔ ۹ مئی ۔ آل انڈیا ہندو مہاسبھا نے کل رات ایک قرارداد منظور کی جس میں صدر آئزن ہاور کو متنبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کے لئے امریکی فوجی امداد سے جمہوریت کے نصب العین کو نقصان پہنچے گا امریکہ کے اس غیر دوستانہ اقدام سے ہندوستان ایسی طاقتوں سے امداد قبول کرنے پر مجبور ہوجائے گا جن کی امریکہ روک تھام کرنا چاہتا ہے، قرارداد میں یہ ترمیم مسترد کردی گئی کہ ہندوستان اشتراکی نظریہ سے کسی قسم کی وابستگی کے بغیر مخالف گروپ سے امداد لے۔ ہندو مہاسبھا کے صدر مسٹر این سی چٹرجی نے اپنے خطبہ صدارت میں تمام ہندوستانیوں سے کہا ہے کہ وہ امریکہ کے خلاف متحد ہوجائیں۔

منیلا ۔ ۹ مئی ۔ منیلا میں جو سالانہ ایشیائی مقابلے ہو رہے ہیں وہ ختم ہوگئے ہیں۔ پاکستان نے ان مقابلوں میں سونے کے پانچ اور چاندی کے ۹ اور تانبے کے دو تمغے حاصل کئے ہیں۔

لنڈن ۔ ۹ مئی ۔ برطانیہ کے آزاد خیال اخبار "آبزرور" نے لکھا ہے کہ ایشیا میں طاقت کا توازن اشتراکیت کے حق میں ہوتا جا رہا ہے اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کو یہ واضح کردینا چاہیئے کہ وہ احمقانہ مشوروں پر کان دھر کر ایشیائی غیر جانبداری کی حوصلہ افزائی کرنے اور افریقی خیر سگالی سے ہاتھ دھونے کا ارادہ نہیں رکھتے

لاہور ۔ ۹ مئی ۔ حکومت پنجاب نے غیر مزروعہ سرکاری اراضی کو پٹہ پر دینے کی سکیم کی تفصیلات اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو بھیجکر انہیں ہدایت کی ہے کہ اراضی حاصل کرنے کے خواہشمندوں سے درخواستیں ہر ضلع میں وصول کرکے انہیں درج رجسٹر کیا جائے اور ہر درخواست دہندہ کو رسید دی جائے ۔ درخواست دہندگان کے لئے مطبوعہ فارم سپلائی کردیئے جائیں گے، جو دو آنہ کے حساب سے فروخت ہوں گے۔ ڈپٹی کمشنروں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی کریں کہ فارم بلیک مارکیٹ میں فروخت نہ ہونے پائیں اور ان کے حصول میں عوام کو تکلیف نہ ہو ضلع کی کمیٹی فارموں کی جانچ پڑتال کرے گی اضلاعی کمیٹیوں کی تشکیل کے متعلق ابھی وضاحت نہیں کی گئی اراضی کی الاٹ کی پسند کرنے کے لئے عوام کو سہولتیں بہم پہنچانے کی تلقین کرتے ہوئے اضلاعی حکام سے کہا گیا ہے کہ افسران مال کو اس کام کے لئے مامور کیا جائے۔ لاٹ بندی کے ملاحظہ کی فیس ایک روپیہ مقرر کی گئی ہے ۲۰ سال کے لئے پٹہ پر دی جانے والی اراضی کے کرایہ کی شرح مقرر کرنے کے بارے میں اضلاعی حکام کو خاص طور پر تاکید کی گئی ہے کہ وہ ہر اس لاٹ کا ملاحظہ خود کریں جو پٹہ پر دی جائے اور قطعہ اراضی کی کیفیت اور محل وقوع دیکھ کر مناسب کرایہ بھی خود ہی تجویز کریں کرایہ کی شرح مقرر کرتے وقت یہ امر پیش نظر رکھا جائے یہ کرایہ پانچ روپے فی ایکڑ فی فصل سے کم کسی صورت میں نہ ہو ۔ یہ کم سے کم شرح ہے جو مقرر کی گئی ہے اور اس میں مزید کمی کرنے کے افسران ضلع مجاز نہ ہوں گے مالیہ اراضی بھی اس میں شامل ہوگا۔ مزید ہدایت کی گئی ہے کہ ماسوائے ان درخواستوں کے جو ٹیکنیکل وجوہ کی بناء پر مسترد کردی گئی ہوں تمام درخواستیں سفارشات کے ساتھ براہ راست حکومت پنجاب کو ۱۵ جولائی ۱۹۵۴ء سے قبل ارسال کی جائیں۔ صرف اطلاع کے طور پر ڈویژن کے کمشنر صاحبان کو نقول بھیجدی جائیں۔ اگر کمشنر صاحبان سفارشات کی وصولی کے پندرہ دن کے اندر اندر کوئی اعتراض حکومت کو ارسال نہیں کریں گے تو اضلاعی حکام کی سفارشات

مرکزی ایسوسی ایشن لاہور

کا ہفتہ وار اجلاس

مورخہ ۹ مئی ۱۹۵۴ء کو سات بجے احمدیہ بلڈنگس میں زیر صدارت عبدالغفور صاحب نائب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مظفر حسن صاحب خادم نے کی ۔ بعدہ گذشتہ اجلاس کی کارروائی پڑھی گئی ۔ پھر عزیزی ظفر اقبال نے ایک مختصر نظم پڑھی اس کے بعد محمد اسلم صوفی صاحب نے مشہور پولیٹکل لیڈر جمال الدین افغانی رح کے حالات زندگی بتائے جن سے موصوف کی لیاقت ۔ خدمات اسلامی اور بلند اخلاقی کا پتہ چلتا ہے ۔ بعدازاں محبوب اشرف صاحب نے انگریزی میں ایک مقالہ پڑھا ۔ اس میں انہوں نے تحریک احمدیت کے کارہائے نمایاں اور خدمات اسلام کا ذکر کیا ۔ عبداللطیف صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کے چند قیمتی ارشادات پڑھے اور آخر میں راقم الحروف نے روزہ کے روحانی، جسمانی، اخلاقی اور دنیاوی فوائد پر ایک مضمون پڑھا ۔ پھر تنقید و تبصرہ کی باری آئی جس میں محمد اسلم صوفی صاحب ضیاالحق طاہر صاحب اور راقم نے حصہ لیا۔ اس اجلاس میں یہ تجویز بھی کی گئی کہ صدر انجمن کو درخواست کی جائے، کہ مرکزی لائبریری کا انتظام زیادہ بہتر بنانے کے لئے اسے نوجوانوں کے سپرد کیا جائے، یہ تجویز باتفاق رائے منظور ہوئی۔ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے دعا سے پہلے حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی چند قیمتی یادوں کا تذکرہ فرمایا اور دعا پر اجلاس برخواست ہوا ۔

سلطان محمد سیکرٹری

مرکزی ایسوسی ایشن لاہور

پیغام صلح مؤرخہ ۱۲ مئی ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۹

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۸ تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور فون نمبر ۳۷۴۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا مصطفٰے ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲	یوم شنبہ مورخہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۵۴ء	نمبر ۳۰

جواہر پارے

حلم اور بردباری

قرآن مجید سے:-

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظًّا غلیظ القلب لانفضوا من حولک (آل عمران ۱۵۹)

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تو ان کے لئے نرم مزاج ہے اور اگر تو سخت کلام اور سخت دل ہوتا تو تیرے اردگرد سے وہ بھاگ جاتے۔

حدیث سے:-

عن ابن عباسٍ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاشج عبد القیس ان فیک لخصلتین یحبھما اللہ و رسولہ الحلم والاناۃ۔ (مسلم)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس کے سردار اشج سے فرمایا کہ تجھ میں دو خصلتیں ہیں جنہیں خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں ایک بردباری اور دوسرے آہستگی۔

عن انس قال کنت امشی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ بردٌ نجرانیٌ غلیظ الحاشیۃ فادرکہٗ اعرابیٌ فجبذہٗ جبذۃً شدیدۃً ورجع نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نحر الاعرابی حتی نظرت الی صفحۃ عاتق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اثرت بھا حاشیۃ البرد من شدۃ جبذتہ ثم قال یا محمد مرلی من مال اللہ الذی عندک فالتفت الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ضحک ثم امر لہ بعطاءٍ (صحیحین)

انسؓ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلعم کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ موٹے کنارہ کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ رستہ میں ایک بادیہ نشین آپ سے ملا۔ اور آپ کو نہایت شدت اور سختی سے آپ کی چادر پکڑ کے کھینچا کہ آپ بدوی کے سینہ کے آگے کھنچ آئے۔ میں نے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کو دیکھا تو بدوی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے اس پر چادر کے کناروں کے نشان پڑ گئے تھے پھر بدوی بولا محمد! خدا کا مال جو تمہارے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم کرو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے اور اسے دینے کا حکم صادر کیا۔

عن ابی سعیدٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحلیم الا ذو عثرۃ ولا حکیم الا ذو تجربۃٍ (ترمذی)

ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ پورا بردبار وہ ہے جس نے اپنے کاموں میں خود لغزشیں کھائی ہوں اور کامل دانشمند وہ ہے جسے پورا تجربہ حاصل ہو۔

قرآن شریف کے دو بڑے حکم

حضرت امام زمان کے ارشادات

قرآن شریعت کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عز اسمہٗ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسا کہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں اور وہ آیت کریمہ یہ ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربٰی پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو پس جیسا کہ درحقیقت بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں کوئی بھی محبت کے لائق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت اور ربوبیت خاصہ کے ہر یک حق اسی کا ہے اسی طرح تم بھی اس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اس کی محبت میں اور اس کی ربوبیت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

(ازالہ اوہام)

مسیح موعود نمبر

۲۶ مئی حضرت امام زمان مجدد وقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم وصال ہے اس موقعہ پر آپ کی یاد میں "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر ہر سال شائع ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ کاغذ کی کمی کی وجہ سے اس سال زیادہ ضخیم پرچہ شائع کرنا مشکل ہے تاہم آیندہ ہفتہ (۲۲ مئی) کا پرچہ ناغہ کرکے ۲۶ مئی کا پرچہ ۱۲ صفحات پر شائع کرنے کا انتظام کیا گیا ہے جس میں حضرت امام وقت کی صداقت پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی جائے گی۔ کوشش کی جائے گی کہ یہ پرچہ زیادہ تعداد میں شائع ہو۔ جن دوستوں کو زیادہ کاپیوں کی ضرورت ہو وہ بہت جلد لکھ کر بھیجدیں تاکہ ضرورت کے مطابق چھپوایا جا سکے۔

خاکسار۔ منیجر پیغام صلح

شیخ محمد طفیل صاحب کی آمد

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں خوشی سے سنی جائے گی کہ ہمارے محترم دوست شیخ محمد طفیل صاحب ووکنگ (انگلستان) میں اڑھائی سال تک خدمات اسلام بجالانے کے بعد واپس کراچی پہنچ چکے ہیں اور ۱۶ مئی بروز اتوار صبح ۷ بجے پاکستان ایکسپریس سے لاہور پہنچ جائیں گے، امید ہے جماعت لاہور کے سب دوست وقت مقررہ پر ان کے استقبال میں شریک ہوں گے۔

مسیح کا نزولِ ثانی اس عنوان سے دو مقالات پیغام صلح کے گذشتہ دو نمبروں میں شائع ہو چکے ہیں، افسوس ہے کہ بعض ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے زیر نظر پرچہ میں اس سلسلہ کو جاری نہیں رکھا جا سکا، آئندہ نمبر میں اس کی تیسری قسط شائع ہوگی، انشاء اللہ۔

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اشتراکیت کا فتنہ

اشتراکیت کے خطرناک عزائم ملک و ملت کے لئے جن مصائب و آلام کا موجب ہو سکتے ہیں ان سے قوم کا سمجھدار طبقہ ناواقف نہیں - ابھی تھوڑے دن ہوئے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک فیروز خاں نون نے اشتراکیت کو ملک کا سب سے بڑا دشمن قرار دیتے ہوئے صوبہ کی مختلف جماعتوں سے ایک متحدہ طاقت کے ذریعہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپیل کی تھی۔

اس میں شک نہیں کہ اس خطرناک تحریک کا قدم روز بروز بڑھ رہا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ مشرقی پاکستان کے بعد مغربی پاکستان میں اشتراکیت اپنے پاؤں منہ پھیلائے اور ملک کے امن و امان کو فتنہ و فساد میں تبدیل نہ کر دے - اور ایسے روح فرسا حالات پیدا نہ کر دے جن سے ملک کی سالمیت خطرہ میں پڑ جائے - بناءً علیہ ہر بہی خواہ ملک و ملت کا فرض ہے کہ وہ اس دشمن اسلام تحریک کا وقت پر قلع قمع کرنے کا فکر کریں - ایک طرف اگر حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسے کڑے انتظامات عمل میں لائے جن سے یہ فتنہ ملک کے اندر سر نہ اٹھا سکے تو دوسری طرف عامۃ الناس کا فرض ہے کہ وہ اس کی بیخکنی کے لئے حکومت کا ہاتھ بٹائیں - اور اس حقیقت کو بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ اگر اس فتنہ کو فرو کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو پھر اسلامی مملکت کو پروان چڑھانے کے جو خواب ہم دیکھ رہے ہیں وہ کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہونگے۔

ملک و ملت کی یہ دشمن تحریک اپنے ناپاک عزائم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن تدبیر کو عمل میں لا رہی ہے **روس** کے تنخواہ دار ایجنٹ دن رات مصروف عمل ہیں - روپیہ دیکر لوگوں کو خریدا جاتا ہے - ملک کے مختلف طبقوں میں منافرت کے جذبات پھیلا کر ان کو آپس میں لڑوا دینا، ملک میں بد امنی اور بد دلی اور اضطراب کی لہر پیدا کرنا، لوگوں کو دولت کے سبز باغ دکھا کر حکومت وقت سے بدظن کرنا ان بھلے مانسوں کا دن رات کا شیوہ ہے پاکستان کے بھولے بھالے لوگ دنیا کے دوسرے لوگوں کی طرح اگر ان کے ہتھکنڈوں میں آ جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ یہ لوگ عجیب عجیب طریقوں سے دلوں کے اندر گھر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لہٰذا ملک کے فہمیدہ طبقہ کے لئے ضروری ہے کہ اس تحریک کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کریں - ایک منظم جماعت تیار کی جائے جو لیکچروں، تقریروں اور لٹریچر کے ذریعہ اس کے نقصانات سے لوگوں کو متنبہ کرے - اس باب میں ہمارے علماء پر سب سے زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے - اگر ۔۔۔۔ علماء فی الواقعہ اسلام اور مملکت اسلام کے بہی خواہ ہیں تو انہیں اس دشمن اسلام تحریک کے کچلنے کے لئے کھڑا ہو جانا چاہیئے - افسوس ہے کہ اب تک ۔۔۔ علماء اصل دشمن کی سرکوبی کے بجائے آپس میں نبرد آزمائی کرنے میں اپنی عزیز طاقت اور وقت ضائع کر رہے ہیں، تعمیر کی بجائے تخریب کا کام کرنے میں مصروف ہیں، وہ دوست اور دشمن میں تمیز کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے - جن باتوں میں ملک اور قوم کی اصل فلاح مرکوز ہے اس کے پاس نہیں پھٹکتے - اور فرقہ وارانہ عداوت کی آگ بھڑکانے کو ہی اپنا سب سے بڑا کارنامہ یقین کرتے ہیں - اگر انہیں فی الواقعہ دین اسلام کا درد ہے اور اگر انہیں فی الحقیقت پاکستان اور پاکستان کی سالمیت عزیز ہے تو وہ بقول وزیر اعلیٰ پنجاب' پاکستان کے سب سے بڑے دشمن کا مقابلہ کرکے اس کو نیچا دکھانے کی کوشش کریں ۔۔۔۔۔ علماء کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپس میں جنگ جدل کا میدان گرم کرنا نہایت غیر مستحسن اور نہایت افسوسناک امر ہے اور اس کے نتائج ملک قوم کے لئے سخت مہلک ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ دشمن کے خلاف سرگرم عمل ہوں، انہیں چاہیئے کہ وہ موقعہ کی نزاکت کو سمجھیں اور صحیح طریق سے ملک ملت کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور اپنے جلسوں اور تقریروں اور خطبوں کا رخ کسی مفید کام کی طرف پھیر دیں اور وہ ہے اشتراکیت کے خلاف محاذ قائم رکھنا اس میں ان کا اپنا بھی بھلا ہے اور ملک و قوم کا بھی - ع

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم

معاشرے کا سب سے بڑا نقص

معاصر "نوائے وقت" میں ایک صاحب مملکت پاکستان کی موجودہ مشکلات اور اندرونی انتشار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"تمام انتشار ہمارا اپنا پیدا کردہ ہے - ہم نے اپنی جانوں اور مالوں کا محافظ ان لوگوں کو بنایا، جنہوں نے اپنے مفاد کی خاطر سادہ لوح عوام کے مال و جان کو خاک و خون کے حوالے کر دیا - ہم نے اپنے ایمان کا محافظ ان کو بنایا، جن کے متعلق خود خدا کے برگزیدہ نبی نے فرمایا کہ یہ لوگ روئے زمین پہ بدترین مخلوق ہوں گے - اور ان کا کام صرف فتنے کھڑے کرنا ہوگا" پھر ہم نے اپنی نمایندگی کے لئے ہر اس شخص کو کافی سمجھا جس کی عمر اکیس سال تک پہنچ جائے - خواہ اسے الف یا ب کی پہچان ہو یا نہ ہو - ہم نے سادہ مزاج بے سمجھ اور جاہل عوام کی آواز کو جمہور کی آواز قرار دے کر اس کے آگے خاموشی اور خوف کو بہتر سمجھا - ہمارے عقلمند باسمجھ اور با اثر طبقہ نے ان عوام کے سامنے آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ کی - ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا نقص یہ ہے - کہ ہم تمام برائیوں کو اپنے سامنے ہوتا دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ لوٹ مار اور قتل و غارت کے شور کو سن کر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں"

کون صاحب بصیرت انسان ان حقائق کو تسلیم نہ کرے گا، فی الواقعہ ہمارے معاشرہ کا یہی سب سے بڑا نقص ہے کہ آج لوگ آنکھیں رکھتے ہوئے اپنی برائیاں دیکھنے اور زبان رکھتے ہوئے ان کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں، بعینہٖ یہی حالت یہود قوم کی تھی، جن کے متعلق قرآن نے فرمایا ہے کہ کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ وہ ان برائیوں سے منع نہ کرتے تھے جو ان کے سامنے ہوتی تھیں اسی چیز نے ان کو غضب الٰہی کا مورد بنایا اور یہی چیز آج مسلمانوں کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے، جب تک قوم میں حق گو انسان پیدا نہ ہوں جو کسی قسم کی مشکلات کی پروا نہ کرتے ہوئے قوم کو غلط رستہ کی طرف جانے سے روکنے کی کوشش کریں اس وقت تک، صورت حالات کی اصلاح ناممکن ہے، ضرورت ہے کہ اسلامی قانون نافذ کرنے سے پہلے قوم میں اسلامی زندگی پیدا کی جائے اور ایسے لوگ ہوں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں، کہ اس کے بغیر کامیابی محال ہے ۔

مسلمانوں کی باہمی رواداری

معاصر "نوائے وقت" رقمطراز ہے :-

ایک ضلعی اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ منٹگمری کے ایک نواحی گاؤں میں مختلف عقائد کے مسلمانوں میں فساد ہو گیا جس میں ایک مؤذن ہلاک اور متعدد مسلمان مجروح ہوئے - اخباری اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ تنازعہ درود شریف بلند آواز سے پڑھنے پر ہوا، جو لوگ اس کے مخالف تھے وہ مسلح ہو کر مسجد میں دوسرے لوگوں پر حملہ آور ہوئے - اس سے پیشتر مختلف شہروں اور قصبات میں بھی عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر تنازعات ہوتے رہے ہیں جن میں بسا اوقات نوبت قتل و غارت تک پہنچتی رہی ہے - اس قسم کے افسوسناک واقعات اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ اسلام جس رواداری کی تلقین کرتا ہے وہ کس حد تک ناپید ہوتی جا رہی ہے - نظریاتی اختلاف ہر جگہ ہوتا ہے لیکن اس کو سلجھانے کے لئے علمی بحث و مذاکرہ کی جگہ تلوار اور لاٹھی کا استعمال کسی صورت مستحسن نہیں عقاید میں معمولی اختلاف صدیوں سے چلے آ رہے ہیں آئمہ کرام بھی مسائل کی توجیہہ میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے تھے اپنے مسلک کی صحت کے لئے دلیل پیش کرتے تھے لیکن اگر کوئی ان کے استدلال سے مطمئن نہیں ہوتا تھا تو وہ لٹھ کا سہارا نہیں لیتے تھے بلکہ حسن اخلاق، علمی راست بازی سے دوسروں کو ہمنوا بنانے کی سعی و جدوجہد کرتے تھے - یہ رواداری اور اختلاف کو برداشت کرنے کی صلاحیت ہی تھی کہ نظریات اور عقاید کے اختلاف کے باوجود مسلمان ایک ملت چلے آ رہے ہیں' بدقسمتی سے انحطاط و زوال کے دور میں برداشت، تحمل، رواداری اور نظریاتی اختلاف کے باوجود باہمی احترام کا میدان بھی سکڑ گیا ہے - معمولی باتوں پر تکفیر کی تلوار بے نیام ہو جاتی ہے سب سے

مسلم لیگ کی طرف سے فسادات میں حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی

(فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

لیگی کارکنوں کی فرد عمل

مسلم لیگی کارکنوں نے رضاکار بھرتی کرنے اور فنڈ جمع کرنے میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ان میں سے بعض احمدیت راست اقدام کمیٹیوں کے رکن یا ڈکٹیٹر بنے اور فسادات شروع ہونے پر پوری طرح تحریک میں کود پڑے مسلم لیگ کے تقریباً ۲۱۷ کارکنوں نے تحریک میں حصہ لیا ان کی تفصیل مسٹر محمد حسین سپرنٹنڈنٹ پولیس کی تیار کی ہوئی ایک فہرست میں درج ہے جو اضلاع سے موصول ہونیوالی سرکاری اطلاعات کے اعداد و شمار سے مرتب کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میانوالی کے سوا ہر ضلع متاثر ہوا تھا۔ ذیل کی جدول سے معلوم ہوجائے گا کہ ہر ضلع کے کتنے کارکن متاثر ہوئے:۔

لاہور ۲۷ - سیالکوٹ ۲۸ شیخوپورہ ۱۲ - گجرات ۱۸ - سرگودھا ۸ - جہلم ۹ - راولپنڈی ۱۲ - کیمبل پور ۵ - منٹگمری ۱۸ - جھنگ ۱۰ - ڈیرہ غازیخاں ۳ - مظفرگڑھ ۱۶ - ملتان ۱۲ - گوجرانوالہ ۳۴ - لائل پور ۱۶ - کل ۲۷۷

ان بھلے مانسوں نے نہ صرف جلوسوں میں حصہ لیا، بلکہ ایسے ہجوموں کی قیادت کی جو تشدد پر مائل تھے - دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی خلاف ورزی کی اور تحریک کی مالی امداد کے لئے فنڈ فراہم کئے۔ اس فہرست میں جن لوگوں کے نام آتے ہیں ان میں مسلم لیگ کی مختلف تنظیموں کے صدر، سینیئر نائب صدر، نائب صدر، سیکرٹری خزانچی اور دوسرے عہدیدار سبھی شامل ہیں، ان میں سے چار صوبہ مسلم لیگ کے کونسلر، پانچ مسلم نیشنل گارڈ کے ارکان، دو ایڈووکیٹ اور ایک اُردو روزنامہ کا ایڈیٹر بھی شامل تھا، ان میں سے چودہ کو پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ (۳) ۳، چھ کو اس قانون کی دفعہ ۲۱، گیارہ کو دفعہ ۱۸۸، ضابطہ فوجداری، چھ کو مارشل لاء ریگولیشنز اور ایک کو تعزیرات پاکستان کی دفعات ۱۲۴-الف اور ۵۰۵ - کے تحت گرفتار کیا گیا - ان میں سے دو مفرور ہو گئے اور ایک کو تنبیہ کے بعد چھوڑ دیا گیا - ایک نمبردار تھا جسے اس عہدے سے برخواست کیا گیا اور ایک ڈیلر کا لائسنس معطل کر دیا گیا -

لیگ کی طرف سے حوصلہ افزائی

صوبائی لیگ نے ان تمام سرگرمیوں پر کسی اضطراب و تشویش کا اظہار نہیں کیا اور ہمارے سامنے جو ضخیم ریکارڈ پیش کیا گیا ہے اس میں کہیں بھی اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ صوبائی لیگ نے ان سرگرمیوں کی کہیں بھی مذمت کی ہو، فی الحقیقت بعض حلقوں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ تحریک کو صوبائی مسلم لیگ کی حمایت و تعاون حاصل تھا -

مطالبات اگرچہ احمدیوں کے متعلق تھے لیکن وہ حکومت کے خلاف تھے - ان دنوں جیسا کہ اب بھی ہے، مسلم لیگ برسراقتدار تھی۔ ہمارے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ جو لوگ مسلم لیگ کے ڈسپلن کے پابند ہوں وہ ایسی تحریک یا راست اقدام کی مہم میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ مزید برآں جماعت سے غیر وفاداری کے اس اہم اقدام کی وضاحت نہیں کی گئی - اس سلسلہ میں گوجرانوالہ اور سرگودھا کے واقعات مخصوص نوعیت کے حامل ہیں، ہم نے ان مقامات کے بعض مسلم لیگیوں سے وضاحت بھی طلب کی ہے -

اس ضمن میں ہماری ساعت کا حاصل حسب ذیل ہے :-

ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے اپنے بیان میں لکھا ہے :-

"شہری مسلم لیگ پر جو گروہ برسراقتدار ہے اس نے قانون شکنی کی حمایت کی اور حکومت کے اقدام کی مذمت کرتے ہوئے ان گرفتار فسادیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا، جنہوں نے عوامی اجتماعوں پر پابندی کے احکام کی خلاف ورزی کی تھی - اسی سلسلے میں ایک قرارداد بھی منظور ہوئی اور پوسٹر شائع کیا گیا...... مقامی مسلم لیگ کے عہدیدار صورت حال کے تقاضوں سے عہدہ برآ نہ ہوسکے اور لیگ ہی میں اپنے مخالف گروہ مثلاً شیخ برکت علی، شیخ محمد عاشق وغیرہ کے ہاتھ سے زمام قیادت چھیننے کی امید پر تحریک چلانے والوں سے مل گئے۔"

مسٹر منظور حسن لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن ہیں۔ وہ مسلم لیگ ہی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے۔ وہ شہری مسلم لیگ گوجرانوالہ کے سیکرٹری بھی ہیں، وہ ایڈووکیٹ ہیں اور اس حیثیت سے ان ملزموں کی پیروی کرتے رہے ہیں جن پر مساجد میں غیر مذہبی نوعیت کے اجتماعات پر پابندی کے احکام کی خلاف ورزی کے مقدمات چل رہے تھے۔ جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے۔ ۲۰ رجون ۱۹۵۲ء کو احرار کے بعض سرکردہ رہنماؤں نے نماز جمعہ کے بعد گوجرانوالہ کی مسجد شیرانوالہ باغ میں جلسۂ عام سے خطاب کیا اس جلسہ کا اعلان ایک روز پہلے اسی انداز سے ہوچکا تھا جس طرح عموماً عوامی جلسوں کا اعلان ہوتا ہے، اس کا انعقاد بھی نماز جمعہ کے بعد ہوا، شہری مسلم لیگ گوجرانوالہ کے ایک اجلاس میں مسٹر منظور حسن نے ایک قرارداد میں ان افراد کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا جنہیں ۲۰ رجون کو نماز جمعہ کے بعد ہونے والے اجتماع کا اہتمام یا اس سے خطاب کرنے یا دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت احکام کی تنسیخ کا مطالبہ کرنے کے الزامات میں گرفتار کیا تھا، انہیں اس عدالت میں ۹۷ ویں گواہ کی حیثیت سے طلب کیا گیا تھا ان کے بیان کا متعلقہ حصہ حسب ذیل ہے :-

سوال :- آپ نے تحریری بیان میں کہا ہے کہ ایک ایسی پارٹی آپ کی مخالف تھی جو ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی منظور نظر تھی - ازراہ کرم اس پارٹی کے ارکان کے نام بتایئے؟

جواب :- (گواہ نے بعض افراد کے نام گنانے کے بعد کہا) ان میں سے سیٹھ غلام قادر، سیٹھ محمد عبداللہ، شیخ برکت علی اور شیخ عاشق حسین مسلم لیگ کے رکن ہیں -

حکومت کی مذمت

سوال :- کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ قرارداد منظور کر کے آپ حکومت کی مذمت کر رہے تھے -

جواب :- میں نے یہ بات محسوس نہیں کی کہ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتاریوں کی مذمت کر کے میں خود حکومت کی مذمت کر رہا تھا -

سوال :- دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کی خلاف ورزی کرنے پر کون گرفتار ہوئے ؟

جواب :- صاحبزادہ فیض الحسن، ان کا بیٹا جس کا نام مجھے معلوم نہیں، مولوی عبدالواحد اور بعض دوسرے افراد - ان گرفتار ہونے والوں میں سے اکثر احراری تھے -

سوال :- جب ان کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو کیا آپ نے ان کی وکالت کی ؟

جواب :- میں پیشہ کے اعتبار سے وکیل ہوں اور جب صاحبزادہ فیض الحسن کے بیٹے اور مولوی عبدالواحد کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو میں نے ان کی وکالت کی،

سوال :- کیا ایسا بھی کوئی الزام تھا کہ ان میں سے کسی نے دفعہ ۱۴۴ ضابطۂ فوجداری کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریر کی ہے ؟

جواب :- عدالت میں پولیس کی پہلی اطلاع کی رپورٹ پیش کی گئی تھی اس لئے مجھے معلوم نہیں کہ ان پر یہ الزام تھا یا نہیں..........میں نے یہ ضرور سنا تھا کہ صاحبزادہ فیض الحسن نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ایک حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریر کی ہے ..... مجھے یہ بات تسلیم نہیں کہ انسان مسجد میں جو تقریر چاہے کرسکتا ہے صاحبزادہ فیض الحسن نے مسجد میں تقریر کی تھی -

سوال :- اگر آپ یہ اصول درست نہیں سمجھتے کہ انسان کو مسجد میں ہر قسم کی تقریر کا حق حاصل ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ صاحبزادہ فیض الحسن نے کسی قسم کی تقریر کی تو آپ اس قرارداد کے حامی کیوں بنے جس میں ایسی ہی تقریر پر صاحبزادہ فیض الحسن کی گرفتاری کی مذمت کی گئی تھی ؟

جواب :- مساجد میں ہونیوالی کسی کارروائی پر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت احکام صادر ہونے کے ہم خلاف تھے -

سوال :- کیا آپ نے یہ قرارداد پیش کرنے سے پہلے صوبہ مسلم لیگ سے مشورہ کیا تھا ؟

جواب :- جی نہیں ...... اگلے روز صبح مجھے میری مرضی کے خلاف گوجرانوالہ سے لے جاکر پنڈی بھٹیاں میں ڈال دیا گیا -

سوال :- آپ گوجرانوالہ کب واپس آئے ؟

جواب :- اس سے اگلے روز -

سوال :- کیا آپ نے پھر کسی جلوس کی قیادت کی ؟

جواب :- میں نے اپنی مرضی سے کسی جلوس کی قیادت نہیں کی ۔ ۷ رمارچ کو جب میں پنڈی بھٹیاں سے لوٹا تو گھنٹہ گھر کے قریب مجھے تیس چالیس لڑکوں کا ایک بہت بڑا جلوس دکھائی دیا - ایجی ٹیشن کرنے والوں نے مجھے ٹرک پر بٹھا لیا جلوس کوتوالی پولیس سٹیشن کے قریب ایک مسجد کے باہر رکا گیا -

سوال :- کیا آپ پھر مسجد کے اندر گئے ؟

جواب :- مجھے زبردستی مسجد میں لے جایا گیا اور دھمکی دے کر اس دستاویز پر دستخط کرائے گئے جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے

(باقی آئندہ)

مکتوب امریکہ

ایک امریکن میاں بیوی کا قبول اسلام - ایک سکھ طالب علم سے گفتگو - ایک کیتھولک کلب میں لیکچر

(میاں بشیر احمد صاحب منڈو)

محبی و مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - بارہ اپریل کو ایک سکھ طالب علم یوباسٹی سے تشریف لائے - تقریباً تین گھنٹے ان سے تبادلۂ خیالات ہوتا رہا - بعض دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ اسلام پھیلنے کا سب سے بڑا ذریعہ تلوار تھی، میں نے کہا آپ یہ بتلائیں کہ کیا گرو نانک جی مسلمان تھے، کہنے لگے، نہیں میں نے کہا یہ بات درست نہیں کہ وہ مسجدوں میں جایا کرتے تھے بلکہ مکہ بھی تشریف لے گئے تھے اور بابر کو بھی انہوں نے برکت دی تھی کہ کئی پشتوں تک حکومت اُن کے خاندان میں رہے گی؟ اگر مسلمانوں کا کام یہی تھا کہ وہ غیر مسلموں کو بجبر دائرہ اسلام میں داخل کریں تو انہوں نے ایک غیر مسلم کو کیسے اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ ان کی عبادتگاہوں میں بھی جائیں اور مکہ بھی پہنچ جائیں اور پھر ان کے ظلموں کو دیکھ کر بابا جی کیسے بابر کو برکت دے سکتے تھے - کہنے لگے آپ کی دلیلیں تو ٹھیک معلوم ہوتی ہیں، مگر میں نے تو تاریخ کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ مسلمان بادشاہ بتوں کو توڑتے تھے، مندروں کو ڈھاتے تھے اور ہندوؤں کو اپنا دھرم بدلنے پر مجبور کرتے تھے، میں نے کہا کہ جو تاریخ کی کتابیں آپ نے پڑھی ہیں کیا وہ انگریزوں کی لکھی ہوئی نہیں ہیں اور کیا انگریزوں کی پالیسی ہندوستان میں یہ نہیں تھی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑائیں اور ان کی کشیدگی زیادہ سے زیادہ بڑھاتے جائیں تاکہ ان کا کبھی آپس میں ملاپ نہ ہو سکے، کہنے لگے، ہاں یہ تو ٹھیک ہے - میں نے کہا پھر آپ ایسے لوگوں کی باتیں کیوں مانتے ہیں جن کے متعلق آپ کو بخوبی علم ہے کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو جدا رکھنے کے لئے ہر قسم کا جھوٹ بولنے اور لکھنے کے لئے تیار تھے، کہنے لگے اب میں سمجھ گیا، افسوس ہے میرا خیال کبھی ادھر نہ گیا -

اڑھائی برس سے یہاں ایک کمیٹی "فار فری ایشیا" قائم ہے - اس کا مقصد یہ ہے کہ ایشیائی قوموں کو امریکہ کا حامی، اور دوست بنانے کی کوشش کی جائے - اس کے نمایندے مختلف ملکوں میں موجود ہیں - ایک نمایندہ کراچی میں بھی ہے - پچھلی سردیوں میں اس کے ڈائرکٹر مسٹر ہیرلڈ ایس، افغانستان، پاکستان، سیلون، اور برما تشریف لے گئے تھے، ان کی واپسی پر ہماری طرف سے بھی انہیں درخواست کی گئی کہ وہ ان ممالک کے متعلق اپنے تاثرات بیان کریں، چنانچہ ۱۸ اپریل کو وہ ہمارے ہفتہ واری جلسہ میں شریک ہوئے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا، حاضرین کی تعداد تیس تھی، ان سب نے بڑی دلچسپی سے ان کی تقریر سنی اور مزید وضاحت کے لئے سوالات بھی پوچھتے رہے -

وائی ایم سی اے Stonestown کا ایک مدت سے تقاضا تھا کہ عارفہ صاحبہ ان کے ہاں جا کر تقریر کریں، ان کی اپنی خواہش بھی تھی کہ اپنا تبلیغی فرض ادا کریں، مگر کالج کے امتحان شروع تھے اور وہ اپنی پڑھائی میں اتنی منہمک تھیں کہ اس کے لئے فرصت نہ نکال سکیں، آخر انیس اپریل کو جونہی وہ اپنے امتحان سے فارغ ہوئیں انہوں نے سیدھا وائی ایم سی اے بلڈنگ کا رخ کیا، چھ بجے وہاں ان کی تقریر شروع ہوئی اور سات بجے ختم ہو گئی - تقریر کے بعد ڈنر میں شامل ہوئیں اور دس بجے شب کو واپس گھر تشریف لائیں -

۲۳ اپریل کو سان فرانسسکو سٹیٹ کالج کی ہیومینیٹی کلب میں میرا لیکچر ہوا اور اسی کالج کی انگلش کلب میں ۲۶ اپریل کو عارفہ صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا -

۲۵ اپریل کو ہمارے ہفتہ واری جلسہ میں سید اطاعت حسین صاحب، پاکستان قونصل جنرل نے ہمیں پاکستان کانسٹی ٹیوشن کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں، جلسہ میں خوب رونق تھی، حاضرین کی تعداد بائیس تھی،

۲۶ اپریل کو عصر کے وقت مسٹر اور مسز پال اپنے وعدہ کے مطابق میرے مکان پر پہنچ گئے، ان سے طے ہو چکا تھا کہ میں بھی ان کے ساتھ برلنگیم BURLINGAME جاؤں گا اور وہاں کی ہائی سکول گرلز کلب میں تقریر کروں گا، چھ بجے وہاں پہنچ گئے، سب لڑکیاں سولہ یا سترہ برس کی عمر کی ہوں گی مسز پال ان کی ایڈوائزر رہیں ان کی عمر بھی ۲۵ سال سے زیادہ نہ ہوگی، لڑکیوں نے میری باتیں بڑی توجہ سے سنیں اور سوالات بھی پوچھتی رہیں، میں نے اپنا لٹریچر جلسہ کے اختتام پر ان میں تقسیم کر دیا -

۲۹ اپریل کو میں سٹینفورڈ گیا - میرے ساتھ نیومن کلب کے صدر Noel de Nevers تھے - اس کلب میں سٹینفورڈ یونیورسٹی کے صرف کیتھولک طلبا شامل ہیں، یہ میری پہلی بار تھی، کہ کیتھولک مذہب کے لوگوں نے مجھ سے خواہش ظاہر کی ہو کہ میں اسلامی تعلیم سے انہیں واقف کروں، میرے لئے یہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی تحریک کی کہ وہ بھی اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اپنے کانوں سے سن لیں، خدا کرے کہ یہ پہلی بار آخری بار نہ ہو، بلکہ اس مثال کی پیروی کرنے والے کثرت سے پیدا ہو جائیں -

مسٹر Lee Bosity (جن کا اسلامی نام حمزہ سعید ہے) ۲۵ جنوری ۱۹۵۳ء کو مشرف باسلام ہوئے تھے - الحمد للہ کہ اب ان کی اہلیہ محترمہ نے بھی ان کی اس نیک مثال کی پیروی کی ہے - ان کا اسلامی نام "مومنہ" رکھا گیا ہے وہ دونوں ہماری جماعت میں بھی شامل ہیں۔

خاکسار

بشیر احمد منڈو

ختم نبوت کانفرنس

روزنامہ ملت ۷ مئی کے مکتوب بہاولپور سے :-

"بہاولپور میں دو روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو کر ختم ہو چکی ہے - اس کانفرنس میں احرار لیڈر مولوی محمد علی جالندھری ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین اور لال حسین اختر شریک ہوئے تھے - دو روزہ کانفرنس میں حاضرین کی تعداد خلاف توقع بہت کم تھی، جس کی وجہ سے یہ جلسہ کچھ پھیکا سا رہا - اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ لیڈروں کی مکاریوں کو جاننے لگے ہیں - حقیقت یہ ہے کہ پچھلے سال جن لوگوں نے تحریک ختم نبوت کا بیڑا اٹھایا تھا ان میں اکثر نیک نیت نہیں تھے - چنانچہ اکثر حضرات تو جیلوں سے معافیاں مانگ کر یا ضمانتیں کرا کے رہا ہو گئے اور بعض باہر رہ کر عوام سے اکٹھے کئے ہوئے چندے ہڑپ کرنے لگے -

" اب کیفیت یہ ہے کہ یار لوگ تحریک کی لیڈری کی آڑ میں ڈیلریاں لے رہے ہیں، سوت کے کوٹے حاصل کر رہے ہیں اور کپڑے کی ڈیلری کی درخواستیں دے رہے ہیں - جب بہاولپور میں تحریک کا زور تھا اور لیڈر لوگوں کو دھڑا دھڑ گرفتار کر رہے تھے اس وقت ریاست کے طول و عرض سے بیس ہزار کی رقم اکٹھی کی گئی تھی - مگر اس رقم کا کچھ پتہ نہیں کہ کہاں گئی؟ کہاں خرچ ہوئی اور کس کھاتے میں پڑی ہے؟ البتہ بعض بوالہوس لیڈروں نے ماڈل ٹاؤن میں مکان بنوا لئے ہیں، اور حد یہ ہے کہ جو لوگ دکانوں پر بیٹھ کر روٹی اور سالن بیچ کر گزر اوقات کیا کرتے تھے وہ بزعم خود سیٹھ بنے ہوئے ہیں - حالانکہ انہی سیٹھوں نے معافیاں مانگ کر تحریک کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگایا لیکن وہ کانفرنس منعقد کرتے ہوئے شرماتے نہیں اور ستم ظریفی یہ ہے کہ احرار "لیڈر" بھی بہاولپور میں آ کر انہی لوگوں کے پاس پلاؤ زردے اڑاتے ہیں - جن کا دامن قومی غداریوں سے تار تار ہو چکا ہے - اب سنجیدہ حلقے لوگوں کو دام ہم رنگ زمین سے بچانے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی کھائیں جو یوسف سا برادر ہووے

ایک حادثہ - حافظ عبد الرشید صاحب مبلغ سندھ اطلاع دیتے ہیں کہ ۸ اپریل کو جبکہ احقر ایک دوست کی تقریب خانہ آبادی کے سلسلہ میں سکھر جا رہا تھا گاڑی میں سوار ہوتے وقت پاؤں پھسلنے کی وجہ سے پائیدان سے گر گیا، ٹانگوں ...

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ تار کا پتہ "پیغام" لاہور فون نمبر ۳۷۲۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغامِ صلح

اداراۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۱

جواہر ریزے

تواضع - عجز و انکسار

قرآن مجید سے:

لاتمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منهم ولا تحزن واخفض جناحک للمؤمنین (حجر ع ۶ پارہ ۱۴)

(اور) وہ جو ہم نے ان میں سے کئی قسم کے لوگوں کو (دنیا کے چند روزہ) فائدوں سے بہرہ مند کر رکھا ہے تم ان پر اپنی نظر نہ دوڑاؤ (اور دین کی طرف سے ان کی بے پروائی دیکھکر) ان (کے حال پر) افسوس نہ کرنا اور مسلمانوں کیلئے بازو بچھا دینا - یعنے تواضع خاطر مدارات اور دلجوئی سے پیش آنا

وانذر عشیرتک الاقربین ۝ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین ۝ فان عصوک فقل انی بریٓء مما تعملون ۝ (شعرا ع ۱۱ پارہ ۱۹)

اور (اے پیغمبر) اپنے قریب کے رشتہ داروں کو (عذاب خدا سے) ڈراؤ - اور جو مسلمان تمہارے پیچھے ہوئے ہیں ان سے تواضع سے پیش آؤ - پس اگر لوگ تمہارا کہنا نہ مانیں تو صاف کہدو کہ میں تمہارے افعال سے بری الذمہ ہوں ۔

حدیث سے:

عن عمر رضی اللہ عنه قال وھو علی المنبر یا ایها الناس تواضعوا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول من تواضع للہ رفعه اللہ فهو فی نفسه صغیر وفی اعین الناس عظیم - ومن تکبر وضعه اللہ فهو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتی لهو اهون علیهم من کلب او خنزیر - (مشکوٰۃ)

امیر المومنین حضرت عمر سے روایت ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے لوگو فروتنی اختیار کرو، کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص صرف خدا کے لئے فروتنی اختیار کرتا ہے خدا اس کے رتبے کو اونچا کرتا ہے تو وہ اپنے نفس میں (اس وجہ سے کہ اپنے تئیں عاجز دیکھتا ہے) حقیر ہے مگر لوگوں کی آنکھوں میں وقیع اور وہ شخص بڑائی اور دون کی لیتا ہے خدا اس کا مرتبہ پست کرتا ہے تو وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور اپنی آنکھوں میں بزرگ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سؤر سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے - (مشکوٰۃ)

احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کا درجہ

حضرت مجدد وقت کے نزدیک عباد الٰہی کا رنگ کیا ہونا چاہیے

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اس کے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔ بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہو جائے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔

(ازالہ اوہام)

آئندہ پرچہ

"پیغامِ صلح" کا آئندہ پرچہ ۲۶ مئی کو شائع ہوگا جو حضرت مجدد وقت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کی تقریب پر مسیح موعود نمبر کے نام سے شائع ہوگا، اس لئے آئندہ بروز ہفتہ (۲۲ مئی) کے پرچہ کے بجائے بدھ (۲۶ مئی) کے پرچہ کا انتظار کیجئے۔

شیخ محمد طفیل صاحب کی تشریف آوری

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا ہمارے محترم دوست جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے - ووکنگ (انگلستان) سے گذشتہ اتوار کے دن صبح کی ایکسپریس ٹرین سے لاہور اسٹیشن پر بخیر و عافیت پہنچ گئے ۔ اسٹیشن پر متعدد احباب نے آپ سے ملاقات کی آپ سردست براہ راست وزیر آباد تشریف لے گئے ہیں جہاں آپ کے اہل و عیال مقیم ہیں امید ہے چند دنوں تک آپ لاہور تشریف لا سکیں گے۔

درخواست دعا

محترم شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے صاحبزادہ کی حالت اب نسبتاً اچھی ہے۔ احباب دعا کا سلسلہ جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز موصوف کو پوری پوری صحت و توانائی عطا فرمائے۔

سہ روزہ پیغام صلح ـــــ ۱۹ رمئی ۱۹۵۴ء

قوم کے نوجوانوں سے خطاب

اُٹھو! وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دوڑو! زمانہ چال قیامت کی چل گیا

قوم کے نوجوانو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم کس درخت کی شاخیں اور کس ڈالی کے ثمر ہو؟ تم کس دریا کے موتی اور کس کان کے گوہر ہو؟ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اقوام عالم میں تمہاری کیا حیثیت اور تمہارا کیا مقام ہے؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس مقام پر تم کو کھڑا کیا گیا ہے اس کا تجویز کرنے والا کوئی زمینی انسان نہ تھا بلکہ ایک آسمانی انسان تھا۔ وہی جس پر اس مادیت کے تاریک زمانہ میں خدا ظاہر ہوا۔ جس سے خدا بولا اور کثرت سے بولا۔ اس نے جس مقام پر تم کو کھڑا کیا وہ خدا کا بتایا ہوا مقام تھا اور وہ تھا دعوت الی الخیر کا مقام جو لاریب بہت بڑا مقام ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو انبیائے عظام کے بعد بڑے بڑے صلحائے امت کے سپرد ہوتا رہا۔ یہی وہ مقام ہے جس پر فائز ہونے والوں کے لئے ربّ العزت کی درگاہ سے اولٰئک ھم المفلحون کا قابل قدر تمغہ عطا کئے جانے کا وعدہ ہے جس قدر کوئی مقام اہم ہوتا ہے اسی قدر اس کی ذمہ داریاں اہم ہوتی ہیں اور جس قدر اعلےٰ منصب پر کوئی قوم فائز ہوتی ہے اسی قدر زیادہ مشکلات سے اسے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ع

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

ایک طرف دنیا کے لوگ آپ کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں تو دوسری طرف دعوت الی الخیر یا اصلاح عالم کا فرض منصبی آپ کو اپنی طرف باآواز بلند بلا رہا ہے۔ ع

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را

جہاں تک آپ کے ذاتی تحفظ کا سوال ہے۔ آپ نے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے جو آپ کے متعلق مشہور کی جاتی ہیں اور جن کی بناء پر لوگ آپ کو مٹانا چاہتے ہیں، آپ نے ان پر واضح کرنا ہے کہ آپ اسلام کی ایک خدمتگار جماعت ہیں۔ آپ کی تحریک کا مقصد اسلام سے الگ ہو کر کسی نئے پنتھ چلانے کا نہیں ہے۔ آپ کے مدنظر دوسروں کی طرح مذہب کی آڑ لے کر سیاسی اقتدار حاصل کرنا نہیں اور نہ صالح قیادت کا لبادہ پہن کر زمام حکومت ہتھیانے کا۔ آپ ایک صلح جو امن پسند جماعت ہیں، نہ آپ کسی سیاسی طاقت کے خواہاں ہیں اور نہ کسی سیاسی اقتدار کے متمنی۔ محبت اور آشتی سے دعوت الی الخیر اور موعظہ حسنہ آپ کا فرض اور عجز و انکسار سے دین حنیف کی حمایت و اشاعت آپ کا نصب العین ہے۔ جس پر سلسلہ کی تاریخ گواہ ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جو آپ نے دنیا کے ذہن نشین کرنی ہے، آخر دنیا اس حقیقت کو پائیگی اور ہم کب تک سوئے ظنیوں کا شکار ہوتے رہیں گے اور کب تک اپنے بیگانوں کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنے رہیں گے۔

لیکن اصلاح عالم کے باب میں آپ کے فرائض اور بھی زیادہ اہم ہیں، دنیا نت نئے رنگ بدل رہی ہے، زمانہ نت نئے کروٹ لے رہا ہے، اور ہر گوشہ ایک نئے فتنہ کا دروازہ کھول رہا ہے، کیا ایسے وقت میں آپ خاموش بیٹھے رہیں گے؟ دنیا میں ایک قیامت برپا ہے کیا پھر بھی آپ سوئے رہیں گے، واقعات عالم آپ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہے ہیں اور باآواز بلند کہہ رہے ہیں

اُٹھو! وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دوڑو! زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اگر آپ نے ایک دجال کی سرکوبی کا انتظام کیا ہے تو اب ایک دوسرا دجّال اشتراکیت کی شکل میں دین و ایمان کی متاع گرانمایہ پر ڈاکے ڈال رہا ہے، جس کا مقصد دنیا کو سبز باغ دکھا کر فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کرنا اور جبر و استبدادیت سے اپنا اقتدار قائم کرنا ہے؛ امور خدا اور خدا کے رسول کے نام کو مٹانا ہے۔ اس کے مقابلہ میں سرمایہ داری کا بت کھڑا ہے اس کو اپنی جگہ دعوےٰ ہے کہ یہی حقیقی راحت کا علمبردار ہے۔ لیکن تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ نہ اشتراکیت دنیا میں امن و عافیت قائم کر سکتی ہے اور نہ سرمایہ داری۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کی بنیاد مادہ پرستی پر رکھی گئی ہے۔ دونوں مادیت کے پجاری اور مادیت کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہیں۔ اگر مادیت ہی حقیقی امن و عافیت کا وسیلہ ہوتی تو مادی ترقی اس زمانہ میں انتہاء کو پہنچ چکی تھی کیوں نہ دنیا میں امن و امان قائم ہوا؟ کیوں نہ قلوب انسانی کو راحت نصیب ہوئی؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں مادیت ترقی کرتی گئی حقیقی راحت دنیا سے مفقود ہوتی گئی۔ اور آج یہ عالم ہے کہ ہر چہار طرف فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہے۔ یہ وہ خطرناک آگ ہے کہ جس کو مفکرین کے افکار اور اقوام متحدہ کی متحدہ مساعی بجھانے سے عاجز ہو رہی ہیں تجربہ در تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہاں زمینی تدابیر بے کار اور انسانی منصوبے بے سود ہیں، اس ہولناک آگ کو بجھانے کے لئے آسمانی یا روحانی پانی کی ضرورت ہے۔ قوم کے نوجوانو! وہ آسمانی یا روحانی پانی قرآن مجید کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے و نزلنا من السماء ماءً مبارکًا۔ صرف اسی مائے مبارک سے دنیا کی آگ بجھ سکتی ہے جس نے دنیا کے خرمن امن کو جلا کر خاکستر بنا دیا ہے آپ نے دنیا کو بتانا ہے کہ مادیت پر قائم کی ہوئی تہذیب ـ مادہ پرستی کی بنیادوں پر کھڑا کیا ہوا کوئی نظام دنیا میں امن اور راحت پیدا نہیں کر سکتا۔ وہی اور صرف وہی نظام حقیقی امن و راحت کا موجب ہو سکتا ہے جو روحانیت کی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ آپ نے دنیا پر واضح کرنا ہے کہ روح کی اصل تسکین مادیت میں نہیں بلکہ روحانیت میں ہے مادیت ایک پست اور ادنےٰ چیز ہے اس سے اعلےٰ نتائج کی توقع رکھنا سراب سے پانی تلاش کرنے کے مترادف ہے آپ نے دنیا کے لوگوں کے ذہنوں پر نقش کرنا ہے کہ مادیت ایک عارضی اور فانی چیز ہے یہ کسی مستقل تسکین کا موجب نہیں ہو سکتی، قلوب انسانی کی راحت اور تسکین کے لئے ایسے سرچشمہ کی ضرورت ہے جو دائم اور ابدی ہو اور وہ خدائے واحد و یکتا کی ذات گرامی ہے۔ اور وہی نظام کامیاب اور حقیقی اطمینان اور راحت کا موجب ہوگا جو توحید الٰہی کی مضبوط چٹان پر استوار کیا جائے گا۔ یہی وہ نظریۂ حیات ہے جو قرآن نے پیش کیا اور یہی وہ نظریۂ حیات ہے جو اس زمانہ کے مصلح اعظم حضرت مسیح موعود نے قوم کے سامنے رکھا جبکہ آپ نے فرمایا کہ

دین کو دنیا پر مقدم کرو

یعنے مادیت کے مقابلہ میں روحانیت کو فوقیت دو، دنیوی جاہ و جلال میں سبقت کے مقابلہ میں دینی اور روحانی ترقی میں سبقت لے جانے کو ترجیح دو جیسا کہ قرآن مجید کا حکم ہے فاستبقوا الخیرات۔ یعنے نیکیوں میں سابقت کی کوشش کرو۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم خدا کے ہاں وہی معزز اور مکرم ہوگا جو زیادہ نیکوکار ہوگا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یعنے قلوب کا اطمینان اللہ کے نام ہی میں ہے آپ کی تاریخ شاہد ہے کہ جب توحید کے جذبہ سے سرشار ایک قوم اُٹھی تو دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں ان کے سامنے جھک گئیں۔ اور انہوں نے لوگوں کو اس قدر راحت اور آرام دیا کہ دنیا جنت کا نمونہ بن گئی۔

عزیزان! آپ اپنے مقام اور منصب کو پہچانیں اور دنیا کی رہنمائی کا جو عظیم الشان فرض آپ کے ذمہ عائد کیا گیا ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کی ابھی سے طیاری کریں۔ حضرت مسیح موعود نے خاص آپ لوگوں کو ایک جگہ مخاطب کر کے فرمایا ہے ؎

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

دعوت الی الخیر کے مقدس فریضہ کے لئے دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے ایک علم اور دوسرے عمل۔ علم کے بغیر عمل مشکل ہے اور عمل کے بغیر علم بے کار ہے بات تبھی بنتی ہے کہ دونوں پہلو بہ پہلو چلیں آپ علم بھی حاصل کریں اور عمل کو بھی اپنا شعار بنائیں۔ تاکہ آپ دنیا کے لئے صحیح نمونہ بن سکیں۔ اور دنیا آپ کے کیرکٹر سے سبق لے اور ان دونوں کے نیچے جس کی ضرورت ہے وہ خلوص ہے کہ اس کے بغیر سب مساعی بے کار ہیں۔ اگر علم تھوڑا بھی ہو تو مضائقہ نہیں لیکن اگر خلوص نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ خلوص کے بغیر کامیابی کے راستے نہیں کھلتے۔ ونعم ما قال المسیح الموعود ؎

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشایند راہے را
مصفا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا

فی الجملہ آپ سے میری اور سلسلہ کے ہر درد دل رکھنے والے فرد کی استدعا ہے کہ آپ علم و عمل اور خلوص کے محاسن سے آراستہ ہو کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی تیاری کریں۔ دنیا کو آپ کی قیادت کی ضرورت

روزہ کی فلاسفی

روزہ ضبطِ نفس، صبر و استقامت سکھاتا ہے

قوم کو ضروری نصائح

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۴ مئی ۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون .... لعلھم یرشدون

(البقرۃ ۱۸۳ - ۱۸۶)

روزے کا مقصد

یاایھا الذین اٰمنوا اے ہمارے ماننے والو کتب علیکم الصیام روزہ رکھنا تمہارے اوپر فرض کیا گیا کما کتب علی الذین من قبلکم جس طرح روزہ رکھنا فرض کیا گیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے، اور مقصد کیا ہے، لعلکم تتقون تاکہ تم بدیوں سے بچ جاؤ۔

اتحاد و اتفاق کی اہمیت

یہ جنگ کے احکام میں سے ایک حکم ہے، جنگ کی تیاری کے لئے خدا نے کچھ حکم دیئے ہیں، وہ احکام جو ہمیشہ کے لئے مفید ہوں اور جنگ کے موقعہ پر خاص طور پر ان سے فائدہ پہنچ سکتا ہے، ان پر بہت زور دیا گیا ہے، ایک اتحاد و اتفاق پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا تمہارا جتھا ہونا چاہیئے اکٹھے مل کر احکام الٰہی پر پنجہ مارنا ہے ولا تکونوا کالذین تفرقوا تم سے پہلے ایسے لوگ بھی جو عبادت بھی کرتے تھے قربانی بھی دیتے تھے لیکن تفرقہ کے باعث ہلاک ہو گئے، وہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے تھے، اسی وجہ سے ان کی ہوا بگڑ گئی، اور وہ ذلیل ہو گئے

قربانیوں کی ضرورت

پھر فرماتا ہے دین کو زندہ رکھنے کے لئے قربانیاں تمہیں دینی ہوں گی، ملت کی زندگی کا انحصار تمہاری قربانیوں پر ہے، اسی طرح حکم دیا کہ روزے رکھو جس سے خدا خوفی اور نیک عملی پیدا ہوتی ہے۔

قرآن مجید کا کمال

اس آیت کے اندر تین چار چیزیں جمع کر دی گئی ہیں، یہ قرآن کریم کے کمالات میں سے ہے کہ ایک ایک آیت کے اندر کئی ایک حقائق جمع کر دیتا ہے، پہلے فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا اے ہمارے ماننے والو! اے ہمارے دوستو! زمین و آسمان کا بادشاہ کن دلکش الفاظ میں خطاب کرتا ہے اس سے ہم کو تہذیب سکھانا مقصود ہے، انسان ذرا صاحب اقتدار ہو تو حکومت جتاتا ہے، کسی کو خاطر میں نہیں لاتا، لیکن وہ خدا جو تمام اقتدار کا مالک ہے وہ فرماتا ہے اللہ ولی الذین اٰمنوا خدا دوست ہے ان کا جو اس پر ایمان لاتے ہیں پھر فرمایا کتب علیکم الصیام روزے تم پر فرض کئے گئے یہ فرض کرنے والا وہ ہے جو ہمارا خالق ہے، محسن ہے، جس نے قوے دیئے ہیں، اور پھر روزہ کو سہل کرنے کے لئے فرمایا کما کتب علی الذین من قبلکم تم سے پہلوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے، تم پر ہی یہ مشقت نہیں ڈالی گئی، تم سے پیشتر بڑے بڑے بزرگ پیغمبر اور خدا رسیدہ لوگ ہوئے ہیں جو روزے رکھتے رہے ہیں جو حکم عام ہوتا ہے وہ سہل ہو جاتا ہے، اس لئے پہلوں کی مثال دی، خدا کو کیا ضرورت ہے کہ دلائل دے، ہمیں تیار کرنے کے لئے ایسا کیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے بزرگوں نے روزہ رکھا اور خدا کو پایا لعلکم تتقون روزہ رکھنے سے تم ان راہوں سے بچ جاؤ گے جو ہلاکت کی طرف لے جانے والی ہیں اور تم کو تقوےٰ نصیب ہوگا۔

سب سے مکرم ہستی

اس دنیا میں سب سے زیادہ مکرم و معظم ہستی بنی آدم کی ہے ولقد کرمنا بنی اٰدم ۔ بنی آدم کو ہم نے عزت اور بزرگی دی، یہ عزت اور بزرگی کس چیز کی وجہ سے ہے، یہ عقل کی وجہ سے ہے، جو انسان کو دی گئی ہے نبی کریم صلعم نے فرمایا ان اول شئی خلق اللہ العقل، سب سے پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی عقل ہے، ان اکرم الشئی علی اللہ العقل سب سے بڑھکر قابل عزت چیز جو اللہ نے پیدا کی وہ عقل ہے، عقل جڑ ہے تمام فضائل حمیدہ کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انی اخذ بہ میں عقل کی بناء پر انسان سے مواخذہ کرتا ہوں، کہ اس کو عقل دی تھی، باوجود اس کے اس نے صحیح رستہ اختیار نہ کیا وما عطی بہ اور اس کے فہم و عقل کی وجہ سے اسے دیتا ہوں ویؤتی الناس اجورھم اور اسی عقل کی بناء پر لوگوں کے اعمال کے اجر ان کو دیتا ہوں، جتنی عقل زیادہ ہو اتنا ہی عرفان زیادہ بڑھ جاتا ہے، لھم درجات عند اللہ اپنے اپنے عرفان کی وجہ سے ایک دوسرے سے مدارج بڑھ جاتے ہیں۔

حضور صلعم کی وفا اور باریک معرفت

ہجرت کے موقعہ پر مکہ کو مخاطب کرکے حضور نے کہا تھا انک احب البلاد الی اللہ واحب البلاد الی لولا قومک اخرجتنی ما خرجت منک، اگر تیری قوم مجھے نہ نکال دیتی تو سب شہروں سے زیادہ پیارا تھا، فتح مکہ کے دن آپ کبھی اس پہاڑی پر چڑھتے، کبھی اس گلی میں جاتے، کبھی اس مقام کو دیکھتے، کبھی اس پر نظر ڈالتے، اور بلال سے کہا کہ کعبۃ اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دو، انہوں نے اذان دی تو لوگ حیران ہو گئے، ایک کالا کلوٹا شخص جس کو کل پتھروں پر گھسیٹتے تھے، آج بیت اللہ پر کھڑے ہو کر اذان دیتا ہے، جب مدینہ والوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر اس قدر فدا ہیں تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ فتح تو ہوئی لیکن ہم اپنا قیمتی آدمی گنوا بیٹھے، اب رسول اللہ صلعم مکہ کو نہیں چھوڑیں گے، حضرت نے سن لیا، اور پوچھا کیا تمہارا ایسا خیال ہے؟ عرض کیا کہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، اگر کوئی ملاں ہوتا تو سو حیلے کرتا اور کہتا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں پیشگوئی فرمائی ہے کہ مکہ کو واپس آئے گا۔ میں اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں ان الذی فرض علیک القراٰن لرادک الی معاد لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے وہ وقت یاد ہے جب مکہ والوں نے مجھے یہاں سے نکالا اور تم نے مجھے پناہ دی اور کہا کہ ہم اسی طرح آپ کی حفاظت کریں گے جیسے اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہیں، اور تم نے اپنے عمل سے کر دکھایا، ایسی حالت میں تم کو میں چھوڑ سکتا ہوں فیکم المحیای وفیکم المماة میری زندگی تمہارے ہی اندر گزرے گی اور تم میں ہی مروں گا، کیا اخلاص کتنی وفا اور کس قدر باریکی ہے، اگر یہ وفا اور یہ باریک معرفت عملی رنگ نہ اختیار کرتی تو انصار کے دل میں آپ کی جگہ نہ ہوتی، فرمایا لوگ ایک راستہ اختیار کریں۔ انصار دوسرا راستہ تو میں انصار کے راستہ پر چلوں گا۔

عقل سب سے بڑی چیز ہے

تو انسان کو سب سے بڑی چیز جو خدا نے عطا فرمائی وہ عقل ہے جس سے اس کے مقال کے اندر حکمت پیدا ہو جاتی ہے اور خدا فرماتا ہے، من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا جس شخص کو حکمت دی گئی، اس کو خیر کثیر عطا ہوئی، لیکن اگر یہی عقل اگر کسی بد باطن کے ہاتھ میں دیدی جائے اور اس کا فہم بڑا تیز ہو تو اس سے ایسی ایسی برائیاں سرزد ہوتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے، عقل بذات خود اچھی چیز ہے انسان اس سے نیکی اور عرفان کا رستہ پاتا ہے، لیکن اس کی بد استعمالی اتنی ہی خدا سے دور پھینک دیتی ہے۔

روزہ کی غرض و غایت

تو روزہ اس لئے ہے کہ مسلمان اپنے نفس پر ضبط کرے، اس کی ذہانت اس کو غلط راستے پر نہ ڈال سکے ذہانت کے صحیح استعمال سے بڑے سے بڑا مقام حاصل ہو سکتا اور خدا کا قرب میسر آسکتا ہے جس طرح ایک صاحب عقل دنیا کو اعلےٰ مقام پر کھڑا کر سکتا ہے اسی طرح ایک بدبخت انسان دنیا کا تختہ الٹ سکتا ہے۔

قویٰ کا صحیح اور غلط استعمال

روزہ ضبط نفس کے لئے ہے، اگر ایک مہینہ ایک جماعت اپنے آپ کو کنٹرول کرے اور اپنے جذبات کو حد سے بڑھنے نہ دے تو وہ بہترین عادات کی مالک بن سکتی ہے انسان کو سب قسم کے قویٰ دیئے گئے ہیں، جو اگر صحیح راستہ پر استعمال کئے جائیں تو مفید ہو سکتے ہیں لیکن ان کا غلط استعمال نقصان کا موجب ہوتا ہے، قوت غضب نہایت اچھی چیز ہے بشرطیکہ اسے جان و مال و غیرت کے بچانے کے لئے استعمال میں لایا اور اسے دین و ملت کی سالمیت کے محفوظ کرنے کے لئے بروئے کار لایا جائے۔ اگر اس سے دوسروں کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچائی جائے تو وہ ظلم و تعدی بن جاتی ہے، اسی طرح ایک قوت حرص انسان کو عطا کی گئی ہے، جس کی وجہ سے دنیا کی چمک دمک قائم ہے، مکانات ہیں، باغات ہیں نہریں اور لہلاتی ہوئی زمینیں ہیں، یہ سب قوت حرص کی پیدا کردہ ہیں، لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر فائدہ اٹھانے اور آرام پانے کے لئے یورپ چلے جاتے ہیں، اس حد تک اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ مفید ہے بشرطیکہ دیانتداری کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھایا جائے لیکن اس حرص کی وجہ سے لوگ طرح طرح کے مکر و فریب کرتے، ظلم و ستم ڈھاتے اور دوسروں کو برباد کر کے خود فائدہ اٹھاتے ہیں، یہ کسی طرح پسندیدہ چیز نہیں، حضرت صلعم نے فرمایا ہے ان المکر والخدیعۃ فی النار، مکر اور دھوکہ بازی کا ٹھکانا آگ ہے، ان الذین مکروا السیئات لھم عذاب شدید وہ جو بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

یورپ کا جذبۂ حرص اور آنحضرت صلعم کی تعلیم قناعت

آج یورپ سارے کا سارا الا ماشاء اللہ حرص اور طمع میں مبتلا ہے یہ حرص اور طمع اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ دنیا ساری کی ساری مل جائے تو بھی ختم نہیں ہو سکتا، یہ سب نیٹشے کے غلام ہیں جس کا یہ بیان ہے کہ جو شخص اس پر قانع ہو جائے جو اس کے پاس ہے وہ ترقی نہیں کر سکتا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہاری جد و جہد کسی مقام پر ختم نہ ہو، لیکن جو مل جائے اس کو خدا کا فضل سمجھو اور اس پر قناعت کرو اور اس پر راضی رہو، سعی کرنا ہر ایک مسلمان کا کام ہے، لیکن اس کے ساتھ صبر اور قناعت ہونی چاہیئے۔

روزہ کے فوائد

روزہ مشقت اور صبر سکھانے کے لئے ہے، ایک روزہ دار خود صبر اور اپنے نفس پر کنٹرول کرتا ہے اور دوسروں کی مدد کرتا اور انہیں دیتا ہے وہ بڑا سخی بن جاتا اور مخلوق کے لئے برکت ہو جاتا ہے، اسی لئے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ روزہ رکھو تاکہ تم بدیوں سے بچ جاؤ۔ آج تمام اسلامی دنیا محمد رسول اللہ صلعم کی برکات کا مشاہدہ کر رہی ہے، تمام دنیا جانتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کا روزہ کیا ہے، مسلمان کا روزہ یونہی نہیں یہ صبر اور ضبط نفس سکھاتا ہے، ہندو کو نہیں معلوم کہ روزہ کیا ہے، نہ موسےٰ کا روزہ معلوم ہے نہ عیسےٰ کا۔

محمد رسول اللہ کا روزہ

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ تمام دنیا کو معلوم ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح مکہ یا مدینہ میں روزہ رکھا آج ایک دور افتادہ دیہاتی اور جنگل کا باسی بالکل اسی طرح روزہ رکھتا ہے جس طرح مکہ اور مدینہ کا باشندہ جہاں پر رسول کریم نے روزے رکھکر دکھائے تھے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج محمد رسول اللہ صلعم کا دین زندہ ہے، تمام وہ چیزیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھیں، آج اسی طرح موجود ہیں، جس طرح آپ نے روزہ رکھا اسی طرح آج تمام مسلمان روزہ رکھتے ہیں، جس طرح آپ رمضان میں قرآن کا دور کرتے تھے اسی طرح تمام لوگ آج دور کرتے ہیں، اسی طرح خیرات کرتے ہیں، جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے تمام بلند اخلاق سکھائے

مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلے تاکہ معلوم ہو جائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلسفہ کی باریک باتیں نہیں کرتے تھے سو عملی باتیں آپ نے سکھائیں، آپ نے صبر و ضبط سکھایا، استقامت سکھائی، دیانت داری سکھائی، جنگ ہوازن کی جنگ میں جب مسلمانوں کو فتح ہوئی اور لاتعداد مال غنیمت ہاتھ آیا تو آپ نے کیسے موزوں موقعہ پر دیانت امانت کا سبق سکھایا، حضور نے اونٹ کے پہلو سے نہایت تھوڑی سی پشم نوچی اور لوگوں کو اسے دکھا کر کہا میں تمہارے اموال میں اتنا سا مال بھی نہیں اپنا چاہتا، جس کسی نے تم میں سے سوئی یا دھاگہ یا رسی بھی لے لی ہو وہ بد دیانتی ہو گی، لوگوں کا یہ سننا تھا کہ کسی کے ہاتھ کوئی معمولی رسی بھی آئی تو اس نے اسے لاکر مال غنیمت میں رکھ دیا۔ قوم کی قوم کے دلوں کے اندر یہ تعلیم چلی گئی کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ ان کا لیڈر اس مال میں سے کچھ نہیں لیتا، آپ کے اس ایک فعل نے ساری قوم کو بادیانت بنا دیا، عہد کی پختہ قوم بنا دیا۔

لیڈر کا مقام

لیڈر اگر اس بات پر عمل نہ کرے جو قوم کو سکھاتا ہے تو قوم پر کوئی اثر نہیں ہوتا، لیڈر کا اپنا عمل قوم پر اثر کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی عہد، راستبازی، صدق و دیانت ہی تھی، جس نے قوم کے اندر یہ سب صفات پیدا کر دیں، ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں سے گذر رہے تھے، گندم کا ایک ڈھیر نظر آیا، آپ نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا انگلیوں میں نمی آگئی پوچھا یہ کیا ہے، لوگوں نے کہا بارش کی وجہ سے کچھ گیلی ہو گئی تھی، آپ نے فرمایا تم نے کیوں نہ اس کو اوپر رکھا تاکہ کھلے طور پر ہر ایک کو معلوم ہو، تو بڑے سے بڑے مقام پر بھی اور چھوٹے سے چھوٹے مقام پر بھی آپ نے یہی سکھایا ہے کہ دین عمل میں ہونا چاہیئے زبانی قیل و قال کوئی دین نہیں فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ۔ پھر کہا تمہاری ہمسائگت دوسروں کے لئے اعلےٰ درجہ کی ہونی چاہیئے، تمہارے اوپر ہمسائگت کے فرائض ہیں، پھر فرمایا علیکم بالصدق واداء الامانۃ فانہا مکسبۃ حب الناس راست بازی اور دیانت اختیار کرو کیونکہ اس سے عزت بڑھتی ہے، غرض ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نری آخرت کی ہی باتیں نہیں بتائیں بلکہ اس دنیا کی زندگی کے لئے اعلیٰ درجہ کے اصول بتائے ہیں، مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے عمل کے اندر ان اصولوں کو لائے اور روزہ کے مقاصد کو پورا کرے، اگر پورا کرو گے تو خدا خوش ہو گا اور آپکے اندر اخلاق حمیدہ پیدا ہوں گے، اگر ایک شخص خدا کی رضا کے لئے اس کے حکم کی تعمیل کے لئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دیتا ہوں۔

نصیحت

مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو یاد رکھے، قوت غضبی پر شہوانی قوتوں پر قابو پاسکے، ظلم و تعدی کا ہاتھ لمبا نہ کرے، اپنے آپ کو ایسا بناسکے کہ اس کے ذریعہ اختلاف اور تفرقہ مٹ جائے اور یکجہتی و اتحاد بڑھے، آپ نے اپنے ذمہ ایک کام لیا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس پر قابو رکھیں، آپ نے اپنے نفس کو مار ڈالنا ہے، دوسروں کی بہبود کے لئے کام کرنا ہے، اللہ تعالےٰ آپ کو مخلوق کی بہبودی اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور اپنے احکام پر چلنے کی توفیق دے۔

روئداد ہفتہ وار اجلاس مرکزی ایسوسی ایشن لاہور

نوجوانوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کے لئے اور تقریر و تحریر کی عادت ڈالنے کی غرض سے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ مرکزی ایسوسی ایشن کے ہر اجلاس میں مختلف نوجوان صدارت اور سیکرٹری کے فرائض انجام دیں، چنانچہ ہفتہ وار اجلاس مورخہ ۱۶ر مئی ۱۹۵۴ء میں صدارت کے فرائض مولوی محمد اسلم صاحب اور سیکرٹری کے فرائض ناصر احمد صاحب نے انجام دیئے۔ یہ اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ جو صفدر شاہ صاحب نے کی اس کے بعد ناصر احمد صاحب نے اجلاس گذشتہ کی روئداد پڑھی۔ روئداد پر تنقید بھی ہوئی، پھر عبد الغفور صاحب ثاقب نے مذہب اسلام کی خصوصیات پر ایک مختصر تقریر کی۔ جس میں انہوں نے نوجوانوں کی توجہ اسلامی اخلاق پیدا کرنے کی طرف مبذول کرائی۔ ان کا تقریر کرنے کا یہ دوسرا موقعہ تھا جو حوصلہ افزا ہے۔ اس کے بعد تنقید و تبصرہ اور تجاویز کی باری آئی۔ مظفر حسن صاحب خادم، احمد بشارت اللہ صاحب اور راقم الحروف نے اس میں حصہ لیا۔ یہ اجلاس جلد ہی دعا پر برخاست ہو گیا۔ تاکہ نوجوان شیخ محمد طفیل صاحب مبلغ اسلام (جو حال ہی میں ووکنگ سے فریضۂ تبلیغ انجام دینے کے بعد تشریف لائے ہیں) کا استقبال کر سکیں۔

خاکسار۔ سلطان محمد سیکرٹری مرکزی ایسوسی ایشن لاہور۔

انبیائے کرام کی معصومیت اور کفارہ کا مسئلہ

مرتضیٰ خان حسن

ہم نے اپنے مضمون عصمت انبیاء میں جو پیغام صلح کی اشاعت مورخہ ۲۱ راپریل ۱۹۵۴ء میں شائع ہو چکا ہے قرآن مجید سے ثابت کیا ہے کہ تمام انبیاء معصوم یعنی بیگناہ تھے۔ مگر ہر عیسائی مصنف کی یہ کوشش رہی ہے کہ باستثنائے حضرت مسیح علیہ السلام۔ کے تمام انبیاء کو قرآن مجید کی رو سے گنہگار ثابت کیا جائے تاکہ کفارہ پر دلیل قائم ہو سکے جس پر عیسائی مذہب کی اساس ہے۔ لیکن ان کی یہ کوشش بیہودہ ہے۔

مسیح علیہ السلام قرآن اور اناجیل میں

قرآن کریم کسی نبی کو گنہگار ظاہر نہیں کرتا۔ مسیح علیہ السلام بھی قرآن مجید کی رو سے اسی طرح معصوم ہیں جیسے دوسرے انبیاء علیہم السلام۔ لیکن اناجیل کی رو سے حضرت مسیح معصوم ثابت نہیں ہوتے بلکہ نیک بھی ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ متی باب ۱۹ آیت ۱۷ اور مرقس باب ۱۰۔ آیت ۱۸ میں صاف لفظوں میں جناب مسیح کا قول موجود ہے "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا"

قرآن میں مسیح کی خصوصی تعریف

اور عیسائی حضرات کی یہ دلیل کہ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ (آل عمران) کے الفاظ آتے ہیں اور دوسرے انبیاء کے متعلق یہ الفاظ نہیں آتے اس لئے دوسرے نبی ایسے نہیں تھے اگر خود حضرت مسیح کے خلاف استعمال کی جائے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ چونکہ حضرت یحییٰؑ کے متعلق قرآن مجید میں سیداً و حصوراً و نبیاً من الصالحین کے الفاظ آتے ہیں اور جناب مسیح کے متعلق نہیں آئے اس لئے آپ نہ سید یعنی معزز نہ حصور یعنی پاکدامن اور نہ صالح یعنی نیکو کار تھے (نعوذ باللہ من ذالک) یا یہ کہ چونکہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے متعلق آتا ہے:۔ انہ کان صدیقاً نبیاً (سورہ مریم آیت ۴۱) مگر حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہ الفاظ نہیں آتے اس لئے وہ (نعوذ باللہ) صدیق نبی نہیں تھے۔ اگر ہمارے عیسائی دوست قرآن مجید پر نظر غائر ڈالتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ جناب مسیح کے متعلق جو الفاظ ومن المقربین آتے ہیں وہ محض انہی کے لئے مخصوص نہیں اور نہ ان سے حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ظاہر ہوتی ہے۔ خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے متعلق قرآن مجید میں اولٰئک المقربون کے الفاظ آئے ہیں (سورۃ الواقعہ آیت ۱۱) حالانکہ صحابہ رسول اللہ نبی بھی نہیں تھے۔ فی الجملہ قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ محض حضرت مسیح علیہ السلام ہی گناہوں سے پاک تھے اور دوسرے سب انبیاء گنہگار تھے۔

کلمۃ اللہ کے معنے

کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کلمتہٗ اور روح منہٗ کے الفاظ آتے ہیں۔ اور ان الفاظ سے ان کی خدائی پر استدلال کیا جاتا ہے۔ مگر عیسائی حضرات کا یہ نظریہ بھی قرآن مجید پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید میں صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک انسان ہی ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آتا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم (آل عمران ۵۹) "بے شک عیسیٰ کی حالت اللہ کے نزدیک آدم کی حالت کی مانند ہے خلقہٗ من تراب (سے مٹی سے پیدا کیا)" پھر ایک دوسری جگہ آتا ہے "ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام" (المائدہ آیت ۷۵) مسیح ابن مریم صرف رسول ہے اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ تھی وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔"

جس طرح مسیحؑ سے پہلے رسول انسان تھے اسی طرح مسیح بھی ایک انسان تھے۔ جس طرح تمام انسان اپنی زندگی کی بقا کے لئے کھانا کھانے کے محتاج ہیں، اسی طرح حضرت مسیحؑ بھی تھے اور اگر آپ کے متعلق کلمتہٗ کا لفظ آگیا ہے تو اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی مثل دیگر فانی مخلوق کے ایک مخلوق تھے۔ کیونکہ قرآن مجید میں تمام مخلوقات کو خدا کے کلمات کہا گیا ہے چنانچہ فرمایا لو کان البحر مداداً لکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہ مدداً (الکہف آیت ۱۰۹) اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں اگرچہ ہم اسی جیسا اور اس کی مدد کو لائیں"

اسی طرح جناب مسیح بھی اللہ تعالیٰ کے بے شمار کلمات میں سے ایک کلمہ تھے۔

روح منہ کے معنے

اور الفاظ روح منہ سے بھی غلطی نہیں کھانی چاہئے قرآن مجید کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

یا اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہٗ القھا الی مریم وروح منہ (النساء آیت ۱۷۱) اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو اور اللہ کی نسبت سوائے حق کے کچھ نہ کہو مسیح عیسیٰ ابن مریم صرف اللہ کا رسول اور اس کی پیشگوئی ہے جو اس نے مریم کی طرف القا کی اور اس کی طرف سے روح ہے۔" روح منہٗ سے جناب مسیح کی خدائی ثابت کرنا ایک غلط تصور ہے۔ خدا کی روح تو آدم میں بھی پھونکی گئی تھی۔ فاذا سویتہٗ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین (الحجر آیت ۲۹) سو جب میں اسے تکمیل کو پہنچاؤں اور اپنی روح اس میں پھونکوں تو تم اس کے لئے فرمانبرداری کرتے ہوئے گر پڑنا" یہ تو آدم کے متعلق تھا۔ ہر انسان کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ اس میں خدا کی روح پھونکی گئی۔ چنانچہ فرمایا:۔ ثم جعل نسلہ من سللۃ من ماء مھین ثم سوٰہ ونفخ فیہ من روحہ (سورۃ السجدہ آیت ۸) "پھر اس کی نسل ایک نچوڑ سے کٹھرائی جو کمزور پانی میں آجاتا ہے پھر اسے ٹھیک بنایا اور اپنی روح اس میں پھونکی" اس طرح سے ہر انسان میں خدا کی روح ہی ہے۔ بلکہ انسان اس سے بھی کچھ زیادہ ہے وہ خدا کا خلیفہ اور نائب ہے (سورۃ البقرۃ آیت ۳۰) پس جناب مسیح کو قرآن مجید کے مذکورہ بالا الفاظ کی بنا پر خدا یا خدا کا بیٹا بنانے والے غور کریں کہ کہاں تک ان الفاظ سے ان کی تائید ہوتی ہے قرآن مجید ان کو ایک فانی انسان ہی ظاہر کرتا ہے ہاں اس کے ساتھ ہی ان کو ایک بلند پایہ نبی بھی تسلیم کرتا ہے اور جس طرح دوسرے انبیاء معصوم اور بے گناہ تھے وہ بھی گناہوں کی آلائش سے پاک و صاف تھے۔ صلوات اللہ علیہ وعلی نبینا۔ غرضکہ قرآن شریف کے کسی لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کا ثبوت نہیں مل سکتا۔ قرآن مجید نے تو ابنیت کے عقیدہ کی اس قدر پر زور تردید کی ہے کہ اور کسی عقیدہ کی نہیں کی ایک جگہ اس قدر اظہار غیظ و غضب فرمایا کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں۔ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ یہ لوگ خدا کا بیٹا تحریر کرتے ہیں۔ (سورہ مریم)

مسیح اور مس شیطان

قرآن مجید کے بعد ہم اب حدیث کی طرف آتے ہیں بعض اوقات بخاری کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے اور اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ صرف مسیح علیہ السلام ہی مس شیطان سے پاک تھے اور باقی کوئی انسان جن میں تمام انبیاء شامل ہیں مس شیطان سے پاک نہیں۔ یعنے سوائے حضرت مسیح علیہ السلام کے سب گنہگار تھے۔ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ کوئی مولود پیدا نہیں ہوتا تو شیطان اس کو مس کرتا ہے پس وہ اس کے مس کرنے پر چلاتا ہے اور مدد کا طالب ہوتا ہے باستثنائے مریم اور اس کے بیٹے کے (بخاری $\frac{2}{14}$) اسی طرح ایک حدیث حضرت یحییٰؑ کے متعلق بیان کی جاتی ہے کہ کوئی انسان نہیں مگر وہ خدا سے گنہگار ہونے کی حالت میں ملے گا سوائے یحییٰ کے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں احادیث ایک دوسرے کی متناقض واقع ہوئی ہیں۔ ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں کیونکہ پہلی حدیث کے مطابق یحییٰ بھی مس شیطان کے بغیر پیدا نہیں ہوئے اور دوسری حدیث کے مطابق مریم اور عیسیٰ بھی گناہگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے ان احادیث کو ان کے ظاہری الفاظ پر محمول کرنا غلطی ہوگی۔ اور اصول بھی یہی ہے کہ جب دو اقوال متناقض ہوں تو بحکم اذا تعارضا تساقطا یا تو ہر دو امور کو رد کرنا پڑے گا یا صرف عن الظاہر

کرکے ان میں تطبیق دی جائے گی۔

مریم - ابن مریم اور یحییٰ سے مراد

ان ہر دو احادیث مندرجہ بالا میں تطبیق بآسانی دی جا سکتی ہے ان میں مریم - ابن مریم - اور یحییٰ سے حقیقتاً مریم ابن مریم اور یحییٰ مراد نہیں بلکہ ان صفات کے لوگ مراد ہیں یعنے نیکوکار لوگ - اور خود قرآن مجید نے بھی ایک جگہ مرد مومن کی مثال مریم سے دی ہے - چنانچہ سورہ تحریم میں ہے :-

وضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرأت فرعون .... ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا وصدقت بکلمٰت ربها وکتبه وکانت من القانتین (التحریم آیت ۱۱-۱۲)" اور اللہ ان کے لئے جو ایمان لائے ، فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی ہے .... اور مریم عمران کی بیٹی کی جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا تو ہم نے اپنی روح اس میں پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی " پہلی آیت میں مرد مومن کی مثال فرعون کی بیوی سے دی جس نے حضرت عیسیٰ کی تربیت کی تھی اس لئے ان ہر دو مثالوں میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس امت میں موسوی صفت اور عیسوی صفت لوگ پیدا ہوں گے اور حدیث میں بھی آتا ہے ما من نبی الا له نظیر فی امتی یعنے کوئی نبی نہیں مگر اس کی نظیر میری امت میں پائی جاتی ہے - اور ایک حدیث میں ہے لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعهما الا اتباعی - یعنے اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا - یہ امر قابل غور ہے کہ فنفخنا فیه میں فیه کی ضمیر مذکر ہے جو مرد مومن کی طرف جاتی ہے اور اسی میں نفخ روح کا ذکر ہے - یعنے مرد مومن مریم سے مشابہت پیدا کرتا ہے بالفاظ دیگر جو مومن اپنی عصمت اور پاکدامنی کی حفاظت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اس میں خدا کی طرف سے نفخ روح کی جاتی ہے یعنے اس میں عیسوی صفات جلوہ گر ہو جاتی ہیں -

نیکوکاروں کی مشابہت مریم اور ابن مریم سے

ان تشریحات سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نیکوکار صالح خدا کے احکام کا پابند مریم اور اس کے بیٹے سے مشابہت رکھتا ہے اور حدیث زیر بحث میں جو یہ الفاظ آتے ہیں کہ کوئی مولود پیدائش کے وقت مس شیطان سے محفوظ نہیں ہوتا سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے اس کے یہی معنے ہیں کہ نیکوکار صالح لوگ جو خدا کے احکام کے پابند ہیں شیطان کے مس سے محفوظ رہیں گے -

یحییٰ سے روحانی زندگی پانیوالا مراد ہے

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ سوائے یحییٰ کے ہر شخص گنہگار ہونے کی صورت میں خدا سے ملے گا اس میں مریم اور اس کے بیٹے دونوں کی بجائے یحییٰ کا لفظ آیا ہے - یحییٰ کے معنے ہیں زندہ رہے یعنے وہ شخص جس میں روحانی زندگی کی روح پائی جاتی ہے -

امداد کے لئے چیخنا

سوائے مریم - ابن مریم اور یحییٰ کے باقی سب کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ مس شیطان سے پاک نہیں تھے یعنی بعض اوقات شیطان ان کو غلطی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے لیکن چونکہ وہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں وہ امداد کے لئے چیخنے چلاتے ہیں جو لفظ صرخ کے معنے میں حدیث میں آتا ہے - اور حدیث مذکورہ میں جو یہ الفاظ آتے ہیں کہ بچہ پیدائش کے وقت چلاتا ہے یہ اس کی روحانی پیدائش کی طرف اشارہ ہے - یہ روحانی پیدائش بدی کے خلاف سب سے پہلے جدوجہد کرنے کے وقت ظہور میں آتی ہے یعنی انسان کا نفس امارہ اسے بدی کا حکم دیتا ہے مگر نفس لوامہ اسے اس بدی کے ارتکاب پر ملامت کرتا ہے - یہ گویا بدی کے خلاف جنگ کی ابتدا ہے اور یہی روحانی پیدائش کی ابتدا ہے -

کفارہ ثابت نہیں

اسی طریق پر ہر دو احادیث کی صرف عن الظاہر کے اصول کے مطابق تشریح کر کے ان میں تطبیق دی جا سکتی ہے ، ورنہ اگر ان کے لفظی معنے لئے جائیں تو یہ بالبداہت ناقابل قبول ہیں کیونکہ یہ اصول دین کے صریح خلاف ہیں فی الجملہ ہم نے مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ مسیحی حضرات جو انبیاء کو غیر معصوم قرار دیکر کفارہ کا عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ صریح غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں - اور ایک غلط اصول پر انہوں نے اپنے عقیدہ کی بنیاد قائم کر رکھی ہے - حق بات یہی ہے کہ نہ کوئی نبی غیر معصوم ہے اور نہ ہی کفارہ کا عقیدہ قابل قبول ہ

درخواستہائے دعا

قاضی شیر محمد صاحب علی پور سے تحریر کرتے ہیں کہ ان کی پوتی سخت بیمار ہے ، احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں -

محترم محمد عبداللہ صاحب سٹیشن ماسٹر سوہدرہ تحریر کرتے ہیں کہ بندہ مالی پریشانیوں میں مبتلا ہے بزرگان جماعت ...

بھارت میں دو ہزار فرزندان اسلام کا ارتداد

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمین
بر پریشاں حالیٔ اسلام و قحط المسلمین

ہر بہی خواہ اسلام یہ اندوہناک خبر سن کر حیرت اور افسوس کے آنسو بہائے گا کہ بھارت کے علاقہ دھولیہ میں دو ہزار فرزندان توحید لوائے محمدی سے کٹ کر آریہ سماج کے جھنڈے تلے چلے گئے ، انا للہ وانا الیہ راجعون مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا رنج اور قلق کی بات ہوگی کہ اس طرح سے ان کے جسم کے اعضا ایک ایک کر کے کاٹ لئے جائیں - قوم میں سے ایک مسلمان کا بھی ارتداد قابل برداشت نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ ایک فوج کی فوج ارتداد کے گڑھے میں گر جائے - یہ فی الواقعہ مسلمان قوم کے لئے ماتم کا دن ہے - ابھی گذشتہ اشاعت میں ہم نے لکھا تھا کہ دکن میں ہندو مہاسبھا مسلمانوں کو شدھ کرنے کے ناپاک عزائم کا اظہار کر رہی ہے اور خود نظام کو بھی شدھی کے جال میں پھنسانے کی تدبیریں ہو رہی ہیں ، گویا ابھی ان الفاظ کی سیاہی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ ۲۰۰۰ فرزندان اسلام کے ارتداد کی خبر آ گئی معلوم ہوتا ہے کہ سارے بھارت میں مسلمانوں کو مرتد بنانے کا جال بچھایا گیا ہے - اور کیا ہندو مہاسبھا اور کیا آریہ سماج اور کیا دوسرے ہندو سبھائیں بھارت کے تمام مسلمانوں کو ہندو بنانے پر تلی ہوئی ہیں - اور آج تو محض ۲۰۰۰ کی خبر آئی ہے ، اگر ہندوؤں کے یہی عزائم رہے اور اسی طرح ان کی مساعی جاری رہیں تو کیا معلوم کہ کل لاکھوں کی تعداد میں ارتداد کی خبر آ جائے ؂

سمجھ لیجئے گا یہ تمہید ہے اس کا
کہ جو فتنہ یاروں پہ ہے آنے والا

جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ کوئی مذہبی سوال نہیں ہے - بلکہ اس کے پیچھے سیاست کارفرما ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہندو عنصر آبادی کا اس قدر بڑھایا جائے کہ مسلمانوں کا نام و نشان بھی نہ رہے -

اب سوال یہ ہے کہ ایسے حالات میں ہم کو کیا کرنا چاہیئے اور کس طرح اس فتنہ کا سدباب کرنا چاہیئے ، اس پر پاکستان کے مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے اور اسلامی پریس کا فرض ہے کہ وہ اس ضروری سوال پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے اور کچھ مفید تجاویز طے کر کے عملی قدم اٹھانے کی کوشش کی جائے - مسلمانوں کا اس طرح سے کفر کی آغوش میں چلے جانا ہرگز قابل برداشت نہیں اس کا انتظام ازبس ضروری ہے اور جہاں خود بھارت کے مسلمانوں کو تبلیغی انجمنیں قائم کر کے دعوت و تبلیغ کے فرائض ادا کرنے چاہئیں پاکستان کے مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ بھارت میں تبلیغی مشن قائم کرنیکی کوشش کریں تاکہ فتنہ ارتداد کا کچھ نہ کچھ سدباب عمل میں آ سکے -

---

... کی نیم شبی دعاؤں کا محتاج ہوں ، تاکہ اللہ تعالےٰ میری مشکلیں آسان فرما دے"!

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ہ

مذہبی بنا پر مطالبات پیش کرنے والی سبھی جماعتیں اسلامی ریاست کے قیام کی مخالف تھیں

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ بسلسلہ اشاعت گذشتہ

اسلامی ریاست

ہمارے سامنے بار بار یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان کے مطالبے میں اسلامی ریاست کا مطالبہ مضمر تھا۔ بعض مقتدر رہنماؤں کی تقریروں کا یہی مطلب نکلتا ہے جو پاکستان کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ اسلامی ریاست یا ایک ایسی ریاست کا جس میں اسلامی قوانین کی حکومت ہو، حوالہ دیتے وقت ان رہنماؤں کے ذہن میں ایک ایسا سیاسی ڈھانچہ تھا جو اسلامی عقیدے شخصی قانون، اخلاقیات اور اداروں پر مبنی تھا، جس کسی نے بھی پاکستان میں اسلامی ریاست کے نفاذ کے متعلق سنجیدگی سے سوچا ہے وہ ان بے پناہ دشواریوں کو محسوس کرنے میں ناکام رہا ہے، جن سے اس قسم کی سکیم کی صورت میں دوچار ہونا لازمی ہے، یہاں تک ڈاکٹر اقبال نے بھی جنہیں شمال مغربی ہندوستان کی مسلم ریاست کے امکان کا مفکر سمجھا جاتا ہے اپنے ۱۹۳۰ء کے مسلم لیگ کے صدارتی خطبے میں کہا "ہندوؤں کو اس کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیئے کہ خود مختار مسلم ریاست کی تخلیق کا مطلب اس ریاست میں مذہبی حکومت کا قیام ہوگا۔ یہ اصول کہ ہر جماعت کو اپنے طریق پر آزادانہ ترقی کرنے کا حق حاصل ہے، کسی تنگ نظر مذہبی نظریئے سے پیدا نہیں ہوا"

قائد اعظم کی تقریر

جب ہم ذمہ داری کے سوال نپٹتے ہیں تو ہمیں یہ اشارہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ مذہبی بنیادوں پر ان تین مطالبات کے نفاذ کا مطالبہ جو سب سے اہم جماعتیں کر رہی ہیں وہ سب اسلامی ریاست کے نظریئے کے خلاف ہیں یہاں تک کہ جماعت اسلامی کے مولانا مودودی کا بھی یہ نظریہ ہے کہ نئی مسلم ریاست میں اگر وہ کبھی معرض وجود میں آئی طرز حکومت صرف غیر مذہبی ہو سکتا ہے۔ تقسیم سے قبل قائد اعظم نے دنیا میں پاکستان کی جو سب سے پہلی تصویر پیش کی وہ رائٹر کے نامہ نگار مسٹر ڈول کیمبل سے ایک انٹرویو کے دوران میں پیش کی گئی تھی، قائد اعظم نے کہا کہ نئی ریاست ایک جدید جمہوری ریاست ہوگی، جس کی خود مختاری کا انحصار لوگوں اور نئی قوم کے ارکان پر ہوگا جنہیں بلا لحاظ مذہب و ذات و عقیدہ یکساں شہری حقوق حاصل ہوں گے جب پاکستان رسمی طور پر نقشے پر ظاہر ہوا تو قائد اعظم نے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں اپنی یادگار تقریر میں اس اصول کے متعلق جس پر نئی سیاست کی بنیاد رکھی گئی تھی کہا۔

"تاہم اس تقسیم میں اقلیتوں کے دونوں ملکوں میں رہ جانے کو روکنا ممکن نہیں تھا۔ یہ بات ناگزیر ہو گئی تھی اس کا کوئی اور حل بھی نہیں تھا اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اب اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوشحال اور شادمان بنانا چاہتے ہیں تو لوگوں بالخصوص عوام اور غربا کی خوشحالی کی طرف توجہ کرنی ضروری ہے، اگر آپ ماضی کو فراموش کر کے تعاون سے کام کریں گے، اور لڑائی کو ختم کر دیں گے، تو آپ کی کامیابی یقینی ہے، اگر آپ اپنا ماضی بدل دیں اور اکٹھے مل کر اس جذبے سے کام کریں کہ آپ میں سے ہر ایک اس چیز کی پروا کئے بغیر کہ وہ کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے، اس بات کو فراموش کر کے کہ ماضی میں آپ کے اور اس کے کیا تعلقات تھے، یہ پروا کئے بغیر کہ اس کا رنگ نسل یا ذات کیا ہے سمجھ لے کہ وہ اول آخر اسی ریاست کا شہری ہے جہاں اسے دوسروں کے برابر حقوق مراعات اور فرائض حاصل ہیں، تو آپ کی ترقی کبھی ختم نہیں ہوگی، اس بات میں جتنا بھی زور دوں کم ہے۔ ہمیں اس جذبہ سے کام شروع کرنا چاہیئے اس طرح جلد ہی میں اقلیت اور اکثریت کے مختلف زاویہ ہائے نظر مٹ جائیں گے۔ یہ امتیازات ہندو اور مسلمان ہی کی صورت میں نہیں ہیں خود مسلمانوں میں بھی پٹھان، پنجابی، شیعہ، سنی وغیرہ ہیں، اسی طرح ہندوؤں میں برہمن، شودر، بنگالی اور مدراسی بھی ہیں، اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو ہندوستان کے لئے آزادی حاصل کرنے کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی تھی، اگرچہ یہ چیزیں نہ ہوتیں تو ہم کبھی کے آزاد ہو چکے ہوتے کوئی طاقت دوسری قوم پر قابض نہیں رہ سکتی۔ خاص طور پر چالیس کروڑ افراد کی قوم غلام نہیں رہ سکتی تھی۔ آپ کو کوئی ختم نہیں کر سکتا تھا، اور اگر ایسا ہو جاتا تو آپ پر کوئی زیادہ دیر حکومت نہیں کر سکتا تھا اس لئے ہم کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے آپ آزاد ہیں۔ آپ کو اپنے مندروں میں جانے کی پوری آزادی ہے۔ آپ کو اپنی مسجدوں یا عبادت کی دوسری جگہوں میں جانے کی پوری اجازت ہے آپ چاہے کسی مذہب یا ذات یا نسل سے تعلق رکھتے ہوں اس کا ریاست کے امور سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے تاریخ بتاتی ہے کہ انگلستان میں کچھ عرصہ حالات اس سے بھی برے تھے جیسے کہ اب ہندوستان میں ہیں۔ رومن کیتھولکس اور پراٹسٹنٹوں نے ایک دوسرے کو سزائیں دیں اب تک وہاں بعض ایسی ریاستیں ہیں جن میں امتیاز روا رکھا جاتا ہے اور ایک خاص طبقے کے خلاف بندھن قائم ہیں خدا کا شکر ادا کیجئے کہ ہم اس ریاست کا آغاز اس قسم کے زمانے سے نہیں کر رہے۔ ہم اس زمانے سے شروع کر رہے ہیں جب یہاں کوئی امتیاز نہیں۔ ایک دوسرے فرقے ذات اور نسل کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہم اس بنیادی اصول سے شروع کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ریاست کے برابر کے شہری ہیں، انگلستان کے باشندوں کو کچھ عرصے میں حقائق کا مقابلہ کرنا پڑا ان کے ملک کی حکومت نے ان پر جو فرائض عائد کئے تھے ان کو سرانجام دینا پڑا اور وہ اس آگ سے قدم قدم آگے بڑھے۔ آج آپ انصاف کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ وہاں موجود نہیں۔ اب وہاں صرف یہ ہے کہ ہر شخص برطانیہ کا ایک مساوی شہری ہے، اور وہ سب ایک قوم کے ارکان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس بات کو اپنے نظریئے کے طور پر سامنے رکھنا چاہیئے، اور آپ محسوس کریں گے کہ کچھ عرصے میں ہندو ہندو نہیں رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔ مذہبی نقطہ نظر سے نہیں کیونکہ وہ ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے بلکہ سیاسی طور پر ریاست کے شہری کی حیثیت سے!

قائد اعظم پاکستان کے بانی تھے، انہوں نے یہ تقریر تاریخ پاکستان کے پہلے سنگ میل پر کی۔ یہ تقریر محض ان کی اپنی قوم کے لئے جس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں، نہ تھی بلکہ دنیا بھر کے لئے تھی اور اس کا مقصد اس نصب العین کی تعیین و وضاحت تھا، جس کے حصول کی کوشش میں یہ نئی ریاست اپنی تمام تر مساعی وقف کر دے گی۔ اس تقریر میں ماضی کی تلخیوں کے بار بار حوالے ملتے ہیں اور ماضی کو بدل کر لڑائی جھگڑوں کو ختم کرنے کی اپیل کی گئی ہے اس ریاست کی رعایا کے افراد کو ایسے شہری ہونا تھا جنہیں بلا امتیاز نسل رنگ ذات اور عقیدہ، مذہب یکساں حقوق و مراعات حاصل ہوں، اور جن پر فرائض بھی ایک سے عائد ہوتے ہوں، اس تقریر میں "قوم" لفظ کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے اور کہا گیا ہے کہ امور سلطنت سے مذہب کا کوئی واسطہ نہیں، مذہب فرد کے ذاتی ایمان کا مسئلہ ہے،

ہم نے علماء سے استفسار کیا آیا ریاست کا یہ تصور ان کے لئے قابل قبول ہے؟ اس کا جواب ہر ایک نے غیر مبہم نفی میں دیا۔ یہ جواب دینے والوں میں احرار اور سابق کانگریسی بھی تھے جن کے نزدیک تقسیم سے پہلے تک یہ چیز جزو ایمان تھی۔ اگر مولانا امین احسن اصلاحی کی شہادت جماعت اسلامی کے نقطہ نگاہ کی ترجمانی صحت سے کرتی ہے تو اس قسم کی ریاست پلیس کی تخلیق ہے۔ ان کے اس بیان کی تصدیق ان کے رہنما اور جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی متعدد تحریروں سے ہوتی ہے۔ کوئی عالم ایسی ریاست کو برداشت نہیں کر سکتا جس کی بنیاد قومیت اور اس کے متضمنات پر رکھی گئی ہو۔ علماء کے نزدیک ملت اور اس کا پورا مفہوم ہی اس قسم کی ریاست میں فیصلہ کن عنصر ثابت ہو سکتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ دور حاضر کی قومی ریاست کے متعلق قائد اعظم کا تصور ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو قرار داد مقاصد کی منظوری کے بعد داستان پارینہ بن گیا۔ لیکن یہ بات آزادانہ تسلیم کی گئی ہے کہ ہر چند یہ قرارداد الفاظ تراکیب اور جملوں کے لحاظ سے نہایت شاندار اور بلند بانگ ہے، تاہم حقیقت میں یہ ایک ڈھونگ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس میں اسلامی ریاست کے ایک کی صورت دکھائی نہیں دیتی، اس کے برعکس قرارداد کی دفعات بالخصوص وہ جو بنیادی حقوق سے متعلق ہیں، اسلامی ریاست کے اصول کے صریحاً خلاف ہیں۔

اسلامی ریاست کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ وہ اسلامی ریاست کیا شئے ہے جس کا ذکر ہر شخص کرتا ہے مگر اس کے متعلق سوچنے کی زحمت کوئی بھی نہیں کرتا، اس کا جواب دینے سے قبل ہمیں ریاست

کے فرائض کی ماہیت و وسعت کا تصور وضاحت سے کھو نا چاہیئے۔

مسلمانوں کی تاریخ سے اسلامی ریاست کی کوئی نظیر جب علماء سے دریافت کی گئی تو ان میں اختلاف رائے پایا گیا۔ شیعہ عالم حافظ کفایت حسین نے رسول اکرم کے عہد کی حکومت کی مثال بتایا۔ مولانا داؤد غزنوی نے اس میں اسلامی جمہوریت کے ایام اور عمر بن عبدالعزیز، سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان محمود غزنوی، محمد تغلق اور اورنگ زیب کے ادوار اور سعودی عرب کی موجودہ حکومت کو بھی اس میں شامل کیا۔ اکثر علماء نے اس آمریت پر انحصار کیا جو ۶۳۲ء سے ۶۶۱ء تک تیس سال سے کچھ کم عرصے کے لئے قائم رہی اور بعض نے اس میں عمر بن عبدالعزیز کا مختصر عہد حکومت بھی شامل کیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے کہا مثالی حکومت کا تفصیلی نقشہ علما تیار کریں گے۔ ماسٹر تاج الدین انصاری کا اسلامی ریاست کے متعلق تصور جس قدر الجھاؤ تھا اس کا اندازہ ان پر جرح کے حسب ذیل ٹکڑے سے ہو سکتا ہے:-

سوال:- کیا آپ تحریک خلافت میں شامل تھے؟

جواب:- جی ہاں۔

سوال:- تحریک خلافت ہندوستان میں کب ختم ہوئی؟

جواب:- ۱۹۲۳ء میں۔ اس وقت جب ترکوں نے اعلان کر دیا کہ ان کا ملک غیر مذہبی ریاست ہے۔

سوال:- اگر آپ سے یہ کہا جائے کہ ترکوں کی طرف سے خلافت کے خاتمہ کے کافی دیر بعد تک بھی تحریک خلافت جاری رہی تو کیا یہ درست ہوگا؟

جواب:- جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے خلافت کے خاتمہ کے ساتھ تحریک خلافت بھی ختم ہوگئی۔

سوال:- کہا گیا ہے کہ آپ ۱۹۲۸ء تک تحریک خلافت کے رکن رہے اور اس کے حق میں تقریریں کرتے رہے، کیا یہ درست ہے؟

جواب:- یہ بات درست نہیں ہو سکتی۔

سوال:- کیا کانگریس نے خلافت میں دلچسپی لی؟

جواب:- جی ہاں۔

سوال:- کیا آپ کے لئے خلافت دینی اعتقاد کا معاملہ تھی یا محض ایک سیاسی تحریک تھی؟

جواب:- یہ خالص دینی تحریک تھی

سوال:- کیا تحریک خلافت کو مسٹر گاندھی کی تائید حاصل تھی؟

جواب:- جی ہاں۔

سوال:- تحریک خلافت کا مقصد کیا تھا؟

جواب:- انگریز ترکیہ میں خلافت کے ادارے کو زخم لگا رہا تھا اور مسلمان انگریز کے اس موقف سے آزردہ تھا۔

سوال:- کیا آپ کے نزدیک خلافت اسلامی طرز حکومت کا جزو لازم ہے؟

جواب:- جی ہاں

سوال:- پھر کیا آپ پاکستان میں خلافت قائم کرنے کا حق میں ہیں؟

جواب:- جی ہاں۔

سوال:- کیا مسلمانوں کا ایک سے زیادہ خلیفہ نہیں ہو سکتا؟

جواب: جی نہیں۔

سوال:- کیا خلیفہ پاکستان مسلمانان عالم کا خلیفہ ہوگا؟

جواب:- ہونا تو ایسا ہی چاہیئے لیکن ایسا ہوگا نہیں۔

سیاسی نظریات

سیاسی نظریات کی عمر تین ہزار سال کی ہے اس عمر کے ابتدائی حصے میں سیاست اور مذہب کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ سیاسی نظریات کی اس طویل عمر میں ذیل کے دو سوال ہمیشہ پیش نظر رہے ہیں۔

(۱) ریاست کے فرائض و وظائف کی حقیقی نوعیت کیا ہے؟

(۲) ریاست کس کے اقتدار و تسلط میں رہے گی؟

اگر ریاست کے فرائض و وظائف کی تعیین بہبود کے لفظ سے ہوتی ہے ——— خواہ وہ بہبود روحانی ہو یا دنیوی دونوں طرح کی ——— تو ایک عظیم تر سوال پہلے سوال سے فوراً یہ پیدا ہوتا ہے کہ حیات انسانی اور اس کے انجام کا مقصد کیا ہے؟

اس کے جواب میں مختلف زمانوں ہی میں نہیں بلکہ ایک ہی زمانے میں بھی بڑے بڑے مختلف نظریات رہے ہیں۔ مغربی افریقہ کے باشندوں کا ابھی تک یہی خیال ہے کہ ان کے دیوتا "کنبہ" نے انہیں جنگل میں شکار کھیلنے اور ناچنے گانے کے لئے بھیجا ہے۔ یونانیوں نے جب یہ کہا تھا کہ زندگی کا مقصد کھاؤ پیو اور عیش اڑاؤ کیونکہ موت ان تمام مسرتوں کا خاتمہ کر دیتی ہے، تو ان کا بھی کم و بیش یہی مطلب تھا۔ افادی اپنے نظام فکر میں مختلف اداروں کی بنیاد اس مفروضے پر رکھتے ہیں کہ حیات انسانی کا مقصد آخرت سے بے پروا ہو کر ذہن و بدن کے خوشگوار محسوسات سے استفادہ ہے۔ اس نظریئے کے قائل تھے کہ تمام مادی خواہشوں کو روکا اور گھٹایا جائے۔ ڈیو جانس کلبی رہائش کے لئے ایک ٹب کافی سمجھتا تھا۔ جرمن فلسفیوں کا خیال ہے کہ فرد ریاست کے لئے زندہ رہتا ہے اس لئے زندگی کا مقصد ریاست کی ہر اس طریق سے خدمت ہے جس طرح وہ اس سے خدمت لینے کی خواہش اور مقدرت رکھے قدیم ہندو فلسفی گھونسے کی منطق اور اس کے قدرتی نتائج و عواقب یعنی قدرتی انتخاب اور جہد للبقا پر یقین رکھتے تھے ریاست کا سامی نظریہ جو اس کی یہودی، اسلامی اور نصرانی تینوں شاخوں میں نظر آتا ہے، ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ہم اپنے آپ کو حیات اُخروی کے لئے تیار کریں اس وجہ سے اس نظریہ میں دعا، نماز اور عمل صالح کو زندگی کا مقصد وحید قرار دیا جاتا ہے یونانی فلسفی سقراط کے وقت سے یہ کہتے آئے ہیں کہ حیات انسانی کا مقصد فلسفیانہ غور و فکر میں اس غرض سے مبتلا رہنا ہے تاکہ ان حقیقتوں کو دریافت کیا جا سکے اور معرفت کی، کی نقاب میں چھپی ہوئی ہیں جو لوگ اس فکر میں مصروف نہیں رہ سکتے ان کا فرض یہ ہے کہ ایسا کرنے والوں کو فرصت لا محدود بہم پہنچائیں۔

اخروی زندگی

اسلام اس ضمن میں اس عقیدہ پر زور دیتا ہے کہ زندگی وہی نہیں جو انسان کو اس دنیا میں عطا ہوئی ہے۔ ابدی زندگی اس دنیوی زندگی کے خاتمہ کے بعد شروع ہوتی ہے۔ آخرت میں انسان کا رتبہ دنیا میں اس کے عقاید و اعمال کے مطابق ہوگا چونکہ موجودہ زندگی مقصود بالذات نہیں بلکہ صرف ایک ذریعہ ہے اس لئے نہ صرف فرد بلکہ ریاست کو ایسے عمل کے لئے جد و جہد کرنی چاہیئے جو آخرت میں انسان کا درجہ بلند کر سکے۔ اس کے برعکس لادینی نظریات تمام سیاسی اور معاشی اداروں کی بنیاد عاقبت سے بے پروائی پر رکھتے ہیں۔ اسلامی نظریئے کے مطابق اسلام وہ مذہب ہے جو فرد اور ریاست کو آخرت میں انسان کا درجہ بلند کرنے والی جد و جہد کے قابل بناتا ہے اس لئے فوراً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کیا ہے اور مومن یا مسلم کسے کہتے ہیں؟

اسلام کیا ہے

یہ سوال ہم نے علماء سے کیا۔ انہوں نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا اس کا ذکر ہم تھوڑی دیر میں کریں گے لیکن یہاں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمارے لئے بے حد درجہ افسوسناک بات تھی کہ علما جن کا اولین فریضہ اس مسئلہ پر پختہ رائے رکھنا تھا آپس میں مایوس کن حد تک اختلاف رکھتے تھے۔ اس بات سے بالکل قطع نظر کرتے ہیں کہ ان علماء نے اظہار بیان کا کیا انداز اختیار کیا۔ ہم دوسرے ادیان کی طرح اسلام سے بھی ایسا نظام مراد لیتے ہیں جو ذیل کے پانچ موضوعوں پر مشتمل ہے:-

(۱) عقائد ——— یعنی ایمان کے بنیادی نکات

(۲) ارکان ——— یعنی وہ مذہبی رسوم جن کی ادائیگی ہر شخص پر لازم ہے

(۳) اخلاقیات ——— یعنی اخلاقی عمل کے قواعد

(۴) معاشی، سیاسی اور معاشرتی ادارے۔

(۵) قانون۔

(باقی دارد)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ — تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور — فون نمبر ۷۲۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغامِ صلح

تیرہ سو ترانویں

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۲

خطاب بحضرت امام الزمانؑ

از حضرت مولانا محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم و مغفور

(ایک طویل قصیدہ کے چند منتخب اشعار)

اے ز تو انوار ولایت عیاں ٭ وے ز تو احکام شریعت رواں
مظہرِ اسرارِ محمد توئی ٭ مطلعِ انوار محمد توئی
گوہر یکتائے مصفا توئی ٭ دُرِّ درخشندہ ز کانِ نبی
زندگیِ عہدِ رسالت زتست ٭ تازگیِ روضۂ ملت زتست
طرفہ معارف ز زبانت عیاں ٭ بحرِ معانی ز بیانت رواں
شانِ محمدؐ ز جبینت شہود ٭ معجزہ ہا باقت ز ذاتت وجود
موردِ الہامِ خدائے علیم ٭ مہدیِ دوران بشانِ کلیم
مرسلِ حق تابعِ حکم نبی ٭ مجمعِ اوصافِ خفی و جلی
عمدۂ مصداقِ کلامِ مبیں ٭ صدر نشین زمنِ آخریں
نیز لیظہر خبرت داد باز ٭ غلبۂ دیں را بتو بخشید راز
شانِ رفیع تو ہویدا ازیں ٭ گفت سلامت ختم المرسلیں
از پئے اُمت چو حصار آمدی ٭ در معرکۂ سخت بکار آمدی
کرد ترا عیسیٰ مریم خدا ٭ زیب دہد بودنِ مہدی ترا
مہدی و عیسیٰ دو صفات عظیم ٭ نیست کسے بانو در ایناں سہیم
حامل ایں ہر دو صفات آمدی ٭ ذات تو شد محو بذات نبی

باد سلامت ز خدائے وحید
ایدک اللہ بنصر مزید

زندگی کے ہر پہلو پر غور کرنے کا دن

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام

بزرگوں کی پیدائش اور ان کی وفات کے دن قدرتی طور پر قوم کو یاد آتے ہیں ایسے موقعہ پر قوم کو چاہیئے کہ ان بزرگوں کی زندگی کے اصل مقصد کو یاد کر کے اپنے اندر وہ رنگ پیدا کریں، جو رنگ انہوں نے قوم کے اندر پیدا کیا تھا۔

اس زمانہ کے امام نے اس بات پر زور دیا تھا کہ ہماری زندگی قرآن اور حدیث کے مطابق ہو جائے اور ہم تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن ہوں انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر میں اپنی قوم کے اندر تقویٰ پیدا نہ کر سکا تو میری تالیف و تصنیف جو مشہور خلائق ہے اور میرے مناظرے جو نہایت کامیاب ہوئے ان کی کوئی قدر و قیمت میری نگاہ میں نہ ہوگی۔

پس ہم کو آج کے دن اس بات کو تازہ کرنا چاہیئے کہ ہم بحیثیت قوم خدا خوفی اور نیک عملی کا جامہ پہنیں اور اس طرح سے امام الزمان کی بعثت کی اصل غرض کو پورا کریں اس کے علاوہ یاد رکھیں کہ انہوں نے سو بات کی ایک بات کہہ دی جب انہوں نے ہم میں سے ہر شخص سے یہ اقرار لیا کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

اس تلقین کو ہماری قوم اپنے سامنے رکھے اور دیکھے کہ وہ کس حد تک اس پر عمل پیرا ہے کیا وہ دین کی خاطر قربانی کر رہا ہے کیا وہ اپنے معاملات میں دین کو مقدم رکھتا ہے یا دنیاوی مفاد کو؟ کیا ہم نے اپنی اولاد کو دنیا کے علوم سکھائے یا دین کے؟ کیا ہمارے بلند پایہ اصحاب نے اپنی اولاد کو تبلیغ دین کے لئے تیار کیا ہے؟ ان کو اپنے وطن میں اور وطن سے باہر بھیجکر دنیا کے دھندوں کے لئے تیار کیا ہے یا دین کی تبلیغ کے لئے۔

الغرض اپنی زندگی کے ہر پہلو پر غور کرنے کا یہ دن ہے اور اپنے ایمان اور اعمال کے محاسبہ کا دن ہے اس محاسبہ کے پیشِ نظر آپ کا اپنے متعلق کیا فتویٰ ہے کہ آیا آپ اپنے عہد پر قائم ہیں یا منحرف ہیں۔

ایک اور قیمتی تلقین حضرت امام الزمان کی یہ ہے کہ ہماری جماعت متحد رہے کیونکہ اس کے اندر برکت اور قوت و عزت کا راز مضمر ہے۔

مبارک ہے وہ جس کی سعی سے جماعت میں اتحاد و یگانگت مضبوط ہوتی ہے۔

صدر الدین
۵ مئی ۱۹۵۴ء

حضرت مسیح موعودؑ اور زبان عربی کا احیاء

مرتضیٰ خان حسن

مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ :-

"جن کو آپ اکابر کہتے ہیں وہ آج اتنی مدت گذر جانے کے بعد ہی بڑائی کی مسند پر بیٹھے نظر آتے ہیں اور محض ان کی قدامت ان کی عظمت و احترام کی ضامن بن گئی ہے ورنہ اپنے معاصروں کی نظر میں تو وہ شاید اصاغر کی بھی حیثیت نہیں رکھتے"۔

بعینہٖ یہی صورت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق نظر آتی ہے آج معاصرین کی نگاہ میں آپ کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ آپ کو نعوذ باللہ کافر ... بلکہ اکفر کہا جاتا ہے۔ لیکن ایک زمانہ آئے گا لوگ آپ کو آپ کی عظیم الشان خدمات اور آپ کی روحانی برکات کی وجہ سے بڑائی کی اس مسند پر بٹھائیں گے شاید ہی اب تک کسی کو بٹھایا ہو۔ حضرت اقدس خود بھی اس حقیقت کو سمجھتے تھے اسی لئے ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

مجدد اعظم

آپ امت محمدیہ کے مجددین میں سے ایک مجدد تھے مگر صف مجددین میں آپ کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ آپ سے پہلے جتنے مجدد ہوئے ان کا حلقہ عمل خاص حدود تک محدود تھا مگر آپ ساری دنیا کی طرف مجدد ہو کر آئے ــــ چودھویں صدی میں صرف آپ ہی ایک اکیلے بزرگ ہیں جنہوں نے مجددیت کا دعوےٰ کیا، کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا جو شرف آپ کو دیا گیا وہ سابقہ مجددوں میں سے کسی میں نظر نہیں آتا۔ آپ ہی سب سے پہلے مجدد ہیں، جنہوں نے تبلیغ و اشاعت اسلام کا مستقل نظام قائم کیا اور یورپ و امریکہ کی باطل پرست اقوام میں نور اسلام پھیلانے کا اہتمام کیا۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے آپ مجدد اعظم کے معزز لقب سے ملقب کئے جانے کے قابل ہیں۔

عربی زبان کی خدمت

آپ کے کارہائے نمایاں پر تبصرہ کرنے کا یہ موقعہ نہیں اس وقت جس امر کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تجدید دین کے ضمن میں ہی آپ نے عربی زبان کی جو خدمت کی ہے وہ بھی کچھ کم قابل قدر نہیں اور اس کی تین صورتیں تھیں۔

(۱) آپ نے عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کیا۔

(۲) آپ نے فصیح و بلیغ عربی میں نثر و نظم میں کتب بیں تصنیف فرمائیں۔

(۳) آپنے ایک جامعہ عربیہ یا عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

ایک عظیم الشان تحقیقات

سنہ ۱۸۹۵ء کا ذکر ہے کہ آپ نے اس عظیم الشان تحقیقات کی طرح ڈالی کہ عربی زبان ام الالسنہ ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ ابتدا میں انسان کو جو زبان سکھائی گئی وہ عربی ہی تھی۔ اس کے بعد جس طرح نسل انسانی پھیلتی گئی زبانوں میں اختلاف ہوتا گیا، اس بارہ میں آپ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جو منن الرحمٰن کے نام سے شائع ہوئی، اس کتاب کے بارہ میں آپ نے ایک مفصل اعلان کیا، جس کے ابتدائی فقرات یہ ہیں :-

"یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کی بعض پُر حکمت آیات نے ہمیں توجہ دلائی کہ قرآن عظیم نے یہ بھی دنیا پر ایک بھاری احسان کیا ہے جو اختلاف لغات کا اصل فلسفہ بیان کر دیا اور ہمیں اس دقیق حکمت پر مطلع فرمایا کہ انسانی بولیاں کس منبع اور کس معدن سے نکلی ہیں ...... اس کتاب میں تحقیق السنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوئی جو ام الالسنہ ہے اور الہامی ہے اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے .... مجھے خدا تعالےٰ کے مقدس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ الہامی زبان اور ام الالسنہ جس کے لئے پارسیوں نے اپنی جگہ اور عبرانی والوں نے اپنی جگہ اور آریہ قوم نے اپنی جگہ دعوے کئے کہ انہی کی وہ زبان ہے وہ عربی مبین ہے اور دوسرے تمام دعویدار غلطی پر ہیں۔"

عربی زبان کی خصوصیات

اس کے بعد اپنی تحقیقات کی تفصیل دیتے ہوئے مخالفین اسلام کو یوں مخاطب فرماتے ہیں :-

"اگر کسی آریہ صاحب یا کسی اور مخالف کو یہ تحقیقات ہماری منظور نہیں تو ہم ان کو بذریعہ اس اشتہار کے اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق الالسنہ ہونے کے دلائل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دی ہیں۔ جو بتفصیل ذیل ہیں :-

(۱) عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے (۲) عربی اعلیٰ درجہ کی علمی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے جو فوق العادت ہیں (۳) عربی کا سلسلہ اطراد مواد اتم و اکمل ہے (۴) عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں (۵) عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کے لئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے"۔

قرآن کی اکملیت زبان کے لحاظ سے

اس سارے اعلان کو یہاں درج کرنا طوالت کا موجب ہوگا لیکن جس قدر اقتباسات اوپر دیئے گئے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی تحقیقات کی رو سے یقین کامل حاصل تھا کہ دنیا میں اتم اور اکمل زبان صرف عربی ہی ہے اور یہی افضل الالسنہ بلکہ ام الالسنہ ہے۔ جیسا کہ آپ کے اعلان سے ظاہر ہوتا ہے یہ نکتہ حکمت آپ کو قرآن مجید سے ہی ملا اور اسی پاک کتاب کے عشق کا نتیجہ تھا جس نے آپ کو اس تحقیقات کی راہ پر ڈالا۔ اور اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی آخری کتاب قرآن مجید عربی زبان میں نازل کیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ یہی زبان درحقیقت افضل الالسنہ ہے اور یہی وہ زبان ہے جو خدا نے سب سے پہلے بندوں کو سکھائی۔ گویا قرآن مجید بلحاظ زبان کے بھی ایک ایسی کتاب ہے کہ دنیا کی کوئی اور کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن مجید اگر اپنی دوسری طاقتوں کی وجہ سے ایک زندہ جاوید معجزہ ہے تو بلحاظ زبان کے بھی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہ درحقیقت حضرت مجدد العصر کی ایک بہت بڑی خدمت تھی۔ کیونکہ اس سے دین اسلام کی اکملیت حضرت محمد رسول اللہؐ کی اکملیت اور قرآن مجید کی اکملیت روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے۔

پندرہ لاکھ سے زیادہ مفردات

کتاب مجدد اعظم میں لکھا ہے کہ اس تحقیقات میں کئی ایک اصحاب حضرت اقدس کے ساتھ کام کیا کرتے تھے اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اس کام میں پیش پیش تھے۔ ان اصحاب کی امداد سے عربی کے پندرہ لاکھ سے زیادہ مفردات جمع ہو گئے تھے اور ہزاروں الفاظ سنسکرت اور انگریزی زبان کے بھی جمع کئے گئے تھے جو عربی زبان سے نکلے ہیں۔

منن الرحمٰن اور ام الالسنہ

حضرت اقدس اپنی زندگی میں بوجہ دیگر مشاغل کے اس کتاب کو شائع نہ کر سکے اور جو کتاب منن الرحمٰن کے نام سے آپ کی وفات کے بعد شائع ہوئی وہ مکمل نہ تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سارے مسودات دستیاب نہیں ہو سکے مگر اس کمی کو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اپنی کتاب ام الالسنہ کی تصنیف سے پورا کر دیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء یہ مذہبی اور علمی دنیا میں ایک بیش بہا تحقیقات تھی جو حضرت مجدد العصر کی مساعی جمیلہ سے ظہور میں آئی جس کے لئے مسلمان قوم کو آپ کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔

حضرت کی عربی تصانیف

دوسری صورت عربی زبان کے احیا کی یہ تھی کہ آپ نے خود عربی زبان میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، جو عربی لٹریچر کے حیثیت سے اور مضامین کی ندرت کے لحاظ سے بڑی بلند پایہ تصانیف ہیں، اور دنیا کے بہترین ادبا سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ یہ کتب عربی نظم نثر پر مشتمل ہیں اور ان میں بیشمار حقائق اور معارف ہیں۔

جہاں تک آپ کی درسی تعلیم کا تعلق ہے۔ آپ کو نہ کبھی تحصیل علم کے لئے لکھنو جانے کا اتفاق ہوا اور نہ کسی اور تعلیمی مرکز میں جو کچھ پڑھا وہ گھر پر ہی پڑھا لیکن عربی میں جو تصانیف آپ کے قلم سے نکلیں وہ فصاحت و بلاغت میں اپنی نظیر نہیں رکھتیں یہ درحقیقت خدا کا دیا ہوا علم تھا جس

باقی بر صفحہ

روزنامہ پیغام صلح ـــــــ مورخہ ۱۶ رمئی ۱۹۵۴ء

زندہ جاوید تحریک

حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت کو آج چونسٹھ سال ہو گئے اور آپ کو فوت ہوئے چھیالیس سال کا عرصہ منقضی ہو چکا ہے، آپ کے عین حیات میں کس قدر مخالفتیں ہوئیں، دشمنی و عناد کے کتنے طوفان اُٹھے، عیسائی، آریہ اور مسلمان علماء سب نے مل کر اور علیحدہ علیحدہ زور لگایا کہ آپ کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے، دلائل و مناظرات کے میدان سے گزر کر طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے حکومت کو آپ کے خلاف اکسانے کی کوشش کی گئی، جھوٹے مقدمات بنائے گئے، قتل عمد کے الزامات سے آپ کو تختہ دار پر کھینچنے کی کوشش کی گئی مباہلے اور بد دعائیں کی گئیں سارے ہندوستان، تمام اسلامی دنیا یہاں تک کہ مکہ و مدینہ سے فتوے منگوائے گئے، غرض مخالفت کا کوئی پہلو نہ تھا جو خالی چھوڑا گیا ہو کوئی دقیقہ باقی نہ رہنے دیا گیا، لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ اگر آپ خدا کی طرف سے نہ ہوتے، تو مقدمات میں اگر بچ بھی گئے تھے تو وہ تضرع بھری دعائیں جو آپ کی ہلاکت کے لئے دن رات کی جاتی تھیں، کس طرح خالی جا سکتی تھیں، آخر یہ کیا بات ہے کہ اتنی جدوجہد اور اس قدر الحاح و زاری کے باوجود اللہ تعالیٰ کامیاب کرتا ہے تو اسی کو جسے مفتری علی اللہ اور ضال اور مضل کہا جاتا ہے، کیا وجہ ہے کہ نہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی فتوے بازیاں کام آئیں نہ نذیر حسین اور ثناء اللہ کی روباہ بازیاں اور افترا پردازیاں فائدہ پہنچا سکیں، نہ چراغ دین جموں، غلام دستگیر قصوری کی بد دعائیں کامیاب ہوئیں بلکہ اُلٹا انہیں کی ہلاکت کا موجب ہوئیں، نہ ہنری مارٹن کلارک کا مقدمہ قتل عمد مرزا صاحب کا بال بیکا کر سکا، کیا وجہ ہے کہ لیکھرام پشاوری جیسا دریدہ دہن انسان مرزا کی پیشگوئی کے مطابق لاہور کی پُر رونق گلیوں میں دن دہاڑے قتل ہوتا ہے اور اس کے قاتل کا نام و نشان تک نہیں ملتا اور کیا وجہ ہے کہ مرزا کی دعاؤں کا اثر امریکہ تک جا پہنچتا ہے اور ڈوئی نامی بناوٹی مسیح کو جو اسلام کو مٹانے کے لئے کھڑا ہوا تھا مسا کر رکھ دیتا ہے۔ غور کیجئے کیوں مرزا صاحب کا نام اور ان کی قائم کردہ تحریک آج تک زندہ ہے، اور ان سب مخالفین کے نام کو بھی آج کوئی نہیں جانتا؟

آگے چلئے آپ کی وفات پر عام خیال یہ تھا کہ اب یہ تحریک زندہ نہیں رہ سکتی، لیکن زمانے نے دیکھا کہ اس تحریک کا قدم پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کہ برصغیر ہند سے نکل کر یورپ کی سرزمینوں میں جا پہنچا جس سے اس کی مقبولیت کم ہونے کے بجائے بڑھتی چلی گئی، اور اگر نبوت اور کفر و اسلام کا جھگڑا آپ کی جماعت کے اندر کھڑا نہ ہو جاتا تو شاید مسلمانوں کا کثیر حصہ آج احمدیت میں شامل ہوتا، لیکن خدا کے کام ہیں جہاں وہ اپنے مامور کی قائم کردہ تحریک کو زندہ رکھنا چاہتا تھا اور ہر قسم کی مخالفت سے اسے بچاتا چلا آیا تھا وہاں مماثلت مسیح کے اس پہلو کو بھی نمایاں کرنا ضروری تھا کہ جماعت کے ایک حصہ میں غلو اور افراط پیدا ہو، اس فتنہ کے کھڑے ہونے پر جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے اور مخالفین کو پھر پیشگوئی کا موقعہ ہاتھ آیا کہ اب یہ تحریک قائم نہیں رہ سکتی اور کوئی دن کی مہمان ہے، اس کو بھی چالیس سال گذر گئے اور دنیا نے دیکھا کہ مٹنا تو ایک طرف، یہ تو اصلها ثابت وفرعها في السماء کی مصداق بنتی چلی گئی، اور مرزا کا نام غلو اور افراط کے دھندلکوں میں غائب ہونے کے بجائے دنیا کے کناروں تک پھیلتا چلا گیا، یہ کیوں؟ اگر یہ دشمن اسلام تحریک تھی، اگر مرزا صاحب اسلام کی خدمت کی بجائے اس کو نعوذ باللہ مٹانے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو سربلند کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے تو کیا خدائے غیور اسے ایک دن کے لئے بھی زندہ رکھ سکتا تھا؟ کیا اسے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور اپنے پیارے دین کی عزت کا کوئی بھی پاس نہیں ہے کہ اسے زندہ رکھا اور اس کو مٹانے کی فکر کرنے والے کبھی کے مٹ چکے؟

اور آگے چلئے! ابھی ہمارے سامنے "ختم نبوت" کے نام سے ایک عظیم الشان تحریک اُٹھی اور اس نے تحریک احمدیت اور اس کے بانی کے نام کو مٹانے کے لئے وہ اودھم مچایا جس کی نظیر گزشتہ پون صدی کی مخالفانہ تحریکات میں ملنی مشکل ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ساری تاریخ اسلام میں اس ہولناک طوفان کی کوئی نظیر مشکل سے ملے گی جو احمدیت کے خلاف مسلمانوں کی تمام جماعتوں نے احرار کی سرکردگی میں اُٹھایا، یہ وہ طوفان تھا جس کی پشت پر حکومت پنجاب کے ایک ٹکم اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب کا ہاتھ تھا اور اپنے خاص مقاصد کو پورا کرنے کے لئے سب نے مل کر احمدیت کو قربانی کا بکرا بنا لیا، جس کو ذبح کرنے اور اس کی بوٹی بوٹی نوچ کر چیلوں اور کوّوں کو ڈالنے کا پورا پورا سامان کر لیا گیا، لیکن خدا کے کام عجیب ہیں، عین اس وقت جب یہ آگ شعلۂ جوالا بن کر تحریک احمدیت کے نام لیواؤں کو بھسم کرنے والی تھی اس نے ہوا کا رُخ بدلا اور اپنے مامور کی قائم کردہ تحریک کی حفاظت کے لئے فوج کو لا کھڑا کیا، جس نے اس آگ کے جلانے والوں کو ہی نذر آتش کرنا شروع کر دیا، جس سے کچھ مر گئے، اور بہت سے پکڑے گئے اور باقی اپنے اپنے بلوں میں جا گھسے، اور احمدیت کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس طوفان سے بال بال بچ گئی۔

کیا یہ ایک زبردست خدائی نشان نہیں؟ کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ اس تحریک کی پشت پر خدائی ہاتھ ہے جو ہر مخالف، ہر بڑے سے بڑے عالم، بڑے سے بڑے حاکم کو ذلیل و خوار کر کے رکھ دیتا ہے؟ اگر یہ تحریک خدا کی طرف سے نہ ہوتی، اگر حضرت مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے سچے فرستادہ نہ ہوتے تو کبھی کے مٹ چکے ہوتے کم از کم تحریک ختم نبوت کے طوفان میں ان کا نام و نشان باقی نہ رہتا، لیکن یہ کیا بات ہے کہ جب کبھی مخالفت کا طوفان اُٹھا، جو بھی اسکو مٹانے کے لئے کھڑا ہوا اسے ہی اللہ تعالیٰ نے ذلیل و خوار کر دیا، اسی کا نام و نشان مٹایا اور احمدیت اور مرزا صاحب کو کوئی گزند نہ پہنچا وہ اسی طرح زندہ و سلامت موجود ہیں اور انشاء اللہ موجود رہیں گے، بقول حضرت مرزا صاحب ؎

تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہو جائے گا جلد ؛ یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اک ادنیٰ شکار

بات پھر یہ کیا ہوئی کس نے مری تائید کی ؛ خائب و خاسر رہے تم ۔ ہو گیا میں کامگار

کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ احمدیت ایک زندہ جاوید تحریک ہے جو خدا کے حکم سے قائم ہوئی ہے اگر یہ اسلام اور دنیا کے لئے مفید نہ ہوتی تو کبھی کی مٹ چکی ہوتی لیکن فاما ما ينفع الناس فيمكث في الارض کا خدائی فتوے اس کی زندگی کو حق بجانب ثابت کر رہا ہے ؎

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے کذاب کی ؛ کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

صدقہ عید الفطر عید فنڈ اور مساجد فنڈ

صدقہ عید الفطر حضرت محمد عربی صلعم کے ارشاد کے مطابق ہر فرد مسلمان پر واجب ہے حدیث بخاری میں ہے کہ عن ابن عمر فرض النبی صلعم صدقة الفطر او قال رمضان على الذكر والانثى والحر والمملوك صاعا من تمر او صاعا من شعير

یعنی نبی کریم صلعم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان مرد اور عورت اور آزاد اور غلام سب پر فرض ٹھہرایا ہے ایک صاع کھجور اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے۔ چنانچہ یہ جنس کی صورت میں ہمارے ملک میں قریباً دو سیر غلہ کے برابر ہے جس کی اب قیمت ۹ ر آنے ہے۔

عید فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر فرد جماعت پر ایک روپیہ عید فنڈ مقرر فرمایا ہوا ہے جو اللہ کی عنایت سے بچے بھی بڑے شوق سے عید کے موقعہ پر ادا کرتے ہیں یہ رقم اشاعت اسلام پر خرچ ہوتی ہے۔

مساجد فنڈ یہ فنڈ بھی انتظام جماعت کے ماتحت کھولا گیا تھا تاکہ ایک رقم جمع ہوتی رہے اور بوقت ضرورت کسی جگہ مسجد تعمیر کرنی ہو تو قوم پر یکدم بوجھ نہ پڑے۔ اس میں حسب استطاعت احباب ہر سال چندہ ادا فرماتے ہیں۔

احباب کی خدمت میں باادب عرض ہے کہ ہر جگہ مقامی انتظام کے مطابق صدقہ عید الفطر، عید فنڈ، اور مساجد فنڈ، سارے بزرگ بھائی، بہنیں اور بچے بڑے شوق اور محبت کے ساتھ ادا فرما کر اللہ تعالیٰ سے ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان عزت اور جان و مال کی اپنے رحم و کرم سے حفاظت فرمائے اور ان میں برکت بخشے۔ آمین۔

ڈاکٹر احمد حسن بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ افسر تحصیل
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

دو چار باتیں

مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے بی ٹی

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - گذشتہ دنوں چند در چند مصروفیات کی بناء پر "مسیح موعود نمبر" کے لئے آپ کی فرمائش کی تعمیل میں کوئی مضمون نہیں لکھ سکا - اب آخری وقت میں محض ثواب سے محروم نہ ہونے کے لئے حضرت اقدس کی زندگی سے دو چار باتیں لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ سے معذرت خواہ ہوں - والسلام - مخلص - مسعود بیگ -

دھڑے بندی سے نفرت

خدا کے بندے ہمیشہ حق پسند اور وسیع القلب ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس بات کی تائید کرتے ہیں جو سچ ہو خواہ وہ اپنے مخالف کی طرف نظر آئے - یہ لوگ دھڑے کے پابند نہیں ہوتے بلکہ دھڑے بندی سے سخت متنفر ہوتے ہیں اور محض خدا کی رضا کے لئے حق کو حق اور جھوٹ کو جھوٹ کہتے ہیں ۱۸۶۸ء کے قریب کا واقعہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نئے نئے مولوی بن کر اور سندِ فضیلت حاصل کر کے بٹالہ آئے تھے وہ چونکہ اہل حدیث خیال کے عالم تھے اس لئے حنفی لوگ ان سے بہت اُلجھتے تھے اور بحثا بحثی اکثر جاری رہتی تھی، یہ حضرت مسیح موعود کی جوانی کا زمانہ تھا - ابھی آپ منصب ماموریت یا مجددیت پر فائز نہیں ہوئے تھے لیکن آپ کے دینی شغف اور علم و فضل سے بٹالہ کے لوگ خوب واقف تھے - چنانچہ حنفیوں کا ایک وفد حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں مولوی محمد حسین صاحب سے بحث کرنے کے لئے بٹالہ لے گیا - چنانچہ مسجد میں بحث شروع ہوئی اور جب مولوی محمد حسین کی تقریر ختم ہوئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں جو قابل اعتراض ہو یا جس کی تردید کی حاجت ہو حنفی لوگ جو آپ کو قادیان سے لائے تھے بہت مایوس ہوئے اور خفگی کا اظہار کرنے لگے مگر حضرت اقدس نے اس کی ذرا پرواہ نہ کی - زندگی بھر حضرت کا مسلک یہی رہا کہ جو کوئی حق بات کہے خواہ وہ کتنا ہی مخالف ہو آپ اسکی تائید فرماتے اور غلط بات کہنے والا خواہ کتنا ہی دوست اور عزیز ہو آپ اس کی تردید کرتے -

خدائی عدالت کی طرف رجوع

مخالفین نے حضرت اقدس پر کئی قسم کے مقدمات بنائے اور بارہا حضور کو عدالتوں میں جانا پڑا - آپ نے خندہ پیشانی سے سب کچھ برداشت کیا اور اپنے اور اپنے مخالفوں کے معاملات میں ہمیشہ احکم الحاکمین کی عدالت کو اصلی عدالت سمجھا اور اسی طرف رجوع کو اپنا شعار بنایا - مولوی کرم دین کے مقدمہ نے جب کسی قدر طول کھینچا تو گورداسپور کے بعض نیک دل لوگوں نے راضی نامہ کرانا چاہا - حضرت مسیح موعود نے اس تجویز کو رد نہیں کیا البتہ یہ فرمایا کہ راضی نامہ میں یہ الفاظ ضرور لکھے جائیں کہ "میرے اور مولوی کرم دین کے درمیان جو مقدمہ دنیوی عدالت میں دائر ہے ہم دونوں اس سے دستبردار ہوتے ہیں اور اس مقدمہ کو ہم جناب الٰہی کی عدالت میں پیش کرتے ہیں"۔ مولوی کرم دین یہ الفاظ لکھنے پر رضامند نہ ہوا اور اس نے برملا یہ کہہ دیا کہ اس کے یا اس کے متعلقین پر کوئی آفت آئی تو یہ حضرت مرزا صاحب کی کرامت ہو جائے گی - مولوی کرم دین کو خدا کی عدالت سے انصاف کی امید نہ تھی لیکن ہمارے حضرت صاحب کا سہارا تو خدا کی ذات ہی تھی اور آپ فرمایا کرتے تھے "خدا کو چھوڑ کر میں کہاں جاؤں"۔ آخر خدا کی ذات نے انصاف کیا اور مولوی کرم دین کے دائر کردہ مقدمہ میں حضور کی بریت ہوئی -

اسی طرح ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ اقدام قتل اور دوسرے مقدمات میں بھی حضرت اقدس کو خدا نے باعزت بری کیا اور جناب الٰہی کی عدالت سے ہمیشہ آپ کی سرخروئی ہوئی -

جذبۂ خدمت خلق

ایک دفعہ حضرت اقدس مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے - سب نماز کے لئے تیار ہی بیٹھے تھے اور فقط آپ کی آمد کا انتظار تھا - ابھی آپ تشریف لائے ہی تھے کہ ایک سائل نے کچھ مانگا - آپ فی الفور تشریف لے گئے اور فرمایا ٹھہر دیں پہلے ان کا کام کر لوں تھوڑی دیر بعد آپ آئے اور سائل کو کچھ نقدی دی اور پھر نماز ادا کی -

اسی طرح ایک مرتبہ آپ نماز کے لئے تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص دانت کے درد میں مبتلا ہے آپ فوراً واپس تشریف لے گئے - اندر سے دوائی لائے اس شخص کو دی اور پھر نماز ادا کی -

ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، مخالف اور موافق سب لوگ آپ سے یکساں فیضیاب ہوتے تھے اور قادیان کے آریہ بھی اور اشد مخالف بھی رات کے وقت بے تکلف آپ کے دروازہ پر دستک دیکر اپنی حاجت روائی چاہتے تھے اور دوا اور دعا دونوں طرح کا فیض حاصل کرتے تھے -

خوش مزاجی اور لطیف مذاق

حضرت اقدس دوستوں کی مجلس میں خوش مزاجی بھی روا رکھتے تھے اور آپ کے احباب بے تکلف آپ سے باتیں کرتے تھے - زاہد خشک یا متکبر پیروں اور سجادہ نشینوں کی سی شان بنا کر بیٹھنا آپ کا طریق نہ تھا - ہمیشہ مسکراتے ہوئے اور خندہ پیشانی سے آپ گفتگو فرماتے اور لطیف مذاق بھی روا رکھتے تھے - ایک مرتبہ ایک خاتون نے آپ کی خدمت میں یہ پیغام بھجوایا کہ ان کے سر پر ایک جن ہے جو حضرت صاحب کو مسیح موعود مانتا ہے اور بیعت کرنا چاہتا ہے - حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا کہ یہ خاتون تو پہلے ہی میری مرید ہے - چاہیئے یہ تھا کہ یہ جن کسی مخالف مثلاً مولوی ثناء اللہ کے سر پر چڑھ کے آتا تاکہ لوگوں کو پتہ تو لگتا کہ کسی جن نے بیعت کی ہے -

ایک مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی اپنی کوئی نظم سنا رہے تھے - نظم میں کئی غلطیاں تھیں اور بعض جگہ وزن پورا کرنے کے لئے بعض حروف کی بیجا طور پر تشدید کی گئی تھی - حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے کچھ بیزاری کا اظہار کیا - اس پر حضرت مسیح موعود نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا - مولوی صاحب کیا آپ نے یہ نہیں سنا

ضرورات شعری چو ضرورت شد - تشدید حروف چرا نباشد

---

۲۶ مئی

ہمارے مکرم اور محترم دوست قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل سلسلہ کے ایک پرانے شاعر نغز گو ہیں - آپ نے از راہِ نوازش پیغام صلح کے مسیح موعود نمبر کے لئے اپنا تازہ کلام ارسال فرمایا ہے جسے ہم شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کرتے ہیں :

چھبیس مئی کی یاد نے بے چین کر دیا
اک دل - ہزار رنج و الم اسمیں بھر دیا

وہ دن بھی یاد ہیں مجھے راتیں بھی یاد ہیں
عرفان و معرفت کی وہ باتیں بھی یاد ہیں

یادیں ہی رہ گئی ہیں نظارے کدھر گئے
پیری میں وہ جوان سہارے کدھر گئے

چاروں طرف سے گھیر لیا ہی فتور نے
یہ حال کر دیا ہے مرے کس قصور نے

وابستگانِ دامن مہدی ہیں ہم تمام
اور منتظر ہیں نصرتِ ربی کے صبح و شام

منظر "بجرم عشق تو ام میکشند" کا
دیکھا ہے میری آنکھوں نے اے جان بارہا

یہ التجا کہ "بر سر بام آ" کروں تو کیا؟
منظور ہوگی؟ اکملِ مہجور کی دعا؟

مسیح موعود کی کہانی آپ کی اپنی زبانی

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

ہمارے محترم دوست شیخ غلام قادر صاحب نے حضرت مسیح موعود کے حالات اور دعاوی کی تفصیلات جو آپ نے خود اپنے قلم سے لکھی ہوئی ہیں مسیح موعود نمبر کے لئے ریویو آف ریلیجنز سے نقل کی ہیں شکریہ کے ساتھ ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے:-

میں کچھ مختصر حال اپنا بیان کرتا ہوں۔ اور وہ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے حصے میں لکھا گیا اور میری دعوت میں داخل کیا گیا کسی قدر اس کو لکھتا ہوں کیونکہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ وہ دعوت تم تک پہنچاؤں اور قرض کی طرح اسکو ادا کروں۔ سو واضح ہو کہ میں خاندان عزت اور ریاست سے ایک آدمی ہوں اور میرے بزرگ امیر اور صاحب ملک تھے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ سمرقند سے اس ملک میں آئے تھے اور وقت کے بادشاہ نے ان کو حکومت اور امارت کی خدمت سپرد کی تھی اور فوج اور تلوار ان کو دی گئی تھی۔ پس جبکہ اس ملک پر سکھوں کا زور اور تسلط ہوا اور فساد انگیزی میں انہوں نے حد سے تجاوز کیا تو اس وقت یہ اتفاق ہوا کہ سکھوں نے ہمارا ملک اور تمام املاک چھین لیں اور ہمیں قید کر دیا۔ پھر ہم محض ان کے ظلم کی وجہ سے اپنے دار الریاست سے نکالے گئے اور وہ دن سردی کے دن تھے اور سخت سردی پڑتی تھی۔ پس ہمارے بزرگ رات کے وقت سردی سے کانپتے ہوئے اپنے دار الریاست سے نکلے اور مارے غم کے ایسے تھے جیسا کہ کوئی کھنڈر پر گرا جاتا ہے۔ تب انہوں نے ایک اور ریاست میں ایک عارضی رہائش اختیار کی اور اس ریاست نے کسی قدر نیک سلوک ان کے ساتھ کیا اور بغیر کسی سوال کے انکی ہمدردی کی اور ان کی تنگدستی کے کچھ نشان دیکھ کر ان پر رحم کیا اگرچہ ان کا سلوک بہت کم اور ناکافی سلوک تھا۔

پھر جب زمانہ دولت برطانیہ کا آیا اور شیطانی عادتوں کا وقت گذر گیا تو ہم اس سلطنت کے ذریعہ سے امن میں آ گئے اور ہمارے بزرگوں نے پھر اپنے وطن کی طرف ۔۔۔ مع رفیقان سفر کے مراجعت کی اور خدا تعالےٰ کا شکر کرتے تھے اور بعض دیہات ہمارے اور بعض مال ہمارے ہمیں واپس دیئے گئے اور ہمارا بخت برگردیدہ پھر ہماری طرف آیا اور وہ خوشیاں باغوں کے پھولوں کی طرح ہمارے وجود میں پھوٹ نکلیں۔ ایک امن کی خوشی[1] اور دوسرے دشمن سے آزادی کی خوشی اور مجھے اپنے معظم اور مکرم بزرگوں کی ریاست سے کچھ حصہ نہیں ملا اور میں اپنے باپ کی موت کے بعد بیواؤں کی طرح ہو گیا۔

اور میرے پر ایک ایسا زمانہ گذرا ہے کہ بجز چند گاؤں کے لوگوں کے اور کوئی مجھ کو نہیں جانتا تھا یا کچھ ارد گرد کے دیہات کے لوگ تھے کہ روشناس تھا۔ میری یہ حالت تھی کہ اگر میں کبھی سفر سے اپنے گاؤں میں آتا تو کوئی مجھے نہ پوچھتا کہ تو کہاں سے آیا۔ اور اگر میں کسی مکان میں اترتا تو کوئی سوال نہ کرتا کہ تو کہاں اترا ہے اور میں اس گمنامی اور اس حالت کو بہت اچھا جانتا تھا اور شہرت اور عزت اور اقبال سے پرہیز کرتا تھا اور میری طبیعت کچھ ایسی واقعہ ہوئی تھی کہ میں پوشیدہ رہنے کو بہت چاہتا تھا اور میں ملنے والوں سے تنگ آ جاتا تھا اور کوفتہ خاطر ہوتا تھا یہاں تک کہ میرا باپ مجھ سے نومید ہو گیا اور سمجھا کہ یہ ہم میں ایک سست باش مہمان کی طرح ہے جو صرف روٹی کھانے کا شریک ہوتا ہے اور گمان کیا کہ یہ شخص خلوت کا عادی ہے اور لوگوں سے وسیع کثرت کے ساتھ میل جول رکھنے والا نہیں سو وہ مجھے اس عادت پر غصہ سے اور تیز کاروں سے ملامت کرتا اور مجھے دن رات اور ظاہر اور درپردہ دنیا کی ترقی کے لئے نصیحت کیا کرتا اور دنیا کی آرائشوں کی طرف رغبت دیتا تھا اور میرا دل خدا کی طرف کھینچا جا رہا تھا اور ایسا ہی میرا بھائی مجھ سے پیش آیا اور وہ ان باتوں میں میرے باپ سے مشابہ تھا۔

پس خدا نے ان دونوں کو وفات دی اور زیادہ دیر تک زندہ نہ رکھا اور اس نے مجھ سے کہا کہ ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا تا تجھ میں خصومت کرنے والے باقی نہ رہیں اور ان کا الحاح تجھ کو مزید نہ کرے پھر میرے رب نے مجھے عزت اور برگزیدگی کے گھر کی طرف کھینچا اور مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ مجھے مسیح موعود بنا دے گا اور اپنے عہد مجھ میں پورے کرے گا اور میں اس بات کو دوست رکھتا تھا کہ گمنامی کے گوشہ میں چھوڑا جاؤں اور میری تمام لذت پوشیدہ اور گم رہنے میں تھی میں دنیا اور دین کی شہرت کو نہیں چاہتا تھا اور میں ہمیشہ اپنی کوشش کی اونٹنی چلاتا گیا کہ میں فانیوں کی طرح پوشیدہ رہوں۔

پس خدا تعالیٰ کے حکم نے میرے پر غلبہ کیا اور میرے مرتبہ کو بلند کیا اور مجھے دعوت مخلوق کے لئے حکم کیا اور جو چاہا کیا وہ احکم الحاکمین ہے

اور اسی طرح میں لوگوں سے منقطع ہو چکا تھا اور دنیوی صلح اور جنگ سے فارغ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف جھک گیا تھا اور میں ابھی نوجوان تھا کہ اس بات کو جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک امر عظیم کے لئے پیدا کیا ہے اور میری طبیعت تو تقویٰ اور قرب رب العالمین کو چاہتی تھی اور میری طبیعت کا سونا خاک کی تہہ میں چمک رہا تھا۔ بغیر اس کے کہ وہ کھود کر نکالا جائے اور ظاہر کیا جائے۔ اور میرا باپ میرے معاملہ میں غمگین رہتا تھا اور میری آہستگی کی خصلت اور دنیا کے کاموں میں شوخ اور چالاک نہ ہونا اس کو فکر اور غم میں رکھتا تھا۔ اور وہ اس کوشش میں تھا کہ تا ہم اقبال کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں اور اپنے بزرگوں کی طرح دولت اور امیری کو پالیں، حاصل کلام یہ کہ میرے باپ کا ارادہ تھا کہ ہم دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر پہنچ جائیں۔

لیکن خدا تعالیٰ نے میرے لئے ایک اور رتبہ کا ارادہ کر رکھا تھا پس خدا نے جو چاہا وہی ہوا۔ اور اس نے سخت سیاہ رات میں جس کے سیاہ اور لمبے بال تھے نور عطا فرمایا اور میرے دل کو امتوں اور قوموں کے روشن کرنے کے لئے روشن کیا اور میرے پر احسان کیا اور مجھے مسیح موعود بنایا جیسا کہ قدیم سے اس کا وعدہ تھا۔ پھر طرح طرح کی مددوں کے ساتھ میری تائید کی اور اپنے نشان دکھلائے اور میرے لئے آسمان پر کسوف و خسوف ظاہر کیا تا کہ دعوے کی راہ چمکے اور کہانیوں کی راہوں کی طرح نہ ہو۔

اور جب میں نے اپنے مسیح موعود ہونے کی لوگوں کو خبر دی تو یہ بات اس ملک کے لوگوں پر بہت شاق گذری اور مجھے انہوں نے کافر ٹھہرایا اور میری تکذیب کی اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کرتے اگر حکام کا خوف نہ ہوتا۔ اور وہ یہ حجت پیش کرتے تھے کہ مسیح آسمان سے اترے گا جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے اور اس پر اکابر فضلا کا اتفاق ہے اور وہ اسی پر اصرار کرتے تھے اور ہم نے ان کو سنایا مگر انہوں نے نہ سنا اور ہم نے سمجھایا مگر انہوں نے نہ سمجھا پس ہم نے ارادہ کیا کہ اس دعوت کو دوسری قوموں تک پہنچا دیں اور ان کو ہمیں پر گواہ بنا دیں اور منکروں پر دوبارہ حجت قائم کریں اور خدا تعالےٰ سے ہم مدد چاہتے ہیں اور وہی بہتر آقا اور وہی بہتر مددگار ہے۔

اے زمین سُن جو میں کہتا ہوں اور اے آسماں گواہ رہ

اے بھائیو میں اللہ جلشانہ سے الہام دیا گیا ہوں اور علوم ولایت میں سے مجھے علم عطا ہوا ہے بعد ہی کے ۔۔۔۔۔۔ مبعوث کیا گیا تا اس امت کے دین کی تجدید کروں اور ایک حکم بن کر ان کے اختلافات کو درمیان سے اٹھاؤں اور صلیب کو آسمانی نشانوں کے ساتھ توڑوں اور قوت الہٰی سے زمین میں تبدیلی پیدا کروں۔ اور اللہ تعالےٰ نے الہام صریح اور وحی صحیح سے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا اور میں فریبیوں میں سے نہیں اور نہ میں ایسا ہوں کہ میری زبان پر جھوٹ جاری ہوتا اور میں لوگوں کو بدی میں ڈالتا اور جھوٹوں کے انجام کو آپ لوگ جانتے ہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے اور باوجود اس کے میں نے اپنے نفس پر یہ تنگی کر رکھی تھی کہ میں کسی الہام کی پیروی نہ کروں مگر بعد اس کے کہ بار بار خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا اعلام ہوا اور قرآن اور حدیث سے بکلی موافق ہو اور پوری پوری مطابقت ہو۔ پھر اس کارروائی کے لئے ایک

---

[1] حضرت صاحب پر انگریزوں کی چاپلوسی کا الزام لگانے والے ان واقعات کو مدنظر رکھیں اور انصاف کریں۔ (ناقل)

یہ شرط بھی میری طرف سے لغو کہ میں الہام کے بارے میں اس کے کناروں تک نظر ڈالوں اور بغیر مشاہدہ خوارق کے اسے قبول نہ کروں۔ پس بخدا کہ میں نے اپنے الہام میں ان تمام شرطوں کو پایا اور میں نے اسکی سچائی کا باغ دیکھا نہ اس خشک گھاس کی طرح جس میں سانپ ہو۔ پھر یہ الہام اس وقت مجھے ملا جبکہ میرے جگر کے ٹکڑے خدا تعالےٰ کے شوق میں اڑے اور عشاق الٰہی کی موت میرے پر آئی اور کئی قسم کے جلانے سے میں جلایا گیا اور کئی قسم کے خونوں میں کوٹا گیا اور اہل و عیال سے میرا دل کاٹا گیا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا فعل پورا ہو گیا اور میرا راستہ کھولا گیا اور میرے چاند کا نور مجھ میں بھرا گیا۔ پس اس سے مجھے دو حصے ملے الہام کا نور اور عقل کا نور اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے اور کوئی اس کے فضل کو رد نہیں کر سکتا۔

پھر میرے الہام غیب کی پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور غیب اللہ جلشانہ کی ذات سے خاص ہے اور ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر اس شخص کو پورا غلبہ بخشے وفاسد الخیال اور دنیا کا چاہنے والا ہے۔ کیا خدا تعالےٰ ایسے آدمی کو دوست پکڑ سکتا ہے جس نے ہلاکت کی دام محض فریب کی راہ سے بچھائی اور لوگوں کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی اور دین اسلام کو دشمنوں کی طرح ضرر پہنچایا اور نور صدق سے اس کے مطلع کو روشن نہ کیا اور اس کی اصلاح کے لئے کچھ تگ و دو نہ کی بلکہ اپنے جھوٹ کے ساتھ ذہنوں کا زنگ بڑھایا اور اپنے افترا کی باتوں کے ساتھ امت میں فتنہ کی گرد و غبار پیدا کر دی۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ مفتریوں کو رسوا کرتا اور ان کی جڑھ کاٹ کر ان کے ساتھ اسکو ملا دیتا ہے جو ان سے پہلے لعنت کئے گئے ہیں۔

اور پھر یہ بات یاد رکھو کہ ایک مدت سے مجھے الہام ہو رہا ہے جس کو میں نے لوگوں سے ایک عرصہ تک چھپایا اور اپنے تئیں ظاہر نہ کیا پھر میں ظاہر کرنے کے لئے مامور ہوا تب میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور تمہیں حدیثیں پہنچ چکی ہیں اور تم سُن چکے ہو کہ مسیح موعود اور مہدی معہود صلیب کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا اور صلیبی خرابیوں اور گمراہیوں کی تلافی کرے گا اور مستعد لوگوں کو ہدایت دے گا اور جن کو ان کے نفسانی ننگ اور سرکشی قبول کرنے سے روکے گی وہ اتمام حجت کے حربہ سے مقتول کی طرح ہو جائیں گے۔ اور مسیح میں نزول کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ مسیح زرہ اور ہتھیاروں کے ساتھ ظاہر نہیں ہوگا اور کوئی لڑائی اسکو پیش نہیں آئے گی بلکہ اس کی بادشاہت آسمان میں ہوگی اور اس کا حربہ اس کی دعا ہوگی۔

خدا تعالیٰ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ وہ ہر وقت کسی فساد کے تجدید دین کے لئے از سر نو توجہ فرماتا ہے۔ پس اسی لئے اس نے میرے پر تجلی کی تا کہ اجساد میں روح پھونکے اور مجھے مسیح اور مہدی بنایا اور تمام سامان رشد کا مجھے عطا فرمایا اور مجھے وصیت کی کہ میں نرم زبانی اختیار کروں اور سختی اور افروختہ ہونے کو چھوڑ دوں۔ مگر کسر صلیب کا لفظ جو حدیثوں میں آیا ہے وہ بطور مجاز کے استعمال کیا گیا ہے اور اس سے مراد کوئی جنگ یا دنیاوی لڑائی اور درحقیقت صلیب کا توڑنا نہیں ہے اور جس شخص نے ایسا خیال کیا اس نے خطا کی ہے بلکہ اس لفظ سے مراد عیسائی مذہب پر حجت پوری کرنا اور دلائل واضح کے ساتھ صلیب کی شان کو توڑنا ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم نرمی اور علم کے ساتھ حجت کو پوری کریں اور بدی کے عوض میں بدی نہ کریں مگر اس صورت میں جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے اور اہانت کرنے اور فحش گوئی میں حد سے بڑھ جائے۔

پس ہم عیسائیوں کو گالی نہیں دیتے اور دشنام اور فحش گوئی اور ہتک عزت سے پیش نہیں آتے اور ہم صرف ان لوگوں کی طرف توجہ کرتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بصراحت یا اشارات سے گالیاں دیتے ہیں اور ہم ان پادری صاحبوں کی عزت کرتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیتے اور ایسے دلوں کو جو پلیدی سے پاک ہیں ہم قابل تعظیم سمجھتے ہیں اور تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کا نام لیتے ہیں اور ہمارے کسی بیان میں کوئی ایسا حرف اور نقطہ نہیں ہے جو ان بزرگوں کی کسرشان کرتا ہو ماسوا ان کے افترا کی پاداش ہو۔

[حاشیہ:] 2 اور ہم صرف ان گالی دینے والوں کی طرف ان کے [illegible]

تین نام ہیں جو احادیث صحیحہ میں بتصریح مذکور ہیں۔ یعنی حکم، اور مہدی اور مسیح اور جیسا کہ روایت کیا گیا ہے حکم کے نام کی یہ وجہ ہے کہ مسیح موعود امت کے اختلاف کے وقت میں ظاہر ہوگا اور ان میں اپنے قول فیصل کے ساتھ وہ حکم دے گا جو قریب اتفاق ہوگا اور اس کے زمانہ کے وقت میں کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہوگا جس میں کئی قول نہ ہوں۔ پس وہ حق کو اختیار کرے گا اور باطل اور گمراہی کو چھوڑ دے گا۔ اور مہدی کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کی گیا ہے یہ ہے کہ وہ علم کو علما سے نہیں لے گا اور خدا تعالےٰ کے پاس سے ہدایت پائے گا جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طریق سے ہدایت دی اس نے محض خدا تعالےٰ سے علم اور ہدایت کو پایا اور مسیح کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کی گئی ہے یہ ہے کہ وہ دین کی اشاعت کے لئے تلوار اور نیزہ سے کام نہیں لے گا۔ بلکہ تمام مدار اس کا آسمانی برکتوں کے چھونے پر ہوگا اور اس کا حربہ قسم قسم کی تضرع اور دعا ہوگا۔

پس خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ وہ تمہارے زمانہ اور تمہارے ملک میں موجود ہے اور وہی تو ہے جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہے اور یہ وہ دن ہے جن میں برکات نازل ہو رہے ہیں اور نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور ایمان کا مسافر اپنے وطن کی طرف رجوع کر رہا ہے اور اس کے معدن سے علم کے موتی نکل رہے ہیں یہ وہ دن ہے جس سے کفار کے دلوں میں دھڑکا بیٹھ گیا ہے اور غلبہ رقت کی وجہ سے ابرار کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ظاہر ہو رہے ہیں۔

یہ دن فاسقوں کے جلنے کا دن اور بھاگنے والوں کی رقت قلب کا دن ہے اور یہ دن قبول اور رد کا دن ہے اس میں قبول کرنیوالوں کے منہ کشادہ اور خنداں اور پہچاننے والے ہیں اور رد کرنیوالوں کے منہ ترش اور بدشکل اور ناشناس ہیں اور جس نے صادق کے پاس آ کر اس کی تصدیق کی اس نے نئے سرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور اپنے امر متفرق کو جمع کر لیا اور جس نے اعراض اور انکار کر کے صادق کی تکذیب کی وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہو گیا اور کچھ نہ ڈرا یہ میرا قول نہیں بلکہ یہی خدا تعالےٰ نے تاکید فرمایا ہے۔ میرے مبعوث ہونے کے ساتھ تمام زاہد اور عابد آزمائے گئے۔ اور مجھے وہی دل جانتے ہیں جو بدلائے گئے اور مستقیم کئے گئے۔

مگر اس ملک کے اکثر علماء کا دل مر گیا اور خدا تعالےٰ نے ان کا نور ہدایت اور زیرکی چھین لی مجھے اکثر کافر کہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کس کو کہہ رہے ہیں اور حق سے منہ پھیرتے ہیں اور قبول نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ہدایت نہیں پاتے اور مجھے گالیاں دیتے ہیں اور میری بیخکنی کے لئے کوشش کرتے اور منصوبے بناتے ہیں اور مجھ سے اور میری جماعت سے ٹھٹھا کرتے اور برے سے برے نام رکھتے ہیں اور عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ کہاں پھیرے جاتے ہیں۔

پھر اپنے بزرگوں کے گروہ آپ لوگوں کو معلوم ہو کہ مجھے کئی سال سے الہام ہو رہا ہے اور میں اسی بات کو عام و خاص پر ظاہر کرنے کے لئے حکم کیا گیا ہوں کہ وہ مسیح صدیق جس کے اترنے کے لئے اس امت کو وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ صلیبی فتنوں کے شائع ہونے کے وقت اترے گا وہ یہی بندہ ہے جو صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا اور حکم کیا گیا ہے تا خدا تعالیٰ کی حجت اہل صلیب پر پوری کرے اور دلائل قاطعہ کے ساتھ ان کے غلو کو توڑے اور تمام کفار کا قطع عذر کرے اور جو لوگ بے ہوش ہو رہے ہیں ان کو متاع جدید عطا فرمائے اور خدا تعالیٰ اسکے ڈھونڈنے والوں کو خوشخبری دے یعنی ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کو ڈھونڈتے ہیں اور جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اس نبی پر خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام پاک بندوں کی طرف سے درود ہو اور میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ یہ وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور ہمارے رب کی بات صدق اور سچائی سے پوری ہوگی اور اس نے اپنے عہد کو پورا کیا اور کس طرح پورا نہ کرتا اور اس کے وعدے کی مدت بہت گذر گئی تھی اور تمام نشانیاں پوری ہو چکی تھیں۔

(اردو ریویو آف ریلیجنز فروری ۱۹۰۳ء)

مولانا عبدالحق صاحب کی واپسی

یہ خبر مسرت کیساتھ سنی جائیگی کہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ٹرینیڈاڈ اور برٹش گیانا کے دورہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آپ ۲۲ر مئی ۱۹۵۲ء کو بذریعہ پاکستان ایکسپریس لاہور پہنچے سٹیشن پر بعض احباب جماعت استقبال کے لئے موجود تھے۔

ایک معلم روحانیت

مولٰنا آفتاب الدین احمد صاحب

قرآن شریف میں آتا ہے:۔

ما کان لبشر ان یؤتیہ اللّٰہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللّٰہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون (۷۸ : ۳۔ آل عمران)

انبیاء کی بعثت کا مقصد

اس آیت پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی بعثت کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ نام نہاد علماء کو ربانی بنایا جائے۔ کیونکہ جس چیز کو عام طور پر علم دین کہا جاتا ہے وہ ظاہر پرستی میں الجھ کر رہ جاتا ہے اور حقیقت مذہب تک انسان کو لے جانے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اسلئے خدا تک پہنچانے کے لئے انبیاء کی زیر تربیت خاص استعداد لے کر ۔۔۔ خاص قسم کے آدمی پیدا ہوتے ہیں جن کے اندر یہ صلاحیت موجود ہوتی ہے کہ وہ انسان کی روحانی استعدادوں کو ۔۔۔۔۔ بروئے کار لاکر ان کو معرفت الٰہی کے حصول میں کامیاب کر سکیں، علاوہ ان کے اور جتنے لوگ معلم دین بننے کی کوشش کرتے ہیں ان کی ساری تگ و دو استدلال سے آگے انسان کو نہیں لے جا سکتی اور ظاہر ہے کہ استدلال اور یقین دو بالکل مختلف چیزیں ہیں۔

ربانی کسے کہا جاتا ہے

ربانی کے لفظی معنی ہیں خدا کی معرفت رکھنے والا۔ اس لفظ کا استعمال قرآن و حدیث میں کئی مرتبہ ہوا ہے۔ اور اس طبقہ کا ذکر تعلیم دین کے سلسلہ میں آیا ہے۔ جس سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اس کے معنے عام علماء دین ہیں۔ اسی لئے یہود جو لفظ اپنے مولویوں کے لئے استعمال کرتے ہیں وہ اسی لفظ کی ہی ایک شکل ہے یعنی رَبّی یا رِبّی۔ حالانکہ اس لفظ کے اندر ہی اس غلط مفہوم کی تردید موجود ہے، ربانی کے لفظ میں معرفت الٰہی کا مفہوم موجود ہے اسلئے جو آدمی شریعت ظاہری کے قواعد سے آگے اور کوئی علم نہیں رکھتا سلوک کے منازل طے کرکے خدا تک جس کی رسائی نہیں ہوتی اس کے لئے یہ دعوٰے کرنا کہ وہ معلم دین ہے درست نہیں۔ اسی لئے بعض مفسرین نے ربانی کا ترجمہ لفظ مشائخ سے کیا ہے۔ جو زیادہ انسب ہے۔ کیونکہ دین کے ظاہر سے گذر کر باطن کی طرف جانے کا اس میں اشارہ موجود ہے۔ اسی لئے ہر مذہب میں مشائخ کے طبقہ کو علماء فقہ سے ایک جُدا طبقہ سمجھا گیا ہے یہ اور بات ہے کہ ایک مذہب کی تاریخ میں ایسا وقت آتا ہے کہ جب مشائخ بھی اپنا اصل رستہ چھوڑ کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں اور معرفت الٰہی سے ایسے ہی بیگانہ ہوتے ہیں جیسے ظاہر پرست علماء فقہ۔

تصوف اور شریعت

ہمارے دین میں جن لوگوں نے باطنی یعنی اخلاقی اور روحانی نور کی طرف خاص توجہ کی ہے ان کو اہل تصوف کہا جاتا ہے تصوف سے یہ مراد نہیں کہ یہ شریعت سے الگ کوئی راستہ ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے ظاہری لباس کے اندر مذہب کی جو روح چھپی ہوئی ہے اس کو حاصل کرنے کی خاص کوشش کرنا۔ کیونکہ اس کے بغیر مذہب کا اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ خدا ایک روحانی چیز ہے اور اس کے پانے کا راستہ بھی روحانی ہے، شریعت کے جو ضوابط ہیں وہ صرف انسان کو عالم جسمانی سے عالم روحانی کی طرف لے جانے کے لئے ایک راہ تیار کر دیتے ہیں جیسا کہ ایک ہوائی جہاز کو فضا میں اُڑنے سے پہلے کچھ دیر تک زمین پر اپنے پہیوں کی مدد سے عام زمینی گاڑیوں کی طرح دوڑنا پڑتا ہے۔ اور پھر جب کافی تیزی پیدا کر لیتا ہے تو پہیوں کو اپنے اندر سمیٹ کر صرف اس چیز کو استعمال کرتا ہے جو کہ اس کو ہوا میں پرواز کرنے کی قوت مہیا کرے۔ واقعی اس پائلٹ کو ہم پائلٹ نہیں کہہ سکتے جو اپنے ہوائی جہاز کو اس رفتار پر چلاتا رہے جس میں کہ پہیوں کی ضرورت رہے اور وہ فضا میں اُڑنے کے قابل نہ ہو سکے، تمام مذاہب نے اسی مسئلہ پر آکر ٹھوکر کھائی ہے، اور مذہب کے پوست سے گذر کر اس کے مغز تک پہنچنے سے پہلوتہی کیا ہے۔ پیروان اسلام بھی اس قاعدہ کلیہ سے کلیتہً مستثنا نہیں۔ مذہب میں ظاہر پرستی اس وقت اس امت کا بہت حد تک شیوہ بن چکی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طبعاً انسان سست واقع ہوا ہے۔ زندگی کی اور جد و جہد کی طرح روحانیت کے لئے بھی بڑی کاوش اور جد و جہد کی ضرورت ہے، ایک عام انسان اس کاوش کو پسند نہیں کرتا اور آرام طلبی کا شکار ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اخلاقی طور پر قوم گر جاتی ہے، معارفت الٰہی کا حصول اس کو میسر نہیں ہوتا۔ آج عالم اسلامی میں ہر جگہ یہی حال پایا جاتا ہے، علماء ظاہر کا بڑا جوش و خروش ہے، مگر معلم روحانی قریب قریب مفقود ہیں۔

علماء ظاہر اور روحانیت

یہ تو ظاہر ہے کہ جو تجربہ اور شعور انسان کو اصل روحانی امور میں حاصل ہوتا ہے اس سے ظاہر پرست علماء کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جو باتیں اہل تصوف کو معلوم ہوتی ہیں اور وہ لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں اس سے یہ علماء بالکل بیگانہ ہوتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے دنیا کے لوگ مذہبی امور میں انہی ظاہر پرست علماء کو ہمیشہ منصف بنا لیتے ہیں۔ یہ تاریخ کا ایک تاریک پہلو ہے، حضرت عیسٰی پر الحاد کا الزام لگا کر یہ لوگ انہیں رومی گورنر کے پاس لے گئے تھے۔ وہ کون تھے؟ یہی ظاہر پرست علماء۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جتنے ناپاک الزامات لگائے گئے ہیں ان کے اختراع کرنے والے کون لوگ ہیں؟ یہود و نصارٰی کے یہی ظاہر پرست علماء، مذہب کی تاریخ کو شروع سے آخر تک پڑھ لیجئے یہی نظارہ بار بار سامنے آئے گا کہ جب کبھی کوئی صحیح روحانیت کا مالک اپنے تجربہ کو کھول کر بیان کرتا ہے اور اصل مذہبی زندگی کی طرف لوگوں کو توجہ دلاتا ہے، تو جو لوگ اسکو تباہ کرنے کے لئے اٹھتے ہیں وہ یہی ظاہر پرست علماء ہوتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی اپنے منہ کو بند رکھے تو وہ اور بات ہے مگر کوئی بھی ولی جس نے تبلیغ کو اپنا فرض سمجھا ہے ان لوگوں کے پنجہ سے نہیں بچ سکا۔

مسلمانوں کا جمود اور حضرت مرزا صاحب

اس زمانہ میں اسی ظاہر پرستی کے جمود سے جس شخص نے بڑی قوت کے ساتھ مسلمانوں کو نکالنا چاہا ۔ اس کا نام دنیا میں اس لئے مشہور ہو گیا کہ وہ اپنے زمانے کا اور اپنے رنگ کا یکتا آدمی ہے، یہی وجہ ہے کہ شاذ و نادر ہی کوئی آدمی ایسا ہوگا جو مرزا اور مرزائی کو نہ جانتا ہو۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ حضرت مرزا صاحب کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ مسلمانوں کے اندر اس قدر گہرا جمود پیدا ہو گیا تھا کہ ان میں حرکت پیدا کرنے والا کوئی غیر معمولی آدمی ہونا چاہیئے تھا۔ اس لحاظ سے حضرت مرزا صاحب ایک غیر معمولی قوت کے مالک تھے۔ یہ ہیجان یہ شورش یہ مخالفت ہی بتاتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے قوم کی جامد حالت پر ایک بڑی سخت چوٹ لگائی ہے۔ یہ فی الواقع ایک بیداری کی علامت ہے مگر ظاہر پرستوں کے جال کو توڑ پھوڑ کر قوم کے اندر صحیح اور مستقل روحانی نظر پیدا کرنا ابھی بہت کچھ چاہتا ہے۔ ظاہر پرستوں کے مفروضے، ان کا طرز فکر، ان کی اصطلاحات اور ان کے معیار کا جادو لوگوں کے دل و دماغ پر اس قدر اثر انداز ہے کہ اس سے قوم کو باہر نکالنا ایک لمبی مدت کی جد و جہد چاہتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے پیش کردہ حقائق کو پرکھنے کا معیار

حضرت مرزا صاحب جن حقائق کو پیش کرتے ہیں ان کو پرکھنے کے لئے معیار وہ چاہیئے جو کہ خدا اور رسول نے مقرر کیا ہے کیونکہ روحانیت کے سرچشمہ یہی ہیں۔ مگر ہمارے لئے مصیبت یہ ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان ان معیاروں کو چھوڑ کر اپنے بنائے ہوئے معیاروں پر ان حقائق کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ یہ زمینی لوگ ہیں، ان کے معیار بھی زمینی ہیں، حضرت مرزا صاحب کا دعوٰے خدا کی طرف سے آنے کا ہے خدا سے ہمکلام ہونے کا ہے روحانی امور کو تجربہ میں پانے کا ہے کاش ان کے پرکھنے والے کوئی صاحب حال ہوتے یا کم از کم ان کو صاحب حال لوگوں کے معیار پر ہی پرکھا جاتا

یہ بات ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ دعوٰے ہے کہ ان کے بیانات قرآن حدیث اور اہل تصوف کے مقرر کردہ معیاروں کے بالکل مطابق ہیں کوئی یہ تو ثابت کر دے کہ یہ دعوٰے غلط ہے کہ حضرت نے کبھی بھی کوئی بات ایسی نہیں کہی جس کی تائید میں قرآن اور حدیث کا فرمودہ اور صاحب حال لوگوں کا تجربہ موجود نہ ہو۔ پھر یہ شور و غوغا کیسا اور کیوں؟

حضرت کے دعاوی کو صحیح معیار پر پرکھو

اہل فہم و عقل کو ادھر ادھر کی باتوں کو چھوڑ کر یہ بات دیکھنی چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کے کوئی ٹھوس روحانی تجارب ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو وہ ایک جویائے حق کے لئے ہدایت

کا موجب بن سکتے یا نہیں۔ اگر بن سکتے ہوں تو موجودہ دنیا کی جو اس روشنی سے بالکل خالی ہے ضرورت کے پیش نظر ان کی شخصیت کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے ہماری صحیح روایات کے معیار پر ان کے دعاوی کو پرکھیں۔ علماء ظاہر کے مقرر کردہ معیار یا ان لوگوں کا معیار جن کو روحانی امور سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ اپنی روح کی فکر ہے اس امر میں بالکل بیکار ہیں۔ میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جس آدمی کو اپنی روح کی فکر ہے اور جو اپنے ایمان کو یقین تک پہنچانا چاہتا ہے اس کے لئے حضرت مرزا صاحب کے بیانات اور نصائح میں نہ صرف ضروری ہدایت ہی ملے گی بلکہ اس کو یہ محسوس ہوگا کہ مذہب اسلام پر صحیح معنے میں عمل کرنے والا اور اسکو پورا پورا سمجھنے والا ان کے سوائے اس زمانہ میں اور کوئی ہے ہی نہیں وہ گویا مجسمہ دین اسلام ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک جویائے حق کو خاص توجہ کرنی چاہیئے بالخصوص آپ کے ان اقوال کی طرف جن میں آپ کی اپنی جماعت مخاطب ہے اور جس کا زیادہ تر حصہ ڈائریوں یا ملفوظات میں پایا جاتا ہے۔

آپ کے ملفوظات

یہ جماعت احمدیہ کی اور متلاشیان حق کی بڑی بدقسمتی ہے کہ آپ کے یہ نادر ملفوظات ابھی تک پورے کے پورے کتاب کی شکل میں شائع نہیں ہوئے ۱۹۰۲ء تک کی ڈائری کتاب کی شکل میں شائع ہوتی ہے۔ مگر ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۸ء تک چھ سال کے عرصہ کے اقوال آج تک کتابی صورت میں مدون نہیں ہوئے، آپنے جو ابطال عقاید باطلہ اپنی تحریروں میں کیا ہے وہ دنیا کے لٹریچر میں ایک بیش بہا دولت ہے مگر آپ کے راہ سلوک کے متعلق وہ ہدایت جو روحانیت کے پیاسوں کے لئے نسبتاً زیادہ کشش کی موجب ہے وہ ان ملفوظات کے اندر پائی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے یہی حصہ زیادہ تر بے اعتنائی کا شکار ہے۔ جو معرفت کی باتیں عجیب پیرائے میں ان ملفوظات میں پائی جاتی ہیں وہ بجائے خود اس بات کی شاہد ناطق ہیں کہ ان کا بولنے والا ایک بلند پایہ باخبر معلم دین ہے۔

مخالفین کا طریق مقابلہ

نبی آخر الزمان کے محب ہونے کا بہت لوگوں کو دعوے ہے۔ مگر ان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ محبت کا دعوے جب ہی قابل توجہ ہوتا ہے جب مدعی اپنی زندگی میں محبوب کی فضیلت کا کوئی نشان پیش کر سکے۔ مرزا غلام احمد مسیح موعود نے اپنی علمی اور عملی شہادت سے اپنے محبوب نبی آخر الزمان کی فضیلت جس طرح ثابت کی ہے وہ انہی کا حصہ تھا۔ مخالفین کو یہ تو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ان چیزوں کا بطلان کر سکیں یا ان سے ان کا مقابلہ کریں، بس کے بجائے بے تعلق باتوں کو لے کر جن کا انسان کے ایمانیات یا روحانی تربیت سے کوئی واسطہ نہیں اعتراضات کا ایک طومار باندھ دیا۔ سچائی سے روگردانی کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا کرتا ہے۔

ظاہر پرست اور صاحب حال میں مابہ الامتیاز

اعلیٰ لوگوں کے روحانی مشاہدات ہمیشہ مذہبی دنیا میں ایک طبقہ کے لئے ٹھوکر کا موجب بنتے رہے ہیں مکاشفات میں متشابہات میں ہوا کرتے ہیں۔ وہ جن الفاظ میں بیان کئے جاتے ہیں ان میں استعارات ہوتے ہیں۔ ان کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے باریک نظر چاہیئے۔ یہ مکاشفات قرب الٰہی کی ایک بڑی دلیل ہیں۔ سالک کے لئے یہ روحانی غذا ہے ایک زاہد ظاہر پرست اور ایک صاحب حال انسان میں یہی مابہ الامتیاز ہے۔ اگر اول الذکر ان چیزوں کو سمجھ نہیں سکتا تو اس کی وجہ ظاہر ہے۔ لیکن اس سے جویائے حق کو گھبرانے کی بجائے خوش ہونا چاہیئے کیونکہ اس کو صحیح رہبر کا پتہ یہیں پر ملے گا۔

حضرت مرزا صاحب کے مکاشفات

حضرت مرزا صاحب کے مکاشفات علماء ظاہر کے اعتراضات کا اس وقت نشانہ بنے ہوئے ہیں اس سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ دنیا طالبان حق سے کبھی خالی نہیں رہی اور ان کے لئے ان مکاشفات میں ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا علم دین قیل وقال تک ہی محدود نہیں بلکہ اس سے اوپر ان کو امور غیبیہ کا مشاہدہ بھی ہے۔ یہی بات ایسے لوگوں کے لئے جو مذہب کے مغز کو دریافت کرنا چاہتے ہیں باعث کشش ہوگی، ان کے لئے مذہب اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اسی بات میں ہے۔ باقی رہی ان مکاشفات کی حقیقت سو یہ تو مشہور ہے کہ جوہری کا جوہر کو دیکھ کر فوراً پہچان لیتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اپنے وقت میں صاحب حال لوگوں نے ان کے مکاشفات کو خدا کی طرف سے سمجھا اور یہ ان کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے بعد کے اور دور سے آنے والے متلاشیان حق بھی ان کے اندر خدا کے قدوس کا ساتھ دیکھیں گے۔ ایسے صاحب نظر لوگ ممکن ہے کہ مشرق کی نسبت مغرب میں اس وقت زیادہ پائے جائیں، غالباً حضرت کے الفاظ احرار یورپ اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا فرض

احمدیوں پر اس سلسلہ میں ایک بڑا فرض عاید ہوتا ہے۔ حضرت اقدس کے مکاشفات کو یورپ کے لوگوں تک ایک احسن طریقے پر پہنچانے کا انتظام کرنا چاہیئے۔

مذہب سے وابستگی کا ذریعہ

اس وقت دنیا کے لوگ مذہب سے بالکل بیزار ہیں۔ اس کے وجوہات بہت ہیں ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کو اس بات پر شک ہو گیا ہے کہ مذہبی اعتقادات آیا در اصل کوئی حقیقت اپنے اندر رکھتے ہیں یا محض چند مفروضے ہیں جو چند ہوشیار آدمیوں کے دماغ کی اختراع ہے اور روایتاً لوگوں کے اندر چلے آ رہے ہیں یہ شک قریب قریب عالمگیر ہو چکا ہے، اس لئے اس زمانہ میں ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو یہ دعوے کر سکے کہ یہ اعتقادات اس کے نزدیک نظریات یا مفروضے نہیں بلکہ مشہود حقیقتیں ہیں۔ اور اپنے دعوے کے ثبوت میں تسلی بخش دلائل پیش کر سکے۔ ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے علاوہ کوئی شخص اس زمانہ میں ایسا نہیں۔ اس لئے دنیا کو لامحالہ اپنے مذہبی جذبات کو زندہ رکھنے کے لئے اس شخص کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

مذہب کے بنیادی اعتقادات کمزور پڑ جانے کی وجہ سے لوگوں کی اخلاقی حالت بہت پست ہوگئی ہے، اخلاق کے وہ اصول جو تمام مذاہب کے مشترکہ اصول تھے، شرم و حیا، وفا و خودداری کے وہ جذبات جو سب مذہبی جماعتوں کے لئے ابد آباد سے چلے آتے تھے آج ان پر مذاق اڑائے جا رہے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ مذہب کی بنیاد ہل چکی ہے۔ اور اس کا سبب یہی ہے کہ اس سائنس اور ٹیکنیک کے زمانہ میں لوگوں کو ایک زبردست مرد شہید چاہیئے جو ذاتی تجربہ کی بناء پر حقائق مذہب پر اپنی شہادت پیش کر سکے۔ حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو لوگ حاسدانہ پروپیگنڈا سے جتنا چاہیں مشتبہ کرنے کی کوشش کریں۔ مگر یہ جان رکھیں کہ ان کے سوائے اور کوئی شخصیت اس دور میں نہیں جو بنی نوع انسان کی اس روحانی ضرورت کو پورا کر سکے۔

(بقیہ صـ۲)

کا ثبوت آپکی تصانیف سے ملتا ہے ...... ان میں سے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

التبلیغ مشمولہ کتاب آئینہ کمالات اسلام۔ کرامات الصادقین۔ تحفہ بغداد۔ حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اول و دوم۔ اتمام الحجۃ۔ سر الخلافہ۔ حجۃ اللہ۔ نجم الہدیٰ۔ مکتوب عربی مشمولہ کتاب انجام آتھم۔ خطبہ الہامیہ۔ سیرۃ الابدال۔ وغیرہ وغیرہ۔

آپ کی اردو تصانیف میں بھی عموماً ایک نہ ایک حصہ عربی کا پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی میں عربی قصائد ہیں اور عربی زبان میں ایک استفتا بھی ہے۔ وقس علیٰ ھذا۔

اعجازی کمالات

یہ معمولی پایہ کی کتب نہیں بلکہ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں جن کی مثل لانے کے لئے آپ نے مخالفین کو چیلنج دیئے اور وہ عاجز رہے۔ آپ کا یہ علمی اعجاز خاص خدا تعالیٰ کی موہبت تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس ہزار لغت مجھے الہاماً بتائی گئیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا کلام کن اعجازی کمالات کا حامل تھا۔ غرضیکہ یہ ایک دوسری صورت تھی جو احیائے عربی کے لئے آپنے اختیار کی اس سے دوگونہ مقصد حاصل ہوتا تھا ایک تو ان تصانیف میں محاسن اسلام اور محامد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذخائر تھے اور دوسرے یہ کہ اس سے عربی زبان میں بیش قیمت لٹریچر کا اضافہ ہوگیا۔

عربی مدرسہ کی بنیاد

تیسری صورت یہ تھی کہ آپ نے ایک عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ قادیان میں ایک ہائی اسکول تو آپ کی زندگی میں ہی کھل گیا تھا، مگر آپ چاہتے تھے کہ ایک ایسا مدرسہ قائم کیا جائے جس میں عربی اور اسلامی تعلیم کا انتظام ہو۔ چنانچہ آپ کی اس خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیان میں جامعہ احمدیہ کھولا گیا جس میں سے اب تک سینکڑوں علماء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے،

عربی زبان کا احیاء

حضرت اقدس کا اصل کام تو تجدید دین تھا مگر ضمنی طور پر

حضرت کا سفرِ پٹیالہ

آج سے چھیاسٹھ سال پہلے کی ایک تحریر

مرتضیٰ خان حسن

یہ جون ۱۸۸۶ء یعنے آج سے چھیاسٹھ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت پٹیالہ تشریف لے گئے ۔ ابھی آپ کو مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں تھا ۔ کتاب براہین احمدیہ شائع ہو چکی تھی جس میں صرف مجددیت کا اعلان تھا ، یہ حضرت کی قبولیت عامہ کے دن تھے ۔ مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر فرقہ میں آپ کو نہایت عزت و احترام سے ...... دیکھا جاتا تھا ۔ پٹیالہ میں وزیرالدولہ مدبرالملک خلیفہ سید محمد حسن خانصاحب مرحوم وزارت عظمیٰ کے عہدۂ جلیلہ پر متمکن تھے آپ مذہباً شیعہ تھے مگر نہایت وسیع الظرف اور بلند اخلاق انسان تھے ، عالم فاضل اور صاحب تصنیف تھے ۔ چنانچہ انکی کتاب "اعجاز التنزیل" ایک مقبول عام تصنیف ہے ۔ علوم اسلامیہ و دینیہ سے کمال شغف رکھتے تھے ۔ آپ کی مجلس مرجع خواص کرام تھی ۔ علماء کا ایک مجمع لگا رہتا تھا ۔ اور مختلف مسائل علمیہ پر بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری رہتا تھا ، حضرت والد مرحوم و مغفور مولانا محمد عبداللہ خاں صاحب کی پٹیالہ میں اقامت اور کالج میں آپ کی ملازمت حضرت وزیر صاحب مرحوم کی نوازش کریمانہ کی ہی منت کش تھی ، جب تک وزیر صاحب زندہ رہے والد صاحب مرحوم سے دلی محبت کا اظہار کرتے رہے ۔ وزیر صاحب مرحوم جناب سرسید احمد خاں مرحوم ، مولانا شبلی نعمانی مرحوم مولانا الطاف حسین حالی مرحوم اور اس طبقہ کے دوسرے چیدہ اصحاب سے بھی تعلقات مودت رکھتے تھے ۔ اور یہ اصحاب بھی آپکے ہاں عموماً تشریف فرما ہوتے تھے ۔ وزیر صاحب کا ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا جس میں نایاب اور نادر کتب جمع تھیں ۔ مولانا شبلی مرحوم کو جب کبھی کسی نایاب کتاب کی ضرورت پڑتی آپ وزیر صاحب کے کتب خانہ کی طرف ہی رجوع کرتے لکھنؤ سے شیعہ علماء اور ذاکرین اور محرم کے ایام میں چوٹی کے مرثیہ خواں بھی آیا کرتے تھے ان میں سے دو اصحاب آدم اور قمر خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کا مرثیہ پڑھنے کا انداز اس قدر موثر اور دلدوز ہوتا تھا کہ سننے والوں کی چیخیں نکل جاتی تھیں اور مجلس بلوا آہ و بکا سے میدان محشر بن جاتی تھی ۔ حضرت وزیر صاحب اپنے ملنے والوں سے خلق و مروت سے پیش آتے اور سب سے اظہار محبت کرتے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی دلی لگاؤ حضرت اقدس سے تھا ۔ براہین احمدیہ شائع ہوئی تو آپ دل و جان سے حضرت کے گرویدہ ہو گئے ۔ اور حضور سے کمال عقیدت ہو گئی ۔ وزیر صاحب مرحوم ایک زیرک اور فہیم انسان تھے ۔ حالات زمانہ کا آپ خوب جائزہ لے چکے تھے ۔ ایک طرف اگر مغرب کا فلسفہ جدید اسلام پر حملہ آور ہو رہا تھا تو دوسری طرف ہندوستان میں عیسائیوں اور آریہ سماج کے علاوہ برہمو سماج اور دیو سماج اپنے اپنے جدید فلسفہ سے اسلام کی بیخکنی کے درپے تھے ۔ علمائے وقت کو اپنے ہی جھگڑوں سے فرصت نہ تھی ۔ ایسے زہرہ گداز حالات میں حضرت مجدد العصر کا قرآنی فلسفہ کے ساتھ ادیان باطلہ کا مقابلہ کرکے اسلام کی فوقیت کو مبرہن کرنا ایک ایسا امر تھا جو شان خصوصی رکھتا تھا ، اور یہی وہ امر تھا جس کی وجہ سے حضرت اقدس کی عظمت کا سکہ وزیر صاحب کے دل پر بیٹھ گیا ۔ آپ بصد ذوق و شوق براہین پڑھتے ، دوسروں سے پڑھوا کر سنتے اور گھنٹوں سر دھنتے اور زبان سے بار بار فرماتے :-

فی الحقیقت یہ شخص علمائے ربانی میں سے ہے ،

آپ کی مجلس میں اکثر حضرت کا ذکر ہوتا رہتا تھا آپنے براہین کی اشاعت میں مالی امداد بھی دی جسکا متعلق کتاب کے دیباچہ میں حضرت نے ذکر بھی فرمایا ہے ۔

وزیر صاحب کی دعوت پر حضرت اقدس جون ۱۸۸۶ء میں پٹیالہ تشریف لے گئے ۔ آپ حضرت کی آمد پر جامے میں پھولے نہ سماتے تھے ۔ ریاست میں اعلان کیا کہ ہمارے ایک عالم ربانی تشریف لا رہے ہیں ان کی زیارت کے لئے سب کو آنا چاہیئے ۔ آپ تو ریاست کے وزیر تھے ۔ ہندو مسلمان سب آپ کے دروازہ پر جھکتے تھے ۔ حضرت تشریف لائے تو آپ کا استقبال اس شان و شوکت سے کیا جس طرح بڑے بڑے راجاؤں اور نوابوں کا کیا جاتا ہے ۔ ریاست کے دستور کے مطابق ہاتھی اور گھوڑے لیکر اسٹیشن پر گئے اور ایک شاندار جلوس حضرت کے استقبال کے لئے مرتب کیا ۔ وزیر صاحب فرماتے

"دنیا کے لوگوں کی عزت تو کی جاتی ہے مگر اصل عزت کے لائق تو یہ لوگ ہیں جو دین کی جائے پناہ ہیں"

استقبال کے وقت لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع تھے ۔ لوگ شوق زیارت سے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے ۔ کہتے ہیں کہ اس قدر خلقت کا اژدھام تھا کہ پٹیالہ کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی مگر حضرت ہیں کہ اس ظاہری شان و شوکت کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر نہیں دیکھتے ، نہ کسی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں ، نہ کوئی فخر ہے نہ غرور نہ تکبر وہی سادگی ، وہی منکسر المزاجی جو جبلت میں خدا نے ودیعت فرمائی تھی اب بھی عیاں ہے ۔ آنکھیں حیا سے نیچے جھکی ہیں لب ہائے مبارک پر ہلکا ہلکا تبسم ہے ، چہرہ پر انوار الٰہی کی بارش ہو رہی ہے گویا ابھی غسل کرکے باہر نکلے ہیں ، دیکھنے والوں کی نظر آپ پر پڑتی ہے تو سبحان اللہ سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں ، چاروں طرف سے السلام علیکم السلام علیکم کی آواز آتی ہے ، آپ کمال وقار سے ہر ایک کا جواب دیتے اور کبھی دونوں ہاتھ سے اور کبھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں ۔

جتنے دن آپ پٹیالہ میں مقیم رہے زائرین کا تانتا بندھا رہا ، آپ اپنے مواعظ حسنہ سے طالبان ہدایت کو فیضیاب کرتے رہے ۔ مختلف مجالس میں مختلف مسائل کا ذکر ہوتا تھا بالخصوص آریوں اور عیسائیوں کے متعلق ، اور ان کی خلاف اسلام کارروائیوں کا اکثر ذکر ہوتا تھا ۔ انہی دنوں میں آپ قریب کے ایک قصبہ سنور میں بھی تشریف لے گئے ۔ جو آپ کے مخلص دوست مشہور و معروف مولوی عبداللہ صاحب سنوری کا مولد و مسکن تھا ۔ یہ حضرت کے اخلاق کریمانہ کے تقاضا سے تھا کہ آپ ایک بڑے آدمی کی دعوت پر پٹیالہ گئے تو اپنے ایک غریب دوست کو بھی جس کی دنیوی حیثیت ایک پٹواری سے زیادہ نہ تھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا ۔ جو شخص شاہی مہمان ہو اور جس کا اس قدر تزک و احتشام سے استقبال کیا گیا ہو اس کا ایک غریب شخص کے گھر پر چلے جانے میں عار نہ سمجھنا فی الحقیقت اس امر کی دلیل ہے کہ یہ شخص اخلاص کا بے انتہا قدردان ہے حضرت کا اصول تھا کہ اپنے مخلص دوستوں کی خواہ وہ دنیوی حیثیت میں کتنے ہی ادنےٰ ہوں بے پناہ عزت اور محبت کرتے تھے ، آپ فرمایا کرتے تھے کہ

قدریان خود را بیفزائے قدر

حضرت والد مولانا محمد عبداللہ خانصاحب مرحوم و مغفور ان دنوں میں پٹیالہ میں ہی تھے ۔ چنانچہ سب سے پہلی دفعہ آپ کو اسی جگہ حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا آپ نے اس ملاقات کا اپنی خود نوشتہ سوانح حیات میں جو فارسی میں ہے ذکر فرمایا ہے ، یہ ۱۳ر جون ۱۸۸۶ء کی تحریر ہے ، حضرت کی کتاب براہین احمدیہ اور آپ کے چیلنج کا جو اس کتاب میں مخالفین اسلام کے نام ہے مفصل ذکر کرتے ہوئے آخر میں تحریر فرماتے ہیں :-

۱۳ر جون ۱۸۸۶ء

" چوں بقصبہ سنور کہ متصل پٹیالہ است تشریف آوردند مشرف بزیارت گشتم ۔ میانہ قد ۔ گندم گوں ۔ کشادہ پیشانی ریش مخضب بخضاب عمر قریب چہل سال داشتند ۔ سلام گفتہ مصافحہ کردہ بنشستم ۔ خلقے بزیارت ایشاں گرد آمدہ بود ۔ از چہرہ اش آثار بزرگی و جلال الٰہی نمودار ۔ و ظاہرش باحکام شریعت موافق و استوار ۔ والباطن یعلمہ اللہ ۔ حلم و حیا بیشے غالب ۔ نماز پیشین در پس ایشان ادا کردم ...... ہر چند کہ استعداد شناختن این چنین مردم ندارم مگر وجود باجود ایشاں بمنزلہ رحمت الٰہی ۔ و برائے اسلام و اسلامیاں تقویت لامتناہی ست ۔ از مجدد بودن ایشاں انکار کردن بجز جہل و نادانی چیزے دیگر نیست ۔ سلمہ اللہ "

حضرت والد صاحب مرحوم اس وقت تک حضرت کے حلقۂ مریدان میں شامل نہ تھے بلکہ آپ ان دنوں میں سرسید احمد خاں صاحب مرحوم کے ہم خیالوں میں سے تھے اور اسی وجہ سے ریاست کے لوگ آپ کو نیچری کہا کرتے تھے ۔ آپ نے حضرت کے متعلق جو کچھ لکھا وہ ایک وقائع نگار کی حیثیت سے آزادانہ اور غیر جانبدارانہ طور پر لکھا ۔ اور جو لکھا وہ صحیح لکھا ۔

غرضکہ یہ سفر بخیر و خوبی طے ہوا رخصتانہ بھی شاندار ہوا

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

حضرت مسیح موعود کا شاعرانہ کلام

از جناب مسعود اختر صاحب مسلم ٹاؤن

شاعری کی نئی تعریف

شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت بلندیٔ خیال ہے زمانہ کے بدلتے رجحانات کے ساتھ ساتھ شاعری کی تعریف میں بھی ایک عظیم الشان انقلاب آیا ہے۔ جہاں پرانے لوگ شاعری کے لئے ترنم۔ اوزان اور بحور کو لازمی سمجھا کرتے تھے وہاں آج کا ادیب ان سب شرطوں کو بالائے طاق رکھ کر خیال (THAUGHT) کو ان سب سے بلند مقام دینے لگا ہے۔ بات ہے بھی کچھ دل لگتی سی۔ کیونکہ پست اور گندے افکار کو اگر ہم ترنم۔ اوزان اور بحور کی کسوٹی پہ پورا اتار کر عوام کے سامنے شعر کی شکل میں پیش کریں تو یقیناً یہ شعر کی توہین ہی ہوگی اور کوئی اسے نہیں سراہے گا۔

شاعری اور رجحان طبع

شاعری بھی اظہار خیال و افکار کا ایک ذریعہ ہے اسی لئے ہمیشہ سے اس دنیا کی مختلف اقوام اور ملکوں میں انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا گیا۔ شاعر بھی انسان ہوتا ہے۔ اور جس طرح مختلف انسانوں کی سوچ اور فکر کی راہیں مختلف ہیں بعینہ شعراء میں بھی اختلاف موجود ہے۔ کوئی کسی حسینہ کے عشق میں حسن و عشق کے نغمے الاپتا ہے تو کوئی گل و بلبل کے قصہ سے دل بہلاتا ہے۔ ایک کو ماضی کی کسی قوم کے کارنامے یاد آتے ہیں تو دوسرا زمانہ حال کی مردہ قوم میں ایک نئی روح پھونکنے کی کوشش کرتا ہے۔ غرض اپنے اپنے رجحانات کے مطابق ہر ایک اپنے افکار کی ترجمانی کے لئے اس کلام موزوں کو ذریعہ بناتا ہے جسے ہم شعر کہتے ہیں۔

صوفی شعراء

انہی شعراء میں ایک طبقہ ایسا ملتا ہے جن کا پیشہ شاعری نہیں ہوتا بلکہ ان کا تعلق زیادہ تر مذہب سے ہوتا ہے اور وہ اپنے اشعار میں خدا کی حمد۔ نعت رسول اللہ صلعم اور پند و نصائح کو موضوع کلام بناتے ہیں ہم انہیں صوفی شعراء کہتے ہیں انہیں اولیاء اللہ سالکان طریقت اور مختلف زمانوں کے کئی امام شامل ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا کلام

اسی طبقہ میں اس صدی میں ایک اور اضافہ ہوا ہے یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ آج ہم انہی کے کلام پہ ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔ آپ کا کلام "درثمین" نامی ایک چھوٹے سے مجموعہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے جس میں فارسی اور اردو اشعار کا ایک بیش بہا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جو حمد و معرفت الٰہی عشق رسول اور وعظ و نصائح پر مشتمل ہے اس کے علاوہ عربی میں بھی آپ کے بے شمار قصائد موجود ہیں جن کو پڑھ کر زبان عربی جاننے والے سر دھنتے ہیں۔ یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ شاعری حضرت مرزا صاحب کا پیشہ نہ تھا بلکہ یہ ایک تڑپ تھی جو اسلام۔ قرآن اور رسول اللہ صلعم سے عشق کے نتیجہ میں کبھی کبھی اشعار بن کر ظاہر ہوتی تھی اور ان اشعار سے آپ کے عقاید اور اسلام کے لئے دلی درد اور سوز و گداز کا خوب اظہار ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

پیرایۂ کلام

حضرت مرزا صاحب کے کلام میں جگہ جگہ پہ عجیب عجیب دلسوز پیرایوں میں مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کی گئی ہے۔ کہیں وہ دین کی حالتِ زار پر آنسو بہاتے ہیں تو کہیں ڈھارس بندھاتے ہیں کہ اب اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وقت آ گیا۔ کہیں خدا سے اسلام کی فتح کی دعائیں مانگتے ہیں تو کہیں دشمنان اسلام کو چیلنج دیتے ہیں۔ اور ان کے عقائد باطلہ کی حقیقت براہین نیرہ سے واضح کر دیتے ہیں۔ وفات مسیح ایک ایسا عقیدہ ہے جس سے عیسائیت کی پوری کی پوری عمارت دھڑام سے نیچے آ گرتی ہے آپ کھلم کھلا اور بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ اس کا اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

اس شعر میں "حق کی قسم" اگرچہ نہایت سادہ الفاظ ہیں لیکن ان میں اتنا وزن ہے کہ سنتے ہی سامعین پر اس بات کی سچائی ایک رعب بن کر چھا جاتی ہے اور اللہ کا فضل ہے کہ احمدیت کے بڑے بڑے مخالف اور دشمن بھی آج وفات مسیح کے قائل نظر آتے ہیں یہاں تک کہ مصر کی جامعہ ازہر سے بھی وفات مسیح کی تائید میں ایک فتویٰ شائع ہو چکا ہے اور عیسائیت تو محض اب ایک خیال سے لرزہ براندام ہے۔

عشقِ اسلام

حضرت مرزا صاحب کا کلام پڑھنے کے بعد جو خاص چیزیں انسان کو متاثر کرتی ہیں وہ آپ کا عشق اسلام، عشق رسول اللہ صلعم اور عشق قرآن ہیں۔

اسلام کے لئے جو درد حضرت صاحب کے دل میں تھا اسی کا اظہار آپ کی تقریباً ہر تحریر و تقریر سے ہوتا ہے آپ لوگوں کو جب دین اسلام سے منہ موڑتے دیکھتے اور ان کے دلوں میں اسلام سے نفرت کا طوفان پاتے ہیں تو کیسے پیارے الفاظ میں انہیں اسلام کی طرف بلاتے ہیں ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دین خدا یہی ہے

صرف پند و نصائح یا اس دعوت پر اکتفا نہیں کی بلکہ دین الٰہی کی فتح اور نصرت الٰہی کے لئے نہایت درد دل سے دعا مانگتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دین مٹا دے میری دعا یہی ہے

پھر غیر مذہب کے مقابلہ میں اسلام کی عظمت اور شان کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کو تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

کتنا بڑا چیلنج ہے تمام مذاہب کو، کتنی بلند ہمتی ہے افسوس ہے کہ دین محمدی کے اس جری پہلوان کو ان پاکیزہ خیالات کے باوجود کافر کہا جاتا ہے۔ کیا عقل سوچتی نہیں کہ وہ شخص جو اتنے بڑے دعوے سے غیروں کو دین محمدؐ کی طرف دعوت دے رہا ہے کیا گمراہ اور ضال اور مضل ہو سکتا ہے؟

عشق قرآن

آج تک جتنے صوفیا۔ سالک اور عابد گزرے ہیں ان کو خدا سے بھی عشق تھا اور رسول اللہ صلعم سے بھی، انہوں نے خدا کی حمد بھی لکھی اور رسول اللہ صلعم کی شان میں بھی نعتیں کہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم کے علاوہ ہر اس شئے سے عشق جسے اللہ اور رسول سے بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلق ہو اور حق عشق بھی یہی ہے کہ معشوق کی ہر شئے سے دل لگاؤ اور ...... عشق ہونا چاہیئے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ خدا اور رسول سے تو لوگوں نے بہت عشق کیا ہے لیکن مرزا صاحب کی یہ خصوصیت ہے کہ انہوں نے قرآن کو اپنا معشوق بنایا اور اس سے عشق کا اظہار کیا ہے، یہ فی الواقعہ سچی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب قرآن شریف کے بھی عاشق تھے۔ قرآن پڑھتے اور روتے جاتے تھے۔ اس کے نئے نئے محاسن سے لطف اندوز ہوتے۔ آپ قرآن شریف کو خوب سمجھتے تھے۔ یہاں ایک واقعہ یاد آ گیا۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب قرآن شریف کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ نے مکہ اور مدینہ میں قرآن شریف پڑھا۔ احمدیت سے پہلے اپنے علاقہ کے سب سے بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ بڑے بڑے جبہ دار مولوی صاحبان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر درس قرآن حاصل کرتے اور پھر فخریہ بیان کرتے کہ ہم نے نورالدین سے قرآن کے یہ معنی سمجھے ہیں۔ جب آپ احمدی ہو گئے تو ایک دن کوئی پرانا واقف مل گیا وہ کہنے لگا یہ کیا ہو گیا آپ تو قرآن کے اتنے بڑے عالم ہیں مرزا کے در پہ کیوں جا پڑے تو مولانا نورالدین صاحب نے جھٹ جواب دیا بھئی مجھے تو قرآن کی سمجھ ہی مرزا کے پاس بیٹھ کر آئی ہے اس سے پہلے تو گویا میں جانتا ہی کچھ نہ تھا یہ سب اس لئے تھا کہ مرزا صاحب کو قرآن سے دلی عشق تھا جس کا اظہار آپ کے کئی اشعار سے ہوتا ہے ...... جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اور پھر قرآن شریف کے بلند درجہ کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ چونکہ اس کا خالق وہ پاک ذات ہے جو تمام جہانوں کا خالق ہے اس لئے یہ سب سے زیادہ پاک کتاب ہے اور خود ایک نور کا دریا ہے جس سے جہان فیضیاب ہوتا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں ؎

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یہی نہیں بلکہ قرآن کے مکمل ضابطہ حیات اور عرفان الٰہی کا کامل سرچشمہ عرفان ہونے کا اعلان کتنے حسین الفاظ میں کرتے ہیں۔

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
یاالٰہی! تیرا فرقان ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اور آخر میں قرآن سے عشق کی نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ فرط عشق سے اسے چومتے ہیں اس کا طواف کرنے کے خواہاں ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

عشق رسول

حضرت مرزا صاحب کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے بہت پیار اور عشق تھا۔ آپ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے سچے عاشق تھے۔ جب آریوں اور عیسائیوں نے حضرت رسول کریم صلعم کے خلاف لکھنا اور بولنا شروع کیا تو وہ شخص جسے غیرت آئی اس کا نام مرزا غلام احمد ہی تھا انہوں نے دن رات محنت کی۔ رسول کریم کی ذات پاک پر کفار نے جو ناپاک چھینٹے ڈالنے کی کوشش کی تھی انہیں صاف کیا اور ایک زندہ نبی کی تصویر دنیا کو دکھادی۔ یہ عشق دن بدن بڑھتا گیا جس کا اظہار ذیل کے چند اشعار سے بخوبی ہوتا ہے ؎

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالورٰی یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے
وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

اور پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمدؐ ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھکر غلام احمد ہے

بعض لوگوں کو دوسرے شعر پر اعتراض ہے کہ اس میں حضرت عیسٰی کی توہین کی گئی ہے اور اپنے آپ کو ان سے بہتر کہا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ شعر میں غالب خیال رسول کریم کی تعریف کا ہے اور شاعر کا مطلب ہمیشہ اس خیال کی طرف ہوتا ہے جو دوسرے پر غالب ہو، ابن مریم ایک دبتا سا پہلو ہے اور رسول کریم کی تعریف ایک اجاگر حقیقت۔ حضرت احمدؐ کے ایک غلام کا یہ درجہ کہ وہ ابن مریم سے بڑھ کر ہو۔ ہے کوئی اس سے بڑی تعریف رسول کریم کی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر یہ شعر کسی اور نے کہا ہوتا تو یہی شعر رسول کریم صلعم کی تعریف میں بہترین شعر کہلاتا۔ حضرت مرزا صاحب پر ان کے مخالفین ایک الزام لگاتے ہیں کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے اور کہ انہوں نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جیسے ابن مریم خدا نہ تھے اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد نبی نہ تھے آپ نے نہایت واضح الفاظ میں ختم نبوت کے عقیدہ کو اپنا ایمان قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

اور پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں :۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ میں قربان ہے

لیکن جب اس پر بھی لوگ آپ کو کافر کہنے سے باز نہیں آتے تو آپ احتجاج کرتے ہیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں ؎

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

رسول اللہ صلعم کو اکثر یوں خطاب کرتے ہیں جیسے کوئی جان نثار عاشق ...... اپنے محبوب کو۔ کبھی وہ دلبر ہیں تو کبھی ان کے ہی دم سے زندگی ہے۔ کتنے پیارے اشعار ہیں ؎

تیرے ہی منہ کی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

اور پھر فرماتے ہیں ؎

زندگی بخش جام احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے

کبھی رسول کریم کے دم سے تمام عالم منور نظر آتا ہے تو فرماتے ہیں ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اور آخر یہ عشق بڑھتے بڑھتے اس مقام تک پہنچ گیا جہاں عاشق و معشوق میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تصوف میں اس حالت کو فنا فی الرسول کا مقام کہتے ہیں۔ آپ اپنی اس حالت کی ترجمانی ان اشعار میں کرتے ہیں ؎

ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

پھر فرماتے ہیں ؎

اگر نور یہ فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور آپ کے فارسی کلام میں اس عشق کا اظہار ایسے ایسے دلریز پیرایوں میں کیا گیا ہے، کہ آپ کے دل کا نقشہ الفاظ کی صورت میں سامنے آجاتا ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

در رہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

زندگی چیست جاں کردن براہ تو فدا
رستگاری چیست در بند تو بودن صیددار
تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم
تا دلم دوران خوں دارد بہ تو دارد مدار
یا رسول اللہ بروبت عہد دارم استوار
عشق تو دارم ازاں روز یکہ بودم شیرخوار

یہ چند شعر صرف بطور نمونہ لکھے گئے ہیں ورنہ آپ کا فارسی کلام ایسے شستہ اور درمندانہ اشعار سے بھرا پڑا ہے یہ تھا کلام اس صدی کے امام کا وہ عاشق خدا ہوا تو فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچا۔ اسے رسول اللہ سے عشق ہوا تو اپنی ذات کو بھی اس عشق میں فنا کر دیا۔ اور قرآن سے لگاؤ تھا تو اس قدر بے حد و حساب کہ پڑھتے ہوئے ایک کیفیت ہی نئی پیدا ہو جاتی ہے۔

حیف ہے ان لوگوں پر جو خدا کے سچے بندے رسول اللہ کے عاشق۔ قرآن کے سچے شیدائی اور دین محمدؐ کے سچے فدائی کو مسلمان کہنے سے دریغ کرتے ہیں۔

حضرت کا سفر پٹیالہ بقیہ صفحہ (۹)

مہینوں پٹیالہ کے لوگوں میں حضرت کی تشریف آوری کا چرچا ہوتا رہا۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت کو پھر پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا یہ وہ زمانہ تھا جب آپ نے وفات مسیح کا اعلان کر کے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہوا تھا اور علماء سے بحث و تکرار کے بعد آپ دہلی سے واپس جا رہے تھے، کہاں وہ ۱۸۸۴ء کا زمانہ اور کہاں یہ زمانہ جہاں آپ تشریف لاتے تو سوائے چاروں طرف سے مخالفت کے کچھ نہ تھا۔ مگر اس انقلاب میں بھی دانشمندوں کے لئے ایک قابل غور نکتہ ہے۔ اگر آپ دنیا کے طالب ہوتے تو مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کر کے آپ اپنی بنی بنائی عزت نہ بگاڑ لیتے۔ مگر آپ خدا کے حکم سے مجبور تھے۔ آپ خدا کے حکم کے سامنے کسی دنیوی عزت و وجاہت کی پروا نہیں کرتے تھے ؎ نے بباید مرا یک ذرہ عزت ہائے ایں دنیا

منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

حضرت والد صاحب مرحوم نے حضرت کے اس سفر کے متعلق بھی اپنی سوانح عمری میں مفصل ذکر کیا ہے، اس کا اقتباس انشاء اللہ ہم کسی اور موقعہ پر ہدیہ قارئین کرام کریں گے۔ اسی طرح بعض اور حالات بھی حضرت کے اس سوانح عمری میں درج ہیں وہ بھی ہم حسب ضرورت کبھی ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کریں گے ؎

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے ؂

دعا کے متعلق
حضرت مسیح موعود کے ارشادات

نواب محمد علی خانصاحب مرحوم مغفور کے نام بعض خطوط میں حضرت مسیح موعود نے دعا کے متعلق چند باتیں لکھی ہیں جو قارئین کرام کے فائدہ کے لئے ذیل میں درج ہیں :-

"خداوند ذوالجلال کی جناب میں کوئی کمی نہیں - اس کی ذات میں بڑی بڑی عجائب قدرتیں ہیں - اور وہی لوگ ان قدرتوں کو دیکھتے ہیں جو وفاداری کے ساتھ اس کے تابع ہو جاتے ہیں - جو شخص عہد وفا نہیں توڑتا اور صدق سے قدم نہیں ہارتا اور حسن ظن کو نہیں چھوڑتا اس کی مراد پوری کرنے کے لئے اگر خداتعالیٰ بڑے بڑے معاملات کو ممکنات کر دیوے تو کچھ تعجب کی بات نہیں - کیونکہ ایسے بندوں کا اس کی نظر میں بڑا قدر ہے کہ جو کسی طرح اس کے دروازہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور شتاب باز اور بے وفا نہیں ہیں -"

"آپ کے لئے دعا کرنا تو میں نے لازمی امر ٹھہرایا ہوا ہے - لیکن بیقرار نہیں ہونا چاہئے کہ کیوں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا - دعاؤں کے تاثیرات ہیں اور ضرور ظاہر ہوتی ہیں .... جب دیر سے دعا قبول ہوتی ہے، تو عمر زیادہ کی جاتی ہے - اور جب جلدی کوئی مراد مل جاتی ہے تو کمی عمر کا اندیشہ ہے - میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ ایک مطلب کے حصول کی بشارت خداتعالیٰ کی طرف سے سن لوں لیکن وہ مطلب دیر سے حاصل ہو - تاکہ موجب طول عمر ہو کیونکہ طول عمر اور اعمال صالحہ بڑی نعمت ہے"

"اگرچہ اسباب کی رعایت بھی ضروری ہے - مگر حق بات یہ ہے کہ اسباب بھی تب ہی درست اور طبیب کو بھی تب ہی سیدھی راہ ملتی ہے جبکہ خداتعالیٰ کا ارادہ ہو - اور انسان کے لئے بجز دعا کے کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جو خداتعالیٰ کے ارادہ کو انسان کی مرضی کے موافق کر دے - ایک دعا ہی ہے کہ اگر کمال تک پہنچ جائے - تو ایک مردہ کی طرح انسان اس سے زندہ ہو سکتا ہے - خداتعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ دعا کمال کو پہنچ جائے - وہ نہایت عمدہ چیز ہے، یہی کیمیا ہے - اگر اپنے تمام شرائط کے ساتھ متحقق ہو جائے - خداتعالیٰ کا جن لوگوں پر فضل ہے اور جو لوگ اصطفا اور اجتبا کے درجہ تک پہنچتے ہیں اس سے بڑھکر کوئی نعمت ان کو نہیں دی گئی کہ اکثر دعائیں ان کی قبول ہو جائیں - گو مشیت الٰہی نے یہ قانون رکھا ہے کہ بعض دعائیں مقبولوں کی بھی قبول نہیں ہوتیں، لیکن جب دعا کمال کے نقطہ تک پہنچ جاتی ہے جس کا پہنچنا محض خداتعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے، یہ کبریت احمر ہے جس کا وجود قلیل ہے -"

"میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں اور نیز تجربہ بھی کہ آخر دعائیں قبول ہو کر کوئی مخلصی کی راہ پیدا کی جاتی ہے اور کثرت دعاؤں کے ساتھ آسمان پر ایک خلق جدید اسباب کا ہوتا ہے - یعنی بحکم ربی نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں - خداتعالیٰ کا یہ وعدہ سچ ہے ادعونی استجب لکم - جو انقلاب تدبیر سے نہیں ہو سکتا وہ دعا سے ہوتا ہے - بار ہم دعا کے ثمرات دیکھنے کے لئے صبر درکار ہے - جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی دعاؤں کا اخیر نتیجہ یہ ہوا کہ بارہ برس کے بعد یوسف زندہ نکل آیا - ایمان میں عجیب برکت ہے جس سے مردہ کام زندہ ہو جاتے ہیں -"

"اے عزیز - آپ کو یاد رہے - ہمارا آقا و مولا رب السموات والارض نہایت درجہ کا مہربان اور رحیم کریم ہے - کہ اپنے گنہگار بندوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور آخر وہی ہے جو ان کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے - اور ان کی بیقراری کی دعاؤں کو سنتا ہے - کبھی کبھی وہ اپنے بندہ کی آزمائش بھی کرتا ہے لیکن آخر کار رحم کی چادر سے ڈھانک لیتا ہے - اس پر جہاں تک ممکن ہو توکل رکھو اور اپنے کام اس کو سونپو - اس سے بہبودی چاہو - مگر دل میں اس کی قضا و قدر سے راضی رہو - چاہیئے کہ کوئی چیز اس کی رضا سے مقدم نہ ہو - میں آپ کے لئے بہت دعا کرتا ہوں اور کروں گا - اور اگر کچھ معلوم ہوا تو آپ کو اطلاع دوں گا - آپ دردمندانہ سیرت سے ہر ایک نماز کے بعد گیارہ دفعہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھیں - اور رات کو سونے کے وقت معمولی نماز کے بعد کم از کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر ایک سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث - پھر نماز پوری کر کے سلام پھیریں اور اپنے لئے دعا کریں!"

پیغام صلح مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۵۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۲

تعلیمی پریس، بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳ — تار کا پتہ: تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۴۷ — ۲ رجون ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔۔ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔۔ ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

اداریٔ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ مطابق ۲ رجون ۱۹۵۴ء | ۴۳

جملہ برادرانِ ملت اور قارئین کرام کی خدمت میں

عید مبارک

نیز گزارش ہے کہ بوجہ تقریب عید آئندہ ہفتہ یعنی ۵ رجون ۱۹۵۴ء کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ اس کے بعد مورخہ ۹ رجون بروز بدھ پرچہ شائع ہوگا۔ ناظرین کرام مطلع رہیں۔

مینیجر پیغام صلح

نوٹ:۔ گزشتہ ۲۹ رمئی کا پرچہ بوجہ تعطیل جمعۃ الوداع شائع نہ ہو سکا۔ اس کے بجائے زیر نظر پرچہ ۱۲ صفحات پر شائع کیا جاتا ہے۔

نغمۂ عید

پھر بہار آئی ہے ساقی ہو چکا دورِ خزاں ۔۔ مُردہ تن کو مل گئے اک بار پھر روحِ رواں
مژدہ باد اے قلبِ محزوں آج یومِ عید ہے ۔۔ دشتِ صحرا بھی ہوئے اس جشن سے رشکِ جناں
میرے غمخانہ میں کیوں ہو شامِ غم کا جھٹپٹا ۔۔ مٹ گئے ہیں دہر سے رنج و الم کے سب نشاں
طائرانِ خوش نوا چھیڑو سُریلی راگنی ۔۔ شاخِ گل پر ہوں عنادل کی ترنم ریزیاں
چل رہی ہے باغ میں کس ناز سے بادِ صبا ۔۔ جسکی ہر اک موج سے اعجازِ عیسیٰ ہے عیاں
وہ ہوا کی چھیڑ پر گلشن میں شاخوں کی لچک ۔۔ وہ چمن میں لالہ و گل کی طرب انگیزیاں
جس طرح پا لے کوئی قلاش گنجِ شائگاں ۔۔ چہرۂ مفلس پہ بھی آثارِ بہجت ہیں عیاں
عیدگاہوں میں ہیں رونق مسجدیں آباد ہیں ۔۔ ہو رہی ہیں درگہِ باری میں سجدہ ریزیاں
آج سب باہم گرصرفِ مبارک باد ہیں ۔۔ ہو رہی ہیں دوستوں میں آج ہم آغوشیاں
لڑکیوں لڑکوں کا وہ باغوں میں جھولے جھولنا ۔۔ ننھے بچوں کا وہ ہنس ہنس کر بجانا تالیاں
آج پیسوں سے نہیں خالی کسی ننھے کی جیب ۔۔ کسقدر خوش ہو رہے ہیں بچے لیکر عیدیاں

عید ثمرہ ہے ہمارے صبر و استقلال کا ۔۔ حق تعالیٰ سے ملا جس کو قبولِ بیکراں
تیس دن جھیلیں ہیں ہم نے اُسکی مرضی کیلئے ۔۔ بھوک کی سب کلفتیں اور پیاس کی سب سختیاں
تیس دن اور تیس شب تک نیک و بد میں امتیاز ۔۔ آدمی کی فطرتِ صالح کا ہے واضح نشاں
کوئی راحت مل نہیں سکتی مشقت کے بغیر ۔۔ ہے صیام و عید میں خالق کی یہ حکمت نہاں
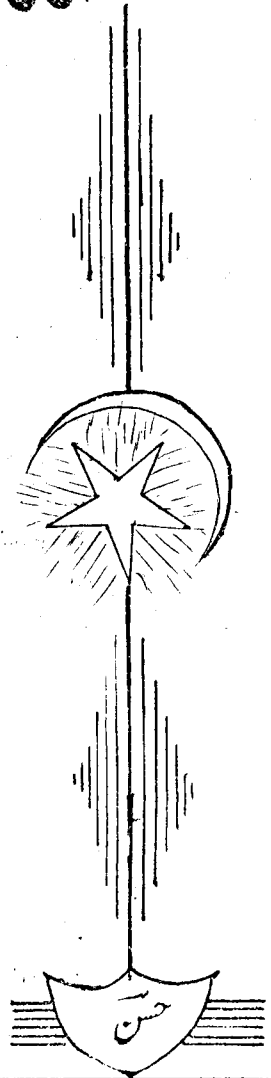
حسن

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

بھارت میں شدھی

(مرتضیٰ خان حسن)

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

مسلمان کم و بیش ایک ہزار برس ہندوستان کے برِصغیر پر فائق و حکمران رہے تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے اپنے عہد حکومت میں اپنی ہندو رعایا کو ہر طرح کی مراعات دیں ان کو پوری پوری مذہبی آزادی دی، ان کے رسم و رواج، ان کی تہذیب و تمدن اور ان کے کلچر کی حفاظت کی، ان کے مندروں اور معابد کے لئے "معافیاں" دیں اور جاگیریں عطا کیں۔ ان کو مناصب و اعزازات سے نوازا۔ عدل و انصاف کے لئے عدالتوں کے دروازے کھلے تھے۔ جہاں ہندو رعایا کا ایک ادنےٰ سے ادنےٰ فرد بڑے سے بڑے مسلمان کے خلاف اپنا انصاف لے سکتا تھا۔ چنانچہ جب ایک دفعہ سلطان محمد تغلق کے ہاتھوں ایک ہندو کا قتل عمل میں آگیا تو مقتول کے ورثا نے بادشاہ وقت کے خلاف قاضی کی عدالت میں دعوےٰ دائر کر دیا۔ شریعت اسلامیہ کے حکم کے مطابق بادشاہ کو بنفس نفیس قاضی کی عدالت میں حاضر ہو کر اپنا بیان دینا پڑا۔ قاضی نے طرفین کے بیان سن کر بادشاہ کو ملزم قرار دیا اور اس پر فرد جرم لگا دی۔ بادشاہ کو عدالت کے فیصلہ سے سرتابی کی مجال نہ تھی۔ بالآخر خون بہا اور جیب خاص سے تا زیست ایک معقول وظیفہ دینے پر مقتول کے ورثاء کو رضا مند کر کے اپنی جان چھڑائی۔ یہ تھی اسلامی عدالت کی شان۔ اور رواداری کا یہ عالم تھا کہ باوجود اقتدار تامہ اور اختیارات کاملہ کے حکومت کی طرف سے ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی کبھی حوصلہ افزائی نہ کی گئی بلکہ ترغیب تک بھی نہ دی گئی، یہی وجہ تھی کہ شروع سے لے کر آخر تک ملک کی غالب اکثریت ہندوؤں کی ہی رہی اور ہندو مسلمان بادشاہوں کے ظل حمایت میں دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتے چلے گئے۔ اگر ان مسلمان بادشاہوں کا ہندوؤں کو مسلمان بنانے کا خیال ہوتا تو کم از کم دہلی کے قرب و جوار میں تو مسلمانوں کی اکثریت ہونی چاہیئے تھی، مگر معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔

مسلمان بھارت کی سیکولر حکومت میں

لیکن افسوس ہے کہ جب سے بھارت پر ہندوؤں کو اقتدار حاصل ہوا ہے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں، ایک طرف پنڈت نہرو صاحب وزیر اعظم بھارت ہیں کہ اپنی حکومت کو سیکولر سیکولر کہتے ہوئے تھکتے نہیں، دوسری طرف ان کے ظل حمایت میں ان کے سگے بیٹے ہی ملک کو کلیتہً ایک ہندو ملک اور اس کی حکومت کو کلیتہً ایک ہندو حکومت بنانے میں مصروف ہیں، چنانچہ ہندو مہاسبھا کا بھارت کے چار کروڑ مسلمانوں کو ہندو بنانے کا اعلان اور علاقہ دھولیہ میں دو ہزار فرزندان توحید کا ارتداد ہمارے بیان کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔ اور یہ تو ابھی ابتدا ہے ؎

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

تبلیغ اور شدھی ہندو مذہب میں

اور اس ستم ظریفی کو دیکھئے کہ خود ہندو مذہب اصولاً ایک غیر تبلیغی مذہب ہے۔ یعنے شاستروں کی رُو سے اسے اجازت نہیں کہ وہ غیروں کو اپنے مذہب میں لے۔ ہندو قوم سب کی سب چار ذاتوں میں بٹی ہوئی ہے۔ برہمن، کشتری، ویش اور شودر۔ کوئی شخص جو ان چار ذاتوں سے باہر ہو ہندو نہیں کہلا سکتا۔ ان کے علاوہ سب لوگ ملیچھ یعنے نجس اور ناپاک ہے اور ان کا تو جانا بلکہ ان کا سایہ پڑ جانا بھی ہندو کو بھرشٹ کر دیتا ہے۔ دوسروں کو ویدوں کی روشنی سے منوّر کرنے کا ذکر کیا خود شودر کو اجازت نہیں کہ ان متبرک کتابوں کو جھانک کر بھی دیکھ سکے اور اگر اتفاقاً اس کے کان میں کوئی وید کی شرتی پڑ بھی جائے تو ہندو شریعت کی رُو سے اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال دینا چاہیئے تاکہ وہ ہمیشہ کے لئے قوتِ سامعہ سے محروم ہو جائے۔ اللہ اللہ! بنی نوع انسان کی یہ کس قدر تذلیل و تحقیر ہے۔ غرض ہندوؤں کا اصولی عقیدہ یہی ہے کہ تمام غیر ہندو نجس اور ناپاک ہیں اور وہ ہندوؤں میں شامل نہیں ہو سکتے۔ نہ صرف یہی بلکہ بھارت کے علاوہ جس قدر ملک ہیں اور بھارت کی حدود چھوڑ کر سمندر پار جانا بھی ہندو کو بھرشٹ کر دیتا ہے۔ اور ایسا شخص ہندو سوسائٹی سے کاٹے جانے کے قابل ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جس صورت میں ہندو شریعت کی رُو سے سب لوگ ملیچھ اور ناپاک ہیں اور ہندو سوسائٹی محض چار ذاتوں کی چار دیواری تک ہی محدود و محصور ہے تو پھر مسلمانوں جیسی ملیچھ قوم کو ہندو دھرم میں داخل کرنا کیونکر روا ہو گیا؟ ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ ہندوؤں کا وہ فعل ہے جو خود ان کے مذہب کے اصول کے خلاف ہے اور اس طرح سے وہ اپنے مذہب کا اپنے ہاتھوں ہی کھنڈن کر رہے ہیں ؎

حملہ برخود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ برخود حملہ کرد

یہی وجہ ہے کہ قبل از تقسیم جب آریہ سماج نے شدھی کا پرچار شروع کیا تو ان کے ہم قوم بھائیوں یعنے سناتن دھرم والوں نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی اور اسے اصول مذہب کے منافی قرار دیا تھا۔ لیکن شاید اب اُن سے بھی گٹھ جوڑ ہو گیا ہے کیونکہ انکی طرف سے موجودہ تحریک کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔

شدھی کا ڈھونگ

حقیقت یہ ہے کہ ہندو کو مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ اور نہ شدھی کا ڈھونگ کسی مذہبی اصول کی بناء پر کھڑا کیا گیا ہے، منشہ صرف یہ ہے کہ بھارت کی پوتر زمین کو ملیچھ مسلموں کے وجود سے کلیتہً پاک کر دیا جائے، اس میں کوئی کلمہ گو رہنے نہ پائے اور سب کے سب رام نام جپنے والے ہو جائیں۔ پہلے ان لوگوں کی طرف سے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا گیا کہ وہ بھارت چھوڑ کر پاکستان چلے جائیں لیکن جب دیکھا کہ یہ منصوبہ پروان نہیں چڑھ سکتا تو شدھی کا ڈھونگ رچا بیٹھے اور مسلمانوں کو جائز اور ناجائز طریقوں سے مرتد بنانا شروع کر دیا۔ اگر یہ شدھی محض تبلیغ تک ہی محدود ہوتی اور مذہب کی تبدیلی کو دیانتداری سے ایک اختیاری امر تک ہی محدود رکھا جاتا تو مضائقہ نہ تھا کیونکہ اسلام کی رُو سے ہر شخص کو اجازت ہے کہ جو دین وہ چاہے اختیار کرے مگر واقعات اور حالات ظاہر کر رہے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں اور یہ بدنصیب شدھ ہونے والے مسلمان رضا و رغبت سے شدھ نہیں ہو رہے بلکہ ان بیچاروں کو تنگ کیا جاتا ہے انہیں مجبور کیا جاتا ہے اور تخویف و ترہیب کے سب ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو لوگ اپنی حکومت کو سیکولر (Secular) ظاہر کرتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیئے کہ کہاں تک وہ اپنے دعاوی میں سچے اور راستباز ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں اور وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اگر وہ فی الحقیقت اپنے دعاوی میں سچے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے کہ مہاسبھا اور آریہ سماج والوں کی ان دراز دستیوں کا سدباب کریں اور غریب مسلمانوں کو ان کے ظلم و ستم سے بچائیں، تعجب بر تعجب ہے کہ دنیا میں تو یہ ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ بھارت میں تمام اقلیتوں کے جذبات کا احترام کیا جاتا ہے اور انہیں پوری پوری مذہبی آزادی حاصل ہے مگر واقعات زبان حال سے کچھ اور ہی کہہ رہے ہیں ؎

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

مقتدر بھارتی مسلمان توجہ کریں

بالآخر ہم بھارت کے مقتدر مسلمانوں، وہاں کے علماء اور وہاں کی اسلامی انجمنوں کی توجہ اس ضروری امر کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں اور بالخصوص مولانا ابوالکلام آزاد کی خدمت گرامی میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کی اس مسلم کش روش کو کب تک روا رکھیں گے اور مسلمانوں کی وکالت کا جو فرض ان پر عائد ہوتا ہے وہ کب ادا کریں گے؟

ضروری تصحیح

پیغام صلح ۱۹ رمئی صفحہ ۲ کالم پہلا زیر آیت وضرب اللہ مثلاً .... جہاں یہ لکھا ہے کہ "پہلی آیت میں مرد مومن کی مثال فرعون کی بیوی سے دی ہے جس نے حضرت عیسیٰ کی تربیت کی تھی" اصل عبارت یوں ہے "جس نے حضرت موسےٰ کی تربیت کی تھی اور دوسری آیت میں مریم سے دی ہے جس نے حضرت عیسیٰ کی تربیت کی تھی"

عید کا ایمان افروز منظر

عیدِ رمضاں رسید خرّم وشاد
برہمہ دوستاں مبارک باد

دنیا کی تمام قوموں میں تہوار منانے کا رواج پایا جاتا ہے تہوار قومی زندگی کے لئے اشد ضروری ہیں۔ ان سے طبائع میں فرحت اور ارواح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ شب و روز ایک ہی نہج پر ایام زندگی کاٹتے جانا اور اس کسی تبدیلی یا تنوّع کا پیدا نہ ہونا انسان کے لئے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ ایک نہ ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہیئے جس میں انسان مکروہاتِ دنیوی سے فارغ البال ہوکر جذباتِ مسرت سے لطف اندوز ہو، اسلامی تہواروں میں عیدین خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ بدعات نہیں ہیں کہ لوگوں نے خود بخود ہی اختراع کرلی ہوں یہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے چلی آتی ہیں اور ان کے اندر بہت بڑا فلسفہ ہے۔

عید الفطر روزوں کے بعد آتی ہے اور دنیائے اسلام میں بڑے اہتمام سے منائی جاتی ہے۔ روزہ ایک بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ دن بھر بھوک اور پیاس کی تکلیف اُٹھانا اور تمام حظوظ نفسانی سے مجتنب رہنا فی الحقیقت ایک انسان کے لئے جو کھانے پینے کا کیڑا ہے بہت بڑی قربانی ہے۔ بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ عید الفطر کا تہوار اسی خوشی کی تقریب میں منایا جاتا ہے کہ خدا نے ایک بڑے مجاہدہ کی تکمیل کی ہمیں توفیق بخشی۔ عید الفطر کا دن خوشی کا دن ہے کہ ہم نے خدا کے حکم کے مطابق اپنے جذبات حیوانیہ کی قربانی کی۔ یہ خدا کے حضور میں سجدۂ شکر بجالانے کا دن ہے جس کی دی ہوئی طاقت سے ہم ایک بہت بڑے فریضہ سے عہدہ برآ ہوئے۔

مزید برآں عید کا مقصد مسلمانوں کے اندر اجتماعی زندگی کی رُوح پیدا کرنا ہے۔ عید کا اجتماع ایک ایمان افروز منظر پیش کرتا ہے یہ اسلام کی شان وشوکت کے مظاہرے کا دن ہے طبیعت میں فرحت اور رُوح میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ نماز کے بعد مسلمانوں کا مسلمانوں کے گلے لگنا قلوب کے اندر صفائی اور اخلاص ومحبت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ بغض وکینہ جو قوم کی یکجہتی اور اتحاد کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتے ہیں سینوں سے ھباءً منثوراً ہو جاتے ہیں سالہا سال کی عداوتیں مہر ومحبت سے بدل جاتی ہیں اور ایمانی فدویت کا لطف آجاتا ہے۔ قربان جائیں سرورِ کائنات کے کہ اس موقعہ پر بھی غرباء کی امداد کو فرض قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ فطرانہ عید کی نماز سے قبل ادا کر دیا جائے تاکہ قوم کے غربا بھی عید منا سکیں۔ اور وہ یہ محسوس نہ کریں کہ ان کے ہاں عید منانے کے لئے کچھ نہیں۔ یہ اخوت اسلامی کا سبق جس انسان نے دیا وہ فی الحقیقت **رحمۃ للعالمین** کے معزز لقب سے ملقب ہونے کا مستحق ہے سچ فرمایا باری تعالیٰ نے وما ارسلناك رحمةً للعالمين ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ عید کے دن اعلےٰ سے اعلےٰ کپڑے پہنیں۔ اعلےٰ سے اعلےٰ کھانے کھائیں۔ خوشبو لگائیں عطر ملیں۔ خدا نے سب کچھ جائز قرار دیا ہے من حرم زينة الله التى اخرج لعباده والطيبات من الرزق۔ قل هى للذين آمنوا فى الحيوٰة الدنيا خالصة يوم القيامة ۵ مگر اس کے ساتھ دو نفل بھی ضرور ادا کریں، اپنی قوم کے ناداروں کے لئے فطرانہ بھی دیں اپنے قومی فنڈ میں بھی دیں کہ یہ عید کی اصل رُوح ہے ہاں اپنے دوستوں اور آشناؤں کے ہاں ہدیئے بھی ضرور بھیجئے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے اپنے رشتہ داروں عزیزوں کو تحائف دیجئے کہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا ہمارے ہادیؐ کی تعلیم ہے۔ ان سب باتوں پر عمل کیجئے مگر فخر ومباہات کی غرض سے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ آپ کا فرض ہے اور خدا اور خدا کے رسوؐل کا حکم ہے۔

سچا مسلمان
حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

"ایک سچے مسلمان کو اگر کہا جائے کہ ان اعمال کے بدلے لئے کچھ نہ ملے گا اور نہ کوئی بہشت ہے نہ دوزخ نہ آرام نہ لذت، تب بھی وہ اپنے اعمال صالح اور محبت الٰہی کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اسکی عبادت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں غایت کسی اجر یا ثواب کی بنا اور امید پر نہیں بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی شناخت، اور اس کی محبت اور اطاعت کے لئے ہی بنائی گئی ہے اور بجز اس کے کوئی مقصد اور غرض ہے ہی نہیں۔ اس لئے وہ اپنی تمام خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد کے لئے صرف کرتا ہے تو اسے اپنے محبوب حقیقی کا ہی چہرہ نظر آتا ہے"

اخبار و افکار

مسجد میں مورتی پوجا

بھارت کی نام نہاد "لادینی" مملکت میں ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں کو بالجبر ہندو بنانے کے لئے جو ساز و سامان کیا جا رہا ہے، اس کا ذکر ان کالموں میں قبل ازیں کیا جا چکا ہے، اسی سلسلہ میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ اجودھیا کی تاریخی مسجد مسلمانوں سے چھین کر اس میں مورتیاں رکھدی گئی ہیں جن کی پُوجا کی جاتی ہے اور مسلمانوں پر دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت پابندی لگا دی گئی ہے کہ وہ اس مسجد سے ڈیڑھ سو گز دُور رہیں، تازہ ترین اطلاع ہے کہ اس مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے ۸۹ مسلمان وہاں گئے اور ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔

یہ ہے بھارت کی "لادینیت" جہاں اسلامی مساجد کا یہ حال ہو، کہ مسلمانوں کو مسجد میں عبادت کرنے سے روکا جائے اور انکی مسجدوں میں مورتیاں رکھکر ان کی پُوجا کی جائے، جہاں مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے جیل کے دروازے دکھائے جائیں اور صرف مسلمانوں ہی کو نہیں عیسائیوں کو بھی تبلیغ مذہب سے روک دیا جائے کیا ایسی مملکت سیکولر سٹیٹ کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے؟

ہندو کے معنے

معاصر "آریہ ویر" جالندھر نے ۳۱ رمئی کے پرچہ میں محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ کو ہندوؤں کی توہم پرستی اور غداری کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے یہ شکایت کی ہے کہ:-

"آریوں کا نام بدل کر ہندو (جس کے معنے غلام، کافر اور چور وغیرہ اسلامی لغتوں میں لکھے ہیں) ہو گیا ہمارے ملک کا نام آریہ ورت اور بھارت ورش کی بجائے ہندوستان ہوا"

یہ تو معلوم نہیں کہ "ہندو" نام کب رکھا گیا اور کس نے رکھا، لیکن ہمارے معاصر کی علمیت اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہندو کے معنے غلام، کافر، اور چور قرار دیتا ہے، حالانکہ فارسی لٹریچر میں ہندو کا لفظ کالا یا سیاہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور وہ بھی بُرے رنگ میں نہیں بلکہ محل مدح میں استعمال کیا گیا ہے، جیسا کہ حافظ شیرازی کے اس شعر سے ظاہر ہے ؎

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اس سے ظاہر ہے کہ ہندو کا لفظ اسلامی لٹریچر میں نہایت اچھے معنوں میں استعمال ہوتا رہا، اور ہندوستان کے باشندے صرف سیاہ فام ہونے کی وجہ سے ہندو کہلاتے تھے، اگر چور اور غلام اس کے معنے ہوتے تو ہندو اسکو کیوں اپناتے اور آج بھی جبکہ ہندوستان کا نام بدل کر بھارت رکھ لیا گیا ہے ہندو نام کو کیوں سینہ سے لگائے رکھتے، آریہ ویر نے "ہندو" کے معنے چور اور غلام قرار دے کر ہندو قوم کی کھلی توہین کی ہے، جو بھارت کے سناتنی ہندوؤں کو کبھی گوارا نہیں ہو سکتی۔

ہندو اور مورتی پوجا

یوپی کے وزیر داخلہ آنریبل سمپورنانند نے ۵ رمئی کو کوسول لائنس الہ آباد میں بھگوان رام مندر کی تقریب افتتاح پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہندو مورتی پُوجا ہرگز نہیں کرتا وہ پتھر یا پیتل کا پجاری نہیں وہ صرف اس قوت کی عبادت کرتا ہے جس کی وہ مورتی ہوتی ہے، مورتیاں خدا کی صرف ظاہری مایا ہیں مورتیاں قادر مطلق کی قدرت کی صرف مظہر ہیں"

یہ خوشی کی بات ہے کہ آنریبل پنڈت کو مورتیوں کی پُوجا سے بلند ہو کر قادر مطلق کی طرف توجہ ہوئی، لیکن سوال یہ ہے کہ قادر مطلق کی قدرت کا احساس کیا مورتیوں ہی کو سامنے رکھکر ہو سکتا ہے اور اس کے بغیر براہ راست قادر مطلق کی طرف توجہ نہیں جا سکتی؟ کروڑہا مسلمانوں نے مورتیوں کے بغیر قادر مطلق کو براہ راست پکارا اور ان کی پکار کو اس نے سُنا اور ان سے وہ حیرت انگیز کام صادر ہوئے جو معمولی طور پر صادر نہیں ہو سکتے، انہوں نے ان لوگوں کو جو مورتی پوجا کی وجہ سے قعر مذلت میں گر چکے تھے، ایک قادر مطلق کے دروازہ پر سربسجود کرکے عزت و سربلندی کا تاج پہنایا، کیا مورتیوں کے پُجاریوں یا انہیں قادر مطلق کا مظہر ماننے والوں سے بھی کوئی ایسا حیرت انگیز کام کبھی صادر ہوا؟

مسیحی سرگرمیاں

مسیحی معاصر "المائدہ" نے سول اینڈ ملٹری گزٹ (۱۵ رمئی) کی یہ شکایات نقل کی ہے:-

"مسیحیوں نے اور بالخصوص رومن کیتھولک پادریوں نے اپنی وہی روایتی سازشوں کی حکمت عملی شروع کر دی تاکہ پاکستان کے مسیحیوں کی قومی بیداری کو برباد کریں چنانچہ انہوں نے اسی پرانی چالبازی سے کام لے کر ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ سے لڑانا شروع کر دیا ہے تاکہ اس ملک کے غریب اور پسماندہ مسیحی بدستور غلام بنے رہیں اور اس سے غیر ممالک کے غرضمندانہ سیاسی مقاصد کو فائدہ پہنچے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ بار بار اس بارہ میں عرضداشتیں پیش کرنے کے باوجود حکومت نے پاکستان کے سیاسی امور میں غیر ممالک کے مسیحی مشنریوں کی مداخلت کا اب تک کوئی نوٹس نہیں لیا" (صفحہ ۲ کالم ۲)

اس شکایت کا جواب "المائدہ" نے جو کچھ دیا ہے وہ بھی سن لیجئے:-

"جب مرزا غلام احمد صاحب کو دعوئے مسیح موعود میں گھر اور باہر دونوں جگہ ناکامی ہوئی تو ان کے مرید اپنے مرشد کی ناکامی کا غصہ اب مسیحی مشنریوں پر نکال رہے ہیں"

پھر لکھا ہے:-

"احمدی حضرات پاکستان میں اور آریہ سماجی مہاشے بھارت میں اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ ملک کی مسیحی جماعتیں غیر ملکی ہدایات اور مدد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتیں ان کے مشنریوں پر ملک سے غداری کا الزام لگانے کی غرض بس یہ ہے کہ ان دونوں مشرقی ممالک کے مسیحیوں کو احمدی اور آریہ بننے کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہے لیکن وہ یاد رکھیں کہ وہ مرتے مر جائیں گے مگر کسی جبر سے اپنے مسیحی ایمان کا انکار ہرگز نہ کریں گے"

غور کیجئے، سوال کیا تھا اور جواب کیا ملا، کیا سوال از آسمان اور جواب از ریسمان کی اس سے بہتر مثال کہیں مل سکتی ہے؟ خدا جانے ہمارے مسیحی دوستوں کو ہر بات میں مرزا غلام احمد اور احمدی جماعت کا کھٹکا کیوں لگا رہتا ہے، کیا اس لئے کہ مرزا غلام احمد کے دلائل نے صلیبی مذہب کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرکے اس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا؟ اور اب مسیحی مشنریوں کے پاس سیاسی جوڑ توڑ کے سوا اور کوئی کام ہی باقی نہیں رہا، مسیحیوں کو جبراً احمدی بنانے کا سوال بھی عجیب ہے، کیا اس قسم کی باتوں سے مسیحی مشنریوں کی سرگرمیاں جن کی طرف سول نے اشارہ کیا ہے حق بجانب ثابت ہو جائیں گی؟

ہمیں کسی کو زبردستی احمدی بنانے کی کیا ضرورت ہے مسیحیت تو دلوں سے پہلے ہی اُٹھ چکی ہے اب خدا وہ دن بھی لے آئے گا جب رضا و رغبت سے آپ لوگ اسلام کا دامن پکڑنے کی کوشش کریں گے، جیسا کہ یورپ کے مسیحی تثلیث کو چھوڑ کر توحید کے قائل ہوتے جا رہے ہیں،

نیا ترجمہ

المائدہ کا ایک مراسلہ نگار رقمطراز ہے کہ:-

"امریکہ کی نیشنل کونسل آف دی چرچز آف کرائسٹ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن میں یسعیاہ ۷:۱۴ میں لفظ کنواری کی بجائے نوجوان عورت ترجمہ کیا ہے۔ پھر متی ۱:۲۳ کے نیچے اسی آیت کے لئے یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ نوجوان عورت حاملہ ہے اور بچہ جنے گی جس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس زمانہ میں کوئی عورت حاملہ تھی جو بچہ بھی جنی"

مراسلہ نگار کو شکایت ہے اور بجا شکایت ہے کہ اس ترجمہ سے یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کی کوئی عظمت باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ کسی نوجوان عورت کے حمل کو بطور نشان پیش نہیں کیا جا سکتا، کنواری کے لفظ میں جو بات پائی جاتی ہے وہ نوجوان عورت کے . . .

(باقی بر ص۸ کالم ۲)

حق پرستی اور اخلاق دکھانے میں عزت اور بڑائی حاصل ہوتی ہے

حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے جدِ امجد کے کارہائے نمایاں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ مئی ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن .... لعلھم یرشدون

رمضان اور قرآن

رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم جو ساری دنیا کے لئے ہدایت کا باعث ہے نازل ہونا شروع ہوا۔ اسی عظمت کو بیان کرنے کے لئے اللہ جلشانہ نے فرمایا شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن یعنی رمضان اور قرآن کا آپس میں تعلق ہے اس ماہ میں یہ نعمت عظمےٰ دنیا کو نصیب ہوئی۔

غار حرا اور نزول قرآن

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ غار حرا میں جاکر اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے، ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے، اس کی کائنات پر توجہ کرتے اور ملک کی حالت پر غور کرتے تھے، وہیں غار حرا میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نزول کی ابتدا فرمائی۔

عبدالمطلب کا اصل نام شیبۃ الحمد

لکھا ہے کہ آپ کے دادا بھی اسی غار حرا میں جاکر عبادت کیا کرتے تھے، عام طور پر آپ کے دادا کا نام عبدالمطلب مشہور ہے، ان کا اصل نام تھا شیبۃ الحمد یہ ہاشم کے بیٹے تھے، عبدالمطلب اس لئے ان کا نام ہوگیا کہ ہاشم نے مرتے وقت انہیں اپنے بھائی مطلب کے سپرد کر دیا، اور کہا یہ آپ کا غلام ہے۔

ہاشم کی عظمت و بزرگی اور وجہ تسمیہ

ہاشم بہت بڑا انسان تھا، عرب کے تمام خاندانوں میں ان کی بڑی عزت تھی، ان کی شجاعت، ان کی سخاوت اور مہمان نوازی کا بہت بڑا شہرہ تھا، لکھا ہے کہ ہاشم کے معنے ہیں کوٹنے والا وہ حج کے موقعہ پر گوشت پکاتے اور اس کے شوربا میں روٹیاں توڑتے اور تمام کے تمام لوگوں کو جو مکہ میں آتے کھانے کی دعوت دیتے تھے۔

شیبۃ الحمد کی وجہ تسمیہ

ہاشم نے اپنے بیٹے کا نام جس کو انہوں نے مرتے وقت مطلب کے سپرد کیا تھا شیبۃ الحمد رکھا شیبہ کے معنے بڈھا، یہ فال لیتے ہوئے اور خواہش کرتے ہوئے کہ یہ لڑکا بڑی عمر پاوے اور بڑھاپے تک پہنچے۔ ہمارے وطن میں بھی اسی خیال سے بچوں کا نام بڈھا، بڈھن شاہ یا بڈھن خان رکھ دیتے ہیں۔

شیبۃ الحمد کے قابل ستائش افعال

اور شیبۃ الحمد کے اندر یہ خواہش ہے کہ اس کے اعمال اس قدر اچھے ہوں کہ ان کے باعث وہ قابل ستائش ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، شیبۃ الحمد نے بڑا نام پایا یہ اپنی قوم میں سب سے معزز شخصیت تھی۔ ان کی سخاوت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ وہ حج کے موقعہ پر تمام ہجوم ان کا مہمان ہوتا۔ اور ان کا دسترخوان اس قدر وسیع ہوتا کہ ہوا کے پرندے اور جنگل کے درندے بھی اس سے متمتع ہوتے۔ یہ وہ شخص ہے جو محرم الخمر علیٰ نفسہ یعنی انہوں نے شراب کا پینا اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔ اور یہ شخص غار حرا میں جاکر عبادت کیا کرتا تھا یہ وہ شخصیت تھی کہ ہر مصیبت کے وقت لوگ ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

کنواں لگاتے پر بیٹے کی قربانی

آپ جانتے ہیں جہاں پانی نہ ہو .... وہاں پانی کی کیا قدر ہوتی ہے شیبۃ الحمد نے دعا کی کہ اے اللہ میں تیرے نام پر ایک کنواں نکالتا ہوں، اگر میٹھا پانی نکل آیا تو میں اپنا بیٹا تیرے نام پر ذبح کروں گا۔ لوگوں کے آرام کی خاطر کنواں کھودا گیا، پانی نکلا اور بڑا میٹھا پانی نکلا، شیبۃ الحمد (عبدالمطلب) نے اپنے بیٹے عبداللہ (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد) کو ذبح کرنا چاہا، لوگوں نے اس سے روکا اور کہا کہ یہ تو بڑا شریف نیک اور خوبصورت لڑکا ہے، چنانچہ ان کے عوض سو اونٹ ذبح کیا گیا۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے انا ابن الذبیحین میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں، ایک ذبیح تو حضرت کے جد امجد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے اور دوسرے حضور کے والد ماجد حضرت عبداللہ جن کے عوض سو اونٹ ذبح کیا گیا۔

محمدؐ کے نام میں خوشخبری

تو شیبۃ الحمد کے ہاں جب پوتا پیدا ہوا تو اس کا نام انہوں نے محمدؐ رکھا۔ اس کی بڑی خواہش تھی کہ آسمان اور زمین میں اس کی بڑائی ہو، یہ بچہ یہی خوشخبری لیکر آیا اور فی الواقعہ شیبۃ الحمد کے خاندان میں اس بچہ کے واسطہ سے ایسی بڑائی اور عزت آئی جو قیامت تک منقطع نہیں ہوسکتی، قسطلانی میں ان کا ایک خواب درج ہے کہ میری پیٹھ میں ایک چاندی کی زنجیر نکلی جو آسمان تک چلی گئی، پھر وہ زنجیر درخت بن گئی جس کی شاخیں مشرق کو مغرب میں پھیل گئیں اور لوگ اس کی شاخوں کو پکڑنے لگے، اسی لئے آں حضرت صلعم کا نام محمد رکھا گیا جس سے مشرق و مغرب میں ان کی تعریف پھیل گئی۔

حضرت نبی کریم صلعم فی الواقعہ اسی نام کے مستحق تھے

لیکن کسی اچھے نام کے رکھنے سے کچھ نہیں بن جاتا جب تک وہ صفات انسان کے اندر نہ ہوں جو اس نام کی مستحق ہوں، حضرت کا نام محمد یونہی نہیں رکھا گیا آپ کے اخلاق اور حسنات اس قدر بلند تھیں کہ آسمان بھی آپ کی تعریف کرتا ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما، اللہ تعالےٰ اور ملائکہ آپ کی تعریف کرتے ہیں، یونہی تو نام نہیں مل جاتا، بہت بڑی کوشش، بہت بڑی قربانیوں اور جانفشانیوں سے حضور اس نام کے مستحق ہوئے، حضرت کو بچپن سے بت پرستی سے بڑی نفرت تھی اور خدائے واحد کو ماننا آپ کی گھٹی میں داخل تھا، اور بچپن سے ہی آپ کو یہ عزت بھی حاصل تھی کہ کوئی بڑی اہم بات جو آپ کی قوم کو پیش آتی آپ اس کو حل کر دیتے، آپ کے اخلاق اور صفات حسنہ کی وجہ سے آپ کا نام عرب میں الامین رکھا گیا، آپ مخلوق خدا کے لئے رحمت تھے۔

صحابہ کی عظمت

اور ایسا ہی حال اس قوم کا تھا جو آپ کے نفوس قدسیہ سے پیدا ہوئی، اسی لئے اس قوم کو اللہ نے عزت بخشی، وہ قوم جس کی وجہ سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے، وہی خدا کو پیاری ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ہمارا کام تو آج یہی ہے کہ ہم نے کوئی مضمون لکھ دینا ہے اور کوئی منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کر دیتا ہے لیکن حقیقت میں عمل ہی ایک چیز ہے جو انسان کو زندہ رکھ سکتا ہے جو قوم خدا کی مخلوق کے فائدہ کے لئے کام کرتی ہے، وہی زندہ قوم ہے۔

زندہ نبی کا زندہ نمونہ

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں کیونکہ ان کا دین زندہ ہے، آپ کا عملی نمونہ آج بھی ہم میں کام کرتا ہے، آج ہم اسی طرح روزہ رکھ رہے ہیں جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکھا کرتے تھے اور مشرق و مغرب کے مسلمان بالکل اسی طرح روزہ رکھتے ہیں جس طرح حضور نے سکھایا تھا، یہ حضور کی قوت قدسی کی تاثیر ہے اسی طرح سے آپ قرآن پڑھتے ہیں اور رمضان میں بالخصوص قرآن کا دور کرتے تھے۔ آج مسلمان بھی اسی طرح قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

سب سے پہلے حافظ قرآن

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے پہلے حافظ ہیں، اور آپ کو دیکھکر دوسروں نے بھی قرآن کریم کو حفظ کیا یہاں تک کہ بئر معونہ پر جو ستر قاری مارے گئے وہ سب کے سب قرآن کے حافظ تھے۔ آج بھی دنیائے اسلام میں جگہ جگہ قرآن کے حافظ موجود ہیں، حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق لکھا ہے کان احسن الناس خلقا و احسن الناس صوتا سب سے خوبصورت اخلاق سب سے خوبصورت آواز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، اس قدر کشش آپ کے قرآن پڑھنے میں تھی کہ آپ کے پڑھنے سے ایک محویت کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔

قرآن کے ساتھ دنیائے اسلام کا عشق

دنیا میں اس وقت تک قرآن کے ساتھ اس قدر عشق ہوا ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی نہ صرف اس وجہ سے کہ اس کے قافیے اور زبان اچھی ہے بلکہ اس کے مضامین اس قدر بلند اور دلنشین ہیں کہ دنیا کی اور کسی کتاب میں اس قدر بلند مضامین نہیں ملتے، یہ مضامین شفاء لما فی الصدور کے مصداق ہیں، حضرت فرماتے ہیں کہ قرآن کے پڑھنے سے تمام ہموم ختم ہو جاتے ہیں، یہ نسخہ بھی مسلمانوں نے ہمیشہ استعمال کیا اور اسے ہمیشہ مفید پایا۔

قرآن کے ساتھ حضرت کے ماننے والوں نے بڑا عشق کیا ہے نرا پڑھا ہی نہیں اس پر عمل کرکے دکھایا، ہماری قوم کو چاہیئے کہ قرآن کا علم حاصل کرے، قرآن کا صرف پڑھ لینا کافی نہیں، اس پر عمل بھی ضروری ہے اور عمل کے لئے اس کا سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے، آپ کے گھروں میں امتیازی نشان ہونا چاہیئے کہ قرآن وہاں پڑھا جاتا ہے اور اس کے احکام پر عمل کیا جاتا ہے، اس کی طرف جتنی توجہ کی جائے کم ہے۔

روزہ اور دعا

یہ تو قرآن کے ساتھ حضرت کے عشق کی بات ہی رہی، روزہ یہ اس لئے رکھا یا کہ مشقت کی عادت پڑے اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو، اس کے ساتھ ہی فرمایا واذا سألك عبادی عنی فانی قریب رمضان میں دعائیں بہت سنی جاتی ہیں اجیب دعوۃ الداع اذا دعان، کوئی بھی خدا کو پکارے وہ اس کی سنتا ہے اور دعا کو قبول کرتا ہے، مسلمان کا خدا رب العالمین ہے جو کوئی بھی خدا کو دور سے پکارتا ہے وہ اس کی پکار کو سنتا اور قبول کرتا ہے پس رمضان میں دعائیں کریں اور استغفار کا ورد کیا کریں۔

روح کی بیماری اور اس کی دوا

حضور نے فرمایا ھل ادلکم علی دائکم و علی دوائکم الا ان داءکم الذنوب و دوائکم الاستغفار۔ گناہ سے صحت و عزت و مال برباد ہو جاتے ہیں اس لئے حضور نے فرمایا ان الذنوب تغیر النعم ہم گناہوں سے نعمتیں دور ہو جاتی ہیں، لاہور میں کئی بڑے بڑے خاندان ہمارے سامنے تباہ ہوئے اس لئے کہ ان الذنوب تغیر النعم، گناہ انسان کی شہرت اور عزت کو برباد کر دیتا ہے، حق پرستی سیکھو، حق پرستی اور حلال کھانا یہ وہ کارآمد نسخے ہیں جن سے انسان کو عزت اور بڑائی حاصل ہوتی ہے، قرآن کو پڑھو اور اس پر عمل کرو، ہمارے آئمہ دین نے قرآن کو پڑھا اور اس پر عمل کیا، یاد رکھو کہ ہم قرآن کی تعلیم پر عمل کرکے ہی کچھ پا سکتے ہیں۔

التحیات کی دعا

یہ جو فرمایا واذا سألك عبادی عنی فانی قریب حضرت نے اس سلسلہ میں بہت دعائیں سکھائیں، سورہ فاتحہ کی دعا تو خود خدا نے سکھائی ہے، حضرت نے بھی کئی دعائیں سکھائیں، ایک دعا نماز میں پڑھی جاتی ہے، التحیات للہ والصلوٰت والطیبات۔ التحیات وہ حمد و ثنا جو زبان سے ادا کی جائے۔ الصلوٰت بدنی عبادات اور الطیبات مالی عبادات ہیں۔ یعنی تمام قسم کی عبادات کا مستحق اللہ ہے السلام علیك ایھا النبی اے نبی تیرے پر ہزار درود اور سلام ہو السلام علینا، یہ جس قدر مل کر ہم نماز پڑھ رہے ہیں اور ہم سب مسلمانوں پر بھی سلامتی ہو اور خدا کے تمام صالح بندوں پر سلامتی ہو۔ اس دعا میں اخوت اسلامی کا نقشہ کھینچا ہے کہ مسلمان تمام کے تمام بھائیوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایاك نعبد و ایاك نستعین اھدنا الصراط المستقیم میں اس اخوت کا سبق دیا ہے۔

مل کر دعا اور کام کرنے میں برکت

ہم سارے کے سارے صراط مستقیم کے طالب ہیں، مل کر دعا کرنے اور مل کر کام کرنے میں بڑی برکت ہے، یہ چھوٹی سی جماعت جب مل کر کام کرتی ہے تو دنیا حیران رہ جاتی ہے، مل کر کام کرنے میں برکت ہوتی ہے اور بڑے بڑے کام ہو سکتے ہیں، اسی رنگ کے اختیار کرنے سے برکت نصیب ہوتی ہے۔

جلسہ یوم وصال

حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی تقریب پر مرکزی احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک پبلک جلسہ ۲۱ رمئی ۱۹۵۲ء اور پھر ۲۶ رمئی ۱۹۵۲ء کو زیر صدارت مولنا عبداللہ جان خان صاحب نیازی منعقد ہوا۔ پہلی نشست تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو سید صفدر شاہ صاحب نے کی۔ بعدہ اجلاس گذشتہ کی روئداد ظفر احمد صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مقدس مشن کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے اس کے اثرات و نتائج کا اجمالی طور پر ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب حضرت مسیح موعود کے مقام کو لوگ پہچان لیں گے۔ بعدہ جناب صدر جلسہ نے ایک مختصر سی صدارتی تقریر فرمائی۔ اور دوسری نشست مورخہ ۲۶ رمئی کو بعد از نماز عصر منعقد ہونے کا اعلان فرمایا۔ .... چنانچہ ۲۶ رمئی کو بعد از نماز عصر پونے پانچ بجے زیر صدارت مولنا عبداللہ جان خانصاحب جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم صفدر شاہ صاحب نے کی۔ اس کے بعد طارق پرویز صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا کلام سنایا۔ جو بہت پسند کیا گیا۔ بعد ازاں حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاحی تقریر فرمائی، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے کمالات اس قدر ہیں کہ کوئی ہزار ان کا انکار کرے مگر صحیح انسان مانے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس ضمن میں حضرت ممدوح نے بنگال کے مولانا عبدالکریم صاحب کی ایک کتاب میں سے چولہ بابا نانک صاحب کی تصویر حاضرین کو دکھائی جو حضرت مسیح موعود کی کتاب سے نقل کی گئی ہے چولہ صاحب کی عبارات آپ نے پڑھ کر سنائیں اور بتایا کہ احمدی جماعت کی خدمات اسلام کا جو مغرب میں انہوں نے کی ہیں مولنا عبدالکریم صاحب پر بہت اثر ہے جس کا اعتراف اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ حضرت امیر قوم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے لائے ہوئے مشن سے یورپ کے بہت بڑے بڑے لوگ داخل اسلام ہوئے۔ اور مسلمان تعلیمیافتہ طبقہ کے نوجوان جو دہریت کی رو میں بہہ رہے تھے صداقت اسلام کے قائل ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کی خدمات اسلام ایسی روشن ہیں کہ ان کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔ انہوں نے دشمنان اسلام کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے چنانچہ جماعت احمدیہ کے مشنوں سے جس قدر یورپین مسلمان ہوئے ان سے بہت زیادہ لوگ اسلام کی عظمت کے دل سے قائل ہو گئے۔ حضرت امیر کے بعد جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے حاضرین کو خطاب فرمایا آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کی حفاظت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے مبعوث کرنے کا انتظام فرمایا ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ مرور زمانہ سے لوگوں میں (باقی بر صفحہ کالم ۲)

حضرت امام زمان کا پیدا کردہ انقلاب

از محمد یحییٰ بٹ صاحب

نوٹ :- یہ مضمون حضرت مسیح موعودؑ کے جلسہ یوم وصال منعقدہ ۲۶ رمئی ۵۴ء میں پڑھا گیا۔

۲۶ رمئی اس عظیم المرتبت انسان کی وفات کا دن ہے جس کی آمد کا انتظار کرتے ہوئے صدہا سال سے لاکھوں انسان اس دنیا سے کوچ کر گئے بیشمار اولیائے کرام اور اقطاب ابدال اس مولود کا زمانہ دیکھنے کے لئے تڑپتے رہے لیکن وہ ایک حسرت لئے اس دارالفنا سے گذر گئے۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ ہمارے وہ بزرگ اور وہ احباب جنہوں نے اس جلیل القدر موعود کا زمانہ دیکھا اور اس کے ساتھ مل کر اور یک جان ہو کر دین کی خدمات بجا لائیں اور آج تک اس راہ میں مالی و جانی قربانیاں بجا لا رہے ہیں وہ کس قدر خوش نصیب ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مرزا صاحب نے کیا انقلاب پیدا کیا۔ اس کا صحیح اندازہ لگانا ہو تو ہمیں چاہیئے کہ ہم پہلے ان حالات کا جائزہ لیں جب میں حضرت مرزا صاحب نے اپنا کام شروع کیا۔ نامساعد اور کمزوری کی حالت میں قوم کا دشمن کے مقابلہ میں فتح حاصل کر لینا جرنیل کی بلند ہمتی اور لیاقت کا کافی ثبوت ہے مقابلہ پہ دشمن اگر کمزور ہو تو فتح کا حاصل کر چنداں فخر کی بات نہیں لیکن اگر دشمن مضبوط تر اور مادی سامانوں سے کامل طور پر مسلح ہو اور اس نے عزم بھی کر لیا ہو کہ مقابل پہ آنے والے گروہ کو نیست و نابود اور صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہے تو ان حالات میں اگر وہ جرنیل دشمن کو شکست فاش دیتا ہے تو بے شک اس جرنیل کے لئے باعث صد فخر و افتخار ہوگا۔

مسلمانوں کی سیاسی حالت

حضرت مرزا صاحب ۱۸۳۵ء میں قادیان ایسے غیر معروف گاؤں میں پیدا ہوئے اور آپ نے ایسے حالات میں ہوش سنبھالا جبکہ مسلمانوں پہ چاروں طرف سے ادبار کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ وہ اخلاقی بلندیاں جن پہ ہمارے اسلاف قائم تھے اور وہ دنیوی جاہ و جلال جو انہیں نصیب تھا اس سے تمام کی تمام قوم (الا ماشاء اللہ) گر چکی تھی مسلمانوں کی سیاسی حالت انتہائی تنزل پہ پہنچ چکی تھی۔ تمام کی تمام سلطنتیں یکے بعد دیگرے ان کے ہاتھوں سے نکل چکی تھیں ادھر ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا ادھر مصر ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ سوڈان پر مہدی سوڈانی کو شہید کر کے انگریز مسلط ہو چکے تھے۔ الجیریا، ٹیونس اور مراکش کا کچھ حصہ فرانس کے قبضہ میں جا چکا تھا۔ زنجبار کی ساری اسلامی مملکت انگریزوں اور جرمنوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ترکستان کو روس نگل چکا تھا۔ افغانستان کی حیثیت ایک ریاست بن کر رہ گئی تھی۔ اور وہ بھی بکلی انگریزوں کے زیر اثر تھی۔ عرب میں کوئی جان باقی نہ تھی۔ مسلمان کی مایۂ ناز ترکی سلطنت جسے خادم الحرمین الشریفین ہونے کا فخر حاصل تھا" ایک مرد بیمار کی طرح سسک رہی تھی اور ماہرین سیاست کا یہ گمان غالب ہو چکا تھا کہ یہ مرد بیمار چند دن کا مہمان ہے۔ لے دے کے دکن میں میسور کی ایک اسلامی سلطنت تھی لیکن وہ بھی سلطان ٹیپو کے شہید ہو جانے پر انگریزوں اور ہندوؤں میں بٹ گئی ٹیپو سلطان علیہ الرحمۃ کی شہادت نے تو مسلمانوں کے سیاسی انحطاط اور تنزل پر آخری مہر لگا دی۔ چنانچہ مرحوم کا کتبہ لکھنے والے نے یہ الفاظ لکھے " آج روم و ہند کی عظمت کا خاتمہ ہو گیا" یہ الفاظ درحقیقت تمام اسلامی دنیا کے خیالات کی ترجمانی کر رہے تھے۔ اندازہ لگائیے عالم اسلامی پر کس قدر مایوسی کا عالم طاری تھا۔ وہ قوم جس کی حکومت مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی تھی آج اس کے پاس چپہ بھر زمین بھی نہیں تھا

اخلاقی حالت

یہ سیاسی تنزل اخلاق کی گراوٹ کا نتیجہ تھا جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم اللہ تعالےٰ نے تو مومنین سے وعدہ کیا ہے انتم الاعلون ان کنتم مومنین تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایمان اور عمل میں کمزوری آئے بغیر اللہ تعالےٰ حکومت ایسی نعمت عطا کر کے مسلمانوں سے چھین لیتا۔ حقیقت یہی ہے کہ مسلمان علی العموم اسلامی کیریکٹر سے عاری ہو چکے تھے۔ ان کے نزدیک دین و ایمان کی قیمت زیادہ سے زیادہ چند مربعے زمین، کوئی سر یا خان بہادری کا خطاب یا کوئی عہدہ یا جاگیر ہو کر رہ گئی تھی۔ ذاتی مفاد کی خاطر قوم کے گلے کاٹنے کے لئے وہ ہر وقت تیار رہتے۔ ان کا نفس قومی مفاد پر مقدم تھا۔ مسلم کشی قوم فروشی ایک عام پیشہ بن چکا تھا۔ جہاں نفسانیت اور قومیت کا تصادم ہوا وہاں نفسانیت غالب آ گئی غرضیکہ مسلمان کی حالت حضرت نبی کریم صلعم کے اس قول کی تفسیر تھی ھمتھم بطونھم یعنی ان کی تمام تگ و دو اور سعی و کوشش کا مآل صرف پیٹ بھرنا ہوگا۔ وایمانھم دراھمھم ودنانیرھم ان کا ایمان روپیہ پیسہ ہوگا۔ یہ سب پستیاں کیوں؟ اس لئے کہ زندہ خدا پر زندہ ایمان نہ رہا فطال علیھم الامد فقست قلوبھم

عیسائی مشنریوں کا حملہ

ادھر مسلمان اگر بحیثیت قوم اس قدر سیاسی اور اخلاقی طور پر گر چکا تھا، تو دوسری طرف انگریز قوم اپنے انتہائی عروج پر تھی، اس کی حکومت کی وسعت اس کی شان و شوکت اس کی دلفریب و دلکش تہذیب لوگوں کی آنکھوں کو چکاچوند کر رہی تھی، ان کی سائنٹیفک ترقیات و ایجادات، ان کا فلسفہ ان کا علم کلام ہر پڑھے لکھے کو مسحور کر رہا تھا۔ اور وہ نوجوان جو اس علم کلام کے حصول کے لئے کوشاں ہوا دین سے بے بہرہ ہو گیا، وہ اخلاقیات جو اس نے اپنے مذہبی رہنماؤں سے سُن رکھے تھے اسے اجنبا اور بے ہودہ نظر آنے لگے۔ ان تعلیمی اداروں کے ساتھ ساتھ ملک میں پادریوں اور میموں کا ایک سیلاب بہہ رہا تھا، ہر گھر میں یہ عیسائی مبلغ پہنچے اور مردوں اور عورتوں کو اپنی حکومت کی شان و شوکت اور یسوع مسیح کے کفارہ کا باطل عقیدہ سُنا کر انہیں آبائی دین سے منحرف کرتے یہیں تک ہی بس نہیں بلکہ اسلام اور ہادی اسلام کے خلاف بے شمار کتابیں اور ٹریکٹ اور رسائل جاری کئے، غرضیکہ مذہبی میدان میں بھی مسلمانوں کو شکست دینے . . . اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لئے پوری کوشش کی جا رہی تھی۔

علماء اسلام کی حالت

ان بیرونی حملوں کی موجودگی میں مسلمانوں کی اندرونی حالت بھی نہایت ہی ناگفتہ بہ تھی۔ ہمارے نام نہاد علماء بجائے قوم میں اتحاد پیدا کرنے کے افتراق اور تشتت کو ہوا دے رہے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ مسجد خانہ خدا کے اندر ہی لڑائی جھگڑا، دنگا فساد شروع ہو جاتا، ہر مولوی دوسرے فریق کو کافر بنانے میں سبقت کرنے کو فخر جانتا گویا مولوی کی ذہنیت مولانا شبلی مرحوم کے اس شعر کی تصویر تھی ؎

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

علوم جدیدہ کا ہمارے علمائے کرام پر اس قدر رعب تھا کہ اعتراضات کو رد کرنے کی انہیں جرأت ہی نہ ہوتی تھی، بلکہ آمین بالجہر، رفع یدین، مسواک، پاجامے اور داڑھی کی لمبائی وغیرہ مسائل پر وقت ضائع کیا جا رہا تھا۔ فلسفہ جدیدہ سے متاثر کوئی پڑھا لکھا نوجوان اگر کسی عالم کے پاس جاتا تو اس اثر کو باطل کر لے اور اسلام کی فضیلت اور حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہ ہوتی، مولانا حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں ان علماء کے نقشہ کو خوب قلمبند کیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہیں وہ
نہ اسلام حق کا سنا سکتے ہیں وہ
نہ قرآں کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ
دلیلیں ہیں سب آج بیکار ان کی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار ان کی

پھر فرماتے ہیں :-

کوئی مسئلہ پوچھنے ان سے جائے
تو گردن پہ بار گراں لے کے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلی زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے

ارتداد

نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں فرزندان توحید ایک مردہ لاش کے پرستار ہو گئے۔ اور بے شمار کلمہ توحید کا راگ الاپنے والے دہریت کا شکار ہو گئے اور سینکڑوں عاشقان رسول اور ناموس رسول کی خاطر اپنا سر کٹا دینے والے حضرت نبی کریم صلعم کو نعوذ باللہ گالی اور ناپاک الفاظ سے یاد کرنے والے گروہ میں شامل ہو گئے۔

یہ تمام واقعات پہلو میں ایک دردمند دل رکھنے والے مسلمان کے لئے خون کے آنسو رُلانے کا موجب ہیں۔

اسلام کی کامیابی کی بشارت

ان حالات میں جبکہ اسلام مایوسی کے عالم میں گھرا ہوا تھا ۱۸۸۵ء میں قادیان ایسے دُور افتادہ گاؤں میں ایک مردِ خدا کھڑا ہوتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کے تحت آج مجھے اسلام کی حمایت اور تمام نسل انسانی کی رہبری کے لئے عموماً اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے خصوصاً مجدد بنا کر مبعوث فرمایا ہے اس اعلان کے بعد اسلام کی شکست خوردہ اور پست ہمت افواج کا یہ جرنیل اکیلا ہی شیر کی طرح میدان میں نکلا اور ایک ایک کر کے تمام مخالفین کو للکارا اور ان کے خیالات باطلہ کا دلائل قاطعہ سے رد کرتے ہوئے قرآن کریم کی حقانیت اور نبی کریم صلعم کی صداقت کو عقلی اور نقلی دلائل سے واضح کیا۔ اور تمام کے تمام اعتراضات جن پر مخالفین کو بڑا ناز تھا ان کو یا تو براہین ساطعہ سے رد کیا یا ان اعتراضات کا ہی بیہودہ ہونا ان پر واضح کر دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ مخالفین کے مذاہب پر دلائل اور براہین کی تیز تلوار سے ایسا زبردست حملہ کیا کہ ان کا کلیتہً قلع قمع کر دیا۔ اور کامل یقین اور وثوق کے ساتھ اسلام کی فتح کی خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا :۔

”یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ زمانہ اب اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ کسی وقت وہ اپنی طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں بھی ثابت کرے گا ……
اس کشتی کا ناخدا خود خداوند تعالیٰ ہے ……
وہ ہمیشہ اس کو طوفان اور بادِ مخالف سے بچاتا رہیگا جیسا کہ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“

اسلام کی صداقت پر زندہ دلیل

غرضکہ حضرت صاحب نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ اسلام غالب مذہب ہے اس کا غلبہ یقینی ہے اور آج قرآن کریم کی پیشگوئی لیظھرہ علی الدین کلہ کے پورا ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔ آپ نے اس امر پر بڑا زور دیا کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ اور سیدنا حضرت نبی کریم صلعم ابد الآباد تک زندہ رسول ہیں اور قرآن کریم ایک کامل اور زندہ کتاب ہے۔ اس امر کی صداقت پر جہاں علمی دلائل دیئے وہاں شرف مکالمہ مخاطبہ کی امتیازی دلیل کو بھی پیش کیا اور فرمایا کہ اسلام کا سچا پیرو آج بھی باطنی طہارت حاصل کر سکتا ہے اور خدائے قدوس سے تعلق لگا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا بدذاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلعم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے آپ کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ ان کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے …… اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو۔ اور اے وہ تمام انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال و تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں“

مخالفین کی شکست

اگر ایک طرف بڑے زور کے ساتھ اسلام کی صداقت پر اپنے وجود کو پیش کیا ہے تو دوسری طرف مخالفین اسلام سے یہ مطالبہ کیا کہ اگر ان کے مذاہب میں کوئی صداقت ہے تو ان کے روحانی فیوض کے جاری ہونے کی کوئی زندہ دلیل پیش کی جائے۔ اسلام کی اس امتیازی خصوصیت سے جو اس زمانہ میں کامل طور پر حضرت حضرت مرزا صاحب کے وجود میں ظہور پذیر ہوئی۔ مخالفین پر سکتہ چھا گیا۔ اور وہ اس چیلنج سے عہدہ برآ نہ ہو سکنے کی وجہ سے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس طرح اسلام کو حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔

وہ جو کل تک اپنے آپ کو فاتح یقین کرتے تھے انہیں اپنی کمزوری اور شکست کا پورا احساس ہو گیا اور انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے دلائل سے مرعوب ہو کر خفیہ سرکلر جاری کر دیئے کہ حضرت مرزا صاحب یا ان کے کسی مرید سے بھی بحث مباحثہ نہ کیا جائے۔ جس طرح حضرت نبی کریم صلعم نے عرب کے اندر ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ایک بے مثل اور عظیم الشان روحانی انقلاب بپا کر دیا۔ اسی طرح آج اُن کے ایک غلام نے اپنے آقا کی ناموس کو بچانے اور اس کے لائے ہوئے دین کو قائم کرنے کے لئے ۲۳ سال ہی کی مدت میں مخالفین کو شکست فاش دی۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

مسلمانوں کی ترقی کی راہ

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی حقیقت سنے اگر مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے تو دوسری طرف خدا کی ہستی پر زندہ ایمان لانے کے بارہ میں مسلمانوں کے ہاتھ بھی مضبوط کر دیئے۔ خوب یاد رکھئے کہ یہی وہ حقیقت ہے جس پر ایمان لانے سے پھر مسلمانوں میں از سر نو اخلاق فاضلہ اور قوت عمل پیدا ہو سکتی ہے۔

اب منصف مزاج غور کریں کہ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کو مستحکم کرنے اور قلوب کو پاک صاف کرنے اور قوم کو ترقی کی شاہراہ پر چلانے کے لئے کتنا بڑا کام کیا ہے۔

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر تخت
باز چو آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقین

اخبار و افکار
(بسلسلہ از صفحہ ۲)

کے ترجمہ میں کہاں ؟

یہ بالکل صحیح ہے لیکن ترجمہ کرنے والوں کو اگر کنواری کے لفظ میں خوش عقیدگی کے سوائے اور کوئی حقیقت نظر نہ آتی ہو، یا اصل عبرانی کے ساتھ اس کی مطابقت نہیں دکھائی نہ دے تو وہ اپنے ضمیر کو چھوڑ کر عقیدہ اور نشان کو کیا کریں، وہ وقت گئے جب لوگ بائبل کے ترجمہ میں الفاظ کے صحیح مفہوم پر عقیدہ اور ایمان کو مقدم کرتے تھے، اب تو کلیساؤں میں پرانے عقاید کو وہ اہمیت حاصل نہیں رہی، اس لئے ترجمہ میں الفاظ کا اصل مفہوم پیش نظر رکھا جاتا ہے خواہ ان سے مسیحی عقیدہ کا کچھ بھی باقی نہ رہے ؎

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع

نغمۂ تر

گوئمت صد جلوۂ نور خدا آمد نظر
چشم تو گر بنگرد حُسنِ نہانِ میرزا

صد ہزاراں چشمۂ حکمت رواں شد از لبش
عالمے سیراب از فیضِ روانِ میرزا

ہمچو اصحاب مسیحا برتر و غالب شوند
دوستانِ میرزا بر دشمنانِ میرزا

از دو چشم خون حسرت میچکد اے ہمنشیں
اندراں وقتیکہ یاد آید زمانِ میرزا

صد ہزاراں نغمۂ تر در گلویم ریختند
منکہ ہستم بلبلے از گلستانِ میرزا

— { حسن }

میاں ممتاز دولتانہ کے خلاف الزامات

حکومت پاکستان کے خاص گزٹ کی تلخیص

کراچی (ڈاک سے) حکومت پاکستان کے ایک خاص گزٹ میں ان الزامات کی تفصیل شائع کی گئی ہے، جو پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کے خلاف "دیدہ دانستہ بدانتظامی، سرکاری رقوم کے ناجائز اور بے جا مصرف" کے سلسلہ میں عائد کئے گئے ہیں، یہ خاص گزٹ ۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں گورنر جنرل پاکستان کا وہ حکم بھی شامل ہے جس میں ان الزامات کو وفاقی عدالت میں پیش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

گورنر جنرل کے حکم میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر جسٹس محمد منیر کی عدالت میں گواہی اور ان کی رپورٹ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باور کرنے کے لئے معقول وجوہ ہیں کہ مسٹر دولتانہ پروڈا کی دفعہ ۳ کے تحت بادی النظر بدعنوانی کے مرتکب ہوتے ہیں، گورنر جنرل کی طرف سے مسٹر فیاض علی ایڈووکیٹ جنرل عدالتی کارروائی میں حصہ لیں گے ان کی مدد کے لئے مزید وکیل بعد میں مقرر کیا جائے گا۔

اہم الزامات

گزٹ میں الزامات کی جو تلخیص شائع کی گئی ہے اس میں بتلایا گیا ہے۔ کہ مسٹر دولتانہ ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کے ذمہ دار ہیں، کیونکہ انہوں نے صورت حال کو جان بوجھ کر اس طرح بڑھنے دیا۔ کہ غیر قانون اور رجعت پسند عناصر نے امن عامہ میں خلل ڈالا اور املاک کو کافی نقصان پہنچایا۔ ان پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا ہے، کہ انہوں نے قانون اور ضوابط کے نفاذ کے لئے کوئی بھی کوشش نہیں کی، اور جو لوگ اس بات پر مامور تھے۔ ان کے فرائض میں مداخلت کی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا، کہ وسیع پیمانہ پر فسادات شروع ہو گئے۔ جس سے کئی افراد کی جانیں ضائع ہو گئیں۔

مسٹر دولتانہ کے خلاف یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن میں انہوں نے پولیس اور سیکرٹریٹ کے اعلیٰ افسروں کی سفارشات کو مسترد کر دیا، اور ایسے فیصلے کئے جو انتظامی نقطۂ نظر سے واضح طور پر کوئی جواز نہیں رکھتے تھے، افسروں کی طرف سے وقتاً فوقتاً یہ سفارش کی جاتی رہی۔ کہ بعض افراد کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا جائے، یا ان کی تقاریر پر پابندی عائد کی جائے، یا حکومت کے اعلیٰ افسروں کے خلاف دشنام طرازی کا ادعان کے جعلی جنازے نکالنے کی بنا پر دفعہ ۲۱ کے تحت قانونی چارہ جوئی کی جائے، لیکن ان سفارشات پر عمل نہ کیا۔ مسٹر دولتانہ ان اختیارات کو استعمال کرنے میں ناکام رہے یا بعض حالات میں ناجائز استعمال کیا۔ جو انہیں قانون کے تحت حاصل تھے،

اس طرح دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں بہت نرم رویہ اختیار کیا گیا۔ اول تو مقدمات ہی عدالت میں پیش نہیں کئے گئے۔ اور اگر پیش کئے گئے، تو واپس لے لئے گئے۔ یہ سب کچھ ان لوگوں کو راضی کرنے کے لئے کیا گیا جو قانون شکنی کے مرتکب ہوتے تھے، مسٹر دولتانہ نے ایسے لوگوں کو بھی رہا کر دیا جن کو سزا دی گئی تھی، مجلس احرار اور دوسرے شرارت پسندوں کے خلاف مقدمات واپس لے لئے گئے اور ان کو ہر صورت میں اپنا پروپیگنڈا جاری رکھنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی۔

مضبوط کارروائی کرنے سے احتراز

بہت سے معاملات میں متعدد افسروں نے دفعہ ۱۵۳ الف اور ۲۹۵ الف کے تحت قانونی کارروائی کرنے کے سفارش کی، لیکن مسٹر دولتانہ نے ان کے خلاف کوئی مضبوط اور موثر کارروائی کرنے سے انکار کر دیا۔ جن کے متعلق یہ علم اور یقین تھا کہ وہ احمدیوں اور ان کے لیڈروں کے خلاف تحریک کی مہم چلا رہے ہیں، مسٹر دولتانہ کی طرف سے، اس روش کے مسلسل مظاہرہ سے عوام نے یہ خیال کیا کہ احمدیوں کے خلاف دشنام طرازی اور حملے کئے جا سکتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ احمدیوں کو نفرت اور حقارت کی نظروں سے دیکھا جانے لگا۔ مسٹر دولتانہ نے قانون اور ضوابط کے نفاذ میں کوئی کوشش نہ کی۔ اور جو حکام اس امر پر مامور تھے، ان کے ادائے فرض میں مداخلت کی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وسیع پیمانہ پر فسادات ہوئے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے اور املاک کو وسیع پیمانہ پر نقصان پہنچا۔

اخبارات کی امداد

افسر احراریوں اور ایجی ٹیشن میں حصہ لینے والے لوگوں کے خلاف، کارروائی پر زور دیتے رہے، لیکن مسٹر دولتانہ نے نہ صرف سنجیدگی سے اس پر غور کیا بلکہ جو اہم اور بااثر اخبارات جلتی پر تیل ڈال رہے تھے، ان کو ایسی رقوم سے مدد دی گئی جو تعلیم بالغان کے لئے مخصوص تھی، اس طرح مسٹر دولتانہ نے ایسے اخبارات کی حوصلہ افزائی کی جو حکومت کے زیر اثر تھے۔ تاکہ تحریک کو وسیع کریں۔

اس تحریک کو دبانے کے بجائے انہوں نے یہ کوشش کی کہ اس کا رُخ کراچی کی طرف ہو جائے، تاکہ احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن کا سارا بار اور ذمہ داری مرکزی حکومت پر عائد ہو، جن اخبارات کی مالی امداد کی گئی، ان میں زمیندار، احسان، آفاق اور مغربی پاکستان قابل ذکر ہیں، آزاد احرار کا اپنا اخبار تھا لیکن مذکورہ چار اخبار حکومت کے زیر اثر تھے، کیونکہ انہیں حکومت سے کثیر مالی امداد ملتی تھی۔ آفاق تو عملاً مسٹر دولتانہ کا اپنا اخبار تھا بہر صورت یہ میر نور احمد کے زیر کنٹرول اور نگرانی میں تھا جو ڈائریکٹر محکمہ تعلقات ہونے کی حیثیت سے پالیسی کے امور میں مسٹر دولتانہ کے کنٹرول میں تھے۔

مسٹر دولتانہ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ اور اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ وہ اس سے باخبر تھے کہ ان اخبارات میں کس قسم کا پراپیگنڈا کیا جا رہا تھا۔ جولائی ۱۹۵۲ء اور بعد میں آفاق کی احمدیوں کے خلاف تحریک کے متعلق پالیسی میں خاص تبدیلی رونما ہوئی، اور احمدی مسئلہ پر مسلم لیگ کی قرارداد اور مسٹر دولتانہ کی تقاریر کے متعلق آفاق کے نظریات ہم آہنگ تھے۔

اس سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان اخبارات کے خلاف کارروائی نہ کرنے سے ہی پنجاب میں قانون و امن کے متعلق مسٹر دولتانہ کا واضح رویہ معلوم ہو جاتا ہے، اس سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۴ر ۴ر اور ۵ر جولائی ۱۹۵۲ء کو زمیندار آفاق اور احسان کو کثیر مالی امداد دی گئی، حالانکہ اس وقت جو صورت حال کار فرما تھی حکومت کو سنجیدگی سے کوشش کرنی چاہیئے تھی، کہ اگر مطلق پابندی عائد نہیں کی جا سکتی تھی، تو ان کو احمدیوں کے خلاف پراپیگنڈا کرنے سے احتراز پر مائل کیا جا سکتا تھا۔

قابل اعتراض مضامین

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے مسٹر دولتانہ کو اس طرف متوجہ کیا کہ محکمہ اسلامیات کے ڈپٹی سیکرٹری نے قابل اعتراض مضامین لکھے ہیں خواجہ ناظم الدین نے جو اس وقت وزیر اعظم تھے ۴ر اگست ۱۹۵۲ء کو یا اس کی کسی قریبی تاریخ کو مسٹر دولتانہ کے ساتھ اس مسئلہ پر بات چیت کی اور انہیں بتایا کہ جن اخبارات پر سرکاری کنٹرول ہے وہ اس ایجی ٹیشن کو ہوا دے رہے ہیں اور صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ان اخبارات کو ایجی ٹیشن کو مشتعل کرنے سے روک دیا جائے مزید برآں مسٹر دولتانہ ہی ایسے واحد شخص تھے جو موثر طریق پر ایسا کام کر سکتے تھے کیونکہ یہ اخبارات سرپرستی کے لئے ان پر انحصار کرتے تھے۔

کوئی حکومت بھی ایسے پریس کی سرپرستی نہیں کر سکتی جو کسی ایجی ٹیشن کو ہوا دے رہا ہو، جو حکومت کی اپنی پالیسی کے منافی ہو اس سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ مسٹر دولتانہ کو ساری صورت حالات کا علم تھا، اور ان اخبارات کو مسٹر دولتانہ کے علم اور مرضی سے ایسے وقت پر امداد دی گئی جب کہ انہیں معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ جن اخبارات کی مدد کی جا رہی ہے وہ حکومت کے لئے لامتناہی پیچیدگیاں پیدا کر رہے ہیں یہ حالات اس کے شاہد ہیں۔ کہ مسٹر دولتانہ پس پردہ اغراض سے مغلوب ہو گئے تھے اور وہ دیدہ دانستہ صوبہ میں امن و امان کے تحفظ کے لئے قانون نافذ نہیں کر رہے تھے۔

رقوم کا ناجائز مصرف

آفاق، زمیندار اور احسان قسم کے اخبارات کو تعلیم بالغان فنڈ سے ایسی رقوم کی ادائیگی سرکاری خزانہ کے دیدہ دانستہ ناجائز مصرف کے مترادف ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو فی نفسہٖ مسٹر دولتانہ کو بدعنوانی کے الزام کا مرتکب قرار دیتی ہے پریس کو اس طرح جو رقوم دی گئیں ان میں سے دو لاکھ ۲ ہزار روپے تعلیم بالغان فنڈ سے ادا کئے گئے، اس فنڈ کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے پنجاب کی مجلس قانون ساز نے بالغوں کو خواندہ بنانے کے لئے مخصوص کیا تھا۔ جب تعلیم بالغان فنڈ سے ان رقوم کو اخبارات کی مالی امداد کے لئے منتقل کیا گیا تو میر نور احمد ڈائرکٹر محکمہ تعلقات عامہ نے حکومت سے درخواست کی کہ اسے صیغہ راز میں رکھا جائے۔ بعد میں انہوں نے تحقیقاتی عدالت کے سامنے گواہی میں اس بات کا اعتراف کیا "ہماری سکیم کا مقصد یہ تھا کہ ایک خاص طرز کے اخبارات کی مدد کی جائے، نہ کہ ناخواندوں کو تعلیم دی جائے۔"

میر نور احمد صاحب نے ۳۰ جولائی ۱۹۵۲ء کو جو نوٹ لکھا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں پہلے وزیر اعلیٰ سے بات چیت کی گئی تھی۔ یہ نوٹ چیف سیکرٹری اور مسٹر دولتانہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر نور احمد مسٹر دولتانہ کی خواہش کے مطابق عمل کر رہے تھے خاص طور پر یہ اخبارات جو اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن کو مشتعل کرنے کے لئے اشتعال آفریں مضامین شائع کر رہے تھے، بندش کے مستوجب تھے، مالی امداد کے سزاوار نہیں تھے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسٹر دولتانہ اس تحریک کو دبانے کی جگہ اسے تقویت پہنچانے میں دلچسپی لیتے تھے۔ اس سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے کہ مسٹر دولتانہ نے صوبہ میں امن و امان کے تحفظ میں قانون کے نفاذ کے بجائے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا کہ انہیں عام تحسین حاصل ہوسکے، اس طرح وہ دیدہ دانستہ بدانتظامی کے مرتکب ہوئے ہیں اور پروڈا کے تحت ان کے بدعنوانی کے جرم کے مرتکب قرار دیئے جانے کا امکان ہے۔

جب مارچ ۱۹۵۲ء میں صوبہ میں صورت حال اس قدر خراب ہوگئی کہ صوبہ کو مجرمانہ دہشت انگیزی سے بچانے کے لئے مارشل لاء کا نفاذ ضروری سمجھا گیا۔ مسٹر دولتانہ نے ۴ مارچ کو ایک بیان جاری کیا۔ جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ ان کی حکومت تحفظ ختم نبوت تحریک کے رہنماؤں سے گفت و شنید کے لئے تیار ہے اور یہ کہ ان کے وزیر مرکز کے سامنے اس بات پر زور دیں گے کہ ان مطالبات کو منظور کر لیا جائے اور یہ کہ ان کی سفارش کے ساتھ ایک وزیر کراچی جائے گا۔ کہ چودھری ظفراللہ خان سے وزارت سے مستعفی ہونے کے لئے کہا جائے۔

بیان کا محرک

اس بیان کا محرک جذبہ صرف یہ تھا کہ مسٹر دولتانہ عوام میں ہردلعزیز ہونا چاہتے تھے، اور امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے کچھ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ جن حالات میں یہ بیان جاری کیا گیا تھا ان میں صرف یہ نتیجہ مترتب ہوسکتا تھا۔ کہ جو لوگ امن و امان کے تحفظ پر مامور ہیں، ان کو الجھن و پریشانی میں مبتلا کر دیا جائے۔ یہ بیان دور رس پیچیدگیوں کا حامل تھا اور اس سے مرکزی حکومت کے لئے بڑی الجھن پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اور یہ الجھن پیدا بھی ہوئی۔ یہ بیان ایمانداری سے جاری نہیں کیا گیا تھا کیونکہ خود مسٹر دولتانہ نے چار دن بعد اسے واپس لے لیا۔

امن و امان ایک صوبائی مسئلہ ہے اور اس کا نفاذ و اہتمام ان لوگوں کے سپرد ہوتا ہے جو صوبائی امور کے منصرم ہوں۔ مسٹر دولتانہ نے پہلے اپنے صوبہ میں امن و امان کی صورت حالات کو خراب ہونے دیا اور پھر اس عمل میں حصہ لیا جس نے صوبہ میں شہری نظم و نسق کی مشینری کو بالکل تہس نہس کر دیا حتیٰ کہ مارشل لاء کے نفاذ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے یہ اس لئے کیا کہ وہ مرکزی حکومت کے اقتدار اور وقار کو نقصان بلکہ بالکل ختم کرنے کے درپے تھے، کیونکہ مرکزی حکومت کے مجلس عمل کے مطالبات کو مسترد کرنے سے انکار کرنے سے ہی صوبہ میں امن و امان کے انتظام میں مشکلات پیدا ہوئی تھیں۔

"رُخ بدلنا"

مسٹر دولتانہ کو یہ بھی یقین تھا کہ وہ اینٹی احمدیہ تحریک کا رُخ بدلنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اس کی شدت کا رُخ پنجاب سے کراچی کی طرف کر دیں گے۔ جس صورت میں مرکزی حکومت مشکلات میں محصور ہو جائے گی اور ان مطالبات کو منظور کرنے پر مجبور ہو جائے گی، اس طرح مسٹر دولتانہ کو ہمہ گیر تحسین و آفرین حاصل ہونے کی توقع تھی، یہ نکتہ نظر خطرناک مضمرات سے لبریز تھا اور مسٹر دولتانہ تو صوبہ میں امن و امان کے نگران تھے۔ اس لئے ان کی طرف سے اس بات کا اختیار کرنا انہیں وزیر اعلیٰ پنجاب اور شعبہ امن و امان کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے دیدہ دانستہ بدانتظامی اور بدعنوانی کا مرتکب قرار دیتا ہے۔

احراریوں کی امداد

مسٹر دولتانہ پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا ہے کہ انہوں نے بعض احراریوں اور علماء کی خطیبوں کی حیثیت سے سرپرستی کر کے مالی امداد دی۔ ان لوگوں سے محکمہ اسلامیات نے کام لیا۔ اور یہ محکمہ مسٹر دولتانہ کی اپنی تحویل میں تھا۔ مسٹر دولتانہ کو اس بات کا علم ہونا چاہیئے تھا کہ یہ محکمہ ایسے تنازعہ کو مشتعل کرنے میں مصروف تھا جس سے احرار نے ناجائز فائدہ اُٹھایا تھا۔ مسٹر دولتانہ نے ان سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی۔

مسٹر دولتانہ نے صوبائی مسلم لیگ کے صدر ہونے کی حیثیت میں مسلم لیگیوں کی اینٹی احمدیہ تحریک میں شمولیت کو روکنے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس کے برعکس واقعات اس بات کے شاہد ہیں کہ مسٹر دولتانہ نے ان کی اس تحریک میں شمولیت کی ہر ممکن طریق سے حوصلہ افزائی کی۔

اس تفصیل اور مبینہ بدعنوانی کے مذکورہ واقعات سے معلوم ہوجاتا ہے کہ مسٹر دولتانہ خود اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن کے حق میں تھے۔ اور اسی بات سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً تحریک کے سرغنوں کے خلاف مناسب کارروائی کرنے میں مسلسل ناکام رہے۔ جنہیں یہ خیال ہوگیا، کہ مسٹر دولتانہ کی حکومت ان سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کرے گی اور وہ قانون شکنی میں دلیر ہوگئے۔

(بشکریہ نوائے وقت بحوالہ ٹائمز آف انڈیا کراچی)

جلسۂ یوم وصال

(بقیہ از صفحہ ۶)

اختلافات ہوجاتے ہیں۔ اور ایمان کمزور ہونا شروع ہوجاتا ہے انہی باتوں کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ مجدد دین بھیجتا ہے۔ اور مجدد خدا تعالےٰ پر زندہ ایمان پیدا کرتا ہے۔ اور لوگوں کو تمام برائیوں سے ہٹا کر خدا تعالےٰ کی طرف لاتا ہے۔ اس لئے مجدد کا ماننا بہت ضروری ہے۔ آپ نے بتایا کہ لوگ مجدد کو بہت معمولی حیثیت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا ماننا ایمانیات میں سے نہیں لیکن اللہ تعالےٰ کا اسکو مبعوث کرنا اور ہر صدی کے سر پر بھیجنا عبث نہیں ہوسکتا، مجدد کی بہت بڑی حیثیت ہے اور اس کا ماننا بہت ضروری امر ہے ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیئے۔ آج ہم اکٹھے ہوئے ہیں تو اس کا کیا مقصد ہے۔ پہلا یہ کہ ہم حضرت مجدد زمان کے کام کی تکمیل کریں اور دوسرا یہ کہ اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں جس کے لئے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے تھے۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ کہاں تک تقویٰ اللہ پر قائم ہیں۔

اس کے بعد مولانا آفتاب الدین احمد صاحب نے تقریر فرمائی اور آپ نے بتایا کہ دنیا میں جس قوم کی روایات مٹ جاتی ہیں اس کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے ہاتھ سے دنیا میں اسلام پھیلے گا اور یہ دعوےٰ واقعات کی شکل میں سچا ثابت ہو رہا ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ خدا تعالےٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اس لئے ہر سمجھدار آدمی کا فرض ہے کہ اس پر غور کرے۔ انہوں نے موجودہ دہریت کے زمانہ میں مذہب کو زور سے پیش کیا ہے اور اس طرح پیش کیا ہے کہ سعید لوگ اس کی طرف کھچے چلے آئے اور یہ بات ان کی صداقت کی بڑی دلیل ہے کہ انکے پاس حقیقت تھی۔ اور ان کے کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کو علم الیقین کا مرتبہ حاصل ہے، آپ نے بتایا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے جب لوگ ان حقائق کو خود ڈھونڈنے اور جستجو کرنے آئیں گے۔ مولانا کے بعد شیخ غلام قادر صاحب نے حضرت مسیح موعود کے دو خطوط جو انہوں نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو لکھے تھے پڑھکر سنائے۔ جن میں نہایت قیمتی نصائح مندرج ہیں۔ اس کے بعد مسلم ٹاؤن ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسعود اختر صاحب نے ایک مضمون پڑھا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود کے آنے سے پہلے غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر زبردست حملے ہو رہے تھے۔ جن کا حضرت مسیح موعود نے ایسا زبردست جواب دیا کہ وہ لاجواب ہوگئے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کے مائے ہوئے مشن کو زیادہ مضبوطی سے دنیا کے کونے کونے تک پھیلانا چاہیئے۔ پھر محمد یحییٰ بٹ صاحب نے ایک مقالہ پڑھا جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے اسکے بعد حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ

۲۴

۲۴

کی وفات کے متعلق بعض اخبارات کی رائیں اور چند قیمتی باتیں بتائیں آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بہت مقدمے دائر کیئے مگر خدا تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کی تائید کی اور آپکو دشمنوں سے محفوظ رکھا۔ اس کے بعد ماسٹر برکت علی صاحب نے تقریر فرمائی، انہوں فرمایا کہ یہ دن ہمارے لئے ان باتوں کو زندہ کرنے کا ہے جو حضرت مسیح موعود نے ہمیں بتائیں۔ آخر میں صاحب صدر نے اختتامی تقریر فرمائی جس میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اسلام میں بہت بڑا مقام ہے۔ باوجودیکہ تمام لوگوں نے شدت سے مخالفت کی مگر خدا تعالےٰ نے ان کی ہر طرح سے حفاظت کی آپ نے اس بات پر زور دیا کہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود نے جو باتیں کہی تھیں ان کو اب مخالفین مان رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مجدد زمان کا دعوےٰ ولی، مجدد، محدث کا ہے ہمیں عزم کرنا چاہیئے کہ حضرت کے لائے ہوئے کام کو بوجہ احسن دنیا میں پہنچائیں۔ آخر میں دعا پر جلسہ ختم ہوا

متفرقات

تبلیغی جدوجہد

(۱)

قاضی شبیر محمد صاحب مبلغ علی پور کی رپورٹ ماہ اپریل سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اس ماہ میں ۱۱۲ افراد کو تبلیغ کی ہے، دو بستیوں کا دورہ کیا۔ درس قرآن شریف و حدیث مستقل صورت میں طلباء کی کلاس کو دیا جاتا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک خشاو فنڈ میں بلا آمد دینے کے متعلق احباب کی خدمت میں پہنچائی گئی۔

(۲)

مولوی محمد دین صاحب مبلغ ضلع سیالکوٹ کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے ماہ اپریل میں ۶۰ دیہات کا پیدل سفر کر کے تبلیغی فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ اس دورہ میں زیادہ تر حضرت صاحب کے دعوے کو پیش کیا، جماعت کا عقیدہ لوگوں کے ذہن نشین کیا، اور اعتراضات کے جوابات بھی دیئے۔ تکفیر اہل قبلہ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ تین افراد خاص طور پر زیر تبلیغ ہیں، ادائیگی چندہ کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی گئی۔

(۳)

مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ کیمبل پور ضلع ہزارہ اپنی رپورٹ میں اطلاع دیتے ہیں کہ اس ماہ میں انہوں نے اخبار بدر ۱۹۰۶ء سے ۱۰ افراد کو ملفوظات حضرت مسیح موعود پڑھ کر سنائے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ دعوت اسلام، ردّ تکفیر اہل قبلہ برائے مطالعہ تقسیم کئے۔ اخبار پیغام صلح چھ جگہ پڑھنے کے لئے دیا گیا۔ ۲۴ افراد سے تبادلہ خیالات ہوا۔ ایک عیسائی جس سے دیرینہ خط و کتابت جاری تھی۔ اس کی بیوی کے خط سے معلوم ہوا کہ وہ اسلام پر فوت ہوا اور سارا کنبہ مسلمان ہو گیا فالحمدللہ

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن کا اجلاس مورخہ ۲۸/۵/۵۲ بروز جمعہ، زیر صدارت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی منعقد ہوا۔

اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو عبدالصمد صاحب نے کی، بعد ازاں ہمارے خوش الحان نوجوان طارق پرویز نے حاضرین کو حضرت مسیح موعود کی ایک نظم سے نوازا۔

ہمارے اس اجلاس میں سب سے بہتر پہلو یہ تھا کہ چھوٹے بچے جو اسٹیج پر آنے میں گھبراتے تھے اسی اجلاس میں کہنہ مشقوں کی طرح آ کر اپنے مضامین کو نبھا گئے۔ احمد فیاض کا مضمون "توحید الٰہی کی ضرورت اس معاشرے میں" اور محمد احمد کا "صبر و قناعت" پر مقالہ پُر از معلومات اور دلچسپ تھا ایک گیارہ بارہ برس کے بچے حبیب الرحمن نے ایک دلچسپ مضمون "اذن و اجازت کی اہمیت" پر پڑھا جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔

مسعود اختر سیکرٹری۔ احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مسلم ٹاؤن لاہور

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن گجرات

کچھ عرصہ ہمارے دوستوں کے امتحانات ہوتے رہے ہیں اس لئے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن گجرات کی کارروائی ملتوی رہی، ۱۶ مئی نماز جمعہ کے بعد ایسوسی ایشن کی ہفتہ وار میٹنگ منعقد ہوئی۔ میٹنگ کی صدارت جناب چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب نے فرمائی۔ سب سے پہلے حافظ محمد ادریس صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد راقم الحروف نے گذشتہ میٹنگ کی کارروائی پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد سعادت احمد صاحب نے "اصلاح نفس" کے زیر عنوان ایک مقالہ پڑھا جو بہت پسند کیا گیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ جب تک ہم اپنی اصلاح نہ کریں ہم دوسروں کی اصلاح ہرگز نہیں کر سکتے، اور نہ ہی ہماری باتوں کا کچھ اثر ہو سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ خدا ایسے شخص کی باتوں کو بالکل بے اثر کر دیتا ہے جو دوسروں کو تو ایک کام کی نصیحت کرتا ہے، لیکن خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔

آخر میں خاکسار راقم الحروف نے ایک مضمون پڑھا جس کا عنوان تھا "ہمارے ماحول کے چند نقائص اور ان کا نفسیاتی تجزیہ" اس کے بعد جماعت کی ترقی کے لئے دعا کی گئی، اور دعا کے بعد میٹنگ برخاست ہوئی۔

رشید احمد۔ سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن گجرات

جلسۂ یوم وصال جہلم میں

حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کے مد نظر جماعت جہلم نے ۲۶ مئی ۱۹۵۲ء کو احمدیہ مسجد میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں غیر از جماعت احباب کے علاوہ مستورات نے بھی حصہ لیا۔ جلسہ کی کارروائی شام کے ساڑھے پانچ بجے زیر صدارت شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیر آبادی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد بابو بشیر احمد صاحب نے حضرت اقدس کی آمد کی غرض و غایت اشاعت اسلام بتاتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ہم بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر اسلام کی خدمت کریں ——— اس کے بعد فرخندہ اختر متعلمہ بنت حکیم عبدالعزیز صاحب نے مقالہ پڑھا۔ بعد میں مولوی احمد گل صاحب نے "مجدد صدی چہاردہم کی خصوصیت" پر مختصر لیکن مدلل تقریر فرمائی ——— حکیم عبدالعزیز صاحب نے حضرت اقدس کے کارہائے نمایاں پر سیر کن بحث کی۔ آخر پر صاحب صدر نے فرخندہ اختر کے مقالہ کی تعریف کی اور احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود کے مسلک پر چلنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جلسہ کو دعا پر ختم کیا۔

سیٹھ سعادت دین صاحب کی طرف سے احباب کی افطاری کا پُر تکلف انتظام موجود تھا۔

نامہ نگار جہلم - ۲۸ مئی ۵۲ء

صدقہ عید الفطر، عید فنڈ اور مساجد فنڈ

صدقہ عید الفطر حضرت محمد عربی صلعم کے ارشاد کے مطابق ہر فرد مسلمان پر واجب ہے، حدیث بخاری میں ہے کہ عن ابن عمر فرض النبی صلعم صدقۃ الفطر من رمضان علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر یعنی نبی کریم صلعم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان مرد اور عورت اور آزاد اور غلام سب پر فرض ٹھہرایا ہے ایک صاع کھجور اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے۔ چنانچہ یہ جنس کی صورت میں ہمارے ملک میں قریباً دو سیر غلہ کے برابر ہے جس کی اب قیمت ۹ آنے ہے۔

عید فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر فرد جماعت پر ایک روپیہ "عید فنڈ" مقرر فرمایا ہوا ہے، جو اللہ کی عنایت سے بچے بھی بڑے شوق سے عید کے موقعہ پر ادا کرتے ہیں، یہ رقم اشاعت اسلام پر خرچ ہوتی ہے۔

مساجد فنڈ یہ فنڈ بھی انتظام جماعت کے ماتحت کھولا گیا تھا تاکہ ایک رقم جمع ہوتی رہے اور جس وقت کسی جگہ مسجد تعمیر کرنے کی ضرورت ہو تو قوم پر یکدم بوجھ نہ پڑے اس میں حسب استطاعت احباب ہر سال چندہ ادا فرماتے ہیں۔

احباب کی خدمت میں بادب عرض ہے کہ

ہر جگہ مقامی انتظام کے مطابق صدقہ عید الفطر۔ عید فنڈ۔ اور مساجد فنڈ، سارے بزرگ، بھائی، بہنیں اور بچے بڑے شوق اور محبت کے ساتھ ادا فرما کر اللہ تعالیٰ سے ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان، عزت اور جان و مال کی اپنے رحم و کرم سے حفاظت فرمائے اور ان میں برکت بخشے۔ آمین۔

ڈاکٹر احمد حسن بی اے ایل ایل بی - افسر تحصیل

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

رفتارِ عالم

کراچی۔ ۳۰ رمئی۔ آج شام مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے ایک نشری تقریر کے ذریعے اعلان کیا کہ مشرقی بنگال میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء (یہ وہ آئین ہے جس پر اس وقت پاکستان میں عمل ہو رہا ہے) کی رُو سے مشرقی بنگال میں دفعہ ۹۲ (الف) نافذ کر دی گئی ہے، اور سرکاری ملازمین کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ وہ قیام امن کے لئے اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیں اور صوبائی عصبیت (جس کی جڑیں فضل الحق وزارت کے عہد میں مضبوط ہوتی ہیں) کا خاتمہ کرنے میں عوام کا تعاون حاصل کریں۔

کراچی۔ ۳۰ رمئی سرکاری حلقوں سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مشرقی بنگال کے سابق وزیر اعلیٰ مسٹر اے کے فضل الحق پر غالباً بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔ ڈھاکہ کی اطلاع کے مطابق معلوم ہوا ہے کہ مسٹر اے کے فضل الحق نے آج شام مشرقی پاکستان میں دفعہ ۹۲ الف کے نفاذ سے پیدا ہونے والی صورت حال پر غور کرنے کے لئے اپنی سابق کابینہ کے ارکان کا ایک فوری اجلاس طلب کیا۔ تادم تحریر یہ اجلاس مسٹر حق کی قیام گاہ میں جاری ہے، مکان کے باہر پولیس کا کڑا پہرہ ہے۔

نئی دہلی۔ ۳۰ رمئی۔ سری نگر کی ایک اطلاع کے مطابق حکومت بھارت مقبوضہ کشمیر کی حکومت کو ۹ کروڑ کی ایک اور رقم دے رہی ہے۔ یہ رقم نظر ثانی شدہ ۵ سالہ منصوبے پر خرچ کی جائے گی اس منصوبے پر ۱۲ کروڑ خرچ آنے کا اندازہ ہے۔

ڈھاکہ۔ ۳۰ رمئی۔ مشرقی پاکستان کی گھڑیوں کے مطابق آج چھ بجے شام میجر جنرل اسکندر مرزا نے مشرقی بنگال کے گورنر کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا۔ حلف اٹھانے کی رسم ڈھاکہ کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر ایلس نے ادا کی۔ مسٹر ایچ ایس ایم اسحاق چیف سیکرٹری نے گورنر جنرل پاکستان کی طرف سے تقرر کا حکم پڑھ کر سنایا۔ میجر جنرل اسکندر مرزا آج صبح پاکستانی فضائیہ کے ایک خاص طیارے میں یہاں پہنچے تھے۔

نیو یارک۔ ۳۰ رمئی۔ پاکستان صنعتی کارپوریشن کے چیئرمین مسٹر غلام فاروق نے ایک بیان میں کہا ہے کہ سوئی گیس پائپ لائن کی تعمیر کے لئے پاکستان عالمی بنک سے پانچ کروڑ پونڈ کی مالی امداد حاصل کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سوئی گیس صنعتی ترقی میں حیرت انگیز پارٹ ادا کرے گی۔

کراچی۔ ۲۹ رمئی۔ اگلے ہفتے واشنگٹن میں دریائے سندھ کے طاس کا پانی استعمال کرنے کے متعلق جو بات چیت ہو رہی ہے وزیر خارجہ پاکستان چوہدری ظفر اللہ خاں اس میں شریک ہونے والے پاکستانی وفد کی قیادت کریں گے۔ بات چیت عالمی بنک کے زیر اہتمام ہو رہی ہے اور اس میں ہندوستان اور پاکستان کے نمایندے حصہ لیں گے۔

لاہور۔ ۲۹ رمئی۔ پنجاب یونیورسٹی کے نئے وائس چانسلر میاں افضل حسین نے اپنے رفقائے کار اور یونیورسٹی کے بہی خواہوں کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ "پنجاب یونیورسٹی کی صورت حالات اطمینان بخش نہیں، ان حالات میں میرے لئے ان لوگوں کا تعاون اشد ضروری ہے جن کے دلوں میں تحصیل علم کی خواہش موجزن ہے، جہاں تک میرا تعلق ہے میں اس یونیورسٹی کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دوں گا۔

کراچی۔ ۲۹ رمئی آج مجلس دستور ساز نے وفاقی پبلک سروس کمیشن اور یونٹوں کے پبلک سروس کمیشن کے قیام اور ان کے چیئرمین اور ارکان کے تقرر کے بارے میں ایک ترمیم کی منظوری دیدی۔

لاہور۔ ۲۹ رمئی۔ یکم جولائی سے ایک نئی ایکسپریس ٹرین پنجاب ایکسپریس (۷ اپ / ۸ ڈاؤن) راولپنڈی اور کراچی کے درمیان چلنی شروع ہو جائے گی۔ نئی ایکسپریس میں فی الحال فرسٹ اور انٹر کلاس کے ڈبے ہوں گے جو حال ہی میں فرانس سے منگوائے گئے ہیں، دوسرے درجے بعد میں شامل کئے جائیں گے۔

لاہور۔ ۲۹ رمئی۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی نے حکومت پنجاب سے اس فیصلہ پر نظر ثانی کے لئے اپیل کی ہے جس کی رُو سے رشوت کے مقدمات کی سماعت کا اختیار اضلاع کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو تفویض کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کا موقف یہ ہے کہ اس قسم کے مقدمات کی سماعت کے لئے سپیشل مجسٹریٹوں کا تقرر عمل میں لایا جائے جو ہر ضلع کا دورہ کر کے مقدمات کی سماعت کریں۔

پیغام صلح مورخہ ۲ رجون ۱۹۵۴ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸

تار کا پتہ تبلیغ لاہور

فون نمبر ۳۷۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ مطابق ۹ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۴

درود شریف کس غرض سے پڑھنا چاہیئے

از حضرت مسیح موعودؑ:—

"جیسا کہ میں نے زبانی بھی عرض کیا تھا درود شریف اس غرض سے پڑھنا چاہیئے تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بنا دے۔ اور اس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کرے یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہیئے۔ جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے۔ اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہوگا یا یہ درجہ ملے گا۔ بلکہ خالص یہی مقصود ہونا چاہیئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوں، اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے، اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت ہونا چاہیئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہیئے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔"

(مکتوبات جلد اوّل صفحہ ۱۳)

حافظ علیہ الرحمۃ کی عرفان میں ڈوبی ہوئی ایک غزل

ایک دفعہ روایت ہے کہ ہمارے حضرت مسیح موعودؑ قادیان کے ایک خوش الحان حافظ صاحب سے عموماً قرآن مجید سنا کرتے تھے اور کبھی کبھی حافظ شیرازیؒ کی مندرجہ ذیل غزل بھی۔ یہ غزل کیا ہے یوں کہنا چاہیئے کہ حافظ علیہ الرحمۃ نے تصوف کی لڑی میں عرفان کے چمکتے ہوئے موتی پرو دیئے ہیں۔ ممکن نہیں کہ اہل حال اسے سن پائیں اور وجد میں نہ آئیں اس غزل کو ہمارے حضرت کی پسندیدگی کا شرف حاصل ہے۔ مبدء فیض نے حضرت کو معرفت تامہ کے ساتھ فارسی زبان کا جو ذوق سلیم عطا فرمایا تھا وہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ اس قدر تمہید کے ساتھ غزل ارباب ذوق کی نذر ہے:

غزل

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم ٭ ہواداریِ کویش را چو جانِ خویشتن دارم

صفائی خلوتِ خاطر ازاں شمع چگل جویم ٭ فروغِ چشم و نورِ دل ازاں ماہِ ختن دارم

بکام و آرزوئے دل چو دارم خلوتے حاصل ٭ چہ فکر از خبثِ بدگویاں میانِ انجمن دارم

شراب خوشگوارم ہست و یارم مہرباں ساقی ٭ ندارد ہیچکس یارے چنیں یارے کہ من دارم

مرا در خانہ سروے ہست کاندر سایۂ قدش ٭ فراغ از سروِ بستانی و شمشادِ چمن دارم

سزد گر خاتمِ لعلش زنم لافِ سلیمانی ٭ چو اسمِ اعظمم باشد چہ باک از اہرمن دارم

خدارا اے رقیب امشب زمانے دیدہ برہم نہ ٭ کہ من با لعلِ خاموشش نہانی صد سخن دارم

گرم صد لشکر از خوباں بقصدِ دل کمیں سازند ٭ بحمد اللہ والمنّۃ بُتے لشکر شکن دارم

الا اے پیرِ فرزانہ مکن عیبم ز میخانہ ٭ کہ من در ترکِ پیمانہ دلِ پیماں شکن دارم

چو در گلزارِ اقبالش خرامانم بحمد اللہ ٭ نہ میلِ لالہ و نسریں نہ برگِ یاسمن دارم

بہ رندی شہرہ شد حافظ پس از چندیں ورع اما ٭ چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

اسلام اور مسلمان

یا ایھا الذین آمنوا کونوا مع الصادقین

(جناب عبدالعزیز شورہ - ایڈیٹر روشنی سرینگر)

سلسلۂ مجددین

اسلام ایک تبلیغی دین ہے اس کا خدا زندہ ہے جو اب بھی اپنے نیک بندوں کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے، جو نبی نہیں ہوتے۔ البتہ محدث کہلاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء یعنی اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن سے خدا ہم کلام ہوگا گو وہ نبی نہ ہوں گے۔ اسی طرح اسلام میں مجددوں کا سلسلہ جاری ہے جو ہر صدی میں ظاہر ہو کر دین کی تجدید کیا کرتے ہیں۔ اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں۔ حدیث نبوی میں ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایسے شخص کو کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

چنانچہ اسی حدیث شریف کے مطابق گزشتہ تیرہ صدیوں میں مجددین کا ظہور ہوا ہے۔ جنہوں نے اسلام کی فوقیت اپنے وقتوں میں ظاہر کی۔ اسی حدیث کے تحت حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت امام شافعی، حضرت ابوالحسن اشعری، حضرت ابوعبید نیشاپوری، حضرت امام غزالی، حضرت عبدالقادر جیلانی، حضرت معین الدین چشتی، حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی، حضرت سید محمد جونپوری، حضرت امام سیوطی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت سید احمد بریلوی نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

چودھویں صدی کے مجدد

چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (۱۸۳۷ء - ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) تھے۔ آپ کے سوا کسی اور شخص نے چودھویں صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ اب تک نہیں کیا ہے۔ اگرچہ صدی ختم ہونے کو بھی آئی، آپ کے ظہور کے وقت مسلمانوں کی حالت انتہائی کس مپرسی کی تھی، اسلام معاند قبیلوں میں تھا عیسائی، آریہ، برہمو سماجی، سب اسے مٹانے پر تلے ہوئے تھے۔ لیکن آپ نے مخالفین اسلام کے سارے اعتراضات کے مسکت اور مدلل جوابات دیکر ان کا منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ستر کے قریب کتابیں اور صدہا رسالے اسلام کی تائید میں شائع کر کے ثابت کیا۔ کہ اسلامی شریعت دائمی اور مستقل شریعت ہے۔ اپنے کشوف و الہامات سے ثابت کر دیا کہ اسلام زندہ دین ہے، اس کا خدا زندہ ہے جو اب بھی اپنے نیک بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ سوامی دیانند کو مقابلے پر للکارا لیکن انہیں سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آتھم، لیکھرام اور ڈوئی جو سامنے آئے ہلاک ہو کر رہ گئے۔

احمدی جماعت

حضرت مرزا صاحب نے قرآن پاک کے اس فرمان کے مطابق

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر (آل عمران) "تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیئے جو لوگوں کو خیر (اسلام) کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور بد کاموں سے روکے"، اپنی جماعت کا نام حضور آنحضرت صلعم کے جمالی نام احمد مجتبےٰ پر احمدی رکھا۔ اور اسے اشاعت و حفاظت اسلام کے کام پر لگایا۔ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کی محکومی اور ادبار کا واحد علاج یہی قرار دیا کہ مسلمان قرآن پاک کو اپنی زندگی میں ہی چراغ راہ بنائیں، اسلامیات کو اپنائیں اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کے پیغام کو پہنچائیں، اسی طرح سے وہ سرفراز ہو سکتے ہیں اور عظمت رفتہ بحال کر سکتے ہیں، لیکن اس وقت مسلمانوں نے کوئی توجہ نہ دی، بلکہ آپ کا تمسخر اڑانے لگے۔ جب خواجہ کمال الدین مرحوم انگلستان میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے گئے تو انہیں دیوانہ قرار دیا گیا۔

ساٹھ سال گذرنے کے بعد علماء کو ہوش آیا اور وہ آج اشاعت و تبلیغ اسلام کی ضرورت و اہمیت کا اظہار کرنے لگے۔ چنانچہ مولانا مودودی نے ۱۹۳۵ء میں لکھا کہ "یہ وقت ہے کہ مغربی اقوام کے سامنے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پیش کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ یہ وہ مطلوب ہے جس کی طلب میں تمہاری روحیں بیقرار ہیں۔ یہ ہے وہ امرت رس جس کے تم پیاسے ہو۔ یہ ہے وہ شجر طیب جس کی اصل بھی صالح ہے اور شاخیں بھی صالح اور جس کے پھول خوشبودار بھی ہیں اور بے خار بھی اور جس کے پھل میٹھے بھی ہیں اور جان بخش بھی اور جس کی ہوا لطیف بھی ہے اور فرح پرور بھی، یہاں تم کو حکومت ملے گی، یہاں تم کو فکر و نظر کے لئے صحیح نقطۂ آغاز ملے گا یہاں تم کو وہ علم ملے گا جو نظری اور عملی دونوں قسم کے علوم کو ایک مستقیم و مستحکم بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہاں تم کو وہ ایمان ملے گا جو انسانی فطرت کی بہترین تشکیل کرتا ہے۔" (ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۳۵ء)

مولانا مودودی نے ضرورت کا اظہار تو کیا لیکن اسے خود پورا کرنے کی توفیق نہ ملی۔ ملتی بھی کیسے؟

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کے برعکس انہوں نے اور ان کے دوسرے علماء نے جو کچھ کیا وہ دنیا والوں نے بچشم خود دیکھا۔ اور جس کے اظہار سے خامہ تو کجا کان اور انگلیاں فگار۔ سادہ لوح مسلمانوں کو مذہب کے نام پر تشدد کرنے پر اکسایا گیا۔ بے تحاشا لوگوں اور بچوں کو قتل کرایا گیا۔ پاکستان میں ایسی ہلڑ بازی مچا دی کہ حکومت کی بنیادیں کھوکھلی ہونے لگیں، چنانچہ مارشل لاء کے تحت اپنی طرز کی "حکومت الٰہیہ" کا شاندار نمونہ دکھانے والے اس "مرد مجاہد" کو پہلے تو سزائے موت دی گئی اور پھر بعد میں وہ سزا عمر قید میں تبدیل کر دی گئی ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کے مامور کی قائم کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام باقاعدگی سے کام کر رہی ہے۔ اس نے تقریباً تقریباً تمام زبانوں میں اسلام سے متعلق شاندار اور ٹھوس لٹریچر تیار کیا، مبلغ تیار کر کے مختلف ممالک میں بھیجے جو اسلام کی صداقت اور عظمت کو واضح کرتے ہیں، برلن (جرمنی) ووکنگ (انگلستان) میں مسجدیں تعمیر کیں، قرآن پاک کے تراجم جرمن، انگریزی، اردو، ہندی، ولندیزی اور دیگر زبانوں میں تیار کئے اور اسلام سے متعلق لٹریچر دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ ہزاروں یورپینوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، جماعت کی طرف سے متعدد اخبارات و رسائل باقاعدہ جاری ہیں، بلکہ ووکنگ مشن سے شائع ہونے والے رسالہ "اسلامک ریویو" نے عالمگیر شہرت حاصل کر لی ہے اور ہر تعلیمیافتہ اس کی خدمات اسلامیہ کا معترف ہے۔

پس کیا وجہ ہے کہ حفاظت و اشاعت اسلام کرنے والے مجاہدوں کی اس جماعت میں آپ شریک نہیں ہو رہے ہیں؟ آیئے! احمدیہ جماعت میں شامل ہو کر اس کی تقویت کا باعث بنیں، تاکہ جماعت .... زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ انجام دینے کے قابل بنے۔ شکوک اور شبہات میں مبتلا رہنا ٹھیک نہیں، مشہور مفکر ڈرائیڈن کا قول ہے کہ غلط فہمیاں اور غلط بیانیاں تنکوں کی طرح پانی کی سطح پر نمایاں ہوتی ہیں لیکن جس شخص کو موتی کی تلاش ہو اسے غوطہ لگا کر تہہ میں جانا ہوگا ——— اس لئے اگر آپ کو اگر جماعت احمدیہ لاہور اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے متعلق لوگوں نے وسوسے ڈالے ہوں تو آپ تلاش حق کی خاطر تحقیقات کر کے غلط فہمیوں .... سے باہر نکل آئیں۔

بانئے سلسلہ احمدیہ پر الزام لگائے جاتے ہیں کہ آپ نے دعوئے نبوت کیا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔ جبرئیل وغیرہ کے منکر تھے، یہ سب سراسر بہتان ہے، ذیل میں احمدیہ جماعت لاہور کے عقائد خود بانئے سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہی کے اپنے بیانات کے مطابق درج کئے جاتے ہیں۔

احمدیہ جماعت کے عقائد

(۱) ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ازالہ اوہام ص۱۳۷) (۲) ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے، اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے (حوالہ سدس) (۳) میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن شریف کے رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ (اعلان ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(باقی ص ۳ پر)

روزنامہ پیغام صلح .... ۹ر جون ۱۹۵۴ء

دجّال اور یاجوج ماجوج کا غلبہ

مسیح موعود کہاں ہے؟

"حکیم الامتؒ" علامہ اقبال مرحوم فرما گئے ہیں :-

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ ینسلون

ظاہر ہے کہ اس شعر میں علامہ مرحوم نے قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون - (سورۃ انبیاء آیت ۹۶) "یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے"

یہ یاجوج اور ماجوج کون ہیں۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ مسٹر چرچل نے لنڈن کے گلڈ ہال میں یاجوج اور ماجوج کے مجسموں کو بعد مرمت دوبارہ نصب کرتے ہوئے بیان کیا کہ سلوٹی اور اینگلو سیکسن ان اقوام کی اولاد ہیں جن کے بزرگوں کے یہ مجسمے ہیں اور بائبل کی کتاب حزقیل ۳۸ و ۳۹ باب سے ظاہر ہوتا ہے کہ یاجوج اور ماجوج اقوام یورپ کے ہی دو ٹکڑوں کے نام ہیں - ان دونوں ناموں میں تقریباً سارا یورپ آ جاتا ہے

آیت بالا میں فرمایا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج ہر ایک بلندی سے نکل پڑیں گے اس کا یہ مطلب ہے کہ اقوام یورپ کا تسلّط تمام روئے زمین پر ہو جائیگا بلکہ کل حدب کے الفاظ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محض سیاسی یا ملکی تسلّط ہی نہیں ہوگا بلکہ خیالات اور علوم پر بھی ہوگا۔ اس کے مقابل میں اسلام کی حالت کمزور اور مغلوبیت کی ہوگی۔ جیسا کہ حالاتِ حاضرہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یورپین اقوام کو تمام دنیا پر اقتدار حاصل ہے اور اسلام جو کبھی سب پر فائق تھا سب سے زیادہ کمزور ہے۔

یاجوج ماجوج کو احادیث میں دجال کا نام دیا گیا ہے اور جو صفات، کیفیات یا علامات دجّال کی احادیث میں مذکور ہیں ان میں اور یاجوج ماجوج کی علامتوں میں اس قدر مشابہت ہے کہ دونوں میں تفریق کی گنجائش نہیں رہتی۔ مثلاً دجال کے متعلق لکھا ہے کہ سب دنیا پر اس کا تسلّط ہو جائے گا چنانچہ لکھا ہے کہ :- وانہ لا یبقی شیء فی الارض الا وطئہ وظھر علیہ الا مکۃ والمدینۃ (کنز العمال جلد ۷) یعنی زمین کا کوئی حصہ نہ رہ جائیگا کہ جس پر دجّال پھر نہ نکلے اور غالب نہ آ جائے سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ علاوہ ازیں دجّال کے فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات اور آخری دس آیات کی تلاوت کا حکم ہے۔ چنانچہ مسلم ابو داؤد ترمذی اور احمد کی روایت ہے کہ من حفظ عشر ایات من اول الکھف عصم من الدجال پھر مسلم ترمذی اور احمد کی ہی روایت ہے کہ من قرأ العشر الاواخر من سورۃ الکھف عصم من فتنۃ الدجال

ان آیات میں بدیہی طور پر مغربی اقوام کے جو عیسائی ہی ہیں ظاہری غلبہ یا صنعتی عروج کا ذکر ہے پس معلوم ہوا کہ عیسائی اقوام ہی دجّال ہیں اور قرآن کریم نے سورۃ کہف کے آخر میں یاجوج ماجوج کے ذکر کے اندر ہی عیسائی اقوام کا ذکر شروع کر دیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ انہی عیسائی اقوام کو اس نام سے پکارا گیا ہے۔

غرض یاجوج ماجوج اور دجّال دونوں عیسائی اقوام کے نام ہی ہیں اور ان دونوں میں کچھ فرق نہیں اور ان دونوں ناموں میں سارا یورپ آ جاتا ہے۔ انہی اقوام کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے یعنی ساری دنیا پر چھا جائیں گے اور انکو دنیا میں پورا پورا غلبہ اور استیلا حاصل ہو جائے گا جو آج کل ایک حقیقت ثابت ہو رہا ہے اور اسی کا ذکر علامہ اقبال مرحوم نے اپنے اس شعر میں کیا ہے ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ ینسلون

بالفاظ دیگر علامہ موصوف کو مسلم ہے کہ یورپ کی عیسائی اقوام ہی یاجوج ماجوج یا دجّال ہیں آپ کو مسلم ہے کہ قرآن مجید میں جو یاجوج ماجوج کے ظاہر ہونے اور اسکے غلبہ کی پیشگوئی بیان کی گئی ہے وہ اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہے۔ یا یوں کہئے کہ علامہ مرحوم کو مسلم ہے کہ یاجوج ماجوج ظاہر ہو چکا دجال آ چکا۔ فتنہ عیسائیت انتہا کو پہنچ گیا، صلیب کے پرستار ساری دنیا پر چھا گئے۔ وعلیٰ ھذا

"حکیم الامتؒ" تو مدت ہوئی خدا کو پیارے ہو گئے ہم ان کے نام لیواؤں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ یاجوج ماجوج اور دجّال ظاہر ہو چکے ہیں اگر یہ صحیح اور یقیناً صحیح ہے کہ صلیب کا فتنہ ساری دنیا پر مسلط ہو چکا ہے تو وہ موعود انسان جس نے اس فتنہ کو فرو کرنا تھا جس کی نسبت مخبر صادق نے فیکسر الصلیب کے الفاظ میں خبر دی تھی وہ کہاں گیا؟ وہ اب تک کیوں ظاہر نہ ہوا؟ یاجوج ماجوج کے لشکر تمام روئے زمین پر پھیل گئے مگر اسلامی لشکر کا سپہ سالار کہاں غائب ہو گیا؟ دجّال کا قاتل کیوں ظاہر نہ ہوا؟ امت محمدیہ تو خیر الامم تھی اس کی حفاظت کا تو خود خدا نے .... ان الفاظ میں وعدہ فرمایا تھا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اس کے لئے فتن کے دروازے تو کھول دیئے گئے مگر ان کے دفاع کا کیوں اہتمام نہ کیا گیا؟

یہ قابل غور سوالات ہیں۔ اور متانت سے ان پر غور کرنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ ایسے بڑے فتنہ کے سدباب کے لئے متعلق احادیث میں مذکور ہے کہ ابتدائے آفرینش سے ایسا فتنہ دنیا میں ظاہر نہیں ہوا کیوں اللہ تعالیٰ نے سامان بہم نہ پہنچایا بالخصوص جبکہ اس کا وعدہ بھی ہے کہ وہ اسلام کی اس مصیبت عظمیٰ کے وقت میں ضرور دستگیری کریگا۔

دوستو! دجّال اور مسیح موعود کا وجود لازم و ملزوم ہے اگر دجّال ظاہر ہو چکا ہے تو لازماً مسیح موعود بھی ظاہر ہو چکا ہے - اور یہ وہی شخص ہے جس نے آج سے تقریباً ستّر سال قبل اعلان کیا کہ ھذا الدجال الذی ذکرہ رسول اللہ صلعم۔ سب سے پہلے خدا نے اس کے قلب صافی پر اس عظیم الشان حقیقت کو ظاہر کیا کہ دجّال اور یاجوج ماجوج یہی عیسائی اقوام ہی ہیں جو دنیا پر اپنا تسلط حاصل کر چکی ہیں (ازالہ اوہام ص ۱۴۶ و ص ۵۶ و ص ۵۰۸)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص دجّال کا نشان دیگا وہ میری امت میں سے مجھ سے رتبہ میں سب سے زیادہ قریب ہوگا چنانچہ فرمایا فذالک الرجل اقرب امتی منی درجۃً بات صاف ہے جس شخص نے امت کو دجّال کا پتہ بتایا اس کے سوا کوئی اور مسیح موعود نہیں ہو سکتا اور نہ کسی اور کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر علمی دلائل کے سمجھنے کی طاقت نہیں تو اس کے کارہائے نمایاں سے اس کو دیکھ لو۔ یہی وہ شخص ہے جس کے نام لیواؤں نے دجّال کے مراکز میں جہاں سے یہ فتنہ پھوٹا توحید کا علم بلند کیا اور نورِ اسلام سے ہزاروں نفوس کو منور کر دیا - اور کر رہے ہیں -

فتفکر و تدبر

اخبار (و) افکار

بدر سے پہلے حرا

جمعیتہ علماء پاکستان کے اس فیصلہ پر کہ ۱۷ رمضان کو ملک بھر میں یوم بدر منایا جائے تا کافروں کے مقابلہ میں حضور صلعم کے زمانہ کے مسلمانوں کی پہلی فتح مبین کی یاد قائم رہے" معاصر "صدق جدید" رقمطراز ہے :- کاش الہ آباد کے مشہور پیر دانا کی نصیحت بھی کسی کو یاد آگئی ہوتی کہ اسے تعصر گوسے بدر ضرورت حرا کی ہے

یہ واقعہ بخت و اتفاق کا نتیجہ نہیں۔ عین حکمت تکوینی کا مقتضا تھا کہ ترتیب زمانی میں حرا بدر سے پہلے اور بہت پہلے آیا۔ رسول اسلام نے اپنی اعلیٰ ترین اخلاقی روحانی صلاحیتوں کے باوجود پہلے مدتوں غار حرا میں خلوت نشینی کر لی۔ اپنے کو نفس کشی کی آگ میں خوب تپا لیا، اور اپنے رفیقوں کے ساتھ مکہ میں صبر و شکستگی، عبدیت انابت کے امتحان پر امتحان، ایک دو دن نہیں ۱۳ برس دے لئے۔ جب جا کر اپنے جانباز سپاہیوں کو ریاست مکہ کی ٹکنی فوج کے سامنے بدر کے میدان میں کھڑا کیا۔— "جب تک اخلاص للّٰہیت، صفائے قلب کی یہ قوت پیدا ہو لیگی مسلمان پاکستان کے ہوں یا ہندوستان کے، یا کہیں اور کے کوئی بھی جنگ کسی کے بھی مقابلہ میں مستقل و پائدار کامیابی کے ساتھ نہ جیت سکیں گے پہلا خود اپنے ہی نفس سے لڑنے اور اس کے زیر کرنے کا ہے محض نعروں کے زور سے کوئی مہم سر کرنا۔ کسی اور لیڈر کی تعلیم ہو تو ہو، دنیا کے کامیاب ترین اور صادق ترین اور مخلص ترین رہنما، ہمارے رسول کی تو یقیناً نہیں —— "لیکن یوم حرا یقیناً نعروں اور جلوسوں کے ذریعہ سے منانے کی چیز نہیں۔ اس کا عالم ہی دوسرا ہے۔
این زمین را آسمانے دیگر است "

بڑا جرم کیا تھا مرزا غلام احمد صاحب نے کہ دینی جہاد کی حرمت کا فتوےٰ دیتے ہوئے فرمایا :-

اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے
سچ سچ کہو تم میں امانت ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے

تعجب ہے کہ آج اسی قسم کی باتیں مولنا عبدالماجد کے قلم سے بھی نکلنے لگی ہیں، ڈر ہے کہ مرزا صاحب کے جرم میں یہ شرکت کہیں انہیں بھی مورد عتاب نہ بنا دے۔

خارجیت کی جارحیت

معاصر صدق جدید سے بلا تبصرہ :-

"اینٹی احمدیہ بلووں کی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے دو سوالوں کے دو جواب :-

"(۱) کیا آپ ہندوؤں کا جن کی بھارت میں اکثریت سے یہ حق تسلیم کریں گے کہ وہ اپنے ملک کو ہندو دھارمک ریاست بنائیں ؟——

جواب ۔ جی ہاں

کیا اس طرز حکومت میں منوسمرتی کے مطابق مسلمانوں سے ملیچھوں یا شودروں کا سا سلوک ہونے پر آپ کو کچھ اعتراض تو نہیں ہوگا ؟——

جواب ۔ جی نہیں

(۲) اگر پاکستان میں اس قسم کی اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو کیا آپ ہندوؤں کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنا آئین اپنے مذہب کی بنیاد پر بنائیں ؟—— جواب ۔ یقیناً

بھارت میں اس قسم کی حکومت مسلمانوں سے شودروں اور ملیچھوں کا سا سلوک بھی کرے اور ان پر منو کے قوانین نافذ کرکے انہیں حقوق شہریت سے محروم اور حکومت میں حصہ لینے کے نااہل قرار دے ڈالے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

یہ دونوں جوابات آپ کو یقین آئے گا کہ کن کی زبان سے ادا ہوئے ہیں! —— پہلا جواب صدر جمعیتہ علمائے پاکستان ابوالحسنات مولانا محمد احمد قادری رضوی (بریلوی) کا ہے، اور دوسرا بانی و امیر جماعت اسلامی مولانا ابوالاعلےٰ مودودی کا! اناللّٰہ ثم انا للّٰہ۔

ناؤ یہ کس نے ڈبوئی ۔ خضر نے

مسلمانان ہند کا بڑے سے بڑا دشمن بھی کیا اس سے بڑھ کر کوئی جواب دے سکتا تھا! فریاد بجز مالک حقیقی کے اور کس سے کیجئے! —— کس شقاوت کے ساتھ ہم کروڑ کلمہ گوؤں کو سیاسی موت کا حکم سنایا جا رہا ہے اور ان میں سے ایک جمعیتہ علماء پاکستان کے صدر ہیں اور دوسرے جماعت اسلامی کے بانی و امیر! اور مولانا مودودی کا یہ پہلا کرم مسلمانان ہند پر نہیں، کئی سال ہوئے ایک اور فتوےٰ بھی تو کچھ اسی قسم کا دے چکے ہیں، کہ ہندی مسلمانوں کے ساتھ رشتہ ازدواج جائز نہیں! —— وہی ہندوستان جس میں صرف رسمی اور نسلی ہی مسلمان نہیں، ہزارہا "مردان صالحین" یعنی جماعت اسلامی کے ارکان بھی آباد ہیں! —— جارحیت کی اس حد تک تو شاید خارجیت بھی اپنے دور اول میں نہیں پہنچی تھی!

مولنا آفتاب الدین احمد صاحب نے مقالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام اسلامی اقدار کو بلند کرنا اور ان کو زندگی کی مشعل راہ بنانا ہے انہوں نے مزید فرمایا کہ مجھے افسوس ہے کہ ہم نے مسیح ✕

مرزا مسعود بیگ صاحب کا نیا عہدہ

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں خوشی و مسرت سے سنی جائے گی کہ ہمارے محترم دوست مرزا مسعود بیگ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور جو کچھ دنوں سے ہیڈ ماسٹری کے علاوہ انجمن کے عہدہ جائنٹ سیکرٹری کے فرائض بھی انجام دے رہے تھے ...... سرکاری ملازمت میں آ گئے ہیں، اور محکمہ تعلیم پنجاب کی طرف سے آپ کو فی الحال گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں ضلع لاہور کی ہیڈ ماسٹری پر فائز کیا گیا ہے اس اعزاز پر ہم مرزا صاحب ممدوح کو تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ آپ ایک مدت انجمن کے مختلف عہدوں پر فائز ہو کر جماعت کی نمایاں خدمات سرانجام دے چکے ہیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اس عہدہ پر نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور اس سے بڑھکر شاندار ترقیات عطا کرے مرزا صاحب ممدوح کے اعزاز میں ۹ رجون کو انجمن کی طرف سے ایک شاندار عصرانہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دیا جا رہا ہے۔

ہمارے نئے جائنٹ سیکرٹری

اسی سلسلہ میں یہ خبر بھی موجب مسرت و امتنان ہے، کہ ہمارے محترم دوست مولوی عبداللہ جان (خلف الرشید مولنا غلام حسن صاحب پشاوری) جو حکومت سرحد کے پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں کافی عرصہ کام کر چکے ہیں اور تقوےٰ و طہارت اور معاملہ فہمی کے لحاظ سے جماعت میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں انجمن کے عہدہ جائنٹ سیکرٹری پر فی الحال فائز ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنے عہدہ کا چارج لے لیا ہے اور کچھ دنوں سے نہایت محنت و تندہی کے ساتھ کام میں مشغول ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں انجمن اور جماعت کے لئے مفید و بابرکت بنائے۔ اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہمارے آنریری جنرل سیکرٹری خانصاحب عبدالعزیز خان صاحب جو پیرانہ سالی کے باوجود نہایت محنت اور تندہی سے سلسلہ انجمن کے امور مہمہ کی سرانجام دہی میں مسلسل کئی ماہ مصروف رہے، کچھ دنوں سے بیمار ہو کر اپنے وطن زیدہ (صوبہ سرحد) تشریف لے گئے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں شفائے عاجل و کامل عطا فرمائے اور وہ پھر خدمت قومی میں حسب سابق حصہ لینے کے قابل ہوں،

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کا ہفتہ وار اجلاس

رمضان المبارک کی آخری میٹنگ ۳۰ رمئی کو ماسٹر برکت علی صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی سید صفدر شاہ صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی جسکے بعد حسب معمول راقم نے گزشتہ مجلس کی روئداد پڑھ کر سنائی۔ بعدہ ناصر احمد صاحب نے "مسیح موعود علیہ السلام اور ان کا پیغام" کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجدد صحیح مذہبی روایات کی تجدید کرتا ہے۔ کیونکہ روایات قومی زندگی کی روح رواں ہوتی ہیں۔ اس کے بعد صدر مجلس نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے اندر مسیح موعود کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مذہبی ولولہ اور قربانی کا جذبہ پیدا کریں۔ آخر میں ۲۴

جذباتِ نفس پر قابو پانا روزہ کی اصل غرض ہے اور یہی حقیقی عید ہے

اپنی نفسانیت کو قومی اتحاد پر قربان کردو اور تفرقہ اور پارٹی بازی کے نزدیک نہ جاؤ

خطبہ عید الفطر مؤرخہ ۳ رجون ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (پارہ دوم رکوع ۷)

ہمارے مذہب کا نچوڑ

نماز اور روزہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے مسلمانوں پر فرض کیا ہے کہ ان کا کوئی تعلق خدا کے ساتھ لگ جائے اور خدا کے ساتھ تعلق لگانے یا اس کا قرب حاصل کرنے کے بعد وہ مخلوق خدا کے ساتھ نیکی اور شفقت کا برتاؤ کریں، ہمارے مذہب کا نچوڑ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری اور اس کی عبادت کی جائے اور خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی، نیکی اور احسان کیا جائے۔ ہم دن میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، خدا کی عبادت تو گھروں میں بھی ہوسکتی ہے اور مسلمان نوافل گھروں ہی میں پڑھتے ہیں لیکن مسجدوں میں جمع ہوکر نماز پڑھنے کی غرض صرف یہ ہے کہ مل کر عبادت کریں اور ایک دوسرے سے مل کر ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوکر ایک ۔۔۔ دوسرے کے مصائب اور مشکلات میں کام آسکیں۔ الغرض نمازیں خدا کی عبادت اور انسان کی اخوت و ہمدردی دونوں کی تعلیم دی گئی ہے۔

روزہ کا اصل مقصد

روزہ بھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر قابو پانا سیکھے، جب تک انسان اپنے نفس پر قابو نہ پائے، اس کو خدا تعالےٰ کا قرب کس طرح حاصل ہوسکتا ہے اور وہ قوم کے اندر کس طرح مل کر رہ سکتا ہے، کیا وہ اپنے نفس اور اپنی ذات کے لئے زندہ ہے اگر خدا تعالےٰ کے لئے اور قوم کے لئے زندہ ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے نفس پر ضبط کرنا سیکھے اور دوسروں کو ضرر نہ پہنچائے بلکہ ان کے لئے مفید ثابت ہو، اس کا فرض ہے کہ قوم کے اندر بیٹھکر قومی کاموں میں حصہ لے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھے، اور ایک دوسرے کی سختی نرمی میں اس کا ساتھ دے، قوم کا رکن بننے کے لئے ضروری ہے کہ قوم کی ضروریات میں کام آئے اور دوسروں کو اس سے فائدہ اور آرام پہنچے

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں المؤمن من امن الناس، مومن وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی اولاد، اس کا کنبہ، اس کے دوست اور تمام لوگ امن میں رہیں، پس ہر ایک شخص مطالعہ کرے کہ کیا اس کی ذات سے امن پہنچ رہا ہے، ہر ایک شخص مطالعہ کرے کہ کیا اس کے نیچے، اس کی اولاد، اس کی بیوی، اس کے دوست اس کو امن کا موجب سمجھتے ہیں یا فتنہ و فساد پیدا کرنے والا؟ کیا اس کی قوم یقین کرتی ہے کہ اس کا وجود فساد کا باعث نہیں امن کا باعث ہے؟ جب تک انسان اپنے نفس پر قابو نہیں پاتا نہ خدا کو خوش کرسکتا ہے نہ مخلوق خدا کے لئے آرام کا موجب ہوسکتا ہے۔

جذباتِ نفس کو قابو میں رکھنا ضروری ہے

ہمارے نفسوں میں حرص ہے، لالچ ہے، غضب ہے، خدا نے یہ چیزیں قوم کی ترقی کے لئے ہمارے اندر رکھی ہیں، ہمیں حرص ہے کہ ہم بڑے بنیں، معزز و ممتاز ہوں، اس کے لئے ہر ایک قسم کی محنت و مشقت کرتے ہیں، مغربی ممالک کو چلے جاتے ہیں، یہ قوم کی ترقی کا موجب ہے، لیکن اگر حرص بڑھ جائے اور اپنے فائدہ کے لئے انسان دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو وہ ناجائز ہے اس لئے اپنی حرص کو قابو میں رکھو اور اسی حد تک اس سے کام لو جس سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچے، کسی کے کھیت میں ایک گدھا تو جاسکتا ہے لیکن انسان کا اس کو نقصان پہنچانے کے لئے جانا یا گدھے اور بیل کو دوسرے کے کھیت میں دھکیلنا انسانیت کا کام نہیں، حرص اچھی غرض کے لئے ہے، خدا نے قوموں کی ترقی کے لئے حرص پیدا کی ہے لیکن اس کو قابو میں رکھنا ضروری ہے ورنہ یہی قوم کے لئے نقصان کا موجب ہوجاتی ہے حجبت النار بالشھوات۔ خواہشات نفسانی کے پیچھے دوزخ مخفی ہے، جس قوم نے اپنی خواہشات کو بڑھا لیا وہ نہ اپنے آپ کو فائدہ پہنچاسکتی ہے اور نہ دنیا کے لئے امن کا موجب ہوسکتی ہے۔

آج ممالک مغربی حرص و آز کا شکار ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کی دولت ان کے گھروں میں سمٹ کر آجائے اس ترص نے دنیا میں فساد و اضطراب پیدا کر رکھا ہے۔ قوم کی ترقی کے لئے اللہ تعالےٰ نے انسان کو طاقت و قوت عطا کی ہے لیکن افسر اگر دفتر کے کلرکوں اور چپڑاسیوں پر طاقت آزمائی کرے، اور ان پر خفا ہوتا رہے، یا کوئی اور شخص اپنے بچوں پر ناراض ہوتا رہے تو یہ طاقت و قوت کا اچھا اظہار نہیں، مسلمان کے لئے لکھا ہے اذلۃ علی المومنین واعزۃ علی الکافرین مومنوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرتے ہیں اور کافروں پر غلبہ اور طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں، اشداء علی الکفار ورحماء بینھم، کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں نرمی اور شفقت برتتے ہیں، یہ تمام باتیں اپنے نفس پر قابو پانے سے حاصل ہوتی ہیں، نفس پر قابو پائے بغیر کوئی شخص مہذب نہیں بن سکتا۔ یہ مقام مشکل ہے لیکن اس کا حصول از بس ضروری ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے بلند اخلاق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر شجاع تھے لیکن اپنے گھر میں آپ سب سے بڑھکر رحیم و کریم تھے، جب فاطمہ آتیں تو خوشی سے فرماتے مرحبا یا بنتی اس کے لئے چادر بچھاتے ہیں، عزت و تکریم سے بٹھاتے ہیں، اس سنت کو سیکھو، اس کو اپنے گھروں میں رائج کرو۔ مرحبا بام ھانی ام ہانی (چچا کی بیٹی) آجاتی ہے، اسکو عزت و تکریم سے پاس بٹھاتے ہیں، گھر میں جاتے وقت مسواک کرتے ہیں کہ آپ کے منہ سے کسی بیوی کو بو نہ آئے کانت امۃ من اماء المدینۃ لتاخذ بید النبی وتنطلق بہ الی حیث شاءت ایک غلام لڑکی حضرت کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی اور جدھر چاہتی آپ کو لے جاتی تھی، یہ بادشاہ وقت تھا، یہ غریبوں کے ساتھ اس کا برتاؤ تھا۔

غریبوں کی عید

آج کی عید بھی غریبوں کی عید ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ عید کی نماز نہیں ہوسکتی جب تک غریبوں کے لئے فطرانہ ادا نہ کیا جائے۔ آج پچاس ساٹھ کروڑ مسلمان نماز کے لئے ہر جگہ جمع ہوتے ہیں اگر وہ رقم جو فطرانہ کے طور پر وہ ادا کرتے ہیں خوبی کے ساتھ ایک تنظیم کے ماتحت جمع کی جائے، تو اس سے تمام قومی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں، ہر سال کئی کروڑ روپیہ جمع ہوسکتا ہے، جس سے کئی کالج اور یونیورسٹیاں بن سکتی ہیں، کئی خیراتی ادارے کھل سکتے ہیں، اور غریبوں کی تعلیم و تربیت کے علاوہ ان کی امداد و اعانت کا بندوبست بھی ہوسکتا ہے۔ ہمارے پیغمبر کے اقتصادیات نہایت مفید ہیں، مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی اسلام کا سب سے بڑا حکم ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں جب ہم کسی جگہ ڈیرہ لگاتے تو نماز ادا کرنے سے پہلے اپنے جانوروں کو پانی پلاتے ان کے آگے چارہ ڈالتے اور پھر نماز اور اپنے آرام کی فکر کرتے تھے، اسی طرح نماز عید ادا کرنے سے پیشتر فطرانہ ادا کیا جانا ضروری ہے۔

اتحاد و قربانی کی روح پیدا کرو

جو لوگ روزہ رکھنے کے بعد اپنے نفسوں پر قابو نہیں پاسکتے ان کا روزہ بے فائدہ ہے

(باقی بر صفحہ ۹)

اسلام اور مسلمان

(بقیہ از صفحہ ۲)

(۴) اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا۔ اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا ایک لفظ منسوخ نہیں ہوگا، ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی بطور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

(۵) ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۲۴)

(۶) میں نے نبوت کا دعوے نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی (ترجمہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

(۷) آنے والے مسیح موعود کا نام جو زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے ہے۔ جو صوفیائے کرام کی کتابوں میں مسلم ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا (انجام آتھم صفحہ ۱۴۳)

(۸) مسیح جینے ندارم بجز دین اسلام و ہیچ کتابے ندارم بجز قرآن شریعت و ہیچ پیغمبرے ندارم بجز حضرت محمد صلعم کہ خاتم الانبیاء است (حوالہ صدر)

(۹) اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں (شہادت القرآن صفحہ ۲۷)

(۱۰) ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر و دجّال نہیں ہو سکتا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

(۱۱) میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا (ایضاً)

(۱۲) یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگا دیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

(۱۳) یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا" (حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

دردمندانہ اپیل!

حضرات! درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم مسیح موعود نے اسلام کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں، آپ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا کام اور اس کے ثمرات آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے جس نے تکفیر بازی کی مذمت کی اور ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دینے کا نعرہ بلند کیا۔ ناسخ و منسوخ کے جھگڑے بکھیڑے ختم کئے، دین فطرت اسلام کو عقل، و سائنس کے دلائل سے ثابت کیا، مخالفین اسلام کے اعتراضات رفع کر کے ان پر جوابی حملے کئے اور اسلام کی عظمت اور صداقت واضح کی یہاں تک کہ کوئی بھی مخالف معترض ان کے کسی فرد کے آگے زبان تک نہیں ہلا سکتا ہے کثیر التعداد غیر مسلموں کو آغوش اسلام میں لایا۔ تفاسیر اور لٹریچر تیار کر کے اس کی مفت اشاعت کی۔ کفرستانوں میں مسجدیں تعمیر کیں کئی ایک سکول قائم کئے۔ سیرت نبوی کے ۱۱ ایشیائی اور ۶ یوروپین زبانوں میں ترجمے کر کے ہزاروں کی تعداد میں کاپیاں تقسیم کیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اس جماعت سے الگ رہیں؟ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ کیا پتہ ہے کہ کس وقت موت کا بلاوا آ جائے گا۔ اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اس حدیث نبوی کے تحت آ جائیں۔ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ لہذا جاہلیت کی موت مرنے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ صدق قلب سے اور خالی الذہن ہو کر تلاش حق کریں۔ امام زمان کی جماعت میں شامل ہو کر آسمانی نظام کے ساتھ وابستہ ہو جائیں اور خدا کی عبادت اور مخلوق کی شفقت کو اپنا شعار بنائیں۔

درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو یا نہ ہو
ہم کئے جائیں گے نالہ تم سنو یا نہ سنو

نیاز کیش:۔ عبدالعزیز شورہ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام قلمدان پورہ ۔ سری نگر۔

خطبہ عید الفطر (بقیہ از صفحہ ۵)

اپنی نمازوں اور روزوں کا فکر کیجئے، اور جس غرض کے لئے ان عبادات کو فرض کیا گیا ہے ان کے حصول کی فکر کیجئے۔ نماز ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کا سبق دیتی ہے، پارٹی بازی تفرقہ پردازی خدا کو پسند نہیں، عید ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیشہ اپنے اتحاد پیدا کرو، نماز روزہ اتحاد و قربانی پیدا کرنے کے لئے ہیں، خدا خوفی اور جذبۂ قربانی سے تو میں بنتی ہیں، ان مقاصد کو ترقی دو، اور افتراق اور پارٹی بازی کے نزدیک نہ جاؤ کیونکہ یہ بلاکت کا سرچشمہ ہیں، اپنی نفسانیت کو قومی اتحاد پر قربان کرو، اسی مقصد کے لئے تیس روزے رکھے گئے، اپنے گھروں کو جاؤ اور اپنے آپ سے پوچھو کہ کس حد تک اس مقصد کو تم نے پورا کیا ہے اگر پورا نہیں کیا تو اپنی اصلاح کرو، دوسرے لوگوں کو کیا کافر بنانا ہے اپنے کفر کی فکر کرو، اپنے نفسوں پر قابو پاؤ، اپنی زبان پر راستی پیدا کرو، مکاری، دغا بازی کے دشمن بن جاؤ، اگر ایسا کرو تو پھر تم نے روزہ کا مقصد حاصل کر لیا اور حقیقی عید منانے کے قابل ہو گئے۔

جھنگ میں عید

جھنگ سے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں ۳ رجون کو مسجد احمدیہ میاں غلام رسول صاحب مرحوم میں نماز عید الفطر پڑھائی گئی۔ نمازیوں کی تعداد ہماری امید سے بڑھکر ہوئی کیونکہ اب کی دفعہ عید الفطر کے موقعہ پر نہ تو میاں غلام حیدر صاحب

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں، آپ نے ۳ رجون کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز عید پڑھائی خطبہ اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے، نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس موقعہ پر ہمارے وہ دوست بھی جو کچھ دنوں سے الگ تھلگ رہتے شامل نماز ہوئے، ان دوستوں میں میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی، میاں غلام حیدر صاحب، میاں غلام شبیر صاحب، محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور شیخ محمد آصف صاحب کے نام بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

—— محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی طبیعت چند دن سے ناساز ہے، احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

سانحۂ ارتحال چودھری غضنفر علی صاحب بدوملہی سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے فرزند چودھری غفور احمد صاحب منیجر اراضیات سندھ کی اہلیہ محترمہ ۱۳ رمئی مطابق ۲۷ رمضان کو بعارضہ میعادی بخار انتقال کر گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون، مرحومہ کی عمر اٹھائیس سال تھی، تین چھوٹے بچے چھوڑ کر رخصت ہو گئی۔

پیغام صلح:۔ ہمیں اس صدمہ میں، چودھری غفور احمد صاحب، چودھری غضنفر علی صاحب اور مرحومہ کے دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

اعلان نکاح محترم ڈاکٹر احمد حسن صاحب لکھتے ہیں:۔

"بروز اتوار مورخہ ۶ رجون کو صبح ۹ بجے عزیزہ نصرت سعیدہ صاحبہ صاحبزادی قاضی عبدالرشید صاحب مرحوم کا نکاح قاضی احسان اللہ صاحب خلف الرشید قاضی ظہور اللہ صاحب کے ساتھ بعوض مبلغ ۵۰۰/- روپیہ حق مہر ہوا۔ قاضی احسان اللہ صاحب صالح نوجوان ہیں اور جماعت پسرور کے روح رواں ہیں انہوں نے مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو عنایت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ دعا ہے کہ یہ رشتہ ہر دو عزیزان کے لئے خاص برکات کا ذریعہ بنے اور سلسلے کی تقویت کا باعث ہو۔ آمین۔

اس وسیع خاندان کے بہت سے افراد جو ابھی سلسلہ میں شامل نہیں ہیں اس تقریب میں شامل تھے۔ اس خاندان پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ ان کے دل میں دین کی خدمت کا خاص شوق ہے اور یہ اصحاب محبت سے قربانیاں کرتے ہیں۔ ہر ایک بچہ بڑا عورت اور مرد ماہوار چندہ دیتے ہیں اور بڑی محبت اور توجہ کے ساتھ ادا کرتے ہیں فجزاھم

نہ میاں غلام شبیر صاحب تشریف لائے تھے، دونوں نے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز عید پڑھی تاہم نمازیوں کی تعداد کافی تھی، فطرانہ و عید فنڈ ۲۵ روپیہ کے قریب ہو گئے جو جماعت کی تعداد کو دیکھتے ہوئے بہت زیادہ تھے۔

رفتارِ عالم

ڈھاکہ - ۶ جون - مشرقی بنگال کے گورنر میجر جنرل سکندر مرزا نے کہا ہے کہ صوبہ کے نظم ونسق کی نئے سرے سے تنظیم کی جائے گی اور صنعتی علاقوں میں زبردست حفاظتی انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ میجر جنرل سکندر مرزا نے اس بات پر زور دیا کہ کمیونسٹوں کو تباہ کرنے کے لئے انتہائی زبردست کارروائی کی جائیگی۔

صوبائی گورنر نے بتایا کہ صوبہ میں مکمل امن وسکون ہے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے میجر جنرل سکندر مرزا نے کہا کہ صوبہ میں غلہ خریدنے اور مختلف مقامات پر ذخیرہ کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے میری درخواست پر پانچ کروڑ روپے کی رقم دینا منظور کی ہے۔ آپ نے اعلان کیا کہ خوراک تجارت اور مالیات کے ماہرین اگلے ہفتے کراچی سے ڈھاکہ پہنچ رہے ہیں جو ان شعبوں میں صوبہ کی عام ترقی کا پروگرام طے کریں گے۔ یہ ماہرین جون کے وسط تک اپنی رپورٹیں پیش کریں گے اور انہیں منظور کرنے کے فوراً بعد ان پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

کراچی - ۶ جون - برطانیہ نے پاکستان کو جو ایک کروڑ پونڈ کا قرضہ دیا ہے اسے مواصلات اور دوسری ترقیاتی سکیموں پر لگایا جائے گا۔ دس لاکھ پونڈ ریلوے کی اصلاح اور ترقی، اور دس لاکھ چاٹگام کی بندرگاہ کو ترقی دینے پر صرف ہونگے اس کے علاوہ حیدرآباد (سندھ)، میمن سنگھ، مشرقی بنگال، اور لائل پور میں علی الترتیب ۳۰، ۱۵، ۱۰ اور دس ہزار کیلو واٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔

ڈھاکہ - ۶ جون - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ صوبہ میں صورت حالات پرسکون ہے۔ اب تک ۱۲۱ اشخاص گرفتار کئے جا چکے ہیں متحدہ محاذ پارٹی کا آج ڈھاکہ میں جو اجلاس ہونیوالا تھا وہ منعقد نہیں ہو سکا، کیونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جلسوں پر پابندی لگا رکھی ہے۔

قاہرہ - ۶ جون - مصر کی جو عدالت سولہ فوجی افسروں کے خلاف مقدمہ کی سماعت کر رہی ہے اس نے کھلی عدالت میں سماعت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر ضروری ہوا تو عدالت کے اجلاس خفیہ بھی منعقد ہو سکیں گے۔ ان افسروں پر بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ آج عدالت قاہرہ کے ایک ہسپتال میں گئی جہاں لفٹننٹ عبدالحلیم کا بیان لیا گیا۔ آپ استغاثہ کے ایک گواہ ہیں اور پچھلے دنوں ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے۔ لفٹننٹ کرنل حسین سری نے استغاثہ کی طرف سے عدالت سے یہ درخواست کی تھی کہ ملک کے مفاد کے پیش نظر عدالت کا اجلاس خفیہ ہوا کرے لیکن عدالت کے صدر نے اپنے رفقاء سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ مقدمہ کی سماعت کھلی عدالت میں ہو۔

کراچی - خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح نے صوبائی عصبیت کی مذمت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ پاکستان کی سیاسیات کے لئے اس زہر سے زیادہ اور کوئی خطرناک چیز موجود نہیں ہے۔ اس زہر کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دینے سے ہی ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ خاتون پاکستان عید کی ایک "تقریب ملاقات" میں میمن سوسائٹی کے سپاسنامہ کا جواب دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ پاکستان کا قیام ایک انقلابی کارنامہ تھا جس سے ہمیں اپنا قومی وطن ملا تاکہ ہم مرد، عورت، بچہ کے ذہن میں یہ جذبہ پیدا کر سکیں کہ وہ اول و آخر پاکستانی ہیں۔

نئی دہلی - ۶ جون - ہندوستان نے غیر نفع بخش جائداد کو نیلام کے ذریعہ فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے مسلمانوں کی ایسی چھوڑی ہوئی عمارتیں جن کی مرمت پر ضرورت سے زیادہ خرچ آتا ہو نیلام کر دی جائیں گی۔

سرینگر میں جو بحالیاتی کانفرنس ہو رہی ہے اس نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی متروکہ املاک کی فروخت کا فوراً انتظام کیا جائے۔

کراچی - ۶ جون معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان نے افغانستان کو دس ہزار ٹن سیمنٹ اور پانچ ہزار ٹن چینی مہیا کی ہے۔ یہ چیزیں حکومت افغانستان کی درخواست پر مہیا کی گئی ہیں۔

کراچی - ۶ جون - جناح عوامی لیگ کے لیڈر مسٹر حسین شہید سہروردی آج رات علاج کے لئے زیورچ (سوئٹزرلینڈ) روانہ ہو گئے۔ ان کی بیٹی مسز احمد سلیمان بھی ان کے ہمراہ گئی ہیں، روانگی کے وقت مسٹر سہروردی طویل علالت کے باعث سخت کمزور نظر آتے تھے۔ ان کا ڈاکٹر اور ایک نرس روانگی تک ان کے ہمراہ رہے۔

سرینگر ۶ جون - سری نگر میں آگ لگ جانے سے ایک سو سے زاید دکانیں اور مکانات نذر آتش ہو گئے۔ آگ کے شعلے دو گھنٹے تک بھڑکتے رہے فوج ملیشیا کے جوان اور مقامی فائر بریگیڈ بڑی جد وجہد کے بعد آگ پر قابو پا سکے گو ابھی تک منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کے نقصان کا قطعی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا لیکن غیر سرکاری اندازہ کے مطابق لاکھوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی، جن مکانوں کو آگ لگی ہے وہاں سیر وسیاحت کی غرض سے آئے ہوئے لوگ مقیم تھے۔ کمانڈر انچیف جنرل مہاراج راجندر سنگھ جی خود آگ بجھانے کی کارروائی کی نگرانی کرتے رہے۔ آگ سب سے پہلے دریائے جہلم کے کنارے ایک مکان میں لگی۔ اس عمارت کی بالائی منزل میں پانی پہنچانے میں سخت دقت پیش آئی اسی لئے آگ پر قابو پانے میں تاخیر ہو گئی۔ جن دکانوں کو آگ لگی ہے وہاں زیادہ تر کشیدہ کاری کے سامان لکڑی کی مصنوعات، دریوں، ریشم، دوائیوں اور ایسی دوسری چیزوں کا کاروبار ہوتا ہے۔

کراچی - پاکستان ۶ جون - پاکستان نے برطانیہ سے جو تباہ کن جہاز لیا ہے اسے ۲۹ جون کو پاکستان کے حوالے کرنے کی رسم ادا کی جائے گی۔ اس موقعہ پر پاکستانی بحریہ کے کمانڈر انچیف ایر ایڈمرل چوہدری اس موقعہ پر وہاں موجود ہوں گے۔ یہ تباہ کن جہاز دوسری ششماہی میں پاکستان پہنچ جائے گا پاکستانی بحریہ افسر اور ملاح لندن روانہ ہو گئے جو اس کی دیکھ بھال کریں گے۔ اور اس جہاز کو پاکستان لائیں گے۔

پشاور - ۶ جون - ہوا کی سرحد شاخ نے فیصلہ کیا ہے کہ عید کے موقعہ پر جو زنانہ میلہ ہوا ہے اس کی آمدنی اس فنڈ میں دے دی جائے گی، جو گورنر جنرل نے تراٹن گنج کے مصیبت زدگان کے لئے کھولا ہے۔

لندن - ۶ جون - آج لندن سے بمبئی تک ایک طیارہ سولہ گھنٹوں میں پہنچ گیا۔ بالعموم یہ سفر ۲۲ گھنٹوں میں طے ہوتا تھا۔

علی گڑھ - ۶ جون - کل صبح علی گڑھ میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا جس میں بیس اشخاص مجروح ہوئے، لڑائی کی ابتدا ایک دکاندار سے کسی گاہک کے تنازعہ سے ہوئی۔ چالیس اشخاص حراست میں لے لئے ہیں۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت چار اشخاص سے زاید کے اجتماع اور ہتھیار لیکر چلنے پھرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ صبح گیارہ بجے سے شام کے چار بجے اور شام کے سات بجے سے صبح کے چھ بجے تک کے عرصہ کے لئے کرفیو بھی لگا دیا گیا ہے۔

لاہور - ۶ جون - معلوم ہوا ہے کہ صوبہ کے چند اہم تاریخی اور تمدنی مقامات پر جلد ہی ۲۳ یوتھ ہوسٹل قائم کر دیئے جائیں گے۔ ایسے ہوسٹل سیاحوں اور سیاحت سر کرنے والوں کے ذوق کی تسکین میں مددگار ثابت ہوں گے اور انہیں اپنی مسافت کے پروگرام کو باسانی جاری رکھنے کے لئے ایسی قیامگاہیں بڑی سہولت بہم پہنچائیں گی۔

ملتان - ۶ جون - لائلپور کے محکمہ خوراک کے عملہ نفاذ نے ایک کار سے آٹھ ہزار روپے کی مالیت کی آرٹ سلک پکڑی ہے جو ناجائز طریقہ پر لاہور سے لائلپور لائی جا رہی تھی۔ کار کا مالک اور ڈرائیور کار چھوڑ کر بھاگ گئے۔

پشاور - ۶ جون - آج پاک فضائیہ کے کمانڈر انچیف ایر وائس مارشل کینن نے لڑاکا بمبار ونگ کے تین سکواڈرن میں سے بہترین سکواڈرن کو ٹرافی دی۔ اس ٹرافی کے لئے مقابلے مئی کے پہلے ہفتہ میں ہوئے۔ جن میں راکٹ چلانے اصلی بارود سے حقیقی بم پھینکنے اور فضائی فائرنگ کے مقابلے شامل ہیں۔ مارشل کینن نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان زیادہ فضائی طاقت نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے پرواز کی صلاحیتوں پر زیادہ زور دینا ضروری ہے۔ آپ نے کہا کہ اس سال لڑاکا بمباروں کے ونگ نے بڑی ترقی کی ہے۔

کراچی - ۷ جون - وزیر صنعت خان عبدالقیوم خان نے بتایا ہے کہ حکومت پاکستان نے افغانستان کی درخواست پر اسے دس لاکھ ٹن گندم دینے کا فیصلہ کیا ہے، اس سے پہلے پاکستان افغانستان کی درخواست پر اسے دس ہزار ٹن سیمنٹ اور پانچ ہزار ٹن چینی بھی مہیا کر چکا ہے۔

لاہور - ۷ جون - مولانا اختر علی خان حکومت پاکستان کے احکام پر آج رہا کر دیئے گئے، انہیں مارشل لاء کی عدالت سے چودہ سال قید کی سزا ہوئی تھی، وہ مجموعی طور پر ایک سال تین ماہ تک جیل میں رہے اور انہیں اتوار کو علاج کے لئے میو ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا تھا، انہیں آج شام ہسپتال سے رہا کر دیا گیا۔

کراچی - ۷ جون - آج چودہ سو سے زاید زائرین حج کو لیکر محمدی جہاز کراچی سے جدہ روانہ ہو گیا۔ آج رات ایک اور جہاز [illegible]

نوٹس

دارالسلام کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ کراچی کا اجلاس عام مورخہ ۱۳ رجون ۱۹۵۴ء بوقت نو بجے بمقام مسلم پبلک لائبریری گردھاری لال بلڈنگ گارڈن روڈ کراچی منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ تمام ممبران سوسائٹی سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ شامل ہو کر مشکور فرمائیں۔ ایجنڈا حسب ذیل ہے:۔

(۱) گذشتہ کارگذاری کی رپورٹ
(الف) حصول اراضی کی منظوری
(ب) تعین قیمت اراضی بعد از لے آؤٹ
(۲) نقشہ لے آؤٹ کی منظوری
(۳) گذشتہ اخراجات کی منظوری
(ا) بہم رسانی آب (ب) سڑکوں کی تعمیر۔
(ج) گندہ نالیوں کی تعمیر (د) تعمیر نالہ۔
(۴) اخراجات ترقیات (ڈویلپمنٹ) کا تعین۔
(۵) ترمیمات بائی لاز
(۶) انتخاب عہدہ داران ومجلس منتظمہ۔
(۷) تعین تاریخ وطریقہ الاٹمنٹ۔
(۸) دیگر امور بہ اجازت صاحب صدر

اُن تمام ممبرانِ سوسائٹی سے التماس ہے۔ جنہوں نے فارم ممبری فیس داخلہ وقیمت زمین مطلوبہ ارسال کر دیئے ہیں وقت مقررہ پر شامل اجلاس ہوں۔

امجد خاں (چوہدری)
آنریری سیکرٹری
دارالسلام کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ کراچی

(خبریں بقیہ از صفحہ ۷)

نئی دلی – ۷ رجون – علی گڈھ سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں سنیچر کے روز ایک ہندو مسلم فساد میں مسلمانوں کی متعدد دکانیں جلا دی گئیں – چالیس افراد گرفتار کر لئے گئے اور ایک درجن کے قریب زخمی ہوئے جن میں کوتوال شہر بھی شامل ہیں مزید گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔

پیغام صلح مورخہ ۹ رجون ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش نہیں آتا خدا اُس پر مہربانی نہیں کرتا

قرآن مجید سے:—

محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح ع۴ پارہ ۲۶)

محمد خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں (ان کی ایذاؤں سے بچنے کے لئے) بڑے سخت ہیں مگر آپس میں رحم دل۔

وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ ۝ اولئک اصحاب المیمنۃ ۝ (البلد ع ۱ پارہ ۳۰)

(اور مومن لوگوں کی یہ شان ہے کہ) وہ ایک دوسرے کو صبر کی ہدایت کرتے ہیں اور (نیز) ایک دوسرے کو (خلق خدا پر) رحم کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ یہی لوگ (آخرت میں) خوش نصیب ہوں گے۔

حدیث سے:—

عن جریر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔ (صحیحین)

عبد اللہ کے بیٹے جریر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جو لوگوں کے ساتھ مہربانی کیساتھ پیش نہیں آتا خدا اس پر مہربانی نہیں کرتا۔ (صحیحین)

عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری المومنین فی تراحمھم و توادھم و تعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی۔ (صحیحین)

نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا اے مخاطب تو مسلمانوں کو دیکھتا ہے کہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور ایک دوسرے کو دوست رکھنے اور باہم شفقت کرنے میں تن واحد کی مانند ہیں کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو جسم کے باقی اعضا بیداری اور تپ میں اس کی موافقت کرتے ہیں۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ (صحیحین)

حضرت انس رضہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بندہ اس وقت تک (کامل اور پورا) ایماندار نہیں ہوتا جبتک اپنے لئے اسی بات کو پسند نہیں کرتا جو اپنے بھائی کے لئے پسند کرتا ہے۔

مسلمان کون ہے

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ خیال مت کرو کہ ہم مسلمان ہیں اور بس۔ اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو۔ اس کے اندر فلاسفی ہے جو زبان سے کہدینے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے تمام تصرفات کے نیچے آجانے کا نام ہے۔ اور اس کا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہی مسلمان وہ ہے جو اپنا سارا وجود خدا تعالےٰ کے حضور رکھ دیتا ہے بدون کسی امید یا داش کے من اسلم وجھہ للہ وھو محسن یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے وقف کردے۔ اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالےٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ مشقت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کردے حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے۔ یہ سمجھ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب اور مولا پیدا کرنے والا محسن ہے اس لئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے۔

تبلیغی رپورٹ

(۱)

جھنگ سے مولوی محمد حسین صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ ماہ اپریل اور مئی میں درس قرآن کریم دیا جاتا رہا ہے۔ پیر منورالدین صاحب سکنہ چک منگلاں جو حضرت صاحب کے بڑے مداح ہیں مسجد میں تشریف لائے۔ اور ایک رات قیام فرمایا۔ انہوں نے حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا۔ قادیانی دوست جو ان کی خبر سنکر یہاں آگئے تھے، ان سے ظلی بروزی کے لفظ پر پیر صاحب کا تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ پیر صاحب نے اس کی وہی تشریح کی، جو ہماری جماعت کرتی ہے۔ ماہ اپریل میں ۲۲/۹ روپے اور مئی میں ۵/۴ روپے فراہم کرکے مرکز کو ارسال کئے۔ احرار سے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ پر تبادلہ خیالات ہوا۔ ہر دو مسائل پر احرار سے کوئی جواب بن نہیں آیا۔ احرار اور دیگر غیر از جماعت دوستوں کے دلوں میں ابھی تک ہماری طرف بغض اور کینہ موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ ہدایت دے۔

(۲)

حافظ عبدالرشید صاحب نے ایک مقام پر جمعۃ الوداع پڑھایا۔ جمعہ میں لیلۃ القدر کے موضوع پر خطبہ دیا۔ ضمناً جماعت لاہور کے نصب العین اور قرآن کی خدمات کو موثر پیرایہ میں بیان کیا۔ جس پر سنجیدہ حضرات نے انجمن کی خدمات کا اعتراف کیا۔ ایک صاحب داخل سلسلہ عالیہ ہو گئے۔ ۲۵ کانذ دوستوں میں لٹریچر تقسیم کیا۔۔۔۔ ایک بھیل خاندان میں اسلام کی تبلیغ شروع کی ہے انشاء اللہ دو ایک بار کی ملاقات اور گفتگو سے یہ تمام کا تمام خاندان مشرف باسلام ہو جائیگا (باقی ملاحظہ ہو)

مسلم (ماخوذ) پیغام صلح ——— مورخہ ۱۲ / جون ۱۹۵۴ء

"ہم میں اور ان لوگوں میں بجز ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں"

یہ بانی تحریک احمدیت علیہ الرحمۃ کے خود اپنے الفاظ ہیں جو آپ نے اپنی تصنیف ایام الصلح (صفحہ ۸۵) پر زیب رقم فرمائے ہیں کہ ہم میں اور ہمارے مخالفین میں صرف ایک مسئلے کا اختلاف ہے، وہ مسئلہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت اس کے ساتھ ہی فرما دی ہے۔ لکھتے ہیں:—

"یہ لوگ نصوص صریحہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور ہم بموجب نصوص قرآنیہ حدیثیہ اور اجماع ائمہ اہل بصارت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں اور نزول سے مراد وہی معنے لیتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت ایلیا نبی کے دوبارہ آنے اور نازل ہونے کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لئے تھے۔"

بالفاظ دیگر مابہ الاختلاف صرف ایک مسئلہ حیات و وفات مسیح ہے اور بس۔

اب صاحبان عقل و بینش خود فیصلہ کریں کہ جس صورت میں خود بانی تحریک یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ ان کا اور ان کے مخالفین کا صرف حیات و وفات مسیح کے مسئلہ میں اختلاف ہے، اور کسی مسئلہ میں نہیں، اور یہ ایک دوسری بات ہو گی کہ ایک فرعی مسئلہ قرار دیتے ہیں تو پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ صرف ایک فرعی مسئلہ کی بنا پر ان سے ایسا سلوک روا رکھا جائے جو شاید کفار سے بھی روا نہیں۔

جہاں تک وفات مسیح کے مسئلے کا تعلق ہے اس زمانہ میں اکثر لوگ اس کے قائل ہیں اور سلف صالحین میں سے امام مالک جیسے مقتدر امام اس کے قائل تھے۔ اور فرقہ معتزلہ کے پیرو بھی اسی کے قائل تھے۔ اور علیگڑھ والے سر سید مرحوم اور ان کے ہمنوا بزرگ سب اس کے قائل تھے، اور مصر کے مشہور و معروف عالم مفتی محمد عبدہ اور ان کے شاگرد بھی اسی کے قائل تھے تو پھر کیا یہ انصاف کا تقاضا ہے کہ ایک ایسے مسئلہ کی بنا پر جس کو خود بڑے بڑے بزرگ مانتے ہوں، بانی تحریک کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جائے۔

اور اگر یہ عذر ہو کہ وفات مسیح ماننے میں حرج نہیں مگر مسیح موعود ہونے کا دعوے گراں گذرتا ہے تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ جس صورت میں مسیح ناصری فوت ہو گئے ہیں آنے والا مسیح امت کا ہی ایک فرد ہو سکتا ہے، ولا غیر، اور یہی بخاری کی حدیث امامکم منکم سے واضح ہوتا ہے، اور یہ فرد سوائے حضرت مرزا صاحب کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ زمانہ کی شہادت یہی ہے۔

مگر بات یہیں ہمارے مخالفین حضرت مرزا صاحب کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے حضرت کی ذات کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان اعتراضات کا ماحصل یہ ہے کہ گویا آپ دین اسلام سے قطعی منحرف تھے اور آپ نے ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی تھی اور اس لئے آپ کو اور آپ کی جماعت کو جماعت مسلمین میں سے خارج قرار دینا چاہیئے نعوذ باللہ من ذالک، آپ نے بارہا ان الزامات سے اپنی بریت کا اعلان فرمایا اور بار بار لوگوں کو بتایا کہ آپ خدا کے فضل سے ایک مسلمان ہیں اور اسلام کی تمام تعلیمات پر آپ کا ایمان ہے اور آپ کسی نئے مذہب کو لیکر نہیں آئے بلکہ شریعت غرائے اسلامیہ کی تجدید ہی آپ کا مقصد ہے۔

چنانچہ اسی کتاب ایام الصلح میں ہی فقرہ محولہ بالا سے پہلے نہایت واضح الفاظ میں اپنے عقائد کا یوں اظہار فرماتے ہیں:—

"ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلانے کیلئے ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھیراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے یہ ان حاسد مولویوں کے وہ افترا ہیں کہ جب تک کسی دل میں ذرہ بھر تقویٰ ہو ایسے افترا نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنے کا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں .... اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق، اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض یا اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔

"اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیا اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم زمین اور آسمان کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا۔ کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ الا ان لعنۃ اللہ علی الکافرین والمفترین ...."

(ایام الصلح صفحہ ۸۶—۸۷)

اب ایسی بین اور واضح تشریحات کے باوجود اگر کوئی شخص حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ پر الزام لگاتا ہے کہ آپ نعوذ باللہ دین اسلام سے منحرف اور تعلیمات اسلامیہ کے منکر اور گمراہ اور بے دین تھے تو اس کو خدا کے سامنے جوابدہی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ حضرت مرزا صاحب نے ایک ایک الزام سے اپنی بریت ظاہر کی ہے اور نہایت کھلے الفاظ میں اپنے معتقدات کا اعلان کیا ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص آپ کو ملزم گردانتا ہے تو اس کو دیکھ لینا چاہیئے کہ کہاں تک اس کا قدم صدق اور راستی پر ہے۔ ..... حضرت اقدس نے تو یہ لکھکر کہ میرا اور ان لوگوں کا اختلاف محض ایک حیات و وفات مسیح کا مسئلہ ہی ہے سارے تنازع کا فیصلہ ہی کر دیا۔ اب اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص آپ کی طرف غلط باتیں منسوب کرتا ہے تو وہ صریح ظلم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اس کا مقصد صرف مسلمانوں میں فتنہ و فساد برپا کرنا ہے۔ اگرچہ نحن مصلحون کا نعرہ لگاتا رہے۔

یہ تو اعتقادی امور کا حال ہے، عملی طور پر دیکھیے حضرت مرزا صاحب کا کونسا عمل اسلام کے خلاف نظر آتا ہے، کیا ایک دیندار جماعت پیدا کرنا جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی زندگیوں اور جان و مال کو وقف کئے ہوئے ہے کسی دشمن اسلام کا کام ہو سکتا ہے؟ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے، کیا حضرت مرزا صاحب کے مخالفین ان شیریں پھلوں سے بھی پہچان نہیں سکتے کہ جس درخت سے یہ نکلے ہیں ...

دنیائے اسلام پر ایک نظر

ناصر احمد صاحب

مشرقی افریقہ

قومی بیداری کی طرف ایک قدم

مشرقی افریقہ کے مسلمانوں نے ۲۶، ۲۷، ۲۸ ستمبر ۱۹۵۳ء کو نیروبی کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد کی۔ یہ ان کا مبارک قدم قومی بیداری کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کانفرنس میں ملک کے مختلف حصوں سے تقریباً دو سو سے زائد نمایندوں نے شرکت کی۔ اس تاریک براعظم کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب کہ لوگ بلا امتیاز رنگ و ملت یگانگت کی لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔

سید امام حسین کو جو پاکستان کے ممتاز اور نامور رہنما ہیں صدارت کے لئے چنا گیا۔ یہ جمہوریت کا دلدادہ جو اسلامی اقدار اور روایات کے لئے ہمیشہ نبرد آزما رہا دور دراز کا سفر طے کر کے اس کانفرنس کی صدارت کے لئے پہنچا۔ کانفرنس کی عظیم الشان کامیابی انہی کی قابل رہنمائی کا ثمرہ تھی۔

یہ ایک دلنشین منظر تھا کہ مختلف مقامات کینیا یوگنڈا، ٹانگانیکا، زنجبار اور سمالی لینڈ کے نمایندے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ بظاہر رنگ و نسل اور لباس میں ہر ایک دوسرے سے مختلف نظر آتا تھا اور دیکھنے والے کے لئے یہ باور کرنا مشکل تھا کہ اس اجتماع میں وحدت اور یگانگت کا ایک طوفان موجزن ہے لیکن کانفرنس کے اجلاسوں نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ تمام لوگ ایک ہی مقصد کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں، اور ان میں اخوت و اتحاد کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا ہے۔

اس کانفرنس کا سب سے اہم کارنامہ کینیا مسلم لیگ کی تشکیل ہے جس نے افریقہ کے مسلمانوں کی سیاسی بیداری کا ایک نیا باب کھولا ہے، یہ سب سے پہلی انجمن ہے جس کا فرض اولین مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کرنا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ دوسری جگہوں مثلاً ٹانگانیکا اور یوگنڈا میں بھی اسی قسم کی انجمنوں کی تشکیل کی جائے گی۔

اس سے پہلے بھی مشرقی افریقہ کے مسلمانوں میں وحدت پیدا کرنے کی متعدد کوششیں کی گئی ہیں مثلاً ۱۹۳۷ء میں ایسٹ افریقن مسلم ویلفیئر سوسائٹی کی تشکیل عمل میں آئی جس کے کارناموں کو اسلام کے شدید مخالف بھی ماننے بغیر نہیں رہ سکتے اور ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۷ء میں یکے بعد دیگرے کانفرنسیں ہوئیں جن میں مختلف حصوں سے مندوبین نے شرکت کی لیکن وہ کسی مرکزی انجمن کی تشکیل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لئے اس کانفرنس کا انعقاد مشرقی مسلمانوں کی تاریخ میں ایک مبارک اقدام تھا۔

اس کانفرنس نے یہ واضح کر دیا کہ مشرقی افریقہ کے مسلمانوں میں کافی سے زیادہ بیداری موجود ہے اور انشاء اللہ مستقبل میں یہ ان علاقوں کی ترقی میں گرمجوشی سے حصہ لیں گے۔

عراق

عرب ممالک کا اتحاد یا نفاق

عرب لیگ کی آخری کانفرنس میں سب سے اہم مسئلہ جو زیر بحث آیا وہ عراقی سفیر کی طرف سے عرب فیڈرل یونین کی تجویز تھی۔ عرب ممالک کے لئے سنہری موقعہ تھا جو اپنی دفاعی، خارجی اور اقتصادی پالیسی کو متحدہ طور پر چلانے کے خواہشمند ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہر ایک ملک کی انفرادیت بھی قائم رہے لبنان کا اس کے خلاف ردعمل بالآخر اس کی نامنظوری پر منتج ہو گیا۔ لیکن معاشی اتحاد کو منظور کر لیا گیا۔ دوسری طرف مصر نے دو مزید تجاویز پیش کیں۔ پہلی تجویز یہ تھی کہ تمام عرب ممالک جمہوری طرز حکومت کو جس کی بنیاد دستور پر ہو اپنانے کی کوشش کریں اور دوسری یہ کہ تمام وہ معاہدے جو غیر ممالک سے کئے گئے ہیں ان کو ختم کر دیا جائے۔

دوسری تجویز کا تعلق لیبیا اور عراق سے تھا۔ مشرق وسطیٰ کے بہت سے اخباروں نے یہ سوال اٹھایا کہ کیا واقعی ... عراق اس تجویز پر زور دینے میں حق بجانب ہے جبکہ خود اس کا قومی، سیاسی اور معاشی مستقبل اینگلو۔ عراقی معاہدے کی وجہ سے خارجی طاقت کے ہاتھ میں ہے عرب ممالک کے موجودہ نفاق پر مسلمانوں کے مقتدر رہنماؤں نے خیر خواہی کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خاں نے موجودہ حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کی بڑی طاقتیں اقوام متحدہ کی انجمن میں عرب کی تجاویز کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں کیونکہ ان طاقتوں کو معلوم ہے کہ اگر عرب ممالک آج کسی معاملہ کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں تو کل ان کا یہ جوش ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اور یہ ان کی سب سے بڑی کمزوری ہے جس سے اقوام متحدہ میں شرکت کرنے والی تمام طاقتیں بخوبی واقف ہیں، دمشق کے ایک عربی سہ روزہ اخبار کے نزدیک اس کمزوری کی وجہ عربی مندوبین کی جماعتوں کی نااہلی اور ناتجربہ کاری ہے جو اقوام متحدہ یا دوسری جگہوں پر حیرت سگالی کے کام سرانجام دیتی ہیں اور یہ تجویز پیش کی کہ عربی بین الاقوامی تعلقات کی نمایندگی کی ایک تنظیم کو وجود میں لایا جائے۔

یردن

یروشلم میں گنبد سنگ کی مرمت

حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک مندوبین کی جماعت کو بھیجا جائے جو تمام مسلمان اور عرب ممالک کا دورہ کرے اور ان سے یروشلم میں گنبد سنگ کی مرمت کے لئے چندہ جمع کرے۔ یہ جماعت حکومت کی طرف سے دوسری حکومتوں کے حکام اعلیٰ کے نام پیغامات لے جائے گی اور اپنے ساتھ قابل مرمت حصوں کی تصاویر اور دوسری معلومات بھی لے جائے گی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کی مرمت پر تقریباً ۴۵۶۰۰۰ دینار صرف ہوں گے۔

لبنان

لبنان میں ٹیلیویژن

مڈل ایسٹ الیکٹرک کمپنی جو کہ حال ہی میں بیروت میں قائم کی گئی ہے ایک منصوبہ تیار کر رہی ہے جس کی بنا پر وہ لبنان اور دوسرے ہمسایہ عرب ممالک میں ٹیلیویژن سٹیشن بنا سکے گی۔

احمدیہ بلڈنگس ایسوسی ایشن لاہور

۲۶ر جون کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس زیر صدارت مولانا آفتاب الدین احمد صاحب منعقد ہوا سید صفدر شاہ صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی۔ اس کے بعد حسب معمول گذشتہ مجلس کی روئداد پڑھ کر سنائی گئی۔ اس فرض کی ادائیگی ظفر احمد صاحب نے کی، بعد ازاں ناصر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مختصر سی نظم سنائی جس کے بعد مظفر حسن خادم صاحب نے حضرت مسیح موعود کی بعثت کی ضرورت اور ان سے پہلے اسلام اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا مختصر جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ جتنے بھی اعتراضات آپ کی ہستی مبارک پر مخالفین کرتے ہیں، اگر مخالفین ٹھنڈے دل سے آپ کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہو گا کہ وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ آخری مقالہ بشیر احمد صاحب کا تھا۔ انہوں نے مختلف واقعات کا اجمالاً ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا کہ رسول اکرم صلعم نے اپنی زندگی کے ہر پہلو اور ہر معاملے میں اپنے آپ کو رحمۃ للعالمین ثابت کر دکھایا اور فرمایا کہ دنیا کے لوگ اگر جنگ و جدل کے تکلیف دینے والے شعلوں سے بچنا چاہتے ہیں تو وہ پیارے رسول کے دامن کو تھام لیں جو امن و صلح کا پیغامبر ہے۔ آخر میں صدر مجلس نے ان مقالوں پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری جماعت کے لئے تین محاذ ہیں جن کے لئے ان کو تیاری کرنا چاہیے۔ پہلا ایک تمام مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود کا پیغام پہنچانا۔ دوسرے غیر مذاہب سے مقابلہ ہے اور تیسرا سب سے اہم لامذہبیت میں مذہب کو قائم کرنا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ سب سے مشکل کام ہے کیونکہ عیسائیت کے علمبردار بھی جنہوں نے اپنی تمام توقوت عیسائیت کے پرچار میں صرف کر دی ہے لندن میں ان کے سب سے بڑے پادری نے عیسائیوں سے یہ اپیل کی ہے کہ وہ مسلمانوں سے مل کر دہریت کے سیلاب کو روکیں۔ اس لئے ہمیں مذہب پر یقین رکھنا اور مضبوطی سے قائم ہونا چاہیے تا کہ ہم اس خطرناک سیلاب کا مقابلہ کر سکیں اس کے بعد دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔

خاکسار سلطان محمد

سیکرٹری

مرزا مسعود بیگ صاحب کو الوداعی عصرانہ

گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ملے کو پنجاب ایجوکیشنل سروس میں لے لیا گیا ہے، اور وہ گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں میں بطور ہیڈ ماسٹر لگائے گئے ہیں، ۹ جون کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مرزا صاحب ممدوح کے اعزاز میں چار اصحاب (ڈاکٹر غلام صاحب، خواجہ نذیر احمد صاحب، پروفیسر عنایت علی خان صاحب اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب) کی طرف سے ایک شاندار عصرانہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں جماعت لاہور کے بہت سے دوست شامل ہوئے۔

اس موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے مرزا صاحب کے اس تقرر پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی قابلیت اور اخلاق حسنہ کا اعتراف نہایت شاندار الفاظ میں کیا، آپ نے فرمایا کہ اگرچہ کسی کے منہ پر اس کی تعریف سے منع کیا گیا ہے، لیکن وہ ایسی تعریف ہے جو خوشامد اور چاپلوسی پر مبنی ہو اور کوئی حقیقت اس کے اندر نہ ہو، ورنہ کسی کے اچھے کام کی قدر کرنا اور عمدہ اخلاق اور قربانیوں کا اعتراف منع نہیں، خود اللہ تعالے نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کو سراہا، لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اللہ تعالے مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے، یہ بیعت دین کے راہ میں گردنیں کٹوانے کے لئے تھی، اور مومنوں کی اس قربانی پر خدا نے خوشی کا اظہار کیا، ایسا ہی صحابہ کے متعلق فرمایا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ایسا ہی رسول اللہ صلعم نے بھی بعض صحابہ کے اخلاق و اعمال کی تعریف ان کے منہ پر کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی خوبیوں کا اعتراف کرنا اور اس کی قدر افزائی منع نہیں بلکہ ضروری ہے، اور یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ اس کے عمدہ کاموں کی قدر کی جائے۔

آپ نے بتایا کہ مرزا مسعود بیگ صاحب کا وجود انجمن کے لئے بہت ہی قابل قدر اور باعث برکت تھا، ان کا انجمن سے علیحدہ ہونا اگرچہ موجب نقصان ہے، لیکن ان کی قابلیت کی وجہ سے جو اعزاز انہیں ملا ہے، کہ پی۔ ای۔ ایس کے اعلےٰ گریڈ میں انہیں لے لیا گیا ہے، یہ ہم سب کے لئے خوشی کا موجب ہے، اور ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرمائے۔

حضرت امیر کے بعد محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے مرزا صاحب کی خدمات اور قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی پرورش احمدی ماحول میں ہوئی، ان کے تایا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم احمدی جماعت کے ممتاز افراد میں سے تھے، ان کے اخلاق حسنہ اور نیکیوں کو مرزا صاحب نے اپنے اندر لیا یہ حسن اخلاق نیکی اور انصاف جو ان میں پائی جاتی ہے وہ بہت کم نوجوانوں میں ملتی ہے، انہوں نے انجمن کے کاموں کو ہمیشہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیا اور مسلم ہائی سکول کی ہیڈماسٹری میں بھی قابلیت اور محنت سے کام کیا، اس کی وجہ سے حکام نے ان کو سرکاری ملازمت میں لینا پسند کیا، یہ اعزاز اپنی جگہ پر ہے، اور ہمیں ایسے افراد کی قدر کرنی چاہیئے جو قوم اور جماعت کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے بعد مولانا محمد یعقوب خان صاحب صدر انجمن نے ایک مختصر تقریر میں مرزا صاحب کی قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ جو لوگ خدا کے رستہ میں قربانی کرتے ہیں خدا تعالےٰ خود ان کی قدر افزائی کرتا ہے، اگرچہ دنیا ان کی قدر نہ کرے۔ مرزا صاحب کو جو اعزاز حاصل ہوا ہے وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ان کی قدر افزائی ہے، اس لئے اس خیال کے بغیر کہ ہمارے کاموں کی کوئی قدر کی جاتی ہے یا نہیں ہمیں ذوق شوق سے کام میں لگے رہنا چاہیئے۔

آخر میں مرزا مسعود بیگ صاحب نے ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جنہوں نے اس پارٹی کا اہتمام کیا، اور ان بزرگوں کا بھی جنہوں نے اپنے پاکیزہ خیالات ان کے متعلق ظاہر کئے یہ بتایا کہ میں نے ایم اے پاس کرنے کے بعد ابتدا میں پی۔ سی۔ ایس کے امتحان میں شرکت کی، جہاں دوسویں سے تیسویں نمبر پر کامیابی حاصل ہوئی، اور اس سے اگلے سال جب میرے انتخاب کا موقعہ تھا، حضرت امیر مرحوم نے میرے تایا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم سے کہا کہ مجھے ایک ایسے نوجوان کی ضرورت ہے جو عربی اور انگریزی سے خوب واقف ہو اور اس کے لئے میرا نام لیا، آپ ان دنوں ریلیجن آف اسلام کی تصنیف و تدوین میں مصروف تھے، میں پشاور میں تھا، ڈاکٹر مرزا صاحب نے وہاں مجھے خط لکھا جس پر میں سرکاری ملازمت کے ارادہ کو ترک کر کے انجمن میں آ گیا اور اس وقت سے اب تک کہ بیس سال کا عرصہ ہو گیا ہے انجمن کے تمام مختلف شعبوں میں کام کیا ہے، عمر کا یہ بہترین حصہ انجمن کی نذر کرنے کے بعد اب جس سرکاری ملازمت پر بلایا گیا ہوں وہ میرے لئے زیادہ وسیع خدمت کا موقعہ ہے۔ انگریز تو اب نہیں اب اپنی ہی قوم کی خدمت ہے، آپ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے۔

اس کے بعد دعا کی گئی اور مرزا صاحب ممدوح دوسرے دن صبح ساڑھے چار بجے چونیاں روانہ ہو گئے۔

تبلیغی رپورٹ

(بقیہ صفحہ اوّل)

خرید اخبارات کی طرف دوستوں کو توجہ دلائی۔ وعدہ خریدنے کا بعض دوستوں نے کیا ہے۔

اپنی اپریل کی رپورٹ میں اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ماہ زیر رپورٹ میں ۱۸۰ افراد سے تبادلہ خیالات ہوا۔ معقول احباب میں تقسیم لٹریچر ہوا۔ درس قرآن و حدیث دیا گیا۔ بیماروں کی تیمارداری بھی کی گئی نتیجہ کے طور پر ایک دوست محمد موسےٰ خاں بلوچ داخل سلسلہ ہوا وصولی زکوٰۃ کے سلسلہ میں -/۵/۱۶ روپے مرکز کو بذریعہ منی آرڈر ارسال کئے گئے۔

لاقانونی کی حکومت

معاصر صدق سے ماخوذ

لاہور۔ ۸ رمئی۔ ریڈیو پاکستان کے اسٹاف فن کاروں کی یونین نے آج ڈائرکٹر جنرل ریڈیو پاکستان کو ایک ہفتہ کا نوٹس دیا ہے، کہ اگر یونین کے مطالبات اس عرصہ میں منظور نہ کئے گئے تو وہ ڈائرکٹ ایکشن (براہ راست اقدام) شروع کر دیگی۔
(اسٹیٹسمین کے نامہ نگار کی اطلاع)

یونین کے مطالبات کیا ہیں، اور کس حد تک مناسب ہیں اس قسم کے سوالات سے یہاں بحث نہیں ہو سکتی ہے کہ مطالبات سو فیصدی درست ہوں، سوال یہ ہے کہ "ڈائرکٹ ایکشن" کیا بلا ہے؟ سیدھا سا نام جس کے لئے پہلے بغاوت و نافرمانی تھا۔ اور پھر قانون شکنی پڑا۔ اب اس کے لئے خوشنما خوبصورت، دلکش نام "براہ راست اقدام" لایا گیا ہے! بس جو قید بھی آپ کو گراں گزرے، جو قانون بھی آپ اپنی مرضی کے خلاف پائیں، جو پابندی بھی آپ کو بار معلوم ہوتی ہو اس کے خلاف پہلے تو آپ ایک جتھا، یا یونین بنا لیں، اور پھر پر زور نعرے لگاتے ہوئے اعلان اسی ڈائرکٹ ایکشن (قانون اپنے ہاتھ میں لے لینے) کا کر دیں۔ معاً عیب ہنر میں تبدیل ہو جائے گا، جرم حسن عمل بن جائے گا، اور سرکشی جہاد کا قالب اختیار کر لے گی، ساری اخلاقی قباحتیں دور ہو جائیں گی اور آپ کا شمار غازیوں اور مجاہدوں میں ہونے لگے گا!

پاکستان ہو یا ہندوستان سب جگہ ایک سا حال ہے۔ بات بات پر ہر ہر جتھے کی طرف سے قانون شکنی کی دھمکی۔ حکومت کو اوّل تو ہاتھ ڈالنے کی ہمت ہی نہ پڑے گی اور بالفرض مقابل جتھے کے دباؤ سے اتنی ہمت ہوئی بھی، تو گرفتاری اور جیل جانے میں آخر مضائقہ ہی کیا ہے؟ زندہ باد کے نعرے، گلے میں پھولوں کے ہار، جلسہ و جلوس کی دھوم دھام ہر کانٹے کو پھول بنا دینے کے لئے کافی سے زائد! اس کا نام آزادی ہے۔ ڈیما کریسی ہے، پرجا شاہی ہے!

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

پیغام صلح مورخہ ۱۲ جون ۱۹۵۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۴۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۴ شوال ۱۳۷۳ھ ۔ ۱۶ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۶

جواہر ریزے

سخاوت

قرآن مجید سے

ویؤثرون علیٰ انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہٖ فاولٰئک ھم المفلحون ○ (سورہ حشر)

اور اپنے بھائیوں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں خواہ اپنے اوپر تنگی کیوں نہ ہو، اور جو شخص طبیعت کے بخل سے محفوظ رہے تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حدیث سے:

عن جابرؓ قال ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئًا قط فقال لا (صحیحین)

جابرؓ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ آنحضرت صلعم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ نہیں دیتا (اسی مضمون کو ایک شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے ؎ نرفت کلمۂ لا بر زبان او ہرگز ؛ مگر در اشہد ان لا الٰہ الا اللہ)

عن انسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس واجود الناس واشجع الناس (بخاری)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلعم سب لوگوں سے حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

عن انسؓ ان رجلاً سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنمًا بین جبلین فاعطاہ ایاہ فاتی قومہ فقال ای قوم اسلموا فواللہ ان محمدًا لیعطی عطاءً ما یخاف الفقر۔ (بخاری)

انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلعم سے اس قدر بکریاں مانگیں کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں جو جنگل ہے اسے انہوں نے بھر دیا تھا۔ حضور صلعم نے وہ سب بکریاں اس کو دیدیں۔ یہ شخص اپنی قوم میں آکر کہنے لگا اے قوم اسلام لے آؤ خدا کی قسم محمدؐ اس قدر بخشش کرتا ہے کہ وہ فقر سے ذرا نہیں ڈرتا۔

عن ابن عباسؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس واجود ما یکون فی شھر رمضان (بخاری)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینہ میں تو سخاوت کی حد ہی کر دیتے تھے۔

ناول نویسی و ناول خوانی

حضرت امامِ زمان کا ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ ناولوں کا لکھنا اور پڑھنا کیسا ہے۔ فرمایا کہ ناولوں کے متعلق وہی حکم ہے۔ جو آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کے متعلق فرمایا ہے حسنہ حسن وقبیحہ قبیح۔ اس کا اچھا حصہ اچھا ہے۔ اور قبیح قبیح ہے۔ اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ مثنوی مولوی رومی میں جو قصے لکھے ہیں۔ وہ سب تمثیلیں ہیں اور اصل واقعات نہیں۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمثیلوں سے بہت کام لیتے تھے۔ یہ بھی ایک قسم کے ناول ہیں۔ جو ناول نیت صالح سے لکھے جاتے ہیں۔ زبان عمدہ ہوتی ہے، نتیجہ نصیحت آمیز ہوتا ہے۔ اور بہر حال مفید ہیں۔ ان کے حسب ضرورت و موقعہ لکھنے اور پڑھنے میں گناہ نہیں ۔

(بدر ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

چین میں عربوں کی ابتدائی آبادی

اس میں شک نہیں کہ اسلام سے قبل چین۔ ہندوستان کے بدھ مت، ایران کے زرتشت اور رومن ایمپائر کے نسطوری مذاہب سے مذہبی واسطہ رکھتا تھا۔ اور بدھ مت کو تو چینیوں نے بڑے عقیدے اور جذبہ کے ماتحت قبول کر لیا تھا اور وہ اس کو کنفیوشن ازم CONFUCIANISM اور تاؤ ازم TAOISM کے برابر درجہ دیتے تھے۔ مجوسی عقاید بھی چین میں داخل ہوئے لیکن ان کا اثر بہت ہی کم ہو سکا۔ ․․․․․․․․ سب سے پہلا عرب وفد جو ۶۵۱ء میں خلیفہ عثمان (عثمان ابن عفان رضؓ) کی جانب سے چین آیا اس کا مقصد چین میں اشاعت اسلام تھا۔ اور اس وقت چینگ آن میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ چینگ آن اس زمانہ میں دارالحکومت تھا اور چین کے شمال مغربی علاقہ میں واقع ہے اور بعد میں اسلام بحری راستہ کے ذریعہ چین کے جنوبی شہر کوانگ فو KWANGFU میں پھیلا جس کی بابت نویں صدی کے عرب سیاح سلیمان السیرافی نے لکھا ہے کہ:۔ اس شہر میں کثرت سے مسلمان ہیں۔ ان کا قاضی وہی ہے جس کا تقرر گورنر کی جانب سے ہوا ہے۔ جو مسلمانوں کے مذہبی معاملات کا نگران ہے۔ جو نمازوں کی امامت بھی کرتا ہے اور جمعہ کے دن نماز جمعہ کا خطبہ ان کے بادشاہ کے نام پر دیتا ہے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ موجودہ کینٹن (CANTON) جس کو نویں صدی میں عرب خانفو کے نام سے جانتے تھے۔ مسلمانوں کا زبردست مذہبی مرکز تھا۔ یہاں عربوں کی ایک نو آبادی تھی جو بعد میں یہاں کے ایرانی باشندوں کے ساتھ گھل مل گئے تھے۔ اور اس کا ثبوت یہاں قبروں کے ان کتبوں سے ملتا ہے، جن کی کندہ تواریخ دسویں صدی عیسوی تک پتہ دیتی ہیں۔ یہ کتبے زیادہ تر عربی زبان میں ہیں اور کچھ فارسی میں۔

کینٹن کی مسجد نویں صدی عیسوی کے اوائل کے دور میں تعمیر ہوئی تھی۔ اور دوبارہ اس کی تعمیر منگول نسل کے مسلمان گورنر محمود نے کرائی۔ عبداللہ نامی عرب سفیر جو ۱۳۶۹ء میں چین میں آیا تھا دربار چین سے فارغ ہو کر کینٹن آیا۔ اور اس مسجد میں وہ اپنا زیادہ تر وقت تبلیغ اسلام پر صرف کرتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کی مسلمان آبادی نے اس کو اپنا امیر جماعت (باقی بر صفحہ ۳ کالم ۳)

مسلسلہ پیغام صلح ۱۶ر جون ۱۹۵۴ء

حضرت امام العصر کا ایک اعلان

اور

مخالفین احمدیت کا انجام

بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الرحمۃ نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس پر مخالفت کا ایک طوفان عظیم بپا ہوگیا، عیسائی اور آریہ تو آپ کے پہلے ہی دشمن تھے مسلمان بھی مخالف ہو گئے۔ ہندوستان پنجاب کے علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ داغ دیا اور عامۃ المسلمین کو آپ کے خلاف بھڑکایا جس سے عام لوگوں میں سخت جوش پھیل گیا اور وہ لوگ جو کل تک آپ کے مداح .... اور آپ کو ایک بہت بڑا بزرگ مانتے تھے، آج وہ بھی آپ کی عزت اور جان کے دشمن ہو گئے۔ بنائے علیہ ۱۸۹۲ء میں آپ نے ایک بصیرت افروز اعلان "روحانی تبلیغ" کے عنوان سے شائع فرمایا جو بجنسہ درج ذیل ہے:-

"یہ عاجز خدا تعالےٰ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں کہ لست مومناً اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ ندا ہے کہ قل انی امرت وانا اوّل المومنین۔ ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیخکنی کرو اور ایک طرف الہام ہوتا ہے یتربصون علیک الدوائر علیہم دائرۃ السوء اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل و رسوا کریں اور ایک طرف خدا تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک۔ اللہ اجرک۔ اللہ یعطیک جلالک اور ایک طرف مولوی لوگ فتویٰ پر فتویٰ لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالےٰ اپنے الہام پر متواتر زور دے رہا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالےٰ سے لڑ رہے ہیں اب دیکھئے فتح کس کی ہوتی ہے؟" (تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۰)

یہ اعلان کیا ہے آج سے باسٹھ سال قبل کی ایک پیشگوئی ہے جس کا خلاصہ چند الفاظ میں یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو کافر قرار دینے والے۔ آپ کی تباہی اور بربادی کے لئے تدبیریں کرنے والے آپ کو ذلیل و رسوا کرنے والے سب خائب و خاسر رہیں گے اور ذلیل و رسوا ہونگے

اگر آپ اس پیشگوئی کی صداقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو صدق ۸ر جنوری ۱۹۵۴ء کی اشاعت ملاحظہ فرمائیں جس میں جمعیتہ علمائے ہند کے ایک متوسل خصوصی رقمطراز ہیں:-

"پاکستان کو تو چھوڑ دیئے اینٹی احمدیہ تحریک نے علماء کرام کو اپنوں اور غیروں کی نظر میں اس قدر ذلیل اور رسوا کیا ہے۔ کہ مجموعی حیثیت سے اس کی کوئی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ حق یہ ہے کہ پاکستان کے علماء نے اپنی گردنیں خود اپنے ہاتھوں سے کاٹی ہیں۔ اور اپنے وقار پر خود ہی خاک اڑائی ہے........ انہوں نے اپنی غلطیوں سے سلطنتیں تباہ کر ڈالی ہیں........ ان کی تکفیر بازی اسلام کی اور مسلمانوں کی قبر کھود چکی ہے۔ لاہور میں جو تحقیقاتی کمیشن علماء کرام سے شہادتیں لے رہا ہے اس نے نہ صرف علماء کے وقار کو بلکہ علم و فضل کو بھی بے نقاب کر ڈالا ہے شہادت دیتے گئے تھے اس بات کی کہ قادیانی کافر ہیں اور بتا یہ آئے کہ خیریت سے وہ خود بھی دوسروں کی نظروں میں کافر ہی قرار پائے ہیں اور وہ تکفیر بازی کی مشق آپس میں ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں۔ مثلاً مولانا محمد علی کاندھلوی نے شہادت دیتے ہوئے فرمایا:-

ابتدائے اسلام سے ہی علماء ایک دوسرے کو کافر کہتے آئے ہیں مسلمانوں نے جبر و قدر کے مسئلہ پر ایک دوسرے کو کافر کہا ہے معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں، علماء نے امام ابن تیمیہ اور عبدالوہاب کو بھی کافر قرار دیا ہے، علماء نے دیوبندی علماء کی بھی تکفیر کی"

(نوائے وقت ۲۳/۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

سبحان اللہ! سرکاری کمیشن کو یاد کرایا جا رہا ہے کہ خود مکفّر علماء بھی کفر سے نہیں بچے اور انہوں نے تکفیر کے تیروں سے کسی بڑے چھوٹے کو نہیں چھوڑا عدالت تو یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ جو علماء قادیانیوں کو بڑھ چڑھ کر کافر کہہ رہے ہیں وہ خود بھی مسلمان ہیں یا نہیں، خوش قسمتی سے علمائے کرام نے عدالت کی یہ خواہش بھی پوری کر دی اور باتوں ہی باتوں میں اگل گئے کہ خیریت سے وہ بھی دوسروں کی نظروں میں کافر ہی رہے اور دوسرے ان کی نظر میں خارج از ملت۔ خیر یہ تو علماء کا بھولا پن تھا کہ آپس کی باتیں ججوں کے سامنے کہہ بیٹھے اور یوں قادیانیوں کا بوجھ ہلکا ہوا، افسوسناک خبر تو یہ ہے کہ علماء نے ایک دوسرے کے خلاف باتیں کہیں اور ایک نے دوسرے کے نظریہ فیصلہ اور فتوے کو جھٹلایا اور دوسروں کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دیا"

اس واضح تحریر کے بعد جو ایک طویل مضمون کا اقتباس ہے ضرورت نہیں رہی کہ ہم حضرت امام العصر کے مکفّر علماء کی ناکامی اور ان کی تذلیل پر کچھ حاشیہ آرائی کریں لیکن صاحبان عقل و انصاف سے ہم اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حضرت مرزا صاحب کا محولہ بالا اعلان پڑھ کر اور پھر مخالف احمدیت کی مندرجہ بالا تحریر ملاحظہ کر کے خدارا انصاف کریں کہ آیا آج سے ساٹھ سال قبل جو پیشگوئی الہام الٰہی سے حضرت مرزا صاحب نے کی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہوئی ہے اور ضرور ہوئی ہے تو کیا پھر وہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کریں گے؟

ہم اپنے احباب سے بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس زمانہ میں دکھایا کہاں تو ہمیں نیست و نابود کرنیکے سامان کئے جا رہے تھے اور کہاں ہمارے مخالفین کی تذلیل خود ان کے اپنے ہاتھوں ہوگئی، کیا یہ ہمارے ایمان کو بڑھانے اور تازہ کرنے والی بات نہیں؟

احباب کا شکریہ

خواجہ محمد علی صاحب وائیں کمرشل بلڈنگ مال روڈ والے اور ہمارے قابل فخر نوجوان مرزا حمید الرحمٰن صاحب خلف الرشید مرزا خدا بخش صاحب مرحوم و مغفور مصنف "عسل مصفّیٰ" اپنا اپنا چندہ ماہوار دُگنا کرکے ماہ مئی ۱۹۵۴ء سے ہر ماہ باقاعدگی کیساتھ ادا فرما رہے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ ان بھائیوں کے ایمان عزت، جان و مال میں برکت دے۔ آمین۔

ڈاکٹر احمد حسن بی اے ایل ایل بی۔ انسر تحصیل

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی کا دوست محمد ہنس پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

اخبار و افکار

زُود پشیمانی

کراچی ۸ جون کی خبر ہے کہ جمعیۃ العلماء پاکستان کی مجلس عاملہ نے ایک قرارداد کے ذریعہ بھارتی ہندو مہاسبھا کی سرگرمیوں کی مذمت کی ہے اور اس امر پر اظہار تشویش کیا ہے کہ بھارتی مسلمانوں کو دھڑا دھڑ غیر مسلم بنایا جا رہا ہے، حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ بھارتی حکومت سے شدھی کی اس تحریک کو بند کرائے یہ وہی جمعیۃ العلماء پاکستان ہے جس کے صدر ابوالحسنات مولانا محمد احمد صاحب فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں یہ بیان دے چکے ہیں کہ بھارتی ہندوؤں کا حق ہے کہ وہ اپنے ملک کو ہندو دھارمک ریاست بنائیں اور اگر طرز حکومت میں وہ منو سمرتی کے مطابق مسلمانوں سے ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کریں تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ پھر اب انہیں ہندو مہاسبھا کی سرگرمیوں پر اعتراض کیوں ہے اور کس لئے بھارتی مسلمانوں سے ہمدردی کے آنسو بہائے جا رہے ہیں کسی نے شاید انہیں کے متعلق کہا تھا ؎

کی اس نے میرے قتل کے بعد جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

عید منانے پر فتوے

لائل پور (بذریعہ ڈاک) آج اے ڈی ایم لائلپور مسٹر امتہ دتہ چیمہ کی عدالت میں مولوی عبداللہ کی طرف سے مولوی سردار احمد صاحب کے خلاف دائر کردہ استغاثہ کی سماعت ہوئی۔ مولوی عبداللہ نے مولوی سردار احمد کے خلاف اس الزام میں مقدمہ دائر کیا ہے کہ انہوں نے جمعرات کے روز عید منانے والے عامۃ المسلمین کو کافر و مشرک کہا ہے، مولوی عبداللہ کا بیان ہے کہ ان کو اس سے انتہائی صدمہ پہنچا ہے اور ممکن تھا کہ وہ ان الفاظ سے برانگیختہ ہو کر کوئی ایسا اقدام کر بیٹھتے جس سے امن عامہ کو خطرہ پہنچتا۔ اس سلسلہ میں آج عدالت میں استغاثہ کی طرف سے شہادتیں ہوئیں، عدالت نے اس مقدمہ کو سنجیدہ نوعیت کا سمجھتے ہوئے اسے مزید کارروائی کے لئے ۲۳ جون پر ملتوی کر دیا ہے، یاد رہے کہ مولوی سردار احمد صاحب اور ان کے ساتھیوں نے جمعہ کے روز عید منائی تھی جبکہ شہر کے بیشتر عوام نے دوسرے شہروں کے لوگوں کی طرح جمعرات کو عید منائی تھی۔

مولویوں کی جنگ عوام پر جو اثر ڈال سکتی ہے ظاہر ہے اور فتوے بازی کی یہ ارزانی فی الواقعہ اس بات کی مقتضی ہے کہ ایسے فتوے باز لوگوں کو عدالت میں لے جا کر انہیں قرار واقعی سزا دلائی جائے اور ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب کا استغاثہ پاکستان سے فتوے بازی کا قلع قمع کرنے کا موجب ہوگا۔

دو بڑے خطرے

مشرقی بنگال کی حالت پر ریویو کرتے ہوئے میجر جنرل سکندر مرزا گورنر مشرقی بنگال نے کہا ہے کہ ملک کو دو بڑے خطرے درپیش ہیں ایک خطرہ مشرقی پاکستان میں کمیونسٹوں سے ہے، اور دوسرا ۔ ۔ ۔ مذہبی رجعت پسندوں سے ہے دونوں کو ختم کرنا ضروری ہے میجر جنرل کا یہ بیان ہر طرح قابل تائید ہے، کاش حکومت پاکستان ان دونوں خطروں کو آج سے پہلے بھانپ چکی ہوتی، جب یہ دونوں خطرے ابھی ابتدائی حالت میں تھے اب جبکہ وہ بہت زور پکڑ چکے ہیں؛ بالخصوص مذہبی رجعت پسندوں کا خطرہ جو ان مولویوں کے ہاتھ میں ہے، جن سے یوسف علیہ السلام کے وقت کے بھیڑیئے بھی پناہ مانگ چکے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ ان دونوں خطروں کو سختی سے دبا دیا جائے تاکہ ان کی وجہ سے اس خداداد مملکت کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے ؎

سرِ چشمہ باید گرفتن بہ بیل
چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل

مادیت کے خلاف محاذ

اس عنوان سے دوسری جگہ ایک کانفرنس کی کارروائی درج ہے، جو لبنان کے ایک شہر بحمدون میں ہوئی اور جس میں اسلام اور عیسائیت کے مقتدر اور معروف اہل علم و فضل نے حصہ لیا کہا جاتا ہے کہ اس میں ۱۸ ممالک کے مسلمان اور عیسائی نمائندے شامل ہوئے، جن سب نے نہایت دوستانہ فضا میں مادیت و الحاد کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کرنے کی کوشش کی تجویز کی اور اس بات پر زور دیا کہ :-

"اگر خدا پر ایمان رکھنے والے ایک دوسرے کو بھائی سمجھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں"

یہ بھی کہا گیا کہ :-

"دونوں مذاہب کے درمیان جو دیواریں حائل ہیں وہ دور کی جائیں اور ان کے پیروکاروں میں تعاون، اشتراک عمل اور ایک دوسرے کے احساسات کا احترام کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ دنیا میں مادیت کا خاتمہ اور رُوحانی اقدار کا بول بالا ہو جائے"

یہ وہ پیغام ہے جو اسلام آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اہل کتاب کو دے چکا ہے، قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ - اے اہل کتاب ایک مشترک بات پر آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے (اور وہ یہ ہے) کہ اللہ کے سوائے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرائیں، نہ ہمارے بعض لوگ بعض لوگوں کو خدا کے سوائے ارباب بنائیں۔

یہ پیغام اگر عیسائی دنیا اس وقت سن لیتی تو آج مادیت و الحاد کا وہ زور دنیا میں نہ ہوتا جو اس وقت اہل مذاہب کے لئے تشویش کا موجب ہو رہا ہے، ہمیں خوشی ہے کہ لبنان کی اس کانفرنس میں قرآن کے بتائے ہوئے اس نسخہ کو استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا ہے جس کی تائید اگر دنیا کے دوسرے عیسائی اور مسلمان ممالک نے کی تو انشاء اللہ نہایت مفید نتائج کا موجب ہوگا۔

چین میں عربوں کی ابتدائی آبادی

(بقیہ از صفحہ اوّل)

تسلیم کر لیا۔

موجودہ صوبہ کوانگ تنگ KWANG TUNG کے قریب جزیرہ ہینان (HAINAN) واقع ہے ابتدائی دور میں اس جزیرہ میں بھی عرب آباد تھے اور خاص طور پر غائے ہین GHAI HIEN کے نام سے مشہور ہے یہ لوگ زیادہ تر ان عرب جہازرانوں کی اولاد تھے جنہوں نے اپنے جہاز شکست ہو جانے کے باعث یہاں پناہ لی تھی اور ان کے وجود کی علامتیں اور نشانات بڑی آسانی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ وہ درگاہ و مزار ثبوت ہے جو غیر ملکی کپتان (FOREIGN CAPTIN) کے نام سے مشہور ہے جس کو یہاں کے مقامی لوگوں نے اس تباہ شدہ جہاز کے کپتان کو ایک درویش اور اولیاء اللہ سمجھ کر تعمیر کی تھی مسلمانوں کی یہ مختصر آج کل چینی خون سے مل جل کر اس جزیرہ کے کچھ علاقوں میں آباد ہے اور ان کی تین چار مسجدیں بھی ہیں۔

تبلیغی رپورٹ

مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبلغ، کھچی نے ماہ مئی میں تمام جمعے ہریا پور میں پڑھائے۔ مناسب جگہ پر تقریباً بارہ افراد کو لٹریچر تقسیم کیا۔ ہریا پور میں ڈپٹی محمد الرحمٰن صاحب کے مکان پر ایک مولوی صاحب سے صداقت مسیح موعود اور وفات مسیح پر سیر حاصل تبادلہ خیالات ہوا۔ ایک اے ڈی آئی صاحب کو اسلامک ریویو پڑھنے کے لئے دیا۔ اور اس کی امداد کی تحریک کی۔

ایک عیسائی خاندان سے امریکہ میں بوجہ پہلی ملاقات اور واقفیت کے مستقل طور پر خط و کتابت جاری ہے اسلام کے بالکل قریب آ گئے ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

رات اور دن کے مناظر اور متقی و غیر متقی کا حشر

محض حصول رضائے الٰہی کے لئے خدا کے رستہ میں مال خرچ کیا جائے

خطبہ جمعہ مورخہ ۴ جون ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

سورۃ الّیل پڑھ کر فرمایا:-

رات کا آرام اور سکون

ایک نظارہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے سامنے رکھا ہے وہ کیا ہے؟ رات آتی ہے اور سیاہ پردہ پھینک دیتی ہے۔ اس پردہ کی تاریکی میں تمام چیزوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، شام ہوئی تمام پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف چل دیئے، آدمی دن بھر کی محنت کے بعد آرام کے لئے گھر کی طرف لوٹتا ہے، وہ لوگ جو فیکٹریوں وغیرہ میں محنت اور مشقت کے کام کرتے ہیں، اُن سب کے لئے رات ایک بہت بڑی نعمت ہے، اور جو کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دماغی کام کرتے ہیں ان کے لئے بھی رات ایک نعمت عظمےٰ ہے کیونکہ دماغ کو آرام اور سکون حاصل ہوتا ہے، فرمایا والّیل اذا یغشیٰ رات کی قسم ہم کھاتے ہیں کہ جب وہ ڈھانک لیتی ہے۔ یغشیٰ کا مفعول محذوف ہے یعنی تمام کی تمام کائنات کو ڈھانک لیتی ہے بالفاظ دیگر تمام جاندار اور تمام نباتات کو ڈھانک لیتی ہے۔ تمام دن بھر کا اضطراب ختم ہو جاتا ہے اور سکون کی حالت پیدا ہو جاتی ہے، دوسری جگہ فرمایا جعل لکم الّیل لباساً والنوم سباتاً سبات کے معنے ہیں قطع کر دینا نیند تمام تعلقات کو منقطع کر دیتی ہے، تمام جاندار، چرند، پرند اور انسان کاموں سے منقطع ہو کر آرام اور سکون حاصل کرتے ہیں، غرض رات کا وقت بڑے آرام کی چیز ہے، لیکن وہ جو ڈاکہ زن، بدکردار اور چور ہیں وہ رات کو جاگتے اور لوگوں کے لئے دکھ کا موجب ہوتے ہیں۔ ان کے لئے رات آرام کا موجب نہیں۔

دن کی معاشی سرگرمیاں

والنّہار اذا تجلّیٰ رات گذری طلوع آفتاب ہوا، دن ظاہر ہو گیا اور ایک حشر برپا ہو گیا، پرندے، مویشی، انسان، سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے معاش کا سامان تلاش کرنے میں لگ گئے۔ وجعلنا النّہار معاشاً ہم نے دن کو معیشت پیدا کرنے کے لئے بنایا، اگر رات ہی رات رہتی تو وہ لطف جو رات کو میسر آتا ہے کرکرا ہو جاتا، جسم کی جو بیٹریاں رات بھر آرام کرنے کے بعد پُر ہو جاتی ہیں، ان کا تقاضا ہے کہ رات کے بعد دن آئے اور پھر اُن سے کام لیا جائے، پھر اگر دن ہی دن رہتا تو بھی مشکل پیش آتی۔

رات اور دن میں ہستی باری تعالیٰ کا نشان

رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات ایک قدرتی نظام ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل کا ایک نشان ہے۔ ھو الّذی جعل الّیل والنّہار خلفۃً لمن اراد ان یذّکّر او اراد شکوراً، تمہارے آرام اور صحت کے لئے رات اور دن ایک دوسرے کے بعد آنے جانے والے بنائے لمن اراد ان یذّکّر او اراد شکوراً، رات اور دن ایک دوسرے کے بعد آنے سے اللہ تعالےٰ کا پتہ چلتا ہے، خدا یاد آتا ہے او اراد شکوراً خدا ہی نظر نہیں آتا اس کارخانہ کی حکمت کا پتہ چلتا ہے، اس لئے انسان کو چاہیئے کہ شکرگذار بن جائے، اللہ تعالےٰ کی ان نعماء کی قدر کرے۔

تمام چیزوں کے جوڑے اور ان کے علیحدہ علیحدہ فرائض

وما خلق الذّکر والانثیٰ، رات اور دن ہی نہیں، تمام چیزوں کے جوڑے بنائے، انسان، چرند، پرند، اور مچھلیوں اور نباتات تک سب کے جوڑے بنائے ان سب کی کوششیں اور ان تمام کے کام علیحدہ علیحدہ ہیں، سب ہی اپنی ضرورت کے لئے علیحدہ علیحدہ کوششیں کرتے ہیں، نہ صرف مختلف جنسوں کے علیحدہ علیحدہ کام ہیں بلکہ ہر ایک جوڑہ بھی علیحدہ علیحدہ فرائض رکھتا ہے، مرد کے فرائض میں ہے روزی پیدا کرنا محنت مشقت کرکے کمانا، اور جن کے لئے کماتا ہے ان کے بھی فرائض ہیں، ان کا کام مرد کے مال کی حفاظت کرنا، اسے ٹھیک طریق سے خرچ کرنا، گھر کو درست رکھنا، بچوں کی صحیح پرورش کرنا ہے۔

فرائض کو ملحوظ رکھنے والا اور نہ رکھنے والا برابر نہیں

کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی رنگ میں حاکم ہے، اور ہر ایک سے پرسش ہوگی کہ اس نے ماتحت کے حقوق کو کس طرح ادا کیا، والمرأۃ راعیۃ فی بیتہا عورت بھی اپنے گھر کی حاکم ہے اس سے بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے خاوند اور میاں کے گھر میں کیا فضا بنا رکھی ہے، یاٰدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ ہمارے لئے یہی حکم ہے کہ گھر کو جنت بنایا جائے، مرد اور عورت کے فرائض علیحدہ علیحدہ ہیں، جن لوگوں نے ان فرائض کو ملحوظ رکھا ان کا گھر جنت بن گیا، ورنہ یاد رکھو فرائض ادا کرنے اور نہ کرنے والا برابر نہیں ہو سکتے افمن کان مؤمناً کمن کان فاسقاً لا یستوٗن، کیا کبھی مومن اور نافرمانی کرنے والا برابر بھی ہو سکتے ہیں؟ کیا کبھی کسی حکومت میں ایسا ہوا کہ احکام کو توڑنے والے اور ان کی پابندی کرنے والے برابر سمجھے گئے ہوں، ام حسب الّذین اجترحوا السیّاٰت ان نجعلہم کالّذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سوآءً محیاھم ومماتہم سآء ما یحکمون، کیا بدکار لوگ یہ گمان کر سکتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ ان لوگوں کا سا معاملہ کریں گے جو نیک عمل کرتے ہیں کیا ان دونوں کی زندگی کا ماحصل ایک ہو سکتا ہے، نہیں، ایک کی زندگی پاک ہے اور دوسرے کی ناپاک، ان کی موت بھی برابر نہیں ایک کا نتیجہ خراب ہے اور دوسرے کا نیک اور خوشگوار ان کے لئے فرمایا سلٰم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدّار تم نے صبر کیا، بُرے کاموں سے رُکے رہے، مصائب و شدائد کو برداشت کیا اس لئے آج تم پر سلامتی ہے اور کیا ہی اچھا اس کا انجام ہے۔

متقی اور غیر متقی کا حشر

اس لئے وہ جو خدا کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں ان کے لئے ہر طرح کا آرام سکون اور جسمانی و روحانی بہتری ہے فامّا من اعطیٰ واتّقیٰ وصدّق بالحسنیٰ وہ جس نے خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کی، بیماروں، ضعیفوں اور غریبوں پر مال خرچ کیا، ننگوں کو کپڑے پہنائے، واتقیٰ مال حاصل ہوا تو محارم سے اجتناب کیا، بدکاری سے، جھوٹ سے بچا رہا وصدّق بالحسنیٰ اور تمام قسم کی نیکیوں کی تصدیق کی، فسنیسّرہٗ للیسریٰ ان کے لئے بہت سی آسانیاں ہم پیدا کر دیں گے، ایسے لوگوں کو بہت سے نیک کاموں کی توفیق مل جائے گی، واما من بخل واستغنیٰ وہ جو لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بجائے بخل سے کام لیتا ہے ان کے حقوق سلب کر لیتا ہے ان کا روپیہ کھا جاتا ہے اور دوسروں کی مشکلات کی پروا نہیں کرتا فسنیسّرہٗ للعسریٰ ان کے لئے ان کے اعمال کے مطابق تنگی ہی تنگی ہے۔

صحابہ کرام کی نیکیاں اور بذل اموال

پہلی قسم کے لوگوں میں جو نیک کاموں پر خرچ کرتے ہیں ابوبکرؓ، عمرؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ جیسے جلیل القدر صحابی سب سے اوّل نمبر پر ہیں، جن سے نیکیاں ہی نیکیاں صادر ہوئیں۔ حضرت صلعم نے فرمایا ان بلالاً یعذب فی اللّٰہ بلال کو اللہ تعالےٰ کو ماننے کی وجہ سے تکلیف دی جا رہی ہے، یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ اٹھ کر چلے گئے، اور بلال کو خرید کر آزاد کر دیا، ایسے بیشمار لوگوں پر حضرت ابوبکرؓ نے روپیہ خرچ کیا اور انہیں تکلیفوں سے چھڑایا، یہ بھی ایک تاریخ کا روشن ورق ہے۔

حق کی مخالفت میں خرچ کرنیوالے

دوسری طرف ابولہب کا مال کس طرح خرچ ہوا، اسلام کے خلاف کس طرح اس نے روپیہ صرف کیا، اور نیک کاموں پر خرچ کرنے کی توفیق اسے نہ ملی، ابوسفیان کو اگرچہ بعد میں اسلام کی توفیق مل گئی، تاہم اس سے پہلے اس نے بھی نیکی اور حق کو کچلنے پر پورا زور صرف کیا، اسی قسم کے لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا من بخل و استغنیٰ و کذب بالحسنیٰ۔

خرچ کرکے جتانے والوں کا حشر

ان میں وہ بھی ہیں جو خدا کے رستہ میں کچھ خرچ کرتے ہیں اور پھر رک جاتے ہیں، کبھی ایک پیسہ خرچ کر دیں تو لوگوں کے سامنے ہزار مرتبہ اس کا ذکر کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا وما یغنی عنہ مالہ اذا تردّیٰ، تردّی گرنے کو کہتے ہیں، تردّی من الجبل پہاڑ سے گر پڑا، حرام جانوروں کی فہرست میں المتردیۃ آیا ہے یعنے وہ جو پہاڑ سے گر کر مر گیا اس کا کھانا حرام قرار دیا جاتا ہے، اسی طرح جو لوگ حق کے خلاف کوشش کرتے اور خدا کے رستہ سے لوگوں کو روکنے میں لگے رہتے ہیں یا تھوڑا خرچ کرکے اسے بار بار جتاتے ہیں یہ گویا بلندیوں سے گر جاتے ہیں اور ان کا دل چور چور ہو جاتا ہے اور اس پریشانی و ندامت کا شکار ہو جاتے ہیں، وما یغنی عنہ مالہ اذا تردّیٰ اور جب بلندی سے گر جائیں تو پھر مال ان کے کسی کام نہیں آسکتا، اس نے خدا کی دی ہوئی طاقتوں اور خدا کے دیئے ہوئے مال کو غلط استعمال کیا وہ کس طرح اس کے کام آسکتا ہے۔

خدا کا دکھایا ہوا رستہ

ان علینا للھدیٰ ہم نے سے ہدایت دی، لیکن ہدایت پانے کے بعد اس نے بخل سے کام لیا اور حق کی امداد کے بجائے اس کی تخریب پر زور لگایا، دوسری جگہ فرمایا وانا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً و اما کفوراً ہم نے رستہ دکھا دیا آگے اس کا کام ہے کہ اس کی قدر کرے یا کفر سے کام لے، وانا لنا للاٰخرۃ والاولیٰ یہ دنیا اور آخرت دونوں ہمارے ذمہ ہیں، بدکرداروں کے لئے یہ دنیا بھی دوزخ بن جاتی ہے اور جو نیکوکار ہیں، وہ اسی دنیا میں جنتی زندگی پاتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے راحت اور آرام ہے۔

دوزخ کی آگ بدکرداروں کیلئے ہے

فانذرتکم ناراً تلظّیٰ کہ میں تمہیں اس آگ سے ڈراتا ہوں جو بدا عمالیوں سے بھڑکتی ہے اور بدکرداروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے لا یصلٰھا الا الذی کذّب و تولّیٰ اس دوزخ کی آگ میں وہی پڑتا ہے جو حق کی تکذیب کرتا اور طاعت سے منہ پھیرتا ہے کوئی بھی ہو، خدا اور رسول کے احکام کی جو بھی تکذیب کرے وہ آگ میں پڑتا ہے اور یہ آگ دلوں کے اوپر بھڑکتی ہے۔

بذل مال سے تزکیہ نفس

وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکّیٰ اس کے مقابلہ پر وہ لوگ جو تقوےٰ کی باریک راہوں پر چلتے ہیں ان کو خدا ان تمام قسم کی تکلیفوں سے بچاتا ہے یؤتی مالہ مال سے وہ مخلوق خدا کی مصیبت کو دور کرتا ہے اس سے خرچ کرنے والے کو خدا کا قرب نصیب ہوتا ہے، یتزکّیٰ مال خرچ کرنے سے اس کی غرض تزکیہ نفس حاصل کرنا ہے مال سے جو میل پیدا ہوتی ہے، ان کو دور کرنے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔

بذل مال سے محض حصول رضائے الٰہی مقصود ہونا چاہیئے

وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ یہ نیکی کسی کے احسان کے بدلے میں نہیں کی جاتی، نہ کسی پر احسان کیا جاتا ہے، بلکہ صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا جاتا ہے، دوسری جگہ فرمایا ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیراً انما نطعمکم لوجہ اللّٰہ لا نرید منکم جزاءً و لا شکوراً ایسے لوگ اسلام میں کثرت سے پیدا ہوئے جنہوں نے محض ابتغاء لمرضات اللّٰہ دوسروں پر اپنا مال خرچ کیا اور کسی قسم کے معاوضہ کی خواہش نہیں کی، یہ ایک مسلمان کا امتیازی نشان ہونا چاہیئے کہ وہ محض خدا کی رضا کے لئے کام کرے نہ کہ معاوضہ کے لئے ولسوف یرضیٰ ایسا کرنے سے اس پر خدا کے فضل کی ایسی بارش ہوگی کہ وہ خوش ہو جائے گا۔

مادیت کے خلاف محاذ

دنیا میں مادیت اور روحانیت کے روز افزوں تصادم سے متاثر ہوکر اسلام اور عیسائیت کے معتقد اور معروف اہل علم وفضل نے لبنان کے ایک شہر بمہدان میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس تھی، اور اس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مذہبی لیڈروں نے پہلی بار اکٹھے ہوکر ایک مشترکہ دشمن یعنی مادیت کے خلاف ایک محاذ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کانفرنس میں ۸۰ ممالک کے مسلمان اور عیسائی نمایندے شامل ہوئے۔ ان میں حنفی العقیدہ مسلمان بھی تھے اور شیعہ حضرات بھی، رومن کیتھولک بھی اور پروٹسٹنٹ بھی بالغرض یہ دونوں مذاہب کی نمایندہ کانفرنس تھی۔

کانفرنس میں ابتداء سے لیکر اختتام تک ماحول نہایت دوستانہ رہا، دونوں مذاہب کے پیرو کاروں میں اختلافات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اس کے پیش نظر اس کانفرنس کی اتنی کامیابی اور صدیوں کے اختلافات اور تنازعات چند منٹوں میں رفع ہو جانے کی امید نہیں تھی۔ اس کانفرنس کے بعض مبصرین کا خیال ہے کہ آیندہ مسلمان اور عیسائی تقابلہ کے بجائے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعاون کے اصولوں پر کاربند ہوں گے۔

دونوں مذاہب کے پیروکاروں کی باہمی نفرت دور کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اور عیسائی مادیت والحاد کے خلاف ایک محاذ قائم کرسکیں گے۔ اس کمیٹی کے پہلے اجلاس ہی میں ارکان پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اس کمیٹی کی چنداں ضرورت نہیں تھی کیونکہ کانفرنس کا ماحول اتنا دوستانہ تھا اور دونوں مذاہب کے نمایندوں کے درمیان اشتراک عمل اتنا نمایاں تھا کہ مسلمان عیسائی وغیرہ کی تمیز بالکل ختم ہوگئی تھی ہر شخص کے دل میں ایک ہی جذبہ موجزن تھا اور وہ خالق کائنات سے محبت اور مادیت سے نفرت کا جذبہ تھا اس کانفرنس میں ایک بین الاقوامی تنظیم کی تجویز کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ اس تنظیم کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل بیان جاری کیا گیا۔ "یہ کانفرنس خلوص دل کے ساتھ محسوس کرتی ہے کہ دنیا کے موجودہ انتشار اور مختلف ممالک اور فرقوں کے درمیان نفرت کی وجہ یہی ہے کہ لوگ روحانی اقدار سے بے بہرہ ہوگئے ہیں، ان حالات میں ہمیں چاہیئے کہ لوگوں میں روحانیت سے محبت اور مادیت سے نفرت کا جذبہ پیدا کیا جائے، اسلام اور عیسائیت ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے اپنے مذہب پر بڑی سختی سے کاربند ہونے کے ساتھ آیندہ نسلوں اور اپنے نوجوانوں کو مذہب سے روشناس کر سکتے ہیں۔

ہم اس وقت ایک دوراہے پر کھڑے ہیں، ہمیں لاتعداد مسائل درپیش ہیں اور ان کا کوئی فوری علاج نہیں کیا جا سکتا، لیکن اگر خدا پر ایمان رکھنے والے ایک دوسرے کو بھائی سمجھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں، اس کانفرنس کا مقصد یہی ہے کہ دونوں مذاہب کے درمیان جو دیواریں حائل ہیں، وہ دور کی جائیں اور ان کے پیروکاروں میں تعاون اشتراک عمل اور ایک دوسرے کے احساسات کا احترام کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ دنیا میں مادیت کا خاتمہ اور روحانی اقدار کا بول بالا ہو جائے"۔

کانفرنس کے اختتام پر مختلف مذہبی رہنماؤں نے کانفرنس کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا وہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ ایک عیسائی رہبر نے بتایا کہ دنیا کے مختلف عیسائی اداروں کی کانفرنسوں میں بھی محبت و اخوت کا وہ جذبہ دیکھنے میں نہیں آتا جو مجھے اس کانفرنس میں ہر موقع پر کارفرما نظر آیا۔ مسلمان علماء نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔

ووکنگ سے کراچی تک

ہمارے عزیز اور محترم دوست شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے حال ہی میں ووکنگ (انگلستان) سے اڑھائی سال خدمات اسلام بجا لانے کے بعد واپس تشریف لائے ہیں، ان کے اس سفر کی داستان قدرے طویل لیکن بہت دلچسپ اور اہم ہے جو انہوں نے خاص طور پر "پیغام صلح" کے لئے قلمبند کر کے ہمیں دی ہے۔ ذیل میں ہم اس کی پہلی قسط شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں:۔

جب درختوں سے پتیاں پھوٹنا شروع ہوئیں تو میں نے انگلستان کو خیرباد کہا۔ مولانا عبدالمجید صاحب ان دنوں پاکستان گئے ہوئے تھے اور اسلامک ریویو کے پرچوں کی ترتیب و تدوین میرے سپرد تھی، مئی کا پرچہ مکمل ہو کر پریس کو جا چکا تھا صرف پروف دیکھنے باقی تھے۔ لیکن اپنی روانگی کے سلسلہ میں اور بہت سے کام سرانجام دینے تھے، پاسپورٹ تبدیل کرانا تھا، ویزا لینے تھے، سامان کی پیکنگ اور بکنگ باقی تھی، جن جن ممالک سے گذرنے کا خیال تھا وہاں کی زبان کرنسی اور حالات سے واقفیت بھی ضروری تھی (لیکن اس امر کے لئے آخر تک وقت نہ مل سکا۔ ضروری لٹریچر اور کتب کو اپنے بیگ میں ڈال لیا کہ سفر میں وقت ملا تو ایک نظر ڈال لوں گا) لندن میں کچھ مقامات دیکھنے سے رہ گئے تھے، ان کی زیارت کے لئے بھی وقت نکالنا تھا۔ ویسے تو اڑھائی سال کے قیام میں کئی بار پاکستان کے لئے رخت سفر باندھا اور باندھ کر کھول دیا لیکن اس دفعہ جس انداز سے واپس آنے کی تیاری کر رہا تھا اسے دیکھ کر اگر کسی اور کو نہیں تو مجھے خود یہ یقین ہو گیا تھا کہ اب کہ بہار کا موسم انگلستان میں بسر نہیں ہوگا۔ یار دوست تھے کہ مانتے ہی نہیں تھے کہ میں واقعی روانہ ہو رہا ہوں۔ کہتے تھے کہ جب تک جہاز پر سوار نہ ہو جاؤ ہمیں اعتبار نہیں آئے گا، خیر وہ وقت آ ہی گیا آخر کار ملاقاتوں کا سلسلہ کوئی ہفتہ بھر پہلے ہی سے شروع ہو چکا تھا کسی نے آہ بھر کر اور کسی نے مسکرا کر، کسی نے رو کر اور کسی نے ہنس کر الوداع کہا، جب ساڑھے نو بجے صبح وکٹوریہ سٹیشن سے گاڑی نیو ہیون کی طرف روانہ ہوئی اور گاڑی کی کھڑکی سے ہاتھ ہلانے کا مرحلہ ختم ہوا تو میں نے اپنی سیٹ پر بیٹھ کر اپنے سوٹ کیس کی طرف نگاہ ڈالی جس کے ایک سرے پر فیتے کے ساتھ دو چھوٹے چھوٹے پہیے لگے ہوئے تھے، اس بکس اور ان پہیوں کو میرے ساتھ یورپ کے چھ ممالک میں گھومنا تھا فرانس، بلجیم، ہالینڈ جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور اٹلی، قلیوں کے ساتھ جرح و قدح سے بچنے کے لئے میں نے انہیں اپنا ہمسفر بنایا تھا، خدا بھلا کرے اس پورٹیبل پورٹر کا جس نے مجھے اس سفر میں بہت سی ذہنی اور مالی پریشانیوں سے بچا لیا، سوٹ کیس کے نزدیک ایک دو اور پیکٹ پڑے تھے جن کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں تھی، خیال تھا کہ جرمنی میں جا کر ایک سستا سا سوٹ کیس اور خرید لوں گا اور ان اشیاء کو اس میں ڈال دوں گا، باقی سامان میں نے لندن سے براہ راست اٹلی کی بندرگاہ جینوا بھجوا دیا تھا جہاں سے مجھے جہاز پر سوار ہونا تھا۔

لندن سے فرانس کے ساحل تک

انگلستان سے فرانس جانے کے لئے مختلف راستے ہیں، انگلستان کی بندرگاہ ڈوور سے کیلے یا ڈنکرک جا سکتے ہیں، ساؤتھ ہمپٹن اور فوک سٹون سے فرانس تک پہنچنے کا بھی راستہ ہے، لیکن مجھے نیوہیون سے آبنائے برطانیہ پار کر کے ڈیپ پہنچ کر پیرس جانا تھا۔ جب گاڑی نیوہیون کے قریب پہنچی، تو ٹکٹ پاسپورٹ اور سامان چیک کرنے والے آ گئے۔

وکٹوریہ سے نیوہیون تک ایک گھنٹہ دس منٹ کا راستہ تھا، نیوہیون پر اتر کر ہم ایک چھوٹے سے سٹیمر پر سوار ہو گئے جس کو جہاں جگہ ملی سامان رکھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے بھی اپنا سوٹ کیس اور پیکٹ ایک جگہ رکھ کر جہاز کے حدود اربعہ کا جائزہ لیا۔ آسمان کچھ کچھ بادلوں سے گھرا ہوا تھا۔ اگر بارش آ جاتی تو پھر کہاں ٹھکانا ہوگا۔ اندر باہر سب لوگ گھبرائے ہوئے تھے میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ لوگ باہر تازہ ہوا میں بیٹھنے کی بجائے یہاں آ کر کیوں فروکش ہو گئے ہیں، میں نے بہرحال عرشہ پر موجود رہ کر سمندر کی بڑھتی، اچھلتی اور بل کھاتی ہوئی لہروں کا تماشا دیکھا، کچھ بگلے جہاز کے قریب منڈلا رہے تھے، جن کی طرف لوگ ڈبل روٹی کے ٹکڑے پھینک رہے تھے۔ میں نے بھی اپنا حق جتانے کی خاطر اپنا رین کوٹ اور مفلر ایک جگہ رکھ چھوڑا تھا، جب واپس آیا تو وہ سب حصہ مسافروں سے بھر چکا تھا اور مجھے اپنا رین کوٹ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن جب غور سے دیکھنے پر مجھے اس کا ایک کونہ نظر آیا تو میں آہستگی سے اس کی طرف بڑھا، میرے بشرے پر اپنی نشست کی ملکیت کے آثار دیکھ کر وہاں نزدیک ہی بیٹھی ہوئی خاتون نے مسکرا کر کچھ جگہ چھوڑ دی میں شکریہ کہہ کر بیٹھ گیا اور موسم کے متعلق ایک دو باتیں کر کے خاموش ہو رہا۔ ۱۸ اپریل کو ایسٹر تھا اس لئے کثرت سے لوگ رخصتیں گذارنے فرانس اور دوسرے علاقوں کو جا رہے تھے۔ سکول کی ایک دو پارٹیاں بھی جہاز پر سوار تھیں، ایک خاصہ ہنگامہ بپا تھا۔ میں خاموش بیٹھا انگلستان کی سرزمین کو آخری بار دیکھ رہا تھا۔ ہر بڑے سفر سے پہلے مجھ جیسے لوگوں کی شخصیت کے دو حصے ہو جاتے ہیں، دل و دماغ کہیں اور جسم کہیں رہتا ہے کچھ حصہ ایک دنیا میں اور کچھ دوسری دنیا میں، جس کے باعث ذہنی اور جسمانی طور پر ایک عجیب کسلان پیدا ہو جاتا ہے گذشتہ چند روز سے طبیعت اسی الجھن کا شکار تھی۔ جب آدھ گھنٹہ بعد قریباً سوا گیارہ بجے جہاز نے لنگر کھینچ کر فرانس کی جانب حرکت شروع کی تو میں نے قریب لوہے کے جنگلے کو مضبوطی سے پکڑ لیا جیسے میں انگلستان کے ساحل کو بھی کھینچ کر اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا، لیکن جہاز گڑگڑاتا ہوا آہستہ آہستہ چلتا رہا، اوپر فضا میں سمندری بگلے زور زور سے چیخ رہے تھے لوگ ہاتھ اور رومال ہلا ہلا کر ساحل پر کھڑے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو الوداع کہہ رہے تھے۔

جب انگلستان کا ساحل نظروں سے اوجھل ہونے لگا تو میں نے آخری بار اسے خدا حافظ کہہ کر فرانس سے متعلق ٹورسٹ ایجنسیوں کے دیئے ہوئے پمفلٹ نکال کر دیکھنے شروع کئے لہروں میں تیزی کے باعث جہاز کچھ ڈول رہا تھا۔ اور طبیعت متلانے لگی تھی۔ عرشہ پر اب لوگوں کا وہ ہجوم نہ رہا تھا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر جہاز کے جنگلے کا سہارا لیکر کھڑا ہو گیا، کچھ وقت اس طرح کاٹا، لیکن ڈیپ پہنچنے کو ابھی دو گھنٹے مزید باقی تھے۔ خیال آیا اگر نیچے لاؤنج میں کہیں کرسی پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر سکوں تو شاید وقت آسانی سے گذر جائے جب نیچے آیا تو دیکھا کہ بہت سے لوگوں کی حالت مجھ سے بھی زیادہ خراب تھی مجھے اس بات سے کچھ اطمینان ہوا۔ ایک نشست خالی دیکھ کر آہستہ سے وہاں بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں، اور جی میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ اس سے زیادہ طبیعت خراب نہ ہو۔

مسافروں میں افراتفری کا شور سن کر میری بھی آنکھیں کھلیں ڈیڑھ گھنٹہ کس قدر جلد گذر گیا تھا اور اب ہم فرانس پہنچنے ہی والے تھے، لوگ اوپر کی طرف بھاگے جا رہے تھے میں نے بھی اپنا رین کوٹ سنبھال کر عرشہ کا رخ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ہر شخص کولمبس کی طرح سب سے پہلے زمین کو دیکھنا چاہتا تھا۔ میری طرح بہت سے لوگوں نے پہلی بار بحری سفر اختیار کیا تھا، جہاز نے اپنی رفتار آہستہ کر دی تھی، بندرگاہ کی عمارت اور دیگر جہازوں کے مستول دور سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے اوپر جا کر پہلے اپنے سوٹ کیس کو دیکھا کہ محفوظ پڑا ہے یا نہیں۔

"السلام علیکم" اور میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک مصری نوجوان میری طرف دیکھ رہا تھا۔ "وعلیکم السلام" میں نے جواباً کہا اور سوچنے لگا کہ اس شخص کو کہیں دیکھا تو ہے لیکن یاد نہیں پڑتا کہاں۔ خیر اس نے میری اور میں نے اس کی مزاج پرسی کی، ایک دوسرے سے لندن کا حال اور سفر کی غرض و غایت پوچھی۔ یہ صاحب بھی میری طرح پیرس جا رہے تھے، لیکن ان کی مدت قیام پندرہ روز تھی اور مجھے صرف تین یوم ٹھہرنا تھا۔ چلو ایک صاحب تو واقف نکل آئے گو ابھی تک دماغ پر انتہائی زور دینے کے باوجود کچھ یاد نہیں پڑتا تھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ انہوں نے کچھ ماہ رمضان کے متعلق امور دریافت کئے، کیونکہ وہ رمضان سے قبل لندن واپس جانا چاہتے تھے۔ انگلستان میں روزہ اٹھارہ انیس گھنٹے کا ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ اپنے اجتہاد سے کام لیکر بارہ گھنٹے کا روزہ بنا لیتے ہیں (جرمنی میں بھی کچھ انڈونیشین لوگ اسی پر عمل کرتے ہیں) خیر اسی قسم کی تھوڑی بہت گفتگو کے بعد وہ اپنے دیگر دوستوں میں جا کر شریک ہو گئے جو نزدیک ہی کھڑے فرانس کا ساحل دیکھنے پر مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔

جہاز ابھی بندرگاہ پر پورے طور پر لنگر انداز نہیں ہوا تھا کہ فرانسیسی قلیوں نے دھاوا بول دیا۔ "پورتر" "پورتر" (قلی۔ قلی) کیونکہ ہر ایک کے سر پر سوار ہو رہے تھے، اور مجھے یک لخت محسوس ہوا کہ ایک ایسی دنیا میں آ گیا ہوں جہاں لوگوں کے کلچر اور تہذیب کے اقدار مختلف ہیں۔ خیر اتنا غنیمت تھا کہ سامان کی کھینچا کھانچی نہیں ہو رہی تھی۔ ایسا منظر نہیں تھا کہ ایک قلی ایک طرف

سامان اُٹھا کر چل دیا ہے اور دوسرا دوسری طرف آپ کا بیگ لئے بھاگا جا رہا ہے، ایسا واقعہ کراچی ہی میں پیش آیا۔ لیکن عمر دراز ہو میرے "پورٹیبل پورٹر" کی مجھے ان فرانسیسی قلیوں کا منت کش احسان نہ ہونا پڑا۔

کچھ وقت کے بعد گاڑی میں اپنی ریزرو شدہ سیٹ مل گئی، پاسپورٹ اور ٹکٹ چیک کرنے والے کلرک آ دھمکے۔ قدم قدم پر ان سے واسطہ پڑتا تھا۔ گاڑی جب روانہ ہوئی تو میں نے کتاب نکال کر فرانسیسی سکہ کے ریٹ دیکھے، تقریباً ۹ سو فرانک کا ایک پونڈ بنتا تھا۔ پچاس فرانک کا ایک شلنگ یا آٹھ آنے بس یہ موٹا حساب ٹھیک تھا، زیادہ الجھن میں کیا پڑنا تھا جب کسی چیز کے خریدنے کی ضرورت محسوس ہوتی تو جلدی جلدی فرانکوں کو شلنگوں میں تبدیل کر کے اسے خریدنے کا فیصلہ کر لیتا، کسی جگہ ہوٹل میں کھانا کھانے بیٹھ گئے تو بل ادا کرتے وقت چھ سو فرانک سن کر ایک دفعہ تو جان ہی نکل جاتی تھی ایسے جیسے کسی نے چھ سو روپے کہہ دیئے ہوں۔ لیکن پھر جب حساب لگا کر یہ معلوم ہوتا کہ کوئی بات نہیں صرف بارہ یا تیرہ شلنگ بنتے ہیں تو کچھ سکون ہوتا، اور بڑھے ہوئے بلڈ پریشر میں کمی واقع ہوتی۔ لندن سے چلتے وقت میں نے ایک ہزار فرانک تھامس کک والوں سے بدلا لئے تھے۔ خیر آج دن اور رات کے لئے کافی ہوں گے، کل سفری چیک تڑواؤں گا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب پیرس کے سٹیشن پر لینے آئے ہوں گے اگر ضرورت پڑی تو ان سے لے لوں گا، خدا کرے وہ آ جائیں ورنہ بڑی مشکل ہوگی، اس تھوڑے سے عرصہ ہی میں یہ محسوس ہو گیا تھا کہ انگریزی سے اس ملک میں زیادہ کام نہیں چلے گا۔

مولوی دوست محمد صاحب نے اڑھائی سال قبل لاہور سے چلتے وقت ایک چھوٹی سی کتاب دی تھی جس میں انگریزی سے فرانسیسی زبان میں روزمرہ کے استعمال کے فقرہ جات مع تلفظ کے درج تھے۔ اب اس اجنبی ملک میں خدا کا یا اس کتاب کا سہارا تھا کچھ ضروری الفاظ اور فقرے یاد کرنے شروع کر دیئے۔ مرسی بیاں۔ شکریہ۔ سیتیل وُ وپلے۔ مہربانی فرماکر پارلے وُو انگلیس۔ کیا آپ انگریزی بولتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی پیرس کی طرف جا رہی تھی۔

پیرس میں ورود

شام کے چھ بج کر پچیس منٹ پر گاڑی پیرس کے اسٹیشن سینٹ لزار میں داخل ہوئی۔ میں نے پلیٹ فارم پر اتر کر دس، پندرہ منٹ انتظار کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ خیر ہمت کر کے اپنے سوٹ کیس کو کھینچتا ہوا پلیٹ فارم سے باہر نکل آیا۔ وہاں بھی ڈاکٹر صاحب موجود نہیں تھے۔ اب تو خود ہی ٹیکسی لے کر ان کے قیام گاہ تک پہنچنا تھا۔ لیکن معلوم نہیں انہوں نے کس ہوٹل میں انتظام کر رکھا تھا یا کیا بھی تھا یا نہیں۔ یا شاید انہیں آخری خط ہی نہیں ملا، بس اسی قسم کے خیالات دل میں اُٹھ رہے تھے، اور میں اپنا سوٹ کیس ایک طرف رکھ کر یونہی کچھ سوچے جا رہا تھا۔ کچھ دیر اور یہیں انتظار کر لو شاید ڈاکٹر صاحب مجھے ڈھونڈتے ہوئے کہیں اس طرف آ نکلیں، لیکن اب تو سب مسافر بسوں اور ٹیکسیوں پر سوار ہو کر جا چکے تھے۔ ایک گاڑی کسی اور طرف سے آئی تھی اس کے مسافر آ رہے تھے۔ اب مجھے بھی کوئی عملی قدم اٹھانا چاہئے تھا ورنہ کتنی دیر تک اس جگہ بیٹھ کر انتظار کی گھڑیاں گنتا کہ

اک ایسی راہ پہ جو تیری رہگذر بھی نہیں

ایک ٹیکسی والے کو اشارے سے بلایا۔ پہلے تو اس نے فرانسیسی میں گفتگو شروع کی پھر جرمن میں، پھر فوراً ہی کہنے لگا آپ انگریزی بولتے ہیں، میں نے کہا ہاں۔ "کہاں جائیں گے" "نمبر ۴ ریو دے تورناں" میں نے کہا۔

"بیٹھئے۔"

"کیا لوگے؟"

"آٹھ سو فرانک"

"یہ تو بہت زیادہ ہیں"

"نہیں صاحب جگہ بہت دور ہے۔ میں نے آپ سے زیادہ نہیں مانگے۔ چلئے آپ کا سامان رکھ دوں۔"

میں نے زیادہ تکرار مناسب نہ سمجھی۔ میری جیب میں ایک ہزار فرانک کا نوٹ تو تھا ہی، آٹھ سو اس کو دے دوں گا اور کچھ تھوڑا سا ٹپ (بخشش) بس کام بن جائے گا۔

یہ ٹپ دینے کا رواج بھی فرانس میں دوسرے کم نہیں۔ انگلستان میں تو بل کا دس فیصدی دے دو تو انشاء اللہ خیر سلا۔ کچھ کم بھی ہو تو کوئی ناک منہ نہیں چڑھاتا۔ لیکن یہاں تو قدم قدم پر ٹپ ادا کرنا پڑتا ہے، شرح بھی زیادہ ۱۲ سے ۱۵ فیصد تک، ہوٹل میں جن جن لوگوں سے آپ کو واسطہ پڑتا ہے ان کو ٹپ، سینما میں جو لڑکی آپ کو بیٹھنے کے لئے سیٹ دکھائے اسے بھی ٹپ، ناواقف آدمی یا زیادہ بخشش کر دیتا ہے یا کم۔ بہرحال ہر ملک میں ٹپ کا رواج مختلف ہے، اس لئے اس کے متعلق قبل از وقت واقفیت حاصل کرنا مفید ہی رہتا ہے، اور انسان خواہ مخواہ بیوقوف بننے سے بچ جاتا ہے، لیکن مسافر آخر مسافر ہوتا ہے کہیں نہ کہیں بیوقوف بن ہی جاتا ہے۔ اب اس ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ کو ہی لے لیجئے۔ اب بھی مجھے خیال آتا ہے تو دانت پیس کر رہ جاتا ہوں کمبخت نے اڑھائی سو فرانک کی بجائے ... فرانک مجھ سے وصول کر لئے تھے، مجھے غصہ تو آیا لیکن کیا کرتا، بس ٹپ کے لئے اس کو فرانک تک زائد نہیں دیا اور "مرسی بیاں" کہہ کر اس کو چلتا کیا۔

زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

جس جگہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب رہتے تھے وہاں مجھے ایک خاتون مل گئیں جو اتنی ہی انگریزی جانتی تھیں جتنی مجھے فرانسیسی زبان سے واقفیت تھی، خیر وہ منشاء تو سمجھ گئیں کہ میں ڈاکٹر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں، وہ مجھے سیڑھیاں چڑھاتی دوسری (تیسری) منزل پر لے گئیں اور ڈاکٹر صاحب کا کمرہ دکھا کر دستک دینے کو کہا اور خود دوسری طرف چلی گئیں۔ لیکن جب گھنٹی بجانے اور دستک دینے پر بھی کوئی جواب نہیں ملا تو میں نے پھر برآمدے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خاتون پھر نکل آئیں میں نے اشارہ سے اپنی ناکامی کا اظہار کیا، وہ مجھے اشاروں ہی اشاروں میں بتانے لگیں کہ میں ایک رقعہ لکھ کر ان کے نام چھوڑ جاؤں وہ انہیں پہنچا دیں گی۔ لیکن میرا مطلب تو اس سے حل نہیں ہوتا تھا۔ میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ انہوں نے کس ہوٹل میں میرا انتظام کر رکھا تھا تاکہ میں وہاں جا کر اپنا سامان رکھ سکوں۔ لیکن اتنی بڑی بات کو سمجھانے کے لئے باوجود تلاش کے مجھے اپنی فرانسیسی پاکٹ بک سے کوئی فقرہ نہیں مل سکا۔ اگر ملا تو یہ کہ "میں ہوٹل جانا چاہتا ہوں" ہوٹل اس خاتون نے کہا، اور فوراً میرے ساتھ کسی ہوٹل پر چلنے پر رضامند ہو گئیں۔ لیکن میں نے پھر نفی میں سر ہلایا۔ جس پر وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہو کر میرے منہ کو دیکھنے لگیں، مجھے اس پر بے اختیار ہنسی آ گئی۔ اب

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

میں نے دل میں کہا چلو اب کسی ہوٹل ہی میں جا کر سامان رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو پھر مل لیں گے۔ "ہوٹل" میں نے اس انداز سے کہا کہ وہ سمجھ گئیں کہ میں اب ہوٹل جانے پر رضامند ہو گیا ہوں، ہم سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے تو سامنے سے ڈاکٹر حمید اللہ آ رہے تھے۔ میں نے اس خاتون کو بڑے نیازمندانہ انداز میں "مرسی بیاں مادام مرسی بیاں" کہا اور ڈاکٹر صاحب کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ وہ مجھے سٹیشن سے ڈھونڈھ کر واپس آ رہے تھے۔

انہوں نے قریب ہی "ہوٹل رائل دے کونڈے" میں میرا انتظام کر رکھا تھا۔ سامان لیکر وہاں پہنچے اور ایک کمرہ میں رکھوا دیا۔

پہنچے منزل پہ تباہی کا گلہ جاتا رہا

پیرس کو آسانی سے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصہ وہ جہاں سیر بین و تماشابین حضرات یا دوسرے لفظوں میں ٹورسٹ تشریف لاتے ہیں، دوسرا حصہ وہ جہاں فرانسیسی رہتے ہیں، ان دو حصص کا صحیح صحیح تعین بڑا مشکل ہے۔ لیکن دونوں دنیائیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ پیرس کے ٹورسٹ والے حصہ میں انگریزی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ وہاں ہر شئے کی قیمت گراں ہے ان کی تجارت کا دار و مدار ہے سیاحوں کی آمد اور ان کی خوشنودی پر، دوسرے حصہ کی گلیوں کی رونق آنکھوں کو خیرہ نہیں کرتی، لوگ انگریزی بھی زیادہ نہیں سمجھتے۔ بس سر جھکائے زندگی کی جد و جہد میں مصروف رہتے ہیں۔ سیدھے سادے اور حلیم الطبع انسان ہیں۔ میں جس جگہ ٹھہرا تھا وہ علاقہ اسی قسم کا تھا۔

پانچ دس منٹ آرام کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ گشت کے لئے ہوٹل سے باہر چلا آیا۔ کیفے اور ہوٹل والوں نے اپنی اپنی کرسیاں نکال کر فٹ پاتھ پر رکھی ہوئی تھیں جہاں لوگ بیٹھے چائے، کافی یا شراب پی رہے تھے۔ سڑک کو پار کرتے وقت سخت الجھن پیدا ہوتی تھی۔ موٹریں اور بسیں بائیں طرف کی بجائے دائیں طرف چلتی تھیں، ابھی طبیعت اس قسم کے ٹریفک سے مانوس نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے جب کبھی سڑک کو پار کرنا ہوتا تو آنکھیں دائیں طرف کو دیکھنے لگتیں اور بڑی سڑکوں پر ٹریفک کا ہجوم بھی بے حد تھا۔ آنکھیں ذرا زیادہ کھول کر چلنا پڑتا تھا، زمین پر قدم ٹھیک طرح جمنے نہیں پاتے تھے، خیر اسی طرح ادھر ادھر گھومتے رہے چالیس فرانک کے کچھ بسکٹ خریدے۔ جب ہم چلتے چلتے تھک گئے تو "ناترے دیم" کے قریب ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔ "ناترے دیم" پیرس کا ایک بڑا خوبصورت گرجا ہے، سامنے پیرس کے زندگی سے بھرپور بازار نظر آ رہے تھے۔ میں نے جو بسکٹ لیے تھے...

رفتارِ عالم

انقرہ - ۱۳ جون - مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے کل رات عازم استنبول ہونے سے پیشتر اخبار نویسوں کو بتایا کہ پاکستان مصر کے قومی مطالبات کی پوری حمایت کرتا رہے گا۔ پاکستان شروع ہی سے مصری عوام کی قومی امنگوں کی تکمیل کا حامی ہے۔ پاکستان چاہتا ہے کہ مصر کے علاقے میں مصری عوام کو پوری خود مختاری حاصل ہو سارے ممالک عربیہ سے پاکستان کو پوری طرح ہمدردی ہے، مشرق وسطیٰ کی دفاعی تنظیم کے بارے میں جن لوگوں کو اختلاف ہے ان کی رائے کا پورا احترام ہونا چاہیئے۔

کوالالمپور - ۱۳ جون - ملایا کے سب سے زیادہ طاقتور متحدہ سیاسی گروپ نے آج اعلان کیا ہے۔ کہ اس نے اپنے تمام ارکان کو وفاقی حکومت میں شرکت سے دستبردار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مذکورہ گروپ دائیں بازو کی متحدہ قومی تنظیم اور ملایا چینی ایسوسی ایشن پر مشتمل ہے، یہ دونو جماعتیں ملایا کے لئے خود مختاری کی طالب ہیں۔

کراچی - ۱۳ جون - سندھ میں ۶۰ ہزار ایکڑ اراضی کو ٹریکٹروں کے ذریعہ ہموار کیا جا رہا ہے تاکہ ان میں کاشت کی جا سکے حکومت نے اس سلسلہ میں کاشتکاروں کو نفع کے بغیر ٹریکٹر دینے کا فیصلہ کیا ہے، صوبائی حکومت کی طرف سے درخواست کی گئی ہے کہ صوبے کے لئے ٹریکٹروں کے استعمال کے سلسلے میں حیدرآباد میں ایک سکول کھول دیا گیا ہے جہاں نوجوانوں کو ٹریکٹروں کے استعمال کی تربیت دی جائے گی۔

ڈھاکہ - ۱۳ جون - مشرقی بنگال میں فضل الحق کی وزارت کی برطرفی اور گورنر راج کے قیام کے بعد سے نئے چیف سیکرٹری مسٹر این ایم خان کو مرکز کے اس اقدام اور نئی حکومت کے قیام پر مبارکباد کے خطوط اور تاریں کثیر تعداد میں موصول ہوئی ہیں۔

ان تمام تاروں اور خطوط میں ایک ہی چیز پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ مشرقی بنگال تباہی کی طرف جا رہا تھا۔ صوبہ میں لاقانونیت اور بدنظمی کا دور دورہ تھا نظم و نسق کا شیرازہ بکھر چکا تھا، پولیس اور دیگر محکموں کے حوصلے پست ہو چکے تھے اور ان سب پر مستزاد یہ کہ کیمونسٹ اور دیگر تخریبی عناصر نہ صرف مشرقی بنگال بلکہ پورے پاکستان کی سلامتی اور بقا کے لئے زبردست خطرہ بنتے جا رہے تھے ان حالات میں دفعہ ۹۲ الف کے بروقت نفاذ اور میجر جنرل سکندر مرزا کی بحیثیت گورنر تقرری صوبہ کے لئے ایک نعمت ثابت ہوئی ہے اور اسے تباہی سے بچا لیا گیا ہے۔

نیویارک - ۱۳ جون - نیویارک میں عورتوں اور کمسن لڑکیوں پر مجرمانہ حملوں اور قتل کی وارداتوں کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ وہاں کے اخبارات، پولیس اور عدالتوں نے بیک آواز اس کے خلاف چیخ پکار شروع کر دی ہے اور ان اخلاق سوز جرائم کے انسداد کا مطالبہ شروع کر دیا ہے۔

کراچی - ۱۳ جون - پاکستانی ریلوں نے ۱۳ مئی ۱۹۵۴ء کو ختم ہونے والے گیارہ دنوں میں ایک کروڑ بائیس لاکھ روپے کمائے۔ موجودہ مالی سال (یکم اپریل ۱۹۵۴ء) کے آغاز سے اب تک کی کل آمدنی کا اندازہ سات کروڑ چوالیس لاکھ ہے۔ ان گیارہ دنوں میں تقریباً ۲۹۹۶۸ ویگن بھیجے گئے ان دنوں میں کل ۴۰۵۹۲۷ ٹن سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا گیا۔

ماسکو - ۱۳ جون - روس کی سائنس کانگرس کے ایک ممتاز رکن نے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ روسی سائنسدان ایک مصنوعی سیارہ تیار کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں جو چاند کی طرح زمین کے گرد گھومے گا۔ اس سیارے میں انسان آباد کئے جائیں گے۔ سیارے کو چاند تک پہنچنے کا ایک اڈہ قرار دیا جائے گا۔

کراچی - ۱۳ جون - لندن چیمبر آف کامرس کا امتحان برائے ۱۹۵۴ء (خزاں) کراچی میں ۲۵ نومبر کو شروع ہو گا، امتحان میں شرکت کے لئے منظور شدہ فارموں پر درخواست انسپکٹر تعلیم بولٹن مارکیٹ کراچی کے نام ۱۲ جولائی تک بھیج دی جائے۔

شیخوپورہ - ۱۳ جون - ڈسٹرکٹ بورڈ شیخوپورہ نے پنجاب کے مختلف فنی کالجوں میں تعلیم پانے والے ضلع کے طلباء کے لئے ۲۵ روپے ماہوار کے سات مختلف وظائف منظور کئے ہیں۔ ان میں سے ایک ہیلی کالج آف کامرس لاہور، دو میکلیگن انجنیرنگ کالج لاہور، ایک رسول انجنیرنگ کالج، ایک زراعتی کالج لائلپور اور دو وٹرنری کالج لاہور کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں اس کے علاوہ بورڈ نے پنجاب پبلک لائبریری کو سو روپے سالانہ چندہ دینے کا بھی فیصلہ کیا ہے

لائلپور - ۱۳ جون - معلوم ہوا ہے کہ لائلپور پولیس نے نیاز محمد نامی ایک شخص کو جو دیوی منڈر گوجرانوالہ کا رہنے والا ہے زیر دفعہ ۳۶۳-۳۶۸ ت پ گرفتار کر لیا ہے۔ اس پر الزام یہ ہے کہ وہ چھوٹے بچوں کو اغوا کر کے انہیں بھیک مانگنے پر مجبور کرتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ نیاز محمد نے مبینہ طور پر محمد یونس کو شاہدرہ، محمد صادق کو گوجرخان اور قربان شاہ کو گجرات سے اٹھایا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس شخص کے ساتھ اس قسم کی وارداتیں کرنے والا پورا ایک گروہ شامل ہے۔

کراچی - ۱۳ جون - "سفینہ نصرت" ایک ہزار اکتالیس زائرین بیت اللہ شریف کو لے کر عازم جدہ ہو گیا اس میں ڈاکٹروں کا ایک وفد بھی سوار ہے جو حج کے دنوں میں پاکستانی حاجیوں کی طبی دیکھ بھال کرے گا۔ زائرین کا یہ تیسرا جہاز ہے جو کراچی سے روانہ ہوا ہے۔

کولمبو - ۱۳ جون - حکومت لنکا نے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ لنکا میں آباد رجسٹرڈ پاکستانیوں اور بھارتیوں کی نمائندگی کے لئے ایک انتخابی علاقہ قائم کر دیا جائے۔ جس سے (ایوان تخت کے لئے چار نمائندے منتخب ہوا کریں۔ (اپ پ)

کوئٹہ - ۱۳ جون - بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان نے سردار بہادر خاں ریلوے سینی ٹوریم کے دوسرے حصے کی تعمیر کے لئے آٹھ لاکھ روپے کی رقم منظور کی ہے۔ تعمیر کے دوسرے حصے میں مریضوں کے وارڈوں کی عمارت جس میں ۷۵ نئے بستر ہوں گے۔ مریضوں کا ریسٹ ہاؤس، کھانے کا کمرہ اور تفریح کا ایک کمرہ شامل ہے، جس میں پروجیکٹر بھی نصب ہوگا۔ امید ہے کہ اس حصے کی تعمیر کا کام عنقریب شروع ہو جائے گا۔ تعمیر کے پہلے دور پر ۱۶ لاکھ کے قریب خرچ آیا تھا۔

واشنگٹن - ۱۳ جون - مسٹر نکسن نائب صدر جمہوریہ امریکہ نے ایک بیان میں کہا کہ اس وقت عالمی امن کے لئے صرف ایک خطرہ ہے اور اس خطرے کی تشریح یوں کی جا سکتی ہے کہ کیمونسٹ ملک دنیا کو تہ و بالا کرنے کی سازش کر رہے ہیں جن کا مرکز ماسکو میں قائم ہو چکا ہے آپ نے کہا کہ اس سلسلے میں امریکہ کی پالیسی واضح ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ ہتھیار ڈالے بغیر امن قائم ہو۔ امریکہ کو قیام امن کی پوری جد و جہد کرنی چاہیئے اور کسی صورت میں کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے، آپ نے اعتراف کیا کہ امریکہ تنہا دنیا میں امن قائم نہیں کر سکتا، اور کہا کہ امریکہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسرے ملکوں کو دوست اور ہم خیال بنائے۔

مظفرآباد - ۱۳ جون - حکومت آزاد کشمیر کے صدر کرنل شیر احمد خاں نے برما کشمیر فریڈم لیگ کے قیام کے لئے برما کے عوام کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس لیگ کے قیام کا مقصد اہل کشمیر کے حق خود ارادیت کے لئے برما میں رائے عامہ کو منظم کرنا ہے۔ ایشیائی سوشلسٹوں کی کانفرنس میں پاکستان ہندوستان اور کشمیر میں کمیشن بھیجنے کا جو فیصلہ کیا گیا ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کرنل شیر احمد خان نے کہا "یہ فیصلہ اس امر کا ثبوت ہے کہ تنازعہ کشمیر کے خطرناک عواقب کا احساس بڑھتا جا رہا ہے اور دنیا میں رائے عامہ کشمیر میں بھارت کی ہٹ دھرمی کے خلاف ہوتی جا رہی ہے۔

پیغام صلح ۱۶ جون ۱۹۵۴ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور

فون نمبر ۳۷۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ہست او خیر الرسل خیر الانام

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۷

جواہر پارے
امانت کے متعلق

قرآن مجید سے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہْلِہَا ۙ وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا

(النساء ع ۸ پارہ ۵)

مسلمانو! اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت (رکھنے) والوں کی امانتیں (جب مانگیں) ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑے فیصل کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ جو تم کو نصیحت کرتا ہے وہ (تمہارے حق میں) بہت اچھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

حدیث سے:

عن انس قال قلما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے ہمیں بہت کم ایسا خطبہ سنایا جس میں نہ فرمایا ہو کہ جو امانت دار نہیں اس کا کچھ ایمان نہیں، اور جسکے پاس عہد نہیں اس کا کچھ دین نہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مؤمن ولا ینتھب نھبۃ یرفع الناس الیہ ابصارھم حین ینتھبھا وھو مؤمن ولا یغل احدکم حین یغل وھو مؤمن فایاکم ایاکم۔ (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ زانی جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت مومن نہیں رہتا، اور چور چوری کرنے کے وقت مومن نہیں رہتا، اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا، اور اُچکا جس وقت کوئی چیز اچک لیتا ہے اور لوگ اسے دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں مومن نہیں رہتا، اور لوگوں کی امانتوں میں خیانت کرنے والا خیانت کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ لوگو اپنے تئیں ان گناہوں سے دُور رکھو — اپنے تئیں دُور رکھو۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادّ الامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من خانک۔

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا جس نے تجھے امانت دی ہے اسے اس کی امانت ادا کر اور جس نے تیری خیانت کی ہے تو اس کی خیانت نہ کر۔

استقامت

حضرت امام الزمان کا ارشادِ گرامی

استقامت ایک ایسی چیز ہے کہ کہتے ہیں الاستقامت فوق الکرامت حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر حالانکہ خواب کی تعبیر اور تاویل بھی ہو سکتی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت اور ایسی استقامت ہے کہ یہ حکم پاتے ہی معاً تعمیل کے واسطے تیار ہو گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آج کل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مرجاوے۔ تو خدا تعالیٰ کی نسبت ہزار شکوک پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور شکوہ و شکایت کے لئے زبان کھولتے ہیں لیکن ایک ابراہیم ہے کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو تیار ہو گیا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ایسے آدمیوں کے کلمات طیبات قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کو ذریعہ دُعا اور ان کے کپڑوں کو متبرک قرار دیا جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ مومنوں کا ابتلاء رنگ انعام ہو جاتا ہے۔ اور اس سے عوام کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۳ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اُٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی فراخ دلی، استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ ملتا ہے کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ مگر اس کو ذرہ بھی جنبش نہیں دے سکتے وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لحظہ سست اور غمگین نہیں ہوا، وہ مشکلات اسکے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است ؛ خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش ؛ در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم ؛ یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است

ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

(مسیح موعود)

صرف ایک دلیل

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ نبوت سے قبل صادق اور امین کے معزز القاب سے مشہور و معروف تھے۔ سرزمین عرب کا ہر ذرہ آپ کی صداقت و امانت، آپ کے تورع و طہارت کا شاہد ناطق تھا، آپ نیکی کے پیکر اور پارسائی کے مجسمہ تھے۔ ہر آنکھ آپ کو عظمت سے دیکھتی اور ہر دل آپ کی محبت سے لبریز تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے دعوٰے نبوت کا اعلان کیا تو لوگ آپ کے مخالف ہو گئے بلکہ جانی دشمن بن گئے اپنے دعوے کی صداقت کے ثبوت میں آپ نے قرآن مجید کے الفاظ میں ایک دلیل دی اور وہ یہ تھی فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون؟ یعنے تم غور نہیں کرتے کہ اپنی عمر کا ایک وافر حصہ میں نے تمہارے درمیان گذارا ہے، کیا کبھی کذب سے میرا دامن ملوث ہوا ہے؟ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہو؟ یا کسی اور بدی کا ارتکاب کیا ہو؟ اور اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو خود غور کر لو کہ میں نبوت کا جھوٹا دعوٰے کیونکر کر سکتا ہوں؟ عرب کے اشد سے اشد دشمن بھی اس دلیل کو توڑ نہ سکے اور اس چیلنج کو جھٹلا نہ سکے اور وہ ایسا کیونکر کر سکتے تھے جبکہ وہ جانتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ صادق اور امین انسان ہے کہ جس کے متعلق کذب کا گمان کرنا خود حق و صداقت کی گردن پر چھری چلانا ہے۔

اس زمانہ میں حضور صلعم کے ایک غلام مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی جب مسیح موعود ہونے کا دعوٰے کیا تو یہی چیلنج اپنے مخالفوں کے سامنے رکھا اور کہا کہ کیا کوئی مخالف کوئی ہندو کوئی مسلمان کوئی عیسائی میرے متعلق یہ گواہی دے سکتا ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہو؟ اور اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو خود سوچ لو کہ آج میں خدا پر کیونکر افترا یا کذب کا مرتکب ہو سکتا ہوں؟ اور اس میں کیا شک ہے کہ حضرت اقدس ابتدائے ایام سے ہی نہایت متقی پرہیزگار اور راستباز انسان تھے، آپ کی ساری جوانی قرآن و حدیث کے مطالعہ اور عبادت الٰہیہ میں گذری، آزمائش کے نازک موقعوں پر بھی آپ کا دامن کبھی کسی کذب بیانی سے ملوث نہ ہوا۔ صداقت آپ کا شعار اور حق آپ کا دستور العمل رہا آپ سچوں اور راستبازوں کے سردار تھے۔ جن دنوں میں آپ بسلسلۂ ملازمت سیالکوٹ میں تشریف فرما تھے آپ کا عین شباب کا عالم تھا۔ مولوی سراج الدین احمد مرحوم بانی اخبار "زمیندار" ان ایام میں سیالکوٹ ہی میں تھے اس لئے آپ کو حضرت سے ملنے کا اکثر اتفاق ہوتا تھا۔ حضرت کے وصال پر مولوی صاحب موصوف نے اپنے اخبار زمیندار میں آپ کے متعلق لکھا:۔

"اور ہم چشمدید شہادت کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب جوانی میں بھی نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔"

قادیان کے آریہ مذہباً تو آپ کے سخت مخالف تھے مگر باوجود سخت مخالفت کے وہ حضرت کی نیکی اور راستبازی کے معترف تھے والفضل ما شهدت به الاعداء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو فرقہ اہلحدیث کے مسلمہ لیڈر تھے حضرت کے ہم مکتب تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے دوست اور ایک دوسرے کے پوست کندہ حالات سے واقف تھے، دونوں کو ایک دوسرے کو نہایت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا تھا۔ جب حضرت نے براہین احمدیہ شائع کی تو مولوی صاحب نے حضرت کی بے انتہا تعریف کی اور آپ کو ایک بلند پایہ بزرگ اور ولی اللہ ظاہر کیا۔ حضرت کے دعوٰے مسیح موعود کے اعلان پر مولوی صاحب آپ کے مخالف تو ہو گئے مگر آپ کی نیکی اور راستبازی سے کبھی انکار نہ کیا اور ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ دعوٰے سے قبل ہی حضرت کا دامن ہر عیب سے پاک اور صاف تھا۔ یہ ایک مخالف کی چشمدید شہادت تھی جس کی صداقت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

متعدد بار مخالفین آپ کو عدالتوں میں لے گئے جہاں آپ کے دشمنوں کو ہر موقعہ حاصل تھا کہ آپ کے اگلے پچھلے سب حالات کھول کر رکھ دیں۔ لیکن اشد سے اشد دشمن کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کمزوری پر انگلی رکھ سکے۔ اور شاید ان مقدمات میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہی یہ تھی کہ آپ خوب نکھر کر پہنچ جائیں کہ کذب بیانی تو بہت بڑی بات ہے آپ کا دامن ہر نقص اور ہر عیب سے پاک و صاف ہے۔

اب ہم صاحبان عقل و دانش سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ دلیل ایک وسیع پیمانہ پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آسکتی ہے تو کیا ایک چھوٹے پیمانہ پر آپ کے ایک غلام مسیح موعود پر صادق نہیں آسکتی؟ آسکتی ہے اور ضرور آسکتی ہے تو کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک سچے انسان کو جھوٹا کہہ کر صداقت کا خون کیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے نبوت کا دعوٰے کیا۔ استغفراللہ۔ ایسا کہنے والے یہ نہیں سوچتے کہ کیا مرزا صاحب نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی تبلیغ کی؟ کیا آپ نے قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب کو پیش کیا؟ کیا آپ نے کسی اسلامی حکم کو منسوخ کیا؟ کیا کعبۃ اللہ کو چھوڑ کر کوئی اور قبلہ تجویز کیا؟ کیا اپنے بیعت لینے والوں سے کبھی اقرار لیا کہ مجھ کو نبی تسلیم کرو۔ اور اگر یہ نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر کس منہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کا دعوٰے کیا؟ دعویٰ نبوت آپ کی طرف منسوب کرنے والے آپ کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر خود ہی فیصلہ کریں کہ وہ حضرت کو مدعی نبوت قرار دینے میں کہاں تک حق بجانب ہیں، آپ فرماتے ہیں:۔

"اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین... جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر آئے ہیں۔ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنا دیں۔ ہماری کتاب بجز قرآن کریم نہیں اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوٰے نہیں ہے۔"

(الحکم ۱۷ راگست ۱۸۹۹ء)

پاکستان اور ترکی کے معاہدے کی توثیق

مقام مسرت ہے کہ پاکستان اور ترکیہ کے معاہدے کی توثیق مکمل ہو گئی، اور انقرہ میں باضابطہ طور پر کاغذات کا تبادلہ عمل میں آگیا۔ ترکیہ پارلیمنٹ کے صدر نے وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم ان کی تشریف آوری کے بیحد ممنون ہیں۔ پاکستان اور ترکیہ کا مطمح نظر ایک ہے، ان کے مفاد ایک ہیں اور دونوں امن کے قیام کی راہ پر گامزن ہیں۔ وزیر خارجہ ترکیہ نے کہا کہ یہ معاہدہ مشرق وسطےٰ کے امن اور سلامتی کے لئے پہلا قدم ہے، اس سے دونوں ملکوں کی مزید تعاون کی راہیں کھل جائیں گی، نیز کہا کہ پاکستان سے ترکیہ کے تاریخی رشتے قائم ہیں، اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان رشتوں کو اور بھی مضبوط کیا جائے۔

پاکستان اور بین الاقوامی معاملات

وزیر خارجہ ترکیہ نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ پاکستان نے بین الاقوامی معاملات میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ پاکستان اور ترکیہ کا معاہدہ نہ صرف محبت باہمی اعتماد اور اخوت بلکہ تعلقات بڑھانے کے لئے ہوا ہے بلکہ اسکا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم رہے اور اقوام متحدہ کے اصولوں کی تکمیل کی جا سکے... [illegible]

ووکنگ سے کراچی تک

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

دنیائے اسلام کی حالت

پیرس کی تاریخی عمارتوں سے گفتگو کا رخ دنیائے اسلام کی حالت کی طرف پلٹ گیا، ڈاکٹر صاحب کی رائے میں مسلمانوں میں صحیح لیڈر کا فقدان ہے، اگر انہیں اس وقت ایک صحیح لیڈر مل جائے تو وہ انہیں اس پست حالت سے نکال سکتا ہے، پاکستان کا وجود محض ایک لیڈر کا مرہون منت ہے، مسلم عوام چاہے ناکارہ ہوں اتنے گئے گذرے اب بھی نہیں کہ اگر انہیں کوئی سچا رہبر مل جائے تو اس کا ساتھ نہ دیں۔

میں نے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آج کل آپ کس قسم کی تصنیف میں مشغول ہیں۔

فرمانے لگے: "حضرت نبی کریمؐ کی سیرت فرانسیسی زبان میں لکھ رہا ہوں، کوئی مستند کتاب موجود نہیں"

"کیا پیرس کے لوگ اسلام میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں؟"

"ایک بڑا محدود طبقہ ہے۔ اکا دکا لوگ مسلمان بھی ہیں۔ ایک فرانسیسی ڈاکٹر کا مضمون تو اسلامک ریویو کے لئے آپ کو بھجوایا تھا[1] ۔ کل آپ کی ملاقات ایک فرانسیسی خاتون سے بھی کراؤں گا جنہیں مسلمان ہوئے کچھ عرصہ ہو چکا ہے، اور اب چند روز سے تو انہوں نے تہجد کی نماز بھی شروع کر دی ہے"۔

"ان کے خاوند مسلمان ہیں؟"

"نہیں"

مسلمان خاتون کا نکاح غیر مسلم سے

"کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد اس خاتون کا نکاح فسخ ہو گیا"

"دل تو نہیں چاہتا تھا لیکن فقہا نے ایسا ہی لکھا ہے"۔

میں نے کہا: "حضرت مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کا مسلک تو یہی تھا کہ نکاح باطل نہیں ہوتا۔ اگر ہمارے فقہاء موجودہ حالات سے آگاہ ہوتے تو شاید اس قدر شدت اختیار نہ کرتے"

یورپ میں اس مسئلے کی ایک خاص نوعیت ہے جسے ہم لوگ یہاں رہ کر پورے طور پر محسوس نہیں کر سکتے۔ لڑکیوں کی تعداد تو اس سوسائٹی میں ویسے ہی زیادہ ہے، اسی نسبت سے اسلام قبول کرنے میں ان کی لسبت بھی زیادہ ہے۔ اب ضروری نہیں کہ ہر لڑکی کو شادی کے لئے ایک مسلمان خاوند میسر آ جائے۔ بعض اوقات خاوند تو مل جاتا ہے لیکن مسلمان نہیں ہوتا۔ یہ صورت حال اس کیلئے بڑے ابتلاء کا باعث ہوتی ہے۔ یا تو وہ شادی کے بغیر ساری عمر گذار دے یا پھر اسلام کو چھوڑ دے کیونکہ ہمارے فقہا اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ایک مسلمان لڑکی کسی عیسائی، یہودی، ہندو یا پیروان اہل کتاب میں سے کسی کے ساتھ شادی کرے۔ اور اسلامی حکومت میں اسلام سے ارتداد کی سزا کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ لیکن جب قرآن کی طرف آتے ہیں تو وہ اس مسئلہ پر خاموش ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی کتاب دیلجن آف اسلام میں اس خاموشی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس سے قرآن کا منشاء انکار ہے۔ لیکن خاموشی سے نیم رضامندی کا اظہار بھی تو ہو سکتا ہے۔ بہر حال قرآن نے اسے حرام تو قرار نہیں دیا۔ جب ایک جرمن نرس نے یہ سوال پوچھا تو میں نے اسلامک ریویو کے مارچ نمبر میں اس کا یہی جواب دیا۔ ممکن ہے بعض طبائع کو یہ بات کھٹکے لیکن اس مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جب ووکنگ سے روانہ ہونے لگا تو ایک آئرش مسلمان لڑکی نے مجھ سے پوچھا کہ میں اب آئرلینڈ واپس جا رہی ہوں، جس جگہ میں رہتی ہوں وہاں کوئی مسلمان نہیں، اور میں ہندوستان یا پاکستان نہیں جا سکتی، اب میں کیا کروں کیا بغیر شادی کے ہی تمام عمر گذار دوں۔ میں نے کہا اگر کوئی وسیع الخیال یا توحید پرست عیسائی مل جائے تو اس سے شادی کر لینا اور کوشش کرنا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے۔ کہنے لگی اس بات نے میرے دل کو بہت سکون نصیب ہوا ہے ورنہ میں ایک عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔ تھامس آرنلڈ نے اپنی ایک کتاب پریچنگ آف اسلام میں ایسی بہت سی مسلم خواتین کا ذکر کیا ہے، جن کی شادیاں، چین، منگولیا اور حبشہ کے غیر مسلم شہزادوں سے ہوئی تھیں اور ان شہزادوں نے شادی کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ یا اگر خود اسلام قبول نہیں کیا تو اس کی اولاد مسلمان ہوئی، تعامل اس کے خلاف بھی رہا ہے کہ عورت مسلمان ہوئی تو اس کا نکاح فسخ ہو گیا لیکن یہ وقت کے انفرادی تقاضوں کے باعث تھا۔ ہمیں مسائل پیش آمدہ کے متعلق یہ سوچنا ہے کہ ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔

پیرس کی زمین دوز ریلیں

خیر یہ جملہ معترضہ بیچ میں آ گیا جو زیادہ اندھیرا ہو چلا تھا اس لئے ہم بنچ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ سیڑھیوں سے نیچے اترے اور "میٹرو" پر سوار ہو کر اپنی قیامگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ "میٹرو" فرانس میں زمین دوز ریلوے کو کہتے ہیں۔ لائنیں اتنی گہری نہیں تھیں جتنی انگلستان میں ہیں۔ ساخت کچھ مختلف تھی لندن میں ان گاڑیوں کے دروازے خود ہی کھلتے اور خود ہی بند ہو جاتے ہیں۔ لیکن پیرس میں اگر آپ کو گاڑی سے اترنا ہو تو دروازہ خود دھکیلنا پڑے گا لیکن وہ بند خود بخود ہو جائے گا۔ لیکن زور سے بند ہوتا تھا کہ اگر کسی کا ہاتھ بیچ میں آ جائے تو کچلا جائے۔ لندن میں تو دروازے بند ہوتے ہوتے بھی لوگ گاڑی میں چڑھ جا سکتے۔ دروازے کو پکڑ کر ذرا زور سے پیچھے کی طرف دھکیل دیا تو اندر جانے کے لئے راستہ بن جاتا تھا لیکن یہاں ایسی بات نہیں تھی اول تو ایک دم دروازہ بند ہو جاتا تھا اور اگر آپ نے اس کے ہینڈل کو پکڑ بھی لیا تو اس کے روکنے کے لئے کافی طاقت کی ضرورت تھی، لندن میں تو لوگ گاڑی پر سوار ہونے کے لئے بے تحاشا بھاگتے چلے آتے تھے۔ لیکن یہاں پلیٹ فارم پر گاڑی کے آتے ہی گیٹ کا دروازہ خود بخود بند ہو جاتا تھا۔ جو لوگ پلیٹ فارم پر پہلے آ چکے تھے وہ اطمینان سے سوار ہو جاتے لیکن عین وقت پر پہنچنے والے گیٹ کے باہر ہی کھڑے دیکھتے رہ جاتے۔ اب دوسری گاڑی آئے تو اس پر سوار ہوں۔ بات تو معقول تھی اور اگر ایسے لندن میں رائج کر دیا جائے تو خوب ہو لیکن اگر ایسی کوئی تجویز وہاں پیش ہو تو شاید مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو جائے۔ ایک قوم کو اپنی روایات کے خلاف ایک اچھی بات کو بھی اپنانے میں بھی کس قدر مخالفت سے واسطہ پڑتا ہے۔

پیرس کی ایک شام

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ایک ریستوران کے قریب اپنی قیامگاہ کا اتہ پتہ بتا کر چھوڑ دیا۔ فرمانے لگے کل جمعہ کے وقت ملاقات ہو گی اور پیرس کی مسجد میں چلیں گے۔ اس وقت آپ اس ریستورانٹ میں کھانا کھا لیں۔ جب میں اندر داخل ہوا تو تمام ریستورانٹ دھوئیں سے بھرا پڑا تھا۔ میں ایک خالی سیٹ دیکھ کر بیٹھ گیا اور مینو اٹھا کر اس پر ایک نگاہ دوڑائی۔ ڈیڑھ سو، دو سو، چار سو فرانک ایک ایک ڈش کی قیمت دیکھ کر مجھے ایک دم یاد آ گیا کہ میرے پاس تو صرف ڈیڑھ سو فرانک فرانسیسی سکہ کے جیب میں موجود ہیں اور میں یہاں کھانا کھانے بیٹھ گیا ہوں اب اٹھ کر بھی نہیں جا سکتا تھا۔ جب ویٹرس میرے پاس آئی تو میں نے اسے پونڈ کا ایک نوٹ دکھا کر کہا کہ اس سے کام چل جائیگا۔ بولی نہیں فرانک چاہئیں۔ خیر میں چپکا ہو رہا جی چاہا کہ ایک چائے کی پیالی پر ہی قناعت کی جائے، لیکن مجھے تو بھوک لگ رہی تھی، چائے پی کر نہ نیند اچھی طرح آئے گی اور نہ بھوک کم ہو گی۔ مینو کو پھر اٹھا کر غور سے دیکھا تو سو فرانک پر مچھلی مل سکتی تھی۔ میں نے اس کا آرڈر دے دیا، اور ساتھ ہی ڈبل روٹی کے ایک دو ٹکڑے لانے کے لئے کہا۔ ویٹرس نے ابلی ہوئی مچھلی کا ایک بدشکل ٹھنڈا ٹکڑا لا کر سامنے رکھ دیا جسے دیکھتے ہی بھوک غائب ہو گئی۔ خیر زہر مار کر کے اسے کھایا اور جس قدر فرانک جیب میں تھے ہل کی ٹرے میں رکھ کر ریستوران سے باہر نکل آیا۔ اب تو کوئی ایک بھی فرانک میرے پاس نہیں تھا۔ رات کے ساڑھے نو بجے تھے یہ سوچ کر کہ ابھی زیادہ وقت نہیں ہوا پیرس کی گلیوں میں ایک آدھ گھنٹہ کے لئے چہل قدمی کی ٹھانی۔ پیرس میں یہ میری پہلی رات تھی۔ کبھی میں کسی جگمگاتے ہوئے بازار میں ہوتا اور کبھی مدھم روشنی والی گلیوں میں۔ کبھی فرانسیسیوں کے پیرس میں اور کبھی سیاحوں کے پیرس میں۔ کہیں خوش پوش اور خوش باش لڑکیاں اور لڑکے ایک دوسرے کو تھامے کھڑے نظر آتے ہیں، اور کہیں بوڑھی عورتیں دونوں ہاتھوں میں بھاری تھیلے اٹھائے چلتی نظر آتی ہیں۔ جب دس بج گئے تو مجھے واپس پہنچنے کی فکر ہوئی۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر ہوٹل کا کارڈ جس پر پتہ وغیرہ درج تھا تلاش کیا تو ندارد۔ اپنے ارد گرد دیکھا تو ہر مکان اور گلی اجنبی نظر آئی۔ لیکن جب ایک دو لوگوں سے پوچھنے کی کوشش کی تو انہوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ ٹیکسی والا مجھے شاید لے جاتا جیب میں تو ایک فرانک بھی نہ تھا۔ خیر اللہ کا نام لے کر کبھی ایک سمت کی طرف چلتا اور کبھی دوسری سمت کی طرف۔ اگر صبح کو بھولتا تو شاید شام تک گھر پہنچ ہی

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

[1] یہ مضمون فروری ۱۹۵۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔

معاصرین کے افکار

فرض شناس پولیس

معاصر صدق ۱۱ر جون رقمطراز ہے :-

"کلکتہ ۔ ۲۸ر مئی ۔ کل افطار کے وقت چونا گلی کے موڑ پر محمد رفیق نامی ایک شخص کو جو افطار کا گولا چھوڑنے کی تیاری کر رہا تھا، پولیس نے آکر پکڑ لیا، اور کھینچ کر پولیس کی گاڑی پر بٹھا لیا اور تھانے لے گئی۔ محلہ کے لوگوں نے بہت سمجھایا کہ یہ گولا افطار کے لئے ہے اور ہمیشہ سے چھوڑا جاتا رہا ہے مگر پولیس نے ایک نہ سنی اور رفیق کو گرفتار کر کے تھانہ پر لے گئی، بعد میں کچھ لوگ اسے چھڑا لائے۔ اس واقعہ سے چونا گلی، و ذکریا اسٹریٹ کے مسلمانوں میں بڑی ناراضگی پھیلی ہوئی ہے، اور وہ لوگ اپنے دستخطوں سے ایک محضر پولیس کمشنر کے پاس پولیس کی اس زیادتی کے خلاف بھیج رہے ہیں۔" (خبر)

لیکن یہ پولیس کی زیادتی کیسے ہوئی؟ یہ تو عین اس نے اپنی بیداری اور فرض شناسی کا ثبوت دیا! گرفتار ایک مسلمان ہی کو کیا نہ؛ غدار اور پاکستان کا جاسوس نہ سہی۔ ایک مشکوک وفاداری رکھنے والی اقلیت کا فرد تو بہرحال ہے! ——— یہ تازہ کارنامہ بنگال پولیس کا ہے۔ پچھلی بقرعید کے موقع پر یو، پی پولیس نے بھی ترکاپور میں مسائل عیدالاضحٰی کے پرچے تقسیم کرنے والوں کو گرفتار کر کے بیدار مغزی کا ریکارڈ قائم کیا تھا! انگریز غریب یہاں والوں کے طور طریقوں، تہذیب و شائستگی، رسم و رواج سے لاکھ ناواقف، اور اجنبی سہی، ان کے دور میں اس عہد آزادی سے قبل کارگذاری و فرض شناسی کے ایسے کارنامے کہاں دیکھنے میں آتے تھے!

سیکولر حکومت میں

معاصر صدق ۱۱ر جون رقمطراز ہے :-

"وزیر زراعت جمہوریہ ہند ڈاکٹر دیشں مکھ کی زبان سے لوگ سمجھائیں :-

"مذھباً بھارت ۔ میسور اور بھوپال میں ہر قسم کے مویشی کی ہتھیا بند ہے، پیپسو، راجستھان، بمبئی، مدراس، بنگال، حیدرآباد، تراونکور، کوچین، اور مدھیا پردیش میں گائے، سانڈ، بچھڑے وغیرہ کی ہتھیا بند ہے۔ اجمیر میں کارآمد مویشیوں کی ہتھیا بند کر دی گئی ہے۔

کورگ، پنجاب، ہماچل پردیش کچھ، منی پورہ، تری پورہ اور وندھیا پردیش میں کہیں بھی مویشی کی ہتھیا نہیں ہو سکتی، لہٰذا ان علاقوں میں کسی قانون کی ضرورت نہیں۔

اس کے علاوہ حکومت نے حال ہی میں گائے کے گوشت کی برآمد پر پابندی لگا دی ہے۔"

اور اتنی طویل و عریض ہتھیا بندیوں کے بعد بھی ہندوستان کا ملک ایک آزاد جمہوریہ ہے، اور یہاں کی حکومت ایک "سیکولر" حکومت ہے۔

مسجد کو مہادیو کا مندر بنا دیا گیا

معاصر رہنما اپنی ۲۷ر مئی کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

"ریاست حیدرآباد کے ایک ضلع عثمان آباد کے موضع لنگی کی ایک قدیم مسجد کو اواخر اپریل میں مسمار کر کے مہادیو کا مندر بنا دیا گیا۔ واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ لنگی کلاں کے ایک دھنگر نے من برت رکھا تھا کہ مہادیو کی مورتی اس مسجد میں رکھی جائے چنانچہ مقامی اطراف و اکناف کے چار پانچسو مہاسبھائیوں نے مقامی پٹواری کی سرکردگی میں مورتی کو جلوس کے ساتھ لے جا کر مسجد میں نصب کر دیا اور اسی شب منگل بستہ مسجد مسمار کر دی گئی۔ اس واقعہ کی اطلاع جب مقامی پٹیل نے پولیس کو دینے کی کوشش کی تو اس کو قتل کر دینے کی دھمکی دی گئی اور مسلمانوں کے مکانات پر پہرے لگا دیئے گئے تاکہ وہ گھروں سے باہر نہ نکل سکیں۔"

کیا اب بھی کہا جائے گا کہ بھارت ایک سیکولر اسٹیٹ ہے، سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے کیا کہا جائے۔

خیر کہ شد مشرق و مغرب خراب

معاصر صدق مورخہ ۱۸ر جون رقمطراز ہے :-

عربی روزنامہ السجل (بغداد) ۲۹ر شعبان ۱۳۷۳ھ میں ایک مراسلہ کا خلاصہ :-

"کچھ روز ہوئے میں محلہ حیدر خانہ کی مسجد عارف آغا میں نماز پڑھنے گیا لیکن عین مسجد کی پشت پر بیسواؤں کی آبادی ہے۔ ان کے ہاں فحش کلامی اور بدمستی کی وہ آوازیں بلند ہو رہی تھیں کہ اس شور و غل ہنگامہ میں نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ کوئی پولیس والا ان کی روک ٹوک کو موجود نہ تھا، اور یہ حال تنہا اسی محلہ یا اسی مسجد کے پڑوس کا نہیں، پایہ تخت کے سارے علاقوں میں کھلم کھلا حرام کاری اور مے نوشی کا زور اسی طرح ہے۔ بھلے آدمیوں کو راستہ چلنا دشوار ہے، اور مسجدوں اور عبادتگاہوں کا جوار بھی اس شیطنت سے محفوظ نہیں رہا۔"

یہ حال اس بغداد کا ہے، جو کل تک جنیدؒ اور عبدالقادر جیلانی رحؒ، غزالیؒ اور احمد حنبل کا شہر تھا! اس ملک عراق کا ہے، جو عرب کے بعد شاید عالم اسلامی کا سب سے زیادہ مقدس و ممتاز ملک ہے! ——— حکمرانوں کے نام مسلمانوں کے سے ہوں تو ہوا کریں۔ جب تک حکومت اسلامی نہ ہوگی، قانون شریعت کا نافذ نہ ہوگا، فرنگی تمدن و معاشرت سے مرعوبیت کا خاتمہ نہ ہوگا، عراق ہو یا شام، بغداد ہو یا دمشق، نجد ہو یا یمن، کوئی صورت ان شیطانی پھندوں سے بچے رہنے کی ممکن نہیں ——— السجل کا یہ خاص نمبر بغداد سے ایک کرم فرما نے بھیجدیا تھا، اگر یہ پرچہ مسلسل نظر سے گذرتا رہتا، تو خدا معلوم کتنی اور تکلیف دہ اطلاع اسی طرح ہر ہفتہ ملتی رہتیں۔

ڈونکنگ سے کراچی تک (بقیہ از صفحہ ۳)

جاتا۔ لیکن جو شخص رات کو بھول جائے پھر اب سردی بھی ہو چلی تھی ایک گھنٹہ ادھر ادھر گھومنے کے بعد بھی جب کامیابی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تو تھک کر ایک دیوار کا سہارا لے کر بیٹھ گیا۔ نہ جانے میرا ہوٹل میری نظروں سے ہٹ کر کہاں گم ہو گیا تھا ؎

ہزار کروٹیں لیتی ہے ایک پل میں حیات
جو ایک بار نگاہیں ملیں تو پھر نہ ملیں

خیر وہاں کچھ دیر اپنے دل گم کردہ راہ کو سنبھالے دیتا رہا۔ سامنے سینما گھر تھا خیال آیا کہ چلو شاید یہاں پونڈ کے نوٹ کو تڑوانے کا انتظام ہو جائے۔ لیکن وہاں سے جواب ملا کہ یہ بنک والے قبول کریں گے۔ دل نے کہا ؎

ہمارے درد کا درماں کسی کے پاس نہیں
نقاب ڈال لے خوابوں کی بدنصیب دلہن

اب یہی ارادہ کیا کہ پولیس اسٹیشن میں جا کر اپنی رام کہانی سنا کر امداد کی درخواست کروں ...... لیکن ہیں یہ کیا یہ سرخ سرخ عمارت تو کہیں پہلے بھی دیکھی تھی، اور اس کے قریب جو یہ چھجا سا بنا ہوا ہے۔ اوہو کچھ اسی قسم کا راستہ تو ہوٹل رائل کے کونے کی طرف جاتا تھا۔ چند قدم اور بڑھائے تو سامنے ہوٹل کا نوٹس بورڈ نظر آرہا تھا۔

ایک اک کر کے ہوئے جاتے ہیں تارے روشن
تیری منزل کی طرف میرے قدم اٹھتے ہیں[1]

[1] فیض کے اس شعر کا دوسرا مصرع اصل میں یوں ہے :-
میری منزل کی طرف تیرے قدم آتے ہیں

درخواست دعا

مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ ڈیرہ غازی خاں اپنے ایک تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ڈیڑھ ماہ سے بیمار چلے آتے ہیں، کمزوری اس قدر ہو گئی ہے کہ سوائے چند داڑو کے کچھ ہضم نہیں ہوتا۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ مولوی صاحب موصوف کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

جماعت کے بعض احباب بیمار اور بعض مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں، احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بیماروں کو صحت عطا فرمائے اور دوستوں کی مالی پریشانیوں کو دور فرمائے۔

پیغام صلح ۔ ۱۹ر جون ۱۹۵۴ء

تنویر پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۸ — تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور — فون نمبر ۳۰۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن (بی اے)
دوست محمد

جلد ۴۲ | بروز چہار شنبہ مورخہ ۲۱ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۸

جواہر ریزے

میاں بیوی کے حقوق اور حسنِ معاشرت

قرآن مجید سے:

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ ط واللہ عزیز حکیم ۔
(سورۃ البقرہ آیت ۲۲۸)

اور ان کے لئے پسندیدہ طور پر حقوق ہیں ۔ اور مردوں کو ان پر ایک فضیلت ہے ۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے ۔

ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اٰتیتموھن شیئًا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ ط ۔
(سورۃ البقرہ آیت ۲۲۹)

اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اس مال سے کچھ لو جو تم نے انہیں دیا ہے سوائے اس کے کہ دونوں کو ڈر ہو کہ اللہ کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے ۔

حدیث سے:

الا ان لکم علی نسائکم حقًا و لنسائکم علیکم حقًا ۔ خیرکم خیرکم لاھلہٖ ۔
(ابن ماجہ و ترمذی)

خبردار تمہارے حقوق ہیں عورتوں پر اور تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں تمہارے پر تم میں سے بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرتے ہیں ۔

ان من اکمل المومنین ایمانًا احسنھم خلقًا و الطفھم باھلہٖ (ترمذی)

وہ شخص کامل مسلمان ہے جو خلق میں سب سے اچھا اور اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتا ہے ۔

استوصوا بالنساء خیرًا ۔ (ابو داؤد)

عورتوں کو مہربانی سے نصیحت کرو ۔

ابغض الحلال الی اللہ الطلاق (ابو داؤد)

حلال چیزوں میں سے سب سے بری چیز خدا کے ہاں طلاق ہے ۔

ایما امرأۃ ماتت و زوجھا عنھا راضٍ دخل الجنۃ ۔
(ابن ماجہ و ترمذی)

جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ بہشت میں داخل ہوگی ۔

مکفر علما اور حضرت مسیح موعود

حضرت امام الزمان کا ارشاد گرامی

تمام علمائے مکفرین پر یہ افسوس ہے کہ انہوں نے بلا تفتیش و تحقیق بٹالوی صاحب کے کفرنامہ پر مہریں لگا دیں اور اوّل سے آخر تک میری کتابیں نہ دیکھیں ۔ اور بذریعہ خط و کتابت مجھ سے کچھ دریافت نہ کیا ۔ اگر وہ نیک نیتی سے مہریں لگاتے تو اُن کا نورِ قلب ضرور ان کو اس بات کی طرف مضطر کرتا کہ پہلے مجھ سے دریافت کرتے اور میرے الفاظ کی حل معانی بھی مجھ سے ہی چاہتے پھر اگر بعد تحقیق وہ کلمات درحقیقت کفر کے کلمات ہی ثابت ہوتے تو ایک بھائی کی نسبت افسوسناک دل کے ساتھ کفر کی شہادت لکھ دیتے اگر وہ ایسے کرتے اور عجلت سے کام نہ لیتے تو ان الزاموں سے بری ٹھہرتے جو عنداللہ ایک تکفیر کے شتاب باز پر عاید ہو سکتے ہیں ۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا ۔ بلکہ جیسے ایک بھیڑ دوسری بھیڑ کے پیچھے چلی جاتی ہے اور جو کچھ وہ کھانے لگتی ہے اس پر یہ بھی دانت مارتی ہے یہی طریق اس تکفیر میں ہمارے بعض علماء نے بھی اختیار کر لیا ۔ فیما اشکو الا الی اللہ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ ایک مسلمان موحد اہل قبلہ کو کافر کہہ دینا نہایت نازک امر ہے بالخصوص جبکہ وہ مسلمان بار بار اپنی تحریرات و تقریرات میں ظاہر کرے کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ اور رسول اور اللہ جلشانہٗ کے ملائک اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور بعث بعد الموت پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اللہ جلشانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم میں ظاہر فرمایا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ ان تمام احکام صوم و صلوٰۃ کا پابند بھی ہوں جو اللہ اور رسول اللہ صلعم نے بیان فرمائے ہیں تو ایسے مسلمان کو کافر قرار دینا اور اس کا نام کافر اور دجال رکھنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کا شعار تقویٰ اور خدا ترسی سیرت اور نیک ظنی عادت ہو ۔ (آئینہ کمالات اسلام)

کافرم گفتند و دجال و لعین ⁂ بہر قتلم ہر لئیمے در کمیں
نگرایں بازی کناں را چوں جہند ⁂ از حسد بر جانِ خود بازی کنند
مومنے را کافرے دادن قرار ⁂ کار جاں بازیست نزد ہوشیار
زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود ⁂ واپس آید بر سر اہلش فتد
شعلۂ کو غرق در کفر نہاں ⁂ ہرزہ نالد بہر کفرِ دیگراں
گر خبر زاں کفرِ باطن داشتے ⁂ خویشتن را بدترے انگاشتے
(مسیح موعود)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا ۔

مسیح، مہدی اور مجدد کے متعلق

مودودی صاحب کے خیالات

(مولانا عبدالباقی صاحب بنوں)

مسیح موعود کا نزولِ ثانی

علامہ اقبال کا بیان:۔

مسیح موعود کا محاورہ مسلمانوں کے دینی شعور کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ ایک غیر صالح اصطلاح ہے، جس کی بنیاد اسلام سے قبل مجوسی افکار میں ملتی ہے۔ (ماخوذ از قادیانی ازم)

مودودی صاحب کا بیان:۔

"مسیح موعود کا نزول ثانی مسلمانوں کے درمیان متفق علیہ مسئلہ ہے، اور اس کی بنیاد قرآن، حدیث اور اجماع امت پر ہے۔ قرآن میں اگرچہ تصریح نہیں ہے ...... بخلاف اس کے حدیث سے یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ نبی صلعم نے مسیح کے نزول کی خبر دی ہے۔ اس باب میں ۷۰ سے زیادہ حدیثیں تقریباً ۱۴ صحابیوں نے روایت کی ہیں۔ اسی طرح پہلی صدی ہجری سے لیکر آج تک امت کے تمام علماء، فقہاء اور مفسرین و محدثین کا بھی اس بات پر اجماع ہے۔ کہ مسیح ثانی کی خبر صحیح ہے"

(بیان مودودی صاحب پیش تحقیقاتی عدالت مندرجہ ملت مطابق $\frac{5}{54}$ ۴)

مسیح کا رفع اور نزول

مودودی صاحب کا بیان تحقیقاتی عدالت میں:۔

"جو کچھ احادیث سے ثابت ہے، اور جس پر امت کا اجماع ہے وہ کسی مثیل مسیح کی پیدائش نہیں۔ بلکہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہے"

مودودی صاحب کا بیان تفہیم القرآن میں:۔

"یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے۔ اس میں جزم اور صراحت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے، وہ صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح کو قتل کرانے میں یہود کامیاب نہیں ہوئے اور یہ کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھا لیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اٹھا لینے کی کیا کیفیت تھی؟ تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے۔ کہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرۂ زمین سے اُٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا۔ اور نہ ہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی۔ اور صرف ان کی روح اُٹھائی گئی۔

اس لئے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے۔ اور نہ اثبات ...... اُٹھائے جانے کی نوعیت و کیفیت خواہ کچھ بھی ہو، بہرحال مسیح کے ساتھ اللہ نے کوئی ایسا معاملہ ضرور کیا ہے جو غیر معمولی نوعیت کا ہے"

(تفہیم القرآن جلد ۱ طبع اول ص۴۲۰ تا ۴۱۹ مؤلفہ مودودی صاحب)

اسی تفسیر کے ص۴۲۱ پر فرماتے ہیں:۔

"پس قرآن کی روح سے زیادہ مطابقت اگر کوئی طرز عمل رکھتا ہے۔ تو وہ صرف یہی ہے۔ کہ رفع جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے اور موت کی تصریح سے بھی، بلکہ مسیح کے اٹھائے جانے کو اللہ تعالےٰ کے قدرت قاہرہ کا ایک غیر معمولی ظہور سمجھتے ہوئے اس کی کیفیت کو اسی طرح مجمل چھوڑ دیا جائے"

بروز کی حقیقت

مودودی صاحب کا بیان تحقیقاتی عدالت میں

"اور اس سے زیادہ لغو بات یہ ہے، کہ ان خبروں کی بنیادوں پر مسیح کے بروز کا خیال پیش کیا جائے جو ایک سراسر ہندوانہ خیال ہے۔

"دوسرے فریق یہ کہتے ہیں۔ کہ بروز یا حلول سے تعدد سے جسے انگریزی میں (Incarnation) کہتے ہیں۔ یعنی حلول، اسلامی عقیدہ ناآشنا ہے"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت مطابق ملت ص۱۰ مورخہ $\frac{7}{54}$ ۳۰)

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا بیان:۔

"بروز جو بعض مشائخ نے کہا ہے تناسخ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ تناسخ میں نفس کا دوسرے بدن کے ساتھ اس غرض کے لئے تعلق ہوتا ہے۔ تاکہ اس کے لئے حیات و زندگی ثابت ہو ...... اور بروز میں نفس کا دوسرے بدن کے ساتھ تعلق اس غرض کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس بدن کو کمالات حاصل ہوں۔ اور اپنے درجات تک واصل ہو جائے" (مکتوب ۵۸ دفتر دوم ص۱۹۱ مکتوبات امام ربانی)

"اے فرزند ...... اگرچہ منصب نبوت ختم ہو چکا ہے، لیکن نبوت کے کمالات اور خصوصیتوں سے تبعیت اور وراثت کے طور پر انبیاء علیہم السلام کے کامل تابعداروں کو حصہ حاصل ہو جاتے" (دفتر دوم ص۲۵)

"حاصل کلام یہ کہ مقام ولایت مقام نبوت کا ظل اور ولایت کے کمالات نبوت کے اظلال ہیں"

(دفتر دوم ص۲۳)

مہدی کے متعلق

مودودی صاحب کا بیان تحقیقاتی عدالت میں:۔

مہدی کے متعلق کوئی خاص عقیدہ اسلامی عقاید میں شامل نہیں تاریخ میں جس قدر لوگوں نے دعوے کیا ورنہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا ہے۔ علماء نے ان کی مخالفت کی ہے"

مودودی صاحب رسالہ تجدید و احیائے دین میں:۔

"تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا ...... مجدد کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔ مگر عقل چاہتی ہے۔ فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے۔ کہ ایسا لیڈر پیدا ہو۔ خواہ اس دور میں پیدا ہو یا زمانہ کی ہزار گردشوں کے بعد پیدا ہو۔ اسی لیڈر کا نام الامام المہدیؑ ہے۔ (از رسالہ تجدید و احیائے دین ص۲۷ مؤلفہ مودودی صاحب)

مجدد کون ہوتا ہے

"مجدد نبی نہیں ہوتا۔ مگر اپنے مزاج میں مزاج نبوت سے بہت، قریب ہوتا ہے" (رسالہ تجدید و احیائے دین مؤلفہ مودودی صاحب ص۲۲)

مجدد کی بعثت کا طریق اور اس کا حلقہ اثر

"جاننا چاہیئے۔ کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد گذرا ہے۔ لیکن سو سال کا مجدد اور ہے، ہزار سال کا مجدد اور ...... اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیض اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ خواہ اس وقت کے اقطاب و اوتاد ہوں اور خواہ ابدال و نجباء"

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی دفتر دوم ص۲)

مجدد کا اصل کارنامہ کیا ہوتا ہے؟

"شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کے لیڈر اپنے خیالات کے مطابق خود کوئی تحریک اُٹھاتے ہوں۔ اور بگڑی ہوئی دنیا کو توڑ پھوڑ کر اپنے ہاتھوں سے نئی دنیا بنانے کے لئے میدان میں نکل آتے ہوں۔ تاریخ میں اس کی مثال کم ملتی ہے۔ اس طرز کے لیڈروں کا اصلی کارنامہ یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ تنقید سے صدہا برس کی جمی ہوئی غلط فہمیوں کا غبار چھانٹ دیتے ہیں۔ اذہان میں نئی روشنی پیدا کرتے ہیں ...... یہ کام بجائے خود اتنا بڑا ہے کہ اس کی مشغولیتوں سے آدمی کو اتنی فرصت مشکل ہی مل سکتی ہے کہ خود میدان میں آکر تعمیری عملی کام بھی کر سکے" (رسالہ احیائے تجدید دین مؤلفہ مودودی صاحب ص۵۲)

گذشتہ صدیوں کے مجددین کے اسماء

"مجددین کی پوری فہرست بمعہ مقام پیدائش اور تاریخ پیدائش و وفات کے لئے مودودی صاحب کے رسالہ تجدید و احیائے دین کا صفحہ ص۲۷ تا ص۲۹ ملاحظہ ہو"

مجدد کی ضرورت کیا ہے؟

"دین کے ہر دور میں ایسی طاقتور شخصیتوں کی ضرورت تھی اور ہے۔ جو زمانہ کی بگڑی ہوئی رفتار کو بدل کر پھر سے اسلام کی طرف پھیر دیں، خواہ کُلاً یا جزءً، انہی شخصیتوں کا نام مجدد ہے"

(ص۱۱ رسالہ تجدید و احیائے دین)

مجددین کی مخالفت کون کرتے ہیں؟

"اگرچہ اس کے زمانہ کے تمام اہل خیر و صلاح رفتہ رفتہ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور صرف وہی لوگ اس سے الگ رہتے ہیں جن کی طبیعت میں کوئی ٹیڑھ ہوتی ہے" (رسالہ مذکورہ ص۲۳-۲۲)

چودھویں صدی کیلئے کس قسم کی تحریک کی ضرورت ہے

"اب تجدید کا کام نئی اجتہادی قوت کا طالب ہے۔ محض وہ اجتہادی بصیرت جو شاہ ولی اللہ صاحب یا ان سے پہلے مجتہدین کے

کے کارناموں میں پائی جاتی ہے، اس وقت کے کام سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کافی نہیں ہے، جاہلیت جدیدہ جتنا رنگ وسائل کے ساتھ آئی ہے اور اس نے بے حساب نئے مسائل زندگی پیدا کر دیئے ہیں، جن کا وہم تک شاہ صاحب اور دوسرے

مجددین کے ذہن میں نہ گذرا تھا ...... اس وقت کے حالات میں شاہراہ عمل تعمیر کرنے کے لئے بیک وقت تین ترتیب ... درکار ہے جو جملہ ائمہ سلف میں سے کسی ایک کے علوم اور منہاج کی پابند نہ ہو اگرچہ استفادہ ہر ایک سے کرے اور پرہیز کسی سے بھی نہ کرے (رسالہ مذکور ص۸۰)

اداریہ پیغام صلح لاہور ——— ۲۳ جون ۱۹۵۴ء

وحدت قومی کی بنیادوں کو مضبوط کیجئے

رشتۂ وحدت میں جب ان کو پرو سکتا ہے تو
کیوں پریشاں پھر تری تسبیح کے دانے رہیں

ہر اہل دل ہر بہی خواہ سلسلہ ہر وہ شخص جسے حضرت مسیح موعود سے تعلق اور آپ کے مقاصد سے ہمدردی ہے جماعت میں اتحاد و اتفاق کا حامی ہوگا وہ کبھی پسند نہیں کرے گا کہ مسیح موعود کا لگایا ہوا باغ جس کو آپ کے مخلص اور جاں نثار خدام نے خون دل سے سینچا تباہ و برباد ہو جائے۔ دیکھو! ہم واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ ایک مختصر جماعت کی تقسیم در تقسیم جماعت کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ ایسا خیال دل میں آتے ہی اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ان سعید روحوں کو جن کی مساعی جمیلہ سے بہت حد تک جماعتی اختلافات دُور ہو گئے۔ ان بزرگوں نے معاملہ کی نزاکت کو سمجھا اور قوم کو پھر ایک مرکزی نقطہ پر جمع کرنے کی کوشش کی خدا کے ہاں انکے لئے اجر عظیم ہے۔ تاہم جہاں تک ہمارے علم میں آیا ہے جماعت میں خال خال ایسے عناصر اب بھی موجود ہیں جو تفرقہ کو ہوا دینے میں مصروف ہیں۔ اور وہی ہمارے اس خطاب کے مخاطب ہیں۔ ان کی خدمت میں ہماری برادرانہ گزارش ہے کہ یہ طریق سخت خطرناک ہے۔ یہ وحدت قومی کے حق میں زہر کا حکم رکھتا ہے تفرقہ کو ہوا دینا قوم کی خدمت نہیں بلکہ قوم سے دشمنی کا ثبوت دینا ہے۔ قوم کی وحدت کو توڑنا کوئی معمولی جرم نہیں یہ خدا اور خدا کے رسول کو سخت ناپسند ہے۔ ہم حیران ہیں کہ قومی وحدت کی عمارت کو گرانے والے کل خدا کو کیا جواب دیں گے؟

ایک مسلمان پھر ایک احمدی مسلمان کا تو یہ شیوہ ہونا چاہیئے کہ وہ خدا کے حکم کے سامنے گردن جھکا دے۔ خدا کا حکم کیا ہے؟ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا "تم سب خدا کی رسّی کو مضبوط ہو کر پکڑو اور تفرقہ نہ کرو" کیا تم کو معلوم نہیں کہ تفرقہ سے بڑی بڑی قومیں برباد ہو گئیں۔ کیا تم بھی یہ چاہتے ہو کہ تمہاری قوم بھی نعوذ باللہ تباہ و برباد ہو جائے۔ قرآن کے سامنے تو بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ تمہاری گردنیں کیوں نہیں جھکتیں؟ قرآن کے حکم کے سامنے تو انسان بڑی بڑی قربانیاں کرنیکے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کیا تم اپنے خیالات کی قربانی بھی نہیں کر سکتے؟

لا تفرقوا کے حکم کو بھولنا نہیں چاہیئے یہ وہ سبق ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل ہمیں دیا گیا۔ اس سبق کو ہمارے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار دھرایا اور بڑے پرزور الفاظ میں دہرایا۔ حضور صلعم کی مندرجہ تحت نصیحت بگوش ہوش سنیئے:۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانًا المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ بحسب امرءٍ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم علی المسلم حرامٌ مالہ ودمہ وعرضہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا اجسادکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم التقوٰی ھھنا ویشیر الی صدرہ۔ الا لا یبع بعضکم علی بیع بعضٍ وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاثٍ۔ (مسلم)

ابو ہریرہ جناب رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگو! تم اپنے تئیں ظن سے بچاؤ کیونکہ ظن کرنا بہت جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹٹول اور باتوں کی جستجو میں نہ رہا کرو۔ نہ ایک دوسرے کی ریس کرو نہ باہم حسد کرو نہ بغض اور دشمنی رکھو نہ ملاقات ترک کرو اور اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تو چاہیئے کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرے نہ اس کی مدد اور حمایت سے ہاتھ کھینچ لے نہ اسے حقیر جانے۔ آدمی کو اتنی ہی برائی بس کرتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال اور خون اور آبرو حرام ہے خدا تمہاری صورتوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے اور حضور صلعم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تقویٰ اسجگہ ہے تقویٰ اسجگہ ہے خبردار! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید و فروخت پر (سبقت کرکے) خرید و فروخت نہ کرے اور خدا کے بندو! تم آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کرے۔ (مسلم)

پھر اسی سبق کو اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود نے دھرایا اور بار بار دھرایا اور بار بار فرمایا کہ تم سب ایک ہو جاؤ۔ ایک ہو کر رہو۔ سب مل کر کام کرو۔ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اگر جماعت نہیں تو خدا کا ہاتھ بھی نہیں۔ بار بار فرمایا کہ اپنے دلوں کو بغض اور کینہ سے صاف کرو۔ ایک دوسرے کو معاف کرتے رہو اور اپنے بھائیوں کے لئے سچی محبت اور اخوت اپنے اندر پیدا کرو۔

اب ایسی قیمتی اور گرانقدر نصائح کے بعد کسی مزید نصیحت کی ضرورت نہیں رہتی ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ قومی وحدت کی بنیادوں کو مضبوط کرے۔ جماعت میں سے پریشانی اور پراگندگی کو مٹانے کی سعی بلیغ کرے اور جماعت کے ایک ایک فرد کو پھر سے سلک اخوت میں منسلک کرنیکی کوشش کرے۔

رشتۂ وحدت میں جب انکو پرو سکتا ہے تو ÷ کیوں پریشاں پھر تری تسبیح کے دانے رہیں

ووکنگ میں عید الفطر

ماسٹر اصغر علی صاحب - ووکنگ

ووکنگ کی عید نہ بھولنے والی چیز ہوتی ہے۔ جماعت اور بیرون از جماعت کے بہت سے احباب یہ روح پرور نظارے بچشم خود دیکھ چکے ہیں۔ اس مرتبہ تین جون ۱۹۵۴ء کی صبح کو حسب معمول دس بجے سے لوگ آنے شروع ہو گئے۔ ساڑھے گیارہ بجے خیمہ بھر گیا۔ اندازہ ہے کہ ڈیڑھ ہزار کے قریب لوگ ہونگے۔ یہاں کے موسم پہ اعتماد تو نہیں کیا جا سکتا لیکن ہمارا عید کا وقت اچھا گذر گیا۔ صبح مطلع ابر آلود رہا مگر بعد از دوپہر صاف ہو گیا۔ اس ایمان افروز اجتماع میں قریباً بیس مختلف رنگ دار اقوام کے لوگوں نے حصہ لیا۔ دور دور سے لوگ آئے ہوئے تھے بعض غیر مسلم دوست بھی تشریف لائے۔ جو اس روح پرور نظارے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ٹیلی ویژن والے۔ پریس کے نمائندگان اور فوٹو گرافر بھی موجود تھے۔ خیمہ کے باہر سب اسلامی ملکوں کے جھنڈے لہرائے جاتے ہیں۔ یہ دلکش منظر قابل دید ہوتا ہے ۶ جون سے ۹ جون تک نیوز ریل میں قریباً ۴ منٹ تک ووکنگ کی عید کے مناظر انگلستان کے اکثر سینماؤں میں دکھائے گئے ممکن ہے بیرونی ممالک میں بھی یہ نیوز ریل دکھائی گئی ہو۔ اس سے ووکنگ کی خوب پبلسٹی ہوتی۔ گذشتہ سے پیوستہ سال یعنی ۱۹۵۲ء میں ٹیلی ویژن پر ووکنگ کی عید دکھائی گئی۔ نیوز ریل دیکھنے والوں کی تعداد ٹیلی ویژن دیکھنے والوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کل ہم سب ممبران مشن۔ احباب اور بچے بھی نیوز ریل دیکھنے گئے۔ اور اپنی تصاویر دیکھ کر خوب محظوظ ہوئے۔

ساڑھے گیارہ بجے صف بندی ہوئی اور حضرت امام ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم ایس سی - پی ایچ ڈی نے دوگانہ نماز عید پڑھائی۔ نماز کے بعد خطبہ میں حضرت امام صاحب موصوف نے روزہ کے فلسفہ پر اظہار خیال فرمایا۔ اور حاضرین کو صحیح تعلیم حاصل کرنے کی پر زور تاکید فرمائی۔ انہوں نے سب حاضرین (مسلم و غیر مسلم) سے نیک اور مثالی کیرکٹر پیدا کرنے کی اپیل کی۔ جو توحید کے بغیر ناممکن ہے۔ فرمایا کہ اس موقعہ پر ایک حبشی غلام کی کہانی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ "ایک بکری مجھے دیدو اور رقم لے لو"۔ ان الفاظ میں اسلام کے جلیل القدر خلیفہ حضرت عمرؓ نے حبشی غلام سے خطاب کیا۔ جبکہ وہ حبشی ایک وادی میں بکریاں چرا رہا تھا۔ خلیفۂ اسلام معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تعلیم اسلامی نے اس چرواہے پر کیا اثر کیا ہے؟ "یہ بکریاں میری نہیں میرے آقا کی ہیں"۔ سیدھے سادے حبشی لڑکے نے جواب دیا "دیکھو! امیر المومنین نے فرمایا۔ رقم لے لو اور ایک بکری دیدو۔ تمہارا مالک تو یہاں موجود نہیں۔ اسے جا کر کہدینا کہ بھیڑیا ایک بکری کھا گیا"۔ "نہیں۔ ہرگز نہیں"۔ جوش سے حبشی لڑکے نے کہا۔ "میں اس پہاڑی کے پیچھے اپنے آقا کو دھوکہ دے سکتا ہوں۔ مگر نہاں در نہاں بھیدوں کو جاننے والے خدا کو دھوکا نہیں دے سکتا"۔ وہ عمرؓ جس کے جلال سے دنیا تھراتی تھی۔ اس غلام کے کیرکٹر کو دیکھ کر آبدیدہ ہو رہا تھا۔ اور حبشی چرواہے کے ساتھ اس کے مالک کے پاس گیا اور اپنی گرہ سے دام دے کر اسے آزاد کرایا۔ یہ تھا وہ کیرکٹر جو تعلیم اسلامی نے دور دراز جنگلوں میں رہنے والوں میں پیدا کیا۔ آج اس مہذب دنیا میں کتنے تعلیم یافتہ ہیں جو اس ان پڑھ۔ جاہل حبشی غلام کا سا کردار رکھتے ہیں؟ الا ماشاء اللہ۔ یہ پُر مغز خطبہ دعا سے خیر پر ختم ہوا۔

خطبہ کے بعد مصافحہ اور معانقہ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ فوٹو گرافر ایسے موقعوں کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ نصف گھنٹہ کے اندر اندر خیمہ کو والنٹیئروں نے ڈائننگ ہال میں تبدیل کر دیا سب حاضرین کی مشرقی کھانا سے تواضع کی گئی۔ کھانے کا بندوبست ایک انگریز نومسلم بھائی (جو ووکنگ کے باشندہ ہیں) کے سپرد تھا ان کے نام سے اکثر احباب واقف ہیں۔ یعنی میجر فاروق فارحر- انتظامات اس قدر عمدہ تھے کہ ۵۵ منٹ کے اندر اندر سب خورد و کلاں کھانے سے فارغ ہو گئے۔ ناظرین کرام کو اس امر کا احساس ضرور ہوگا کہ ایسے عظیم الشان اجتماعات کے اخراجات بہت ہوتے ہیں۔ ہمیں ہمیشہ فنڈز کی کمی کے باعث پریشانی رہتی ہے۔ باری تعالیٰ نے پہلے کی طرح پھر اپنی نصرت بھیجی۔ عید سے قبل قریباً پچاس پونڈ کی عید کے سلسلہ میں آمدنی ہوئی۔ عید سے دو تین دن پہلے مسٹر عبدالمجید صاحب ہرانی نے ۱۰۰ پونڈ کی پیشکش کی۔ پھر خدا کی رحمت نے معجزانہ رنگ دکھایا۔ عید کی صبح کو ڈاکیہ ایک تار لے آیا۔ یہ ۱۰۰ پونڈ ہمارے پرانے کرمفرما سلطان آف جوہور (ملایا) کی طرف سے تھے۔ حضرت امام صاحب نے اس تار کے اوپر یہ آیت قرآنی لکھ کر ناچیز کے پاس بھیجی۔ ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا۔ ان الانسان لظلوم کفار۔ عید سے قبل آنریری والنٹیئروں نے قریباً اسی پونڈ فطرانہ جمع کیا۔ اسلامی کتب کی سیل سے قریباً ستر آ گئے۔ اس میں تقریباً بیس پونڈ منافع ہوگا۔ فری لٹریچر بھی بہت سے مسلم و غیر مسلم شائقین لے گئے۔ اس طرح قریباً ساڑھے تین سو پونڈ کی بفضلہ تعالیٰ آمدنی ہو گئی سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ ہر عید پر ہمارے اخراجات تین اور چار سو کے پونڈ کے درمیان ہوتے ہیں۔ خیمہ۔ برتن۔ کرسیاں۔ میزیں۔ کٹلری اور دیگر ضروریات کی سب چیزیں کرایہ پر لی جاتی ہیں۔ اجرت بھی یہاں پاکستان سے آٹھ گنا زیادہ ہے۔

اس مرتبہ عید الفطر کے معاً بعد (گذشتہ دو سالوں کی طرح) مسلم کانگریس کا پروگرام نہ تھا۔ بلکہ پچھلے سال کے فیصلہ کے مطابق امسال یہ کانگریس یکم اور دو اگست ۱۹۵۴ء کو ہوگی۔ یکم اگست کو اتوار ہے اور ۲ اگست کو بینک ہالی ڈے۔ اس طرح بہت سے مسلمان شرکت کریں گے۔ یہ برطانیہ کلاں کے مسلمانوں کی تیسری سالانہ کانگریس ہوگی۔ (THE THIRD ANNUAL CONGRESS OF MUSLIMS OF THE BRITISH ISLES)

عید الفطر سے قدرے فراغت ملی تھی کہ اب کانگریس اور عید الاضحیٰ کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ کانگریس کے آٹھ دن بعد یعنی ۱۰ اگست ۱۹۵۴ء کو عید الاضحیٰ ہوگی۔ آپ کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب بھائیوں کو متحد و متفق رکھے اور جو فرض امام وقت نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اسکو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین! اقتدار کے لئے دنیا دار لڑا کرتے ہیں۔ ہم تو خادم دین ہیں۔ اور ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کر رکھا ہے۔ ہماری جماعت کا مقصد واحد تبلیغ دین ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم میں سے ہر شخص دوسروں کی عیب جوئی کے بجائے اپنی اصلاح میں لگ جائے ...... نتیجہ یہ ہوگا کہ تعمیری کام کرنے والے کافی تعداد میں نکل آئیں گے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ۔ انک انت الوھاب۔

جو عزت اللہ تعالیٰ نے ووکنگ مسلم مشن کو بخشی ہے وہ بہت کم اداروں کو نصیب ہوتی ہے۔ یہ محض چند بزرگوں کی بے لوث خدمات کا نتیجہ ہے۔ تعمیری نکتہ چینی کی یہاں ہمیشہ حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اگر ساری قوم اسی طرح تعمیری پروگرام پر عمل پیرا ہو جائے تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ بڑے بڑے لوگ ووکنگ آ کر نماز پڑھنے میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ جن میں سے آنریبل تفضل علی صاحب کامرس منسٹر بھی ایک ہیں۔ عید سے ایک روز قبل ووکنگ فون کیا اور عید نماز پڑھنے کی دلی آرزو کا اظہار فرمایا۔

قابل ذکر حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

مسٹر فیوسی (عراقی سفارت خانہ لندن)۔ ہز ایکسیلنسی کودین منسٹر اور میڈم میونگ لی - سفیر لیبیا اور مسٹر کوپہ۔ آنریبل تفضل علی صاحب کامرس منسٹر (پاکستان)۔ پاکستانی نامزد سفیر برائے بلجیم - ہائی کمشنر ملایا (در لندن)۔ بیگم نواب حمید اللہ خان صاحب موجودہ والئے بھوپال سٹیٹ (انڈیا) .... وغیرہ وغیرہ۔

ان کی خوشدامن مرحومہ شاہجہان بیگم (والدہ نواب صاحب موصوف) نے ووکنگ مسجد کی تعمیر کے اخراجات ۱۸۸۹ء میں برداشت کئے تھے۔ ان کے نام پر اس مسجد کا نام شاہجہان مسجد ہے۔

آخر پر حضرت امام صاحب نے فلسطین کے متعلق ریزولیوشن پیش کیا۔ (جو یوم فلسطین پر جمعۃ الوداع کے دن تمام عالم اسلامی میں پیش ہو کر پاس ہوا) اور اسے تمام حاضرین نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ قرار داد کی نقل پاکستان کے روزناموں میں شائع ہو چکی ہے اس لئے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ حسب ذیل اخبارات کو نقول بھجوائی گئیں:-

مانچسٹر گارڈین، مانچسٹر
آبزرور لندن
دی ٹائمز لندن
رائٹر نیوز ایجنسی
عرب نیوز ایجنسی لمیٹڈ
دی لائٹ لاہور
ڈان کراچی
سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔

اللہ تعالیٰ کے کمالات اور احسانات اسکی توحید پر دال ہیں

خدمت دین کے لئے حضرت امام وقت کا ساتھ دو

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ، قل ھواللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد -

سورہ اخلاص اور سورہ فاتحہ

اس سورہ شریفہ کا نام اخلاص ہے - اس لئے کہ اس کے اندر خالص توحید کا بیان ہے اس کو اساس بھی کہتے ہیں - اساس کے معنی ہیں بنیاد، یعنی یہ سورۃ دین کی بنیاد ہے - ہمارے مذہب کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی توحید پر رکھی گئی ہے - اس کتاب کے شروع میں بھی یعنی الحمد للہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہے تو اس کے آخر میں بھی یعنی قل ھواللہ میں بھی توحید ہی کا بیان ہے، اہل علم کے لئے اس میں لطف ہے کہ یہ وہ کتاب ہے کہ جس کا بنیادی اصل اگر شروع میں بھی بیان ہوا تو اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہوا - شروع میں فرمایا - الحمد للہ رب العالمین یعنی ہر پرستش کے لائق وہ ہستی ہونی چاہیئے جو خالق ہو - اور تخلیق کے بعد وہ تمام مخلوق کی ربوبیت اور اس کی تربیت کے سامان بھی کر سکتا ہو - اسی مضمون کو یہاں دوہرایا ہے کہ قل ھواللہ احد یعنی اس کارخانے کا بادشاہ ایک ہے اور اللہ ہے جو اس کائنات کا خالق ہے - اور وہ الصمد ہے یعنی کائنات کا حاجت روا ہے - اسی نے ساری کائنات کو پیدا کیا پھر اس کی ربوبیت کے سامان کئے اسی کو کہتے ہیں قل ھواللہ احد - اللہ الصمد -

صمدیت کی شان

صمد کا ترجمہ لغت میں اور مفردات امام راغب میں لکھا ہے الصمد الذی یصمد الیہ الحوائج - یعنی جس کے سامنے تمام ضرورتیں پیش کی جاتی ہوں اور وہ ان تمام ضروریات کو پورا کر سکتا ہو، اور تمام معاملات کا رجوع اسی کی طرف ہو، غرض تمام کائنات کا خالق اللہ ہے - سورج قمر، ستارے اور سیارے سب اسی نے بنائے ہیں، اس فضا کے اندر ہمارے سامنے صرف ایک ہی سورج ہے یہ زمین سے نو کروڑ پچاس لاکھ میل دور ہے - پچھلے دنوں اس کی کس قدر گرمی اور تپش محسوس کی گئی ہے - گرمی کا درجہ حرارت ۱۲۰ درجے کے قریب پہنچ گیا - بڑی مشکلات .... پیدا ہو گئیں، لیکن اس گرمی کی حدت کو کم کرنے کے لئے ہوائیں آ گئیں ومن یرسل الریاح ہوا کے چلنے سے ۱۰ درجے گرمی گر گئی - طبیعت میں سکون پیدا ہو گیا - کہاں اتنی حدت اور تپش کہ مکان کے اندر ہے تو گرمی باہر ہے تو گرمی کہیں چین نہیں اور العطش العطش کی پکار ہے اور کہاں ہواؤں کے ذریعہ حدت کا کم ہو جانا اور طبائع میں سکون کا پیدا ہو جانا یہ ہی صمدیت کی شان ہے -

زمین و آسمان کی پیدائش

اب اللہ تعالیٰ ہم سے جنہوں نے انتہا درجہ کی گرمی محسوس کی پوچھتا ہے ومن یرسل الریاح یہ ہوائیں کس نے بھیجیں، کیا فضا میں یہ تبدیلی تم پیدا کر سکتے ہو، اسی کی حکومت ساری کائنات پر ہے، یہ سورج جو نو کروڑ پچاس لاکھ میل کی دوری پر واقع ہے سب سے چھوٹا سورج ہے، کہتے ہیں چار سو سورج اس کے علاوہ ہیں والسماء بنینٰھا باید وانا لموسعون ہم نے آسمان کو بہت وسیع پیدا کیا ہے - اس کی کنہ کو تم نہیں پہنچ سکتے - سب کے سب سیارے فضا میں معلق ہیں - کس نے ان کو کھڑا کر رکھا ہے - بغیر عمد ترونھا ہم نے انہیں بغیر ایسے ستونوں کے کھڑا کر رکھا ہے جو تمہیں نظر نہ آئیں، ان سیاروں کے حجم علیحدہ علیحدہ ہیں ان کے فاصلے مختلف ہیں - ان کی رفتاریں علیحدہ علیحدہ ہیں، یہ زمین جس پر کہ ہم رہ رہے ہیں اس کی دو رفتاریں ہیں، ایک یہ اپنے محور کے گرد گھوم رہی ہے اور اس کی رفتار ایک ہزار میل فی گھنٹہ ہے، لیکن اس قدر تیز رفتار ہوتے ہوئے کیا ہم کوئی ہچکولا محسوس کرتے ہیں - فرمایا جعل لکم الارض ذلولاً زمین کو ہم نے تمہاری خاطر نرم کر دیا ہے - اس کی رفتار بہت بہت تیز بھی لیکن ہم نے اس کی رفتار کو اتنا نرم کر دیا ہے کہ کوئی ٹھوکر نہیں لگتی - ہچکولا نہیں - برتن نہیں ٹوٹتے -

کائنات کا ایک ہی خالق

خلق کل شیء تمام کائنات کو پیدا کیا وھو بکل شیء علیم خالق ہونے کی وجہ سے اس کا علم تمام کائنات پر محیط ہے، جو خالق نہیں وہ علیم نہیں ہو سکتا - اور جو خالق نہیں وہ معبود نہیں ہو سکتا - نیز جو رب نہیں اور پرورش کے سامان نہیں کرتا وہ پرستش کے قابل ہی نہیں - آج عیسیٰ کی پرستش کی جاتی ہے وہ خالق نہیں رب نہیں -

مسیح اور مریم معبود نہیں ہو سکتے

آج یورپ کا اکثر حصہ حضرت مریمؑ کو خدا کی ماں کہکر پکارتا ہے، وہاں اس کے بت ہیں - ان کی پرستش کی جاتی ہے - کوئی پوچھے کیا اس نے کوئی چیز پیدا کی - عیسیٰؑ نے کچھ پیدا کیا اگر انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا تو انہیں معبود ہونے کا کوئی حق نہیں، وہ تو خود مخلوق ہیں اور دونوں مربوب ہیں اور کھانا کھایا کرتے تھے، وکانا یاکلان الطعام وہ دونوں ماں اور بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے اور وہ دونوں محتاج تھے - کھانا وہی کھاتا ہے جس کو فنا لگی ہو، وہ خوب جانتا ہے کہ بغیر کھانے کے اس کا قیام نہیں اس لئے کھانا مہیا کرنے کی اسے ہر وقت فکر لگی رہتی ہے -

کمالاتِ الٰہی کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ خالق ہے، موجد ہے، اس کے فضل اور رحم کی کچھ انتہا نہیں، وہ انسان کو خود اپنا عرفان بخشتا ہے - قرآن کریم کے اندر خدا تعالیٰ کی صفات کا بہت ذکر ہے - اسکے احسانات اور اس کے علم کا بہت تذکرہ ہے - یہ اس لئے تا انسان کے قلب میں اپنے خالق پر یقین کامل پیدا ہو جائے اور وہ اس کی طرف کھچے چلے جائیں - انسان کی فطرت میں یہ بات رکھدی گئی ہے کہ وہ ہر کمال کی تعریف کرتا ہے - جہاں کوئی اچھی چیز نظر آئی، فوراً اس کے لئے چند ایک تعریفی کلمات بول اٹھتا ہے، سورج کی خدمات کو دیکھا تو اس کی پرستش ہی میں لگ گئے -

خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے کمالات

لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے یہ کمالات جو تم مشاہدہ کرتے ہو اس کے ذاتی نہیں ہم اس کے خالق ہیں ہم ہی نے یہ کمالات اس میں رکھے ہیں اس لئے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر سورج یا قمر کو سجدہ نہ کرو واسجدوا للہ الذی خلقھن بلکہ سجدہ اس اللہ کو کرو جس نے کہ ان کو پیدا کیا ہے - اندازہ لگایئے وہ ہستی جس نے اتنے بڑے کمالات اپنی مخلوق کو دے رکھے ہیں اس کے ذاتی کمالات کی کیا انتہا ہو گی، تو پھر ایسی کامل ہستی کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود بنانا اور اس کی پرستش کرنا غیر مناسب ہے -

احسان کا اثر

احسان کے سامنے بھی انسان کی گردن جھکتی ہے - گزشتہ جنگ میں بادشاہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے لوگوں نے لاکھوں روپے بطور امداد گورنمنٹ کو دیئے - اپنی عزیز اولاد کو جنگ کے لئے پیش کیا - یہ کیوں؟ وہ یقین کرتے ہیں کہ بادشاہ ہماری خدمات کے مقابلہ پر کہیں زیادہ احسان کر سکتا ہے، لیکن غور کیجئے کہ بادشاہ احسان کرتا ہے تو مربعے دیتا ہے - آئندہ نسل اس کا نام لیتی رہتی ہے - بعض بادشاہوں نے تو احسان کرنے میں کمال کر دیا - آج ان واقعات کو سن کر انسان حیران ہو جاتا ہے - ہندوستان کے ساتھ بڑی فراخ دلی سے سلوک کیا -

اللہ تعالےٰ کے احسانات

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا جبلت القلوب الی من احسن انسان کی طبیعت میں یہ رکھ دیا گیا ہے کہ وہ محسن کے آگے جھکتا ہے اور کمالات کی تعریف کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسانی فطرت کو اپیل کرنے کے لئے فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ تمام کمالات کے رکھنے والے ہم ہیں۔ اور احسانات کا سرچشمہ بھی ہم ہیں، اسی حقیقت کو اللہ الصمد میں دوہرایا ہے، انسان کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے کمالات کو اپنے سامنے رکھے۔ اندازہ لگائیے ساری کی ساری کائنات کو ہماری خدمت میں لگا رکھا ہے سخر لکم مافی السمٰوات ومافی الارض یہ کتنا بڑا احسان ہے، ویطعم تمام مخلوق کے کھانے کا بھی وہ انتظام کرتا ہے۔ گندم کو دیکھئے۔ کون ہے جو اس کا ایک دانہ بھی پیدا کرسکے۔ پانی۔ دودھ، انڈا وغیرہ کو دیکھئے تمام سائنسدان مل جائیں تو ان میں سے کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے۔ غرض اس کے احسانات کی کوئی انتہا نہیں۔ جب انسان ان احسانات اور ان نعماء کو دیکھتا ہے تو بے اختیار بول اٹھتا ہے الحمد للہ رب العالمین خدا کے کمالات اور احسانات کے مطالعہ سے معرفت پیدا ہوتی ہے، قلب منور ہوجاتا ہے۔ دل منور ہوا اس میں معرفت پیدا ہوئی تو گناہ جل جاتے ہیں، قرآن کریم اس معرفت اور اس عرفان کو پیدا کرنے کے لئے نازل کیا گیا۔ آج آسمان کے نیچے صرف یہی ایک الٰہیات کی کتاب ہے۔ قرآن کریم کے ہر صفحہ پہ بار بار خدا کا ذکر آتا ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کا نقش قلب پہ جمتا اور اس سے تعلق بڑھتا ہے تو فرمایا لم یلد ہر وہ مخلوق جو جنتی ہے مرجاتی ہے۔ یبدء الخلق ثم یعیدہ اس نے پہلی بار پیدا کیا اور پھر اس کے بار بار پیدا کرنے کے سامان کر دیئے۔ درخت کو دیکھئے ایک وقت میں اگر سوکھ جاتا اور گل سڑ جاتا، تو اس کی پیدائش کو جاری رکھنے کے لئے اس میں بیج پیدا کر دیا۔

توالد و تناسل کا سلسلہ فنا پر دال

انسان میں توالد و تناسل کا سلسلہ رکھا اس لئے کہ وہ موت کا شکار ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ موت کا شکار نہیں اس لئے وہ جنتا بھی نہیں، انسان تو اس لئے جنتا ہے کہ اس کی نسل باقی رہے اور اس کا کوئی وارث ہو، بادشاہ کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہو گھبرا اٹھتا ہے۔ ڈاکٹروں کو بلاتا ہے، مشورہ لیتا ہے، روپیہ خرچ کرتا ہے کہ کسی طرح بچہ پیدا ہوجائے۔ مایوس ہوجاتے تو غیر کا بچہ لے کر پرورش کرتا ہے۔ کہ اس کی مملکت کا وارث ہو، انسان کو غمگسار و مونس کی حاجت ہے، خدا ان کمزوریوں سے پاک ہے۔ مریم نے بچہ جنا وہ معبود نہیں ہوسکتی۔ آج یورپ کے اکثر حصہ میں مریم کی پرستش ہوتی ہے، عیسائی اس سے دعائیں کرتے ہیں کہ اسے خدا کی اماں ہماری دعا تیرے آگے ہے تو اپنے بیٹے کو حکم دے کہ وہ خدا کے سامنے پہنچا دے۔ یورپ میں اس کی تصویروں کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ آج پڑھے لکھے یورپ کے لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں، اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ مرنے والی ہستی ہے۔ وہ خود بھی پہلے معدوم تھی پیدا ہوئی بڑھی جوان ہوئی اور پھر مرگئی۔ لم یولد عیسیٰ پیدا ہوا۔ پہلے معدوم تھا۔ پھر پیدا ہوا پھر ہمیشہ کے لئے معدوم ہوگیا۔ اس لئے وہ معبود نہیں ہوسکتا وہ پرستش کے لائق نہیں۔

شروع اور آخر میں عیسائیت کا ذکر

عیسائی مذہب کا ذکر اس سورت میں اگر بیان کیا تو قرآن کریم کے ابتداء میں بھی اس کا ذکر ہے۔ شروع میں اگر فرمایا ولا الضالین تو یہاں فرمایا لم یلد ولم یولد۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ شروع میں اگر عیسائیوں کا ذکر کیا تو انتہا میں بھی اسی قوم کا ذکر ہے۔

سورہ فاتحہ اور اخلاص بار بار کیوں پڑھی جاتی ہیں

تمام کے تمام مسلمان خصوصاً ان دو سورتوں کو نماز میں کثرت سے پڑھتے ہیں، ایک مبتدی اور بچہ کو یہ دو سورتیں ضرور یاد کرائی جاتی ہیں۔ مقربین الٰہی نے بھی ان دو سورتوں کو بڑی کثرت سے پڑھا ہے۔ یہ اس لئے کہ ان دو سورتوں میں ایک خطرناک طوفان لانے والے اعتقاد کا ذکر ہے اس عقیدہ کے حاملین نے اسلام سے اور اس کے ماننے والوں سے انتہا درجہ کی دشمنی کی مسلمانوں نے مشرق اور مغرب کو فتح کیا۔ اور ان کی حکومت قسطنطنیہ اور سپین تک پھیل گئی۔ مشرق اور مغرب میں عیسائی جھنجھلا اٹھے۔ ان کے پادری کھڑے ہوگئے۔ آنحضرت صلعم کو اور قرآن کریم کو سخت بدنام کیا۔ اس صدی میں جبکہ وہ بڑی مہذب قوم ہونے کی مدعی ہیں، اسلامؐ اور بانی اسلام کے خلاف انہوں نے بے شمار کتابیں لکھیں، ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں رسالے چھپوائے اور انہیں ہر گھر تک پہنچایا

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ آپ نے یورپ میں مشن کھول رکھے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے اسلام کے خلاف لاکھوں کی تعداد میں رسالے لکھے ہیں۔ آپ کے مشنوں کا کیا فائدہ۔ ان کے لٹریچر کی اگر ایک طرف زیادتی ہے تو ساتھ ہی مسلمانوں کے قلوب پہ ایک رعب بھی طاری ہے، جس کی وجہ سے ہزاروں سید اور مغل اور توحید کا دم بھرنے والے اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہوگئے۔ یہی وہ فتنہ ہے جسے حضرت نبی کریم صلعم نے فتنہ دجّال کے نام سے پکارا ہے۔ یہ فتنہ اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے کافی تھا۔

حضرت امام وقت اور فتنہ دجّال

لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے ایک مرد خدا کی بھی بشارت دی ہے۔ اور فرمایا کہ مسیح موعود اس دجالی فتنہ کو پاش پاش کریگا، سو اس بشارت کے تحت انتہائی نازک وقت میں مسیح موعود آیا۔ اس نے اعلان کیا کہ مجھے عیسائی فتنہ کو پاش پاش کرنے کے لئے بھیجا گیا

چوں مرا نور پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اس مرد خدا نے ایک جماعت بنائی اور اسے دجالی فتنہ کے مقابلہ کے لئے تیار کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے بڑا علم دیا۔ اور بڑا قوی دل دیا۔ اس نے تھوڑے سے ہی عرصہ کے اندر عیسائی فتنہ کو پامال کرکے رکھ دیا۔ بالآخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ عیسائی ان کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونے کی جرأت نہ کرتے اور انہوں نے پادریوں کے نام خفیہ سرکلر جاری کر دیئے کہ مرزا صاحب کے کسی مرید سے گفتگو نہیں کرنا۔ حضرت امام الزمان نے اسلام کی مغلوبیت کو غلبہ میں بدل دیا۔ اور ان کے ہاتھوں تربیت یافتہ نوجوانوں نے یورپ کے اندر اسلام کی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے اسلام کی فتح کے جھنڈے اس وقت گاڑے گئے جبکہ عیسائی سلطنتیں اپنے پورے جوبن پر تھیں اور نہایت ہی طاقتور تھیں۔ حضرت امام الزمان نے اسلام کی حمایت کی اور بیرونی حملہ آوروں سے اسے محفوظ رکھا نہ صرف یہ بلکہ دشمن پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ اسلام کی طاقت کا غلبہ ان پر ثابت کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ بہت بڑا کام ہے جو حضرت مرزا صاحب نے سرانجام دیا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اسی فتنہ کے مقابلے کے لئے تیار کیا۔

اسلام کی خاطر قربانی پیش کرو

آپ کے لئے لازم ہے کہ آپ اس کام کے لئے اپنے بچوں کو تیار کریں یورپ میں دنیا کمانے کی خاطر اپنے بچوں کو بھیجتے ہو۔ کچھ اسلام کی خاطر بھی قربانی پیش کرو۔ وہ الفاظ کہ جن پر بیعت لی گئی تھی کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا انہیں یاد کرو اور بار بار دوہراؤ۔ اگر بیعت کرنے کے بعد خدا کی ہستی اور اسلام کی کامیابی پر ایمان پیدا نہیں ہوا تو بیعت کا کیا فائدہ ——— خوب یاد رکھو امام زمان برحق ہے۔ اس کی تحریر میں نور ہے اور کشش ہے۔ ہم نے اس کے ذریعہ قرآن سیکھا ہے۔ ہم اس کے ممنون ہیں۔ پھر غور کرو، ہم میں ڈھیلا پن کیوں ہے ہم کیوں ایک جان ہو کر ایک والہانہ جذبہ کے ساتھ خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے کھڑے نہیں ہوجاتے۔

پارٹی بازی کو چھوڑ دو

پارٹی بازی نہایت مذموم ہے ....

...... ہر وہ دل جو پارٹی بازی میں خوشی محسوس کرتا اور اس کے لئے سعی کرتا ہے ملعون ہے۔ پارٹی بازی قوم کی ہلاکت کا باعث ہے، اس کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ حق پرستوں کی جماعت بن کر رہو۔ حق بات کسی کے منہ سے نکلے اس کی حمایت کرو۔ تعاونوا علی البر والتقوٰی نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے کا ساتھ دو۔

بیعت کے الفاظ دہراؤ

حق پرستوں کی جماعت بننا چاہتے ہو تو اپنی بیعت کے الفاظ کو دہراؤ۔ بار بار دہراؤ۔ اپنی اولاد کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تیار کرو۔ اپنے اموال انشراح صدر سے انجمن کے خزانہ میں بھجواؤ اپنی وصایا کو تازہ کرو۔ اپنے چندوں کی رقم کو زیادہ کرو۔ جب قوم پر مشکلات آجائیں تو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ غیرت زیادہ بھڑکنی چاہیئے اور زیادہ جدوجہد کے علاوہ زیادہ قربانی کرنی چاہیئے، اگر آپ خدا کے دین کے لئے ایثار سے کام لیں گے تو خدا تعالیٰ آپ پہ برکات نازل کرے گا۔

وُوکنگ سے کراچی تک

بسلسلہ اشاعتِ گذشتہ

(۳)

صبح آنکھ کھلی تو جسم میں تھکاوٹ کے آثار تھے وضو کرکے نماز پڑھی۔ ابھی بنک کھلنے میں دو تین گھنٹے باقی تھے۔ کچھ کارن فلیکس اور چینی ووکنگ سے ساتھ لے آیا تھا۔ ان میں پانی ملا کر ناشتہ کیا۔ خیال آیا ذرا غسل کر لوں تو کچھ تھکن کم ہو جائے گی۔ تولیہ لے کر باہر نکلا اور کمرے کا دروازہ احتیاط سے بند کر دیا، اخاہ یہ کیا غلطی ہوئی چابی تو اندر ہی رہ گئی دروازے کے دوسری جانب لٹکی ہوئی تھی۔

یہ پھول کھلایا ہے نیا بادِ صبا نے

ملل پورٹر نے کہا تھا کہ اس کمرے کی ایک ہی چابی رہ گئی ہے جو صاحب مجھ سے پہلے ٹھیرے ہوئے تھے وہ غلطی سے چابی واپس نہیں دے گئے ایک دفعہ تو ایسا محسوس ہوا جیسے تمام ہوٹل میرے گرد گھوم گیا ہو۔ اب کیا ہوگا میں اس حالت میں نیچے دفتر کیسے جاؤں گا۔ اور پھر اس تمام واقعہ کو سمجھاؤں گا کیسے۔ ادھر ادھر دیکھا تمام ہمسائے سو رہے تھے ورنہ کوئی شخص آتا جاتا نظر آتا تو اسے کچھ امداد کے لئے پکارتا۔ لیکن یہ سوچ کر دہیں جما رہا کہ

ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

پانچ منٹ اسی حالت میں گزر گئے۔ آٹھ نو کمرے چھوڑ کر کسی ول کے گھسٹنے کی آواز اس انداز سے آ رہی تھی جیسے کوئی کمرہ کی صفائی کر رہا ہو، میں آواز پر کان لگائے اس طرف چل دیا۔ ایک بوڑھی ملازمہ کمرہ جھاڑ رہی تھی۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور بوگ تژ دور (گڈ مارننگ) کہا۔ وہ اپنا کام چھوڑ چھاڑ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ میں نے انگریزی میں ایک دو فقرے کہکر اپنی حاضری کی غرض و غایت بیان کی، لیکن اس کے پلے کچھ نہیں پڑا۔ وہ منہ کھولے میری طرف دیکھتی رہی

اب وہ کرے "علاجِ غم" جس کی سمجھ میں آ سکے

خیر میں نے اسکو ایکٹنگ کرکے یہ سمجھایا کہ اس طرح سے میرے کمرے کی چابی اندر رہ گئی ہے اب میں کیا کروں، وہ فوراً میرے ساتھ کمرے کی طرف چلنے پر آمادہ ہو گئی اور وہاں پہنچکر جھٹ سے ایک چابی سے دروازہ کھول دیا۔ اس کی اس نوازش کو میں تمام دن نہیں بھول سکا۔ آتے وقت اس کے لئے اڑھائی سو فرانک اپنے کمرے میں چھوڑ آیا تھا۔

کپڑے بدل کر نیچے ہوٹل کے دفتر میں آیا۔ اس وقت وہاں جو خاتون ڈیوٹی پر تھیں کچھ انگریزی جانتی تھیں انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک موڑ مڑ کر دائیں طرف کو چلا جاؤں وہاں سے بس نمبر ۸۴ مجھے بنک کی طرف لے جائے گی۔ کوئی پچاس فرانک خرچ ہونگے میں نے کہا میرے پاس تو کوڑی بھی نہیں پچاس فرانک کہاں سے لاؤں اس نے کہا میں آپ کو ایک ہزار فرانک دئیے دیتی ہوں پھر جب آپ اپنا چیک تڑا لیں تو مجھے واپس کر دیں۔ اس کی اس عنایت کو میں نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور ایک ہزار فرانک لیکر ہوٹل سے باہر نکل آیا۔ اب میں ذرا سر بلند کرکے پیرس کی گلیوں میں گھوم سکتا تھا،

پہلے سوچا لگے ہاتھوں کچھ ڈبل روٹی، مکھن، پنیر وغیرہ لے لوں تاکہ بوقتِ ضرورت کام آئے پھر تھامس کک کے دفتر اور بنک کا رخ کروں گا۔ تیراپنی فرانسیسی نوٹ بک کی مدد سے پوچھ پوچھ کر ایسی دکان کا پتہ چلایا۔ وہاں کچھ سنگترے اور مالٹے بھی پڑے تھے، اگر ان کا سکوائش بھی مل جاتا تو خوب ہوتا میں نے اور نیچز کی طرف اشارہ کیا تو دوکاندار نے سمجھا میں انہیں خریدنا چاہتا ہوں۔ میں نے ایک شربت کی بوتل کی طرف اشارہ کرکے اسے یہ بتایا کہ مجھے ان کا رس چاہیئے، خیر وہ ذہین انسان جلد ہی میرے دلی مدعا کو پا گیا اور مجھے اورینج سکوائش کی ایک بوتل دے دی میں یہ اشیاء لیکر بڑے فاتحانہ انداز سے خوش خوش ہوٹل کی طرف آیا اور کمرے میں ان اشیا کو الماری میں رکھ دیا۔

اب بس نمبر ۸۴ پر سوار ہو کر بنک جانا تھا۔ ایک فرانسی پولیس مین کو وہ کاغذ دکھایا جس پر انگریزی میں بس نمبر ۸۴ لکھا تھا وہ نمبر ۸۴ تو سمجھ گیا لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ بس کسے کہتے ہیں اس نے ایک اور صاحب سے مدد لینی چاہی لیکن وہ بھی بس کی حقیقت سے نا آشنا تھا قریب سے ایک موٹر کار گذری تو میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے سمجھا میں ٹیکسی چاہتا ہوں، میں نے نفی میں سر ہلایا۔ دور چوراہے پر ایک ٹرک گذر رہا تھا۔ میں نے کہا میں اس قسم کے ٹرک پر سوار ہونا چاہتا ہوں خیر یہ شخص بھی خاصا ذہین نکلا اور فوراً مطلب سمجھ گیا۔ اور مجھے قریب ہی ایک دوکان کا پتہ بتایا جہاں سے بس نمبر ۸۴ گذرتی تھی۔

جب میں تھامس کک کے دفتر میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کے کھلنے میں کچھ وقت باقی ہے۔ میں نے وقت گذارنے کے لئے اسلامک ریویو کا پرچہ نکال کر ایک بار پھر اس کی ورق گردانی شروع کی۔

"السلام علیکم" اپنے دائیں رُخ دیکھا تو مختصر سے قد کے گندم گوں رنگ کے انسان میرے قریب کھڑے مسکرا رہے تھے۔

آپ پاکستان سے آئے ہیں؟ اس نے انگریزی میں مجھ سے کہا۔

"جی اس وقت تو میں انگلستان سے آ رہا ہوں۔ ویسے پاکستان جا رہا ہوں"

"خوب پاکستان بہت اچھا ملک ہے"

"کیا آپ کچھ عرصہ پاکستان رہے ہیں" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اس کے متعلق ہمارے اخبارات میں کافی چرچا رہتا ہے"۔

یہ کہکر اس نے اپنے جیب سے کچھ عربی اخبارات نکالے۔ "میں ٹیونس کا رہنے والا ہوں۔ ویسے پاکستان سے مجھے خاصی دلچسپی ہے۔ آپ کیسے یہاں آئے ہیں؟"

"میں کچھ چیک کیش کروانے کے لئے آیا تھا"

"ابھی تو دفتر نہیں کھلا، اگر آپ کو فوری ضرورت ہے تو میں اس کا کوئی انتظام کر دیتا ہوں، ورنہ تھوڑی دیر انتظار کریں بیٹھے یہاں ہوٹل میں بیٹھ کر چائے کی ایک پیالی پیتے ہیں آپ سگریٹ پیتے ہیں لیجئے شوق فرمایئے"۔

"نہیں سگریٹ تو میں نہیں پیتا۔ شکریہ" میں نے کہا۔ اور چائے کی آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ میں اس کی نوازش اور اس مہمان نوازی کی اس مشرقی جبلت سے بہت متاثر ہوا۔ آپ کو پیرس میں آئے کتنے روز ہو گئے"

میں نے آہستہ سے سوال کیا۔

"میں بیس برس سے یہاں ہوں"

"بیس برس سے" میں نے دوہرایا اور جیسے کسی نے ٹھنڈے پانی کا چھینٹا میرے منہ پر دے مارا ہو۔

"ہاں میں پیرس کے ایک ایک کوچہ سے واقف ہوں۔ اگر آپ چائے نہیں پیتے تو آیئے آپ کو ذرا ادھر کی سیر کرا دوں"۔

"نہیں شکریہ میں یہیں دفتر کے کھلنے کا انتظار کرونگا۔ یہاں کھڑے کھڑے کیا کریں گے۔ اگر آپ کو کچھ اشیاء خریدنا ہیں تو یہاں دوکانیں نزدیک ہیں کچھ سستی قیمت پر آپ کو چیزیں دلوا دوں گا"۔

"بس شکریہ آپ کا۔ میں کچھ خریدنا نہیں چاہتا"

وہ صاحب کچھ مایوس سے ہو گئے۔ دو چار ادھر ادھر کی باتیں کرکے میں نے اُن سے اجازت چاہی۔ چار قدم بڑھا سے ہوں گے کہ ایک فرانسیسی نوجوان نے میرا راستہ روک کر مجھے پیرس کی تصاویر دکھانا شروع کیں لیکن میں اس وقت کوئی شئے خریدنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

اس نے تصویروں کا ایک دوسرا سٹ دکھایا۔ میں نے پھر انکار کیا۔ اب کے اس نے اپنی ایک آنکھ کو رازدارانہ انداز میں بند کرتے ہوئے تصویروں کا ایک پیکٹ زبردستی میرے جیب میں ڈال دیا کہ اسے ضرور لے لو۔ میں نے اس جسارت پر حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ سے بھدی بھدی جھریاں پڑ گئی تھیں۔ میں نے پیکٹ جیب سے نکال کر واپس کر دیا۔ اس نے پھر اپنی بائیں آنکھ زور سے بھینچ کر کہا صرف دو ہزار فرانک قیمت ہے، اور مجھے زیادہ متاثر کرنے کی غرض سے ایک تصویر کی جھلک دکھائی اور پیکٹ بند کرکے پھر میرے جیب میں ڈال دیا یہ ایک برہنہ لڑکی کی تصویر تھی۔ چلو ڈیڑھ ہزار فرانک دے دینا لیکن پیکٹ کو میں نے دوبارہ واپس کر دیا۔ اس نے سمجھا کہ ان تصاویر کی حقیقت و اہمیت مجھ پر پورے طور پر منکشف نہیں ہوئی۔ اس لئے اس نے کبھی دائیں آنکھ اور کبھی بائیں آنکھ کو میچتے ہوئے دو مٹھی تصویریں مجھے بغور دیکھنے کے لئے دیں۔ اور کہنے لگا چلئے ایک ہزار فرانک دے دیجئے۔ قیمت بہت کم ہے یہ سودا مہنگا نہیں اچھا چلو آٹھ سو فرانک ہی سہی لیکن میں نے معذرت کی اور تصویریں اس کے ہاتھ میں تھما کر آگے

کا رُخ کیا۔ پہلا کس قدم ہی گیا ہونگا کہ سامنے سے ایک اسی طرح کے نوجوان کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا میں نے دور ہی سے اسے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا اور ایک طرف کو مڑ گیا۔

پیرس کی مسجد

تھامس کُک کے دفتر سے واپس آیا تو تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر حمیداللہ صاحب بھی تشریف لے آئے ہم پہلے اس فرانسیسی خاتون کے گھر گئے جس کا ذکر ڈاکٹر صاحب کر چکے تھے۔ اسے ہمراہ لیکر ہم نماز جمعہ کے لئے پیرس مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔

پیرس کی مسجد کی عمارت بڑی خوبصورت ہے اور مراکش طرز پر بنی ہوئی ہے، کنٹرول فرانسیسی حکومت کے ہی سپرد ہے۔ پانچ وقت نماز کا اہتمام ہے، خطبات تقاریر عربی میں ہوتی ہیں۔ ویسے مسجد بڑی صاف ستھری ہے لیکن وضو گاہ اور غسلخانوں کی حالت توجہ کے قابل ہے۔ مسجد میں تین سو کے قریب لوگوں کا اجتماع تھا۔ ہندوستانی، پاکستانی افغانستانی، مراکشی مصری، افریقی وغیرہ ہر قومیت کے لوگ نظر آتے تھے۔ اکا دکا فرانسیسی مسلمان بھی تھے۔ جو خاتون ہمارے ہمراہ تھیں وہ عورتوں کے حصہ میں چلی گئیں۔ جن کے لئے پردے کا انتظام تھا۔ خطبہ سے پہلے ایک شخص نے قرآن پڑھا۔ پھر امام نے عربی زبان میں خطبہ دیا۔ نماز پڑھائی، اور نماز کے بعد ایک ٹیونس کے نوجوان مسٹر ڈولی الصالح نے قرآن کی چند آیات کی تفسیر کرتے ہوئے پرجوش تقریر کی۔ جس سے مسجد کا تمام ہال گونج اٹھا۔ تقریر کے اختتام پر ڈاکٹر حمیداللہ صاحب نے میرا تعارف مسٹر الصالح اور امام مسجد سے کرایا۔ جب انہیں علم ہوا کہ میں ووکنگ سے آیا ہوں تو امام صاحب ہمیں اپنے گھر لے گئے اور وہاں مسٹر الصالح سے کوئی گھنٹہ بھر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ ڈاکٹر حمیداللہ ترجمانی کے فرائض ادا کرتے رہے۔

مسٹر الصالح سے میں نے وفات مسیح کے بارے میں ان کا عقیدہ دریافت کیا۔ کہنے لگے قرآن سے تو یہی ثابت ہے کہ مسیح وفات پا چکے ہیں۔ آمد مسیح کے متعلق پوچھا تو کہا کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں اور جو احادیث اس بارہ میں ہیں وہ ضعیف ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں کہ جو علماء آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں ان کے متعلق ان کی کیا رائے ہے۔ کہنے لگے جو مسلمان کلمہ کا اعتراف کرتا ہے مسلمان ہے کسی کو حق نہیں کہ اسے کافر کہے۔ میں نے اپنے مشن کے حالات بتائے اور اپنے عقائد اور مسلک کا مختصر طور پر ذکر کیا۔ ٹیونس کے ایک صاحب تھے۔ جنہوں نے پاکستان کے مسلمانوں کو سلام پہنچانے کے لئے کہا

ایفل ٹاور

وہاں سے اجازت لے کر ڈاکٹر حمیداللہ کی معیت میں پیرس کے چند بازاروں اور عمارتوں کی سیر کی۔ بہت سا وقت ایفل ٹاور کے چڑھنے پر صرف ہوگیا۔ یہ ٹاور قطب مینار سے سہ گنا ہوگا۔ چڑھنے کے لئے لفٹ تھی لیکن لوگوں کا رش اس قدر زیادہ تھا کہ ایک منزل سے دوسری منزل تک پہنچنے میں بہت وقت لگ گیا۔ ڈاکٹر حمیداللہ صاحب نیچے انتظار کر رہے تھے۔ ایفل ٹاور سب سے اونچی منزل پر ایک پوسٹ آفس تھا جہاں ایفل ٹاور کی مہر لگا کر خطوط وغیرہ بھیجے جاتے تھے۔

یہاں سے اتر کر ہم پیرس کے مختلف بازاروں میں گھومتے رہے۔ اور شام پڑنے پر ہوٹل کو چلے آئے اتنے کم وقت میں تمام مقامات کو دیکھنا مشکل تھا۔ دو دن گذر چکے تھے یہاں صرف ایک روز اور ٹھیرنا تھا۔

دوسرے روز میں نے ہوٹل پورٹر سے کہہ کر اپنی سیٹ ایک بس میں بک کرا دی جو پیرس کے مشہور مقامات کا چکر لگاتی تھی اور اس کے ساتھ ایک ترجمان ہوتا تھا، جو انگریزی، فرانسیسی جرمن وغیرہ میں تقریر کرتا جاتا۔ بکنگ کے لئے نوسو فرانک دینے پڑے لیکن کم وقت میں اس سے بہتر اور سستا اور کوئی طریق نہیں تھا۔ پیرس سے بسیں ورسیلز اور دوسرے قریب کے تاریخی مقامات کو بھی جاتی تھیں۔ یہ بسیں سفر کے لئے بہت آرام دہ تھیں اور ان کی چھتوں پر بھی کھڑکیاں لگی ہوئی تھیں جس سے آمنے سامنے اور اوپر کی تمام اشیاء آسانی سے نظر آجاتی تھیں۔ اس قسم کے کنڈکٹڈ بس ٹور کا برطانیہ اور یورپ کے ہر بڑے شہر میں انتظام ہے، ایک نوارد کو جس کے پاس وقت کم ہو سٹیشن کے انکوائری آفس سے اس کا پتہ لگا لینا چاہیئے، عام طور پر ان بسوں کے دفاتر سٹیشن کے قریب ہوتے ہیں، خیر دو اڑھائی گھنٹے تک ہم دس بارہ ٹورسٹ بس پر پیرس کا چکر لگاتے رہے۔ اگر یہ بیان کرنے لگوں کہ ان آنکھوں نے اس روز کیا کیا دیکھا، تو داستان بہت طویل ہو جائے گی جس کے یہ صفحات متحمل نہیں نہیں ہو سکتے۔ دوسرے دن صبح مجھے بیلجیم جانا تھا اس لئے واپس آکر سامان درست کرکے سو رہا۔

(باقی دارد)

انجمن کے تین سکولوں کے امتحان میٹرک کے نتائج

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور:- کل ۶۷ طالب علم شامل امتحان ہوئے جن میں سے ۳۸ پاس ہوئے نتیجہ ۷۶ فیصدی رہا۔ پاس شدگان میں فسٹ ڈویژن میں ۸۔ سیکنڈ ڈویژن میں ۲۳۔ تھرڈ ڈویژن میں ۷ طلبا کامیاب ہوئے، دو طلباء کو وظیفہ ملنے کی امید ہے سکول میں فسٹ آنیوالے طالبعلم نے ۵۸۶ نمبر حاصل کئے۔

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور:- کل ۹۰ طلبا شامل ہوئے جن میں سے ۵۴ پاس ہوئے نتیجہ ۶۰ فیصدی رہا۔ فسٹ ڈویژن میں ۱۹، سیکنڈ ڈویژن میں ۱۴، تھرڈ ڈویژن میں ۲۱ طلبا کامیاب ہوئے۔

جی ایچ کاہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ:- کل چالیس طلبا شامل ہوئے جن میں سے ۳۲ پاس ہوئے نتیجہ ۸۲ فی صدی رہا فسٹ ڈویژن میں ۹۔ سیکنڈ ڈویژن میں ۱۸۔ تھرڈ ڈویژن میں ۶ طلبا پاس ہوئے۔

پیغام صلح مورخہ ۲۳ جون ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۸

مسلمان خواتین کا نکاح غیر مسلم سے؟

محترم شیخ محمد طفیل صاحب نے اپنے سفرنامہ "ووکنگ سے کراچی تک" کی گذشتہ قسط میں جو ۱۹ جون کے پیغام صلح میں شائع ہوئی، اس مسئلہ پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ یورپ میں خاص حالات کی وجہ سے مسلمان عورت کا نکاح غیر مسلم سے جائز ہے اس بارہ میں سب سے پہلی دلیل جو شیخ صاحب نے دی ہے، وہ یہ ہے کہ

"حضرت مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کا مسلک تو یہی تھا کہ نکاح باطل نہیں ہوتا اگر ہمارے فقہا موجودہ حالات سے آگاہ ہوتے تو شاید اس قدر شدت نہ کرتے"

لیکن شیخ صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ فقہا نے جو شدت کا پہلو اختیار کیا وہ قرآن کی اس صراحت کی بناء پر تھا جس میں مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے یایھا الذین امنوا اذا جاءکم المؤمنت مھجرت فامتحنوھن اللہ اعلم بایمانھن فان علمتموھن مؤمنت فلا ترجعوھن الی الکفار لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کرتی ہوئی آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو اور اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تم انہیں مومنہ جانو تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان عورتوں کے لئے حلال ہیں" (سورۃ الممتحنہ آیت ۱۰)

قرآن کی اس صریح ہدایت کے بعد فقہا کس طرح کسی مسلمان عورت کا نکاح غیر مسلم سے جائز قرار دے سکتے تھے اور ہم سمجھتے ہیں کہ آج بھی ان تمام حالات کے باوجود جو شیخ صاحب نے لکھے ہیں قرآن کی صراحت کو نظر انداز کرکے یہ فتوے دے دینا کہ ایک مسلمان عورت غیر مسلم سے نکاح کر سکتی یا اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے قطعاً جائز نہیں، شیخ صاحب نے حضرت مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کا مسلک یہی تھا کہ نکاح باطل نہیں ہوتا، اول تو یہ کوئی دلیل نہیں کیونکہ قرآن کے مقابلہ میں کسی بڑے سے بڑے عالم اور فقیہہ کا بھی مسلک قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کے اس مسلک کا ان کے پاس کیا ثبوت ہے، کیا ان کی کوئی تحریر یا فتوے وہ پیش کر سکتے ہیں؟ انہوں نے خود ریلیجن آف اسلام کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

"جب قرآن کی طرف آتے ہیں تو وہ اس مسئلہ پر خاموش ہے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی کتاب ریلیجن آف اسلام میں اس خاموشی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس سے قرآن کا مقصود انکار ہے"

پھر ان کا یہ لکھنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ

"خاموشی سے نیم رضامندی کا اظہار بھی تو ہو سکتا ہے بہرحال قرآن نے اسے حرام تو قرار نہیں دیا"

یہ صریحاً غلط ہے قرآن نے کھلے طور پر مسلمان عورت کا کافر کے ساتھ نکاح ناجائز اور حرام قرار دیا ہے (جس میں اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب شامل ہیں) اور اسی پر ساری امت کا تعامل رہا ہے، قرآن کے صریح حکم اور ساری امت کے تیرہ سو سالہ تعامل کو نظر انداز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ — تار کا پتہ: تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۴۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ؛ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ؛ ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۲۴ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۹

جواہر ریزے

میاں بیوی کے حقوق اور حسنِ معاشرت

قرآن مجید سے:

الرجال قوامون علی النسآء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ اللہ ط

(سورۃ النساء آیت ۳۴)

مرد عورتوں کے ذمہ دار ہیں اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ انہوں نے اپنے مالوں میں سے خرچ کیا ہے۔ سو نیک عورتیں فرمانبردار پیٹھ پیچھے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اس کی وجہ سے اللہ نے ان کی حفاظت کی ہے۔

اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن ط وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن ج فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن واتمروا بینکم بمعروف ج

(سورۃ الطلاق آیت ۸)

انہیں اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ بچہ جنیں۔ پھر اگر وہ تمہارے لئے دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو۔ اور آپس میں پسندیدہ طور پر مشورہ کر لو۔

(سورۃ الطلاق آیت ۸)

حدیث سے:

لو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا۔

(ترمذی)

اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں ایک بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کے آگے سجدہ کرے (لیکن خدا کے سوائے سجدہ کسی کو جائز نہیں)۔ (ترمذی)

من کانت عندہ امراتان فلم یعدل بینھما جاء یوم القیامۃ وشقہ ساقط۔ (ترمذی)

جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان سے عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرہ کی ایک طرف کٹی ہوئی ہوگی ۔ (ترمذی)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

عورتوں کے حقوق و معاشرت

حضرت امام الزمان کا ارشاد گرامی

عورتوں کے حقوق کی حفاظت جیسی اسلام نے کی ہے۔ ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں ولھن مثل الذی علیھن ہر ایک قسم کے حقوق بیان فرما دیئے۔ یعنی جیسے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر بھی ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتیوں کی طرح جانتے ہیں۔ اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے اور پردہ کے طریق کو ایسے ناجائز طریق سے کام میں لاتے ہیں کہ گویا وہ زندہ در گور ہوتی ہیں۔ چاہیئے کہ اپنی عورتوں سے انسان کا دوستانہ طریق اور تعلق ہو۔ اصل انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان سے اس کے تعلقات اچھے نہیں۔ تو پھر خدا سے کس طرح ممکن ہے کہ صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی اپنی سے اچھا سلوک کرنے والا ہی تم میں سے بہترین ہے۔

درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہمی ایک معاہدہ ہے پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف یعنی اپنی بیویوں کیساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور حدیث میں ہے خیرکم خیرکم باھلہ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو، اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے، جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اسکو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑ دو ۔

(الحکم ۱۷ رمئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲ البدر ۲۲ رمئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۳۷)

اے خدا اے مالکِ ارض و سما ۔ اے پناہِ حزبِ خود در ہر بلا
اے رحیم و دستگیر و رہنما ۔ ایکہ در دستِ تو فضل است و قضا
سخت شورے اوفتاد اندر زمیں ۔ رحم کُن بر خلق اے جان آفریں
امرِ فیصل از جنابِ خود نما ۔ تا شود قطع نزاع و فتنہ ہا

سہ روزہ پیغام صلح —— ۲۶ جون ۱۹۵۴ء

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال

دنیا کے بڑے بڑے حکماء کا فیصلہ ہے کہ کسی انسان کی کاملیت کا معیار اسکے قوائے قلبی، اور ذہنی کا ترفع ہے۔ جس قدر ترفع ان میں پایا جائے گا اسی قدر انسان کامل کہلائے گا۔ یہ ترفع ایک اضافی امر ہے اور اس کے مدارج ہیں ایک شخص کامل ہے۔ لیکن ایک دوسرے شخص کے مقابلہ میں ناقص کسی شخص کے لئے خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو انتہائی کمال تجویز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خصوصیت اور یہ امتیاز صرف سرور کائنات فخر موجودات افضل البشر سیّد کونین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ کی ذات والاصفات کے لئے مخصوص ہے کہ حضور صلعم من کل الوجوہ کامل اور اکمل تھے۔ خود فرماتے ہیں انا سید ولد آدم ولا فخر۔ میں اولاد آدم کا سردار ہوں لیکن کوئی فخر نہیں۔ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں۔ قلب و دماغ کی لامحدود طاقتیں جو کسی انسان کے لئے ممکن ہو سکتی ہیں وہ حضور کے وجود باجود میں مجتمع تھیں۔ بالفاظ دیگر آپ جامع تھے۔ تمام کمالات انسانیہ کے کہ ان کے آگے کوئی درجہ کمال باقی نہیں رہ جاتا۔ تمام تجلیات روحانیہ، تمام انوار و برکات سماویہ۔ تمام کرامات انعامات الٰہیہ تمام اخلاق فاضلہ مقدسہ مطہرہ تمام صفات حسنہ اور اوصاف محمودہ آپ پر ختم ہو گئیں۔ یہ وہ مقام تھا جس پر آج تک کوئی فائز نہ ہوا تھا ؎

بمقامیکہ رسیدی نہ رسید ہیچ نبی

یا یوں کہنا چاہیئے کہ انسانیت کا جوہر اب تک مخفی تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے کھلا اور پورے کمال کے ساتھ کھلا ؎

شد عیاں از وے علیٰ وجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے

ختم نبوت میں بھی یہی راز نہاں ہے کہ چونکہ آپ کی ذات سے نبوت کا منصب جلیلہ اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گیا اور تمام علوم لدنیہ وہبیہ اور نعمائے روحانیہ کا اتمام ہو گیا اس لئے نبوت بھی ختم ہو گئی ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم بر پیغمبرے

صدق اللہ تعالیٰ۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ نبوت کے انتہائی مقام پر آپ فائز ہوئے۔ تقرب الی اللہ کا وہ مرتبہ آپ کو ملا کہ اس کی نظیر دنیوی تعلقات میں نہیں پائی جاتی دنا فتدلٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ (النجم) ایک طرف خلاق عالم سے اس قدر تقرب اور تعلق دوسری طرف مخلوق خدا سے اس قدر محبت اور شفقت کہ صحیح معنوں میں رحمۃ اللعالمین کہلائے ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
نشاں اس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا

حیات طیبہ کا ہر واقعہ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ ہر صفت محمودہ آپ کی ذات میں انتہائی نقطہ پر اور ہر خلق عظیم اپنے حد کمال کو پہنچا۔ انک لعلیٰ خلق عظیم۔ تحمل۔ حلم۔ بردباری۔ عجز و انکسار۔ فیاضی۔ سخاوت۔ بذل و کرم۔ شفقت و رافت۔ شرافت۔ عالی حوصلگی۔ ہمدردی۔ استقلال۔ صبر و استقامت۔ شجاعت و بہادری علو ہمت۔ نصفت شعاری۔ عدل و انصاف۔ عفو و رحم۔ وہ تمام صفات جو انبیاء سابق میں منفرداً پائی جاتی تھیں ذات بابرکات میں جمع تھیں ؎

ایکہ بر تخت سیادت ز ازل جا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اب اس روئے زمین پر صرف ایک ہی ہستی ہے جس کے سایہ عاطفت کے نیچے بنی نوع انسان کو حقیقی راحت میسر آ سکتی ہے۔ دنیا کی نجات اسی کے دامن سے وابستہ ہے۔ اور وہی ایک بزرگ اور عالی نفس ہے کہ جس کی تعلیم پر عمل کرنے سے انسان فلاح دارین کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اے کاش دنیا کے لوگوں کو اس کے محاسن کی خبر ہوتی۔ اور وہ جن مصائب میں آج گرفتار ہیں ان سے رہائی پا کر راحت و آرام کی زندگی بسر کرتے ؎

فرقہ دار فسادات اور شدّھی

آئے دن ہندوستان سے فرقہ دارانہ فسادات کی اطلاعات آتی رہتی ہیں جن سے یہ معلوم کر کے حیرت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے وہاں تنگ کر کے یا تو پاکستان کی راہ دکھائی جاتی ہے یا جبراً ہندو بنا لیا جاتا ہے۔ تازہ اخبارات کی اطلاع مظہر ہے کہ فرقہ دارانہ فسادات کی وجہ سے پاکستان آنے والے ہندوستانی مہاجرین کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے اور ان کی آمد کی رفتار ہزار بارہ سو فی ہفتہ ہے، پہلے ہی پاکستان میں مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ ایک عقدۂ لاینحل بنا ہوا ہے۔ نئے مہاجرین کی آمد اور زیادہ مصیبت کا موجب ہو گی اور یہی ہندوستان کا منشا ہے اور اس کے نام نہاد و مذہبی قوانین کا تقاضا ہے کہ یا تو مسلمان ہندو ہو جائیں یا پاکستان پر ان کا بوجھ ڈال کر اسے تباہ کرنے کی کوشش کی جائے۔

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ گذشتہ دنوں میں بمبئی کے قریب جبری شدھی کا جو فتنہ برپا کیا گیا ہے اس نے وہاں کے مسلمانوں کو بے حد مضطرب اور بے چین کر رکھا ہے چنانچہ حال ہی میں حیدرآباد میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا سید نور اللہ حسینی نے اپنی صدارتی تقریر میں بتایا کہ:۔

"شدھی کی تحریک اپنے بھیانک اور منحوس سائے ہماری سرزمین پر ڈال رہی ہے اور بظاہر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں تمام فرقہ پرست جماعتوں نے سمجھوتہ کر کے کچھ بااثر حلقوں کے اشاروں پر اس مہم کو اس ملک میں آگے بڑھانے کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ ہم نے اب تک جان و مال اور بے پناہ بربادیوں کو برداشت کیا، زمینات و تجارت کی غارت گری پر بھی خاموشی اختیار کی، ملازمتوں سے علیحدگی پر بھی بادل ناخواستہ چپ سادھ لی اور ہزاروں قسم کی روحانی اذیتوں پر بھی صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا لیکن ارتداد کا یہ فتنہ ناقابل برداشت ہے۔ پیمانۂ صبر کسی نہ کسی مقام پر پہنچ کر لبریز ہو جاتا ہے۔"

مولانا صاحب نے کہا:۔

"ہم اس ذمہ دار مقام سے اعلان کرتے ہیں کہ اضلاع میں مسلمانوں کی موجودہ بے بسی سے فائدہ اٹھا کر ان کو جبر اور لالچ کے ذریعہ شدھی کر لینے کی سیاہ کاری کو فوراً ختم کر دیا جائے ورنہ اگر یہ چنگاری بڑھ کر آتشکدہ بن گئی تو اس کی ذمہ داری ان ذمہ دار حلقوں پر آئے گی جو حکومت کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے فرقہ پرستوں کی چیرہ دستیوں ان کی دل آزار تقریروں اور شدھی تحریک کی خانہ ویرانیوں کا تماشہ دیکھ رہے ہیں اور بار بار ان فتنوں کے بارے میں متنبہ کرنے کے باوجود ٹس سے مس نہیں ہو رہے ہیں۔"

یہ حالات و واقعات خاص توجہ کے قابل ہیں اور ہم حکومت پاکستان سے متوقع ہیں کہ وہ ان واقعات کے سد باب کے لئے حکومت ہند سے پرزور احتجاج کرے گی ورنہ یہ فتنہ خدا جانے کیا کیا رنگ لائے۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کا ہفتہ وار اجلاس

۱۳ جون کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا جس میں مسٹر عبد الغفور صاحب ثاقب نے حضرت نبی کریم صلعم کی انفرادی زندگی اور معاشرے کے مختلف طبقوں سے سلوک پر ایک مقالہ پڑھا اور شیخ محمد طفیل صاحب نے جو اڑھائی سال کے بعد انگلستان سے تشریف لائے ہیں یورپ کے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے جس میں انہوں نے اہل مغرب کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ بہت سی اچھی باتیں جن کو ہم یہاں بڑے زور سے بیان کرتے ہیں وہ اہل مغرب کی روزمرہ کی زندگی میں موجود ہیں اس لئے اسلام کو پیش کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ جن باتوں میں وہ اپنی زندگیوں میں خلا محسوس کرتے ہیں ان کے متعلق اسلام کا روحانی پیغام انہیں دیا جائے۔

(سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور)

مسلمان اور ہندو علم و ادب

{ مرتضیٰ خان }

اُطلبوا العلم ولو کان بالصین کے حکم واجب الاذعان کے ماتحت مسلمانوں نے علوم و فنون کی تحصیل و ترویج کو ایک دینی اور مذہبی فریضہ سمجھا۔ اس باب میں ان کی مساعیٔ جمیلہ ایک مسلمہ تاریخی امر ہے۔ نہ صرف مذہبی علوم تفسیر و حدیث اور فقہ میں ہی بلکہ دنیا کے سب علوم شریفہ اور فنون لطیفہ فلسفہ، منطق، اخلاق، تاریخ، سیرت، سائنس، جغرافیہ، طب، علم ہیئت میں ید طولیٰ حاصل کیا۔ اپنی ذہنی کاوشوں سے انہوں نے قدیم علمی مراکز مصر و یونان کے علوم و فنون کو حیات تازہ بخشی، جہاں کہیں سے علمی ذخائر دستیاب ہوئے ان کے حصول میں اپنی مساعی کو کمال تک پہنچایا۔ مسلمان بادشاہ صرف ملکوں ہی کے فاتح نہیں تھے بلکہ ان کا ایک بڑا نصب العین احیاء و اشاعت علوم بھی تھا۔

یورپی علوم کی بنیادیں

اس میں شک نہیں کہ آج یورپ اپنے علم و فضل میں سب پر گوئے سبقت لے گیا ہے مگر حقیقت بین نگاہوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ان علوم کی داغ بیل ڈالنے والے مسلمان ہی تھے بنیادیں انہوں نے ہی استوار کیں ان پر وسیع عمارتیں دوسروں نے کھڑی کیں سے

تم نے قندیل سخن کو مڑھ لیا تو کیا ہوا
ڈھانچ میں تو ہیں وہی اگلے برس کی تیلیاں

ہندو علم و ادب کی تحصیل

مسلمان جب ہندوستان میں آئے تو علم و فضل کی دولت ساتھ لے کر آئے۔ جن سے دوسروں کو متمتع کر کے ایک نئی تہذیب کا باب کھول دیا۔ تحصیل علم کا شوق تو ان کی گھٹی میں پڑا تھا۔ ہندوستان میں آکر یہاں کے قدیم علوم ان کی باریک نظروں سے کب اوجھل رہ سکتے تھے۔ ہندوستان کی علمی زبان سنسکرت تھی جس میں عمدہ عمدہ تصانیف موجود تھیں۔ مسلمان علماء نے جہاں عربی علوم کی تحصیل کو ضروری سمجھا اس کے ساتھ ہی سنسکرت زبان کی تحصیل میں بھی کسی مذہبی منافرت کو پاس نہ پھٹکنے نہ دیا۔ بلکہ کمال فراخ دلی سے اس زبان کو ہندو برہمنوں کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کر کے سیکھا اور صاحب تصنیف بن گئے۔

فیروز شاہ تغلق کی سنسکرت نوازی

تاریخ میں ایسی مثالیں ایک دو نہیں بلکہ بے شمار ہیں۔ اور مسلمان بادشاہوں کا کوئی دور ایسا نظر نہیں آتا جس میں سنسکرت اور بھاشا کے مسلمان علماء پائے جاتے ہوں، چنانچہ سلطان فیروز شاہ تغلق جو ۷۵۸ھ میں سریر آرائے سلطنت ہوا سنسکرت علم و ادب کا بہت بڑا سرپرست تھا۔ جب کانگڑا فتح کیا تو سب سے ... میں اس کی نظر پڑی اور جو سب سے زیادہ اس کو مرغوب و محبوب تھی وہ جوالا مکھی کا مشہور کتب خانہ تھا جس میں سنسکرت کی کتب نادرہ کا ذخیرہ ....
...... موجود تھا۔

سنسکرت کتابوں کا ترجمہ فارسی میں

سلطان نے فوراً اس پر قبضہ کیا اور اس زمانہ کے سنسکرت کے سب سے بڑے فاضل مولانا عزیز اللہ رح کو حکم دیا کہ وہ ان کتب کا فارسی میں ترجمہ کرے۔ انہی کتب میں ایک کتاب علم ہیئت پر تھی، اس کا بڑے اہتمام سے ترجمہ کرایا گیا، اور بادشاہ کے نام پر اس کا نام فیروز شاہی رکھا گیا۔

سنسکرت درباری زبان

ابراہیم عادل شاہ شاہ دکن جو ۹۴۲ھ میں دکن میں حکومت کرتا تھا ایک بہت بڑا متشدد مسلمان سمجھا جاتا تھا۔ اور اپنے تدین اور تورع میں سارے ملک میں ممتاز تھا، زبان عربی اور فارسی کا بہت بڑا عالم تھا اور اس کے دربار میں بھی فارسی عربی کے بڑے بڑے علماء تھے۔ مگر اس کو ہندو علم و ادب سے اس قدر شغف تھا کہ اس نے بجائے فارسی کے ہندی زبان کو درباری زبان قرار دیا اور اس کے اشارے سے بیش قیمت کتابیں ہندی زبان میں تصنیف ہوئیں

مسلمان والیٔ کشمیر کی سنسکرت سے دلبستگی

سلطان زین العابدین والیٔ کشمیر اکبر بادشاہ سے بھی پہلے گزرا ہے اس کی نسبت تاریخی طور پر ثابت ہے کہ اس نے خود سنسکرت زبان بڑی محنت سے سیکھی تھی؟ اس نے سنسکرت کا ایک دار الادب بھی قائم کیا جس میں اس نے اس زبان کی نادرہ کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ پہلا حکمران ہے جس نے عربی فارسی کا ترجمہ سنسکرت میں کرانے کی بنیاد ڈالی۔ اور اسی کے زمانہ میں مہابھارت نے سنسکرت سے ترجمہ ہو کر فارسی کا جامہ پہنا۔ راج ترنگنی جو حکمران کشمیر کی مشہور و مستند تاریخ ہے سلطان ممدوح کے حکم سے لکھی گئی تھی۔

امیر خسرو کی ہندو علوم سے واقفیت

دہلی کے مشہور و معروف فارسی کے شاعر حضرت امیر خسروؒ صرف عربی فارسی کے فاضل ہی نہیں تھے بلکہ سنسکرت علم ادب میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ آپ نے اپنی تصنیف نہ سپہر کے کئی صفحات ہندوستان کی تعریف و توصیف میں وقف کئے آپ نے ہندو علوم کو بہت سراہا ہے۔ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ امیر خسرو مسلمانوں میں بھاشا کے سب سے پہلے عالم تھے مگر تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ امیر خسرو سے دو سو برس پہلے سعد یا (مسعود) سلیمان نے جو سلطان محمود غزنوی کے دربار کا ایک ممتاز امیر تھا بھاشا میں ایک دیوان تصنیف کیا تھا۔

پدماوت کا مسلمان مصنف

امیر خسرو کے بعد ملک محمد جائسی (جائس اودھ میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے) بھاشا کا ایک مشہور شاعر گذرا ہے۔ اس کی بھاشا کی تصنیف **پدماوت** اب تک اپنی زبان کی نفاست میں ممتاز سمجھی جاتی ہے یہ شیر شاہ بادشاہ کے زمانہ میں تھا، پدماوت کے علاوہ انہوں نے اور بھی کئی کتابیں بھاشا میں تصنیف کیں۔

ہندو لٹریچر عہد اکبری میں

اکبر اعظم کے زمانہ میں تو سنسکرت کے علوم کو بڑی ترقی ہوئی۔ خود بادشاہ اس زبان کا بڑا سرپرست تھا۔ علامہ فیضی نے بادشاہ کے اشارہ سے ہندو لٹریچر کی بہت سی کتب کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ فیضی کے علاوہ بعض دوسرے مسلمان علماء مثلاً غلام احمد۔ عبد الجلیل بلگرامی اکبر اعظم کے زمانہ کے سنسکرت زبان کے مایۂ ناز عالم اور مصنف تھے۔

جہانگیر کی طرف سے علمائے سنسکرت کی قدر دانی

اکبر کے بعد جہانگیر بھی سنسکرت زبان کا سرپرست اور سنسکرت علماء کا بہت بڑا قدر شناس تھا۔ ہندو مذہب کے بزرگوں کی دل سے عزت کرتا تھا۔ اس کے زمانے میں ملا مسیح پانی پتی نے راماین کا ترجمہ فارسی نظم میں کیا جو اس کا ایک شاہکار سمجھا جاتا تھا ہے۔ اور اس زمانہ کے ہندو عالم اس کو جھوم جھوم کر پڑھتے تھے۔ جہانگیر کے زمانے میں ایک شخص چودھروپ سنسکرت کا بہت بڑا عالم اور ویدوں کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ بادشاہ ایک طویل سفر کر کے اس کی ملاقات کے لئے گیا۔ اور شاہانہ عنایات سے اس کو نوازا۔ اس واقعہ کا ذکر تزک جہانگیری میں موجود ہے۔

بھاشا کے مسلمان شاعر

اکبر کا دوسرا بیٹا دانیال بھاشا کا مشہور شاعر تھا، فہمی اور ملا توری بھی اسی زمانہ کے بلند پایہ شاعروں میں سے تھے۔ لیکن سب سے مشہور شاعر جس نے اکبر اور جہانگیر دونوں کا زمانہ پایا وہ شیخ شاہ محمد بلگرامی تھے جو عصاریہ کے گورنر تھے۔

مشہور و معروف تاریخی واقعہ

مغل بادشاہوں کی ہندو علوم کی سرپرستی ایک مشہور و معروف تاریخی واقعہ ہے ایک دفعہ راجہ سورج سنگھ نے ایک نہایت ذکی ہندو شاعر کو جہانگیر کے سامنے پیش کیا، بادشاہ اس کی کلام سن کر اس قدر خوش ہوا کہ ایک ہاتھی اس کو انعام میں دیا۔ اس زمانہ کے ایک دوسرے مسلمان عالم میر ہاشم محترم کو ساری مہابھارت کا حافظ سمجھا جاتا تھا۔

بھاشا عالمگیر کے عہد میں

شہنشاہ عالمگیر کے متعلق تو مشہور ہے کہ وہ بڑا متعصب تھا اور ہندوؤں کی کوئی چیز اسے بھاتی نہیں تھی مگر بھاشا کا وہ بھی سرپرست تھا۔ ظہیر اس کے دربار کا مشہور شاعر تھا۔ اس کا تخلص پنچھی تھا۔ اس نے یرجانک کتاب کا ترجمہ فارسی میں کیا جو اس زمانہ میں موسیقی کی ایک مشہور کتاب تھی۔

عربی علما کا بھاشا میں امتیاز خصوصی

مسلمان بادشاہوں کی سرپرستی کی وجہ سے عربی کے بڑے بڑے علماء نے بھاشا میں خصوصی امتیاز حاصل کرنے کی کوشش کی مغلوں کے زمانہ میں ہی ایک عالم متخلص شیخ غلام مصطفےٰ ہوئے ہیں جو مراد آباد کے رہنے والے تھے۔ بھاشا اور ہندی میں ان کو اس قدر عبور تھا کہ اپنے زمانہ میں وحید العصر مانے جاتے تھے، اور اس زمانہ کے بڑے بڑے پنڈت بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں راجہ جے سنگھ والی جے پور نے ایک رصدگاہ بنوائی۔ اس وقت کے مسلمان علماء نے شرح چغمنی اور بعض دوسری کتابوں کا علم ہیئت میں بھاشا میں ترجمہ کیا۔

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

حالات و واقعات

بچوں میں جرائم

ہر ملک میں جرم کرنے کے جراثیم میں جا پہنچتے ہیں، ہماری اور پاکستان میں کئی رخنے ایسے پیدا ہو جاتے ہیں جن کے چور دروازوں میں جرائم کے جراثیم ہمارے بچوں تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں مصیبت یہ ہے کہ بہت سے والدین اپنے دماغوں کو اس سطح پر سوچنے کی اجازت نہیں دیتے جس سطح پر بچوں کا دماغ سوچتا ہے، بچوں کا سوچنا ایک الگ انداز رکھتا ہے، اور والدین کا سوچنا ایک الگ۔ اگر والدین اپنے سوچنے میں ایک لچک پیدا کر لیں، اور بعض مرتبہ اپنے بچوں کے ساتھ بچے بن کر سوچیں، تو اس طرح ایک تو انہیں اپنے بچوں کو سمجھنے کا موقع مل جائے گا، دوسرے ماں باپ کی دوری قرب میں بدل جائے گی۔ جو بچے بعض دفعہ محسوس کر لیتے ہیں، اور اس دوری کو وہ ماں باپ کی بے رخی اور عدم توجہی سے تعبیر کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں یہ بے رخی نہیں ہوتی۔ بچہ جب اپنے ذہن یا جذبات میں کوئی خلا محسوس کرتا ہے، تو وہ اسے پُر کرنے کی سوچتا ہے۔ اب اس خلا کو پُر کس طرح کیا جاتا ہے یہی بات اہمیت رکھتی ہے، محض کو مار پیٹ کر، ضد کرنے سے یا کسی کی چیز چرا کر اس خلا کو پُر کرنے کے بیسیوں طریقے ہیں، جو اس کی سیرت و کردار کو بگاڑ سکتے ہیں بنا بھی سکتے ہیں، حالات کیا تقاضا کرتے ہیں، کہ بچہ اس خلا کو کس طرح پُر کرے یہ حالات کی اپنی نوعیت پر منحصر ہے بچوں میں جرائم پیدا کرنے کے متعلق حالات ذمہ دار ٹھیرائے جا سکتے ہیں۔

ہارورڈ یونیورسٹی (امریکہ) میں اس بات کی تحقیقات کے لئے بہت سے تجربے کئے۔ کہ نوعمر بچوں میں بعض اوقات چھوٹے بڑے جرم کی جو عادت پیدا ہو جاتی ہے اس کا سبب کیا ہے ماہرین نفسیات جس نتیجے پر پہنچے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر دس مجرم بچوں میں سے چھ کے والد ایسے ہیں جو بہت زیادہ شراب پیتے ہیں۔

(۲) بیشتر بچوں کی مائیں نشی اشیا استعمال کرتی ہیں۔

(۳) ہر پانچ بچوں میں سے تین ایسے گھرانوں کے فرد ہیں جہاں ماں باپ میں ان بن رہتی ہے۔

(۴) ہر دس میں سے سات بچوں کا تعلق ایسے کنبوں سے ہے جن میں تفریح وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔

(۵) ہر پانچ میں سے چار بچے ایسے ہیں جن کے والدین ان بچوں کے دوستوں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔

(۶) ہر پانچ بچوں میں سے تین کا بیان ہے کہ ان کے والدین ان سے بے رخی سے پیش آتے ہیں۔

(۷) ہر پانچ بچوں میں سے چار کہتے ہیں کہ ان کی مائیں ان سے بے رخی برتتی ہیں۔

(۸) بیشتر بچوں کے گھروں کی فضا خوشگوار نہیں۔

(۹) بہت کم بچے ایسے ہیں جنہیں کسی قسم کی مذہبی تربیت ملی ہے۔

بھارت میں مسلمانوں کا مجلسی بائیکاٹ

راجستھان میں راجپوتوں کا ایک فرقہ راوت کہلاتا ہے حال ہی میں ناڈگڑھ کے صوبیدار میجر ہمیر سنگھ کی صدارت میں اس فرقہ کی اپنی جماعت (راجستھان راوت راجپوت سبھا کی پندرھویں سالانہ کانفرنس ہوئی جس میں اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ راجپوتوں کے ایک دوسرے فرقہ میرات کے لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا مجلسی تعلق نہ رکھا جائے، میرات وہ لوگ ہیں جو اصل میں راوت ہی تھے لیکن مغل دور حکومت میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس فیصلے کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ صدیاں گذر گئیں انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور اس دوران میں ان کے ساتھ ہر قسم کا مجلسی میل جول برقرار رہا۔ اب اچانک یہ ضرورت محسوس ہوئی ہے اور غالباً اس لئے کہ انہیں دوبارہ ہندو دھرم میں لانے کے لئے حالات سازگار ہیں۔

قدیم مصریوں کا کمال

قاہرہ (مصر) سے اطلاعیں آئی ہیں کہ وہاں کے محکمۂ اثریات کے بعض افسروں نے حال ہی میں ایک نہایت قدیم مصری مقبرہ کا انکشاف کیا ہے۔ یہ ایک ایسے بادشاہ کا ہے جو آج سے ۴۵۰۰ سال قبل گذرا ہے یعنی مشہور بادشاہ فرعون قاہرہ (معاصر حضرت موسیٰ) سے بہت قبل، اور توتن خامن سے بھی ایک ہزار سال قبل۔ اتنا پرانا شاہی مقبرہ مصر میں آج تک دریافت نہیں ہوا تھا۔ یہ مقبرہ قاہرہ سے پندرہ میل جنوب مشرق میں سقارہ میں دریافت ہوا ہے۔ شاہی نعش (مسالہ لگی ہوئی ممی) تو خیر محفوظ ہوتی ہی ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ زر و جواہر کا سارا سامان جس کے رکھنے کا دستور شاہی نعش کے ساتھ تھا، وہ تک بدستور محفوظ ہے! سونے کی وہی آب و تاب، وہی جگمگاہٹ اور سب سے بڑھ کر کمال یہ کہ بادشاہ کے سفر آفتاب کے لئے جو جگمگاتی ہوئی کشتیاں ساتھ رکھ دی گئی تھیں، ان کا رنگ اور خوشبو سب محفوظ ہے! (مصری عقیدہ یہ تھا کہ بادشاہ کی روح کشتیوں پر سوار ہو کر آفتاب کو چلی جاتی ہے، اس لئے شاہی کشتیاں بھی خوب سج سجا کر مقبرہ میں رکھ دی جاتی تھیں)، لکڑی لوہے کی سلاخیں، کپڑے، ریشم، رسے یہ سب چیزیں محفوظ نکلیں۔

"معاشی آزادی تجربہ کی کسوٹی پر

لکھنؤ ۵ رجون۔ لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ انتھراپالوجی (انسانیات) نے حال میں جو جائزہ لیا ہے۔ اس کے مطابق ان گھرانوں میں جھگڑے اکثر ہوتے رہتے ہیں جہاں عورتیں خود کماتی یا گھر کی آمدنی میں اضافہ کرتی ہیں، لکھنؤ میں رہنے والے شرنارتھیوں کے حالات کا جائزہ یونیورسٹی کے ایک ریسرچ سکالر نے حال میں لیا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ ان گھرانوں میں بہت سی بیویاں گھر کی آمدنی میں اضافہ کرتی ہیں۔ اس قسم کے خاندانوں کے پچاس سربراہوں نے بتایا کہ ان کے گھر میں جھگڑے اکثر و بیشتر ہوتے رہتے ہیں۔

مولوی کے خلاف ہرجانے کا دعوے

لائل پور (ڈاک سے) لائل پور کے امیر حسن نامی ایک شہری نے سینیئر سب جج لائل پور چوہدری عزیز احمد کی عدالت میں شیخ الحدیث مولوی سردار محمد کے خلاف ایک سو روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ دائر کر دیا ہے۔ مدعی نے کہا ہے کہ اس نے مولوی سردار محمد سے فتوے لیکر جمعرات کا روزہ رکھا تھا، مگر بعد میں اسے پتہ چلا کہ مولوی صاحب کا یہ فتویٰ بدنیتی پر مبنی تھا۔ مولوی صاحب چونکہ بریلوی خیال کے ہیں اس لئے ان کا یہ فتوے صرف دیوبندی علماء کی مخالفت اور شہر میں اپنی برتری اور انفرادیت قائم کرنے کی وجہ سے تھا۔ مدعی نے چونکہ مولوی صاحب کے کہنے پر عید کے دن روزہ رکھا جو کہ غیر شرعی فعل تھا لہذا اس سے اسے لوگوں کی لعن طعن کا سامنا کرنا پڑا جس سے اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچی لہذا مدعی کو ایک سو روپیہ بطور ہرجانہ دلوایا جائے۔ مدعی نے مزید کہا کہ مولوی سردار محمد کو بدنیت ہونے کی وجہ سے فتوے دینے کے نااہل قرار دیا جائے۔

یاد رہے کہ مولوی صاحب مذکور کے خلاف ایک کیس پہلے سے اے ڈی۔ ایم لائلپور کی عدالت میں زیر سماعت ہے جس میں مولوی صاحب پر جمعرات کو عید منانے والوں کو شیطان اور کافر کہنے کا الزام لگایا گیا ہے۔

مسلمان اور ہندو علم و ادب

(بقیہ از صفحہ ۳)

بلگرام کے سید نظام الدین نے بنارس کا سفر محض سنسکرت اور بھاشا کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کیا۔ انہوں نے علم موسیقی بھی سیکھا۔ ان کی دو کتابیں بھاشا میں بہت مقبول ہوئیں جن کے نام چندریکا اور مدھیا نک سنگر ہیں۔

بارہویں صدی کے بھاشا شاعر

سید محمد باقر بلگرامی کے صاحبزادہ سید غلام نبی جو ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے بھاشا کے ایک اور نامور شاعر ہوئے ہیں ان کی بھاشا نظم کی کتاب درپن مقبول خاص و عام ہے، رحمت اللہ خیر الدین، سید برکت بارہویں صدی ہجری میں بھاشا کے شاعر اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔

ہندوستان کا یونان

بلگرام جو اودھ میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے علم و فضل کے لحاظ سے ہندوستان کا یونان کہنا چاہئے اس کے اندر بڑے بڑے عالم پیدا ہوئے اس کے اکثر علماء نے سنسکرت زبان میں امتیاز خصوصی حاصل کیا شمس العلماء مولانا

رجسٹرڈ ایل ۸۲۸ — تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور — ٹیلیفون نمبر ۲۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔ مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
بعد او خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۴۰

لا الٰہ الا اللہ

جناب فضا ابنِ فیضی اعظمی

جلالِ روئے قدم لا الٰہ الا اللہ ؛ درائے بود و عدم لا الٰہ الا اللہ
سوادِ دیدۂ مومن میں ہے نظر بنکر ؛ کتابِ دل پہ رقم لا الٰہ الا اللہ
اسی سے گرم ہے روحِ عصائے دستِ کلیم ؛ یقیں کی تیغ دو دم لا الٰہ الا اللہ
سرورِ آرزو و جستجو و سوز و ثبات ؛ سرِ دلِ لوح و قلم لا الٰہ الا اللہ
نہ میکدہ نہ صنمخانہ، دیر و در نہ کنشت ؛ جہاں تمام حرم لا الٰہ الا اللہ
یقیں کی منزلِ محمود و مستقیم و بلند ؛ نہ اس سے بیش نہ کم لا الٰہ الا اللہ
پکار اُٹھے ہو اللہ واحدٌ صمدٌ ؛ صنم رہے ہے نہ صنم لا الٰہ الا اللہ
اسی سے آتشِ نمرود بن گئی گلزار ؛ بہارِ حسنِ قدم لا الٰہ الا اللہ
اسی نے غنچۂ آذر کو خندہ ریز کیا ؛ نسیمِ صبحِ کرم لا الٰہ الا اللہ
اس آبجو سے ہی کشتِ دو جہاں سیراب ؛ حریفِ موجۂ یم لا الٰہ الا اللہ

اسی کے نور سے روشن جہاں کا آئینہ
فروغِ دیر و حرم لا الٰہ الا اللہ

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

مَیں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں

(۱) خدا کی توحید (۲) آپس میں محبت و ہمدردی

حضرت امام الزمان کا جماعت سے خطاب

جماعت کے باہمی اتحاد و اتفاق اور آپس میں محبت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو۔ اور اجتماع کرو۔ خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو۔ ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے۔ کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہوا اور اتحاد نہ ہو۔ تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو۔ اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے، تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں۔ کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ۔ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ رضؓ میں پیدا ہوئی تھی کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہ (الحکم)

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی عنقریب بیرون پاکستان تبلیغی دورہ پر جانے والے ہیں۔ پاسپورٹ کا انتظام ہو رہا ہے جس کے ملنے پر مولانا ممدوح اس مبارک سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔

مکتوب امریکہ

میاں بشیر احمد صاحب منٹو

ہفتہ وار جلسے

مجی و مشفق جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ہمارے ہفتہ واری جلسے ہر اتوار کو بڑی باقاعدگی سے ہوتے ہیں ، دو مئی کو ڈاکٹر نظام شفیق شامی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنی تقریر میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ مسلمانوں کو اشاعت اسلام کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے اسی میں ان کی دینی اور دنیاوی ترقی مضمر ہے - ۹ مئی کو عابد فرزند سید اطاعت حسین صاحب، قونصل جنرل پاکستان کی باری تھی - نظام اسلامی ان کا موضوع تھا - یہ ان کی ہمارے ہاں پہلی تقریر تھی - امید ہے کہ وہ آئندہ بھی کبھی کبھی اپنے خیالات سے مستفید کرتے رہیں گے -

ایک امریکن خاتون کی تنبیہ مسلمانوں کو

۱۶ مئی کو مس یا ہرسٹ (Yahrsman)

نے ہمیں بتلایا کہ دین اسلام ہی کیوں اللہ کا دین ہے اور اسلامی اصولوں کو ہی اختیار کرنے سے کیسے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے - انہوں نے اس پر افسوس ظاہر کیا کہ جن لوگوں سے توقع تھی کہ وہ ہدایت کی روشنی دنیا میں پھیلائیں وہ خود بڑی گہری تاریکی میں پڑے ہیں اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے اور انہیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ قرآن مجید کو مضبوطی سے تھام کر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ثابت قدمی سے شروع کر دیں -

ایک امریکن کا قبول اسلام

۳۰ مئی کو Mr. C.C. Kassal

مشرف باسلام ہوئے - ان کی عمر اتنالیس برس ہے اور سان فرانسسکو میں ایکٹریشن ہیں ان کا اسلامی نام عبد المومن رکھا گیا - قبولیت اسلام کا اعلان کرنے کے بعد انہوں نے مختصراً حضرین کو ان وجوہات سے واقف کیا جو انہیں دائرہ اسلام میں لانے کا باعث ہوئیں - انہوں نے کہا کہ وہ کئی برس سے تلاش حق میں سرگرداں تھے عیسائیت کی گود میں اگرچہ ان کی تربیت ہوئی مگر روحانی طور پر اس سے وہ بھی تشفی حاصل نہ کر سکے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح مبارک کے مطالعہ نے ان کی کایا پلٹ دی اور وہ اتنے متاثر ہوئے کہ کئی ایک کتب ان کی زندگی کے متعلق انہوں نے ختم کر ڈالیں ، انہوں نے بتلایا کہ ایک دفعہ ایک عیسائی دوست نے ان سے پوچھا کہ اسلام میں وہ کون سی خصوصیت ہے کہ تمہارا دل اتنا اس کا شیفتہ ہو گیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اسلام میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی سب سے بڑی کشش ہے جو مجھے اس طرف کھینچ رہی ہے - ان کے دوست نے کہا کہ مسلمانوں کو تو اللہ کی توحید پر بڑا ناز ہے اور اسی کا وہ بڑی شدومد سے ذکر کرتے رہتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے نزدیک محض ایک رسول تھے اور عجیب بات ہے کہ تم توحید کا ذکر نہیں کرتے اور محض ایک بندے کا ذکر کرتے ہو ، انہوں نے جواب دیا کہ ان مسلمانوں کا توحید پر زور دینا درست ہے - مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو توحید کہاں ہوتی میں نے بھی تو توحید کا سبق ان ہی کے وسیلے سے پڑھا - کیسل صاحب کی باتوں سے ہم بیحد متاثر ہوئے اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر استقامت بخشے اور رسول کریم صلعم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے -

نماز عید الفطر اور عید ڈنر

۲۸ جون کو یہاں عید الفطر ہوئی - نماز کے لئے تینتیس آدمی جمع ہو گئے تھے - بعد نماز و خطبہ حاضرین کی تواضع سوئیوں اور آئس کریم سے کی گئی - ظہر کے وقت مجاہد اور نذیر اور ہم دو اور دوستوں کے ساتھ سیکرامنٹو روانہ ہو گئے تاکہ وہاں بھی مسلمانوں سے ملاقات ہو جائے اور انہیں بھی ہم عید مبارک کہہ سکیں - چار جون کو عید ڈنر دیا گیا - حاضرین کی تعداد ستر تھی میری خواہش تھی کہ یہ ڈنر وسیع پیمانہ پر دیا جائے اور کثرت سے آدمی مدعو کئے جائیں مگر ہمارے مکان میں ساٹھ آدمی ہی مشکل سما سکتے اس سے زیادہ گنجائش نکالنا ہمارے امکان میں نہ تھا - کسی اور جگہ اس کا انتظام کرتے تو کوئی ہال کرایہ پر لینا پڑتا اور مالی لحاظ سے ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے - بہرحال ہمارا یہ ڈنر بہت کامیاب رہا ، کھانا بیحد اچھا پکا تھا اور سب نے تعریف کی - ڈنر کے بعد بعض دوستوں نے نظمیں پڑھیں اور تقریریں کیں - شب کو ساڑھے دس بجے یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا -

میتھوڈسٹ چرچ میں تقریر

۶ جون کو سٹونز ٹون (STONES TOWN)

کے ایک میتھوڈسٹ چرچ میں میری تقریر ہوئی - چرچ یوتھ کلب کی سیکرٹری مجھے اپنی کار میں وہاں لے گئیں اور پھر جلسہ ختم ہونے کے بعد مکان پر واپس چھوڑ گئیں -

اقبال ڈے

۱۰ جون کو امریکن اکیڈمی آف ایشین سٹڈیز اور پاکستان قونصلیٹ نے مل کر اقبال ڈے منایا - حاضرین کی تعداد پچاس کے قریب تھی میں بھی شریک ہوا - گیارہ جون کو سان فرانسسکو سٹیٹ کالج کا کانووکیشن تھا اور اس موقع پر ہماری سوسائٹی کے تین ممبروں کو بی اے کی ڈگریاں دی گئیں -

انسائیکلوپیڈیا میں مضمون

امریکن پیپلز انسائیکلوپیڈیا American Peoples Encyclopedia

کی طرف سے مجھے درخواست کی گئی تھی کہ میں ان کی بیسویں ایڈیشن کے لئے "اللہ" اور "محمد" آئٹم پر دو مضامین لکھوں ، الحمد للہ کہ یہ دونوں مضامین مکمل کر کے انہیں بھیج دیئے گئے - علاوہ ازیں انسائیکلوپیڈیا کی انیسویں ایڈیشن میں KORAN پر جو مضمون تھا اس میں یہ بتلایا گیا تھا کہ مسلمانوں کو اس بات کی اجازت دیگئی ہے کہ وہ کافروں کو جہاں پائیں قتل کر دیں میں نے قرآن مجید کے چند حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کو صرف ان کافروں سے لڑنے کی اجازت دی گئی جنہوں نے انکو انکے گھروں سے محض اس لئے نکالا کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ایک ہے اسی کی عبادت کرو اور جنگ میں ابتدا کی اور طرح طرح کے ظلم روا رکھے - ایڈیٹر صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ بیسویں ایڈیشن میں اس غلطی کی اصلاح کر دیں گے -

تیرہ مئی کو جیمس اسلر مشرف باسلام ہوگئے - ان کا نام طارق رکھا گیا -

(خاکسار - بشیر احمد منٹو)

اخبار احمدیہ

— حضرت ایدہ اللہ ، حضرت صاحب صدر اور دیگر بزرگان ملت بخیر و عافیت ہیں -

— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کچھ دنوں سے کوہ مری تشریف لے گئے ہیں ، ڈاکٹر صاحب ممدوح کی صحت بہت کمزور ہو چکی ہے ، احباب کرام سے استدعا ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں -

انگلستان پہنچ گئے

محترم مولوی عبد المجید صاحب ایم اے ایڈیٹر اسلامک ریویو جو تین ماہ ہوئے بلاد اسلامیہ کا دورہ کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے تھے دوبارہ بلاد اسلامیہ سے گزرتے ہوئے ۲۸ جون کو انگلستان پہنچ گئے -

پیغام صلح کی خدمات

منٹگمری سے جی اے نسیم زکی لکھتے ہیں کہ میں جنوری میں راولپنڈی تبدیل ہو گیا تھا ، جون میں پھر منٹگمری تبادلہ ہو گیا ، یہاں آکر معلوم ہوا کہ پیغام صلح .... میں آتا ہے جس کو بڑے ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ پہلے ملاں لوگوں نے طرح طرح کی غلط فہمیاں ہمارے دلوں میں ڈال دی تھیں لیکن اس اخبار سے پتہ چلا کہ یہ ایک واحد جماعت ہے جس کی تعریف جتنی بھی کی جائے کم ہے بلکہ ان لوگوں نے یہاں تک کہا کہ ہم جو یہ اخبار پڑھ رہے ہیں ہمارے دلوں نے گواہی دیدی ہے کہ فی الوقع احمدی جماعت سیدھے رستہ پر ہے اور ہم مانتے ہیں کہ اس صدی کے امام مہدی علیہ السلام مرزا غلام احمد مجدد و مسیح موعود ہیں یہ الفاظ ان کی زبانی ہیں جو احمدیت کے سخت دشمن تھے - انہوں نے کہا کہ ہم اپنے خاندانوں کی طرف دیکھتے ہیں اور مجبور ہیں ورنہ آپ سمجھیں ہم بھی آپ کے احمدی بھائی ہیں" فالحمد للہ -

درخواست دعا

بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری لکھتے ہیں کہ ہمارے دوست سید عابد علی صاحب اسسٹنٹ انجینئر خانقین عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں، اس کے علاوہ کئی دوست مشکلات میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دعا فرمائی جائے - خود سید تصدق حسین صاحب کی صحت بھی مخدوش ہے ان کے لئے بھی دعا کی استدعا ہے -

سانحہ ارتحال

موضع .... ضلع سیالکوٹ سے منشی عطاء اللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ "۲۶ / ۲۷ جون کی درمیانی شب کو میری اہلیہ چھ چھوٹے بچے چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوئی ہیں ، دعائے مغفرت ...

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۳ر جولائی ۱۹۵۴ء

مُلّاازم کا خطرہ

معاصر "الاعتصام" گوجرانوالہ اپنی اشاعت مؤرخہ ۱۸ر جون میں رقمطراز ہے:-

"مشرقی پاکستان کے گورنر میجر جنرل اسکندر مرزا نے ۱۰ر جون کو ڈھاکہ گورنمنٹ ہاؤس میں مدیران جرائد کے ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "مشرقی پاکستان کو سب سے بڑا خطرہ کمیونزم سے ہے اور پورے پاکستان کو ملاازم سے خطرہ ہے۔ ....

مشرقی پاکستان کے گورنر کا ملاازم کو سارے پاکستان کے لئے خطرناک قرار دینا کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا اور ان کی یہ رائے ہمارے خیال میں ان کی ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ برسر اقتدار طبقہ کی انہوں نے ترجمانی کی ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اتنی بڑی شخصیت پارٹی کے فیصلے یا اس کی پالیسی کے بغیر پریس کانفرنس میں اس قسم کا کوئی اعلان کر سکے۔ ....

حقیقت یہ ہے کہ کمیونزم کا اگر مقابلہ ہو سکتا ہے تو محض اسلام کے ہتھیار سے اور وہ ملا کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن آپ تمام سنا و مدارل کر مرے ہوئے ملا کو سارے پاکستان کے لئے خطرہ قرار دے رہے ہیں اور پھر حد یہ ہے کہ آپ کے نزدیک کمیونزم صرف مشرقی پاکستان کے لئے خطرناک ہے اور ملا سارے پاکستان کے لئے خطرہ ہے **فما لکم کیف تحکمون** گویا کمیونزم ملاازم سے بہت ہلکا ہے اور اس کی مضرتیں ملاازم کے مقابلہ میں بہت محدود ہیں، یہ صورت حال چونکہ قرارداد مقاصد اور اس کی اساس سے قطعی مختلف ہے اس لئے ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ دینی اور مذہبی رجحانات کے اشخاص اور جماعتوں کو اس پر خوب غور کرنا چاہیئے"

ہم حیران ہیں کہ معاصر الاعتصام کے اس بیان پر کیا کہیں میجر جنرل سکندر مرزا یا بقول معاصر ممدوح پاکستان کے سارے برسر اقتدار طبقہ کا ملاازم کو سب سے بڑا خطرہ قرار دینا کوئی خلاف واقعہ بات نہیں، گذشتہ سال صوبہ پنجاب میں جو ہولناک واقعات ظہور میں آئے۔ کوئی حقیقت بین شخص ان کو ملاازم کا سب سے بڑا شاہکار قرار دینے سے انکار نہیں کریگا یہ واقعات اس قدر المناک اور وحشت انگیز تھے کہ ان کے تصور سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، فسادات کی آگ ایسی خوفناک طریق پر بھڑکائی گئی کہ ملک کا امن امان جل کر خاکستر ہو گیا۔ لوگوں کی نہ جان محفوظ رہی نہ مال اور عزت۔ کئی قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں، کئی گھر تباہ ہو گئے اور لوگوں کا لاکھوں روپئے کا نقصان ہو گیا۔ فسادات کی شدت نے ایسی صورت اختیار کر لی تھی کہ پولیس اس کے انسداد سے عاجز آگئی تھی۔ اور حکومت کے لئے ایسی مشکلات کا سامنا ہو گیا کہ الحفیظ والامان اگر اس وقت مارشل لا قائم نہ کیا جاتا تو پاکستان کی تباہی ملاازم کے اسی شاہکار سے ہو چکی تھی، غور کیجئے ان تمام فسادات کی تہ میں کس کا ہاتھ تھا؟ اور حکومت کو جس مصیبت عظمیٰ سے دوچار ہونا پڑا وہ کس کی لائی ہوئی تھی؟ کیا اسی "مرے ہوئے ملا" کی یا کسی اور کی؟ ہمارے معزز معاصر کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ملاازم کے متعلق برسر اقتدار طبقہ کی رائے یونہی نہیں بن گئی یہ حالات پیش آمدہ سے بنی ہے، ٹھوس واقعات پر مبنی ہے یہ تلخ تجربات کے بعد قائم کی گئی ہے اور بالکل صحیح اور صائب ہے سچی بات کے اظہار میں جھجک نہیں چاہیئے ان کھلے حقائق کے پیش نظر حکومت کا فرض ہے کہ عامۃ الناس کو ملاازم کی مضرتوں سے متنبہ کریں اور ان سے محفوظ و مصئون رہنے اور ان کے دفاع کی ہدایت کریں۔

رہا قرارداد مقاصد کا معاملہ۔ تو اس کے متعلق ہمارے معاصر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرارداد مقاصد کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ ملک میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کی جائے، اسلامی تعلیمات کی بنا پر قرارداد مقاصد کا مطلب و منشاء ملک میں امن وامان قائم کرنا ہے اور یہی اسلام کی اصل روح ہے لیکن ملاازم نے تو اپنے طریق کار اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ ان کا مقصد ملک میں فتنہ و فساد برپا کرنا ہے جو سراسر خلاف تعلیم اسلام ہے۔ پھر ان کے ہاتھ میں قرارداد مقاصد کیونکر دیا جا سکتا ہے وہ ملک کا دوسرا فہمیدہ صاحب علم طبقہ ہے جن کے ہاتھ میں قرارداد مقاصد دیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ مذہب کو بھی کماحقہ سمجھتے ہیں اور ملک و ملت کی ضروریات اور اسلام کی اصل روح سے بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ ملاازم کو اس سے کوئی مناسبت نہیں۔

غرض اسکندر مرزا اور برسر اقتدار طبقہ کی رائے ملاازم کے متعلق بالکل صحیح ہے۔ اور ملک و ملت کا مفاد اسی میں ہے کہ اس کے مضرات سے عامۃ الناس کو متنبہ کیا جائے تاکہ آئیندہ ایسے فسادات کا اعادہ نہ ہو۔ اگر معاصر الاعتصام کو ہماری رائے سے اتفاق نہ ہو تو ہم ان کی توجہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کی اخبار صدق ۸ر جنوری کی طرف مبذول کراتے ہیں، جس میں جمعیۃ علمائے ہند کے ایک ممتاز فرد نے مندرجہ ذیل الفاظ زیب رقم فرمائے ہیں:-

"........ اس احمدیہ تحریک نے علمائے کرام کو اپنوں اور غیروں کی نظروں میں اس قدر ذلیل اور رسوا کیا ہے کہ مجموعی حیثیت سے اس کی کوئی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ حق یہ ہے کہ پاکستان کے علماء نے اپنی گردنیں خود اپنے ہاتھ سے کاٹی ہیں اور اپنے وقار پر خود ہی خاک اڑائی ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس حادثہ کا اعتراف دوسرے لوگ تو کرلیں گے خود علمائے کرام ہرگز نہ کریں گے .... **انھوں نے اپنی غلطیوں سے سلطنتیں تباہ کر ڈالی ہیں ...... ان کی تکفیر بازی ان کی اور مسلمانوں کی قبر کھود چکی ہے**"

یہ محض ایک اقتباس ہے ورنہ مضمون کافی طویل ہے لیکن اس اقتباس سے اس قدر تو واضح ہو جاتا ہے کہ خود جمعیۃ کے ایک ممتاز بزرگ کو مسلم ہے کہ "**علماء نے اپنی غلطیوں سے سلطنتیں تباہ کر ڈالی ہیں ...... ان کی تکفیر بازی ان کی اور مسلمانوں کی قبر کھود چکی ہے**" اب فرمائیے جس طائفہ کی غلطیوں سے سلطنتیں تباہ ہو گئی ہوں اور جنہوں نے مسلمانوں کی قبریں کھود دی ہوں ان کو اگر حکومت قوم و ملت کے لئے خطرہ کا باعث قرار دے تو کیا وہ قابل الزام قرار دی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، اور اگر اس سے بھی زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو تو ہمارے معاصر کو خلیفہ عبدالحکیم صاحب کا رسالہ اقبال اور ملا کا مطالعہ کرنا چاہیئے جس میں ملاازم کے متعلق "حضرت حکیم الامۃ" کے ارشادات گرامی قلمبند کئے گئے ہیں اور جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کس طرح ملاازم سلطنت ترکی کے انحطاط کا موجب ہوئی۔

بھارت میں شدھی

بھارت میں دو ہزار مسلمانوں کی شدھی اور بھارتی مسلمانوں کے مضطربانہ اعلانات کی اطلاعات ان کالموں میں قبل ازیں شائع ہو چکی ہیں، ایک اور تازہ خبر سن لیجئے:-

اندور ۲۱ر جون - ہندو مہاسبھا نے وسطی اور جنوبی بھارت میں شدھی کی تحریک تیز تر کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس امر کا انکشاف یہاں مہاسبھا کے صدر مسٹر این سی چیٹر جی نے کیا ہے۔

مسٹر چیٹر جی نے اعلان کیا ہے کہ شدھی کے کام کے لیے بھوپال میں عنقریب پرچارکوں اور کارکنوں کا ایک تربیتی کیمپ کھولا جائے گا انہوں نے مہاسبھا اور آریہ سماج سے اپیل کی ہے کہ وہ شدھی کی تحریک تیز تر کرنے کے لئے اپنے بہترین کارکن بھیجیں "

ہندو مہاسبھا کی ان سرگرمیوں کو حکومت ہند جس خاموشی سے دیکھ رہی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکومت کی عملی نہیں تو خاموش تائید اسے حاصل ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان اگر اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے کوئی انجمن بنانا چاہیں تو انہیں دار ورسن کے شکنجہ میں کس دیا جائے اور ہندو مہاسبھا کی ان دراز دستیوں پر پنڈت نہرو کی حکومت ٹس سے مس نہ ہو کیا یہ بھارت کے مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کا کھلا اقدام نہیں۔

ان حالات میں پاکستانی مسلمانوں کا فرض کیا ہے، قرآن کریم کا فتویٰ ارشاد ہے:-

"اور تمہیں کیا عذر ہے کہ تم خدا کے رستہ میں اور ان کمزور مردوں، اور عورتوں اور بچوں کے لئے جنگ نہیں کرتے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی ولی بنا اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی مددگار بنا" (النساء ۷۵)

یہاں جنگ سے مراد لازماً توپ و تفنگ کی جنگ نہیں بلکہ احتجاجی جنگ یا کسی اور طریق سے دباؤ ڈالنے یا تبلیغ اور بحث و مباحثہ سے بھی اگر کام نکل سکے تو اس حکم کے ماتحت اس کے لئے جدوجہد کرنا ضروری ہے، ضرورت ہے کہ حکومت پاکستان اس پر سنجیدگی سے غور کرے اور ان خطرناک حالات سے مسلمانان ہند کو چھڑانے کی کوشش کرے۔

متفرقات

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کی منعقدہ ماہوار میٹنگ ۱۷ جون کو احمدیہ لائبریری میں زیر صدارت عبدالغفور صاحب ثاقب، منعقد ہوئی جس میں ماسٹر برکت علی صاحب نے ایک مقالہ پڑھا جو قابل ستائش تھا۔ انہوں نے مقالہ کو افسانوی رنگ دے کر ذاتی تجربہ کی بناء پر جو یائے حق کی مختلف حالتیں بیان کیں جن سے گذر کر انسان خدا کو پا لیتا ہے۔ بعدہٗ ممتاز احمد صاحب نے کتب مسیح موعود سے "ایک ورق" کے مسلسل پروگرام کی ابتدا کی۔ انہوں نے مسیح موعود کی بعثت سے متعلق پیشگوئیاں ان کا پورا ہونا اور بالآخر اس کی آمد کے متعلق مسلمانوں کی مایوسی پر دلائل پڑھ کر سنائے آخر میں مظفر حسن صاحب خادم نے صحت اور زندگی پر ایک مقالہ پڑھا۔ انہوں نے بتایا کہ جب تک آدمی ذہن اور صحت کے لحاظ سے جوان ہے وہ جوانوں میں شامل ہے۔ خواہ جسمانی طور پر وہ بوڑھا ہی کیوں نہ ہو جائے، آخر میں راقم نے ان مقالوں پر تبصرہ کیا اور دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔

خاکسار ناصر احمد سیکرٹری

تبلیغی رپورٹ

(۱)

مولوی میاں محمد دین صاحب مبلغ دیہات ضلع سیالکوٹ نے اطلاع دی ہے۔ کہ ماہ مئی میں انہوں نے ۲۹ دیہات کا پیدل تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت صاحب کے خلاف اعتراضات کے جوابات دیئے۔ ختم نبوت۔ اجرائے نبوت۔ احمدیہ جماعت کے عقاید کے متعلق لوگوں سے گفتگو ہوئی۔ ۳۰ افراد خاص طور پر زیر تبلیغ ہیں، جن سے ہمیشہ اور باقاعدہ تبادلہ خیالات ہوتا رہتا ہے۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ چندہ ماہوار کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی، ادائیگی کا بعد برداشت فصل احباب نے وعدہ کیا ہے۔

(۲)

مولوی محمد یوسف صاحب معلم دیب گراں نے ماہ مئی میں باقاعدہ درس قرآن کریم دیا۔ جس میں حاضرین کی تعداد اوسطاً ۳۲ رہی ہے۔ خطبات جمعہ بھی دیئے گئے۔ چار دن جمعہ بیگراں میں ہی پڑھائے گئے۔

(عبداللہ جان۔ سیکرٹری)

نقل وحمل پر ریسرچ کیلئے وظیفہ

سڑکوں کے انجنیئروں کی پاکستانی انجمن کے اعزازی معتمد نے اطلاع دی ہے کہ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ر وظیفہ کسی موزوں امیدوار کو دیا جائے گا جو اس وظیفہ کی مدد سے پورے ایک سال تک لندن اسکول آف اکنامکس میں نقل وحمل کی اقتصادیات پر کل وقتی ریسرچ کرے گا۔

یہ وظیفہ صرف یونیورسٹی گریجویٹ بلکہ وہ اشخاص بھی حاصل کر سکتے ہیں جو نقل وحمل کے ایڈمنسٹریشن یا نقل وحمل کے سازوسامان کی تیاری میں کام کرتے رہے ہوں۔

وظیفہ کا مقصد یہ ہے کہ نقل وحمل کی اقتصادیات اور ذرائع پر ریسرچ کی ہمت افزائی کی جائے تاکہ نقل وحمل کے مختلف طریقوں کی متوازن ترقی ہو۔ اور محصولوں میں بتدریج کمی ہو۔ اس مقصد کے حصول میں امداد دینے والی ہر اسکیم پر مناسب غور کیا جائے گا۔

یہ وظیفہ ایک سال کے لئے دیا جاتا ہے اور اس کی قیمت کم از کم ۲۵۰ پونڈ ہوگی۔ مزید تفصیلات سڑکوں کے انجنیئروں کی پاکستانی انجمن کے سیکرٹری یا وزارت مواصلات کراچی سے مل سکتی ہیں۔

گھروں کے اندر

دہلی کے ایک اخبار سے:۔

گذشتہ تین سال کے اندر بمبئی کی فلم کمپنیوں کے کئی ڈائرکٹر اور پروڈیوسر دہلی پہنچے۔ ان کی آمد پر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ٹھٹ لگ گیا جو اپنے کو فلمی لائن کے لئے پیش کر رہے تھے عام اندازہ میں لڑکیوں کا انبوہ اس مدت میں ۵ ہزار تک پہنچا ہوگا کئی ایک ریہرسل کی منزل سے بھی گذریں، مگر بالآخر کامیاب صرف تین ہوئیں! ان میں سے ایک، ایک سرکردہ ڈاکٹر کی ایم اے پاس لڑکی ہے ...... ایک اور ایم اے پاس جو خود گورنمنٹ آف انڈیا میں کئی سو ماہوار کے مشاہرہ پر ملازم تھی۔ اس نے اس شوق میں بمبئی کے کئی چکر کاٹے لیکن آج تک وہ فلم ایکٹرس نہ بن سکی.... یوپی کے ایک نواب کی حسین تعلیم یافتہ لڑکی کو باپ کی موت پر لاکھوں روپیہ ورثہ ملا۔ اس پر اسے فلمی دنیا میں شامل ہونے کا جنون سوار ہوا۔ ہوائی جہاز پر بمبئی پہنچی۔ ڈائرکٹروں اور پروڈیوسروں سے ملنے کے لئے ڈنر اور پارٹیاں دیتی رہی، آخر ایک بوگس فلم کمپنی کے مالک کے ہتھے چڑھ گئی جو اس کے لاکھوں روپیہ کے ہیرے اور زیورات لیکر غائب ہو گیا۔ اور اس لڑکی کو واپسی کا ٹکٹ خریدنے کے لئے اپنا نکلس فروخت کرنا پڑا۔"

بیان کے بعض جزئیات میں اگر کچھ مبالغہ بھی فرض کر لیا جائے جب بھی کیا شریف گھر گھرانوں کی واقعی صورت حال اس سے کچھ زیادہ مختلف ہے؟ اور مختلف ہونے کی وجہ ہم کیا؟ ــــــ کوئی کسر ہم نے سینما والوں اور سینما والیوں کو آسمان پر چڑھانے میں اٹھا رکھی ہے؟ جاہ ومال دونوں حیثیتوں سے انہیں بلند سے بلند مرتبہ وجو پر پہنچا دینے میں کچھ بھی پیچھے رہے ہیں؟ اخباروں نے لیڈروں نے وزیروں نے اعلیٰ سے اعلیٰ حکام نے اس آرٹ کی قدر دانی میں پرانے وقت کے بڑے بڑے وزیروں نوابوں، راجوں مہاراجوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے یا نہیں؟ پھر اگر بڑی سے بڑی شریف لڑکیاں نیم برہنہ رقاصی اور اداکاری کے لئے دیوانی ہوتی جا رہی ہیں، تو اس پر حیرت کی کوئی اوسط وجہ بھی ہے؟

(صدق)

مسلمانوں کے بعد عیسائی

ذیل کی خبر دہلی کے اخبارات میں نظر سے گذری:۔

"دہلی ۱۴ / جون۔ آزاد بھارتی مسیحی سیوک سماج کے ماتحت ہندوستانی عیسائیوں کا ایک جلسہ گاندھی گراؤنڈ میں منعقد ہوا جس میں عیسائیوں نے حکومت اور ملک کے باشندوں کو یقین دلایا کہ وہ ہندوستان کے وفادار ہیں۔ جلسہ کے صدر دہلی کانگریس کمیٹی کے صدر مسٹر کرشنا نائر تھے۔ جلسہ میں کہا گیا کہ ہمارا غیر ملکی مسیحی مشنریوں سے کوئی تعلق نہیں بجز اس کے کہ ہمارا بھی وہی مذہب ہے جو ان کا ہے جلسہ میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ غیر ملکوں سے آئے ہوئے جو مشنری غیر قانونی حرکتوں کے مرتکب پائے جائیں ان کے خلاف سخت اقدام کیا جائے جلسہ میں یہ بھی کہا گیا کہ ہندوستان کے عیسائی حکومت کے وفادار ہیں اور اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنے کو تیار ہیں"

اسی کو کہتے ہیں، ع

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں!

عیسائی بہت ان سے بچے رہے۔ آخر ان کی باری بھی آ ہی گئی۔ ابھی کم از کم دو مذہب والوں کو تو اور اپنی صفائی پیش کرنا اور اپنی وفاداری پر قسمیں کھانا ہے۔ ایک یہودی، دوسرے پارسی، (مجوسی) تعداد میں بہت ہی قلیل سہی مٹھی بھر سہی، بہرحال ہیں تو باہر والے آئے تو باہر ہی سے ہیں۔

(صدق)

لاہور میں خانہ داری کا ٹریننگ کالج

لاہور ۲۲ / جون، پنجاب کے محکمہ تعلیم کی پارلیمنٹری سیکرٹری بیگم جی اے خان نے بتایا کہ حکومت پنجاب ـــ لاہور میں عورتوں کو فنون خانہ داری وصنعت وحرفت کی تربیت دینے کے لئے ایک ٹریننگ کالج کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ ٹریننگ کالج گلبرگ کالونی میں ہوگا جہاں اس کی عمارت تیار ہو چکی ہے، انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس ٹریننگ کالج میں اکتوبر ۱۹۵۲ء سے تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ آپ نے بتایا کہ یہ کالج لاہور میں مقیم تین امریکی ماہر خواتین کے منصوبہ کے مطابق کھولا جا رہا ہے اور اس کے سٹاف میں یہ امریکی خواتین شامل ہوں گی۔ خیال ہے کہ یہ ٹریننگ کالج لاہور اور پنجاب کے دوسرے علاقوں کی محنتی عورتوں کے لئے بہت مفید ہوگا۔ جو طالبات

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ "تبلیغ لاہور" — فون نمبر ۳۷۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ادارہ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ذیقعد سنہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۷ جولائی سنہ ۱۹۵۴ء | نمبر ۴۱

جواہر ریزے

یتامیٰ سے حسنِ سلوک

قرآن مجید سے:

وبالوالدین احسانًا وذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین ۔
(البقرہ آیت ۸۳)

اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اور رشتہ داروں اور یتامےٰ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا ۔ (البقرہ آیت ۸۳)

یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتامیٰ ۔ الخ
(البقرہ آیت ۲۱۵)

تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہو جو کچھ بھی اچھے مال سے خرچ کرو وہ ماں باپ اور قریبیوں اور یتیموں کے لئے ہے
(البقرہ آیت ۲۱۵)

حدیث سے:

والذی بعثنی بالحق لایعذب اللہ یوم القیامۃ من رحم الیتیم
(الطبرانی)

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بھیجا کہ خدا قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہیں دیگا جو یتیم پر رحم کرتا ہے (الطبرانی)

ایاکم و بکاء الیتیم فانہ یسری فی اللیل والناس نیام
(رواہ الا ص)

یتیم کے رونے سے ڈرو کیونکہ وہ رات کو چلتا ہے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں ۔

انا وکافل الیتیم فی الجنۃ ھکذا واشار بالسبابۃ والوسطیٰ (ابو داؤد و ترمذی)

میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح میری دو انگلیاں (انگلیوں کو ملا کر فرمایا) (ابو داؤد و ترمذی)

خیر بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یحسن الیہ وشر بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یساء الیہ ۔
(ابن ماجہ)

بہترین گھر مسلمانوں میں سے وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک کیا جاتا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک کیا جاتا ہو ۔
(ابن ماجہ)

من قبض یتیمًا من بین المسلمین الیٰ طعامہ وشرابہ ادخلہ اللہ تعالیٰ الجنۃ
(ترمذی)

جو مسلمانوں میں سے ایک یتیم کو لے لے اور اس کو کھلائے پلائے خدا اس کو جنت میں داخل کر دے گا ۔
(ترمذی)

اللہ تعالیٰ سے سچی صلح کرلو

آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان سے اٹھا دو

حضرت امام الزمان کی جماعت کو نصیحت

اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا ۔ مگر صالح بندوں کی ۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو ۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو ۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے کنارہ کش ہو جاؤ ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے ۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے ۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح کر لو ۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں ۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے ۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے ۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے ۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا ۔ کہ کوئی مویشی ان کو آ کر کھا جاوے ۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے ۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو ۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی ۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں ۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں ہر روز ذبح ہوتی ہیں ۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا ۔ اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو اتنی باز پرس ہوتی ہے ۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا ۔ چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے ۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتی ۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو ۔ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ ۔ (الحکم ۶-۱۳ اگست ۱۸۹۸ء)

روزنامہ پیغام صلح — مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۵۴ء

فتنۂ اشتراکیت اور زعمائے ملّت کا فرض

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

سلطنت خداداد پاکستان چشم بد دُور دنیا کی تمام اسلامی سلطنتوں میں سب سے بڑی مملکت ہے۔ لیکن کسی سلطنت کی اصل بڑائی اس کی حدود کی وسعت پر نہیں بلکہ اس میں بسنے والوں کے حسنِ عمل پر موقوف ہے۔ یہ قوم کا کردار ہے جو کسی ملک یا سلطنت کے لئے عزت و عظمت کا باعث ہوتا ہے نہ کہ اس کا طول و عرض۔ جناح علیہ الرحمۃ کی فقید المثال قیادت میں مسلم لیگ کا حصول پاکستان کا کارنامہ ایسا درخشاں کارنامہ ہے جو تاریخ عالم میں آفتاب نصف النہار کی طرح چمکتا رہے گا۔ اور آنے والی نسلیں اس پر بجا طور پر فخر کریں گی۔ اس عظیم بالشان مقصد کی کامیابی کے لئے جو عظیم قربانی مسلمان قوم نے دی اور جس عزم و استقلال جس صبر و استقامت کا نمونہ دکھایا وہ ہزار تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد قوم کے ایک حصہ نے جس کردار کا مظاہرہ کیا ہے وہ کسی صورت میں قابلِ رشک نہیں کہلا سکتا۔ ایک قلیل عرصہ کے اندر تین سازشوں کا انکشاف مسلمان قوم کے لئے ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ راولپنڈی کی فوجی سازش۔ اور اس کے بعد قائدِ ملت لیاقت علی خاں ایسے وحید العصر انسان کا اندوہناک قتل پھر احرار کی سازش جو مذہب کے نام پر نظم و نسق سلطنت کو درہم برہم کرنے کے لئے کی گئی اور ہزاروں سادہ لوحوں کو بھی اپنا ہم آہنگ بنا لیا گیا۔ پھر حال ہی میں مشرقی پاکستان میں متحدہ محاذ کی سازش جس کا مقصد مسلم لیگ کو ناکام بنا کر ملک کی سالمیت پر حربہ چلانا تھا۔ یہ ایسے شرمناک واقعات ہیں کہ دنیا کے سامنے ندامت سے ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں۔ ع

آہ! کیا سمجھے تھے ہم اور کیا ہوا آشکار

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے پاکستان کے ارباب حل و عقد کو ہر نازک مرحلہ پر نہایت تدبر، حزم اور مآل اندیشی سے کام لیا۔ اور ہر فتنہ کا باحسن وجوہ سد باب کرنے کی کوشش کی۔ اور نہ صرف ملک کے داخلی انتظامات کو قابلیت سے سرانجام دیا بلکہ بیرونی ممالک اور بالخصوص ٹرکی سے معاہدہ کی توثیق کرکے پاکستان کے سیاسی اقتدار میں چار چاند لگا دیئے۔ ہمیں کامل وثوق ہے کہ جن اصحاب کے ہاتھ میں ملک کی زمام حکومت دی گئی وہ اپنے فرائض کو کماحقہٗ سمجھتے ہیں اور ان کے قلوب میں ملک کی فلاح و بہبود کا صحیح جذبہ موجود ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ البتہ ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم ان کا ہاتھ بٹائے اور ان کے اصلاحی اقدامات میں ان کا تعاون کریں۔ ارباب سیاست پر یہ امر مخفی نہیں کہ ہمارے ملک کو اس وقت بجا طور پر اشتراکیت کا خطرہ درپیش ہے اور ہر بہی خواہ مملکت کا فرض ہے کہ وہ اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے اس کے سد باب میں حکومت کے ہاتھ مضبوط کرے۔ ہم اس اصول کے تو حامی ہیں کہ ملک کے ہر فرد کو پیٹ بھر کر روٹی ملنی چاہیئے ہماری قوم کا معیار زیست بلند ہونا چاہیئے اور ملک سے حتی الامکان معاشی مصائب ہبًا منثورًا ہو جانی چاہئیں لیکن اس اصول کو بجبر منوانے یا عوام کے جذبات کو حکومت وقت کے خلاف مشتعل کرکے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کو ہم کبھی برداشت نہیں کر سکتے اور نہ اس مصیبت عظمیٰ کو برداشت کر سکتے ہیں کہ اسلام کی عظیم الشان تعلیمات اور اسلامی اخلاق ہماری آنکھوں کے سامنے خاک میں ملجائیں اور ان کی جگہ اشتراکی اخلاق لے لیں جن کا سارا تانا بانا مادیت اور محض مادیت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اشتراکیت کا فتنہ صرف ملک کے لئے ہی نہیں بلکہ مذہب کے لئے بھی ایسا ہی خطرناک ہے اس لئے اس افعی کا سر کچلنا ہر بہی خواہ ملک اور ہر بہی خواہ اسلام کا فرض اولین ہے۔

ہمارے ملک میں اس وقت مختلف جماعتیں موجود ہے مثلاً جمعیۃ العلماء۔ اسلامی جماعت جن کو مذہبی اور سیاسی جماعتیں ہونے کا اور خدمت ملک و ملت کا ادعا ہے اگر وہ حسن نیت اور صحیح نہج پر اس کام کو اپنے ذمہ لیں تو ممکن نہیں کہ اشتراکیت کا فتنہ اس ملک میں کامیابی کا منہ دیکھ سکے۔ یہ ایک بہت بڑی اسلامی اور سیاسی خدمت ہوگی۔ اس امر کا افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ہماری قوم اور بالخصوص ہمارے علماء میں صحیح مسلک پر گامزن ہونے کا ملکہ بہت کم ہے۔ ابتک جس کام کو ہمارے علماء نے اپنے ہاتھ میں لیا الا ماشاء اللہ وہ کسی صورت میں مستحسن نہیں کہلا سکتا۔ ملک و مذہب کے حقیقی بدخواہوں اور شرپسندوں نے آنکھیں بند کرکے ایک امن پسند کلمہ گو جماعت کے پیچھے پڑ جانا اسے کوئی دنیا کا کوئی ضابطۂ اخلاق مستحسن قرار نہیں دے سکتا اور آخر تجربہ نے بھی یہی ثابت کیا کہ یہ طریق سراسر غلط اور غیر مستحسن تھا۔ آزمودہ را آزمودن جہل است، اب اسکے اعادہ کا خیال چھوڑ دینا چاہیئے اور کسی اعلیٰ اور مفید کام کی طرف عنان توجہ مبذول کرنی چاہیئے اور بکمال خلوص ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس وقت جبکہ حکومت اور مذہب دونوں خطرے میں ہیں ہمارے زعمائے ملت کا فرض ہے کہ وہ اس خطرہ کے خلاف ایک مستقل محاذ قائم کریں اگر ختم نبوت کے لئے بڑے بڑے جلسے منعقد کئے جا سکتے ہیں تو کیا اشتراکیت کے خلاف جلسے منعقد نہیں کئے جا سکتے؟ اگر ختم نبوت کے لئے شہر بشہر، قریہ بقریہ دھواں دھار تقریریں کی جا سکتی ہیں تو کیا اشتراکیت کے خلاف کوئی ٹوٹی پھوٹی تقریر بھی نہیں کی جا سکتی؟ اگر ختم نبوت کے سلسلہ میں ایک کروڑ روپیہ کے فراہم کرنے کی تحریک کی جا سکتی ہے، تو کیا فتنۂ اشتراکیت کے لئے سد باب کے لئے ایک کروڑ نہ سہی ایک لاکھ کی تحریک بھی نہیں کی جا سکتی؟ اگر ختم نبوت کے سلسلہ میں کتابیں لکھی جا سکتی ہیں، اشتہارات اور پمفلٹ شائع کئے جا سکتے ہیں، اور اخباروں کے صفحات کے صفحات وقف کئے جا سکتے ہیں تو کیا اشتراکیت کے خلاف کچھ تھوڑا لٹریچر بھی تیار نہیں کیا جا سکتا؟ اگر کیا جا سکتا ہے اور ضرور کیا جا سکتا ہے تو پھر کسقدر نادانی ہوگی کہ ہم اپنی آنکھوں کے سامنے ایک فتنہ کو پنپتے ہوئے دیکھیں اور ٹس سے مس نہ ہوں جس صورت میں ہمارا ملک اور ہمارا مذہب دونوں خطرہ میں گھرے ہوئے ہیں ہمارے علماء کا فرض ہے کہ وہ چین سے نہ بیٹھیں۔ موقعہ کی ضرورت کو پہچانیں، وقت کی مقتضیات کو دیکھیں۔ اپنی حکومت کی خیر خواہی اور اپنے مذہب کے تحفظ کا اہتمام کریں وہ غور کریں اور سوچیں کہ ملک و ملت کن مراحل میں سے گذر رہے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ گرد و پیش کے حالات کا بنظر غور مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ وہ کہاں تک ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعدی ظاہر کر رہے ہیں ؎

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب

قبل ازیں اطلاع دی جا چکی ہے کہ محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب آجکل مری تشریف لیگئے ہوئے ہیں، انکی صحت کا حال ذیل کے خط سے معلوم ہو سکتا ہے، جو ایک دوست کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے:۔

اخویم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خدا کی شان ہی ایک بلا سے نکلتا ہوں دوسری آگے تیار کھڑی ہوتی ہے۔ کھانسی کو بفضلہٖ آرام ہے لیکن یہاں پہنچکر ۲۸ تاریخ کو پیشاب بند ہو گیا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے حال پر رحم فرمائے، جملہ احباب کی خدمت میں میری طرف سے السلام علیکم عرض کر دیں۔ میری صحت درست نہیں میری طرف سے انکو وصیتاً کہدیں کہ نفسانیت سے علیحدہ ہو کر خدا کی رضا کو سامنے رکھیں اپنے بھائیوں پر حسن ظن کریں، اور جماعت کی طاقت فضول جھگڑوں میں صرف کرنے کی بجائے دین کی خدمت میں صرف کریں۔ والسلام۔ غلام محمد

ہستی باری تعالیٰ کے دو بڑے نشان سورج کے فوائد و اثرات اور کسوف خسوف

مہدی کیلئے رمضان میں کسوف خسوف اور حضرت نبی کریم اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے دو آسمانی گواہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وکاین من اٰیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون .... وھدیً ورحمۃ لقوم یومنون (یوسف رکوع ۱۲)

ذات الٰہی کے متعلق قرآن کریم کے بیانات

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات کے متعلق مفصل بحث ہے جتنی آسمانی کتابیں ہمارے سامنے ہیں ان میں ایک قرآن کریم ہی ہے جس میں خدا کی ذات وصفات پر بحث ہے وہ کتاب جس کو خدا کی طرف سے الہامی ہونے کا دعوےٰ ہے، اس کے لئے ضروری ہے، وہ اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات پر بحث کرے ورنہ اسے الہیات کی کتاب کہلانے کا حق نہیں پہنچتا قرآن میں بڑی وضاحت سے خدا تعالیٰ کے کمالات اور احسانات کا ذکر آتا ہے۔ اس بیان کے مختلف پیرائے ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ نے بار بار نیچر کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی ہے، نیچر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی قدرت کس قدر وسیع ہے، اس کے کمالات، اس کے احسانات کے مطالعہ سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے، اسی کا ذکر اس آیت میں فرمایا وکاین من اٰیۃ فی السمٰوات والارض، زمین آسمان میں کئی آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تمام کائنات پر حاکم اور بہت بڑی قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے لیکن یمرون علیھا لوگ اندھوں کی طرح پاس سے گذر جاتے ہیں اور ان پر غور نہیں کرتے، وھم عنھا معرضون بے توجہی سے کام لیتے ہیں منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

پہلا نشان - گرمی کی شدت اور بارش کا آنا

یہ بے شمار نشانات جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے، آج ان میں سے دو کا ذکر کرتا ہوں، ایک نشان تو ایسا ہے کہ سال بسال ہم اسکو دیکھتے ہیں، شدت کی گرمی کو دور کرنے کے لئے بارش کا آجانا ایک نشان ہے اس سے خدا تعالےٰ کی ہستی کا پتہ لگتا ہے غور کیجئے ۱۲۰ کے قریب درجہ حرارت ہو، پانی کی قلت ہو، گرمی سے مویشی اور انسان مرتے ہوں فصلیں سوکھتی ہوں، اس وقت کیا کیا جا سکتا ہے؟ کسی شخص کی طاقت میں نہیں کہ پانی برسا کر اس درجہ حرارت کو کم کر دے یا پانی کی قلت کو دور کر دے، کوئی بڑی سے بڑی سلطنت بھی ایسا نہیں کر سکتی، ایسی حالت میں کون ہے جو اس میں تبدیلی پیدا کرتا ہے ومن اٰیٰتہ ان یرسل الریاح مبشرات ولیذیقکم من رحمتہ، کون ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور آناً فاناً فضا کو بدل دیتا ہے، کیا کوئی سائنسدان اس تبدیلی کو پیدا کر سکتا ہے یا کوئی بڑی سے بڑی حکومت اپنے سارے سامانوں سے کام لے کر اس کام کو کر سکتی ہے؟ کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا، خدا ہی ہواؤں کو بھیجتا ہے، جو یہ پیغام لاتی ہیں کہ بارش آنے والی ہے، ہوائیں اس کی رحمت کی خوشخبری لے کر آتی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک نشان ہے کہ ہر سال شدت کی گرمی پڑتی ہے جو ہر چیز کو پژمردہ کر دیتی ہے، پھر بارش آتی ہے، جس کے آنے سے چیزیں زندہ ہو جاتی ہیں، انسان حیوان، چرند پرند، کیڑے مکوڑے، پھول پھل، غرض ہر چیز میں جان آجاتی ہے، کروڑوں من پانی ہوا کندھوں پر اٹھا کر لے آتی ہے، اور مردہ زمین پر برسا کر اسے زندہ کر دیتی ہے، وہ کون ہے جس کا یہ انتظام ہے، کتنا بڑا اس کا علم ہے، کس قدر قدرت ہے، یمرون علیھا ان سب نظاروں کو دیکھتے ہیں اور اندھوں کی طرح گذر جاتے ہیں، حالانکہ چاہیئے تھا کہ اس انتظام پر غور کرتے اور اس ہستی کی طرف رجوع کرتے جو اس انتظام کی واحد مالک ہے، اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اس میں شریک نہیں۔

دوسرا نشان - سورج گرہن کا واقعہ

دوسرا نشان جو کبھی کبھی دیکھنے میں آتا ہے، ابھی ۳۰ جون کو ظاہر ہوا ہے یعنی سورج گرہن جو امریکہ سے شروع ہوا اور یورپ میں آکر ختم ہوا۔ سورج گرہن کا پیدا ہونا اس طرح ہوتا ہے کہ چاند اس کے سامنے آکر اس کی روشنی اور اہل دنیا کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، اور اس طرح چاند کا سایہ زمین پر پڑتا ہے۔ ورنہ سورج جو اپنی ذات میں روشن ہے اس پر کوئی سایہ نہیں پڑتا۔ تو امریکہ سے یہ سایہ شروع ہوا اور ۱۰ ہزار میل طے کر کے یورپ تک پہنچا، اس کی رفتار کوئی دو ہزار میل فی گھنٹہ تھی، یہ بہت بڑا واقعہ ہے خدا کی قدرت کا، یہ مشاہدہ تین براعظموں نے کیا یعنی امریکہ یورپ اور ایشیا نے۔ مستنگ میں امریکہ اور برطانیہ اور دوسرے مقامات کے بڑے بڑے ماہرین پہنچے ہوئے تھے جنہوں نے مختلف پہلوؤں سے اس کا مشاہدہ ٹیلسکوپ کے ذریعہ کیا۔ ٹیلسکوپ کو جب نیوٹن نے ایجاد کیا اور اس نے سب سے پہلی مرتبہ اس کے شیشہ سے سورج کو دیکھا تو اس کی آنکھ اندھی ہو گئی کیونکہ سورج کی تمام حدت ٹیلسکوپ کے شیشہ میں جمع ہو گئی جس کو آنکھ برداشت نہ کر سکی، اس کے بعد ٹیلسکوپ کے شیشہ پر ایک اور ٹوپی چڑھائی گئی جس کی وجہ سے اب آنکھ محفوظ رہتی ہے۔ تو یہ مشاہدہ کرنے والے جو آئے ہیں وہ اس پر کتابیں لکھیں گے، تقریباً ساری دنیا نے اسکو دیکھا ہے۔

سورج کے فوائد و اثرات

یہ کتنا بڑا نشان ہے وہ سورج جس کی وجہ سے دنیا کی چہل پہل ہے، وہ غلہ اور اناج کو پیدا کرتا ہے، پھل پھول اس کے ذریعہ اگتے ہیں کھیت اور فصلیں پکتی ہیں، پہاڑوں کے جنگل، ندی نالے، اسی کا نتیجہ ہیں، بہت کام ہیں جو اسی سے وابستہ ہیں، سمندر سے پانی کو کھینچتا ہے اور ہوا کے پروں پر لاد کر لے آتا ہے اور گرمی کی شدت کو دور کر دیتا ہے، اور مردہ زمین کی پیاس کو بجھا دیتا ہے، یہ سب کام سورج سے وابستہ ہیں۔

پرستش کے لائق خدا ہے نہ سورج

اس کے انہی کاموں کو دیکھ کر لوگوں نے اپنا دیوتا سمجھ لیا، تو اللہ میاں نے فرمایا کہ اس پر ہماری حکومت ہے، چاہیں تو اس کی روشنی سے تمہیں محروم کر دیں، اس کا کئی جگہ قرآن میں ذکر آیا ہے ایک جگہ ملکہ سبا کے حال میں جو سورج پرست تھی، سورج کی روشنی، اس کی حرارت، اس کے اثرات کو دیکھ کر بعض لوگ ہیں جو اس کو تمام دنیا و مافیہا کا کرتا دھرتا سمجھ لیتے ہیں، اسی لئے فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للّٰہ الذی خلقھن۔ تم سورج کے کمالات کو دیکھ کر گمراہ کیوں ہوتے ہو، وہ ایک بے جان چیز ہے، اس کے اندر کوئی قوت ارادی نہیں، ذہانت کوئی نہیں، تم اس خدا کے آگے جھکو جس نے اسکو پیدا کیا اور یہ تمام کمالات اسکے اندر رکھے۔

سورج اور دوسرے اجرام کا باہمی تعلق

ایک قانون ہے جو اسکو اور تمام دنیا کو ایک دوسرے سے وابستہ کئے ہوئے ہے والنجم والشجر یسجدان، ستارے، سیارے اور درخت اور پھل پھول سب اس قانون میں جکڑے ہوئے ہیں، سب اسی زمین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں یہ دوان سے بہت دور ہے کوئی قوت ارادی نہ ان میں ہے نہ سورج میں، تاہم ان میں تعاون کارفرما نظر آتا ہے، یہ تعاون اپنے ارادہ سے پیدا نہیں کر سکتے۔ ان کا اپنا حکم کوئی نہیں، یہ خدا کا حکم ہے جو ان سے کام لیتا ہے واوحی ربك الی کل سماء امرھا خدا ہی ان کو وحی کرتا ہے، جیسا کہ شہد کی مکھی کے متعلق فرمایا واوحی ربك الی النحل، اس کا بھی اپنا ارادہ کوئی نہیں ہوتا، خدا کے امر سے کام کرتی ہے، اس کی فطرت میں جو کچھ رکھا ہے وہی خدا کا امر ہے، اسی کے حکم سے سورج کام کرتا ہے اور باوجود ان کمالات کے جو خدا نے اس کے اندر رکھے ہیں اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو اس کی گرمی اور روشنی کو ختم کر دے۔

سُورج گرہن کے متعلق حضرت نبی کریم کا تخیل

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی سورج اور چاند کو گرہن لگا، ایک دفعہ اس دن گرہن لگا جب آپکے فرزند حضرت ابراہیم فوت ہوئے، آپ کو اس سے بڑی محبت تھی، ماں باپ کی محبت فطری چیز ہے، بیٹا جب فوت ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے ایسا اتفاق ہوا کہ اسی دن سورج گرہن لگا تو لوگوں نے خیال کیا کہ ابراہیم کی وفات کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، انکسفت الشمس لموت ابراھیم - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید کی اور فرمایا ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد ولا لحیوتہ - سورج اور چاند کو کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گرہن نہیں لگتا - بل ھما اٰیتٰن من اٰیات اللّٰہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے دو نشان ہیں، اذا رایتموھا فقوموا وصلوا واد عوا اللّٰہ جب ان کو گرہن لگتا دیکھو تو اٹھو اور اللہ تعالےٰ کو پکارو، اسکو یاد کرو، جس نے انہیں پیدا کیا ہے،

ہندو تخیل پر اسلام کی فضیلت

اس سے ظاہر ہے کہ اس وقعہ پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید الٰہی کو نہیں چھوڑا اور خدا تعالیٰ ہی کی عبادت کی طرف بلایا۔ ہندو ایسے موقعہ پر دریا پر جاکر دریا کا پانی سورج کی طرف پھینکتا ہے کہ سورج دیوتا کی خدمت سرانجام دی جائے، وہ سمجھتا ہے کہ دیوتا پر تاریکی کا دیو غالب آگیا ہے آؤ اس کی مدد کریں اور اس شیطان کی گرفت سے اسے چھڑائیں، یہ اس کا خیال ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اس سے بلند ہے، وہ اسکو اللہ تعالےٰ کے نشانات میں سے ایک نشان سمجھتے ہیں کہ اسی کے حکم سے یہ سب کچھ ہوتا ہے، سورج وغیرہ اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہے، وہ جس وقت چاہے اس کی روشنی سے دنیا کو محروم کردے - اس لئے ایسے موقعہ پر یہی سکھایا کہ عبادت الٰہی میں لگ جاؤ اور یہی دعا کرو کہ خدا تعالےٰ نے جو نور اور روشنی ہمیں عطا کی ہے اسے ہر قسم کے گرہن سے محفوظ رکھے، اور وہ ہمارے کسی فعل سے ضائع نہ ہو جائے -

مہدی کے لئے چاند سُورج کا کسُوف خسُوف

اس زمانہ کے لئے بھی ایک پیشگوئی ہے فرمایا ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی نصفھا - ہمارے مہدی کے لئے دو نشان رکھے گئے ہیں اور یہ وہ نشان ہیں کہ جب سے زمین آسمان پیدا ہوئے کبھی اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آیا، اور وہ یہ ہے کہ رمضان میں پہلی رات کو چاند کو گہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج کو گرہن ہوگا - یہ دو بڑے عظیم الشان نشان مہدی کے لئے رکھے گئے۔ یہ ایسے نشان ہیں کہ ان کو دیکھنے کے لئے صرف آنکھیں ہی درکار ہیں، عورت، مرد، بچہ، بوڑھا جاہل، عالم سب اس نشان کو دیکھیں گے، یہ نشان کبھی کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے، ایک ہی رمضان کے مہینہ کے اندر دونوں کو گرہن لگنا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی واقعہ نہیں ہوا، کبھی کسی کے حق میں ایسے گواہ اس سے پہلے نہیں گذرے، کتنا بڑا نشان ہے، کوئی بڑے سے بڑا مخالف اس کو مٹا نہیں سکتا، کوئی شخص اس کا کوئی ترجمہ نہیں کرسکتا کوئی صرف و نحو کی بحثوں سے اس کو غلط ثابت نہیں کرسکتا، عبارت آرائیوں سے کوئی اس نشان کو زائل نہیں کرسکتا، آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہے اور بے شمار لوگوں نے اپنی آنکھ سے اس کو دیکھا -

حضرت مرزا صاحب کی بزرگی اور علم و فضل

اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے پہلے حضرت مرزا صاحب اپنے علم و فضل اور نیکی و پاکیزگی کی وجہ سے بہت بڑی شہرت حاصل کرچکے تھے، عام طور پر لوگ آپ کو اولیائے کرام میں سے سمجھتے تھے، اور ایک بے نظیر مصنف آپ کو مانتے تھے، اردو، فارسی، عربی میں آپ بے تکلف صفحات کے صفحات لکھتے چلے جاتے تھے، اور اگر لکھتے ہوئے کہیں طبیعت آگئی تو نظم لکھنی شروع کردی - اور بے تکلف عربی یا فارسی یا اردو میں لمبی نظمیں لکھ دیتے تھے، آپ یقین جانیئے کہ میں نے مصر اور عرب کے عربی دانوں کو حضرت مرزا صاحب کی کتابیں دکھا کر ان سے کہا کہ ایمان سے کہو کہ مضامین کے لحاظ سے اور دلائل اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے یہ کیسی ہیں؟ سب نے ایمانداری سے کہا کہ فی الواقعہ یہ بینظیر کتابیں ہیں۔

شہرت علمی و روحانی کے بعد دو آسمانی گواہ

تو اس وقت جب آپ کے متعلق یہ چرچا ہوگیا کہ آپ بہت بڑے عالم بہت بڑے مصنف اور اولیائے کرام میں سے ہیں تو اللہ تعالےٰ نے آسمان پر یہ دو نشان دکھائے جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے، اگر یہ نشان آپ کے علم و فضل کی شہرت سے پہلے گذر جاتے تو اس کا کیا فائدہ ہوتا نشان کے گذر جانے کے بعد آپ کا دعوےٰ بے فائدہ ہوتا اسی لئے جب چند سالوں میں آپ کی لیاقت علمی و روحانی کا شہرہ ہوگیا، تو خدا تعالےٰ نے بھی اس کی تصدیق میں آسمان پر یہ دو نشان دکھا دیئے -

کسوف خسوف رسُول اللہ صلعم کی صداقت کا نشان ہے

مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ اس دن عید کرتے اور خوشیاں مناتے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ پورا ہوگیا اور حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں کو چاہیئے تھا کہ مخالفت ترک کردیتے اور حضرت کے ساتھ ہو جاتے، دیکھو اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا کتنا بڑا نشان ہے، چھوڑ دو مرزا کو، اتنا تو دیکھو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پورا ہوگیا، چاہیئے تھا اس پر خوش ہوتے، ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے، خیرات اور صدقہ کرتے -

پہلی رات کا چاند گرہن

بجائے اسکے طرح طرح کی حجتیں کی گئیں کہ حدیث میں رمضان کی پہلی رات چاند کو گرہن لگنے کا ذکر ہے لیکن لگا ہے رمضان کی تیرھویں تاریخ کو، سبحان اللہ، پہلی تاریخ چاند گرہن لگنا بیسود ہوتا ہے، وہ تو پہلے ہی اسقدر کمزور ہوتا ہے کہ کسی کو دکھائی دیتا ہے اور کسی دکھائی نہیں دیتا - اسکو اگر گرہن لگ جائے تو گرہن لگنے کا ثبوت کیا ہوگا - یہ اعتراض کم عقلی اور جہالت پر مبنی ہے - اس لئے کہ علم ہیئت کے رو سے چاند گرہن کی راتیں مقرر ہیں، اور وہ ہیں ۱۳ر۱۴ر۱۵ر- حضور نے فرمایا پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا سو وہ اسی طرح سے واقعہ ہوا، اور دوسری بیوقوفی یہ کی کہ پہلی رات کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے اور حدیث میں قمر کا لفظ ہے، حقیقت یہ ہے کہ چاند کو ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ میں سے کسی رات گرہن لگتا ہے، جب چاند پوری طرح روشن ہوتا ہے - ان تاریخوں میں سے چاند کو گرہن لگنے کی پہلی تاریخ ۱۳ر ہے اسلئے ۱۳ر رمضان کو چاند کا گرہن ہوا، چاند کو گرہن اسوقت لگ سکتا ہے جب چاند مشرق میں ہو اور آفتاب مغرب میں اور زمین دونوں کے درمیان حائل ہو جائے جس سے زمین کا سایہ چاند پر پڑے، اسی طرح لکھا ہے ینکسف القمر، یہاں قمر کا لفظ ہے، حالانکہ پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں، قمر نہیں کہتے، قمر وہ اس وقت ہوتا ہے جب پوری روشنی اور صفائی اس میں آجائے -

سُورج گرہن کی تاریخیں

اور سورج گرہن کی تاریخیں قمری مہینہ کی ۲۷ر۲۸ر۲۹ر ہیں، ان تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ ۲۸ر کو اسی رمضان کے مہینہ میں سورج گرہن لگا، اندریں صورت سورج اور زمین کے درمیان چاند حائل ہوجاتا ہے اور چاند کا سایہ زمین پر پڑتا ہے، سُورج چونکہ بذاتہ منور ہے اسلئے اس پر سایہ نہیں پڑ سکتا، لیکن چاند اگر سورج اور زمین کے درمیان آجائے تو سُورج نظر نہیں آتا اور چاند کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اسی کو سورج گرہن کہتے ہیں،

قرآن اور نبی کریم صلعم کی بات پُوری ہوگئی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس زمانہ میں سورج اور چاند گرہن کی پیشگوئی کی جو ۱۸۹۴ء میں پُوری ہوئی - ۱۳ر رمضان کو چاند گرہن وقوع میں آیا اور اسی ماہ کی ۲۸ کو سورج گرہن

(باقی صفحہ ۶ کالم ۳)

شریعتِ اسلامی کے احکام

یورپ کے خاص حالات کی روشنی میں!

مولانا آفتاب الدین احمد صاحب

مسلمانوں کی شکست خوردہ ذہنیت اور حضرت مسیح موعود

حضرت مسیح موعود کے اصلاحی اور تجدیدی کاموں میں ایک بہت بڑا کام جس پر سلسلہ احمدیہ بجا طور پر فخر و ناز کر سکتا ہے یہ تھا کہ آپ نے دوسرے مصلحین کی طرح حالات زمانہ سے متاثر ہو کر اسلام کو ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ہر قسم کے حالات میں اسلام کو اس کی اصلی شکل و صورت میں قائم و برقرار رکھنے اور اس کی معقولیت اور عظمت کو دلوں میں بٹھانے کی سعی کی ہے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں، علم و سائنس کے نظریات آئے دن تبدیل ہوتے ہیں، لیکن وہ آسمانی صداقت جو خدائے علیم و خبیر کی طرف دنیا کو دی گئی کبھی تبدیل نہیں ہو سکتی اور نہ ہو گی، اس لئے جو لوگ مذہبی صداقتوں کو زمانہ کے حالات و نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں وہ شکست خوردہ ذہنیت کا ثبوت دیتے ہیں جس سے حضرت امام الزمان نے ہمیشہ اجتناب کیا اور کھلے لفظوں میں ایسے لوگوں کو ملزم ٹھیرایا جو جدید نظریات سے مرعوب ہو کر اسلامی اصولوں کو ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مغربی تہذیب سے مرعوبیت

لیکن افسوس ہے اس وقت جبکہ اسلام اپنی انتہائی کمزوری کی حالت سے نکل کر دنیا کے سامنے ایک قوت نظر آنے لگا ہے، اور دشمن اس کی طاقت کو محسوس ... کرنے لگے ہیں بدقسمتی سے مسلمان خود ایک شکست خوردہ ذہنیت کا شکار ہونے لگے ہیں مثال کے طور پر پاکستان کو لیجئے۔ اس ریاست کی بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ یہاں مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے مذہب اور تمدن کو فروغ دے سکیں۔ مگر پاکستان بننے کے بعد یہاں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جن کے نزدیک شریعت اسلامیہ کا نفاذ موجودہ دور میں ناممکن ہے۔ ان کے خیال میں دنیا اپنے خیالات و جذبات میں اس قدر آگے نکل چکی ہے کہ اسلام کے تجویز کردہ قوانین اس کے لئے اب موزوں نہیں رہے۔ اسی بناء پر شراب نوشی کا بند کرنا۔ سود کو بالکل اپنے معاشرے سے نکال دینا۔ زنا اور چوری کی مقررہ سزا کو روا رکھنا ان کے نزدیک ایک ترقی پسند ریاست کے لئے موجب عار ہے۔ اسی خیال کی صدائے بازگشت یہ ہے کہ مغرب میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے بعض وقت کہدیا جاتا ہے کہ عیسائیوں کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت اسلام کے رو سے بالکل درست ہے یا یہ کہ طوائف کا ناچ مردوں کی مجالس میں شریعت کے عین مطابق ہے یا یہ کہ ایک مسلمان عورت کا ایک غیر مسلم مرد سے نکاح قرآن کی رو سے ناجائز نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ذہنیت وہی ہے جو کہ پاکستان میں بیٹھ کر ایک طرح نظر آتی ہے اور پاکستان سے باہر جا کر تبلیغ کے میدان میں دوسری طرح۔ یہ مغربی تہذیب سے ایک قسم کی مرعوبیت ہے۔

قرآن کو مغربی معیار کے مطابق کرنے کی کوشش

مغربی معیاروں کو یہ لوگ حتمی سمجھتے ہیں ان کی تردید ان کی ہمت سے باہر ہے اس لئے کوشش یہی کرتے ہیں کہ یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن ان کے معیار کے خلاف کوئی بات نہیں کہتا ہے۔ یہودی اور عیسائی علماء تو اپنے عوام کی رائے کو خوش کرنے کے لئے اپنی کتابوں کے متن کو توڑ مروڑ کر غلط طریقہ سے پیش کرنے کے خوگر ہیں ہمارے موجودہ دور کے مسلمان مفکر غیروں کو خوش کرنے کے لئے اپنی کتاب کی عبارات کو غلط طریقے سے پیش کرنے کے عادی ہونے لگے ہیں۔

ذبیحہ کے مسئلہ کی تاویل

مثال کے طور پر گوشت کے مسئلہ کو لے لیجئے عیسائیوں کے ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت کو حلال قرار دیتے ہوئے ... ہمارے بعض علماء نے یہ آیت تو پیش کر دی انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ (سورۃ بقرہ ۱۷۳) اس نے حرام کیا تمہارے لئے مردار، اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جس پر اللہ کے سوائے دوسرے کا نام پکارا جائے۔"

جس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ اگر ذبح کے وقت کسی کا نام نہ لیا جائے نہ اللہ اور نہ غیر اللہ کا تو پھر گوشت حلال تصور کیا جائے گا۔ مگر استدلال کرنے والوں کو یہ بات یاد نہیں رہی کہ اس مسئلہ سے متعلق ایک آیت اور بھی ہے اور وہ یہ ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق وان الشیطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون (سورۃ الانعام آیت ۱۲۲) اور اس سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور یہ یقیناً نافرمانی ہے اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑتے رہیں اور اگر تم ان کی بات مانوگے تو یقیناً مشرک ہو۔

غیر مسلم مرد سے نکاح کا مسئلہ

اسی طرح مسلم عورت کی غیر مسلم مرد سے شادی کے جواز میں یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسلم مرد کے اہل کتاب کی عورت سے نکاح کے متعلق تو قرآن کا حکم صاف طور پر موجود ہے، جو حسب ذیل ہے:۔

الیوم احل لکم الطیبت۔ وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم وطعامکم حل لھم۔ والمحصنت من المومنت والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم۔ اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان۔ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ۔ وھو فی الاخرۃ من الخسرین۔ آج تمہارے لئے ستھری چیزیں حلال کی گئیں اور ان لوگوں کا کھانا جن کو کتاب دی گئی ہے تمہارے لئے حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی جب تم ان کے مہر دے دو نکاح میں لانے والے نہ کھلی بدکاری کرنے والے اور نہ چھپی ہوئی دوستی رکھنے والے اور جو شخص ایمان سے انکار کرے تو اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے (سورہ مائدہ آیت ۵)

اس آیت کے متعلق یہ سوال کیا گیا ہے کہ جب مسلمان مرد کا غیر مسلم عورت سے شادی کا ذکر موجود ہے تو اس مسئلہ کی دوسری شق یعنی مسلم عورت کا غیر مسلم مرد سے شادی کا ذکر یہاں کیوں نہیں آیا اور قرآن اس مسئلہ پر خاموش کیوں ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس معاملے میں قرآن نے لوگوں کو آزاد چھوڑا ہے کیونکہ شریعت کا ایک اصول یہ ہے کہ جو چیز حرام نہیں ہے اس کو حلال تصور کرنا چاہیئے۔ یہ بھی اسی قسم کی مرعوبیت اور شکست خوردہ ذہنیت کا اظہار ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم اس مسئلہ میں خاموش نہیں ہے ورنہ ہمارے دوست ساڑھے تیرہ سو سال کے تعامل کو یک طرف کر کے اپنا فتوے صادر کر ہی دیتے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنت مھجرات فامتحنوھن۔ اللہ اعلم بایمانھن فان علمتموھن مومنت فلا ترجعوھن الی الکفار۔ لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن۔ واتوھم ما انفقوا ولا جناح علیکم ان تنکحوھن اذا اتیتموھن اجورھن۔ ولا تمسکوا بعصم الکوافر وسئلوا ما انفقتم ولیسئلوا ما انفقوا۔ ذلکم حکم اللہ۔ یحکم بینکم واللہ علیم حکیم۔

(سورہ ممتحنہ آیت ۱۰)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مسلم خاتون کے لئے ایک غیر مسلم مرد کسی صورت میں بھی حلال نہیں ہو سکتا۔

اور یہ مخالفت یونہی نہیں۔ اس کے اندر بڑی حکمت ہے۔ بات یہ ہے کہ بین الاقوامی شادیوں میں لڑکی اپنی قوم کو چھوڑ کر اپنے خاوند کی قومیت میں داخل ہوتی ہے۔ اسلام کی شریعت میں ایسی شادی کے ذریعہ اہل کتاب سے آنے والی لڑکیوں کے لئے ایک خاص حیثیت اور حقوق مقرر ہیں۔ مگر دوسرے کسی مذہب میں اگر مسلمان لڑکیاں چلی جائیں تو ان کے لئے کوئی حیثیت اور حقوق نہیں اس کی حیثیت اچھوتوں کی سی ہو گی، یہی وجہ ہے کہ Civil Marriage کے نام سے ان مذاہب میں جو طریق لادینی طریق پر رائج ہے اس میں ہر دو فریق کو اس بات کا اعلان کرنا پڑتا ہے کہ ان کا کوئی مذہب نہیں

تعمیلِ شریعت میں دشواریاں

احکام قرآنی کے علاوہ عقلی دلیل بھی پیش کی گئی ہے بتایا گیا ہے کہ عملی زندگی میں مسئلہ کو اس رنگ میں لینے سے بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ کونسا حکم شریعت ہے جس کی تعمیل میں نفس انسانی کو دشواریوں کے اندر سے گذرنا نہیں پڑتا۔ یہ جو کروڑ ہا مسلمان نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے یا شراب خوری کے عادی ہیں یا ازیں قبیل کسی اور گناہ کے مرتکب ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ آپ ایسے کیوں ہیں تو ان میں سے کئی ایک اپنی دشواریوں کو پیش کریں گے۔ بات یہ ہے کہ شریعت کا ہر ایک حکم نفس کو بظاہر گراں معلوم ہوتا ہے اگرچہ اس کی تعمیل کے بعد اس کو اس کے فوائد نظر آتے ہوں۔ ہر ایک حکم شریعت کی بجا آوری میں ایک قسم کی قربانی کرنی پڑتی ہے خواہ وہ قربانی لذت کی ہو یا عافیت کی ہو یا وقت کی یا مال و دولت کی قربانی ہو یا کسی اور رنگ کی۔ اصول کے لئے دنیا کی اقوام نے جو مسلمان نہیں ہیں اپنے اوپر بڑی بڑی قربانیاں روا رکھی ہیں۔

بعض مذہبی اداروں کا الگ تھلگ انتظام

یہودیوں کو دیکھئے جو صدیوں سے یورپ کے عیسائی ماحول میں بستے ہیں ان کے ہاں سور اور عیسائی کا ذبیحہ مسلمانوں سے بھی زیادہ ناجائز ہے۔ مگر اسی فضا کے اندر انہوں نے اپنا ایسا انتظام کیا ہوا ہے کہ ممکن نہیں کہ کوئی یہودی سور کا گوشت اور عیسائی کا ذبیحہ کھائے۔ خود عیسائیوں میں ایک فرقہ ہے جس کا نام SEVENTH DAY ADVENTIST ہے ان کے نزدیک چھ دن کائنات کے بنانے میں جو اللہ میاں نے صرف کئے اور ساتواں دن جس میں اس کو آرام کی ضرورت پڑی یہ ساتواں دن بائیبل کی رو سے اتوار نہیں ہے بلکہ سنیچر کا دن تھا۔ اس لئے عیسائیوں کا فرض ہے کہ وہ سنیچر کے دن کو سبت منائیں۔ اور اتوار کے دن حسب معمول اپنے تمام کاروبار کو جاری رکھیں۔ اس فرقہ کے آدمی یورپ کی سرزمین میں بیٹھ کر ہرگز سنیچر کے دن کوئی کام نہیں کرتے۔ ان کی دشواریوں کو سمجھئے، کسی دفتر میں کسی فرم میں یا کسی عام ادارے میں ان کی گنجائش نہیں، مگر کیسے باہمت لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے فرقہ کے لئے بالکل الگ تھلگ ایسا انتظام قائم کر رکھا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے وطن میں ہی معزز انسان کی حیثیت سے گذارا کرتے ہیں بلکہ تبلیغ کے لئے اتنا سرمایہ جمع کر لیا، کہ اس سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں انہوں نے مشن قائم کر رکھے ہیں۔ تو اس لاہور شہر میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فرقہ کے قائم کردہ تبلیغی ادارے موجود ہیں۔

ہمت کی بات

بات ساری ہمت کی ہے اگر باطل پرست لوگ اپنے وضع کردہ اصولوں کی خاطر اتنی قربانی کر کے اپنا انتظام کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اپنے اصولوں کو قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (سورۃ الطلاق آیت ۲) جہاں کوئی ذریعہ انتظام نہ ہو وہاں بھی اگر انسان کوشش کرے اور کافی قربانی کر سکے تو خدا کی مدد سے اپنے اصول پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے میرے علم میں ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے سالہا سال انگلستان میں رہنے کے باوجود عیسائی ذبیحہ نہیں کھایا۔ اسی طرح سے اگر کوئی مسلمان لڑکی ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو اور ان تھک کوشش کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ اپنے لئے مسلمان خاوند مہیا کرنے میں کامیاب نہ ہو۔ مگر جب ساری قوم کو ایک دقت محسوس ہونے لگے اس وقت اجتماعی کوشش سے ایسا اعلیٰ انتظام ہو سکتا ہے کہ اسلامی شریعت کی پابندی میں کوئی محسوس دقت موجود نہیں رہ سکتی۔

انگلستان میں شادی دفتر قائم کیا جائے

بدقسمتی سے اس طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ کوئی بارہ ہزار کے قریب مشرقی مسلمان انگلستان میں آباد ہیں اور مغربی مسلمانوں کی تعداد تین چار ہزار کے لگ بھگ ہے۔ مسلمانوں کے اندر بین الاقوامی شادیوں کا بہت موقع ہے اگر کوئی ادارہ اس کام کے لئے انگلستان میں قائم ہو تو اس کے لئے اس مسئلہ کو حل کرنا بہت ہی آسان ہوگا۔ غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیوں کی فہرست وہاں موجود ہو اور فریقین کی منشا اور ضروریات دریافت کر کے آپس میں بات چیت طے کرانے میں معاونت کرے۔ ویسے بھی مشرقی ممالک میں شادی بیاہ کے لئے کئی ایک دفتر موجود ہیں حالانکہ یہاں اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ مغرب میں چونکہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور ذرائع تعارف بھی محدود ہیں۔ اس لئے اس قسم کا ادارہ قائم کرنا بہت ضروری ہے اور اس کے ذریعہ ہی وہ دشواریاں دور ہوں گی جن کی شکایت آئے دن لوگ کرتے رہتے ہیں اور جن سے متاثر ہو کر ہمارے بعض علماء نے شریعت اسلامی کو حد سے زیادہ نرم کر کے لوگوں کو سہولت پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

شریعت کو ڈھانے کی کوشش نہ کرو

تبلیغ کے جوش میں شریعت کو حالات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش خطرے سے خالی نہیں۔ پہلے بھی ایک مذہب کے مبلغین نے ایسی ہی ایک غلطی کی تھی۔ عیسائی مبلغ پولوس کا واقعہ ہمارے سامنے ہے۔ ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ کے راستہ میں موسوی شریعت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کا جزو لاینفک تھا روک کے طور پر نظر آئی، آزاد طبع یونانی اور رومی عیسائیت کے پیغام کو قبول کرنے کو تیار تھے۔ مگر اس کے ساتھ موسوی شریعت کو بوجھ سمجھتے تھے۔ اس بات کو دیکھ کر پولوس اور ان کے ساتھیوں نے یہ اعلان کر دیا کہ شریعت ایک لعنت ہے۔ اس طرح حضرت عیسیٰ کے مذہب سے الگ تھلگ ایک نئے مذہب کی بنیاد پڑ گئی۔ اور ایک ایسے داخلی تضاد کی بنیاد ڈال دی گئی جس کے سلجھانے میں عیسائی پادری آج تک ناکام ہیں یعنی یہ کہ جس کو وہ اپنی مقدس کتاب کہتے ہیں وہ تورات اور انجیل دونوں پر مشتمل ہے اور اس کو وہ خدا کی نازل کردہ کتاب سمجھ کر تلاوت بھی کرتے ہیں مگر ساتھ ہی جو حصہ شریعت کا ہے اس کو لعنت بھی سمجھتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہیں اسلام کے ساتھ بھی ایسا سلوک تو نہیں ہونے لگا۔

استثنائی حالات اور مجبوریاں

بعض اوقات کسی فرد کو کوئی ایسے حالات و مواقع پیش آ سکتے ہیں جن کی وجہ سے وہ شریعت کے کسی حکم کی پوری تعمیل نہ کر سکے مثلاً کوئی نماز کسی سے رہ جائے مقدور نہ رکھنے یا ازیں قبیل کسی اور حکم شریعت کو وہ پورا نہ کر سکے۔ ایسے استثنائی حالات میں لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا کے دامن عاطفت میں پناہ مل سکتی ہے لیکن اس قسم کے شاذ و نادر حالات شریعت کو بدل نہیں سکتے۔ اور سور کا گوشت جو حرام چیزوں میں مسلمان کے نزدیک درجہ اول رکھتا ہے اس کا کھانا بھی بعض حالات میں خود قرآن نے روا رکھا ہے۔ بلکہ انفرادی معاملات میں جس کے متعلق فتوے سوائے خدا کے اور کوئی نہیں دے سکتا کہ آیا ایسی حکم عدولی واقعی کسی مجبوری کی وجہ سے ہوئی یا اس کا کوئی حل موجود تھا۔ مگر ایسی مجبوری کی بناء پر شریعت کے احکام بدلے نہیں جا سکتے۔

دشواریوں کو سر کرنے کی کوشش کرو

یہ احکام اجتماعی حیثیت رکھتے ہیں مسلمانوں کی بہبودی اور عالم انسانی کی فلاح ان کی تعمیل پر موقوف ہے۔ ہماری آج کی انفرادی قربانیوں سے مستقبل میں ایسی فضا پیدا ہو جائے گی جب شریعت کے احکام کی تعمیل میں دشواریاں نہیں رہیں گی۔ لیکن ہم آج اگر ہمت ہار کر بیٹھ جائیں اور کہہ دیں کہ یہ احکام بہت سخت ہیں ان کے بغیر ہی کام چلایا جائے تو مستقبل میں اسلامی فضا پیدا ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔ اس شکست خوردہ ذہنیت کو اپنے اندر سے دور کر دینا چاہئے اور زندہ قوم کی طرح دشواریوں کو سر کرنے کی ہمت اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ بقیہ از صفحہ ۲)

اور ۲۸ درمیانی رات ہوتی ہے ان دنوں میں سے جو سورج گرہن کے لئے مقرر ہیں چنانچہ موجودہ سورج گرہن بھی شوال کی ۲۸ تاریخ کو واقع ہوا۔ چاہئے تھا کہ مسلمان رمضان کے کسوف خسوف پر خوشی کا اظہار کرتے کہ نبی کریم صلعم کی بات پوری ہو گئی، قرآن کریم میں بھی اسکا ذکر ہے جہاں فرمایا ہے وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ سورج اور چاند اکٹھے کر دیئے جائیں گے یعنی ان کے گرہن اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، قرآن کی بات پوری ہو گئی اور حضرت نبی کریم صلعم کی بات بھی پوری ہو گئی۔

حضرت مرزا صاحب کی فضیلت علمی و پارسائی

پھر صرف گرہن ہی ہوتا کوئی بات نہ تھی، لیکن اس مجدد کو جس کے لئے یہ نشان ظاہر ہوا علم میں بھی فضیلت بخشی اور روحانیت میں بھی اسکو شہرت بخشی، حضرت مرزا صاحب کے تقدس کا حال سب لوگ جانتے ہیں، بیشمار لوگ اس پر گواہ ہیں کہ آپ بہت بڑا علم رکھتے تھے اور ساتھ ہی بہت نیکی کرنے والے، مخلوق خدا کے ساتھ بہت بڑے احسان اور مروت سے پیش آنے والے تھے۔ آپکے کچھ نہ ماننے والے لوگ بھی اس پر گواہ ہیں کہ وہ ایک پاک انسان تھا، جس کے پاس بیٹھنے سے انسان باخدا بن جاتا ہے اور آج ایک دنیا ہی جو دیکھتی ہے کہ اس باخدا انسان کی برکت سے یورپ میں مشن قائم ہو گئے جہاں اسلام پھیلایا جاتا ہے۔

امام وقت کا ساتھ دو

مبارک ہے وہ قوم جو امام وقت کے ساتھ ہو کر اس نیک کام میں مدد دیتی ہے خدا ناراض ہو جائیگا اگر اس میں لغزش آگئی، اگر کوئی خدا کے دیئے ہوئے مال کو اس مبارک کام پر صرف نہیں کرتے اور اس مشن کو جس کے لئے آسمان پر چاند اور سورج گرہن کے نشان ظاہر ہوئے پورا نہیں کرتا تو وہ خدا کی ناراضگی کے نیچے ہے، چاہئے کہ آپ کے اندر ایمان ہو، تقویٰ و طہارت ہو، دل کے اندر صداقت اور راستبازی ہو، اگر یہ چیزیں آپکے اندر پیدا ہو جائیں تو لوگ آپکے نمونہ کو دیکھ کر آپکے ساتھ ہو جائیں گے تاکہ وہ بھی اس ثواب میں حصہ لے سکیں اسلئے اپنا نمونہ اچھا بناؤ تاکہ دوسرے اس سے متاثر ہو کر اس ثواب میں حصہ لے سکیں۔

ووکنگ سے کراچی تک

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

(۴)

برسلز (بیلجیئم)

بیلجیئم کے دارالخلافہ برسلز میں مجھے صرف ایک رات ٹھیرنا تھا۔ پہلے تو خیال تھا کہ نہ رُکا جائے لیکن اس راہ سے گذرنا تو بہرحال تھا ہی اور کچھ نہیں تو یہاں اتر کر سفر کی کوفت تو ضرور کم ہو جاتی یعنی آگے بڑھنے کے دم لے کر والا مسئلہ ہی درست نظر آیا۔

ویزا کی مشکلات

بیلجیئم کا فارم ویزا جب لندن میں پُر کیا تو ایک حصہ اس میں اپنی اہلیہ کے متعلق تھا۔ چونکہ میری بیوی میرے ہمراہ شریک سفر نہیں تھیں اس لئے اسے غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔ لیکن دفتر کے کلرک نے اس پر اعتراض کیا، میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن بے سُود۔ اس نے مجھے نیا فارم بھرنے کے لئے کہا تھا۔ کچھ سوالات ایسے تھے جن کا جواب میرے لئے ناممکن تھا یا ان کے صحیح جواب کے لئے مجھے ایک خاصی مدت کی ضرورت تھی۔ مثلاً باپ اور ماں کا نام اور ان کی تاریخ و مقام پیدائش۔ نام تو میں نے درج کر دیئے لیکن باقی معلومات کہاں سے بہم پہنچاؤں زندگی بھر میں اس کا کبھی موقعہ ہی میسّر نہیں آیا تھا۔ اسی طرح بیوی کی تاریخ ولادت و مقام پیدائش کا اندراج ضروری تھا غرضیکہ میں نے عمر کا اندازہ لگا کر سن لکھ دیا۔ مقام پیدائش کے خانہ میں اٹکل پچو سے کام لیکر ایک ایسے شہر کا نام لکھ دیا جس کے متعلق میری اہلیہ کبھی کبھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ اپنا بچپن وہاں گذارا تھا۔ ساتھ ہی سوالیہ نشان (؟) بنا دیا تھا کہ اگر ایسی ویسی بات ہو اور تحقیق شروع ہو جائے تو یہ نشان بوقت ضرورت کام آئے۔ لیکن اس سے بڑھکر جو مشکل درپیش تھی وہ یہ کہ اپنی بیوی کے والدین کی تاریخہائے اور مقامہائے پیدائش کو درج کرنا تھا۔ عجب گومگو میں جان تھی طبیعت نے جھنجھلا کر کہا چھوڑ دو اس بیلجیم جانے سے بالکل ہاتھ اُٹھاؤ۔ لیکن پھر خیال آیا کہ کچھ بھی ہو ہالینڈ جانے کے لئے فرانس سے بھی ایک راستہ تھا۔ اور صرف راستہ گذرنے کے لئے اجازت نامہ میں بھی ضروری تھا۔ کچھ دیر اسی کشمکش میں رہا۔ آخر قلم اُٹھا کر مقام پیدائش پنجاب لکھ دیا۔ اور تاریخ پیدائش کے خانہ میں سوالیہ نشانات بنا دیئے اور فارم پر دستخط ..... کر کے کلرک کے حوالہ کی۔ اب جو اللہ کو منظور ہوتو سارا پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ یا کچھ بات سرے چڑھ گئی۔ کلرک نے ویزا کی فیس آٹھ شلنگ چھ پنس کا مطالبہ کیا جسے میں نے بڑی خندہ پیشانی سے اس کے حوالہ کیا۔ لیکن دل میں یہی دھڑکن تھی کہ اب اس نے میری عرضی کو واپس لوٹایا۔ کلرک نے جلدی جلدی میرا نام وغیرہ رجسٹر پر درج کیا پاسپورٹ پر بیلجیم کے ویزے کا ٹھپہ لگا کر ایک منٹ میں پاسپورٹ میرے حوالہ کیا یا یاں شور اشوری بایاں بے نمکی۔ خیر مجھے اس سے کیا میں نے تھینک یو کہکر دروازہ کا رخ کیا۔

سفر یورپ کے لئے کھلا ٹکٹ

پیرس (نارد) سے صبح گیارہ بجکر بیس منٹ پر نارتھ سٹار ایکسپریس برسلز کے لئے روانہ ہوتی ہے۔ ویسے تو میرے پاس ان ممالک میں سفر کرنے کے لئے ایک کھلا ٹکٹ تھا تاکہ بار بار ہر سٹیشن پر ٹکٹ خریدنے کے جھنجھٹ سے نجات ملے لیکن میں نے پھر بھی احتیاطاً ایک روز پہلے آ کر اپنی سیٹ ریزرو کرالی تھی۔ کھلا ٹکٹ لینے کا بڑا فائدہ یہ تھا کہ کرایہ کی رقم تمام کی تمام لندن ہی میں ادا کر دی تھی۔ اور پچاس پونڈ کا جو کوٹا یورپ میں سفر کے لئے ملتا ہے اس میں یہ رقم وضع نہیں ہوئی، اگر ٹکٹ کا کچھ حصہ استعمال نہ کیا جا سکتا تو اتنی رقم واپس مل سکتی تھی

بیلجیئم کی کرنسی

جب گاڑی روانہ ہوئی تو مجھے بیلجیم کی کرنسی کے متعلق فکر لاحق ہوئی۔ سکہ تو وہاں بھی فرانک میں تھا لیکن شرح بہت مختلف تھی۔ تو سو فرانک کی بجائے ایک سو چالیس فرانک کا ایک پونڈ بنتا تھا۔ حساب لگا کر دیکھا تو قریباً سات فرانک کا ایک شلنگ بنتا تھا۔ (ایک شلنگ اٹھنی کے برابر سمجھ لیجئے) اب اس نئے حساب کو ذہن میں بٹھانا تھا۔ زبان کا مسئلہ کچھ فرانس سے زیادہ مختلف نہیں تھا۔ ہاں بیلجیم کے شمال میں فلیمش کا رواج تھا۔

تاریخی اہمیت

بیلجیم کے ایک طرف فرانس تھا اور دوسری طرف ہالینڈ۔ لوگوں کا مزاج یوں سمجھ لیجئے نہ فرانسیسی نہ ولندیزی۔ بیلجیم ویسے تو ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کی آبادی قریباً ۸۰۴۰۰۰۰ (آٹھ کروڑ چار لاکھ) اور حدود اربعہ ۱۱۰۰ مربع میل ہے لیکن اس کی تاریخ کسی اور یورپی ملک سے کم اہم نہیں۔ ریزرد فلپ دی بولڈ۔ نپولین، قیصر اور ہٹلر کی فوجوں نے اکثر اسے پامال کیا لیکن یہ قوم بڑی سخت جان ثابت ہوئی ہے۔

بیلجیم میں بے شمار گرجا گھر۔ پرانے قلعہ جات، ٹاؤن ہال گلڈ ہال اور اس قسم کی دوسری عمارات ہیں، جنہوں نے اس سارے ملک کو ایک عجائب گھر بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہر انیس بیس میل کے بعد سیاح کو اس ملک میں کوئی نہ کوئی ایسا گاؤں، یا شہر مل جائیگا جو قدیم یادگاروں کا مرکز ہو۔

برسلز میں

تین بجے شام گاڑی برسلز کے سٹیشن میں داخل ہوئی۔ مجھے پہلے تو یوں معلوم ہوا جیسے لاہور کا اسٹیشن بہت بڑا ہو کر سامنے آ گیا ہو، شہر کی سڑکوں اور عمارات پر نظر پڑی تو کبھی دلی کے چاندنی چوک کا اور کبھی لاہور کی انارکلی کا گمان ہوتا تھا یا اسے مانچسٹر کی طرز کا شہر سمجھ بیٹھے۔ جب ٹریم میں سوار ہو کر شہر کے اندر گیا تو ایسا محسوس ہوا جیسے دلّی میں جامع مسجد کے قریب چاوڑی بازار میں سے گذر رہا ہوں۔ کبھی خیال آتا شاید کراچی کا کوئی بازار ہے۔ بہرحال اتنی جلدی شہر برسلز کی انفرادیت ذہن میں پورے طور پر جاگزین نہیں ہوتی تھی۔ اور اب بھی سوچتا ہوں تو برسلز کا نام آتے ہی مختلف شہروں کے نام ذہن میں گھومنے لگتے ہیں۔

ہوٹل کا ہنگامہ

بعد مشکل ہوٹل سینٹ جارج میں رات بسر کرنے کے لئے جگہ ملی۔ چیمبر میڈ نے بتایا کہ اس ہوٹل میں دو پاکستانی اور بھی ٹھہرے ہوئے ہیں اور اس وقت اپنے کمرے ہی میں ہیں، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ ابھی ابھی سو کر اُٹھے تھے۔ غالباً گذشتہ تمام رات جاگتے رہے تھے۔ کچھ تھوڑی بہت گفتگو ہوئی لیکن رسمی امور تک ہی محدود رہی یہ دیکھ کر کہ کوئی امر مشترک ہم میں موجود نہیں میں اجازت لے کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔ ابھی ایک ہی منٹ گذرا ہوگا کہ نیچے دفتر میں ایک شور بلند ہوا۔ ایک آواز تو چیمبر میڈ کی تھی اور دوسری ایک بڑھیا کی۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ماجرا کیا ہے، شاید ان لوگوں کے گفتگو کرنے کا یہی انداز تھا ...... اور اب قدموں کی چاپ میرے کمرے کی طرف آتی محسوس ہوئی۔ ساتھ ساتھ وہی شور و ہنگامہ ...... میرے دروازے پر کسی کی دستک......

...... میں نے دروازہ کھولا تو ملازمہ اور ایک بڑھیا کھڑی تھیں۔ یہ بڑھیا غالباً اس ہوٹل کی مینیجر تھیں یا مالکہ۔ ملازمہ نے اپنی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا کہ افسوس اس سے غلطی ہوئی یہ کمرہ کسی اور کے نام بُک تھا۔ وہ میرا سامان ایک دوسرے کمرے میں رکھ دے گی۔ بڑھیا نے بھی سر ہلا کر کہا کہ یہ لڑکی بڑی نالائق ہے اسے میں نے کل کہا بھی تھا لیکن اسے کچھ یاد نہیں رہا۔

خیر مجھے دوسرے ...... کمرے میں منتقل کر دیا گیا جو اتنا فراخ اور آرام دہ نہیں تھا۔ میرا سامان ٹھیک کرتے کرتے اس ملازمہ نے بڑھیا کے خلاف بہت سی باتیں اُگل ڈالیں۔ کم بخت کہیں کی۔ مر بھی نہیں جاتی۔ اتنا کام کرتی ہوں کچھ خیال نہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر پوچھنے لگی کہ میں کہاں سے آ رہا ہوں۔ میں نے کہا اس وقت فرانس سے۔ فرانس کا نام سُن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا میں خود فرانسیسی ہوں۔ اب اس نے بڑی مستعدی سے کمرے کو ٹھیک کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ اپنے ملک کی تعریف کرتی جاتی تھی۔ بس اب آپ بیٹھئے میں ابھی آپ کے لئے چائے لاتی ہوں۔ اس کے جاتے ہی دفتر سے کچھ آوازیں پھر بلند ہوئیں لیکن اس بار جلدی ہی خاموشی طاری ہو گئی۔ غالباً اس کا تعلق مجھ سے نہیں تھا۔

دیارِ غیر کے احساسات

میں سستانے کی غرض سے بغیر بوٹ اور کوٹ اتارے بستر پر لیٹ گیا۔ اب نہ دفتر تھا نہ دفتر کا کام۔ نہ مسجد نہ گھر نہ ووکنگ کی معروف و مانوس گذرگاہیں، نہ اتوار کو وہ مہمانوں کا ہجوم نہ ان سے وہ تکلف آمیز بامرورت و بے مرورت گفتگو، نہ وہ بحثیں، نہ مناظرے، نہ وہ لیکچر اور وعظ نہ وہ درس و تدریس نہ وہ مشورے اور نصیحتیں۔ بس ایک میں تھا اور یہ چھوٹا سا کمرہ اور سامنے لمبی سی الماری جسے میرے بوٹ چیڑ رہے تھے، ایک کرسی اور میز اور یہ سنگار میز جس پر کسی کے بالوں سے اتری ہوئی دو پنیں ابھی تک پڑی تھیں۔ اور یہ خیر ماتوسا بستر جس پر میں لیٹا ہوا تھا۔ اور دائیں طرف میرا بکس اور بریف کیس۔ کبھی کبھی نزدیک کی سڑک سے ٹریم گذرنے کی آواز آتی تھی جو اس کمرے کے سُنسان پن کے احساس کو ذرا زیادہ کر دیتی تھی۔

گذشتہ دو چار روز سے کھانے کے اوقات میں بڑی بیقاعدگی پیدا ہو گئی تھی۔ طبیعت کچھ کچھ بوجھل ہو چلی تھی۔ اگر بیمار پڑ گیا تو پھر ...... کبھی اس قسم کے خدشات بھی دل میں اُٹھتے۔ دیارِ غیر میں عزیزوں اور وطن سے دُور بیمار ہونا یا مرنا.....

برسلز کے بازاروں میں

بس اسی حالت میں دس منٹ آنکھ لگ گئی۔ دروازہ پر دستک ہوئی تو میں اُٹھ بیٹھا۔ چائے آ گئی تھی چائے پی کر تازہ دم ہوا اور باہر کا رُخ کیا۔ آسمان بادلوں سے گھرا ہوا تھا۔ ہوا میں خنکی پیدا ہو چلی تھی۔ میں بغیر کسی مقصد کے برسلز کے بازاروں میں ڈیڑھ دو گھنٹہ تک گشت کرتا رہا۔ ہوٹل ٹورسٹ حضرات سے بھرے پڑے تھے۔ دُکانیں اتوار ہونے کے باوجود کھلی تھیں۔ بازار میں ایک ہنگامہ بپا تھا۔ ہنستے بولتے ہوئے لوگوں کی ٹولیاں ایک طرف سے دوسری طرف جا رہی تھیں۔ جرمن، فرانسیسی، ڈچ، سب ہی بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے تھے، کہیں کہیں انگریزی الفاظ بھی کان میں پڑ جاتے جو بڑے بھلے معلوم ہوتے۔

برسلز کا ایک شہری

جب شام کی بتیاں جگمگانے لگیں تو میں پلیس دے بروکیر دیکھنے گیا جس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ نیویارک امریکہ کے ٹائمز سکوئر سے بڑی مشابہت رکھتا ہے اس کے قریب ہی سٹاک ایکسچینج اور ٹاؤن ہال کی عمارات تھیں وہیں قریب ہی سستے ایک ہوٹل میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ وہاں ایک صاحب کو دیکھا جو کھانے سے فارغ ہو کر بیئر پینے میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر تو وہ مجھے خاموشی سے دیکھتے رہے پھر جیسے ان سے رہا نہ گیا ہو، کہنے لگے آپ ہندوستان سے آئے ہیں۔

"نہیں جناب پاکستان سے" میں نے کہا

"تو بیا۔ میں لاہور بہت عرصہ رہا ہوں۔ دو سال۔ کراچی، بمبئی، کلکتہ، تمام مقامات دیکھے ہیں"

"پھر تو آپ اردو بھی جانتے ہوں گے"

"تھوڑا تھوڑا"

"آج کل آپ کا کیا شغل ہے"

ایک فرم میں ملازم ہوں۔ لیکن اس سے گذارہ کہاں ہوتا ہے۔ باقی آمدنی کا ذریعہ جوا ہے۔ گھوڑوں کی ریس میں رقم لگاتا ہوں اور ہر ہفتہ ایک دو بار جیت لیتا ہوں"

میں نے نام پوچھا تو اس نے رابرٹ بتایا۔ کہنے لگا۔

"آپ کو بیلجیم کے لوگ پسند آئے"؟

جی ابھی تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کسی سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ آپ سے ہی واسطہ پڑا ہے۔ نہ معلوم کیسے لوگ ہیں۔ کیا آپ یہیں کے رہنے والے ہیں" میرے اس فقرے پر رابرٹ نے بڑے زور سے سر ہلایا۔ بالکل یہیں کا جناب۔ اور میرے قریب ہو گیا۔ آپ کے لئے میں کوئی ڈرنک منگواؤں"

"نہیں شکریہ میں صرف پانی پیوؤں گا"

"ہاں ٹھیک ہے آپ لوگ شراب نہیں پیتے لیکن بھئی لاہور میں بہت سے ہمارے دوست تو پی لیتے تھے اچھا آپ یہاں کتنے روز ٹھہریں گے"

"بس ایک رات"

"کیا ہاتھ لگانے آئے تھے"

یونہی سمجھ لیجئے۔ بہت جگہ جانا ہے اور وقت بہت کم ہے"

بھائی میں تو تھوڑی دیر تک سینما جاؤں گا اگر آپ چلتے ہیں تو بڑی خوشی سے چلئے۔ جس دن میں کوئی ریس جیتتا ہوں اس دن سینما یا تھیئٹر ضرور جاتا ہوں۔ آج دو دفعہ جیتا ہوں بڑا خوش ہوں، آٹھ ہزار فرانک ہاتھ لگے ہیں۔ لوگ بڑے بیوقوف ہیں گھوڑوں کی ریس میں جاتے ہیں لیکن انہیں گھوڑوں کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔

آپ تو پھر گھوڑوں کی نفسیات کے بڑے ماہر ہوں گے"

"نہیں یہ بات نہیں۔ شہر کے تمام اچھے سائیس میرے دوست ہیں۔ میں ٹکٹ خریدنے سے پہلے پوچھ لیتا ہوں۔ میری زندگی کی دلچسپیاں بڑی محدود ہیں۔ ریس، سینما اور تھیئٹر۔ جب کچھ رقم جمع ہو جائے گی تو میں یہاں اپنی ایک دوکان خرید کر کاروبار شروع کروں گا۔ چلئے ذرا باہر گھومیں اب تو آپ کھانے سے فارغ ہو چکے ہیں"

رابرٹ کی دوستانہ گفتگو اور بے تکلفی سے میں اتنا متاثر ہوا کہ فوراً اس کے ساتھ ہوٹل سے باہر چلا آیا۔ لیکن جب اس نے مجھے برسلز کے غیر آباد گلی کوچوں کی سیر کرانا شروع کی تو مجھے کچھ فکر دامنگیر ہوا۔ خیر میرے پاس اتنی رقم کہاں تھی۔ چار پانچ سو فرانک کے نوٹ تھے اور کوٹ تھا جسم کے کپڑے اور یہ جان ناتواں۔ اور وہ مجھ سے کیا چھین سکتا تھا۔ اس کی جیب میں تو آٹھ ہزار فرانک تھے جو اس نے آج ہی جیتے تھے اور وہ مجھ سے ایسی باتیں بھی نہیں کر رہا تھا کہ جس سے مجھے کسی قسم کا شبہ پڑے، رابرٹ صاحب اسی طرح ادھر اُدھر بازاروں میں گھومتے رہے، آخر ایک سینما کے قریب پہنچکر کہنے لگے میں تو یہ فلم دیکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ آپ اگلا موڑ مڑ کر دائیں طرف کو مڑ جائیں تو پندرہ بیس منٹ کے بعد آپ کا ہوٹل آ جائے گا۔ میں نے ان کا اپنے دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا اور ان کی ہدایات کے مطابق اپنے ہوٹل کا رُخ کیا۔ کبھی کبھی سفر میں بھی شریف حضرات مل جاتے ہیں۔

موسمی خرابی

بوندا باندی ہونے لگی تھی سینٹ جارج ہوٹل پہنچنے تک اچھی خاصی بارش شروع ہو گئی۔ میں نے آہستہ آہستہ سے ہوٹل کا بیرونی دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہی گھنٹی بجی اور وہ بڑھیا منیجر جلدی سے اپنے دفتر سے نکل آئی شاید کوئی نیا مسافر آیا ہے لیکن مجھے دیکھ کر گڈ ایوننگ کہہ کر واپس چلی گئی۔ میں اپنے کمرے میں آ کر خاموش تنہا لیٹ گیا۔ ہواؤں میں تیزی آ گئی تھی اور بادلوں نے زور زور سے گرجنا اور کھانسنا شروع کر دیا تھا۔ اگر صبح تک یہی کیفیت رہی تو سارے پروگرام کا ستیاناس ہو جائے گا۔ کچھ کچھ زکام لگنے کے آثار پیدا ہو رہے تھے۔ میں نے "وِک ان ہیلر" نکال کر اسے چند بار سونگھا۔ اپنے اوور کوٹ کو کمبلوں کے اوپر ڈال لیا تاکہ اپنے آپ کو سردی سے بچا سکوں۔ میں یہاں بیمار نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

دوسرے دن مطلع صاف تھا۔ طبیعت اتنی بوجھل بھی نہیں تھی۔ نو بجے کے قریب کنڈکٹڈ ٹورز والوں کی کار آ گئی اور میں اس میں سوار ہو کر برسلز کے مشہور مقامات کو دیکھنے کے لئے چلا گیا۔

برسلز کا سب سے قدیم شہری

حسب معمول بس کا سفر خاصا دلچسپ تھا۔ پیلس آف پارلیمنٹ (جس کی عمارت معمولی سی تھی) پارک آف برسلز۔ لیس بنانے کا کارخانہ، گرجا گھر، نامعلوم فوجی کا مزار (جس پر رات دن آگ جلتی تھی) اور بہت سے مقامات دیکھے۔ ایک مجسمہ کے قریب جا کر ہماری بس رُکی تو ہمارے گائیڈ نے زور زور سے چلانا شروع کیا۔ دیکھ لو دیکھ لو۔ اگر تم نے اس چیز کو نہیں دیکھا تو تم نے برسلز کو نہیں دیکھا یہ مجسمہ برسلز کے سب سے قدیم شہری کا ہے۔ یہ برہنہ ہے۔ لیکن اس پر مختلف زمانوں میں مختلف لباس پہنائے جاتے رہے ہیں۔ گذشتہ جنگ میں اس پر امریکی فوج کا لباس پہنایا گیا تھا۔ کل ہمارے ہمراہ ایک امریکن خاتون تھیں انہوں نے اس مجسمہ کو دیکھا تو کہنے لگی لاحول ولا یہ کیا واہیات چیز ہے۔ لیکن شام کے وقت ایک دوکان پر میں نے انہیں اسی مجسمہ کی تصویریں خریدتے دیکھا جب میری نظریں اس سے ملیں تو ہم دونوں ہنس پڑے۔ اگر کوئی صاحب اس کی تصویر لینا چاہتے ہوں تو ہم دو چار منٹ یہاں مزید رک جائیں گے"

بس میں بیٹھے بیٹھے لوگوں نے اپنے کیمروں کا رُخ ادھر کیا اور ایک منٹ میں برسلز کے اس قدیم شہری کے فوٹو ان کے پاس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئے۔ اس مجسمہ کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہت عرصہ ہوا کہ بیلجیم کی ایک ملکہ کا ایک بچہ اس شہر میں کھو گیا۔ جب بہت تلاش کے بعد وہ ملا تو اس حالت میں تھا ایک جگہ بالکل ننگا ہو کر پیشاب کر رہا تھا۔ اس مقام پر یہ اس کی یادگار بنائی گئی ہے اسی حالت میں جس میں اسے دیکھا گیا تھا۔ پانی کی دھار کو دیکھ دیکھ کر لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اور اس کی تصویروں کے کارڈ خرید کر یار دوستوں کو بطور تحفہ بھیجتے ہیں۔

برسلز سے روانگی

جب یہ دورہ ختم ہوا تو میں نے ہوٹل واپس آ کر بل چکایا بیس فرانک فرانسیسی ملازمہ کو دیئے اور سامان ٹرام میں رکھکر سٹیشن پر چلا آیا۔ جس گاڑی سے ایک روز قبل برسلز آیا تھا اسی گاڑی پر سوار ہو کر ہالینڈ کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔ لوگ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو رومال ہلا ہلا کر الوداع کہہ رہے تھے۔ لیکن میں خاموش کھڑا خالی فضا میں نہ جانے کیا دیکھ رہا تھا ؎

چمن کے رہنے والے دیکھ کر مجھ کو یہ کہتے ہیں
کہ یہ کوئی خراب آشیاں معلوم ہوتا ہے

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۸ شوال ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۴ء | ۴۲

ایک احمدی کی قلبی آواز

ان سطور کے محرک محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے وہ الفاظ ہوئے ہیں جو انہوں نے کوہ مری میں بستر علالت سے احباب کے نام بھیجے ہیں اور "پیغام صلح" کے گذشتہ پرچہ میں شائع ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اُن کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے اسلام اور تحریک کی جو خدمت کی ہے وہ احباب سے پوشیدہ نہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ زندگی بھر مداومت سے خدمت دین میں لگے رہے ہیں اور حالات اور زمانہ اور عمر کے تقاضوں نے ان کے قدم استقامت میں کوئی تزلزل پیدا نہیں کیا۔ ایمانی زندگی کی اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ جب ایک دفعہ دل کی گہرائیوں نے تسلیم کر لیا کہ ربنا اللہ تو پھر ثم استقاموا کی شان بھی نظر آئے۔ بہرحال یہ وہ روحانی رموز ہیں جنہیں احمدی جماعت کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ ضرورت نمونہ کی ہے اور اسی طرف ڈاکٹر صاحب نے توجہ دلائی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے الفاظ اس قابل ہیں کہ احباب ان پر غور کریں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"جملہ احباب کی خدمت میں میری طرف سے السلام علیکم عرض کر دیں، میری صحت درست نہیں۔ میری طرف سے ان کو وصیتاً کہہ دیں کہ نفسانیت سے علیحدہ ہو کر خدا کی رضا کو سامنے رکھیں۔ اپنے بھائیوں پر حسن ظن کریں اور جماعت کی طاقت فضول جھگڑوں میں صرف کرنے کی بجائے دین کی خدمت میں صرف کریں۔"

خدا کی رضا دنیا کی سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑی نعمت ہے ساری کامیابیوں اور کامرانیوں کی کنجی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ نہ دولت ساتھ دیتی ہے نہ عزت اور نہ ہی دنیا کا کوئی اور رشتہ یا سہارا کام آتا ہے۔ سارے سہارے کٹ جاتے ہیں مگر یہی ایک آخری سہارا ہے جو نہیں کٹتا اور نہ ہی صاحب ایمان کا ساتھ چھوڑتا ہے۔ زندگی کے تاریک ترین لمحوں میں قلب مومن کو یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم۔ ضرورت ابراہیم بننے کی ہے۔ قلب ابراہیمی پر حوادث روزگار کی تیز سے تیز آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

اگر احمدیت نے ہمیں کچھ دیا ہے تو یہی دیا ہے۔ گم شدہ خدا کی دوبارہ نشان دہی کی ہے علوم خواہ دینی ہوں یا دنیوی ہیچ ہیں اگر وہ زندگی کی اس سب سے بڑی حقیقت تک نہیں لے جاتے۔ موجودہ تہذیب باوجود محیر العقول ترقیات کے ایک جہنم میں مبتلا ہے۔ اور جانتے ہوئے ایسی تباہی کی طرف جا رہی ہے جس کے تصور سے بھی دل کانپ اُٹھتا ہے اس کی وجہ؟ انسان نے دنیا کے اسرار کو تو بے نقاب اور قابو کیا مگر اپنی ہستی کی بنیادی حقیقت کی طرف سے اس کی آنکھ بند کی بند رہی۔ خدا کی رضا جس پر ڈاکٹر صاحب نے زور دیا ہے سب سے بڑی حقیقت ہے۔ زندگی کا سب سے بڑا گر ہے اور یہی اسلام کا وہ متاع گم گشتہ تھا جو احمدیت نے دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی۔ یہی وہ آب حیات ہے جس سے موجودہ تہذیب کی پیاس بجھ سکتی ہے اگر کوئی شخص احمدی کہلاتا ہے مگر اس حقیقت کو اہمیت نہیں دیتا تو اس نے احمدیت سے کچھ نہیں سیکھا۔ ڈاکٹر صاحب کے الفاظ جماعت کے لئے ایک چیلنج ہیں۔ آئیے ہم اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کریں اور اس امانت کا حق ادا کریں جو مشیت الٰہی نے اس زمانہ میں ہمارے کمزور (اور شاید نااہل) ہاتھوں کے سپرد کر دی ہے۔

محمد یعقوب خاں

از روزنامہ پیغام صلح مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۵۴ء

اشتراکیت کسی ضابطۂ اخلاق کی پابند نہیں

وَاِذَا اُصِیبَ الْقَومُ فِی اَخلَاقِهِم
فَاَقِم عَلَیهِم مَاتَمًا وَعَوِیلًا[1]

وہی قومیں دنیا میں معزز و مؤقر کہلانے کی مستحق ہیں جن کے اخلاق بلند اور جن کا کیرکٹر پاکیزہ ہو۔ اسلام اخلاقِ فاضلہ کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیں اس کے زرّین اوراق میں آپ اخلاق کی بے نظیر تعلیم پائیں گے پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم کے مصداق تھے۔ حضور صلعم کی بعثت کی غرض ہی مکارم اخلاق کو انتہائی کمال تک پہنچانا تھا۔ خود فرماتے ہیں بُعِثتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الاَخلَاق صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین اخلاق کے بلند مقام پر فائز تھے، اسلام نے جو نظریہ حیات پیش کیا ہے اس کی اساس ہی اخلاق و روحانیت پر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے متبعین نے اخلاق عالیہ کے ایسے نمونے قائم کئے کہ نسلِ انسانی ان پر بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ مسلمان قوم اگر ایک طرف دنیا کی فاتح تھی تو دوسری طرف اخلاق و روحانیت کی بہت بڑی علمبردار تھی۔ ایک مسلمان کو بجا طور پر یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے اسلاف اپنے پاکیزہ اور بلند کیرکٹر میں دنیا کی سب قوموں سے گوئے سبقت لے گئے۔ جس کا بڑے سے بڑے معاندین اسلام نے بھی اعتراف کیا ہے۔ پھر یہ کس قدر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ اس قوم کے نونہال اشتراکیت جیسی چیز کی طرف جھکیں جو کسی ضابطہ اخلاق کی پابند ہی نہیں، جس کے نزدیک اخلاق کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں، اور جو اپنے مفاد کے لئے جائز و ناجائز سب قسم کے وسائل روا رکھتی ہے۔ اور جس کے نزدیک مکر و فریب کذب و افترا سے کام نکالنا بھی معیوب نہیں بلکہ عین صواب ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ لینن نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:-

"ہم ان تمام اخلاق حدود کی مذمت کرتے ہیں جو کسی ماوق الفطرت عقیدے کا نتیجہ ہوں۔ ہمارے خیال میں اخلاق کا نظریہ ہمیشہ جماعت کے مفاد کی جنگ کے مطابق ہونا چاہیئے۔ ہر وہ امر جو قدیم غاصبانہ نظام معاشرت کے خلاف ہو اور مزدوروں کی تائید میں استعمال کرنا ضروری ہو عین اخلاق ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ سب ناجائز چنانچہ جماعتی مفاد کی خاطر جرائم کا ارتکاب۔ دروغ بیانی، اور فریب بھی عین صداقت ہے۔"

(ملت ۱۹ر جون ۱۹۵۴ء)

لینن کے اس قول سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہی کہ اشتراکیت کا کوئی ضابطۂ اخلاق نہیں ہے، حصولِ مقصد کے لئے قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ، کذب و افترا اور بے ایمانی سب کچھ جائز ہے، اس پر سوائے اس کے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون پڑھا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

پھر آگے چلئے اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا، اور اس کو ام الخبائث ٹھہرایا۔ اور زنا کے متعلق فرمایا کہ اس کے قریب بھی جانا نہیں چاہیئے۔ یعنے اس کے مبادیات سے بھی بچنا چاہیئے۔ اور ایک دنیا جانتی ہے کہ یہ دونوں چیزیں کس قدر مضر اور برباد کن ہیں، مگر ایک اشتراکی آرٹی باشو اپنے ناول سمنا میں لکھتا ہے:-

"شراب خوری اور زناکاری بھی کوئی معیوب بات نہیں جس سے انسان خواہ مخواہ شرماتا پھرے۔ فحش کاری کے تیز و تند جذبات بھی فطری ہیں جو چیز فطری ہو وہ کس طرح ناجائز ہو سکتی ہے۔"

(ملت ۱۹ر جون ۱۹۵۴ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ جس مذہب کے ضابطۂ اخلاق میں شراب اور زنا جیسی چیزیں بھی معیوب نہیں وہ ع

مذہب معلوم و اہلِ مذہب معلوم

اس سے زیادہ گھنونی اور قابل نفرین تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے؟

پھر اور سنئے الیگزنڈر ڈو گانڈ اپنی کتاب TEN YESTERNISH میں یوں رقمطراز ہے:-

"بالشوزم کی رُو سے عورت تمام افراد جماعت کی ملکیت ہے۔ کوئی شخص کسی عورت کو اپنی بیوی نہیں کہہ سکتا عورت حکومت کی ملکیت ہے، اور سب کی بیوی ہے۔ اس طرح جو بچے پیدا ہونگے وہ حکومت کی ملکیت سمجھے جائیں گے۔"

(ملت ۱۹ر جون ۱۹۵۴ء)

بیحیائی کی بھی حد ہو گئی۔ کیا کوئی با حیا انسان ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی بیوی بیک وقت دوسروں کی بیوی بھی ہو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ اس سے تو معاشرہ کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، اور تمدن کی ساری بنیاد ہی اکھڑ جاتی ہے۔ اور ایسا دیوّث انسان کون ہوگا جو ایسی بے حیائی کو روا رکھ سکے۔ کیا ایسی تحریک جو اس قدر حیا سوز اور تباہ کن ہو اس قابل ہے کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا جائے۔ فَاعتَبِرُوا یَا اُولِی الاَبصَار۔

یوم سیاہ

مملکت خدا داد پاکستان کی تباہی کے لئے بھارت نے شروع ہی سے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے اس کو دنیا کا کوئی مہذب اور سنجیدہ انسان پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتا، کشمیر پر ناجائز تسلط جمانے کے بعد بھی یہ مانتے ہوئے کہ اہالیان کشمیر کو استصواب رائے کا حق دینا ضروری ہے، آج تک حیلوں بہانوں سے اس کو ٹالنا، پھر حیدرآباد، جوناگڑھ، مانا ودر کی اسلامی ریاستوں پر ناروا جبر تسلط جمانا اسی کی استبدادیت کا ایک ایسا کرشمہ ہے، جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، لیکن ان سب سے بڑھکر سیاہ دلی کا وہ مظاہرہ ہے جو ۸ر جولائی کو کیا گیا جبکہ بھاکڑا ننگل پروجیکٹ کا افتتاح کر کے اور دریائے ستلج کا رخ اپنی طرف موڑ کر پنڈت نہرو نے پاکستان کو مکمل ریگستان بنانے کا اقدام کیا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر بھارت کے کئی ہزار افراد جمع تھے جو اس اقدام پر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ کاش انہیں اس وقت یہ بھی خیال ہوتا کہ یہ خوشی جو وہ اپنی ہمسایہ مملکت کے کروڑوں انسانوں کو قحط اور بھوک کی مصیبت میں مبتلا کر کے حاصل کر رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ خود ان کی عاقبت کا موجب ہو جائے اور یہی پانی خود ان کو لے ڈوبے، بھارت کی سیاہ دلی کے مظاہرہ کے اس دن کا نام پاکستان کے اہل الرائے طبقہ نے یوم سیاہ رکھا ہے، کیونکہ اس سے دونوں مملکتوں کے تعلقات اس درجہ خراب ہو گئے ہیں کہ ان سے بہت ہی ہولناک نتائج پیدا ہونے کا امکان ہے اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔ ہمارے ساڑھے چار کروڑ بھائیوں کو بھارت کی سرزمین پر جو عذاب دیا جا رہا ہے وہ ایک طرف اور پاکستان کو تباہ کرنے کا یہ اقدام دوسری طرف اس بات کا متقاضی ہے کہ مسلمان اللہ تعالےٰ کے آگے سربسجود ہو کر دعائیں کریں اور اپنے کردار کو اس قابل بنائیں کہ اللہ تعالےٰ اس عذاب الیم سے ان کی رستگاری کا سامان پیدا کرے، رَبَّنَا لَا تُسَلِّط عَلَینَا مَن لَا یَرحَمُنَا۔

---

[1] جب کوئی قوم اخلاق میں گری ہوئی ہو، تو اس پر ماتم اور واویلا کرنا چاہیئے۔

عالمِ اسلام پر ایک نظر

ناصر احمد صاحب

ترکی اور الجیریا

کیا عربی زبان قومی اخلاق کیلئے مضر ہے ؟

حال ہی میں ترکی سے ایک ناخوشگوار خبر موصول ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک شخص حکمت اوفاک کے خلاف اسلامی اصولوں سے متعلق عربی کتب کی درآمد پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔ ترکی حکومت کی طرف سے یہ قدم ترکی اور پاکستان کے درمیان حالیہ تعلقات کے مقصد کے خلاف ہے۔ مقدمہ کے دوران میں جج نے اوفاک سے سوال کیا "کہ کیا تمہیں یہ خبر نہیں کہ عربی میں چھپی ہوئی کتابوں کی درآمد اور ان کو فروخت کرنا ۱۹۲۷ء کے قانون ۲۹۳ کی خلاف ورزی کرنے کے مترادف ہے اور ایسی حرکت قومی اخلاق کے لئے مضر ہے"۔ مجرم نے دلیری سے جواب دیتے ہوئے بیان دیا "کہ ایسی کتب سے کسی طرح بھی قومی اخلاق یا عوام کی رائے کو نقصان نہیں پہنچ سکتا بلکہ یہ الزام ان کتابوں پر لگانا چاہیئے جو پیرس سے درآمد کی جاتی ہیں اور جن میں فحش اور بیحیائی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا"۔ اس غیر متوقع جواب نے عدالت میں ہلچل پیدا کر دی۔

الجیریا میں عربی کی ماہیت بدلنے کی کوشش۔

عربی زبان کے خلاف اسی قسم کی نفرت کی شکایت عرب لیگ نے انسانی حقوق کے کمشن کی رپورٹ میں کی ہے جو الجیریا کے لوگوں پر فرانسیسیوں کے ظلم و تشدد اور ان کا عربی زبان کو اس کی معاشری اور قانونی حیثیت کے باوجود غیر ملکی قرار دینے سے متعلق ہے۔ اس شکایت کی صحت کا پتہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک الجیریا یا مراکش کے رہنے والے عرب کو مشرق وسطےٰ کے عرب کے سامنے اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور مشرق وسطیٰ کے عربوں کو الجیریا اور مراکش کے عربی مسودات پڑھنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرانس کی حکومت سالہا سال سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس کے زیر اثر علاقوں میں عربی کی ماہیت کو ہی بدل دیا جائے۔ جیسا کہ عرب لیگ کی رپورٹ سے عیاں ہے۔

مصر

الازہر یونیورسٹی کے جدید علمی رجحانات

الازہر یونیورسٹی کے سابقہ ریکٹر کے مستعفی ہونے پر ستاون سالہ تجربہ کار شیخ عبدالرحمن کو جنہوں نے سوربون سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے اس عہدہ پر مقرر کر دیا گیا ہے۔ ان کے تقرر کے دوران میں چند ماہ کے اندر اندر جو نئی سرگرمیاں شروع کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یونیورسٹی کے طلباء کو وسطےٰ عرب ممالک کا دورہ کرایا جائے تا کہ وہ وہاں کے حالات کا مطالعہ کریں۔ اور ایسے تمام معاملات کے متعلق اطلاع دیں جن کے ذریعہ عربی ممالک کے تعلیمی اداروں میں اتحاد اور یگانگت پیدا ہو سکے۔ یونیورسٹی نے اس مبارک کام کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت سے مالی امداد کی درخواست کی ہے۔

اس کے علاوہ فلموں، ڈراموں اور موسیقی کے ذریعہ مختلف علوم کو زیادہ دلچسپ اور آسان فہم بنانے کی کوشش بھی جدید رجحان کی ایک جھلک ہے۔ اس کام کے لئے مختلف فلمی اداروں کا قیام وجود میں آ رہا ہے۔ حال ہی میں شعبہ لسان العربیہ میں ایک فلمی ادارہ کھولا گیا ہے، جو بائی جین، عام تعلیم، قومی تاریخ اور طلباء سے متعلق فلموں کے دکھانے کا انتظام کرے گا۔

یونیورسٹی کے ریکٹر نے واشنگٹن کے اسلامک سینٹر کے ڈائرکٹر کی اس تجویز کا خیر مقدم کیا ہے کہ اسلامی دنیا اور مسلمانوں کے متعلق الازہر یونیورسٹی انکو مضامین بھیجا کرینگی، جن کو اسلامک سینٹر ترجمہ کر کے انگریزی رسائل میں شائع کرائے گا۔ یونیورسٹی نے حال ہی میں اپنے ایک لکچرار کو اسی غرض سے کیسا بلانکا اور مراکش کے دورے پر بھیجا ہے۔ علما اور عام مسلمانوں نے ان کا پر جوش خیر مقدم کیا ہے۔

ممالک اسلامی سے مصر کے دوستانہ تعلقات

مصر کی انقلابی کونسل باوجودیکہ چند فوجیوں پر مشتمل ہے جو شاہ مصر (فاروق) کی دستبرداری کے بعد ملک کی عنان حکومت سنبھالے ہوئے ہے تاہم اس جماعت کے کام اور اصلاحی کاروائیوں میں خلوص اور تعمیری کاموں کے لئے دوراندیشی پائی جاتی ہے۔ اور اس کی یہی کوشش رہی ہے کہ عوام الناس کی زندگیوں کو بہتر بنایا جائے اور مصر کے تعلقات کو دوسرے عرب ممالک سے مضبوط کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں ذیل کے واقعات قابل توجہ ہیں:۔

(۱) سوڈانی نوجوانوں کو جو مصر کے ملٹری سکولوں میں ٹریننگ حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں، ہر قسم کے اخراجات سے مستثنےٰ کر دیا گیا ہے۔ حال ہی میں سوڈان کی نئی پارلیمنٹ کی افتتاح کے موقعہ پر مصری حکومت نے تقریباً ایک ہزار آدمی کے لئے ہوائی جہاز اور اسلحہ بطور تحفہ پیش کیا۔

(۲) سیریا کے دارالخلافہ دمشق میں ملٹری پریڈ کے موقعہ پر دو مصری ہوائی جہازوں نے بھی رسم سلامی میں حصہ لیا۔ اور انہوں نے بڑی پھرتی اور کمال درجہ کے کرتب ہوا میں دکھائے اور تحسین حاصل کی۔ رسم سلامی کے بعد مصری سفیر متعینہ سیریا نے ایک بیان میں بتایا کہ مصر سیریا کو ہوائی فوج بنانے کے لئے ہر قسم کی ضروریات مہیا کرنے کو تیار ہے اور تمام وہ چیزیں جو اس طرح مہیا کی جائیں گی وہ مصر کی نئی تعمیر شدہ فیکٹریوں میں تیار کی جائیں گی۔

(۳) کراچی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تین مصری بحری جہاز پانچ دن کے خیر سگالی دورہ پر پاکستان آئے تھے۔ کراچی کی بندرگاہ پر سلامی لینے کے بعد مصری بحری حکام قائداعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان کے مزاروں پر تشریف لے گئے مزار پر انہوں نے پھولوں کی چادریں چڑھائیں اور پاکستانی گنجیوں نے ماتمی راگ گایا۔ اپنے خیر سگالی پیغام میں مصری بحریہ کے حاکم اعلےٰ نے پاکستان کے سرگرم استقبال پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ تمام مسلمانوں کو جو کہ ایک ہی نظریہ حیات کے حامل ہیں خیر سگالی کے دوروں کے ذریعہ اتحاد اور یگانگت پیدا کرنی چاہیئے کیونکہ اسی میں ان کی بقا کا راز پنہاں ہے۔

سیریا

عربی زبان کی ترقی۔

کراچی میں ایک تبلیغی ادارہ دارالعلوم کے نام سے قائم ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عربی زبان پڑھانے کے لئے متعدد سکول کھولے جائیں، اس سلسلہ میں دس ایسے سکول کھل چکے ہیں ان تمام سکولوں کو حکومت سیریا کی طرف سے کچھ مالی امداد ملتی ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک ایسے ہی سکول کے افتتاح کے موقعہ پہ پاکستان کے وزیر تعلیم۔ سیریا اور سعودیہ عرب کے سفیر اور خانہ کعبہ کے محافظ موجود تھے، وزیر تعلیم نے کہا کہ پاکستان کے لوگ عربی زبان سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور اگر اس کے سکھانے کے لئے مزید سہولتیں مہیا کی جائیں تو لوگ اس میں زیادہ دلچسپی لیں گے" وزیر مذکور نے آخر میں سیریا کے سفیر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ گو مسلمان مختلف زبانیں بولتے ہیں لیکن چونکہ وہ ایک ہی مذہب کے پیرو ہیں اس لئے ان کی قومیت ایک ہی ہے۔ اور زبانوں کا اختلاف مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے راستہ میں روکاوٹ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد سیریا کے سفیر نے پاکستانیوں کے عربی زبان سیکھنے کے شوق کو سراہا اور کہا کہ حکومت سیریا اس زبان کے سیکھنے کے لئے جو سہولتیں مہیا کر رہی ہے ان کو ایک سیرین کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے عمل میں لانا اپنا فرض سمجھتا ہوں"

یردن

نہر سویز کا نعم البدل

یہ تجویز کہ خلیج عقابہ سے بحر روم تک پٹرول بھیجنے کی نہر بنائی جائے تاکہ وہ نہر سویز کے استعمال کا نعم البدل بن سکے نئی نہیں ہے بلکہ جب مارچ ۱۹۵۷ء میں لارڈ ہوربیلشا نے ہاؤس آف لارڈز میں یہ تجویز پیش کی تو اس کو عملی جامہ پہنانے کی امید پہلے سے بھی زیادہ معلوم ہونے لگی۔

لارڈ ہوربیلشا نے ہاؤس کو بتایا کہ مغربی یورپ میں جس میں انگلستان بھی شامل ہے جتنا پٹرول استعمال ہوتا ہے، اس کا تین چوتھائی نہر سویز کے رستے لے جایا جاتا ہے، معرض پیدا شدہ حالات سے ۱۹۶۸ء میں نہر کا قبضہ مصریوں کو دیا جائیگا، اور ۲۸ مارچ کی خبروں سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ نہر سویز کا تصفیہ اس شرط پر ہوگا کہ جب کبھی ترکی پر حملہ ہو تو نہر سویز پر انگریزوں کو قبضہ دے دیا جائے عقابہ سے حیفہ تک پٹرول صاف کرنے کے کارخانہ کی نالی بچھانے کے امکانات پر اکثر غور و خوض کیا گیا ہے۔ لیکن اسرائیل اور عرب کے تنازعہ اور چند سیاسی وجوہات کی بنا پر یہ تجویز ناقابل عمل رہی ہے۔ اب اس زمین دوز نالی بچھانے میں کوئی دقت باقی نہیں، کیونکہ انگریز اور امریکن تیل کمپنیوں کو ایسی نالیوں کے بچھانے کا کافی تجربہ ہو گیا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس منصوبہ پر دس لاکھ پونڈ تک لاگت آئے گی۔ تین عرب کے نقطۂ نظر سے بحر روم کے ساحل تک تیل پہنچانے کا یہ منصوبہ بہت ہی مفید

(باقی صفحہ ۔ کالم ۳)

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے اعزاز میں عصرانہ

۴ر جولائی ۱۹۵۲ء کو احمدیہ بلڈنگس میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی طرف سے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے اعزاز میں ایک عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ مولانا موصوف کچھ عرصہ ہوا ٹرینیڈاڈ اور ڈچ گیانا کے تبلیغی دورہ سے واپس آئے ہیں اور عنقریب اسی سلسلہ میں پھر باہر تشریف لے جانے والے ہیں۔ حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی جس کے بعد صدر مجلس عبدالغفور صاحب ثاقب نے میٹنگ کا افتتاح کیا۔ اپنی صدارتی تقریر میں انہوں نے بتایا کہ مولانا موصوف کی ذات گرامی کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ آج ہم خوش ہیں کہ مولانا صاحب پھر ایک مدت کے بعد ہمارے درمیان موجود ہیں اور اس لئے بھی خوش ہیں کہ آپ اپنی دلچسپ اور پر از معلومات تقریر سے اس مجلس کی رونق کو دوبالا کریں گے۔ اسی مجلس میں مولانا عبدالحق صاحب کی تقریر سے پہلے مظفر حسن صاحب خادم نے نظم اور اخلاق پر، ظفر احمد صاحب نے عقل انسانی اور الہام الٰہی کا جوڑ کے عنوان سے مقالات پڑھے جس کے بعد مولانا موصوف نے اپنے سفر کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے اور بتایا کہ کس طرح ٹرینیڈاڈ اور ڈچ گیانا کے لوگوں نے آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ آپ نے بتایا کہ ٹرینیڈاڈ میں ۱۹ دن قیام رہا اور اس عرصہ میں ۲۰ لیکچر ہوئے، اور ڈچ گیانا میں درس قرآن کے علاوہ لیکچروں کا طویل سلسلہ جاری رہا جس میں ہندو، مسلمان، عیسائی اور عوام بھی بڑی خوشی سے شریک ہوتے رہے۔ تقاریر کو سن کر عام طور پر کہا جاتا تھا کہ اسلام کو اس رنگ میں پیش کرنے والا عالم ہم نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ انکی عقیدت کا حال بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ڈچ گیانا میں جہاز سے اترتے ہوئے فلم لی گئی، اور محصول وغیرہ سے مستثنےٰ کیا گیا اور کئی میل لمبا جلوس نکالا گیا۔ واپسی پر مولانا صاحب کو الوداع کہتے ہوئے کئی لوگوں کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ امید ہے کہ مولانا موصوف کے مکمل حالات سفر عنقریب پیغام صلح میں شائع ہوں گے۔ مولانا کے لیکچر کے بعد جلسہ عاید برخاست ہوا۔

ناصر احمد۔ سکرٹری

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کوہ مری میں تا حال بیمار ہیں، اگرچہ پہلے کی نسبت کچھ افاقہ ہے، ان کی صحت کے لئے احباب کی دلی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

— مری میں ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک مسجد حال ہی میں تعمیر کی ہے جس میں حافظ محمد ادریس صاحب امام مقرر ہوئے ہیں، حافظ صاحب اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں:۔

"کمترین نے ۲۰ر جون کو کوہ مری پہنچ کر ماسٹر محمد اسماعیل کی مسجد احمدیہ میں خدمات سرانجام دینی شروع کر دی ہیں۔ ماشاء اللہ پانچوں وقت اذان اور نماز باجماعت ہوتی ہے۔ اور نماز عصر کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

جمعہ مبارک کی نماز میں بہت سے احباب تشریف لائے تھے۔ شیخ میاں محمد صاحب و ڈاکٹر غلام محمد صاحب معذوری کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ اور جناب ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ سے کوئٹہ تشریف لے گئے ہیں، آئندہ جمعہ انشاء اللہ مستورات بھی مسجد ہذا میں نماز پڑھنے آئیں گی۔

احمدی احباب کے علاوہ اردگرد کے دوسرے مسلمان حضرات بھی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔ مسجد ہر وقت ہر مسلمان کے لئے کھلی رہتی ہے۔ اور خاکسار قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے"۔

— ملتان سے شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اطلاع دیتے ہیں کہ شیخ رحمت اللہ صاحب سلیم کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، جس کی خوشی میں انہوں نے پانچ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے عطا کئے ہیں۔

— راولپنڈی سے منشی غلام حسین صاحب لکھتے ہیں کہ ۲ر جون کو ان کے ہاں لڑکا تولد ہوا ہے، اور انہوں نے مبلغ پانچ روپیہ بمد صدقہ فنڈ انجمن کو عطا کئے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو عمر طویل عطا فرمائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

تبلیغی رپورٹ

مولوی محمد یوسف صاحب امام الصلوٰۃ دیب گراں کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ماہ جون میں قرآن کریم کا درس باقاعدہ بشمولیت غیر از جماعت احباب مسجد میں دیا گیا۔ حاضری کافی رہی۔ بچے بھی چاروں باقاعدہ سبق پڑھائے گئے۔ اس ماہ میں عید الفطر بھی تھی، جس کا خطبہ پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب نے دیا۔

درس قرآن میں طلباء آٹھ بجے تک شامل رہتے ہیں اور بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔

مولوی احمد گل صاحب مبلغ جہلم نے اپنی رپورٹ ماہ جون میں بتایا ہے۔ کہ وہ زیر رپورٹ میں چند ایک غیر احمدی دوستوں سے خاص طور پر احمدیت اور عام اسلامی مسائل پر گفتگو ہوئی نیز دیہاتی دوستوں سے بھی تبادلہ خیالات ہوا۔ آئینہ احمدیت اور مجدد اعظم سے چند ایک سوالوں کے جوابات دیئے گئے، ہر دو فریق کے دوستوں کو لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

حکیم عبدالعزیز صاحب اور مولوی احمد گل صاحب نے فراہمی چندہ کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ بہ نسبت سابق اس دفعہ چندہ میں اضافہ ہوا ہے۔ الحمدللہ

مضافات جہلم میں بھی برائے تبلیغ جانا پڑا۔

خریداران پیغام صلح سے ضروری التماس

(۱) جن اصحاب کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے ان کے نام ترسیل چندہ کے لئے خطوط بھیجے جا رہے ہیں مہربانی فرما کر تمام ایسے احباب اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۲) احباب جماعت سے التماس ہے کہ پیغام صلح میں اپنے تجارتی کاروبار کے لئے اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(۳) خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

شکریہ تعزیت

میرے بیٹے غفور احمد کی جواں سال اہلیہ کے فوت ہو جانے پر بہت سے احباب کرام نے تعزیت اور ہمدردی کے خطوط لکھ کر میرے اور غفور احمد کے بار غم کو ہلکا کیا ہے، ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے ووکنگ سے ہمدردی کا خط لکھا ہے، میں ان جملہ احباب کے خطوط کا انفرادی طور پر جواب دینے کی طاقت نہیں پاتا اس لئے بذریعہ اخبار ان کی ہمدردی کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، اور یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ مرحومہ کی یادگار تین چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

چوہدری غضنفر علی۔ بدوملہی

عالم اسلام پر ایک نظر

بقیہ از صفحہ ۳

اور بیش بہا ہوگا۔

عقابہ سے بحر روم تک ایک گہری نہر بنانے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بڑی ہمت درکار ہے۔ اس کے سیدھے راستہ میں تین ہزار فٹ بلند پہاڑوں کا سلسلہ حائل ہے۔ اس لئے اس کو بھی حیفہ کی طرف سے نکالنا پڑے گا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس منصوبہ پر ۲ کروڑ پونڈ لاگت آئے گی۔

عراق

مؤذنوں کی طرف سے ایمان والوں کو ٹیکہ لگوانے کی دعوت

عراق میں مؤذنوں نے اپنی ہزار سالہ دعوت اذان کے علاوہ ایک اور بلاوے کا اضافہ کیا ہے وہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ لوگوں کو تپ دق کے ٹیکے لگوانے کیلئے بلانے اور اس کی ترغیب دیتے ہیں ان کے اس عمل کی اہمیت عراق میں تپ دق کے بڑھتے ہوئے خطرہ کو روکنا ہے۔ (باقی آئندہ)

[illegible] ۱۰ جولائی ۱۹۵۲ء

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ - لاہور — فون نمبر ۲۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ

آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ ۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۲ ذیقعد ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۵۴ء ۔ نمبر ۴۳

جواہر پارے

خدمت و اطاعت والدین

قرآن مجید سے:

وقضٰی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا ۔ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا ۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۲۲ و ۲۵)

اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی پرستش نہ کرو۔ اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اگر تیرے سامنے وہ ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی اُف بھی نہ کہو اور نہ اُن کو جھڑک اور ان کو ادب کی بات کہو، اور ان کے لئے خدمت کے بازو پھیلا دے پیار سے اور کہو اے رب ان پر رحم کر جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا۔

(سورہ بنی اسرائیل ۲۲-۲۵)

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علیٰ وھن وفصالہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک ۔ الی المصیر ۔ وان جاھدک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الی ۔

(سورۃ لقمان آیت ۱۳-۱۴)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے حق میں تاکیدی حکم دیا ہے اس کی ماں ضعف پر ضعف کی حالت میں اسکو اٹھاتی ہے اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوتا ہے ۔ کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا بھی میری طرف انجام کار آنا ہے، اور اگر تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ اسکو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی بات نہ مان اور دنیا میں ان کا اچھی طرح ساتھ دے اور اسکے رستہ کی پیروی کر جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔

حدیث سے:

الجنۃ تحت اقدام الامہات۔

بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

رضاء اللہ فی رضاء الوالد وسخط اللہ فی سخط الوالد ۔

(الترمذی)

اللہ کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ کا غضب باپ کے غضب میں ہے۔

(ترمذی)

والدہ کی اطاعت

از حضرت امام الزمان

ایک دوست نے خط کے ذریعہ اس امر کا استفسار کیا کہ میری والدہ میری بیوی سے ناراض ہے اور مجھے طلاق کیواسطے حکم دیتی ہے۔ مگر مجھے بیوی سے کوئی رنجش نہیں۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا والدہ کا بہت بڑا حق ہے اور اس کی اطاعت فرض۔ مگر پہلے یہ بات دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا اس ناراضگی کی تہ میں کوئی اور بات تو نہیں۔ جو خدا کے حکم کے بموجب والدہ کی ایسی اطاعت سے بری الذمہ کرتی ہو، مثلاً اگر والدہ اس سے کسی دینی وجہ سے ناراض ہو، یا نماز روزہ کی پابندی کی وجہ سے ایسا کرتی ہو، تو اس کا حکم ماننے اور اطاعت کرنیکی ضرورت نہیں، اور اگر کوئی ایسا مشروع امر ممنوع نہیں ہے۔ جب تو وہ خود واجب طلاق ہے۔

اصل میں بعض عورتیں محض شرارت کی وجہ سے ساس کو دُکھ دیتی ہیں۔ گالیاں دیتی ہیں بات بات میں اس کو تنگ کرتی ہیں۔ والدہ کی ناراضگی بیٹے کی بیوی پر بیوجہ نہیں ہوا کرتی ہے۔ تو کیا اس سے ایسی امید وہم میں بھی آسکتی ہے کہ وہ بے وجہ اپنے بیٹے کی بہو سے لڑے جھگڑے اور خانہ بربادی چاہے۔ ایسے لڑائی جھگڑوں میں عموماً دیکھا گیا ہے کہ والدہ حق بجانب ہوتی ہے۔ ایسے بیٹے کی بھی نادانی اور حماقت ہوتی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ والدہ تو ناراض ہے مگر میں ناراض نہیں ہوں، جب اس کی والدہ ناراض ہے تو وہ ایسی بے ادبی کے الفاظ بولتا ہے کہ میں ناراض نہیں ہوں۔ یہ کوئی سوکنوں کا معاملہ تو نہیں، والدہ اور بیوی کے معاملہ میں اگر کوئی دینی وجہ نہیں۔ تو پھر یہ کیوں ایسی بے ادبی کرتا ہے۔ اگر کوئی وجہ اور باعث اور ہے تو فوراً اسے دُور کرنا چاہیئے۔ خرچ وغیرہ کے معاملہ میں اگر والدہ ناراض ہے اور بیوی کے ہاتھ میں خرچ دیتا ہے تو لازم ہے کہ ماں کے ذریعہ خرچ کراوے اور کل انتظام والدہ کے ہاتھ میں دے، والدہ کو بیوی کا محتاج اور دست نگر نہ کرے۔ بعض عورتیں اوپر سے نرم معلوم ہوتی ہیں۔ مگر اندر ہی اندر وہ بڑی نیش زنیاں کرتی ہیں۔ پس سبب کو دُور کرنا چاہیئے اور جو وجہ ناراضگی ہے اس کو ہٹا دینا چاہیئے اور والدہ کو خوش کرنا چاہیئے۔ دیکھو شیر اور بھیڑیئے اور درندے بھی تو ہلانے سے ہل جاتے ہیں، اور بے ضرر ہو جاتے ہیں، دشمن سے بھی دوستی ہو جاتی ہے، اگر صلح کی جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ والدہ کو ناراض رکھا جاوے۔

(الحکم ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

روزنامہ پیغام صلح ___ مؤرخہ ۱۴ جولائی ۱۹۵۴ء

ظلّ و بروز

ظلّ و بروز پر رہے مجھ سے جھگڑتے عمر بھر
یہ نہ کچھ ایسی بات تھی جو نہ سمجھ میں آسکے

اہل حدیث اخبار "الاعتصام" کے ایک مقالہ نگار مولانا ابو یحییٰ ۱۸ جون ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں رقمطراز ہیں:۔

"نبوت ہو یا رسالت۔ شریعت مکمل ہو گئی۔ تو اب اس کے لئے ایسے تناسخوں کی احتیاج نہیں کہ ان کے ظل و بروز کی ضرورت رہ جائے"...... اس کے بعد لکھا ہے کہ جس طرح دو آنکھوں کے بعد ایک تیسری آنکھ غیر طبعی اور غیر فطری ہے اسی طرح ختم نبوت کے لئے ایک بروزی آنکھ غیر طبعی اور غیر فطری ہو گی وغیرہ وغیرہ۔

ہم حیران ہیں کہ مقالہ نگار بزرگ کی اس تحریر کے متعلق کیا کہیں؟ یا تو یہ بزرگ ظل و بروز کی حقیقت کو سمجھتے نہیں یا دیدہ و دانستہ لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں۔ ان کو چاہیئے تھا کہ ظل و بروز کی تشریح کرتے اور دلائل سے ثابت کرتے کہ یہ الفاظ ختم نبوت کے منافی ہیں۔ اور جو شخص ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے وہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور حکیمانہ انداز میں فرمایا کہ نبوت اور رسالت ختم ہو گئی ہے اس لئے ایسے تناسخوں کی احتیاج نہیں کہ ان کے ظل و بروز کی ضرورت رہ جائے ہم مقالہ نگار بزرگ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ الفاظ ظل و بروز اور ان کی تشریحات حضرات صوفیائے کرام اور آئمہ دین کی کتب میں موجود ہیں ان پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لینا چاہیئے کہ ان کے کیا معنے ہیں اور کہاں تک یہ الفاظ ختم نبوت کے منافی ہیں۔ چنانچہ ہم ذیل میں بزرگ آئمہ دین کے بعض حوالجات سپرد قلم کرتے ہیں

شرح فتوح الغیب میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے کلام ثم تکون وارث کل رسول ونبی وصدیق کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"پس اس وقت تو ہو گا میراث کل پیغمبروں اور صدیقوں کا جو کچھ ان سے رہا ہے اور مرتبہ علم اور دین اور منصب ارشاد و ہدایت تجھ کو ملے گا کیونکہ ولایت نبوت کا ظل ہے۔

پھر مرتبہ اولیت جوامع الکلم کے ذیل میں لکھا ہے:۔

(مجھے ایسے کلمات دیئے گئے ہیں جو جامع ہیں) جو خاص کلام حضرت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں اور ان کلمات سے ہر کلمہ جامع سالکان راہ قرب اور وصول کے لئے ایک قاعدہ کلیہ اور کامل دستور العمل ہے **چونکہ ولایت در حقیقت نبوت کا ظل ہے**۔ پس جو کچھ اس شخص میں ہے وہ سایہ میں بھی ہویدا ہو گا خصوصاً ولایت کبریٰ میں"۔ (شرح فتوح الغیب صفحہ ۱۲-۱۳ مطبوعہ نولکشور)

پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:۔

اکمل تابعان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت و فرط محبت بلکہ بمحض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود را جذب نمایند و بکلیت برنگ ایشاں منصبغ میگردند حتی کہ فرق نمی ماند درمیان متبوعاں و تابعاں الا بالاصالتہ والتبعیتہ والاولیتہ والآخریتہ ...... فکیف یتصور المساوات بین الاصل والظل۔
(مکتوبات جلد ا مکتوب ۲۴۸)

یعنی انبیاء علیہم السلام کے کامل متبع بکمال متابعت اور کثرت محبت کی وجہ سے بلکہ محض عنایت و موہبت سے اپنے نبی کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں۔ اور کلی طور پر ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ متبوعوں اور تابعوں میں کوئی فرق نہیں رہتا مگر صرف اصالت اور تابعداری اور مقدم اور مؤخر ہونے کا۔ پس اصل اور ظل میں مساوات کیونکر متصور ہو سکتی ہے؟

پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک دوسری جگہ تناسخ اور بروز میں امتیاز قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"و بروز کہ از بعض مشائخ گفتہ اند تعلق بہ تناسخ پیراں مناسبت ندارد زیراکہ در تناسخ تعلق نفس ببدن ثانی از برائے ثبوت حیات است و برائے سلوک حس و حرکت آں بدن است و در بروز تعلق نفس ببدن دیگر از برائے حصول این غرض نیست بلکہ مقصود از ایں تعلق حصول کمالات است مر آں بدن را و وصول درجات است مراد را" یعنے بروز حصول کمالات ...... کو ظاہر کرتا ہے نہ کہ اس حالت کو جس کو حلول یا تناسخ کہا جاتا ہے جس میں ایک جاندار کی روح دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے

ایک اور جگہ حضرت مجدد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:۔

حاصل کلام یہ کہ مقام ولایت مقام نبوت کا ظل اور ولایت کے کمالات نبوت کے اظلال ہیں (دفتر دوم صفحہ ۲۳۷)

پھر اہلحدیث کے امام حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب شہید اپنی کتاب صراط مستقیم میں فرماتے ہیں:۔

"اور بہتیرے ایسے مزکی اور مصفی ہوں گے کہ ان کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشابہت ہو گی اور وہ رسالت کے ظل ہوں گے، جس موقعہ سے انبیاء علوم غیبیہ اخذ کرتے تھے اسی جگہ سے یہ لوگ بھی حاصل کریں گے۔ اس واسطے ایسے لوگ انبیاء کے اخوات و بھائی کہلاتے ہیں۔ الغرض یہ لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ اگر نبی کا ہونا ختم نہ ہوتا، تو منصب نبوت پر یہ لوگ قائم ہوتے۔ حاصل کلام ایسے لوگ قیامت تک ہوا کریں گے"

(صراط مستقیم مترجم مولانا عبد الجبار صاحب)

اور پھر لکھا ہے:۔

اور باوجود اس کے کہ عہدہ نبوت کا ختم ہو چکا ہے اسی واسطے متفاوت ہوتے اولیاء اور اشخاص کے عہدے امامت کے مقرر ہو گئے۔ منصب امامت کا حقیقت میں **ظل نبوت کا ہے**۔ اب بھی ترقیوں کے امام زبان ہوں گے (صراط مستقیم صفحہ ۱۱۱)

اب اے اہل علم و عقل آنکھیں کھولئے اور دیکھئے کہ ان آئمہ دین کے حوالجات سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ یہی کہ **ظل و بروز** درحقیقت **مقام ولایت و امامت** سے عبارت ہے جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے اور جس کا دماغ ہو سوچے کہ کیا ظل و بروز کے الفاظ میں ولایت کا مفہوم پایا جاتا ہے یا نبوت کا؟ پس کیا فرماتے ہیں مولانا ابو یحییٰ صاحب! جس صورت میں ظل و بروز کے الفاظ حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب شہید کے نزدیک بھی مقام ولایت و امامت کو ظاہر کرتے ہیں تو پھر انہیں ختم نبوت کے منافی اور غیر فطری، اور غیر طبعی قرار دینا کہاں تک صحیح ہے؟ مولانا ابو یحییٰ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے اس لئے اب ظل و بروز کی ضرورت نہیں کیا ان کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے اس لئے اب ولایت اور امامت کی بھی ضرورت نہیں، اگر یہ مطلب ہے تو پھر ان احادیث کے متعلق کیا کہا جائے گا جن میں صراحتاً امت میں اولیاء اللہ اور آئمہ دین پیدا ہونے کا ذکر ہے اور ان اولیاء اللہ اور آئمہ دین اور بزرگان قوم کے متعلق کیا کہا جائے گا جنھوں نے ولایت اور امامت کے دعوے کئے؟ کیا وہ سب مفتری اور کذاب کہلائیں گے؟ کیا وہ سب ختم نبوت کے توڑنے والے ہیں؟ کیا ان کا وجود امت کے اندر غیر طبعی اور غیر فطری کہا جائے گا؟ اور کیا وہ دو آنکھوں کے درمیان تیسری آنکھ کے مصداق ہوں گے؟ نعوذ باللہ من ذالک۔

کیا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت سید احمد صاحب بریلوی، حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب شہید جن کو جماعت اہل حدیث اپنے وقت کے مجدد اور امام تسلیم کرتی ہے، مولانا ابو یحییٰ کے فتوے کی زد میں نہیں آتے؟ تعجب ہے حضرت مرزا صاحب کی دشمنی میں ان لوگوں کی آنکھیں ایسی بند ہو چکی ہیں کہ اپنے مسلمہ علماء اور آئمہ دین کے فتاوی اور ارشادات بھی جنھیں ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں اب ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں، مولانا ابو یحییٰ صاحب کو ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا کوئی عقیدہ کوئی دعوے خلاف قرآن و حدیث اور خلاف مذہب آئمہ دین نہیں ہے۔ اگر حضور نے اپنے لئے **بروزی اور ظلی نبوت** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں تو یہی مذہب اولیائے امت اور آئمہ دین کا ہے کہ اس امت کے اندر ایسے افراد پیدا ہوتے رہیں گے، جو نبوت کا ظل ہوں گے، وہ درحقیقت نبی نہیں ہوں گے بلکہ امام

(باقی برصفحہ ۵ کالم ۱)

دنیا کا ایک ہی بادشاہ جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور مخلوق کی خدمت کا کامل نمونہ پیش کیا

اگر خدا کے امتحان میں پاس ہونا چاہتے ہو تو اس نمونہ کی پیروی کرو

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ جولائی ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین .... واللہ لغفور رحیم (الانعام ۱۶۳/۱۶۶)

بادشاہت میں فقیری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی بطور نمونہ پیش کی ہے، یہ نمونہ مسلمانوں کے لئے تو از بس ضروری ہے، لیکن یہ نمونہ تمام دنیا کے لئے بھی کار آمد ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دین کے بھی بادشاہ تھے اور دنیا کے بھی بادشاہ تھے، بہت بڑی سرداری آپ کو نصیب ہوئی یعنی دین و دنیا دونوں کی سرداری آپ کو ملی۔ لیکن کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ بادشاہ ہو اور فقیر کی زندگی بسر کرتا ہو، جب کبھی کسی شخص کو کوئی بڑا عہدہ ملتا ہے، اس کے سامنے عیش و آرام کا نقشہ آجاتا ہے، ہماری زندگی ایسی شاندار ہوگی، اتنے نوکر چاکر ہوں گے، شاندار کوٹھی ہوگی، فرنیچر ہوگا اعلیٰ درجہ کے باورچی ہوں گے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ نقشہ کیوں نہ آیا۔ یہ کمال درجے کی بے نفسی کا نمونہ مشکل تو ہے لیکن موثر بھی ہے، اسی لئے فرمایا لا اسئلکم علیہ اجرا، میں تم سے کوئی اجر بھی نہیں مانگتا۔

تمام زندگی اللہ کی رضا اور مخلوق کی ہمدردی میں

یہی نہیں بلکہ فرماتے ہیں میری ساری زندگی اور زندگی کا کوئی پہلو دیکھ لو میں نے اللہ اور مخلوق کے لئے وقف کر رکھی ہے ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین، میری نمازیں اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب خدا کے لئے وقف ہے، کون خدا؟ ایسے خدا کے لئے نہیں جس کا دنیا کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو میں کسی غار کے اندر رہ کر خدا کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میرا خدا رب العالمین ہے، میں ایسے خدا کی عبادت کرتا ہوں جس کا ساری قوموں اور سارے جہانوں پر راج ہے، اس لئے میری زندگی اور میرے تمام کام رضائے الٰہی کے لئے بھی ہیں اور مخلوق کی خدمت کے لئے بھی وقف ہیں، ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین بڑا جامع جملہ ہے جس کے اندر کتنے معانی پنہاں ہیں فرمایا میں تو رب العالمین کو مانتا ہوں اور جس کو نہیں مانتا اس کا ذکر بھی کر دیا لا شریک لہ میں کسی دیوی دیوتا کا قائل نہیں نہ کسی ایسے انسان کو مانتا ہوں جس کی طرف لوگوں کی توجہ کھنچ جائے میری زندگی اور موت ایسے خدا کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

اطاعت و فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ

.... وبذلک امرت اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایسا کروں اور اس کے آگے میری گردن خم ہے، یہ وہ اطاعت و فرمانبرداری ہے جس کے متعلق فرمایا ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن، اس شخص سے بڑھ کر کس کا مذہب اچھا ہو سکتا ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دیا۔ وھو محسن اور وہ خدا کی مخلوق کے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے اور ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرتا ہے فرمایا وبذلک امرت مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے وانا اول المسلمین اور میں احکام الٰہی کے معاملہ میں سب سے بڑھکر فرمانبرداری کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔ بادشاہت ملی تو حکم ملا فصل لربک وانحر دنیا کا کونسا بادشاہ ہے جس کو بادشاہت ملے اور وہ عبادت میں مصروف ہو جاتا ہو اور مخلوق کی خدمت کرنا اپنا اولین فریضہ تسلیم کرتا ہو۔ دنیا بھر میں سب سے پہلا ایسا بادشاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے خزانہ عامرہ میں مساکین و یتامیٰ و غربا کا حصہ رکھا یقیناً خدا کے لئے اور اس کی مخلوق کی خدمت کے لئے ان کا جینا اور مرنا تھا۔ مبارک ہے وہ انسان جس کو اس نمونہ پر چلنے کی توفیق ملے۔ اور اپنی زندگی خدا اور خدا کی مخلوق کے لئے وقف کر دے۔

محمد رسول اللہ نے احکام الٰہی پر سب سے پہلے عمل کر کے دکھایا

یہ بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں سے ہے کہ احکام الٰہی پر آپ سب سے پہلے عملدرآمد کر کے دنیا کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرتے ہیں، عام طور پر دنیا میں بڑے آدمی احکام کی فرمانبرداری نہیں کرتے وہ اپنے کو اس سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور دوسروں سے عمل کی توقع کرتے ہیں لیکن خود احکام و قواعد کے پابند نہیں رہتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا اول المسلمین میں سب سے پہلے اور سب سے بڑھکر احکام الٰہی پر عمل کرتا ہوں، اس توحید الٰہی کی تعلیم کے ساتھ تمام دنیا کے مشرکین کا ذکر کیا اغیر اللہ ابغی ربا۔ دنیا میں جو مشرک لوگ ہیں انہوں نے اپنے ہاتھ سے بت بنا لئے اور ان کو دیوی دیوتا کہہ کر پرستش کرتے ہیں

محتاج ہستیوں کو اللہ کا شریک نہیں بنایا جا سکتا

اور ایک قوم وہ بھی ہے جنہوں نے دو خدا بنا رکھے ہیں ایک نیکی کا خدا یعنی یزدان، اور دوسرا بدی کا خدا یعنی اہرمن، اور وہ لوگ بھی ہیں جو تین خدا مانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم مقدس تالوث کے سامنے اپنی دعا پیش کرتے ہیں، اور مسیح ابن مریم کے ذریعہ اپنی دعائیں خدا تک پہنچاتے ہیں، ایک طرف اللہ ہے اور ایک طرف یہ شرک کی چیزیں ہیں مسیح ہے، رامچندر ہے، کرشن ہے یا پتھر کی مورتیاں ہیں، ان سب کے ماننے والوں سے پوچھو، کون اس دنیا کا خالق و مالک ہے سیقولون اللہ کہیں گے اللہ ہی اس کا پیدا کرنے والا ہے۔ تمام مشرک اس بات کے قائل ہیں کہ خدا نے خود اس دنیا کو بنایا ہے۔ تمام کی تمام چیزیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، وہ ہندو جو کبھی دریا کو معبود بناتا ہے اور کبھی پیپل اور بوہڑ کے درختوں کے فوائد کو دیکھ کر ان کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے وہ بھی یہی کہتا ہے کہ رب اللہ ہی ہے، پس فرمایا اغیر اللہ ابغی ربا تم مجھے بتاؤ کہ جب دنیا کی ساری چیزیں حتیٰ کہ تمہارے دیوی دیوتا اور وہ انسان بھی جن کی تم پوجا کرتے ہو، اللہ تعالیٰ ہی کی ربوبیت کے محتاج ہیں تو کیا میں ان محتاج ہستیوں کو اس پرورش کرنے والے کے برابر لا کر بٹھا دوں؟ کیا غلام کو آقا کا رتبہ دے دوں؟ کیا مخلوق کو خالق سمجھ لوں اور کیا مربوب کو رب قرار دوں؟ قل اغیر اللہ ابغی ربا وھو رب کل شیء، جب خالق وہی ہے۔ ربوبیت کرنے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں تو پھر کس طرح دوسروں کو اس کے برابر کیا جا سکتا ہے۔

ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے

ولا تکسب کل نفس الا علیھا اگر ساری دنیا بھی خدا کا انکار کر دے تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا وہ غنی عن العالمین ہے ہم جس قدر حرکات خدا کی نافرمانی کی کرتے ہیں ان کا نقصان ہم کو ہی پہنچتا ہے خدا کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری خدا کا یہ قانون نہیں کہ مجرم کی بجائے کسی معصوم کو سزا دیدے۔ اور نہ ہی یہ ہو سکتا ہے کہ مجرم کا گناہ اس کے بجائے کوئی دوسرا برداشت کر سکے۔ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ہی ذمہ دار ہے ثم الی ربکم مرجعکم پھر اپنے رب کی طرف لوٹنا ہوگا جہاں تمام تکبر ٹوٹ جائیں گے تمام رشتے جواب دیدیں گے نہ بیٹا کام آسکے گا نہ باپ۔ خدا کی سزا جب آتی ہے تو دولتمند سیٹھ کا ہو

چیز ثابت ہوتی ہے ۔ اعوان و انصار کام نہیں آسکتے اور اس طرح بے بسی مسلط ہو جاتی ہے ۔ فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون، پھر بتایا جائے گا کہ تمہاری نافرمانیاں اور حق سے مخالفت کہاں تک حق بجانب تھی ۔

غریب اور امیر کا امتحان

ھوالذی جعلکم خلئف الارض دیکھو خدا نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ورفع بعضکم فوق بعض درجت پھر ہم نے ایک کو دوسرے پر رتبہ دے رکھا ہے لیبلوکم فی ما اٰتکم اس سے غرض یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس کے بارہ میں تمہارا امتحان لیا جائے ۔ امیر کا بھی امتحان ہوتا ہے کہ وہ خدا کی دی ہوئی دولت کو کس طرح خرچ کرتا ہے، کیسے اخلاق کا اظہار کرتا ہے، غریب آدمی کا بھی امتحان ہوتا ہے کہ وہ غربت میں خدا کو یاد رکھتا ہے یا نہیں، وہ غریب آدمی کس قدر قابل رحم ہے جس پر ایک طرف غربت مسلط ہو اور دوسری طرف وہ اخلاق سے بے بہرہ ہونے کے باعث حرامخوری کرتا، فساد مچاتا اور مخلوق خدا کے لئے موجب تکلیف بنتا ہے فرمایا لا یحملنکم الفقر ان تطلبوا الرزق بغیر حلہٖ غربت کی وجہ سے حرامخوری نہ اختیار کرلو، ایسا ہی امیر آدمی جس کے پاس دولت ہے اور اخلاق نہیں وہ بھی بڑا قابل رحم ہے، اور اس کی حرص بڑھ جاتی ہے اور حرص کی وجہ سے برائی و ناجائز طریق سے مال کو بڑھاتا چلا جاتا ہے فرمایا قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون اور اس کے مقابلہ میں بعض غریب آدمی جو غربت کے باوجود اچھے اخلاق کا اظہار کرنے اور احکام الٰہی کے فرمانبردار ہیں بہت معزز ہیں، تو فرمایا غریب کا بھی امتحان ہوتا ہے اور امیر کا بھی لیبلوکم فی ما اٰتکم امیر آدمی اس امتحان میں فیل ہو جاتا ہے جب وہ اپنے مال کو خدا کے رستہ میں خرچ نہیں کرتا، خدا نے اس کو بہت سا مال دے دیا وہ اس کا شکریہ ادا نہیں کرتا کبھی کبھی غریبوں پر ظلم کرتا ہے ان ربک سریع العقاب اللہ تعالیٰ جلد بدی کی سزا دیتا ہے وانہ لغفور رحیم لیکن وہ لوگ جو خدا سے ڈرتے اور اپنے فرائض بجالاتے ہیں ان کی مغفرت فرماتا ہے اور ان کے ساتھ رحم سے کام لیتا ہے ۔

خدائی امتحان میں پاس ہونے کی کوشش کرو

پس تم غور کرو کہ خدا کے امتحان میں پاس ہونا چاہتے ہو یا نہیں، کس قدر تمہیں شرمندگی ہوتی ہے جب کالج کے امتحان میں فیل ہو جاتے ہو، خدا کا امتحان اس سے زیادہ سخت ہے انسان نہیں جانتا کہ کس وقت سزاوار ہو جائے، کبھی کبھی بغتۃً سزا آجاتی ہے، اسی لئے فرماتا ہے غفلتوں کو چھوڑ دو، ہم نے تمہیں بہت کچھ دے رکھا ہے لننظر کیف تعملون ہم دیکھتے ہیں کہ تم کس قسم کے اعمال کرتے ہو۔ آیا خدا کو خوش کرتے اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرتے ہو یا تمہاری زندگی غفلت کی زندگی ہے اور تم خدا کی مخلوق پر ظلم کرنے کے عادی ہو گئے ہو، وانہ لغفور رحیم اگر تم اچھے اعمال بجا لاؤ گے تو خدا کی مغفرت اور خدا کا رحم اور کرم تمہارے شامل حال ہوگا ۔

ضروری استدعا

جملہ احباب جماعت اور دوسرے حضرات کی خدمت میں جو انجمن کی معاونت کیلئے رقوم ارسال فرماتے رہتے ہیں التماس ہے کہ اس عاجز کے ذمہ صرف یہ خدمت ہے کہ آپ صاحبوں کی توجہ دین کی مالی خدمت میں حصہ لینے کی طرف منعطف کرتا رہوں، روپیہ وصول کرنا محاسب صاحب سے متعلق ہے۔ جو صاحب کوئی رقم ارسال فرمائیں وہ محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجا ئیں ۔ اور کوپن پر تفصیل بھی لکھیں کہ رقم انجمن کی کس مد میں جمع ہوگی ۔

احمد حسن ۔ افسر تحصیل

افکار و اذکار

بھارت کا ظالمانہ اقدام

بھارت نے بھاکڑہ ننگل پراجیکٹ کا افتتاح کرتے ہوئے دریائے ستلج کے پانی سے پاکستان کو محروم کرنے کا جو اقدام کیا ہے اس سے بھارت کی ہزاروں ایکڑ زمین تو ضرور سرسبز و شاداب ہو جائے گی لیکن پاکستان پر اس کا یہ اثر ہوگا کہ بہاولپور اور پنجاب میں ۲۵ لاکھ ایکڑ زمین بنجر بن جائے گی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور تقریباً ایک کروڑ اور پچاس لاکھ کاشتکار اور مزدور جن کی معیشت کا انحصار اس زمین پر ہے بیکار ہو جائیں گے، اور پاکستان میں اناج کی پیداوار میں معتد بہ کمی واقع ہو جائے گی جس سے ملک کے اندر قحط کا اندیشہ ہے ۔ یہ کوئی فرضی اور قیاسی بات نہیں بلکہ بھارت کے اس اقدام کے بعد ہی فیروز پور ہیڈ ورکس کے قریب پانی کی سطح ۵۰ فیصد گر گئی ہے جس کی وجہ سے بہاولپور اور بہاولنگر اضلاع کو سیراب کرنے والی نہروں میں پانی کی مقدار بہت کم ہو گئی ہے ۔ ان حالات سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بھارت کی غاصبانہ ہی نہیں بلکہ ظالمانہ کارروائی ہے جس سے ان کا مقصد پاکستان کو معاشی مصائب میں مبتلا کرکے اس کی بقا کو خطرہ میں ڈالنا ہے ۔ یہ بھارت کا ایسا اقدام ہے کہ دنیا کا کوئی انسانی اخلاقی اور سیاسی ضابطہ اسے جائز قرار نہیں دے سکتا ۔

اس بارہ میں مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے نمایندہ ایوننگ سٹینڈرڈ کو جو انٹرویو دیا ہے اس میں انہوں نے صفائی کے ساتھ یہ کہا ہے کہ "بھارت نے اپنی نہروں کو پانی پہنچانے کے لئے دریائے ستلج کا جو رخ موڑا ہے اس سے امن کو شدید خطرہ پیدا ہو سکتا ہے آپ نے کہا کہ بھارت کا اقدام پاکستان کے لاکھوں باشندوں کے لئے زندگی اور موت کا سوال پیدا کر دیا ہے"۔

اسی طرح کے غم و غصہ سے بھرے ہوئے بیانات تمام بھی تو الان ملک کی طرف سے شائع ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ بھارت کا یہ اقدام پاکستان کے لئے بہت بڑے خطرہ اور مصیبت کا موجب ہے اور اس سے نپٹنے کے لئے ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خاص طور پر دلی درد اور خلوص کے ساتھ دعائیں کی جائیں اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذ بک من شرورھم

بھاکڑہ ننگل پروجیکٹ کیا ہے؟

ذیل میں بھاکڑہ ننگل پروجیکٹ کے متعلق ہندوستان کی وزارت اطلاعات کا ایک پریس نوٹ شائع کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کرام کو معلوم ہو سکے کہ جس پروجیکٹ میں ہم اپنے لئے تباہی و ویرانی کے آثار دیکھ رہے ہیں، وہ کیا ہے؟

"بھاکڑہ ننگل پروجیکٹ کے دو حصے ہیں، دو بڑے بند اور دو بجلی گھر، نہر ننگل جس کا آج وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو افتتاح کر رہے ہیں، آبپاشی کا ایک نیا نظام ہے، ننگل کا بند تعمیر ہو چکا ہے اور بھاکڑہ بند کی تعمیر اس سال موسم سرما میں شروع ہوگی ۔

نہر ننگل چالیس میل لمبی ہے یہ ہمالیہ کی شوالک پہاڑیوں کے دامن کے ساتھ چلتی ہے ننگل نہر اس آبی ذخیرہ سے نکلتی ہے، جو دریائے ستلج کا رخ موڑنے کے لئے ننگل بند کی تعمیر سے پیدا ہوا ہے اس نہر کا ابتدائی مقصد ان دو بجلی گھروں کو پانی مہیا کرنا ہے جو اس نہر پر تعمیر ہو رہے ہیں اور اس کے بعد روپڑ کے قریب بڑی بھاکڑہ نہر کو آبپاشی کے لئے پانی پہنچانا ہے ۔

ننگل نہر اوپر سے ایک سو چالیس فٹ چوڑی ہے، اس میں ساڑھے بیس فٹ گہرا پانی بہتا ہے، یہ راستہ میں اٹھاون پیچیدہ آبی گذرگاہوں کو عبور کرتی ہے، ان میں سب سے زیادہ طویل سرسہ نالہ ہے، اس جگہ یہ نہر ایک ندی کے اوپر سے گزرتی ہے یہاں ندی کے اونچے کناروں والا بہت بڑا پل ڈال کر اس کے بیچ میں سے نہر کو گذارا ہے ۔

انجنیئروں نے علاقہ کی قدرتی ڈھلان کا فائدہ اٹھایا ہے ۔ انہوں نے ننگل نہر پر دو بجلی گھر تعمیر کئے ہیں ۔ ایک تو ننگل بند سے بارہ میل کے فاصلہ پر گنگووال کے مقام پر اور دوسرا چھ میل اور نیچے کی جانب کوٹلہ میں ۔ گنگووال کے بجلی گھر کی بنیادیں زیر زمین آبی سطح سے ساٹھ فٹ نیچے رکھی گئی ہیں اور کوٹلہ بجلی گھر کی نوے فٹ نیچے ۔ بنیادوں کے نکالنے کے لئے خاص انتظامات کئے گئے ۔ دونوں بجلی گھروں میں چوبیس ہزار کلو واٹ بجلی پیدا کرنے والے دو یونٹ لگائے گئے ہیں اور

(باقی برصفحہ کالم ۱)

ووکنگ سے کراچی تک

شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے

(۵)

ہالینڈ

میرے ہم سفر

جس کمپارٹمنٹ میں مجھے جگہ ملی تھی اس میں پانچ افراد اور تھے دو خواتین اور تین مرد۔ وہ صاحب جو میرے قریب بیٹھے تھے ایک جرمن کتاب کھول کر پڑھنے لگے۔ ایک دو بار جو نگاہیں ان سے ملیں تو بڑے متکبر اور کرخت قسم کے نوجوان نظر آئے اور مجھے جیسے ان کے چہرے کو دیکھتے ہی ایک ضد سی ہو گئی ہو۔ ان کے مطالعہ میں استغراق کو دیکھ کر بار بار یہی کہنے کو جی چاہتا تھا کہ

بندۂ تخمین و ظن کرم کتابی نہ بن

دوسرے صاحب جو ان کے ساتھ کھڑکی کے قریب بیٹھے تھے انہیں سوائے کھانسنے کے کسی چیز سے دلچسپی نہیں تھی۔ ان کا بوجھل جسم ضعیف العمری، چہرے کی موٹی موٹی جھریاں اور بے رونق آنکھیں ایک نہ ختم ہونے والی اداسی اور تھکاوٹ کا پتہ دے رہی تھیں۔ وہ زندگی کی اس اسٹیج پر تھے جہاں پہنچکر انسان یہی گنگناتا رہتا ہے ؎

گھر یہ تیرا سدا نہ میرا ہے
رین دو رین کا بسیرا ہے
جی کو پڑھتی ہوئی اداسی نے
کیا اکیلا سمجھ کے گھیرا ہے

دو خواتین اور تھیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکٹھی سفر کر رہی تھیں، دونوں نے سویٹر نکال کر بننے شروع کر دیئے تھے۔ قریباً چالیس کے لگ بھگ ہوں گی۔ ان کے قریب جو صاحب بیٹھے تھے وہ کاریڈور میں کھڑے سگرٹ کے کش لگا رہے تھے۔ میں جس کمپارٹمنٹ میں بیٹھا تھا اس میں سگریٹ پینے کی ممانعت تھی۔

انگریزوں کی طبعی خاصیت

بس یہ میرے ہم سفر تھے جن کے متعلق نہ میں کچھ جانتا تھا اور نہ وہ میرے متعلق کچھ جانتے تھے۔ ڈین ہیگ تک پونے تین گھنٹے کا سفر تھا۔ شاید یہ تمام وقت خاموشی میں ہی گذر جاتے انگلستان میں تو یہ امر قابل توجہ نہ ہوتا۔ وہاں گھنٹوں گاڑی میں سفر کیا ہے۔ اور بعض اوقات قریب بیٹھے ہوئے مسافر سے موسم کے متعلق بھی کچھ ذکر نہیں ہوا۔ ایسا موضوع جو انگریزوں کے لئے ——— ہر موضوع کا بدل ہے۔ جب دنیا بھر کے مسائل پر گفتگو کر چکیں اور انہیں معلوم نہ ہو کہ اب مزید کیا کہنا ہے تو موسم کے ذکر پر گفتگو میں ایک نئی جان پڑ جاتی ہے۔ لیکن انگریز طبعاً خاموش ہیں۔ بس اپنے کام سے کام رکھتے ہیں دوسرے کے پھٹے میں خواہ مخواہ ٹانگ اڑانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر موسم کا ذکر چھیڑنے پر بھی وہ لوگ دلچسپی کا اظہار نہ کریں تو بس انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور آپ اپنا منہ پھلا کر کھڑکی سے باہر دیکھتے رہیں۔

ہم سفر خواتین کی گپ شپ

لیکن سویٹر بنتے ہوئے ان دو خواتین نے اپنی زبان میں کوئی قصہ چھیڑ دیا تھا۔ اور وہ ادھر ادھر اس انداز سے دیکھتی تھیں۔ جیسے دوسرے لوگوں کو بھی شریک گفتگو کرنا چاہتی ہوں جو صاحب باہر کھڑے سگرٹ پی رہے تھے انہوں نے وہیں سے ان کی گفتگو میں دخل در معقولات دینا شروع کر دیا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد اچھے خاصے قہقہے شروع ہو گئے تھے، کھڑکی کے قریب بیٹھے ہوئے اس بوڑھے مسافر کے لبوں پر بھی کبھی کبھی ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ جاتی، اور پھر یک لخت انہیں کھانسی کا دورہ پڑ جاتا۔

درشت رُو نوجوان سے میری گفتگو

مجھے اس ماحول میں چپ چاپ بیٹھے رہنا کچھ اچھا معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ آخر میں نے جی کڑا کر کے اس درشت رُو نوجوان سے پوچھ ہی لیا کہ اسے بندۂ تخمین اس سراپا حجاب والے علم کی کتاب کو چھوڑ کر میری ایک چھوٹی سی بات کا صحیح صحیح جواب دے کر آیا تجھے اس زبان سے بھی واقفیت ہے جو اس قوم کی زبان تھی جس کی سلطنت پر کچھ عرصہ ہوا کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا یعنی انگلیس۔

اس تند خو نوجوان نے آنکھیں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا:۔

خدا تیرا بھلا کرے تحقیق میں اس زبان سے تھوڑی تھوڑی واقفیت ضرور رکھتا ہوں، پوچھ کیا پوچھتا ہے۔

میں نے ذرا سنبھل کر کہا خدا تیرے اقبال کو بلند کرے مجھے تو ازراہ کرم یہ بتا کہ ڈین ہیگ گاڑی کس وقت آئے گی۔ اور کیا تو جانتا ہے کہ ہالینڈ کے لوگ کیسے ہوتے ہیں۔

ابھی اس نوجوان نے میرے سوال کا جواب بھی نہیں دیا تھا کہ سامنے سے ایک خاتون بول اٹھی کہ ہیگ میں گاڑی پونے چھ بجے پہنچے گی، کیوں ٹھیک ہے نا اس نے سگرٹ والی خاتون سے پوچھا، جس نے بڑے زور سے اثبات میں سر ہلایا۔ بندۂ تخمین و ظن اپنی کتاب کے مطالعہ میں دوبارہ محو ہو گیا۔

تینوں ہم سفروں سے باتیں

لیکن اب میرے سوالات کا جواب دینے کے لئے تین اکسپرٹ قسم کے لوگ سامنے بیٹھے تھے۔ وہ سگرٹ نوش انسان بھی میری معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے تیار تھے میں ایک بات پوچھتا وہ ہزار بات کہہ دیتے۔ بعض اوقات جب تینوں اکٹھے ہی میرے کسی سوال کا جواب دینے کی کوشش کرتے تو میرے پلے کچھ نہ پڑتا۔ ایک ڈچ خاتون کچھ انگریزی میں بولتی تھیں کچھ ملکی قومی و بین الاقوامی مسائل سے ہٹ کر گفتگو ذاتی حال احوال تک آ پہنچی، نہیں بڑی دلچسپی سے سن رہا تھا، میں نے اس عرصہ میں کچھ ڈچ الفاظ بھی یاد کر لئے تھے یاہ - ہاں، نے - نہیں، خوڈن مارخن - گڈ مارننگ، خوڈن ڈاخ - گڈ ڈے، ہوخاٹ ہیٹ یو - آپ کا کیا حال ہے وغیرہ۔

ہیگ میں قیام کے متعلق معلومات

میں نے فرانس سے قادیانی جماعت کے مبلغ مولوی غلام احمد بشیر صاحب کو ہیگ میں خط لکھا تھا کہ اگر ممکن ہو تو سٹیشن پر مجھے ملنے آ جائیں اور ایک رات کے لئے میرا ہیگ میں ٹھہرنے کا بندوبست کرا دیں۔ لیکن اب اگر وہ نہ بھی آتے تو مجھے اتنی معلومات حاصل ہو چکی تھیں کہ میں بآسانی ہیگ میں کسی جگہ ٹھہر سکتا تھا۔ وہ ڈچ خاتون جو مجھ سے زیادہ مصروف گفتگو تھیں وہ ہیگ ہی کی رہنے والی تھیں اور اس کے چپہ چپہ سے واقف تھیں لیکن اس وقت وہ ایمسٹرڈم جا رہی تھیں۔ جو ہیگ سے قریباً ایک گھنٹہ کی مزید مسافت پر تھا۔ انہوں نے اس بات پر بڑا افسوس کا اظہار کیا کہ وہ ہیگ میں اتر کر میری کچھ مدد نہیں کر سکتیں۔

نئے مسافر

جب گاڑی ایک اسٹیشن پر رکی تو مسافروں کا ایک ریلا آیا کچھ مزید لوگ ہمارے ڈبے میں بھی آ گئے۔ ان میں ایک ڈچ لڑکی تھی جو یا تو کسی کالج میں پڑھتی تھی یا کسی دفتر میں سٹینو ٹائپسٹ تھی اس کے سامان کو اوپر ریک پر رکھنے کے لئے سگریٹ نوش اور بندۂ تخمین و ظن دونوں بیتاب تھے۔ لیکن اس لڑکی نے ڈانک یو (تھینک یو) کہکر اپنے سوٹ کیس خود ہی اوپر رکھ دیئے۔ اور ڈچ خواتین کے قریب بیٹھ گئی۔

درشت رُو نوجوان کا فلسفۂ زندگی

میرے قریب بیٹھے ہوئے نوجوان نے اپنی کتاب بند کر دی اور اپنی ٹائی درست کر کے اس لڑکی کے سرخ ہینڈ بیگ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو چہرے پر خفگی کی بجائے ملائمت کے آثار تھے۔ اب مجھے اس کی زندگی کا فلسفہ پورے طور پر سمجھ میں آیا۔

گذر جاتا ہے سیل تند رو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہو جا

بوڑھے نے کھڑکی کی طرف منہ کر کے پھر کھانسنا شروع کر دیا۔

اہل ہالینڈ کی جفاکشی اور بلند ہمتی

ابھی لوگوں کے نزول کے بعد ہم کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ اگلا سٹیشن ہیگ کا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے سامان کو سنبھالنا شروع کر دیا۔

ہالینڈ کے لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے زمین کو پیدا کیا لیکن انہوں نے ہالینڈ کو بنایا۔ اس کا صحیح مطلب آپ اسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب آپ (SCRIPRO) کے ہوائی اڈہ پر یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں سمندر کی سطح سے ۱۳ فٹ نیچے سمندر سے لڑ کر اسے پیچھے دھکیل کر زمین حاصل کرنا یہ ولندیزی بلند ہمتی اور جفاکشی کا ہی مظہر ہے۔ بعض اوقات سمندر جب بپھر کر اپنی گمشدہ زمین پر دوبارہ قابض ہو جانا چاہتا ہے تو آس پاس کی سب آبادیاں پانی کی نذر ہو جاتی ہیں لیکن انسان پھر سمندر کے خلاف برسر پیکار ہو کر اسے زیر کر لیتا ہے انسان اور سمندر کی یہ جنگ برسوں سے جاری ہے اور نامعلوم

جاری رہے گی۔ یا تاوقتیکہ سمندر اس قدر شدت سے حملہ آور ہو کر تمام ہالینڈ کی زمین پر اس کا راج ہو جائے اور اس سے لڑنے کا کسی انسان میں یارا نہ رہے۔

دیگر خصائص

جفاکشی کے علاوہ ہالینڈ کے لوگ اچھے کھانوں سے بڑی رغبت رکھتے ہیں (کھانا ویسے بھی دوسرے یورپین ممالک کی نسبت سستا ہے۔ گلی کوچوں اور گھروں کی صفائی کا خاص اہتمام کرتے ہیں، جانوروں اور پھولوں سے شاعرانہ حد تک محبت کرتے ہیں۔ بلی کتے اور چھوٹے چھوٹے جانوروں سے محبت تو یورپ کی تمام اقوام کی فطرت میں رچی ہوئی ہے۔ لیکن پھولوں سے محبت میں ڈچ لوگ سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ قد و قامت میں مضبوط اور توانا۔ ان کے ریل گاڑیوں کے فراخ سٹیشن دیکھ کر ان کے ڈیل ڈول کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سائیکلیں اور بسیں

ہالینڈ میں سائیکل چلانے والوں کی کثرت ہے ان کے لئے علیحدہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ جتنا شوق ڈچ لڑکے اور لڑکیوں کو سائیکل چلانے کا ہے، اتنا کسی اور قوم میں نہیں، ٹولیوں کی ٹولیاں سائیکلوں پر گھومتی نظر آئیں گی۔

لاریوں اور بسوں کو ایک ہی شخص چلاتا ہے ڈرائیور بھی وہی اور کنڈکٹر بھی وہی، بس بھی چلاتا ہے ٹکٹیں بھی دیتا ہے اور ان کی چیکنگ بھی کرتا ہے۔ غرضیکہ ..

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

ہوتا ہے۔ عام طور پر مسافروں نے پاس جو ا رکھے ہوئے ہیں یا ٹکٹوں کا ایک پیکٹ خرید رکھا ہوتا ہے، اس لئے ٹکٹوں کی فروخت یا پڑتال میں زیادہ وقت نہیں لگتا سب مسافر اس کے قریب کے دروازہ سے ہو کر گزرتے ہیں اور اترتے وقت بس کا پچھلا دروازہ استعمال ہوتا ہے (ہاں اس دروازہ سے آنکھ بچا کر چڑھنے کی کوشش کوئی نہیں کرتا)

جانوروں سے محبت

یورپین اقوام کی جانوروں سے محبت کے ذکر پر مجھے ایک قصہ یاد آگیا۔ ووکنگ میں ہماری ایک جرمن ملازمہ تھیں شکیبہ، خدا بخشے اب وہ وہاں سے رخصت ہو گئی ہے۔ ورنہ بڑے گنوں والی عورت تھی۔ وہاں ایک بلی بھی گھر میں تھی جس کی دیکھ بھال کا کام اسی کے سپرد تھا۔ شکیبہ کی دلچسپیاں بڑی محدود تھیں۔ باہر کم جایا کرتی تھیں۔ اپنے فارغ اوقات میں وہ ٹانی سے (یہ اس بلی کا نام تھا) باتیں کیا کرتی چومتی چاٹتی اور کھلاتی پلاتی تھی۔ اتفاق سے کسی نے وہاں ایک اور بلی کا بچہ بھیجدیا۔ ہماری مرضی تو اسے رکھنے کی نہیں تھی، لیکن وہ بلائے ناگہانی کی طرح ہمارے سروں پر سوار ہو گیا تھا۔ ٹانی سے ڈر ڈر کر ادھر ادھر کونوں میں گھسا پھرتا۔ شکیبہ نے اس کا بستر بائلر روم میں کر رکھا تھا۔ مرضی تو اس کی بھی نہیں تھی کہ اسے رکھا جائے لیکن اس کے باوجود اس نے اس نئے مہمان کی خاطر داری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس کی موجودگی سے بائلر روم میں سخت بدبو پھیلی رہتی اور ہمیں وہاں جانا دوبھر ہو گیا تھا۔ ایک دن تنگ آکر میں نے شکیبہ سے کہا یہ تو بہت گندہ ہے اس کو نکال دو۔ کہنے لگی ابھی تو یہ بیبی (چھوٹا بچہ) ہے اور سب بیبے ہی گندے ہوتے ہیں۔ جب بڑا ہوگا تو ٹھیک ہو جائیگا۔ میں اس کا جواب سن کر چپ ہو رہا، ویسے بھی وہ بڑی دبنگ قسم کی عورت تھیں جن کے سامنے ہمیں زیادہ گفتگو کا حوصلہ نہیں تھا۔ خیر ایک دن تھیلی میں بند کر کے اس بلی کے بچے کو ہم نے وہاں بھیجدیا جہاں سے ہمیں ملا تھا۔ لیکن جب تک وہ مسجد میں رہا اس "بلے بی" کے بال کو آنچ نہیں آئی۔

جانوروں کے متعلق اسلامی تعلیم اور مسلمانوں کا طریق عمل

یہ عجیب بات ہے کہ ہم اپنے ملک میں کتوں اور بلیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کو مارنے پیٹنے یا دیگر جسمانی آزار دینے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ ہمیں کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ انہیں بے ضرورت تکلیف پہنچا کر ہم خود اپنے دین کے ایک حصہ پر عمل ترک کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک طوائف بخشی گئی تھی محض اس لئے کہ اس نے ایک مرتے ہوئے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ ایک بار مسجد میں بلی نے بچے دئے، تو لوگ اسے باہر نکالنے لگے۔ فرمایا اسے کیوں نکالتے ہو، اس نے صرف اپنی فطرت کے تقاضا کو پورا کیا ہے۔ کسی صحابی نے چڑیا کے گھونسلے سے بچے اٹھا لئے، تو اس پر آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ نشانہ اندازی کی غرض سے کسی زندہ جانور کو نشانہ پر رکھنا اس سے منع فرمایا۔ اگر ذبح بھی کرو تو احسن طریق پر۔ اس طریق سے کہ جانور کو کم سے کم تکلیف پہنچے۔ اپنی چھری کو خوب تیز کر لو، اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرو۔ ایک بار فرمایا کہ ہر جاندار سے نیکی کرنے کا اجر ہے۔

لیکن اسلام نے جانوروں سے جس مہربانی کے سلوک کی تعلیم دی ہے اس کا اتنا تو اسلامی ممالک میں جا بجا سے دیتا ہے ہی ہم انسانوں سے بھی جانوروں ایسا سلوک کرنے میں عار نہیں سمجھتے۔

(باقی دارد)

تنگل بھاکڑا پراجیکٹ کیا ہے؟

(بقیہ از صفحہ ۴)

بعد میں ضرورت محسوس کی گئی، تو ہر ایک بجلی گھر میں مزید ایک ایک یونٹ لگایا جا سکتا ہے۔ گنگووال بجلی گھر سے اگلے ماہ بجلی کی سپلائی شروع ہو جائے گی، دہلی کو بھی اسی بجلی گھر سے بجلی ملے گی۔ کوٹلہ کا بجلی گھر آئندہ سال کے آخر تک کام شروع کر دے گا۔

بڑی بھاکڑا نہر ۱۰۸ میل لمبی ہے، ننگل نہر جہاں ختم ہوتی ہے وہیں سے یہ شروع ہوتی ہے، بڑی نہر اور اس کی بڑی شاخ دونوں ہی شروع سے آخر تک پختہ ٹائلوں سے پختہ تعمیر کی گئی ہیں۔

ننگل بند کی تعمیر ۱۹۴۶ء میں شروع ہوئی تھی۔ اور ۱۹۵۱ء میں یہ مکمل ہو گیا، لیکن اس کو کام میں نہ لایا جا سکا کیونکہ اس کے دروازے تیار نہ ہوتے تھے، دروازے پچھلے برس امرتسر میں تیار ہوئے اور حال ہی میں بند میں نصب کئے گئے۔ یہ بند ۹۱ فٹ اونچا اور ایک ہزار فٹ لمبا ہے۔ اس میں تیس تیس فٹ چوڑے چھبیس دروازے ہیں، ہر ایک دروازے کا ستون سات فٹ چوڑا ہے ان کے اوپر پل پر سے سڑک گزرتی ہے، یہ بند ابراہنی کے وسیع جال کا مرکزی حصہ ہے۔

تندا وزی کے آبی درہ سے آٹھ میل اوپر کی جانب جہاں دریائے ستلج پہاڑوں سے میدان میں داخل ہوتا ہے، بڑا بند تعمیر کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں، ۱۹۴۹ء میں اس جگہ دو بہت بڑی سرنگیں تعمیر کرنے کا کام شروع ہوا تھا، یہ سرنگیں اب مکمل ہو چکی ہیں۔ ان کے ذریعہ ستلج کے پانی کو بند کے مقام سے ہٹا کر گزارا جائے گا۔ بائیں جانب کی سرنگ کی آزمائش کی جا چکی ہے مارچ سے دریائے ستلج کا پانی اس سے گزارا جا رہا ہے، دوسری سرنگ بھی تکمیل کے قریب ہے، ان سرنگوں میں اندرونی سطح کے مسالہ سیمنٹ کنکریٹ کا پلستر کیا گیا ہے۔ اس کی تہ تین فٹ چوڑی ہے۔ یہ سرنگیں آئندہ چار پانچ برسوں تک دریا کے تیز دھارا کا دباؤ برداشت کر سکتی ہیں، ہر دو سرنگیں نصف میل لمبی اور پچاس فٹ قطر کی ہیں، اس موسم سرما سے دریائے ستلج کا پانی ان سرنگوں سے گزرنا شروع ہو جائے گا۔

سرگزشتِ عالم

پشاور - ۱۱ر جولائی - گورنر سرحد خواجہ شہاب الدین نے باگرام کے مقام پر ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کل اعلان کیا کہ حکومت پاکستان نے تھاکوٹ، پلنی لی فشنگ الائی اور کوہستان کے آزاد قبائل کی اس درخواست کو منظور کر لیا ہے کہ ان کے علاقوں کو صوبہ سرحد کے ضلع ہزارہ میں شامل کر دیا جائے، اس اجتماع میں دو ہزار کے قریب قبائل باشندے موجود تھے، صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ سردار عبدالرشید نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ ضلع ہزارہ میں ادغام کے بعد ان علاقوں کو صوبائی اسمبلی میں نمائندگی دی جائے گی -

قاہرہ - ۱۱ر جولائی - برطانیہ نے علاقہ سویز کا جھگڑا چکانے کے لئے نئی تجاویز حکومت مصر کو پیش کر دی ہیں - اطلاع ملی ہے کہ یہ تجاویز کل رات سفیر برطانیہ متعین مصر کو مل گئیں اور آج صبح انہوں نے کرنل ناصر وزیر اعظم مصر سے ملاقات کر کے یہ تجاویز ان کی خدمت میں پیش کر دیں -

لکھنؤ - ۱۱ر جولائی - فیض آباد کے سشن جج نے آج ۲۲ مسلمانوں کی اپیلیں نامنظور کر دیں - انہیں آج سے ایک ماہ پہلے بابری مسجد کے قریب دفعہ ۱۴۴ کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے پر ماخوذ کیا گیا تھا - عدالت نے ۱۷ کی سزائے قید اس حد تک ختم کر دی جتنی وہ اب تک بھگت چکے ہیں - مزید پانچ اشخاص کو پانچ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی جسے کم کر کے دو ماہ کر دیا گیا ہے باقی ماندہ ۰۰ کی اپیلیں نامنظور کر دی گئیں - اس مقدمے کے ملزموں اور بعض دوسرے مسلمانوں نے بابری مسجد میں جمعۃ الوداع کی نماز ادا کرنے کی کوشش کی تھی، ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ یہ مسجد نہیں مندر ہے -

ملتان - ۱۱ر جولائی - صوبہ میں درخت کاری کے ہفتہ کو کامیاب بنانے کے لئے پنجاب کے محکمہ جنگلات نے ہر ایک فرد یا ادارہ کو ایک سو تک پودے دینے کا فیصلہ کیا ہے یہ ہفتہ سارے صوبہ میں ۱۸ر سے ۲۵ر جولائی تک منایا جا رہا ہے اس سے زیادہ تعداد میں پودے سپلائی کرنے پر فی پودا ایک پیسہ وصول کیا جائے گا -

لاہور - ۱۱ر جولائی - آج صبح لاہور میں زلزلے کا ایک خفیف سا جھٹکا محسوس ہوا - پشاور اور راولپنڈی سے بھی بھونچال کے معمولی جھٹکوں کی اطلاعات ملی ہیں کسی جگہ سے کسی جانی یا مالی نقصان کی خبر نہیں آئی -

لاہور - ۱۱ر جولائی - ملک فیروز خان نون صدر صوبہ مسلم لیگ نے حسب ذیل بیان شائع کر دیا ہے:-

میری توجہ لاہور کے ایک اخبار میں شائع ہونے والی اس مفہوم کی اطلاع کی طرف مبذول کرائی گئی ہے کہ جب میں نے مسلم لیگ کا عہدہ سنبھالا تھا مسلم لیگ کے پاس لاکھوں روپے تھے۔ یہ اطلاع بالکل بے بنیاد ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مسلم لیگ کے پاس صرف پچاس ہزار روپے تھے۔ اس اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ روپیہ ایم ایل اے حضرات نے جمع کیا تھا۔ یہ بیان بھی بے بنیاد ہے، یہ روپیہ کئی لاکھ روپے کی اس رقم کا حصہ تھا جو رکنیت کے فارموں کی فروخت سے جمع ہوا تھا۔ یہ درست ہے کہ اب مسلم لیگ کے پاس روپیہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرکزی مسلم لیگ کی عاملہ کی ہدایت کے مطابق ارکان کی نئی بھرتی کا کام گزشتہ چند ماہ میں کئی دفعہ ملتوی کر دیا گیا، بہرحال ہم پرنٹرز (کراچی) سے کاغذ حاصل کر لیا ہے بہت جلد رکنیت کے فارم چھپ جائیں گے اور فروخت ہونے لگیں گے جس حد تک کہ صوبائی مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی کو ملنے والے عطیات کا تعلق ہے وہ سب کے سب سیکرٹری نے وصول کئے ہیں اور انہیں پارٹی کے نام بنک میں جمع کرا دیا گیا ہے۔

کراچی - ۱۱ر جولائی - کل رات محترمہ فاطمہ جناح نے سماجی بہبود کے ادارے کے ایک شبینہ سکول میں انعامات تقسیم کرتے ہوئے تعلیم کے ارباب حل و عقد کو تلقین کی کہ وہ طلبہ کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ قوم کی فلاح و بہبود کے متعلق سوچنے لگیں آپ نے کہا ہماری سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ذاتی نفع و نقصان کو سوچتا ہے اور عوام کے فائدے کے بارے میں اجتماعی طور پر کوئی نہیں سوچتا، آپ نے سماجی بہبود کے ادارے کے تعلیمی منصوبے کو سراہا اور کہا تعلیم ہی ایک ایسی بنیاد ہے جس پر ملک کا قصر تعمیر کیا جاتا ہے -

ملتان - ۱۱ر جولائی - ملتان کے سرکاری سول ہسپتال میں جو اب نشتر ہسپتال کے نام سے موسوم ہے ایکس رے ڈیپارٹمنٹ نے کام شروع کر دیا ہے، ایکس رے ڈیپارٹمنٹ کو جدید ترین سامان سے لیس کیا گیا ہے اور ایک مستند ایکس رے سرجن محکمہ کے انچارج ہیں -

پیرس - ۱۱ر جولائی - رائٹر کے نامہ نگار کی اطلاع کے مطابق ہند چینی میں جلد از جلد لڑائی بند کرنے کی شرائط کا مجموعہ ہو گیا ہے اور اس سلسلہ میں ایک ٹھوس منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے فرانس کے وزیر اعظم موسیو مانڈس فرانس کو امید ہے کہ وہ ۲۰ر جولائی کو خاتمہ جنگ کے سمجھوتہ پر دستخط کر دیں گے، انھوں نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالتے وقت اعلان کیا تھا کہ وہ ۲۰ر جولائی تک ہند چینی میں لڑائی بند کرانے میں کامیاب نہیں ہوئے تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں گے -

پونا - ۱۱ر جولائی - یہاں پر اتوار کو ایک مرغی نے دنیا کا سب سے بڑا انڈہ دیا اس کا وزن چھ اونس ہے یہ انڈہ عام انڈوں سے ڈگنا بڑا اور وزن میں چار گنا زیادہ بڑا ہے - اس مرغی نے پہلی دفعہ ہی اتنا بڑا انڈہ نہیں دیا، اس سے پہلے بھی ۳ء۵ اونس وزن کا انڈہ دے چکی ہے -

ملتان - ۱۱ر جولائی - سرکاری اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ اس ہفتے کے دوران میں بھاری بارشوں کی وجہ سے چناب اور سندھ کے دریاؤں میں پھر پانی چڑھ رہا ہے۔ آئندہ چند دنوں کے اندر سندھ کی سطح میں مزید چڑھاؤ کی توقع ہے - حال ہی میں سندھ میں طغیانی کی وجہ سے جام پور کے وسیع علاقوں کو نقصان پہنچ چکا ہے - تاہم بیان کیا جا رہا ہے کہ ان دونوں دریاؤں کے چڑھاؤ کی موجودہ رفتار سے فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے محکمہ انجینئروں کی جماعت حفاظتی تدابیر کو عمل میں لانے کے لئے ابھی تک کام کر رہی ہے اور دونوں دریاؤں کے اتار چڑھاؤ کی سخت نگہداشت کر رہی ہے - جام پور کے قریب شیر و بند کے تمام شگاف پاٹ دیئے گئے ہیں، ان میں سے ایک شگاف کی لمبائی ایک سو دس فٹ تھی، دوسرا حفاظتی بند اور دریائے سندھ کے کنارے چار سو فٹ لمبا پشتہ بھی مضبوط کیا جا رہا ہے - دریائے سندھ کی طغیانی سے زیر تعمیر تونسہ بیراج کے لئے جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا وہ بھی بیراج کے گرد بند کی تعمیر سے دور ہو گیا ہے -

نئی دہلی - ۱۱ر جولائی - پاکستان کے اقلیتی مسائل کے وزیر مسٹر غیاث الدین پٹھان اپنے بھارتی مد مقابل مسٹر سی - سی بسواس سے مل کر گفت و شنید کرنے کے بعد کل کراچی روانہ ہو جائیں گے - معلوم ہوا ہے کہ دونوں وزیروں نے بارشوں کے بعد مشرقی اور مغربی بنگال، آسام اور تریپورہ کے علاقوں کا مشترکہ دورہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے - اس گفت و شنید کا مقصد اقلیتوں کے متعلق نہرو لیاقت معاہدہ پر نظر ثانی کرنا ہے کیونکہ حکومت پاکستان یہ محسوس کرتی ہے کہ بھارت میں شدھی کی تحریک اور بھارتی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی ہجرت کے پیش نظر بھارت میں مسلم اقلیتوں کے تحفظ کے لئے عملی اور مؤثر اقدام کرنا ضروری ہے مشترکہ دورہ شروع کرنے سے قبل دونوں وزیروں کی ایک ملاقات ہو گی، توقع ہے کہ دونوں وزراء میں نئی دہلی میں جو غیر رسمی گفت و شنید ہوئی ہے اس کے متعلق کل ایک اعلان جاری کیا جائے گا -

معلوم ہوا ہے کہ ان ملاقاتوں میں اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی اور جبری تبدیلی مذہب کے انسداد کے نئے قوانین کے نفاذ پر بحث ہوئی - یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ان ملاقاتوں میں ان مسائل کے بارے میں کوئی فیصلے نہیں کئے گئے ہیں کیونکہ یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ دونوں وزیروں کا اس سلسلہ میں اپنی اپنی حکومتوں سے مشورہ کرنا ضروری ہے -

حیدرآباد سندھ - ۱۱ر جولائی - کراچی سے پان کی کافی مقدار آنے کی وجہ سے پان کا نرخ ۸۰ روپے سیر سے گر کر چار روپے فی سیر تک پہنچ گیا ہے، بہت سی دکانیں پان نہ ملنے کی وجہ سے بند ہو گئی تھیں - لیکن اب ہر جگہ پان نظر آ رہی ہے گزشتہ چار دن میں پان کے پتے کا چوتھا حصہ ادھر سے ادھر نہیں بکتا رہا ہے -

کراچی - ۱۲ر جولائی - پاکستان کے وزیر امور کشمیر مسٹر شعیب قریشی نے یوم شہدائے کشمیر پر ایک پیغام میں پھر اس عزم کا اعلان کیا ہے کہ جس وقت تک ریاست جموں اور کشمیر کے باشندوں کو الحاق کے مسئلہ پر آزادانہ رائے کا حق حاصل نہیں ہو گا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے -

نئی دہلی - ۱۲ر جولائی - مقبوضہ کشمیر میں شیخ عبداللہ کے حامیوں نے لاتعداد اشتہارات تقسیم کر کے کشمیری عوام کو تلقین کی ہے کہ بخشی غلام محمد اور ان کی پارٹی کی طرف سے یوم شہداء کے سلسلے میں جو تقریبات منائی جانے والی ہیں ان کا مقاطعہ کیا جائے -

ٹوکیو - ۱۲ر جولائی - جاپان کے جنوبی جزیرہ کیوشو میں گزشتہ چار دن سے زبردست سیلاب آ رہے ہیں جن میں ۴۴ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں ؛

ایک سوال کا جواب

سوال :- ۲۴ جون کے شمارہ میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہ قرآن مسلمان عورت کی غیر مسلم مرد سے شادی کی اجازت نہیں دیتا آپ نے اس کی حمایت میں سورہ ممتحنہ کی دسویں آیت کو بطور ثبوت پیش کیا ہے - لیکن کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ یہ آیت تو مکہ کے بت پرستوں کے متعلق نازل ہوئی تھی - اس لئے یہ اہل کتاب پر چسپاں نہیں کی جاسکتی؟

جواب :- آپ نے شان نزول (وحی کے نازل ہونے کا موقعہ) کے سمجھنے میں عام غلطی کا اعادہ کیا ہے - شاید آپ یہ بھول گئے کہ بہت سی ایسی آیات ہیں جن کے شان نزول کی تحقیق ایک مشکل امر ہے اور اگر کسی طرح متعلقہ واقعہ کا پتہ بھی لگ جائے تب بھی نازل شدہ ضابطہ کے عمل کو اسی واقعہ تک محدود نہیں کیا جاسکتا جب تک، اس میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر نہ ہو - اور جب کوئی ضابطہ خاص حالات کے تحت نازل ہوا ہو تب بھی اس کے نزول کے بعد اس کا اطلاق عام ہوجاتا ہے - مثلاً کثیر الازدواجی، شادیوں کی اجازت سے متعلق ضابطہ -

قرآن میں آتا ہے :-

" اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو (ایسی) عورتوں سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند ہوں دو دو اور تین تین اور چار چار ...." (قرآن ۴ : ۳)

کیا ہم اس آیت سے یہ نتیجہ نکالیں کہ ایک سے زیادہ شادیاں صرف ان عورتوں سے ہوسکتی ہیں ...... جن کے پاس کچھ یتیم بچے بھی ہوں؟ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا خلاف عقل ہے ...

... ہم سب جانتے ہیں کہ کثیر الازدواجی نہ صرف ان بیوہ عورتوں سے بھی ہوسکتی ہے جن کے بچے بھی نہ ہوں .... بلکہ ...... کنواری لڑکیوں سے ایسی شادیاں کرنا بھی قانوناً جائز ہے -

ہمارے نزدیک ممتحنہ کی اس آیت کا اطلاق صرف مسئلہ زیر بحث کی بناء پر ہی نہیں کیا گیا ہے بلکہ آیت مذکورہ میں بذات خود چند ایسی اندرونی شہادتیں موجود ہیں جن کی بنا پر ہم ایسا کرنے میں حق بجانب ہیں - اس میں لفظ کافر .... کو بار بار استعمال کیا گیا ہے - یہ ایک عام لفظ ہے جو کہ ہر قسم کے ایسے غیر مسلموں کے لئے استعمال کیا گیا ہے جن کے ساتھ مسلمان عورتوں کی شادی جائز نہیں - قرآن میں بت پرستوں کے لئے مخصوص لفظ مشرک آیا ہے، اگر یہاں قرآن کا مقصود صرف بت پرست عرب ہوتے تو یہاں لفظ مشرک کا استعمال ضروری تھا جو کہ خود قرآن کا ہی وضع کردہ ہے ظاہر ہے کہ قرآن کا یہاں لفظ کافر استعمال کرنا ایک معنی رکھتا ہے - وہ معنی یہ ہیں جیسا کہ ہم اوپر بتلا چکے ہیں کہ اس قانون کے ذریعہ ایسی تمام شادیوں کو روکنا مقصود ہے جو غیر مسلم مرد اور مسلم عورت کے درمیان ہوں اور یہ ایک مسلمہ امر ہے جس پر رسول کریم صلعم کے زمانہ سے اب تک تمام مسلمانوں کا مسلسل عمل مہر تصدیق ثبت کرتا ہے -

---

ظل و بروز

(بقیہ از صفحہ نمبر ۲)

اور ولی ہوں گے ، اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہی ہوتے ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے - ان میں اپنے نبی متبوع کے کمالات منعکس ہوتے ہیں جو بروز کا اصل مفہوم ہے مگر وہ حقیقتاً نبی نہیں ہوتے یہی وہ بات ہے جو حضرت مرزا صاحب نے فرمائی ہے ، چنانچہ لکھا ہے :-

" وخدا را مکالمات است و مخاطبات
با ولیائے خود اندریں امت ایشاں را
رنگ انبیاء دادہ میشود - ایشاں فی الحقیقت
انبیاء نیستند زیراکہ قرآن حاجت شریعت
را بکمال رسانیدہ " (مواہب الرحمن)

افسوس ہے کہ ہمارے علماء کرام کو خود تو علم ہوتا نہیں محض ...... سنی سنائی باتوں پر تکیہ کرکے اعتراض کرنے بیٹھ جاتے ہیں - انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ **ظل و بروز** سے ختم نبوت باطل نہیں ہوتی اور جو شخص یہ کہے کہ اس کو ظلی یا بروزی نبوت ملی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ شخص دعوے نبوت کا مدعی ہے بلکہ اس کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ ولایت کا مدعی ہے اور بس - ختم نبوت کب باطل ہوتی ہے یہ اس وقت باطل ہوتی ہے جبکہ حضرت ختمی پناہ صلعم کے بعد ایسے شخص کا آنا مانا جائے جو ظلی یا بروزی یا مجازی نبی نہ ہو بلکہ کامل نبی اور صاحب کتاب نبی ہو ، جیسا کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام ...... امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے تشریف لائیں گے ، ہمیں تعجب پر تعجب آتا ہے کہ ہمارے علمائے اسلام ایک طرف تو .... کسی ظلی بروزی یا مجازی نبی کو بھی جو درحقیقت امام ہے ختم نبوت کے منافی ـــ بتاتے ہیں اور دوسری طرف ایک حقیقی مستقل اور صاحب کتاب نبی کے آنے کو ضروری ... قرار دیتے ہیں ع

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

ان بزرگوں کے نزدیک ظلی نبوت (یعنے امامت) امت محمدیہ میں ناجائز ہے مگر اصلی اور حقیقی نبوت بالکل جائز اور قابل تسلیم کیا یہی ختم نبوت کے عقیدہ پر ناز ہے؟ افسوس ہے انکار تو ختم نبوت کا آپ خود کریں اور الزام ہم پر لگائیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں ، عجب ثم العجب ؟

اپیل

ڈاڈر سینی ٹوریم کے سابق مریضوں اور ہمدردوں سے

شکر ہے اللہ تعالےٰ نے آپ کو صحت یاب فرمایا ہے - آپ کی صحتیابی نے ـــــــــــــــ دق کو قابل علاج مرض ثابت کیا ہے -

ڈاڈر سینی ٹوریم کو قابل رشک شہرت بخشی ہے -

ڈاڈر سینی ٹوریم

ڈاڈر سینی ٹوریم موجودہ دور کا ایک مشہور شفاخانہ ہے - یہاں ماڈرن سائنٹیفک طریقوں سے علاج کیا جاتا ہے -

سینی ٹوریم کا ماحول نہایت خوبصورت اور نہایت آرام دہ ہے ، دیگر سینی ٹوریم میں برسوں زیر علاج رہنے کے باوجود مریض میں جذبہ کمتری یا احساس ناامیدی پیدا نہیں ہوتا اور یہاں مریض آکر اپنے آپ کو آغوش مادر کی سی راحت اور شفقت پدری سے زیادہ آرام محسوس کرتا ہے - یہ ایک لاثانی طبی ادارہ ہے اس کی تعمیر میں چودہ سال کی عرق ریزی صرف ہوئی ہے

یہ ایک خواب تھا جس کو حقیقت میں بدلنے میں قابل ترین ڈاکٹر **سعید احمد خاں کی مساعی کا بہت زیادہ دخل ہے -**

حضرات ان حقائق کی روشنی میں سابق مریضوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بھی اس نیک سیرت اور نیک نیت مریض نواز محسن کی خدمات کا حق خوش اسلوبی سے ادا کریں اس لئے اپنے فرائض کو مدنظر رکھ کر مریضانِ ڈاڈر سینی ٹوریم نے ایک اجتماع میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاڈر سینی ٹوریم کی زندہ جاوید مثال یادگار قائم کی جائے اور انکے اسم گرامی سے ایک خوبصورت چھوٹی سی عمارت تعمیر کی جائے ملتجی ہے کہ آج اس یادگار تعمیر کیلئے ہماری ہر ممکن امداد فرماکر احسان مندی اور فرض شناسی کا ثبوت دیں اور اس ضمن میں اپنے مفید مشوروں اور رائے عالی سے مطلع فرمائیں -

ذوق اختر سیالکوٹی صدر

ڈاکٹر سعید احمد ٹرسٹ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶
تار کا پتہ تبلیغ لاہور
فون نمبر ۲۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ
آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۱۵ ذیقعد ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۴۴

جواہر ریزے

والدین کی اطاعت اور اُن سے نیکی کا برتاؤ

قرآن سے:

وصینا الانسان بوالدیہ حسناً (العنکبوت آیۃ ۸)

اور ہم نے انسان کو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرے۔

قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین۔ (البقرہ آیت ۲۱۵)

کہدے جو کچھ اچھے مال سے خرچ کرو وہ والدین اور قریبیوں کے لئے ہے (البقرہ آیت ۲۱۵)

وبالوالدین احساناً۔ (النساء آیت ۳۶)

ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ (النساء آیت ۳۶)

حدیث سے:

قال انی اصبت ذنباً عظیماً فھل لی من توبۃ قال ھل لک من امّ قال لا قال ھل لک من خالۃ قال نعم۔ قال فبرّھا (ترمذی)

ایک شخص آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہوا ہے۔ کیا میرے لئے کوئی صورت ہے کہ توبہ کروں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری ماں ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں خالہ ہے۔ آپ نے فرمایا پس تم اس کی خدمت کرو تمہارا گناہ معاف ہو جائے گا۔

رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ۔ قیل من یارسول اللہ قال من ادرک والدیہ عند الکبر احدھما او کلاھما ثم لم یدخل الجنۃ (مسلم و ترمذی)

تین دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تف ہے اس شخص پر تف ہے اس شخص پر۔ صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ کس پر تف ہے آپ نے فرمایا اس شخص پر جس نے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے اپنے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولا۔

طاعۃ اللہ طاعۃ الوالد۔ معصیۃ اللہ معصیۃ الوالد (البزار)

خدا کی فرمانبرداری باپ کی فرمانبرداری اور خدا کی نافرمانی باپ کی نافرمانی ہے۔ البزار

امتحانات میں کامیاب اور ناکام ہونیوالے دوستوں کو

حضرت امام الزمان کی نصیحت

۱۵ جنوری ۱۸۹۸ء کو خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی کے امتحان میں کامیاب ہونے کی خبر آئی، فجر کی نماز کے بعد حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام بیٹھ گئے اور مندرجہ ذیل مختصر سی تقریر فرمائی:۔

تین قسم کی خوشیاں

انسان کو ہر قسم کی کامیابی کے موقعہ پر ایک خوشی ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں تین قسم کی خوشیاں لہو لعب تفاخر معلوم ہوتی ہیں، لہو میں اشیاء خوردنی شامل ہیں اور لعب میں شادی وغیرہ کی خوشیاں اور تفاخر میں مال وغیرہ کی خوشیاں، یہ تین قسم کی خوشیاں ہیں، ان سے باہر کوئی خوشی نہیں ہے مگر یاد رکھو کہ کامیابیاں اور خوشیاں دائمی نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ دل لگاؤ گے تو سخت حرج ہوگا اور رفتہ رفتہ ایک وقت آ جاتا ہے کہ ان خوشیوں کا زمانہ تلخیوں سے بدلنے لگتا ہے۔

کامیابیاں اور ابتلاء

دنیا کی کامیابیاں ابتلاء سے خالی نہیں ہوتیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے خلق الموت والحیات لیبلوکم یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائیں کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے، اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آ جائے تو زندہ ہی مر جاتا ہے۔ اور بسا اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔

ناکامی کے بعد کامیابی

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے، لیکن یہ زندگی اور موت دشوار ترین چیز ہے۔ سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اسکو ایک مزہ آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے۔ اور دنیا کی کامیابی خداشناسی کا ایک بہانہ ہو جاتا ہے ایسے آدمیوں کے لئے یہ دنیوی کامیابیاں حقیقی کامیابی کا (جس کو اسلام کی اصطلاح میں فلاح کہتے ہیں) ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی خوشحالی سچی راحت دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تمام شعبے دیکھ کر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کر سکتا۔

کامیابیوں کو خداشناسی کا ذریعہ قرار دو

تم دیکھتے ہو کہ دولتمند زیادہ مال و دولت رکھنے والے ہر وقت خنداں رہتے ہیں مگر ان کی حالت جرب یعنی خارش کے مریض کی سی ہوتی ہے جس کو کھجلانے سے راحت ملتی ہے، لیکن اس خارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ خون نکل آتا ہے، پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اتنا خوش مت ہو کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ بلکہ ان کامیابیوں کو خداشناسی کا ایک ذریعہ قرار دو۔

اپنی ہمت اور کوشش پر نازمت کرو

اپنی ہمت اور کوشش پر نازمت کرو۔ اور مت سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے، بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے۔ ہماری محنت کو بارور کیا ہے۔ ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ صدہا طالب علم آئے دن امتحانوں میں فیل ہوتے ہیں، کیا سب کے سب محنت نہ کرتے تھے اور بالکل غبی اور بلید ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ بعض ایسے ذکی اور ہوشیار ہوتے ہیں کہ پاس ہونے والوں میں سے اکثر کے مقابلہ میں ہوشیار ہوتے ہیں، اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی، اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کر دوں گا، اور اگر کفران نعمت کرو گے، تو یاد رکھو عذاب سخت میں گرفتار ہو گے۔ (الحکم جلد ۵ ـ ۲۳ تاریخ تقریر ۱۵ جنوری ۱۸۹۸ء)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

روزنامہ پیغام صلح — مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۵۴ء

اجتماعی زندگی اور مرکز سے وابستگی

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جُدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی!

قومی اور ملی مقاصد میں کامیابی قوم کی اجتماعی طاقت پر منحصر ہے۔ جو قابل رشک نتائج قوم کی متفقہ اور متحدہ جد وجہد سے برآمد ہو سکتے ہیں، وہ انفرادی مساعی سے ہرگز نہیں ہو سکتے۔

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون مؤید من اللہ ہوگا مگر با ایں ہمہ مومنین مخلصین کی ایک جماعت آپ کو ملی تاکہ وہ اُن مقاصد عالیہ میں حضور صلعم کی ممد ومعاون ہو، جو ذات احکم الحاکمین نے حضور صلعم کو تفویض فرمائے۔ چنانچہ باری تعالیٰ خود فرماتے ہیں:۔

هو الذی ایدك بنصره وبالمومنین "وہ اللہ جس نے اپنی نصرت کے ساتھ اور مومنوں کے ساتھ تجھے قوت دی"

فی الجملہ امور مہمہ دینیہ اور مقاصد عظیمہ ملیہ میں فلاح وکامرانی کے لئے اجتماعی جد وجہد کی ضرورت ہے۔ یہی قانون قدرت ہے اور یہی حکم الٰہی جیسا کہ آیت کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا سے واضح ہے یہ حکم یوں تو اسلام کے تمام نام لیواؤں کے لئے ہے لیکن جو جماعت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کے ماتحت کھڑی ہوگی اس پر اس حکم کی تعمیل بدرجہ اولیٰ ضروری ہوگی اور اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ تفرقہ کے تمام خیالات فاسدہ قبیحہ سے بالاتر ہو کر شاہراہ اتحاد پر گامزن ہو، کیونکہ وہ جماعت ساری قوم کے لئے بطور اسوہ یا نمونہ کے ہے۔ اور جہاں اور بہت سی باتیں خصوصیت کے ساتھ ضروری ہیں اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس نظام کی پوری پوری وفادار ہو جس سے اس کو وابستگی حاصل ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مرکز سے علیحدگی اختیار نہ کرے جو اس نظام کے لئے بمنزلہ روح وروان کے ہے اور اس امر کو بخوبی یاد رکھے کہ اجتماعی زندگی مرکز سے تعلق کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ اس کی شیرازہ بندی مرکز سے ہی وابستہ ہے۔ مرکز ایک بہت بڑی طاقت ہے، یہ قوت متحرکہ ہے جس سے جماعت کی مشینری کے تمام پُرزے حرکت میں آتے ہیں۔ مرکز سے انقطاع قومی شیرازہ کو بکھیر دیتا اور قومی اجتماع کو پاش پاش کر دیتا ہے اور وہ شخص قومی مقاصد عالیہ کو نقصان پہنچاتا ہے جو مرکز سے علیحدگی اختیار کرے، اس حقیقت کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ تنہ سے الگ ہو کر شاخیں سرسبز نہیں رہ سکتیں۔ اور اگر انسان کے جسم کی شریانوں کا تعلق قلب سے نہ رہے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے، لاریب قومی زندگی مرکز سے وابستہ ہے اگر اجتماع قوم کے لئے پیغام حیات ہے تو مرکز اس حیات کی اصل روح ہے۔

انفرادیت ایک خطرناک اور ناپائیدار چیز ہے، اور اجتماع فلاح دارین کا وسیلہ اور استحکام کا ذریعہ ہے ؎

فنا پذیر بود ہر بنا کہ می بینی
مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

مگر یہ اجتماع یہ محبت کی بنا اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک مرکز سے تعلق ہو۔ فی الجملہ مرکز سے علیحدگی حیات ملی کے لئے پیغام اجل ہے، پس اے صاحبان عقل وہوش مرکز سے اپنی وابستگی مضبوط کرو، مرکز سے اپنا تعلق استوار کرو! اسی میں تمہاری زندگی کا راز مضمر ہے ؎

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جُدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی!

طلباء میں سیرت وکردار

چوہدری علی اکبر خاں وزیر تعلیم پنجاب نے گورنمنٹ ہائی سکول مری کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ پاکستان کو مستحکم بنانے کے لئے مضبوط سیرت وکردار کے افراد کی ضرورت ہے، طلباء کو پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنے کردار کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے کیونکہ ملک کا مستقبل انہی کے ہاتھوں میں ہے، آپ نے کہا کہ صحیح کردار کی تعمیر صرف اسلامی اصولوں پر عمل کر کے ہو سکتی ہے، اچھے کردار کے نمونہ کے لئے ہمیں کسی اور طرف دیکھنے کی بجائے دور اول کے مسلمانوں کو دیکھنا چاہیئے جو جہاں لینے مضبوط عزم، بلند سیرت اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔

بات تو بالکل صحیح ہے، لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ دور اول کے نمونہ کی مثالیں اس زمانہ میں بہت کم نظر آتی ہیں علی العموم سیرت وکردار کے جو زندہ نمونے طلباء کو دیکھنے میں آتے ہیں وہ دور اول کے نہیں آج کے ہیں جو اس ساتھ برس پہلے کے نمونہ کے بھی بالکل الٹ ہیں، استادوں اور پروفیسروں کی وہ قدر ومنزلت جو آج سے نصف صدی پہلے تک ہماری روایات کا ایک درخشاں حصہ تھا، اور استاد کا وہ پدرانہ تعلق جو طلباء کے سامنے بہترین اخلاق کا نمونہ پیش کرتا تھا، آج کہاں ہے؟ ابھی حال ہی میں دیال سنگھ کالج میں ایک پروفیسر کے طلباء کے ہاتھ سے پٹنے کی خبر اساتذہ اور طالب علم کی سیرت وکردار کا جو نمونہ پیش کرتی ہے، وہ ایک ادنیٰ مثال ہے اس بات کی کہ آج مسلمانوں کی سیرت کا جنازہ اُٹھ چکا ہے (الاماشاء اللہ۔ الشاذ کالمعدوم) یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ ہم نے مذہب کو ایک بیکار چیز قرار دے کر اپنی عملی زندگی سے خارج کر دیا ہے، چوہدری اکبر علی صاحب نے سچ کہا ہے کہ صحیح کردار کی تعمیر صرف اسلامی اصولوں پر چل کر ہو سکتی ہے کاش ہمارے مقتدا و رہنما جو قوم کا درد لئے پھرتے ہیں سب سے پہلے اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور سنجیدگی وخلوص کے ساتھ قوم کی رہنمائی کو اپنی زندگی کا جزو بنا لیں، اور اسلامی اصولوں کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیں تو صرف طلباء ہی میں نہیں عوام میں بھی سیرت وکردار کے اچھے نمونہ ظاہر ہونے لگیں دور اول کے نمونے بیشک قابل قدر ہیں لیکن انسانی فطرت زندہ نمونہ چاہتی ہے، جب تک یہ نہ ہو زبانی وعظ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

آہ! ملک محمد امین صاحب

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت حزن وملال کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ کے بھتیجے ملک محمد امین صاحب ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور آج ۱۷ جولائی کی صبح کو حرکت قلب بند ہو جانے سے آناً فاناً فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت نیک صاف گو، دیانتدار اور پاک سیرت انسان تھے، انکا شمار ہائیکورٹ کے قابل ترین وکلا میں ہوتا تھا، ابتدائی تعلیم انہوں نے قادیان میں حاصل کی جس کے بعد لاہور میں گریجوایٹ ہوئے اور وکالت کی زندگی قریباً ۲۴-۲۵ سال نہایت صفائی، ایمانداری اور پاکیزگی کے ساتھ گذاری، قومی اداروں غربا کے مقدمات ہمیشہ مفت کرتے اور جن مقدمات کی فیس لیتے تھے ان میں بھی بہت واجب حق سے باہر نہیں جاتے تھے بلکہ بعض وقت غلطی سے فیس زیادہ لے لی ہو اور مسل مقدمہ دیکھنے پر اس قدر حق نہ سمجھا ہو تو زائد رقم واپس کر دیتے تھے اور بڑے سے بڑے انسان کے منہ پر اس کی غلطی بیدریغ کہدیتے تھے، غرض بہت بڑی خوبیاں ان میں پائی جاتی تھیں، مرحوم ہماری مجلس معتمدین کے ممبر اور انجمن کے قانونی مشیر بھی تھے کل رات تک آپ اپنے مقدمات کی تیاری کرتے رہے، افسوس ہے کہ آج صبح دست اجل نے اچانک آ دبوچا، ہمیں اس صدمہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور مرحوم کے برادر خورد ملک محمد اسلم صاحب ایڈووکیٹ اور دیگر تمام لواحقین اور مرحوم کے بچوں سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تمام جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ مرحوم کی تعزیت میں آج انجمن کے تمام دفاتر بند کر دئے گئے۔

عالم اسلام پر ایک نظر

از۔ ناصر احمد صاحب

(۲)

پاکستان

پاکستان عالمی جنگ میں غیر جانبدار رہ سکتا ہے

مسٹر ہوریس ہلڈرتھ نے جو پاکستان میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سفیر ہیں ایک پریس کانفرنس میں امریکہ کی فوجی امداد پر بیان دیتے ہوئے بتایا "کہ پاکستان اگر چاہے تو امریکی امداد لینے کے باوجود تیسری عالمی جنگ میں غیر جانبدارانہ پالیسی اختیار کر سکتا ہے۔

انہوں نے اس کو اور زیادہ واضح کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا کہ اگر پاکستان ریاستہائے متحدہ سے فوجی امداد قبول کرے تو اس کو جنگ میں روسی بلاک کے خلاف لڑنا پڑے گا۔ اور نہ ہی پاکستان کو اینگلو امریکن بلاک میں شامل ہونا پڑے گا"

مہاجرین کی مزید آمد

۲۷ جون ۱۹۵۴ء کو ختم ہونے والے ہفتہ میں کھوکھرا پار سے آنے والے مہاجرین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، ۱۲۳۹ مہاجرین اسی راستہ سے مغربی پاکستان میں داخل ہوئے ہیں۔ فروری ۱۹۵۰ء سے اب تک جتنے مسلمان ہجرت کر کے کھوکھرا پار سے پاکستان میں داخل ہوئے ہیں ان کی تعداد ۹۲۴۷۰ تک پہنچ گئی ہے۔

لیبیا

فیضان میں ہوائی اڈے قائم کرنے کے متعلق فرانس اور حکومت لیبیا کے درمیان گفت و شنید ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں لیبیا نے فرانس کی اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے۔ فیضان مغربی سرحد پر ایک صوبہ ہے جو تیونس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ فرانس نے یہ شکایت کی ہے کہ فیضان کی سرحد سے الجیریا کی سرحد پر آئے دن مختلف قبیلے حملے کرتے رہتے ہیں جس کا حکومت لیبیا نے منہ توڑ جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ وہاں چند قبیلوں کے باہمی جھگڑوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فرانس فوجی اڈوں کے بنانے کی تجویز کو پیش کرتے ہوئے ابھرتی ہوئی قومی تحریک کی مخالفت سے سخت خائف تھا۔

سعودی عرب

اسلامی ممالک کی کانفرنس

کراچی کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک پریس کانفرنس میں پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اسلامی ممالک کی ایک کانفرنس بلانے کی تجویز پیش کی ہے باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ کانفرنس یروشلم یا مکہ میں حج کے دوران میں منعقد ہوگی۔

یہ تجویز پاکستان کی اس کوشش کی ایک کڑی ہے کہ تمام اسلامی ممالک باہمی اتحاد سے اپنی مشکلات کو حل کریں۔ اسی غرض کے پیش نظر اسلامی معاشی کانفرنس کو معرض وجود میں لانے کی تجویز کی گئی ہے۔ اور شاہ سعود نے جو کہ اس سلسلہ میں گرمجوشی سے مصروف عمل ہیں اس کانفرنس کو بلانے کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسلامی دنیا کے بعض ممالک مثلاً مصر، سیریا، لبنان اور سعودی عرب نے اس مبارک تجویز کا خیر مقدم کیا ہے۔

موجودہ دور میں مختلف ممالک اپنی حفاظت کے لئے ایک دوسرے سے معاہدے کر رہے ہیں اور دیکھنے کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسلامی دنیا کی بقا کے لئے اتحاد و یگانگت کی طرف قدم اٹھائیں۔ اگر ہندوستان اور چین اتنی دوری کے باوجود باہمی اتحاد اور معاشی اور معاشرتی معاہدے کر رہے ہیں۔ تو کیوں اسلامی دنیا جن کا نظریہ حیات ایک ہے اسلام اور مسلمانوں کی بقا کے لئے سر جوڑ کر اپنی مشکلات کا حل نہیں نکال سکتے۔

ترکی

پاکستان اور ترکیہ میں معاہدہ

یہ معاہدہ اسلامی ممالک میں اتحاد پیدا کرنے کی طرف مبارک قدم ہے ترکی کے وزیر اعظم مسٹر عدنان مینڈریز نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر پاکستان اور ترکی اپنے وسائل کو یکجا کر لیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں تباہ نہیں کر سکے گی۔ آپ نے اعلان کیا کہ پاکستان اور ترکیہ کا معاہدہ باہمی اعتماد کا محض جذباتی اظہار نہیں بلکہ دونوں ملک اپنی دوستی کو ٹھوس اور قطعی شکل دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ ہمارے اپنے باہمی مفاد اور امن پسند ملکوں کے مفاد کی نگہداشت ہو سکے۔

وزیر اعظم محمد علی نے جواب دیتے ہوئے کہا "موجودہ بین الاقوامی حالات میں کسی ملک کا پس و پیش کرنا یا غیر جانبدار رہنا ممکن نہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ پاکستان اور ترکی دنیا میں امن قائم کرنے اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔ پاکستان "زندہ رہنے دو" کی پالیسی کا حامی ہے۔ اور اپنے معاملات میں کسی دوسرے ملک کی مداخلت برداشت نہیں کرے گا۔

ایران

دفاعی معاہدہ میں شمولیت۔

تہران۔ ۴ جولائی۔ ایران کی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ ایران نے ضروری سمجھا تو مشرق وسطیٰ کے فوجی بلاک میں شامل ہو جائے گا۔ ترجمان نے روس کے حالیہ احتجاج کا ذکر کرتے کہا "ہم روس پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ایران ابھی تک کسی بلاک میں شامل نہیں ہوا۔ لیکن اگر ضروری ہوا تو وہ یقیناً ترکیہ اور پاکستان کے دفاعی معاہدے میں شامل ہو جائے گا"

اس سے پہلے ایران کے وزیر خارجہ مسٹر انتظام نے کہا تھا "ضروری ہوا تو ایران کی موجودہ غیر جانبدارانہ پالیسی تبدیل ہو جائے گی۔ حکومت ایران کی طرف سے تحفظ و سالمیت کی خاطر کسی بلاک میں شامل ہونا مناسب اقدام ہوگا۔

انڈونیشیا

ڈچ انڈونیشین یونین سے علیحدگی۔

انڈونیشیا نے "ڈچ انڈونیشین یونین" سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ یونین انڈونیشیا کی آزادی کے بعد دسمبر ۱۹۴۹ء میں برطانوی کامن ویلتھ کے اصولوں کی طرز پر قائم کی گئی تھی۔ اب عوام کے پرزور مطالبہ سے مجبور ہو کر انڈونیشیا کی حکومت نے اسے منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عوام کا خیال ہے کہ یہ یونین ہالینڈ کے نوآبادی نظام کی ہی دوسری شکل ہے اس لئے اس سے علیحدہ ہوئے بغیر انڈونیشیا کی آزادی مکمل نہیں ہوگی۔ ۱۹۵۰ء میں انڈونیشیا کی پارلیمنٹ کے بیشتر ارکان نے "یونین" سے فوری علیحدگی کا مطالبہ کیا، اس سے پہلے بھی جو حکومتیں انڈونیشیا میں برسر اقتدار رہی ہیں، وہ بھی یونین سے علیحدگی کی پرزور حامی رہی ہیں لیکن ان میں سے کسی حکومت نے بھی ہالینڈ کی مرضی اور مفادات کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی جرأت نہ کی۔ موجودہ حکومت نے مسئلہ کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایک وفد ہالینڈ بھیجا ہے، جو اس سلسلہ میں ہالینڈ کی حکومت سے بات چیت کرے گا۔ اس وفد کی قیادت انڈونیشیا کے وزیر خارجہ سونارجو کر رہے ہیں۔ اگر یہ مشن اپنے مقصد میں ناکام رہا تو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہے گا کہ انڈونیشیا یکطرفہ کارروائی کر کے یونین سے علیحدگی اختیار کر لے۔ عوام کی طرف سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ہالینڈ کے ساتھ بات چیت کو طول نہ دیا جائے اور نہ اس فیصلہ کو کسی دوسرے وقت کے لئے ملتوی کیا جائے۔

علیحدگی کے اثرات

"ڈچ انڈونیشین یونین" کی تنسیخ کے اثرات انڈونیشیا کی معیشت پر بڑے گہرے اور دور رس ہوں گے۔ اس وقت انڈونیشیا کی درآمد و برآمد پر ہالینڈ کے تاجروں کا قبضہ ہے۔ انڈونیشیا کی بڑی بڑی صنعتوں میں بھی ہالینڈ کے سرمایہ داروں کا کافی سرمایہ کام کر رہا ہے "یونین" سے علیحدگی سے ہالینڈ کے یہ تاجر اور سرمایہ دار صنعت و تجارت سے اپنا سرمایہ نکالنے کی کوشش کریں گے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انڈونیشیا کو معاشی اور اقتصادی بحران سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کے علاوہ انڈونیشیا زر مبادلہ کے معاملہ میں بھی ہالینڈ کا محتاج ہے یونین سے علیحدگی کے بعد انڈونیشیا کو دوسرے یورپی ممالک کے تعاون کی بڑی ضرورت ہوگی۔

مغربی ایریان کے الحاق کا مسئلہ

یونین سے علیحدگی کے مسئلہ کے علاوہ ایک اور مسئلہ بھی ہے جو دونوں حکومتوں کے لئے درد سر بنا ہوا ہے، یہ مسئلہ مغربی ایریان کے انڈونیشیا سے الحاق سے متعلق ہے، اس وقت وہاں ہالینڈ کی بالادستی ہے۔ اور وہ کسی طرح بھی اس سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں، ادھر انڈونیشیا کی حکومت بھی اس پر مکمل اختیارات کا مطالبہ کر رہی ہے۔ یہ دونوں مسائل جلد طے ہوں گے یا بدیر، یہ ایک حقیقت ہے کہ انڈونیشیا اور ہالینڈ دونوں کے لئے بڑی اہمیت رکھتے ہیں اگر باہمی گفت و شنید سے ان کا فیصلہ نہ ہوا، تو حالات کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

متفرقات

مشاہداتِ حجاز

ڈاکٹر سید محمود (سابق وزیر تعلیم صوبہ بہار) کے قلم سے تازہ سیاحت حجاز کے بعد:-

"کم از کم شہروں کی حد تک تو یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ کوئی شخص بھی فاقہ کشی نہیں کرتا۔ ریاض میں ہم نے جا کر ...... ایک عظیم مطبخ کو دیکھا جہاں ہر روز ایک ہزار سے لے کر دس ہزار انسانوں کو سلطانی مہمان کی حیثیت سے گوشت اور چاول کھانے کو ملتا ہے" (اسٹیٹسمین ۱۳ر جون ۵۴ء)

ایسے لنگر تو ہندوستان میں بھی مسلم حکومت کے دور تک قائم تھے، اور بادشاہوں اور امیروں ہی کے ہاں سے نہیں بعض فقیروں اور درویشوں کے ہاں سے بھی لنگر کی تقسیم جاری رہتی تھی،

"جہاں تک مجھے علم ہے لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں پردہ سخت ہے اور عورتیں برقع پہن کر نکلتی ہیں،"

لیکن یہ پردہ اور برقع بھی تو اسی وقت تک ہے جب تک زنانہ اسکول اور کالج نہیں کھلتے جس دن قوم میں اتنی ترقی آگئی اسی دن حیا و عصمت کے سارے تخیلات دقیانوسی نظر آنے لگیں گے۔

"سعودی عرب میں جرائم خصوصاً چوری تو ناپید ہے، عدالتی فیصلے جلد صادر ہوتے ہیں اور مؤثر رہتے ہیں جدید ذہنیت کو یہاں کا قانون ضرور بوسیدہ نظر آئے گا تاہم مفید نتائج اسی نے پیدا کئے ہیں اور امن و نظم اسی نے قائم کیا ہے۔ اس وقت تو یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ مملکت سعودیہ دنیا کا سب سے زیادہ دیانتدار علاقہ ہے۔ اذان کی آواز سنتے ہی دوکاندار اپنی دوکانوں پر مال کیا معنی نقدی تک کھلی چھوڑ کر نماز کو چلے جاتے ہیں اور کوئی انہیں چھوتا تک نہیں"۔

یہ برکت تمام تر اسی بدنام قانون شریعت کے اتباع کی ہے۔ جس دن وہ قانون ڈھیلا ہوا اور سینما کے فیض سے دلوں میں جرائتیں اور ہاتھوں میں ترکیبیں آنے لگیں اسی دن اس معصومیت کا بھی خاتمہ سمجھئے۔

"سلطان ہر روز صبح دو تین گھنٹے اپنا دربار رکھتے ہیں۔ یہ شخصی حکومت کی پرانی یادگار۔ اس دربار میں غریب سے غریب اور ادنے سے ادنے شخص بھی بغیر کسی روک ٹوک کے براہ راست بارگاہ تک رسائی رکھتا ہے، اور بغیر آداب شاہی کی قیود کے بادشاہ کے سامنے اپنی شکایات پیش کر سکتا ہے۔ بعض تو یوں کہہ چلتے ہیں "اے سعود بن عبدالعزیز میری فلاں اور فلاں شکایت سن" یا "تیرے حکام نے ہم پر یہ ظلم کئے ہیں۔ اللہ سے ڈر"۔ ہم تو ایک دربار میں شریک ہوئے اور اس سے متاثر ہوئے"۔

الحمد للہ کہ دورِ خلافت راشدہ کی کچھ جھلکی سی جھلک اس مقدس سرزمین پر اب بھی باقی ہے۔ جمہوریت، عمومیت، مساوات پسندی کی بڑی سے بڑی دعویدار سلطنتوں میں آج کہیں اس حقیقی مساوات کی نظیر ملے گی۔ (صدق جدید)

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیرایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

—— **محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب آج کل ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں داخل ہیں، پیشاب کی بندش کے عارضہ کو دور کرنے کے لئے عنقریب ان کا اپریشن ہونیوالا ہے احباب کرام سے استدعا ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔**

—— گجرات سے رشید احمد جاوید صاحب لکھتے ہیں کہ میرے ایک عزیز دولت علی احسان صاحب جو گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے تھے مال گاڑی کے نیچے آ گئے جس سے ان کی دائیں ٹانگ اور دایاں بازو کچلے گئے، ٹانگ کاٹ دی گئی ہے، بازو کے ٹھیک ہو جانے کی امید ہے، تمام احباب جماعت سے میری استدعا ہے کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں موصوف کے والد فوت ہو چکے ہوئے ہیں، اور تمام کنبہ کی امیدیں انہی سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

—— مولانا آفتاب الدین احمد صاحب کے دو صاحبزادگان ناصر احمد اور ظفر احمد اسال بی اے اور ایف ایس سی کے امتحانات میں کامیاب ہوئے ہیں، موصوف کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔

دو دوست احمدیت میں :-

مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

آپ کو یہ خوشخبری پڑھ کر خوشی ہوگی کہ میرے دو دوستوں نے جو کافی مدت سے احمدیت کے ساتھ دلچسپی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے، اور جب بھی اخبار پیغام صلح آتی سب سے پہلے میرے پاس اخبار پڑھنے کے لئے تشریف لے آتے۔ احمدیت پر کافی مباحثہ ہوتا۔ کل ۸ بجے کو بروز جمعرات احمدیت کو قبول فرمایا۔ یہ دونوں دوست احمدیہ جماعت لاہور کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو سلام عرض کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمارے نام بھی احمدیہ جماعت لاہور میں نوٹ کر لیں۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) محمد اکرام ولد .... (۲) انوار احمد ولد .... یہ دونوں منٹگمری کے مقامی باشندے ہیں۔ ابھی ان کے والد صاحب غیر احمدی ہیں۔ یہ دونوں احمدی دوست تجارت کرتے ہیں،

احمدیت کے قبول کر لینے پر ان کے گھر والے سب ان سے برخلاف ہو گئے ہیں۔ لیکن سبحان اللہ ان میں کسی قسم کی پریشانی نظر نہیں آتی بلکہ نماز کے بعد دعا کرتے ہیں۔ احباب سے استدعا ہے کہ ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔

(ماسٹر غلام احمد نسیم زکی منٹگمری)

تبلیغی رپورٹ

(۱)

چوہدری محمد سعید صاحب مبلغ سیالکوٹ نے اپنی رپورٹ ماہ جون میں ظاہر کیا ہے کہ انہوں نے ماہ زیر رپورٹ میں صداقت مسیح موعود "ہستی باری تعالیٰ" "ختم نبوت" "وحدت جماعت" "اکثریت کا فیصلہ قابل تسلیم ہے" وغیرہ موضوعات پر خطابات دیئے نیز بہ تعمیل ارشاد نبوی اطاعت امیر پر زور دیا، ۱۱۰ افراد کو تبلیغ کی۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

(۲)

مولوی عبدالغفار صاحب مبلغ ڈیرہ غازی خان کی رپورٹ ماہ جون سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اس ماہ دفتروں کے ملازمین میں تبلیغ کی اور لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک مرزائی کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا۔ اب لوگوں میں مخالفت کی آگ پہلے جیسی تیز نہیں ہے اس واسطے سنجیدگی سے اعتراضات کرتے ہیں۔ اور ان کا تسلی بخش جواب پاتے ہیں، گرائی بیلہ وڈور کا پیدل سفر کر کے تبلیغ کی۔ ان مقامات میں تقریریں بھی ہوتی رہیں چندہ کے متعلق احباب کو توجہ دلائی۔ احباب نے ماہ اگست سے دوگنا چندہ ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے، تاکہ بقایاجات صاف ہو جائیں۔

(۳)

میاں محمد دین صاحب مبلغ دیہات ضلع سیالکوٹ نے ماہ جون میں ۲۰ دیہات کا پیدل سفر کر کے تبلیغی دورہ کیا، زیادہ مقامات پر حضرت صاحب کے دعوے کو پیش کیا۔ جہاں جہاں اعتراضات ہوتے رہے ان کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ ۱۳۰ افراد زیر تبلیغ ہیں۔ ادائیگی چندہ کی طرف احباب کو توجہ دلائی گئی۔

(۴)

قاضی شبیر محمد صاحب مبلغ علی پور کی اطلاع ہے کہ انہوں نے ماہ جون میں انفرادی اور اجتماعی صورت میں کافی دوستوں کو پیغام حق پہنچایا۔ اور اس سلسلہ میں مسائل تکفیر اہل قبلہ، صداقت مسیح موعود "علامات امام الزمان"۔ پر تبادلہ خیالات ہوا۔ ماہ زیر رپورٹ میں ایک معقد متعدد لڑکیوں لڑکوں اور دو مستورات کو علی الترتیب قرآن کریم۔ ترجمہ قرآن کریم و دیگر رسالہ جات پڑھاتے ۔ اور کئی مسائل پر حضرت صاحب کی کتب سے گفتگو ہوتی رہی ۔ بچے باقاعدہ پڑھاتے۔ عید الفطر کے موقعہ پر کچھ چندہ بھی جمع ہوا۔ اس ماہ میں چار نو مسلمین کی بستیوں میں جا کر ان کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی مسائل سکھاتے ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

تار کا پتہ پیغام صلح لاہور

فون نمبر ۲۰۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

اداراۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن (بی اے)
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۹ ذیقعد ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۴۵

ہماری اخلاقی حالت کیسی ہونی چاہیئے

حضرت امام الزمان کا ارشاد

اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اسے برا معلوم ہو کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ دلشکنی نہ کی جاوے، جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو، مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو، خدا تعالےٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ دوسروں کے ساتھ بھی اخلاق سے کام لینا چاہیئے۔ جو بداخلاقی کا نمونہ ہے وہ بھی اچھا نہیں ہماری جماعت کے ساتھ لوگ معاندہ بازی کا صرف بہانہ ہی ڈھونڈتے ہیں، لوگوں کیلئے ایک طاعون ہے ہماری جماعت کے لئے دو طاعون ہیں۔ اگر کوئی جماعت میں سے ایک شخص برائی کرے گا تو اس ایک سے ساری جماعت پر حرف آئے گا۔

ہائے میری قوم نے تکفیر کر کے کیا لیا

تضمین بر اشعار حضرت مسیح موعودؑ

(مرتضیٰ خاں حسن)

جب مجھے اللہ نے یہ منصب عالی دیا
در پئے آزار میرے ہو گئے اہل جفا
مانتے ہرگز نہیں میں کہہ چکا ہوں بارہا
اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
—— کون ہوں تا رد کروں حکم شہ ذی اقتدار ——

ہائے ان کی عادت جور و جفا جاتی نہیں
کجروی سے ہے محبت راستی بھاتی نہیں
کیوں پسندان کو صداقت اے خدا! آتی نہیں
مفتری کہتے ہوئے ان کو حیا آتی نہیں
—— کیسے عالم ہیں کہ اس عالم سے ہیں یہ برکنار ——

اس جہاں کے جاہ و منصب کی نہیں پروا ذرا
مجھ فقیر بے نوا کو دولت دنیا سے کیا
مجھ کو اللہ نے بنایا شاہ اقلیم ہدیٰ
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
—— مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار ——

روز و شب ہے کام میرا گریہ و آہ و بکا
ہو گئے ہیں فرط غم سے مضمحل میرے قویٰ
میں تو مر جاتا اگر ہوتا نہ فضل کبریا
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
—— مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار ——

دشمنوں نے قتل کی تدبیر کر کے کیا لیا
قوم عیسیٰ کی طرح تزویر کر کے کیا لیا
گالیاں دے کر مجھے تحقیر کر کے کیا لیا
ہائے میری قوم نے تکفیر کر کے کیا لیا
—— زلزلہ سے ہو گئے صدہا مساکن مثل غار ——

گو نظر آتا ہوں تجھ کو میں ضعیف و ناتواں
بازوؤں میں ہے مرے زور ید اللّٰہی نہاں
کام لے عقل و خرد سے سوچ لے سود و زیاں
سر سے پاؤں تک وہ میرا یار ہے مجھ میں نہاں
—— اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار ——

چل رہی باد خزاں ہے گلشن اسلام میں
ایکدم پڑتی نہیں کل مجھ کو صبح و شام میں
نیند کب آتی ہے مجھ کو کثرت آلام میں
بستر راحت کہاں ان فکر کے ایام میں
—— غم سے ہر دن ہو گیا مثل شب تاریک و تار ——

ہم مثیل انبیا ہوں حق کا میں محبوب ہوں
کیا ہوا گو آنکھ میں اغیار کی معتوب ہوں
صاف کہدیتا ہوں سب کہہ ہو امر عوب ہوں
میں کبھی آدم کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
—— نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار ——

میرا پرانے حسن کرنا گمان افترا
موجب خشم نبی ہے باعث خشم خدا
صدق پر شاہد ہے اس کے خالق ارض و سما
پر نہیں اکثر مخالف لوگوں کو شرم و حیا
—— دیکھ کر سو سو نشاں پھر کر رہے ہیں یہ فرار ——

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۲۱/ جولائی ۵۲ء

بھارت میں مسجدوں کی بے حرمتی

از دیدۂ زمانہ رواں ست جوئے خوں
اے دیدۂ زمانہ بگو تا چہ دیدۂ ؟

آئے دن بھارت سے ایسی وحشت افزا خبریں سننے میں آتی رہتی ہیں کہ آج فلاں مسجد مسمار کر دی گئی آج فلاں مسجد مندر میں تبدیل کر دی گئی اور آج فلاں مسجد میں گوسالہ پرستوں نے مورتیاں نصب کر دیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اب تک وہ سینکڑوں مقدس مقامات جہاں سے دن میں پانچ بار اللہ اکبر کی روح پرور آواز پرستاران توحید کے قلب و دماغ کی راحت و تسکین کا موجب ہوتی تھی، وہ مقامات جو خدائے واحد لاشریک لہ کی تسبیح و تقدیس کے لئے وقف تھے۔ اب کفر و شرک کا مرکز بن چکے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم پاکستان میں بیٹھے جب ان روح فرسا واقعات کا تصور کرتے ہیں تو ہمارے سینوں میں غم و غصہ کی آگ مشتعل ہو جاتی ہے خدا جانے ہمارے ان مسلمان بھائیوں کے قلوب کی کیا کیفیت ہوگی جو برائی العین یہ دل دوز مناظر دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان وہ قوم ہے کہ وہ سب کچھ برداشت کر سکتی ہے لیکن مسجدوں کی بے حرمتی اسے ہرگز گوارا نہیں مگر آہ! آج اس کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی مساجد کی بے حرمتی ہو رہی ہے اور وہ مجال دم زدن نہیں رکھتی مسلمان قوم کی اس بے بسی اور بھارت کے ان مظالم پر پاکستان ہی نہیں بلکہ ساری اسلامی دنیا خون کے آنسو رو رہی ہے

از دیدۂ زمانہ رواں ست جوئے خون
اے دیدۂ زمانہ بگو تا چہ دیدۂ ؟

بھارت کے غریب مسلمانوں نے بار بار حکومت کو ہندوؤں کی ان چیرہ دستیوں کی طرف توجہ دلائی مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی جس سے ہندوؤں کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے۔ سینکڑوں مسجدیں مندر بن گئیں اور ہزاروں فرزندان توحید کو ارتداد کے گڑھے میں دھکیل دیا گیا۔ اور ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ عزائم یہ ہیں کہ بھارت میں کوئی کلمہ گو باقی نہ رہنے پائے۔ ایک طرف بھارت کی حکومت اپنے آپ کو غیر مذہبی حکومت ظاہر کرتی ہے اور دوسری طرف مسلمانوں سے یہ سلوک روا رکھا جا رہا ہے کہ انہیں جبراً ہندو بنایا جاتا...... اور ان کی مسجدوں کو بت خانوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ العجب ثم العجب۔

واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ غیر مذہبی حکومت کے اعلانات محض ریا پر مبنی ہیں ورنہ اصل مقصد خالص ہندو راج قائم کرنا ہے۔ ادھر مسلمانوں کی رواداری کا یہ عالم ہے کہ پاکستان میں جس قدر مندر اور گوردوارے ہیں وہ سب بالکل کما کان موجود ہیں۔ ان کی ایک اینٹ کو بھی نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ بلکہ ان کی پوری پوری حفاظت کی جاتی ہے۔ اور کبھی کسی ہندو کو مسلمان بنانے کا تصور بھی دل میں نہیں لایا گیا کیا بھارت کے ہندو اس سے سبق حاصل نہیں کر سکتے؟ مسلمانوں کا مذہب ان کو حکم دیتا ہے کہ وہ غیر مذاہب کی عبادتگاہوں کا نہ صرف ادب و احترام کریں بلکہ ان کی حفاظت بھی کریں اور کسی غیر مسلم کو جبراً اسلام میں نہ لائیں۔ کیا ہندو مذہب یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسری قوموں کی عبادتگاہوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اور لوگوں کو جبراً ہندو بنا لیا جائے اگر ان کا مذہب یہ تعلیم دیتا ہے تو پھر

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ہندوؤں کو تو اپنی تہذیب اور کلچر کے بڑے دعاوی تھے۔ کیا ان کی تہذیب اور کلچر کا یہی تقاضا ہے کہ وہ اقلیتوں کے مذہبی احساسات کو کند چھری سے ذبح کریں۔ یہ تو عام عدل و انصاف کے اصول کے بھی خلاف ہے کہ مسلمان تو ہندوؤں کی عبادتگاہوں کی حفاظت کریں اور یہ حضرات مسلمانوں کی عبادتگاہوں کو تباہ و برباد کریں۔ ایک زمانہ تھا کہ مسٹر گاندھی نے ہندو وزرا کو نصیحت کی تھی کہ اس طرح حکومت کرنا جس طرح حضرت محمد (صلعم) کے خلفاء ابوبکر اور عمر نے حکومت کی۔ انہوں نے بالکل ٹھیک کہا تھا، وہ ایک زیرک اور دانا انسان تھے۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ حکمرانی کے معاملہ میں یہ بزرگ ہی ہمارے لئے صحیح صحیح نمونہ ہو سکتے ہیں۔ آج ہم بھارت والوں کو انہی کے اپنے بزرگ کے الفاظ یاد دلاتے ہیں، اگر وہ اپنے بزرگ کے کہنے پر عمل کریں تو ہم ان سے حضرت عمرؓ کی مذہبی رواداری اور دوسروں کے معابد کے عزت و احترام کا ایک مختصر سا واقعہ بیان کرتے ہیں، اور وہ یہ کہ فلسطین کی فتح کے موقعہ پر آپ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ بیت المقدس کا لاٹ پادری آپ کے ہمراہ تھا جب گرجا میں پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا آپ نے پادری سے کہا کہ کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں نماز پڑھی جائے۔ اس نے جواب دیا کہ جہاں آپ کھڑے ہیں یہیں نماز پڑھ لیں۔ مگر آپ نے فرمایا کہ یہاں نہیں پڑھوں گا جب باہر تشریف لائے تو پادری نے کہا کہ یہاں دروازے میں پڑھ لیجئے۔ آپ نے بھی انکار فرمایا۔ پھر پادری آپ کو گرجا قسطنطین میں لے گیا اور صحن بچھا کر نماز پڑھنے کے لئے عرض کی۔ لیکن یہاں بھی آپ نے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اور گرجا سے باہر نکل کر نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ نے پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا شاید آپ نے تعجب کیا ہوگا کہ میں نے گرجا کے اندر نماز پڑھنے سے کیوں انکار کیا۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ میں نے تم سے عہد کیا ہوا ہے کہ تمہاری عبادتگاہوں میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اگر میں گرجا کے اندر نماز پڑھ لیتا تو کل کو مسلمان اپنا حق قائم کر لیتے کہ ہمارے خلیفہ نے اس جگہ نماز پڑھی ہے اور اس طرح سے انہیں مداخلت کے لئے ایک دلیل مل جاتی۔

(اخلاق فاروقی صفحہ ...)

یہ ہے اسلام کی تعلیم اور یہ ہے بادشاہ اسلام کا نمونہ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی۔ اسی نمونہ پر چلنے کی جناب گاندھی نے ہدایت فرمائی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گرجا کے اندر ایک دوگانہ پڑھنا بھی گوارا نہ کیا کہ تا بعد میں آنے والے مسلمانوں کو دوسروں کے معابد میں دخل اندازی کا بہانہ نہ مل جائے۔

بھارت والوں کو بھی خدا نے موقعہ دیا تھا کہ وہ اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے انہیں مذہبی آزادی دیتے اور ان کے مذہبی احساسات کے احترام کا نمونہ قائم کرتے لیکن ہندو قوم کی سرشت میں تنگدلی و تنگ ظرفی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ان سے مسلمانوں کے لئے شرافت اور اخلاق کی توقع رکھنا سراب سے پانی تلاش کرنے کے مترادف ہے۔

فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے کہ خدا کے پاک گھروں کو جو خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنائے گئے تھے بتکدے بنایا جا رہا ہے، اور ان میں ہنومان اور گائے کی پوجا ہو رہی ہے۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا (البقرہ آیت ۱۱۴) وہ خدا جس نے بزرگ و برتر جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر دنیا میں توحید کو قائم کیا۔ جس کو دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں مٹا نہ سکیں وہ خدا اب بھی طاقت رکھتا ہے کہ اپنے پیارے دین کو ظالموں کی دستبرد سے بچا لے۔ اس وقت مسلمان قوم بے بسی اور مظلومیت کی حالت میں ہے۔ اور جب دنیا کی کوئی طاقت اس کی مدد نہیں کر سکتی خدا اس کی مدد کرے گا، وہ اس کی فریاد سنے گا اور اس کی آہ کبھی خالی نہیں جائے گی ؎

تیر آہ ما ز گردوں بگذرد جان عزیز
رحم کن بر جان خود پرہیز کن از تیر ما

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا اپریشن ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں ہو چکا ہے ......
...... احباب کرام ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ (باقی صفحہ کالم ...)

اخبار و افکار

صوبہ پرستی

مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان نے ۱۷ جولائی کو پاک پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے صوبہ پرستی کی مذمت کی اور کہا کہ "یہ لعنت ... ملک کی سلامتی کے لئے زبردست خطرہ ہے ہم اس وقت ہی مضبوط اور طاقتور قوم بن سکتے ہیں، جب ہم بلوچی، سندھی، بنگالی اور پنجابی نظریہ سے سوچنا چھوڑ دیں گے اور جو کچھ ... پاکستان کے نکتۂ نظر سے سوچیں گے"

... نظر سے سوچنے کے بجائے اگر اسلام کے نکتۂ نظر سے سوچا جائے تو شاید زیادہ موزوں ہوگا، کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے صوبہ اور ملک پرستی کی حدود کو توڑ کر تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک قوم بنا دیا، افسوس ہے کہ اسی مذہب کے نام لیوا آج پاکستان کے اندر صوبہ پرستی کی لعنت پیدا کرکے چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنانے کی فکر میں ہیں، جو فی الواقعہ پاکستان کی سلامتی کے لئے ایک زبردست خطرہ ہے، اس سلسلہ میں پشاور کے چند وکیل صاحبان کا یہ اقدام قابل ستائش ہے کہ انہوں نے ایک مشترکہ بیان میں اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ صوبائی حدبندیوں کو توڑ کر مغربی پاکستان کو ایک یونٹ میں تبدیل کر دیا جائے،

ہم اس مطالبہ کی پر زور تائید کرتے ہیں، فی الواقعہ جب تک صوبائی حدبندیوں کو توڑ کر سارے ملک کو ایک ہی نام سے نامزد نہ کیا جائے گا اس وقت تک صوبہ پرستی کی لعنت ذہنوں پر مسلط رہے گی۔

موجودہ تہذیب کا نمونہ

چند دن ہوئے لندن کی مرکزی فوجداری عدالت میں ایک ناول کے فحش ہونے کا مقدمہ پیش تھا، جسٹس سٹیل نے جن کے سامنے یہ مقدمہ تھا اس بنا پر اسے خارج کر دیا کہ:-

"آج جس دنیا میں ہم رہ رہے ہیں اس کے متعلق یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ اب زندگی کیا کروٹیں لے رہی ہے انسانی ذہن کس طرح کارفرما ہے .... اگر آج ہم یہ معلوم کرنا چاہیں کہ امریکہ، فرانس، جرمنی، یا کسی اور ملک کی زندگی کس ڈگر پر جا رہی ہے تو ہمیں وہاں کے ناول کا مطالعہ کرنا ہوگا اور شاید بعض لوگوں کے لئے اس ادب میں ایک راہ نمائی بھی ہو"

یعنے جسٹس سٹیل کے نزدیک ایک فحش ناول کی اشاعت اس لئے ضروری ہے کہ اس سے اس ملک کی زندگی کا حال معلوم ہوتا ہے جہاں سے وہ شائع ہوا، بالفاظ دیگر اس ناول کی فحاشی اور عریاں ادب اہل یورپ کے اخلاق و اشغال کا آئینہ ہے، اس لئے اس کی اشاعت ضروری ہے تاکہ دوسرے ممالک بھی اس سے واقف ہوں۔

یہیں تک بس نہیں ہسپانیہ کی ایک ثقافتی انجمن نے حکومت سے ایک قانون وضع کرنے کی درخواست کی ہے جس کے رو سے ہسپانیہ میں شادی پر کسی قسم کی آئینی پابندی نہ ہو، اور اگر کسی وجہ سے یہ قانون سارے ہسپانیہ میں قابل عمل نہ ہو تو کم از کم مذکورہ انجمن کے ارکان کو شادی بیاہ کی پابندی سے بالکل مستثنٰے قرار دیا جائے۔

یہ ہے آج کی تہذیب جس کو روشن خیالی کے زمانہ کی تہذیب کہا جاتا ہے، اسی قسم کی ایک تہذیب آج سے چودہ سو سال پہلے اہل عرب کے اندر پائی جاتی تھی جس کی فحاشی و عریاں ادب کا نمونہ دیوان حماسہ اور متنبی میں اب تک موجود ہے مگر آپ جانتے ہیں کہ اس تہذیب کا نام بعد میں آنیوالے روشن خیال طبقہ نے کیا رکھا؟ ——— "عرب کا زمانہ جاہلیت" معلوم نہیں موجودہ زمانہ کی فحاشی اور عریاں نگاری جس تہذیب کا نمونہ پیش کر رہی ہے اس کا کیا نام رکھا جائے گا۔

بڑھتی ہوئی بداخلاقی

ایک تازہ خبر ہے:-

"آک لینڈ ۱۴ جولائی - نیوزی لینڈ کی حکومت نے نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں میں بڑھتی ہوئی بداخلاقی کے اسباب کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی قائم کی ہے وزیر معاشرتی بہبود بیگمات مسز ہلڈ ... اس کمیٹی کی صدر مقرر کی گئی ہیں، یاد رہے حال ہی میں نیوزی لینڈ کے اخبارات میں معاشرتی اصلاح کے علمبرداروں اور اساتذہ نے شور مچایا تھا کہ نوجوان طبقہ کا اخلاق روز بروز گرتا جا رہا ہے اور وہ بہت چھوٹی عمر میں جنسی میلانات کا شکار ہونے لگ گئے ہیں، حال ہی میں آٹھ نوجوانوں کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک پندرہ سالہ لڑکی سے زبردستی بداخلاقی کی تھی"

شاید حکومت نیوزی لینڈ کی نظروں سے جسٹس سٹیل کا وہ فیصلہ ابھی نہیں گذرا جس میں فحاشی اور عریاں ادب کی اشاعت کو ناقابل اعتراض ٹھہرایا گیا ہے غور کیا جائے تو یہی وہ چیز ہے جو نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں میں بداخلاقی کو بڑھانے کا موجب ہے، جب تک اس قسم کا لٹریچر جو دنیا کے ہر حصہ میں بکثرت پھیلتا جا رہا ہے بند نہ کیا جائیگا بداخلاقی اور ناجائز جنسی میلانات بڑھتے چلے جائیں گے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ آج اسی لٹریچر کو روشن خیالی اور تہذیب کا بلند ترین نمونہ .... قرار دیا جا رہا ہے۔

مذہبی احساس کی تجدید اور ہمارا فرض

"انسان مذہب کی طرف واپس آ رہا ہے" کے عنوان سے ایک مقالہ اسی شبوع میں دوسری جگہ درج ہے، جس میں یورپ، امریکہ اور ترکیہ کے مذہبی رجحانات کا بالتفصیل جائزہ لیتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ آج سے چند سال پہلے مذہب کے متعلق جو لاپروائی اور نفرت کا جذبہ پایا جاتا تھا وہ اب مذہبی احساس کی تجدید کی صورت اختیار کر رہا ہے، حتیٰ کہ کمیونسٹ ممالک میں بھی حکومت کے جبر و تشدد کے باوجود مذہبی احساس مٹ نہیں سکا، اور مختلف شکلوں میں ترقی پذیر ہے، اس سے ظاہر ہے کہ مذہب کوئی ایسی معمولی چیز نہیں جو انسانوں کی اختراع ہو، بلکہ اس کے پیچھے خدائی طاقت ہے جس کو مٹانا یا اس پر غالب آنا انسان کے بس کی بات نہیں، مذہب کی چاشنی انسان کو گھٹی میں پلائی گئی ہے اور یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ مذہب اور خدا پرستی کا بیج اس میں پرورش پاتا رہے، اگر کسی وقت حوادث زمانہ سے اس کا نشو و نما رک بھی جائے تو بھی بیج باقی رہتا ہے جو حالات بدلنے پر پھر ابھرنے لگتا ہے انسانی فطرت کے اسی خاصہ کی طرف قرآن کریم نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے، الست بربکم قالوا بلیٰ اور اس لئے مقالہ نگار کی یہ رائے بالکل صحیح ہے کہ کمیونزم ختم ہو جائے گا مگر مذہب باقی رہیگا۔

بہرحال اب جبکہ انسان کا مذہبی احساس پھر ابھرنے لگا ہے ضرورت ہے کہ اسکو صحیح راہ پر لایا جائے، اور اس صراط مستقیم کی طرف اس کی رہنمائی کی جائے جو اسلام نے دنیا کی بہتری اور نجات کے لئے تجویز کیا ہے، صرف یہی ایک رستہ ہے جو انسان کو روحانیت و اخلاق کی بلندیوں پر پہنچا کر دنیا و آخرت میں کامیاب بنا سکتا ہے، ضرورت ہے کہ اس موقعہ پر اسلامی تعلیمات کو یورپ و امریکہ کی پیاسی دنیا تک پہنچانے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانیوں سے کام لیتے ہوئے اسلامی لٹریچر کو یورپ و امریکہ کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے، یہی حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا تقاضا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام کا سورج مغرب سے طلوع کرے گا اور یہی اس زمانہ کے مجدد کا حقیقی مشن ہے، پس وقت کے حالات سے فائدہ اٹھانا جماعت احمدیہ کا اولین فرض ہے کیا وہ اس فرض کو پہچانتے ہوئے ان مشنوں کی جو یورپ امریکہ میں احمدیہ نے قائم کر رکھے ہیں تقویت اور توسیع کی طرف متوجہ ہوگی؟

اخبار احمدیہ: بقیہ صفحہ ۳

—— گذشتہ اشاعت میں ملک محمد امین صاحب کی وفات کے تذکرہ میں یہ غلطی سے لکھا گیا کہ وہ مجلس معتمدین کے ممبر تھے ملک صاحب مرحوم انجمن کے مشیر قانونی تھے معتمدین کے ممبر نہ تھے۔

—— ملکوال سے محترم کرم الٰہی صاحب بھیڑی اپنی اہلیہ کے لئے جو دس ماہ سے بعارضہ کینسر بیمار ہیں اور ماہر ڈاکٹروں نے لاعلاج ...

اسلام اور ضبطِ تولید

مولانا آفتاب الدین احمد صاحب

ضبط تولید کے نظریہ کی بنیاد

جماعت کے بعض حلقوں سے فرمائش ہوئی ہے کہ میں ضبط تولید کے مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالوں، اس بارہ میں سب سے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ضبط تولید کی موجودہ تحریک کی نظریاتی بنیاد جس شخص نے رکھی ہے۔ اس کا نام "میلتھس" ہے۔ یہ ایک انگریز ہے اور اس کا نظریہ یہ ہے۔ کہ زمین کی پیداوار اگر ترقی پذیر بھی ہو تو بھی ایک دو تین کے تناسب سے ہو سکتی ہے۔ مگر انسان کی اولاد ایک دو چار آٹھ کے تناسب سے بڑھ رہی ہے۔ اس لئے اگر انسان اپنی تدبیر سے اپنی اولاد کی تعداد کو کم رکھنے کی کوشش نہ کرے تو ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ زمین کا محدود رقبہ اور اس کی قوت روئیدگی انسانی آبادی کو کفایت نہ کرے گی یا یوں کہئے کہ غذا کے ناکافی ہونے کے علاوہ روئے زمین پر بڑھتی ہوئی نسل انسانی کے لئے رہائش کی بھی گنجائش نہ رہے گی۔ اس تعداد کو اگر انسان اپنی طرف سے کم نہ کرے تو لازماً کسی اور طرح سے اس کو کم ہونا پڑے گا ایک تو قدرت اس کو کم کر سکتی ہے۔ جیسا کہ وبا وغیرہ کے پھیلنے سے ہوتا ہے۔ اور یا پھر انسان آپس میں لڑ کر قتل مقاتلہ کے ذریعے اس تعداد کو کم کرنے پر مجبور ہو گا۔ یہ فلسفہ تعلیمی درسگاہوں سے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلایا جا رہا ہے اور اسی کی آڑ لیکر ہمارے علم طب کے ماہرین ضبط تولید کے بیشمار مصنوعی طریقے ایجاد کر کے گھر گھر پہنچا رہے ہیں۔

فلسفۂ ضبطِ تولید کا اثر

یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ فیصدی کتنے آدمی ایسے ہیں۔ جو واقعی بنی نوع انسان کے اجتماعی مستقبل کو سوچ کر اپنی اولاد کی تعداد کو کم کرنے کی غرض سے ان تدابیر کو استعمال کر رہے ہیں۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ دور کا ہر ایک متمدن آدمی اپنی اقتصادی حالت کو مدنظر رکھ کر، اور خدا کی رزاقیت پر پورا بھروسہ کرنے کی قوت اپنے اندر نہ پا کر ہر گھر میں ضبط تولید کی تدابیر کی کوشش ضرور کرتا ہے اور اس کے لئے ضروری دوائیں رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے ڈاکٹر میلتھس کا نظریہ کافی کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اور معاش کے ناکافی ہونے کا خیال ہر ایک متمدن انسان کے دل میں اس نظریہ سے پیدا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے وہ اولاد کی پیدائش میں کمی کرنے کے ذرائع بیدریغ استعمال کرتا ہے۔

قرآن کریم میں اس فلسفہ کی تردید

قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ اس نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اس خیال کی تردید کر دی تھی، اور بڑے زور سے یہ اعلان کیا تھا کہ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق یعنی اپنی اولاد کو غربت اور مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو۔ اور دوسری جگہ فرمایا ولا تقتلوا اولادکم من املاق یعنی اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل مت کرو۔ (الانعام آیت ۱۵۲)۔ میلتھس صاحب کے فدائی مسلمان فرماتے ہیں۔ کہ ضبط تولید کو قتل اولاد کہنا ظلم ہے مگر ان کا ایسا کہنا قرآن کے مشکلات ناواقفیت پر مبنی ہے۔ حضرت امیر مرحوم نے مسئلہ ارتداد پر آیت قرآنی لا اکراہ فی الدین کو چسپاں کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اگر جبر سے اسلام میں داخل کرنا اس آیت کے خلاف پڑتا ہے۔ تو موت کا خوف دلا کر کسی کو اسلام کے اندر رکھنا بھی اس کے خلاف ہے۔ یہ ہے قیاس کا استعمال۔ مسئلہ ضبط تولید پر اگر قرآن سے کوئی روشنی پڑ سکتی ہے۔ تو وہ محولہ بالا آیتوں سے ہی پڑ سکتی ہے۔ اور ان دونوں آیتوں کا مضمون صاف بتاتا ہے کہ اہل عرب کا لڑکیوں کو قتل کرنا اور موجودہ زمانہ میں اولاد کی پیدائش کو روکنا دونوں کا مقصد ایک ہی ہے، جس کو قرآن کریم نے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے اور وہ ہے املاق یا خشیۃ املاق یعنی افلاس یا افلاس کا خوف اور اس کے جواب میں قرآن کریم نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں بھی اس معاشی خوف کی تردید ہے۔ چنانچہ ایک جگہ جہاں افلاس کا خوف ہے وہاں فرمایا نحن نرزقھم وایاکم یعنی ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی دیتے ہیں۔ اور دوسری جگہ جہاں افلاس موجود ہے وہاں یہ الفاظ استعمال کئے نحن نرزقکم وایاھم یعنی ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور دیں گے اور ان کو بھی۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دونوں آیات ضبط تولید کی بھی اسی طرح تردید کرتی ہیں جیسے زندہ اولاد کو مارنے کی۔

ضبط تولید حدیث میں

اس زمانہ میں یہ مسئلہ کتنا ہی جدید نظر آئے مگر اسلام کے لئے یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ بانی اسلام صلعم کے زمانہ میں بھی متعدد دفعہ آپ کے سامنے پیش ہوا اور آپ نے اس پر اپنا فیصلہ بھی دیا۔ اس زمانے میں یہ مسئلہ عزل کی صورت میں زیر بحث آیا۔ اس کے متعلق مختلف حدیثیں پائی جاتی ہیں، ایک حدیث ہے:-

عن جدامۃ بنت وھب ... ثم سألوہ عن العزل فقال رسول اللہ صلعم ذالک الواد الخفی وھی اذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت - یعنی آپ نے اس کو بھی قتل اولاد اور قرآن کریم کے ایک صریح حکم کے خلاف قرار دیا جس میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کو جرم قرار دیا گیا ہے۔

مفلسی کے علاوہ ضبط تولید کی دوسری وجوہ

بعض حدیثوں میں کچھ نرمی بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ:-

عن عمر ابن خطاب قال نھی رسول اللہ صلعم ان یعزل عن الحرۃ الا باذنھا

یعنی عمر ابن خطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے آزاد عورت سے عزل سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ عورت کی اجازت سے ہو۔ (ابن ماجہ)

اس یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ضبط تولید کو مطلقاً حرام نہیں قرار دیا جیسا کہ قرآن کے الفاظ سے بھی اس کی قطعی حرمت نہیں نظر آتی ہے، کیونکہ وہاں صرف اس مسئلہ کی اس شق کو لیا ہے، جس کا تعلق املاق یا خشیۃ املاق سے ہے، یعنی جس کی بنیاد معاشی ہے۔ خدائے علیم سے یہ بات پوشیدہ نہ تھی۔ کہ کسی اور بنا پر بھی انسان کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

حکمائے اسلام اور ضبطِ تولید

حکمائے اسلام نے قرآن وحدیث کے ان اشارات کو خوب سمجھا تھا۔ اور بعض حالات میں طبی لحاظ سے اس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے آج سے ایک ہزار سال پہلے اس کے لئے ضروری ہدایات اور تدابیر قلمبند کر دی تھیں، چنانچہ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے حکیم علی ابن العباس فرماتے ہیں:-

"اگرچہ ہم ان ادویات کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے جو مانع حمل ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے یہ خطرہ ہے کہ بری خصلت کی عورتیں اس کو اپنے ناپاک مطلب کے لئے استعمال کریں گی۔ تاہم بعض حالات میں ہمیں خود مجبور ہو کر ایسی ادویات ایسی عورتوں کو دینی پڑتی ہیں۔ جن کے پیڑو تنگ ہوتے ہیں۔ یا جن کو ایسی امراض لاحق ہوتی ہیں جن سے ان کے حمل اور زچگی ان کی زندگی کے لئے مہلک ثابت ہو سکتی ہیں۔ والا اطباء کو ہرگز ان ادویات کو استعمال نہیں کرنا چاہیئے جن سے حمل رک جائے یا حیض جاری ہو جائے۔ نہ ہی ہمیں ایسا نسخہ استعمال کرنا چاہیئے کہ جس سے مردہ جنین نکل آئے۔ جب تک کہ ہمیں کلیتاً یقین نہ ہو جائے کہ جنین فی الواقعہ رحم کے اندر مر چکا ہے ورنہ ہم دانستہ جنین کی موت اور جرم اسقاط حمل کے مرتکب ہوں گے" (دیکھو ڈاکٹر ابن خیراللہ کی کتاب "آؤٹ لائن آف دی کنٹری بیوشن ٹو میڈیسن")

بہرحال اتنا کہدینا فی الحال کافی ہے، کہ حکماء اور اطباء اسلام کے نزدیک اس کی طبی ضرورت ہمیشہ مسلم رہی، مگر انہوں نے اتنی احتیاط ضروری سمجھی کہ اس کو فن طب کے ایک راز کے طور پر عوام الناس کے علم سے دور رکھا۔ اور یہی مناسب طریقہ تھا۔

موجودہ زمانہ کی غالب روش

موجودہ زمانے میں عیسائی مزاج نے جہاں زندگی کے اور شعبوں میں غلو سے کام لیا ہے، اس مسئلہ میں بھی بہت غالیانہ روش اختیار کی ہے، اور معاشیات کے نظریہ کا لحاظ لیتے ہوئے اس علم کو اتنا عام کر دیا کہ دنیا کی معاشی حالت سدھرے یا نہ سدھرے انسانی معاشرت کے شعبہ جنسیات میں اس کے ذریعہ اتنا گند پھیلا ہے کہ اس کا تصور بھی ایک شریف آدمی کے لئے مشکل ہے۔

معاشی نظریہ کی غیر معقولیت

موجودہ دور کا یہ ... معاشی نظریہ اور اس سے متعلق

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۱

احمدیت کا نظریہ جہاد

سورۂ توبہ کی "آیت السیف" کا صحیح مفہوم

{ مُرتضیٰ خان حسن }

تحقیقاتی عدالت میں مسئلہ جہاد بھی زیر بحث آیا۔ احمدیت کے نظریہ جہاد کی تردید میں فریق مخالف نے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید کی ابتدائی وحی میں تو بیشک یہی حکم پایا جاتا ہے کہ جب تک غنیم حملہ آور نہ ہو اس کے خلاف جنگ نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا سے ظاہر ہے، مگر سورہ توبہ نے سابقہ احکام جنگ کو منسوخ کر دیا ہے اور سورہ مذکور کی آیت ۵ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم جو مسلمہ طور پر "آیت السیف" کہلاتی ہے کی رُو سے تمام مشرکین سے بلا استثناء قتال فرض ہے خواہ وہ حملہ کرنے میں تقدم کریں یا نہ کریں۔ بنابریں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالی جائے اور جہاد کے متعلق جو آیت السیف پیش کی جاتی ہے اس کی صحیح صحیح تفسیر بیان کی جائے تاکہ احمدی نظریہ جہاد کے متعلق کوئی غلط فہمی باقی نہ رہ جائے۔

ناسخ و منسوخ کا نظریہ

اس باب میں سب سے پہلی بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کا نظریہ ایک غلط نظریہ ہے۔ ہمارے سلسلہ کے لٹریچر میں بدلائل ثابت کر دیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں نہ کوئی آیت ناسخ ہے اور نہ کوئی منسوخ اور اگرچہ قرون وسطی میں منسوخ آیات کی تعداد . . . تک پہنچا دی گئی تھی تحدید میں کم کرتے کرتے صرف پانچ آیات کے متعلق حتمی فتوے صادر کیا گیا کہ یہ لازماً منسوخ ہیں، حتیٰ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ایسے فاضل بزرگ نے بھی ان کو منسوخ قرار دیا۔ مگر ہم نے ان پانچ آیات میں بھی تطبیق کر کے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی منسوخ نہیں۔

احمدیت کی چھوٹی سی خدمت

بالبداہت قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ماننے سے اس کامل کتاب میں اختلاف لازم آتا ہے اور بحکم لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً قرآن مجید کے من عند غیر اللہ ہونے پر دلیل قائم ہوتی ہے اور اس دلیل سے کام لیکر عیسائی اور دوسرے مخالفین اسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید میں اختلاف ہے اس لئے قرآن مجید اپنے ہی اصول کے مطابق اللہ کی کتاب نہیں ٹھہر سکتا۔ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ مان کر ہم اسلام کی خدمت بجا نہیں لاتے بلکہ دشمنان اسلام کے ہاتھ مضبوط کرتے ہیں۔ یہ اس بدنام فرقہ احمدیہ کی ایک چھوٹی سی خدمت ہے جس نے محکم دلائل سے ثابت کر دیا کہ قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں لہذا من عند اللہ ہونے کا اس پر کوئی الزام وارد نہیں ہوتا۔ ناسخ و منسوخ پر مفصل بحث کا یہ موقعہ نہیں۔

تمام مشرکین کو قتل کرنے کا حکم نہیں

سردست ہم محض اس قدر عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ قتال کے متعلق جس قدر احکام ہیں ان میں ناسخ و منسوخ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اگرچہ بڑی شد و مد سے دعوے کیا گیا ہے کہ سورۂ توبہ کی وحی نے سابقہ احکام پر جن میں محض دفاعی جنگوں کی اجازت ہے خط نسخ کھینچتے ہوئے، بلا امتیاز اور بلا استثناء سب مشرکین سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس سورۃ پر ایک معمولی نظر ڈالنے سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ اس کی رو سے سابقہ احکام جنگ میں سرمو تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے یا ان کو قتل کرنے کا حکم تو بیشک اس میں ہے مگر تمام مشرکین سے جنگ کرنے کا حکم اس میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔

صرف عہد شکنی کرنیوالے حملہ آوروں سے قتال کا حکم

چنانچہ اس سورۃ کی پہلی آیت ہی ظاہر کر رہی ہے کہ بیزاری یا علیحدگی کا اعلان صرف انہی مشرکین کے متعلق ہے جن سے پہلے مسلمانوں کے معاہدات ہوئے اور پھر انہوں نے ان معاہدات کو توڑ ڈالا۔ چنانچہ فرمایا براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین۔ پھر ان مشرکین میں سے ایک گروہ کو مستثنیٰ کر دیا جیسا کہ آیت ۴ میں فرمایا الا الذین عاھدتم ثم لم ینقصوکم شیئاً ولم یظاھروا علیکم احداً فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم یعنی اس حکم سے وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں جنھوں نے مسلمانوں سے عہد شکنی نہیں کی اور نہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کسی دشمن کی مدد کی۔ اس آیت سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ مشرکین میں ایسے قبائل بھی تھے جو مسلمانوں سے دوستی کا عہد رکھتے تھے۔ اور اس بناء پر ان سے جنگ کی اجازت نہ تھی۔ جنگ کی اجازت یا جنگ کا حکم انہی کے متعلق دیا گیا جو عہد شکنی کے مرتکب ہوئے۔ اور جنہوں نے پیش دستی کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا یا حملہ آوروں کی مدد کی۔ اندریں صورت یہ دعوے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ سورۃ توبہ میں بلا استثناء تمام مشرکین سے قتال کا حکم پایا جاتا ہے۔ فتفکر ثم فکر۔

پناہ طلب کرنیوالے مشرکین کی حفاظت کا حکم

پھر ایک دوسری بات جو قابل غور ہے یہ ہے کہ "آیت السیف" سے اگلی آیت میں ہی اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے کہ ان مشرکین میں سے اگر کوئی تم سے پناہ مانگے اور اسلام کے متعلق تحقیق کرنا چاہے تو اس کو ضرور پناہ دو اور پھر اس کو بحفاظت تمام اس کے گھر پہنچا دو۔ اور اگر وہ ایمان نہ بھی لائے تو بھی اس سے کچھ تعرض نہ کرو چنانچہ آیت کے اصل الفاظ یہ ہیں:- وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ (۶/۹) "اور اگر ان مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دو"۔

ظاہر ہے کہ پناہ کی ضرورت انہی مشرکین کو تھی جو دشمن قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ دوسرے قبائل جن سے مسلمانوں کی دوستی کے عہد و پیمان تھے ان کو پناہ مانگنے کی ضرورت ہی نہ تھی، کیونکہ وہ تو پہلے ہی پناہ میں تھے۔ اس سے صاف طور پر نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ دشمن قوم کے مشرکوں کے لئے بھی حکم تھا کہ پناہ مانگنے پر ان کو پناہ دی جائے اور پھر حفاظت کے ساتھ ان کے قبیلہ میں ان کو پہنچا دیا جائے اور ان کو کچھ گزند نہ پہنچائی جائے۔ اور نہ ہی قبول اسلام کے لئے ان کو مجبور کیا جائے غرض سورہ توبہ میں ہرگز مذکور نہیں کہ تمام مشرکین سے بلا استثناء جنگ کی جائے۔ جن قبائل سے جنگ کا حکم دیا گیا تھا وہ وہی قبائل تھے جو عہد شکنی کے مرتکب ہوتے تھے اور جو مسلمانوں پر حملہ کرنے میں پیش پیش تھے۔

ابتداءً حملہ کرنیوالوں کے خلاف جنگ کا حکم

جیسا کہ سورہ توبہ کی آیت ۸ سے ظاہر ہوتا ہے۔ وان یظھروا علیکم لا یرقبوا فیکم الاً ولا ذمۃ اور اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو تمہارا کچھ لحاظ نہ کریں نہ ناطے کا اور نہ ہی عہد و پیمان کا۔

پھر آیت ۱۳ میں ارشاد ہوتا ہے:- الا تقاتلون قوماً نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ "تم کیوں ان لوگوں کے خلاف جنگ نہ کرو جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکال دینے کا قصد کیا اور انہوں نے پہلے تمہارے ساتھ ابتدا کی"۔ پس یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سورہ توبہ میں ہرگز یہ حکم نہیں ہے کہ تمام مشرکین سے جنگ کی جائے بلکہ اس میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے کہ محض ان لوگوں سے جنگ کی جائے جو پہلے حملہ کریں اور یہی وہ شرط ہے جو سورہ بقرہ کی ابتدائی وحی وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا میں ہے۔ یعنے اللہ کے رستہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں) اور زیادتی نہ کرو۔ پس یہ کسی صورت میں صحیح نہیں کہ سورۃ توبہ نے سابقہ احکام کو منسوخ کر دیا تھا۔ اور تمام مشرکین سے بلا استثناء جنگ کرنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔

بد امنی اور انتشار پھیلانیوالوں کا سدباب

اصل بات یہ ہے کہ اگرچہ اس وقت تک مکہ فتح ہو چکا تھا اور قریش کلیۃً مغلوب و مفتوح ہو چکے تھے۔ تاہم عرب کی دوسری بُت پرست اقوام مسلمانوں کے لئے تکلیف کا موجب بن رہی تھیں۔ یہ بدعہد لوگ آج مسلمانوں سے عہد کرتے اور دوسرے دن توڑ دیتے اور جہاں کہیں موقعہ پاتے مسلمانوں پر حملہ کر دیتے، یہ لوگ ملک میں بد امنی اور انتشار کا موجب بنے ہوئے تھے، اسلام امن و امان

اور ایک عالمگیر صلح قائم کرنا چاہتا تھا، مگر یہ لوگ اس رستہ میں رخنہ اندازی کرتے تھے اس لئے ضرورت تھی کہ ایسے لوگوں کا کچھ انتظام کیا جاتا۔ اور ان کے نقض امن کے منصوبوں اور خلاف اسلام تدبیروں کا سد باب کیا جاتا۔

سورۂ توبہ کے اعلان کی اصل وجہ

چنانچہ نویں سال ہجری میں حج کے موقعہ پر مجمع عام میں سورۂ توبہ کی پہلی چند آیات کا اعلان کیا گیا جن میں ان اقوام سے قطع تعلق اور حرمت کے چار مہینے گذر جانے کے بعد جنگ کرنے کا حکم تھا۔ مگر جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں یہ حکم محض انہیں مشرکین کے متعلق تھا جنہوں نے بار بار عہد توڑے تھے۔ اور بار بار مسلمانوں کو دھوکہ دیا تھا، اور جب کبھی موقعہ ملتا ان پر حملہ کرنا اپنا وطیرہ بنا رکھا تھا۔ لیکن ایسے تمام مشرکین جو اپنے عہد پر قائم رہے ہوں، اور جنہوں نے دشمن کے ساتھ کوئی سازباز نہ کی ہو، نیز ایسے مشرکین جو پناہ کے جویاں ہوں اس اعلان جنگ سے مستثنیٰ تھے۔ جیسا کہ ہم بحوالہ آیات اوپر دکھا آئے ہیں۔ یہ بات بالبداہت غلط ہے کہ محض ان کے کفر کی وجہ سے ان کے خلاف جنگ کا حکم دیا گیا تھا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ کا استثنا خود ثابت کر رہا ہے کہ مشرکین سے قطع تعلق اور اعلانِ جنگ کا اصل باعث ان کی عہد شکنی ہے اور جہاں عہد شکنی نہیں ہوئی ان کے ساتھ کسی جنگ کا حکم نہیں بلکہ اُن کے ساتھ عہد پورا کرنے کا حکم ہے۔ گویا سورہ توبہ کے اعلان کی اصل وجہ مشرکین کا شرک و کفر نہیں بلکہ ان کی متواتر عہد شکنی اور فریب دہی اور مسلمانوں پر پہل کر کے حملہ کرنا ہے۔ اور یہی مفہوم ان احکام کا ہے جو سورہ توبہ سے پہلے کی وحی میں جنگ کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ محض کفر یا شرک کی وجہ سے کسی کو قتل کرنے کا حکم نہ پہلی وحی میں پایا جاتا ہے اور نہ کسی بعد کی وحی میں فتفکر ثم فکر۔

"آیت السیف" کا غلط مفہوم

اب ہم خاص "آیت السیف" کو لیتے ہیں۔ جو اس سورہ توبہ کی پانچویں آیت ہے اور جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کی رُو سے تمام مشرکین اور تمام غیر مسلم اقوام سے جنگ کرنا لازمی ہے۔ خواہ وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوں یا نہ ہوں، یعنے محض ان کے کفر کی وجہ سے اُن سے جنگ کرنا اور ان کو قتل کرنا ضروری ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہی اسلام کا جہاد ہے جو مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے۔

یہ عقیدہ آیت کا غلط مفہوم لینے کا نتیجہ ہے۔ اور اس غلطی کی اصل وجہ یہ ہے کہ متن قرآن کے سیاق و سباق کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس آیت کے الفاظ یہ ہیں فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ، پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

آیت السیف کا مفہوم سابقہ آیات میں

یہ ہے آیت السیف جس کی رُو سے خصوصیت کے ساتھ سابقہ احکامِ جنگ کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن مقام غور ہے کہ اسی طرح کے الفاظ ابتدائی وحی میں بھی موجود ہیں چنانچہ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱ میں یہ الفاظ آتے ہیں:۔

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ (۲/۱۹۱)

یعنی ان کفار کو جہاں کہیں پاؤ قتل کرو۔

اس آیت سے پہلی آیت میں ہے:۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (۲/۱۹۰) یعنے ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ پس ظاہر ہے کہ اُقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ میں کفار مراد ہیں جو مسلمانوں سے جنگ کرنے میں سبقت کرتے ہیں لا غیر اور یہ فریق ثانی کو بھی مسلم ہے۔

"آیت السیف" کا سیاق و سباق

مگر آیت السیف کے سیاق و سباق سے بھی تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کا حکم محض ان مشرکوں کے متعلق ہے جو کرّات مرّات معاہدات توڑ کر مسلمانوں پر حملہ کرنے میں پہل کرتے ہیں۔ سب مشرکین کے خلاف بلا استثنا جنگ کرنے کا حکم یہاں بھی نہیں ہے فاین الاختلاف۔ آیت السیف سے پہلی آیت اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا الخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ایسے مشرکین سے ہرگز جنگ کی اجازت نہیں جو معاہدات کی پابندی کرتے ہیں اور وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں، جنگ کی اجازت یا حکم محض ان مشرکین کے متعلق ہے جنہوں نے معاہدات توڑ کر مسلمانوں پر حملہ کیا جیسا کہ سورۂ انفال آیت ۵۶ میں ہے:۔

اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ (۸/۵۶)

"وہ جن سے تو عہد کرتا ہے پھر وہ اپنا عہد ہر بار توڑ ڈالتے ہیں اور وہ خلاف ورزی عہد سے نہیں بچتے"۔

اب "آیت السیف" کے بعد کی آیت وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ الخ کو لیجئے اس آیت کی رُو سے ان مشرکین سے بھی جنگ کی اجازت نہیں جو مسلمانوں سے پناہ کے ملتجی ہوں، جیسا کہ ہم اوپر بالتفصیل بیان کر آئے ہیں۔ پھر سورہ توبہ کی تیرھویں آیت نے تو معاملہ بالکل صاف کر دیا ہے کہ یہ حکم قتال محض ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے معاہدات کی خلاف ورزی کی اور رسول صلعم کے اخراج کا ارادہ کیا اور سبقت کر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے، چنانچہ آیت کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (۹/۱۳) یعنے تم کیوں ان لوگوں کے ساتھ جنگ نہ کرو جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور رسول کے نکال دینے کا قصد کیا اور انہوں نے پہلے تمہارے ساتھ ابتدا کی۔

پس آیت السیف کے سیاق و سباق سے ثابت ہے کہ اس آیت میں صرف انہی مشرکوں سے جنگ کا حکم ہے جنہوں نے عہد و پیمان کو توڑا اور جنہوں نے حملہ کرنے میں سبقت کی۔ پس تشریحات بالا کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہوتا ہے کہ آیت السیف کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ تمام مشرک قوموں کو جو دنیا کے کسی حصہ میں آباد ہوں تہ تیغ کر دیا جائے یا کفار کی طرف سے بغیر کسی سبقت کے ان کے خلاف میدان کارزار گرم کر دیا جائے۔ قرآن مجید کی تعلیم سے یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو محض دفاعی طور پر تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ تاکہ وہ اپنی قومی ہستی کو قائم رکھ سکیں۔ محض کفر کی وجہ سے کسی قوم کے خلاف تلوار اٹھانا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

جہاد کے متعلق احمدیت کا نظریہ

اگر اہل علم غور کریں گے تو ان پر منکشف ہو جائے گا کہ جہاد کے متعلق جو نظریہ احمدیت نے پیش کیا ہے وہی صحیح ہے پہلے فقہاء کے اجتہاد کا سہارا لے کر "آیت السیف" کا ایسا مفہوم لینا جو قرآن مجید کے دوسرے مقامات کے صریح خلاف ہے۔ صحیح مسلک نہیں۔ یہ فقہاء بھی آخر انسان تھے۔ ان کے اجتہاد میں بھی غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ اسلام پہلے ہی بدنام ہے کہ اس میں جبر کی تعلیم پائی جاتی ہے اور اس کی اشاعت تلوار کی منت پذیر ہے۔ اس داغ سے اسلام کے خوبصورت چہرہ کو پاک و صاف کرنا چاہیئے نہ کہ اس کو زیادہ داغدار بنانا۔ فتفکر ثم فکر ایھا الاخی!

انسان مذہب کی طرف واپس آ رہا ہے

حال ہی میں یہ رائے پیش کی گئی ہے کہ اس وقت دنیا میں جو مذہبی احساس کروٹیں لے رہا ہے اس کی وجہ سے موجودہ صدی میں نہایت اہم واقعات رونما ہو سکتے ہیں، ٹیبلٹ ٹائمز کے مختلف نامہ نگاروں نے جو دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں حال ہی میں ایک جائزہ مرتب کیا ہے، اس جائزے سے جو مواد فراہم کیا گیا ہے اس سے جہاں اس خیال کو تقویت پہنچتی ہے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ انسان کا خدا پر ایمان بہت پختہ ہے۔ اور وہ مذہب کے ذریعہ روحانی اطمینان حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

بہت سے لوگوں کی رائے ہے کہ زمانہ مابعد جنگ کی پریشانی اور بے اطمینانی مذہبی احساس کی اس تجدید کا باعث بنی لیکن بہت سے مذہبی رہنما یہ خیال کرتے ہیں کہ پریشانی اور بے اطمینانی ہی اس کا واحد سبب نہیں ہے، ان کے نقطہ نظر کے مطابق لوگوں کی سمجھ میں یہ بات اب آ چلی ہے کہ خارجی ذہن میں جو کچھ واقعات گزرتے ہیں وہ بڑی حد تک ہماری داخلی واردات کا نتیجہ ہوتے ہیں اور یہ کہ روحانی علم اور تجربے کی جستجو ایک بہتر دنیا کی تعمیر کی وجہ بنے گی۔

آزاد دنیا اور کمیونسٹوں کی تابع دنیا کے درمیان خاص فرق ہے۔ آزاد دنیا میں لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق عبادت کرنے کا حق حاصل ہے۔ کمیونسٹوں کی تابع دنیا میں مذہب کی تمام صورتوں کو تہس نہس کرنے کی بڑی کوشش کی گئی ہے۔ آزاد دنیا میں تو بعض اوقات لوگ مسجدوں، مندروں اور گرجاؤں میں جانے کا تکلف نہیں کرتے، لیکن پھر بھی خدا کے ساتھ ایک رشتہ محسوس کرتے ہیں، اور آج کل اس رسمی وابستگی کے اظہار میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ برطانیہ میں مذہب کے متعلق طرز عمل میں بڑی معنی خیز تبدیلی آئی ہے، یہ تبدیلی دانشوروں اور نوجوانوں میں زیادہ نظر آتی ہے جنہوں نے بڑی سنجیدگی اور گہرائی سے اس موضوع پر سوچنا شروع کیا ہے۔ دینیات کو نئے انداز سے پرکھا جا رہا ہے اور انجیل کو انتقادی نظر سے دیکھنے کا شوق

(باقی بر صفحہ کالم اوّل)

ووکنگ سے کراچی تک

[شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے]

(۶)

ڈین ہیگ میں

جب میں ہیگ سٹیشن پر اترا تو اسٹیشن پر کوئی صاحب بھی لینے کے لئے نہیں آئے تھے۔ پانچ منٹ تک اپنے سوٹ کیس کو پلیٹ فارم پر رکھ کر میں منتظر رہا۔ ڈچ خاتون نے اس پر کچھ افسوس کا اظہار کیا۔ بوڑھے کی کھانسی کی آواز اب تک آ رہی تھی۔ اور وہ ڈان ژوان قسم کا نوجوان کتاب بند کئے اس ڈچ لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس نے سامان رکھواتے وقت اس کی رضاکارانہ پیشکش کو قبول نہ کیا تھا۔ اور جو اب ایک ڈچ رسالہ پڑھنے میں مستغرق تھی۔ اور وہ سگرٹ نوش انسان کمپارٹمنٹ سے باہر کھڑا دھوئیں کے بادل اڑا رہا تھا۔ گاڑی چل پڑی تو میں اپنے سوٹ کیس کو گھسیٹتا ہوا پلیٹ فارم سے باہر لے آیا۔ وہاں کرنسی تبدیل کرائی۔ سکہ کا نام گلڈر تھا۔ ساڑھے دس گلڈر کا ایک پونڈ بنتا تھا۔ ایک گلڈر میں سو سنٹ CENT ہوتے تھے، بس یوں سمجھ لیجئے ایک گلڈر چودہ آنے کے برابر تھا۔

ٹیکسی لیکر میں مولوی غلام احمد بشیر صاحب کے قیام گاہ تک پہنچا ٹیکسی کے نرخ میں اس سے قبل ہی اس ڈچ خاتون سے پوچھ چکا تھا اس لئے جب ٹیکسی والے نے مجھے اڑھائی گلڈر بتائے تو میں نے چپ چاپ کو پھونک پھونک کر پینا قبول سمجھا۔ اور سامان رکھ کر فوراً اس میں بیٹھ گیا۔ لیکن یوزنسلان میں پہنچکر معلوم ہوا کہ بشیر صاحب وہاں نہیں ہیں تھے خیر ایک صاحب نے ان کا تازہ پتہ لکھ کر دے دیا، جس کی تلاش میں مجھے کوئی دقت محسوس نہ ہوئی۔

ہیگ میں قادیانی جماعت کا مشن

میرے ہالینڈ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، جانے کا ایک محرک یہ تھا کہ وہاں جو اسلامی مشن کام کر رہے ہیں ان کے متعلق کچھ معلومات حاصل کر سکوں، ان کے اور اپنے طریق کار کا موازنہ کر سکوں، اور لاہور پہنچکر اراکین انجمن کی خدمت میں اپنے تاثرات پیش کر سکوں۔ اس قسم کی ایک رپورٹ میں مولانا محمد یعقوب خاں صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ارشاد پر انجمن میں بھیج بھی چکا ہوں جس کا اعادہ بیجا طوالت کا باعث ہوگا، بہرحال چند ضروری امور درج کئے دیتا ہوں:-

دوسری جنگ عظیم کے بعد ہی ہماری اور قادیانی جماعت کی طرف سے یورپ اور امریکہ میں مشن کھولنے کے عزائم ظاہر کئے گئے۔ ہم نے ایک مشن سان فرانسسکو میں قائم کیا، اور دو پرانے مشنوں برلن اور ووکنگ کی از سر نو تنظیم کی۔

قادیانی جماعت کی طرف سے کوئی درجن بھر مبلغ انگلستان روانہ ہوئے، اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد یورپ کے مختلف ممالک میں پھیل گئے۔ اس وقت مغربی دنیا میں ان کے مبلغ ہالینڈ، جرمنی، سپین اور سوئٹزرلینڈ میں کام کر رہے ہیں۔ سب ہی پڑھے لکھے مخلص نوجوان ہیں اور سات آٹھ سال ان ممالک میں رہنے سے مغربی زبانوں سے بھی کماحقہ واقف ہو چکے ہیں، اور ان میں تحریر و تقریر کی کافی مہارت پیدا کر چکے ہیں، غیر قادیانی جماعت کے پاس کارکنوں کی تو پہلے ہی کمی نہیں تھی لیکن ان کے پاس مغربی زبانوں میں کوئی خاص لٹریچر نہیں تھا۔ انگریزی زبان میں زیادہ تر ہمارے لٹریچر سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ لیکن اب وہ بات نہیں رہی۔ ان کی گزشتہ دس سال کی سعی کا ثمر ظاہر ہو رہا ہے۔ ڈچ، جرمن اور انگریزی زبان میں ان کے پاس اچھا خاصا لٹریچر موجود ہے۔

حال ہی میں ہیگ مشن کی طرف سے قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ مع متن شائع ہوا ہے۔ لکھائی چھپائی نفیس اور دیدہ زیب ہے، ہمیں بعض مسائل کی تشریح اور مطالب سے اختلاف ہو لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک ٹھوس کام ہے جو ان کی طرف سے ظہور میں آیا ہے۔ اس کی اشاعت بڑے وسیع پیمانہ پر کی جا رہی ہے اور لائبریریوں اور اعلیٰ ڈچ عہدیداروں کو اس کے نسخہ جات پیش کئے جا رہے ہیں۔ ہمارا ڈچ ترجمہ دت ہوئی نایاب ہو چکا ہے، اس وقت مارکیٹ میں قادیانی جماعت کا ہی ترجمہ ہے جس سے ڈچ عوام قرآن سے روشناس ہو سکتے ہیں۔ اس ترجمہ کے علاوہ ان کے پاس کچھ اور لٹریچر بھی ہے۔

مولوی غلام احمد صاحب بشیر پنجاب کے رہنے والے ہیں، ان کے ساتھ انڈونیشیا کے مولوی ابوبکر ایوب صاحب بھی کام کر رہے ہیں، جو انڈونیشی، عربی، اور ڈچ زبان میں اچھی دسترس رکھتے ہیں، ترجمہ و تصنیف کے کام کے علاوہ انہوں نے ڈچ نو مسلمین کی تربیت بھی اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ انہیں ناظرہ قرآن اور عربی پڑھاتے ہیں اور نماز وغیرہ کے احکام بھی سکھاتے ہیں۔

ہیگ میں قادیانی جماعت کی کوشش سے دس بارہ افراد اسلام قبول کر چکے ہیں، اپنے فلیٹ میں انہوں نے نماز جمعہ کا انتظام کر رکھا ہے۔ کاسے گا سے ہیگ ایمسٹرڈم روٹرڈم میں وہ پبلک میٹنگوں کا انتظام بھی کرتے ہیں، نیز مہینے میں ایک دو بار انہیں دوسری سوسائٹیاں بھی اپنے ہاں لیکچر کے لئے دعوت دیتی ہیں۔ اور یہ لوگ اپنی ہمت اور سمجھ کے مطابق اسلام کا پیغام ڈچ لوگوں کو دیئے جاتے ہیں۔ اوگر کلان ہم وہ ہے جہاں ان کا مشن کا دفتر ہے چند منٹ کے فاصلہ پر انہوں نے مسجد کے لئے زمین لے رکھی ہے جس کی تعمیر عنقریب شروع ہو جائے گی، اور یہ ہالینڈ میں پہلی مسجد ہوگی۔

تبلیغ کا طریق

ہم احمدی رات دن بحثیں اور مناظرے کرنے کے عادی ہو چکے ہیں جس کا نہ ہمیں مذہبی طور پر کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ اخلاقی طور پر، جب ہمارے مبلغ باہر جاتے ہیں تو ابتدا میں اسی انداز سے گفتگو کرتے اور لیکچر دیتے ہیں۔ مجھے بھی یہی عادت تھی لیکن میں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ اس ماحول میں یہ بات جچتی نہیں۔ کیونکہ وہ لوگ خواہ مخواہ آپ کو زچ نہیں کرتے۔ اگر آپ کی بات ان کی سمجھ میں آجائے تو یا تو مان لیتے ہیں یا خاموش ہو رہتے ہیں، لیکچروں اور تقریروں کے بعد اگر کسی نے مجھ سے کوئی ایسا سوال پوچھا جس کا جواب مجھے نہیں آتا تھا تو بجائے الٹا سیدھا جواب دینے کے یہ تسلیم کر لینا کہ اس سوال کا جواب میں نہیں دے سکتا، سوچ کر بتاؤں گا اس کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوتا اور مجلس کا رنگ دوستانہ ہو جاتا۔ اور اس میں آخر ہتک بھی کیا ہے کہ آپ ہر سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ اور کون ہے جو ایسا کر سکتا ہے۔ آپ اپنی بات کو سیدھے سادے طریق پر پیش کر دیں، اگر اسمیں جان، وزن اور معقولیت ہے تو وہ خود ہی سننے والوں کو متاثر کرے گی ورنہ نہیں، بہرحال آپ نے تو اپنا فرض ادا کر دیا۔

کیمرج میں ورلڈ فیلوشپ کانگرس کا سالانہ اجلاس تھا مسٹر Hibbert Journal ہبرٹ جرنل کے ایڈیٹر تھے جن کی تقریر کا عنوان تھا:-

"عیسائیت کا پیغام موجودہ دنیا میں"

تقریر کے بعد میں نے اٹھکر سوال کیا کہ اگر مسیح کی اس تعلیم پر:-

"جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی نالش کرکے تیرا کرتہ لینا چاہے تو اسے چغہ بھی لے لینے دے

(متی ۵: ۳۹-۴۰)

اس زمانہ میں یا کسی بھی زمانہ میں اس پر عمل کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام عدالتیں اور پولیس سٹیشن بند کر دیئے جائیں۔ موجودہ زمانہ میں اس انتہائی انکساری کی تعلیم کو کس طرح ہم اپنے معاشرہ میں رائج کر سکتے ہیں۔

ایڈیٹر ہبرٹ جرنل جواب دینے کے لئے اٹھے۔ تھوڑی دیر تک کھڑے سوچتے رہے اور پھر یہ کہکر بیٹھ گئے کہ مجھے اس وقت اس کا کوئی جواب سمجھ نہیں آ رہا میں نے یہ بات صرف اس لئے لکھی ہے کہ ہمیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ ان کے پڑھے لکھے لوگ کس طریق سے اپنے مخالف سے گفتگو کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے اسلوب تبلیغ کو ان اقوام کے مزاج کے مطابق تبدیل نہ کریں تو ہمارے وعظ اور تقریریں بے اثر ہوں گی۔ اور حکمت تبلیغ کے تقاضوں کے خلاف۔

مولوی غلام احمد صاحب بشیر کی گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا کہ وہ اپنی تبلیغ میں عیسائیوں سے پھیر چھاڑ کے قائل تھے مجھے ڈچ لوگوں کے مزاج کا صحیح علم نہیں اس لئے میں کوئی صحیح رائے نہیں دے سکتا تھا کہ ان کا یہ طرز کہاں تک درست تھا بہرحال میرا تجربہ کچھ اس کے خلاف تھا جس ماحول میں احمدی مبلغین کی پرورش ہوتی ہے اس میں اس طرز فکر اور انداز تبلیغ کو سراہا جا رہا ہے کاش ہمارے مبلغین جب مغربی ممالک میں جائیں تو اس طریق تبلیغ کو کسی حد تک فراموش کر سکیں۔ خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور نے اس سلسلہ میں جو مثال قائم کی ہے وہ قابل تقلید ہے۔

ہیگ میں ایک دن کا قیام

بات کہاں سے کہاں نکل گئی۔ خیر اپنے کمرے میں بیٹھے بیٹھے بشیر صاحب نے دو چار جگہ ٹیلیفون کر کے ایک صاحب کے ہاں رات بھر کے لئے میرے قیام کا انتظام کر دیا میں نے اس دوران میں ایمسٹرڈم میں عبدالرحمٰن صاحب کو پے کو فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی۔ عبدالرحمٰن صاحب کو پے میاں محمد اسلام مشن ہالینڈ" کے انچارج ہیں، ایک دن مجھے ان کی معیت میں گذارنا تھا۔

رات کا کھانا بشیر صاحب نے یہودیوں کے صومعہ کے قریب ہوٹل میں کھلایا۔ ڈچ لوگوں کی بے تکلفی اور ملنساری ان لوگوں میں بھی تھی، جب واپس آنے لگے تو ان لوگوں نے بھی جو ہماری میز سے دور بیٹھے ہوئے تھے مسکرا کر ہمیں الوداع کہی۔

رات گذارنے کے لئے ساڑھے چھ گلڈر پر مجھے ایک چھوٹا سا کمرہ مل گیا تھا اسے بھی غنیمت سمجھا اس لئے کہ مغربی جرمنی سے ہزاروں ٹورسٹ اسی دن ہالینڈ پہنچے تھے جس کے باعث جگہ کا ملنا دشوار ہو رہا تھا، ڈچ لوگوں کے پلنگ عجیب انداز کے تھے، بستر سمیت آسانی سے دیوار کے ساتھ فولڈ کئے جا سکتے تھے، دن کے وقت کمرہ اچھا بھلا ڈرائنگ روم بنا رہتا۔

دوسرے دن صبح ناشتہ کر کے ہم لوگ ہیگ کے بازاروں میں آوارہ گردی کرتے رہے۔ میوزیم دیکھا ڈیپارٹمنٹ سٹورز کی سیر کی کچھ "ونڈو شاپنگ" کی آئس کریم کھائی اور خدا کا نام لے کر ایمسٹرڈم کے لئے گاڑی پر سوار ہو گیا۔ یہ

ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں

انسان مذہب کی طرف واپس آ رہا ہے (بقیہ صفحہ ۶)

پیدا ہو رہا ہے۔

طرز عمل کی یہ تبدیلی امریکہ میں بھی نظر آتی ہے امریکہ کے مختلف العقیدہ پادری اس پر متفق ہیں کہ مذہبی مدارس اور عبادت خانوں کی روزمرہ کی رسوم سے عام آدمی کی دلچسپی بڑھ رہی ہے ان کا کہنا ہے کہ اس وقت امریکی آبادی میں سے ۹۵ فیصدی آبادی مذہب سے وابستگی کا دم بھرتی ہے، مذہب سے دلچسپی کے اس فروغ کی شہادتیں دوسرے ملکوں سے بھی ملتی ہیں۔

مغربی جرمنی میں گرجا گھروں میں جانے والے کیتھولکوں اور پروٹسٹنٹوں کی تعداد دوسری عالمی جنگ کے بعد سے مستقل طور پر بڑھ رہی ہے، بہت سے جرمن لوگ جو ہٹلر کی حکومت میں مذہب کو گالیاں دیتے تھے آج اس سے شغف دکھا رہے ہیں اور

اسلام اور ضبط تولید (بقیہ صفحہ ۴)

طبی تدابیر کہاں تک معقولیت پر مبنی ہیں۔ اسکے لئے ایک بہت ہی اچھا تجزیہ روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ایک نامہ نگار نے پیش کیا ہے۔ اس بیش بہا مضمون کو میں نے لائٹ کے ۲۴ جولائی کے شمارہ میں شائع کر دیا ہے۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیئے کہ اس کو پڑھ لیں، اس مضمون کا ترجمہ پیغام صلح کے کسی آئندہ شمارہ میں بھی انشاء اللہ شائع کر دیا جائے گا۔ فی الحال اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اس مضمون کے لکھنے والے نے یہ بات اچھی طرح ثابت کر دی ہے، کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہی ٹھیک ہے، یعنی انسانی تدابیر نے دنیا کی آبادی کے مسئلہ کو ایک ذرہ برابر بھی حل نہیں کیا اور نہ ہی کر سکتا ہے یہ حق یا کار راز ایزدی کا محکمہ ہے۔

حضرت امیر مرحوم کا بیان

میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ صرف میری اپنی رائے نہیں ہے۔ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے اپنی کتاب رلیجن آف اسلام میں بھی اس نظریہ کے متعلق اسی قسم کی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"فی الحقیقت اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی سوائے اس کے کہ بیوی بچہ جننے کے قابل نہ ہو۔ یہاں تک کہ حمل سے اس کی زندگی کو خطرہ پیدا ہو جائے یا اس کی صحت کو بہت سخت نقصان پہنچے۔ اور یہی ایک بنا ہے جس پر ضبط تولید کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔" (صفحہ ۶۵۴)

راقم الحروف نے مولانا مرحوم سے کتاب مذکور کی تصنیف سے پہلے بھی اس مسئلہ پر زبانی گفتگو کی تھی۔ اور اس گفتگو کی بناء پر ہی میں نے اس مسئلہ پر اپنی رائے قائم کی تھی۔ جس کو مختلف مواقع پر اسلامک ریویو اور لائٹ میں بھی میں لکھ چکا ہوں۔

بات اصل میں یہ ہے کہ اس مسئلہ پر بھی اسلام کا وہ زریں اصول کام کرتا ہوا نظر آتا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے "انما الاعمال بالنیات"۔ اگر ضبط تولید ڈاکٹر میلتھس کے معاشی نظریہ کے ماتحت کیا جائے تو قرآن شریف کی حکم عدولی ہو گی مگر یہی فعل درست ہو گا اگر اس کا صدور اس پست نظریہ کے ماتحت نہ ہو۔ بلکہ صرف طبی ضرورت اور مشورہ کے ماتحت اس پر عمل کیا جائے۔

ایک بار پھر مذہبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیویارک ٹائمز کی اطلاع ہے کہ ترکیہ میں مذہبی احساس نے بڑی شدت سے کروٹ لی ہے، کم و بیش بیس سال کی گردش کے بعد اسلامی عقیدہ ایک بار پھر ایک غالب سماجی طاقت بن کر ابھر رہا ہے۔ آج سے دس سال پہلے کے مقابلہ میں آج کہیں زیادہ لوگ مساجد میں جاتے ہیں، جمعہ کو مسجدوں میں تل دھرنے کو جگہ نہیں رہتی اور ہزاروں آدمی گلیوں میں کھڑے ہو کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ اس وقت ترکیہ میں بڑی بڑی مسجدیں چھ ہزار ہیں ایک

۲۴ ہزار کا اضافہ گزشتہ تین سال میں ہوا ہے۔

یونان میں بھی کلیساؤں میں جانے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ پادریوں کا کہنا ہے کہ ایسے یونانی بہت ہی کم ہیں جو سال میں کم از کم ایک مرتبہ بھی گرجا کا چکر نہیں لگاتے یہی حال دوسرے ممالک کا ہے۔

مذہبی احساس کی تجدید کی یہ رو آزاد دنیا کی سرحدوں پر آ کر دم نہیں توڑ دیتی اس نے تو کمیونسٹوں کے تابع ممالک میں بھی دخل پا لیا ہے اور ایک نئی توانائی کے ساتھ ابھر رہی ہے۔ چیکوسلاواکیہ کی مثال ہمارے سامنے ہے وہاں ۱۹۴۸ء کے انقلاب کے ہوتے ہی کمیونسٹ راج نے مذہب کے خلاف اپنی مہم شروع کر دی تھی کیتھولک رسالوں، مذہبی کتابوں اور عبادتی رسوم کے کتابچوں کی طباعت و اشاعت پر پابندی لگا دی گئی، گرجا کی تقریبات ممنوع قرار دی گئیں مذہبی مدرسوں پر قبضہ کر لیا گیا، پادریوں، راہبوں اور راہباؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔ مذہبی کتب خانے تباہ کر دیئے گئے خانقاہیں بند کر دی گئیں اور لوگوں کو نئی تعلیم کے لئے خاص درسگاہوں میں بھیجا گیا۔

ان ساری باتوں کا مذہب پر کیا اثر پڑا ہے؟ کیتھولک پناہ گزینوں کا بیان ہے کہ کلیسائی حلقوں کے جن پادریوں نے حکومت سے تعاون کرنے سے انکار کر دیا آج وہ بھرے مجمعوں میں وعظ سنتے ہیں، جو پادری حکومت سے مل گئے ہیں لوگوں نے ان کا بائیکاٹ کر رکھا ہے کلیسائی مدرسوں کا جب خاتمہ ہو گیا تو خفیہ طور پر مذہبی وعظ و پند کا سلسلہ شروع ہوا۔ نوجوان مذہبی حلقے بناتے ہیں اور یہ حلقے خاص طور پر جبری نظام حکومت کے مخالف ہوتے ہیں یہ صورت حال کچھ ایسی ہی ہے جیسی نازی دور حکومت میں آسٹریا میں پیدا ہوئی تھی۔

ہنگری میں کیتھولک فرقے کے جن جن لوگوں نے کمیونسٹ حکومت کی مخالفت کی جرأت کی ان کی زبان پر مہر خاموشی لگا دی گئی، مذہبی مکاتب کی منسوخ ہوئی، اور پادریوں کو جیل میں ڈال دیا گیا، اس کے باوجود مذہبی رسوم میں بڑا مجمع ہوتا ہے اور کلیسا کے لئے چندے اب پہلے سے زیادہ ہوتے ہیں۔ گرجا میں شادی کرنے یا نام رکھنے کی رسم ادا کرنے میں بہت سے خطرے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ رسوم انجام پاتی ہیں ....

.... ہم جس دور میں سانس لے رہے ہیں اس نے کمیونزم کی مذہب دشمن قوت کو جنم دیا ہے۔ لیکن روس سے خدا کو پھر بھی جلا وطن نہ کیا جا سکا۔ ماسکو سے آنے والے ہمارے احتساب شدہ مکتوبات سے یہ واقعہ صاف عیاں ہے۔ مذہب مصائب و مشکلات کے زمانے میں زیادہ فروغ پاتا ہے کمیونزم ختم ہو جائے گا مگر مذہب باقی رہے گا۔

("خدا پرست" از ملت ۱۵ جولائی ۱۹۵۴ء)

پیغام صلح ... ۱۹۷۸ء

جواہر ریزے

حفظِ لسان

قرآن مجید سے:

واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر
(لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

(اور لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ) اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور کسی سے بات کرے تو ہلکی آواز سے کر — آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔

حدیث سے:

عن انس قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحشاً ولا لعاناً ولا سباباً کان یقول عند المعتبۃ ماله ترب جبینہ (بخاری)

انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نہ تو فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے اور نہ ہی دشنام دینے والے۔ غصے اور عتاب کے وقت آپ صرف اس قدر فرما دیتے تھے کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو۔

عن عائشۃ قالت لم یکن رسول اللہ علیہ وسلم فاحشاً ولا متفحشاً ولا سخاباً فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو و یصفح۔ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلعم نہ تو بالطبع فحش گو تھے اور نہ فحش گوئی میں تکلف کرتے تھے نہ بازاروں میں چیختے تھے اور نہ برائی کے بدلے میں برائی کرتے تھے۔ بلکہ معاف کرتے اور درگذر فرما دیتے تھے۔

عن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا ذر الا ادلک علی خصلتین هما اخف علی الظهر واثقل فی المیزان قال قلت بلی قال طول الصمت وحسن الخلق (مشکوٰۃ)

انس جناب رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ابوذر سے فرمایا کیا میں تجھے ان دو صفتوں کی خبر دوں جن کا بوجھ پیٹھ پر بہت ہلکا اور نامۂ اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہے، ابوذر نے عرض کیا ہاں فرمایئے۔ ارشاد کیا ایک خاموشی ہے اور دوسری نیک خوئی ہے۔

عن عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مقام الرجل بالصمت افضل من عبادۃ ستین سنۃ (مشکوٰۃ)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ آدمی کا مرتبہ خدا کے نزدیک صرف خاموشی کی وجہ سے ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

کامیابی کے لئے تقویٰ اور اعمالِ صالحہ کی ضرورت

حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشادات

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی خدا تعالےٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ بھی اعمال صالحہ ہیں الیه یصعد الکلم الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کان حقاً علینا نصر المومنین مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا، اسلئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقوےٰ سے ہے ورنہ عرب تو بڑے لکھار اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا، خدا تعالےٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آ جائیگا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جسقدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ اب ہم کو کوئی بتائے کہ کیا انسان ایسا کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون متقی کے معنے ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے۔ اور ایک افاضہ خیر متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضہ خیر کو چاہتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے، کہ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی۔ اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپکے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ بلکہ میں نے احسان کیا ہے کیونکہ جس وقت تم مصروف تھے میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے۔ اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے جس کو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے پورا استباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے بنی اللہ لعم کرے کہ نیکی کونسی ہے؟ —

تعلیمی پریس لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

سہ روزہ پیغام صلح ---- ۲۴ جولائی ۱۹۵۴ء

ظلّ اور بروز کا مسئلہ

۱۴ جولائی کے "پیغام صلح" میں ہم نے "الاعتصام" کے مقالہ نگار مولوی ابویحیٰی امام خان نوشہروی کے ایک مضمون کے جواب میں ظلّ و بروز کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے حضرات صوفیائے کرام اور آئمہ دین کی کتب سے متعدد ایسے حوالے نقل کئے تھے جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ "ولایت نبوّت کا ظلّ ہے" اور "مقام ولایت مقام نبوت کا ظلّ اور ولایت کے کمالات نبوّت کے اظلال ہیں"۔ ایک حقیقت پسند اور منصف مزاج انسان کے لئے یہ الفاظ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ ہم ہر قسم کی نبوّت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتے ہیں اور ظلّ و بروز کے الفاظ حضرت مرزا صاحبؑ کی کتب میں محض ولایت کے معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں نہ کہ نبوت کے معنوں میں، چنانچہ ہم نے صفائی کے ساتھ لکھا تھا کہ :-

"یاد رکھنا چاہیئے کہ ظلّ و بروز سے ختم نبوت باطل نہیں ہوتی اور جو شخص یہ کہے کہ اسکو ظلّی یا بروزی نبوّت ملی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ شخص دعوئے نبوّت کا مدعی ہے بلکہ اس کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ ولایت کا مدعی ہے"

ان کھلی ہوئی تصریحات کے باوجود ملک امام خاں صاحب نے ۲۳ جولائی کے "الاعتصام" میں پونے دو صفحہ کا ایک مقالہ لکھ مارا ہے جس میں حضرت مرزا صاحب کے اس شعر کو جو "پیغام صلح" کی لوح پر درج ہوتا ہے ؎

ہست اوخیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بروشد اختتام

"ایک دلآویز نغمہ" قرار دیتے ہوئے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم کا فتوےٰ صادر کیا گیا ہے اور یہ کہکر ہم سے انصاف کی بھیک مانگی گئی ہے کہ :-

"خود ہی انصاف فرمایئے کہ آپ کے سرکاری گزٹ کی لوح
"ہر نبوت را بروشد اختتام" ظلّی اور بروزی نبوت پر محیط نہیں"؟

پھر آگے چل کر حضرت امیر مرحوم کی تفسیر بیان القرآن سے ختم نبوت کی تفسیر نقل کرکے یہ سوال کیا گیا ہے کہ :-

"جب آپ کے امیر جماعت ہی کے نزدیک "نبوّت و رسالت منقطع ہوگئی" تو آپ اس بروز و ظلّ و سایہ کی وجہ سے ہم پر کیوں برستے ہیں"

ہم حیران ہیں کہ ملک امام خاں صاحب کے سوالات کو ان کی عقل و فکر کی کوتاہی کا نتیجہ قرار دیں یا قارئین کو عمداً چکر میں ڈالنے کی کوشش، صاحب من! جب ہم صفائی کے ساتھ کہہ چکے ہیں کہ ظلّ اور بروز کے الفاظ مقام ولایت کو ظاہر کرتے ہیں نہ کہ مقام نبوت کو اور ظلّی و بروزی نبوّت پانے والے کو نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ولایت کا مدعی قرار دیا جائے گا تو پھر اس سوال کے کیا معنے ہیں کہ "ہر نبوت را بروشد اختتام" کیا ظلّی و بروزی نبوت پر محیط نہیں؟ ظلّی و بروزی نبوت جب اصلی اور حقیقی نبوت کے دائرہ سے باہر اور ولایت کے ہم معنے ہے تو پھر "ہر نبوت را بروشد اختتام" کے اس پر محیط ہونے کے کیا معنے؟ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ ختم نبوت میں ولایت اور امام کا مقام بھی شامل ہے اور حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ولی اور امام بھی پیدا نہیں ہوسکتا؟ اور نہ کسی کو نبوت و رسالت کے ظلّ قرار دیا جاسکتا ہے؟ تعجب ہے ایک طرف آپ حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت مجدد سرہندی اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کے ان ارشادات کو بھی صحیح سمجھتے ہیں جن میں ولایت کو نبوت کا ظلّ قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف ہم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا "ہر نبوت را بروشد اختتام" ظلّی و بروزی نبوت پر محیط نہیں؟" کیا اس کو آپ کی عقل و فکر کی کوتاہی قرار دیا جائے یا کچھ اور؟

پھر حضرت امیر مرحوم کی تفسیر میں سے ختم نبوت کی تشریح نقل کرکے جو سوال ہم سے کیا گیا ہے وہ اور بھی حیرانی کا موجب ہے، ہمارے کو نسے بیان سے ملک امام خان صاحب نے یہ نتیجہ نکالا کہ ہم حضرت مرحوم کی تفسیر در بارہ ختم نبوت کے خلاف جا رہے ہیں؟ کیا ظلّی و بروزی نبوت کے عقیدہ سے؟ کاش اسی بیان القرآن میں ختم نبوت کی تفسیر کے ساتھ یہ بھی انہوں نے پڑھ لیا ہوتا کہ :-

"جو کوئی اپنے شیشۂ دل کو صاف کرکے اس آفتاب (حضرت نبی کریم صلعم) کے سامنے آتا ہے اس کے اندر اس آفتاب کا نور منعکس ہوجاتا ہے یہی ظلّی نبوّت ہے جسے ولایت کہا جاتا ہے یعنے کامل اتباع پر انوار نبوّت کا کسی سینہ میں منعکس ہوجانا"

(بیان القرآن صفحہ ۱۵۰۸ زیر آیت داعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا)

کیا اب بھی ظلّی نبوت کی حقیقت آپ کی سمجھ میں آئی یا ابھی کچھ کسر باقی ہے؟

آپ کے دماغ کی الجھن اس سوال سے ظاہر ہے کہ :-

"سوال تو ظلّی و بروزی نبی کا ہے نہ ظلّ نبوت" "سایہ" اور "ولایت کرنی" کا ——
آپ ہی فرمایئے کہ جن لوگوں کے حوالے آپ پیش فرمارہے ہیں ان میں سے بھی کسی ایک صاحب نے خود کو یا ان کے مریدوں نے ان کو ظلّی نبی یا بروزی نبی کہا؟"

اس سے ظاہر ہے کہ آپ "ظلّی نبی" اور "ظلّ نبوّت" کو دو مختلف چیزیں سمجھتے ہیں، حالانکہ ہمارے نزدیک دونوں کے معنے ایک ہیں دونوں ہی مرتبہ ولایت کو ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ اوپر حضرت امیر مرحوم کی تشریح سے واضح کیا جاچکا ہے، اگر آپ کو ظلّی نبی کے الفاظ سے چڑ ہے تو "ظلّ نبوّت" ہی کہہ لیجئے حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔

رہا یہ امر کہ پہلے بزرگوں نے اپنے آپ کو ظلّی نبی کہا یا نہیں، اس بحث میں ہمیں پڑنے کی ضرورت نہیں جب انہوں نے کھلے طور پر ولایت کو نبوت کا ظلّ قرار دے دیا، تو جس کے اندر یہ حقیقت متحقق ہوگی اس کو ظلّی نبی یا ظلّ نبوت کہنے میں کونسی برائی لازم آسکتی ہے، ہمیں افسوس ہے کہ ملک امام خان صاحب الفاظ کے چکر میں پھنس کر حقیقت کو فراموش کر گئے اور اس بات پر غور نہ کیا کہ جو لوگ ختم نبوت کے قائل اور حضرت مرزا صاحب کو ولایت کبریٰ کے مرتبہ پر سمجھتے ہیں ان پر یہ الزام لگانا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو نبی سمجھتے ہیں اور ختم نبوّت کے قائل نہیں کہاں تک جائز ہے کاش اس الزام لگانے سے پہلے خود اپنے متعلق غور کرتے، ہم نے اپنے سابقہ مضمون میں بھی انہیں اس طرف توجہ دلائی تھی کہ :-

"ختم نبوت کب باطل ہوتی ہے یہ اس وقت باطل ہوتی ہے جبکہ حضرت ختمی پناہ صلعم کے بعد ایسے شخص کا آنا مانا جائے جو ظلّی یا بروزی یا مجازی نبی نہ ہو بلکہ کامل نبی اور صاحب کتاب نبی ہو جیسا کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے تشریف لائیں گے ہمیں تعجب پر تعجب آتا ہے کہ ہمارے علمائے اسلام ایک طرف تو کسی ظلّی بروزی یا مجازی نبی کو بھی جو در حقیقت امام ہے ختم نبوّت کے منافی بناتے ہیں اور دوسری طرف ایک حقیقی مستقل اور صاحب کتاب نبی کے آنے کو ضروری قرار دیتے ہیں، ع
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا"

تعجب ہے ملک امام خانصاحب نے ہمارے اس سوال کی طرف توجہ نہ کی اور نہ بتایا کہ ان کے عقیدہ کی رُو سے ختم نبوّت کہاں باقی رہ جاتی ہے۔

آخر میں ہم اس امر پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مولوی کہلا کر اور ایک خالص دینی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے اپنے مضمون میں جو اشعار نقل کئے ہیں، وہ کسی بازاری ناول ہی کے لئے موزوں ہوسکتے ہیں مثلاً :-

جس کے رخسار کو نیلا کرے بوسے کا خیال
سینۂ نازک سے نکالے کوئی ارمان کیونکر

اسی قسم کے کئی اشعار جو انہوں نے دوران مضمون میں نقل کئے ہیں ان کے رجحان طبیعت کا پتہ دیتے ہیں، کیا اس قسم کی شعر بازی کسی شائستہ انسان کی طبیعت کا خاصہ ہوسکتا ہے؟

مکتوب امریکہ

{بشیر احمد صاحب منٹو}

ایک خاتون کی اسلام سے دلچسپی - واشنگٹن ہائی سکولوں کے لڑکوں سے گفتگو - ایک پروفیسر آف کیمسٹری کی تقریر - ایک امریکن کا قبول اسلام

مجی و مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"

پاکستان لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

چند ہفتے ہوئے میرے ایک دوست ....

سموئل لوئیس Samuel Louis نے مجھے فون پر اطلاع دی کہ امریکن اکیڈمی آف ایشین سٹڈیز میں ایک معزز عورت تشریف لے گئی تھیں اور چاہتی تھیں کہ انہیں اور ان کے دو بچوں کو اسلامی تعلیم دی جائے۔ انہوں نے میرا پتہ انہیں دے دیا تھا اور انہیں بتلایا تھا کہ اسلامی تعلیم حاصل کرنے کی بہترین جگہ ۸۷۰ کیسٹر سٹریٹ ہے، میں نے ہفتہ بھر ان کا انتظار کیا اور جب وہ نہ آئیں تو میں نے چاہا کہ ان سے فون پر باتیں کروں اور حقیقت حال معلوم کروں۔ ان کا نام Mrs. Leong تھا ڈائرکٹری میں تلاش کرنے پر ان کا نام مل گیا اور ان سے باتیں ہو گئیں۔ اب وہ بڑی باقاعدگی سے اپنے بچوں سمیت ہمارے ہفتہ واری جلسوں میں شامل ہوتی ہیں۔ دو جولائی کو وہ اور ان کے بچے ہمارے ہاں کھانے پر مدعو تھے اور چھ سات گھنٹے انہوں نے ہمارے ساتھ گذارے وہ اسلامی باتوں میں بڑی دلچسپی کا اظہار کرتی ہیں اور ہماری کتابوں کا بھی مطالعہ کرتی رہتی ہیں۔

۲۲ جون کو چراغ محمد صاحب، نائب صدر سکریمنٹو مسجد کمیٹی نے جناب غلام جیلانی صاحب برگیڈیر کے اعزاز میں دعوت طعام دی ہوئی تھی، میں بھی اس میں شامل ہوا۔ جناب جیلانی صاحب کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں سے مختصراً آگاہ کیا۔

۲۴ جون کو Lowell اور واشنگٹن ہائی سکولوں کے پندرہ لڑکے اور لڑکیاں اسلام کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کے لئے میرے پاس آئے دو گھنٹے تک ہماری باتیں ہوتی رہیں، اپنا لٹریچر بھی انہیں پڑھنے کے لئے دیا گیا۔

۲۷ جون کو ہمارے ہفتہ واری...... اجلاس میں Mr. Dumpf، سینئر ریسرچ کیمسٹ کی تقریر ہوئی اور ۴ جولائی کو Dr. HIEBERT پروفیسر آف کیمسٹری سان فرانسسکو سٹیٹ کالج نے The Legacy of Islam in Science پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ حاضرین نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور بڑے غور سے یہ لیکچر سنا۔

۶ جولائی کو میں یہاں کے بعض اداروں کے منتظموں سے ملا، انہیں مختصراً اپنے کام کی اہمیت سے آگاہ کیا اور یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ امریکہ اور مسلمانوں کی دوستی کے لئے مذہب اور تاریخ اسلام کی واقفیت کتنی ضروری ہے۔ اپنا لٹریچر بھی انہیں دیا۔

Miss Osman انچارج آف بیورو آف پبلک سپیکنگ نے وعدہ کیا کہ موسم گرما ختم ہونے کے بعد وہ میرے لیکچروں کا شمالی کیلیفورنیا کے مختلف شہروں میں انتظام کریں گی۔

۲۱ جون کو Mr. Robert C Thompson مشرف باسلام ہوئے، ان کی عمر ۲۵ برس ہے، اور فوٹوگرافی میں رنگ بھرنے کا کام کرتے ہیں، اسلامی نام ان کا ضیاء الحق رکھا گیا، اللہ تعالیٰ انہیں دین پر استقامت عطا فرمائے اور ان کا وجود ہمارے لئے مفید بنائے۔

خاکسار بشیر احمد منٹو

(بقیہ کالم ۳)

۲۴ دوران قیام میں ووکنگ بھی گئے۔ مولانا شیخ محمد عبداللہ سے ملاقات بھی ہوئی۔ شیخ صاحب موصوف نے دعوت طعام پر مدعو بھی فرمایا۔ مسجد ووکنگ کے لئے الیکٹرک ہیٹر خریدنے کے سلسلہ میں مبلغ پچاس پونڈ کا عطیہ دیا تھا، ووکنگ مشن کی خدمات اسلامیہ اور اس کی اہمیت اور اثر کا ذکر کرتے ہیں اور کیوں نہ ہو درد اسلام رکھنے والے اشخاص کو صاف نظر آتا ہے کہ دنیا میں یہی ایک اسلامی ادارہ ہے جہاں سے ساری دنیا میں آفتاب اسلام کی روشنی پہنچ رہی ہے اور مردہ زندہ ہو رہے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

---

۱۰ ذی القعدہ ۱۱ جولائی بروز اتوار۔ ووکنگ سے مولانا شیخ محمد عبداللہ صاحب کا خط مرقومہ ۷ جولائی ایئرمیل سے ملا۔ مشن کے حالات کما حقہ معلوم ہوئے، اللہ تعالیٰ مالی مشکلات اور دیگر رکاوٹوں کو دور کرے اس کا دور ہونا ارکین سلسلہ مرکزیہ کے قلوب کی صفائی اور آپس کے اتحاد و قربانی پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو کھول دے اور پہلے کی طرح دین کے کام میں لگ جائیں۔ آمین۔

(باقی پھر)

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

احباب کرام یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے "بغدادی پیر" مکرم سید تصدق حسین صاحب قادری کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دوبارہ زندگی عطا فرمائی ہے اور اب وہ بفضل تعالیٰ صحتیاب ہو کر پھر اپنے کاروبار میں لگ گئے ہیں اور حسب معمول ساتھ ساتھ تبلیغ میں بھی کافی وقت دیتے ہیں بلکہ بیماری میں بھی سلسلہ کے اخبارات اور لٹریچر کی تقسیم کا کام جاری رہا۔ لیکن ڈائری کا سلسلہ رکا رہا، اب انہوں نے دوبارہ لکھنی شروع کر دی ہے جس میں سے کچھ اقتباسات درج ذیل ہیں:-

۷ ذی القعدہ ۸ جولائی جمعرات - سویرے گھر پر مزاج پرسی کے لئے حسب معمول جناب صوفی محمد طیب صاحب تشریف لائے آپ قوم بوہرہ سے اہل سنت والجماعت میں شمولیت اختیار کی..... چھ سات سال سے ہفتہ میں دو مرتبہ میرے پاس آیا کرتے ہیں اخبارات اور سلسلہ کی کتب ان کے زیر مطالعہ ہیں، مجدد اعظم بر سہ حصہ مؤلفہ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کے مطالعہ پر سلسلہ کی صداقت کے قائل ہو گئے مطالعہ جاری ہے، اسی سال کے اوپر عمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ موصوف کو اخبار پیغام صلح ۳۷ ۳۸ اور چند پرچے المصلح کے دیئے۔

اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی کل بذریعہ ہوائی جہاز بصرہ سے تشریف لائے ان کے شریک کار جو امریکہ سے آ رہے ہیں ان کے استقبال کے لئے آج قبل از ظہر دکان پر تشریف لائے ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات رہی سلسلہ کا تذکرہ بھی آیا میں نے اپنی اس آرزو کا بھی اظہار کیا کہ خدانخواستہ میری وفات واقع ہو جائے تو آپ تبلیغی سلسلہ کے کام کو اپنے تجارتی کاموں کے ساتھ جاری رکھیں اور کوئی شخصیت مجھے سردست نظر نہیں آتی اس سے بے حد متاثر ہوئے اور فرمانے لگے کہ خدا عمر دراز کرے ابھی آپ کی ضرورت ہے، اور جیسے جناب اکبر خان صاحب برما نے لکھا تھا کہ "قادری صاحب تمہاری وفات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک خداوند کریم تمہاری جگہ پر سلسلہ کا کام کرنیوالا کوئی دوسرا پیدا نہ کرے"

سچوانی صاحب نے بھی ایسے ہی الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا خدا خوش رکھے کام کا آدمی ہے کوٹ کوٹ کر اخلاص بھرا ہوا ہے اکثر سلسلہ کی مالی امداد کرتے رہتے ہیں، مرکز کے باہمی اختلافات سے بیحد متاثر ہوتے ہیں۔ کل سویرے بذریعہ ہوائی جہاز بلبئر واپس ہوں گے۔ شام کو ٹیلیفون پر سچوانی صاحب نے بتلایا کہ لاہور سے انہیں ووکنگ مشن کی ٹرسٹی شپ کے لئے خط آیا جواب میں موصوف نے قبولیت کا خط لکھ دیا ہے، یہ انتخاب نہایت موزوں ہے اس سے بڑی خوشی ہوئی، جماعت کے اہم کاموں کے لئے ایسے ہی مخلصین اہل ایثار و قربانی کی ضرورت ہے۔

اخویم فیض محمد صاحب ہوکل امریکہ سے چار ماہ کے بعد واپس تشریف لائے ملنے کے لئے دکان پر آئے پندرہ منٹ گفتگو رہی ۲۴ مارچ میں امریکہ جاتے ہوئے لندن میں آٹھ روز قیام رہا تھا

(باقی کالم ۲ کے وسط میں)

سچی باتیں

(مولانا عبد الماجد صاحب)

آخرت فراموش قوموں میں :

کولوریڈو اسپرنگس ۱۳ر جولائی، بچوں کی عدالت کے ججوں کی نیشنل کونسل نے آج اپنے سالانہ جلسہ میں متفقہ طور پر یہ مطالبہ پیش کیا ہے کہ مزلیت کی کتابیں اور رسالے (COMICS) جو اس کثرت سے شائع ہونے لگے ہیں فحش قصوں اور ہولناک منظروں کو لیتے ہوئے، ان سب پر سرکاری بندش ہونا چاہیئے، کہ یہ نہ صرف نابالغوں کے اخلاق کو تباہ کر ڈالتے ہیں، بلکہ ان کے بٹھائے ہوئے نقش بالغ ہو جانے کے بعد بھی دلوں پر مدتوں تک قائم رہتے ہیں، اور جرائم کی تعداد میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔"

بات بالکل صاف اور سامنے کی ہے لیکن بندہ جب اپنے خدا سے رشتہ توڑ لیتا ہے۔ اور آخرت فراموشی اور خدا فراموشی اس پر مسلط ہو جاتی ہے۔ تو عقل اور کمال عقل کے دعوے کے باوجود اس کی دنیوی عقل بھی ماری جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے جہدیوں کو ایسی موٹی بات بھی نہیں سجھائی دیتی۔ تاوقتیکہ عدالتی تجربوں کے ماہر جج صاحبان صدائے احتجاج نہ بلند کریں!

نتیجوں کو چھوڑ کر جو لوگ فوری لذت کے دیوانے ہیں۔ ان کے دلوں پر کیا گزر کر رہے گی!

فرنگستان جنت نشان

لارڈ سیمویل کی تقریر پر برطانوی پارلیمنٹ میں ۵ر نومبر ۱۹۵۳ء کو:-

"سدوم اور غمورہ" {لوطؑ کے شہروں} کی بدکاریاں ہم میں پھیل گئی ہیں، ہمیں عقل کی طرف واپس آنا چاہیئے۔ اس میں تو اب کوئی شبہ ہی نہیں کہ شہوانی آوارگی پہلی نسلوں سے کہیں بڑھ کر ہم میں پیدا ہو گئی ہے نکاح برابر ٹوٹ رہے ہیں۔ افتراق کی کثرت ہو گئی ہے .... اگر وہ بدیاں ہم میں عام ہو گئیں تو اب عذاب زلزلہ یا آتش فشانی کی صورت میں نہیں آئے گا۔ اس سے کہیں بڑھ کر مہلک شکل میں آئے گا۔ حسّ اخلاقی کے زہر آلود ہو جانے کی شکل میں۔" ——— اس کے ساتھ ہی یہ اخبار کی اطلاع ہے:-

"برطانیہ میں ہر گھنٹہ ۲ سنگین جرائم کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے۔"

اور یہ ہر منٹ ہونے والا ایک سنگین جرم صرف وہ ہے جو پولیس کے علم و اطلاع میں آتا رہتا ہے! ——— یہی مغرب کی وہ خوش نصیب و ترقی یافتہ قومیں ہیں جن کی طرف آپ بار بار رشک سے دیکھتے ہیں! اور جن کے سے خود نہ ہونے پر حسرت کیا کرتے ہیں! ——— کسی دوسری قوم پر طعنہ کرنا یا اس کی پستی پر خوش ہونا ہرگز مقصود نہیں اور نہ کسی مسلمان کا یہ مقصود ہونا چاہیئے۔ سوال صرف اپنے بھائیوں اور بہنوں سے ہے کہ جس خیالی جنت کے پیچھے وہ بے تحاشہ دوڑ رہے ہیں، واقعہ کے لحاظ سے وہ کسی حد تک بھی جنت کہلانے کی مستحق ہے؟

ڈاکٹرنی کی نصیحت

رویٹر کے ایک بڑے لمبے چوڑے تار کا خلاصہ:-

"لندن - ۵ر جولائی - مغربی جرمنی کی ایک مشہور لیڈی ڈاکٹر اور جلدی امراض کی ماہر خصوصی، ڈاکٹرنی ماتڈ اینڈرسن ہیں، انہوں نے دو برس کی تحقیقات کے بعد اپنا مفصل مقالہ طبی رسالوں میں شائع کر دیا ہے کہ آج کل جو حسن افزا صابن، روغن، غازہ، لپ اسٹک وغیرہ نکلے ہیں، نیز مصنوعی ریشم، ربڑ وغیرہ کے جو لباس نکلے ہیں، اور طرح طرح کی خوشبوئیں یہ نہ صرف جلد کی صحت کے حق میں سخت مضر ثابت ہوئی ہیں، اور ان سے خارش، چمبل، داد وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ ان سے سینے پھیپھڑے وغیرہ آلات تنفس مثل دمہ کے بھی پیدا ہوتے پائے گئے ہیں۔ اور بہت سی صورتوں میں یہ بیماریاں بیوی سے گزر کر شوہر تک بھی پہنچ چکی ہیں۔ لیڈی موصوفہ لکھتی ہیں کہ اس سے میرا مقصود حسن افزا تجارتی چیزوں کے کارخانہ داروں کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ ناواقف عورتوں کو ان کے اثرات سے آگاہ کر دینا نیز ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کو امراض کی تشخیص میں مدد بہم پہنچا دینا ہے۔"

خبر نے کتنی فیشن زدہ خاتونوں کے گرما گرم جوش و شوق پر تو گویا ٹھنڈا پانی ہی ڈال دیا! ——— یہ سائنس والے بھی بعض اوقات کتنی بیدردی سے اظہار حقیقت اور کشف واقعہ پر تل جاتے ہیں اور ذرا نہیں دیکھتے کہ دوسروں

شجر پرستی بیسویں صدی میں

اسٹیٹسمین کا صفحہ تصویر پیش نظر ہے، صدر جمہوریہ ہند کے قصر معلیٰ کے احاطہ میں آم کا پودا نصب کیا جا رہا ہے دن مہوتساؤ کی سرکاری تقریب پر چبوترہ زمین کے سامنے میں خود صدر محترم جناب ڈاکٹر راجندر پرشاد فرش زمین پر بیٹھے ہوئے اپنے حشم و خدم کے ساتھ پوجا کرنے میں مصروف ہیں، کہ سرکاری تقریب کو پوجا کی برکت بھی حاصل ہو جائے! ——— سیکولر حکومت کے صدر کے لئے ایک سرکاری تقریب کو مذہبی تقریب بنا دینا کس حد تک جائز تھا۔ اس سے بحث نہیں، دل تو یہ خبر پڑھ کر قرآن مجید کی عظمت کا ایک بار اور قائل ہو گیا، اور وہ آیتیں بے اختیار خیال میں آ گئیں جن میں ضرب شجر پرستی پر لگائی گئی ہے، مثلاً:-

والنجم والشجر یسجدان — پودے اور درخت دونوں ہی اسکو سجدہ تکریمی کر رہے ہیں۔

شجر پرستی کا جب اس بیسویں صدی عیسوی میں اور ایسے اونچے حلقوں میں یہ حال ہے، تو ظاہر ہے کہ آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل اور عقلی اور فکری حیثیت سے پست آبادیوں میں کیا نوبت رہی ہوگی! کم ہی لوگوں کو اس کا علم ہے کہ رد شرک کی کھلی ہوئی آیتوں کے علاوہ بھی قرآن کس کس طرح شرک کی بے شمار صورتوں کی جڑ کاٹتا چلا گیا ہے!

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں، آپ نے آج ۲۳ر جولائی کو خطبہ جمعہ میں مصائب کے اندر صبر پر وعظ فرماتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام کے صبر و استقامت کی بہت سی مثالیں بیان کیں اور اسی ضمن میں، ملک محمد امین صاحب مرحوم کی اچانک وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان تعلقات محبت کا ذکر کیا جو بچپن سے ان کے ساتھ تھے اور بتایا کہ ان کی وفات سے دل کو بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے، جو ایک فطری امر ہے، تاہم یہ حقیقت موجب تسلی ہے کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حضرت ممدوح کا پورا خطبہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

——— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب ابھی تک ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں صاحب فراش ہیں، اپریشن کے بعد درد کی بہت تکلیف ہے، احباب کرام سے استدعا ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

سانحہ ارتحال

وزیر آباد سے عنایت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ۲۱ر جولائی کو والدہ صاحبہ شیخ یوسف احمد صاحب و محمد عبد اللہ صاحب باگولا وزیر آباد قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ڈاکٹر شیخ محمد یوسف صاحب مرحوم و مغفور کی اہلیہ تھیں اور اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام ووکنگ (انگلستان) کی بھی والدہ محترمہ تھیں، نہایت نیک اور متقی خاتون تھیں، ہمیں اس صدمہ میں انکے فرزندان رشید (جن میں سے شیخ یوسف احمد صاحب بغرض تعلیم ولایت گئے ہوئے ہیں) اور اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب سے کہ وہ بھی ولایت ہی میں ہیں دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر ۳۷۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔ ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا ۔ بر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ
آرگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ ذیقعد ۱۳۷۳ھ ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۴۷

جواہر ریزے

غرور اور تکبر

قرآن مجید سے:

ولا تمش فی الارض مرحاً انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا ۔ کل ذالک کان سیئۃ عند ربک مکروھا ۵ (بنی اسرائیل)

اور زمین میں اکڑ کر نہ چل ۔ یقیناً تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا اور نہ (تن کر چلنے سے) پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکے گا ۔ ان سب باتوں میں جو بُری ہیں سب ہی تو تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہیں ۔

حدیث سے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا یزکیھم ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم ۔ شیخ زانٍ وملک کذاب وعائل مستکبر (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ تو بات ہی کرے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک و صاف ہی کرے گا نہ انہیں نظرِ رحمت سے دیکھے گا
(۱) بوڑھا زانی
(۲) جھوٹا بادشاہ
(۳) متکبر درویش

عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بئس العبد عبد تخیل واختال ونسی الکبیر المتعال بئس العبد عبد تجبر واعتدیٰ ونسی الجبار الاعلیٰ ۔

عمیس کی بیٹی اسماء کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلعم کو فرماتے سنا کہ وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جس نے اپنے آپ کو نیک خیال کیا اور تکبر کیا اور خدائے بزرگ کو بھول گیا ۔ وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جس نے لوگوں پر جبر کیا اور ظلم کیا ، اور ظلم و فساد میں حد سے گذر گیا ۔ اور خدائے جبار و بزرگ کو بھول گیا

۲۸/۷ جولائی ۱۹۵۴ء

حضرت امام الزمان کے ارشادات

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مومنوں کی زندگی کے نمونے بتائے ہیں ۔ کفار کی زندگی بالکل چوپایوں کی سی زندگی ہوتی ہے جن کو کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا یاکلون کما تاکل الانعام ۔ مگر دیکھو ایک بیل چارہ تو کھا لے ۔ لیکن ہل چلانے کے وقت بیٹھ جائے اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہی ہوگا ۔ کہ زمیندار اسے بجز اس کے کہ قصاب کو دیدے گا ۔ اسی طرح ان لوگوں کی نسبت (جو خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی یا پروا نہیں کرتے ۔ اور اپنی زندگی فسق و فجور میں گذارتے ہیں) فرماتا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم یعنی میرا رب تمہاری کیا پروا کرتا ہے ۔ اگر تم اس کی عبادت نہ کرو ۔ یہ امر بخوبی دل یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے محبت کی ضرورت ہے ۔ اور محبت دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک محبت تو ذاتی ہوتی ہے ۔ اور ایک اغراض سے وابستہ ہوتی ہے ۔ یعنی اس کا باعث صرف چند عارضی باتیں ہوتی ہیں ۔ جن کے دور ہونے ہی وہ محبت سرد ہو کر رنج اور غم کا باعث ہو جاتی ہے ۔ مگر ذاتی محبت سچی راحت پیدا کرتی ہے ۔ چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے ۔ اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطرتی غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں ، وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں ، اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہتی وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے موت کا اعتبار نہیں ۔ سعدی کا شعر سچا ہے ؎

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار ۔ مباش ایمن از بازی روزگار

قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ

احباب کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ جس طرح وہ ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع کر کے بعد فروخت قیمت مرکز میں ارسال فرمایا کرتے ہیں اس دفعہ بھی آیندہ عید الاضحیٰ پر ان کا انتظام فرمائیں ، ایسا ہی عید فنڈ بھی ہر ایک بھائی ، بزرگ خواتین اور بچے بڑے شوق اور محبت کے ساتھ اپنے اپنے سیکرٹری صاحب کو ادا فرمائیں ۔ جو صاحب کسی جگہ اکیلے ہیں وہ کھال کی قیمت اور عید فنڈ براہ راست مرکز میں محاسب صاحب کے نام ارسال فرمائیں ، اللہ تعالیٰ سب دوستوں کا حافظ و ناصر ہو ۔

احمد حسن ۔ افسر تحصیل

۳۱ جولائی کا پرچہ شائع نہ ہوگا

چونکہ پیغام صلح کو کاغذ کا کوٹہ مہینہ میں صرف آٹھ اشاعتوں کے لئے ملتا ہے ، اس لئے اگر کسی مہینہ میں نو اشاعتیں آجائیں تو ایک اشاعت کو مجبوراً ملتوی کرنا پڑتا ہے ۔ گذشتہ ماہ بھی ۳۰ جون کا پرچہ اسی وجہ سے نہ نکل سکا اور آئندہ ۳۱ جولائی کا پرچہ بھی اسی وجہ سے شائع نہ ہو سکے گا ۔ قارئین کرام مطلع رہیں ۔ آئندہ پرچہ ۴ اگست کو شائع ہوگا انشاء اللہ ۔

خاکسار منیجر پیغام صلح

پاکستان اور افغانستان

جس دن سے پاکستان کا قیام عمل میں آیا ہے، حکومت افغانستان نے ہر رنگ میں اس کی مخالفت کے منصوبے باندھ رکھے ہیں، اور ہندوستان سے سازباز کر کے ہر طرح اسکو نقصان پہنچانے کی کوشش میں معروف ہے، حالانکہ پاکستان نے ہمیشہ اس کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کرنا ضروری سمجھا اور ہر قسم کی مراعات دیں، لیکن معلوم نہیں اسے کفار کی دوستی کا کیا شوق ہے کہ پاکستان کی اخوت اسلامی کا کوئی پاس لحاظ نہ کرتے ہوئے دشمنان اسلام ہی سے روابط بڑھاتے میں کوشاں رہتا ہے۔

پچھلے دنوں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ حکومت افغانستان کا رویہ اب کچھ تبدیل ہو رہا ہے اور وہ پاکستان کے ساتھ دوستانہ روابط پیدا کرنے اور تجارتی تعلقات بڑھانے کا دل سے خواہاں ہے اسی بنا پر پاکستان سے ایک تجارتی وفد گذشتہ ماہ کابل بھیجا گیا، جو دو ہفتے وہاں مقیم رہا اور وفد کے لیڈر مسٹر زہیر احمد شیخ نے کراچی واپس آ کر اپنے سفر کابل کے سلسلہ میں بڑی توقعات کا اظہار کیا۔

لیکن باخبر حلقوں سے یہ معلوم ہونا انتہائی افسوس کا موجب ہے کہ باوجودیکہ پاکستانی نمایندوں نے افغانستان سے تجارتی تعلقات بڑھانے کی پُرخلوص کوشش کی لیکن افغانستان کے حکام نے انتہائی عدم تعاون اور سرد مہری کا ثبوت دیا اور جب تک پاکستانی وفد کابل میں مقیم رہا، افغانستان سے کوئی کاروباری سودے نہ ہوئے اور نہ ہی اب ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔

یہیں تک نہیں کابل ریڈیو کی تازہ ترین اطلاع ہے کہ چند روز ہوئے کابل میں افغان حکومت کے زیر اہتمام پاکستانی قبائلی علاقے کے شورش پسند عناصر کو جمع کر کے ایک جرگہ منعقد کیا گیا جس سے شاہ افغانستان ظاہر شاہ نے خوب ظاہر ہو کر اور وزیر اعظم سردار داؤد خاں نے کھل کر خطاب کیا اور پختونستان کے حق میں کھلے بندوں تقریریں کیں۔

یہ واقعات اس قابل نہیں کہ انہیں سرسری نگاہوں سے دیکھ کر نظر انداز کر دیا جائے، اگر غور سے دیکھا جائے تو افغانستان کی پاکستان دشمنی اس کے اپنے بل بوتے پر نہیں ہو سکتی، بلکہ اس کی تہ میں بعض ایسے عناصر کام کر رہے ہیں جو پاکستان کے لئے انتہائی خطرہ کا موجب ہیں اگر یہ صحیح ہے کہ پچھلے دنوں افغانستان کے رویہ میں کچھ تبدیلی پائی جاتی تھی تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ہندوستان سے اسے کچھ زیادہ فوائد کی امید نہ رہی تھی، مگر حال ہی میں جنوب مشرقی ایشیا اور دمشق میں کمیونسٹوں کی عالمانہ فتوحات رونما ہوئیں، ہندوستان کا ان کے ساتھ اتحاد اور دوسری طرف پاکستان کے ساتھ عدم رواداری کا برتاؤ اور نہری پانی کی بندش حکومت افغانستان کی مرغوب کا موجب ہوئی ہے اور وہ بھارت کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں ہی اپنا بچاؤ سمجھتا ہے، اور پختونستان کا سٹنٹ کھڑا کر کے اور پاکستان سے دشمنی اور سرد مہری کا برتاؤ کر کے اسے خوش کرنا چاہتا ہے مگر اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندو کی دوستی اس کے لئے لا محالہ تکلیف اور خواری کا موجب ہوگی، وہ ملکہ ان کے ساتھ تعلقات روابط بڑھانے کے موقعہ ملنے پر وہ اسے نقصان ہی پہنچانے کی کوشش کریں گے یہ خدا کا ارشاد ہے اور واقعات اس پر شاہد ہیں ودوا ما عنتم وہ لوگ کبھی کسی مسلمان حکومت کے فائدہ میں راضی نہیں ہو سکتے اور اسی بات کو پسند کرتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی مصیبت ان پر وارد ہو، اسلئے افغانستان کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ پاکستان سے تعلقات روابط استوار کرے اور ترکی اور دوسرے اسلامی ممالک کی طرح عقد اخوت میں اپنے آپ کو منسلک کر کے اس اسلامی بلاک میں شامل ہو جائے جو روس اور ہندوستان سے بہت بڑھ کر اس کے لئے فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے۔

فحش کتابیں اور سنما

چند دن ہوئے خبر آئی تھی کہ بھارت کی خواتین نے حکومت سے یہ درخواست کی ہے، کہ سنماؤں کے اندر جو فحش تصاویر دکھائی جاتی ہیں اور ارتکاب جرائم کے جو مناظر پیش کئے جاتے ہیں وہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کے اخلاق کو خراب کر رہے ہیں اس لئے ایسے فلموں کو بند کر دیا جائے۔

اسی قسم کی ایک خبر ٹوکیو (جاپان) سے آئی ہے کہ:۔

"ٹوکیو کی تین ہزار خواتین نے اپنے بچوں کو فحش لٹریچر سے محفوظ رکھنے کی غرض سے فحش کتابوں کو جلانے کی مہم شروع کی ہے، ان خواتین کی رہنما مسز کازو نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ انہوں نے پانچسو ایسی فحش کتابوں کو اپنے ہاتھ سے نذر آتش کیا ہے، جنہیں متعدد درخواستوں کے باوجود حکومت نے خلاف قانون قرار نہیں دیا تھا ان خواتین کا نعرہ ہے "عریاں تصویریں اور فحش کتابیں ہرگز نہ رکھئے انہیں مت خریدیئے اور کبھی نہ پڑھیئے"

یہ غیر اقوام کی عورتوں کا حال ہے جنہیں مسلمان کافر اور جہنمی تعلیم کرتے ہیں، کیا پاکستانی خواتین کو جنہیں مسلمان کہلانے کا فخر حاصل ہے، اور جن کے بچے سنما اور فحش لٹریچر سے کچھ کم متاثر نہیں کبھی اس کا خیال بھی پیدا ہوا ہے، الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق کیا ایمان والوں پر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ڈر جائیں، اور وہ اللہ کے ذکر اور اس کے نازل کردہ احکام کی طرف متوجہ ہوں؟

مادہ پرستوں کا خدا کی طرف رجحان

ایک حال ہی کی خبر ہے:۔

"واشنگٹن ۱۶ رجون ۔ صدر آئزن ہاور نے کل ایک ترمیمی قانون پر دستخط کئے ہیں جس میں امریکی پرچم تلے یہ عہد کیا گیا ہے کہ ملک اور عوام کو خدا کے نام پر وقف کر دیا جائے گا، صدر موصوف نے کہا آج جبکہ دنیا کے بہت سے حلقوں میں زندگی کے مادہ پرست فلسفے کا بول بالا ہے اور وحشت و بربریت کا دور دورہ ہے یہ بات خاص طور پر اہمیت رکھے گی کہ ایک ملک اور اس کی قوم کو خدا کے نام پر وقف کر دیا جائے اس ترمیمی عہد نامہ میں "خدا" کے لفظ کا اضافہ کیا گیا"

اس دہریت و فلسفہ کے زمانہ میں امریکہ جیسے مادہ پرست ملک کا یہ اقدام اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے ملک اور عوام کا خدا کے نام پر وقف کیا جانا اور ملک کے ترمیمی عہد نامہ میں خدا کے لفظ کا اضافہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں، کہا جا سکتا ہے کہ یہ روس کی خدا دشمنی کا جواب ہے جس کی غرض مذہبی دنیا کو اپنے ساتھ ملانا ہے، کچھ بھی لیکن اس کے اثرات یقیناً دور رس ہوں گے، ضرورت ہے کہ اس موقعہ پر امریکی عوام کے دلوں میں خدا کا وہ حقیقی تصور بٹھانے کی کوشش کی جائے جو اسلام نے دنیا کو دیا ہے کہ یہی تصور اس عہد نامہ کی پختگی کا موجب ہوگا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں ابھی صاحب فراش ہیں، ان کی حالت پہلے سے بہتر ہے، احباب کرام ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرماتے رہیں۔

— بدوملہی سے ماسٹر عبد الغنی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے مکرم دوست ماسٹر عبد الحفیظ صاحب بٹ سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی کے تین بچے یونیورسٹی کے مختلف امتحانات میں (خالد میٹرک میں۔ خالدہ ایف اے میں، طاہرہ بی اے میں) کامیاب ہوئے ہیں۔ نیز یہ امر دلی مسرت کا باعث ہے کہ عزیزی خالدہ ایف اے میں پنجاب بھر میں (فرسٹ ڈویژن میں) ۱۷۵ نمبر لیکر طالبات میں سیکنڈ نکلی ہیں۔ اس خوشی میں مکرمی بٹ صاحب نے سکول کے سٹاف اور شہر کے چیدہ دوستوں کو چائے پر مدعو کیا اور انجمن کے لئے مبلغ پانچ روپے چندہ بھی عطا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا، ماسٹر عبد الحفیظ صاحب کو مبارکباد۔

— لائل پور سے اطلاع آئی ہے کہ:۔

جناب عزیز احمد صاحب ملک کی صاحبزادی نے ایف اے پاس کیا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے مبلغ ۔/۵ اشاعت اسلام کے لئے مرحمت فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس بچی کو ہمیشہ کے لئے دین اور دنیا کے علم سے

مصائب میں صبر کی تلقین اور صبر کرنے والوں کے مقاماتِ عالیہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے صبر کے شاندار نمونے

ملک محمد امین کی وفات کا صدمہ اور میرے دل کا سکون

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون ...... والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم (البقرہ رکوع ۱۹)

بندوں کا امتحان اور صبر کی تلقین

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو صبر کی تلقین فرمائی ہے اور فرمایا ہے ہم آپ لوگوں کا امتحان لینا چاہتے ہیں، جیسے خدا تعالےٰ ایسا فرماتے اور اپنے بندوں کا امتحان لینا چاہے تو اس کے اندر ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے، امتحان تو اس دنیا میں ہر ایک کا ہوتا ہے، بادشاہ کا بھی اور غریب کا بھی، عالم کا بھی اور جاہل کا بھی، عورت کا بھی اور مرد کا بھی، سب ہی کا امتحان ہوتا ہے، مبارک ہے وہ جو اس امتحان میں پاس ہو جاتے، حضور نبی کریم صلعم نے اپنی قوم کو مصیبتوں میں صبر کرنا سکھایا اور فرمایا کہ خدا کے احکام کے آگے انسان کو سر جھکا دینا چاہیئے، اور شکایت نہیں کرنی چاہیئے، حضرت نے خود بھی اور آپ کے ساتھیوں نے بھی بڑے بڑے سخت امتحانات اور شدید ترین مصائب میں صبر کا وہ نمونہ دکھایا جس کی نظیر نہیں مل سکتی، عورتوں نے بھی سخت ترین مصائب میں صبر و شکر سے کام لیا، مسلمان بڑی خوش قسمت قوم ہے جس کو ہر بات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ دیا گیا ہے، بادشاہت میں بھی ..... آپ کا نمونہ موجود ہے، اور فقر و فاقہ کے اندر بھی آپ کی زندگی بہترین نمونہ ہے، اور سخت ترین مصائب کے اندر بھی فرمایا فاذکرونی اذکرکم ہر حال میں مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تمہارے مصائب میں تمہیں بہترین انعام دوں گا یا ایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ مصیبتوں میں حرف شکایت زبان پر نہیں آتا، ابتلا کے وقت دعا اور صبر سے کام لینا، نمازیں اور نفل پڑھکر خدا سے تعلق بڑھانا ہے ان اللہ مع الصابرین خدا صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون اگر خدا کے رستہ میں جان چلی جائے تو سمجھو کہ زندگی مل گئی جو قوم جانی اور مالی قربانی دیتی ہے وہی زندہ ہوتی ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین، تم پر خوف کی مصیبت آئے گی، فقر و فاقہ آئے گا، مال، جان اور پھلوں کے ضائع ہونے کا دکھ اٹھانا پڑے گا، اس حالت میں صبر سے کام لینے والوں کے لئے بشارت ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے صبر کا نمونہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے دکھ اٹھائے، تنگی اور فراخی دونوں حالتیں آپ پر آئیں اور آپ نے نہایت اعلےٰ نمونہ پیش کیا، میدان جنگ میں بھی آپ نے بہترین نمونہ دکھایا آپ خیال کریں جب احد کی جنگ میں آپ گڑھے کے اندر گر گئے تو مسلمانوں کا کیا حال ہوا ہوگا کس قدر بیتاب ہوں گے، ایک شخص نے اپنی زبان سے چہرہ مبارک کو صاف کیا، ایک شخص نے خود آپ کی پیشانی سے دانتوں سے نکالنے کی کوشش کی اس کے دو دانت ٹوٹ گئے لیکن حضرت نے اس سخت مصیبت میں بھی پریشانی کا اظہار نہ کیا یہاں چھوٹی سی مصیبت آجائے تو لوگوں کے واویلوں کو دیکھیں، ہر شخص دوسرے کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے[۲۴] احد میں زخمی ہونے کی حالت میں ایک شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ ان لوگوں کے لئے بد دعا کریں فرمایا انی لم ابعث لعاناً میں لعنت کرنے کے لئے مبعوث نہیں ہوا، ایک دن مجلس میں بیٹھے تھے، حضرت صلعم کی صاحبزادی نے پیغام بھیجا میرا بچہ مر رہا ہے، فرمایا میری بیٹی کو سلام کہو اور کہو ان للہ ما اخذ وله ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی۔ ولتصبر ولتحتسب۔ پھر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صاحبزادی کے گھر گئے، آپ کے ساتھ معاذ بن جبل، سعد بن عبادہ اور زید ...... تھے وہاں پہنچے تو صاحبزادی نے بچے کو آپ کی گود میں دے دیا۔ بچہ دم توڑ رہا تھا آپ نے اس کو دیکھا تو آنسو نکل آئے، چونکہ آپ ہمیشہ صبر کی تلقین کرتے تھے، سعد بولے تھے ما ھذا یا رسول اللہ یا رسول اللہ یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے، خدا نے اپنے بندوں کے دلوں میں اپنی رحمت کا بیج ڈالا ہوا ہے صبر اور چیز ہے، لیکن دل کا پگھل جانا، آنکھوں کا اشکبار ہونا اس سے منع نہیں کیا گیا۔

ایک صحابیہ کا پاکیزہ نمونہ

صبر بھی ان لوگوں میں کمال درجہ کا تھا، ایک عورت کا بچہ مر گیا، اسی دن خاوند سفر سے آیا، اس لئے نہیں بتایا کہ سفر کی کوفت ہے اس کے ساتھ ہی یہ خبر سنے گا تو اور تکلیف ہوگی، خاوند نے پوچھا بچے کا کیا حال ہے، کہا سکون سے ہے صبح اس نے بتایا لیکن بتانے سے پہلے کہا کہ میں ایک مسئلہ پوچھتی ہوں، اگر ہمارا ہمسایہ کوئی چیز امانت کے طور پر ہمیں دے اور پھر کسی وقت مانگے تو اسے خوشی سے دینی چاہئے یا نہیں؟ اس نے کہا ضرور واپس کر دینی چاہیئے، بیوی نے کہا کہ بیٹا بھی اللہ نے ہمیں امانت کے طور پر دیا تھا اس نے یہ امانت واپس لے لی ہے، ہمیں اس پر رنج نہ کرنا چاہیئے، اسی وقت دونوں آنحضرت صلعم کے پاس گئے، حضرت نے سارا قصہ سن کر فرمایا خدا تعالےٰ تم پر رحمت بھیجے گا اور تم کو نیک اولاد عطا فرمائے گا۔

ایک اور صحابیہ کا صبر اور عشق رسول

ایک اور عورت نے جنگ میں حضرت کے زخمی ہونے کی خبر سنی، وہ آپ کے متعلق دریافت کرنے کے لئے گئی کسی نے کہا کہ مجھے حضرت کی خبر دو، اس شخص نے کہا تمہارا خاوند بھی مارا گیا وہ کہنے لگی حضرت صلعم کے متعلق پوچھتی ہوں آپ کا کیا حال ہے، جواب ملا تمہارا باپ بھی مارا گیا اس نے پھر کہا مجھے حضرت کے متعلق بتاؤ اور کسی کا میں نہیں پوچھتی انہوں نے کہا وہ دیکھو حضرت خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں، دیکھکر کہا کل مصیبۃ بعدک جلل آپ کے بچ جانے کے بعد سب مصیبتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں۔

ایک عورت کے تین بیٹوں کی شہادت

ایک عورت شاعرہ تھی کہتے ہیں یہ لوگ امی تھے، اجڈ تھے لیکن شعر گوئی میں انہیں کمال حاصل تھا، اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام تھا صخر یعنی چٹان، وہ مر گیا تو اس نے ایک بڑا لمبا چوڑا نوحہ اس پر کہا جس کا کوئی کوئی شعر مجھے یاد ہے ؎

---

[۲۴] کوئی نہیں کہتا کہ خدا کا حکم آیا، خدا کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا، نہ دوسروں کو بدنام کرنے سے کوئی فائدہ ہوتا ہے

یذکرنی طلوع الشمس صخرا ٭ واذکرہ بکل غروب شمس

یعنی ہر دفعہ طلوع آفتاب میرے بھائی صخر کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح سے ہر شام مجھے بھائی کی یاد دلاتی ہے۔

اسلام قبول کرنے سے پیشتر تو اس کا یہ رنگ تھا، بعد میں جب مسلمان ہوئی تو ایک جنگ میں اس کے تین بیٹے شہید ہوگئے، اس نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے تینوں بیٹوں کی شہادت کا شرف عطا کیا الحمد للہ الذی اکرمنی بشہادتہم

جب حضرت فوت ہوئے، حضرت فاطمہ آپ کی تربت پر پہنچیں اور قبر کی مٹی لیکر کہا

فماذا علی من شم تربۃ احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر صبر کا نمونہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو ستر ستر زخم جنگوں میں لگے اور پھر بھی شہادت کا ولولہ انہیں جنگوں میں لے جاتا، حضرت حمزہ رض آپ کے چچا تھے ایک جنگ میں شہید ہوگئے، یہ بہت بڑے آدمی تھے، پہلے مسلمان نہ تھے تو کعبہ میں جب آنحضرت صلعم پر دشمنوں کی طرف سے حملہ کی خبر سُنی تو دہل گئے اور ابوجہل کے سر پر اپنی کمان ٹھونک کر کہا کہ سمجھ لو کہ میں آج سے مسلمان ہوں، جو کوئی محمد کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے گا اس کی آنکھ نکال دونگا، یہ چچا کبھی جب میدان جنگ میں مرگیا تو حضرت کو بڑا صدمہ ہوا لیکن بڑا صبر دکھایا۔

حضرت جعفر کی شہادت

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقعوں پر قوم کو سکھایا ہے کہ صبر کیا چیز ہے ایک جنگ میں حضرت جعفر رض کا ایک بازو کٹ گیا، ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا انہوں نے گرنے نہ دیا اور دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا وہ بھی کٹ گیا تو بڑی تکلیف سے دونوں بازو میں تھامے رکھا، جب ان کے شہید ہونے کی خبر آئی تو حضرت کو بہت دکھ ہوا، فرمایا آج جعفر کے بال بچوں پر بڑا سخت دن ہے، لوگو جعفر کے بال بچوں کا خیال رکھنا، یہ بھی فرمایا کہ جعفر کے بازو کٹ گئے پر اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں بازو دے دیئے، وہ ذوالجناحین ہیں۔

ابراہیم کی وفات پر آنحضرت صلعم کا صبر

حضرت ابراہیم آپ کے فرزند جب فوت ہوئے، تو ان کو دیکھکر حضرت صلعم کے آنسو نکل آئے، اس وقت بھی کسی نے کہا آپ روتے ہیں، فرمایا فراق کا غم ہونا ایک فطری امر ہے لیکن صبر اور چیز ہے، شکایت ہمیں کوئی نہیں، صبر کا بہت بڑا نمونہ حضرت نے دکھایا لیکن لوگوں کو پتھر کا دل بنانا نہیں سکھایا، دل کے اندر رقت پیدا ہونا اور آنکھوں کا اشکبار ہونا ایک فطری بات ہے۔

ملک محمد امین کی وفات کا صدمہ

اس سلسلہ میں بھی مشکلات کے وقت صبر و استقامت کے نمونے ہم نے دیکھے، میں تو جب انگلستان میں تھا، کبھی مجھے ایک بچہ کے فوت ہوجانے کی خبر جاتی اور کبھی دوسرے کی، اور کبھی اپنے ایک بزرگ کی وفات کی خبر ملی اور کبھی دوسرے کی لیکن میں نے ہر موقعہ پر اپنے دل میں سکون پایا اور کبھی ان حادثات کا ذکر اخبار میں نہ دیا لیکن عزیزم ملک محمد امین کی وفات کے وقت میرے دل کا سکون اس درجہ کا نہ تھا میں سخت صدمہ زدہ ہوا، شکایت یا جزع فزع ناواجب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ان اللہ مع الصابرین۔ اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے کہ وہ امتحان کے وقت میں جب نقصان ہوتا ہے تو یہی کہتے ہیں ہم خدا ہی کے ہیں، اسی کی ملکیت ہیں، اگر یہ سچ ہے کہ خدا کی ملکیت ہیں تو اگر وہ بلائے تو اس کے پاس جانے میں کیا عذر ہوسکتا ہے، یہ خیال دل کو تسلی دینے والا ہے، اور اسی سے صبر پیدا ہوتا ہے، پھر جو صبر کرتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ضائع نہیں کرے گا،

محمد امین سے تعلق محبت

محمد امین کی وفات کے باعث میں بہت سخت صدمہ زدہ ہوں بچپن سے وہ میرے ساتھ رہا، ساتھ سوتا رہا، میرے پاس رہ کر انٹرنس پاس کیا، پھر بی اے کیا، پھر ایم اے کیا۔ پھر ایل ایل بی کر کے پریکٹس کرتے ہوئے بھی کتنی دیر ہم اکٹھے رہے، الغرض میری اور ان کی رفاقت بہت لمبی تھی وہ تو ضرورت کے ماتحت مجھے یہاں احمدیہ بلڈنگس میں مقیم ہونا پڑا، حضرت مولانا مرحوم جب مسلم ٹاؤن چلے گئے تو انہوں نے ضرورت کے ماتحت مجھے کہا کہ آپ اس جگہ آکر رہیں، آج میں محسوس کرتا ہوں میرا بازو کٹ گیا اور میرا درخشندہ ستارہ غروب ہوگیا۔ میں صدمہ زدہ ہوں لیکن قضا الٰہی کے سامنے اخلاص کے ساتھ سر تسلیم خم ہے وہ اپنے پیچھے چھ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے ہیں ان کی والدہ تو چند سال ہوئے پہلے ہی، انتقال کر گئی ہیں آج ان کے سر پر سے باپ کا سایہ بھی اٹھ گیا مجھے ان کی فکر بھی دامنگیر ہے۔ ان کے جنازہ پر بے شمار لوگ جمع ہوئے، نماز جنازہ میں بڑے مرتبہ ہوئی، پہلے سات صفیں تھیں، پھر دوسری مرتبہ پڑھی گئی تو پانچ صفیں تھیں، بے شمار آدمیوں کے خطوط مجھے آئے ہیں جن میں ان کی خوبیوں کی تعریف کی ہے، بے شمار آدمی ہیں جنھوں نے لکھا ہے کہ وہ ہمارا کام مفت کر دیتا تھا۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب

میرے دل میں ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے لئے بھی درد ہے، میں نے راولپنڈی میں دو تین آدمیوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ ان کی حالت سے مجھے اطلاع دیتے رہیں، ان میں سے ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب کا خط آیا ہے کہ ابھی انہیں زخم کی وجہ سے درد ہے، وہ بڑے حوصلہ اور صبر والے آدمی ہیں لیکن درد کی شدت نے ان کو بے حال کر دیا ہے جماعت کے لئے ان کا وجود بہت قیمتی ہے، ایسے آدمی روز نہیں ملتے بالکل نہیں ملتے، ان کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔

حضرت ہاجرہ کا صبر اور اس پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

پھر انہی آیات میں آگے چل کر ایک عورت کے صبر و استقلال کا قصہ بیان کیا ہے فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ صفا اور مروہ کیا ہیں یہ ہاجرہ کے صبر و استقامت کے نشان ہیں ان کو اللہ نے شعائر بنا دیا، ان کے درمیان سعی کرنا، حج کے ارکان میں سے قرار دیا، ہاجرہ وہ عورت ہے جس کو حضرت ابراہیم نے ایک ننھے بچہ کیساتھ بیابان میں لاکر ڈال دیا اور جب اس نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم واپس کے لئے سفر کی تیاری کر رہے ہیں تو کہا آپ ورنہ دن سے سفر کی تیاری کرتے نظر آتے ہیں الی من تترکنا ہمیں کس کے سپرد کر رہے ہیں، غور کیجئے ایک عورت ہے اور دیکھیئے ایک شیر خوار بچہ جو اکو چھوڑ کر جارہا ہے اور اس بیابان میں کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا، حضرت ابراہیم نے جواب دیا الی اللہ اکلکم خدا کے سپرد کرکے جا رہا ہوں یعنی میں تو اللہ کے حکم سے جا رہا ہوں اور تمہیں اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں، ہاجرہ بولیں اذا لا یضیعنا تو پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے انہیں ضائع نہیں ہونے دیا، اسی لئے صبر و استقامت کی مثال کے طور پر صفا اور مروہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ ہم صبر کرنے والوں کو ضائع نہیں ہونے دیتے، دیکھو ایک عورت نے صبر کیا تو اس کو کتنا بڑا اجر دیا ہر سال اس کی یاد میں ان دو پہاڑیوں کے درمیان حاجی لوگ سعی کرتے ہیں جن کے درمیان انہوں نے بیتاب ہوکر پانی کی تلاش میں سعی کی تھی۔ اس کے بیٹے اسمٰعیل کو دیکھو کتنا بڑا اجر دیا، اس کے بیٹے نے محمد صلعم کو دیکھو اس کو کیا اجر دیا، الغرض صبر کرنے سے مقامات عالیہ نصیب ہوتے ہیں ان اللہ مع الصابرین وبشر الصابرین۔ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ۔

عقل انسانی اور الہام الٰہی (بقیہ صفحہ)

اور واضح طور پر دیکھیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم کو عقل عطا فرمائی اسی طرح آنکھیں اور کان بھی دیئے ہیں لیکن ہم آنکھوں سے تب ہی کام لے سکتے ہیں جب تک آفتاب ہمیں دیکھنے کے عمل میں مدد دیئے کیونکہ دیکھنے کے لئے روشنی کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح سننے کے عمل میں اگر ہوا ہم کو مدد نہ دے تو ہمارے کان کچھ کام نہیں کرسکتے کیونکہ سننے کے عمل کے لئے ہوا کا ہونا ضروری ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آنکھیں اور روشنی کا باہم جوڑ ہے، اور کان اور ہوا کا باہم ایک جوڑ ہے۔ اسی طرح عقل اور الہام الٰہی کا باہم جوڑ ہے۔ اور ایک کی غیر موجودگی میں دوسری بیکار ہے۔

اسی عقل اور الہام کے باہمی جوڑ کو اس زمانے کے مشہور سائنسدان Faraday نے بھی ایک حد تک قبول کیا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ:

"Genius is 99 percent paerspiratian and one parcent inspiratian."

یعنے عقلمندی ۹۹ فیصدی انسان کی محنت شاقہ سے اور ایک فیصدی الہام الٰہی ہے ٭

لنڈن سے ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ) تک ایک جہاز کا سفر

(مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی)

فلما جهزهم بجهازهم جعل السقاية في رحل اخيه (۱۲: ۷۰)

"پھر جب یوسف نے اپنے بھائیوں کا سفر کا سامان پورے اہتمام سے تیار کر دیا تب پانی پینے کا پیالہ اپنے بھائی کی بوری میں رکھ دیا"

یہ قرآن مجید کی سورۃ یوسف کی آیت ہے جس کا بظاہر کوئی تعلق میرے سفر جہاز کے ساتھ نظر نہیں آتا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ آیت میں اور میرے عنوان سفر میں لفظ جہاز کا اشتراک اتفاقاً آپڑا ہے۔ دونوں جگہ محض ایک لفظ کا اتفاقی اشتراک آ جانے سے خواہ مخواہ کچھ لکھتے چلے جانا اور لوگوں کو اسے پڑھنے کی تکلیف دینا تضییع اوقات کا دوسرا نام ہے۔ مگر آپ یوں سمجھئے آپ کا ایک بھائی یا دوست یا پھر ان دونوں نسبتوں کے درمیان اپنے اپنے تعلق اور میلان طبع کی کمی بیشی کے اعتبار سے زیادہ تر بھائی کی طرف یا دوست کی طرف جھکتا ہوا رشتہ محبت رکھتا ہے۔ وہ آپ سے جدا ہو کر آپ کی کچھ تمناؤں اور امیدوں کو ساتھ لئے ہزاروں میل کے فاصلے پر نہیں مشرق اور مغرب کی دوری سے یا ایک اور مشرق اور مغرب کی دوری سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس کا دل و دماغ اس کا سارا جسم اور اس کی روح جہاز کی ہر حرکت اور لرزش کے ساتھ لرزاں، رقصاں اور گرداں نظر آتا ہے تاہم وہ سوچتا ہے کہ میں ہمیشہ سال رفتہ کو خیر باد کہتے اور سال نو کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنے بھائیوں کی قوم کے سالانہ اجتماع پر کچھ کہا کرتا ہے ہر سال وہ مجبور ہے اور اس کا دل اپنے بھائیوں کو دیکھنے کے لئے بیقرار۔ آج وہ بحر بیکراں میں تم اس کا کوئی بھی نام رکھو ظلمات کے تھپیڑے کھا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے غمگین و حزین تنہا اور بیکس عبد الحق مگر اس کے سامنے ایک بلند مقصد تھا جس کا خیال آتے ہی اس کے آنسو اپنی جگہ تھم گئے۔ اس نے قلم ہاتھ میں لیا اور کچھ لکھنا شروع کیا۔ سو یہ اتفاق کی بات ہے کہ مضمون کے عنوان اور آیت زیر نظر میں لفظ جہاز کا اشتراک آپڑا اگر جاننے والے جانتے ہیں بسا اوقات اتفاق میں اچانک حسن آ جاتا ہے جسے ہمارے ادیب حسن اتفاق کا پیارا نام دیتے ہیں۔ بات یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ میں انگلستان کی ایک بندرگاہ سے ارگوانی نام ایک جہاز پر ٹرینیڈاڈ (امریکہ کے مغربی جزائر) کی طرف جا رہا ہوں۔ جہاز میں ایک کامل ہفتہ جہازی بیماری (Sea sickness) دوران سر میں گذرا۔ جہاز ارغوانی حسب دستور طعام و مشروبات، سینما و تفریح، نیم برہنہ بلکہ تقریباً عریاں دختران مغربی کا رقص و سرود اور شراب ناب کے لیے باکمال نسل کا ایک گہوارہ عیش تھا جسے دیکھ کر بعض شیخ وقت کی منزل کے شیخ بھی بے اختیار پکار اٹھتے تھے

ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

اور کسی نے کہا ہے

دختران مغربی کو دے نہ عورت کا خطاب
یہ مجسم ہو گئے ہیں جنت ملاں کے خواب

دوران سر نے اس قدر شدت اختیار کی کہ اپنی کٹیا سے نکلنا مشکل ہو گیا۔ غض بصر کا نسخہ بھی بیمار کا میاب ثابت نہ ہوا اس کی وجہ سے کسی نہ کسی سے ٹکرا جانے کا اندیشہ زیادہ تھا۔ بہرحال دردسر تھا اور اس کی بہت سی قسمیں مجھ پر حملہ آور تھیں۔ میری غیر حاضری میں کچھ گھر کی پریشانیاں سفر کی حیرانیاں۔ دیس دیس کی بولیاں بولنا اور سمجھنے میں ہکلاہٹ (جو بعض اوقات بوکھلاہٹ تک پہنچ جاتی تھی) دل بیٹھتا چلا کی تو کسی سے کہہ سکتے ہیں یہ کسی یہ سب ظلمتیں تہ بہ تہ جم کر غم کی ایک بہت بڑی دھندلاہٹ بن کر اسی طرح دل پر چھائی ہوئی تھی جیسے لندن جیسی ملکہ حسن کے خوبصورت چہرہ پر کہر کی کثیف نقاب۔ اس انتہائی دکھ اور درد کی گھڑی میں میری آنکھ نے ایک جھپکی لی دوران سر کو سکون نصیب ہوا اور قلب روحانی آلام و اطلام سے باہر ہو کر کسی اور عالم کی سیر کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو بڑے سے بڑے دکھوں اور انتہائی راحتوں کے درمیان نہ تھوڑے سے چھوٹے قدم کا فاصلہ ہے اور نہ پلک مارنے کا وقفہ۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس عالم میں کتنے سال گذر گئے مگر سکون اور راحت کی یہ گھڑیاں اس بات پر ختم ہوئیں کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جس کی پشت پر سنہری حروف میں یہ نام کندہ تھا JOSEPH IN A NUT-SHELL۔ آنکھ کھلی تو میں اسی ارغوانی جہاز کی مختصر سی ریزن کٹیا (Cabin) میں بستر پر دراز تھا۔ کچھ دیر باکراہ پھر آنکھیں بند کیں شاید وہ عالم اور وہ کتاب ہاتھ آ جائے مگر ہاتھ سے اڑے طوطے کی طرح نہ کہیں وہ پر سکون فضا تھی اور نہ وہ دلچسپ کتاب۔ کچھ دیر ادھر ادھر خیال دوڑانے کے بعد دل کو یوں تسلی دی کہ دن تو نکلنے دو جہاز کی لائبریری میں ضرور کوئی ایسی کتاب ہے یہ خواب محض دماغی اپج اور ایجاد نہیں۔ امید اور انتظار کی گھڑیاں بڑی سست رفتار سے چلتی ہیں اور کبھی کبھی ان کی سوئیاں گھنٹوں اپنی جگہ پر جوں کی توں کھڑی نظر آتی ہیں، بارے میرا انتظار ختم ہوا اور دن نکلا ضروریات سے فارغ ہو کر لائبریری کا رخ کیا۔ راستے میں ایک انگریز لیڈی جو میرے ساتھ تھا .... والے کیبن میں رہتی تھی اور مجھ سے مانوس ہو گئی تھی اس سے خواب کا ذکر کیا تو دونوں لائبریری میں پہنچے لائبریری کھلنے کا ابھی وقت نہ تھا الماریوں کے آئینوں میں جھانکنا شروع کیا مگر ایسی کوئی کتاب نظر نہ پڑی۔ اتنے میں لائبریرین صاحب آئے تو میں نے پوچھا Joseph in a nut-shell کوئی کتاب ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا اس کے قریب قریب موضوع کی؟ اس نے افسوس کا اظہار کیا۔ مجھے اپنے خواب پر بڑی مایوسی ہوئی، تھوڑی دیر بعد دل پر یہ خیال غالب آیا کہ یہ کتاب تمہیں لکھنے کا اشارہ ہوا ہے سب سے پہلی بات کہ میں جہاز پر سوار ہوں (۲) جہازی بیماری میں مبتلا ہوں (۳) حضرت یوسف ...... کی مختصر سے مختصر سیرت نگاری کا اشارہ ہوتا ہے (۴) ذہن خواہ مخواہ فلما جهزهم بجهازهم کی آیت کی طرف منتقل ہو گیا۔ جیسے مضمون کا شان نزول تو پیدا ہو گیا۔ اب رہی اس کی کیفیت اور کیفیت میں لطف و لذت اور یہ تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہو سکتا ہے وما توفیقی الا باللہ۔ انسانی زندگی کا استقصا کرنے سے سمٹا کر تین باتوں پر آ رہتا ہے کچھ لوگ ہیں جو دنیا میں خالی دل و دماغ لیکر آتے ہیں۔ کچھ مایوسی، ناامیدی اور تاریکی کے رسیا ہوتے ہیں۔ کچھ بلکہ بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جو دنیا سے کچھ لینے کی امید رکھے بغیر دنیا کو کچھ دینے آتے ہیں جو اپنی بے لاگ کوشش اور محنت سے دنیا کو زیادہ سے زیادہ حسین، خوبصورت اور راحت رساں دنیا بنانے کا تہیہ کرتے ہیں۔ دنیا کی مثال ایسی ہے کہ ہر شخص کو اس کی فطرت کا ایک ان گھڑا پتھر بنا دیا گیا ہے دینے کا مقصد یہ ہے کہ اپنی دانائی ہنر اور محنت سے اسے تراش کر زیادہ سے زیادہ خوبصورت دلربا مجسمہ کی شکل و صورت دے دی جائے۔ ایک حسین اور جمیل مجسمہ نہ صرف بذات خود حسین ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے حسن و جمال سے دوسروں کے دلوں میں خوشی اور فرحت پیدا کرتا ہے اور دوسروں کے دلوں میں صنعت و تخلیق کی ترغیب دیتا ہے۔

دنیا کو کچھ دینے والوں اور دنیا کو بہت کم دے کر زیادہ سے زیادہ لینے کی امید رکھنے والوں کا ذکر آیا تو ذہن خود بخود اس طرف منتقل ہو گیا کہ ان دونوں میں سے کامیاب اور سرخرو کون ہے۔ بظاہر ہے کہ وہ لوگ جو دنیا کو کچھ نہ کچھ دے کر بہت کچھ لینا چاہتے ہیں یہ لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوتے اس لئے کہ مقابلہ صرف تجارتی دماغ اور تبلیغی روح میں رہ جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی مچھلی پکڑنے کے کانٹے پر کچھ نہ لگائے گا تو مچھلی کھانے کی ہوس کے سوا کچھ کھانے کا بھی نہیں اس لئے دنیا میں کثرت ایسے لوگوں کی ہے جو کانٹے پر ایک حقیر سا کیڑا یا کینچوا لگا کر بڑی سے بڑی مچھلی شکار کرنے کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ بات یہاں تک پہنچی تھی کہ آیت زیر نظر سے متعلق ایک لطیفہ یاد آ گیا۔

راولپنڈی میں مباحثہ

قصہ ان دنوں کا ہے جب میرے رفیق سفر و حضر مولوی نعمت اللہ صاحب مرحوم زندہ تھے اور انکی زندگی

ۃ اس کا ذکر کسی دوسری جگہ انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا

سے پنجاب بھر میں ہماری جماعت کے جلسے اور جلوس جوانی کی بہار میں لہلہاتے اور جھومتے تھے۔ پنجاب کے دل سے ذرا اوپر راولپنڈی کا صدر مقام ہے خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کا مکان تھا اس میں مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم اور کئی ایک بزرگ ہماری جماعت کے جمع تھے ان کے بالمقابل احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک بہت بڑے مخالف (جن کا نام میں اس لئے نہیں لیتا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا معاملہ اب اللہ تعالےٰ کے سپرد ہے) اپنے ہمنواؤں کے ساتھ موجود تھے، گفتگو کا موضوع احمدیت اور اس کا عکس تیر تھا۔ میری حیثیت اس تبادلۂ خیال میں محض تماشائی کی تھی ہماری جماعت کے ایک بزرگ نے جن کے ہاتھ میں مخالف مولوی صاحب کی تفسیر تھی اصل مبحث پر گفتگو سے پہلے ہی ان کو اپنی طرف مخاطب کرنا چاہا کہ آپ نے اپنی تفسیر میں یہ کیا لکھدیا ہے کہ یوسف ؑ نے جب اپنے بھائیوں کا رخت سفر تیار کر دیا تو اپنے بھائی کی خورجی میں خود ہی پیالہ رکھ دیا اور بعد میں سی۔ آئی ڈی کے انسپکٹر کو حکم دلایا کہ انہیں چوری کے الزام میں زیر حراست کرلو، شان یوسفی تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے یہ حیلہ جوئی تو ایک معمولی آدمی کی شرافت سے بھی بعید ہے۔

ڈبل تفسیر کے مصنف صاحب کچی گولیاں کھیلے نہ تھے انہوں نے طرح دیکر کہا

"بہت اچھا اصل موضوع پر گفتگو کے بعد میں اس کے متعلق آپ سے استفادہ کروں گا"

بعدہٗ اصل موضوع پر گفتگو شروع ہو گئی جس کے دوران میں مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم نے حضرت یوسفؑ کا لاینحل معمہ ان کی تفسیر میں سے نکال کر پیش کر دیا مفسر میں خوبی یہ تھی کہ وہ بات کو چٹکی میں اڑانا خوب جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی، اس کے پاک کلام کی، برگزیدہ رسولوں کی یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس پر حرف آتا ہو ان کی بلا سے، انہوں نے نہایت جلال سے فرمایا اگر پیالہ یوسف نے نہیں رکھا تو کس نے رکھا؟ اور اس کے ساتھ ہی اپنی صرف و نحو کے بستہ میں سے یہ سوال نکال کر ڈال دیا کہ فلما جھزھم کا فاعل کون ہے ظاہر ہے کہ جہز کا فاعل یوسف ہے تو اسی آیت کے مصرعہ ثانی میں جعل السقایۃ فی رحل اخیہ (یعنی اپنے بھائی کی بوری میں پیالہ رکھ دیا) کا فاعل بھی یوسف ہے۔ میں نے مولوی عصمت اللہ صاحب، کو کہا کہ آپ ان سے پوچھئے کہ یوسف ؑ نے سی آئی ڈی کے انسپکٹر کو اسی پیالہ کے چرائے جانے کی رپورٹ دی تھی جو انہوں نے خود رکھا تھا؟ یا گم ہو جانے والی چیز کوئی دوسری تھی جس کی بنا پر بھائی ملزم گردانے گئے بظاہر ہے کہ وہ ایک دوسری چیز صواع الملک یعنی غلہ ماپنے کا ایک سرکاری پیمانہ تھا اور یہ یقینی امر ہے کہ صواع الملک ہرگز ہرگز یوسف ؑ نے نہیں رکھا اور نہ رکھوایا اور نہ اللہ تعالےٰ نے یوسف ؑ کو یہ حیلہ جوئی سکھائی جیسا کہ مولوی لوگ کذالک کدنا لیوسف سے استنباط کرتے ہیں۔

عوام بالطبع حیلہ جو ضرور واقع ہوئے ہیں، اب جب اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف ؑ کو ایسا حیلہ کرنا سکھا دیا تو حضرت یوسف ؑ نے معاذاللہ سچ مچ حیلہ جوئی کی اور اپنے بھائیوں کو چور گردان کر اپنا بدلہ لے لیا اور مصریوں کی نگاہ میں ان کو ہمیشہ کے لئے ذلیل کر دیا تو ہمارے علماء کے لئے اس سے بڑھکر حیلہ جوئیوں کا جواز کیا ہو سکتا تھا۔ ان کی بلا سے حضرت یوسف ؑ کی شان یوسفی پر سیاہ دھبہ لگتا ہو۔ بن یمین اور فرزندان یعقوب سارے مصریوں میں بدنام ہو گئے ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے کلام پاک پر حرف آتا ہو، بات کس قدر دور نکل گئی مگر شان یوسفی فلما جھزھم بجھازھم جعل السقایۃ فی رحل اخیہ کی حد تفسیر سے باہر نہیں گئی۔ اصل مضمون دنیا کو کچھ نہ دینے والوں۔ کچھ اقل قلیل دے کر زیادہ سے زیادہ لینے کی ہوس رکھنے والوں (خواہ وہ شہرت و اقتدار ہی کیوں نہ ہو) اور زیادہ سے زیادہ دے کر صرف حقیقی راحت اور بے پایاں خوشی حاصل کرنے والوں یا خدا کی راہ میں سب کچھ دے کر بھی دینے کی اور حسرت اور امنگ رکھنے والوں یعنی کچھ اور ہوتا تو وہ بھی اپنے مولائے حقیقی کی راہ میں دیتے سے

جان دی - دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ایک امریکی شاعر نے اس حقیقت کو گلاب کے پھول اور اس کی جڑ، کی تمثیل میں خوب ادا کیا ہے۔

"مرغان چمن اور شہد کی مکھیوں کا محبوب گلاب کا پھول جو فضا میں سربلند ہوا وہ تاریکی میں کام کرنے والی جڑ کی خبر نہیں رکھتا جو اپنی ان تھک محنت سے اس کے لئے رات دن کام کرتی ہے۔ میں نے پھول سے پوچھا اے موسم بہار کے فخر اور چمن کی ملکہ تیری ہستی صرف چند دن کیوں؟ پھول نے مختصراً کہا "تا لوگ مجھے دیکھیں" میں نے اس کی جڑ سے سوال کیا تو اس نے کہا میں زمین کے طبقات کو کھودتی ہوں۔ قدموں کے نیچے آنکھوں سے دور ایک مزدور مگر مجھے معلوم ہے کہ میرے سر پر پھول کا تاج ہے"

چودھویں صدی کے علماء کی حیثیت تو اسی بات سے معلوم ہو جاتی ہے کہ انہوں نے قمیص یوسفی کو خون آلود کر دیا توفی الحقیقت یوسف کو ان بھیڑیوں نے کھا لیا۔ یوسف کی قمیص یوسف کا کیرکٹر اور سیرت ہے اور وہ جعل السقایۃ فی رحل اخیہ کے مختصر جملے سے ظاہر ہے۔ مجھے اپنی چالیس سالہ تبلیغی زندگی میں یہ بات ہمیشہ سچ معلوم ہوتی ہے کہ مخالف قرآن مجید کی جس آیت پر اعتراض کرتا ہے اس کی تہ میں ایک انمول موتی اور ہیرا چھپا ہوا ہوتا ہے Joseph in a nutshell یا حسن یوسف کا لب لباب ہے کیا؟ اپنے بھائیوں کی ساری گالیاں۔ ان کے ظلم و ستم مار پیٹ۔ جان لینے کے منصوبے برداشت کرتا مگر جب وہ مجبور بے بس اور لاچار ہو کر اس کے پاس آئیں اور اس کے ہاتھ میں طاقت، قوت، اور حکومت کے سارے اختیارات ہوں، ان کو اشارۃً کنایۃً ان کی بدسلوکی یاد نہ دلائے۔ ان کی مہمان نوازی، دلجوئی اور راحت رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔ جب وہ رخصت ہوں تو ان کے غلہ کی قیمت کا روپیہ انہیں ایسے طریق پر واپس کر دے کہ وہ شرمندہ نہ ہوں، مزید براں سفر میں ان کی چھوٹی سی ضرورت کو بھی نہ بھولے جعل السقایۃ فی رحل اخیہ پانی پینے کا گلاس تک بھی مہیا کر دے۔

شاید کسی کو وہم بھی گزرے کہ پیالہ اپنے بھائی کی خورجی میں کیوں رکھا؟ بن یمین یوسف ؑ کا بھائی تھا دونوں کی ماں ایک تھی نہیں بن یمین اس سے بڑھکر دوسروں سے حسن سلوک کرنے میں یوسف ساتھ تھا اور بھائی اس سے بھی یوسف کی طرح برا سلوک کرتے تھے۔ سفر میں بن یمین ضرورت پڑنے پر بھائیوں کو پیالہ ضرور دے دیگا لیکن بھائیوں سے اس سلوک کی امید بعید تھی، حاشا معشر یہ بھائیوں کو ذلیل کرتے اور بن یمین کو بالخصوص چور گردانتے اور مصریوں کی نگاہ میں ہمیشہ کے لئے انہیں ذلیل کرنے کی سکیم نہ تھی جو شان یوسفی پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔

دشمنوں سے پیار کرنے کا عملی سبق

دنیا کے لوگوں کو اگر دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ایک طرف برادران یوسف ہیں تو دوسری طرف مثیل یوسف ہیں برادران یوسف دنیا میں بکثرت ہیں مگر یوسف بہت کم ملیں گے۔ نہیں۔ مولوی برادران یوسف کے نمایندہ ہیں وہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یوسف کا کیرکٹر دوسروں کی خوشی میں اپنی خوشی ...... محسوس کرنا ہے جوہر انسان کا اس دنیا میں ایک اخلاقی فرض اور اجتماعی زندگی کا فطری خاصہ ہے پہلے ہی پہل جب ایک انسان نے دوسرے انسان کی طرف اس کی مدد یا اسے کچھ تحفہ دینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا اس نے تہذیب اور سوسائٹی کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھدیا۔ لیکن ہر ہمدردی بھی اور قدرتی طور پر دوسری طرف سے بھی ہمدردی اور مدد کی بازگشت چاہتی ہے اور یہ تحفہ تحائف دینے اور لینے کا معاملہ ہر مرتبہ مساوی نہیں ہو سکتا اس لئے اس نیت سے کچھ دینا کہ اس سے بڑھکر کچھ وصول کیا جا سکے یہ جماعت اور سوسائٹی کے تعلقات میں گرہیں ڈال دیتا ہے وہ لوگ جو بغیر کچھ دیئے ہمیشہ دوسروں سے کچھ لینا ہی چاہتے ہیں یا حقیر سی چیز دیکر بڑی چیز لینے کی نیت رکھتے ہیں وہ اس سنگ بنیاد کو جس پر سوسائٹی کی عمارت قائم ہے اکھاڑتے ہیں ہمیشہ کسی کو بڑا تحفہ دینا اور معاوضہ کی امید کے بغیر دینا آپس میں پیار اور محبت بڑھاتا ہے لیکن یہ کبھی کبھی بار خاطر بھی ہو جاتا ہے اس لئے چھوٹی چھوٹی چیزوں کے تحائف ہمیشہ دیئے جاتے ہیں۔ جس نے مہمانوں کی خاطر تواضع خوب کی مگر جب مہمان رخصت ہونے لگے اور مہمان بھی وہ جو اس کے جانی دشمن تھے تو اس نے رستے میں ان کی ذرا سی تکلیف کا احساس کر کے ایک پیالہ یا پانی پینے کا گلاس بھی ساتھ رکھ دیا یہ اس پاکیزہ انسان کے دشمنوں کے ساتھ پیار کا عملی ثبوت اور اس کی دلی کیفیت کا آئینہ ہے کہ وہ دوسروں کی مدد کا کتنا خیال رکھتا ہے اور ان کے ساتھ محبت کر کے اپنے دل کی خوشی کا کوئی موقعہ جانے نہیں دیتا۔

یوسف بولتا کیوں نہیں؟

حضرت یوسف ؑ اگر مہمانوں کا سامان تیار کراتے وقت

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

عقلِ انسانی اور الہامِ الٰہی

(ظفر احمد صاحب)

عزیزم ظفر احمد ابن مولانا آفتاب الدین احمد کا یہ مقالہ احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کے ایک گذشتہ اجلاس میں پڑھا گیا تھا۔ عزیز ممدوح نے اس سال ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا ہے اور اس مضمون سے ظاہر ہے کہ ایف ایس سی کو بھی خدمت دین کا ایک ذریعہ سمجھ کر ہی انہوں نے پڑھا ہے اور خدا نے چاہا تو ان کی زیادتی علم اور بھی زیادتی ایمان اور خدمت قرآن کا موجب ہوتی چلی جائے گی۔ سچ ہے الولد سر لابیہ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ حصول علم اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے جب خداوند کریم نے انسان کو ایک مکمل ضابطۂ حیات سے نوازا تو انسان نے اپنی کم علمی اور ناواقفیت کی وجہ سے اس مقدس کتاب یعنی قرآن حکیم کو طرح طرح کے حیلے اور بہانے بنا کر جھٹلانا چاہا۔ کبھی کہا کہ نعوذ باللہ یہ مقدس کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تصنیف کردہ ہے۔ اور کبھی اس طرح سے اپنے آپ کو جھوٹی تسلی دینے کی کوشش کی کہ وہ تمام عالم جو آپ کے زمانے میں موجود تھے کسی تنہائی کی جگہ پر اکٹھے ہو کر رسول کریم صلعم کو چند باتیں یاد کرا دیتے تھے۔ اور اس طرح اس کتاب کی تشکیل ہوتی۔ اور کبھی یوں بھی کہنے سے دریغ نہ کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پرانی کتب کو جمع کر کے ان کا خلاصہ لوگوں کو لکھوا دیا۔

لیکن آج اس روشن صدی میں جبکہ ہر طرف علم کا دور دورہ ہے، اور دنیا علم کے نور سے منور ہو چکی ہے، اور طرح طرح کی ایجادات ظہور پذیر ہو رہی ہیں اگر ہم قرآن پاک کے ایک ایک لفظ پر پوری توجہ سے غور کریں۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ اس زمانے میں جتنی چیزوں کا انکشاف ہوا ہے۔ وہ سب کی سب دراصل قرآن حکیم کی ایک ایک آیت کی ترجمان ہیں۔ ورنہ جائیے اور زیادہ الجھنوں میں نہ پڑیئے۔ صرف قرآن حکیم کی اس آیت پر غور کرنے سے یہ معمہ آسانی سے حل ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں آتا ہے اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیہا من کل زوج کریم۔ کیا انہوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا۔ اس میں ہم نے کتنے ہر قسم کے عمدہ جوڑے اگائے ہیں، یہ ایک قانون قدرت ہے جس کا اعلان اللہ تعالےٰ نے خود ہی اپنی مقدس کتاب میں چودہ سو برس پہلے کر دیا۔ آیئے ہم موجودہ سائنس کی روشنی میں اسی قانون قدرت کا مزید مطالعہ کریں۔ اور دیکھیں کہ آیا قرآن کا یہ اعلان درست ہے یا غلط۔

یہ امر مسلمہ تسلیم شدہ ہے کہ دنیا میں اکثر پھل پھولوں ہی کی ایک تبدیل شدہ شکل ہیں۔ ہر پھول دو اہم اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔ مادہ جزو جس کو علم نباتات کی اصطلاح میں PISTIL کہتے ہیں اور نر جزو جس کو STAMEN کہا جاتا ہے۔ مادہ جزو یا PISTIL کے تین مختلف حصے ہوتے ہیں:۔

(۱) مادہ جزو کا بطن یا Ovary

(۲) گردن یا (Style)

(۳) اور اس کا منہ یا (Stigma)

اسی طرح نر جزو کے بھی تین حصے ہوتے ہیں:۔

(۱) ایک چھوٹا سا تنا Filament اور اس چھوٹے سے تنے کے اوپر والے سرے پر دو چھوٹی چھوٹی تھیلیاں یا Pollin sacs ہوتی ہیں۔ اور ہر تھیلی کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ان تھیلیوں میں ایک قسم کا سفوف ہوتا ہے، جو کئی ایک چھوٹے چھوٹے دانوں کی شکل کے Pollin grains پر مشتمل ہوتا ہے ہر دانہ ایک نر کی حیثیت رکھتا ہے۔

جب پھول اپنے جوبن پر ہوتا ہے۔ تو نر جزو Stamen کی تھیلیوں میں سے سفوف خارج ہونے لگتا ہے۔ جونہی کہ کوئی پروانہ اس پھول پر آتا ہے اور اپنی خوراک یعنی Nectar کی (جو کہ ایک قسم کا شہد ہے اور وہ اس پھول کے سب سے نچلے حصے میں ایک تھیلی کے اندر ہوتا ہے) تلاش میں اندر جانے کی کوشش کرتا ہے، تو یہی سفوف اس کے جسم کے ساتھ چمٹ جاتا ہے پھر جب یہی پروانہ اسی درخت یا پودے یا اسی قسم کے کسی اور پودے کے پھول پر جاتا ہے۔ تو ان چھوٹے چھوٹے دانوں میں سے کئی ایک اس پھول کے مادہ جزو یا [Pistil] کے منہ پر ایک لیسدار چیز کے ساتھ جو کہ مادہ خود اپنے بطن سے خارج کرتی ہے چمٹ جاتے ہیں اور پھر مادہ کے بطن کے اندر جا کر اسے بار دار کر دیتے ہیں۔ یہی بار دار مادہ پھول کچھ اور تبدیلیوں کے بعد پھل کی شکل اختیار کرتا ہے۔

نر جزو کے دانوں کی نقل و حرکت صرف ہوا ہی کے ذریعہ سے عمل میں نہیں آتی، بلکہ ہوا پانی اور دوسرے جانور بھی اس کے معاون ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مادہ کسی وجہ سے بار دار نہ ہو سکے۔ تو وہ پھول مرجھا کر ختم ہو جاتا ہے۔ یا پھر بار دار ہونے کے کوئی اور ذرائع اختیار کرتا ہے۔ اس تمام تفصیل سے قرآن کریم کے اس بیان کی صداقت ظاہر ہوتی ہے جو اوپر نقل کی گئی ہے اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیہا من کل زوج کریم کیا زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ کس طرح ہم نے ہر چیز کے اندر جوڑے بنائے ہیں۔ اسی طرح ہم قرآن حکیم کی تمام آیتوں کی سچائی کو روز روشن کی طرح ثابت کر سکتے ہیں۔

اسی علم کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس زمانے میں روحانیت کے سب سے بڑے سائنسدان کہلانے کے صحیح معنوں میں مستحق ہیں۔ ایک نئی چیز کا انکشاف کیا ہے۔ اور وہ ہے (عقل اور الہام الٰہی کا باہمی جوڑ) فرماتے ہیں:۔

"جس طرح خداوند کریم نے ہر ایک چیز کا باہم جوڑ باندھ دیا ہے، ایسا ہی اس نے عقل اور الہام کا باہم جوڑ مقرر کیا ہے۔ اس حکیم مطلق کا عام طور پر یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے کہ جب تک ایک چیز اپنے جوڑ سے الگ رہے۔ تب تک اس کے جوہر چھپے رہتے ہیں، ایسا ہی عقل کا حال ہے۔ کہ علم دین میں اس کے نیک آثار تب ہی مترتب ہوتے ہیں جب وہ جوڑ یعنی الہام اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ورنہ اپنے جوڑ کے بغیر ہی عقل ڈائن ہو کر نکلتی ہے اور سارا گھر نکلنے کو تیار ہو جاتی ہے سارا شہر ویران اور سنسان کر دیتی ہے۔ لیکن جب جوڑ میسر آ گیا تب تو عقل ہر ایک طرح پاک صورت اور پاک سیرت سے ماں کھر میں رہے مالامال کر دے جس کے پاس جائے اس کی سب تحوستیں اتار دے۔ آپ خود ہی سوچئے جوڑ کے بغیر کوئی چیز ایکیلی کس کام؟ پھر آپ کیوں ادھوری عقل اس قدر ناز سے لئے پھرتے ہیں کیا یہ عقل ہی نہیں کہ جو کئی بار دروغ گوئی میں رسوائیاں اٹھا چکی ہے۔ کیا یہ وہی نہیں کہ جس سر پر بار بار گرنے سے بڑے بڑے داغ موجود ہیں۔ مجھے بتایئے تو سہی کہ آپ کا جی کس پر پھر گیا۔ یہ عقل کہاں کی پری آ گئی جس کو دل دے بیٹھے۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ اس عقل نے آپ سے پہلے کتنوں کا بیڑا کتنوں کو گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیا آپ جیسے کئی یار دل کو توڑ کھا چکی صدہا لاشیں ٹھکانے لگا چکی۔ آپ نے اس عقل کے ذریعہ کونسی ایسی دینی صداقتیں پیدا کی ہیں جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہیں ہیں زیادہ نہیں دو چار ہی دکھایئے۔ اگر آپ عقل سے ایسے حقائق عالیہ نکالتے جن کا قرآن شریعت میں کچھ بھی ذکر نہ ہوتا تب بھی ایک بات تھی۔ اس صورت میں آپ بڑے ناز سے اپنی سماج میں بیٹھ کر یہ کہہ سکتے تھے کہ ہاں ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے وہ صداقتیں نکالیں جو الہامی کتابوں میں موجود نہیں، لیکن افسوس آپ کے رسائل میں بجز ان چند امور کے جو بطور سرقہ یا چوری قرآن شریف سے لئے گئے ہیں اور جو کچھ نظر آتا ہے۔ متاع ردی ہے جس سے برخلاف عقلمندی کے آپ لوگوں کی بے علمی۔ بےسمجھی اور غلطی ثابت ہوتی ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقل انسانی اور الہام الٰہی کے باہمی جوڑ کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔ آیئے ہم عقل اور الہام الٰہی کے اس جوڑ کو ذرا

(باقی بر صفحہ)

اسلام انگلستان میں

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی مساعی

(ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد ووکنگ)

مکرم محترم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

یکم مئی ۱۹۵۴ء کو Dr. Benedict صاحب نے جنہوں نے ایک تقریر ۱۷ اپریل کو ووکنگ مسلم مشن کے لنڈن پریذ ہاؤس میں کی تھی اپنی اس تقریر کا احباب کے اصرار پر اعادہ فرمایا اس تقریر کا عنوان تھا A Sociologist looks at Islam

یہ امریکن دوست تاحال مسلمان نہیں ہوئے لیکن اسلام سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ آج کل چند ماہ کے لئے امریکہ گئے ہوئے ہیں لیکن ووکنگ مشن سے ان کی باقاعدہ خط و کتابت ہے۔

اسی روز یعنی یکم مئی کو ریڈنگ مقام پر میری ایک تقریر Council for Education in world citizenship کے زیر اہتمام ہوئی جس میں تقریباً ۴۰۰ – ۵۰۰ چیدہ چیدہ پروفیسر اور اساتذہ موجود تھے۔ صدارت کے فرائض مس مارگریٹ مائلز سابق ایک سکول کی ہیڈ مسٹریس نے سر انجام دیئے۔ یہ سوسائٹی یونیسکو کے ماتحت کام کرتی ہے۔ لیکچر کے بعد سامعین نے اچھے خاصے مشکل اور بلند پایہ سوالات کئے جن کے بفضلہ مدلل اور موثر طریقہ پر جوابات دیئے گئے۔ یہاں اہل علم ممالک میں اسلام کی نمائندگی کوئی معمولی کام نہیں، اور کامیابی محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے نصیب ہوتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

باوجود اس کے کہ مئی کا مہینہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا تاہم اس ماہ میں بھی حتی المقدور تقاریر کا سلسلہ جاری رہا ۹ مئی کو میرا ایک لیکچر Sanctuary of St. Francis میں ہوا۔ اس سوسائٹی میں سال گذشتہ اخوم برادر شیخ محمد طفیل صاحب کا لیکچر ہوا تھا۔ امسال بھی تقریر بفضلہ کامیاب رہی اور حسب معمول سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اب اس سوسائٹی نے تیسری بار پھر مدعو کیا ہے اور سال نو کے آغاز میں تقریر کے لئے درخواست کی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے ہمارے لیکچر مفید اور پر از معلومات ہوتے ہیں ورنہ یہاں کی سوسائٹیاں ہمیں بار بار مدعو نہ کیا کریں۔ یہ سوسائٹیاں آمد و رفت کے اخراجات وغیرہ اور رہائش کے مصارف بھی برداشت کرتی ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ورلڈ کانگرس آف فیتھ World Congress of Faith جو ۱۹۳۶ء سے قائم ہے

اور جس نے امسال مجھے اپنی مجلس منتظمہ کا بھی بطور ممبر منتخب کیا ہے۔ اپنی سالانہ اجتماعی کانفرنس پر تلاوت قرآن کریم کے لئے دعوت دی۔ اس موقعہ پر میں نے قرآن کریم سے چار مختلف مقامات منتخب کئے جن کا تعلق (۱) توحید (۲) مساوات نسل انسانی (۳) روحانی یگانگت (۴) بہترین دعا یعنی سورۃ فاتحہ سے تھا۔ حاضرین اور سامعین جن کی تعداد ۳۰۰ کے قریب تھی اور جن میں کم و بیش مختلف مذاہب کے نمایندے موجود تھے اس تلاوت پاک کو پسند کیا اور بڑی تعریف کی۔

ہمارے محترم بزرگ خانبہادر غلام ربانی خان صاحب کے صاحبزادہ مسٹر بشیر احمد نے جنہوں نے حال ہی میں لنڈن یونیورسٹی سے اکنامکس میں B.Sc. کی ڈگری حاصل کی ہے United Nations Association کی ایک مجلس میں ۹ مارچ کو پاکستان پر بڑی مدلل اور موثر تقریر کی۔ تقریر کے بعد سوال و جواب ہوتے رہے۔ ہمارے دوست شیخ یوسف احمد صاحب ایم ایس سی اور ماسٹر اصغر علی صاحب بھی شریک ہوئے۔

ہم اس موقعہ پر عزیزم بشیر احمد صاحب اور ان کے والد محترم خانبہادر غلام ربانی خان صاحب کو دلی مبارکباد دیتے ہیں عزیزم موصوف آج کل پاکستان سول سروس کے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قابل فخر باپ کی طرح خادم دین و قوم بنائے آمین۔

---

۲۰ جون کو برائٹن (Brighton) کی Theosophical society in England نے مجھے لیکچر کے لئے مدعو کیا۔ تقریر کا عنوان تھا:—

Islam's contribution towards the Establishment of world Peace.

---

۱۵ جولائی کو مولانا عبد المجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو کا ایک لیکچر ہیو ویلز کی ایک سوسائٹی میں لنڈن میں ہوا جس میں مولانا ممدوح نے اسلام کے متعلق تقریر کی۔

امسال ووکنگ مسلم مشن کے زیر اہتمام مسلمانان انگلستان کی تیسری کانگریس یکم اور دو اگست کو بمقام ووکنگ مسجد منعقد ہو رہی ہے۔ اس کا بعد ۱۱ اگست کو انشاء اللہ تعالیٰ

تیسرا مہینی ہوگی۔ اس دفعہ امامت کے فرائض ایک انگریز نو مسلم مسٹر داؤد کوان ایم اے جو لنڈن یونیورسٹی میں عربی کے لیکچرار ہیں اور کچھ عرصہ مسجد ووکنگ میں بطور نائب امام بھی کام کرتے رہے ہیں سر انجام دیں گے۔ احباب کرام سے دعا اور عملی تعاون کی درخواست ہے۔ والسلام۔ خاکسار۔ عبد اللہ

لنڈن سے پیڈنگٹن تک جہاز کا سفر (بقیہ)

یاد رکھنا بھول جانے یا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس معمولی سے احسان کا ذکر نہ کرنا تو کوئی تعجب کی بات ہوتی عام حالات میں معمولی باتوں کا بھول جانا کوئی انوکھی اور نرالی بات نہیں ایک دفعہ میں اپنی بیوی صاحبہ کو گاڑی میں بٹھا کر ان کا ریلوے ٹکٹ اپنی جیب میں رکھ کر گھر واپس آگیا وہ مہینہ مجھے طعنہ دیتی ہیں کہ تم وہی ہو جو میرا ٹکٹ جیب میں ڈال کر مجھے گاڑی میں بٹھا آئے تھے۔ میں انہیں کہتا ہوں سقراط اگر اپنی بیوی کی چٹھی لیٹر بکس میں ڈالنا بھول جائے یا حضرت مسیح موعود اپنے بوٹ کا دایاں بایاں بھول جائیں تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ لوگ بڑے بڑے کاموں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں میں اگر چھوٹی چھوٹی باتیں بھولتا ہوں تو یہ اس امر کا ثبوت ہے میں بڑی باتوں میں کھویا رہتا ہوں مگر میری اس منطق کو گھر والوں نے کبھی قبول نہیں کیا۔ سوال یہ ہے کہ انسان بھولتا کیوں ہے؟ جب کسی چیز کی اہمیت ذہن کے ضمیر تحتانی .... (Sub-Conscience) میں نہیں ہوتی ہے یا بظاہر وہ کسی سے اظہار محبت تو کرتا ہے لیکن اس کے ضمیر میں کسی جگہ اس کے خلاف ادنیٰ سی نفرت موجود ہو تو اس سے انسان اس کے ساتھ احسان کا ارادہ رکھتا ہوا بھی بھول جاتا ہے اور انسان کا کمال ظاہر نہیں ہوتا۔ یوسف بھولتا اس لئے ..... نہیں کہ اس کے ضمیر تحتانی میں اپنے سالا جذبہ نفرت بھی باوجود کہ بھائیوں کی بدسلوکی کے موجود نہیں اس لئے اس نے ان کی مہمان نوازی میں کسر اٹھا نہ رکھی غلہ اور سامان بھی پورا پورا تیار کر دیا۔ غلہ کی قیمت بھی لوٹا دی اور معمولی پانی پینے کا پیالہ لیکن تاکید اً رکھوا دیا۔

(باقی دارد)

ٹیلیفون پریس بیڈن سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپا کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر: مرتضیٰ خان حسن بی اے، دوست محمد

جلد ۴۲ — یوم چہار شنبہ مورخہ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ — ۴ راگست ۱۹۵۴ء — نمبر ۴۸

جواہر ریزے

تکبّر اور فخر

قرآن مجید سے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ (لقمان)

(لقمان نے اپنے بیٹے سے یہ بھی کہا) لوگوں سے بے رُخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور (کسی سے بات کرے) تو ہولے سے بول۔ آوازوں میں سے بری سے بری آواز گدھوں کی ہے (آدمی ہو کر گدھوں کی طرح چیختا چلانا مناسب نہیں)

حدیث سے:

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عن رسول الله صلى الله عليه قال يحشر المتكبرون امثال الذر يوم القيامة في صور الرجال يغشاهم الذل من كل مكان۔ (خبر من الحديث ترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ جناب رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا قیامت کے دن متکبّر میدانِ حشر کی طرف اس طرح چلائے جائیں گے جیسے چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ آدمیوں کی صورت میں ہر طرف سے ان پر ذلّت چھا رہی ہوگی۔

عن عياض ابن حمار المجاشعي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى اوحى الي ان تواضعوا حتى لا يفخر احد على احد ولا يبغي احد على احد۔ (مسلم)

حمار مجاشعی کے بیٹے عیاض سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا لوگو! خدا تعالےٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو، حتیٰ کہ ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ (مسلم)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

دُنیا تمہاری مقصود بالذّات نہ ہو

حضرت امام الزّمان کے ارشادات

پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو۔ اور اسکے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اسلئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کیلئے انسان آیا ہے۔ اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دُنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا۔ اور رہبانیت اسلام کا منشا نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے اسلئے میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدّ و جہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو، اور وہ اس کا تردّد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں اصل بات یہ ہے کہ وہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو۔ اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو، اور اس کے ارادے سے باہر نکل کر اپنی اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرو۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸)

قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ

احباب کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ جس طرح وہ ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع کر کے بعد فروخت قیمت مرکز میں ارسال فرمایا کرتے ہیں اس دفعہ بھی آئندہ عید الاضحیٰ پر اس کا انتظام فرمائیں ایسا ہی عید فنڈ بھی ہر ایک بھائی، بزرگ، خواتین اور بچے بڑے شوق اور محبت کے ساتھ اپنے اپنے سیکرٹری صاحب کو ادا فرمائیں جو صاحب کسی جگہ اکیلے ہیں وہ کھال کی قیمت اور عید فنڈ براہ راست مرکز میں محاسب صاحب کے نام ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ سب دوستوں کا حافظ و ناصر ہو۔

ڈاکٹر احمد حسن افسر تحصیل

سہ روزہ پیغام صلح ۴ راگست ۱۹۵۴ء

اشتراکیت خلاف قانون

اشتراکیت کا فتنہ مشرقی پاکستان میں جن ہولناک نتائج کا موجب ہوا ہے ان کے پیش نظر حکومت پاکستان کا یہ اقدام بطرح قابل تحسین ہے کہ اس تحریک کو تمام ملک میں خلاف قانون قرار دیدیا گیا۔

یہ قدم اگر آج سے بہت پہلے اٹھایا جاتا تو زیادہ اچھا ہوتا کیونکہ یہ تحریک نہ صرف مذہب و اخلاق کی جڑوں کو کاٹنے والی ہے بلکہ جس حکومت میں بھی پرورش پاتی ہے اسی کا تختہ الٹنا اس کا نصب العین ہوتا ہے۔ مذہب، اخلاق اور روحانیت سے تو اسے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس کی بنیاد سراسر کفر، الحاد، زندقہ پر ہے اور اس کا اصل مقصد جائز و ناجائز طریقوں سے سیاسی اقتدار حاصل کرنا ہے۔ اس کے علمبردار پروپیگنڈا تو یہ کرتے ہیں کہ اشتراکیت غربت و افلاس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیتی ہے اور پسماندہ اور مظلوم طبقہ کو تمام قسم کے آرام و آسائش بہم پہنچا کر انہیں حیات ارضی کی تمام کلفتوں سے آزاد کر دیتی ہے۔ اور ملک کے ہر فرد کو روٹی کپڑا اور دیگر لوازم زندگی سے مستغنی کر دیتی ہے۔ چنانچہ سوشلزم کی پہلی کتاب میں مرقوم ہے:-

"آپ کو روس میں کوئی شخص بیکار نظر نہیں آئے گا جو لوگ بوڑھے ہوں یا کسی اور طرح سے کام کرنے سے معذور ہو گئے ہوں انہیں حکومت کی طرف سے وظیفے ملتے ہیں"
(ص ۵۳)

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۶ پر لکھا ہے:-

"ہر باشندے کا حق ہے کہ اسے بڑھاپے میں بیماری، جسمانی اور دماغی معذوری کی حالت میں ضروریات زندگی حکومت کی طرف سے پوری ہوں"

مگر یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں ہمارے ملک کے بھولے بھالے لوگ اشتراکی پروپیگنڈے کے جھانسوں میں آ جاتے ہیں، لیکن اس پروپیگنڈا میں کہاں تک صداقت ہے اس کی حقیقت پنڈت جواہر لال نہرو کے ان بیانات سے کھل جاتی ہے جو انہوں نے اپنے سفر روس کے حالات لکھتے ہوئے اپنی کتاب "سوویٹ روس" میں قلمبند کئے ہیں، ایک جگہ لکھتے ہیں:-

"انقلاب بازاروں میں گداگری کا انتظام بھی اب تک نہیں کر سکا۔ اکثر بھکاری ہم سے سوال کرتے تھے۔ بعض دفعہ نوجوان عورتیں جن کی بغل میں بچے ہوتے تھے بھیک مانگتی دیکھی گئیں" (سوویٹ روس ص ۳۱)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح اور ممالک میں غربت اور مفلسی کا دور دورہ ہے اسی طرح روس میں بھی گداگر عورتیں اور مرد موجود ہیں، پھر یہ کس طرح تسلیم کر لیا جائے کہ اشتراکیت سب کے لئے روٹی کپڑے کا انتظام کرتی ہے اور روس میں کوئی شخص بھوکا ننگا نظر نہیں آتا یہ حالات محض شنیدہ ہی نہیں بلکہ پنڈت نہرو جیسے ذمہ دار شخص کے چشمدید واقعات ہیں۔ اکثر لوگوں کو اشتراکیت کا یہ پہلو بہت اپیل کرتا ہے کہ اس میں بھوکوں ننگوں کے گذارہ کے لئے نہایت معقول انتظام ہے، اور کوئی شخص ضروریات زندگی سے بے بہرہ نہیں۔ مگر واقعات تو اس کے خلاف شہادت دے رہے ہیں اور خود روس کے اندر جو اس تحریک کا مرکز ہے بھوکے ننگے کنگلے دربدر ٹھوکریں کھاتے نظر آتے ہیں۔ پھر یہ کس طرح باور کر لیا جائے کہ اشتراکیت دنیا کی معاشی مصائب کا واحد علاج ہے

خوب یاد رکھئے کہ اگر کوئی نظام دنیا کی معاشی مصائب کا واحد علاج ہو سکتا ہے تو وہ اسلام کا نظام حکومت ہے یعنے وہ نظام جو ہمارے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قائم کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری مملکت میں اعلان کر رکھا تھا کہ کوئی متنفس میری مملکت میں بھوکا نہ رہنے پائے۔ بوڑھوں۔ مریضوں۔ بیوہ عورتوں، یتیموں اور دوسرے معذور لوگوں کے لئے ساری مملکت میں لنگر خانے جاری تھے۔ جہاں سے سب کو صبح و شام پیٹ بھر کر ملتا تھا اور دوسری ضروریات کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر تھے۔ جہاں تک ہو سکتا تھا ان لنگر خانے کی آپ خود نگرانی فرماتے تھے۔ بلکہ بنفس نفیس گلی کوچوں میں پھر کر ہر ضرورت مند کا حال پوچھتے اور اس کے لئے ما یحتاج کا انتظام کرتے۔ اگر کبھی ایک بچہ کو بھی آپ نے روتے سن لیا تو فوراً دریافت کیا کہ کیوں روتا ہے۔ پھر اس کا تدارک فرماتے۔

تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ کس طرح ہر حاجتمند کی حاجت اور ہر ضرورتمند کی ضرورت پوری کی جاتی تھی، آپ کو گوارا نہ تھا کہ کوئی شخص بھیک مانگتا نظر آئے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے ایک بوڑھے عیسائی کو بھیک مانگتے دیکھ لیا اس کو پاس بلا کر اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ جزیہ لگ گیا ہے اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں بھیک نہ مانگوں تو کیا کروں آپ کو اس پر بہت رحم آیا اسکو کچھ درہم اپنی جیب سے دیئے اور بیت المال کے منصرم کو ہدایت کی کہ ایسے بے کس اور لاچار لوگوں کو بیت المال سے کافی وظیفہ ملنا چاہیئے۔ عمرؓ کا انصاف یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کی جوانی سے تو فائدہ اٹھایا جائے اور بڑھاپے میں ان کو بھوکے مرنے کے لئے کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا جائے۔

غرضکہ معاشی مصائب کا علاج جو اسلامی طرز حکومت کر سکتی ہے اس کا عشر عشیر بھی اشتراکیت نہیں کر سکی اور نہ ایسا کر سکتی ہے۔ اشتراکیت کے پروپیگنڈا سے وہی لوگ متاثر ہو سکتے ہیں جنہیں اسلامی معاشی نظام سے واقفیت نہیں اسلام کا قائم کردہ نظام زکوٰۃ ہی اس قدر معقول نظام ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی اور اگر محض یہ نظام دوبارہ قائم ہو جائے تو ملک میں کوئی ننگا بھوکا نہ رہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روس میں ہر قسم کی آزادی ہے مگر یہ بات بھی غلط ہے۔ چنانچہ پنڈت نہرو کی محولہ بالا کتاب میں لکھا ہے کہ روس میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی ممانعت ہے۔ اب آپ غور فرمایئے کہ کیا یہ مسلمانوں کے لئے مداخلت فی الدین نہیں ہے، مسلمانوں کو ضرورت کے وقت چار بیویاں نکاح میں لانے کی اجازت ہے۔ لیکن وہ اس شرعی اجازت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ملک کا قانون اجازت نہیں دیتا۔ کیا یہی مذہبی آزادی ہے جو روس نے دے رکھی ہے علیٰ ہذا القیاس سیاسی آزادی کا بھی وہاں فقدان ہے۔ اور جو لوگ برسر اقتدار پارٹی کی مخالفت کریں ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ پنڈت نہرو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر لکھتے ہیں:-

"سوویٹ گورنمنٹ اپنے سیاسی مخالفوں کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جن پر انہیں انقلاب کی جوابی سرگرمیوں کا شک ہو نہایت بے رحمانہ سلوک روا رکھتی ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ روس میں جمہوری حکومت نہیں ہے بلکہ ایک مطلق العنانی کی حکومت ہے جو اپنے مخالفوں سے سخت بے رحمی کا سلوک کرتی اور ان پر جبر و تشدد روا رکھتی ہے۔ یہ حالات بانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ اس تحریک کے دکھانے کے دانت اور ہیں اور کھانے کے اور۔ لوگوں کو روٹی کپڑا کے سبز باغ دکھا کر ان کی ہمدردی حاصل کر کے اپنا سیاسی اقتدار قائم کرنا اس کا مقصد ہے اور ہر دانا حکومت کا فرض ہے کہ اس کے اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ کرے۔

افغانستان اور روس کے تعلقات

گذشتہ اشاعت میں ہم اس امر پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ پاکستان کی سات سالہ جدوجہد اور اسکی طرف سے افغانستان کا دامن سیر رکھنے کے باوجود افغانستان اس سے دن بدن دور ہوتا جا رہا ہے، یہاں تک کہ پاکستان کے تجارتی وفد کے ساتھ بھی افغان حکام نے نہایت سرد مہری کا برتاؤ کر کے اسے مایوس واپس لوٹایا اور اس کے بعد ہی قبائلی علاقہ کے شورش پسند عناصر کو جمع کر کے خود شاہ افغانستان اور ان کے وزیراعظم نے پختونستان کے حق میں تقریریں کیں،

ان واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ "افغانستان کی پاکستان دشمنی اس کے اپنے بل بوتہ پر نہیں بلکہ اس کی تہ میں ایسے عناصر کام کر رہے ہیں جو پاکستان کے لئے انتہائی خطرہ کا باعث ہیں"، اسی سلسلہ میں ہم نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ جنوب مشرقی ایشیا کی کمیونسٹ فتوحات نے افغانستان کو مرعوب کر دیا ہے اور وہ روس اور ہندوستان سے گٹھ جوڑ کرنے کی تدابیر سوچ رہا ہے۔

ہمارے اس بیان کی تصدیق ذیل کی خبر سے ہوتی ہے جس میں کابل سے آمدہ قابل اعتماد اطلاعات کے مطابق یہ بتایا گیا ہے کہ

"معلوم ہوا ہے کہ روسی حکومت نے افغان حکمرانوں کو بڑے پیمانہ پر اقتصادی امداد کی پیشکش

(باقی صـ۸ پر)

قومیں اُسوقت بنتی ہیں جب وہ حق کیلئے جان و مال کی قربانی دینے کیلئے تیار ہوں

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کی استقامت اور قربانیوں کے شاندار نمونے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۰ جولائی ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔

(حٰم السجدۃ آیت ۳۰)

نبی کریم صلعم کو احکام الٰہی پر مضبوطی کیساتھ عمل کرنے کا حکم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا اور حضور سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ حدیث میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا شیبتنی ھود سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہو وہ کونسی بات ہے اس سورۃ میں جس کی وجہ سے آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے جواب میں فرمایا کہ خدا کا یہ حکم فاستقم کما امرت جس طرح ہم نے حکم دیا ہے اس پر مضبوطی کے ساتھ تعمیل کرو۔

پیغمبروں کے لئے بھی حکم ہیں، اور محمد رسول اللہ صلعم کے لئے کئی احکام ہیں، جن پر مضبوطی کے ساتھ آپ کو عمل کرنے کا حکم ہے الاستقامۃ کے معنے مضبوطی کے ساتھ حق بات پر کھڑے ہو جانا اور جو بھی مشکلات پیش آئیں ان کا صبر اور مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کرنا ہیں۔

نبی کریم صلعم کا نمونہ استقامت

حضرت نے اپنی زندگی میں استقامت کا بہت بڑا نمونہ دکھایا، تیرہ سال آپ نے مار کھائی، اور سخت ترین مصائب اور شدائد کے اندر انتہا درجہ کی حق پرستی دکھائی، ایک طرف دولت ہے، جتھہ ہے، دوسری طرف آپ کے ساتھ چند غریب لوگ ہیں۔ جن کو بری طرح تنگ کیا جاتا اور دکھ پہنچایا جاتا ہے، عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے، بلالؓ کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں جلتی ریت پر گھسیٹا جاتا ہے، یاسرؓ کے باپؓ کی ٹانگوں کو دو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر انہیں مخالف سمتوں میں دوڑایا جاتا ہے اور اس طرح چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا ہے غرض طرح طرح کے دکھ اور اذیتیں حضرت صلعم کے ساتھیوں کو پہنچائی گئیں، جو آپ کے لئے ناقابل برداشت تھیں، کبھی کبھی انسان اپنی اذیت کو برداشت کر لیتا ہے لیکن دوسرے کی اذیت برداشت نہیں کر سکتا، بالخصوص جس شخص کو خدا نے بڑائی دی ہے وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ میری وجہ سے دوسروں کو دکھ دیا جائے، اس لئے اپنے ساتھیوں کی تکالیف کو دیکھ کر آپ کو بہت زیادہ دکھ ہوتا تھا۔

مصائب کے وقت امن و امان کی پیشگوئی

ایک دفعہ خانہ کعبہ کی دیوار کے سایہ میں آپ ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اور آپ کی چادر گول کی ہوئی پیچھے رکھی تھی، کچھ دوست آئے اور آپ سے عرض کی یارسول اللہ ہماری یہ مصیبتیں کب ختم ہوں گی، حضور انہیں تسلی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں خبر ہے ہلکی پھلکی تکلیفیں ہیں اور فرماتے ہیں لیتمن اللہ ھذا الامر ضرور ضرور ہماری بات پوری ہو کر رہے گی کتنی بڑی ہمت کا انسان ہے، فرماتے ہیں عرب میں اس وقت ڈاکہ زنی ہوتی ہے، کوئی شخص خیر و عافیت کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا، قافلے لوٹ لئے جاتے ہیں۔ لیکن وقت آئے گا کہ ایک پردہ نشین عورت صنعا سے چل کر حضر موت آئے گی اور کوئی شخص اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا، اس قسم کا امن ہو جائے گا کہ مرد و زن کی عزت، ان کی جان، ان کے مال کی حفاظت یہاں قائم ہونے والی ہے، یہ ایک مصیبت زدہ انسان ہے، قوم بھی مصیبت میں پڑی ہوئی ہے لیکن کیا دل گردہ ہے، کیا مردانگی ہے کہ ان سخت ترین مصائب کی کچھ پرواہ نہیں، اور ایک ایسے خوشگوار انجام کی خبر دے رہے ہیں، ...... جس کا اس حالت میں وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

نبی کریم صلعم کی حقیقی سنّت آپ کی استقامت ہے

حضرت کی سنت کی پیروی کرنے کا لوگوں کو بہت شوق ہے، کوئی داڑھی بڑھانے کو سنت سمجھتا ہے، کوئی مونچھیں کترانا سنت قرار دیتا ہے، کوئی کدو کھانا سنت سمجھتا ہے، کوئی قیلولہ کرنا سنت جانتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ رسول کی سنت یہ نہیں سنت رسول یہ ہے کہ مصیبت کے وقت حق کی حمایت کے لئے کھڑے رہنا اور اس کے لئے جو بھی دکھ اٹھانا پڑے اس کو ہمت کے ساتھ اور خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا اور حق سے منہ نہ موڑنا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھے ایسی بات بتائیے کہ جس کے بعد اور کسی چیز کی مجھے ضرورت نہ ہو، فرمایا کہو آمنت باللہ فاستقم اللہ پر ایمان لاؤ اور پھر اس پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ۔

طمع و لالچ سے آپ کی استقامت میں فرق نہ آیا

مکہ میں آپ کو جب بہت تنگ کیا گیا اور آپ پر کوئی اثر نہ ہوا تو پھر آپ کو سلطنت اور دولت اور خوبصورت عورت کا لالچ دیا گیا۔ آپ نے فرمایا میری غرض کوئی دولت یا سلطنت حاصل کرنا نہیں، میری غرض تمہاری اصلاح کرنا ہے، اگر سورج اور چاند جن سے ساری کائنات کی دولت پیدا ہوتی ہے وہ مجھے مل جائیں یعنے ساری کائنات بھی حاصل ہو جائے تو بھی میں حق کو چھوڑ نہیں سکتا، میں اس پر کھڑا رہوں گا جب تک بت پرستی کو دور نہ کر لوں، شراب اور جوا ختم نہ کر دوں، ڈاکہ زنی، زناکاری بند نہ ہو جائے میں بادشاہ بن کر کیا کر دوں گا، جس حق کے لئے کھڑا ہوں اگر وہ پورا نہ ہوا تو میری بادشاہت کس کام۔

وطن چھوڑنا پڑا مگر پائے ثبات میں لغزش نہ ہوئی

جب دکھ دینے سے آپ کی استقامت میں فرق آیا اور نہ لالچ سے آپ کے دل کے اندر کسی قسم کی کمزوری رونما ہوئی تو آپ کے قتل کے ارادے کئے گئے جن کی وجہ سے آپ کو مکہ چھوڑ کر بھاگنا پڑا، حالانکہ بات معمولی تھی ودوا لو تدھن فیدھنون، وہ تو چاہتے تھے کہ تھوڑی سی آپ نرمی کریں تو وہ بھی ضد نہ کریں گے اور مداہنت اختیار کر کے آپ کے ساتھ ہو جائیں گے، لیکن آپ نے فرمایا کہ اصول کو ترک کرنا کوئی نرمی نہیں اور نہ یہ کوئی مردانگی ہے، آخر گھر سے نکلنا پڑا، مصائب نے وطن ترک کرا دیا، ہجرت کرنی پڑی لیکن حق پرستی سے دست بردار ہونے پر مجبور نہ کر سکیں۔

غارِ ثور میں آپ کی استقامت کا نمونہ

پھر غارِ ثور میں کیا ہمت دکھائی ہے، یہ کوئی بہت گہری غار نہیں تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے ہیں کہ اتنی چھوٹی سی غار تھی کہ بالکل ہمارے سروں کے اوپر تعاقب کرنے والے دشمنوں کے قدم تھے نحن فی الغار وھم علیٰ رؤسنا ولو نظر احدھم الیٰ قدمیہ لابصرنا۔ وہ کہتے ہیں کہ میری جان ختم ہو گئی کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف دیکھتا تو ہمیں دیکھ لیتا، اس حالت میں حضرت ابوبکر رضؓ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ما ظنک بالاثنین اللہ ثالثھما ان دو شخصوں کے متعلق تم کیا سمجھتے ہو جن کا ایک تیسرا ساتھی اللہ ہے، کیا شان ہے اور کتنا بڑا ایمان اور استقامت ہے ابوبکر رضؓ کا ایمان تو اسی سے بڑھ گیا ہو گا کہ اللہ اکبر کیا مردانگی آپ کے اندر پائی جاتی ہے الاستقامت فوق الکرامۃ استقامت معجزہ سے بڑھ کر اثر رکھتی ہے، مصیبت کے وقت حق

پر کھڑے رہنا، اصول کو ہاتھ سے نہ دینا بہت مشکل کام ہے، یہ وہ مردانگی اور ہمت ہے جو مردانِ حق میں پائی جاتی ہے۔

جنگ میں آپ کی مردانگی و استقامت

ایک دفعہ جنگ میں دشمن کے تیروں کی بوچھاڑ کی تاب نہ لا کر سب ساتھی بھاگ گئے حضرت صلعم ایک خچر پر سوار تھے، اور حضرت عباسؓ نے لگام پکڑی ہوئی تھی، آپؐ نے آواز دی کہ اے بیعت رضوان کرنے والو، واپس آجاؤ، اس موقعہ پر زرقانی میں ایک لطیفہ لکھا ہے، کہ آپؐ کی بہادری اس سے ظاہر ہے کہ آپؐ ایسے موقعہ پر تیز رفتار گھوڑے پر سوار نہ تھے جو موقعہ پر جان بچانے کے لئے تیزی سے لے نکلے بلکہ خچر پر سوار تھے اس سے آپؐ نے بہادری اور استقامت کی مثال قائم کر دی۔

صحابہ کرام کی استقامت کے شاندار نمونے

نہ صرف آپ ہی نے استقامت کا ایسا شاندار نمونہ قائم کیا بلکہ آپ کے ساتھیوں نے بھی بڑے بڑے شدائد میں استقامت کے جوہر دکھائے سعد سے کہنے لگے کہ احد کی طرف سے مجھے جنت کی ہوا آرہی ہے، یہ سننا تھا اور وہ تلوار سونت کر دشمنوں کے اندر جا گھسے کئی ہلاک کئے بیشمار زخم ان کو آئے اور وہیں شہید ہو گئے۔ اسی طرح سے خالد نے بستر مرگ پر کہا کہ آج میں ایک جانور کی طرح مر رہا ہوں، مرد ہو اور بستر پر مرے؟ یہ بہت افسوس کی بات ہے اس کو تو میدان جنگ میں مرنا چاہیئے، میرے جسم کو دیکھو، اس پر کوئی جگہ نہیں جہاں زخموں کے نشان نہ ہوں، کہیں تلوار کے نشان ہیں، کہیں نیزہ کے اور کہیں تیروں کے انا اموت کما یموت العیر افسوس میں آج ایک جانور کی طرح مر رہا ہوں، قومیں اس وقت بنتی ہیں جب وہ حق کی خاطر جان و مال کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ لیکن جس قوم نے محض نفل پڑھنے اور چندہ ہی دینا یہ وہ سمجھی ہے کہ تمام دنیا کے کمالات بس اسی پر ختم ہیں۔ خبیب کو ایک دن دشمنوں نے پکڑ لیا اور قتل کرنے کے لئے مکہ کی طرف لے چلے، انہوں نے کہا ٹھہرو میں نفل پڑھ لوں پڑھتے پڑھتے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ خیال کریں کہ میں موت کے خوف سے نفلوں میں وقت گذار رہا ہوں جلدی ختم کر دیئے دشمنوں نے کہا کیا تم نہیں چاہتے کہ آج یہاں تمہاری جگہ محمدؐ ہوتے؟ انہوں نے جواب دیا، خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھ جائے تو میں گھر میں چین سے نہیں بیٹھ سکتا، کیا قوم ہے کس قدر جانباز لوگ ہیں، کس قدر لذت انہیں خدا کے رستہ میں جان دینے میں آتی ہے، بڑی عجیب قوم پیدا کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ حق کو قبول کرنے کے بعد پھر جان چلی گئی لیکن حق سے منہ نہیں موڑا، اسی استقامت کا ذکر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے کیا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الخ وہ لوگ جن کے منہ سے اللہ نکل گیا پھر پوری استقامت دکھائی اور ان کے عمل سے معلوم ہو گیا کہ ان کے پاؤں خم کھانے والے نہیں، اور کوئی چیز ان کے قدموں کو ڈگمگا نہیں سکتی، ان پر ملائکہ نازل ہوتے اور جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

مومنوں کی قربانی

تم بھی جس حق پر کھڑے ہو اس میں استقامت دکھاؤ، جو شخص قرآن پڑھتا ہے وہ پڑھتا رہے، جو شخص نفل پڑھتا ہے پڑھا کرے، جو روزے رکھتا ہے رکھے، لیکن جو شخص تھوڑی قربانی کر کے چھوڑ دیتا ہے اسے شرم کرنی چاہیئے اعطےٰ قلیلا و اکدےٰ مومن وہ ہیں جن کے متعلق فرمایا منہم من قضےٰ نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی گردنیں کٹوا کر قربانیاں دے دیں اور بعض ابھی منتظر بیٹھے ہیں، کیا عجیب لوگ ہیں، اپنے ارد گرد لوگوں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، انہیں نظر آتا ہے کہ بچے یتیم رہ گئے، عورتیں بیوہ ہو گئیں لیکن ما بدلوا تبدیلا یہ تمام مناظر ان کے ارادہ کو بدل نہیں سکتے، اور وہ اپنے عہد پر قائم ہیں، یہ شیوہ ہے حضرت اور حضرت کے ساتھیوں کا، اسی وجہ سے ان کو وہ بڑائی ملی جس کی نظیر دنیا میں نہیں۔

اپنے عہد کو یاد رکھو اور اس پر استقامت کیساتھ عمل پیرا ہو

ہماری اس قوم نے بھی ایک بہت بڑے انسان کے ہاتھ پر عہد کر رکھا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" اپنے اس عہد کو دیکھو اور اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو، کیا تمہارے عمل ایسے تو نہیں کہ خدا ان سے ناراض ہو، اگر خدا تم سے ناراض ہے تو توبہ کرو اور اس عہد پر پختگی کے ساتھ قائم ہو جاؤ، اپنے قدموں کو مضبوط کر لو، اور استقامت کے ساتھ حق کا ساتھ دو، اور اپنے عمل سے ثابت کر دو کہ حق کی خاطر اپنی جان، اپنا مال اور سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار رہو!

عرضِ حال اور دوستوں کا شکریہ

ڈاکٹر غلام محمد صاحب

جون ۵۳ء سے مسلسل مختلف امراض کے حملوں کے باعث میری صحت بہت گر چکی تھی لہذا بحالیٔ صحت کے لئے ۲۴ جون ۵۴ء کو لاہور سے روانہ ہو کر ۲۵ر جون کو مری پہنچا۔ ۲۸ر جون کو مجھے پیشاب میں کچھ کمی محسوس ہونے لگی، شام تک بالکل بندش ہو گئی۔ اوزار سے پیشاب خارج کیا گیا اور بفضلہ دوسرے دن تکلیف رفع ہو گئی۔ اور ۲۹ر کا دن اچھا گذر گیا۔ لیکن رات کو سردی سے ۱۰۴ بخار ہو گیا۔ اور ساتھ ہی متلی اور قے شروع ہو گئی۔ خیال کیا گیا کہ ملیریا ہو گیا ہے۔ اس کا تدارک کیا گیا لیکن ۳۰ر کی رات کو پہلے سے بھی زیادہ سردی کا حملہ ہوا اور متلی اور قے کی شدت بڑھ گئی، سوکھی اُبکائیاں آتی تھیں اور کچھ خارج نہ ہوتا تھا۔ لیکن اس سے انتہائی تکلیف ہوتی تھی۔ پانی کا ایک قطرہ بھی اندر نہ جا سکتا تھا۔ چار دن اسی حالت میں گذرے برخوردار عزیز احمد ساہ سے میرے پاس پہنچے اور مجھے واہ لے آئے۔ پیشاب کے ملاحظہ پر معلوم ہوا کہ مثانہ میں سوزش ہو گئی ہے۔ بذریعہ خون کی نالی کے گلوکوس شروع کیا گیا۔ اور تین تین گھنٹہ کے بعد پنسلین کے ٹیکے۔ دو دن کی جد و جہد کے بعد بخار اُترا اور قے بند ہو گئی۔ مزید علاج کے لئے راولپنڈی ملٹری ہسپتال میں ۷ر جولائی کو داخل ہو گیا، ایک ہفتہ کے علاج کے بعد ۱۵ر جولائی کو پروسٹیٹ کا کامیاب اپریشن کیا گیا (یہ ایک غدود ہے جو کہ مثانہ کے سرے پر ہوتا ہے اور جس کے بڑھنے اور سوزش سے پیشاب بند ہو جاتا ہے) اپریشن کے بعد تین دفعہ ایسی تکلیف ہوئی کہ اس کے مقابل پر موت آسان معلوم ہوتی تھی، اللہ تعالےٰ نے دستگیری کی دس یوم کے بعد ٹانکے نکال دیئے گئے اور نالی جو مثانہ میں ڈالی گئی تھی نکال دی گئی۔ ابھی پیشاب اسی راستہ آتا ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ جسم کو گندہ کر دیتا ہے تکلیف کا باعث ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و رحم سے اس سے بھی نجات دے۔ احباب جماعت نے جو اس موقعہ پر اظہار ہمدردی کیا اور عیادت کے خطوط لکھے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض ان کی دردبھری دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ میری جان بخشی ہوئی ان کا بذریعہ اخبار پیغام صلح شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے ان کے دین و دنیا کو اچھا کرے اور ان کو ہر آفت سے محفوظ رکھے — والسلام۔ غلام محمدؐ

(بقیہ نوٹ صـ۲) کو بھی یاد ہے کہ افغانستان دنیا کا واحد غیر کمیونسٹ ملک ہے جسے روس نے اس قسم کی امداد سے نوازا ہے۔

ایک حالیہ معاہدہ کے مطابق روس اپنے سرحدی شہر سالن آباد سے افغانستان کے شمالی حصوں تک پائپ لائن بچھائیگا۔ اور کابل جانیوالے بڑے راستے پر ہر پچاس میل پر پٹرول پمپ تعمیر کرے گا اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کا کام جلد شروع ہوگا۔ اسکے علاوہ روس افغانستان کو پٹرول کے ذخیرے جمع کرنے کی سہولتیں بہم پہنچائیگا، اور یہ ذخیرے اتنے بڑے پیمانہ پر جمع کئے جائیں گے کہ افغانستان ہنگامی حالات میں دو سال تک باہر سے پٹرول منگائے بغیر اپنی ضروریات پورا کر سکے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ریل نہ ہونے کی وجہ سے افغانستان میں نقل حمل اور آمد و رفت کیلئے پٹرول کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ پہلے افغانستان تمام کا تمام پٹرول پاکستان کے راستے درآمد کیا کرتا تھا مگر کچھ عرصہ سے افغان حکمران پاکستان کے راستے پٹرول کی درآمد کو بتدریج کم کر رہے ہیں اور تازہ ترین اندازہ کے مطابق افغانستان میں اب ۷۵ فی صد پٹرول روس سے آرہا ہے۔ اقتصادی امداد کے طور پر حال ہی میں روس سے تقریباً تین سو انجنیئر اور کاریگر افغانستان بھیجے گئے ہیں یہ وہاں سبز چارے کو ہوابند گوداموں میں محفوظ کرنے کے لئے بیشمار سائلوز (silos) تعمیر کریں گے افغانستان کے معدنی اور دوسرے وسائل کو کام میں لانے کے لئے روس سے بات چیت ہو رہی ہے۔ افغانستان کی منڈیوں میں روسی مال اب کثرت سے آنے لگا ہے اور کابل میں روسی باشندوں کی تعداد کئی گنا زیادہ ہو گئی ہے افغان دارالحکومت میں روسی سفارتخانہ

(باقی صـ۷ پر)

تبصرہ ——— (از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے)

تمہید قرآن

محترم شیخ محمد طفیل صاحب نے بعض یورپین مستشرقین کی ان نئی کتابوں پر جو انگلستان میں اسلام پر شائع ہوئی ہیں تبصرہ کرنے کا ارادہ کیا ہے، ذیل کا مضمون جس میں ڈاکٹر رچرڈ بیل کی "تمہید قرآن" پر تبصرہ کیا گیا ہے اسی سلسلہ کی پہلی قسط ہے یہ تبصرہ مزید تین اقساط میں ختم ہوگا، اور اس کے بعد اگر قارئین نے اس سلسلہ کو پسند کیا تو اسی قسم کی دوسری کتابوں پر بھی تبصرہ کیا جائے گا،

INTRODUCTION TO THE QURAN BY Dr. RICHARD BELL

شائع کردہ :- یونیورسٹی پریس ایڈنبرا۔ سکاٹ لینڈ۔ برطانیہ -

قیمت :- ۱۸ شلنگ ۔ سن اشاعت ۱۹۵۳ء

ڈاکٹر رچرڈ بیل - ایم اے - ڈی - ڈی - جو کہ ایڈنبرا یونیورسٹی سکاٹ لینڈ میں عربی زبان کا ریڈر تھا اپنی دو تصانیف کی وجہ سے برطانیہ کے مستشرقین میں خاص درجہ رکھتا ہے "اسلام کا آغاز عیسائی ماحول میں" (اوریجن آف اسلام ان اٹس کرسچین اینوائرنمنٹ) لندن میں ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی، اس کے کچھ عرصہ بعد ۱۹۳۷ء میں اس نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شائع کیا جس میں سورتوں کو ان کے شان نزول کے مطابق ترتیب دیا گیا تھا، کتاب زیر تبصرہ "تمہید قرآن" اس کے ترجمۂ قرآن کا ایک حصہ ہے جسے وہ اپنی زندگی میں شائع نہ کر سکا۔ قرآن کے ترجمہ کے ساتھ جو ضخامت اور اخراجات کے خوف سے ترجمہ کے ہمراہ شائع نہیں ہو سکے"۔ تمہید قرآن" میں پبلشرز کے ایک نوٹ نے امید دلائی ہے کہ اگر حالات نے اجازت دی تو انہیں بھی علیحدہ شکل میں شائع کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر بیل نے حضرت نبی کریمؐ کے خیالات اور قرآن کریم کی سورتوں کی جو تقسیم کی تھی اسے صحیح طور پر نہیں سمجھا گیا۔ "تمہید قرآن" میں اس نے اپنے نظریات کی وضاحت کی ہے۔ اور ان اصول کو بیان کیا ہے جو ترجمہ قرآن کے وقت اس کے مدنظر رہے۔

اس کتاب پر تبصرہ کرتے وقت یہ امر بڑا مشکل ہے کہ ہر وہ بات جس سے تبصرہ نگار کو اختلاف ہو اس پر مفصل بحث کی جائے۔ یا ڈاکٹر بیل کی غلطیوں اور غلط فہمیوں کا کماحقہ ازالہ کیا جائے، اکثر امور تو ایسے ہیں جن پر مسلم مفکرین کی طرف سے کافی کچھ لکھا جا چکا ہے بعض مسائل از سر نو توجہ کے لائق ہیں بہرحال میری کوشش یہ ہے کہ قرآن اور پیغمبر اسلام کے متعلق برطانیہ میں جس قسم کے نظریات آجکل پیش کئے جا رہے ہیں ان سے قارئین کو آگاہ کیا جائے۔ اگر کوئی ذی علم دوست ان نظریات پر مفصل بحث کرنا چاہیں تو یہ بھی ایک بہت بڑی دینی خدمت ہوگی،

"تمہید قرآن" کے انڈیکس (دیباچہ اور فہرست مضامین ملا کر) دو سو صفحات ہیں جو ... آٹھ ابواب پر منقسم ہیں اور انکی تفصیل حسب ذیل ہے :-

باب اوّل :- تاریخی پس منظر اور حضرت محمدؐ
باب دوم :- قرآن کا آغاز
باب سوم :- ہیئت قرآن
باب چہارم :- قرآن کی ساخت اور طرز تحریر
باب پنجم :- سورتوں کی ترتیب
باب ششم :- قرآن کی تاریخی ترتیب
باب ہفتم :- قرآن کی نشو ونما
باب ہشتم :- مضامین و مآخذ قرآن

کتاب کے مطالعہ کے وقت ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ڈاکٹر بیل مسلمان نہیں عیسائی ہے وہ قرآن کو الہامی کتاب بھی نہیں مانتا لیکن اس کی تحریر ان متعصب پادریوں کی طرح نہیں جنہیں اسلام اور پیغمبر اسلام صلعم میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی - ڈاکٹر بیل قرآن کا طالبعلم ہے اس کی کوشش یہ ہے کہ اسلام کے پیغام اور پیغمبر اسلام کی شخصیت کو قرآن ہی سے سمجھنے کی کوشش کی جائے، وہ سیرت رسول کے مطالعہ کے لئے قرآن کو محکم سمجھتا ہے اس کی رائے میں مکی زندگی کے حالات خصوصیت سے قرآن کی روشنی میں دیکھے جانے چاہئیں کہ اس وقت بانی اسلام کی شخصیت ایک نامعلوم اور غیر اہم انسان کی سی تھی - آپ کی زندگی کے آخری دس سالوں کی نوعیت مختلف ہے۔ لیکن اس وقت کے حالات کے لئے بھی تاریخ اور حدیث کی وہی شہادت مستند سمجھی جائیگی جو قرآن سے مطابقت رکھے یا کم از کم اس کے مخالف نہ ہو (ص۲)

تمہید قرآن کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :-

" بہت کم کتابیں ایسی ہیں جنہوں نے انسانی روح پر اس قدر وسیع اور گہرا اثر کیا ہے جس قدر قرآن نے مسلمان (وہ نام جس سے پیروانِ محمد منسوب کئے جاتے ہیں) اس کتاب کو الہامی مانتے ہیں، اپنی پبلک اور پرائیویٹ عبادات میں اس کا استعمال کرتے ہیں اپنے تہواروں اور خاندانی تقریبات میں اس کی تلاوت کرتے ہیں - یہ ان کے مذہبی عقاید، رسومات اور قانون کی بنیاد ہے ان کے سماجی اور نجی اخلاق کی رہنما، قرآن ان کے خیالات کو ایک خاص سانچے میں ڈھالتا ہے اس کے محاورات ان کے ادب اور روزمرہ کی گفتگو کا حصہ بنتے ہیں - وہ کتاب جسے قریباً تیس کروڑ ہمارے انسانی بھائی مقدس سمجھتے ہیں ہماری توجہ کی مستحق ہے، بالخصوص اس کا مطالعہ گہرے غور و فکر کا محتاج ہے کیونکہ کسی لحاظ سے بھی اس کتاب کا سمجھنا آسان نہیں اور نہ ہی یہ اخلاقیات کا رسالہ ہے نہ ہی قانون کا ضابطہ نہ ہی دعاؤں کا مجموعہ، بلکہ ان تینوں چیزوں کا مرکب ہے جس میں کچھ اور امور بھی شامل کر دیئے ہیں اسے نہ ایک وقت میں لکھا گیا نہ ہی لکھتے وقت کوئی ترتیب ملحوظ رہی بلکہ اسے قریباً بیس سال کے عرصہ میں مدون کیا گیا اور اس دوران میں محمد النبی جن کے ذریعہ سے اس کتاب کو دوسرے لوگوں تک پہنچایا گیا مکہ میں ایک گمنام مذہبی ریفارمر کی حیثیت سے ترقی کر کے مدینہ میں فی الحقیقت عرب کے حاکم بن گئے تھے جس طرح اس میں آپ کے بدلتے ہوئے حالات ضروریات اور مقاصد کا عکس ہے اسی طرح قدرتی طور پر یہ اپنے طرز بیان مضامین بلکہ تعلیم میں بھی بدلتا رہا ہے اس کی ترتیب میں کوئی نظم نہیں۔ گو یہ مجموعی طور پر عربی زبان میں سمجھ میں آ جانے والی عربی زبان میں لکھا گیا ہے پھر اس کے مطالعہ کے وقت ایسی لسانی مشکلات سے واسطہ پڑتا ہے جنہیں اہل علم حضرات ابھی تک حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے" (ص۱)

مصنف کا یہی بنیادی انداز فکر ہے جس کا پرتو اسکی ساری کتاب میں ہے۔

پہلے باب کے ابتدائی حصہ میں ڈاکٹر بیل نے پیغمبر اسلام کی بعثت کے وقت دنیا کی عام حالت اور عرب قبائل کے رسم و رواج اور مذہب کا ذکر کیا ہے، یہودیوں، عیسائیوں اور زردشتیوں کے عرب اور عرب سے ملحقہ ملکوں میں موجودگی پر بحث کی ہے، کوشش یہ رہی ہے کہ قرآن نے یہود و نصاریٰ کے جن عقائد پر اپنے مخصوص انداز پر روشنی ڈالی ہے ان کے ماخذ کا سراغ لگایا جائے۔ اس سلسلہ میں بیل نے آرتھوڈکس سٹیٹ چرچ (میلکائٹ MELKITE) نسطوریئن (NESTOYIAN) اور کرسچینز آف سینٹ جان (MENDAENS) کا ذکر کیا ہے۔ موخرالذکر فرقہ کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قرآن میں جو صابئین کا ذکر آیا ہے وہ اسی فرقہ کے پیروؤں کے متعلق ہے۔

کیا عرب لکھنا جانتے تھے ؟

یہ نظریہ کہ عربوں میں لکھنے کا رواج بہت کم تھا اور بہت تھوڑے لوگ فن تحریر سے واقف تھے ڈاکٹر بیل کے نزدیک غلط ثابت ہو چکا ہے، ان کے نزدیک عرب میں آثار قدیمہ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب فن تحریر کو اسلام سے بہت قبل جانتے تھے - جنوبی عرب اور شمالی مغربی عرب میں مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی تختیاں پائی گئی ہیں یہ درست ہے کہ عربی خط کے آثار بہت ہی محدود ہیں، ایک تحریر ۳۲۸ بعد مسیح کی ہے، دو تحریریں چھٹی صدی کی ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ مکہ اور مدینہ کے گرد و نواح میں ایسی کسی تحریر کا نشان ابھی تک نہیں ملا لیکن دوسرے قرائن اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہاں عام طور پر لوگ فن تحریر سے آشنا تھے، مکہ ایک تجارتی شہر تھا اور اس کے تعلقات ان ملکوں اور شہروں سے تھے جہاں لکھنے پڑھنے کا عام رواج تھا۔ مکہ کے تاجر ضرور اپنا حساب کتاب رکھتے ہوں گے، قرآن کے محاورات

بھی اس طرف اشارہ کرتے ہیں، فرشتوں کا انسانی اعمال کو قلمبند کرنا، قیامت کے دن کتابوں کا کھلنا جس میں ہر شخص اپنا اعمالنامہ پڑھ لے گا۔ ظاہر کرتے ہیں کہ ان محاورات کو عام طور پر سمجھا جاتا تھا، قرضوں کے متعلق یہ ہدایت کہ ان کو لکھ لیا جائے اسی صورت میں ممکن تھی جب لکھنے والے آسانی سے میسر آ سکیں۔ یہ ماننے کے لئے بھی قوی شواہد موجود ہیں کہ عرب میں پیپرس (کاغذ) کا رواج بھی تھا۔ قرآن میں "قرطاس" اور "صحوف" کے الفاظ کا استعمال خود اس بات کا ثبوت ہے کہ عربوں میں کاغذ یا پیپرس کی طرز کی اشیا پر لکھنے کا مواد موجود تھا۔

کیا پیغمبر اسلام فن تحریر سے واقف تھے؟

ڈاکٹر بیل نے اس عنوان پر بھی تین صفحات میں بحث کی ہے (ص۱۷ تا ص۱۹) اس کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآن نے حضرت محمدؐ کے متعلق جو "اُمّی" کا لفظ استعمال کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اَن پڑھ تھے، لیکن اس کا ترجمہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ عرب کی امت سے تھے۔ بعض مقامات پر جہاں یہ لفظ جمع کے معنوں میں استعمال ہوا ہے منھم امیون لا یعلمون الکتٰب (البقرہ ۷۷) لیس علینا فی الامیین سبیل (آل عمران ۷۵) "کچھ اُن میں سے جاہل ہیں جو کتاب کا علم نہیں رکھتے۔" "ان امیوں کے بارے میں کوئی (الزام) کی راہ نہیں" اس کا مطلب یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ اہل یہود اور نصاریٰ کی مذہبی کتب سے ناآشنا ہیں اور ان معنوں میں اس لفظ کا اطلاق پیغمبر اسلام پر بھی ہو سکتا ہے اور قرآن کی اس آیت کا وما کنت تتلوا من قبلہ من کتٰب ولا تخطہ بیمینک اذًا لارتاب المبطلون اور تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتا تھا اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا اس صورت میں (حق کا) ابطال کرنے والے شک کرتے ہیں (العنکبوت آیت ۴۸)

مطلب یہی ہو سکتا ہے آنحضرت کتب گذشتہ کے واعظ یا کاتب نہیں تھے ورنہ مخالفین یہ الزام لگا سکتے تھے کہ آپ تو محض وہی پرانی باتیں دوہرا رہے ہیں

اس موقعہ پر ڈاکٹر بیل نے قرآن کی ایک اور آیت پیش کی ہے جس میں ذکر ہے:۔

وقالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملٰی علیہ بکرۃ واصیلا۔ اور کہتے ہیں پہلوں کی کہانیاں ہیں جو اس نے لکھوائی ہیں سو وہ اس پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں (الفرقان آیت ۵)

لیکن اگر نبی کریم خود لکھ پڑھ سکتے تھے تو دوسروں سے سننے کی کیا ضرورت تھی۔ ڈاکٹر بیل کا خیال ہے کہ بہرحال مخالفین کو اس بات کا تو یقین تھا کہ آپ لکھنے پڑھنے کے ذرائع سے واقف تھے۔

اس سلسلہ میں حدیث کا فیصلہ بھی قطعی نہیں، احادیث میں آپ کے متعلق جو کتب کا لفظ آیا ہے اس کے دونوں مطلب ہو سکتے ہیں کہ آپ نے لکھا اور آپ نے لکھوایا، اور سب سے پہلی وحی جو آپ پر نازل ہوئی اس کے بارہ میں جو حدیث ہے کہ فرشتہ نے آپ سے کہا اقرأ تو آپ نے فرمایا ما انا بقارئ کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نہیں پڑھوں گا۔ "I AM NOT GOING TO READ"

اور ویسے بھی یہ حدیث مستند نہیں۔ صلح حدیبیہ کے وقت جب کفار نے اعتراض کیا کہ "رسول اللہ" کے الفاظ کاٹ دیئے جائیں تو بعض روایات میں ہے کہ حضرت نے خود یہ لفظ کاٹ کر "ابن عبداللہ" الفاظ لکھ دیئے پھر ابتدائی ایام میں حضرت خدیجہ کے لئے آپ جو تجارت کرتے تھے آخر اس کا حساب بھی رکھتے ہونگے ڈاکٹر بیل کے نزدیک اس بات کا قطعی ثبوت مشکل ہے کہ آپ لکھنا جانتے تھے لیکن اگر جانتے بھی ہوں تو جائے تعجب نہیں

نبی کریمؐ کی وحی

سیرت کے اہم واقعات اور نبی کریم صلعم کے اخلاق و مقاصد بیان کرنے کے بعد جس میں بہت سی غلط اور ناخوشگوار باتوں کا بھی ذکر ہے، بیل نے آنحضرت کی وحی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"جب سے کارلائل نے اس بات کا مضحکہ اڑایا ہے کہ ایک ریاکار شخص دنیا کے ایک بڑے مذہب کا کیسے بانی ہو سکتا ہے حضرت محمدؐ کی دیانت و خلوص کو بچانے کے لئے مختلف کوششیں کی گئی ہیں تا کہ اس سے آپ کی صحت عقل پر حرف بھی آ جائے۔ ویل (WEIL) نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ (نعوذ باللہ) مرگی کے شکار تھے۔ سپرینگر (SPRENGER) محض اس پر مطمئن نہیں ہوا اس نے ہسٹیریا کا بھی حضرت محمد کو مریض بنایا ہے۔ میور (MUIR) نے تھوڑا بہت جھوٹے نبی کا تصور ذہن میں رکھا ہے، اسکے خیال میں آنحضرت ایک ایسے عظیم المرتبت سرگرم اور مستعد رسول اور واعظ تھے جو کامیابی کی خاطر شیطانی چالوں کا (نعوذ باللہ من ذالک) شکار ہو جاتے ہیں۔ مارگولیتھ ۔۔۔ (MARGOLIOUTH) کو اس بات کے اظہار میں کوئی باک نہیں کہ آپ جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کر دیتے تھے۔ جیسے موجودہ دور میں سپرچولزم کے ذریعہ انسان کتنی آسانی سے اس قسم کی بددیانتی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نولڈیکے (NOEL DEKE) نے حضرت محمد کی وحی نبوت کی اصلیت پر زور دیتے ہوئے اور اس نظریہ کا رد کرتے ہوئے کہ آپ مرگی کے مریض تھے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ آپ پر وقتاً فوقتاً بے قابو کر ڈالنے والے جذباتی دورے پڑتے تھے جن کی وجہ سے آپ کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ آپ کو وحی خدائی اثر کے ماتحت ہوئی ہے۔ ان تمام نظریات میں غالباً احادیث کی روایات کو قرآن کی شہادت پر مقدم رکھا گیا ہے اور یقیناً اس بات کو پس پشت پھینک دیا گیا ہے کہ حضرت محمد جنہیں ہم جانتے ہیں جسمانی اور ذہنی طور پر بالکل تندرست تھے یہ بات ناقابل یقین معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص جس پر مرگی اور ہسٹیریا کا اثر ہو یا جس پر جذباتی دورے پڑتے ہوں اپنے دشمنوں کے خلاف غزوات میں ایک مستعد و سرگرم لیڈر ثابت ہو یا ایک شہر کی ریاست اور ترقی کرتی ہوئی مذہبی جماعت کا ٹھنڈے مزاج والا دور رس رہنما ہو۔ ہمیں اس موقعہ پر بھی قرآن پر ہی اعتماد کرنا چاہیئے اور حدیث پر اسی حد تک بھروسہ کرنا چاہیئے جہاں تک یہ قرآن کے مطالعہ کے نتائج سے ہم آہنگ ہو۔

اب قرآن سے قطعاً اس بات کی شہادت نہیں ملتی کہ پیغمبر اسلام کسی بیماری کا شکار رہتے۔ قرآن میں بغیر کسی حجاب کے مخالفین کے طعن و تشنیع کا ذکر تو ہے لیکن ان پر کسی بیماری کے الزام کا ذکر نہیں، مخالفین نے یہ ضرور کہا کہ آپ مجنون تھے لیکن اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ انہیں آپ کا طرز عمل عجیب معلوم ہوتا تھا یا یہ کہ آپ کے الہامات کسی جن کی طرف سے آپ کے دل میں پھونکے جاتے تھے جیسے کہ عام کاہنوں کی پیشگوئیوں کے متعلق مشہور تھا۔ بعض وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ خود حضرت محمد اس بارے میں قطعیت سے کچھ نہیں جانتے تھے لیکن یہ بالکل خلاف قیاس ہے کہ مخالفین نے ان میں کسی بیماری کی علامات کی نشاندہی کی ہو اگر ایسا ہوتا تو ہمیں ضرور اس کے متعلق علم ہوتا" (صفحہ ۳۰-۳۱)

اس کے بعد بیل نے لفظ وحی پر بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہت غور و فکر کرنے کے بعد جب آنحضور کو اچانک ایک مسئلہ کا حل معلوم ہو جاتا تو وہ اسے خدا کی طرف سے وحی سمجھتے تھے جس طرح ایک شاعر کے ذہن میں عالم بالا سے مضامین اترتے ہیں اسی طرح آپ کی وحی کی کیفیت کو سمجھا سکتا ہے۔ آپ کی نیک نیتی اور خلوص میں شبہ نہیں لیکن آپ مسلسل غور و فکر کے بعد (اور یہ غور و فکر ڈاکٹر بیل کے نزدیک آپ کی فطرت ثانیہ بن چکا تھا) جس نتیجہ پر پہنچتے اور ضروری نہیں کہ وہ ان کی خواہشات کے مطابق ہوتا وہ بعض اوقات کشف اور بعض اوقات دل میں کسی خیال کی شکل میں ظاہر ہوتا یہ اسی قسم کا نظریہ ہے جو سرسید مرحوم نے وحی اور الہام کے متعلق اپنی تفسیر قرآن میں پیش کیا تھا اور ایک رنگ میں ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی اس کے موید تھے ڈاکٹر بیل نے نورانیڈرے کے اس خیال سے اتفاق نہیں کیا کہ حضور بیرونی آوازیں سنتے تھے۔

ڈاکٹر بیل کے مقرر کردہ اصول کی روشنی میں کہ ہمیں قرآن ہی کو ہر بات میں حکم ماننا چاہیئے وحی کے متعلق ان کے نظریات کی غلطی کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ قرآن نے اللہ تعالےٰ کے انسان سے کلام کرنے کی تین ہی صورتیں بیان کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ انسان کے دل میں ایک بات ڈال دیتا ہے، دوسری صورت من وراء حجاب فرمائی۔ تیسری صورت فرشتہ کے ذریعہ سے کلام کا پہنچانا ہے۔ اور انبیاء کی وحی نبوت کا یہی ذریعہ ہے اگر وحی محض شاعر کے خیالات کی طرح ذہن کی پیداوار ہوتی تو رسول (فرشتہ) کے ذریعہ کلام کا پہنچانا بے معنی تھا۔ قرآن کے نزول کے متعلق ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے انہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین۔ اور یہ جہانوں کے رب کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔ جبریل امین لے کر اسے اترا ہے تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو کھول کر بیان کرنے والا عربی زبان میں۔"

(الشعراء ۱۹۲ — ۱۹۵)

(باقی پر صفحہ کالم ۲)

اسلام کی ایک مایۂ ناز خاتون

{ مرتضیٰ خان حسن ۔ بی اے }

یہ سنہ ۷۳ھ کے لگ بھگ کا زمانہ ہے ۔ مروان کا بیٹا عبدالملک، شام، مصر، عراق، اور ممالک مفتوحہ افریقہ کا مطلق العنان بادشاہ ہے۔ بہت بڑی عظمت و شان کا مالک ہے مگر دل میں ایک کانٹا ضرور کھٹکتا ہے اور وہ یہ کہ قلب اسلام یعنی مکہ اور مدینہ میں خلافت اسلامیہ کی گدی پر عبداللہ ابن زبیر متمکن ہے، عالم اسلام میں جو عزت اور عظمت ان اماکن مقدسہ کو حاصل ہے وہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے ملک کو حاصل نہیں جو شخص ان مقامات پر قابض ہوگا وہی عزت و عظمت کا مالک ہوگا اور وہی صحیح معنوں میں خلیفۃ المسلمین کہلائے گا۔ لہذا وہ دن رات اسی ادھیڑ بن میں لگا رہتا کہ کسی طرح سرزمین حجاز کو اپنے قبضہ میں لے آئے ۔ بار بار لشکر کشی کا ارادہ کرتا۔ مگر پھر عبداللہ کی ہر دلعزیزی اور اس کی قبولیت عامہ آڑے آجاتی ہے ۔ آخر نہیں رہا جاتا۔ حجاج بن یوسف کو جو بے رحمی میں اپنی نظیر آپ ہے اس مہم کو سر کرنے کے لئے متعین کرتا ہے۔

حجاج ایک جرار لشکر لے کر دمشق سے مکہ کی طرف کوچ کرتا ہے، ہزاروں لاکھوں انسانوں کو ڈراتا دھمکاتا ان سے وعدے وعید کرتا اور اپنے ساتھ ملاتا ہوا مکہ معظمہ کے دروازوں پر شیر کی طرح جا گرجتا ہے ۔ عبداللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ میں نکلتا ہے اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے دونوں طرف سے ہزاروں انسان ڈھیر ہو جاتے ہیں لیکن مصیبت یہ پڑتی ہے کہ عبداللہ کی فوج کے پاس رسد ختم ہو جاتی ہے ۔ مزید رسد کے فراہم ہونے کی کوئی سبیل نہیں ۔ اکثر لشکری بددل ہو کر دشمن سے جا ملتے ہیں اور جو چند وفادار رہ گئے ہیں ان میں بھی کچھ دم خم باقی نہیں عبداللہ کو سوائے مایوسی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایسی حالت میں اپنی مادر مہربان کی طرف رجوع کرتا ہے اور السلام علیکم کے بعد عرض کرتا ہے :-

عبداللہ:- مادر مہربان! جہاں تک ہو سکا میں نے دشمن کا مقابلہ کیا مگر اب حالت بہت نازک ہو چکی ہے رسد ختم ہے اور مزید رسد کی توقع نہیں ۔ فوج کی یہ حالت ہے کہ اکثر خدا کو پیارے ہو چکے ہیں جو چند ایک باقی ہیں ان میں کچھ سکت نہیں۔ ایسی صورت میں میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ حجاج کی اطاعت قبول کر لوں ـــــ آپ کی کیا رائے ہے ؟

ماں:- اگر یہ سچ ہے اور فی الواقعہ تم حق پر لڑ رہے ہو تو سنو! **حق سے منہ موڑنا مردان خدا کا شیوہ نہیں۔ حق** کے لئے ہر دکھ ۔ ہر مصیبت، ہر رنج ہر صدمہ کو برداشت کرو بہادروں کا یہی شعار ہے، اگر تم حق پر لڑ رہے ہو اور مجھے یقین ہے کہ تم حق پر لڑ رہے ہو تو پھر **حق کے لئے اپنی جان قربان کرو** ۔ تم زبیر کے بیٹے ہو ۔ وہ ہمیشہ حق کا حامی رہا، اور اس نے حق پر جان دی، اپنے آپ کو خلف الرشید ثابت کرو ۔ ناخلف ثابت نہ کرو ۔ دیکھو میں تمہاری ماں ہوں۔ تم میرے لخت جگر ہو، تم سے بڑھ کر مجھے دنیا میں کون پیارا ہو سکتا ہے ؟ مگر میں یہ برداشت **نہیں کر سکتی کہ میرا بیٹا حق سے منہ موڑ کر ناحق کے سامنے سر جھکا دے** ۔ تو بہ توبہ ایسا خیال بھی دل میں نہ لانا ۔

عبداللہ:- مادر مہربان! آپ کا ارشاد بسر و چشم منظور! آپ مجھے ایسا ہی پائیں گی ۔

ماں:- مرحبا! سعادت مند بچے ایسے ہی ہوتے ہیں ۔ دیکھو عبداللہ! میں نوے سال کی ایک بوڑھی عورت ہوں قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہوں ۔ محض چند انفاس باقی ہیں مگر میں چاہتی ہوں کہ میں یہ خوشی قبر میں اپنے ساتھ لے جاؤں کہ میرا نور عین حق پر لڑا اور اس نے حق پر جان دی ۔

عبداللہ اپنا اسلحہ پہن کر لڑائی میں جانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے آخری سلام کے لئے ماں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے :-

عبداللہ:- مادر مہربان! لیجئے اب رخصت چاہتا ہوں دعا فرمائیں خدا استقامت دے ۔

ماں فرط محبت سے بیٹے کو گلے لگا لیتی ہے، منہ چومتی ہے دعائیں دیتی ہے اور کہتی ہے :-

ماں:- "اچھا خدا کے حوالے! جاؤ حق پر لڑو اور حق پر مرو ۔ مگر یہ تو بتاؤ تمہارے کپڑوں کے نیچے کیا ہے ؟"

عبداللہ:- "یہ زرہ ہے"

ماں:- زرہ کیسی ؟

عبداللہ:- "یہ میں نے احتیاطاً پہن لی ہے"

ماں:- "میرے لخت جگر! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جو لوگ جان پر کھیلنے جاتے ہیں وہ ایسی احتیاطیں نہیں کیا کرتے"

عبداللہ زرہ اتار کر پھینک دیتا ہے ۔ اور کہتا ہے کہ غم تو صرف اس بات کا ہے کہ حجاج ایک ظالم شخص ہے ۔ میری لاش کے ناک کان کٹوا دے گا ۔ اس پر ماں کہتی ہے ۔

ماں:- "بیٹا تجھے معلوم نہیں کہ بکری جب ذبح کی جاتی ہے تو پھر اسکو کھال کھینچنے کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی ۔ پھر یہ غم کیسا اور یہ فکر کیوں ؟ بہادر لوگ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے نہیں ڈرا کرتے بیٹا"

عبداللہ شیر کی طرح بپھرا ہوا میدان جنگ میں جا گرجتا ہے صفیں چیرتا تلوار چلاتا کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے ۔ شجاعت اور مردانگی کے وہ جوہر دکھاتا ہے کہ زبان تحسین و مرحبا پکار اٹھتی ہے ۔ آن کی آن میں سینکڑوں کو موت کی گھاٹ اتار دیتا ہے ۔ لیکن دشمن اس قدر پتھر برساتے ہیں کہ پیشانی سے خون کے فوارے چھوٹ جاتے ہیں ۔ خون قدموں پر گرتا ہے ۔ ایک شعر پڑھتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "ہم وہ لوگ ہیں جن کے زخموں کا خون پیٹھ پر نہیں بلکہ پاؤں پر گرتا ہے ۔ یعنی ہم دشمن کے مقابلہ میں پیٹھ نہیں دکھایا کرتے" یہ کہکر زخموں سے نڈھال زمین پر گر پڑتا ہے اور کلمہ شہادت ادا کرتے ہوئے خدا سے جا ملتا ہے ۔

ماں نے سنا تو خوشی اور غم کے ملے جلے آنسو آنکھوں سے ٹپک پڑے، لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بولی ۔ الحمد للہ بیٹے نے حق مردانگی ادا کیا اور حق پر جان دے کر اپنے سپوت ہونے کا ثبوت دیا ۔ آج میری کوکھ ہری ہوگئی میں بصد فخر و مسرت کہہ سکتی ہوں کہ میں اس بیٹے کی ماں ہوں جس نے اپنے آپ کو حق پر قربان کیا ۔ یہ کہکر آنکھوں سے اشکوں کی ایک پھوار شروع ہو جاتی ہے ۔ ضبط کرتی ہے سنبھلتی ہے ۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے آنسو پونچھ کر خاموش ہو جاتی ہے ۔

بے رحم حجاج نے شہید کی لاش منظر عام پر لٹکوا دی تاکہ دوسرے مرعوب ہوں ۔ تین دن کے بعد جب ماں اس طرف سے گذری، بیٹے کی لاش سولی پر لٹکتے دیکھ کر بھرائی ہوئی آواز سے بولی :-

"کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ یہ شہسوار اپنے گھوڑے سے نیچے اترے"

اللہ اللہ، دنیا کی فصاحت اور بلاغت اس ایک فقرہ پر قربان ۔ گویا یہ سولی نہیں بلکہ شہسوار اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سرگرم عمل ہے ۔

یہ بہادر ماں حضرت **اسماء** رضی اللہ عنہا ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں ۔

حق و صداقت کے لئے جان دینے کا جو سبق اس بہادر ماں نے اپنے بیٹے کو دیا وہ رہتی دنیا تک تاریخ کے صفحات کی زینت رہے گا ۔ اے کاش! سب مائیں ایسی ہوں ؟

(بقیہ نوٹ ص ۲) سے افغانستان کو زیادہ سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے"

اس خبر کا ایک ایک لفظ اس بات کا شاہد ہے کہ افغانستان اب کھلے بندوں پاکستان دشمنی پر اتر آیا ہے، اس کی طرف سے پختونستان کا نعرہ یقیناً روسی شہ کا نتیجہ ہے اور پاکستان کو پورے طور پر ہوشیار رہنا چاہیئے اور ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ افغانستان کو اس نعرہ کی تائید میں کوئی عمل قدم اٹھانے کی جرأت نہ ہو، حال ہی میں صوبہ سرحد کے وزیر داخلہ سردار عبدالرشید نے مانسہرہ کے ایک جلسہ میں یہ کہکر اس نعرہ کا صحیح جواب دیا ہے کہ جب تک ایک پاکستانی بھی زندہ ہے پختونستان کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا، لیکن حیرت ہے کہ افغانستان کے اس رویہ کے باوجود حکومت پاکستان اس کو خوش کرنے کی پالیسی پر ابھی تک عمل پیرا ہے افغان حکمران پاکستان کی کمزوری پر محمول کرکے اور زیادہ شیر ہو رہے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے اور ایسا رویہ اختیار کیا جائے جو افغان حکمرانوں کے حوصلہ کو بڑھانے کے بجائے کم کرنے کا موجب ہو ۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیر وعافیت ہیں۔

—— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی بیماری کی کیفیت جو انکے اپنے قلم سے لکھی ہوئی دوسری جگہ درج ہے، الحمد للہ کہ ڈاکٹر صاحب کو اب پہلے سے بہت آرام ہے اور آخری اطلاع یہ ہے کہ وہ ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر اپنے فرزند کیپٹن عزیز احمد کے پاس واہ تشریف لے گئے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے۔

—— ڈھاکہ سے ہمارے محترم دوست عطاء الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا فرزند محمد رضا بعارضہ بخار و کھانسی بیمار ہے، احباب کرام سے استدعا ہے کہ اپنی نماز پنجگانہ میں اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— کوہ مری سے حافظ محمد ادریس صاحب لکھتے ہیں:۔

"الحمد للہ مسجد اقصےٰ کوہ مری میں پانچ وقت باقاعدہ باجماعت نماز پڑھی جاتی ہے اور نماز عصر کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب درس قرآن دیتے ہیں۔ درس میں محترم شیخ عطاء اللہ صاحب سول سرجن اور چودھری محمد اسماعیل صاحب، خالد اقبال صاحب برادر خورد شیخ محمد طفیل صاحب اور جناب ملک خدا بخش صاحب لاٹلیوری اور گاہ بگاہ ملٹری کے افسران بھی تشریف لاتے ہیں، ملک خدا بخش صاحب تو ہر وقت مسجد میں ذکر الٰہی کرتے رہتے ہیں اور خسرو کا شعر ؎

غریب است وگدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

پڑھتے رہتے ہیں۔ کل ایک یہودی انگریز مسٹر سنجر مسجد دیکھنے کے لئے آیا تھا۔ آج بھی دو انگریز مسجد کا فوٹو لے کر گئے ہیں۔ یہ مسجد خدا کے فضل سے بڑی خوبصورت اور صاف ستھری ہے۔ نہایت صاف ستھری دریاں اور قالین بچھے رہتے ہیں اور پانی کا بھی اچھا انتظام کر دیا گیا ہے جس کے لئے ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب بانی مسجد شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے خوب دل کھول کر مسجد پر خرچ کیا ہے اور کر رہے ہیں۔

مسجد کے ساتھ خوبصورت لائبریری کا بھی بندوبست کیا گیا ہے جس کے لئے چار بڑے لمبے میز اور آٹھ بنچ روغن اور وارنش سے چمکا کر سجائے جا رہے ہیں اس لائبریری میں احمدیہ لٹریچر کے علاوہ اور مفید دینی کتب بھاری تعداد میں جمع کی جا رہی ہیں اور ہر قسم کے رسائل و اخبارات انگریزی و اردو جاری کرانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ سڑک پر بورڈ لگایا جاوے گا۔ اس جمعہ میں تین صفیں نمازیوں کی تھیں۔ اور مستورات بھی کافی تعداد میں دور دور سے نماز جمعہ ادا کرنے آئی تھیں۔ اُن کے واسطے بھی اوپر گیلری میں مکمل انتظام ہے۔

ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب کو اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے جنہوں نے ایک خوبصورت مسجد تقریباً پچاس ہزار روپیہ لگا کر کھڑی کر دی ہے اور ہماری ایک دینی ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کو یہاں لوگ بہت یاد کرتے ہیں، کہ وہ اس دفعہ پہاڑ پر تشریف نہیں لائے۔

احمدیہ ینگمینز ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس

۲۵ رجولائی کو ایسوسی ایشن کی ہفتہ وار میٹنگ زیر صدارت مولوی فضل الرحمان صاحب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد حسب معمول گذشتہ مجلس کی روئداد پڑھ کر سنائی گئی۔ اس کے بعد ظفر احمد صاحب نے کتب مسیح موعود سے ایک ورق پڑھ کر سنایا بعدہٗ مظفر حسن صاحب خادم نے "غم پر کس طرح قابو پا سکتے ہیں" پر ایک مختصر مقالہ پڑھا۔ آخری مقالہ راقم کا "قومی کردار کی خصوصیات" پر تھا۔ مولٰنا آفتاب الدین احمد صاحب نے راقم کے مقالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت قومی ترقی کے متعلق دو نظرئے دنیا میں موجود ہیں، ایک تو یہ کہتے ہیں کہ قومی ترقی کا انحصار جماعتی کوششوں کا نتیجہ ہے اور دوسرے اس کو انفرادی بتاتے ہیں۔ اور اسلام اس دوسرے نظرئے کا حامی ہے۔

(سیکرٹری)

تعلیم اسلام کلاس کا امتحان

اس سے پہلے تعلیم اسلام کلاس کا کورس اور تاریخ شائع کی گئی تھی۔ قرآن مجید کا پہلا پارہ، تاریخ خلافت راشدہ، فتح اسلام اور توضیح مرام کورس میں شامل ہیں۔ جماعتوں کے سیکرٹری جلد از جلد اس امتحان میں شامل ہونے والوں کے نام انچارج تعلیم اسلام کلاس کے نام پر دفتر میں بھجوا دیں۔ امتحان اکتوبر کے پہلے ہفتے میں شروع ہوگا۔

انچارج (مولٰنا) عزیز بخش (صاحب)

احمدی خواتین کی خدمت میں

احمدی خواتین نے دنیائے اسلام کے لئے ایک نمونہ پیش کرنا ہے، اس لئے ہر ایک احمدی خاتون کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اس پاکیزہ ایثار اور قربانی کے جذبہ کو پھر زندہ کریں جو صحابیات کے اندر تھا۔ اپنی اولاد کے دلوں میں پیدائش سے ہی دین کے لئے قربانی اور ہر طرح کے ایثار کا بیج بوئیں اور پھر اس بیج کی پرورش کریں کہ وہ ایک بہت بڑا درخت بن جائے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ کی مہربانی سے ہماری بہنیں اپنے ان فرائض سے جو ماں ہونے کی حیثیت سے ان پر عاید ہوتے ہیں غافل نہیں رہیں گی اور اپنے مال سے دین کا کچھ حصہ نکال کر ہر ماہ بھیجتی رہیں گی اور اپنے بچوں کو بھی اسی کی ترغیب دیں گی، "عید قربان" آ رہی ہے امید ہے اس موقعہ پر اپنی اور اپنے بچوں کی عید کے پیسے میں دین کا بھی کچھ حصہ ضرور نکالیں گی۔

خاکسار:- احمد حسن افسر تحصیل

مرکزی اعلیٰ ملازمتوں کا امتحان

(دسمبر ۱۹۵۴ء)

مرکزی اعلےٰ ملازمتوں کے امتحان دسمبر ۱۹۵۴ء کے نتیجہ پر جو آسامیاں پُر کی جائینگی ان کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) پاکستان کی سول سروس	۲۵
(۲) پاکستان فارن سروس	۴
(۳) پاکستان آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس سروس	۲
(۴) پاکستان ریلوے اکاؤنٹس سروس	۲
(۵) پاکستان ملٹری اکاؤنٹس سروس	۱
(۶) پاکستان انکم ٹیکس آفیسر سروس کلاس اوّل۔ گریڈ دوم	۵
(۷) پاکستان پوسٹل سروس کلاس اول	۳
(۸) پاکستان پوسٹل سپرنٹنڈنٹس سروس کلاس دوم	۴
(۹) پاکستان انکم ٹیکس سروس کلاس دوم گریڈ سوم	۱۰
(۱۰) ٹرانسپورٹس (ٹریفک) اینڈ کمرشل ڈیپارٹمنٹس آف پاکستان ریلویز	۴

مذکورہ بالا امتحان کے نتیجہ پر پاکستان کسٹمس سروس۔ پاکستان ملٹری اینڈ کنٹونمنٹس سروس کلاس دوم اور سپرنٹنڈنٹس پاکستان سنٹرل ایکسائز سروس کلاس دوم میں کوئی بھرتی نہ کی جائے گی۔

دوسری ملازمتوں کی اسامیاں خالی ہونے پر بعد کو اعلان کیا جائے گا۔ حکومت کو اختیار ہوگا کہ وہ اعلان کی ہوئی آسامیوں کی تعداد کو ضرورت کے لحاظ سے کم یا زیادہ کر سکے۔

پاکستان پبلک سروس کمیشن۔ کراچی
(۱۳ جولائی ۱۹۵۴ء)

تمہید قرآن

(بقیہ صفحہ ۶)

عربی زبان میں نازل کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے معانی رسول اللہ صلعم کے دل پر نازل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ الفاظ اترتے تھے بات یہ ہے کہ جب ایک خاص نظریہ کو سامنے رکھ کر کسی مسئلہ پر غور کیا جائے تو پھر صحیح نتائج تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر بیل ایک طرف آنحضرت کو ریاکار اور جھوٹا بھی نہیں سمجھتا اور دوسری طرف اس بات کا بھی قائل نہیں کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے اب وہ آخر کلام الٰہی کے نزول کی حقیقت کیا بیان کرے۔ اس سے زیادہ وہ اور کیا کہہ سکتا تھا کہ یہ پیغمبر اسلام کے اپنے ہی خیالات کا عکس ہے جسے انہوں نے الہام الٰہی سمجھ لیا۔

(باقی دارد)

"پیغام صلح" مورخہ ۴ راگست ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸
تار کا پتہ تبلیغ لاہور
فون نمبر ۳۷۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

پیغامِ صلح
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن
ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد
جلد ۴۲ { یوم شنبہ مورخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ - ۷ اگست ۱۹۵۴ء } نمبر ۴۹

جواہر ریزے

عید کے دن حضرت نبی کریم صلعم کا عمل

عن البراءؓ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال ان اول ما نبدأ من یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا -

(بخاری)

براءؓ سے روایت ہے، کہا میں نے نبی صلعم کو خطبہ پڑھتے سنا - فرمایا پہلا وہ کام جسے ہم آج کے دن شروع کرتے ہیں یہ ہے کہ نماز پڑھیں، پھر لوٹ جائیں اور قربانی کریں تو جس نے (اس طرح کیا) ہماری سنت پر چلا۔

عن عائشۃؓ قالت دخل علیّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحوّل وجھہ - ودخل ابو بکرؓ فانتھرنی وقال مزمارۃ الشیطان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علیہ رسول اللہ علیہ وسلم فقال دعھما فلما غفل غمزتھما فخرجتا وکان یوم عید یلعب السودان بالدرق والحراب فاما سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما قال تشتھین تنظرین فقلت نعم فاقامنی وراءہ خدی علی خدہ وھو یقول دونکم یا بنی ارفدۃ حتی اذا مللت قال لی حسبک قلت نعم قال فاذھبی -

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کا گیت گا رہی تھیں تو آپ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیر لیا اور حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو مجھے جھڑکا اور فرمایا نبی صلعم کے پاس شیطان کا راگ؟ تو نبی صلعم نے ان کی طرف منہ پھیر کر فرمایا انہیں چھوڑ دو۔ تو جب آپ کی توجہ ہٹ گئی میں نے انہیں اشارہ کیا تو وہ دونوں نکل گئیں اور عید کا دن تھا حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے، تو یا میں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا یا آپ نے فرمایا کیا دیکھنا چاہتی ہو میں نے کہا ہاں تو مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر دیا، اور میرا رخسار آپؐ کے رخسار پر تھا اور آپؐ فرماتے تھے اے بنی ارفدہ کھیلو یہاں تک کہ جب میں اکتا گئی تو فرمایا بس؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا تو جاؤ۔

(صحیح بخاری)

زمانۂ مسیح موعودؑ کی ایک عید

جو تاریخ احمدیت میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے

سنہ ۱۹۰۰ء مطابق سنہ ۱۳۱۷ھ میں جو عید اضحیٰ ۱۱ اپریل کو ہوئی۔ وہ حضرت اقدس کی جماعت کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اس عید پر آپ نے وہ مشہور و معروف خطبہ عربی زبان میں پڑھا جو خطبہ الہامیہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت اقدس کی دلی آرزو اور تمنا رہتی تھی کہ احباب کو قادیان میں بار بار آنے کا موقعہ ملے اور اس طرح پر آپ کی صحبت میں رہ کر تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطنی سے وہ بہرہ اندوز ہو سکیں، چنانچہ اسی مقصد کے لئے احباب کو قادیان بار بار آنے کی آپ بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اور سال میں تین بار تو آپ خاص طور سے جلسے کی شکل میں احباب کو جمع کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ یعنی عیدین پر اور کرسمس کی تعطیلوں میں۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص تحریک جناب الٰہی کی طرف سے آپ کو ہوئی اس لئے آپ نے دوستوں کو عید اضحیٰ کے موقعہ پر خاص طور پر جمع ہونے کے لئے تحریک فرمائی۔ عید تو گیارہ اپریل کو تھی۔ لیکن ۱۰ اپریل سے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ امرتسر، بٹالہ، لاہور، وزیر آباد، سیالکوٹ، جموں، پشاور، گجرات، جہلم، راولپنڈی، کپورتھلہ، لدھیانہ، پٹیالہ، سنور، لکھنؤ، بمبئی وغیرہ بہت سے مقامات سے مہمان آئے جن کی تعداد تین سو سے زیادہ ہو گی۔ سب سے زیادہ احباب سیالکوٹ سے آئے۔

عرفہ کا دن

عرفہ کے دن علی الصبح حضرت اقدس نے مولانا نور الدین مرحوم کو بذریعہ ایک مختصر چٹھی کے اطلاع دی کہ میں آج کا دن اور رات کا کچھ حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعاؤں میں گذارنا چاہتا ہوں اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام اور جائے سکونت لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تاکہ دعا کے وقت یاد رہے۔ چنانچہ حضرت مولانا نے سب دوستوں کو بلا کر ایک مختصر سی تقریر کی اور اس کے بعد حضرت اقدس کے ارشاد سے سب کو مطلع کیا اور ایک فہرست بنا کر حضرت کی خدمت میں بھیج دی چنانچہ وہ دن اور رات کا بڑا حصہ حضرت اقدس نے دعاؤں میں گذارا۔ چونکہ اس روز احباب کثرت سے آ رہے تھے اور ہر ایک چاہتا تھا کہ میں آپ کی زیارت کروں جس کی وجہ سے رجوع عام میں خلل پڑتا تھا اس لئے حضرت اقدس نے مکرر اطلاع بھیجی کہ میرے پاس کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے۔ اس طرح بڑا سخت حرج ہوتا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب نے پھر دوستوں کو جمع کیا اور اس حکم سے مطلع کیا۔ مغرب اور عشا کی نماز جمع ہو گئی اور آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں خدا تعالیٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گذاروں اس لئے میں جاتا ہوں تاکہ تخلف وعدہ نہ ہو"۔

عید کا دن

مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا قاعدہ تھا کہ وہ ہر عید پر ایک دن قبل شام کو یا عید کی صبح کو ضرور حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کیا کرتے تھے کہ عید کی نماز کے بعد حضور کچھ تقریر ضرور فرمائیں۔ اب کے دفعہ عید سے کئی روز قبل سے آپ کی طبیعت ناساز تھی، اس لئے امید بہت کم تھی۔ مگر آپ فرمایا کرتے تھے میری تقریر ہی کیا ہے۔ جب بہت سے دوستوں کا مجمع ہوتا ہے تو ان میں سے ہر ایک کے مرض کی اصلاح زیر نظر ہوتی ہے، اس لئے ان کے امراض کا علاج فرداً فرداً جمع ہو کر ایک تقریر بن جاتی ہے۔"

بہر حال حسب معمول عید کی صبح کو مولانا عبد الکریم صاحب اندر تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ میں آج خصوصیت سے عرض کرنے آیا ہوں کہ حضور تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں آپ نے فرمایا کہ "خدا نے بھی یہی حکم دیا ہے۔" آج صبح کے وقت الہام ہوا ہے کہ مجمع میں عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی"۔ میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا شاید یہی مجمع ہو اور نیز الہام ہوا ہے کہ کلام افصحت من لدن رب کریم یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی۔

نمازِ عید

جامع مسجد قادیان کی توسیع کا کام ایک عرصہ سے شروع تھا اور بہت بڑا حصہ اس توسیع کے

(باقی صلا کالم ۳ پر)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

سہ روزہ پیغام صلح ——— ۷ راگست ۱۹۵۴ء

عید اور قربانی

اسلام کے ان شعائر میں سے جو انسان کو بہیمیت سے اٹھا کر انسانیت کے بلند مقام پر کھڑا کرنیوالے ہیں قربانی کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے، عبادات میں دیکھ لیجئے، نماز میں خدائے واحد کے سامنے شاہ و گدا کے امتیازات مٹا دینا قربانی ہی کو چاہتا ہے اور یہی قربانی انسان کو اس مقام پر کھڑا کرنے کا موجب ہے جو توحید الٰہی اور مساوات نسل انسانی کی جلوہ گاہ ہے روزہ انسان سے اس کی جائز نفسانی خواہشات کی بھی قربانی چاہتا ہے کہ اس سے ذبح انسانی کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بڑھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی مخلوق الٰہی کے دکھوں اور تکلیفوں کا احساس پیدا ہوتا ہے، زکوٰۃ انسان کو مالی قربانی کا سبق دیتی ہے کہ تعظیم لامر اللہ کے بعد شفقت علیٰ خلق اللہ اسلام کا دوسرا بڑا رکن ہے اور حج اس عظیم الشان قربانی کا سبق دیتا ہے جس میں انسان تمام ماسوی اللہ کو بھلا کر ایک ہی ایک خدا کا ہو جاتا اور اپنے وطن، اپنی زبان اپنے لباس کو چھوڑ کر لبیک اللّٰھم لبیک کہتا ہوا اس میدان عرفات میں جا پہنچتا ہے جہاں **ایک خدا** اور **ایک نسل انسانی** کے سوائے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

یہ وہ بلند منازل ہیں جن تک پہنچانا ارکان اسلامی کا حقیقی مقصد اور منشا ہے تاکہ نسل انسانی اپنے تمام امتیازات اور تعصبات کو (جو باہمی آویزشوں اور فتنہ فساد کا موجب ہیں) مٹا کر ایک ہو جائے اور سب مل کر ایک خدا کے آگے اپنا سر جھکائیں اور اسی کو اپنا ملجا و ماوٰے اور آقا و مولا سمجھیں۔

کتنے بلند اصول ہیں کیا دنیا کا کوئی اور نظام ایسا ہے جو ایسے بلند اصول اپنے اندر رکھتا ہو؟ انہی پاکیزہ اصولوں کی ایک عملی تصویر اس قربانی کے اندر رکھی گئی ہے جو ہر سال عید کے موقعہ پر ہم کرتے ہیں، اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے جانوروں کے گلے پر چھری پھیر کر یہ سبق حاصل کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے رستہ میں اس جانور کی طرح ہمیں ذبح ہونا پڑے تو اس سے دریغ نہ ہوگا، یہ چھری جو جانور کے گلے پر ہم پھیرتے ہیں ہمیں سبق پڑھاتی ہے کہ اس بہیمیت کو جو تمہارے اندر پائی جاتی ہے قربان کر کے انسانی اخلاق اور ملکوتی صفات اپنے اندر پیدا کرو، کہ اس سے ایک دائمی خوشی اور راحت و سرور تمہیں حاصل ہوگا۔

عید اضحیٰ یہی سبق لیکر سال بھر کے بعد پھر آتی ہے، اور زبان حال سے ہمیں بتا رہی ہے کہ ہماری عید قربانیوں ہی کے اندر مضمر ہے، خدا کے لئے، اس کے دین کے لئے، اس کی مخلوق کے لئے ہر قسم کی مالی و جانی قربانی پیش کرنا راحت و خوشی پیدا کرتا اور بہیمیت و نفسانیت کے ادنےٰ مقام سے اٹھا کر انسانیت کے بلند مقام پر پہنچاتا ہے۔

عید منانے والو! اور جانوروں کے گلوں پر چھری چلانے والو!! غور سے دیکھو کہ کیا تمہاری عید اسی بلند مقام پر تمہیں کھڑا کرتی اور تمہاری قربانیاں یہی بلند سبق تمہیں پڑھاتی ہیں؟ کیا واذقال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین کا ابراہیمی اسوہ تمہارے اندر پیدا ہو گیا؟ کیا ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کا جذبہ محمدی تمہارے اندر سرایت کر گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو تمہیں مبارک ہو کہ تم نے قربانی اور عید کے اصل مقصد کو پا لیا جو نسل انسانی کی نجات اور فلاح دارین کا موجب ہے۔

قارئین کرام کو عید مبارک ۔ بدھ مؤرخہ ۱۱ راگست کا پیغام صلح بوجہ تعطیلات عید شائع نہ ہوگا۔ آیندہ پرچہ ۱۴ راگست کو شائع ہوگا۔

وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْن

یاجوج ماجوج کی سرگرمیاں جہاں کئی ایک مختلف رنگوں میں دنیا کے مصائب کو بڑھانے کا موجب ہوئی ہیں وہاں قرآن کریم کے مندرجہ بالا الفاظ میں ان کی ایک ایسی صفت بیان کی گئی ہے جو علو ہمت اور عزم بلند سے تعلق رکھتی ہے وھم من کل حدب ینسلون ہر بلندی سے وہ نکل پڑیں گے، یعنے ہر کام میں ان کی ہمت مردانہ بہت بلند ہوگی اور اسی ہمت مردانہ کی وجہ سے ہر بلندی پر وہ قابض ہو جائیں گے،

اسی ہمت مردانہ اور ہر بلندی پر قابض ہونے کا ایک نظارہ گزشتہ سال دیکھنے میں آیا جب برطانوی کوہ پیماؤں کی ایک جماعت نے سالہا سال کی کوششوں اور قربانیوں کے بعد کوہ ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کر لیا۔

اسی قسم کی ایک کوشش اس سال اطالوی کوہ پیماؤں کی ایک جماعت نے پاکستان کے سب سے اونچے اور ماؤنٹ ایورسٹ کے بعد دنیا کے دوسرے سب سے بلند پہاڑ گڈون آسٹن کو سر کرنے کے لئے کی، اور یہ سننا موجب مسرت ہے کہ اس جماعت کی ہمت مردانہ نے کوہ قراقرم کی اس ۲۸۲۵۰ فٹ بلند چوٹی کو ۳۱ رجولائی کو سر کر لیا اور وہاں اطالوی اور پاکستانی جھنڈے گاڑ دیئے گئے۔

یہ کارنامہ انسان کی ہمت و عزم کا بہت بڑا مظہر ہے، کوہ گڈون آسٹن جو دنیا کا سب سے زیادہ شاندار لیکن سب سے زیادہ سرکش پہاڑ سمجھا جاتا تھا اب تک ایک درجن کوہ پیما جماعتوں کے منہ پھیر چکا تھا، اب تک اس پہاڑ کو سر کرنے میں چھ بیش قیمت جانیں تلف ہو چکی ہیں جن میں سے ایک آدمی اسی سال اس پہاڑ کی فتح سے ایک ماہ قبل ہلاک ہوا تھا کبھی اس نظارہ کو سامنے لایئے کہ شدید ترین تیز اور سرد ہواؤں کے اندر برف کے بڑے بڑے تودوں پر چلنا۔ نہیں بلکہ اوپر چڑھنا اور کبھی سیدھی پہاڑیوں پر اور کبھی ایسے تنگ رستوں پر قدم مارنا جہاں ایک قدم رکھنے کی بھی بمشکل گنجائش ہوتی ہے، اور ذرا قدم پھسلنے پر خطرناک ترین کھڈوں میں اوندھے منہ گرنے کا خطرہ ہے اور اسی قسم کی بلکہ اس سے بڑھکر بیسیوں مشکلات ہیں۔ ۲۸۲۵۰ فٹ بلند مقام پر چڑھ جانا کس قدر مشکل کام ہے، لیکن یہ انسان ہی ہے جس کا غیر متزلزل عزم و استقلال ان سب چیزوں پر غالب آتا اور اسے دنیا کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیتا ہے،

ہم اس کامیابی پر فاتح جماعت کو جن میں چار پاکستانی بھی شامل ہیں مبارکباد دیتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ ایک اور بلند ترین پہاڑ انسان کے سامنے عمل صالح اور دعوت الی اللہ کا ہے جس کو سر کرنا اس سے بھی زیادہ عزم و استقلال کا طالب ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے ان آیات میں توجہ دلائی ہے:۔

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا[1] وقال انني من المسلمين ولا تستوي الحسنة والا السيئة ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم وما يلقها الا الذين صبروا وما يلقها الا ذو حظ عظيم۔ یہ وہ عظیم الشان پہاڑ ہے جس کو سر کرنا انسانیت کے بلند ترین مقام کو حاصل کرنا ہے، جس کا سب سے بڑا نمونہ محمد رسول اللہ صلعم کی ذات گرامی اور آپ کے صحابہ کرام کی پاکیزہ زندگیوں میں ہمیں ملتا ہے، یہی نمونہ آج زمانہ کے امام نے بھی کچھ لوگوں میں پیدا کیا، جو من کل حدب ینسلون کی صفت رکھنے والے یاجوج ماجوج پر فتح پانے کا عزم بلند لئے ہوئے دعوت الی اللہ کا کام کر رہے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم الشان مقصد میں کامیابی عطا کرے۔

---

[1] ترجمہ: اور اس شخص سے بہتر اچھی بات کرنیوالا کون ہے جو اللہ کی طرف بلاتا اور نیک عمل کرتا ہے اور نیکی بدی کے برابر نہیں، بدی کو نہایت اچھے طریق سے دور کر دو پھر دیکھو کہ وہ شخص کہ اس کے اور تیرے درمیان عداوت ہے ایک گہرا دوست ہو جائے گا، اسکی توفیق نہیں ملتی مگر انکو جو صبر سے کام لیتے ہیں اور نہیں توفیق ملتی مگر ان کو جو بہت بڑے نصیب والے ہیں۔

ووکنگ سے کراچی تک

{شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے}

(۷)

ایمسٹرڈم

ایمسٹرڈم شمالی یورپ کا ایک بڑا ہی خوبصورت شہر ہے، اور انیسویں صدی کے ابتدا تک اس کی بندرگاہ لندن سے بھی زیادہ مشہور اور اہم تھی ویسے تو دریائے ایمسٹل کے کنارے اس جگہ بہت عرصہ سے ماہی گیر آباد تھے لیکن ۱۳۰۰ سن عیسوی میں آج سے چھ سو سال قبل اسے باقاعدہ شہر تسلیم کر لیا گیا۔ ایمسٹرڈم کا مرکزی حصہ ڈیم کہلاتا ہے اور اس کے گرداگرد چھوٹی چھوٹی نہروں کا جال پھیلا ہوا ہے، بعض تو اتنی تنگ ہیں کہ بمشکل دو چھوٹی کشتیاں آمنے سامنے سے گذر سکتی ہیں جیسے سڑکیں اور گلیاں کہیں تنگ اور کہیں کشادہ ہوتی ہیں اسی طرح ان نہروں کا حال ہے۔ شہر کے مرکزی حصہ میں کسی بھی بلند مقام سے ادھر ادھر دیکھیں آپ کو نہریں ہی نہریں نظر آئیں گی۔ جب ہالینڈ کی تجارت کا دنیا میں غلغلہ تھا اس وقت ڈچ شہزادوں نے یہ نہریں بنوائی تھیں تاکہ ان کے مال و اسباب سے لدے ہوئے جہاز اور کشتیاں ان کے گھروں کے دروازوں تک آسکیں۔

جب میں اسٹیشن سے باہر نکلا تو قریب ہی ایک موٹر لانچ اپنے سفر پر روانہ ہونے کے لئے تیار تھی۔ ڈیڑھ گلڈر کا ٹکٹ خرید کر میں بھی اس ٹرپ میں شریک ہوگیا۔ پانچ منٹ کے بعد موٹر لانچ چل دی۔ سڑکوں اور گلیوں کے متوازی چلتی پلوں کے نیچے سے گذرتی دیواروں اور دوسری موٹر لانچوں سے ٹکراتی، چھپا چھپ کرتی ہوئی ہماری موٹر لانچ پانی میں دوڑ رہی تھی اور اناؤنسر مائیکروفون منہ سے لگائے انگریزی، فرانسیسی ڈچ اور جرمن میں ارد گرد کی عمارات، پلوں، ٹاوروں اور گرجا گھروں کے متعلق تفصیلات بیان کر رہی تھی۔ منٹ ٹاور اور قلاورمارکیٹ ٹاور آف دی ویپنگ ومن۔ شہر کا قدیمی حصہ جنٹلمینز کینال۔ ایمسٹرڈم کی بندرگاہ وغیرہ تک ایک گھنٹہ میں سب چکر پورا ہوگیا۔ اس کے بعد میں نے جیب سے نوٹ بک نکال کر نمبر دیکھ کر عبدالرحمٰن صاحب کوپے کو جو ایک جرمن نومسلم ہیں ٹیلیفون کیا کہ میں اس وقت اسٹیشن پر ہوں آپ تک کیسے پہنچوں۔ کہنے لگے کہ ٹرام نمبر ۲ لیکر سپائی (SPAi) کے اڈے پر اتر جاؤ وہاں وہ میرا انتظار کریں گے۔ ٹیلیفون بکس سے نکل کر ادھر ادھر نظر دوڑائی تو ایک جگہ ٹرام کھڑی نظر آگئی دوڑ کر اس پر سوار ہوگیا۔ لیکن بجلی خراب ہونے کی وجہ سے وہ رکی ہوئی تھی اسلئے اتر کر پیدل چلنا پڑا۔

سپائی کے اڈے پر پہنچکر مجھے کوپے صاحب کہیں دکھائی نہ دیئے۔ اور اصل بات یہ تھی کہ میں نے انہیں اس سے قبل دیکھا ہی نہیں تھا۔ نہ انہوں نے مجھے۔ ہاں تصویر ضرور دیکھی تھی۔ اب میں نے ان کے گھر پر ٹیلیفون کیا۔ اس دفعہ وہاں سے فدیلہ حسین کی آواز آئی۔ کہنے لگی وہ پندرہ بیس منٹ ہوئے آپ کو لینے گئے ہیں۔ میں نے کہا یہاں تو ان کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ کس قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ فدیلہ کہنے لگی آپ ٹھہریئے میں پانچ منٹ تک پہنچتی ہوں (فدیلہ ڈچ نومسلمہ ہیں جن کا نکاح میں نے ووکنگ میں مسٹر حسین العطس کے ساتھ پڑھایا تھا) میں ٹیلیفون بکس سے باہر نکلا ہوں گا کہ ایک صاحب کو بڑے اہتمام سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا میں ٹھٹک کر کھڑا ہوگیا۔ جب قریب آگئے تو میرے منہ سے نکلا کوپے؟ اور انہوں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا........ اور میں پھر جلدی سے ٹیلیفون بکس کے اندر گیا۔ ہیلو ہیلو، معاف کیجئے آپ آنے کی تکلیف نہ کریں۔ کوپے صاحب مل گئے ہیں اور ہم بس آہی رہے ہیں۔"

کوپے صاحب کے ہاں پہنچکر ہم چائے اور نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ عائشہ فیلٹ کمف فدیلہ کو ملنے آگئیں (یہ ایک اور ڈچ نومسلمہ ہیں)۔ جب شام ہونے لگی تو میں نے کوپے صاحب کو کہا کہ مجھے اسٹیشن سے کچھ سامان لانا ہے۔ اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو نوازش ہوگی لیکن عین اس وقت ایک صاحب انہیں ملنے آگئے۔ فدیلہ نے کوپے سے کہا کہ اگر آپ میرا بچہ سنبھالیں تو میں اور عائشہ اسٹیشن تک جا رہی ہیں، طفیل صاحب بھی ہمارے ساتھ چلے چلیں وہاں سے ان کا سامان لے کر آجائیں گے اور عائشہ کو لائیڈن کی گاڑی پر سوار کرا دیں گے۔

ایمسٹرڈم کی ایک شام

جب ہم باہر نکلے تو تمام شہر بجلیوں سے جگمگا رہا تھا۔ پانی کی لہروں پر بجلی کے بلب اس طرح دکھائی دیتے تھے جیسے کسی نے ہزاروں ستارے ان میں ٹانک دیئے ہوں۔ ایک پل سے دوسرے پل اور دوسرے پل سے تیسرے پل تک ہم جلدی جلدی گذر رہے تھے۔ ایمسٹرڈم کے لوگ جنہوں نے ان نظاروں کو ہزار بار دیکھا تھا وہ اس منظر کی دلکشی سے بے حس ہوچکے تھے اور میرا جی چاہتا تھا کاش میں اس وقت اکیلا ہوتا تو خاموشی سے ایک بنچ پر بیٹھکر یا کسی پل کے جنگلے کا سہارا لے کر بہت دیر تک کچھ گنگناتا رہتا۔ کچھ اس قسم کے شعر

صحن حرم نہیں ہے یہ کوئے بتاں نہیں
اب کچھ نہ پوچھیئے کہ کہاں ہوں کہاں نہیں
فطرت سنا رہی ہے ازل سے اسی طرح
لیکن ہنوز ختم مری داستاں نہیں (اصغر)

بازار بند ہوچکے تھے۔ لیکن سجی سجائی دوکانیں بجلی کے قمقموں کی روشنی میں چمک رہی تھیں اور ہزارہا لوگ ونڈو شاپنگ میں مصروف تھے، کیفے اور ریستوران کھلے تھے۔ ایمسٹرڈم میں یہ میری پہلی اور آخری رات تھی کل میں اس وقت ہمبرگ کی گاڑی پر سوار ہوں گا۔ اور پرسوں رات میں برلن میں ہونگا۔ میرے سامنے شہر اس طرح آتے اور جاتے تھے جیسے سنما کے پردے پر سین بدلتے ہیں۔ خیر ہم نے ایک کافی ہوس میں بیٹھ کر کافی پی اور پھر اسٹیشن پر جاکر اپنے سامان کا تھیلا لے کر واپس آگئے۔

رات کھانے پر فدیلہ کہنے لگیں کہ کوپے صاحب کا خیال ہے کہ اس مکان میں بھوت رہتے ہیں خصوصاً سب سے اوپر والے کمرے میں جہاں میرا بستر لگایا گیا تھا۔ میں نے کہا خیر کوئی بات نہیں مجھے بھوتوں سے نپٹنا آتا ہے۔

رات کے دو بجے ہوں گے۔ میں نے دیکھا کہ کھڑکی میں سے ایک شخص سفید کپڑے پہنے میری طرف بڑھا آرہا ہے۔ ابھی میں اچھی طرح سے بیدار بھی نہیں ہوا تھا کہ اس شخص نے آکر میری ٹانگیں جکڑ لیں اور پھر اس کے مہیب ہاتھ میرے گلے کی طرف بڑھنے شروع ہوئے۔ اگر میں ایک منٹ اسی طرح خاموش رہتا تو بس اس نے مجھے پورے طور پر دبوچ لیا تھا۔ یکلخت میرے ذہن میں یہ خیال گونجا کہ اگر بھوت کو دھمکایا جائے تو فوراً غائب ہو جاتا ہے بس میں نے اس کے بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو زور سے جھٹک کر ڈانٹ کہا اس کشمکش میں میرا ہاتھ جب دیوار سے ٹکرایا تو مجھے چوٹ لگی لیکن بھوت فوراً بھاگ گیا۔ مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی اٹھ کر پانی پیا کھڑکی کو غور سے دیکھا کہ چٹخنی لگی ہوئی تھی کہ نہیں، اور پھر چارپائی پر آکر لیٹ گیا۔

صبح اٹھا تو اپنے آپ کو زندہ وسلامت دیکھ کر ایک گونہ خوشی ہوئی ناشتہ پر فدیلہ نے پوچھا کیوں کسی بھوت سے رات ملاقات تو نہیں ہوئی میں نے سارا واقعہ سنایا کوپے کہنے لگے دیکھئے میری بات سچ نکلی نا۔ میں نے کہا

کتنی مشکل یہ رات ختم ہوئی
چھوڑ یئے خیر بات ختم ہوئی

ناشتہ کر کے میں اور کوپے صاحب باہر نکلے تو کنڈکٹڈ بس کے ٹور کا وقت گذر چکا تھا۔ ہم ادھر ادھر گھومتے رہے ایک پارک میں بیٹھ کر میں نے کچھ خطوط لکھے۔ کوپے صاحب کے ساتھ ایک انڈونیشین ہوٹل میں کھانا کھایا اور پھر اڑھائی بجے کی بس میں بیٹھ کر بلب فیلڈز دیکھنے کے لئے چلے گئے ایک ہی شخص بس چلا رہا تھا اور وہی حسب ضرورت مائیکروفون پر اعلانات کرتا جاتا تھا۔

(باقی صفحہ کالم نمبر ۲ پر)

مسائل عید اضحیٰ

قربانی

۱ – عید اضحیٰ کو قربانی کرنا سنت ہے۔

۲ – خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دُنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے کوئی عیب نہ ہو یعنی لُولا، لنگڑا، کانا، یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہونا چاہیئے۔ خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بکرے کی عمر دو سال کی ہونی چاہیئے یا اس سے زیادہ دوندا جس کے دو دانت سامنے کے پڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔

۳ – قربانی کا وقت – ۱۰ر تاریخ ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد ۱۲ر ذی الحجہ عصر کے وقت تک ہے ایک کنبہ کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

۴ – قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں۔ جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

۵ – قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقوےٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ جب تک یہ تقوےٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

۶ – قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے۔ ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں۔ دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے، تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

نماز عید

۷ – عید کے دن نہانا صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز عید پڑھنا، خطبہ سننا، مسنون ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا سنت ہے۔ لیکن عید اضحیٰ میں نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

۸ – عید کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں رہے دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہیئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہیئیں قرأت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے جس کے درمیان امام نہیں بیٹھتا، خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ درست نہیں۔

۹ – نماز عید کے لئے ایک راستہ جانا اور دوسرے راستہ سے آنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گذرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے۔

۱۰ – عید کے دن باہم ملنا جلنا، کھانا پینا خوشی منانا منشائے اسلام ہے، نماز پڑھ کر گھروں میں گھس کر بیٹھ رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا اور اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلطی ہے۔

۱۱ – ۹ر تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۳ر ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک فرضوں کے بعد بلند آواز سے تکبیریں کہنے کا حکم ہے اور وہ ہیں:-

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

(بقیہ از صـــ)

پھولوں کے کھیت

پھولوں کے کھیت میلوں میل تک ... پھیلے ہوئے تھے نیلے پیلے اودے لال پھول جیسے کسی نے رنگ رنگ کے قالین زمین پر بچھا دیئے ہوں۔ راستے میں کہیں کہیں پھولوں کی دوکانیں نظر پڑتی تھیں۔ ڈچ لڑکے اور لڑکیاں تو دبھی پھولوں سے لدے ہوئے پھول فروخت کر رہے تھے۔

موٹر بس ایک جگہ رکی اور ہم نے سمندر کے کنارے ایک کیفے میں بیٹھ کر چائے کی ایک پیالی پی۔ صفائی اور نفاست کا یہ حال تھا کہ چینی بھی کھلے چینی دانوں کی بجائے کاغذ کے پیکٹوں میں لپٹی ہوئی تھی۔ پھر ہماری بس پھولوں کے

زمانہ مسیح موعودؑ کی ایک عید

(بقیہ صفحہ اوّل)

کیلئے وقف ہو چکا تھا۔ حضرت اقدس نے اس لئے جامع مسجد میں نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ آٹھ بجے صبح تک جامع مسجد کا صحن اور اندر قریباً بھر چکا تھا حضرت اقدس کوئی ساڑھے آٹھ بجے تشریف لائے اور کوئی سوا نو بجے تک نماز سے فراغت ہو گئی۔ نماز مولانا عبد الکریم صاحب نے پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت اقدس خطبہ کے لئے مسجد کے بیچ کے دروازے میں کھڑے ہوئے اور پہلے خطبہ اردو میں پڑھا جو بہت سے معارف و حقائق سے لبریز تھا اور اس میں اسلام کو ایک کامل اور زندہ مذہب ثابت کر کے دکھایا تھا۔ حضرت اقدس یہ خطبہ ختم کرنے کو تھے جو مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضور کچھ جماعت کے باہمی اتفاق و محبت پر بھی فرمایا جائے۔ اس پر آپ کچھ دیر تک وعظ و نصائح فرماتے رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے الفاظ وایما کے مطابق آپ نے عربی زبان میں خطبہ پڑھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا اور مولانا نورالدین صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔

خطبہ الہامیہ

جب حضرت مولوی صاحب تیار ہو گئے تو آپ نے یا عباد اللہ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع کیا۔ اب یہ ایک حقیقت ہے کہ جس جذب اور استغراق کے عالم میں آپ وہ عربی خطبہ پڑھ رہے تھے قلم میں طاقت نہیں کہ اس کی تصویر کھینچ سکے آپ کی شکل و صورت اور لب و لہجہ سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے اور نہ اس کی زبان اس کے اختیار میں ہے۔ نیم باز آنکھیں بتلا رہی تھیں کہ آپ پر ایک سکر کی حالت طاری ہے اور فصیح و بلیغ عربی فقرات کی آمد اس قدر سرعت کے ساتھ تھی کہ مولوی عبد الکریم جیسے زود نویس اور قابل انشا پرداز اور عربی کے فاضل بعض دفعہ رہ جاتے تھے اور درمیان میں پوچھ بیٹھتے تھے تو آپ پھر دوبارہ انہی الفاظ کو دہراتے۔ ان الفاظ کی آمد کے متعلق آپ نے بعد میں فرمایا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا ایک سلسلہ الفاظ کا میرے سامنے سے گذر رہا ہے جسے میں پڑھتا جاتا ہوں اور جب مولوی عبد الکریم صاحب بیچ میں پوچھ بیٹھتے تھے کہ فلاں فقرہ رہ گیا تو وہ الفاظ پھر سامنے آ جاتے تھے اور میں پڑھ دیتا۔ قصہ مختصر یہ کہ حضرت اقدس کھڑے تو ہوئے تھے چند عربی فقرات بولنے کے واسطے جو گویا ارشاد الٰہی کی تعمیل تھی لیکن بہت دیر تک ایک طویل فصیح و بلیغ عربی خطبہ جو حقائق و معارف سے پُر اور تزکیہ نفس کے لئے ایک نسخہ شفا بخش تھا ارشاد فرماتے رہے۔ فرمایا کہ اب لکھ لو پھر یہ الفاظ جاتے ہیں۔ اس عربی خطبہ میں آپ نے قربانی کی حقیقت پر نہایت لطیف بحث فرمائی جس نے عربی دان سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری کر دی۔

مولوی عبد الکریم صاحب کا اس خطبہ کا اردو ترجمہ سُنانا

جب حضرت اقدس خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر مولانا عبد الکریم صاحب نے کھڑے ہو کر اس کا ترجمہ سُنایا۔ ترجمہ بھی حسب عادت انہوں نے بہت فصاحت اور بلاغت کیساتھ سنایا۔

سجدۂ شکر

ابھی مولوی عبد الکریم صاحب خطبہ کا ترجمہ سنا رہے تھے جو حضرت مرزا صاحب فرط جوش کے ساتھ سجدۂ شکر میں جا پڑے آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ "مبارک" یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔ فرمایا کہ عرفہ کے دن اور عید کی رات کو جو میں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لئے اس خطبہ کو بطور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۷۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۱ | یوم شنبہ مورخہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ — ۱۴ اگست ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۰

قربانی - اخوت اور تنظیم کے تین سبق

جو حج کے دن حاصل ہوئے

قوم میں اخوت و اتحاد کو ترقی دینے کی کوشش کرو کہ یہی حج اور عید کا اصل مقصد ہے

خطبہ عید الاضحےٰ مورخہ ۱۰ اگست ۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکًا وھدًی للعٰلمین فیہ اٰیٰت ...... بینٰت مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العٰلمین (آل عمران آیات ۹۶-۹۷)

پہلا سبق - قربانی کا جذبہ

حج کا دن تین بڑے اہم سبق سکھاتا ہے۔ ایک یہ سبق کہ قربانی کے بغیر قومیں نہیں بنتیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے اندر یہ جذبہ پیدا کیا ہے کہ قربانی کے بغیر کوئی قوم نہیں بن سکتی، قربانی کے بغیر خدا تعالےٰ خوش نہیں ہوتا، حضرت نے خود اپنی مثال پیش کی ہے، آپ جنگ کے اندر صف اوّل میں لڑتے تھے۔ اس سے قوم کے اندر قربانی کا جذبہ پیدا ہو گیا، عورتوں کے اندر، مردوں کے اندر، بچوں کے اندر، عالموں کے اندر، جاہلوں کے اندر، یہ جذبہ راسخ ہو گیا کہ قربانی میں ہی ان کی زندگی ہے،

جانی قربانی

پہلا شخص جس نے دنیا میں جبری بھرتی کو رواج دیا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس میں بادشاہ کو بھی نہیں چھوڑا، اس کے بھائی کو بھی نہیں چھوڑا، اس کے چچا کو بھی نہیں چھوڑا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بادشاہ تھے، آپ بھی جنگوں میں شامل ہوئے، آپ کے بھائی علی بھی اور آپ کے چچا حمزہ بھی شامل ہوئے، بدر کے میدان میں جب مسلمان مشرکین کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے، تو کفار کے بڑے بڑے سردار دلی عتبہ اور شیبہ نے کہا کہ ہمارے پایہ کے آدمی مقابلہ میں لاؤ۔ اس پر آپ نے سب سے پہلے حضرت علی اور حضرت حمزہ ہی کو آگے کیا یہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب سے پہلے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قربانی کے لئے پیش کرتے ہیں آپ کا دعویٰ ہے انا اوّل المسلمین جو صرف زبان سے ہی نہیں عمل سے آپ نے سچا کر دکھایا، اُحد کے میدان میں خود کی کڑی آپ کے ماتھے میں دھنس گئی زخمی ہو کر گر پڑے، لیکن جب ہوش آیا تو خچر پر سوار ہو کر باآواز بلند پکارا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب، میں نبی ہوں مجھے مت جھٹلاؤ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں، یہ ہے محمد رسول اللہ صلعم کہ میدان جنگ میں اپنی موجودگی کا دشمن کو پتہ دے دیتا ہے۔

مالی قربانی

آپ کے نمونہ کو دیکھ کر قوم میں بھی، قربانی کا جذبہ بدرجہ اتم سرایت کر گیا۔ مال مانگا تو ساری قوم نے مال لا کر رکھدیا حضرت عمرؓ سے پوچھا تم نے کتنا دیا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ نصف مال لے آیا ہوں، ابوبکرؓ سے پوچھا انہوں نے کہا سارا ہی مال لے آیا ہوں، اور گھر کے لئے صرف اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں، یہ ہے ان لوگوں کی بڑائی کی وجہ اس کے بغیر وہ بڑائی ان کو نصیب نہ ہو سکتی تھی جو اب انہیں حاصل ہے، نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے بڑائی نہیں مل جاتی، نماز روزہ تو سیرت پیدا کرنے کے ذرائع ہیں ان سے تو جذبات و اخلاق پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے، بلندی اور بڑائی قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے، آپ اگر مقام بلند حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کوئی قربانی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کیجئے، خدا کے لئے، خدا کے دین کے لئے، قوم کے لئے قربانی دینے کی عادت ڈالئے، وہ قوم جو اپنے اندر قربانی کا جذبہ نہیں رکھتی کبھی ذلت سے نہیں نکل سکتی۔

دوسرا سبق - اخوت و یگانگت

دوسرا سبق جو آج کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ اخوت یگانگت کا سبق ہے، اتحاد پیدا کرنے کا سبق ہے، اتحاد کے بغیر کچھ نہیں بن سکتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ نے قوم کے اندر اخوت، یگانگت اور اتحاد پیدا کیا، وہ شخص کبھی بڑا نہیں ہو سکتا جو قوم کے اندر اتحاد پیدا نہ کر سکے، فاروق اعظم کو تو یورپ میں بہت بڑا انسان یقین کیا جاتا ہے، کیونکہ انہوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو فتح کیا۔ محمد رسول اللہ صلعم کی بڑائی اس بات میں ہے کہ آپ نے بکھرے ہوئے اجزا کو اکٹھا کر کے ایک مضبوط اور متحد قوم بنا دیا، اور ان میں اخوت و یگانگت پیدا کر دی، قوم کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا، قوم کے بغیر بدی نہیں مٹائی جا سکتی، نیکی نہیں پھیلائی جا سکتی۔

ہماری چھوٹی چھوٹی قربانیاں

ہماری جماعت چھوٹی سی ہے لیکن اس جماعت کی عورتیں، بچے اور آپ خود جو تھوڑے تھوڑے پیسے خدا کے رستہ میں دیتے ہیں، اس سے یورپ میں تین مشن تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں، ایک انگلستان میں، دوسرا برلن میں اور تیسرا امریکہ میں خدا کے دین کو پھیلا رہا ہے، اس کے بغیر لوگ نہیں مان سکتے تھے، کہ آپ بھی کوئی قوم ہیں، اس قوم کے ایک ایک آنہ نے بہت بڑی قوت پیدا کر دی، لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں کہ کتنا بڑا کام اس قوم نے کیا ہے، کوئی مان نہیں سکتا تھا کہ یورپ کے اندر بھی اسلام پھیلایا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ کی چھوٹی چھوٹی قربانیوں نے اس کو حقیقت بنا کر دکھا دیا اور آپ کی عظمت اور بڑائی دلوں میں سرایت کر گئی۔

قوم میں اتحاد پیدا کرو

اس جذبہ کو ترقی دیں، اور قوم کے اندر اخوت، یگانگت اور اتحاد کو مضبوط کرنے کی کوشش کریں، ہر ایک شخص کوشش کرے کہ اتحاد قوم میں پیدا ہو، اپنی زبانوں پر کنٹرول کرو، اور کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو جو انتشار پھیلانے والی ہو کبھی کبھی قوم میں اختلاف بھی پیدا ہو جاتا ہے اس کو کم کرنے اور مٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے اصلحوا ذات بینکم باہم صلح اور محبت پیدا کرنے اور اتحاد و یگانگت کو بڑھانے کا سامان کیجئے کہ اسی میں قوم کی بڑائی اور عظمت ہے،

تیسرا سبق - قومی تنظیم

تیسری بات جو آج کے دن نظر آتی ہے وہ قوم کا نظم و انضباط اور ایک اجتماع

(باقی صفحہ ۷ پر)

مدیر ورپیغام صلح ــــــــــ مورخہ ۱۴ راگست ۵۴ء

اسلامی حکومت کا دستورِ اساسی

مسلمانانِ پاکستان کیلئے ایک لمحۂ فکریہ

سروری در دینِ ما خدمت گری ست
عدلِ فاروقی و فقرِ حیدری ست

اللہ تعالےٰ نے اپنے احسان بے پایاں سے مسلمان قوم کو پاکستان جیسی عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی جس کی آج ساتویں سالگرہ منائی جا رہی ہے ، یہ ایک بہت بڑا عطیہ ہے یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے ، اور مسلمان قوم اس نعمت کا جس قدر شکریہ خدا کے حضور بجالائے کم ہے ۔

از دست و زبانے کہ برآید ــــ کز عہدہ شکرش بدر آید

جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو کبھی مصائب سے آزماتا ہے اور کبھی نعما سے ۔ چنانچہ مصائب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃٌ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون الخ یعنی اللہ تعالےٰ تم کو کبھی خوف سے اور کبھی بھوک سے ، کبھی اموال ، انفس اور ثمرات کے نقصان سے آزمایا کرے گا اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم خدا کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں " الخ

نعما میں سے سب سے بڑی نعمت حکومت ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :۔ ثم جعلنٰکم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون (یونس) یعنے ہم نے تم کو ان کے بعد خلیفے یا بادشاہ بنایا تاکہ ہم دیکھیں تم کس طرح عمل کرتے ہو ۔ خدا نے اس زمانہ میں ہم کو پاکستان کی سلطنت دی ہمیں حکومت کی نعمت سے نوازا ۔ ہمارے سر پر تاجِ شاہی رکھا ، ہم محکوم اور غلام تھے ہمیں حریت اور آزادی کی دولت عطا فرمائی ؎

اے خدا قربانِ احسانت شوم

مگر ہمیں بھولنا نہیں چاہیئے کہ اس میں ہمارے لئے ایک امتحان ہے ۔ ہمیں خدا آزمانا چاہتا ہے وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم حاکم بن کر کیا اور کس طرح عمل کرتے ہیں ۔ یعنی کیا ہم اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور خدا اور خدا کے رسول کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں یا ہم اعمال سیئہ شنیعہ کے مرتکب ہوتے اور خدا اور خدا کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں یہ بڑے خوف کا مقام ہے یہ مقام جہاں ہمارے لئے خیر و برکت کا موجب ہو سکتا ہے وہاں ...... خسران و تباب کا باعث بھی ہو سکتا ہے یہ خیر و برکت کا موجب اُس وقت ہے جب ان فرائض کو جو بلحاظ ایک حاکم قوم کے ہم پر عاید ہوتے ہیں کما یلیقی بجالائیں ۔ اور یہ خسران و تباب کا باعث اُس وقت ہو سکتا ہے جبکہ ہم اپنے مقدس فرائض کے ادا کرنے میں مجرمانہ تغافل کے مرتکب ہوں ۔ اور اعمال صالحہ کے بجائے بُرے اعمال ہم سے صادر ہوں ۔ بدبخت قومیں حکومت اور بادشاہت پا کر تعیش میں مبتلا ہو جاتی ہیں ، وہ فسق و فجور کو اپنا شیوہ بنالیتی ہیں ، دولت و حشمت کا نشہ ان کو خدا سے غافل کر دیتا ہے ، وہ دنیا کی عیش و عشرت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے دیتی ہیں اور حقیقت سے آنکھیں بند کر لیتی ہیں ؎

مقصد ان کی زیست کا ہے شہوت و خمر و قمار

انہی قوموں کے لئے سلطنت خسران و تباب کا موجب بن جاتی ہے ۔ قرآن مجید کا مطالعہ کر کے دیکھ لو ، تاریخ عالم اُٹھا کر پڑھ لو بڑی بڑی سلطنتیں فسق و فجور کی وجہ سے صفحۂ ہستی سے حرفِ باطل کی طرح مٹ گئیں و اذا اردنا ان نھلک قریۃً امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیراً (بنی اسرائیل آیت ۱۶) جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بڑے بڑوں کو نیکی اور اعمال صالحہ بجالانے کا حکم دیتے ہیں لیکن وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے پھر ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم انہیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں ۔

حضرت عمرؓ کے ان الفاظ کو یاد کیجئے جو آپ نے فارس کی فتح پر جماعت مسلمین کو مخاطب کر کے فرمائے :۔

" خدا کا شکر کرو آج اس نے تم کو مجوسیوں پر فتح دی ۔ کل کو اگر تم نے خدا اور خدا کے رسولؐ کا دامن چھوڑ دیا تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا "

حضرت عمرؓ کے الفاظ ایک مسلمان کو تڑپا دینے والے ہیں ۔ فی الواقعہ ہم نے خدا اور خدا کے رسول کے دامن کو جب چھوڑا تو بُرے دن دیکھے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس یعنے تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کی بھلائی کے لئے بنایا گیا ہے " بالفاظ دیگر اس امت کی تخلیق کا مقصد بنی نوع انسان کی نفع رسانی اور اس کی خدمت ہے ۔ اور ایک اسلامی حکومت کا تو یہ بدرجۂ اولیٰ فرض ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا شعار بنائے ، اسی سے وہ خدائی امتحان میں کامیاب ہوگی ونعم ما قیل ؎

سروری در دینِ ما خدمت گری ست ــ عدلِ فاروقی و فقرِ حیدری ست

شاعر حقیقت نگار نے ان دو مصرعوں میں اسلامی حکومت کے راز کو کھول کر رکھ دیا ہے ۔ یعنے یہ کہ ہم مسلمانوں کے ہاں حکومت سے مراد نفس پروری نہیں ہے ذاتی تعیش نہیں ہے بلکہ مخلوقِ خدا کی خدمت اور اس سے سچی ہمدردی اسلامی حکومت کا اصل منشا ہے ، حکومت کے لئے ہم میں فاروقی اور حیدری صفات ہونی چاہئیں ۔ ہمیں عدل و انصاف کے معاملہ میں فاروق اعظم کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے جس نے اپنے بیٹے کو بھی سزا دیئے بغیر نہ چھوڑا ، اور ہماری تربیت کا معیار حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زندگی ہونا چاہیئے ، جو بیک وقت بادشاہ بھی تھے اور درویش بھی اور نانِ جویں پر گذارہ کرتے تھے ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند ــ در شہنشاہی فقیری کردہ اند

فی الجملہ حکومت کے باب میں ہمیں حضرات خلفائے راشدین کے اسوۂ حسنہ پہ گامزن ہونا چاہیئے ۔

گاندھی جی نے بھی ایک موقعہ پہ اپنے لوگوں کو نصیحت کی تھی کہ خلفائے راشدین کی حکومت کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ بنائیں ۔ فی الحقیقت یہی وہ پاک گروہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر (سورۃ حج ۴۱) اس پاک گروہ کو جب خدا نے اپنے وعدہ لیستخلفنھم فی الارض کے مطابق خلافت عطا فرمائی تو انہوں نے اپنی زندگیوں کا شعار اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو قرار دیا ۔ وہ خود اللہ اور اس کے رسول کے پابند تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے ۔ وہ خود نیکوکار تھے اور دوسروں کو بھی نیکی پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت کرتے تھے ، وہ خود بدیوں سے دور تھے اور دوسروں کو بھی بدیوں سے دور رہنے کی تاکید کرتے تھے ، وہ خود نورِ اسلام سے منور تھے اور دوسروں کو بھی اس نور سے منور کرنے کی کوشش کرتے تھے ۔ حسن و احسان کی سب خوبیاں اُن میں پائی جاتی تھیں اور ان سب میں نمایاں خوبی خدمت خلق کا بے پناہ جذبہ تھا ۔ چار سلطنتوں کے بادشاہ حضرت عمرؓ کے متعلق آپ نے تاریخوں میں پڑھا ہوگا کہ کس طرح اندھیری راتوں میں اپنی رعیت کے حالات معلوم کرنے کے لئے مدینہ کی گلیوں میں گشت لگایا کرتے تھے ، اور اگر ایک بچے کو بھی روتا سُن لیتے تو بیقرار ہو جاتے ۔ اس کے رونے کا باعث پوچھتے اور اس کا تدارک فرماتے ۔ چنانچہ ایک دفعہ جب آپ کو معلوم ہوا کہ بچے بھوک کے مارے رو رہے ہیں اور ماں نے ان کے بہلانے کے لئے خالی ہانڈی چولھے پر چڑھا رکھی ہے ، آپ مضطرب ہو گئے اور بعجلت تمام بیت المال کی طرف آئے اور وہاں سے سامانِ خوراک اپنے

(باقی صـــ پر)

صرف اتحاد، کردار، بیدار مغزی اور مضبوطی عمل سے ہمارا ملک قائم رہ سکتا اور آگے بڑھ سکتا ہے

یوم پاکستان ۱۹۵۴ء کے موقع پر گورنر جنرل پاکستان کا نشری پیغام

کراچی ۱۴ اگست ۱۹۵۴ء۔ ہز ایکسی لینسی مسٹر غلام محمد گورنر جنرل پاکستان نے آج یوم پاکستان کے موقع پر قوم کے نام حسب ذیل پیغام نشر کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے قومی وجود کا آٹھواں سال شروع ہونے کے موقع پر میں اپنے پاکستانی بھائیوں اور بہنوں کی پوری کامیابی اور خوشحالی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

مصائب اور دقتوں کا سامنا

اپنی مختصر تاریخ میں ہم نے ان دقتوں کا سامنا کیا ہے جو ہر نئے ملک کو پیش آتی ہیں، بدقسمتی سے ہماری مصیبتوں میں سے اکثر ہمارے ہمسایوں کی پیدا کی ہوئی ہیں جن میں سے بعض نے پاکستان کے قیام کو کبھی پسند نہیں کیا تھا۔ اور بعض اب بھی علانیہ اسے کالعدم کرنے کے درپے ہیں۔ ہندوستان کے ساتھ خصوصاً ہمیں بہت سی مشکلات پیش آئی ہیں۔

ہندوستان کا مایوس کن رویہ

میرا برابر یہی خیال رہا کہ انسانی مفاہمت اور نیک اندیشی سے ان مشکلات کو دور کیا جا سکے گا۔ لیکن مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس بارے میں مجھے سراسر مایوسی ہوئی ہے۔ میں نے ہندوستان کے بعض سیاسی لیڈروں کے جنہیں میں نوجوانی کے زمانے سے جانتا تھا دعائی اصولوں پر اعتبار کیا تھا لیکن افسوس کہ میری توقعات غلط ثابت ہوئیں۔ ایک نئے برادرانہ ملک کے ساتھ جو نسبتاً چھوٹی وحدت ہے اگر مہربانی کا برتاؤ کیا جاتا تو اس کے عوام کے دل ہاتھ میں آ جاتے اور وہ تلخیاں اور ناانصافیاں جو اس برصغیر کی تقسیم کا باعث ہوئیں اور ۱۹۴۷ء کا کشت و خون بھلا دیا جاتا اور امن عالم میں مدد ملتی لیکن کشمیر کا تصفیہ۔ مہاجرین کا مسئلہ اور اب نہری پانی کے سوال پر جو کچھ ہوا ہے اس نے ہماری توقعات کو ختم کر دیا ہے۔

مشکلات پر غالب آنے کا تہیہ

ان مشکلات کے باوجود جو ہماری راہ میں پیدا کی گئی ہیں۔ میں اپنے اہل ملک کو یقین دلاتا ہوں کہ میری حکومت پر امن ذرائع سے ہمارے مقاصد کے حصول میں کسی کوشش سے دریغ نہ کرے گی۔ میں اپنے اہل وطن سے ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر عزم، صبر اور ہمت سے کام لیا جائے تو انہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے خواہ ہمیں عارضی مشکلات درپیش ہوں لیکن ہم نے ان پر غالب آنے کا تہیہ کر لیا ہے اور ہم کامیاب ہو کر رہیں گے

پنڈت نہرو کا پاکستان کے کارناموں سے اغماض

گذشتہ عرصہ میں ہندوستان کا رویہ ان معاملات میں بھی جہاں زیادہ مفاہمت اور اعتماد کی امید کی جا سکتی تھی کچھ زیادہ ممد نہیں رہا۔ بھاکڑا نہر کے افتتاح کے موقع پر پنڈت نہرو کی تقریر کے بعض اقتباسات کو پڑھ کر مجھے رنج ہوا یہ کہتے وقت کہ پاکستان نے ترقی نہیں کی ہے اور مشقت سے کام نہیں لیا ہے، پنڈت نہرو کو پاکستان کے کارناموں کو خصوصاً صنعتی میدان میں فراموش نہیں کرنا چاہیئے تھا ایک ایسے ملک کے لئے جسے انگریزوں اور ہندوؤں دونوں نے صنعتی حیثیت سے کمزور اور پسماندہ چھوڑا تھا۔ اتنی تھوڑی سی مدت میں ایسی ترقی کرنا پنڈت نہرو جیسے شخص کی جنہیں بزعم خود عام انسانوں کے ساتھ بہت دلچسپی ہے قابل داد حاصل ہونی چاہیئے تھی۔

پاکستان کیوں وجود میں آیا؟

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان فرقہ دارانہ اختلافات اور سیاسی جھگڑوں کی وجہ سے وجود میں نہیں آیا۔ اگرچہ یہ چیزیں ایک حد تک باعث تھیں بلکہ خاص طور پر اس وجہ سے قائم ہوا کہ سابق انتظامات جاری رہنے کی صورت میں مسلمانوں کو اپنی اقتصادی ترقی کی کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔ پاکستان کو ان اقتصادی ابتریوں اور ناانصافیوں کی وجہ سے وجود میں آنا پڑا جو اس برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ ہوتی تھیں اور یہ وہ عنصر ہے جسے مغربی پاکستان یا مشرقی بنگال میں نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔

مشرقی بنگال کی صنعتی ترقیات

مشرقی بنگال میں تو حالت اور زیادہ افسوسناک ہے۔ لیکن اب ہم نے پٹ سن کے نئے کارخانے برقی طاقت کے اسٹیشن اور ایک کاغذ سازی کا بڑا کارخانہ تیار کیا ہے اور کئی دوسرے کام ہاتھ میں لئے ہیں۔ بلاشبہ ان باتوں کی وجہ سے ان ادنیٰ درجے کے دماغوں میں حسد اور تشویش پیدا ہو گئی ہے جو پاکستان کے عوام کے مفاد کی نہیں بلکہ اپنے مالی مفاد اور نفع اندوزی کی فکر میں رہتے ہیں۔ مغربی پاکستان سے زیادہ مشرقی بنگال کو یہ امر ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ اقتصادی اور صنعتی نشوونما کی نئی راہ کامیاب ثابت ہو چکی ہے اور آئندہ سالوں میں اور زیادہ کامیاب ہو کر رہے گی۔

اگر ہم متحدہ ہندوستان کا جزو بنے رہتے ....

مسلمانوں کو سوائے پاکستان قائم کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ اگر ہم متحدہ ہندوستان کا جزو بنے رہتے تو ہمارے اقتصادی نشوونما کے کوئی امکانات نہیں تھے۔ میں اپنے ہموطنوں کو یقین دلا سکتا ہوں کہ مشرقی بنگال یا پاکستان کے قیام کی ضرورت کی اس وجہ کو جو آج بھی اتنی ہی ناگزیر ہے جتنی پہلے تھی نہیں بھولا ہے۔ کیونکہ اگر ہمیں ان لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ جنہیں ہم صدیوں سے آزماتے اور دیکھتے رہے ہیں تو ہم نہ بحیثیت ایک قوم کے زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ اقتصادی اور صنعتی میدانوں میں .... ترقی کر سکتے ہیں۔

پاکستان میں روئی کی صنعت

پاکستان میں روئی کی صنعت نے جو ترقی کی ہے میں اس کی طرف بھی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے یہاں ۱۹۴۷ء میں صرف دو کارخانے تھے جس کے مقابل میں آج مشرقی اور مغربی پاکستان میں ۵۹ کارخانے ہیں اور میں آئندہ دو سال کے عرصہ کے اندر اس دن کا منتظر ہوں جب کہ ہم سوتی کپڑے کے بارے میں خود کفیل ہو جائیں گے۔ اگر یہ ترقی نہیں ہے اور اس کے لئے سخت محنت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ پھر ترقی کسے کہتے ہیں۔ مجھے پنڈت نہرو سے جواب کی ضرورت نہیں وہ نقصان سے سچائی کو دیکھنے کی عادت کو فراموش کر چکے ہیں۔

نہری پانی کا تنازعہ

نہری پانی کے تنازعہ کے بارے میں پنڈت جواہر لال نہرو نے جو کچھ ان کے ذہن میں تھا ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کوئی ان کی تقریر پڑھے تو اسے خیال ہوگا کہ جیسے کوئی تنازعہ ہے ہی نہیں اور پنڈت نہرو کو ہمارے عوام اور ہمارے کسانوں کی ہم سے بھی زیادہ فکر ہے ممکن ہے کہ اس کی اشتہاری حیثیت اچھی ہو لیکن اقعات اس سے بہت مختلف ہیں میں کوئی ایسی بات نہیں کہنا چاہتا جس سے تلخی پیدا ہو یا جس سے ان امور پر آئندہ سمجھوتے میں کوئی رکاوٹ ہو۔ میرا یہ احساس اور یقین ہے کہ ایک دن اس اہم انسانی مسئلہ کا تصفیہ ہو کر رہے گا لیکن موجودہ صورت حال یہ ہے کہ ہندوستان نے اپنی یکطرفہ کارروائی سے جس سے پاکستان کے عوام اور کسانوں کیلئے خطرہ پیدا ہو گیا ہے بین الاقوامی معاہدوں سے روگردانی کر لی ہے۔

پنڈت نہرو کا الزام

ہمیں الزام دیا جاتا ہے کہ ہم نے زیادہ محنت نہیں کی میں پنڈت جی کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم پاکستانیوں کو اتنی ہی فکر ہے جتنی کہ خود انہیں۔ ہم مشقت کرتے رہے ہیں اور انہوں نے اور ان کے ملک نے جو مشکلات پیدا کی ہیں ان پر قابو پانے کے لئے زیادہ عزم سے مشقت کریں گے میں اس بارے میں کچھ اور کہنا اور ان کا ترکی بہ ترکی جواب دینا نہیں چاہتا تاہم مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر وہ لوگ زیادہ انسانیت سے کام لیں تو ہم تمام اختلافی مسائل طے کرنے کے قابل ہو جائیں لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ کیا چیز اس راستہ میں حائل ہے۔

ہم آزاد قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتے ہیں

پاکستان ایک لمحہ کیلئے بھی اس برتاؤ کو گوارا نہیں کریگا جو ہندوستان کے کچھ لوگ اسکے ساتھ کرنا چاہتے ہیں اور نہ وہ اس حیثیت کو گوارا کرے گا جو وہ اسے دینا چاہتے ہیں۔ ہم ایک آزاد قوم کی حیثیت سے زندہ رہنے اور اپنے ملک کو اقتصادی، صنعتی اور سیاسی اعتبار سے نشوونما دینے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں تاکہ ہم

(باقی صفحہ ...)

خطبہ عید الاضحیٰ بقیہ صفحہ اوّل

کی صورت اختیار کرتا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ He was the best organizer لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنے کا جو نسخہ آپ نے تجویز کیا وہ کسی دوسرے بڑے سے بڑے انسان کو میسر نہیں آیا، حج کے موقعہ پر تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، اور اپنے اتحاد اور یگانگت کا ثبوت دیتے ہیں۔ آج عید کے دن کتنے نئے چہرے دکھائی دے رہے ہیں، جو پہلے نظر آتے تھے،

حج کے موقعہ پر ممالک اسلامیہ کی کانفرنس

حج کے موقعہ پر یہ اجتماع بہت بڑے وسیع پیمانہ پر نظر آتا ہے اور ان چودہ صدیوں میں جو اسلام پر گذریں آج پہلا دن ہے کہ اس اجتماع سے وہ فائدہ اٹھایا جا رہا ہے جو اس کی اصل غرض تھی، اور بہت سی بڑی بڑی اسلامی سلطنتوں کے نمایندے اور اعلیٰ حکام باہم مل کر اپنی بہبودی کی تجاویز سوچ رہے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو تمام مسلمانوں کا مرکز بنا کر ان کے اتحاد کا ذریعہ بنا دیا تھا جس کو یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں خوف کی نظروں سے دیکھتی رہیں۔ آج یورپ کی چھاتی پر سانپ لوٹ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کا قائم کردہ مرکز آج اسلامی سلطنتوں کے اتحاد اور مضبوطی کا مرکز بن رہا ہے، نفت ہے ہم پر اگر ہم میں یہ جذبہ نہ ہو کہ باہم اتحاد اور یکجہتی پیدا ہو، خدا نے فرمایا ہے۔ اینما تکونوا یأت بکم اللہ جمیعاً جہاں کہیں بھی تم ہوگے تم سب کو اس خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرکے نماز ادا کرنے کی وجہ سے اکٹھا کر دے گا، اور اس نے اکٹھا کرکے دکھا دیا، یہی حج کا مقصد ہے۔

مقام ابراہیم کو قبلہ گاہ بنانے میں آنحضرت صلعم کی بے نفسی کا مظاہرہ

دوسری چیز جس کی طرف توجہ دلائی ہے وہ مقام ابراہیم ہے واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی مقام ابراہیم کو قبلۂ نماز بناؤ، یہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں سے ہے کہ مقام ابراہیم کو قبلہ گاہ بنا کر کمال بے نفسی کا ثبوت دیا کیونکہ آپ نے اپنی مسجد کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا، کہہ سکتے تھے کہ وہاں خانہ کعبہ میں تو بت پرستی ہوتی ہے، اس کو چھوڑ دو، میری مسجد کو قبلہ گاہ بناؤ لیکن نہیں محمد رسول اللہ کو جتنا بھی مطالعہ کرو بہت بڑا انسان ثابت ہوگا، ابراہیم تین قوموں کے باپ ہیں، یہودی، عیسائی اور مسلمان، تینوں قومیں ان کو اپنا بڑا مانتی ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں قوموں کے اس جذبہ سے فائدہ اٹھایا اور ان کو ایک کرنے کے لئے مقام ابراہیم کو قبلہ گاہ بنایا اگر اپنا نفس سامنے ہوتا تو اپنی مسجد کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیتے، لیکن اپنے نفس کو درمیان سے نکال کر تمام قوموں میں اتحاد کی بنیاد آپ نے رکھی۔

باہم محبت و یگانگت پیدا کرنیکی کوشش کرو

ہائے افسوس اس قوم پر جس کا پیغمبر غیروں کو ساتھ ملانے کی کوشش کرے اور وہ اپنوں میں مخالفت اور انتشار پیدا کرے، برکت اٹھ جاتی ہے جب اس قسم کی باتیں قوم میں پیدا ہوں، کوشش کرو کہ تمہارے گھروں کے اندر یکجہتی پیدا ہو، کوشش کرو کہ قوم میں باہم محبت اور یگانگت پیدا ہو۔

خلاصۂ کلام

یہ تین سبق ہیں جو ہمیں دیئے گئے ہیں :۔

(۱) خدا کے حکم سے قربانی دینے کا جذبہ مضبوط کرنا ہے

(۲) خدا کے حکم سے ایک دوسرے سے محبت و یگانگت پیدا کرنا ہے۔

(۳) خدا کے حکم سے اپنے آپ کو ایک قوم کی شکل میں منظم کرنا ہے۔

میں نے مختصر طور پر یہ تینوں باتیں بیان کر دی ہیں، اللہ تعالےٰ آپ کے اندر جذبۂ قربانی پیدا کرے آپ کے اندر محبت و یگانگت پیدا کرے، اور ہر ایک کوشش کرے کہ اس کے وجود سے قوم میں اتحاد پیدا ہو۔

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اسلامی حکومت کا دستورِ اساسی (بقیہ صـ۲ـ)

کندھے پر ڈال کر خیمہ کی طرف بھاگے۔ غلام نے کہا کہ امیر المومنین! لائیے میں بوجھ اٹھا لوں تو آپ نے جواب دیا کہ آج تو تو اٹھا لے گا کل قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟ اسی طرح ایک رات جب آپ کو معلوم ہوا کہ ایک عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے اور اس کے پاس کوئی دایہ نہیں تو فوراً گھر میں آکر اپنی بیوی کو اس عورت کے پاس لے گئے اور اس نے دایہ کے تمام فرائض سرانجام دیئے۔ پھر غور کیجئے چار عظیم الشان سلطنتوں کے مالک ہو کر انہوں نے اپنے لئے کوئی محل نہیں بنوایا بلکہ پیوند لگے کپڑے پہنتے اور مسجد میں اینٹ سرہانے رکھکر سو جاتے تھے، اور ان کی ہی ہیبت بڑے بڑے باجبروت شہنشاہوں کو لرزہ براندام کر دیتی تھی،

فی الجملہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری سلطنت ہمارے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری سلطنت کو پائیداری نصیب ہو، اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں ہماری قوم سرفراز ہو اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ عقبیٰ میں بھی ہم سرخرو ہوں۔ تو ہم کو اس رستہ پر گامزن ہونا چاہیئے جس پر ہمارے بزرگ صحابہ گامزن تھے۔ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے کسی ایک کی بھی اتباع تم کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے کامیاب ہو جاؤ گے۔ جانتے ہو اس پاک گروہ کی حکومت کا دستورِ اساسی کیا تھا؟ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ یعنے خدا کے حکم کی تعظیم اور مخلوق خدا کی ہمدردی اور خدمت۔ گویا بلیٰ من اسلم وجھہ للہ و ھو محسن کی عملی تفسیر ان کا دستورِ اساسی تھا، اسی کو ہمیں اپنا نصب العین اور اپنا شعار بنانا چاہیئے کہ اسی میں ہماری فلاح دارین مضمر ہے اور اسی پر اسلامی حکومت کی اصل بنیاد ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳)

قیام امن اور بنی نوع انسان کی خدمت میں حصہ لے سکیں۔

اپنے آپ کو کام کیلئے وقف کرو

مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر پاکستانی باتوں اور بحث چھوڑ کر خود کو کام کے لئے وقف کر دیگا اور جو مشکلات ہمارے لئے پیدا کر دی گئی ہیں ان کے مقابلہ کے لئے متحد ہو کر کھڑا ہو جائیگا کسی قوم کو بحیثیت ایک آزاد مخلوق کے رہنے کا حق نہیں ہے جبتک کہ وہ کردار، عزم اور استقلال نہ دکھائے۔

اسلام کا طریقہ حیات

پاکستان اس لئے بنایا گیا تھا کہ مسلمان اسلامی طریقہ حیات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ میں علانیہ کہتا ہوں کہ اسلام کا ایک اپنا طریقہ حیات ہے وہ طریقہ حیات کسی قسم کی جبری گروہ بندی یا ایسے نظریات سے وابستگی جس پر کچھ ملک کاربند ہیں۔ نہ گوارا کر سکتا ہے اور نہ گوارا کرے گا میرے ہموطنوں کی وفاداری کا مرجع صرف ایک ہی ادارہ وہ پاکستان ہے۔

امریکہ اور ترکی کیساتھ معاہدات پر ہندوؤں کا غم و غصہ

یا ہمارے متحدہ امریکہ کیساتھ ہمارے حالیہ معاہدہ کو ہمارے ہمسائے پسند نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی انکو ترکی کے ساتھ ہمارے رشتۂ اتحاد کی استواری پسند ہے۔ انہیں صاف طور پر سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ انکے غصہ کی وجہ کیا ہے اور وہ کیوں ہمارے افعال کو غلط معنے پہناتے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم انکے ساتھ جو ہمارے ہمخیال ہیں اور جو مشترکہ طور پر اس طریقۂ زندگی کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں جو مسلمانوں کے طریقۂ زندگی سے قریب ہے۔

ہمیں غیر ملک کی مداخلت گوارا نہیں

کسی غیر ملک کی طرف سے ہمارے معاملات پر نکتہ چینی ہمارے قومی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہوگی۔ خصوصاً اس طبقۂ افراد کے توسط سے جن کی جڑیں بیرونی ممالک میں ہیں ہم امن چاہتے ہیں اور اسکے لئے سعی کریں گے لیکن اپنے معاملات میں کسی کی مداخلت کے روادار نہیں ہوں گے اور کسی قسم کا فتنہ پیدا نہیں ہونے دیں گے ہمیں خبردار رہنا چاہیئے اور ان تمام قوتوں کو جڑ سے نکال پھینکنا چاہیئے جو بیرون ملک سے اس مقصد سے دھکیلی جا رہی ہیں کہ ہمارے طریق زندگی کو غارت کریں اور خلفشار اور فتنہ پیدا کریں۔ اگر ہمیں ایک آزاد قوم کی حیثیت سے رہنا ہے تو ہمیں چاہیئے کہ خبردار اور محتاط رہیں اور حالات کا تیزی سے مقابلہ کریں۔

وسیع تر مسائل کو وسیع نظر سے دیکھیں

ہم ہیں پاکستانیوں کی خوشی اور خوشحالی کے لئے دست بدعا ہوں اور مجھے پورا اعتماد ہے کہ ہمارے اہل ملک باتیں کرنے اور واقعات کو صوبائی تعبیر دینے کی پرانی عادت ترک کر دیں گے اور اپنے ملک کے لئے جس کا شاندار مستقبل مجھے صاف نظر آ رہا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ - ۱۸ اگست ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۱

عابد انسان کا کمال صفات الٰہی کو اپنے اندر لینا ہے

حضرت امام الزمان کے ارشادات

میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان ان صفات کو اپنے اندر لے لے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے لئے ہی ساری صفتیں سزاوار ہیں۔ جو رب العالمین ہے یعنی ہر عالم میں نطفہ میں مضغہ وغیرہ سارے عالموں میں اللہ تعالیٰ رب ہے پھر رحمٰن ہے۔ پھر رحیم ہے اور مالک یوم الدین ہے۔ اب ایاک نعبد جو کہتا ہے، تو گویا اس عبادت میں وہی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت صفات کا پرتو انسان کو اپنے اندر لینا چاہیئے کمال عابد انسان کا یہی ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ۔ اللہ تعالےٰ کے اخلاق میں رنگین ہو جاوے۔

جواھر ریزے

حسد

قرآن مجید سے:

ودّ کثیر من اھل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً من عند انفسھم من بعد ما تبین لھم الحق ج فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ ط ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ (البقرہ)

(مسلمانو!) اکثر اہل کتاب اپنے دلی حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر تم کو کافر بنا دیں تو معاف کرو اور درگذر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا کوئی حکم صادر فرمائے، بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (البقرہ)

ام یحسدون الناس علی ما آتٰھم اللہ من فضلہ؎ فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتینٰھم ملکاً عظیماً ۰ فمنھم من اٰمن بہ ومنھم من صد عنہ وکفیٰ بجھنم سعیرا ۰ سورۃ النساء

یا خدا نے جو اپنے فضل سے لوگوں کو نعمت عطا فرمائی ہے اس پر جلے مرتے ہیں سو یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی خاندان ابراہیم کے لوگوں کو ہم نے کتاب دی اور علم دیا اور ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی پھر لوگوں میں سے کون تو اس پر ایمان لایا اور کون اس سے کھٹکتا رہا اور جو کھٹکتا رہا اس کے لئے دھکتی ہوئی دوزخ کی سزا بس ہے۔

حدیث سے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا عباد اللہ اخواناً۔ (صحیحین)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا لوگو! اپنے آپ کو بدگمانی سے دور رکھو کیونکہ بدگمانی بہت جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے عیب نہ ٹٹولو۔ اور جاسوسی نہ کرو، اور دوسروں کو دھوکے میں ڈالنے کے لئے کسی چیز کی قیمت نہ بڑھاؤ اور دشمنی نہ رکھو اور خدا کے بندے سب بھائی بھائی بنے رہو۔ (صحیحین)

انگلستان میں اسلام کا مستقبل

برطانوی نومسلمین کی تیسری سالانہ کانگریس!

ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ کے زیر اہتمام تین سال قبل جزائر برطانیہ کے رہنے والے مسلمانوں کی ایک کانگریس منعقد کی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ برطانیہ کے بسنے والے مسلم اور نومسلم احباب کے لئے ایسے مواقع پیدا کئے جائیں کہ وہ ایک دوسرے کے زیادہ قریب آ سکیں اور ان میں باہم اخوت و محبت کے جذبات نشو ونما پاسکیں جو بالآخر تمام افراد کو ایک مضبوط قومی جمعیت میں منسلک کردیں۔ اس قسم کی کوششوں کو کامیاب کرنے کے لئے بڑے استقلال اور عزم کی ضرورت ہے اور اگر ابتدا میں کامیابی کے واضح آثار نظر نہ بھی آئیں پھر بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔

پہلے دو سال میں یہ کانگریس عید کے فوراً بعد منعقد ہوتی رہی، لیکن گذشتہ سال احباب کے تقاضہ پر اس کے انعقاد کے لئے یکم اور دو اگست کی تاریخیں مقرر کی گئیں تاکہ شریک ہونے والوں کے لئے سہولت ہو کیونکہ بعض اوقات عید کے ساتھ ہی کانگریس کے لئے مزید رخصتیں لینا لوگوں کے لئے مشکل ہوتا تھا۔

پہلا دن

امسال حسب سابق ووکنگ میں (یکم و ۲ اگست) دو دن تک کانگریس کے اجلاس ہوتے جس میں ۷۵ کے قریب مرد اور خواتین شریک ہوئے۔ یکم اگست کو پہلے دن کا اجلاس شیخ محمد اقبال (پاکستانی) کی صدارت میں ۱۰½ بجے صبح شروع ہوا۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے مجلس کا آغاز کیا اور مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو نے تقریر فرمائی جس میں انہوں نے پہلے ووکنگ مسلم مشن کے چالیس سالہ کام پر تبصرہ فرمایا۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے گذشتہ سال کی رپورٹ پڑھ کر سنائی جسے سامعین نے درست تسلیم کیا۔ لفٹننٹ کرنل عبداللہ بینز ییوٹ (برطانوی نومسلم) نے "انگلستان میں اسلام کے مستقبل پر" ایک تقریر کی جس میں انہوں نے بتایا کہ انگلستان ہی ایسا ملک ہے جہاں پر ہر طرح کے خیالات کے اظہار کی آزادی ہے اور یہاں وہ رواداری پائی جاتی ہے جو اکثر مسلم ممالک میں بھی مفقود ہے۔ اس ملک میں اسلام کی تبلیغ کے لئے کھلا میدان موجود ہے اور اس موقعہ سے مسلمانوں کو پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ تقریر کے بعد اس موضوع پر کچھ بحث ہوئی اور ۱۲½ بجے مجلس برخواست کر دی گئی۔

ورجینا واٹر کی سیر

طعام اور نماز سے فارغ ہوکر حاضرین دو بسوں اور تین پرائیویٹ کاروں میں بیٹھ کر مسجد سے ورجینا واٹر گئے۔ یہ مقام ووکنگ سے بہت اونچا ہے اور وہاں بہت وسیع میدان

(باقی صفحہ ۸ پر)

مرزوزہ پیغام صلح ——— ۱۸ راگست ۱۹۵۴ء

اسلامی فرقوں میں اتفاق و اتحاد

معاصر زمیندار نے حال ہی میں یکے بعد دیگرے دو اداریئے علماء میں اتحاد و اتفاق کی اہمیت اور قومی وحدت کی ضرورت پر سپرد قلم کئے ہیں۔ اور نہایت سنجیدگی سے ان نقصانات کو جو علماء کی باہمی آویزش سے ملک و ملت کو پہنچ رہے ہیں یا پہنچنے کا امکان ہے بحث کی ہے یہ ہمارے ملک، اور قوم کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے جس پر ہمارے معاصر نے قلم اٹھایا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہر بہی خواہ ملک و قوم اُن کی تائید کریگا اور خود معزز معاصر سے ہمیں توقع ہے کہ وہ اپنی اس سعی کو پروان چڑھانے میں کوئی کوتاہی نہیں کرے گا۔ فی الحقیقت وحدت اسلامی ایک بہت بڑی اہم اور ضروری چیز ہے۔ اس کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش سے کام لینا چاہیئے۔

اپنے دوسرے اداریئے میں جو ۱۴ ذی الحجہ کی اشاعت میں شائع ہوا ہے معزز معاصر نے اتحاد کی ایک عملی صورت بھی پیش کی ہے اور وہ یہ ہے :۔

"چکڑالیوں، حنفیوں، اہل تشیع، اہل حدیث اور اسی قسم کے سینکڑوں فرقوں کی باہمی آویزش نے قومی وحدت کو پارہ پارہ کر رکھا ہے، لیکن اگر علمائے کرام ملک و ملت کے موجودہ خطرات کے پیش نظر اپنے فروعی اختلافات کو باہم افہام و تفہیم سے سلجھالیں یا انہیں پس پشت ڈال دیں تو قومی اتحاد کا عظیم الشان مقصد پورا ہو سکتا ہے اور علمائے کرام پاکستان کو ترقی، خوشحالی اور عظمت کی شاہراہ پر گامزن کرنے میں ایک تاریخی رول ادا کریں گے"

کس قدر مبارک اور مستحسن تجویز ہے، ہمارے خیال میں ہر درد دل رکھنے والا مسلمان بہی خواہ ملک و ملت اس تجویز کو لبیک کہنے کے لئے تیار ہو گا۔

کون نہیں جانتا کہ اسلامی اتحاد ایک بہت بڑی نعمت ہے جو ہمیں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے خدا نے عطا فرمائی واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا اسلام نے ہم کو وحدت کے رشتہ میں پرو کر ہمیں بھائی بھائی بنایا اور اسکو خدا نے اپنی ایک نعمت قرار دیا۔ لیکن صد ہزار افسوس آج ہم اس نعمت کی بیقدری کر رہے ہیں، آج ہمارے دلوں میں عداوت.... اور ایک دوسرے سے نفرت کے جذبات پائے جاتے ہیں، آج ہم لڑائی جھگڑے فتنہ و فساد برپا کرکے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو رہے ہیں، ایک دوسرے کو شکست دینا ایک دوسرے کو گرانا اور ذلیل و رسوا کرنا ہم سب کا شعار ہو چکا ہے اور ہم کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کرتے کہ یہ ہمارا طریق عمل کس قدر خلاف اسلام خلاف فرمودہ خدا و رسول ہے۔

آہ! وہ ہماری وحدت کیا ہوئی؟ وہ ہماری اخوت کہاں گئی، جو امر ہمارے لئے اس قدر فخر و بہجت کا موجب تھا وہ آج ہم میں سے ناپید ہو چکا ہے۔ آج ہم نے فروعی اختلافات کو اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو اس قدر اہمیت دے دی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کو کافر کہنے سے نہیں رکتے حالانکہ خدا کی پاک کتاب جو ہماری ہدایت کے لئے نازل کی گئی اس میں صاف لکھا ہے :۔

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا یعنے جو تم کو السلام علیکم کہے اس کو مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے، پھر ہمارے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک مسلم۔ یعنے جو ہماری نماز پڑھے ہمارے قبلہ کو قبلہ بنائے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ خدا اور خدا کے رسول کی بتائی ہوئی یہ موٹی موٹی نشانیاں کیا ہمارے لئے کافی نہیں کہ ہم اپنے پاس سے بیہودہ اور لایعنی عذرات تراش کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کی تکفیر کریں۔ اس تکفیر کی مرض نے قوم کے اندر اس قدر نفاق اور تفرقہ پیدا کر دیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اس لئے سب سے پہلے اس مرض کا قلع قمع کرنا ضروری ہے، باہمی افہام و تفہیم کے ضمن میں جس کی تجویز معزز معاصر نے کی ہے سب سے پہلی بات جس کا تصفیہ ضروری ہے یہ ہے کہ کسی کلمہ گو کی تکفیر نہ کی جائے۔ شریعت کا منشا بھی یہی ہے اور خود وحدت قومی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ صرف کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ہی قومی وحدت کی بنیاد قرار دیا جائے۔ اور باقی اختلافی امور میں ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ جو مسلک چاہے اختیار کرے۔ بلکہ ہر ایسے مسلک کو اختلاف امتی رحمۃ سمجھ کر برداشت کیا جائے۔

فی الجملہ ہم اپنے معزز ہمعصر کی تجویز کا دل و جان سے خیر مقدم کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ جس درد دل اور خلوص سے معاصر موصوف نے یہ تحریک شروع کی ہے اس پر رہنمائے ملت پورا پورا غور و فکر کرینگے اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ اس تجویز کے مستحسن اور مفید ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا لہٰذا اس کو پروان چڑھانے اور قوم میں وحدت و اتحاد کی روح پھونکنے میں اپنی پوری پوری مساعی کام میں لائیں گے، یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہوگا جس سے پاکستان کے علماء کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

تمام کلمہ گو بھائی بھائی ہیں ان سے اگر مرور ایام سے جدائی واقع ہو گئی ہے اور بعض غلط فہمیوں کی بنا پر وہ ایک دوسرے سے الگ ہو چکے ہیں تو انہیں خدا کے اس حکم کو یاد رکھنا چاہیئے انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم۔ یعنے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس بھائیوں بھائیوں کی آپس میں صلح اور اتحاد ہونا ضروری ہے۔

عذاب الٰہی کا نمونہ

پاکستان کے دونوں حصص پر اس وقت مختلف شکلوں میں عذاب الٰہی طاری ہے، مغربی پاکستان خشک سالی اور ٹڈی دل کی وجہ سے پریشان حال ہے، ساون کا سارا مہینہ گذر گیا، اور سوائے ایک دو چھینٹوں کے بارش کا نام نہیں، اور اس اثنا میں ٹڈی دل کے بھی دو تین حملے ہو چکے ہیں، ان دونوں چیزوں نے مل کر فصلوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے جو معلوم آئندہ کیا رنگ دکھائیگا اشیائے خوردنی پہلے سے اور زیادہ مہنگی ہو گئی ہیں، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، دوسری طرف مشرقی پاکستان میں دریاؤں کی طغیانی اور سیلاب ہے۔ جو ستم ڈھا رہے ہیں وہ معاصر نوائے وقت کے نامہ نگار کی زبانی سن لیجئے :۔

"اس وقت مشرقی پاکستان کے قریباً سبھی شہر سیلاب کی زد میں ہیں، رنگپور، فریدپور، گوالنڈو، گرام گاٹے باندھا میمن سنگھ، نرائن گنج اور ڈھاکہ خاص طور سے متاثر ہوئے ہیں، مشرقی پاکستان کا دارالحکومت ڈھاکہ صوبہ کے تمام اضلاع سے کٹ چکا ہے، دریائے بوڑھی گنگا کا پانی برابر شہر کے اندر داخل ہو رہا ہے اس وقت نصف سے زیادہ شہر زیر آب ہو چکا ہے شہر کی بڑی سڑکوں پہ کشتیاں چل رہی ہیں اکثر محلے جزیروں میں تبدیل ہو چکے ہیں، سینکڑوں کچے مکانات زمین بوس ہو چکے ہیں، جھونپڑے اور ٹین کے مکانات تنکوں کی طرح بہہ گئے ہیں، بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں دریائے بوڑھی گنگا میں ایسا سیلاب نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا۔

سیلاب زدہ علاقوں میں یکطرف تو لوگ اپنی جانیں اور ضروری سامان بچانے کی فکر میں ادھر ادھر سہارا ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اور دوسری جانب چور اچکوں اور نقب زنوں کی بن آئی ہے، یہ لوگ پانی میں تیر تیر کر خالی مکانوں اور دکانوں میں دن دہاڑے پہنچ جاتے اور تالے توڑ کر یا نقب لگا کر قیمتی اشیاء نکال کر لیجاتے ہیں، پولیس امدادی کاموں میں مصروف ہے اس لئے چور اچکوں وغیرہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی جا سکتی۔"

کس قدر ہولناک حالات ہیں، حضرت مجدد وقت نے فرمایا تھا تم نوح کا زمانہ دیکھو گے سو آج ہم اپنی آنکھوں سے نہ صرف نوح کا طوفان بلکہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا قحط بھی دیکھ رہے ہیں اور یہ سب انسانی بدعملیوں، گناہوں اور شرارتوں کا نتیجہ ہے لیکن افسوس کہ ایسے سخت عذاب کو دیکھ کر بھی شرارتیں اور شوخیاں ختم نہیں ہوئیں اور ابھی سیلاب کے اندر لوٹ مار کرنے

والے اور قحط سالی میں چور بازاری [illegible] کرنیوالے موجود ہیں آہ! بندوں پر وہ وقت کب آئے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس کی جناب سے ان شوخیوں اور شرارتوں کی معافی چاہیں، فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطن ما کانوا یعملون۔

قرآن کی تبلیغ عزت و شرف عطا کرنے کا موجب ہے

قرآن کے ذریعہ علوم کی اشاعت اور مسلمانوں کے علمی کمالات

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

(اقرأ باسم ربك الذی خلق .... لا تطعه واسجد واقترب (سورۃ العلق)

حضرت نبی کریم صلعم کی صفائی قلب

یہ پہلی وحی ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالے نے نازل فرمائی، فرمایا اقرأ باسم ربك الذی خلق، جب جبریل نے حضرت کے سامنے یہ آیت پیش کی اقرأ پڑھئے تو حضور نے فرمایا ما انا بقارئ میں پڑھنا نہیں جانتا، دو دفعہ حضورؐ نے اس قسم کا اظہار کیا، ایک دفعہ جناب الہٰی میں اور دوسری دفعہ انسانوں کے سامنے، آپ تکلف نہیں جانتے تھے، یہ صفائی قلب کی وجہ سے ہے، کہ آپ نے کھلے طور پر اقرار کیا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، اسی طرح جب خدیجہ رضنے ... شادی کا پیغام آپ کو بھیجا تو آپ نے پیغام لانے والے کو کہا کہ تو بھول گیا ہے، یہ پیغام میرے لئے نہیں ہو سکتا، میرے جیسے نادار کے ساتھ خدیجہ جیسی عظیم المرتبہ خاتون کیسے شادی کر سکتی ہے، حضرت خدیجہ کو السیدہ الطاھرہ کہا جاتا تھا، یعنے قوم کی سردار اور پاکیزہ اخلاق کی مالک وہ صاحب مال و ثروت تھیں، بڑے بڑے لوگ اپنا پیغام انہیں بھیجتے تھے اور وہ رد کر دیتی تھیں، حضرت کیسے توقع کر سکتے تھے کہ وہی خدیجہ آپ کے ساتھ نکاح کرے گی، جب اس کے پیغام کا یہ جواب ملا، تو اس نے پھر آدمی بھیجا اور اسے کہا کہ پھر آپ سے کہیئے کہ خدیجہ آپ ہی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ وہ کہتی ہے مجھے دولت مطلوب نہیں میں تو حسن اخلاق اور سیرت کی طالب ہوں جو آپ میں موجود ہے یہ شخص بیشک کہے ما انا بقارئ وہ بیشک دولتمند اور پڑھا لکھا نہ ہو، لیکن اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہم تو تاڑ کر جس کو مناسب سمجھتے ہیں رسول بناتے ہیں۔ اللہ میاں خوب جانتا ہے کہ کون رسالت کے قابل ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

حضرت نبی کریم صلعم کی مشکلات

غار میں تو حضرت نے فرشتہ سے کہہ دیا ما انا بقارئ لیکن پہلی ہی آیت سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ کیا کام آپ کے سپرد ہوا ہے اس لئے گھر آکر خدیجہ سے کہا کہ میں اس کام سے عہدہ برآ کس طرح ہو سکوں گا، یہ قوم بھلا مانے گی؟ صدیوں کی بگڑی ہوئی روایات اور عادات ان میں پائی جاتی ہیں، وہ کس طرح ان روایات کو چھوڑ دے گی۔

معبود کے لئے خالق اور رب ہونا ضروری ہے

اللہ تعالے نے پہلی ہی آیت میں عرب کا نقشہ کھینچ کر ان کی اصلاح کی راہ بتا دی اقرأ باسم ربك الذی خلق اس رب کے نام سے پڑھ جو پیدا کرنے والا ہے پیدا کرنا بہت بڑی قدرت کو چاہتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو ایک گلاب کی پتی تک بنا سکے، چہ جائیکہ اس تمام کائنات کو پیدا کرنا پھر پیدا کرنے کے بعد ربوبیت کے سامان بہم پہنچانا بہت بڑی قدرت کو چاہتا ہے معبود وہی ہو سکتا ہے جو پیدا کرنے والا ہو اور پیدا کرنے کے علاوہ ربوبیت کرنے والا ہو۔ اور تمام وہ ہستیاں جو ان دو صفات سے عاری ہوں معبود ہونے کے لائق نہیں ٹھہرتیں۔ اسی لئے رب وہی ہو سکتا ہے جو پیدا کرے فرمایا ان سے پوچھئے سورج جس سے ربوبیت کا سامان وابستہ ہے کس نے پیدا کیا، ان کی فطرت کہے گی کہ اللہ نے پیدا کیا ہے، پس جو پیدا نہیں کر سکتا، ربوبیت نہیں کر سکتا، مخلوق کی نشوونما کرنا اس کی طاقت میں نہیں وہ معبود کس طرح ہو سکتا ہے، تو ان کو سکھائیے کہ پیدا کرنے والے کے سوائے کوئی دوسرا معبود نہیں ہو سکتا۔

انسانی پیدائش اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دال ہے

خلق الانسان من علق، آسمان کو کیا دیکھتے ہو، اپنی پیدائش کو دیکھ لو۔ ایک چھوٹا سا جونک کی طرح کا کیڑا جو ظاہری آنکھ سے نظر بھی نہیں آ سکتا، اسی کو نشوونما دیکر انسان بنا دیا، اس ذرا سے کیڑے کے اندر دماغ بھی ہے آنکھیں بھی ہیں، شریانیں بھی ہیں، قلب بھی ہے اور ہڈی بھی اس کے اندر موجود ہے، کیونکہ انسان کے اندر یہ سب چیزیں موجود ہیں، تو غور کرو ایک نہایت چھوٹا سا جونک کی طرح کا کیڑا پرورش پا کر کیا کچھ بن جاتا ہے اور پھر اس کے اندر کیا کچھ استعدادیں اور کمالات رکھے ہیں علم آدم الاسماء کلھا اس جونک کی طرح کے کیڑے میں تمام علوم اور دنیا جہان کی چیزوں کے خواص معلوم کرنے کی استعداد رکھدی، یہ خالق ہے اور یہی عبادت کے لائق ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا پرستش کے لائق نہیں، پتھروں کو کیا پوجتے ہو، وہ کیا طاقت رکھتے ہیں، وہ اپنے آپ کو نہیں جانتے کہ کیا ہیں۔

قرآن کی تبلیغ معززیت دیگی

اقرأ وربك الاکرم یہ جو آپ کو فکر ہے کہ عرب کے لوگ کس طرح مانیں گے اس کی ضرورت نہیں آپ اپنا کام کریں، آپ کی بزرگی اس سے قائم ہو گی، اور صرف آپ ہی نہیں وانه لذکر لك ولقومك یہ تو آپ کی بھی بزرگی کا موجب ہوگا اور آپ کے ماننے والوں کو بھی دنیا میں معزز و ممتاز کر دے گا، قرآن شریف کی تعلیم پر جو چلے گا اس کا اکرام ہوگا، اس میں مسلمانوں کے لئے خوشخبری اور پیشگوئی بھی ہے۔

قرآن کے ذریعہ علوم کی اشاعت

الذی علم الانسان بالقلم قرآن کے ذریعہ وہ علوم دنیا پر ظاہر کئے گئے جو انسان خود ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اللھم علمنی حقائق الاشیاء کما ھی اے اللہ مجھے اشیا کی حقیقتوں کا علم دے جیسی کہ ان میں پائی جاتی ہیں، ایک طرف اللہ تعالے فرماتا ہے علم آدم الاسماء کلھا، آدم کے بچے کے اندر تمام علوم حاصل کرنے کی استعدادیں رکھ دی گئی ہیں، اور دوسری حضور دعا فرماتے ہیں اللھم علمنی ما ینفعنی، ہو سکتا ہے کسی چیز کا علم حاصل ہو لیکن اس سے فائدہ حاصل نہ ہو، اس لئے علم وہی حاصل ہونا چاہیئے جو فائدہ کا موجب ہو، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اللہ تعالے نے عورت اور مرد دونوں کے لئے علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے یہ امی شخص ہے جس کو علم حاصل کرنے کی دھت لگی ہوئی ہے، یہ ان پڑھ آدمی ہے لیکن علم پر فریفتہ ہے، ورنہ ان پڑھ تو یہ کہتا ہے

علموں بس کریں او یار
اکو الف تیرے درکار

ان پڑھ آدمی تو حصول علم کو فضول چیز سمجھتا ہے، لیکن یہ ایک ہی ان پڑھ دنیا میں ہوا ہے جو حصول علم کے لئے دنیا کا استاد قرار دیا گیا۔

مسلمانوں کے علمی کمالات

علم الانسان ما لم یعلم آپ نے دنیا کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتی نہ تھی

فرمایا چین جا کر علم حاصل کرو، کیا چین میں قرآن سکھایا جاتا ہے؟ نہیں دنیا کے علوم سیکھنے کی طرف بھی حضرت نے توجہ دلائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں نے کیمسٹری کا علم سیکھ اور دنیا کو سکھایا، علم جغرافیہ حاصل کیا اور دنیا کو اس سے واقف کیا، الجبرا، انجنیئرنگ فلکیات کے علوم میں کمال حاصل کیا اور دنیا ان سے مستفید ہوئی، یورپ کی یونیورسٹیاں ان کی علمی تحقیقاتوں سے بھری پڑی ہیں، اور اسی میں مسلمانوں کا اکرام ہے، وہ چیز جس کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے وہ علم ہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کا نام علم کے ذریعہ سے روشن کیا۔

سرداران مکہ کا طغیان و سرکشی

کلا ان الانسان لیطغیٰ یہ تعلیم قرآن کتنی عجیب ہے، کتنا بڑا اثر اور بزرگی اس سے حاصل ہوتی ہے، لیکن نہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ابوجہل جیسا دشمن علم و عقل تھا، امیہ بن خلف تھا، عتبہ اور شیبہ تھے، جو اپنے آپ کو بہت بڑے آدمی سمجھتے تھے، اور اس تعلیم قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے ان راٰہ استغنیٰ وہ سمجھتے تھے ہمارے پاس دولت ہے، حبتھ ہے، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہے ایک کنگال آدمی ہے یہ شخص ہم سے بتوں کی پرستش چھڑانا چاہتا ہے، جن کے متعلق ہمارے باپ دادا کی روایات موجود ہیں، ایک کنگال آدمی کے کہنے سے ہم باپ دادا کی روایات کو کس طرح چھوڑ دیں، اگر خدا نے رسول ہی بھیجنا تھا تو لولا نزل ھذا القراٰن علیٰ رجل من القریتین عظیم ہم میں سے کسی بڑے آدمی کو رسول کیوں نہ بنایا گیا، اور ابوجہل کہتا تھا واللہ انک لتعلم بانی اکثر اھل الوادی نادیا یعنی میں سب سے بڑی جمعیت کا مالک ہوں اور لیس فی بکۃ اکرم منی اور مکہ میں مجھ سے زیادہ معزز کوئی شخص نہیں اور اسی طرح سے الولید بن المغیرہ نے کہا اگر وحی اترتی تو میں استحقاق رکھتا تھا کہ مجھ پہ اترتی۔

رُوحانیت اور مال کا مقابلہ

یہاں روحانیت اور مال کا مقابلہ ہو گیا، ان الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ انسان معصیت پر اُتر آیا، ہم نے اس کو مال دیا لیکن وہ مال اس کے اور علم کے درمیان ایک پردہ بن کر حائل ہو گیا اور وہ اتراتا پھرتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کون ہے، لیکن ایک وقت آتا ہے کہ بڑے بڑے بادشاہوں کی سلطنتیں جاتی رہتی ہیں اور ان کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ھلک عنی سلطانیہ میری بادشاہت تباہ ہو گئی۔ آج مصر کے فاروق سے کوئی پوچھے کیا ھلک عنی سلطانیہ کا نقشہ اس کی ذات میں نہیں پایا جاتا وہ شخص جو فرعون کے ملک کا بادشاہ تھا اس کو آج ایک معمولی شریف آدمی کی عزت بھی حاصل نہیں سلطنت اور مال اور جتھہ یہ تمام چیزیں غفلت پیدا کرنیوالی ہیں۔

ابوجہل کی مغرورانہ ہلاکت

بدر کی لڑائی میں دو لڑکوں نے ابوجہل کو مغلوب کر لیا اور جب اس کا سر کاٹنے لگے تو اس نے کہا دیکھو میں قوم کا سردار ہوں، میری گردن جب کاٹو تو ذرا نیچے سے کاٹنا تاکہ جنگ کے بعد جب مردوں کے سر دیکھے جائیں تو سردار قوم کا سر سب سے اونچا نظر آئے، آج وہ بلال اور ابن مسعودؓ کو وہ ستایا کرتا تھا ان سے کوئی پوچھتا کہ کس قدر خدا پر ان کا ایمان بڑھ گیا ہوگا جب انہوں نے دیکھا کہ یہ وہ شخص ہے جو مکہ کی گلیوں میں ان کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا اور اپنی بڑائی پر اتراتا پھرتا تھا۔

عبادت الٰہی سے روکنے اور تکذیب کرنیوالے لوگ

ارأیت الذی ینھیٰ عبدا اذا صلیٰ کیا تو دیکھتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے بندوں کو نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ مکہ میں مسلمانوں کے لئے ابتداء میں نماز پڑھنا بہت مشکل کام تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھنے دیتے تھے، آپ کے رستہ میں کانٹے بچھا دیتے تھے، اور خدا کی عبادت آپ کے لئے دشوار ہو جاتی تھی، ارأیت ان کان علی الھدیٰ او امر بالتقویٰ ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ہدایت اور اصلاح کی راہ پر چلانا چاہتے ہیں، قوم کی ہدایت اور اصلاح ان کا نصب العین ہے اور دوسری طرف ارأیت ان کذب وتولیٰ یہ تکذیب کرنے والے ہیں جو ہدایت کی راہ سے منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں اور قوم کو نیکی اور ہدایت کے رستہ سے روکتے ہیں، الم یعلم بان اللہ یریٰ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھتا ہے، وہ ان کے ترک کو بھی دیکھتا ہے اور اس کی تائید میں ان کی طرف سے حق کی تکذیب

کر رہی دیکھ رہا ہے کلا لئن لم ینتہ لنسفعاً بالناصیۃ دیکھو یاد رکھو اگر یہ باز نہ آیا تو ہم اسکو پیشانی کے بالوں سے پکڑیں گے ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ، وہ جھوٹی عزت رکھنے والی پیشانی، خطاکار پیشانی فلیدع نادیہ اب بلاؤ اپنی جمعیت کو دیکھیں وہ کس طرح نہیں بچاتی ہے سندع الزبانیۃ ہم بھی اپنے سخت گیر فرشتوں کو حکم دیں گے کہ وہ ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیں۔

حق پرستی بے نواؤں کو معزز بنا دیتی ہے

کلا لا تطعہ خبردار اس کو بڑا آدمی دیکھ کر اس کی طرف نہیں جھکنا اگر جھکنا ہے تو واسجد خدا کے حضور جھکو واقترب اور اس کا قرب سجدہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا اقرب ما یکون العبد من ربہ اذا سجد ابتداء میں علم کا ذکر کیا تھا کہ علم سے عزت اور شرف بڑھتا ہے، مراتب بلند ہوتے ہیں اور آخر میں مال کا ذکر کیا کہ اس سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور کبر بڑھ جاتا ہے خدا کی طرف جھکنے نہیں دیتا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اصول لیکر آئے تھے کہ حق پرستی بے نواؤں کو صاحب عزت بنا دیتی ہے آپ کے مقابلہ میں جو بڑے بڑے لوگ، ابوجہل ابولہب، ابوسفیان، مغیرہ بن شعبہ اور عتبہ وغیرہ تھے وہ حق کی مخالفت کر کے ذلیل و خوار ہو گئے، حق پرستی سے وانہ لذکر لک ولقومک بے نوا لوگ دیکھتے ہی دیکھتے بادشاہ بن گئے۔ ان کو بھی یہ حکم ہے واسجد واقترب خدا پرستی اور حصول قرب الٰہی تمہارا نصب العین ہونا چاہیئے اگر خدا پرستی نہ رہے گی تو پھر دولت، بادشاہت ہو یا علم ہو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ خدا کے حضور جھکے رہنے سے عزت بلند ہوگی، حضرت عمرؓ نے اس وقت جب بادشاہت اور کچھ غفلت مسلمانوں میں آ گئی کیا اچھا فرمایا:—

بلینا بالضراء فصبرنا وبلینا بالسراء فلم نصبر

ہمیں تنگیوں اور تکلیف سے آزمایا گیا تو ہم ثابت قدم نکلے لیکن آرام و آسائش کا زمانہ جب

چندہ جماعت کوہ مری بر موقع عید الاضحیٰ ۱۰ اگست ۱۹۵۴ء

نام	عید فنڈ	مسجد فنڈ
۱۔ ماسٹر محمد اسماعیل صاحب	۵	×
۲۔ مسٹر عبدالخالق صاحب	۲	×
۳۔ ملک میر بخش صاحب	۵	۱
۴۔ کرنل سید بشیر حسین صاحب	۳	۲
۵۔ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب	۲	۱
۶۔ سید اصغر حسین صاحب	۱	۱
۷۔ سید خالد حسین صاحب	۱	۱
۸۔ سید امیر حسین صاحب	۲	۲
۹۔ میاں مجیب الدین صاحب	۱	۱
۱۰۔ کیپٹن اصغر مراد صاحب	۱	۱
۱۱۔ سید امتیاز حسین صاحب	۱	۱
۱۲۔ سید صدیق حسین صاحب	۱	×
۱۳۔ حافظ محمد حسن چیمہ صاحب	۱	۱
۱۴۔ شیخ عبدالرشید صاحب	۳	۲
۱۵۔ شیخ محمد شفیع صاحب	۳	[illegible]
۱۶۔ خواجہ معراج الدین صاحب پرویز	۱	۱
۱۷۔ میاں فضل کریم صاحب	۱	۱
۱۸۔ مسٹر بشارت احمد بقا صاحب	۱	
۱۹۔ مسٹر غلام احمد حیدر صاحب	۱	
۲۰۔ خان محمد اسلم خان صاحب رئیس مردان	۵	۵
۲۱۔ میاں فاروق احمد صاحب	۵	۵
۲۲۔ چوہدری فتح محمد عزیز صاحب	۱	۱
۲۳۔ حافظ محمد ادریس صاحب	۱	
۲۴۔ نامعلوم الاسم	۱	۱
میزان	۴۹	۳۰
کل میزان	۷۹ روپے	

تبصرہ: شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

تمہیدِ قرآن[1]

(۲)

جمع قرآن کا خیال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور وحی کی نوعیت پر بحث کرنے کے بعد رچرڈ بیل نے جمع قرآن اور قرآن کے متن کی حفاظت پر بحث کی ہے اور جمع قرآن کی بعض روایات پر تنقید کرتے ہوئے جو نتیجہ مترتب کیا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کے متعلق جو معلومات ہمیں حاصل ہوئی ہیں ان سے یہی پتہ چلتا ہے کہ قرآن کے اصل متن میں رسول کریم صلعم کی وفات کے فوراً بعد کوئی "اہم تبدیلی" واقع نہیں ہوئی، سورتوں کی ترتیب شاید پہلے معین نہیں تھی (یہ خیال رہے کہ اس سلسلہ میں اختلاف آخری دو سورتوں اور سورۃ فاتحہ کے متعلق ہی ہے) اور قرأتوں میں بھی تھوڑے سے اختلاف تھے۔ دوسرے اختلافات کے متعلق ہمارے پاس کوئی قطعی ثبوت نہیں (ص۴۱)

ڈاکٹر بیل کی ایک بڑی بھول

جمع قرآن کی بحث میں ڈاکٹر بیل نے جس شئے کو یکسر نظرانداز کر دیا ہے وہ ہے رسول اللہ صلعم اور ان کے بہت سے صحابہ کا حافظ قرآن ہونا۔ اگر مصنف اس بات کو مدنظر رکھتا تو اس کی بہت سی اُلجھنیں خود بخود دُور ہو جاتیں اور پانچویں باب میں اس نے سورتوں کی ترتیب، تدوین کے متعلق جو بہت سی فضول بحث کی ہے اس کی نوبت نہ آتی، حیرت ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر مصنف نے بال کی کھال اُتارنے کی کوشش کی ہے (اور بعض مقامات پر اس کی ریسرچ قابل داد بھی ہے) لیکن حفظ قرآن کی اتنی بڑی حقیقت اس کی آنکھوں سے اوجھل رہی اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر قرآن میں کوئی ترتیب ہوتی اور وہ ترتیب خود رسول اللہ صلعم کی بتائی ہوئی نہ ہوتی تو اتنی بڑی کتاب کو زبانی کیسے یاد کیا جا سکتا تھا۔ یاد بھی کیا جاتا تو اس میں کثیر اختلاف پایا جاتا۔ خود پیغمبر اسلام تمام قرآن کو ازبر جانتے تھے۔ اسی طرح صحابہ میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، سعد، ابن مسعود ابی بن کعب رضی اللہ عنہم قرآن کے حافظ تھے۔ صحابیات میں سے عائشہ، حفصہ اور ام سلمیٰ کے سینوں میں بھی تمام قرآن موجود تھا لیکن جانے کیوں ڈاکٹر بیل اور دوسرے مستشرقین اس بات کا یا تو ذکر ہی نہیں کرتے یا اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے شاید اس لئے کہ ان کی تحقیقات کے بڑے بڑے قلعے جنہیں وہ برسوں کی محنت سے تیار کرتے ہیں کہیں دھڑام سے زمین پر نہ آ رہیں۔ ویسے مولانا محمد علی مرحوم نے اپنی کتاب "جمع قرآن"، "ریلیجن آف اسلام" اور انگریزی قرآن کے دیباچہ میں اس مضمون پر مفصل بحث کی ہے۔ ڈاکٹر بیل نے ایسی کوئی نئی بات پیش نہیں کی جس پر خاص توجہ کی جائے۔

کیا موجودہ قرآن مستند ہے؟

ڈاکٹر بیل کی لکھتے ہیں:—

"عصر حاضر میں قرآن کے مطالعہ نے فی الحقیقت قرآن کے مستند ہونے پر کوئی مضبوط اعتراض نہیں اُٹھایا۔ طرز بیان مختلف ہے لیکن بغیر کسی شک شبہ کے یہ سب قرآن ہی کا ستائل۔ تمام قرآن پر پیغمبر کی شخصیت کا اس قدر اثر ہے کہ اس کی اصلیت و حقیقت پر مشکل سے کوئی شبہ دل میں اُٹھ سکتا ہے۔" ص۴۴

اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے بیل لکھتا ہے:—

"حضرت عثمان نے جو نسخہ اپنے عہد خلافت میں تیار کرایا تھا اس میں اگر کوئی ایسی تبدیلی ہوتی جس کا ثبوت پیغمبر اسلام کی وحی میں نہ پایا جاتا تو ایک ہنگامہ پیدا ہو جاتا۔ حضرت عثمان کے مخالفین ان کو خاص طور پر نشانہ ہدف بناتے۔ لیکن ان کی طرف سے اور اعتراضات تو ہوئے لیکن ایسا کوئی اعتراض سننے میں نہیں آیا کہ ان سے قرآن کی ترتیب تدوین و جمع میں کوئی بھول چوک ہو گئی ہو، یہ سب سے بڑا ثبوت اس بات کا ہے کہ انہوں نے وحی نبوت کو لوگوں تک پہنچانے میں کمال احتیاط سے کام لیا۔ یہ سچ ہے کہ شیعہ ہمیشہ سے اس بات کے مدعی رہے ہیں[2] کہ قرآن میں حضرت علیؓ اور اہل بیت کے متعلق جو آیات تھیں انہیں مسخ کیا گیا یا خارج از قرآن کیا گیا لیکن یہ اعتراض کوئی حضرت عثمان سے خاص نہیں ان کا پہلے دو خلفا کے متعلق بھی یہی خیال ہے۔ یہ محض ایک تحدی ہے جس کی تنقید کے نئے اصولوں کی روشنی میں کوئی وقعت نہیں۔ . . . .

. . . .

بعض مستشرقین کے شکوک پر ڈاکٹر بیل کی تنقید

مشہور فرانسیسی محقق سلوسترے دے ساسی SILVESTRE DE SACY نے اس آیت پر شبہ کا اظہار کیا ہے کہ یہ اصل قرآن کا حصہ معلوم نہیں ہوتی، آیت یہ ہے ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ محمد ایک رسول ہیں اس سے پہلے (سب) رسول مر چکے۔ پھر اگر وہ مر جائے یا قتل ہو جائے تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے (آل عمران آیت ۱۴۳)

اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو اس آیت کی قرآن میں موجودگی کا علم نہیں تھا۔ اور متن میں یہ آیت ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ ویل (WEIL) نے ان آیات پر بھی اس قسم کے شبہات کا اظہار کیا جن میں پیغمبر اسلام کی وفات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ لیکن بیل کہتا ہے کہ یہ بالکل خلاف قیاس ہے کہ حضرت ابوبکر نے عین موقعہ پر اس آیت کو گھڑ لیا ہو۔ اگر حضرت عمر اور دیگر صحابہ کے ذہن سے یہ آیت اتر گئی تھی تو یہ کوئی خاص بات نہیں، قرآن کے تحریری نسخہ جات تمام صحابہ کے پاس نہیں تھے۔ اگر کسی نے کوئی آیت سنی اور سن کر بھول گیا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ یہ آیت قرآن کا جزو ہی نہیں تھی۔ اگر یہ آیت متن میں ٹھیک نہیں بیٹھتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مضمون آیت ۱۴۴ کا ہے اسی کو اس آیت میں ایک اور رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ بہر حال تاریخی حیثیت سے یہ آیت اس جگہ بالکل موزوں ہے جب واقعات سے اس کی مطابقت کا یہ حال ہو تو اس پر اعتراض کرنا فضول ہے، دوسری آیات جن میں رسول کی وفات کا ذکر ہے وہ بھی زائد معلوم نہیں ہوتیں۔ ڈاکٹر بیل نے یہاں شوالی کی رائے سے اتفاق کیا ہے کہ پیغمبر کا انسان ہونا اور وفات پانا ایک ایسا عام مسئلہ ہے جو قرآن اور اسکے مخالفین میں متنازعہ فیہ تھا۔ اسے قرآن سے خارج کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کو اس کی ایک اہم خصوصیت سے محروم کر دیا ہے۔

ویل (WEIL) نے آیت سبحٰن الذی اسریٰ بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا (بنی اسرائیل آیت ۱) پر بھی اعتراض کیا ہے اس کا خیال ہے کہ قرآن میں کسی اور جگہ اس رات کے سفر کا ذکر نہیں، اور کہ حضرت محمد تو اپنے آپ کو محض ایک رسول ظاہر کرتے تھے اور معجزات دکھانے سے انکار کرتے تھے اور اس آیت کا بعد کی آیات سے کوئی تعلق بھی نظر نہیں آتا فوراً ہی حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کا ذکر شروع ہو جاتا ہے، اور اگر رسول کی زندگی میں ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہے تو اس کی حیثیت محض خواب یا کشف کی ہے۔ ڈاکٹر بیل کے خیال میں یہ تمام دلیلیں درست ہیں لیکن ان سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ غلط ہے۔

ہرش فیلڈ نے ان آیات پر اعتراض کیا ہے جن میں محمد کا نام آتا ہے۔ اس کے خیال میں یہ پیغمبر اسلام کا حقیقی نام نہیں تھا بلکہ بعد میں ان کو دیا گیا ڈاکٹر بیل جواب دیتے ہوئے لکھتا

---

[2] یہ بالکل غلط ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر صافی ص۱۱ جس میں ملا محسن نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ بعض گمراہ لوگوں کا ایسا عقیدہ رہا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ شیعہ فرقہ کی اکثریت اس قسم کی لغویات پر ایمان رکھتی ہے۔

[1] اس کتاب پر ریویو کرتے ہوئے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ایسے لوگوں کے پاس قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ و تفسیر اور ریلیجن آف اسلام ہوتیں تو یہ بہت سے مغالطوں کا شکار ہونے سے بچ جاتے۔ اب بھی اگر ہم یورپ و برطانیہ اور امریکہ کے نئے مستشرقین میں ان تک یہ کتب پہنچا دیں تو اسلام کی بڑی خدمت ہو گی۔

ہے نہ ممکن ہے یہ صحیح ہو کہ ایسا نام جس کے معنے "تعریف کیا گیا" ہو حقیقی نہ ہو لیکن اگر ان کی زندگی میں کسی وقت بھی انہیں اسی نام سے موسوم کیا گیا تھا تو پھر اعتراض میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا۔ اس نام کا استعمال صرف قرآن ہی میں نہیں بلکہ احادیث میں۔ آئین مدینہ میں، حدیبیہ کے صلحنامہ میں بھی ہوا ہے۔ قریش رسول اللہ اور الرحمٰن کے الفاظ پر تو معترض ہوئے لیکن انہوں نے یہ اعتراض کبھی نہیں کیا کہ محمد آپ کا نام نہیں تھا۔ گو عربوں میں اس نام کا زیادہ رواج نہیں تھا لیکن اس امر کی شہادت موجود ہے کہ پیغمبر اسلام سے قبل بھی عربوں میں محمد نام رکھا جاتا تھا (ص۲۶)۔

جمع قرآن اور اس کی حفاظت پر سب سے اہم اعتراض فرانسیسی محقق کاسانوا CASANOVA نے اپنی کتاب MOHAMMD ET LA FIN DU MONDE میں کیا ہے۔ اس نے اپنے مضمون کی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ پیغمبر اسلام کا خیال تھا کہ عنقریب یوم حساب قائم ہونے والا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظریہ آپ نے ان عیسائی فرقوں سے لیا تھا جن کا خیال تھا کہ بس اب دنیا ختم ہوا چاہتی ہے۔ اس لئے ہمیں آپ کے ارشادات و الہامات میں ان امور پر خاص توجہ نظر آتی ہے لیکن قیامت نہ آئی اس لئے اسلام کے ابتدائی رہنماؤں نے یا تو ایسے عقائد کو قرآن سے خارج کر دیا یا ان کی اہمیت کو کم کر دیا۔

کاسانوا کے اس لچر نظریہ کے متعلق ڈاکٹر بیل کا خیال ہے کہ اسے مقبولیت حاصل نہیں ہوسکی اس لئے اس کی مفصل تردید کرنا غیر ضروری ہے۔ اس پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اس نظریہ کی بنیاد قرآن پر مطالعہ کی بجائے ابتدائے اسلام کے متعلق روایات کی تحقیق پر ہے۔ اس لحاظ سے گو کاسانوا کی کتاب کا لٹریچر میں ایک مقام ضرور ہے۔ لیکن جب مصنف قرآن پر بحث کرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے محمد کی تعلیمات کی نشو ونما سے صحیح واقفیت نہیں۔

کیا قرآن مکمل ہے

چاہے ہمیں اس سے اتفاق نہ ہو لیکن اس بارہ میں ڈاکٹر بیل کی رائے کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود اس کے ذہن میں ایک الجھن ہے قرآن ایک مکمل کتاب ہے۔ یہ بات ماننے کو اس کا دل چاہتا بھی ہے اور نہیں بھی۔ سنئے:۔

"اگر ہم یہ سوال اٹھائیں کہ حضرت محمد پر جو بھی وحی ہوئی وہ اس قرآن میں موجود ہے جو ہمارے پاس ہے تو اس کا جواب زیادہ مشکل ہے۔ لیکن اس کے خلاف ثابت کرنا بھی مشکل ہے اور ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ جو کچھ حضرت محمد پر نازل ہوا اس کا کوئی حصہ گم نہیں ہوا ہاں احادیث میں ضرور ایسی متعدد آیات کا ذکر ہے جو کسی وقت قرآن کا ایک حصہ تھیں لیکن اب اس میں موجود نہیں"

(ص۴۷)

ایسی آیات کا ذکر نولڈکی نے GESCHICHTE DES KORANS میں کیا ہے۔ اس میں ایک آیت رجم ہے۔ ڈاکٹر بیل کے خیال میں سورۃ النور اور الاحزاب میں جہاں اس کے مقام کی تعیین کی جاتی ہے وہ اس کے لئے موزوں نہیں۔

"اب اس بات میں شک ہی رہے گا کہ واقعی اس کی وحی بھی ہوئی تھی یا نہیں لیکن یہ ایسی بات بھی نہیں کہ اسے بغیر کسی بنیاد کے ایجاد کر لیا گیا ہو" ص۴۸

اس کے علاوہ غرانیق کے قصہ کو بھی پیش کیا جاتا ہے جس میں لات، عزیٰ اور منوٰۃ کی شفاعت کا ذکر ہے۔ یعنی جب رسول اللہ صلعم سورۃ النجم کو پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے الکم الذکر ولہ الانثیٰ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ تو آپ نے ایسے الفاظ پڑھ دیئے جن میں ان بتوں کی شفاعت کا ذکر تھا۔ بیل کے نزدیک یہ بات **یقینی** ہے کہ حضرت محمد نے اس قسم کی کوئی رعایت ان بتوں کو دی تھی۔ اور اگلے رکوع میں فرشتوں کی شفاعت کا جو ذکر شروع ہوتا ہے اس سے ہلکے رنگ میں اس کی تائید بھی ہوتی ہے کہ پہلے بھی کچھ شفاعت کا ذکر ہوگا۔ کہاں تو بیل صاحب فرماتے تھے کہ یقینی طور پر اس معاملہ کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا اور کہاں اب فوراً ہی انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ ایسی ویسی ضرور کوئی بات ہوئی ہوگی۔

بات یہ ہے کہ یہ ساری روایت ہی غلط ہے قرآن و حدیث کی اندرونی اور بیرونی شہادت اس تمام خیال کی کھلی کھلی تردید کرتی ہے آیت ۲۶ میں تو فرشتوں کی شفاعت کو بھی اذن الٰہی سے مشروط کیا ہے پھر بتوں کی شفاعت کا کھلے طور پر اقرار کیسے کہا جاسکتا ہے۔ لات و عزےٰ کے ماننے والے تو دل سے یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح حضرت رسول کریم صلعم ان کے بتوں کی کچھ رعایت ملحوظ رکھیں کم از کم مذمت ہی چھوڑ دیں تو وہ آپ کی مخالفت ترک کردیں گے بلکہ آپ کو ہر طرح کا آرام اور آسائش پہنچائیں گے ودوا لو تدھن فیدھنون وہ تو دل سے چاہتے تھے کہ آپ تھوڑی سی مداہنت کریں تو وہ بھی مداہنت کر کے آپ کے ساتھ ہو جائیں، اسی لئے انہوں نے آپ کے پاس وفد بھیجے، التجائیں کیں، لیکن آپ نے ایک نہ مانی جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ہر طرح کی اذیتیں ان سے اٹھانی پڑیں اور آخر کار اپنے وطن مالوف کو چھوڑنا پڑا، اگر آپ نے لات و عزےٰ کے متعلق اتنی بڑی بات کہی ہوتی تو مشرکین کی یہ مسلسل ایذا رسانی ختم نہ ہو جاتی؟ پھر جب فتح مکہ کے وقت آپ نے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھتے ہوئے لات و عزےٰ اور دوسرے تمام بتوں کو توڑا تو اس وقت کفار کہہ نہ سکتے کہ آپ نے تو خود ان کی شفاعت کی امید دلائی تھی اب ان کو توڑنے کے کیا معنے ہیں، لیکن ایک بھی شہادت ایسی نہیں ملتی کہ کسی دوست و دشمن نے اس کا کبھی ذکر تک بھی کیا ہو، پھر کسی محقق نے اس روایت کو تسلیم کیا۔ کیا کسی مستند حدیث کی کتاب میں اس کا ذکر نہیں پھر اس کو قرآن میں ردو بدل کا قریباً ایک یقینی ثبوت سمجھ لینا محض تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟

وضاحت

(شیخ محمد طفیل صاحب)

پیغام صلح مورخہ ۴ راگست ۱۹۵۴ء صلا کالم دو سطر اول میں "اس کا ترجمہ یوں بھی ہوسکتا ہے" کی بجائے اصل عبارت یوں ہونی چاہیئے کہ "اس کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے میں نہیں پڑھوں گا"

اس امر پر کہ حضرت نبی کریم صلعم لکھنا پڑھنا جانتے تھے یا نہیں حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر بھی قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اس پر تو اتفاق ہے کہ آنحضرت صلعم قبل نبوت نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا۔ سوال یہ ہے کہ آیا بعد نبوت آپ پڑھنا یا لکھنا جانتے تھے یا نہیں۔ اس بحث کے ایک یا دوسری طرف فیصلہ ہونے سے کچھ حاصل نہیں۔ لیکن یہ کہیں سے معلوم نہیں ہوتا کہ بعد نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنا پڑھنا سیکھا ہو۔ بطور اعجاز اگر آپ کو آگیا ہو تو الگ امر ہے لیکن کتابت وحی کے بارے میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ دوسرے کاتب کو بلا کر لکھوایا کرتے تھے۔ اگر خود لکھنا جانتے تو خود ہی لکھ لیا کرتے ...... اگر بعد میں آپ کا لکھنا پڑھنا مانا جائے تو یہاں جو دلیل دی ہے وہ اسی طرح قائم رہتی ہے۔"

(بیان القرآن جلد سوم صفحہ ۱۴۶۳-۱۴۶۴۔ زیر آیت ۴۸، سورہ العنکبوت)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب آجکل ڈھاکہ میں اپنے فرزند کیپٹن عزیز احمد کے پاس آرام فرما رہے ہیں اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی صحت دن بدن روبہ ترقی ہے فالحمد للہ۔

— برما سے جناب ابن اکبر خان صاحب لکھتے ہیں کہ PO NYUN نامی ایک عالم دین جو جماعت احمدیہ لاہور کے رکن ہیں اور مسائل احمدیت کے متعلق کئی علماء کو خاموش کر چکے ہیں آجکل ٹائیفائڈ کی بیماری میں مبتلا ہیں تمام احباب سے التماس ہے کہ انکے لئے درد دل سے دعا فرمائی جائے۔

— حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ سندھ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں انکے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

لنڈن سے ٹرینیڈاڈ تک جہاز کا سفر

(۲)

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

یہ اس مقدس ہستی کی دلی کیفیت کا آئینہ ہے کہ وہ دوسروں کی ہمدردی کا کتنا خیال رکھتا ہے اور ان کے ساتھ محبت کر کے درحقیقت اپنے دل کی خوشی کا کوئی موقعہ جانے نہیں دیتا۔

دینا اور خوش ہونا

بہت لوگ مولویوں کی طرح لیکر ہی خوش ہوتے ہیں وہ دینے میں دل کی خوشی کی لذت سے ناواقف ہوتے ہیں ہماری جماعت کے بعض امراء جو چندہ نہ دے کر عملاً اسے توڑنے کی دانستہ یا نادانستہ حرکت کر رہے ہیں انہیں نہیں معلوم دنیا کے دور دراز گوشوں میں اس انجمن کی اور احمدیہ جماعت کی لوگوں کے دلوں میں کتنی عزت ہے۔

جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں احمدیت کی تاریخ

ع اک تیرے آنے سے پہلے اک ترے جانیکے بعد

کم و بیش ایک سو سال کا طویل عرصہ گذرتا ہے جب اس جنت ارضی میں حبشی اور چینی نسل کے لوگ گنے کی کاشت میں نامراد ثابت ہوئے تو جزیرہ کی اس زرعی دولت کو تباہی سے بچانے کے لئے ہندوستان سے ہندو اور مسلم مزارعین کو ایک تحریری معاہدہ کے ماتحت لاکر آباد کیا گیا۔ حالات کی ناموافقت اور ہمت کش مخالفت کے باوجود ان بہادر دلوں کی ان تھک کوششوں سے ٹرینیڈاڈ آج فی الحقیقت جزائر غرب الہند میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور قابل فخر بہشت زمین بن گیا ہے۔ ان غریب بے وطن مفلس اور نادار محسنین کی دکھ بھری داستان مصائب اور پے در پے ناکامیوں کی تاریخ، نیم غلامی کی شرائط کے ماتحت زندگی جس صبر اور استقلال کے ساتھ انہوں نے گذاری وہ انسانی جدوجہد کی ایک بےنظیر مثال ہے یہ سب جفاکش دیہاتی ان پڑھ اور جاہل تھے جن میں مشکل ایک فیصدی کوئی لکھا پڑھا آدمی تھا۔ سخت مخالف حالات کے باوجود یہ لوگ خدا کا خوف رکھنے والے اور پرانے خیال کے کٹر مذہبی لوگ تھے دین کی محبت کی لو یہ لوگ اپنے وطن سے لیکر آئے تھے جسے انہوں نے ہمیشہ زندہ رکھا۔ یہ زمانہ اندھے اعتقاد کا زمانہ تھا۔ انہوں نے دین کی خوبیوں کو نئی روشنی میں تلاش کرنے کی کبھی کوشش نہ کی۔ وہ مذہبی خیالات اور رسوم جو وہ اپنے وطن سے ساتھ لائے تھے انہیں پر وہ جمے رہے ان کی بیشتر تعداد گنے کے کھیتوں میں کام کرتی تھی ایک قلیل حصہ اونے درجہ کی تعلیم بھی حاصل کرنے لگا، اور کینیڈا مشن کے سکولوں میں ان کو انگریزی تعلیم ملنے لگی۔ گو نجی طور پر قرآن مجید اور اردو کی تدریس بھی ہوتی رہی لڑکیوں کو اس تعلیم سے بالکل دور رکھا گیا، جزیرہ پر اس زمانہ میں بھی ایک دو بزرگ علماء ستاروں کی طرح ٹمٹماتے نظر آئے ان میں سے ایک بزرگ سید عبدالعزیز صاحب تھے، جو نسبتاً زیادہ روشن خیال اور سر سید مرحوم کے خیالات اور اعتقادات سے متاثر تھے۔ انہوں نے ہندوستان سے آکر تحفظ اسلام کے نام سے ایک انجمن کی بنیاد رکھی مسلمانوں کو جہالت کے خیالات سے نکال کر آزاد خیال مسلمان بنانے کی کوشش کی۔ لوگوں نے کچھ سنبھالا لیا ہی تھا کہ ۱۹۱۴ء میں ایک صوفی مولوی حاجی شاہ محمد حسن حنفی قادری کی ڈگریاں اپنے نام کے آگے پیچھے لگاتے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور پیری مریدی کا سوانگ رچا دیا۔ یہ مولانا صاحب بعد میں صرف "مولانا لال داڑھی" کے نام سے مشہور خاص و عام ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد ان کی ڈگریوں کا پول بھی کھلتا گیا اور بالآخر وہ بھی فریق مخالف کے فتوے کفر کے نیچے آکر جزیرہ سے نو دو گیارہ ہو گئے۔ مسلمانوں کے اس تشتت اور افتراق کو دور کرنے کے لئے ایک کمیٹی سرکردہ مسلمانوں کی بنائی گئی اور انہوں نے باہر سے کسی عالم کو منگوانے کا فیصلہ کیا، اس وقت انگریزی خوان طبقہ میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی تبلیغ میں والہانہ کوششوں کا چرچا تھا چنانچہ ووکنگ مشن سے اس بارہ میں مدد طلب کی گئی تو ۱۹۲۱ء کے اواخر میں مولوی فضل کریم خان درانی کو جو احمدیہ مشن میں نہایت فصیح اللسان مقرر تھے جزیرہ کا پہلا مشنری بنا کر بھیجا گیا انہوں نے جزیرہ کے طول و عرض میں کئی ایک لیکچر دیئے تین چار پمفلٹ شائع کئے مخالف اسلام مشنریوں نے جو سکولوں اور مشنوں کے ذریعہ مخالف پروپاگنڈا کر رکھا تھا اسے دور کیا اسلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جو الزام اور بہتان لگائے جاتے تھے ان کا جواب دیا۔ انہوں نے جزیرہ میں عربی کلاس بھی کھولی مگر ان کے خلاف بھی عوام مسلمانوں کی مخالفت برابر جاری رہی جس سے تنگ آکر دو سال بعد انہوں نے بھی جزیرہ کو خیر باد کہدیا تعلیمیافتہ لوگوں پر درانی صاحب نے اچھا اثر چھوڑا اسی کا نتیجہ تھا کہ ایک نوجوان مسلمان امیر علی نام کے دل میں تبلیغ اسلام کا شوق پیدا ہوا اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں جو اس وقت ملک بھر میں واحد تبلیغ اسلام کا ادارہ تھا حصول تعلیم کے لئے آئے۔ مولوی فضل کریم کے بعد مسلمانوں کی حالت زیادہ سے زیادہ خراب ہونے لگی یہاں تک کہ ۱۹۲۶ء میں پھر ایک انجمن تقویۃ الاسلام کی بنا پڑی اور سید عبدالعزیز صاحب نے پھر از سر نو اصلاح المسلمین کی کوشش کی مگر سید صاحب ۱۹۲۸ء میں انتقال کر گئے دو سال بعد یعنی قریباً ۶ سال تک تعلیم و تجربہ تبلیغ حاصل کرنے کے بعد مولوی امیر علی اپنے وطن واپس آئے انجمن تقویۃ الاسلام نے اس کا شاندار استقبال کیا انہوں نے اپنی دانائی اور قابلیت سے جزیرہ پر اچھا اثر ڈالا یہاں تک کہ ان کو ٹرینیڈاڈ کا مفتی تسلیم کر لیا گیا اس کے بعد ان کی مخالفت میں پھر طوفان اٹھا جس کی وجہ تھی کہ چونکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے فارغ التحصیل ہیں لہذا قادیانی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں یہ اور ان کے سب حامی کافر ہیں امیر علی صاحب نے ہرچند اس کی تردید کی مگر

من انداز قدت را مے شناسم

ان کے اعلانات کے خلاف ان کی تقریروں اور تحریروں سے احمدیت صاف ٹپکتی تھی۔ وفات مسیح۔ پیدائش مسیح اور معراج نبوی کی تاویل اور معجزات انبیاء کی تعبیرات میں وہ سو فیصدی احمدی تھے اور ہیں،

مولوی امیر علی مفتی ٹرینیڈاڈ جو عام لوگوں کی طرح قصے کہانیاں اور روایات پڑھکر مولوی نہیں بن گئے تھے وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے اسلام اور اصول اسلام کی فلاسفی پڑھ کر گئے تھے۔ ان کی انگریزی۔ عربی دانی اور اردو قابلیت نے جزیرہ میں مقبولیت کا دور پیدا کر دیا وہ احمدیوں کی طرح جدید سائنٹیفک انکشافات کی روشنی میں اسلام پیش کرتے تھے۔ نیز مردوں کی طرح عورتوں کو بھی دینی تعلیم اور دنیوی جدوجہد کا حصہ دار بناتے تھے۔ تعلیم یافتہ لوگوں میں ان کی قبولیت بڑھ گئی اور ان کی مخالفت کے بادل چھٹتے گئے۔ یہاں تک کہ ۱۹۳۵ء میں وہ انجمن تقویۃ الاسلام کے لائف پریزیڈنٹ قرار پا گئے۔

ان کی اس ترقی کو دیکھ کر بعض لوگ حسد میں اور بھی بڑھ گئے اور ایک نئی انجمن اہل سنت والجماعت کے نام سے اٹھ کھڑی ہوئی اور لاہور کی انجمن خدام الدین سے ایک اور مولوی نذیر احمد سیماب بی اے کو منگوا لیا گیا۔ سیماب صاحب جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے انجمن اہل سنت والجماعت سے بیزار ہو کر مولوی امیر علی کے ہم پیالہ اور ہم نوا ہو گئے افسوس ہے ان کی عمر نے ان سے کچھ زیادہ وفا نہ کی اور مولوی امیر علی صاحب ٹرینیڈاڈ میں اکیلے منظر عام پر رہ گئے۔ ہر سکون کے بعد طوفان کی توقع بڑھ جاتی ہے چنانچہ یہ قیاس سچ ثابت ہوا، جس کی تاب نہ لاکر مفتی صاحب نے تقویۃ الاسلام کو چھوڑ دیا اور ہنستے ہوئے چہرہ کے ساتھ ایک نیم سیاسی اور نیم مذہبی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جو مسلم لیگ کے نام سے مشہور ہوئی اعتقادات کے لحاظ سے غیر مقلد کہلانے لگی۔ ہمیں خوشی اس بات کی ہے کہ ہمارا ایک شاگرد اپنے آزادی فکر اثر و رسوخ اور ان تھک محنت سے جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں کامیاب ہو گیا۔

ٹرینیڈاڈ میں قادیانی مبلغ

ٹرینیڈاڈ میں فضل کریم درانی اور مفتی صاحب کی احمدیت نواز پیہم اور مسلسل کوششوں سے جو سازگار فضا پیدا ہوئی اس کی خبر ربوہ کے شوریدہ ٹیلہ پر بھی سنی گئی اور اس ادغواتی شراب کا ایک ساقی فوراً وہاں بھیجدیا گیا اس نے ٹرینیڈاڈ میں صرف ان چند آدمیوں کو اپنا لیا جو کسی نہ کسی وجہ سے مفتی صاحب سے کبیدہ خاطر ہو گئے تھے وہ احمدی ضرور تھے مگر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ان کی کبھی خبر نہ لی، ربوہ کی خمیدہ شاخ اب ان افراد اور جماعتوں کی طرف جھکتی ہے جہاں تمام رستے اختلاف کے لوگ موجود ہیں

مگر مرکز سے منقطع ہیں پاکستان میں اب تبلیغ کا کوئی میدان نہیں بیرون پاکستان ہر جگہ یہاں کی زہریلی فضا کا اثر پہنچ گیا ہے لوگ قادیانیوں سے متنفر ہیں اس لئے اب وہ اس تلاش میں رہتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ممبر کہیں ملیں اور ان کو مرکز کے خلاف گمراہ کیا جائے، ٹرینیڈاڈ میں ہمارا کوئی مبلغ نہیں ان کے دو مبلغ ایک ساقی صاحب اور دوسرا ایک انگریز نومسلم وہاں موجود ہے۔ لیکن مفتی صاحب وہ احمدی کہلانا اپنے لئے سم قاتل سمجھتے ہیں۔ ساقی صاحب نے چند منتشر اور بکھرے ہوئے احمدیوں کو اپنے گلے میں شامل کر لیا۔ اور یہی تیز نگاہیں اب ان کی ڈچ گیانا برٹش گیانا کے احمدیوں پر پڑ رہی ہیں میں ابھی ووکنگ میں ہی تھا کہ جب ان لوگوں کو میری ٹرینیڈاڈ پہنچنے کی خبر ملی تو انہوں نے مجھے سنی صاحب کے خلاف اپنا مہمان بنانے کی دعوت دی، مجھے نہ ان سے پرخاش تھی نہ مفتی صاحب سے یگانگت البتہ مفتی صاحب میرے پرانے شاگرد تھے ان کے دو تین خط مجھے ووکنگ میں ملے کہ آپ ڈچ گیانا جاتے ہوئے ٹرینیڈاڈ میں ہفتہ عشرہ ضرور ٹھہریں اس کی بھنک ساقی صاحب کے کانوں میں بھی پہنچی تو انہوں نے نہ صرف ووکنگ میں دو تین خط مفتی صاحب کے خلاف لکھوائے اور مجھے اپنے ہاں قیام کی دعوت دی بلکہ جہاز پر مجھے ایک بحری تار بھیجا کہ ووکنگ سے ہدایت ملی ہے کہ آپ ہمارے ہاں ٹھہریں۔ تار کے الفاظ سے مجھے ان کی چالاکی معلوم ہو گئی کیونکہ ووکنگ مسلم مشن مجھے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا کہ میں کہاں قیام کروں۔ بحری تار ملنے کے دوسرے دن ہمارا جہاز ٹرینیڈاڈ پہنچنے والا تھا کہ میں چند گھنٹوں کے لئے جزیرہ بار بیڈس BAR BADS میں اتر گیا۔

متعدد مذاہب کی ایک عالمہ انگریز عورت سے گفتگو

جہاز پر جب میری طبیعت بحری بیماری کی وجہ سے خراب رہی تو اور لوگوں کے علاوہ ایک انگلش لیڈی نے مجھ سے بیحد ہمدردی کی طبیعت کچھ سنبھلی اور اسے معلوم ہوا کہ میں سنسکرت عبرانی وغیرہ بہت سی زبانیں جانتا ہوں تو اس نے کہا کہ آپ مذہبی آدمی ہیں میرے ساتھ ایک گھنٹہ روز گفتگو کیا کریں میں نے اسے منظور کر لیا۔ عام مذہبی مسائل کے علاوہ مسیحیت کے بنیادی عقائد پر بھی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ پھر میری کتاب "محمد ان ورلڈ سکرپچرز" کا ذکر آیا تو اس نے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی جس کا وہ فارغ اوقات میں مطالعہ کرنے لگی اس نے چند دنوں کے بعد مسیحیت کے اصولی عقاید ماننے سے انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی ماننے لگی اس نے جہاز سے اترتے وقت مجھ سے وعدہ لیا کہ میں ہمیشہ اسے خط لکھتا رہوں گا (چنانچہ یہ وعدہ اس وقت تک پورا ہو رہا ہے) وہ لندن کی خوفناک سردی سے بھاگ کر کچھ عرصہ جزیرہ بار بیڈس میں رہنے کے لئے آئی تھی جہاں اس کا والد کبھی ڈاکٹر تھا، اس نے مجھے بھی بار بیڈس دیکھنے کی دعوت دی اور میں اس کے ساتھ جہاز سے اتر گیا۔ اور شام کو جہاز کی روانگی کے وقت واپس آ گیا دوسرے دن جہاز ٹرینیڈاڈ کی بندرگاہ پورٹ آف سپین پر جا لنگر انداز ہوا میں جہاز کی تیسری منزل پر کھڑا تھا کہ نیچے پلیٹ فارم پر ایک صاحب ادھر ادھر سائیکل نوازی کر رہے تھے ان سے جب آنکھیں چار ہوئیں تو انہوں نے اردو میں السلام علیکم بلند آواز سے کہی... میں نے وعلیکم السلام کہا.......... کچھ دیر بعد جب پلیٹ فارم پر سیڑھی اوپر سے لٹکا دی گئی تو وہی صاحب نیچے سے اوپر پہنچے اور .... کہا کہ آپ کے قیام کا انتظام ہم نے کیا ہے اور ایک الگ بنگلہ آپ کے لئے لے لیا ہے لیکچروں کا انتظام ٹھیک ٹھاک ہے آپ ہمارے پاس قیام کریں میں نے ان کا شکریہ انگریزی میں ادا کرنا چاہا تو وہ اردو بولنے پر مصر ہوئے میں نے کہا امیر علی میرا شاگرد ہے میں نے لاہور سے اسے لکھ دیا تھا کہ تمہارے پاس ٹھہروں گا انہوں نے کہا وہ احمدی نہیں میں نے کہا تو اور بھی ضروری ہے کہ میں اس کے پاس ٹھہروں مسٹر خان نے کہا تو کیا آپ بالکل ہمارے پاس نہیں ٹھہریں گے میں نے کہا میں سب کا مہمان ہوں جب آپ بلائیں گے آپ کے پاس بھی آؤں گا۔ جہاز سے نیچے اتر کر کسٹم میں جانا تھا وہاں اور بھی دو تین اشخاص ..... موجود تھے ان سے تعارف ہوا تو ان کے جواب میں بھی میں نے یہی کہا امیر علی آ جائے تو ان کے مشورہ سے آپ کو اطلاع دوں گا۔ چنانچہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ مفتی صاحب ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے اراکین کو لئے ہوئے میرے استقبال کے لئے آ پہنچے اور ہم چند منٹ میں کسٹم کی دیکھ بھال سے فارغ ہو گئے۔ آگے بڑھے تو لیگ کی باقی عہدیدار عورتیں اور مرد جمع تھے، ان سے تعارف ہوا کئی ایک فوٹو لئے گئے۔ اخبارات کے نمایندوں نے انٹرویو لیا ہم کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کیا کچھ پڑھے لکھے ہیں؟ کتنی زبانوں کے پورے یا ادھورے عالم ہیں؟ یہاں سے کاروں پر سوار ہو کر قیام گاہ پر پہنچے تیسرے پہر جناح میموریل ہال میں ویلکم ایڈریس پیش کیا گیا اس کے جواب میں مختصر سی تقریر کی۔ دوسرے ہی دن سے تقریروں کا سلسلہ جزیرہ بھر میں شروع ہو گیا۔ ٹرینیڈاڈ میں ایک کم بیس دن میرا قیام رہا ادھر ڈچ گیانا والے بیقرار تھے کہ آپ جلد ڈچ گیانا پہنچیں ادھر ٹرینیڈاڈ والوں کا اصرار تھا کہ آپ یہاں زیادہ سے زیادہ قیام کریں۔

مسٹر عزیز صدر مسلم لیگ۔ رفیق محمد وائس پریذیڈنٹ۔ محمد نذیر اسسٹنٹ سیکرٹری۔ ابراہیم محمد سیکرٹری۔ رحمت مسز امینہ تحریک النساء کی صدر۔ حفیظ محمد عبدل۔ ابراہیم جم۔ علی اشرف۔ علی عزیز۔ مسز نور دین میر۔ مسز علی جینے فر۔ علی مانو رحمان۔ علی رحمت۔ مسز زہرہ عزیز۔ مس علی زلیخا۔ مس یوسف حسین۔ بقردین مسز شمس الدین دوستولا عزیز فیاض حسین۔ خان محمد۔ خان محمد یعقوب وغیرہ وغیرہ اور عورتوں نے تقاریر میں نہایت دلچسپی لی اور ہزاروں کی تعداد میں ہندو مسلمان مرد اور عورتیں تقریر سننے کے لئے آتی رہیں، درجنوں ایڈریس پیش کئے گئے۔

باقی۔ باقی

انگلستان میں اسلام کا مستقبل۔ بقیہ صفحہ اول

اور ایک خوبصورت جھیل ہے۔ گذشتہ سال کی طرح ہر آن بارش کا خطرہ رہا لیکن خیریت گذری اور موسم نے پارٹی کی کرکٹ اور دوسرے کھیلوں میں کوئی مداخلت نہیں کی۔ پانچ بجے ماسٹر اصغر علی صاحب نے ورجینیا واٹر کے وسیع میدان میں اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور سب مرد و عورتوں نے ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی امامت میں نماز عصر ادا کی اور آنے جانے والے لوگ تعجب سے اس منظر کو دیکھتے رہے۔ اس کے بعد چائے سے مہمانوں کی تواضع کی گئی اور سات بجے شام کو احباب واپس تشریف لے گئے۔

دوسرا دن

دوسرے دن ۲ اگست ۱۹۵۴ء کو پہلا اجلاس شیخ یوسف احمد صاحب ایم ایس سی کی صدارت میں شروع ہوا۔ بی بی سی کے نمایندہ مسٹر ایم شما، نے تلاوت قرآن کی اور نومسلمہ مس مسلمہ بل نے انگریزی میں دعائیں پڑھ کر سنائیں اس مجلس میں بحث کا موضوع تھا "عالم اسلامی کے موجودہ مسائل" صاحب صدر نے اس موضوع کا تعارف کرانے کے بعد مسٹر امتیاز کمال (پاکستانی نرس مقیم انگلستان) کو تقریر کرنے کے لئے کہا۔ جنہوں نے ان مسائل کا ذکر کیا جن سے مسلمان عورتیں دوچار ہیں، نومسلم میجر فاروق فاریمر کی غیر حاضری میں ایک دوسرے نومسلم مسٹر معاویہ ڈڈلی نے میجر صاحب کا لیکچر پڑھ کر سنایا۔

مسٹر بشیر احمد خان بی ایس سی (لندن) نے عالم اسلامی کی سماجی، تعلیمی اور معاشی مشکلات کا ذکر کیا۔ آخری مقرر مسٹر انیس الدین جو ایم آر اے (مارل ری آرمامنٹ) کی تحریک کے سرگرم رکن ہیں اپنی اس بات پر زور دیا کہ جب تک ہم فرداً فرداً اپنے اندر ایک عظیم تبدیلی پیدا نہیں کریں گے ہمارے مونہوں پر اسلام اسلام کی پکار ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

آخری اجلاس

آخری اجلاس مسٹر معاویہ ڈڈلی کی صدارت میں شروع ہوا، جس میں مسلمانان برطانیہ کی تنظیم۔ فراہمی زکوٰۃ کے متعلق ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ رسم۔ چار بجے چائے پی گئی اور ان لوگوں کے لئے دعا کی گئی جو گذشتہ سال اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

تعلیمی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۴۷

۲۱ راگست ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴۲ — یوم شنبہ مورخہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ — ۲۱ اگست ۱۹۵۴ء — نمبر ۵۲

عید الاضحیٰ انگلستان میں!

موسم کی خرابی کے باوجود ایک ہزار کا مجمع

اسلامی مملکتوں کے بیس جھنڈوں کے علاوہ مسلمانانِ سیلون کی طرف سے سیلون کا جھنڈا لہرایا گیا

عید الاضحیٰ کا تہوار امسال ۱۰ راگست کو شاہجہان مسجد ووکنگ میں منایا گیا، عید سے ایک دن پہلے مسلسل بارش ہوتی رہی لیکن خدا کا شکر ہے، کہ عید کے دن موسم کسی قدر اچھا تھا اگرچہ مطلع ابر آلود رہا اور سردی بھی تھی، تاہم برطانیہ کے مختلف حصص سے ایک ہزار نفوس ادائی نماز کے لئے جمع ہو گئے اتوار کے علاوہ دوسرے کاروباری ایام میں برطانوی موسم کی خرابی کے باوجود مسلمانوں کا مسجد ووکنگ کی طرف رجوع اس امر کا نشان ہے کہ یہ مسجد مغرب میں اسلام کا مرکز بن چکی ہے تمام اقوام و ملل کے مسلمان جو مشرق بعید سے لیکر بحیرہ اطلانٹک تک دنیا کے تمام ممالک سے تعلق رکھتے ہیں خدائے واحد کی عبادت کے لئے اس مسجد میں آ جمع ہوئے - ان میں مرد اور عورتیں، امیر اور غریب، اعلےٰ اور ادنےٰ تمام طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے جو ایک عظیم الشان شامیانہ کے نیچے جمع ہو گئے جس کو بیس اسلامی مملکتوں کے رنگ برنگ جھنڈوں سے سجایا گیا تھا۔

مسلمانانِ سیلون کی اخوت و محبت

عید سے چند ماہ پیشتر سیلون کے مسلمان امام ووکنگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے درخواست کی کہ عید کے شامیانہ پر جو بیس جھنڈے لہرائے جاتے ہیں ان کے ساتھ سیلون کا جھنڈا بھی شامل کیا جائے، سیلون کوئی اسلامی مملکت نہیں، لیکن مسلمانان سیلون نے ہائی کمشنر سیلون متعینہ انگلستان سے یہ درخواست کی کہ وہ سیلون کا قومی جھنڈا مسجد ووکنگ کو اس غرض سے دیں کہ دوسرے مسلم ممالک کے جھنڈوں کے ساتھ اسے بھی شامل کیا جائے، تاکہ دنیا کے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ان کی اخوت و اتحاد اور دوستی و محبت کو ظاہر کیا جا سکے، ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد ووکنگ نے ایک خاص اعلان میں اس جھنڈا کی شمولیت کا ذکر کیا اور کہا کہ ہم بڑی خوشی کے ساتھ مسٹر جی ایس پیریز فرسٹ سیکرٹری آف دی ہائی کمشنر فار سیلون کا خیر مقدم کرتے ہیں جو اس موقعہ پر ہزایکسی لینسی مسٹر کوریا ہائی کمشنر کی غیر حاضری میں تشریف فرما ہیں اور ہم مسجد شاہجہان کے احاطہ میں پہلی مرتبہ سیلون کا جھنڈا لہرانے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔

نمازِ عید اور خطبہ

عید کی نماز ایک برطانوی نو مسلم الحاج داؤد کو دن ایم اے نے پڑھائی جو لندن یونیورسٹی میں عربی کے لیکچرار ہیں، آپ نے سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۴ سے ۲۵۷ تک (جن میں آیۃ الکرسی ہے) تلاوت فرمائیں اور قرآن کریم کے منشا کے مطابق انفاق فی سبیل اللہ پر خاص زور دیا اور اللہ تعالےٰ کا تصور جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے، وہ حاضرین کے دلوں میں بٹھایا، آپ نے اسلام کی رواداری کی سپرٹ پر بھی زور دیا اور بتایا کہ یہ امن و سلامتی کا مذہب ہے، جبر و تعدی اور جنگ و جدل کا مذہب نہیں، اس کے ساتھ ہی آپ نے اسلام میں قربانی کے مفہوم کو بھی واضح کیا۔

حاضرین کی تواضع

نماز کے بعد حاضرین کی تواضع لنچ سے کی گئی، اس موقع پر ایک برطانوی مسلمان میجر فاروق فارمر کا ذکر کرنا ضروری ہے جنہوں نے اتنے بڑے مجمع میں کھانا تقسیم کرنے اور اس کی نگرانی کے انتظام میں امام اور اس کے ساتھیوں کی پوری امداد و اعانت کی، مسلمان قوم ان کی اس امداد کی بدل شکر گذار ہے۔

ایک عقد نکاح

نماز کے بعد امام صاحب نے ایک عراقی مسلمان مسٹر اے جے حسین اور ایک جرمن خاتون مس آئی ای ہیدلی کا عقد نکاح باندھا۔ تمام مجمع نے دولہا اور دلہن کو تہ دل سے مبارکباد دی اور امام نے ان کے لئے خوشگوار اور کامیاب ازدواجی زندگی کی دعا کی۔

ممتاز شخصیتیں

عید کی نماز میں شامل ہونیوالے ذی مرتبہ لوگوں میں سے ذیل کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، لیفٹننٹ کرنل ایم ایم الطاف ملٹری اتاشی سفارت عراق، ہزایکسی لینسی مسٹر ایم اے ایچ اصفہانی ہائی کمشنر برائے پاکستان، لفٹننٹ کرنل ایم و ملان۔ جمسیک ملٹری اتاشی سفارت انڈونیشیا، مسٹر جی ایس پیریز فرسٹ......

جواہر ریزے

نمود و نمائش

قرآن مجید سے:

یا ایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقٰتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس ولا یومن باللہ والیوم الاخرہ فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا لا یقدرون علی شیء مما کسبوا واللہ لا یھدی القوم الکفرین ۰ (البقرہ)

مسلمانو! اپنی خیرات کو احسان جتانے اور (سائل کو) ایذا دینے سے اس شخص کی طرح اکارت مت کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت کا یقین نہیں رکھتا تو اس کی (خیرات) کی مثال چٹان کی سی ہے کہ اس پر کچھ تھوڑی سی مٹی پڑی ہے پھر اس پر برسا زور کا مینہہ اور اس کو سپاٹ کر گیا (اسی طرح قیامت میں) ریاکاروں کو اس (خیرات) میں سے جو انہوں نے کی تھی کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا، اور اللہ ان لوگوں کو جو (نعمت کی) ناشکری کرتے ہیں ہدایت نہیں دیا کرتا۔

حدیث سے:

عن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع سمع اللہ بہ ومن یرائی یرائی اللہ ـ

جندب سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو مشہور کرنا چاہتا ہے (اور اپنے فضائل لوگوں میں پھیلانے کا ارادہ کرتا ہے۔ ......) قیامت کے دن خدا اس کے عیبوں کو مشہور کرے گا اور جو شخص دکھانے کے لئے عمل کرتا ہے قیامت کے دن خدا تعالےٰ اسے ریاکاروں جیسی سزا دے گا (یعنے فرمائے گا کہ اپنے عمل کی جزا اس سے مانگ جس کی خاطر عمل کیا تھا)

فرمودہ مسیح موعود:

اگر کسی زاہد کو فاسق کہدیا جائے تو اسے ایک لذت آ جائے گی اس واسطے کہ وہ راز جو اس کے اور اس کے محبوب و مولیٰ کے درمیان ہے وہ مخفی معلوم دے گا۔ صوفی کہتے ہیں کہ خالص مومن جبکہ علیٰ عبادت میں مصروف ہو، اور وہ اپنے آپ کو پوشیدہ کر کے کسی حجرہ یا کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے بیٹھا ہو، ایسی حالت میں اگر کوئی شخص اس پر چلا جائے تو وہ اس طرح شرمندہ ہو جاویگا جیسے ایک بدکار اپنی بدکاری کو چھپاتا ہے، جیسے کہ اس قسم کے مومن کو کسی کے فاسق کہنے سے ایک لذت آتی ہے اسی طرح پر دیانت دار کو کسی کے بد دیانت کہنے سے جوش میں نہیں آنا چاہیئے۔

سہ روزہ پیغام صلح ـــــ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۵۴ء

"اشتراکیت"

اسلامی ثقافت کو مٹانا چاہتی ہے

اشتراکیت ایک خلاف اسلام تحریک ہے، اسلامی تعلیمات، اسلامی اخلاق اور اسلامی ثقافت کو مٹانا اس کے لائحہ عمل کا ایک جزو لاینفک ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اشتراکیت، جبر و تشدد سے اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتی ہے اور اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام دنیا میں صلح اور امن کا پیغام لیکر آیا ہے۔ اور جبر و تشدد کا مخالف ہے۔ اشتراکیت کے علمبردار خوب جانتے ہیں کہ جب تک قلوب پر اسلام کی گرفت ہے وہ اپنے عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور اسی بناء پر وہ ان مسلمانوں کو جو ان کی تحریک سے اتفاق نہ کریں باغی قرار دے کر ظلم و ستم کا نشانہ بناتے رہتے ہیں اس کی بدترین صورت ترکستان میں ظہور میں آئی جہاں اشتراکی زعما نے فرزندانِ توحید کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے اور ان کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بنانے کے لئے انتہائی انسانیت سوز طریقے اختیار کئے۔ یہ سویٹ یونین کی "تطہیری مہمات" ہیں جن کے ذریعے وہ اپنا رستہ صاف کرتے رہتے ہیں اپنی تحریک کو بزور شمشیر منوانا اور دوسروں کی مذہبی آزادی سلب کرنا کسی مہذب حکومت کا کام نہیں ہو سکتا، جہاں تک واقعات سے ثبوت ملتا ہے اشتراکیت مسلمانوں کی روایات ان کی کلچر اور ثقافت کو بھی مٹانا چاہتی ہے چنانچہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ روسی شہنشاہیت کے مسلمان آذربائی جان، قازق، ترکمان اور تاتار سن ۱۹۱۷ء سے قبل عربی رسم الخط استعمال کرتے تھے۔ لیکن جب اشتراکیت کا دور دورہ ہوا تو انہوں نے ملحدانہ ثقافت الحیل اس پاک رسم الخط کو مٹانے کی کوشش شروع کر دی، اور ۱۹۲۲ء میں اس کام کی ابتداء آذربائی جان سے کی، بالبداہت اس کا مقصد یہ تھا کہ ملت اسلامیہ کا لسانی اتحاد توڑ کر ان میں تشتت اور پراگندگی کا بیج بو دیا جائے۔ اور مسلمان کو مسلمان سے کاٹ کر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۲۹ء میں اشتراکی پارٹی نے روس کی تمام اقوام کے لئے جو قبل ازیں عربی رسم الخط استعمال کرتی تھیں۔ لاطینی حروف استعمال کرنا لازمی قرار دیا اور اس سے ایک سال بعد یعنی ۱۹۳۰ء میں روسی رسم الخط نافذ کر دیا۔ اس طرح سے روس کے محکوم مسلمان لسانی اشتراک سے باقی دنیا کے مسلمانوں سے کٹ گئے۔

اب اہل انصاف خود غور کر لیں کہ جو تحریک اسلام سے اس قدر بغض رکھتی ہو، اور جو مسلمانوں کی اس قدر مخالف ہو کہ ان کی مذہبی اور قومی روایات کو بھی ملیامیٹ کرنے کے درپے ہو اس سے مسلمانوں کو کس بھلائی کی توقع ہو سکتی ہے اور یہ کس قدر مقام تاسف ہوگا کہ ہمارے نوجوان اسی مخالف اسلام جماعت کی طرف کسی رجحان کا اظہار کریں اور اسے دنیا کی مصائب کا علاج قرار دیں۔ اشتراکی بڑے طمطراق سے اس بات کو پیش کرتے رہتے ہیں کہ اشتراکیت طبقاتی اور معاشی مساوات کو قائم کرتی ہے، لیکن یہ تو اسلام تیرہ سو سال قبل قائم کر چکا ہے اور اس کی عملی صورتیں بھی دنیا تجربہ کر چکی ہے۔ اشتراکیت کونسی نئی بات لیکر کھڑی ہوئی ہے جس کی طرف دعوت دی جاتی ہے، اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے اور اسلامی نظام ایک مکمل نظام ہے جس کے بعد کسی نئے "ضابطہ حیات" کی نئے نظام کی حاجت نہیں رہتی۔ اسلام نے دنیا کی معاشی ضروریات کا زکوٰۃ، فطرانہ، قربانی اور صدقات وخیرات کے ذریعے ایسا احسن اور مکمل انتظام کر دیا ہے کہ اب کسی جدید انتظام کی گنجائش باقی نہیں رہتی زمانہ لاکھ کروٹیں لے اور دنیا لاکھ رنگ بدلے اسلامی نظام ان سب پر محیط اور حاوی ہے

ہر دور میں یہ شمع رہِ منزل ہے
قرآن کا آئین محمد کا کلام

شاندار کامیابی

پاکستان کرکٹ ٹیم کو انگلستان میں برطانوی ٹیم کے مقابلہ میں نہایت شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے، جس سے دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں پاکستان کی دھاک بیٹھ گئی ہے اور نہ صرف پاکستان کے تمام حصص میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی ہے، بلکہ خود برطانیہ کے بڑے اعلیٰ پایہ کے اخبارات نے پاکستانی ٹیم کے اس کارنامہ کو بڑی اہمیت دیتے ہوئے پاکستان کو مبارکباد دی ہے۔ یہ فی الواقعہ ایک ایسی عظیم الشان کامیابی ہے جو پاکستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔ ہم اس کامیابی پر پاکستانی عوام پاکستانی حکام اور کرکٹ ٹیم کے ارکان کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں، خدا کرے اس قسم کی کامیابیاں پاکستان کو ہر روز نصیب ہوں اور وہ دنیا کی عظیم ترین مملکتوں کا اعلیٰ ترین رکن بن کر تمام دنیا کے مسلمانوں کے فخر و ابتہاج کا موجب ہو۔

ایک اور میچ

اس موقعہ پر بے جا نہ ہوگا اگر ہم ایک اور میچ کی طرف توجہ دلائیں جو دنیا کی دوسری اقوام کے مقابلہ میں اہل پاکستان کو درپیش ہے، وہ اخلاقی اور روحانی اقدار کا میچ ہے، اور ہم افسوس کے ساتھ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسلام کی وہ روحانی اور اخلاقی خصوصیات جو مسلمان قوم کو دنیا میں سربلند کرنے کا موجب ہوئیں آج ایک ایک کر کے ہم سے نکلی جا رہی ہیں اور غیر قومیں ان کو اپنا رہی ہیں اور اس کے مقابلہ میں غیر اقوام کی برائیاں ہم اپنے اندر لے رہے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ یہ حالات پاکستان کی کمزوری اور شکست کا موجب نہ ہوں، اور اقوام عالم کی روحانی اور اخلاقی دوڑ میں پاکستان سب سے پیچھے نہ رہ جائے، جو یقیناً اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہت بڑی بدنامی کا موجب ہوگا۔ خدا کرے پاکستانی حکام اور پاکستانی عوام معاشرہ کے اس اہم پہلو کی طرف بھی متوجہ ہوں، اور کوئی ایسی ٹیم پیدا کریں جو اس میچ میں بھی پاکستان کا نام روشن کرنیکا موجب ہو۔

ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات

ہندوستان میں مسلمانوں پر عرصہ حیات دن بدن تنگ ہوتا جا رہا ہے، آئے دن ملک کے مختلف حصص سے فرقہ وارانہ فسادات کی اطلاعات آتی رہتی ہیں، جن میں غریب مسلمانوں کو پہلے مارا اور لوٹا جاتا ہے اور پھر انہی کو مجرم قرار دیکر قید و بند کے مصائب میں جکڑ دیا جاتا ہے، ابھی چند دن ہوئے پیلی بھیت سے شدید فرقہ وارانہ فسادات کی اطلاع آئی تھی جس میں ہندوؤں اور سکھوں نے بیشمار مسلمانوں کو قتل و غارت کیا، اس کے بعد نینی تال کے ایک شہر ہلدوانی میں اسی واقعہ کو پھر دہرایا گیا اس فساد میں زیادہ تر سکھوں نے حصہ لیا جنہوں نے پُرامن مسلمانوں کو مورد فتنہ و فساد بناتے ہوئے یہ نعرہ بھی بلند کیا کہ "ہلدوانی کو پیلی بھیت بنا دو" اس فساد میں بھی کئی مسلمان زخمی ہوئے اور پھر گرفتاریاں بھی مسلمانوں ہی کی ہوئیں۔

اب ایک تازہ خبر ہے کہ نظام آباد (ریاست حیدرآباد دکن) میں شدید فرقہ وارانہ فساد ہوا ہے یہ فساد اس دن ہوا جب سارے بھارت میں یوم آزادی منایا جا رہا تھا، اس فساد میں ایک سو آدمی زخمی ہوئے جن میں سے ستر کی حالت نازک بتائی جاتی ہے، بیس سے زیادہ ہوٹل اور دوکانیں آگ لگنے سے جل کر خاکستر ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا یہ حالات ہندوستان کی نام نہاد "غیر مذہبی" حکومت کے کانوں تک نہیں پہنچے؟ کیا پنڈت نہرو نے ان کا کوئی مداوا آج تک کیا؟ نرے الفاظ اور تقاریر میں اظہار افسوس یا ناپسندیدگی کا اظہار کرنے سے کچھ نہیں بن جاتا جب تک قانونی ڈنڈا اسے فسادیوں کی سرکوبی اور مسلمانوں کی حفاظت کا سامان نہ کیا جائے، اس پہلو سے پنڈت نہرو کا اغماض انکی نیت کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں اور ہم حکومت پاکستان سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ساڑھے چار کروڑ مسلمانان ہند کو زندگی اور موت کی اس کشمکش سے نکالنے کی کوئی توجہ جلد کریں۔

مکتوبِ امریکہ

میاں بشیر احمد صاحب منٹو

مجی و مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"
لاہور - پاکستان -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ -

سیّد وحید الدین حسین، طالب علم کیلیفورنیا یونیورسٹی، برکلے میرے مکان پر ۹ر جولائی کی صبح کو تشریف لائے، ان کے ہمراہ Miss Winifred T. Emory تھیں، وہ بھی اسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، دونوں نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کو عقد نکاح میں منسلک کر دوں، . . . سیّد صاحب کو تو میں پہلے سے جانتا تھا - مگر Miss Emory کو دیکھنے کی یہ میری پہلی بار تھی، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سیّد صاحب نے اس سے اسلام پر کبھی سنجیدگی سے گفتگو نہیں کی، بہرحال ان کی اجازت سے میں نے آدھ گھنٹہ تبلیغ پر صرف کیا اور اختصار کے ساتھ اسلامی تعلیم کی خصوصیات سے انہیں آگاہ کرنے کی کوشش کی، اپنا کچھ لٹریچر بھی ان کی نذر کیا اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ بغور میری دی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کریں گی، اپنا یہ فرض ادا کرنے کے بعد میں نے ان کی خواہش کو پورا کر دیا۔

نو جولائی ہی کی شام کو مجاہد اور عابدہ بگنیا تھم نے اپنے صاحبزادے اشرف کے اعزاز میں ایک چائے پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہ ان کی پیدائش کا دن تھا اور اب وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے پورے ایک برس کے ہو گئے تھے، افسوس میں ان کے جلسہ میں شامل نہ ہو سکا مگر خادمہ صاحبہ نے ہماری سب کی وہاں نمایندگی کر دی

گیارہ جولائی کو محمد بشیر رابرٹ لبرٹ لاس اینجلس سے تشریف لائے اور ۱۶ر تک ہمارے مہمان رہے - اسی دن بعد دوپہر ان کے ساتھ میں لاس اینجلس روانہ ہو گیا - دانیال حنیف آف فجی بھی ہمراہ تھے، وہاں پہنچنے پر لبرٹ صاحب تو اپنے گھر کی طرف چل دیئے اور ہم نے ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ دوسرے دن بعض مسلمان دوستوں سے ملا اور بعض نو مسلموں سے بھی ملاقاتیں کیں - جناب شکر الٰہی بھٹی صاحب مبلغ احمدیہ موومنٹ ان اسلام کو جب میری آمد کا علم ہوا تو وہ از راہ نوازش مجھ سے ملنے آئے - انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے ہمراہ ان کے مکان پر جاؤں مگر میں نے معذوری ظاہر کی کیونکہ مجھے صرف دو دن وہاں قیام کرنا تھا اور اس دوران میں بہت سے لوگوں سے ملنا تھا اور ایک مریض کو ہسپتال میں جا کر بھی دیکھنا تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں سے ملے بغیر واپس چلا جاؤں۔

۲۳ر جولائی کو مصر کا ری پبلک ڈے تھا - قونصل جنرل صاحب نے ایک دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا، میں بھی مدعو تھا اور میں شریک محفل بھی ہوا، حسب معمول باقی قونصلوں کی طرح مصر کے قونصل جنرل صاحب بھی نہایت فیاضی سے اپنے مہمانوں کی وسکی سے تواضع کی اور سُور کے گوشت کی سینڈوچ بھی لوگوں کو کھلائی، ایک شریف اور معزز مسلمان نے مجھ سے کہا کہ اسلامی وضع داری کا تقاضا بھی ہے کہ ان لوگوں کو جو چیزیں مرغوب ہیں وہی ان کو دی جائیں اور میں نے کہا کہ مہمانوں کی خوشنودی کی خاطر اگر کوئی مسلمان یہ چیزیں کھا اور پی بھی لے تو آپ کے خیال میں کیسا ہے - کہنے لگے کہ کیا مضائقہ ہے - اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے - انا للہ و انا الیہ راجعون -

آٹھ اگست کو ہم نے عید الاضحےٰ کی نماز پڑھی، چالیس کے قریب لوگ جمع تھے - ڈاکٹر نظام شفیق ایم ڈی نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور میں نے خطبہ کے بعد ایک مختصر سی تقریر کی، ایک بجے حاضرین کی پاکستانی کھانوں سے تواضع کی گئی، عبد الغفور سارنگ صاحب نے چند نعتیں گا کر حاضرین کو محظوظ کیا -

۹ر اگست کو Mrs. Bush نے اوک لینڈ میں اپنے مکان پر ایک جلسہ کا انتظام کیا ہوا تھا، ان کی دعوت پر میں وہاں گیا، پانچ بجے عصر کے وقت میری تقریر ہوئی، بعد میں حاضرین حاضرات کے سوالات کے جوابات دیئے گئے آٹھ بجے میں واپس سان فرانسسکو روانہ ہو گیا اور شب کو پونے دس بجے مکان پر پہنچ گیا -

آٹھ اگست کو . . . . . . Delmar J. Mealin مشرف باسلام ہوئے اور اسلامی نام عبد الرحیم رکھا گیا - اللہ تعالےٰ دین پر استقامت بخشے اور ان کا وجود ہمارے لئے مفید بنائے - آمین -

خاکسار - بشیر احمد منٹو

متفرقات

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اپنے سفرنامہ "وودکنگ سے کراچی تک" کے ضمن میں ایمسٹرڈم کے حالات بیان کرتے ہوئے میں نے ایک بھوت کا ذکر کیا تھا، جو بعض قارئین پیغام صلح کے لئے کھٹکا کا موجب ہوا ہے چنانچہ ان میں سے ایک صاحب کا خط جو ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو موصول ہوا ہے درج ذیل ہے :-

"السلام علیکم - ۷ر اگست کے پیغام صلح میں طفیل صاحب نے "ووکنگ سے کراچی تک" کے سفری حالات میں بھوتوں کا قصہ جو بیان کیا ہے اگر ہمارے مبلغ اتنے کمزور مزاج واقع ہو جائیں تو تبلیغ کا مقصد فوت ہو جائے گا - اس واقعہ کا پس منظر کیا ہے اسکو تو کوئی بھی انقلاب انسان وہاں جا کر صحیح رنگ میں صاف کر سکتا ہے لیکن اتنا میں ضرور کہوں گا کہ جب مبلغ کو تبلیغ کے لئے تیار کیا جائے - تو تمام لوازمات کے ساتھ اس کو تقویت قلب کے لئے بھی کوئی نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے - ہمارے ہاں پنڈ رات کے تمام حصوں میں جنگلوں اور کھیتوں کو پانی دیتے ہیں اور فصلوں کی پاسبانی کرتے ہیں - مگر بھوت وغیرہ کے واقعات کبھی ان کے سامنے نہیں آتے - اور جب کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش ہوا تو صحیح تجسس کے بعد یقیناً وہ کوئی بناوٹی پروگرام نکلتا ہے، جس سے یا تو کسی کو ڈرانا مقصود ہوتا ہے - اور یا پھر کسی کو ڈرا کر اسکو وہاں سے ہٹا کر اس کی مال و دولت یا گھر جائیداد وغیرہ سے اطمینان سے فائدہ اٹھانا -

بہرصورت میں چاہتا ہوں کہ یہ سطور اخبار میں شائع کی جائیں تا کہ دوسرے دوست بھی اس واقعہ پر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں والسلام -

محمود احمد ملنگ"

دراصل میں نے اس مضمون میں اپنا ایک خواب بیان کیا تھا، لیکن افسوس کہ اس مضمون میں ایک فقرہ رہ جانے کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی اصل تحریر یوں تھی "میں نے کہا

کتنی مشکل سے رات ختم ہوئی
چھوڑیئے خیر بات ختم ہوئی

اور زیر لب مسکرانے لگا - " میں بھوت پریت کا قائل نہیں ہاں یورپ کے بہت سے لوگ ایسی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی ایسی سوسائٹیاں بھی قائم ہیں، جن میں ان مسائل پر بحث کی جاتی ہے اور اس مضمون پر تصانیف بھی ہیں ایسے لوگوں کی سوسائٹیوں میں نے قیام انگلستان کے دوران میں تقریریں بھی کی ہیں، بہرحال میری تحریر میں جو لطیف طنز اور مزاح ہے اسے نظر انداز کر دینے سے ایسی غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے جو امید ہے اس نوٹ سے رفع ہو جائے گا۔

(محمد طفیل)

ہماری قومی ضروریات

بر ہما سے ہمارے محترم بزرگ این اکبر خان صاحب لکھتے ہیں :-

"آپکے پیغام صلح مورخہ ۲۸ر اپریل ۱۹۵۲ء کا ایڈیٹوریل زیر عنوان "ہماری قومی ضروریات" اور جناب عبد الباقی صاحب کا نامہ گرامی مورخہ ۵ اپریل نظر سے گذرا - تبلیغ کالج قائم ہونے سے پہلے قوم میں علماء پیدا کرنے کا آسان انتظام میری ناچیز رائے میں یہ ہے کہ ہمارے تین ہائی اسکولز کے نصاب میں دینیات چہارم درجے سے لازم کر دیا جائے اور ایک دن میں پورا ایک گھنٹہ دینیات کی تعلیم دی جائے چہارم درجے سے ساتویں درجے تک قرآن شریف با ترجمہ پڑھایا جائے اور تاریخ اسلام کی چھوٹی چھوٹی کتابیں، سیرت خیر البشر، خلفائے راشدہ پڑھائی جائیں آٹھویں درجے سے دسویں درجے تک قرآن کریم کی تفسیر اور مبنول آیات حدیث بزبان اردو آدھ گھنٹہ اور حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کی کتب آدھ گھنٹہ پڑھائی جائیں اس طرح ایک طالب علم کالج پہنچنے تک اسلام اور سلسلہ سے واقف بھی ہو جائیگا اور دینیات میں دلچسپی بھی پیدا ہو جائیگی اس ماحول سے جب ایک طالب العلم کالج میں داخل ہوگا تو کالج کی تعلیم ختم کرنے تک وہ چوبیس گھنٹوں میں ایک گھنٹہ نہ سہی آدھ گھنٹہ تو ضرور دینیات پڑھنے میں صرف کرے گا اور کالج کی تعلیم ختم کرتے تک تھرڈ گریڈ مولوی تو ضرور بن جائے گا اور زندگی کے پہلے پانچ سال میں سیکنڈ گریڈ بلکہ فسٹ گریڈ مولوی بن کر ایسے ہی تبلیغ کرے گا جیسا کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب اپنی روٹی کماتے کماتے تبلیغ بھی کیا کرتے تھے - شاید ایسے ہی اصحاب کی کوششوں سے آج چین میں کروڑوں مسلمان نظر آ رہے ہیں -

(خاکسار اکبر خان)

ضروری تصحیح

گذشتہ اشاعت میں صفحہ اول کی آخری سطر میں "یہ مقام ووکنگ سے بہت اونچا ہے" غلط ہے، اصل فقرہ ہے - "یہ مقام ووکنگ سے بہت دور نہیں" -

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے، ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے، بعض احباب کے ذمہ کچھ سابقہ بقایا ہے، اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ زیادہ رقم دکھائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت تمام رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں۔ تا کہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

بہرصورت تمام خریداران صاحبان ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا نمبر خریداری تو شامل نہیں، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۳۰ راگست تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں، یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے، اگر ۳۱ راگست تک انکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا نہ رقم موصول ہوئی تو مجبوراً یکم ستمبر کو ان کے نام پوری رقم کا وی پی کیا جائے گا جس کو پھیر نا ان کا اخلاقی فرض ہوگا، ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑیگا جو انکے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔

نمبر	رقم	نمبر	رقم	نمبر	رقم
۵۲۴	۱۰ روپے	۵۹۱	۶ روپے	۳۰۲	۱۶ روپے
۵۲۵	۶ ″	۵۹۵	۶ ″	۳۱۴	۱۵ ″
۵۲۶	۱۸ ″	۵۹۶	۱۲ ″	۳۱۵	۲۰ ″
۵۲۸	۱۲ ″	۶۰۰	۶ ″	۳۲۴	۲۴ ″
۵۲۹	۱۸ ″	۶۰۱	۶ ″	۳۲۹	۱۲ ″
۵۳۱	۱۸ ″		″	۳۳۰	۱۶ ″
۵۳۶	۱۸ ″	۶۰۴	۶ ″	۳۳۱	۱۲ ″
۵۳۹	۱۸ ″	۶۰۵	۶ ″	۳۳۲	۱۶
۵۴۱	۱۸ ″	۶۱۴	۶ ″	۳۳۷	۱۲ ″
۵۴۳	۱۲ ″	۶۱۶	۶ ″	۳۳۹	۲۰ ″
۵۴۵	۱۸ ″	۶۱۸	۶ ″	۳۴۸	۱۶ ″
۵۴۶	۱۸ ″	۶۱۹	۶ ″	۳۴۹	۱۶
۵۴۸	۱۸	۶۲۰	۶ ″	۳۵۱	۹ ″
۵۴۹	۱۲ ″	۶۲۱	۶ ″	۳۵۲	۱۲ ″
۵۵۱	۱۲	۶۲۵	۶ ″	۳۵۳	۱۶ ″
۵۵۲	۱۲ ″	۶۲۶	۶ ″	۳۵۴	۱۶ ″
۵۵۴	۱۲ ″	۶۲۹	۶ ″	۳۵۵	۲۰ ″
۵۵۵	۱۲ ″	۶۳۰	۶ ″	۳۵۹	۲۰ ″
۵۵۷	۱۲ ″	۶۳۱	۶ ″	۳۶۰	۲۰ ″
۵۵۸	۶ ″	۶۳۲	۶ ″	۳۶۱	۱۶ ″
۵۵۹	۱۲ ″	۶۳۴	۶ ″	۳۶۳	۱۵ ″
۵۶۰	۱۲ ″	۶۳۵	۶ ″	۳۶۵	۲۰ ″
۵۶۱	۱۲ ″	۶۳۶	۶ ″	۳۷۴	۲۰ ″
۵۶۴	۱۲ ″	۶۴۷	۶ ″	۳۷۵	۴ ″
۵۶۶	۱۲ ″	۶۴۸	۶ ″	۳۷۶	۸ ″
۵۶۸	۶ ″	۶۴۹	۶ ″	۳۷۸	۴ ″
۵۷۰	۶ ″	۶۵۲	۶ ″	۳۸۰	۴ ″
۵۷۱	۶ ″	۶۵۳	۶ ″	۳۸۳	۳ ″
۵۷۵	۶ ″	۶۵۴	۶ ″	۳۸۵	۸ ″
۵۷۶	۱۲ ″	۶۶۱	۶ ″	۳۸۶	۸ ″
۵۷۷	۱۲ ″	۲۸۹	۱۲ ″	۳۸۸	۴ ″
۵۷۸	۱۲	۲۹۲	۱۲ ″	۳۸۹	۸ ″
۵۷۹	۱۲ ″	۲۹۵	۳۲ ″	۳۹۰	۸ ″
۵۸۴	۱۲ ″	۲۹۷	۳۲ ″	۳۹۱	۸ ″
۵۹۰	۶ ″	۳۰۰	۱۲ ″	۳۹۲	۸ ″

نمبر	رقم
۳۹۳	۸ روپے
۳۹۴	۸ ″
۳۹۵	۸ ″
۳۹۶	۸ ″
۳۹۷	۴ ″
۳۹۹	۸ ″
۴۰۰	۸ ″
۴۰۱	۴ ″
۴۰۲	۴ ″
۴۰۳	۴ ″
۴۰۴	۴ ″
۴۰۵	۴ ″
۴۰۶	۴ ″
۴۰۷	۴ ″

ایک اور بزرگ ہستی کا انتقال

پیغام صلح کی یہ چند سطور لکھنی باقی تھیں، کہ آج نماز جمعہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہماری جماعت کے معزز و محترم بزرگ ہستی نواب خانصاحب (برادر بزرگوار ڈاکٹر حسن علی خانصاحب و پروفیسر عنایت علی خانصاحب) بتقضائے الٰہی فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم حضرت مسیح موعود کے پرانے مریدین میں سے تھے اور نہایت خاموش طبع اور مرنجاں مرنج انسان تھے، حضرت مسیح موعود کی کتب اور آپکے زمانہ کے اخبارات کا مطالعہ آپکا رات دن کا شغف تھا اور نہایت سوز اور الفت کے ساتھ حضرت کے زمانہ کے واقعات بیان کیا کرتے تھے، اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے بہت ہی پاکیزہ نفس اور پارسا انسان تھے، ہمیں اس صدمہ میں ان کے دونوں بھائیوں اور ان کے فرزند خان بشارت احمد خان صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس میانوالی اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے، احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

تعلیمی پریس بیرون مرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ | تار کا پتہ تبلیغ لاہور | فون نمبر ۳۷۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بر و شد اختتام

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

ادارۂ تحریر
مرتضٰی خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ ۲۵ اگست ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۳

جوامع الکلم

حدیث پاکِ تو آن جامع الکلم کہ از و ٭ رسد بقوزہ چہ یونانی و چہ سوڈانی

دنیا کے سب سے بڑے فصیح انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے تھے۔ جنہیں فصاحت و بلاغت کی جان کہنا چاہیئے۔ مثل دیگر محاسن کے حضور کے کلام بلاغت نظام کا پایہ بھی دنیائے ادب میں بےنظیر و بے عدیل ہے۔ مختصر سے مختصر جملوں میں حضور نے علم و حکمت کے دریا بہا دیئے ہیں۔

کتاب "رسول اللہ کی باتیں" جس کا ریویو اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے انہی جوامع الکلم پر مشتمل ہے ان میں سے چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے قارئین کرام کے استفادہ کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

(۱) اصبحوا بالصبح فانہ اعظم للاجر۔
(۱) صبح سویرے اٹھا کرو کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔

(۲) العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر۔
(۲) بچپن میں حاصل کیا ہوا علم پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔

(۳) اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔
(۳) علم حاصل کرو خواہ چین میں ملے۔

(۴) افضل العبادت طلب العلم۔
(۴) بہترین عبادت علم حاصل کرنا ہے۔

(۵) من طلب العلم مشیٰ فی ریاض الجنۃ۔
(۵) جس نے علم حاصل کر لیا وہ جنت کے باغوں میں پھرے گا۔

(۶) ان الجنۃ تحت اقدام الامہات۔
(۶) جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(۷) لایدخل الجنۃ عاق۔
(۷) والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(۸) السلام قبل الکلام
(۸) بات سے پہلے سلام کرو۔

(۹) نہیٰ عن النفخ فی الطعام والشراب۔
(۹) حضور صلعم نے کھانے اور پینے کی چیزوں میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۰) ابن القدح عن فیک ثم تنفس ٭
(۱۰) منہ سے پیالہ ہٹا لے پھر سانس لے ٭

ادارۂ تصنیف و تالیف کا قیام

یہ خبر نہایت مسرت و امتنان سے سنی جائیگی کہ ہماری انجمن کی مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲۰ اگست ۵۴ء میں ایک ادارۂ تصنیف و تالیف کے قیام کی منظوری دی ہے جس کیلئے حسب ذیل پانچ اصحاب کا بورڈ قائم کیا گیا ہے:-

۱- ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
۲- مولانا آفتاب الدین احمد صاحب
۳- مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی
۴- مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری
۵- شیخ محمد طفیل صاحب

یہ بورڈ زمانۂ حال کے مختلف پیش آمدہ مسائل اور دیگر موضوعات پر ریسرچ کر کے کتابوں اور ٹریکٹوں کی تصنیف و تالیف کا اہتمام کریگا اس بورڈ کے کنوینر محترم شیخ محمد طفیل صاحب ہوں گے ٭

آہ! احسان نواب خان

دل بدرد آمد ز ہجر ایں چنیں یک رنگ دوست
لیک راضی ایم بر فعلِ خداوندِ حکیم

خان نواب خانصاحب کے انتقال پُرملال کی اندوہناک خبر پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام کی نظروں سے گذری ہو گی۔ خانصاحب مرحوم کی وفات جہاں ان کے خاندان کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے ہماری قوم کے لئے بھی ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ خانصاحب موصوف ان بزرگ ہستیوں میں سے تھے جنہیں حضرت مسیح موعود کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف اور حضور کی مصاحبت کی سعادت حاصل ہوئی، خانصاحب مرحوم سے سلسلہ کی پرانی روایات وابستہ تھیں۔ جن کا اکثر آپ اپنے احباب سے ذکر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود اور سلسلہ سے آپ کو کمال محبت تھی۔ حضرت کی کتب کا مطالعہ آپ کا دن رات کا شغل تھا اور ان میں سے بڑے بڑے عجیب نکات آپ اخذ کیا کرتے تھے۔ خانصاحب موصوف ایک صاحب علم انسان تھے۔ اور مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ آپ نے سلسلہ کی تائید اور بعض خصوصی مسائل پر کچھ رسائل بھی تالیف کئے تھے جو اگرچہ زیورِ طبع سے مزین نہ ہوئے مگر جہاں تک ان کی افادیت کا سوال ہے وہ قیمتی چیزیں تھیں۔ ان میں سے بعض حصص کے سننے کا اتفاق مجھے اس وقت ہوا جبکہ میں ایک دو دفعہ آپ سے گوجرانوالہ میں ملاقی ہوا۔ خانصاحب موصوف کے کس کس وصف کو بیان کیا جائے آپ بڑے دوست نواز، خلیق اور ملنسار بزرگ تھے۔ ان میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ جب ایکدفعہ کسی سے تعلق ہوا اس کو تا عمر قائم رکھا۔ وفاداری اور خلوص طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

حضرت والد مرحوم مولانا محمد عبداللہ خانصاحب سے آپ کو کمال محبت تھی۔ جب کبھی مجھ سے ملتے اکثر حضرت مرحوم کا ذکر فرماتے اور بعض اوقات دورِ محبت سے آبدیدہ ہو جاتے۔ حضرت والد صاحب مرحوم بھی جب تک زندہ رہے خانصاحب سے جب وہ لاہور میں قیام رکھتے تھے تقریباً ہر روز ملنے جاتے اور اس ضمن میں آپ کی صاحبزادی تاج بیگم صاحبہ کو جو اب خدا کے فضل سے ایم اے اور گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہیں، عربی فارسی کی تعلیم دیتے تھے۔ خانصاحب کی گفتگو بڑی متین دلچسپ اور باوقار ہوتی تھی زیادہ تر گفتگو کا موضوع سلسلہ کی خصوصیات اور بزرگانِ قوم کا ذکر ہوتا تھا۔

خانصاحب مرحوم پولیس کی انسپکٹری سے ریٹائر ہوئے ملازمت کا عرصہ بڑی نیک نامی جو اس وقت کے احمدیوں کا طغرائے امتیاز تھا گذارا پنشن کا سارا زمانہ مطالعہ کتب اور یاد الٰہی میں کاٹا۔ وہ عموماً اپنی صاحبزادی محترمہ تاج بیگم صاحبہ کے پاس لاہور میں ہی قیام پذیر ہوتے تھے مگر کبھی کبھی گجرات بھی تشریف لے جاتے تھے چنانچہ ۱۵ ماہ حال کو آپ گجرات میں ہی تشریف فرما تھے کہ حرکت قلب کے بند ہو جانے سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ ع

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مرحوم کی عمر انتقال کے وقت ستر سال سے کچھ متجاوز ہو گی۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے فرزند بشارت احمد خان آپ کی صاحبزادی تاج بیگم صاحبہ اور آپ کے ہر دو برادران ڈاکٹر حسن علی صاحب اور پروفیسر عنایت علی خانصاحب اور دیگر جملہ ارکان خاندان سے دلی ہمدردی ہے، مرحوم اپنے پیچھے قابل اور سعید اولاد چھوڑ گئے ہیں خدا سب کا حامی و مددگار ہو۔

مرحوم کے مفصل حالات زندگی کا انتظار ہے۔ وصول ہونے پر انشاء اللہ درج اخبار کئے جائیں گے۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ثواب حاصل کریں۔

نقد و نظر

"رسول اللہ کی باتیں"

قرآن مجید کے بعد ہادی اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام معجز نظام سے بڑھ کر کوئی چیز بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا موجب ہو سکتی۔ حضور صلعم جو انك لعلی خلق عظیم کے مصداق تھے اخلاق کی وہ اعلیٰ تعلیم چھوڑ گئے ہیں کہ دنیا کی جو قوم اسکو حرز جان بنائے گی وہ تہذیب و اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جائے گی۔

ہمارے معاشرہ میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں اور جن بداخلاقیوں میں ہمارے نوجوان آجکل مبتلا دیکھے جاتے ہیں، اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ انہیں شروع سے صحیح اخلاقی اور دینی تعلیم نہیں دی جاتی، نہ تو گھروں میں اس قسم کی تعلیم کا کوئی انتظام ہے اور نہ مدارس میں اور زیادہ قابل افسوس امر یہ ہے کہ خود والدین اور اساتذہ اس تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں، اندریں صورت بچوں میں اعلیٰ اخلاق کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ بچوں کو جو بات ابتدائی عمر میں ذہن نشین کرائی جائے گی، وہ تاعمر ان کے لوح دماغ سے محو نہ ہو گی۔ اس لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے اعلیٰ اخلاق سے مزین ہوں آپ شروع سے انہیں اخلاقی تعلیم دینے کی کوشش کریں۔ اور بہترین اخلاقی تعلیم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتبہ سے ہی مل سکتی ہے۔

خدا جزائے خیر دے شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کو جنہوں نے قوم کی اس ضرورت کو محسوس کر کے احادیث کی ایک نہایت مفید کتاب تالیف کی ہے جس کا نام "رسول اللہ کی باتیں" ہے۔ اس مفید کتاب میں ۱۹۶ ایسی احادیث جمع کی گئی ہیں جو سب کی سب اخلاق کی مختلف شقوق پر مشتمل ہیں۔

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے جوامع الکلم عطا فرمائے تھے۔ یعنی فصاحت و بلاغت میں ڈوبے ہوئے چھوٹے چھوٹے جملے جو بڑے بڑے اخلاقی اسباق کے حامل ہیں۔ قابل مؤلف نے اس کتاب میں ایسی ہی جوامع الکلم کو جمع کیا ہے تاکہ بچے آسانی سے یاد کر سکیں۔ لمبی لمبی حدیثوں کو چھوڑ دیا گیا ہے، جن کا پڑھنا اور یاد کرنا مشکل ہوتا ہے، ہر ایک حدیث کا ترجمہ دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ...... مختصر تشریح بھی دی گئی ہے۔

ہمارے خیال میں کوئی اسلامی گھر اس مفید کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ یہ کتاب صرف بچوں اور بچیوں کے اخلاق و عادات سنوارنے کے لئے ہی مفید نہیں بلکہ بڑی عمر کے لڑکے لڑکیوں کے لئے بھی بیحد مفید ہے۔ یہ ...... محکمہ تعلیم پنجاب اور ریاست بہاولپور کی منظور شدہ ہے۔ کتاب کا کاغذ اور کتابت اور طباعت نہایت عمدہ ہیں اور درسی کتب کے سائز پر ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت ساڑھے دس آنے ہے جو بلحاظ کتاب کی خوبیوں کے زیادہ نہیں۔ شائقین **اُردو مرکز لاہور** سے طلب کریں۔

ہمارے نزدیک اس کتاب میں محض اس قدر کمی رہ گئی ہے کہ جن کتب احادیث سے یہ احادیث لی گئی ہیں ان کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— قریباً دو ہفتہ ہوئے عزیز محمد اقبال صاحب بی کام، فرزند مولانا آفتاب الدین احمد صاحب برائے مزید تعلیم انگلستان روانہ ہوئے تھے، انکے بخیر و عافیت انگلستان پہنچنے کا تار موصول ہوا ہے فالحمد للہ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاک مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

— کراچی سے دل خوش کن اطلاع آئی ہے کہ ہمارے سلسلہ کے ...

عزیز مسٹر محمود احمد صاحب بی اے (ولد مولانا مرتضیٰ خان صاحب ایڈیٹر پیغام صلح) کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے (مبارکباد) دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر دراز عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ عین اور خادم دین بنائے۔

— ہمارے عزیز دوست مسٹر مظفر احمد کارکن دفتر انجمن اکونٹنسی کے امتحان میں کامیاب ہوگئے ہیں، (مبارکباد)

— حسن بلوچستان سے ہمارے محترم دوست انعام اللہ خان سالاری اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے فرزند سلطان اللہ خان ...... سالاری یوسف زئی بی کام بی ایس سی اسسٹنٹ سیکرٹری کالونی ٹیکسٹائل مل کا عقد نکاح محترمہ سلطانہ خانم بنت پروفیسر فرحت اللہ خان سالاری کے ساتھ بعوض مبلغ دس ہزار روپیہ مہر ۵ اراگست کو بمقام لاہور ہوا۔ اس خوشی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو مبلغ پانچ روپیہ ارسال کئے گئے، جزاہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو دارین کیلئے موجب خیر و برکت کرے۔

غلبۂ قرآن

تصنیف لطیف حضرت امیر مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

احباب کرام یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے "غلبۂ قرآن" کے عنوان سے ایک معرکۃ الآرا کتاب حال ہی میں تصنیف فرمائی ہے، یہ کتاب جو کم و بیش تین ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل ہوگی ...... عنقریب پریس میں جانیوالی ہے اور امید ہے کہ اس کی چھپائی آفسٹ کے طریق سے نہایت خوبصورت اور دلآویز ہوگی۔
اس کتاب کا دیباچہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے "پیغام صلح" کو از راہ کرم مرحمت فرمایا ہے جس کے پڑھنے سے اس کی اہمیت کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے، اس دیباچہ کی کچھ کاپیاں علیحدہ بھی شائع کی گئی ہیں، تاکہ قارئین پیغام صلح کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی تقسیم ہوسکیں آخر میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت امیر نے اس کتاب کے تمام حقوق انجمن کو تفویض کر دیئے ہیں اور کسی قسم کا معاوضہ یا رائلٹی وغیرہ کا حق اپنے لئے محفوظ نہیں رکھا۔

دیباچہ

میں نے یورپ میں لوگوں کو یہ کہتے سُنا تھا اور ان کی تصانیف میں پڑھا تھا کہ قرآن کریم کوئی الہامی کتاب نہیں ہے بلکہ اسکو پیغمبر اسلام (صلعم) نے خود ہی تالیف کیا تھا جس کا ثبوت ان کے قول کے مطابق یہ ہے کہ توراۃ و انجیل کی تعلیمات اور انبیاء کے قصص اس میں موجود ہیں اور اس کے بعض حصص ایسے ہیں جو مشرکین عرب کی رسومات پر مشتمل ہیں۔ ان اعتراضات کے پیش نظر میں نے از بس ضروری سمجھا کہ اپنی جرمن تفسیر قرآن کریم کے دیباچہ میں اس بات کا ثبوت پیش کروں کہ قرآن کریم کے نظریات و تعلیمات کا سرچشمہ کوئی انسانی دماغ نہیں ہو سکتا بلکہ ان تعلیمات کا منبع وہ ہستی ہے جو اس کائنات کی خالق و موجد ہے اور جس نے اس کائنات میں انسان کو سب سے اشرف و اکرم بنایا ہے۔ اور اس کی استعدادوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جہاں اس کے سامنے صحیفہ قدرت کھول رکھا ہے وہاں اپنی وحی کے ذریعہ سے اس کے قلب کو بھی منور کیا ہے اور اس کو اپنی ذات و صفات سے اور اپنی قدرت و علم و حکمت سے روشناس کرایا اور اپنے احسانات بے پایاں کی معرفت بخشی تاکہ انسان جس کی جبلت میں ہر کمال کی قدر دانی کرنا رکھا گیا ہے اور ہر احسان کے سامنے سر جھکانا رکھا گیا ہے اپنے خالق و محسن کی طرف بے اختیار کھنچا چلا آئے اور ان تمام سعادات سے مالا مال ہو جو خالق و محسن حقیقی کی فرمانبرداری کے اختیار کرنے کے ساتھ وابستہ ہیں۔

میں نے سوچا کہ اگر اہل یورپ کے دلوں سے ان اعتراضات کو دُور نہ کیا جائے تو اُن کے سامنے قرآن کریم کی تفسیر کا رکھنا بیسود ہوگا چنانچہ ۱۹۳۷ء میں جب میں نے برلن میں جرمن تفسیر کی طبع کا اہتمام کیا تو اس کے دیباچہ کو اس موضوع کے لئے محدود و مخصوص کر دیا کہ قرآن کریم کے بیان کردہ اصول و تعلیمات توراۃ و اناجیل سے سرقہ کردہ نہیں ہیں۔ اس مقصد کے پیش نظر ایک مبسوط مقالہ جس کی ضخامت چالیس صفحات سے زاید ہے تفسیر کے ساتھ شائع کیا۔ اور ان صفحات میں بار بار اس چیلنج کو پر زور الفاظ میں دہرایا کہ یہ وہ دلائل و براہین ہیں جن کے رُو سے قرآن کریم نے خود واضح کیا ہے کہ اس کتاب کا سرچشمہ انسانی دماغ نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا نازل کرنے والا صرف خدائے علیم و حکیم ہے جس کا علم اس کائنات پر محیط ہے کیونکہ وہ اس کا خالق و موجد ہے۔ اور خالق و موجد کے سوائے کسی دوسرے کو کائنات کی کنہہ کا اور ان قوانین کا علم نہیں ہو سکتا جو اس کے اندر کار فرما ہیں۔ خلق کل شئی و ھو بکل شئی علیم۔ اور اسی طرح یہ اس کائنات کے اشرف حصہ یعنی انسان کی ضروریات کا علم اور اسکے دل و دماغ کے طریقۂ کار کا علم بھی اس کے خالق و موجد کے سوائے کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے انسان اس کی رہنمائی و ہدایت سے کامیاب ہو سکتا ہے۔ جس طرح سے کوئی مشین اس کے موجد کی جاری کردہ ہدایات کے بغیر خوبی اور کامیابی سے اپنا کام نہیں کر سکتی اسی طرح سے انسان کی مشین اس کے موجد کی جاری کردہ ہدایات کی محتاج ہے اور ان ہدایات کی تعمیل سے ہی کامیابی کا منہ دیکھ سکتی ہے چنانچہ فرمایا انا خلقنا الانسان ..... فھدیناہ السبیل پھر فرمایا خلق السموات والارض بالحق وصورکم فاحسن صورکم والیہ المصیر۔ یعلم ما فی السموات والارض و یعلم ما تسرون و ما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور یعنی ہم زمین و سموات کے خالق ہیں اسی لئے ان کے متعلق پورا پورا علم ہم کو ہے اور اسی طرح سے انسان کے دل و دماغ اور اس کی تمام استعدادوں کے خالق و موجد ہونے کے باعث اس کے دل و دماغ کے ارادوں پر پوری اطلاع رکھتے ہیں اس لئے ہماری طرف سے جاری کردہ ہدایت نامہ اس کی زندگی کے مقصد کے حصول کے لئے اس کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر۔ غور کرو بھلا وہ نہ جانے جس نے ہر شئے کو پیدا کیا۔ اور فرمایا ولقد خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس بہ نفسہ۔ چونکہ ہم ہی انسان اور انسان کے قویٰ کے خالق ہیں اس لئے ہم اس کے قلب کے وساوس تک سے واقف ہیں۔

الغرض خدا تعالےٰ نے نہایت معقول رنگ میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ راہنمائی کے لئے سوائے خالق السموات والارض و خالق الانسان کے کسی دوسری ہستی کا کام نہیں کیونکہ خالق کی جانب سے جاری کردہ ہدایات ہی ہم کو کامیابی سے ہمکنار کر سکتی ہیں دیکھو الذی اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدیٰ اور ایسی ہی ہدایات موجب اطمینان قلب اور موجب ازدیاد ایمان و ایقان ہو سکتی ہیں۔

جرمن تفسیر بمع اس دیباچہ کے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ۱۹۳۷ء میں طبع ہوئی اور اس میں مذکورہ بالا چیلنج پر کافی عرصہ گذر چکا ہے لیکن علماء و فضلاء یورپ میں سے کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ اس چیلنج کو سامنے رکھکر اس موضوع پر قلم اُٹھائے اور ان دلائل کو توڑ کر دکھائے

جو اس کے دیباچے میں درج ہیں۔ میرا یقین ہے کہ کوئی مخالف ان براہین کی تردید نہیں کر سکتا۔

میرا یہ ایمان اس لئے پختہ ہے کہ خود خدا تعالےٰ نے یقین دلایا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات پر باطل کبھی حملہ آور ہو کر کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ فرمایا وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (۴۱/۴۲) یعنی قرآن کریم پر باطل حملہ آور ہو کر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کتاب جو عزیز ہے ہر صورت میں غالب رہے گی اور اس کی عظمت کا غلبہ دلوں پر مسلط ہوگا اور چونکہ یہ کتاب حکیم و حمید خدا کی طرف سے ہے اس لئے اس کتاب کی حکیمانہ تعلیمات پر حملہ کرنا نادانی ہوگی۔ بلکہ ان تعلیمات کو قابل ستائش پایا جائے گا کیونکہ اس کا نازل کرنا والا حمید ہے۔

اہلِ یورپ کے ان اعتراضات کی تردید میں اب تک کسی مسلمان کی طرف سے نہ تو کوئی مقالہ لکھا گیا ہے اور نہ ہی کوئی کتاب۔ کم از کم میرے دیکھنے میں اس وقت تک کوئی ایسی تحریر یا تصنیف نہیں آئی۔ ورنہ میں ان سے استفادہ کرتا۔ اندریں حالات میرے اس مضمون کا ماخذ صرف قرآن کریم ہے۔ اور قرآن کریم اپنے سپاہی کو خود مسلح کر سکتا ہے اور اس کو کمر بستہ کر دیتا ہے جو اس کی تعلیمات کے دفاع کے لئے کھڑا ہو، موجودہ صفحات لکھتے وقت جرمن تفسیر کے دیباچہ کا ترجمہ کر دینا میرا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہ مضمون اس دیباچہ پر اضافہ ہوگا۔

یہ امر قرآن کریم کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے کہ جب کبھی دشمن اس کی تعلیمات پر اعتراضات کرتا ہے تو یہ کتاب خود اپنے دلائل ساطع و براہین نیرہ کی روشنی سے اعتراضات کی ظلمت کو پاش پاش کرکے اپنے متبع کے دل کو ایمان و ایقان سے معمور کر دیتی ہے اور اپنے لئے عاشقانہ جذبہ پیدا کر لیتی ہے۔ یہ امتیاز کسی دوسری آسمانی کتاب کو حاصل نہیں ہے۔

خدا تعالےٰ جو اس کتاب کا نازل کرنے والا ہے اپنے رسول کو ذیل کا اعلان کرنے کا ارشاد فرماتا ہے۔ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ میں روشن تعلیمات پر قائم ہوں۔ اور اسی طرح میرے متبعین بھی علم و بصیرت پر قائم ہیں۔ یہاں اندھی تقلید کا شائبہ تک نہیں ہے۔ جو کچھ مانا جاتا ہے وہ سمجھ سوچ کر مانا جاتا ہے اور یہی حقیقت اس دین کی مضبوطی کا باعث ہے۔

اہلِ یورپ ایک مدت سے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف غلط پراپاگنڈا کرنے میں مصروف چلے آ رہے ہیں کبھی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر حملے کرتے ہیں کبھی قرآن کی تعلیمات کو اپنے ابنائے وطن کی نگاہ میں گرانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ یورپ کے لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو ناقابلِ التفات ہی نہیں بلکہ مستحق حقارت قرار دیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اہل یورپ کو اسلام کے غالب آنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے ورنہ وہ ہندو مذہب کے خلاف کیوں پراپاگنڈہ نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندو مذہب سے اہل یورپ خائف نہیں ہیں۔ یورپ کا تجربہ ہے کہ اہل اسلام نے یورپ کے مشرقی و مغربی دونوں حصص پر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑے تھے اور اہل یورپ کو اپنی تہذیب و تعلیم سے مالا مال کیا تھا اس تجربہ کے پیش نظر وہ اسلام کے خلاف پراپاگنڈا کرنے پر زور دیتے رہتے ہیں، کبھی تو پیغمبر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہے کبھی کعبۃ اللہ کے انہدام کا منصوبہ ہے کبھی خلافت کو مٹانے کی تجاویز ہیں اور کبھی قرآن کی عمارت کو دھڑام سے گرا دینے کے لئے تدابیر سوچی جاتی ہیں۔ لیکن اس ساری تگ و دو کا نتیجہ کیا نکلا؟ ان کے سامنے آج خود یورپ میں لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ اہلِ یورپ کا خیال تھا کہ غلبۂ اسلام زور بازو سے ہوا ہے اب زور روحانیت سے اسلام کے غلبہ کا آغاز ہو چکا ہے۔ وہ جو یقین کرتے تھے کہ اسلام کا غلبہ مرہون سیف ہے، آج وہ بغیر کسی تلوار کے دیکھنے کے خود بخود اخلاص کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ جو لوگ اسلام کو مٹانا چاہتے تھے وہ خود اس کے فدائیوں میں شمار ہونے لگے۔ اور اسلام کی حمایت میں تالیف و تصنیف کرنے لگے۔ اہل یورپ کے لئے اس میں بہت بڑا سبق اور عبرت ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ اس لئے ہوا کہ تعلیمات اسلامی فطرت انسانی کے موافق ہونے کے علاوہ معقول ہیں اور اہل علم کی تشفی کا باعث ہیں، یہ تعلیمات تمام انسانوں کے لئے مفید ہیں اس لئے عالم و عامی دونو، اس کو قبول کرتے ہیں چنانچہ یورپ کے وہ علماء جن کو خدا نے باریک فہم اور نظر دور بین عطا فرمائی ہے حتمی طور پر اس قسم کی پیشگوئی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا۔

فالحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ الکریم

خاکسار۔ صدر الدین

احمدیہ بلڈنگس لاہور

حاشیہ:- مجھے پہلی دفعہ برلن جانے کا موقعہ ۱۹۲۲ء میں ملا وہاں جانے کی غرض یہ تھی کہ مسلم مشن قائم کیا جائے اور مسجد تعمیر کی جائے چنانچہ یہ دونوں کام ۱۹۲۳ء، ۱۹۲۴ء و ۱۹۲۵ء میں سر انجام پائے۔ مشن بھی قائم ہو گیا اور مشن کے استحکام کے لئے جرمن زبان میں ایک رسالہ بھی جاری کر دیا گیا۔ ایک عالیشان مسجد تعمیر ہوئی جس کے مینار پچاسی فٹ اونچے ہیں اور جس کے کلس کی چوٹی پچھتر فٹ پر کھڑی ہے۔ اس مسجد کے تین طرف شاہی سڑکیں ہیں اور تینوں طرف فٹ پاتھ ہیں۔ ارد گرد باغ ہے جس میں ایک مختصر سی رہائشی کوٹھی ہے اس طرح لاکھوں روپے کی جائیداد پیدا ہو گئی۔ اور جرمن تفسیر کے طبع ہونے سے ایک کامل مکمل مشن قائم ہو گیا۔

کامیابی اور منزل مقصود تک پہنچنے والی سیدھی راہ

اسلام کی غرض و غایت صرف چند رسومات کی پیروی نہیں بلکہ ہر معاملہ میں احکام الٰہی کی فرمانبرداری اسکی اصل غرض ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ راگست ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئاً .... واتقوا لعلکم ترحمون (الانعام رکوع ۱۹)

اسلام کی غرض و غایت

اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ مسلمان اپنے عمل سے دکھائے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو مانتا ہوں اور یہ بھی بتایا ہے کہ چند بُری رسومات کو ترک کر دینا اسلام نہیں، بلکہ اسلام کی غرض و غایت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کی جائے اور معاملات میں احکام الٰہی کو پیش نظر رکھکر ان کے مطابق عمل کیا جائے اگر کوئی شخص لین دین اور دیگر معاملات میں اپنے تئیں مسلمان ثابت نہیں کرتا تو وہ اس غرض و غایت کو پورا نہیں کرتا جو اسلام کا اصل مقصد ہے

حلال وحرام کی بنا وحی الٰہی پر

ان آیات میں فرمایا تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئاً یہ جو چند احکام ہم نے بتلائے ہیں کہ فلاں چیز حرام ہے اور فلاں حلال ہے تو یہ اس لئے ہے کہ خدا کے سوائے کوئی دوسری ہستی اس قسم کے احکام دینے کی مجاز نہیں، خدا کے سوائے کوئی بھی ان چیزوں کے خواص سے واقف نہیں، اس لئے میں وحی الٰہی کی بناء پر حلال وحرام کے متعلق احکام سناتا ہوں - اور اپنی طرف سے ان امور میں دخل دینے کی جرأت نہیں کر سکتا -

قرآن کے سامنے ابتداءً دو قومیں تھیں ایک عرب کے بُت پرست جنہوں نے بے انداز چیزوں کو معبود بنا رکھا تھا اور دوسرے یہودی جن کی کتاب احبار رسوم ورواج اور حلال وحرام سے بھری پڑی ہے، قرآن نے اتنی لمبی چوڑی تفصیلات کی ضرورت نہیں سمجھی، صرف اتنا ہی کہا قل لا اجد فی ما اوحی الیّ محرماً علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دماً مسفوحاً او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقاً اھل لغیر اللہ- مردار کا گوشت نہ کھاؤ، بہتا ہوا خون نہ پیو، سؤر کا گوشت نہ کھاؤ، اور جو خدا کے سوائے دوسرے کے نام پر ذبح کیا جائے اس کو مت کھاؤ -

حرمت کی پہلی چیز توحید الٰہی

یہ تو ظاہری حلال وحرام ہے، اس کے بعد فرمایا تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم آؤ ہم تم کو سنائیں کہ تعظیم کے قابل، حرمت کے لائق کونسی چیزیں ہیں، الا تشرکوا بہ شیئاً سب سے پہلی چیز جو حرمت کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ خدا کے سوائے کسی کو معبود نہ بنایا جائے، کوئی پیغمبر بھی خدا کا ہمسر نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ قبروں اور بتوں وغیرہ کی پوجا کی جائے - ہر پیغمبر پر مشکلات اور مصائب وارد کر کے اللہ تعالےٰ نے بتا دیا کہ وہ دوسرے انسانوں ہی کی طرح ہیں اور ان میں خدائی صفات کوئی نہیں، بدر کی لڑائی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بے کسی محسوس کرتے تھے، کہ دشمن اونچی جگہ پر ہے اور مسلمانوں کی چھوٹی سی جمعیت نیچی جگہ پر، حضرت رو پڑے، اگر آپ میں خدائی کی کوئی طاقت ہوتی تو تکلف سے تو رونا نہیں آتا، اسی سے آپ کی انسانیت کا پتہ چلتا ہے، خدا کے حضور سجدہ میں گر جاتے ہیں اور ... اس قدر ... ہیں کہ بہت گریہ و زاری ... حضرت ابو بکر رضی آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے ساتھ خدا کے وعدے ہیں آپ نے جناب الٰہی میں تضرع اور خشیت کا اظہار کرنے میں حد کر دی، اب اٹھئے اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے گا، حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا میں اللہ تعالےٰ کی بے نیازی سے ڈرتا ہوں اور بارگاہ الٰہی میں یہی عرض کرتے تھے اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابداً- اے اللہ اگر یہ چھوٹی سی جمعیت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا کیا توحید ہے پیغمبروں پر بھی مصائب آئے، ان پر بھی مشکلات وارد ہوئیں یہ بتانے کے لئے کہ خدائی صفات ان میں نہیں -

والدین سے حُسن سلوک

تو فرمایا پہلی حرمت کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کو معبود نہ بناؤ کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو، یہ پہلی بات ہے جو انسان کو دوسری تمام چیزوں سے ممتاز کرتی ہے اور صرف اللہ تعالےٰ ہی کو اس کا اصلی حاکم اور مالک ٹھیراتی ہے اس کے بعد فرمایا وبالوالدین احساناً والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کا برتاؤ کرو ان دونوں حکموں (توحید الٰہی اور والدین سے حُسن سلوک) کو اکٹھا رکھنے کی غرض یہ ہے کہ خدا کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ سب چیزوں سے مقدم ہے، اور جن بچوں نے ماں باپ کی فرمانبرداری کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے کام لیا ہے جب وہ بڑے ہوں گے کوئی تاجر بنے گا، کوئی جج ہو گا، کوئی کمانڈر اور کوئی وزیر، تو ان تمام جگہوں پر بھی ان کی اسی تہذیب کا اثر نظر آئیگا جو ماں باپ کی فرمانبرداری میں انہوں نے سیکھی،

انسان کے مجازی خالق

اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلا سبق یہ دیا کہ خدا خالق ہے اس لئے صرف وہی عبادت کے لائق ہے، لیکن مجازی طور پر ماں باپ بھی انسان کے خالق ہیں، نو ماہ تک ماں اپنے پیٹ میں اس کی پرورش کرتی ہے، پھر جب پیدا ہوتا ہے، تو کس قدر اس کے لئے تکلیفیں برداشت کی جاتی ہیں- تمام رات اس کے لئے ماں باپ جاگتے ہیں، اور ماں تو بہت مدت تک اس کے پیشاب پاخانہ میں لپٹی رہتی ہے، پھر جب ایک قدم اٹھا کر چلنے لگتا اور گر پڑتا ہے تو ایک خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے کہ بچہ چلنے کی کوشش کر رہا ہے، مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے، پھر بڑا ہوتا ہے تو اس کی تعلیم پر ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں، ولایت بھیجا جاتا ہے، اور یہ سب کچھ بغیر طمع یا لالچ کے ہوتا ہے اللہ تعالےٰ بھی بغیر غرض و غایت رحم کرتا ہے اور ماں باپ بھی کسی غرض کے بغیر بچہ کے لئے تمام دکھ اٹھاتے ہیں

اولاد کی عزت نفس اور جذبات کا احترام

تو فرمایا توحید الٰہی کے بعد ماں باپ کی تعظیم کرو، اور اس کے ساتھ ماں باپ کو بھی حکم ہے، ولا تقتلوا اولادکم من املاق اپنی اولاد کو تنگی روزی کی وجہ سے قتل مت کرو بلکہ اولاد کی عزت کرنے کا حکم دیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے اکرموا اولادکم اگر اولاد کو حکم ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کریں تو ماں باپ کو بھی حکم ہے کہ اپنے نوجوان بچوں کی عزت کریں انہیں ادنیٰ تو سمجھکر نہ ٹھکرا دیں- ان کی عزت نفس اور ان کے دوسرے جذبات کا خیال رکھیں-

حضرت نبی کریم صلعم کا ایک نوجوان سے حسن سلوک

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان سب باتوں کا نمونہ موجود ہے، ایک

دفعہ ایک بچہ آپ کے دائیں طرف بیٹھا تھا اور حضرت ابوبکرؓ آپ کے بائیں طرف بیٹھے تھے، کوئی پینے کی چیز آئی۔ تو حضرت نبی کریم صلعم نے پیالہ بھر کر اس نوجوان سے فرمایا ہمارا قاعدہ ہے کہ ہم دائیں طرف سے دینا شروع کرتے ہیں لیکن اگر تم اجازت دو تو سب سے پہلے ابوبکر سے شروع کیا جائے۔ اللہ اللہ یہ وہ شخص ہے جس کا قول اور عمل ایک ہے، اور سے صاحب اتنا بڑا بادشاہ کہہ سکتا ہے کہ ایک بچے سے اجازت لی جائے لیکن آپ نے اپنے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے بچے سے اجازت لینا ضرور سمجھا، لیکن اس بچے نے کیا جواب دیا؟ ...... جواب دیا، اس نے کہا کہ میں اپنا حق دوسروں کو دینا پسند نہیں کرتا، اللہ اکبر یہ ہے حریت کہ آپ کے دربار میں ایک بچہ بھی اپنا حق طلب کر سکتا ہے، اگر کوئی معمولی انسان ہوتا تو ایک چپت دیتا کہ ہم نے تو تیری عزت کی، اور تو نے ایسا گستاخانہ جواب دیا؟ لیکن نہیں آپ نے اس کی بات کو خوشی کے ساتھ قبول کیا اور بجائے اس کے کہ پیالہ حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں دیتے اسی بچے کو دے دیا۔

حضرت فاطمہؓ کا اکرام

آپ کی بیٹی فاطمہ آتی ہیں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اور اس کو عزت کے ساتھ بٹھاتے ہیں بڑے اکرام سے پاس بٹھاتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے ہیں۔

رضاعی ماں کی عزت افزائی

پھر جنگ کا میدان ہے، حلیمہ سعدیہ (آپ کی رضاعی ماں) آتی ہیں، ایک گنوار بڑھی عورت، منہ پر گرد پڑی ہوئی، آپ اسے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اپنی چادر بچھا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں تمہیں معلوم نہیں یہ میری اماں ہیں۔ اپنی حیثیت کے والدین نہ ہوں تو لوگ انہیں اپنے رشتہ دار نہیں بتاتے۔ لیکن حضرت صلعم نے ایک دایہ کی ایسی عزت کی جس کی نظیر نہیں مل سکتی، اسے عزت و تکریم کے ساتھ بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں، اس نے کہا محمد یہ اس کا خطاب کا طریق ہے، خدا کا رسول اور بادشاہ اور صرف محمد کہہ کر اس نے پکارا اور آپ ناراض نہیں ہوئے) تم نے اپنی پھوپھیوں، چچیوں اور خالاؤں کو قید کر لیا ہے، یہ کس طرح تمہارے لئے سزاوار ہے، اب یہ بیر نہیں کہ حکم کر دے کہ سب کو چھوڑ دیا جائے، فرمایا کہ اب تقسیم ہو چکی ہے۔ آپ ظہر کے وقت تشریف لائیں، میں سفارش کروں گا کہ ان کو چھوڑ دیا جائے، گویا انسان ہے کس قدر دل و دماغ میں بلندیاں ہیں، ظہر کے وقت لوگ جمع ہوئے تو ان سے کہا کہ جو لوگ ویسے ہی ان قیدیوں کو چھوڑ سکتے ہیں وہ چھوڑ دیں اور جو نہ چھوڑنا چاہیں ان کو ہم معاوضہ دیں گے، معاوضہ کون لیتا، سب کو چھوڑ دیا گیا۔

تنگی رزق کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرو

تو قرآن نے حکم دیا والدین کی تعظیم کرو، حضرت کا عمل موجود ہے، اولاد کی تکریم کا حکم دیا ہے اور اپنا عمل موجود ہے، یہاں فرمایا لاتقتلوا اولادکم من املاق تنگی مال کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرو، نحن نرزقکم وایاھم تم کو کون رزق دیتا ہے، ان کو بھی وہی رزق دے گا۔ ما من دابۃ فی الارض ولا فی السماء الا علی اللہ رزقھا کوئی جاندار زمین پر ہو یا آسمان میں، اللہ ہی انکو رزق پہنچاتا ہے۔

ظاہری و باطنی گناہ اور دل کا فتوے

تو سب سے پہلے خدا کے حقوق ہیں، پھر ماں باپ کے، پھر اولاد کے، اور اس کے بعد فرمایا ولاتقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن برائی کے قریب مت جاؤ، خواہ کوئی دیکھتا ہو یا نہ دیکھتا ہو گناہ خواہ باطنی ہو جو کسی کو پتہ نہ لگے یا ظاہری ہو، اگر خدا کو مانتے ہو تو اس کے قریب بھی نہ جاؤ، یہ باطنی یا ظاہری گناہ کو قسم میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استفت قلبک اپنے دل سے فتوے لے لو، کہ وہ تمہاری کسی حرکت، کسی عمل کے متعلق کیا کہتا ہے، اگر سارے جہان سے بھی فتوے لے آؤ کہ فلاں فعل جائز ہے اور دل اسکو نہ مانے تو وہ ہرگز جائز نہیں ہوگا، ملاں ملانے تو کسی امر کے متعلق فتوے دے دیں گے لیکن تمہارا دل کبھی غلط فتوے نہیں دے گا، یہاں ایک بڑا خاندانی آدمی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا اس نے کہا کہ میں نے پہلی مرتبہ ایک مقدمہ میں ایک ہزار روپیہ رشوت لے لی، ساری رات نیند نہ آئی، کہ یہ میں نے کیا کیا، صبح سویرے اٹھا اور سب سے پہلے اس روپیہ کو واپس کیا، تب مجھے چین آیا، وہ ایک رات جو جہنم کی گذری اس کے بعد میں نے کبھی رشوت نہیں لی تو ہو سکتا ہے کہ بڑی باریکی سے تم کسی کا مال کھا جاؤ کہ کسی کو پتہ نہ لگے، لیکن تمہارے دل کو تو پتہ ہے، وہ تمہیں بار بار سرزنش کرے گا کہ تم نے ایسا کیا، اس بارہ میں لوگوں کا حال ہوتا رہتا ہے، کہیں

دکھیلا ہے، کبھی کشمیر کے جنگلات میں ہے جہاں کوئی نہیں دیکھتا، کبھی جہاز میں ہے جہاں تمام غیر لوگ ہیں، کبھی کوئی لندن اور برلن میں ہے، اور سمجھتا ہے کہ میرا باپ یہاں نہیں، چچا اور ماموں بھی نہیں، کوئی عزیز رشتہ دار مجھے دیکھنے والا نہیں، یہاں کوئی برائی کا کام کریں تو کیا ہے۔ لیکن تمہارا دل وہاں بھی تمہیں ملامت کرے گا، اور اگر کوئی ایسا فعل کر کے تم اپنے تشدد سے مطمئن کرتے ہو تو یہ تمہارا اپنا فتوے تمہارے خلاف موجود ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ خدا پر تم کو ایمان نہیں، کہ وہ بھی تمہیں دیکھتا ہے۔

یہ موٹی عقل کی باتیں ہیں

ولاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق دیکھو کسی صورت میں کسی جان کو تلف نہ کرو، ذالکم وصکم بہ لعلکم تعقلون ہم وصیت کے طور پر تمہیں حکم دیتے ہیں تاکہ تم عقل کرو، خدا کی توحید، ماں باپ سے حسن سلوک، اولاد کی عزت و تکریم اور بدکاری کے قریب نہ جانا اور قتل نفس سے بچنا یہ موٹی عقل کی باتیں ہیں، اسی لئے ان کے ساتھ فرمایا لعلکم تعقلون۔

چار احکام جن میں باریک تقوے کی ضرورت ہے

وہ امور جو واضح ہیں ان سے رک جانے کی تلقین کرنے کے بعد چار احکام ایسے ہیں جو باریک ہیں جن میں باریک تقوے کی ضرورت ہے ان احکام کے آخر پر فرمایا لعلکم تذکرون ان احکام پر اجتہاد اور باریک بینی اور تقوے کے بغیر عمل درآمد نہیں ہو سکتا، چنانچہ فرمایا ولاتقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن واوفوا الکیل والمیزان بالقسط الخ اس میں کچھ باریک باتوں کا ذکر کیا ہے یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، ایسا ہوتا ہے کہ مالدار یتیم کی پرورش کے بہانے اسے پاس رکھ لیا اور اس کا مال ہڑپ کرنے کے بہانے سوچے جاتے ہیں، ایسا ہی اوفوا الکیل والمیزان بالقسط، ماپ اور تول صحیح صحیح کرو، ایسا ہوتا ہے، کہ وزن کرنے میں نہایت آسانی سے خود ناجائز فائدہ حاصل کر لیا جاتا ہے، اور باریکی سے دوسرے کا مال مار لیا جاتا ہے واذا قلتم فاعدلوا ولوکان ذاقربی کبھی کسی کے متعلق بات کہنے کا موقعہ آئے تو عدل و انصاف سے بات کرو خواہ وہ قریبی ہی ہو اور اس کے خلاف ہی کہنا پڑے، اگر تمہارے حق کہنے سے کسی رشتہ دار کو نقصان پہنچتا ہے تو اس کی پروا نہ کرو، حاکم کے سامنے لوگ اس کے عزیز کے خلاف حق بات کہنے سے گریز کرتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں، قرآن کا کھلا کھلا حکم ہے واذا قلتم فاعدلوا ولوکان ذاقربی حق و انصاف کی بات کرو خواہ کسی قریبی کے خلاف ہو، اب اس کا کون فیصلہ کر سکتا ہے سوائے تمہارے اپنے دل کے کہ کس حد تک قرآن کو مانتے ہو وبعھد اللہ اوفوا اللہ کے ساتھ جو تمہارا عہد ہے اسکو پورا کرو قرآن کریم کے احکام کی تعمیل کرنا خدا کا عہد پورا کرنا ہے۔ خدا تعالے اس عہد کو پورا کرنے کی زور سے وصیت کرتا ہے ذالکم وصکم بہ ہم بڑے زور سے تمہیں حکم دیتے ہیں لعلکم تذکرون تاکہ تم نصیحت پکڑو، وہ پہلی پانچ باتیں تو موٹی تھیں، ان کے ساتھ فرمایا لعلکم تعقلون تمہیں عقل سے کام لینا چاہیئے، اب یہ دوسری چار باتیں ایسی ہیں کہ ان میں باریکی کے ساتھ انسان جو چاہے کر لیتا ہے اس لئے یہاں فرمایا لعلکم تذکرون، ان پر عمل کرنیوالا خدا کو مانتا ہے اور جو ان امور پر کاربند نہیں وہ خدا کو نہیں مانتا۔

کامیابی کا سیدھا راستہ

وان ھذا صراطی مستقیما یہ میرا طریقہ ہے، بڑا صحیح طریق ہے، اس پر چلو، ابن مسعود نے کہا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی لیکر ایک سیدھا خط کھینچا اور اسکے دونوں طرف خطوط کھینچے اور فرمایا کہ جو شخص اس طرح سیدھے رستہ پر چلتا جائے وہ منزل مقصود کو پہنچ جائیگا اور جو ادھر ادھر مڑ جائے وہ گمراہ ہو جائیگا، تو فرمایا یہ اس قدر واضح طریقہ ہم نے تمہیں معزز کرنے کے لئے بنایا ہے، فاتبعوہ اسی طریق کی پیروی کرو، ولاتتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ادھر ادھر کے دوسرے رستوں کی طرف نہ مڑ جاؤ وہ تمہیں صحیح رستہ سے الگ کر دیں گے، ذالکم وصکم بہ ان آیات کے اندر بار بار وصاکم فرمایا ہے، یہ اسلئے فرمایا ہے کہ تم معاصی اور گناہ کے راستوں سے بچ جاؤ۔

خدا خوفی اور نیک عملی رحمت الٰہی کا موجب ہے

وھذا کتاب انزلنہ مبارک فاتبعوہ یہ کتاب جس میں یہ احکام ہیں بڑی مبارک ہے

ووکنگ سے کراچی تک

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

(۸)

جرمنی

ایمسٹرڈیم سے ہمبرگ

ہر صبح سفر ہر شام سفر سے اب طبیعت اکتا گئی تھی چاہتا تھا کہ غم دوراں سے اگر فرصت نصیب ہو تو کسی ایسی جگہ چل کے رہیئے جہاں کوئی چارہ گر ہو نہ درد آشنا۔ امید تھی کہ ایمسٹرڈیم سے ہمبرگ تک گاڑی میں کچھ سکون میسر آئے گا گاڑی میں داخل ہوتے ہی اپنے کمپارٹمنٹ کا دروازہ بند کر لوں گا اور ہمبرگ جا کر ہی کھولوں گا لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

سات بجے شام ایمسٹرڈیم سے روانہ ہو کر آٹھ بجے آمرز فورٹ پہنچے۔ وہاں سے ہمبرگ کے لئے سیدھی گاڑی ملتی تھی۔ پلیٹ فارم نمبر ۲ پر بہت سی گاڑیاں آئیں اور چلی گئیں لیکن دیر تک ہمبرگ جانے والی گاڑی نہیں آئی۔ پلیٹ فارم پر ڈچ اعلانات سے بات کچھ پلے نہیں پڑتی تھی۔ گاڑی کی آمد کا وقت ٹھیک نو بجے تھا۔ جب ایک گاڑی ۸ بجکر ۵۵ منٹ پر آئی تو میں یہ سمجھ کر اس پر سوار ہونے لگا کہ یہی میری ٹرین ہے عین وقت پر کسی صاحب نے میرے بکس پر ہمبرگ کا لیبل دیکھ کر مجھے روک دیا۔ "آپ کی گاڑی اس کے بعد آئے گی" اور میں پھر ہمہ تن انتظار بن کر اپنی گاڑی کی راہ تکنے لگا۔ تسکین راحت کے جو خواب دیکھ رہا تھا وہ تو ابھی سے پریشان ہونے لگے تھے۔ خیر ٹھیک نو بجے گاڑی سٹیشن میں داخل ہوئی، بصد کوشش اپنے سونے کا برتھ ملا۔ اتفاق سے میرے کمپارٹمنٹ میں اور کوئی نہیں تھا۔ اپنا ٹکٹ اور پاسپورٹ تھامس کک والوں کے نمائندہ کو دے دیا جو گاڑی کے ہمراہ سفر کر رہا تھا تا کہ اگر ٹکٹ اور پاسپورٹ چیک کرنے والے آئیں تو وہ خود ہی ان سے نپٹ لے۔ دس گیارہ بجے تک تو ویسے ہی مسافروں کا شور و غل کانوں میں پڑتا رہا۔ بارہ بجے کے قریب آنکھ لگی تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک جرمن پولیس افسر نے میرا پاسپورٹ پکڑ رکھا تھا کہنے لگے بس شکل دیکھنا تھا۔ میں نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا بہت اچھا جناب۔ اور پھر وہ چل دیئے اور میری نیند بھی اپنے ساتھ ہی لے گئے۔

ہمبرگ

صبح پونے چھ بجے گاڑی ہمبرگ پہنچی۔ وہ صبح نہایت کہر آلود تھی۔ جس نے تمام سٹیشن کے منظر کو بے رونق بنا رکھا تھا۔ رات تو جیسے کٹی تھی سو کٹی تھی کچھ دن کے آثار بھی اچھے نظر نہیں آ رہے تھے۔

صبح سے شام کے آثار نظر آنے لگے
پھر سہارے مجھے بیکار نظر آنے لگے

سٹیشن کی دیواریں دھوئیں سے سیاہ ہو رہی تھیں۔

نزدیک ہی ایک معمولی قسم کا ٹی سٹال تھا جس کا مالک دکان کو سجا رہا تھا، مجھے ایک دو لوگوں سے ہمبرگ میں ملنا تھا لیکن صبح کون اٹھا ہوگا۔ خیر اپنا سامان کلوک روم میں رکھ دیا۔ اور خود بکنگ آفس کے قریب ٹہلنے لگا۔

ایک بات ہے بڑے اسٹیشنوں پر کبھی اداس نہیں ہونا۔ گاڑیاں آتی جاتی رہتی ہیں مسافر بھاگم بھاگ کرتے اترتے چڑھتے رہتے ہیں، خاموش اور سنجیدہ چہرے، غمگیں اور افسردہ چہرے، حسین اور شگفتہ چہرے، جوان اور بوڑھے چہرے شریف اور متین چہرے، کالے اور گورے غرضیکہ ہر قسم کے چہرے نظر آتے ہیں۔ انسانیت ہے کہ ایک سیلاب کے مانند بہے جاتی ہے۔ جس میں انسان چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں کی طرح ایک دوسرے سے الجھتے جھپٹتے ابھرتے ڈوبتے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ گاڑی آتی ہے تو ایک عجیب ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔ چلی جاتی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے سناٹا چھا جاتا ہے پھر ایک اور گاڑی کی آمد کا غلغلہ بلند ہوتا ہے۔ پھر وہی گہما گہمی، پھر وہی افراتفری، شور و غل اور سناٹا۔ میں ایک بنچ پر سستانے کے لئے بیٹھ گیا گزشتہ دو راتوں کی بے آرامی سے بدن کا بند بند دکھنے لگا تھا اور آج ہی ہوائی جہاز سے برلن بھی جانا تھا۔ لیکن میرے پاؤں میں جیسے کسی نے من من بھر کی زنجیریں ڈال رکھی ہوں۔

آٹھ بجے تو سامنے ریسٹوران میں جا کر دودھ کا ایک گلاس پیا۔ چائے کی بجائے زیادہ تر لوگ دودھ ہی پی رہے تھے۔ شاید ہمبرگ کے لوگ اس کے غذائی فوائد سے واقف تھے باہر نکل کر ایک جرمن نومسلم کے گھر کا پتہ چلایا۔ جب بہت سی منزلیں چڑھ کر اوپر کے فلیٹ پہ پہنچا تو صرف ان کی بیوی گھر پہ تھی، نہ وہ کچھ میری سمجھی نہ میں اس کی سمجھا۔ بس یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا

مقدور ہو تو ساتھ رکھوں "ترجمان" کو میں

ٹرام میں بیٹھ کر سٹیشن کا رخ کیا۔ لڑائی ختم ہوئے نو سال ہو چکے تھے لیکن ہمبرگ کے بعض کھنڈر اب بھی جنگ کی ہولناکیوں کو آنکھوں کے سامنے لے آتے تھے۔ لولے لنگڑے اپاہج لوگ جنگ کے مظالم کی چلتی پھرتی زندہ تصویریں۔ ان کے لئے ٹرامول میں علیحدہ نشستیں مخصوص تھیں، کوئی شخص وہاں بیٹھا ہوتا تو ایسے معذور شخص کی آمد پر فوراً اٹھ بیٹھتا تھا۔ ایک جرمن لڑکی نظر پڑی جس کا بایاں بازو غائب تھا۔ غالباً کسی بم کی ستم رانیوں کا شکار ہو گیا ہوگا۔

نابینا جو انگلیوں سے پڑھ سکتا تھا

میں پھر سٹیشن پہ پہنچ گیا تھا۔ تھوڑے عرصہ کے لئے سٹیشن ہی میرا گھر بن گیا تھا۔ کتنا سکون ملتا تھا یہاں آ کر۔ یہاں ویٹنگ روم تھا۔ ریسٹوران، انکوائری آفس پوسٹ آفس اور ٹیلیفون بکس اور لوگوں کا ہنگامہ میں نے آ کر خطوط لکھے۔ ایک انگریزی اخبار خرید کر پڑھا اور کچھ دیر یونہی بیکار عالم فانی کی بے ثباتی پر غور کرتا رہا۔ برلن سے آ کر مجھے ہمبرگ سے گوڈزبرگ بھی جانا تھا۔ خیال آیا کہ چلو انکوائری آفس سے گاڑیوں کے اوقات دریافت کر لوں تا کہ بعد میں زیادہ پوچھ گچھ نہ کرنا پڑے۔ انکوائری آفس میں ایک لمبی قطار لگی ہوئی تھی۔ میں بھی اس میں شامل ہو گیا۔ جب میں اس شخص کے قریب پہنچا جو لوگوں کو گاڑیوں کے اوقات بتا رہا تھا تو یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ وہ نابینا تھا۔ دونوں آنکھوں سے معذور۔۔۔

جب میرا نمبر آیا تو میں نے کہا کہ آپ انگریزی سمجھتے ہیں؟ کہنے لگا ہاں تھوڑی کوشش کروں گا کہ آپ کے سوالات کا جواب دے سکوں، میں نے گوڈزبرگ گاڑی کی روانگی کا وقت پوچھا۔

کہنے لگا کہ "آپ کس وقت جانا چاہتے ہیں"

میں نے کہا "۲ اپریل کو بعد از دوپہر"

اس نے کہا ٹھہریئے اور پھر قریب ہی سے ایک بہت ضخیم کتاب نکالی۔ فہرست مضامین کا صفحہ الٹایا۔ انگلیوں سے ٹٹول کر ہمبرگ سے بون جانیوالی گاڑی کا نمبر صفحہ محسوس کیا اور پھر اس صفحہ کو الٹا کر اپنی انگلیوں سے پڑھ کر کہنے لگا "آپ کی گاڑی ہمبرگ سے فلاں وقت چل کر اتنے بجے بون پہنچ جائے گی۔ اور بون سے آپ ٹریم لیکر گوڈزبرگ چلے جایئے"

جتنی دیر میں کوئی شخص اپنی آنکھوں سے ٹائم ٹیبل پڑھ کر مجھے گاڑی کے اوقات بتاتا اتنے ہی وقت میں اس نابینا شخص نے مجھے انگلیوں سے "پڑھ کر" میرے سوال کا صحیح صحیح جواب دے دیا۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور انکوائری آفس سے باہر نکل آیا۔ ان لوگوں نے اپنے اندھوں کو بھی اپنی سوسائٹی کا مفید جزو بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، اور ہمارے سوجھا کے بھی ہمارے معاشرہ پر ایک بوجھ بنے رہتے ہیں۔

"سٹریٹ فوٹوگرافر"

سٹیشن سے باہر نکل کر میں نے اپنے کیمرے سے دو تین تصاویر اتاریں پھر خیال آیا کہ اس عمارت کے قریب اگر کوئی صاحب میری تصویر بھی اتار دیں تو خوب ہو، سامنے سے ایک پڑھے لکھے معقول انسان آتے ہوئے نظر آئے۔ میں کیمرہ لے کر اس درخواست کے ساتھ آگے بڑھا۔ لیکن یہ کیا بدتمیزی۔۔۔ ہوئی !؟ انہوں نے تو ٹھہر کر یہ بھی نہ پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ بس منہ اٹھائے ہوئے سیدھے نکل گئے ۔۔۔۔۔۔ ہاں اب سمجھ میں آ گیا۔۔۔ سو اصل میں غلطی میری ہی تھی۔ انہوں نے سمجھا ہوگا شاید میں لندن کے سٹریٹ فوٹوگرافر کی طرح ان کی تصویر اتارنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔ نہیں نہیں

میرا مطلب تو یہیں تھا۔ وہ دیکھئے ایک اور صاحب چلے آ رہے ہیں ان سے کہتا ہوں۔

میں نے کیمرہ ایک ہاتھ سے پیچھے چھپا لیا۔ جب وہ صاحب قریب پہنچے تو میں نے کہا معاف کیجئے آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں۔

وہ صاحب انگریزی بہت معمولی سمجھتے تھے لیکن کہنے لگے "آل رائٹ"

میں نے کہا "میری ایک تصویر اتار دیجئے"

"وہ پوچھنے لگے کیسے؟"

میں نے فوراً کیمرہ نکال کر انہیں دیا کہ ایسے۔

انہوں نے مسکرا کر یہ خدمت سرانجام دی تصویر اتارنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے کیمرہ کو ادھر ادھر سے دیکھتے رہے۔ پھر مجھے کچھ خیال پیدا ہوا، میں نے لپک کر کیمرہ ان سے لے لیا۔ شکر ہے کیمرہ لے کر ہی کہیں چمپت نہیں ہو گئے ورنہ اٹلی میں اسی قسم کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

ہمبرگ کے مشہور مقامات

تصویر اتروا کر میں نے بس کا ٹکٹ خرید ا جو تمام شہر کا چکر لگاتی تھی، ہمارا رہنما ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے افیون کھانے کا عادی ہے۔ بس بازاروں میں سے گذرتی جاتی اور وہ اونگھتا رہتا۔ کبھی کبھی چند لفظ کہہ دیتا اور پھر خاموش ہو جاتا۔ یہ 'کے۔ ایل۔ ایم' کا دفتر ہے' یہ فلاں انشورنس کمپنی کی عمارت ہے۔ یہ تھامس کک کے دفاتر ہیں، یہ فلاں دوکان ہے اور یہ فلاں مکان یہ گرجا گھر بہت قدیم ہے اور یہ پارک بڑا خوبصورت ہے، اس قسم کے بے جان اعلانات سن کر طبیعت بہت اُکتائی۔ اور جب وہ بہت دیر تک خاموش رہتا تو میری آنکھیں بھی نیند کے بوجھ سے بند ہونے لگتیں۔ ایک جگہ بس ٹھہرا کر اس نے دو سرنگیں دکھائیں جو دریا کے نیچے سے گذرتی تھیں، ٹریفک دریا کے اوپر پل سے گذرنے کی بجائے ان دو سرنگوں میں سے گذرتا تھا، ہمبرگ کی بندرگاہ بھی خاصی دلچسپ تھی، اور کچھ یاد نہیں کیا کیا دیکھا تھا۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ کنڈکٹڈ بسوں میں جو سفر کئے تھے ان میں سے سب سے غیر دلچسپ یہی سفر تھا۔ شاید میں خود تھکا ہوا تھا اس لئے کچھ لطف اندوز نہیں ہو سکا۔ یا ہمارا رہنما ہی افیون کھانے کا عادی تھا۔

ہمبرگ میں قادیانی جماعت کا مشن

یورپ کے مشنوں میں قادیانی جماعت کا ایک مشن ہمبرگ میں بھی ہے جس کے انچارج چوہدری عبداللطیف صاحب ہیں۔ ابتدا میں کوئی سولہ سترہ افراد ان کی جماعت میں شامل ہوئے تھے لیکن جب انہیں قادیانی جماعت کے مخصوص عقاید دربارہ کفر و اسلام و نبوت کا علم ہوا تو ان میں سے ایک دو کے سوا سب نے علیحدگی اختیار کر لی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ چوہدری صاحب کی کوشش سے مزید جرمن مسلمان ہوئے ہیں جن کا تعلق ان کی جماعت سے قدرے مضبوط ہے، افسوس باوجود خواہش اور کوشش کے میں چوہدری صاحب سے ملاقات نہیں کر سکا۔ قادیانی جماعت کی طرف سے جرمن ترجمۃ القرآن حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سوئٹزرلینڈ نے اس کی اشاعت اور نظر ثانی کے لئے بڑی دوڑ دھوپ کی ہے۔ ڈچ ترجمہ کی طرح یہ بھی نہایت خوبصورت چھپا ہے۔ اس کی فروخت اور مناسب تقسیم بڑا اہم کام ہے جس میں چوہدری صاحب آجکل مصروف ہیں۔ میں یہاں اس بات کے اظہار سے پھر نہیں رک سکتا کہ ہمارا جرمن ترجمہ نایاب ہو چکا ہے۔ چند نسخوں کو چھوڑ کر باقی بمباری میں تلف ہو چکے تھے۔ اور اسے دوبارہ چھپوانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ سنا ہے محمد امان صاحب ہوبوہم نے (جن کا تعلق اب برلن مسجد سے منقطع ہو چکا ہے) اپنے طور پر اس ترجمہ پر نظر ثانی کر کے مسودہ کو ایک جرمن پبلشر کے حوالہ کیا ہے جس نے اعلان کیا ہے کہ ستمبر ۱۹۵۴ء تک اسے چھاپ دے گا۔ لیکن اس کے ساتھ عربی متن نہیں ہو گا۔

جرمن مسلم کمیونٹی

ہمبرگ میں قادیانی جماعت کے علاوہ ایک جرمن مسلم کمیونٹی بھی ہے، یہ دراصل وہی لوگ ہیں جن کا تعلق پہلے قادیانی جماعت سے تھا اور اب علیحدہ ہو کر کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تعلق پہلے برلن مسجد سے تھا لیکن اب وہ بھی باقی نہیں رہا۔ ان میں پیش پیش جرمن نومسلم عمر شوبرٹ ہیں، جو کبھی ہماری جماعت کے ممبر تھے۔ پھر قادیانی ہوئے۔ پھر ان سے بھی علیحدہ ہو گئے اور اب کسی کے بھی ساتھ نہیں۔ جرمن قوم کے سامنے اسلام اب ایک متحدہ قوت کی شکل میں پیش نہیں ہو رہا۔ مسلمانوں کے اندرونی جھمیلوں اور تنازعوں نے اسلام کی ترقی کی راہ میں بڑی دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ برلن کا تعلق مغربی جرمنی سے بڑی حد تک کٹ چکا ہے وہاں بیٹھ کر جرمنی کے دیگر شہروں میں تبلیغ مشکل نہیں تو مشکل ضرور ہو گئی ہے۔

ہمبرگ سے برلن تک غیر جرمنوں کے لئے آسان راستہ صرف ہوائی جہاز کا ہے اس کے لئے واپسی کرایہ کی ٹکٹ کی قیمت آٹھ پونڈ انیس شلنگ ہے۔ اور میں نے برلن پہنچنے کے لئے بھی یہی راستہ اختیار کیا۔ دو بجے جہاز برلن جا رہا تھا۔ وقت بہت کم تھا۔ ہوائی اڈے پر ٹیکسی لیکر پہنچا۔ وہیں جلدی جلدی ایک چائے کی پیالی کے ساتھ دو تین ٹوسٹ نگلے۔ عین دو بجے برٹش یورپین ایرویز کا ایک چھوٹا سا جہاز برلن کی طرف روانہ ہو گیا۔

(باقی دارد)

سپاس تعزیت

مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت کے بہت سے بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں نے میری والدہ محترمہ کی وفات پر اظہار ہمدردی کے خطوط مجھے قبلہ پروفیسر محمد عبداللہ صاحب اور ہمشیرہ ام بیگم محمود عبداللہ صاحبہ نام یہاں بھیجے ہیں، ہم فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہیں، سو اس تحریر کے ذریعہ ان سبھی کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ان سے اور دیگر بزرگان و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں کہ باری تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے نیز ہمیں اس صدمہ عظیمہ پر صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ والسلام

یوسف احمد

مسجد شاہجہان، ووکنگ سرے، انگلستان

تبلیغی رپورٹ

سیالکوٹ

چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ مبلغ سیالکوٹ کی اطلاع ہے، کہ ماہ جولائی میں انہوں نے ۱۰۱ دوستوں سے ملاقات کی، مسجد میں ایک امام الصلوٰۃ کے جو غیر احمدی تھے آجانے پر انکے خیالات مدنظر رکھکر خطبہ دیا جس میں "صداقت قرآن کریم" و "صداقت حضرت خاتم النبیین" اور "ختم نبوت" وغیرہ مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ ایک مجلس میں کالج کے طلباء سے گفتگو ہوئی، اس میں اور تین جمعوں کے خطبات میں "صداقت سلسلہ" اور "کمالات قرآن کریم" پر ذکر ہوا۔

سندھ

حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ نواب شاہ کی اطلاع ہے کہ انہوں نے ماہ جولائی میں پنی ماچھی، موضع شیر درستی، دگھڑا امام بخش خان کا تبلیغی دورہ کر کے ۱۶/۱/- کی رقم چندہ فراہم کی۔ جو مرکز کو بذریعہ منی آرڈر ارسال کی۔ پیغام صلح کا ایک خریدار بنایا اور ایک دوست عبدالصمد خان ولد میر محمد خان ساکنہ ڈیرہ غازی خان کو داخل سلسلہ کیا۔ خواندہ احباب میں لٹریچر تقسیم کیا۔ پانچ نفوس کی عیادت کے علاوہ حسب گنجائش مالی امداد بھی کی۔

(سیکرٹری)

ضرورت رشتہ

سید خاندان کے ایک پچیس ۲۵ سال نوجوان کے لئے جو ایک قابل ڈسپنسر ہے اور جس کی ماہوار آمد (۲۰۰) روپے ہے رشتہ کی ضرورت ہے ضرورتمند مجھ سے خط و کتابت فرمائیں:۔

مرتضیٰ خان۔ مدیر پیغام صلح

[illegible] ۱۹۵۴ [illegible]

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ تار کا پتہ تبلیغ۔ لاہور فون نمبر ۳۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ - ۲۸ اگست ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۴

قصیدہ

فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

{ از امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام }

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ — یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ
اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے — لوگ تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑے آتے ہیں

یَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ — تَھْوِیْ اِلَیْکَ الزُّمَرُ بِالْکِیْزَانِ
اے منعم و منان کے فضل کے سمندر — لوگ کوزے لئے تیری طرف بھاگے آ رہے ہیں

یَا شَمْسَ مُلْکِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ — نَوَّرْتَ وَجْہَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ
اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب — تو نے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کر دیا

قَوْمٌ رَّاَوْکَ وَاُمَّۃٌ قَدْ اُخْبِرَتْ — مِنْ ذَالِکَ الْبَدْرِ الَّذِیْ اَصْبَانِیْ
ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے — اس بدر کی خبر سنی جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے

یَبْکُوْنَ مِنْ ذِکْرِ الْجَمَالِ صَبَابَۃً — وَتَاَلُّمًا مِّنْ لَّوْعَۃِ الْھِجْرَانِ
وہ آپ کے جمال کو یاد کر کے اشتیاق سے روتے ہیں — اور جدائی کی جلن سے دکھ اٹھا کر (چلاتے ہیں)

وَاَرَی الْقُلُوْبَ لَدَی الْحَنَاجِرِ کُرْبَۃً — وَاَرَی الْغُرُوْبَ تُسِیْلُھَا الْعَیْنَانِ
میں دلوں کو (غم سے) گلوں تک پہنچے ہوئے اور آنسوؤں کے نالے بہتے ہوئے دیکھتا ہوں — اور میں دیکھتا ہوں کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں

یَا مَنْ غَدَا فِیْ نُوْرِہٖ وَضِیَائِہٖ — کَالنَّیِّرَیْنِ وَنَوَّرَ الْمَلَوَانِ
اے وہ جو اپنے نور اور روشنی میں — آفتاب و مہتاب کی مانند ہو اور جس سے رات اور دن روشن ہو گئے

یَا بَدْرَنَا یَا اٰیَۃَ الرَّحْمٰنِ — اَھْدَی الْھُدَاۃِ وَاَشْجَعَ الشُّجْعَانِ
اے ہمارے بدر اے رحمان کے نشان — سب ہادیوں سے بڑھ کر ہادی اور سب بہادروں سے بڑھ کر بہادر

اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْھِکَ الْمُتَھَلِّلِ — شَاْنًا یَّفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ
میں تیرے درخشاں چہرہ میں ایک ایسی شان دیکھتا ہوں — جو انسانی صفات سے بڑھ کر ہے

بیعت کا فائدہ اور اس کی ضرورت

از حضرت مسیح موعودؑ

محمد نواب خان صاحب تحصیلدار نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ تو اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

"بیعت میں جاننا چاہیئے کہ کیا فائدہ ہے۔ اور کیوں اس کی ضرورت ہے۔ جب تک کسی شے کا فائدہ اور قیمت معلوم نہ ہو تو اس کی قدر آنکھوں کے اندر نہیں سماتی، جیسے گھر میں انسان کے کئی قسم کا مال و اسباب ہوتا ہے۔ مثلاً روپیہ پیسہ، کوڑی، لکڑی وغیرہ، جو جس قسم کی شے ہے اسی درجہ کی اس کی حفاظت کی جاوے گی۔ ایک کوڑی کی حفاظت کے لئے وہ سامان نہ کرے گا جو پیسہ اور روپیہ کے لئے اسے کرنا پڑے گا۔ اور لکڑی وغیرہ کو تو یونہی ایک کونہ میں ڈال دے گا۔ علیٰ ہذالقیاس جس کے تلف ہونے سے اس کا زیادہ نقصان ہے اس کی زیادہ حفاظت کرے گا۔ اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے کہ اسکے معنے رجوع کے ہیں۔ اور یہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اسکے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے انہیں اپنا وطن مقرر کر لیا ہوا ہے، گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش کر لی ہوتی ہے۔ اس وطن کو چھوڑنا اور رجوع بیعنے...... پاکیزگی کو اختیار کرنا۔ اب وطن چھوڑنا بڑا گراں گذرتا ہے۔ اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے، تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اس کو یاروں دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے۔ اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش و ہمسائے وگلیاں کوچے بازار سب چھوڑ چھاڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے۔ یعنی اس سابقہ وطن میں کبھی نہیں آتا اس کا نام توبہ ہے۔ معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقوے اسکے دوست اور۔ اس تبدیلی کو صوفیا نے موت کہا ہے۔ جو توبہ کرتا ہے اسے بڑا حرج اٹھانا پڑتا ہے۔ اور سچی توبہ کے وقت بڑے بڑے حرج اس کے سامنے آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ رحیم کریم ہے وہ جب تک اس کُل کا نعم البدل عطا نہ فرماوے نہیں مارتا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ میں یہی اشارہ ہے۔ کہ وہ توبہ کر کے غریب و بیکس ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ اس سے پیار کرتا ہے۔ اور اسے نیکوں کی جماعت میں داخل کرتا ہے۔ دوسری قومیں خدا کو رحیم کریم خیال نہیں کرتیں۔ عیسائیوں نے خدا کو تو ظالم جانا۔ اور بیٹے کو رحیم۔ کہ باپ تو گناہ نہ بخشے اور بیٹا جان دے کر بخشوائے۔ بڑی بیوقوفی ہے۔ کہ باپ بیٹے میں اتنا فرق۔ والد مولود میں مناسبت اخلاق و عادات کی ہوا کرتی ہے۔ اگر اللہ رحیم نہ ہوتا تو انسان کا ایک دم گذارہ نہ ہوتا۔ جس نے انسان کے عمل سے پیشتر ہزاروں اشیاء اس کے لئے مفید بنائیں۔ تو کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ توبہ اور عمل کو قبول نہ کرے؟ (البدر جلد ۲ ص ۵-۶)

"سائنس کی بلند پروازی"

"امریکہ کے ایک سائنسدان نے اعلان کیا ہے کہ اس نے وہ راز معلوم کر لیا ہے جس سے ساری دنیا کو برباد کیا جا سکتا ہے۔ اس نے روشنی کی فضائی لہروں کی تحقیق کر کے ایک ایسی وہ طاقت معلوم کر لی ہے جو پروٹان کو الکٹران سے الگ کر دیتی ہے اور چونکہ پروٹان اور الکٹرون ہی کی ترکیب سے ساری دنیا بنی ہے، اسلئے اسکو الگ کرنے سے ساری دنیا ختم ہو سکتی ہے"۔ فلسفہ و مابعد الطبیعات کی بحثوں کو چھوڑئیے، دماغ کو طرح طرح کی الجھنوں میں مبتلا کرنا، قلب کو ہر طرح کے سکون سے محروم رکھنا، نگاہ میں کجی پیدا کر کے عقاید کو الحاد و مادیت کی بھول بھلیوں میں لے آنا۔ ان کے کارنامے ہمیشہ سے رہے ہیں۔ یہاں ذکر فلسفہ کی کسی شاخ کا نہیں، سائنس کی "بلند پروازی" کا ہے، جسے اب تک انسانیت کی خادم کہا گیا ہے، اور جس کے تعمیری کمالات کی یہ دھوم مچی ہوئی ہے، اس کی پرواز کا منتہا آپ نے دیکھ لیا! دنیا کی بربادی! اخلاقی و مذہبی بربادیوں کا ذکر نہیں، وہ تو مدت دراز سے جاری ہی تھیں، خالص مادی بربادی! (صدق جدید)

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

سہ روزہ پیغام صلح ———— مورخہ ۲۸ راگست ۱۹۵۷ء

یادِ رفتگان

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت برقرار

جب حضرت حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے سلطان الاولیا حضرت مسیح موعود کو تاجِ ماموریت سے سرفراز فرمایا تو سنت قدیمہ کے مطابق چاروں طرف سے حسد و عناد کی آگ بھڑک اُٹھی، اغیار تو پہلے ہی آپ کے خون کے پیاسے تھے۔ کیونکہ آپ نے اُن کے خلافِ اسلام عزائم کو خاک میں ملا دیا تھا۔ اب اپنی قوم بھی دشمن ہو گئی۔ تکفیر کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں، ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا گیا۔ قتل کے منصوبے کئے گئے ؎

کافرم گفتند و دجّال و لعیں
بہرِ قتلم بر نشستے در کمیں

لوگوں کو آپ کے گرد جمع ہونے سے روکا گیا۔ مگر خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کو تنہا نہ چھوڑا، اسی قوم میں سے ہی بعض ایسے برگزیدہ وجود نکل آئے جن کی مومنانہ فراست نے آپ کو پہچان لیا اور بصد جان و دل آپ کے گرویدہ بن گئے، ان میں بعض بلند پایہ علماء بھی تھے جو اپنے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت میں یگانۂ روزگار تھے۔ ان میں ایسے اصحاب بھی تھے جو دنیاوی وجاہت کے لحاظ سے بلند مقام پر فائز تھے۔ اور ان میں بعض ایسے بھی تھے جو نہ تو دنیاوی وجاہت کے مالک تھے۔ اور نہ علم و فضل سے وافر حصہ رکھتے تھے۔ مگر اپنے ایمان، خلوص اور ایثار میں اپنی نظیر آپ تھے۔ جن اصحاب نے حضرت مہدی مسعودؑ کا مبارک زمانہ پایا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ وابستگانِ حلقۂ عالیہ ایمان و عمل کے لحاظ سے متقدمین کے رنگ میں رنگین تھے اور وہ صحیح معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے بزرگ تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کے مدارج بلند کرے اور ان کو اپنے قرب سے نوازے۔ دنیا نیکوں سے کبھی خالی نہیں رہی۔ اب بھی نیک دنیا میں موجود ہیں اور آیندہ بھی ہوں گے **مگر مسیح موعودؑ اب دنیا میں دوبارہ نہیں آئے گا اور نہ اس کے وہ مخلصین خدام جنہوں نے آپ کے ساتھ اپنی وفاداری کو حد کمال تک پہنچا دیا۔** ان میں سے بعض ایسے تھے جو اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہکر آپ کے مبارک قدموں پر آ گرے تھے، اور تبھی اُٹھے جب موت نے انہیں اُٹھایا۔ ان میں ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنی تمام اُمنگیں دین کے لئے وقف کر دیں اور دنیا کی تمام دلفریبیوں اور زندگی کی تمام رنگینیوں سے منہ موڑ کر فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کی۔ ان میں ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے پاک اموال خدا کے رستہ میں پانی کی طرح بہا دیئے۔ اور ان میں ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں۔ ان پر پتھراؤ کیا گیا وہ سنگسار ہوئے مگر اللہ رے جذبۂ ایمان و استقامت! صداقت کا دامن نہ چھوڑا، اس شان کی ہستیاں بار بار دنیا میں پیدا نہیں ہوا کرتیں اور اس قدر و منزلت کے بزرگ سالہا سال کے بعد دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اسلام کے اس دورِ انحطاط میں جبکہ طاغوتی تہذیب نے طبائع پر اپنا تسلط جما رکھا تھا "**ٹھیٹھ اسلامی سیرت رکھنے والے**" یہی بزرگ تھے۔ جیسا کہ "حکیم الامت" علامہ اقبال نے اپنے ایک لیکچر میں ظاہر فرمایا تھا۔ ایسے ٹھیٹھ اسلامی سیرت رکھنے والے بزرگوں کی یاد کا زندہ رکھنا ہمارا قومی فرض ہے۔ ان کی زندگیوں میں ہمارے لئے قیمتی سبق ہیں۔ ان کی زندگیاں آنیوالی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کا حکم رکھتی ہیں، ان کی قبولِ حق کی داستانیں اور اس رستہ میں ان کے مصائب و آلام کے دردناک قصے، ان کے تقوےٰ و طہارت کے پاک نمونے، ان کے صبر و استقامت، ایثار اور قربانی کے حیرت انگیز واقعات اُن کے علم و عمل کے شاندار کارنامے، ان کی سیرت و اخلاق کے روشن پہلو، یہ سب روشنی کے مینارے ہیں جن سے ہماری آیندہ نسلیں راہِ ہدایت پائیں گی۔ تنظرہ آپ ہمیں توی امید ہے کہ آپ اس تجویز میں ہمارے ہمنوا ہوں گے کہ ان سب بزرگوں کے سوانح حیات کو ضبطِ تحریر میں لا کر محفوظ کر لینا اشد ضروری ہے۔ اور اسی غرض کے تحت ہم "پیغامِ صلح" میں ایک مستقل عنوان "یادِ رفتگان" قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، جس کے نیچے ان بزرگوں کے حالاتِ زندگی معرضِ تحریر میں لائے جائیں گے جنہوں نے آزمائش کی سخت گھڑیوں میں حضرت امام العصر علیہ الرحمۃ کا ساتھ دیا۔ اور آخر اپنے مولا سے جا ملے۔

ہماری قوم میں خدا کے فضل سے ابھی کئی ایک ایسے اصحاب موجود ہیں جنہوں نے حضرت امام الاصفیا مسیح موعود و مہدی دوران علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پایا۔ ......

...... اور ان کو کم و بیش اکثر بزرگان قوم کے چیدہ چیدہ حالات اور ان کے اخلاق و سیرت کا علم بھی ہے، ان سب کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ وہ اس قومی کام کو سرانجام دینے کی زحمت گوارا فرمائیں اور جو واقعات کسی ایک بزرگ یا بزرگوں کے انکے علم میں ہوں وہ معرضِ تحریر میں لا کر ہمارے پاس بھیجدیں۔ تاکہ ان کی اشاعت کا اہتمام کیا جا سکے۔ اس طرح سے اس پاک گروہ کی ایک تاریخ مرتب ہو جائے گی جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھکر اپنے غیر متزلزل ایمان کا ثبوت دیا اور اگر ممکن ہو سکا تو بعد میں انہی مضامین کو ایک کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے گا، یہ ایک قومی اور دینی کام ہے، اور ہمیں اپنے بزرگ احباب سے توقع ہے کہ وہ اس طرف فوراً توجہ مبذول فرمائیں گے اگر آپ اپنا نیک نام چھوڑ جانا چاہتے ہیں تو اپنے بزرگوں کے نیک نام کو ضائع ہونے سے بچانے کی کوشش کریں ؎

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نامِ نیکت برقرار

سیلاب زدگان کے لئے امداد کی اپیل

مشرقی بنگال کے خوفناک سیلاب نے چاروں طرف قلق و اضطراب کی ایک لہر دوڑا دی ہے، یہ سیلاب اسقدر خوفناک ہے، کہ وزیر اعظم پاکستان نے سیلابی علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد ڈھاکہ ریڈیو سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے کہا کہ اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی، قریباً ایک کروڑ افراد سیلاب سے متاثر ہو کر بے خانماں پڑے ہیں، فصلیں تباہ ہو چکی ہیں، مکانات مسمار ہو گئے ہیں سینکڑوں بچے بوڑھے اور جوان نذرِ آب ہو چکے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کی قہاریت کا پورا نقشہ نظر آ رہا ہے اور لاعاصم الیوم من امر اللہ کا عملی نقشہ دکھائی دیتا ہے ایسی حالت میں سیلاب زدگان کی امداد و اعانت کے لئے نہ صرف حکومت پاکستان نے اپنے تمام وسائل مجتمع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور کپڑوں، دوائیوں اور خوراک سے انکی مدد کرنیکا اہتمام کر رہی ہے بلکہ امریکہ اور ترکی نے بھی ہوائی جہازوں کے ذریعہ ہر قسم کا سامان بافراط بھیجا ہے جو ہر طرح لائق استحسان اور قابلِ شکریہ ہے۔

اس سلسلہ میں حکومت پاکستان نے عوام الناس سے بھی چندہ کے ذریعہ سے اعانت کی اپیل کی ہے، جس کا نہایت حوصلہ افزا جواب دیا جا رہا ہے، گورنر پنجاب نے سرکاری ملازمین سے ایک ایک دن کی تنخواہ کے لئے اپیل کی ہے، اور وزیر مواصلات پاکستان نے محکمۂ ڈاک و تار کے ملازمین سے حسبِ توفیق چندہ طلب کیا ہے۔ ہمارے نزدیک صرف سرکاری ملازمین ہی کو نہیں ہر ایک بہی خواہ ملت اور ہمدردِ انسانیت کو اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے، جب غیر امداد کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں تو اپنوں کو تو سب سے پہلے قدم بڑھانا چاہیئے، یہی سب سے بڑی نیکی ہے جو نہ صرف سیلاب زدگان کے فائدہ کا موجب ہو گی بلکہ دینے والوں کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس میں کسی قسم کا ریا یا جلبِ منفعت کی کوئی غرض مدنظر نہ ہو بلکہ دلی خلوص اور حصولِ رضائے الٰہی کے لئے اپنے بھائیوں کی امداد کی جائے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری امر ہے کہ نہ صرف سیلاب زدگان بلکہ تمام پاکستانی حکام اور عوام دلی خضوع و خشوع کے ساتھ جنابِ الٰہی میں جھک جائیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہوئے نزولِ افضال و اکرام کی دعائیں کریں یہ عذاب مشرقی پاکستان میں اگر سیلاب کی صورت میں آیا ہے تو مغربی پاکستان میں خشک سالی نے

ہماری تبلیغی سرگرمیاں

سیّد تصدّق حسین صاحب کی تبلیغی ڈائری سے چند اقتباسات

پیر بغدا د السید تصدق حسین صاحب قادری کے تبلیغی ذوق سے قارئین کرام بخوبی واقف ہیں آپ اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی ڈائری روزانہ اپنے ہاتھ سے لکھتے اور اس کی نقل مرکز میں بھجواتے رہتے ہیں، اس وقت ہمارے سامنے ۱۵ رجولائی سے ۲ ر اگست تک کی ڈائری کے اوراق ہیں، جن میں سے چند اقتباسات قارئین کی دلچسپی اور وابستگان احمدیت کی ترغیب تحریص کے لئے درج ذیل ہیں :-

الجزائر کے ایک عالم کا نظریۂ جہاد

ماہ ذی القعدہ - ۱۹ رجولائی - پیر الجزائر کے مشہور و معروف علامہ الشیخ محمد البشیر الابراہیمی سے بزرگان سلسلہ متعارف ہوں گے، دینی علوم میں وسیع معلومات رکھتے ہیں، سیاسیات پر بھی عمیق نظر ہے - الجزائر میں "البصائر" کے نام سے علامہ کی ادارت میں ایک رسالہ نکل رہا ہے، تین سال سے عربی ممالک میں دورہ کر رہے ہیں دو سال قبل پاکستان بھی آئے تھے، ان کا ایک مضمون بعنوان "تصحیح الجہاد" اخبار "السجل" مجریہ ۱۸ ر ۱۹ رجولائی میں دو قسطوں میں شائع ہوا ہے، اس میں علامہ نے اپنے الفاظ میں جہاد کا وہی نقشہ پیش کیا ہے جو حضرت اقدسؑ اور ان کی جماعت پیش کر رہی ہے۔

ایک شیعی مجتہد کی وفات

۱۸ ر ذی قعدہ ۱۹ رجولائی - دو بجے اذاعۃ العراقیہ نے یہ المناک خبر شائع کی کہ حضرت العلامہ الجلیل مجتہد الکبیر الشیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون - حضرت العلامہ اہل تشیع کے ایک بہت بڑے مجتہد تھے، ایران، ہند و پاکستان و عراق میں لاکھوں کی تعداد میں آپ کے متبعین ہیں نجف اشرف قیام گاہ تھا، اسی سال کی عمر پائی، آپ کی وفات کرند واقع ایران میں ہوئی - رات جنازہ آ رہا ہے اسپیشل ٹرین کے ذریعہ کربلا اور وہاں سے موٹر کار سے نجف لے جایا جاوے گا علامہ موصوف کو ۱۹۴۷ء میں کتاب "الاسلام و نظام العالمی الجدید" عربی ترجمہ نیو ورلڈ آرڈر تالیف حضرت سیدنا امیر مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ ہدیۃً بھجوایا تھا اسے پڑھ کر موصوف بے حد متاثر ہوئے اور مجھے خط لکھا جس میں حضرت امیرؒ کی تعریف میں وہ کلمات طیبات تحریر فرمائے ہیں کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں علامہ موصوف کے اس خط کا عکس رسالہ ذکری مولانا محمد علیؒ تالیف استاذ علی محمد سرطاوی میں درج ہے - خدا مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے - آمین۔

مفتی فلسطین کا تعصب

۲۰ ر ذی قعدہ - ۲۱ رجولائی - بدھ - السید نعیم سمادہ شارع الملکی - بیروت - لبنان - مفتی فلسطین سابق امین الحسینی کا ایک بیان قاہرہ کے مجلہ "الدعوۃ" میں الاسلام فی المانیہ شائع ہوا جس کو کل بغداد کے مسائیہ "السجل" نے نقل کیا ہے مفتی صاحب نے المانیہ میں چند ایک عربوں اور ایک آدھ ہندی "کی" خدمات اسلامی کو بڑے زور سے پیش کیا اور جنگ عظیم اول میں قیصر المانی کی تعمیر کی ہوئی مسجد کا ذکر کیا لیکن تعصب کی وجہ سے ان سے برلن مسجد اور جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر نہ ہو سکا یہ ہے زمانہ حال کے مفتیوں کا حال -

اکبر خانصاحب کی تبلیغی مساعی

۲۱ ر ذی قعدہ، ۲۲ رجولائی جمعرات - رنگون سے اتوام محترم اکبر خاں صاحب کا خط مرقومہ ۱۷ رجولائی ہوائی ڈاک سے ملا اس میں یہ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ M. A. سعد اسحاق جو پچیس سال ہوئے عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے سلسلہ عالیہ میں شامل ہو گئے ہیں ایک ایم بی بی ایس کے طالب علم احمدیت کے بالکل قریب آ رہے ہیں، الحمد للہ - خدا کی قدرت دیکھئے برما میں پچھلے سال سے احراریوں اور مودودیوں کے خیالات رکھنے والے مخالفین نے سلسلہ کے خلاف پروپیگنڈا زور و شور سے شروع کیا اور نتیجہ کیا نکلا اور نکل رہا ہے کہ لوگوں کی طبائع احمدیت کی طرف مائل ہو رہی ہیں یہ ہے مخالفت کی کھاد کا کام --- احمدیت کا سرسبز باغ احراری مودودی مخالفت کی کھاد سے زیادہ سے زیادہ اثمار پیدا کرے گا - یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے، خانصاحب موصوف نے مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں انگریزی میں ایک پمفلٹ شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے جو انشاء اللہ اگست تک طبع ہو کر مل آوے گا، یہ پمفلٹ بھی کئی ایک سعید روحوں کو جذب کرنے کا باعث ہوگا، انشاء اللہ -

ایک حیدر آبادی حکیم صاحب

۲۴ ر ذی قعدہ ۲۵ رجولائی - اتوار - حکیم محمد عبد الحمید خاں منصبدار حیدر آباد دکن کو پیغام صلح نمبر ۲۷ - ۲۶ بھجوایا - حکیم صاحب موصوف پچھلی گرمیوں میں بغداد آئے ہوئے تھے اکثر دکان پر آیا کرتے تھے عام اسلامی مسائل پر گفتگو کے ساتھ ساتھ سلسلہ کے متعلق بھی باتیں ہوا کرتی تھیں، ان کے قیام بغداد میں سلسلہ کے دو ایک پمفلٹ ان کے زیر مطالعہ رہے، حیدر آباد واپس جانے کے بعد سلسلہ خط و کتابت جاری رہا اور اکثر سلسلہ کا لٹریچر ارسال کرتا رہا، سلسلہ کی نہ صرف تعریف کرتے ہیں بلکہ قریب معلوم ہوتے ہیں -

بیئر بنانے میں مسلمانوں کی شرکت

۲۷ ر ذی قعدہ ۲۸ رجولائی ۵۲ء - محترمی مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی لکھنؤ، کو ان کے مؤقر اخبار "صدق جدید" کے لئے "السجل" مجریہ ۲۸ رجولائی کا پرچہ بھجوایا، اس پرچہ میں طائر نقد کے ماتحت یہ عبرت انگیز اطلاع درج ہے، کہ حکومت عراق نے بیئر بنانے کا امتیاز اس کمپنی کو دیا جس میں چار شریک مسلمان ہیں، اس پر ناقد نے اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ترکوں کے زمانہ میں بھی شراب وغیرہ کا امتیاز مسلمانوں کے لئے ممنوع تھا، یہ خبر صدق جدید میں بلا تبصرہ شائع ہونے کے لائق ہے - آہ آج مسلمانوں کی حالت کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی خدا ہدایت دے -

سفیر پاکستان کو الوداعی عصرانہ

۲۸ ر ذی قعدہ ۲۹ رجولائی جمعرات - عزت مآب آغا محمد مصطفےٰ صاحب سفیر پاکستان برائے عراق ۷ راگست کو ریٹائر ہو رہے ہیں، سفیر موصوف کے اعزاز میں قائم مقام سفیر مسٹر رحمان صاحب نے اپنے بنگلہ پر ایک الوداعی عصرانہ دیا، خاکسار بھی شامل ہوا، کوئی دو سو کے قریب مدعوین جن میں سفرائے دول، وزراء، مؤلفین کبار، اعیان و نواب، صحافیین شامل تھے کئی ایک دوستوں سے ملاقات ہوئی جن میں راجہ محمود آباد، نیز ایجنسی لیبیا مسٹر محمود لنجوبا، انکی بیوی، سفیر ہند مسٹر خوب چند، مسٹر محبوب احمد قائم مقام سفیر ہند - السید نجم الدین گیلانی - سفیر عراق سابق برائے پاکستان السید احمد الراوی بھی قابل ذکر ہیں - پیغام صلح اور "لائٹ" کے پرچے اپنے ساتھ لے گیا تھا، ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب کو پیغام صلح ۴۲ - ۴۳ اور لائٹ ۲۵ دو رسولسٹ اور استاذ علی محمد سرطاوی عزت مآب مسٹر محمود لنجوبہ کو لائٹ ۲۵ دہیں اجتماع میں دیا - مسٹر محمود سے معلوم ہوا کہ وہ مع اپنی بیوی پرسوں اتوار کے روز بغرض ادائے فریضہ حج ہوائی جہاز سے جدہ روانہ ہو رہے ہیں موصوف سے درخواست کی ہے کہ کعبہ شریف اور درگاہ آقائے نامدار محمد رسول اللہ میں جماعت کی ترقی اور استحکام کے لئے دعا کریں، نیز ہم گنہگاروں کے لئے بھی دعا کریں کہ وہ ہم سے اپنے دین متین کی بیش از بیش خدمت لے -

عزت مآب آغا محمد مصطفےٰ نے بتلایا کہ موصوف اپنے قیام لندن میں دوکنگ بھی گئے مولانا عبد المجید صاحب اور ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے دعوت طعام پر مدعو کیا تھا - ووکنگ کی خدمات کو سراہتے رہے - (باقی آئندہ)

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کی ہفتہ وار میٹنگ

۲۲ راگست کو احمدیہ لائبریری میں منعقد ہوئی تلاوت قرآن پاک کے بعد حسب معمول گزشتہ مجلس کی روئداد پڑھ کر سنائی گئی اس کے بعد ظفر احمد صاحب نے کتب مسیح موعودؑ سے ایک ورق پڑھ کر سنایا پھر مظفر حسن صاحب نے "علم بڑی دولت ہے" پر چند احادیث پڑھ کر سنائیں - آخر میں راقم نے "عورت اور تہذیب حاضرہ" کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا جس میں بتایا کہ تہذیب حاضرہ میں عورت کی کیا وقعت ہے اور اسلام اسکو کن حقوق کا وارث بنانا چاہتا ہے، دعا پر مجلس برخواست ہوئی -

(ناصر احمد سیکرٹری)

اسلام جمہوریت اور رواداری کی زندہ مثال ہے

پاک دستور یہ میں مسٹر چٹو پادھیائے کے اعتراضات کا جواب

پاک دستور یہ کے اجلاس منعقدہ ۲۴ر اگست میں اقلیتوں کے مجوزہ حقوق پر بحث کے دوران میں مسٹر چٹو پادھیائے نے یہ اعتراض کیا کہ چونکہ نئے آئین کے تحت پاکستان کو اسلامی جمہوریت بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس لئے اقلیتیں مجوزہ حقوق اور تحفظات کو قبول نہیں کر سکتیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ قرارداد مقاصد میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ کو قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کو اقتدار سونپنے کا مطلب شخصی حکومت کا قیام ہے، حالانکہ ملک میں جمہوریت قائم ہونی چاہیئے اور جمہوریت میں اقتدار کے مالک عوام ہوا کرتے ہیں، آپ نے نئے آئین کی اس دفعہ کی بھی مخالفت کی جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں کوئی ایسا قانون نہیں بن سکتا جو قرآن اور سنت کے منافی ہو۔

سید خلیل الرحمٰن نے مسٹر چٹو پادھیائے کے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہا:۔ اسلام مسٹر چٹو پادھیائے کے لئے ہوا بن چکا ہے، اسلام جمہوریت اور رواداری کی زندہ مثال ہے۔ اسلام نے دنیا میں سب سے پہلے جمہوریت کو اپنایا مسلمانوں کی رواداری کی زندہ مثال شہید گنج ہے۔ مسٹر چٹو پادھیائے کو علم ہے کہ اس جگہ ایک مسجد تھی اور انگریزوں نے سکھوں کی طرفداری کر کے وہاں گوردوارہ بنانے کی اجازت دیدی تھی۔ آج انگریز موجود نہیں اگر مسلمان چاہیں تو اس گوردوارے کو مسجد میں تبدیل کر سکتے ہیں، لیکن انہوں نے محض رواداری سے کام لیکر وہاں مسجد نہیں بنائی اس کے برعکس بھارت کی غیر مذہبی حکومت نے سومنات کی مسجد کو گرا دینے کا حکم دیا اور وہاں اب مندر بنا لیا گیا ہے۔ یہ ہے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی رواداری کا فرق۔

مسٹر چٹو پادھیائے کو اچھی طرح علم ہے کہ بھارت کی غیر مذہبی حکومت نے شدھی کی تحریک کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے بھارت میں مسلمانوں کو جبراً ہندو بنایا جا رہا ہے اور ان کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ آئے دن بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات ہوتے رہتے ہیں اور غیر مذہبی حکومت ان کا سدِ باب کرنے میں ناکام رہی ہے۔ بھارت میں ہر طالب علم کو خواہ وہ مسیحی ہو یا مسلمان ہندو طالب علموں کے ساتھ سلوک کرنے پڑتے ہیں۔

اسلام شخصی حکومت کا مخالف ہے اور وہ ہمیشہ جمہوریت کی تبلیغ کرتا رہا ہے۔ اسلام کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے نسلی بڑائی کے خلاف جہاد کیا اور ہر انسان کو مساوی درجہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر چٹو پادھیائے نے اس حقیقت سے انکار کیا ہے کہ اسلام نے اقلیتوں کے لئے کوئی تحفظات تسلیم نہیں کئے۔ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ پاکستان میں ہندوؤں سے بھی وہی سلوک کیا جائے جو بھارت میں کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بھارت کی غیر مذہبی حکومت نے مسلمانوں کے لئے جینا حرام کر دیا ہے عملاً روزانہ سینکڑوں مسجدوں کو مندروں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ فرقہ وار فسادات وہاں روزمرّہ کا معمول بن گئے ہیں۔ اور ہر ہفتہ ہزاروں مسلمانوں کو بھارت کی غیر مذہبی حکومت سے پاکستان کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ مسٹر چٹو پادھیائے چاہتے ہیں، کہ پاکستان میں ہندوؤں سے بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے۔ لیکن پاکستان میں مسلمان رہتے ہیں اور اسلام ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان کی حیثیت سے اقلیتوں کے متعلق ان پر کیا فرائض عاید ہوتے ہیں۔

مسٹر خلیل الرحمٰن نے کہا کہ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مسٹر چٹو پادھیائے جیسا پڑھا لکھا آدمی کیونکر کہہ سکتا ہے کہ اسلام اور جمہوریت دو مختلف چیزیں ہیں اور اسلام میں کبھی جمہوری حکومت قائم ہی نہیں ہوئی اس کے جواب میں فارسی کا یہ مقولہ ہی پیش کیا جا سکتا ہے کہ

جواب جاہلاں باشد خموشی

امریکہ مسلم مشن

فجی سے ایک خط

مکرمی معظمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امید ہے حسب ذیل سطور قارئین پیغام کی دلچسپی کا باعث ہونگی

امریکہ مسلم مشن کے قیام کے بعد مجھے یہ شوق دامنگیر ہوا کہ میں اپنے بڑے لڑکوں کی تعلیم کا بندوبست سان فرانسسکو کراؤں تاکہ وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے جناب مولانا بشیر احمد منٹو سے استفادہ کر سکیں۔ لیکن مشکل یہ تھی۔ کہ وہاں طلباء کا بھیجا جانا ناممکن ہی دکھائی پڑتا تھا! ایک ڈالر کنٹرول دوسرے اپنی مالی کمزوری لیکن بمصداق مرد باید کہ ہراساں نشود مشکلے نیست کہ آساں نشود، مولانا بشیر احمد صاحب کے توسط اور خدا کی مہربانی سے بڑے لڑکے عزیزی جلال الدین محمد اکبر کے امریکہ میں داخلہ کا بندوبست ہو ہی گیا۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ مسلم مشن کے توسط اور مولانا صاحب کی ذمہ داری سے یہاں سے طلباء بغرض تعلیم امریکہ بھیجے جا سکتے ہیں۔

عزیزی جلال الدین محمد اکبر کو مذہبی شوق تھا قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کرتے تھے کہ مجھے حضرت مولانا صدر الدین صاحب یاد آجایا کرتے تھے۔ میرے تعلیمی و تبلیغی مشاغل میں دست راست تھے وہ امریکہ جا کر بھی مولانا بشیر احمد منٹو صاحب کے معاون ثابت ہوئے اور ہر ہفتہ وار اجلاس لٹریچر کی اشاعت، اور یوم النبی و عیدین کے اجلاس کے انعقاد میں دلچسپی لینے لگے۔ ان کے جانے کے اٹھارہ ماہ بعد ان کے چھوٹے بھائی محمد خالد عبداللہ بھی سان فرانسسکو روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد اسی سال میں محمد اسواق صاحب اور محمد الیاس حنیف کی باری آئی۔ خوشی کا مقام ہے کہ اس سال محمد اسواق صاحب نے بی اے کی ڈگری حاصل کر لی ہے اور اب وہ میڈیکل کالج میں داخلہ کی کوشش کر رہے ہیں خداوند کریم ان کو اس میں کامیاب کرے، اب تک کل گیارہ مسلمان طلبہ مولانا بشیر احمد صاحب کی ذمہ داری پر جا چکے ہیں۔ گویا ایک ٹیم ہے جن کو ایسے ملک میں بھیجا گیا ہے جہاں آج تک سوائے ان کے تعلیم کی خاطر فجی سے کوئی نہیں جا سکا۔ یہ طالب علم والدین کے لئے بوجھ کا موجب نہیں ہیں بلکہ وہ رخصتوں کے ایام میں اپنے گزارے کے لئے آمدنی پیدا کر سکتے ہیں۔ جہاں میں مولانا بشیر احمد صاحب منٹو کا شکر گزار ہوں، جن کے طفیل یہ طالب علم امریکہ کی سرزمین میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ممبران کو بھی دعائیں دیتا ہوں جن کی مالی قربانی کی وجہ سے یہ مشن چل رہا ہے۔

نوجوان طلباء کسی مذہبی انسان کے کام کی تعریف میں محتاط رہتے ہیں۔ اور ان کی نگاہیں تعریف کی بجائے نکتہ چینی کی طرف زیادہ لگی رہتی ہیں اس لئے اگر ان کے معمولی اشارے سے بھی یہ معلوم ہو جاوے کہ مسلم مشن سان فرانسسکو کا کام مستحسن طور پر ہو رہا ہے تو اسکو مبالغہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہاں یہ کام جو ایک حکومت سے ہونا چاہیئے اس کو ایک غریب جماعت نے سنبھالا ہوا ہے حکومتیں اپنے اپنے ملک کی عزت قائم کرنے کے لئے سفارتخانوں پر ہزاروں پونڈ خرچ کرتی ہیں۔ اُن کے سفارت خانوں میں درجنوں کلرک اور سیکرٹری ہوتے ہیں۔ جن کے رہنے کیلئے آرام دہ مکانات بھاری کرایہ ادا کرنے کے بعد حاصل کئے جاتے ہیں۔ سال میں کئی ایک بار دعوتیں ہوتی ہیں جن پر سینکڑوں پونڈ خرچ کئے جاتے ہیں۔ کاش مسلمان حکومتیں سرور کائنات حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلعم کی عزت ناموس کے پھیلانے کے لئے اس رقم کا عشر عشیر بھی خرچ کر دیتیں جو اپنے ملکوں کے دنماق کو قائم کرنے کے لئے خرچ کرتی ہیں۔

خاکسار۔ محمد عبداللہ۔ ہیڈ ٹیچر لسوری (فجی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ لاہور — فون نمبر ۳۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد — یوم چہار شنبہ مورخہ ۲ محرم ۱۳۷۴ھ یکم ستمبر ۱۹۵۴ء — نمبر ۵۵

تھا ذکر ترا لب پہ رسولِ عربی کے

حسن

اے مہدئ ذی شاں اے ہادئ دوراں — جاں تجھ پہ ہو قرباں
اللہ نے دی تجھ کو محمد کی خلافت — اے شاہِ ولایت
دعوے پہ ترے شمس و قمر کی ہے شہادت — اے ماہِ صداقت
تھا ذکر ترا لب پہ رسولِ عربی کے — شاہِ مدنی کے
فرمایا کہ اُمت کو مری خوف و خطر کیا — آئیگا مسیحا
لے آئیگا ایماں کو ثریا سے زمیں پر — وہ مردِ دلاور
توڑے گا صلیبا کو وہ بے منتِ شمشیر — با حجت و تدبیر
کر دیگا نگوں کفر کا الحاد کا پرچم — وہ مردِ مکرّم
سب جلوہ گر اوصاف ہوئے تجھ میں پیارے — قرباں تمہارے
دشمن بھی فضیلت کا تری مدح سرا ہے — چارہ اسے کیا ہے
ممتاز و مشرف ہے تو الہامِ خدا سے — انعامِ خدا سے
تو محرمِ اسرارِ خفی ظلِّ نبی ہے — کیا شان تری ہے
ہے ذات تری مہبطِ انوارِ الٰہی — اسرارِ الٰہی
آمد ہے تری دافعِ ہر کلفت و زحمت — اے چشمۂ رحمت
ہے طلعتِ زیبا تری تصویرِ محمدؐ — عکسِ رُخِ احمدؐ

در وجہِ منیرِ تو عیاں روئے محمدؐ
در زلفِ درازِ تو نہاں بوئے محمدؐ

درستی اخلاق کے لئے ایمان کی ضرورت

از حضرت امام الزمان

آج کل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کس طرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں۔ ۲۰ کروڑ کتاب اسلام کے خلاف شائع ہوئی اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہیں، ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی امید میں آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہیں آج ۱۳۰۰ برس کی دھوپ اور امساک باراں کے بعد آسمان سے بارش اتری ہے۔ اب اس کو کوئی روک نہیں سکتا برسات کا جب وقت آ گیا ہے تو کون ہے جو اس کو بند کرے۔ یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں۔ ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے، حالانکہ تمام اعمال کی طرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے۔ مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص طباشیر سمجھ لے تو بلا خوف و خطر کئی ماشوں تک کھا جاویگا، لیکن اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اس کو منہ کے قریب نہ لاوے گا۔ حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے اور اگرچہ زبان سے کوئی نیکی کا اقرار کر لے۔ مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اس کو ہمارے مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں اور اندھیرے میں اور اُجالے میں خلوت میں اور جلوت میں ویرانے میں اور آبادی میں گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو پس درستی اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کے نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے کیونکہ دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہوا اور جس کا دل اور باہر ایک ہے وہ زمین پر فرشتہ کی طرح چلتا ہے۔

ایک فرانسیسی پروفیسر پر اسلام کا اثر

ایک حیدر آبادی معاصر کے مکتوب پیرس کا حسب ذیل اقتباس اس حقیقت پر شاہد ہے کہ اسلام آج اس گری ہوئی حالت میں بھی یورپ کے روشن خیال طبقہ کو متاثر کرتا جا رہا ہے۔

مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر لوئی ماسینیوں نے اپنی عمر کے ستر سال پورے کر لئے ہیں اور اب وظیفہ حسن خدمت سے مستفید ہو جانے ہیں۔ یہ درسگاہ کالج آف فرانس میں اسلامی عمرانیات کے پروفیسر تھے تعلیمی سال کے اختتام پر انہوں نے جو آخری دن لکچر دیا تھا وہ متاثر کن تھا.... نئے اور پرانے شاگردوں اور طالبات سے ہال بھرا ہوا تھا۔ بجائے اپنے موضوع پر لکچر دینے کے انہوں نے گھبرائی ہوئی آواز میں اپنی تقریباً چالیس سالہ عملی زندگی اور رجحانات کا ارتقاء اثر انداز طور پر گوشگزار کیا اور کہا کہ جس کرسی پر وہ اب تک متمکن رہے وہ اصل میں اشوانلے نامی ایک سابق افسر نو آبادیات کے لئے قائم کی گئی تھی اور منشاء صرف یہ تھا کہ مسلمانوں کے سماجی اداروں اور میلانوں کو سمجھ کر ان کو ماتحت رکھنے اور بنانے میں ان معلومات سے استفادہ کیا جائے۔

انہوں نے پھر کہا کہ پہلی جنگ عظیم کے وقت میں دہریہ تھا اور ترکوں سے لڑنے سپاہی کی حیثیت سے عراق و شام بھیجا گیا تھا میں گرفتار ہو گیا چونکہ عربی بولتا تھا، اور عربوں کے بھیس میں تھا اس لئے عربوں نے میری جان بچائی، قید خانے کی تنہائی میں پہلی مرتبہ مجھے خدا یاد آیا، تب سے اسے نہیں بھولا ہوں، اس یاد خداوندی سے دل کو جو سکون ہوا اس نے مجھے تصوف کی طرف مائل کیا، منصور حلاج کا مطالعہ کر کے ان کے حالات لکھے جو میری سب سے بڑی

باقی ص ۶

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

سہ روزہ پیغام صلح ــــــــ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۵۴ء

مشرقی پاکستان کا سیلاب

مصائب و آلام سے بچنے کا ایک موثر ذریعہ

جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے مصائب و آلام کا ایک دور ختم ہوتا ہے تو دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ تقسیم ملک کے ساتھ ہی جس مصیبت عظمیٰ کا پہاڑ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، ہزاروں مسلمان اغیار کی تیغ ستم کا نشانہ بن گئے۔ لاکھوں تباہ و برباد ہو کر نان شبینہ سے محتاج ہو گئے۔ خدا نے اس سے نجات دلائی تو پنجاب میں ایک خطرناک سیلاب کا طوفان آ گیا، جس نے طوفان نوح کی یاد تازہ کرا دی۔ آج کل اگر ایک طرف مغربی پاکستان میں امساک باراں اور نہری پانی کی بندش سے ایک مہیب قحط کا خطرہ سوہان روح ہو رہا ہے تو دوسری طرف مشرقی پاکستان میں سیلاب نے وہ قیامت برپا کر رکھی ہے کہ الامان و الحفیظ اس وقت تک کم و بیش ایک کروڑ نفوس سیلاب سے متاثر ہو چکے ہیں اور مشرقی بنگال کے ۵۴ ہزار مربع میل رقبہ کا کم از کم ایک ثلث زیر آب ہے۔ ابھی یہ امر تحقیق طلب ہے کہ کس قدر جانیں تلف ہو چکی ہیں اور کتنے افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حکام وقت کو۔ اور ان تمام بیرونی حکومتوں کو، اور ان تمام افراد اور اداروں کو جو اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کے لئے ہر طرح کی مساعی عمل میں لا رہے ہیں۔ اس وقت اس سے بڑھ کر کوئی نیکی کا کام نہیں کہ کمر ہمت باندھ کر ان مصیبت زدگان کی امداد کی جائے جو سیلاب کی ستم آرائیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اور ہم پیغام صلح کے قارئین کرام اور جماعت کے ذی مقدرت احباب کی خدمت میں بھی گذارش کرتے ہیں کہ وہ بھی حتی المقدور اس کار خیر میں شرکت کر کے اپنے مفلوک الحال بھائیوں کی امداد اور خدمت کا حق ادا کریں۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مشیت کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں قوموں اور ملکوں پر جو مصائب آتی ہیں ان کے اندر اللہ تعالیٰ کی باریک در باریک مصالح کام کرتی ہیں۔ ان مصالح الٰہیہ پر انسانی علم احاطہ نہیں کر سکتا لیکن قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ مصائب ابتلا کے طور پر آتی ہیں اور اس سے ہمارے صبر و استقامت کا امتحان مقصود ہوتا ہے جیسا کہ آیت ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع الخ سے ظاہر ہے اور یا اس لئے آتی ہیں کہ انسان اپنے خالق اور مالک کی طرف رجوع کرے۔

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ یُسر یا راحت کی حالت میں عموماً انسان اپنے خالق کو بھول جاتا ہے اور بعض لوگ تو علانیہ احکام خداوندی سے بغاوت کرتے ہیں اور فسق و فجور کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ ایسے لوگوں کو ہوش میں لانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب آتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فاخذنٰھم بالبأسآء والضرّآء لعلھم یتضرّعون

(سورۃ الانعام آیت ۴۲)

ہم نے ان کو تکلیف اور دکھ میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کریں یعنے خدا کے حضور اپنے قصوروں کا اعتراف کریں۔ آیندہ پاک صاف زندگی بسر کرنے کا عہد کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔ پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا :-

فلولا اذ جآءھم بأسنا تضرّعوا۔ ولٰکن قست قلوبھم وزیّن لھم الشیطٰن ما کانوا یعملون

(سورۃ الانعام آیت ۴۳)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ان پر تکلیف آئی تو وہ کیوں نہ ہمارے سامنے گڑگڑائے اور کیوں نہ زاری کی اور کیوں نہ ہمارے حضور جھکے۔ فرماتے ہیں کہ اصل میں ان کے دل سخت ہو گئے ہیں ان میں خشیت نہیں رہی، ان میں خدا کا خوف نہیں رہا۔ ان میں سوز و گداز نہیں رہا۔ رقت نہیں رہی، ان کے دل مصیبت کے نازل ہونے پر بھی نہیں پگھلتے۔ شیطان نے ان کو گمراہ کر رکھا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں ٹھیک ہے ؎

خویشتن را نیک اندیشیدہ اند

آہ ایں مردم چہ بد فہمیدہ اند

بیشک ایک دانا اور صاحب تدبیر قوم کا فرض ہے کہ مصائب کے آنے پر ان کا مقابلہ کرے اور ان سے رہائی حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش سے کام لے اور ہر ممکن ذریعہ کو استعمال کرے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ محض زمینی ذرائع اور محض انسانی تدابیر ہی کافی نہیں۔ مصائب سے رستگاری پانے کے لئے ہمیں اس آسمانی نسخہ کی طرف بھی رجوع کرنا چاہیئے جو قدم قدم پر ہماری رہنمائی کرتا اور ہماری دینی و دنیوی فلاح کا ضامن ہے۔ ہمیں اس آسمانی نسخہ کی ہدایات کی طرف بھی کان دھرنا چاہیئے جس میں قوموں کی مصائب کا اصل علاج بتایا گیا ہے بے شک ظاہری تدابیر اور ظاہری ذرائع ضروری اور لازمی ہیں، مگر جب تک تائید ایزدی نہ ہو یہ سب انسانی ذرائع اور تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ ضلّ سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا (الکہف)

وہ آسمانی نسخہ ہمیں بتاتا ہے کہ بڑے بڑے دکھ خدا کے سامنے جھکنے سے ھبآءً منثورا ہو جاتے ہیں۔ قوم یونس سے بڑھ کر کونسی قوم زیادہ گمراہ ہوگی مگر جب وہ خدا کے سامنے گڑگڑائے تو خدا نے ان پر رجوع برحمت کیا۔ کیا ہم قوم یونس سے بھی گئے گذرے ہیں۔ ہرگز نہیں، گو من حیث القوم ہمارے اعمال اچھے نہ ہوں مگر پھر بھی ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ خدا نے ہمیں ایمان کی دولت دی ہے۔ ہمیں اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت غلامی ہے کیا وہ ہمارے تضرع اور ابتہال پر ہم پر رجوع برحمت نہ ہوگا؟ اور ہماری مصیبتوں کو دور نہیں کرے گا؟ ضرور کرے گا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃً نصوحاً عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاٰتکم (التحریم) ؎

ہاں مشو نومید زاں غالب جناب

بندہ باش و ہر چہ میخواہی بیاب

غرضکہ اگر ہم مصائب و آلام سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ظاہری ذرائع کے علاوہ روحانی ذرائع کو بھی کام میں لانا چاہیئے۔ ہمیں اپنی حالت کو بدلنا چاہیئے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ ہمیں اپنے اعمال و افعال کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ ہمیں خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیئے اور ہر دکھ اور ہر مصیبت کے وقت اس کے دروازے پر جھکنا چاہیئے اور خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کی طرف رجوع کرنے سے وہ ہم کو اپنی مغفرت اور رحمت واسعہ سے ضرور نوازے گا۔ ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفوراً۔ (بنی اسرائیل)

ہم میں سے ہر ایک کا ایمان ہے کہ ہمارا خدا سب فضلوں کا مالک ہے ان الفضل بید اللہ (مجادلہ) ہمیں نمازوں کے ذریعے دعاؤں کے ذریعے اس کے فضلوں کو کھینچنے کی کوشش کرنی چاہیئے دعا سے بڑی بڑی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ ؎

ہر آں کار دیگر گردد از دعا سے محو باشد

نہ شمشیرے کند آں کار نے بادے نہ باراں

. . . . خدا کے سب وعدے سچے ہیں وہ کبھی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ اگر ہم اس کے سامنے صدق دل سے جھکیں گے وہ ہمیں اپنی سب نعماء سے متمتع فرمائے گا۔ استغفروا ربکم انہ کان غفاراً یرسل السماء علیکم مدراراً ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنٰت ویجعل لکم انھاراً مالکم لا ترجون للہ وقاراً (نوح) اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، اس کی حفاظت چاہو وہ بڑا بخشنے والا ہے، تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہیں مال اور اولاد سے متمتع کرے گا اور تمہارے لئے باغ بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں . . . .

اخبار و افکار

پنڈت نہرو کی زود پشیمانی

بھارت میں شدھی اور فرقہ وارانہ فسادات کی جو رَو چل رہی ہے، اس کے متعلق پنڈت نہرو نے تمام کانگریس کمیٹیوں کو ایک چٹھی لکھی ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ :-

" سیکولر (غیر مذہبی) حکومت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایسی حکومت میں مذہب کے لئے کوئی جگہ نہیں بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ مذہب اور ضمیر کی آزادی ہر شخص کو حاصل ہے "

یہ بھی انہوں نے لکھا ہے کہ

" میں اس بات کو سمجھ سکتا ہوں کہ بعض لوگ اپنے عقائد بدل جانے کی وجہ سے کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیتے ہیں لیکن میں اجتماعی شدھیوں کے متعلق سمجھ نہیں سکا کہ اس سے عقائد میں تبدیلی کیونکر پیدا ہو جاتی ہے میرے نزدیک ایسی شدھیوں میں عام طور پر سیاسی جذبے ہی کارفرما ہوتے ہیں "۔

اور آخر میں لکھا ہے :-

" پس ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مذہبی اقلیتیں مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی، بودھی، جینی، یہودی وغیرہ قوم کا اتنا ہی ضروری حصہ ہیں جتنا کہ کوئی اور فرقہ ایسا خیال نہ کرنا بھارت سٹیٹ کی بنیادوں پر کلہاڑا چلانا ہوگا، اس لئے ہر ایک کانگریس کمیٹی کو ہوشیار رہنا چاہیئے اور بھارت میں بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی کو کچلنے کی جد وجہد شروع کر دینی چاہیئے "

کتنے اچھے اور بلند خیالات ہیں لیکن کیا محض ان خیالات کے ظاہر کر دینے اور کانگریس کمیٹیوں کو لکھ دینے سے معاملہ ختم ہو جائے گا؟ کاش ایسا ہو۔ مگر واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ جب ہندو مہاسبھا سب کچھ کر کرا لیتی ہے اور جگہ جگہ فرقہ وارانہ فسادات میں کئی مسلمانوں کی جانیں تلف ہو جاتی ہیں، اور رہے سہے مسلمان قید و بند کی زنجیروں میں کس دیئے جاتے ہیں، اور پھر ایک دو نہیں اکٹھے دو دو ہزار مسلمان جبراً ہندو بنا لئے جاتے ہیں تو اس کے کافی عرصہ بعد پنڈت نہرو کی آنکھ کھلتی اور ان کا دلآویز وعظ شروع ہو جاتا ہے آخر شدھی کی تحریکیں اور فرقہ وارانہ فسادات ایسی چیزیں تو نہیں کہ یکلخت پیدا ہو جائیں اور پنڈت نہرو کو خبر تک نہ ہو، بھارت کے ہر حصہ کی ذرا ذرا خبر ان کو پہنچتی ہی ہوگی پھر کیوں وہ فسادات سے پہلے ہی ان کا انتظام نہیں کر لیتے، کہ فساد ہونے ہی نہ پائیں، کیوں انہوں نے دو ہزار مسلمانوں کی اجتماعی شدھی کو حکماً روک نہ دیا اور اب اس کو "سیاسی جذبے" کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں کاش ان کی یہ زود پشیمانی آئندہ ہی کسی کام آ سکے، اور بیچارے ہندوستانی مسلمان آئے دن کے مصائب سے بچ سکیں۔

ایک اور پہلو

فرقہ وارانہ فسادات اور شدھی کے علاوہ مصائب مشکلات کا ایک اور پہلو ہے جو بھارتی مسلمانوں کے لئے دکھ کا موجب ہو رہا ہے، اس کی تفصیل ذیل کے بیان سے معلوم ہو سکتی ہے جو یو۔پی اسمبلی اور جمعیۃ العلماء کی مجلس عاملہ کے رکن مولانا شاہد فاخری نے دیا ہے انہوں نے بتایا ہے کہ صرف کلکتہ اور ہوڑہ میں ڈھائی لاکھ مسلمانوں کو ان کے مکان سے نکال دیا گیا اور وہ خانہ بدوشی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہو گئے ہیں، ان میں سے بہت سے مسلمان سڑکوں کے کنارے یا اپنے مکانوں کے سامنے زمین پر سونے کے لئے مجبور رہیں، ان ظالموں نے خانۂ خدا کو بھی نہیں چھوڑا اور کئی مسجدوں پر ابھی تک غیر مسلموں کا قبضہ ہے اب بھارتی حکومت نے مسلمانوں کی جائداد کو جن میں تقریباً تین لاکھ مکان، دس ہزار عمارتی قطعات اور ستر صنعتی ادارے بھی شامل ہیں نیلام کر کے ان کی قیمت سے شرنارتھیوں کو معاوضہ دینے کا فیصلہ کیا ہے "۔

مولانا شاہد نے بھارتی حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ :-

" اس نے متروکہ جائدادوں کے مسئلہ سے غفلت برتی تو وہ ایک دن اس مسئلہ اور دوسرے مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے پر مجبور ہو جائیں گے "

کیا پنڈت نہرو نے یہ بیان پڑھا ہے؟ کیا انہوں نے اس کی طرف کوئی توجہ کی؟ کئی دنوں سے حکومت پاکستان کا احتجاج بھی اس بارہ میں انہیں ..... پہنچ چکا ہے پھر کیوں وہ اب تک خاموش ہیں، کیا یہ ایک اور فرقہ وار فساد کا پیش خیمہ نہیں؟ کیا مسلمانوں کی تمام جائدادوں کی نیلامی کے بعد وہ جان کی بازی لگانے والے مسلمانوں کو شانتی اپدیش سنائیں گے۔

کم عمر لڑکوں کے جرائم

آج کل امریکن پولیس کو نو عمر لڑکوں میں جرائم کی کثرت سے بہت پریشانی لاحق ہے، چار نو عمر لڑکے حال ہی میں گرفتار کئے گئے ہیں جو رات کے وقت گلیوں میں اکا دکا راہ چلتے آدمیوں کو گھونسوں اور ٹھڈوں سے مار مار کر اذیت پہنچاتے اور بعض کو ہلاک کر دیتے تھے، انہوں نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ "ایک انسان کے جسم سے خون بہتا ہوا دیکھ کر ہمیں بہت خوشی محسوس ہوتی ہے"، پولیس کے اعلیٰ افسروں کا خیال ہے کہ کم عمر لڑکوں میں روز افزوں جرائم کی وجہ ٹیلی ویژن کی بڑھتی ہوئی مقبولیت ہے۔ آج کل ٹیلی ویژن پر جرائم کے جس قدر پروگرام پیش کئے جاتے ہیں اتنے اس سے قبل کبھی پیش نہیں کئے گئے تھے،

یہ دیکھئے کثرت جرائم کا ایک اور ذریعہ نکل آیا۔ آج تک سینما ہی کو رو رہے تھے، کہ اس نے طرح طرح کے سنگین جرائم کے مناظر دکھا دکھا کر نوجوانوں کے اخلاق کو بگاڑنے میں بڑا حصہ لیا ہے، اب ٹیلی ویژن نے بھی وہی کام شروع کر دیا ..... کیا حامیان امن و تہذیب کو آج کوئی ایسا پروگرام نہیں سوجھتا جو اخلاق و تہذیب کی اچھی تربیت کر سکے؟ ..... کیا چوروں ڈاکوؤں اور سفاکوں کے کارنامے دکھانے کے بجائے ان صاحب عزیمت لوگوں کے کارنامے نہیں دکھائے جا سکتے جنہوں نے اپنے اخلاق و روحانیت سے قوموں کی گری ہوئی حالت کو بہتر سے بہتر بنا دیا اور مخلوق خدا کو دکھوں اور مصائب سے نکال کر امن و سلامتی کی شاہراہ پر کھڑا کر دیا۔

گانا اور شراب نوشی

ایک اکہتر سالہ روسی ناولسٹ مسٹر گلیڈکوو نے نوجوانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ تمباکو اور شراب نوشی کو ترک کر دیں اور بازاری گیت گانا چھوڑ دیں انہوں نے یہ بھی کہا ہے، کہ کوئی ایسی کتاب، فلم یا کھیل انہیں نہیں دیکھنی چاہیئے جس میں شراب نوشی کے مناظر دکھائے گئے ہوں، مسٹر گلیڈکوو نے روسی اخبار پراودا میں شراب نوشی کی مذمت کرتے ہوئے لکھا ہے :-

" یہ مضر صحت چیز جو سرمایہ داری کا شرمناک بقایا ہے ہماری پیداوار کو کم کرتی اور ڈسپلن کو متزلزل کر رہی ہے اس نے سوویٹ کی عائلی زندگی کو تباہ کر دیا ہے، جسموں کو نقصان پہنچا رہی ہے، اور شہدہ پن اور گندے چال چلن کی ترغیب دیتی ہے "۔

مسٹر گلیڈکوو نے شراب نوشی اور گندے گانوں کو ختم کرنے کے لئے سوویٹ حکومت سے سخت ترین قوانین نافذ کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔

یہ اس ملک کی آواز ہے جہاں خدا اور مذہب کا نام لینا حرام ہے، آہ آج خدا اور اسلام کو ماننے والے پاکستان کا کیا حال ہے؟ کیا شراب نوشی اور گندے گانے یہاں بھی شہدہ پن اور آوارگی کو ترقی نہیں دے رہے ہیں؟

بلا تبصرہ

فسادات پنجاب (پاکستان) کی تحقیقاتی رپورٹ سے :-

" ..... تو سوال فوری طور پر پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کیا ہے، اور مومن یا مسلم کی تعریف کیا ہے؟ یہ سوال ہم نے علماء سے کیا۔ اور ان کے جوابات کا ذکر تو آگے آئے گا لیکن یہاں اتنا کہے بغیر چارہ نہیں کہ ہمیں یہ دیکھ کر بے انتہا رنج ہوا کہ علماء جن کا پہلا فرض اس مسئلہ پر متحد ہونا تھا، سب اپنی اپنی شدید ترین مخالف رائیں رکھتے ہیں " ص ۲۰۵

" ..... تو یہ سوال اہم ترین ٹھہرتا ہے کہ آیا فلاں شخص مسلمان ہے یا نہیں اور اسی لئے ہم نے بڑے بڑے علماء سے اکثر یہی سوال کیا کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے، غرض یہ تھی کہ جب مختلف فرقوں کے علماء احمدیوں کو کافر قرار دیتے ہیں تو ضرور ہے کہ ان کے دماغ میں نہ صرف اس پر کوئی واضح دلیل قائم ہوگی بلکہ مسلمان کی صاف تعریف بھی موجود ہوگی اس دعوے کے کہ فلاں شخص یا فرقہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یعنی یہ | یہ ہیں کہ مدعی کے ذہن میں مسلم کا واضح تصور موجود ہے | لیکن تحقیقات کے اس حصہ کا نتیجہ ذرا بھی تسلی بخش نہ نکلا | اور جب علماء ایسی موٹی بات پر متفق نہیں ہو سکتے تو ظاہر ہے کہ باریک مسائل پر اختلافات کس حد تک پہنچے! " ص ۲۰۶

ووکنگ سے کراچی تک

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

(۹)

برلن

تین بجے شام ہمارا جہاز برلن کے ہوائی اڈے پر اتر گیا۔ سٹونگ پہنچنے کے لئے میں نے بس اور پھر زیر زمین دوز گاڑی میں سفر کیا، اور پھر کچھ فاصلہ پیدل چل کر مسجد سے ملحقہ مکان کی گھنٹی بجائی۔ امینہ موسلر ایک جرمن مسلمہ نے جو مسجد کی رکھوالی کر رہی ہیں باہر آکر دروازہ کھولا۔

محمد امان صاحب کے پاکستان چلے آنے کے بعد مسجد کا انتظام امینہ موسلر کے سپرد ہے۔ جمعہ کی نماز ایک جرمن نومسلم مسٹر حسن کورنف پڑھا دیتے ہیں۔ جرمن ترجمہ قرآن کی جو کیفیت ہے اس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ برلن مسجد کو اس وقت ایسے تجربہ کار انسان کی ضرورت ہے جسے جرمن زبان اور جرمن قوم سے اچھی طرح سے واقفیت ہو جو خود وہاں رہ کر ایک دو نوجوانوں کو اس مشن کے چلانے کے لئے تیار کر سکے، اور ہماری جماعت میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے علاوہ اور کوئی صاحب اس کام کے لئے موزوں نہیں ورنہ اگر اس مشن کو نئے ہاتھوں کے سپرد کیا گیا تو چار پانچ سال تک وہاں کسی قسم کے تعمیری کام کی توقع نہیں۔

برلن

شام کے وقت رشید ملک صاحب تشریف لے آئے یہ وہی صاحب ہیں جو جنگ کے دنوں میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ برلن سے "تیز و تازہ" خبریں سنایا کرتے تھے اور کچھ سال روسیوں کی قید میں بھی گزار چکے تھے۔ انکے ساتھی رؤف ملک کو تو روسیوں نے ہلاک کر دیا تھا لیکن انہیں ایک عرصہ قید رکھنے کے بعد چھوڑ دیا۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگے مجھے خود معلوم نہیں کیسے؟ شاید اس دنیا میں ابھی میری زندگی کے دن باقی تھے۔

مسجد سے نکل کر کوئی پندرہ منٹ میں کُرفرشٹینڈم میں پہنچ گئے۔ متحدہ برلن کا سب سے پُر رونق بازار تھا۔ اور اب بھی مغربی برلن کا سب سے خوبصورت بازار یہی ہے۔ برلن کی مجموعی آبادی ۳۳ لاکھ ہے۔ ۱۲ لاکھ روسی حصہ میں اور باقی مغربی برلن میں جو برطانوی، امریکی اور فرانسیسی سیکٹروں پر مشتمل ہے۔

برلن کو اگر کسی بلند مقام سے دیکھا جائے تو اب بھی بمباری سے تباہ شدہ مقامات ایک دہشت کا سماں پیدا کرتے ہیں۔ بازار کے بازار ہیں کہ ملبے کا ڈھیر ہو چکے ہیں ؂

سر تمت غارت ہر شو تباہی
تیرا برا ہو اسے کم نگاہی

وہ علاقے جہاں رات دن چہل پہل رہتی تھی شمشان بھومی کا منظر بنے ہوئے ہیں، برلن کا مشہور ٹیئر گارٹن (چڑیا گھر) ویران پڑا ہے۔ اس کے قریب ہی روسیوں کا وار میموریل ہے جہاں وہ توپیں اور ٹینک موجود ہیں جو سب سے پہلے برلن میں داخل ہوئے ...... تھے، اور اس کے قریب ہی وہ سڑک ..... جہاں ہٹلر اپنی فوجوں کی سلامی لیا کرتا تھا بے آباد ہے ساتھ روسی سیکٹر شروع ہو جاتا تھا آہنی پردہ کی سرحد۔

ہم وار میموریل کے قریب پہنچ کر رک گئے، سڑک کی اونچی بتیوں کی اداس روپہلی روشنی نے اس منظر کو اور بھی بھیانک بنا دیا تھا۔ میری نظر کے سامنے ۱۹۳۹ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک کے تمام سین ایک ایک کر کے گزر رہے تھے، اور یہ وار میموریل اس ڈرامہ کا آخری سین تھا اور جیسے اس پر موٹے موٹے حروف میں لکھا تھا "ختم شد"۔ پردہ گر چکا تھا لیکن کیا یہ کھیل یہیں ختم ہو گیا۔ نہیں اب اس سٹیج پر نئے اداکار آ گئے تھے .... ملک صاحب نے آہستہ سے کہا آیئے ذرا نزدیک چلیں، دن کے وقت تو دو روسی سپاہی اس کی حفاظت کرتے ہیں اس وقت شاید نہ ہوں۔ ہم سیڑھیاں چڑھ کر بیس قدم آگے بڑھے ہوں گے ایک تاریک کونے سے کچھ غل سا ہوا اور تھوڑی دیر بعد ہم نے دو سپاہیوں کو بندوقیں تانے اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ ہم ٹھٹک کر وہیں کھڑے ہو گئے۔ وہ دونوں سامنے ہمارے قریب آ گئے۔ ملک صاحب نے کچھ جرمن زبان میں ان سے گفتگو کی پھر مجھ سے کہنے لگے اس وقت یہاں آنے کی اجازت نہیں چلئے واپس چلتے ہیں۔

یہ وار میموریل مغربی برلن میں انگریزوں کے علاقہ میں ہے لیکن اتنے حصہ پر تسلط سوویٹ یونین کا ہے۔ بس یہی دو روسی فوجی ہیں جو مغربی برلن یا مشرقی برلن میں نظر آ سکتے ہیں۔ برلن کے روسی حصہ میں تلاش کرنے پر بھی کوئی روسی سپاہی نظر نہیں آئے گا۔ انہوں نے تمام انتظام مشرقی برلن کے باشندوں کے سپرد کر رکھا ہے۔ ویسے اس کے برعکس مغربی حصہ میں امریکی اور برطانوی فوجی بکثرت نظر آئیں گے۔

وار میموریل سے کچھ ہٹ کر دکٹری کالم ہے، ستون کے اوپر امن کے شہزادے کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ یہ ستون فرانس سے ایک جنگ کے خاتمہ کی یادگار ہے، بمباری میں اگرچہ بہت سی عمارات تباہ ہو گئیں مگر امن کے شہزادے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن اس کے قریب دور دور تک کھنڈرات ہی کھنڈرات نظر آتے ہیں۔ اور اس امن کے شہزادے کے ہونٹوں پر ایک ابدی مسکراہٹ کھیل رہی ہے۔

رات کو میں اپنے کمرے میں لیٹا ہوا سوچ رہا تھا کہ جرمن سنٹرل ٹورسٹ ایسوسی ایشن نے برلن کے متعلق جو پمفلٹ شائع کئے تھے ان میں تو درج تھا کہ برلن پارکوں، باغوں، جھیلوں، سینما گھروں، تھیئٹروں کا مرکز ہے۔ یہاں کی نمائشیں، اور عجائب گھر اپنی مثال نہیں رکھتے، یہاں کی قدیم تاریخی عمارات اور نئی فیکٹریاں زائرین کے لئے دعوت نظارہ ہیں، برلن تمہیں بلا رہا ہے اس کے فیشن گھر اور آرٹ گیلریز، اس کے اولمپک سٹیڈیم اور اوپرا ہوس، اس کے بار اور ریسٹوران، اس کے ریسٹوران اور ہوٹل، اس کی رات کی کلبیں اور سوسائٹیاں تمہاری راہ تک رہی ہیں .... تکتی ہوں گی لیکن میں نے تو برلن کی یہی کیفیت دیکھی:۔

تمام فضا میں ایک گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی۔ ایسی گھٹن جو یورپ کے کسی اور شہر میں محسوس نہیں کی۔ لوگوں کے چہروں پر ایک اضطراب تھا وہ اس طرح چلتے تھے جیسے باد سموم کے آثار دیکھ کر لوگ اپنے گھروں کو بھاگے چلے جاتے ہیں .... ہر طرف بم پڑ رہے تھے، بڑی بڑی عمارتیں تڑخ تڑخ کر زمین پر گر رہی تھیں، شور و غل، گرد و غبار، دھواں اور آگ، اور اس آگ میں جرمن افواج بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔ پھر ہر طرف ایک سنسان سی چپ طاری ہو گئی، ہر طرف خاموشی کے پہرے لگ گئے اور نہ جانے میں کہاں ملبے کے ڈھیروں میں الجھتا گرتا پڑتا چلتا رہا۔ یہ پتھروں سے ڈھکی ہوئی پرپیچ راہیں ان راستوں پر جس قدر چراغ جلتے تھے انہیں کسی نے اٹھا دیا تھا ہر طرف اداسی ہی اداسی اور تاریکی ہی تاریکی۔ اور پھر میرے قریب بڑے زور کا دھماکہ ہوا۔ آنکھ کھلی تو امینہ موسلر دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔ میں آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا، گھڑی کو دیکھا تو سات بج رہے تھے۔ بہت دنوں کے بعد ایسی گہری نیند آئی تھی، لیکن بھیانک خواب تھے جو دیکھ رہا تھا، اور آج نو بجے مجھے برلن کے روسی حصہ میں جانا تھا۔ آہنی پردہ کے پیچھے اسے میں نہ سرخ رنگ کی عینک لگا کر دیکھنا چاہتا تھا نہ کسی اور رنگ کی۔ بس اپنی ان بغیر چشمو والی آنکھ سے ایک نظر اس دنیا پر ڈالنا چاہتا تھا۔

ٹورسٹ ایسوسی ایشن نے (اب اس کا نام یاد نہیں رہا) ٹھیک نو بجے صبح اپنی ٹیکسی بھیجدی۔ کُرفرسٹینڈم کے ایک ہوٹل سے ایک انگریز خاتون مسز شوپر بھی مشرقی برلن جانے کے لئے سوار ہو گئیں۔ ڈرائیور ۲۸ سالہ ایک جرمن نوجوان تھا، جو امریکی انداز میں انگریزی بولتا اور سگار پیتا تھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جنگ کے خاتمہ پر کچھ عرصہ امریکی فوجوں کے پاس گرفتار رہا ہے۔ مسٹر شُلز (یہ اس کا نام تھا) چشمہ سازی کا کام کرتا تھا۔ لیکن کاروبار مندا دیکھ کر ٹورسٹ ایسوسی ایشن میں بطور ترجمان کے ملازم ہو گیا اور اب اسی پر گزارہ ہے۔

مسٹر شُلز جرمن فوج میں رہ چکا تھا، اور نازی تھا۔ لیکن اب نازی ازم سے بے تعلقی اور نفرت کا اظہار کرتا تھا شاید اوپرے دل سے، وہ انگریزوں، امریکنوں، فرانسیسیوں اور یہودیوں اور نہ معلوم کن کن لوگوں کو ٹیکسی میں سیر کراتا تھا۔ ان لوگوں کی جن کے خلاف وہ پانچ سال تک متواتر لڑتا رہا، اور اب اپنے دشمنوں کو ..... جرمن قوم

(باقی صفحہ ... پر)

زمین و آسمان کی بناوٹ اور اختلاف لیل و نہار میں خدا تعالیٰ

کی قدرت و علم اور احسانات

اللہ تعالیٰ کی لا انتہا صنعت پر غور کرنے سے معرفت الٰہی بڑھتی ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۷ راگست ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ .... وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ

(آل عمران رکوع ۲۰)

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی کبریائی، اس کی قدرت اور احسانات اس کی حکمت اور اس کے علم کا ذکر کیا گیا ہے، یہ ذکر بار بار قرآن شریف کے اندر آیا ہے خدا کی قدرت اور اس کے علم اور احسانات کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے، تاکہ انسان کے دل کو خدا کی طرف کھینچا جائے، کہ وہ خدا کی قدرت اور رحمت کو سامنے رکھ کر اپنی عبودیت کا اقرار کرے چنانچہ فرمایا ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیٰت لاولی الالباب۔ زمین اور آسمان کے اندر اور رات اور دن کے اختلاف میں اللہ تعالیٰ کی بے اندازہ قدرت اور طاقت کا اظہار ہے اور اس کا مدعا یہ ہے کہ انسان اس کو مطالعہ کرکے معرفت الٰہی کی دولت سے مالا مال ہو جائے، الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کے مطالعہ کا نتیجہ یہ ہو کہ انسان کی زبان پر اس کے جوارح پر اس کے اٹھنے اور بیٹھنے میں طاقت اور قدرت الٰہی کا اظہار ہو، ویتفکرون فی خلق السموات والارض، صرف زبان پر ہی نہیں قلب پر بھی اس کا اثر ہو اور زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرکے اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کا اقرار کرے، اگر یہ بات میسر آجائے تو مذہب کی غرض و غایت پوری ہوگئی، یعنی خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت کا اثر اس کے قلب اس کی زبان اور اس کے تمام اعضا پر نظر آنے لگے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پر غور فرمایا، لکھا ہے کہ حضرت کی وفات کے بعد ایک صحابی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لئے گئے اور کہا یا عائشۃ اخبرینی باعجب ما رأیت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے عائشہ کوئی عجیب بات جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشاہدہ میں آئی ہو، بتائیے فبکت اس سوال نے حضرت عائشہ رض کے دل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کردی اور وہ رو پڑیں واطالت، بہت دیر تک روتی رہیں، پھر فرمایا کل امرہ عجیب، تم ایک عجیب بات پوچھتے ہو، حضرت کا تو ہر کام عجیب تھا، اس سوال نے حضرت عائشہ رض پر ایک کیفیت طاری کردی،

حضرت نبی کریم صلعم کی تہذیب اخلاق

پھر کہا آپ کی ایک عجیب بات سن لو، جب جاء فی لیلتی، ایک رات جب میری باری تھی حضور میرے پاس آئے، ودخل فی لحافی والصق جلدہ بجلدی اور میرے لحاف میں بیٹھ گئے، حضرت کا جسم میرے جسم کے ساتھ لگا پھر فرمانے لگے یا عائشۃ ھل لک ان تاذنی لی اللیلۃ فی عبادۃ ربی اے عائشہ کیا آپ سے یہ ممکن ہے کہ مجھے اجازت دیں کہ آج کی رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذاروں؟ اس کو کہتے ہیں تہذیب اور اسکو کہتے ہیں اخلاق، رات عبادت الٰہی میں گذارنے کے لئے اپنی بیوی سے اجازت مانگتے ہیں، حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ انی لاحب قربک، حضور مجھے آپ کی جدائی پسند نہیں آپ کا قرب پسند ہے واحب مرادک لیکن جس طرح آپ کا قرب مجھے پسند ہے اسی طرح آپ کی خواہش کو پورا کرنا بھی مجھے محبوب ہے قد اذنت لک آپ عبادت الٰہی میں رات بسر کرنا چاہتے ہیں تو میری طرف سے اجازت ہے، غور کیجئے حضرت کا اجازت طلب کرنا کس انداز سے ہے اور حضرت عائشہ کا اجازت دینا کس انداز سے ہے، نبیوں کا سردار، تمام عرب کی سلطنت کا مالک اور روحانی بادشاہ پوچھتا ہے ھل لک ان تاذنی لی اللیلۃ فی عبادۃ ربی کیا ممکن ہوسکتا ہے کہ آپ مجھے عبادت الٰہی میں رات بسر کرنے کی اجازت دیں؛ کس قدر بلندی ہے اس کے اندر اور کس قدر خوبصورتی ہے، اس جواب کے اندر جو حضرت عائشہ نے دیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا حریت پیدا کی ہے اور عورت ذات کی کس قدر عزت افزائی فرمائی، آپ اجازت مانگتے ہیں اور حضرت عائشہ کہتی ہیں آپ کا قرب مجھے پسند ہے، لیکن آپ کی خواہش کو پورا کرنا بھی مجھے محبوب ہے۔

عبادت الٰہی میں حضرت کریم کا انہماک

فقام الی قربۃ ماء فی البیت فتوضأ ولم یکثر من صب الماء آپ اٹھے اور پانی کا ایک مشکیزہ جو گھر میں رکھا تھا اس میں سے تھوڑا سا پانی لیکر وضو کیا، ثم قام یصلی پھر آپ عبادت الٰہی کے لئے کھڑے ہوگئے وقرأ من القرآن وجعل یبکی اور قرآن پڑھنے لگا اور رونے لگے یہ حضرت کے قلب کا نقشہ ہے، ثم رفع یدہ وجعل یبکی پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور رونے لگے حتی رأیت دموعہ قد بلت الارض .... اتنا روئے کہ زمین آپ کے آنسوؤں سے گیلی ہوگئی، یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق جناب الٰہی سے ہے، کہ سلطنت، دولت کوئی چیز بھی آپ کو غافل نہ کرسکی اور تعلق باللہ میں روک کا موجب نہ ہوئی ثم جاء بلال اسی میں رات گذر گئی اور صبح کی نماز کے لئے بلال آپہنچے، فراٰہ یبکی انہوں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ آپ رو رہے ہیں؟ قد غفرلک ما تقدم من ذنبک وما تاخر فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

خلق السموات والارض پر غور و فکر کرنیکی ضرورت

پھر فرمایا:- مالی لا ابکی کیسے نہ روؤں قد انزل اللہ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیات لاولی الالباب اور فرمایا ویل لمن قراہ ولم یتفکر فیہا اس مسلمان پر افسوس جس نے ان آیات کو پڑھا اور زمین و آسمان کی تخلیق پر غور نہ کیا کہ خدا کی قدرت، حکمت اور کبریائی اس میں نظر آتی ہے، اس سے پتہ لگتا ہے کہ زمین و آسمان کو پیدا کرکے اللہ تعالیٰ نے کس قدر احسانات انسان پر کئے ہیں، وجبلت القلوب علی حب من احسن الیھا یہ انسان کی فطرت اور جبلت ہے

کہ جو اس پر احسان کرے کہ اس کی طرف دل خود کھینچا جاتا ہے، تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ یہ کہتا کہ تم یوں کرو اور یوں کرو اس نے زمین و آسمان کی بناوٹ کا ذکر کرکے انسان کی جبلت سے اپیل کی ہے، اپنی قدرت اور حکمت کا ذکر کرکے انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچا ہے۔

دن رات کے اختلاف کا ذکر

اور پھر زمین و آسمان ہی نہیں ایک اور قریب کی چیز کا ذکر کیا واختلاف اللیل والنھار، یہ دن اور رات تمہارے قریب کی چیزیں ہیں، غور کرو اس دن اور رات کے اختلاف میں تمہاری زندگی ہے، دن اور رات کے اختلاف سے موسم پیدا ہوتے ہیں، اور موسموں سے مختلف قسم کی ہوائیں چلتی ہیں، وتولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل آج کل اس کا نظارہ ہم کر رہے ہیں، دن آہستہ آہستہ گھٹتا جا رہا ہے، اور دن کا وہ حصہ رات میں داخل ہوتا جا رہا ہے، اس سے ایک تغیر رونما ہے، رات ذرا لمبی ہوئی خنکی پیدا ہوگئی، سورج کی تمازت کم ہوگئی، جتنے منٹ رات بڑھ گئی، اتنے منٹ سورج کی حرارت کم ہوگئی۔

مغربی پاکستان میں امساک باراں

یہ قریب کی چیز ہے جس کی طرف توجہ دلائی، اور بتایا کہ تمہاری زندگی کی رونق اور لہر آسمان پر سورج کی تابانی اور اس کی وجہ سے بارشوں کا پیدا ہونا تمہاری زندگی کا موجب ہے، آجکل دس پندرہ دن سے بادل آسمان پر آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، جب بادل کے اندر سیاہی نظر آتی ہے تو امید بندھ جاتی ہے کہ اب بارش آئی، لیکن خدا کی شان ہے کہ وہ یونہی گذر جاتا ہے اور ایک بوند پانی کی نہیں گرتی، سارا ملک دہائی دے رہا ہے، چاروں طرف اضطراب ہے، دولت بھی ہے، حکومت بھی اپنی ہے، لیکن اتنی طاقت کسی کے پاس نہیں کہ ایک بوند پانی آسمان سے ٹپکا دے، کچھ قوانین ہیں جو زمین و آسمان میں کام کر رہے ہیں۔ ان میں سوائے خدا کے کسی کو دخل نہیں، زمین والے بے بس ہیں، ساری برکات آسمان پر ہیں، پانی کے بغیر زندگی محال ہے، پانی کے بغیر نہ مویشی زندہ رہ سکتے ہیں، نہ غلہ اور چارہ پیدا ہو سکتا ہے اسی لئے چاروں طرف بارش کے لئے اضطراب ہے، لیکن کسی کی طاقت میں نہیں کہ ایک بوند بھی گرا سکے۔

مشرقی پاکستان میں سیلاب

اور یہی بارش مشرقی پاکستان میں جو ستم ڈھا رہی ہے وہ اور بھی تکلیف کا موجب ہے، اگر ہم یہاں چار بوندیں گرانے پر قادر نہیں تو ہمارے مشرقی پاکستان کے بسنے والے بھائی اس سیلاب کے روکنے پر قادر نہیں ہیں جو بارش کی زیادتی کی وجہ سے وہاں آیا ہے، اخبار میں ذکر ہے کہ سارے لشکر جد و جہد میں لگے ہوئے ہیں، یہ لشکر بارشوں اور سیلاب کو روک نہیں سکتے، ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیات لاولی الالباب، کس قدر اس میں خدا کی قدرت، خدا کی بڑائی اور عظمت کے نشانات ہیں، مگر کن کے لئے؟ لاولی الالباب، لُب کہتے ہیں عقل کے مغز کو، پس جس قدر کوئی اپنی عقل کو استعمال کرے۔ اسے خدا کی بڑائی اور جلال و عظمت کے نشانات زمین و آسمان کی بناوٹ اور رات اور دن کے اختلاف میں نظر آئیں گے۔

قرآن کا سب سے بڑا مقصد

خدا کی قدرت، اس کی حکمت، اس کے جلال اور کبریائی کے اس مطالعہ کا نتیجہ ہونا چاہیئے یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً مومن کو چاہیئے کہ اس کی زبان بھی خدا کا ذکر کرے، اور اس کے تمام اعضا و جوارح عبادت الٰہی میں لگ جائیں، اور اس کا قلب بھی اس کے ساتھ شامل ہو کر خدا کے آگے گر جائے، اور غور کرے کہ وہ کس حد تک محسن ہے اور میں کس حد تک غافل اور اس کے احسان کو فراموش کرنے والا ہوں، یہ وہ سبق ہے جو ایک مسلمان کو ان آیات میں دیا گیا ہے اس سبق کو یاد کرکے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو اٹھتے، اور جناب الٰہی میں روتے ہیں یہاں تک کہ زمین کو گیلا کر دیتے ہیں، قرآن کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ انسان کو خدا کی طرف متوجہ کرے اور اس کی لا انتہا صنعت پر غور کرنے تاکہ اس کی معرفت بڑھے اور وہ اس محسن کردگار کا ذکر کرتا رہے تاکہ اس کی غفلت دور ہو اور اس کو عبادت کرنے اور مخلوق کی خدمت کرنے کی توفیق ملتی ہے، اس کے اعضا جوارح اور دل سے خدا کے احکام کی نافرمانی نہ نکلے، اگر کسی نے اس چیز کو بالالتزام اس نے دین کے مقصد کو پالیا، اسلام چاہتا ہے کہ انسان خدا کی نافرمانی کے قریب نہ جائے۔ اس سے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے اس کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے، اور اس کی عزت برباد ہوتی ہے۔

وہ لوگ جنہوں نے اپنے نمونہ سے احمدیت کی روایات کو قائم رکھا

(ڈاکٹر غلام محمد صاحب)

اخبار پیغام صلح میں اخویم مکرم محترم نواب خان صاحب کے انتقال کی خبر پڑھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موت تو ہر ایک کے سر پر کھڑی ہے اور ضرور آئے گی لیکن ایک متقی، بااخلاق اور شفیق انسان کے خواہ وہ عمر رسیدہ ہی کیوں نہ ہو اٹھ جانے سے ایک خلا اور اس کے نافع الناس وجود کے رخصت ہو جانے سے ایک صدمہ محسوس ہوتا ہے۔ ہماری جماعت میں وہ اصحاب جنہوں نے حضرت مسیح موعود کا زمانہ پایا اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے ایک خاص خصوصیت رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے نمونہ سے احمدیت کی روایات کو قائم رکھا اور دامے درمے سخنے نہایت خاموشی سے سلسلہ کی خدمت کی اور سوائے خدا کی رضا کے کوئی غرض سامنے نہ رکھی۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنی رضا سے سرفراز فرمائے نیز نواب خان صاحب مرحوم بھی ان اصحاب میں سے ایک تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ سے ان کو عشق تھا۔ دن رات آپ کا ذکر کرتے۔ محبت اور اخوت کا یہ عالم تھا کہ باوجود کوئین روڈ پر قیام کے اکثر احمدیہ بلڈنگس تشریف لاتے۔ میں نے بارہا ان کو اپنے مطب کے ویٹنگ روم میں خاموشی سے بیٹھے ہوئے پایا۔ دریافت پر فرماتے ادھر سے گذر رہا تھا چاہا کہ ملتا جاؤں کیا آج ہم میں اخوت کی یہ روح موجود ہے۔ ضرورت ہے کہ ان لوگوں کی زندگی کے حالات شائع کئے جائیں تاکہ ہماری نئی پود کے لئے احمدیت کا بلند معیار پیش نظر رہے مجھے اس حادثہ میں مرحوم کے برادران ڈاکٹر حسن علی خان، نیز وفیہ عنایت علی خاں اور مسز مرحوم ..... کے صاحبزادے بشارت احمد خان اور ان کی صاحبزادی سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو صبر عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ والسلام۔

غلام محمد

ایک فرانسیسی پروفیسر پر اسلام کا اثر

(بقیہ صفحہ اول)

علمی خدمت رہی ہے۔ مجھے وطن پرست فرانسیسی ہونے پر فخر ہے لیکن یہ فخر مکمل رہتا اگر میرا ملک اپنی سیاست (خاص کر مسلمانوں سے برتاؤ) میں حق و انصاف پر بھی عامل رہتا۔ اس لئے میری اپنی حکومت سے ہمیشہ کشمکش رہی، میں ہمیشہ اس کے اس فعل کی مخالفت (اور ناکام مخالفت) کرتا رہا کہ فرانسیسی مقبوضات میں قرآنی عربی کی جگہ مقامی بولی کی سرپرستی کی جائے سینیگال، مراکش، تونس، الجزائر ہر جگہ عربی سے دشمنی برتی جا رہی ہے اور طلباء کو یہ مضمون لینے سے کھلم کھلا روکا جاتا ہے۔ مراکش میں اب بربی کے لئے لاطینی رسم الخط نافذ کیا گیا ہے الجزائر میں عربی کو اختیاری مضامین کی فہرست تک سے خارج کر دیا گیا معلوم نہیں ہم مسلم رعایا سے کئے ہوئے محترم عہدوں کی خلاف ورزی کی سزا میں کہاں تک پہنچیں گے میں مصر کی "عربی اکادمی" کا رکن ہوں اور اس کے سالانہ جلسوں میں ہمیشہ اس کی کوشش کرتا رہا ہوں کہ قرآنی صرف و نحو، قرآنی اسلوب اور قرآنی مفہوم لغات کو عمداً کبھی بدلا نہ جائے بلکہ اس کو محفوظ رکھ کر ہر جگہ جاری رکھا جائے، اتحاد اسلام کی یہ بھی ایک کڑی ہے۔

آپ نے کہا کہ مجھے عمرانیات کے سلسلے میں محنت مزدوری کے مسائل سے بھی ہمیشہ دلچسپی رہی ہے میں کوشش کرتا رہا کہ شمالی افریقہ کے کاریگروں میں اسلامی اخلاقیات کا پاس، دیانت، محنت، شراب نوشی و زناکاری سے اجتناب وغیرہ باقی رہیں۔ میں نے کاریگروں کی تنظیموں کا مطالعہ کیا اور اس کے صحیح اعداد و شمار مرتب کئے اگرچہ افسوس ہے کہ اس سے محکمہ خارجہ کے افسروں نے غلط فائدہ اٹھایا اور میرے مسلمان دوستوں کو حق ہے کہ مجھ پر الزام لگائیں میں نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہوں۔

میں نے قاہرہ (فسطاط) اور کوفہ کی تاریخ کا بھی مطالعہ کیا ہے یہ دونوں شہر جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں نے بسائے ان کی ٹاؤن پلاننگ وغیرہ مسائل اور نقشے بھی میں نے شائع کئے .....

ووکنگ سے کراچی تک بقیہ صفحہ ۲

سے اجڑے ہوئے در و دیوار دکھاتا تھا - اپنی قسم کے بم جو رستے ہوئے ناسور تھے ان کی نمائش کراتا تھا اور جب تماشا بین حضرات انہیں دیکھ کر سہم جاتے تو ہنسنے لگتا ایک زہر خند ہنسی اور پھر وہ اپنا لیکچر شروع کر دیتا - جسے وہ سینکڑوں بار دہرا چکا تھا "یہ گوبلز کا دفتر تھا" "یہ چانسلری تھی جہاں ہٹلر نے خودکشی کی تھی" - "یہ ہوائی حملہ سے بچنے کا شیلٹر" "برلن پر ۸۴ بار ہوائی حملہ ہوا تھا - دس بار میری موجودگی میں - ہم دوڑ کر ان شیلٹروں میں گھس جاتے" "اور اس عمارت میں ہٹلر نے پانچ فوجی افسروں کو کورٹ مارشل کیا تھا اور اس دیوار کے قریب کھڑا کر کے ان کو گولی سے مروا دیا تھا"........

ایک ریفیوجی بچہ

سامنے دروازے سے نکل کر ایک عورت بڑی تیزی سے ایک بچہ کو گھسیٹتی ہوئی ہماری طرف لپکی ، اور آکر اس نے چیختے چنگھاڑتے ہوئے مسٹر شلز سے جرمن زبان میں کچھ باتیں کیں - شلز نے پہلے میری طرف دیکھا اور پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی انگریز خاتون کی طرف "اس بچے نے زہر کھا لیا ہے" اس نے کہا "یہ اس کی ماں ہے اور کہتی ہے کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلو - اگر آپ اجازت دیں تو اسے ہسپتال چھوڑ آؤں"

"زہر کھا لیا ہے" مسز شوپز نے دروازہ کھول کر فوراً بچے اور اس کو کار میں گھسیٹ لیا "چلو فوراً ہسپتال چلو" - ہم دونوں نے بیک زبان کہا - ماں کے آنسو تھمتے ہی نہ تھے ، اور بچہ کوئی پانچ سال کی عمر ہوگی اس کی سہما ہوا ماں کے ساتھ لگ کر بیٹھا تھا - پھٹی پھٹی آنکھوں سے ماں کو روتے ہوئے دیکھ کر خود بھی رونے لگتا - اس کے منہ سے جلنے کی بو آ رہی تھی - اس نے **لائی سول** کی شیشی اٹھا کر پی لی تھی اور اب اس دوا کی تیزابی کیفیت اس کی انتڑیوں اور معدہ پر اپنا اثر دکھا رہی تھی ، مسز شوپز اس بچے کو اپنے ساتھ چمٹا لیا اور اسے کہہ رہی تھی "گھبراؤ نہیں گھبراؤ نہیں - تم ٹھیک ہو جاؤ گے" اور پھر اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے ...... لیکن اس بچے کے اندر جو آگ سلگ رہی تھی اسے آنسو کہاں بجھا سکتے تھے ؏

لگی ہے دل جگر میں آگ اے اشکو
اسے آنسو بجھائیں گے کہاں تک

کار اپنی پوری رفتار سے ہسپتال کی طرف دوڑتی جا رہی تھی سامنے چوک پر سپاہی نے اپنا ہاتھ اٹھا کر ٹریفک کو روک رکھا تھا شلز نے بڑے زور سے بریک ماری لیکن کار کے پہیے گھسٹتے ہوئے کچھ آگے بڑھ گئے - سپاہی نے بڑا گھور کر ہمیں دیکھا اور اپنی نوٹ بک نکال شلز کی طرف بڑھا - شلز نے خود ہی کار اس کے قریب لے جا کر اسے صورت حال بتائی اور پھر فرسے کار لیکر آگے نکل گیا -

جب ہم ہسپتال کے بڑے گیٹ میں سے ہوتی ہوئی کار ڈاکٹر کے کمرے کے قریب رکی تو ہم سب کے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے ، اس جرمن عورت نے بچے کو پکڑ کر کار سے باہر نکالا اور اسے لیکر ہمیں جرمن زبان میں آئیں بائیں کہتی ہوئی تیر کی طرح ڈاکٹر کے کمرے کی طرف دوڑ گئی .... کوئی ایک منٹ تک ہم سناٹے کے عالم میں وہیں بیٹھے رہے پھر شلز نے آہستہ سے پچھلا گیئر لگا کر کار کو موڑا اور ہسپتال کے بڑے گیٹ سے باہر نکال دیا -

ہمیں کبھی علم نہیں ہوگا کہ وہ بچہ زندہ رہا یا مر گیا -

ہماری تبلیغی سرگرمیاں

سید تصدق حسین صاحب کی تبلیغی ڈائری سے چند اقتباسات

استاذ عبد المجید کبۃ

۱۰ ذی الحجہ - یکم اگست - اتوار - اسمٰعیل محمود صاحب کے ہاتھ استاذ عبد المجید کبۃ کو اسلامک ریویو مجریہ جولائی بھجوایا استاذ موصوف عربی کے علاوہ جرمنی ، انگریزی ، فرانسیسی زبانوں سے بھی واقف ہیں - پچیس تیس سال قبل ہندوستان بھی گئے ہیں - لاہور میں بھی چند روز قیام رہا ہے حضرت سید ناصر مرحوم کی صحبت سے فیض پایا حضرت مرحوم کی تعریف میں رطب اللسان ہیں یہاں پر مخالفین کو اکثر سمجھاتے رہتے ہیں ، اسلامک ریویو سے کئی مرتبہ کئی ایک مقالات کے تراجم عربی میں کئے ہیں جو اپنے وقت پر مقامی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں طبیعت ذرا تیز ہے اس لئے خوشامد پسند لوگ پسند نہیں کرتے ، آدمی خوددار ہے تنگی ترشی میں گذارہ کر لیتے ہیں کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے ، انہیں ہر ماہ اسلامک ریویو دیا کرتا ہوں اس وقت ایک مکتبہ میں کام کر رہے ہیں -

"قادیانیوں کی اچھی بات"

بغداد - جریدۃ السجل مسائیہ میں "نقدات طائرۃ" کے زیر عنوان "حفلۃ کوکتیل" کے تحت سفارت پاکستانیہ بغداد کے سیکرٹری مسٹر رحمان صاحب کی ایک دی ہوئی ڈنر پارٹی پر تنقید کی ہے کہ اس پارٹی میں شراب بھی رکھی گئی وغیرہ ساتھ ہی وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "قادیانی جو خارج از اسلام ہیں ان میں ایک اچھی بات یہ ہے کہ وہ سختی سے خمور کا مقاطعہ کرتے ہیں ظفر اللہ اگر اپنی سفارتخانوں میں ام الخبائث کو بند کرائیں تو یہ ان کا ایک بہترین کارنامہ ہوگا" عجیب بات ہے ، کہ "پکے مسلمان" خدا اور رسول کا حکم تو مانتے نہیں بیچارے ظفر اللہ کی کب سنیں گے ؟ ایک پرچہ برائے اطلاع لاہور ارسال ہے -

ایک آزاد خیال مسلمان کی خدمات سلسلہ

فرزند ابراہیم نے اسلامک ریویو کا تازہ پرچہ استاذ السید الشاکی المحامی کو بھجوایا - استاذ موصوف سے نو دس سال سے تعارف ہے آزاد خیال واقع ہوئے ہیں - وطن پرستی میں نہرو جی سے کم نہ تھے کانگریس کے مداح مسلم لیگ کو شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو نام نہاد وطن پرستوں کی مخالفت اور سرکار برطانیہ کا ایک آلۂ کار تصور کرتے تھے تقسیم ہند کے قبل ان سے اکثر گفتگو رہی اور ان کے نظریئے میں بہت کچھ فرق آ گیا اس کا سہرا ہمارے ہفتہ واری اخبار لائیٹ کے ان قیمتی مقالات کے سر ہے جو ان دنوں میں مسلم لیگ کی حمایت میں شائع ہوا کرتے تھے میرے خیال میں تو ان کے اجرا کے قبل انگریزی میں صرف یہی ایک اخبار مسلم لیگ کی ترجمانی کر رہا تھا خدا کے فضل سے پاکستان بننے سے قبل استاذ موصوف کی قلم سے مسلمانان ہند اور مسلم لیگ قائد اعظم پر عربی اخبارات میں مضامین شائع ہوئے ، سلسلہ کی خدمت میں بھی کمی نہیں کی ،

الصلاۃ وطرق النقدم الثلاثۃ انہی

نے لائٹ سے ترجمہ کیا جس نے کتابی شکل میں شائع ہو کر عربی دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا - لائٹ اور اسلامک ریویو سے کئی ایک مقالات کے ترجمے ان کی قلم سے شائع ہوئے ہیں -

ووکنگ سے بچوانی صاحب کے فرزند کی واپسی

ابراہیم آدم صاحب بچوانی بصرہ کا خط مرقومہ ۱۳ جولائی سو آپ جب جا سکتے ہیں کہ فرزند فاروق پرسوں بذریعہ [illegible] ہوائی جہاز بصرہ پہنچے صحت اچھی ہے ڈاکٹر عبداللہ صاحب اور ووکنگ مسجد کے بارے میں حالات معلوم ہوئے - ہاں لندن جانے کا ارادہ تو ہے مگر دیکھئے کب تک ہوتا ہے طے نہیں کیا" فرزند فاروق لندن میں امام جامع ووکنگ کی نگرانی میں رہے اور ان کی عدم موجودگی میں عزیزم محمد طفیل صاحب دیکھ بھال کرتے رہے فرزند فاروق پر ان ہر دو حضرات کا اچھا خاصا اثر پڑا - اللہ تعالیٰ عمر دراز کرے اور دینی و دنیوی علوم سے بہرہ ور فرمائے آمین -

---

داخلہ ممنوع

کراچی - ۲۷ اگست ۱۹۵۴ء حکومت پاکستان نے ایک انگریزی کتاب "محمد کی محبوبہ عائشہ" "AISHA THE BELOVED OF MOHAMED" کا بحری ، بری یا ہوائی راستہ سے پاکستان میں لانا ممنوع قرار دے دیا ہے - یہ کتاب نبیا ایبٹ نے لکھی ہے اور اسے شکاگو یونیورسٹی پریس شکاگو نا لیانس - ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کیمبرج یونیورسٹی پریس لندن نے شائع کیا ہے اس سلسلہ میں وزیر مالیات نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے ... [illegible]

رفتارِ عالم

ڈھاکہ۔ ۳۰ راگست مشرقی پاکستان میں دریائے میتا لکھ میں پانی کی سطح اور بلند ہو گئی ہے جس کی وجہ سے نرائن گنج کو پھر شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ کل رات نرائن گنج کے پاس اس دریا کی سطح ۷۔۱۹ فٹ تھی حالانکہ موجودہ سیلابوں میں اس جگہ ۳ء۱۹ فٹ سے زیادہ پانی کبھی نہیں آیا تھا۔

چونکہ مشرقی پاکستان میں روزانہ موسلا دھار بارش ہوتی ہے اس لئے خیال ہے کہ اس دریا میں پانی کی سطح اور بھی بلند ہو جائے گی۔ نرائن گنج شہر کی اکثر سڑکوں پر گھٹنوں پانی کھڑا رہتا ہے۔ ڈھاکہ میں بھی دریائے بوڑھی گنگا کی سطح اور بلند ہو گئی ہے۔ کل ڈھاکہ کے قریب دریا کی سطح ۱۵ فٹ تھی۔ ڈھاکہ کے سات وارڈوں میں سے چھ وارڈ سیلاب کی زد میں آ چکے ہیں۔ بوگرا میں بھی سیلاب بڑھ گیا ہے۔ تپرا اور پبنا کی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ وبائی امراض کی روک تھام کے لئے سرگرمی سے کام جاری ہے۔

بوگرا، تپرا اور میمن سنگھ کے کسانوں کو آٹھ لاکھ روپیہ زرعی قرضوں کے طور پر دیئے جا چکے ہیں۔ میمن سنگھ کے زراعت پیشہ لوگوں کو ۲/۱ لاکھ روپیہ بیج کے لئے دیا جا چکا ہے۔ اس علاقے میں گیارہ ہزار من چاول بھی مفت تقسیم کیا گیا ہے۔

کراچی۔ ۳۰ راگست۔ ریاست خیرپور کے وزیر اعظم مسٹر ایم ایچ قزلباش نے ریاست کی طرف سے مشرقی بنگال کے سیلاب زدوں کی مدد کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۳۰ راگست۔ دریائے گنڈک میں پھر طغیانی آ گئی ہے، جس کی وجہ سے ضلع دربھنگہ کے ایک شہر میں سیلاب کا پانی داخل ہو گیا ہے۔ چمپارن کے شہریوں کو سیلاب کی وجہ سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بہت سے مکانات پانی سے گر گئے ہیں اور لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر آتے جاتے ہیں۔ بہار کے جنوبی حصے کے ۱۰۰ گاؤں ڈوب چکے ہیں۔

تونس۔ ۳۰ راگست۔ تونس اور مراکش میں تشدد کے واقعات پھر شروع ہو گئے ہیں۔ کل ۱۴ اشخاص نے رائفلوں اور مشین گنوں سے مسلح ہو کر سفکس کے ایک فارم پر حملہ کر دیا اور ایک چوکیدار کو اٹھا کر لے گئے۔ قریب سے تونس کو داخلی آزادی دینے کی بات چیت شروع ہوئی ہے یہ سب سے بڑا واقعہ عمل میں آیا ہے۔ کاسا بلانکا میں ایک فرانسیسی وکیل پر گولی چلا دی گئی، جس کی وجہ سے وہ سخت مجروح ہو گیا۔

لندن۔ ۳۰ راگست اطلاع ملی ہے کہ روسی جنگی جہازوں کی بڑی تعداد مشق کر رہی ہے۔ حکومت ڈنمارک نے ساحلی چوکیوں کو ہدایت کر دی ہے کہ خلیج کاٹیگاٹ کی طرف بڑھنے والے روسی جنگی جہازوں پر کڑی نظر رکھیں۔ اطلاع ملی ہے کہ روسی جنگی جہاز آج تک مشق کرتے ہوئے کبھی اتنی دور نہیں آئے تھے۔

لندن۔ ۳۰ راگست۔ حکومت برطانیہ نے مصر کو اسلحہ دینے کی پابندی رفع کر دی ہے۔ کیونکہ علاقہ سویز کے بارے میں مصر اور برطانیہ میں سمجھوتہ ہو چکا ہے اور اب دونوں حکومتوں میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔

ملتان۔ ۳۰ راگست مشرقی پاکستان کے سیلاب زدوں کی امداد کے لئے چندہ جمع کرنے کی مہم جاری ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں بزم ادب ملتان نے ایک مشاعرہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسے کامیاب بنانے کے لئے ممتاز شعراء کو دعوت شرکت دی جا رہی ہے۔ مظفرگڑھ میں ڈسٹرکٹ ریلیف کمیٹی کا ایک اجلاس وزیر زراعت کی صدارت میں ہو رہا ہے۔

ملتان۔ ۳۰ راگست محکمہ جنگلات جھکر ڈویژن (تھل) کی قریباً اٹھارہ ہزار ایکڑ اراضی قابل کاشت بنائی جا رہی ہے۔ ان میں سے ڈیڑھ ہزار ایکڑ زمین ٹریکٹروں سے ہموار کر دی گئی ہے یہ زمین عارضی کاشت اور بٹائی پر ایک سے تین سال کے لئے دی جاتی ہے۔ امسال فصل ربیع کے لئے جھکر ڈویژن کے مختلف حصوں میں بیس بیس ایکڑ زمین کے ٹکڑے دیئے جا رہے ہیں۔

لاہور۔ ۳۰ راگست ایک سرکاری اطلاع میں کہا گیا ہے کہ مڈل کلاسوں کے مختلف مضامین کے لئے درسی کتب منظوری کے لئے پیش کرنے والے مصنفین اور ناشرین کی اطلاع کے لئے بتایا گیا ہے کہ مذکورہ کتابیں پیش کرنے کی آخری تاریخ یکم اکتوبر ۱۹۵۲ء سے یکم نومبر ۱۹۵۲ء تک بڑھا دی گئی ہے، یاد رہے کہ آئندہ کسی صورت میں تاریخ میں توسیع نہیں کی جائے گی۔

کراچی۔ ۳۰ راگست۔ جولائی کے مہینے میں پاکستان نے انگلستان کو جو سامان برآمد کیا ہے اس میں ایک دفعہ پھر پٹ سن کی مقدار سب سے زیادہ تھی۔ لندن میں برطانوی شعبۂ اطلاعات کی طرف سے تجارت اور جہاز رانی کا جو حساب شائع کیا گیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان نے اس عرصے میں چھ لاکھ ایک ہزار پونڈ مالیت کا گدا، اور ٹیکسٹائل کے ریشے برآمد کئے ہیں۔ جو تقریباً سب کے سب پٹ سن پر مشتمل تھے۔ پاکستان نے ایک لاکھ پونڈ کی کپاس بھی انگلستان بھیجی۔ دوسری اہم برآمدات ایک لاکھ اٹھتر ہزار پونڈ کی اون، ۳۸ ہزار پونڈ کی کھالیں اور ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ کی چائے پر مشتمل تھی۔

اس عرصے میں انگلستان نے جو مال پاکستان برآمد کیا اس میں بجلی کی مشینوں کے علاوہ ایک لاکھ ۵۵ ہزار پونڈ مالیت کی مشینری بھی شامل تھی۔

برطانیہ نے پاکستان کو بیس ہزار پونڈ کی موٹریں ۸۱ ہزار پونڈ کی کپڑا بننے والی مشینیں، تین لاکھ ۴ ہزار پونڈ کی بجلی کی مشینیں اور ۳۵ ہزار پونڈ کی ادویات بھی برآمد کیں۔ دوسری ایک ہزار پونڈ کا بنا ہوا اور اونی دھاگہ، ایک لاکھ سات ہزار کا سوت، انیس ہزار پونڈ کی متفرق اشیاء۔ پانچ لاکھ ۱۰ ہزار پونڈ کا لوہا اور فولاد۔ ایک لاکھ ۹ ہزار پونڈ کی دھاتیں۔ ۱۰ لاکھ اٹھاسی ہزار کی دھاتوں سے بنی ہوئی اشیاء اور انیس ہزار پونڈ کی متفرق اشیاء شامل تھیں۔

پشاور۔ ۳۰ راگست حکومت پاکستان نے بری کسٹم کے قانون مجریہ ۱۹۲۴ء کی دفعات ۱۲ و ۱۳ شمالی وزیرستان میں نافذ کر دی ہیں۔ ان دفعات کے نفاذ سے یہ فائدہ ہو گا کہ افغانستان سے آنے والی حسب ذیل اشیاء پر وزیرستان کی کسٹم چوکیوں میں محصول لیا جا سکے گا۔

تمباکو، سگرٹ، دیاسلائی، ریشم، کپڑا، چاندی کے سکے، ہیرے، جواہرات، معدنی تیل، سپرٹ وغیرہ۔ حکومت نے ان اشیاء کے لئے خاص راستے مقرر کر دیئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بیوپاری ان راستوں کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار کر کے یہ اشیاء پاکستان میں درآمد کرے گا، اس کا اقدام ناجائز درآمد کرنے کے مترادف ہو گا۔

لاہور۔ ۳۰ راگست۔ پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کے درمیان منقولہ املاک کے متعلق حالیہ معاہدہ کی شرائط کے مطابق دونوں ملکوں کے تارکین کو اپنے دفینے ایک ملک سے دوسرے ملک لے جانے کی سہولتیں دیدی جائیں گی۔

بھارت سے ترک وطن کر کے پاکستان میں آنے والوں کو بھارت سے دفینے لانے کے سلسلے میں اپنی درخواستیں حکومت پاکستان کے رابطہ افسر بنک اسکوائر دی مال لاہور کے پتہ پر بھیجنی چاہئیں۔

بھارت میں پاکستان کا سفارتی نمائندہ دفینے نکالنے اور لانے کے لئے ضروری انتظامات کرے گا اور دفینے آنے پر درخواست دینے والوں کو ان اقدامات کی اطلاعات دی جائیں گی۔ جس ملک میں دفینے موجود ہو۔ وہاں واقع حکومت فراہم کرے گا۔

پشاور۔ ۳۰ راگست۔ دس ہزار ٹن لوہے کے بنے ہوئے اناج اٹھانے والے کرین عنقریب پاکستان لائے جا رہے ہیں، تاکہ ملک میں اناج کو سٹور کرنے کے لئے سہولت ہو۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور — فون نمبر ۷۴۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن (بی اے)
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ ۔ ۴ ستمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۶

قصیدہ

فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(از حضرت امام الزمان)

وَاِنَّ اِمَامِیْ سَیِّدُ الرُّسُلِ اَحْمَدُ — رَضِیْنَاہُ مَتْبُوْعًا وَّرَبِّیْ یَنْظُرُ
میرا پیشوا سید الرسل احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے — ہم نے اسکو متبوع پسند کر لیا ہے اور میرا رب دیکھتا ہے

وَلَاشَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا شَمْسُ الْهُدٰی — اِلَیْهِ رَغِبْنَا مُؤْمِنِیْنَ نَشْکُرُ
اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے آفتاب ہیں — اسی کی طرف ہم نے مومن ہو کر رُخ کیا اور شکر کرتے ہیں

لَهٗ دَرَجَاتٌ فَوْقَ کُلِّ مَدَارِجٍ — لَهٗ لَمَعَاتٌ لَا یَلِیْهَا تَصَوُّرُ
آپ کو تمام درجات سے بلند درجات حاصل ہیں۔ — آپکے ایسے انوار ہیں کہ انسانی تصور ان تک نہیں پہنچ سکتا

اَبَعْدَ نَبِیِّ اللّٰهِ شَیْءٌ یَرُوْقُنِیْ — اَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَجْهٌ مُّنَوَّرُ
کیا آنحضرتؐ کو چھوڑ کر کوئی چیز مجھے خوبصورت لگ سکتی ہے — کیا رسولِ کریمؐ کے بعد کوئی اور ایسا منور چہرہ ہو سکتا ہے

عَلَیْكَ سَلَامُ اللّٰهِ یَا مَرْجِعَ الْوَرٰی — لِکُلِّ ظَلَامٍ نُوْرُ وَجْهِكَ نَیِّرُ
تجھ پر خدا کا سلام ہو اے مرجع خلائق — ہر ایک اندھیرے کے لئے آپ کا چہرہ سورج ہے

وَیَحْمَدُكَ اللّٰهُ الْوَحِیْدُ وَجُنْدُهٗ — وَیُثْنِیْ عَلَیْكَ الصُّبْحُ اِذْ هُوَ یُحْشَرُ
خدائے یکتا آپ کی تعریف کرتا ہے اور اس کا لشکر بھی — اور صبح بھی حضور کی ثنا کہتی ہے جب وہ لوگوں کو اٹھاتی ہے

مَدَحْتُ اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّهٗ — لَاَرْفَعُ مِنْ مَّدْحِیْ وَاَعْلٰی وَاَکْبَرُ
میں نے تمام انبیا کے امام کی تعریف کی لیکن وہ — میری تعریف سے ارفع و اعلیٰ اور اکبر ہے

دَعُوْا کُلَّ فَخْرٍ لِّلنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ — اَمَامَ جَلَالَةِ شَاْنِهِ الشَّمْسُ اَحْقَرُ
ہر قسم کے فخر کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی چھوڑ دو — آپؐ کی جلالت شان کے آگے سورج بھی بالکل حقیر ہے

وَصَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا اَیُّهَا الْوَرٰی — وَذَرُوْا لَهٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُؤْجَرُوْا
اور اس پر صلوٰۃ و سلام بھیجو اے لوگو — اور اس کی خاطر جھگڑے چھوڑ دو تمہیں اجر ملے گا

وَوَاللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا — وَفِیْ کُلِّ اٰنٍ مِّنْ سَنَاهُ اُنَوَّرُ
اور اللہ کی قسم میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے — اور ہر وقت آپ کی روشنی سے ہی میں نور پاتا ہوں

وَفَوَّضَنِیْ رَبِّیْ اِلٰی رَوْضِ فَیْضِهٖ — وَاِنِّیْ بِهٖ اَجْنِی الْجَنٰی وَاُنَضَّرُ
اور میرے رب نے مجھے آپ کے فیض کے باغوں کے سپرد کر دیا ہے — اور میں آپکے ذریعہ سے ہی پھل چنتا اور تازگی پاتا ہوں

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۰۶-۱۰۷)

کسی کا الہام یا کشف شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک ہوتا ہے؟

از حضرت امام الزمان علیہ السلام

اس بات کا ذکر آیا کہ لاہوری علماء نے الٰہی بخش ملہم سے یہ سوال کیا ہے کہ آیا تمہارا الہام تلبیس ابلیس سے معصوم ہے یا نہیں جس کے جواب میں الٰہی بخش نے کہا کہ میرا الہام دخل شیطان سے پاک نہیں اس پر حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس میں کیا سر ہے۔ اور کسی کا الہام یا کشف شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک ہوتا ہے۔ انسان کے اندر دو قسم کے گناہ ہوتے ہیں ایک وہ جن سے انسان خدا کی نافرمانی دیدہ دانستہ کرتا ہے۔ اور بیباکی سے گناہ کرتا ہے ایسے لوگ مجرم کہلاتے ہیں یعنی خدا سے ان کا بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے اور وہ شیطان کے ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو ہر چند بدی سے بچتے ہیں مگر بعض بسبب کمزوری کے کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ سو جس قدر انسان گناہوں کو چھوڑتا ہے اور خدا کی طرف آتا ہے۔ اسی قدر اس کی خواب اور کشف دخل شیطانی سے پاک ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اُن تمام دروازوں کو بند کرتا ہے، جو شیطان کے اندر آنے کے ہیں۔ تب اس میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں آتا ؛

جب تم سنو کہ کسی کو الہام ہوتا ہے تو پہلے اُس کے الہام کی طرف مت جاؤ، جب تک انسان اپنے تئیں شیطان کے دخل سے پاک نہ کر لے اور بیجا تعصبوں اور کینوں اور حسدوں سے اور ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی بات سے اپنے آپ کو صاف نہ کرے۔ دیکھو اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک حوض ہے اور اس میں بہت سی نالیاں پانی کی گرتی ہیں۔ پھر ان نالیوں میں سے ایک کا پانی گندہ ہے تو کیا وہ سارے پانی کو گندہ نہ کر دے گا۔ یہی راز ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا گیا کہ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۔ ہاں انسان کو ان کمزوریوں کو دور کرنے کے واسطے استغفار بہت پڑھنا چاہیئے۔ گناہ کے عذاب سے بچنے کے واسطے استغفار ایسا ہے جیسا کہ ایک قیدی جرمانہ دیکر اپنے تئیں قید سے آزاد کرا لیتا ہے۔ مگر استغفار سے خدا اصل کو بھی دبا دیتا ہے۔

عالمی اخوت کے لئے اسلام سے بڑھ کر کوئی اور مثالی مذہب نہیں ہے

شہرۂ آفاق امریکی اداکار لیوس ایرس کا بیان

استنبول ۳ ستمبر۔ آل کوائٹ اون ویسٹرن فرنٹ کے شہرۂ آفاق اداکار لیوس ایرس جو دنیا بھر کے مذاہب کے بارے میں ایک فلم تیار کرنے کی غرض سے ساری دنیا کا دورہ کر رہے ہیں چند روز ہوئے یہاں پہنچے۔ وہ کوئی چھ ماہ قبل امریکہ سے روانہ ہوئے تھے اور جاپان فلپائن، برما، انڈونیشیا، ہندوستان اور پاکستان ہوتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ اسلامی ملکوں کے دورہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے انہوں نے استنبول میں اخبار نویسوں کو بتایا کہ میں نے اب تک جتنے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے ان میں عالمی اخوت کے لئے ایک آئیڈیل عقیدہ کے طور پر اسلام کو سب سے زیادہ پسند کیا ہے۔ انہوں نے کہا، آپ لوگ نماز کے لئے مسجد میں جاتے ہیں تو جو پہلے پہنچتا ہے اسے آگے جگہ ملتی ہے جو بعد میں پہنچتا ہے اسے پیچھے جگہ ملتی ہے، رنگ اور نسل کا کوئی امتیاز نہیں ہے غریب اور امیر میں کوئی فرق نہیں۔ آپ سب لوگ ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب اس کے حضور میں پہنچتے ہیں تو سب برابر ہوتے ہیں۔

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۵۴ء

اُلجھنیں

رشکِ زلفِ یار ہیں عقدے مرے دل کے سُرور
اور اُلجھے جائیں ہیں بیٹھا جو سُلجھانے کو میں

تحقیقاتی عدالت میں ہمارے علمائے کرام ثابت تو یہ کرنے گئے تھے کہ احمدی کافر ہیں اور اس لئے انہیں پاکستان کی اسلامی مملکت میں اقلیت قرار دینا چاہیئے۔ لیکن دوران بحث میں ان بزرگواروں نے کھلے لفظوں میں تسلیم کیا کہ تکفیر کا یہ کھیل حال ہی کی ایجاد نہیں بلکہ ابتدائے اسلام سے ہی اس کا سلسلہ چلا آتا ہے، اور شروع سے مسلمان ایک دوسرے کو کافر کہتے آئے ہیں، حتیٰ کہ بڑے بڑے آئمہ دین بھی جنہیں لوگ آج فضیلت کی مسند پر بٹھاتے ہیں تکفیر کے تیروں سے نہیں بچے، ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مُرغِ قبلہ نما آشیانے میں

اس زمانے میں کیا بریلوی اور کیا دیوبندی سب تکفیر کا نشانہ بن چکے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد علی صاحب کاندھلوی نے شہادت دیتے ہوئے بعض سوالات کے جوابات میں فرمایا:-

"ابتدائے اسلام ہی سے علماء ایک دوسرے کو کافر کہتے آئے۔ معتزلہ اور اہل قرآن دونوں کافر ہیں علماء نے امام ابن تیمیہ اور عبدالوہاب کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ علماء نے دیوبندی علماء کی بھی تکفیر کی ہے"

(نوائے وقت ۲۳، ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

گویا مکفر علماء بھی کفر سے نہیں بچے۔ بالفاظ دیگر جو علماء اس وقت احمدیوں کو کافر قرار دے رہے ہیں وہ خود بھی دوسروں کی نظر میں کافر ہی ہیں۔ ع

مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

اسے کہتے ہیں اُلٹی آنتیں گلے پڑ جانا۔ گئے تھے دوسروں کو کافر بنانے خیر سے خود بھی کافر بن کر چلے آئے غیروں کو کافر بناتے بناتے، اپنے کفر پر مہر ثبت کر دی۔ گویا سب کے سب ایک ہی کشتی میں سوار ہو گئے ماشاء اللہ کافر کہنے والے خود بھی کافر ہی نکلے ؎

سُنا کرتے تھے شہرہ ذوق جن کی پارسائی کا
وہ سب یارِ خرابات اپنے ہمنشیں نکلے

ظاہر ہے کہ جو خود کافر ہوں وہ دوسروں کو کس منہ سے کافر کہہ سکتے ہیں۔ یہ پہلی اُلجھن ہے جس میں ہمارے علمائے کرام اُلجھے۔

جس صورت میں ابتدائے اسلام سے ہی تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے آئے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے صادر فرماتے رہے ہیں تو پھر مسلمان کس کو کہا جائے؟ اس سوال کے جواب کے لئے ضروری تھا کہ عدالت علماء سے مسلمان کی تعریف دریافت کرتی۔ لیکن عجیب در عجیب بات ہے کہ کوئی عالم مسلمان کی جامع و مانع تعریف سے عہدہ برآ نہ ہوا کیونکہ جو بھی تعریف کرتا...... تھا اس میں احمدی بھی آجاتے تھے۔ گوئم مشکل وگرنہ گوئم مشکل کا معاملہ تھا۔ یہ ایک دوسری اُلجھن تھی جس میں ہمارے علمائے کرام اُلجھے۔ اور ایسے اُلجھے کہ پھر باہر نہ نکل سکے۔ اس سے علمائے کرام کے علم و فضل اور دیانت اور امانت کا بھرم بھی کھل گیا جس کا اس قدر ڈھنڈورا پیٹا جاتا تھا ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نکلا

اور پھر ایک اور عجیب بات سنیئے کہ ان حضرات نے اپنے بیانات سے ثابت کیا ہے کہ کفر و اسلام کے بارہ میں وہ خود کسی اصول کے پابند نہیں۔ ان کے اندر اختلاف ہے اور وہ ایک بات پر متفق نہیں۔ چنانچہ اسلام کے مختلف فرقوں کو کافر یا مسلم قرار دیتے ہوئے انھوں نے ایک دوسرے کے خلاف بیانات دئے اور ایک دوسرے کی نظریات اور فتاوے کو جھٹلایا اور انکی تکذیب کی ظاہر ہے کہ جب گواہوں میں خود ہی اختلاف ہو اور وہ ایک دوسرے کے متضاد گواہی دیں تو عدالت کیونکر ان کے حق میں فیصلہ دے سکتی ہے۔

یہ ایک تیسری اُلجھن تھی جس میں ہمارے علمائے کرام اُلجھے۔ غرضیکہ ہمارے علمائے کرام گئے تھے احمدیوں کے کفر کا مسئلہ سلجھانے خیر سے خود ہی اُلجھنوں میں اُلجھ گئے۔ ان کی اس حالت پر سُرور کا یہ شعر یاد آجاتا ہے ؎

رشکِ زلفِ یار ہیں عقدے مرے سرور
اور اُلجھے جائیں ہیں بیٹھا جو سلجھانے کو میں

پھر ایک اور تماشا ہے کہ اگر ایک مولوی صاحب ایک فرقہ کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ تو دوسرے مولوی صاحب اسی فرقہ کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ اور اگر ایک مولوی صاحب کے نزدیک ایک فرقہ مسلمان ہے تو دوسرے مولوی صاحب کے نزدیک وہی فرقہ مرتد اور واجب القتل ہے ؎

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

گویا ہمارے علماء کے ہاں کوئی اصول محکم نہیں جس سے کسی کے کفر و اسلام کو جانچا جا سکے علمائے دین اور پھر اس قدر بے اصولا پن۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حق یہ ہے کہ جو لوگ اصول دین کو چھوڑ کر ہوا و ہوس کی اتباع میں لگ جاتے ہیں اور قرآن و حدیث کی من مانی تعبیر کرتے ہیں وہ اسی قسم کی اُلجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید نے مسلمان کی ایک موٹی علامت بتائی ہے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا ؕ اور جو شخص السلام علیکم کہے اسکو مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ اور ہمارے ہادی برحق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی ایک جامع مانع تعریف فرما دی ہے من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم له ذمة الله و ذمة الرسول۔ یعنے جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے۔ ایک خدا ترس مسلمان کا فرض ہے کہ جس پر یہ تعریف صادق آئے اسکو مسلمان قرار دے اور بس۔ اس کے علاوہ سب بحثیں لاطائل اور بے معنی ہیں اور قرآن و حدیث کے خلاف۔ بحمد اللہ احمدیہ جماعت لاہور اسی مسلک کی پیرو ہے، اور جب دنیا کی آنکھ کھلے گی تو وہ اسی مسلک پر گامزن ہوگی۔ کیونکہ یہی مسلک صحیح اور صائب ہے۔ اے کاش ہمارے علمائے کرام اس حقیقت کو سمجھیں اور سب اہل قبلہ کو اپنا مسلمان بھائی سمجھ کر دنیا کے تمام مسلمانوں کو سلک اخوت میں منسلک کر دیں تاکہ آئے دن کے فتنہ کا دروازہ بند ہو جائے ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

مذہب ایک روشن خیال ہندو کی نظر میں

مدراس کے چیف جسٹس پی۔ وی راج منار نے ۲۰ اگست کو مدراس کرسچین کالج کے کالج ڈے کی تقریب پر طلباء سے خطاب کرتے ہوئے مذہب کی اہمیت پر زور دیا اور نوجوانوں سے اپیل کی کہ:-

"اُن کی زندگی کی تمام سرگرمیوں کا پس منظر مذہبیت اور روحانیت سے مالا مال ہو۔ انہوں نے مزید کہا کہ مذہب کو عبادتگاہوں تک محدود کرنے کا نظریہ سراسر غلط ہے زندگی کی ہر سانس میں مذہب کی ضرورت ہے اور زندگی کے ہر قدم پر مذہب کو پیش پیش رکھنا چاہیئے کبھی ہندوستان کا ہر فرد خواہ ہندو ہو خواہ مسلمان ہو یا عیسائی خدا کے دھیان میں مشغول رہتا تھا اور غیر مادی چیزوں میں زیادہ دلچسپی لیتا تھا کبھی ہندوستانیوں کو یہ الزام دیا جاتا تھا کہ وہ مذہب کو ہر بات میں آگے رکھتے ہیں لیکن آجکل کے نوجوان ان روایات سے ہٹتے جا رہے ہیں اور عام طور پر روحانی بگاڑ اور انتشار پھیلا ہوا ہے ہماری اگلی پشتوں میں جو کٹر مذہبیت تھی اس کا شیرازہ بکھر گیا ہے لیکن اسکی جگہ کوئی متبادل، متحرک اور زندگی سے مملو چیز نہیں پیش کی جاتی اس کا نتیجہ ہے کہ ہماری حالت ایک ایسی کشتی کی طرح ہے جس کا ڈول نہیں سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے یہ امید ظاہر کی کہ یہ دور عارضی ہے اور وہ دن آنیوالا ہے کہ جب مذہب کا احیاء ہوگا اور روحانی اقتدار روز مرہ زندگی میں اپنے نمایاں کردار ادا کرنے لگیں گے"

مسٹر پی وی راج منار کے یہ خیالات ہر طرح لائق تائید اور قابل تقلید ہیں، فی الواقعہ ہمارے نوجوانوں کا مذہب اور روحانیت سے ہٹتے چلے جانا معاشرہ کی تباہی کا موجب ہو رہا ہے اور گذشتہ زمانہ کی کٹر مذہبیت میں جو امن اور چین میسر تھا، جو اخلاقی بلندیاں قوموں اور افراد میں پائی جاتی تھیں موجودہ لامذہبیت نے ان کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ خدا کرے مسٹر راج منار کے الفاظ نوجوانوں کے لئے ایک لائحہ عمل کا کام دیں، اور وہ [illegible]

فتنۂ اشتراکیت

محترمہ آمنہ تمیم بی اے آنرز علیگ

پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں ایک مختصر سا اداریہ میری نظر سے گذرا جس میں مدیر صاحب نے اسلامی دنیا کو فتنۂ اشتراکیت سے خبردار کیا تھا، میرا خیال تھا کہ میں انہی دنوں اس کے متعلق اپنے ناچیز خیالات بغرض اشاعت بھیجوں گی لیکن چند در چند مصروفیات کے باعث یہ ارادہ تکمیل پذیر نہ ہوسکا۔ مدیر صاحب محترم نے اسلامی دنیا کو جس فتنہ سے آگاہ کیا ہے وہ ایک فتنۂ عظیم کی صورت میں اسلامی دنیا بالخصوص پاکستان کے سر پر کھڑا ہے، اور ضرورت ہے کہ ہر جماعت اور ہر قومی ادارہ وقت کی نزاکت کو پہچانتے ہوئے اپنے فرائض کی بجاآوری میں مستعدی اختیار کرے۔

تاریخ احمدیت اس امر کی شاہد ہے کہ ہر خطرہ کے وقت اس جماعت نے نہایت ہمت و استقلال کے ساتھ دین کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں جبکہ مسلمانانِ ہند باہمی تکفیر بازی اور فرقہ پرستی میں مشغول تھے میدان عمل میں صرف یہی ایک جماعت کام کر رہی تھی، جس کے کارہائے نمایاں نے دشمنوں کی زبان سے بھی اعتراف کرا کے چھوڑا تھا۔ کفرستانِ یورپ میں صدائے توحید بلند کرنے والی بھی یہی جماعت تھی۔ اسی جماعت نے تبلیغ کے کام کو جدید سانچے میں ڈھال کر تعلیمیافتہ اور روشن خیال طبقہ کے سامنے مذہب کے بنیادی اصولوں کو صحیح و سادہ رنگ میں پیش کرکے عام فہم بنا دیا۔ اسلام کی صحیح تصویر یورپ کے سامنے پیش کی گئی چنانچہ آج دنیا کے عظیم ترین مذاہب کی صف میں اسلام کے لئے ایک بلند مقام پیدا ہوچکا ہے یقین جانئے یہ سب کچھ ہمارے شعبۂ نشر و اشاعت کی حسنِ کارکردگی کا ہی نتیجہ ہے کہ یورپ و امریکہ کے بااثر حلقوں میں اسلام کا چرچا عام ہے اور ہمارے مبلغین ان ممالک کی علمی و مذہبی مجالس میں اظہار و تبادلۂ خیالات کے لئے بلائے جاتے ہیں اور ان کے عالمانہ حقائق کو عزت و احترام کے ساتھ سنا جاتا ہے۔

لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دنیا کو خواب غفلت سے چونکا دینے والی قوم اور بھولے بھٹکے مسافروں کو اسلام کی تاباں روشنی کی ضیا میں رہنمائی کرنے والی جماعت آج خود بےحسی کا شکار ہو کر خواب گراں میں مدہوش پڑی ہے اور کوئی خدا کا بندہ اس کے جگانے اور ہوشیار کرنے کے لئے آگے نہیں بڑھتا۔ ٹریکٹ اشتہارات کے ذریعہ تبلیغ کا کام ہماری جماعت کا کام تھا لیکن آج دوسرے فرقوں اور جماعتوں نے اس طریقۂ تبلیغ کو اپنا لیا ہے اور اپنے اپنے عقائد کی اشاعت کا کام نہایت جوش و سرگرمی سے کیا جا رہا ہے۔ مختلف ادارے قائم ہیں۔ بےشمار پمفلٹس، اشتہارات، بک لٹس، ٹریکٹس، ہینڈبلز نکل رہے ہیں اور ملک کے گوشے گوشے میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں اس کام کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ ایک دفعہ ایک بزرگ نے اس کام کو ازسرنو جاری کرنے کی تحریک پیش کی تھی لیکن ابھی اس کا خاکہ ہی تیار ہوا تھا عملی جامہ پہنانے کی سرے سے نوبت ہی نہ آئی۔ باہمی اختلافات نے ایسے ضروری و اہم ترین کاموں میں بھی رکاوٹ ڈال رکھی ہے۔ حالانکہ ضرورت تھی کہ حالات خواہ کچھ ہوتے مشن کے کام کو اس قدر سرد نہ پڑنے دیا جاتا۔

حضرت امیر مرحوم کی وفات کے بعد جماعت میں تالیف و تصنیف کا سلسلہ یکسر بند ہوچکا ہے گویا یہ اسی بلبل ہزار داستان کی شیریں ترنم ریزیاں تھیں جو ان کے ساتھ ہی خاموش ہوگئیں۔ بزرگانِ قوم میں اب بھی ایسے قابل دماغوں کی کمی نہیں جو وقت کی نزاکت کے پیش نظر اس کام کا بیڑا اُٹھا سکیں۔ لیکن اگر ان کے دماغ تھک کر آسودۂ خواب ہوچکے ہیں تو قوم کے نوجوانوں کو موقع دیجئے کہ وہ اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں اور جوش جذبات کو صفحۂ قرطاس پر بکھیر کر جماعت کے روایتی مسلک خدمتِ اسلام میں ازسرنو سرگرمی و جوش پیدا کریں۔ اسلام کے موجودہ خطرہ اشتراکیت کے خلاف ایک مضبوط محاذ قائم کیا جائے۔ کیونکہ ہماری جماعت نے خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہر ضرورت کے وقت اسلام کی بیدریغ خدمت انجام دی ہے اور ہر خطرہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ آج بھی زمانہ کے تقاضے ہمیں پیغام حرکت دے رہے ہیں، اگر قوم کو خطرہ سے خبردار کرنا ہمارا کام ہے تو اس کے لئے حفاظتی و دماغی تدابیر اختیار کرنا بھی ہمارا ہی فرض ہونا چاہیئے۔ امید ہے میری ناچیز التجا صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی اور قوم کے بزرگ رہنما اس کے متعلق ٹھنڈے دل سے غور فرما کر جماعت کی روایتی آن و شان بدستور قائم رکھیں گے ؎

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

خاکسار۔ آمنہ تمیم

"پیغام صلح":۔ محترمہ آمنہ تمیم کے خیالات و جذبات کی تہ دل سے قدر کرتے ہوئے ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جس ضرورت کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے، انجمن کو اس کا پہلے ہی سے احساس ہے اور اسی ضرورت کے پیش نظر ایک ادارہ تصنیف و تالیف کا قیام عمل میں آچکا ہے، جو امید ہے نہ صرف اشتراکیت بلکہ زمانہ حال کے تمام ضروری مسائل کے متعلق تحقیقاتی مضامین اور کتابوں کا سلسلہ عنقریب شروع کردیگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

روس میں مذہب کے خلاف مہم

لندن ۲ ر ستمبر۔ ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے، کہ کریملن اپنی مخالفت مذہب مہم کے تحت دو طویل المیعاد پروگرام تیار کر رہا ہے، جن کا مقصد بالغوں اور نوجوانوں کو مذہب سے بیگانہ کرنا ہے۔

بالغوں کے لئے سائنس کی توضیح کرنے والے ایک اشتراکی ادارہ نے سائنسی نقطۂ نظر سے مادیت کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے تقریروں کا ایک سلسلہ شروع کردیا ہے جو ۶ ماہ تک جاری رہے گا۔ نوجوانوں کے لئے وزارت تعلیم نے تمام اساتذہ کو حکم دیا ہے کہ نئے سال سے مضامین پر لادینی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی جائے۔

بالغوں کے لئے مخالفت مذہب مہم کا اہتمام سیاسی اور سائنسی علم کو فروغ دینے والی آل یونین سوسائٹی کر رہی ہے سلسلۂ تقاریر کا آغاز اگلے ماہ ماسکو سے ہوگا، جس میں تخلیق آدم اور قدرت، زندگی اور موت کی حقیقت اور انسان کی حقیقت کی اشتراکیوں کے الفاظ میں تشریح کی جائے گی۔

ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ اس پروگرام کو وسیع پیمانے پر چلانے کے لئے حتی الامکان کوشش کی جا رہی ہے۔ ممتاز اشتراکی سائنسدان تقریریں کرنے کے لئے حاصل کئے جاچکے ہیں۔ ان کی تقریروں کو کتابچوں کی شکل میں شائع کرکے ملک بھر میں تقسیم کیا جائے گا۔

نوجوانوں کے لئے مہم کے بارے میں سوویت وزیر تعلیم نے کہا کہ اشتراکی شعور اور الحاد کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱۹۱۷ء میں برسر اقتدار آنے کے بعد سے لیکر اب تک اشتراکی مذہب کے خلاف زبردست تشدد برتتے رہے ہیں، لیکن مذہب ابھی تک ایک زندہ قوت ہے اور کمیونسٹ اس قوت کو ختم کرنے کے لئے ایک بار پھر زبردست مہم چلا رہے ہیں جو انشاءاللہ ناکام رہے گی۔

قرآن کریم کا سنہالی زبان میں ترجمہ

کولمبو۔ ۳۱ ر اگست قرآن کریم کا سنہالی زبان میں ترجمہ کیا جائے گا کیونکہ سیلون کی اسی لاکھ کی آبادی میں سے پچاس ہزار سنہالی ہیں۔

قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کا فیصلہ مسلمانوں کے ایک بارسوخ گروہ نے کیا ہے۔ امید کی جارہی ہے کہ بہت جلد انگریزی کی جگہ سنہالی اور تامل کو سیلون کی قومی زبان قرار دے دیا جائے گا۔ انگریزی کو دوسری لازمی زبان بنایا جائیگا۔

مسجد پر حملہ

نئی دہلی ۲ ر ستمبر۔ پانچسو کے قریب نعرے لگاتے ہوئے جن سنگھیوں نے ۱۸ ر اگست کو منع بستی (یوپی) کے جادہ نامی قصبے کی ایک مسجد پر حملہ کرکے قرآن پاک اور احادیث پھاڑ ڈالیں اور مسجد کی تمام جائیداد لوٹ لی یہ اطلاع ممبئی کے روزنامہ خلافت کے حالیہ شمارہ میں انڈین کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری مسٹر سبتی ترپاٹھی کے ایک بیان میں دی گئی ہے۔ واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ ۱۸ ر اگست کو نماز کے وقت جن سنگھیوں کے ایک گروہ نے مسجد کے سامنے جمع ہو کر نعرے لگانے شروع کئے۔ مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا۔ دوسرے دن بھی ایک گروہ نے اسی طرح نعرے لگائے۔ تیسرے دن مسجد پر حملہ ہوگیا جس کے بعد ۲۶ مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔

مشرقی بنگال کے مصیبت زدہ لوگوں کے لئے امداد کی اپیل

ریڈیو پاکستان سے وزیر اعظم کی ماہانہ تقریر کا لب لباب

کراچی۔ یکم ستمبر۔ آج شام کے سات بجے وزیر اعظم محمد علی نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں اہل پاکستان سے اپیل کی ہے کہ وہ مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کے مصائب دور کرنے کے لئے جو امداد بھی دے سکیں اس سے دریغ نہ کریں۔ وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے مشرقی بنگال کی خطرناک حالت کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے کہا میں حال ہی میں مشرقی بنگال کے سیلاب زدہ علاقہ کے دورہ سے واپس آیا ہوں، میرے واپس آنے کے بعد وہاں سیلاب کی حالت اور خراب ہوگئی ہے، حالت بگڑتی جا رہی ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔ مشرقی بنگال کے باشندوں کی اکثریت انتہائی مصیبت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ بظاہر سیلاب کے بعد بھی تباہ کاری کا زور کم نہیں ہوگا۔ سیلاب کے بعد انسانوں کی مصیبت اور املاک کی تباہی اتنی ہوگی کہ اس پر قابو پانے کے لئے انتہائی کوشش کرنی ہوگی۔ سیلاب کے بعد وبائی بیماریوں کے پھوٹ پڑنے کا زبردست اندیشہ ہے۔ اس صورت حال کو قابو میں لانے کے لئے ہر ممکن تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ وزیر اعظم نے کہا اس عظیم مصیبت میں یہ بات انتہائی خوش کن ہے کہ یہ خوفناک سیلاب مشرقی پاکستان کے لوگوں کی ہمتوں کو پست نہیں کر سکا۔

اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے اپیل کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ ہم لوگ جنہیں خدا تعالےٰ نے اس مصیبت سے نجات دی ہے اس آزمائش کے وقت میں سچے دل سے اپنے مشرقی بھائیوں سے ہمدردی کا اظہار کریں اور ان کے مصائب دور کرنے کے لئے جو بھی امداد دے سکیں۔ اس سے دریغ نہ کریں۔ جو روپے سے مدد دے سکتے ہیں وہ روپے سے مدد دیں اور جو کپڑوں کے ذریعہ مدد دے سکتے ہیں وہ کپڑوں کے ذریعہ مدد دیں اس وقت وہاں لاکھوں لوگ ایسے ہیں جن کے پاس تن ڈھانکنے کے لئے بھی کپڑا نہیں۔ مرکزی سیلابی کمیٹی نے کپڑے وصول کرنے پر بھی آمادگی ظاہر کی ہے۔ جب کافی تعداد میں کپڑے موصول ہو جائیں گے انہیں مشرقی بنگال روانہ کر دیا جائے گا۔

سمندر پار کے ملکوں نے اس مصیبت میں پاکستان کو جو امداد دی ہے، وزیر اعظم نے اس کا بھی ذکر کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے کینیڈا، فرانس، سوئٹزرلینڈ اور اٹلی کی ریڈ کراس سوسائٹیوں۔ ترکی کی انجمن ہلال احمر آسٹریلیا، برطانیہ اور ہندوستان کا شکریہ ادا کیا۔ امریکہ کا ذکر انہوں نے خصوصیت سے کیا جس نے پاکستان کی طرف سے درخواست موصول ہونے کے چند گھنٹوں کے اندر اندر جاپان اور امریکہ سے گلوب ماسٹر ہوائی جہازوں کے ذریعہ دوائیں اور ڈاکٹر مشرقی پاکستان کو پہنچانا شروع کر دیئے۔

مکہ میں اسلامی ملکوں کی سیکرٹریٹ

وزیر اعظم نے کہا کہ حج کے زمانہ میں اسلامی ملکوں کی سالانہ کانفرنس منعقد کرنے کے لئے مکہ معظمہ میں ایک سیکرٹریٹ قائم کیا جائے گا، اس کا مقصد اسلامی ملکوں کے اقتصادی سیاسی اور ثقافتی تعاون کو فروغ دینا ہوگا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ میں نے شاہ سعود سے ایک بیت المال المسلمین قائم کرنے کے سلسلہ میں ابتدائی طور پر بات چیت کی۔ اور اس سلسلہ میں تجویز پیش کی کہ موجودہ حج ٹیکس میں اضافہ کر دیا جائے شاہ سعود نے بیت المال قائم کرنے کی تجویز پر آمادگی تو ظاہر کی۔ لیکن حج ٹیکس میں اضافہ کی تجویز کو ناپسند فرمایا انہوں نے کہا کہ مختلف ملکوں میں غلاف کعبہ کے لئے جو اوقاف قائم ہیں انہیں نقدی میں تبدیل کر کے اس مقصد کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا کا دفاعی ادارہ

جنوب مشرقی ایشیا کے دفاعی ادارہ کے متعلق وزیر اعظم نے کہا، ہم دنیا میں امن قائم کرنے اور امن قائم رکھنے کی ہر تجویز سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ جنوب مشرقی ایشیا کی دفاعی کانفرنس میں جو تجاویز پیش کی جائیں گی پاکستان ان پر غور کرے گا اور ان تجاویز پر غور و خوض کے بعد ہی وہ اس ادارہ میں شمولیت کا فیصلہ کر سکے گا۔

چیزوں کی ارزانی اور دائیں ہاتھ کا ٹریفک

وزیر اعظم نے کہا حکومت نے روزمرہ کی ضروریات کی چیزوں کو ارزاں کرنے کے سلسلہ میں قدم اٹھایا ہے کہ مشرقی بنگال میں نمک کی قیمت کم کر دی گئی ہے۔ دوسرا اہم قدم حکومت نے یہ اٹھایا ہے کہ آئندہ سڑک پر آمد و رفت کے طریقوں میں تبدیلی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس وقت ٹریفک بائیں ہاتھ کو ہوتی ہے۔ لیکن آئندہ دائیں ہاتھ کو ہوا کرے گی۔

سیلاب کی تباہ کاریاں

انگلستان میں سیلاب

لندن۔ ۳۱ر اگست۔ انگلستان کو بھی پاکستان اور بھارت کی طرح سیلاب کی زبردست مشکلات درپیش ہیں، اناج پیدا کرنے والے متعدد علاقوں میں فصلیں بارش کے باعث زمین پر گر پڑی ہیں۔ ویلٹشائر کے علاقے میں ڈیڑھ لاکھ ایکڑ کے رقبہ سے صرف دس فیصدی ... مکی کی فصل کو کاٹا جا چکا ہے مگر اس میں سے صرف پانچ فی صد کے قریب فصل برداشت کی جا سکی ہے۔ بارش اس طرح لگاتار جاری رہی ہے کہ سالسبری کے میدانوں میں کٹی ہوئی فصلوں کے اندر سے گھاس وغیرہ اگنے لگی ہے کسان کے لئے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فصل نہ اب انسان کے کام کی ہے نہ حیوان کے۔

امریکہ میں زبردست طوفان

واشنگٹن ۲ر ستمبر۔ امریکہ کے شہری دفاع کے کارکنوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ طوفان زدہ لوگوں کو فوری طور پر امداد پہنچائیں۔ امریکہ کے شمال مشرقی علاقے میں ایک زبردست طوفان سے زبردست تباہی پھیلی ہوئی ہے اب تک ۴۹- آدمیوں کے ہلاک ہونے کی خبریں آ چکی ہیں مالی نقصان کا اندازہ ۳۰-۴۰ کروڑ ڈالر کے لگ بھگ ہے۔

ایران میں سیلاب

پچھلی منگل کو فرحزاد میں جو طہران کے شمال مغرب میں تیس میل پر واقع ہے، ایک تباہ کن سیلاب آیا ہے اور ایک ہزار سے زاید زائرین حضرت امام زادہ داؤد کی مزار کی چاردیواری کے اندر جاں بحق ہوئے۔ اندیشہ ہے کہ تقریباً دو ہزار جانیں سیلاب کا شکار ہوئیں ــــ زائرین عید غدیر منانے کے لئے مزار پر جمع ہوئے تھے۔ جب سیلاب کی خبر پہنچی تو معتقد مسلمان چلائے کہ ہم مزار میں پناہ لیں گے۔ چند آدمی جو قریب کی پہاڑی پر چڑھ گئے تھے وہ بچ گئے۔ پچھلے ماہ سے ایران سیلاب کی تباہ کاریوں اور مصائب سے دوچار ہے۔ جولائی کے وسط میں طہران سے ۲۵میل کے فاصلہ پر سیلاب میں دو سو جانیں تلف ہوئیں اور ایک ہزار آدمی بے خانماں ہو گئے تھے۔ جولائی کے آخر میں قزوین کے سیلاب میں دو سو جانیں تلف ہوئیں اور ایک ملین سٹرلنگ سے زیادہ نقصان ہوا۔ متاثرہ علاقہ میں ٹائیفائڈ پھیل رہا ہے برطانیہ سے دو طیاروں میں طبی اشیاء روانہ کی گئی ہیں اور روس نے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے ۱۸ ہزار پونڈ دیئے ہیں۔

ہندوستان میں سیلاب

کلکتہ ۲۸ر اگست۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق شمال مشرقی ہندوستان میں سیلاب سے اب تک ۱۸۹- اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔ مغربی بنگال میں جل پگوری سب ڈویژن میں ۱۲۵- اشخاص کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں چل سکا، اس کے علاوہ آسام، بہار، مغربی بنگال اور اتر پردیش میں ۶۴ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں، مشرقی بنگال میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور — فون نمبر ۲۷۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا — سر نبوت را بر و شد اختتام

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ ارگن

ادارۂ تحریر: مرتضیٰ خاں حسن بی اے — دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۹ محرم ۱۳۷۴ھ - ۸ ستمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۷

نظام جماعت کے متعلق حضرت امام وقت کے دو ارشاد

(۱) سب مل کر کام کرو (۲) کثرت رائے کے آگے سر جھکا دو

مجلس معتمدین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام منعقدہ ۵ ستمبر ۱۹۵۴ء کی مفصل روئداد

احباب کرام کو معلوم ہے کہ ہمارے جماعتی اختلافات ایک مصالحت نامہ کے رو سے جو بارہ شرائط پر مشتمل تھا گذشتہ ماہ مئی ۱۹۵۴ء میں ختم کر دیئے گئے تھے، لیکن اسی اثناء میں بعض ایسے امور پیش آ گئے، جن پر غور کرنے کے لئے انجمن کو مجلس معتمدین کا ایک اجلاس ۵ ستمبر ۱۹۵۴ء کو بلانا پڑا، اس اجلاس میں لاہور اور دوسرے مختلف شہروں سے بہت سے اکابرین ملت تشریف لائے۔ اجلاس قریباً ۹½ بجے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کی بالائی منزل پر حضرت امیر ایدہ اللہ کے زیر صدارت شروع ہوا، سب سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ نے سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ یہ ایک جامع دعا ہے، اس کے واسطہ سے ہم اللہ تعالےٰ سے پہلے دعا کرتے ہیں، چنانچہ سب نے مل کر دعا کی اور اس کے بعد حضرت امیر نے فرمایا۔

پیشتر اس کے کہ مجلس کی کارروائی شروع ہو، میں چند ایک باتیں کہنا چاہتا ہوں، جیسا کہ دعا میں جناب الٰہی میں عرض کیا ہے، یہ حقیقت ہے کہ کوئی قوم کوئی کام نہیں کر سکتی جب تک ان میں یگانگت اور اخلاص نہ ہو، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کوئی وظیفہ یا منتر سکھا دیتا جس کے پڑھنے سے ساری قوم مسلمان ہو جاتی، ایسا ہو تو سکتا تھا، لیکن پھر قوم پیدا نہ ہوتی، وہ اخلاص، وہ یگانگت، وہ تقوےٰ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں پیدا ہوا وہ پیدا نہ ہو سکتا، اسی لئے اللہ تعالےٰ کے حکم سے ایسی قوم پیدا ہوئی جس کی اساس تقوےٰ پر تھی، اور اخلاص و یگانگت اس میں پائی جاتی تھی، قوم کے بغیر کوئی نبی کامیاب نہیں ہو سکتا، نہ کوئی مجدد کامیابی کا منہ دیکھ سکتا ہے۔ اس زمانہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے بھی آپ کی اس سنت کا احیاء کیا اور ایک قوم بنائی، اور دن رات اس کو تقوےٰ تقوےٰ کا وعظ کرتے رہے۔ اس قوم نے اپنے تقوےٰ اور اپنے ایثار و یگانگت سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے یہ ایک غریب قوم ہے لیکن کوڑی کوڑی جمع کر کے بڑے بڑے مشن قائم کر دیئے ہیں، دنیا حیران ہے کہ کس طرح اس چھوٹی سی قوم نے انگلستان، برلن اور امریکہ میں اسلام کی دھاک بٹھا دی ہے،

اس قوم کو زندہ رکھنے کے لئے سب سے بڑی ضرورت اتحاد اور یگانگت کی ہے اور اس اتحاد اور یگانگت کو مضبوط کرنے کے لئے باہمی رواداری کی بڑی ضرورت ہے

اپنے نفس کو مارنا، اگر ایک فریق دوسرے کی مذمت کرے تو اس کا انتقام نہ لینا یہ قومی اتحاد کے لئے بڑی ضروری چیز ہے، اور اس کا ہمیں پورا خیال رکھنا چاہیئے۔

اس کے بعد میں کام کے متعلق جو ہم کر رہے ہیں، دو تین باتیں کہنا چاہتا ہوں، اس وقت جب انجمن کا نظام ہمارے ہاتھ میں آیا کوئی روپیہ نہیں تھا، بنک بند تھے، لوگ کہتے تھے یہ دو مہینہ کام نہیں چلا سکیں گے ووکنگ مشن ہے، برلن مشن ہے، امریکہ مشن ہے، ان کے اخراجات کیسے پورے کر سکیں گے، یہ اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے کہ ان آٹھ ماہ میں جو ہمیں کام کرتے ہوئے گذرے ہیں، چالیس ہزار روپیہ آیا اور ایک لاکھ روپیہ انجمن کی اراضیات سے ہمیں ملا، اور تمام کام اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیر و خوبی چلتے گئے۔ یہ امام وقت کی پیدا کردہ قوم کے تقوےٰ اور اخلاص کا نتیجہ ہے، اس امام نے بڑا زور تقوےٰ پر دیا ہے، اسی سے قوم زندہ رہ سکتی ہے، ہمارے امام نے اس جماعت کا نظام قائم کرنے میں بڑی بے نفسی کا ثبوت دیا، اگر وہ بے نفس نہ ہوتا تو لکھوکھہا روپیہ اس کے قدموں پر نثار کرنے والے لوگ موجود تھے، لیکن آپ نے اس کو پسند نہیں کیا کہ اپنے گھر میں کوئی گدی قائم کی جائے، بلکہ ایک انجمن قائم کی اور قوم کو ہدایت کی کہ میرے بعد سب مل کر کام کرو، یہ ایک تلقین ہے دوسری تلقین یہ کی کہ کثرت رائے سے کام کرو، آپ ان دونوں باتوں کو ذہن میں رکھ لیں، ہر ایک شخص جو کام کرنا چاہتا ہے وہ اس بات کو ذہن میں رکھ لے کہ اس کے امام نے مل کر کام کرنے اور کثرت رائے کے آگے سر جھکا دینے کا حکم دیا ہے، اگر ہمارا کوئی بھائی کسی امر میں ہم سے اختلاف رکھتا ہے تو رکھے لیکن کثرت رائے کے آگے جھک جائے، اختلاف رائے مٹ نہیں سکتا، اختلاف رائے رہے گا، لیکن قومی اتحاد اس بات کو چاہتا ہے کہ کسی امر میں اختلاف رکھتے ہوئے قوم کے فیصلہ کے آگے سر جھکا دیا جائے، خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت رائے کے آگے سر جھکا دیا، اُحد کی جنگ کے موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ ہمارا کشف ہے کہ باہر نکل کر لڑنے میں ہمیں نقصان ہوگا۔ لیکن قوم کی کثرت رائے اسی طرف تھی کہ مدینہ سے باہر نکل کر کفار کا مقابلہ کیا جائے۔ آپ نے اس بات کو مان لیا اور جب زرہ بکتر پہن کر آئے تو صحابہ کو محسوس ہوا کہ آپ کی رائے کے خلاف رائے دینے میں ہم نے غلطی کی ہے، تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم اپنی رائے کو واپس لیتے ہیں، مگر آپ نے فرمایا کہ اب جس بات کا ارادہ کر لیا گیا ہے اس کو بدلنا نامردی ہے، نامرد ہے وہ شخص جو قوم کو سکھاتا ہے کہ کثرت رائے کو چھوڑ کر میرا فیصلہ مان لو۔

تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہی ہے کہ کثرت رائے پر عمل ہو، ہمارے امام کا فیصلہ یہی ہے، وہ امام اس لئے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلتا ہے، تو آپ ان دو باتوں کو ذہن میں رکھ لیں، ارشاد نبوی سے کبھی انحراف نہ کریں، اور امام وقت کی تلقین سے بھی انحراف کرنا جائز قرار نہ دیں، ان کی تلقین اور ارشاد نبوی کے مطابق :-

(۱) ہم نے مل کر کام کرنا ہے۔

(۲) کثرت رائے کے آگے سر جھکا دینا ہے خواہ ہمیں ذاتی طور پر کسی امر میں اختلاف بھی ہو۔

اگر کوئی دوست کسی اختلاف کی وجہ سے علیحدہ ہوتا ہے تو اسے سمجھاؤ، اور کہو کہ آپ کا اختلاف سچا، لیکن اکٹھے رہ کر کام کرنے میں ہی برکت ہے، اختلاف آپ رکھیں لیکن قوم کی کثرت رائے پر عمل کریں، تمام جماعتوں کے اندر تلقین کرو کہ ہم نے مل کر کام کرنا ہے، اختلاف بھی ہو تو کوئی حرج نہیں

اس لئے اب جو امور پیش ہوں، ان پر غور کریں اور مل کر ایک فیصلہ کر لیں اور پھر ڈوں ڈوں نہ کریں کہ ہماری رائے نہیں مانی گئی، کثرت رائے سے جو فیصلہ ہوگا بابرکت ہوگا۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

تعلیمی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں باہتمام [illegible] پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر

حضرت امیر کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ ہم نے سابق نظام انجمن کے خلاف جو آواز اُٹھائی تھی اس کا سارا محور یہ بات تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی الوصیت کس طرح قائم رہ سکتی ہے، اور آیا نظام انجمن الوصیت کے مطابق چل رہا ہے یا نہیں، میں نے شخصیتوں پر کبھی نگاہ نہیں رکھی، اصُول کو ہمیشہ پیش نظر رکھا ہے ہم اور جب ہم نے دیکھا کہ الوصیت کا اصُول ٹوٹ چکا ہے، تو پھر آواز بلند کی، الوصیت ہی کو قائم رکھنے کے لئے یہ جماعت بنائی گئی تھی، حضرت امیر مرحوم کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے جب دیکھا کہ الوصیت کو توڑ کر ایک گدی بنائی جا رہی ہے تو اس کے خلاف آواز اُٹھائی، اور قادیان سے الگ ہو کر الوصیت کے مطابق یہ جماعت قائم کی، اب اگر ہم پھر کسی گدی کے پیچھے لگ جائیں تو نہ ہم نے الوصیت کو قائم رکھا اور نہ حضرت امیر مرحوم کی اقتدا کی، ہم نے سابق صاحب صدر کے خلاف جو قدم اُٹھایا وہ اسی وجہ سے تھا کہ جمہوریت اور قواعد انجمن کے خلاف مطلق العنانی کا دَور دورہ شروع ہو گیا تھا ... وجہ سے جلسہ سالانہ پر مجلس منتخبین کی، بڑی بھاری اکثریت نے یہ فیصلہ کیا کہ نیا آئین بننا چاہیئے، اور حضرت امیر مرحوم کے اصول اور الوصیت کی ہدایت کے مطابق بڑی بھاری کثرت رائے سے نیا آئین پاس کیا گیا۔ سابق صدر صاحب اور دوسرے دوستوں کو .... چاہیئے تھا کہ قوم کی اس کثرت رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے۔

اسکے بعد یہ معاملہ کچھ دیر مختلف صورتیں اختیار کرتا رہا، حتیٰ کہ اپریل ۱۹۵۴ء میں ان کی طرف سے پانچ اصحاب آئے اور باہمی مصالحت کی تجویز پیش کی، اس وقت جو اصحاب اس مجلس مصالحت میں شامل تھے، وہ جانتے ہیں کہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی نے کس درد دل سے اپیل کی، کہ کسی طرح قومی اتحاد کی کوئی صورت پیدا ہو جائے انہوں نے فرمایا جہاں تک میرا ذاتی سوال ہے، جماعت کا اتحاد قائم رکھنے کے لیے .... میں بلا شرط آپ کے ساتھ ملنے کو تیار ہوں، مگر چونکہ بعض اصحاب خلاف ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی ساتھ رہیں، اس لئے ہم کو مصالحت کی راہ نکالنا ضروری ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ آج ہمیں جن دوستوں کی طرف سے مطعون کیا گیا ہے کہ تم نے مصالحت کیوں کی، میں پوچھتا ہوں کہ ہم جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں تو کیا کسی ذاتی مفاد کو عہدہ حاصل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں، اگر کسی کا یہ خیال ہو تو اس کے لئے باہر بڑے کھلے میدان ہیں۔ یہاں تو ایثار اور قربانی سے باہم مل کر دین کی خدمت کرنا ہے، اس لئے ہمارے وہ بھائی جو عقائد میں ہمارے ساتھ متفق ہیں، ہمارے پاس آئیں اور بعض شرائط پر ہمارے ساتھ ملنا چاہیں، تو کیا وجہ ہے کہ ہم ان کو دھتکار دیں، کیا ہمارے اندر دل نہیں؟ کیا ہم رحم نہیں رکھتے؟ میری تو کیفیت میاں نصیر احمد صاحب کے خلوص کو دیکھ کر جو کچھ ہوئی وہ یہ تھی کہ میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ کیا اس خلوص کو ہم ٹھکرا دیں گے، ممکن ہے مصالحت کی بعض باتوں کو ماننے میں ہم نے غلطی کھائی ہو، لیکن خدا کا حکم ہے فان جنحوا للسلم فاجنح لہا تو کیا ہم نے اس حکم کو ماننے میں غلطی کی، بعد میں واقعات خواہ کچھ ہو جاتے، لیکن مصالحت قبول کرنے میں ہم حق بجانب ہیں۔

مگر ایک بات اور کہوں گا، واقعات آخر واقعات ہیں ان کو ٹھکرا نہیں سکتے آپ غور کر لیجئے ان چار ماہ کی مدت میں کیا ہماری طرف سے شرائط مصالحت کی پابندی میں کوئی نقص واقع ہوا؟ ہرگز نہیں۔ ہم ان پر پورے پورے کاربند رہے اور ہیں، لیکن کیا ہمارے دوسرے احباب نے مصالحت کی سپرٹ کو قائم رکھا؟ کیا انہوں نے مصالحت کے بعد بھی اپنا علیحدہ نظام بنا کر، علیحدہ چندے لے کر جماعت میں اپنا پروپیگنڈا کر کے مصالحت سے گریز نہیں کیا؟ کہا جاتا ہے کہ شرائط مصالحت میں یہ نہ تھا کہ علیحدہ گروپ قائم نہ رہیگا لیکن شرائط کو پڑھ لیجئے، ان بارہ شرائط میں جو ہم نے قبول کیں، علیحدہ نظام قائم رکھنے کا کوئی ذکر نہیں، بعد میں ایک تیرھویں شرط بڑھا دی گئی جو اصل مصالحت کا حصہ نہیں۔

آپ نے فرمایا شرائط طے ہونے کے بعد حکیم صاحب کا ایک ٹریکٹ شائع ہوا جس میں کچھ دلآزار باتیں تھیں، اسے پڑھ کر دل بہت دُکھا، کہ ادھر مصالحت ہوئی اور ادھر یہ ٹریکٹ شائع کر دیا گیا، اس پر حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب نے جو اس وقت حیدرآباد میں تھے فاروقی صاحب کو ایک تار دیا جس میں ان کو توجہ دلائی کہ یہ مصالحت کے خلاف ہے۔ اس کے جواب، میں میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی نے لکھا کہ یہ ٹریکٹ مصالحت ہونے سے قبل لکھا گیا تھا، فاروقی صاحب نے نہایت نیک اور پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا۔ انہوں نے لکھا:

”مصالحت کی تجاویز پر جب تبادلۂ خیالات ہو رہا تھا، اور بعد میں ہو رہا تھا، تو حکیم صاحب کا ٹریکٹ (جو پیغام صلح میں حکیم صاحب کی ذات پر کچھ اعتراضات کے جواب میں تھا) بتاریخ ۵ اپریل چھپ کر تقسیم ہو رہا تھا، جن لوگوں کے ہاتھ میں ٹریکٹوں کا چھپوانا اور بھجوانا تھا، ان کو مصالحت کی تجاویز پر اتفاق ہو جانے کا علم نہ تھا۔ جب علم ہوا تو ٹریکٹ بھجوائے جا چکے تھے، البتہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بعد از نماز جمعہ ٹریکٹ تقسیم کرنے کا جو عمل باقی تھا وہ فوراً رکوا دیا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد خود میں نے نصیر احمد صاحب فاروقی اور میاں غلام حمید صاحب نے حکیم صاحب سے اس صورت حالات پر اظہار افسوس کیا انہوں نے بھی اس بات پر ہم سے اتفاق کیا کہ مصالحت کو کامیاب بنانے کے لئے اچھا ماحول پیدا کرنا ضروری ہے اس لئے آئندہ کوئی اس قسم کا پروپیگنڈا ہمارے فریق کی جانب سے انشاءاللہ نہ ہو گا اس امر کے متعلق نصیر احمد صاحب فاروقی نے محمد یعقوب خان صاحب پریزیڈنٹ کو بھی کہہ دیا تھا اور میں نے خود ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو بھی لکھ دیا تھا مضیٰ ما مضیٰ، آئندہ ہم دونوں فریقوں کو اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے، خدا کا خوف دل میں رکھتے ہوئے مصالحت کی پوری اور سچی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ خدا کے دین کی یہ واحد جماعت برباد نہ ہو جائے مولانا صاحب آپ جماعت کے بانی بزرگوں میں سے ہیں اپنی کوششوں سے جماعت کے انتشار کو دور فرمانے میں مدد دیں تاکہ جماعت پھر مل کر خلوص دل سے خدمت دین میں لگ جائے۔

- - - - - - - - - ہم لوگ (سوائے چند انتشار پسندوں کے) صرف یہ چاہتے ہیں کہ ”حق بحقدار رسید“ والا معاملہ ہو اور جماعت کے صحیح نمایندے جماعت کے کام کو سنبھال لیں اور بس ہم کچھ آپ سے مانگتے نہیں چھینتے نہیں بلکہ حسب سابق اپنے مال اور وقت سے انجمن کی خدمت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لئے میری پھر گذارش ہے کہ آپ اور آپ کے احباب مصالحت کے نیک کام میں ہم لوگوں کے ہم نوا رہیں اور اس کام کو توڑ نبھائیں اگر کوئی شورش پسند یا انتشار پسند دونوں طرفوں سے شرارت کرے تو اس پر اعلان بیزاری کریں اور اپنے نیک کام میں لگے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین، مشکور ہوں گا اگر آپ میرا یہ خط دیگر احباب کو بھی پڑھ کر سُنا دیں تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں سب احباب کو السلام علیکم۔ والسلام خاکسار ممتاز احمد فاروقی۔“

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا میاں ممتاز احمد صاحب کے اس خط میں مصالحت کو ”توڑ نبھانے“ پر جو زور دیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے اس میں کوئی کسر اُٹھا رکھی اور کیا ہمارے دوسرے دوستوں نے اسکو توڑ نبھانے کی کوشش کی؟ کس کی طرف سے پراپیگنڈا ہو رہا ہے، اور طرح طرح کے الزامات ہم پر دیئے جا رہے ہیں جن کا جواب بھی دینا ہم نے پسند نہیں کیا۔

اس پر حضرت امیر نے فرمایا کہ ہمارے اپنے دوست اس پر شاکی ہیں کہ کیوں آپ نے ان کا جواب نہیں دیا۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں خود دو دفعہ مری سے لاہور آیا اور میں نے شکایت کی کہ ایسے پراپیگنڈا کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا اور مجھے کہا گیا کہ یہ مصالحت کی سپرٹ کے خلاف ہے، ہماری طرف سے یہ احتیاط یہ پابندی، اور اظہار واقعات سے اس قدر گریز، اور دوسری طرف سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے، آپ نے فرمایا جہاں تک میری ذات کا سوال ہے میں تو قطعاً اس نظام کو ماننے کے لئے تیار نہیں جو شخصی نظام ہو، سابق صاحب صدر شخصی نظام کو پسند کرتے تھے، بلکہ ان کا خیال یہ تھا، جیسا کہ ان کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کا نظام اس طرح چل سکتا ہے جس طرح قادیانی جماعت کا نظام ہے اور ہم چالیس سال سے یہ غلطی کرتے چلے آ رہے ہیں کہ کسی کو پیر نہیں بنایا، کیا یہ خیال الوصیت کے اصول کے مطابق ہے؟ ہرگز نہیں، بہرحال جہاں تک مصالحت کا سوال ہے، اب بھی میں اپیل کرتا ہوں کہ مصالحت

کو قائم رکھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جس طرح فاروقی صاحب نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ

"اگر کوئی شورش پسند یا انتہا پسند دونوں طرفوں سے کوئی شرارت کرے تو

اس پر اعلان بیزاری کریں"

ان سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ انتہا پسندوں کے اس شر انگیز پراپیگنڈا کی مذمت کریں، اور ان سے الگ ہو جائیں۔

مولانا یعقوب خان صاحب کی تقریر

اس کے بعد مولانا محمد یعقوب خان صاحب کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ دیکھنے والی باتیں دو ہیں:-

(۱) جن لوگوں کی طرف سے گفتگوئے مصالحت ہوئی تھی آیا ان کی طرف سے بھی کوئی قابل اعتراض بات ہوئی ہے؟

(۲) اگر فریق ثانی میں کوئی ایسے لوگ ہیں، جنہوں نے مخالفانہ پروپیگنڈا کیا ہے، تو وہ تو شروع سے چاہتے ہیں کہ مصالحت نہ ہو، یہ وہ لوگ ہیں، جن کے اپنے vested interest اس اختلاف سے وابستہ ہیں، آپ نے فرمایا کہ شیخ میاں محمد صاحب اور ان کے بعض اقارب بھی اس میں vested interest رکھتے ہیں اور ان کے علاوہ وہ لوگ ہیں جن کا مفاد ان کی ملازمتوں سے تعلق رکھتا ہے، یہی لوگ مصالحت کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں، ان کے علاوہ باقی حصہ جو ان کے ساتھ ہے، دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح مصالحت ہو جائے، ہماری طرف بھی ایک گروہ ہے جو مصالحت نہیں چاہتا، لیکن وہ بہت قلیل ہے، میں کہتا ہوں کہ مصالحت کرنے میں اگر کوئی غلطی بھی ہوئی ہے، تو وہ قابل معافی ہے، وہ نہایت ہی اچھی غلطی ہے جو ہم نے کی اور اس کو "توڑ نبھانا" ہمارا فرض ہے، آپ نے فرمایا کہ مصالحت کی شرائط بہت حد تک پوری ہوئی ہیں، صرف دو امور ہیں جو میری رائے میں مصالحت کے منافی ہیں:-

(۱) علیحدگی نماز- ان لوگوں نے جمعہ کی نمازیں ہم سے الگ کر لی ہیں اور مال روڈ پر جو بجی ٹیلی گھی کے دفتر میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنالی ہے۔

(۲) دوسری بات جو مصالحت کی سپرٹ کے خلاف کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ اس فریق کے لوگوں نے انجمن کو چندے دینے بند کر دیئے ہیں، ان کا خیال ہے کہ جن ملازمین کو انجمن نے الگ کیا ہے ان کی پرورش کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے، انہوں نے بار بار ہمیں ان کے متعلق لکھا، جس کے جواب میں ہم نے مصالحت کی اس شرط کا حوالہ دیا جس ...... کے مطابق اگر وہ ملازمین اپنے اپنے بارہ میں نظر ثانی کے لئے انجمن میں درخواست دیں تو انجمن ان پر غور کرے گی، لیکن انہوں نے کوئی درخواستیں نہیں بھیجیں، اس لئے ان دوستوں کو اس وجہ سے چندہ نہیں روکنا چاہیئے تھا۔ آپ نے پھر علیحدگی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف لاہور اور راولپنڈی میں نمازیں علیحدہ کی گئی ہیں، جو نہایت ہی قابل افسوس ہے، ہم تو دوسروں کو علیحدگی نماز کا طعنہ دیتے تھے، حالانکہ وہاں تو عقائد کا بھی اختلاف تھا، یہاں چند معمولی نظم و نسق کی باتوں میں اختلاف پر نماز علیحدہ کر لی گئی یہ کس قدر افسوسناک ہے،

ان دونوں امور پر توجہ دلا کر آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ان اصحاب کو جو مصالحت کا پیغام لیکر آئے تھے اس طرف متوجہ کیا جائے اور لکھا جائے کہ یہ مصالحت کی سپرٹ کے خلاف ہے۔

مستری یعقوب علی صاحب

آپ نے فرمایا کہ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ان پانچ آدمیوں سے جو صلح کا پیغام لیکر آئے اس بارہ میں بات کی جائے، تعجب ہے چار ماہ ہو گئے اور اب تک اس بارہ میں ان سے کوئی بات نہیں کی گئی، ان سے پوچھا جائے کہ یہ پروپیگنڈا کیوں ہو رہا ہے اور کیوں وہ اس کو بند نہیں کرتے۔

ایک اور بات مستری صاحب نے یہ کہی کہ باہر یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کو .... انجمن ہندوستان اس لئے بھیج رہی ہے کہ انہیں دشمنوں سے مروایا جائے یہ نہایت خطرناک پروپیگنڈا ہے جو ہمارے خلاف کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:-

(۱) ان پانچ اصحاب کو جو مصالحت کا پیغام لیکر آئے تھے لکھا جائے کہ وہ جلد اس بات کا جواب دیں کہ ایسے حالات میں مصالحت کس طرح قائم رہ سکتی ہے

(۲) نئے الیکشن جلد کرائے جائیں۔

(۳) جو لوگ چندہ نہ دیں ان کا انتخاب مسترد کیا جائے۔

(۴) مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی سے کہا جائے وہ دوسرے فریق سے اپنی کامل بے تعلقی کا اعلان کریں۔

خواجہ نذیر احمد صاحب

خواجہ صاحب نے فریق ثانی کے پراپیگنڈا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ باہر جا کر لوگوں سے کہا گیا ہے، جس کے متعلق ہمارے صدر انجمن مولانا یعقوب خان صاحب کو بھی باہر سے چٹھی آئی ہے کہ مولانا صدر الدین صاحب انجمن کا بارہ ہزار روپیہ کھا گئے ہیں اور مرزا مسعود بیگ صاحب دس ہزار روپیہ کھا گئے ہیں، مولانا یعقوب خان صاحب غالباً خواجہ صاحب سے رشوت میں موٹر لی ہے، خواجہ انجمن کو کھا جائیگا۔

آپ نے بتایا کہ مولانا یعقوب خان صاحب کو جب یہ چٹھی آئی تو وہ بہت حیران ہوئے اور دفتر سے حقیقت حال دریافت کی: معلوم ہوا کہ مولانا صدر الدین صاحب کو جو جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت کے لئے جو روپیہ دیا گیا تھا باوجودیکہ اس کا حساب کتاب بھی آ گیا تھا لیکن وہ دفتر کے رجسٹرات میں درج نہیں ہوا تھا، ایسا ہی سکول کے سامان کے لئے کچھ روپیہ مرزا مسعود بیگ صاحب کو دیا گیا جس کا حساب آ چکا ہوا ہے لیکن درج نہیں کیا گیا، یہ سابق صدر صاحب کے سیکرٹری کے کارنامے ہیں جن کو اب دوسری صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور بھی اس قسم کے غلط پروپیگنڈا کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ صاحب نے کہا، کیا یہ مصالحت ہے؟ .... ضروری ہے کہ مصالحت کرانیوالے پانچ اصحاب کو لکھا جائے کہ وہ ان امور کا سد باب کریں ورنہ مصالحت ناممکن ہے،

خواجہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ برخواست شدہ ملازمین کو واپس لیا جائے یا ان کو چارج شیٹ دیئے جائیں، اگر آپ ایسے آدمیوں کی پرورش کرتی ہے جن پر سنگین الزامات ہیں تو بیشک کریں اور انہیں واپس لے لیں، لیکن پھر آپ حضرت صاحب کے جانشین نہیں ہوں گے، اس پر تمام ہاؤس نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ ایسے لوگوں کو دوبارہ واپس لینے کا سوال غلط ہے، بہتر ہوگا کہ وہ تمام چارج جو ان پر لگائے گئے ہیں شائع کر دیئے جائیں تا کہ قوم کو ان کے اعمال و افعال کا علم ہو جائے،

خواجہ صاحب کے بعد مولوی عبد اللہ جان خانصاحب سیکرٹری انجمن نے اس پراپیگنڈا کے جواب میں جو انجمن کی رقوم کھا جانے کے بارہ میں کیا جاتا ہے رجسٹرات انجمن سے کئی ایسی مثالیں پیش کیں، جن میں کئی اصحاب کے نام بیشتر رقوم درج ہیں جن کے حسابات بھی آ چکے ہوئے ہیں لیکن ان کی واپسی یا حسابات کا اندراج رجسٹروں میں نہیں ہوا، اور یہ سب پرانے نظام اور سابق سیکرٹری صاحب کے کارنامے ہیں، اس ضمن میں ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب نے بتایا کہ جرمن ترجمۃ القرآن کی رقم جو حضرت امیر کے ذمہ بتائی جاتی ہے وہ میرے ہاتھ سے خرچ ہوئی اور اس کا کوڑی کوڑی کا حساب دیا جا چکا ہے۔

اس کے بعد چوہدری امجد خان صاحب نے جو ان دو آدمیوں میں سے ایک ہیں جنہیں شرائط مصالحت کے مطابق انتخابات کرانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے یہ بتایا...... کہ وہ انتخابات کے بارہ میں کیا کچھ کر رہے ہیں، اس کے بعد قاضی عبد الرشید صاحب نے مختصر تقریر کی جس میں مصالحت پر زور دیا۔

پھر چوہدری شکر اللہ خانصاحب نے مصالحت اور مجوزہ انتخابات کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کے بعد شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد نے اس امر پر زور دیا کہ مصالحت کی بارہ شرائط کی سپرٹ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوسرے فریق پر زور دیا جائے کہ وہ پروپیگنڈا سے باز آ جائیں، نماز جمعہ علیحدہ پڑھنا چھوڑ دیں، اور جن لوگوں کا ذاتی مفاد وابستہ ہے، اور وہ قوم کے لئے نقصان کا موجب ہوتے ہیں، ان کی پرواہ نہ کی جائے اور کسی طرح ان کو انجمن میں واپس نہ لیا جائے۔

خانبہادر غلام ربانی خان صاحب

آخر میں خانبہادر غلام ربانی خانصاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے جماعتوں کی لمبی چوڑی فہرستیں بنا کر افسران انتخابات کو بھیجی ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلم لیگ کی طرح ووٹروں کی تعداد بڑھا کر انتخاب لڑا جائے یہ کوئی پسندیدہ بات نہیں نہ ہماری جماعت کے شایان ہے، انتخابات اسی طرح ہونے چاہئیں جس طرح ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب شرائط میں موجود ہے کہ برخاست شدہ ملازمین نظر ثانی کے لئے درخواستیں دیں تو پھر ان کا کیا حق ہے کہ وہ علیحدہ نظام قائم کر کے قوم کا روپیہ کھائیں، آپ نے کہا کہ میں ان لوگوں کو جو ان کو چندہ دیتے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ ان کا مال خدا کی راہ میں صرف نہیں ہو رہا ....

.... آپ نے کہا کہ ہماری طرف سے مصالحت کا دروازہ کھلا ہے لیکن آپ اس پر انحصار نہ رکھیں اور اپنا کام کرتے جائیں .... آپ میں سے ہر شخص اپنی ضروریات کو کم کر کے اپنے چندوں کو بڑھائے، آج اس شخص کی (حضرت امیر کی طرف اشارہ کر کے) قدر آپ کو نہیں، اس کے ایک ایک بال پر غیر احمدی بھی روپیہ نچھاور کرنے کو تیار ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر مرحوم کی بھی قدر نہ کی گئی اور خواجہ صاحب کی بھی قدر نہ تھی، لیکن ان لوگوں نے کام کو نہ چھوڑا، آپ بھی کام کرتے جائیں، تصنیف کا ادارہ آپ نے قائم کیا ہے اس کام کو آپ جاری رکھیں اور ان کاموں کے لئے اپنے اموال خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں، مصالحت ہو نہ ہو آپ کام میں لگ جائیں۔

خان بہادر صاحب کی تقریر کے بعد میٹنگ کھانے کے لئے ملتوی ہوئی جس کے بعد مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا جو باتفاق رائے منظور ہوا۔

ریزولیوشن

جنرل کونسل کے اجلاس (منعقدہ ۵ ستمبر ۵۴ء) کے سامنے متعدد واقعات پیش کئے گئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فریق ثانی کے ایک گروہ کی طرف سے جن کا ذاتی مفاد یہ ہے کہ مصالحت نہ ہونے پائے۔ نہایت خطرناک غلط پروپیگنڈا جماعتوں میں کیا جا رہا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ موجودہ نظام کو بدنام کیا جائے اور سابقہ نظام کی بحالی کے لئے راستہ صاف کیا جائے یہ مصالحت کو ناکام بنانے کے لئے ایک کھلی کوشش ہے۔

اس کے علاوہ جنرل کونسل علیحدگی نماز کو بھی مصالحت کے خلاف اقدام سمجھتی ہے۔ علیحدہ چندوں کے معاملے کے لئے جو جواز پیش کیا جاتا ہے وہ بھی محض ایک تاویل ہے اور صحیح صورت یہ ہوتی کہ برخواست شدہ ملازمین درخواست دیتے کہ ان کی برخواستگی پر نظرثانی کی جائے۔ اگر انجمن ان پر غور نہ کرتی تو ایک وجہ جواز ہو سکتا تھا (اس بارے میں جنرل کونسل دفتر کو ہدایت کرتی ہے کہ برخواست شدہ ملازمین کا اعمالنامہ قوم کی اطلاع کے لئے شائع کر دیا جائے) ان حالات کے پیش نظر جنرل کونسل اپنا فرض سمجھتی ہے کہ پانچ ممبری مصالحتی کمیٹی کی توجہ ان امور کی طرف دلائی جائے اور اس سے گذارش کی جائے کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈا سے اظہار بیزاری کرے جیسے میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی نے بھی اپنے خط مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۵۴ء میں صلحنامہ کی وضاحت سے یہ تشریح کی ہے کہ:-

"اگر کوئی شورش پسند یا انتہا پسند دونوں طرف سے کوئی شرارت کرے تو اس پر اعلان بیزاری کریں"

اور اس قابل اعتراض رجحان کو سختی کے ساتھ روکے۔ اگر معقول میعاد کے اندر کوئی تبدیلی نظر نہ آئی تو معاملہ دوبارہ جنرل کونسل کے سامنے پیش کیا جائے کہ مصالحت کہاں تک قائم رہ سکتی ہے۔

اس موقعہ پر جنرل کونسل مخالفانہ پروپیگنڈا کی ایک نہایت مکروہ شکل کی طرف توجہ دلاتی ہے جس کا مقصد حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے نام کو ایکسپلائٹ کرنا ہے اسکے پیش نظر جنرل کونسل یہ اعلان کرنا چاہتی ہے کہ جماعت کے اس حصہ کے دل میں حضرت امیر مرحوم اور ان کے کارناموں کے لئے پورا پورا احترام ہے اور یہ ہم پر ایک بہتان عظیم ہے کہ گویا ہم ان کی عزت و عظمت کو کسی طرح کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ یہ بھی ہم پر الزام ہے کہ ہم حضرت امیر مرحوم کے ورثاء کو حقوق رائلٹی سے محروم کرنا چاہتے ہیں، یہ سب الزامات بالکل غلط ہیں، ہم ان کے حقوق کی پوری حفاظت کر رہے ہیں اور کریں گے۔

مشرقی بنگال کی امداد

ایک اور ریزولیوشن کے ذریعہ سیلاب زدگان مشرقی بنگال سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور ایک ہزار روپیہ ان کی امداد کے لئے بھیجنا منظور ہوا۔

درخواست دعا

چوہدری غفور احمد صاحب مینجر اراضی سندھ لکھتے ہیں "ابھی تک کوڑی علاقہ میں گھوم رہا ہے جو پہلے درپے نقصان پہنچا رہا ہے۔ اور اس دفعہ اتنا ذل ہے کہ پہلے کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔ دعاؤں کی ضرورت ہے۔"

مودودی جماعت پر کفر کا فتویٰ

"المنیر" مودودی جماعت کا ایک پندرہ روزہ اخبار ہے جو چنیوٹ سے شائع ہوتا ہے اس کی ۵ راگست کی اشاعت میں ایک بہت بڑے عالم دین کا فتوے جماعت مودودی کے متعلق نقل کیا گیا ہے جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"یہ جماعت گمراہ ہے۔ اس کے عقاید اہل سنت والجماعت اور قرآن و حدیث کے خلاف ہیں یہ جماعت بددین ہے۔ اس کے اصول درجہ کفر و ضلالت تک پہنچانے والے ہیں۔ ان سے علیحدہ رہنا از حد ضروری ہے۔ اس کے ساتھ مل کر کام کرنا اور تعاون کرنا درست نہیں اس جماعت کی کوششیں اس اسلام کے لئے نہیں ہیں جو کہ حقیقی ہے بلکہ ایک نام نہاد مودودی کے اختراعی اور رستے اسلام کے لئے ہیں۔ یہ لوگ عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنے ہمنوا بنانے کے لئے اسلام اور دین کا نام لیتے ہیں۔"

(المنیر ۵ راگست ۱۹۵۴ء)

غالباً یہ ایک تازہ فتوے ہے جو المنیر نے شائع کیا ہے اور جس پر معاصر موصوف نے بڑے اضطراب کا اظہار فرمایا ہے لیکن اس سے پہلے بھی بڑے بڑے علماء مودودی تحریک کے خلاف فتاوے شائع کر چکے ہیں۔ چنانچہ ذیل کے تین فتاوی قابل غور ہیں:-

(۱) شیخ الہند مولانا حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند و صدر جمعیۃ العلماء ہند ان امور کے متعلق جو مودودی تحریک کی بنیاد ہیں فرماتے ہیں:-

"یہ امور نہایت خطرناک ہیں جس سے نہ صرف افتراق بین المسلمین کا اندیشہ ہے بلکہ دین اسلام کی بربادی کا بھی سخت خطرہ ہے یہ لامحالہ مودودی صاحب اور ان کے اتباع دین حنیف کی جڑوں پر کاری ضرب لگانے والے ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے دین اسلام کا مستقبل نہایت تاریک نظر آتا ہے۔"

(مولانا مودودی کی تحریک اور جماعت اسلامی کی بابت استفتائے ضروری معہ جوابات مطبوعہ مرتضیٰ پریس لاہور)

(۲) مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی و مولانا ابوالفضل السید محمد افضل حسین منظر الاسلامی بریلی لکھتے ہیں:-

"اس (یعنی مولانا مودودی صاحب) کی تحریک اسلام میں رخنہ اندازی۔ اور تفریق بین المسلمین اور کفرستانی اور کافر گری ہے"

(استفتائے ضروری ص۱۰)

(۳) السید مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:-

"مسلمانوں کو اس تحریک میں ہرگز شامل نہیں ہونا چاہیئے ان کے لئے زہر قاتل ہے"

(استفتائے ضروری ص۴)

خدا کی شان اسی قسم کے الفاظ یا اسی قسم کے خیالات مودودی جماعت کے علمبردار احمدی جماعت کے متعلق ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ آج یہی الفاظ ان پر لوٹائے جا رہے ہیں۔ سچ ہے

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

صدق اللہ تعالیٰ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

عجیب بات یہ ہے کہ معاصر المنیر نے فتوے مذکورہ بالا کی تردید میں اپنے مسلمان ہونے کے جو دلائل قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ سے دیئے ہیں وہ وہی ہیں جو احمدی احباب اپنے مسلمان ہونے کے متعلق دیا کرتے ہیں ...... چنانچہ قرآن شریف کی آیت لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا پیش کی ہے، پھر بخاری کی حدیث کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے تو کفر اس پر لوٹ کر پڑتا ہے اسی طرح آئمہ دین کا مذہب پیش کیا ہے، جس شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اسکو بھی کافر کہنے میں احتیاط کرنی چاہیئے۔ غرضیکہ اسی قسم کے تمام دلائل ہیں جو احمدیوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں المنیر نے مودودی جماعت کے حق میں دیئے ہیں یہ عجیب ہے جب احمدی یہ دلائل پیش کرتے ہیں تو انہیں غلط قرار دیا جاتا ہے اور خود اپنے لئے وہی دلائل صحیح اور پختہ ہیں۔ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ

خدا رسیدہ لوگوں کی دو شانیں

(۱) حق پرستی کے لئے ظلم و تعدی کا مقابلہ (۲) خدمتِ خلق کے لئے مشقت کی برداشت

حضرت موسیٰ کے قصہ میں مسلمانوں کے لئے سبق

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولما بلغ اشدہ واستویٰ اٰتیناہ حکماً وعلماً وکذٰلک نجزی المحسنین .... قال رب نجنی من القوم الظالمین۔ (القصص رکوع ۲)

حضرت نبی کریمؐ کی تسلی کے لئے استقلال و استقامت کا نمونہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ بیان کر کے تسلی دینے کا ارادہ فرمایا، اس میں تسلی بھی ہے اور حق پرستی کے معاملہ میں استقلال اور استقامت کا نمونہ بھی ہے وکلاً نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ...... انبیاء کی تاریخ ہم اس لئے بیان کرتے ہیں کہ اس سے تمہارے دل مضبوط ہوں، آپ کی مشکلات بہت ہیں، آپ سے پہلے بھی انبیاء آئے، ان پر مشکلات آئیں اور انہوں نے صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑا اور اپنے ایمان پر اپنے عمل سے مہر تصدیق ثبت کی ورنہ ان مصائب کے سامنے سطحی پرہیزگاری کا دامن چاک ہو جاتا ہے۔

فرعون کے محل میں حضرت موسیٰ کی پرورش

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش ان کے دشمن کے گھر میں ہوئی یہ خدا کی قدرت ہے کہ فرعون موسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرعون ہی کو اسکا خادم بنا دیا اور اسی کے محل میں اس کی پرورش ہوئی فلما بلغ اشدہ واستویٰ جب حضرت موسیٰ شیر خوار بچہ سے جوانی تک پہنچے، اور اس ماحول میں ان کی پرورش ہوئی جس میں نہ صرف آزادی تھی بلکہ توانائی بھی تھی، نوکر، چاکر، خدم و حشم، سب کچھ موجود تھا، بنی اسرائیل غلام تھے، لیکن موسیٰ کو غلامی کی فضا سے نکال کر شاہی محل میں رکھ دیا، جہاں نہ صرف آزادی کے ماحول میں ان کی پرورش ہوئی بلکہ اقتدار اور حکمرانی بھی حاصل تھی، اس ماحول میں جب وہ پوری جوانی کو پہنچ گئے اٰتیناہ حکماً وعلماً تو ہم نے اسکو علم و حکمت بھی عطا کی، اس نے محل میں رہ کر اپنی نیکی کا سکہ جما لیا تھا، وکذٰلک نجزی المحسنین خدا کسی کا طرفدار نہیں، جو کوئی نیک ہو، حسن کردار رکھتا ہو، اس کو ہم ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔

ظلم و تعدی کو روکنے کا اقدام

ودخل المدینۃ علیٰ حین غفلۃ من اھلھا آپ ایک دفعہ بازار میں ایسے وقت پہنچے، جب کام کاج بند تھا اور لوگ آرام کر رہے تھے، فوجد فیھا رجلین یقتتلٰن دو آدمیوں کو دیکھا کہ لڑ رہے ہیں ھٰذا من شیعتہ وھٰذا من عدوہ ایک تو اُن میں سے ان کی اپنی قوم میں سے تھا جس کو ذلیل قوم سمجھا جاتا تھا اور جس پر ہر طرح کا ظلم کرنا روا سمجھا جاتا تھا اور دوسرا شاہی قوم میں سے تھا، جو بنی اسرائیل کے دشمن تھے، فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ اُس کی قوم کے آدمی نے دہائی دی دیکھو بھئی کس قدر ظلم مجھ پر ڈھا رہے ہیں، جب ایک کمزور آدمی کی طرف سے دہائی ہو تو ایک شہزادہ غور کرتا ہے کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ ایسے جھگڑے میں پڑوں، یہ پولیس کا کام ہے کہ وہ فساد کرنے والوں کو پکڑے، مقدمہ چلے گا اور ظالم خود سزا پائے گا میں نے اگر دخل دیا تو محل سے نکلنا پڑے گا، فرعون ناراض ہوگا۔ اکثر آدمی ایسے موقعہ پر مظلوم کی امداد کرنے سے اس لئے گریز کرتے ہیں کہ ایسے قضیوں میں پڑ کر تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے آرام و آسائش کو خیرباد دینا پڑتا ہے بڑے آدمی کی ناراضگی مول لینی پڑتی ہے اور ان کی عنایات سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ لیکن حضرت موسیٰ نے اس کی پروا نہ کی۔

اور حق کا ساتھ دینا ضروری سمجھا فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ ایک مکا اس ظالم کو ایسا مارا کہ وہ وہیں ڈھیر ہوگیا قال ھٰذا من عمل الشیطان۔ آپ نے کہا یہ بے ایمان شیطنت کر رہا تھا اپنی شیطانی کا نتیجہ پا لیا انہ عدو مضل مبین یقیناً شیطان انسان کا دشمن ہے اور کھلی گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اس شخص نے شیطان کے بہکانے میں آکر ظلم کیا، سو اپنے ظلم کا بدلہ پا لیا۔

اپنی حفاظت کے لئے دُعا

قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی پھر جناب الٰہی میں جھک گئے اور دعا کی کہ اے مولا میں تو تقصیروار ہوں ہی لیکن یہ کام تو تیری رضا کے لئے میں نے کیا ہے کہ ایک ستم رسیدہ کی مدد کی ہے جو تیری عین منشا ہے پس اب تو ہی میری حفاظت فرما، اگر تیری جناب سے میری حفاظت کا انتظام ہو جائے تو بڑی بات ہے فغفرلہ انہ ھو الغفور الرحیم، اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی وہی حفاظت کرتا ہے اور مہربان ہے۔

ظالم حکومت کی حمایت سے اجتناب

قال رب بما انعمت علیّ فلن اکون ظھیراً للمجرمین پھر عرض کی کہ اے مولا تیرے انعامات مجھ پر بہت ہیں، تیرے فضل سے میری جان کی حفاظت ہوئی ہے۔ اور محض تیرے ہی فضل سے فرعون کے محل میں میری پرورش ہوئی۔ اور تو نے ہی مجھے معرفت عطا کی اور صحیح عمل کی توفیق بخشی۔ ان انعامات کے پیش نظر میں فرعون کی حکومت کا معاون نہیں ہو سکتا جو تیری مخلوق پر ظلم کرتی ہے۔ ان کا مادی احسان مجھے ان کی ظالم حکومت کا پرزہ نہیں بنا سکتا، تو نے مجھ پر انعام کیا کہ محل میں میری پرورش ہوئی اس کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ بے ایمان کافر کا معاون بن جاؤں، یہ تیرے تمام احسان مجھ پر اترے یہ ایک بڑا احسان کیا کہ مجھے امانت اور صحت عمل فرمائی، کہ ان ظاہری اقتدار والوں کا میں ساتھی نہیں بنا۔

حق کی حمایت کے خطرناک نتائج

فاصبح فی المدینۃ خائفاً یترقب اب دیکھ رہے کہ کیا حکم آتا ہے کب پکڑے جاتے ہیں، بیشک، پیغمبر ہیں، لیکن انسان بھی ہیں۔ کام تو حق کا اور نیکی کا کیا ہے، لیکن آخر انسان ہیں اگر اس کام کے کرنے کی وجہ سے خطرناک نتائج کا خوف نہ ہوتا تو اس کام کے کرنے کا اجر بھی بڑا نہ ہوتا ان عظم الجزاء مع عظم البلاء۔ خائفاً یترقب ڈرتے ہوئے انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ دوسری صبح ہوگئی فاذا الذی استنصرہ بالامس یستصرخہ پھر دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا، ایک اور ظالم نے اسی پر ظلم کیا جس نے کل ہائی دی تھی قال لہ موسیٰ انک لغوی مبین موسیٰ نے اس ظالم سے کہا تو کھلا گمراہ ہے فلما ان اراد ان یبطش بالذی ھو عدو لھما جب انہوں نے ارادہ کیا کہ اس ظالم کو پکڑیں اور اسے سزا دیں، قال یٰموسیٰ اتریدان تقتلنی کما قتلت نفساً بالامس اس نے کہا موسیٰ کیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے جس طرح کل ایک شخص کو تو نے قتل کیا ان ترید الا ان تکون جباراً فی الارض وما ترید ان تکون من المصلحین، کیا آپ زمین میں جبر و تشدد سے کام لینے ہیں اور اصلاح کا کام نہیں

کرتے، یہ تو اچھی بات نہیں وجاء رجل من اقصا المدینۃ یسعیٰ دوڑ سے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا قال یموسیٰ ان الملا یاتمرون بك لیقتلوك فاخرج انی لك من النصحین، اس نے کہا اے موسیٰ آپ کے قتل کے منصوبے ہو رہے ہیں، یہاں سے آپ بھاگ جائیں فخرج منھا خائفاً یترقب آپ وہاں سے نکل گئے، لیکن تعاقب کا خوف ہے، دل تپھر کا ہوتا تو کوئی پروا نہ کرتے لیکن انسان ہیں ڈرتے ہیں اور ان کا ڈرنا بتاتا ہے کہ انہوں نے ایک مشکل ترین کام کر دکھایا قال رب نجنی من القوم الظٰلمین دعا بھی کرتے جاتے ہیں اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے بچائیو،

خدمت خلق کا کام

جب شہر کی حدود سے دور نکل گئے تو جان میں جان آئی فلما توجہ تلقآء مدین قال عسیٰ ربی ان یھدینی سواء السبیل، مدین کی طرف رخ کیا اور یہی خیال دل میں تھا کہ اللہ تعالےٰ صحیح رستہ پر مجھے لے جائے گا، وہاں جاکر ایک اور واقعہ پیش آیا ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون، ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی اور لوگ مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ ووجد من دونھم امراتین تذودٰن آپ نے دیکھا کہ دو عورتیں ہیں وہ اپنے جانوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی ہیں قال ما خطبکما ان سے کہا یہ آپ کیا کر رہی ہیں، قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء انہوں نے کہا جب تک گڈریئے اپنے جانوروں کو پانی نہ پلالیں ہم ان جانوروں کو پانی کے قریب جانے سے روکتی ہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری فضیحتی ہو۔ وابونا شیخ کبیر ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے اس لئے یہ کام عورت ذات کو کرنا پڑتا ہے اور ہمارا آدمیوں میں گھسنا خطرہ سے خالی نہیں۔ فسقی لھما آپ نے ان کے جانوروں کو پانی پلادیا۔ یہ شہزادہ ہے محلوں کا پرورش یافتہ، یہ اگر فرعون کے شہر میں مظلوم کی حمایت کے لئے کھڑا ہوسکتا ہے تو یہاں ادنےٰ اور کمزور عورتوں کے لئے پانی بھی کنوئیں سے کھینچ کر ان کے مویشیوں کی خدمت کرنا کسر شان نہیں سمجھتا۔ ان دونوں واقعات میں آپ کی دو شانیں بیان کی گئی ہیں، ایک شان تو یہ ہے کہ حق پرستی کے لئے اپنی جان کی پروا نہ کی، اور دوسری شان یہ ہے کہ خدمت خلق کے لئے اپنی جان پر تکلیف برداشت کی یہی طاقت کا صحیح استعمال، حق کے لئے اور مظلوم کی دادرسی اور ظالم کے ظلم کو روکنے کے لئے طاقت استعمال کی جائے یا مخلوق خدا کی خدمت کے لئے اس سے کام لیا جائے۔

خدمت خلق کا نتیجہ

ثم تولیٰ الی الظل پھر سائے کی طرف چلے گئے، معلوم ہوتا ہے دھوپ میں جانوروں کو پانی پلایا، ساری عمر محل میں بسر کی، ناز و نعم میں پرورش پائی، اب دھوپ میں مشقت کرنی پڑی، اس لئے سائے کی طرف گئے کسی درخت کے نیچے جا بیٹھے فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر، پھر خدا کی طرف متوجہ ہوئے اے مولا کہاں وہ محل اور کہاں یہ درخت لیکن سایہ، یہ گرمی اور ریگستان محل کے آرام سے بہتر ہے، محل میں رہ کر ظالم کا ساتھ دینا پڑتا ہے، یہاں غربا کی مدد کا کام ہے، یہ اس سے بہتر ہے۔

خدا رسیدہ لوگوں کی دو شانیں

ان دونوں واقعات میں حضرت موسیٰ کے عرفان کا ذکر ہے اور رسول اللہ صلعم کو بتایا کہ وکلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فوادك ان قصوں کو بیان کرنے سے ہماری غرض یہ بتانا ہے کہ آپ کے دل کو مضبوط کریں اور یہ بتائیں کہ خدا رسیدہ لوگ مشکل کام کے وقت آگے بڑھتے ہیں، حق پرستی میں کوئی ڈر اور خوف یا کوئی لالچ اور طمع انکے قدموں کو ڈگمگا نہیں سکتا، کوئی اقتدار اور سزا کی دھمکی ان کو حق پرستی سے روک نہیں سکتی۔ اور کوئی موقعہ غریبوں کی خدمت کا وہ ضائع نہیں کرتے، یہ دونوں شانیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سکھانے کے لئے بیان کی گئی ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا ظلم ہے تو اس کی تصویر فرعون کے قصہ میں موجود ہے اتنے بڑے ظالم کا مقابلہ ایک حق پرست انسان ایسی جوانمردی سے کرتا ہے تو پھر چھوٹے چھوٹے ظلم ہوں اور تم حق پرستی نہ دکھاؤ اور پھر کہو کہ ہم مسلمان ہیں تو کہاں تک جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو تھوڑی سی رعایت مشرک چاہتے تھے ودوا لو تدھن فیدھنون، کہتے تھے حضور ذرا نرمی کیجئے کوئی دو چار بت تو ہمارے رہنے دیجئے، پھر ہم آپ کی ساری باتیں مان لیں گے، لیکن کوئی لالچ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو کھینچ نہ سکا، کوئی خوف آپ کو ڈرا نہ سکا۔

اصل اسلام

یہ سبق ہے جو حضرت اور آپ کے ساتھیوں کو ان آیات میں پڑھایا گیا ہے، ہماری دو نفل قسم کی پرہیزگاریاں اور تسبیحیں پڑھنا اسکو پہنچ نہیں سکتا، حضرت موسیٰ کے قصہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو سکھایا ہے کہ کوئی خوف حق پرستی سے تمہیں روکے نہیں، کوئی لالچ تمہارے قدموں کو نہ ڈگمگا سکے، اور نہ کوئی بڑی سے بڑی مشقت مخلوق خدا کی خدمت سے تمہیں روکے، یہ اصل اسلام ہے، اگر کسی نے اسکو نہیں سمجھا تو اس نے اسلام کو نہیں سمجھا، جس قوم نے اس کو سمجھ لیا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کی بارش ان پر نازل ہو، لیکن یہ بہت مشکل کام ہے، تسبیح، نفل تو پڑھتے ہوں گے لیکن جب موقعہ پیش آئے اور اس وقت آپ حق پرستی نہ دکھائیں تو خدا کو ایسی نمازوں اور نفلوں کی کچھ حاجت نہیں:

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— جنرل کونسل منعقدہ ۵ ستمبر میں جس کی روئداد دوسری جگہ درج ہے باہر سے کئی حضرات تشریف لائے، اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے دین کی خاطر اس گرمی کے موسم میں سفر کرنا اور قومی کاموں کے لئے اپنی جیب سے خرچ کرکے آنا انہی نیک دل لوگوں کا کام ہے جو مسیح وقت کے انفاس قدسی سے سرشار ہیں، خدا تعالیٰ ان کی پاک کوششوں اور مقاصد عظیمہ کو بار آور فرمائے۔

— بغداد سے محترم سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:-

بغداد ۲۷ راگست ۱۹۵۴ء

برادر محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ مورخہ ۱۹ راگست ۱۹۵۴ء شرف صدور لایا۔ آپ کی دعاؤں کا شکریہ ہم دعائیں آپ اور بزرگان سلسلہ جاری رکھیں ابھی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ کمزوری کی وجہ سے خفیف سے خفیف بیماری بھی شدت کا حملہ کر دیتی ہے تمنا یہ ہے کہ یہ چند دن جو زندگی کے باقی ہیں خدمت اسلام میں صرف کر دوں حضرت اقدس مسیح موعود کا یہ شعر طیبہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہے ؎

در راہ عشق محمد ایں سر و جانم رود ؛ ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

اے خدا میرے گناہوں کو معاف فرما اور خاتمہ بالخیر کر۔

ان دنوں اخبار السجل میں معاندانہ اور مخالفانہ پروپیگنڈا ہو رہا ہے مجھے خوشی ہے کہ اس طرح ہماری طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہو رہی ہے۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم۔ محترمی ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی بحالی صحت کی خبر پڑھ کر مسرت ہوئی خداوند کریم اس نافع الناس وجود کی عمر دراز کرے اور اس سے اپنے دین کی خدمت لے۔

اراکین انجمن اعضاء مجلس معتمدین و دیگر اہل ثروت اخوان سلسلہ کی خدمت میں مجھ فقیر کی جانب سے یہ پیغام پہنچا دیں کہ اسلامک ریویو کو ضرور زندہ رکھیں، سلسلہ کے لئے مستقبل قریب میں یہ بہترین کام دے گا، ووکنگ سے آپ کی آواز ساری دنیا میں پہنچ رہی ہے ؎

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد ؛ خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

تمہاری تھوڑی تھوڑی قربانیوں نے دنیا میں ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا کر دیا ہے اس کام کو آگے بڑھانا چاہیئے نہ کہ انقلبتم علیٰ اعقابکم کے مصداق۔ امید ہے میری یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ہمارے عہد دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ احباب کو السلام علیکم۔ خاکسار۔ تصدق حسین

— حافظ عبد الرشید صاحب مبلغ سندھ لکھتے ہیں:-

"میری اہلیہ عرصہ سے زنانہ تکلیفات میں مبتلا ہے اور اب تو بخار کی شدت بھی بڑھتی جارہی ہے۔ سکھر میں ایکسرے بھی کرایا گیا اور حسب ہدایت ڈاکٹر صاحب علاج شروع ہے۔ کمزوری کی مالی حالت کے پیش نظر کماحقہ علاج نہیں ہو رہا۔ احباب کرام سے التماس ہے کہ میری اہلیہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ میری پریشانیوں کو دور فرماکر اہلیہ کو صحت کاملہ بخشے۔"

(احقر حافظ عبد الرشید۔ نواب شاہ سندھ)

ووکنگ سے کراچی تک

(شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے)

(۱)

مشرقی برلن (روسی علاقہ)

ہم وکٹری کالم اور وار میموریل سے ہوتے ہوئے برلن کے روسی علاقہ میں داخل ہوئے۔ دو جرمن سپاہیوں نے ہماری کار کو روک لیا۔ انہوں نے کار کے اندر باہر اور پشت پر سامان رکھنے کی جگہ پر ایک نظر ڈال کر کہا کہ جاؤ۔

"ان کے پلّے اگر ہم پڑ جائیں تو یہ بہت تنگ کرتے ہیں" شلٹز بولا۔

"لیکن یہ تو جرمن ہیں"

یہ ٹھیک ہے یہ جرمن پیپلز پولیس کے ممبر ہیں لیکن یہ اٹھارہ انیس سال کے لڑکے ہیں اُن سے خدا بچائے۔ یہ ہماری ایک نہیں سنتے، روسیوں نے ان کی تعلیم و تربیت ہی اس طریق پر کی ہے کہ یہ ہمیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں، ہمیں "فری ورلڈ" آزاد دنیا کے ایجنٹ اور کتے کہتے ہیں اور جرمن قوم کی تباہی اور زوال کا سب سے بڑا سبب سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ روس جرمن قوم کا اصل محسن اور خیر خواہ ہے۔ انہیں لاکھ سمجھاؤ لیکن ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، میں بھی جب ان کی عمر کا تھا تو میرا بھی یہی حال تھا۔ جب ایک دن ہمیں سکول میں بتایا گیا کہ جرمن نسل تمام قوموں سے بہتر ہے تو غرور سے ہمارا سر اونچا ہو گیا۔ جب یہ خوشخبری میں نے گھر آ کر اپنے باپ کو دی تو کہنے لگا بیوقوف مت بنو، یہ آجکل سکولوں میں تمہیں کیا پڑھاتے ہیں، اور پھر اس نے مجھے اس نظریہ کی نامعقولیت سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی، اور آج میں محسوس کرتا ہوں میرا باپ صحیح کہتا تھا۔ اور اب ان نوجوانوں کی تربیت بھی اسی ڈھنگ سے ہو رہی ہے۔ شاید ایک دن انہیں محسوس ہو کہ ہم ان کے دشمن نہیں دوست ہیں لیکن اس وقت بالشویک نظریہ حیات کا جو نشہ ان پر چڑھا ہوا ہے اسے اتارنا ناممکن ہے۔ گذشتہ سال سترہ جون کو مشرقی برلن میں جو فسادات ہوئے تھے انہیں روکنے کے لئے ان نوجوانوں نے اپنے ہم قوموں پر بے تحاشا گولیاں چلائیں ....

۱۷ جون ۱۹۵۳ء کے فسادات

"۱۷ جون ۱۹۵۳ء کو مشرقی برلن میں قیامت برپا ہو گئی تھی۔ سات بجے صبح ہزارہا لوگوں نے سٹالن ایلی میں مشرقی برلن کی حکومت کے خلاف مظاہرہ کیا۔ جرمن پیپلز پولیس کی تمام کوششیں ہجوم کو منتشر کرنے میں ناکام رہیں۔ عوام نے پتھروں سے گورنمنٹ کے دفاتر کی نچلی منزل کی تمام کھڑکیاں توڑ ڈالیں۔ جرمن پولیس کی مدد کو روس کی فوجیں آ گئیں۔ انہوں نے پانی کی بوچھاڑ سے عوام کو پیچھے ہٹانا چاہا لیکن جواب میں ان پر پتھر اڈّ اور بوتلیں پڑیں۔

حالات کو خراب ہوتے ہوئے دیکھ کر سرخ فوج کے ٹینک برلن کے بازاروں میں دوڑنے لگے لیکن جب ٹینک گذر جاتے تو لوگ پھر جتھے بنا کر گلیوں میں نعرے لگانے شروع کر دیتے۔ ہجوم بڑھتا رہا۔ اس دوران میں اُنٹر ڈن لنڈن، مارکس اینگلو پلاٹز اور ریڈ سکوئر میں بھی گڑ بڑ شروع ہو گئی۔

میجر جنرل ڈب رو فاسے ایک بجے مارشل لا کا اعلان کر دیا لیکن مظاہرین اس اعلان پر ہنستے تھے۔ دو دلیر نوجوانوں نے پرانے برینڈن برگ گیٹ پر چڑھ کر سرخ جھنڈے کو اتار کر نیچے پھینک دیا۔ یہ گیٹ مشرقی اور مغربی برلن کی سرحد پر ہے۔ پوٹز ڈیمر پلاٹز میں کچھ لوگوں نے ایک ٹینک کی توپ میں لکڑیاں پھنسا کر اسے بیکار کر دیا۔ دوسرے ٹینکوں کے راستے میں بڑے بڑے پتھر ڈال دیئے اسی طرح نہتے عوام نے لیپ زگر پلاٹز میں ایک ٹینک کو بیکار بنا کر رکھ دیا۔ لاؤڈ سپیکروں سے بار بار عوام کو منتشر ہو جانے کی اپیل ہوتی رہی۔ ان کی حالت کو فوراً سدھارنے، ان کی اجرت کو بڑھانے اور رسمی خوراک بہم پہنچانے اور قیدیوں کو چھوڑنے کے وعدے ہوتے رہے۔ لیکن بپھرے ہوئے لوگ ان اعلانات پر ہنستے تھے اور نعرے لگاتے تھے۔

بیس ہزار کا ہجوم سویٹ سفارت خانہ کے قریب سوشلسٹ یونٹی پارٹی مردہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔ مظاہرین نے لوہے کے اس جنگلے کو توڑ کر پھینک دیا جس نے برلن کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ہم اس طرح ان تمام مصنوعی حد بندیوں کو ختم کر دیں گے" ہجوم زور زور سے چلا رہا تھا۔

پھر روسی حکومت نے فساد کو فرو کرنے کے لئے خاص سکوئیڈ منگوائے۔ ۔۔۔ پھر مشین گنوں نے کھانسنا شروع کیا .... بے تحاشا گولیوں کی بارش شروع ہوئی۔

اس شورش کا اور کچھ نہیں تو اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ خوراک کی قیمتیں سستی ہو گئیں، مزدوروں اور دیگر کام کرنے والوں کی اجرتوں میں اضافہ کر دیا گیا۔ اب حالات پہلے سے بہتر ہیں" شلٹز آہستہ آہستہ کار چلا کر یہ واقعات بیان کر رہا تھا۔

سٹالن ایلی

پھر اس نے کار ایک جگہ روک کر کہا اس بازار کا نام سٹالن ایلی" ہے ہم نے جو نظر ڈالی تو ایک عظیم الشان بازار ہمارے سامنے تھا، روسی طرز کی عمارتیں چھ چھ، سات سات، آٹھ آٹھ منزلہ جیسے لق و دق صحرا میں یک لخت نخلستان نظر آ جائے کیا روسی سارا برلن اسی طرح کا بنائیں گے؟ شلٹز نے کہا ہاں

"یہ تو بڑے غضب کا شہر ہو گا" پھر میں نے کہا

"واقعی" مسز شوپر بولی

اور شلٹز تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا تعمیر کی رفتار بہت سست ہے۔ انہوں نے تعمیر کا کام ایک ہی جگہ شروع کر رکھا ہے اس لئے اس ٹکڑے کو دیکھ کر لوگ ضرور متاثر ہوتے ہیں، لیکن مغربی برلن میں اس سے آٹھ گنا عمارتیں زیادہ بن چکی ہیں لیکن چونکہ وہ تمام شہر میں بکھری ہوئی ہیں اس لئے ان کا مجموعی تاثر محسوس نہیں ہوتا"

بہر حال کچھ بھی ہو "سٹالن ایلی" کی عظمت سے انکار نہیں ہو سکتا" اس انگریز خاتون نے کہا اوپر جو فلیٹ بنے ہیں ان میں کون رہتا ہے؟"

کمیونسٹ پارٹی کے ممبر جو اپنی آمد کا بیس فیصدی حصہ ادا کریں چاہے وہ مزدور ہوں یا پروفیسر یا حکومت کے افسر"

"اور جو پارٹی کے ممبر نہ ہوں" مسز شوپر نے پوچھا

"ان کی حالت ایسی ہوتی ہے" اور شلٹز نے چند لوگوں کی طرف اشارہ کیا جو قریب سے گذر رہے تھے۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے عورتیں اور مرد جیسے کسی نے دھتکار کر انہیں گھر سے نکال دیا ہو۔ کسی شخص کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ سہمے ہوئے مرد، عورتیں اور بچے کسی بچے کی طرف آپ نے مسکرا کر دیکھا نہیں اور اس نے نظریں دوسری طرف پھیر لیں۔ اور اس قسم کے لوگ ہر طرف چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔

"دیکھو بھئی شلٹز اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو ہمیں کسی ڈیپارٹمنٹ سٹور میں لے چلو۔ مجھے کچھ چیزیں خریدنا ہیں" میں نے کہا۔

شلٹز بولا۔ اوّل تو آپ کچھ چیز یہاں سے نہیں خرید سکتے۔ اگر خرید بھی لی تو رستے میں پولیس والے ....."

"کسٹم لے لیں گے" میں نے پوچھا

"نہیں نہیں وہ چیز ضبط کر لیں گے"

میں نے تو سنا تھا کہ یہاں مغربی برلن کی نسبت اشیاء بہت سستی مل جاتی ہیں اس لئے میں نے کچھ ایسٹرن مارک پاس رکھ لئے تھے"

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ گذشتہ سال ایسا ہی دستور تھا لیکن اب جب تک آپ کے پاس ایسٹ برلن کی پرمٹ نہ ہو آپ کچھ نہیں خرید سکتے"

مشرقی اور مغربی برلن میں اشیاء کی قیمتیں جرمن مارک میں درج ہوتی ہیں لیکن ایک مغربی مارک کے قریباً چار مشرقی مارکس مل جاتے ہیں۔ اگر کسی کیمرہ کی قیمت مغربی برلن میں ۰۰ م مارکس ہو تو وہ مشرقی برلن میں ۰۰ ا ویسٹرن مارکس میں مل جائے گا۔ (یعنی جب آپ ۰۰ ا مارکس کو تبدیل کرا لیں گے تو آپ کو ۰۰ م مشرقی مارکس مل جائیں گے) مشرقی برلن میں سرکاری ڈیپارٹمنٹ سٹور ہیں جن پر موٹے موٹے حروف میں لکھا ہوتا ہے (H O) ایچ او۔ ہم ایک ایسے سٹور میں جا کر ایک سٹال سے دوسرے سٹال کی طرف چیزیں دیکھتے ہوئے بڑھتے رہے۔ جب سوٹ کیسوں کا ڈیپارٹمنٹ آیا تو میں نے شلٹز سے کہا مجھے ایک سوٹ کیس خریدنا تھا۔ آپ لوگ ذرا پیچھے ہٹ جائیں۔ سوٹ کیسوں کی شکلیں اور ان کی قیمتیں دیکھ کر میرے منہ میں پانی بھر آیا تھا۔

میں نے قریب جا کر اس جرمن لڑکی کو .... اشارہ سے سوٹ کیس دکھانے کے لئے کہا جو اس حصہ کی انچارج تھی۔ اس نے تین چار اچھے اچھے سوٹ کیس مجھے دکھائے۔ ان کی قیمتیں بتائیں۔ میں نے بٹوا نکالا اور اس نے بل بنانے کے لئے کاپی

نکالی۔ میں خوش تھا کہ چلو ایک چیز تو مل گئی۔ .... لیکن ہیں یہ کیا ایک بڑھیا نے آکر اس سے کچھ کھسر پھسر کی شروع کر دی اور اس لڑکی نے مجھے جرمن میں کچھ کہا جیسے کچھ چیز مجھ سے مانگ رہی ہو۔ میں نے اپنے ترجمان شلز کی طرف دیکھا تو وہ دوڑ کر قریب آ گیا۔ "کیا بات ہے؟"

"ذرا معلوم کرنا یہ کیا کہتی ہے"......

"یہ کہہ رہی ہے کہ آپ کے پاس پرمٹ ہے ایسٹ برلن میں ٹھہرنے کا؟ اسے میں نے کہدیا ہے کہ نہیں۔ بس چلئے ہو چکی شاپنگ"

میں نے بڑی حسرت سے اپنے سوٹ کیس کی طرف دیکھا اور پھر اس لڑکی کی طرف اور آف ویڈر زین (الوداع) کہہ کر اپنے بٹوہ کو اپنی جیب میں ڈال لیا اور اس لڑکی نے سوٹ کیس اٹھا کر اپنی اپنی جگہ پر رکھنے شروع کر دیئے۔

تھوڑے فاصلہ پر بسکٹوں کا ڈیپارٹمنٹ تھا۔

"کیوں بھئی یہاں کھانے کی چیزوں پر تو کنٹرول نہیں" میں نے پوچھا۔

"قسمت آزماؤ" شلز نے کہا۔

اور میں نے قسمت آزمائی کی خاطر ایک دو بسکٹوں کے پیکٹ، دو جام کی بوتلیں ایک چاکلیٹ کا ڈبہ اٹھایا اور دس مارک کا نوٹ اس انچارج عورت کے حوالہ کر دیا۔ اس نے تمام اشیاء ایک پیکٹ میں لپیٹ کر مجھے نوٹ واپس کر دیا۔

میں نے شلز سے کہا یہ دو جام کی بوتلیں ہیں اگر جرمن پولیس نے راستے میں روکا تو یہ ان کے حوالے کر دیں گے اور باقی بسکٹ تو ہمیں ختم کر ڈالیں گے۔ آئیے نیچے کیفے میں جا کر چائے پیئیں اور کچھ خریدنا تو ہمارے لئے ناممکن ہے۔ مغربی برلن کے بہت سے لوگ کھانے کے لئے مشرقی برلن میں آ جاتے ہیں کیونکہ بلیک مارکیٹ کرنے سے انہیں قیمت کم ادا کرنی پڑتی ہے۔

چائے پیتے پیتے شلز کہنے لگا کہ آپ لوگ تو مجھ سے بہت بے تکلف ہو گئے ہیں لیکن دوسرے لوگوں کو، لیکر جب میں مشرقی برلن میں آتا ہوں تو وہ سہم کر چپ ہو جاتے ہیں۔ کوئی بات ہی نہیں کرتے شاید وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ میں بھی کہیں کمیونسٹوں کا ایجنٹ نہ ہوں اگر انہوں نے کوئی ایسی ویسی بات کی تو کہیں ان کو تھانہ نہ لے جاؤں۔

"نہیں نہیں یہ بات نہیں" مسٹر شوپز نے کہا۔ "وہ اس ماحول میں پہنچتے ہی بعض مسائل پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب مجھے دیکھو میرے ذہن میں سوالات کا ایک تار بندھا ہوا ہے۔ ہم کتنے مختلف ماحول میں گھوم رہے ہیں"۔

شلز کہنے لگا کہ مشرقی جرمنی سے میرا ایک دوست مجھے ملنے برلن آیا۔ میں اسے شام کو کلب میں لے گیا۔ وہ گم سم بیٹھا رہا۔ دو تین پیگ چڑھانے پر بھی وہ اسی طرح افسردہ خاطر تھا میں نے اسے بہتیرا کہا آؤ ناچو گاؤ لیکن وہ منہ اٹھائے ہم سب کو دیکھتا رہا۔ کہنے لگا میں اپنی حالت کا تمہاری حالت سے موازنہ کر کے اپنے آپ کو غمگین ہی پاتا ہوں۔ میں بھاگ کر یہاں آ جاؤں لیکن اپنے ماں باپ عزیز رشتہ دار کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اکیلا آنا چاہوں تو آ جاؤں۔ ساتھ کچھ لانے کی اجازت نہیں"۔

چائے پی کر ہم باہر نکل آئے اور پھر کار میں سوار ہو گئے ریڈ سکوائر۔ مارکس اینگلز پلاٹز۔ جرمن سفارت خانہ اور دیگر مقامات کا چکر لگاتے رہے۔

گارڈ آف ریممبرنس

شلز نے کار کو پھر ایک کھلے میدان میں چھوڑ دیا اور کہنے لگا آئیے آپ کو روسی گارڈ آف ریممبرنس دکھاؤں جہاں سات ہزار روسی سپاہی دفن ہیں جنہوں نے برلن کے آخری محاصرہ کے وقت اپنی جانیں گنوائی تھیں"

"سات ہزار سپاہی" میں نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں یہ آخری لڑائی بڑی شدید تھی۔ اگر یہ تسمرانی اتحادی افواج دیتیں تو تمام برلن پر انہیں کا قبضہ ہوتا"

گیٹ سے گذر کر تھوڑے فاصلہ پر "مادر روس" کا بت تھا جو سات ہزار روسی نوجوانوں کی وفات پر سوگوار بیٹھی تھی۔ اس بت کے سامنے ایک وسیع میدان ہے اور پھر دوسرا گیٹ جہاں دو روسی جھنڈے اور دو روسی سپاہی ننگے سر، سرنگوں بیٹھے تھے۔ یہ تمام کام پتھروں کو تراش کر کیا گیا تھا۔ جب ہم ان سپاہیوں کے قریب پہنچے تو ہمیں پانچ وسیع پلاٹ نظر آئے۔ یہاں گڑھے کھود کر سات ہزار روسی سپاہیوں کو دفن کیا گیا تھا۔ ان پلاٹوں کے دونوں طرف بڑے فراخ فٹ پاتھ تھے۔ اور فٹ پاتھ کے ساتھ ساتھ مستطیل شکل کے پتھر کے بلاک بنے ہوئے تھے جن پر برلن کے محاصرے اور فتح کی تاریخ درج تھی۔ فٹ پاتھ کے ایک طرف روسی زبان میں کچھ واقعات درج ہیں۔ دوسری طرف روسی فوج کی ایک پلٹن مارچ کر کے آگے بڑھ رہی ہے پس منظر میں لینن کی روح اپنے جوان فوجیوں کی رہنمائی کر رہی ہے۔ اور ایک طرف کریملن ٹاور ہے۔

پانچ پلاٹوں کے اختتام پر ایک اونچی جگہ پر ایک گنبد بنا ہوا تھا۔ اس پر ایک روسی سپاہی کا بت تھا جس نے بائیں ہاتھ میں ایک ننھے سے جرمن بچے کو تھام رکھا تھا اور دائیں ہاتھ میں تلوار تھی اور پاؤں کے نیچے ٹوٹے ہوئے سواسٹیکا کا نشان ہے جسے وہ تلوار سے کاٹ رہا تھا (سواسٹیکا نازیوں کا قومی نشان تھا) گنبد کے اندر دیواروں پر سوویٹ یونین میں بسنے والی مختلف اقوام کے افراد دکھائے گئے تھے باپ مائیں بہنیں، بیویاں بیٹے، بھائی اپنے عزیزوں کے غم میں سوگوار تھے۔ یہ تصاویر ۲۲ مختلف رنگوں میں پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بنائی گئی تھیں۔ چھت پر ایک ستارہ تھا جس میں کریملن ٹاور کی تصویر تھی۔

جب اس روسی سپاہی کے بت کے قریب پہنچے تو میں نے شلز سے پوچھا اس نے جرمن بچہ کو کیوں اٹھا رکھا ہے۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ سوویٹ یونین جرمن بچوں کی، جرمن قوم کی محافظ ہے جس نے نازی ازم سے نجات دلائی ہے،،

"میں نے کہا تمہیں اس روسی "گارڈ آف ریممبرنس" کو دیکھ کر تکلیف نہیں ہوتی؟

شلز نے اس سوال کا جواب نہیں دیا اور دوسری طرف منہ پھیر کر خالی فضا میں کچھ گھورتا رہا۔

بچوں کی ایک ٹولی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اس برج کو دیکھنے آ رہی تھی۔ ایک دس گیارہ سال کی لڑکی ان کی رہنمائی کر رہی تھی جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ان کو کھڑا کر کے کچھ معلوماتی پہلوؤں کی تشریح کرتی۔ بچے آٹھ اور دس سال کے درمیان ہوں گے لیکن ان میں غضب کا ڈسپلن تھا۔ وہ دو دو ہو کر قطاروں میں چلتے تھے اور جو کچھ لڑکی کہتی اسے غور سے سنتے۔

شلز کہنے لگا نہ معلوم یہ لڑکی انہیں کیا کہہ رہی ہے جب بچوں کی ٹولی ہمارے قریب سے گذری تو شلز نے اس لڑکی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے ایک بار سرسری طور پر ہمیں دیکھا اور پھر بچوں کو لے کر خاموشی سے آگے بڑھ گئی۔ وقار، اطمینان اور حقارت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ۔

شلز افسردہ ہو گیا تھا، کہنے لگا چند سال اور گذر جانے دیجئے یہ بچے تمہیں اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھنے لگیں گے۔ میں کبھی کبھی حیران ہوتا ہوں آیا متحدہ جرمنی کا خواب کبھی پورا بھی ہو سکے گا یا نہیں، آیا ہماری حالت کبھی اس طرح ہو سکے گی جیسے پہلے تھی؟؟؟

برلن مسجد کو واپسی

ساڑھے بارہ بجے میں واپس مسجد پہنچ گیا۔ سات آٹھ لوگ نماز جمعہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ گھر میں نماز ادا کی۔ ایک جرمن نومسلم نے خطبہ دیا۔ میں نے نماز پڑھائی۔ نماز کے خاتمہ پر چائے پر کچھ ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں اور پھر میں نے ایک صاحب کو اپنے ساتھ باہر چلنے پر رضامند کر لیا۔ وہ انگریزی کچھ اچھی سی سمجھتے تھے لیکن خیر کسی نہ کسی طرح مطلب سمجھا ہی لیتا تھا۔ ان کی معیت میں کچھ اصل شاپنگ کی اور کچھ ونڈو شاپنگ۔ یہ صاحب پانچ بجے تک ساتھ رہے پھر اجازت لیکر چلے گئے۔ میں ساڑھے آٹھ بجے تک برلن کے بازاروں میں گھومتا رہا۔ کھانا بھی ایک ہوٹل میں کھایا اور پھر مسجد کو لوٹ آیا۔ اس خیال نے کہ نہ جانے کل رات سفر میں کیسے گذرے جلد ہی بستر پر لیٹ گیا۔ ذہن تصورات کے بوجھ سے دبا جا رہا تھا۔ دو روز ہوئے کہ میں ہالینڈ میں تھا لیکن معلوم ہوتا تھا کہ یہ بات کہ وہاں سے آئے ہوئے مجھے دو ماہ ہو گئے ہیں اور نوا ور صبح مشرقی برلن میں تھا اور شام کو شلز مسز شوپز۔ روسی گارڈ آف ریممبرنس، ڈیپارٹمنٹ سٹورز، مارکس اینگلس پلاٹز، سٹالین ایلی سب کے سب عہد ماضی کا ایک حصہ بن کر رہ گئے تھے اور وہ بچہ جس نے دوائی کی بوتل اپنے حلق میں انڈیل لی تھی، معلوم نہیں زندہ تھا یا مر گیا۔ اگر کل کا دن اور یہاں ٹھہرتا تو ہسپتال میں جا کر ضرور اس کا پتہ لگاتا۔ لیکن کل صبح کو تو میں ہمبرگ واپس جا رہا تھا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ :- تبلیغ لاہور — فون نمبر ۲۷۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن - بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ — یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ - ۱۵ ستمبر ۱۹۵۴ء — نمبر ۵۸

جواہر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

بے ہنر کی مدد کرنا اور لوگوں کو تکلیف نہ پہنچانا صدقہ ہے

عن ابی ذر رضہ قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل قال ایمان باللہ و جہادٌ فی سبیلہ قلت فای الرقاب افضل قال اغلاھا ثمناً وانفسھا عند اھلھا قلت فان لم افعل قال تعین صانعاً و تصنع لاخرق قال فان لم افعل قال تدع الناس من الشر فانھا صدقۃ تصدق بھا علی نفسک -

ابو ذر رضہ سے روایت ہے کہا میں نے نبی صلعم سے پوچھا کونسا عمل بہتر ہے، فرمایا اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے عرض کیا کیسی گردن آزاد کرنا افضل ہے فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے مالکوں کو زیادہ پسند ہو میں نے عرض کیا اگر نہ کرسکوں فرمایا کسی کاریگر کی مدد کر یا بے ہنر کا کام بنا دے میں نے عرض کیا اگر (یہ بھی) نہ کرسکوں فرمایا لوگوں کو تکلیف نہ پہنچا۔ یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنے اوپر کرتا ہے

نوٹ :- کیسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے، جس شخص کی اس قدر مقدرت نہیں کہ کسی گردن کو آزاد کرسکے وہ کاریگر کی مدد کرے یا بے ہنر کا کام بنا دے، یہ بھی ایک گردن کو آزاد کرنا ہے کیونکہ جو شخص اپنی روزی کمانے کے قابل نہیں وہ گویا ایک غلامی کی حالت ہی میں ہے، جو لوگ کوئی ہنر جانتے ہیں لیکن ان کے پاس سرمایہ نہیں کہ وہ اپنی معاش پیدا کرسکیں تو ان کو سرمایہ دے دینا یا جو ہنر ہی نہیں جانتے تو ان کو وہ ہنر سکھا دینا، یہ بھی درحقیقت غلامی سے آزادی دینے کے برابر ہے اور زکوٰۃ کے مصارف میں جو غلاموں کے آزاد کرنے کا ذکر ہے اور آج غلامی اس رنگ میں دنیا میں ہے نہیں، تو اس کی جگہ روپیہ ہنرمند کو کام کے قابل بنانے پر اور بے ہنروں کو ہنر سکھانے پر یعنی ان کی تعلیم پر صرف کرنا صحیح مصرف زکوٰۃ ہے، زکوٰۃ کے مصارف میں بلا وجہ تنگی کی گئی ہے۔

سینوں کے وسوسے

عن ابی ھریرۃ رضہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوز لی عن امتی ما وسوست بہ صدورھا ما لم تعمل او تکلم۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے میری امت کے سینوں کے وسوسے معاف کر دیئے جب تک عمل میں نہ لائیں یا کہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ بھول چوک معاف ہے۔ (فضل الباری)

ابتلا اور ہم و غم

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں

حضرت امام الزمان کے ارشادات

جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ پر یقین نہیں ہوتا ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر وہ گھبرا جاتے ہیں اور خودکشی کرنے میں ہی آرام دیکھتے ہیں۔ لیکن انسانی روح کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اس پر مختلف قسم کے ابتلا آئیں تا کہ اس کا اللہ تعالیٰ پر یقین بڑھے، اللہ تعالےٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے تاہم جن لوگوں کو اپنی عمر میں کسی قسم کی تکلیف اور ابتلا کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشات میں منہمک ہوتے ہیں اور ان کا سر کبھی اوپر کی طرف نہیں اٹھتا اور خدا تعالیٰ کا کبھی بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو انسانیت کی اعلےٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیتے اور اس کی بجائے ادنیٰ سی باتیں حاصل کر لیتے ہیں کیونکہ مصائب کے اندر ایمان اور ایقان کی ترقی ان کے لئے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتی ہے جو دنیا کے اموال و لذات میں کبھی بھی حاصل نہیں ہوسکتے۔ لیکن افسوس ہے کہ دنیا دار لوگ بچوں کی طرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں لیکن اس کی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں ہوتے لیکن جو لوگ ابتلاؤں کی حالت میں استقامت سے کام لیتے ہیں انہیں اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل سے ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی ابتلا نہیں آیا وہ ایک وجہ سے بدقسمت ہیں کیونکہ وہ ناز و نعمت کی زندگی بسر کر کے خدا سے غافل اور بہائم کی سی زندگی بسر کرتے ہیں، ان کی زبان ہوتی ہے لیکن اس سے حق نہیں بول سکتے اور ان کی زبان پر خدا کی حمد و ثنا کبھی جاری نہیں ہوتی۔ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے اور ذائقہ چکھنے کے لئے ہوتی ہے ان کی آنکھیں ہوتی ہیں لیکن نظارۂ قدرت دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ بدکاری کے لئے پھر ایسے لوگوں کو خوشی اور راحت کیسے میسر آسکتی ہے۔ کسی شخص کو ہم و غم میں مبتلا دیکھ کر یہ مت سمجھو کہ وہ بدقسمت ہے۔ نہیں بلکہ اگر وہ اس ہم و غم میں خدا کو نہ بھولے تو وہ اس سے پیار کرتا ہے اور اس پر بڑی بڑی رحمتیں نازل کرتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ جس طرح پر کسی بیمار اعضا پر مرہم لگانے سے پیشتر اس کا چیرنا اور عمل جراحی کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح پر خدا کی برکات کے نزول سے پہلے اس کی راہ میں ہم و غم آنا ضروری ہوتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۸۲-۸۳)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمداللہ بخیر و عافیت ہیں، غلبۂ قرآن کے نام سے حضرت امیر ایدہ اللہ نے جو کتاب تصنیف فرمائی ہے اس کی کتابت اور طباعت کا انتظام ہو رہا ہے، امید ہے کہ بہت جلد طبع ہو کر منظر عام پر آجائے گی ...... معنوی خوبیوں کے ساتھ آفسٹ کی خوبصورت لکھائی چھپائی کتاب کی ظاہری شکل و صورت کو اور زیادہ دلآویز بنانے کا موجب ہوگی،

—— مکرم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب بفضلہ تعالیٰ صحتیاب ہو کر اسی ہفتہ لاہور تشریف لے آئے ہیں، فالحمد للہ

—— محترم مولوی عبید اللہ جان خانصاحب دس بارہ روز کی رخصت پر اپنے وطن پشاور تشریف لے گئے ہیں اور ان کی جگہ مولانا آفتاب الدین احمد صاحب جنرل سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

—— ادارہ تصنیف و تالیف نے اپنے کام کا لائحہ عمل تجویز کر لیا ہے، جس کے مطابق عملی طور پر کام عنقریب شروع ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

۵ ستمبر ۱۹۵۴ء کو احمدیہ لائبریری میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی ہفتہ وار میٹنگ زیر صدارت قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد حسب معمول گزشتہ مجلس کی روئداد پڑھ کر سنائی گئی، جس کے بعد ممتاز احمد صاحب نے ملفوظات مسیح موعود سے ایک ورق پڑھ کر سنایا، بعدہ ظفر احمد صاحب نے روح کے متعلق دو نظریئے کے عنوان سے ایک دلچسپ اور پراز معلومات مقالہ پڑھا جس کو

باقی بر صفحہ ۲

ہماری تبلیغی سرگرمیاں

سید تصدق حسین صاحب قادری کی ڈائری کے چند اقتباسات

محترم السید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے بعض حصص گذشتہ اشاعتوں میں درج ہو چکے ہیں، ذیل میں چند اور اقتباسات ہدیہ قارئین کرام ہے ان کے پڑھنے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے یہ جواں ہمت بزرگ کس طرح ہر مجلس ہر سوسائٹی اور ہر اجتماع کے اندر کلمۂ حق لوگوں تک پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں حتیٰ کہ بیماری میں بھی انکا تبلیغی جوش سرد نہیں پڑ جاتا، یہ وہ نمونے ہیں جن میں ہمارے نوجوانوں بالخصوص مبلغین کے لئے ایک خاص سبق ہے امید ہے ان اقتباسات کو غور اور دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔

ایک متاثر احمدیت کا تبلیغی جوش

۳ راگست ۱۹۵۴ء بروز منگل:-

سویرے دکان پر جناب محمد رحمان امیرزادہ تشریف لائے، موصوف کو رسالہ اسلامک ریویو کا تازہ پرچہ دیا مرزا صاحب موصوف میرے بہت پرانے ملنے والے ہیں سلسلہ کے لٹریچر سے کافی متاثر ہیں ہمیشہ مخالفین سلسلہ کو جماعت کی تائید میں جوابات دیتے رہتے ہیں، اسلام پر چھوٹی چھوٹی کتب اکثر ووکنگ سے منگوا کر غیر مسلموں خصوصاً عیسائیوں میں تقسیم کرتے رہے انگریزوں سے بھی اکثر مباحثات رہے، خاکسار نے بھی ہمیشہ لٹریچر سے ان کی امداد کی۔

سفیر پاکستان کی پارٹی میں

۴ راگست ۵۴ء بروز بدھ:-

شام کو فندق سندباد میں گیا۔ الجالیۃ الباکستانیہ نے عزت مآب آغا محمد مصطفےٰ سفیر پاکستان برائے عراق کے اعزاز میں الوداعی عصرانہ دیا ہوا ہے، عمائدین شہر، تجار اور ادباء صحافین شامل ہوئے۔ چارج ڈی افیئر سفارت ترکیہ سے ملاقات ہوئی، ہندی سفارت سے مسٹر محمود محمد قاسم یا بمال سفارت ہندیہ اور مسٹر برکات احمد صاحب سیکرٹری ثانی موجود تھے۔ آغا صاحب محترم اپنے ہمراہ ڈاکٹر محمد صادق صاحب میڈیکل انچارج ریلوے لاہور (جو آج رات جدہ جا رہے ہیں پاکستانی اسکاوٹ کے قاید ہیں، اسکاوٹ بحری جہاز سے جدہ پہنچے ڈاکٹر صاحب ہوائی جہاز سے جا رہے ہیں) بھی تشریف لائے تھے ان سے بھی ملاقات ہوئی، دوران گفتگو میں شیدائی صاحب کا ذکر آ گیا ڈاکٹر صاحب انہیں اچھی طرح جانتے ہیں شیدائی انقلابی لیڈر کے نام سے مشہور رہے آغا صاحب جب بھی ملتے ہیں حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ کا ذکر ضرور کرتے ہیں آج بھی حضرت کی تعریف کی بتلایا کہ تین چار روز ہوئے حضرت سے خط آیا ہوا ہے باپ بیٹے کا تعلق ہے آغا صاحب پرسوں سویرے ایران روانہ ہو جاویں گے بیعز رفقنت ملاکیاد وہیں پارٹی میں ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب کو پیغام صلح ۲۱-۴-۵۴ء اور لاٹ نمبر ۲۷،۲۶ اور استاذ الکبر علی محمد سرطاوی صاحب کو لاٹ نمبر ۲۶ دیا۔

صوفی محمد طیب کے تاثرات

۵ راگست بروز جمعرات:- حسب معمول جناب صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے دوران گفتگو میں حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ کے خطبات کا ذکر آیا بے حد متاثر معلوم ہوتے کہنے لگے کہ دل میں تحریک ہو رہی ہے کہ لاہور جاؤں دیکھیں خدا کو کب منظور ہے" صوفی صاحب کا اشتیاق بڑھتا جا رہا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی اشعار میں نے پڑھ کر سنائے

جانم گداخت از پئے ایمانت اے عزیز
ایں طرفہ تر کہ من بہ گمان تو کافرم

پر آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دس بجے تک بیٹھے۔

ہندوستان میں مساجد

۷ راگست ۱۹۵۴ء:-

روزنامہ "انگارے" حیدر آباد دکن میں عنوان "میرا دکن" کے تحت یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ "صرف عثمان آباد میں ۲۰۵ مسجدوں کو مندروں میں تبدیل کر دیا گیا ہے" اللہ اکبر ایک گاؤں میں ۲۰۵ مسجدوں کا مندروں میں تبدیل ہو جانا مسلمانوں کی ذلت اور انتہائی پستی کا افسوسناک نقشہ پیش ہو رہا ہے اگر یہی لیل و نہار رہے تو ہندوستان کی سرزمین میں اللہ کا پجاری مشکل ہی سے ملے گا کاش مسلمان امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تبلیغ اسلام کے نافع الناس کام میں لگ جاتے تو آج یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ "انگارے" کا یہ پرچہ نائب ملحق الصحافی سفارت پاکستانیہ بغداد کو برائے ملاحظہ بھجوایا۔

اسلامک ریویو کا مستقبل

ووکنگ سے مولانا شیخ محمد عبداللہ صاحب امام جامع ووکنگ کا خط مرقومہ ۵ راگست ملا ساتھ ہی کانگریس کے تیسرے جلسہ کی کارروائی برائے ترجمہ و اشاعت آئی ہے، خط سے معلوم ہوا کہ مولانا موصوف کی صحت اچھی نہیں بینائی میں ضعف پیدا ہوتا جا رہا ہے، نیز اسلامک ریویو کے مستقبل کے بارے میں بھی موصوف مطمئن نہیں بزرگان سلسلہ اور اغنیائے سلسلہ کی توجہ کی ضرورت ہے۔

بغداد میں عید الاضحےٰ

۹ راگست بروز پیر:-

بغداد میں آج عید الاضحےٰ منائی جا رہی ہے خاکسار بیمار ہے احباب سلسلہ میں صرف عبدالحکیم بغداد میں ہیں باقی خارج از بغداد اس لئے عید کی نماز کا انتظام نہ ہو سکا جس کا بے حد رنج ہے اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم ہے اے اللہ بحرمت اس یوم العظیم اخوان سلسلہ کے قلوب میں تسلیم و رضا کی وہ روح جو ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کے قلوب میں موجزن تھی پھونک دے اے اللہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی طرف ہماری توجہ مبذول فرما۔ ہمارے کمزور ہاتھوں سے اپنے دین کی خدمت کا کام لے یستبدل قوما غیرکم کے انذار مہیب سے محفوظ رکھ آمین۔

بیماری میں سلسلہ تبلیغ

شام کو ڈاکٹر ڈیوزہ نے بدن کا معاینہ کیا بلڈ پریشر ۱۲½ درجہ پر ہے لیکن قلب کی کمزوری نے تنفس میں زیادتی کر دی ہے۔ آرام کی زیادہ ضرورت بتلائی۔ واپسی پر ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب کی کلینک میں گیا ایک گھنٹہ بیٹھا۔ اسلامک ریویو بابت جولائی واپس لیا اور سید مظفر علی صاحب کو دیا۔ مظفر علی صاحب پاکستانی ہیں حکومت عراق نے ان کی خدمات مستعار لی ہیں محکمہ باغات و الشجر (جنگلات) میں کام کرتے ہیں

ایک مصری نوجوان سے خط و کتابت

[illegible] جمعرات:- آج بھی صحت اچھی نہیں گلوں میں درد سے لڑ رہی ہوں۔ مصر سے استاذ عبدالحمید ابراہیم مرجان سے عید مبارکباد کا کارڈ ملا استاذ موصوف کا غائبانہ تعارف قریباً دو سال سے ہے انہیں عربی اور انگلش لٹریچر بہت کچھ بھیج چکا ہوں زمانہ علالت میں ان سے خط آیا تھا نوجوان آدمی ہیں مصر کے دو ایک رسالوں میں ان کے مضامین بھی نکلتے ہیں عید مبارک کارڈ کا جواب دیا۔

ایک مولوی کے آریہ ہونے کی خبر

المصلح مجریہ ۲۱ رجولائی میں یہ افسوسناک عبرت انگیز خبر پڑھ کر سخت صدمہ ہوا کہ مولانا اشرف علی تھانوی کے خاندان کا ایک مولوی ہندو بن گیا" انا للہ وانا الیہ راجعون مولوی شمیم احمد صاحب انصاری نام بقاب جتیندر کمار آریہ بن گئے لکھا ہے کہ جتیندر کمار صاحب تمام علمائے اسلام کو چیلنج کریں گے کہ وہ اب بھارت میں شدھی کا کام کریں گے۔

غافل مسلمانوں کے لئے تازیانہ

کیا اب بھی غافل مسلمان ہوش میں نہیں آئیں گے، کیا یہ سوئے ہوئے فرزندان اسلام کے لئے تازیانہ نہیں۔ پانی سر سے گذر تا جا رہا ہے۔ اب بھی وقت ہے وقت کے امام کا دامن تھام لیں اور اس کے بتائے ہوئے منہاج پر عمل شروع کر دیں، امن و سلامتی کے حصار میں آ جائیں بغیر اس کے بھیڑیوں سے بچنا محال ہے۔

جماعت احمدیہ کو پیغام بیداری

مذکورہ بالا واقعہ [illegible] وابستگان سلسلہ [illegible] بھی بیداری کے لئے ایک گھنٹی ہے، متفق اور متحد ہو کر اپنے اس مقدس کام میں پورے طور پر منہمک ہو کر لگ جانا چاہیئے جس کے لئے امام زمان کے ہاتھ پر عہد کیا ہے اے مجاہدین سلسلہ تم ہی اس طوفانی ہوا کا رخ پلٹ سکتے ہو یہ طاقت خدا کے فضل سے موجود ہے اس طاقت کو کام میں لانے کی ضرورت ہے۔ نام لیکر اٹھو ان تنصروا اللہ ینصرکم

سہ روزہ پیغام صلح ...... مورخہ ۱۵ ستمبر ۵۴ء

حق و باطل کا معیار

جماعت اسلامی کے ترجمان سے ایک سوال اور اسکے جواب پر ایک نظر

سوال :- میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے گمراہ کن مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی، مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بے حد و حساب نظر آتی ہیں ایسا کیوں ہے ؛

ایک شخص خدا اور خدا کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے ختم نبیین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کر سکتے کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہوتے رہو گے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے، مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں ایک تازہ مثال دیکھئے کہ کیمبل پور کے حادثہ میں نہ جانے کتنے مسلمان لقمۂ اجل ہو گئے لیکن مرزا صاحب کے ایک ممتاز پیرو کو خدا تعالےٰ نے بال بال بچا لیا، دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آتے ہیں جس کی ایک مثال لاہور کا مارشل لاء ہے، ذرا سچے رسولؐ کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لائیے کس قدر زوردار تحریک اٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کے لئے ختم ہو کے رہ گئی۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اس سے بڑھکر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ بولے ایک دوسری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ "اے نبی! اگر تم ہماری طرف سے ایک ذرا سا بھی جھوٹ گھڑ کر بیان کرو تو ہم تمہاری گردن پکڑ لیں" کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس سے پہلے کسی شخص نے خدا پر اتنا بڑا جھوٹ بولا ہو اور پھر وہ اس طرح اپنے مشن میں کامیاب بھی ہوا ہو۔

گذشتہ سال جو کچھ لاہور میں ہوا کیا وہ سب کچھ اتفاقی طور پر ہو گیا؛ خدا کی مرضی اس میں شامل نہیں ہے کہ علماء کو جیل اور پھانسی اور .... ؟

امید ہے کہ آپ میری اس اُلجھن کو سمجھ لیں گے اور رہبری فرمائیں گے

یہ سوال جماعت اسلامی کے ماہوار رسالہ "ترجمان القرآن" بابت ماہ اگست میں شائع ہوا ہے اور اس کے جواب میں "ترجمان القرآن" کے پورے گیارہ صفحات سیاہ کر دیئے گئے ہیں، جن کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ:-

۱- "حوادث کسی کو اپنی لپیٹ میں لے کر اور کسی کو زندہ و سلامت چھوڑ کر اس کے برسرحق یا حق سے منحرف ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں ایک ایسا دعوے ہے جس کی تردید قرآن خود کرتا ہے"۔

۲- "جو لوگ کفر اور بغاوت اور انحراف اور استکبار کی راہ اختیار کر لیتے ہیں انکو اور زیادہ چھوٹ ملتی ہے"۔

۳- "خدا کے بھیجے ہوئے نبی صادق کے مقابلے میں قوم کی شانِ انحراف یقیناً یہ رنگ بھی لا سکتی ہے کہ وہ جعلی نبوت کے فتنے کو بھگتے۔"

۴- "پاکستان کی مسلمان قوم جو قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوا کر ان سے پیچھا چھڑانے کی جدوجہد کرتی ہے خود اسی کا پالا پوسا ملحد اور مذہب دشمن عنصر ہے جو قادیانیوں کی سرپرستی کرتا ہے...... ایسی دورنگی کی روش کا مظاہرہ کرنے پر اللہ تعالےٰ کے ہاں سے بجز اس کے اور کونسا جواب مل سکتا ہے جو اب تک ملا ہے۔

۵- حصول مقصد کے لئے اب تک جو جدوجہد ہوئی ہے اس میں ایسے پہلو بہت بڑے پیمانہ پر موجود تھے جن کا روادار اسلام نہیں اور جن سے اللہ اور رسول کبھی راضی نہیں ہو سکتے اس جدوجہد میں اخلاص کے ساتھ مفاد پسندی، راستی کے ساتھ چالبازی، ایثار کے ساتھ ریا، اسلامی کردار کے ساتھ پستی اخلاق، عزیمت کے ساتھ بزدلی اور نظم کے ساتھ ہڑبونگ کی بہت بڑی آمیزش موجود تھی"

۶- "مذہبوں، جماعتوں، تحریکوں اور اجتماعی منظم فتنوں کے معاملے کا فیصلہ ہونے میں کافی دیر لگتی ہے ایک اجتماعی تحریک یا ایک منظم فتنہ کے لئے تاریخ میں سو پچاس سال کا دور بہت چھوٹی سی چیز ہوتا ہے"

۷- "اُمت محمدؐ کی تاریخ میں آج سے پہلے جو فتنے نمودار ہوتے رہے ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنی جعلی نبوتیں اُٹھیں، جتنے باطل نظریات اُبھرے، جتنے گمراہ فرقے ظہور میں آئے وہ سب کے سب کچھ عرصہ کے لئے بظاہر خوب پھلے انہوں نے پیروؤں کی ایک تعداد پیدا کی انہوں نے عارضی تنظیمی استحکام حاصل کیا، انہوں نے شاہی درباروں اور محلوں میں مقام اعتبار پا لیا اور انہوں نے اہل حق کو دبانے اور ستانے میں بظاہر بہت کچھ کر کے دکھایا ......"

۸- "قادیانیت کا معاملہ بالکل ایسا ہی ہے اسے جتنا اُبھرنا تھا اُبھر چکا اب اس کے زوال کے آثار چشم بینا پر بالکل عیاں ہیں"

۹- "ایک عوامی مطالبہ کو دلائل کی بجائے قوت سے دبا دینا کبھی بھی اسے ختم نہیں کر سکتا"۔

۱۰- "لو تقول الخ کی آیت کا مطلب یہ ہے کہ "اللہ کا کوئی مامور نبی نبوت پر فائز ہونے کے بعد اپنے منصب میں خیانت کرے تو اس کے ساتھ یہ معاملہ ہو"۔

یہ وہ دس نکات ہیں جو ہم نے ترجمان القرآن میں سے اس کے اپنے الفاظ میں نقل کئے ہیں اور جن کو بڑی لمبی چوڑی تشریح و توضیح کے ساتھ پورے گیارہ صفحات میں پھیلا کر لکھا گیا ہے لیکن ان کو آپ پھر بنظر غور پڑھ لیجئے کیا ان میں اصل سوال کا کوئی جواب دیا گیا ہے ؟ ہم اس بات کے تو قائل نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعوے کیا یا اپنی کامیابیوں اور مخالفین کی نامرادیوں کو اپنے نبی ہونے کی دلیل قرار دیا، جیسا کہ سوال کے بعض الفاظ سے پایا جاتا ہے، نہ ہی کیمبل پور کے حادثہ کو ہمارے نزدیک کسی کے صدق و کذب کا معیار قرار دینا واجب ہے۔ لیکن جہاں تک تحریک احمدیت کی ان کامیابیوں کا تعلق ہے، جو ہر قسم کی مخالفتوں اور تخریب و استیصال کی بڑی سے بڑی کوششوں کے مقابلہ میں اسے حاصل ہوئیں، یہ کہنا خلاف حق نہیں کہ اتنی زبردست مساعی کے باوجود جو حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں بھی کفر کے فتووں، اقدام قتل کے مقدموں، مخالفین کی یورشوں اور ہندوؤں عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرف سے متفقہ جدوجہد کی صورت میں ہوئیں، خدا کے فضل سے یہ تحریک نہ صرف قائم و برقرار رہی بلکہ دن بدن اس کی مقبولیت بڑھتی ہی چلی گئی، اور آپ کے بعد بھی ہر قسم کی کوششیں اسکو مٹانے کے لئے کی گئیں جن کا کوئی منہ دیکھتی رہیں۔ نہ احرار اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے "قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ" اس کی زندگی کو ختم کر سکی نہ زمیندار اور اس کے ہمنواؤں کے "البرز شکن گرز" کی پے در پے ضربات اسکو کوئی نقصان پہنچا سکیں اور نہ تحریک ختم نبوت کے نام سے تمام مسلمانوں کی متفقہ یورش اس کا بال بیکا کر سکی بلکہ ہر موقعہ پر نقصان اگر پہنچا تو مخالفین ہی کو پہنچا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایسے حالات میں اس تحریک کا زندہ و برقرار رہنا ایک معجزہ ہے، جس کی نظیر کسی بڑی سے بڑی باطل تحریک میں نہیں مل سکتی، آپ اسے مسلمان قوم کے اعمال بد یا خلاف اسلام حرکات کا نتیجہ قرار دیں یا کسی ملحد اور مذہب دشمن عنصر کی سرپرستی کا اثر یا اس مخالفت کا دب جانا حاکمانہ قوت و اقتدار کا نتیجہ سمجھ لیں، بہرحال یہ ایسے سامان ہیں جن کے متعلق یہ کہنا خلاف حق نہیں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے مامور کی تحریک کو زندہ اور برقرار رکھنے کے لئے ہر ایسے موقعہ پر پیدا کر دیئے جب مخالفین کے ہاتھوں اس کی زندگی خطرہ میں پڑ چکی تھی، اس قسم کے سامان اللہ تعالےٰ حق کی تائید اور حمایت کے لئے ہمیشہ کرتا چلا آیا ہے اور یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ بعض اوقات کفار کو بھی اللہ تعالےٰ اپنے دین کی حفاظت کا ذریعہ بنا دیتا ہے، خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک لمبا عرصہ ابو طالب کی پناہ میں رہے اور مدینہ پہنچکر آپ کو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے یہودیوں کے ساتھ معاہدات بھی کرنے پڑے، حضرت موسےٰ کو فرعون جیسے دشمن خدا کی حفاظت میں دیا گیا، پھر اگر احمدیت کی حفاظت کے لئے اللہ تعالےٰ نے بقول ترجمان القرآن کسی ملحد دشمن مذہب عنصر کو کھڑا کر دیا یا مخالف مسلمانوں کے اپنے اعمال و افعال اس مخالفت کو ناکام بنانے یا حکومت کا زبردست ہاتھ اسکو دبانے کا موجب ہو گیا، تو یہ بھی خدائی فعل ہے، جو اس تحریک کی من جانب اللہ تائید پر شاہد ہے، یہ تعجب کی بات ہے، کہ ایک ایسی تحریک جو ہمارے مخالفین کے نزدیک سراسر باطل اور اسلام میں ایک فتنۂ عظیم پیدا کرنے کا

موجب ہے۔ وہ تو ہر موقعہ پر کامیاب ہو اور ترقی کی طرف قدم بڑھاتی چلی جائے اور وہ جو اسلام کے سچے حامی اور خیرخواہ بن کر انھیں اور ناموس رسول کے نام سے اس "فتنہ عظیم" کو کچلنے کے لئے کھڑے ہوں وہ ہر موقعہ پر ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھیں کبھی ان کے اپنے بداعمال آڑے آجائیں، (گویا ان کے کوئی نیک اعمال ہیں ہی نہیں جو ان کی کامیابی کا موجب ہوسکیں) کبھی "ملحد اور مذہب دشمن عنصر" ان کی ناکامی کا موجب ہو جائے کبھی حکومت کا ہاتھ ان کو دبا دے کیا یہ خدائی تائید نہیں؟ کیوں احمدیوں کے اعمال جو ہمارے مخالفین کے نزدیک سراسر باطل ہیں ان کی ناکامی کا موجب نہیں ہوتے؟ کیوں ہر موقعہ پر حکومت (انگریز کی ہو یا پاکستان کی اسلامی حکومت) ان کو دبانے یا مخالفین کی خواہش و مطالبہ کے مطابق ان کا قلع قمع کرنے کے لئے نہیں اٹھتی؟ کیوں "ملحد اور مذہب دشمن عنصر" احمدیت کی مذہب پرور تحریک کی سرپرستی کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے غور کیجئے کیا اس کی تہ میں خدا کا ہاتھ نہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک ایسی تحریک جس کا بانی رات دن اللہ تعالیٰ کی جناب میں بالحاح و زاری دعائیں کرتا رہا کہ ؎

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دید استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را
شاد کن این زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمتہا ببار
ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برار
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تبہ کن کارِ من

کامیاب ہوتی چلی جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس دعا کے نتیجہ میں اس کی تائید ہوتی ہے اور وہ "زمرۂ اغیار" جن کے لئے وہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا اگر میں بدگہر ہوں تو مجھے پارہ پارہ کرکے ان کی خوشی کا سامان کر دے اُلٹا انہی کو اللہ تعالےٰ پارہ پارہ کر دیتا ہے، وہ اپنے در و دیوار پر آگ برسانے کی دعا کرتا ہے بشرطیکہ اس کا وجود فسق و شر سے پُر ہو، لیکن نتیجہ کیا ہے؟ کیا مرزا صاحب کی یہ دعا ان کے دل کا نقشہ نہیں کیا کوئی فتنہ پرداز، کوئی دشمن دین اور مفتری علی اللہ جناب الٰہی میں ایسی دعا کرسکتا ہے؟ پھر نتیجہ کو دیکھتے ہوئے اور غور کیجئے کہ کیا اس کی تہ میں خدائی ہاتھ کام نہیں کر رہا، کون عقلمند انسان ان کھلے واقعات کی روشنی میں اس پاک تحریک کو باطل قرار دینے کی جرأت کرسکتا ہے؟ اور کون صحیح المزاج انسان ان حقائق کو غلط قرار دے سکتا ہے جن سے سائل نے اپنے سوال میں مدیر "ترجمان القرآن" کو روشناس کرایا ہے۔ رہ گیا باطل تحریکات کے استدراج اور عارضی فروغ کا مسئلہ اس پر ہم آیندہ اشاعت میں غور کریں گے۔

اخبار و افکار

ہندو تہذیب کے چھ ہزار سال

ہندوستان کے اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبیدکار نے نئی دہلی کی راجیہ سبھا میں اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہندو تہذیب نے چھ ہزار سال میں (یا جب سے وہ معرض وجود میں آئی ہے) کیا دیا ہے؟ پانچ کروڑ اچھوت دو کروڑ قبائلی اور خانہ بدوش اور تقریباً پچاس ہزار جرائم پیشہ اقوام؟ کوئی اس سوسائٹی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے کہ اس کی بنیادیں کس غلط انداز سے استوار کی گئیں"

یہ ہے ہندو تہذیب جو آج بھارتی مسلمانوں کو بھی اسی ضمن میں لاکر اچھوتوں میں ۴ کروڑ کا اور اضافہ کرنے کے درپے ہے، ہندو ذہنیت شاید اسی تہذیب کو قابل فخر سمجھتی ہو لیکن کوئی دوسری مہذب قوم اس پر فخر نہیں کرسکتی، اس کے مقابلہ میں اسلامی تہذیب کو دیکھئے، جہاں اور جس ملک میں مسلمان گئے وہاں کے لوگوں کو ادنےٰ حالت سے اُٹھا کر اعلےٰ مدارج پر پہنچا دیا اور وہ اس قابل ہوگئے کہ دنیا کی معزز اقوام میں شمار ہوں، مصر کے قبطی روم کے عیسائی، ایران کے زرتشتی اور ہندوستان کے غلام بادشاہ اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

بہرحال ڈاکٹر امبیدکر نے ان دو تین جملوں میں ہندو تہذیب کو جس انداز میں برہنہ کرکے رکھ دیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

دماغی علاج کی ضرورت

اسی تقریر میں ڈاکٹر امبیدکار نے اس افسوسناک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ

"راجستھان میں ہندوؤں نے پولیس کی امداد سے تیس اچھوتوں کو اس لئے ہلاک کر دیا کہ انکی خوشیاں انہیں پسند نہ آئیں"

فرمایا کہ:-

"میں نہیں چاہتا کہ ایسے ظالموں کو دماغی علاج کے لئے ہسپتال بھیجا جائے، تاہم یہ ضرور ہے کہ ان کا مناسب علاج کروائے بغیر ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ منصفانہ سلوک کریں گے کیونکہ چھوت چھات ان کے مذہب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور یہ تصور بھی تکلیف دہ ہے کہ ہمارے وزیراعظم نے اس معاملہ میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں لی کیونکہ انہوں نے اچھوتوں کی کانفرنس یہ کہکر روک دی کہ اچھوتوں کا یہاں کوئی مسئلہ موجود نہیں"

کتنے ظلم کی بات ہے، وہی مثل ہے کہ ظالم مارے اور رونے نہ دے، پانچ کروڑ اچھوتوں کے موجود ہوتے ہوئے ان پر اپنی آنکھوں سے ظلم دیکھتے ہوئے یہ کہنا کہ اچھوتوں کا یہاں کوئی مسئلہ موجود نہیں، کیا دنیا کی آنکھوں میں دن دہاڑے خاک جھونکنا نہیں؟ یہی سلوک اب مسلمانوں کے ساتھ بھی کیا جارہا ہے ان پر ظلم پہ ظلم ہوتے ہیں، آئے دن فرقہ وار فسادات برپا کئے جاتے اور پھر انکی گرفتاریاں عمل میں آتی ہیں، زبردستی انہیں شدھ کیا جاتا ہے، ان کی مساجد کو منہدم اور مندروں میں تبدیل کیا جاتا ہے اور جب وہ ان مظالم کے خلاف آواز اُٹھانے لگتے اور اپنی حفاظت کے لئے کوئی انجمن بنانا چاہتے ہیں تو انہیں فسادی قرار دے کر گلا گھونٹ دیا جاتا ہے، کیا پنڈت نہرو ان حالات کو بھارت کی سیکولر گورنمنٹ کے لئے موجب فخر قرار دے سکتے ہیں؟

یزید اور امام حسینؑ

کلکتہ سے ایک دوست دریافت فرماتے ہیں:-

"حضرت امام حسین علیہ السلام حق پر تھے یا یزید بن معاویہ حق پر تھے، یہاں ایک شخص کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ حق پر تھے کیونکہ یزید خلیفہ وقت تھے اور حدیث میں ہے کہ خلیفہ وقت کی اطاعت فرض ہے"

جھگڑا تو سارا اسی بات کا تھا کہ یزید خلیفہ وقت نہ ہونے کے باوجود مسند خلافت پر متمکن تھا، امام حسینؓ اس کے حق خلافت کو تسلیم نہ کرتے تھے، نہ صرف اس وجہ سے کہ اس کا انتخاب صحیح جمہوری اصولوں پر مسلمانوں کی عام رائے یا کم از کم اہل الرائے مسلمانوں کی مرضی سے نہ ہوا تھا بلکہ وہ خلافت کو وراثت سمجھ کر باپ کی گدی پر متمکن ہوگیا بلکہ اعمال کے لحاظ سے بھی وہ مسند خلافت کا ہرگز حقدار نہ تھا اور امام حسین جیسے پاکباز انسان کا یزید جیسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت کرنا تقوےٰ و طہارت کی مٹی پلید کرنا تھا، ان حالات میں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ایک اصول حقہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اس کے لئے جس صداقت و ثبات اور عزم و استقلال کا انہوں نے اظہار کیا اور جس جوانمردی سے اپنی جان عزیز میدان کربلا میں قربان کردی وہ امت محمدیہ کے لئے ایک عظیم الشان سبق اپنے اندر رکھتی ہے۔ کاش مسلمان اپنے روزمرہ کے معاملات میں اس سبق کو اپنے سامنے رکھتے اور عورتوں کی طرح گریہ و زاری اور مرثیہ خوانی اور حق و ناحق کی بحث میں وقت ضائع کرنے کے بجائے اس پاک انسان کی زندگی کو اپنے لئے نمونہ بناکر اسی عزم و استقلال اور جوانمردی کا ثبوت دیتے، جو امام موصوف کی زندگی اور موت میں نظر آتا ہے تو دنیا میں اس سے بڑھکر عزت حاصل کرتے جو آج انہیں حاصل ہے، آج قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی عزم و استقلال کا ایک چھوٹا سا نمونہ دکھایا تو ہم ایک بہت بڑی سلطنت کے مالک بن گئے لیکن باقی مسلمانوں میں وہ نمونہ اب کہاں ہے؟ کیا مسلمان اس کا جواب دے سکتے ہیں؟

دین کو اسکی حقانیت کی وجہ سے ماننا چاہیئے نہ کہ شخصیت پرستی کی غرض سے

حضرت امام حسینؓ کے واقعہ میں اصولِ حقہ کیلئے استقلال و استقامت کا سبق ہے نہ کہ نوحہ گری کا

حضرت امیر مرحوم کی خدمات کا احترام اور جماعت کو خدمتِ دین کے لئے عملی قدم اُٹھانیکی دعوت

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیه فلن یضر اللہ شیئًا وسیجزی الشٰکرین .... فاٰتٰھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاٰخرۃ واللہ یحب المحسنین (آل عمران رکوع ۱۵)

نبی کریم صلعم کی موت کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی موت کا ذکر کرو۔ بادشاہوں کی زندگی میں کس کا حوصلہ ہے کہ ان کی موت کا کوئی ذکر کرے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ تو دو جہان کے بادشاہ ہیں، روحانی بادشاہ بھی ہیں اور سلطنت کے مالک بھی ہیں۔ عقیدتمندی کے لحاظ سے آپ کو جن نظروں سے دیکھا جاتا ہے، اتنی بڑی شخصیت دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوئی، لوگ آپ پر پروانوں کی طرح عاشق تھے، اور اب بھی مشرق اور مغرب میں پچاس کروڑ نفوس آپؐ کے نام پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، یہ دو جہان کا بادشاہ ایسی عقیدتمند امت کا بادشاہ جو حضور کے اشارہ پر اپنا وطن چھوڑ دیتے، عزیز و اقارب سے جدائی اختیار کر لیتے، مال دے دیتے، جانیں قربان کر دیتے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی موت کا ذکر کرو، عام طور پر بعض وقت بڑے بڑے لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا کا نظم و نسق انہیں کے وجود سے قائم ہے اور اگر وہ مر گئے تو دنیا الٹ پلٹ ہو جائے گی۔ لیکن محمد رسول اللہ دو جہان کے بادشاہ ایسا نہیں سمجھتے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل، محمد ایک رسول ہیں جس طرح ان سے پہلے رسول ہو گذرے ہیں، جس طرح اُن پر موت آئی، اِن پر بھی موت آئے گی۔

دین کو شخصیت پرستی کی وجہ سے نہیں بلکہ اسکی حقانیت کیوجہ سے ماننا چاہئے

افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم کیا اگر یہ فوت ہو جائیں یعنی طبعی موت سے انتقال فرما جائیں یا جہاد میں کسی کی تلوار سے شہید ہو جائیں تو کیا تم اس دین کو چھوڑ کر پھر وہی بے دینی اختیار کر لو گے جس میں پہلے مبتلا تھے؟ آیا تم حضرت کا ساتھ اس رنگ میں دے رہے ہو کہ ان کی وجہ سے توحید پر قائم ہو ورنہ اگر وہ نہ ہوں تو اس دین سے تمہارا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں، کیا تم توحید اور حقانیت اسلام کی وجہ سے مسلمان ہوئے تھے یا نبی کریم صلعم کی شخصیت پرستی تمہارا دین ہے، آپ تو فرماتے ہیں علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی وہ روشن دلائل جن کی وجہ سے میں اسلام کی صداقت کا قائل ہوں، میرے ساتھیوں کو بھی ان کا علم ہے، پھر کیا حضرت کے چلے جانے کے بعد تم یہ ثابت کرو گے کہ تم ان کے اصولوں کے قائل نہ تھے بلکہ شخصیت پرست تھے۔ اگر تم نے وہ اصول اور نظریات جو قرآن پیش کرتا ہے، دل سے قبول کئے ہیں اور ان روشن دلائل کی وجہ سے مسلمان ہو جو صداقت اسلام پر قرآن نے دیئے ہیں تو اس صورت میں ملت کو کوئی خطرہ نہیں۔

اصول کو ماننے والے کسی کی موت سے دین کو نہیں چھوڑ دیتے

ومن ینقلب علیٰ عقبیه اور اگر کوئی ایسا بے دین نکل آئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مر جانے سے اسلام ہی سے پھر جائے فلن یضر اللہ شیئًا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، نہ اس دین کا کچھ بگڑ جائے گا، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے حضرت کی زندگی میں بھی صدق وصفا پر قدم مارا اور حضور کی موت کے بعد بھی اس پر اسی طرح قائم رہیں گے جس طرح آپ کی زندگی میں قائم تھے وسیجزی الشٰکرین تو ایسے شکر گذاروں اور دین کی قدر کرنے والوں کی اللہ بھی قدر کرے گا اور انہیں اس کی بہترین جزا دے گا کیونکہ انہوں نے نہ صرف حضرت کی زندگی میں سخت ترین مشکلات میں اپنے صدق وصفا کا ثبوت دیا بلکہ آپ کے بعد بھی اصول حقہ پر ثابت قدم رہیں گے۔ یہ اصول جو حضور کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے قوم کو تلقین فرمایا ایک زرین اصول ہے اور بے شمار لوگوں کی سطح فہم سے بلند تر ہے

جنگِ اُحد میں صحابہ کی جاں نثاری

یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت کی وفات پر اس وقت پڑھی جب آپؐ کے عاشقان زار پر ایک رقت طاری تھی، لیکن اس سے پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہ اُحد کے میدان میں اسی آیت کے مضمون کی تلقین کر کے حضرت کے ساتھیوں اور فدائیوں کو دین حق کا ساتھ دینے کی دعوت دے چکے تھے اُحد کی جنگ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے تو کفار میں سے عبداللہ بن قمیئہ بڑی شدت کے ساتھ آپ پر حملہ آور ہوا، اس وقت حضرت کے ساتھیوں نے آپ کے گرد گھیرا ڈال لیا اور ابو دجانہ نے اپنی پیٹھ کفار کی طرف کر دی کہ جو تیر آئے وہ ان کی پیٹھ میں آ کر لگے، سعد ان تیروں کو اکھیڑ کر دوبارہ کفار پر چلاتے تھے۔

آنحضرت صلعم کی شہادت کی خبر اور اس کا اثر

لکھا ہے جب عبداللہ بن قمیئہ نے حملہ کیا تو مصعب بن عمیر نے اپنی گردن آگے کر کے کٹوا لی، دشمن نے سمجھا کہ یہ محمد تھے جو اس کے وار کا شکار ہو گئے، اس نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ لوگو میں نے محمد (صلعم) کو قتل کر دیا، اس پر دونوں فریقوں اپنوں اور غیروں میں ایک دھاندلی مچ گئی، اسی طرح کا قصہ تھا کہ ایک شور اٹھا، بعض کمزور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اب کیا رہ گیا، ہم مشورہ دیتے ہیں ارجعوا الیٰ اخوانکم والیٰ دینکم چلو اپنے بھائی بندوں میں واپس لوٹ چلیں، اور اپنا آبائی دین اختیار کر لیں، اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا سنو لوگو! ان کان محمد قد قتل فان اللہ حی لا یموت فقاتلوا علیٰ ما قاتل علیه وموتوا علیٰ ما مات علیه اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تو آؤ تم بھی اسی حق کے لئے لڑو جس کے لئے وہ لڑتے تھے اور اپنی جانیں راہ حق میں قربان کر دو، یہ آواز وہی ہے جو حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نکالی، یہی آواز سب سے پہلے انسؓ نے میدان جنگ میں نکالی تھی، لکھا ہے مر بعض المہاجرین بالانصاری وھو یتشحط بدمه وقال اشعرت ان محمدا قد قتل، ایک مہاجر کسی انصاری کے پاس سے گذرا جو میدان جنگ میں خون میں لت پت اور زخموں میں چور ہو کر مر رہا تھا، مہاجر نے اس سے کہا کیا تم نے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے؟ اس مرتے ہوئے انصاری نے کہا ان کان قد قتل ....

فقاتلوا علی ما قاتل، ایک اور شخص نے کہا ان کان محمد قد قتل فان رب محمد لم یقتل اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوئے ہیں تو ان کا خدا تو قتل نہیں ہوگیا، وہ تو زندہ ہے، آؤ اس کے لئے لڑیں۔

زندہ قوم کے کارنامے

یہ قوم زندہ تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ثبوت دیا۔ خدا کی توحید پر ایمان بے شک زندگی پیدا کرتا ہے۔ یہ نقشہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس وقت دکھایا جب سخت سراسیمگی کی حالت تھی، اس سراسیمگی میں کسی نے بازو کٹوا لیا، کسی نے ہاتھ کٹوا لیا، کسی کی گردن کٹ گئی، لیکن ان کے ثبات قدم میں ذرا لغزش نہ آئی اور انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ کسی شخصیت کے لئے نہیں بلکہ دین حق کے لئے اپنی جانیں لڑا رہے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا جرأت مندانہ اعلان

پھر ایک اور موقعہ آیا جب حضرت صلعم اس جہان سے گذر گئے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہی آیت پڑھکر سنائی، اس وقت قوم پر آنحضرت صلعم کی وفات کی وجہ سے سخت صدمہ طاری تھا، ایسے موقعہ پر جب ایک شخص پر لوگ عاشق ہوں، اور ایک رقت کا عالم اُن پر طاری ہو، ان کے جذبات کے پیش نظر وہ وعظ کہنا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بہت بڑے ایمان اور بہت بڑے جگر و گردے کا کام ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ ازواج مطہرات کا خیال کیا، نہ حسن اور حسین کی پروا کی، نہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دل کی حالت پر غور کیا، نہ دوسرے عاشق مزاج لوگوں کی حالت کو دیکھا، وہ اُٹھتے ہیں اور کہتے ہیں الا من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات، دیکھو لوگو! جو شخص محمد صلعم کی عبادت کرتا تھا اسے جان لینا چاہیئے کہ محمد صلعم فوت ہو گئے ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت اور جو اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے رہے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ یہ جملہ کسی ایسے مجمع میں منہ سے نہیں نکل سکتا تھا جہاں چاروں طرف عاشق زار بیٹھے ہوں، حضرت عمرؓ نے بھی اس موقعہ پر بڑے عشق کا اظہار کیا لیکن اس سے پہلے حسبنا کتاب اللہ کہکر بہت بڑی جرأت ایمانی کا اظہار کیا، حضرت ابوبکرؓ نے حضرت کی وفات کے بعد بہت بڑا حوصلہ دکھایا اور پوری جرأت ایمانی کا اظہار کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ آیت بھی پڑھی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ صحابہ کو اس سے بڑی تسلی ہوئی اور لوگوں کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت آج ہی اُتری ہے، ان کا ایمان تازہ ہو گیا اور یقین کر لیا کہ دنیا میں قومیں ہوتی ہی رہتی ہیں اور قیامت تک ہوتی ہی رہیں گی، کسی کی موت پر اُصول نہیں بدل جاتے دل بیشک پگھلے ہو جاتے ہیں اور بہت رقت پیدا ہوتی ہے لیکن ایسے موقعہ پر رضاء الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا حقیقت اسلام ہے اور کسی شخصیت کی وفات پر ملت کے کام کو نابود نہ ہونے دینا بھی حقیقت اسلام ہے

امام حسینؓ کے واقعہ سے سبق

امام حسین علیہ السلام کا واقعہ بھی اپنے اندر ایک سبق رکھتا ہے، ایک بدی کو مٹانے کے لئے آپ کھڑے ہوئے اور پورے استقلال اور استقامت کے ساتھ اس کے استیصال کے لئے ڈٹے رہے، حتیٰ کہ اسی میں جان چلی جاتی ہے، لیکن جس اُصول کو لیکر کھڑے ہوتے ہیں اسکو نہیں چھوڑتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افضل الجھاد کلمۃ الحق عند سلطان جائر۔ ایک جابر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل ترین جہاد ہے۔ حسین نے اسی افضل جہاد کا ایک نمونہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اُ حق کے لئے اگر جان بھی چلی جائے تو اس سے منہ نہ موڑنا چاہیئے۔

امام حسین کا واقعہ ماتم کی جگہ نہیں

ہاں یہ بھی سچ ہے کہ جس نے حق کے لئے جان دی اس کے نمونہ کی قدر کرنی چاہیئے، یہ ماتم کی جگہ نہیں بلکہ خوشی کا مقام ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ایک فرد نے اپنی جان حق کے لئے دی، اسکو رشتہ داری کا معاملہ بنانا اور ایسی نوحہ گری کرنا جو قیامت تک چلی جائے کسی طرح روا نہیں، اسلام نوحہ گری کا دشمن ہے، کسی کی موت پر آنکھوں میں آنسو آ جانا فطری امر ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں بھی آنسو آ جاتے تھے۔ لیکن سوگ کی چٹائی تین دن کے بعد اُٹھا دی جاتی تھی، افسوس ہے امام حسینؓ کے بارہ میں اب تک نوحہ گری چلتی ہے اس کے دو نتیجے ہیں ایک تو یہ کہ ہمیں خدا تعالےٰ کی مرضی سے اتفاق نہیں اور رضا بالقضا کو ہم پسند

نہیں کرتے، دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے دیکھنے والے، انگریز، ہندو، سکھ، حیران ہوتے ہیں کہ یہ اسلام ہے کہ چودہ سو سال سے ایک شخص پر نوحہ گری ہو رہی ہے، اور کبھی ختم ہونے میں ہی نہیں آتی۔

ابوبکرؓ اور عمرؓ کی شاندار خدمات

اس سے بڑھکر ایک اور چیز ہے۔ جب ایسے موقعہ پر دل نرم ہوتے ہیں تو بعض لوگ اس رقت کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں اور ابوبکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہما کو اہل بیت کا دشمن قرار دیکر گالیاں دیتے ہیں، ان لوگوں کی خدمات روشن ہیں، یہ لوگ ستارے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے، آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے ان درخشاں ستاروں کو گالیاں دی جاتی ہیں، گویا آپ کے ساتھی ایماندار نہ تھے یہ دین کو برباد کرنیوالی چیزیں ہیں، دین تباہ ہوئی اس نوحہ گری سے اور اس رقت سے ناجائز فائدہ اُٹھانے سے، ابوبکرؓ وہ شخص ہے کہ حضرت صلعم فرماتے ہیں اگر تمام دنیا کا ایمان ایک پلڑا میں رکھا جائے اور ابوبکر کا ایمان دوسرے پلڑا میں تو ابوبکر کا پلڑا بھاری ہوگا۔ حضرت عمرؓ وہ ہیں جن کے متعلق یہ کہا گیا تھا مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر جس دن سے عمر مسلمان ہوئے اُس دن سے ہماری عزت قائم ہوئی اور جن کی وجہ سے عراق و ایران فتح ہوئے اور شام و مصر فتح ہوئے، اور عمر فاروق کے متعلق فرمایا میں نے جنت میں اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت محل دیکھا کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے، مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر فاروق کا محل ہے، میرا دل چاہا کہ اندر جاکر دیکھوں، لیکن پھر خیال آیا کہ عمر تو بڑا باغیرت انسان ہے، اس کی اجازت کے بغیر اُس کے مکان میں کیسے جا سکتا ہوں، آپ نے یہ کشف حضرت عمر کو بلا کر انہیں سنایا، یہ نقشہ حضرت عمرؓ کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ہے، اور آپ فرماتے ہیں کہ اگر ایک رستہ پر عمر فاروق جا رہے ہوں تو شیطان ڈر کر اس رستہ کو چھوڑ دے گا اور دوسرا رستہ اختیار کر لے گا ماسلکت فجا الا سلک الشیطان فجا غیر فجک اتنا بڑا رتبہ عمر فاروقؓ کا ہے، اور اتنا بڑا ایمان ابوبکرؓ کا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کے ایمان سے بڑھکر بتایا ہے اور آج کہا جاتا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے دشمن تھے، اور ان کو گالیاں دی جاتی ہیں

شیعوں کے پاس بیٹھنے کا اثر

وہ لوگ جو شیعوں کے محلہ میں رہتے ہیں یا ان کی باتیں رات دن سنتے ہیں، ان پر بھی بعض وقت ان باتوں کا اثر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انہی دنوں میں جب ابتدا میں یہ برا کہنے کی رسم پیدا ہوئی ایک شخص خانہ کعبہ میں آیا، اس نے دیکھا کہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ ایک بزرگ ٹیک لگائے بیٹھا ہے پوچھا یہ کون ہیں کسی نے بتایا یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں، وہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، میں نے سنا ہے کہ جب حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان لی گئی تو عثمان وہاں سے غائب تھے، انہوں نے کہا ہاں وہ وہاں نہ تھے، کہنے لگا اچھا، تو پھر بیعت رضوان انہوں نے نہ کی؟ حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا، سنو! اگر عثمان کی حیثیت سے بڑھکر کوئی اور شخص ہوتا تو اسی کو اس موقعہ پر سفیر مکہ بناکر بھیجا جاتا۔ لیکن عثمان سے بڑھکر اور کوئی اس حیثیت کا مالک نہ تھا، اور جب بیعت رضوان ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھکر ان کی طرف سے بیعت لی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر عثمان موجود ہوتے تو ضرور اس بیعت میں شامل ہوتے آپ نے اس طریق پر ان کو شامل کر لیا، یہ عثمان کی عظمت اور بزرگی کی دلیل ہے نہ کہ ان کی تنقیص کا کوئی پہلو اس سے نکلتا ہے، کیا اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو ان کو خونخوار دشمنوں میں بھیجکر مشکل ترین کام کرایا جائے اور دوسری طرف ان کی بدنامی بھی کی جائے؟ العجب۔ تو معلوم ہوا کہ پراپیگنڈا کا اثر ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اس قسم کی باتیں سنتے رہتے اور رات دن ان لوگوں میں بیٹھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے انتقال پر حضرت مولانا نور الدینؓ کی قلبی کیفیت

آپ لوگوں کی بھلائی کے لئے اس خانہ خدا میں کھڑے ہو کر ایک بات آپ کو سناتا ہوں، اس مکان میں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) حضرت مسیح موعود کا انتقال ہوا، حضرت کچھ دنوں سے اس مکان میں اُترے ہوئے تھے، اس کے ساتھ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان کو گلی میں پل ڈال کر ملا دیا گیا تھا، میں ان دنوں لاہور میں مقیم تھا اور میں، مع اہل و عیال کے حضرت شیخ رحمۃ اللہ صاحب مرحوم کی کوٹھی میں ان کے ساتھ رہتا تھا۔

جب حضرت کی بیماری کی خبر پہنچی تو بندہ اور شیخ صاحب کوٹھی سے دوکان میں آئے اور عمدہ قسم کے گرم موزے اور دستانے پسند کئے تا کہ جا کر حضرت صاحب کو پہنائیں۔ چنانچہ ہم دونوں احمدیہ بلڈنگس میں حضرت صاحب کے پاس پہنچے لیکن یہ چیزیں ان کے جسم میں کوئی حرارت نہ پیدا کر سکیں۔ حرارت غریزی تو اختتام پر تھی، ہمارے سامنے حضرت کا انتقال ہوا، حضرت مولانا محمد علی صاحب۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی موجود تھے اور سب پر رقت کا عالم طاری تھا، لیکن ایک آدمی جس کو سکون تام حاصل تھا، وہ حضرت مولانا نورالدین صاحب تھے، اگر وہ نہ ہوتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سکون قلب کی مثال ہمارے دیکھنے میں نہ آتی۔ اس موقعہ پر آپ بڑے پُر وقار نظر آتے تھے، سب سے زیادہ مرزا صاحب پر عاشق وہ، سب سے بڑھ کر قربانی کرنیوالا وہ، لیکن آپ کی موت کے بعد جس سکون اور طمانیت قلب کا اظہار آپ نے کیا اس سے نظر آتا تھا یہ ایک بلند پایہ موحد انسان ہے،

حضرت مولانا کے متعلق ناپاک پراپیگنڈا

حضرت مولانا حضرت مرزا صاحب کے بعد چھ سال تک آپ کے جانشین رہے، لیکن اتنے بڑے عاشق اور خادم دین کو لوگ کہتے تھے یہ غاصب ہے، اب کیا کہا ابوبکر اور کیا کہے مولانا نورالدین۔ دین کے اتنے بڑے خادم، اسلام کے عاشق زار، ان کو غاصب کہا گیا اور کوشش کی کہ حق بحقدار رسید ظہور میں آئے، حالانکہ ان کو کسی چیز کی خواہش نہ تھی، ساری عمر اپنی کمائی سے دین کی خدمت کی، لیکن پھر بھی لوگوں کے موہنوں سے بُری باتیں سننی پڑیں ولتسمعن ...... اذیً کثیراً یہ بھی انہوں نے سنا کہ یہ شخص مرزا صاحب کو نہیں مانتا کیونکہ وعظ میں ان کا ذکر تک نہیں کرتا، اسی امر کے متعلق میں نے ان کا ایک وعظ یہاں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں سنا اور ایک دفعہ اس سے پہلے حضرت صاحب کی موجودگی میں، انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نورالدین مرزا کا نام نہیں لیتا، ایسے کہنے والے مشرک ہیں، ان کے پیر کا ذکر کیا جائے تو خوش ہوتے ہیں اور توحید خالص کا ذکر کیا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں، واذا ذکر اللّٰہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون۔ جب اللہ کے سوائے دوسروں کا ذکر کیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں کس قدر کوشش ان لوگوں نے توحید قائم کرنے کے لئے کی، کتنا بڑا کلیجہ تھا کہ گالیاں سنتے اور بُرا کہلاتے تھے اور حق بات کہنے سے گریز نہ کرتے تھے، مجھے پانچ سال حضرت مولانا نورالدین صاحب کی خدمت میں رہنے کا موقعہ ملا، اتنا عرصہ برابر ان کے درس سے فائدہ اٹھایا۔ اس درس میں انہوں نے پھر ایک دفعہ وہی وعظ دہرایا کہ لوگ کہتے ہیں نورالدین مرزے کو نہیں مانتا یہ اظہار تھا اسی اذیت کا جو ان کو پہنچی تھی۔

حضرت امیر مرحوم کی خدمات عالیہ اور آپ کے متعلق نوحہ گری

ہمارے ہاں بھی ایک ٹریجڈی ہوئی ہے، حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق بعض لوگوں نے ان کے اقربا کو خوش کرنے کے لئے نوحہ گری کی اور اس وقت تک کر رہے ہیں، ہم حضرت مولانا مرحوم کا بہت احترام کرتے ہیں، ان کی خدمات بہت بڑی ہیں اتنی روشن خدمات ہیں کہ کوئی مٹا نہیں سکتا؛ اپنوں میں بھی اور غیروں میں بھی کوئی ان پر حرف گیری نہیں کر سکتا، ہم ان کا بہت بڑا احترام کرتے ہیں، لیکن بعض مرد و زن ان کے متعلق نوحہ گری کر رہے ہیں اور جماعت کے اراکین کو طعن و تشنیع کا ہدف بناتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ اس سے جماعت کو کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے، کسی کی نوحہ گری بھی بُری اور کسی کو خوش کرنا بھی بُرا، ہماری جماعت کو تسلیم و رضا کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے تھا اور قوم کو نقصان پہنچانے سے رکنا چاہیئے تھا۔ قوم کے بغیر تو کوئی تحریک چل نہیں سکتی، بدر کی لڑائی میں حضرت نبی کریم صلعم نے جناب الٰہی میں فریاد کرتے ہوئے کتنی سچی بات کہی اللّٰھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابداً اے اللہ اگر تو نے اس چھوٹی سی قوم کو ہلاک کر دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ فرمایا اصحابی کالنجوم جس طرح میں رہنمائی کرتا ہوں میرے ساتھی بھی رہنمائی کریں گے، اور جب سلطنت و بیٹھنے کا موقعہ آیا تو اپنے خاندان کے سپرد نہیں کی بلکہ قوم کو سلطنت کا وارث قرار دیا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشہ دل میں کبھی نہیں تھا، کہ سلطنت میری اور میرے خاندان کی ہے، قرآن نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ سلطنت قوم کی ہے، حضور فرماتے تھے جماعت پر خدا کی برکت نازل فرماتا ہے اور اس کا دست کرم جماعت کے شامل حال ہوتا ہے، اللہ تعالےٰ نے حضور کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے اپنی نصرت آپ کے شامل حال رکھی اور مومنین کی نصرت بھی آپ کے شامل حال ہے سو ان کا شکر گزار رہو

مومنین کی قدر کرو۔

آخرین منھم میں قوم کا ذکر

اسی طرح کی بے نفسی کا ثبوت حضرت مسیح موعود نے دیا، اور فرمایا آخرین منھم میں میرا ذکر نہیں کیا گیا لیکن قوم کا ذکر موجود ہے۔ اس لئے کہ اس قوم کا اصل معلم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہی کے دین پر قوم قائم ہے، آنحضور سب کچھ ہیں اور میری حقیقت کچھ نہیں۔ اس لئے میرا ذکر نہیں کیا گیا، ہاں قوم کا ذکر ہے کیونکہ کسی فرد سے نہیں بلکہ قوم سے ملت زندہ رہتی ہے۔

آخرین منھم کی جماعت کو تباہ نہ کرو

تو آپ کی جماعت آخرین منھم میں سے ہے اسکو تباہ مت کرو، جو کوئی اس کو تباہ کرے گا وہ خدا کے نزدیک مجرم ہوگا آپ کی ذمہ داری بہت بڑی ہے اس ذمہ داری کو سمجھو اور اس جماعت کو نقصان مت پہنچاؤ، آپ نے امام وقت کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر رکھا ہے، اس امام نے ایک انجمن بنا کر اور قوم کے اموال اس کے سپرد کر کے اپنی بے نفسی کا ثبوت دیا ہے اس انجمن کو مضبوط کرو۔ اس کے خلاف کرو گے تو مجرم ٹھہرائے جاؤ گے

مدارس، کالج اور ہسپتال کی ضرورت

ایک اور بات کہتا ہوں کیا آپ کا کوئی ادارہ ایسا ہے جس میں قرآن و حدیث پڑھائی جاتی ہو؟ ایک ایسی قوم جس کا دعوےٰ ہو کہ وہ قرآن و حدیث کی دعوت کے لئے کھڑی ہوئی ہے خود قرآن و حدیث نہ جانتی ہو، یا آئندہ اس کے جاننے والے پیدا نہ کرے، کس قدر افسوس کی بات ہے، چاہیئے تھا آپ کا دینی مدرسہ ہوتا، لڑکیوں اور لڑکوں کے سکول اور کالج ہوتے ہسپتال ہوتے، ٹیکنیکل سکول ہوتے تا کہ لوگوں سے ملنے جلنے کا کوئی ذریعہ ہوتا، اسی وجہ سے لوگ آپ سے دور رہتے ہیں، اب بھی بعض لوگ خوش ہیں کہ یورپ و امریکہ میں اچھی خدمات کر رہے ہیں، لیکن زیادہ تر لوگوں سے ملنے اور انہیں متاثر کرنے کا ذریعہ سکول کالج اور ہسپتال ہیں، آریوں نے سکول اور کالج قائم کئے اور قوم کو اپنے رنگ میں ڈھال لیا، عیسائیوں نے سکولوں اور کالجوں اور ہسپتالوں سے بہت بڑا اثر پیدا کر لیا، کیوں نہیں ہمارا ایسا سکول، کیوں نہیں ہمارا ہسپتال ہے

تبلیغ اور تصنیف و تالیف کا ادارہ

چھ سات سال ہوئے جماعت نے ایک لاکھ روپیہ دیا کہ تبلیغی ادارہ قائم کرو، یہ جماعت بڑی بڑی قربانیاں کرنے والی ہے، اس سے جب مانگا جائے تو دیتی ہے چنانچہ ایک لاکھ روپیہ تبلیغی ادارہ کے لئے دیا۔ لیکن وہ ادارہ نظر نہیں آتا ہم کوئی تصنیف تالیف کا ادارہ قائم نہ کر سکے۔ اب کہا جاتا ہے کہ مودودی صاحب کا جواب دو، پرویز کا جواب دو، کیا مودودی آج پیدا ہوا ہے؟ اسکو بیس سال کام کرتے ہوئے ہو گئے پرویز کے طلوع اسلام کو سالوں آپ نے دیکھا، لیکن ہم سوتے رہے اب سوتے ہوئے اچانک جاگ اٹھے ہیں، سالہا سال آپ سوتے رہے یہ آپ کی غلطی کا خمیازہ ہے کہ وہ لوگ اپنا اثر جما رہے ہیں، آج بھی اگر کوشش کریں تو بہت بڑا کام کر سکتے ہیں، یہ ہمارے مصری صاحب عالم دین ہیں، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بڑا علم رکھتے ہیں، مولانا عبدالحق صاحب بھی ذی علم آدمی ہیں، مولانا آفتاب الدین صاحب اور شیخ محمد طفیل صاحب بھی اہل قلم آدمی ہیں، ان سے کام لو، آج بھی اگر اٹھو تو کوئی ہسپتال کوئی ادارہ قائم کر سکتے ہو، اگر ذرہ ہمت کرو تو قوم زندہ ہو جائے گی۔

صحابہ کی عاشق دین جماعت

حضرت علی رضہ نے ایک مرتبہ فرمایا والذی نفسی بیدہ لالف ضربۃ من سیف اھوی علی من موت علی فراش۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے لئے ہزار زخم تلوار کا برداشت کرنا سہل ہے لیکن چارپائی پر مرنا بہت دکھ دہ ہے۔ کیا عشق ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا ہے خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ما من موضع شبر الا وفیہ ضربۃ او طعنۃ او رمیۃ لوگو میرا جسم دیکھو ایک بالشت بھر جگہ نہیں جو زخموں سے خالی ہو۔ لیکن میدان جنگ کے بجائے میں ایک جنگلی جانور کی طرح مرتا ہوں، یہ قوم حضرت نے پیدا کی، دین کی عاشق قوم۔

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

سائنس آستانہ اسلام پر

حضرت امام الزمان کی پیشگوئی اور ایک امریکن سائنس دان

مرتضیٰ خان

سائنس اور فلسفہ جدیدہ کے حملے اور اسلام کا خطرہ

اسلام کے اس دور انحطاط میں فلسفۂ ضالۂ غربیہ مذہب پر اس شدومد سے حملہ آور ہوا کہ بڑے بڑے زعمائے ملت کو اعتراف کرنا پڑا کہ:-

"عباسیوں کے زمانہ میں اسلام کو جس خطرے کا سامنا تھا آج اس سے کچھ بڑھ کر اندیشہ ہے مغربی علوم گھر گھر پھیل گئے۔ اور آزادی کا یہ عالم ہے کہ پہلے زمانہ میں حق کہنا اس قدر سہل نہ تھا جتنا آج ناحق کہنا آسان ہے مذہبی خیالات میں بھونچال سا آگیا ہے نئے تعلیمیافتہ یافتہ بالکل مرعوب ہوگئے ہیں قدیم علماء عزلت کے دریچے سے کبھی سر نکال کر دیکھتے ہیں تو مذہب کا افق غبار آلودہ نظر آتا ہے۔ ہر طرف سے صدائیں آرہی ہیں کہ پھر ایک نئے علم کلام کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو سب نے تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن اصول کی نسبت اختلاف ہے، جدید تعلیمیافتہ گروہ کہتا ہے کہ نیا علم کلام بالکل نئے اصول پر قائم کرنا ہوگا۔ کیونکہ پہلے زمانہ میں جس قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے آج ان کی نوعیت بالکل بدل گئی ہے۔

(علم الکلام حصہ اول صفحہ ۳ مولانا شبلی مرحوم)

علماء کے پرانے ناکارہ اور بوسیدہ ہتھیار

علامہ شبلی مرحوم نے عبارت بالا میں اسلام پر جو نازک دور آیا اس کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ اس پر کسی مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ ایسے نازک موقع پر لوگوں کی نظریں عموماً علماء کی طرف اٹھ سکتی تھیں کیونکہ یہی حضرات دین کے پشتیبان ہوتے ہیں۔ مگر وہ پرانی لکیر کے فقیر انہیں کیا معلوم کہ جو موجودہ زمانہ کن ضروریات کا مقتضی ہے اور حفاظت و مدافعت اسلام کیلئے کن نئی چیزوں کی ضرورت ہے وہ بحث و مناظرہ کے دقیانوسی طریق کے دلدادہ تھے جواب کام نہیں دے سکتے تھے۔ کیونکہ حالات بدل چلے تھے۔

یاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے

ان کے سلاح خانہ میں جس قدر ہتھیار تھے وہ سب بوسیدہ اور پرانے ہو چکے تھے۔ جدید اسلوب جنگ کے لئے جدید اسلحہ کی ضرورت تھی مگر وہ یہاں مفقود تھے سے

دلیلیں ہیں سب آج بے کار ان کی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار ان کی

نبض شناسان زمانہ کا اعتراف شکست

زمانہ کی نبض پہچاننے والے جو بزرگ جدید فلسفہ کے مقابلہ کے لئے نکلے اگرچہ ان کی مساعی کمال خلوص نیت پر مبنی تھیں اور بدیں وجہ قابل صد تشکر و امتنان مگر مقام تاسف ہے کہ وہ خصم کے مقابلہ میں کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ غایت مافی الباب یہ کہ انہوں نے عقائد اسلامیہ کو فلسفہ کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی اس طرح سے مذہب کو فلسفہ کے تابع بنا دیا یا یوں کہیئے کہ فلسفہ ضالہ سے مرعوب و مغلوب ہو کر انہوں نے اس کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھایا یہ صورت حالات کسی طرح اطمینان بخش نہ تھی کیونکہ یہ دوسرے لفظوں میں اعتراف شکست تھا۔

ایک درویش کی آواز

اسی اثنا میں قادیان سے ایک درویش بڑے عزم کے ساتھ کھڑا ہوا اور اس نے ببانگ بلند اعلان کیا کہ اسلام کو فلسفہ جدیدہ کے سامنے جھکنے کی ضرورت نہیں، بلکہ میں خدا سے وہ علم لیکر آیا ہوں کہ زمانہ حال کے تمام فلسفے اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوں گے اور بالآخر شکست کھا جائیں گے چنانچہ آپ کے الفاظ ہیں:-

"یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں، بلکہ اب زمانہ روحانی تلوار کا ہے...... یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائیگا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے اسلام کی اعلےٰ طاقتوں کا مجھے علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملوں سے بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں بھی ثابت کرے گا"

آئینہ کمالات اسلام

مرد مجاہد کی کوششوں سے اسلام کی کامیابی

یہ پیشگوئی آج سے پچاس ساٹھ سال قبل کی گئی۔ اس اثنا میں اس مرد مجاہد سے جو مساعی جمیلہ ظہور میں آئیں وہ تاریخ اسلام میں نظیر نہیں رکھتیں اسلامی لٹریچر دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا گیا۔ نہایت سائنٹیفک طریق پر اسلامی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ جدید علم کلام سے مغربی فلسفہ کے تمام طلسمات کو پاش پاش کر کے رکھ دیا گیا اور فلسفہ قرآنی سے فلسفہ ضالہ غربیہ پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے گئے کہ اسے منہ چھپانے کی جگہ نہ ملی یورپ کے بڑے بڑے فلسفیوں کو اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنے زاویہ نگاہ کو بدلنے کے بجز چارہ نظر نہ آیا اور برنارڈ شا ایسے دل و دماغ کے فلسفی کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ دنیا کو موجودہ مصائب سے نجات حاصل کرنے کے لئے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پناہ لینی چاہیئے۔ دنیا لاکھ انکار کرے یہ حقیقت ہے کہ یہ اسی قادیان کے درویش کی مساعی کا نتیجہ تھا کہ بڑے بڑے فلسفیوں کو اسلامی فلسفہ کے سامنے سر نیاز خم کرنا پڑا۔

ایک مشہور سائنسدان کے جدید انکشافات

اس کا تازہ ثبوت دنیائے سائنس کے ایک مسلمہ عالم A. Cressy Morrison کے انکشافات میں ملتا ہے جس کی سائنٹیفک معلومات کو دنیائے مغرب نہایت عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتی اور جس کے اقوال کو لوگ سر آنکھوں پر رکھتے ہیں یہ مستغنی عن التعریف ماہر سائنس نیویارک کی اکیڈمی آف سائنس اور امریکن انسٹی ٹیوٹ کے سابق صدر۔ امریکہ کی نیشنل ریسیرچ کے رکن اور امریکن میوزیم آف نیچرل ہسٹری کے فیلو اور رائل انسٹی ٹیوٹ برطانیہ عظمیٰ کے لائف ممبر ہیں۔ انہوں نے عمر بھر کے انکشافات کو سو صفحے کی ایک مختصر کتاب میں شائع کیا ہے جس کا نام Man does not stand alone ہے۔ یہ کتاب قبولیت عامہ کا شرف حاصل کر رہی ہے، اور اب تک اس کے ایک لاکھ بیس ہزار نسخے شائع ہو چکے ہیں اور دنیا کی کئی ایک زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے، کتاب کا نام ہی ظاہر کر رہا ہے کہ مصنف کو انسان سے بالاتر ایک ہستی مسلم ہے۔ اندرون کتاب میں اسی بات پر زور دیا گیا ہے اور اسی بالاتر ہستی کو عقلی دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم میں آفاق اور انفس میں اپنی آیات کا ذکر فرمایا ہے مسٹر موریسن نے بھی انہی دونوں یعنے

(۱) انفس اور

(۲) آفاق

کو اپنے استدلال کی بنیاد قرار دیا ہے اور ہستی باری تعالےٰ کے ثبوت میں انہی کو پیش کیا۔

ایک قادر مطلق ہستی کا نقش فطرت انسانی میں

عمر بھر کے غور و خوض کے بعد مسٹر موصوف اس اہم نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تاریخ اس حقیقت کا ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچاتی ہے کہ انسان دائماً اور مستقلاً اپنے سے اعلےٰ اور اقویٰ ہستی کی تلاش میں سرگرداں رہا ہے۔ یہ تلاش کسی خاص زمانہ یا کسی خاص حصۂ ارضی سے مخصوص نہیں رہی بلکہ ابتدا سے تا ایندم مشرق اور مغرب سب جگہ اور بلا انقطاع جاری و ساری رہی ہے۔ جو لازماً اس حقیقت کی عکاسی کرتی ہے کہ اعلیٰ و اقویٰ ہستی کی تلاش کی تڑپ ایک فطری امر ہے۔ اور اس کا ایک گہرا اور انمٹ نقش فطرت انسانی میں مرکوز اور مرتسم ہے۔ مسٹر موصوف کہتے ہیں کہ سائنس اس نقش فطرت کو نظر انداز نہیں کر سکتی اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرنے پر مجبور رہی ہے اور اسکو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ مختلف مواقع پر انسان بے اختیار پکار اٹھا:-

"اے خدا میری مدد کر"

یعنی فطرت کی آواز ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے واذا مسّ الضرّ دعوا ربھم منیبین الیہ

غرض ایک قادر مطلق ہستی کا نقش انسان کی جبلت اور فطرت میں ہے جس سے نہ سائنس آنکھیں بند کر سکتی ہے نہ کوئی زیرک انسان اسکو مٹا سکتا ہے۔

قرآن مجید کا انکشاف

ہم اس امر کے اظہار میں خوشی محسوس کرتے ہیں کہ مسٹر موریسن نے جس حقیقت کا انکشاف کیا ہے یہ وہی ہے جو قرآن مجید آج سے تیرہ چودہ سو برس پہلے کر چکا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا (سورہ روم ۳۰) یعنے فطرت اللہ وہ ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔

اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنے اپنے خالق کی معرفت اور پہچان اس کی سرشت میں مرکوز ہے اور بخاری میں ہے الفطرۃ الاسلام یعنے فطرت اسلام ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن مجید نے دوسری آیت الست بربکم قالوا بلیٰ میں بیان فرمایا ہے یعنے خدا کی تلاش اس کی پہچان اور اس کی عبادت کی تڑپ روح انسانی میں موجود ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ خدا پر ایمان لانا اور اس کے آگے جھکنا ازل سے ہی خلاق عالم نے فطرت انسانی میں ودیعت فرمایا ہے اور اسلام اسی فطری جذبہ کی آبیاری کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام دین فطرت کہلاتا ہے۔ قل ھو اللہ احد میں جو ھو کی ضمیر ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ وہ اللہ جو فطرت انسانی میں مرکوز ہے وہ ایک ہی ہے۔ واللہ اعلم۔ غرضکہ اسلام کی رُو سے فطرت اپنے اصل اور صحیح رنگ میں ایک خدا کی ہستی اور اس کی معرفت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

وحشی انسانوں کی فطری شہادت

اس موقعہ پر ایک واقعہ یاد آیا۔ مولانا محمد جعفر صاحب تھانیسری جو حضرت سید احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے۔ جب وہابی تحریک کے ماتحت قید فرنگ کے اسیر ہو کر کالے پانی بھیجے گئے تو وہاں انہیں وحشی لوگوں کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا جو شروع سے جنگلوں میں بستے تھے اور ابھی مہذب آبادی سے ملنے جلنے کا انہیں اتفاق نہ ہوا تھا۔ ان کی وہی حالت تھی جو جہالت ابتدائی زمانہ میں انسان کی بتائی جاتی ہے۔ یعنی ان کو اپنا ستر ڈھانکنے کا بھی شعور نہ تھا۔ وہ کوئی زبان نہ سمجھتے تھے۔ مولانا موصوف نے ان سے بڑی مشکل سے اشاروں سے پوچھا کہ جانتے ہو کہ تم کو کس نے بنایا ہے۔ وہ آسمان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ یہ ان کی فطرت کی آواز تھی ورنہ ان کو کسی نے ایسی تعلیم نہ دی تھی فی الجملہ یہ نقش فطرت ہستی باری تعالیٰ پر ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ جس کی طرف خود قرآن مجید نے توجہ دلائی ہے اور اسکو بطور ایک نشان کے قرار دیا ہے وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم۔ افلا تبصرون۔

(الذاریات ۲۱)

یعنے یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں اور خود ان کے نفسوں میں نشانیاں ہیں۔

قرآنی علوم کے سامنے سائنس کی سپر اندازی

غرض کہ جس حقیقت کو سائنس آج بڑے فخر سے بیان کر رہی ہے اسکو قرآن مجید سینکڑوں سال پہلے بیان کر چکا ہے اور زمانہ حال کا اسلامی مبصر جو خدا سے علم پا کر کھڑا ہوا خوب سمجھتا تھا کہ جب قرآنی علوم دنیا میں پھیلیں گے تو یہ حقیقت دنیا پر منکشف ہو جائے گی اور سائنس (لو القی معاذیرہٗ) لاکھ ہیر پھیر کر کے ہستی باری تعالےٰ سے انکار کرے آخر اسے قرآن مجید کی صداقت کے سامنے سپر انداز ہونا پڑے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔

کائنات کا محکم و ابلغ نظام

اس کے بعد مسٹر موریسن نے آفاق کی شہادت کا ذکر کیا ہے یہ بحث سرتاسر سائنٹیفک اصول پر مبنی ہے اور طویل ہے۔ مختصراً یہ کہ مسٹر موصوف کے نزدیک اس کائنات کا محکم اور اعلیٰ اور ابلغ نظام ایسی حکمت کاملہ بالغہ پر قائم ہے کہ اس کی ہر چیز میں ایک نہایت معقول توازن اور تناسب پایا جاتا ہے۔ ایک نہایت بے ترتیب پریشان اور پراگندہ حالت میں سے نکل کر کائنات کا ایک نہایت منظم اور محکم صورت میں متوازن اور متناسب ترتیب میں ظہور پذیر ہونا۔ پھر اس میں انسان کی تخلیق اور اس کی تمام ضروریات کے ساز و سامان کا موجود ہونا ایسے امور ہیں جنہیں اتفاقیہ نہیں کہا جا سکتا۔

ہر چیز میں مقصد اور ارادہ

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کی ہر چیز کے اندر ایک خاص مقصد اور ارادہ پایا جاتا ہے۔ اس اعلیٰ اور ابلغ نظام کا ذرہ ذرہ ایک مقررہ اور معین لائحہ عمل کا مظہر ہے اور وہ ایک مستقل قانون میں مربوط و منضبط ہے۔ جس سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اس حیرت انگیز نظام کے پیچھے ایک نہایت مقتدر باشعور ہستی کا ہاتھ ہے اور اسی کا نام خدا ہے۔

قرآن مجید میں کائنات پر غور کرنے کی ہدایت

یہ وہی حقیقت ہے جو قرآن مجید نے واضح الفاظ میں بیان کی ہے۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں کہ اس نے باری تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت میں کائنات کو بار بار پیش کیا ہے۔ اور بار بار اس کائنات پر غور و فکر کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور بار بار فرمایا ہے کہ اس کے اندر صاحبان عقل کے لئے نشانیاں ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیات لقوم یعقلون ۝

(البقرہ ۱۶۴)

"آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں رات اور دن کے ردو بدل میں اور کشتیوں میں جو سمندر میں چلتی ہیں کہ اس کے ساتھ لوگوں کو نفع دیں اور پانی میں جو اللہ بادل سے اتارتا ہے، پھر اس کے ساتھ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اس کے اندر ہر قسم کے جانور پھیلاتا ہے اور ہواؤں کے ہیر پھیر میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان کام میں لگا دیا گیا ہے اُن لوگوں کے لئے یقینی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

قرآن کی شہادت کہ کائنات مقصد رکھتی ہے بیکار نہیں

پھر اس حقیقت کے متعلق کہ کائنات کی ہر چیز ایک خاص مقصد کے ماتحت خلق کی گئی ہے اور وہ بیکار نہیں قرآن مجید فرماتا ہے:-

ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً۔

(آل عمران ۱۸۹ - ۱۹۰)

"یقیناً آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لئے نشانات ہیں۔ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے رہتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے رہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے اسے بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔"

قرآن میں کائنات کے محکم اور اعلےٰ نظام کا ذکر

پھر ایک دوسری جگہ کائنات کے محکم اور اعلےٰ نظام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے:

افلم ینظروا الی السماء فوقھم کیف بنینٰھا وزیّنّٰھا وما لھا من فروج - والارض مددنٰھا والقینا فیھا رواسی وانبتنا فیھا من کل زوج بھیج تبصرۃً وذکریٰ لکل عبد منیب ۝ (ق ۶-۱۱)

کیا وہ اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے ہم نے اسے کس طرح بنایا اور اسے زینت دی اور ان میں کوئی خلل نہیں اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ ڈالے اور اس میں سب قسم کی خوشنما چیزیں اُگائیں، ہر ایک رجوع کرنے والے بندے کو سوجھانے اور یاد دلانے کے لئے۔

قرآن کا بیان کہ کائنات میں ایک ہی قانون کام کرتا ہے

پھر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ کائنات میں ایک ہی قانون کام کر رہا ہے قرآن مجید فرماتا ہے:-

ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفاوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور ۝ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئاً وھو حسیر (الملک ۴)

تو رحمٰن کی پیدائش میں کوئی اختلاف نہ دیکھے گا۔ پھر نظر کو لوٹا کیا تو کوئی بگاڑ دیکھتا ہے۔ پھر نظر کو بار بار لوٹا نظر تیری طرف بہت سے تھک کر واپس آجائے گی۔ پھر ایک دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

والشمس تجری لمستقر لها ذالك تقدیر العزیز العلیم۔ والقمر قدرناہ منازل حتیٰ عاد كالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لها ان تدرك القمر ولا اللیل سابق النهار وكلٌ ...... فی فلك یسبحون ٥

(سورۃ یٰسین آیت ۳۸)

"اور سورج اپنے مقررہ راستہ پر چلتا رہتا ہے۔ یہ غالب علم والے کا اندازہ ہے اور چاند کے لئے ہم نے کئی منزلیں مقرر کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ پھر کھجور کی پرانی سوکھی ہوئی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کو حاصل ہے کہ وہ چاند کی غایت کو پہنچے اور نہ رات دن سے آگے نکلنے والی ہے۔ سب اپنے اپنے دائرے میں چل رہے ہیں"

ونعم ما قیل ؎

ماہ را نیست طاقت ایں کار
کہ بتابد بروز چوں احرار
نیز خورشید را نہ یارا ئے
کہ نہد بر سریر شب پائے

فی الجملہ اس قسم کی بہت سی آیات آپ کو ملیں گی جن میں اللہ تعالےٰ نے اس صحیفہ قدرت کی طرف انسان کی توجہ منعطف کرائی ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ انسان اس پر غور کر کے معلوم کرلے گا کہ اس کائنات کا کوئی خالق ہے جس کے آگے اس کو جھکنا چاہیئے۔ اس طرح سے یہ کائنات خدا کی معرفت میں اس کی رہنمائی کرے گی۔ وغیرہ

تہذیب و تمدن کی بنیاد

دنیا کی تہذیب و تمدن کا قصر کن بنیادوں پر تعمیر کیا جائے اس اہم مسئلہ پر بھی مسٹر موریسن نے روشنی ڈالی ہے۔ اور یہ مقام مسرت ہے کہ دنیا کا سائنسدان اسی نتیجہ پر پہنچا ہے جو ہم بار بار یورپ کے سامنے پیش کر چکے ہیں، یعنی تہذیب و تمدن کی بنیاد بجائے مادیت کے رُوحانیت پر ہونی چاہیئے، اور اس کے دو ستون ہیں:۔

(۱) خدا پر ایمان، اور
(۲) وحدت نسل انسانی

مسٹر موریسن نے واشگاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ خدا اور وحدت نسل انسانی کے بغیر کوئی تہذیب پروان نہیں

ما قال المسیح الموعود۔

این جہاں آئینہ دار روئے او
ذرہ ذرہ رہ نماید سُوئے او
کرد دو آئینہ ارض و سما
آں رُخ بے مثلِ خود جلوہ نما
ہر گیاہے عارفِ بنگاہِ او
دست ہر شاخے نماید راہِ او

پڑھ سکتی۔

مجددِ وقت کی پیشگوئی پوری ہو گئی

اور دنیا سے اس وقت تک بدی کی بیخکنی نہیں ہو سکتی جب تک خدا پر ایمان نہ لایا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سائنسدان کوئی اسلامی مبلغ ہے جو کسی اسلامی درسگاہ سے علم حاصل کر کے دنیا کو اسلامی اقدار کی تعلیم دے رہا ہے، یہ درحقیقت اسلام کی فتح کا اعتراف ہے جو اس مرد خدا کی پھیلائی ہوئی روشنی کا نتیجہ ہے جس نے اپنے علم کلام سے دنیا کو متاثر کر دیا، اور جو آج سے ساٹھ سال قبل بڑے زور دار لفظوں میں کہہ گیا تھا کہ:۔

"یہ پیشگوئی یاد رکھو۔ کہ عنقریب اس لڑائی میں (یعنے مذہب اسلام اور سائنس کی لڑائی میں) دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا"

آج ہم اپنی آنکھوں سے اس پیشگوئی کی صداقت دیکھ رہے ہیں۔ فالحمد للہ علےٰ ذالك ✤

(بقیہ کالم ۳)

المدرہ کر لڑنے کی تھی، لیکن آپ نے کثرت رائے کو قبول کیا، قانون بنا کر اگر اس پر کسی نے عمل کیا ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کثرت رائے کا اصول ہے کہ اس کے آگے سر جھکا دیا جائے۔ اس کے بغیر کوئی جمہوریت قائم نہیں رہتی، برطانیہ میں اگر چرچل بر سر اقتدار آجائے تو کیا ایٹلی اپنی الگ مملکت بنا لے اور برطانیہ کے حصے بخرے کر دیئے جائیں؟ نہیں ایٹلی ہو یا چرچل کثرت رائے کے آگے انہیں جھکنا پڑے گا، یہی بات حضرت نے کی کثرت رائے کو فیصلوں کا معیار قرار دیا، اختلاف رحمت ہے، لیکن جب ایک فیصلہ کثرت رائے سے ہو جائے تو پھر اس کے آگے سر جھکا دو کہ اسی میں قوم کی بہتری ہے تعلیمات اسلام برحق ہیں۔ یہی قائم و دائم رہیں گی ✤

بقیہ اخبار احمدیہ

گوجرانوالہ سے ڈاکٹر حسن علی صاحب اطلاع دیتے ہیں، کہ مرحوم دوست میاں سراج الدین کے صاحبزادہ اور میاں چراغ دین صاحب کے بھتیجے میاں محمد یوسف نے رسول کالج سے ڈرافٹسمین کا آخری امتحان پاس کر لیا ہے (مبارک)

گذشتہ ہفتہ مورخہ ۱۱ ستمبر کو قائداعظم کے یوم وفات کی وجہ سے مطبع بند تھا اس لئے اس تاریخ کا پرچہ شائع نہ ہو سکا اس کے بجائے آج کا پرچہ ۱۲ صفحات پر شائع کیا جا رہا ہے ✤

خطبہ جمعہ (بقیہ ص)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد پورا کرو

آپ نے بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر رکھا ہے آپ "آخرین منھم" میں سے ہیں، اس غیرت کو سامنے رکھو، اپنے عہد کو سامنے رکھو، اس طعن اور مخالفت کو سامنے رکھو جو اس جماعت پر کیا جاتا ہے، استغفار پڑھو خدا کے حضور میں جھک جاؤ اور اپنی تقصیر معاف کراؤ۔ اور عہد کرو کہ ہم قوم کو زندہ رکھیں گے، املاک بک جائیں، لیکن دین کو روشن کریں گے، میں پوچھتا ہوں کس قدر لوگوں نے اپنے بیٹے خدمت دین کے لئے وقف کئے، محمد رسول اللہ صلعم نے اپنے بھتیجے اپنے چچا اپنے نواسے حسن اور حسین خدا کی راہ میں دیئے، آپ کی مثال اس چوہدری کی طرح ہے، جس سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے بیٹے کیا کرتے ہیں تو اس نے کہا ایک تو ماشاء اللہ بی اے پاس کر چکا ہے اور کسی اچھی جگہ پر لگ جائے گا اور دوسرا ذرہ کند ذہن ہے اس کو میں نے دینی مدرسہ میں داخل کر دیا ہے، گویا دین کند ذہنوں کے لئے ہے، اچھا کبھی جو یتیم اور غریب مل گیا اس کو وظیفہ دے کر دین کے کام پر لگا دیا، تمہارے بیٹے بیرسٹر بن جائیں انجنیئر بن جائیں ڈپٹی کمشنر بن جائیں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جائیں لیکن دین کے کام کو بتاؤ کس کے سپرد کر دیا جائے تم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا تھا، غور کرو کس کے ہاتھ پر کیا تھا، وہ جس کے لئے تیرہ سو سال لوگوں کو ترستے ہوئے گذر گئے وہ اتنا عظیم الشان امام تمہیں ملا، تمہیں اس کی بیعت کا شرف حاصل ہوا، آہ تم نے بیعت کی مٹی پلید کی، اب بھی اس کو سمجھو اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرو، قربانی کے بغیر قوم نہیں بنتی۔

جماعت کی برکات

میں پھر کہتا ہوں حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی بہت بڑی خدمات ہیں اور وہ قابل احترام ہیں، ان کا نام لے کر توجہ گری نہ کرو، تم میں سے کوئی بہتان و افترا پردازی کا مرتکب ہوا اور کسی نے برنہ گالیاں دیں اور بعض نے تلمیحات سے دلآزاری کی، ارا کین کو مطعون کیا، بہت برا کیا، یہ عادت قبیح ہے اس کو ترک کرو، دین کے لئے مال خرچ کرو، دیکھو اگر محمد رسول اللہ اپنے اقربا کو سامنے رکھتے تو کبھی جماعت نہ بنا سکتے، وہ تو جماعت جماعت جماعت پکارتے ہیں، ید اللہ علے الجماعت جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جماعت کے اندر برکت ہے۔ بدی کو مٹانے کے لئے جماعت ہی کام کر سکتی ہے۔

نظام جماعت کیلئے انجمن اور فیصلہ کا معیار کثرت رائے

حضرت امام نے بھی اسی سنت کو زندہ کیا ہے اور جماعت بنا کر اس کا نظام ایک انجمن کے ہاتھ میں دے دیا ہے، آپ نے قوم کی کثرت رائے کو ہی فیصلہ کا معیار قرار دیا، جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے احد کی جنگ کے موقعہ پر صحابہ سے مشورہ لیا کہ ہمیں باہر نکل کر لڑنا چاہیئے یا اندر رہ کر تو کثیر صحابہ کی یہ رائے تھی کہ باہر نکلنا چاہیئے ورنہ اندر بیٹھ رہنے سے دشمن ہمیں کمزور سمجھے گا۔ آپ کی اپنی رائے ایک کشف کی بنا پر

(باقی کالم ۲ کے وسط میں)

ایک دردمندانہ اپیل

بنام

قائدین جماعت اسلامی و جماعت قادیان

حکیم حافظ محمد حسین صاحب گجراتی

محترمی مولانا نعیم صدیقی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں جماعت اسلامی کی تحریک کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں اور مدت سے اس جماعت کے قائدین کے لٹریچر کا مطالعہ کر رہا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ جن بلند بانگ دعاوی کو وہ لیکر اٹھی تھی اب بدقسمتی سے وہ ھباءً منثورا ہو چکے ہیں اور جس طرح قیادت کی نااہلیت نے ایک خاص وقت پر پہنچکر خاکسار تحریک کو ختم کر دیا تھا اسی طرح مجھے اس تحریک کا بھی حشر نظر آرہا ہے۔

اس وقت میرے سامنے آپ کا رسالہ چراغ راہ "قادیانی اقلیت نمبر" پڑا ہوا ہے اور الحاج حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات کا پمفلٹ "اسلامی جماعت اور یہ نظریئے" جو انہوں نے آپ کے رسالہ کے جواب میں حال ہی میں لکھا ہے وہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ ان دونوں رسالوں کو پڑھ کر مجھے سخت مایوسی ہوئی۔ کہ دونوں مذہبی جماعتیں جو تمام دنیائے انسانیت میں قرآن کریم کا تسلط اور اسلام کا غلبہ دیکھنا چاہتی ہیں نہایت افسوسناک طریق پر آپس کی آویزش میں محو ہو گئی ہیں۔

جماعت اسلامی نومبر ۱۹۴۹ء تک خود علمائے پاکستان اور ہندوستان کے زیر عتاب تھی اور اس کے قائدین کو مجبوراً کے طور پر اپنی صفائی میں بے شمار صفحات سیاہ کرنے پڑتے تھے چنانچہ ترجمان القرآن نومبر ۱۹۵۱ء میں مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کو زیر عنوان "نئی فرد قرارداد جرم" ۳۴ صفحات کا ایک مضمون "جماعت اسلامی اور اس کے خلاف فتوے" کے جواب میں جو مولانا منظور الحق نعمانی نے رسالہ الفرقان لکھنؤ بابت ماہ ذیقعد سنہ ۱۳۷۰ھ میں تحریر فرمایا تھا لکھنا پڑا۔ اس میں مولانا اصلاحی صاحب نے بریلوی حضرات کو ان الفاظ میں مخاطب کیا ہے:۔

"میرے پاس اس دعوے کا نہایت ناقابل تردید ثبوت موجود ہے۔ کہ جن حضرات نے مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کی تکفیر کے فتوے دیئے ہیں ان کے ناموں کی طول طویل فہرست پر نگاہ ڈالئے۔ آپ کو نظر آئے گا کہ ان میں ایک شخص بھی غالباً ایسا نہیں جس نے خانقاہی طریق پر تربیت نہ پائی ہو"

ان صفحات میں مولانا اصلاحی صاحب نے بڑی کوشش سے جماعت اسلامی کا مسلمان ہونا ثابت کیا ہے اب حالت یہ ہے کہ جونہی جماعت اسلامی جماعت احمدیہ کی تکفیر کرنے لگی ہے وہ تمام مکفر علماء کی محبوب بن گئی ہے اور بالکل وہی حربے جماعت احمدیہ کے خلاف استعمال کر رہی ہے جو دیگر علماء نے خود جماعت اسلامی کے خلاف استعمال کئے تھے۔ جو شکایات سنہ ۱۹۵۱ء میں امین احسن صاحب کو تھیں۔ وہی شکایات اس وقت جماعت احمدیہ کو اسلامی جماعت کے اکابر کے خلاف پیدا ہو گئی ہیں۔

اپنے اس مضمون۔ یعنی:۔

"نئی فرد قرار داد جرم" میں کس درد ناک لہجہ میں احسن صاحب فریادی ہیں کہ:۔

"ان حضرات نے ایک خادم دین مسلمان کو کافر بنانے اور ایک خادم دین جماعت کو ضال و مضل ٹھہرانے کے لئے جس بیدردی کیساتھ اس کے کلام کو توڑا مروڑا ہے۔ اور جس بد دیانتی کے ساتھ اس کی عبارتوں کی تحریف کی ہے۔ اور جس نفرت انگیزی کے ساتھ اس کے ایمان پرور کلام میں کفر کے معنی پیدا کئے ہیں۔ اور جس کھینچا تانی کے ساتھ اس کی طرف وہ باتیں منسوب کی ہیں۔ جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اور پھر جس شریفانہ زبان میں فتوے مرتب فرمائے ہیں۔ اس سے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ یہ خانقاہی طریق تربیت آدمی کو بنانے کی بجائے اور زیادہ بگاڑ دیتا ہے اس کے برعکس ان لوگوں کو دیکھئے جن پر خانقاہی تربیت کا پرچھاؤں بھی نہیں پڑا ہے۔ (یہاں احسن صاحب اصلاحی کا اشارہ مولانا ابو اللیث اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی طرف ہے) ان حضرات نے جس تحمل اور وقار کے ساتھ اس ہنگامۂ تکفیر و تفسیق کا سامنا کیا ہے اور انتہائی رنجیدہ اور اشتعال انگیز رویہ کے مقابلہ میں جس صبر، جس رزانت جس شرافت لہجہ اور کظم غیظ اور عفو عن الناس کا مظاہرہ کیا ہے کیا کوئی شخص انکار کر سکتا ہے"

امین احسن صاحب اصلاحی اب غور فرمائیں۔ کہ گذشتہ ۱۹۵۳ء کے ہنگاموں میں کفر سازان ملت اور تفرقہ پردازان امت نے اس اسلامی جماعت اور دیگر علماء کی قیادت میں جو جو اشتعال انگیزیاں اور فتنہ پروریاں کی ہیں اور جس مظلومیت اور صبر و ضبط کا ثبوت افراد جماعت احمدیہ نے اس طوفان کی لپیٹوں کو برداشت کرنے میں پیش کیا ہے کیا۔۔۔۔۔ کوئی صاحب فراست شخص اس سے انکار کر سکتا ہے۔ جماعت اسلامی کو دعوے ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ وہ اس بناء پر کر رہی کہ جمہور مسلمانان اس کے حق میں ہیں اور جمہور مسلمانان سے ان کی مراد عوام مسلمان ہیں۔ حالانکہ مودودی صاحب کو یہ اعتراف ہے کہ اہل دماغ طبقہ کو وہ ابھی تک قائل نہیں کر سکے۔ جیسا کہ وہ اپنے بیان مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۵۳ء میں فرماتے ہیں:۔

"پنجاب اور بہاولپور کی حد تک تو ثابت ہو چکا تھا۔ کہ وہ ان مطالبات کے بالاتفاق حامی ہیں مگر نہ تو سندھ، سرحد بلوچستان اور بنگال کی تائید پوری طرح حاصل کی جا سکتی تھی۔ اور نہ خود پنجاب اور بہاولپور کے تعلیمیافتہ طبقہ کو اچھی طرح مؤید بنایا جا سکتا تھا" پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"اس وقت صرف پنجاب اور کسی حد تک بہاولپور کے عوام کو جذباتی تقریریں پلا پلا کر ان مطالبات کے حق میں جدوجہد کرنے کے لئے آمادہ کر لیا گیا تھا۔ مگر ملک کے دوسرے صوبے اچھی طرح یہ بھی نہ جانتے تھے کہ یہ معاملہ فی الواقعہ ہے کیا۔ اور خود پنجاب اور بہاولپور میں بھی اہل دماغ طبقہ اس مسئلہ کو نہ پوری طرح سمجھا تھا اور نہ ہی مطالبات کی صحت پر مطمئن تھا۔" ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ علماء نے اپنی ساحرانہ تقریروں سے صرف دو صوبوں کے عوام کو اپنے ساتھ لگا لیا اور اب ان کے مطالبہ کو تمام ملت کا مطالبہ کہا جا رہا ہے انہی عوام کے متعلق جماعت اسلامی کی ۱۹۵۱ء میں یہ رائے تھی جو امین احسن اصلاحی صاحب نے اپنے مذکورہ بالا مضمون نئی فرد قرار داد جرم" میں ظاہر کی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"دوسرا سوال یہ ہے کہ جمہور مسلمانوں سے مولانا (محمد منظور نعمانی) کی مراد کیا ہے۔ اگر اس سے مراد عوام ہیں تو میں عرض کروں گا۔ کہ آج مسلم عوام کی بہت بڑی اکثریت ان عقاید اور اعمال میں مبتلا ہے جن کو خود مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مشرکانہ عقاید اور مبتدعانہ اعمال کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں"

یہ ہے ساری پونجی اس ایجی ٹیشن کی جو سنہ ۱۹۵۲-۵۳ء میں کی گئی۔ علماء کے بھڑکائے ہوئے عوام کو خوغا آرائی پر لگا دیا گیا اور اس خوغا آرائی کو ہماری اسلامی جماعت بطور دلیل پیش کر رہی ہے کہ ان کا مطالبہ تو تمام عوام کا مطالبہ ہے حالانکہ خود مودودی صاحب نے نومبر ۱۹۵۱ء میں پینتیس ہزار کے مجمع میں کھڑے ہو کر قوم کے اندر بے شمار خرابیوں پر جو بحث کی تھی اور ان کے اسباب بتلائے تھے۔ اس موقعہ پر ملک کے عوام کے متعلق ابو الاعلیٰ مودودی نے حسب ذیل خیال کا اظہار کیا تھا۔

"دوسرا سبب عوام کی جہالت ہے جس سے ہماری اپنی ہی قوم کے مخصوص طبقے طرح طرح کے ناجائز فائدے اٹھا رہے ہیں مذہبی فتنے اٹھتے ہیں تو اسی جہالت کی بدولت اور سیاسی غلط کاریاں پھلتی پھولتی ہیں تو اسی کے بل بوتہ پر۔ ایک جمہوری نظام جس میں اقتدار کا سرچشمہ عوام کی رائے ہو کبھی صحیح طور پر نہیں چل سکتا۔ جب تک کہ عوام کی اکثریت بھلے اور برے کی تمیز سے آشنا اور معاملات کو سمجھنے کے قابل نہ ہو۔ یہ حالت جب تک رہے گی ہر انتخاب کے موقعہ پر وہ تمام طبقے جن کا مفاد موجودہ بگاڑ سے وابستہ ہے مل جل کر عوام کی اکثریت کو فریب۔ خوف، لالچ سے متاثر کر لیں گے اور پھر اقتدار پر قابض ہو کر اصلاح کی ہر کوشش [illegible] کام اور بگاڑ کی ہر تدبیر کو کامیاب بناتے رہیں گے۔

ع: آج مولانا وہی کچھ کر رہے ہیں جس سے وہ دوسروں کو متہم کیا کرتے تھے۔

آج احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے علماء کی حمایت کو بھی بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔

صدیقی صاحب! ۔۔۔۔۔۔۔ مگر ۱۹۵۱ء میں حضرت مودودی صاحب کی اپنی رائے ان علماء کے متعلق حسب ذیل تھی

جو انہوں نے ابھی پینتیس ہزار کے مجمع میں اُسی تقریر میں جو انہوں نے جماعت اسلامی کے اجتماع کراچی کے موقعہ پر کی تھی۔ ظاہر کی فرماتے ہیں:۔

"یہ تھا سبب جو اپنی اہمیت میں دوسرے اسباب سے کچھ کم نہیں ہے۔ ہمارے علمائے دین کا بالعموم اپنے فرض سے غافل ہوتا بلکہ اپنے منصب کے خلاف کام کرنا ہے۔ ان میں سے بہت کم ہیں۔ جنہیں اس اُمّت کو لگی ہوئی اصل اور حقیقی بیماریوں کا کچھ احساس اور ان کے علاج کی کوئی فکر لاحق ہے۔ باقی سب یا تو کسی علامت مرض کی بیخ کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں یا اس مریض نیم جان کو کچھ مزید ہی عوارض لگانے میں مشغول ہیں۔ یا پھر وہ اپنا سارا زور بگاڑ کے علمبرداروں کو چھوڑ کر اصلاح کی کوشش کرنیوالوں کے خلاف صرف کر رہے ہیں۔ کیونکہ کسی نہ کسی وجہ سے ان کو پہلے گروہ کی بہ نسبت دوسرے گروہ کا وجود ناگوار ہے"

محترم نعیمی صاحب! یہ آواز تو ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا احمدیہ بلڈنگس لاہور میں احمدیہ سٹیج پر سے مولوی محمد علی ایم اے مرحوم صاحب یا ان کا کوئی جانشین علمائے جماعت اسلامی کی کفرسازیوں اور انتشار پسندیوں کے خلاف بلند کر رہا ہے۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ ۱۹۵۱ء کے اسی اجلاس میں مودودی صاحب نے دو زبردست تقریریں کیں۔ اور ان میں امت کے اندر جس قدر ممکن طور پر فتنوں کی دریافت ہو سکتی تھی اور جس قدر قوم میں فتنے پائے جاتے تھے ان سب کو ایک ایک کر کے جناب مودودی صاحب نے گنوا دیا ہے۔ نہیں بلکہ ان کی تمام ہسٹری بھی بیان کی ہے اور ان کے اسباب پر بالتفصیل بحث کی ہے اور ان کے ازالہ کی تدبیر بطور علاج شافی بتائی ہے۔ مگر ان دونوں طویل تقریروں میں مسئلہ قادیان کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بولا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نومبر ۱۹۵۱ء تک ملک و ملت کے لئے قادیانی مسئلہ کوئی ایسا اہم مسئلہ نہ تھا۔ جس کی طرف علماء بالخصوص ابو الاعلیٰ صاحب توجہ فرماتے۔ ہاں عوام کی جہالت ضرور ایک زندہ مسئلہ تھا اور علماء کی بدعنوانیاں ایک غور طلب پرابلم تھیں۔ اسی طرح بعض دیگر اہم مسائل تھے، جن کی طرف مولانا صاحب نے قوم کی توجہ مبذول کرائی تھی مگر اس وقت تک مولانا کے دماغ میں قادیانیوں نے کوئی بے چینی پیدا نہیں کی تھی اور ان کی طرف سے گویا وہ بالکل مطمئن تھے۔ مگر ۱۹۵۳ء کے آغاز ہی میں جاہل عوام معجزانہ طریق پر ایک فہمیدہ طبقہ بن گئے اور نااہل علماء صراط مستقیم پر چلتے نظر آنے لگے اور ملک کے سامنے اب صرف "قادیانی" ہی ایک توجہ طلب مسئلہ رہ گیا تھا جس کو بیخ و بُن سے اُکھاڑنے کے لئے عام ملک میں خطرناک خیالات کا بارود بچھایا جانے لگا اور جابجا آتش گیر مادہ کا چھڑکاؤ ہونے لگا تا آنکہ شرارت کی دیا سلائی کی ایک ہی رگڑ میں تمام ملک کو ایک آتشکدہ بنا دیا گیا اور جس نے تمام ملک میں تباہی و بربادی پھیلا دی۔ اسلامی خون جو اسلامی نظریہ کے مطابق جہاد فی سبیل اللہ میں صرف ہونے کے لئے مخصوص تھا۔ وہ چند علماء کی ذہنی عصبیت نے ضائع کر دیا اور اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی کے سامنے صرف جماعت احمدیہ کی بیخ کنی ہی ایک کام ہے اور اصلاح کے دیگر تمام کاموں سے وہ فارغ ہو چکی ہے۔

جماعت اسلامی کا موجودہ لٹریچر جو آجکل کثرت سے شائع ہو رہا ہے میری نظر سے باقاعدگی کے ساتھ گذر رہا ہے اور میری حیرانی اور سراسیمگی کو بڑھا رہا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ جماعت اسلامی کے انہدام کا سامان مبادا خود اکابر جماعت تو تیار نہیں کر رہے ہیں؟ اور آئندہ مؤرخ جب اس عظیم الشان جماعت کے زوال کے اسباب پر بحث کرے گا۔ تو اسے خود قائدین جماعت اپنے ہاتھوں سے اس رفیع المرتبت عمارت کو گراتے نظر نہیں آئیں گے۔ مولانا! میرا یہ بروقت انتباہ قائدین جماعت پر ضرور ناگوار خاطر ہوگا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ میرا یہ اخلاص سے پُر اور درد سے بھرا ہوا عریضہ آئندہ بننے والی تاریخ کے صفحات میں جگہ پائے گا۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ وہ اسلامی جماعت کے راہنماؤں کے دلوں میں اسی وقت جگہ پا لے۔ تا وہ اپنی عظمت گذشتہ کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور آبرو باختہ ہو کر نہ رہ جائیں۔ تاریخ کے کسی دور میں بھی کوئی اسلام کا ہمدرد مورخ اسلامی جماعت کی اس کفرساز مہم کو نظر استحسان سے نہیں دیکھے گا اب بھی وقت ہے کہ جماعت اسلامی کفرسازان ملت کے گروہ سے علیٰحدہ ہو جائے اور اسلام کو محدود کرنے کی بجائے وسیع تر کرنے میں لگ جائے۔

مولانا! قرآنی آیات اور ارشادات نبوی پر آپ کی نظر بہت وسیع ہے اس لئے ان کو عمداً نہیں لکھا گیا صرف سادہ الفاظ میں اپنے دل کی کیفیت اور درد کو آپ جیسے مزاج شناس حضرات کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے، تاکہ آپ کے توسط سے قوم کو کل مومنون اخوۃ کا سبق یاد دلایا جا سکے۔

اسی طرح جماعت احمدیہ قادیان کی خدمت میں بھی درد دل سے بالخصوص قائدین جماعت سے عرض کروں گا کہ وہ واقعات کی رو کو دیکھیں اور منشائے الٰہی کو صاف طور پر اور بین الفاظ میں فضا میں لکھا ہوا پڑھ لیں کہ ان کے وہ عقاید جن پر وہ آج تک بضد اڑے رہے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے ہاں مقبول نہیں۔ یعنی اجرائے نبوت اور تکفیر اہل اسلام، ان کو چاہیئے۔ کہ اب وہ مردانہ وار بغیر الفاظ کی ایچا پیچی اور ابہام اور انتہا کے عقلی منطقی گورکھ دھندوں سے علیٰحدہ ہو کر اعلان کر دیں کہ نبوت نبی کریم فداہ امی وابی پر ختم ہو چکی ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

> ہست او خیر الرسل خیر الانام
> ہر نبوت را بروشد اختتام

کا عقیدہ اُن کے دل کی گہرائیوں میں اتر جانا چاہیئے اور وہ اسے بطور ایک ثابت شدہ حقیقت کے تسلیم کر لیں، نیز کلمہ طیبہ کے قائلین کو کبھی دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی جسارت نہ کریں اور تکفیر کو ایک خطرناک اور ناقابل عفو گناہ سمجھیں۔ تاکہ امت مرحومہ انتشار کا شکار نہ ہو۔

> من آنکہ شرط بلاغ است با تو مے گویم
> تو خواہ از اں پند گیر خواہ ملال

حکیم حافظ محمد حسین
از گجرات

ایک غلط بیانی کی تردید

۵ ستمبر کے جنرل کونسل کے اجلاس میں شامل ہونے کے لئے میں لاہور گیا تھا۔ میں لائبریری میں بیٹھا تھا کہ عبدالغنی صاحب بٹ بھی وہاں آبیٹھے اور مجھ سے کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ شیخ میاں عطاء اللہ صاحب گرنتھی صاحب کو -/۱۵۰ روپے ماہوار وظیفہ دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کس بے ایمان نے آپ سے ایسا کہا ہے؟ بٹ صاحب نے کہا کہ خیر بات صاف ہو گئی مگر راوی کاذب کا نام نہ بتایا۔

میں جملہ احباب سلسلہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ محض غلط پراپیگنڈا ہے۔ شیخ میاں عطاء اللہ صاحب نے جب سے میں پاکستان میں آیا ہوں -/۱۵۰ روپے تو درکنار کبھی کوئی قلیل رقم بھی مجھے بطور امداد میری ذات کے لئے نہیں دی۔ میں جناب میاں محمد صاحب اور آپ کی پارٹی کے جملہ ممبران کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میری آپ لوگوں سے علیٰحدگی کسی وظیفہ کے باعث نہیں بلکہ محض اصول کے لئے ہے خدا کرے ہم سب پھر مل کر کام کریں۔ میرے متعلق جس نے یہ غلط بیانی کی ہے اس نے بہت گری ہوئی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔

خاکسار
محمد یوسف گرنتھی
۸-۹-۱۹۵۴

بقیہ صفحہ اوّل

حاضرین نے بہت پسند کیا اور صدر مجلس نے بھی اسکو بہت سراہا۔ آخر میں راقم نے اسلام اور مادیت کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا، جس میں عثمان کے ۶ ستمبر کے شمارہ میں ایک امریکن کے شائع شدہ مضمون کی، اس عبارت کو غلط ثابت کیا کہ "مادیت روحانیت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے"۔ بعد ازاں صدر مجلس نے ان دو مقالوں پر نہایت مؤثر طریق پر تبصرہ کیا اور دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔
۔ ناصر احمد سیکرٹری

عظیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جواہر ریزے

صدق و راستی

قرآن مجید سے:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ۝

(توبہ ع ۱۵ - پارہ ۱۱)

مسلمانو! خدا سے ڈرو - اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حدیث سے:

عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ وما یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقًا وایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وما یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابًا۔

(صحیحین)

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا لوگو! سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ سچ بولنا نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا رستہ دکھاتی ہے آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک خدا کے نزدیک صدیق (بڑا سچا) لکھا جاتا ہے، اور جھوٹ بولنے سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ بولنا فسق و فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اور فسق فجور دوزخ کیطرف، آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہانتک کہ خدا کے نزدیک کذاب (بہت جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ترک الکذب وھو باطل بنی لہ فی ربض الجنۃ ومن ترک المراء وھو محق بنی لہ فی وسط الجنۃ ومن حسن خلقہ بنی لہ فی اعلاھا۔

(ترمذی)

انس روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور واقع میں وہ بات جھوٹ ہو تو خدا اس کے لئے حوالی جنت میں جگہ بنائے گا اور جو شخص باوجود اس کے کہ حق بجانب اس کے ہے جھگڑے اور نزاع سے دست کشی کرے گا اس کے لئے جنت کے بیچوں بیچ گھر بنایا جائیگا اور جو اپنے اخلاق اچھے کرے گا اس کے لئے جو بہشت کی بلند اور اعلیٰ جگہ میں گھر بنایا جائے گا۔

دُعا تریاق ہے

اور بیعت ایک پیوند ہے جس سے فیوض اور انوار ملتے ہیں

حضرت امام الزمان علیہ السلام کے ارشادات

گناہ کرنے والا اپنے گناہ کی کثرت وغیرہ کا خیال کر کے دعا سے ہرگز باز نہ رہے دُعا تریاق ہے۔ آخر دعاؤں سے دیکھ لے گا کہ گناہ اسے کیسا برا لگنے لگا۔ جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات سے منکر ہو جاتے ہیں یہ توبہ کی حقیقت ہے اور یہ بیعت کی جزو کیوں ہے؟ بات یہ ہے کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ہے، جب وہ بیعت کرتا ہے اور ایسے کے ہاتھ پر جسے اللہ تعالےٰ نے وہ تبدیلی بخشی ہو، تو جیسے درخت میں پیوند لگانے سے خاصیت بدل جاتی ہے۔ اسی طرح سے اس پیوند سے بھی اس میں وہ فیوض اور انوار آنے لگتے ہیں۔ بشرطیکہ اس سے سچا تعلق ہو۔ خشک شاخ کی طرح نہ ہو، اس کی شاخ ہو کر پیوند ہو جاوے۔ جس قدر یہ نسبت ہوگی اسی قدر فائدہ ہوگا بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی۔ ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اسی وقت حصہ دار ہوگا جب اپنے وجود کو ترک کر کے بالکل محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جاوے۔ منافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے آخر بے ایمان رہے۔ ان کو سچی محبت اور اخلاص پیدا نہ ہوا اس لئے ظاہری لا الٰہ الا اللہ ان کے کام نہ آیا۔ تو ان تعلقات کو بڑھانا ضروری امر ہے اگر ان تعلقات کو وہ نہیں بڑھاتا۔ اور کوشش نہیں کرتا۔ تو اس کا شکوہ اور افسوس بے فائدہ ہے۔ محبت اور اخلاص کا تعلق بڑھانا چاہیئے۔ جہاں تک ممکن ہو اس انسان کے ہمرنگ ہو طریقوں میں اور اعتقاد میں نفس لمبی عمر کے وعدے دیتا ہے۔ یہ دھوکا ہے۔ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ جلدی راستبازی اور عبادت کی طرف جھکنا چاہیئے۔ اور صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہیئے۔

(البدر جلد ا ۶/۵)

اگر اشاعت اسلام مدِ نظر ہے تو مل کر کام میں لگ جاؤ

محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب

۴ جون کا لاہور سے نکلا ہوا ۱۰ ستمبر کو واپس آیا۔ خدا کا شکر کیا کہ مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنے اور اپنے بھائیوں کو ملنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اس کی کیفیت وہ شخص ہی محسوس کر سکتا ہے جو موت سے ہمکنار ہو چکا ہو اور جس کے سامنے اس دنیا کے انتقال کا منظر آ چکا ہو۔ اس بیماری دنیا کی بے ثباتی اور اعمال کی جزا سزا کے نقوش میری طبیعت پر اور بھی گہرے ہو گئے ہیں۔ کس قدر بے بسی کا عالم تھا خود ڈاکٹر مگر کچھ نہیں کر سکتا۔ عزیز و اقارب اردگرد بیٹھے ہیں مگر میری تکلیف کو بانٹ نہیں سکتے کوئی فدیہ دے کر اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی ہر ایک چیز بے حقیقت معلوم ہوتی ہے اور بالمقابل وظن انہ الفراق والتفت الساق بالساق - الیٰ ربک یومئذ المساق کا سین اور میں تھی کا ترف۔ واللہ اعلم کونسی چیز خدا کے رحم کو کھینچ لائی اور میں نے موت سے زندگی کی طرف پلٹا کھایا۔ اب چیزوں کو اور نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ بیماری کے ایام میں دنیا کے جھگڑوں بکھیڑوں اور اختلافات کی کوئی خبر نہ رہی اور تو اور نماز فوت ہو گئی، ہوش آنے پر لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا نے دل کو تسلی دی۔ لاہور پہنچ کر گویا پھر دنیا میں آیا ہوں۔ مورخہ ۱۴ ستمبر کو جب نماز مغرب کے لئے مسجد جا رہا تھا تو ایک صاحب نے دو پمفلٹ دیئے ایک خطبہ جمعہ تھا اور دوسرا کارکنوں کی گذارشات ایک برادران یوسف کا نقشہ تھا اور دوسرا ۵ ستمبر کی جنرل کونسل پر تبصرہ اور کارکنوں کی معصومیت اور ان پر مظالم کی داستان تھی۔ مجھے ان

(باقی صفحہ ۳ کالم ۲ پر)

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۵۴ء

ایک ہو کر کام کرو

"ہمارا کلمہ ایک۔ رسول ایک۔ قرآن ایک۔ خدا ایک۔ پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم ایک ہو کر اپنے ملک کے استحکام اور مذہب کی اشاعت اور ملت کی خوشحالی اور سربلندی کے لئے کام نہ کریں۔"

(اخبار زمیندار ۱۳ ستمبر ۱۹۵۴ء)

یہ قائد اعظم کے ارشادات عالیہ میں سے ایک ارشاد ہے جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ قائد اعظم کوئی مذہبی رہنما یا عالم دین نہ تھے لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور نا قابل انکار حقیقت کہ وہ اپنے پہلو میں ایک درد مند دل رکھتے تھے وہ ایک زیرک اور حقیقت شناس مسلمان تھے۔ اُن کے دل میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے حقیقی اور سچی ہمدردی کا ایک بحر بیکراں موجزن تھا۔ وہ قرآن و حدیث کے معارف نہ جانتے تھے وہ کتاب و سنت کے معلم و مفسر نہ تھے مگر وہ مغز اسلام کو خوب سمجھتے تھے۔ وہ روحانی انسان نہ تھے مگر وہ رُوح اسلام سے خوب شناسا تھے۔

مرحوم قائد اعظم ہماری دلی تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں۔ نہ صرف اس لئے کہ انہوں نے ہمیں قید غلامی سے چھڑایا اور وہ مملکت پاکستان کے بانی اور معمار تھے بلکہ اس لئے کہ وہ **مسلمان قوم کے اندر اتحاد و اتفاق کے بے نظیر مبلغ تھے**۔ اور جن اصولوں پر انہوں نے قوم میں اتحاد و اتفاق کی بنیاد رکھی وہ ایسے مضبوط اور مستحکم تھے کہ کسی کو ان سے انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی "ہمارا کلمہ ایک۔ ہمارا رسول ایک، ہمارا قرآن ایک اور ہمارا خدا ایک" جب اتنے وجوہ اتحاد و اتفاق کے موجود ہوں تو پھر ہمارے اندر کیوں افتراق و انشقاق ہو؟۔

قائد اعظم خوب جانتے تھے کہ مسلمانوں کے اندر مختلف فرقے بھی ہیں اور ان میں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ اختلافات فروع کا حکم رکھتے ہیں، اصول میں سب مسلمان یکساں ہیں اور ان اصول کی بنا پر ہی ان کو متحد ہو جانا چاہیئے اور یہ بالکل درست ہے کہ اصول کے مقابلہ میں فروع کو چنداں اہمیت حاصل نہیں، اتحاد کی خاطر فروع کو نظر انداز کر دینا چاہیئے اور اس طرح سے سب کو ایک ہو کر ملک و ملت کی خدمت بجا لانی چاہیئے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم قائد اعظم کی نصیحت بلکہ وصیت کو اپنی مشعل راہ بنائیں۔ ہمارے اندر لاکھ اختلاف ہوں مگر ہمارے اصول ایک ہی ہیں ہم اپنے اپنے فروعی اختلافات کو قائم رکھتے ہوئے ایک واحد قوم کے حکم میں ہیں ہم سب کو ایک ہو کر اپنے **ملک کے استحکام اپنے مذہب کی اشاعت اور اپنی ملت کی خوشحالی اور سربلندی کے لئے کام کرنا ہے**۔

وہ لوگ درحقیقت ملک اور قوم کے دشمن ہیں جو فروعی اختلافات کو سامنے رکھکر قوم میں افتراق و انشقاق کا بیج بوتے اور قومی وحدت کو پاش پاش کرتے ہیں۔ قومی وحدت خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیئے۔ اس نعمت کا استخفاف ایک بہت بڑی محرومی ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو احتراز کرنا چاہیئے۔ اسی ضمن میں ہم اپنے احباب کی خدمت میں بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا ہم پر یہ ایک بہت بڑا احسان ہے کہ حضور نے ہمیں سلک اخوت میں منسلک فرمایا اور اسی ... اتفاق و اتحاد کا نتیجہ تھا کہ جماعت نے دنیا کے اندر ایک عظیم انسان کام کر دکھایا۔ اتفاق و اتحاد کی برکات .... سے کون ناواقف ہے .... اندریں حالات معمولی باتوں پر جن سے عقاید کا بھی کوئی تعلق نہیں ہمارا ایک دوسرے سے الگ ہونا حتیٰ کہ ہم نمازیں بھی الگ الگ پڑھنے لگ جائیں کسی صورت میں مستحسن نہیں۔ اختلاف رائے کوئی بری چیز نہیں مگر اس اختلاف رائے کو افتراق و انشقاق کا ذریعہ بنانا کسی صورت میں جائز نہیں۔

اگر اخوت اسلام مد نظر ہی تو مل کر کام میں لگ جاؤ

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

پمفلٹوں کو پڑھکر خیال آیا کہ خدایا کیا یہی وہ قوم ہے جس کو اخوت کے سلسلہ میں منسلک کر کے ہدایت کی گئی تھی کہ سب مل کر خدا کے لئے کام کرو۔ آپس میں محبت و پیار بڑھاؤ۔ اگر کسی بھائی سے کمزوری بھی سرزد ہو جائے تو اس کے لئے دعا کرو اپنے اندر اعلےٰ اخلاق پیدا کرو اور بدظنی سوءظن بغض و عناد سے اجتناب کرو۔ اپنے دشمن کے لئے بھی دعا کرو کیونکہ قلب میں حقیقی وسعت اس کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔

آج ہم کن اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہم اپنے بھائیوں کو خشمگین نگاہ سے دیکھتے ہیں گفتگو کرتے وقت ہماری آواز بلند ہو جاتی ہے۔ آنکھوں سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔ بات بات میں بدظنی اور بے اعتمادی کا اظہار ہوتا ہے۔ تحریر و تقریر میں زہر آلود الفاظ اور طعن و تشنیع کے تیر استعمال کئے جاتے ہیں۔

بروز محمد صلعم نے "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا الخ.." کے ماتحت ہمیں قرآن کریم سے اعتصام کی ہدایت کی اور افتراق سے منع فرمایا اور مسلمانوں کے نام نہاد فرقوں کی خانہ جنگی، کفر بازی اختلاف، بغض و عداوت کی نار سے بچا کر ایک اخوت کا سلسلہ قائم کیا اور آگ کے گڑھے سے ہم کو بچا لیا اور دشمن سے بھائی بھائی بنا دیا کیا آج ہم اس اخوت کو تار تار کر کے اس حفرۃ من النار میں داخل نہیں ہو رہے اور وہ لعنت جس سے ہمیں نجات دلائی گئی تھی ہمارے گلے کا ہار نہیں ہو رہی۔ اب ہم میں اور دوسروں میں کیا مابہ الامتیاز باقی رہ گیا۔ دوسری انجمنوں میں آئے دن جھگڑے ہوتے تھے لیکن ہماری انجمن کی کانوں کان کسی نے آواز بھی نہ سُنی تھی، ہمیں کام سے کام تھا۔ آج آپ خود گلے میں ڈھول ڈال کر ٹریکٹوں اخباروں سے اپنے اختلاف کی منادی کر رہے ہیں، اور ہمارے بعض علمائے کرام اپنے گروہ کی متابعت میں سب سے پیش پیش ہیں۔ اور مابہ النزاع کیا ہے، اقتدار کی ہوس اور رہائیت کا وہم۔ جو ہر رفاہ عام ادارے کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی سم قاتل کا حکم رکھتے ہیں۔ زیر زمین تو یہ دو محرکات کارفرما ہیں لیکن سطح پر دور افتادہ اور نیک طبع لوگوں کے لئے جذباتی مسالہ پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

دنیا میں ہر سلسلہ اور کاروبار تقویٰ اور اعتماد پر چلتا ہے۔ جب یہ اُٹھ جاتے تو کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی اور تباہی یقینی ہوتی ہے۔ مجدد وقت علیہ الرحمۃ نے ہمیں ایک اصول بتایا تھا کہ سب مل کر خدا کے لئے کام کرو جو ہم نے فراموش کر دیا ہے۔ افسوس ہم میں للہیت نہ رہی جس کا ثبوت یہ جھگڑا ہے جس نے ہم کو مل کر کام کرنے سے روک دیا۔

ہم خدا کو کیا جواب دیں گے اور مسیح موعود کو کیا منہ دکھائیں گے۔ جب تک ہم میں للہیت رہی، ہماری تاریخ اس پر شاہد ہے کہ خدائی تائید اور نصرت ہمارے شامل حال رہی اور باوجود ناداری کے ہم نے دنیا میں وہ کام کیا جو ساری دنیا کے مسلمان اور سلطنتیں نہ کر سکیں اور آج باوجود لاکھوں کی جائداد کے ہم ایک تنکا نہ ہلا سکے۔ ہم نے عہد تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا کیا تھا، لیکن افسوس دنیا ہمارے دین پر غالب آ گئی۔ ہماری ساری طاقت تخریب پر صرف ہو رہی ہے، اس صورت میں کام کیسے ہو۔ خدارا قوم پر رحم کرو، اگر خدا کی رضا اور اشاعت اسلام مد نظر ہے تو مل کر کام میں لگ جاؤ۔ یہ جھگڑے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ تاریخ اسلام پر نظر ڈالو۔ جب مسلمانوں میں نفسانیت آئی اور انہوں نے دنیا کو دین پر مقدم کیا تو اشاعت اسلام ان سے چھوٹ گئی اور ان کا انحطاط شروع ہوا اور بالآخر آپس کی آویزش اور ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش نے ان کو ختم کر دیا اور ایک فاتح اور دنیا کی پیشرو قوم سے وہ ایک غلام اور پسماندہ قوم بن گئی ——— آج مذہبی دنیا میں ہماری حیثیت ایک فاتح کی ہے ایسا نہ ہو کہ ہم اس دوڑ میں پیچھے رہ جائیں اور اشاعت اسلام کی شاندار خدمات ہمارے ہاتھوں سے نکل کر دوسرے ہاتھوں میں چلی جائیں۔

بالآخر ہمیں خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اور یقیناً وہ امانت جو ہمارے سپرد کی گئی تھی اس کے متعلق ہم سے سوال ہوگا ؎

من از ہمہ روبیت گفتم تو خود ہم فکر کن یا لے ؛ خرد از بہر ایں روز است لے دانا و بشیار لے

ربنا لا تجعل الدنیا اکبر ھمنا۔ ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علینا من لا یرحمنا ؛

خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کے ساتھ ہو کر

خدمتِ دین میں لگ جاؤ اور پارٹی بازی کو چھوڑ دو

فخرالدین صاحب ایم اے راولپنڈی

یاایھا الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود۔

تجدید عہد

اوج کمال تک پہنچانے والی کتاب مبین میں "ایفائے عہد" کو بزبان رب العالمین ان لوگوں کی ایک صفت قرار دیا گیا ہے جو مدارج و منازلِ سلوک طے کرنے پر کمر ہمت باندھتے ہیں۔ "عہد" اگر بنی اسرائیل کو یاد دلایا گیا ہے تو حضرت نبی کریم صلعم کے متبعین پر بھی اس کی اہمیت جتلائی گئی ہے اور اس بارے میں انہیں تاکیدی حکم بھی دیا گیا ہے۔ خداوند کریم نے اگر عہد کو نبھانے والوں کو فلاح و نجات کی بشارت دی ہے تو نقض عہد کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں خسران و تباہی سے خبردار کیا ہے۔ تاریخ عالم بھی اس پر گواہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد جن لوگوں نے عہد عبودیت الٰہی کیا اور اسے نبھایا انہوں نے نہ صرف خداوند دو عالم کی رضا کا سرٹیفکیٹ پایا بلکہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں کشورکشائی اور جہانبانی کی مملکت میں غیر فانی نام اور مقام پیدا کیا۔ مگر عہد کو فراموش کرنے والے کثرت تعداد لشکروں اور بڑے بڑے سامانوں کے ہوتے ہوئے بھی حکومت اور اقبال سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

مامور ربانی کا اسلام کی حالت پر اضطراب

سنت اللہ کے مطابق اس صدی کے سر پر بھی ایک مامور ربانی آیا۔ اسلام کی حالت زار اور اہل اسلام کی زبوں حالی پر اس کا دل خون کے آنسو رویا۔ وہ اس نکبت و ادبار اور قوم کی بے حمیتی اور بے حسی پر مرثیہ خوانی کرتا رہا ہے۔ اس جری اللہ نے نبی معصوم صلعم کے لائے ہوئے دین کو زین العابدین کی طرح معاندین اسلام کی افواج یزید کے مقابلے میں بے کس پایا، اس دردناک نظارے نے اس مضطرب دل پر راتوں کی نیند اور دن کا آرام حرام کر دیا۔

نصرت اسلام کے لئے سرفروشوں کی ضرورت

بالآخر خدا سے نصرت اور تائید پا کر اس مرد مومن نے ہر حال میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے سرفروشوں کی ایک جماعت کو ترتیب دیا اس برگزیدہ جرنیل کے ان سپاہیوں نے مادیت اور دنیوی جاہ و جلال کے دریا سے ایک چلو بھر پانی پینا بھی قبول نہ کیا اور کفر و الحاد کی فوجوں پر پل پڑے۔ ان مجاہدوں کی یلغار سے دنیا نے ایک بار پھر جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ دیکھا۔ اس فتح عظیم کے بعد بھی یہ جرنیل چین سے نہ بیٹھا۔ اس کے لشکری نصرت اسلام اور فتح اسلام کے پھریرے لہراتے دور دراز ملکوں میں نکل گئے جہاں انہیں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اشاعت اسلام کی نسیم جانفزا کی نکہت سے یورپ اور بلاد غربیہ کے مایوس العلاج مریضوں کے بے رونق چہروں پر شگفتگی آگئی اور ان نیم مردہ انسانوں کی نبض رواں ہو گئی۔

اپنا کام پورا کر چکنے کے بعد اس نامور جرنیل نے اپنے بہادروں کو ضروری نصائح اور ہدایات پر مشتمل الوصیت دے کر رخت سفر باندھا اور اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملا۔

ہماری غفلت سے معاندین کی حوصلہ افزائی

خدا کے فضل سے اس کے لشکر کو ہمیشہ باہمت اور آزمودہ کار سرداران کی سرپرستی اور رہنمائی حاصل رہی قانون قدرت کے ماتحت ان سرداروں میں سے بھی بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں۔

کچھ تو ان سرداروں کی مفارقت سے کچھ اپنی کمزوری کے باعث یہ لشکر جو کشتی نوح میں سوار ہو کر اسلام کی حفاظت کر رہا تھا۔ مایوسی اور غفلت کا شکار ہو چلا ہے۔ معاندین اسلام کے اس ہزیمت خوردہ لشکر کے بچے کھچے لوگ "اذم" "ازم" کی جھنڈیاں لے کر پھر جمع ہو رہے ہیں تاکہ لشکر اسلام سے ایک بار پھر نبرد آزمائی کریں۔ مگر ہمارے جنگی جہاز میں سوار بہادر بے خبر سو رہے ہیں۔

پارٹی بازی کی لعنت

جس طرح بنی اسرائیل کے دلوں میں بت پرستوں کی طرح بچھڑے کی پرستش رچ گئی تھی۔ اسی طرح اس سپاہ میں بھی موجودہ سیاسی جنگ اقتدار سے متاثر ہو کر کچھ لوگ ہمیں بھی جتھے بندی۔ پارٹی بازی، قیادت و سیادت کے جھگڑوں میں الجھانے میں مصروف عمل ہیں۔ سامری المولد کا یہ برگ حشیش ہمیں نہ صرف اپنے اصل مقصد سے دور پھینک دے گا۔ بلکہ حضرت امام ہمام کے واضح ارشادات سے انحراف کرنے پر مجبور کر دے گا۔ جس حالت میں آپ کی عزت و قدر ہمارے دلوں میں کم ہوتی چلی جائے گی۔

انجمن سے تعلق مضبوط کرو

مقام افسوس ہے کہ آج ہم خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کو جو بادیانت اور اہل علم اصحاب کی ایک جماعت تھی ایک سیاسی اکھاڑہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس انجمن کے کثرت رائے سے طے کردہ معاملات، جو حضرت امام الزمان کے فرمان کے بموجب قطعی اور صحیح ہیں آج مشکوک اور غلط قرار دیئے جاتے ہیں۔ جب حضرت امام ہمام نے ترقی اسلام، اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور سلسلہ کے واعظوں کے انتظام و انصرام کے لئے اس انجمن کی بنیاد ڈالی تو آپ کو یہ غم ہرگز نہ تھا کہ اتنے عظیم الشان کام کو جاری رکھنے کے لئے اموال کیونکر جمع ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے گی بلکہ آپ کو یہ فکر دامنگیر تھی کہ آپ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جاویں وہ کثرت مال کو دیکھ کر کہیں ٹھوکر نہ کھا جائیں اور دنیا سے پیار نہ کریں "آپ کا مشن تو قائم رہے گا کیونکہ یہ خدا کے ہاتھ کا بویا ہوا بیج ہے جو بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی، اور یہ ایک بڑا شاداب درخت بن جائے گا۔ یہ اس خدائے برتر و توانا کا وعدہ ہے جو کبھی اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔ حضرت امام الزمان نے فرمایا ہے ؎

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

اس فتح نمایاں کے لئے اگر ہم تھوڑی بہت مالی۔ نفسانی اور جانی قربانی سے دریغ نہ کریں گے اور انجمن سے اپنا تعلق مضبوط کر کے خدمت دین میں اس کا ساتھ دیں گے تو اس نصرت کے اجر میں جنت کے حصہ دار ٹھہریں گے جو آسمان پر مقدر ہے مبارک ہے جو دنیا سے پیار کرنے کی بجائے تقوے کی باریک راہوں پر قدم مارنے کو آگے بڑھتا ہے۔ اپنے زندہ خدا پر زندہ ایمان کے اثر سے اور اسلامی اخلاق فاضلہ کی زرہ سے آراستہ ہو کر میدان میں نکلتا ہے اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کو پھر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد پر عمل پیرا ہونے کا یقین دلاتے ہوئے اس تنظیم میں اپنے آپ مضبوطی سے پیوست کر لیتا ہے۔ اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو پھر سے اپنی جان، اپنے مال، اپنی عزت اور اپنی اولاد بلکہ ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھنے کی شہادت پیش کرتا ہے اور اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ اس نے حضرت امام الزمان سے محض للہ باقرار طاعت در معروف جو "عقد اخوت" باندھا تھا اس عقد میں "وہ ایسا اعلیٰ درجہ کا ہے کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہیں پائی جاتی"۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم — ربنا ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ آمین۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے، ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ سابقہ بقایا ہے۔ اس بقایا کو شامل کرکے ان کے ذمہ زیادہ رقم دکھائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت تمام رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

بہر صورت تمام خریداران صاحبان ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا نمبر خریداری تو شامل نہیں، اگر ہے تو مہربانی فرماکر ۳۰ ستمبر ۱۹۵۴ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بطور قسط بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں، یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے، اگر ۳۰ ستمبر تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ رقم موصول ہوئی تو مجبوراً یکم اکتوبر کو ان کے نام پوری رقم کا وی پی روانہ کیا جائے گا۔ جس کو چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بھی بنا دیا گیا ہے۔

پورا چندہ دینے والے

نمبر خریداری	روپے
۲۸	۶
۳۵	۱۲
۳۶	۱۲
۳۸	۶
۴۸	۶
۵۱	۱۸
۵۶	۱۲
۶۲	۶
۶۵	۱۲
۷۰	۱۲
۷۱	۶
۸۰	۶
۸۲	۶
۸۷	۲۶
۹۳	۱۲
۹۴	۱۲
۹۵	۶
۹۶	۶
۱۰۱	۶
۱۰۶	۶
۱۱۷	۱۲
۱۲۳	۶
۱۲۸	۶
۱۴۱	۶
۱۵۳	۶
۱۵۴	۸
۱۶۹	۸
۱۷۱	۱۲ روپے
۱۷۲	۶
۱۷۳	۲۴
۱۷۶	۳۰
۱۷۷	۱۲
۱۷۸	۲۴
۱۸۰	۱۲
۱۸۴	۳۰
۱۸۵	۳۰
۱۹۹	۱۸
۲۰۰	۱۶
۲۰۹	۲۴
۲۱۶	۱۲
۲۲۳	۱۲
۲۲۸	۳۰
۲۳۴	۱۸
۲۴۲	۶
۲۵۲	۱۲
۲۵۴	۱۸
۲۵۸	۱۸
۲۶۰	۴۴
۲۶۱	۳۰
۲۷۱	۱۸
۲۷۲	۱۸
۲۷۳	۶
۲۷۵	۶
۲۷۶	۶
۲۷۷	۶
۲۸۳	۲۵ — ۸
۲۸۴	۹
۲۸۶	۲۴ روپے
۲۸۷	۱۸
۲۸۹	۱۸
۲۹۱	۶
۲۹۲	۱۸
۲۹۴	۱۸
۲۹۵	۱۲
۲۹۹	۶
۳۰۰	۲۴
۳۰۱	۲۴
۳۰۲	۱۸
۳۰۳	۲۴
۳۰۴	۱۸
۳۰۵	۱۲
۳۰۶	۳۰
۳۶۷	۲۴
۳۶۸	۳۰
۴۰۲	۲۰
۴۰۹	۱۲
۴۶۷	۱۶
۵۰۵	۶
۶۰۸	۶
۶۰۹	۶
۶۵۶	۶
۶۷۶	۶
۷۱۲	۶
۷۲۱	۶
۷۲۲	۶
۷۲۳	۶
۷۲۴	۶
۷۲۵	۶
۷۲۶	۶
۷۳۱	۶
۷۴۰	۶

رعایتی چندہ دینے والے

نمبر خریداری	روپے
۳	۶ روپے
۴	۴
۱۷	۶
۲۳	۴
۲۴	۱۲
۲۷	۱۲
۳۰	۵
۳۲	۱۲
۳۴	۴
۳۵	۸
۳۶	۴

نمبر خریداری	روپے
۴۵	۱۲۴ روپے
۴۷	۲۰
۴۸	۴
۴۹	۳
۵۲	۶
۵۵	۳۲
۵۶	۶
۵۸	۶
۶۱	۱۶
۷۲	۱۲
۷۳	۱۲
۷۵	۱۶
۹۴	۱۸
۱۰۵	۸

توحید کی امانت

وہ امانت تم کو جو سونپی امام ہر نے
یعنی وہ اسلام، وہ توحید وہ جان حسین
اس پہ چاروں طرف سے یورش الحاد ہے
اور فقط محو بکا ہیں حق شناسان حسین
مت استغفا حفظ ناموس محمد کے لئے
یہ ہی تقلید حسین اور نشان اخوان حسین

(از روزنامہ احسان)

خط وکتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
منیجر

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸   تار کا پتہ "تبلیغ" - لاہور   فون نمبر ۳۷۳

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ
اخبار
پیغامِ صلح
ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۳ محرم ۱۳۷۴ھ - ۲۲ ستمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۰

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

عقدِ نکاح:۔ ۱۹ ستمبر کو محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے صاحبزادہ شیخ نصیر احمد صاحب مصری کا عقد نکاح سمن آباد میں ڈاکٹر الٰہی قریشی صاحب کی صاحبزادی قمر آراء سے مولانا آفتاب الدین احمد صاحب نے پڑھایا اس تقریب میں جماعت کے بعض بزرگ اور بہت سے غیر از جماعت معززین موجود تھے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے، حق مہر پانچ ہزار روپے مقرر ہوا۔ اس تقریب پر

درخواست دعا۔ جھنگ سے محمد حسین صاحب کلرک ڈی سی آفس لکھتے ہیں:۔

"چند دن سے میں اور میرے افراد کنبہ دنیاوی تکالیف میں مبتلا ہیں اور اضطراب کی حالت میں ہیں، یہ تکالیف روز بروز زیادہ ہو رہی ہیں احباب جماعت سے التماس ہے کہ وہ میرے واسطے اور میرے افراد کنبہ کے واسطے دعا فرمائیں کہ اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے یہ تکالیف دور فرمائے۔"

سانحۂ ارتحال۔ راولپنڈی سے محترم بشارت احمد صاحب بقا لکھتے ہیں:۔

"نہایت ہی رنج و ملال کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ہمارے عزیز بھائی شیخ ظہور الحسن صاحب خلف الرشید قبلہ شیخ فضل الرحمٰن صاحب گورداسپوری (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) کی اہلیہ محترمہ کا ۱۷ ستمبر بروز جمعہ حرکت قلب کے اچانک بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت ہی نیک، پارسا اور مہمان نواز خاتون تھیں، سلسلہ سے والہانہ محبت اور خدمت دین کا بلند و پاک جذبہ رکھتی تھیں۔ ان کی بے وقت موت سے ان کے خاندان اور لواحقین کو بالخصوص اور ہماری جماعت کو بالعموم بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ رب العزت کی حضور میں ہماری دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں، خاندان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

احباب سلسلہ سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔"

پیغامِ صلح، شیخ ظہور الحسن صاحب اور ان کے والد ماجد شیخ فضل الرحمٰن صاحب سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور تمام پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن۔ لاہور

۱۲ ستمبر ۵۴ء کو احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی ہفتہ وار میٹنگ زیر صدارت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک اور گذشتہ مجلس کی روئداد کے بعد راقم نے چٹان کے ۶ ستمبر کے شمارہ میں ایک امریکن کے شائع شدہ مضمون کے چند مزید اعتراضات کا جواب پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں ظفر احمد صاحب نے "اسلام میں روح کا مفہوم" کے عنوان سے ایک دلچسپ مقالہ پڑھا جس میں جدید سائنس کے نظریات کی روشنی میں اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی۔ دوران تبصرہ میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے ظفر صاحب کو اس کاوش پر مبارکباد دی۔ آخر میں صدر مجلس نے کہا "مجھے آج ایک بات کے بعد اس مجلس میں شرکت کا موقع ملا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ اب مضامین کا معیار پہلے سے بلند ہے"۔ دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔

ناصر احمد سیکرٹری

سان فرانسسکو امریکہ میں مسجد کی تعمیر

ذیل کا مضمون فجی (جنوبی امریکہ) سے ماسٹر محمد عبداللہ صاحب نے بھیجا ہے، جس میں سان فرانسسکو (شمالی امریکہ) میں تعمیر مسجد کے لئے فنڈ جمع کرنے کی تحریک کی گئی ہے ماسٹر صاحب نے جزائر فجی میں خود اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور اب تک اس سلسلہ میں چھ ہزار روپے جمع ہو جانے کی اطلاع ان کی طرف سے آ چکی ہے وہ اس رقم کو بیس ہزار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس تحریک کو کامیاب فرمائے اور جلد از جلد امریکہ میں بھی ہماری ایک اپنی مسجد تعمیر ہو جائے جہاں سے پانچ وقت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کی آواز بلند ہو۔

چندہ کے لئے اپیل

"جونہی جناب مولانا بشیر احمد منٹو صاحب مبلغ اسلام امریکہ نے سرزمین امریکہ میں قدم رکھا میں نے ان کی توجہ مسجد کی تعمیر کی طرف دلائی۔ اور وعدہ کیا کہ جب ضرورت ہو گی اس کے لئے یہاں کے احباب سے بھی چندہ کی اپیل کی جاوے گی۔ آپ نے میری اس درخواست کو قبول کیا۔ اور دو دفعہ اپیل ہماری جماعت کے سرکردہ اصحاب کے پاس ۱۷ نومبر ۱۹۴۷ء میری خواہش پر بھیجدی۔ آپ کی اپیل پر مسجد کے چندہ کی تحریک تو نہ ہو سکی۔ البتہ ڈاکٹر محمد مارماڈیوک پکتھال کے ایک مضمون "اسلامک کلچر" کی پانسو کاپیاں چھپوا کر مولانا صاحب کی خدمت میں بھیجدی گئیں۔

وعدہ کرنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن اس کا ایفا کرنا دشوار۔ پھر ایسا وعدہ جو اپنی ذات تک محدود نہ ہو، بلکہ اس کے پورا کرنے کے لئے دوسروں کا تعاون حاصل کرنے کی محتاجی۔ جہاں میں یہاں کے حالات کے مطابق اپنی کمزوری کو محسوس کرتا ہوں، وہاں مولانا بشیر احمد منٹو صاحب بھی یاد دہانی میں کمی نہیں کیا کرتے۔ ان سے پانچ سال متواتر خط و کتابت ہوتی رہی اور اس خط و کتابت کے سلسلہ میں شاید ہی کوئی خط بچا ہو گا۔ جس میں انہوں نے مسجد کے لئے چندہ کی تحریک نہ کی ہو۔

ہم سے تو ان کو کچھ وصول نہ ہوا۔ لیکن ان کی تڑپ کو خداوند کریم نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ وہ مرکزی انجمن کی امداد اور ایک غیبی مدد سے ایک مکان اور اس کے ملحق وسیع ٹکڑا زمین کو سان فرانسسکو کے مرکزی حصہ میں لینے کے قابل ہو گئے۔ یہ مکان اس قدر بلند حصہ زمین پر ہے کہ وہاں سے سان فرانسسکو شہر کی سیر ہو سکتی ہے۔ مکان کے ساتھ مسجد کی زمین اس دن سے بے صبری سے انتظار کر رہی ہے جب اس پر اسلامی طرز تعمیر کی بنیاد ڈالی جاوے گی۔

آخر اس قدر التوا اور مولانا بشیر احمد منٹو صاحب کے متواتر خطوط کے بعد میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ فجی سے اپنے چند احباب کی معیت میں ایک گرانقدر رقم بھیجوں۔ ارادہ تو رخصتوں کے ایام ہی پر خرچ کرنے کا تھا، لیکن رسیدوں کی چھپائی کے کام میں دو ہفتے گذر گئے۔ باقی ایک ہفتہ رخصتوں کا رہ گیا ہے، گذشتہ دو دن کی جدوجہد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپیل انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو گی۔ حسب ذیل اصحاب نے چندہ میں حصہ لیا ہے جزاھم اللہ فی الدین خیرا۔

خاکسار محمد عبداللہ	۵۰۰	(۵) سید تعظیم رضا	۲۵۰
(۲) مسٹر نبی دین	۵۰۰	(۶) جعفر علی برادرز	۲۵۰
(۳) مسٹر خدا بخش میاں	۵۰۰	(۷) فانگ ونگ فک (چینی دوست)	۲۵۰
(۴) سید آزاد محمد	۲۵۰	میزان کل	۲۵۰۰

(اس فہرست کے بعد جو آخری اطلاع آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک اس رقم کی میزان چھ ہزار روپے تک پہنچ چکی ہے اللّٰھم زد فزد۔ ایڈیٹر پ ص)

"میرا دلی ارادہ یہ ہے کہ جزائر فجی سے بیس ہزار روپیہ کی رقم مسجد کے لئے جائے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ نہ صرف ہماری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ بلکہ خود بھی کوشش کریں، کہ سرزمین امریکہ کے ایک مشہور و معروف شہر سان فرانسسکو میں ایک اسلامی طرز تعمیر کی مسجد جلد از جلد تیار ہو جائے اور ہم بجا طور پر کہنے کے قابل ہو جاویں کہ مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

جس قدر روپیہ فجی سے جمع ہو گا، وہ حسب ذیل ٹرسٹوں کے نام بنک آف نیو ساؤتھ ویلز میں جمع کرایا جاوے گا:۔

(۱) مسٹر محمد حنیف اکبر (۲) مسٹر محمد تعظیم رضا (۳) مسٹر نبی دین۔

خاکسار۔ محمد عبداللہ۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لفوری فجی

تعمیل پرنٹنگ پریس برانڈرتھ روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

تاریخ اسلام

اسلامی کیرکٹر کی درخشاں مثال

(مرتضیٰ خان)

یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے، عبداللہ ابن سعد کی سرکردگی میں سرفروشان اسلام کی مٹھی بھر فوج عیسائیوں کے ٹڈی دل لشکر سے شمالی افریقہ میں معرکہ آرا ہو رہی ہے۔ عیسائی کمانڈر انچیف ہیمیفس یا زقہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں بُری طرح پٹ چکا ہے۔ اسلام کی فوج ظفر موج نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب کے نعرے لگاتی ہوئی افریقہ کے ایک بسیط علاقہ پر قابض ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کی کامیابی اور عیسائیوں کی شکست سے افریقہ کے عیسائی بادشاہ جارجلیس کے تن بدن میں آگ لگ رہی ہے۔ وہ غم و غصہ میں جھنجھلاتا اور دانت پیستا ہے۔ دنیا اس کی آنکھوں میں اندھیر ہو رہی ہے۔ بار بار اس کا ہاتھ اس کی تلوار کے قبضہ پر پڑتا ہے اور غضبناک ہو کر کہتا ہے:۔

"یہ تلوار! یہ خارا شگاف تلوار! اور پھر شکست!! اُف! اُف!! آج میری عزت برباد ہو گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج میرا وقار خاک میں مل گیا۔ آہ! آہ! یہ روز بد بھی میری قسمت میں لکھا تھا۔ مگر کچھ پروا نہیں میں انتقام لے کر رہوں گا۔ میں دشمن کو اپنے ملک سے بھگا کر دم لوں گا"

اس میں شک نہیں جارجلیس محض بادشاہ ہی نہ تھا۔ وہ بہت بہت بڑا بہادر جرنیل بھی تھا۔ وہ شجاع اور دلیر سپاہی تھا۔ وہ بڑا آزمودہ کار اور بے حد غیور اور خود دار حکمران تھا۔ مگر اب تک وہ غلطی سے یہ سمجھے بیٹھا تھا کہ یہ چند بے سروسامان عرب بدو رومۃ الکبریٰ کی عظیم الشان افواج کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ ایک ہی ہلّہ میں دُم دبا کر بھاگ نکلیں گے۔ لیکن اسے کیا معلوم کہ فتح و شکست کے آئین اب بدل چکے ہیں، اب نشاۃ ثانیہ کا دَور دَورہ ہے۔ اب فتح کا انحصار عددی طاقت پر موقوف نہیں رہا، اب یہ ضروری نہیں رہا کہ کثیر تعداد کے سامنے قلیل تعداد شکست ہی کھا جائے۔ اب سالار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو یہ پیغام دیا ہے:۔

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ

"یعنے خدا کے حکم سے بسا اوقات ایک چھوٹی جمعیت بڑی جمعیت پر غالب آ سکتی ہے"

ان حالات میں جارجلیس جس کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے اپنے سپہ سالار سے غضبناک لہجہ میں یوں گویا ہوتا ہے:۔

"ہیمیفس! نابکار ہیمیفس! تیرے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اُف! یہ کس قدر ذلت اور رسوائی کی بات ہے کہ ہماری بائیس ہزار جرار فوج پر چیرہ دستی حاصل کر کے ہمارے عزیز ملک پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ تیری نا اہلیت کی وجہ سے ہمارے اقتدار کو ایسا سخت دھکا لگا ہے کہ اس کی تلافی بظاہر ناممکن نظر آتی ہے"

ہیمیفس:۔ "میرے آقا! آپ کا عتاب میرے سر آنکھوں پر لیکن اگر آپ اصل حالات کا تجزیہ کریں گے تو آپ پر واضح ہو جائیگا کہ میرا اس میں کچھ قصور نہیں، میں نے اور میرے ماتحت سپاہیوں نے ادائے فرض میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہم سب جان توڑ کر لڑے ہیں اور دشمن کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا ہے مگر یہ مسلمان خدا کی پناہ کچھ اس بلا کے لوگ واقع ہوئے ہیں کہ نہ ان پر تیر اثر کرتا ہے، نہ تفنگ، نہ یہ توپ سے ڈرتے ہیں نہ بندوق سے، مینہہ کی طرح برستی ہوئی گولیوں میں اپنا سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اس پامردی سے لڑتے ہیں کہ جب تک دشمن کو بھگا نہ دیں دم نہیں لیتے، میں نے اس قدر جنگ کئے اور بڑے بڑے معرکے سر کئے مگر ایسے جانباز، سرفروش، بہادر اور نڈر لوگ میں نے اب تک نہیں دیکھے تھے۔ آپ ان کو معمولی بدّو نہ سمجھیں، ان کے معمولی سپاہی بھی ہمارے بڑے بڑے جرنیلوں کے کان کترتے ہیں"

جارجلیس:۔ "نہیں نہیں، میں یہ ہرگز تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں وہ لاکھ بہادر ہوں مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ تین ہزار کی ایک چھوٹی سی جمعیت بائیس ہزار کی عظیم الشان فوج کو پرِ کاہ کی طرح اُڑا دے! اس میں کچھ راز ہے، اور جو بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ تم میں وہ پہلی سی جرأت اور ہمت مفقود ہو چکی ہے۔ اور تم اپنے سپاہیوں میں بھی جوش اور ہمت پیدا کرنے سے عاری ہو چکے ہو"

ہیمیفس:۔ "حضور والا! میرا اور میرے سپاہیوں کا جوش و ہمت یہاں کام نہیں دے سکتے۔ ان مسلمانوں کے دلوں میں انکے مذہب نے ایسا جوش بھر دیا ہے کہ دنیا کی کسی طاقت کو وہ خاطر میں نہیں لاتے۔ جہاد کے جذبہ نے ان کے رگ و ریشہ میں بجلی کی طاقت بھر دی ہے ان کا بچہ بچہ جہاد کے نشہ سے سرشار سر کٹوانے کو اپنی زندگی کا منتہائے مقصود سمجھتا ہے۔ کیا حضور کو معلوم نہیں کہ سکندریہ میں ان کے سامنے رومی فوجوں ۔۔۔۔ کے پاؤں کس طرح لڑکھڑا گئے اور انہیں ہتھیار ڈالنے کے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ پھر ہم کیا چیز اور ہماری کیا بساط؟

جارجلیس:۔ "بس مجھے معلوم ہو گیا کہ تم ان سے مرعوب ہو چکے ہو، یہی وجہ ہے تمہاری شکست کی۔ ظاہر ہے کہ تم انکے مقابلہ کے اہل نہیں۔ اب میں خود افواج کی کمان کروں گا، اور تمہیں دکھا دوں گا کہ کس طرح یہ ناقابل تسخیر جمعیت میرے سامنے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلتی ہے"

بادشاہ ساری مملکت میں مسیح اور صلیب کے نام پر اپیل کر کے لاکھوں انسانوں کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیتا ہے۔ پادری الگ لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ کر رہے ہیں۔ عزم یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک بچہ بھی سرزمین افریقہ میں رہنے نہ پائے، اور ان کو ایسی کامل شکست دی جائے کہ پھر کبھی وہ اس طرف کا رُخ نہ کریں بادشاہ ابھی تیاری میں ہی مصروف ہے کہ مجاہدین اسلام طرابلس پر حملہ کر دیتے ہیں، طرابلس کا عیسائی حاکم بڑی جوانمردی سے مقابلہ کرتا ہے مگر بالآخر اطاعت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور ہتھیار ڈال دیتا ہے، اہل اسلام کی یہ نئی کامیابی جارجلیس کے غیظ و غضب کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیتی ہے۔ اس وقت تک وہ ڈیڑھ لاکھ جانباز سپاہیوں کا ایک جرار لشکر جمع کر چکا ہے جو مذہب کے نام پر سر دھڑ کی بازی لگا چکے ہیں، وہ سروں پر کفن باندھے مقابلہ کے لئے باہر نکل آئے ہیں اور طرابلس کی طرف پیشقدمی شروع کر دیتے ہیں، بالآخر دونوں فوجیں بھڑ جاتی ہیں اور ایک نہایت خوفناک جنگ اسلام اور صلیب کے درمیان چھڑ جاتی ہے، ایک طرف صلیب کے پرستاروں کی ڈیڑھ لاکھ فوج ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔ خود جارجلیس جیسا آزمودہ کار بہادر اور شجاع جرنیل فوج کی کمان سنبھالے ہوئے ہے۔ اس کے دوش بدوش اس کی جوان سال لڑکی جو حُسن و جمال میں نظیر نہیں رکھتی اور بدیں وجہ فتانۂ روزگار مشہور ہے عیسائی افواج کی ہمت بڑھاتی نظر آتی ہے اور اپنے حسین لہجہ میں فوج کو دادِ شجاعت دینے کے لئے ایسے ایسے جوش اور غیرت دلانے والے الفاظ زبان پر لا رہی ہے جن سے جسم کے اندر خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ پادری لوگ الگ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں، اور عیسائیوں کو مسیح کے نام پر کٹ مرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کی مٹھی بھر جمعیت ہے جن کی تعداد چار ہزار سے زاید نہیں۔ اس چار ہزار کی ڈیڑھ لاکھ سے کیا نسبت! مگر اللہ رے شان توکل برابر لڑے جاتے ہیں۔ ان کا اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ قلب و روح کو وہ طاقت دے رہا ہے جس کا دشمن تصور بھی نہیں کرتا۔

لیکن جارجلیس ایک آخری حربہ استعمال کرتا ہے اور وہ یہ کہ وہ اعلان کرتا ہے کہ

"جو شخص اسلامی سپہ سالار عبداللہ ابن سعد کا سر لائیگا اس کو ایک لاکھ اشرفی نقد اور اپنی حسینہ جمیلہ لڑکی نکاح میں بطور انعام دوں گا"

اس اعلان سے عیسائی لشکر کے حوصلے اور بھی بلند ہو جاتے ہیں اور اب وہ پہلے سے بھی زیادہ بے جگری سے لڑتے ہیں۔ ہر عیسائی سپاہی کی یہ کوشش ہے کہ وہ صفوں کو چیرتا ہوا عبداللہ بن سعد تک جا پہنچے اور اس کا سر قلم کرنے میں کامیاب ہو سکے تاکہ اس عظیم الشان انعام کا مستحق ٹھہرے جس کا بادشاہ نے اعلان کیا ہے۔ اس سے اسلامی لشکر میں ایک سراسیمگی پھیل جاتی ہے یہ ایک بڑا نازک وقت ہے جو مسلمانوں پر آن پڑا ہے ہر چہار طرف سے یورش ہو رہی ہے، مٹھی بھر سپاہ کس کس کا مقابلہ کرے اور کب تک؟

اس کیفیت کی خبر دارالخلافہ میں پہنچتی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فوراً عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ایسے آزمودہ کار جرنیل کی سرکردگی میں مزید کمک بھیجدیتے ہیں جو آتے ہی کمان اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور بادشاہ کے اعلان کے مقابلہ میں اپنا ایک اعلان شائع کر

(باقی بر صفحہ ۸)

سہ روزہ پیغام صلح ——— مؤرخہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۵۴ء

مُسلمانانِ ہند اور اسلام

دہلی کا ایک سہ روزہ اخبار "دعوت" اپنی اشاعت مؤرخہ ۲۸ر جون میں رقمطراز ہے :-

"کیا کوئی سمجھدار انسان ہندوستان کے مسلم معاشرہ کا جائزہ لے کر یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ **ایک ایسا قیمتی اثاثہ ہے جس کی انسانیت کے ہر طبقہ کو ضرورت ہے ..... آج ہندوستان سے مسلمانوں کو مٹا دیا جائے تو ہندوستان کی موجودہ زندگی میں کوئی فرق** نہیں آ سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہی فرق ہوگا کہ سینما کی بھیڑ چھٹ جائے گی، شعر و شاعری کی محفلیں، عرس اور میلوں میں کچھ کمی ہو جائے گی **مسلمانوں کا وجود اور عدم وجود اس کے لئے دونوں برابر ہیں**۔ کچھ عرصہ قبل کھڑال (گجرات) میں ایک ہزار کے قریب مسلمانوں کے شدھ ہو جانے اور اسلام کو ترک کر کے ہندو دھرم قبول کر لینے کی لرزہ خیز خبر موٹی موٹی سرخیوں سے اخبارات میں آئی، اس موقعہ پر آریہ سماج اور دوسرے ان اداروں کو جنہوں نے اس میں حصہ لیا خوب جلی کٹی سنائی گئیں۔ خوب انگلیاں کاٹی گئیں اور دانت کچکچائے گئے۔ غرض کوئی جذباتی حرکت ایسی نہ تھی جو نہیں کی گئی **لیکن اس کے مقابلے میں جاہل مسلمانوں میں اسلام کا شعور پیدا کرنے اور انہیں اسلام کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرانے کا کام تقریباً صفر کے** برابر رہا۔ چنانچہ ابھی کھڑال کے واقعہ کی یاد تازہ ہی تھی کہ اس علاقہ میں دوبارہ اوڈ قوم کے شدھ ہو جانے کی خبر اخبارات میں آئی"۔

(دعوت ۲۸ر جون بحوالہ آزاد نوجوان)

عبارت بالا میں مسلمان قوم کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اس کا ملخص یہ ہے :-

(۱) یہ ایک ایسا معاشرہ ہے جو انسانیت کے لئے کسی صورت میں مفید نہیں، انکے مشاغل محض لہو و لعب ہیں یا زیادہ سے زیادہ عرسوں اور میلوں کی رونق بڑھانا۔

(۲) ان کا وجود اور عدم برابر ہے۔

(۳) یہ جذبات کے بندے ہیں، عملی رنگ قطعاً مفقود ہے۔ جاہل مسلمانوں میں اسلام کا شعور پیدا کرنے اور اسلام کی صحیح تعلیم سے روشناس کرانے کا ان کے دلوں میں کوئی احساس نہیں۔

مسلمان قوم کا یہ اخلاقی، ذہنی، علمی اور عملی انحطاط جس قدر قابلِ افسوس ہے محتاج بیان نہیں۔ اور ہر ایک بہی خواہ اسلام قوم کی اس زبوں حالی پر تاسف کا اظہار کرے گا۔ لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ قوم کی پستی کا اصل باعث کیا ہے؟ بالبداہت اس کا اصل باعث قوم میں دینی اور اخلاقی تربیت کا فقدان ہے۔ اور یہ ہمارے علمائے کرام کا فرض تھا کہ وہ قوم کی تربیت کے لئے کوئی نظام قائم کرتے، دینی تعلیم کو محض ناظرہ قرآن مجید یا نماز روزہ کے سطحی مسائل تک محدود کر دینے سے وہ اسلامی اخلاق پیدا نہیں ہو سکتے جن کی قوم کو ضرورت ہے، اسلئے اسلامی اخلاق، اسلامی سیرت اور اسلامی کیرکٹر پیدا کرنے کے لئے قوم کو جس تعلیم کی ضرورت تھی اس سے ہمارے زعمائے ملت نے کلی استغنا برتا ہے، یا بالفاظ دیگر انہوں نے خداوند تعالےٰ کے حکم ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کی تعمیل سے رُوگردانی کی ہے۔ نہ تو قوم کے اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور نہ غیر اقوام میں تبلیغ دین کا کوئی نظام قائم کیا۔ اور اسی غفلت کا نتیجہ ہے کہ مسلمان قوم خود تعلیم اسلام سے اجنبی، اعمال صالحہ صحیحہ سے نابلد اور اخلاقِ عالیہ اسلامیہ سے بیگانہ محض ہے، جس کا نقشہ معاصر "دعوت" دہلی نے محولہ بالا عبارت میں کھینچا ہے، اگر ہماری قوم کو علم ہو کہ اسلام اور محض اسلام ہی ان کی دینی دنیوی فلاح کا ضامن ہے، اور اسکو چھوڑنا درحقیقت خسران و تباہی کا موجب ہے تو وہ کیوں اغیار کے جھانسوں میں آئیں اور اپنے دین کو خیر باد کہکر کفر کی آغوش میں پناہ لیں۔ اگر مسلمانوں نے تبلیغی نظام قائم کیا ہوتا اور غیر اقوام میں دعوت اسلام کا اہتمام کیا ہوتا تو بجائے اس کے کہ مسلمان مرتد ہو کر غیر اقوام کی طاقت کا موجب بنتے خود غیر اقوام کے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو کر اسلام کی تقویت کا موجب ہوتے، یہ شرف جماعت احمدیہ کے امام علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اس نے ایسا نظام قائم کر کے ...... اسلام کی خدمت کا حق ادا کر دیا .... اس پُرخطر زمانہ میں کفر اپنی ساری افواج کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہوا، اور یہ حملہ ایسا خطرناک تھا کہ اگر یہ مردِ خدا اس کے مقابلہ میں کھڑا نہ ہو گیا ہوتا تو خدا جانے اسلام کا کیا حال ..... ہوتا۔ کفر کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو اسی نے اس زمانہ میں روکا ہے۔ اور الحاد کی بھڑکتی ہوئی آگ کو اسی نے فرو کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر دنیا میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی نظام نہ ہوتا لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ کا منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا ہوتا مگر افسوس ہے کہ اس مرد مجاہد، خدا کے اس مامور کی آواز پر کان دھرنے والے بہت کم نکلے، اس کے متعلق سوئے ظن سے کام لیا گیا، اسے بدنام کیا گیا، اسے مفتری اور کذاب مشہور کیا گیا، اس کے اصلاحی کاموں اور اس کی عظیم الشان نافع اسلام تحریک کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی گئی۔ اگر ساری قوم اس کی آواز پر لبیک کہتی اور اس کی ممد و معاون ہوتی تو آج ایک وسیع پیمانہ پر تبلیغ اسلام کا نظام قائم ہو گیا ہوتا، آج ہر شہر اور ہر قریہ میں تبلیغی ادارے موجود ہوتے جو مسلمانوں کے اندر اسلامی اخلاق پیدا کرتے اور اس کے ساتھ ہی غیر اقوام کو اسلام کی دعوت دینے میں مصروف ہوتے ... کیا یہ حقیقت نہیں کہ جہاں جہاں احمدیت گئی وہاں کفر کا زور کم ہوتا گیا اور اسلام مستحکم ہوتا گیا۔ کیا اس میں کچھ مبالغہ ہے کہ وہ نفوس جو کل تک کفر کی علمبرداری میں پیش پیش تھے آج وہی محاسن اسلام کے گیت گا رہے ہیں، کیا اس میں کچھ شک ہے کہ جو سعید الفطرت احمدیت کے اثر کے نیچے آئے وہ خود بھی اسلامی رنگ میں رنگین ہو گئے اور سینکڑوں ہزاروں کے لئے ہدایت کا موجب ہوئے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ وہ دنیا کے ہادی بن گئے، کیا دنیائے اسلام حضرت مولانا محمد علی صاحب، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے اسمائے گرامی سے ناواقف ہے، یہ احمدیت کی پیدا کردہ عظیم الشان ہستیاں ہی تھیں جن کے بلند اسلامی کیرکٹر کی ایک دنیا گواہ ہے اور جنہوں نے نئے مذہب میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا، علیٰ ہذا القیاس وہ تمام نفوس جن پر احمدیت سایہ افگن ہوئی اپنی اپنی فطری استعداد کے مطابق اعمال و اخلاق میں ایک امتیازی خصوصیت کے مالک بن گئے۔

مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی جس کا رونا معاصر "دعوت" نے رویا ہے، تبھی دور ہو سکتی ہے کہ وہ مجدد العصر کی ہدایات کے مطابق جو درحقیقت خدائی حکم ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی تفسیر ہیں عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کریں، اور خدا سے عہد کریں کہ وہ خود اسلام ...... پر عامل ہوں گے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں گے۔

مُردوں کی تدفین

ہندوستانی پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ "آئندہ بھارت میں مُردوں کی تدفین پر پابندی لگا دی جائے کیونکہ اس طرح ایک تو قبرستانوں میں بہت سی زمین ضائع ہو جاتی ہے۔ دوسرے دفن ہونیوالے مُردوں کے جراثیم آس پاس کے باشندوں کے لئے سخت نقصان رساں ہیں"۔

ماشاءاللہ تحریک تو بے نظیر ہے۔ اور اس کے اور اسکے پیش کرنیوالے بزرگ بھی بے انتہا عقلمند واقع ہوئے ہیں، اگر بھارت میں ایسے ہی صاحبان عقل و ہوش پیدا ہوتے رہے تو چشم بد دور یہ سیکولر حکومت دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گی، اور دنیا کی آنکھوں میں اس کا وقار یوماً فیوماً بڑھتا جائیگا اور مہذب ممالک میں اس کے سیکولرازم کے دعاوی کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی۔ جہاں تک مُردوں کو دفن کرنے سے زمین ضائع ہونے کا سوال ہے تحریک پیش کرنے والے بزرگ کو کیا معلوم کہ خود ہندوؤں کے اندر سمادھیاں بنانے کا دستور موجود ہے، کیا سمادھ بنانے سے زمین ضائع نہیں ہوتی؟ پھر سناتن دھرم فرقہ کے ہندوؤں میں جنکی بھارت میں اکثریت ہے ان مُردوں کو جو کنوارپن میں فوت ہو جاتے ہیں جلانے کی بجائے دفن کرنے کا دستور موجود ہے جہاں تک وبائی امراض پھیلنے کا اعتراض ہے مُردوں کو زمین میں دفن کر دینے کے بعد وباؤں کا امکان ہی باقی نہیں رہتا البتہ نعشیں جلانے سے فضا میں بیماریاں پھیلتی ہیں اور اسی وجہ سے مُردے جلانے کے بعد ہندوؤں کے غسل ہون ضروری ہے۔ فی الجملہ ہندوؤں کے یہ دلائل محض ڈھکوسلے ہیں اس تحریک کا مقصد مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنا اور انہیں تنگ کرنا ہے۔ یہ منجملہ ان مظالم کے ہے جو مسلمانوں پر بھارت کے ہندوؤں کی طرف سے کئے جا رہے ہیں خدا ان ظالموں سے سمجھے۔

اخبار و افکار

بھارت کے مظلوم مسلمان

تازہ خبر ہے کہ مسٹر دیشن پانڈے جنرل سیکرٹری آل انڈیا ہندو مہاسبھا نے بھلواڑہ (راجستھان) کے ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ساڑھے چار کروڑ مسلمان جو بھارت میں آباد ہیں ملک کے غدار اور پاکستان کے ہمدرد ہیں، انہوں نے کہا کہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ ان ۴½ کروڑ مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے گا اور کسی مسلمان کو سرکاری محکموں میں ملازم نہیں رکھا جائے گا۔

کیا پنڈت جواہر لال نہرو نے مسٹر دیشن پانڈے کی تقریر کی یہ رپورٹ پڑھی ہے؟ کیا ان کی سیکولر حکومت کا تقاضا یہی ہے کہ اس قسم کی تقریروں سے مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر انہیں ہندو بنا لیا جائے؟ اگلے دن انہوں نے صوبائی کانگریس کمیٹیوں کو ایک چھٹی لکھی تھی جس میں اس قسم کی فتنہ پرور تحریکات اور فرقہ پرستی کو کچلنے پر زور دیا تھا، پھر کیا وجہ ہے کہ یہ تحریکات دن بدن زور پکڑتی چلی جا رہی ہیں۔ کیا یہ ہاتھی کے دانتوں والی بات تو نہیں؟

معاصر نوائے وقت نے سچ لکھا ہے، بھارتی فتنہ کو جو ایک منظم صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور جس کا مقصد سپانیہ کی طرح ہندوستان سے بھی مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دینا ہے کچلنے کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ دنیا کی رائے عامہ کو بیدار کیا جائے، بالخصوص اسلامی ملکوں کو اس بارہ میں بیدار کیا جائے اس بارہ میں مسلم لیگ پر سب سے بڑا فرض عائد ہوتا ہے، اسے چاہیئے کہ بھارت کے ۴½ کروڑ مسلمانوں کو ہندوؤں کے ظلم سے بچانے کے لئے تمام دنیا بالخصوص ممالک اسلامی کو خوب زور سے جھنجھوڑ کر بیدار کرے تاکہ ایک متفقہ آواز سے بھارتی فتنہ پردازیوں کا قلع قمع کیا جا سکے ہم جانتے ہیں کہ عوام بھارتی مسلمانوں کی اخلاقی و دینی حالت بہت پست ہو چکی ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ان پر جبر و تشدد کو بلا تردد برداشت کر لیا جائے اور ہندوستان سے اسلام کا نام بھی مٹ جانے کی پرواہ نہ کی جائے۔

جماعت اسلامی اور مسلمانان ہند

معاصر نوائے وقت نے جماعت اسلامی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"ہم جماعت اسلامی سے بھی یہ عرض کریں گے کہ وہ مہر سکوت توڑے اور بھارت کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کرے"

شاید ہمارے معاصر کو غلط فہمی ہوئی ہے، جماعت اسلامی بھارت کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت یا ان کے حق میں آواز بلند کرنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہو سکتی، وہ اس بارہ میں مسٹر دیشن پانڈے کی ہمنوا ہے جیسا کہ مودودی صاحب نے پچھلے دنوں تحقیقاتی عدالت میں بیان دیتے ہوئے اس سوال پر کہ

"اگر ہم پاکستان میں اس شکل کی اسلامی حکومت قائم کر لیں تو کیا آپ ہندوؤں کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنے دستور کی بنیاد اپنے مذہب پر رکھیں"

یہ جواب دیا:-

یقیناً مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ حکومت کے اس نظام میں مسلمانوں سے ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کیا جائے ان پر منو کے قوانین کا اطلاق کیا جائے اور انہیں حکومت میں حصہ اور شہریت کے حقوق قطعاً نہ دیئے جائیں"

(تحقیقاتی رپورٹ صفحہ ۲۴۵)

فرمایئے، مولانا مودودی کے اس جواب اور مسٹر دیشن پانڈے کی تقریر میں کوئی فرق ہے؟ بلکہ مودودی صاحب نے تو زیادہ کھلے اور سخت الفاظ میں مسلمانوں کو شودر اور ملیچھ بنانے اور شہریت کے حقوق اور حکومت میں حصہ سے انہیں قطعاً محروم کرنے پر زور دیا ہے، پھر اس جواب کے ہوتے ہوئے معاصر نوائے وقت کی اپیل کیونکر بار آور ہو سکتی ہے۔

قابل قدر نصیحت

گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد نے پاکستان ملٹری اکیڈمی کے کمیشن پانیوالے نئے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے:-

"اسلام نے جو نظریۂ حیات پیش کیا ہے اس میں عزت ناموس اور قربانی کے جذبہ کو بڑا دخل ہے آپ اپنی زندگیاں اس نظریہ کی سربلندی کے لئے وقف کر دیں"

گورنر جنرل کی یہ نصیحت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے فی الواقعہ اسلام کا نظریہ حیات اگر ہمارے فوجی افسروں کے پیش نظر ہو، اور اس کے ساتھ قرون اولیٰ کے مجاہدین کی زندگیاں اور میدان جنگ میں ان کے اخلاق و اعمال کو وہ اپنا رہنما بنالیں تو ان کا وجود نہ صرف پاکستان بلکہ تمام دنیا کے لئے بہترین فوائد کا موجب ہو سکتا ہے اور دنیا ایک دفعہ پھر قرون اولیٰ کی اسلامی فتوحات اور ان کے فیوض حسنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی ہے۔

کاش ہمارے بہت سے سول افسروں کی زندگی بھی اسلامی نظریۂ حیات کی سربلندی کے لئے وقف ہو جائے تو پاکستان کی بہت سی خرابیاں رفع ہو جائیں اور وہ دنیا کے لئے رہنمائی کا کام دے۔

مجاہد برہما ڈاکٹر ابن اکبر خان صاحب کی تازہ تالیف

"مجاہد برہما" ڈاکٹر ابن اکبر خاں صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں، ڈاکٹر صاحب موصوف کی مالی قربانیاں اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے ہم سب کے لئے سبق آموز ہیں جب سے ڈاکٹر صاحب سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ہزاروں روپیہ انجمن کو دے چکے ہیں اور سلسلہ کا لٹریچر کثیر تعداد میں اپنی گرہ سے خرید کر مفت تقسیم کرتے رہتے ہیں آپ کی تبلیغی مساعی سے برہما میں ایک مستقل جماعت قائم ہو چکی ہے جس کے سب افراد خدا کے فضل سے ذی علم اور اسلام کے لئے درد دل رکھنے والے بزرگ ہیں ڈاکٹر صاحب خود اور آپ کے رفقائے کار تالیف و تصنیف کے کام میں بھی مصروف رہتے ہیں چنانچہ اب تک کئی ایک کتب و رسائل کا برہمی زبان میں ترجمہ کر چکے ہیں اور بعض تراجم زیر تکمیل ہیں کچھ عرصہ سے ڈاکٹر صاحب موصوف کی تبلیغی مساعی کی وجہ سے برہما میں آپ کی مخالفت شروع ہو گئی ہے وہاں کے اخبارات میں سلسلہ کے خلاف بہت کچھ لکھا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے سلسلہ کی تائید میں ایک کتاب انگریزی زبان میں تالیف کی ہے جس کا نام "احمدیہ موومنٹ" ہے۔ اس کتاب میں تحریک احمدیت پر مفصل بحث ہے۔ جماعت کے عقائد اور جماعت کے کارناموں پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے اور اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے ہیں بالخصوص مسئلہ جہاد پر اور حضرت صاحب کی پیشگوئیوں اور آپ کی خدمات پر سیر کن بحث کی ہے غرضیکہ کتاب ہر لحاظ سے قابل قدر ہے۔ اور ہم ڈاکٹر صاحب کو اس تالیف اور ان کی اس خدمت پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ کتاب مفت تقسیم کے لئے ہے ہمیں امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح اس کی کچھ کاپیاں دفتر انجمن کو بھی مفت تقسیم کے لئے بھیجکر عند اللہ ماجور ہونگے۔

نہرو کا خوف

امریکی سفیر متعینہ بھارت مسٹر جارج ایلن نے اپنے ملک کے سب سے ذمہ دار ادارہ کی کمیٹی کے سامنے پنڈت نہرو کے متعلق جو بیان دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے لئے امریکہ کی فوجی امداد نے پنڈت نہرو کے خوف و ہراس کو مجنونانہ حالت تک پہنچا دیا ہے، مسٹر ایلن نے بتایا کہ پنڈت نہرو کو یہ ڈر ہے کہ امریکہ پاکستان کو ایک عظیم فوجی طاقت بنا دے گا۔

مسٹر ایلن نے بتایا کہ ان کا یہ خوف و ہراس یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ:-

"پنڈت نہرو نے مجھ سے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ آیا ہم پاکستان کو ایٹم بم اور ایٹمی توپ بھی دیں گے؟ اور کیا اڑھائی سو میل کے فاصلہ سے یعنے لاہور سے نئی دہلی تک ایٹمی توپ کی مار ممکن ہے؟"

اب اس خوف و ہراس کو کیا کیا جائے جو پاکستان کی مضبوطی

خدا اور رسول کی آواز پر لبیک کہنے والوں کا زندگی حاصل کر لینا

تاریخ کے صفحات پر روشن الفاظ میں مرقوم ہے

پاکستان کی نعمت کی قدر کرو اور راستی اور رزق حلال کو اپنا شعار بناؤ

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم .... وان اللہ عندہ اجر عظیم (الانفال رکوع ۳) —

خوشخبری سے بھرا ہوا اعلان

ان آیات میں ایک بہت بڑی خوشخبری کا اعلان ہے فرمایا اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہیں زندگی بخشے، یہ کیسا خوشخبری سے بھرا ہوا اعلان ہے کہ اللہ اور رسول کی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان کے اندر ایک زندگی پیدا ہو جاتی ہے، وہ زندگی پیدا کرنے والی چیز کیا ہے وہ قرآن کریم ہے، قرآن کے متعلق لکھا ہے انا اوحینا الیک روحا من امرنا ہم نے تیری طرف ایک زندگی بخش کتاب بھیجی ہے، اس زندگی بخش کتاب کی تعلیمات کی طرف دعوت دو۔

قرآن کریم کی زندگی بخش تعلیمات

دوسری جگہ فرمایا او من کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منہا .... کیا وہ جو مردہ ہو اس کو ہم زندہ کر دیں وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس پھر اسے نور عطا کر دیں اور وہ لوگوں کے درمیان اس نور کو لئے پھرتا ہو کیا وہ اس شخص کی طرح ہے کمن مثلہ فی الظلمٰت جو اندھیروں کے اندر بھٹکتے پھرتے ہیں لیس بخارج منہا اور وہ اندھیرے ایسے ہیں کہ کبھی ان میں سے نکل نہیں سکتا۔ اس میں بتایا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم مردہ دلوں کو زندہ کر دیتی ہے، اس تعلیم پر عمل کرنے سے زندگی اور ایک نور ملتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے نزدیک کفر ایک موت ہے اور ایمان ایک زندگی، وہ شخص جس کے اندر ایمان بیٹھ گیا، اس کے اندر زندگی اور نور پیدا ہو گیا، زندگی حرارت ہے، زندہ انسان کے اندر حرارت ہوتی ہے، اور نور سے روشنی ملتی ہے، ایمان زندگی پیدا کرتا ہے، قوت دیتا ہے، حرارت اور نور پیدا کرتا ہے، اس لئے فرمایا یایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اے ایمان والو اللہ اور رسول کا حکم مانو اذا دعاکم لما یحییکم جب وہ تمہیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں تو اس سے تمہیں زندگی عطا کرنا مقصود ہوتا ہے، خدا اور اس کے رسول کی اس آواز پر لبیک کہنے والوں کا زندگی حاصل کر لینا تاریخ کے صفحات پر نہایت روشن الفاظ میں مرقوم ہے وہ اولیاء بھی ہوئے اور بادشاہ بھی۔ قرآن کریم کی زندگی بخش تعلیمات کے نتائج ہمیشہ اسی طرح ظہور میں آتے رہیں گے، کوئی حقیقی ایمان دل میں بٹھا لے اور عمل کر کے دیکھ لے۔ واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ سن رکھو کہ کبھی کبھی ایماندار ہو کر بھی انسان ان زندگی بخش تعلیمات پر عمل نہیں کرتا، اور اس کا دل ان کی طرف مائل نہیں رہتا، کبھی انعام اس کو غافل کر دیتا ہے کبھی اپنے نیک ارادوں میں ڈھیلا ڈالکر اس سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلعم کا بلانا

اس آیت پر امام فخرالدین رازی نے اور طبری نے بعض لوگوں کے اقوال نقل کئے ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ بعض لوگ سطحی ترجمہ کرنے کے عادی ہوتے ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب کسی کو بلائیں تو اس کا فرض ہے کہ خواہ کسی حال میں ہو سب کچھ چھوڑ کر آپ کی طرف آئے یہ صحیح نہیں؟ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کے مکان پر گئے اور انہیں آواز دی، وہ نماز پڑھ رہے تھے، اس لئے کوئی جواب نہ دیا، بعد میں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس وجہ سے بول نہ سکا، انہوں نے خوب سمجھا کہ یہ لازمی نہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلعم بلائیں نماز چھوڑ کر بھی انسان چلا آئے، حضرت ابن عباس نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے، ضحاک اور سدی نے بھی اسی قسم کا ترجمہ کیا ہے۔

نیکی میں عجلت کرو

حضرت علی رضہ نے بھی ایک بات کہی ہے عرفت ربی بفسخ العزائم ہم مسلمان ہیں، ہمارے ارادے بھی خدا اور رسول صلعم کے دین کے لئے ہیں، لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک نیک ارادہ کرتا ہے اور وہ پورا نہیں ہوتا، حدیث میں ہے، ہر شخص کے دل کو خدا نے دو انگلیوں کے درمیان پکڑا ہوا ہے، اسی لئے فرمایا واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ یہ ہوتا ہے کہ انسان جب غفلت کرتا ہے تو اس سے نیکی کی توفیق چھن جاتی ہے، بعض وقت ارادہ کرتا ہے، کہ جہاد پر جاؤں لیکن پھر سوچتا ہے کہ اگر میں شہید ہو گیا تو میری بیوی کیا کرے گی، میرے ماں باپ ہیں، انہیں تکلیف ہو گی، بیٹے ہیں، بہن ہے وہ سب محتاج ہو جائیں گے وہ سوچتا اور غور کرتا ہے اور پھر رک جاتا ہے باوجودیکہ اس کا ایمان ہے کہ جہاد کرنا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے، لیکن کچھ وسوسہ دل میں پیدا ہوا اور رک گیا، کبھی مال دنیا اسکو غافل کر دیتا ہے اور زکوٰۃ یا چندہ دینے سے طرح طرح کے حیلے اور بہانے کرتا ہے، جانتا ہے کہ زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی کے ہیں اور مال کا بڑھنا بھی اس کے معنوں میں شامل ہے، تو زکوٰۃ کا مقصد دلوں کو پاکیزہ کرنا بھی ہے اور مال کو بڑھانا بھی، تو باوجودیکہ ایک مسلمان سمجھتا ہے کہ زکوٰۃ دینا مفید ہے لیکن اس کو ٹالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، کبھی کہتا ہے آخر میرے بیٹوں کا بھی حق ہے، مال چلا گیا تو وہ تنگدست ہو جائیں گے، پھر کہتا ہے کبھی ہمارے محلہ والوں کا بھی حق ہے، فلاں غریب کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے، اسی طرح نیکی سے رک جاتا ہے، اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ نیکی کا جب ارادہ کرو تو فوراً اس پر عمل کرو، ہم کیا جانتے ہیں کہ ارادہ بدل جائے، اور نفس سرکش ہو جائے، ایسا نہ ہو کہ مر جائیں، اور نیکی سے رہ جائیں، موت انسان کے سر پر ہے، بادشاہ بھی اس جہان سے چلا جاتا ہے اور طبیب اور ڈاکٹر بھی موت کے وقت کو نہیں ٹال سکتا، ایک امیر آدمی یاقوتیاں کھاتا کھاتا مر جاتا ہے ہمارے پچھلے بادشاہ جارج کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی موت کے وقت چاروں طرف ڈاکٹر بیٹھے تھے نبض ان کے ہاتھ میں تھی، بڑی بڑی مقوی دوائیں دی جا رہی تھیں، لیکن دل بیٹھا جا رہا تھا، بر آخر ختم ہو کر ہی رہا، موت کو کون روک سکتا ہے، اس سلطنت کا مالک جس پر سورج غروب نہیں ہوتا، دنیا بھر کے خزانوں کا مالک اس کو بھی موت نے نہ چھوڑا اور کوئی دنیا کا انسان اور خزانہ اس کو نہ بچا سکا، پس انسان کو سوچنا چاہیئے کہ کیا پتہ ہے کہ کس وقت موت آ جائے اور توفیق چھن جائے۔ اس لئے جس وقت نیکی کا خیال آئے فوراً اس پر عمل کر لے اور اس میں دیر نہ کرے۔

ایک شخص کا فتنہ ساری قوم کو تباہ کر دیتا ہے

واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا خاصۃ ایسے بھی فتنے پیدا ہو جاتے ہیں جن میں شرارت ایک شخص کی ہوتی ہے اور ... ساری کی ساری قوم پکڑی جاتی ہے، ایک شخص فتنہ پیدا کرتا ہے اور تمام ملک تباہ ہو جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر متقیوں کی ایک جماعت ایک کشتی پر سوار ہو اور کوئی شخص کشتی میں سوراخ کر دے تو کیا متقیوں

کی جماعت بچ جائے گی؟ ایک شخص کسی کارخانہ میں یا مکان میں آگ لگادے یا کسی پُل کو تباہ کردے تو اس کا نقصان ان سب لوگوں کو اُٹھانا پڑے گا جو اس کی لپیٹ میں آجائیں، تو فرمایا شرارت تھوڑی سی بھی بہت سمجھو، یہ نہ سمجھو کہ صرف ان کو ہی سزا ملتی ہے جو شرارت کرتے ہیں، بعض وقت دوسرے بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں جس طرح ایک آدمی کے آگ لگانے سے ایک کارخانہ تباہ ہوجاتا ہے اور اس کا نقصان اس کے مالک کو، اور ان مزدوروں کو پہنچ جاتا ہے جو اس میں کام کرتے ہیں اسی طرح ایک آدمی کی شرارت سے قومیں بھی تباہ ہوجاتی ہیں واعلموا ان اللہ شدید العقاب سن رکھو اللہ تعالےٰ کی سزا بڑی سخت ہے،

پاکستان سے پہلے ہماری کمزور حالت

آگے کچھ تھوڑا سا ہمارا حال بیان کیا ہے واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض، اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور کمزور حالت میں تھے، تمہارے مقابلہ پر ہندو تھے سکھ تھے، ہر دفتر میں ہر ڈاک خانہ میں، ہر بنک میں، ہر سرکاری وغیر سرکاری محکمہ میں تم انکے مقابلہ سے جھینپتے تھے، اور سمجھتے تھے کہ ہندو بڑی طاقت میں ہیں، کارخانے اُن کے، تجارتیں اُن کی، دفاتر میں غلبہ اُن کا، زمینداریاں مسلمانوں کی تھیں مگر انکو بھی ہندوؤں کی دولت نے غلام بنالیا تھا تخافون ان یتخطفکم الناس تم کو خوف تھا کہ مارے جائیں گے اور مارے بھی جاتے تھے، اگر ڈیمو کریٹک لائن پر چلتے تھے تو تعداد اور ان کی دولت ہمارا کچھ باقی نہ رہنے دیتی تھی۔

پاکستان کی نعمت نے ہمیں مضبوط کردیا

فاٰوٰکم ہم نے تمہیں ایک جگہ دے دی پاکستان، جس میں تمہیں اُن سے پناہ مل گئی، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو بھی کہا ہے اور ہمیں بھی، جن کو ایسی کمزور حالت سے اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی عظیم الشان سلطنت عطا کردی وایدکم بنصرہ نصرت بھی اس نے ہماری کی ورزقکم من الطیبٰت اور پاک رزق بھی عطا فرمایا لعلکم تشکرون یہ سب اس لئے خدا نے کیا کہ تم اس کے شکر گذار بندے بن جاؤ،

ایمان، قرآن اور پاکستان کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرو

تو خدا نے مسلمان کو قرآن جیسی روح پرور کتاب دی، اس کے اندر ایمان پیدا کیا جو انسان کی زندگی کا موجب ہے، اس ایمان سے حرارت پیدا ہوتی ہے، نور پیدا ہوتا ہے۔ اصل روحانی پاکیزگی اور طہارت وہ زندگی ہے جو ایمان کی وجہ سے اور قرآن پر عمل کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یہ تمہیں حاصل ہوجائے تو سب کچھ مل گیا ایسی زندگی بخش کتاب کے ملنے اور پاکستان جیسی نعمت ملنے پر خدا کا شکر ادا کرو لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم خدا کی نعمتوں کا اپنی زبان اور دل اور اپنے عمل سے شکر ادا کروگے تو ہم اس نعمت کو بڑھادیں گے، ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اور اگر تم نے کفران نعمت کیا تو ہمارا عذاب بھی بڑا سخت ہے،

اپنی ذمہ داریوں کی ادائگی میں خیانت سے بچو

یہ تمام باتیں ہمارے اوپر چسپاں ہوتی ہیں، آگے ایک بات کہی ہے یایھا الذین اٰمنوا لاتخونوا اللہ والرسول ایمان والو خدا اور رسول کے معاملہ میں خیانت نہ کرنا، وتخونوا اٰمٰنٰتکم وانتم تعلمون، اور ان امانتوں کے بارہ میں خیانت نہ کرنا جو تمہارے سپرد ہیں، تمہیں سلطنتیں دی جائیں، عہدے سپرد کئے جائیں، قومی کام تمہارے ذمہ لگائے جائیں ان میں خیانت نہ کرنا وانتم تعلمون تم خیانت کرتے ہو اور خوب جانتے ہو کہ تم خیانت کررہے ہو، یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ایک بُرے فعل کو جانتے ہوئے اس کا ارتکاب کیا جائے، ان آیات کے پڑھنے سے دل کو بڑا خوف لاحق ہوتا ہے، آج اللہ تعالےٰ نے ہمیں سلطنت عطا کی ہے کبھی خیال تک بھی نہ آسکتا تھا کہ ہندوستان میں رہتے ہوئے ہم ایک الگ سلطنت کے مالک بن جائیں گے لیکن ہم نے بہت ناشکری کا اظہار کیا، ہیں ان لوگوں میں سے تھیں بول جو اپنی سلطنت کی بربادی چاہتے اور اپنے حاکموں کی مذمت کرتے رہتے ہیں،

لیکن جو بڑی بات نظر آتی ہے اس سے متنبہ کرنا ضروری ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ طیبات رزق اور دولت جب مل جاتی ہے تو پھر انسان بجائے خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرنے کے بجائے امانت دیانت کا سبق پڑھنے کے خیانت کرنے لگتا ہے، اس سے ہمیں بچنے کی تاکید کی ہے، لیکن آج ہم روتے ہیں کہ ہر جگہ خیانت ہورہی ہے، ایک ایک آدمی دہائی دیتا ہے کہ ہم نے خدا اور رسول کو چھوڑ کر بد دیانتی کی زندگی اختیار کر رکھی ہے اور یہ یقین کرتا ہے کہ کیرکٹر کے بغیر نہ قوموں میں برکت نہ کارخانے میں برکت اور نہ کسی اور کام کاج میں برکت پیدا ہوسکتی ہے، معلوم ہوا کہ نیکی اختیار کئے بغیر انسان کے کام درو راہ نہیں ہوسکتے پس نیکی اختیار کرو، خیانت سے باز آجاؤ، چالاکی سے مال لینا چھوڑ دو،

مال اور اولاد فتنہ ہے

واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ یہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ کا موجب ہوجاتی ہیں تم خیال کرتے ہو کہ کیا حرج اگر روپیہ ادھر اُدھر سے جمع کرلیا جائے، بیٹا ولایت جائے گا، کچھ پاس کر آئے گا، اچھے عہدے پر پہنچ جائے گا قوم ہی کی عزت بڑھے گی، یہ کوٹھیاں، یہ روپیہ جو ہم پیدا کر رہے ہیں قوم کی عزت بڑھانے کا موجب ہیں، یہ محض دل کو جھوٹی تسلی دینے والی باتیں ہیں، سوچ لو کہ آخر تم نے مرنا ہے، پھر کیا باقی رہا، وان اللہ عندہ اجر عظیم، اگر نیکی اور راستبازی اختیار کرو تو اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

صرف دو باتیں:- راستبازی اور رزقِ حلال

صرف دو باتیں ہیں جن پر قرآن نے بار بار زور دیا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم نے بھی ان پر زور دیا ہے جن پر عمل کرنے سے زندگی ملتی ہے علیکم بالصدق ان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ راستبازی اختیار کرو کیونکہ راستبازی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے۔ پھر فرمایا ایاکم والکذب۔ جھوٹ سے بچنا۔ ان الکذب یھدی الی الفجور جھوٹ بولنے سے فسق وفجور کی زندگی پیدا ہوتی ہے اور وہ دوزخ کا راستہ دکھاتی ہے، اور فرمایا اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوات۔ اپنی روٹی پاک کرو، دال روٹی کھاؤ، جو پاکیزہ ہو، اگر مستجاب الدعوات بننا چاہتے ہو تو پیٹ میں پاک روٹی ڈالو، اور حرام سے بچو، اگر ہماری ساری قوم اس صفت سے متصف ہوجائے اور زبان پر راستی کے سوائے اور کچھ نہ ہو اور رزق حلال پر گذر اوقات ہو، تو ایک انقلاب عظیم مسلمان کی زندگی میں پیدا ہوجائے۔

اسلامی قانون اور گورنمنٹ

جس دن سے پاکستان بنا ہے کہا جاتا ہے کہ اسلامی قانون بنایا جائے گورنمنٹ کو مطعون کیا جاتا ہے کہ وہ کیوں اسلامی قانون نافذ نہیں کرتی، قانون اسلامی ہمارے پاس موجود ہے کون اس پر عمل کرنے سے روکتا ہے، کیا اس قانون کے اندر لکھا نہیں کہ راستی اختیار کرو، کیا اس میں نہیں کہا گیا کہ حلال رزق کھاؤ، پھر کیوں اس پر عمل نہیں کرتے۔ کوئی گورنمنٹ لوگوں کو نیک نہیں بنا سکتی، اگر گورنمنٹ اعلان کردے کہ اسلامی قانون نافذ کیا جاتا ہے تو کیا خود بخود لوگ نیک بن جائیں گے، گورنمنٹ زیادہ سے زیادہ امن قائم رکھ سکتی ہے، کسی بُری بات کے معلوم ہونے پر سزا دے سکتی ہے وہ چوری کرتے پکڑ سکتی ہے لیکن چوری کرنے سے تو انسان خود ہی بچے تو بچے، حرام خوری سے بچانے کے لئے گورنمنٹ نہیں، گورنمنٹ حرام خوری کی سزا دینے کے لئے ہے، خود کچھ کرکے دکھاؤ، اپنے اندر ایمان پیدا کرو، اپنی زندگی کا ثبوت دو۔

جماعت احمدیہ کی ذمہ داری

یہ چھوٹی سی جماعت اسی غرض کے لئے پیدا کی گئی تھی، کہ نیکی اور تقوےٰ پر دنیا کو قائم کرے ایک امام تم میں آیا جس کے ہاتھ پر تم نے عہد کیا کہ تم تقوےٰ اختیار کروگے، راستبازی سے کام لوگے، دین کو دُنیا پر مقدم کروگے، پس ڈرو کہ تم پر ڈبل ذمہ داری ہے، اپنی زندگی اور ایمانی حرارت کا ثبوت دو، اگر دنیا میں ممتاز ہونا چاہتے ہو تو راستی اختیار کرو، نیکی کی طرف قدم اُٹھاؤ، قربانی و ایثار کا سبق جو امام ہمام نے سکھایا اس کو نہ بھلاؤ۔ قومیں سوائے قربانی کے زندہ نہیں رہ سکتیں۔ اسی سے آپ کی قوم کی عزت دنیا میں قائم ہوئی، اور اسی سے قائم رہے گی۔ اس پر غور کرو کہ ہم سے کیا عہد لیا گیا اور ہم کس طرف جا رہے ہیں، ایسا نہ ہو ناشکری کے عذاب میں گرفتار ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ رحم کرے ؛

ووکنگ سے کراچی تک

[شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے]

(۱۱) جرمنی

منسٹر میں ایک رات

لوگ سیاحت کو نکلتے ہیں تو سب پروگرام پیشتر بنا لیتے ہیں۔ کہاں کتنے دن کتنے گھنٹے اور کتنے منٹ اور کتنے سیکنڈ قیام ہوگا۔ کہاں کھانا ہوگا کہاں سونا۔ کون کون سے مقامات کی سیر ہوگی اور کون کون سے لوگوں سے ملاقات ہوگی۔ لیکن انگلستان میں ایک صاحب جن کا رخصتیں گذارنے کا اپنا ہی طریق تھا سال میں دس بارہ دنوں کے لئے "ٹریمپ" بن جاتے تھے آوارہ گردوں کا لباس پہن کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں گھوم پھر کر تماشائے اہل کرم دیکھتے۔ ایک اور صاحب نے یہ نسخہ بھی آزمانے کے لئے پیش کیا کہ بغیر کسی پروگرام کے گھر سے باہر نکل آؤ اور جو پہلی بس راستے میں ملے اس میں سوار ہو جاؤ جہاں بس کا آخری سٹاپ آئے اتر جاؤ پھر دیکھو تمہاری کیا حالت ہوتی ہے۔ .... میں منسٹر یونہی اتر گیا تھا بغیر کسی پروگرام کے ...... میرے یہ وہم گمان میں بھی نہ تھا کہ ۲۴ راپریل کی رات میں اس چھوٹے سے شہر کے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں بسر کروں گا۔

بات اصل میں یہ تھی کہ ہمبرگ سے جس گاڑی میں سوار ہوا تھا وہ رات کے گیارہ بجے بون پہنچتی تھی۔ وہاں سے گوڈز برگ مزید ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔ اب آدھی رات کے وقت میں شوکت صاحب کا دروازہ کھٹکھٹانا یہ کونسی دانائی تھی یہ تو سچ ہے کہ نہیں میرا انتظار تھا لیکن سوئے ہوئے لوگوں کو تنگ کرنا، اور پھر رات کے وقت اگر مکان کا جلد پتہ نہ لگ سکا تو میں پھر گوڈز برگ کی گلیوں کی خاک ہی چھانتا رہوں گا۔ میں نے یہ حالات دیکھ کر دل میں فیصلہ کر لیا کہ شام کو سات بجے کے قریب جو اسٹیشن بھی آئے گا اس پر اتر جاؤں گا۔ رات وہاں گذار کر دوسرے دن بون چلا جاؤں گا۔ ویسے تو کولون بھی اتر سکتا تھا لیکن یہاں گاڑی رات کو دس بجے پہنچتی تھی۔

گاڑی میں بے تحاشا رش تھا سوار ہونا مشکل ہو گیا لیکن میں نے کھڑکی سے ایک خالی سیٹ پر رومال پھینک کر اپنی سیٹ "ریزرو" کر لی تھی جب آدھ گھنٹہ کی تگ و دو کے بعد اپنے ریزرو شدہ کمپارٹمنٹ میں پہنچنا نصیب ہوا تو لوگوں کے ہجوم کے باوجود میرا رومال صحیح سلامت اپنی جگہ پر پڑا تھا۔ اور مجھے وہاں بیٹھتا دیکھ کر کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا۔

۷ بجکر ۹ منٹ پر گاڑی منسٹر کے سٹیشن میں داخل ہوئی اور میں وہاں اتر گیا۔

"ھیلو انڈین"

سٹیشن کے باہر نوٹس بورڈ پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ اس جگہ کے نزدیک ہی برطانیہ فوج کا ایک کمپ ہے، تھوڑی دیر ادھر ادھر گھومنے پر معلوم ہوا کہ یہاں وہ تمام قباحتیں بھی موجود ہیں جو کسی علاقہ میں فوج کی موجودگی سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ سٹیشن کے قریب ہی ایک پارک تھا۔ میں نے وہاں بیٹھ کر تھیلے سے اپنے سینڈوچ نکال کر کھائے، ان سے فارغ ہو کر میں تھوڑی دیر تک وہیں بیٹھا لوگوں کو آتے جاتے دیکھتا رہا۔ جب ساڑھے آٹھ بجے تو میں نے سوچا اب اٹھ کر کسی ہوٹل کو تلاش کرنا چاہیئے جہاں رات بسر کر سکوں ویسے بھی اب نور کے زرین ایوانوں میں تالے پڑ گئے تھے اور ارغوانی بدلیوں کے رنگ کالے ہوتے جا رہے تھے۔ میں ایک ہاتھ میں تھیلا پکڑے دوسرے ہاتھ میں اپنا اوورکوٹ تھامے خراماں خراماں پارک سے باہر نکل رہا تھا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بنچوں پر لوگ جوڑے جوڑے ہو کر بیٹھے تھے۔ پھر ایک طرف سے آواز آئی "ہیلو انڈین"! میں نے سر موڑ کر دیکھا تو ایک نزدیک سے بنچ پر دو لڑکیاں بیٹھی تھیں، اور پھر دونوں ہنسنے لگیں۔ میں قدم بڑھاتا ہوا آگے نکل گیا۔ .... پیشتر اس کے کہ میرے ذہن میں کوئی جواب آتا میں ان سے کافی دور ہو گیا تھا۔

نارٹ ہوٹل

نارٹ ہوٹل جس میں مجھے جگہ ملی تھی ہوٹل کم اور بورڈنگ ہاؤس زیادہ تھا چونکہ مجھے صبح آٹھ بجے کی گاڑی پکڑنا تھی اس لئے میں نے ہوٹل کے اخراجات وغیرہ پیشگی ادا کر دیئے۔

ایک مختصر سا کمرہ جس کے دروازے اور کھڑکیاں نئی طرح سے کھلتے اور بند ہوتے تھے، بجلی کے سوئچ کو بھی اوپر سے نیچے کی طرف دبانے کی بجائے گھمانا پڑتا تھا۔ بات تو معمولی تھی لیکن رات کو اگر کسی ضرورت کے لئے اٹھنا پڑ جاتا تو روشنی کرنے کے لئے بھی ایک آدھ منٹ صرف ہو جاتا۔ گاڑیوں کی کیفیت بھی ایسی ہی تھی، دروازوں اور کھڑکیوں کی چٹخنیاں مختلف تھیں۔ پلیٹ فارم پر اترنے کے لئے جو سلیپر لگے ہوئے تھے لیکن بعض پلیٹ فارم سے فاصلے پر رہتے اور اترتے وقت انسان یونہی آنکھیں بند کر کے نہیں اتر سکتا تھا کسی گاڑی کے دروازے اندر کی طرف کھلتے تھے اور کسی کے باہر کی طرف .... زندگی میں یہ امور خاص اہمیت تو نہیں رکھتے لیکن شروع شروع میں ذرا الجھن ہوتی تھی۔ بس سفر میں انسان غیر متوقع امور کے لئے ہر دم تیار رہے۔ پھر تو اس کا سفر آسانی سے کٹ گیا۔ اگر گھر جیسے آرام و آسائش کی امید رکھے تو ..... گھر ہی بیٹھا رہے باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے۔

ساڑھے سات بجے صبح میں ہوٹل کے دفتر میں کمرے کی چابی رکھ کر باہر نکل آیا۔ ابھی چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ ایک شخص بڑبڑا کر میرے پیچھے لپکا۔

"معاف کیجئے، آپ جا رہے ہیں؟"

"جی ہاں۔ آپ اطمینان رکھئے میں نے ہوٹل کا بل شام ہی کو ادا کر دیا تھا"

"جی جی یہ بات نہیں بس معاف کیجئے میں نے یہی پوچھا تھا کہ آپ جا رہے ہیں"

سٹیشن کا راستہ

قریب ہی ایک گرجا گھر تھا جو بمباری سے مسمار ہو چکا تھا، اس کی میں نے تصویر اتاری اور پھر سٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا۔ پندرہ بیس منٹ تک چلنے پر بھی مجھے سٹیشن کے آثار نظر نہیں آئے۔ کہیں میں غلط سمت تو نہیں جا رہا تھا۔ سڑک قدرے سنسان تھی اور کوئی شخص بھی آتا جاتا نظر نہیں آتا تھا۔ تھوڑی دور اور چلتا رہا تو ایک بڈھا دکھائی دیا۔ جب وہ قریب آیا تو میں نے اس سے سٹیشن کا راستہ پوچھا۔ لیکن وہ میرے منہ کو تکنے لگا۔ آٹھ بجے گاڑی سٹیشن سے روانہ ہوتی تھی اور اب ۷ بجکر ۳۵ منٹ ہو گئے تھے اور معلوم نہیں میں اسٹیشن سے کس قدر دور تھا۔ اور اب یہ بڈھا شخص ملا تھا جو میرے مفہوم سمجھنے سے قاصر تھا۔ اور مجھے جلدی میں اس وقت بھول گیا تھا کہ جرمن زبان میں ریلوے اسٹیشن کو "ایزن بان" کہتے ہیں وہ بیچارہ تو میری ہر طرح سے مدد کرنے کے لئے تیار تھا لیکن وائے قسمت ..... اور ادھر گاڑی کا وقت تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ پھر میرے ذہن نے ایک کروٹ لی۔ بچپن سے ہم انگوٹھے کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اور شہادت کی انگلی کو ناک اور ماتھے پر جما کر گاڑی گاڑی کھیلا کرتے تھے۔ چھک چھک چھک جب میں نے اسی طرح چھک چھک کیا، تو بڈھا زور سے ہنسا اور یا، یا کرتے ہوئے سمجھانے لگا کہ میں واپس مڑ جاؤں اور پھر دائیں طرف جا کر سیدھا چلا جاؤں گا۔

میں نے وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے جلدی جلدی اس کا شکریہ ادا کر کے آف ویڈرزین کہا اور اس کی بتائی ہوئی سمت پر چل دیا۔ سٹیشن پر پہنچا تو گاڑی آ چکی تھی دوڑ کر اس پر سوار ہوا۔ ساڑھے گیارہ بجے بون پہنچ گیا۔

جمیعت الفلاح المسلمین کا جرمنی میں مشن

جمیعت الفلاح المسلمین کا صدر دفتر کراچی میں ہے اور اس کے بانی آنریبل تمیز الدین خان ہیں۔ مقصد تبلیغ اسلام، اور طریق کار قریباً وہی جو احمدیہ جماعت کا ہے۔ انگریزی میں ایک ماہنامہ وائس آف اسلام (VOICE OF ISLAM) بھی نکلتا ہے، ادارہ تحریر میں فضل الرحمٰن انصاری بھی ہیں، جو مولوی علیم الدین صدیقی کے ہمراہ بہت سے ممالک کا دورہ کر کے احمدیت کے خلاف زہر اگلنے میں خوب نام پیدا کر چکے ہیں، ابتدائی ایک دو نمبروں میں احمدیت کے خلاف ڈھکی چھپی نیش زنی بھی شروع کی لیکن اس کے بعد اس طرف سے خاموشی اختیار کر لی جمیعت نے تین ملکوں میں اپنے مشنری بھیجے تھے۔ انگلستان، جرمنی اور امریکہ، انگلستان میں بہاولپور سٹیٹ کے ریٹائرڈ بریگیڈیئر نذیر محمد شاہ ہیں۔ ایک دفعہ ووکنگ تشریف لائے تو میں نے پوچھا آپ کا جمیعت سے کیا تعلق ہے۔ کہنے لگے میں اپنی خوشی سے ہر کام کر رہا ہوں ان کا باقاعدہ ملازم نہیں جب تک میرا انگلستان میں جی لگا ہوا ہے رہوں گا جب اکتا گیا تو یہاں سے چلا جاؤں گا

میں تو ایک آزاد فطرت انسان ہوں ۔

جمعیت نے بون (جرمنی) میں شیخ محمد امین صاحب بیرسٹر نومسلم کو مبلغ بنا کر بھیجا تھا ۔ بون جرمنی کا دارالخلافہ ہے اس لحاظ سے اس مقام پر مشن کھولنا بہت اہمیت رکھتا ہے لیکن شیخ صاحب کو بڑھاپے کے باعث جرمنی کی فضا راس نہیں آئی اور وہ ایک دن یک لخت پاکستان کے لئے تیار ہو بیٹھے ۔ ان کی وجہ سے کوئی دو جرمن مسلمان ہوئے تھے، کچھ جم کر کام کرتے تو شاید کامیابی کے مزید آثار نظر آتے لیکن اس عمر میں وہاں رہنا ان کے بس کا روگ نہیں تھا، اب معلوم نہیں جمعیت نے جرمنی میں کن صاحب کو بھیجنے کا انتظام کیا ہے، جمعیت کی طرف سے کراچی میں مبلغین کی ٹریننگ کے لئے ایک کالج بھی کھلا ہوا ہے ۔ جو ابھی اپنے ابتدائی دور میں ہے ۔

بون سے روانگی

گوڈزبرگ دریائے رائن کے کنارے آباد ہے اس کے خوبصورت ماحول کو دیکھ کر جی چاہتا تھا کہ کچھ روز یہیں ٹھہرا رہوں لیکن ابھی مجھے سوئٹزرلینڈ جانا تھا اس لئے دوسرے روز نو بجے بون سے زیورخ کے لئے گاڑی میں سوار ہو گیا ۔

بون سے گاڑی چلی تو چار گھنٹے تک مشکل کھڑا ہونے کی جگہ ملی، سکولوں میں چھٹیاں اگلے روز ختم ہو رہی تھیں اور اس قدر رش تھا کہ الامان، سارے یورپ میں سفر کا سب سے زیادہ تکلیف دہ حصہ یہی تھا ۔ ایک گھنٹہ میں نے کوری ڈور میں کھڑے ہو کر گذارا پھر اُکتا کر دوسری طرف دروازے کے قریب آ گیا ۔ گاڑی دریائے رائن کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی، اس منظر کے حسن اور دلکشی نے تھوڑی دیر کے لئے سفر کی صعوبت کو کم کر دیا ۔ کچھ وقت ڈائننگ کار میں بیٹھا رہا، کھانا کھایا، چائے بھی پی، اور اخبار پڑھا پھر جب دوسری نشست کے لئے ٹیبلیں لگنا شروع ہوئیں تو ناچار اُٹھنا پڑا، ہر سٹیشن پر ہجوم بڑھتا ہی جا رہا تھا، اور مجھے اپنی ہاں کی گاڑیوں میں مسافروں کا جو رش ہوتا ہے یاد آ رہا تھا ۔ جہاں گاڑی کھڑی ہوتی ہے ... وہ غل غپاڑہ اور دھکم دھکا ہوتا تھا کہ الامان پھر جو سامان گاڑی کے ڈبوں میں بھرا جاتا ہے اور جس طریق سے لوگ سیٹوں پر بیٹھتے اور گاڑی کے فرش کا استعمال کرتے ہیں وہ منظر بھی بڑا دلچسپ ہوتا ہے ضمیر جعفری نے کیا نقشہ کھینچا ہے ۔

اسی میں ملت بیضا سما جا کو دجا بھر جا
تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے تیسرا درجہ
نہ گنجائش کو دیکھ اس میں نہ تو مردم شماری کر
لنگوٹی کس خدا کا نام لے گھس جا سواری کر

وہ پورے کھیت کے گنے کٹا لایا ہے ڈبے میں
یہ گھر کی چارپائی تک اُٹھا لایا ہے ڈبے میں
وہ مولانا جو ملت میں بڑے گھل مل کے بیٹھے ہیں
رضائی میں جو یوں بیٹھے ہیں گویا سل کے بیٹھے ہیں
نمونہ دے کے درس عظمت اسلام دیتے ہیں
یہ ہر شو تھوکنے کا فرض بھی انجام دیتے ہیں

خیر اس گاڑی میں رش تو بے حد تھا لیکن لوگوں نے تہذیب متانت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا تھا ۔ میں مجبوراً کھڑکی کے قریب کھڑا باہر کے مناظر سے دل بہلاتا، ساتھ ہی فرسٹ کلاس کا ڈبہ تھا جس میں ایک عورت اکیلی بیٹھی ہوئی تھی غالباً کسی بیرن کی بیوی ہوگی ! اور میرے قریب ایک جرمن بڑھیا اپنے بچوں کے ساتھ کتنے عرصہ سے کھڑی تھی ٹکٹ چیکر نے جب دو تین بار ہمیں اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگا ۔ کوئی بات نہیں تم فرسٹ کلاس میں بیٹھ جاؤ، اندھے کو کیا چاہیئے دو آنکھیں ہم وہاں آرام سے بیٹھ گئے، اس بیرن کی بیوی نے ناک بھوں چڑھا کر سیٹ پر سے اپنا پھیلا ہوا سامان سمیٹ لیا ۔

دو گھنٹے کے بعد وہ شخص پھر آیا اور کہنے لگا میری ڈیوٹی اگلے سٹیشن پر ختم ہو رہی ہے اب آپ دوسرے ڈبوں میں چلے جائیں وہاں کافی جگہ خالی ہو گئی ہے ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے اُٹھ آئے ۔ گاڑی تھوڑی دیر میں سوئٹزرلینڈ کی حدود میں داخل ہونیوالی تھی ۔ میں نے اپنی جیب سے "رہنمائے سوئٹزرلینڈ" نکالی اور ضروری معلومات حاصل کرنے کی غرض سے ورق اُلٹنے شروع کئے ۔ میرے کمپارٹمنٹ کے سب ساتھی سوئٹزرلینڈ جا رہے تھے غالباً وہیں کے باشندے تھے، بس یونہی باتوں کا سلسلہ شروع ہوا تو بڑا خوشگوار ماحول پیدا ہو گیا ۔ میں بھی چار پانچ گھنٹے کی مسلسل چپ سے گھبرا گیا تھا یہ دوستانہ کمپنی ملی تو طبیعت کو کچھ سکون ہوا ۔

اسلامی کیرکٹر کی درخشاں مثال

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

دیتے ہیں کہ :-

" جو کوئی بادشاہ جرجیس کا سر کاٹ کر لائے گا خواہ وہ عیسائی ہی ہو اس کو ایک لاکھ اشرفی انعام اور بادشاہ کی لڑکی نکاح میں دی جائے گی اور اسے افریقہ کا حاکم بنا دیا جائے گا "

اس جوابی اعلان سے جرجیس کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور وہ سخت گھبراتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ انعام کے لالچ میں آ کر اس کا کوئی اپنا آدمی ہی غداری کر کے اس کا سر کاٹ لے، بہرحال اب لڑائی کا رُخ بدل جاتا ہے ۔ اسلامی افواج کی تعداد میں بھی قریباً دوچند کا اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی قیادت عبداللہ ابن زبیرؓ جیسے آزمودہ کار جرنیل کے ہاتھ میں ہے ۔ اسلامی فوج اب ایک تازہ ہمت اور نئی جرأت سے جنگ کرتی نظر آتی ہے، وہ دشمن پر ایسے تابڑ توڑ حملے کرتی ہے کہ اس کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں، عبداللہ ابن زبیرؓ کا آنا کیا تھا اسلامی لشکر کی فتح کی نوید تھی، سچ ہے ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

بالآخر مسلمانوں کی یورش کے سامنے عیسائیوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں، عبداللہ ابن زبیرؓ جوانمردی کے جوہر دکھاتا ہوا عیسائی لشکر کے قلب تک جا پہنچتا ہے اور جرجیس کے سر پر اپنی شمشیر خاراشگاف کی ایسی ضرب لگاتا ہے کہ وہ آنِ واحد میں ڈھیر ہو جاتا ہے، بادشاہ کی بیٹی باپ کی مدد کو پہنچتی ہے، عبداللہ چاہتے تو ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیتے مگر عورت پر وار کرنا مردانگی نہیں اور پیغمبر اسلام صلعم کے حکم کے خلاف ہے اس لئے اس سے کچھ تعرض نہیں کیا گیا ۔

اسلامی لشکر سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے عیسائی فوج کے پاؤں اُکھڑ جاتے ہیں وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلتے ہیں ہزاروں کی تعداد میں قتل ہو جاتے ہیں اور ہزاروں گرفتار کر لئے جاتے ہیں ۔ گرفتار شدگان میں بادشاہ کی وہ حسینہ و جمیلہ لڑکی بھی ہے ۔ جب اس نے عبداللہ ابن زبیرؓ کو دیکھا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے، مگر اس سے کچھ تعرض نہیں کیا جاتا اور اس کی عزت کو ہر طرح سے برقرار اور محفوظ رکھا جاتا ہے، اور کسی کو اجازت نہیں کہ اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے، وہ اپنے آپ کو ان مسلمانوں کے اندر ایسا محسوس کرتی ہے کہ گویا وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں اپنے بہن بھائیوں میں ہے

افریقہ کی یہ عظیم الشان فتح ۲۷ھ کا واقعہ ہے، اختتام فتح پر حسب اعلان شاہ افریقہ کی لڑکی نکاح کے لئے اور ایک لاکھ اشرفی اور ملک افریقہ کی حکومت حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی خدمت میں پیش کی گئی، آپ نے ان سب کو یہ کہکر ٹھکرا دیا کہ :-

" میں نے جو کچھ کیا وہ خدا اور رسُول کے لئے کیا ہے نہ کہ کسی دنیوی لالچ کے لئے، میں دُنیا میں کوئی اجر نہیں چاہتا میرا اجر خدا مجھ کو قیامت کے دن دے گا، اور وہی میرے لئے کافی ہے، دنیا مجھے مقصود نہیں بلکہ حقیقی مقصد خدا ہے "

یہ ہیں مردانِ خدا جن کو خدا نے اصل اسلامی اخلاق سے سرفراز فرمایا ہے ۔ دولت، حسن، حکومت ان کی نظروں میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی، وہ جو کام کرتے ہیں وہ خدا کے لئے کرتے ہیں اور خدا سے ہی اس کا اجر چاہتے ہیں دنیا کی عارضی چیزوں سے ان کو کوئی لگاؤ نہیں ہوتا ع

دنیا ہمہ ہیچ و کار دنیا ہمہ ہیچ

اور پھر اور سنئے، جب افریقہ کی فتح کی خبر مسجد مدینہ میں جا کر آپ نے سنائی تو آپ نے اپنا ذکر تک نہ کیا کہ یہ فتح ان کی وجہ سے یا ان کے ہاتھوں سے ہوئی، بلکہ اس بات کو اخفا میں رکھا ۔ جب بعد میں لوگوں کو اس کے متعلق علم ہوا تو سب طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ تار کا پتہ: تبلیغ، لاہور ٹیلیفون نمبر ۷۲۲۳

۲۹ ستمبر ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۳۰ محرم ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۱

جواہر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

نرمی کو اپنے اُوپر لازم کرو

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ رفیقٌ یحب الرفق ویعطی علی الرفق مالا یُعطی علی العنف ومالا یعطی علی ما سواہ (رواہ مسلم) وفی روایۃ لہ قال لعائشۃ علیك بالرفق وایاك والعنف والفحش ان الرفق لا یکون فی شیءٍ الا زانہ ولا ینزع من شیءٍ الا شانہ مشکوٰۃ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ خدا نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور بندوں کو نرمی کرنے پر وہ چیز دیتا ہے، جو سختی کرنے پر نہیں دیتا اور (نہ صرف سختی کرنے پر بلکہ) نرمی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں (کسی پر وہ چیز نہیں دیتا جو نرمی کرنے پر دیتا ہے) اسکے راوی مسلم ہیں اور مسلم کی ایک اور روایت میں یوں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تم نرمی کرنے کو اپنے اوپر لازم کرو اور سختی اور دشنام سے بچی رہو کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے خوشنما کر دیتی ہے اور جس چیز میں سے سلب کر لی جاتی ہے اُسے بدنما بنا دیتی ہے۔

نرمی سے محروم ہر نیکی سے محروم

عن جریرٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من یحرم الرفق یحرم الخیر (مسلم)

جریر رضی نبی صلی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا وہ نیکی سے محروم کیا گیا۔

نرم دل پر دوزخ کی آگ حرام

عن عبد اللہ بن مسعودٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرکم بمن یحرم علی النار وبمن تحرم علیہ النار علی کل ھیّنٍ لیّنٍ قریبٍ سھلٍ (ترمذی)

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتادوں جو دوزخ کی آگ پر حرام ہے اور جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے ہر آہستہ رو نرم دل پر جو لطف و مہربانی سے آدمیوں کے قریب ہوتا ہے اور نرم خوئی کے ساتھ ہم نشینی کرتا ہے۔

عن انسٍ قال کانت امۃ من اماء اھل المدینۃ تاخذ بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنطلق بہ حیث شاءت۔

انس کہتے ہیں کہ باشندگان مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جا کر عرض حال کرتی۔

مومن کی کامیابی خدا سے تعلق کو بڑھاتی ہے

ارشاداتِ امام الزمان

اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو، مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا۔ اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے۔ اور ہر ابتلا میں وہ ثابت قدم رہ کر انعام پاتا ہے، بظاہر ایک ہندو اور ایک مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مشابہ ہوتی ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ کافر کی کامیابی اس لئے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا، بلکہ اپنی محنت، دانش اور قابلیت کو خدا بنا لیتا ہے۔ مگر مومن خدا کی طرف رجوع کر کے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے۔ اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے ان اللہ مع الذین اتقوا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔

تقویٰ ذلت اور سختی سے بچاتا ہے

یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں تقوےٰ کا لفظ بہت مرتبہ آیا ہے۔ اس کے معنے پہلے لفظ سے کئے جاتے ہیں۔ یہاں مع کا لفظ آیا ہے یعنی جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اس کو مقدم رکھتا ہے، اور دنیا میں ہر قسم کی ذلتوں سے بچا لیتا ہے، میرا ایمان یہی ہے۔ کہ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلت اور سختی سے بچنا چاہے تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ متقی بن جائے، پھر اس کو کسی چیز کی کمی نہیں۔ پس مومن کی کامیابیاں اس کو آگے لے جاتی ہیں، اور وہ وہیں نہیں ٹھہر جاتا۔

کامیابیوں پر نازاں نہ ہو

اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں۔ کہ اوائل میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے۔ لیکن انہوں نے کوئی دعا کی اور وہ قبول ہو گئی۔ اس کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی اس لئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پہ نازاں نہ ہو۔ بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو فائدہ ہے کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلہ میں ایک نئی زندگی آجاتی ہے۔ اس زندگی سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سب سے اعلےٰ درجہ کی بات جو کام آنیوالی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔

تنگدستی پر خدا سے بدگمان نہ ہوں

بہت تنگدستی بھی انسان کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے الفقر سواد الوجہ۔ ایسے لوگ ہم نے دیکھے ہیں جو اپنی تنگدستیوں کی وجہ سے دہریہ ہو گئے ہیں۔ مگر مومن کسی تنگی پر بھی خدا سے بدگمان نہیں ہوتا اور اس کو اپنی غلطیوں کا نتیجہ قرار دے کر اس سے رحم اور فضل کی درخواست کرتا ہے اور جب وہ زمانہ گذر جاتا ہے اور اس کی دعائیں بارور ہوتی ہیں تو وہ اس عاجزی کے زمانہ کو بھولتا نہیں۔ بلکہ اسے یاد رکھتا ہے۔ غرض اگر اس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کام پڑنا ہے تو تقوےٰ کا طریق اختیار کرو۔ مبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقوےٰ اختیار کرلے۔ اور بدقسمت وہ ہے جو ٹھوکر کھا کر اس کی طرف نہ جھکے۔

---

۲۵ ستمبر کا پرچہ شائع نہ ہو سکا

لاہور کے طوفانِ باراں کی وجہ سے (جس کی تفصیل اندرونی صفحات میں دی گئی ہے) دفتر پیغام صلح اور پریس ۲۴-۲۵-۲۶ کو بند رہا۔ اسلئے ۲۵ ستمبر کا پیغام صلح شائع نہ ہو سکا جس کے لئے ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔

ایڈیٹر

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

انفرادی آزادی اور حقوق انسانی کی حفاظت

ناصر احمد صاحب

بنی نوع انسان نے آج تک جتنی بھی اجتماعی ترقی کی ہے اس میں بنیادی عنصر جو اس ساری ترقی کا محرک رہا ہے وہ ہی انفرادی آزادی اور انسانی حقوق کی حفاظت، اگر انسان میں سیاسی بیداری کے شعور کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انفرادی آزادی اور انسانی حقوق کی حفاظت ہی وہ عنصر ہیں جو اس انسانی اجتماعی ترقی کے تحت کام کرتے نظر آتے ہیں۔ انسان کی سیاسی بیداری کا پہلا قدم ریاست کا قیام تھا۔ اس کے متعلق دنیا میں اس وقت تین نظریئے پائے جاتے ہیں، ان تین نظریوں کے علمبردار پولیٹیکل سائنس کے تین بڑے چوٹی کے فلاسفر لوک۔ ہوبز اور روسو ہیں، یہ تینوں ریاست کے وجود میں آنے کے وقت پیدا شدہ حالات اور شرائط میں ایک دوسرے سے اختلاف تو کرتے ہیں لیکن وہ دو باتوں پر متفق ہیں کہ ریاست سے پہلے لوگ ایک ایسی حالت میں رہتے تھے جس کو انہوں نے فطری حالت سے موسوم کیا ہے اور جس میں انسان فطرت کے قانون کو زندگی کی روزمرہ کی تگ و دو میں اپنا رہنما سمجھتا تھا۔ لیکن اس حالت میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی مثال ایک لازمی نتیجہ تھا۔ چنانچہ لوگوں نے اس بے ثباتی کی حالت سے تنگ آکر ایک منظم سوسائٹی کی داغ بیل ڈالی جس میں قانون حکومت کی توسط سے انفرادی آزادی حقوق و جائداد اور جان کی حفاظت کرنے لگا۔ اور اس طرح انسان انفرادی زندگی کے ساتھ اجتماعی زندگی میں ترقی کرتا گیا۔ انسانی ترقی کا انحصار ریاست کے نظام میں ترقی سے وابستہ ہے چنانچہ حکومت کا نظام بھی مطلق العنانی۔ سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوریت کی مختلف منزلوں سے گذرا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جیسے جیسے انسان انفرادی آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا گیا نظام حکومت میں بھی تبدیلی آتی گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر انسان نے اتنی تگ و دو کیوں کی؟ انگلستان اور امریکہ جو اس وقت جمہوریت کے سب سے بڑے علمبردار ہیں، اگر ان کی ماضی کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ بڑے بڑے قومی رہنماؤں نے صرف اس ایک مقصد یعنی انفرادی آزادی اور اس کے حقوق کی حفاظت کے لئے زندگیاں صرف کر دیں اور کئی ایک کی جانیں بھی اسی راہ میں قربان ہوئیں، ہزاروں لوگوں کو اس تگ و دو میں موت کا منہ دیکھنا پڑا۔ آخر انسان نے کیوں اتنی مشکلات اور تکالیف کو برداشت کیا؟ اگر آپ مندرجہ بالا بحث کا بغور مطالعہ کریں تو آپ پر عیاں ہو جائے گا کہ انسان کی یہ ساری تگ و دو صرف ایک بات کے لئے ہے، وہ یہ ہے کہ انسان فطرتاً اجتماعی زندگی کا دل سے متمنی رہا ہے۔ سوسائٹی میں وہ کردہ من مانی کارروائی نہیں کر سکتا کیونکہ سوسائٹی میں آخر دوسرے لوگ بھی ہیں اس لئے وہ صرف اس حد تک ہی من مانی کارروائی کر سکتا ہے جس حد تک اس کا فعل کسی دوسرے کے راستے میں حائل نہ ہو، یا کسی کے لئے نقصان کا باعث نہ ہو۔ اس صورت میں باضابطہ قانون کے نفاذ کی ضرورت ہے جو انفرادی آزادی اور حقوق کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہے، بالآخر یہ معلوم ہوا کہ انسان کی یہ ساری تگ و دو صرف اس لئے ہے کہ انسان باضابطہ قانون کی مدد سے زیادہ سے زیادہ انفرادی آزادی اور حقوق کی حفاظت کر سکے اور اس طرح وہ آرام اور سکینت کی زندگی گذار سکے۔

تہذیب حاضرہ کی سب سے بڑی خرابی اطمینان و سکینت کا فقدان ہے، ازدواجی زندگی کسی سوسائٹی کی اور پھر ریاست کی بنیاد ہے، اگر اس میں کسی قسم کی الجھن ہو اور بے ثباتی کے آثار نمایاں ہونے لگیں تو ایسے ماحول میں سے اطمینان و سکینت کا اٹھ جانا ایک فطرتی تقاضا ہے۔ انسان کا فطرتی حالت سے ترقی کر کے موجودہ ترقی کی منزل کو پہنچنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا جبکہ ترقی کا مقصد فوت ہو جائے یعنی انفرادی زندگی میں اطمینان اور سکینت کا ہونا۔ دوسرے لفظوں میں انسان اتنی ترقی کے باوجود اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ رہا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ جب انسان انسانی قدروں کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات اور جذبات کی رو میں بہہ کر اپنی دنیا کو اس کے مطابق بنانے کی کوشش کرے تو ایسی دنیا میں انسانی زندگی کو سکون کہاں میسر کیونکہ خواہشات اور جذبات کے سمندر کا کنارہ کہاں، وہ تو ایک بحر بیکراں ہے جس میں انسان نے اپنی چند روزہ زندگی گذارنی ہوتی ہے اگر وہ بے لگام خواہشات و جذبات کی رو میں بہہ جائے تو اس کا اس سمندر میں غرق ہونا ایک لازمی امر ہے اور اگر وہ اپنی خواہشات اور جذبات کو انسانی اقدار کے چپوؤں سے قابو میں رکھے اور اس کو ایک مقصد کے تحت ایک منزل مقصود کے لئے ایک خاص راہ پر قائم رکھے تو اس کی کامیابی یقینی اور اس کا مستقبل شاندار۔

جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ازدواجی زندگی سوسائٹی کی جان ہے، اگر اس میں بے ثباتی اور بے اطمینانی پائی جائے تو سارے معاشرے کا شیرازہ بکھرنا لازمی چیز ہے۔ اس ازدواجی زندگی میں بے ثباتی اور بے اطمینانی کا ایک تجربہ ہمارے ایک انگریزی کے پروفیسر صاحب نے بتایا۔ پروفیسر صاحب الٰہ آباد یونیورسٹی میں نفسیاتی تجربے بھی کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنے تجربے کے دوران میں دو لڑکیوں سے جو اونچے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، پوچھا کہ آخر آپ کیوں پریشان رہتی ہیں جبکہ آپ کو ہر طرح کا آرام و آسائش میسر ہے پھر آخر یہ پریشانی کیوں آپ کے چہروں سے ٹپکتی رہتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اپنے مستقبل کے متعلق پریشانی رہتی ہے کیونکہ عورت کی جوانی تو ایک تھوڑی مدت کے بعد ڈھلنی شروع ہو جاتی ہے، شادی کے بعد ہوتا کیا ہے کہ ایک بالکل جوان لڑکی اس کے خاوند کے پاس آتی ہے اور اس کو شادی کرنے کے لئے کہتی ہے۔ خاوند صاحب اس سے شادی کر لیتے ہیں اور اس بیوی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اب بتایئے کہ شادی بھی ایک فطرتی تقاضا ہے اور شادی کے بعد یہ سلوک بھی موجودہ تہذیب میں ایک امر واقعہ ہے۔ اب ہم کریں تو کیا کریں۔ ازدواجی زندگی میں اس بے ثباتی اور بے اطمینانی کا اظہار ہی سب سے بڑی وجہ ہے جو موجودہ تہذیب کی ناکامی کا پتہ دے رہی ہے، چونکہ انسان کی شروع ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ ایک ایسا باضابطہ قانون مرتب کرے جس کو رائج کر کے حکومت اس کی انفرادی آزادی اور حقوق کی حفاظت کے فرض کو ادا کر سکے اور یہ فطرتی جذبہ اس بے ثباتی اور بے اطمینانی کو دور کرنے کے لئے قدرتی طور پر انسان میں موجود ہے جس کے لئے وہ شروع سے آج تک کوشاں رہا ہے۔ پھر ایک مسلمان عورت موجودہ تہذیب کی خرابیوں کو جانتے ہوئے اور قرآن کے اس حکم سے آگاہ ہونے کے باوجود جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ اگر تم ایسی عورتوں کو طلاق دو جن کو تم نے چھوا بھی نہیں اور ابھی مہر بھی مقرر نہ کیا ہو تو ان کو اپنی استطاعت کے مطابق مال دو۔ اور اگر تم ایسی عورتوں کو طلاق دو جن کو تم نے چھوا نہ ہو مگر مہر مقرر کر چکے ہو تو ان کو مقرر شدہ مہر سے نصف رقم ادا کرو اس حالت میں کہ باقی آدھی رقم عورت معاف کر دے تو یہ تقوےٰ کے زیادہ قریب ہے۔ ایک غیر مسلم مرد سے شادی کیسے کر سکتی ہے، غیر مسلم عورتوں کو اپنے حقوق منوانے کے لئے موٹروں کے پیچھے جانیں ہاتھ پڑیں، اور اپنی نفسانی خواہشات کے لئے انسانی اقدار کو قربان کرنا پڑا۔ لیکن قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جس نے کمال درجہ تک عورت کی آزادی اور حقوق کی حفاظت کی ہے دنیا میں وہ مرد یا عورت بہت ہی بدبخت ہے جو زندگی میں کسی بلند مقصد سے علاوہ نفسانی خواہشات کی تسلی کے لئے اپنا وقت صرف کر دے، اس کا یہ فعل انسانیت کی مسلسل تگ و دو کے عین مخالف ہے جو صدیوں سے انفرادی آزادی۔ حقوق کی حفاظت اور انسانی اقدار کی قدر کو منوانے کے لئے کرتا رہا ہے ایسے مرد یا عورت کے لئے سوسائٹی میں کوئی جگہ نہیں۔ کیونکہ ایک ترقی یافتہ معاشرے میں وہی شریک کہلائے گا جو صحیح انسانی قدروں کو اپناتے ہوئے معاشرے کی سربلندی اور عزت کا باعث ہو، لیکن اگر وہ وقتی نفسانی جوش کے لئے معاشرے کے اقدار کو بالائے طاق رکھتا ہے اور اس کی رو میں بہہ جاتا ہے تو سچ ہے کہ ایسے لوگوں سے معاشرے کو کوئی فائدہ نہیں وہ تنکے ہیں جن کے بہہ جانے سے پانی اور زیادہ شفاف ہو جائے گا۔

درخواست دعا

(۱) احقر کی اہلیہ، مخلص احباب کی دعاؤں سے قدرے روبصحت ہے۔ کامل شفا کے لئے مزید دعاؤں کی ضرورت ہے امید ہے کہ احباب ضرور توجہ فرمائیں گے۔

(۲) جن احباب نے خطوط کے ذریعہ عیادت کی ہے ان کی ہمدردی کا شکرگذار ہوں، نیز جن احباب نے احقر کی مصیبت میں مالی ہمدردی فرمائی ہے ان کا بھی تہ دل سے شکرگذار ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان تمام احباب پر اپنا سایہ عاطفت رکھے، اور دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو۔

(۳) عزیزہ محمد　　کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے اس خوشی میں تبلیغ اسلام کے لئے دو روپے عنایت فرمائے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیرا اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو نیک کرے اور دین کا سچا خادم بنائے۔ آمین۔

(۴) بعض سندھی احباب مختلف تکالیف میں مبتلا ہیں، ان کے لئے احباب کرام کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔　　والسلام

احقر حافظ عبدالرشید مبلغ اسلام، نواب شاہ، سندھ

مسدودہ پیغام صلح ——— مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۴ء

بلند مقام حاصل کرنے کا ذریعہ

"اگر آپ بلند مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو قربانی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کیجئے"

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت امیر ایدہ اللہ نے عید الاضحیٰ کے خطبہ میں ارشاد فرمائے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جانی و مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی :-

"بلندی اور بڑائی قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے اگر آپ بلند مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو قربانی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کیجئے ۔ خدا کے لئے ۔ خدا کے دین کے لئے قوم کے لئے قربانی کی عادت ڈالئے ۔ وہ قوم جو اپنے اندر قربانی کا جذبہ نہیں رکھتی وہ کبھی ذلت سے باہر نہیں نکل سکتی"

حضرت امیر ایدہ اللہ کے ان الفاظ کے بعد جو قلّ و دلّ کے مصداق ہیں برادران جماعت کی خدمت میں ہمارا کچھ عرض کرنا تحصیل حاصل ہوگا ۔

اس حقیقت سے آپ خود واقف ہیں کہ آپ کی جماعت کی تھوڑی قربانیوں نے دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا ہے آپ کی جماعت کی قربانیوں سے دنیا میں اسلام کا غلبہ ظاہر ہوگیا یعنی وہ یورپ اور امریکہ جو ساری دنیا سے اسلام کو عیسائی بنانے کا تہیہ کئے ہوئے تھے ۔ اور جس کے لئے وہ کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہا رہے تھے ۔ اسی یورپ اور امریکہ کے اندر آپ کے تبلیغی اور روحانی مراکز کھل گئے ، ان براعظموں کی پشت پر بڑی بڑی سلطنتیں تھیں مگر آپ کی پشت پر تو ایک سلطنت بھی نہ تھی ۔ ہاں آپ کی پشت پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ تھا ، آپ کے ساتھ خدائے بزرگ و برتر کا فضل تھا ۔ اور اس فضل کو جذب کرنے والی وہ آپ کی قربانیاں تھیں جو آپ اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر کرتے رہے ، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان چھوٹی چھوٹی قربانیوں کو نوازا اور نہ صرف اسلام کا روحانی غلبہ ہی دنیا میں ظہور پذیر ہوا بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جسمانی طور پر ایک انقلاب رونما ہوگیا مسلمانوں کی گرتی ہوئی سلطنتیں پھر سنبھل گئیں اور نئی نئی سلطنتیں معرض وجود میں آئیں ۔ دوسرے لوگ اس حقیقت کو سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن ہم خوب جانتے ہیں کہ اس ظاہری انقلاب کا اصل باعث بھی وہ روحانی انقلاب ہے جو حضرت امام الزمان نے پیدا کیا جب قوم کے ایک حصہ نے قربانیوں کو اپنا شعار بنایا اور اس نے اسلام کی ترقی اور اقبال کے لئے خدا کے حضور رو رو کر دعائیں کیں تو خدا کا فضل کھنچ آیا ، خدا نے روحانی طور پر بھی غلبہ دیا اور جسمانی طور پر بھی ۔ روحانی غلبہ کے ساتھ جسمانی غلبہ کا آنا لازمی تھا ۔

فی الجملہ آپ کی قربانیوں نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ۔ چنانچہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ اپنے اسی خطبہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں :-

"ہماری جماعت ، چھوٹی سی ہے لیکن اس جماعت کے تھوڑے بچے اور آپ خود جو تھوڑے تھوڑے پیسے خدا کے رستہ میں دیتے ہیں اس سے یورپ میں تین مشن تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں ، ایک انگلستان میں ، دوسرا جرمنی میں ، تیسرا امریکہ میں خدا کے دین کو پھیلا رہے ہیں ۔ اس کے بغیر لوگ نہیں مان سکتے تھے کہ آپ بھی کوئی قوم ہیں ، اس قوم کے ایک ایک آنے نے بڑی عزت پیدا کر دی لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں ۔ کہ کتنا بڑا کام اس قوم نے کیا ہے ۔ کوئی مان نہیں سکتا تھا کہ یورپ کے اندر بھی اسلام پھیلایا جا سکتا ہے ۔ لیکن آپ کی چھوٹی چھوٹی قربانیوں نے اس کو حقیقت بنا کر دکھا دیا اور آپ کی عظمت اور بڑائی دلوں میں سرایت کر گئی"

یہ امر واقعہ ہے ، فی الحقیقت آپ کی جماعت کی چھوٹی چھوٹی قربانیوں سے بڑے بڑے اہل علم لوگ عیسائیت سے نکل کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ گئے اور اسلام کے متعلق ایک بہت بڑی تعداد کا نقطۂ نظر بدل گیا ۔ وہی اسلام جو آج سے کچھ دن پہلے چند روز کا مہمان سمجھا جاتا تھا اور جس پر خود مسلمان قوم مرثیے پڑھ پڑھ کر آٹھ آٹھ آنسو روتی تھی ۔ آج ایک فاتح کی حیثیت سے آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک اب عزم یہ چاہتا ہے کہ یہ قدم آگے ہی آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹنے پائے ..... وہ دوست جو آج کل مالی قربانی میں سستی ظاہر کر رہے ہیں ان کی خدمت میں بالخصوص گذارش ہے کہ یہ طریق سخت نقصان رساں ہے خود ان کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی ، ہمیں چاہیئے کہ ہم فاذا فرغت فانصب کی نصیحت کو کبھی فراموش نہ کریں ۔ اگر ہمارا قدم پیچھے نہ پڑے گا تو خدا کے افضال میں بھی کمی نہیں آئے گی ۔ خدا کی تائید و نصرت اسی وقت تک ہمارے شامل حال ہے جب تک ہم اس کے حضور صدق دل سے اپنی ٹوٹی پھوٹی قربانیاں پیش کر رہے ہیں ، بالفاظ حضرت امیر "بلندی ، اور بڑائی قربانی سے حاصل ہوتی ہے" قربانی کے بغیر ہمیں کسی بلندی اور بڑائی کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے ۔

ہم میں سے ہر شخص خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ کہاں تک وہ خدا کے رستہ میں قربانی کر رہا ہے کہاں تک وہ اس قرض کو ادا کر رہا ہے جو بلحاظ ایک اصول کے اس پر عاید ہوتا ہے کہاں تک وہ اس جہاد میں شریک ہو رہا ہے جو اس زمانہ کے امام کی معرفت خدا نے اس پر فرض کیا ہے ۔ انہی قربانیوں سے اسی جہاد کو جاری رکھنے کی بلکہ پہلے سے زیادہ جوش و خروش سے جاری رکھنے کی تاکید ہمارے موجودہ امیر مدظلہ فرما رہے ہیں اور اسی جہاد کو جاری رکھنے کی آواز ہمارے مرحوم و مغفور امیرؒ کی قبر سے بھی آ رہی ہے :-

"میں آج صاف کہدینا چاہتا ہوں کہ کوئی مرد ہو یا عورت یا بالغ لڑکا یا لڑکی جو اپنے مال میں سے اس دینی جہاد میں کچھ صرف نہیں کرتا ۔ نہیں اس سے بڑھ کر یہ کہ حسب حیثیت صرف نہیں کرتا اور پھر اسے ماہوار اور باقاعدہ ادا نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دے رہا ہے اور اپنی جماعت کو بھی دھوکہ دے رہا ہے ، ہمیں ایک قوم اور اٹھانا ہے جس طرح سات سال کی عمر سے بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کا حکم ہے سات سال کی عمر سے انہیں دینی جہاد کی عادت ڈالئے ، چھوٹے چھوٹے بچوں کے کھلونوں پر امراء کے گھروں میں سینکڑوں روپیہ برباد ہوتے ہیں ، اگر اپنے بچے کی طرف سے چند پیسے خدا کی راہ میں دینے کو وہ ایک مصیبت سمجھتے ہیں آیئے ہم سب مل کر قسم کھالیں کہ اپنی کمائی میں سے اپنی ماہوار آمدنی میں سے صرف ایک آنہ فی روپیہ میں اس دینی جہاد میں لگا دیں گے اور باقی پندرہ آنے ہیں دنیا کے کام چلائیں گے تو نہ صرف ہماری موجودہ مشکلات ختم ہو جائیں گی بلکہ ہم آج کام کو دگنا نہیں بلکہ تگنا اور چوگنا کر سکیں گے ..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کوئی مالدار گروہ نہ تھے ، وہ بلکہ بیشتر حصہ فقراء کا تھا ، مگر خدا کی محبت جب دلوں میں گھر کر گئی تو ان کی حالت یہ تھی کہ بازار جا کر مزدوری کے چند پیسے لاتے تو کچھ اپنا پیٹ بھرتے کچھ خدا کی راہ میں خرچ کر دیتے"

(ماخوذ از تقریر حضرت امیر مرحومؒ بر جلسہ سالانہ ۱۹۵۰ء)

ہم میں سے کون ہے جو حضرت امیر علیہ الرحمۃ کی اس سوز و گداز سے بھری ہوئی آواز پر لبیک کہتا ہوا خواب غفلت سے بیدار ہو کر قوم کے دینی جہاد میں شریک نہ ہو جائے ، ہمارے مرشد و ہادی حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

ایک خط

"مکرمی مولانا دوست محمد صاحب ! السلام علیکم

آپ کا اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۵۴-۹-۵ نظر سے گذرا ۔ اس میں آپ نے اپنے اداریہ میں مودودیوں کے جو پرخچے اڑائے ہیں اس سے دل خوش ہوا ۔ ابھی ہم آپ کے وعدہ کے مطابق دوسرے حصہ پر جواب آنے کے منتظر ہیں ، آپ کا مضمون ٹھوس اور زبردست دلائل و براہین پر مشتمل ہے اور ترجمان القرآن کی کذب بیانی اور حق پوشی خوب آشکارا کی گئی ہے ، میری مؤدبانہ گذارش یہ ہے کہ :- اول :- آپ اس مضمون کو ٹریکٹ کی صورت میں فوری شائع فرماویں ۔ لوگ اس مضمون کی تلاش میں سرگرداں ہیں ، مگر پرچہ نہیں مل رہا ...." میاں محمد یوسف احمدی ۔۔ پشاور

ہم نویسندہ خط کے تہ دل سے ممنون ہیں ، مضمون ابھی غیر مکمل ہے ، آئندہ ایک دو اشاعتوں میں مکمل ہو جائے گا اس کے بعد ٹریکٹ کی تجویز پر غور کیا جا سکے گا ۔

اخبار (و) افکار

عرب مُلک

معاصر "نوائے وقت" کے لندنی نامہ نگار مسٹر اقبال شہزاد حال ہی میں لندن سے بذریعہ ہوائی جہاز پاکستان آئے ہیں، اس سفر کا حال ۲۰ ستمبر کے "نوائے وقت" میں انہوں نے لکھا ہے جس کے حسب ذیل فقرات قابل غور ہیں :۔

"بیروت کے قریب پہنچنے پر ہمیں جگا دیا گیا، ارشاد ہوا کہ ہر ایک مسافر اپنے اپنے سامان کو جہاز سے باہر نکلتے وقت اپنے ہمراہ لیتا جائے ہم نے اس عجیب حکم کے متعلق ایک دوسرے کی طرف تعجب خیز نگاہوں سے دیکھا، ایک انگریز نے بڑے اطمینان سے ان تعجب خیز نگاہوں کا جواب دیا "میاں بیروت عرب ملک میں واقع ہے اپنی چیزوں کو اپنی حفاظت میں ہی رکھیے۔"

یہ الفاظ اپنے اندر ایک ایسی چبھن رکھتے ہیں جس کو بیان کرنا مشکل ہے، عرب کا ملک جو کسی وقت دنیا کی ہدایت کا موجب ہوا اور جس کا ایک ایک ذرہ دیانت و امانت کا ایک روشن نمونہ تھا جس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ یمن سے ایک بڑھیا حضر موت تک سونا اُچھالتی ہوئی چلی جائے گی اور کوئی اسے پوچھیگا بھی نہیں اور وہ وقت دنیا نے دیکھا۔ آج اسی عرب ملک کی یہ حالت ہے کہ مسافروں کا سامان تک محفوظ نہیں رہ سکتا ؟ اور ایک انگریز کو اس پر ایسا چبھتا ہوا فقرہ کسنا پڑتا ہے؟ سوائے انا للہ و انا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جائے۔

پاکستان میں

انہی اقبال شہزاد صاحب کے سفرنامہ کے آخری فقرات اور بھی دردناک چبھن اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کراچی میں ہوائی جہاز سے اترتے وقت جو کچھ پیش آیا وہ بھی سن لیجئے :۔

"کسی شخص کو اس وقت تک مسافروں سے ملنے کی اجازت نہیں ہوتی جب تک کہ مسافر کسٹم کے مقاموں گذر نہ جائے یہ احتیاط اس لئے کی جاتی ہے کہ باہر سے آنیوالا مسافر اپنے ملاقاتی کو کوئی ایسا سامان چوری چھپے نہ دیدے جس پر کسٹم ڈیوٹی عاید ہو سکتی ہو مگر جونہی میں طیارے کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھیاں اُتر کر نیچے پہنچا، ایک شہری لباس والے بابو ایک کسٹم افسر کی معیت میں مجھ سے ملے "معاف کیجئے آپ کا نام شاہد مسعود ہے — ؟" کیا آپ — پاکستان کے ایک بہت بڑے وزیر — کے لئے لندن سے کوئی چیز لے کر آئے ہیں ؟ تو مجھے ابھی دے دیجئے گا تاکہ کسٹم میں نہ لے جانا پڑے"

—— اور مجھے یکلخت یہ احساس ہوا کہ مغرب اور انگلستان ہزاروں میل دور رہ چکے ہیں —— اب میں پاکستان میں تھا —— !!!"

اب اس پر انا للہ و انا الیہ راجعون نہ پڑھا جائے تو اور کیا کہا جائے، جس جگہ وزرا کی یہ حالت ہو کہ وہ کسٹم سے بچنے کے لئے ایسی بے عنوانیاں کرنے پر اتر آئیں وہاں عوام کی کیا شکایت ہو سکتی ہے؟ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔

طوفانِ نوح

۲۴ ستمبر کو جو قیامت خیز منظر اہلِ لاہور نے دیکھا اور جس ہولناک طوفان میں سے ہو کر گذرنا پڑا، وہ طوفانِ نوح ہی ایک ہلکا سا نظارہ تھا جس نے تمام لاہور کو مبتلائے مصائب و آلام کر دیا۔ ۲۴ ستمبر کو بارش کا سلسلہ شروع ہوا چند تین گھنٹہ کے بعد رُک گیا اور پھر رات کے دو بجے سے شروع ہو کر دن کے دو بجے تک وہ موسلا دھار بارش ہوئی کہ الامان۔ تمام لاہور کے گلی کوچوں اور بڑے بڑے بازاروں میں پانچ پانچ چھ چھ فٹ پانی چڑھ گیا، مکانوں اور دکانوں کے اندر پانی گھس گیا اور لکھوکھا روپیہ کے سامان کا ستیاناس ہو گیا، قریباً تیرہ سو مکانات منہدم ہو گئے جن سے تین سو اشخاص زخمی ہوئے اور سرکاری رپورٹ کے مطابق ۱۸ نفوس ہلاک ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون، جو مکان منہدم ہونے سے بچ گئے ان میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جسکو پانی کے اثرات سے کچھ نہ کچھ گزند نہ پہنچا ہو، احمدیہ بلڈنگس کے بہت سے مکانات پانی اندر چلے جانیکی وجہ سے مخدوش ہو گئے ہیں، ووکنگ مسلم مشن کی تمام کتب اور کچھ ریکارڈ جو تہ خانہ میں تھا بُری طرح خراب ہو گیا، احمدیہ لائبریری کی کچھ کتابیں، مہمانخانہ کا سارا سامان، دفتر انجمن کے سٹاک کا ایک حصہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کا بہت سا سامان خراب ہو گیا، اور نماز جمعہ کی نماز بھی مسجد میں نہ پڑھی جا سکی، بلکہ مسجد کے اندر چار چار فٹ پانی چڑھ جانیکی وجہ سے دو دن تک کوئی نماز مسجد میں ادا نہ ہو سکی، ایسا ہی حال مسلم ٹاؤن ماڈل ٹاؤن اور لاہور کی دیگر نواحی بستیوں کا ہوا۔ اور نشیبی علاقوں کا تو ذکر ہی کیا ہے وہاں کے نقصان کا تو کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے یہ قیامت خیز منظر دیکھ کر امام وقت کا وہ انتباہ یاد آتا ہے کہ "تم نوح کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھو گے" آج فی الواقعہ نوح کا زمانہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس سے پیشتر ہمارے مشرقی پاکستان کے بھائی ڈیڑھ مہینہ تک نوح کے طوفان سے گذرتے رہے، کاش اس سے کوئی عبرت دنیا کو حاصل ہو، اور وہ اپنے گناہوں سے تائب ہو کر صدق دل سے امام وقت کا ساتھ دیں کہ اسی میں آج دنیا کی نجات ہے۔

جاپان میں خوفناک طوفان

لاہور میں طوفان باراں کے دو دن بعد جاپان سے خوفناک طوفان کی خبر آئی ہے :۔

"ٹوکیو ۲۶ ستمبر۔ جاپان میں ایک اور طوفان آیا ہے، گذشتہ چھ ہفتے میں یہ تیسرا طوفان ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ مغربی ہنشو میں موسلا دھار بارش کی وجہ سے ۱۶ اشخاص ہلاک اور ۲۰ زخمی ہوئے۔ اور ۲۰ اشخاص گم ہو گئے۔ ایک ہزار مکانوں میں پانی بھر گیا ہے ایک سو سے زیادہ ماہی کشتیاں غرق ہو چکی ہیں اور ٹرینوں کی آمد و رفت رُک گئی ہے اب یہ طوفان ہکائیڈو کی طرف جا رہا ہے۔"

دوسرے دن کی خبر :۔

"ٹوکیو۔ ۲۷ ستمبر جاپان میں کل جو طوفان آیا تھا اس میں تین ہزار سے زائد افراد ڈوب گئے یا لاپتہ ہو گئے ہیں، جاپان کے ساحلی پہریداروں کا بیان ہے کہ چھ سو سے زاید کشتیاں غرقاب یا لاپتہ ہو گئی ہیں۔ اس بدترین طوفان میں اسی ہزار مکانات یا تو تباہ ہو گئے ہیں یا انہیں سخت نقصان پہنچا ہے۔ بارہ سو جگہوں پر ریلوے لائنیں ٹوٹ گئی ہیں اور ۲۸۰ پل بہہ گئے ہیں۔ جاپانی کابینہ میں آج اس صورت حال پر غور کیا گیا امریکی طیارے اور بحری جہاز طوفان زدوں کی امداد کر رہے ہیں"

کیا یہ حالات دنیا کو ایک عبرتناک انجام کی طرف نہیں بلا رہے ؟ کیا یکے بعد دیگرے دنیا کے مختلف حصوں میں ایسے طوفانوں کا اُٹھنا اللہ تعالیٰ کے اس قہری ہاتھ کا نشان نہیں جو انسان کے گناہوں کی پاداش میں نمودار ہوتا ہے، فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطٰن ما کانوا یعملون ۔

قلم زدگی

معاصر قندیل سے بلا تبصرہ :۔

قلم زدگی ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہے۔ اس کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ نئی پود اس سے بہت زیادہ متاثر ہے، اس کا اثر دور دراز کے ان علاقوں میں بھی پہنچ چکا ہے، جو دیگر کئی اعتبار سے پسماندہ ہیں اور دور جدید کی روشنی پوری طرح منور نہیں ہیں۔

گذشتہ پیر کے دن تماشائی کا چھوٹا بھائی کوہستانی ... پشاور کے صدر بازار میں، ایک کتابوں کی دکان پر کھڑا اخبارات اور رسائل دیکھ رہا تھا۔ کہ مقامی کانونٹ کی چند بچیاں سکول کی خاص وردی پہنے ہوئے دکان پر آئیں، وہ سب کی سب بارہ تیرہ برس سے کم عمر کی تھیں۔ مختلف رسالوں پر نظر دوڑائی، اور ایک بچی نے ...

جو نیف ہر اس گروپ کی قائد معلوم ہوتی تھی، اُردو کا مشہور فلمی رسالہ اُٹھایا، قیمت ادا کی اور رسالہ کے شروع کے صفحات پر ایک نیم عریاں ایکٹریس ...

اجراءِ الہام بجواب "طلوعِ اسلام"

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی

"طلوع اسلام" جلد ۷ نمبر ۶ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "منیر کمیٹی کی رپورٹ"۔ اس مضمون میں ختم نبوّت کی بحث میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلعم کے بعد نہ صرف الہام نبوت بلکہ الہامِ ولایت بھی قطعاً بند ہے۔

اہلِ قرآن کی ابتداء

اس کا جواب عرض کرنے سے پیشتر کچھ طلوعِ اسلام کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے پیرو مولوی احمدالدین صاحب کی زیرِ قیادت امرتسر کی اہلِ قرآن پارٹی کی طرف سے رسالہ "البلاغ" شائع ہوا کرتا تھا، پھر اس کی جگہ رسالہ "البیان" نکلنے لگا اور اہلِ قرآن کے اس امرتسری فریق نے اپنا نام بھی اہل الذکر والقرآن کی بجائے امت مسلمہ رکھ لیا۔ البیان کے بعد طلوعِ اسلام نکلنا شروع ہوا جو اب تک جاری ہے۔

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے کہا کہ احادیث کو نہ مانو۔ دراصل اس کی وجہ یہ تھی کہ علماء اہلِ تسنن نے فقہ کو مقدم کیا اور قرآن اور حدیث کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ ان علماء نے نیک نیتی سے ایک اصول بنایا کہ اماموں نے قرآن کو صحیح سمجھا۔ اس لئے اگر فقہ کا کوئی مسئلہ بظاہر قرآن وحدیث کے خلاف نظر آوے تو امام کے قول کو مقدم کرو کیونکہ ہمارا علم امام کے علم سے کمتر ہے۔ چنانچہ وہ ہر مسئلہ میں کتب فقہ سے سند لیتے تھے۔ اس پر فرقہ اہلِ حدیث پیدا ہوا۔ علماء اہلِ حدیث نے کہا کہ اگر امام فہم قرآن زیادہ رکھتے تھے تو پھر مہبطِ وحی رسولِ خدا صلعم نے جو تفسیر قرآن کی زبانی یا عملاً فرمائی وہ بدرجہ اولیٰ معتبر ہے اس لئے جہاں قرآن اور حدیث کا تخالف ہو وہاں حدیث کو قاضی ماننا چاہیئے۔

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے دیکھا کہ اس طرح قرآن کی عزت کم ہوتی ہے اور ادھر حدیثوں کی بعض باتیں صریحاً قرآن کے خلاف پڑی ہوئی تھیں تو انہوں نے کہا کہ حدیث فقہ تاریخ وغیرہ سب ساقط الاعتبار ہیں، صرف قرآن کو مانو۔ نیّت سب کی اچھی تھی مگر غلطی سب سے ہوئی۔ اس غلطی کا یہ نتیجہ ہوا کہ علماء اہلِ سنّت والجماعت نے جہاں کوئی آیت مخالف حدیث یا فقہ دیکھی تو اسکو ترک کر دیا یا منسوخ قرار دیا، اور اہل قرآن نے نماز کی ادعیہ ماثورہ کو ترک کرکے ان کی جگہ قرآنی آیات ڈال کر ایک نئی نماز بنالی۔ چنانچہ مولوی عبداللہ صاحب نے ایک کتاب نماز کے متعلق لکھی چنانچہ یہ نئی نماز موجود ہے جس کا تواتر میں کہیں نام ونشان نہیں ملتا۔

ایک واقعہ

جب میں کانگڑہ میں بغرض تبلیغ گیا ہوا تھا تو وہاں میرے دوستوں میں دو اہلِ قرآن بھی تھے۔ ایک باپ تھا اور دوسرا اس کا بیٹا۔ مگر باپ بیٹے میں اختلاف تھا۔ باپ نے تو سارے روزے میرے ساتھ رکھے مگر بیٹے نے صرف تین روزے رکھے۔ بیٹے کا استدلال یہ تھا کہ ایاماً معدودات کی تشریح قرآن میں دوسری جگہ $\frac{۱}{۲۰۲}$ میں ایام تشریق سے کی گئی ہے یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحج۔ اور فلیصمہ میں ضمیر مفعول فی ہے۔ مطلب صاف ہے کہ ماہ رمضان کے اندر ۱۱-۱۲-۱۳ کو روزہ رکھو۔ اسی لئے جو روزے رہ جائیں ان کے لئے فی شہر اخر نہیں فرمایا بلکہ من ایام اخر فرمایا ہے۔ یعنی چھٹے ہوئے روزے ماہ رمضان ہی کے دوسرے دنوں میں پورے کئے جا سکتے ہیں۔

یہ ایک مغالطہ ہے جو اہلِ قرآن حضرات دے دیا کرتے ہیں، قرآن کے الفاظ صاف ہیں کہ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ یعنی جو شخص رمضان کا مہینہ پاوے اسکو دیعنی سارے مہینے کو) روزہ بناوے۔ فلیصمہ کہا ہے کہ اس سارے مہینے کو روزہ بناؤ۔ فلیصم فیہ نہیں کہ اس مہینہ میں روزے رکھو۔ اور جب یہ صاف کہہ دیا کہ ماہ رمضان کو روزہ بنایا جاوے تو پھر یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جو روزے رہ جاویں ان کو دوسرے مہینوں میں پورا کیا جاوے بلکہ دوسرے دنوں میں کہدینا کافی ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ جس طرح کوئی کہے کہ ماہ فروری میں تو مجھے فرصت نہیں آپ کسی اور دن تشریف لاویں، سننے والا صاف سمجھ سکتا ہے کہ ماہ فروری سے علاوہ کسی مہینہ میں آسکتا ہے۔

ایک دن میں نے اپنے دوست کو نماز کی بحث میں گھیر لیا۔ میں نے کہا آپ نماز میں سورۃ فاتحہ کیوں پڑھتے ہیں۔ قرآن میں کہاں حکم ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاوے۔ اس نے اس نے فوراً جواب دیا کہ سبعاً من المثانی $\frac{۱۵}{۸۷}$ یعنی سات بار بار دھرائی جانے والی، میں نے کہا کہ اوّل تو اس میں یہ نہیں لکھا کہ سات بار بار دھرائی جانے والی سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔ دوم اس میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ ان سات کو نماز میں پڑھا کرو، پوری آیت اس طرح ہے،

ولقد اٰتینٰک سبعاً من المثانی والقراٰن العظیم $\frac{۱۵}{۸۷}$

ترجمہ:- ہم نے تجھے سات بار بار دھرائی جانے والی دیں یعنی قرآن (اہل قرآن کے نزدیک واؤ تفسیری بھی ہوا کرتا ہے) اور دوسری آیت سے تصدیق ہوتی ہے کہ یہاں مراد سارا قرآن ہے۔ دیکھو $\frac{۳۹}{۲۳}$ آیت یوں ہے:۔

اللہ نزل احسن الحدیث کتٰباً متشابھاً مثانی۔

ترجمہ:- اللہ نے بہترین کلام اتارا یعنی کتاب جس کی باتیں ملتی جلتی ہیں اور بار بار دھرائی گئی ہیں۔ دونوں آیتوں سے صاف واضح ہے کہ سبعاً من المثانی سے مراد سات منزلوں والا قرآن ہے جس کو حفاظ دوہراتے رہتے ہیں۔

قصہ کوتہ وہ صاحب قائل ہوگئے اور بقایا روزے بھی میرے ساتھ رکھے اور نمازیں بھی اہل سنت والجماعت کے طریق پر پڑھنے لگے۔

"طلوعِ اسلام" والے بھی نماز اہل سنت والجماعت کے طریق پر پڑھتے ہیں، کیونکہ میں جب امرتسر میں مقبول فلور ملز میں رہا کرتا تھا تو میرے صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر امت مسلمہ والوں کی مسجد تھی جہاں سے رسالہ البیان نکلا کرتا تھا، اور غالباً پرویز صاحب ہی اس کو ایڈٹ کرتے تھے۔ محمد حسین صاحب عرشی امت مسلمہ کے اس وقت روح رواں تھے۔ وہ جب کبھی فلور ملز میں مجھے ملنے آتے تو نمازیں میرے پیچھے پڑھتے اور میں جب ان کے دفتر میں جاتا تو عموماً ظہر اور عصر وہیں پڑھتا۔ وہ نماز اہل سنت والجماعت کے طریق پر پڑھتے تھے۔ البتہ صرف ۲ رکعت پڑھنا ضروری سمجھتے تھے۔ مگر اب تو پرویز صاحب نے سلیم کے نام خطوط میں نماز کو قریباً غیر ضروری ہی قرار دے دیا ہے۔ یعنی جیسے کسی جلسہ کے انعقاد سے قبل تلاوت قرآن ہے اسی طرح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلامی شاہی دربار کے انعقاد سے قبل دو رکعت نماز ادا کر لیا کرتے تھے اور بس۔

(باقی — باقی)

"سپاسِ تعزیت"

برادر گرامی خان نواب خان صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی تھے۔ ان کی وفات پر جناب خلیفہ صاحب جماعت احمدیہ قادیان اور جناب امیر جماعت مولانا صدرالدین صاحب نے راقم کے نام پر جو تعزیت کے پیغام ارسال کئے ہیں، ان کے لئے یہ راقم اپنے خاندان کے جملہ افراد کی جانب سے شکر گذار ہے۔ ان بزرگ ہستیوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابی جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیرآباد اور ان کے صاحبزادے شیخ نثار احمد صاحب، محترم مرزا مسعود بیگ صاحب محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب، محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، خانبہادر محمد صادق صاحب، سید امجد علی شاہ صاحب۔ قاضی علی محمد صاحب سیالکوٹی۔ ناظر شکرالدین صاحب راولپنڈی اور دوسرے بیسیوں دستوں نے مرحوم کی خوبیوں کا اظہار اپنے خطوط کے ذریعہ کیا ہے اس دکھ اور درد کے موقعہ پر گجرات کی قادیانی جماعت کے علاوہ مقامی بزرگ مسلمان ہمسایوں نے بڑی ہمدردی اور فراخ دلی کا ثبوت دیا جونہی انہوں نے مرحوم کی اچانک موت کی خبر سنی وہ آٹھ بجے صبح سے لے کر ۵ بجے شام تک ہمارے رنج وغم میں شریک رہے جبکہ مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔

گوجرانوالہ سے ہمارے عزیز محلہ داروں نے ہمارے ساتھ ہمسائیگی اور محبت کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ وہ سب گجرات پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے مرحوم کا جنازہ پڑھا اور رات بھر وہاں ہی ٹھہرے۔

"پیغام صلح" اخبار کے علاوہ راولپنڈی کے ایک ہندو اخبار نے بھی مرحوم کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور مرحوم کے متعلقین کے اظہار ہمدردی کیا اگرچہ فرداً فرداً بھی تعزیت کے خطوط کا جواب دیا گیا ہے اور تعزیت کرنے والے بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کیا گیا ہے، تاہم اس خیال سے کہ شاید کسی صاحب کو خط نہ ملے، میں ان تمام احباب کا جنہوں نے اس صدمہ میں ہمارے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

ڈاکٹر حسن علی۔ گوجرانوالہ

وو کنگ سے کراچی تک

(۱۲)

{شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے}

سوئٹزرلینڈ

سوئٹزرلینڈ یورپ کے خوبصورت ترین ممالک میں سے ہے۔ سرکاری نام سوس کنفیڈریشن ہے۔ ۲۲ ریاستوں میں تقسیم ہے۔ سرکاری زبانیں چار ہیں۔ اسمبلی میں ان میں سے کسی زبان میں تقریر ہو ترجمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ زبانوں کے اس اختلاف کے باوجود سوئٹزرلینڈ کے باشندے اپنے آپ کو سوئس SWISS کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بڑے امن سے رہتے ہیں، نسلی اختلافات بھی ہیں لیکن وہ ان کی سیاست میں حائل نہیں ہوتے، نہ ہی یہ لوگ دنیا کی دوسری قوموں کے جھگڑوں میں کوئی دخل دیتے ہیں ابھی تک غیر جانبدار رہے ہیں اور غیر جانبدار ہی رہنا چاہتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں قدرتی حسن کی کثرت ہے لیکن قدرتی وسائل سے یہ ملک محروم ہے۔ کوئلہ لوہا وغیرہ نہیں ملتا لیکن اس کمی کو لوگ صنعت و حرفت میں محنت و مشقت سے پورا کر لیتے ہیں، خوراک گوشت پنیر اور آلو ہیں۔ کرنسی کی حالت بہت اچھی ہے۔ ایک پونڈ کے ۱۲ فرانک مل جاتے ہیں۔

زیورخ کے لئے باسل میں گاڑی بدلنا پڑتی ہے، باسل کا ایک سٹیشن جرمنی کی حد میں دوسرا سوئٹزرلینڈ کی، باسل میں گاڑی سات بجے شام کو پہنچی، دوسری گاڑی کے چلنے کا وقت آٹھ بجے تھا، میں نے پندرہ منٹ میں سٹیشن کے ریستوران میں کھانا کھایا اور باہر نکل آیا، ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی سٹیشن کے قریب ہی ایک پارک تھا۔ نہایت صاف ستھرا، نفاست اور صفائی سوئس لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے ان کے باغ اور پارک، گلیاں اور بازار، گھر اور دکانیں، گاڑیاں اور ٹرامیں، جھیلیں اور پہاڑ سب کے سب پاک و صاف نظر آتے ہیں۔ باسل سٹیشن سے میں بہت دور نکل آیا تھا۔ اس فضا میں بالکل گم سا ہو گیا تھا جیسے مجھے زیورخ جانا ہی نہیں تھا۔ مجھے پہلی دفعہ محسوس ہوا کہ اس فضا میں سحر تھا۔ پھر میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سٹیشن کی طرف واپس پہنچا۔

یوم آمد بہار

ساڑھے نو بجے شب گاڑی زیورخ پہنچی، سارا دن سفر ہی میں کٹ گیا تھا سٹیشن پر اتر کر لوگوں میں ایک عجیب قسم کی ہیجانی کیفیت پائی۔ ایک صاحب سے پوچھا تو کہنے لگے بہار کی آمد کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ مضافات سے بھی بہت سے لوگ زیورخ میں جمع ہو گئے تھے۔ سامان کلوک روم میں رکھ کر باہر نکلا تو اور بھی چہل پہل دیکھی، لوگ مختلف پارٹیوں میں تقسیم ہو کر اچھلتے کودتے گاتے ہوئے جا رہے تھے۔ کہیں کہیں دائرہ بنا کر ناچنا شروع کر دیتے۔ ذرا اور آگے بڑھا تو بینڈ بجنے کی آواز آئی۔ اس کے ساتھ لوگ مشعلیں اٹھائے ہوئے جا رہے تھے میں بستر سے لدا ہوا تھا لیکن یہ ہنگامہ خاصہ دلچسپ تھا۔ ساڑھے دس بج گئے اور ابھی تک میں نے کسی ہوٹل میں ٹھہرنے کا بندوبست نہیں کیا تھا پونے گیارہ بجے میں نے ایک دو ہوٹلوں سے دریافت کیا، تو معلوم ہوا کوئی جگہ خالی نہیں۔ پھر تو مجھے فکر دامنگیر ہوا کہ اب کیا بنے گا۔ لیکن جب ایک اور ہنگامہ خیز پارٹی شور مچاتی ہوئی قریب سے گذری تو تھوڑی دیر کے لئے میں ہوٹل کی تلاش کو بھول گیا...... ساڑھے گیارہ بج گئے اور مجھے ہوٹل میں ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی تھی۔ یہ ہوتا ہے بغیر پروگرام بنائے کسی جگہ آ جانے کا نتیجہ۔ میں نے اپنے آپ کو کوسنا شروع کیا لیکن یہ کیا معلوم تھا کہ یہاں بہار کی آمد کا میلہ ہو گا۔ خیر ایک گلی میں جھانک کر جو دیکھا تو ایک اور البارگو (ہوٹل) کا نوٹس بورڈ پڑھا چلو یہاں بھی قسمت آزمائی کر لیں، دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو ہی ہی، ہا ہا، ہو ہو، کی آوازیں آئیں ذرا آنکھیں مل کر ادھر ادھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ؎

یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

لیکن اب تو میں کمرے میں آ گیا تھا اس دھوئیں سے بھرے ہوئے کمرے سے بغیر پوچھے گچھے واپس کیسے لوٹ جاؤں، سامنے دیکھا تو کاونٹر پر ایک ٹھگنے سے قد کی عورت لوگوں کو شراب انڈیل انڈیل کر دے رہی تھی اور پیسے وصول کر رہی تھی، وہ یا اس ہوٹل کی مالکہ تھی یا مینیجر، اور کاونٹر کے قریب ایک صاحب بیٹھے تھے بال بکھرائے ہوئے فضا میں ہاتھ لہرا لہرا کر چلا رہے تھے، جیسے کہہ رہے ہوں ؎

جو کوئی پیتا ہے تھوڑی سی پی کے لیٹ رہے
جو پی کے تھا سے نہ بہنچے وہ بادہ خوار نہیں

جب میں کونٹر کے قریب پہنچا تو اس ٹھگنی سی عورت نے پہلے جرمن میں پھر فرانسیسی اور پھر اطالوی میں مجھ سے پوچھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ میں نے زبانوں کے اس جھنجھٹ میں پڑنا فضول سمجھا آنکھیں بند کر کے اپنے سر کو ہاتھوں میں تھام لیا۔ کم بخت سمجھے سونے کے لئے کمرہ چاہیئے۔ اس نے فوراً اپنا رجسٹر نکالا اور کمرہ نمبر ... کی چابی میرے حوالہ کی، اور جیسے میرے سر سے ایک پہاڑ ہٹ گیا ہو۔ میں نے کہا کہ اگر اورنج سکواش یا لیمن سکواش ہو تو پینے کے لئے دے دو، اسے سمجھ میں نہیں آیا کہ میں کیا چاہتا ہوں کہنے لگی وسکی، شیمپین، بیئر، میں نے کہا نہیں، سامنے رکھی ہوئی بوتلوں پر نظر ڈالی تو کوئی کام کی چیز نہ ملی۔ میں نے کہا اچھا کوکا کولا دے دو۔ اس پر اس کی سمجھ میں بات آ گئی اور اس نے مجھے کوکا کولا کی ایک بوتل کھول کر دے دی۔ اور تو کوئی جگہ نہیں تھی اسی پاگل آدمی کے ساتھ بیٹھ گیا جو سب سے زیادہ شور مچا رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے کچھ دانت نکالے اور پھر اپنے نشے میں بکواس کرنے لگا۔ لیکن چونکہ اس کے ہاتھ میری طرف اٹھنے کی بجائے زیادہ چھت کی طرف اٹھتے تھے اس لئے میں وہاں اطمینان سے بیٹھا ہوا کوکا کولا پیتا رہا اور وہ دھوئیں سے بھرا ہوا کمرہ ہی ہی، ہا ہا سے گونجتا رہا۔

کمرہ میں جا کر لیٹا تو گلی میں لوگوں کے گانے بجانے کی آوازیں برابر کانوں میں آ رہی تھیں...... تھوڑی سی آنکھ لگی تھی کہ بغلی کمرے میں ایک دم شور برپا ہوا۔ آواز کچھ جانی پہچانی محسوس ہوتی تھی، اوہو یہ تو اسی پاگل کی آواز تھی۔ غالباً اب بھی اپنے کمرے میں ہاتھ ہلا ہلا کر کسی سے بات کر رہا تھا۔ صبح سویرے جب اٹھ کر غسلخانے گیا تو وہی بلانوش حضرت بوتل سامنے رکھے میز پر بیٹھے تھے۔

زیورخ میں قادیانی جماعت کا مشن

ہوٹل سے نکل کر میں نے شیخ ناصر احمد صاحب کے فلیٹ کا رخ کیا۔ وہیں قادیانی جماعت کے مشن کا دفتر بھی ہے۔ شیخ صاحب نے شادی بھی وہیں ایک سوس نو مسلمہ سے کی ہے اور اس سے ایک بچہ بھی ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مشن کی کوشش سے دس افراد قبول اسلام کر چکے ہیں، مختلف سوسائٹیوں میں لیکچروں اور تقریروں کے لئے دعوت نامے وصول ہوتے رہتے ہیں، اس دن شام کو بھی ایک قریبی شہر میں ان کی تقریر تھی چونکہ سوئٹزرلینڈ میں جرمن، فرانسیسی، اطالوی اور انگریزی سمجھی اور بولی جاتی ہے اس لئے یہاں ان تمام زبانوں میں لٹریچر سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، مشن کی طرف سے ماہوار ایک بلیٹن بھی شائع ہوتا ہے جسے شیخ صاحب خود ہی ترتیب دے کر ٹائپ کرتے ہیں اور پھر روٹنی مشین سے چھاپتے ہیں، جرمن ترجمۃ القرآن کا ذکر اس سے قبل کر چکا ہوں شیخ صاحب نے اس پر نظر ثانی کرنے میں بڑی عرق ریزی کی ہے، اس کے علاوہ مشن کے پاس جرمن زبان میں کچھ اور بھی لٹریچر ہے۔ مثلاً:-

محمد صلعم
مسیح قرآن میں
عقائد اسلام، وغیرہ وغیرہ

جو انگریزی کا لٹریچر پاکستان سے شائع ہو چکا ہے اس کا بھی سٹاک وہاں موجود ہے شیخ ناصر احمد صاحب کا مضمون مسیح قرآن میں جو ہے وہ اسلامک ریویو جنوری ۱۹۵۲ء کے ایشوع میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

ہوا کا دروازہ

زیورخ، کوئی تاریخی شہر نہیں کہ اسے دیکھنے کے لئے بہت وقت درکار ہو اکثر عمارات نئی طرز کی بنی ہوئی ہیں، اگر انسان کے پاس وقت ہو تو...... زیورخ میں ٹھہرنے کی بجائے اس کے ارد گرد کے مقامات کی سیر کرے، خیر جب میں کئی گھنٹوں میں ضروری مقامات کی سیر کر چکا تو اپنے ہوٹل میں جانے کی بجائے بازاروں میں چکر لگانے لگا جل مولی (JELMOLI) کا نام میں جو وہاں ایک مشہور ڈیپارٹمنٹ سٹور ہے داخل ہوا تو اوپر سے نیچے کی طرف ہوا کا ایک جھونکا سا آتا محسوس ہوا، دروازہ کافی فراخ تھا جب اندر گیا تو اچھی خاصی گرمی تھی عام دکانوں میں تو اس طرح ہوتا ہے کہ اندر جا کر دروازہ بند کر دیتے ہیں لیکن یہاں تو کوئی دروازہ ہی نہ تھا جسے بند کیا جا سکے، ہوا کی لہریں تھیں جو اوپر سے نیچے کی طرف مشین کے ذریعہ پھینکی جا رہی تھیں جن سے اندر کی گرمی اندر رہتی تھی اور باہر کی سردی باہر۔

"کھل سم سم"

اسی بازار میں ایک اور سٹور تھا جس کا نام تھا اینا ہوف لیکن اسے دروازہ لگا ہوا تھا میں نے کہا چلو اسے بھی دیکھتے چلیں قریب پہنچ کر دروازہ کھولنے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ خود بخود کھل گیا جیسے کسی نے مجھے آتا دیکھ کر اسے کھینچ لیا ہو لیکن

دوسری طرف کوئی شخص بھی نظر نہیں آیا۔ جب میں سٹور کے اندر داخل ہوا تو دروازہ بند ہو گیا، ادھر ادھر، اوپر نیچے دیکھا تو کوئی آدمی بھی نزدیک نہیں تھا پھر سمجھ آیا کہ یہ آٹومیٹک ہے، اس کے قریب جب کوئی شخص پہنچتا ہے تو اس کے بوجھ سے فرش کے نیچے ایک بٹن دب جاتا ہے اور دروازہ کھل جاتا ہے۔

زیورخ سے روانگی

کچھ وقت زیورخ کی جھیل کے قریب گزارا۔ وہاں سے ہو کر جب شام کے وقت واپس ہوٹل میں آیا تو وہی صاحب پھر نشہ میں بہکے ہوئے ہاتھ چھت کی طرف اٹھا اٹھا کر باتیں کر رہے تھے بڑا تعجب سا ہوا کہ آخر معاملہ کیا ہے اور وہ یہاں کس غرض سے آئے ہوئے ہیں، لیکن بات تو تب پوچھنا جب، نہیں ہوش میں دیکھتا۔ خیر چھوڑیئے اس قصے کو پرائے پھٹے میں ٹانگ اڑانے کی ضرورت کیا تھی۔ کل صبح مجھے آٹھ بجکر چھبیس منٹ پر جنیوا (اٹلی) جانا تھا۔ یہ میری سفر کی آخری منزل تھی یہ خیال آتے ہی کہ ہمارا جہاز دو روز بعد پاکستان کے لئے روانہ ہو جائے گا، دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ پندرہ سولہ روز کے بعد پھر اپنے وطن کی سرزمین پر قدم رکھنا نصیب ہوگا اور پھر وہی گلیاں وہی اگلا طواف کوئے دوست

جنیوا (اٹلی)

زیورخ سے گاڑی پر سوار ہوا تو تھوڑی دیر تک زیورخ کی خوبصورت جھیل اور اردگرد کے مناظروں کو سکون اور آنکھوں کو طراوت بخشتے رہے لیکن پھر سرنگیں شروع ہو گئیں لمبی لمبی سرنگیں، اس دوران میرا ہمسفر ایک اطالوی لڑکا تھا کوئی اٹھارہ سال کی عمر ہو گی، غالباً مزدوری کے لئے زیورخ آیا تھا لیکن بڑا ہی بیوقوف تھا، کچھ دیر تو چپ بیٹھا رہا۔ پھر سگرٹ نکال کر سلگانے لگا، حالانکہ اس کمپارٹمنٹ میں سگرٹ پینے کی اجازت نہیں تھی ایک سگرٹ مجھے بھی دیا۔ لیکن میں نے گراتسی ملے (GRATZIE شکریہ) کہہ کر واپس کر دیا میرا گراتسی اسے کہنا تھا کہ اس نے اطالی میں گفتگو شروع کر دی، میں ازراہِ مذاق کبھی سی (ہاں) کہہ دیتا اور کبھی نا (NO نہیں) بس پھر کیا تھا وہ تو ایک داستان لے بیٹھا۔ بعض وقت کوئی بات کر کے اس انداز سے مجھے دیکھتا جیسے میرے جواب کا منتظر ہے میں جواب کیا خاک دیتا بس ہنس پڑتا وہ اپنی طرف سے بات کو ایک اور پیرایہ میں بیان کرتا اور پھر رک جاتا میں نفی میں سر ہلاتا۔ وہ غالباً اب اور آسان طریق سے اپنے مفہوم کو ادا کرتا۔ آخر میں نے آہستہ سے کہا: نان کاپسکو (NON CAPISCO مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آتا) پس پھر کیا تھا اس نے اطالی زبان کی مجھ پر بوچھاڑ شروع کر دی غالباً اپنے متعلق کوئی بہت اہم بات بیان کر رہا تھا اور میں بُت بنا ہوا سنتا رہا کبھی مجھے اس کی حالت پر ہنسی آتی اور کبھی رونا، اُسے میں کس طرح سمجھاتا کہ مجھے اطالی کے اتنے ہی الفاظ آتے تھے جتنے میں بول چکا تھا۔ لیکن وہ خیال کرتا تھا کہ جب میں اتنی روانی سے شکریہ کہہ سکتا ہوں تو ضرور میں تھوڑی بہت اس کی باتیں بھی سمجھ سکتا ہوں گا۔ بس اگر کوئی وقت ہے تو وہ یہ ہے کہ میں اطالی بول نہیں سکتا اور ایک دو موقعہ پر ہنس کر میں نے "سی" اور "نا" جو کہا تھا اس نے تو اس امر پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی کہ مجھے اطالی زبان میں کافی درک ہے،

اے روشنئ طبع تو برمن بلا شدی

اور وہ شخص تھا بھی کچھ ایکسٹرو ورٹ ٹائپ کا لیکچر دے دے کر میرا مغز چاٹ گیا اور میں دل میں کہتا تھا "ہائے ری وحوت شیرازی" کم از کم انگلستان میں تو ایسا نہیں ہوتا) کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گذرنے کے بعد کچھ اور مسافر ڈبہ میں آ گئے اور میں نے موقعہ غنیمت جان کر کتاب پڑھنا شروع کر دی اور اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ اس میں مستغرق ظاہر کیا۔ ویسے اب وہ دوسرے مسافروں کے ساتھ مصروف گفتگو ہو گیا تھا۔

گاڑی قریباً دس گھنٹے کے بعد جنیوا پہنچی، راستہ میں خیال آیا کہ میلان میں اتر جاؤں اور جب میلان کا اسٹیشن آیا تو کچھ دیر سوچتا بھی رہا لیکن کوئی فیصلہ نہ کر پایا اور گاڑی چل دی، انسان تھکا ہوا ہو تو اس کی قوت فیصلہ بھی کم ہو جاتی ہے۔

ویسے جب سے اٹلی کی سرحد میں گاڑی داخل ہوئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی مشرقی ملک میں آ گیا ہوں اور بعد میں تو اس بات کا یقین ہو گیا کہ مشرق دراصل اٹلی ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ جنیوا کے سٹیشن سے باہر نکلا تو کولمبس کا ایک مجسمہ دیکھا جس پر لکھا ہوا تھا کرسٹافرو کولمبو، بعد میں معلوم ہوا کہ اطالی میں بہت سے لفظوں کے آخر میں واؤ آتی ہے۔ کولمبس کو کولمبو۔ میلان کو میلانو کہیں گے پرسٹو کا مطلب ہے جلدی کرو، پیانو آہستہ۔ یوان جیجارنو گڈ مارننگ، کوآنتو کتنا پیری کولو خطرہ۔ آپرتو کھلا۔ کی اوسو۔ بند کالدو گرم، فرید و۔ سرد۔ کاردو۔ جنگا پڑا ایپوتو۔ ممنوع آ کو پاٹو۔ مخصوص رُکی ہوئی جگہ، ٹیلیفون ٹیلیفونو۔ ٹیلیگراف ٹیلیگرافو میرے ایک دوست کہا کرتے تھے (یہ صاحب جہاز میں واقف ہوئے تھے اور کوئی دو ماہ اٹلی میں رہ چکے تھے) کہ انگریزی لفظوں کو تھوڑا سا بگاڑ دو اور ان کے آخر میں واؤ یا الف یا یا لگا دو تو وہ اطالی بن جائیں گے اگر اطالی نہیں تو بہرحال اطالوی اسے سمجھ جائیگا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اب انگریزی میں پراہبیٹڈ PROHIBITED کا مطلب ممنوع اطالی میں اس کے لئے ہے PROIBITO آکوپائیڈ کے لئے ہے OCCUPATO۔ انٹرنس کے لئے ENTRATA۔ ٹائلٹ کے لئے TOELETTA۔ بنک کے لئے بنکا۔ کمرے کے لئے کیمرا۔ پگارے کا مطلب قیمت ادا کرنا۔ علی ہذا القیاس اسی طرح کچھ فرانسیسی اور کچھ جرمن الفاظ کی مسخ شدہ صورتیں اس زبان میں پائی جاتی ہیں یا ان زبانوں میں جا کر یہ الفاظ مسخ ہو گئے ہیں۔ مجھے پندرہ دن اطالوی جہاز پر ہی گذارنے تھے۔ اس لئے میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ایک کتاب "اسے بٹ آف اٹیلین" خرید لی۔ دو دن جنیوا میں بھی رہنا تھا اور میری عادت تھی کہ میں صرف ٹورسٹ علاقہ ہی میں نہیں رہتا تھا جہاں انگریزی سمجھی اور بولی جاتی تھی شہر کے اندر محلوں اور گلیوں میں دور دور تک نکل جاتا تھا تاکہ وہاں کے اصل باشندوں کے رہنے سہنے کے طریقوں کو بھی ایک نظر سے دیکھ سکوں۔ جی بھر کے دیکھنا تو میسر نہیں تھا ایک نظر پر ہی قناعت کرنا پڑتی تھی۔ ان حالات میں ایسی کتب کا ہونا مسیحا و خضر سے کم نہیں تھا۔ پہلی بات جس نے مجھے جنیوا میں چونکایا وہ تھی یہاں کے لوگوں کے کالے بال، کالی آنکھیں اور سفید رنگت، ویسے تو نیلی، بھوری آنکھیں اور سنہرے سرخ بال بھی نظر آتے تھے، لیکن یورپ کے دیگر ممالک میں سیاہ بال اور موٹی موٹی سیاہ آنکھیں بہت کم دکھائی دیتی تھیں۔

میں کولمبس کے مجسمہ کی تصویر اتار رہا تھا کہ ایک صاحب آ کر پوچھنے لگے آپ کو ہوٹل چاہیئے؟ اس سے قبل میں دو تین بار مختلف لوگوں کو انکار کر چکا تھا، لیکن ان صاحب سے کہا ہاں۔ اور ان کے ساتھ ہی چلدیا، ہوٹل بہت دور نہیں تھا۔ نام تھا "البارگو امریکینو" یعنی امریکن ہوٹل۔ البارگو ہوٹل کو کہتے ہیں۔ بالکل سڑک کے کنارے، تمام رات ٹریموں، موٹروں، موٹر سائیکلوں، بسوں کے شور نے سونے نہ دیا اور رات کے تین بجے تک تو یہ کیفیت ہو گئی کہ ہر موٹر اور بس جیسے سڑک پر سے نہیں میرے اوپر سے گذر رہی تھی لیکن کیا کر سکتا تھا ؎

غم ہستی کا اسد کس سے ہو بجز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

دوسرے دن سب سے پہلے میں نے ایک اور البارگو کو تلاش کیا جو ایک محلے کے بیچوں بیچ تھا۔ جہاں ٹریفک کا شور بالکل سنائی نہ دیتا تھا جیسے تمام جنیوا میں کوئی ٹریم اور بس ہی نہیں چلتی۔ رات ٹھہرنے کا ایک ہزار لائر LIRE کرایہ دیا تھا۔ اطالوی سکہ لیرا ہے (جمع لائر) نو روپے پانچ آنے میں ۱۰۰۰ لائر ہوتے ہیں ایک روپیہ کے قریباً دو سو لائر۔ لیکن یہ اسی قسم کی مصیبت تھی جس سے فرانس میں واسطہ پڑ چکا تھا لیکن اب تو ع

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

لائیڈ ٹرسٹینو جہاز راں کمپنی کے دفتر سے میں اپنی ٹکٹ حاصل کر چکا اور جہاز میں سوار ہونے کے متعلق ضروری امور بھی دریافت کر لئے تھا۔ اس لئے اس سلسلہ میں کوئی اور تشویش باقی نہیں رہی تھی، بس یہی خیال تھا کہ میرے کیبن میں ہمسفر کون کون لوگ ہوتے ہیں، نام تو معلوم ہو چکے تھے لیکن شکل دیکھنے کی خواہش ابھی باقی تھی، غالباً ان کے ذہن میں بھی میرے متعلق اسی قسم کے خیالات گذرتے ہوں گے۔

جنیوا کا قبرستان

دنیا بھر میں ایک بے نظیر جگہ جنیوا کا قبرستان ہے ویسے تو یورپ کے سب قبرستان خوبصورت ہوتے ہیں لیکن اس قبرستان میں فن سنگ تراشی کے جو نمونے پائے جاتے ہیں انہیں دیکھ کر اٹلی کی عظمت دیرینہ کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے، کیسے کیسے فن کار پیدا کئے تھے۔۔۔ اس ملک نے، جی چاہتا تھا سارا دن یہیں گذار کر قبروں پر نصب کردہ مجسموں کا "مطالعہ" کرتا رہوں۔

ایک مجسمہ تھا جسے اطالوی فنکار ولا (VILLA) نے بنایا تھا۔ ایک عورت جس کا خاوند مر گیا تھا آخری بار اس کی شکل دیکھنا چاہتی تھی۔ لیکن جب اس نے اپنے خاوند کے منہ سے چادر کا ایک سرا اٹھایا تو اس کی ہمت نے جواب دے دیا اور وہ اسے نہیں دیکھ سکی، عورت کے چہرے پر جو اثرات سنگ تراش نے پیدا کئے ہیں انہیں صرف دیکھا جا سکتا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

ایک اور عورت غم و حزن کی تصویر بنی اپنے خاوند کے مقبرہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے لیکن چہرے سے صاف خیال ہے کہ مقبرہ میں سے کوئی آواز نہیں آتی، سلک کے شال پر جو اس عورت کے سر اور کندھوں پر لٹک رہی تھی یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ واقعی سلک کی ہے حالانکہ صرف پتھر پر یہ سب نقش و نگار کاٹے گئے ہیں۔

ایک مجسمہ میں زندگی اور موت کی کشمکش دکھائی گئی تھی اس کا عنوان ہے "ایور لاسٹنگ ڈرامہ" تاثر اور فن کے لحاظ سے یہ مجسمہ بہترین تھا۔ موت کے مہیب پنجوں نے ایک جوان لڑکی کو پکڑ رکھا تھا، ایک اور فن کار کا مجسمہ "تاریک جنگل سے" دانتے کی اس مشہور شعر کی ترجمانی کر رہا تھا جس میں اس نے انسانی روح

گو ایک تاریک جنگل میں بھٹکتا ہوا بیان کیا ہے روح کو ایک اندھی نوجوان لڑکی کی شکل میں دکھایا گیا تھا۔

ایک قبر کے اوپر ایک بوڑھے آدمی کا مجسمہ تھا جو زندگی کے آخری مرحلہ پر ایک پاؤں قبر میں لٹکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ اگر میں نے اٹلی میں اور کچھ بھی نہ دیکھا ہوتا سوائے اس قبرستان کے تو پھر بھی میں سمجھتا میں نے سب کچھ دیکھ لیا اور اب بھی سوچتا ہوں تو جس چیز کا سب سے گہرا اثر ہے اس میں سب سے اوّل نمبر جنیوا کے اس قبرستان کا ہے۔

ہمارا گائیڈ ایک ستر سالہ بوڑھا اطالوی تھا جس نے اپنی ساری عمر جنیوا ہی میں گذاری تھی اور اس بات پر وہ فخر کرتا تھا۔ اور وہ آٹھ زبانیں بول سکتا تھا اور یہ سب زبانیں اس نے جنیوا ہی میں رہ کر سیکھی تھیں۔ ہمارے ساتھ ایک چینی بھی بیٹھا تھا کہنے لگا بس یہ ایک زبان رہ گئی ہے جو ابھی تک اسے نہیں آتی لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس نے چینی زبان میں اسے پوچھ ہی لیا کہ تمہارا کیا حال ہے اس پر وہ چینی ہنس پڑا گائیڈ کی خوش مذاقی ہی کا اثر تھا کہ بس کے تمام مسافر آپس میں گھل مل گئے تھے لیکن یہ بھی کیا دوستی تھی کہ آپ کو ایک دوسرے کا نام بھی پوچھنے کی نوبت نہ آئے۔

جب ہم **پیازا دانتے** میں جنیوا کی سب سے اونچی بلڈنگ کی سب سے اونچی منزل پر پہنچے (غالباً اس بلڈنگ کی ٣٣ منزلیں تھیں) تو ہماری میز پر اطالوی بیرے نے شراب کے گلاس چن دیئے۔ میری میز پر ایک فرانسیسی عورت اور اس کی لڑکی اور ایک جرمن صاحب بیٹھے تھے۔ میں نے جب شراب پینے سے معذرت چاہی تو بیرے نے مجھ سے اطالوی میں پوچھا کہ پھر اور کیا لاؤں۔ اس فرانسیسی عورت نے میری ترجمانی کی اور اسے اورنج سکواش لانے کے لئے کہا۔ اس کی لڑکی نے چونک کر پوچھا کہ میں شراب کیوں نہیں پیتا۔ میں نے کہا کہ ہمارے مذہب میں اس کی ممانعت ہے اور اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ "کیا مذہب انسان کو شراب جیسی چیز سے بھی منع کرتا ہے، کیا مذہب ہے تمہارا؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔ "اور آپ ہمارے لارڈ کو کیا سمجھتے ہیں؟" اس نے ایک اور سوال کیا۔

آپ انہیں نبی مانتے ہیں اور محض انسان ——!
آپ سب نبیوں کو انسان سمجھتے ہیں ——!

"نہیں نہیں ہمارے لارڈ تو انسان نہیں تھے، وہ تو خدا کے اکلوتے بیٹے تھے ——!!"

اور پھر وہ اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہنے لگی "ممی میں نے تو ایسی باتیں کبھی نہیں سنیں"

بس چند ہی منٹ کی یہ گفتگو تھی اور پھر ہم لفٹ سے نیچے اتر آئے اور پھر پندرہ بیس منٹ کے بعد موٹر بس سٹیشن پر کرسٹافر و کولمبو کے مجسمہ کے قریب آ کر رک گئی اور ہم سب ایک دوسرے کو "گڈ بائی" کہہ کر رخصت ہو گئے۔

مکتوب امریکہ

میاں بشیر احمد صاحب منو

محبی و مشفقی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ پاکستان۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

چودہ اگست کو پاکستان کی آزادی کا دن تھا، حسب معمول ہمارے قونصل جنرل سید اطاعت حسین صاحب نے اسے پوری دھوم دھام سے منایا۔ مختلف ملکوں کے ڈپلومیٹوں کے علاوہ سان فرانسسکو کے بنکوں، کالجوں اور تاجروں کے نمائندے بھی مدعو کئے گئے تھے، پاکستان ہاؤس میں جلسہ کا انتظام تھا اور تقریباً ڈیڑھ سو آدمی وہاں جمع ہو گئے تھے، اپنے قاعدہ کے مطابق میں اپنا اسلامی لٹریچر بھی تھوڑی سی مقدار میں اپنے ہمراہ لے گیا تھا اور جہاں ضرورت تھی اور مناسب موقع دیکھا وہ تقسیم کر دیا گیا۔

پندرہ اگست کو ہمارے ہفتہ وار جلسہ میں ہماری نومسلم بہن مسز مریم میرداد کی تقریر ہوئی "پاکستان اور ہندوستان کی مسلمان عورتیں" ان کا موضوع تھا، کراچی اور بمبئی میں وہ ایک برس گذار چکی ہیں اور اس لئے وہاں کے حالات سے بخوبی واقف ہیں، ان کے تاثرات یہ ہیں کہ اونچے طبقے کی مسلمان عورتیں مغربی تہذیب سے بہت متاثر ہیں اور ان کا رجحان مذہب کی طرف مطلق نہیں البتہ نیشنل احساس روبہ ترقی ہے اور سیاسی معاملات میں خاصی دلچسپی کا اظہار کرتی ہیں، ان کے گھروں میں چھری کانٹے کا استعمال عام ہے، سنگار کا طرز بھی تیزی سے بدل رہا ہے۔ لمبے بال اب انہیں بوجھ معلوم ہوتے ہیں اور مردانہ طور سے انہیں ترشوانے میں وہ کوئی قباحت محسوس نہیں کرتیں، ناچ کا ابھی رواج نہیں مگر اکثر عورتیں اس کے خلاف نہیں اور خاص خاص موقعوں پر بعض عورتیں ناچ بھی لیتی ہیں، مردوں کی مجلسوں میں عورتوں کا ہونا تعجب کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ بعض حلقوں میں مردوں کے ساتھ ان کی عورتوں کا ہونا بہت ضروری خیال کیا جاتا ہے، درمیانی اور نچلے طبقے کی عورتیں ابھی مغربی تہذیب سے واقف نہیں مگر اونچے طبقے کی عورتوں کا اثر ان پر ہو رہا ہے اور اپنی ہمت کے مطابق وہ بھی ان کی تقلید کر رہی ہیں، انہوں نے کہا اسلام ہمیں سادگی، عمدہ اطوار اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ عربوں نے ان ہی ہتھیاروں کی مدد سے دنیا کو فتح کیا اور ان کے زائل ہو جانے سے ہی ان کی طاقت کا بھی خاتمہ ہو گیا، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروؤں کو متمدن قوموں کا لباس اور طرز زندگی اختیار کرنے کی کبھی ہدایت نہ کی بلکہ منع فرماتے رہے، تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ جب کسی قوم کی عورتیں بناؤ سنگار کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنا لیتی ہیں اور تن آسانی کی راہیں اختیار کر لیتی ہیں تو ان کی طاقت کو زوال آ جاتا ہے اور آخر وہ قوم قعرِ مذلت میں گر جاتی ہے، ہم مسلمان عورتوں کو چاہیئے کہ سادگی کو اپنا شعار بنائیں اور جن باتوں کی قرآن مجید ہمیں ہدایت کرتا ہے ان پر عمل پیرا ہوں، یورپ کی تقلید کرنے کا کیا فائدہ، وہ تو گر چکا ہے اور اس کی تہذیب ہی اس کے لئے وبال جان ہو گئی ہے، گرتے ہوؤں کی نقل کرنا عقلمندی کی بات نہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں چاہیئے کہ وہی باتیں کریں جو اسلام کی ہوں، اس سے صرف یہی نہیں ہوگا کہ ہم مضبوط ہوں گے بلکہ ہم بہت جلد اس قابل ہو جائیں گے کہ گرتے ہوؤں کو تھام لیں اور ان کو تباہی سے بچالیں —— مسز میرداد کی تقریر سے حاضرین بہت متاثر ہوئے اور ان کے خیالات کی تائید کی اگرچہ ایک امریکن لڑکی سے ایسی باتیں سن کر انہیں بہت تعجب ہوا۔

یکم ستمبر کو انٹرنیشنل ہاسپیٹیلٹی ....

کی میٹنگ میں شامل ہوا، شمالی کیلیفورنیا کی مختلف انجمنوں کے نمائندے شریک تھے، جلسے کی غرض یہ تھی کہ غیر ممالک کے لیڈر جو اکثر یہاں آتے رہتے ہیں ان لوگوں کو کس طرح امریکن طرز زندگی سے واقف کیا جائے اور کس طرح ان کے ممالک کے حالات سے یہاں کے لوگوں کو آگاہ کیا جائے میں نے حاضرین کو بتلایا کہ ہم یہ خدمت ١٩٤٧ء سے سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے ہیں اور جو مسلمان یہاں تقریباً کاروبار کی وجہ سے اور یا تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آتے ہیں ان کی واقفیت کے لئے ہم کاسے بلانے کے لیوں کے پروفیسر اور امریکن لیڈروں کے لیکچر دلاتے رہتے ہیں اگر کوئی ہماری خدمات سے فائدہ اٹھانا چاہتے تو ہم اس کے لئے ہر وقت حاضر ہیں۔

٤ ستمبر سے اوک لینڈ ....
میں ہفتہ واری جلسوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ تجربہ کامیاب ہو۔

خاکسار۔ بشیر احمد منٹو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۲۴ صفر ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۲

اسلام مشرق و مغرب میں

اسلام کی تلاش میں

ہانگ کانگ سے اے ایچ کے والٹن نامی ایک عیسائی کا حسب ذیل خط اسلامک ریویو میں شائع ہوا ہے:۔

"میں نہایت اخلاص کے ساتھ آپ کی امداد اور رہنمائی کا طالب ہوں، میرے یہ الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکلتے ہیں جب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں ایک بیس سالہ مسیحی اسلام قبول کرنے اور اسے اپنا مذہب بنانے کا دل سے خواہشمند ہوں۔

"اسلامک ریویو کے بعض پرچوں کا مطالعہ کرنے اور ایک کتاب وزڈم آف دی پرافٹ مصنفہ محمد امین پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی تعلیمات عیسوی تعلیمات کے بہت مشابہ ہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ مکمل اور میری روح کی تسلی کا موجب ہیں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ میں نئے سرے سے زندگی شروع کروں اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ میں ان تمام ذمہ داریوں کو قبول کروں جن کا اسلام تقاضا کرتا ہے۔

اس نتیجہ تک پہنچنے کے لئے مجھے بہت کچھ عمل اور مطالعہ کی ضرورت ہے .... بعض اہم سوالات میرے دل میں پیدا ہو رہے ہیں جن کے جواب کے لئے میں آپ کی امداد اور رہنمائی چاہتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ اسلامی برادری مجھے پورے طور پر اپنے اندر لینے کے لئے تیار ہو مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ دوسرے مجھے مسلمان ہونے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے؟ تیسرے ایک بہتر شہری اور قوم کے لئے زیادہ سے زیادہ ممد و معاون بننے کے لئے اسلام میری کیا مدد کر سکتا ہے؟

آخر میں میں صاف طور پر یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اس بات پر ایک لمبے عرصہ تک نہایت احتیاط کے ساتھ غور کیا ہے، اور میری یہ دلی خواہش ہے کہ میں ایک سچا مسلمان بن جاؤں، میں مسیحیت سے منہ نہیں موڑ رہا بلکہ ایک قدم آگے بڑھ رہا ہوں اور اس مذہب میں آنا چاہتا ہوں جو میرے نزدیک نسل انسانی کے لئے اللہ تعالےٰ کے حقیقی مقصد اور ارادہ کو ظاہر کرتا ہے۔ آپکا تابعدار۔ اے ایچ کے والٹن

اسلام جنوبی افریقہ میں

جنوبی افریقہ سے عبدالخالق سالجی لکھتے ہیں:۔

جناب من: جنوبی افریقہ میں سکولوں کے مسلمان طلباء کے لئے انگریزی میں اسلامی لٹریچر کی شدید ضرورت ہے ان طلباء کی اکثریت عربی زبان سے ناواقف ہے، اور بہت ہی تھوڑے ہیں جو مسلم مدرسہ کو چھوڑتے اور دنیوی تعلیم میں مشغول ہونے کے بعد اردو سے دلچسپی لیں، مجھے بہت فکر ہے کہ اس ملک میں مسلمان قوم کا حشر کیا ہوگا ہمارے نوجوانوں نے اسلام میں دلچسپی لینا چھوڑ دیا ہے اور وہ وقت دور نہیں جب وہ مذہب کو انہی نظروں سے دیکھنے لگیں گے جن سے مغربی اقوام دیکھتی ہیں یعنی وہ اس کو محض

(باقی صلا پر)

اہل تقویٰ پر خدا کی تجلّی

حضرت امام الزمان کے ارشادات عالیہ

فرمایا تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلی ہوتی ہے وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہیے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو۔ ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے۔ تو ان کو ایک ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے ہیں اس واسطے ضروری ہوتا ہے۔ کہ خدا کی راہ میں تکالیف اٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں۔ ورنہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض روح کروں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے۔ مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود ان کے لئے نیکی ہے، کیونکہ ان کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں، انبیاء اور اولیاء اللہ کے لئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلت ہو رہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کو اسلام کیساتھ کوئی دشمنی نہ تھی مگر دیکھو جنگ احد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے۔ اس میں بھی بھید تھا۔ کہ آنحضرتؐ کی شجاعت ظاہر ہو، جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، ایسا نمونہ دکھانے کا کسی نبی کو موقع نہیں ملا۔ اپنی جماعت کو کہنا چاہیے کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نماز روزہ کرتے ہیں یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ **تقوے** کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس اس کے منہ پر مارتا ہے۔ (الحکم جلد ۵ ص۲۳)

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کراچی!

مندرجہ بالا ایسوسی ایشن کا ایک غیر معمولی ہفتہ وار جلسہ بروز اتوار بتاریخ ۱۹ ستمبر بوقت ساڑھے پانچ بجے شام منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت کے لئے خاص طور پر جناب شیخ عبدالعلی صاحب سے درخواست کی گئی جس کو انہوں نے نوجوانوں کی خوشنودی کے لئے قبول کیا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو صاحب صدر نے خود فرمائی۔ اس کے بعد جناب اسعر علی صدیقی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود کی ایک نظم ترنم سے پڑھی نظم کے بعد جناب شیخ عبدالحق صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ایک تقریر فرمائی۔ آخر میں صاحب صدر نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ احمدیت کوئی علیحدہ فرقہ نہیں۔ عقاید کے لحاظ سے ہم ٹھیٹھ مسلمان ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو یہ مشن قائم کیا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جو اسلام کی تبلیغ کرے اور لوگوں کو اسلام کا صحیح نمونہ بن کر دکھائے اس کام کے کرنے کے لئے علم دین کی ضرورت ہے۔ لیکن ہم میں علم رکھنے والے کم ہوتے جا رہے ہیں اس لئے نوجوانوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیئے تاکہ وہ علم حاصل کرکے جماعت کی تقویت کا باعث بنیں۔

جماعت کے باہمی اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ وہ لوگ جماعت کے بہت بڑے دشمن ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ جماعت کا ایک سفوکٹ جائے۔ نمازوں کا علیحدہ کرانا اور چندوں کا روک دینا یہ ایک ایسا کام ہے جو جماعت کا دشمن ہی کر سکتا ہے۔

آخر میں انہوں نے باہم سوشل تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں احمدیوں کے باہم تعلقات بڑے استوار تھے ہر چھوٹا بڑے کو جانتا تھا اور ہر بڑا چھوٹے کو پہچانتا تھا انہوں نے کہا کہ ہمیں افسوس ہے کہ یہ برادرانہ تعلقات اب ویسے نہیں رہے۔ انہوں نے نوجوانوں کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلائی کہ وہ آپس میں برادرانہ تعلقات کو بڑھائیں۔ صاحب صدر کی تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور شام کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ اس جلسہ میں ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کا نیا انتخاب ہوا اور مندرجہ ذیل عہدیداران بالاتفاق رائے منتخب ہوئے۔ (۱) جناب شیخ عبدالحق صاحب۔ صدر۔ (۲) جناب چوہدری عصمت اللہ خان صاحب بی کام۔ سیکرٹری۔ (۳) جناب مظفر احمد صاحب۔ اسسٹنٹ سیکرٹری۔

عبدالقادر بٹ پبلشر

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۴ء

زور آور حملے

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اسکی صداقت ظاہر کر دیگا"

اس زمانہ میں دنیا جن مصائب و آلام کا شکار ہو رہی ہے۔ اس کے تصور سے دل کانپ اُٹھتا ہے۔ آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ مشرقی پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں نے ایک قیامت صغریٰ برپا کر دی۔ الجیریا میں پے در پے زلازل سے ہزاروں انسان لقمہ اجل لاکھوں زخمی اور لاکھوں بے خانماں ہو گئے۔ ابھی ان مصائب کا خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ پنجاب میں بارش کا طوفان آگیا جس سے سینکڑوں انسان ہمیشہ کی نیند سو گئے، سینکڑوں مکانات منہدم ہو گئے اور لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کا نقصان ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور خدا جانے ابھی کیا کچھ ظہور میں آنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنے بے کس بندوں کو ان مصائب سے محفوظ کر لے۔ زلازل اور سیلاب یہ ایسی بلائیں ہیں کہ انسانی تدبیران کا سدِ باب کرنے سے عاجز ہے ان کا سدِ باب اس قادر مطلق ہستی کے ہاتھوں میں ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس کائنات کا ذرہ ذرہ اور جو علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔

جب ہم ان مصائب کو دیکھتے ہیں تو ہمیں خدا کے اس پاک بندے کی باتیں یاد آجاتی ہیں جو اس زمانہ میں ہمارے درمیان نذیر بن کر آیا اور جس نے قبل از وقت ہمیں ان مصائب سے متنبہ کیا بلکہ بار بار ہمیں نصیحت کی کہ خدا کا غضب مختلف رنگوں میں دنیا پر نازل ہونیوالا ہے اپنی حالتوں کو بدلو اور خدا سے صحیح تعلق پیدا کرو۔ فرمایا کہ ان عذابوں سے بچنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ سچی توبہ کر کے تقویٰ اور نیکی اور راستبازی کی زندگی اختیار کی جائے۔ چنانچہ ایک جگہ ان عذابوں کے متعلق آپ فرماتے ہیں:-

"یہ مت خیال کرو کہ امریکہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں، وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ **اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے** نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم دیکھ لو گے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۵۷)

مقام غور ہے کہ ان مصیبتوں اور عذابوں میں سے جن کا ذکر حضور نے الفاظ بالا میں کیا ہے کونسی مصیبت ہے جو وارد نہیں ہوئی اور کونسا عذاب ہے جو نازل نہیں ہوا؟ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئے جن سے ہزاروں انسان تباہ و برباد ہو گئے، بڑی بڑی آباد بستیاں ویران ہو گئیں، بڑی بڑی سربفلک عمارتیں زمین بوس ہو گئیں آج ان بستیوں اور ان عالیشان عمارتوں کے کھنڈرات دیکھکر انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ زلازل کے علاوہ ایسے ایسے خطرناک سیلاب آئے کہ طوفان نوح کی یاد تازہ ہو گئی اور جس طرح خدا کے مامور اور اس زمانہ کے نذیر نے فرمایا تھا کہ "نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا" وہ زمانہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ۔۔۔ انہی زلازل اور سیلابوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن　　زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن

تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں　　پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانیکے دن

پھر ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے　　پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج　　آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے

کیوں نہ آویں زلزلے تقوےٰ کی رہ گم ہو گئی　　اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے

کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا افتراء　　زندگی اپنی تو ان سے گالیاں کھانے کو ہے

جس کو دیکھو بدگمانی میں ہے حد سے بڑھ گیا　　کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے

چھوڑتے ہیں دیں کو اور دنیا سے کرتے ہیں پیار　　سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے　　جو خبر دی وحیٔ حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر　　وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سرِ راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم　　نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے　　حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

یورپ کی دو خونخوار لڑائیاں ابھی تک لوگوں کو بھولی نہیں کس قدر اتلاف جان و مال ان سے ہوا۔ ساری دنیا اس مصیبت کی لپیٹ میں آگئی اور تمام دنیا میں دہشت اور ہراس پھیلا رہا۔ ان خوفناک جنگوں کا نقشہ بھی حضور نے اپنی ایک نظم میں کھینچ دیا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد　　جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار

آئے گا قہرِ خدا سے خلق پر اک انقلاب　　اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار

اک جھٹک سے یہ زمیں زیر و زبر ہو جائیگی　　نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمیں　　صبح کر دے گی انہیں مثلِ درختانِ چنار

خون سے مردوں کے کوہستان کے آبِ رواں　　سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شرابِ انجبار

مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس　　زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچکر اپنی کٹار

غرضیکہ وہ تمام عذاب جن سے حضور نے ڈرایا تھا وہ ایک ایک کر کے نازل ہوئے اور جیسا کہ حضور نے فرمایا تھا کوئی حصہ زمین ان سے خالی نہ رہا، نہ جزائر والے ان عذابوں سے بچ سکے اور نہ دوسرے ممالک کے لوگ۔ لاکھوں کروڑوں انسان ان عذابوں کا شکار ہو گئے اور بستیاں ویران اور شہر تباہ ہو گئے اور حضور نے جو فرمایا تھا کہ میں عمارتوں کو گرتے اور بستیوں کو ویران ہوتے دیکھتا ہوں وہ حرف بحرف پورا ہوا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا رحم و کرم تھا کہ اس نے عذاب بھیجنے سے پہلے اپنا نذیر بھیجدیا اور اس نذیر کے ذریعہ دنیا کو متنبہ کر دیا کہ اگر وہ اپنی حالتوں کو تبدیل نہیں کریں گے تو ان پر مختلف رنگوں کے عذاب مسلط کئے جائیں گے۔ ابھی ہندوستان میں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا کہ حضور نے اپنا ایک رؤیا شائع کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے اس ملک میں طاعون کے پودے بو رہے ہیں آپ نے اس کشف کو شائع کر کے لوگوں کو خبردار کیا کہ ملک میں طاعون پھیلنے والی ہے چاہیئے کہ وہ اصلاحِ حال کی طرف مائل ہوں اور نیکی اور راستبازی کی زندگی اختیار کریں۔

مگر افسوس ہے کہ اس ہمدرد انسان کے انتباہ کی طرف توجہ نہ کی گئی بلکہ تمسخر اور استہزا کیا گیا آخر ملک میں طاعون پڑی اور جو تباہی اس سے آئی وہ دنیا جانتی ہے۔ اسی طرح دوسرے عذابوں کے متعلق بھی آپ نے بار بار قبل از وقت اعلان کیا اور بار بار اشتہارات اور کتب کے ذریعے لوگوں کو متنبہ کیا اور بار بار نصیحت کی کہ وہ خدا کے آگے جھکیں اور خدا سے صحیح تعلق پیدا کریں۔ چنانچہ ان زلازل اور خونین حوادث کی پیشگوئی کے ساتھ ہی آپ نے متنبہ کیا ہے کہ :-

"یہ شدید آفت جس کو خدا تعالیٰ نے زلزلہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلاف مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی اور نہ ہندو یا عیسائی ہونے کی وجہ سے کسی پر عذاب آسکتا ہے اور نہ **اس وجہ سے آسکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں** یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں، ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے **اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی، خونی، چور، ظالم اور ناحق کے طور** پر بد اندیش، بد زبان اور بد چلن ہو اس کو اس سے ڈرنا چاہیئے اور توبہ کرے تو اس کو بھی اس سے کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے قطعی نہیں ہے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ان تحریروں کو بغور پڑھو اور دیکھو کہ کس طرح خدا کے اس مامور نے قبل از وقت عذابوں سے ڈرایا۔ اور خلقت کو نیکی اور راستبازی اختیار کرنے کی نصیحت کی۔ آپ کی ان تحریروں کو پڑھ لینے اور ان واقعات و حوادث پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ وہ واقعی خدا کا ہی مامور اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نذیر تھا۔ اس نے جو آئندہ کی خبریں دیں وہ سب سچی تھیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب خدا کی طرف سے تھیں۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی ڈائری کے چند ضروری اقتباسات

صحافیانِ بغداد ووکنگ میں - اسلامک ریویو پر مصری ریڈیو کا تبصرہ - جماعت احمدیہ کا اثر بیرونی ممالک میں -

اسلامک ریویو

۲۹ ذی الحجہ ۸ ؍اگست - ووکنگ سے برائے مفت تقسیم دس کاپیاں اسلامک ریویو بابت اگست ملیں، اسلامک ریویو کا حجم کم ہوتا جا رہا ہے، نیز تعداد بھی کم شائع ہو رہی ہیں - اللہ کرے اہل ثروت حضرات اس طرف توجہ فرماویں، اسلامک ریویو زبان حال سے یہ آواز دے رہا ہے

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ دولت مند دوستوں کو لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کی توفیق عطا فرمائے۔

"احمدی نواز شیعہ مجتہد"

اسلامک ریویو کا سرورق روضۂ کاظمین شریف کی تصویر سے مزین ہے - ایک نسخہ ہدیۃً شیعوں کے مجتہد اکبر علامہ محمد مہدی الخالصی کاظمیہ کو بھجوایا۔ محمد مہدی الخالصی شیعوں میں اصلاحی کام کر رہے ہیں انہوں نے جمعہ کی نماز اپنے متبعین میں جاری کی ہے، کاظمین میں ایک مدینۃ العلم کے نام سے مدرسہ کھولا ہوا ہے ایک رسالہ بھی اسی نام سے جاری ہے - علامہ سے عرصہ سے تعارف ہے السجل نے انہیں "احمدی نواز" کا خطاب دیا گیا ہے - عراق و ایران میں ان کے کافی متبعین ہیں - گذشتہ ۱۲؍ جولائی کو جمعیۃ الباکستانیہ میں ملاقات ہوئی تھی اسی روز جمعیۃ مذکور نے عزت مآب اشتیاق حسین قریشی صاحب وزیر معارف پاکستان کے اعزاز میں عشائیہ دیا تھا۔ میری طویل علالت کے بعد علامہ سے یہ پہلی ملاقات تھی۔

انقلابی دن اور امتحان کا دن

یکم محرم الحرام ۱۳۷۲ھ۔ آج کا یوم عظیم انقلابی دن تاریخ اسلامی میں ایک زبردست اہمیت رکھتا ہے بڑا زبردست انقلاب رونما ہوا مکی زندگی سے مدنی زندگی اختیار کی جا رہی جمال سے جلال کی طرف رُخ پلٹ رہا ہے احمدیت کی چادر پر محمدیت کی چادر اوڑھائی جا رہی ہے پائے محمدیاں بر منار بلند ...... کا وقت سعید قریب آ رہا ہے - اے وابستگان سلسلہ تمہارے امتحان کا وقت ہے کامیابی خدا کے فضل اور تمہاری انتھک کوشش و ایثار و قربانی پر منحصر ہے اٹھو قدم آگے بڑھاؤ ۱۳۷۲ھ کو تاریخِ احمدیت میں نمایاں جگہ دو۔

صحافیان بغداد کا وفد ووکنگ میں

ووکنگ سے امام جامع مولانا شیخ محمد عبد اللہ صاحب کا خط ۲۸؍ اگست بذریعہ ایر میل ملا - اس سے معلوم ہوا کہ بغداد کے صحافیین کا وفد جو پچھلے ماہ لندن گیا ہوا ہے ووکنگ آیا نماز جمعہ ادا کی دوپہر کا کھانا امام صاحب کے گھر تناول کیا - اور بے حد خوش ہو کر عصر کے وقت واپس ہوئے۔ اس کا اثر انشاء اللہ یہاں اچھا پڑے گا۔

"اسلامک ریویو کے ایک مضمون پر مصری ریڈیو کا تبصرہ"

استاذ عبد اللطیف عارف مالک "احزبۃ اندلس" سے معلوم ہوا کہ رات قاہرہ کے دار الاذاعۃ سے ایک مصری وزیر نے مجلہ اسلامک ریویو کے ایک مضمون پر زبردست تبصرہ کرتے ہوئے اسے تحلیل کیا کوئی بیس منٹ تک مضمون کی تعریف میں رطب اللسان رہا غالباً یہ ستمبر کی اشاعت ہوگی ستمبر کا پرچہ بغداد ابھی تک نہیں پہنچا۔

السجل کے مضمون کا جواب

عبد اللطیف صاحب کو اگست کا پرچہ دیا - شام کو ... مولوی غلام احمد صاحب اور مرزا احمد خان صاحب از جماعت ربوہ گھر پر تشریف لائے - اخبار السجل کے مضامین کے متعلق گفتگو ہوتی رہی رات محترمی حاجی عبد اللطیف صاحب از جماعت ربوہ گھر پر آئے موصوف اپنی طرف سے اخبار السجل کے ناقد کے مضمون مبشر قادیانی کا جواب دے رہے ہیں۔ مضمون مجھے دے گئے کہ اس میں کسی کمی بیشی کی ضرورت ہو تو مشورہ دوں، مضمون اچھا لکھا گیا ہے کچھ شدت ضرور ہے جسے دور کرنا چاہیئے۔ آج بھی السجل میں "کشف الحجاب" پر دوسری قسط شائع ہوئی ہے، ایک نسخہ برائے معلومات لاہور ارسال ہے -

ایک عیسائی ٹریکٹ

۴؍ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ ۲۷؍ ستمبر ۱۹۵۲ء - جناب صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے ایک گھنٹہ صحبت رہی اشاعت اسلام ۱۹۲۵ء کے رسالے پڑھ رہے ہیں، اس پر گفتگو رہی - آج انہیں پیغام صلح کے تازہ تین پرچے، المصلح اور امروز کے پرچے دیئے - ان سے مدینہ کا ایک پرچہ ملا - نیز صوفی صاحب محترم کو کہیں سے ایک ٹریکٹ "خیوط العناکب" نامی جو عیسائی مبشرین مفت تقسیم کرتے ہیں مل گیا تھا وہ موصوف نے مجھے دیا اس ٹریکٹ میں مسیح کو دنیا کا نجات دہندہ بتلایا گیا ہے - یہ ٹریکٹ مکتبہ المشعل ص ب ۲۳۵ بیروت سے شائع ہو کر نکلا ہے - ٹریکٹ مذکور تو السجل کے ناقد کو بھجوایا اور مکتبہ المشعل کو علمائے مصر کا فتویٰ بر وفات مسیح ڈاک سے ارسال کیا۔

سید عابد علی صاحب کیلئے درخواست دعا

اخویم سید عابد علی صاحب خانقین سے شام کو تشریف والے بھائی عبد الحکیم صاحب کو انہوں نے فون پر بتلایا کہ کل سویرے خاکسار کی ملاقات کے لئے آویں گے۔ سید صاحب موصوف کو ضیق النفس کا مرض ہے بہت کمزور ہو گئے ہیں، دواؤں اور غذاؤں پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ صحت تامہ بخشے موصوف کے دل میں سلسلہ کا بے حد درد ہے، احباب بحالی صحت کے لئے دعا کریں۔

ووکنگ مشن کا اثر

دو تین روز ہوئے بصرہ سے اخویم ابراہیم آدم صاحب سبحانی کے فرزند فاروق بغداد آئے ہوئے ہیں تین روز ہوئے دکان پر ملنے کے لئے آئے - میں موجود نہ تھا، آج پھر آئے ملاقات ہوئی - آج شام کو واپس بصرہ جا رہے ہیں - عزیز فاروق لندن میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ رخصت پر والد کو ملنے کے لئے بصرہ آیا ہے - ۱۴؍ ستمبر کو واپس لندن جاوے گا، وہاں مولانا شیخ محمد عبد اللہ صاحب کی نگرانی میں ہے - فاروق سے ووکنگ کے حالات دریافت ہوئے - بچے کے دل میں ووکنگ مشن کی خدمات کا گہرا اثر ہے - لندن سے اکثر ووکنگ جایا کرتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا اثر بیرونی دنیا میں

۱۴؍ ستمبر بروز سنیچر - سویرے - اخبار پیغام صلح ص ۵ مجریہ ۱۸؍ اگست دیکھ رہا تھا صفحہ ۷ پر مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کے مضمون "لندن سے ٹرینیڈاڈ تک جہاز کا سفر" کی دوسری قسط پر نظر پڑی، خصوصاً ان انذارانہ سطور پر جن میں بعض امرائے انجمن کو مخاطب فرماتے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں "بعض افراد جو چندہ نہ دے کر عملاً اسے توڑنے کی دانستہ یا نادانستہ حرکت کر رہے ہیں انہیں نہیں معلوم دنیا کے دور دراز گوشوں میں اس انجمن کی اور احمدیہ جماعت کی لوگوں کے دلوں میں کتنی عزت ہے" میرا اپنا خود تجربہ ہے اس وقت سارے ممالک عربیہ میں "حرکۃ الاحمدیہ" کی علمی و دینی خدمات کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے مخالف جب بھی قلم کو حرکت میں لاتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوف ہراس ان کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے، ہم قلیل تعداد میں ہیں لیکن خدا کے فضل سے اکثریت پر پورا غلبہ ہے - ہمارے وہ بھائی جو انجمن کے چند اراکین کی وجہ سے روٹھے ہوئے ہیں وہ ثمر دار درخت کی شاخ پر بیٹھ کر اسے کاٹ رہے ہیں - اے امرائے جماعت اسے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے بزرگو یاد رکھو انجمن کا کچھ نہیں بگڑے گا، چونکہ یہ خدا کے مامور کے مقدس ہاتھوں لگایا ہوا پودہ ہے بڑھے گا پھیلے گا اور اچھے اثمار پیدا کرے گا ہماری بے توجہی غفلت اور آپس کی رنجش ہمارا خاتمہ کر دے گی۔ اس شجر طیبہ کی رکھوالی کسی دوسرے کے ہاتھ خدا سپرد کر دے گا۔

حضرت مسیح موعود اور حکومت انگلشیہ

۵؍ ستمبر ۱۹۵۲ء بروز اتوار - سویرے مکان پر صوفی محمد طیب صاحب تشریف لائے - ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ رہا حضور کی پیدائش کے وقت سکھوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور سکھوں سے انگریزوں نے پنجاب کو لے لیا سکھوں کے وقت مسلمانان پنجاب کی ناگفتہ بہ حالت تھی حضور نے انگریزی حکومت کو کیوں رحمت فرمایا اگر ایک طرف حکومت کے حسنِ انتظام اور وسعت قلبی کی تعریف فرمائی تو دوسری طرف ایک نڈر مجاہد کی طرح انگریزوں کے عقیدہ پر اس شدت کا حملہ کیا کہ پادری صاحبان چیخ اٹھے - اس زمانہ میں بڑے بڑے راجے مہاراجے، نواب، ایک معمولی انگریز سولجر سے بات کرنے میں گھبراتے تھے، حضور علیہ السلام نے قیصرہ ہند ملکہ وکٹوریہ کو مخاطب فرما کر کہا کہ یاایتھا المرأۃ توبی یا اے عورت تو ایک انسان کو خدا بنانے سے توبہ کر ...... سعید روح کے لئے یہی ایک واقعہ ہدایت اور سمجھ کے لئے کافی ہے، ان باتوں میں ڈیڑھ گھنٹہ گذر گیا۔

ایک غیر مکفر پیر صاحب

دکان پر شیخ زین الدین نقشبندی تشریف لائے آپ شیخ علاؤ الدین نقشبندی کے فرزند اکبر ہیں - شیخ علاؤ الدین سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بہت بڑے بزرگ شمال عراق سلیمانیہ میں رہتے ہیں عراق اور ہندو پاکستان میں آپ کے ہزاروں مرید ہیں اب انکی جگہ شیخ زین الدین صاحب موصوف کام سنبھالے ہوئے ہیں میرا تعارف شیخ صاحب سے کئی سالوں سے ہے میری علالت کی خبر سن کر دکان پر تشریف لائے کل ہی بغداد آئے ہیں کوئی پندرہ منٹ گفتگو رہی ... [illegible]

زوردار حملے — (بقیہ مقالہ از صفحہ ۲)

ان میں اس کے نفس کا کوئی دخل نہ تھا۔ اس کے دل میں مخلوق خدا کی سچی ہمدردی کا جذبہ موجزن تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ خلقت خدا کی طرف مائل ہو اپنے خالق اور مالک کے سامنے جھکے، وہ نیکی اور تقوے اور للہیت اختیار کرے اور خدا سے پیوند جوڑے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ...... عذابوں سے بار بار ڈراتے رہے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے آپ کی باتوں پر کان نہ دھرا اور بُرے دن دیکھے۔ مگر خدا کے رحم و کرم کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے۔ اگر اب بھی ہم اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرلیں اور خدا کے سامنے جھکیں تو وہ ارحم الرحمین ہے ہم پر ضرور رجوع برحمت فرمائے گا۔ سچ ہے

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا
اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی صداقت کو ظاہر کر دے گا"

یہ زور آور حملے آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کاش کوئی چشم عبرت ان سے سبق حاصل کرنے کیلئے وا ہو ؎

اسلام جنوبی افریقہ میں — (بقیہ صفحہ اول)

ایک ذاتی عقیدہ سمجھیں گے جس کو عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، لیکن یہ افسوسناک صورت حالات بدل سکتی ہے اگر فوری قدم اُٹھایا جائے اور نوجوانوں کو اسلامی ثقافت اور اسلام کی شاندار وراثت سے ایسے طریق پر واقف کیا جائے کہ ان کی قوت متخیلہ کو کھینچ لے اور اسلام کی محبت ان کے دلوں میں پیدا ہوجائے اور وہ مسلمان ہونا اپنے لئے موجب فخر سمجھیں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عریضہ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ ہی کا ایک ایسا ادارہ ہے جو اس سلسلہ میں پوری مستعدی اور فراخدلی سے اس معاملہ میں موزوں حال کام کرے گا، اگر آپ اس ملک میں اپنی ایک شاخ کھولیں تو آپ عیسائی مشنریوں سے ہماری قوم کی حفاظت کا موجب ہوں گے ؎

رسالہ "ضرورت مجدد" کے مطالعہ کے بعد

محترم شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن سے لکھتے ہیں:۔

محمد عبدالمجید صاحب ایک مذہبی شوق اور علمی ذوق رکھنے والے صالح نوجوان طالب علم ہیں علمائے دکن کے ایک گھرانے کے فرد ہیں۔ بعض مخالف سلسلہ علماء کی تقریروں اور ایاس برنی صاحب وغیرہ کی تحریروں کی وجہ سے تحریک احمدیت کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ بعد تلاش مجھ تک پہنچے۔ تفصیلی گفتگو ہوئی۔ مطالعہ کے لئے چند کتب و رسائل دیئے گئے۔ رسالہ ضرورت مجدد کے مطالعہ کے بعد انہوں نے اپنے تاثرات کو مندرجہ ذیل تحریر کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ جاری ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں قبول صداقت کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبدالمجید صاحب کی تحریر

"قرآن و احادیث کے حوالہ سے اس کتاب میں ضرورت مجدد پر جو ٹھوس دلائل کے ساتھ مختصر سی بحث کی گئی ہے وہ قابل قدر ہے۔ اس کے علاوہ لفاظی اور لغویات سے پاک ہے۔

"مرزا غلام احمد صاحب کی چند کتابیں میری نظر سے گذری ہیں اس کے علاوہ انکے کارناموں کو دیکھکر یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان میں دنیاوی قوت کے ساتھ ساتھ ایک رُوحانی قوت کی مدد کارفرما تھی جو منجانب اللہ تھی آپکا کارنامہ تبلیغ اسلام آپکے زمانہ حیات میں اور آپکے وصال کے بعد بھی آپ کے پیروؤں کے ذریعہ دن بدن جو ترقی کر رہا ہے وہ اصول حق و صداقت پر مبنی ہے یہی آپکی صداقت کا ایک بین ثبوت ہے۔ میں مرزا صاحب اور انکے حقیقی پیروؤں کو قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ ان شانئک ھو الابتر ؎ محمد عبدالمجید طالب علم ایف ایس سی۔ عثمانیہ

پیغام صلح مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ نمبر ۶۲

اخبار و افکار

تمام پنجاب سیلاب کی زد میں

لاہور میں جو طوفان گذشتہ ہفتہ آیا، اس نے پنجاب کے کئی علاقوں میں مصیبت کے پہاڑ کھڑے کردیئے ہیں کچھ بارشوں کی وجہ سے اور زیادہ تر دریاؤں کی طغیانی کے باعث مختلف اضلاع کے دیہات اور قصبات تباہ و برباد ہو چکے ہیں، کئی شہروں میں بیشمار مکانات منہدم ہو گئے اور سینکڑوں جانیں ضائع ہوگئیں، اس وقت صرف لاہور شہر میں ۸۵۰ کچے مکانات، ایک ہزار پکے اور دو ہزار جھونپڑیاں مسمار ہو چکی ہیں، اور اس طرح سے بیس ہزار سے زاید اشخاص بے خانماں ہو گئے ہیں گندم اور چاول کے ذخیروں کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے، چاولوں کی تیس ہزار بوریاں خراب ہوگئیں، اسی طرح سیالکوٹ جھنگ، ملتان، منٹگمری وغیرہ اضلاع میں جائدادوں اور جانوں کے نقصان کے علاوہ فصلوں کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے۔ پورا ایک ہفتہ دریاؤں کا پانی مختلف علاقوں میں تباہی پھیلاتا رہا، اب پانی اترنا شروع ہوا ہے، اللہ تعالیٰ رحم کرے اور اپنی مخلوق کو اپنے حفظ و امان میں لے آئے، کیا خدا کی شان ہے بارشوں کے دنوں میں تمام پنجاب ایک ایک بوند کے لئے ترستا رہا اور ہمارے مشرقی پاکستان کے بھائی تباہی خیز بارشوں اور سیلابوں سے دکھ اُٹھاتے رہے، اور اب جب ساون گذر گیا اور بھادوں بھی خشک سالی کی نذر ہوگیا تو پنجاب میں بارشیں اور سیلاب شروع ہو گئے، یہ واقعات بتاتے ہیں کہ اس کائنات پر ایک قادر مطلق اور مدبر بالارادہ ہستی کا ہاتھ ہے جو جس طرح چاہتا ہے اپنا حکم اس پر چلاتا ہے، بعض وقت ہمارے اعمال و افعال اس کے غضب کو خشک سالی کی صورت میں کھینچ لاتے ہیں اور بعض وقت بارشیں اور سیلاب اس کی طاقت و جبروت کا ہولناک منظر پیدا کر دیتے ہیں۔ کاش دنیا اس پر غور کرے اور اس قادر مطلق کے آگے سر نیاز جھکائے ؎

الاخوان المسلمون اور جماعت اسلامی

پاکستان کی جماعت اسلامی کی طرح مصر میں بھی الاخوان المسلمون کے نام سے ایک جماعت کچھ عرصہ سے قائم ہے جو مذہبی لبادہ اوڑھ کر سیاسی میدان میں قدم جما رہی ہے، اس جماعت کی تعلیم، طریق تخاطب اور نام نہاد دینی مسلک ہو بہو وہی ہے جو جماعت اسلامی کا ہے، بالکل اسی طرح وہ بھی مذہب کے نام سے حکومت کی تباہی و بربادی کے درپے ہے جس طرح جماعت اسلامی پاکستان کی موجودہ حکومت کو خلاف اسلام بتا کر بدنام کر رہی ہے، مصر کی موجودہ آزادی الاخوان المسلمون کو اسی طرح ایک آنکھ نہیں بھاتی جس طرح جماعت اسلامی کو پاکستان کا بننا گوارا نہیں، نہر سویز کے بارہ میں مصر اور برطانیہ میں جو سمجھوتہ ہوا ہے الاخوان المسلمون اس کے خلاف برسرپیکار رہے، اور مصر کے ہردلعزیز وزیر اعظم کرنل الناصر جمال کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کے درپے ہے۔ لیکن کرنل الناصر نے بیدار مغزی سے کام لیتے ہوئے الاخوان المسلمون کو باغی جماعت قرار دے دیا اور اس کے لیڈروں پر پابندیاں عاید کر دی ہیں، تعجب ہے کہ پاکستان کے بیدار مغز حکام نے اس کی چھوٹی بہن جماعت اسلامی کو ابھی تک کیوں کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ عوام کے دلوں میں مذہب کے نام سے حکومت کے خلاف نفرت و حقارت کا بیج بوتی رہے۔

۲۵ لاکھ روپے کی امداد

پنجاب کے موجودہ سیلاب نے پاکستان کی مرکزی حکومت کو بھی مبتلائے تشویش کر دیا ہے اور سیلاب کی وجہ سے جو وسیع نقصان ہوا ہے اسکو تشویش کی نظروں سے دیکھتے ہوئے سیلاب زدگان کی فوری امداد کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ کی رقم منظور کی ہے۔

آنریبل مسٹر مشتاق احمد گورمانی وزیر امور داخلہ۔ آنریبل وزیر مملکت برائے مالیات اور آنریبل وزیر مملکت برائے دفاع کل صبح ہوائی جہاز کے ذریعہ لاہور پہنچے۔ وہ صوبائی حکومت سے ان تدابیر پر تبادلہ خیالات کریں گے جو متاثرہ علاقوں کے مصیبت زدگان کی امداد و بحالی کے لئے ضروری ہیں۔

آنریبل وزرا کی واپسی کے بعد کابینہ صورت حال کا جائزہ لے گی اور ان مزید تدابیر پر غور کرے گی جو صوبائی حکومت کی امداد کے لئے ضروری ہوں گی۔ لاہور کے فضائی اڈہ پر اترنے سے پہلے آنریبل وزراء نے صوبہ بھر کے سیلاب زدہ علاقے کا فضائی دورہ کیا جس کے بعد انہوں نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ چار اضلاع

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — تار کا پتہ: تبلیغ، لاہور — فون نمبر ۳۷۳۷

ما مریدیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
بست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۷ رصفر ۱۳۷۴ھ — ۶ راکتوبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۶

پیدائشِ انسانی اور متاعِ زندگی کی شہادت ہستی باری تعالےٰ پر

نعمائے زندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ربِّ عظیم کو یاد کرو

خطبہ جمعہ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فسبح باسم ربک العظیم (سورۃ واقعہ آیات ۵۷ تا ۷۴)

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر بحث

قرآن شریف الٰہیات کی کتاب ہے اس میں اللہ تعالےٰ کی ذات اور صفات پر بحث ہے، اس لئے کہ انسان کو خدا کی معرفت نصیب ہو، اللہ تعالےٰ کے کمالات اور احسانات کا ذکر اس رنگ میں کیا گیا ہے کہ انسان اس کو پڑھ کر خدا کی طرف کھنچا چلا آتا ہے، خدا نے اپنے بندے کو اپنے قریب کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا تاکہ اپنے بندے کے اندر عبادت کا جذبہ پیدا کرے، خدا کی قدوسیت اس پر سایہ فگن ہو اور وہ اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر بلند اخلاق اپنے اندر پیدا کرے اور خدا کی مخلوق کے لئے راحت و آرام کا موجب ہو،

انسان کی پیدائش خدا کے ہاتھ میں

قرآن نے وہ رنگ اختیار نہیں کیا جیسا کہ ہندو پنڈت ویدانت کا فلسفہ بیان کرتے ہیں جس کو کوئی بھی سمجھ نہ سکے قرآن کا فلسفہ ایسا ہے کہ عورت اور مرد سب آسانی سے سمجھ لیں ایک عامی آدمی کے لئے بھی قرآن ویسی ہی ہدایت کا موجب ہے جیسے ایک فلاسفر کے لئے، ان آیات بیّنات میں اسی رنگ کی تعلیم تلقین کی گئی ہے۔ فرمایا نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون، ہم نے تمہیں پیدا کیا، یہ قد و قامت، یہ ڈیل ڈول جو تمہارا ہے ہم نے بنایا ہے، کیا انسان کی طاقت میں ہے کہ دو چار انچ اپنے آپ کو لمبا کر لے اگر لمبا آدمی ہو تو فکر ہوتا ہے کہ کیڑا ہو جائے گا اور چھوٹا بھی اپنے آپ کو نہیں کر سکتا نا بہت یہ جرأت ہمارے سوا کون عطا کر سکتا ہے۔ اسی طرح اس کا اندرونہ ہے کسی میں شجاعت کا مادہ ہے حالانکہ ڈیل ڈول کوئی بڑا نہیں، کسی کا ڈیل ڈول بڑا ہے مگر بزدل ہے کسی کی ذہانت تیز ہے اور کوئی کودن ہے، نحن خلقنٰکم تم خود بخود پیدا نہیں ہو گئے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے، ماں باپ کی بھی قدرت نہیں کہ اپنے حسب منشا اولاد پیدا کر سکیں، کئی لوگ ترستے رہتے ہیں اور اولاد نہیں ہوتی، فلولا تصدقون

پھر کیا وجہ ہے کہ ایسی بیّن دلیل کے بعد بھی تصدیق نہیں کرتے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات سب پر حاکم ہے اور قدرت رکھتی ہے اور وہی خالق اور موجد آفرینش ہے۔

ماں باپ کے اختیار میں نہیں کہ حسب خواہش اولاد پیدا کریں

اس پر مزید روشنی ڈالی جاتی ہے افرئیتم ما تمنون کیا تم دیکھتے ہو کہ کہاں سے تم پیدا ہوئے؟ ماں باپ کے خون سے تمہاری پیدائش ہوئی، ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون، کیا تم اس کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں، ماں باپ کا یہ جذبہ کہ ہماری اولاد اس قسم کے ظاہری و باطنی قوے لے کر پیدا ہو کہ وہ لاثانی شمار ہوں کارگر نہیں ہوتا۔ تمہارا اپنا خون ہے، لیکن کیا تمہارے اختیار میں ہے کہ تمہارا بیٹا یوسف پیدا ہو؟ ایسا کبھی ہوتا ہے کہ ایک خوبصورت ماں باپ کے ہاں چڑیل جیسی لڑکی پیدا ہو جاتی ہے، اور ایک بڑے قوی ہیکل پہلوان کے ہاں چوہے جیسا لڑکا آجاتا ہے، کیا ایک یاقوتیاں کھانے والے بادشاہ کے ہاں کمزور اور مریل جیسی اولاد پیدا نہیں ہوتی؟ کوئی ایک ڈاکٹر ایک طبیب کوئی بھی حسب خواہش اولاد پیدا نہیں کر سکتا۔

انسانی نطفہ کے جوہر اور استعدادیں

کتنا چھوٹا کیڑا ہوتا ہے جس سے انسان بنتا ہے ایک باریک خوردبین سے ہی نظر آسکتا ہے، اس کے اندر قلب بھی ہے دماغ بھی ہے، اور وہ تمام جوہر ہیں جو انسان کے اندر پائے جاتے ہیں، ایک قلب ایسا ہے جو بہت بخیل ہے اور ایک خدا کے رستہ میں سب کچھ قربان کرنے کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے، ایک قلب ایسا ہے جو دوسروں کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ سلامت بر کنار است، کیوں دوسرے کے لئے اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا جائے، غرض تمام جوہر اس کے اندر پائے جاتے ہیں ءانتم تخلقونہ کیا تم نے اس کو پیدا کیا ہے؟ تم تو بالکل بے بس ہو، یہ بھی نہیں جانتے کہ ماں کے پیٹ کے اندر کیا ہے کیا پتہ بچہ اندھا ہو یا بہرہ ہو، اس کی ٹانگوں میں نقص ہو ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون، فیصلہ کرو کہ تمہاری پیدائش کس کے اختیار میں ہے۔ تمہارے یا خدا کے؟

موت پر بھی انسان کا اختیار نہیں

اور اگر پیدائش پر تمہیں اختیار نہیں تو کیا موت پر تمہیں قدرت حاصل ہے؟ نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین، موت بھی ہم نے تمہارے درمیان مقرر کی ہے، تمہیں نہیں معلوم کہ پیدا ہونے کے بعد کس وقت موت آجائے، پیدائش کے بعد بڑھاپے تک موت ساتھ لگی ہوئی ہے، کبھی کوئی بچپن میں مر گیا اور کبھی جوانی یا بڑھاپے تک پہنچ کر مرا، موت کو کوئی ٹال نہیں سکتا، بچہ بیمار ہو جائے تو باپ کہتا ہے ساری جائداد کوئی لے جائے بچہ کسی طرح بچ جائے، نہ کوئی بادشاہ اس سے بچ سکتا ہے، نہ پیغمبر یا اسکی اولاد نہ کوئی ڈاکٹر اور طبیب اس کو دور کر سکتا ہے، تمہاری پیدائش بھی ہمارے ہاتھ میں ہے اور موت پر بھی ہم قادر ہیں، ساری دنیا کے انسان چاہیں کہ ہمارا پیغمبر نہ مرے، تو وہ ایسا نہیں کر سکتے، موت بہرحال آئے گی اور ہر ایک پر آئے گی۔

قوموں کی موت

وما نحن بمسبوقین علیٰ ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون، جس طرح افراد پر موت آتی ہے، اسی طرح قوموں پر بھی موت آتی ہے، فرمایا ہم اس پر قادر ہیں کہ ساری کی ساری قوم کو لے جائیں اور اس کی مثل اور قوم لے آئیں وننشئکم فی ما لا تعلمون اور تمہیں اس صورت میں پیدا کریں جس کو تم نہیں جانتے۔

انسان کی پیدائش مٹی سے

ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ فلولا تذکرون، یہ تو تمہاری پہلی پیدائش ہے جس کو تم خوب جانتے ہو، ھو الذی انشاکم من الارض، زمین سے تم کو پیدا کیا، مٹی پہلے سبزے کی شکل اختیار کرتی ہے، پھر اس سے دانہ اور غلہ پیدا ہوتا ہے جس کو ہم کھاتے ہیں، سبزے کو کبھی بکری کھاتی کبھی بھینس کھاتی ہے، ان کا دودھ اور گوشت ہماری غذا بنتا ہے جس سے ہمارے جسم میں خون بنتا ہے، اور اس خون سے وہ جوہر پیدا ہوتا ہے جو انسان کے بچے کی شکل اختیار کرتا ہے، یہ تو مادی چیز ہے، لیکن یہ عجیب ہے کہ اسی مادی چیز سے روح پیدا ہوتی ہے، مٹی تو ثقیل شئے ہے، اس ثقیل چیز سے ایسی چیز کا پیدا ہونا بڑا تعجب خیز ہے

پھر عقل انسانی اسی سے بنتی ہے اسی سے قوت ارادی اور اسی سے تخیل پیدا ہوتے ہیں، یہ تو تمہاری پہلی پیدائش ہے فلولا تذکرون اس سے کیوں تم نصیحت نہیں پکڑتے، کیا اس سے پتہ نہیں لگتا کہ وہ بڑی قوت اور طاقت والا خدا ہے،

زرعی پیدائش خدا کے اختیار میں

انسان کی تخلیق کے بعد اس کے زندگی کے سامان بھی وہی خدا سے بزرگ و برتر پیدا کرتا ہے فرمایا افرئیتم ما تحرثون، اب ان سبزیوں و غیرہ کو دیکھ لو جو تم کاشت کرتے ہو، ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون، کیا تم انہیں اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں، تمہارا کام تو صرف بیج ڈالنا ہے اب تم کو کیا معلوم کہ زمین کے اندر کیا کیفیت پیدا ہوتی ہے، جس طرح ماں کے پیٹ میں معلوم نہیں ہوتا کہ کس طرح بچہ بنتا ہے اسی طرح زمین کے اندر بیج کا حال معلوم نہیں ہو سکتا بیج اگے نہ اگے اور اگر اُگے تو فصل کا پکانا اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے اور پھر بعض وقت پکی ہوئی فصل برباد ہو جاتی ہے، جیسے آج ہماری فصلیں تباہ ہو گئیں، چاول کی فصل برباد چلی گئی تمام قسم کی دالیں مونگ موٹھ وغیرہ کی جو فصلیں اس موسم میں ہوتی ہیں سب تباہ ہو گئیں، تو فرمایا ان فصلوں کو اگانے والے تم ہو یا ہم ہم کھیتی کی ہر منزل پر ہم ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں، لو نشآء لجعلناہ حطاماً فظلتم تفکھون - ہماری مشیت ہو تو پکی ہوئی کھیتی کو ایسا چورا چورا کر دیں، کہ تم حیران رہ جاؤ انا لمغرمون ہائے ہم مارے گئے، ہم پر عذاب آگیا، ہمارے کئے کی سزا ہم کو مل گئی، بل نحن محرومون، سزا ہی نہیں ملی ہمارا تو رہا ہی کچھ نہیں بالکل ہی برباد ہو گئے، یہ ان فصلوں کا حال ہے جن سے تمہاری پیدائش ہوتی ہے -

پانی سے حیات اور ہلاکت

افرئیتم الماء الذی تشربون - اب اس پانی کو بھی دیکھو جو تم پیتے ہو اور جس سے تمہاری زندگی ہے، اس پانی کی وجہ سے پہاڑوں میں چشمے پھوٹتے ہیں، پھل، پھول اور باغات پیدا ہوتے اور بڑھتے ہیں، نہریں بہتی ہیں جو کھیتوں کو سیراب کرتی ہیں وجعلنا من الماء کل شیٔ حی، پانی سے ہر چیز کی زندگی ہے انسانی جسم کا بہت بڑا حصہ پانی ہی پانی ہے، پانی اگر اس کے اندر سے کم ہو جائے تو مر جاتا ہے، لیکن وہ چیز جو ہماری زندگی کا باعث ہے وہی آج ہماری تباہی کا موجب ہو گیا، کیا حکومت اور اس کے لشکر اس کو روک سکے؟ چار چار فٹ پانی اس مسجد اور مکانات میں بھر آیا، کئی مکان گر گئے، لوگوں کا سامان خراب ہو گیا، وہ پانی جس کی وجہ سے ہماری حیات ہے خدا کے حکم سے موجب ہلاکت بن گیا، اسی طرح مشرقی پاکستان میں پانی کی وجہ سے تباہی آئی -

پانی خدا کے اختیار میں

تو خدا تعالیٰ ہمیں تو ہمیں سکھانا چاہتا ہے کہ وہی زمین و آسمان کا بادشاہ ہے، جو سب سے بڑا محسن ہے، ہماری زندگی کے تمام سامان اسی نے بنائے لیکن بعض وقت وہی سامان ہماری تباہی کا موجب ہو جاتے ہیں، اسی پانی کے متعلق فرمایا ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون، کیا یہ پانی جو تمہاری زندگی کا باعث ہے تم بادلوں سے اتار سکتے ہو، یا ہم اتارنے والے ہیں - وھو الذی ارسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذالک نخرج الموتی لعلکم تذکرون، جب ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوشخبری لے کر آتی ہیں اور یہ ہوائیں اپنے پروں پر بھاری بادل اٹھا لاتی ہیں جن کو ہم مردہ زمین کی طرف لے چلتے ہیں، پھر اس سے ہم پانی اتارتے ہیں جس سے ہر قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں تاکہ نصیحت پکڑو، اس آیت میں بھی بتایا ہے کہ بادلوں سے پانی خدا ہی اتارتا ہے، اسی کا یہاں ذکر کیا ہے ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون............ یہ پانی کا اتارنا کس کے اختیار میں ہے؟ پنجاب نے تو دو نظارے دیکھے ہیں، جس وقت بارش کی سخت ضرورت تھی، کئی مرتبہ بادل آئے، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب برسے کہ برسے لیکن تھوڑی ہی دیر میں غائب ہو جاتے تھے، ایک دن شام کے وقت مغرب کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو بڑا سیاہ بادل آیا جس کے ساتھ ٹھنڈی ہوا تھی، خیال تھا کہ نماز ہی میں ہم بھیگ جائیں گے، لیکن جب نماز ختم ہوئی تو نہ بادل تھا نہ ہوا، نہ ہم میں طاقت تھی کہ اس بادل میں سے پانی اتار لیں، اور نہ مشیت خداوندی نے اس کو برسنے کی اجازت دی، ضرورت بہت تھی لیکن خدا کے حکم کے بغیر ایک قطرہ نہیں گر سکتا - نہ تو ہماری پیدائش ہمارے اختیار میں ہے نہ زندگی اور موت ہمیں اختیار ہے - اور قیام زندگی کے سامانوں کا مہیا کرنا بھی انسانی مقدرت سے باہر ہے - پانی آسمان سے اتارنا یا روک رکھنا، غلہ پیدا کرنا ہمارا کام نہیں، نہ ہمارے اختیار میں ہے، یہ سب خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے -

آگ کی پیدائش خدا کے ہاتھ میں

پھر ایک اور بات فرمائی افرئیتم النار التی تورون، غلہ آ گیا، پانی سب کچھ موجود ہو، لیکن آگ نہ ہو تو کیا کرے - آگ کے بغیر کھانا نہیں پک سکتا، کارخانے نہیں چل سکتے ریل گاڑیاں وغیرہ کچھ بھی نہیں چل سکتیں، جس طرح پہلے زمانہ میں سورج کی بہت پرستش ہوتی تھی کیونکہ دیکھتے تھے کہ اس سے دنیا کو فوائد پہنچتے ہیں، ایک خدا پرست کو تو سورج کے پیچھے خدا نظر آتا ہے جو اس سے سارے کام لیتا ہے، اسی لئے فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن - سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو، اس خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا تمہاری آنکھ دور نہیں جاتی تو قریب کی چیز کو دیکھو، سورج کی طرح آگ کی بھی پرستش ہوئی، کیونکہ اس کے بغیر دنیا کے کام نہیں چل سکتے، یہ آگ کس نے پیدا کی، کیا یہ لکڑی جس سے آگ بنتی ہے تم نے پیدا کی ہے؟ کوئلہ تم نے پیدا کیا ہے یا ہم نے؟ سارے جہان میں لکڑی اور کوئلہ موجود ہے، جو خدا کے احسانات اور طاقت و قدرت کا مظہر ہے -

متاع زندگی ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت ہے

نحن جعلنٰھا تذکرۃ ومتاعاً للمقوین، اس کو اس لئے ہم نے بنایا تھا کہ خدا کی یاد تازہ ہو، تمہارا نوالہ تمہاری غذا، دودھ، دہی، لسی، انڈا، مچھلی یہ کس نے پیدا کیا تذکرۃ ومتاعاً للمقوین، تذکرہ یعنے خدا کی یاد دلانے کے لئے ہے، اس کے کرم سے ہم کو آگ جیسی مفید چیز میسر آئی، بھوکے محتاج اور مسافروں وغیرہ کے لئے بہت تذکرہ کا موجب ہے - مسافر جانتا ہے کہ ٹھکانے پہنچ کر اس کو آگ کی ضرورت ہوگی، تاکہ کچھ پکا کر کھائے اور سردیوں میں تو آگ اور بھی نعمت ہوتی ہے - اس نعمت کو دیکھ کر فسبح باسم ربک العظیم اپنے رب عظیم کو یاد کرو، جس نے غلہ دیا، پانی دیا، ہوا دی، آگ دی، اور زندگی کے سارے سامان پیدا کئے - تمہاری ربوبیت کے تمام سامان بنائے، مادہ پرست انسان جو سمجھتا ہے کہ دنیا خود بخود ہے، اس کے سامنے اس کو رکھئے تو اس کو خدا معرفت عطا کریگا، اور اس کے دل میں مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوگا، جو زندگی کی اصل غرض ہے ؛

سیلاب کی تباہ کاریاں

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

لاہور یکم اکتوبر - پنجاب کے وزیر مال نواب مظفر علی قزلباش نے آج بتایا ہے کہ دریاؤں و برساتی نالوں کے تباہ کن سیلاب اور شدید بارش کے باعث پنجاب میں اب تک تقریباً پانچہزار مربع میل علاقہ بری طرح متاثر ہوا ہے، چنانچہ فصلوں مویشیوں، مکانات کنوؤں اور دوسری منقولہ و غیر منقولہ جائدادوں کا جو بے پناہ نقصان ہوا ہے، اس کی کسی حد تک تلافی کے لئے مرکزی حکومت سے کم از کم چھ کروڑ روپے کی مدد درکار ہوگی ؛

حیدرآباد دکن - ۲۸ ستمبر - کل رات حیدرآباد دکن سے قاضی پیٹ جانے والی ایک مسافر ٹرین دریا میں جا گری، دریا میں خوفناک سیلاب آیا ہوا تھا معلوم ہوا ہے کہ اس حادثہ میں ۱۰۰ سے زاید مسافر ہلاک ہو گئے بتایا گیا ہے کہ حال ہی میں شدید بارشیں ہوئی تھیں، جن کے باعث کل رات دریا کا پل دفعۃً بہہ گیا۔ چنانچہ جب مسافر گاڑی پل پر پہنچی تو اس گاڑی کے تمام ڈبے دریا میں جا گرے ؛

نئی دہلی - ۳ اکتوبر - جموں سے غیر مصدقہ اطلاعات مظہر ہیں کہ پونچھ میں سیلاب کی وجہ سے ۲۳ اور ۲۴ ستمبر کو راجوری اور دراول میں ایک سو اشخاص ڈوب گئے ہیں، سرکاری اطلاعات کے مطابق پونچھ اور راجوری میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد پچاس تک پہنچ چکی ہے، کل شام تک نئی دہلی میں مکانات گرنے سے مرنے والوں کی تعداد ۹ تک پہنچ گئی ہے، اب تک ۲۰ مکانات گر چکے ہیں -

سین پیڈرو سولا - ۳۰ اکتوبر - شمالی ہنڈراس کے تین دریاؤں میں شدید طغیانی آگئی سینکڑوں اشخاص ڈوب گئے ہیں - اب تک صرف پچاس لاشیں برآمد ہوئی ہیں - اس سیلاب سے چند اشخاص متاثر ہوئے ہیں، جنوبی ہنڈراس میں بھی سیلاب کی سی صورت حال پیدا ہو گئی ہے - لیکن ابھی حالت زیادہ نازک نہیں ہوئی آج متاثرہ علاقہ میں دس ٹن سامان خوراک ہوائی جہازوں کے ذریعہ پھینکا گیا، امریکہ اور گوئٹے مالا سے کئی طیارے متاثرہ لوگوں کو طبی امداد بہم پہنچانے کے لئے متاثرہ علاقہ ادویات لائے ؛

سہ روزہ پیغام صلح ——— مؤرخہ ۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء

حضرت مسیح موعودؑ کی وصیّت کے آخری الفاظ

جماعت کے لئے لمحۂ فکریہ

خبردار بہرِ ایں روز است اے دانا و ہشیار ے

وفات سے دو اڑھائی سال قبل حضرت مسیح موعودؑ نے جو الوصیّت تحریر فرمائی اس کے آخری الفاظ یہ ہیں :-

"بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک آ رہے ہیں۔ اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے۔ اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے۔ کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور وہی اسکے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہیگا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بیسود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں اپنے لئے وہ زادِ راہ جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں۔ اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے۔ مگر بہت جلد دنیا سے آخری وقت میں یہ کہیں گے هذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون ؎

اس وقت جبکہ دنیا پر مختلف عذاب نازل ہو رہے ہیں کہیں زلازل نے زمین کو تہ و بالا کر رکھا ہے کہیں سیلاب نے قیامت برپا کر دی ہے اور کہیں دوسری مصائب نے خلقِ خدا پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے ہم اپنے احباب کی توجہ حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشاد کی طرف منعطف کرانا ضروری سمجھتے ہیں، اس ارشاد کے الفاظ اس قدر بیّن اور واضح ہیں کہ ان پر کوئی حاشیہ آرائی آفتاب کو مشعل دکھانے کے مترادف ہوگی۔

اس عبارت میں ہمارے مرشد و ہادی حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں ایک بہت قریب عذاب کی اطلاع دی ہے اور کمال ہمدردی اور دلسوزی سے ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ اپنے لئے وہ زاد راہ جمع کر لو جو کام آئے"۔ یوں تو حضرت مسیح موعود تا زیست ہمیں اعمال صالحہ کی بجا آوری کی تاکید فرماتے رہے اور حضورؑ کی اکثر تقریروں کا موضوع تقویٰ ہی ہوتا تھا، لیکن اس جگہ جس "زادِ راہ" کا آپ ذکر فرما رہے ہیں وہ کیا ہے؟ اس کا ذکر اگلے فقرہ میں ہے جو یہ ہے:۔ "میں نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے" دوسرے لفظوں میں اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب دنیا پر عذاب متسلط ہونے والے ہیں اگر ہم ان عذابوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں اور اگر ہم آخرت میں بہشتی زندگی پانا چاہتے ہیں تو ہمیں دوسرے اعمال صالحہ کے ساتھ اشاعتِ دین کے لئے بھی اموال صرف کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

ہم میں سے ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ اگر ہمارے تھوڑا سا مال خرچ کرنے سے خدا کا عذاب ٹل سکتا ہے اور ہم بہشتی زندگی پانے کے اہل ہو جائیں گے تو یہ بڑا سستا سودا ہے بڑے نفع کا سودا ہے اور یہ سودا خرید کرنا چاہیئے۔ تو خدا بھی اس سودے کی تاکید فرماتا ہے۔ چنانچہ بڑے پیارے الفاظ میں ارشاد ہوتا ہے:۔ یا ایها الذین آمنوا هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم تومنون بالله ورسوله وتجاهدون في سبيل الله باموالكم و انفسكم ذالكم خير لكم ان كنتم تعلمون (سورۃ الصف رکوع ۲) یعنے اے جماعت مومنین مسلمین! کیا میں تم کو ایسے سودے کا پتہ بتاؤں جس سے تم دردناک عذاب سے بچ جاؤ؟ اور وہ یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر پورا پورا ایمان لاؤ لیکن محض اس قدر کافی نہیں بلکہ خدا کے رستہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو، فرماتے ہیں ذالكم خير لكم ان كنتم تعلمون یعنی یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے بلکہ یہ بڑا منفعت بخش سودا ہے اور تمہارے لئے تو یہ بڑا ہی مفید ہے حضرت مسیح موعود کا حکم دراصل خدا کے حکم کی ترجمانی ہے آپ نے اپنے پاس سے کچھ نہیں کہا جو کچھ کہا وہ خدا اور خدا کے رسول کے حکم کی تعمیل ہی تھی، خدا بھی یہی کہتا ہے کہ اگر عذاب الیم سے بچنا چاہتے ہو تو مالوں اور جانوں سے خدا کے رستہ میں جہاد کرو، اور یہی حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

برادرانِ ملت! ایسے نازک اور خطرناک وقت میں جبکہ دنیا پر عذاب نازل ہو رہے ہیں ہمارے دل کانپ جانے چاہئیں اور اپنے پاک امام کے ارشاد پر جو درحقیقت خدا اور خدا کے رسول کا ارشاد ہے بلا تامل دل و جان سے عمل پیرا ہونا چاہیئے اور اب تک ہم سے جو غفلت ہوئی ہے اس کی تلافی کرنی چاہیئے

برادران! خدا کے ہاں خود ساختہ عذر کام نہیں دیں گے یہ خود ساختہ عذر انسان کے نفس کے دھوکے ہیں، یہ محض وساوس ہیں۔ انکو دل سے نکال دینا چاہیئے جب خدا کے فضل سے خدا کے مامور کی بنا کردہ انجمن موجود ہے اور وہ بفضلہ اشاعت دین کا کام بھی سر انجام دے رہی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اشاعتِ دین کیلئے اپنی مال کا مقرر کردہ حصہ باقاعدہ انجمن کے سپرد کرتے رہیں اور ہمیں ذرا تساہل نہ کریں ایسا نہ ہو کہ محض وساوس کی بناء پر ہم خدا کے حکم کو ٹالتے رہیں اور اسکے الزام کے نیچے آ جائیں، جو عہد خدمت دین کا ہم نے باندھا ہے اُسے پورا کرتے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ دل و جان سے سر انجام دینا چاہیئے تاکہ حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کے مطابق ہم عذابوں سے محفوظ رہیں اور ہماری عاقبت بھی اچھی ہو۔ ....

اخبار و افکار

"معصیت کا سمندر"

معاصر "زمیندار" اپنی ۱۲ر اکتوبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"رسول اکرمؐ کے متعلق ایک روایت ہے کہ جب زور کی بارش ہوتی تھی تو آنحضرت بے چینی سے ٹہلتے تھے اور دعائیں پڑھتے تھے، ایک بار کسی نے دریافت کیا یا حضرت بارش کے وقت خدا سے استغفار کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا بارش کے وقت خدا سے پناہ مانگنی چاہیئے کیونکہ اکثر بداطوار قوموں پر بارش اور پانی کے ذریعے ہی عذاب نازل ہوا ہے۔ موجودہ بارش اور سیلاب بھی قہر خداوندی ہے جو ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہم پر ٹوٹ پڑا ہے اس نفسا نفسی کے عالم میں چاہیئے تو یہ تھا کہ خدا سے پناہ مانگی جاتی اور توبہ و استغفار میں وقت گذارا جاتا لیکن اس کے برعکس آج کل بھی لاہور میں بیفکروں اور شوقین مزاج لوگوں کے معمول میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہی محفلیں ہیں اور وہی رنگ.......... ہوٹلوں میں رقص و سرود کے مناظر اسی طرح ہیں اور سینما گھروں کی رونق شاید اس وجہ سے دوبالا ہو گئی ہے کہ چند سینما گھر ابھی تک بارش کے پانی کے اثرات کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ گویا ہم لوگ معصیت کے سمندر میں اس حد تک غرق ہو چکے ہیں کہ پے در پے آسمانی مصائب نازل ہونے کے باوجود آنکھیں نہیں کھل سکیں"۔

معاصر موصوف نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے، ہم قبل ازیں متعدد بار انہی کالموں میں لکھ چکے ہیں۔ کہ اگرچہ قدرت کے مصالح پر انسانی علم احاطہ نہیں کر سکتا اور اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان مصائب میں کیا کیا حکمتیں اور مصالح مرکوز ہیں اور ان کے کیا اسباب اور وجوہ ہیں۔ تاہم قرآن مجید کے مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ مختلف زمانوں میں فسق و فجور میں مبتلا قوموں پر مختلف قسم کے عذاب نازل ہوتے رہے کہیں زلازل آئے اور کہیں سیلاب اور کبھی کوئی اور مصیبت۔ اور طوفان نوح کے نام سے تو بچہ بچہ واقف ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ من حیث القوم ہمارے اعمال اچھے نہیں، ہم نے خدا اور خدا کے رسولؐ کے احکام کو پس پشت پھینک رکھا ہے، اور بقول معاصر "زمیندار" ہم لوگ "معصیت کے سمندر" میں غرق ہیں خدا کے عذاب جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر ہمیں بیدار کر رہے ہیں مگر ہم خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہمارے دل نرم ہو جائیں ہمارے اندر خشوع خضوع پیدا ہو جائے اور ہم خدا کے حضور جھک جائیں، اپنی حالتوں میں تغیر پیدا کریں۔ اور نیکی اور راستبازی کو اپنا شعار بنائیں۔

علماء کا فرض

افسوس ہے کہ ہمارے علماء نے بھی اپنے مقام سے نیچے اتر کر سیاسیات میں اُلجھنا شروع کر دیا ہے ان کو چاہیئے تھا کہ قوم کو اپنے مواعظ حسنہ سے اعمال صالحہ کی ترغیب تحریص دلائیں۔ ایسے وقت میں جبکہ چاروں طرف سے انسانوں کو عذاب الٰہی نے گھیر رکھا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے غفلت ایک بہت بڑی کوتاہی ہے جو اللہ تعالےٰ کی نظروں میں سخت ناپسندیدہ ہے، اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں علمائے یہود کی اسی کوتاہی کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے:-

كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه

یعنے ان کے علماء نے اپنی قوم کے لوگوں کو بُرے کاموں سے ...... نہ روکا اور ...... نہ ان کو اعمال صالحہ کی بجا آوری کی نصیحت کی۔ اس زجر و توبیخ میں ہمارے علماء کے لئے بھی نصیحت ...... ہے۔

کوئی زمانہ تھا کہ ہر شہر کے ہر محلہ میں وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ لوگوں کے کانوں میں خدا اور خدا کے رسولؐ کی باتیں پڑتی رہتی تھیں۔ محلے کے بچے بوڑھے جوان مرد عورتیں سب ان وعظوں سے مستفید ہوتے تھے۔ اور اس طرح سے نیکی کی تحریک جاری رہتی تھی۔ بالخصوص چھوٹے بچوں کے کان میں جو بات پڑ جاتی وہ تا عمر اُن کے دل سے نہ نکلتی۔

لیکن افسوس اب یہ سلسلہ سرد ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ کو اگر پھر زندہ کیا جائے تو بہت مفید ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس ہمارے ملک کے اخبارات کا بھی فرض ہے کہ وہ قوم میں نیکی اور صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں اور تقوےٰ اور طہارت پر خود بھی عامل ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کریں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فرض ہونا چاہیئے۔ اگر ہم اللہ تعالےٰ سے صحیح معاملہ کریں گے تو وہ بھی ہم سے صحیح معاملہ کرے گا اور اگر ہم اس کی طرف رجوع کریں گے تو وہ بھی ہماری طرف رجوع کرے گا۔ ان عُدتم عُدنا اگر تم اپنی بُری عادتوں سے باز آ جاؤ تو ہم بھی عذاب کو روک لیں گے۔ کاش اس ارشاد الٰہی سے سبق حاصل کیا جائے۔

مخلوط تعلیم

موجودہ زمانہ کے مفاسد میں سے ایک بہت بڑا مفسدہ لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم ہے، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک جگہ ایک بنچ پر مل کر بیٹھنا اور سارا دن مل کر ہنسنا بولنا جو فتن پیدا کر سکتا ہے اور کر رہا ہے ان کے تصور ہی سے شرم و حیا کی آنکھ جھک جاتی ہے، صرف مل کر بیٹھنا ہی نہیں اس میل ملاپ میں دونوں اطراف سے بناؤ سنگار کی نمائشیں ہوتی ہیں وہ اور بھی ستم ڈھانے والی ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھارت میں آریہ سماج نے اس فتنہ عظیم کے خلاف بڑے زور سے آواز بلند کی ہے اور جالندھر کے آریہ ویر نے تو اس کو اپنا ایک موضوع قرار دے کر بڑی سختی سے اسکو روکنے کا تہیہ کر لیا ہے، یہاں تک کہ اگر اور کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی تو آریہ ویر اور اس کے حامیوں کی طرف سے ستیہ گرہ کا بھی نوٹس بھی دیدیا گیا ہے۔

یہ اُن لوگوں کا ذکر ہے جن کے ہاں پہلے سے ہی پردے کا کوئی رواج نہیں، اور عورت کا کھلے منہ پھرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا، ان کو بھی مخلوط تعلیم کے تلخ تجربات نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ اس کے خلاف سختی سے آواز اُٹھائیں، کیا پاکستان کے فدائیان اسلام اس سے سبق حاصل کر کے اپنی قوم کو ایسے مفسدہ عظیم سے بچانے کی کوشش نہ کریں گے؟۔

یورپ کی بلائیں

"کراچی ۲۸ ستمبر۔ مقامی پولیس کو کراچی میں بعض ایسی خواتین کے وجود کا علم ہوا ہے جو برہنہ ہو کر جُوا کھیلتی ہیں یہ دلچسپ انکشاف گذشتہ ہفتہ کے روز ہوا جبکہ پولیس نے شہر میں قماربازوں کے بعض اڈوں پر چھاپے مارے۔ پولیس نے کیماڑی کے ایک مکان سے تین خواتین کو جُوا کھیلنے کے الزام میں گرفتار کیا ہے ان میں سے ایک بالکل برہنہ تھی"

خبر بظاہر بالکل غیر اہم ہے، قماربازی کے الزام میں آئے دن گرفتاریاں ہوتی ہی رہتی ہیں، لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ عورتیں جُوا کھیلیں اور وہ بھی برہنہ ہو کر۔ اس سے ظاہر ہے کہ یورپ کے ناشائستہ اور حیاسوز طور و طریق ہمارے معاشرہ میں کس حد تک سرایت کر چکے ہیں۔

حضرت مجدد وقت نے آج سے ساٹھ سال پہلے جبکہ معاشرہ کی حالت ایسی گری ہوئی نہ تھی، کم از کم عورتیں ایسے اثرات سے بالکل پاک تھیں ان آنے والی بلاؤں کو بھانپ لیا اور ان دجالی مفسدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ؎

حلت بارض المسلمین جنودھم
فسرت شوائلھم الی نسوانھم

یورپ کے حیاسوز لشکر مسلمانوں کی زمین پر اُتر آئے اور ان کی بلائیں مسلمان عورتوں تک سرایت کر گئیں۔

خدا کی شان آج اس کو واقعات کی صورت میں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالےٰ ہی ان فتنوں کو دور کرنے کا سامان کرے۔

ڈاکٹر کیچلو کا اتہام

نئی دہلی ۲۰ر اکتوبر۔ بھارت کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر کیچلو نے بھارت میں فرقہ وارانہ کشیدگی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ہندوؤں اور دوسرے مذاہب کے پیرو کاروں میں ایک بنیادی اختلاف پایا جاتا ہے ہندومت یہ تلقین کرتا ہے کہ خدا صرف ایک ہے اور اس تک پہنچنے کے مختلف راستے ہیں جو سب مفید اور قابل تعریف ہیں لیکن دوسرے مذہب میں ایمان لانے والوں اور ایمان نہ لانے والوں میں بنیادی فرق بتایا جاتا ہے، ڈاکٹر کیچلو نے کہا اسلام اور عیسائیت اور دوسرے مذاہب بھارت کیلئے اجنبی ہیں، یہاں مسلمان حکمرانوں کے عہد حکومت میں ہندوؤں کے عبادت خانے منہدم کئے گئے اور انہیں جبراً مسلمان بنایا گیا۔

ڈاکٹر کیچلو کے اس مضمون پر تفصیلی تبصرہ آئندہ اشاعت میں کیا جائے گا یہاں ہم صرف اس قدر بتا دینا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کیچلو نے ہندومت کی جو

(باقی صفحہ پر)

اجرائے الہام بجواب طلوعِ اسلام

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی ——— (قسط نمبر ۲)

اب میں طلوعِ اسلام کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں جس میں حضرت رسول خدا صلعم کے بعد الہام کا دروازہ بالکل بند ماناگیا ہے:۔

" الہام کے جواز میں بعض لوگ یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے دل میں وحی کے ذریعہ کچھ باتیں ڈال دی تھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ غیر نبی کو بھی خدا کی طرف سے براہِ راست معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔ اس نکتہ کے متعلق ہم طلوعِ اسلام میں تفصیلی بحث کر چکے ہیں کہ لفظ وحی کے معنے کیا ہیں اور قرآن میں یہ لفظ کس کس مفہوم کیلئے استعمال ہوا ہے مثلاً یہ کہ قرآن میں لکھا ہے کہ شہد کی مکھی کی طرف بھی وحی ہوتی ہے۔ اور آسمان اور زمین کی طرف بھی لیکن قطع نظر اس بحث کے قرآن نے مومنین کی صفات اور خصوصیات کا متعدد مقامات پر تفصیلی ذکر کیا ہے ان میں کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا کہ ان میں سے ایسے ہونگے جن کی طرف ہم وحی یا الہام بھیجا کریں گے۔ لہذا اُمِ موسےٰ یا حضرت مسیح ؑ کے حواریوں کی مثال سے یہ نتیجہ کس طرح اخذ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہؐ کے بعد آپ کی امت کے لوگوں کو الہام ہوا کرے گا۔

دوسرے یہ کہ ام موسےٰ ؑ اور حضرت مسیح ؑ کے حواریوں کی وحی کے متعلق تو ہم نے اس لئے مان لیا کہ ہمیں خود خدا نے (قرآن میں) یہ بتا دیا کہ ان کی طرف یہ وحی ہوئی تھی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اگر کوئی شخص ایسا دعوےٰ کرے تو اس کے متعلق کون بتائے گا کہ یہ خدا کی طرف سے وحی ہوئی ہے۔"

(طلوعِ اسلام ص۳۱ جون ۱۹۵۴ء)

اکتوبر ۱۹۰۱ء میں بابا چٹو اہلِ قرآن کی معیت میں اہلِ قرآن کا ایک وفد قادیان آیا تھا۔ انھوں نے بھی حضرت اقدس مسیح موعود سے اسی قسم کا سوال کیا تھا کہ آپ کے ملہم من اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ جو معیار آپ کے نزدیک قرآن پاک کو الہامِ الٰہی تسلیم کرنے کے ہیں انہیں معیار سے میرے ملہم من اللہ ہونے کو پرکھ لیں۔ (دیکھو مجدد اعظم حصہ دوم ص۱۱۸ و ص۱۱۹)

حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں منکرین الہام کے جوابات بہت جگہ دیئے ہیں۔ بالخصوص براہین احمدیہ حصہ اوّل اور حقیقت الوحی کے ابتدائی حصہ میں اس مسئلہ پر اچھی بحث کی ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اور محمد حسین صاحب بٹالوی میں جو مباحثہ ہوا تھا اس پر ایک محاکمہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا تھا اس میں بھی جماعت کو یہ تاکید کی ہے کہ :۔

" ایسا ہی چاہیئے کہ ہماری جماعت کے احباب (ختم نبوت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا انکار نہ کریں اور نہ ختم نبوت کے یہ معنے سمجھ لیں جس سے امت پر مکالمات اور مخاطبات الہٰیہ کا دروازہ بند ہو جائے"

حضرت اقدس کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحب رح نے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ ماہ ستمبر ۱۹۰۸ء میں آپ نے ایڈیٹر رسالہ البیان کے نام ایک خط لکھا جس میں اوّل اپنے مذہبی عقائد مطابق اہل سنت والجماعت بیان کرکے یہ لکھا کہ :۔

بایں ہمہ لوگ اور آپ ہم سے کیوں خفا ہیں؟ اس لئے کہ مرزا نے دعوئے مکالمہ الہٰیہ کا کیا۔ مگر اس دعوے کی بنا اس پر تھی کہ اللہ تعالےٰ اپنے صفات میں الآن کما کان ہے۔ پس اگر وہ پہلے کسی سے بولتا اور کلام کرتا تھا تو اب وہ کیوں نہیں بولتا۔ اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں دعا ہے کہ الٰہی انبیاء صدیقوں شہدا اور صلحا کی راہ عطا فرما۔ اور ان راہوں میں ایک راہ مکالمہ کی بھی ہے۔ پس اگر ہم مکالمہ کے مدعی ہیں تو کیا کفر کیا؟ بنی اسرائیل کو اس لئے عبادت عجل پر ملامت ہوئی۔ أولم یروا انه لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا (۷/۱۴۸) کہ ان کا معبود ان سے بات نہیں کرتا اور ان کو ہدایت نہیں دیتا۔ پس اس وقت کیوں مسلمان مکالمات الٰہیہ سے انکار کرتے ہیں۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین ص۳۳)

حضرت مولانا نورالدین صاحب رح کے بعد حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے بھی اس مسئلہ پر کافی بحث کی ہے۔ یہاں میں آپ کی ایک چھوٹی سی کتاب "ضرورت مجدد" سے کچھ عبارت نقل کرتا ہوں آپ قرآن مجید سے اوّل ام موسےٰ ؑ، ام عیسےٰ ؑ اور حواریین کی طرف وحی ہونے کے حوالجات پیش کرکے تحریر فرماتے ہیں : ۔

" اب ہمارا استدلال ان مثالوں سے یہ ہے کہ جب پہلے اللہ تعالےٰ غیر نبیوں سے کلام کرتا اور ان کو امور غیبیہ پر اطلاع دیتا تھا۔ تو اب اس امت میں اس کی وہ سنت کیوں جاری نہ رہے گی، اگر اللہ تعالےٰ نے پہلے سوائے نبیوں کے دوسروں سے کلام نہ کیا ہوتا تو ختم نبوت کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الہٰیہ کا انقطاع بھی ماننا پڑتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا ظہور پہلے غیر انبیاء کے ذریعہ سے ہوتا رہا ہے تو ختم نبوت سے صفت کلام کے ظہور پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور اگر اس امت میں اللہ تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ بھی بند ہے تو بلا وجہ اللہ تعالےٰ کی صفت کلام کا تعطل ماننا پڑتا ہے۔ ہاں اگر کلام الٰہی صرف انبیاء سے مخصوص ہوتا تو ختم نبوت سے مکالمہ مخاطبہ کا بند ہونا بھی ممکن تھا۔ علاوہ بریں اس امت کے مومنوں کی مثال اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام سے دی ہے۔ (دیکھو سورۃ التحریم ۱۲) پس اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اگر حضرت مریم سے اللہ تعالےٰ نے کلام کیا اور ان کو امور غیبیہ پر اطلاع دی تو ضرور ہے کہ اس امت کے برگزیدہ لوگوں سے بھی کلام کرے۔ اور ان کو امور غیبیہ پر اطلاع دے۔ ص۸

علاوہ اس کے قرآن کریم نے بالتصریح بھی اس امت کے مومنین کو اطلاع علی الغیب دیئے جانے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون ۔ لھم البشرےٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ (یونس ۶۲-۶۴) دیکھو اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ان کے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی بشارتیں ہیں۔ اور آخرت میں بھی ص۹

اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق (مومن ۱۵) یعنی اللہ تعالیٰ روح یعنی کلام کو اپنے امر سے یا امر کو پہنچانے کے لئے نازل فرماتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے تاکہ وہ ان کو مصائب سے ڈرائے جو ملاقات کے دن پیش آنے والی ہیں۔ اس آیت میں روح کے معنے کلام یا وحی کے حضرت قتادہ سے مروی ہیں اور من یشاء من عبادہ میں مجددین بھی داخل ہیں۔ جیسا تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر میں درج ہے والاستمرار التجددی المفھوم من یلقی ظاھر فان الالقاء لم یزل من لدن اٰدم علیہ السلام الیٰ انتھاء زمان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی حکم المتصل الیٰ قیام الساعۃ باقامۃ من یقوم بالدعوۃ علیٰ ما روی ابو داؤد عن ابی ھریرۃ عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال ان اللّٰہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (یعنی) استمرار تجددی یعنی ایک بات کا ہمیشہ نئے رنگ میں ہوتے چلے جانا اور اس کا کبھی بند نہ ہونا جو یلقی کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے ظاہر ہے۔ کیونکہ القائے وحی آدم علیہ السلام سے شروع کرکے ہمارے نبی صلعم کے زمانہ کے آخر تک بلکہ قیامت سے جا ملتا ہے۔ ہمیشہ رہا ہے اور رہے گا۔ بذریعہ اُن لوگوں کے کھڑا کرنے کے جو صرف دعوت کے لئے کھڑے ہوں۔ جیسا کہ ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس امت

حضرت مسیح موعود پر دعویٰ نبوت کا الزام

مودودی جماعت کے ایک ممبر سے تبادلہ خیالات

منین اللہ خان صاحب واثق

حضرت مسیح موعود پر یہ بے سر و پا الزام کہ انہوں نے دعوے نبوت کیا ایسا الزام ہے جس کا خود حضرت مسیح موعود نے ان گنت جگہ اپنی تصنیفات عالیہ میں جواب دیا ہے اور صاف الفاظ میں انکار نبوت کرتے ہوئے ختم نبوت اپنا ایمان بتایا ہے لیکن ہنوز مخالفین کے لئے وہی مرغی کی ایک ٹانگ موجود ہے اور اس دعوے کے ثبوت میں حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی تصنیف کا حوالہ نہیں دیا جاتا بلکہ صرف موجودہ خلیفہ صاحب قادیان کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔ کراچی میں ابھی مودودی جماعت کے چند متفقین سے میری گفتگو ہوئی اور وہ لاجواب ہو کر رہ گئے۔ جماعت مودودی دو طبقات میں منقسم ہے ایک "صالحین" کہلاتا ہے یعنی وہ لوگ جن کے چہروں پر ڈاڑھی ہوتی ہے اور دوسرا طبقہ متفقین کا ہوتا ہے جن کے چہروں پر ڈاڑھی نہیں ہوتی دونوں طبقات مودودی کو اپنا امام معصوم مانتے ہیں۔

ان کا اعتراض عجیب الفاظ میں یہ تھا کہ "مرزا غلام احمد صاحب کو مسئلہ نبوت پر بحث کرنے اور اس کی تاویلات کرنے کی ضرورت ہی کیوں پڑی اور احمدیت میں یہ مسئلہ زیر بحث ہی کیوں آیا جبکہ ان کا ایمان محمد رسول اللہ صلعم کے ختم نبوت پر ہے۔ اسلام میں متفرق جماعتیں ہیں لیکن کہیں یہ مسئلہ مبحث مخصوص بن کر روشنی میں نہیں آیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے دعوے نبوت کیا اور جب علمائے اسلام کی طرف سے کفر کے فتوے اور سلے دے ہوئی تو تاویلات لا ینحل شروع کر دیں۔ لیکن دعوے نبوت اپنی جگہ "قائم رہا"۔

یہ ایسے الفاظ میں اعتراض ہے جن میں الزام دہی کے ساتھ ہی ساتھ دعویٰ نبوت کی قیاسی دلیل بھی پیش کر دی ہے۔ کس قدر پوچ دلیل ہے جو واہمہ سے زیادہ کمزور ہے اور کس قدر عجیب اعتراض ہے جسے سن کر بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ

بریں عقل و دانش بباید گریست

حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و نیز دیگر احمدی علماء نے حضور علیہ السلام کے لاتعداد اقوال سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت نے اپنی اخیر عمر کے اخیر حصہ تک بھی کبھی دعوے نبوت نہیں کیا۔

جس طرح اماماں متقدمین اور صوفیائے کرام نے مسئلہ نبوت پر مفصل روشنی ڈالی ہے اور بعض نے بعد رسول اللہ صلعم امتی نبی۔ غیر تشریعی نبی اور مجازی نبی اور نبوت مطلقہ کا ہونا امت محمدی میں تسلیم کیا ہے حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بحیثیت مجدد و امام وقت ہونے کے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل روشنی ڈالی ہے۔

صوفیائے کرام نے اس نبوت کو معرفت الہیہ کا انتہائی مقام بتایا ہے جس سے آگے قدم بڑھتا ہے تو نبوت حقیقی کا مرتبہ آ جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس مقام معرفت کو بروزی نبوت سے تعبیر کیا ہے اور قرآن میں جو حضور صلعم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے اس کے معنی آئمہ عارفان کاملین نے یہی بتائے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت حقیقی ختم ہو گئی اب وحی بالجبریل نہیں آ سکتی لیکن نبوت امتی غیر تشریعی یعنی وہ مقام معرفت جو حقیقی نبوت سے نیچے ہے وہ امت محمدی کے لئے کھلا ہوا ہے اور اللہ جل مجدہ اپنی ابدی صفات میں تخاطب و مکالمہ امت محمدی کے مقدس عارفان کامل سے فرماتا ہے اور یہی وہ شرف ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت کے عارفان کامل بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مرحلہ پر جس احتیاط بیان سے کام لیا ہے وہ اقوال سابقہ میں نہیں ملتی حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے نبوت اور رسالت تو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر ختم ہو گئی لیکن تقریب الہٰی کے لئے صرف ایک کھڑکی کھلی ہوئی ہے اور وہ ہے رسول اللہ کی ذات ستودہ صفات اب یہ اخیر معیار قربت الہٰی ہے جہاں مکالمہ الہٰی ہونے لگتا ہے جہاں اپنے بندہ سے خطاب ہوتا ہے جہاں سے مبشرات کی نعمت عطا ہوتی ہے وہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اس کھڑکی سے داخل ہو۔ یعنی اتباع رسول اللہ ہو اور اپنے محبوب پیغمبر سے وہ جوش و جذبۂ محبت ہو کہ اس کی ذات و صفات میں کامل طور سے فنا ہو جائے اس وقت رسول اللہ صلعم کے ذریعہ بیان کردہ مقام معرفت طالب کو حاصل ہو جاتا ہے اور وہ ہوتی ہے بروزی نبوت، بروزی نبوت کا دعوے حضرت مرزا صاحب کو ضرور رہا اور یہ ہر احمدی کا ایمان ہے کہ آفتاب جس طرح آئینہ پر عکس فگن ہو کر آئینہ کو خیرہ کن روشنی عطا کرتا ہے اسی طرح فنا فی الرسول کے قلب پر صفات و جمیع کمالات رسالت بروز کرتے ہیں عکس فگن ہوتے ہیں اور اس طالب کا دل اس عکس سے جگمگا اٹھتا ہے۔

اس دعوے معرفت میں جس کی تشریح ہر مقام پر حضرت مسیح موعود کی تصانیف میں موجود ہے کون سے وہ الفاظ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے حقیقی نبوت کا دعوے کیا۔

زیادہ تر اس مسئلہ نبوت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روشنی ڈالنے کی یوں ضرورت پڑی کہ آپ کے بعض الہامات میں آپ سے لفظ نبی اور رسول کے الفاظ میں اللہ تعالےٰ نے خطاب فرمایا ہے اس سے اندیشہ تھا کہ آپ پر وہ الزام نہ عاید ہو جائے جو باوجود انکار اور جا بجا تردید اور ختم نبوت پر ایمان رکھنے کے بھی زبردستی تھوپا جا رہا ہے اس لئے آپ نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ چونکہ یہ الفاظ اور تخاطب من جانب اللہ ہے .... اس وجہ سے میں چھپا نہیں سکتا لیکن یہاں نبی اور رسول کے الفاظ سے لغوی اور مجازی معنی مراد ہیں حقیقی نبی اور رسول نہیں مراد ہے وہ تو ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی صادق آتے ہیں اور چونکہ حضور خاتم النبیین ہیں اس وجہ سے یہ ہمارا ایمان ہے کہ محمد صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ پرانا۔"

اس گروہ متفقین نے جس میں پانچ افراد ایک صالح فرد کے ساتھ تھے میری یہ مختصر تقریر سنی تو ایک چھوٹی سی مجلد کتاب جو "صالح" کے پاس تھی میرے آگے ڈالتے ہوئے کہا "یہ حضرت مولانا مودودی صاحب کا کتابچہ ہے اس میں جو احمدیت پر اعتراضات کئے گئے ہیں ان میں سے ایک کا جواب بھی کوئی احمدی نہیں دے سکا، آپ نے جو تقریر کی اس سے پہلی مرتبہ ہمارے کان آشنا ہوئے اس تقریر کا لب لباب یہ ہے کہ "آپ کے مرزا صاحب بروزی نبی ہیں بہ الفاظ دیگر غیر تشریعی یا امت محمدی میں ہو کر نبی بنے، وحی بالجبریل تو نہیں آتی لیکن وحی ضرور آتی ہے جسے آپ لفظ الہام سے تعبیر کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے کتابچہ جس میں حقیقی نبوت کا دعوے موجود ہے۔ اور یہ دعوے خود ساختہ نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کی تصانیف ہی سے یہ تمام گندہ مواد لیا گیا ہے۔

میں نے کہا:۔

" احمدیت وہ پاک مسلک ہے جس نے اسلام سے اس گندگی اور باطل عقاید کو نکال کر رہ مستقیم دکھائی ہے جو امتداد زمانہ سے اس میں نافہم اور واہمہ پرست یا کاذب پیروؤں اور مسجد کے ملاؤں وغیرہ نے داخل کر دی تھی اسکو گندہ مواد کہنا چاند پر تھوکنا ہے۔ بیشک حضور رسول اکرم صلعم کی صفات کاملہ ہمارا عقیدہ ہے کہ محض بباعث اتباع اور عشق رسالت پناہی حضرت مرزا صاحب (سلام ہو عالم اسلام کا اس محافظ اسلام کی روح پر) مکمل طور سے بروز کیا ہے۔ آفتاب رسالت اپنی پوری ضیا پاشیوں کے ساتھ اس آئینہ قلب مصفا و مجلا پر چمکا ہے بلکہ حضرت مرزا صاحب حضور سرور کائنات کی ذات و صفات دونوں میں فنا ہو کر رہ گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو احمد و محمد کے اسمائے گرامی سے تخاطب فرمایا ہے۔ بیشک ہمارا عقیدہ ہے کہ امت محمدیہ میں مکالمہ الٰہی جاری ہے جسے الہام کہا جاتا ہے اور اگر کہا جائے بعد رسول اللہ صلعم یہ مکالمہ الٰہی بھی ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی ابدی اور ازلی اور غیر فانی صفات سے نعوذ باللہ ایک صفت فنا ہو گی اور وہ معاذ اللہ تکلم و تخاطب سے مجبور ہو گا۔ (باقی باقی)

ڈاکٹر کٹجو کا اتہام (بقیہ صفحہ ۴)

تعلیم بیان کی ہے کم از کم منو دھرم شاستر جس میں غیر ہندوؤں کو ملیچھ قرار دیا گیا ہے اور شودروں اور موجودہ بھارتی مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جا رہا ہے وہ، اس تعلیم کا مؤید نہیں، رہی اسلام کی تعلیم اور مسلمان حکمرانوں کا سلوک اس پر ہم آیندہ اشاعت میں روشنی ڈالیں گے۔

وولنگٹن سے کراچی تک

(شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے)

(۱۳)

جہاز پر

دوسرے دن میں سامان لے کر ماری ٹائم سٹیشن پر پہنچ گیا جہاں ایک دن پہلے ہی وکٹوریا جہاز اپنے مسافروں کا انتظار کر رہا تھا اپنے کیبن میں جا کر سامان رکھ دیا - ابھی دوسرے دو ساتھی نہیں آئے تھے انہیں کل نیپلز سے سوار ہونا تھا - جب اپنے کیبن کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو میں عرشہ پر آ کر کھڑا ہو گیا - یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ پادریوں اور ننوں کی ایک کثیر تعداد بھی جہاز پر سوار تھی سیاہ و سفید لبادے پہنے وہ ادھر ادھر گھوم رہے تھے اور جہاز پر کسی چرچ کا گمان ہوتا تھا، کچھ کالے رنگ کے پادری تھے گوا، مدراس اور لنکا کے معلوم ہوتے تھے، مسافروں میں پانچ چھ پاکستانی اور دس بارہ ہندوستانی تھے - چھ سات جرمن مہم کے افراد تھے جو پاکستان کے کسی پہاڑ پر چڑھنے آ رہے تھے - باقی لوگ سنگاپور ہانگ کانگ وغیرہ جا رہے تھے -

کھانے کی گھنٹی بجی تو سب مسافر ڈائننگ روم میں جمع ہو گئے جس جس میز کی پرچی انہیں ملی تھی اس پر جا بیٹھے -

میری میز کمرے کے وسط میں تھی - اس پر ایک گورکھا لیڈی اور ایک سردار صاحب ایک ہندوستانی افسر کی بیوی کی نشستیں مقرر تھیں -

کھانے کا مینو اطالی میں تھا - اور اس زبان سے تھوڑی تھوڑی واقفیت سردار صاحب کو تھی اور بعد میں معلوم ہوا کہ آپ بڑے ہمہ دان قسم کے انسان تھے - ہر بات کا جواب جانتے تھے گورکھا لیڈی ۱۴ سال فرانس میں آیا گری کرتی رہی تھی اب نیپال واپس جا رہی تھی -

اور وہ ہندوستانی افسر کی بیوی نہایت ہی شریف خاتون تھیں، گوشت سے پرہیز کرتی تھیں اس لئے اطالوی کھانوں کے متعلق سردار صاحب کے مشورہ کی محتاج تھیں - میں نے ان کی خاطر سے بہت دنوں تک بیف نہیں کھایا - لیکن جب انہیں معلوم ہوا تو ان کے اصرار پر ایک دو بار یہ ڈش لی - کھانا ختم ہو گیا تو لوگ پھر عرشہ پر چلے گئے - دو بجے جہاز لنگر کھینچ کر چل پڑا -

ساڑھے چار بجے گھنٹی بجی تو چائے کا وقت تھا، سمندر بالکل ساکن تھا - یہ سوچ کر بڑا اطمینان ہوتا تھا کہ اب بارہ دن اسی جہاز میں صبح و شام بسر ہوں گے - سفر کی ایک ختم ہونے والی تھکاوٹ سے نجات ملے گی - جہاز میں لائبریری تھی - نہانے کا تالاب اور بہت سے کھیل اور سب سے زیادہ خوبصورت منظر سمندر کا تھا

نیپلز

دوسرے دن صبح نو بجے ہم نیپلز پہنچ گئے - جہاز والوں نے ایک بس میں پمپیائی کے کھنڈرات تک لے جانے کا انتظام کر رکھا تھا - اطالوی لوگ پمپیئی (POMPII) تلفظ کرتے ہیں - پمپیئی کا شہر کبھی وادئ سارنو میں آباد تھا - صحت افزا مقام ہونے کی وجہ سے بادشاہ - شہزادے اور امراء یہاں اپنے محل تعمیر کرا کر رہا کرتے تھے - اس کے قریب ہی ایک آتش فشاں پہاڑ ویسوویئس (VESUVIUS) ہے - ۲۴ راگست ۷۹ء کو اس میں سے لاوا نکلنا شروع ہوا اور چار دن تک متواتر نکلتا رہا - اور تمام کا تمام شہر اس لاوے کے نیچے دب گیا - ۱۷۴۸ء میں اس شہر کی کھدائی شروع ہوئی جو اب تک جاری ہے، شہر کے دو تہائی حصہ کو صاف کر لیا گیا ہے - ویسوویئس پہاڑ سے اب بھی کبھی کبھی دھواں نکلتا ہے لیکن رفتہ رفتہ یہ مردہ ہو رہا ہے -

پمپیئی قدیم رومن تہذیب کا گہوارہ تھا، ان کے مکانات تھیٹر، مندر، عدالتیں، جیل خانے، دیوی دیوتاؤں کے بت بعض محفوظ اور بعض شکستہ حالت میں موجود تھے - بہت ساری اشیاء کو نیپلز کے عجائب گھر میں منتقل کر دیا گیا ہے - یہ کھنڈرات بہت بڑے رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں - قبل اس کے کہ آپ وہاں کا رخ کریں اس کے متعلق ایک اچھی گائیڈ بک کو پڑھ لینا چاہیئے اور پھر کوئی واقف شخص ساتھ ہو تو آپ خواہ مخواہ بھٹکنے سے بچ جائیں گے، لیکن جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اٹلی میں ہر وقت ہر معاملہ میں ذرا چوکس رہنے کی ضرورت ہے (میں پمپیئی کی تصاویر کے متعلق ایک کتاب خریدنے لگا تو تو ۶۰۰ لائر کی بجائے ۲۵۰ لائر پر معاملہ طے ہوا)

ایک بجے ہم پمپیئی سے واپس آ گئے، جہاز کو ابھی چھ سات گھنٹے اور ٹھہرنا تھا - اس لئے ہم تین بجے کے قریب پھر باہر نکل گئے - میرے ساتھ چینی پادری اور ایک جرمن خاتون تھیں - پادری کا نام تو یاد نہیں رہا اسے ہم فادر کہتے تھے - جرمن خاتون کا نام تھا الزے - اطالی میں ایک ضرب المثل ہے کہ پہلے نیپلز دیکھ لو اس کے بعد مرنا - موٹر بس تو ہمیں صرف پمپیئی لے گئی تھی اور "مرنے سے پیشتر" ابھی تک ہم نے نیپلز کا اور کچھ بھی نہیں دیکھا تھا -

الزے نے ڈاک خانہ سے کچھ ٹکٹیں خرید کر کچھ خطوط سپرد ڈاک کئے وہاں سے فارغ ہو کر چند قدم گئے ہوں گے کہ الزے کہنے لگی میرے گلاکز گم ہو گئے ہیں - ہم پھر ڈاک خانہ میں گئے وہاں کہیں نظر نہیں آئے شاید کہیں باہر گر گئے تھے ہم باہر نکل کر ڈھونڈنے لگے - کہنے لگی ٹکٹیں لیتے وقت میرے قریب کوئی شخص کھڑا تھا شاید وہ شخص لے گیا ہو - لیکن اب ملنے کی امید کہاں - میں نے کہا چلو ڈاک خانہ کے اندر جا کر کلرک کو کم از کم اطلاع تو دے دیں وہاں پوسٹ آفس کے اندر ایک اور شخص بیٹھا کسی چیز کو اپنی جیب میں ڈال رہا تھا میں نے ایک نظر دیکھا اور پھر کلرک سے کہا کہ اس لیڈی کے گلاکز کھوئے گئے ہیں آپ کو تو نہیں ملے - اور دوسرے صاحب کا ہاتھ جیب میں جاتا ہوا رک گیا اور چونک کر کہنے لگے یہ ان کے تھے - میں نے سمجھا کسی اور صاحب کے ہیں - میں نے اٹھا کر رکھ لئے تھے یہ لیجئے - ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی -

میں نے الزے سے کہا آپ ذرا سنبھال کر رکھنا اپنی چیزوں کو یہ اٹلی ہے -

نیپلز میں... اس دن جلسے اور جلوس نکل رہے تھے بازاروں میں ایک ہنگامہ برپا تھا - ہم شہر کے اندرونی حصہ میں چلے گئے تھے، ایک گلی سے نکل کر دوسری گلی میں اور وہاں سے کسی ٹوئیر اور پھر کسی سڑک پر بس اسی طرح ادھر ادھر چکر لگاتے رہے - بعض گلی کوچے گندے اور غلیظ تھے - مکان تنگ و تاریک گلیوں میں میلے کچیلے بچے اچھل کود رہے تھے - ہمیں دیکھ کر کہیں کہیں مجمع لگا دیتے - جب شہر کے گلی کوچوں کی جی بھر کر سیر کر چکے تو اب واپسی کی فکر ہوئی - راستہ میں ایک بہت بڑا فوارہ دیکھا اگر وہاں تک پہنچ جائیں تو آگے راستہ ہمیں معلوم تھا -

فادر تو چینی جاپانی اور انگریزی سے واقف تھے اور الزے جرمن انگریزی اور تھوڑی سی فرانسیسی سے - اگر ان دونوں میں سے سب سے زیادہ اطالی آتی تھی تو وہ مجھے اس لئے یہی طے پایا کہ سب سے پہلے میں ہی قسمت آزمائی کروں لیکن فوارہ کے لئے مجھے اطالی لفظ نہیں آتا تھا -

خیر ایک صاحب ٹہلتے ٹہلتے آ رہے تھے - میں نے انہیں ٹھہرا کر کہا سکوزی (یعنی ایکسکیوزمی - معاف کیجئے) دو وے ایل فاؤنٹین (یعنی فوارہ کہاں ہے) ؟

SCUSI DOV' è il FOUNTAIN?

وہ صاحب اور تو سب کچھ سمجھ گئے لیکن کہنے لگے "کے فاؤنٹین" فوارہ کیا

اب میں انہیں کیسے سمجھاتا کہ فوارہ کیا ہوتا ہے - خیر انہیں گراٹسی اے (شکریہ) کہکر ہم آگے چل پڑے - ایک اور صاحب نظر آئے تو انہیں "پراٹنو" (ہیلو) کہا اور وہی سوال دہرایا - اس موقع پر الزے کے منہ سے نکلا اکوا ACQUA یعنی پانی - اس نے سمجھا شاید ہم پانی پینا چاہتے ہیں یہ سوچ کر اس نے ایک البارگو (ہوٹل) کی طرف اشارہ کیا - یہ شخص بھی بالکل ہوپ لس ثابت ہوا - قریب ہی ایک پولیس مین کھڑا تھا خیر وہ کہنے لگا تم میرے ساتھ چلو - اور غالباً وہ ہمیں پولیس سٹیشن کی طرف لے چلا وہاں ضرور کوئی صاحب ہوں گے جو انگریزی جرمن یا چینی زبان سمجھتے ہوں گے - لیکن بہت دور نہیں گئے تھے کہ اس نے ایک شخص کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا - اسے انگریزی آتی تھی خیر ہماری مشکل آسان ہوئی اور ہم فوارہ تک پہنچ گئے - میں نے الزے کو کیمرہ دے کر کہا کہ میری اور فادر کی تصویر یہاں کھینچ دے - وہ تصویر اتارنے کے لئے سڑک کے دوسرے کنارے پر چلی گئی - ہم نے دیکھا کہ ایک شخص اس سے باتیں کرنے لگا ہے - اور وہ کسی بات پر نفی میں اپنا سر ہلا رہی ہے بعد میں اس نے بتایا کہ وہ شخص مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تم مجھے کیمرہ دے دو میں تم سب کی تصویر اتار دیتا ہوں - پہلے تو وہ اسے کیمرہ دینے لگی پھر کسی خیال سے رک گئی اور اس کے اصرار پر بھی انکار ہی کرتی رہی - غالباً اس کی نیت کیمرہ لے کر نو دو گیارہ ہونے کی تھی، سڑک پر ٹریفک اس قدر تھا کہ اگر وہ بھاگ جاتا تو اسے سڑک پار کر کے پکڑنا سخت مشکل ہو جاتا - اور اس کے لئے گلیوں میں غائب ہو جانا کونسا مشکل تھا -

اب ہم چل چل کر کافی تھک چکے تھے اس لئے واپس جہاز پر آ گئے - میرے کیبن میں دو ساتھی اور آ گئے تھے، نیپلز

سے پادریوں کی ایک ٹولی جہاز پر سوار ہوگئی۔ یہ لوگ تبلیغ کی غرض سے پاکستان، ہندوستان، سیلون، چین اور جاپان جا رہے تھے۔

جہاز کی دُنیا

جہاز کی اس چھوٹی سی دنیا پر اچھی خاصی رونق ہوگئی تھی چار دن کو جہاز پورٹ سعید پہنچ رہا تھا۔ تین دن اب سمندر رہی میں رہنا ہوگا۔ جہاز والوں نے مسافروں کی تفریح کے لئے ایک شام سینما کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ اور دوسری شام ناچ گانے کا۔ ویسے ٹیبل ٹینس، ڈیک ٹینس، تاش شطرنج، چیس، شفل بورڈ ایسے کھیلوں کی سہولتیں بھی دے رکھی تھیں۔ ہر شخص اپنے مذاق کے مطابق اپنے اوقات صرف کرتا۔ پادری بائبل پڑھتے۔ دعا کرتے اور مل کر مقدس گیت گاتے۔ قریب ہی لوگ شطرنج اور تاش کھیلتے، کچھ دھوپ کے شوقین مرد اور عورتیں نکریں پہن کر عرشہ پر لیٹے رہتے بچوں کے لئے ایک حصہ الگ مخصوص تھا وہ نرس کی نگرانی میں وہاں دوڑتے بھاگتے رہتے۔ کچھ لوگ ویسے ہی بنچ یا کرسی پر بیٹھ کر سگرٹ پی کر وقت گذار تے، اگر عرشہ پر کوئی عورت دکھائی نہیں دیتی تھی تو وہ گورکھا لیڈی تھی، وہ ہر وقت اپنے کیبن میں بستر پر لیٹی رہتی تھی، کہتی تھی میں نے چودہ برس بغیر ایک دن کی چھٹی لئے اپنی ڈیوٹی دی ہے۔ اب یہ چودہ دن مکمل آرام کرنا چاہتی ہوں، اور اس کے آرام کا یہی طریق تھا کہ بستر پر لیٹی رہے۔ کہتی تھی "مجھے ڈانچھ، میوجک اور چھیتما (ڈانس میوزک اور سینما) سے کوئی دلچسپی نہیں۔ فرانچھ (فرانس) میں بوت کچھ دیکھا ہے"۔ اس سے ملاقات صرف کھانے کے وقت ہوتی تھی۔

اور بہت سے لوگ کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا پسند کرتے تھے۔ اور ہمارے سردار جی نے تو قریباً ہر شخص کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کر لی تھیں اور ان کی وساطت سے ہمیں بھی معلوم ہوتا رہتا تھا کہ فلاں صاحب کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں، لیکن ایک بات وہ بار بار کہتے تھے پاکستانی روپے کی مارکیٹ میں کوئی قیمت نہیں، لوگ قبول ہی نہیں کرتے۔ اور یہ بات وہ ہر پاکستانی سے کہتے۔ ایک پونڈ کے ۹ روپے پانچ آنے کی بجائے پندرہ سولہ روپے بلیک مارکیٹ میں ملتے ہیں۔ جہاز والے بھی صرف کراچی کے قریب جاکر پاکستانی روپیہ لیتے ہیں ورنہ نہیں۔ بات کڑوی تو لگتی لیکن تھی سچی، اس لئے میں چپ ہو رہتا۔ جب پورٹ سعید اور عدن میں خود لوگوں نے آکر کہا کہ ہمیں ایک پونڈ کا نوٹ دے دو اور اس کے بدلے پندرہ پاکستانی روپے لے لو تو پھر تو اس بات کو کیسے جھٹلایا جا سکتا تھا۔

ٹیبل ٹینس کھیلتے ہوئے ایک اسپینی پادری سے ملاقات ہوئی، تبلیغ کے لئے اڑیسہ جا رہے تھے۔ میں نے کہا آپ اپنے ملک میں تبلیغ کی اجازت نہیں دیتے پھر دوسرے ملکوں میں تبلیغ کے لئے کیوں جاتے ہیں۔ کہنے لگے تبلیغ کی اجازت تو ہمارے ملک میں ہے۔ میں نے کہا کیا کوئی شخص علانیہ اپنا مذہب تبدیل کر سکتا ہے اس پر چپ ہوگئے۔

گوا کے ایک نوجوان پادری تھے ان سے اکثر تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا۔ رات کو کھانا کھا کر میں دس گیارہ بجے تک عرشہ پر رہ کر ۔ ۔ ۔ کی وسیع دنیا کو دیکھتا رہتا، کبھی کبھی دُور کسی جہاز کی بتیاں جل جاتیں، اس وقت عرشہ کے سب لوگ اس طرف چلے آتے۔ جہاز کا پیغام رساں بلب جھپک مار کر ہمارے جہاز کو کوئی پیغام دیتا اور یہاں سے ہمارے جہاز کی پیامبر بتی اسے اپنی صورت حال سے آگاہ کرتی، رفتہ رفتہ یہ جہاز بھی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا اور پھر چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی چھا جاتی۔ بس جہاز کے قریب جن لہروں پر روشنی پڑتی تھی وہ دکھائی دیتی تھیں اور گرد و پیش کے باقی تمام منظر تاریک لہروں کی نذر ہو جاتے۔ مطلع صاف ہوتا تو آسمان کی چھاتی پر دھڑکتے ہوئے ستارے دکھائی دیتے تھے اور کبھی کبھی کوئی روشن ستارہ ٹوٹ کر فضا کی غیر مرئی لہروں میں گم ہو جاتا، کہتے ہیں جب ستارے ٹوٹتے ہیں جو دعا کرو قبول ہو جاتی ہے جو لوگ اسے سچ سمجھتے اپنے دل میں اپنی مرادیں پوری ہونے کی تمنا کرتے اور کبھی کبھی تیز ہوا چلتی کانوں میں سیٹیاں بجاتی ہوئی اور اس وقت لوگ اپنے کوٹ کے کالروں سے اپنے کانوں کو ڈھانپنے کی کوشش کرتے اور جب سردی زیادہ ہونے لگتی تو آہستہ آہستہ اپنے کیبنوں میں اُتر جاتے اور کچھ لوگ وہیں اپنے دل میں عہد ماضی کو کریدتے رہتے۔

اور بعض اوقات جب ہوا زیادہ تیز ہو جاتی تو سمندر کی لہریں بھوکے شیروں کی طرح گرجنے لگتیں۔ اس وقت نازک طبیعتیں نڈھال ہو جاتیں۔

کبھی کبھی جہاز کے سٹوورڈ اور سٹوورڈیس اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر ڈیک کے ایک حصہ پر جمع ہو جاتے اور پھر ان میں سے کوئی گانا شروع کر دیتا اور کوئی منہ سے باجا بجانا شروع کر دیتا۔ اور ان میں سے کوئی منچلا اپنی سہیلی کو پکڑ کر تھوڑی دیر کے لئے ایک نامکمل سا تلچ ناچتا اور پھر سب ہنسنے لگتے۔ جہاز گھرر، گھرر کرتا چلتا رہتا۔ اور کبھی کبھی بہت سے لوگوں کے گانے کی ایک مدھم آواز آتی، یہ پادریوں کی عبادت کا وقت ہوتا۔

سارمٹی کی شام تھی، لوگ ڈیک پر بکھرے ہوئے بیٹھے تھے کوئی جنگلے کا سہارا لیکر کھڑا تھا۔ کوئی ٹہل رہا تھا۔ موسم کافی گرم ہو چلا تھا۔ بہت سے پادریوں نے گرم کالے چغے چھوڑ کر سفید کپڑے پہن لئے تھے۔ اور بھی لوگوں نے کوٹ اور ٹائیاں اُتار کر رکھ دی تھیں۔ میں ایک کرسی پر بیٹھا سمندر کو دیکھ رہا تھا، کہ کسی نے ہیلو کہا۔ دیکھا تو الزبے کھڑی تھی، میں اس کے لئے ایک اور کرسی گھسیٹ لایا، اور پھر ہم دونوں بیٹھ گئے۔ الزبے کہنے لگی کہ کل ہمارا جہاز پورٹ سعید میں لنگر انداز ہوگا۔ وہاں کے لوگ مسلمان ہیں۔ میری بڑی خواہش ہے کہ کسی مسجد کو دیکھوں، اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو ہم اکٹھے چلیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہاں پورٹ سعید قریب آ رہا تھا اور لوگ ایک دوسرے کو خبردار کر رہے تھے دیکھنا بچ کے رہنا یہاں کے لوگ بڑے عیار ہوتے ہیں اور میں نے الزبے کو ابھی تک اسلام پر جو لیکچر دیئے تھے اس کی قلعی اب کھلتی نظر آ رہی تھی یہی وہ قوم ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی دعویدار ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب میں نے اسے یہ سمجھانا شروع کیا کہ ان مسلمانوں پر اسلام کا قیاس کرنا یہ اسلامی تعلیمات کو بھول چکے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہ معلوم کل کیا کیا پیش آنے والا تھا۔

الزبے اس قسم کے معذرتی ریمارکس سُن کر کچھ چپ سی ہوگئی پھر کہنے لگی میں اپنی دنیا سے بھاگ کر آئی ہوں مشرق میں پناہ لینے ـــــ جب میں ذرا بڑی ہوئی تو مجھے اپنی زندگی میں سب سے خوبصورت چیز جو نظر آتی وہ شام تھی، ہنستی مسکراتی جگمگاتی ہوئی شام اور میں اپنے دوستوں اور سہیلیوں کے ساتھ ہر حسین شام گذار دیتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تمام دن حسین راتوں اور شاموں کا انتظار کرتی، پھر ایک دن میں نے یک لخت محسوس کیا ان شاموں میں اب وہ لطف نہیں رہا، جنگ آگئی، شہر تباہ ہوگئے گھر مسمار ہوگئے خاندان کے خاندان اُجڑ گئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اب جنگ ختم ہوئے نو سال ہو چکے ہیں لیکن ہم لوگوں کے دل سکون سے خالی ہیں ہم محنت کرتے ہیں کام کرتے ہیں بڑی بڑی عمارات تعمیر کرتے ہیں۔ کس لئے۔ ایک اور جنگ آئے گی اور پھر یہ سب عمارات راکھ کا ڈھیر ہو جائیں گی۔ زندگی کا کوئی مقصد ہمارے سامنے نہیں۔ کوئی نصب العین نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم کس طرف دھکیلے جا رہے ہیں سوچتے سوچتے ایسا محسوس ہوتا ہے میں پاگل ہو جاؤں گی۔ اور یہ بے مقصدیت مجھ میں ہی نہیں نوجوانوں کے کثیر طبقے میں پائی جاتی ہے، بہت سے لوگ ماضی و فردا سے بے نیاز ہو کر صرف جانوروں کی زندگی بسر کرنے پر قانع ہو گئے ہیں۔ لیکن مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا میں اپنی دنیا کو چھوڑ کر مشرق میں جا رہی ہوں امن اور سکون کی تلاش میں، میں مشرق کی فلاسفی اور مشرق کے مذہب کا مطالعہ کروں گی شاید اس چیز کو پا سکوں جو میری زندگی سے مفقود ہو گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور الزبے بہت دیر تک اسی طرح باتیں کرتی رہی۔ جب ایک روشن ستارہ ٹوٹ کر فضا میں غائب ہوگیا تو وہ کچھ دیر کے لئے چپ ہوگئی، پھر کہنے لگی:۔

جب ستارے ٹوٹتے ہیں جو دعا مانگو قبول ہو جاتی ہے میں نے پوچھا۔ "کیا دعا مانگی ہے تم نے ابھی"

"کچھ نہیں کسی کو کیوں بتاؤں"۔ اس نے کہا۔ گھڑی کی طرف دیکھا تو ساڑھے نو بجا رہی تھی۔ کہنے لگی اب جاتی ہوں کل صبح ملیں گے۔ گڈ نائٹ

دوسرے دن جہاز کے عملہ نے مسافروں کو ایک بار پھر خبردار کیا کہ اپنے اپنے کیبنوں کو تالا لگا کر اور اپنی اپنی اشیاء کو سنبھال کر رکھیں۔ پورٹ سعید پر دوران قیام میں اگر کوئی شئے چوری ہوگئی تو وہ ذمہ دار نہیں ہوں گے، اس بات کو سنتے ہی میرا سر ندامت سے جھک گیا اور مسجدوں پر لکھا ہوا یہ مصرعہ نظروں کے سامنے چمکنے لگا

اپنے جوتوں سے رہیں سارے نمازی ہشیار

اور اس کے ساتھ ہی اپنے سرخ، براؤن اور کالے بوٹ یاد آگئے جو ان مشرقی مساجد کی نذر ہوگئے تھے۔ اڑھائی سال کے بعد پھر اس ماحول کی باتیں ایک ایک کرکے تازہ ہو رہی تھیں اگر اپنے مسلمان بھائیوں کے متعلق یہ باتیں کسی حساس اور دردمند دل کو ناگوار گذریں تو میں بس اتنی گذارش کروں گا ؎

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاق

پیغام صلح مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۶۴

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جواہر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا (صحیحین)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے دعا کی کہ بار خدایا محمدؐ کی اہل و اولاد کو اتنا رزق عنایت فرما جس سے ان کی طاقت قائم رہ سکے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس الغنیٰ کثرۃ العرض ولاکن الغنیٰ غنی النفس۔ (صحیحین)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دنیوی مال و متاع کی کثرت کو تونگری نہیں کہتے بلکہ اصل تونگری یہ ہے کہ نفس قناعت اور بے نیازی کیساتھ تونگر ہو۔

"الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصول تقوےٰ کے پیچھے لگو"

ارشادات حضرت امام الزمان

"متقی ہونا مشکل ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تو نے قلم چرایا ہے تو تو کیوں غصہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہوا کہ روبحق نہ تھا۔ جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقوےٰ ہے۔ اس لئے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو، بلکہ حصول تقوےٰ کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں۔ اور اگر تقوےٰ نہیں تو الہامات بھی قابل اعتبار نہیں، ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقوےٰ کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقوےٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقوےٰ کے منازل کو طے کر لو، انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو۔ جتنے نبی آئے سب کا مدعا یہی تھا۔ کہ تقوےٰ کی راہ سکھلائیں ان اولیاءہ الا المتقون۔ مگر قرآن شریف نے تقوےٰ کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے۔ کمال نبی کا کمال امت کو چاہتا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اس لئے آنحضرت صلعم پر کمالات نبوت ختم ہوئے۔ کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ختم نبوت ہوا۔ جو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے اور معجزہ دیکھنا چاہے۔ اور خارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی

جسم ... کرے ... پر شکل ...

زندگی بھی خارق عادت بنا لے۔ دیکھو امتحان دینے والے محنتیں کرتے کرتے مدقوق کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ پس تقوےٰ کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جب انسان اس راہ پر قدم اٹھاتا ہے۔ تو شیطان اس پر بڑے بڑے حملے کرتا ہے لیکن ایک حد پر پہنچکر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آکر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے۔ وہ مظہر الٰہی اور خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے۔

اسلام انگلستان میں!

موجودہ دنیا کو اسلام کا پیغام

تھنکرز لیڈرز آرگنائزیشن (ادارہ تعطیل مفکرین) کی ایک کانفرنس میں جو ماہ اگست ۱۹۵۴ء میں منعقد ہوئی، مولانا عبدالمجید صاحب ایم اے ایڈیٹر "اسلامک ریویو" نے "موجودہ دنیا کو اسلام کا پیغام" کے عنوان سے لیکچر دیا۔ یہ کانفرنس دو ہفتہ تک جاری رہی، پہلا ہفتہ (۲ر اگست سے ۹ر اگست تک) "مذہب اور موجودہ سائنس" کے لئے وقف رہا اور دوسرے ہفتہ (۹ر سے ۱۳ر اگست تک) یہ موضوع زیر بحث رہا کہ "موجودہ اخلاقی اور اجتماعی مسائل کے ساتھ مذہب کا کیا تعلق ہے" یہ کانفرنس ایمیلے پارک روسے میں منعقد ہوئی اور مولانا عبدالمجید صاحب نے اسمیں اسلام کی نمایندگی کی۔

سمالی لینڈ کے جہاز ران مسجد ووکنگ میں!

جمعہ (۱۳ر اگست کو) سمالی لینڈ کے جہاز رانوں کی ایک پارٹی مسجد ووکنگ کو دیکھنے کے لئے آئی، اور نماز جمعہ میں شامل ہوئی، ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی غیر حاضری کی وجہ سے مسٹر اصغر علی صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ بھی دیا، اور نماز کے بعد مہمانوں کی تواضع چائے سے کی گئی۔

لیبیا کے صحافی مسجد میں!

۲۰ر اگست کو بروز جمعہ لیبیا کے پریس ڈیلیگیشن کے ممبران مسجد ووکنگ میں آئے نماز جمعہ مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو نے پڑھائی، اور مہمانوں کو لنچ پر دعوت دی، سب صحافیین نے نہایت خوشی سے اپنا وقت مسجد میں گذارا، ممبران ڈیلیگیشن کے نام حسب ذیل ہیں:۔

سید محمد الطیب الاشعب پریس اینڈ پبلیکیشنز آفیسر فیڈرل گورنمنٹ سرانیکا۔
سید محمد عیسیٰ صدیقی جرنلسٹ و ممبر لیجیسلیٹو اسمبلی سرانیکا۔
سید محمد بن زیتون پریس لائزن آفیسر ایڈمنسٹریشن ٹریپولی ٹانیا۔
سید علی جی ایم اسسٹنٹ ڈائرکٹر فنانس ڈیپارٹمنٹ ٹریپولی ٹانیا۔

عراقی پریس ڈیلیگیشن

جمعہ ۲۷ر اگست کو صحافیین عراق کا ایک وفد مسجد کی زیارت کے لئے آیا جن کو امام صاحب کی طرف سے لنچ کی دعوت دی گئی، یہ وفد حسب ذیل اصحاب پر مشتمل تھا، جن کو ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ کی سرگرمیوں سے پورے طور پر واقف کیا گیا اور برطانوی نومسلمین سے جو نماز جمعہ میں شامل ہوئے ان کا تعارف کرایا گیا:۔

(۱) ڈاکٹر اسمٰعیل ناجی پروپرائٹر و ایڈیٹر "پبلیز کلنک میگزین" بغداد
(۲) مسٹر یحییٰ قاسم پروپرائٹر و ایڈیٹر "الشعب" بغداد
(۳) مسٹر عبدالباقی سیدی پروپرائٹر و ایڈیٹر "السیاسۃ" بغداد
(۴) مسٹر سلیمان صفوانی پروپرائٹر و ایڈیٹر "الیقظہ" بغداد

(باقی صفحہ ۴ پر)

اسلام اور ہندومت

بھارتی وزیر داخلہ ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹجو نے گاندھی جی کے یوم پیدائش پر ہندو مسلم مسئلہ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس کا دو تہائی حصہ اسلام اور عیسائیت کے مقابلہ میں ہندومت کی برتری سے بھرا پڑا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ

"ہندومت کی تعلیم کے مطابق خدا ایک ہے اور اس خدا کے پانے کے لئے راستے مختلف ہیں اور یہ تمام راستے یکساں قابل ستائش ہیں، بدقسمتی سے دوسرے مذاہب میں یہ اصول نہیں ملتا ان مذاہب میں ہمیشہ سے حق و باطل کے نام پر مقابلہ چلا آتا ہے"۔

معلوم نہیں ڈاکٹر کاٹجو نے ان فقرات میں کونسے ہندومت کا ذکر کیا ہے، اگر اسی ہندومت کا ذکر انہوں نے کیا ہے جس کا دستور و آئین منو دھرم شاستر میں مدون کیا گیا ہے، تو اس میں تو ایک خدا کو پانے کے لئے مختلف راستے نہیں بتائے گئے، نہ انہیں قابل ستائش قرار دیا گیا ہے بلکہ دوسرے راستوں سے خدا کی تلاش کرنے والوں کو ملیچھ اور شودر قرار دیا گیا ہے، اور ان کے ساتھ ملنا جلنا بیٹھنا اٹھنا تو کجا ان سے چھو بھی جانا پلیدی کا موجب ٹھیرایا گیا ہے، یہاں تک کہ ویدوں کی کوئی شرتی اگر کسی شودر کے کان تک پہنچ جائے تو حکم دیا گیا ہے کہ اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جائے، کیا ان کھلی ہدایات اور اس عمل کی موجودگی میں جو آج بھی بھارت کے وسیع خطہ پر اچھوت اقوام اور خود مسلمانوں کے بارہ میں اختیار کیا جا رہا ہے، ڈاکٹر کاٹجو کا یہ کہنا کہ ہندومت خدا کو پانے کے مختلف راستوں کو تسلیم کرتا اور انہیں قابل ستائش قرار دیتا ہے صحیح ٹھیرایا جا سکتا ہے؟

ڈاکٹر کاٹجو فرماتے ہیں کہ ہندومت کی تعلیم کے مطابق خدا ایک ہے کیا یہ اسی ہندومت کی تعلیم ہے، جس میں تیس کروڑ دیوتاؤں کو تسلیم کیا گیا ہے اور جس کے ماننے والے رات دن بتوں کے آگے سربسجود ہوتے اور گائے کو معبود سمجھتے ہیں، اگر توحید اسی کا نام ہے تو ڈاکٹر کاٹجو بے شک اس پر فخر کریں اسلام اس کا قائل نہیں، اسلام نے جس توحید کی تعلیم دی ہے، اس میں ہر قسم کی پرستش اور عبادت کے لائق صرف ایک ذات خداوندی کو قرار دیا گیا ہے اور تمام دوسری مخلوق کو انسان کی خادم ٹھیرایا گیا ہے، کیا ڈاکٹر کاٹجو کی منطق کے مطابق اس توحید کے ہوتے ہوئے شرک اور بت پرستی کی تعلیم کو بھی "حق" قرار دیا جا سکتا ہے جو ہندومت نے دی ہے؟ خدا کو پانے کا راستہ ایک ہی ہے اور وہ وہی ہے جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے کہ

(۱) خدا کو ایک سمجھا جائے اور صرف اسی کے آگے سر عبودیت جھکایا جائے۔

(۲) خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبروں اور نبیوں کو خواہ وہ کسی قوم اور کسی ملک میں آئے ہوں سچے اور راستباز یقین کیا جائے، ان سب نے ایک ہی خدا کو ماننے کی تعلیم دی، اگرچہ بعد میں ان کے ماننے والوں نے ان کی تعلیم کو بدلکر شرک و بت پرستی اور انسان پرستی کو اس میں شامل کر دیا،

(۳) حضرت نبی کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم وہ آخری پیغمبر ہیں جو توحید الٰہی کا نہایت اعلٰے اور مصفٰے پیغام لے کر آئے، اور جنہوں نے تمام دنیا کے راستبازوں کے منجانب اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر کے بین الاقوامی اتحاد کی مضبوط ترین بنیاد رکھدی، اگر آج دنیا اس اصول کو تسلیم کر لے کہ تمام قوموں میں انبیا آئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی رسولوں میں سے ہیں، اگر آج دنیا یہ مان لے کہ خدا ایک ہے اور تمام انسان خواہ وہ کسی قوم یا نسل سے ہوں ایک ہی باپ کی اولاد اور ایک برادری کے حکم میں ہیں، اگر آج دنیا کے اندر وہ مذہبی رواداری پیدا ہو جائے جس کی اسلام نے تعلیم دی ہے کہ لا اکراہ فی الدین، مذہب کے معاملہ میں کسی پر جبر نہ کیا جائے گا تو یقیناً وہ اتحاد و اتفاق دنیا میں پیدا ہو سکتا ہے جو نہ صرف ہندو مسلم بلکہ تمام اقوام کے سماجی تعلقات کو خوشگوار بنانے کا موجب ہوگا، ڈاکٹر کاٹجو جس ہندومت کی برتری ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ ممکن ہے انکے ذہن کی پیداوار ہو، جو یقیناً اسلامی اثرات کا نتیجہ ہوگا ورنہ مروجہ ہندومت (جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں) کسی ایسی برتری کا حامل نہیں، کیا وہ اس پر غور کریں گے؟

اخبار و افکار

عذاب الٰہی کی وجہ

حالیہ سیلابوں اور دنیا بھر کے پے در پے حوادث نے بعض مخالفین کے مونہوں سے بھی یہ اقرار کرا لیا ہے کہ یہ فی الواقعہ عذاب الٰہی ہیں جو انسانوں کی بداعمالیوں پر آیا کرتے ہیں، گذشتہ اشاعت میں ہم اسی قسم کی ایک تحریر معاصر "زمیندار" سے نقل کر چکے ہیں، جس نے سیلاب کے بعد سناگھروں کی رونق اور محفلہائے رقص و سرود کا ذکر کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ:-

"گویا ہم لوگ معصیت کے سمندر میں اس حد تک غرق ہو چکے ہیں کہ پے در پے آسمانی مصائب نازل ہونے کے باوجود آنکھیں نہیں کھل سکیں"

اسی قسم کا ایک مضمون جماعت اسلامی کے روزنامہ تسنیم نے لکھا ہے جس میں حالیہ سیلابوں کو عذاب الٰہی قرار دیتے ہوئے قرآن کریم کی یہ آیات نقل کی ہیں:-

"وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون ——— وقالوا قد مس اباءنا الضراء والسراء فاخذناھم بغتۃ وھم لا یشعرون۔ ولو انھم امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون (الاعراف ۱۲) اس کا ترجمہ تسنیم نے یہ کیا ہے کہ "نہیں بھیجا ہم نے کسی آبادی میں کوئی نبی کہ نہ مبتلا کیا ہو ہم نے وہاں کے لوگوں کو مصیبت اور تکلیف میں کہ وہ عاجزی اختیار کریں ——— وہ لوگ پھر پھلے پھولے تو کہنے لگے پہنچی تھی ہمارے باپ دادوں کو تنگی اور خوشی پھر ہم نے انہیں پکڑا اچانک جبکہ انہیں احساس تک نہ تھا۔ اور اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور بچکر چلتے۔ تو ہم کھول دیتے ان پر برکتیں آسمان اور زمین سے۔ لیکن وہ جھٹلانے لگے، تو ہم نے ان کی کمائی (کرتوتوں) کے بدلے میں ان پر گرفت کی"۔ دوسرا حوالہ سورہ انعام سے دیا ہے۔ جس میں یہی مضمون ہے۔

ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون۔ فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم۔ الایۃ۔ ترجمہ از تسنیم:- تم سے پہلے بہت سی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے اور ان قوموں کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا تاکہ وہ گڑگڑائیں مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے (تو ان کو اچانک پکڑا اور اس وقت ان پر مایوسی طاری تھی)"

معاصر "تسنیم" نے قرآن کریم کی یہ آیات نقل کر کے ثابت کر دیا کہ اس قسم کے عذاب انسانوں کے فسق و فجور کے نتیجہ میں آتے ہیں اور ان کی غرض یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو تضرع اور ابتہال الی اللہ کی طرف مائل کریں یہی بات اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کہی تھی، اور آج سے نصف صدی پہلے ان عذابوں کی خبر دیتے ہوئے لوگوں کو متنبہ کیا تھا کہ شوخیوں اور شرارتوں اور فتنہ و فساد کو چھوڑ دیں ورنہ میں دیکھتا ہوں کہ زلزلے اور سیلاب آنے والے ہیں جو دنیا کی تباہی اور بربادی کا موجب ہوں گے افسوس لوگوں نے اس کی باتوں کو نہ سنا اور جنہوں نے سنا انہوں نے اس پر تمسخر و استہزا کیا اور شوخیوں اور شرارتوں میں بڑھ گئے، اور اس کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی کھڑا کر دیا، آخر غیرت الٰہی جوش میں آئی، اور اس نے اپنا قہری ہاتھ دنیا کو دکھایا لیکن افسوس کہ ابھی لوگوں کو عبرت نہیں آئی نہ معلوم ان کی شوخیاں دنیا کو کیا دن دکھا کر رہیں گی۔

سانحہ ارتحال

ملتان سے شیخ محمد یوسف صاحب کرنٹی اطلاع دیتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ایک محترم بزرگ خان مطیع اللہ خان صاحب کے صاحبزادہ امان اللہ خان صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون خان مطیع اللہ خان صاحب بھی دو ماہ سے صاحب فراش ہیں، اور اس وقت ملتان کے سول ہسپتال میں زیر علاج ہیں، موصوف بہت پرانے احمدی ہیں، ہمارے سیکرٹری جناب مولوی عبداللہ جان صاحب نیازی کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں۔ خانصاحب موصوف کی نرینہ اولاد کا یہ آخری چراغ تھا جو افسوس گل ہو گیا اب خانصاحب کی دو بیوہ صاحبزادیاں ہیں، احباب جنازہ غائبانہ بھی پڑھیں اور خانصاحب موصوف کے حق میں دعا کریں کہ اللہ کریم آپ کی پریشانیوں کو دور کرے اور صبر جمیل کی توفیق ...

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی ڈائری کے چند ضروری اقتباسات

وو کنگ مشن کی خدمات صحافیان بغداد کی نظر میں

جریدۃ الشعب میں اس کے مالک السید یحییٰ قاسم نے لندن سے ایک مضمون شائع کرنے کے لئے بھجوایا۔ اس میں بغداد کے صحافیوں کا ووکنگ میں جاکر جمعہ کی نماز ادا کرنا اور ووکنگ مسجد کی مختصر تاریخ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کا ذکر موجودہ نظام اسلامک ریویو وغیرہ حالات قلمبند کئے ہیں، مضمون ہر لحاظ سے نہایت عمدہ ہے۔ ووکنگ۔ لاہور۔ برما۔ بصرہ اور خانقین کو ایک ایک نسخہ بھجوایا۔ السجل کے ناقد کو بھی اس مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے۔

این اکبر خانصاحب کی خدمات

برما سے اخویم اکبر خان صاحب کا ۱۳ر ستمبر کا لکھا ہوا خط ملا آپ ۱۹ر ستمبر کو رنگون سے نیانگ ینگ جا رہے ہیں یہ پیر مرد اپنے سینہ میں تبلیغ اسلام کی زبردست تڑپ رکھتا ہے اس کے اس سینہ کی یہ عشق الٰہی کی آگ انشاء اللہ سارے برما کو گرما دے گی، سلسلہ سے بھی بے حد اخلاص ہے برمی زبان میں حضرت امیر مرحوم کی کئی ایک تصانیف کا ترجمہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اس مرد مجاہد کی عمر دراز کرے اور اس سے اپنے دین کی مزید خدمت لے۔

عاشورہ محرم اور امام حسینؓ

۱۱ر محرم بروز جمعرات۔ عراق میں آج یوم عاشورہ منایا جا رہا ہے، اخوان شیعہ سینہ کوبی ماتم اور مجالس میں مشغول ہیں بغداد میں شیخ العلانی اور کاظمین میں تشابیہ آل رسولؐ (جیسے رام لیلا ہندو بناتے ہیں) کا سوانگ ہوگا قبل الظہر تک یہ ہنگامہ رہے گا افسوس مسلمانوں نے اس یوم عظیم "قتل حسینؓ" کے مغز کو چھوڑ دیا، قشر اور وہ بھی بوسیدہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں آج کا یہ دن مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سبق اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہمارے پیارے رسول کے پیارے نواسے، شیر خدا کے بہادر بیٹے، فاطمہ زہرہ کے لخت جگر حق کی حمایت میں اپنے تمام خویش و اقربا کو قربان کرتے ہوئے اپنی جان تک دے دیتے ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ آیت شریفہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ۔ الخ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون کی حسینؓ عملی تفسیر ہے۔

اسلام کی موجودہ حالت اور زمانہ کا حسینؓ

اے برادران اسلام اے اخوان سلسلہ وہاں تو صرف ایک یزید تھا آج سینکڑوں یزید پیدا ہو گئے ہیں کیا آج حق کی حمایت کے لئے حسینؓ کی ضرورت نہیں زمانہ کا حسینؑ آیا بڑے ہی درد سے اس نے تم کو آواز دی ؎

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

تم میں سے اکثریت نے اس مقدس آواز کو ٹھکرا دیا ان پاکیزہ الفاظ کے غلط معنی کئے لوگوں کو بھڑکایا کہ "مرزا" نے "سید الشہداءؓ" کی ہتک کی، ذرا اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو آج اسلام کی کیا حالت ہے چاروں طرف نرغۂ اعدا میں گھرا ہوا نہیں؟ آج سے ساٹھ سال پہلے کہے ہوئے یہ الفاظ تمہاری غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے تمہیں مخاطب نہیں کر رہے ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

ابھی بھی وقت ہے زمانہ کے امام کے دامن سے وابستہ ہو کر حق کی حمایت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اے اخوان سلسلہ تم نے اپنی خوشی سے حق کی حمایت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کا امام وقت سے وعدہ کیا ہے تم بھی اپنے گریبان ٹٹولو کہاں تک اس وعدہ کو پورا کیا۔ اے خدا ہمارے سینوں کو بہادر حسینؓ کے جذبۂ حمایت حق سے بھر دے اور وقت کے حسینؑ کے اس شعر کا ہمیں بھی مصداق بنا ؎

بکارم دیں نترسم از جہانے
کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ

آمین ثم آمین۔

انجمن کا ادارہ تصنیف و تالیف

پیغام صلح ۵۳ مجریہ ۲۵ر اگست میں یہ مسرت انگیز اطلاع خوشی کا باعث ہوئی کہ ہماری مجلس منتظمہ نے اپنی ۱۷ر اگست کے اجلاس میں ادارہ تصنیف و تالیف کے قیام کی منظوری دیدی اور اس کے لئے پانچ اصحاب کا بورڈ قائم کیا گیا، قوی امید ہے کہ یہ پنجتن انشاء اللہ متحد و متفق ہو کر اپنی پوری طاقت اپنے اس اہم کام کی تکمیل کے لئے صرف کر دیں گے۔

الشعب کے مضمون دربارہ ووکنگ پر السجل کی تنقید

آج شام مسائیہ جریدہ السجل میں ناقد نے ایک مضمون "جامع ووکنگ القادیانی" کے عنوان سے لکھا ہے، یہ مضمون الشعب ۸ر ستمبر کو دیکھ کر غیض و غضب کی آگ میں بھڑک اٹھا ہے الشعب کے مالک (جنہوں نے لندن سے ووکنگ کے متعلق اپنے اخبار میں مضمون بھجوایا تھا) استاد صفوانی و ڈاکٹر ناجی اسماعیل ممبران وفد صحافیین عراق پر بھی خوب برسا ہے یہ تحریر انشاء اللہ "تحریک احمدیت" کے لئے مفید ہی ہوگی ایک کاپی بزرگان لاہور کے ملاحظہ کے لئے، اور ایک ووکنگ اور ایک خانقین بھجوایا۔ السجل کے ناقد کو جریدۃ الاتحاد مجریہ ۲۱ر اگست (جس میں نماز عید الاضحیٰ ووکنگ کی روئداد کا عربی ترجمہ شائع ہوا ہے) اور جریدۃ الزمان جو آج شائع ہوا ہے (جس میں اسلامک ریویو پر ریویو ہے کی طرف توجہ .... دلائی گئی ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ مشکلات اور اس کا حل

مدینہ کا پرچہ ۱۴ر اگست ۱۹۵۴ء مطالعہ کے لئے اٹھایا اس میں مولوی قاضی سید محمد احمد صاحب کاظمی وکیل ہائیکورٹ و ممبر پارلیمنٹ کا ایک طویل مضمون بعنوان "دعوت فکر و عمل مسلمانوں کی موجودہ مشکلات اور ان کا حل، ذہنیت میں تبدیلی، چلا آرہا ہے ۲۱ر اگست کے پرچہ میں آخری پندرہویں قسط شائع ہوئی ہے اس کے اخیر پر مولوی صاحب نے اپنے مضمون کا خلاصہ اور نچوڑ مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے جو درج ذیل ہوگا۔ کاش ہندوستان کے شیدائے اسلام آج سے ساٹھ سال قبل مامور وقت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے اشارۂ الٰہی کے ماتحت پیش کردہ لائحہ عمل پر گامزن ہوتے تو آج ہندوستان کا یہ نقشہ نہ ہوتا، کاظمی صاحب موصوف کا یہ طویل مضمون اسی "دعوت فکر و عمل" کی جسکی آواز ساٹھ سال قبل فضا میں گونجی تھی صدائے بازگشت ہے، خدا کرے کاظمی صاحب اس نیک ارادہ میں کامیاب ثابت ہوں "پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصار دیں ہیں ہم"۔ کاظمی صاحب تحریر فرماتے ہیں

"مذہب اسلام تمام عالم کے لئے ہے وہ کسی ایک ملک یا ایک زبان سے محدود نہیں کیا جا سکتا، قرآن کریم عربی میں آیا، تمام مذہبی لٹریچر عربی میں ہے، اسی کے ترجمے فارسی اور اردو میں ہوئے، شروع میں تو خیال تھا کہ کلام مجید کا ترجمہ اردو میں کرنا بھی اس کی بے ادبی ہوگی لیکن رفتہ رفتہ اردو میں ترجمے ہونے لگے، اور دیگر مذہبی کتابوں کے اردو میں ترجمے ہو گئے، اگر ہم انگلستان اور امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کے لئے جاتے ہیں (اس مقدس کام کے لئے کون گئے؟ احمدی۔ ناقل) تو کیا اردو اور عربی میں تبلیغ کرتے ہیں؟ نہیں ایسا تو نہیں ہے، جس قوم کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کرنا ہو اس کو اسی کی زبان میں پیش کرنا ہمارا فرض ہے، جب ہم ہندوستان کے باشندوں کے سامنے اسلام پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو اسی زبان میں پیش کرنا ہوگا جو زبان ان لوگوں کو مرغوب ہے (مولانا دیا رکھی اور مولانا گرنتھی صاحب تیار ہو جائیں۔ ناقل) .... ہمارا فرض ہے کہ کلام مجید اور تمام اسلامی لٹریچر کو جلد از جلد ہندی اور سنسکرت میں منتقل کرنے کے لئے اقدام کریں اور اس مقصد کو کامیاب بنا کر چین لیں .... اور اس کے لئے ہندی اور سنسکرت کا پڑھنا ہم پر لازم ہو جاتا ہے، بقول صفی لکھنوی اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے"

مولانا کاظمی صاحب پکے کانگریسی رہے ہیں، انکے ہم خیال علماء اور دیگر سیاسی زعماء ان کے اس طویل مضمون کے نچوڑ پر اپنی فرصت کی گھڑیوں میں غور کریں، اب بھی وقت نہیں گیا، ذہنیت میں تبدیلی کی ضرورت ہے، انانیت سے علیحدہ ہو کر اس آواز پر عملی لبیک کہیں تو اب بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے، جد و جہد، کوشش اور سعی کے بعد دل کی گہرائی سے متیٰ نصر اللہ کی آواز بلند ہونے کی ضرورت ہے، جواب میں الا ان نصر اللہ قریب کے مژدہ جانفزا سے نوازے جاؤ گے۔

رویت ہلال اور علمائے کرام

امروز کراچی مؤرخہ ۲۹ر اگست میں مولانا سید جعفر شاہ پھلواروی (یہ غالباً حضرت شاہ سلیمان پھلواروی مرحوم کے فرزند صغیر ہیں) کی قلم سے ایک مضمون تحت عنوان ..

(باقی صک پر)

حضرت مسیح موعود پر دعوئ نبوت کا الزام

مودودی جماعت کے ایک ممبر سے تبادلہ خیالات

مسنیاں اللہ خانصاحب واثق

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اب رہا یہ کتابچہ تو یہ پہلے ہی میری نظر سے گذرا ہے یہ لغو پمفلٹ جو سراپا افترا اور تہمت کا ذخیرہ ہے اس قابل کب ہے کہ احمدی ذی علم حضرات اس کی تردید کی زحمت گوارا فرمائیں اس کی تردید مجھ جیسا آدمی جسے احمدی لٹریچر پر کافی عبور نہیں ہے کرسکتا ہے۔ اور میں نے کی بھی لیکن اس کی اشاعت نہیں ہوسکی۔ یہ بھی واضح ہے (میں نے کہا) قادیانی جماعت کے اعتقادات پر خود لاہوری احمدی علماء نے جس قدر اعتراضات کئے اور ان کی تردید کی ہے اس کا عشر عشیر بھی اہل سنت والجماعت یا مودودی جماعت نے نہیں کی کیونکہ لاہوری جماعت حضرت مرزا صاحب کو مجدد صدی چہاردہم اور مسیح موعود تسلیم کرتی ہے جو حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ دعوےٰ رہا۔ میرا تعلق گو لاہوری جماعت سے ہے لیکن قادیانی جماعت کی اعتقادی حیثیت سے بھی واقف ہوں اور اس لئے میرا دعوےٰ ہے کہ وہ بھی پیغمبر اسلام صلعم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور اسی کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بروزی نبوت کو جو ایک مقام معرفت ہے اصلی نبوت بنا بیٹھے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے بعد جناب مرزا محمود احمد صاحب نے اس بروزی نبوت کو نبوت مطلقہ کے نام سے ایسے خود ساختہ اصولوں سے بگاڑ دیا کہ یہ تصوف کا مسئلہ احمدیت کے لئے موجب رسوائی اور قابل الزام بن گیا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا قصور ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے فرقہ نصیری نے حضرت علی کو الوہیت کا جامہ پہنا کر نعوذ باللہ خدا مان لیا اور یہ سب کچھ حضرت علی کی زندگی میں ہوا۔ مرزا صاحب کی تو وفات کے بعد باہمی ضد اور تعصب اور علماء کی مسلسل دشمنی نے میاں محمود احمد صاحب کو وہ سخت اصول وضع کرنے پر مجبور کیا جو آج دلوں میں تیر بن کر کھٹک رہے ہیں۔ ان علمائے متعصب نے احمدیت کو جس طرح مٹا دینے کی انتھک اور جان توڑ کوششیں مسلسل جاری رکھی ہیں اور جس طرح بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں دشنام دہی۔ ذلت اور دل آزاری کی ہے اور وہ دشنام آج تک جاری ہے، اس کے مقابلہ میں مرزا محمود احمد صاحب نے جو اصول قائم کئے وہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی رو سے غلط ہی سہی لیکن مودودی صاحب کو وہ کیوں ناگوار گذرے کہ انہوں نے ان اصولوں کی وجہ سے گورنمنٹ پاکستان کو احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مشورہ دیا۔

میں نے کہا ملاحظہ کیجئے اس کتابچہ کے صفحہ ۳۶ کے دوسرے پیراگراف کے نمبر (۱) میں مودودی صاحب نے حضرت مسیح موعود پر کتنا بڑا الزام رکھا ہے اور جو الزام حضرت پر لگایا ہے اس کے انداز بیان کو دیکھئے ظاہر ہوتا ہے سب کچھ مرزا صاحب ہی کی طرف سے ہے:۔

"پنجاب میں ایک شخص دعوت نبوت لے کر اٹھا جس قوم کو اللہ کی توحید اور رسالت محمدی کے اقرار نے ایک قوم ایک ملت ... ایک معاشرہ بنایا تھا اس کے اندر اس شخص نے یہ اعلان کیا کہ مسلمان ہونے کے لئے توحید و رسالت محمدی پر ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ میری نبوت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور جو اس ایمان نہ لائے وہ توحید و رسالت پر ایمان رکھنے کے باوجود کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔

اللہ اکبر ایک متقی عالم جو ایک بڑی جماعت کا رہنما اور ذمہ دار ہے کیا اس کے تقوےٰ اور خوف خدا کا جو اس کے دل میں ہونا چاہئے یہی تقاضا ہوسکتا ہے کہ وہ بے تکلف امام معصوم پر بہتان عظیم باندھے اور بغیر ثبوت ایسی باتیں کرے، عالم اسلام کو اس سے منحرف و متنفر کرے نعوذ باللہ چاہیئے تو یہ تھا کہ جہاں حضرت مرزا صاحب کا یہ دعوےٰ نبوت مودودی صاحب نے لکھا تھا وہاں حضرت کی کسی تصنیف یا اشتہار و اعلان کا بھی حوالہ دیا جاتا۔ اس طرح تو میں کہہ سکتا ہوں کہ مودودی صاحب نے دعوےٰ نبوت کر رکھا ہے اور اپنی ذات کو سید المرسلین سے بھی افضل (نعوذ باللہ) بتاتے ہیں قلم ہاتھ میں ہے جو چاہو لکھدو کس قدر افسوس ہے لامحالہ کہنا پڑتا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین المفسدین۔

یہ سن کر جماعت مودودی کے متفقین و صالح صاحب جن کا اسم گرامی عطاء الرحمٰن صاحب تھا فرمانے لگے "یہ وقت بحث کو زیادہ طول دینے کا نہیں ہے ہم آپ سے "نبوت حیات مسیح اور وحی" پر بعد تیاری بحث کریں گے اور یہ مناظرہ اخبارات "چٹان" "الجام" "پیغام صلح" اور "المصلح" میں شائع ہوتا رہے گا تاکہ اس مناظرہ کو دنیا دیکھے اور ایماندارانہ فیصلہ کرسکے اور یہ تحریری مناظرہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۵۴ء سے شروع ہوگا، میں نے اقرار کر لیا اللہ تعالےٰ سے امید ہے وہ حسب وعدہ اپنے مامور اور اس عاجز خادم احمدیت کی عزت رکھے گا۔

مولوی عطاء الرحمٰن صاحب اعتراضات مرتبہ تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ پیشتر جوابات لکھنے کو میرے پاس پہنچادیں گے۔ جلسہ میں پہلے ان کے اعتراضات وغیرہ پڑھے جائیں گے پھر جوابات یہ طرز عمل رہے گا۔ جوابات مرتب کرنے کا بار تنہا مجھ پر ہے۔ وما توفیقی الا باللہ:

مکتوب بغداد

(بقیہ صہ ۳)

"رویت ہلال اور علمائے کرام" شائع ہوا ہے۔ یہ قیمتی مضمون مسلمانوں کے لئے نہایت ہی غور اور تبصرہ کے قابل ہے "علمائے کرام تو غالباً اس حرف تو جو شینے کی بجائے اپنی دیرینہ عادت کے ماتحت جعفر شاہ صاحب کو ہدیۂ کفر سے نوازیں لیکن یہ رویت ہلال کا مسئلہ امت مسلمہ کے لئے آج طے کرنا نہایت ہی ضروری ہے، مخالف دین اسلام ہم پر ہنستے ہیں آوازے کستے ہیں، کہ مسلمانوں میں کسی ایک بات پر بھی اتفاق نہیں اور پھر جب ایسے واقعات بھی پیدا ہوجائیں جن کا ذکر ایک جگہ مولانا پھلواروی صاحب نے ذیل کے الفاظ میں فرمایا ہے:۔

"غالباً سال گذشتہ ہی کا واقعہ ہے کہ پنجاب کے ایک شہر میں ۲۹ کے حساب سے سرکاری اعلان کے مطابق ایک مولوی صاحب نے نماز عید پڑھائی، ایک دوسرے مولوی صاحب نے اعلان فرمایا کہ یہ نماز باطل ہے کیونکہ اول تو یہ سرکاری عید ہے، اور دوسرے یہ مولوی دیوبندی ہے جس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ غرض ان مولوی صاحب نمبر ۲ نے دوسرے دن عید کی نماز پڑھائی، اس کے بعد ایک اور صاحب نے اعلان فرمایا کہ یہ مولوی نمبر ۲ بھی مشرک ہے کیونکہ بریلوی مولوی ہے لہٰذا یہ نماز نمبر ۲ بھی باطل ہوئی، چنانچہ انہوں نے تیسری نماز ادا فرمائی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ہیں ہمارے مفتیان شرع مبین خدا بچائے۔

اسلام انگلستان میں بقیہ صہ اول

مسٹر جی شیرنگ بھی جو بغداد کے انگریزی سفارتخانہ میں کام کرتے ہیں بغداد ہی سے وفد کے ساتھ آئے تھے، مسجد ووکنگ کی زیارت کا انتظام سنٹرل انفرمیشن آفس لندن نے (جو حکومت برطانیہ کا سرکاری ادارہ ہے) کیا تھا۔

قبولیت اسلام

حسب ذیل برطانوی مرد و خواتین قبول اسلام کا اعلان کرکے اسلامی برادری میں شامل ہوئے:۔

۱۔ بیم ریمنڈ جان لوئیس میرک
۲۔ مسٹر ولیم ایڈورڈ ہارڈنگ
۳۔ مسٹر مولوی عبد الرحمٰن

تعلیمی پرنٹنگ پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد گرامی

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو اور اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو، اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔

”ہماری بد اعمالیاں اس حد تک پہنچ گئیں کہ غضب الٰہی کو کھینچ لائیں“

اپنے نفسوں کا خود محاسبہ کرو تا الٰہی محاسبہ سے بچ جاؤ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۸ اکتوبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض .... فانصرنا علی القوم الکافرین (البقرہ رکوع ۴۰)

حالیہ سیلاب اور اپنے نفسوں کا محاسبہ

ان آیات میں محاسبہ کرنے کا حکم ہے، یعنی اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرے اس کی شرارتوں پر اطلاع پائے، اور جو وہ خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کی طرف توجہ کرے، اس محاسبہ کے بیان میں غفران اور مغفرت مانگنے کا ذکر ہے اور اس کے آخر میں دعائیں ہیں جن میں انسان اپنے آپ کو جناب الٰہی میں پیش کرکے اور اپنی تقصیروں کی معافی مانگ کر اللہ تعالےٰ کے رحم و کرم کا طالب ہوتا ہے میں نے اس رکوع کو اس لئے پڑھا ہے کہ ہم اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں، ہم پر بڑی تباہی آئی ہے۔ آج پندرھواں دن ہے کہ ابھی تک برابر اس ہولناک تباہی کی خبریں سننے میں آتی ہیں جو ہمارے وطن پر آئی ہے، کہ کس طرح سیلاب نے بستیوں کو تباہ کر دیا، انسان ہلاک ہو گئے، مکانات گر گئے، مویشی مر گئے، کھیتیاں تلف ہو گئیں ان تمام حالات کو پڑھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے، لیکن یہ سب کچھ ہماری اپنی کرتوتوں کا نتیجہ ہے

اللہ تعالےٰ کی نافرمانی غضب الٰہی کا موجب

اللہ تعالےٰ ظالم نہیں لیس اللّٰہ بظلام للعبید، ہماری بد اعمالیاں اس حد تک پہنچ گئیں کہ غضب الٰہی کو کھینچ لائیں۔ ایک حدیث قدسی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”قال النبی اللّٰہ یقول اللّٰہ شتمنی ابن ادم و کذبنی وما ینبغی لہ ان یشتمنی و یکذبنی۔ آدم زاد مجھے گالی دیتا ہے اور میری تکذیب کرتا ہے، میرے متعلق بد اعتقاد رکھنا اور دوسروں کو خدائی کا مرتبہ دینا مجھے گالی دینا ہے اور میرے احکام کی خلاف ورزی کرنا میری تکذیب کرنا ہے“ ایک اور حدیث قدسی مروی ہے جس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یاعبادی ان اعمالکم احصیھا ثم اوفیھا لکم فمن یلقی خیرا فلیشکر اللّٰہ ومن یلقی شرا فلا یلومن الا نفسہ۔ اے بنی آدم تمہارے احکام لکھے جاتے ہیں ہم ان کو شمار میں لاتے ہیں پھر ان کا معاوضہ تم کو دیتے ہیں جس کو بھلائی پہنچے، تندرستی سے، وہ قحط سے بچا ہوا ہو، اس کے پاس مال ہو، اولاد ہو وہ خدا کا شکر کرے کہ سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے، اس کا رحم و کرم ہے کہ ہمارے

تھوڑے اعمال پر بہت بڑے انعامات دیتا ہے، پھر فرمایا کہ جس کے اوپر تباہی آئے، مکان گر جائیں، قحط کا سامنا ہو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے کہ یہ اس کی بداعمالی کا نتیجہ ہے۔

غیرت الٰہی اور صحابہ کا تزکیہ نفس

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا سے بڑھ کر غیور کوئی نہیں لا شئی اغیر من اللّٰہ ان اللّٰہ یغار وغیرۃ اللّٰہ ان یاتی المؤمن ما حرم اللّٰہ۔ مومن وہ کام کرے جس سے خدا نے منع کیا ہے تو اس کی غیرت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، یہ وہ کلام ہے جس نے صحابہ کو پاک صاف اور مزکی و مطہر بنا دیا، ان کا ایمان تھا کہ ان کی تمام حرکات و سکنات کو خدا دیکھتا ہے یعلم سرکم وجھرکم وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو ویعلم ما فی الصدور وہ سینوں کی باتیں بھی جانتا ہے، اسی ایمان نے صحابہ کو فرشتے بنا دیا، لوگوں نے گواہی دی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا زمین پر فرشتے اتر آئے ہیں، یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا نتیجہ تھا، کہ لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان ثبت ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی بادشاہت

ان آیات میں یہی تعلیم دی ہے للّٰہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض زمین آسمان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں جو کچھ زمین آسمان میں ہے سب اسی کا ہے دوسری جگہ فرمایا نعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ اس زمین و آسمان میں بے شمار چیزیں ہیں جن کے اسرار کو تم نہیں جانتے، ان سب پر ہماری حکومت ہے اور ہم ان کے اسرار سے واقف ہیں، کیونکہ ہم ان تمام چیزوں کے خالق اور موجد ہیں، خلق کل شئی وھو بکل شئی علیم۔ اس زمین و آسمان کے بادشاہ نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اس لئے وہ سب چیزوں کے اسرار و خواص سے پورے طور پر واقف ہے دونوں معنے اس آیت کے اندر ہیں، زمین و آسمان کا بادشاہ اور مالک بھی ہے اور ان کا خالق ہونے کے سبب سے سب کے اسرار کو بھی جانتا ہے، ایک سورج ہی کو دیکھئے زمین سے کتنا بڑا ہے لیکن اتنا دور ہے کہ ایک چھوٹی سی قرص نظر

آتا ہے، لاکھوں زمینیں ایک دوسری کے اوپر رکھی جائیں تو شاید سورج کی برابر ہو سکیں۔ لیکن وہ سورج جو ساری دنیا کو روشن کر سکتا اور اس کو گرم کر سکتا ہے وہ ایک قرص کے برابر نظر آتا ہے، جس سے کائنات کی وسعت کا اندازہ لگایا جائے تو لامحدود نظر آتی ہے، اس غیر محدود کائنات میں اسرار ہیں جو خدا کے سوائے کوئی نہیں جان سکتا۔

اپنا محاسبہ خود کرو

فرمایا وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ تمہاری کوئی چیز اس کی نظروں سے مخفی نہیں ہے، تم سو طریقوں سے چھپاؤ جو ہزاروں پردوں میں اس کو رکھو تب بھی خدا سے چھپ نہیں سکتی۔ یحاسبکم بہ اللہ اس کے متعلق ہمارا محاسبہ ہوتا رہتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یحاسب نفسہ فی الدنیا لم یحاسب فی الاخرۃ جو شخص اس دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے، آخرت میں اس کا محاسبہ نہیں ہوگا، ہر شخص جانتا ہے کہ میرا اندازہ نہ کیا ہے جو جو کارروائیاں ہم دن میں کرتے ہیں، ان کو ہم بھی جانتے ہیں اور ہمارا خدا بھی جانتا ہے، دوسری جگہ فرماتا ہے ان اللہ سریع الحساب ہمارا حساب بہت تیز ہے، ادھر تم نے کوئی کام کیا ادھر حساب میں آ گیا، فوراً ایسی لکیر کھینچ دی گئی جو مٹ نہیں سکتی۔ ہمارے ڈاکٹر ہمارے ناخن دیکھ کر معلوم کر لیتے ہیں کہ کیا بیماری ہمارے اندر ہے آنکھوں کو پلٹ کر معلوم کر لیتے ہیں، چہرے کو دیکھ کر، نقشہ لگا کر دیکھ کر رنگ کو بھانپ کر پتہ لے لیتے ہیں کہ کیا کچھ نقائص ہمارے اندر کام کر رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیشتر اس کے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا محاسبہ کرے اپنا محاسبہ خود کرنے کی عادت ڈالو، یہی ہمارا کام ہے، چاہئے کہ انسان اس بات پر غور کرے کہ اس کے جسم سے اس کے اعضاء و جوارح سے کیا حرکات سرزد ہوتی ہیں، کیا خیالات اس کے اندر گذرتے ہیں اور ان کا کیا نتیجہ ہوتا ہے، وہ دیکھے کہ اس کی آنکھ کسی گناہ کا ارتکاب تو نہیں کرتی، اس کی زبان پر کوئی برا کلمہ تو جاری نہیں ہوتا، اس کے پاؤں کسی برے رستہ پر تو نہیں چلتے آیا اس کا کام لوگوں کے دلوں میں آگ لگانا اور انتشار پھیلانا ہے یا اتفاق و اتحاد پیدا کرنا ہی، آیا وہ دوسروں پر ظلم کرتا اور برا بھلا کہتا ہے یا مخلوق خدا کی ہمدردی یا امداد و اعانت میں وقت صرف کرتا ہے۔ ان باتوں کو ہر انسان کا دل خود جانتا ہے اور اگر وہ چاہے تو سب باتوں کا پتہ اسے اپنے آپ سے مل سکتا ہے۔

دوسروں کی خیرخواہی کی بیعت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کس بات پر لی تھی، صحابہ کہتے ہیں بایعنا رسول اللہ علی النصح ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم مسلمانوں کی خیر خواہی کریں گے، یہ نہایت ہی قیمتی بیعت ہے، خیر خواہی کرنا بہت بڑی نیکی کا کام ہے، ہر شخص کو سمجھنا چاہئے کہ اس کے اندر میری اور قوم کی بھلائی ہے، اس کے بجائے اگر وہ بدخواہی کرتا، دوسرے کے مال کو ناجائز طور پر لیتا، دوسروں پر ظلم کرتا اور اسی میں لذت محسوس کرتا ہے تو ایسا شخص قوم کا بھی بدخواہ ہے اور اپنا بھی۔

خدا کی درگاہ میں اچھا نام لکھاؤ

لندن میں ایک طالب علم تھا، جو بیگم صاحبہ بھوپال کے وظیفہ پر تعلیم حاصل کرتا تھا، بہت ہی پرہیزگار تھا، پھونک پھونک کر قدم رکھتا تھا اور حرام چیز کے نزدیک نہ جاتا تھا، ایک دن کہنے لگا کاش میری ان باتوں کا علم بیگم صاحبہ کو ہو جائے، یہ بھی انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اچھی باتوں کا علم اس کے افسر یا مالک کو ہو، اسی خواہش کو لئے ہوئے لوگوں نے گورنمنٹ کی بڑی بڑی خدمات کیں خطابات حاصل کئے، بڑے بڑے عہدوں پر پہنچے اور انعامات پائے، جاگیریں حاصل کیں، اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ ہم زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں ہمارے دفتر میں اچھا نام لکھواؤ۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور عذاب

فیغفر لمن یشاء، خواہ مخواہ بھی ہم کسی کو پکڑنے والے نہیں، جو شخص اپنے نفس کو دیکھے اور اپنا محاسبہ آپ کرتا رہے اس کو ہم نہیں پکڑتے، اس کی معمولی بھول چوک کو معاف کر دیتے ہیں ویعذب من یشاء ہاں دوسرے درجہ پر ہماری گرفت بھی ہے، جب وہ حد سے گذر جاتا اور برائیوں کی طرف قدم اٹھاتا ہے، تو اس کے نتیجہ میں اسے دکھ اور عذاب الٰہی بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ واللہ علی کل شیء قدیر ہم ہر چیز پر قادر ہیں، ہمارا علم بھی کمال کا ہے اور قدرت بھی کمال کی ہے ایسے بادشاہ کی جو ہماری بات سے واقف ہے اور ہمیں ایک ایک بری حرکت کی سزا دے سکتا ہے، نہ مانیں تو کہاں ٹھکانا ہے، وہ بادشاہ جس کے رحم و کرم کی انتہا نہ ہو، جس کے رحم و کرم، جس کی ستاری غفاری سے ہی ہم بچ سکتے ہیں، اس کی باتوں کو مانو، اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا ہمارا شعار ہونا چاہئیے۔

حق پرستی اور شکریہ نعمت کی ضرورت

اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون، فرمایا ہمارے پیغمبر نے بھی ہماری باتوں کو مانا اور ان پر پورے طور پر عمل کر کے دکھایا اور اسی طرح مومن اپنے رب کے احکام پر عمل پیرا ہوتے اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کا عملاً شکریہ ادا کرتے ہیں، اگر ان کو بادشاہت مل جائے تو اتراتے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے آگے اور جھکتے اور مخلوق خدا کے لئے آرام اور فائدہ کا موجب ہوتے ہیں، حق پرستی اور حق گوئی سب سے بڑی چیز ہے، جس کو سلطنت مل جائے اور اس کی بنا حق پرستی اور حق گوئی پر نہ ہو اسے بڑا خطرہ ہے کچھ اس نعمت کا خیال کرو جو خدا نے پاکستان کی شکل میں دی ہے، اور غور کرو کہ کیا ہماری وجہ سے یہ نعمت ضائع تو نہیں ہو جائے گی، ذالک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم، کوئی نعمت، کوئی سلطنت، کوئی دولت اور مال یا عزت وغیرہ جو ہم نے کسی قوم کو دی ہے ہم اس سے چھینتے نہیں جب تک وہ خود اپنے اندر نیک خصلتوں کے بجائے عادات بد پیدا کر لے اور اس نعمت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے، جب تک کسی قوم نے خود اخلاق کو برباد نہیں کر دیا، اپنے اعمال خراب نہیں کر لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو برباد نہیں کیا، پس تم شکرگذاری کی عادت ڈالو اللہ تعالیٰ اور دے گا لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم ہماری شکریہ بجا لاؤ گے تو ہم نعمت کو زیادہ کر دیں گے ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ لیکن اگر ناشکری اور کفران نعمت کرو گے تو خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر پورے طور پر عمل کیا اور خدا کی دی ہوئی نعمت کا ہمیشہ شکر بجا لاتے، اور یہی حال آپ کے صحابہ کا تھا۔

قوت نظری اور قوت عملی

قالوا سمعنا واطعنا، جو بات انہیں کہی جاتی، جو حکم ملتا اسے سنتے اور عمل میں لے آتے، اٰمن الرسول میں قوت نظری کا ذکر کیا ہے کہ ہم ایمان لے آئے، اور سمعنا و اطعنا میں قوت عملی کا ذکر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی قوت نظری اور قوت عملی کا ذکر فرما کر ہمیں تلقین کی ہے کہ اپنے ایمان کی تکمیل کرنا چاہو تو ان دونوں قوتوں کی تربیت کرو۔

مضطربانہ طلب مغفرت

اگر ہمارا ایمان اور ہماری مغفرت کامل نہ ہو اور اعمال میں کوئی کمی رہ جائے تو اس کے لئے فرمایا غفرانک ربنا، یہ بڑے اضطراب کا کلمہ ہے، جس طرح ایک خوف زدہ اور گھبرائے ہوئے آدمی کے منہ سے پوری بات نہیں نکلتی اور ایک ہی لفظ اس کے منہ سے نکلتا ہے، پورا آ جائے تو پورا جملہ اس کے منہ سے نہیں نکلتا، اتنا ہی کہتا ہے "چو" اسی طرح ایک پر تقصیر شخص خدا کے سامنے گھبرایا ہوا جاتا اور اتنا ہی اس کے منہ سے نکلتا غفرانک ربنا، اے ہمارے رب تیری بخشش، ہم تیری بخشش کے امیدوار ہیں، تو ہمارا رب ہے، تیری ربوبیت پر ہمارا انحصار ہے والیک المصیر، تیری ہی طرف ہم نے جانا ہے، اگر تیری مغفرت ہمارے شامل حال ہے تو کوئی منہ لے کر ہم تیری جناب میں حاضر ہو سکتے ہیں ورنہ ہمارا کیا ٹھکانا ہے، اور ہمارا کیا حال ہوگا۔

ہماری نمازیں

نمازیں تو ہم پڑھتے ہیں۔ لیکن فرمایا ہے فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون، ہماری غفلتوں کی وجہ سے ہماری نمازیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں مصلین تو بہت ہیں لیکن مقیمین بہت کم ہیں، مصلین الصلوٰۃ کو مقیمین الصلوٰۃ بنانا چاہئیے۔

بھول چوک پر مواخذہ نہ ہونے کی دعا

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا، ہم کوئی ایسا حکم نہیں دیتے جو انسان کی طاقت میں نہ ہو انسان کی طاقت سے بڑھ کر محاسبہ بھی اس پر نہیں، ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا، اے حضور اے ہمارے رب ہماری بھول چوک کو معاف کر دیجئے اس پر گرفت نہ ہو،

شریعت پر عامل ہونے اور نافرمانی کے عذاب سے بچنے کی دعا

ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا، ایک تو ہماری بھول چوک ہے جس پر اللہ تعالیٰ گرفت نہیں کرتا، دوسرے شریعت کی نافرمانی ہے، جو عذاب الٰہی

(باقی صـ۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

سہ روزہ پیغام صلح — ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء

حضرت مولانا محمد علی رضی اللہ عنہ مرحوم

پیدائش ۱۸۷۵ء - وفات ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء

تمہیں مردہ کہوں کیونکر کہ تم زندوں میں زندہ ہو
تمہاری نیکیاں زندہ تمہاری خوبیاں باقی

حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اُن برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے چُن لیا، آپ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کو کشف میں ایک قلم جناب الٰہی سے ملا، جس سے آپ نے وہ جواہر پارے تصنیف کئے، جو ایمان و ایقان کی روشنی دنیا میں پھیلانے اور اسلام کی عظمت دنیا میں قائم کرنے کا موجب ہوئے۔ تاریخ اس رجلِ عظیم کو کبھی نہیں بھلا سکتی، اسی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے ہم آپکی سالاہ برسی پر ذیل کا ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں جو محترم شیخ محمد طفیل صاحب کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے۔ (ایڈیٹر پیغام صلح)

محترمہ حبیبہ شعبان یکن نے جو مجلس خواتین لبنان کی صدر ہیں، حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی انگریزی کتاب "محمد اینڈ کرائسٹ" پڑھنے کے بعد لکھا کہ میں نے اس کتاب کو ختم کرنے کے بعد بار بار چُوما اور سینے سے لگایا، اس نے مجھے ان بہت سی ذہنی اُلجھنوں اور پریشانیوں سے نجات بخشی جن میں بہت عرصہ سے میں مبتلا تھی۔

یہ صرف حبیبہ شعبان یکن ہی سے مخصوص نہیں، مولنا مرحوم کی کتابوں نے بہت سے مردہ دلوں کو زندگی بخشی ہے۔ ان میں اسلام کی عظمت و صداقت کا ایک نیا ولولہ پیدا کیا ہے۔ ان میں دین کی خدمت کے جذبات کو اُبھارا ہے۔ مولانا محمد علی جوہر مرحوم کو جب انگریزی ترجمۃ القرآن ملا تو آپ کو بیحد مسرت ہوئی۔

ایک بار یورپ جانے سے قبل وہ آپ سے ملنے آئے تو کہنے لگے :۔

" مولنا یورپ جاکر ایک جھوٹ بولنے کی اجازت دیجئے وہ یہ کہ قرآن کریم کا ترجمہ میں نے کیا ہے"

مولانا مرحوم نے مسکرا کر کہا :۔

"بیشک محمد علی ہی نے ترجمہ کیا ہے"

اہل الرائے طبقہ کے خیال میں ہمارے زمانہ میں انگریزی پڑھے لکھے طبقہ میں اسلام کے متعلق جو بیداری پائی جاتی ہے اس کا ایک بڑا سبب مولنا محمد علی کا انگریزی ترجمۃ القرآن ہے، جس نے بہت سے لوگوں کو دہریت اور الحاد کی تاریکیوں سے نکالا ہے۔

ہندوستان اور پاکستان ہی میں نہیں مشرق وسطےٰ یورپ افریقہ، امریکہ اور ایشیا کے بہت سے ممالک میں وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس سرچشمہ سے فیض حاصل کیا جس کا منبع محمد علی تھا۔ آپ کی کتب کے تراجم بہت سی زبانوں میں ہوئے، حتیٰ کہ عربی میں بھی محمد دی پرافٹ، خلافت راشدہ، نیو ورلڈ آرڈر کے تراجم ہوئے، ریلیجن آف اسلام کے بعض حصص کا ترجمہ چھپ چکا ہے۔ جسے اسے مکمل طور پر بھی عربی کا لباس پہنایا جا رہا ہے، یہ بات کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن عربی زبان میں، حدیث عربی میں، کتب سیر عربی میں، تفاسیر عربی میں، تواریخ فقہ اور دیگر اسلامی امور پر ہر قسم کا مواد عربی زبان میں موجود ہو پھر ایک ایسے شخص کی کتابوں کا ترجمہ اس زبان میں کیا جائے جو عجمی ہو، جس نے علم دین بھی ایسے شخص سے سیکھا ہو جس کا تعلق عرب سے نہ ہو، جس نے اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بھی صرف اردو اور انگریزی کو بنایا ہو اور جس کا تعلق بھی اس بدنام

تحریک سے ہو جس پر کفر و الحاد کے فتوؤں کی بارش ہوتی رہی ہو، پھر اس کی تحریروں کو قبولیت کی سند ملے اور اسے عربی زبان میں منتقل کرنے کی سعی کی جائے، یہ اس شخص کی ذاتی عظمت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ ایسی عظمت جو اسے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دامن سے وابستہ ہونے پر حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا مرحوم کی تحریر میں انتہائی سادگی تھی، انگریزی میں ہو یا اردو میں۔ مبالغہ اور لفاظی سے پاک لیکن باثر اور بامعنی یہی حال گفتگو اور تقریر کا تھا اور طبیعت میں جو سادگی اور استغنا تھا وہ تو پہلی ہی نظر میں دیکھنے والے کو متاثر کیا کرتا تھا۔ کوئی صاحب باہر سے ملنے کے لئے آئے اور درخواست کی کہ میں آپ کی ایک تصویر لینا چاہتا ہوں۔ بس اسی طرح کھڑے ہو جاتے نہ یہ فکر ہے کہ کوٹ پہن لوں اور پگڑی سر پہ رکھ لوں، یا اپنی قمیص کا کوئی کھلا ہوا بٹن ہی بند کر لوں، یا کوئی خاص "پوز" بنا کر تصویر کھچواؤں، اور کچھ نہیں تو کیمرہ کے سامنے ایک مصنوعی مسکراہٹ ہی اپنے لبوں پہ پیدا کر لوں، ان سب امور سے بے نیاز تھے۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ جمعہ کے روز حجام سے بال ترشوانے بیٹھے ہی تھے کہ ایک صاحب آکر کہنے لگے کہ آپ کی ایک تصویر کھینچنا چاہتا ہوں۔ حجام کو کہا بھئی خلیفہ صاحب ذرا ٹھہرنا اور ان صاحب سے کہنے لگے لیجئے حاضر ہوں۔

تصنیف و تالیف میں انہماک کے باوجود ملاقاتیوں کی وقت بے وقت آمد پر ناک بھوں نہیں چڑھاتے تھے۔ ہمارے ملک...... وقت مقرر کرنے یا قبل از وقت اطلاع دے کر آنے کا رواج نہیں جب چاہا ملنے والے کے گھر جا دھمکے، اور جو شخص تصنیف میں مصروف ہو اس کے اوقات میں ذرا سا خلل سلسلۂ مضامین کو توڑ دینے کے لئے کافی ہوتا ہے، تعجب تو یہ ہے کہ دفتری اور انتظامی ذمہ داریوں اور الجھنوں کے باوجود مولانا مرحوم نے تصانیف کا اس قدر گرانقدر ذخیرہ کیسے چھوڑا، وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی ذات میں پورا ادارہ ہوتے ہیں، اگر ایک طرف انجمن کی مالی مشکلات ان کی توجہ کی محتاج تھیں تو دوسری طرف بیرونی مشن بھی ان کی ہدایات کے طالب تھے وہ گھڑی کی سوئیوں کی طرح کام کرتے تھے، تالیف و تصنیف کے علاوہ سلسلہ کی بہبودی کے لئے ہر وقت ان کے ذہن میں کوئی نہ کوئی تجویز گھومتی رہتی۔

جب حضرت امیر مرحوم ۱۹۴۹ء میں کراچی تشریف لے گئے تو انہیں یہ خیال آیا کہ کراچی میں جو اسلامی ممالک کے سفرا اور قیام پذیر ہیں ان سے تعلق پیدا کر کے انہیں احمدیت کے عقائد و مسائل کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائیں۔

مجھے انہوں نے کچھ عرصہ کے لئے لاہور سے کراچی بلا لیا، اور سفراء سے ملنے اور وقت مقرر کرنے کا کام میرے سپرد کیا۔ میں نے اس دوران میں مصر، عرب، عراق، ترکی کے سفیروں اور سیکرٹریوں سے ملاقاتیں کیں اور یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ وہ سب لوگ حضرت مولانا کے نام نامی سے واقف تھے اور ان کی خدمات کا دل سے احترام کرتے تھے اور ان سے ملاقات کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔

سفیر عرب نے ذرا پس و پیش کیا۔ دو دفعہ آنے کا وعدہ کر کے اسے منسوخ کر دیا۔ میں نے مولنا سے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ سے ملنا نہیں چاہتے اب کیا کیا جائے کہنے لگے اچھا اس دفعہ جب تم وہاں جاؤ تو کہنا کہ میں خود ان سے ملنے آرہا ہوں اور وقت متعین کر لینا۔

خیر ملاقات کا وقت مقرر ہو گیا۔ مولانا مرحوم، میاں نصیر احمد فاروقی اور خاکسار سعودی عرب کے سفارت خانہ میں گئے۔

ہزایکسیلنسی سید عبدالحمید الخطیب نے مصافحہ کرنے کے بعد ہمارے لئے قہوہ منگوایا اور پھر گفتگو شروع ہوئی، ان کے سیکرٹری نے ترجمانی کے فرائض ادا کئے۔ پندرہ بیس منٹ تک وہ بولتے رہے اور وہابیت کے بارہ میں جو غلط فہمیاں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں ان کا ازالہ کرتے رہے۔

اس کے بعد وہ چپ ہو گئے اور انہوں نے مولنا کو بولنے کا موقع دیا، آپ نے انگریزی میں تحریک احمدیت، حضرت اقدس کے دعاوی اور ان پر دعوے نبوت کے غلط الزام جیسے امور پر روشنی ڈالی جس کے عربی ترجمہ کو سفیر موصوف بڑے غور سے سنتے رہے۔

جب دوبارہ ان کو بولنے کا موقعہ ملا تو کہنے لگے ہمیں تو قطعاً علم نہیں تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے پیروؤں میں سے ایک جماعت ایسی بھی ہے جو ان کو نبی نہیں مانتی، بلکہ مجدد سمجھتی ہے، یہ تو بالکل ایسی بات ہے جیسی مسیح ناصری کے متعلق پیش آئی تھی۔ میں بھی اس غلط فہمی میں مبتلا رہا اور آپ سے ملنے کو میرا جی نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اب میری آنکھوں سے پردہ ہٹ گیا ہے۔

مولنا نے انہیں کچھ اپنی کتب پیش کیں اور ایک نسخہ حمامۃ البشریٰ کا دیا جسے انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور اُٹھ کر مولنا سے بڑے تپاک سے بغلگیر ہوئے۔ اور کہنے لگے آپ بہت بڑے عالم ہیں اور اب میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں، آپ تحریک احمدیت کے متعلق جو غلط فہمیاں عرب ممالک میں پائی جاتی ہیں انہیں دُور کرنے کی کوشش فرمائیں اور عربی زبان میں اپنا لٹریچر وہاں بھیجیں، میں عنقریب حج پر جا رہا ہوں اور وہاں شاہ سعود کو آپ کی ملاقات کا مفصل حال بتاؤں گا اور یہ کتاب حمامۃ البشریٰ انہیں پڑھنے کے لئے دوں گا۔ مہربانی فرما کر اس کا ایک نسخہ مجھے اپنے لئے اور بھجوا دیں۔

جب وہاں سے واپس آئے تو مولنا کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ "تحریک احمدیت" کا عربی میں ترجمہ ہو جائے لیکن پہلے انگریزی میں ہو جائے تو بہتر ہے، اس کے ایک باب

دجّال اور یاجوج ماجوج' کا ترجمہ تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔

اس کے بعد سفیر موصوف اپنے صاحبزادے کے ہمراہ ایک دفعہ مولانا سے ملنے آئے اور انہیں ڈنر کی دعوت دے گئے۔ پھر حج پر جانے سے پیشتر ہمیں ایک بڑی دعوت پر بھی مدعو کیا۔ ڈنر پر عشاء کی نماز کا وقت ہو گیا، سفیر موصوف نے حضرت مولانا کو نماز پڑھانے کے لئے کہا، لیکن مولانا نے انکار کیا، حضرت امیر مرحوم نے جب یہ واقعہ سنایا تو کہنے لگے مجھے کشتی لڑ کر ان کو نماز کے لئے آگے بڑھانا پڑا۔

جب میں لاہور واپس آیا تو میں نے "تحریک احمدیت" کے پہلے باب کا انگریزی میں ترجمہ کر کے آپ کی خدمت میں بھجوایا اور لکھا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں ساری کتاب کا ترجمہ کر دوں، آپ نے ترجمہ کو دیکھ کر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ کہیں کہیں تبدیلیاں بھی کیں اور اصلاح بھی۔ جب ایک باب کا ترجمہ مکمل ہو جاتا میں ٹائپ کرا کر ان کی خدمت میں بھیجدیتا لیکن اس وقت ان کی صحت خراب ہونا شروع ہو گئی تھی اور انہیں قرآن کے پروف دیکھنے کا زیادہ فکر تھا، یہ ترجمہ علیحدہ علیحدہ ٹریکٹوں کی صورت میں ان کی زندگی میں چھپ بھی گیا تھا۔ اب خیال ہے کہ اسے کتابی شکل میں علیحدہ چھاپ دیا جائے اور پھر اس کا عربی ترجمہ کرانے کا انتظام کر کے حضرت امیر کی اسی خواہش کو پورا کیا جائے جو زندگی کے آخری ایام میں ان کے دل میں پیدا ہوئی تھی، نہ صرف عربی ممالک میں وہ تحریک احمدیت پر لٹریچر بھیجنا چاہتے تھے بلکہ اس سلسلہ میں وہ وہاں کا دورہ بھی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن دست قدرت نے انہیں اس کی مہلت نہ دی۔ ان کی طبیعت سنبھل سنبھل کر خراب ہو جاتی رہی، ڈاکٹروں نے ایسے طویل سفر کی قطعی ممانعت کر دی وقت کم تھا۔ کام بہت زیادہ اور بہت سی الجھنوں نے انہیں گھیر رکھا تھا، اور سب سے زیادہ انہیں فکر تھا کہ قرآن کے پروفوں کا کام ختم ہو جائے (انہوں نے سب پروف دیکھے بس انڈیکس کے پروف خود نہیں دیکھ سکے) اور جب یہ کام بھی ختم ہو گیا تو ؎

آفتاب علم و حکمت شد غروب
نیر رشد و ہدایت شد غروب (حسن)

ان کی دن کی مصروفیات کو تو بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے، ان کی راتوں کا حال بھی سن لیجئے ان کی رفیقۂ حیات کی زبان سے:-

"عبادت الٰہی میں ان کا انہماک مجھے ہمیشہ تعجب میں ڈال دیتا تھا۔ سخت ترین سردیوں کی راتوں میں وہ گرم گرم بستر سے اس طرح تڑپ کر اُٹھ کھڑے ہوتے تھے کہ گویا اپنے بچھڑے ہوئے محبوب سے ملنے کے لئے بیقرار ہیں۔ میں کہتی کہ آپ آہستگی سے اُٹھا کریں، یکدم لحاف میں سے نکلنے سے ہوا لگ جاتی ہے۔ مگر ان کو پرواہ نہ تھی، وضو کرتے ہی گرم چادر لپیٹ کر تنہائی میں مصروف عبادت ہو جاتے۔

کئی سال کا ذکر ہے ہم احمدیہ بلڈنگس میں مسجد سے ملحقہ مکان میں رہتے تھے کہ گجرات سے ایک شیعہ سید خاندان کی معزز خاتون ہمارے ہاں آئیں، یہ خاندان احمدیت کی مخالفت میں مشہور تھا ان بی بی سے میری معمولی سی واقفیت تھی، خیر دو رات رہیں اور صبح کو رخصت ہوتے وقت کہنے لگیں کہ "میں تو صرف اس لئے آپ کے ہاں رات رہی تھی کہ دیکھوں مولوی صاحب کے علم و فضل اور نیکی کی اتنی دھوم ہے تو اندر سے حقیقت کیا ہے میں تمام رات جاگتی رہی، جب رات کے دو بجے، مولوی صاحب تہجد کے لئے اُٹھے تو میں بھی چپکے سے اُٹھ کر پلنگ پر بیٹھ گئی آپ نے وضو کیا اور بہت عمدہ طریق سے کیا۔ پھر سامنے کے خالی کمرہ میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔ میں اُٹھ کر گئی اور دروازے کو دیکھا تو کنڈی نہ لگی تھی۔ ذرا سا کھول کر دیکھتی رہی آپ نے نماز کی نیت باندھ لی اور نہایت خشوع و خضوع سے قرآن کریم پڑھ رہے تھے آواز کی ہلکی سی گونج میں بھی سن رہی تھی اتنے دیر آپ کھڑے رہے کہ میں تو تھک گئی۔ خدا خدا کر کے رکوع میں گئے اور خاصا لمبا رکوع کیا اور سجدے میں چلے گئے۔ اتنی دیر سجدے میں لگائی کہ میں تو کھڑے کھڑے سوکھ گئی۔ ادھر ادھر نظر ڈالی تو صحن میں ایک سٹول پڑا تھا وہ لیکر بیٹھ گئی، بہت دیر بعد سجدے سے سر اُٹھایا تو دوسرے سجدے میں چلے گئے اور بہت ہی لمبا سجدہ کیا۔ میں نے سوچا کہ آدھ گھنٹے سے زیادہ تو ایک ہی رکعت میں لگا دیا، اب اور کب تک انتظار کروں گی۔ پلنگ پر جا لیٹی، تھوڑی دیر بعد جا کر پھر جھانکا تو آپ بدستور نماز میں مشغول تھے کئی گھنٹوں بعد فجر کی اذان ہوئی اور آپ مسجد تشریف لے گئے۔

وہ بی بی کہنے لگی کہ اب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخص معمولی انسان نہیں ضرور کوئی ولی اللہ ہے بہت سے شکوک اور بدظنی لے کر آئی تھی اور اب آپ کی نیکی اور عظمت کا گہرا نقش دل پر لے کر جا رہی ہوں۔ میں نے حضور سے ذکر کیا اور پوچھا کہ آپ نے آہٹ سنی ہوگی، تو آپ مسکرا کر بولے کہ اس وقت کوئی ڈھول بھی بجاتا تو مجھے آواز نہ آتی۔"

(پیغام صلح حضرت امیر نمبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۵)

آج مولانا محمد علی ہم میں موجود نہیں، لیکن ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہم آج محسوس کر رہے ہیں، انہوں نے ہر قسم کی مشکلات کے باوجود جو غیروں کی دشمنی اور عناد اور اپنے قادیانی بھائیوں کی مخالفت و معاندت نے پیدا کیں اپنے اس کام سے توجہ کبھی نہیں ہٹائی جو انہیں مسیح وقت نے سپرد کیا تھا۔ اس کام کی ذمہ داری صرف ان پر ہی نہیں تمام جماعت پر ہے۔ آج ۱۳/اکتوبر ہے اور ان کی یادیں دل بھر آتی ہیں آج کے دن وہ ہم سے جدا ہوئے تھے **کاش ہم ان کی طرح اپنے نصب العین کو اپنوں اور غیروں کی مخاصمتوں مخالفتوں اور اختلافات سے بلند سمجھ سکیں۔**

(شیخ محمد طفیل)

(بقیہ خطبہ کالم نمبر ۳ سے)

عمل کرو، کہ ہمارے وطن سے اللہ تعالیٰ عذاب کو دور کر دے ایمان، عمل اور رضائے الٰہی سے ہی انسان تباہی اور بربادی سے بچ سکتا ہے، قرآن کی توجہ کرو، یہ کتاب عمل سکھانے کے لئے ہے اس پر عمل پیرا ہو کر خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔ اور اس کی مخلوق کے لئے برکت کا باعث بن جاؤ۔ ٭٭٭

خطبہ جمعہ (بقیہ صفحہ ۲)

کا موجب ہوتی ہے اور شریعت کی نافرمانی کی وجہ سے پہلی قوموں پر عذاب آتے رہے، تو دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے احکام اور اس کی شریعت پر پورے طور پر عامل ہوں اور ان عذابوں کے مستحق نہ ٹھیرائے جائیں جو پہلی قوموں پر آئے۔

قضا و قدر کے بُرے اثرات سے بچنے کی دُعا

ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ قضا و قدر بھی اپنا کام کرتی ہے، خدا تعالےٰ کو پوری کائنات کا علم ہے اس کے علم کے موافق جو واقعات رونما ہوتے ہیں ان کو قدر کہتے ہیں۔ یعلم ما فی السموات وما فی الارض، زمین و آسمان کے کچھ اسرار ہیں جن کو ہم نہیں جانتے۔ خدا ہی جانتا ہے انہی اسرار کی وجہ سے کبھی زلزلہ آ گیا، اور ساری تباہی کا موجب ہو گیا، کبھی سیلاب آ گیا اور ہماری بربادی کا موجب ہو گیا، کبھی ایک کیڑے کو حکم دے دیتا ہے۔ وہ انسان سے لپٹ جاتا اور اسے کاٹتا ہے، جس سے اس کا سر چکرانے لگتا ہے متلی ہوتی ہے، بخار ہو جاتا ہے، ایک چھوٹا سا کیڑا اس کی صحت کو برباد کر دیتا ہے، ہم اس قضا و قدر کو نہیں جانتے، انسان حیران ہوتا ہے کہ کس طرح انسانوں اور قوموں پر تباہی آتی ہے، کبھی رات کو کبھی دن کو عذاب آ جاتا ہے، حاکم موجود، لشکر موجود، لیکن کچھ نہیں کر سکتے، کہتے ہیں اس بند پر جو راوی کے کنارہ پر بنایا گیا ہے فوج کھڑی تھی اور پانی چڑھتا چلا رہا تھا حتیٰ کہ بند کی بلندی سے ایک فٹ نیچے تک پانی آ گیا اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر اور ایک یا ڈیڑھ فٹ چڑھ گیا تو شہر کی خیر نہیں، خدا کا شکر ہے کہ اس نے بچا لیا ورنہ فوج کچھ نہ کر سکتی تھی، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان بالکل تندرست رات کو لیٹتا ہے اور صبح کو اس کی روح پرواز کر جاتی ہے، اچھا بھلا چست اور چالاک تھا کوئی وہم اس کی موت کا نہ ہو سکتا تھا، لیکن قضا آئی اور لے گئی ایک دفعہ میں نے پڑھا کہ جیسلمیر کے صحرا میں ایک سانڈنی سوار جا رہا تھا اچھا بھلا تندرست آدمی تھا، اس کی صحت اس کی عمر، اس کی جوانمردی اس کی طاقت کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ اس کے مر جانے کا وہم بھی ہو سکے، لیکن ایسا ہوا کہ ایک عقاب منہ میں ہڈی لئے اُڑتا جا رہا تھا، اس کے منہ سے وہ ہڈی جو گری تو عین اس شخص کے سر پر گری جس سے وہ اسی وقت جان بحق ہو گیا، یہ ہے قضا و قدر جس سے انسان واقف نہیں جس بادشاہ کے ماتحت ہم ہیں اس کا علم اس کی طاقت اس کی جبروت کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا، یہ آج ہمیں معلوم ہوا کہ ایک ذرا سی چیز ایٹم بم تمام دنیا کی تباہی کا موجب ہو سکتا ہے۔ تو عرض کیا ہے ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ، اے خدا تیری قضا و قدر کے اندر بھی بے شمار چیزیں ہیں، جن کا علم ہم کو نہیں، نہ ہم ان پر طاقت و قدرت رکھتے ہیں ان کے بُرے اثرات سے ہمیں بچا واعف عنا، ہمیں معاف فرما اغفرلنا، ہماری مغفرت فرما، وارحمنا لیکن معافی اور مغفرت کے بعد تیری رحمت کی ضرورت ہے تو اپنی رحمت کی بارش ہم پر فرما۔ فانصرنا علی القوم الکٰفرین۔ کفار کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

قرآن پر عمل کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کرو

یہ بڑا قیمتی رکوع ہے، اسکو پڑھو اور اس پر

(باقی کالم نمبر ۲ کے نیچے)

احمدیت کا نظریہ جہاد

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۲۱ جولائی ۱۹۵۴ء

{ مرتضیٰ خان حسن بی اے }

اس مضمون کی پہلی قسط میں ہم بدلائل ثابت کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کو محض دفاعی جنگ کرنے کی اجازت اس لئے دی گئی تھی تاکہ وہ اپنی قومی زندگی کو قائم رکھ سکیں اور انہیں تشدد یا پہل کی ہرگز اجازت نہ تھی۔

اب ہم سورۃ بقرہ کی اس آیت کو لیتے ہیں جس کی رو سے کہا جاتا ہے کہ جب تک ملک میں اسلام ہی اسلام نہ پھیل جائے اس وقت تک کفار سے جنگ جاری رکھنی چاہیئے۔ وہ آیت یہ ہے:۔

وقٰتلوھم حتّٰی لاتکون فتنۃ و یکون الدین للہ ط فان انتھوا فلاعدوان الا علی الظالمین

(البقرہ ۱۹۳)

"اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کے لئے ہو پھر اگر وہ رُک جائیں تو سزا ظالموں کے سوائے اور کسی کے لئے نہیں"

اس آیت کے الفاظ یکون الدین للہ کا یہ مفہوم کہ جب تک سب لوگ دین اسلام قبول نہ کریں جنگ جاری رکھنی چاہیئے تو اس آیت کے الفاظ فانتھوا فلاعدوان الا علی الظالمین سے ہی باطل قرار پاتا ہے کیونکہ ان الفاظ سے یہ واضح ہوتا ہے۔ اگر کفار تشدد اور ظلم سے باز آجائیں تو ان سے جنگ بند کر دینی چاہیئے۔ اسی قسم کے الفاظ ایک ابتدائی مدنی وحی میں بھی پائے جاتے ہیں:۔

وقاتلوا ھم حتّٰی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ج فان انتھوا فان اللہ بما یعملون بصیر

(سورۃ الانفال ۳۹)

"اور ان کے ساتھ جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے (یا یہ کہ دین کے لئے مومنوں کی ایذا رسانی کا خاتمہ ہو جائے) اور دین سب کے سب اللہ کے لئے ہوں پھر اگر وہ رُک جائیں تو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے"

اس آیت کے الفاظ یکون الدین کلہ للہ اور سورہ بقرہ کے الفاظ یکون الدین للہ ایک ہی مفہوم ادا کرتے ہیں۔ اور ان کا مطلب محض اس قدر ہے کہ تم اس وقت تک لڑو جب تک ملک میں مذہب کی وجہ سے ایذا رسانی رُک جائے اور دین خدا کے لئے ہو جائے یعنے دین کے معاملہ میں سوائے خدا کے اور کسی کا خوف نہ رہے اور ہر شخص آزادی سے اپنی ضمیر کے مطابق جو دین پسند کرے اختیار کرے۔ اور اگر کفار جنگ سے باز آجائیں تو تم بھی فوراً جنگ سے ہاتھ کھینچ لو۔ الفاظ الدین کلہ قابل غور ہیں جس کے معنے ہیں سب دین جیسے لیظھرہ علی الدین کلہ میں ہے یعنی سب دینوں کا اللہ کے لئے ہونا یہی ہے کہ جو دین کوئی چاہے اختیار کرے۔ کسی ایک دین پر مجبور نہ کیا جائے یہ عین اس کے مطابق ہے جہاں دوسری جگہ اسلامی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم ایسی اجازت نہ دیتے تو گرجے اور راہبوں کی کوٹھریاں اور دوسرے لوگوں کے عبادت خانے سب تباہ ہو جاتے گویا وہاں بھی سب مذاہب کی حفاظت اسلامی جنگ کی غرض بتائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر قابل غور ہے کہ اگر ان آیات کا یہ مطلب ہوتا کہ کفار کے ساتھ مسلسل جنگ جاری رکھنی چاہیئے جب تک وہ اسلام قبول نہ کریں تو چاہیئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اس پر عمل پیرا ہوتے لیکن واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ آپ نے دشمن سے کئی موقعوں پر صلح کی اور جب کبھی کفار نے صلح کی درخواست کی آپ نے فوراً جنگ بند کر دی۔ بلکہ جب کبھی آپ نے کسی موقعہ پر غلبہ حاصل کیا۔ آپ نے ان کو پوری پوری طرح مذہبی آزادی دے دی جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ سے ظہور میں آیا مسلمانوں کو خدا کی طرف سے حکم دیا گیا تھا کہ اگر خصم عین حالت جنگ میں صلح کی درخواست کرے تو اسے منظور کیا جائے۔ و

ان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ ط انہ ھو السمیع العلیم ۝ وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ

(سورۃ الانفال آیت ۶۱-۶۲)

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی اس کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ وہ سننے والا جاننے والا ہے اور اگر ان کا ارادہ ہو کہ تجھے دھوکہ دیں تو اللہ تجھے کافی ہے

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ دشمن کی نیت کے متعلق اشتباہ ہو تو بھی صلح کرنی چاہیئے۔ اور دشمن کی نیت کے متعلق شبہ کرنا بھی معقول وجوہ پر مبنی تھا کیونکہ عرب کے قبائل اپنے عہد و پیمان کی پابندی کے عادی نہ تھے۔ اسی سورۃ الانفال آیت ۵۶ میں ہے:۔

الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون ۝

"وہ جن سے تو عہد کرتا ہے پھر وہ اپنا عہد ہر بار توڑ دیتے ہیں اور وہ (خلاف ورزی عہد) سے نہیں بچتے"۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ان احکام پر کون عمل پیرا ہو سکتا تھا اور جب کبھی دشمن نے صلح کے لئے ذرا سی آمادگی بھی ظاہر کی آپ نے اس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا، ذرا تامل نہ کیا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ نے ایسی شرائط پر صلح کر لی جن میں کفار کا پلہ بھاری تھا۔ آپ کے جاں نثار صحابہ کی جماعت اپنے خون کا آخری قطرہ آپ کے لئے بہا دینے کیلئے طیار تھی۔ مگر تاہم آپ نے ایسی شرائط پر صلح کر لی جن کو خود آپ کے صحابہ اسلام کے لئے ہتک سمجھتے تھے

پس کلام ایک طرف قرآن مجید کا یہ ارشاد کہ اگر کفار صلح کی طرف جھکیں تو ان سے صلح کر لی جائے اور دوسری طرف [illegible] حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل کہ آپ ہر قیمت پر کفار سے صلح کرتے رہے ایک بیّن ثبوت اس امر کا ہے کہ جہاں تک قرآن مجید کی تعلیم کا سوال ہے تلوار سے اسلام پھیلانے کا عقیدہ محض ایک ڈھکوسلا ہے بنائے علیہ نہ تو ابتدائی وحی میں اور نہ کسی بعد کی وحی میں کوئی ایسا اشارہ پایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا جائے۔ بلکہ بخلاف اس کے آخر تک جنگ کو ایک دفاعی تدبیر کے طور پر اختیار کرنے کا حکم پایا جاتا ہے۔ اور اسے اس وقت تک جاری رکھنے کی اجازت نہیں جب تک مذہب کی وجہ سے تشدد رُک نہ جائے، اور ایک اور شرط یہ تھی کہ اگر کوئی قوم جس سے جنگ ہو رہی ہو اسلام قبول کرلے تو اس کو فوراً اسلامی جمعیت کا جزو تسلیم کر لینا چاہیئے اور اس سے جنگ و جدل بند کر دینی چاہیئے۔ حضرت نبی کریمؐ تا عمر اسی اصول کے پابند رہے اور حضور کی زندگی میں ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی جس سے یہ ظاہر ہو کہ آپ نے کسی قوم یا کسی فرد کے سامنے اسلام یا تلوار پیش کی ہو، بلکہ حضور صلعم کی زندگی میں ایسی ایک بھی مثال نہیں ... جس میں حضورؐ نے دشمن پر حملہ کرنے میں سبقت کی ہو آپ کی سب سے آخری مہم تبوک کی تھی۔ جب کہ آپ نے ۳۰ ہزار کی جمعیت کے ساتھ رومی سلطنت کے خلاف کوچ کیا لیکن جب ایک دور و دراز سفر طے کرنے کے بعد آپ اس سلطنت کی حدود پر پہنچے اور آپ کو معلوم ہوا کہ رومی لوگوں کا ارادہ کسی جنگ کا ... نہیں تو آپ بغیر کسی حملہ کرنے کے واپس تشریف لے آئے۔ حضور کے اس عمل سے واضح ہوتا ہے کہ عیسائیوں سے جنگ کرنے کی اجازت جس کا ذکر قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاٰخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتّٰی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون (۹/۲۹) میں ہے۔ وہ اس شرط کے ماتحت ہے جو آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا (۲/۱۹۰) میں ہے۔ اور جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو جنگ میں پہل نہیں کرنی چاہیئے۔

معاونین کرام سے کئی دوستوں کی طرف سے جن کو اطلاع دینے کے بعد اخبار کا وی پی کیا جاتا ہے وی پی انکاری ہو کر واپس آجاتا ہے، جس سے انجمن کا مالی نقصان ہوتا ہے، یہ طریق مناسب نہیں، جو اصحاب وی پی وصول نہ کرنا چاہیں انہیں چاہیئے کہ پہلے سے دفتر کو ہدایت دیدیا کریں کہ وی پی انکے نام نہ بھیجا جائے۔

(مینیجر)

مکتوبِ بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی ڈائری کے چند ضروری اقتباسات

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

ہمارے بچھڑے ہوئے قادیانی بھائی

بھائی محمد بشیر گل کو پیغام صلح ۴۹-۵۰ معرفت حاجی عبداللطیف صاحب (از احباب جماعت ربوہ) بھجوایا۔ حاجی صاحب موصوف بھی پڑھ لیا کرتے ہیں، حاجی صاحب موصوف از راہ نوازش ہمیں المصلح قدیر کے پرچے و دیگر لٹریچر دیا کرتے ہیں۔ رسالہ "قادیانی مسئلہ" کا جواب بھی عنایت فرمایا تھا پڑھکر اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی بہت قریب آگئے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور اور اس کے اراکین کی محنت اور تگ و دو جو ۱۹۱۴ء سے اس ضمن میں وہ کر رہے تھے پھل لائی اب صرف صاف الفاظ میں اپنی غلطی کے اظہار کی ضرورت ہے۔ ہر ایک چیز کے لئے ایک وقت مقرر ہے ممکن ہے یہ وقت بھی آجائے اور جماعت احمدیہ کے ہر دو فریق متحدہ اور متفقہ طور پر آج امام وقت اشاعت اسلام کے کام میں تن من دھن سے لگ جائیں تا مغرب سے آفتاب اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ مشرق پر چمک کر روحانی مردوں کی زندگی کا باعث ہو۔

تبلیغ کی جگہ تکفیر

۲۰ راگست کے مدینہ میں مولانا علی حسن صاحب سیکرٹری سیرت کمیٹی جامع مسجد جمشید پور بہار کا ایک خط چھپا ہے جس میں موصوف نے بتایا ہے کہ علمائے کرام نے کس طرح تبلیغ کی جگہ تکفیر کا پاکیزہ کام شروع کر دیا ہے اس کے سد باب کے لئے سیکرٹری صاحب موصوف نے باہر سے کچھ روشن خیال علماء کو بلا کر تقاریر کرائی ہیں اس خط کو پڑھ کر دل میں خیال آیا کہ موصوف کی کچھ خدمت کی جائے، ہذا مندرجہ ذیل غذائے روحانی پیش کی ہے۔ ٹریکٹ "امام الزمان اور اس کی علامات" اور مرض تکفیر کا علاج ٹریکٹ "قرآن و حدیث فقہ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے کلام سے اسلام کی حقیقت اور مسلمان کی تعریف" ڈاک سے ارسال کیا گیا۔

یادِ رفتگان

۱۷ ستمبر ۱۹۵۴ء بروز جمعرات۔ ویرسے پیغام صلح ۴ راگست کا مقالہ افتتاحیہ بعنوان "یادِ رفتگان" نظر سے گزرا مدیر محترم کی یہ تجویز کہ مسیح محمدی کی صحبت سے فیض یافتہ بزرگوں کے حالات قلمبند کر کے پیغام صلح میں شائع ہوں۔ پھر بشرط امکان کتابی صورت میں بھی شائع ہوں نہایت ہی ضروری اور بہترین تجویز ہے۔ یہ تحریک احمدیت کا ایک شاہکار ہوگا۔ بزرگان سلسلہ اس طرف توجہ فرمائیں، یہ قیمتی شاہکار ہماری آئندہ نسل کے قلوب کے زنگ کو دور کرنے اور اپنے دلوں میں خدمت اسلام کی تڑپ پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا .... باعث ہوگا۔

مولوی ثناء اللہ اور سلسلہ احمدیہ

حسب معمول محترم صوفی محمد طیب صاحب گھر پر تشریف لائے ایک گھنٹہ صحبت رہی حضرت مسیح موعود اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا تذکرہ چھڑ گیا، مولوی صاحب مرحوم کا جو عبرتناک انجام ہوا وہ مخالفین کے لئے سرمہ بصیرت ہے، بین سے ثناء اللہ صاحب کا وہ قصہ بھی سنایا جو انہوں نے حضرت سیدنا امیر مرحوم کی علمی برتری اور فضیلت کو مان کر انہیں لکھا تھا کہ اگر آپ مرزا صاحب کے دامن سے علیحدہ ہو جائیں، تو آج علمائے اسلام آپ کی زعامت کو مان کر آپ کو اپنا قائد بنانے کے لئے تیار ہیں۔ اس کا کیا خوبصورت جواب حضرت مرحوم نے دیا تھا کہ جو خوبی اور علمی فضیلت تم مجھ میں پاتے ہو یہ حضرت مرزا صاحب کے دامن سے وابستہ رہنے تک ہی موجود ہے۔ سلطان القلم کی دی ہوئی قلم کا یہ سب کچھ کرشمہ ہے۔

حضرت امیر مرحوم

پھر حضرت امیر مرحوم کی وفات پر جو خاص نمبر "مولانا محمد علی صاحب رح" نکلا تھا اس کا ذکر آگیا۔ اس میں محترمہ السیدہ بیگم مولانائے مرحوم کے مضمون زوج مثالی (جس کا ترجمہ "ذکر مولانا محمد علی رح" میں شائع ہوا ہے) پر کچھ کہہ رہا تھا کہ محترمہ موصوفہ کا یہ شعر پڑھ آنے پر دل بھر آیا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

بہت شوق سے سُن رہا تھا زمانہ
تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

آہ حضرت مرحوم کے آخری ایام کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ ادھر ترجمۃ القرآن انگریزی کے نئے اڈیشن کی تصحیح ختم ہوئی ہے، ادھر حضور اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے ہیں، "داستان" ابھی باقی ہی تھی، "زمانہ شوق سے سن رہا تھا" ابھی اور اس مرد مجاہد کی ضرورت تھی لیکن مشیت کے آگے مجبور۔

ووکنگ جانیوالے صحافی اور "السجل"

عراقی صحافیین کا لندن گیا ہوا وفد واپس آگیا ہے چار روز "السجل" نے "جامع ووکنگ القادیانی" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھ کر صحافیان پر اپنے غیض و غضب کا مظاہرہ کیا ہے کہ تم ووکنگ کیوں گئے وہاں کافروں کے ساتھ نمازیں کیوں پڑھی اس کا جواب کل شام اليقظة مسائیہ میں اس کے مالک اور وفد کے ایک ممبر استاذ السید سلمان الصفوانی نے نہایت متانت سے دیا ہے، بہترین جواب ہے چند نسخے مزید لئے ہیں۔ لاہور، ووکنگ، بصرہ، خانقین، نیانگ یانگ، وغیرہ مقامات پر بھجواؤں گا۔

مسلمانانِ ہند

ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب کو مابہ کے دو پرچے بھجوائے ان ہر دو پرچوں میں ایک طرف "نئی دنیا" دہلی اور دوسری طرف الجمعیۃ دہلی جو آپس میں دست و گریبان ہیں، کا حال درج ہے افسوس ہند کے مسلمان اس وقت چاروں طرف سے نرغۂ اعدا میں بری طرح گھرے ہوئے ہیں۔ روزانہ کوئی نہ کوئی حادثہ رونما ہوتا ہی رہتا ہے، ایسے وقت اور ایسے نازک ترین حالات میں توحید کے پرستار رحماء بینھم کی جگہ اشداء بینھم کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

ووکنگ مشن بغدادی صحافیین کی نظر میں

استاذ السید سلمان الصفوانی مالک جریدۃ الیقظہ سے ملاقات ہوئی ان سے لندن کے عموماً اور ووکنگ کے خصوصاً پُر لطف حالات سُنا طبیعت بے حد خوش ہوئی، استاذ الصفوانی صحافیین عراق کے وفد کے ایک ممبر تھے جو گذشتہ ماہ لندن گیا تھا، موصوف نے ووکنگ کے علاوہ ہماری لندن کی آفس بھی دیکھی جہاں آج کل مولانا عبد المجید صاحب ایڈیٹر رسالہ اسلامک ریویو کا قیام ہے، مشن کی اسلامی خدمات کی بے حد تعریف کرتے تھے، یہ ہے مشاہدہ ووکنگ مشن کے کام کا، خدا کارکنانِ مشن کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے آمین۔

برطانیہ کے انگریز نو مسلمین کی کانگریس کی روداد

عجیب اتفاق ہے کہ ووکنگ سے ایک مضمون مسلمانانِ جزیرہ برطانیہ کی تیسری کانگرس منعقدہ یکم و دوم اگست برائے ترجمہ و اشاعت ۵ راگست کو مجھے ملا اور میں نے اسے استاذ اکبر السید علی محمد سرطاوی صاحب کو بغرض ترجمہ دے دیا۔ نہ معلوم کیسے یہ مضمون ان سے ضائع ہو گیا، عزیز بے حد شرمندہ ہوئے ہیں مجھی خاموش ہو رہا۔ اس کے بعد ووکنگ سے عید الاضحیٰ کی نماز کی روئیداد ملی وہ ترجمہ ہو کر "الاتحاد" میں شائع ہو گئی۔ پچھلے ہفتہ ڈاک میں مضمون مذکور آیا لائٹ سرطاوی صاحب کو ہمیشہ دیا جاتا ہے۔ موصوف نے فوراً اس سے ترجمہ کر کے تین روز ہوئے مجھے بھجوایا۔ کل استاذ سلمان الصفوانی مالک جریدۃ الیقظہ سے ملاقات ہوئی تھی (جو ابھی ابھی لندن سے آئے ہیں، اور ووکنگ بھی گئے تھے) ملاقات کے بعد یہ مضمون فرزند ابراہیم کے ہاتھ ان کی آفس میں برائے اشاعت بھجوایا، آج مسائیہ میں موصوف نے شائع کر دیا ہے۔ "الیقظہ" کثیر الاشاعت اخبار ہے، عراق کے علاوہ سارے ممالک عربیہ میں جاتا ہے شاید یہی وجہ ہو کہ پہلا مضمون گم ہو گیا کیونکہ اس وقت صفوانی بغداد میں نہ تھے اور ان کی عدم موجودگی میں اس اخبار میں یہ مضمون شائع نہ ہو سکا عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم یہ مضمون السجل کے لئے بڑی تکلیف کا باعث ہوگا۔ یہ مضمون عربی دنیا کی معلومات میں (دربارہ مسجد ووکنگ) اضافہ کا باعث ہوگا۔

جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات بغداد میں

جریدۃ الانباء صباحیہ میں استاذ السید علی الخیاط کے قلم سے ایک مضمون بعنوان "من ھو میرزا غلام احمد الذی یعتبرہ القادیانیون المھدی المنتظر" پھر تلے عنوان "اصابع الاستعمار التی تلعب وراء القادیانیۃ فی کل مکان" بہترین مضمون ہے۔ اس میں مضمون نگار نے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کو بتلاتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ اجنبی

(باقی صٹ کالم ۳ پر)

ووکنگ سے کراچی تک

(شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے)

(۱۴)

پورٹ سعید

تین بجے وکٹوریا جہاز پورٹ سعید پہنچ گیا۔ چونکہ بندرگاہ پر بڑے جہازوں کو کنارے تک لے جانے کا کوئی معقول انتظام نہیں اس لئے جہاز کو ذرا دُور ہی ٹھہرنا پڑتا ہے اور کشتیوں کے ایک پُل کو گھسیٹ کر جہاز کے قریب لے آتے ہیں۔ ہم جہاز کے لنگرانداز ہونے کو دیکھ رہے تھے کہ مصری تاجروں کی ایک فوج نے جہاز پر ہلّہ بول دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے عرشہ جہاز پر اپنے سامان کا ڈھیر لگا دیا۔ کچھ کسٹم والے تھے کچھ پولیس کے آفیسر، کچھ خفیہ پولیس کے آدمی، کچھ تاجر، کچھ خطوط اور پوسٹل سٹیمپ فروخت کرنے والے کچھ کرنسی تبدیل کرانے والے اوپر نیچے آدمی ہی آدمی جمع ہو گئے تھے اور ایک عجیب شور و غل بپا ہو گیا تھا، ابھی مسافروں کو نیچے اترنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ خیر ہم نے حسب ہدایات اپنے سامان کو خوب محفوظ کر کے کیبنوں کو تالا لگا دیا۔

شہر میں جانے کا اجازت نامہ لے کر ہم اور ازے باہر نکلنے لگے تو ایک صاحب ڈاک کی ٹکٹیں فروخت کر رہے تھے چلو اچھا ہوا شاید بوجہ رمضان کی وجہ سے شہر میں ڈاک خانے بند ہوتے ہم نے سوچا

"کیوں بھئی ایر میل پوسٹ کارڈ کا کیا لگے یہاں سے پاکستان تک"

"ڈیڑھ سو لائر"

"یہ عجیب بات ہے" میں نے کہا "جنیوا سے تو لفافہ ڈیڑھ سو لائر میں پاکستان چلا جاتا ہے، اور اب ہم پاکستان سے اس قدر قریب آ گئے ہیں اور کارڈ بھیجنے کی قیمت بھی اتنی ہی زیادہ"

وہ صاحب کہنے لگے "ہر ملک کے اپنے اپنے نرخ ہوتے ہیں" اتنے میں سردار جی بھی بہت سے لفافے ہاتھ میں تھامے ادھر آ نکلے، کسی پر ڈھائی سو لائر کسی پر چار سو لائر، لاگت کی ٹکٹیں لگا دیں، وہ صاحب کہنے لگے لائیے مجھے دے دیجئے میں خود ہی ان سب کو پوسٹ کر دوں گا، سردار جی نے خوشی خوشی وہ تمام لفافے اس کے ہاتھ میں تھما دیئے۔ ازے بھی کچھ خطوط اپنے ساتھ لائی تھی لیکن ہچکچا رہی تھی، کہنے لگی میں شہر میں ہی جا کر انہیں پوسٹ کروں گی۔

وہ صاحب سردار جی سے فارغ ہو کر میری طرف دیکھنے لگے۔ میں نے سوچا چلو ایک کارڈ ان کے سپرد کر دیتے ہیں، باقی خطوط شہر میں جا کر پوسٹ کریں گے اسے ڈیڑھ سو لائر دے کر میں نے ایک پوسٹ کارڈ اس کے حوالہ کیا اور پھر ہم جہاز سے نیچے اتر گئے۔

بندرگاہ کے گیٹ کے قریب ہی تین چار آدمی ہمارے پیچھے پڑ گئے "ہمیں اپنا گائیڈ بنا لیجئے" ایک نوجوان نے اپنے بازو پر ایک پٹی لگی ہوئی دکھائی اور کہنے لگا "میں سرکاری گائیڈ ہوں۔ مجھے آپ ایک شلنگ فی کس دے دیجئے آپ کو تمام ضروری جگہیں دکھا دوں گا"

ہم نے کہا "دیکھو بعد میں ضد نہ کرنا۔ ایک شلنگ سے ایک پنس زیادہ نہیں ملے گا"

کہنے لگا "بالکل ٹھیک"

ہمارے رہنما کا نام حسن تھا۔ اور ہم حسن کے ساتھ چل دیئے "ہمیں ڈاک خانے چلو" ازے نے کہا۔

یہ ڈاک خانہ والا ذکر پہلے ختم کر دوں تو اچھا ہے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ایر میل پوسٹ کارڈ پر صرف تیس لائر کے ٹکٹ لگتے ہیں، خیر میں نے تو ایک پوسٹ کارڈ دیا تھا مجھے رہ رہ کر سردار جی کا خیال آتا تھا جنہوں نے اس بوگس شخص کے حوالہ دس بارہ خطوط کئے تھے۔ خوب نفع کمایا ہوگا اس نے، گھر جا کر ٹکٹ اتار لئے ہوں گے۔ یا اگر تمام خطوط پھاڑ کر بھی پھینک دیئے ہوں تو کیا عجب۔ بہرحال میں نے جو پوسٹ کارڈ لکھا تھا، وہ تو نہ ہوائی ڈاک سے نہ ہی بحری ڈاک سے وصول ہوا۔ ازے کہنے لگی "میرے ذہن میں یہ خیال گذرا تھا کہ آخر اس شخص کو یہ ٹکٹیں فروخت کرنے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے ضرور کوئی نہ کوئی بات ہوگی اسی لئے میں نے اپنے خطوط اس کے حوالے نہیں کئے تھے"

ہاں تو میں ذکر کر رہا تھا کہ ہم پورٹ کے گیٹ سے باہر نکل کر قریبی بازار میں داخل ہوئے، ایک دوکاندار لپک کر ہماری طرف بڑھا اور ہمیں اپنی دوکان کی طرف گھسیٹنے لگا، ہم نے معذرت چاہی اور آگے بڑھ گئے، چار قدم اور گئے ...... ہوں گے ایک اور صاحب اصرار کرنے لگے۔ آئیے آئیے، بس ایک منٹ کے لئے آئیے۔ لیکن اُن سے بھی جان چھڑا کر ہم آگے نکل گئے، اور وہ حضرت بڑی غصہ بھری نظروں سے ہمیں دیکھتے رہے اور پھر آواز آئی "گو اوے" (GO AWAY یعنی دفع ہو) اور ابھی یہ آواز کانوں میں ہی گونج رہی تھی ایک اور صاحب راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ ہم نے اب تیز تیز چلنا شروع کر دیا تھا، کسی دوکان کی طرف نظر ڈالنے کا حوصلہ ہی نہیں پڑتا تھا۔ ایک دو بار اور ہمیں "گو اوے" سننے کا اتفاق ہوا، بعض شریر لڑکوں نے ازے پر اور بھی فقرے چست کرنے شروع کر دیئے تھے۔

"بہت تنگ کرتے ہیں یہ دوکاندار" میں نے حسن سے کہا۔ "اگر کوئی چیز خریدنے کا خیال تھا تو اب وہ بھی جاتا رہا ہے"

حسن نے اپنی قوم کی ڈیفنس میں کہا "یورپ کی طرح نہیں کہ یہ لوگ کسی کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ دیکھئے یہاں کا ہر شخص آپ کی مدد کے لئے کس بیتابی کا اظہار کر رہا ہے"

"لیکن بھائی ہمیں ایسی مدد کی ضرورت نہیں" میں نے کہا۔

ایک شخص حسن کو روک کر باتیں کرنے لگا اور پھر ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ذرا اپنے کیمروں کو سنبھال کر رکھئے۔

حسن کہنے لگا کہ یہ خفیہ پولیس کا آدمی تھا اور مجھے سمجھا رہا تھا کہ آپ کو احتیاط سے شہر دکھاؤں۔

دوکانداروں کے علاوہ سڑک پر پھیری لگانے والے بھی بلا کے جان لیوا ہو رہے تھے جب ہم ڈاک خانہ پہنچ گئے تو کچھ دیر کے لئے سکون نصیب ہوا۔

حسن بڑی لاپرواہی سے ہمیں سڑک کے بیچوں بیچ لیکر چلتا تھا۔ میں نے کہا ذرا ٹریفک سے بچنا چاہیئے۔ کہیں موٹر تانگہ کے نیچے نہ آ جائیں۔

"اجی یہ یورپ کے بازار نہیں کہ ٹریفک سے بچ بچ کر چلیں، یہاں ٹیکسی والے خود اپنا خیال رکھتے ہیں اور ہم لوگ سڑک پر جہاں چاہیں چل سکتے ہیں" حسن فخریہ انداز میں بولا۔

ایک زمانہ تھا کہ قاہرہ میں سڑک کے حادثوں کی تعداد دنیا بھر میں سب سے کم تھی، بلکہ کوئی حادثہ ہوتا ہی نہیں تھا۔ اگر کوئی بچہ کسی موٹر کے نیچے آ کر کچلا جاتا تو ڈرائیور کی خیر نہیں تھی، ہجوم کو اس سے کیا غرض کہ قصور بچے کا تھا یا ڈرائیور کا۔ وہ تو موٹر کے نیچے بچے کی کچلی ہوئی لاش کو دیکھ کر بے قابو ہو جاتا تھا اور وہیں ڈرائیور کی بوٹی بوٹی نوچ لیتا۔ نہ پولیس تک معاملہ پہنچتا نہ چالان ہوتا، نہ عدالت کی کارروائی تک نوبت پہنچتی، وہیں موقعہ واردات پر ڈرائیور کی قسمت کا فیصلہ ہو جاتا، اگر ضربیں شدید نہ ہوتیں تو اسی نسبت سے ڈرائیور کی "ٹھکس" ہو جاتی۔ الا ماشاء اللہ خیر سلا۔ اب کسے پڑی تھی کہ اندھا دھند اپنی کار کو سڑکوں پر دوڑاتا پھرے۔

جب ہم شہر کے اندرونی حصہ میں پہنچے، تو دوکانداروں کے اس تشدد آمیز رویہ سے کچھ نجات ملی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ہمیں کوئی نہ کوئی صاحب ملتے جو آگے جانے سے منع کرتے اور اپنے کیمروں کو حفاظت سے رکھنے کی تاکید کرتے۔

حسن کے کہنے پر ہم نے کیمروں کو کندھوں پر لٹکانے کی بجائے گلوں میں لٹکا لیا تھا۔ اگر کوئی "چھوکرا" کیمرہ چھین کر کسی گلی میں غائب ہو جاتا تو اسے کون پکڑتا پھرتا۔

چونکہ رمضان کا زمانہ تھا اس لئے درختوں کے سایوں میں کہیں کہیں لوگ بیٹھے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے، عصر کا وقت تھا مسجدوں سے اذانیں بلند ہو رہی تھیں، پورٹ سعید کی ایک قدیم مسجد میں جا کر میں نے اور حسن نے نماز عصر ادا کی، ازے کو باہر ہی باغ میں ایک بنچ پر بٹھا دیا، نماز سے فارغ ہو کر آئے تو اس کے قریب بچوں اور لوگوں کا ایک ہجوم لگا ہوا تھا، اور ایک سپاہی انہیں پیچھے ہٹا رہا تھا۔ ہمیں دیکھ کر ازے کی جان میں جان آئی، حسن نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا یہ انگریز نہیں جرمن ہے۔ اس پر کچھ تنی ہوئی بھویں ڈھیلی پڑ گئیں، ورنہ انگریز قوم سے مصری سخت نفرت کرتے ہیں، اس سپاہی نے حسن کو وارننگ دی کہ ہمیں عرب کوارٹرز میں نہ لے جائے۔ لیکن حسن ایک دلیر قسم کا نوجوان رہنما تھا، کہنے لگا میں خوب سمجھتا ہوں.........

عرب کوارٹرز

اور جب ہم عرب کوارٹرز کے قریب پہنچے تو وہاں

جرمن مہم کے افراد واپس آ رہے تھے کہنے لگے کہ لوگ آگے جانے سے منع کرتے ہیں، تم بھی مت جاؤ۔ لیکن حسن ہمیں بازار سے لے جانے کی بجائے ایک دو گلیوں سے گذار کر اندرونی حصہ میں لے گیا۔

اس حصہ میں ایک مسجد تھی بڑی خوبصورت، لوگ نماز پڑھکر جا چکے تھے، کچھ نمازی ذکر و اذکار میں مصروف تھے۔ ہم خاموشی سے جوتے اتار کر مسجد کے اندر چلے گئے۔ الزے نے اپنے سر کو ایک رومال سے ڈھانپ لیا۔ مسجد کے عین بیچوں بیچ پہنچکر ہم چھت کے نقش و نگار کو دیکھ رہے تھے کہ ایک کونے سے ایک ملا شور مچاتا ہوا لپک کر ہمارے پاس پہنچا، ممنوع ممنوع۔ تم اس فرنگی عورت کو یہاں کیوں لے آئے ہو، ابھی باہر نکال دو اسے"

حسن سے یہ توہین کہاں برداشت ہو سکتی تھی۔ وہ اکڑ کر کہنے لگا کوئی ممنوع نہیں تم کون ہوتے ہو باہر نکالنے والے"، اور اس شور و غل میں ایک دو اور آدمی بھی ہمارے قریب آ گئے، پانچ چھ مصری ایک طرف بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ بس اب حسن میں اور اس ملا میں مناظرہ شروع ہو گیا۔ میں نے بھی کہیں کہیں دخل در معقولات دیا لیکن بات بڑھتی جا رہی تھی۔ الزے کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، لوگ سچ کہتے تھے کہ عرب کوارٹرز میں مت جاؤ، شور و غل سن کر مسجد کے دروازے پر بھی کچھ لوگ جمع ہو رہے تھے، مجھے یہ صورت حال دیکھ کر سخت تشویش لاحق ہوئی، اس گرمی میں بھی ایسا محسوس ہوا جیسے تمام مسجد ایرکنڈیشنڈ ہو گئی ہے۔ مجھے اپنا تو فکر نہیں تھا لیکن الزے کا کیا بنے گا۔ کوئی ایسی ویسی بات ہو گئی تو .... اور میرے ذہن پر طرح طرح کے وسوسے اور توہمات جالے سے بن رہے تھے۔

آخر میں نے اس ملا سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی روزہ رکھ کر فساد پر آمادہ ہو، رسول کریم نے تو عیسائیوں کو اپنی مسجد میں عبادت کی اجازت دی تھی اور تم اس خاتون کو جو جرمن سے (جرمن پر ذرا زور دیکر) اپنی مسجد دیکھنے کی اجازت نہیں دیتے"

اس عرصہ میں جو پانچ چھ مصری ایک جگہ بیٹھے تھے اٹھ کر آ گئے اور بیچ بچاؤ کر کے ملا کو سمجھانے لگے۔

حسن کہنے لگا اس کے ماتھے پر دو شلنگ مار دو خود ہی چپ ہو جائے گا، میں نے فوراً دو شلنگ بٹوے میں سے نکال کر اس کے حوالے کئے اور وہ چپ چاپ اس کونے میں جا بیٹھا جہاں سے اٹھ کر آیا تھا۔ اور تسبیح پھیرنے لگا۔ ہم سب نے اپنی پیشانی سے سرد پسینہ خشک کیا، الزے کہنے لگی بس اب چلو حسن بولا نہیں نہیں مسجد کے مینار کے اوپر چڑھتے ہیں، وہاں پورٹ سعید اچھی طرح اسے نظر آ جائے گا۔ اور پھر وہ ملا کو کوسنے لگا۔ ایسے لوگوں سے ہماری قوم بدنام ہو رہی ہے، میں اس کے متعلق آج ہی جا کر رپورٹ کرتا ہوں۔ آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا اسے، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن الزے اس قدر سہم گئی تھی کہ اب اس ماحول میں زیادہ دیر ٹھہرنا نہیں چاہتی تھی، خیر مسجد کے مینار پر چڑھ کر اس نے ایک دو تصویریں اتاریں اور پھر ہم نیچے اتر آئے۔

حسن تو ہمیں ابھی ایک دو مقامات کی طرف اور لے جانا چاہتا تھا، لیکن میں نے یہی مناسب سمجھا کہ عرب کوارٹرز سے جلد از جلد باہر نکل آنا ہی اچھا ہے۔

حسن کو ہم نے دو شلنگ کی بجائے چھ شلنگ دیئے اور بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ چلتے وقت اس نے اس ملا کو دو چار سنائیں اور اس کے طرز عمل پر بڑی معذرت کا اظہار کیا۔

جہاز پر واپس پہنچے تو ہر شخص اپنی داستان سنا رہا تھا، سردار جی کہہ رہے تھے، ایک شخص انہیں دوکان میں گھسیٹ کر لے گیا اور جب انہوں نے وہاں سے کوئی شے نہیں خریدی تو وہ عربی زبان میں گالیاں نکالنے لگا۔ جرمن مہم کے لوگ عرب کوارٹرز کی طرف جانے لگے تو ان پر پتھر پھینکے گئے۔ کوئی اپنے گائیڈ کی شکایت کر رہا تھا۔ پانچ شلنگ طے کر کے دس شلنگ مانگتا تھا۔ کوئی صاحب اپنی خریدی ہوئی اشیاء دکھا رہے تھے۔ اور یہ معلوم کر کے افسوس کا اظہار کر رہے تھے کہ دس شلنگ قیمت کی چیز کو پندرہ شلنگ میں لے آئے۔ لیکن دوکاندار تو قسم کھا کر کہہ رہا تھا کہ اس سے کم پر یہ چیز سارے شہر میں نہیں ملے گی۔

لیکن جو ہندوستانی افسر کی بیوی ہمارے ساتھ سفر کر رہی تھی اس سے مصری دوکاندار نے بہت اچھا سلوک کیا تھا، چائے بھی پلائی تھی، وہ اس حسن سلوک پر بہت خوش تھی. .... لیکن افسوس تو یہ ہے کہ دوکان کا مالک عیسائی دکاپٹک (COPTIC) تھا۔

جہاز گیارہ بجے شب روانہ ہو رہا تھا۔ ہم نے سوچا شہر کا ایک چکر اور لگایا جائے اس بار ہم نے چینی پادری کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔

اب کہ ایک صاحب ہمیں اپنی سائیکلوں کی دکان پر لے جانے میں کامیاب ہو ہی گئے، کہنے لگے میرے پاس اردو کے کچھ خطوط ہیں اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو پڑھ دیجئے خطوط تو نہیں ان کے پاس ایک پتہ تھا اردو میں لکھا ہوا پھر وہ ہمیں ادھر ادھر کی تصاویر دکھانے لگے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ چاہتے کیا ہیں۔ آخر کہنے لگے مجھے غیر ملکیوں کی تصویریں اکٹھی کرنے کا شوق ہے آپ کو اگر اعتراض نہ ہو تو میرے ساتھ اس گلی میں چلئے وہاں میرا ایک فوٹوگرافر دوست ہے اس سے تصویر کھچواتے ہیں۔ میں نے فادر اور الزے کی طرف دیکھا تو انہوں نے اشارہ سے منع کیا کہ اس کی باتوں میں مت آؤ ہم معذرت کر کے اٹھ آئے۔

اب مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ مساجد سے اذانیں بلند ہو رہی ہیں اور توپیں بج رہی تھیں. .... ہوٹلیں بھری پڑی تھیں اور روزہ دار روزہ کھول کر کھانوں پر ٹوٹ رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک ہوٹل میں ہم نے یونہی جھانک کر جو دیکھا تو اندر سے بہت سے ہاتھ اٹھے اور اشارہ سے اپنی طرف بلانے لگے۔

میں نے الزے اور فادر کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا خیال ہے۔ اندر چلیں۔ کہنے لگے "جیسے تمہاری مرضی۔ ویسے کوئی خطرہ تو نہیں"

میں نے کہا "خطرہ کیا۔ پبلک جگہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ کھانے کا بل ادا کر دیں گے"

جب ہم اندر گئے تو ہمارے لئے جلدی جلدی انہوں نے کرسیاں لگا دیں اور نان اور شوربا آگے رکھ دیا۔ ہم نے تھوڑا تھوڑا کھایا پھر قہوہ کی ایک ایک پیالی پی۔ اور جیب میں سے بٹوہ نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو بہت سے لوگوں نے نو نو کہہ کر ہمیں روک دیا۔ اور ہم ان کا شکریہ ادا کر کے باہر آ گئے۔

الزے اس سے بہت متاثر ہوئی۔ کہنے لگی خدا کی قسم سارے یورپ میں کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ اور جب جہاز پر لوگ بیٹھے پورٹ سعیدیوں کو کوستے تو وہ کہتی کہ تم نے صرف تصویر کا ایک رخ دیکھا۔ ان میں جو خوبیاں ہیں تم انہیں جانتے ہی نہیں۔

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ، حضرت صاحب صدر اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

ولادت مکرم مولنا آفتاب الدین احمد صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ۱۲ اکتوبر کو بچی عطا فرمائی ہے، اللہ مبارک کرے اور عمر طویل عطا فرمائے۔

درخواست دعا - خاکسار کی والدہ کچھ دنوں سے بعارضہ قلب بیمار ہے احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار غفور احمد ولد چوہدری غضنفر علی۔ بدوملہی

شکریہ تعزیت

عزیزم ظہور الحسن کی اہلیہ کی وفات پر افسوس کے اظہار اور ہمدردی کے خطوط احباب سلسلہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے موصول ہوئے، طبیعت کمزور اور دل فکرمند ہونے کی وجہ سے فرداً فرداً جواب دینے سے معذور ہو رہا ہوں، لہذا بذریعہ اخبار سب احباب کی ہمدردیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اپیل ہے سب احباب مرحومہ کے پس ماندگان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں گے۔

خاکسار۔ فضل الرحمن۔ گورڈاسپوری از راولپنڈی

مکتوب بغداد ـــ بقیہ صلہ

حکومتیں مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد قائم ہونے دینا نہیں چاہتیں اسلئے تکفیر کا حربہ جو علمائے اسلام کے پاس ہے اس سے کام لے رہی ہیں وغیرہ وغیرہ، کئی ایک نسخے برائے ارسال مختلف مقامات حاصل کئے ہیں

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور — فون نمبر ۳۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن ۔ بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم شنبہ مورخہ ۱۷ صفر ۱۳۷۴ھ ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۵۶

جواہر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

عفو و درگذر

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تجرع عبدٌ افضل عند اللہ من جرعۃ غیظٍ یکظمہا ابتغاء وجہ اللہ (مشکوٰۃ)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ کسی شخص نے غصّے کے گھونٹ سے جسے وہ صرف خدا کی خوشنودی کے لئے پیتا ہے بہتر و افضل کوئی چیز نہیں پی۔ (مشکوٰۃ)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید من یملک نفسہ عند الغضب (صحیحین)

ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے اصل پہلوان وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو۔

پورے مسلمان بنو

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تم دنیا سے بالکل انقطاع کر کے اسی کی طرف آجاؤ گے وہ تو تمہارا متولی اور متکفل ہو جائے گا۔ جو آدمی تبتل تام نہیں کرتا بلکہ کچھ رو بدنیا رہتا ہے، اور کسی قدر رو بخدا بھی رہتا ہے، وہ کبھی بھی مقصود اصلی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اسے نہ دین کی عزت مل سکتی ہے نہ دنیا کی، خدا تعالیٰ تم سب سے یہ چاہتا ہے کہ تم پورے مسلمان بنو۔ مسلمان کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ انقطاع کلی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو مسلمان پیدا کر کے لاانتہا فضل کئے ہیں بشرطیکہ وہ غور کرے اور سمجھے، ایک ہندو سے رامچندر کے خدا ہوتے یا خدا تعالیٰ کے خالق ہونے پر بحث کرو۔ اس وقت تمہیں ایک لذت اور سرور آئے گا کہ تمہارا خدا کیسا قادر مطلق، محی، ممیت، خالق کل شئے ہے۔ اور برخلاف اس کے جنہوں نے رامچندر جیسے کھانے پینے کے محتاج انسان کو خدا بنایا ہے جب یہ کہیں گے کہ اس کی بیوی کو راون نکال کر لے گیا تو کس قدر شرم اس خدا کے ماننے والوں کو دامنگیر ہوگی، کہ عجیب خدا ہے جو اپنی بیوی کی بھی حفاظت نہیں کر سکا، ایسا ہی آریہ جب اپنے خدا کی یہ صفات مخالف سے سُنے گا کہ اس (باقی صفحہ پر)

امریکہ میں مسلمان

ذیل میں برِ اعظم امریکہ کے مسلمانوں کے متعلق ایک مضمون معاصر "نوائے وقت" سے نقل کیا جاتا ہے، اس مضمون میں امریکہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے عوامل کا بھی ذکر آیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مضمون نگار ان تبلیغی مشنوں کو نظر انداز کر گیا جو امریکہ میں جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے قائم ہیں اور فی الحقیقت یہ مشن بھی تبلیغی عوامل کا ایک حصہ ہیں۔

برِ اعظم شمالی امریکہ ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کناڈا ۔ میں مسلمان آبادی کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے۔ ان میں سے بیشتر عرب ممالک اور پاکستان و ہند کے آباد کار ہیں۔ لیکن تبلیغی مساعی سے اسلام قبول کرنے والے امریکی باشندوں کی تعداد بھی ہزاروں تک پہنچتی ہے، اس سلسلہ میں ایک عام روایت مشہور ہے، کہ جب موروں کو ہسپانیہ سے نکلنا پڑا، تو ان میں سے چند نے امریکہ دریافت کیا تھا، لیکن تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ امریکہ میں باہر سے مسلمان آباد کاروں کی آمد انیسویں صدی کے نصف اواخر میں شروع ہوئی، اور اس سلسلہ میں یہ مشہور ہے، کہ امریکی حکومت نے اپنے صحرائی علاقہ میں اونٹوں کی نشو و نما کی سکیم پر عمل کیا۔ اور عالم عرب سے اونٹوں کے ساتھ ایک عرب ساربان حاجی علی کو بھی درآمد کیا گیا۔ اونٹوں کا تجربہ تو ناکام رہا۔ لیکن حاجی علی کے جو امریکہ میں "ہی جولی" کے نام سے مشہور رہا، پاؤں جم گئے۔ ۱۹۴۰ء میں نیویارک میں ایک کتاب "سر سبز زمین" کے عنوان سے شائع ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا، کہ سولہویں صدی میں ایک مُوری مسلمان نصیر الدین نامی نیویارک کے علاقہ ہڈسن میں آباد ہوا تھا، وہ کافی خوشحال تھا، وہ ایک ریڈ انڈین سردار کی لڑکی کے دام اُلفت کا شکار ہو گیا۔ لیکن اس لڑکی کی اپنے قبیلہ کے ایک اور نوجوان سے منگنی ہو گئی۔ شادی کے دن اس نے لڑکی کو زہر کھلا کر ہلاک کر دیا۔ جس پر نصیر الدین کو اس قبیلہ نے زندہ جلا دیا۔

سب سے پہلے جس امریکی نے اسلام قبول کیا وہ فلپائن میں امریکہ کا قونصل رسل ویب تھا، ۱۸۸۸ء میں اس نے قبول اسلام کا اعلان کیا اور اسلام پر ایک کتاب بھی لکھی، ۱۸۹۲ء میں وہ منیلا سے واپسی پر ہندوستان بھی گیا۔ جہاں اس نے بمبئی مدراس اور حیدرآباد میں خطبات بھی دیئے جن کو مدراس میں ایک مسلم مبلغ مولوی حسن علی نے کتابی صورت میں بھی شائع کیا۔ نیویارک واپس آنے پر محمد ویب نے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ اور "عالم اسلام" کے نام سے ایک جریدہ شائع کرنا شروع کیا۔ انہوں نے اسلام پر متعدد کتابیں لکھیں، ان میں سب سے مشہور "اسلام کے بنیادی عقائد" ہے محمد ویب نے ۱۹۱۶ء میں وفات پائی۔

گذشتہ صدی کے اواخر میں امریکہ میں مسلم آبادکار کثیر تعداد میں آنے لگے شام اور لبنان سے ہزاروں کی تعداد میں آبادکار آئے، بہت سے مسلمان ملاح بھی جہازوں سے کود کر امریکہ میں داخل ہونے لگے۔ ان لوگوں کی اب نیویارک، فلاڈلفیا اور ڈیٹرائٹ میں کافی معقول آبادی ہے،

ہندوستان، ترکی، ایران وغیرہ سے کافی مسلمان آبادکار یہاں آئے، روس کے علاوہ ملائیشیا سے بھی کافی لوگ یہاں آباد ہو گئے۔ اب امریکہ و کناڈا میں مسلمان آبادکاروں کی تعداد کا اندازہ ۸۰ ہزار کے قریب ہے، تبلیغی مساعی سے اب تک ۳۰ ہزار امریکی اسلام قبول کر چکے ہیں۔

امریکہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں تین عوامل کو اہمیت حاصل ہے (۱) اسلام میں عبادت و عقاید نسبتاً آسان ہیں (۲) امریکہ میں مذہبی آزادی (۳) اسلام میں کوئی نسلی امتیاز نہیں ہے، امریکہ میں پاکستانی مسلم آبادکاروں کی تعداد ۲ ہزار کے لگ بھگ ہے (باقی صفحہ ۴ پر)

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ، حضرت صاحب صدر اور دیگر بزرگان سلسلہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— جماعت بمبئی کا پتہ۔ بمبئی جنوبی ہند سے محمد حسین صاحب کریگی سکرٹری جماعت احمدیہ بمبئی لکھتے ہیں، کہ یہاں ایک قادیانی انجمن بھی ہے، ان کا ایڈریس بھی احمدیہ انجمن ہی ہے، اس لئے ہمارے اخبارات اور خطوط بعض وقت ان کے پاس چلے جاتے ہیں، اس لئے اخبار میں یہ اعلان کر دینا ضروری ہے کہ آئندہ ہمارے خطوط اور اخبارات کا پتہ اس طرح لکھا جائے:۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کنیش پیٹھ ہبلی (کرناٹک) انڈیا

یہاں ہماری انجمن کا سب کام خدا کے فضل اور آپ لوگوں کی دعاؤں سے ٹھیک چل رہا ہے دن بدن ترقی نظر آرہی ہے، تاہم احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کو کامیاب فرمائے۔ (باقی صفحہ ۳ پر)

ایک اور کفر کا فتوے

"ڈیرہ غازیخاں سے ایک اور کفر کا فتوے موصول ہوا ہے، جو بجنسہٖ درج ذیل ہے:۔

الاستفتاء:۔ کیا لاہوری مرزائیوں کے ساتھ ناطہ نسبت ہو سکتا ہے۔

الجواب:۔ مرزا غلام احمد بوجہ عقاید باطلہ کے باتفاق علماء اسلام کافر اور خارج از اسلام ہے جیسا کہ متعدد فتاویٰ مطبوعہ موجود ہیں۔ اور یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں۔ چونکہ لاہوری مرزائی بھی مرزا جی مذکور کو برحق اور اس کے عقاید کو صحیح مانتے ہیں اس لئے وہ بھی کافر اور خارج از اسلام ہیں، اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کا ارشاد گرامی ہے ومن یتولھم منکم فانہٗ منھم (جو ان کو تم میں دوست رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے) لہٰذا مسلمان کے لئے حرام ہے کہ وہ کسی مرزائی کے ساتھ خواہ لاہوری ہو یا قادیانی رشتہ مودّت قائم کرے یا ناطہ نسبت کرے واللّٰہ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم۔

العبد

الکاتب قاضی عبیداللہ عفی عنہٗ مفتی ڈیرہ غازیخاں

مرزائی قادیانی اور لاہوری بعضہم من بعض ہر دو فرقہ باتفاق علمائے کرام بموجب حکم آیات قرآنیہ کافر ہیں ازاں مفتی صاحب کے جواب سے کامل اتفاق ہے۔ فقیر غلام جہانیاں عفی عنہ"

یہ فتوے ڈیرہ غازیخاں کے ایک ہفت روزہ اخبار "بلال" میں شائع ہوا ہے، جس کے خلاف وہاں کی قادیانی جماعت نے صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے، جس میں یہ بتایا گیا ہے، کہ فتوے دہندگان میں سے قاضی عبیداللہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں، اور مولوی غلام جہانیاں بریلوی علماء میں سے ہیں، اور ان دونوں کی غرض اس سوئے ہوئے فتنہ کو پھر جگانا ہے جو گذشتہ سال ملک میں منافرت اور انتشار پھیلانے کا موجب ہوا، ریزولیوشن میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور دیگر حکام کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ اس قسم کی فتنہ پردازیوں اور فتوے بازیوں کے سدباب کا انتظام کریں۔ اور اس آگ کو جو مملکت پاکستان کے لئے سخت خطرہ کا موجب ہے، دوبارہ سُلگنے کا موقعہ نہ دیں۔

ہم اس ریزولیوشن کی جس کا مفہوم ہم نے اپنے الفاظ میں لکھا ہے بدل تائید کرتے ہوئے اتنا مزید عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بریلوی علماء کے متعلق تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے کہ ان کے نزدیک تو شاید ہی کوئی اسلامی فرقہ کفر سے بچا ہوا ہو لیکن جہاں تک جماعت اسلامی کا تعلق ہے قاضی عبیداللہ کا فتوےٰ اس کے قطعاً برخلاف ہے، کیونکہ اس جماعت کے بانی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی کا اپنا ایک خط ہمارے پاس موجود ہے، جس میں انہوں نے صفائی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کو اس کے عقاید کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا جا سکتا، پس ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کے پیچھے چلنے والے اس جماعت کو کافر قرار دینے کے لئے کیوں بیتاب ہیں۔

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں اس قسم کے فتاویٰ کفر کا حشر دنیا دیکھ چکی ہے، اس کے بعد بھی یہ لوگ دوسروں کے کفر پر مہر لگانے کی جرأت کیسے کرتے ہیں، عدالت کی رپورٹ سے ظاہر ہے، کہ ان لوگوں بلکہ ان کے بڑے بڑے احبار اور رہبانوں کو بھی جو عدالت میں پیش ہوئے اتنا بھی معلوم نہیں کہ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ اور احمدیوں کو اسلام سے خارج کرنے کی کونسی ایسی وجوہات ہیں جو دوسرے اسلامی فرقوں میں پائی نہیں جاتیں، چنانچہ لکھا ہے:۔

"یہ مسئلہ بنیادی طور پر اہم ہے کہ فلاں شخص مسلم ہے یا غیر مسلم اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکثر ممتاز علماء سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ "مسلم" کی تعریف کریں اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر مختلف فرقوں کے علماء احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے ذہن میں نہ صرف اس فیصلے کی وجوہ بالکل روشن ہونگے بلکہ وہ "مسلم" کی تعریف بھی قطعی طور پر کر سکیں گے کیونکہ اگر کوئی شخص یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعوےٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہو کہ "مسلم" کس کو کہتے ہیں۔ تحقیقات کے اس حصہ کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا۔ اور اگر ایسے سادہ معاملے کے متعلق بھی ہمارے علماء کے دماغوں میں اس قدر ژولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کے اختلافات کا کیا حال ہوگا۔ ذیل میں ہم "مسلم" کی تعریف ہر عالم کے اپنے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ اس تعریف کا مطالبہ کرنے سے پہلے ہر گواہ کو واضح طور پر سمجھا دیا گیا کہ آپ وہ قلیل سے قلیل شرائط بیان کیجئے جن کی تکمیل سے کسی شخص کو مسلم کہلانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے اور یہ تعریف اس اصول پر مبنی ہونی چاہیئے جس کے مطابق گرامر میں کسی اصطلاح کی تعریف کی جاتی ہے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ ۲۳۱-۲۳۲)

اس کے بعد بریلوی عالم ابوالحسنات محمد احمد قادری صدر جمعیتہ العلماء پاکستان، مولوی ابوالاعلیٰ مودودی، امیر جماعت اسلامی، غازی سراج الدین منیر، مفتی محمد ادریس جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور، حافظ کفایت حسین ادارہ تحفظ حقوق شیعہ، مولوی عبدالحامد بدایونی، مولوی محمد علی کاندھلوی سیالکوٹ وغیرہ کے وہ جوابات لکھے ہیں جو مسلم کی تعریف کے متعلق عدالت کے سوالات پر انہوں نے دیئے اور پھر آخر میں لکھا ہے:۔

"ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں، پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے "مسلم" کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالم نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رُو سے کافر ہو جائیں گے"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ ۲۳۵-۲۳۶)

یہ ان مولوی صاحبان کی علمیت کا حال ہے جو جماعت احمدیہ کو کافر کہکر حکومت سے انہیں اقلیت قرار دینے کی التجائیں کر رہے ہیں، خود تو انہیں معلوم نہیں کہ مسلمان کون ہو سکتا ہے اور کافر کون؟ اور خواہ مخواہ لوگوں پر کفر کے فتوے لگا کر عوام کو گمراہ کرتے اور حکومت کو مشکلات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں،

ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کی فتنہ پردازی سے قوم اور ملک کو بچانے کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس کے رُو سے کسی مسلمان پر کفر کا فتوے لگانا جرم قرار دیا جائے، تا کہ اس فتنہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔

آہ! خان مطیع اللہ خان

گذشتہ سے گذشتہ اشاعت میں خان مطیع اللہ خان صاحب کے صاحبزادہ امان اللہ خاں کی وفات کی خبر درج کی گئی تھی، اب یہ سُن کر از حد رنج و افسوس ہوا کہ خود مطیع اللہ خان صاحب بھی جو ملتان سول ہسپتال میں صاحب فراش تھے، داعی عالم بقا ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، خان صاحب موصوف بہت نیک اور بزرگ انسان تھے، ان کی زندگی کے آخری ایام بڑی عسرت اور تنگی کی حالت میں بسر ہوئے یہاں تک کہ انہیں پے در پے دو نوجوان بیٹوں کی موت کا بھی صدمہ دیکھنا پڑا۔ انکی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے شیخ محمد یوسف صاحب گرمنی لکھتے ہیں:۔

"جماعت نے ان دونوں موتوں پر حسن اخلاص، مروّت اور ایثار کا نمونہ دکھایا ہے وہ قابل صد تحسین و آفرین ہے۔ لا کھوڑی شیخ صاحبان جنازہ اُٹھائے جا رہے ہیں، شیخ میاں فاروق احمد صاحب مدشیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب۔ شیخ میاں مغیث احمد صاحب، شیخ میاں عطاء اللہ صاحب کے صاحبزادہ جناب شیخ میاں آفتاب احمد صاحب (شیخ میاں عطاء اللہ صاحب کراچی گئے ہوئے ہیں) شیخ میاں فضل الرحمان صاحب کے صاحبزادہ جناب شیخ میاں مسعود احمد صاحب، شیخ میاں محمد سعید صاحب اور آپ کے صاحبزادہ صاحب جناب شیخ میاں نثار احمد صاحب، خان عبدالعزیز صاحب اور آپ کے صاحبزادہ صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہستیاں ہیں، جو متوفیان کے گھر سے قبرستان تک جنازہ کو کندھا دیتے گئے۔ اور تمام جماعت نے قریب ایک ہزار روپے سے زاید بطور امداد اب تک اس خاندان کو عطا فرمایا ہے جزاہم اللہ۔"

ہمیں اس صدمہ میں خان صاحب ممدوح کی صاحبزادیوں اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

وسطی امریکہ میں تباہ کن طوفان

فلوریڈا۔ (وسطی امریکہ) ۱۴ اکتوبر۔ ایک زبردست طوفان نے آج شمالی ہیماسا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس کے نتیجے پر سینکڑوں اشخاص ہلاک اور ہزاروں مکان پیوست زمین ہو گئے۔ جنوب مغربی ہیٹی بھی ایک سو پندرہ میل فی گھنٹہ رفتار سے چلنے والی آندھی کی لپیٹ میں آ گیا۔ جس سے کئی قصبوں اور دیہات میں تباہی پھیل گئی۔ موسلا دھار بارشوں کی وجہ سے دریاؤں میں طغیانی آ چکی ہے۔ شمال مغربی پانامہ میں چھیانوے گھنٹے کی لگاتار بارش کے بعد سیلاب آ چکا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں ۱۲۔ انچ بارش ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ گواٹی مالا سے بھی سیلاب سے کپاس اور کافی فصلوں کو شدید نقصان پہنچنے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

ہیٹی کے نائب کونسل نے آج یہاں انکشاف کیا کہ گیارہ ہزار نفوس پر مشتمل ایرمن نامی قصبہ طوفان سے تباہ ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ جنوب مغربی ہیٹی کے اس قصبے کے گیارہ ہزار انسانوں کے متعلق ابھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

آخری اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ اب یہ طوفان یہاں سے ۲۹۰ میل شمال مغرب میں تباہ کن جا رہا ہے۔ پیغام صلح: آخری طوفان یہ سیلاب؟

اخبار احمدیہ ۔۔۔ بقیہ صفحہ اول

درخواست دعا

رام پور (ہندوستان) سے ام داؤد صاحبہ لکھتی ہیں:۔

اخبار سے سلسلہ کی حالت کی خبر برابر ملتی رہتی ہے۔ دلی دعا ہے کہ خداوند کریم ہماری جماعت کو نااتفاقی سے بچائے اور پھر سب ایک ہو جائیں۔ میری بچی فریدہ جس کے لئے پیغام صلح میں دعا کی درخواست کی تھی میٹرک میں سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہو گئی ہے۔ میں اپنی بہنوں اور بھائیوں کی شکر گزار ہوں جنہوں نے دعائیں کیں۔ اللہ کریم سب کو اجر عطا فرمائے۔ میں برابر دعا کی محتاج ہوں کیونکہ گردش نے اس قدر گھیر رکھا ہے کہ اس سے نکلنے کا رستہ نظر نہیں آتا۔ احباب اور بہنیں دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ہماری دین و دنیا کو سنوار دے، دینوی پریشانیاں دور ہوں تاکہ دل کو سکون ملے۔

ملک کرم الٰہی صاحب کا نوجوان لڑکا ہسپتال میں بیمار پڑا ہے گردہ میں پتھری کا اپریشن ہونے والا ہے۔ اس کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

جہاد کے متعلق احمدی اور غیر احمدی علماء کے عقیدہ میں فرق

مولانا مودودی کے نزدیک "اسلام اسلحہ اور فتوحات کے زور سے پھیلا"

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کا تبصرہ

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت نے اپنی رپورٹ میں اس امر پر غور کرتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود کی توجیہ جہاد کو ان کے اور ان کی جماعت کے کفر کی وجہ کیوں قرار دیا جاتا ہے، جو نوٹ لکھا ہے وہ اس قابل ہے کہ قارئین کے مطالعہ میں لایا جائے، ذیل میں اس نوٹ کو بغیر کسی تبصرہ کے درج کیا جاتا ہے:۔

اب ہم عنقریب بتائیں گے کہ مرزا غلام احمد نے عقیدۂ جہاد کی جو توجیہہ کی ہے وہ ان کے اور ان کی جماعت کے کفر کی وجہ کیوں بتائی جاتی ہے، لیکن اس سے قبل ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلمان اب تک جہاد کا کیا مطلب سمجھتے رہے۔ اور آج کیا سمجھتے ہیں، جہاد کے متعلق مختلف نظریئے رائج ہیں مثلاً ایک تو کسی مذہبی جنونی کا عام تصور ہے کہ وہ مذہبی جوش میں سرشار ہو کر تلوار ہاتھ میں لئے بلا امتیاز غیر مسلموں کا قتل عام کرتا پھرے، اور یقین رکھے کہ وہ اگر اس جنگ میں مارا گیا تو شہید ہو گا، اور اگر اس قتل و خون میں کامیاب ہوا۔ تو غازی کا مرتبہ حاصل کر لے گا۔ ایک انتہا تو یہ ہے، اور دوسری طرف یہ تصور بھی موجود ہے کہ مسلمان کی پوری زندگی کفر کا مقابلہ کرنے کے لئے وقف ہے (یہاں کفر خطا و شر کے معنی میں استعمال ہوا ہے) لہذا مسلمان کی زندگی میں سب سے بڑی سرگرمی یہ ہے کہ وہ دلیل و برہان کی مدد سے اور جہاں ضروری ہو وہاں قوت سے کام لے کر اسلام کو پھیلائے، تا آنکہ وہ عالمگیر مذہب بن جائے۔ آخر الذکر (یعنی قوت کے استعمال میں) حالت میں وہ کسی شخصی غرض سے جنگ نہیں کر سکتا بلکہ اس جد و جہد کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جو اللہ نے اس پر عائد کیا ہے۔ اور جس کی بجا آوری کی واحد جزا ذات باری تعالےٰ کی خوشنودی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ عام طور پر مسلمہ رائے یہ ہے کہ سورۃ توبہ (سورہ ۹) کی پانچویں آیت نے ان مکی آیات کو منسوخ کر دیا جس میں صرف دفاع کے لئے کفار کے خلاف قتال کی اجازت دی گئی تھی، اس کے برعکس احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت کسی دوسری آیت کو منسوخ نہیں کرتی اور دونوں قسم کی آیات یعنی مکی آیات اور سورہ توبہ کی متعلقہ آیات کے دائرے مختلف ہیں۔ چنانچہ وہ پہلو بہ پہلو چل سکتی ہیں۔ اس سے ناسخ و منسوخ اور اس کے اثرات و نتائج کا مشکل بحث شروع ہو جاتی ہے۔ احمدیوں کی طرف سے یہ استدلال پیش کیا جاتا ہے کہ ناسخ و منسوخ کا عقیدہ اس عقیدے کے منافی ہے۔ کہ قرآن مجید درجہ محفوظ میں تمام کمال موجود ہے۔ اس عقیدے (ناسخ و منسوخ) سے امر کا اعتراف لازم آتا ہے کہ منسوخ شدہ آیت کسی خاص موقعہ کے لئے اتری تھی اور اس موقع پر اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد بیکار ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ کو بعد میں پیش آنے والے واقعات کا علم نہیں تھا جن سے وہ آیت بیکار ہو جانے والی تھی۔ یا اس کا کوئی ناپسندیدہ نتیجہ نکلنے والا تھا۔ اس عقیدے کا تیسرا نتیجہ یہ بتایا جاتا ہے کہ اس سے اس دعوے کی جڑ کٹ جاتی ہے کہ اسلام کے قوانین ناقابل تغیر اور بے لچک ہیں۔ کیونکہ اگر بدلے ہوئے حالات کی وجہ سے ایک نیا الہام ضروری ہو جاتا ہے، تو الہام کی تکمیل کے بعد حالات میں جو تغیرات ہوں گے وہ زیادہ تر الہامات کو بیکار اور متروک بنا دیں گے۔ ہم اس مباحثے کے مالہٗ و ماعلیہ پر اپنی رائے ظاہر نہیں کر سکتے لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے کہ مختصر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقالے سے اور بعض دوسری پیش شدہ تحریرات سے جن میں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی کتابیں بھی شامل ہیں، عقیدۂ جہاد کے متعلق جو کچھ معلوم ہوا اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ اسلام اسلحہ اور فتوحات کے زور سے پھیلا ہے۔ اب جارحیت اور نسل کشی انسانیت کے خلاف جرائم قرار پا چکے ہیں اور انہی جرائم کی بناء پر نیورمبرگ اور ٹوکیو کی مختلف بین الاقوامی عدالتوں نے جرمنی اور جاپان کے ارباب جنگ کو موت کی سزائیں دی ہیں، ایک طرف جارحیت اور نسل کشی کے جرائم ہیں اور دوسری طرف یہ عقیدہ ہے کہ اسلام بزور شمشیر اور بزور فتوحات پھیلا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے، نسل کشی کے متعلق عنقریب ایک بین الاقوامی میثاق مرتب ہونے والا ہے، لیکن اگر جہاد کا وہ نظریہ درست ہے جو ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے تو پاکستان اس میثاق میں ہرگز حصہ نہیں لے سکتا۔ مکی سورتوں کی مندرجہ ذیل آیات میں وہ بلند ترین اور پاکیزہ اصول بیان کیا گیا ہے جس کا دھندلا سا تصور اب کہیں جا کر بین الاقوامی قانون دانوں کو نظر آنے لگا ہے۔ لیکن ہم برابر یہی تلقین کر رہے ہیں کہ جارحیت اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت ہے!

سورۃ ۲۔ آیات ۱۹۰ و ۱۹۳

۱۹۰۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اور تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ لڑتے ہیں اور حد سے نہ نکلو۔ واقعی اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۱۹۳۔ وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین۔ اور ان کے ساتھ اس حد تک لڑو۔ کہ فساد باقی نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے گا اور اگر وہ لوگ باز آ جائیں۔ تو سختی کسی پر نہیں ہو سکتی۔ سوائے بے انصافی کرنے والوں کے۔

سورۃ ۲۲۔ آیات ۳۹۔۔۴۰

۳۹۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے جن سے لڑائی کی گئی۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔۔۔ اور یقیناً اللہ ان کو غالب کر دینے کی پوری قوت رکھتا ہے۔

۴۰۔ الذین اُخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ جو اپنے گھروں سے بلا وجہ نکالے گئے۔ محض اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ تعالےٰ لوگوں کا ایک کا دوسرے سے زور نہ گھٹاتا رہتا۔ تو صومعے۔ خلوت خانے، عبادت خانے اور وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔ بے شک اللہ اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے گا۔ بلا شبہ اللہ تعالےٰ قوت والا اور غلبے والا ہے۔

پیغام صلح: جہاد کی انہی وجوہ کے پیش نظر جو تحقیقاتی عدالت نے آیات قرآنی سے نقل کی ہیں موجودہ زمانہ کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے یہ فتوےٰ دیا کہ وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں، اسکو وجہ تکفیر ٹھیرانا کس قدر ظلم ہے؟

"امن و صلح کے نئے پیغمبر"

پنڈت نہرو ایک امریکی وقائع نگار کی نظر میں

حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کے لئے حکومتِ ہند سے براہ راست بات چیت سے مایوس ہو کر اس سات سالہ تنازعہ کو پھر حفاظتی کونسل میں پیش کرنے پر مجبور ہو گئی ہے وزیر اعظم پاکستان نے اس سلسلہ میں امریکہ میں یہ اعلان کیا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کو غیر معین عرصہ کے لئے ظالمانہ فوجی تسلط کے پنجے میں نہیں رہنے دیا جا سکتا"۔ پاکستان کے اس فیصلہ پر ایک ممتاز امریکی وقائع نگار گارلینڈ ایونز ہاپکنس نے "اقوام متحدہ" سے حسب ذیل مضمون تحریر کیا ہے:۔

پاکستان و ہند کی آزادی کے بعد ریاست جموں و کشمیر دونوں ممالک میں کشمکش کا باعث بنی ہوئی ہے، چالیس لاکھ آبادی کی اس ریاست کے لئے پہلے جنگ تک نوبت پہنچ گئی تھی۔ اور اب بھی یہ بات بعید از امکان نہیں کہ مسلم اکثریت کی اس ریاست کے لئے حکومت خود اختیاری کو آج سے پانچ سال پہلے ہندوستان پاکستان اقوام متحدہ نے تسلیم کیا تھا، لیکن ہندوستان نے مسلسل ایسے حالات پیدا ہونے میں رکاوٹ ڈالی ہے، جن میں ریاست جموں و کشمیر کے عوام آزادانہ استصواب کے ذریعہ اپنی رائے ظاہر کر سکتے، ابھی تک ۱۹۴۹ء کی متارکہ جنگ کی لائن موثر چلی آ رہی ہے اور ہندوستان کا ریاست کے ⅔ حصہ پر فوجی تسلط چلا آ رہا ہے، آزاد کشمیر ⅓ حصہ پر مشتمل ہے۔

"ایک سال قبل وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی اور وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو کے درمیان یہ سمجھوتہ ہوا تھا کہ اپریل ۵۴ء میں ناظم استصواب کا تقرر عمل میں لایا جائے گا، لیکن فروری ۱۹۵۴ء میں پنڈت نہرو اس سے منحرف ہو گئے۔ اور ان کی طرف سے یہ بہانہ تراشا گیا کہ پاکستان نے امریکہ سے فوجی امداد قبول کر کے بین المملکتی معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔

اس وقت خارجہ پالیسی کے سلسلہ میں پاکستان و ہند میں بعد المشرقین کارفرما ہے، حکومت پاکستان نے کمیونزم کی جارحانہ روش کے پیش نظر آزاد دنیا سے تعاون کا فیصلہ کیا ہے، ہندوستان اس کے برعکس کمیونسٹوں سے صلح و دوستی کی پینگیں بڑھا رہا ہے۔

آج کی دنیا میں یہ ایک بہت بڑا تضاد ہے وزیر اعظم پنڈت نہرو کی تلقین اور عمل کا تضاد ہے وہ دوسروں کو جو تلقین کرتے ہیں اس پر خود عمل کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے، وہ اپنی اخلاقی برتری کے نشہ میں اس قدر سرشار ہیں کہ ہمیشہ دوسری قوموں کو پند و نصیحت کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور دنیا کی ہر قوم کے اعمال میں مین میخ نکالنے سے گریز نہیں کرتے۔ آج کل وہ اکثر امریکہ پر زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں، کہ وہ عالمی کمیونزم سے مصالحت کیوں نہیں کرتا، لیکن آج تک انہیں خود اپنے گریبان میں یہ دیکھنے کے لئے جھانکنے کی توفیق نہیں ہوئی کہ کشمیر کے متعلق وہ کس غاصبانہ، غیر جمہوری اور نامنصفانہ روش پر عمل پیرا ہیں۔

"امن و صلح کے یہ نئے پیغمبر پنڈت نہرو سات سال سے مسئلہ کشمیر کے پُر امن حل میں یکے بعد دیگرے رکاوٹیں ڈالتے آ رہے ہیں۔ مختلف مواقع پر انہوں نے اس ذمہ داری سے گریز کرنے اور اپنے ہی عہد سے انحراف کرنے میں نہایت مضحکہ خیز بہانے پیش کئے۔ گو انہوں نے کشمیر میں استصواب کرانے کا وعدہ کیا تھا اور اقوام متحدہ کے سامنے اس ذمہ داری کو قبول کیا تھا اور آج وہ کبھی کبھار اس کا اعادہ کر دیتے ہیں، لیکن وہ عملاً اس کے لئے آمادہ نہیں ہوتے اور بتدریج کشمیر پر ہندوستان کے بزور شمشیر تسلط کو آئینی الحاق کا رنگ دینے کی مساعی میں مصروف ہیں۔ گو انہوں نے کشمیر سے الحاق کو عارضی نوعیت کا مسئلہ قرار دیا تھا۔ لیکن اب انہوں نے مقبوضہ کشمیر پر اپنے آئین کو بھی نافذ کر دیا ہے۔

"پنڈت نہرو اس کوشش میں ہیں کہ ساری دنیا انہیں عہد حاضر کے سب سے بڑے مصلح اخلاق کی حیثیت سے تسلیم کرے وہ ساری دنیا کے لئے حق خود اختیاری تسلیم کرانے کے سب سے بڑے داعی بنے پھرتے ہیں، لیکن جب کشمیر کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو وہ یہاں سب کچھ بھول کر بنوک سنگین فیصلہ سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹتے۔

"پنڈت نہرو ایک خطرناک کھیل میں مصروف ہیں۔ اب ان کی اس پوزیشن کی آزمائش کا ایک اور مرحلہ اس وقت آئے گا، جب حفاظتی کونسل کے سامنے مسئلہ کشمیر پیش ہوگا۔ (یو، این، ایس)

پورے مسلمان بنو

(بقیہ صفحہ اول)

نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ اپنے کسی بڑے سے بڑے پریمی اور بھگت کو بھی کبھی نجات نہیں دے سکتا یا اس نے ایسی شریعت انسانوں کے لئے بنائی کہ ایک مرد اپنی بیوی کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسرے مرد سے اولاد پیدا کرنے کے واسطے ہمبستری کی اجازت دے سکتا ہے تو اسے کیسا شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اگر اس میں غیرت اور حیا کا کوئی مادہ باقی ہو۔ لیکن مسلمان کیسا خوش ہوگا، اور اس کی امیدیں کیسی وسیع ہوں گی۔ جب اپنے خالق کل شے اور قدوس سبحان خدا کو پیش کرتا ہو۔

امریکہ میں مسلمان

بقیہ صفحہ اول

ان میں سے کچھ نیویارک میں رہتے ہیں، ان کی اجتماعی سرگرمیوں کے لئے لیگ قائم ہے، جس کا دفتر ۰۰ کلفٹن سٹریٹ ڈاؤن ٹاؤن نیویارک میں ہے۔ اس کی بنیاد ۱۹۴۶ء میں رکھی گئی تھی، اور اس کے تین سو رکن ہیں، یہ لیگ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم، عبادات، تکفین وغیرہ کا اہتمام کرتی ہے، اس سے پہلے یہاں ۱۹۲۷ء میں مسلم لیگ کے نام سے بھی ایک جماعت قائم ہوئی تھی۔

نیویارک کے اکثر مسلمان کارخانوں میں کام کرتے ہیں لیکن پاکستانی مسلمانوں کی بیشتر تعداد زراعت میں مصروف ہے۔ ان کی سماجی زندگی کا مرکز مسجد ہے، ان میں سے بعض مسلمانوں کی زرعی املاک ایک لاکھ ڈالر سے بھی زیادہ مالیت کی ہیں۔ کیلی فورنیا میں پاکستانی مسلمانوں کی دو جماعتیں ہیں۔ پاکستان نیشنل ایسوسی ایشن آف کیلی فورنیا۔ اور پاکستان ایسوسی ایشن آف کیلی فورنیا۔ اول الذکر کے صدر فضل محمد خان اور موخر الذکر کے سربراہ بدرالدین ہیں۔ بعض پاکستانی مسلمان یہاں تجارت کا کاروبار بھی کرتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کے ۹ ہوٹل اور تین کپڑے کی بڑی دکانیں ہیں۔

امریکہ اور کناڈا کے بہت سے حصوں میں مسلمانوں کی آبادیاں ہیں اور ہر جگہ اپنی اجتماعی اور سماجی زندگی کے لئے انہوں نے جماعتیں بنا رکھی ہیں۔ ان جماعتوں کو ایک نظام کے تحت لانے کی کئی مرتبہ کوشش کی جا چکی ہے۔ ۱۹۵۲ء میں امریکہ اور کناڈا کی مسلم آبادیوں کے مندوبین کا اجلاس ریاست اوہایو کے شہر ٹولیڈو میں ہوا اس میں مجوزہ مرکزی تنظیم کا نام سوسائٹی کی جگہ فیڈریشن رکھنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ اس کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع تر کیا جا سکے۔

۱۹۵۴ء میں مسلمانوں کی کنونشن شکاگو میں ہوئی، اس میں ۵۰۰ مندوبین نے شرکت کی۔ اور یہاں امریکہ و کناڈا کی فیڈریشن آف اسلامک ایسوسی ایشنز کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے صدر عبد اللہ اکرام منتخب ہوئے۔ فیڈریشن کے اغراض و مقاصد کا اندازہ آئین کے پیش لفظ سے ہو سکتا ہے، جس میں کہا گیا ہے۔ کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں۔ ان کی یہ انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات حاصل کریں۔ ان پر عمل کریں۔ اس اصول کے پیش نظر امریکہ و کناڈا کے مسلمانوں کو بھی مقامی طور پر منظم ہو کر ان مقاصد کے لئے سعی و جہد کرنی چاہیئے۔"

پیغام صلح امریکہ میں اسلام کی نشر و اشاعت اور مسلمانوں کی مذہبی و سماجی زندگی کے متعلق ان حالات کو پڑھ کر یہ صاف نظر آتا ہے کہ اس براعظم میں اسلام کے پھیلنے کے کافی مواقع موجود ہیں۔ ہماری انجمن نے سان فرانسسکو میں جو مشن قائم کر رکھا ہے، اگر اس کے حلقۂ اثر کو زیادہ وسیع کیا جا سکے تو زیادہ بہتر نتائج کی امید ہو سکتی ہے، کیا ہمارے محترم دوست شیخ بشیر احمد صاحب منٹو اس طرف توجہ فرمائیں گے؟

پیغام صلح مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء۔ رجسٹرڈ ایل ۸۳۸۔ شمارہ ۶۶

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر ۳۷۳۷

با مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ
آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن۔ بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۷۴ھ - ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۷

دل وہ کیا جس دل میں دردِ مصطفےٰ ہوتا نہیں

حسنؔ

شافعِ روزِ جزا پر جو فدا ہوتا نہیں
اس سے راضی خالقِ ارض و سما ہوتا نہیں

وادیٔ ظلمت میں رہتا ہے بھٹکتا روز و شب
ضو فگن جس دل پہ نورِ مصطفےٰ ہوتا نہیں

جس کے دل میں آتشِ عشقِ نبیؐ ہو شعلہ زن
آتشِ دوزخ کا ڈر اسکو ذرا ہوتا نہیں

جاں وہ کیا جو مضطربِ عشقِ محمدؐ میں نہ ہو
دل وہ کیا جس دل میں دردِ مصطفےٰ ہوتا نہیں

کب مرے دل کو تصور اس کا تڑپاتا نہیں
کب مرے سینے میں اک محشر بپا ہوتا نہیں

اس کے کوچے میں تو لیجائے مرا مشتِ غبار
اتنا بھی کیا تجھ سے اے بادِ صبا ہوتا نہیں

صادقوں سے بر سرِ پرخاش ہوتے ہیں وہی
جن کے دل میں اے حسنؔ خوفِ خدا ہوتا نہیں

مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء

جواہر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات

عن ابی هريرة قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ حیا ایمان سے ہے اور ایمان (ایماندار لوگ) بہشت میں ہیں اور بے حیائی اکھڑ پن ہے، اور اکھڑوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ (ترمذی)

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الحیاء والایمان قرنا جمیعا فاذا رفع احدھما رفع الاخر وفی روایۃ ابن عباس فاذا اسلب احدھما تبعہ الاخر (مشکوٰۃ)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں باہم پیوستہ اور ایک دوسرے کو لازم ہیں، تو جب کسی شخص سے ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی فوراً اٹھا لیا جاتا ہے۔ ابن عباس کی روایت میں یوں آیا ہے کہ جب ان میں سے ایک سلب کر لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے لگ لیتا ہے (یعنی وہ بھی مسلوب ہو جاتا ہے)

میرے نام کا غلط استعمال!

شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

لاہور سے ایک ادارہ کی طرف سے جس نے اپنا نام "مکتبہ احمدیہ" ظاہر کیا ہے برادران مکرمان میاں نصیر احمد صاحب فاروقی اور امجد خان صاحب کا فیصلہ دربارہ انتخاب ممبران مجلسِ معتمدین شائع کیا گیا ہے لیکن اس کی اشاعت کو خدا جانے کس مصلحت کی بناء پر میری طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ نہ اسکے لئے مجھ سے اجازت لی گئی اور نہ ہی "مکتبہ احمدیہ" سے میرا کوئی تعلق ہے مجھے یہ بھی علم نہیں کہ اس ادارہ کے کون بانی ہیں اور کون اور کتنے اس کے عہدہ دار ہیں نہ میں خود کبھی اس ادارہ کی مجلسوں میں شریک ہوا ہوں اور نہ ہی کبھی اس ادارہ کے عہدہ داروں نے مجھے ان میں شرکت کے لئے بلایا ہے پھر نہ معلوم اس کے آخر میں یہ فقرہ کیوں لکھدیا ہے "شیخ عبد الرحمن مصری نے گلزارِ عالم پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر مکتبہ احمدیہ ۲۳ مال روڈ لاہور سے شائع کیا"

چونکہ اخبار پریس میں جا رہا ہے اسلئے فی الحال میں مندرجہ بالا مختصر نوٹ پر ہی اکتفا کرتا ہوں اس پر تفصیلی روشنی انشاءاللہ اگلی اشاعت میں ڈالوں گا۔

عبد الرحمان مصری

دامن کو ذرا دیکھ!

مرتضیٰ خان حسن

جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن ۱۰ اپریل میں احمدیوں کو "ختم نبوت کے انکار" کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج کرنے اور انہیں اقلیت قرار دینے کا مطالبہ پھر بڑے زور و شور سے کیا گیا ہے اور صفحات کے صفحات اس موضوع پر سیاہ کر دیئے گئے ہیں۔ جہاں تک ختم نبوت کا سوال ہے ہم بارہا لکھ چکے بارہا اعلان کر چکے اور اپنی متعدد تالیفات میں بدلائل ثابت کر چکے کہ نہ تو ہمارے امام حضرت مرزا صاحبؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ نبوت اور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اور اب آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ مگر ہمارے مخالفین وہی پرانی رٹ لگائے جاتے ہیں، اور ایسی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں جن سے ہمارا کچھ واسطہ نہیں، اور ہم پھر کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی عقیدہ بھی کتاب و سنت کے خلاف نہیں ہاں یہ ہمارے مخالفین حضرات ہیں جن کے اعتقادات بالبداہت خلاف کتاب و سنت ہیں اور یہ حضرات صرف ختم نبوت کے ہی منکر نہیں بلکہ ان کے اعتقادات کی رو سے توحید باری تعالیٰ پر بھی ایک کاری ضرب لگتی ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بھی لازم آتی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔

ان حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار سال سے آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ اور وہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق فرماتا ہے وما جعلنٰهم جسدًا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین

یعنے ہم نے انبیاء کے ایسے جسم نہیں بنائے کہ انہیں کھانے پینے کی حاجت نہ ہو۔ اور نہ ایسے کہ ان میں کوئی تغیر واقع نہ ہو۔ اور حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ ماجدہ علیہما السلام کے متعلق خاص طور پر فرمایا کانا یاکلان الطعام۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنے جس طرح دوسرے انسان بقائے زندگی کے لئے کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ بھی محتاج تھے۔ اور ما کانوا خالدین فرما کر واضح کر دیا ہے کہ جس طرح دوسرے انسانوں کو خلود حاصل نہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ کو بھی نہیں ہے، ان پر بھی تغیرات واقع ہوتے ہیں جس طرح دوسرے انسانوں پر۔ مگر حضرت عیسیٰ کو دو ہزار سال سے آسمانوں پر زندہ ماننے سے تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ نہ کھانے پینے کے محتاج ہیں اور نہ ان پر کوئی تغیر واقع ہوتا ہے، دوسرے لوگ ومن نعمّره ننکسه فی الخلق (سورۃ یٰسین) کے قانون الٰہی کے مطابق ارذل العمر کو پہنچ جاتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قانون الٰہیہ سے بھی مستثنےٰ ہیں اور وہ کانا یاکلان الطعام کے باوجود بجسد عنصری زندہ موجود ہیں، جس سے بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ وہ بشر نہیں ہیں بلکہ بشریت سے بالاتر ہستی ہیں اور ان میں وہ صفات ہیں جو محض ذات باری کے لئے ہی مخصوص و مختص ہیں۔

کھانے پینے کا محتاج نہ ہونا اور خلود یعنے کسی تغیر کا واقع نہ ہونا یہ وہ صفات ہیں جن کو حضرت عیسیٰؑ کے لئے تسلیم کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ ایک دوسرے خدا ہیں اور اسی دلیل کو نصاریٰ مسیح کی الوہیت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر مسیح صرف نبی ہوتا اور صرف بشر ہی ہوتا تو دوسرے انبیاء کی طرح جو بشر تھے زندگی کے دن کاٹ کر اب تک فوت ہو گیا ہوتا۔ مگر منجملہ دیگر امور مخصوصہ کے اس کی دائمی زندگی، اس کا خدا کے پاس زندہ موجود ہونا، اس پر کسی تغیر کا واقع نہ ہونا، اس کا کھانے پینے سے اور حوائج بشری سے مستثنےٰ ہونا صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ بشر نہیں ہے بلکہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

ان خصوصیات کے ساتھ اگر دوسری خصوصیات کو بھی جیسا کہ ہمارے مخالفین مانتے ہیں شامل کر لیا جائے مثلاً یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعض پرندوں کے خالق بھی تھے۔ اور آپ مردوں کو زندہ بھی کرتے تھے۔ یعنے اگر ان میں خالقیت اور احیائے موتیٰ کی صفات بھی مان لی جائیں تو ظاہر ہے کہ پھر ان کی خدائی میں کسر باقی نہیں رہ جاتی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اندر ایسی صفات ماننا جو محض ذات باری سے ہی مخصوص ہیں۔ یہ وہ فاسد عقیدہ ہے جو توحید باری پر کاری ضرب لگاتا ہے۔ اس سے خدا کی وحدانیت، جو اسلام کا اصل الاصول اور دین و ایمان کی اساس ہے متزلزل ہو جاتی ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات کا کسی انسان کے اندر ماننا شرک فی الصفات کا ارتکاب اور دوسرے الفاظ میں دانستہ یا نادانستہ طور پر توحید باری تعالیٰ کا انکار یا استخفاف نہیں؟ ختم نبوت پر اسقدر چیخنے چلانے والے حضرات پہلے اپنے اقرار توحید کا ثبوت تو پیش کریں

. . . . توحید تو اسلام کی بنیاد ہے، اگر بنیاد ہی نہ رہی یا یہ متزلزل ہو گئی یا اس کا استخفاف کیا گیا تو اسلام کہاں رہا اور ایمان کا کیا باقی رہ گیا؟ فانتبہ ولا تکن من الغافلین یا اخی

اس عقیدہ سے صرف توحید باری تعالیٰ پر ہی کاری ضرب نہیں لگتی اور صرف شرک فی الصفات ہی لازم نہیں آتا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ ماننے سے حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک بھی لازم آتی ہے۔ اور وہ اسطرح کہ حضرت افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو چودہ سو سال سے یثرب میں پیوند خاک ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر دو ہزار سال سے صحیح سلامت زندہ ہوں اس سے بدیہی طور پر حضرت عیسیٰ کی فضیلت لازم آتی ہے، پھر حضرت نبی کریم صلعم کو تو دشمنوں سے بچنے کے لئے غار میں پناہ لینی پڑی مگر حضرت عیسیٰ کو خدا نے دشمنوں سے محفوظ کرنے کے لئے آسمانوں پر اٹھا لیا۔ یہ ترجیحی سلوک حضرت عیسیٰ سے کیوں کیا گیا۔ اس بات کو بھی عیسائی حضرات بڑے فخر و ناز سے حضرت عیسیٰ کی فضیلت، بلکہ الوہیت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور مسلمان ان کے سامنے ندامت سے گردن اوپر نہیں اٹھا سکتے

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را نداد ایں فضیلت را

غرضکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ ماننے سے دونوں قباحتیں لازم آتی ہیں، ایک تو توحید ہاتھ سے جاتی ہے اور دوسرے حضرت سید المرسلین افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک بھی لازم آتی ہے (ونعوذ باللہ من ذالک)

تعجب پر تعجب ہے کہ یہ حضرات ایک طرف تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس قدر غیرت ظاہر کرتے ہیں کہ جو لوگ ان کے زعم میں ختم نبوت کے منکر ہیں انہیں دھکے دے دے کر اپنی قوم سے باہر نکالتے ہیں اور کافر و مرتد قرار دے کر واجب القتل قرار دیتے ہیں، اور دوسری طرف اپنی ہاتھوں سے اپنے نبی کی توہین بھی روا رکھتے ہیں، اور پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ یہی حضرات جو ختم نبوت کا علم بلند کئے پھرتے ہیں اگر بغور دیکھا جائے تو ختم نبوت کے منکر بھی ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے مقام غور ہے کہ اس عقیدہ کی رو سے ختم نبوت کا کیا باقی رہ جاتا ہے، جس صورت میں ہمارے نبی کریم صلعم آخری نبی ہیں تو آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کے کیا معنی؟ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں بلکہ حضرت عیسیٰ آخری نبی ہیں۔ خدا نے صریح الفاظ میں قرآن مجید میں فرما دیا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین

خدا تعالیٰ نے تو حضرت محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین یا آخری نبی فرمایا ہے مگر یہ حضرات قرآن مجید کے اس صریح ارشاد کے خلاف حضرت عیسیٰ کو آخری نبی قرار دیتے ہیں۔ زبان سے دعوےٰ ختم نبوت کا اور عقیدہ یہ؟ اور پھر اس پر دوسروں پر انکار ختم نبوت کا طعن استغفر اللہ ثم استغفر اللہ

حضرت نبی کریم صلعم نے بھی بار بار فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی مگر یہ حضرات اس حکم کو بھی پس پشت پھینکتے ہیں۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کا قول مذکور ہے یاتی

(باقی صفحہ پر)

حضرت مسیح موعودؑ اور احیائے اسلام

شمع کی طرح جلئیں بزم گہِ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کردیں

ایسی بے نفس ہستیاں جو دوسروں کے لئے اپنی زندگی وقف کردیں اور دوسروں کے لئے اپنے آپ کو مصائب کی بھٹی میں جھونک دیں دنیا میں کبھی کبھی ظاہر ہوتی ہیں، ان کی زندگی میں ان کی قدر نہیں ہوتی لیکن ایک وقت آتا ہے جب دنیا ان کو آنکھوں پر بٹھاتی ہے اور سیادت کی کرسی پر جگہ دیتی ہے۔ لاریب اسی بزرگ گروہ کے ایک ممتاز فرد ہمارے حضرت مسیح موعود تھے، جن کی للہیت، خلوص، ایثار اور قربانی کے کارنامے ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔

ہم نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور جنہوں نے نہیں دیکھا وہ بھی آپ کے کلام سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ آپ کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں آپ کے دل میں کوئی درد ہے جس سے بے تاب ہیں، کوئی تڑپ ہے جس سے بے چین ہیں۔ وہ درد کیا تھا؟ وہ تڑپ کیا تھی؟ وہ درد یہ تھا اور وہ تڑپ یہ تھی کہ ایمان کی متاع گرانمایہ جو گم ہو چکی ہے پھر واپس آجائے اسلام کا آفتاب جو گہنا گیا ہے پھر اپنی اصل آب و تاب سے چمکنے لگ جائے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی جس کے مٹانے کے لئے بدبخت دشمنوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا دنیا پر بلند ہو جائے اور سب کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں۔

اس مہتم بالشان مقصد کے لئے آپ نے اپنے نفس پر ہر سختی روا رکھی۔ ہر تکلیف کو بطیب خاطر قبول کیا، ہر دکھ کو برداشت کیا۔ اور ہر مصیبت کا صبر و استقلال سے مقابلہ کیا۔ یہ مقصد آپ کو اس قدر عزیز تھا کہ اس کے لئے جان عزیز کی بھی پرواہ نہ تھی۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ اس راستہ میں اگر میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تو مجھے منظور ہے اسی جذبہ سے آپ کا تمام کلام بھرا پڑا ہے۔ ایک جگہ کس دلسوزی سے فرماتے ہیں ؎

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رو ز ایوان محمدؐ

مقام غور ہے کہ ملک کا بچہ بچہ آپ کا مخالف ہے۔ نہ صرف غیر ہی بلکہ خود آپ کی اپنی قوم آپ کی جانی دشمن ہے۔ وہی لوگ جو کل تک آپ کے مداح تھے آج وہ بدترین معاند بن جاتے ہیں۔ وہی جو کل تک آپ کو ایک بہت بڑا بزرگ اور ولی اللہ مانتے تھے، آج آپ کو مفتری، کذاب اور دجال کہنے لگ جاتے ہیں، وہ آپ پر کفر کا فتوے لگا کر آپ کو جماعت مومنین سے خارج کرتے ہیں آپ کا مقاطعہ کرتے ہیں۔ آپ کو دشمن اسلام اور مرتد قرار دے کر واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ آپ کو تباہ و برباد کرنے اور آپ کی جان لینے کے منصوبے کرتے ہیں۔ حکومت وقت کے پاس آپ کے خلاف شکایات لے جاتے ہیں، اور گورنمنٹ کا باغی ظاہر کر کے آپ کو قید و بند کی سلاسل میں جکڑوانا چاہتے ہیں، خون کے جھوٹے مقدمے دائر کر کے اور جھوٹے گواہ بنا کر آپ کو عدالتوں میں گھسیٹا جاتا ہے اور طرح طرح کے الزامات لگا کر ذلیل و خوار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آپ کے ماننے والوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جاتا ہے، ان سے تعلقات مناکحت وغیرہ حرام قرار دیئے جاتے، ان کے جنازوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانے سے روکا جاتا ہے اور ان میں سے بعض کو بے رحمی سے سنگسار کیا جاتا ہے ؎

دردمندے چو منِ سوختہ زار و نزار
ظاہر احاجتِ تقریر و بیانِ ایں ہمہ نیست

لیکن اس مرد خدا کی ہمت کو دیکھو ایک انچ بھی اپنے عزم سے ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ اس کے پائے استقلال میں ذرا متزلزل واقع نہیں ہوتا وہ پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہتا ہے، مخالفت کے طوفان اور عداوت کی آندھیاں اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتیں۔ ہر مصیبت کے وقت اس کا قدم آگے پڑتا ہے پیچھے نہیں ہٹتا، وہ پوری ہمت پورے جوش اور پورے خلوص سے اپنے کام میں لگا رہتا

مگر کیا وہ اپنے لئے کچھ چاہتا ہے؟ ہرگز نہیں، وہ اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا، وہ اسلام کی عزت چاہتا ہے، وہ محمد رسول اللہؐ کی عزت کا خواہاں ہے، وہ چاہتا ہے کہ ایمان کی گم شدہ متاع پھر دنیا کو حاصل ہو جائے، اسی ایک غرض کے لئے اسی ایک مقصد کے لئے اس کی ساری زندگی وقف ہے، دوستو! دنیا کی عزت چاہنے والے دنیا کے لوگوں کو ناراض نہیں کیا کرتے، بلکہ وہ ہر رنگ میں ان کو خوش کرنا چاہتے ہیں، اگر حضرت مرزا صاحب کا مقصد دنیا ہوتی تو وہ ایسا طریق اختیار کرتے جس سے دنیا خوش ہوتی نہ کہ ناراض۔

افسوس لوگ حقائق پر غور نہیں کرتے ورنہ انہیں واضح ہو جاتا کہ حضرت میرزا صاحب ایک نہایت بے لوث انسان تھے جنہوں نے اپنی قیمتی زندگی اسلام کے لئے وقف کر دی تھی، اور بالآخر اسی راہ میں آپ نے اپنی جان دے دی۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا آپ کا مقصد نہ تھا۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کی ہو؟ اپنے لئے کوئی مکان یا کوٹھی تعمیر کروائی ہو، کوئی زمین خریدی ہو، یا کم از کم ڈیڑھ دو لاکھ روپیہ ورثاء کے لئے جمع کیا ہو، ہرگز نہیں! ساری عمر درویشوں کی طرح زندگی بسر کر کے دنیا سے سدھار گئے۔ جائداد بنانے یا روپیہ جمع کرنے کا سوال ہی کیا جب ذوق ہوتے تو سر پہ قرض تھا۔

فی الجملہ آپ کی تمام مساعی دین کے لئے تھیں، اور آخر خدا نے انہیں بار آور کیا۔ وہی ایمان جس کی تلاش میں سرگرداں تھے جس کے لئے دن رات تڑپتے تھے جس کے لئے اندھیری راتوں میں اٹھ کر اور رو رو کر دعائیں کرتے تھے وہ خدا کے فضل و کرم سے دنیا میں واپس لے آئے اور دنیا کو منوا دیا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ **قرآن فی الواقعہ خدا کا کلام ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے نبی ہیں** وغیرہ وغیرہ، اہل علم طبقہ سے جا کر پوچھو آج وہ اسلام کے متعلق کیا کہتے ہیں۔

عوام کالانعام کا ذکر نہیں، ذکر ان لوگوں کا ہے جو حقیقت بین اور حقیقت شناس ہیں، وہ **معترف ہیں کہ اسلام ہی دنیا کا آئندہ مذہب ہوگا**۔ اسلام میں وہ صلاحیتیں موجود ہیں جن سے دنیا کے ادق مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اور یہی دین بالآخر سب پر غالب آئے گا اور دوسرے تمام ادیان اس کے مقابلہ میں ماند پڑ جائیں گے۔

آپ تاریخی طور پر تفحص کر کے دیکھ لیں کہ اہل علم طبقہ پر اس حقیقت کے انکشاف کا زمانہ اور حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خدام کی مساعی کا زمانہ ایک ہی ہیں، بالبداہت دنیا میں یہی ایک تحریک تھی جو اسلام کو پیش کرنے میں پیش پیش تھی۔ اہل علم دنیا کی رائے میں اگر تبدیلی واقع ہوئی تو اسی تحریک سے ہوئی نہ کہ لاغیر، اور اب تو امریکہ۔ افریقہ۔ انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک میں یہ تحریک ایک مستقل حیثیت حاصل کر چکی ہے، ہزاروں نفوس نور ایمان سے منور ہو گئے۔ ہزاروں کے دلوں میں اسلام کی صداقت نے گھر کر لیا۔ اگر علی الاعلان ہزاروں کلمہ توحید پڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آچکے ہیں تو ہزاروں ایسے ہیں جو دل سے ایمان لا چکے ہیں مگر اعلان کرنے میں مشکلات پاتے ہیں۔

یہ سب اسی مرد خدا کی بے لوث خدمات کا نتیجہ ہے، جو اپنے بیگانوں کے ظلم و ستم کا آماجگاہ بنا رہا۔ جسے کافر کہا گیا، مرتد کہا گیا، اور کیا کچھ نہ کہا گیا، اور کیا کیا اس پر ظلم نہ ڈھائے گئے۔ وہ ایک خاص انسان تھا۔ اس نے لوگوں کے ظلم و ستم کی ذرا پرواہ نہ کی، اور اپنے مقصد سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہوا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ کامیاب و کامران ہوا۔

وہ خود دکھ پر دکھ سہتا رہا وہ خود مصائب پر مصائب جھیلتا رہا، وہ خود ہر قسم کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتا رہا مگر اسلام کو زندہ کر گیا اور ایک دنیا کو نور اسلام سے منور کر گیا۔ ایسی ہی قابل قدر ہستیوں کے متعلق کسی نے کہا ہے ؎

شمع کی طرح جلئیں بزم گہِ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کردیں

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا ؎ اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ ؎ مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
بے بے زخموں پہ نگاہ کرم کر میں رنجور ہوں ؎ میری فریاد و تکوش میں ہو گیا زار و نزار

(مسیح موعود)

اخبار و افکار

امریکہ میں طوفان

وسطی امریکہ میں طوفان کی خبر گذشتہ اشاعت میں درج کی جا چکی ہے، بعد کی اطلاع ہے:-

"نیویارک ۱۶ راکتوبر - طوفان باد نے کل امریکہ کے اوقیانوسی ساحل پر تباہی مچا کر کم از کم ۱۳۰ افراد کو ہلاک اور کروڑوں ڈالر کی مالیت کا نقصان کر دیا تھا - آج کینیڈا کی تحصیل اونٹاریو کی طرف گذر گیا کل جنوبی کارولینا پر طوفانی جھکڑ ۱۳۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے حملہ آور ہو گئے تھے - لیکن اب خبر ملی ہے کہ تحصیل اونٹاریو سے گذرتے ہوئے اس کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک گر چکی ہے۔

طوفان ختم ہونے کے بعد نیو انگلینڈ کی جنوبی ریاستوں کے لوگوں نے نقصانات کا اندازہ لگانا شروع کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ مکانات بہہ چکے ہیں یا اُڑ چکے ہیں، عمارتیں زمین دوز ہو گئی ہیں یا تباہ ہو چکی ہیں، پل ٹوٹ چکے ہیں، سڑکیں زیر آب ہیں، درخت جڑوں سے اکھڑ چکے ہیں جہاز اور کشتیاں سمندر میں بہہ کر دور جا چکے ہیں، ٹیلیفون اور تار کے سلسلے ٹوٹ چکے ہیں، اور ہزاروں خاندان بے گھر ہو چکے ہیں۔

طوفان نے جنوبی کارولینا سے لے کر شمالی کارولینا تک ورجینیا، میری لینڈ، ڈیلاویر، پنسلوانیا اور نیویارک اسٹیٹ کے سات سو میل لمبے علاقہ میں تباہی مچائی ہے۔

ماہران موسمیات نے اسے امریکی تاریخ کے انتہائی دہوکہ دینے والے خوفناک ترین طوفانوں میں سے قرار دیا ہے"

غور کرنے کی بات ہے، دنیا کے مختلف حصص میں ایک ہی وقت میں طوفان باد و باراں کے یہ واقعات کیوں رونما ہو رہے ہیں؟ کیا یہ مشیت الہی کا ایک کھلا ہوا انتباہ نہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس سے روگردانی اختیار کرنا رضائے الہی کے بجائے اس کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہے؟

عذاب کا اصل موجب

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ مامورین کے مخالفین پر جو ان کے لئے ایذا رسانی کا موجب ہوتے ہیں عذاب کا آنا کوئی معنے رکھتا ہے، لیکن امریکہ جیسے دور دراز مقام پر جہاں کے لوگوں پر کوئی اتمام حجت بھی نہیں ہوئی اور نہ انہیں اسلام کا صحیح علم ہے نہ حضرت مرزا صاحب کا نام ہی انہوں نے سنا ہے، عذاب آنے کے کیا معنے ہیں، فی الحقیقت غور کیا جائے تو یہ عذاب کسی مذہب یا کسی مامور کی مخالفت کا نتیجہ نہیں بلکہ صرف لوگوں کو غفلت سے بیدار کرنے کیلئے ہے تاکہ وہ فسق و فجور کو چھوڑ کر نیکی کا رستہ اختیار کریں، بیشک حضرت مرزا صاحب کی صداقت ان سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ سالہا سال پہلے انہوں نے ان عذابوں کے آنے کی خبر دی لیکن جیسا کہ آپ نے خود بتایا ہے ان کا اصل موجب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اصل باعث انسانی اعمال ہی ہیں ۔۔۔ کسی مامور کو جھٹلانے اور دکھ پہنچانے سے تعلق رکھتے ہوں یا خدا سے غفلت اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرنے سے، اللہ تعالیٰ ان چھوٹے چھوٹے عذابوں سے جو اس وقت پے در پے دنیا میں آ رہے ہیں اسی طرح ڈرا رہا ہے جس طرح کوئی حکومت اعلان جنگ سے پہلے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے مخالفین کو ڈرانی اور دھمکاتی ہے انہیں متنبہ کرتی ہے، اور اگر وہ اس سے باز نہ آئیں تو پھر خطرناک گولہ باری ان پر کی جاتی ہے - پس اس انتباہ سے ڈر کر انسانوں کو خدا کے حضور جھک جانا چاہیئے اور گناہ کی زندگی چھوڑ کر نیکی کا رستہ اختیار کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ ہماری غفلتیں اور گناہ آلودہ زندگیاں کسی بہت بڑے عذاب کو لا کر کامل تباہی و بربادی کا موجب ہو جائیں،

تفاوت رہ

بھارت کی یو پی کونسل میں ذبیحہ گاؤ کی بندش کا قانون زیر بحث تھا، ہندو اور مسلمان ممبروں کے اس تفاوت رہ کو دیکھئے کہ وہ ہندو ممبروں نے اس بل کی مخالفت میں آواز اٹھائی اور ایک مسلمان ممبر (حافظ محمد ابراہیم وزیر خزانہ) نے ذبیحہ گاؤ کی بندش کی حمایت بڑے زور سے کی۔

مسٹر گووند سہائے (آزاد) نے بتایا کہ ہندو مذہب میں گاؤ کشی کی مخالفت نہیں اور ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے بھی گائے ذبح کی جاتی تھی -

مسٹر پربھو نارائن سنگھ (پرجا سوشلسٹ) نے کہا کسی طبقہ کے مذہبی نقطہ نگاہ کو دوسروں پر لادنا غیر مناسب بات ہے۔

ان دونوں ہندو ممبروں کے مقابلہ میں مسلمان کی آواز بھی سن لیجئے، وزیر خزانہ حافظ محمد ابراہیم نے مباحثہ میں حصہ لیتے ہوئے ایوان کو یقین دلایا کہ مسلمانوں نے گاؤ کشی بالکل ترک کر دی ہے اس لئے کہ مسلمان فرقہ وارانہ اتحاد کو گاؤ کشی سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے بڑے بڑے مذہبی رہنماؤں - جیسے مولانا حسین احمد مدنی نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ گاؤ کشی کو ترک کر دیں حافظ جی نے کہا کہ اس ملک کے عوام کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے مسلمان ہر ایسی کوشش میں تعاون کو تیار ہیں جو گاؤ کشی کے سلسلہ میں کی جائے۔ مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا اگر گاؤ کشی قانوناً ممنوع قرار دی جائے گی،

سن لیا آپ نے؟ ایک وقت تھا جب مامور الٰہی نے اسی اتحاد کی خاطر صلح کا ایک پیغام ہندوؤں کو دیا تھا جس میں ذبیحہ گاؤ کو اس شرط پر ترک کرنے کا عہد کیا تھا کہ ہندو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنا چھوڑ دیں اور آپ کو اسی طرح خدا کا سچا نبی یقین کر لیں جس طرح ہم کرشن اور رامچندر کو اپنے وقت کے راستباز انسان سمجھتے ہیں، اس وقت اس آواز کو ان سنی کر دیا گیا - آج بھارت کے مسلمان اس قدر گر چکے ہیں کہ خود بخود ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں کہ ہماری تو یہ [illegible] اتحاد کی ضرورت [illegible] ذبیحہ گاؤ کی بجائے، بہت اچھا خدا کرے [illegible] اتحاد

(باقی کالم پر تے کے نیچے)

دامن کو ذرا دیکھ

(بقیہ صہ ۲)

من بعدی اسمہ احمد یعنے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ احمد رسول میرے بعد آئیں گے جب حضرت یہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں آنے والے ہیں تو پھر یہ آیت کہاں درست رہی بالبداہت یہ غلط قرار پائی - لیکن یہ حضرات ان حقائق پر غور نہیں کرتے - مثلاً قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کے متعلق ہے رسولاً الی بنی اسرائیل جس صورت میں وہ رسولاً الی بنی اسرائیل ہیں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے کیونکر آ سکتے ہیں؟ محض یہ کہدینا کہ وہ امتی ہو کر آئیں گے نبی نہیں ہوں گے کچھ فائدہ نہیں دے سکتا نبی کبھی نبوت سے معزول نہیں کیا جاتا - اور حضرت عیسیٰ کے متعلق یہ تصور کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو منصب نبوت سے معزول کر کے دنیا میں بھیجے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے تو یہ فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو مسلوب النبوۃ قرار دینا کفر ہے اور بات بھی ٹھیک ہے ایک نبی کو غیر نبی قرار دینا صریح اس کی نبوت کا انکار ہے - جو کفر ہے - اور اگر بالفرض وہ غیر نبی ہو کر آئیں گے اور ان کی حیثیت ایک مجدد کی ہوگی، تو یہ کام تو اس امت کے مجددین بھی کرتے ہیں حضرت عیسیٰ کی کیا ضرورت تھی؟ غرضیکہ یہ حضرات حضرت عیسیٰ کو زندہ مان کر اور ان کی دوبارہ آمد کا عقیدہ رکھ کر صریح طور پر ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں - گو وہ زبان سے اس کا اقرار نہ کریں -

حاصل کلام یہ کہ دوسروں کو ختم نبوت کی بناء پر کافر اور مرتد بنا کر خارج از دائرہ اسلام قرار دینے والے اور ان کو اقلیت قرار دینے پر اصرار کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ وہ خود کہاں تک ختم نبوت کے قائل ہیں؟ دوسرے تو بزعم ان کے صرف ختم نبوت کے ہی منکر ہوں گے مگر ان حضرات کے اعتقادات سے تو یہ لازم آتا ہے کہ یہ صرف ختم نبوت کے ہی منکر نہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کے بھی مرتکب ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ ان کے اعتقادات کی رو سے اللہ تعالیٰ کی توحید پر بھی کاری ضرب لگتی ہے، باایں ہمہ زبان سے دعوے یہ ہے کہ وہ پکے مسلمان ہیں اور دوسرے کافر اور بے ایمان ہے

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

بقیہ نوٹ کالم ۲ سے

کر لیں۔ جس کی امید نہیں کیونکہ انہیں تو مسلمان کا نام ہی ناگوار ہے، اسکو مٹانے کے لئے کبھی یہ شرط ہے اور کبھی وہ۔

کوئی قوم نہیں بن سکتی جب تک جان اور مال کی قربانی پیش نہ کی جائے

برلن مسجد اپنی خستہ حالی کی وجہ سے ہمیں شرمندہ کر رہی ہے

قوم سازی کے اصول جو قرآن مجید نے ہمیں سکھائے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون .... ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (آل عمران رکوع ۱۴)

قوم سازی کی بنیاد

ان آیات میں قوم بنانے کا بڑا اہم طریقہ بیان کیا گیا ہے اس کی بنیاد تو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی فرمانبرداری پر ہے یعنے قوم سازی کا اصل اصول یہی ہے کہ اللہ اور اس کے احکام کی پوری فرمانبرداری کی تعلیم دی جائے، خدا کا خوف دل میں ہو اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس راہ پر چلایا ہے اس پر قوم کو چلایا جائے، اس کے بعد فرمایا کہ قوم نہیں بن سکتی جب تک مال کی قربانی پیش نہ کی جائے۔ دوسری جگہ مال کے ساتھ جان کی قربانی کا بھی مطالبہ کیا ہے، اور فی الحقیقت کوئی قوم نہیں بن سکتی جب تک جان اور مال کی قربانی نہ دی جائے۔ یہاں پر صرف مال کی قربانی کا مطالبہ کیا ہے اور اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ وہ قوم کبھی نہیں بن سکتی جس کے افراد میں حلم نہ ہو، وہ دوسروں کے قصوروں کو معاف نہ کر سکتے ہوں ان کے قلب کے اندر وسعت نہ ہو، قوم سازی کے لئے ضروری ہے کہ خدا کے رستہ میں اور اس کے دین میں مواخات پیدا کرنے، ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور ایک دوسرے کی امداد کے لئے روپیہ خرچ کیا جائے، اس کے ساتھ حلم سیکھیں، اپنے نفس پر ضبط ہو، اپنی غلطی پر اصرار کرنا چھوڑ دیں، یہ وہ صفات ہیں، جن سے قوم بنتی ہے اور خدا خوش ہوتا ہے۔

دوسری کسی کتاب میں قوم سازی کا یہ رنگ نہیں

اس رنگ کی قوم سازی کسی قوم کی کتاب میں نظر نہیں آتی، کوئی کتاب ایسی نہیں جس نے یہ بتایا ہو کہ قوم سازی کے لئے ضروری ہے کہ خدا تمہارے سامنے ہو، اس کے رستہ میں اپنا روپیہ خرچ کیا جائے حلم سیکھا جائے، تکبر نہ ہو، وسعت قلبی پیدا کی جائے، ایک دوسرے کی غلطیوں سے درگذر کیا جائے، ایک دوسرے کو معاف کر دیا جائے، اپنی غلطی پر اصرار نہ کیا جائے، یہ صرف قرآن ہی کا خاصہ ہے کہ اس نے قوم سازی کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے، اور بتایا ہے جب کسی قوم میں یہ صفات پیدا ہو جائیں، تو وہ متقیوں میں شمار ہوتی ہے۔

اللہ اور رسول کی فرمانبرداری

فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون، اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ ان کے احکام کی متابعت کرو اگر یہ رستہ اختیار کرو گے تو تم پر رحم ہوگا وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم اپنے رب کی مغفرت کی طرف جلدی کرو و جنۃ عرضھا السموات والارض اس کی مغفرت اور اس کا کرم، راحت کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور ایسی جنت عطا کرتا ہے جس کی وسعت زمین و آسمان پر حاوی ہے، اعدت للمتقین وہ صرف متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

مالی قربانیاں

متقی کون ہے اس کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے، الذین ینفقون فی السراء والضراء وہ لوگ فراخی اور تنگی دونوں حالتوں میں مال خرچ کرتے ہیں یہ صفت مومن کے تقویٰ اور اس کے اخلاص پر دلالت کرتی ہے۔ مال عزیز کا فی سبیل اللہ خرچ کرنا طاعت شاقہ ہے جو عرفان و تقوےٰ کی وجہ سے میسر آتی ہے، مال انسان کو بہت محبوب ہوتا ہے، مال سے اس کی زندگی کا قیام ہے۔ مال سے ہی سامان معیشت اور سامان راحت میسر آتے ہیں اور بیماریاں اور مصیبت کلالت اس کے ذریعہ سے دور ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے وقت میں تو دولت عزیز ہو سکتی ہے اور نہ جان۔ دونوں کی قربانیاں ہم مانگتے ہیں، جب تک اپنی عزیز ترین چیز کو خرچ نہ کرو گے نہ قوم بن سکتی ہے نہ خدا کی رضا حاصل ہو سکتی ہے، فرمایا الذین ینفقون فی السراء والضراء کوئی غریب ہو یا امیر دین کے لئے، قوم سازی کے لئے سب کو خرچ کرنا ہوگا۔ وہ جن کو خدا نے وسعت دی ہے اور وہ بھی جن کی حالت عسر کی ہے، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، لڑکے اور لڑکیاں سب اپنی اپنی وسعت کے مطابق خدا کے رستہ میں دیں جب جا کر قوم بنتی ہے، اسی سے قوت بڑھتی اور اسی سے عزت بڑھتی ہے. لینفق ذو سعۃ من سعتہ جو صاحب وسعت ہو وہ اپنی وسعت کے مطابق دے ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اتٰہ اللہ اور جس پر رزق کی تنگی ہو وہ اتنے میں سے خرچ کرے جتنا اللہ نے اسکو دیا ہے علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ فراخی والے پر اس کی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا ہے اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے الغرض ہر حالت میں خدا کے حکم کے پیش نظر اپنے عزیز مال کو فی سبیل اللہ صرف کرنا ضروری قرار دے۔

صحابہ کرام کی مالی قربانیاں

لکھا ہے جب یہ آیت اتری لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تم نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اس چیز میں سے خرچ نہ کرو جس کو تم سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہو، تو حضرت ابو طلحہ رضی نے ایک بڑا قیمتی باغ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، اور عرض کیا چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اپنا عزیز ترین مال صرف کرنا ہی نیکی کا ثبوت ہے اس لئے میں اپنا سب سے زیادہ قیمتی باغ بیرحا پیش کرتا ہوں، اسی طرح حضرت عثمان رضی نے ایک جنگ کے موقعہ پر دیناروں سے بھری ہوئی تھیلی لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دی حضرت ان کو ہاتھ میں اٹھاتے اور ان سکوں کو انگلیوں کے درمیان سے نیچے گراتے اور تبسم سے اظہار خوشی کرتے تھے کہ میرے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے کیسا دل دیا ہے۔ ایک جنگ کے موقعہ پر حضرت عثمان رضی نے کہا کہ میں ساری فوج کے لئے سامان رسد دوں گا، اور ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ میں نے ساری رات کسی کے کھیت کو پانی دیا ہے اور اس کے معاوضہ میں دو سیر کھجور ملے ہیں جو خدا کے رستہ میں پیش ہیں، حضرت صلعم نے اس کی بڑی قدر کی، خدا کو اس بات کا اندازہ ہے کہ اس نے اپنی کمائی دیدی خواہ وہ کتنی بھی تھوڑی ہے، اسی طرح حضرت ابو بکر رضی حضرت عمر رضی، سعد بن وقاص رضی نے بڑا بڑا مال خدا کے رستہ میں دیا۔

ہماری جماعت کی قربانیاں

ان کا نمونہ ہمارے لئے عملی سبق ہے کہ امیر آدمی اپنی کمائی میں سے اپنی وسعت کے مطابق دے اور غریب آدمی بھی عذر نہ کرے کہ میں غریب ہوں ایک طالب علم بھی اپنی جیب خرچ میں سے دے قطرہ قطرہ سے بہت کچھ ہو جاتا ہے یہاں کوئی نواب بیٹھے نہیں جنہوں نے اتنا بڑا کام سنبھالا ہوا ہے، یہ غرباء کی جماعت ہے، خدا نے اس سے کام لیا امریکہ میں مشن، برلن میں مشن، لندن میں مشن ہیں پہلے وقت میں جب لوگ چاروں طرف دنیا پر گرے ہوئے ہیں،

اس غریب جماعت کو خدا نے کتنا شرف عطا کیا ہے، یہ ہمارے امام کا بہت بڑا معجزہ ہے، یورپ دانگ عالم میں اس جماعت کی قربانیوں اور اس کی خدمات کا شہرہ ہے، وہ لوگ جو برلن یا لندن میں جا کر اپنی آنکھوں سے ہماری دینی خدمات کو دیکھتے ہیں وہ قائل ہو جاتے ہیں، کہ فی الواقع اس نے بڑا کام کیا ہے، اگر یہ جماعت خدا کی طرف سے نہ ہوتی تو اتنا کام نہ کر سکتی تھی۔

برلین مسجد کے امام

ہمارے برلین کے امام سے ہم سے غلطی ہوئی کہ وہ کام کو چھوڑ کر چل دیئے۔ لیکن ہم اس پہ خفا ہونے کے بجائے کہتے ہیں الخیر فیما وقع ہم اس کے خلاف کچھ نہیں کہتے وہ چلے آئے ان کی مرضی، اب ان کی جگہ ایک اور شخص جرمن مسلمان جن کا نام (Hassan A. Kornmumpf) ہے، انہوں نے اپنی تعلیم کا کورس ختم کر لیا ہے، اور اب ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے ایک کتاب لکھ رہے ہیں انہوں نے برلین مسجد میں تبلیغ کا کام سنبھال لیا ہے، وہ ایک قابل اور مخلص عالم ہے، اور ایک جرمن نہاتون مسز موسلر بھی وہاں زمہ سے مقیم ہے جس نے جنگ کے زمانہ میں بھی اکیلی وہاں رہ کر مسجد اور مکان کی حفاظت کی ہے اور تبلیغ میں دلچسپی لیتی ہیں۔

برلن مسجد کا مطالبہ

لیکن مسجد کو جو نقصان جنگ کے دوران میں پہنچا اس کی تلافی ابھی نہیں ہوئی، یورپ کے قلب کے اندر یہ ایک ہی مسجد ہے، جو آج کل اپنی خستہ حالی کی وجہ سے ہم کو شرمندہ کر رہی ہے، اس کے کھنڈرات بھی اس کی عظمت کے شاہد ہیں اور بتا رہے ہیں کہ ایک جماعت جو کسی مملکت کی مالک نہیں، اسکو خدا نے توفیق دی کہ ایسی عظیم الشان مسجد یورپ کے قلب میں کھڑی کر دی، اس کی توفیق نہ مصریوں کو ملی، نہ عربوں اور ترکوں کو، آپ لوگ اپنی اس عزت کو نہ گنوایئے اور ینفقون فی السراء والضراء کا عملی نظارہ ایک دفعہ پھر دکھا دیجئے، ہر ایک آدمی اپنی وسعت کے مطابق کچھ نہ کچھ خرچ کر کے اس مسجد کو اپنی اصلی حالت پہ کھڑا کر دے۔

کظم غیظ

والکاظمین الغیظ روپیہ خرچ کرو، تو محض خدا کے لئے خرچ کرو، کسی پہ احسان جتانے کے لئے خرچ نہ کرو، مال خرچ کر کے تکبر و غرور کا مظاہرہ نہ کرو، بلکہ انکساری حلم کی صفات سے متصف ہو جاؤ، اگر کسی سے غلطی ہو جائے تو والکاظمین الغیظ کا سبق سامنے رکھو، خفگی کے تلخ گھونٹ پی کر صبر کرو، عربی میں کہتے ہیں کظم النهر و کظم القربة بعد ملئها۔ یعنی نہر کو بند کر دیا۔ اسی طرح مشکیزہ کے منہ کو بند کر دیا جب مشکیزہ بالکل پُر ہو گیا اور اس کا پانی بہہ نکلنے لگا، تو فرمایا جس کو اشتعال آ جائے اور اس کی خفگی آنکھوں یا ہاتھوں سے ظاہر ہونے لگے اسکو چاہیئے کہ وہ ضبط کرے اور خفگی کو پی جائے، علامہ زمخشری اور امام رازی نے اس پہ دو تین قیمتی حدیثیں بیان کی ہیں، ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کظم الغیظ وهو یقدر علی انفاذه ملأ الله جوفه امنا وایمانا۔ یعنی طاقتور شخص جو انتقام لے سکتا ہے اگر اپنے غصے کو پی جائے تو اللہ تعالے اس کے قلب کو امن اور ایمان سے معمور کر دیتا ہے، اور اگر اس نے انتقام لے لیا تو یہ بھی چھوٹا بن گیا۔

حضرت عمر رضہ کا غصہ کتاب اللہ کے سامنے ٹھنڈا ہو گیا

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصہ کی حالت میں کڑوا گھونٹ پیتا ہے اس کا مرتبہ بہت بڑھ جاتا ہے، حضرت عمر رضہ کے پاس ایک بدو آیا اور اس نے ان سے کہا لا تعطینا بالجزل تیری خیرات نہایت کم ہے تو ہمیں دیتا کچھ نہیں، کوئی خیرات، کوئی صدقہ ہمیں نہیں دیتا ولا تحکم بالعدل اور عدل کے ساتھ حکمرانی بھی نہیں کرتا، حضرت عمر رضہ سا عادل کون ہو گا، آپ کو غیظ ہو گیا ایک آدمی نے اسی وقت کہا اللہ تعالے نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا تھا خذ العفو عفو سے کام لو، اس بات کا سننا تھا آپ وہیں ٹھنڈے ہو گئے، پھر اس نے دوسرا حکم سنایا وأمر بالعرف اس کو اچھی بات کہدو واعرض عن الجاهلین جاہلوں سے اعراض کرو، لکھا ہے فما جاوزها عمر حین تلاها۔ جب اس شخص نے یہ آیت کریمہ پڑھی تو وہیں کے وہیں رہ گئے۔ وکان وقافا عند کتاب الله وہ خدا کی کتاب کے احکام کے سامنے وہیں ٹھہر جانے والے تھے۔ یہ وہ بادشاہ ہے جس کے سامنے خدا کی کتاب کی عظمت ہے، ورنہ کون بادشاہ ہے جس کے سامنے ایسی بات کہی جائے اور وہ اپنا سر جھکانے کے لئے تیار ہو،

صحابہؓ کا غلام سے سلوک

ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دور جگہ اپنے غلام پر جو کوڑا اٹھایا تو حضورؐ نے آواز دی یا ابا مسعود اس نے شاید نہیں سنا اور حضرت چلتے چلتے اس تک پہنچ گئے اور اس سے کہا یا ابا مسعود ان الله اقدر علیك منك علی غلامك یعنی جتنا زور تم اپنے غلام پہ دکھا سکتے اس سے کہیں زیادہ زور اللہ تعالے تم پر دکھا سکتا ہے فسقط السوط من یده کوڑا اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور اس نے غلام سے کہا میں تمہیں آزاد کرتا ہوں، اسکو کہتے ہیں کظم الغیظ، ایک شخص نے حضرت ابو ذر سے کہا یہ کیا بات ہے کہ تمہارے غلام کا بھی وہی لباس ہے جو تمہارا ہے، انہوں نے جواب دیا ایک دفعہ میں نے اس غلام کو گالی دی تھی، تو اس پہ حضرت نے مجھے یوں ملامت کی تھی انك امرءٌ فیك جاهلیة اور یوں تلقین فرمائی تھی اخوانكم خولكم تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں فمن جعل الله اخاه تحت یده خدا جس بھائی کو تمہارے تحت رکھدے فلیطعمه مما یاكل ویلبسه مما یلبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ذر تمہارے نوکر تمہارے بھائی ہوتے ہیں، خدا نے تمہارے بھائی کو تمہارے ماتحت رکھدیا، پس تم انہیں وہی کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، وہی لباس پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔

عفو اور احسان

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا قوم پیدا کی جس کو تعلیم یہ دی کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میں سے کوئی بڑا آدمی کمزور آدمی کو ذلیل کرتا رہے والکاظمین الغیظ اسے اگر غصہ آئے تو اسے پی جائے، اور اتنا ہی نہیں والعافین عن الناس، غیظ و غضب پہ قابو تو پا لیا لیکن ایسا نہ ہو کہ اندر ہی اندر پکتا رہے کہ دیکھنا تو ہم بھی معاف نہیں کریں گے، اللہ تعالے فرماتا ہے سینہ میں آگ مت جلائے رکھو دل سے اس خفگی کو مٹا دو اور دوسرے کو معاف کر دو، اگر کسی سے قطع تعلق ہے تو اس کے ساتھ تعلق جوڑنے کی کوشش کرو، اور دلوں کو ایک دوسرے سے صاف کر لو، یہیں تک نہیں، تیسری بات فرمائی والله یحب المحسنین خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو احسان کرنے کی عادت ڈالو، یہ نسخہ ہے خدا کا محبوب بننے کا کہ نہ صرف غصہ کو پی جاؤ، اور دوسروں کی غلطی معاف کر دو، بلکہ اس پر احسان بھی کرو، تمہارا مال خدا کی راہ میں یعنی جہاد فی سبیل اللہ پر صرف ہو۔ اور تمہارا مال قوم کی ہمدردی اور ان کی مواسات کے لئے صرف ہو اور مال صرف کرنے کے بعد قوم کے ساتھ بردباری و تحمل کا برتاؤ کرو، علاوہ ازیں اگر قوم کے افراد سے قبیح غلطی ہو جائے تو خدا کی عظمت اور اس کے احسان اور اس کے احکام کو یاد کر کے اس قبیح عادت کو ترک کر دے۔

ارتکاب گناہ پر طلب مغفرت

الذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم دیکھو تمہاری قوم میں وہ بھی ہوں گے جن سے سخت ترین غلطیاں سرزد ہوں گی، بڑے سے بڑے کام بھی وہ کر گذریں گے، اپنے آپ پر ظلم بھی کریں گے ذکروا الله پھر جب انہیں خدا یاد آ جائے، اس کی پاک تعلیمات، اس کی عظمت اور جلال ان کے سامنے آ جائے فاستغفروا لذنوبهم تو پھر اپنے گناہوں کی وہ بخشش مانگتے ہیں ومن یغفر الذنوب الا الله اور اللہ کے سوائے ان کے گناہوں کو بخشنے والا کون ہے۔

اپنی غلطی پہ اصرار نہ کرو

ولم یصروا علی ما فعلوا وهم یعلمون اور ان کی ایک اور ممتاز صفت یہ بھی ہے کہ اپنی غلطی پہ اصرار نہ کیا کریں اور اس بات پر زور نہ دیا کریں کہ جو کچھ ہم نے سمجھا تھا وہی صحیح ہے اور جو کچھ ہم نے کر دیا ہے وہی عین مصلحت ہے وہ اپنی غلطی پہ اصرار نہیں کرتے، وہ نہیں کہتے کہ جو کچھ ہم نے کیا وہی ٹھیک ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں۔

عمل کرنیوالوں کے لئے بہترین اجر

اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم یہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے وجنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها اور ان کیلئے جنات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں رہیں گے ونعم اجر العاملین عمل کرنے والوں کے لئے یہ بہترین اجر ہے جتنے لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ غیظ و غضب کو پی جاتے ہیں، دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرتے ہیں، دوسروں پہ احسان کرتے ہیں گناہ

(باقی صفحہ پر)

ووکنگ سے کراچی تک

(آخری قسط)

{شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے}

(۱۵)

نہر سویز

پورٹ سعید پر اتر کر کچھ لوگ اہرام مصر دیکھنے چلے گئے تھے جہاز والوں نے اس ٹرپ کا مکمل انتظام کر رکھا تھا۔ فی کس نو پونڈ فیس لیتے تھے۔ اس میں ہوٹل میں ٹھہرنے کا خرچ وغیرہ بھی شامل تھا۔ دوسرے دن سویز پر پہنچکر یہ لوگ جہاز میں سوار ہو گئے۔ نہر سویز میں سے جہاز آہستہ آہستہ گذرتا تھا نہر کو پار کرتے کرتے پندرہ گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں۔ یہ نہر خاکنائے سینا کو کاٹ کر بنائی گئی ہے اور بحر روم کو بحر احمر سے ملاتی ہے۔ سو میل لمبی ہے، ایک دو بار ہمارے جہاز کو ایک طرف ہو کر قریباً دو گھنٹہ کے لئے رکنا پڑا سامنے سے دوسرے جہاز آ رہے تھے، نہر کے دونو کناروں پر ریت ہی ریت تھی جو ہوا کے جھونکوں سے اڑ اڑ کر نہر میں گرتی رہتی، نہر کو اس ریت سے صاف کرنے کے لئے بہت سے آدمی کام پر لگے رہتے ہیں۔

نماز جمعہ

نہر سویز سے جہاز گذر کر بحر احمر میں داخل ہو گیا، گرمی کی شدت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ۶ مئی کو جمعہ تھا۔ میں نے نماز جمعہ کے لئے نوٹس لگا دیا۔ دس بارہ آدمی نماز جمعہ میں شریک ہوئے، پندرہ بیس مسافر ویسے ہی ہماری سروس سننے کے لئے آ گئے تھے۔

جمعہ کی نماز کے متعلق ایک لطیفہ ہو گیا۔ سات تاریخ کی بجائے چھ تاریخ کا نوٹس لگا دیا۔ یہ غلطی سردار صاحب نے فوراً پکڑ لی۔ کہنے لگے آپ جمعرات کو جمعہ کی نماز پڑھا کرتے ہیں اور میں نے پھر نوٹس میں تبدیلی کی اور لوگوں کو بھی فرداً فرداً اطلاع دی۔ اور سردار صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ ورنہ ہم لوگ جمعرات کو ہی جمعہ کی نماز پڑھنے لگے تھے۔

شام کے وقت ہمارا جہاز کہیں جدہ کے قریب سے گذر رہا تھا اور صحرائے عرب کے ذروں کو چوم کر آنے والی ہوائیں سمندر کی لہروں کو اچھال رہی تھیں۔ احمد صاحب نے ڈیک پر بیٹھے بیٹھے ایک پنجابی کا گیت چھیڑ دیا جس نے سننے والوں میں ایک کیفیت پیدا کر دی۔ اس گیت کے چند شعر یاد رہ گئے ہیں۔ ایک دکھیارن اپنے غم و حزن کا اظہار کر کے باچشم نم مدینہ پہنچنے کے لئے بیقرار ہو رہی ہے اور رو رو کر کہہ رہی ہے:۔

جاویں نیں مدینے دل پُرے دیئے واسئے نی
اکھیں کملی والے نوں روضے تے بلاسئے نی
روضے تے سلام میرا آکھیں ہتھ جوڑ کے
ستھرے دسے دل آویں باگی باگاں موڑ کے
سنگو غماں دکھاں اندر چین نہیں آسئے نی

جاویں نی مدینے دل پورے دیئے واٹے نی

تیری دید دی انتظار وچ راتاں اکھی بیتیاں
ٹر گیا سوہنا گلاں ہجر وچ کے نہیں کیتیاں
اکھاں وچ اتھرو انسو تے دل وچ ہائے نی
جاویں نی مدینے دل............

اکھیں کملی والے نوں روضے تے بلاسئے نی
غماں تے دکھاں دی ماری رکھتے ترجا سئے نی

جاویں نی مدینے دل پورے دیئے......

ایک دلچسپ مجلس

اتوار کو میں نے ایک اور میٹنگ کا اعلان کر دیا، جس میں مقررین کی ایک ٹیم تیار کی۔ اور انہیں مختلف سوالات پر خیالات کے اظہار کے لئے کہا گیا۔ اس میں بھی تیس پینتیس کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے، سوالات کچھ اس قسم کے تھے:۔

- کیا دنیا کے امن کو برقرار رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بڑے بڑے سائنسدانوں کو پھانسی دے دی جائے؟
- آپ کسے ترجیح دیں گے شادی کو یا آزادانہ محبت کو؟
- سوسائٹی میں عورت کا صحیح مقام کیا ہے؟

میں جلسہ کی صدارت کر رہا تھا، بحث میں خاص مقررین کے علاوہ حاضرین کو بھی شریک کیا گیا، خوب دلچسپ اور گرما گرم تقریریں ہوئیں سمندر خراب ہو چکا تھا اور جہاز بڑے زور سے ہچکولے کھا رہا تھا۔ اس وجہ سے بھی بہت سے لوگ اس جلسہ میں شریک ہونے سے رہ گئے۔ خود میری طبیعت متلا رہی تھی، لیکن میٹنگ کا اعلان کر کے اسے ملتوی کر دینا بہت معیوب تھا۔

عدن

۸ مئی کو جہاز ۱۲ بجے کے قریب عدن پہنچ گیا۔ گرمی بے انتہا ہو گئی تھی، ہر جگہ گفتگو کا موضوع گرمی کی شدت تھا، جہاز کا نچلا حصہ تو ایر کنڈیشنڈ تھا۔ لیکن عرشہ پر آتے ہی حبس کے باعث دم گھٹنے لگتا۔

ہم آٹھ آدمی عدن کی سیر کو نکلے، ان میں سے دو تو کنارے پر پہنچتے ہی واپس ہو گئے۔ باقی ہم لوگوں نے تھوڑی دیر بندرگاہ کے قریب کی سڑکوں کی خاک چھانی، پھر ٹیکسی لے کر خاص عدن شہر میں چلے گئے۔

زمین بھٹی کی طرح تپ رہی تھی، اور تپتی ہوئی بھربھری مٹی ہمارے جوتوں میں گھس رہی تھی، شہر میں لوگ ہمیں خواہ مخواہ تنگ کر رہے تھے کوئی ادھر گھسیٹتا کوئی اُدھر، ہم تنگ آ کر شہر سے ذرا باہر نکل آئے۔ سامنے عدن کی بنجر چٹانیں کھڑی تھیں، جہاں کوئی سایہ نہ تھا نہ درخت نہ پانی نہ باغ نہ پھل نہ پھول نہ چہرے نہ آبشاریں نہ دریا اور جھیلیں، پتھروں سے اٹھتی ہوئی گرمی ہماری آنکھوں کو جھلسا رہی تھی، سامنے ایک قبرستان تھا، یہ قبرستان ہے: ایک صاحب نے اپنے دانتوں میں انگلی دبا کر کہا۔ "ہمارے ملک میں قبرستان بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔"

"چلتے پھرتے زندہ انسانوں کو سر ڈھانپنے کو تو جگہ نہیں ملتی وہ اپنے مُردوں کا کیا خیال رکھیں"۔ دوسرے صاحب بولے۔ اور پھر ہم وہاں سے جلدی ہی واپس چلے آئے۔

عدن کے قدیم ایرانی بادشاہوں کے بنائے ہوئے تالابوں کو بھی دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ اس طرح سے بنائے گئے ہیں، کہ بارش کا پانی ڈھل کر ان میں پہنچ جاتا ہے، ویسے یہ انجنیئرنگ کے عجائبات میں سے ہے، عدن میں دوکانداروں نے اس قسم کی ہٹ دھرمی نہیں مچا رکھی تھی جس کا تجربہ پورٹ سعید میں ہو چکا تھا، چیزیں سستی ملتی ہیں، لیکن ان کی اصل قیمت کا علم نہ ہو تو خریدار دھوکہ کھا جاتا ہے۔ قیمتیں مقرر نہیں اور بھاؤ بنانا پڑتا ہے۔ کپڑا انگلستان سے بھی سستا تھا، اور پاکستان کے مقابل پر تو بہت ہی سستا۔

ہمارے کیبن میں اب ایک لالہ جی کا اضافہ ہو گیا تھا جو عدن سے بمبئی جا رہے تھے۔

گرمی سے طبیعت نڈھال ہو رہی تھی نہ کوئی بات کرنے کو جی چاہتا تھا اور نہ کام کرنے کو۔

جہاز کے انجن کی خرابی

عدن سے جہاز چلا تو رات کے آٹھ بجے کے قریب انجن میں کچھ خرابی واقع ہو گئی، اور جہاز رک گیا۔ لالہ جی گھبرا کر کہنے لگے کیا بات ہے۔ جہاز کیوں ٹھہر گیا ہے۔

ایک صاحب کہنے لگے "لالہ جی اب ہم سب ڈوبنے لگے ہیں، تیار ہو جائیے۔"

لالہ جی گھبرا کر کہنے لگے، ارے بھگوان۔ ارے بھگوان ایسی بات نہ کرو، جس سے من میں اس قسم کے وسواس آئیں" اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہم نے سنا، وہ آہستہ آہستہ گنگنا رہے تھے۔

بھگوان مری نیا اس پار لگا دینا

خیر انجنیئروں کی چار گھنٹہ کی کوششوں کے بعد جہاز پھر چل پڑا۔ صبح اٹھتے ہی محسوس ہوا کہ آج سمندر کا مزاج آسمان پر ہے ناشتہ پر سردار جی کہنے لگے کیوں کیا بات ہے بجھے بجھے دکھائی دیتے ہو۔ میں نے کہا بس طبیعت متلا رہی ہے۔

آج کے دن سردار صاحب ڈاکٹر بنے ہوئے تھے اور مختلف لوگوں میں دوائیں تقسیم کرتے پھرتے تھے، دوا کی ٹکیاں کیا تھیں شکر کی گولیاں تھیں۔ لیکن ان کی تعریف میں وہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے اور بہت سے لوگ جو سمندر کے مزاج کو دیکھ کر نفسیاتی طور پر مریض ہو گئے تھے ان ٹکیوں کے کھانے سے ٹھیک ہو گئے۔ میں اپنے کیبن میں جا کر لیٹ گیا اور چائے کے وقت ہی اٹھ کر اوپر آیا۔ سمندر تو اسی طرح خراب تھا لیکن طبیعت سنبھل گئی تھی،

دن کے وقت سفر کا یہ حصہ زیادہ خوشگوار نہ تھا، گرمی کے باعث تمام دن لائبریری، ڈائننگ روم یا کیبن میں گذر جاتا شام کو عرشہ پر جنگلے کے قریب اس وقت تک کھڑا رہتا جب تک چاند سمندر کی لہروں میں ڈوب نہ جاتا، کتنا خوبصورت ہوتا وہ منظر چاند کی دھیمی زرد روشنی سمندر کی لہروں پر ایک چمکتا ہوا راستہ بنا دیتی تھی جو دور افق پر جا کر ختم ہو جاتا، اور جب چاند کی کرنیں پانی کی لہروں سے آنکھ مچولی کھیلتے کھیلتے تھک جاتیں تو پھر تاریکی ہی تاریکی چھا جاتی، اور میں واپس اپنے کیبن میں آ جاتا۔

جہاز گھر رگھر کرتا پاکستان کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔

رات کو ایک اور مصیبت سے پالا پڑا، لالہ جی کے سونے کا برتھ میرے برتھ کے اوپر تھا۔ پہلی رات تو شاید انہیں انجن خراب ہونے کی گھبراہٹ میں اچھی طرح سے نیند نہیں آئی لیکن باقی دو راتیں خوب گہری نیند سوئے، اور وہ تو خیر کوئی بات نہیں ایک شکایت ضرور تھی ان سے سوتے وقت ان کے گلے اور نتھنوں سے

ایک خاص قسم کی موسیقی نکلتی تھی، اور بعض اوقات یہ اس قدر بلند ہو جاتی کہ ہمارا سونا دشوار ہو جاتا۔ میرے کمرے کے دوسرے ساتھی بھی "ڈسٹرب" ہوتے، کبھی ان کو آواز دے کر جگا دیتے کبھی بجلی جلا دیتے۔ لالہ جی کروٹ بدلتے تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جاتے اور پھر وہی راگ الاپنا شروع کر دیتے۔ اگر بجلی کو جلتا چھوڑتے تو مسئلہ وہیں کا وہیں رہتا، روشنی میں نیند کیسے آتی۔

دن کے وقت سوچا کہ لالہ جی سے کچھ عرض کریں لیکن پھر اس خیال سے خاموش رہے کہ ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی، مزید دو راتوں کی بات ہے کسی نہ کسی طرح گذر ہو جائے گی۔

کراچی

۱۲ مئی کی صبح کو۔ عرشہ پر خوب ہل چل تھی۔ تصویریں کھینچی جا رہی تھیں، ایک دوسرے کے ایڈریس لکھے جا رہے تھے۔ خط و کتابت کرنے کے عہد و پیمان ہو رہے تھے، کیبنوں میں کراچی پر اترنے والے جلدی جلدی اپنا سامان لپیٹ رہے تھے، کسٹم سے نپٹنے کی ایک دوسرے سے ترکیبیں پوچھ رہے تھے۔

جہاز کی چوٹی پر اطالوی جھنڈے کے ساتھ پاکستانی جھنڈا لہرا رہا تھا، لوگ کیماڑی کی بندرگاہ پر کھڑے اپنے عزیزوں اور دوستوں کے منتظر تھے، جہاز دو گھنٹے لیٹ تھا۔ کسٹم والوں کی باز پرس، قلیوں کی چھینا جھپٹی، ٹیکسی والوں اور تانگے والوں کی کشمکش، ان سب مراحل سے نجات ہوئی تو ہم سامان لے کر باہر نکلے۔ گیٹ پر سپاہی نے ٹیکسی روک کر سامان پر ایک نظر ڈالی۔ گن کر کہنے لگا "آپ کی پرچی پر تو پانچ چیزیں لکھی ہیں، لیکن آپ کے پاس چھ ہیں"

میں نے کہا "بھائی یہ تو میرے کاغذات کا بیگ ہے اسے سامان میں کیوں شمار کرتے ہو؟"

"اچھا سلام صاحب۔ پھر کچھ بخشیش مل جائے۔"

اور میں یہ سن کر ایک دم تائے میں آ گیا۔ پھر جھلا کر کہا "ابھی تو ستر روپے کسٹم والوں کو دیکر آ رہا ہوں، پھر تمہیں بخشش کیسی"، اور ٹیکسی ڈرائیور سے کہا کہ آگے بڑھو۔

سپاہی سلام کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے اپنی حیثیت کو کتنا گرا لیا تھا۔

پھر وہی گلیاں، رہگذر گاہیں، بازار اور دکانیں، مانوس چہرے اور آوازیں، موٹریں، بگھیاں، تانگے، گدھا گاڑیاں، سائیکل رکشا، موٹر رکشا، ٹرامیں، اونٹ گاڑیاں، بیل گاڑیاں، ڈبل ڈیکر اور بسیں۔ غالباً دنیا بھر میں کراچی ہی ایسا شہر ہے جس میں بیک وقت اتنی قسم کی سواریاں موجود ہیں لیکن میں صرف یہ چاہتا تھا فضل صاحب کے ساتھ گھر پہنچکر آرام کروں۔

خون کے دھبے

فضل صاحب نے ایک دلچسپ واقعہ سنایا بیلجیم سے آئے ہوئے دو صاحبان کی دوکان پر اپنا ہیٹ اور چشمہ بھول گئے وہ دوڑ کر ان کے پیچھے گئے، اور ان کی چیزیں ان کے حوالہ کیں۔ انہوں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں، کہ کراچی میں حال ہی میں کوئی "بلڈ شیڈ" (خون خرابہ) ہوا ہے، ہم جدھر جاتے ہیں بازاروں میں خون کے بڑے بڑے دھبے نظر آتے ہیں۔ یا یہ کوئی پرانا فساد ہوا تھا، اور ابھی تک انہیں صاف نہیں کیا گیا"۔ فضل صاحب مسکرائے، قریب ہی ایک پنواڑی کی دکان تھی

کہنے لگے بس اس کے نزدیک ایک دو منٹ کے لئے کھڑے ہو جائیے آپ پر سب حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ یہ بھی اچھا ہوا ان بلجیمی حضرات نے اس امر کی تحقیقات فرما لی ورنہ خدا جانے مسلمان قوم کی خونخواری کی کتنی داستانیں لے کر وہ کراچی سے واپس جاتے۔

کراچی کی ایک رات

رات جب اپنے بستر پر لیٹا تو آسمان پر چاند نکل چکا تھا، وہ چاند جسے اتنے دن سمندر کی لہروں میں ڈوبتے دیکھا تھا آج درختوں اور مکانوں کے اوپر چمک رہا تھا۔ نیچے گلی سے گنڈیری بیچنے والوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ پہلے ایک شخص گلاب والیاں لگا کر آواز لگاتا۔ اور پھر دوسرا تھوڑی دیر بعد چیخ کر کہتا "لیلے لیلے ٹھنڈی گنڈیریاں"۔ اور ایک صاحب اپنی سوڈا واٹر کی بوتلوں کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرانے کے لئے ایک برتن کو زور زور سے چھڑی سے مارتے۔ نو بج گئے، ساڑھے نو، دس ساڑھے دس، لیکن گلاب والیاں، اور لیلے لیلے ٹھنڈی گنڈیریاں والوں کی دلخراش آواز میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اور اب ساتھ والے مکان سے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی اور تھوڑی دیر بعد قوالی شروع ہو گئی:-

محبت کرنیوالے غم سے گھبرایا نہیں کرتے
جی ہاں۔ محبت کرنے والے۔ جی ہاں۔ ہاں ہاں۔ محبت کرنے والے۔

میں کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا، لیکن اس شور و غل میں نیند عنقا ہو چکی تھی۔ وہ گنڈیریوں کا شور تو بارہ بجے ختم ہو گیا لیکن قوالی کا سلسلہ دو بجے رات تک محلہ بھر کے لوگوں کو محظوظ کرتا رہا۔

بس پل کے پل کو آنکھ لگی تھی کہ ایک صاحب ٹین کا کنستر بجاتے ہوئے گلی میں سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے گذرے "اٹھو مسلمانو! قبر کے عذاب سے ڈرو۔ روزے رکھو اٹھو مسلمانو۔ قبر کے عذاب سے ڈرو"۔

اب سحری جگانے والوں کی ٹولیاں گاتی بجاتی باری باری گذر رہی تھیں، اور پھر قریب کی مسجد میں سے لاؤڈ اسپیکر پر اذان، لاؤڈ سپیکر پر نماز لاؤڈ سپیکر پر درس ....

صبح اٹھا تو سر میں سخت درد ہو رہا تھا، لیکن یہ سوچ کر کہ میں کراچی میں پہنچ گیا تھا اطمینان سا ہوا، رفتہ رفتہ طبیعت ان تمام باتوں سے مانوس ہو جائے گی۔

ابھی سنبھائے گفتنی تو بہت سے ہیں لیکن
غم کو تمہارے دل کے نہایت نہیں ہے میرؔ
اس قصہ کو کرو گے بھی تم مختصر کبھی

ضروری تصحیح

گذشتہ اشاعت میں ٹائیٹل پر ۶۶ کی بجائے ۵۶ غلطی سے لکھ دیا گیا حالانکہ چٹ کی جگہ ۶۶ ہی درج ہے۔ قارئین کرام ٹائیٹل کا نمبر درست کر لیں یعنے ۵۶ کی بجائے ۶۶ لکھ لیں۔

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع۔

خطبہ جمعہ ـــــ صفحہ ـــ سے

سرزد ہو جائے تو خدا کو یاد کر کے اس سے معافی چاہتے ہیں، اور اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے، ان کی عزت اور شان اللہ تعالے کے ہاں بڑھے گی، اور ایسے ہی لوگوں سے قوم بنے گی، ان اعمال صالح کے بجا لانے والوں کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

تاریخ عالم پر نظر

قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین، تمہارے سامنے تاریخ عالم ہونی چاہیئے، جاؤ اور دنیا میں پھر کر دیکھو کہ کیا کیا مصیبتیں قوموں پر آئیں کن باتوں سے قومیں بنیں اور کونسی باتیں ان میں پیدا ہوئیں جن کی وجہ سے قومیں ہلاک ہو گئیں، ھٰذا بیان للناس وھدی ورحمۃ للمتقین، یہ قوم سازی اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے کتنی عظیم الشان باتیں ہیں جن کا ہم نے اعلان کیا ہے وھدی و موعظۃ للمتقین۔ متقین کے لفظ سے اس مضمون کی ابتدا ہوئی تھی اور اسی لفظ پر اس کی انتہا ہوئی، اس سے مضمون کے اندر ایک کیفیت پیدا کر دیا گیا ہے

خلاصہ مضمون

کس قدر چھوٹے چھوٹے الفاظ ہیں اور کس قدر وسیع معانی و مطالب کے حامل ہیں، جو اخلاق محمودہ پیدا کرنے اور انجام کو سنوارنے کا موجب ہیں متقی کو ہدایت کی ہے قربانی و ایثار سے کام لو، کمزوری نہ دکھاؤ، دوسروں پر غیظ و غضب کی آگ نہ برساؤ، غصہ کو پی جاؤ، معاف کر دو، احسان کرو، غلطی پر خدا سے معافی مانگو، غلطی جانتے ہوئے اصرار نہ کرو، اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالے کی رحمت کے مورد ہو گے، ورنہ اس کا عتاب نازل ہوگا۔ پس تم خدا کے عتاب سے بچو، تمہاری قوم نے خدا کے مامور کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر رکھا ہے اس عہد کو پورا کرو، خدا کے دین کے لئے خرچ کرنے کا سوال آئے تو ایسا نہ ہو کہ وسوسے تمہارے دل میں پیدا ہوں کہ مال کیوں دیں کیا کام ہو رہا ہے، ایسے وسوسے قوم کو کمزور کرنے کا موجب ہیں، ولا تھنوا ولا تحزنوا دلبرداشتہ نہ ہو نہ غم کرو، وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر تمہارے ایمان میں کمزوری نہیں تو تمہارے لئے عزت ہے بلندی ہے

پیغام صلح مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۶۷

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور — فون نمبر ۳۷۴۷
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا روزانہ آرگن

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم شنبہ مورخہ ۲۴ صفر ۱۳۷۴ھ - ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۸

جواہر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اپنے خدام سے

عن انس قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما قال لی اُفٍّ ولا لم صنعت ولا الا صنعت - (صحیحین)

عن عائشۃ رضہ قالت ما ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً قط بیدہ لا امرأۃ ولا خادماً الا ان یجاھد فی سبیل اللہ و ما نیل منہ شئ قط فینتقم من صاحبہ الا ان ینتھک شئ من محارم اللہ فینتقم للہ (بخاری)

انس رضہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی مگر اس عرصہ میں کبھی آپ نے مجھے اُف نہیں کہا اور نہ کبھی کہا کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کیوں نہ کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ عورت کو نہ خادم کو مگر ہاں راہ خدا میں جہاد کرتے تھے اور نہ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ کسی طرح کی کوئی تکلیف و ایذا قول و فعل سے آپ کو پہنچائی گئی ہو اور آپ نے اس سے بدلہ لیا ہو۔ مگر جب محارم الٰہی کی ہتک حرمت ہوتی تھی تو آپ (اپنے نفس کے لئے نہیں) صرف خدا کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

مکفرین پر غلبہ کے وعدہ کے مستحق کون ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (پارہ ۳) یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالےٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو لوگ میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں، کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو نفس امارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر گامزن ہیں، نہیں ہرگز نہیں، بلکہ جو لوگ، اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں۔ اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے وہی اس وعدہ کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھو اور دل سے سن لو، میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں۔ بلکہ بہت زبردست تعلق ہے۔ اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر میری ذات تک اور نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس برگزیدہ انسان کامل تک جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لیکر آیا پہنچتا ہے۔ میں تو یہ کہتا کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا۔ اور نہ اس کی پرواہ تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی، بلکہ اس کا اثر ہمارے نبی کریمؐ اور خود خدائے تعالےٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سُن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی کی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے) سچی پیاس تمہارے اندر ہے۔ تو پھر اتنا ہی کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوامہ کے درجہ سے گذر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تاکہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں ؎

انتخابات کے متعلق ایک اہم فیصلہ

احباب کی اطلاع کے لئے ذیل میں وہ فیصلہ دیا جاتا ہے جو مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں ان تجاویز انتخابات کے متعلق کیا ہے جو بعض دوستوں کی طرف سے شائع کی گئی ہیں۔

مجلس منتظمہ کے اجلاس منعقدہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں میاں نصیر احمد صاحب فاروقی اور چوہدری امجد خان صاحب کی مشترکہ تجاویز مورخہ ۱۰ اکتوبر ۵۴ء دربارہ انتخابات پیش ہوئیں مجلس نے ہر پہلو پر غور کر کے یہ رائے قائم کی ہے کہ چونکہ:-

۱۔ مصالحت کی دو اہم شرائط نمبر ۹ و نمبر ۱۰ (یعنے بنکوں کا روپیہ واگذار کرنے اور مقدمات واپس لینے کے بارہ میں) ابھی تک فریق ثانی نے پوری نہیں کیں۔

۲۔ باوجود مجلس معتمدین مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۵۴ء کے توجہ دلانے کے کہ فریق ثانی کی طرف سے مخالفانہ پروپیگنڈا جاری ہے جو بند ہونا چاہیئے اور علیحدہ مرکزیت کی کوششیں بھی جاری ہیں جو نہیں ہونی چاہئیں ابھی تک فریق ثانی کی طرف سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔

۳۔ رائے دہندگان کی جو فہرستیں تیار کی گئی ہیں ان میں جماعت کے اکثر حصہ کو حق نمایندگی و رائے دہندگی سے محروم کیا گیا ہے اور ساری جماعت سے صرف ۲۲۲ کو اس قابل سمجھا گیا ہے کہ یہ حقوق استعمال کر سکیں انہیں ایسا کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔

اس لئے موجودہ حالات کے اندر کسی قسم کا انتخاب نہیں ہو سکتا اور یہ معاملہ آخری فیصلہ کیلئے مجلس معتمدین کے اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے اور اگر اس اثناء میں کوئی کوشش انتخاب کی کی گئی تو جماعت کے احباب اس میں حصہ نہ لیں ؎

سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

سہ روزہ پیغام صلح — مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۴ء

پیروڈا کی تنسیخ

مسلم لیگی حلقوں میں انتشار و خلفشار دن بدن بڑھتا جا رہا ہے، اس کی اصل وجہ لیگ کے سربرآوردہ ارکان کی نفس پرستی اور عوامی ضروریات و خواہشات سے لاپرواہی ہے، یہی بات کبھی صوبائی عصبیت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے اور کبھی سرکاری زبان کا جھگڑا کھڑا کر کے پاکستانی وحدت کو منتشر کرنے کا موجب ہوتی ہے، مغربی پاکستان کو خوف ہے کہ اس کے بنگالی بھائی مرکز میں زیادہ اقتدار حاصل کر کے ان پر مسلط ہوتے جا رہے ہیں۔ اور بنگالیوں کو ڈر ہے کہ اگر اردو سرکاری زبان ہو گئی تو مغربی پاکستان ان پر مسلط ہو جائے گا، یہی ڈر اور خوف پہلے بنگال میں مسلم لیگ کی ناکامی اور فسادات کا موجب ہوا اور اس کے بعد ملک کی آئین ساز اسمبلی پر اثر انداز ہو کر بعض ایسی ایسی آئینیوں کا باعث ہو گیا جو پاکستان کی اسلامی جمہوریت کے کسی طرح شایاں نہیں۔

ان میں سے سب بڑی سیاہ آئینی پیروڈا کی تنسیخ ہے، حالانکہ یہی ایک چیز تھی جو بڑے بڑے ملکی لیڈروں کو بے راہ روی اور خلاف آئین حرکات سے روکنے کا موجب ہو سکتی تھی، چنانچہ گذشتہ سالوں میں کئی ملکی لیڈروں کی ایسی حرکات پر جو نامناسب اور غیر شائستہ ہونے کے علاوہ قانونی طور پر ملک کو نقصان پہنچانے کا موجب تھیں اور جن کی تہ میں کئی سنگین جرائم پوشیدہ تھے، پیروڈا کے ماتحت اپنی نااہلیت کی سزا بھگتنی پڑی، اور کئی ایک کا معاملہ ابھی زیر غور تھا اور کئی ایک کا باقاعدہ مقدمات کی صورت اختیار کر چکا تھا، کہ اس قانون کو منسوخ کر دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ صرف مشرقی بنگال میں پیروڈا کی تنسیخ سے ۲۲ بڑے بڑے خطاکاروں کو جن کے معاملات گورنر کے زیر غور تھے، پوری نجات حاصل ہو گئی اور مغربی پاکستان میں جن بڑے بڑے لیڈروں پر پیروڈا کے ماتحت نااہلی کے مقدمات چل رہے تھے ان کو بھی چھوڑ دیا گیا چنانچہ تازہ خبر ہے :-

کراچی - ۱۰ اکتوبر - آج نصف شب کے بعد یہ اطلاع ملی کہ گورنر جنرل نے مسٹر محمد ایوب کھوڑو سابق وزیر اعلیٰ سندھ، مسٹر حمید الحق چودھری، وزیر خزانہ مشرقی بنگال، قاضی فضل اللہ سابق وزیر اعلیٰ سندھ، اور آغا نبی بخش پٹھان سابق وزیر سندھ کے خلاف پیروڈا کے ماتحت نااہلی کے سابقہ احکام منسوخ کر دیئے ہیں، گورنر جنرل نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ میاں ممتاز دولتانہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف پیروڈا کا زیر سماعت مقدمہ فی الفور واپس لے لیا جائے ۔"

اس پر سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون، ملکی لیڈروں یا حکومت کی گدی پر بیٹھنے والوں کو ناشائستہ کارروائیوں سے روکنے کے لئے ایک ہی ذریعہ تھا جو خود قائد اعظم مرحوم کی زندگی میں تجویز ہوا تھا، اسے بھی منسوخ کر کے ان لوگوں کو جن کی خطاکاریاں خود گورنر جنرل کی نظروں میں ان کی نااہلیت کو ثابت کر چکی تھیں آزاد کر دینا اور آئندہ کے لئے کوئی قانونی روک ان پر نہ رکھنا کہاں کا انصاف اور کون سے اسلام کا تقاضا ہے، اور تو اور میاں ممتاز دولتانہ کے متعلق فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کا جو فیصلہ ہے اس کا تقاضا تھا کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی جاتی۔ لیکن تعجب ہے کہ سب کچھ بے سود ثابت ہوا، اور پیروڈا کی تنسیخ نے تحقیقاتی عدالت کا تمام کیا دھرا غتر بود کر دیا۔

یہی وہ چیزیں ہیں جنہوں نے مسلم لیگ کے خلاف (جس نے سب سے پہلے پیروڈا کی تنسیخ کی سفارش کی اور اسی قسم کی کئی کارروائیاں اس کی طرف منسوب ہیں) عوام میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے، اور خود لیگی حلقوں میں بہت بڑا انتشار پیدا ہو چکا ہے۔ جس کو ختم کرنے اور مسلم لیگ کو ہردلعزیز بنانے کے لئے ۱۳ اکتوبر کو کراچی میں لیگی ارکان کی کنونشن عمل میں آ رہی ہے، خدا کرے یہ کنونشن مسلم لیگ کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب ہو، اور اس کی نااہلیت کی وجہ سے پاکستان میں جو خلفشار پیدا ہو رہا ہے وہ دور ہو کہ ملک میں اتحاد و اتفاق اور ملکی لیڈروں میں نفسانیت کی بجائے اسلامی اقدار کو ملحوظ رکھنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

"صالحین" اور دروغ بافی

جماعت اسلامی کے نام نہاد "صالحین" نے اپنی "صالحیت" کا پرچار یورپ میں بھی شروع کر دیا ہے، جہاں اسلام کے نام سے ہر قسم کے خرافات پھیلانے کا سامان کیا جا رہا ہے، اس وقت ہمارے سامنے ایک انگریزی اخبار کا پرچہ "پروگریسیو اسلام" کے نام سے ایمسٹرڈم (ہالینڈ) سے جاری ہوا ہے۔ اس کے تیرا نمبر "پولیٹیکل سسٹم آف اسلام" کے عنوان سے مولوی مودودی صاحب کا ایک مضمون درج ہے، اور اس کے ساتھ ہی چوکھٹے میں مودودی صاحب کا تعارف کراتے ہوئے چند صالحانہ دروغ بافیاں کی گئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہیں مودودی صاحب کو مارشل لاء کی عدالت سے سزائے موت ملنے پر لکھا ہے :-

"اس فیصلہ کے سنتے ہی تمام اسلامی دنیا مولانا مودودی کی سزائے موت کے خلاف متفقہ طور پر چیخ اٹھی، حکومت پاکستان نے دنیائے اسلام کی ہمدردی کے پیش نظر مولانا مودودی کی سزائے موت کو عمر قید سے تبدیل کر دیا۔"

کیا یہ صحیح ہے؟ کون نہیں جانتا کہ سزائے موت کو حکومت پاکستان نے عمر قید میں تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ خود مارشل لاء کی فوجی عدالت نے ایسا کیا تھا اور یہ کسی چیخ و پکار پر نہیں (نہ دنیائے اسلام نے کوئی چیخ و پکار کی بلکہ ایک آواز تک اس کے خلاف نہیں اٹھی) بلکہ مارشل لاء کے حکام نے خود بخود اس سزا کو بدل دیا اور نہ صرف مودودی صاحب کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا بلکہ اور کئی ایک ملزموں کی بھی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا۔

خیر یہ تو ایک معمولی بات ہے جس سے جماعت اسلامی کے "صالحین" کی غرض صرف مودودی صاحب کی عظمت و وقار کا سکہ اہل یورپ کے دلوں پر بٹھانا ہے، اس سے بڑھ کر ایک اور دیدہ دلیری دیکھئے، اسی چوکھٹے میں لکھا ہے :-

He took a prominent part in bringing about the birth of Pakistan.

یعنے مودودی صاحب نے پاکستان کو جنم دینے میں بہت بڑا حصہ لیا، ماشاء اللہ اسکو کہتے ہیں دروغ گو بر روئے تو، اگر پاکستان کو جنم دینے کے معنے پاکستان کی مخالفت کرنا ہے تو ہم بھی اس کو ماننے کے لئے تیار ہیں، ورنہ ان بیسیوں مضامین میں جو پاکستان کی مخالفت میں خود مودودی صاحب نے لکھے کوئے پاکستان کو جنم دینے کا سامان کیا گیا تھا اس وقت ہمارے سامنے "ترجمان القرآن" فروری ۱۹۴۶ء کا ایک پرچہ ہے جس میں مودودی صاحب کے حسب ذیل فقرات قابل غور ہیں :-

"جنت الحمقاء کے بسنے والے لوگ اپنے خوابوں میں خواہ کتنے ہی سبز باغ دیکھ رہے ہوں لیکن آزاد پاکستان (اگر فی الواقع بنا بھی تو) لازماً جمہوری لادینی سٹیٹ کے نظریہ پر بنے گا۔"

"جنت الحمقاء میں رہنے والے کون ہیں کیا وہی نہیں جو پاکستان کے لئے جد و جہد کر رہے تھے، اور پھر "آزاد پاکستان" کے ساتھ "اگر فی الواقع بنا بھی" کے کیا معنے؟ کیا ان الفاظ میں پاکستان کو جنم دینے کی خواہش پائی جاتی ہے یا اسکو ملیا میٹ کرنے کی؟

یہیں تک نہیں فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کا بیان پڑھ لیجئے جس نے جماعت اسلامی کے معتقدات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"لہذا جماعت مسلم لیگ کے تصور پاکستان کی علی الاعلان مخالف تھی اور جب سے پاکستان قائم ہوا ہے جس کو ناپاکستان کہہ کر یاد کیا جاتا ہے......"

فرمائیے یہ پاکستان کو جنم دینے میں حصہ لینے والی باتیں ہیں؟

حیرت ہے ان لوگوں کے دین و ایمان کو کیا ہو گیا؟ کیا اپنے اثر و اقتدار کو وسیع کرنے کے لئے اس قسم کی دروغ بافیاں کسی صالح جماعت کے شایان شان ہو سکتی ہیں؟

درخواست دعا

محترم ملک غلام سرور صاحب (کنجاہ) بعارضہ قلب بیمار ہیں، بار بار دل کے دورے پڑتے ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

اخبار و افکار

گائے عہدِ مغلیہ میں

بھارت کی یوپی کونسل میں امتناع گاؤکشی کے بل پر بحث کے دوران میں مشہور مؤرخ ڈاکٹر ایشوری پرشاد (استاد تاریخ الہ آباد یونیورسٹی) نے یہ تاریخی نکتہ بیان کیا کہ:-

"ہندوستان میں گاؤکشی کی پہل اس وقت ہوئی جب ملک پر انگریزوں کا قبضہ ہوا، مسلمان حکمرانوں خصوصاً مغل بادشاہوں کے زمانہ میں کبھی گاؤکشی نہیں ہوئی۔ ہمایوں بادشاہ کی ملکہ نے گئوشالاؤں کے لئے بڑی بڑی جاگیریں منظور کی تھیں اور ایک دفعہ تو ہمایوں یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا تھا کہ ایک شاہی ضیافت میں گائے کاٹی گئی"

ذبیحہ گاؤ سے مسلمانوں کو محروم کرنے کے لئے یہ تاریخی نکتہ اچھا کام دے گا اگرچہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عام مسلمان رعایا کو قربانی اور روزمرہ کے کھانے کے لئے ذبیحہ گاؤ سے روک دیا گیا تھا، لیکن اسی کونسل میں مسٹر گووند سہائے (آزاد ممبر) نے جو یہ کہا کہ ہندو مذہب میں گاؤکشی کی ممانعت نہیں اور ہندوستان میں مسلمانوں کے آنے سے پہلے بھی گائے ذبح کی جاتی تھی" ڈاکٹر ایشوری پرشاد کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی غور طلب ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے گاؤکشی تک کے معاملے میں جس رواداری سے کام لیا، اس کا کیا بدلہ آج بھارت کی غیر مذہبی حکومت میں مسلمانوں کو مل رہا ہے؟

جماعت اسلامی کی "صالحیت"

معاصر نوائے وقت سے بلا تبصرہ:-

"مولوی (فضل حق) صاحب کے اخبار "پاکستان پوسٹ" ڈھاکہ نے یہ الزام عائد کیا ہے کہ جماعت اسلامی نے مشرقی بنگال کے وقار باختہ ارکان دستور ساز اسمبلی سے سودا کر لیا ہے کہ اب اس سودا کے ماتحت جماعت اسلامی مجوزہ آئین کے حق میں پروپیگنڈا کرے گی۔ اگرچہ یہ الزام ایک مولوی صاحب کے اخبار نے بعض دوسرے مولویوں پر عاید کیا ہے لیکن اس کے باوجود ہمارا دل اسے ماننا نہیں چاہتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ جماعت اسلامی نے یکایک پلٹا کھایا ہے اور مجوزہ دستور کی حمایت کر دی ہے جہاں دستور ساز اسمبلی کو پہلے غیر نمایندہ بتایا جا رہا تھا اور اس کے توڑ دینے کا مطالبہ تھا اب اسی دستور ساز اسمبلی کو قائم رکھنے کے لئے "شرعی" حیلے ڈھونڈے جا رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سودا بازی جماعت اسلامی کے نزدیک عیب بھی نہیں کیونکہ اس جماعت نے بارہا کمیونسٹوں کے ساتھ مل کر بھی ایک پلیٹ فارم بنایا ہے۔ اور ایک زمانہ تو ایسا بھی آیا جب ایک کمیونسٹ ورکر اور ایک "صالح جماعت اسلامی" پر مشتمل ایک وفد لاہور کے سب اخباروں کے چکر کاٹتا رہا مگر اس کے باوجود یقین نہیں آتا کہ صالحین جماعت اسلامی مولانا فضل الرحمٰن، اور مولانا نورالامین سے سودا کریں گے، مگر اس کا کیا جواب کہ سارے ملک میں اس وقت صرف ایک جماعت نورالامین فضل الرحمٰن جتھہ کی آلۂ کار بن کر ان کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہے اور وہ صالحین کی یہی جماعت ہے۔

روس کا معیار زندگی

معاصر زمیندار کا بیان ہے کہ ہندوستانی پارلیمنٹ کے ایک رکن مسٹر گورمکھ سنگھ مسافر جو حال ہی میں روس کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:-

روس میں عام آدمیوں کی اوسط آمدنی ۵۰۰ روبل ہے ہمارے ہاں کے عام لوگوں کے مقابل میں یہ رقم بہت زیادہ ہے لیکن روس میں روبل کی جو قیمت ہے اور ضروریات زندگی جس قدر مہنگی ہیں، ان کے مقابلے میں یہ آمدنی بہت کم ہے اگر ہمارے ملک کا کوئی آدمی روس جائے تو اسے ایک معمولی گرم سوٹ کے لئے ۱۶۴۰ روپے دینے پڑیں گے۔ ایک قمیص کے لئے ۲۱۸ روپے اور ایک اوورکوٹ کے لئے ۱۸۵۹ روپے چھ آنے ادا کرنے پڑیں گے۔ ایک کاپی جو ہندوستان میں ۴ آنے کو ملتی ہے روس میں چار روپے چھ آنے میں دستیاب ہوتی ہے۔ ایک انڈے کی قیمت ایک روپیہ پونے نو آنے کے لگ بھگ ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ ۵۰۰ روبل تنخواہ ہندوستان میں بیٹھ کر بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن روس میں ۵۰۰ روبل ماہوار پانے والا مزدور صرف ڈبل روٹی اور آلو کھا کر گذارہ کر سکتا ہے اس سے زیادہ کچھ کھانے کی اسے توفیق نہیں ہوتی۔"

ذرا غور فرمائیں کہ یہی روس باہر ملکوں میں یہ پروپیگنڈا کرتا ہے کہ وہاں ہر شخص با فراغت زندگی بسر کرتا ہے اور اسے کسی چیز کی کمی نہیں مگر اصل حالات تو کچھ اور ہی ظاہر کرتے ہیں۔ عام طور پر یہ بھی مشہور کیا جاتا ہے کہ روس میں سب کو مساوی تنخواہیں دی جاتی ہیں اور سب لوگوں کا معیار زیست یکساں ہے۔ یہ بات بھی غلط ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی سفرنامہ میں آگے لکھا ہے:-

گرانی کا بیان تو آپ سن ہی چکے۔ اب تنخواہوں کا معیار بھی ملاحظہ فرمائیے۔ یہ خیال غلط ہے کہ روس میں ہر آدمی کی تنخواہ یکساں ہے۔ اس کے مقابلے میں تنخواہوں میں خاصا فرق ہے یہ ٹھیک ہے کہ روس میں معمولی سے معمولی مزدور کو ۵۰۰ روبل ماہوار تنخواہ ملتی ہے یعنی ۵۴۶ روپے چودہ آنے۔ لیکن زیادہ سے زیادہ تنخواہ کتنی ہے اس کا مجھے پتہ نہیں۔ اخبار نویسوں، مضمون نویسوں، ڈرامہ نویسوں اور افسانہ نویسوں کی تنخواہیں بہت زیادہ ہیں۔ سرکاری دکانوں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں منیجروں کی تنخواہیں چار ہزار روبل سے دس ہزار روبل تک ہیں، کئی جگہ پر اس سے بھی زیادہ ہیں۔ وزیروں اور دوسرے آفیسروں کی تنخواہوں کا علم نہیں ہو سکا ماسکو یونیورسٹی کے چانسلر کو ۱۹ ہزار روبل تنخواہ ملتی ہے۔ روبل ہمارے ہاں کے ساڑھے سترہ آنے کے برابر ہوتا ہے"۔

اب کہاں ہیں وہ لوگ جن کا دن رات کا پروپیگنڈا ہے کہ روس میں ایک ادنیٰ مزدور کو بھی وہی تنخواہ ملتی ہے جو ایک بڑے سے بڑے افسر کو، روس مزدوروں کا مائی باپ کہلاتا ہے اور مزدور کی حمایت اس کا اصل منشا اور منتہا ہے اور مزدوروں میں ہی زیادہ تر پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اشتراکیت کے ظلِ حمایت میں آ جائیں گے تو وہ زندگی کا لطف اٹھائیں گے۔ مگر اصل حالت یہ ہے کہ روس کا مزدور بھی ایسا ہی شکستہ اور مفلوک الحال ہے جس طرح کسی دوسرے ملک کا بلکہ ہمارے پاکستان کا مزدور دو روپے یومیہ کما کر روس کے مزدور سے زیادہ خوشحال ہے۔

پاکستان کی اسلامی حکومت

"نیویارک ۱۹ر اکتوبر۔ شہزادی عابدہ سلطانہ نے یہاں ایک تقریر میں کہا کہ پاکستان ایک ایسے نظام حکومت کی تشکیل کر رہا ہے جسے خدا پر ایمان اور خدا کی ہدایات کے مطابق اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستانی مندوب شہزادی عابدہ سلطانہ نے امریکن انسٹی ٹیوٹ آف اکاؤنٹس کے ارکان کی بیویوں کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ کہلائے جانے پر اس لئے مصر ہے کہ اسلام نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو یکساں حقوق دیئے ہیں۔ اور یہ حقوق ایسے ہیں کہ اس میں کسی فرد یا معاشرہ کی عقل کو دخل اندازی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے"۔

اسلامی جمہوریہ کی یہ تعریف پاکستان کے مجوزہ دستور پر مبنی ہے جس کی حمایت میں جماعت اسلامی آج کل گلا پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگا رہی ہے، حالانکہ فسادات پنجاب کی عدالت میں اس کے قیم میاں طفیل احمد صاحب نے صاف کہہ دیا تھا کہ:-

"اگر پاکستان میں جماعت کے نظریے پر مبنی مملکت قائم کی جائے تو میں پاکستان میں عیسائیوں یا دوسرے (مسلمانوں کے مساوی) حقوق کو تسلیم نہیں کروں گا"

معلوم نہیں آج ان حقوق کو تسلیم کرنے کے لئے وہ کیسے آمادہ ہو گئے، کیا یہ کسی "صالحانہ سودا بازی" کا نتیجہ ہے یا کچھ اور؟

سانحۂ ارتحال

جھنگ مگھیانہ سے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۱/۵۶ کو ملک غلام قادر صاحب کی چار سالہ لڑکی کا آناً فاناً انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں ملک غلام قادر صاحب اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالے انہیں نعم البدل عطا فرمائے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ سابقہ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ زیادہ رقم دکھائی گئی ہے ایسے احباب اگر یک مشت تمام رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔

بہر صورت تمام خریداران صاحب ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا نمبر خریداری تو شامل نہیں، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۳۱ راکتوبر ۱۹۵۴ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں، یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۳۱ راکتوبر تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ رقم موصول ہوئی تو مجبوراً یکم نومبر ان کے نام پوری رقم کا وی پی روانہ کیا جائے گا جس کو چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا، ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ وی پی کے محصولڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو اُس کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بھی بنا دیا گیا ہے۔

پورا چندہ دینے والے

نمبر	چندہ	نمبر	چندہ
۲	6/-	۳۷۰	6/-
۸	6/-	۳۷۴	24/-
۵۱	12/-	۳۷۹	6/-
۷۲	6/-	۳۹۲	24/-
۷۳	6/-	۳۹۸	18/-
۸۲	6/-	۴۰۰	6/-
۹۶	6/-	۴۱۴	30/-
۹۷	6/-	۴۱۵	6/-
۱۰۶	6/-	۴۱۷	6/-
۱۱۷	24/-	۴۱۸	18/-
۱۳۳	6/-	۴۳۵	18/-
۱۳۹	6/-	۴۴۰	18/-
۱۶۲	6/-	۴۴۲	18/-
۲۰۳	12/-	۴۴۳	24/-
۲۴۵	6/-	۴۴۹	30/-
۲۷۵	14/-	۴۵۰	24/-
۲۸۲	6/-	۴۵۳	24/-
۳۱۰	6/-	۴۷۲	24/-
۳۱۵	24/-	۴۷۷	24/-
۳۲۰	12/-	۴۹۸	12/-
۳۳۷	12/-	۵۰۶	6/-
۳۴۵	24/-	۵۴۶	18/-
۳۴۶	24/-	۵۸۲	6/-
۳۴۸	24/-	۵۸۷	6/-
۳۵۳	12/-	۶۰۴	6/-
۳۶۲	24/-	۶۱۵	6/-
۳۶۴	6/-	۶۱۹	9/-
۳۶۶	24/-	۶۲۰	12/-
۳۶۹	6/-	۶۲۲	6/-

نمبر	چندہ	نمبر	چندہ
۶۲۹	6/-	۷۴۵	6/-
۷۰۱	6/-	۷۴۶	6/-
۷۰۶	6/-	۷۴۷	6/-
۷۱۰	6/-	۷۴۸	6/-
۷۳۷	6/-	۷۴۹	6/-
۷۳۹	6/-	۷۵۲	6/-
۷۴۱	6/-	۷۵۳	6/-
۷۴۲	6/-	۷۵۴	6/-
۷۴۳	6/-	۷۵۵	6/-
۷۴۴	6/-	۷۵۸	5/-

رعایتی چندہ دینے والے

نمبر	چندہ	نمبر	چندہ
۱۵	12/-	۶۷	24/-
۱۸	6/-	۸۶	12/-
۲۱	27/-	۸۷	16/-
۲۵	12/-	۹۶	12/-
۴۱	6/-	۹۹	3/-
۴۴	4/-	۱۰۴	16/-
۵۰	3/-	۱۰۵	8/-
۵۱	6/-	۱۱۳	10/-
۵۲	6/-	۱۲۳	12/-
۵۵	32/-	۱۲۵	16/-
۶۰	24/-	۴۱۲	6/-

ضرورت رشتہ

ایک احمدی فرزند کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے - رشتہ اگر بیوہ بھی ہو تو قابل قبول ہوگا -

مرتضیٰ خان .

رفتار عالم

لاہور ۲۰ راکتوبر حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام ضلعی دفتروں میں عوام سے درخواستیں لینے کا ایک نیا اور یکساں طریقہ رائج کیا جائے۔ اس بارے میں متعلقہ ڈپٹی کمشنروں کو مناسب ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ اس طریق کار کی ترویج کا مقصد یہ ہے کہ درخواستوں پر کارروائی جلد از جلد اور احسن طریقے سے انجام پائے اور درخواست دہندوں کو اپنی درخواستوں کے پیچھے بھاگنے میں عام طور پر جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کا ازالہ ہو سکے۔

اس نئے طریق کار کے مطابق ضلعی نظم و نسق سے متعلق امور کی تمام درخواستیں ضلعی اور تحقیقاتی مرکز میں جو خاص طور پر اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے وصول کی جائیں گی۔ درخواست موصول ہونے پر مرکز درخواست دہندہ کو فی الفور رسید جاری کرے گا۔ جس پر جواب دینے کی تاریخ بتا دی جائے گی۔ اس کے بعد درخواست اس ہدایت کے ساتھ متعلقہ ..... شعبے یا دفتر میں ارسال کر دی جائے گی، کہ جواب دینے سے قبل درخواست پر کارروائی مکمل کی جائے۔

درخواست دہندہ کو درخواست سے متعلق احکام حاصل کرنے کے لئے مقررہ تاریخ پر سنٹر میں صرف رسید پیش کرنا ہوگی۔ مختلف قسم کی درخواستوں پر کارروائی کے لئے مختلف میعاد مقرر کی گئی ہے تاکہ کارروائی کی تکمیل میں کم از کم وقت صرف ہو، اگر بعض وجوہ کی بناء پر متعلقہ برانچ مناسب تاریخ تک کارروائی مکمل کرنے سے قاصر رہے تو اسے مذکورہ سنٹر کے پاس تاخیر کا جواب ارسال کرنا پڑے گا۔ اور اس صورت میں درخواست دہندہ کو مزید کوئی تاریخ دے دی جائے گی۔

ذاتی رسائی کے ارکان کو قطعی طور پر ختم کرنے کے پیش نظر کسی اضلاعی دفتر اور کچہری میں اس وقت تک کوئی درخواست قبول نہیں کی جائے گی جب تک کہ اس پر درخواستیں قبول کرنے والے دفتر کی مہر ثبت نہ ہو، ایسے لوگ جو اضلاعی ایڈمنسٹریشن سے متعلق معاملات کے بارے میں سرکاری طریق کار سے واقف نہیں۔ مذکورہ سنٹر ان کے لئے نہ صرف اطلاعات بہم پہنچائے گا، بلکہ ان کی مناسب رہنمائی بھی کرے گا۔

لاہور ۲۰ راکتوبر - پاکستان اور ہندوستان کے ریلوے نمائندوں میں کل سے لاہور اور امرتسر کے درمیان ریلوے سروس بحال کرنے کے مسئلہ پر جو بات چیت ہو رہی تھی، وہ آج ختم ہو گئی ہے کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ لاہور اور امرتسر کے درمیان ریل گاڑی آئندہ ہفتے کے وسط تک چلنی شروع ہو جائے گی۔

ریلوے سروس کی بحالی کے متعلق قطعی تاریخ کا اعلان دونوں ملک لاہور اور دہلی سے بیک وقت کر دیا جائے گا۔ کانفرنس میں اس راستے پر مسافر گاڑی چلانے کے انتظامات پر بھی غور کیا گیا اور تمام امور پر سمجھوتہ ہو گیا۔

واشنگٹن - ۲۰ راکتوبر - پاکستان کے لئے امریکہ کی اقتصادی اور فوجی امداد کے معاہدہ کی تفصیلات عملاً مکمل ہو گئی ہیں، وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کل (جمعرات) کینیڈا روانہ ہو رہے ہیں اور ان کی روانگی سے قبل معاہدہ کے بارے میں مشترکہ اعلان کر دیا جائے گا - امریکی حکام کا کہنا ہے کہ پاکستان کو سردست فوجی امداد سے زیادہ اقتصادی امداد ملے گی۔

کراچی ۲۰ راکتوبر - امید ہے پاکستان اور جاپان کے تجارتی معاہدے پر اس ہفتے کے آخر تک دستخط کر دیئے جائیں گے۔ معاہدے کا مسودہ حکومت جاپان کی منظوری کے لئے گزشتہ ہفتے ٹوکیو بھیجا گیا تھا امید ہے یہ ایک دو دن تک کراچی واپس پہنچ جائے۔ اس معاہدہ کے مطابق پاکستان جاپان سے پارچہ بافی کی مشینری اور سوتی کپڑا حاصل کرے گا - اور جاپان کو پٹ سن اور روئی بھیجے گا۔

۲۰ راکتوبر - باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ پچاس ہزار ٹن چاول کے سودے کے لئے پاکستان اور فلپائن کے درمیان گفت و شنید اطمینان بخش طور پر جاری ہے۔ اس سے پہلے بھی پاکستان اور فلپائن کے درمیان معاہدہ ہوا تھا جس کے تحت پاکستان نے فلپائن کو تیس ہزار ٹن چاول برآمد کرنا منظور کیا تھا، اس میں دس ہزار ٹن کی تیسری کھیپ روانہ کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

نیویارک ۲۰ راکتوبر - وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے امریکی جریدہ "نیوز ویک" کے نمائندے سے ایک خاص ملاقات میں کہا ہے "امریکی امداد کی بدولت پاکستان کی دفاعی طاقت میں اضافہ ہوتے ہی جنوبی ایشیا کے دوسرے ملکوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ بھی بالآخر جنوبی ایشیا کے دفاعی معاہدوں میں شامل ہو جائیں گے۔"

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور — فون نمبر ۳۷۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر: مرتضیٰ خاں حسن بی اے — دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۷۴ھ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۹

وہ آفتابِ رسالت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے جی اُٹھے

حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت کے متعلق حضرت مسیح موعود کا بیان

"دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا، اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسولؐ ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اُٹھے، اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا نہ یسوع کی طرح صرف لاف گزاف جس نے مکہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکیوں کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقعہ وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس کے پہلے دنیا کیا تھی اور پھر اس کے بعد کیا ہو گئی یہ ایک ایسا سوال نہیں ہے کہ جس کے جواب میں کچھ دقت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جناب عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی۔ اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال و قدوس کی جگہ پر بٹھایا تھا۔ اور یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعوے ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے پہاڑ پر کیا تھا وہ کیا دعوے تھا وہ یہی تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پا کر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیجدیا۔ یہ صرف دعوے نہ تھا۔ بلکہ اس رسول مقبول نے اس دعوے کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھکر ظاہر ہو، تو اے سب لوگو اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔ ...... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسول شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری

(باقی صفحہ پر)

گلہائے معنی ہدیۂ اہلِ نظر کنم

(حسن)

ہست آرزو کہ جانبِ بطحا سفر کنم ❊ جانم نثار بر کوچۂ خیر البشر کنم

شاہا! نگاہِ لطف و کرم بر منِ غریب ❊ این التجائے ہست کہ با چشمِ تر کنم

خواہم کہ خاکِ پائے تو در دیدہ ہا کشم ❊ خواہم کہ تاجِ بندگی ات زیبِ سر کنم

ایں زندگی کہ ہست بلائے بگردنم ❊ در ہجرم کہ بے تو چگونہ بسر کنم

چوں در جہاں ز جان و دلم دارمش عزیز ❊ تا ممکن است دردِ تو از دل بدر کنم

چشمِ من از شعاعِ رخت بہرہ یاب ہست ❊ اکنوں چرا بجانبِ دیگر نظر کنم

از ناز ہا چو گوشۂ چشمت بمن کنی ❊ با صد نیاز نذرِ تو قلب و جگر کنم

یک لحظہ ہم ز کرب نمی آیدم قرار ❊ یا رب چگونہ چارۂ دردِ جگر کنم

افسانۂ محبت و ذکرِ جمیلِ دوست ❊ خوشتر وظیفہ ایست کہ شام و سحر کنم

از ناصواب گفتہ و از کردہ ناروا ❊ صد بار توبہ کردم و بارِ دگر کنم

اُفتد اگر قبول زہی عزت و شرف
گلہائے معنی ہدیۂ اہلِ نظر کنم

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

سہ روزہ پیغام صلح ——— ۳۰ر اکتوبر ۱۹۵۴ء

مسیح موعود کا جہاد

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مجدد اعظم حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ وعلیٰ مطاعہ محمد الصلوٰۃ والسلام انہی شفیق اور ہمدرد انسانوں میں سے ایک تھے جو ساری عمر لوگوں کو نیکی کی نصیحت فرماتے رہے اور جنہوں نے قبل از وقت آنے والے خطرات و حوادث سے لوگوں کو متنبہ بھی فرما دیا اور ان سے محفوظ و مامون رہنے کی سبیل بھی بتا دی۔ آپ کی تبلیغ کے دو پہلو تھے۔ آپ غیر مسلم اقوام کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور مسلمان قوم کو طہارت کی نصیحت فرماتے تھے۔ اور امتداد زمانہ سے جو غلطیاں ان کے اعتقادات میں پیدا ہو گئی تھیں۔ ان کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دلاتے تھے۔ اور جماعت بنانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کے اندر ایک ایسا گروہ پیدا ہو جائے جو اپنی نیکی اور پاک نمونہ سے دوسروں پر اثر ڈالے، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے کہ یہی اصل جہاد ہے۔

اب تو بہت کچھ حالات بدل چکے ہیں لیکن تاریخ مذہب سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ آج سے ساٹھ ستر سال پیشتر اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ توہین کی گئی جس کو ایک غیور مسلمان کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ سید المطہرین حضرت نبی کریم فداہ امی و ابی اور آپ کی ازواج مطہرات کے متعلق مخالفین اسلام یعنے عیسائیوں اور آریوں نے وہ ہرزہ سرائی کی جس کو سن کر ایک مسلمان کا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ ہزارہا کی تعداد میں کتابیں حضرت نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب و توہین میں شائع کی گئیں، اور آپ کی ذات مقدس مطہر پر وہ تمام تہمتیں لگائی گئیں اور حضور کے متعلق ایسے ایسے ناپاک کلمات استعمال کئے گئے جن سے روح انسانی کانپ اٹھتی ہے، محض انکار تو قابل برداشت ہو سکتا ہے کیونکہ ممکن ہے بوجہ عدم تبلیغ انسان حقیقت حال سے بے خبر رہا ہو۔ مگر تمسخر استہزا، سب و شتم اور افترا پردازی اور بہتان طرازی کبھی قابل برداشت نہیں ہو سکتیں۔ کیا یورپ اور کیا ہندوستان اور کیا دنیا کے دوسرے ممالک سب نے فخر الانبیاء والآخرین کی شان میں گستاخیاں کیں۔ یورپ کے متعصب مؤرخین نے حضور سرور کائنات کی وہ گھناؤنی تصویر کھینچی کہ حقیقت حال پر پردہ پڑ گیا ایک طرف حضور کی شان میں اس قدر ہرزہ سرائی اور دوسری طرف ایک عاجز انسان کو خدائی تخت پر بٹھا دیا اور ان عقاید فاسدہ باطلہ کی اشاعت کے لئے تمام دنیا میں تبلیغ کا جال بچھا دیا اور ہزاروں لاکھوں انسانوں کو شرک کی دلدلوں میں غرق کر دیا اور عزم کر لیا گیا کہ تمام دنیا سے توحید کا نقش مٹا کر تثلیث کی حکومت قائم کر دی جائے۔

ایک طرف ایک ایسا گندہ شرک اور اس کی اشاعت دوسری طرف مقدسوں کے سردار کی تکذیب و توہین، کیا خدائے واحد تمہارا رب بھی خاموش رہتا۔ کیا اس کی غیرت اب بھی جوش میں نہ آتی؟ کیا خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں، خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنے والوں پر خدا کا غضب نازل نہ ہوتا؟ ضرور ہونا چاہئے تھا۔ لیکن خدا رحیم و کریم ہے، وہ غضب نازل کرنے میں بہت دھیما ہے، وہ حلیم اور بردبار ہے۔ دنیا کے عقاید و اعمال تو ایسے ہی تھے کہ ان پر فوری عذاب نازل ہوتا۔ لیکن خدا نے اپنی رحمت کے تقاضا سے اتمام حجت ضروری سمجھی اور اس غرض سے اپنے ایک بندے کو امت محمدیہ میں سے نذیر بنا کر بھیج دیا۔ جس نے دنیا میں حق تبلیغ ادا کر دیا۔ وہ ایک بلند منار پر کھڑا ہو کر بولا اور دنیا کے کونے کونے میں اپنی آواز پہنچائی اور کفر و شرک میں مبتلا دنیا کو بڑے پُرزور اور پُرشوکت الفاظ میں توحید کی طرف بلایا، آپ نے فرمایا:۔

"کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں ...... یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو، اسے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ **زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا**۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں، کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالےٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں، اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے، اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہے ہر ایک مصیبت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے **خدا ایک پیارا خزانہ ہے**، اس کی قدر کرو"

(کشتی نوح)

پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا۔

" نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور آدم زادوں کے لئے اب اور کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے۔ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی **اور رسول ہے** اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا"

(کشتی نوح)

یہ تو محض مشتے نمونہ از خروارے ہے، ورنہ آپ کی اسّی کتابوں کو پڑھ جاؤ وہ سب ایسی ہی پاک نصائح سے لبریز ہیں۔ ان میں پند و موعظت کے قیمتی موتی بھرے ہوئے ہیں۔ ان میں مخالفین و معاندین کے لغو اعتراضات کا قلع قمع کیا ہے۔ اور ان کو امر حق کی تبلیغ کی ہے پھر تحریروں اور لیکچروں سے دنیا کو راہ راست دکھانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ آپ کے ملفوظات کیا ہیں نور و ہدایت کے بہتے ہوئے چشمے ہیں، پھر مخالفین اسلام سے مباحثات و مناظرات کر کے اُن پر امر حق واضح کیا اور توحید کی طرف بلایا، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین حق کی دعوت دی، ہندوستان کے لئے اُردو میں اور اسلامی ممالک کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں لکھیں اور یورپ کے لئے انگریزی میں لٹریچر طیار کروایا۔ پھر نشانات سماوی سے لوگوں پر اتمام حجت کیا۔ ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت تمام یورپ اور امریکہ کے لئے صداقت کا ایک کھلا ثبوت تھی جو آپ کی پیشگوئی کے مطابق وقوع میں آئی۔ پھر آپ نے مخالفین سے یہ بھی کہا کہ وہ کچھ عرصہ آپ کے پاس آ کر ٹھہریں اور خدا کے نشانات دیکھیں۔ غرضیکہ امر حق کی تبلیغ میں آپ نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ایک جماعت بھی تیار کی اور انہیں حکم دیا کہ اب حجروں میں بیٹھنے کا زمانہ نہیں بلکہ باہر نکل کر وعظ و تلقین کرنے کا زمانہ ہے۔ بہترین جہاد یہ ہے کہ دنیا میں امر حق کی تبلیغ کی جائے اور رشد و ہدایت پھیلائی جائے کہ اس وقت اس کی سخت ضرورت ہے۔

حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کا انتقال

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر دل رنج و اندوہ سے سُنی جائے گی کہ جماعت احمدیہ کے ایک نہایت پرانے بزرگ اور حضرت مسیح موعود کے قدیم خادم حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ ۲۸ر-۲۹ر اکتوبر کی درمیانی شب کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم نہایت نیک، حق گو اور حق پرست انسان تھے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

مجوزہ انتخابی فہرستوں اور پروگرام پر تبصرہ

از جناب مولوی عبداللہ جان خان صاحب سیکرٹری انجمن

کراچی سے میاں نصیر احمد صاحب فاروقی اور چوہدری امجد خاں صاحب کی طرف سے جو انتخابی فہرستیں اور انجمن کے آیندہ انتخابات کا پروگرام جماعتوں کو بھجوایا گیا ہے اس کے متعلق ذیل کے امور خاص توجہ کے قابل ہیں :-

(۱) ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۳ء کی جو فہرستیں دفتر انجمن سے انتخابی بورڈ کو بھیجی گئی تھیں ان کے ساتھ سیکرٹری کے خط مورخہ ۹/۵۴-۳۰ میں صاف اور واضح الفاظ میں لکھا گیا تھا کہ تا دم تحریر حبیب بنک لمیٹڈ میں جو روپیہ ہے وہ ہمارے حوالہ نہیں ہوا، اور نہ سٹیٹ بنک آف پاکستان میں انجمن کے دس ہزار حصص کے متعلق ابھی تک سابق صدر اور محاسب صاحب نے کاغذات انتقال دستخط کر کے دیئے ہیں، اس لئے انتخابی بورڈ کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان دونوں چیزوں کی تکمیل سے پہلے اپنی طرف سے فہرستیں اور پروگرام بنا کر بھیجنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔

(۲) دفتر انجمن سے جو فہرستیں بھیجی گئیں ان کے متعلق چوہدری امجد خاں صاحب لکھتے ہیں کہ وہ غلط تھیں اور کراچی میں وہاں کے چندہ دہندگان کا جو ریکارڈ موجود تھا اس سے ان میں درستی کی گئی۔ اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ دفتر انجمن کا ریکارڈ (۵۳–۱۹۵۱) مکمل اور درست نہیں۔ اس لئے ایسی غلط فہرستوں کی بنیاد پر سارے انتخاب کی بنیاد رکھنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ جب کراچی کی فہرستیں غلط تھیں تو ان کو باقی فہرستوں کی درستی اور صحت کا کیسے یقین ہو گیا (۵۳ - ۱۹۵۱) کے زمانہ کا کوئی بھی ریکارڈ دفتر انجمن کا درست نہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ کراچی کی فہرست کو از خود درست کرنے کا کوئی اختیار انہیں حاصل نہ تھا۔

(۳) الیکشن افسران کا تقرر اور ماہوار چندوں کی بناء پر ووٹروں کا تعین ہمارے نظام سلسلہ احمدیہ کی سنت کے خلاف ہے۔ گذشتہ چالیس سال میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ نہ ہم سیاسی جماعت ہیں نہ سیاسی جماعتوں کی طرح انتخاب لڑنا اور اس کے لئے پروپیگنڈا کرنا اور ووٹروں کی فہرستیں تیار کرنا ہمارا کام ہے اس طریقہ انتخاب سے یگانگت بڑھتی نہیں بلکہ مفقود ہو جاتی ہے اور قوم مختلف پارٹیوں میں تقسیم ہو جاتی ہے جن میں سے ہر ایک کا مطمح نظر یہی ہوتا ہے کہ وہ کسی طرح دوسری پارٹی کو گرائیں اور اس کے خلاف پروپیگنڈا کریں۔ ایسی پارٹی بازی کا مقصد ہر طریق سے اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے خواہ کسی قیمت پر ہو اور کتنا ہی اس کے لئے جھوٹ بولنا پڑے، یہ احمدی قوم کے شایان شان نہیں، ہمارا انتخاب اس طریقہ پر ہونا چاہیئے جو گذشتہ چالیس سال سے چلا آ رہا ہے یعنے ہر جماعت مقامی طور پر اپنے اجلاس منعقد کر کے اپنے نمایندے منتخب کر دیا کریں۔

(۴) انتخابی افسران لکھتے ہیں پہلا سوال جو ہمارے سامنے تھا وہ یہ تھا کہ کن لوگوں کو ووٹ کا حق حاصل ہے اور کون امیدوار ہو سکتے ہیں۔ یہ حق ان کو نہ پرانا آئین دیتا ہے نہ نیا۔ ان کو صرف حلقہ ہائے انتخاب اور نشستوں کے تعین کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس اختیار سے تجاوز کر کے جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ سب یکطرفہ کارروائی ہے اور غلط فہرستوں کی بنیادوں پر غلط بنیاد پر جو کچھ ہو گا غلط ہی ہو گا۔ خشت اول چوں نہد معمار کج — تا ثریا می رود دیوار کج

(۵) ہر دو صاحبان نے انجمن کے پاس کئے ہوئے جن ریزولیوشنوں کا حوالہ دیا ہے وہ (Dead Laws) مردہ قواعد ہیں۔ جو پیدا ہونے کے ساتھ ہی دفن ہو گئے اور کبھی ان پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ انتخابی افسران نے انکو زندہ کرنے کی بے سود کوشش کی ہے مردے آخر مردے ہی ہوتے ہیں خواہ وہ آدمی ہوں یا قواعد، ان پر نہ حضرت امیر مرحوم کی زندگی میں عمل ہوا اور نہ اس کے بعد آج تک، اگر کسی کو دعوےٰ ہو کہ ان ناقابل عمل قواعد پر کبھی عمل ہوا ہے تو بار ثبوت اس پر ہے۔

(۶) جن ریزولیوشنوں پر انتخابی پروگرام کے جواز کا انحصار رکھا گیا ہے وہ اس پروگرام کے ابطال کے لئے کافی ہیں۔ مثلاً:-

الف۔ نمبر ۱۵۰ مورخہ ۷/۲۹، ۲۷ کا منشا ہے جو شخص چندہ دینے سے انکاری ہو اور چھ ماہ تک باوجود یاد دہانی کے چندہ نہ ادا کرے اسے مجلس معتمدین کا ممبر نہیں بنایا جا سکتا اور نہ ہی ایسا شخص مجلس معتمدین کا ممبر رہ سکتا ہے۔ اگر یہ قاعدہ پیدائش کے ساتھ ہی دفن نہیں ہوا تو اس پر عمل کی کوئی مثال پیش کریں کہ کن کن چندہ نہ دینے والے ممبران کو کبھی علیحدہ کیا گیا یا کبھی انتخاب کے وقت اس کا لحاظ رکھا گیا۔ ابھی حال ہی میں میاں نصیر احمد صاحب فاروقی سے چندہ طلب کیا گیا تو ...... انہوں نے انجمن کو چندہ بھیجنے سے تحریراً انکار کر دیا۔ (امجد صاحب کا اس بارہ میں کیا فتوےٰ ہے)

ب۔ نمبر ۲۴۲ مورخہ ۴/۳۲، ۲ "تحریر حضرت امیر کہ حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد کو کہ جو شخص چندہ ماہوار نہیں دیتا یا وعدہ کر کے متواتر تین ماہ نہیں دیتا **اسے جماعت سے خارج کیا جاوے** پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ اعلان کیا جاوے کہ ایسے شخص نہ جنرل کونسل کے ممبر ہو سکیں گے اور نہ جماعت کے معاملات میں رائے دے سکیں گے" یہ ریزولیوشن تو زندہ پیدا ابھی نہیں ہوا بلکہ مردہ پیدا ہوا۔ کوئی اعلان اگر ہوا ہو تو پیش کیا جاوے۔ میں نے اسے پیدائشی مردہ اس لئے کہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ نہیں کہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج کیا جاوے اگر انہوں نے ایسا لکھا ہے تو پیش کیا جاوے نہ حضرت صاحب کے وقت میں کسی کا اخراج ہوا اور نہ بعد آج تک۔ اس لئے اس پر **بنیاد، بنیاد باطل** علی الباطل ہے۔

(۷) ایک اور ریزولیوشن میں پیش کرتا ہوں جس پر آپ کی نظر دیکھ کر گذر گئی اور آپ کے خیال میں اس قابل بھی نہیں تھا کہ اپنے مشترکہ نوٹ میں اس کا حوالہ دیتے، وہ ہے نمبر ۲۰ مورخہ ۲/۳۲، ۲۵ -

"مجلس منتظمین کے ممبران صرف ان اصحاب سے لئے جاویں جو دسواں حصہ اپنی آمد کا بطور چندہ ماہوار دیتے ہیں (الا خاص خاص حالات میں کسی معقول عذر سے استثنیٰ ہو سکتا ہے)" بتائیں اس کے ماتحت کبھی عمل ہوا آخر (۵۳ - ۱۹۵۱) کا عرصہ جس کو انتخاب کے لئے بطور بنیاد چنا گیا ہے اس عرصہ میں تو مجلس منتظمین حضرت امیر مرحوم اور سابق صدر صاحب کے خاندان کے ممبروں سے بھری ہوئی تھی۔ اس قاعدہ کے ماتحت کتنے ممبران کا تقرر ٹھیک ہوا؟ اگر زیادہ تشریح چاہو تو ان میں سے اکثر تو حسب شرح انجمن چندہ بھی نہیں دیتے ہیں۔ مثلاً سابق صدر صاحب میاں محمد احمد صاحب ایم اے۔ میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی وغیرہ وغیرہ۔

(۸) انتخابی بورڈ کو پولنگ افسران کے تقرر کا اختیار نہیں دیا گیا تھا، پھر جو ۲۴ پولنگ افسر مقرر کئے گئے ہیں ان میں سے ۱۴ فریق ثانی کے ہیں۔ اگر اس کے برخلاف پولنگ افسروں کی اکثریت ہماری جماعت انجمن کی ہوتی تو دوسرا فریق اس سے مطمئن نہ ہو سکتا۔ جس فریق کی کثرت ہو گی تو دوسرا فریق مطمئن نہیں ہو گا۔

اس لئے

جماعتی اتحاد اور اتفاق کے لئے جو نئے انتخابات کی اصل غرض ہے، نئے انتخاب کے لئے صرف ایک راہ رہ گئی ہے وہ وہ ہے جس پر گذشتہ چالیس سال سے عمل درآمد رہا ہے اور فروری ۱۹۵۴ء میں بھی اسی پر عمل کیا گیا یعنی ہر جگہ کی جماعت جہاں جماعت ہے خود اپنی مرضی سے مجلس معتمدین کے لئے نمایندہ منتخب کرے جو شخص جس جماعت کی نظروں میں محترم ہے وہی ان کی نمایندگی کا حق دار ہو سکتا ہے، نہ وہ جس کو ہم

اپنے ذرائع اور ضبطوں سے ممبر بنائیں ۔

(۹) ووٹروں کی تعداد کا تعین اور الیکشن افسروں کا تقرر کسی جگہ قواعد انجمن میں نہیں۔ نہ پرانے آئین میں نہ اور نہ نئے آئین میں۔ ہم انتخاب پر راضی ہوئے تھے نہ آئین کی تنسیخ پر۔ انتخابی بورڈ کو یہ اختیار نہیں دیا گیا تھا کہ وہ ایسا قدم اٹھائے جس سے آئین منسوخ ہو جاوے۔ اسے اپنا انتخابی پروگرام آئین کے اندر بنانا چاہیئے تھا۔

(۱۰) **انتخاب میں دوسرا اصول** چندوں کی باقاعدگی کو رکھا گیا ہے اور صرف باقاعدگی کو۔ کیوں؟ ذرا بہ نظرِ غور دیکھیں تو یہ معمہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ قواعد انجمن میں چندہ دہندوں کے دو درجات ہیں۔ ایک قاعدہ دس فیصدی چندہ دینے والوں کا ہے اور دوسرا ایک آنہ فی روپیہ چندہ دینے والوں کا ہے۔ انتخابی بورڈ نے ان دونوں کو چھوڑ دیا اس لئے کہ اس معیار پر کم ہی کوئی اتر سکتا ہے بالخصوص فریق ثانی کے زعما جنہوں نے الیکشن جیتنے کی مہم چھ ماہ سے شروع کر رکھی ہے اور سارے پنجاب اور سرحد کے دوروں میں اس مہم کی تکمیل کیلئے فہرستیں تیار کرتے رہے۔ اپنے مفاد اور کامیابی کے لئے ۱۰٪ کی شرط اور ا/ فی روپیہ کی شرط کو چھوڑ دیا اور اس کے علاوہ ایک اور ایسی چیز پر بنیاد رکھی جو تو متنازعہ فیہ ہے وہ یہ...... کہ سن ۱۹۵۱-۵۲-۵۳ء میں جنہوں نے چندے دیئے بس وہی ووٹر ہوں گے۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ افتراق شروع ہو گیا تھا اور اکثر احباب نے چندہ دینا بند کر دیا تھا میں تفاصیل لکھ رہا بلکہ اس بندش کا احساس یہاں تک ہوا کہ ۲۵/۱/۵۳ کو مجلس منتظمہ میں ایک ریزولیوشن پیش ہوا کہ جس پر مجلس اور سابق صدر صاحب نے لکھا۔ اطلاع ہوئی دیکھو ریزولیوشن نمبر ۲۵۸ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۵۳ء جو حسب ذیل ہے:-

مجلس منتظمہ زیر صدارت الحاج شیخ میاں محمد صاحب

"رپورٹ سیکرٹری کہ بعض جماعتوں اور احباب نے چندہ ماہوار روک دیا ہے، معاملہ پیش ہے" "اطلاع ہوئی"

(۱۱) گذشتہ تین سال کا عرصہ ایسا ہی تھا جیسے آج کل فریق ثانی نے اپنا طرزِ عمل بنا رکھا ہے کہ انجمن کو چندے دینے بند کئے ہوئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گذشتہ تین سال میں بعض لوگوں نے چندے دینے ملتوی کر دیئے تھے یا بے قاعدہ ہو گئے تھے۔ لیکن اب ہمارے دوسرے دوست جو فریق ثانی سے تعلق رکھتے ہیں یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے اپنا علیحدہ مرکز قائم کر رکھا ہے اور چندے انجمن کے بجائے اس نئے مرکز کو بھیجے جا رہے ہیں نہ اشاعت اسلام کے لئے بلکہ جماعتی تنازعات اور انتخابی پروپیگنڈے کے لئے، اور تو اور میاں نصیر احمد صاحب فاروقی بھی جنہوں نے مصالحت کے وقت یہ اقرار کیا تھا کہ وہ unconditional surrender کرتے ہیں (یعنی بلا شرط ہتھیار ڈالتے ہیں) اور یہ بھی کہا تھا کہ Mian Muhammad is out of Picture (یعنی میاں محمد صاحب کا اب کوئی عمل دخل نہیں) انہی فاروقی صاحب کو چندے کیلئے لکھا گیا تو سب سے اول انہوں نے ہی تحریری جواب دیا کہ نئی مجلس معتمدین کے وجود میں آنے تک وہ دوسرے مرکز کو جو فریق ثانی نے بنایا ہے چندہ دیتے ہیں۔ کیا اسی کو بلا شرط ہتھیار ڈالنا کہا جاتا ہے؟

(۱۲) چندہ دہندگان کی جو فہرست دفتر انجمن سے ۱۲/۴/۵۴ کو بھیجی گئی تھی اس پر انتخابی بورڈ نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ پھر دوبارہ جب ۱۵/۳/۱۹۵۴ء کی فہرستیں ارسال کی گئیں تو ان کے ساتھ چٹھی مورخہ ۲۰/۹/۵۴ میں مکرر لکھا گیا کہ ابھی تک حبیب بنک کا روپیہ release نہیں ہوا اور نہ سٹیٹ بنک کے حصص کا انتقال عمل میں آیا ہے اس پر بھی کوئی نوٹس نہ لیا گیا اور نہ کوئی جواب دفتر انجمن میں آیا حالانکہ یہ مصالحت کی ایک اہم شرط تھی، جس پورا کئے بغیر انتخابی کارروائی نہ ہو سکتی تھی اور انتخابی بورڈ کو کوئی حق نہ تھا کہ ایسے حالات میں فہرستیں شائع کرتے اور انتخابی پروگرام بناتے۔

(۱۳) اس کے علاوہ چوہدری امجد خاں صاحب کی توجہ اس پراپیگنڈا کی طرف بھی مبذول کرائی گئی جو فریق ثانی کے لوگ شرائط صلح کے خلاف کر رہے تھے اور انجمن کے اراکین کے خلاف زہر اگل رہے تھے لیکن اس پر بھی کوئی توجہ نہ کی گئی پھر ۸/۵/۵۴ کو انہیں لکھا گیا کہ
(۱) فاروقی صاحب سے مذاکرات کے کوائف سے مرکز کو اطلاع دیتے رہا کریں۔
(۲) یہ عجیب صلح ہے کہ مصالحت کمیٹی والوں نے بتایا تھا کہ جناب میاں محمد صاحب کا کوئی عمل دخل اور تعلق نہیں ہوگا لیکن چندے میاں محمد صاحب ہی کے دفتر میں بھیجے جا رہے ہیں جو پراپیگنڈا پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اگر مرکز علیحدہ کرنا تھا تو وہ اور کوئی انتظام کرتے۔
(۳) مذاکرات کی رفتار ترقی یا رکاوٹ سے اطلاع دیں۔

چودھری امجد خاں صاحب نے ان میں سے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔

پھر ۵/۹/۵۴ کو چودھری امجد خاں صاحب مجلس معتمدین میں خود تشریف لائے اور انجمن نے ان کے سامنے انہی امور کے متعلق ریزولیوشن پاس کیا، اس کے باوجود انہوں نے فہرستوں پر دستخط کر دیئے اور مرکز سے اتنا نہ پوچھا کہ فریق ثانی نے ریزولیوشن کے جواب میں کیا کارروائی کی ہے گویا وہ ہماری طرف سے نمائندہ ہی نہیں تھے۔ یا مجلس معتمدین کے حکم کی انہیں پرواہ نہیں اور صرف انکا حکم قطعی اور آخری ہے ترکِ مجلس کا

(۱۴) ۱۹۵۱-۵۲ء کے انجمن کے ریکارڈ کے رو سے اور اس اصول کے ماتحت جس پر انتخابی سکیم کی بنیاد رکھی گئی ہے چوہدری امجد خاں صاحب خود ووٹ دینے کے بھی حقدار نہیں رہے اور باوجود اس کے انہوں نے خود اپنے آپ کو الیکشن افسر بھی مقرر کیا ہے اور ووٹ کا حقدار بھی بنا لیا اور اپنے حق میں خود کراچی کی لسٹ میں درستی کر لی۔

(۱۵) ساری احمدی جماعت میں جس کو حضرت امیر مرحوم پنجہزاری فرماتے تھے انتخابی بورڈ کو صرف ۲۲۲ ووٹر نظر آئے اور اگر ۱۹۵۱، ۱۹۵۲ اور ۵۳ تینوں سالوں میں باقاعدہ چندہ دینے والوں کو علیحدہ کیا جائے تو امید ہے اس فہرست میں صرف ۱۲۰ نام ہی رہ جائیں گے اور اگر ا/ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دینے والوں کو علیحدہ کیا جائے تو چالیس پچاس نام رہ جائیں گے، گویا پانچ ہزار آدمیوں میں سے اگر صرف باقاعدہ چندہ دینے والے بھی لئے جاویں تو ۲۲۲ نہیں نکلتے اور اگر ۲۲۲ ہی فرض کر لیں تو ۵۰۰۰ میں سے آپ کی نظر عنایت ۲۲۲ پر پڑی باقی سب جماعت سے خارج اور ووٹ دینے کے حق سے محروم ہو گئے۔ وہ کام جو حضرت امام وقت سے نہ ہوا، حضرت مولانا نور الدین صاحب کے وقت نہ ہوا، حضرت مولوی محمد علی صاحب کے وقت نہ ہوا آپ کے انتخابی بورڈ نے پورا کر دکھایا۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ہماری تو شروع ہی سے خواہش تھی کہ فریق ثانی کے احباب غلط راستہ چھوڑ کر ہمارے ساتھ شامل ہو جاویں اسی لئے ہم نے ان کی طرف دست مصالحت دراز کیا اور مجلس معتمدین میں پندرہ نشستیں انہیں پیش کی گئیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں نے اس کو قبول نہ کر کے ایسا راستہ اختیار کیا جو کسی طرح پسندیدہ نہ تھا، تاہم اسکو بھی ہم نے منظور کر لیا لیکن آج اس راستہ سے جو غلط قدم اٹھایا گیا ہے وہ حق پرستی سے دور اور جماعتی تنازعات کو بڑھانے کا موجب ہے اس کے نقائص اوپر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر غور کر کے پہلے شرائط صلح کی کاملاً تعمیل ہونی چاہیئے اور بعدۂ اس طریقہ سے انتخاب کرائیں جو گذشتہ چالیس سال سے مروج اور کامیاب رہا۔ اور خدا کے لئے وہ راستہ اختیار نہ کریں جس سے احمدیوں کو جماعت سے خارج کرنا پڑے یا کم از کم ووٹ کے حق سے محروم کرنا پڑے۔ اس کے برے نتائج پر انتخابی بورڈ نے غور نہیں کیا، اور ایک خاص غرض کو سامنے رکھ کر ساری کارروائی کی گئی ہے۔ اندیشہ ہے کہ جن لوگوں کو ووٹ دینے کے حق سے محروم کیا گیا ہے وہ جماعت سے الگ ہو جاویں صرف ۲۲۲ آدمیوں سے تو آپ کا کاروبار نہیں چل سکتا اور نہ صرف ۲۲۲ ہی ایسے ہیں جو چندہ دیتے ہوں، بہت سے لوگ مختلف رنگوں میں چندے اور عطیات وغیرہ دیتے ہیں اور خود ۲۲۲ کی فہرست بھی مکمل نہیں

آخر میں حضرت مسیح موعود کے ایک حکم اور وصیت کی طرف انتخابی بورڈ کی توجہ منعطف کراتا ہوں، آپ کا ارشاد ہے کہ **"میرے بعد مل کر کام کرو"** اب آپ کی فہرستیں اور انتخابی پروگرام کیا کہتا ہے۔ ایک دفعہ پہلے بعض احباب نے ایک ڈکٹیٹر کا انتخاب کر کے اور بذریعہ ریزولیوشن ڈکٹیٹرشپ کے اختیارات دے کر **الوصیت** کو پامال کیا اب یہ دوسری دفعہ ہے کہ الوصیت کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے غلطی سے یا عمداً؟ دونوں صورتوں میں معاف دینے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ خدا تعالےٰ ہمیں اس کے مامور کی وصیت کے توڑنے کے گناہ سے بچائے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی مساعی اور نیت بخیر ہو لیکن آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ کانگریس مسلم لیگ وغیرہ سیاسی پارٹیوں کا راستہ ہے نہ جماعت احمدیہ کا۔ جماعت احمدیہ لاہور کا چالیس سالہ طریقہ انتخاب

کتاب الٰہی کی وراثت قابلِ فخر نہیں جب تک اس کے احکام کی پیروی نہ کی جائے

مسلمانوں کو بہترین امت اس لئے بنایا گیا کہ لوگوں کی بھلائی کے کام کریں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتٰب .... انا لا نضیع اجر المصلحین

تورات کی وراثت اور بنی اسرائیل

یہ آیات اپنے اندر ایک اہم مقصد رکھتی ہیں جو ایک مسلمان کو اس کی غیرت ایمانی یاد دلاتی ہیں اس لئے وہ سبق جو ان آیات میں دیا گیا ہے بہت مشکل ہے اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اسے عبرت کا سبق سمجھ کر اس پر عمل کرے، فرمایا:۔ فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتٰب، بنی اسرائیل کو ہم نے تورات دی اور حضرت موسٰی اور حضرت ہارون جیسے باکمال انسان ان کی رہنمائی کے لئے بھیجے جنہوں نے تورات پر چل کر اپنا نمونہ ان کے سامنے رکھا۔ پھر اس کے بعد لگاتار انبیاء پر انبیاء اس قوم میں آتے، لیکن ان تمام کی تمام برکت اور نعمت کا جو ان کو دی گئی کیا نتیجہ نکلا فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتٰب ایسے نابکار انسان اس قوم کے اندر پیدا ہو گئے، جنہوں نے اس بات کو کافی سمجھ لیا کہ وہ تورات کے وارث ہیں، اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا، حضرت موسٰی اور حضرت ہارونؑ کا ان کے اندر آنا اور توراۃ کا ملنا اور پھر اس کے بعد پے در پے انبیاء کا آنا یہ بہت بڑا احسان تھا جو ان پر جناب الٰہی کی طرف سے ہوا۔ لیکن ان لوگوں نے اتنے بڑے سلسلۂ انبیاء کی پروا نہ کی، ان کو فخر اتنا ہی رہ گیا کہ ہم تورات کے وارث ہیں، حضرت موسٰی کی شریعت کے حامل ہیں، یہ تو کوئی فخر کی بات نہ تھی، فخر تو تب ہوتا کہ وہ اس پر عمل کرتے اور اس کے احکام پر کاربند ہوتے۔

قرآنی وراثت کا منشاء

ہمارے پاس بھی ایک کتاب ہے ہمیں بھی ایک کتاب کی وراثت ملی ہے۔ لیکن محض کسی کتاب کی وراثت ہونا کوئی قابل فخر بات نہیں، خدا کا منشا ہمیں اس کتاب کا وارث بنانے سے یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ خدا کے احکام کی فرمانبرداری ہو اور ہم بنی نوع انسان کے لئے برکت کا موجب ہوں، کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تم بہترین امت کس لئے بنائے گئے اس لئے کہ دنیا جہان کے لئے تمہارا وجود نمونہ کا کام دے اور لوگوں کے لئے نفع کا موجب ہو، ساری کی ساری قوم عامۃ الناس کے لئے بابرکت ثابت ہو۔

حرام مال کی طرف رغبت

تورات اور حضرت موسٰی اور ہارونؑ کو بھیجنے کی یہی غرض تھی، لیکن نتیجہ کیا ہوا یاخذون عرض ھذا الادنٰی جب کبھی مال کا معاملہ سامنے آجاتا ہے تو ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اور مال کو ناجائز طور پر اڑا لیتے ہیں، اور دعوٰے یہ ہے کہ ہم کتاب کے وارث ہیں، مال کا ذکر یہاں کیوں کیا، تورات میں توحید پر بہت زور دیا گیا ہے، توحید کا منشاء یہ ہے کہ خدا پر ایسا زبردست ایمان پیدا ہو جائے کہ اس کا اثر زبان پر، دل و دماغ پر غرض انسان کے تمام اعضاء و جوارح پر ظاہر ہو لیکن ان سب کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ توحید پر ایمان لانے سے ان سب پر عمل ضروری ہو جاتا ہے، جو انسان دیانتدار نہیں، اس کی تمام کمائی حرام ہے اور تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اسی لئے اس چوٹی کی بات کا ذکر کر دیا ہے، ورنہ فرمایا ایک طرف تورات ہے اور اس پر عمل کر کے رضاء الٰہی حاصل کرنا ہے دوسری طرف دنیا کا حقیر مال ہے لیکن خدا کے مقابل پر مال حرام کا حاصل کرنا ہی ان کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ یہ حقیر مال جب مل جاتا ہے تو انسان سب نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

ناواجب خیالات

ہم بھی ایک بڑی قوم ہیں، اور ایک عظیم الشان کتاب کے وارث ہیں، خدا فرماتا ہے کہ کسی کتاب کا وارث ہونا یا کسی کی گدی کا وارث ہونا کوئی فائدہ نہیں دیتا جب تک عمل اچھے نہ ہوں۔ یقولون لیس لنا فی الامیین سبیل کہتے ہیں ہم سے امیوں کے بارہ میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا جس طرح چاہیں ان کے مال اڑا لیں - یہ تو یہودیوں کا خیال تھا، آج مسلمان بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں، دوسروں کا مال اڑا لینا جائز سمجھتے ہیں، کہتے ہیں مسلمان پر تو دوزخ کی آگ حرام ہے۔ قیامت کے دن تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت کے لئے کھڑے ہونگے اور ہم نماز جو پڑھ لیتے ہیں تو ایک نماز کا وزن بہت سے گناہوں سے بھاری ہے، قیامت کو جب اعمال تلیں گے تو نماز کا پلڑا باقی اعمال سے بہت بھاری ہوگا، لا الٰہ الا اللہ کا پلڑا بھی بھاری ہوگا۔

نبی کریم صلعم کی تعلیم

لیکن نبی کریم صلعم نے تو یہ تعلیم نہیں دی، انہوں نے اپنے سارے کنبہ کو جمع کیا اور فرمایا یا صفیۃ لا اغنی عنک شیئا۔ اے میری پھوپھی صفیہ سن لو میں قیامت کے دن آپ کے کسی کام نہ آسکوں گا۔ یا فاطمۃ لا املک لک من اللہ شیئا اے میری بیٹی فاطمہ میرے کلیجے کے ٹکڑے تم بھی سن لو میں تمہارے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا اور پھر ساری قوم کو مخاطب کر کے فرمایا لا اغنی لکم من اللہ شیئا، لا املک لکم من اللہ شیئا میں تم میں سے کسی کے کوئی کام نہیں آسکتا اور کوئی اختیار مجھے حاصل نہیں کہ میں تمہیں مواخذہ سے بچا سکوں، میرے بھیجے جانے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ایک ایسی قوم پیدا ہو جائے جس کے اندر صلاحیت ہو، تقویٰ ہو، راستبازی ہو، دیانت ہو، یہ چیزیں قوم کے اندر پیدا ہو جائیں تو میرے آنے کی غرض پوری ہو گئی، اور فرمایا سن لو ان احبکم الی واقربکم من احسن خلقا جس کے اخلاق اچھے ہوں وہ میرا محبوب ہے اور میرا قریبی ہے اور فرمایا ان اولی الناس بی المتقون من کانوا حیث کانوا میرے پیارے اور میرے قریبی وہی ہیں جو نیک اعمال بجا لاتے ہوں من کانوا .... کوئی ہوں کسی ذات و نسل سے تعلق رکھتے ہوں حیث کانوا ضروری نہیں جہاں کہیں بھی رہتے ہوں، افریقہ، امریکہ، ہندوستان، پاکستان، چین، دنیا کے کسی خطہ میں ہوں سب کے لئے ایک ہی قانون ہے، خدا کے نزدیک معزز وہی ہے جو خدا کا خوف رکھتا ہے۔ خدا کا مقصد یہی ہے کہ نیک عمل قوم پیدا ہو، قرآن کی تعلیم سے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ سے ایک خدا کا خوف پیدا کرنا مقصود ہے

خواہشات کی پیروی

نرا یہ دعوٰے کہ ورثوا الکتاب ہم ایک کتاب کے وارث ہیں کسی کام نہیں آسکتا لیکن افسوس ہے فخلفوا من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات، خود مسلمانوں میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے کتاب کو چھوڑ دیا نماز کو ضائع کر دیا اور اپنی خواہشات کو محبوب بنا لیا، ارایت الذی اتخذ الٰھہ ھواہ تم نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا ھلوا کہتے ہیں گرنے کو، الھواء یھوی فی کل مصیبۃ فی الدنیا ویھوی بہ الی الھاویۃ یوم القیامۃ۔ ھواء اس چیز کا نام ہے جو انسان کو دنیا میں ہر مصیبت کے اندر گرا دیتی ہے اور قیامت کے دن دوزخ میں گرا دے گی۔

ناجائز خواہشات سے ذلت و رسوائی

اگلے دن ایک خاتون مجھ سے ملنے آئی، میں نے اس سے کہا، کیا تم کو معلوم ہے کہ کوئی لڑکی کسی کپڑے کی دوکان پر گئی اور ایک کپڑا اپنے برقعے میں چھپا کر چلی گئی تھی کہ پکڑی گئی، کس قدر اس کی ذلت ہوئی اور ایک اور لڑکی پکڑی گئی تو دکان ایک پھولوں کا گملا اٹھا کر برقع میں چھپا لیا اور [illegible] کی گئی، اور ایک واقعہ لندن کا ہے، وہاں بعض بڑی بڑی دوکانیں ہوتی ہیں، جیسے ایک

بازار ہو، ایک ہی دکان کے اندر سب قسم کا مال ہوتا ہے اور وہ اتنی لمبی چوڑی ہوتی ہے کہ لوگ اس کے اندر بازار کی طرح چلتے پھرتے اور خرید و فروخت کرتے ہیں، ایک ایسی ہی دکان میں ایک پادری صاحب گئے، وہ چین سے سات سال کے بعد چھٹی پر آئے تھے۔ دکان کے اندر پھرتے پھرتے انہوں نے دیکھا سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہیں کوئی دیکھنے والا نہیں، ایک اٹیچی کیس اُٹھا لیا۔ اسے ہاتھ میں لے کر ادھر ادھر ٹہلتے رہے کہ دیکھیں کسی کو پتہ بھی لگتا ہے یا نہیں، انہوں نے دیکھا کوئی پوچھنے والا نہیں پھر ایک کتاب اُٹھا کر اس میں ڈال لی اور باہر نکل کر دکان کے دروازہ کے ساتھ ہی زمین دوز ریل کا اسٹیشن تھا اس میں داخل ہو گیا اور نیچے اُتر گیا۔ جونہی ریل پر چڑھنے لگا ایک لڑکی نے جو اس دوکان میں سی آئی ڈی کا کام کرتی تھی اس کا ہاتھ پکڑ لیا کہ یہ آپ ہماری دوکان سے اُڑا کر لے آئے ہو، پھر کیا تھا رنگ زرد ہو گیا اور ایک بٹوا نوٹوں کا بھرا ہوا کھول کر اس کے سامنے کر دیا کہ اسکو لے لو اور مجھے چھوڑ دو، اس نے کہا میں کوئی تمہاری طرح بے ایمان ہوں؟ میں تو اس لئے اس دوکان پر ملازم ہوں کہ بے ایمانوں کو پکڑوں، اس کا یہ واقعہ اخبار میں شائع ہوا، حرامش کا بندہ بننے سے ذلت و رسوائی نصیب ہوتی ہے فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات مسلمانوں میں بھی ایسے نابکار لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور گرانے والی چیز پر گر گئے۔ ہمیں فخر ہے کہ قرآن جیسی کوئی کتاب نہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پایہ کا کوئی انسان نہیں تمام فرشتوں اور بنی نوع انسان سے آپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے لیکن اگر ہم ان کے پیچھے نہ چلیں، قرآن پر عمل پیرا نہ ہوں، رسول اللہ صلعم کے نمونہ کی پیروی نہ کریں تو ان کو ماننے اور امتی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔

نماز اور روزہ کی اصل غرض حرام سے بچانا ہے

پھر ایک اور بات کہی یقولون سیغفر لنا کہتے ہیں کہ ہم تو بخشے جاویں گے مال کھا جائیں تو کوئی مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ ہم خدا کی پیاری قوم ہیں اور اس کی کتاب کے وارث ہیں۔ مسلمان بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں نماز پڑھ لی بس کافی ہے باقی جو مرضی چاہے کرتے رہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی نماز ان کے منہ پر ماری جائے گی۔ نماز کی غرض تو تھی کہ بڑے کاموں سے اجتناب کیا جائے، اگر نماز پڑھ کر بُرائی سے نہیں ٹلے تو اس نماز کا کیا فائدہ؟ روزہ نفس پر ضبط کرنے کے لئے ہے، جھوٹ کو چھوڑنا اور بُرے کاموں سے بچنا اس کی اصل غرض ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر جھوٹ کو نہیں چھوڑتا تو فرمایا لیس للہ حاجۃ بدع طعامہ و شرابہ اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ ایسا شخص کھانا اور پینا چھوڑ رکھے اور جھوٹ و فریب کو ترک نہ کرے۔

موجودہ زمانہ کے بعض حاجی

ہمارے محلہ میں ایک بوڑھا آدمی رہتا تھا وہ حج کو جانے لگا اس وقت میں سکول میں پڑھتا تھا، میں نے شوخی سے اسے کہا بابا جی آپ جو حج کو جا رہے ہیں یہاں کونسی اسلام کی منزلوں کو آپ نے طے کر لیا ہے، خیر وہ حج کو چلا گیا، ایک دوسرا بوڑھا آدمی بھی اس کے ساتھ تھا۔ اتفاق سے وہ مکہ میں مر گیا، اس شخص نے جو ہمارے محلہ سے گیا تھا اس کی تمام بدرین نکال لیں ایک بدو جس نے ایسا کرتے اسے دیکھ لیا تھا اس کی تاک میں رہا۔ ایک دن وہ حاجت کے لئے ذرا دُور نکلا تو اس بدو نے اس کے سر پر لٹھ مارا اور اس کو ڈھیر کر دیا اور اس کا سارا مال لیکر چلتا بنا۔ اور آج بھی بعض حاجی وہاں سے لوٹتے ہیں تو جوتی کے تلے کے نیچے سونا چھپا کر ساتھ لے آتے ہیں اور کئی کئی طریق سے کسٹم سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں

ہم بہترین امت کس لئے بنائے گئے

خدا فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کی اور ایسے حج کی ہمیں ضرورت نہیں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تم کو ہم نے بہترین امت اس لئے بنایا کہ تم لوگوں کے لئے بھلائی کے کام کرو گے، جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس تمہیں اعلیٰ درجہ کی امت بنایا تاکہ لوگوں کے لئے نمونہ ہو۔ لیکن تم نے مقصد حیات کو نہ پایا۔

بے حیائی اور بے ایمانی کے نتائج

فرمایا الم یوخذ علیھم میثاق الکتاب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق۔ کیا کتاب میں تم سے عہد نہیں لیا گیا کہ غلط مسائل خدا کی طرف منسوب نہ کیا کریں گے لیکن تم نے اس عہد کو پس پشت پھینک دیا اور بے حیائی کے کام کرنے لگ گئے لکھا ہے کہ بے حیا خائن کے اوپر قیامت کے دن جھنڈا کھڑا کر دیا جائے گا تاکہ سب لوگ اسے دیکھ سکیں وہ جھنڈا تو یہاں بھی لگ جاتا ہے، اس کی بے ایمانی اور خیانت اور مکاری کو سب لوگ جان جاتے ہیں۔ یہاں ایک کالج کے پرنسپل نے اگلے دن مجھ سے ذکر کیا کہ میرے لیبارٹری میں ایک ڈاڑھی والے مولوی صاحب کام کرتے ہیں، نمازیں بھی پڑھا دیتے ہیں، کچھ دن ہوئے یہ پرہیزگار شخص لیبارٹری کے کچھ اوزار لے کر آیا کہ کسی صاحب نے یہ مال فروخت کرنے کے لئے دیا ہے آپ خرید لیں یہ سب یہ چوری کا مال تھا جس کے فروخت کرنے کی سعی تھی وہ صریح جھوٹ کا مرتکب ہوا۔ انہوں نے کہا اب کیا کریں ان کی نماز کو اور کیا سمجھیں ان کی ڈاڑھی کو۔

متقی کس طرح بن سکتا ہے

خدا تعالیٰ اس ذلت و رسوائی کے راستہ سے بچنے کے لئے تلقین کرتا ہے اور فرماتا ہے والذین یمسکون بالکتب واقاموا الصلوٰۃ سنو وہ جو مضبوطی کے ساتھ قرآن پر پنجہ مارتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ہم بے ایمانی نہیں کریں گے لوگوں کا حق نہیں ماریں گے اور نماز قائم کریں گے انا لا نضیع اجر المصلحین۔ ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔ پس چاہیئے کہ کتاب کو اس مضبوطی کے ساتھ پکڑو کہ تمہارے عمل سے یہ ظاہر ہو کہ تمہاری آنکھوں میں حیا ہے، تمہارے دل میں خوف خدا ہے، تمہارے عمل میں نیکی ہے اور تم خدا کی مخلوق کی بھلائی چاہتے ہو تو اس صورت میں تمہیں متقی قرار دیا جائیگا ورنہ نہیں۔

مجوزہ انتخابی فہرستوں اور پروگرام پر تبصرہ

بقیہ صفحہ ۴

آپ کے سامنے تھا اور ہمارے نئے انتخاب کی غرض تو صرف ان اصحاب کو انتخاب میں شامل ہونے کا موقع دینا تھا جو فروری ۱۹۵۴ء کے انتخاب میں شامل نہ ہوئے۔ اگرچہ قصور ان کا اپنا تھا لیکن ان سے پہلے ہم نے برادرانہ ہاتھ آگے بڑھایا اور ان کو مجلس معتمدین میں ۵ انشستیں آفر کیں جو انہوں نے قبول نہ کیں اور دوبارہ انتخاب پر مصر رہے۔ ہم اس پر بھی راضی ہوئے اب ہمارے اور ان کے مل کر انتخاب کرنے اور حضرت مسیح موعود کے حکم (سب مل کر کام کرو) کی تعمیل کی وہی ایک صورت ہے جس کے مطابق آج تک انتخاب ہوتے رہے ہیں اور جس طرح ہم نے فروری ۱۹۵۴ء میں انتخاب کیا۔ ہم نے کسی احمدی کو ووٹ دینے سے محروم نہیں کیا اور نہ ایک ریزولیوشن کا سہارا ڈھونڈا نہ دوسرے کا تاکہ فریق ثانی کو ووٹ دینے سے محروم کریں یا احمدیوں کو احمدیت سے نکالیں۔ ہم ان چند احباب کی خاطر داری کے لئے جنہوں نے غلطی سے فروری ۱۹۵۴ء کے انتخاب کا مقاطعہ کیا تھا دوبارہ مشترکہ انتخاب پر رضامند ہوئے۔ لیکن آپ غور کریں آپ نے کیا کیا ہے، پانچ ہزاری جماعت میں سے صرف ۲۲۲ کو ووٹ دینے کا اختیار آپ نے دیا ہے اور باقیوں کو محروم کر دیا گیا ہے کیا یہی وہ چیز تھی جس پر فریقین نے صلح کی بنیاد رکھی تھی؟

انتخاب وہی سب کی نظروں میں قابل قبول اور ہمارے آئین اور گذشتہ چالیس سالہ سنت کے رُو سے تسلی بخش ہو سکتا ہے جس میں ہر جگہ کی جماعت کے جملہ افراد خواہ وہ باقاعدہ چندہ دیتے ہوں یا نہیں اپنا نمائندہ آپ چنیں جو ان کی نظر میں محترم ہو۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں جو ۱۴ لائف ممبر چنے تھے ان کو تین چار سال کی چندوں کی فہرستیں دیکھ کر نہیں چنا تھا، آپ کیوں دائرہ کو تنگ کر کے پارٹی فیلنگ اور اختلاف بڑھانا اور قومی وحدت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں تو سیدھا اور صاف راستہ انتخاب کا وہی ہے جو گذشتہ چالیس سال میں رہا کہ ہر جماعت کے تمام افراد مل کر اپنا نمائندہ خود چنیں اور بس۔

وہ آفتاب رسالت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے جی اُٹھے

بقیہ صفحہ اوّل

بات کو لکھ رکھو کہ اب مردہ پرستی روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دے گا؟ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو! سنو اور اے سوچنے والو سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا۔ اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔

(انجام آتھم اشتہار ملحقہ صفحہ ۳۲۱)

حضرت مسیح موعودؑ کے اصولِ مناظرہ

مرتضیٰ خان حسن

دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں انسان کو بعض اوقات مباحثات اور مناظرات بھی کرنے پڑتے ہیں۔ ان سے یہ مقصد مدنظر ہوتا ہے کہ حق و باطل میں تمیز کی جا سکے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مناظرہ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ ایک مشہور و معروف تاریخی واقعہ ہے، حضرت ابراہیم کا مباحثہ نمرود سے اور حضرت موسےٰ کا مباحثہ فرعون سے قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ان مباحثات سے فریق ثانی فائدہ اُٹھائے یا نہ اُٹھائے اس میں کلام نہیں کہ بعض دوسرے لوگ جنہیں خدا نے تنقید و تنقیح کا ملکہ عطا فرمایا ہے وہ کھرے کھوٹے میں امتیاز قائم کر کے ایک صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

مناظرہ میں اہل اللہ کا اصول

عام طور پر ان مباحثات اور مناظرات میں جو قباحت مشاہدہ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ فریقین اپنی اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں حق کے سامنے گردن جھکا دینا اور سچی بات کو مان لینا ان سے بہت بعید ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں وہ اپنی انتہائی ذلت محسوس کرتے ہیں۔ مگر اہل اللہ کا یہ طریق نہیں۔ وہ فریق ثانی کی سچی بات کے سامنے اپنی گردن جھکا دیتے ہیں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، انہیں ضد اور دھڑے بندی سے واسطہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے انہیں سخت نفرت ہوتی ہے۔ انہیں بہرحال اللہ تعالیٰ کی رضا مدنظر ہوتی ہے۔ اور جب کبھی سچی بات فریق مخالف کے منہ سے سن پاتے ہیں تو وہ بلا تامل اس کی تصدیق کرتے ہیں، اور لوم و لائم سے ذرا نہیں ڈرتے۔ ونعم ما قیل ؎

دل میں جس شخص کے کچھ نورِ صفا ہوتا ہے
حق کی وہ بات پہ سو دل سے فدا ہوتا ہے
حق کی جانب تو وہ ہر وقت جھکا ہوتا ہے
لوم و لائم سے نہ خوف اس کو ذرا ہوتا ہے

ہمارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی اصول تھا کہ جب کسی امر کی صداقت ان پر واضح اور منکشف ہو جاتی اسکو فوراً تسلیم کر لیتے ؎

سعادت بڑی اس زمانہ کی یہ تھی
صداقت پہ جھکتی تھی گردن سبھی کی

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا ایک واقعہ

اس زمانہ میں اس اصول حقّہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے طریق عمل سے پھر زندہ کیا۔ مثال کے طور پر ذیل کا واقعہ خود حضرت اقدس کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں :-

"۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے۔ جب نئے مولوی ہو کے بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گزرے۔ تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو مع ان کے باپ کے مسجد میں پایا۔ خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت کی تقریر سن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابلِ اعتراض ہو۔ اس لئے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے اس بحث کو ترک کر دیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اس ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ :-

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے پھر اس کے بعد وہ بادشاہ دکھائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔"

(براہین احمدیہ جلد ۴)

حق پرستی اور اس کا نتیجہ

مقام غور ہے کہ ایسے موقع پر جبکہ دو فریقوں میں ایک معرکہ بپا ہے۔ لوگ آپ کو ایک عالم متبحر اور بے نظیر مناظر سمجھ کر مباحثہ کے لئے لے جاتے ہیں اور آپ سے توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں کہ آپ خصم کو آنِ واحد میں اپنے دلائل قاطعہ سے مغلوب کر لیں گے آپ فریق ثانی کی تقریر سن کر صاف فرما دیتے ہیں کہ :-

"میرے نزدیک اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے"

اور آپ محض للہ اس بات کی ذرا پروا نہیں کرتے کہ جو لوگ آپ کو بلا کر لائے ہیں وہ کیا کہیں گے اور آپ کو کن نظروں سے دیکھیں گے وہ تو یہی کہیں گے کہ جواب بن نہ پڑا اس لئے میدان چھوڑ گئے۔ لیکن آپ تو حق کے پرستار تھے۔ آپ کو ہار جیت سے کچھ غرض نہ تھی اور نہ کسی دنگل کا قائم کرنا آپ کا مقصد تھا۔ آپ اہل اللہ کے گروہ میں سے تھے۔ حق کے خلاف لڑنا اہل اللہ کا شیوہ نہیں۔ خصم خواہ کس قدر معقول اور سچی بات کہے پھر بھی اس کے خلاف بولتے جانا اور اپنی بات پر اڑے رہنا یا ان علمائے کرام کی شان ہے جن کی نسبت مشہور ہے کہ

ملاں آنست کہ بند نہ شود

آپ نے محض خدا کے لئے ایک ذلت قبول کی اس پر خدا نے آپ پر کس قدر انعام کیا کہ آپ کو بشارت دی کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

دوسرے مناظرین اور حضرت مسیح موعود

حضرت کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ انسان خواہ مخواہ اپنی بات کے پیچھے پڑے اور بحث کو طوالت دے اور اگر ایک حقیقت کو دوسرے پیرایہ میں جس سے اصل مقصد اور منشاء کو ضعف نہ پہنچے بیان کر دینے سے فریق ثانی مطمئن ہو جائے تو آپ اس سے دریغ نہ فرماتے ہیں، بخلاف دوسرے حضرات کے کہ جو لفظ ایک دفعہ منہ سے نکل گیا اس پر اس قدر اڑ جاتے ہیں کہ زمین و آسمان ٹل جائیں مگر ان کی بات نہ ٹلے۔ یہ امکان کذب باری تعالیٰ کا مسئلہ محض زبان سے نکلی ہوئی ایک بات پر اڑ جانے کا نتیجہ تھا۔ ورنہ شاید خود امکان کذب باری کا ماننے والا بھی دل سے اس مسئلہ کی بیہودگی کو سمجھتا ہوگا اس کے مقابلہ میں حضرت کا طریق ملاحظہ کیجئے کہ ۱۸۹۲ء میں لاہور میں ہی مولوی عبدالحکیم صاحب سے ایک مباحثہ ہوا۔ مولوی صاحب موصوف نے اعتراض کیا کہ آپ کی کتب میں لفظ نبی کا استعمال ہوا ہے، حضرت نے اس کے جواب میں لکھ کر دے دیا کہ میری مراد اس لفظ نبی سے محدث ہے، حقیقی نبوت اس کا مقصد نہیں، تاہم اگر یہ لفظ برادران اسلام کو شاق گذرتا ہے تو مجھے اُمت محمدیہ میں تفرقہ منظور نہیں میری تحریر میں سے لفظ نبی کو کاٹا ہوا سمجھ لیں اور اس کی بجائے لفظ محدث سمجھ لیں۔ اس تحریر پر بحث کا خاتمہ ہو گیا۔ اب ہر صاحب انصاف صاف سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح حضرت نے ایک حقیقت کو ایک دوسرے پیرایہ میں بیان کر کے بحث کا خاتمہ کر دیا۔ اور کسی ہٹ یا ضد کا اظہار نہ کیا۔

مناظرات میں کیا لب ولہجہ ہونا چاہیئے

پھر ایک اور قباحت جو عام طور پر مباحثات میں پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ فریق مخالف کے متعلق درشت کلامی بلکہ سب و شتم سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا اور دوران بحث میں ذاتیات پر حملہ کرنے سے بھی اجتناب نہیں کیا جاتا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبائع میں کدورت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور بجائے متحد الخیال ہونے کے انشقاق اور افتراق کی خلیج اور بھی زیادہ وسیع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو منصب نبوت پر سرفراز فرما کر بغرض تبلیغ فرعون کے پاس جانے کا ارشاد فرمایا تو ساتھ ہی ان کو نصیحت فرمائی کہ اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ اس طرح سے راہ راست پر آ جائے۔

مخالفین کے متعلق حضرت مسیح موعود کا طریق عمل

حضرت مسیح موعود نے مناظرہ کے سلسلہ میں اصول بالا کو بھی زندہ کیا۔ اس کے متعلق ایک مختصر سا واقعہ عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آپ کے زمانہ میں ایک شخص مولوی قدرت اللہ مرتد ہو کر عیسائیوں سے جا ملا۔ حضرت کو اس سے سخت رنج پہنچا۔ آپ نے اپنے ایک رفیق منشی نبی بخش صاحب کو کہا کہ وہ ان سے جا کر بحث کریں اور انہیں دلائل سے سمجھائیں کہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس ضمن میں منشی صاحب موصوف کو آپ نے جو نصائح ارشاد فرمائیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔ فرمایا :-

"جہاں تک ہو سکے ان سے سختی سے بات نہ کریں۔ سختی کرنے سے بعض اوقات دل سخت ہو جاتا ہے اور پھر ایسے لوگوں کا واپس آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے نرمی اور تالیف قلوب کا سلوک کریں۔ مولوی ضدی طبع ہوتے ہیں۔ اپنی ضد میں آ کر وہ حق و ناحق کی پروا نہیں کرتے .... تم کوشش کرو اور میں دعا کروں گا۔"

منشی نبی بخش صاحب نے حضور کی نصائح پر عمل کیا

اور بڑی نرمی اور محبت سے مولوی قدرت اللہ پر عیسائی مذہب کی برائیاں اور اسلام کی خوبیاں ظاہر کیں۔ کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ مولوی صاحب پھر اسلام میں واپس آ گئے اور انہوں نے اعتراف کیا کہ جس انداز میں ان کو نصیحت کی گئی ہے اس سے ان پر بڑا اثر ہوا ہے۔ ورنہ دوسرے لوگ بھی ان کو سمجھاتے رہے ہیں مگر ان کے کلام میں شدت اور تعصب پایا جاتا تھا۔ جب حضرت نے سنا کہ مولوی صاحب پھر مسلمان ہو گئے ہیں تو آپ کو بہت خوشی ہوئی۔ یہ آپ کی قیمتی نصائح پر عمل کرنے اور آپکی مخلصانہ دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح ایک اور صاحب ماسٹر عبدالحق صاحب بی اے۔ اسلام ترک کر کے عیسائی ہو گئے۔ اور حضرت کے پاس بحث کے لئے آتے۔ وہ دوران بحث میں بڑی سختی اور شدت کا اظہار کرتے رہے مگر حضرت بڑی نرمی اور محبت سے آپ کو سمجھاتے رہے اور ان کے اعتراضات کے جواب بڑے معقول پیرایہ میں دیتے رہے اور اس کے ساتھ دعا بھی کرتے رہے اور اپنے دوستوں سے بھی دعا کے لئے کہتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ عرصہ بعد ماسٹر صاحب موصوف پھر دولت اسلام سے بہرہ ور ہو گئے اور وہ تا عمر حضرت کے ممنون منت رہے۔

مباحثات کے متعلق ایک اور ارشاد

مباحثات کے متعلق ہی آپ کا ایک اور ارشاد نہایت قابل قدر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات خود ہم ایک بات کو صحیح نہیں سمجھتے مگر بحث کے دوران میں مخالف کے سامنے پیش کر دیتے ہیں حضور نے یہ سن کر فرمایا کہ:-

"یہ تو انصاف کی بات نہیں کہ انسان ایک بات کو خود تو صحیح نہ سمجھے اور دوسروں سے منوانے کی کوشش کرے"

سبحان اللہ! یہ کس قدر معقول اور مبنی بر انصاف اصول ہے آپ نے جو ارشاد فرمایا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہی بات دوسروں کے لئے کہتے تھے جس کو آپ سو فیصدی صحیح سمجھتے تھے۔

مباحثات میں خلوص

حضرت اس حقیقت کو خوب سمجھتے تھے کہ بات وہی موثر ہوتی ہے جو خلوص سے کہی جائے۔ اس لئے مباحثات میں خلوص کو مدنظر رکھنا چاہیئے ذاتیات یا نفسانیت کا اس میں دخل نہیں ہونا چاہیئے، ایک دفعہ آپ کے سامنے ذکر آیا کہ ایک مولوی صاحب فلاں امیرزادہ سے جو شراب کے عادی تھے۔ دیر تک شراب کے متعلق بحث مباحثہ کرتے رہے۔ آخر اس امیرزادہ نے طنزاً کہا کہ جو لوگ شراب نہیں پیتے وہ شراب پینے والوں کے پاس بھیک مانگنے آتے ہیں۔ حضرت نے یہ واقعہ سن کر فرمایا "کہنے والے نے خلوص سے نہیں کہا ہوگا ورنہ ایسا جواب نہ سنتا"

حضرت مولانا نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد مجھے بھی اس امیرزادہ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ حضرت کی بات میرے دل میں تھی۔ میں نے بھی اس امیرزادہ کو نصیحت کی بلکہ اسے خوب ڈانٹا۔ جس پر وہ بہت نادم ہوا اور بالآخر اس نے عہد کیا کہ آئندہ وہ شراب نہیں پیئے گا۔ غرضیکہ خلوص سے بات کہی ہوئی رائیگاں نہ گئی۔

ایک نہایت قیمتی علمی اصول

مباحثات سے متعلق ہی ایک اور نہایت قیمتی علمی اصول آپ نے قائم کیا جس سے اسلام کی صداقت کے چار چاند لگ گئے اور جس سے قرآن کریم کی صداقت آفتاب نصف النہار کی طرح چمک اٹھی اور مخالفین اسلام ہمیشہ کیلئے سرنگوں ہو گئے اور وہ اصول یہ تھا کہ بحث کے وقت ہر بحث کرنے والے کے لئے لازمی ہے کہ وہ جو دعوے پیش کرے وہ بھی اپنی الہامی کتاب سے کرے اور اس دعوے کی صداقت کے لئے جو دلائل دے وہ بھی اپنی الہامی کتاب سے ہی دے، اپنے دماغ سے ایک دعوے گھڑ کر پیش کر دینا اور پھر اس پر اپنے پاس سے دلائل دیئے جانا اور جس کتاب کو الہامی مانا جاتا ہے اس سے تمسک نہ کرنا اور اس کو بے کار محض چھوڑ دینا درحقیقت اعتراف شکست کے مترادف ہے۔ ایک کامل کتاب وہ ہے جو دعوے کے ساتھ دلائل بھی خود ہی دے۔ اس اصول کو آپ نے اپنے تمام مباحثات میں استعمال کیا اور دوسروں کو بھی اس کی پابندی کے لئے تاکید کی۔ چنانچہ جب عیسائیوں سے آپ کا وہ مشہور و معروف مباحثہ وقوع میں آیا جو بعد میں جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہوا، آپ نے فریق مخالف کے سامنے اسی اصول کو پیش کیا اور ان سے کہا کہ وہ جو دعوے کریں اپنی الہامی کتاب سے کریں اور اس دعوے کی تائید میں جو دلائل دیں وہ بھی اپنی الہامی کتاب سے ہی دیں۔ میں خود جو دعوے کروں گا وہ اپنی الہامی کتاب یعنے قرآن مجید سے ہی کروں گا اور اس کے دلائل بھی قرآن مجید سے ہی دوں گا۔

عیسائیوں کی شکست

عیسائی مذہب کی شکست تو اسی وقت ظاہر ہو گئی جبکہ اس کے علمبردار اس اصول کی پابندی سے عاجز ہوئے اور وہ اس کی پابندی کر بھی کیونکر سکتے تھے۔ انجیل میں نہ تو مسیح کے ابن اللہ ہونے کا دعوے ہے اور نہ کوئی دلیل، بخلاف اس کے قرآن مجید ایک طرف توحید کے دعاوی اور دلائل سے اور دوسری طرف عیسائی مذہب کی تردید سے بھرا پڑا ہے۔ حضرت نے اپنی تائید میں قرآن مجید سے دعاوی اور دلائل کا ایک دریا بہا دیا مگر عیسائی حضرات ایک میں تین اور تین میں ایک کے فلسفۂ باطل میں الجھے رہے۔

جلسہ اعظم مذاہب کا مضمون

پھر جلسہ اعظم مذاہب میں جو ۱۸۹۶ء میں لاہور میں منعقد ہوا آپ نے اسی اصول کو پیش کیا اور خود بھی اس کی پابندی کی۔ اور اس قدر سختی سے پابندی کی کہ جو مضمون آپ نے اس جلسہ کے لئے تحریر فرمایا اس میں سارا استدلال قرآن مجید سے ہی کیا اور ایک بھی حدیث آپ نے بیان نہیں کی۔ ہر دعوے اور اس کی تائید میں جس قدر دلائل آپ نے دیئے وہ سب قرآن مجید سے ہی دیئے۔ اس سے آپ کے علمی تبحر اور علوم قرآن مجید پر حاوی ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

صرف قرآن مجید کامل کتاب ہے

لیکن افسوس ہے کہ آپ کے مخالفین کیا آریہ اور کیا عیسائی اور کیا دوسرے مذاہب کے لوگ اس اصول کی پابندی سے قاصر رہے اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ نہ تو وید کو ہی کامل ہونے کا دعوے ہے اور نہ انجیل کو۔ یہ شرف قرآن مجید کو ہی حاصل ہے کہ وہ ہر پہلو سے کامل ہے، اور یہی ایک کتاب صحیح معنوں میں سائنٹیفک یا علمی کتاب کہلانے کی مستحق ہے بشرطیکہ اس کے اسرار کھولنے والا امیرزا غلام احمدؑ جیسا کوئی عالی انسان ہو۔

گورنمنٹ سے مباحثات میں درستی کی عرضداشت

حضرت کا زمانہ مذہبی جنگ و جدل کا زمانہ تھا۔ چھوٹی موٹی سب قومیں میدان مبارزت میں آ دھمکی تھیں، مباحثات و مناظرات کا ایک لمبا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ تجربہ نے حضرت پر ثابت کر دیا تھا کہ ان مباحثات میں صحیح اصول مدنظر نہیں رکھے جاتے اس لئے ان سے کوئی مفید نتائج برآمد نہیں ہو سکتے بنا بریں آپ نے ضروری سمجھا کہ ان مذہبی مباحثات اور مناظرات کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مداخلت ہو کر کچھ اصول بن جائیں جن سے یہ مباحثات کسی صحیح نتیجہ پر منتج ہو سکیں، اس غرض سے آپ نے گورنمنٹ میں ایک عرضداشت بھیجی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اس زمانہ میں ہر غیر مذہب کا شخص اسلام پر حملہ کرتا ہے۔ اور ہمارے مذہبی مخالف صرف بے اصل روایات اور بے بنیاد قصوں پر بھروسہ کر کے جو ہماری مسلمہ کتابوں کی رو سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتے بلکہ وہ محض منافقین کی مفتریات ہیں ہمارا دل دکھاتے ہیں، اور ایسی باتیں بیان کر کے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں جو ہمیں ہرگز گوارا نہیں ... . اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ مباحثات مناظرات میں کم از کم دو اصول کی پابندی ضروری کی جائے۔

(۱) معترضین ایسے اعتراضات سے اجتناب کریں جو خود ان کے مسلمات پر وارد ہوتے ہوں۔

(۲) معترضین کو اعتراض کرتے ہوئے ان کتب سے باہر نہیں جانا چاہیئے جو فریق ثانی کے نزدیک مسلمہ ہوں۔ غیر مسلمہ کتب کے حوالہ دینے سے پرہیز کیا جائے۔

مباحثات میں جو غیر ضروری طوالت واقع ہو جاتی ہے اور درمیان میں بے معنی اور غیر متعلق باتیں آ جاتی ہیں۔ ان دو اصولوں کی پابندی سے ان سے بہت کچھ نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ حضرت نے ان اصولوں کی اہمیت پر مفصل تحریر فرمایا ہے ہم نے محض اختصاراً بیان کیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے تحریر فرمایا کہ ہمارے نزدیک قرآن مجید مسلمہ الہامی کتاب ہے۔ اور قرآن مجید کے بعد احادیث صحیحہ ہیں۔ ان میں اصح الکتب بخاری ہے، اس کے بعد دوسری کتب صحاح ستہ قابل سند ہیں بشرطیکہ ان کی کوئی روایت قرآن مجید کے خلاف نہ ہو۔

گورنمنٹ نے کیا کیا؟

اس عرضداشت پر آپ نے بہت سے مسلمانوں کے دستخط کرائے اور اسے گورنمنٹ میں بھیجدیا۔ اس وقت تو گورنمنٹ نے اس پر کوئی کارروائی نہ کی۔ لیکن کئی سال بعد آخر گورنمنٹ کو قانون نافذ کرنا پڑا کہ مذہبی پیشواؤں کی ہتک کرنا مختلف اقوام میں منافرت کا موجب ہے اس لئے جو شخص کسی بانی مذہب یا کسی قوم کے مسلمہ بزرگ کی اہانت کا مرتکب

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

تمہید قرآن

قسط نمبر (۳)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

(سابقہ قسط ۱۸ اگست ۱۹۵۷ء جلد ۴۲ نمبر ۳۱ کی اشاعت میں ملاحظہ ہو)

ہیئت قرآن

قرأت کی غرض سے قرآن کو تیس اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے بعض اوقات ہر جزو کو دو حصوں میں تقسیم کرکے تمام قرآن کو ساٹھ اجزا میں منقسم کر دیا جاتا ہے ایک تقسیم منازل کی بھی ہے۔ ہفتہ بھر میں قرآن کی تلاوت مکمل کرنے کے لئے اسے سات منزلوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ لیکن قرآن کی اصل تقسیم سورتوں کی ہے۔ جن کی تعداد ۱۱۴ ہے۔

لفظ سُورۃ کے معنی

لفظ سورۃ کا قریباً ہم معنی لفظ شاید "باب" ہے۔ لفظ سُورۃ قرآن کے متن میں بھی استعمال ہوا ہے۔ لیکن اس لفظ کا اشتقاق مشتبہ ہے۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ یہ لفظ عبرانی "شُورۃ" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں قطار۔ ویسے تو اس لفظ کے چھ سات معنی ہیں لیکن مشہور دو ہیں۔ مفردات امام راغب میں ہے کہ سورۃ اصل میں بلند منزل یا بلند مقام کو کہتے ہیں۔ اور سُور شہر کی فصیل کو۔ سورۃ کو قرآن مجید میں بلند مقام کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ اور فصیل کا بھی۔ جس طرح فصیل شہر کا احاطہ کرتی ہے، اسی طرح سورۃ قرآنی مضامین کا احاطہ کرتی ہے۔ لیکن ڈاکٹر بیل کو ان معنوں سے اختلاف ہے۔ اس کی رائے میں جن معنوں میں قرآن مجید میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اس مفہوم کا متحمل نہیں ہو سکتا باب ۱۰۔ آیت ۳۸ میں یہ چیلنج پیش کیا گیا ہے :-

"کیا کہتے ہیں کہ اسے از خود بنا لیا گیا ہے۔ کہو ایک سورت اس کی مثل لے آؤ۔"

باب گیارہ آیت ۱۳ میں اس جیسی دس سورتیں بنانے کا مطالبہ ہے اور باب ۲۸۔ آیت ۴۹ میں جہاں اسی قسم کا چیلنج دیا گیا ہے وہاں اللہ کی طرف سے ایک کتاب یا تحریر پیش کرنے کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں مراد وحی الٰہی یا الہامی کتاب کے لانے سے ہے اسی لئے بیل نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ لفظ سُریانی لفظ صورتا سے مشتق ہے۔ جو کتابت۔ یا۔ "الہامی کتاب کے متن" یا "مقدس کُتب" کے لئے استعمال ہو سکتا ہے" (ص۵۲)

ویسے سورۃ سے کتاب مراد لینے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ہر سُورۃ اپنے طور پر ایک مکمل کتاب ہوتی ہے، اس لحاظ سے قرآن مجید کو بھی بعض اوقات سورۃ کہہ دیا جاتا ہے۔ لیکن قرآن کے ذیل کے مقامات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام راغب نے جو معنی کئے ہیں وہ زیادہ صحیح ہیں :-

یحلون فیہا من اساور من ذھب

(الکھف آیت ۳۱ - فاطر آیت ۳۳)

ان میں انہیں سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔

فلولا اُلقی علیہ اسورۃ من ذھب

تو اس پر سونے کے کڑے کیوں نہ اتارے گئے

(الزخرف آیت ۵۳)

وحُلّوا اساور من فضۃ

اور وہ چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہوں گے

(الدہر آیت ۲۱)

وھل اتٰک نبؤا الخصم اذ تسوّروا المحراب۔

اور کیا تجھے دشمن کی خبر پہنچی جب وہ دیوار پھاند کر محل میں داخل ہوئے۔ (صٓ آیت ۲۱)

پہلی تین آیات میں اسی مادہ سے اساور کنگن یا کڑوں کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور آخری آیت میں تسوروا ہوں نے دیوار پھاندی کے معنوں میں۔ جب قرآن سے اس لفظ کے معنی متعین ہو سکتے ہیں تو سریانی زبان میں اس لفظ کی تلاش میں جانے کی ضرورت نہیں۔ نیز سریانی اور عربی زبانوں میں جن قواعد کے ماتحت الفاظ اپنی شکلیں بدلتے ہیں وہ یہاں نہیں پائے جاتے اور اس وقت کو خود ڈاکٹر بیل نے بھی محسوس کیا ہے۔

سُورتوں کے نام

مصنف نے قرآن مجید کی سورتوں کے ناموں پر بحث کرتے ہوئے ذیل کے خیالات کا اظہار کیا ہے :-

سورۃ کے نام کا نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

کسی اہم یا غیر معمولی لفظ پر سورۃ کا نام رکھ دیا گیا ہے۔

ایسا لفظ عام طور پر ابتداء سورۃ میں مذکور ہوتا ہے لیکن یہ قاعدہ عام نہیں مثلاً :-

سورۃ النحل میں مکھی کا ذکر نصف سورۃ تک نہیں آتا۔ اور قرآن میں بھی ایک مقام ہے جہاں شہد کی مکھی کا ذکر ہے۔ سورۃ الشعراء میں شاعروں کا ذکر صرف آخری رکوع میں ہے۔

یہ امور بیان کرنے کے بعد ڈاکٹر بیل نے اس بات کو دوہرایا ہے کہ :-

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں کوئی قاعدہ مقرر نہیں۔ عنوان کی غرض سے سورت میں کسی ایسے لفظ کو اخذ کر لیا جاتا ہے جو خاص جاذب نظر ہو تا کہ وہ سورتوں میں امتیاز پیدا کر سکے۔"

اختلاف عنوانات کے سلسلہ میں مصنف کی رائے کا ملخص یہ ہے کہ :-

بعض اوقات ایک سورۃ کے دو نام بھی ہوتے ہیں جیسے البلاغۃ۔ المؤمن اور حٰم السجدۃ کے۔ اور اسلام کے ابتدائی لٹریچر میں کچھ ایسے عنوان بھی ملتے جنہیں بعد میں ترک کر دیا گیا، یہ بات اس مفروضہ کی تائید کرتی ہے کہ یہ عنوانات اصل قرآن کا حصہ نہیں بلکہ بعد میں آنے والے سکالروں اور ایڈیٹروں نے سہولت کی غرض سے انہیں قرآن میں شامل کر دیا تھا۔ اور قرآن کی ہر سورت کی ابتدا میں مقام نزول اور آیات کے نمبروں کا جو اندراج ہے وہ بھی قرآن کے متن کا جزو نہیں۔ ایک مکی سُورت میں بعض مدنی آیات بھی ہو سکتی ہیں و العکس بالعکس (VICE-VERSA) موجودہ مصری مطبوعات میں مستثنیٰ آیات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے اور سورتوں کی تاریخ و ترتیب اور نزول کا بھی ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ انہیں ہم اصل قرآن کا حصہ قرار نہیں دے سکتے۔

کیا اسماء سور بے معنی ہیں؟

مغربی مستشرقین بعض اوقات بغیر تحقیق کئے ایک دوسرے کے خیالات کو نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ اب ڈاکٹر بیل نے کتنے یقین اور وثوق کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ قرآن مجید میں سورتوں کے نام اور نفس مضمون میں آپس میں کوئی تعلق نہیں۔

سورتوں کے نام تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں اور جہاں وہ ایک طرف ابواب میں تمیز و امتیاز کا کام دیتے ہیں، دوسری طرف سورتوں کے کسی اہم واقعہ یا مضمون کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم ایسی کتاب نہیں کہ تاریخی واقعات، دینی عقائد، روزمرہ زندگی کے معاملات کو علیحدہ علیحدہ نمبروار بیان کرے اور ساتھ ساتھ ان کے عنوان اور تختی عنوان مقرر کرے بلکہ اس کا انداز بیان اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے، اس کا منشا تو مقصود انسان کو دینی اور دنیوی معاملات میں کمال تک پہنچانا ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو جو امور بھی اس کتاب میں بیان ہو سکتے ہیں، ان کی حیثیت محض تاریخی واقعات یا قصہ کہانیوں کی نہیں۔ بلکہ اصل غرض انسان کی رشد و ہدایت ہے اس کے باوجود اگر صوری اور فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو قرآن کی سورتوں کو آپس میں ممیز کرنے کے لئے جن امور کی ضرورت تھی ان کے لئے ایک احسن طریق اختیار کیا گیا ہے۔ جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نزول ہوتا تو نبی کریم صلعم فوراً پہچان جاتے کہ یہ نئی سورت کا آغاز ہے (سوائے سورۃ البراءۃ کے جس کی بحث آگے آئے گی) پھر سورتوں کو چھوٹی چھوٹی آیات میں تقسیم کر دیا گیا چونکہ عربوں میں اس وقت تحریر کا رواج بہت کم تھا اس لئے اوقاف PUNCTUATION کے لئے قرآن مجید نے آیات کے آخر پر ہم قافیہ یا ہم آواز الفاظ استعمال کئے اس طرح جہاں حفظ قرآن میں سہولت تھی اور وہاں اوقاف کی غرض بھی پوری ہو گئی اور ایک نثر کی کتاب کے لئے اس سے بہتر صورت ممکن نہ تھی۔ سورتوں کے نام جو نبی کریم صلعم نے مقرر کئے وہ بے معنی نہیں، کسی نہ کسی رنگ میں ان کا سورت کے نفس مضمون سے تعلق ہوتا ہے، لیکن قرآن مجید کو تحریر و تصنیف کے موجودہ فنی اصولوں کے مطابق جانچنا بڑی غلطی ہے تحریر و انشاء کے یہ اصول ہر زمانہ میں بدلتے رہتے ہیں، اور ایک الہامی کتاب کے لئے ضروری نہیں کہ ان کی پیروی کرے پھر بھی ذیل میں چند سورتوں کے اسماء اور وجہ تسمیہ کا ذکر کیا جاتا ہے :-

قرآن کی پہلی سورۃ کا نام الفاتحہ یا فاتحۃ الکتاب ہے، یہ نام اس سورۃ کے لئے نہایت موزوں ہے کیونکہ

میں اس کے جو اور نام آتے ہیں ان میں سے امّ القرآن یا امّ الکتاب بھی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورۃ قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ قرآن میں اس سورۃ کو سبعًا من المثانی (الحجر رکوع ۶) کہا گیا ہے۔ یعنی سات آیات جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اب یہ تمام نام اور ان کے علاوہ بھی جو اسماء اس سورت کے احادیث میں آتے ہیں وہ اس سورت کی مختلف خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں اگر یہ نام نہ بھی رکھے جاتے اور اس کا عنوان محض باب اوّل رکھ دیا جاتا، تو بھی دیگر ابواب سے تمیز کرنے کے لئے یہ عنوان کافی تھا۔

"البقرہ"

البقرہ کا نام اس واقعہ سے لیا گیا ہے جہاں بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم ہے۔ اس سورۃ میں یہود خاص طور پر مخاطب ہیں، جن میں گائے کی پرستش شروع ہو گئی تھی جو توحید کے منافی تھی، اس لئے اس اہم واقعہ کے ذکر سے اس کا نام البقرہ ہوا۔

آل عمران

"اس سورۃ کا نام آل عمران ہے۔ عمران حضرت موسیٰ اور ہارون کے والد کا نام ہے اور چونکہ اس سورت میں نبوت کے سلسلہ موسویہ سے رخصت ہونے کا ذکر ہے اور اس سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیرؤں کی غلطیوں کا بالتفصیل ذکر ہے اس مناسبت سے اس کا نام آل عمران رکھا گیا" (بیان القرآن صـ۲۶۴)

النساء

قرآن مجید میں جس قدر تفصیل سے عورتوں کے حقوق معاشرت و خانہ داری کا اس سورت میں ذکر ہے کسی دوسری سورۃ میں نہیں، گو اس سورۃ میں منافقین، یہودیوں اور عیسائیوں کی شرارتوں کا بھی ذکر ہے، لیکن عورتوں کے معاملات، ان سے سلوک، ان کے حقوق کی اہمیت کے پیش نظر یہ نام اس سورت کے لئے موزوں ہے۔

المائدہ

یہ نام مائدہ کے اس ذکر سے لیا گیا ہے جو اس کے پندرھویں رکوع میں ہے ...... چونکہ اس صورت میں عیسائیت کی غلطیوں اور فاسد عقائد و خیالات کا ذکر ہے اس لئے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا ہے کہ عیسائیوں کی طرح دنیا کی چیزوں کی حد سے زیادہ محبت میں مبتلا نہ ہو جائیں اور نہ دنیوی آسائشوں کی طلب میں منہمک ہو جائیں، اور اسی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے اس کا نام المائدہ رکھا ہے۔ علاوہ ازیں یہ سورۃ تمدن پر بھی بحث کرتی ہے اور متمدن قوموں کا میلان بھی عمومًا دنیوی آسائشوں کی طرف حد افراط تک چلا جاتا ہے۔ پس اس پہلو کے لحاظ سے بھی متنبہ کرنا ضروری تھا کہ متمدن بنو تو نرا روٹی کی فکر میں ہی نہ لگ جاؤ" (بیان القرآن ۵۸۷)

الانعام

"سورۃ کا اصل مضمون توحید الٰہی کا بیان کرنا ہے۔ اسی تعلق میں ان مشرکانہ رسوم کا ذکر آتا ہے جو چارپایوں کے متعلق عرب میں مروّج تھیں ......۔ اس لئے توحید کو جس سورت میں بیان کیا اس کا نام ایسا تجویز کیا جس کا تعلق ہر فرد و بشر کے گھر سے تھا۔ اور ان رسوم سے تھا جو ہر گھر میں صدیوں سے گھر کی زندگی کا حصہ بنی چلی آتی تھیں"۔

(بیان القرآن صفحہ ۶۶۲)

الاعراف

"الاعراف کے معنی بلند مکان ہیں۔ اور اس سورت کے پانچویں اور چھٹے رکوع میں کچھ لوگوں کا ذکر ہے جو اعراف پر ہوں گے اور یہ لوگ جیسا کہ ص۱۰۸۶ میں دکھایا گیا ہے انبیاء کا گروہ ہے اور چونکہ اس سورت میں ضرورت نبوت پر بحث ہے اس لئے اس کے نام میں انبیاء کے بلند مقام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے"۔ (بیان القرآن صـ۷۲۹)

قرآن مجید میں ایسی سورتیں بھی ہیں جن میں واحد مضمون وہی ہے جس کی طرف عنوان اشارہ کرتا ہے۔

سورۃ یوسف میں حضرت (یوسف) علیہ السلام کا ذکر ہے

المنٰفقون میں منافقوں کا ذکر ہے۔

نوح میں واحد مضمون حضرت نوحؑ کا ہے۔

مندرجہ بالا امور کو ایک طرف رکھئے اور پھر ڈاکٹر بیل کے اس فقرہ کو دیکھئے کہ سورۃ کا نام

"IT HAS, AS A RULE NO REFERENCE TO THE SUBJECT-MATTER OF THE SURAH"

P. 52

اب چونکہ مستشرقین یہ لکھتے چلے آتے ہیں کہ سورتوں کے ناموں کا سورتوں میں بیان کردہ مضامین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس لئے ان کے متبعین بھی اس بات کو دہراتے چلے جاتے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قسم کے جتنے نظریات قرآن مجید کے متعلق رائج ہیں ان کو حقیقت کی کسوٹی پر پرکھا جائے ڈاکٹر بیل نے کہیں کہیں ایسے نظریات سے اختلاف بھی کیا ہے لیکن بحیثیت مجموعی وہ اپنے دامن کو ایسی آلائشوں سے پاک نہیں رکھ سکا۔ انگلستان میں پروفیسر اے۔ جے آربری لیکچرار عربیک کیمرج یونیورسٹی اور امریکہ میں پروفیسر ناڈ تھارپ (ییل یونیورسٹی) اپنے مضامین اور اپنی تصانیف میں مستشرقین کی بہت سی بے بنیاد نظریات کی تردید کر چکے ہیں، اور یہ بڑی خوشگوار تبدیلی ہے جو عصر حاضر کے مستشرقین میں پیدا ہو رہی ہے۔[۱]

کیا سورتوں کے اسماء قرآن کا حصہ ہیں

ڈاکٹر بیل کا کہنا ہے کہ چونکہ سورتوں کے مختلف نام بھی آتے ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ یہ نام اصل قرآن کا حصہ نہیں بلکہ بعد میں قرآن کو مرتب و مدوّن کرتے وقت کاتبین قرآن نے انہیں قرآن میں شامل کر دیا۔

سورۃ فاتحہ کے متعلق اوپر درج ہو چکا ہے کہ اس کے نام حضرت نبی کریم صلعم کی زبان سے احادیث میں مذکور ہیں۔ صحیح مسلم میں تو کتاب الصلوٰۃ میں باب وجوب قرأۃ الفاتحہ بھی ہے، اسی طرح بخاری، ابو داؤد، دارمی، مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں سورۃ فاتحہ کے متعلق بہت سی روایات درج ہیں۔

البقرہ کے متعلق رسول صلعم نے فرمایا۔ ہر چیز کا ایک چوٹی کا حصہ ہوتا ہے اور قرآن کریم کی چوٹی کا حصہ سورۃ البقرہ ہے اور اس میں ایک آیت ایسی ہے جو قرآن کی سب آیات کی سردار ہے۔ اور وہ آیۃ الکرسی ہے (ترمذی ابواب فضائل قرآن)

سورۃ الشمس اور سورۃ الضحیٰ کے متعلق رسول کریم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ظہر کی نمازیں پڑھا کریں۔ (فتح البیان)

مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کا خیال ہے کہ سورتوں کے اسماء توقیفی ہیں یعنی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہونے کی وجہ سے منجانب اللہ ہیں" (بیان القرآن صـ۱) لیکن احادیث میں اس امر کی تصریح نہیں کہ آیا رسول اللہ صلعم نے یہ نام اپنے طور پر رکھے تھے یا وحی الٰہی کی بناء پر ایسا کیا تھا جبکہ احادیث میں بہت سی سورتوں کے اسماء کا ذکر رسول اللہ صلعم سے مروی ہے تو اس سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ سورتوں کے نام رسول اللہ صلعم نے ہی رکھے تھے نہ کہ بعد میں کاتبین قرآن نے مقرر کر لیے۔

اگر مروجہ ناموں کے علاوہ سورتوں کے کچھ اور نام بھی ابتدائی اسلامی لٹریچر میں پائے جاتے ہیں تو اس بنیاد پر اس قدر بڑا دعوےٰ کر دینا سراسر غلط ہے کہ "یہ بات اس مفروضہ کی تائید کرتی ہے کہ..... ...... بعد میں آنے والے سکالروں اور ایڈیٹروں نے سہولت کی غرض سے انہیں قرآن میں شامل کر دیا"

جب یہ مفروضہ ہی غلط ہے تو کسی کمزور بات کی تائید سے وہ غلط مفروضہ صحیح تو قرار نہیں پا سکتا، احادیث میں جو مختلف نام پائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بیشتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اگر کچھ اسماء ایسے ہیں جو صحابہ نے اپنے طور پر مقرر کر لئے تھے تو وہ ایک علیحدہ امر ہے اس سے یہ حقیقت مشتبہ نہیں ہوتی کہ قرآن مجید کی سورتوں کے موجودہ نام رسول کریم صلعم کے رکھے ہوئے ہیں۔ جب

---

[۱] لیکن ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اس امر میں ڈاکٹر بیل کے ہمنوا معلوم ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:-

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے قرآن کی بیشتر سورتوں کے لئے عنوانات کی بجائے نام تجویز فرمائے جو محض علامت کا کام دیتے ہیں"

(تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۲۶)

"اس سورت میں ایک مقام پر آل عمرانؑ کا ذکر آیا ہے اسی کو علامت کے طور پر اس کا نام قرار دے دیا گیا ہے"

(ایضاً صـ۲۲۸)

سورۃ المائدہ کے نام پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"قرآن کی بیشتر سورتوں کے ناموں کی طرح اس نام کو بھی سورۃ کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ محض دوسری سورتوں سے ممیز کرنے کے لئے اسے علامت کے طور پر اختیار کیا گیا ہے"

(ایضاً صـ۲۳۲)

اسلام میں رُوح کا مفہوم

ظفر احمد صاحب

سطح سے ذرا نیچے اور ذرا گہرائی میں اُتر کر انسانی زندگی کا مطالعہ کیا جائے۔ تو ہمیں پتہ چلتا ہے۔ کہ جس مسئلہ نے مدت سے حضرت انسان کو پریشان کیا ہے۔ وہ مسئلہ رُوح ہے۔ موجودہ زمانے میں آدم خاکی نے جس قدر انکشافات کئے ہیں۔ وہ اسی مسئلہ کو حل کرنے کی جستجو کے نتائج ہیں۔ رُوح کیا ہے؟ یہ ایک سوال ہے جو متعدد لوگوں کے ذہنوں کے لئے ایک اُلجھن بنا ہوا ہے۔ لیکن اس سوال کا جواب اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ یہ سوال۔

رُوح کے مسئلہ کو حل کرتے میں اکثر لوگوں کو غلطی لگی ہے اور وہ زندگی ہی کو رُوح سمجھنے لگے ہیں۔ اگر زندگی ہی کو رُوح سمجھ لیا جائے تو زندگی انسان اور حیوان میں مشترک ہے۔ کیونکہ انسان بھی اسی طرح جیتے ہیں جیسے حیوان۔ حیوانوں میں بھی رُوح ہے اور انسانوں میں بھی۔ لیکن جو چیز انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ نفس ناطقہ ہے یا دوسرے لفظوں میں اصلی رُوح ہے۔ اور جو چیز حیوان اور انسان میں مشترک ہے، وہ رُوح طبعی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ دراصل رُوح دو قسم کی ہیں، روح ناطقہ۔ رُوح طبعی۔ یہی بات ذیل کی آیات قرآنی سے اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ قرآن پاک میں آتا ہے فاذا سویتہٗ ونفخت فیہ من رُوحی فقعوا لہ ساجدین۔ یعنی جب میں اسے (انسان) تکمیل تک پہنچا دوں۔ (اور) اس میں اپنی رُوح پھونک دوں تو تم (فرشتو) اس کے لئے فرمانبرداری کرتے ہوئے گر جانا۔

اس آیت میں دو باتیں قابل ذکر ہیں۔ جو ان دو قسم کی رُوحوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ پہلی بات جو یہ فرمائی۔ کہ جب میں انسان کی تکمیل کر لوں۔ یعنی اسے اس قابل بنا دوں۔ کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح دنیا میں زندگی بسر کر سکے۔ اس کے بعد پھر نفخ روح کا ذکر آتا ہے۔ یعنی اس میں رُوح پھونک دوں۔ صاف ظاہر ہے کہ یہی وہ رُوح ہے جو انسان کو باقی تمام باتوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اور یہ وہ رُوح ہے جس کے ذریعہ انسان علم و عقل حاصل کرتا ہے۔ اور اسی لئے فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ تم اس رُوح کے پھونکے جانے کے بعد آدم کو سجدہ کرو۔ یہ رُوح انسان کی موت تک اس کے خاکی جسم کے ساتھ تعلق اس دنیا میں رکھتی ہے۔ اور موت کے بعد یہی رُوح انسان کے ایتھری جسم کے ساتھ مل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتی ہے۔ مگر رُوح حیوانی یا دنیاوی زندگی جو انسان اور حیوان میں مشترک ہے۔ موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے،

رُوح طبعی یا زندگی اور پھونکی ہوئی رُوح یا عقل و تمیز انسان کے خاکی جسم میں موجود ہیں۔ اور ان دونوں قسم کی رُوحوں کا باہم انسانی خاکی جسم کے اندر ایسا تعلق ہے جیسا سُورج اور شعاع کا۔ یعنی جب تک سُورج قائم ہے، شعاع بھی قائم ہے۔ سورج کے غروب ہوتے ہی شعاع کا غائب ہو جانا لازمی امر ہے۔ یہی حال رُوح ناطقہ کا ہے کہ جب تک رُوح حیوانی یا زندگی موجود ہے، رُوح ناطقہ بھی انسانی جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، زندگی کے ختم ہونے کے ساتھ ہی رُوح ناطقہ عالم برزخ کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔

رُوح کے مسئلہ پر مزید گفتگو کرنے سے پہلے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم یہ معلوم کریں۔ کہ اس عالم کی ابتدا کیسے ہوئی موجودہ سائنسدانوں کا کہنا ہے۔ کہ یہ تمام کی تمام کائنات مادی ذرات یعنی ایٹم کی بنی ہوئی ہے۔ لیکن مزید تحقیق پر معلوم ہوا ہے کہ یہ ذرات مادی ازلی نہیں ہیں بلکہ ان سے پہلے بجلی کے سفرمات یعنی الیکٹرون تھے۔ جن کے باہم ملنے سے ذرات مادی عالم وجود میں آئے۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ یہ الیکٹرون بھی ازلی نہیں بلکہ یہ ایک دھندلی روشنی کا نتیجہ ہیں جسے نیبولہ کہتے ہیں۔ اور یہ نیبولہ۔ جو کہ ایک روشن چیز ہے۔ ایک ظلمت سے نکلتے ہیں جسے ایتھر کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام چیزوں کا ذکر خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب میں تقریباً پونے چودہ سو سال پہلے کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمٰت والنور۔ یعنی تمام تعریفیں اسی ذات باری تعالےٰ کے لئے ہیں جس نے زمین اور آسمان پیدا کئے اور ظلمت اور نور بنایا۔

صاف ظاہر ہے کہ زمین اور آسمان کے بنانے کے ذکر کے ساتھ ظلمت کا ذکر کرنا دراصل اسی ایتھر کی طرف اشارہ ہے جس سے یہ مادی دنیا عالم وجود میں آئی۔ اور نور سے مراد تو اپنی ذات عالی مراد ہے۔ جس سے عالم ارواح وجود میں آئی۔ اسی لئے فرمایا ہے قل الروح من امر ربی۔ کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ گویا رُوح ناطقہ کا تعلق خدا کی ذات سے ہے۔

ایتھر کے متعلق چند ایک اہم باتیں ہم کو ضروری جاننی چاہئیں۔ ایتھر ایک لطیف سا بادل ہے جو ہم کو نظر نہیں آتا۔ اور یہ عرش سے تحت الثریٰ تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اس تمام کائنات کا کوئی گوشہ بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ یہ ازل سے اس کائنات میں موجود ہے اور اس میں کوئی خلا نہیں۔ قرآن پاک میں بھی اسی کا ذکر ایک اور جگہ آتا ہے:۔

افلم ینظروا الی السماء فوقہم کیف بنینٰہا وزینّٰہا ومالہا من فروج۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے سروں پر ایک آسمان بنا کر اسے آراستہ کر رکھا ہے اور اس میں کوئی خلا نہیں۔

ابتدائے عالم کے متعلق اتنا کچھ کہنے کے بعد اب ہم رُوح کے متعلق مزید معلومات حاصل کرتے ہیں ماہل تحقیقات کا کہنا ہے کہ رُوح کے دو جسم ہیں، ایک جسم خاکی اور ایک جسم ایتھری۔ جسد خاکی تو موت کے بعد خاک میں مل جاتا ہے لیکن رُوح اس جسد خاکی میں سے نکل کر ایتھری جسم میں داخل ہوتی ہے جو ایتھر کی دنیا یا عالم ارواح میں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے اسی ایتھری جسم کی طرف قرآن پاک نے بھی توجہ دلائی ہے۔ فرماتا ہے:۔

اولم یروا ان اللہ الذی خلق السمٰوات والارض قادر علیٰ ان یخلق مثلہم۔ کیا وہ غور نہیں کرتے کہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ اس (مادی جسم) کی مثل پیدا کرے۔

ایتھر کا وسیع سمندر جو اس تمام کائنات میں پھیلا ہوا ہے اس دنیا میں پانی کے سمندر کی مانند ہے، مثال کے طور پر ایک چھوٹا سا پُرسکون پانی کا تالاب لیجئے۔ اور اس میں ایک چھوٹا سا کنکر پھینک دیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ پانی کی لہریں، گول حلقہ کی صورت میں تالاب کے کناروں سے جا ٹکرائیں گی۔ اور تالاب کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جہاں یہ لہریں نہ پہنچی ہوں، بعینہٖ یہی حال ایتھر کے وسیع سمندر کا ہے۔ جس دم کوئی آواز کی لہر، روشنی کی لہر، بجلی کی لہر یا عکس کی لہر ایتھر کے [illegible] اس وسیع سمندر میں پیدا کی جاتی ہے، تو ایک لمحہ بھر میں ایتھر میں پیدا شدہ لہریں اس واسطے سے تمام کائنات میں پھیل جاتی ہیں۔ اور کائنات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہتا جہاں یہ لہریں نہ پہنچی ہوں، مثلاً اگر امریکہ میں کوئی شخص [illegible] ہے اور یہاں بیٹھ کر آپ نے کبھی بند کمرہ میں ریڈیو لگا رکھا ہے۔ تو اس بند کمرہ میں بھی آپ ایتھر میں اس شخص کی آواز سے پیدا شدہ لہروں کو سُن سکتے ہیں۔ اسی طرح باقی تمام قسم کی لہروں کا بھی یہی حال ہے پانی کے سمندر اور ایتھر کے سمندر میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ پانی کے تالاب میں کنکر پھینکنے سے لہریں زیادہ دیر تک نظر نہیں آتیں۔ لیکن ایتھر میں پیدا شدہ لہریں ابدالآباد تک قائم رہتی ہیں۔ اسی لئے موجودہ سائنسدان اب اس کوشش میں ہیں کہ پرانے بزرگوں، نبیوں اور اولیاؤں کے منہ بولے الفاظ کو ایتھر کے سمندر سے آلات کے ذریعہ پکڑا جائے۔ اور پھر انہیں ریکارڈ کیا جائے۔

موجودہ ٹیلیویژن نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ عکس کی لہریں بھی اس ایتھر کے سمندر میں اسی طرح سفر کرتی اور نقش بنی رہتی ہیں جس طرح باقی لہریں، خیال کی لہروں کے متعلق شاید آپ شک میں ہوں لیکن یہ بات بھی آپ کے اپنے تجربے کی بناء پر ثابت کی جاتی ہے۔ مثلاً جب آپ اپنے ماضی کی داستان دوہرانا چاہتے ہیں۔ تو کسی عزیز یا کسی عمارت کی یاد آپ کے دل میں تازہ ہوتی ہے۔ اور فوراً آپ کے دل میں اس چیز کی مکمل تصویر آ جاتی ہے۔ حالانکہ وہ چیز آپ سے کوسوں دُور ہے اس کی تشریح یوں ہے کہ جس دم آپ نے ایتھر کے سمندر میں اپنے خیال کی قوت سے لہریں پیدا کیں۔ اسی دم وہ لہریں مقصود چیز سے ٹکرائیں اور آپ کے خیال کی نظروں کے سامنے اس چیز کی صحیح تصویر پیش کر دی۔ میسمریزم، ہپناٹزم وغیرہ ایتھر میں پیدا شدہ خیال کی لہروں سے ہی وقوع میں آتے ہیں۔

ایتھر کے وسیع سمندر کے متعلق اتنا کچھ لکھنے کا مقصد صرف یہ تھا، کہ ہمارے ایتھری جسم پر جو کہ اس خاکی جسم کے اندر ہی ہوتا ہے، ہماری تمام حرکات و سکنات اور خیالات کی لہریں اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نقش ہو جاتی ہیں جس طرح ایتھر کے وسیع سمندر میں۔ اور جب یہ ہمارا ایتھری جسم اس جسم خاکی سے جدا ہو کر عالم برزخ میں جاتا ہے تو وہ تمام قسم کے حرکات و سکنات جو ہم نے اس دنیا میں کئے ہیں نمایاں طور پر اس ایتھری جسم پر نظر آنے لگتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت مسیح موعود کے اُصولِ مناظرہ

(بقیہ صفحہ ۸)

ہوگا وہ زیر دفعہ ۱۵۳ الف مستوجب سزا ہوگا۔

ایک اور اُصولِ مناظرہ

حضرت مسیح موعودؑ نے اس اُصول کو بھی قائم کیا کہ دشمن سے مقابلہ کی صورت میں انسان حملہ کرنے میں پہل نہ کرے بلکہ دشمن کو پہل کرنے کا موقعہ دے۔ اور پھر اس کے حملے کا دفاع کرے اس اصول کا استنباط آپ نے قرآن مجید سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے اس مقابلہ سے کیا ہے جو ان کو ساحروں سے پیش آیا۔ چنانچہ جب ساحروں نے کہا کہ اے موسےٰ کیا تو پہلے اپنا عصا پھینکے گا یا ہم اپنی رسیاں پھینکیں، تو اس پر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم پہلے پھینکو۔ کہتے ہیں کہ ساحروں کو جو ایمان کی دولت نصیب ہوئی وہ اس ادب کی وجہ سے تھی جو انہوں نے حضرت موسےٰ سے اجازت طلب کرنے میں ملحوظ رکھی۔ اللہ تعالےٰ نے فتح تو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو دی مگر آپ نے مقابلہ کرنے میں پہل نہ کی بلکہ خصم کو پہل کرنے کی اجازت دی۔ اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ حملہ کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیئے۔ خدا کی تائید اور نصرت انہی کو ملتی ہے جو پہل نہ کرے۔ جہاد بالسیف میں بھی خدا کا یہی حکم ہے کہ پہل نہیں کرنی چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے رستہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر پہل نہ کرو۔

غرضکہ حضرت نے قرآن و حدیث سے استنباط کرکے مباحثات و مناظرات کے لیے ایسے اصول قائم کئے جن پر عمل پیرا ہونے سے یہ مباحثات اور مناظرات مفید نتائج پر منتج ہوسکیں۔ اور لوگوں کو ان سے فائدہ پہنچ سکے۔ اور یہ محض اکھاڑہ قائم کرنے کے مترادف نہ ہوں جن میں فریقین اپنی اپنی زور آزمائی کرتے رہیں اور ان کا مقصد احقاق حق اور ابطال باطل نہ ہو بلکہ محض ہارجیت ہو۔

اُصولِ مناظرات مختصر الفاظ میں

حضرت کے قائم کردہ اصولوں کو جن کا اوپر ذکر ہوچکا ہے ذیل میں عرض کیا جاتا ہے تاکہ سب اُصول یکجائی طور پر نظر آسکیں:-

۱۔ مناظرات و مباحثات میں اپنی بات کی پچ اور ضد کرنا اور باوجود غلطی کے واضح ہوجانے کے اس پر اڑے رہنا انسانیت کا تقاضا نہیں ہے۔ صحیح بات کے سامنے خواہ وہ دشمن کے منہ ہی سے نکلے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔

۲۔ مناظرات و مباحثات میں سب و شتم یا درشت کلامی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ نرمی، رفق اور تالیف قلوب کا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ درشتی سے دلوں میں کدورت پیدا ہوتی ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

۳۔ مناظرات و مباحثات میں محض دلائل سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ دعا سے بھی کام لینا چاہیئے کیونکہ ہدایت منجانب اللہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انک لا تھدی من احببت

۴۔ مناظرات و مباحثات میں خلوص کو مدنظر رکھا جائے جو بات کہی جائے خلوص پر مبنی ہو کسی ذاتی انتقام کے جذبہ کے ماتحت نہ ہو اور نہ اس سے خصم کا دل دکھانا مقصود ہو۔ اور نہ کوئی اور ذاتی غرض یا ہار جیت کا خیال دل میں ہو۔

۵۔ مناظرات و مباحثات میں وہی امر مخالف کے پیش کرنا چاہیئے جس کو انسان خود صحیح سمجھتا ہو اور جس کی صداقت پر خود اسکو یقین کامل ہو۔ جس بات پر خود یقین نہ ہو اس کو دوسروں سے منوانے کی کوشش کرنا ایک غلط طریق ہے اور انصاف کے خلاف۔

۶۔ مباحثات و مناظرات میں جو دعوے اور جو دلائل اس دعوےٰ کے ثبوت میں پیش کئے جائیں وہ اس کتاب سے پیش کئے جائیں جس کو انسان الہامی مانتا ہے۔ اپنے دماغ سے کسی دعوےٰ یا دلیل کو پیش نہ کرے۔ یعنے مباحثہ کی بنیاد الہامی کتاب پر ہونی چاہیئے نہ کہ ذاتی خیالات کی بناء پر۔

۷۔ مناظرات و مباحثات میں ایسے حوالے پیش کرنا جو فریق ثانی کے نزدیک مسلم نہ ہوں ایک غلط اصول ہے۔ محض ان کتب یا تحریروں سے حوالے دینے چاہئیں جو فریق ثانی کو مسلم ہوں اور انہی سے بحث ہونی چاہیئے۔ اور ایسے اعتراضات سے بھی اجتناب کیا جائے جو خود معترض کے مسلمات پر وارد ہوتے ہوں۔

۸۔ جہاں تک ہوسکے دوران بحث میں فریق ثانی کے مسلم بزرگوں کی توہین سے پرہیز کرنا چاہیئے اور ایسے کلمات زبان پر نہیں لانے چاہئیں جن سے دوسرا شخص طیش میں آجائے یا جن سے اس کے واجب الاحترام بزرگوں کی توہین لازم آئے۔

۹۔ مقابلہ میں ہمیشہ دشمن کو پہلے وار کرنے کا موقعہ دینا چاہیئے دوسرے پر اعتراض یا حملہ آور ہونے میں پہل نہیں کرنی چاہیئے۔

ان اصولوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کا نقشہ

یہ ہے خلاصہ ان اصولوں کا جو حضور نے مناظرات و مباحثات کے متعلق تجویز کئے۔ اب اہل علم و عقل خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اُصول کس قدر معقول اور مدلل ہیں۔ اگر انسان ان کی پابندی کرے تو کس قدر مفید نتائج مترتب ہوسکتے ہیں ان اصولوں پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے واضح ہوسکتا ہے کہ دنیائے اسلام کا یہ زبردست پہلوان اپنے دشمنوں سے نبرد آزما ہونے میں صداقت اور راستبازی کا دامن کبھی نہیں چھوڑتا۔ وہ عدل و انصاف کا پابند رہتا ہے اور ہر امر میں تقوےٰ کو مدنظر رکھتا ہے اور اس کے تمام اصول جنگ خدا اور خدا کے رسول کے احکام پر مبنی ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے شاگردوں نے انہی اصولوں کی پابندی سے مخالفین سے مناظرے کئے اور خدا نے انہیں ہر میدان میں فتح دی۔ یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے اور دنیا تسلیم کرتی ہے کہ احمدی مناظر اسلام کا ایک فتح نصیب جرنیل ہے جس کے سامنے مخالفین اسلام دم نہیں مار سکتے۔ واقعات واقعات ہی ہوتے ہیں۔ اور کوئی شخص ان کو جھٹلا نہیں سکتا ہمارے مخالف علماء کو جو ہمیں کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں جب کبھی کسی خطرناک آریہ یا عیسائی مناظر سے مقابلہ کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے احمدی مناظرین کی طرف ہی رجوع کیا کیونکہ یہی لوگ اس میدان کے شہسوار ہیں ولا فخر۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

اسلام میں رُوح کا مفہوم

(بقیہ صفحہ ۱۱)

ہمارے اس ایتھری جسم کو خدا تعالےٰ نے کتاب سے تشبیہہ دی ہے جس پر ہمارے تمام حرکات و سکنات لامحدود وقت تک نقش رہتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

انا نحن نحی الموتیٰ ونکتب ما قدموا واٰثارھم وکل شیءٍ احصینٰہ فی امامٍ مبین۔ بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں، اور ہم لکھتے رہتے ہیں جو عمل وہ آگے بھیجتے ہیں۔ اور ان کے نشان بھی۔ اور ہر ایک چیز کو ہم ایک بیان کر دینے والی کتاب میں محفوظ کر لیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رُوح کا ذکر کرتے ہوئے مندرجہ بالا بحث کو نہایت ہی جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اب اس وقت ہمارا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ جس قادر مطلق نے رُوح کو قدرت کاملہ کے ساتھ جسم میں ہی سے نکالا ہے۔ اس کا یہی ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ رُوح کی دوسری پیدائش کو بھی جسم کے ذریعہ سے ظہور میں لاوے۔ رُوح کی حرکتیں ہمارے جسم کی حرکتوں پر موقوف ہیں۔ جس طرف ہم جسم کو کھینچتے ہیں رُوح بھی بالضرورت پیچھے پیچھے کھینچی چلی آتی ہے"

یعنی جو حرکت ہمارا جسم کرتا ہے وہ تمام ایتھر کے جسم پر نقش ہو جاتے ہیں۔

"اسی لئے انسان کی طبعی حالتوں کی طرف متوجہ ہونا خدا تعالیٰ کی سچی کتاب کا کام ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے انسان کی طبعی برائیوں کی اصلاح کی طرف بہت توجہ دلائی ہے اور انسان کی جسمانی حالتوں کو روحانی حالتوں پر بہت ہی موثر قرار دیا ہے"

پیغام صلح مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء جلد ۴۲ شمارہ نمبر ۹۰

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ — تار کا پتہ اصلاح - لاہور — فون نمبر ۳۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغام صلح

ادارۂ تحریر

مرتضیٰ خاں حسن بی اے

دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۶ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ - ۳ نومبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۰

جواہر ریزے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ

مسلمان پر مسلمان کا حق

عن عبد اللہ ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه ومن کان فی حاجة اخیه کان اللہ فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللہ عنه کربة من کربات یوم القیامة ومن ستر مسلماً ستره اللہ یوم القیامة (بخاری کتاب فی المظالم والغصب)

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے (ظالم کے ہاتھ میں) چھوڑے اور جو اپنے بھائی کے کام میں ہوگا اللہ اس کے کام میں ہوگا اور جو مسلمان پر سے مصیبت دور کرے گا اللہ اس پر سے قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے (بڑی) مصیبت دور کرے گا اور جو مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالیگا قیامت کے دن اس (کے عیب) پر اللہ پردہ ڈالے گا۔

(نوٹ از فضل الباری) ان ہدایات میں قومی قوت کا راز ہے اسلامی اخوت کے یہاں پانچ حقوق بتائے ہیں اوّل اس پر ظلم نہ کرے یعنے اس کا کوئی حق نہ چھینے دوم اگر کوئی دوسرا اس پر ظلم کر رہا ہے تو اس کو ظالم کے ہاتھ سے چھڑائے یعنی دوسرے کو اس پر ظلم نہ کرنے دے سوم اس کا کوئی کام ہو تو کر دے، چہارم مسلمان پر مصیبت ہو تو اسے دور کرے پنجم اپنے بھائی میں کوئی عیب یا کمزوری ہو تو اس کی پردہ پوشی کرے، افسوس کہ ان بیش بہا نصائح کے اُلٹ آج ہو رہا ہے، مسلمان مسلمان پر ظلم کرتا ہے، دوسرا اس پر ظلم کرے تو اس کو اس کے پنجہ سے چھڑانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ دوسروں کے ظلم کا آلۂ کار بنتا ہے آج اگر کسی ہندو یا عیسائی کو مسلمان پر ظلم کرنے کی ضرورت ہو تو وہ اس کے مسلمان بھائی کو ہی اس کا آلۂ کار بناتا ہے اپنے بھائی کا کام کرنا یہ سب سے بڑی بات تھی اور یہ جوہر آج مسلمانوں میں سے مفقود ہوتا جا رہا ہے اپنی اغراض کے لئے یہ شخص ہر دکھ اٹھانے کو تیار ہے مگر اپنے مسلمان بھائی کے لئے ایک تنکا ہلانا بھی ایک پہاڑ نظر آتا ہے ایک بھائی پر مصیبت ہو دوسرا اس کے پاس اپنی عیش و عشرت میں مصروف ہے اور پروا تک نہیں کرتا عیب پوشی کی جگہ ایک دوسرے پر مطاعن کا دروازہ کھلا ہے اور دن رات ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنے میں مصروف ہیں۔

ظالم اور مظلوم بھائی کی مدد کرو

عن انس قال قال صلی اللہ علیہ وسلم انصر اخاك ظالماً او مظلوماً قالوا یا رسول اللہ هذا ننصره مظلوماً

انس سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم

حضرت مسیح موعود کے پاکیزہ ارشادات

مسیح موعود کی دعائیں

میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں:۔

اوّل اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خدا مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین (اولاد عطا) ہو اور اللہ تعالےٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خادم بنیں۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں، خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

بچوں کو مارنا شرک ہے

حرام ہے مشیخت کی گدی پر بیٹھنا اور پیر بننا اس شخص کو جو ایک منٹ بھی اپنے متوسلین سے غافل ہے۔ ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالےٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گذار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اسکو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے، یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں، اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالےٰ پر رکھتے ہیں، جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا، وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔"

سادہ زندگی کی ہدایت

مہمانوں کی ضرورت کے لئے مکان بنوانے کی حاجت ہوئی تو آپ کی تاکید تھی کہ اینٹوں اور پتھروں پر روپیہ خرچ کرنا عبث ہے۔ اتنا ہی کام کرو جس سے چند روزہ زندگی بسر ہو جائے۔ نجار تیر بلیاں اور تختے رندہ سے صاف کر رہا تھا۔ آپ نے اسے روک دیا اور فرمایا یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگانا ہے۔ مختصر کام کرو، اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے اُنس نہیں۔ ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترکہ جانتے ہیں۔ اور بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں، اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔

وقت کو دینی کاموں میں لگاؤ

تکلفات میں وقت ضائع کرنا آپ کو پسند نہ تھا۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے، یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حائج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھے سخت ناگوار ہے، جب کوئی دینی ضروری کام آ پڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں، جب تک وہ کام نہ ہو جائے، ہم دین کے لئے ہیں، اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیئے۔

مریدوں سے سلوک

ایک دفعہ جون میں آپ اکیلے تھے کیونکہ اہل و عیال لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ مولوی عبد الکریم صاحب نئے مکان میں ایک چارپائی پڑی تھی اس پر سو رہے۔ آپ ٹہل رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جاگے تو دیکھا کہ آپ فرش پر چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب ادب سے اُٹھ کھڑے ہوئے آپ نے محبت سے پوچھا کہ کیوں اُٹھ بیٹھے انہوں نے پاس ادب کا عذر کیا اس پر آپ نے فرمایا میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا۔ کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

فکیف ننصره ظالماً قال تاخذ فوق یدیه (بخاری)

ہو تو ہم اسکی مدد کریں گے ظالم ہو تو کس حالت میں کس طرح مدد کریں فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر (ظلم سے) روک دے۔

ظالم سے بدلہ کی معافی

قال ابراهیم کانوا یکرهون ان یستذلوا فاذا قدروا عفوا

ابراہیم کہتے ہیں (صحابہ) اس بات کو بُرا مانتے تھے کہ انہیں ذلیل کیا جائے اور جب قابو پاتے تو معاف کر دیتے۔

سہ روزہ پیغام صلح ۳ر نومبر ۱۹۵۴ء

کارِ خیر کے لئے حصولِ زر کا ذریعہ

چند روز ہوئے کراچی میں بعض مشہور فلم ایکٹرسوں کا کرکٹ میچ اس غرض سے کرایا گیا تھا کہ اس ذریعہ سے روپیہ حاصل کر کے سیلاب زدہ علاقوں میں امداد بہم پہنچائی جائے یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ کس قدر ...... لوگ اس میچ کو دیکھنے کے لئے گئے اور ان کی جیبوں سے کتنا روپیہ اس کارِ خیر کے لئے حکومت کے ہاتھ آیا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی کارِ خیر کے لئے اس قسم کے حیا سوز ذرائع اختیار کرنا اسلام کے رُو سے جائز ہے؟ اس میں شک نہیں کہ بنگال اور پنجاب کے سیلاب بے شمار افراد اور خاندانوں کی تباہی اور کروڑہا روپیہ کی املاک اور فصلوں کے نقصان کا موجب ہوئے جس کے لئے حکومت کے خزانہ پر بہت سا بار آپڑا ہے یہ بھی صحیح ہے کہ اس قسم کے مواقع پر مہذب دنیا میں ایسے ذرائع اختیار کر لئے جاتے ہیں (جائز ہوں یا ناجائز) جن سے پبلک کی جیبوں سے بآسانی روپیہ نکل سکے، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی غور طلب ہے کہ کیا اسلام اس بات کو جائز قرار دیتا ہے کہ کسی کارِ خیر کے لئے حصولِ زر کے ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں جو نہ صرف ناجائز بلکہ حیا سوز اور اخلاقی بربادی کا بھی موجب ہوں، بنگال اور پنجاب کے سیلابوں کے متعلق یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ ہمارے اعمالِ بد ...... اور اللہ تعالےٰ کی ناراضی کا نتیجہ ہیں ...... اگر یہ صحیح ہے تو کیا اس قسم کے ذرائع اختیار کرنا غضب الٰہی کو اور زیادہ بھڑکانے کا موجب نہ ہوگا؟

افسوس ہے کہ اس زمانہ میں اخلاق کو اس قدر گھٹیا درجہ دیدیا گیا ہے کہ کاروباری زندگی کے کسی شعبہ میں بھی اس بات کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ ہماری اخلاقی زندگی پر اس کا کیا اثر پڑے گا، فنی لحاظ سے کوئی چیز بہتر ہونی چاہیئے خواہ اخلاق اس سے تباہ ہو جائیں۔ فلم وہی بہترین ہے جس میں عشق و محبت کے جذبات کو فنی اعتبار سے بہترین رنگ میں پیش کیا جائے، جرائم اور ڈکیتی کے ایسے مناظر اس میں نظر آئیں جو انسانی عقل و فکر کو حیرت و استعجاب میں ڈال دیں اور دیکھنے والوں کا خواہ مخواہ جی چاہے کہ ان مناظر کو اپنے عمل میں لا کر دنیائے جرائم میں ہیرو بننے کی کوشش کی جائے، لٹریچر "ترقی پسند" ہونا چاہیئے اور "ترقی پسند لٹریچر" کی تعریف یہ ہے کہ اس میں فحش نویسی اور عریاں نگاری کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے، رقص و سرود ایک فن ہے اور فنی اعتبار سے اس میں زیادہ جذب و کشش پیدا ہونی چاہیئے اور یہ جذب و کشش ننگے ناچ اور فحش گانوں کے علاوہ اور کس طرح پیدا ہو سکتی ہے تصویر کشی ایک فن ہے اور وہی مصور بہترین سمجھا جا سکتا ہے جو قابلِ ستر چیزوں کی تصویر کشی میں بہترین مہارت رکھتا ہو۔

غرض "فن" اور "ترقی" وہ الفاظ ہیں جو آج دنیا پر حکومت کر رہے ہیں اور ان کے مقابلہ میں "اخلاق" کو پرِ کاہ جتنی بھی وقعت حاصل نہیں لوگ چیختے چلاتے ہیں کہ سینما اور فحش لٹریچر نوجوانوں کی زندگیاں تباہ کرنے کا موجب ہو رہے ہیں، پچھلے دنوں بھارت میں کئی ہزار ماؤں نے حکومت کو درخواستیں دیں کہ ہمارے بچوں کو سینما کی اخلاقی تباہی سے بچایا جائے، جاپان کی ماؤں نے فحش کتابوں کے خلاف آوازیں بلند کیں لیکن ایسی آوازوں کو کون سنتا ہے اور تو اور پاکستان کی اسلامی مملکت میں بھی فنی ترقی کے مقابلہ میں اخلاق کو کوئی درجہ نہیں دیا جاتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نوجوان طبقہ میں بے حیائی اور بد اخلاقی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ارتکابِ جرائم کو ایک فن سمجھ کر اس میں مہارت حاصل کرنا موجبِ فخر خیال کیا جاتا ہے کیا وہ لوگ جو شریعتِ اسلامی کے نفاذ کو پاکستان کی اسلامی مملکت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اس بد اخلاقی کو روکنے کا کوئی سامان نہیں کر سکتے؟ کیا "ناموسِ رسول" پر مر مٹنے کا ولولہ رکھنے والے مولوی صاحبان جو خدامِ دین کہلاتے ہیں مساعی کرتے ہیں، اس پہلو میں اپنی مساعی کا کوئی حصّہ وقف کر کے نوجوانوں کی اصلاح و تربیت کا بندوبست نہیں کر سکتے؟

یہ تو ایک ضمنی بات تھی، اصل موضوع جو اس وقت ہمارے سامنے ہے یہ ہے کہ کسی کارِ خیر کی امداد کے لئے ناجائز اور مخربِ اخلاق ذرائع اختیار کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے، کیا اخلاقی صحت کو تباہ کر کے سیلاب زدہ لوگوں کی جسمانی صحت کا سامان بہم پہنچانا یا ہسپتالوں کی امداد کرنا قومی ترقی کے لئے مفید ہو سکتا ہے؟ بعینہٖ یہی سوال معاصر "قندیل" میں کوئٹہ کی ایک خاتون (محترمہ رفیعہ درانی صاحبہ) نے اُٹھایا ہے جنہوں نے کوئٹہ کے یومِ آزادی کے "رنگین ہفتے" کی روداد لکھتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ:-

"یہ مانتی ہوں کہ اس رنگین ہفتے کی آمدنی کسی کارِ خیر ہی میں صرف ہوگی لیکن کسی کارِ خیر کے لئے حصولِ زر کا ذریعہ ہوٹے اور ناچنے والیوں کو نہیں بنانا چاہیئے۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ کسبیوں کے عریاں رقص کا مظاہرہ قوم کے نونہالوں پر بہت ہی بُرا اثر ڈالتا ہے، جو کہ استقبالِ ملت کے نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کر دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی نمائش میں ان دونوں اخلاق سوز نظاروں کا سامان بدرجہ اتم موجود تھا، قوم کی جسمانی تندرستی سے اخلاقی تندرستی اور روحانی صحت زیادہ ضروری ہے۔ قوم کا اخلاق بگاڑنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ ہسپتالوں کے لئے روپیہ اکٹھا ہی نہ کیا جائے۔ میری گردن شرم سے جھک جاتی ہے جب میں یہ سنتی ہوں کہ اکثر میری برقع پوش بہنیں بھی اس قسم کے اخلاق سوز اجتماعات میں موجود ہوتی ہیں، ندامت سے زمین میں گڑ گئی جب میں نے سُنا کہ کوئٹہ کی اس نمائش میں بھی مقامی کالج اور سکولوں کی چند بے پردہ لڑکیاں اور کچھ برقع پوش بہنیں بھی کسبیوں کا عریاں رقص دیکھنے والوں میں شامل تھیں، میں حیران ہوں کہ عورتیں ایک عورت کو ہزارہا مردوں کے سامنے نیم عریاں دیکھنا کیسے گوارا کرتی ہیں۔ اپنے ہم صنف کی اتنی بڑی توہین کیسے برداشت کر جاتی ہیں"۔

محترمہ رفیعہ درانی کے یہ الفاظ ہر پاکستانی کی گردن شرم و حیا سے جھکا دینے والے ہیں، افسوس ہے کہ یورپ کا دجالی اثر ہم میں اس قدر سرایت کر چکا ہے کہ مرد اور عورتیں جوان اور بوڑھے سب اخلاقی تنزل کے گڑھے کی طرف بے تحاشا لڑھکتے چلے جا رہے ہیں اور اس کو اپنے کمال کا ذریعہ سمجھتے ہیں، انہی حالات کو حضرت مجدد وقت نے آج سے ساٹھ سال پہلے اپنی مومنانہ فراست اور کشفی نظر سے دیکھا اور دجالی فتن کا ذکر کرتے ہوئے ان آنے والے حالات کا نقشہ اس شعر میں کھینچ کر رکھدیا:-

حلت بارض المسلمین جنودھم
فسرت غوائلھم الیٰ نسوانھم

ان کے لشکر مسلمانوں کی زمین میں اتر آئے اور ان کی بلائیں مسلمانوں کی عورتوں تک سرایت کر گئیں۔

ان حالات کو پہلے سے دیکھتے ہوئے وہ شفیق انسان چیخ اُٹھا اور اپنے ربّ کے سامنے گڑگڑایا کہ:-

یارب خذھم مثل اخذک مفسد
قد افسد الآفاق طول زمانھم

اے خدا تو ان کو پکڑ جیسے ایک مفسد کو پکڑتا ہے ان کے طولِ زمانہ نے دنیا کو بگاڑ دیا۔

وہ پھر پکارا:-

ادرک رجالاً یا قدیر و نسوۃ
رحماً و نج الخلق من طوفانھم

اے قادر تو اپنے رحم سے مردوں اور عورتوں کی جلد خبر لے اور مخلوق کو اس طوفان سے نجات بخش۔

یا رب احمد یا الٰہ محمد
اعصم عبادک من سموم دخانھم

اے احمد کے ربّ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے الٰہ اپنے بندوں کو ان کے دھوئیں کے زہروں سے بچا لے"

آہ! اس شفیق انسان کی چیخ و پکار کو دنیا نے اس وقت نہ سُنا اُلٹا اسے دجّال کا حامی کہہ کر اس کی مخالفت میں اُٹھ کھڑے ہوئے، اور آج یہ حال ہے کہ خود دجّال کے پیچھے لگ کر ہر قسم کی برائیوں کو اپنے اندر سمو رہے ہیں۔ دجال کا طولِ زمانہ تو اللہ تعالےٰ نے ختم کر دیا لیکن مسلمانوں نے اس کے زہریلے اثرات کو تریاق سمجھتے ہوئے اپنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی،

کیا یہ حالات و واقعات اس قابل نہیں کہ وہ ارباب شعور جو ان دجالی فتن کو قومی ترقی کے منافی سمجھتے ہیں، سر جوڑ کر بیٹھیں اور قوم کو اس اخلاقی تباہی سے بچانے کا کوئی سامان کریں؟ کیا یہ مسئلہ پاکستان کے اربابِ حل و عقد کے زیرِ غور نہیں آنا چاہیئے کہ کسی کارِ خیر کے لئے ناجائز وسائل کو حصولِ زر کا ذریعہ بنانا کہاں تک جائز اور اسلامی تہذیب کے کہاں تک مطابق ہے؟

اخبار — (و) — افکار

اسلام افریقہ میں

ایک امریکی اخبار "سپرنگفیلڈ یونین" اپنی ۵ ستمبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ :-

"شمالی اور ساحلی افریقہ زیادہ تر نو مسلمین سے آباد ہے یہ عموماً بالکل وحشی لوگ تھے جن کے لئے اسلام بہت فائدہ کا موجب ہوا۔ مردم خوری، انسانی قربانی، اور بچوں کا قتل ان لوگوں کا دستور العمل تھا، جس کو اسلام نے بالکل ختم کر دیا ہے، اس کے علاوہ جہاں جہاں اسلام کا غلبہ ہے وہاں جسمانی صفائی بہت ترقی کر گئی ہے، اس مذہب کی سادہ تعلیم لوگوں کے دلوں کو بہت اپیل کرنے والی ہے، خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول' یہ ایسا کلمہ ہے جس میں سارا مذہب آ جاتا ہے، سوائے بعض خارجی رسوم کے جو نماز اور روزے اور وضو سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسری اپیل کرنے والی چیز اسلامی جمہوریت ہے۔ مسلمان ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں، خواہ باہم کتنا ہی نسلی اور لونی اختلاف ہو، یہ ایسی دلیل ہے جو حبشیوں میں مسلمانوں کی تعداد کو دن بدن بڑھاتی جا رہی ہے"

کیا وہ لوگ جو اسلام کی اشاعت بزور شمشیر ہونے کے قائل ہیں، مندرجہ بالا حقائق پر غور کریں گے؟۔ اسلام کے جن ذاتی خصائص کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ نہ صرف سادہ لوح حبشیوں کو اپیل کرتے اور انہیں بغیر کسی تلوار کے اسلام کے اندر لا رہے ہیں بلکہ یورپ کے روشن خیال لوگ بھی اسلام کی اسی سادگی، جمہوریت اور اخوت کو دیکھ کر اس کے گرویدہ ہوتے جا رہے ہیں جو اس دیرینہ اعتراض کا قلع قمع کرنے کا موجب ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا بلکہ اس سے، اسلام کی صداقت اور عظمت کا ایک کھلا ثبوت ملتا ہے۔

ایٹم بم کس لئے؟

"ریڈرز ڈائجسٹ" میں میجر جنرل جے ایف سی فلر کا (جو موجودہ جنگی معاملات میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں) ایک مکالمہ شائع ہوا ہے جس میں یورپ و امریکہ کی جنگی تیاریوں اور آئندہ صورت حالات پر مفصل تبصرہ کیا گیا ہے۔۔ اسی مکالمہ میں ایک سوال ہے :-

"اگر کسی آئندہ موقعہ پر سب طرف سے لڑائی شروع ہو جائے تو کیا ایٹم بم بھی اس میں استعمال کیا جائے گا؟"

اس کا جواب جو میجر جنرل فلر نے دیا وہ یہ ہے :-

"میرا خیال ایسا ہی ہے لیکن جیتنے والا کچھ حاصل کرنے کے بجائے ایک صحرا ہی پر قابض ہو گا۔"

یہ وہ خیال ہے جس کو قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر اس کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا اور ہم یقیناً جو کچھ زمین پر ہے اس کو بنجر بنا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے دنیا کس بات کے لئے لڑائی کے سامان کر رہی ہے اور کیوں ایٹم بم پر اس قدر روپیہ بہایا جا رہا ہے؟ کیا بنجر میدان حاصل کرنے کے لئے؟ بہرحال قرآن کی پیشگوئیاں اس زمانہ میں جس طرح ایک ایک کر کے پوری ہو رہی ہیں وہ اس کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا کھلا ثبوت ہیں۔

مذہب کے نام پر

پاکستان کے نئے وزیر داخلہ میجر جنرل سکندر مرزا کا یہ اعلان یقیناً تائید کے لائق ہے کہ

"جب تک پاکستان میں مذہب اور سیاست کے درمیان حد فاصل قائم نہ کی گئی ملک انتشار اور بدنظمی کا شکار رہے گا"

اس اعلان نے ان لوگوں میں ایک ہیجان اور سراسیمگی پیدا کر دی ہے جو سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے مذہب کے نام پر سستی شہرت حاصل کرنا اور عوام کے مذہبی جذبات سے کھیل کر اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ جونہی کرنل مرزا کا یہ اعلان شائع ہوا ایسے لوگوں اور جماعتوں کی طرف سے یہ شور مچایا جا رہا ہے کہ یہ کفر ہے، الحاد ہے، اسلام نے مذہب کو سیاست سے کبھی الگ نہیں کیا، اسلام میں مذہب اور سیاست ایک ہی چیز ہے۔

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اسلام نے ان سیاسی ریشہ دوانیوں کو کبھی جائز قرار دیا ہے جو آج ملک کے اندر بعض مذہبی رہنماؤں اور جماعتوں کی طرف سے حکومت کے خلاف کی جا رہی ہیں، کیا اسلام ان تخریبی اور انتشار پسندانہ رجحانات کو جائز ٹھیراتا ہے جو مذہب کے پردہ میں عوام کے دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مذہب کا نام لے کر اپنے اقتدار کے لئے انہیں حکومت کے خلاف اُکسایا جاتا ہے؟ یہی سیاست ہے جس کو کرنل مرزا مذہب سے جدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس قسم کی ریشہ دوانیاں کرنے والے مذہبی لبادہ اتار کر دوسرے سیاسی لوگوں کی طرح کھلے میدان میں آ جائیں، ایسی سیاست کا فی الواقعہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اس کے اور مذہب کے درمیان حد فاصل قائم ہونا ملکی امن و امان کے لئے نہایت ضروری ہے۔

رعایتی چندہ پر اخبار لینے والے اصحاب

اس بات کو نوٹ کر لیں کہ ان کے خریداری نمبر ایک خاص ضرورت کی وجہ سے تبدیل کر دیئے گئے ہیں آیندہ ان کے پتوں کی چٹوں پر جو تبدیل شدہ نمبر ہوں وہی ان کے اصلی نمبر ہوں گے اور خط و کتابت میں یا اخبار میں چندہ کا مطالبہ کرتے وقت انہی نمبروں کا حوالہ دیا جائے گا۔

مینیجر "پیغام صلح"

آہ! ملک غلام سرور صاحب

یہ افسوسناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں دلی رنج و اندوہ سے پڑھی جائے گی کہ ہمارے سلسلہ کے ایک پرانے بزرگ ملک غلام سرور صاحب کنجاہی ۲۹، ۳۰ اکتوبر کی درمیانی شب کو رحلت فرما کے عالم جاودانی ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملک صاحب ممدوح کچھ عرصہ سے بلڈ پریشر اور دل کی بیماری میں مبتلا تھے، جس کا دورہ انہیں وقتاً فوقتاً پڑتا رہتا تھا، آخری ایام میں انہیں ایک ہفتہ تک ایسا شدید دورہ پڑا کہ جان لیوا ثابت ہوا۔

مرحوم کو جماعت کے ساتھ گہرا انس اور تبلیغ دین کا بہت شوق تھا اور ایک عرصہ تک ہندوستان کے مختلف حصص میں از خود تبلیغ کا کام کرتے رہے اور بعض کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں سے ان کا پنجابی شاہنامہ (جو پنجابی میں نظم ہے) خاص شہرت رکھتا ہے۔ آپ بہت نیک اور دین کے فدائی تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، ہمیں مرحوم کے پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے، احباب سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

فلمی ابوالحسنات

معاصر روزنامہ ملت سے بلا تبصرہ۔

آج کل لاہور میں "دیار حبیب" کے نام سے ایک فلم تیار ہو رہا ہے جسے کوئی صاحب حاذق نام بنا رہے ہیں اس فلم کے متعلق یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ اس میں نہ صرف مقدس مقامات کے مناظر فلمائے گئے ہیں بلکہ صحیح اسلامی زندگی کی تصویر کشی کی گئی ہے ہمیں نہیں معلوم کہ دیار حبیب کی ہیروئن فلم میں برقعہ پہن کر نمودار ہوتی ہے یا ہیرو صاحب شرعی وضع قطع میں پیش کئے گئے ہیں یا فلمساز واقعی حکیم حاذق ہیں یا برائے نام کے حاذق ہیں لیکن اس فلم کے متعلق ہمیں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کا اندازہ اس نمونہ سے ہو سکتا ہے کہ فلم کا ہیرو کربلائے معلیٰ میں جاتا اور شہدائے کربلا کا واسطہ دے کر دعا مانگتا ہے کہ مجھے میری محبوبہ سے ملا دو، یہاں منظر تبدیل ہوتا ہے اور پہاڑ دو لخت ہوتے ہوئے دکھایا گیا ہے جن میں سے محترمہ محبوبہ صاحبہ نمودار ہو کر ہیرو سے بغلگیر ہوتے ہیں۔

اللہ اللہ! اسلامی زندگی کا کیسا صحیح نمونہ پیش کیا جا رہا ہے!

آج معلوم ہوا کہ اسلام واقعی انتہائی مظلوم ہے اور اسکے نام پر نہ صرف سیاسی شور شیں برپا ہوتی ہیں کہ بلکہ جماعت اسلامی کی دیکھا دیکھی ہمارے فلمساز بھی اس قابل ہو گئے ہیں کہ اسلام کے مقدس نام کو بلیک کر سکیں "دیار حبیب" اسی قسم کے اسلامی اخلاق کا مجموعہ ہی جسے اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ اس فلم کو ہندوستانی نائب کمشنر مقیم پاکستان کی معرفت بھارت کی مسلم اقلیت کے لئے برآمد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سوال یہ ہے کیا حکومت پاکستان ان "فلمی ابوالحسناتوں" سے باز پرس نہیں کر سکتی؟

ہالینڈ سے ایک خط اور اس کا جواب

محترم شیخ محمد طفیل صاحب نے اپنے سفرنامہ "ووکنگ سے کراچی تک" میں ہالینڈ کے قادیانی مشن کا ذکر کرتے ہوئے اُن کے طرز تبلیغ پر اظہار خیال کیا تھا۔ اس کے جواب میں ہالینڈ کے قادیانی مشنری مولوی غلام احمد صاحب بشیر نے ذیل کا خط لکھا ہے:۔ شیخ محمد طفیل صاحب کے جواب کے ساتھ درج شائع کیا جاتا ہے:۔

۵۴ وگروکلاں
ڈین ہیگ۔ ہالینڈ
۱۸۔ اکتوبر ۱۹۵۳ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

پیغام صلح مؤرخہ ۱۴ و ۲۱ جولائی ۱۹۵۳ء میں شیخ محمد طفیل صاحب نے اپنے سفر نامہ میں ہالینڈ کے حالات لکھے ہیں۔ مجھے ان کے اس مضمون کے صرف دو حصوں سے قدرے اختلاف ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے اسے مکمل طور پر بیان نہیں کیا۔

(۱) ایک کا تعلق تو اُن کے خط سے ہے جو انہوں نے اپنی آمد کے متعلق لکھا تھا اور جو ہمیں ان کی تشریف آوری کے دوسرے یا تیسرے دن ملا۔ شاید قارئین پیغام صلح کے دل میں خیال گذرے کہ ہم نے یا تکبر کی وجہ سے یا اختلاف عقائد کی بناء پر آپ کا اسٹیشن پر جا کر استقبال کرنا پسند نہیں کیا، حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ ہمارے نہ آنے کی وجہ صرف یہی تھی کہ ہمیں ان کی طرف سے اطلاع بروقت نہیں مل سکی۔

۲۔ دوسرا حصہ طرز تبلیغ سے تعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ ہر مبلغ کے طرز تبلیغ میں اختلاف ہونا ضروری ہے، تاہم اگر شیخ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے یورپ میں طرز تبلیغ پر مفصل روشنی ڈال سکیں تو مہین نوازش ہوگی۔ اس جگہ میں صرف اس امر کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ یورپ کے ہر ملک میں تبلیغ کا طریق الگ ہونا ضروری ہے، کیونکہ مختلف اقوام کے اخلاق و عادات اور طبائع میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ہم یورپ کے کسی ملک کا بھی انگلستان پر قیاس نہیں کر سکتے۔ جو مبلغ انگلستان کے طرز تبلیغ کو ہالینڈ میں یا کسی اور ملک میں اختیار کرے گا اس کی کامیابی یقیناً مشکوک ہوگی حتی کہ وہ طرز رہائش بھی اس ملک میں لوگوں کی توجہ کو تبلیغ سے پھیرنے کا موجب ہوگی۔

امید ہے کہ مندرجہ بالا سطور اپنے موقر جریدہ میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ والسلام

مخلص (مولوی) غلام احمد بشیر

جواب:۔ از شیخ محمد طفیل صاحب

۱۔ شق اوّل کے متعلق تو مولوی غلام احمد صاحب بشیر کو یہ اطمینان رکھنا چاہیئے کہ قارئین پیغام صلح کو ایسی غلط فہمی پیدا نہیں ہوئی۔ نہ آنے کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں جنہیں بیان کرنا میں نے غیر ضروری سمجھا تھا۔ بہرحال اب تو اس قسم کی غلط فہمی کا امکان بھی نہیں رہا۔

۲۔ اس مضمون کے جس دوسرے حصہ سے انہیں اختلاف ہے وہ طرز تبلیغ سے تعلق رکھتا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے طریق کار کو ان کی تصانیف میں دیکھا جا سکتا ہے ان کے "سٹائل" پر ابھی تک غالباً کچھ نہیں لکھا گیا اور یہ ایک مستقل مضمون کو چاہتا ہے۔ میں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کروں گا۔

۲۴ اپریل ۱۹۱۲ء میں لندن میں، دہریوں کی سوسائٹی میں ان کا ایک لیکچر تھا جس کا آغاز انہوں نے کچھ اس طرح کیا تھا۔

" اگر ایسا خدا جس نے میری فطرت میں گناہ کو رکھا، اور پھر مجھے اس سے نجات دینے کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا جو میرے گناہوں کے لئے صلیب پر پھانسی پا گیا تو میں بھی تمہاری طرح دہریہ ہوں، ایسے خدا کا پڑی شدومد سے انکار کرتا ہوں لیکن فرض کیجئے اگر خدا اس قسم کا ہو جس میں یہ صفات پائی جائیں[1]............ تو پھر اسکو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ ایسے خدا کو ماننا عین عقل سلیم اور فطرت کے مطابق ہے۔

صدر جلسہ نے اس لیکچر پر خواجہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ تحسین پیش کیا اور کہا کہ اگر خدا کا وہی تصور ہے جو اسلام پیش کرتا ہے تو اسے ماننے میں ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

اب اگر اسی بات کو خواجہ صاحب کسی اور رنگ میں پیش کرتے۔ میرا مطلب ہے جیسے اس قسم کا مولوی پیش کرتا ہے جس کا حالی نے اپنی مسدس میں نقشہ کھینچا ہے تو اس کا جو اثر ہوتا وہ ظاہر ہے۔

(خواجہ صاحب کا یہ لیکچر علیحدہ چھپا ہوا موجود ہے۔ نام EXISTENCE OF GOD ہے۔)

میں اس کو تسلیم نہیں کرتا کہ انسانی طبائع اور اخلاق و عادات میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ مجھے انسان ہر جگہ انسان ہی نظر آیا ہے وہ لاہور کی گلیوں میں گھومتا پھرتا نظر آئے یا لندن پیرس اور ہیگ کے بازاروں میں، اس کا رنگ مختلف ہو سکتا ہے کپڑے مختلف ہو سکتے ہیں، زبانیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر آپ ذرا ٹٹولیں تو آپ کو اسی قسم کا انسان پائیں گے جس طرح کے انسان آپ اپنے قریہ اور قصبہ میں دیکھتے چلے آتے ہیں اچھے لوگ اور بُرے لوگ یہاں بھی ہیں اور وہاں بھی۔ لیکن جب ہم تبلیغ کے لئے جائیں تو ہمیں قرآن کا یہ ارشاد مدنظر رکھنا چاہیئے:۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن

(النحل۔ آیت ۱۲۵)

ترجمہ:۔ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ سے بلاؤ۔ اور ان کے ساتھ اس طریق پر بحث کرو جو نہایت عمدہ ہو۔

آپ انگلستان میں ہوں یا ہالینڈ میں، جاپان میں ہوں یا جاوا میں، جب بھی آپ انسانوں سے گفتگو کریں گے تو قرآن کے اس دائمی اصول کو جو قومی نسلی اور جغرافیائی حدود سے بلند ہے اپنے طریق تبلیغ میں بلند پائیں گے۔

اب مجھے آپ خود ہی بتائیں کہ جس قسم کی مناظرہ بازی ہمارے ماحول میں ہوتی رہی ہے کیا وہ موعظہ حسنہ کہلائی جا سکتی ہے، اور ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی پر خوشگوار اثر چھوڑ سکتی ہے؟ میں نے لوگوں کو ایک ہی مسئلہ پر سالہا سال تک نوک جھونک کرتے دیکھا ہے لیکن تضییع اوقات اور وقت گذاری کے علاوہ اس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی فریق نے اس قسم کی مجلسوں میں اپنی کسی غلطی کو مان کر اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہو۔ یہ مشغلہ، یہ عادت، یہ علت ہمارے قومی کردار کے لئے سخت ضرر رساں ثابت ہوئی ہے۔ اس نے ہمیں اخلاق کی مثبت اقدار سے بے حس اور بے بہرہ کر رکھا ہے۔ اس قسم کی بحثوں اور مناظروں کی غرض تحقیق حق کے علاوہ اور کچھ نہیں ہونا چاہیئے تھی، لیکن ہم نے اس کی علمی حیثیت کو پس پشت پھینک کر ایسی مجلسوں کو محض اکھاڑہ بازی کا رنگ دے دیا اور پھر اسے ایک مستقل فن کی حیثیت سے اپنی تبلیغ کا ایک جزو لاینفک بنا لیا۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا طرز عمل تو یہ تھا:۔

" ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے۔ جب نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گذرے۔ تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو مع ان کے باپ کے مسجد میں پایا۔ خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت کی تقریر سن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔ اس لئے خاص اللہ تعالےٰ کے لئے اس بحث کو ترک کر دیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام و مخاطبت میں اس ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ:۔

" تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے، پھر اس کے بعد وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔"

(براہین احمدیہ جلد ۵)

آپ نے اور ہم نے بہت سے مناظرے دیکھے کیا کوئی اس قسم کا واقعہ بھی ہمارے سامنے پیش آیا۔ مجھے تو

(باقی صفحہ ۸ پر)

[1] یہاں خواجہ صاحب نے خدا تعالےٰ کے متعلق اسلامی تصور کو تفصیل سے بیان کیا ہے جس کو بسبب عدم گنجائش حذف کر دیا گیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ذریعہ عرب کے امیوں کو عالم اور پاک باز بنادیا

آخرین منھم مسیح موعود کی جماعت ہے جس کو رسول کریم کی تعلیم نے عالم اور پاک باز بنادیا

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹ ر اکتوبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم ...... ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - (سورۃ جمعہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا معجزہ

ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ بیان کیا گیا ہے اور وہ معجزہ اس قدر اہم ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی، قوم کو زندہ کر دینا بہت بڑا معجزہ ہے، آپ نے عرب کے ایک کنارہ سے لے کر دوسرے کنارہ تک تمام ملک کو زندہ کر دیا، اور ان کے اندر اسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق پیدا کئے کہ اس قوم کو فرشتوں کی طرح بنا دیا اور ایسی صلاحیت ان کے اندر پیدا کی کہ جس وطن میں وہ گئے وہاں کے لوگوں نے یقین کر لیا کہ یہ کوئی نئی قسم کے لوگ ہیں، ان کے اخلاق و اعمال نے گواہی دی کہ وہ دنیا کے دوسرے لوگوں سے بہت بلند ہیں۔ تجارت لے کر گئے ہوں یا سلطنت کے مالک بن کر، لشکر لے کر گئے ہوں یا کوئی پیغام لے کر، ہر رنگ میں انہوں نے اپنے اخلاق سے، اپنے معاملات سے، لین دین اور چال چلن سے لوگوں کے دلوں پر سکہ بٹھا دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں کیونکہ ان کے ماننے والے اور ان کے تربیت یافتہ لوگ بہترین اخلاق کے مالک ہیں، انہوں نے بادشاہ ہوکر اور غیر قوموں پر حکومت کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کیا کہ وہ بہترین قوم ہیں -

قوم کا بنانا ان میں زندگی پیدا کرنا آسان کام نہیں، پڑیاں بنا لینا یا مردے کو زندہ کرنا آسان ہے، لیکن ایک ملک کو ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک زندہ کر دینا بہت ہی مشکل کام ہے -

اللہ تعالےٰ کی تسبیح

ان آیات میں اسی کا ذکر کیا ہے یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض، یہ ساری کائنات اور اس کے اجرام، سورج چاند، ستارے، سیارے، درخت، جنگل، غلّہ جات، ثمرات اور معدنیات کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو خدا کے سوا کسی اور معبود کا پتہ دیتی ہو، سب کی سب ایک ہی خدا کا پتہ دیتی ہیں، اور زبان حال سے شہادت دیتی ہیں کہ وہ ایک بےنظیر ہستی ہے -

تمام کائنات پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

وہ الملک ہے، تمام اشیاء پر اسی کی حکومت ہے، وہ چونکہ خالق ہے اس لئے اسے ہر چیز کا پورا علم ہے خلق کل شئی وھو بکل شئی علیم جو خالق نہ ہو اسے کسی چیز کا پورا علم نہیں ہو سکتا اور اس لئے وہ اس پر حکومت بھی نہیں کر سکتا، خدا ہی نے سب چیزوں کے اندر مختلف خواص رکھے ہیں اور وہ ان خواص کو خوب جانتا ہے اس لئے وہ الملک ہے وہ ان پر حکومت کر سکتا ہے، اس کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر اسی کی حکومت ہے، اور یہ ایسی حکومت نہیں جس میں کوئی نقص ہو، دنیا میں جن لوگوں کو حکومت دی جاتی ہے ان کے اندر خامیاں بھی ہوتی ہیں بہت کم حاکم ہیں جو دوسروں کے حقوق کو پامال نہ کریں، بہت کم ہیں جو ساری رعایا کو ایک نظر سے دیکھیں، یہ خدا ہی کا خاصہ ہے کہ اس کی حکومت سب پر ہے اور سب کے ساتھ ایک جیسا اس کا برتاؤ ہے، ایک ہی جیسا سامان زیست سب کے لئے پیدا کیا ہے، یعنی انسانی حاکموں میں جو نقص و کمزوریاں پائی جاتی ہیں اللہ تعالےٰ کی ذات ان تمام عیوب سے پاک ہے، العزیز ہے تمام چیزوں پر غالب ہے اور ساری کی ساری کائنات اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ کوئی چیز سرمو سرتابی نہیں کر سکتی، الحکیم ہے اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا جن صفات کا یہ بادشاہ ہے اس نے اپنے قاصد کو بھی انہی صفات سے متصف کیا ہے، اس بادشاہ نے اپنا قاصد امیوں کے اندر بھیجا جو لکھنے پڑھنے سے عاری تھے، منھم ان کے اندر سے وہ رسول کھڑا ہوا چالیس سال وہ ان کے اندر رہا، جو شخص چالیس سال تک ایک قوم کے اندر رہے، اس کو کون نہیں جانتا منھم کے اندر ساری بات آگئی، فرمایا اس کے حسب نسب کو تم جانتے ہو اس کے اخلاق و اعمال سے تم واقف ہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و اعمال نے یہاں تک دلوں میں گھر کر لیا تھا کہ خدیجہ جیسی امیر کبیر اور مطہرہ عورت نے آپ سے شادی کرنا موجب فخر سمجھا، ایسے بڑے بڑے لوگوں کی طرف سے شادی کے پیغام آتے تھے، لیکن سب کو اس نے ٹھکرا دیا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود شادی کا پیغام بھیجا اس وقت آپ رسول بھی نہ تھے، وہ سیدہ ہے، طاہرہ ہے، امیر کبیر ہے، تمہیں غلطی لگی ہے یہ پیغام میری طرف نہیں ہو سکتا، قاصد نے جا کر جب خدیجہ کو یہ بات کہی، تو اس نے کہا ان سے جا کر کہدو کہ مجھے تمہاری ہی ضرورت ہے، میں کسی دولت اور امارت کی طالب نہیں ہوں، تمہارے اخلاق کی گاہک ہوں، تیرے جیسے اخلاق کا انسان کہاں مل سکتا ہے،

آپ سب سے بڑھ کر قابل اعتماد سمجھے جاتے تھے

ایک دفعہ کعبۃ اللہ کی تعمیر کے سلسلہ میں لوگوں میں جھگڑا ہو گیا کہ حجر اسود کو کون اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کرے، آخر کار یہ فیصلہ ... ہوا کہ جو شخص کل صبح سب سے پہلے کعبۃ اللہ میں آئے اسی کا فیصلہ مانا جائے بڑی عجیب بات ہوئی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے وہاں پہنچ گئے، آپ کو دیکھ کر لوگوں نے نعرے بلند کئے جاء الامین جاء الامین، امانت و دیانت کا مالک شخص آ گیا، اس قابل اعتماد شخص کے ذریعہ اب صحیح فیصلہ ہوگا، اور انہوں نے آپ سے اس جھگڑے کا تصفیہ چاہا، آپ نے ایک چادر بچھائی اور حجر اسود کو اٹھا کر اس کے اندر رکھ دیا اور سب قبیلہ کے سرداروں سے کہا کہ وہ اس چادر کے کناروں کو پکڑ کر اس جگہ پر لے چلیں جہاں حجر اسود رکھا جائے گا سب اٹھا کر لے گئے اور آپ نے اٹھا کر اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا یہ اس شخص کا کلیجہ ہے، اس کے عالی خیالات اس کے ارادے اس فعل کے اندر نظر آتے ہیں جاء الامین کا سرٹیفکیٹ پونہی نہیں مل گیا وہ چاہتا تو خود پتھر اٹھا کر لگا دیتا اور اس جگہ کا مالک بن جاتا، نہیں اس نے ایسا نہیں کیا اور اس کے اخلاق و اعمال سے نظر آتا ہے کہ وہ جاء الامین کے سرٹیفکیٹ کا فی الواقعہ مستحق ہے، وہ قومی مفاد اور قومی اتحاد کو ذاتی منفعت پر ترجیح دینے والی شخصیت ہے، تو فرمایا منھم ان کے اندر سے وہ رسول پیدا ہوا اس لئے اس کے حسب نسب، اس کے اعمال و اخلاق کو وہ خوب جانتے ہیں، اور انہیں معلوم ہے کہ وہ کس درجہ صادق، راستباز اور امین ہے،

امی و در علم و حکمت بے نظیر

یتلوا علیھم ایتہ وہ امی ہے لیکن وہ ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے ایک امی شخص کس طرح آیات پڑھ سکتا ہے، وہ لوگوں کو علم کیا سکھا سکتا ہے، وہ خود تو علم سے واقف نہیں، وہ تو صرفی نحوی قواعد کو بھی نہیں جانتا، لیکن باوجود اس کے اس قسم کی کتاب

سناتا ہے کہ اس کو سن کر وجد آجاتا ہے، اس کتاب کے پڑھنے سے اور ان آیات کی تلاوت سے جو محمد رسول اللہ صلعم نے امی ہونے کے باوجود لوگوں کو سنائیں، قیامت تک لوگوں کو وجد آتا رہے گا، آج اس علمی زمانہ میں یورپ کے بڑے بڑے علماء اس بات کے معترف ہیں کہ اس پایہ کی کتاب صفحۂ ارض پر نہیں ملتی، یہ کتاب اپنی زبان، اپنے علوم اور حقائق اور اثرات کی وجہ سے دنیا کی سب کتابوں پر سبقت لے گئی ہے۔

رسول کریم صلعم کا دلوں کو پاک کرنا

ویزکیھم، کتابوں میں بڑے بڑے بلند خیالات ہوتے ہیں، اشعار اور فصیح و بلیغ نثر کے ذریعہ بھی بلندی خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے لیکن اس سے دل پاک نہیں ہو جاتے، دلوں کو اور قوموں کو پاک کرنا بہت ہی مشکل کام ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کے ذریعہ سے قوموں کے دلوں کو پاک کر دیا انہیں بلند اخلاق کا مالک بنا دیا، ایک دفعہ آپ نے مال غنیمت مہاجرین میں تقسیم کر دیا، انصار کے کچھ لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے، آپ نے انہیں بلا کر حقیقت حال سے واقف کیا جس سے ان کا اطمینان ہو گیا، اور انہوں نے معلوم کر لیا کہ آپ کی تدبیر میں بے نفسی ہے، کسی کی پاسداری نہیں، وہ دیکھتے تھے کہ خود آپ کے دل میں دولت کی کوئی محبت نہیں، نہ آپ کی اولاد، بھائیوں بھتیجوں اور قرابت داروں کے دلوں میں دولت سے کوئی لگاؤ ہے، آپ نے سب سے پہلے خود اپنے گھر والوں کو پاک کیا جو سب سے مشکل کام ہے، یہ حقائق و شواہد تھے جن سے متاثر ہو کر قوم بھی پاکیزگی اور طہارت کی مالک بن گئی۔

کتاب وحکمت کی تعلیم

ویعلمھم الکتاب والحکمۃ قوم کو آپ نے کتاب کا علم بھی سکھایا اور حکمت بھی پڑھائی، حکمت کے بغیر کوئی بات اثر نہیں کر سکتی، مذہب میں حکمت اور عقل نہ ہو تو وہ کسی کام کا مذہب نہیں، آپ نے فرمایا سب سے پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی وہ عقل ہے، اسی لئے قرآن میں بار بار عقل کو اپیل کی ہے اور حکمت کی طرف توجہ دلائی ہے، رسول اللہ صلعم نے دین بھی سکھایا اور دینیات کا فلسفہ بھی سکھایا جو آپ کی فضیلت کا امتیازی نشان ہے۔

امیوں کو دنیا کا معلم بنا دیا

وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین۔ اس کتاب اور حکمت کے حاصل کرنے سے پہلے وہ لوگ گمراہی کی طرف جا رہے تھے، ہر بات میں، ہر شعبہ زندگی میں کھلی کھلی گمراہی ان میں پائی جاتی تھی اور ہر قسم کا فسق و فجور اور علم و حکمت سے دوری ان کا طغرائے امتیاز تھا، ایسی گمراہ اور جاہل قوم کو کتاب و حکمت سکھا کر آپ نے انہیں دنیا کے معلم بنا دیا، جس کا آج بھی یورپ کے بڑے بڑے فضلاء کو اعتراف ہے۔

اٰخرین منھم کون ہیں؟

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ فرمایا ابھی ایک اور قوم بھی آنے والی ہے جس کی تعلیم اسی کتاب و حکمت سے ہو گی یہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھی معلم ہوں گے، اس آیت کو سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے پوچھا من ھم یا رسول اللہ، اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہوں گے تو آپ نے سلمان رض کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا لو کان الایمان معلقاً بالثریا لتنا ولہ رجل من ھؤلاء وہ ایسا وقت ہو گا کہ ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو یہ لوگ پھر اسے آسمان سے نیچے لے آئیں گے، اس حدیث کو مسلمانوں نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ دین کو آسمان سے نیچے لانے والا مسیح موعود ہو گا۔ اور وہ لوگ اٰخرین منھم کے مصداق ہوں گے جو اس کے زیر تربیت قرآن و سنت پر عمل پیرا ہوں گے۔

مسیح موعود قوم کو متقی بنانا چاہتے تھے

یہ نظارہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، ہم نے دیکھا کہ مسیح موعودؑ ایک بے نفس انسان ہے جو محض دین کو دلوں کے اندر رچانے اور مضبوط کرنے اور ایک متقی اور دیندار قوم پیدا کرنے کے لئے کھڑا ہوا، اس کے رگ و ریشہ میں یہ بات رچی ہوئی تھی کہ دین کی خدمت کے لئے ایک متقی۔۔۔۔ قوم کا ہونا ضروری ہے۔ آپ نے بار بار کہا کہ ہم نے دلائل کے ذریعہ سے دین اسلام کو غالب کر دکھایا منطق اور فلسفہ سے دین کی عظمت ثابت کی اور میدان مناظرہ میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں، ہماری تقریریں تحریریں کامیاب رہیں۔ لیکن یہ سب عبث ہے اگر ہم نے متقی قوم پیدا نہ کی۔ آپ کو رات دن فکر تھا، کہ قوم متقی بن جائے، فرماتے تھے کہ اٹھتے بیٹھتے، اندر باہر یہی فکر مجھے دامنگیر ہے اگر قوم متقی نہ بنی تو ہمارا آنا عبث ہے۔

صحابہ کے متعلق رسول اللہ صلعم کا ارشاد

قوم بنانا بڑی چیز ہے جو خدا کے بندوں کا خاصہ ہوتا ہے وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم مر گئے تو جہاں مر گیا، قوم مر گئی، وہ قوم کے بنانے اور قوم کو زندہ کرنے میں اپنی زندگی سمجھتے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے ساتھی ستاروں کی طرح ہیں، جس طرح ستاروں کو دیکھ کر بھولے بھٹکے لوگ جنگل کے اندر راستہ پا لیتے ہیں اسی طرح میرے ساتھیوں کے ذریعہ لوگ گمراہی سے نکل کر ہدایت کا رستہ پائیں گے۔

علمائے ربانی کے متعلق ارشاد

یہ ہمارا پیغمبر ہے جو اپنی قوم کے متعلق اتنے بلند خیالات رکھتا ہے، اور صرف صحابیوں کے متعلق ہی نہیں، بعد میں آنے والوں کے متعلق بھی فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے، اتنا بڑا رتبہ قوم کو دیا۔

قوم کا رتبہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں

اور خود اللہ تعالےٰ نے بھی قوم کو بہت بڑا رتبہ دیا، فرمایا ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین خدا نے اپنی نصرت سے بھی تیری تائید کی اور مومنوں اور مومنین کی جماعت کے ذریعہ سے بھی تیری تائید کی، کتنا بڑا مرتبہ قوم کا بڑھا دیا، اور قوم کے احسان کو حضرت کبھی نہیں بھولے، آپ جانتے تھے کہ ان کے مالوں، ان کی جانوں، ان کے زور بازو اور قربانیوں سے آپ کی امداد ہوئی، ایک جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔ اللہ تیرے لئے کافی ہے اور اسی طرح ان مومنین کی حمایت سے لئے کافی ہے جنہوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ بہت بڑا رتبہ آپ کے ساتھیوں کو دیا، یہ آپ کی وسعت قلبی کی دلیل ہی، اگر بڑا کلیجہ نہ ہوتا تو ساتھیوں کی قربانیوں کو کبھی اتنی اہمیت نہ دیتے اور کہہ دیتے جو کچھ ہوں میں ہی ہوں، اور متبعین کا ان کامیابیوں میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی میرے بعد وہ کچھ کر کے دکھا سکیں گے بلکہ وہ کہتے ہیں جس طرح سے خدا نے مجھے کامیابی عطا کی اسی طرح سے وہ میرے ساتھیوں کو کامیابیوں سے مالا مال کر دے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بے نفسی

تو یہ جو ان آیات میں فرمایا اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ایک اور قوم آئے گی جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم دیں گے، تفسیروں میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا معلم مسیح موعود ہو گا، لیکن مسیح موعود بہت بے نفس انسان ہوا ہے وہ کہتا ہے، اس آیت میں میرا نہیں قوم کا ذکر ہے، میرا وجود ہی نہیں، معلم تو محمد رسول اللہ صلعم ہیں انہی کی تعلیم سے قوم زندہ ہو سکتی ہے اور قوم کے زندہ ہونے سے ہی دین زندہ رہ سکتا ہے۔

مسیح موعود نے بھی کتاب وحکمت سکھائی

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں ایک اور بھی بات ہے، اس امت میں جو اولیاء ہوئے ان کو بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے مرتبہ ملا، لیکن سارے اولیاء مامور نہیں ہوتے، ان میں ایک حصہ مامورین کا ہوتا ہے جو دین پر لوگوں کو قائم کرنے، کتاب و حکمت سکھانے اور قوم کو زندہ کرنے کے لئے آتے ہیں، مسیح موعود انہی مامورین میں سے ہیں، انہوں نے بھی قرآن پڑھ کر سنایا ہے، دین لوگوں کو سکھایا ہے، نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ، آریوں، ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کو آپ نے قرآن سنایا اور دلائل کے ساتھ دین کو سمجھنے والی قوم پیدا کی۔

مسیح موعود نے بھی قوم کا تزکیہ کیا

ویزکیھم بہت سے لوگوں کو آپ نے باخدا بنایا، ان کو یقین کے درجہ پر پہنچایا، ان لوگوں کو عبادت کرنے میں مزہ آیا۔۔۔ ان کو کشف اور الہام ہوتے تھے، یہ اس قوم کا اپنا تجربہ ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ کیا تعلیم آپ نے دی، آپ کی اسی سے زیادہ کتابوں میں، خدا پر ایمان، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا اظہار کیا گیا ہے،

ایک بہت بڑے عالم کی شہادت

جرمنی میں ایک بہت بڑا عالم دین میرے پاس آیا وہ عربی زبان کا بہت بڑا عالم اور قرآن اور حدیث پر عبور رکھتا تھا۔ اس نے آتے ہی مجھ سے پوچھا مرزا کو کیا مانتے ہو، میں نے کہا مجدد، اس نے کہا کچھ اور؟ میں نے کہا اور کچھ نہیں، اس نے کہا ذرا اپنا قرآن دکھاؤ، میں نے دکھایا تو دیکھ کر کہا یہ تو وہی قرآن ہے جو سب مسلمانوں کے پاس ہے پھر کہا کوئی کتاب مرزا صاحب کی دکھاؤ۔ جب دکھائی تو اسکی عربی عبارت پڑھ کر کہنے لگے اللہ اکبر اس میں تو نور ہے، انہوں نے میری مسجد کے اندر لیکچر دیا (باقی صفحہ پر)

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند ضروری اقتباسات

شہادت حسینؓ ایک شیعی مجتہد کی نظر میں

۲۱ر ستمبر ۱۹۵۸ء بروز منگل۔ سماحۃ الامام الشیخ محمد الخالصی کا ذکر اس سے پہلے ان اوراق میں آچکا ہے۔ آج ان کی جانب سے خلاصۃ الخطب نامی ایک پمفلٹ ملا ہے اس میں امام موصوف نے محرم کے پہلے عشرہ میں مختلف مقامات پر جو خطبات دیئے ہیں ان کا نچوڑ شائع کیا گیا ہے یہ اس قابل ہے کہ پاکستان کے اہل تشیع حضرات اس پر غور فرمائیں امام موصوف نے کیا ہی سچ بات کہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اس لئے قتل نہیں ہوئے کہ ہم ان کے لئے روئیں پیٹیں واویلا کریں، ماتم کریں امام ہمام کا قتل احیاء دین کے لئے ہوا آج ضرورت ہے کہ وہ روح جو شہدائے کربلا کے سینہ میں موجزن تھی وہ ہم میں پیدا ہو، اور حفاظت اسلام کے لئے جان تک دینے سے دریغ نہ کریں۔ پھر آگے کمیونزم۔ الحاد وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے مسیحی بھائیوں کو ایک جگہ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تعجب ہے کہ تم اسلامی ممالک میں زر کثیر اس لئے صرف کر رہے ہو کہ مسلمانوں کے عقائد بدل کر نصرانی بنالو باوجودیکہ مسلمان حضرت عیسیٰ کی والدہ اور ان کی عزت کرتے ہیں لیکن ان لاکھوں عیسائیوں کو فراموش کر جاتے ہو جو یورپ و روس اور دیگر ممالک میں عیسائیت کے آغوش سے نکل کر کمیونزم کی گود میں جا بیٹھے۔ پمفلٹ مذکور برائے ملاحظہ لاہور ارسال ہے۔

انگریزی ترجمہ قرآن ایک عالم کی نظر میں

آج ذرا دیر سے دکان پر گیا استاذ عونی حسین تشریف لائے۔ پچھلے سال میری علالت سے قبل ملاقات ہوئی تھی پندرہ بیس منٹ بیٹھے، حضرت سیدنا امیر مرحوم کے ترجمۃ القرآن انگریزی کے نئے ایڈیشن کی بے حد تعریف کرتے تھے موصوف کے پاس پہلا اور دوسرا ہر دو ایڈیشن ہیں، عربی کے علاوہ انگریزی، فارسی اور فرنچ خوب جانتے ہیں امام محمد الخالصی کی اکثر عربی کتب کا انگریزی ترجمہ کیا ہے، موصوف کو ذکری مولانا محمد علی کا ایک نسخہ ہدیۃً دیا۔

انگریزی ترجمہ قرآن کے علمی فیوض

دکان پر جناب حکیم عبدالرحمان صاحب، غلام رسول صاحب ناظم جنگلات حیدرآباد دکن۔ اور محمد یوسف الدین خان آفریدی (از جماعت ربوہ) آ گئے مسلمانان ہند، تقسیم ہند کا اثر نشر تھا تبلیغ وغیرہ امور پر گفتگو رہی، دوران گفتگو میں غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ وہ ۲۵-۲۶-۱۹۲۷ء میں جرمنی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، پھر کیمبرج لندن میں ۱۹۳۰ء تک رہے کیمبرج میں ان کے کسی دوست نے انہیں ترجمۃ القرآن انگریزی معہ عربی متن مؤلفہ حضرت مولانا امیر مرحوم کا ایک نسخہ ہدیۃً دیا تھا اسے پڑھ کر بیحد فیض حاصل کیا۔ الحمد کی تفسیر کی بے حد تعریف فرمائی۔ اب بھی یہ نسخہ حیدرآباد میں اپنے گھر محفوظ رکھا ہے۔ غلام رسول صاحب عربی بھی جانتے ہیں۔ غلام رسول صاحب کو رسالہ نماز اور ترقی کی تین راہیں" مؤلفہ حضرت مولانا مرحوم ہدیۃً دیا۔

"المنبر" کو تبلیغی ہدیہ

پیغام صلح ۸ر ستمبر میں مودودی جماعت پر کفر کا فتوے کے عنوان سے "المنبر" چنیوٹ ۵ر اگست کی اشاعت میں سے "ایک عالم دین" کا فتوے جماعت مودودی کے متعلق نقل کیا گیا ہے۔ پڑھ کر خیال ہوا کہ ایڈیٹر صاحب "المنبر" کی کچھ خدمت بغداد سے کی جائے لہٰذا رسالہ "حقیقت اسلام" از آئینہ کمالات اسلام مصنفہ شیر بیشۂ اسلام مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ہدیۃً ڈاک سے بھجوایا۔ "بغداد سے ہدیۃً "حقیقت اسلام" ارسال خدمت ہے تعصب سے الگ ہو کر تنہائی میں یکسوئی مطالعہ فرمادیں، خدا شرح صدر فرمائے اور امام وقت کے غلاموں میں شامل کر کے خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے"

زبیری صاحب کے خط

۲۸ر ستمبر ۱۹۵۸ء بروز منگل۔ مسٹر زبیری صاحب سفارت پاکستانیہ تہران کو ہوائی ڈاک سے خط لکھا اور اخبار "الاتحاد" بھجوایا زبیری صاحب کو پچھلے سال سلسلہ کا اکثر و بیشتر لٹریچر بھجوایا تھا۔ پچھلے دسمبر میں رخصت لے کر یورپ چلے گئے تھے۔ برلن اور ووکنگ کے احباب کے نام میں نے تعارفی خطوط دیئے تھے یورپ سے ہو کر کراچی گئے اب پھر تہران واپس آ گئے ہیں۔

ایران میں ایک مدعی نبوت

وہ سفارت پاکستانیہ تہران میں پریس اتاچی کا کام دیکھ رہے ہیں۔ جریدۃ الشعلہ کے صفحہ ۲ پر بعنوان "المسیح الذی اعتقلہ البولس" کے زیر عنوان ایک ایرانی اخبار سے ترجمہ شائع ہوا ہے اس میں بتایا ہے کہ عیسیٰ آباد گاؤں میں ایک غضنفر خاں نامی شخص نے نبوت کا دعوے کیا بہت سے اس کے مرید ہو گئے۔ مریدوں نے قتل، نقب چوری ڈاکہ شروع کر دیا فسق و فجور کا بازار گرم ہوا۔ اب پولیس کے زیر حراست ہے اور اس پر مقدمہ چل رہا ہے۔

قائدین جماعت سے التجاء

کراچی سے اخویم عزیز محمد اقبال شیدائی کا خط مرقومہ ۲۵ر ستمبر ہوائی ڈاک سے ملا۔ عزیز موصوف کے خط سے انجمن کے اندرونی جھگڑوں کے متعلق بہت سی باتیں معلوم ہوئیں جس کا بے انتہا افسوس ہے آہ پھر وہی شعر زبان پر جاری ہو گیا جو پچھلے سال جلسہ سالانہ کے موقع پر لکھا تھا ؎

تقدیر نے کیا اس لئے چنوائے تھے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

ہر دو فریق کے قائدین سے درد دل سے التجا ہے کہ اپنے اپنے دلوں پر نظر ڈالیں بنایا بنایا کام تباہ نہ کریں، پیارے مسیح کی دردبھری آواز "ایک ہو جاؤ"، پر گامزن ہو جائیں اے اللہ میرے ان دوستوں کے سینوں کا شرح فرما اور وحدت کی طرف آنے اور پھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ شیدائی صاحب دوسرے ہفتے میں یورپ جا رہے ہیں اللہ ساتھ ہو۔

ڈاکٹر صفا خلوصی سے ملاقات

میرے دوکان سے گھر آنے کے بعد ڈاکٹر صفاء خلوصی دکان پر تشریف لائے (ڈاکٹر صاحب موصوف سے اراکین انجمن پوری طرح واقف ہوں گے اسلامک ریویو میں ان کے اکثر مضامین نکلتے رہے ابھی ستمبر کی اشاعت میں بھی ان کا ایک مضمون تصویر کے ساتھ شائع ہوا ہے) ڈاکٹر صاحب کو پچھلے سال حکومت امریکہ کے طلب کرنے پر حکومت عراق نے ایک سال کے لئے بھیجا تھا آپ نے وہاں جا کر کئی ایک لیکچر دیئے لندن ہوتے ہوئے کوئی چار روز ہوئے بغداد پہنچے ہیں آج برائے ملاقات دکان پر تشریف لائے موصوف کو فرزند ابراہیم نے میری علالت کی خبر دی افسوس کرتے رہے بیماریرسی کے سلسلہ میں ایک رقعہ میرے نام لکھا ووکنگ مشن کے حالات بیان کئے، مولانا عبدالمجید ایڈیٹر اسلامک ریویو اور مولانا شیخ محمد عبداللہ امام جامع برلن کی ملاقاتوں کا ذکر کیا۔ عراق کے لئے اسلامک ریویو کے "عدد خاص" کی نسبت بھی کچھ باتیں کیں ایک تازہ پرچہ اسلامک ریویو لے گئے پھر آنے کا وعدہ کر گئے ہیں۔

صوفی محمد طیب سے گفتگو

حسب معمول صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے ایک گھنٹہ صحبت رہی گفتگو "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" کے اردگرد گھومتی رہی۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں حضرت اقدس اور پادری سکاٹ کا لندن میں حضرت خواجہ کمال الدین رح و سر آغا خان کے مابین ایک پادری صاحب کا قصہ بیان کیا، صوفیائے کرام کا تذکرہ بھی ہوا انہیں پیغام صلح ۵۸ء امروز اور صدق جدید کے پرچے دیئے۔ ان سے مدینہ کا ایک پرچہ ملا۔

السجل کی مخالفت کا اثر

دکان پر جریدۃ الشعلہ کی مخالفت کا ذکر بھی کیا ہمارے عقاید کے استفسار پر انہیں وضاحت سے بتلایا۔ السجل کی مخالفت سے ہمارا ہی فائدہ ہوا ہمیں یہ موقع ملا کہ ایک محرر جریدہ کے سامنے کھول کر اپنے عقاید بیان کریں۔

تقریب شادی

۳۱ر اکتوبر لاہور۔ خواجہ نذیر احمد صاحب کی دختر محترمہ شریفہ کمال کی شادی آج شام خان بہادر خواجہ فیروزالدین کے فرزند لفٹیننٹ سرجن ایم اختر سے ہوئی شادی کی تقریب میں ایک ہزار معززین نے شرکت کی جن میں پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر محمد منیر، گورنر پنجاب مسٹر جلیب ابراہیم رحمت اللہ اور فیڈرل اور ہائیکورٹ کے کئی جج اور پنجاب کی کابینہ کے کئی

اجرائے الہام بجواب طلوع اسلام

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۵۴ء

(۳)

اب آپ طلوع اسلام کی عبارت کو پھر پڑھیں۔ اس میں آپ کو دو باتیں نظر آئیں گی :-

۱۔ قرآن نے مومنین کی صفات اور خصوصیات کا متعدد مقامات پر تفصیلی ذکر کیا ہے۔ ان میں کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا کہ ان میں سے ایسے بھی ہوں گے جن کی طرف ہم وحی یا الہام بھیجا کریں گے لہذا ام موسیٰؑ یا حضرت مسیحؑ کے حواریین کی مثال سے یہ نتیجہ کس طرح اخذ کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد آپ کی امت کے لوگوں کو الہام ہوا کرے گا۔ جبکہ قرآن نے اس کی بابت کہیں بھی نہیں لکھا کہ ایسا ہوا کرے گا۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ام موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ کے حواریوں کی وحی کے متعلق تو ہم نے اس لئے مان لیا کہ ہمیں خود خدا نے قرآن مجید میں یہ بتا دیا کہ ان کی طرف یہ وحی ہوتی تھی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے تو اس کے متعلق کون بتائے گا کہ یہ خدا کی طرف سے وحی ہوا ہے۔ (طلوع اسلام اشارہ نمبر ۶)

اور اب آپ ذرا یہ دیکھیں کہ میں نے جو حوالجات بزرگان سلسلہ کی تحریروں سے (جو گذشتہ نمبر میں) پیش کئے ہیں ان میں ان ہر دو امور کا جواب موجود ہے یا نہیں۔

امر اوّل کے متعلق حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کی تحریروں میں مندرجہ ذیل قرآنی آیات پیش کی گئی ہیں۔

(۱) الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ...... لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ (یونس)

البشریٰ سے مراد رؤیاء صالحہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات .... الرؤیا الصالحۃ۔ اسی کو دوسری جگہ حدیث میں نبوت کا ایک جزو کہا گیا ہے۔ شارح حدیث نے الہام کو اس کے اندر شامل کیا ہے۔ چنانچہ فتح الباری میں ان الفاظ کی تشریح میں لکھا ہے :-

قال ابن التین معنی الحدیث ان الوحی ینقطع بموتی ومایبقی ما یعلم منہ ما سیکون الرؤیاء یرد علیہ الالھام

یعنی ابن التین کہتے ہیں کہ حدیث کے معنے یہ ہیں کہ وحی (یعنی وحی نبوت) میری موت سے منقطع ہو جائے گی، اور رؤیا باقی رہے گا اور اس میں الہام بھی شامل ہے (حضرت مجدد و مصنفہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم صفحہ ...)۔

۲۔ رفیع الدرجات ذوالعرش۔ یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق (مومن)

جس طرح اللہ رفیع الدرجات ہمیشہ سے اسی طرح یلقی الروح بھی ہمیشہ کرتا رہتا ہے، اور الروح سے یہاں مراد کلام الٰہی ہے جیسا کہ دوسری جگہ اس کی تشریح موجود ہے کہ

ینزل الملٰئکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہٖ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون (نحل)

پھر ایک اور جگہ الروح کے معنے کلام اس سے بھی صاف ہیں۔ فرمایا :-

وکذٰلک اوحینا الیک روحاً من امرنا (شوریٰ)

۳۔ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کی تحریر میں آیت .... صراط الذین انعمت علیھم پیش کی گئی ہے۔ اور ایک آیت :-

اولم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلاً

پیش کی گئی ہے۔

ایک آیت مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا پیش کی گئی ہے۔ جس میں مومنین کو مثیل مریم کہا گیا ہے اور استدلال یہ کیا گیا ہے کہ جب کہ مریم علیہا السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے تو مثیل مریم میں یہ صفت کیوں نہ ہو۔

(۲) دوسرا امر کہ ام موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ کے حواریوں کو وحی ہونے کے متعلق تو قرآن نے بتا دیا مگر اب کسی مدعی الہام کے متعلق کون بتائے گا کہ اسکو الہام ہوتا ہے۔

سو اس کے متعلق گذارش ہے کہ قرآن کے متعلق ان طلوع اسلام والوں کو کس نے بتایا کہ یہ خدا کا الہام کردہ کلام ہے۔ اگر کہو کہ عقلی دلائل سے پرکھ لیا تو انہی دلائل سے کسی اور ملہم کو بھی پرکھ سکتے ہیں یہی جواب حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر میں پایا جاتا اور ان کے وفد کو دیا گیا تھا۔

خطبہ جمعہ ——— بقیہ صفحہ ۶

اور گواہی ہی کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں نور ہے علم ہے معرفت ہے،

احمدی جماعت کے مردوں اور عورتوں کی شہادت

اور خود تمہاری قوم کے اندر مردوں اور عورتوں کی گواہی موجود ہے کہ مرزا صاحب کے ساتھ ہو کر انکی عبادت میں مزہ آیا قرآن کے مطالب کو وہ سمجھنے لگے، دین ان کو آ گیا، وھو العزیز الحکیم خدا تعالیٰ غالب ہے کہ اپنے رسول اور نائب کے ذریعہ امیوں کو قرآن اور حکمت سکھائے۔

آقا کے نقش قدم پر چلنے والا غلام

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے سب سے بڑا فضل تو محمد رسول اللہ صلعم کے وجود سے کیا، آپ نے اپنے زمانہ میں بھی اولیاء بنائے، و نیا میں متقی بادشاہ پیدا کئے مگر ہم نے بھی اس کا ایک غلام دیکھا ۴۴ جو اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتا تھا اور ایک قوم اسکے نقش قدم پر چلنے والی تھی مبارک ہیں وہ جو حضرت مسیح موعود کی قائم کردہ جماعت کی تقویت کا باعث ہیں اور وہ خدا کے فضل کے مورد ہیں ذالک فضل اللہ واللہ ذو الفضل العظیم۔

ہالینڈ سے ایک خط

(بقیہ صفحہ ۴)

یاد نہیں پڑتا آپ کے اگر علم میں ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔

ایک دفعہ ہم لوگ جماعتوں میں تبلیغ کا دورہ کر رہے تھے، میں ابھی کالج کی تعلیم سے فارغ ہی ہوا تھا۔ ایک شہر میں جماعت کے احباب ہم سے ملنے آئے، جب ادھر ادھر کی باتیں جب ختم ہو گئیں تو اب سوال پیدا ہوا کہ کہیں سے کوئی غیر احمدی یا قادیانی مولوی پکڑا جائے۔ اور ایسا شخص اگر جلد از جلد نہ پکڑا گیا تو مبلغین کی آمد کا سارا مزہ کرکرا ہو جائے گا۔ خیر دوڑ دھوپ شروع ہوئی لیکن کوئی شکار ہاتھ نہ آیا اور سب کے چہروں پر پژمردگی طاری ہونے لگی، خیر خدا خدا کر کے ہراول دستے میں سے ایک صاحب نے آکر اطلاع دی کہ فلاں مقام پر ایک مولوی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہم اپنا اسلحہ بغلوں میں دبا کر وہاں جا پہنچے دونوں طرف سے مورچے جم گئے اور پھر جو کچھ ہوا اس کا تصور بآسانی کیا جا سکتا ہے۔

خیر اگر مولوی صاحب موصوف کو اس قسم کا انداز تبلیغ پسند ہے تو ان کی خوشی، اس مضمون میں میرے ان الفاظ کو ایک بار وہ پھر پڑھ لیں جو اپنی تشریح آپ کر رہے ہیں! :-

"میں نے یہ بات صرف اس لئے لکھی ہے کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ ان کے پڑھے لکھے لوگ کس طریق سے اپنے مخالف سے گفتگو کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے اسلوب تبلیغ کو ان اقوام کے مزاج کے مطابق تبدیل نہ کریں تو ہمارے وعظ اور تقریریں بے اثر ہوں گی اور حکمت و تبلیغ کے تقاضوں کے خلاف۔ مولوی غلام احمد بشیر کی گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا کہ وہ اپنی تبلیغ میں عیسائیوں سے چھیڑ چھاڑ کے قائل تھے۔ مجھے ڈچ لوگوں کے مزاج کا صحیح علم نہیں اس لئے میں کوئی قطعی رائے نہیں دے سکتا کہ ان کا یہ طرز کہاں تک درست تھا۔ بہرحال میرا تجربہ کچھ اس کے خلاف تھا۔ جس ماحول میں احمدی مبلغ کی پرورش ہوتی ہے اس میں اسی طرز فکر اور انداز تبلیغ کو سراہا جا رہا ہے کاش ہمارے مبلغین جب بیرونی ممالک کو جائیں تو اس طریق تبلیغ کو کسی حد تک فراموش کر سکیں"!

(پیغام صلح ۱۷ر جولائی ۱۹۵۴ء)

پیغام صلح مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۷

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ تبلیغ لاہور — فون نمبر ۲۷۲۷ — ۶ نومبر ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم شنبہ مورخہ ۹ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ - ۶ نومبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۷۱

عہد دوستی حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

اپنے خدام سے تعلق کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا :-

"میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کرے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہوا ور وہ بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔

عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہیئے۔"

(ملفوظات احمدیہ موسومہ بہ منظور الٰہی ص ۱۹۷)

اخبار احمدیہ

— حضرت ایدہ اللہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی طبیعت کچھ دنوں سے پھر ناساز ہے، کچھ دن بخار رہا، گو اب آرام ہے لیکن صحت پورے طور پر بحال نہیں ہوئی، احباب کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔

— مولانا مرتضیٰ خاں صاحب ایڈیٹر "پیغام صلح" بھی دو ہفتہ سے بعارضہ بخار علیل ہیں ان کی صحت کے لئے احباب کرام سے دعا کی استدعا ہے۔

— بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری لکھتے ہیں کہ "میری صحت پچھلے ہفتہ سے پھر خراب ہے، سنیچر اتوار تو بہت سخت گئے ڈاکٹری ہیں کرتے دعائیں جاری رکھیں" امید ہے احباب کرام اس مجاہد بزرگ کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں گے سید صاحب نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ میرے رفیق کار اخویم سید عابد علی صاحب اس ماہ کے اخیر تک کام سے علیحدہ ہو کر خانقین سے بغداد آ جائیں۔

نظرِ کرم کی مرے کردگار ہو جائے

(حسن)

یہ عرض میری قبول اے نگار ہو جائے!
کہ تیرے کشتوں میں میرا شمار ہو جائے!

مآلِ زندگی سمجھوں گا پالیا میں نے
تمہارے دل میں مرا گر وقار ہو جائے!

یہ آرزو ہے ترے در پہ چارہ گر میرے!
تڑپنا لوٹنا میرا شعار ہو جائے!

قرارِ زیست ہے اے جانِ جاں یہی میرا
کہ تیرے درد سے دل بیقرار ہو جائے!

نگاہِ عفو و ترحم اے داورِ محشر
نہ بندہ تیرا کہیں شرمسار ہو جائے!

تری جناب میں آیا ہے اک فقیر حقیر
نظرِ کرم کی مرے کردگار ہو جائے!

حاکم کے غلط فیصلہ سے دوسرے کا حق مار لینا جائز نہیں

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سمع خصومۃ بباب حجرتہ فخرج الیہم فقال انما انا بشر وانہ یاتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انہ صدق فاقضی لہ بذالک فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما ھی قطعۃ من النار فلیاخذھا او فلیترکھا (بخاری کتاب فی المظالم والغصب)

ام سلمہ نبی صلعم کی بیوی نبی صلعم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا تو آپ ان کے پاس باہر تشریف لے گئے اور فرمایا میں بشر ہوں اور میرے پاس مقدمہ والے آتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو اور میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اس لئے میں اس کے حق میں فیصلہ دیدوں، پس جس شخص کے لئے میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے چاہے تو اسے لے لے اور چاہے اسے چھوڑ دے۔

(نوٹ از فضل الباری) کتنا بھی جج نیک نیتی سے فیصلہ کرنیوالا ہو اس کا فیصلہ غلط ہو سکتا ہے فریقین مقدمہ کو سمجھایا ہے کہ اگر ایک شخص دوسرے کا حق کھاتا ہے تو محض حاکم کے فیصلہ سے آخرت کی عقوبت سے بچ نہیں سکتا۔

سہ روزہ پیغام صلح ——— مورخہ ۹ر نومبر ۱۹۵۴ء

مذہبی جماعتوں کے تخریبی کارنامے

اسلام صلح و امن اور محبت و اتحاد کا جو پیغام لے کر آیا، اس نے نہ صرف اس کے ماننے والوں ہی کے اندر اخوت و یگانگت کو پختہ اور مضبوط کر دیا، بلکہ دنیا کے جس حصہ اور جس قوم پر اس کا حاکمانہ تسلط قائم ہوا وہ بھی اس کے فیض رحمت سے مستفیض ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کے اخلاق و محبت کے گیت گانے لگی، تاریخ اسلام ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جن میں دوسرے مذاہب کے ماننے والے اسلام کی حکومت کو اپنے لئے ابر رحمت سمجھ کر اس کے تسلط کے لئے دعائیں مانگتے تھے، ایک موقع پر جب لشکر اسلام کو ایک شہر سے اس وجہ سے قبضہ اٹھانا پڑا کہ دوسری جگہ دشمن کی فوج کا مقابلہ ضروری تھا تو مفتوحہ شہر کے عیسائیوں کو لاکھوں روپیہ کی جزیہ کی رقم یہ کہکر واپس کر دی کہ یہ روپیہ تمہاری حفاظت کے لئے تھا، لیکن چونکہ سر دست ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے یہ رقم واپس ہے، اس حق پسندی اور انصاف کا یہ اثر ہوا کہ اس شہر کے عیسائی روتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے کہ خدا تمہیں پھر واپس لائے۔

غرض اسلام ہر رنگ میں ہر مذہب و ملت کے لئے ابر رحمت ثابت ہوا، اور اس کے ماننے والے رحمت کے فرشتے تھے لیکن آج اسلام کے ماننے والے دنیا کو کیا تماشہ دکھا رہے ہیں، غیر تو غیر اپنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے، مذہبی اختلافات کو تو چھوڑیئے کہ اس پہلو میں باہمی مناقشے کے بیسیوں افسوسناک مناظر دنیا دیکھ چکی ہے، آج کل بعض مذہبی جماعتوں کی طرف سے اسلامی مملکتوں کی تخریب کے جو سامان کئے جا رہے ہیں اور اس سلسلہ میں اسلام کا نام لے کر جبر و تشدد کی نہ صرف تعلیم دی جاتی ہے، بلکہ جہاں بس چلتا ہے، قتل و نہب کا بازار گرم کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا، وہ اسلام ——— اس سچے اسلام کی گردن جھکا دینے کا موجب ہے جو اپنوں اور بیگانوں کے لئے امن و امان کا پیغام لے کر آیا اور جس کا نام لے کر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔

یہ جماعتیں مصر، پاکستان اور انڈونیشیا میں ایک ہی شکل و صورت میں نمودار ہوئی ہیں، ایک ہی قسم کا مذہبی لبادہ اوڑھ کر تخریبی کارروائیاں کرنے، رنی بنائی اسلامی سلطنتوں اور اس کے ارباب اقتدار کے خلاف انتشار پھیلانے اور قتل و نہب کا بازار گرم کرنے میں سرگرم عمل ہیں ابھی حال ہی میں مصر کے وزیر اعظم کرنل جمال عبد الناصر پر وہاں کی ایک نام نہاد مذہبی جماعت الاخوان المسلمون کی طرف سے بھرے مجمع میں جو گولیاں چلائی گئیں اور انڈونیشیا میں انتخابات کے سلسلہ میں "عباد الرحمن" نامی ایک ایسی ہی مذہبی جماعت کی طرف سے ہر اس امیدوار کو قتل کرنیکا اقدام کیا گیا ہے جو اس جماعت سے اتفاق نہ رکھتا ہو، اور خود ہمارے ملک پاکستان کے اندر ایک اور اسی قسم تیسری جماعت جس نے "جماعت اسلامی" کے نام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، انتشار و تخریب کی جو تعلیم دے رہی ہے وہ اس حقیقت کا ایک کھلا ثبوت ہے کہ اسلام آج اس قدر مظلوم ہو چکا ہے کہ خود مسلمان اس کے نام سے ایسی کارروائیاں کرنے سے دریغ نہیں کرتے جو اس کی تعلیم اور سپرٹ کے سراسر خلاف ہیں، اگر اخوان المسلمون ایسے ہی ہوتے ہیں کہ اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے قتل سے ہاتھ رنگ کر بنی بنائی اسلامی سلطنت کو برباد کرنے کی کوشش کریں، اگر عباد الرحمن کا کام یہی ہے کہ اپنا اقتدار حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو قتل کرتے پھریں، حالانکہ قرآن کریم نے عباد الرحمن کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ زمین پر نہایت حلم و بردباری کے ساتھ پھرتے ہیں (یمشون علی الارض ھونا) اور ناحق کسی ...... کو قتل نہیں کرتے (لا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق) اگر اسلام اسی تخریب و انتشار کا نام ہے جو جماعت اسلامی اپنے ہی مسلمان بھائیوں اور پاکستان کی اسلامی مملکت کے خلاف پھیلا رہی ہے اور جس کے نزدیک نام کے مسلمانوں کو مسلمان رکھنے کے لئے شمشیر برہنہ کی ضرورت ہے، تو ایسے اسلام کو کون امن و امان کا مذہب کہہ سکتا اور اسے دنیا کے لئے ابر رحمت سمجھ سکتا ہے، اس کا نام اسلام رکھنا اس اسلام اور اس کی تعلیم کی کھلی توہین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور جس کا ایسا نقشہ صحابہ اور ان کے بعد آنے والے عباد الرحمن نے اپنی عملی زندگیوں میں دکھایا کہ دنیا کے بڑے بڑے فرعونوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں۔

ہمیں حیرت ہے کہ مصر کے "اخوان المسلمون" کے گھروں سے ناجائز اسلحہ اور قتل و غارت کے پروگرام برآمد ہونے کے باوجود جماعت اسلامی (جس کو مودودی جماعت کہنا زیادہ موزوں ہے) کیوں ان کی حمایت پر تلی ہوئی ہے اور اس کا اخبار "تسنیم" کس منہ سے انہیں معصوم کہکر حق برادری ادا کر رہا ہے آخر کیا وجہ ہے کہ ان دونوں جماعتوں کے اصول و مقاصد ایک ہی ہیں گو جماعت اسلامی کو ابھی تک استعمال اسلحہ اور جبر و تشدد کی جرأت نہیں ہوئی تاہم وہ "اخوان المسلمون" کو اپنی سگی بہن سمجھتی اور اسی کے اصول و مقاصد کی تلقین کرتی ہے،

یہی وہ حالات ہیں جنھوں نے پاکستان میں ایسی ہنگامی صورت حالات پیدا کر دی کہ گورنر جنرل کو وہ جرأتمندانہ اقدام کرنا پڑا جس پر چاروں طرف سے تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، جماعت اسلامی نے بنگال کے ایک انتشار پسند گروہ سے مل کر تمام ملک کے خلاف دستور ساز اسمبلی کے حق میں جو پروپیگنڈا کیا اس سے ظاہر ہے کہ اس جماعت کو ملک کی سالمیت و اتحاد سے غرض نہیں بلکہ اس کی "صالحیت" کا تقاضا یہی ہے کہ اقتدار حاصل کرنے کے لئے جو بھی سہارا مل سکے اس سے فائدہ اٹھایا جائے خواہ وہ کتنا بھی ناجائز کیوں نہ ہو، لیکن گورنر جنرل نے دستور ساز اسمبلی کو توڑ کر اور کابینہ میں رد و بدل کر کے اس کی تمام کوششوں کو خاک میں ملا دیا، تاہم یہ جماعت ابھی تک انتشار پسندانہ خیالات کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوئی جس کی وجہ سے پاکستان کے نئے وزیر داخلہ میجر جنرل سکندر مرزا کو یہ اعلان کرنا پڑا ہے کہ

> "جب تک پاکستان میں مذہب اور سیاست کے درمیان حد فاصل قائم نہ کی گئی ملک انتشار و بدنظمی کا شکار رہے گا مذہبی جماعتوں اور انتہا پسند مذہبی لوگوں کو سیاسیات سے کنارہ کش رہنا چاہیئے کیونکہ انتہا پسند مذہبی لوگ ہی پاکستان کے سب سے بڑے دشمن ہیں"

یہ فی الواقعہ صحیح ہے اور جب تک ایسے انتہا پسندوں کا خاتمہ نہ کیا جائے گا یا انہیں راہ ہدایت پر نہ لایا جائے گا ملک میں امن و امان قائم ہونا مشکل ہے اسی لئے میجر جنرل سکندر مرزا نے یہ بھی صاف صاف کہدیا ہے کہ

> "جب تک جماعت اسلامی کی سرگرمیاں مذہب کی حد تک رہیں گی ہم ان سے کوئی تعرض نہیں کریں گے لیکن ان فاضل مولاناؤں نے اگر سیاست میں ہاتھ رنگنے کی کوشش کی تو پھر گرفت ضرور ہو گی"

کیا اب بھی جماعت اسلامی اپنے مذہبی لبادہ کو سیاست میں رنگنے کی کوشش کرتی رہے گی، میجر جنرل مرزا کی یہ رائے بالکل صحیح ہے کہ

> "مذہب کو سیاست سے علیحدہ رکھنا چاہیئے اور علیحدہ رکھا جا سکتا ہے، اگر ایسا نہ ہوا اور جنونیوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملے تو نتیجہ انتشار ہو گا"

لیکن جن لوگوں کے نزدیک مذہب سیاست ہی کا دوسرا نام ہے اور جو سیاست کے لئے مذہب کو آلہ کار بنانا اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہوں ایسے جنونی لوگ اس رائے سے کس طرح اتفاق کر سکتے ہیں۔

اخوان المسلمون کے کارنامے

قاہرہ ۳۱ر اکتوبر۔ مصر کی وزارت داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ خلاف قانون الاخوان المسلمون کے مرشد عام حسن الہضیبی نے اسکندریہ کی ایک مضافاتی کوٹھی میں رہائش اختیار کر رکھی تھی، اور ڈاکٹروں کا سا ایک فرضی نام رکھ لیا تھا۔ ہضیبی کو کل اسکندریہ سے گرفتار کر کے فوجی حراست میں قاہرہ لایا گیا۔ کرنل ناصر نے ہضیبی پر عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مذہب کا نام استعمال کرنیکا الزام نہیں کیا۔ وزیر قومی میجر صالح سالم نے کہا کہ اخوان رہنما کا واحد مقصد اقتدار حاصل کرنا تھا۔ پولیس نے الاخوان المسلمون کے ...

اخبار و افکار

گائے کے نام پر فتنہ و فساد

جناب سردار دیوان سنگھ صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ "ریاست" دہلی لکھتے ہیں :-

"اگر تو گائے کشی کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے والوں کا مقصد صرف کانگریس گورنمنٹ کے لئے مشکلات پیدا کرنا ہے پھر تو یہ ایجی ٹیشن درست ہے کیونکہ ہندوستان کے ہندو مذہبی سیے وقت صرف مذہب کے نام پر جمع ہو سکتے ہیں - ورنہ ہمیں بتایا جائے کہ اس وقت کونسے صوبہ، شہر، قصبہ یا گاؤں میں گاؤ کشی ہوتی ہے، اور کیا ہندوستان کے کسی ایک مسلمان یا عیسائی میں بھی احساس کمتری کے باعث یہ جرأت ہے کہ وہ کسی گائے کے ذبح کرنے کا خیال بھی اپنے دل میں لا سکے

یہ لطیفہ تو بہت ہی دلچسپ ہے کہ انگریزوں کے زمانہ میں جب ہر روز ہزارہا گائے بیل اور بچھڑے انگریزی فوجوں کے لئے قتل ہوتے تھے تو ان ایجی ٹیشن کرنے والوں کو سانپ سونگھ گیا تھا اور ان کی زبانیں نعرے لگانے کے اعتبار سے مفلوج تھیں، مگر اب جبکہ ہندوستان کے کسی صوبہ، شہر، قصبہ یا گاؤں میں گائے نہیں کاٹی جاتی تو یہ لوگ کانگریس گورنمنٹ کے راستہ میں مخل ہونے اور اسے مشکلات میں مبتلا کرنے کے لئے گائے کشی کے خلاف ایجی ٹیشن پیدا کر رہے ہیں"۔

سردار صاحب کا خیال بالکل صحیح ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ کانگرس کے رستہ میں مشکلات پیدا کرنے کے علاوہ مسلمانوں کو بھی خواہ مخواہ تنگ کرنا ہے۔

بزرگان سلف پر طعن

مودودی جماعت کا وطیرہ ہو چکا ہے کہ وہ اپنے خود تراشیدہ اصولوں کے پیش نظر بزرگان سلف پر بھی زبان طعن دراز کرنے سے دریغ نہیں کرتے، اس کی ایک تازہ مثال سن لیجئے مدیر "ترجمان القرآن" سے کسی سائل نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب تفہیمات الٰہیہ کی حسب ذیل عبارت کے متعلق سوال کیا :-

"فهمني ربي جل جلاله انا جعلناك امام هذه الطريقة وا وصلناك ذروة سنامها وسددنا طرق الوصول الى حقيقة القرب كلها غير طريقة وحدة وهو محبتك والانقياد لك فالسماء ليس عليها من عاداك بسماء وليست الارض عليها بارض فاهل المغرب واهل المشرق كلهم رعيتك وانت سلطانهم علموا اولم يعلموا فان علموا فازوا وان جهلوا خابوا"

ترجمہ :- خدا ئے ذوالجلال نے مجھے بتایا ہے کہ ہم نے اب تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے اور تجھے اعلیٰ درجہ بخشا ہے۔ اور قرب پانے کے اب سب راستے مسدود کر دیئے گئے ہیں سوائے ایک راستہ کے اور وہ تیری محبت اور تیری فرمانبرداری کا راستہ ہے۔ آج جو تیرا دشمن ہے اس کے لئے زمین و آسمان میں کوئی امان کی جگہ نہیں۔ مشرق و مغرب میں بسنے والے سب لوگ تیری رعیت ہیں اور تو انکا بادشاہ ہے خواہ انہیں معلوم ہو یا نہ معلوم ہو، پس اگر وہ اس کا علم حاصل کرلیں تو کامیاب ہو جائیں گے ورنہ وہ ناکام و نامراد رہیں گے"

اس کے جواب میں مدیر ترجمان القرآن لکھتے ہیں :-

(۱) "اب شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدد سرہندی رحمہما اللہ کے دعووں کو لیجئے، ان دو نو بزرگوں کے تجدیدی اور اصلاحی کارناموں کے اعتراف کے باوجود یہ کہے بغیر چارہ نہیں ہے کہ ان کا اپنے مجدد ہونے کی خود تصریح کرنا اور بار بار کشف و الہام کے حوالہ سے اپنی باتوں کو پیش کرنا ان کے شایان شان نہ تھا"

(۲) "اپنے لئے خود القاب و خطابات تجویز کرنا اور دعوؤں کے ساتھ انہیں بیان کرنا اور اپنے مقامات کا ذکر زبان پر لانا کوئی اچھا کام نہیں ہے"

(ترجمان القرآن ستمبر ۵۴ء صفحہ ۴۱۹)

قابل غور امر ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب الہام الٰہی کی بناء پر ایک دعوےٰ کرتے ہیں اور جناب الٰہی نے جو مقام انہیں دیا اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ اس کے بغیر ان کی خدمات اور تجدیدی کارناموں کا موثر ہونا مشکل تھا، لیکن مودودی حضرات ان کے اور حضرت مجدد الف ثانی کے اصلاحی کارناموں کے اعتراف کے باوجود ان پر زبان طعن دراز کرتے ہیں کہ ان کا اپنے مقام کو بیان کرنا اچھا کام نہیں، یہ اعتراض اللہ تعالےٰ پر ہونا چاہیئے جس نے انہیں ایسا کرنے کے لئے کہا لیکن جو لوگ الہام کے قائل نہ ہوں بلکہ ہستی باری تعالےٰ کے متعلق بھی شک رکھتے ہوں وہ اس کے سوائے اور کہہ بھی کیا سکتے ہیں ۔

حسن کے مقابلے

یو پی (ہندوستان) کی کونسل میں گرونرائن (آزاد) نے حسن کے مقابلہ پر بندش عاید کرنے کا بل پیش کرتے ہوئے کہا کہ:-

"یہ حسن کے مقابلے ہماری تہذیب اور کلچر اور روایات کے خلاف ہیں۔ ہماری خاتونوں کا حسن و جمال ان کی عصمت و عفت اور ان کی شرم و حیا ہے نہ کہ ان کے اعضائے جسمانی کا حسن، ایسے مقابلے ہمارے مذاق اور تہذیب کو بگاڑ رہے ہیں، مسٹر پی سی آزاد (کانگریس) نے کہا کہ مقابلہ حسن میں شرکت کرنے والیوں کو سخت سزا ملنا چاہیئے، مسز شیوراج وتی نہرو (کانگرس) نے بھی بل کی حمایت کی۔ اور شری سیھا پتی اپادھیا نے سنسکرت کے حوالوں سے ایسے مقابلوں کو قومی روایات کے منافی ٹھیرایا، ایک خاتون ممبر مسز تارا دیوی اگروال نے بل کی مخالفت کی۔ اور سنسکرت کے ایک ماہر شری جگن ناتھ اچاریا نے کہا کہ حسن کے مقابلے ہندوستان کی قدیمی تہذیب کا ایک ورثہ ہیں اور ان پر پابندی نہیں لگ سکتی۔

آخر میں ایوان کے لیڈر حافظ محمد ابراہیم (فنانس منسٹر) نے کہا کہ ایسے بہت سے امور ہیں جن کو قانون کی گرفت میں نہیں لیا جاسکتا اور نہ ایسا ہونا ممکن ہے اس لئے کہ اخلاق و اداب انسان خود سیکھتا ہے اور برتتا ہے۔ انہیں قانون سے نہیں سکھایا جاسکتا۔ اور اس پر بل خارج ہو گیا"

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہندو ممبران کے خیالات کو دیکھئے اور مسلمان وزیر کی بات کو سنئے، کس قدر تفاوت نظر آتا ہے، حافظ صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اخلاق و آداب انسان خود بھی سیکھتا اور برتتا ہے اور جہاں انسان اخلاق و اداب کی حدود سے نکل کر وحشت و حیوانیت کے دائرہ میں جانے لگے وہاں قانوناً بھی اسے انسانیت کے اندر لانا پڑتا ہے، زنا کو کم از کم اسلام نے اسی لئے قابل سزا ٹھیرایا ہے کہ اس کا مرتکب اخلاق و آداب کی حدود کو توڑتا اور بہیمیت کا رنگ اختیار کرتا ہے، حسن و جمال کے مقابلے اسی بہیمیت کے ابتدائی مراحل ہیں، جو ہندوستان کی قدیم تہذیب کا ورثہ بے شک ہوں گے مگر اخلاق و آداب سے بہت دور لے جانے اور اسفل السافلین کے گڑھے میں گرانے کا موجب ہو سکتے ہیں۔

جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے جلسہ فنڈ جلد ارسال کریں

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا اکتالیسواں سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس قومی اجتماع کی اہمیت آپ سے مخفی نہیں۔ اس اجتماع کی بنیاد حضرت امام الزمان علیہ السلام نے رکھی اور اس میں شمولیت تمام وابستگان سلسلہ کے لئے ضروری قرار دی ہے۔ اس لئے آپ سے اول یہ درخواست ہے کہ آپ آیندہ جلسہ میں ضرور شریک ہونے اور اپنے بھائیوں سے تجدید مودت و ملاقات کے لئے حتی الوسع سعی فرماویں۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ **اخراجات جلسہ سالانہ** کیلئے ہر سال سب دوست مل کر اس تقریب کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ آج کل گرانی بہت ہے اور اشیائے خوردنی کی فراہمی میں دقت کے علاوہ زر کثیر کی ضرورت ہے اس لئے امید ہے آپ اس کار خیر میں شمولیت فرما کر عنداللہ ....

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند ضروری اقتباسات

ایک ہندو کا قیمتی مضمون

ہفت روزہ بدر قادیان مجریہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۵۴ء میں "مسلمان ملک کی دولت ہیں" کے عنوان سے ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرہ ایم بی بی ایس کا ایک نہایت اہم اور قیمتی مضمون شائع ہوا ہے۔ ایسے مضامین اور ایسے ہی خواہان ملک کی ضرورت ہے۔ اس قابل قدر مضمون میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو ایک غلطی لگ گئی ہے جس کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ کرنل لارنس کی مثال دیتے ہوئے موصوف نے یہ لکھا کہ "یہ شخص مسلمان ہوا اور اسلامیت کا ماہرین کر عربوں میں عربوں کی طرح بستے رہا۔ اور بالآخر ترکی ایمپائر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں کامیاب ہو گیا" اس عبارت میں "یہ شخص مسلمان ہوا" درست نہیں ہے، کرنل لارنس کے اسلام قبول کرنے کا ذکر کہیں نہیں۔ باقی باتیں درست اور صحیح ہیں۔

شیدائی صاحب کا عزم یورپ

اخویم عزیز محمد اقبال شیدائی کراچی کے خط مرقومہ ۲۵ ستمبر کا جواب دیا انہیں یہی مشورہ دیا کہ یورپ جانے کا جو ارادہ کیا ہے اسے پورا کریں ممکن ہے کعبہ کا شیدائی جو آج تن تنہا نظر آتا ہے ایک جم غفیر شیدائیانِ کعبہ کا اپنی جدّوجہد اور خدا کے فضل سے پیدا کرلے اور خدمتِ کعبہ کا مقدس ترین کام جس کی تکمیل کی تمنا اور آرزو آج تیس سال سے شیدائی صاحب کے قلب میں موجزن ہے پوری ہو۔

دوکنگ سے خط وکتابت

۱۴ر اکتوبر بروز بدھ۔ امام جامع دوکنگ مولانا الحاج شیخ محمد عبداللہ کے مکاتیب ۲۱ و ۲۷ر ستمبر کا جواب ایرمیل سے دیا اور نیشنل پوسٹل آرڈر سوا پاؤنڈ چودھری علی محمد صاحب کی جانب سے چندہ اسلامک ریویو اور پانچ شلنگ برائے رسالہ "پرافٹس مینر بجز" بھجوائے نیز بغداد کے پانچ عربی اخبارات کے نام بھجوائے جنہیں دوکنگ سے براہ راست اسلامک ریویو بھجوایا جائے یہ وہ اخبارات ہیں جن میں دوکنگ مشن اور اسلامک ریویو سے متعلق خبریں چھپتی رہتی ہیں اور مقالات کا ترجمہ شائع ہوتا رہتا ہے۔

پہلے اور آج کے مسلمان

جناب صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے ایک گھنٹہ مختلف مسائل پر بات چیت رہی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ایک قصہ جسے صدر محترم یعقوب خان صاحب نے گولڈن ڈیڈز آف اسلام میں درج کیا ہے (نوجوان باغبان کا قتل خلیفہ ثانی رضی کی عدالت کا حضرت ابوذر غفاری رضی کا باغبان کے لڑکے) سنایا ہم دونوں پر رقت طاری ہوئی۔ آج کے مسلمانوں کی حالت دیکھتے ہوئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ساڑھے تیرہ سو سال قبل کا اسلام دوسرا ہی اسلام تھا۔ سورہ فاتحہ اور آیت

ایاك نعبد وایاك نستعین پر حضرت اقدس مسیح موعود کا تبصرہ عاشق مسیح محمدی حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کا ذکر۔ خلاصہ یہ کہ وقت اچھا صرف ہوا۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا مقالہ

پیغام صلح میں محترمی ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا "انذار مبین اگر اشاعت اسلام مد نظر ہے تو مل کر کام میں لگ جاؤ" پڑھا، اس کا ایک ایک لفظ برادرانِ طریقت کے لئے قابل توجہ ہے۔ "ابھی وقت ہے قوم کو تباہی و بربادی کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکتے ہو، ایسا نہ ہو کہ یہ قیمتی وقت نکل جائے اور پھر دست افسوس ملنا پڑے۔ تاریخ سامنے ہے، اقوام و ملل کے عروج و زوال کے واقعات کیا سمجھنے کے لئے کافی نہیں؟ جماعت کے ہر دو گروہ کے قائدین خصوصاً اس بصیرت افروز دل کی گہرائی سے نکلے ہوئے مقالہ کو سامنے رکھ کر تنہائی میں غور کریں اور خدا سے استعانت چاہتے ہوئے مل کر کام میں لگ جائیں"

فخرالدین صاحب کا مضمون

پیغام صلح ۵۸ میں یایھا الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود کو پیش کرتے ہوئے اخویم محترم جناب فخرالدین صاحب بی اے راولپنڈی نے جس درد دل سے وابستگان سلسلہ کو مخاطب فرمایا، خداوند کریم اس کی انہیں جزائے خیر دے۔ اور "جنگی جہاز" میں سوئے ہوئے مجاہدین کے بیدار ہونے کا سبب بنائے۔ اے اللہ میرے اس بے لوث مخلص بھائی کی آواز میں تاثیر عطا فرما۔

صحت کی خرابی

کل سے صحت اچھی نہیں آج زیادہ خراب ہو گئی شام کو ڈاکٹر ڈیسوزہ کے ہاں گیا معائنہ کے بعد معلوم ہوا کہ سردی کا حملہ ہو گیا ہے۔ دوائی دی آرام کے لئے تاکید کی واپسی پر محترمی ڈاکٹر محمد نصیرالدین صاحب کی کلنک میں گیا موصوف نے بھی طبیعت دیکھی، ایک گھنٹہ بیٹھا پھر انہیں کی موٹر کار میں گھر واپس آیا رات بھر بے چینی رہی جو اللہ کو منظور رہو۔

حضرت امیر کا خطبہ

۱۰ر اکتوبر بروز اتوار عبدالحکیم صاحب کے ساتھ مسٹر صفدر علی صاحب کی ہوٹل کے لئے پیغام صلح نمبر ۵۲-۵۳ بھجوایا۔ شام کو مرزا محمد جہان صاحب (از جماعت ربوہ) دریافت صحت کے لئے گھر تشریف لائے موصوف اکثر تشریف لایا کرتے ہیں، ایک گھنٹہ صحبت رہی۔ پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ اور میری تبلیغی ڈائری پڑھی سے تعریف کرنے لگے تبلیغ پر گفتگو رہی، ذکر حبیب بھی کا دل بہل گیا اللہ تعالیٰ موصوف کو خوش رکھے۔

مجددین اسلام پر ایک مصری تالیف

اخبار الیوم العدد ۵۱۷ (السنۃ العاشرہ) صفر ۱۳۷۴ھ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۵۴ء از قاہرہ مصر میں "الکتب الجدیدۃ" کے عنوان تلے درج ہے کہ استاذ عبدالمتعال الصعیدی نے کتاب بنام "المجددون فی الاسلام" تالیف کی جسے مکتبۃ الاداب .... قاہرہ نے شائع کیا اس میں مؤلف نے پہلی سے چودھویں صدی تک کے حالات درج کئے ہیں۔ کتاب ۵۴۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے دس شلنگ مصری تقریباً دس روپیہ قیمت ہے یہ کتاب اب تک بغداد کے بازار میں نہیں آئی ہے۔ مؤلف کتاب مذکور کو ذکری مولانا محمد علی رح ڈاک سے بھجوا رہا ہوں۔

سپین میں پاکستانی سفیر کو ایک کتاب

ریڈیو پاکستان اور اخبارات سے معلوم ہوا تھا کہ ہز ایکسی لنسی جناب شاہد سہروردی سپین میں حکومت پاکستان کی طرف سے سفیر کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے ہیں نیز یہ بھی بتلایا گیا کہ یورپ اور ایشیا کی کئی زبانوں سے آپ واقف ہیں جن میں عربی کا ذکر بھی کیا گیا تھا آج گھر پر بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ سہروردی موصوف کو ملک سپین میں جہاں آٹھ سو سال مسلمانوں کی حکومت بصد جاہ و جلال رہی۔ خصوصاً خلافت امیہ کا وہ زریں دور جس میں عربی کو بہت فروغ حاصل ہوا تھا کتاب ذکری مولانا محمد علی رح بھجواؤں، اس قیمتی کتابچہ سے سفیر موصوف کا خیال شاید اس طرف پلٹے کہ اب پھر وقت آرہا ہے کہ نہ صرف سپین بلکہ سارے یورپ کے آغوش اسلام میں آنے کا وقت قریب آگیا ہے، ضرورت ہے ان تنصروا اللّٰہ کی جماعت کی محمد علی رح اس حزب اللہ کا ایک فرد تھا جس کی ذات نے وہ انقلاب روحانی پیدا کیا جس کا ذرا سا خاکہ کتابچہ مذکور میں کھینچا ہوا ہے۔ ایک نسخہ بذریعہ ڈاک ارسال ہے۔

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ — تار کا پتہ پیسلیغ۔ لاہور — فون نمبر ۳۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔۔۔ ہست او خیر الرسل خیر الانام
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا ۔۔۔ ہر نبوت را بر وشد اختتام

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم شنبہ مورخہ ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۷۴ھ ۔ ۱۳ نومبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۷۲

نذرِ عقیدت

"پیغامِ صلح" کا یہ پرچہ حضرت سرورِ کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ میلاد کی تقریب پر آپ کے ہی اوکار و اوصاف پر مشتمل ہے، اس کی تاریخ اشاعت ۱۰ نومبر ہونی چاہیئے تھی، لیکن پریس کی تعطیل اور پھر ایک دن کی ہڑتال کی وجہ سے مقررہ تاریخ پر شائع نہ ہو سکا اس لئے دو اشاعتوں کو اکٹھا کر کے آج شائع کیا جا رہا ہے۔

حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات اس قدر ہیں کہ ان کا احاطہ ایک پرچہ کیا کئی مجلدات میں بھی ہونا مشکل ہے، تاہم چند اوصاف کا تذکرہ بطور نذرِ عقیدت پیش ہے، شاید اسی ہدیہ محقرہ کے طفیل آپ کی شان رحمۃ للعالمین مرتبینِ اخبار کی شفاعت کا موجب ہو جائے۔

اے خدا برسانے سلام ما رساں ۔۔۔ ہم برا خوانش ز ہر پیغمبرے

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں!

نعتِ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم ۔ از حضرت مسیحِ موعود

چوں زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار ۔۔۔ عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار
آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم ۔۔۔ کس نداند شانِ آں از واصلانِ کردگار
آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو ۔۔۔ کس بخوابے ہم نہ دیدہ مثلِ آں اندر دیار
سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں ۔۔۔ آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار
آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیات او ۔۔۔ رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور و پروردگار
آں کہ دارد قربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق ۔۔۔ آں کہ شانِ او نہ فہمد کس ز خاصان و کبار

احمدِ آخر زماں کو اولیں را جائے فخر
آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

تمام جماعت جلسہ سالانہ پر اکٹھی ہو کر اختلاف کو مٹانے کی کوشش کرے

جلسہ سالانہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۵۴ء کو منعقد ہوگا

۱۲ نومبر کو خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے جماعت کے اندرونی اختلافات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:—

"جہاں انسان ہوتے ہیں وہاں اختلاف بھی ہوتے ہیں مبارک ہیں وہ جو ان اختلافات کو مٹانے کی کوشش کریں، آپ نے مامور من اللہ کو دیکھا ہے وہ لوگ جنہوں نے آپ کے زمانہ میں قادیان کو دیکھا انکی شہادت ہے کہ اس مامور نے اس اخوت کو دوبارہ زندہ کر دیا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی تھی، آپ لوگوں پر اسکی حجت قائم ہو چکی ہے، اس مامور نے آپکو وصیت کی کہ میرے بعد سب مل کر کام کرو، میں خدا کے حکم کے پیشِ نظر کہ انما المومنون اخوۃ

رسول اللہ صلعم کے ارشاد کے پیشِ نظر کہ واصلحوا ذات بینکم مامور من اللہ کی وصیت کے پیشِ نظر کہ سب ملکر کام کرو۔

—— قوم سے درد بھرے دل سے اپیل کرتا ہوں کہ اس جلسہ میں ہر ایک شخص جو سلسلہ عالیہ میں شامل ہے آکر شرکت کرے، قوم مقدم ہے افراد پر، قوم کا اتحاد اور سب کا مل کر کام کرنا سب چیزوں سے بڑھکر ضروری ہے تمام جماعتیں مل کر اس ارادہ سے آئیں کہ قومی اتحاد میں جو رخنہ ہے اسکو دور کیا جائے۔ تمام جماعتوں کے احباب اس نیت سے جمع ہوں کہ ہم نے اختلافات کو مٹانا ہے، جب قوم جمع ہوگی تو خدا اور رسول کے فرمودہ کے مطابق برکت نازل ہوگی جماعت کا فیصلہ حتمی و قطعی ہوگا اور اسی کو نافذ کیا جائیگا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے بعد کام کرنے کیلئے انجمن قائم کی ہے اس انجمن کو (اگر وہ غلط رستہ پر ہو) قوم ہی سیدھا کر سکتی ہے، وہ مجلس منتظمہ کو بھی ٹھیک کر سکتی ہے اور جنرل کونسل کو بھی، یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی خاطر ہر ایک فرد اپنے اوپر لازم کرے کہ اسکی کوئی حرکت ایسی

سہ روزہ پیغام صلح — مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۵۴ء

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سبق

۱۲ ربیع الاول اس عظیم الشان انسان کا یوم میلاد ہے جس کا وجود ظلمت و گمراہی میں ڈوبی ہوئی دنیا کو نور اور روشنی بخشنے کا موجب ہوا، وہ علم و حکمت کے خزانے لے کر آیا اور جہالت و ضلالت میں پھنسے ہوئے انسانوں کو دنیا کے معلم اور ہادی و رہبر بنا دیا۔ اس نے ان لوگوں میں سے جو روحانیت اور اخلاق سے دور پڑے ہوئے تھے، نہیں بلکہ اخلاقی تنزل کی گہرائیوں میں ڈوب چکے تھے اور ہر قسم کی بدیاں اور برائیاں ان کے اندر سرایت کر چکی تھیں، ایک ایسی قوم بنائی جو روحانیت کے بلند ترین مقام پر پہنچ گئی اور اس کا ایک ایک فرد اخلاق و روحانیت اور علم و حکمت کے لحاظ سے ایک روشن ستارہ کا کام دینے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ آج اس علمی روشنی اور تہذیب کے زمانہ میں بھی بڑے بڑے مدبرین زمانہ کو محو حیرت کئے ہوئے ہے کہ کس طرح سے تئیس سال کے قلیل ترین عرصہ میں عرب جیسی اکھڑ قوم کو ہر قسم کی گندگیوں اور جہالتوں سے نکال کر پاک مطہر اور عالم باعمل بنا دیا اور ایسی اخوت و وحدت ان میں پیدا کر دی جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم میں نہیں ملتی۔

آج ہمارے سامنے یورپ و امریکہ کے بڑے بڑے مدبر اکٹھے ہو کر ایک مجلس اقوام[1] بناتے ہیں تاکہ تمام اقوام عالم میں اتفاق و اتحاد پیدا کر سکیں اور باہمی دشمنیاں اور جنگ دنیا سے مٹ جائیں۔ ان کے پاس روپیہ، تمام قسم کے ساز و سامان ہیں اور سب سے بڑھ کر تمام اقوام عالم کی تائید انہیں حاصل ہے، لیکن آج چھتیس سال ہونے کو آئے ہیں، نہ دنیا میں امن قائم ہو سکا اور نہ اقوام عالم میں اتحاد کا خواب پورا ہوا بلکہ ہر روز ایک نئی جنگ کا خطرہ قریب آتا جا رہا ہے، اس کے مقابل میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے، توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کا پیغام لیکر تن تنہا کھڑے ہوتے ہیں، چاروں طرف سے مخالفت کی گھٹائیں اٹھتی ہیں، لیکن آپ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں، اور اپنے پاکیزہ نمونہ، اخلاق عالیہ اور بلند روحانیت سے ایک ایسی جماعت پیدا کر لیتے ہیں، جس کی مدد اور اللہ تعالےٰ کی تائید سے صرف تئیس سال کے عرصہ میں عرب کی ریتلی سرزمین میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا ہے، اور وہ جو صدہا سالوں سے طرح طرح کے گندوں میں مبتلا تھے، نہ صرف گند سے باہر نکل آئے بلکہ زہد و پارسائی کے اعلےٰ ترین مقام پر پہنچ گئے اور توحید الٰہی کے بلند مقام پر کھڑے ہو کر وحدت و اخوت کی اس منزل کو انہوں نے پا لیا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

یہ کیوں ہوا؟ اور مجلس اقوام متحدہ تمام ساز و سامان کے باوجود کیوں ناکام ہے؟ یہ سوال ہر صاحب علم و عقل کی توجہ کے قابل ہے، اس کا جواب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے ان اخلاق، کردار اور ان روحانی اقدار سے ملتا ہے جو الٰہی افضال و تائیدات کی کشش کا موجب ہوئے وہ اس سیاست سے قطعاً نابلد تھے جو موجودہ زمانہ کی ناپاک ڈپلومیسیوں نے ایجاد کر رکھی ہے، وہ اتنا ہی جانتے تھے کہ خدا ایک ہے، اور تمام نسل انسانی اسی ایک خدا کی مخلوق اور اس کے افضال و اکرام کی یکساں طور پر حصہ دار ہے، اس پیغام کو لے کر وہ دنیا میں نکل کھڑے ہوئے اور جہاں گئے اپنے خلوص، پاک باطنی، حسن عمل اور نیک نمونہ سے لوگوں کو ایک کر دیا، سلطنتوں اور بادشاہتوں کو ایک دوسری کے حامی و خیر خواہ بنا دیا، ان کے وجود سے دنیا میں ایسا امن قائم ہوا کہ گویا زمین و آسمان بدل گئے۔

یہ وہ حقائق ہیں جن کو ثابت کرنے کے لئے تاریخی شہادتیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں نہ اس مقالہ میں اتنی گنجائش ہے کہ تاریخی حوالے پیش کئے جا سکیں، اہل دنیا اس حقیقت سے خوب واقف ہے کہ مسلمانوں کے اخلاق و روحانیت نے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا نتیجہ تھا، دنیا میں امن اور وحدت انسانی کا عملی نقشہ پیش کر دیا۔

افسوس ہے کہ بعد میں آنے والے مسلمانوں نے ان اخلاقی و روحانی اقدار کو اپنی بد عملیوں کی وجہ سے کھو دیا جن کی وجہ سے دوسروں پر کیا اثر رہتا.... خود ان کے اپنے اندر جنگ و جدال کا ایسا بازار گرم ہوا کہ کبھی ٹھنڈا ..... ہونے میں نہیں آتا، وہ قوم جس کو اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی کہ:

> "تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں اور تمہارے خون آج کے دن سے ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے یہ شہر (مکہ) اور (ذی الحج کا) یہ مہینہ اور (حج کا) یہ دن حرمت رکھتا ہے۔"

وہ آج مسلمانوں ہی کا مال ناجائز طریقوں سے کھانا حلال سمجھتی، مسلمانوں ہی کی پگڑیاں اتارنا فخر کا موجب خیال کرتی اور مسلمانوں ہی کے خون سے ہاتھ رنگنا اپنی سب سے بڑی شان سمجھتی ہے، کہیں اخوان المسلمون (مصر) اپنے ہی بھائیوں کو قتل کرنے کے درپئے ہیں، کہیں فدائیان اسلام (ایران) نام لیوایان اسلام کو موت کے گھاٹ اتارنا اپنی اسلامی فدائیت کا تقاضا سمجھتے ہیں کہیں "دارالسلام" (انڈونیشیا) مسلمانوں کی سلامتی کو معرض خطر میں ڈالے ہوئے ہے، اور کہیں جماعت اسلامی (پاکستان) خادمان اسلام کو کافر و مرتد اور واجب القتل قرار دے رہی ہے۔

میلاد نبوی منانے والو! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم تھی، جس کا مظاہرہ آج دنیا دیکھ رہی ہے؟ کیا اس پاک رسول صلعم کے اخلاق کا یہی نمونہ ہے جس کا ظہور تمہارے اعمال سے ہو رہا ہے؟ دنیا تمہیں کیا کہے گی اور تمہارے اعمال کو دیکھ کر اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا رائے قائم کرے گی؟ عید میلاد کے جلوس اور جلسے اور نعت خوانیاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں جب تک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی پیروی نہ کی جائے، خدا کا فرمان ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ، اللہ کا محبوب بننے کے لئے رسول کی اتباع ضروری ہے۔

آؤ اس خدائی فرمان ہی کی عزت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی پیروی کرتے ہوئے وہ اخلاق اپنے اندر پیدا کرو جو دنیا کو تمہارے قدموں پر جھکا دیں، باہمی اتحاد اور اخوت اسلامی ہی ایک چیز ہے جو پہلے بھی مسلمان کی عزت و وقار کو دنیا میں قائم کرنے کا موجب ہوئی، اور آج بھی یہی اتحاد اور اخوت اسلامی اسے دنیا میں سرفراز کرنے کا موجب ہوگی، کاش میلاد النبی صلعم کی تقریب سعید پر اس سبق کو مسلمان حاصل کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

[1] انجمن اقوام عالم کی بنا سب سے پہلے پہلی عالمگیر جنگ کے اختتام پر ۱۹۱۸ء میں لیگ آف نیشنز کے نام سے رکھی گئی جس کو ۱۹۳۹ء میں دوسری عالمگیر جنگ نے ختم کر دیا، اس کے بعد ۱۹۴۲ء میں موجودہ انجمن اقوام متحدہ (یونائیٹڈ نیشنز) کی بنا رکھی گئی جو ابھی تک اقوام عالم میں اتحاد قائم نہیں کر سکی اور عنقریب ایک تیسری عالمگیر جنگ کو بلا رہی ہے۔

آہ! ڈاکٹر محمد دین صاحب

گذشتہ جمعہ مورخہ ۵ نومبر کو حضرت مسیح موعود کے ایک اور پرانے صحابی ڈاکٹر محمد دین صاحب سکنہ کھاریاں ضلع جہلم اس جہان فانی سے رحلت فرما کر عالم جاودانی ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر صاحب ممدوح ان مخلص بیکدل اور فیض رساں لوگوں میں سے تھے جن پر اس سلسلہ کو بجا طور پر ناز ہو سکتا ہے، آپ نے نہایت ابتدائی زمانہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت کی اور سخت ترین مخالفتوں میں بہادر جرنیل بن کر اس سلسلہ کا ساتھ دیا ابتداء میں جہلم میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے ماتحت ہسپتال میں ملازم تھے، پھر ہندوستان کے برطانوی سفارت خانہ متعینہ عرب کے رکن کی حیثیت سے عرب چلے گئے اور وہاں عربوں میں خدمت خلق کی وجہ سے بہت رسوخ حاصل کیا بالآخر ملازمت ترک کر کے پشاور چلے گئے اور وہاں قریباً تیس پینتیس سال تک میڈیکل پریکٹیشنر رہے، اس عرصہ میں آپ نے پشاور اور مضافات میں خدمت خلق کا بہت کام کیا جس سے وہاں کے عوام الناس اور رؤسا آپ کو بہت قدر و منزلت کی نظروں سے دیکھتے تھے، قبائلی علاقہ بالخصوص تیراہ کے فریدیوں میں آپ کا بہت اثر تھا اور اکثر وہاں جاتے رہتے تھے، نادر شاہ سابق والیٔ کابل کے زمانہ میں کابل بھی گئے اور وہاں شاہی خاندان میں بھی میل جول رکھتے تھے۔

وفات سے کافی عرصہ پیشتر آپ اپنے وطن کھاریاں میں واپس آ گئے، اور وہاں پریکٹس شروع کر دی لیکن آپ کی پریکٹس روپیہ کمانے کے لئے نہ تھی، عام طور پر مفت علاج کرتے اور غرباء کے گھروں میں خود جا کر نہ صرف دوائیاں دیتے بلکہ خوراک کیلئے پیسے بھی جیب سے دیتے یہی وجہ ہے کہ انکی وفات پر کھاریاں اور گرد و نواح کے مرد و زن بلا امتیاز رو رہے تھے کہ ہمارا خبر گیر مر گیا، آپ نے کھاریاں سے باہر اپنے مکان سے دور ایک ٹیلہ پر ایک کٹیا بنوا رکھی تھی جہاں اکثر اوقات جا بیٹھتے..... اور عبادت کیا کرتے تھے، پیرانہ سالی کے باوجود ہمیشہ نہ صرف جلسہ سالانہ میں بلکہ جماعت کی ہر تقریب اور اجتماع میں شامل ہوتے، نہایت صاف گو انسان تھے اور مقامی حکام ان کی صاف گوئی اور بے تکلف گفتگو کی وجہ سے انکی بہت ہی عزت کرتے تھے، نہایت آزاد منش تھے، پیرانہ سالی میں بھی جب جی چاہا بلا تکلف چلے جاتے تھے اور کسی سے سواری وغیرہ کی بھی امداد قبول نہ کرتے تھے۔

انکے پسماندگان میں انکے صاحبزادے عبدالرحمٰن صاحب ایس ڈی او ایم ای ایس ہیں اور اہلیہ اور چار صاحبزادیوں کے علاوہ ان کے بھتیجے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن پشاور ہیں جو انکے داماد بھی ہیں دو صاحبزادیاں سردار غلام فرید صاحب آفیسر لینڈ ریکارڈز پنجاب اور انکے برادر محترم کے ہاں بیاہی ہوئی ہیں اور ایک مولوی مرتضیٰ خان صاحب حسن ایڈیٹر "پیغام صلح" کی اہلیہ محترمہ ہیں ان کے دو بھائی ڈاکٹر احمد دین صاحب اور ڈاکٹر فضل دین صاحب افریقہ میں ہیں۔ ان سب پسماندگان اور دیگر لواحقین سے ہم دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے صدق دل سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ تمام جماعتوں سے استدعا ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھکر ان کی روح ...

ہمارا معیارِ زیست اور نبی کریم صلعم کا طرزِ زندگی

(ادارۂ پیغامِ صلح)

ہمارا معیارِ زیست

آج پاکستان کا ہر شخص روتا ہے کہ اس کی آمد اور ضروریات زندگی کے لئے کافی نہیں، ایک ادنیٰ درجہ کے مزدور سے لیکر بڑے سے بڑے افسر اور بڑے سے بڑے تاجر تک سب تنگیٔ معیشت کے شاکی ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ رشوت ستانی اور بلیک مارکیٹ کی وجہ یہ ہے کہ حلال کمائی اور جائز آمد کے اندر گزارہ نہیں ہوتا، غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ معیار زیست بلند سے بلند تر ہو، بڑے بڑے افسر اور تاجر تو یہ یقین رکھتے ہیں کہ ان کی حیثیت کا تقاضا یہی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور شاندار ساز و سامان سے سجی ہوئی کوٹھیوں میں ان کی رہائش ہو، نوکر چاکر خدم و حشم ان کے آگے پیچھے پھرتے ہوں، موٹریں اور کاریں ان کے دروازوں پر کھڑی ہوں، ایک وقت میں کئی کئی کھانے ان کی میز پر چنے ہوں، اور آئے دن افسروں و حکام اور امراء کی دعوتیں ان کے ہاں ہوتی رہیں، ان کی بیگمات اعلیٰ سے اعلیٰ ملبوسات اور زیورات سے مزین ہو کر برسرِ عام نمائش کرتی پھریں اور ان کے بچے انگریزی سکولوں میں جہاں تعلیمی اخراجات سب سے بڑھ کر ہیں تعلیم حاصل کریں۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو ان کی حیثیت قائم نہیں رہتی، لیکن ان تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جو جتن انہیں کرنے پڑتے ہیں، حلال کمائی کے علاوہ جو "اللہ کا فضل" انہیں تلاش کرنا پڑتا ہے، وہ شاید ان کی اپنی نظروں میں ان کی حیثیت کے قیام کا موجب ہو، لیکن دوسروں کی نظروں میں ان کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہنے دیتا، بالخصوص جب ان کے کارنامے الم نشرح ہو کر پولیس یا عدالت کی گرفت میں آجاتے ہیں تو اس حیثیت کا جس کے قیام کے لئے سب کچھ کیا باقی رہ جاتا ہے اور کس درجہ پر ذلت و رسوائی کا سامنا انہیں کرنا پڑتا ہے۔

یہی حال نچلے قدر مراتب پر اہلکار، دوکاندار، مزدور اور چپڑاسیوں تک کا ہے، ہر شخص اپنی آمد سے بڑھکر اپنی حیثیت بنانا چاہتا ہے اور اس کے لئے ناجائز وسائل اختیار کرنے سے کوئی دریغ نہیں کرتا، اس میں شک نہیں کہ ضروریاتِ زندگی کی گرانی کو بھی اس میں بڑا دخل ہے لیکن اس کے ساتھ ہی نظریں نیچی رکھنے کے بجائے ہر شخص اوپر کی طرف دیکھنا ہی پسند کرتا ہے (الا ماشاء اللہ) جس سے زندگی اور بھی تلخ ہو جاتی ہے۔

حضرت سرورِ دوجہاں کا طرزِ زندگی

اس کے مقابلہ میں سرورِ دوجہاں کو دیکھئے جن کے پاؤں کی خاک ہونا بڑے سے بڑے بادشاہ کے لئے موجبِ افتخار رہے، آپ اس وقت بھی جب سارے عرب کی بادشاہت آپ کے قدموں پر نثار تھی، سادہ ترین لباس پہنتے جو دوسروں سے کسی طرح امتیازی حیثیت نہ رکھتا تھا، اپنا پھٹا پرانا کپڑا خود اپنے ہاتھ سے سی لیتے، اور اس کے پہننے میں کوئی عار نہ سمجھتے تھے، اپنی جوتی اپنے ہاتھ سے مرمت کر لیتے اور کچی اینٹوں سے بنے ہوئے چھوٹے سے حجرہ میں رہائش رکھتے تھے، جس میں نہ کوئی فرنیچر تھا، اور نہ ہی زیب و زینت کا کوئی سامان، ایک دفعہ آپ ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ کی پیٹھ پر چٹائی کے نشان دیکھ کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ قیصر و کسریٰ بڑے بڑے محلات میں رہتے اور آرام دہ سامان سے فائدہ اٹھاتے ہیں کیوں نہ آپ کے لئے بھی آرام دہ سامان مہیا کر دیا جائے، اس کے جواب میں حضور نے جو کچھ فرمایا اس پر غور کیا جائے تو ہمارا نظریۂ زندگی وہ نہ رہے جو آج ہے، فرمایا میں تو اپنے آپ کو ایک مسافر کی طرح سمجھتا ہوں جو چلتے چلتے ایک درخت کے نیچے تھوڑی دیر آرام کر لیتا اور پھر آگے چل دیتا ہے، اللہ اکبر کس قدر سچا اور صحیح نظریہ ہے، یہ دنیا کی زندگی فی الواقع ایک مسافرانہ زندگی ہے، یہاں کے عیش و آرام فانی ہیں، تیاری ہمیں اس دوسری زندگی کے لئے کرنی چاہیئے، جو ابدی اور ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والی ہے، اگر یہ نظریہ زندگی ہو تو ہماری ساری مصیبتیں حل ہو جائیں، حضرت نبی کریم صلعم کے شادی بیاہ کو دیکھئے اپنی کسی شادی میں آپ نے کوئی تکلفات نہیں کئے، یہاں تک کہ بعض اوقات ولیمہ میں آپ نے یہی پسند کیا کہ دعوتِ ولیمہ میں شامل ہونے والے سب دوست اپنا اپنا کھانا اپنے گھروں سے لے آئیں اور اکٹھے مل کر کھائیں، ازواج مطہرات نے زیورات اور زیب و زینت کا سامان طلب کیا تو بحکم الٰہی صاف کہدیا کہ میرے گھر میں رہ کر اس قسم کا کوئی سامان نہ ملے گا، اور اگر اللہ اور رسول کے مقابلہ میں دولت ہی پسند ہے تو ہم تمہیں دے دیتے ہیں لیکن پھر یہاں سے رخصت ہو جانا ہوگا لیکن ان سب باتوں کے باوجود آپ کی شان اور عزت میں کوئی کمی نہ آئی اور ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے دنیا نے اس وقت بھی فرطِ عقیدت سے آپ کے قدموں پر سر رکھنا موجبِ فخر سمجھا اور آج بھی ہر بڑے سے بڑا انسان آپ کے نام پر سر جھکانے کو تیار ہے، صرف آپ ہی نہیں آپ کے ساتھیوں نے بھی اسی معیارِ زیست کو باعثِ عزت سمجھا، حضرت عمرؓ جیسا انسان جو عرب کے علاوہ ایران و روم کی دو بڑی مملکتوں کے شہنشاہ تھے، پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے اور مسجد میں ننگی زمین پر بلا تکلف لیٹ جاتے تھے، لیکن آپ کی عزت و شان میں؟ آپ کا رعب و دبدبہ اس سے کم نہ ہوتا بلکہ اور بڑھ جاتا تھا اور باہر سے آنے والے اس حالت میں آپ کو دیکھ کر اتنے مرعوب ہوتے تھے کہ بات تک منہ سے نہ نکلتی تھی، بیت المقدس کے سفر کا حال کس کو معلوم نہیں ایک اونٹ پر کبھی خود چڑھتے اور کبھی غلام کو چڑھا کر خود اونٹ کی مہار پکڑ لیتے حتیٰ کہ آخری منزل پر جب اہل بیت المقدس نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو ان کی نظروں میں آپ کی عزت کم ہونے کے بجائے اور زیادہ بڑھ گئی۔

پاکستانی حکام سے

کیا ہمارے پاکستانی حکام اگر اس معیارِ زیست کو اختیار کریں اپنے آپ کو تمام تکلفات سے آزاد کر کے سادہ لباس سادہ رہائش اور سادہ طرزِ زندگی کا عادی بنا لیں تو ان کی عزت دوسروں کی نظروں میں کم ہو جائے گی؟ کیا ان کی حیثیتیں رسول کریم صلعم اور حضرت عمرؓ سے بڑھکر ہیں؟ کہ ان کے قیام کے لئے انہیں وہ کچھ کرنا پڑتا ہے جو شاید قیصر و کسریٰ کو بھی میسر نہ تھا؟ یقیناً سادہ زندگی اختیار کرنے سے ان کی عزت تمام دنیا کی نظروں میں بڑھ جائے گی اور وہ تمام تلخیاں بھی دور ہو جائیں گی جو اس وقت ان کے لئے باعثِ مصیبت بنی ہوئی ہیں، اور دوسرے لوگ بھی ان کے نمونہ کو دیکھ کر اپنے آپ کو صحیح راہ پر لے آئیں گے جس سے پاکستان کی زمین فی الحقیقت جنت نشان بن جائے گی۔

نہیں ثانی کوئی اس کا نہ ہوگا

— عزیزہ محترمہ طیبہ خانم سیکنڈ ایر لاہور کالج —

بڑی ہے شان فخرِ انبیاء کی
حبیبِ حق محمد مصطفےٰ کی
بشر کیا کہہ سکے تعریف اس کی
خدا نے عرش پر جب خود ثنا کی
نہیں ثانی کوئی اس کا نہ ہوگا
قسم ہے خالقِ ارض و سما کی
اسی کا نور ہے عرشِ بریں پر
لحد میں گو چھپا ہے جسمِ خاکی
ضیائے روئے انور کے مقابل
حقیقت کچھ نہیں شمس الضحیٰ کی
خدا نے اسکو از راہِ تفضّل
عطا کی بادشاہی دوسرا کی
ہوئیں معراج کی شب خوب باتیں
خدا کی اور محبوبِ خدا کی
مجھے بھی لے چلو سوئے مدینہ
کروں گی منتیں بادِ صبا کی
کروں میں جان و دل اس پر نچھاور
یہ حسرت ہے دلِ درد آشنا کی

کامل نمونہ

(مرتضیٰ خان حسن)

شد عیاں از وے علیٰ وجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن، تاریخی حیثیت کے مالک ہیں اور اس ربع مسکون پر صرف آپ ہی ایک ایسے رسول ہیں جن کے بچپن سے لے کر وفات تک اور خصوصاً اس زمانہ کے حالات جو حضور کی نبوت اور رسالت کا زمانہ ہے سب کے سب نہایت شرح و بسط کے ساتھ معرض تحریر میں لا کر محفوظ کر لئے گئے ہیں۔

حضورؐ کے جملہ اقوال و افعال جو من و عن ہم تک پہنچے ہیں، شک و شبہ کے گرد و غبار سے پاک و صاف ہیں لیکن دوسرے مصلحین عالم میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ ان کی زندگیاں غیر معتبر، غیر ثقہ، روایات کی الجھنوں میں مخفی ہیں۔ ان کی زندگی کے روزمرہ کے حالات ہمیں معلوم نہیں، لہٰذا انہیں وہ تاریخی وقعت حاصل نہیں جو ہماری سرکار کو ہے۔ اس میں راز یہی ہے کہ نسل انسانی کے لئے ایک ہی کامل نمونہ ہے اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

جن اصحاب نے حضور صلعم کی زندگی کے واقعات کا بغور مطالعہ کیا ہے اُن پر یہ حقیقت منکشف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ حضور کی تعلیم و عمل میں ایک حیرت انگیز مطابقت پائی جاتی ہے۔ ایک ناصح کے لئے زبان سے نصیحت کر لینا آسان ہے، مگر اس پر عمل کر کے دکھانا اور خود نمونہ بننا مشکل ہے۔ لیکن ہمارے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذاتِ گرامی ہے کہ جو کچھ کہا وہ کر کے دکھا دیا۔ جو تعلیم دی اُس پر خود عمل پیرا ہوئے۔ یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے دنیا کے حکماء کی گردنیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھک جاتی ہیں اور یہی وہ بات ہے جس کی بناء پر ہم وثوق اور یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ انسانی مقتضیات کے ہر شعبہ میں مخلوقِ خدا کے لئے شمع ہدایت ہیں۔

ہمارے نبی مکرم صلعم کو زندگی کے مختلف منازل میں سے گذرنا اور مختلف تجارب سے دوچار ہونا پڑا، اور اس طرح سے حضورؐ کو وہ تمام مواقع میسر آئے جن میں آپ انسانیت کے مختلف پہلوؤں کو مخلوق کے سامنے لانے اور اپنا اُسوۂ حسنہ پیش کرنے میں کامیاب ثابت ہوئے۔ آپ حالت یتیمی سے لے کر بادشاہی تک پہنچے۔ اس دوران میں صدہا قسم کے حوادث و نوائب سے حضورؐ کو واسطہ پڑا، صدہا قسم کے حالات و واقعات حضور کو پیش آئے۔ یہ صورت حالات دوسرے انبیاء کی زندگیوں میں نظر نہیں آتی، اُن کو وہ مواقع نہیں ملے کہ وہ زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبہ میں اپنا نمونہ پیش کر سکیں یہ شرف صرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی مخصوص ہے، اور اس لئے اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں کہ آج آسمان کے نیچے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی ذات بابرکات کے سوائے کوئی وجود ایسا نہیں جو بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ کا کام دے سکے۔

حضور کو ایک نوعمر بچے، ایک نوجوان۔ ایک متاہل ایک شوہر، ایک باپ، ایک تاجر، ایک سپاہی۔ ایک سپہ سالار، ایک بادشاہ، ایک مقنن، ایک جج، ایک مرشد، ایک ہادی، کی حیثیت میں دیکھو، ہر حیثیت، ہر حالت میں حضور صلعم بنی آدم کے لئے اُسوہ حسنہ ثابت ہونگے اور ہر موقعہ پر بلا تامل آپ کی زبان سے نکلے گا کہ

کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجا ست

یہاں تک کہ یوروپین مشاہیر میں بھی کارلائل ہو یا باسورتھ سمتھ یا عصر حاضر کا سب سے بڑا مفکر برنارڈ شاہ، ٹھوس حقائق کی بناء پر یہ لوگ مجبور تھے کہ حضور صلعم کو دنیا کا سب سے بڑا انسان بیان کریں اور حضورؐ کے اُسوہ کو دنیا کے لئے مدار نجات قرار دیں ؎

زمن بر آں گلِ عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار آنند

کتُب سابقہ بھی اِس حقیقت کا انکشاف کرتی ہیں۔ یوحنا باب ۱۶۔ آیات ۱۲ و ۱۳ میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنے سب سے آخری وعظ میں فرماتے ہیں:۔

"میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں کہوں
پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے
لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے۔ تو
وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ
بتائے گا"

وہ ساری سچائی کی راہ بتانے والے ہمارے رسولِ معظم ہی ہیں جنہوں نے بحکم الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی تکمیل شریعت کے ساتھ اتمام مکارم اخلاق بھی کر کے دکھا دیا۔ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور فرماتے ہیں:۔

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو تکمیل تک پہنچاؤں۔

بائیبل کے سب سے آخر میں مکاشفات یوحنا کی کتاب ہے۔ اس کے باب ۱۹ میں ایک طویل عبارت کی پیشگوئی ہے جو ہمارے نبی معظم صلعم پر منطبق ہوتی ہے۔ منجملہ دیگر علامات اور اوصاف کے اس میں لکھا ہے:۔

"اُس کے سر پر بہت سے تاج ہیں"

یہ "بہت سے تاج" یہی اخلاق مقدسہ و مطہرہ ہیں جو حضور اقدس صلعم سے مختلف مواقع پر معرض ظہور میں آ گئے، خوب غور کر کے دیکھ لو۔ حضور صلعم جمیع صفاتِ حسنہ کے جامع ہیں، اور ہر کمال اور ہر خلق جو کسی نبی میں تھا وہ بدرجہ اتم حضورؐ کی ذات بابرکات میں بصد شان جلوہ گر ہے ؎

ایکہ بر تختِ سیادت ز ازل جا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تجلیات رُوحانیہ، انوار و برکات الٰہیہ۔ علم و حکمت، رشد و ہدایت، اصلاحِ نفس، آداب و اخلاق کے جس قدر کمالات تھے وہ سب حضور پر ختم ہو گئے، اور اسی وجہ سے نبوت بھی حضورؐ پر ختم ہو گئی ؎

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے[۱]

عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کان خلقہ القرآن حضورؐ کی زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے۔ قرآن مجید دنیا کی آخری ہدایت اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، وہی نفس مزکّی جو اس کی عملی تفسیر ہے نسل آدم کے لئے نمونہ ہو سکتا ہے ولاغیر۔

حضور کسی دنیوی تعلیم کے رہینِ منت نہ تھے۔ کسی دنیوی استاد کے سامنے حضور نے زانوئے شاگردی تہ نہیں کی۔ بلکہ حضور کو خود اُس علیم و خبیر نے تعلیم دی تھی جو منبع ہے تمام علوم و حکم کا اور جو سرچشمہ ہے تمام اخلاق و کمالات کا اسی لئے آپ فرماتے ہیں

علمنی ربی فاحسن تادیبی

یعنی میں اپنی تعلیم و تربیت، اپنی کلچر، اور اپنے اخلاق و آداب کے لئے کسی زینۂ تعلیم کا منت پذیر نہیں ہوں بلکہ خدائے علیم و حکیم نے خود میری تعلیم و تربیت فرمائی ہے۔ باوجود اُمّی ہونے کے اس قدر علوم و حکم کا مالک ہونا۔ یہی ایک امر حضور صلعم کے اُس بلند مقام کا پتہ دیتا ہے جس پر حضور فائز تھے ؎

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زینچہ باشد حجتے روشن ترے

جس شخص نے جو کہا وہ کر کے دکھا دیا جس شخص نے ہر شعبۂ زندگی میں اپنا کامل نمونہ پیش کیا، جس شخص کے متعلق کتب سابقہ میں اشارات موجود ہیں، جس کے افضل الناس ہونے پر دنیا کے محققین نے مہر صداقت ثبت کی، جس کی زندگی خاتم کتب سماویہ کی عملی تفسیر ہے اور جس کو خود خدائے علیم و حکیم نے تعلیم دی اور جس کی نسبت خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم لاریب وہی اور صرف وہی بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ ہو سکتا ہے ولاغیر۔ صدق اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید ولقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ یعنے اے خدا کے بندو! اگر تمہارے لئے کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ ہو سکتا ہے تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں۔ اور کیا خوب کہا خدا کے ایک ولی[۱] نے ؎

مصطفیٰ آئینۂ روئے خداست
منعکس در وے ہمہ خوئے خداست
صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دلوں میں بٹھانا اور آپ کے دین کی معاونت ہر مسلمان کا فرض ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۵۴ء بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال اللہ تعالیٰ۔ وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ عزیزاً حکیماً ○ انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً لتؤمنوا باللہ و رسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلاً ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجراً عظیماً (الفتح آیت ۷ تا ۱۰)

حضرت نبی کریم صلعم کی معاونت کا حکم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اگر اللہ تعالےٰ نے فرمائی تو مسلمانوں کو بھی حکم دیا کہ حضرت نبی کریمؐ کے انصار بنو اور حضور کی معاونت کے لئے اپنے مال و جان صرف کرو۔ اگر اللہ تعالےٰ حضور نبی کریمؐ کو کامیاب بنانے کے لئے فرشتے اتارتا تو قوم کی تربیت نہ ہوسکتی تھی۔ قوم کی تربیت کے لئے اللہ تعالےٰ نے دو جگہ پر فرمایا ہے کہ یہ از بس ضروری ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی قوم کام کرنے والی ہو۔ بنی اسرائیل سے جو عہد لیا گیا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضاً حسناً یعنی اگر تم ہماری عبادت کروگے۔ ہمارے راستے میں مال خرچ کروگے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ یہاں پر بھی فرمایا للہ جنود السموٰت والارض یعنی زمین اور آسمان میں خدا تعالےٰ کے لشکر رہتے ہیں ان لشکروں کو وہ جس طرح حکم دے وہ اسی طرح فرمانبرداری کرتے ہیں، اور فرمایا وکان اللہ عزیزاً حکیماً وہ بڑی زبردست قدرت اور طاقت کا مالک ہے اور اس کے کاموں میں حکمت ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت

انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً۔ ہم نے آپ کو ایک علیم الشان گواہ بناکر بھیجا ہے۔ آپ لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں، آپ کی روزمرہ کی زندگی اس امر پر دال ہے کہ آپؐ کی تعلیمات حق ہیں، نذیراً آپ لوگوں کو تلقین فرماتے ہیں کہ وہ بت پرستی اور ہر طرح کے شرک سے اجتناب کریں، وہ بدکاری اور شراب خوری کو چھوڑ دیں، اور جھوٹ و مکاری سے باز آجائیں۔ نیز آپ انہیں خوشخبری بھی سناتے ہیں کہ اگر حق پرستی اختیار کروگے صاف گوئی تقویٰ، طہارت اپنا شعار بنالوگے تو خدا کے افضال کے وارث ہوجاؤگے۔

لتؤمنوا باللہ ورسولہ۔ اس عظیم المرتبت رسول کو بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ تاتم اس پر ایمان لاؤ اور اس کو مان لو۔ اور اس کا ساتھ دو۔ وتعزروہ تعزیر کے معنے امام راغب نے یوں بیان کئے ہیں التعزیر النصرۃ مع التعظیم تو فرمایا ساری کی ساری قوم کو چاہیئے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دلوں پر بٹھائے اور ان کی امداد کے لئے تیار ہوجائے۔ عظمت کے پہلو پر دوبارہ زور دیتے ہوئے فرمایا وتوقروہ آنحضرت کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور ان کی عظمت قائم کرنے کے لئے اور ان کے دین متین کی عظمت قائم کرنے کے لئے اور اس کی اشاعت کے لئے اپنا مال و جان صرف کرو۔

صحابہ کرام کے دلوں میں رسول کریمؐ کی عظمت اور انکی معاونت

سورۂ اعراف میں فرمایا فالذین اٰمنوا وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون۔ اس میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ صحابہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اپنے دلوں میں بٹھایا اور اس عظمت کو بٹھانے کے بعد آپ کی مدد اور اعانت کی اور آپ کی نصرت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور وہ نور جو آپ پر نازل کیا گیا یعنی آپ کی تعلیمات ان کی بھی انہوں نے پوری پوری اتباع کی تو اس کا نتیجہ کیا ہوا اولٰئک ھم المفلحون یعنی وہ کامیاب ہوگئے۔ اگر ان آیات یعنی وتعزروہ وتوقروہ میں حکم ہے کہ رسول کریمؐ کی عظمت دلوں میں بٹھاکر ان کی نصرت کرو تو سورہ اعراف کی آیات میں اس امر کا اعلان ہے کہ صحابہؓ نے ایسا کیا، انہوں نے واقعی اس حکم پر عمل پیرا ہوکر حضور کی عظمت کو دلوں میں بٹھایا اور ان کی ہر میدان میں نصرت کی۔

اہل مدینہ کا نبی کریم صلعم سے معاہدہ

جس دن حضور نبی کریم صلعم مکہ سے ہجرت کرنے لگے اس سے پیشتر مدینہ کے لوگوں نے آپؐ سے کچھ گفتگو کی، اس گفتگو میں ایک معاہدے کا رنگ تھا، آپ نے فرمایا تم لوگ مجھے مدینہ جانے کے لئے کہہ رہے ہو، تمہارے لئے اس میں مشکلات کا سامنا ہوگا۔ مجھے وہاں لے جانا اپنے آپ کو مصائب میں ڈالنا اور مکہ کے قبائل کی دشمنی مول لینا ہے۔ اگر تم اس مشکل کا مقابلہ کرسکتے ہو تو میرے ساتھ عہد کرو کہ تم میری اسی طرح سے حفاظت کروگے جس طرح تم اپنے بیوی بچوں اور ان کی ننگ و ناموس کی حفاظت کرتے ہو تو پھر میں تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں انہوں نے بیک زبان کہا یا رسول اللہ ہم آپ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر۔ کعب بن مالک نے تو ایسے زبردست الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ ایک سماں بندھ گیا۔ اور دیگر انصار نے وہ جذبہ دکھایا کہ وہ اپنی مثال آپ ہے، اس ایمان اور جذبہ کے مظاہرے نے ایک کیفیت پیدا کردی اور حضور مدینہ تشریف لے جانے پر راضی ہوگئے۔

انصار کے عہد کا عملی اظہار جنگ بدر کے موقعہ پر

انصار نے اس معاہدہ کا اظہار عملی طور پر بدر کی جنگ کے موقعہ پر کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پیشتر جو عہد انصار سے لیا تھا وہ یہ تھا کہ مدینہ کے اندر وہ آپ کی حفاظت کریں گے لیکن چونکہ جنگ مدینہ سے باہر ہونے والی تھی اس لئے تمام انصار و مہاجرین کو جمع کیا۔ اور انصار سے مشورہ لیا۔ حضور نبی کریمؐ اپنے عہد کے کس قدر پابند ہیں، قوم آپ پر جاں نثار ہے وہ دل و جان سے حضور پر فدا ہیں اگر آپ انہیں حکم دیتے تو وہ مرمٹتے۔ لیکن حضور فرماتے ہیں میرے ساتھ تمہارا یہ عہد نہیں کہ مدینہ سے باہر میری مدد کی جائے۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ حکم ہو تو ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں اور اس کے اندر گھس جائیں۔ انصار کے دو بڑے قبیلے اوس اور خزرج تھے۔ اوس قبیلہ کے سردار سعد بن معاذ تھے۔ خزرج قبیلہ کے سردار سعد بن عبادہ تھے۔ ان دو سرداروں نے تقریریں کیں جن میں اپنے اخلاص اور جاں نثاری کا اظہار کیا۔ ان اعلانات سے حضور نبی کریمؐ کو کیسی تقویت پہنچی ہوگی اور وہ اس جاں نثار جماعت کے والہانہ جذبہ اخلاص و محبت سے کس قدر مسرور ہوئے ہوں گے

بیعت رضوان کی اہمیت

اسی طرح کا ایک واقعہ صلح حدیبیہ کے موقع پر پیش آیا، مہاجرین اور انصار ہر دو نے حضور نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی۔ اس کا ذکر ان آیات میں ہے فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یہ لوگ جو اپنی جان دینے کے لئے موت پر بیعت

کر رہے ہیں یہ تیرے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ اس ایک جملہ سے اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کی کتنی عظمت بڑھادی، اور اس کے ساتھ ہی حضور نبی کریم صلعم کا رتبہ بھی کتنا بڑا بیان فرمایا کہ یہ عہد جو موت پر آپ کے ہاتھ پر باندھا جا رہا ہے یہ آنحضرت کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا کا ہاتھ ہے، یہ جذبہ بھی کیسا زبردست ہے، اس بیعت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ حضورؐ نے صلح حدیبیہ کے وقت حضرت عثمانؓ کو اہل مکہ کے پاس بھیجا ہوا تھا، تو یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا ہے، اس خبر کے ملنے پر صحابہؓ کے اندر ایک جوش اور جذبہ پیدا ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ بہت بڑے آدمی تھے اور اپنوں اور غیروں میں بڑی عظمت کے مالک تھے۔ اسی تعظیم اور تکریم کے باعث حضورؐ نے ان کو اپنی طرف سے نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا۔ اس لئے جونہی ان کے قتل کی خبر صحابہ رضہ کو پہنچی تو وہ مرمٹنے پر تیار ہو گئے حضور نبی کریم صلعم لگر دین کے لئے بیعت لیتے تھے تو قومی معاملات کے لئے بھی بیعت لی۔ ہر ایک صحابی موت پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ کیا ولولہ ہے جو حضور نبی کریمؐ نے اپنے ساتھیوں میں پیدا کر دیا۔ اس ولولہ اور جذبہ کے بغیر قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں۔

دین نبوی صلعم کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے

یہ آیتیں جو ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں ان میں ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ آنحضرت صلعم تو آج ہم میں موجود نہیں لیکن آپ کا دین موجود ہے، اس کی حفاظت کے لئے حضور نبی کریم صلعم کے فرمان کی فرمانبرداری بجالاتے ہوئے اپنی جان و مال کو اس راہ میں پیش کرنے کے لئے ہر مسلمان کو تیار رہنا چاہیئے۔ فرمایا وتعزروہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو۔ وتوقروہ ان کی تعظیم کرو اگر ایسا کروگے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ سورۃ اعراف میں فرمایا ہے واتبعوا النور الذی انزل معہ۔ حضور کے ساتھ نور بھی اتارا گیا ہے وہ نور آپؐ کی تعلیمات ہیں۔ ان تعلیمات کو پھیلانے اور انؐ کے لائے ہوئے دین حقہ کے دفاع کے لئے قیامت تک ضرورت پیش آتی رہے گی۔ اس لئے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ دین کی حمایت اور اس کی اشاعت کے لئے عظمت بھرے دل کے ساتھ اس کی مدد اور نصرت کرنے

مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ہمارا عہد

ہم نے اس زمانہ میں اس عہد کو حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر تازہ کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، دین حقہ کی اشاعت کریں گے۔ اور اس پر جس قدر اعتراضات ہوں گے ان کا ردّ کریں گے، امام وقت کے ہاتھ پر جو عہد ہم نے کیا ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو فکر کرنی چاہیئے۔ ہر وہ شخص جو قرآن کو پڑھتا ہے اسے حکم ہے کہ حضورؐ کی عظمت اپنے دل میں پیدا کرے اور آپؐ کی نصرت کے لئے تیار رہے۔ پھر فرمایا وتسبحوہ بکرۃ واصیلا۔ اس کام میں اعانت حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور صبح وشام دعائیں کرتے رہو اور اس کی تسبیح میں لگے رہو۔

عہد کو توڑنے اور پورا کرنے کا نقصان و ثواب

فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ اور جس کسی نے اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے اس عہد کو توڑ دیا تو اس کا نقصان اسی کو ہوگا ومن اوفی اور جس نے اس عہد کو پورا کیا فسیؤتیہ اجراً عظیما تو اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑا اجر دے گا۔

صحابہ کا صدق وصفا

سورۃ احزاب میں فرمایا من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ مومنوں میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا فمنھم من قضی نحبہ ان میں سے بعض نے اپنے مال اور اپنی جان کو اس راہ میں پیش کیا اور شہید ہو گئے ومنھم من ینتظر اور بعض ایسے ہیں جو اس شہادت کو حاصل کرنے کی انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ہے وہ صدق وصفا جس کی خدا قدر کرتا ہے اور اسے اجر عظیم کا باعث بنا دیتا ہے۔

صحابہ کی فرمانبرداری کا اثر غیروں پر

ان آیات میں بعض اخلاق بھی سکھلائے ہیں جو ہر مسلمان کو سیکھنے چاہئیں، وہ ہیں وہ اپنے حکام بالا کی اطاعت کرنا اور ان کی حمایت کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں یہ بات نہایت ہی اعلیٰ درجہ پر پائی جاتی تھی۔ وہ دل سے حضورؐ کی نہایت ہی تعظیم و تکریم کرتے تھے، اس کا اثر غیروں نے بھی محسوس کیا، شام و ایران کے بعض سفیروں نے اپنے اپنے ملک میں جا کر اس بات کی گواہی دی، کہ مسلمانوں جیسی فرمانبردار قوم کبھی دیکھنے میں نہیں آئی ان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہا درجہ کا عشق موجود ہے۔

صحابہ رضہ کی حق گوئی اور جرأت مومنانہ

اس تعظیم و تکریم کے ساتھ ساتھ صحابہ میں حق گوئی کا خلق بھی اعلیٰ پیمانہ پر پایا جاتا تھا وہ آزادانہ طور پر حضور صلعم کے ساتھ گفتگو کر سکتے تھے۔ اور حضور نبی کریم صلعم بھی حق بات کہنے والے کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے، حضورؐ نے ایک دفعہ ایک ایسی جگہ فوج کو ٹھہرنے کا حکم دیا جہاں پانی نہ تھا تو ایک صحابی نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ أھذا امر من عند اللہ او من عند نفسك یعنی یہاں پر قیام کرنے کا حکم خدا نے فرمایا ہے یا آپؐ کی اپنی رائے ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا بل ھو من عند نفسی یہ میری رائے ہے۔ تو صحابی نے عرض کی فالصواب یا رسول اللہ ان ترتحل من ھٰھنا وتنزل علی الماء فلا نخاف العطش ولا نخاف العدو یعنی یہ کہ بہتر ہوگا کہ ہم کسی ایسی جگہ قیام کریں جہاں پانی ہو تا ہمیں پیاس اور دشمن کا خطرہ نہ رہے فامر بالرحیل مشورہ معقول تھا آپؐ نے ... اسے پسند فرمایا اور لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا۔ صحابہ میں یہ دونوں باتیں جمع تھیں، جہاں وہ دل سے تعظیم و تکریم بجا لاتے وہاں حق بات کو ادب کے ساتھ پیش بھی کر دیتے تھے۔

حکام کی اطاعت و فرمانبرداری کا سبق

اسی طرح آج ہر ایک مسلمان کے لئے سبق ہے کہ وہ اپنے حکام بالا کی تعظیم کریں اور ہر مسلمان اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں اس بات کا مظاہرہ کرے۔ نہ صرف تعظیم کریں بلکہ اس کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں، ریل کا محکمہ ہو یا نہر کا، اکونٹس کا محکمہ ہو یا عدالت کا ہر ایک اپنے اپنے محکمہ میں اس پر عمل کرے، مسلمان ایک مہذب قوم نظر آنی چاہیئے۔

صحابہؓ کا اعلےٰ ترین ڈسپلن

صحابہ کے زمانہ میں تو اس اعلیٰ ڈسپلن کی کئی ایک مثالیں ہیں، ایک دفعہ عمرو بن عاصؓ لشکر کے کمانڈر مقرر کئے گئے، تو ان کے ماتحت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابہ بھی لشکر میں شامل تھے یہ لشکر ذات السلاسل کو روانہ ہوا، حضرت عمرو بن عاص نے وہاں پہنچ کر حکم دیا کہ آج آگ نہیں جلائی جائے گی۔ تمام فوج میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا وہ تھکا ماندہ لشکر چاہتا تھا کہ آگ جلائی جائے تا کہیں پانی گرم کیا جا سکے اور کچھ پکائیں کھائیں، اور کہیں سردی سے بچنے کے کوئی سامان بہم پہنچ سکے، حضرت عمر رضہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سپاہیوں نے عرض کی کہ کمانڈر صاحب سے اجازت لی جائے۔ حضرت عمر رضہ آئے اور آگ جلانے کے لئے اجازت چاہی حضرت عمرو بن عاص نے کہا آگ نہیں جلائی جائے گی، اور حضرت عمر بغیر بحث کئے واپس آ گئے۔ بعد میں حضرت ابوبکر رضہ گئے ان کو بھی یہی جواب ملا وہ بھی واپس آ گئے۔ اپنے افسر کی اطاعت کا کیا جذبہ ہے، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضہ ایسے ذی شان صحابہ بھی کمانڈر کے حکم کو بغیر چون و چرا مانتے ہیں، مہم سے واپس آئے تو یہ واقعہ حضور نبی کریم صلعم کی خدمت میں بیان کرتے ہوئے حضرت عمرو بن عاص نے عرض کی کہ اس وقت ہماری تعداد تھوڑی تھی دشمن زیادہ تعداد میں تھا، اگر ہم اس وقت آگ جلاتے تو دشمن کو ہماری تعداد معلوم ہو جاتی اور وہ ہم پر حملہ کر کے ہمیں شکست دے دیتا، لیکن بعد میں حضور کی طرف سے کمک آنے پر ہم نے حملہ کیا تو فتح حاصل کی۔ ڈسپلن کیسے کمال کا ہے۔ آج یہ باتیں مسلمانوں کو پھر سیکھنی چاہئیں۔ اس سے آپ کو بہت نفع پہنچے گا۔

درخواستہائے دعا

(۱) چوہدری احمد خاں صاحب ہیڈ ماسٹر ڈی بی ہائی سکول بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا لکھتے ہیں:۔

"میری ایک پانچ سالہ بچی تقریباً ۲ سال سے بڑی سخت بیمار ہے، میں نے بہت علاج کئے ہیں مگر اسے بالکل کچھ آرام نہیں آیا اس کی اس لگاتار بیماری سے میں بہت پریشان ہوں میں ہر قسم کے علاج کر چکا ہوں ممکن ہے خدا تعالیٰ کی کوئی خاص مصلحت اس میں پنہاں ہو لہذا اپنی جماعت کے تمام احباب اور بزرگوں سے میری درد بھری درخواست ہے کہ وہ میری بچی کے لئے شفایابی کی دعا کریں، میں بہت مشکور ہوں گا۔"

(۲) چوہدری فضل الحق صاحب کلکٹر آزاد کشمیر کا چند روز قبل پتہ کا کامیاب اپریشن میو ہسپتال میں ہوا ہے مگر ابھی تک کمزوری بہت ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اپنے اس نیک اور مخلص بھائی کو نیم شبی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ضرورت

ایک ٹریکٹ کی تصنیف کے سلسلہ میں مجھے اخبار "ینگ اسلام" کی مکمل فائل کی ضرورت ہے، اگر کسی دوست کے پاس ہو تو مجھے صرف ایک ہفتہ کے لئے عاریۃً مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

مرزا مسعود بیگ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے چند قابل تقلید نمونے

فخر الدین صاحب بی اے راولپنڈی

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم)

اللہ تعالیٰ وتبارک نے اپنے اس کلام معجز نظام میں جس کی ابدالآباد تک حفاظت کی ذمہ داری اس ذات والا صفات نے ان الفاظ میں لی ہے:-

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ایک کامل نمونہ ہونے کا اس آیت شریفہ میں اشارہ کیا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا۔ گویا حضرت رسول کریم صلعم کی حیات طیبہ میں نہ صرف آپ کے نام لیواؤں کے لئے بلکہ غیر قوموں کے لئے بھی مکمل اور احسن نمونہ موجود ہے۔ اس دلکش اور موثر نمونے کی جزئیات بیان کرنا تو بہت ہی مشکل ہے، اس مختصر سے مضمون میں صرف دو ایک ایسے امور کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو آج کل ہمارے لئے اشد ضروری ہیں، وگرنہ بقول کسے

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

حضرت نبی کریم صلعم کسی خاص قوم کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے آپ کا پیغام امن و رحمت کل بنی نوع انسان کے لئے تھا۔ اس لئے آپ کے نمونہ پر عمل کر کے نہ صرف آپ کے متبعین ہی فلاح و کامرانی کی منازل طے کر سکتے ہیں بلکہ اس سراج منیر کی ضیاء سے دور دراز راستوں اور غیر آباد راہوں میں بھٹکنے والے اور سرگرداں راہی بھی منزل مقصود کی طرف راہ پا سکتے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے خالق اور مالک کے نور کی یہ قندیل نہ شرقی ہے نہ غربی کیونکہ بلا لحاظ مذہب و ملت یہ ہر ایک کو مستفید کرتی ہے۔ اس کی افادیت کسی خاص وقت۔ قوم یا کسی ایک ملک تک محدود نہیں بلکہ یہ کافۃ الناس کے لئے ہے اور ہر زمانہ ہر مقام اور ہر ملک کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔

آنحضرتؐ نے اصلاح خلق اور تعمیر قوم کی صورت میں جس عالمگیر اخلاق۔ روحانی اور تمدنی انقلاب کو اپنے بعد آنے والی نسلوں اور ادوار کے لئے بطور یادگار چھوڑا ہے اور اس سلسلہ میں استقلال و استقامت کے جو شاندار نمونے آپ کی زندگی میں نظر آتے ہیں، ان میں موجودہ زمانہ کے داعیان انقلاب اور مدعیان اصلاح کے لئے ایک اہم سبق ہے۔ عرب جو ان دنوں اخلاقی۔ روحانی۔ ذہنی۔ فنی۔ سیاسی اور معاشی لحاظ سے بہت پسماندہ و درماندہ تھے، حضرت نبی کریم صلعم نے ان کو اسفل ترین مقام سے اٹھا کر متمدن اور مہذب اقوام اور ترقی یافتہ ممالک کا معلم اور رہبر بنا دیا۔ آپ کا یہ کارنامہ جو تاریخ عالم میں سنہری حروف میں لکھا ہوا موجود ہے صدیوں میں نہیں صرف چند سالوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے جو آج اس زمانہ میں بھی دنیا کے بڑے بڑے حکماء و فضلاء کو حیران و ششدر کرنے کا موجب ہے، یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ ہوا و ہوس کے بندے جو خواہشات نفسانی کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے تھے سچے اور حقیقی عباد الرحمٰن بن کر روحانیت کے اعلیٰ و ارفع مقامات کی طرف پرواز کرنے لگے اور ان کے نفس یہاں تک پاک و صاف ہو گئے کہ خدا ان سے ہمکلام ہوا۔ یہ اللہ کے بندے جو ایران و روم کے ایک معمولی سپاہی سے لرز جاتے تھے ایک خدا پر ایمان لانے اور حضرت نبی کریم صلعم سے فیض روحانی حاصل کرنے کے بعد قیصر و کسریٰ کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے اور شہنشاہ حقیقی کے ماسوا کسی کا بھی ڈر اور خوف ان کے دلوں میں نہیں رہتا تھا۔

یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ اس عدیم المثال انقلاب کو برپا کرنے کے لئے آپ نے کسی وقت بھی اقتدار کی گدی پر قبضہ جمانے کا منصوبہ نہیں بنایا اور نہ ہی اصلاح اور تعمیری کام سے آپ اس وقت تک رکے رہے جب تک آپ کو حکومت نہیں ملی۔ برعکس اس کے اہل مکہ آپ کو حکومت اور دنیا دت پیش کرتے ہیں، اور التجا کرتے ہیں کہ آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے باز آ جائیں لیکن آپؐ اس پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں مگر آج آپؐ کے نام لیواؤں کے لیڈر اور آپؐ کی گدی پر بیٹھنے والے اقتدار کی بھوک سے بے تاب ہو کر وزارت اور صدارت کی مسند پر بیٹھنے کے لئے پیٹ کے بل رینگتے چلے جا رہے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اصلاح خلق اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک انہیں حکومت کی گدی پر نہ بٹھا دیا جائے۔

سیاسی جماعتوں کا تو ذکر ہی کیا ایسی ایسی مذہبی اور شرعی جماعتوں کے رہنما بھی جن کے نام میں "اسلام اور اسلامی" کے الفاظ موجود ہیں لیلائے وزارت سے ہمکنار ہونے کے لئے کئی طرح کے مکر و فریب سے کام لے رہے ہیں۔ ان ہوا و ہوس کے بندوں کو کیوں یہ خیال نہیں آتا کہ یہ رسولؐ کا اسوہ ہرگز نہیں ہے آپ کے خلفاء راشدین بھی اقتدار کی مسند سے پرہیز ہی کرتے رہے۔ ہاں یہ لینن کا نظریہ ضرور ہے جس نے کھلے بندوں اعلان کیا تھا کہ:-

"اپنے معاشی نظریات کی ترویج کے لئے اور اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے ہمیں سب سے پہلے حکومت پر قبضہ جمانا ہوگا جو ہماری راہ میں حائل ہے"

غالباً اسی مسیح بے صلیبؔ کے اس قول کو ہمارے علماء نے اپنا نصب العین بنایا اور "تحفظ ختم نبوت" کا ڈھونگ رچا کر اقتدار کی کرسیوں تک پہنچنے کا حیلہ ڈھونڈا تھا ورنہ اس حقیقت کو کون بدل سکتا ہے جس کا اعلان خود قادر مطلق خدا نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے کہ:-

"محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"

دوسرے لفظوں میں خود اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کر دیا کہ آنحضرت صلعم کا مقام ختم نبوت کبھی نہیں بدل سکتا اور نہ ہی اس کی حفاظت زید بکر یا عمر کی تگ و دو کی محتاج ہے۔ مگر چودھویں صدی کے مجاہد علماءؔ کے اعمال اور ایمان باللہ کی کیفیت ملاحظہ ہو کہ تحفظ ختم نبوتؐ کے نام پر جو خونریزی اور فساد پر اتر آئے تو کلمہ گو بھائیوں کی جان، عزت و ناموس اور مال تک کو حلال ٹھہرا لیا۔ حالانکہ خود رسول کریم صلعم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے آخری دربار عام میں قوم سے خطاب کرتے ہوئے ایک مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر اسی طرح حرام قرار دیا تھا جس طرح ذی الحج کو شہر حرام اور مکہ معظمہ کو حرمت کا مقام قرار دیا گیا ہے۔

عصر حاضر میں ابنائے آدم جن سیاسی اور معاشی مصائب اور بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ ان سب کا علاج آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ کی اتباع میں موجود ہے آپؐ نے سب سے اول خداوند کریم کا رب العالمین ہونا پیش کیا اور بتایا کہ اللہ صرف اہل اسلام کا ہی رب نہیں بلکہ وہ رب العالمین ہے، وہ تمام جہانوں کا رب ہے تمام قوموں کا رب ہے، تمام نسلوں کا رب ہے اس لئے جب یہ ایمان اور یقین پیدا ہو جائے کہ ہم سب کا پالنہار اور مربی خدائے واحد ہے تو لازماً منافرت۔ مناقشت۔ اور عداوت کی جگہ محبت، اخوت اور یگانگت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں جس طرح ایک باپ کے دو بیٹے ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور نفع و ضرر میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اسی طرح ایک رب کی زیر تربیت دو قومیں برسر پیکار رہنے کی بجائے ایک دوسرے کی ممد و معاون بن جاتی ہیں۔ ان خیالات و اعتقادات کی بدولت مساوات اور اخوت بنی نوع انسان کے جذبات نشو و نما پاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں جناب باری کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ

"ہم نے انسان کو ایک عورت اور ایک مرد سے پیدا کیا"

اس میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب ہم سب کی اصل ایک ہے لازماً حقوق اور مراعات میں بھی ہم سب برابر کے حصہ دار ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اعتقاد اور مذہب کے چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بناء پر ہم اقلیت کو اکثریت کی راہ میں پامال ہونے دیں، نہ صرف اعتقادی مسلک میں بلکہ رنگ و نسل کے لحاظ سے بھی ایک جماعت اور گروہ کو دوسری جماعت اور گروہ پر کوئی فوقیت اور برتری حاصل نہیں۔ جنوب مغربی افریقہ میں آباد سفید قوم کو غیر ملکیوں پر تسلط جمانے کا کوئی حق نہیں، کالے محکوم نہیں رکھے جا سکتے اور گورے حکومت کے اجارہ دار نہیں، خود حضرت نبی کریم صلعم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:-

"گورے کو کالے پر اور عرب کو عجم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں"

مذہب اور رنگ و نسل کی بناء پر نہ تو حضرت رسالتمآب نے اور نہ ہی آپ کے خلفائے راشدین نے غیر مسلموں کے مذہب میں کبھی مداخلت روا رکھی۔ عبادات و مناسک میں انہیں پوری پوری آزادی حاصل تھی۔ مسلمان خلفاء عرب سے زیادہ کسی حکمران نے مذہبی آزادی کے بارے میں رواداری کا نمونہ پیش نہیں کیا۔ لیکن دوسروں کا کیا حال ہے؟ اپنے پڑوسی ملک بھارت میں دیکھ لیجئے۔ مسلمان قوم آئے دن کن کن مصائب و آلام کا تختۂ مشق نہیں بن رہی۔ جس ذلت اور مسکنت سے آج کل وہاں مسلمان دن گذار رہے ہیں اس کا خیال کرتے ہوئے بھی دل لرز جاتا ہے۔ آئے دن کے فرقہ وارانہ فسادات اس ملک اور حکومت کو فرقہ پرست اور متعصب ثابت کرتے ہیں۔

محنت اور سرمایہ کی موجودہ کشمکش کا واحد علاج جو بڑی بڑی حکومتیں اور مفکر بھی کرنے سے عاجز تھے، سیرت خیر البشر کی اتباع میں موجود ہے۔ معلمین اخلاق کا سرگروہ محنت کش کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دلوتا ہے۔ مزدور کو اس کا یہ حق کسی مذہبی ریفارمر نے نہیں دلایا۔

آنحضرت صلعم نے مزدور کو کسی بڑی سے بڑی سوسائٹی سے محروم نہیں رکھا بلکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کہکر قدر و منزلت کا انحصار مال و دولت کی بہتات پر نہیں بلکہ خالق و معبود حقیقی سے وفاداری اور اس کے احکامات کی بجا آوری پر رکھا ہے۔ چنانچہ آپ کے دربار میں جو عزت اور شرف بلالؓ اور زیدؓ کو حاصل تھا ان کے ہمعصر اور بعد میں آنے والے بڑے بڑے امراء اور تاجداروں کو بھی وہ مرتبہ کم ہی میسر آیا نہ آیندہ آئے گا۔ الفقر فخری کہکر آپ نے غرباء اور ناداروں کو مالا مال کر دیا۔ دولت نہ دنیوی آلام سے انسان کو بچا سکتی ہے نہ اُخروی زندگی میں عذاب اور دکھ سے نجات دے سکتی ہے۔ فی الحقیقت نادار اور سرمایہ دار کو متصادم کرنے والے اسباب دو ہی ہیں۔ مادہ پرستی اور دنیوی زندگی کو مقصد تخلیق کائنات یقین کر لینا یا دنیا اور اس کی دولت اور علائق سے حد سے زیادہ پیار کرنا۔ آنحضرت صلعم کا لایا ہوا اور پیش کردہ دستور حیات اخروی زندگی اور اس کی نعماء کے مقابلہ میں دنیوی زندگی اور اس کے اموال کو حقیر، بے حقیقت، فناپذیر اور باطل گردانتا ہے۔

بے شک رسول عربی نے سرمایہ پرستوں کی مذمت کی ہے مگر یہ نہیں فرمایا کہ دولتمند کا بہشت میں داخل ہونا اتنا مشکل ہے جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا۔ بلکہ اس کے برعکس آپ صلعم نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں، محتاجوں، بیکسوں اور غرباء کی خبرگیری کرنے والوں کو قومی خیراتی اور رفاہ عام کے اداروں پر روپیہ صرف کرنے والوں کو نوید جنت سنائی ہے اور ایسے ذی ثروت اور سرمایہ پرست کو جو خدا کے حکم سے سرتابی اور سرکشی کرتا ہے اور بنی نوع انسان کی فلاح بہبودی اور رفاہ عام پر مال خرچ نہیں کرتا آخرت میں دکھ اور عذاب کی بشارت دی ہے۔

آج کل کے لیڈروں کے لئے بھی آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ میں سبق موجود ہے۔ افسوس ہے کہ موجودہ زمانہ میں قول اور فعل کی موافقت، ایثار نفسی اور خلوص کے اس پیکر کا پرتو کسی رہنما میں نظر نہیں آتا۔ اپنی ذات پر (جو سب مسلمانوں کو جملہ عزیز چیزوں سے زیادہ عزیز ہے) قومی خزانہ میں سے ایک حبہ خرچ کرنا بھی آپ نے روا نہیں رکھا اور قوم کے افراد کے لئے خزانہ کے منہ کھول دیتے ہیں، پیوند لگے ہوئے لباس زیب تن کرنے سے آپ کو عار نہ تھی، معمولی سے معمولی لباس میں آپ خوش نظر آتے تھے، سادہ لباس اور سادہ خورد و نوش آپ کو بہت مرغوب تھا، معمولی سے معمولی کام بھی اپنے مبارک ہاتھوں سے کرنے میں آپ جھجک محسوس نہ کرتے تھے۔ میدان جنگ میں تشریف لے جاتے ہیں تو ایک سپاہی کی طرح کام کرتے ہیں، خندق کھودنے کا موقعہ آتا ہے تو کدال اور ٹوکری اٹھا کر شریک کار ہو جاتے ہیں۔ شہنشاہ بن کر کلیدی اسامیوں پر اپنے خاندان کے لوگوں کو متمکن نہیں کر دیتے اپنی ذات کے لئے اپنے اعزا و اقربا کے لئے کوئی ترجیحی حقوق و مراعات مخصوص نہیں کر لیتے۔ بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کی مرتکب ہو تو تعزیرات اسلامی کے مطابق اس کے بھی ہاتھ کٹوا دیئے جائیں گے۔ اپنے امراء و رؤسا کے لئے کوئی خاص قانون آپ منظور نہیں فرماتے بلکہ آپ کے نزدیک انصاف میں سب شہری یکساں سلوک کے مستحق ہیں۔ سود کی حرمت کا اعلان عام فرماتے وقت پہلے عباسؓ کے سود سے دستبرداری کا اعلان فرماتے ہیں۔ جاہلیت کے قصاص سے درگذر کی تعلیم دیتے وقت پہلے اپنے دشمنوں کو معاف کرتے ہیں ذی القربیٰ اور یتامیٰ سے حسن سلوک کی تعلیم دیتے ہیں تو پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو کر نمونہ پیش کرتے ہیں۔ فتح مکہ کے وقت دشمنوں سے انتقام لینے پر قادر ہیں مگر لا تثریب علیکم الیوم فرماتے ہوئے سنگین مجرموں اور دار و گیر کے مستوجبین کو عفو عام دیدینا بڑے دل گردہ کا کام ہے۔ ایک سچا معمار قوم ایثار نفس کا بہترین نمونہ ایسے ہی وقت میں پیش کر سکتا ہے۔

افسوس اس وقت کے مسلمان رہنما لینن اور کارل مارکس کے نظریات کو اپنانے میں اپنی عافیت سمجھتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلعم کے اُسوۂ حسنہ اور آپ کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر مسلمان قوم ایک دفعہ پھر بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر نگیں لا سکتی اور دنیا کی قیادت و سیادت حاصل کر سکتی ہے۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم و جعلنا منھم ؛

جو نور آنحضرت صلعم کو ملا وہ اور کسی کو نہیں ملا

حضرت مسیح موعودؑ

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:- قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ فقل اسلمت وجھی للہ۔ وامرت ان اسلم لرب العالمین۔

یعنی ان کو کہدے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جد و جہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں اول المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو، خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔ (ازالہ اوہام)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات طبقۂ نسواں پر

(ایک خاتون کے قلم سے)

ہمارے حضرت نبی کریم صلعم متاہل (گھریلو) زندگی کا بہترین نمونہ تھے۔ حضورؐ اپنی ازواج مطہرات سے بڑی شفقت سے پیش آتے تھے اور گھر کے معمولی معمولی کاموں میں ان کی مدد فرماتے، گھر کے کام کاج کرنے کو حضورؐ نے کبھی عار نہیں سمجھا۔ طبقۂ نسواں پر حضورؐ کے بڑے احسانات ہیں، آپ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے دنیا میں عورت کی حیثیت کو قائم کیا۔ ورنہ آپ سے پہلے عورت سے بھیڑ بکری کا سا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ آپ نے عورت کے درجہ کو بلند کیا اور اس کی ہستی کو دنیا میں معزز ترین بنا دیا اسے مردوں کے برابر حقوق دیئے اور مردوں کے ساتھ ورثہ میں حصہ دار بنایا۔ آپ کا گھر جنت کا نمونہ تھا کہ جس میں سب خوش خوش نظر آتے۔

عورتوں کے متعلق قیمتی نصائح

آپ اپنے صحابہ کو بھی تاکید فرماتے کہ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کریں اور ان کے حقوق کی نگہداشت کریں۔ آپ نے اس بارہ میں جو قیمتی نصائح فرمائی ہیں ان میں سے بعض ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا:—

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل سے نیک سلوک کرے۔ تم سب میں سے میں اپنے اہل سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔ شریف اور معزز لوگ عورتوں کی عزت کرتے ہیں اور غیر شریف لوگ اور کمینے ان کی ہتک کرتے ہیں۔ گویا آپ نے ایک شریف اور نیک کی پہچان ہی یہ مقرر کر دی کہ وہ عورت سے نیک سلوک کرتا ہے۔"

پھر حضورؐ نے فرمایا:—

"دنیا ایک متاع ہے اور اس کی بیش بہا متاع ایک نیک خاتون ہے" (مسلم و نسائی)

گویا ایک نیک عورت کو حضورؐ نے دنیا کی سب سے اعلیٰ اور ارفع دولت ظاہر فرمایا۔

پھر حضورؐ نے تنبیہ کے طور پر فرمایا:—

"خبردار! تمہارے تمہاری عورتوں پر حقوق ہیں اور اسی طرح تمہاری عورتوں کے تم پر حقوق ہیں۔"

(ابن ماجہ و ترمذی)

غور کرو کہ اس میں آپ نے عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق عطا فرما دیئے۔

پھر حضورؐ نے فرمایا:—

"سب سے اعلیٰ اور اکمل مسلم وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور جو اپنی بیوی سے شفقت اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔"

پھر حضور نے فرمایا:—

"سنو! میں تمہیں ایک ایسے خزانے کی خبر دوں، جو سب سے بہتر ہے، وہ بیش بہا خزانہ نیک عورت ہے کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اسے (اپنی ظاہری و باطنی اور خندہ پیشانی سے) خوش کر دیتی ہے۔ اور ہر امر (معروف) میں اسکی فرمانبرداری کرتی ہے۔ اور جب وہ باہر جاتا ہے تو وہ اس کے گھر (مال، اولاد، عصمت) کی حفاظت کرتی ہے۔" (ابوداؤد)

ایک نیک خاتون کو آپ نے ایک بیش بہا خزانہ قرار دیا ہے اس کلام میں حضورؐ نے ایک نیک عورت کے اوصاف بھی بیان فرما دیئے اور وہ یہ ہیں:۔ مرد سے خندہ پیشانی اور اخلاق سے پیش آنا، خاوند کی خدمت اس کی فرمانبرداری اور گھر بار اور ننگ و ناموس کی حفاظت کرنا، پس ہر ایک خاتون کے لئے جو نیک ہے ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے

عورتوں کا مردوں سے سلوک

بعض عورتیں اپنے شوہروں سے سختی سے پیش آتی اور ترش روئی سے کلام کرتی ہیں اس سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا ہے جس طرح مرد کو حکم ہے کہ وہ عورت سے نیک سلوک اور اچھے اخلاق سے پیش آئے اسی طرح عورت کو بھی حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور اس کی فرمانبرداری کرے اس طرح باہمی محبت اور سلوک سے گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ ہر اسلامی گھر کی یہی شان ہونی چاہیئے۔

ایک اعلیٰ اصول

بعض اوقات مرد اپنی بیوی میں کوئی ناگوار خصلت یا بات دیکھ کر اس سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے بلکہ جوش میں آکر بہت کچھ کہہ گزرتا ہے۔ اس کے متعلق بھی آنحضرت صلعم نے ایک زرین اصول ارشاد فرمایا۔ فرمایا:—

"مومن کو نہیں چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی سے نفرت کرے اگر کوئی ایسی خصلت اس کے اندر ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ تو اس کی کسی دوسری اچھی خصلت کو مدنظر رکھکر بری خصلت کو نظر انداز کر دے" (مسلم)

غور فرمائیے! یہ کس قدر اعلیٰ اصول متاہل زندگی کیلئے آپ نے بیان فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

"انسان میں برائیاں بھی ہوتی ہیں خوبیاں بھی۔ برائی کو نظر انداز کرکے خوبی پر نظر ڈالنی چاہیئے۔"

پھر حضورؐ نے فرمایا:—

"عورت کو مہربانی اور نرمی سے نصیحت کیا کرو۔"

(ابوداؤد)

وہ اصحاب غور کریں جو ذرا ذرا سی بات پر عورت کو زجر و توبیخ کرنے لگ جاتے ہیں۔

ایک سے زیادہ بیویوں سے برتاؤ

بعض اوقات انسان ایک سے زیادہ بیویاں کرنے پر مجبور ہوتا ہے ایسی صورت میں آنحضرت صلعم نے سخت تاکید فرمائی ہے کہ سب بیویوں کے ساتھ مساوی سلوک کرنا چاہیئے اور ایسا نہ کرنے والے کو عذاب سے ڈرایا ہے چنانچہ حضور صلعم نے فرمایا:—

"اگر کسی کے ہاں دو بیویاں ہوں اور وہ ان سے برابر کا سلوک نہیں کرتا تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ کا ایک حصہ اڑا ہوا ہوگا یعنے کاٹا ہوا ہوگا۔" ترمذی

ہمارے آنحضرت صلعم کی کئی بیویاں تھیں۔ حضور سب سے یکساں سلوک کرتے تھے اور عدل فرماتے تھے۔ اسی طریق پر ہم سب کو چاہیئے کہ اس پر عمل کریں۔ بعض لوگ جب دوسری بیوی کرتے ہیں تو پہلی بیوی سے قطع تعلق کرتے ہیں اور اس کے حقوق نہیں دیتے یہ سراسر ناجائز اور گناہ ہے۔

بعض لوگ ذرا ذرا سی بات پر بیوی کو طلاق دینے پر طیار ہو جاتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ طلاق سخت مجبوری کی حالت میں جائز ہے اور طلاق کو آنحضرت صلعم نے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا:—

"ابغض الحلال الی اللہ الطلاق یعنے خدا کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ قابل نفرت طلاق ہے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے لئے حضورؐ کے ارشادات

سرچشمہ اخلاق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں کے لئے ذیل کے ارشادات بھی قابل غور ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا:—

"جب ایک عورت پنجوقتہ نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اسکو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ بہشت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا" (احمد، طبرانی)

دیکھو خدمت، خوش اخلاقی اور فرمانبرداری سے خاوند کو خوش رکھنا عورت کو بہشت کا حقدار بنا دیتا ہے۔ حضورؐ صلعم نے فرمایا:—

"اگر کوئی عورت ایسی حالت میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو تو وہ سیدھی بہشت میں داخل ہوگی"

(ابن ماجہ و ترمذی)

نیز حضور صلعم نے فرمایا:—

"اگر خدا کے سوائے کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے"

اگر حضور صلعم کے ارشادات پر عمل کیا جائے تو ہر ایک گھر بہشت کا نمونہ بن جائے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی منکسر المزاجی اور سادہ زندگی

{ رشید احمد }

باوجود اس علو مرتبت کے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا حضور علیہ السلام نہایت منکسر المزاج واقع ہوئے تھے۔ آپ مریضوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے، جنازوں میں شرکت فرماتے اور غریب سے غریب آدمی کی دعوت بھی قبول فرما لیتے ؎

شاہ کو یاد اس کی بدی بدنہ کرد
او دعوت مسکین وغنی رد نہ کرد

اپنی پاپوش اپنے ہاتھ سے ہی درست کر لیتے۔ اپنے کپڑوں پر خود ہی پیوند لگاتے، گھر میں ازواج مطہرات کے کام کاج میں مدد دیتے۔ آپ کو یہ مرغوب نہ تھا کہ لوگ آپ کے لئے کام کریں بلکہ آپ خود اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کو پسند فرماتے۔

جب بچوں کے گروہ میں سے گذرتے تو ان کو سلام کرنے میں سبقت فرماتے، ان سے باتیں کرتے۔ پیار کرتے اور گود میں اٹھا لیتے۔ جب کوئی چیز حضور صلعم کے سامنے لائی جاتی بچوں میں تقسیم فرما دیتے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ بوجہ رعب کے کانپتا تھا۔ حضور نے اسکو دیکھ کر فرمایا مجھ سے مت ڈرو، میں کوئی خونخوار بادشاہ نہیں ہوں بلکہ ایک کمزور قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت کھاتی تھی۔

بے تکلفانہ میل جول

اپنے صحابہؓ سے بالکل بے تکلفانہ ملتے جلتے تھے، جب آپ مجلس میں تشریف رکھتے اپنے لئے کسی امتیازی حیثیت کو پسند نہ فرماتے۔ باہر سے آنے والے نووارد پہچان بھی نہ سکتے تھے کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں جس قسم کی گفتگو آپ کے صحابہؓ کرتے آپ اس میں بے تکلف شرکت فرماتے۔ اگر کوئی دینی مسائل پر گفتگو ہوتی تو آپ اس میں بھی حصہ لیتے اور اگر دنیوی امور پر گفتگو ہوتی تو آپ اس میں بھی حصہ لیتے، اور جب صحابہ کوئی شعر پڑھتے یا اپنے بچپن کا کوئی تذکرہ کرکے ہنستے تو حضور بھی مسکرا دیتے۔ حضورؐ کی یہ عادت نہ تھی کہ رعب ڈالنے کے لئے تیوری چڑھا کر بیٹھیں یا ترشروئی سے کام لیں۔ حضورؐ کی زندگی میں سادگی تھی، اور بے تکلفانہ رہتے سہتے تھے، مجلس میں بڑے بن کر بیٹھنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اس سے حضورؐ کوسوں دور رہتے۔

تعظیم اور خطابات سے نفرت

ایک دفعہ حضور باہر سے تشریف لائے، لوگ حضور کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے، اس پر حضور نے فرمایا عجمیوں کی طرح تعظیم کے لئے کھڑے ہونا مجھے پسند نہیں، اور جب لوگ بڑے بڑے خطابات سے آپ کو مخاطب فرماتے، آپ ان کو منع فرما دیتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو ان الفاظ سے مخاطب فرمایا:- اے ہمارے آقا! اے ہمارے آقا کے فرزند! ہم میں سے سب سے بہتر شخص کے فرزند! حضورؐ نے فرمایا:- "اپنے آپ کو مصیبت سے بچاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو اس بلند مقام سے گرا دے جس پر تم کھڑے ہو۔ میں محمد (صلعم) ہی ہوں۔ عبداللہ کا بیٹا ۔۔۔ خدا کا ایک بندہ ہوں اور اس کا رسول۔ اور بس، میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس سے کچھ زیادہ سمجھو جس قدر کہ خدا نے مجھے بنایا ہے ؎

مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

ایک دفعہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا "اے سب خلقت میں سے اعلیٰ اور اشرف"۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تو ابراہیم تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بنی عامر کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے حضور کی طرف اشارہ کرکے کہا "یہ ہے ہمارا آقا!" حضورؐ نے فرمایا "آقا تو خدا ہے"۔ اور جب انہوں نے یہ الفاظ استعمال کئے "یہ ہم میں سے سب سے اعلیٰ اور اشرف ہیں" تو حضور صلعم نے فرمایا "جب تم بولو تو سوچ کر بولو اور غور کرو کہ شیطان تم کو گمراہ تو نہیں کر رہا"

مداحوں میں فروتنی کا اظہار

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان چاروں طرف سے مداحوں اور جان نثاروں سے گھرا ہوا ہو اور ایسے لوگ اس کے چاروں طرف ہوں جو اپنا خون بھی اس کے لئے بہانے کے لئے تیار ہوں، اس وقت اس کا منکسر المزاج ہونا واقعی ایک معجزہ ہے۔ اور اصل منکسر المزاجی اور فروتنی کی جانچ بھی ایسے ہی موقعوں پر ہوتی ہے اور اسی وقت انسان کا کیرکٹر ظاہر ہوتا ہے۔ یہ خصوصیت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ کہ سینکڑوں انسان حضور پر دل وجان سے فدا ہیں اور ان کے دلوں میں حضور کی بے پناہ عزت و تعظیم ہے اور حضورؐ کو نہایت بلند مقام پر فائز سمجھتے ہیں اور جو کچھ حضور کی مبارک زبان سے نکلے اس کو بلا کم وکاست ماننے پر تیار ہیں۔ مگر حضورؐ کو دیکھئے کہ اپنے لئے کس قدر فروتنی اور عجز و انکسار کا اظہار فرماتے ہیں۔ ایسے ہی مواقع پر حضورؐ کے کیرکٹر کا پتہ چلتا ہے۔

فتح مکہ کے وقت خدا کے حضور عجز

جب آپؐ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور ہزاروں نفوس حضورؐ کے ہمراہ تھے، اور یہ سب لوگ دل و جان سے حضور پر قربان تھے تو کیا اس وقت حضور نے کسی غرور و فخر کا اظہار کیا ہرگز نہیں، حضور نے خدا کے حضور نہایت عجز سے اپنا سر اس قدر جھکا دیا کہ گھوڑے کی زین سے چھونے لگا۔ حضور کی فروتنی اور منکسر المزاجی کی مثالوں سے تاریخ مملو ہے۔ غریب سے غریب آدمی بھی حضور کو بلاتا، تو آپ اس سے ملتے اور اس کی بات کا جواب دیتے۔

بے تکلفی کی ایک اور مثال

ایک دفعہ ایک صحابی نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور وہاں سے اپنے حصہ کی چادر لے آؤ، بیٹا گیا مگر اس وقت حضرت صلعم چادروں کی تقسیم ختم کرکے مسجد میں سے تشریف لے گئے تھے، اور گھر کے اندر تشریف رکھتے تھے، اس نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں تم ان کو ان کے مکان پر جاکر آواز دو۔ اس نے کہا کہ کیونکر آواز دوں یہ جسارت مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ اور وہ میری کیا پرواہ کریں گے۔ صحابی نے کہا نہیں بیٹا! ایسا مت خیال کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت رحیم و کریم انسان ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹے انسان سے بھی ملتے اور اس کی بات کا جواب دیتے ہیں۔ تم ان کو ایسا نہ سمجھو وہ ترش رو یا تنگ مزاج ہیں، چنانچہ بیٹا گیا اس نے حضرت نبی کریم صلعم کو بلایا، آپ فوراً بطیب خاطر باہر تشریف لائے اور اس صحابی کا حصہ عطا فرمایا

حضرت نبی کریم صلعم کھانا کھاتے وقت

حضور نبی کریم صلعم بڑی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ جس طرح آپؐ کا لباس سادہ تھا اسی طرح آپ کا کھانا بھی سادہ تھا کھانے پینے میں کسی تکلف کو روا نہ رکھتے، جو کچھ مل جاتا کھا لیتے کھانا کھانے سے پہلے آپ ہاتھ دھو لیتے اور جب کھانے لگتے تو خدا کا نام لیتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس کام کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی جائے وہ بے برکت ہوتا ہے متکبر لوگوں کی طرح لیٹ کر یا تکیہ لگا کر کھانے کو حضور ناپسند فرماتے

ایک دفعہ آپ کھانا کھا رہے تھے تو ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلعم)! تو اس طرح کھانا کھاتے ہیں جس طرح غلام کھاتے ہیں حضورؐ نے فرمایا بے شک میں اپنے مالک کا غلام ہی ہوں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک انسان ہوں اور جس طرح دوسرے لوگ کھانا کھاتے ہیں میں بھی کھانے کا محتاج ہوں۔ حضورؐ کی عادت تھی کہ کھانا بہت گرم نہ کھاتے اور فرماتے کہ زیادہ گرم کھانے میں برکت نہیں۔ حضور کا یہ ارشاد بہت درست ہے، بہت گرم کھانا کھانے سے حلق خراب ہو جاتا ہے جس سے طرح طرح کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں، عموماً حضورؐ کا قاعدہ تھا کہ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے، اور بعض اوقات چوتھی انگلی شامل کر لیتے۔

آپ کے پسندیدہ کھانے

حضرت نبی کریم صلعم ان چھنے جو کے آٹے کی روٹی کھایا کرتے تھے، پھلوں میں سے انگور، خربوزہ اور کھجور آپ کو مرغوب تھا آپ خربوزہ روٹی کے ساتھ کھاتے۔ کھجوریں اکثر پانی کے ساتھ تناول فرماتے۔ کبھی آپ دودھ کا ایک گھونٹ پی لیتے، اور اس پر ایک کھجور کھاتے۔ آپ گوشت کے ساتھ ثرید کا استعمال فرماتے، سبزیوں میں آپؐ کو کدو بہت پسند تھا، بکری کے گوشت میں سے اگلے ہاتھ کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا۔ روٹی کے ساتھ سرکہ کا استعمال آپ کو مرغوب تھا۔ آپ کو کچا پیاز اور لہسن ناپسند تھے کیونکہ ان کے کھانے سے منہ سے بو آتی ہے، آپ کسی کھانے کو اپنی زبان سے برا نہ کہتے تھے جو چیز غیر مطبوع ہوتی نہ کھاتے۔ لیکن زبان سے اس کی برائی نہ کرتے۔

کھانا کھانے کے بعد

جب آپ کھانا کھا چکتے تو خدا کا شکر بجا لاتے اور دعا کرتے الحمد للہ الذی اطعمنا واسقانا وجعلنا من المسلمین۔ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرتے

(باقی صـ۱۲ پر)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں غیر مسلموں سے رواداری

(مرتضیٰ خاں حسن)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جہاں اور مختلف پہلوؤں سے بنی نوع انسان کے لئے موجب رحمت ثابت ہوئی وہاں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری کا پہلو بھی اس قدر شاندار ہے کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے، رواداری کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام جو اسلامی سلطنت میں پائی جاتی ہوں ان سے نیک سلوک کیا جائے، ان کے حقوق کی نگہداشت اور ان کے جان و مال کی حفاظت کی جائے، ان کو مذہبی آزادی دی جائے، اور ہر معاملہ میں ان سے انصاف کیا جائے۔

سب قوموں میں برادری کی بنیاد

قرآن مجید جو مسلمان قوم کا ضابطۂ حیات ہے شروع ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے الحمد للہ رب العالمین یعنی سب تعریفیں اس اللہ کے لئے سزاوار ہیں جو تمام جہانوں تمام قوموں کا رب ہے، وہ کسی خاص قوم یا کسی خاص فرقہ کا رب نہیں بلکہ مسلم غیر مسلم سب کا رب ہے، اور اس کی نعمتوں سے سب مساوی طور پر بہرہ ور ہوتے ہیں۔ وہ سب کا مالک سب کا پیدا کرنے والا اور سب کو رزق دینے والا ہے ربّ العٰلمین کی صفت نے دنیا کی ساری قوموں کے اندر ایک برادری کی بنیاد قائم کر دی ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔

معابد کی حفاظت اور مذہبی آزادی

قرآن مجید نے رواداری کے متعلق اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ ایک جگہ ارشاد فرمایا لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ یعنے اے مسلمانو! تم ان کو بھی گالی نہ دو جنہیں یہ منکر لوگ خدا کے سوائے معبود قرار دیتے ہیں، پھر ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ ہمیں غیر قوموں کے عبادت خانوں کی بھی حفاظت کرنی چاہیئے۔ لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لھدمت صوامع و بیعٌ و صلوٰۃ و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیراً (سورۃ الحج) یعنی اگر اللہ تعالےٰ بعض لوگوں کو (یعنے اقوام کو) بعض (یعنے مسلمانوں) کے ذریعے نہ روک دیتا تو راہبوں کی کوٹھڑیاں اور گرجے۔ اور دوسرے مذہبوں کے عبادت خانے اور مسجدیں سب ویران کر دی جاتیں، اس حکم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسرے مذاہب کے معابد کی حفاظت کی تعلیم دے کر رواداری کی بے نظیر مثال قائم کی ہے اور اسکے ساتھ ہی سب کو مذہبی آزادی کا تمغہ بھی عطا فرمایا ہے۔

. . . .

سب قوموں کے بزرگوں کی تعظیم

پھر قرآن مجید میں ارشاد وارد ہے:- قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب والاسباط (سورۃ البقرہ) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے سب سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور ان کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے خدا نے ہمیں سب قوموں کے بزرگوں کی تعظیم کا حکم دیا ہے۔ اور اس طرح سے ایک دوسرے کے نزدیک کر دیا ہے۔

غیر قوموں سے احسان اور انصاف

پھر غیر قوموں کے ساتھ احسان اور انصاف کرنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ صاف لفظوں میں حکم دیا کہ خدا تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے جنہوں نے تمہارے خلاف جنگ نہیں کی۔ اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے باہر نکال دیا۔ بیشک خدا انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے (سورۃ الممتحنہ) جہاں تک مال خرچ کرنے یا صدقات و خیرات دینے کا سوال ہے اس بارہ میں بھی پوری پوری آزادی دی ہے جو غریب مسکین، یتیم محتاج ہو، اس کو دو اس کی مدد کرو خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو، فرمایا:-

ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً ۝ (سورۃ الدھر) یعنی خدا کے نیک بندے وہ ہیں جو خدا سے محبت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں

حضرت نبی کریم صلعم کا غیر مسلموں سے سلوک

نبی کریم صلعم نے اپنے جانی دشمنوں سے بھی ہمیشہ نیک سلوک کیا۔ جن لوگوں نے آپ کو ہر طرح سے دکھ پہنچایا۔ آپ پر پتھر پھینکے۔ آپ کو لہو لہان کیا اور آپ کے پیارے صحابہ اور آپؐ کے نہایت قریبی رشتہ داروں کو آپ کی آنکھوں کے سامنے ذبح کیا ان کے ساتھ بھی نیک سلوک کیا۔ جب آپؐ نے مکہ فتح کیا آپ کو پورا پورا حق پہنچتا تھا کہ آپ ان سے انتقام لیں اور ان کی گردنیں اڑا دیں، مگر اللہ رے حضور کا عفو و رحم کہ سب کو معاف کر دیا، فرمایا:-

لاتثریب علیکم الیوم

یعنے میں تم سب کو معاف کرتا ہوں۔ سبحان اللہ۔ آپ کس قدر رحیم و کریم انسان تھے اللھم صل علیٰ محمد و بارک وسلم۔ کیا دنیا کی کسی تاریخ میں اس قدر رحم و کرم کی نظیر مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

جہاں تک غیر اقوام کے ساتھ انصاف کرنے کا سوال ہے حضور اس کے اس قدر پابند تھے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان نے ایک ذمی (غیر مسلم) کو قتل کر دیا، آپ نے فوراً قاتل سے قصاص لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یاد رکھو کہ ذمی کے مال و جان کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور ہمارا فرض ہے کہ قاتل کو قرار واقعی سزا دی جائے خواہ وہ کوئی ہو اس میں مسلم اور کافر کا کوئی امتیاز نہیں۔

ذمی اور مسلمان کا خون

اسی طرح حضور کے بعد جو خلفاء آپؐ کے جانشین ہوئے انہوں نے بھی حضور کے طریق پر عمل کیا۔ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے ایک ذمی کو قتل کر دیا حضرت عمر رضؓ نے حکم دیا کہ قاتل کو مقتول کے وارثوں کے سپرد کر دیا جائے، اس حکم کی فی الفور تعمیل کی گئی اور مقتول کے ورثاء نے قاتل کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں ایک مسلمان پر ذمی کے قتل کا الزام لگایا گیا۔ ثبوت ملنے کے بعد حضرت علی رضؓ نے مسلمان کو قتل کرنے کا حکم نافذ فرمایا۔ مقتول کے ورثاء نے عرض کی کہ ہم خون معاف کرتے ہیں لیکن حضرت ممدوح کو تسلی نہ ہوئی اور فرمانے لگے کہ شاید تجھے ڈرایا دھمکایا گیا ہے اس نے جواب دیا کہ ایسا ہرگز نہیں میں نے خونبہا لے لیا ہے اور فریقین میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے اس موقعہ پر فرمایا ذمی کا خون ایسا ہی قیمتی ہے جیسا کہ ایک مسلم کا۔

ذمیوں سے مالیہ وصول کرنے میں سختی نہ کی جائے

پھر یہ بھی قابل ذکر امر ہے کہ ذمیوں سے سختی کے ساتھ مالیہ وصول کرنے کی ممانعت تھی۔ حضرت علی رضؓ نے ایک دفعہ ایک افسر کو ایک صوبے کا حاکم مقرر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ذمیوں کے کپڑے۔ ان کے کھانے پینے کا سامان ان کے مویشی، جن سے کھیتی باڑی کرتے ہیں، مالیہ لینے . . . . . کے لئے ہرگز وصول نہ کرنا نہ انکو کوڑے لگانا نہ ان کو کوئی اور سزا دینا اور نہ ان کی کسی چیز کو نیلام کرنا، ہمیں ذمیوں سے ہر طرح سے نیک سلوک کرنا چاہیئے اگر تو نے میرے حکم کے خلاف کیا تو خدا تجھ کو پکڑے گا اور اگر میرے کانوں تک اس بارہ میں تیری شکایت پہنچی تو میں تجھے تیرے عہدہ سے برطرف کر دوں گا"

لوگوں کو عذاب دینا

ہشام بن حکم نے حمص کے ایک سرکاری افسر کو دیکھا کہ اس نے ایک قبطی کو دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے، حضرت عمر رضؓ نے اسکو سخت ملامت کی اور فرمایا کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ ان اللہ عزوجل یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا۔

محتاج ذمیوں کو وظیفہ

پھر کس قدر رواداری کا ثبوت تھا کہ جو غیر مسلم محتاج ہو جائے یا روزی کمانے سے معذور ہو جائے اس کو بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا تھا۔ حضرت خالد نے حیرہ

کے باشندوں کو جو امان نامہ لکھ کر دیا اس میں تحریر تھا:-
"میں نے ذمیوں کو یہ حق بھی دیا ہے کہ ان میں جو بوڑھا ہو جائے اور اپنی روزی کمانے سے معذور ہو یا اس پر کوئی اور مصیبت نازل ہو جائے، اس سے جزیہ وصول نہ کیا جائے بلکہ معاف کر دیا جائے اور سرکاری بیت المال سے اسکو وظیفہ دیا جائے"

ایک دفعہ حضرت عمر رض نے ایک بڈھے عیسائی کو بھیک مانگتے دیکھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تو بھیک کیوں مانگتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جزیہ ادا کرنے کے لئے۔ آپ نے اس کا جزیہ معاف کر دیا اور منتظمین کو حکم دیا کہ ایسے لوگوں سے جزیہ وصول نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ نے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ:-
"خدا کی قسم یہ بالکل انصاف نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کی جوانی سے تو فائدہ اُٹھائیں اور بڑھاپے میں ان کو دھتکار دیں اور ان کی مدد نہ کریں"

جب حضرت عمر رض نے دمشق کا سفر کیا آپ نے کئی ذمیوں کی حالت دیکھکر ان کا وظیفہ مقرر فرمایا اور ان کے لئے گھر بیٹھے کھانے پینے کا سامان کر دیا۔

نوازشات کی بارش

غرضکہ ذمیوں کی ہر طرح سے رعایت کی جاتی تھی۔ اگر کوئی ذمی مرجاتا اور اس کے ذمہ جزیہ کا بقایا ہوتا تو وہ اس کے ترکہ میں سے وصول نہ کیا جاتا تھا۔ اور نہ ورثاء پر کوئی بار ڈالا جاتا تھا۔ ذمیوں پر نوازشات کی اس قدر بارش کی جاتی تھی کہ انہیں فوجی خدمت بھی معاف تھی۔ مسلمان قوم کے لوگ جنگ کے وقت اپنی گردنیں کٹواتے تھے۔ مگر یہ لوگ (یعنے ذمی) عیش و آرام سے گھر بیٹھے رہتے تھے۔

حفاظت نہ کرسکنے پر جزیہ واپس

ان سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا، یہ ان کی جان و مال کی حفاظت کے لئے تھا۔ جب مسلمان ان کی جان و مال کی حفاظت سے معذور ہوتے تو ان سے جزیہ بھی نہیں لیا جاتا تھا۔ جنگ یرموک کے موقعہ پر جب رومیوں نے مسلمانوں کے خلاف بہت بڑی فوج تیار کی، اور مسلمانوں کو شام کے مفتوحہ علاقوں کو چھوڑنے کی ضرورت پیش آئی، تو اس وقت حضرت ابو عبیدہ نے اپنے ماتحت افسروں کو لکھا کہ جو جزیہ اور خراج ذمیوں سے لیا گیا ہے وہ واپس کر دیا جائے اور ان سے کہدیا جائے کہ بحالات پیش آمدہ تمہاری حفاظت سے ہم معذور ہیں۔ اس انصاف کا اہل حمص پر اس قدر اثر پڑا کہ انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ
"ہمیں ہرقل کی حکومت سے تمہاری حکومت بدرجہا زیادہ مرغوب و محبوب ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ تم لوگ ہم پر حکومت کرو اور ہم خود ہرقل کے آدمیوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیں گے۔"

اس قسم کی کئی مثالیں تاریخ سے دی جاسکتی ہیں۔

تعزیرات میں مساوات

پھر قابل غور امر ہے کہ تعزیرات اسلامیہ میں ذمی اور مسلمان کا ایک ہی درجہ قرار دیا گیا ہے چنانچہ جرائم کی جو سزا مسلمانوں کے لئے ہے وہی ذمی کے لئے بھی ہے، ذمی کا مال مسلمان چرا لے یا مسلمانوں کا مال ذمی چرائے دونوں حالتوں میں چور کو ایک طرح کی سزا دی جائے گی۔ حضرت علی رضی نے یہ فرمایا ہے اموالھم کاموالنا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ان کے مال کی اسی طرح حفاظت ہونی چاہیئے جس طرح مسلمان کے مال کی۔

مسلمان بادشاہوں کا غیر مسلموں سے سلوک

مسلمان بادشاہوں کے حالات تاریخوں میں پڑھ جاؤ وہ ہمیشہ غیر اقوام سے رواداری کا سلوک کرتے رہے خود ہندوستان میں سینکڑوں سال مسلمانوں کی حکومت رہی۔ ہمیشہ ہندوؤں سے نیک سلوک کیا گیا۔ ان کو بڑے بڑے عہدے دیئے گئے، ان کو جاگیریں اور انعامات اور معافیاں دی گئیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کو بہت بدنام کیا جاتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب غلط افسانے ہیں جو لوگوں نے اس نیک نہاد اور منصف بادشاہ کو بدنام کرنے کے لئے گھڑ رکھے ہوئے ہیں ایک دفعہ ایک درباری نے عالمگیر سے کہا کہ فلاں شخص آتش پرست قوم کا ہے اس لئے اس کو ملازمت میں رکھنا نہیں چاہیئے۔ منصف مزاج بادشاہ کو سخت ناگوار گذرا اور فرمایا کہ امور سلطنت میں مذہب کا کیا لین دین، ہر شخص جو قابل اور دیانتدار ہے سرکاری ملازمت کا مستحق ہے خواہ وہ کسی مذہب یا ملت سے تعلق رکھتا ہو۔

اسلامی عدالتوں کا عدل و انصاف

مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں عدالتیں کھلی تھیں رعیت کے ہر شخص کو اجازت تھی اور اسکو یہ حق حاصل تھا کہ جس کے خلاف چاہے دعوے دائر کرے۔ خواہ خود حاکم وقت کے خلاف ہی ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ محمد تغلق بادشاہ نے ایک غیر قوم کے شخص کو مروا دیا۔ مقتول کے بھائی نے قاضی کی عدالت میں دعوے دائر کر دیا، قاضی نے بادشاہ کو عدالت میں بلوا بھیجا، بادشاہ کو حاضر ہونا پڑا۔ فریقین کے بیان سن کر قاضی نے بادشاہ کے خلاف فیصلہ دیا اور فرمایا کہ بادشاہ کا قصور ثابت ہے اور وہ قتل کی سزا کا مستحق ہے، لیکن مقتول کے ورثاء نے بادشاہ سے خونبہا لے کر سمجھوتہ کر لیا اور اس طرح سے یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

اس قسم کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جہانگیر کا اپنی چہیتی بیوی نورجہان پر ایک دھوبی کی بیوی کو مارنے کے بدلے قصاص وار دکرنا، ترکی کے شہنشاہ مراد سے ایک معمار کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے قصاص لیا جانا تاریخ کی روشن ترین مثالیں ہیں، غرض اسلام صرف مسلمانوں ہی کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے رحمت و برکت لے کر آیا اور اس نے بلا امتیاز تمام اقوام کو خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی، کالے ہوں یا گورے ایک ہی نظر سے دیکھا، اور ایک جیسا سلوک ان سے کیا، آج کہا جاتا ہے کہ اسلامی سلطنت میں کوئی غیر مسلم کلیدی اسامی پر فائز نہیں ہوسکتا کیا مندرجہ بالا واقعات اس خیال کی تغلیط کے لئے کافی نہیں کاش مسلمان تعصبات کو چھوڑ کر اپنے عمل سے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرسکیں۔

حضور صلعم کی منکسر المزاجی

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

اور کلی کرتے، پانی پینے میں آپ احتیاط کرتے کہ تین دفعہ سانس لے کر پیتے۔ یک لخت نہ پیتے۔ اور ہر دفعہ بسم اللہ شروع میں اور آخر میں الحمدللہ پڑھتے۔ پانی کے گھونٹ تھوڑے تھوڑے لیتے۔ پانی پیتے ہوئے برتن کے اندر سانس نہ لیتے کبھی آپ نے اپنی ازواج کو حکم نہیں دیا کہ میرے لئے فلاں چیز طیار کرو۔ بلکہ جو کھانے کے لئے آپ کے سامنے لایا جاتا آپ کھا لیتے اور جو پینے کے لئے ملتا پی لیتے۔

انتہائی سادگی کی رُوح

حضور صلعم کے کھانے پینے، رہنے سہنے اور لباس میں انتہائی سادگی کی رُوح نظر آتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحابی عثمان بن عفان آپ کے لئے حلوے کی قسم کا ایک کھانا لائے اور جب آپ کھا چکے تو آپ نے پوچھا "ابو عبداللہ! یہ تم کیا لائے تھے؟ عثمان نے جواب دیا فداک روحی یارسول اللہ! ہم نے شہد اور گھی ایک ہنڈیا میں ڈالا اس کو آگ پر رکھا اور اس میں گندم کا آٹا ملا کر اس کو ہلاتے رہے۔ حتیٰ کہ اس کی یہ صورت بن گئی، جو حضور نے ملاحظہ فرمائی، حضور نے فرمایا یہ تو بڑی ہی پُرلطف چیز بن گئی۔

جانوروں سے سلوک

ایک دفعہ حضور صلعم کھجوریں کھا رہے تھے، اور گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتے جاتے تھے، اتنے میں ایک بکری آئی حضور نے اپنا گٹھلیوں والا ہاتھ اس کے سامنے پھیلا دیا، وہ گٹھلیاں کھانے لگی۔ آپ دائیں ہاتھ سے خود کھجوریں کھاتے رہے اور بائیں ہاتھ پر سے بکری گٹھلیاں کھاتی رہی، حتیٰ کہ کھانا ختم ہو گیا اور وہ بکری چلی گئی۔

غرض کہاں تک لکھا جائے، حضور کے اخلاق عالیہ اور سادہ زندگی کی تفصیلات اس قدر ہیں کہ ان سے کئی ضخیم کتابیں تیار ہوسکتی ہیں، یہ چند باتیں محض اس غرض سے لکھی گئیں کہ ہم بھی اپنی روزانہ زندگی میں یوں، اور کھانے اور پینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی پیروی کرکے فلاح دارین حاصل کریں۔

علمی پریس میرٹل سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ "تبلیغ" — فون نمبر ۳۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ — ۱۷ نومبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۷۳

متاعِ وصلِ جاناں بس گراں ہست

(حسن)

زچشمِ خوں فشاں دردم عیاں ہست
ہماں دردیکہ در پہلو نہاں ہست

من ارچہ گشتہ ام پیرِ کہن سال
بحمد اللہ کہ بختِ من جواں ہست

بہائے کمتریں ش ہر دو عالم
متاعِ وصلِ جاناں بس گراں ہست

چہ حاصل از دواہائے طبیباں
مریضِ عشق از بس خستہ جاں ہست

حدیثِ وصفِ پیرِ ما چہ پرسی
تعالیٰ اللہ! فخرِ کاملاں ہست

بزہد و اتقا مثلش نہ یابی
بعلم و فضل یکتائے جہاں ہست

بفیضِ دم دہد جاں مردگاں را
خوشا لقبش مسیحائے زماں ہست

ہمان مردیکہ خبرش داد احمد صلعم
ہماں ست و ہماں ست و ہماں ست

ارشاداتِ نبوی

مہمان کا حق

عن عقبۃ بن عامر قال قلنا للنبی صلے اللہ علیہ وسلم انک تبعثنا فننزل بقوم لا یقرونا فما ترٰی فیہ فقال لنا ان نزلتم بقوم فامر لکم بما ینبغی للضیف فاقبلوا فان لم یفعلوا فخذوا منہم حق الضیف۔

(بخاری کتاب المظالم والغصب)

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہم کو بھیجتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں کے پاس جا کر ٹھہرتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اگر تم کسی قوم کے پاس اترو اور تمہارے لئے اس قدر کا حکم دیا جائے جو مہمان کے لئے چاہیئے تو قبول کر لو اور اگر انہوں نے نہیں کیا تو ان سے مہمان کا حق لے لو۔

رستہ کا حق

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والجلوس علی الطرقات فقالوا مالنا بد انما ھی مجالسنا نتحدث فیہا قال فاذا ابیتم الا المجالس فاعطوا الطریق حقہا قالوا وما حق الطریق قال غض البصر وکف الاذیٰ ورد السلام وامر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رستوں میں بیٹھنے سے بچے رہو انہوں نے عرض کیا کہ (اس کے سوا) ہمیں چارہ نہیں یہی ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں، ان میں ہم بات چیت کرتے ہیں، فرمایا جب تم (وہاں) بیٹھنے پر مجبور ہی ہو تو رستے کا حق ادا کیا کرو، انہوں نے عرض کیا رستے کا حق کیا ہے، فرمایا نگاہ نیچے رکھنا اور تکلیف کی چیز کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور نیک کام کی ہدایت کرنا اور برے کام سے روکنا۔

نوٹ:۔ غض بصر کا حکم اس لئے دیا کہ رستوں پر عورتیں بھی گذرتی ہیں۔ کف اذیٰ کو یہاں رستے کا حق قرار دیا ہے اس لئے رستے میں کسی اذیت دینے والی چیز کا پھینکنا خلاف شریعت ہے۔

جلسہ سالانہ میں سب دوستوں کی شرکت ضروری ہے

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشادِ گرامی

دسمبر ۱۸۹۶ء کے جلسہ سالانہ پر بہت کم لوگ آئے اس پر بعد اظہار افسوس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ وہ کیا بن جائیں وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا اسے ڈرنا چاہیئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہماری مہمات کا متکفل خدا ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں ہمیں دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہیئے میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں ہم تو نکمے ہیں یونہی بیٹھ کر روٹی کیوں توڑا کریں وہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔"

پیغام صلح:۔ حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد آج بھی اسی طرح قابل توجہ ہے جیسا آپ کی زندگی میں تھا، بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ آج خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کی سب سے بڑی ضرورت **جماعتی اتحاد** ہے جو جلسہ سالانہ میں تمام احباب کی شرکت کا طالب ہے۔

کیا آپ تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے آئندہ جلسہ سالانہ میں جو ۲۴، ۲۵، ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا شریک ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کی تقویت اور جماعت کے اتحاد و اتفاق میں ساعی ہوں گے؟

۲۴ر دسمبر کو جمعہ کا دن دس بجے صبح سے لیکر نماز جمعہ تک

مستورات کا جلسہ ہوگا

سہ روزہ پیغام صلح ―――― مؤرخہ ۱۷ نومبر ۱۹۵۴ء

قومی اتحاد کی ضرورت

حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں جو دوسری جگہ درج ہے اور جس کا اقتباس گذشتہ شیوع میں بھی ہدیۂ قارئین کیا جا چکا ہے، جماعت کو ایک ایسے اہم امر کی طرف توجہ دلائی ہے جس پہ ہماری قومی زندگی کا انحصار ہے، اتحاد و اتفاق ایسی چیز ہے جو قوموں کو زندہ کرنے اور ترقی کی بلند ترین منازل پر پہنچانے کا موجب ہوتی ہے اور اسی چیز کے فقدان نے بڑی بڑی مضبوط اور ترقی یافتہ اقوام کو تہس نہس کر کے رکھدیا، تفرقہ و انتشار کو قرآن کریم نے قومی زندگی کی ہوا بگاڑنے کا موجب قرار دیا ہے، ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم دیکھو جھگڑو نہیں ورنہ ہمت ہار دو گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی یعنی تمہارا غلبہ جاتا رہے گا مسلمان جس وقت تک اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز رہے دنیا ان کے زیر نگیں ہوتی چلی گئی، لیکن جونہی تنازعات ان میں پیدا ہوئے ایک دوسرے پر فتوے بازیاں شروع ہوئیں، بات بات پر ایک دوسرے پر لعن طعن اور قتل و مقاتلہ جاری ہوا ان کی ہوا بگڑ گئی اور ان کا غلبہ جاتا رہا۔

اس میں شک نہیں کہ جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا ہے اختلاف دنیا میں ہوا کرتے ہیں، لیکن ایک دوسرے کے اختلاف کو نیک نیتی پر محمول کر کے اسے برداشت کرنا اور بھائیوں کی طرح اسے سلجھانے کی کوشش کرنا صحیح اسلامی سپرٹ ہے، قرآن کا فرمان ہے ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بین عداوۃ کانہ ولی حمیم باہمی اختلافات کو ایسے احسن طریق سے دور کرو کہ وہ شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی ہے، تمہارا گہرا دوست بن جائے اور ساتھ ہی فرمایا وما یلقّٰھا الا الذین صبروا وما یلقّٰھا الا ذو حظ عظیم بدی یا اختلاف کو احسن طریق پر دور کرنے اور دشمن کو دوست بنانے کی توفیق ان لوگوں کو ملتی ہے جو صبر سے کام لیتے اور بہت بڑے دل کے مالک ہیں۔

اے احمدی قوم کے بزرگوارو اور اے مسیح موعودؑ کے ماننے والو آپ کو بھی خدا کے مامور نے جس مقام پر کھڑا کیا ہے اس کے لئے بہت بڑا دل اور بہت بڑا صبر درکار ہے، تبلیغ دین کا کام، داعی الی اللہ کا منصب عظیم الشان صبر اور بہت بڑے دل گردہ کو چاہتا ہے اور آپ نے اس سلسلہ میں جو انقلاب عظیم پیدا کیا وہ بتا رہا ہے کہ آپ یقیناً بہت بڑے دل گردہ کے مالک اور صبر کے بلند مقام پر فائز ہیں، پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس معمولی اختلاف کو جو عقائد کا اختلاف نہیں اور نہ کسی کے ذاتی اقتدار و منصب سے تعلق رکھتا ہے، بھائیوں کی طرح بیٹھ کر حل نہ کر سکیں، یقیناً کر سکتے ہیں محض اتنی سی بات کہ جنرل کونسل کا انتخاب کس طرح سے ہونا چاہیئے اور کس طریق سے نہیں ہونا چاہیئے ایسی نہیں کہ حل نہ ہو سکے ...... اس کا تصفیہ نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے بشرطیکہ آپ مل کر بیٹھیں اور اتفاق و اتحاد کی روح لے کر ایسی صورت اختیار کریں جو قوم کو ایک کرنے کا موجب ہو، دیکھیئے مسیح موعودؑ کا کھلا فرمان ہے کہ :-

"جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر نہ کھڑا ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔" (الوصیت)

آپ کا ارشاد ہے :-

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور **ایک ہو جاؤ**" (ازالہ اوہام)

حضرت مسیح موعود کی اس وصیت اور آپ کے اس کھلے ارشاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس درد بھری اپیل کی طرف پھر توجہ کیجئے کہ :-

" اس جلسہ میں (جو ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر) کو منعقد ہونے والا ہے ہر ایک شخص جو سلسلہ احمدیہ میں شامل ہے آکر شرکت کرے قوم مقدم ہے افراد پر، قوم کا اتحاد اور سب کا مل کر کام کرنا سب چیزوں سے بڑھکر ضروری ہے تمام جماعتیں مل کر اس ارادہ سے آئیں کہ قومی اتحاد میں جو رخنہ ہے اس کو دور کیا جائے تمام جماعتوں کے احباب اس نیت سے جمع ہوں کہ ہم نے اختلافات کو مٹانا ہی جب قوم جمع ہو گی تو خدا اور رسول کے فرمودہ کے مطابق برکت نازل ہو گی جماعت کا فیصلہ حتمی اور قطعی ہو گا اور اسی کو نافذ کیا جائے گا۔"

کیا جماعت کے تمام احباب اس **اپیل** پر جس کا لفظ لفظ صحیح اسلامی سپرٹ کا حامل اور قومی زندگی کو مضبوط کرنے کا داعی ہے لبیک کہکر سلسلہ عالیہ سے دلی محبت کا ثبوت دیں گے ؟ ٭

اخبار و افکار

ساری دُنیا کا ایک ہی نبی

"الفضل" مؤرخہ ۷ نومبر میں کلام النبی کے زیرِ عنوان مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے (برادرِ خورد خلیفہ صاحب قادیان) کی کتاب "چالیس جواہر پارے" سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:-

وکان النبی یبعث الیٰ قومہ خاصۃ
وبعثت الی الناس عامۃ (بخاری)

اس کی تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحب ممدوح لکھتے ہیں:-

"جہاں گذشتہ نبی خاص خاص قوموں کی طرف اور خاص خاص زمانوں کے لئے آتے تھے وہاں آپ ساری دنیا کے اور ساری قوموں اور سارے زمانوں کے واسطے مبعوث کئے گئے ہیں یہ ایک بہت بڑی خصوصیت اور بہت بڑا امتیاز ہے جس کے نتیجہ میں آپ کا خداداد مشن ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے وسیع ہو گیا اور آپ خدا کے کامل و مکمل مظہر قرار دیئے گئے ہیں یعنی جس طرح ساری دنیا کا خدا ایک ہے اسی طرح آپ کی بعثت سے ساری دنیا کا نبی بھی ایک ہو گیا اللھم صل علیٰ محمد وبارک وسلم"

آخری جلی الفاظ کو پھر پڑھئے اور غور کیجئے کہ کیا ان الفاظ کا لکھنے والا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے نبی کی آمد کا قائل ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی کوئی گنجائش ان الفاظ میں باقی رہ گئی ہے۔ یہ خلیفہ صاحب قادیان کے بھائی کا یہ اعلان یقیناً خوشی و مسرت سے پڑھا جائے گا اور امید ہے کہ قادیانی جماعت کے سابقہ عقائد دربارہ اجرائے نبوت کے خلاف جوش و اشتعال کو کم کرنے کا موجب ہو گا۔

مُلّا کی تعریف

مودودی جماعت کا روزنامہ "تسنیم" رقمطراز ہے:-

"ایک پرانی روایت ہے جو صوبہ سرحد کے ایک ملا سے متعلق ہے کہتے ہیں ایک ملا جی کو اپنے گاؤں کے ایک ہندو دکاندار سے کوئی وجہ شکایت پیدا ہو گئی، غالباً رام چند نے ملا جی کو قرض یا ادھار سودا دینے سے انکار کر دیا تھا، ملا جی نے اگلے ہی روز خطبہ جمعہ میں اعلان کر دیا کہ مسلمان بھائیو رام چند وہابی ہو گیا ہے اس کی دکان سے جو سودا لے گا وہ بھی وہابی ہو جائے گا یہ سن کر تمام سادہ دل مسلمان رام چند سے بدظن ہو گئے اور انہوں نے دکاندار کا بائیکاٹ کر دیا رام چند نے یہ دیکھا تو اس نے ملا جی کی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش کیا۔ آئندہ کے لئے ان کی خدمت کرنے کا عہد کیا اور ملا جی نے اعلان کر دیا کہ رام چند اب وہابی نہیں رہا۔"

یہ کن ملا جی کی تعریف ہو رہی ہے کیا وہی تو نہیں جو اگلے دن پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کو کافر و ملحد اور اس کے دستور کو خلاف اسلام قرار دے کر اس کے توڑنے پر مصر تھے اور اب جب اس کے توڑنے کی نوبت آئی تو اسی کافر و ملحد سے نذرانہ لے کر اس کو پکا مسلمان اور اس کے دستور کو عین اسلام قرار دے رہے ہیں؟

کیا ان حالات و واقعات کے ہوتے ہوئے جماعت اسلامی کے ملا جی کو سرحد کے روایتی ملا جی سے کسی طرح کم قرار دیا جا سکتا ہے؟

اسلام کی توہین

قاہرہ کی خبر ہے کہ وزیر اعظم مصر کرنل عبدالناصر پر قاتلانہ حملہ کے سلسلہ میں فوجی ٹربیونل کے صدر نے ملزمان کو جو "اخوان المسلمون" کے سرکردہ رکن ہیں لعن طعن کیا کہ انہوں نے کرنل ناصر پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کر کے اسلام کی توہین کی ہے آپ نے کہا:-

"خدا کی قسم تمہارا گروہ اسلام کے نام پر سیاہ دھبہ کی حیثیت رکھتا ہے تمہارے ہاتھوں اسلام کی جو تذلیل ہوئی ہے اس کی مثال دیکھنے میں نہیں آئی، تمہارا نام تو اخوان المسلمون ہے لیکن تم سب غدار اور بزدل ہو"۔

فوجی ٹربیونل کے صدر کا یہ بیان بالکل صحیح ہے، یقیناً ایسی ہی سوسائٹیاں اور مجالس اور جو ہوس اقتدار سے مغلوب ہو کر آج ہر اسلامی ملک میں پیدا ہو چکی ہیں اور وہ اسلام کے نام سے مسلمان حکمرانوں کے خلاف انتشار پھیلانے اور تشدد کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتیں فی الواقعہ اسلام کے نام پر سیاہ دھبہ ہیں، ایسی سوسائٹیوں کو جس قدر جلد ممکن ہو ختم کر دینا ضروری ہے، اگر وہ کھلم کھلا سیاسی جماعتوں کی طرح میدان میں آتیں تو کوئی حرج نہ تھا، لیکن اسلام کے حامی بن کر تخریبی توڑ پھوڑ کرنا اور حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے چوری چھپے سامانِ حرب جمع کرنا جیسا کہ اخوان المسلمون اور دوسری سوسائٹیوں کا حال ہے یقیناً اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا ہے جس کا غیروں پر اچھا اثر نہیں پڑ سکتا۔

کیا جماعت اسلامی جو "اخوان المسلمون" کی سب سے بڑی حامی ہے اور اسی نہج پر اپنی تحریک کو چلانے میں کوشاں ہے خالص اسلامی نقطہ نظر سے اس پر غور کرے گی؟

کارِ مُلّا ——!

معاصر "نوائے وقت" نے عنوانِ بالا کے تحت یہ خبر شائع کی ہے:-

"اوکاڑہ (ڈاک سے) اس سال عید میلاد النبیؐ کی تقریب سعید کے سلسلہ میں اوکاڑہ میں دو مولویوں کے اختلاف کی وجہ سے کوئی جلسہ نہ ہو سکا، جلسہ ۹ نومبر کو ستلج کاٹن ملز کے سامنے ہونا تھا اور اس کا انتظام دیوبند پارٹی کے علماء کر رہے تھے لیکن ستلج کاٹن ملز کی دونوں مساجد کے پیش نمازوں کو جو کہ بریلوی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یہ بات ایک نظر بھی نہ بھائی کہ دوسری پارٹی کے علماء کے زیر اہتمام کوئی جلسہ منعقد ہو اور وہ پیچھے رہیں چنانچہ انہوں نے چند گز کے فاصلہ پر ایک اور جلسہ کرنے کا فیصلہ کیا، مقامی حکام نے اندیشۂ نقضِ امن کے پیش نظر پابندی عاید کر دی اس طرح اوکاڑہ ایک مبارک تقریب کے موقعہ پر جلسہ سے محروم رہا۔"

کس قدر شرمناک بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد ہو اور اس پر بھی مسلمانوں کے دو گروہوں کے مولوی صاحبان میں اس قدر کشا کشی ہو کہ جلسۂ میلاد ہی منعقد نہ ہو سکے انا للہ وانا الیہ راجعون یہی وہ مولوی ہیں جن کے متعلق اقبال کا فتویٰ ہے کہ:

کارِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

رُوحِ مذہب

معاصر "احسان" اپنے ۱۲ نومبر کے مقالہ افتتاحیہ میں رقمطراز ہے:-

"قادیانیوں کی دو شاخوں کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ پاکستان میں کسی طرح اسلامی حکومت و اسلامی دستور نافذ نہ ہو سکے ....."

"مسلمانوں میں اہل نظر کا ایک طبقہ ہمیشہ ایسا موجود رہا ہے جس نے تنگ نظر ملائیت کو کبھی معاف نہیں کیا جس نے اصول پر فروع کو کبھی ترجیح نہیں دی لیکن اس طبقے کے خواب میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی کہ وہ تنگ نظر ملائیت یا فروعی امور کے اختلافات کو روزی کا ذریعہ بنانے والوں کی مخالفت اس ڈھب سے کرے کہ لوگ روحِ مذہب ہی سے بیگانہ ہو جائیں لیکن قادیانیوں کی دونوں شاخوں کے اخبارات کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ روحِ اسلام مردہ ہو جائے اور ان کے خانہ ساز عقائد کے لئے راہ ہموار ہو جائے"

ہم حیران ہیں کہ "احسان" کے اس بیان پر کیا کہا جائے پاکستان کی اسلامی حکومت کی ہم نے کب مخالفت کی؟ کیا "احسان" اس بارہ میں ہماری کسی تحریر و تقریر کا کوئی حوالہ پیش کر سکتا ہے؟ رہ گئی تنگ نظر ملائیت کی مخالفت، ہم حیران ہیں کہ جب معاصر "احسان" خود اس بات کا معترف ہے کہ مسلمانوں کے اہل نظر طبقہ نے تنگ نظر ملائیت کو کبھی معاف نہیں کیا تو ہمارا یہی فعل کیوں جرم قرار دیا جاتا ہے اور اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ ہمارا "مقصد و مدعا یہی ہے کہ روحِ اسلام مردہ ہو جائے" اور وہ کون سے ہمارے خانہ ساز عقائد ہیں جن کیلئے ہم راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں کیا "روحِ اسلام" کی زندگی اس بات میں ہے کہ مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کیا جائے انتشار پھیلایا جائے اور اسلام سے ایک دوسرے کو خارج کرنے کی کوششیں کی جائیں؟ کیا اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا کام جو جماعت احمدیہ ہر قسم کی سیاسی سرگرمیوں سے الگ ہو کر کر رہی ہے روحِ اسلام کو مردہ کرنے کا موجب ہے؟ اگر "احسان" اور اس کے ہمنواؤں کا اسلام مردہ ہوتا ہے تو اس کی پروا ہمیں نہیں محمد رسول اللہ صلعم کا اسلام یقیناً

اجرائے الہام بجواب طلوع اسلام

(شیخ محمد یوسف صاحب گکھڑی)

بسلسلۂ اشاعت مؤرخہ ۳ر نومبر ۱۹۵۴ء

عنوان بالا کے ماتحت اقساطِ ماضیہ میں جو کچھ لکھا گیا اس کا ماحصل یہ ہے کہ:-

جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل غیر انبیاء کو الہام ہوتا تھا تو اب امت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نعمت سے محروم کیوں قرار دیا جائے۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الہام نبوت یقیناً بند ہے، لیکن الہام ولایت تا قیامت جاری ہے۔ یہی عقیدہ جمیع اہل سنت و اہل تشیع حضرات کا ہے۔ اور یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کا تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب فرماتے ہیں:-

"وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳)

لیکن اس کا کیا علاج کہ مدیر طلوع اسلام سرے سے غیر انبیاء کو الہام ہونے کے ہی قائل نہیں۔ یعنی آپ کا عقیدہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر تا ایں دم نہ کسی غیر نبی کو الہام ہوا ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اصل تحریر حسب ذیل ہے:-

"وحی اور الہام گوجرانوالہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ بعض احمدی حضرات کہتے ہیں کہ قرآن میں رسولوں کی طرف وحی کے علاوہ الہام کا بھی ذکر ہے اور اس کے لئے وہ سورہ شوریٰ کی آیت ۵۱ پیش کرتے ہیں، اس آیت کی تشریح کر دی جائے۔

طلوع اسلام:- سورۂ شوریٰ کی متعلقہ آیت حسب ذیل ہے:-

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علی حکیم (۴۲/۵۱)

سلیس زبان میں اس کا ترجمہ یہ ہے:-

"کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس کے ساتھ کلام کرے بجز اس کے کہ اس کی طرف وحی بھیجے یا پردہ کے پیچھے ہو یا کوئی رسول بھیجے اور اس طرح اپنے قانون مشیت کے مطابق وحی کرے۔ یقیناً وہ بلند حکمت والا ہے"۔

اب اس کا مفہوم سمجھئے جو بالکل صاف ہے۔ یہاں انسانوں تک خدا کا کلام پہنچنے کے طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رسول اور دوسرے رسولوں کے علاوہ عام انسان۔ پہلے رسولوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان تک خدا کا کلام کس طرح پہنچتا ہے۔ اس کے دو طریقے بتائے گئے ہیں۔ ایک اس وحی کے ذریعہ جو جبرئیل کی وساطت سے بھیجی جاتی ہے۔ جیسے رسول اللہ پر وحی آتی تھی یعنی بذریعہ جبرئیل۔ جس کے متعلق کہا گیا ہے فانہ نزلہ علی قلبک (۲/۹۷) اور دوسرا طریقہ فرشتہ کے بغیر براہ راست۔ اس طرح کہ آواز سنائی دے لیکن بات کرنے والا (خدا) دکھائی نہ دے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی (سورہ طٰہٰ) میں یاموسیٰ کہنے کے بعد فرمایا فاستمع لما یوحی (۲۰/۱۱-۱۳)

یہ دونوں طریقے رسولوں کے ساتھ خدا کے کلام کے ہوئے، اب رہے وہ بشر جو رسول نہیں ہیں تو ان کے ساتھ خدا نے اپنے کلام کا طریقہ یہ بتایا کہ وہ ان کی طرف اپنے رسول بھیجتا ہے، اور ان رسولوں کی وساطت سے اپنا کلام ان تک پہنچاتا ہے (یعنی خدا کی وحی رسول عام لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔ ناقل) کسی غیر رسول سے خدا نہ براہِ راست بات کرتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف فرشتہ کے ذریعہ اپنی وحی بھیجتا ہے .... آپ نے دیکھ لیا کہ اس آیت میں کسی غیر رسول بشر کے ساتھ خدا کی ہمکلامی کا کوئی ذکر نہیں نہ براہِ راست خواب میں یا الہام کے ذریعہ اور نہ ہی فرشتے کے ذریعہ۔ لہٰذا اس آیت سے غیر رسول کی طرف خدا کی وحی کا امکان ثابت کرنا قرآن کی کھلی ہوئی تحریف ہے"

(طلوع اسلام مارچ ۱۹۵۴ء صفحہ ۲۸۶)

اب قارئین پیغام صلح کی خدمت میں التماس ہے کہ طلوع اسلام کی محولہ بالا عبارت کو غور سے پڑھیں یا سرسری نظر سے کیا یہ نتیجہ بالبداہت ثابت نہیں ہوتا کہ طلوع اسلام والوں یعنی امت مسلمہ کے ممبران حضرات کا صاف یہ عقیدہ ہے کہ کسی غیر نبی کو قطعاً کوئی الہام نہیں ہو سکتا۔

سورۂ شوریٰ کی آیت ۵۱ کا صحیح مطلب کیا ہے یہ تو پھر عرض کیا جاوے گا۔ سردست یہ دکھانا مقصود ہے کہ آیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے غیر نبیوں کو الہام ہوتا رہا ہے یا کہ نہیں۔ ام موسیٰ علیہ السلام و ام عیسےٰ علیہ السلام اور حواریوں کی طرف وحی کا ذکر قرآن مجید میں صراحت سے موجود ہے، اور پرویز صاحب کو بھی یہ بات ضرور کھٹکی ہے لیکن اس کو آپ نے یونہی ٹال دیا۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"باقی رہا یہ کہ قرآن نے ام موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرف بھی وحی کا ذکر کیا ہے۔ سو (جیسا کہ ہم اس سے پہلے بھی لکھ چکے ہیں) وہاں وحی سے مراد اسی قسم کی وحی ہے جیسا کہ خدا نے کہا ہے کہ ہم نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی یا آسمان و زمین کی طرف وحی کی"

(طلوع اسلام بابت مارچ ۱۹۵۴ء صفحہ ۲۹)

میں تو اس عبارت کے متعلق ابھی تک شک میں ہوں کہ یہ جناب پرویز صاحب جیسے معقول نویس کے قلم سے ہو۔ اور یا پھر یہ بات ہے کہ محض ٹال دیا ہے۔ ورنہ معمولی سمجھ والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ شہد کی مکھی کی وحی اور زمین و آسمان کی وحی کو انسانوں کی وحی سے کیا نسبت ہے۔ وحی کے مختلف معنے کے اعتبار سے کسی شئے کی جبلی خاصیت کو بھی وحی کہا جا سکتا ہے، لیکن انسانوں کی طرف جو خدا کی وحی ہوتی ہے وہ بالکل ایک جداگانہ چیز ہے۔ جبلی وحی میں شئے کا خاصہ لازمہ مراد ہوتی ہے نہ کہ عرضی مفارق سے پیدا ہونے والے آئندہ کے حالات اور وہ بھی الفاظ میں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ علیہا السلام کی وحی میں دو امر ہیں دو نہی ہیں اور دو بشارتیں ہیں۔ اگر یہ سب عارضی الہام ہیں بلکہ محض دل کی آواز ہے تو پھر برہمو سماج والے سچے ہیں جو کہتے ہیں کہ سب پیغمبر سچے اور سب ہی جھوٹے سچے اس لحاظ سے کہ پیغمبروں نے مخلوق کی بہتری کو مدنظر رکھ کر نیک نیتی سے جو کچھ کہا سب ٹھیک کہا، اور جھوٹے اس لحاظ کہ اپنی ہر بات کو آواز خدا کہتے ہیں۔ اگر اوامر و نواہی و پیشگوئیاں سب انسان کے دل کے خیالات ہیں تو پھر پیغمبروں کی صداقت کا کیا معیار ہے۔

ام موسےٰ علیہا السلام کی وحی میں امر و نہی دیکھ کر بعض لوگوں نے ان کو نبیہ مان لیا ہے حالانکہ الا رجالا نوحی الیھم (۱۲/۱۰۹ و ۱۶/۴۳ و ۲۱/۷) کے تحت صرف مرد ہی نبی ہو سکتے ہیں۔ ام موسےٰ کی وحی میں امر و نہی شریعت نہیں بلکہ ذاتی حالات کے متعلق ہے، کیونکہ غیر نبی کی وحی تابع شریعت نبی ہوتی ہے۔

ایک ضمنی گوشہ

حضرت مرزا صاحب نے جو ایک جگہ لکھا ہے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی تو یہ انہی معنے میں ہے کیونکہ چند سطور آگے حضرت نے اس کی تشریح فرما دی ہے کہ یہ امر و نہی بطور بیان شریعت ہے۔

ثم ان علینا بیانہ (۷۵/۱۹) کے ماتحت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ الٰہی کے مطابق حسب ضرورت آیت قرآنیہ کی تشریح فرمایا کرتے تھے (جس کو اب پرویز صاحب اپنی تفسیر کے مقابلہ میں لاشئی سمجھتے ہیں) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آئمہ اور مجددین تفہیمات الٰہیہ کے ماتحت حسب ضرورت بیان قرآن کرتے رہتے ہیں۔ جن میں بعض امر و نہی بھی ہوتے ہیں اور ان میں بعض امر و نہی ان کی اپنی ذات تک محدود ہوتے ہیں۔ مگر ایسے امر و نہی خود شریعت نہیں ہوتے بلکہ نبوت کی شریعت کے تابع ہوتے ہیں، ایسے ہی دو امر ام موسےٰ علیہا السلام کی وحی میں تھے۔

بلکہ مریم علیہا السلام کی وحی میں تو بڑی وضاحت کے ساتھ ایسے امور موجود ہیں جو نبیوں کی وحی میں ہوتے ہیں مثلاً

(باقی صفحہ پر کالم ۳ کے نیچے)

اختلاف کو مٹانے اور اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کے لئے جلسہ سالانہ پر ساری قوم جمع ہو

خدا اور رسول اور مسیح موعود کے ارشادات کے پیشِ نظر حضرت امیر ایدہ اللہ کی دردبھری اپیل

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون .... یایھا النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المؤمنین.
(الانفال رکوع ۸)

دشمن کے مقابلہ کے لئے سامان بہم پہنچانے کی تلقین

اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے دو چار نہایت قیمتی باتیں امت محمدیہ کو تلقین فرمائی ہیں، ایک یہ ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں جس قدر بھی زور لگ سکے لگا کر پورا سامان تیار کرو، اس میں مسلمانوں کی تسلی کے لئے یہ بات بھی بیان فرمائی کہ وہ دشمن جو مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کا بھی دشمن ہے مسلمانوں سے دشمنی کرنا خدا سے دشمنی کرنا ہے، کتنا بڑا مرتبہ مسلمانوں کو دیا ہے، یہ اس لئے ہے کہ وہ خدا کے دین کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، تو فرمایا ایسے دشمن کے مقابلہ کے لئے جتنی بھی تیاری کرنی پڑے، جس جس طرح کی ضرورت پیش آئے، تیر ہو، تفنگ ہو، تلوار ہو، نیزہ ہو، ہوائی جہاز ہوں، ڈریڈ ناٹس ہوں، بم ہوں، سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کی ضرورت ہو، غرض جس طریق سے بھی دشمن کا مقابلہ کرنا ضروری ہو وہ تمام سامان بہم پہنچائے جائیں، اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل جتنی بھی قوت پیدا کر سکو کرو، ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم، اس قوت کے پیدا کرنے کی ضرورت یہ ہے، کہ خدا کے دشمن اور تمہارے دشمن خوف زدہ ہو جائیں، و اخرین من دونھم، ان دشمنوں میں ایک تو وہ ہے جو برہنہ ہو کر سامنے آگیا، لیکن ایک اور بھی دشمن ہے کہ سامنے نہیں آتا اور اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہے لا تعلمونھم تم ان کو نہیں جانتے اللہ یعلمھم اللہ ان کو جانتا ہے ان تمام دشمنوں کو سامنے رکھکر ان کے مقابلہ کیلئے سامان پیدا کرو، وما تنفقوا من شئی فی سبیل اللہ یوف الیکم، طاقت و قوت کے سامان فراہم کرنے کے لئے جو کچھ بھی اللہ کے رستہ میں تم خرچ کرو گے تمہیں پورا پورا واپس ملے گا وانتم لا تظلمون اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔

دشمن سے صلح اور توکل کا سبق

پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا وان جنحوا للسلم فاجنح لھا، اگر دشمن صلح پر آمادہ ہو تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ وتوکل علی اللہ پھر خدا پر توکل کرو، توکل کے دو پہلو ہیں، ایک تو اپنی استطاعت کے مطابق پورا سامان بہم پہنچایا جائے۔ اور دوسرے یہ یقین ہو کہ فتح حاصل کرنا سامان پر موقوف نہیں یہ اللہ تعالےٰ کا کام ہے کہ سامان کو موثر اور مفید بنا دے اس لئے اس کے حضور دعائیں کی جائیں انہ ھو السمیع العلیم اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے، میدان جنگ میں خدا کو یاد رکھنے کا سبق کسی نے نہیں سکھایا، سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے، آپ ہی نے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کی تعلیم امت کو دی ہے وان یریدوا ان یخدعوك فان حسبك اللہ اگر وہ صلح اختیار کرنے کے بعد کوئی خیانت کریں اور تمہیں دھوکہ دینا چاہیں تو اللہ تیرے لئے کافی ہے ھو الذی ایدك بنصرہ وبالمؤمنین وہی ہے جس نے اپنی نصرت کے ساتھ اور مؤمنوں کے ساتھ تجھے قوت دی، خدا نے نبی کریم صلعم کی امداد کی اور مومنوں کے اندر بھی ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ وہ آپ کی امداد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

صحابہ کی ایثار نفسی اور باہمی الفت

یہ وہ مومنین ہیں جنہوں نے حضرت کے ہاتھ پر جان دینے کی بیعت کی تھی، ان کے متعلق فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ مومنوں سے خدا راضی ہو گیا جب وہ کیکر کے درخت کے نیچے موت پر تیری بیعت کر رہے تھے فعلم ما فی قلوبھم ان کے ارادوں اور دلوں میں جو ایثار اور بے نفسی کے جذبات پائے جاتے ہیں ان کو ہم خوب جانتے ہیں اور ان کی قدر کریں گے اور اسی لحاظ سے ہم ان کو اجر دیں گے، پھر فرمایا کہ ان کے ارادوں میں اخلاص کی وجہ سے فالف بین قلوبھم اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی، یہ الفت کس درجہ تک پہنچی، انہوں نے ہر رنگ میں ایک دوسرے سے وہ الفت کی کہ دنیا کو عملاً دکھا دیا کہ انما المؤمنون اخوۃ سچا خدائی فرمان ہے اور تمام مسلمان فی الحقیقت ایک دوسرے کے بھائی ہیں،

موجودہ مسلمانوں نے جذبۂ الفت ضائع کر دیا

آج پچاس کروڑ مسلمان دنیا میں ہیں، لیکن خدا کا یہ حکم مسلمانوں نے فراموش کر دیا ہے، وہ جذبہ جو انما المؤمنون اخوۃ میں ہے کہ قوت اور طاقت بڑھے اور دنیا میں نیکی پھیلا سکیں وہ انہوں نے ضائع کر دیا، خدا نے فرمایا یہ بڑی نعمت تھی لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم اگر دنیا کا سارا مال بھی خرچ کر لیتے تو یہ اخوت کا رنگ مال خرچ کرنے سے پیدا نہ ہو سکتا تھا ولکن اللہ الف بینھم اللہ ہی نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کی، انہ عزیز حکیم، اللہ تعالےٰ غالب ہے اور مسلمانوں کی غریب جماعت کو غالب کرے گا، اور یقین جانو اس کے کاموں میں حکمت ہوتی ہے۔

اختلاف کے موقعہ پر اصلاح کی کوشش کی جائے

یایھا النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المؤمنین

اے نبی خدا تیرے لئے کافی ہے اور اے مومنو جو نبی کی اتباع کرتے ہو، خدا ہی پر تمہارا بھروسہ ہونا چاہیئے اور باہمی اخوت سے اپنے آپ کو مضبوط بنانا چاہیئے۔

ان دو باتوں کو مدِ نظر رکھ کر ہماری قوم کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ باہمی اخوت و محبت سے اپنے آپ کو مضبوط کیا جائے ہمارے اندر ایک مامور آیا، اس نے قوم کے اندر اخوت کو پھر زندہ کیا اور ایک زبردست قوت پیدا کی، اس قوت کو برقرار رکھنا ہمارا فرض ہے، اختلاف کس جگہ نہیں ہوتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی اختلاف ہو جاتے تھے، اسی لئے آپ نے فرمایا واصلحوا ذات بینکم جب کوئی اختلاف پیدا ہو تو باہم مل جل کر اصلاح کر لیا کرو،

حنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم

ایک بہت بڑا اختلاف فتح مکہ کے بعد پیدا ہوا فتح مکہ کے بعد ہی حنین کی جنگ پیش

آئی، وہ دس ہزار قدوسی جو فتح مکہ کے موقعہ پر آپ کے ساتھ تھے، اس جنگ میں بھی شامل ہوئے اور دو ہزار طلقا بھی اس جنگ میں شامل ہوئے تھے جن کو آپ نے فتح مکہ کے بعد معاف کر دیا تھا، یہ دس ہزار جو قدوسی کہلاتے کوئی تعلیمیافتہ لشکر نہ تھا ہاں با خدا لوگ تھے، اسی وجہ سے انہیں قدوسی کہا گیا، ان کے علاوہ دو ہزار طلقا آگے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے، ان کو یہ گھمنڈ پیدا ہو گیا کہ ہم بہت ہیں۔ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم خدا تو ملامت کرتا ہے کہ تمہیں اپنی کثرت کا گھمنڈ پیدا ہو گیا کہ ہم بہت ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کے تیروں کی تاب نہ لا کر دو ہزار طلقا بھاگ نکلے۔ ان کے بھاگنے سے پچھلے لشکر میں بھی بھاگڑ مچ گئی اس موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاجواب شجاعت دیکھنے میں آئی، آپ خچر پر سوار تھے، جس کی رکاب حضرت عباسؓ تھامے ہوئے تھے۔ حضورؐ آگے بڑھتے جا رہے تھے اور بلند آواز سے اعلان کر رہے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب، آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ سے کہا کہ لوگوں کو آواز دو، انہوں نے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا اے درخت کے نیچے موت پر بیعت کرنے والو! واپس آ جاؤ۔ چنانچہ یہ لوگ واپس آ گئے اور ان کے آنے پر فتح حاصل ہو گئی، لکھا ہے اس جنگ میں بے اندازہ مال ہاتھ آیا، چالیس ہزار بکری، چوبیس ہزار اونٹ اور بے حساب چاندی ملی، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام مال غنیمت اہل مکہ میں تقسیم کر دیا۔

انصار کا اعتراض اور نبی کریم صلعم کا جواب

یہ دیکھ کر انصاریوں نے اعتراض کیا، انہوں نے باہم کہنا شروع کیا کہ ہماری تلواروں سے دشمنوں کے خون ٹپک رہے ہیں اور ہم غنیمت کے اموال سے محروم ہیں، اور کہا کہ نبی کریم نے آخر اپنے وطنی بھائیوں اہل مکہ ہی کی رعایت کی، اور اب شاید وہ مکہ ہی میں رہیں، غرض مال غنیمت کی وجہ سے دو قوموں میں اختلاف پیدا ہو گیا، حضرت نے جب سنا تو فرمایا ایک خیمہ نصب کیا جائے۔ چنانچہ خیمہ لگایا گیا، فرمایا اس خیمہ میں صرف انصار ہی آئیں، کوئی مہاجر نہ آئے، جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے پوچھا کوئی مہاجر تو یہاں نہیں؟ وہ بڑی راستباز، بڑی نکتہ سنج قوم تھی کہنے لگے، اور تو سارے انصار ہی ہیں، ایک ہماری بہن کا لڑکا ہے جو مکہ سے ہجرت کر کے آیا ہوا ہے اس کے سوائے اور کوئی مہاجر نہیں، نبی کریم صلعم سمجھ گئے کہ یہ آپ ہی کے متعلق کہا ہے، فرمایا بہن کا بیٹا بھی انہیں میں سے ہوتا ہے، پھر پوچھا کیا تم نے یہ کہا ہے کہ ہماری تلواروں سے خون بہہ رہا ہے اور مال اہل مکہ کو دے دیا گیا ہے، انہوں نے کہا بے شک ہم نے کہا ہے، فرمایا بہت اچھا تقسیم کر لو، یا رسول کو ساتھ لے جاؤ اور یا مال لے لو، وہ بڑے خوش ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں خدا کا رسول ہی پسند ہے، فرمایا میری ایک اور بات سن لو، سلك الناس وادیا و سلکت الانصار وادیا لسلکت وادی الانصار، اگر لوگ ایک وادی میں جا رہے ہیں اور انصار دوسری میں تو میں انصار ہی کے ساتھ چلوں گا، یہ سن کر قوم کے دل خوش ہو گئے اور انہوں نے کہا ہماری بڑی خوش قسمتی ہے بعض لوگ مال لے کر گھروں کو جائیں گے اور ہم خدا کا رسول لے کر جائیں گے۔

مامور من اللہ کی وصیت

کتنا اختلاف تھا، جہاں انسان ہوتے ہیں وہاں اختلاف بھی ہوتے ہیں مبارک ہیں وہ جو ان اختلافات کو مٹانے کی کوشش کریں، آپ نے مامور من اللہ کو دیکھا ہے، وہ لوگ جنہوں نے آپ کے زمانہ میں قادیان دیکھا ہے ان کی شہادت ہے، کہ اس مامور نے اس اخوت کو دوبارہ زندہ کر دیا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی تھی، آپ پر اس کی حجت قائم ہو چکی ہے، اس مامور نے آپ کو وصیت کی کہ "میرے بعد سب مل کر کام کرو" میں خدا کے حکم کے پیش نظر کہ انما المؤمنون اخوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے پیش نظر واصلحوا ذات بینکم مامور من اللہ کی وصیت کے پیش نظر

کہ سب مل کر کام کرو،

قوم سے درد بھرے دل سے اپیل

کرتا ہوں کہ اس جلسہ میں ہر ایک شخص جو سلسلہ عالیہ میں شامل ہے آ کر شرکت کرے۔ قوم مقدم ہے افراد پر، قوم کا اتحاد اور سب کا مل کر کام کرنا سب چیزوں سے بڑھکر ضروری ہے۔ تمام جماعتیں مل کر اس ارادہ سے آئیں کہ قومی اتحاد میں جو رخنہ ہو اس کو دُور کیا جائے۔

تمام جماعتوں کے احباب اس نیت سے جمع ہوں کہ ہم نے اختلاف کو مٹانا ہے، جب قوم جمع ہو گئی تو خدا اور رسول کے فرمودہ کے مطابق برکت نازل ہو گی، جماعت کا فیصلہ حتمی اور قطعی ہو گا۔ اور اسی کو نافذ کیا جائے گا، حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد کام کرنے کے لئے انجمن قائم کی ہے، اس انجمن کو (اگر وہ غلط راستہ پر ہو) قوم ہی سیدھا کر سکتی ہے۔ وہ مجلس منتظمہ کو بھی ٹھیک کر سکتی ہے اور جنرل کونسل کو بھی۔

یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی خاطر ہر ایک فرد اپنے اُوپر لازم کر لے کہ اس کی کوئی حرکت ایسی نہ ہو گی جس سے انتشار پیدا ہوتا ہو اور اختلاف بڑھتا ہو، بلکہ ہر فرد پوری پوری جدوجہد کرے کہ اختلاف مٹ جائے۔ ایسے اصحاب کے لئے یقیناً خدا تعالےٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ہو گا۔

انتخابات کے بارہ میں

جنرل کونسل کے انتخابات کے بارہ میں انتخابی بورڈ نے جو رویہ اختیار کیا اور تمام جماعت کو حق رائے دہندگی سے محروم کر کے صرف ۲۲۲ چندہ دہندگان کو ووٹ دینے اور ممبر بننے کا مستحق قرار دیا ہے، اسکو جماعت کی توہین اور باہمی اتفاق و اتحاد کے منافی سمجھتے ہوئے انجمن نے انتخابی بورڈ کو اسکے منصب سے ابن بنا برطرف کر دیا کہ اس نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ انتخابی بورڈ نے یہ بھی اعلان کیا کہ "اگر تاریخ مقررہ تک (منتخب شدہ) نام ہمارے پاس نہ آئے یا کسی حلقہ کی مقررہ کردہ نشستوں سے کم آئے تو ہمیں اختیار ہو گا کہ اس کمی کو نامزدگی سے پورا کر لیں"

یہ وہ اختیار ہے جو نہ انجمن نے ان کو دیا نہ کسی ملک کا قانون الیکشن بورڈ والوں کو ایسا اختیار دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں سیکرٹری صاحب کا جو تبصرہ ۲۰ راکتوبر کے پیغام میں نکلا تھا، اس کی بنا پر چوہدری امجد خان صاحب نے بورڈ کی ممبری سے استعفےٰ دیدیا گویا بورڈ عملاً ٹوٹ چکا ہے لیکن باوجود اس کے بعض دوست جو نہ الیکشن افسر مقرر ہوئے اور نہ بورڈ کے ممبروں نے ان کو دخل دینے کا حق دیا ہے مختلف جماعتوں میں پھر کر انہی ۲۲۲ افراد میں سے انتخاب کرا رہے ہیں اس لئے سیکرٹری صاحب کو مجبوراً عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرنا پڑا ہے، اُمید ہے کہ کوئی دوست آئندہ انتخابات میں حصہ لینے یا کسی ایسی مجلس کا ممبر بننے کی جرأت نہ کریں گے، ہمارے بھائیوں کو چاہیئے کہ اس طریق کار کو چھوڑ کر باہمی غور و مشورہ سے ایسی راہ اختیار کریں جو قوم میں افتراق و انشقاق کے بجائے اتفاق و اتحاد کا موجب ہو، اور مسودہ مصالحت کی شق اوّل کی۔۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ کے اخلاق و عادات پر ایک نظر

(مرتضیٰ خاں بی اے)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، جنہیں دربار نبوی سے صدیق اکبر کا خطاب ملا۔ اپنے آقا حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ قبول اسلام سے قبل بھی آپ قوم کے اندر ایک نہایت معزز حیثیت کے مالک تھے۔ آپ ایک کامیاب تاجر اور صاحب ثروت بزرگ تھے۔ لیکن بایں ہمہ آپ کا طرز زندگی سادہ ہی تھا جب آپ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت اس سادگی میں اور بھی اضافہ ہوگیا اور جب آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور ایک بہت بڑی سلطنت کے فرمانروا ہوگئے آپ کی سادگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہی سادہ لباس زیب تن فرماتے وہی سادہ خوراک آپ استعمال فرماتے اور وہی سادہ طریق رہائش آپ کا طغرائے امتیاز رہا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ معمولی معمولی کام بھی اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے اور جہاں تک ہوسکتا دوسروں سے اپنا کام کروانا پسند نہ فرماتے۔ آپ ایک بادشاہ تھے اور ہزاروں نفوس آپ کے ماتحت اور خزانہ عامرہ میں زر و مال کی کمی نہ تھی مگر آپ نے درویشانہ زندگی اختیار کئے رکھی جس کا نمونہ آپ نے اپنے نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا تھا۔ ونعم ما قیل ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ آپ اسوۂ حسنہ حضرت ختمی پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پورے پورے پابند اور اس پر سختی سے عامل تھے۔ اور صدیق اکبر جیسے عظیم الشان انسان کے لئے یہی مناسب و موزوں تھا۔ جب آپ خلیفہ منتخب ہوئے اس وقت بیت المال سے آپ کے لئے کوئی وظیفہ مقرر نہیں ہوا تھا اور نہ آپ نے اس کے لئے کوئی خواہش ظاہر کی، دن رات خلافت کے کام میں مصروف تھے۔ کسب معاش کے لئے وقت نہ ملتا۔ کچھ دنوں کے بعد جب گھر میں کھانے پینے کے لئے کچھ نہ رہا تو آپ گھر کے کچھ برتن لے کر بازار تشریف لے گئے کہ انہیں فروخت کرکے قوت لایموت حاصل کریں۔ کہتے ہیں کہ رستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، انھوں نے کہا کہ اس طرح سے کب تک گذارہ چلے گا، اس کے لئے کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور آپ کی گذران کے لئے بیت المال سے کچھ وظیفہ مقرر کروا دیا تاکہ آپ خلافت کا کام اطمینان سے باحسن وجوہ سرانجام دیتے رہیں، جو تھوڑا بہت آپ کو بیت المال سے ملتا رہا آپ اس پر کفایت کرتے رہے۔ جب آپ نے اس جہان سے رحلت فرمائی تو آپ کے گھر کا کل اثاثہ ایک پرانی چادر اور ایک اونٹ تھا۔ وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ یہی چادر دھو کر مجھے بطور کفن پہنا دی جائے کسی نئی چادر کے خریدنے کی ضرورت نہیں۔

آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے انتہا محبت تھی، آپ مردوں میں سے سب سے پہلے بزرگ ہیں جو حضور صلعم پر ایمان لائے۔ آپ نے نہ کسی معجزہ کا مطالبہ کیا اور نہ کسی دلیل کا، حضرت نبی کریم صلعم کا دعوے سنتے ہی ایمان لے آئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں قبول صداقت کی کس قدر استعداد اور لیاقت تھی، آپ ایک بہت بڑے زیرک اور عقلمند انسان تھے اور سچ اور جھوٹ میں فوراً امتیاز کر لیتے تھے۔ میور جو ایک عیسائی مورخ ہے، وہ آپ کے متعلق لکھتا ہے :۔

اگر محمد (صلعم) دیدہ دانستہ افترا کی بنا پر اپنا کام شروع کرتے تو وہ کبھی بھی ابوبکر جیسے زیرک شخص کی رفاقت حاصل نہ کرسکتے۔ ابوبکر محض ایک دانا شخص ہی نہ تھا بلکہ ان کی تمام زندگی سادگی اور اخلاص کے صفات عالیہ سے متصف تھی اور وہ ایک مستقل مزاج شخص تھا"

(THE Caliphate P.81)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صحابہ رسول اللہؐ میں ایک خاص درجہ امتیاز حاصل تھا اور وہ بلا استثنا آپ کو ایمان، اعمال، استقامت، خدمت اسلام میں سب پر فائق مانتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ حضرت رسول کریم صلعم کے وصال پر بالاتفاق خلیفہ تسلیم کر لئے گئے۔ اور آپ کے سامنے سب نے سر تسلیم خم کیا۔

آپ بہت بڑے فیاض اور سخی تھے۔ آپ نے اپنا سارا مال خدا کے رستہ میں قربان کر دیا۔ جب حضرت نبی کریم صلعم نے پوچھا کہ ابوبکر کچھ گھر میں بھی چھوڑ آئے تو آپ نے فرمایا کہ خدا اور خدا کا رسول کافی ہیں۔ اپنے گھر کا سب مال و متاع رسول اللہ صلعم کے قدموں پر نثار کر دیا۔ غرباء اور محتاجوں کی خدمت آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی کہتے ہیں کہ آپ ایک غریب اندھی بڑھیا کی بکری دوہا کرتے تھے، جب آپ خلیفہ ہوگئے تو وہ بڑھیا کہنے لگی کہ اب ابوبکر خلیفہ ہوگیا ہے میری بکری تو نہیں دوہے گا۔ مگر آپ باوجود خلیفہ ہونے کے اور باوجود کثیر المشاغل ہونے برابر اس کی بکری دوہتے رہے۔ اور ایک دن بھی ناغہ نہ کیا۔ آپ ایک بڑھیا کو ہر روز رات کا کھانا دیا کرتے تھے۔ ایک دن جب آپ اس بڑھیا کے پاس کھانا نہ پہنچے تو وہ کہنے لگی کہ آج ابوبکر فوت ہوگیا۔ کسی نے پوچھا کہ تو نے کس طرح معلوم کیا، کہنے لگی کہ وہ ہر روز میرے لئے روٹی لایا کرتا ہے۔ آج وہ نہیں آیا اس سے معلوم ہوا کہ وہ فوت ہوگیا ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ صحیح تھا۔ آپ بہت منکسر المزاج تھے مگر دشمن کا آپ خوب ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ صدق اللہ تعالیٰ،

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

آپ بہت رقیق القلب تھے۔ قرآن شریف پڑھتے ہوئے زار و قطار روتے تھے۔ جب حضرت رسول کریم صلعم کا انتقال ہوا تو دیکھا گیا کہ آنسو آپ کے رخساروں پر بہہ رہے ہیں۔

آپ بڑے عابد اور نہایت درجہ خدا ترس اور متقی انسان تھے۔ رات کا ایک بڑا حصہ خدا کی عبادت میں گذارتے اور دن کو عموماً روزہ رکھتے۔ آپ بہادر اور شجاع تھے۔ جنگوں میں بھی کسی سے پیچھے نہ رہے حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ رفاقت کا ثبوت تو اس سے ہی ظاہر ہے کہ آپ غار میں بھی آپ کے ساتھ تھے اور ہجرت میں آپ کے رفیق راہ تھے۔

میور عیسائی مؤرخ کہتا ہے :۔

"محمد (صلعم) کے بعد اسلام جس شخص کا مرہون منت ہے وہ ابوبکر ہے"

آپ کا زہد و اتقا، آپ کا خشیۃ اللہ اور عشق قرآن آپ کی سادہ زندگی، آپ کا مستحکم اور غیر متزلزل ایمان اور حضرت نبی کریمؐ کی محبت، یہ وہ صفات عالیہ تھیں جن کی وجہ سے آپ حضرت ختمی مآب کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے، اور حق خلافت ایسا ادا کیا کہ زبان مرحبا کہہ اٹھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اجرائے الہام بجواب طلوع اسلام (بقیہ صفحہ ۲)

(۱) فرشتہ بشکل بشر متمثل ہو کر کلام کرتا ہے۔ جیسا کہ نبیوں کے ساتھ ہوا۔

(۲) کلام فرشتہ کا نہیں بلکہ خدا کا پیغام ہے۔ ان اللہ یبشرك

(۳) وحی میں اصطفاك وطهرك واصطفاك الفاظ موجود ہیں جو ایک گونہ نبوت پر دلالت کرتے ہیں

(۴) یٰمریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین کے الفاظ میں صاف شریعت کے احکام پائے جاتے ہیں۔

(۵) بغیر فرشتہ کے من وراء حجاب بھی کلام ہوا ہے جیسا کہ فناداھا من تحتھا کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اور محترم پرویز صاحب اس قسم کے کلام کو حضرت موسیٰ یا بعض نبیوں سے مخصوص مانتے ہیں۔

پردہ ــــــ اور ــــــ اسلام

جامعہ ازہر (مصر) کے علما کی مجلس افتا کا فتوےٰ

سوال: ایک صاحب عبد القادر شہابی نے یافہ (فلسطین) سے مندرجہ ذیل استفتاء جامع ازہر کی مجلس افتا کے پاس ارسال کیا ہے:-

"میں امید کرتا ہوں کہ جناب والا اس مسئلہ کے متعلق فقہائے اسلام کا صحیح مسلک بیان فرمائیں گے کہ عورت کا راستے چلتے وقت اجنبی مردوں سے پردہ کرنا اور چہرہ چھپانا ضروری ہے یا نہیں۔ براہ کرم اس حکم شرعی کی حکمت بھی بیان فرمایئے اور یہ آیہ شریفہ یاایھا النبی قل لازواجک الخ کا مطلب واضح فرمایئے۔"

جواب:- اللہ تعالے نے سورہ نور میں ارشاد فرمایا ہے "وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن"

(ترجمہ) اور کہہ دے ایمان والیوں سے نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں اپنا سنگھار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبانوں پر۔

اس آیہ شریفہ میں اجنبی عورت اور مرد کے درمیان شرعی پردے کے حدود بیان کئے گئے ہیں، اسی آیہ شریفہ کی توضیح میں چند احادیث صحیحہ بھی وارد ہیں، جو بخاری، مسلم اور دیگر کتب معتبرہ میں مذکور ہیں، اس آیہ شریفہ اور متعلقہ احادیث کے مفہوم کے تعین میں فقہائے اسلام مختلف نتیجہ پر پہنچے ہیں، بنابریں اس مسئلہ میں کہ عورت اپنے بدن کے کسی حصہ کو اجنبی مرد کے سامنے کھول سکتی ہے۔ فقہاء کے مذاہب مختلف ہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کا ایک قول ہے کہ:-

"مسلمان عورت کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے بدن کا کوئی حصہ کسی اجنبی مرد کے سامنے کھولے، لیکن ضرورت کے وقت اس کی اجازت ہے"

ضرورت شرعی سے مراد یہ ہے کہ عورت کو علاج کی ضرورت درپیش ہو یا اس کو شہادت دینی پڑے یا بیع و شریٰ کے معاملہ کی تکمیل ضروری ہو یا شادی کا پیغام دیتے وقت مرد عورت کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کرے۔ دونوں حضرات کی رائے یہ ہے کہ "لا یبدین زینتھن" کے بعد "الا ما ظھر منھا" سے ان حصوں کا استثنا مقصود ہے۔ جن سے غیر ارادی طور پر بدن کا کوئی حصہ کھل جاتا ہے۔ جیسے ہوا کے جھونکے سے پردہ ہٹ جائے اور سینہ یا پنڈلی نمودار ہو جائے، اس قسم کی صورتوں میں عورتوں کے بدن کے کسی حصہ کا اجنبی مرد کے سامنے نمودار ہونا قابل مواخذہ نہیں ہے۔ احناف اور امام شافعی کا قول ثانی اور مالکیہ کا متفقہ قول یہ ہے کہ عورت کے لئے اس امر کی اجازت ہے کہ وہ راستوں میں چلتے پھرتے اور اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کھلا رکھے"۔ ان حضرات کی رائے میں آیہ شریفہ کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کو اجنبی مرد کے سامنے اعضائے بدن کھولنے کی اجازت نہیں ہے باستثناء ان اعضا کے جو عادتاً کھلے رہتے ہیں، اور وہ اعضا چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں لیکن ان حضرات نے اجازت کو مشروط کیا ہے اس وقت سے جب کہ فتنے کا خوف نہ ہو اور اگر چہرہ اور ہاتھوں کے کھولنے میں اس امر کا خوف ہو کہ بدنیت اور شریر النفس لوگ عورت کی عصمت پر حملہ کر دیں گے اور عورت کی عصمت خطرے میں پڑ جائے گی، تو ایسی صورت میں عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ بقیہ اعضائے بدن کی طرح چہرہ اور ہاتھوں کو بھی اجنبی مرد کی نظروں سے پوشیدہ رکھے۔ کیونکہ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ فتنے کا سد باب کرنا اور آدمی کی عزت و عصمت کی حفاظت کرنا بھی مقاصد اسلام میں داخل ہے۔ فقہائے اسلام کے یہ مذاہب ہیں اس مسئلہ میں کہ عورت اپنے بدن کے کس حصہ کو اجنبی مرد کے سامنے کھول سکتی ہے اور کس کو نہیں کھول سکتی ہے اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے یہ اختلاف اس امر پر مبنی ہے کہ آیہ شریفہ میں "الا ما ظھر منھا" سے کیا مراد ہے؟ خلاصہ یہ ہے کہ بعض ائمہ اس بات کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے کہ عورت شرعی ضرورت کے بغیر اپنے بدن کے کسی حصہ کو بھی اجنبی مرد کے سامنے کھولے اور جمہور آئمہ چہرے اور ہاتھوں کا کھولنا جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ فتنے کا خوف نہ ہو، تو عورت اجنبی مرد کے سامنے نہ چہرہ کھول سکتی ہے نہ بدن کا کوئی اور حصہ۔ یُسر دین اور سد باب الفساد یہ دو بڑے اسلامی اصول ہیں، ان دونوں اصولوں کے مدنظر مجلس افتا اس قول کو ترجیح دیتی ہے، چہرہ اور ہاتھ ستر عورت نہیں ہیں، لہذا اس امر میں کوئی حرج نہیں کہ عورت ان کو اجنبی مرد کے سامنے کھولے تاکہ معاملات میں حرج واقع نہ ہو، لیکن اگر فتنہ کا خوف ہو تو تمام بدن کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔ مجلس اس بات کو واضح کر دینا چاہتی ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کو لپ ڈر اور لپ سٹک سے آراستہ کر کے کھولنا جیسا کہ اس زمانہ میں عام ہے ایک قسم کا تبرج ہے جس پر شریعت سخت ناپسندی کا اظہار کرتی ہے اور اس سے باز رہنے کی سخت تاکید کرتی ہے۔ مجلس کی رائے ہے کہ:-

"چہرے اور ہاتھوں کا کھولنا اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس کو فطری حالت پر چھوڑ دیا جائے اور مصنوعی زیبائشوں سے آراستہ نہ کیا جائے"

مسلمانوں کی صلاح و فلاح کے مدنظر مجلس ان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں اور عورتوں کو اسلامی طریقے کا پابند کریں اور ان کو سمجھائیں کہ اس طریقہ کی مخالفت ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوگی اور دوسری طرف ہمارے اخلاق کی عمارت ڈھا دے گی۔"

اخبارِ احمدیہ

ـــــ حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

ـــــ ہبلی کرناٹک سے مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری مرحوم کی قائم کردہ محمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہبلی کے سیکرٹری نشر و اشاعت محمد حسین صاحب گھوڑے سوار اطلاع دیتے ہیں کہ یہ انجمن ۱۹۳۶ء سے تبلیغی خدمات سرانجام دے رہی ہے (اور عقائد کے لحاظ سے وہی ہے جو احمدیہ جماعت لاہور) ہر سال تین روز جلسہ میلاد النبی منعقد کرتی ہے جس میں ہر اسلامی فرقہ کے لوگ شامل ہوتے ہیں، مولنا عبد الحق صاحب ودیارتھی اور مولنا عمر الدین صاحب مرحوم بھی شامل ہوتے رہے، امسال یہ انتظام کیا گیا ہے کہ محمدیہ انجمن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور دیندار انجمن جو سلسلہ احمدیہ ہی کی ایک شاخ ہے تینوں مل کر جلسہ کا انعقاد کریں، اس کا انتظام کر لیا گیا ہے اور تینوں انجمنیں مل کر کرناٹک میں تبلیغی کام نہایت عمدگی سے کر سکتی ہیں۔

ـــــ حیدر آباد دکن سے شیخ محمد انعام الحق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن کے ہدیہ میں جب سے تخفیف کا اعلان ہوا ہے کافی تعداد میں مانگ آرہی ہے اور سیکنڈ کوالٹی کی کافی کاپیاں نکل چکی ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ یہ انگریزی ترجمہ پڑھے لکھے طبقہ میں بہت مقبول ہے، فالحمد للہ۔

ـــــ محترم میاں شبیر احمد صاحب (خلف الرشید میاں غلام رسول صاحب مرحوم) کی چھوٹی بچی بعمر سوا سال ۱۵ نومبر کو فوت ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں میاں صاحب ممدوح اور دیگر لواحقین سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل سے سرفراز فرمائے۔

تعلیم الاسلام پریس ... روڈ لاہور میں باہتمام ... محمد پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

فون نمبر ۳۷۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغامِ صلح

ادارہ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم شنبہ مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ - ۲۰ نومبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۷۴

چہ خوش نقش مسیحائے زمان ست

گذشتہ شیوع میں "متاعِ وصلِ جاناں بس گران ست" کے عنوان سے جو نظم شائع ہوئی اس میں دو مختلف نظموں کے اشعار مل گئے ذیل میں ان میں سے ایک پوری نظم ہدیہ قارئین کرام ہے جس میں سابقہ نظم کے بھی چند اشعار شامل ہیں۔ — (حسن) —

حدیث از وصفِ پیرِ ما چہ پرسی؟
تعالیٰ اللہ! فخرِ کاملان ست

بزہد و اتقا یکتائے عالم
بعلم و فضل بحرِ بیکران ست

بسے نازاں بجودش بحرِ عالم
کہ کلکش ہمچو نیساں دُر فشان ست

بفضلِ اللہ دلش کانِ معارف
ز لبہا چشمۂ حکمت روان ست

درخشاں عشقِ احمد از جبینش
شعاعِ نور از جبینش عیان ست

بفیضِ دم دہد جاں مردگاں را
چہ خوش نقش مسیحائے زمان ست

ہر آں مرد یکہ خبرش داد احمد
ہماں ست و ہماں ست و ہماں ست

اصلاح بین الناس

ارشاد باری تعالیٰ

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا۔

(النساء ۱۱۴)

ان کے بہت سے خفیہ مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں سوائے اس کے کہ کوئی خیرات یا بھلے کام یا لوگوں میں صلاح کے لئے حکم دے اور جو شخص اللہ کی رضا کی طلب کیلئے ایسا کرے گا تو ہم اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔

حدیث نبوی

اصلاح بین الناس کی حدیث میں بڑی تعریف آئی ہے یہانتک کہ ایک حدیث میں جس کو ابوداؤد، ترمذی، احمد نے بیان کیا ہے یہ لفظ آتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے صحابہ کو فرمایا کہ میں تم کو ایسے امر کی خبر دوں جس کا درجہ نماز اور روزے سے بڑھ کر ہے صحابہ نے عرض کیا ہاں تو فرمایا لوگوں میں اصلاح صرف مسلمانوں میں نہیں بلکہ سب لوگوں میں آجکل مسلمانوں کو اس نصیحت پر عمل کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ترقی کی جڑ اتفاق اور اتحاد ہے آج تفرقہ ڈلوانے والے بہت ہیں مگر اصلاح کرنیوالوں کا وجود کالعدم ہے۔

(بیان القرآن از حضرت امیر مرحوم)

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے جلسہ فنڈ جلد ارسال کریں

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا اکتالیسواں سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس قومی اجتماع کی اہمیت آپ سے مخفی نہیں اس اجتماع کی بنیاد حضرت امام الزمان علیہ السلام نے رکھی اور اسمیں شمولیت تمام وابستگان سلسلہ کیلئے ضروری قرار دی ہے اس لئے آپ سے اول یہ درخواست ہے کہ آپ آئندہ جلسہ میں ضرور شریک ہوں اور اپنے بھائیوں سے تجدید مودت و ملاقات کیلئے حتی الوسع سعی فرماویں۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ اخراجات جلسہ سالانہ کے لئے ہر سال سب دوست مل کر اس تقریب کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ آجکل گرانی بہت ہے اور اشیائے خوردنی کی فراہمی میں وقت کے علاوہ زر کثیر کی ضرورت ہے اسلئے امید ہے آپ اس کار خیر میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے اور کارکنان انجمن کو شکر گذاری کا موقعہ دیں گے۔

خاکسار۔ احمد حسن۔ افسر تحصیل

سہ روزہ پیغام صلح ——— مؤرخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۵۴ء

ہمارا قومی اتحاد

قومی اتحاد اور یکجہتی کے متعلق گذشتہ شیوع میں مفصل لکھا جاچکا ہے لیکن ہمارے حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ اس اہم قومی ضرورت کی طرف بار بار توجہ دلائی جائے، ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہر وہ دل جس میں ایمان کی حرارت ہے، ہر وہ قلب جس میں ملت کا درد ہے، ہر وہ متنفس جو عقل سلیم سے بہرہ ور ہے اور ہر وہ شخص جو صحیح معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تڑپ رکھتا ہے قوم کے استحکام اور بقا کے لئے ہر ممکن سعی کو عمل میں لائے گا اور جب تک کہ اس عظیم مقصد کو پروان نہ چڑھا لے اُسے چین نصیب نہ ہوگا۔ اس حقیقت سے ہر صاحب عقل واقف ہے کہ قوم کے استحکام اور اس کی بقا کا راز اس کے اتفاق و اتحاد اس کی یکجہتی اور ہم آہنگی میں مرکوز ہے۔ اسی کلید سے قوموں کے لئے کامیابی کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور اسی شاہراہ پر گامزن ہونے سے قومیں منزلِ مقصود کو پاتی ہیں۔ جس قوم میں اتفاق و اتحاد نہیں وہ قوم قوم کہلانے کی مستحق نہیں۔ جس قوم میں یکجہتی اور ہم آہنگی نہیں وہ کسی عظیم الشان کام کو سر انجام دینے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ جس قوم میں افتراق و انشقاق ہے وہ تباہی کے گڑھے پر کھڑی ہے آج بھی اس میں گری اور کل بھی۔ اس لئے عقلمند قومیں اتفاق و اتحاد کو کسی قیمت پر ہاتھ سے نہیں دیتیں۔ وہ خوب جانتی ہیں کہ اگر انہیں اپنی بقا منظور ہے تو انہیں بنیانٌ مرصوص کی طرح بن کر دنیا میں رہنا چاہیئے۔ ادنےٰ اور بے حقیقت باتوں کو اہمیت دیکر افتراق کی خلیج وسیع کرنا اپنے ہاتھوں اپنی تباہی مول لینا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا کھڑا کر کے قومی شیرازہ کو بکھیرنا کسی زیرک قوم کا شعار نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص وہ قوم جو خدا کے ایک مامور کے انفاسِ قدسیہ سے تربیت یافتہ ہو وہ قوم جو اٰخرین منھم کی مصداق ہو اس پر سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کو اپنے منصب اور اپنی حیثیت کو پہچاننا چاہیئے اور جس بلند مقام پر اس کو کھڑا کیا گیا ہے اس مقام کی عزت کرنا چاہیئے اور کوئی ایسا امر اس سے سرزد نہیں ہونا چاہیئے جس سے خدا کے مامور کا لگایا ہوا باغ ویران ہوجائے۔

گذشتہ شیوع میں آیات قرآنی اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات سے بتایا جاچکا ہے کہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں صبر اور رواداری کتنی ضروری اور اہم چیزیں ہیں اگرچہ احمدی قوم کے سامنے قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح کا پیش کرنا حکمت بلقمان آموختن کا مصداق ہے جس قوم کا ہر فرد یہ جانتا ہے کہ زید و بکر کی بات کو پس پشت پھینکا جاسکتا ہے مگر خدا اور خدا کے رسول اور خدا کے فرستادہ کے احکام کو پسِ پشت پھینکنا یقیناً ہماری تباہی کا موجب ہوگا۔ اس لئے یہ ڈرنے کا مقام ہے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیئے کہ ہم کل خدا کے سامنے کیا جواب دینگے، کیا یہ کہ ہم وہ قوم ہیں جنہوں نے تفرقہ کر کے قومی وحدت کو پاش پاش کیا اور ہم نے مسیح موعودؑ کی بنائی ہوئی جماعت کو برباد کیا؟

اگر ہم سب کے دل میں اتفاق و اتحاد کی حقیقی تڑپ ہو اگر ہم میں سے ہر ایک اس درد سے بیتاب ہو کہ ہم نے کسی قیمت پر قومی وحدت کو نہیں توڑنا بلکہ اسکو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط بنانا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم میں کسی افتراق و انشقاق کی کوئی رمق باقی رہ جائے۔ ہاں اس کیلئے عزم صمیم کی ضرورت ہے اگر ہم عزم کر لیں کہ ہم نے ایک دوسرے سے الگ نہیں رہنا اور ہم نے ایک قوم بن کر رہنا ہے تو یقیناً ہم آنِ واحد میں متحد و متفق ہوسکتے ہیں اور ہمارے سارے اختلافات ہباءً منثوراً ہوسکتے ہیں پس ضرورت عزم کی ہے۔ آئیے ہم سب عزم کر لیں کہ ہم آپس میں شیر و شکر ہوجائیں۔ جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے یہ قوم کے اجتماع کا دن ہے، آئیے اس اجتماع کو ایک بابرکت اجتماع بنائیں اور بکھرے ہوئے موتیوں کو پھر ایک ہی سلک میں پرو دیں تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔ یہ ہمارا وہ کارنامہ ہوگا جو خدا اور خدا کے رسول اور خدا کے مسیح موعود کی خوشنودی کا باعث ہوگا اور وہ دن قوم کے لئے گویا عید کا دن ہوگا جبکہ ہماری قومی عمارت پھر مضبوط و مستحکم ہوجائے گی اور قومی ترقی کے رستے کھل جائیں گے۔

برادرانِ ملت! ہمارے سامنے ایک بہت بڑا مقصد ہے اور وہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا جب تک ساری کی ساری قوم یکجہتی سے کوشاں نہ ہو، اور اپنی پوری طاقت اور قوت اس میں صرف نہ کرے۔ آخر کب تک ہم ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہیں گے، اور کب تک ہماری طاقت منتشر رہے گی، اس مرض کا جلدی علاج کرنا چاہیئے۔ پس جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبات جمعہ میں درد دل سے اتحاد کے لئے اپیل کی ہے ہمیں اس آنیوالے جلسہ پر پورے عزم سے کام لیکر اپنے اختلافات کو مٹا دینا چاہیئے اور پھر ایک قوم بن کر اپنے کام میں لگ جانا چاہیئے ۔

اسلامی جمہوریت کا احیاء

کثرت رائے کا فیصلہ قطعی اور قابلِ قبول سمجھنا چاہیئے {حضرت مسیح موعودؑ}

جلسہ سالانہ میں شمولیت کی برکات

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

اسلام وہ پہلا دین ہے جس نے مذاہب کے میدان میں صحیح قسم کی جمہوریت کو قائم کر دکھلایا، اس دین نے انسانوں کو اگر ایک طرف خالص توحید کے پرستار بنایا تو دوسری طرف اخوت مساوات اور آزادی وجمہوریت کا علمبردار بنایا۔ یہ دونوں اصول لازم وملزوم ہیں اس لئے کہ خالص توحید کے قیام کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ انسان صرف معبودِ حقیقی کے سامنے ہی سربسجود ہوں جس کا مطلب عملی رنگ میں یہ ہے کہ اعلےٰ انسانی صلاحیتیں کماحقہٗ تکمیل پذیر ہوں، انسان کو انسان کی غلامی کی لعنت سے نجات حاصل ہو ورنہ اخلاقی وروحانی قویٰ کی تکمیل نہیں ہو سکتی ہے۔ مراد درحقیقت اسلامی جمہوریت، آزادی واخوت ومساوات سے ہے ورنہ عام طور پر برسرِ اقتدار طبقہ خواہ وہ سیاسی میدان میں ہو یا علمی ومذہبی جماعت میں ہو اس کا اکثر طبعی میلان یہ ہو جایا کرتا ہے کہ اپنے ماتحت عوام کو ایسا پابند ومجبور اور محروم کر کے غلام بنائے رکھے کہ جس سے ان کی اعلےٰ درجہ کی صلاحیتیں پنپنے نہ پائیں۔

صداقت اسلام کا چمکتا ہوا نشان

یہ ایک کھلی حقیقت اور روز روشن کی مانند چمکتا ہوا نشان اسلام کی صداقت پر گواہ ۔۔۔ ہے کہ اس دین کے آنے کے بعد اعلےٰ انسانی صلاحیتوں کو جو ترقی اور نشو ونما ہوئی وہ بےنظیر بےمثل ہے، اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جمہوریت اپنے اصلی وصحیح معنوں میں قائم کر دی گئی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ عوام کی اعلےٰ استعدادوں کے پنپنے میں جس قدر اقتدار پرستوں کی طرف سے روکیں موجود تھیں وہ تمام کی تمام کلیتہً دور کر دی گئی تھیں۔ مگر یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد دمشقی نظام حکومت میں اسلامی جمہوریت کو کچل کر رکھ دیا گیا اگرچہ عوام الناس میں اس کی روح صدیوں بعد تک جاری رہی۔

احمدیت کی تاریخ

انگریزی کا ضرب المثل ہے تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے چنانچہ اس کی صداقت سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے نظر آتی ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں دیگر اسلامی اصولوں کو زندہ کر دکھلایا وہاں صحیح اسلامی جمہوریت کے اصول کا بھی آپ نے کماحقہٗ احیاء کیا، نہ صرف اپنی تعلیم وتحریر کے ذریعہ بلکہ خود اپنی زندگی میں جماعت احمدیہ کے نظام کو ٹھیٹھ اسلامی جمہوریت کے خطوط پر قائم کر دیا۔ جماعت میں سے چیدہ اہل الرائے اصحاب کی ایک صدر انجمن قائم کی اور اپنی حین حیات میں ہی جماعت کے جملہ معاملات نظم ونسق کو اس کے سپرد کر دیا اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن“ کے بارہ میں فیصلہ کر دیا کہ ”میرے بعد ہر امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا“ نہ صرف یہی بلکہ انجمن میں اختلاف کی صورت میں بھی طریق کار قیام اتحاد کا راستہ بتلا دیا جماعت کے لئے تو الوصیت میں یہ ارشاد زریں رقم فرمایا۔

”میرے بعد سب مل کر کام کرو“

اور انجمن کے لئے اپنے معاملات سلجھانے کا یہ گُر سکھلا دیا کہ:۔

”میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر میں کثرت رائے ہو جائے کہ ایسا ہو تو وہی صحیح وقطعی سمجھنا چاہیئے“

آپ نے یہ فیصلہ (RULING) اپنی زندگی میں ممبران انجمن کے مابین کسی امر میں اختلاف پر دیا تھا۔ گویا حضرت اقدس نے اپنی زندگی میں ہی جماعت کے نظم ونسق کے بارہ میں نہایت وضاحت وصفائی سے جمہوریت کے اصول کو اس طرح قائم کر دیا کہ مطلق کسی قسم کا ابہام وشک نہیں رہنے دیا۔

جماعتِ قادیان کی مطلق العنانی اور جماعتِ لاہور کی جمہوریت

لیکن جیسے کہ عرض کیا گیا تاریخ نے اپنے آپ کو دوہرایا اور ۱۹۱۴ء میں جماعت کے ایک حصہ نے اسلامی جمہوریت کے احیاء کردہ اصول کی بجائے اپنے لئے مطلق العنانی وآمریت یا پیر پرستانہ نظام کو قبول کر لیا۔ نتیجہ وہی نکلا جو ہونا تھا۔ ایک خدائی تحریک دنیا میں زندگی پیدا کرنے کی بجائے مردہ ہو کر رہ گئی۔ خدا تعالےٰ کے فضل واحسان سے جماعت احمدیہ کا دوسرا حصہ جو جماعت لاہور سے تعلق رکھتا ہے حضرت اقدسؑ کے الوصیت میں قائم کردہ نظام جمہوریت پر عمل پیرا رہا اور اس کی بدولت انہوں نے گذشتہ چالیس برس میں تبلیغ اسلام واشاعت قرآن کے عالی مقاصد میں بےنظیر کام سرانجام دیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

جلسہ سالانہ کی اہمیت وعظمت

امسال کے جلسہ سالانہ کا اعلان کیا جا چکا ہے اور اس کے ساتھ ہی حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے دعوت شرکت بھی احباب نے پڑھ لی ہے، سالانہ اجتماع کی اہمیت وعظمت اور اس کا قومی مفاد کے لئے ممد ومعاون ہونا ایسی باتیں ہیں جو ظاہر وباہر ہیں۔ خود حضرت علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ جلسہ سالانہ پہ احباب اکٹھے ہوں تا تبلیغ واشاعت کے بارہ میں احسن تجاویز ومشورہ کئے جائیں اور باہمی ملاقات سے اتحاد واخوت کے جذبات ترقی پذیر ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کسی امر میں اختلاف ہو تو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس کے فیصلہ کی صورت یعنی احباب کی کثرت رائے معلوم ہو جاتی ہے۔ نیز مجلس معتمدین پر بھی معاملات کے افہام وتفہیم کی صورت نکل آتی ہے۔

امسال بوجوہ یہ نہایت اہم وضروری بات ہے کہ جملہ احبابِ سلسلہ اس حتمی فرض یعنی شمولیت جلسہ کو اپنے اوپر لازم قرار دے لیں اور نہ صرف خود آئیں بلکہ اپنے دوستوں کو بھی لائیں اجلاسوں میں شرکت اختیار کریں، کانفرنسوں میں حصہ لیں، معتمدین کی مجلس میں شامل ہوں، اس طرح قومی جماعتی معاملات میں اپنی شمولیت و شرکت سے خود بھی استفادہ کریں اور دوسرے دوستوں کو بھی مستفید ہونے کا موقع دیں، اور قومی اتحاد وترقی کی راہوں کو استوار کرنیوالے ہوں تا آئندہ آنیوالی نسلوں کے لئے بہترین نمونہ اور شاہراہ عمل چھوڑ جائیں۔ ایسی حالت میں کہ ہم سب کے قلوب جذبۂ خدمت دین سے لبریز ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ حضرت اقدسؑ کی شخصیت کے گرد اور آپ کے وضع کردہ طرز عمل کو اختیار کر کے ہمارے مابین اخوت ومودت کے عالی جذبات ترقی پذیر نہ ہوں۔ واللہ غالب علےٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ؂

ضروری تصحیح

سابقہ شیوع کے مقالہ افتتاحیہ میں آیہ کریمہ فاذا الذی بینک وبینہٗ عداوۃ کانہ ولی حمیم میں غلطی سے بینہٗ کی جگہ بین اور حمیم کی جگہ صمیم لکھا گیا ۔۔۔۔ قارئین کرام درست کریں ؂

افسوسناک ارادے

برادرم خواجہ نذیر احمد صاحب ۱۲ ماہ حال کو راولپنڈی سے واپسی پر میرے پاس تقریباً ایک گھنٹہ کے لئے ٹھہرے، خواجہ صاحب نے دوران گفتگو میں ایک واقعہ سنایا۔ جو کہ من وعن قوم کے سامنے مناسب سمجھتا ہوں۔ فرمانے لگے کہ مورخہ ۶ رنومبر ۱۹۵۴ء کو ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے وہ گجرات گئے تھے۔ اس مقدمہ میں حافظ محمد حسن صاحب چیمہ بھی وکیل تھے۔ صاحب عدالت اس دن اتفاقیہ چھٹی پر تھے۔ اور مقدمہ پیش نہ ہو سکا۔ تھوڑی دیر کے لئے خواجہ صاحب اور حافظ محمد حسن صاحب چیمہ بار روم میں گئے۔ دوران گفتگو میں حافظ صاحب نے فرمایا۔ کہ جماعت کے دونوں گروہوں میں صلح ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اگر شروع دسمبر تک ایسا نہ ہوا۔ تو نہایت خطرناک حالات پیدا ہو جائیں گے۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ وہ اور ان کے ہم خیال لوگ موجودہ حالات میں سالانہ جلسہ دسمبر ۱۹۵۴ء میں نہ ہونے دیں گے، اور اس کوشش میں وہ خود قتل ہو جائیں گے۔ اور جلسہ کرنے والوں کو قتل کر دیں گے۔ حافظ صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ اگر خواجہ صاحب نے اس گفتگو کا کہیں ذکر کیا۔ تو حافظ صاحب انکار کر دیں گے۔ جواباً خواجہ صاحب نے عرض کی۔ کہ یہ انکی احمدیت کا ثبوت ہوگا۔ اس واقعہ کے بعد چوہدری فتح محمد صاحب عزیز وہاں تشریف لے آئے۔ اور گفتگو انتخابی بورڈ کراچی کے فیصلہ کے متعلق شروع ہو گئی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد میں نے خواجہ صاحب سے کہا۔ کہ یہ بہت اہم واقعہ ہے لیکن اس کا ثبوت ماسوائے آپ کی ذات کے اور کوئی فرد نہیں۔ خواجہ صاحب کہنے لگے۔ کہ حافظ صاحب کے علاوہ موٹر کار میں واپسی پر دو اور شخص بھی موجود تھے۔ اور خواجہ صاحب نے یہی بات ان کے سامنے دہرائی۔ اور چیمہ صاحب نے جو کار میں بیٹھے ہوئے تھے نہ انکار کیا اور نہ اقرار کیا بلکہ ٹال دیا۔ خواجہ صاحب نے مزید کہا۔ علاوہ گواہوں کے اس گفتگو کے وقت جو کہ بار روم میں چیمہ صاحب نے کی۔ خدا تو موجود تھا۔ اگر حافظ صاحب انکار کر دیں تو میں تمام جماعت کے سامنے اس گفتگو کا ذکر علانیہ کرنے کو تیار ہوں مگر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ان کا قیاس یہی ہے۔ کہ حافظ صاحب انکار نہیں کریں گے۔ والسلام

(ڈاکٹر) وزیر احمد قریشی۔ وزیر آباد ۱۹ ۱۱/۵۴

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

۳۱ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کی میٹنگ زیر صدارت ملک محمد صاحب ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد گذشتہ مجلس کی روئداد پڑھ کر سنائی گئی۔ اس کے بعد راقم نے تاریخ عالم اور نظریہ آخرت پر ایک مقالہ پڑھا۔ بعدہ سردار علی صاحب نے اسلام اور غلامی پر ایک مختصر سا مقالہ پڑھا۔ آخر میں صدر مجلس نے نوجوانوں سے پر زور الفاظ میں التماس کیا کہ وہ ایسوسی ایشن کی مجالس میں باقاعدگی سے دلچسپی لیں۔ اس کے بعد دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔

پیغام صلح مورخہ ۲۰ رنومبر ۱۹۵۴ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸۔ شمارہ نمبر ۴۷

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

خدا اور رسول کی رضا کیلئے ایک دوسرے کو معاف کر دو

اور باہم محبت و مودت پیدا کرو

حضرت امیر ایدہ اللہ نے ۱۹ رنومبر ۱۹۵۴ء کے خطبہ جمعہ میں سورۃ الرحمٰن کے پہلے رکوع کی آیات الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان الخ سے اجرام سماوی اور زمین اور اس کی پیداوار کے باہمی تعاون اور یکجہتی پر استدلال کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:۔

"میں نے پچھلے خطبہ میں اپیل کی تھی اس کو پھر دہراتا ہوں کہ تمام احباب جماعت آپس میں مودت پیدا کریں اور جماعت کی مضبوطی کو بڑھائیں اختلافات مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام دوست اپنے دل کو چوڑا کریں اور خدا و رسول کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کو معاف کر دیں، خدا کی رضا کیلئے دوسرے کو معاف کر دینا کوئی بہت بڑی قربانی نہیں، وہ دوست جو سمجھتے ہیں کہ کسی نے ان کو دکھ پہنچایا وہ محض للہ بھول جائیں اور اپنے بھائی کو دل سے معاف کر دیں اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ تمہارا اپنے متعلق کیا خیال ہے تو میں بھی اس بارہ میں آپ کا ہمخیال ہوں اور جس کسی نے میرے متعلق تحریراً یا تقریراً کوئی دلآزاری کا کلمہ کہا ہے میں اسے صدق دل سے معاف کرتا ہوں۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا احترام پہلے بھی ہمارے دل میں تھا اور اب بھی ان کا پورا احترام ہے، ان کے خاندان کے حقوق محفوظ ہیں، ہمارے احباب کو وہ تمام طریق جو باہمی اختلاف کو مٹا سکتے ہیں اختیار کرنے چاہئیں، گفتگوئیں، تحریریں، تقریریں ایسی باتیں ہوں جو باہمی اتفاق و مودت کو بڑھانیوالی ہوں، اگر سب دوست وسعت قلبی سے کام لیں تو مامور من اللہ کی جماعت کو تباہی سے بچا لیں گے میں پھر کہتا ہوں کہ قوم کے اتحاد کے لئے ایک دوسرے کو معاف کر دینا کوئی بڑی قربانی نہیں ہم مسجد میں بیٹھے ہیں چاہیئے کہ ہم خدا و رسول کے لئے باہم مودت پیدا کریں معافی ہر حال میں یونہی نہیں ہوتی کہ دوسرا آ کر معافی مانگے، بغیر کسی کے معافی مانگنے کے بھی معافی دی جاسکتی ہے اور دینی چاہیئے اگر آپ ایسا کریں گے تو خدا و رسول آپ سے خوش ہونگے، ہم نے مامور من اللہ کی جماعت کو بچانا ہے اسکے لئے اپنے نفسوں کو قابو میں لانا ضروری ہے ان گری ہوئی خواہشات کو کہ ہم انتقام لینگے چھوڑ دینا چاہیئے، اس سے برکت نازل ہوگی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — تار کا پتہ: پیغام صلح، لاہور — فون نمبر ۷۰۲۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — ہست او خیر الرسل خیر الانام

مصطفےٰ مارا امام و پیشوا — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ

اخبار

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ - ۲۴ نومبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۷۵

چارۂ دردِ دلِ ملت

(حسن)

جن کو ناموسِ محمد مصطفےٰ کا پاس ہے
جن کے دل میں خدمتِ اسلام کا احساس ہے

جان و دل سے جو نثارِ حضرتِ داور ہیں
دیں سے رکھتے ہیں محبت کفر سے بیزار ہیں

جن کے سینوں میں نہاں ہے آتشِ عشقِ نبی
دیں کی خدمت کو سمجھتے ہیں جو رازِ زندگی

منسلک سلکِ اخوت میں ہیں جنکے جسم و جاں
جنکے چہروں پر عیاں ہیں نورِ ایماں کے نشاں

جن کے دل میں ہے محبت عیسیٰ موعود کی
ہادیٔ برحق امام مہدیٔ مسعود کی

آئیں آکر جلسۂ احباب میں شرکت کریں
اور مل کر چارۂ دردِ دلِ ملت کریں

"اگر اختلاف ہوا اور اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ نصائح!

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ لکھ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائیگی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کریگی۔ اگر اختلاف ہوا اور اتحاد نہ ہو تو پھر تم بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے میں نصیحت کرتا اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کُنتُم اَعدَاءً فَاَلَّفَ بَینَ قُلُوبِکُم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کیلئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اس کا انجام اچھا نہیں میں ایک کتاب بنانیوالا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیئے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازیگر نے دس گز چھلانگ ماری ہے۔ دوسرا اس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اس طرح پر کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے یاد رکھو بعض کا جُدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہو گی وہ ضرور ہو گی تم کیوں صبر نہیں کرتے جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض کا قلع قمع نہ کیا جاوے مرض دفع نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے بخل ہے، رعونت ہے خود پسندی اور جذبات ہیں میں نے بتلایا کہ میں عنقریب ایک کتاب لکھوں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دونگا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھلائیں میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتی بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔

مرْوزہ پیغام صلح لاہور ——— مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۵۴ء

قومی اجتماع

بیا تا یک دمے فارغ نشینیم ٭ گلے چندے ازیں گلزار چینیم
چہ دانی تا چہ فردا پیش آید ٭ بیا تا روئے یک دیگر بہ بینیم

اسلام میں قومی اجتماع کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نماز پنجگانہ باجماعت یعنے جمع کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ نماز جمعہ۔ عیدین اور حج کی ایک بڑی غرض یہی قومی اجتماع ہے۔ جس سے بالبداہت اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے، کہ قوم کی زندگی اور بقاء کے لئے اجتماع کس قدر ضروری ہے، اگر قوم ایک قالب ہے تو اجتماع اس کی رُوح، قالب بجز رُوح کے کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتا اور جسم بغیر جان کے بے کار محض ہے۔ عبادات گوشۂ تنہائی میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں، لیکن ان عبادات کو اجتماعی رنگ میں ادا کرنے سے جس اخوت، محبت، اور مساوات کا سبق انسان سیکھ سکتا ہے وہ گوشۂ تنہائی میں کہاں میسر آ سکتا ہے۔ آپ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ آپ اخوت کے ماحول میں آتے ہیں۔ آپ مساوات کی فضا میں آتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے لئے مکروہات دنیوی سے الگ ہو کر آپ امن کا سانس لیتے ہیں۔ جب آپ خانۂ خدا میں ایک ہی صف میں دوش بدوش استادہ ہو کر خدائے واحد کی بارگاہ معلّی میں حاضر ہوتے ہیں، اور اس کے حضور سرِ نیاز خم کرتے ہیں تو ایک خاص اثر ایک خاص کیف آپ کی طبیعت میں پیدا ہوتا ہے امام کے خشوع و خضوع کا اثر مقتدیوں پر پڑتا ہے اور مقتدیوں کے خضوع خشوع کا اثر امام پر ایک کی روحانیت دوسرے میں سرایت کرتی ہے اور اس طرح سے آپ کے اندر اتفاق کے جوہر پیدا ہوتے ہیں آپ کے اندر اخوت، مساوات یک جہتی اور محبت و مودت کے قابل قدر جذبات پیدا ہوتے ہیں جو حیاتِ انسانی کے لئے اس قدر فخر و مباہات کا موجب ہیں۔ جو لاکھوں اور کروڑوں روپے صرف کرنے سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

جن لوگوں نے عرفات کے میدان کا نقشہ دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں، جب لاکھوں انسان کیا امیر کیا غریب کیا بادشاہ کیا فقیر ایک ہی لباس میں ملبوس ایک ہی جذبہ سے سرشار لبیک اللّٰھم لبیک کے زہرہ گداز نعرے بلند کرتے ہیں۔ اس وقت جو قلوب کی کیفیت ہوتی ہے زبانِ قلم اس کے بیان سے قاصر ہے۔ جو رقّت جو سوز و گداز جو اثر و جذب جو کیف اس منظر میں پایا جاتا ہے وہ دُنیا میں کہیں نظر نہیں آتا۔ زبان پر لبیک اللّٰھم لبیک ہم تیرے حضور حاضر ہیں، "اے خدا ہم تیرے حضور حاضر ہیں" کے الفاظ جاری ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی پھوار جاری ہے، ایک جم غفیر خدا کے حضور کھڑا ہے اور خدائے واحد کو دردِ دل سے پکارتا ہے۔ اور سوائے خدا اور خدا ..... کے کوئی خیال کوئی جذبہ دل میں نہیں۔ خدا ہی خدا دل و دماغ میں بسا ہوا ہے، اور شش جہت میں اس کی عظمت و جلال اور اس کی شان و شوکت کا جلوہ نظر آتا ہے وہ یہ سب اجتماع کی برکات ہیں ایک اکیلا انسان کسی جنگل میں لاکھ دفعہ کوتا ہے یہ کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ مقدس اور پاک مقاصد کے لئے۔ محض اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی اور اس کی عظمت و جلال کے تحفظ کے لئے جو اجتماع ہوگا وہ بھی گوناگون برکات کا موجب ہوگا۔ اور وہ قوم خدا کی محبوب قوم ہوگی جو سفر اور اخراجات کی تکالیف اُٹھا کر ان پاک اغراض کی تکمیل کے لئے قدم اُٹھائے گی۔ آپ کا سالانہ اجتماع کوئی سیاسی دنگل یا پولیٹیکل اکھاڑہ نہیں یہ محض ایک روحانی اور دینی اجتماع ہے۔ اور اس کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے دین کی خدمت اور اس کے رسول کے نام کو دُنیا میں بلند کرنا ہے۔ اس اجتماع کی بنیاد رکھنے والا وہ انسان ہے جس کے ہاتھ پر ہم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اگر ہم اس کے سچے پیرو ہیں اور فی الحقیقت

اگر ہم اپنے عہد میں پکے ہیں تو ہمیں اس کے قائم کردہ ادارہ کو تقویت پہنچانے اور اس کی ہدایات کے مطابق کام کرنے کا پورا پورا اہتمام کرنا چاہیئے۔ سال بھر میں محض تین دن خدا کے لئے وقف کر دینا کوئی بڑی بات نہیں، اس میں شک نہیں کہ سفر میں تکلیف بھی ہوتی ہے اور اخراجات بھی برداشت کرنے پڑتے ہیں، مگر اس کے بالمقابل جو فوائد کثیرہ اس سے حاصل ہو سکتے ہیں، اُن سے قوم ناواقف نہیں۔ یہ بابرکت اجتماع ہمارے لئے رُوحانی مائدہ بہم پہنچاتا ہے۔ بزرگانِ قوم کے وعظ و نصیحت سے قلوب میں جلاء پیدا ہوتی ہے، تزکیۂ نفس ہوتا ہے باہمی میل جول سے قوم کے اندر محبت و خلوص کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ایک قوم کی قوم کا خدا کی درگاہ میں دعائیں کرنے سے خدا کی رحمت کا نزول ایک یقینی امر ہے۔ قومی مشاورت سے بڑے بڑے مشکل مسائل جو قومی ترقی کے رستہ میں حائل ہوتے ہیں حل ہو جاتے ہیں۔ اور قوم کے اندر ایک نئی زندگی ایک نئی رُوح کام کرنے لگ جاتی ہے۔

بابرکت ہے وہ قوم جو ان پاک اغراض کے لئے اپنے نفس پر تکلیف برداشت کرے اور بابرکت ہے وہ سرزمین جہاں محض خدا کے لئے چند نفوس جمع ہوں ونعم ماقیل ؎

آسماں سجدہ کند بہر زمینیکہ بر آں
یکدو کس یکدو نفس بہرِ خدا بنشینند

ہمارے وہ بزرگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کا زمانہ پایا یا حضور کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور حضور کے انفاس قدسیہ سے مستفیض ہوئے، ایک ایک کر کے اُٹھتے جاتے ہیں، وہ اپنے اپنے وقت میں حق خدمت ادا کر کے خدا سے جا ملے وہ خدا سے خوش خدا ان سے خوش، اب محض گنتی کی چند ایک ہستیاں اس پاک زمانہ کی یادگار رہ گئی ہیں، ان کا وجود غنیمت ہے۔ ایک دن آنے والا ہے کہ وہ بھی خدا کو پیاری ہو جائیں گی، یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی کہ آج ہم ان کے مواعظ حسنہ سے متمتع ہوں، اور ان کے کلمات کو اپنے دل میں جگہ دیں ؎

غنیمت شمر اے شمع وصل پروانہ
کہ ایں معاملہ تا صبحدم نخواہد ماند

اس مادیت اور دہریت اور بے دینی کے زمانہ میں جب ہر چہار طرف انسانوں کا مقصد دُنیا ہی دُنیا رہ گیا ہے۔ محض آپ کی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس کو خدا نے اپنے دین کی خدمت کے لئے چنا ہے۔ یہ بہت بڑا شرف ہے جو خدا نے آپ کو دیا ہے اس شرف کی دل سے قدر کرنی چاہیئے۔ اور وہ اس طرح کہ جو فرائض آپ پر عائد ہوتے ہیں، ان کو بطیب خاطر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جن پاک اغراض کے لئے آپ اس سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں ان کو پورا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کریں ورنہ ہم خدا کے مجرم ہوں گے، اور قیامت کے دن اس کے حضور میں جوابدہ۔ قطع نظر ان قومی مفاد کے جو اجتماع کا لازمی نتیجہ ہیں ——

باہمی میل ملاقات فی نفسہ بہت بڑی چیز ہے۔ خلوص سے بھرے ہوئے دل سے احبابِ جماعت کا آپس میں ملنا، ایک جگہ جمع ہو کر دعائیں کرنا خدا کی رحمت کو کھینچ لانے کا موجب ہوگا، اس لئے آپ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ باوجود موانع کے بھی آپ اپنے قومی اجتماع میں شرکت کے لئے قدم رنجہ فرمائیں ؎

بیا تا یک دمے فارغ نشینیم
گلے چندے ازیں گلزار چینیم
چہ دانی تا چہ فردا پیش آید
بیا تا رُوئے یک دیگر بہ بینیم

اخبار و افکار

مذہب میں جبر نہیں

مذہب میں جبر کے طریق کو قرآن کریم نے جس قدر ناپسند کیا ہے وہ نہ صرف اس کے اس کھلے اعلان سے ظاہر ہے کہ لا اکراہ فی الدین بلکہ عملی طور پر اس نے دین میں جبر کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا، وقاتلوھم ...... حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے، اور کسی مذہب کا قبول کرنا کسی جبر و تشدد کی وجہ سے نہیں محض اللہ کے لئے ہو،

گویا یوں کہنا چاہیئے کہ اسلام نے مذہبی آزادی کو اس قدر ضروری قرار دیا ہے کہ اس کے لئے جنگ بھی کرنی پڑے تو ہرج نہیں، قرآن کی اس قائم کی ہوئی مذہبی آزادی کا اعتراف گاندھی جی کو بھی ہے، جنہوں نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا تھا:۔

"قرآن پاک میں ایسی کوئی چیز نہیں پائی جاتی جس میں مسلمان بنانے کے لئے جبر اور طاقت استعمال کرنے کی تلقین کی گئی ہو، کلام پاک میں واضح ترین الفاظ میں لکھ دیا گیا ہے کہ مذہب کے بارے میں جبر کو دخل نہیں ہے لا اکراہ فی الدین، پیغمبر اسلام کی ساری زندگی اس بات کی تردید کرتی ہے کہ ..... مذہب کے معاملے میں جبر کیا جائے۔ میرے علم میں کسی مسلمان نے آج تک جبر کو پسندیدہ قرار نہیں دیا۔ اگر اسلام اپنی تبلیغ کے لئے جبر پر عمل کرنے لگے تو وہ عالمگیر مذہب نہ رہ سکے گا"

یہ تو قرآن کریم کی تعلیم اور غیروں کا اعتراف ہے لیکن مسلمانوں کا خیال کیا ہے؟ اور تو اور وہ جماعت بھی جو اسلام کے نام سے منسوب اور جماعت اسلامی کے نام سے موسوم ہے، یہ یقین رکھتی ہے کہ اسلام جبر کا مذہب ہے جو اس کے اندر داخل ہو گیا، اس کو زبردستی باہر نکال دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی اسے مرتد قرار دیکر گردن زدنی ٹھہرایا جائے گویا اسلام نے اپنے ہی نام لیواؤں کے سر پر تلوار لٹکا رکھی ہے۔ ملاحظہ ہو مودودی صاحب کی کتاب "مرتد کی سزا"۔

کیا یہ کتاب جس میں قرآن کی ایک بھی ایسی آیت پیش نہیں کی جا سکی جو اسکے موضوع سے تعلق رکھتی ہو، اور جس میں مرتد کو گردن زدنی ٹھہرایا گیا ہو اسلام کی حمایت میں لکھی گئی ہے یا مخالفین اسلام کی تائید میں؟ احمدیت پر الزام رکھنے والو ذرا اپنے بھی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کس چیز کی خوشبو آتی ہے۔

ایک یونٹ

آج سے چار ماہ پہلے ہم نے مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان کی ایک تقریر پر جس میں صوبہ پرستی کی مذمت کی گئی تھی، تبصرہ کرتے اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ:۔

"اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے صوبہ اور ملک پرستی کی حدود کو توڑ کر تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک قوم بنا دیا افسوس ہے کہ اسی مذہب کے نام لیوا آج پاکستان کے اندر صوبہ پرستی کی لعنت پیدا کر کے چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنانے کی فکر میں ہیں جو فی الواقعہ پاکستان کی سلامتی کے لئے ایک زبردست خطرہ ہے، اس سلسلہ میں پشاور کے چند وکیل صاحبان کا یہ اقدام قابل ستائش ہے کہ انہوں نے ایک مشترکہ بیان میں اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ صوبائی حد بندیوں کو توڑ کر مغربی پاکستان کو ایک یونٹ میں تبدیل کر دیا جائے"

نہایت مسرت کی بات ہے کہ آج حکومت پاکستان نے اس صوبہ پرستی کی لعنت اور اس کے مضرات کو دور کرنے کے لئے اس کا یہی علاج تجویز کیا ہے کہ مغربی پاکستان کو ایک یونٹ میں تبدیل کر دیا جائے، چنانچہ ۲۲ر نومبر کی شام کو وزیر اعظم پاکستان نے ایک نشری تقریر میں اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ پاکستان کی سالمیت کے پیش نظر یہ ضروری قرار پایا ہے کہ صوبائی حد بندیوں کو ختم کر کے مغربی پاکستان کو ایک یونٹ میں تبدیل کر دیا جائے۔

وزیر اعظم نے قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ صوبائیت کے خطرات سے پوری طرح باخبر ہیں، یہ مطالبہ اب ملک گیر نوعیت اختیار کر چکا ہے کہ اس لعنت کو جس سے ہمارے آئندہ وجود کو خطرہ لاحق ہے ہماری سیاست سے ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہیئے"۔

آپ نے فرمایا:۔

"وحدانی طرز حکومت بہترین نظام ہے آپ سب کی یقیناً یہ خواہش ہے کہ تمام پاکستان کا ایک سیاسی اور انتظامی یونٹ بنا دیا جائے، اگر یہ ممکن ہوتا تو ہم ایسا کرنے کو تیار رہیں لیکن ہم ایک ایسی جغرافیائی حقیقت سے دوچار ہیں جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، ہمارا ملک علیحدہ دو یونٹوں پر مشتمل ہے جن کے درمیان ایک ہزار میل کا غیر ملکی علاقہ ہے اگر ملک میں وحدانی طرز حکومت ہو تو ملک کے دونوں حصے ایک انتظامی ڈھانچہ کے تحت آ جاتے ہیں"

(باقی ص۶ کالم ۱ پر)

انتخابی بورڈ ٹوٹ گیا
مصالحت کی نئی صورت پیدا کرنیکی تجویز

میں نے پیغام صلح مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۵۴ء میں انتخابی بورڈ کی مجوزہ فہرستوں اور پروگرام پر تبصرہ کرتے ہوئے چند خامیوں کا ذکر کیا تھا، ان کے علاوہ بعض اور بھی خامیاں اس میں تھیں مثلاً یہ اعلان کہ:۔

"الیکشن افسر صاحبان ۷ر نومبر ۱۹۵۴ء تک نامزدگیاں ہم میں سے چوہدری امجد خان صاحب کے نام رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال فرمائیں ..... اگر تاریخ مقررہ تک نام ہمارے پاس نہ آئے یا کسی حلقہ کی مقرر کردہ نشستوں سے کم آئے تو ہمیں اختیار ہوگا کہ اس کمی کو نامزدگی سے پورا کریں"

ظاہر ہے کہ نامزدگی کا حق نہ ان کو شرائط مصالحت میں دیا گیا ہے اور نہ کسی ملک کا قانون انتخابی بورڈ کو ایسا حق دیتا ہے، ان کو انتخاب کے لئے مقرر کیا گیا تھا نہ کہ نامزدگیاں کرنے کے لئے اس لئے مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس مورخہ ۵ر نومبر میں یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ ممبران انتخابی بورڈ سے ان کے اختیارات واپس لئے جائیں، اس فیصلہ کی اطلاع ۶ر نومبر کو انہیں بذریعہ تار دے دی گئی لیکن ۷ر نومبر کو انہوں نے بلیٹ پیپر شائع کر کے انتخاب مکمل کرنے تھے اس لئے قانونی طور پر بچاؤ ضروری ہو گیا، چوہدری امجد خاں صاحب کا (جو فریق ثانی کے نمایندہ تھے) استعفا تو آ ہی چکا تھا، لیکن ہمارے نمایندہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کا نہ کوئی استعفا آیا اور نہ ہماری تار کا جواب، اس لئے مجبوراً ۱۲ر نومبر کو ان کے خلاف حکم امتناعی حاصل کرنا پڑا، اور ۲۰ر نومبر کی تاریخ ان کی جوابدہی کے لئے مقرر ہوئی۔

اس کے بعد ۱۸ر نومبر کو فاروقی صاحب کا استعفا بھی صاحب صدر کے پاس آ گیا جو ۱۹ر نومبر کی مجلس منتظمہ میں پیش ہوا اور فاروقی صاحب کی خواہش پر کہ مقدمہ واپس لیا جائے مجلس نے یہ قرارداد منظور کی کہ مقدمہ واپس لیا جائے اور صلح کے لئے کوئی اور طریقہ سوچا جائے،

اس قرارداد کے مطابق ۲۰ر نومبر کو مقدمہ واپس لے لیا جائے گا اور اگر مصالحت کے لئے کسی اور تجویز پر مجلس منتظمہ اور فریق ثانی کے عمائد کا اتفاق ہو گیا تو اس پر عملدرامد سے پہلے مجلس معتمدین میں اسے پیش کیا جائے گا اور قوم کی منظوری کے بعد اسکو عمل میں لایا جائے گا۔

عبداللہ جان۔ سیکرٹری

۲۰ر نومبر ۱۹۵۴ء

۲۴ر دسمبر ۱۹۵۴ء بروز جمعہ ۹½ سے ۱۲ بجے تک

مستورات کا جلسہ ہوگا

جمعہ کی نماز کے بعد جلسہ سالانہ شروع ہوگا اسی دن شام کو ۷ بجے احمدیہ کانفرنس ہوگی۔

۲۵ر دسمبر بروز ہفتہ حسب معمول دو اجلاسوں کے بعد ۷ بجے شام جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا۔

عبداللہ جان۔ سیکرٹری

از ادارہ پیغامِ صلح

دَورِ ابتلا

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ اند

کچھ عرصہ سے ہماری قوم جن تشویشناک حالات میں سے گذر رہی ہے اور جس دَورِ ابتلاء سے اسے دو چار ہونا پڑا ہے وہ احباب پر روشن ہے۔ اور "پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعت میں "افسوسناک ارادے" کے عنوان سے ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی کی تحریر پڑھ کر احباب جماعت کا متشوش ہونا یقینی امر ہے، لیکن ہم اپنے احباب سے نہایت واضح الفاظ میں عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ دوستوں کے ان افسوسناک ارادوں پر ہمیں کسی بے چینی یا اضطراب کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان باتوں پر ہم کو صبر و سکون سے کام لینا چاہیئے ولمن صبر وغفر ان ذالك لمن عزم الامور (الشوریٰ) اور حضرت مسیح موعودؑ کا حکم ہے ؎

گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دکھ آرام دو کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

احمدی جماعت ایک زندہ جماعت ہے اور وہ زندہ رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسکو مٹا نہیں سکتی۔ ابتلاء کے دَور جماعتوں پر آیا کرتے ہیں اور آتے رہیں گے ان ابتلاؤں کے نیچے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے چھپے ہوتے ہیں جو آخر ظاہر ہو جاتے ہیں اور مومنین کی مزید کامیابیوں اور ان کے اطمینان کا باعث ہوتے ہیں ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند ؛ زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ اند

ان ابتلاؤں کے دَور میں ہمارا فرض ہے کہ ہم استقامت اور استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ دیں اور نہایت مضبوطی اور آہنی عزم سے ہر مصیبت کا مقابلہ کریں اور حُسنِ تدبّر سے ہر فتنہ ..... کا سدِ باب کریں، اور خیر و خوبی سے ہر معاملہ کو سلجھائیں۔ تکلیف یا مصیبت کے وقت بے صبری کا اظہار مصیبت کو کم نہیں کرتا بلکہ اس میں اضافہ کرتا ہے۔ احمدی جماعت جیسی مومن اور متوکل جماعت کو خدا کے افضال پر پورا پورا بھروسہ رکھنا چاہیئے اور کسی مایوسی یا ہراس کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہیئے۔

وما لنا الا نتوكل على الله وقد هدانا الله
سبلنا ولنصبرن على ما اذيتمونا وعلى الله
فليتوكل المتوكلون (ابراهیم)

خدا کے فضل سے مایوس ہونا کفار کا کام ہے، ہمارے ساتھ خدا کی تائید و نصرت ہے وہ ہمارا حامی و ناصر ہے۔ ہمیں کسی بدخواہ کی بدخواہی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ لوگوں کے بُرے ارادے ہمارے پائے استقلال میں لغزش پیدا کر سکتے ہیں۔ وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يردك بخير فلا راد لفضله يصيب به من يشاء من عباده وهو الغفور الرحيم (یونس) جو ظاہری تدبیر کسی تکلیف پیش آمدہ کے دفعیہ کی ہو سکتی ہے اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے، اور یہ قوم کے صلاح و مشورہ سے طے پا سکتا ہے کہ وہ ظاہری تدبیر کیا ہونی چاہیئے۔ اس لئے کوئی قدم بغیر قوم کے مشورہ کے اُٹھانا نہیں چاہیئے۔ لیکن علاوہ ظاہری تدبیر کے ایک روحانی تدبیر بھی ہے اور وہ یہ کہ ہم نہایت تضرع اور ابتہال سے خدا کے حضور دُعا کریں۔ کہ وہ ذات پاک ہماری مشکلات کو دُور فرمائے، اور جو ابتلا کا دَور ہم پر آیا ہے اس سے ہم کو باہر نکالے۔ ایسی تکلیفوں کے وقت استغفار بڑا مفید ہتھیار ہے۔ ہمارے تضرع اور ابتہال اور ہماری دعاؤں کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا وہ غفور الرحیم ہے وہ ہماری دردبھری دعائیں سُنے گا اور ہمیں نقصانات اور خسران کی راہوں سے بچا لیگا ادعونی استجب لکم خدا کا وعدہ ہے۔ والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا بھی اس کا وعدہ ہے وہ اپنے وعدے کے مطابق ہمارے لئے ہماری کامیابی کے لئے رستے کھول دے گا۔ الا بذكر الله تطمئن القلوب

اس کے ذکر اور اس کی تحمید و تقدیس سے ہمارے قلوب پر خدا تعالےٰ تسکین نازل فرمائے گا۔ یہ ہماری قوم کا آزمایا ہوا نسخہ ہے۔ اور یہ وہ نسخہ ہے جو خود خدا نے بتایا ہے۔ اس نسخہ کو ضرور استعمال کرنا چاہیئے، اس کے مفید ہونے پر ہمارا ایمان ہے ؎

ہر آں کارے کہ گردد از دعائے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آں کار نے بادے نہ بارانے

اس لئے ہم پھر اپنے احباب کی خدمت میں بالحاح عرض کرتے ہیں کہ وہ ان دنوں میں خاص طور نمازوں میں اور بالخصوص نماز تہجد میں دعاؤں پر کثرت سے زور دیں، اور استغفار اور درود شریف بکثرت پڑھیں تاکہ خدا تعالیٰ کریم ہم پر رجوع برحمت کرے، اور ہماری مشکلات اور ہمارے تفکرات کو دُور فرمائے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس افسوسناک ارادہ کا اظہار حبیبہ صاحب نے کیا ہے اس کا مقصد صرف اتنا ہے کہ کسی طرح احباب کو جلسہ سالانہ میں شمولیت سے روکا جائے۔ احباب کرام اس کی پروا نہ کرتے ہوئے جلسہ سالانہ میں ضرور شامل ہوں، کوئی ایسا واقعہ انشاءاللہ پیش نہیں آئے گا نہ کوئی فتنہ و فساد ہو گا، بلکہ یہ جلسہ جماعت کے اتحاد و اتفاق کا ذریعہ ہو گا۔

اے! رحمتِ تمام!!

حافظ مکرم علوی ساماٹوی

تیرے بغیر رونقِ ہر دو جہاں نہیں
دِل، دِل نہیں ہے اور کسی جاں میں جاں نہیں

دیوار و در سے پوچھ رہا ہوں ترا پتہ
چُپ ہیں سبھی کسی کے بھی منہ میں زباں نہیں

کچھ تو خلوصِ دردِ محبّت کا احترام
ورنہ وفورِ شوق کا چرچا کہاں نہیں

اے رحمتِ تمام عمل پر مرے نہ جا
کیا میں شریکِ کارِ مسیحِ زماں نہیں

دامانِ عافیت کو نہ کھینچ اے ہوائے شوق
میں تیرا خیر خواہ ہوں کوئی بدگماں نہیں

ایسا نہ ہو کہ جذبِ محبّت ہی مِٹ چلے
مُدّت سے زندگی کے نمایاں نشاں نہیں

مخصوص جن سے لُطف و عنایات تھے وہی
ہیں اہلِ کارواں جو سرِ کارواں نہیں

آؤ کہ زندگی کو تلاطم میں پھینک دُوں
مُدّت سے میرے پیش کوئی امتحاں نہیں

اجرام سماوی و ارضی سے باہمی اتحاد و اتفاق اور تعاون و یکجہتی کا سبق

مامور من اللہ کی جماعت کو تباہی سے بچانے کے لئے ایک دوسرے کو معافی دو اور باہم اتحاد و اتفاق سے کام لو

خطبہ جمعہ ۱۹ نومبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الرحمٰن علم القرآن ——— (سورۃ الرحمٰن رکوع اول)

انسانی زندگی اور معرفت الٰہی کے سامان

اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالےٰ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں، ایک تو یہ کہ انسان کو اپنی معرفت کے سامان عطا فرمائے اور دوسری بات جو انسان کے لئے معرفت الٰہی کے بعد نہایت ضروری ہے وہ باہمی اتحاد اور ہم آہنگی ہے جس کا سبق ان آیات میں دیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ خدا نے انسان پر بڑا احسان کیا ہے کہ یہ زمین و آسمان اس کی خاطر پیدا کئے، سورج اور چاند اس کے لئے بنائے، ستارے اس کی خاطر پیدا کئے، اور زمین و آسمان کو، جو گھر اس کے لئے بنایا، اس کی آرائش کے لئے سبزیاں اور پھل پھول پیدا کئے۔ چشمے اس کی خاطر جاری ہوئے۔ الغرض اس کی زندگی کے قیام و آسائش کے تمام کے تمام سامان مہیا کئے، یہ سب کچھ انسان کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا، پھر جس طرح آسمان سے بارش کے بغیر زندگی محال ہے۔ اور اس بارش سے زندگی عطا کی، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر احسان یہ کیا کہ الرحمٰن علم القرآن اس نے اپنی رحمانیت سے قرآن کی صورت میں روحانی بارش نازل کی، اور ایک اور ہمیشہ کی زندگی کا سامان اسے دیا، خلق الانسان علمہ البیان انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا، یہ سب چیزیں اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی معرفت کا سبق سکھاتی ہیں،

اجرام کا باہمی ربط و توازن

اور فرمایا ایک دوسرا سبق جو نہایت ضروری ہے وہ اس ساری کائنات کی چیزوں میں ایک ہم آہنگی اور یکجہتی کا سبق ہے، الشمس والقمر بحسبان سورج اور چاند دونوں ایک حساب کے ماتحت چل رہے ہیں، سورج اور چاند ہماری زمین سے کتنی دور ہیں، لکھا ہے سورج اس زمین سے ۹ کروڑ پچاس لاکھ میل دور ہے اور چاند دو لاکھ چالیس ہزار میل کے فاصلہ پر ہے، ان کو دیکھتے ہو، زمین کے گرد گردش کر رہے ہیں اور ایسے حساب سے چلتے ہیں، کہ ذرا ادھر ادھر نہیں ہوتے، تمہاری خاطر اتنے بڑے بڑے سیارے اس فضا میں تیرتے جا رہے ہیں، وہ اس فضائے آسمانی میں ایسے ستونوں پر کھڑے ہیں جو نظر نہیں آتے سب بے جان ہیں، کوئی ارادہ ان میں نہیں، لیکن ایک ایسے حساب سے چلتے جا رہے ہیں جس میں ذرا فرق نہیں آتا، والنجم والشجر یسجدان، چھوٹی سے چھوٹی بوٹی سے لے کر بڑے سے بڑے درخت تک جس قدر بھی زمین کی پیداوار ہے، سورج اور قمر کے ساتھ ان کا تعاون ہے، اور ایک دوسرے کی مدد سے زندگی کے سامان پیدا کر دیتے ہیں، نہ سورج اور قمر میں کوئی ارادہ ہے، اور نہ درختوں اور بوٹیوں میں، لیکن باوجود اس کے آپس میں ان کا ربط ہے اور ان کے باہمی تعاون سے اس تمام کائنات کا نظام چل رہا ہے، والسماء رفعھا ووضع المیزان، آسمان کی چھت ہمارے سروں پر بلند کی اور تمام سیاروں کے اندر ایک توازن قائم کر دیا، اس توازن اور ربط کی وجہ سے دنیا کی تمام برکات ہمیں نصیب ہیں، اگر یہ توازن نہ ہوتا تو یہ تمام کارخانہ درہم برہم ہو جاتا، یہ توازن ہی توحید الٰہی پر دلالت کرتا ہے لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا اگر خدا کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتا تو اس کائنات کے اندر فساد پیدا ہو جاتا،

نہ ہوتو اس کائنات کے اندر فساد برپا ہو جائے اور کوئی زندگی باقی نہ رہے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے ایک ہی تذکرہ میں دو باتیں ہمیں سکھائی ہیں، ہمیں بتایا کہ اس نظام کائنات پر غور کرو تو جس قدر برکات اس سے پیدا ہوتی ہیں وہ چند بے جان اجرام کے باہمی تعاون اور ایک حساب کے ماتحت کام کرنے اور ایک توازن قائم رکھنے کا نتیجہ ہیں، اور غور کرو کہ تمہارے اندر بھی باہمی تعاون اور یکجہتی اور اتحاد و اتفاق ہی سے تمام کام چل سکتے ہیں، اور اتحاد و اتفاق کا عملی نمونہ پیش کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ہیں جن کے باہمی اتحاد اور تعاون کی درخشندہ مثالیں موجود ہیں۔

باہمی اتحاد کے لئے نبی کریم صلعم کی اپیل

میں اپنی قوم سے نہایت درد بھرے دل سے اپیل کروں گا کہ قرآن کے اس بیان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اس کائنات کی ہر چیز، باہمی تعاون اور اتحاد سے کام کر رہی ہے آپ بھی اپنے اندر یگانگت پیدا کریں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکید فرمائی ہے کہ مسلمان باہم مل کر رہیں، اور فرمایا مسلمان باہم مل کر ایک دیوار کی طرح بن جائیں، باہم محبت ایسی ہو جیسے ایک جسم کے اعضاء، اور دشمن کے مقابلہ میں مضبوطی ایسی ہو جیسے ایک دیوار ہوتی ہے ان کے اندر مودت بھی ہو اور بدی کا مقابلہ کرنے کے لئے مضبوطی بھی ہو، اشداء علی الکفار رحماء بینھم کفار کے مقابلے میں باہم مل کر مضبوط ہو جائیں اور آپس میں ایک دوسرے سے محبت و مودت رکھیں،

رضا الٰہی کے لئے ایک دوسرے کو معاف کر دیں

میں نے پچھلے جمعہ میں اپیل کی تھی اس کو پھر دوہراتا ہوں کہ تمام احباب جماعت آپس میں مودت پیدا کریں اور جماعت کی مضبوطی کو بڑھائیں اختلاف مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام دوست اپنے دل کو چوڑا کریں اور خدا اور رسول کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔ خدا کی رضا کے لئے دوسرے کو معاف کر دینا کوئی بہت بڑی قربانی نہیں، وہ دوست جو سمجھتے ہیں کہ کسی نے ان کو دکھ پہنچایا وہ محض للہ بھول جائیں اور اپنے بھائی کو دل سے معاف کر دیں۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ تمہارا اپنے متعلق کیا خیال ہے تو میں بھی اس بارہ میں آپ کا ہم خیال ہوں اور جس کسی نے میرے متعلق تحریراً یا تقریراً کوئی دلآزاری کا کلمہ کہا ہے میں اسے صدق دل سے معاف کرتا ہوں۔

حضرت امیر مرحوم کا احترام

میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کا احترام پہلے بھی ہمارے دل میں تھا اور اب بھی ان کا پورا احترام ہے اور تمام جماعت پر ان کا احترام کرنا واجب ہے ان کے خاندان کے حقوق محفوظ ہیں، ہمارے احباب کو وہ تمام طریق جو باہمی اختلاف کو مٹا سکتے ہیں اختیار کرنے چاہئیں، گفتگو میں، تحریر میں، تقریر میں ایسی باتیں ہوں جو باہمی اتفاق و مودت کو بڑھانے والی ہوں،

اجرام کے باہمی تعاون سے سبق

تو بتایا کہ برکات سماوی جن سے ہم متمتع ہو رہے ہیں، اور جن کی وجہ سے ہماری زندگی قائم ہے، وہ اس کائنات کے اندر ایک توازن اور اجرام سماوی و ارضی کے باہمی تعاون کا [illegible] ہم آہنگی

مامور من اللہ کی جماعت کو بچانے کیلئے اتحاد اور اتفاق سے کام لیں

اگر سب دوست وسعت قلبی سے کام لیں تو مامور من اللہ کی جماعت کو تباہی سے بچا لیں گے میں پھر کہتا ہوں کہ قوم کے اتحاد کیلئے ایک دوسرے کو معاف کر دینا کوئی بڑی قربانی نہیں ہم مسجد میں بیٹھے ہیں چاہئے کہ ہم خدا اور رسول کے لئے باہم مودت پیدا کریں، معافی ہر حال میں یونہی نہیں ہوتی کہ دوسرا آکر معافی مانگے، بغیر کسی کے معافی مانگنے کے بھی معافی دی جا سکتی ہے اور دینی چاہیئے، اگر آپ ایسا کریں گے تو خدا اور رسول آپ سے خوش ہوں گے ہم نے مامور من اللہ کی جماعت کو بچانا ہے اسکے لئے اپنے نفسوں

ذبیحہ اہلِ کتاب

(شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے)

میرے سامنے اس وقت پیغام صلح مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۵۴ء (جلد ۴۲ نمبر ۲۹) کا پرچہ پڑا ہے جس میں مولانا آفتاب الدین احمد صاحب کا ایک مضمون چھپا ہے "شریعت اسلامی کے احکام یورپ کے خاص حالات کی روشنی میں"۔ میں کافی عرصہ سے اس مضمون کے ایک حصہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا تھا لیکن منتظر تھا کہ میرے سفرنامہ کی اقساط ختم ہو جائیں، تو اس طرف توجہ دوں۔

"کیا اہلِ کتاب کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں"؟ یہ ان سوالوں میں سے ایک ہے جن کے متعلق فقہاءِ اسلام میں ابتداء سے اختلاف چلا آیا ہے۔ لیکن مولانا صاحب کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی شکست خوردہ ذہنیت اور مغربی تہذیب سے مرعوبیت نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ "ہمارے بعض علماء" اہلِ کتاب کے ذبیحہ کو حلال قرار دینے لگ گئے ہیں، اور اس پر انہوں نے بڑی برہمی کا اظہار کیا ہے "ہمارے بعض علماء" سے ان کی مراد احمدی جماعت کے مبلغین ہیں جو "مغرب میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے" بعض وقت کہہ دیتے ہیں کہ

"عیسائیوں کے ذبیحہ کئے ہوئے جانور کا گوشت اسلام کی رُو سے بالکل درست ہے"

میں حیران ہوں کہ مولانا کو اتنا بڑا مغالطہ کیسے لگ گیا جس مسئلہ کے متعلق خود حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کو اعتراف ہے کہ اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ وہ جائز ہے اسے آپ اپنے "بعض علماء" کی اختراع قرار دے رہے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب بیان القرآن میں فرماتے ہیں:۔

"اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہوا کہ اہلِ کتاب اللہ کے نام پر کسی جانور کو ذبح کریں تو اس کا کھانا مسلمانوں کے لئے جائز ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح نہ کریں تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں، اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ وہ جائز ہے۔ حضرت ابن عمر کے نزدیک جائز نہیں۔ قرآن کے صریح الفاظ حضرت ابن عمر کے قول کے موید ہیں۔ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ (الانعام ۱۲۲-۱۲۳) اور اس سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا مگر جس کی تاویل گروہ اول نے یوں کر لی ہے کہ اس سے مراد صرف بتوں کے ذبائح ہیں"۔

(بیان القرآن ص ۵۹۶)

گو بیان القرآن میں حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے ایسے ذبیحہ کو جائز قرار نہیں دیا لیکن بعد کی تحریرات میں اس شاید مسلک کو انہوں نے تبدیل کر لیا تھا (ملاحظہ ہو دیلیجن آف اسلام صفحہ ۷۳۲-۷۳۳) چونکہ بحث یہاں مولانا مرحوم کے اقوال سے نہیں اس لئے میں اس موضوع پر اور کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔ لیکن یہ امر تو مندرجہ بالا تحریر سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ

"اس مسئلہ میں مسلمانوں کے دو گروہ چلے آتے ہیں"

"اکثر علماء اہلِ کتاب کے ذبیحہ کو جائز قرار دیتے ہیں چاہے ذبیحہ کرتے وقت وہ خدا کا نام لیں یا نہ لیں"

فقہ

المالکیۃ قالوا یحل ذبیحۃ الکتابی ...... واذا ذبحھا و لم یذکر اسم اللہ علیہ ولا غیرہ فانھا توکل بدون کراھۃ لان التسمیۃ لیست شرطا فی الکتابی .... والشافعیۃ قالوا ذبیحۃ اھل الکتاب حلال سواء ذکروا اسم اللہ علیھا او لا بشرط ان لا یذکروا علیھا اسم غیر اللہ تعالیٰ کالمسیح"

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ جلد ۲ صفحہ ۲۲-۲۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ یعنی مالکیہ اور شافعیہ دونوں کے نزدیک اہلِ کتاب کا ذبیحہ جائز ہے خواہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیں یا نہ لیں، کیونکہ کتابی کے لئے ذبیحہ کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا ضروری نہیں۔

حنفیہ اس حد تک اس مسلک کے ساتھ متفق ہیں کہ عدم علم کی صورت میں چھان بین کرنے کی ضرورت نہیں کہ آیا انہوں نے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ ہاں حنفیہ کے نزدیک اصولی حکم یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت مسلمانوں کی طرح اہلِ کتاب کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کا نام لینا ضروری ہے"۔

"عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ بدو لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہم کو معلوم نہیں کہ انہوں نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں ذبح کے وقت، آپ نے فرمایا تم بسم اللہ کہہ کے اسکو کھا لو"۔

مالک نے کہا کہ یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے ف یعنی جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ...... مگر یہ توجیہ ضعیف ہے، کیونکہ یہ آیت مکے میں اتری تھی اور یہ حدیث آپ نے مدینہ میں ارشاد فرمائی تھی"۔

موطا امام مالک ص ۴۱۹ مطبوعہ کراچی

"تسمیہ چونکہ شافعیہ میں مسنون ہے اس لئے تسمیہ کے بغیر بھی ذبیحہ حلال ہے۔ مگر عمداً تسمیہ کا ترک کرنا مکروہ ہے اس لئے اہلِ کتاب کا ذبیحہ بھی حلال ہے حالانکہ اہلِ کتاب بسملہ نہیں پڑھتے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے آیت (پ ۸) وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ کے ظاہری معنی پر اعتماد کرتے ہوئے تسمیہ کو واجب قرار دیا ہے۔ لیکن شافعیہ کا استدلال یہ ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ یعنی جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، جیسا کہ دوسری جگہ حکم ہوا ہے وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور سیاق آیات اسی پر دلالت کرتا ہے، ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ لوگ ذبیحوں کو اپنے معبودوں کے نام پر ذبح کرتے اور اس کو کھاتے تھے تو یہ آیات نازل ہوئیں، اور ایسے ذبیحوں کے کھانے سے منع کیا گیا۔ اور ان کے کھانے کو فسق گردانا گیا۔ چاروں آئمہ کا اجماع اس پر ہے کہ جس جانور کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے یا کوئی نام ہی نہ لیا جائے اس ذبیحہ کا کھانا فسق نہیں" (المبسوط۔ فقہ شافعی۔ ص ۲۲۱ مولفہ احمد جنگ مطبوعہ انتخاب پریس۔ حیدر آباد دکن)

ذبیحہ اہلِ کتاب کے متعلق قادیانی جماعت کا فتویٰ

"اگر تمدن اور ماحول کے پیشِ نظر اسلامی طریق پر ذبح کیا ہوا گوشت دستیاب نہ ملے تو اہلِ کتاب کے ذبیحہ کا استعمال جائز ہے۔ مسلمانوں کے ایک بڑے حصہ نے عام حالات میں بھی ایسے گوشت کے استعمال میں کوئی قباحت یا کراہت نہیں دیکھی پس ضرورت اور تنگی کے حالات میں ایسے ذبیحہ کے استعمال میں بطریق اولیٰ کوئی حرج نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اختلافِ فقہاء کا ایک منشا اختلافِ حالات بھی ہے یعنی ان کے اختلاف کی بنیاد حالات کے اختلاف پر ہوتی ہے۔ گویا جنہوں نے جواز کے پہلو کو اختیار کیا، ان کے مدنظر ضرورت اور مجبوری کے حالات تھے اور جنہوں نے عدمِ جواز کا فتوےٰ دیا وہ عام سہولت اور آسانی سے کسی تمدنی ضرورت کے میسر آ جانے کے پیشِ نظر تھا۔

آیہ کریمہ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ (سورۃ انعام ع ۱۴) کے معنے اس سیاق و سباق کے اعتبار سے یہ ہیں کہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کی بجائے کسی اور معبود کا نام لیا گیا ہو تو ایسا گوشت استعمال نہ کرو۔ دراصل عربوں کے رواج کے پیشِ نظر کہ وہ ذبح کے وقت کسی نہ کسی معبود کا ضرور نام لیتے تھے مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ وہ جانور کو ذبح کرتے وقت صرف حقیقی محی و ممیت کا نام لیا کریں کہ اس کی اجازت سے ہم اس جانور کی جان لے رہے ہیں، اس کے مقابل میں بعض کفار عرب اس ذبیحہ کو حرام قرار دیتے تھے جس پر صرف اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو ایسے کفار کو سرزنش فرمائی اور دوسری طرف مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ ذبح کرتے وقت فقط اللہ تعالیٰ کا نام لیا کریں، پس یہ حکم مسلمانوں کے لئے خاص ہے لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ تمدنی معاملات میں اہلِ کتاب کے ساتھ میل جول کی بھی اجازت دی گئی اس لئے ان کے ذبیحہ کے بارے میں صرف اس قدر فرمایا کہ جو حلال جانور وہ کھانے کی اغراض کے لئے اپنے طریق پر ذبح کرتے ہیں وہ اسی طرح تمہارے لئے حلال ہیں جس طرح اس غرض کے لئے تمہارے طریق کے مطابق ذبح کردہ جانور ان کے لئے حلال ہیں۔ یعنی وہ ذبیحہ کے وقت تسمیہ کے پابند نہیں۔ ہاں جب تم ایسا گوشت استعمال کرو تو بسم اللہ پڑھ کر استعمال

[illegible]

اسلام انگلستان میں

ماہ ستمبر کی روئیداد

ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے لندن میں ہر ہفتہ جلسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ یہ جلسے چائے سے شروع ہوتے ہیں، پھر نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق جلسہ کی کارروائی عمل میں آتی ہے۔

ڈاکٹر خالد کا لیکچر

۱۴ر ستمبر ۱۹۵۴ء کو ڈاکٹر مصطفٰے خالدی صاحب نے لبنان اور اس کے مسائل پر تقریر کی، حاضرین کی تعداد ۹۰ کے قریب تھی جو یہاں کے رواج کے مطابق کافی سمجھی جاتی ہے۔ مولانا عبدالمجید صاحب مدیر "اسلامک ریویو" نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ڈاکٹر مصطفٰے خالدی صاحب لبنان کی مشہور اور اہم ہستیوں میں سے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ ان کی تقریر سننے کے لئے اس قدر لوگ جمع ہو گئے تھے کہ ۱۸ ایکلیسٹن سکوائر .... کا کمرہ حاضرین کے لئے ناکافی ہو گیا۔

انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ مسلمانوں میں تعلیم کی کمی ہے، اور اس امر کی بڑی ضرورت ہے کہ ہماری خواتین کو تعلیم دی جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے یہ تجویز کیا کہ نوجوان مسلمان مردوں اور عورتوں کی تنظیمیں بنائی جاویں اور TRAVEL STUDY CENTRES کے ذریعہ مسلم ممالک میں رابطہ اور اتحاد پیدا کیا جا سکے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے بہت سی تجاویز اور تدابیر بتائیں اور مزید انہوں نے یہ بتایا کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی شان کو صرف منظم کوشش سے حاصل کر سکتے ہیں۔ دوران تقریر میں انہوں نے حاضرین کو یہ بھی بتایا کہ وہ لبنان کے مسلمانوں کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے لبنان میں ایک نرسنگ سکول قائم کیا ہے جس کے وہ اس وقت پرنسپل ہیں۔ تقریر کے بعد حسب معمول سوال و جواب ہوئے۔

شہادت حسینؓ پر تقریر

مولانا عبدالمجید صاحب مدیر "اسلامک ریویو" نے ۱۸ر ستمبر کو امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر تقریر کی۔ انعام اللہ خان صاحب سکرٹری جنرل موتمر عالم اسلامی نے صدارت کی۔ قابل مقرر نے بتایا کہ حضرت امام حسین نے اس خیال کے خلاف بڑی سختی سے احتجاج کیا کہ مسلمانوں کا سربراہ صرف ایک ہی خاندان کے افراد ہونے چاہئیں۔ حضرت امام حسین کی شہادت میں ہم سب کے لئے ایک سبق ہے کہ ہمیں حق پرستی اور راستی کے لئے جان دینے سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہیئے، انہوں نے بتایا کہ حضرت امام حسینؓ کی یہ خواہش نہ تھی کہ ہم رونے والے اور ماتم کرنے والے ہوں، بلکہ وہ ہم میں قربانی کی روح پیدا کرنا چاہتے تھے جس کا مظاہرہ انہوں نے کربلا کے میدان میں کیا۔

سوال وجواب کا پروگرام

۲۵ر ستمبر کو اقبال احمد صاحب نے سوال و جواب کے ایک پروگرام کو CONDUCT کیا جو بڑی مفید گفتگو کا ذریعہ بنا۔

ورلڈ کانگریس آف فیتھس میں

مجلس مذاہب عالم کا سالانہ اجتماع ....

Annual gathering of World Congress of Faiths لیڈی مارگریٹ ہال۔ آکسفورڈ Lady Margret Hall, Oxford میں جمعہ ۱۷ر ستمبر سے سوموار ۲۰ر ستمبر تک منعقد ہوا۔ لفٹننٹ کرنل بنیز بیوٹ ایک انگریز نومسلم ہیں، جو مسلم سوسائٹی آف گریٹ برٹین کے صدر ہیں، انہوں نے اس جلسہ میں Stirrings within Islam پر تقریر کی۔

اقبال احمد صاحب نے اس جلسہ میں نمایندہ ووکنگ مسلم مشن کی حیثیت سے شرکت کی۔ انہوں نے اس جلسہ کے ایک دعائیہ اجلاس میں سورۃ فاتحہ مع ترجمہ پڑھ کر سنائی۔ یہ دعائیہ اجلاس مانچسٹر کالج آکسفورڈ کے ایک گرجا میں منعقد ہوئی تھی۔

مسجد ووکنگ کے مہمان

ویسے تو یہاں مہمانوں کی آمد و رفت رہتی ہے لیکن ذیل میں ان مہمانوں کے نام درج ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں اہمیت رکھتے ہیں۔

(۱) میاں اور بیگم بشیر احمد۔ سابق سفیر پاکستان برائے ترکی

(۲) میاں غلام عباس صاحب آڈیٹر جنرل حکومت پاکستان۔

(۳) چودھری علی اکبر وزیر تعلیم حکومت پنجاب

(۴) لفٹننٹ کرنل کے لے منان محکمہ زراعت پاکستان

(۵) نذر محمد صاحب ٹسٹ کرکٹیر۔ پاکستان۔

ہمارے نئے اسلامی بھائی

برادران اسلام میں حسب ذیل اضافہ ہوا:۔

1. Mr. Raymond John Lawing Hempshire
2. Mr. Williams Edward Hartyog U.S.A
3. Mr. Motoi Abdul Rahman S. Africa
4. Mr. Harry Kenneth Walter Hong Kong
5. Mr. Vernon Morris U.S.A
6. Miss. Margorie Ethel Harper London
7. Mr. James Isler U.S.A.
8. Miss Janet Tetty Monmouthshire
9. Miss. Irmgard Maria Noe, London
10. Mr. Marshall Norward Johnson U.S.A
11. Mr. Jancee William Moran London

جنازے

(۱) مسٹر حسن پیرانی (ایرانی) عمر ۶۵ سال تاریخ وفات ۱۴ر ستمبر ۱۹۵۴ء

(۲) مس ایمیلی امینہ (جرمن) عمر ۸۱ سال تاریخ وفات ۲۳ ستمبر ۱۹۵۴ء

(۳) مسٹر دلی اسمٰعیل (سائپرس) ترک عمر ۲۵ سال تاریخ وفات ۲۵ ستمبر ۱۹۵۴ء

"میں ملاعنہ کرنے کو تیار ہوں"

خواجہ نذیر احمد صاحب کی تصریح

مکرمی! ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی کل کی اشاعت میں برادرم ڈاکٹر بشیر احمد قریشی صاحب کا ایک مضمون میری نظر سے گذرا۔ اس میں میرا بھی ذکر ہے۔ اور درج ہے کہ میں نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کی تھی کہ:۔

"اگر حافظ (محمد حسن چیمہ) صاحب انکار کر دیں تو میں تمام جماعت کے سامنے اس گفتگو ______ کا ذکر علانیہ کرنے کو تیار ہوں"۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کو یہ الفاظ کبھی نہیں کہے تھے اور مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ الفاظ آپ کو کبھی نہیں لکھے ہوں گے۔ البتہ ان کے الفاظ آپ سے یا کاتب صاحب سے پڑھے نہیں گئے ہوں گے اور اصل الفاظ کے بجائے یہ فقرہ چھپ گیا ہے۔

میں نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کی تھی کہ:۔

"اگر حافظ صاحب انکار کر دیں تو میں تمام جماعت کے سامنے اس گفتگو پر مسجد میں ان کے ساتھ **ملاعنہ** کرنے کو تیار ہوں"۔

از راہ کرم تصحیح فرما کر ممنون فرماویں۔ والسلام

خادم۔ خواجہ نذیر احمد

ذبیحہ اہل کتاب ______ (بقیہ صـ)

کروـ" (دیکھو خالد۔ ربوہ۔ جولائی ۱۹۵۴ء۔ جلد ۳ نمبر ۱۰ صفحہ ۱۸۔۱۹)

مندرجہ بالا فتویٰ ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ کی طرف سے رسالہ خالد میں چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر انچارج مسلم مشنری ریاستہائے متحدہ امریکہ کے استفتاء کے جواب میں شائع ہوا۔ استفتاء یہ تھا:۔

(۱) "کہ بعض یورپین ممالک میں عیسائی جانور کو اسی طرح ذبح کرتے ہیں جس طرح مسلمان کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت وہ اللہ تعالےٰ کا نام نہیں لیتے۔ ایسے ذبیحہ کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے"۔

(۲) اگر مسلمان ایسے ذبیحہ کا گوشت کھا سکتے ہیں تو پھر آیہ کریمہ لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللّٰہ علیہ انہ لفسق کے کیا معنی ہوں گے"۔

("خالد" صـ)

"پس اہل کتاب کے ذبیحہ کے لئے یہ شرط نہیں کہ ذبح کرتے وقت وہ ضرور اللہ تعالےٰ کا نام لیں اگر ذبح کا طریق وہی ہے جسے مسلمان اختیار کرتے ہیں یعنی گردن کی شاہ رگ کاٹ کر خون بہایا گیا ہے اور اور جانور کی موت کی وجہ یہی زخم ہے کوئی اور صدمہ نہیں تو یہ ذبیحہ حلال ہوگا۔ خواہ ذبح کرنے والے کتابی نے اللہ تعالےٰ کا نام لیا ہے یا نہیں"۔

("رسالہ خالد صـ۱۷")

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم دکھائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت تمام رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

بہرصورت تمام خریداران صاحبان ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں ان کا نمبر خریداری تو شامل نہیں، اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۳۰ر نومبر ۱۹۵۴ء تک اپنے نمبر کے سامنے لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں، یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۳۰ نومبر تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ رقم موصول ہوئی تو مجبوراً یکم دسمبر کو ان کے نام پوری رقم کا وی پی روانہ کیا جائے گا۔ جس کو چھڑانا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو ان کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بھی بنا دیا گیا ہے۔

۱۱	6/-	۷۳	6/-	۱۴۱	6/-	۲۳۰	6/-
۱۲	6/-	۸۵	6/-	۱۴۲	9/-	۲۳۱	6/-
۱۹	6/-	۸۷	26/-	۱۴۳	6/-	۲۵۰	6/-
۲۲	6/-	۸۸	6/-	۱۴۸	6/-	۲۷۱	6/-
۲۵	6/-	۹۰	6/-	۲۷۵	6/-	۲۵۳	6/-
۲۷	6/-	۹۹	6/-	۱۵۴	6/-	۲۶۳	12/-
۳۰	6/-	۱۰۰	6/-	۱۵۷	6/-	۷۶۸	3/-
۳۱	6/-	۱۰۲	6/-	۱۵۹	6/-	۷۷۲	9/-
۳۲	6/-	۱۰۹	6/-	۲۷۶	6/-	۷۷۴	9/-
۳۴	6/-	۱۰۸	12/-	۱۷۴	6/-	۷۷۸	12/-
۴۱	6/-	۱۱۵	6/-	۱۷۵	6/-	۷۸۲	8/-
۴۷	6/-	۱۲۰	6/-	۱۸۰	6/-	۷۸۵	12/-
۵۱	12/-	۱۲۲	6/-	۲۰۱	6/-	۷۸۶	8/-
۵۴	6/-	۱۳۱	6/-	۲۱۶	6/-	۷۹۱	6/-
۵۸	6/-	۱۳۷	6/-	۲۱۹	6/-	۷۹۷	6/-
۶۳	6/-	۱۴۰	6/-	۸۰۱	4/-	۸۰۰	24/-

ایک یونٹ

(بقیہ صفحہ ۳)

لیکن فرمایا کہ :—

"چونکہ تمام پاکستان میں ایک یونٹ بنانا ممکن نہیں اس لئے ہمیں کم از کم مغربی پاکستان کو ایک بنانا چاہیئے۔"

حکومت پاکستان کا یہ اقدام ہر طرح قابل تحسین اور لائق تائید ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جن جذبات کے ماتحت مغربی پاکستان کا ایک یونٹ بنایا جا رہا ہے وہ پاکستان کی سالمیت کو مضبوط کرنے اور صوبائی افتراق کو دور کرنے کا موجب ہونگے۔ مسٹر محمد علی نے سچ کہا کہ :-

"پاکستان کا نظریہ ایک خدا، ایک رسول، اور ایک قرآن کے نظریہ پر مبنی ہے اور یہی نظریہ قوم کو متحد کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔"

پیغام صلح مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ کا نمبر ۴۶

ناواجب انتخابی سرگرمیاں

گذشتہ شیوع میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ چونکہ انتخابی بورڈ نے اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے صرف ۲۲۲ چندہ دہندگان کو ووٹ دینے اور ممبر بننے کا مستحق قرار دیا اور تمام جماعت کو حق رائے دہندگی سے محروم کر دیا اس لئے انجمن نے اس بورڈ کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا اور اسے منسوخ کر دیا جس کے بعد چوہدری امجد خاں صاحب نے بھی بورڈ کی ممبری سے استعفا دیدیا لیکن باوجود اس کے بعض ایسے دوست جن کو بورڈ نے نہ الیکشن افسر مقرر کیا اور نہ انہیں انتخابات میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے مختلف جماعتوں میں پھر کر انہی ۱۲۲۲ افراد میں سے انتخاب کراتے رہے ہیں، اس لئے سکرٹری صاحب کو مجبوراً عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرنا پڑا۔

ان غیر مختار اصحاب کی ناواجب سرگرمیوں کے ثبوت میں ذیل کے چند خطوط پیش کئے جاتے ہیں :-

جھنگ مگھیانہ مؤرخہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۵۴ء

۲۹ر اکتوبر کو بروز جمعہ جھنگ میں مرزا مظفر بیگ صاحب احمدیہ مسجد میں نماز سے پہلے آئے .... جمعہ کے بعد میرزا صاحب نے انتخاب کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ جس پر جماعت کے کثیر حصہ نے کہا۔ کہ پیغام صلح میں انجمن نے انتخاب میں حصہ لینے سے منع کر دیا ہے اس لئے ہم اس انتخاب کو بناوٹی انتخاب کا نام دیں گے۔ کیونکہ اس انتخاب سے جماعت کا کثیر حصہ رائے دہندگی اور نمائندگی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم ہرگز ہرگز یہ انتخاب نہیں ہونے دیں گے۔ میرزا صاحب نے اُٹھ کر کہا۔ کہ دیکھئے صاحب - اس لسٹ میں میرا نام بھی ووٹروں کی لسٹ میں درج نہیں ہے۔ حالانکہ میں عرصہ سے چندہ دے رہا ہوں۔ چونکہ لائلپور کی جماعت میں اس کا نام درج نہ تھا۔ ہم سب خاموش رہے۔ اس پر جماعت میں گڑبڑ پیدا ہو گئی تو چار آدمیوں نے جس میں میرزا صاحب منشی محمد حسین وغیرہ تھے۔ اپنا انتخاب کیا اور اپنی طرف سے دو نام انتخاب کر لئے جن میں سے ایک نامزدہ ممبر موجود ہی نہ تھا اور نہ کوئی رائے شماری ہوئی اور نہ نامزدگی وغیرہ، اس کے بعد مرزا صاحب خاموشی سے چلے گئے۔ جب ہم نے ان کے جانے کے بعد وہ لسٹ غور سے پڑھی۔ تو ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ میرزا صاحب کا اپنا نام جماعت لاہور کی لسٹ میں ۲۴ پر درج تھا۔ اب آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ ایک احمدی مبلغ نے کتنی دلیری سے دروغ بیانی کی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کا ہمیں از حد افسوس ہے۔ اس لئے اس ساری کارروائی کی اطلاع آپ کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہے تاکہ ریکارڈ رہے۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب امام مسجد بھی علیحدہ آپ کو اطلاع دیں گے۔ والسلام۔ ملک نذیر احمد

(۲)

جہلم سے مستری یعقوب علی صاحب لکھتے ہیں :-

بخدمت صاحب سیکرٹری جنرل، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولوی شبیر محمد صاحب $\frac{11}{54}$ ۵ کو جہلم تشریف لائے۔ وہ جماعت جہلم کے سامنے یہ بیان کر گئے ہیں کہ شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے جو بیان ہمارے متعلق شائع کرایا ہے وہ سراسر غلط بیانی پر مبنی ہے۔ ہم نے شیخ صاحب سے دریافت کر کے شائع کیا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ان کے متعلق کہا۔ وہ جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں گجرات وہ دفعہ گئے سرگودھا، لائلپور وغیرہ بھی جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ وزیرآباد بھی گئے۔

وہ امجد خان صاحب اور ممتاز احمد صاحب کے فیصلہ کو آڑ بنا کر پروپیگنڈا کرتے ہیں دراصل وہ جماعتوں میں پروپاگنڈا کر کے یہ فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں کہ باہر کی جماعتیں یہ اعلان کریں کہ دوبارہ انتخاب کے متعلق امجد خان صاحب و ممتاز احمد صاحب کا فیصلہ منظور ہے۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کو ناکامی ہوئی ہے۔ جہلم تو پوری پوری ناکامی ہوئی۔ دیگر جماعتوں کا پورا علم نہیں - والسلام - یعقوب علی -

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۰ ۔ تار کا پتہ:۔ تبلیغ ۔ لاہور ۔ فون نمبر ۳۷۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ۔ مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوت را بر و شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر: مرتضیٰ خاں حسن بی اے ۔ دوست محمد

جلد ۴۳ ۔ یوم شنبہ مؤرخہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ ۔ ۲۷ نومبر ۱۹۵۴ء ۔ نمبر ۷۶

صلح کرانے والا جھوٹا نہیں ہو سکتا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی

عن ام کلثوم بنت عقبۃ انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرا او یقول خیرا۔ (بخاری کتاب الصلح)

ام کلثوم سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کراتا ہے، اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہے۔

نوٹ:۔ از فضل الباری:۔

"یہاں نہ عنوان باب میں نہ حدیث میں جھوٹ بولنے کا ذکر ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں جو صلح کراتا ہے، دو طرفین کو ایک دوسرے کی اچھی باتیں پہنچاتا ہے یعنی فساد اور جھگڑے کی باتیں جو وہ ایک دوسرے کے خلاف کریں وہ نہیں پہنچاتا، اس سے جھوٹ کا جواز نہیں نکلتا ۔ عینی نے مہلب سے اس کے یہی معنی نقل کئے ہیں، لوگوں نے یہ ایک موقعہ بنا لیا ہوا ہے جس میں جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیتے ہیں، بعض کہتے ہیں لوگوں میں صلح کراتے وقت جھوٹ بولنا جائز ہے ۔ ایسی صلح کیا کام دے گی اور کب تک رہے گی جس کی بنیاد جھوٹ پر ہو۔"

"میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ و طہارت اختیار کر لے"

حضرت مسیح موعود کا دردِ دل

کل یعنی ۲۲ جون ۱۸۹۹ء کو بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ، اور تقوے کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ ہوگا ۔ اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں، کہ ہماری جماعت تقوے و طہارت اختیار کر لے ۔ میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے وقت ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے ۔ اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے ۔ جب تک کوئی جماعت خدا کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے ۔ خدا تعالےٰ کی نصرت اس کے شامل حال ہو نہیں سکتی، تقوے خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت اور انجیل کی تعلیمات کا ۔ قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے میں اس فکر میں ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں، دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کروں ۔ اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں اور پھر میں دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانیوالوں کی کچھ پرواہ نہ کروں۔

۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز جمعہ نماز جمعہ کے بعد

جلسہ سالانہ شروع ہوگا

سب احباب کو اس دن لاہور آ کر نماز جمعہ تمام جماعت کے ساتھ ادا کرنی چاہئے

جماعت کی اجتماعی دعائیں بہت سی برکات اور افضال الٰہی کی کشش کا موجب ہیں

نماز جمعہ سے پہلے ۹½ سے ۱۲ بجے تک مستورات کا جلسہ ہوگا

اسی دن شام کو ۷ بجے احمدیہ کانفرنس ہوگی جس میں جماعت کی بہبودی کے بہت سے مسائل زیر بحث آئینگے

۲۵ دسمبر کو بروز ہفتہ حسب معمول دو اجلاسوں کے بعد ۷ بجے شام

جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا

جلسہ کا پروگرام عنقریب شائع ہو جائے گا۔

عبداللہ جان ۔ سیکرٹری

جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ یاد رکھیں۔

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں چھپ کر باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

سرورق پیغام صلح ۲۷ نومبر ۱۹۵۲ء

جلسہ سالانہ کی دو اغراض

باہمی اخوت و مودت کی مضبوطی اور یورپ میں تبلیغی مشن کی تجاویز

حضرت مسیح موعودؑ نے جب سب سے پہلے سالانہ جلسہ کی بنیاد ڈالی اور احباب کو اس میں شرکت کی دعوت دی تو اس وقت آپ نے اس جلسہ کی دو بڑی اغراض بیان فرمائیں۔ ایک یہ کہ آپس میں محبت اور مودت کے تعلقات مضبوط ہوں اور دوسری یہ کہ یورپ اور امریکہ کی دینی خدمت کے لئے تجاویز سوچی جائیں بالفاظ دیگر آپ کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ ایک ایسی قوم تیار ہو جس کی بنیادیں اخوت پر استوار کی جائیں کیونکہ اسلام کا اوّلین مقصد قوم میں اخوت اور یگانگت کی رُوح پیدا کرنا ہے، جب تک قوم کے اندر یہ رُوح پیدا نہ ہو قوم کا قدم ترقی کی طرف نہیں اُٹھ سکتا۔ مسلمانوں کے انحطاط اور زوال کی تاریخ اس دن سے شروع ہوئی ہے جب ان میں سے اخوت کی رُوح نکل گئی اور اتحاد و اتفاق کی جگہ افتراق اور انشقاق نے لے لی۔ قومی اتحاد اور قومی اتفاق ایک عطیہ الٰہیہ تھا جس کی بے قدری کرنے سے مسلمان قوم نے آخر بُرے دن دیکھے۔ حضرت مسیح موعودؑ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آئے تھے وہ اس راز کو خوب سمجھتے تھے کہ قوم کی وحدت میں ہی قوم کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس لئے سب سے پہلے آپ نے قومی وحدت اور اخوت پر زور دیا اور اس کو انعقاد جلسہ کی ایک بڑی غرض قرار دیا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ آپ کے انفاسِ قدسیہ سے جو قوم تیار ہوئی اس میں صحابہ کرام کی سی اخوت اور یگانگت کا رنگ پیدا ہو گیا۔ حضرت کے زمانہ میں باہمی محبت اور یگانگت کا یہ عالم تھا کہ دوسرے لوگ رشک کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور بڑے بڑے اہل الرائے کا یہ قول تھا کہ ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نظارہ اگر کسی نے دیکھنا ہو تو وہ احمدی جماعت میں دیکھ سکتا ہے۔ آج گو ہمارے اندر حضرت مسیح موعودؑ موجود نہیں ہیں، مگر آپ کا طریق عمل، آپ کی نصائح اور آپ کی تعلیم، اب بھی ہمارے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتی ہے۔ اور آج بھی ہم آپ کے اُسوۂ حسنہ اور آپ کی وصیت پر عمل کر کے اپنے اندر اخوت اور محبت کے جذبات پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ نے اپنی آخری وصیت میں ہمیں نہایت تاکید سے حکم دیا ہے کہ

میرے بعد سب مل کر کام کرو

اب یہ ہمارا فرض ہے کہ اگر ہم واقعی آپ کو مامور من اللہ مانتے ہیں تو آپ کی وصیت پر عمل کریں اور اپنے آپ کو آپ کا حقیقی جانشین ثابت کریں۔ اور ان راہوں سے اجتناب کریں، جن سے اخوت کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں اور قومی وحدت کا قصرِ عظیم خاک میں مل جائے۔

پھر دوسرا امر جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے انعقاد جلسہ کی غرض قرار دیا وہ یہ تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تبلیغ اسلام کی داغ بیل ڈالی جائے۔

اللہ! اللہ! جب آپ کے ان الفاظ پر نظر پڑتی ہے تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ کجا قادیان کی ایک گمنام بستی اور کجا امریکہ اور یورپ میں تبلیغ اسلام؟ اس وقت نہ آپ کے ساتھ کوئی جمعیت تھی نہ روپیہ نہ پیسہ نہ دوسرے ذرائع۔ محض چند نفوس جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں آپ کے ساتھ تھے اور وہ بھی غریب اور مفلس۔ آپ کے اس ارادہ کو دیکھ کر ایک سطحی نظر کا شخص یہی خیال کرے گا کہ یہ ایک مجنون کی بڑ ہے یا ایک خواب پریشان ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو گا مگر چونکہ ہمارے حضرت خلوص اور بے پناہ خلوص میں فیض لے کر آئے تھے، آخر اس خلوص نے اپنا رنگ دکھایا اور یورپ اور امریکہ تو کیا دُنیا کے کونے کونے میں آپ کے نام لیوا ایسے نکلے جو اب تبلیغ اسلام کا کام باحسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ان حقائق پر غور کرو اور دیکھو کس طرح آپ کے ارادے پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے، اور وہ امور جو ناممکن سمجھے جاتے تھے کس طرح ممکن ہو گئے۔ آپ کی توجہ آپ کی دُعاؤں آپ کی مساعی جمیلہ سے ایک قوم پیدا ہو گئی جس میں اخوت اور یک جہتی کے جوہر تھے اور اس قوم نے جب آپ کی تعلیم کو مشعلِ راہ بنایا تو وہ دُنیا میں حیرت انگیز کام کرنے پر قادر ہو گئی، اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان حیرت انگیز کارناموں کو زندہ رکھ سکیں اور ان کو ترقی دے سکیں۔ تو ہمیں انہی خطوط پر اپنا لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیئے جو حضرت مسیح موعودؑ نے تجویز کیا اور وہ ہے :-

(۱) باہمی اخوت اور محبت

اور

(۲) تبلیغِ اسلام کا پاک اور مقدس فریضہ

یہی دو امور تھے جن کو آپ نے اپنے جلسہ کی غرض و غایت قرار دیا، اور انہی دو امور سے قوم نے وہ عزت حاصل کی اور وہ کام کیا کہ دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں دنگ رہ سکیں

ایک زیرک اور عقلمند قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماضی پر نظر ڈالے۔ اور دیکھے کہ وہ کیا امور تھے جن سے وہ کامیاب ہوئیں اور وہ کیا امور ہیں جن سے اسکی آیندہ کامیابیاں وابستہ ہیں۔ آخر وہ اس نتیجہ پر پہنچے گی کہ سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہے وہ اخوت ہے اور دوسری چیز خدا کے دین کی خدمت ہے۔

انہی دو امور پر ہماری قومی ترقی کا انحصار ہے اور انہی سے ہم کامیاب و بامراد ہو سکتے ہیں، اور یہی دونوں اغراض ہمارے سالانہ اجتماع کی ہیں، ولا غیر۔

انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ ۰ اولٰئک ھم الصادقون ۰ (الحجرات)

"مومن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر کچھ شک نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ میں جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ صادق ہیں۔"

آؤ ہم بھی اکٹھے ہو کر اپنے مالوں اور جائداد سے اس جہاد میں حصہ لینے کی تیاری کریں جو مامور من اللہ نے ہمیں بتایا ہے یعنے یورپ و امریکہ میں تبلیغ اسلام اور باہم محبت و اخوت کے ساتھ مل کر اللہ اور رسول پر اپنے ایمان کا ثبوت دیں۔

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے چندہ جلد ارسال کریں!

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمارا اکتالیسواں (۴۱) سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس قومی اجتماع کی اہمیت آپ سے مخفی نہیں۔ اس اجتماع کی بنیاد حضرت امام الزمان علیہ السلام نے رکھی اور اس میں شمولیت تمام وابستگان سلسلہ کے لئے ضروری قرار دی ہے اس لئے آپ سے اوّل یہ درخواست ہے کہ آپ آیندہ جلسہ میں ضرور شریک ہوں اور اپنے بھائیوں سے تجدید مودت و ملاقات کے لئے حتی الوسع سعی فرماویں اور دوسری گذارش یہ ہے کہ اخراجات جلسہ سالانہ کے لئے ہر سالی سب دوست مل کر اس تقریب کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ آج کل گرانی بہت ہے اور اشیائے خوردنی کی فراہمی میں وقت کے علاوہ زر کثیر کی ضرورت ہے، اس لئے امید ہے آپ اس کار خیر میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے اور کارکنان انجمن کو شکر گذاری کا موقعہ دیں گے۔

خاکسار - احمد حسن
افسر تحصیل

جماعت احمدیہ کی مخالفت میں غیر ملکی طاقتوں کا ہاتھ

عراقی اخبار "الانباء" کے مشہور نامہ نگار کا ذاتی تجربہ

ذیل میں بغداد کے مشہور اخبار "الانباء" کے فاضل مضمون نگار الاستاذ علی الخیاط آفندی کے ایک مقالہ کا ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے، فاضل مضمون نگار نے اس مضمون میں مسلم فرقوں کے اتحاد و یگانگت پر زور دیتے ہوئے اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر یہ بتایا کہ استعماری طاقتوں کو مسلمانوں کا اتحاد سخت ناگوار ہے اور وہ اپنے تمام ذرائع سے کام لے کر مسلمانوں میں تفرقہ و انتشار پیدا کرنا چاہتی ہیں، چنانچہ خود مضمون نگار کو بھی ایک غیر ملکی استعماری طاقت نے احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیزی کے لئے آلۂ کار بنانا چاہا اور احمدیوں کی تکفیر پر آمادہ کرنے کی ناکام کوشش کی، فاضل مضمون نگار کے اس تجربہ کی روشنی میں عراقی اخبار الجمل اور دیگر مخالفین احمدیت کی فتنہ انگیزیوں کا سبب معلوم کرنا مشکل نہیں۔

اپنے مقالہ کے آخر میں فاضل مضمون نگار نے مسجد ووکنگ کی اسلامی خدمات کا بھی ذکر کیا ہے جو انہوں نے پچھلے دنوں عراقی صحافیوں کے ایک وفد کے ساتھ بچشم خود ملاحظہ کیں، مقالہ کا عنوان ہے:- "اصابع الاستعمار التی تلعب وراء القادیانیۃ فی کل مکان" ترجمہ حسب ذیل ہے:-

گزشتہ دنوں بعض اخبارات نے قادیانی جماعت کے خلاف پے در پے ایسی صورت میں نکتہ چینی کی ہے، کہ جس کی طرف انسان کو توجہ کرنی پڑتی ہے - قادیانیت کیا ہے؟ اور اخبارات میں اس کے متعلق اس طرح نکتہ چینی کرنے کی کیا وجہ ہے؟ قادیانیوں اور ان کے مخالفین کے درمیان ایک مشکل درپیش ہے - قطع نظر اس امر کے کہ وہ اتہامات جو قادیانیوں پر لگائے گئے ہیں، وہ درست ہیں یا غلط ہیں - قادیانی لوگ اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کہتے ہیں، اور وہ میرزا غلام احمد صاحب کے پیرو ہونے کے مدعی ہیں جو ہندوستان میں قادیان کی بستی میں رہتے تھے، اور جنہیں ان کے دعویٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا تھا کہ دین اسلام کو مستحکم کریں - قادیانی انہیں وہی مہدی موعود اور مسیح موعود سمجھتے ہیں - جن کے آخری زمانہ میں آنے کے متعلق مختلف مذہبوں کی کتابوں میں پیشگوئی پائی جاتی ہے - قادیانی اسلامی احکام پر عمل پیرا ہیں اور اسلام کے لئے غیرت رکھتے اور وہ حنفی مذہب کی پیروی کرتے ہیں -

احمدیوں کے مخالف انہیں قادیانی کے لفظ سے پکارتے ہیں - اور ان کے ظاہری طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے اور شریعت کے مطابق دینی فرائض ادا کرنے کے باوجود انہیں مرتد قرار دیتے ہیں۔

احمدیت یا قادیانیت کوئی آج سے پیدا نہیں ہوئی - بلکہ قریباً ستر سال پہلے ہندوستان کے شہر قادیان میں اس کی بنیاد رکھی گئی، اور جو لوگ اس طریقہ کو درست سمجھتے تھے انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق اس کی پیروی کی - ہمارے نزدیک خواہ یہ طریقہ درست ہو یا باطل ہو خواہ یہ لوگ مسلمان ہوں یا اسلام سے خارج ہوں، بہرحال اخبارات کے لئے کوئی معقول وجہ اس امر کی نہیں ہے کہ وہ اس نازک وقت میں جبکہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اتحاد و یکجہتی کی ضرورت ہے - اس طرز پر قادیانیت کو اپنی تنقید کا ہدف بنائیں۔

شاید قارئین کو تعجب ہو گا - جب انہیں یہ معلوم ہوگا کہ سارے عراق میں اس جماعت کے صرف ۱۸ خاندان بستے ہیں ۹ خاندان بغداد میں چار بصرہ میں، چار رحبانیہ میں اور ایک خاندان خانقین میں اور یہ سب لوگ ہندوستان سے عراق میں تجارت کی نیت سے آئے تھے، بعض نے ان میں سے عراقی سرٹیفکیٹ حاصل کر لئے ہیں، اور بعض اپنی ہندوستانی قومیت پر قائم رہے جسے انہوں نے ہندوستان کی تقسیم کے بعد پاکستانی قومیت میں تبدیل کر لیا۔

عراق میں اتنا عرصہ رہنے کے باوجود انہوں نے کسی عراقی شخص کو اپنی جماعت میں داخل نہیں کیا ان کا کوئی اپنا معبد نہیں اور نہ ہی ان کے کوئی خاص مذہبی اجتماعات ہیں، ان کی ساری جد و جہد بعض اخبارات اور ایسے ٹریکٹ تقسیم کرنے میں منحصر ہے جن میں اسلام کے غلبہ کے متعلق دلائل دیئے گئے ہیں یا فلسطین اور اسلامی حکومتوں کے دفاع پر گفتگو کی گئی ہے - اس جگہ پر پڑھنے والے کے دل میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ جب واقعہ یہ ہے تو اخبارات میں قادیانیوں پر اس طرح نکتہ چینی کرنے اور اس حملے کی کیا وجہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کا صرف ایک سبب ہے، اور وہ یہ کہ استعماری طاقتیں مسلمانوں میں تفرقہ اور انشقاق پیدا کرنے کے لئے خاص کوشش کر رہی ہیں، اور وہ انہیں اپنی انگلیوں پر نچانا چاہتی ہیں، کیونکہ مسلمان ابھی تک اس انتظار میں ہیں کہ وہ یوم موعود کب آتا ہے کہ جب وہ دوبارہ بلاد مقدسہ کو یہودیت کی لعنت سے پاک کرنے کے لئے متحدہ قدم اٹھائیں گے اور فلسطین اس کے جائز اور شرعی حق دار کو مل سکے گا - استعماری طاقتیں ڈرتی ہیں کہ کہیں عربوں کا یہ خواب پورا نہ ہو جائے - اور اسرائیلی سلطنت صفحہ ہستی سے مٹ نہ جائے جس کے قائم کرنے کے لئے انہوں نے بڑی بڑی مشکلات برداشت کیں۔ اس لئے یہ غیر ملکی حکومتیں ہمیشہ کوشش کرتی ہیں کہ مسلمانوں میں مختلف نعرے لگوا کر منافرت پیدا کی جائے اور بعض فرقے احمدیوں کی تکفیر اور ان پر نکتہ چینی کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

یہاں تک کہ اس طریق سے حکومت پاکستان اور بعض ان جیسی حکومتوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے جن کے اخبارات وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں احمدی کو کافر قرار دیتے ہیں -

غالباً بہت سے پڑھنے والوں کو یاد ہو گا، کہ کچھ عرصہ قبل پاکستان کی بعض جماعتوں نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ مسلمان حکومتوں کا ایک بلاک قائم کیا جائے تاکہ ان کی ہستی اور آزادی قائم رہے اور ان کی بیرونی سیاست ایک نہج پر چلے۔ مگر یہ کوششیں بعض دوسری مسلمان جماعتوں کی مخالفت کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکیں، اس تجویز کی ناکامی کے اسباب میں درحقیقت بڑا سبب وہ مسئلہ تکفیر ہے جو بعض انتہا پسند مولویوں کے ہاتھ میں استعماری طاقتوں نے دیا تھا - تاکہ وہ اس تجویز کے محرکین کو قادیانی اور اسلام سے خارج کہہ کر اس کو ناکام بنانے کی کوشش کریں -

شاید کسی شخص کو یہ خیال پیدا ہو کہ میرا اس معاملے میں استعماری طاقتوں کو دخل انداز قرار دینا صرف ظن اور گمان ہے - مگر میں قارئین کرام کو پورے یقین کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس امر کی پوری پوری اطلاع ہے کہ درحقیقت یہ سب کارروائی استعماری طاقتیں کروا رہی ہیں، کیونکہ فلسطین کی گزشتہ جنگ میں ۱۹۴۸ء میں استعماری طاقتوں نے خود مجھ کو اس معاملے میں آلۂ کار بنانے کی کوشش کی تھی۔

ان دنوں میں ایک عراقی پرچہ کا ایڈیٹر تھا اور اس کا انداز حکومت کے خلاف نکتہ چینی کا انداز تھا، چنانچہ انہی دنوں مجھے ایک غیر ملکی حکومت کے ذمہ دار نمائندہ مقیم بغداد نے ملاقات کے لئے بلایا اور کچھ چاپلوسی اور میرے انداز نکتہ چینی کی تعریف کرنے کے بعد مجھے کہا کہ آپ اپنے اخبار میں قادیانی جماعت کے خلاف زیادہ سے زیادہ دلآزار طریق پر نکتہ چینی جاری کریں، کیونکہ یہ جماعت دین سے خارج ہے ....

میں نے جواب میں عرض کیا کہ مجھے تو اس جماعت اور اس کے عقاید کا کچھ پتہ ہی نہیں، میں ان پر کس طرح نکتہ چینی کر سکتا ہوں - اس نمایندہ نے مجھے بعض ایسی کتابیں دیں جن میں قادیانی عقائد پر بحث کی گئی تھی - اور اس نے مجھے بعض مضامین بھی دیئے - تاوہ مجھے اپنے مقالات کے لکھنے میں فائدہ دیں، چنانچہ ان کتابوں کے مطالعہ سے مجھے اس جماعت کے بعض عقاید کا علم ہوا - لیکن میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہ دیکھی جس سے میرے عقیدہ کے مطابق انہیں کافر قرار دیا جا سکے - اس استعماری نمایندہ سے چند ملاقاتوں کے بعد میں نے اس کام کے کرنے سے معذرت پیش کر دی، اور کہا کہ میرے عقیدہ کے مطابق یہ طریق اس وقت اسلامی فرقوں میں اختلاف انشقاق بڑھانے والا ہے۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ قادیانی تو مسلمان ہی نہیں اور ہندوستان کے تمام فرقوں کے علماء انہیں کافر قرار دے چکے ہیں - میں نے اس سے کہا کہ ہندوستانی علماء کے اقوال قرآن مجید کی اس آیت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا - کہ جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اس کو کافر مت کہو میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ

(باقی ص ۴ کالم ۱ پر)

اسلام انگلستان میں!

ماہ اکتوبر کی روئیداد

درس قرآن کریم

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے ۲ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو قرآن کریم کا درس دیا۔ سامعین کو انہوں نے مختلف انبیاء کے زندگی کے واقعات سنائے اور جو سبق ان سے اخذ ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا۔ خصوصیت کے ساتھ انہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے واقعات بیان کئے۔

اردن کے ایک مسلمان کی تقریر

ہفتہ ۹ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو اردن کے ایک مسلمان دوست نے "مسلمان ——— ان کے انحطاط کا ایک علاج" پر تقریر کی۔ انہوں نے کہا جب تک مسلمان اپنے آپ کو اخلاقی طور پر بلند نہ کریں وہ ترقی نہیں کر سکیں گے۔ ان کی گفتگو بہت دلچسپ تھی اور اس مسئلہ پر سامعین کے ساتھ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ حاضرین ان کے خیالات سے بہت محظوظ ہوئے۔

سماجی اور مذہبی مسائل پر گفتگو

مولانا عبدالمجید صاحب مدیر اسلامک ریویو نے ۱۶ اکتوبر کو بعض سماجی اور مذہبی مسائل پر سامعین کے سوالات کا جواب دیا۔

ہجرت اور اس کی اہمیت پر لیکچر

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام شاہجہان مسجد نے "ہجرت اور اس کی اہمیت" پر سامعین کو مخاطب کیا۔ تقریر کے دوران میں انہوں نے تمام ان حالات کا ذکر کیا جنکی وجہ سے رسول مقبول صلعم ہجرت پر مجبور ہو گئے تھے اور انہوں نے ان تعلیمات کو بیان کیا جو ہمیں ہجرت کے واقعہ سے حاصل ہوتی ہیں۔

اقبال احمد صاحب کا لیکچر "اسلام میں صوفیت" پر

۳۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو اقبال احمد صاحب (خلف الرشید مولانا آفتاب الدین احمد صاحب) نے ایک بہت مشکل اور دقیق مسئلہ پر تقریر کی جس کا عنوان تھا "اسلام میں صوفیت" .... (SUFISM IN ISLAM)

انہوں نے برگزیدہ صوفیوں اور نقلی درویشوں میں تمیز کرتے ہوئے کہا کہ یہ درست ہے کہ صوفیا قرآن کریم کے گرویدہ تھے لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کہ موجودہ صوفیت قرآن کریم کے مطالعہ کا صحیح نتیجہ ہے

اس کے بعد حسب معمول سوال و جواب ہوئے۔

ہالوے کے گرجے میں دعائیہ مجلس

۱۳ اکتوبر کو اقبال احمد صاحب ہالوے (HOLLOWAY) کے ایک UNITARIAN CHURCH میں جس کا نام CHURCH OF GROWING LIGHT ہے ایک بین المذہبی دعائیہ مجلس میں شریک ہوئے۔

دعائیہ مجلس شروع ہونے سے پہلے سامعین ایک کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے جہاں پادری صاحب نے حاضرین سے WORLD CONGRESS OF FAITHS کے آنریری سکرٹری ریورنڈ پی کاک صاحب (REV: PEACOCK) پنڈت رشی رام اور اقبال احمد صاحب کا تعارف کرایا۔

لوگ اس کمرے میں چائے پینے کے لئے اکٹھے ہوتے تھے۔ لیکن چائے تیار ہونے میں کچھ دیر تھی اس سے پہلے REV: PEACOCK نے حاضرین کو WORLD CONGRESS OF FAITHS کے متعلق کچھ بتایا۔

اس کے بعد گرجے کے پادری صاحب نے پنڈت رشی رام اور اقبال احمد صاحب سے درخواست کی وہ اپنے اپنے مذہب کے متعلق کچھ بتائیں۔ اقبال احمد صاحب نے بتایا کہ:۔

"ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ خدا تعالےٰ تمام نسل انسانی کی پرورش کرتا ہے اور وہ تمام انسانوں کا پروردگار ہے۔ کوئی شخص مسلمان کہلا سکتا ہی نہیں جب تک وہ تمام انبیاء اور تمام الہامی کتب پر ایمان نہ لائے۔ پہلی آیت جو ایک مسلمان کو پڑھائی جاتی ہے وہ یہ ہے:۔

"تمام تعریف اس خدا کی ہو
تمام جہانوں کا رب ہے"

دعائیہ مجلس میں اقبال احمد صاحب نے قرآن کریم کی مختلف آیات مع ترجمہ پڑھ کر سنائیں جن میں توحید باری، تمام انبیاء اور الہامی کتب پر ایمان اور مذہبی آزادی کا ذکر تھا۔ آخر پر یہ کہتے ہوئے کہ سورۃ فاتحہ وہ دعا ہے جو ہر مسلمان کم از کم ۳۲ مرتبہ دن میں پڑھتا ہے، انہوں نے سورۃ فاتحہ بھی پڑھ کر سنائی۔

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاڈر کا شکریہ

ڈل سکول ڈاڈر سینی ٹوریم میں طلباء کی تعداد بہت ہی مختصر ہے، یہی وجہ ہے کہ سپورٹ فنڈ کی رقم قلیل تھی، جو کہ ٹورنمنٹ کے موقعہ پر کھلاڑی طلباء کے اخراجات کے لئے کفایت نہ کر سکتی تھی۔ سکول کے بچے اپنی سال بھر کی تیاریوں اور شوق کی تکمیل سے مجبور رہتے۔ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سے اپنی دشواریوں کا ذکر کرنے کے بعد مخلصانہ اپیل کی کہ وہ ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب بنائیں چنانچہ انہوں نے اپنی جیب خاص سے مبلغ بیس روپے (-/20) عنایت فرمائے اسی پر بس نہیں، بلکہ اس سے قبل متعدد بار سکول میں انعامات تقسیم کئے۔ ہم ایسی قابل فخر ہستی پر نازاں ہیں، جنہیں بچوں کے ساتھ خاص ہمدردی اور اُنس ہے۔ صاحب موصوف کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں ضلع کا بچہ بچہ آپ کے اوصاف حمیدہ کا گرویدہ ہے۔ آپ نے ہمیشہ قوم کی بے لوث خدمات سرانجام دیں اور دے رہے ہیں۔ بلکہ ایسی ہی بے لوث خدمات آپ کا وطیرہ ہے۔ آخر میں ہم مجلس شاعت مڈل سکول ڈاڈر عموماً اور جناب ہیڈ ماسٹر صاحب خصوصاً آپ کے اس کار خیر کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سیکرٹری۔ شعبہ نشر و اشاعت۔ گورنمنٹ مڈل سکول ڈاڈر سینی ٹوریم

عراقی اخبار الانباء کے مشہور نامہ نگار کا ذاتی تجربہ

بقیہ صفحہ (۳)

قادیانی پراپیگنڈا نے تمہارے دل پر بھی اثر کر دیا ہے اور تو قادیانی بن گیا ہے۔ اور اسلام سے خارج ہو گیا ہے، اسی لئے تو ان کی طرف سے جواب دے رہا ہے۔ میں نے مذاق کرتے ہوئے کہا، کہ جناب یقین جانیں۔ کہ میں اتنے لمبے عرصہ سے مسلمان کہلانے اور مسلمانوں میں رہنے کے باوجود یہ دعوےٰ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا کہ میں صحیح معنوں میں مسلمان ہوں۔ تو کیا قادیانیت کے متعلق چند کتابوں کا مطالعہ مجھے قادیانی بنا سکتا ہے۔

میں تین دنوں اس سفارت خانہ میں جایا کرتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ میں اکیلا ہی اس کام کے لئے مقرر نہیں کیا جا رہا، بلکہ کچھ اور لوگوں کو بھی اس میں شریک کیا جا رہا ہے۔ پھر مجھے یہ بھی پتہ لگا کہ اس کام کے کرنے سے صرف میں نے ہی انکار نہیں کیا بلکہ بعض دوسرے لوگوں نے بھی استعمال کا آلہ بننے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ۱۹۴۸ء میں ارض مقدس کا ایک حصہ کاٹ کر صیہونی حکومت کے سپرد کر دیا گیا تھا، اور اسرائیلی سلطنت قائم ہو چکی تھی، اور میرا بیان ہے کہ مذکورہ بالا سفارت خانہ کا یہ اقدام در حقیقت ان دو ٹریکٹوں کا عملی جواب تھا جو تقسیم فلسطین کے موقعہ پر اسی سال جماعت احمدیہ نے شائع کئے تھے، ایک ٹریکٹ کا عنوان تھا هيئة الامم المتحدة وقرار تقسيم فلسطين جس میں مغربی استعماری طاقتوں اور صیہونیوں کی ان سازشوں کا انکشاف کیا گیا تھا جن میں فلسطینی بندرگاہوں کے یہودیوں کو سپرد کر دینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ دوسرا ٹریکٹ الکفر ملة واحدة کے عنوان سے شائع ہوا تھا جس میں مسلمانوں کو کامل اتحاد اور اتفاق رکھنے کی ترغیب دی گئی تھی، یہ وہ واقعہ ہے جس کا مجھے ان دنوں ذاتی طور پر علم ہوا تھا۔ اور مجھے پورا یقین ہے، کہ جب تک احمدی لوگ مسلمانوں کی جماعتوں میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے، اور جب تک وہ ان ذرائع کو اختیار کرنے کے لئے کوشاں رہیں گے جن سے استعماری طاقتوں کی پیدا کردہ حکومت اسرائیل کو ختم کرنے میں مدد مل سکے، تب تک استعماری طاقتیں بعض لوگوں اور فرقوں کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گی کہ وہ احمدیوں کے خلاف اس قسم کی نفرت انگیزی اور نکتہ چینی کرتے رہیں تاکہ مسلمانوں میں اتحاد نہ ہو سکے۔

اس جگہ یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہے۔ کہ ووکنگ مسجد جو لندن کی سب سے بڑی مسجد ہے اور جس کی زیارت کے لئے پچھلے دنوں عراقی صحافیوں کا ایک وفد بھی گیا تھا وہ جماعت احمدیہ ہی کی زیر نگرانی جاری ہے اور رسالہ اسلامک ریویو جو لندن میں مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہے وہ بھی اسی جماعت کی طرف سے چل رہا ہے، عراق کے صحافیوں کا وفد اس امر کا مشاہدہ کر چکا ہے کہ وہ مسجد مسلمانوں کی دوسری مساجد سے کسی طرح مختلف نہیں اور اس میں خالص اسلامی عبادات ادا کی جاتی ہیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸ؔ | تار کا پتہ تبلیغ لاہور | فون نمبر ۳۷۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا | مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام | ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ

اخبار

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳	یوم چہار شنبہ مورخہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ یکم دسمبر ۱۹۵۴ء	۷۷

مصالحت کو بہر حال اور ہر قیمت پر کامیاب بنانا ہے

مرکزی نظام کا عزم بالجزم

مولانا یعقوب خان صاحب (انجمن)

مجلسِ منتظمہ کے اجلاس منعقدہ ۲۶ نومبر و ۲۹ نومبر میں جماعت کے اتحاد اور یگانگت کے لئے بعض اہم فیصلے ہوئے جن کا جماعت کو علم ہو جانا ضروری ہے۔

سب سے اول حضرت امیر کی تحریک پر متفقہ طور پر اس عزم کا فیصلہ کیا گیا کہ مصالحت کو بہر حال اور ہر قیمت پر کامیاب بنانا ہے۔

دوسرا فیصلہ حضرت امیر کی تحریک پر یہ ہوا کہ مصالحت کے متعلق گفت و شنید کے فرائض ایسے احباب کے سپرد کئے جاویں جو سو فیصدی مصالحت کے حامی ہوں اور یہ تہیہ کرنے والے ہوں کہ مصالحت کو کامیابی تک پہنچانا ہے۔

ان دو امور کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جیسے احباب کو علم ہوگا مصالحت کی سابقہ کوششیں کامیابی کی منزلِ مقصود تک اسی لئے نہ پہنچ سکیں کہ بعض عناصر ایسے موجود ہیں جو نہیں چاہتے کہ مصالحت ہو اور آخری وقت پر وہ کوئی نہ کوئی رخنہ پیدا کر دیتے ہیں۔

سب سے آخری کوشش جو انتخابات کے لئے زیرِ اہتمام میاں نصیر احمد صاحب فاروقی و چوہدری امجد خان صاحب ہو رہی تھی اسکی ناکامی کی وجہ بھی یہی عناصر تھے جنہوں نے آخری مرحلے پر وسوسوں اور غلط فہمیوں کے پہاڑ کھڑے کر دیئے۔

ان حالات اور تجربات کے پیشِ نظر مجلس منتظمہ کو یہ بھی احساس ہوا کہ ان عناصر سے بالکل بعید نہیں ہوگا اگر انتخابات کی صورت میں جماعت کو باہمی اشتعال انگیزی اور فساد کے راستوں کی طرف لے جاویں اور اس طرح مصالحت کے خیال کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں اور جماعت کو دو ٹکڑے کرنے میں کامیاب ہو جاویں۔ اس لئے یہ فیصلہ مناسب سمجھا گیا کہ ان ہنگامی حالات میں جب کہ جماعت کا وجود ہی خطرہ میں ہے کوئی ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے جو تخریب پسند عناصر کے لئے رخنہ اندازی کی کوئی گنجائش نہ چھوڑے۔

چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ بجائے انتخاب کے **نئی مجلس معتمدین کی تشکیل نامزدگی سے کی جائے** اور صرف ان احباب کو اس میں شامل کیا جائے جو اپنے خلوص۔ تقویٰ۔ خدمات اور قربانیوں کے لئے طرفین کے نزدیک مسلّمہ اور ممتاز حیثیت رکھتے ہوں

اس مقصد کے لئے **ایک بورڈ کی تجویز** منظور کی گئی جو میاں غلام عباس صاحب کی صدارت میں قائم کیا جائے گا، اور جسے نئی مجلسِ معتمدین کے لئے ممبروں کی نامزدگی کے کلی اختیارات ہونگے۔ بورڈ کے چھ ممبر ہوں گے، تین ایک طرف سے تین دوسری طرف سے ان میں کسی نام پر یا کسی اور امر پر اختلاف رائے کی صورت میں میاں غلام عباس صاحب کا فیصلہ آخری قطعی اور قانونی طور پر قابلِ تسلیم منظور ہوگا۔

فریق ثانی کے سربر آوردہ اصحاب نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور اب یہ تجویز آخری توثیق کے لئے ۵ دسمبر (اتوار) کو مجلس معتمدین میں اور دوسری طرف سے کانفرنس میں پیش ہوگی۔ اور توقع ہے کہ اسی دن معتمدین اور کانفرنس کے مشترکہ اجلاس میں نئے معتمدین کا اعلان بھی ممکن ہو سکے گا۔

احباب سے میری دو درخواستیں ہیں:۔

ایک تو یہ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزی سے **دعا کریں** کہ ہماری غلط کاریوں سے درگذر کرتے ہوئے تحریک کو بچانے کی اس کوشش کو محض اپنے فضل و کرم سے کامیابی تک پہنچائے۔

دوسری یہ کہ مصالحانہ سپرٹ کو اپنی اپنی جگہ پر فروغ دیں اور تخریب پسند عناصر کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔ اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی مسلمانوں کے دو گروہ متصادم ہوئے جن میں دونوں طرف جلیل القدر ہستیاں تھیں اس کے پیچھے تخریب پسند عناصر کا ہاتھ تھا ہمیں اس سے سبق

(باقی صفحہ ۲ کالم ۲ پر)

سہ روزہ پیغام صلح ۔۔۔۔۔۔ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۴ء

امرِ جامع

سورۃ نور میں جہاں منجملہ دیگر امور ضروریہ کے باری تعالیٰ نے حسن معاشرت کے نہایت قیمتی اصول بیان فرمائے اور جہاں خانگی امور یا متاہل زندگی کے متعلق نہایت پاکیزہ تعلیم دی اس کے ساتھ ہی قومی یا دینی معاملات کے متعلق بھی ایک نہایت گرانقدر نصیحت ارشاد فرمائی ہے جو حسب ذیل ہے:-

"انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ
واذا کانوا معہ علیٰ امرٍ جامعٍ لم یذھبوا
حتیٰ یستاذنوہ (سورۃ نور آیت ۶۱)

یعنے مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی امر کے متعلق جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس کے ساتھ (یعنے رسول کے ساتھ) جمع ہوتے ہیں اور نہیں جاتے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لیں۔"

بالفاظ دیگر اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے جماعت مومنین کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ جب ان کو کسی قومی یا دینی کام کے لئے طلب کیا جاتا ہے تو وہ صرف حاضر ہی نہیں ہوتے بلکہ حاضری کے بعد بھی جب تک رسول سے اجازت حاصل نہ کرلیں قومی اجتماع کو چھوڑ کر چلے نہیں جاتے۔ قومی اجتماعات کو کامیاب بنانے کے لئے یہ ایک ضروری ہدایت ہے جو باری تعالےٰ نے مسلمان قوم کو دی ہے اور اس کی پابندی ہر اس جماعت پر لازم ہے جس نے کسی قومی یا دینی کام کی ذمہ داری اپنے سر پر لی ہو۔ اور جو چاہتی ہو کہ اسے اپنے کام میں کامیابی حاصل ہو۔ ظاہر ہے کہ جو امور اور معاملات ساری قوم سے متعلق ہوں ان میں ساری قوم کا مشورہ ضروری ہے اور اس کے لئے اجتماع کی ضرورت ایک بدیہی امر ہے۔ ایسے اجتماع کے لئے جو اہم قومی ضروریات پر مبنی ہو اللہ تعالےٰ نے ایک ضابطہ مقرر فرمایا ہے اور وہ یہ کہ:-

اس اجتماع میں سب کو شریک ہونا چاہیئے

اور اگر کوئی مجبوری پیش آجائے تو اس کے لئے رسول کی اجازت کے بغیر مجمع چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ رسول کے بعد قوم کے امیر، یا امام یا صدر مجلس کی اجازت درکار ہوگی۔ کسی کام میں کامیابی کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ہر پہلو کو ادھورا نہ چھوڑا جائے۔ ادھورا چھوڑنے کی حالت میں کام کے نتائج بھی ادھورے ہی رہیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قومی اجتماعات کو پروان چڑھانے کے لئے ان کے تمام جزئیات کو مدنظر رکھا جائے اور ان کے تمام پہلوؤں پر پوری پوری نظر رکھی جائے اور اس باب میں کسی پہلو کو نامکمل یا ادھورا نہ چھوڑا جائے **قومی اجتماع کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس میں قوم کے تمام افراد چھوٹے بڑے سب شریک ہوں** اور اگر کوئی ضروری امر شرکت سے مانع ہو تو اس کے لئے اجازت طلب کی جائے۔ اسی آیت میں آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے فاذن لمن شئت منھم واستغفر لھم اللہ - یعنے اے رسول ان میں سے جو تیری اجازت طلب کریں جس کو تو چاہے اجازت دے یعنے اس امر کی دیکھ بھال کرلینی چاہیئے کہ کہاں تک عذر معقول ہے۔ اور ان کے لئے خدا سے مغفرت طلب کر۔۔۔۔۔۔ ان الفاظ سے اجتماع میں شرکت کی اہمیت کا مزید اندازہ لگ سکتا ہے اور جو احباب قومی شرکت کو اہمیت نہیں دیتے ان کو اس حکم پر غور کرنا چاہیئے بغیر کسی معقول وجہ یا معقول عذر کے قومی اجتماع سے غیر حاضری اللہ تعالےٰ کے منشا کے خلاف قدم اٹھانا ہے۔

اب جبکہ ہمارا قومی اجتماع قریب آرہا ہے ہم خدا کے اس حکم کو اپنے احباب تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ وہ قوم جس کو

بجا طور پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ قرآنی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے پیدا ہوئی ہے اور اس کے معرض وجود میں آنے کی غرض ہی قرآن مجید کی اشاعت ہے اسے سب سے پہلے خود قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت ہے۔

ہمارا سالانہ جلسہ ایک "امرِ جامع" ہے جو اہم قومی اور دینی مقاصد کے سرانجام دینے کے لئے خدائے تعالےٰ کے حکم کے ماتحت اس پاک بندے نے تجویز کیا جو صحیح معنوں میں خدا کے رسول کا نائب تھا علیہ وعلیٰ مطاعہ محمد الصلوٰۃ والسلام اس نائب رسول کی جماعت کو اپنی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہونا چاہیئے۔ اور جو بعض لوگوں کی طرف سے قلوب کے اندر وساوس ڈالے جاتے ہیں ان کو ذرا وقعت نہیں دینی چاہیئے، اور اپنے مرشد وہادی کی ہدایت کے مقابلہ میں کسی موانع کی پروا نہیں کرنی چاہیئے، ایک طرف خدا کا حکم موجود ہے کہ اپنے قومی معاملات کو باہمی صلاح ومشورہ سے طے کرو دوسری طرف خدا کے رسول اور اس کے نائب کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ پھر اہم قومی ضروریات ہیں جن کے لئے قومی مشاورت کی ضرورت لاحق ہے۔ کیا ایسے حالات میں ہمارے لئے لازم نہ ہوگا کہ ہم سب اس سالانہ اجتماع میں جو عنقریب منعقد ہونیوالا ہے شرکت کرنے کی کوشش کریں اور اپنے طرز عمل سے ثابت کریں کہ ہم ایک فعّال جماعت ہیں۔ اور ہم جان ودل سے خدا اور اس کے رسول کے حکموں پر کاربند ہیں۔ وما توفیقنا الا باللہ العظیم

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمداللہ بخیر وعافیت ہیں۔

— ۲۸ نومبر کو محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا نومولود نواسا (فرزند محمد اقبال صاحب) دو تین روز زندہ رہ کر فوت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے تمام لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنی جناب سے نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

— محترم مرزا مسعود بیگ صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں سے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول پسرور (ضلع سیالکوٹ) کی جگہ تبدیل ہوگئے۔

— ہیلی (کرنامک) سے شیخ عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ جناب محمود

تقوےٰ اللہ انسان کی حقیقی عزّت اور زینت کا موجب ہے

مسلمانوں کا باہمی اتحاد و اتفاق اور اخوّتِ اسلامی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۶ نومبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون .... لعلکم تھتدون -

تقوےٰ کے معنے

فرمایا اے ہمارے ماننے والو اتقوا اللہ حق تقاتہ، خدا سے ڈرو، اس کی عظمت اس کی قدرت اس کے علم کے لحاظ سے اور اس کی سلطنت اور جبروت کے لحاظ سے جو اس سے ڈرنے کا حق ہے اور جو اس کی شان کے شایاں ہے، اس لحاظ سے اس کا خوف دل میں پیدا کرو، تقوےٰ کے کیا معنے ہیں؟ امام راغب اور امام رازی نے تقوےٰ پر بہت کچھ لکھا ہے اور واقدی اور حسن اور دوسرے بزرگوں نے بھی اس کی تشریحات بیان کی ہیں، خود قرآن کریم میں تقوے کی بڑی تفصیلات ہیں۔ امام راغب نے لکھا ہے، تقوےٰ کا لفظ وقایۃ سے مشتق ہے، وقایۃ کے معنے ہیں حفظ الشئی مما یؤذیہ و یضرہٗ اپنے نفس، اپنی جان، اپنے قلب اور روح کو اس چیز سے بچانا جو نقصان دینے والی اور ضرر پہنچانے والی ہو...... اس ترجمہ کے ساتھ امام راغب نے قرآن کریم کی یہ آیت بطور مثال پیش کی ہے یا ایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا، اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ، یہاں قوا کے معنے بچاؤ کے کئے ہیں اور امام رازی نے لکھا ہے اس کے معنے خشیۃ کے بھی ہیں، اور شریعت میں ہے خدا کی عظمت کو سامنے رکھ کر اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونا اور ممنوعات سے احتراز کرنا تقوےٰ ہے، دوسرا ترجمہ جو خوف کے قریب قریب ہے خشیت اللہ ہے اس لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوئے ایسا تقوےٰ اختیار کرو جس سے خشیۃ اللہ قلب کے اندر بیٹھ جائے۔

تقوےٰ انسان کے اندرونہ کو مزیّن کرتا اور معزز بناتا ہے

اور تقوےٰ یہ ہے ان تزین سرک للخالق کما زینت ظاھرک للمخلوق اپنے خالق کے لئے اپنے اندرونہ کو اس طرح مزین کرو جس طرح اپنے ظاہر کو مخلوق کے لئے مزیّن کرتے ہو، اور اپنے قلب و روح کو ان چیزوں سے بچاؤ جو انہیں ناپاک کرنے والی ہوں اور جس طرح اپنے ظاہر کو ان چیزوں سے بچاتے ہو جو تمہاری ہتک کا موجب اور عزّت کے منافی ہوں اسی طرح اپنے قلب اور روح کو بھی بچاؤ، جب یہ خیال دل میں پیدا ہو جائے کہ میں خدا کے نزدیک معزز بن جاؤں، تو یہ تقوےٰ ہے، قرآن کریم میں ہے قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری برہنگی کو ڈھانپتا اور زینت کا موجب ہے اور ساتھ ہی فرمایا و لباس التقوٰی ذالک خیر، جس طرح یہ ظاہری لباس تمہاری زینت کا موجب ہے اسی طرح ایک باطنی لباس ہے جو اس سے بڑھ کر تمہاری زینت کا موجب ہے اور وہ تقویٰ ہے ذالک من اٰیات اللہ۔ اس سے مسلمان کو خدا ممتاز و معزز بنا دیتا ہے۔ اور وہ خدا کا بن جاتا ہے، یہ وہ چیز ہے جس کی طرف خدا اور رسول اللہ صلعم بلاتا ہے اور جو افراد یہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ اپنے خدا کو خوش کریں گے وہ تقوےٰ سے کام لیتے اور دنیا کی نگاہوں میں بھی معزز بن جاتے ہیں اور جو قوم یہ ارادہ کر لے کہ وہ تقوےٰ اختیار کرے گی، اس قوم کا وجود دنیا کے لئے بابرکت ہو جاتا ہے، حج کے موقع پر بھی جالادر حکم دیا کہ تزودوا دیکھو زاد راہ لے کر جاؤ، دوسروں پر بوجھ نہ بنو، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ان خیر الزاد التقوےٰ، بہترین زاد راہ تقویٰ ہے یہ بھی نہ ہونا چاہیئے کہ وہاں جا کر ڈاکہ زنی کی جائے بہت سا سونا خرید کر لے آئیں کسٹم کے لانے کی اجازت نہیں اور پھر طرح طرح کے مکر و فریب کر کے چوری چھپے کسٹم سے بچ کر نکل آئیں، تو فرمایا زاد راہ بھی لو، لیکن اس کے ساتھ تقوےٰ بھی تمہارے پیش نظر رہے، لباس بھی اچھا پہنو جو تمہاری زینت کا موجب ہو، لیکن تقوےٰ کے ذریعہ اپنے باطن کو بھی زینت دو، یہ ظاہری لباس زینت کا موجب نہیں رہتا جب تک باطن اچھا نہ ہو جس انسان کو یہ شہرت حاصل ہو جائے، کہ وہ حرام کا مال کھاتا ہے اس کی کوئی عزت نہیں رہتی اور ظاہری زینت بھی اس کی عزت کا موجب نہیں ہوتی، اللہ تعالےٰ نے تقوےٰ کا انعام بھی دینے کا وعدہ فرمایا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں، کسی جگہ آپ چلے جائیں، انگلینڈ یورپ، امریکہ، یا اس سے بھی دور پہنچ جائیں، اگر تقوےٰ ساتھ لے جائیں تو آپ محفوظ ہوں گے۔ لیکن جونہی یہ خیال کیا کہ یہاں کون جانتا ہے، کوئی اپنے شہر کا دیکھنے والا نہیں، جو مرضی ہے کر لیں تو پھر اپنوں کی نظروں سے بھی بچ نہیں سکتے، ملائکہ فرشتے آ کر بتا جاتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ ناپاک کام کیا ہے، اسی لئے ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ تقوےٰ یہ ہے ان لا یراک مولاک حیث نھاک، جس جگہ سے، جس بات اور جس چیز سے تیرے مولا نے منع کیا ہے، وہاں وہ تجھے نہ دیکھے اگر یہ خصلت آ گئی تو سمجھئے تمام کامیابیاں حاصل ہو گئیں اور اگر بحیثیت قوم تقوےٰ ہمارے اندر رچ جائے تو یہ قوم دوسری قوموں سے معزز ہو گی۔

زندگی بھر حقیقی مسلمان بننے کی تلقین

یہ تلقین کرنے کے بعد فرمایا ولا تموتن الا و انتم مسلمون اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ جب موت آئے تو تمہیں مسلم ہی پائے، موت کا کوئی وقت مقرر نہیں، یہ ضروری نہیں کہ بوڑھے ہی ہوں تو موت آئے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اور چند دن یا چند سال کے بعد مر گیا اور بعض وقت عین جوانی کی حالت میں موت آ جاتی ہے، اس لئے ایسی حالت ہونی چاہیئے کہ تمام زندگی تقوےٰ میں گذارے جب موت آئے مسلمان ہی پائے، یہ نہ ہو کہ جب بیمار ہوئے تو توبہ کر لی اور اچھے ہوئے تو پرواہ بھی نہ رہی، آج ایک پروفیسر میرے پاس آئے تھے، بڑا جوان اور خوبصورت جسم ہوتا تھا، خوب ورزش کرتے تھے، انہوں نے بتایا کہ ایک مہینہ ٹانگ میں اتنی شدید درد رہی کہ دعا کرتا تھا کہ جلد موت آ جائے، اسی لئے فرمایا ولا تموتن الا و انتم مسلمون، زندگی تقوےٰ میں گذارو، تاکہ موت آئے تو تمہیں اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار پائے، کیا جامع جملہ ہے جس میں زندگی کو بہتر بنانے کا طریق تین چار لفظوں میں بتا دیا۔

اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کا حکم

اور اس کے بعد ایک اور قیمتی بات کی طرف توجہ دلائی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ خدا کی رسی کو مضبوط پکڑ لو سارے کے سارے، ولا تفرقوا تفرقہ نہ اختیار کرو، لکھا ہے یہ آیت جب نازل ہوئی تو صحابہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ خدا کی رسّی کیا ہے؟ فرمایا القراٰن ھو حبل اللہ الممدود من السماء الی الارض، قرآن خدا تعالےٰ کی وہ مضبوط رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک ممتد ہے، تو فرمایا کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑو، یعنی اس پر پورے طور پر عمل کرو، اور سب کے سب مل کر اس کی متابعت کرو، اس سے تمہارے اندر ایک قوت پیدا ہو گی، پہلی آیت میں اپنے اندر ایک سیرت پیدا کرنے کی تلقین کی اور اس کے بعد قوم کی بہبودی اور کامیابی کا رستہ بتایا کہ کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ لو، یہاں ایک لفظ ہمیں شرمندہ کرنے کے لئے رکھ دیا جمیعا سب کے سب اکٹھے ہو جاؤ یعنی دنیا جہان کے مسلمانوں کے اندر یکجہتی ہو، یہ کسی ایک فرد یا ایک فرقہ کے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے حکم ہے، ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ غور کرے کہ خدا کے اس حکم کو وہ پورا کرتا ہے اس کے ساتھ ہی فرمایا لا تفرقوا یعنے جمیعا کا مطلب یہ ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زندگی بسر کرو، باہم

ل جاؤ، اتحاد کے اندر ہی زندگی ہے اور اسی سے کامیابی اور برکت حاصل ہوتی ہے۔

اسلامی اخوت کی نعمت

واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداء اے عرب کے لوگو، خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے تھے، اوس اور خزرج کے دو قبائل میں تو صدیوں سے دشمنی اور جنگ چلی آتی تھی اور باقی قبائل میں بات بات پر لڑا پڑتے تھے، کسی کی کتیا مر گئی تو اس پر جنگ ہے کسی کی گھوڑی پانی پی گئی تو اس پر جنگ ہے، فالف بین قلوبکم اس حالت سے تمہیں نکالا اور تمہارے دلوں میں الفت اور محبت پیدا کر دی فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ خدا تعالےٰ نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار تمہاری دشمنیاں اس قدر خوفناک حد تک پہنچی ہوئی تھیں کہ گویا تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے فانقذکم منھا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس جلتی آگ سے نکالا اور تمہیں باہم اس طرح ملا دیا کہ تم ایک معزز اور مضبوط قوم بن گئے، کذالک یبین اللہ لکم آیٰتہ لعلکم تھتدون۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

مبلغ کا تجربہ

معاصر صدق سے:

جماعت احمدی لاہوری کے ایک مسلم مشنری سفر یورپ کے بعد کراچی واپس آ رہے تھے راستہ میں ایک جرمن خاتون کو انہوں نے بہت کچھ ہموار کر لیا تھا۔ جب جہاز پورٹ سعید کے قریب پہنچنے لگا تو خاتون نے پہلی مسلم بندرگاہ میں اُتر کر مسجد دیکھنے کا بڑا اشتیاق ظاہر کیا۔ لیکن۔

دوسری طرف لوگ ایک دوسرے کو خبردار کر رہے تھے کہ پورٹ سعید قریب آ رہا ہے۔ خبردار رہنا یہاں کے لوگ بڑے ہشیار ہوتے ہیں، دوسرے دن جہاز کے عملہ نے بھی مسافروں کو خبردار کیا۔ کہ اپنے اپنے کیبنوں کو تالا لگا کر اور اپنی چیزوں کو سنبھال کر رکھیں، اگر پورٹ سعید کے قیام میں کسی کی کوئی چیز چوری ہو گئی تو جہاز ذمہ دار نہ ہوگا ...... میرا سر ندامت سے جھک گیا اور مسجد پر لکھا ہوا یہ مصرعہ نظروں کے سامنے چمکنے لگا کہ "اپنے جوتوں سے رہیں سارے نمازی ہشیار"، میں نے جرمن خاتون کو جو لیکچر پلائے تھے ان کی قلعی اب کھلتی نظر آ رہی تھی۔ کیا یہی وہ قوم ہے جو مسلمان کہلانے کی دعویدار ہے؟ اب میں نے خاتون کو سمجھانا شروع کیا کہ ان مسلمانوں پر اسلام کو قیاس نہ کرنا چاہیئے یہ اسلامی تعلیم کو بھول چکے ہیں۔ جرمن خاتون اس قسم کے معذرتی ریمارک سن کر چپ سی ہو گئی۔"

اور کیا یہ قلق انگیز تجربہ کچھ اس مسلم مشنری کا کوئی انکشاف ہے؟ کس کو یہی تجربے اسلامی ملکوں کے کن شہروں، بازاروں، گزرگاہوں یہاں تک کہ مسجدوں اور خانقاہوں میں نہیں ہوتے ہیں؟ — اور اس پر ہم کو اپنے خالق سے گلہ رہتا ہے، کہ امت مرحومہ یہ جگہ حقیر ہے یا ذلیل ہے اور خواہ مخواہ مغضوب ہے! امت وسطاً ہونے کی کوئی بھی شان اس میں باقی رہ گئی ہے، اقبال نے تو "جواب شکوہ" میں یہ حقیقت خوب کھول کر بیان کی ہے۔ اگر کی بھی حقیقت ترجمانی کچھ کم نہیں ہے

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

مصالحت کے لئے مرکزی نظام کا عزم بالجزم

(بقیہ صفحہ اول)

سیکھنا چاہیئے۔ جو کوئی بھی مصالحت کے راستے میں کسی بھی وجہ سے حائل ہوتا ہو خواہ بڑا آدمی ہو یا چھوٹا وہ اگر جماعت کا دشمن نہیں تو نادان دوست ضرور ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ اس نازک مرحلہ پر جماعت کے اتحاد کے لئے یک آواز ہو کر کھڑے ہوں اور مصالحت کی اس نئی آواز پر جو مرکز سے .... حضرت امیر کی تحریک پر اُٹھی ہے لبیک کہیں۔

میری اپیل جماعت کے افراد کی بجائے جماعت کے جماعتی شعور اور ضمیر سے ہے اور مجھے امید ہے کہ جماعتی ضمیر کی آواز کے سامنے مشکلات ختم ہو جائیں گی اور ہم پھر مل کر دینِ اسلام کی خدمت میں لگ جائیں گے۔

خاکسار

محمد یعقوب خان

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۵۴ء یاد رکھیں

جیفۂ دنیا کی تڑپ جہنم ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک نوجوان شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر دنیاوی مصائب کی کہانی شروع کی اور اپنے طرح طرح کے ہم و غم بیان کئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بہت سمجھایا۔ اور فرمایا کہ:-

"ہمہ تن دنیاوی امور میں کھویا جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے اور اس قدر جزع و فزع مومن کو نہیں چاہیئے"

مگر وہ زور زور سے رونے لگا۔ جس پر آپ نے سخت ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار فرما کر کہا کہ:-

"بس کرو۔ میں ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہوں۔ میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم و غم میں گرائے جاتے ہیں، وہ آگ ہیں جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہیں۔ میرا دل سخت ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کے حال کو دیکھ کر جو جیفۂ دنیا کی تڑپ میں کڑھتا ہے"۔

معذرت

کاتب صاحب کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے "پیغام صلح" کا زیر نظر پرچہ صرف چار صفحات پر شائع کرنا پڑا، آئندہ اشاعت میں بقیہ چار صفحات کی کسر پوری کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ

مدیر

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ تار کا پتہ: تبلیغ لاہور فون نمبر ۳۷۴۳

۴؍ دسمبر ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن
دوست محمد

جلد ۴۲ | یوم شنبہ مورخہ ۷؍ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ ۔ ۴؍ دسمبر ۱۹۵۴ء | ۷۸

تقوےٰ والے کو خدا تعالےٰ کبھی ضائع نہیں کرتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس کو بلا سے بچنا ہو، وہ پوشیدہ طور پر خدا سے صلح کرلے۔ اور اپنی ایسی تبدیلی کرلے۔ کہ خود اسے محسوس ہوجائے کہ میں پہلا نہیں ہوں۔ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (سورۃ رعد) سچے مذہب کی جڑھ خدا تعالےٰ پر ایمان ہے، اور خدا پر ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیزگاری ہو، خدا کا خوف ہو۔ تقوےٰ والے کو خدا تعالےٰ کبھی ضائع نہیں کرتا، وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے۔ فرشتے اس کی مدد کو اتر آتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا۔ کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہوجاتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالےٰ کے ساتھ پوری صفائی کرلے۔ اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی نارضامندی کا موجب ہیں، تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جائے گا۔ ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں ہی پر ہے۔ یہ سچی بات ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہوجائے۔ تو سارا جہان اپنی مخالفت سے اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا جس کو خدا تعالےٰ محفوظ رکھنا چاہے۔ اس کو گزند پہنچانے والا کون ہوسکتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ضروری ہے۔ مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ ہر ایک سبب کو پیدا کرسکتا ہے۔ اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ اور خدا پر بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو، اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو۔ ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہیئے اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنی چاہیئے۔ یہ یاد رکھو۔ اپنے عزیز رشتہ دار بھی ایسے دوست نہیں ہوتے جیسے خدا تعالےٰ دوست ہوتا ہے۔ اگر وہ راضی ہو تو کل جہان راضی ہوجاتا ہے۔ اور وہ کسی پر رضامندی ظاہر کرے۔ تو الٹے اسباب کو سیدھا کردیتا ہے۔ مضر کو مفید کردیتا ہے۔ یہی اس کی خدائی ہے۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ خود اپنی صلاحیت میں مشغول رہے

(باقی صفحہ پر)

جلسۂ سالانہ

۲۴، ۲۵، ۲۶؍ دسمبر ۱۹۵۴ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔

۲۴؍ دسمبر کو سب احباب لاہور آکر نمازِ جمعہ تمام جماعت کے ساتھ ملکر پڑھیں جماعت کی اجتماعی دعائیں بہت سی برکات اور افضال الٰہی کی کشش کا موجب ہوتی ہیں

نمازِ جمعہ سے پہلے ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک

مستورات کا جلسہ ہوگا

اسی دن شام کو ۷ بجے احمدیہ کانفرنس ہوگی جس میں جماعت کی بہبودی کے بہت سے مسائل زیرِ بحث آئیں گے۔ ۲۵؍ دسمبر کو بروز ہفتہ حسب معمول دو اجلاس ہونگے اسی دن ۷ بجے شام جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا۔

جلسہ کا مفصل پروگرام عنقریب شائع ہوجائے گا۔

عبد اللہ جان سکرٹری

بعجزِ تمام استغفار کردم

خطاہا اے خدا! بسیار کردم
بسے بر معصیت اصرار کردم
بدرگاہِ تو اے ربِّ غفورم!
بعجزِ تمام استغفار کردم
خداوندا! تو دانی حالِ زارم
نہ گاہے بر کسے اظہار کردم
مسخر شد نہ دیوِ سرکشِ نفس
بسے با ایں لعین پیکار کردم
بگوشِ دل شنو پندم جوانا!
من از ہمدردیت گفتار کردم
خیالِ تفرقہ از سر بدر کن
بتو ایں التجا صد بار کردم
بہ نااہلاں رموزِ عشق گفتم
پشیمانم چرا ایں کار کردم
بخونِ دل نوشتم نامۂ غم
ہمہ قرطاس لالہ زار کردم
ز آہ و زاریم ہمسائیگاں را
حسن شام و سحر بیزار کردم

حسن

ماخوذ از پیغام صلح ______ مورخہ ۴ ر نومبر ۱۹۵۴ء

طلوع اسلام کا "ذوقِ سلیم" اور احمدیت

کراچی کا مشہور ماہنامہ "طلوع اسلام" آجکل جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی و امام کی تفضیح و تضحیک میں جس غلو و استکبار کا اظہار کر رہا ہے اسکو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے، کہ اتنا خبیر مند کا وظیفہ اس شخص کے لئے کہاں تک سزاوار ہے جو قرآن اور صرف قرآن ہی کو شمع ہدایت ماننے کا دعوے رکھتا ہے، اس وقت ہمارے سامنے ماہ دسمبر ۵۴ء کا طلوع اسلام ہے جس کے صفحہ ۵۸ پر اس کے "قابل" مدیر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

مرزائیوں کے ساتھ بیکار مباحث میں وہی اُلجھ سکتا ہے جسکے پاس بیکار وقت اور (اکبر کے الفاظ میں) فالتو عقل ہو۔ جن کے ہاں نہ قرآن ہو نہ علم، ان سے بات کیا کی جائے حقیقت یہ ہے کہ کوئی قوم علمی سطح میں اس شخص سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتی جسے وہ اپنا امام اور جس کے علم کو وہ خدائی علم مانتی ہو، لہذا کوئی مرزائی (خواہ وہ قادیانی ہو یا لاہوری) علم و عقل میں مرزا صاحب سے آگے بڑھنے کا تصور تک بھی نہیں کر سکتا۔ اور مرزا صاحب کی جس قدر علمی قابلیت تھی اس کا اندازہ .... ان کی کتابوں سے لگ سکتا ہے، جو ہر جگہ ملتی ہیں ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتے ہیں کہ اگر کسی صاحب ذوقِ سلیم کو سخت ترین سزا دینی ہو تو اس سے کہیئے کہ اسے مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنی ہوں گی۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ ہفتہ بھر کے بعد چلا اُٹھے گا کہ مجھے قید ہونا منظور ہے، لیکن یہ ذہنی عذاب نہیں برداشت کیا جا سکتا، حقیقت یہ ہے کہ مرزائیت قبول ہی وہی کر سکتا جس کے پاس نہ علم ہو نہ ذوقِ سلیم۔ مرزا صاحب کا زمانہ تو پھر بھی چالیس پچاس برس پہلے کا تھا۔ جن مرزائی حضرات نے ان کے بعد کتابیں لکھی ہیں یا آجکل لکھ رہے ہیں انہیں اُٹھا کر دیکھئے ...... ان کے علم اور ذوق کا اندازہ ہو جائے گا۔ لاہوری احمدیوں کو مقابلتہً زیادہ سمجھدار اور تجدد پسند کہا جاتا ہے اور ان میں ان کے مرحوم امیر محمد علی صاحب کو سب سے بلند پایہ مصنف قرار دیا جاتا ہے۔ ان کی تفسیر القرآن اُٹھا کر دیکھئے، کیا بلحاظ معنیٰ اور کیا باعتبار انداز بیان ایسی پھسپھسی کتاب شاید ہی کہیں ملے۔ یہی حال ان کی اور تصانیف کا ہے، ان میں جو ذرا بھی صاحب ذوقِ سلیم نکلے وہ مرزائی رہتا نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی اس کی یہ بغاوت سینہ کے اندر رہے اور کبھی بھڑک کر زبان تک بھی آ جائے۔"

اس عبارت میں مدیر "طلوع اسلام" نے حضرت مسیح موعود جیسے سلطان القلم اور آپ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کی تضحیک کرتے ہوئے جس انانیت اور علو و استکبار کا اظہار کیا ہے، وہ ابی و استکبر کے مشارٌ علیہ کے سوائے اور کس کا حصہ ہو سکتا ہے، ہم اس مختصر صحبت میں پرویز صاحب (مدیر طلوع اسلام) کی علمی قابلیت کا جائزہ لینا نہیں چاہتے، اس کے لئے الگ صحبت کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ جلد میسر آجائے گی، اس جگہ ہم ان سے صرف اس قدر دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے عہد کے ان مشہور انشاء پردازوں کے متعلق ان کی کیا رائے ہے۔ جنہوں نے ان کی علمی قابلیت اور ان کے لٹریچر کے متعلق نہایت بلند پایہ خیالات کا اظہار کیا، مثال کے طور پر مولانا عبداللہ العمادی کو لیجئے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی وفات پر اخبار "وکیل" امرتسر میں یہ نوحہ لکھا :۔

" وہ شخص وہ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، جس کی نظر فتنہ اور جس کی آواز حشر تھی جس کی اُنگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا میں تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا، خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا "

اس عبارت کو پڑھ کر پرویز صاحب غالباً یہ کہہ دیں گے کہ یہ مولانا عبداللہ العمادی کا غلو اور اطرا ہے، حالانکہ مولانا مرحوم کو حضرت مرزا صاحب کے ساتھ کسی قسم کا ذاتی لگاؤ نہ تھا اور تمام عمر بھر جماعت احمدیہ سے انہیں کوئی تعلق رہا۔ اور اس بیان میں انہوں نے محض حضرت مرزا صاحب کی خدمات اسلامی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک امر واقعہ کا اظہار کیا ہے اور اسی مضمون میں ان کے لٹریچر کے متعلق بھی کھلے لفظوں میں یہ اعتراف کیا ہے کہ :۔

" میرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے "

اور یہ صرف مولانا عمادی ہی کی رائے نہیں اور لوگوں نے بھی جن کو نہ صرف یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی مریدی کا شرف ہی حاصل نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ مخالفین ہی کی صف میں رہے ان کی قابلیت اور لٹریری خوبیوں کا اعتراف نہایت کھلے لفظوں میں کیا، اس بارہ میں دہلی کے مشہور انشاء پرداز مرزا حیرت مرحوم کے حسب ذیل الفاظ پرویز صاحب کی خاص توجہ کے قابل ہیں :۔

" مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں کی ہیں وہ بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا .... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں ایک پُر جذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اس کے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتا تو نپے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے .... اگرچہ مرحوم کے اردو علم ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی اس کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور اردو علم و ادب میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ سوائے خال خال مقام کے ان کا اردو لٹریچر ستھرا اور پاک ہو گیا ہے مرحوم نے اگرچہ کوئی باقاعدہ تعلیم عربی علم ادب اور صرف و نحو کی کہیں حاصل نہیں کی تو بھی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی میں پیدا کر لی کہ وہ بے تکلف عربی میں لکھ لیتا تھا اور عربی بولنے میں اس کو ذرا تامل نہیں ہوتا تھا، مرزا صاحب نے جو نمایاں ترقی اپنے قوتِ بازو سے حاصل کی اس کی نظیر ہندوستان میں بہت کم ملے گی۔" (کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

اب ایک طرف ان الفاظ کو رکھئے اور دوسری طرف "طلوع اسلام" کے اس بیان کو کہ :۔

" ہم اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر کہتے ہیں کہ اگر کسی صاحب ذوقِ سلیم کو سخت ترین سزا دینی ہو تو اس سے کہیئے کہ اسے مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنی ہونگی، آپ دیکھیں گے کہ وہ ہفتہ بھر کے بعد چلا اُٹھے گا کہ مجھے قید ہونا منظور ہے لیکن یہ ذہنی عذاب نہیں برداشت کیا جا سکتا۔"

غالباً مولانا عبداللہ العمادی اور مرزا حیرت دہلوی کو کسی سخت ترین سزا کے بھگتنے کیلئے ہی حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنی پڑی ہوں گی لیکن حیرت ہے کہ وہ پرویز صاحب کی طرح کبھی چلا نہ اُٹھے اور نہ ان کتابوں کے مطالعہ پر قید کو ترجیح دی بلکہ اُلٹا ان کی تعریف میں رطب اللسانی شروع کر دی اور حضرت مرزا صاحب کے پر زور لٹریچر اور اردو علم و ادب کے پڑھنے سے ان پر ایک وجد کی سی حالت طاری ہو گئی اور صرف انہی دو پر کیا موقوف ہے اور بھی بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی علمی و ادبی قابلیت اور شاندار اسلامی خدمات کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے پرویز صاحب شاید اس کو ان کی کور ذوقی پر محمول کریں لیکن اس شخص کے متعلق کیا کہا جائے گا جو دنیا جہان کے ادیبوں اور انشاء پردازوں کے مقابلہ میں یکہ و تنہا "ذوقِ سلیم" رکھنے کا دعویدار ہو، فی الواقعہ ایسے شخص کے لئے حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنا ایک سخت ترین سزا ہے اور وہ اس ذہنی عذاب کو برداشت کرنے کے بجائے قید و بند کو نہیں بلکہ دماغی ہسپتال کو زیادہ ترجیح دے گا، پرویز صاحب کو حضرت مولٰنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی (باقی صفحہ پر)

اخبار و افکار

وزیرِ تعلیم کا انکشاف

چوہدری علی اکبر صاحب وزیر تعلیم پنجاب نے اپنے ایک حالیہ دورۂ انگلستان و امریکہ کی رپورٹ اخبارات میں شائع کرائی ہے جس کے ضمن میں انہوں نے ووکنگ کے تبلیغی مشن کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :۔

" دیہاتی مناظر سے لطف اندوز ہوکر میں ووکنگ پہنچ گیا جو لندن سے باہر تقریباً پچیس میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے یہاں احمدیوں کے لاہوری فرقہ نے تبلیغی مشن قائم کر رکھا ہے، (جس کے صدر ڈاکٹر محمد عبداللہ مسجد کے احاطہ میں ہی رہتے ہیں) ووکنگ کی مسجد کا نام شاہجہان مسجد ہے ، یہ ۱۸۸۹ء میں ڈاکٹر ہنری لیٹنر نے تعمیر کی تھی جو ایک مستشرق تھے اور کسی زمانے میں پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار ہوا کرتے تھے، انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں بالخصوص علیا حضرت بیگم شاہجہان والیہ بھوپال سے عطیات حاصل کرکے ڈاکٹر لیٹنر نے ووکنگ میں مشرقی علوم اور مذاہب کے لئے ایک وسیع مرکز قائم کرنا چاہا چنانچہ مسجد کے علاوہ ایک مندر بھی بنانے کا ارادہ کیا مگر یہ کام اس کی زندگی میں پورا نہ ہوسکا۔

" ۱۹۱۲ء میں خواجہ کمال الدین (خواجہ نذیر احمد بیرسٹر لاہور لاہائیکورٹ کے والد) لندن پہنچے تو انہوں نے اس دعوے کی بناء پر کہ مسجد مذکور ہندوستان کے مسلمانوں کے سرمایہ سے تیار ہوئی ہے اسے ڈاکٹر لیٹنر کے بیٹوں سے حاصل کرلیا اس وقت سے احمدیوں کے لاہوری فرقہ کا مشن یہاں کام کر رہا ہے اور مسجد سے ملحقہ بنگلے پر قابض ہے"۔

ہم چودھری صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے مسجد ووکنگ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے "احمدیوں کے لاہوری فرقہ کے "تبلیغی مشن" کا ذکر بھی نہایت محتاط الفاظ میں کردیا لیکن آخری فقرہ کے الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد سے ملحقہ بنگلہ پر اس مشن کے قبضہ کا نیا انکشاف انہوں نے کیا ہے، حالانکہ یہ بنگلہ بھی مسجد ہی کی ضروریات کے لئے حیدرآباد دکن کے سر سالار جنگ مرحوم نے بنوایا تھا۔ اور چونکہ "احمدیوں کے لاہوری فرقہ" کا "تبلیغی مشن" ہی اس مسجد کی ضروریات کو سرانجام دیتا اور اعلائے کلمۃ اللہ کا فرض بجا لاتا ہے اس لئے اس بنگلہ پر اس کا قبضہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے، کاش اس قسم کی مستحسن ضروریات کے لئے ایسے کئی بنگلے انگلستان کے طول و عرض میں ہوتے جہاں "احمدیوں کے لاہوری فرقہ" کے تبلیغی مشن کی طرف سے دعوت الی الحق کا کام باحسن وجوہ .... سرانجام پاسکتا۔

قیدیوں کی اصلاح

گذشتہ ماہ ۲۵ر اکتوبر سے ۶ر نومبر تک جرائم کی روک تھام اور مجرموں کی اصلاح کے متعلق ایک علاقائی بین الاقوامی اجتماع اقوام متحدہ کے زیر اہتمام رنگون میں منعقد ہوا تھا، جس میں اقوام متحدہ کی طرف سے سماجی بہبود کے ضمنی شعبہ سماجی تحفظ کے ڈائرکٹر کی امداد کے لئے چھ ماہرین مقرر کئے گئے۔ ان ماہرین میں سے ایک کرنل سید بشیر حسین صاحب انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب تھے، جو پاکستان کی طرف سے اس اجتماع میں شامل ہوئے، کرنل صاحب نے "کھلے ادارے" کے عنوان کے ماتحت ایک شعبہ میں تبادلہ خیالات کا آغاز کیا اور اس مسئلہ پر ایک مقالہ بھی پیش کیا جس میں انہوں نے پوری تفصیل سے کھلے قیدخانوں کا پس منظر، اغراض و مقاصد اور فوائد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح قیدیوں میں انفرادی ذمہ داری اور ذاتی ضبط کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے تاکہ آزاد ہونے کے بعد وہ معاشرہ میں اسی احساس اور ذمہ داری سے کام لیں اجتماع میں سب ممالک نے ایسے ادارے قائم کرنے سے اتفاق کیا اور یہ تسلیم کیا گیا کہ اس قسم کے ادارے نوعمر مجرموں کے لئے بہت مفید ثابت ہوسکتے ہیں ان اداروں کے لئے خاص عملہ کی ضرورت ہوگی کیونکہ ان کی کامیابیوں کا دار و مدار عملہ پر ہی ہوگا۔

مجرموں کی اصلاح کا مسئلہ ایک مدت سے مہذب ممالک کے زیرغور چلا آرہا ہے اور بہت سی اصلاحی تجاویز ان کے ہاں نافذ بھی ہوچکی ہیں، جن میں سے ایک ایسے کھلے اداروں کا قیام بھی ہے جہاں قیدیوں کو عام جیلوں کی حدود سے آزاد کرکے انفرادی ذمہ داری اور ذاتی ضبط کو بروئے کار لانے کا موقع دیا جاتا ہے اور اکثر حالات میں یہ تجربات کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ اقوام متحدہ نے پاکستان کو بھی ان اصلاحی تجاویز پر غور کرنے کا موقع بہم پہنچایا اور کرنل سید بشیر حسین نے پاکستان کی طرف سے اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرکے معاشرہ کے ایک اہم پہلو کی اصلاح پر زور دیا، خدا کرے کرنل صاحب کے خیالات پاکستان میں جلد سے جلد عملی رنگ اختیار کرکے جیلوں کی موجودہ فضا کو (جو جرائم کی اصلاح کی بجائے ان کی ترقی اور پرورش کی موجب ہے) بدلنے اور قیدیوں کی حقیقی اصلاح کا موجب ہوں۔

قوم کے نونہال اور یونیورسٹیاں

مشرقی پاکستان کے قائم مقام گورنر اور ڈھاکہ یونیورسٹی کے چانسلر سر تھامس ایلس نے ۲۸ر نومبر کو کانووکیشن میں تقریر کرتے ہوئے اس ضروری امر کی طرف توجہ ...... دلائی کہ :۔

" یونیورسٹیوں کو محض ڈگریاں تقسیم کرنے کا ادارہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ انہیں نونہالوں کے کردار کا مرکز ہونا چاہیئے۔ طلباء کی تربیت اس انداز سے ہونی چاہیئے کہ وہ بڑے ہوکر ملک و ملت کی تعمیر ترقی میں اپنی ذمہ داری کو باحسن طریق نبھا سکیں اور زندگی کے حقائق کا سامنا کرتے وقت جرأت و حوصلہ مندی کا ثبوت دے سکیں"

سر تھامس ایلس کے یہ الفاظ پاکستانی یونیورسٹیوں کے لئے بالخصوص قابل غور اور لائق عمل ہیں، آج ہماری تمام یونیورسٹیاں فی الحقیقت محض ڈگریاں تقسیم کرنے والے ادارے بنے ہوئے ہیں، اور طلباء کے کردار اور حسن تربیت سے انہیں کوئی سروکار نہیں، یہی وجہ ہے کہ آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے والے نونہالوں سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہیں جو ادنے شرافت کے معیار سے بھی گرے ہوئے ہیں، بات بات پر ڈسپلن کو توڑنا، اساتذہ سے جھگڑا مول لینا اور ان کی گستاخی کو موجب فخر سمجھنا، تعلیمی حدود سے تجاوز کرکے سیاست کی ناروا الجھنوں میں الجھنے کی کوشش کرنا، طلباء کا عام شعار بن چکا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایسے ایسے ناپاک اخلاقی جرائم ان سے سرزد ہوتے ہیں جو ایک عام بازاری آدمی کی بھی رسوائی کا موجب ہیں چہ جائیکہ کالجوں کے پڑھے لکھے طلباء ان کے مرتکب ہوں، اس رجحان طبع کو روکنا اور طلباء کی شرافت کردار کی اعلے سے اعلے منازل پر پہنچانا یونیورسٹیوں اور کالجوں کا سب سے بڑا مقصد ہونا چاہیئے کہ فی الحقیقت یہی چیز تعلیم کے ساتھ ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کا موجب ہوسکتی اور دنیا و آخرت میں سرخروئی اور نیک نامی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

ذمیوں کے حقوق

"معارف ملت" نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ایک مقالہ تین قسطوں میں شائع کیا ہے، جس میں حضرت امام موصوف اور ان کے شاگردوں کے اجتہادی کارناموں اور فقہی موشگافیوں کا ذکر کرنے کے بعد یہ بھی بتایا گیا ہے کہ :۔

" امام اعظم نے ذمیوں کے حقوق اور آسائش کے معاملہ میں نہایت انصاف اور فراخدلی کا ثبوت دیا اور ان کے تحفظ اور سہولت کا خیال رکھا ذمیوں سے جزیہ وصول کرنے کے علاوہ انہیں ہر طرح کی مذہبی آزادی کے حقوق دیئے اگر کسی مسلمان کے ہاتھوں ذمیوں کا قتل ہوتا تو اس مسلمان کو قاتل قرار دیتے ذمیوں کو تجارت میں عام مسلمانوں کے برابر حقوق دیئے اور انہیں اپنی مذہبی روایت کے مطابق فیصلہ کرنے کا حق دیا بیت المقدس اور دیگر مقدس مقامات میں داخلہ کی پابندی کو ختم کرنے کے حق میں فیصلہ دیا"

(باقی صـ کالم ۳ پر)

ذبیحہ اہل کتاب کے متعلق قرآن کا حکم

{مولانا آفتاب الدین احمد صاحب}

۲۴ر نومبر کے "پیغام صلح" میں عزیز محترم شیخ محمد طفیل صاحب نے میرے ایک مضمون کا جواب دیتے ہوئے بعض فقہا کے خیالات اور قادیانی جماعت کے ایک فتوے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یورپین ممالک میں ایسا ذبیحہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس بنا پر کھا لینا جائز ہے کہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں اور اہل کتاب کا کھانا قرآن نے مسلمانوں کے لئے حلال قرار دیا ہے۔ میں نے اپنے مضمون (مندرجہ "پیغام صلح" ۱۷ر جولائی) میں لکھا تھا (مسلمانوں کی) شکست خوردہ ذہنیت اور مغربی تہذیب سے مرعوبیت نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ ہمارے بعض علماء اہل کتاب کے ذبیحہ کو حلال قرار دینے لگ گئے ہیں، اس کا واضح ثبوت میں نے یہ پیش کیا تھا کہ قرآن نے صریح الفاظ میں ایسا ذبیحہ کھانے سے منع کیا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ، اس میں سے نہ کھاؤ جس پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالےٰ کا نام نہ لیا گیا ہو، لیکن اس کھلے امتناع ہوتے ہوئے آج یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ قرآن نے اہل کتاب کا کھانا جائز قرار دیا ہے اس لئے ان کے ذبیحہ پر خواہ اللہ کا نام نہ بھی لیا گیا ہو اس کا کھا لینا جائز ہے یہی وہ مرعوبیت ہے جس کی طرف میں اشارہ کیا تھا، قرآن نے اہل کتاب کا کھانا بے شک جائز قرار دیا ہے، لیکن ان کے کھانے میں اگر ناپاک اور حرام چیزیں ہوں (مثلاً شراب یا سُوّر کا گوشت) تو کیا ان کا کھا لینا بھی جائز ہے؟ ظاہر ہے کہ کوئی حرام چیز اہل کتاب کی میز پر جا کر حلال نہیں ہو جاتی، حرام حرام ہی ہے خواہ مسلمان کی میز پر ہو یا اہل کتاب کی میز پر .... اور اہل کتاب کا صرف وہی کھانا مسلمان کے لئے جائز ہے جس کو قرآن نے حلال اور جائز قرار دیا ہے، اب قرآن کریم کی صاف اور کھلی آیت ہے لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ایسا ذبیحہ مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس امتناعی حکم میں اہل کتاب کو مستثنےٰ نہیں کیا گیا، اور ہر ایک ایسے ذبیحہ کے کھانے سے منع کیا گیا ہے جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

لیکن شیخ محمد طفیل صاحب نے اس صریح قرآنی ارشاد کے خلاف بعض فقہا کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ

(۱) "اہل کتاب کا ذبیحہ جائز ہے خواہ وہ اللہ تعالےٰ کا نام لیں یا نہ لیں"

(۲) لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے مراد یہ ہے کہ ما ذکر علیہ اسم اللہ یعنے ایسے ذبیحہ سے مت کھاؤ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو"

حالانکہ ایسے ذبیحہ کے متعلق جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو نہایت صاف اور کھلے الفاظ میں ایک نہیں دو جگہ یہ ارشاد موجود ہے:۔

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ (البقرہ آیت ۱۷۳)

اللہ نے تم پر صرف مردار اور خون اور سُوّر کا گوشت اور وہ جسے اللہ کے سوائے کسی دوسرے کے لئے پکارا جائے حرام کیا ہے

حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ (المائدہ: ۳)

تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور سُوّر کا گوشت اور وہ جس پر اللہ کے سوائے دوسرے کا نام پکارا جائے۔

ان دونوں آیتوں میں ایسے ذبیحہ کو جس پر اللہ کے سوائے دوسرے کا نام پکارا جائے مردار اور خون اور سُوّر کے گوشت کے ساتھ حرام قرار دیا گیا ہے۔ گویا وہ ان تینوں چیزوں کے برابر ہے پھر اس صریح حرمت کے ہوتے ہوئے مما یذکر اسم اللہ علیہ میں غیر اللہ کا نام لینے کا ذکر کیسے ہو سکتا ہے، اس کی حرمت تو دوسری جگہ الگ بیان کر دی گئی یہاں تو محض اللہ کا نام نہ لینے کا ذکر ہے اور ایسا ذبیحہ کھانے سے منع کیا گیا ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے نہ غیر اللہ کا، آیت کے الفاظ کھلے اور صاف ہیں لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ نہ کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کے سوائے کسی دوسرے کا نام لیا گیا ہو کس قاعدہ اور کونسی لغت کے رو سے جائز ہیں۔ یہ امر کہ بعض فقہا نے ایسے معنے کئے ہیں، ایک احمدی کے لئے چنداں قابل وقعت نہیں، ہماری جماعت کا مسلک یہ ہے کہ قرآن سب پر مقدم ہے، اور ایسی حدیث یا کسی بڑے سے بڑے فقیہہ کا کوئی ایسا قول جو قرآن کے صریح الفاظ کے خلاف ہو ہرگز ماننے کے قابل نہیں، پھر اگر فقہ کی طرف جانے کی ضرورت بھی پیش آئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے فقہ حنفی کو ترجیح دی ہے، اور امام ابو حنیفہ کے مسلک پر چلنے کی ہدایت فرمائی ہے اور خود میرے عزیز دوست نے فقہا کا حوالہ دیتے ہوئے صاف طور پر لکھا ہے کہ

" ان حنفیہ کے نزدیک اصولی حکم یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت مسلمانوں کی طرح اہل کتاب کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کا نام لینا ضروری ہے"

پس اب کونسی کسر باقی رہ گئی ہے

رہ گیا قادیانی جماعت کا فتوے، سو اول تو وہ ہم پر حجت نہیں، دوسرے اس فتوے کے شروع میں صاف لکھا ہے:۔

" ضرورت اور تنگی کے حالات میں ایسے ذبیحہ کے استعمال میں بطریق اولیٰ کوئی حرج نہیں ہونا چاہیئے .... جنہوں نے جواز کے پہلو کو اختیار کیا ان کے مدنظر ضرورت اور مجبوری کے حالات تھے"

لیکن "ضرورت اور تنگی یا مجبوری" کی حالت میں تو قرآن نے سُوّر کا گوشت بھی کھا لینے کی اجازت دی ہے، اس سے سُوّر کا گوشت حلال تو نہیں ہو جاتا، اسی طرح ضرورت اور تنگی یا مجبوری کے حالات میں اہل کتاب کا ذبیحہ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا باکراہ کھا لینا جائز تو ہے۔ لیکن عام حالات میں ایسے حلال قرار دینا اور قرآنی آیت کی ایسی تاویل کرنا جس کے متحمل اس کے الفاظ نہیں ہو سکتے، احمدی کی شان سے بعید ہے اور مجھے امید ہے کہ میرے عزیز دوست مجھے معاف کریں گے اگر میں اپنے اس خیال کو پھر دوہراؤں کہ یہ محض شکست خوردہ ذہنیت اور مغربی تہذیب سے مرعوبیت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج فیج اعوج کے زمانہ کے بعض فقہا کے سہارے پر قرآنی الفاظ کی تاویل کرتے ہوئے اہل مغرب کے ذبیحہ کو جس پر اللہ کا نام ..... نہیں لیا گیا حلال اور جائز قرار دیا جا رہا ہے۔

یہاں میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اہل یورپ کے ذبیحہ کا موجودہ طریق سکھوں کے اس جھٹکہ کے تقریباً مشابہ جس کو کسی بھی مسلمان نے کبھی جائز قرار نہیں دیا اور سینکڑوں سال تک سکھوں اور ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہوئے نہ صرف جھٹکہ کو حرام ہی سمجھتے رہے ہیں بلکہ ایسے گوشت کی کھلے بازار میں فروخت فساد کا موجب ہوتی رہی، آج یورپ میں جس طریق پر ذبح کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جانور کی گردن مشین کی آری کے نیچے لانے سے پہلے اس کے سر پر شدید ضرب لگا کر اسے بیہوش کر دیا جاتا ہے جو اسلامی طریق کے صریح خلاف اور جھٹکہ کے عین مشابہ ہے، گویا نہ صرف اللہ کا نام ہی اس پر نہیں لیا جاتا بلکہ مسلمانوں کے طریق ذبح کے بالکل خلاف جھٹکہ کا طریق اختیار کیا جاتا ہے جو از روئے اسلام قطعاً جائز اور حلال نہیں ہاں یہودیوں کے ہاں اسلامی طریق پر ذبح کیا جاتا ہے اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا جاتا ہے، اور ایسا ذبیحہ یورپ کے ہر ملک میں مل جاتا ہے اور ووکنگ مشن کے کارکن عموماً ایسا ہی گوشت استعمال کرتے رہے ہیں، یا ابتداء میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا طریق عمل یہ تھا کہ ووکنگ کی ایک دوکان سے یہ بندوبست کر رکھا کہ ہفتہ عشرہ کے بعد اپنا ایک ...... آدمی اسلامی طریق پر ذبح کراتا تھا اور وہی گوشت استعمال ہوتا رہتا تھا۔ قادیانی مبلغ بھی جہاں تک مجھے معلوم ہے عیسائیوں کے ذبیحہ کو حرام ہی سمجھتے تھے اور یہودیوں ہی کا ذبیحہ استعمال کرتے تھے، آج اگر مغربی تہذیب سے مرعوب ہو کر انہوں نے بھی حرام کو حلال کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے، تو یہ بھی اسی شکست خوردہ ذہنیت کا نتیجہ ہے، جس کا مجھے اپنے دوستوں سے شکوہ ہے۔

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۲)

مکتوبِ بغداد

(السید تصدق حسین قادری)

استاذ علی محمد سرطاوی کی خدمات دینی

استاذ محترم السید علی محمد سرطاوی شام دکان پر آئے خاکسار تو موجود نہ تھا فرزند ابراہیم سے میری صحت دریافت فرمائی اور کہا کہ اپنے والد کو میری جانب سے یہ پیغام دو کہ "میں نے بیٹل فیلڈ آف دی پرافٹ محمدؐ" کا عربی ترجمہ شروع کر دیا ہے اس کے لئے ان تصاویر کے بلاکس کی ضرورت ہے جو کتاب مذکور میں شائع ہوئی ہیں اس کے لئے ووکنگ مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو کو تحریر کریں کہ وہ بطور مستعار بلاکس بھجوائیں نیز مؤلف کتاب مسٹر حمید اللہ سے ان کی زندگی کے مختصر حالات، تا عربی ترجمہ میں شائع ہوں۔ استاذ علی محمد سرطاوی محتاج تعارف نہیں، مصر کے مشہور مجلہ الرسالہ میں احمدیت امیر (مرحوم) خواجہ صاحب مرحوم، پر کئی مقالات شائع کئے کتابچہ کی مولانا محمد علی رحمۃ اللہ کی تالیف قیمہ بھی آپ ہی کی رہین قلم ہے۔ وتیث اور اسلامک ریویو سے اکثر مضامین ترجمہ ہو کر اخبارات میں آ گئے ہیں، کتاب آئیڈیل پرافٹ کا مکمل ترجمہ عربی میں کر چکے ہیں تیار ہے دو پچھلے مارچ میں اس کے متعلق مولانا عبدالمجید صاحب سے جب وہ بغداد آئے تھے گفتگو بھی ہوئی تھی) چھپوانے کا انتظام نہیں ہوا۔ خلاصہ کلام استاذ موصوف سلسلہ اور اسلام کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ اللہ تعالےٰ عمر طویل عطا فرمائے اور اس مجاہد ارشد سے مزید خدمت لے۔

ختم نبوت کے متعلق صوفی محمد طیب صاحب کا خیال

حسب معمول محترمی صوفی محمد طیب صاحب گھر تشریف لائے ایک گھنٹہ صحبت رہی بوجہ ناسازی صحت خاکسار گفتگو نہ کر سکا۔ آج صوفی صاحب موصوف نے آیت شریفہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین ٭ پر اپنے مخصوص انداز میں اظہار خیال فرماتے ہوئے بتلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نو نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا۔ اس اظہار خیال سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

شدید علالت

۱۵ر صفر۔ ۲۲ر اکتوبر۔ بروز سنیچر۔ پرسوں سے طبیعت بہت ہی خراب ہے۔ کھانا پڑھا تک نہیں جاتا، تنفس اور پلسلین کے انجکشن لگ رہے ہیں۔ احباب مزاج پرسی کے لئے گھر آ رہے ہیں۔ خداوند کریم اپنا رحم و کرم کرے۔ فرزند ابراہیم نے بتایا کہ سویرے استاذ الدکتور الصفار خلوصی دکان پر آئے علالت کا سن کر انہیں افسوس ہوا ایک پرچہ اسلامک ریویو ماہ ستمبر بچہ سے لے گئے

۲۵ر اکتوبر بروز بدھ اب تک طبیعت سنبھلی نہیں خدا رحم فرمائے سویرے صوفی محمد طیب صاحب آئے ایک گھنٹہ روحانی صحبت رہی شام کو ڈاکٹر ڈلیوزہ کو گھر پر بلوایا، معاینہ کیا، مشروب، گولیاں، انجکشن سے علاج ہو رہا ہے۔ مکمل آرام کے لئے ڈاکٹر سے ہدایت ہے جو اللہ کو منظور۔

دنیائے اسلام کی متشددانہ تحریکات

۳۰ر صفر ۲۸ر اکتوبر بدھ جمعرات۔ محترمی جناب صوفی محمد طیب صاحب حسب معمول سویرے گھر پر تشریف لائے، تقریباً ایک گھنٹہ صحبت رہی۔ وزیر اعظم مصر بکباشی جمال عبدالناصر پر کل جو قاتلانہ حملہ اسکندریہ میں ہوا اس کا ذکر چھڑ گیا۔ حملہ آور جماعت اخوان المسلمین سے تعلق رکھتا ہے۔ اس پر افسوس رہا .... کہ ممالک اسلامیہ میں ہر جگہ برسر اقتدار طبقہ خطرہ میں ہے اور وہ خطرہ بھی کس سے ان منظمات سے جو اپنے آپ کو خالص اسلامی اور صالح جماعت کہلانے کی دعویدار ہیں۔ پاکستان و ہند میں یہ گروہ جماعت اسلامی کی شکل میں نمودار ہوا ہے ایران میں "فدایان اسلام" کے نام سے معروف ہے، ممالک عربیہ میں عموماً اور سوریہ و مصر میں خصوصاً الاخوان المسلمین کے نام کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے مقصد ایک ہے وہ یہ کہ بجائے ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة کے جبر و تشدد سے کام لیا جائے۔ اللہ کی زمین میں صلاحیت کے نام سے فساد پھیلایا جائے، حکام وقت کو اپنے مخصوص عقائد اختیار کرنے کے لئے ڈرایا دھمکایا جائے۔ اس وقت سارے ممالک اسلامیہ انڈونیشیا سے لے کر بحر ظلمات کے کنارے تک یہ خطرناک نامبارک تحریک پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے صوفی صاحب محترم کو بتایا کہ اس قسم کی تحریکات اسلام میں ابتدا سے رہی ہیں جن سے بہت کچھ نقصان پہنچا ہے۔ خلفائے راشدہ کے زمانہ میں خوارج پیدا ہوئے۔ وسط میں باطنیین کی تحریک نے زور پکڑا حسن بن صباح کے زمانہ میں تو یہ پوری طاقت سے اٹھی لیکن آخر حشر وہی ہوا جو باطل کا ہوا کرتا ہے۔ آج بھی انشاء اللہ حق و صداقت کے منظم سامنے یہ باطل تحریک نیست و نابود ہو کر رہے گی، ضرورت ہے کہ حق و صداقت کی تحریک کے علمبردار ذرا ہوش سے کام لیں، ادفع بالتی ھی احسن کے سنہری اصول پر گامزن ہوں تو ناممکن نہیں کہ انہی میں سے کانہ ولی حمیم پیدا ہو کر حق و صداقت کے پھیلانے اور خالص اسلامی حکومت قائم کرنے والے ہوں جس میں انانیت کے بجائے للّٰہیت ہو، تمہارے ممد و معاون ہو جائیں اور اسلام کا وہ غلبہ جس کا وعدہ کلام الٰہی میں ہے جلد پورا ہو۔

نیو ورلڈ آرڈر کے عربی ترجمہ کی مقبولیت

عرصہ ہوا، قاہرہ میں نیو ورلڈ آرڈر کا عربی ترجمہ لجنۃ الجامعین لنشر فی الاسلام و نظام العالمی الجدید کے نام سے شائع کیا۔ پہلی ایڈیشن تو نکلتے ہی چند روز میں ختم ہو گئی۔ دوسری ایڈیشن نکل کر بازار میں فروخت ہو رہی ہے، احباب بغداد نے بھی اس کتاب قیمہ کی خریداری میں دل کھول کر حصہ لیا۔ چار سو کے قریب نسخے منگوا کر مفت تقسیم کئے۔ اب میرے پاس ختم ہو چکے تھے۔ ایک ماہ قبل السید محمود حلمی مالک مکتبۃ العصریہ (جو لجنۃ الجامعین کے بغداد میں وکیل ہیں) کو دس نسخے کے لئے فون کیا۔ معلوم ہوا انکے پاس بھی ختم ہو چکے ہیں مصر سے منگوا کر بھجوائیں گے۔ چنانچہ آج ان صاحب نے دس نسخے کتاب ہذا کے دکان پر بھجوائے فی نسخہ ۱۰۰ روپیہ قیمت ہے۔ اس کتاب نے بھی عربی ممالک میں حضرت سیدنا امیر مرحوم کی فضیلت و علم کا اہل علم حضرات پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ مصر کے مشہور کاتب عباس محمود العقاد نے اس کتاب پر وہ معرکۃ الآرا ریویو مجلہ الرسالہ مصریہ میں شائع کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر تعریف ممکن نہیں۔

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ عربی میں

۲ر ربیع الاول ۳۰ر اکتوبر سنیچر۔ ووکنگ سے دس کاپیاں اسلامک ریویو مجریہ اکتوبر برائے مفت تقسیم ملیں۔ سفارت خانہ پاکستان سے چند کاپیاں مجلہ العرب مجریہ رجب ۱۳۷۳ھ برائے ملاحظہ و تقسیم ملیں اس میں قضیۃ مقاومۃ القادیانیین امام محکمۃ التحقیقات فی لاہور کے عنوان سے تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے عربی ترجمہ کی پانچویں قسط شائع ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجلہ ہذا پوری رپورٹ کا ترجمہ عربی میں شائع کر رہا ہے بہترین چیز ہو گی۔ عربی دنیا کی معلومات میں گرانقدر اضافہ ہو گا بہت سی غلط فہمیوں کے دور ہونے کا امکان ہے خاص کر یہ ترجمہ عرب میں مودودیت کے پروپیگنڈے پر پانی پھیر دے گا۔ اور مودودیت کے صحیح خد و خال آنکھوں کے سامنے آ جائیں گے۔ اللہ کے فضل سے آج صحت اچھی رہی ذالك فضل الله

۳ر ربیع الاول ۳۱ر اکتوبر، اتوار۔ مجلہ "العرب" جس کا ذکر کل کی ڈائری میں کر چکا ہوں کراچی سے شائع ہوتا ہے کراچی کے احباب اس پرچہ کو مرکز کو بھجوائیں اس میں یہ اعلان بھی پڑھا کہ ادارہ مجلہ نے یہ ارادہ بھی کیا ہے کہ رپورٹ کے ترجمہ کو کتابی صورت میں شائع کرے۔ ممالک عربیہ کے لئے یہ ایک بہترین مفید چیز ہو گی سلسلہ سے متعلقہ اکثر و بیشتر غلط فہمیوں کے دور کرنے کا باعث اور صحیح معلومات کے حصول کا سبب ہو گا۔

السجل کا مخالفانہ پروپیگنڈا

۳ر ربیع الاول ۳۱ر اکتوبر اتوار تقریباً ایک ماہ سے زیادہ ہو رہا ہے۔ حکومت عراق نے بہت سے لوکل عربی اخبارات کو مصلحت عامہ کے پیش نظر بند کر دیا جس میں ہمارا مشہور معاند و مخالف السجل بھی شامل ہے اس کے بند ہونے کا مجھے افسوس تھا۔ کیونکہ ہمارے متعلق جو پروپیگنڈا ہو رہا تھا خواہ مخالفانہ رنگ ہی میں وہ بھی بند ہو گیا تھا اب السجل کے مالک نے اخبار الاصلاح نامی کو عارضی طور پر لے لیا ہے آج شام کے اخبار مسائیہ میں بعنوان "معانی ترجمۃ القرآن" ناقد صاحب نے خواجہ کمال الدین مرحوم اور مارماڈیوک پکتھال کی خبر لی ہے مصر کے ایک مشہور کاتب پر بھی برسا ہے۔ الازہر کو بھی ملامت کی ہے۔ مقالہ قابل دید ہے۔ لاہور اور ووکنگ ایک ایک پرچہ ارسال ہے۔ ہاں یہ لکھنا بھول گیا کہ بغداد کے ایک لوکل اخبار العہد الجدید نے اپنی ۲۹ر نومبر کی اشاعت میں نیویارک ٹائمس سے "معانی ترجمۃ القرآن" مضمون کو عربی میں ترجمہ کیا اسے پڑھ کر الاصلاح کے ناقد صاحب آپے سے باہر ہو گئے۔

حضرت امیر مرحوم کی یاد

۴ر ربیع الاول، یکم نومبر پیر۔ محترم صوفی محمد طیب صاحب

حسب معمول تشریف لائے۔ پیغام صلح کا مضمون "حضرت مولانا محمد علی مرحوم" ۱۴ر اکتوبر ۱۹۵۱ء از عزیز محمد طفیل صاحب زیر بحث رہا۔ سینما کی فلم کی طرح اس مرد حق پرست کے واقعات ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے پھر رہے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ اسی گفتگو میں ہم دونوں کا صرف ہوا۔

ترجمہ قرآن پر ایک مضمون

۱۱ر ربیع الاول ۸ر نومبر پیر مرکز لاہور اور دوکنگ کو جریدہ العہد الجدید مجریہ ۲۹ر اکتوبر بڑاک سے بھجوایا۔ جریدہ مذکورہ تعریف المخلصین بالاسلام من طریق ترجمۃ القرآن الکریم کے عنوان سے ایک مضمون العلامہ احمد زکی ابو شادین کی قلم سے شائع ہوا ہے۔ اسی مضمون کو پڑھ کر الاصلاح کے ناقد نے یکم نومبر کے پرچہ میں علامہ موصوف کو برا بھلا کہا (پرچہ مذکور لاہور ارسال ہو چکا ہے) مضمون میں حضرت خواجہ صاحب مرحوم اور حضرت مولانا امیر مرحوم کا ذکر بھی آیا ہے

ایک پرانے رفیق سے ملاقات

گیارہ بجے جناب السید ارشاد حسین صاحب اور اکبر علی صاحب برائے مزاج پرسی آئے۔ اکبر علی صاحب بحرین سے چار روز ہوئے تشریف لائے ہیں موصوف چند سال قبل بغداد میں دی منی مری کمپنی میں آڈیٹر کے عہدہ پر تھے ۱۹۱۴ء یعنی کوئی سینتیس ۳۷ سال سے تعارف ہے سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ زعیم انقلابی پاکستانی اقبال شیدائی اور مولانا شیخ محمد عبداللہ صاحب سے اچھی طرح واقف ہیں۔ دوسری جنگ سے قبل برٹش بی گئے تھے۔ ہمارے مشن کے کام کے بے حد مداح ہیں۔ ویسے موصوف کا تعلق شیعیت سے ہے مگر آزاد خیال واقع ہوئے ہیں۔ بحرین میں اسلامک ریویو کے خود خریدار ہیں۔ اور کئی ایک خریدار پیدا کئے ہیں ساڑھے بارہ بجے تک دلچسپ گفتگو رہی۔

اسلامک ریویو کا ایک اہم مضمون

۱۱ر ربیع الاول ۸ر نومبر ۱۹۵۴ء بروز پیر کل رات قاہرہ کے دار الاذاعت (ریڈیو) مصر کے گیارہ بجے اور بغداد کے بارہ بجے مذیع سے یہ خبر نشر کی کہ اسلامک ریویو کے تازہ پرچہ میں نہر سویز سے متعلقہ برطانیہ اور مصر کے معاہدہ پر ایک نہایت اہم مضمون شائع ہوا ہے جس کا نہایت اچھا اثر اہل مصر پر پڑا

میلاد النبی کی تقریب سعید

۱۲ر ربیع الاول ۹ر نومبر منگل یوم میلاد النبی صلعم آج دنیا میں پانسو ملین توحید کے پرستار اپنے ہادی اپنے آقا کا یوم میلاد منا رہے ہیں۔ لیکن ان میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جو آج کے دن ...... کی حقیقت کو سمجھتے ہوں چودہ سو سال قبل اس یوم عظیم نے انسانیت کو ایک ایسے انقلاب سے آشنا کیا جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ وحشی خونخوار سفاک بدکار انسان نہ صرف انسانیت کا ہی جامہ پہنتا ہے بلکہ ایک خدا رسیدہ انسان بن کر اور انسانوں کی ہدایت کا باعث ہو کر معلوم دنیا میں نمودار ہوتا ہے گمشدہ توحید پھر سے قائم ہوتی ہے۔ سیئات کی جگہ حسنات لے لیتے ہیں اس مولود عظیم کی ولادت کے وقت دنیا عجیب کش مکش کے دور سے گزر رہی تھی۔ دنیا کے چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا ظہر الفساد فی البر والبحر کا دور دورہ تھا

آفتاب سے لیکر چھوٹے چھوٹے پتھر تک کی پوجا ہوتی تھی اہل کتاب اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کے بھنور میں پھنسے ہوئے تھے۔ کہ یکایک غیرت حق حرکت میں آتی ہے۔ آفتاب حق و صداقت طلوع ہو کر ظلمات کو دور کر کے نور قائم کرتا ہے پھر اس نور سے اپنے قرب و جوار کو منور کرتا ہے۔ اور پھر تھوڑے ہی عرصے میں مشرق و مغرب میں اس نور کے پروانے اسے پھیلا دیتے ہیں۔ صدیوں اس نور کی چمک دمک دنیا کو منور رکھتی ہے لیکن پھر طال علیھم الامد فقست قلوبھم کی سنت اللہ کے ماتحت کثیرا منھم فاسقون کی صفت اختیار کر لیتے ہیں۔ آج پھر وہی حالت پیدا ہو گئی ہے جو اس رحمۃ للعالمین صلعم کی تشریف آوری سے پہلے تھی۔

بدء الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدء کا ارشاد نبوی ہم اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ رجل فارسی کی بشارت کا پورا ہونا بھی سعید روحوں نے دیکھ لیا۔ اب پھر اسلام کے غلبہ کا زمانہ آ رہا ہے وہ غلبہ آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار غلام کے ہاتھوں پورا ہونا ہے غلام احمد ہمیں جو دیتا ہے وہ اس بے کنار سمندر سے لیکر جس کا مالک وحید نبی زمان محمد مصطفےٰ صلعم ہے اس کا اظہار ایک جگہ کس لطیف پیرایہ میں آپ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

> ایں چشمۂ رواں کہ بہ خلق خدا دہم
> یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است

مسلمانوں کے لئے عموماً اور وابستگان سلسلہ عالیہ کے لئے خصوصاً آج ضرورت ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے ارشاد الٰہی کو اپنے سامنے رکھیں اور اس منہاج پر گامزن ہوں جو زمانہ کے امام مسیح دوران نے پیش کیا ہے بغیر اس کے کامیابی ممکن نہیں۔ اے خدا ہمیں توفیق بخش کہ تیرے محبوب اور اس کے غلام علیہ السلام کی راہ پر ہم گامزن ہوں۔ اور تیرے دین کی خدمت کر سکیں ہمیں مخالفین سلسلہ اور اعدائے اسلام کی ایذا رسانیاں اپنے فرائض سے غافل نہ ہونے دیں اور پیارے مرشد کی اس والہانہ عقیدت میں ہمیں شامل رکھ ؎

> بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
> گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ذبیحہ اہل کتاب — (بقیہ صفحہ ۲)

آخر میں اس حدیث نبوی کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکل ذبیحتنا کو مسلمان کی تعریف میں شامل کیا ہے من صل صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الخ۔ اب فرمایئے ذبیحتنا میں کونسا ذبیحہ مراد ہے اور کیا اس میں اللہ کا نام لیا جانا ضروری ہے یا نہیں کیا اہل کتاب کا ذبیحہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے ذبیحتنا کہلا سکتا ہے؟ اور اس کا کھانے والا فذلک المسلم کا مصداق ہو سکتا ہے؟

اخبار — و — افکار

(بقیہ از صفحہ ۳)

کہاں ہیں پاکستان کے وہ نامور علماء جو کسی اسلامی مملکت میں ذمیوں کو "ہر طرح کی مذہبی آزادی کے حقوق" دینے کے بجائے تبلیغ مذہب کا حق بھی انہیں دینے کے لئے تیار نہیں اور ایسے ہی آدمی کے حقوق ان سے چھیننے پر آمادہ ہیں، کیا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے (جن کی پیروی آج پاکستان کے سواد اعظم کے لئے موجب فخر ہے) ان فتاوے کو انہوں نے پڑھا ہے؟

تقوے والے کو خدا کبھی ضائع نہیں کرتا

(بقیہ صفحہ اول)

اگر وہ کسی اور پہلو سے خدا تعالےٰ کو ناراض کر دیتا ہے تو وہ دعا کے اثر کو روکنے والا ٹھہرتا ہے مسنون طریق پر اسباب سے مدد لینا گناہ نہیں ہے۔ مگر ہر حال میں مقدم خدا تعالےٰ کو رکھے۔ اور ایسے اسباب اختیار نہ کرے جو خدا تعالےٰ کی ناراضی کا موجب ہوں۔

تلاش گمشدہ

میرا داماد مسمی نظام الدین ولد غلام قادر احمدی راجپوت سکنہ سامانہ ریاست پٹیالہ رہا جو گھیانہ عرصہ سات سال کا ہوا کہ اپنے چار لڑکوں اور تین لڑکیوں اور ان کی والدہ (یعنی میری لڑکی) کو میرے سپرد کر کے تلاش معاش میں چلا گیا۔ اس کی عدم موجودگی میں دو لڑکیوں کا جو بالغ تھیں نکاح بھی ہو چکا اور اب دو لڑکے اس کے برسر روزگار ہو چکے ہیں باقی تعلیم پا رہے ہیں اب یہ بچے اور گمشدہ کے داماد اس کو ملنے کے لئے بیقرار ہیں تلاش کبھی کی ملتان میں پتہ لگا تھا مگر وہ وہاں بھی نہ ملا۔ عمر ۴۳ سال کی ہے۔ اگر جماعت کے کسی دوست کو اس کا پتہ معلوم ہو تو اس کو گھیانہ ضلع جھنگ روانہ کر دیں یا مجھ کو بذریعہ کارڈ پتہ روانہ کریں بڑی مہربانی ہوگی۔

محمد حسین احمدی امام مسجد۔ میاں غلام رسول صاحب مرحوم گھیانہ ضلع جھنگ

انسانی ساختہ چاند

ایک امریکی سائنسدان نے یہ انکشاف کیا ہے کہ ایک انسانی ساختہ چاند عنقریب زمین کے گردش کرنے لگے گا یہ چاند پر امن مقاصد کے لئے استعمال کیا جائیگا اور ماہرین موسمیات اور ریڈیائی مواصلات کے کام آئے گا اس سے کاسمک شعاعوں کو منعکس کرنے کا کام دیا جائے گا۔

اس مجوزہ چاند کا نام "موش" تجویز کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق امریکی بحریہ کے تحقیقی شعبہ کے جریدہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے، جو میری لینڈ یونیورسٹی کے پروفیسر طبعیات ڈاکٹر ایس۔ ایف سنگر نے لکھا ہے۔

سفر میں تبلیغ احمدیت

[شیخ عبدالستار صاحب] [ہبلی کرناٹک]

مجھے ساؤتھ ریلوے ادبن بنک کی ایک میٹنگ میں شامل ہونے کے لئے ۱۱؍اکتوبر کو ہبلی سے مدراس جانا پڑا۔ میں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے فری لٹریچر کے ۸ یا ۱۰ رسالے ملا کر جلد کرا رکھے ہیں ایسی تین جلدیں اور مولی باٹمیل کی ایک کتاب، یہ سب سفر میں میرے ساتھ تھے۔ کیونکہ یہ میری عادت ہو گئی ہے کہ بغیر لٹریچر کے کہیں دُور دراز سفر کرنا مجھے بہت ہی دشوار ہو جاتا ہے۔

گنتکل اسٹیشن پر، میٹر گیج ریل سے براڈ گیج ریل بدلنے کے بعد میں پنج پیراں صاحب نامی ایک بزرگ جن کی عمر قریب ۶۵ سال کی ہوگی میرے ڈبے میں میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ میں نے انہیں آرام سے بیٹھنے کے لئے جگہ بنادی، جب وہ آرام سے بیٹھ گئے تو حضرت امیر مرحوم کا ایک رسالہ "نماز اور ترقی کی تین راہیں" میں نے انہیں پڑھنے کے لئے دیا۔ انہوں نے بڑے غور سے دیکھنے کے بعد فرمایا کہ بابا یہ رسالہ بڑا عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میں یہ چلتی ہوئی ریل میں نہیں پڑھ سکتا۔ میں نے کہا لائیے میں پڑھ کر سناتا ہوں ذرا غور سے سنئے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا اور سارا رسالہ پانچ بجے شام سے لے کر ۹ بجے تک پڑھ کر انہیں سنایا۔ وہ بڑے سمجھدار آدمی تھے اور عربی اچھی طرح سمجھ سکتے تھے غالباً اہل حدیث میں سے تھے اور پہلے سگنیلنگ ڈیپارٹمنٹ میں انسپکٹر تھے، اب ریٹائر ہو چکے ہیں، جب انہوں نے سنا کہ نماز رزق ربک خیر و ابقی ہے۔ تو یہ دعا اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی زبان پر بار بار دہرائے یہاں تک کہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ دریافت کرنے لگے کہ بابا اس رسالہ کے مصنف کون ہیں۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ یہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ لاہور کی ایک تقریر ہے جسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا ہے تعجب سے کہنے لگے محمد علی صاحب لاہوری کی؟ خوب خوب اسی لئے مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس رسالہ کے الفاظ میں ہر روز سنتا ہوں۔ ہاں میں اب سمجھا میرے عزیز! مولانا محمد علی صاحب لاہوری کی تفسیر بیان القرآن ۳ جلدوں میں میرے پاس موجود ہے، جس کا میں ہر روز مطالعہ کرتا رہتا ہوں، جب سے یہ تفسیر میرے ہاتھ میں آئی ہے میں ہر روز صبح و شام پڑھا کرتا ہوں۔ جس کی بدولت میں آج عربی الفاظ آسانی سے سمجھ سکتا ہوں۔ میرے پاس دوسروں کی تفاسیر بھی ہیں لیکن مولانا صاحب کی تفسیر کو پڑھے بغیر مجھے اطمینان نہیں ہوتا"۔

میں نے عرض کیا:۔

حضرت! عاشقوں کا پنتہ، پیارا عشق بازی

معنت نہیں ہوتی، جو مامور من اللہ دنیا میں تشریف لاتے ہیں، اللہ تعالےٰ کے کلام کے معارف اور صداقت کو کھول کر دنیا والوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ایسی تفسیر لکھنا دنیا داروں کو کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ دنیا والے .... صرف اپنی پوزیشن کو بڑھانے اور جسمانی غذا حاصل کرنے کے لئے ایک بزنس کرتے ہیں۔ اور اللہ والے اپنے ربّ العالمین کو خوش کرتے ہیں اور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو نعمت ان کو ملتی ہے وہ اپنے ساتھیوں کو بھی دیتے ہیں اسی طرح حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ایم اے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو ایک اللہ والے کے سپرد کر دیا اور اس نعمت کے حقدار بن گئے۔ اب فیصلہ آپ اپنے دل سے کیجئے کہ اس دنیا میں اللہ تعالےٰ کے کلام کی تفسیر لکھنے میں کون کامیاب ہو سکتا ہے اللہ والے یا دُنیا والے۔

میں نے انہیں بتایا کہ "میں دسمبر ۱۹۴۴ء میں اپنے دوستوں کے ساتھ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لاہور گیا ہوا تھا، تو حضرت مولانا محمد علی صاحب کو میں نے بالکل قریب سے دیکھا، مولانا نے ہم دُور سے جانے والوں کو اپنی چھاتی سے لگایا اور بڑی دیر تک اپنے مکان میں بٹھا کر علاقہ کرناٹک کے تبلیغی کاروبار پر گفتگو کرتے ہوئے ہم سب کی خاطرداری فرمائی"۔ بس یہ کہنا ہی تھا کہ میرے ہمسفر بزرگ کہنے لگے۔ کیا آپ حضرت مولانا محمد علی صاحب سے ملے ہیں؟ آپ؟؟ آپ؟؟؟ حیران ہو کر پوچھنے لگے۔ میں نے کہا جی! جی ہاں، میں ان سے ملا ہوں اور میں نے انہیں ایسا ہی پایا جیسے سنا تھا۔ "آپ بڑے خوش نصیب ہیں"، انہوں نے کہا "آپ بڑی زبردست ہستی کی ملاقات کر آئے ہیں۔ ویسے اپنے ہاتھ" اور میرے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے کر اپنی آنکھوں سے .... انہوں نے لگایا اور کہا کہ "واقعی آپ بڑے خوش نصیب ہیں" اس کے بعد میں تھوڑی دیر اسی خیال میں محو ہو گیا، کہ حضرت امیر مرحوم کی عزت دنیا میں مسلمانوں کے دلوں میں کس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، یہ سب اس لئے ہے کہ حضرت مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدے کے مطابق ہی تمام مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے تھے۔

اس کے بعد میرے ساتھی بزرگ نے ایک کے بعد ایک سوالات شروع کر دیئے۔ سوالات تو بہت کئے اور میں سب کا جواب دیتا رہا۔ ان سب سوالات اور جوابات کے یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں۔ صرف چند سوالات اور ان کے جوابات جو میں نے دیئے تھے تحریر کرتا ہوں:۔

سوال ۱:۔ کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے؟؟

جواب:۔ جی نہیں۔ یہ ایک الزام ہے جو ان پر لگایا گیا ہے، یہ کہتے ہوئے میں نے فوراً حضرت امیر مرحوم کا رسالہ "مسیح موعود اور ختم نبوت" نکالا اور اس میں سے ذیل کی عبارت پڑھ کر سنائیں:۔

حضرت مسیح موعودؑ کا انکار نبوت

"اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر (دہلی) کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے، ملائک کا منکر، بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ بنا ایں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔"

یہ عبارت پڑھ کر میں نے کہا اس سے بڑھ کر دعویٰ نبوت سے انکار اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر و کاذب ٹھیراتے ہیں۔

سوال ۲:۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کی ایک کتاب دیکھی ہے جس کا نام مجھے یاد نہیں اس میں فرماتے ہیں مجھے وحی ہوتی ہے۔ اور میں نبی ہوں ایسا کچھ مضمون تھا؟

جواب۔ کتاب مسیح موعود اور ختم نبوت کا صفحہ میں نے پڑھنا شروع کیا جس کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

"واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے اور اگر قرآنی الہامات سے کوئی کافر ہو جاتا ہے تو پہلے یہ فتوےٰ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر لگانا چاہیئے کہ انہوں نے بھی قرآنی الہامات کا دعوےٰ کیا ہے۔ غرضکہ جب کہ نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے۔....."

یہ عبارت پڑھنے کے بعد میں نے کہا حضرت صاحب کی کتابوں میں لفظ نبی اللہ ضرور دیکھا ہوگا۔ اس کی تاویل تو حضرت صاحب نے خود ہی کی ہے کہ یہ لفظ مجاز کے طور پر کثرت مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟

سوال نمبر ۳ :- حدیث میں ہے کہ عیسےٰ ابن مریم آئے گا، حضرت مرزا صاحب ابن مریم کیسے ہوئے؟

جواب :- جواب دینے سے پہلے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ حضرت عیسےٰ کی وفات کے قائل ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو سب سے پہلے ہم اس پہلو پر بحث کریں گے - میرے اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں تو حضرت عیسیٰ وموسےٰ اور داؤد اور سلیمان تمام پیغمبروں کی وفات کا قائل ہوں، کیونکہ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ایک انسان آسمان پر کیسے زندہ رہ سکتا ہے "آپ نے ٹھیک فرمایا" میں نے کہا "اور اب سنئے کہ قرآن کریم میں سورۃ تحریم کی آخری آیات بتاتی ہیں کہ ہر وہ مومن جو اپنی عصمت کو محفوظ رکھتا اور بدی سے پرہیز کرتا ہے وہ مریم کی طرح ہے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ جب اس میں روح القدس پھونکتا ہے تو یہ حالت مریم کے عیسےٰ کو حمل میں لینے کی حالت سے مشابہ ہوتی ہے اور پھر ایسا مومن عیسےٰ کی مثل بن جاتا ہے، الغرض ہر ولی اللہ ابن مریم ہے - لیکن حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی صرف ایک کے متعلق فرمائی اور حدیث میں یہ الفاظ ایک ہی شخص کے لئے استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح اس امت میں گو کثرت مکالمہ حاصل کرنے والا امتی نبی ہے۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کا لفظ صرف ایک ہی شخص کے متعلق استعمال فرمایا ہے جیسے فرمایا نبی اللہ و اماکم منکم اور وہ وہی ہے جس کو عیسےٰ کے خطاب سے موسوم فرمایا گویا امتی نبی تو بہت سے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص طور پر پیشگوئی ایک ہی ہستی کے لئے ہے ——— ظاہر ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر کسی شخص کا ذکر خصوصیت سے آنا ایک ایسا امتیاز ہے جس پر بجا طور پر فخر ہوسکتا ہے -

حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ چونکہ اس عیسائیت کے غلبہ کے زمانے میں چودھویں صدی کا مجدد ہونے کا ہے اور کام فتنۂ عیسائیت کا رد ہے اس لئے آپ کی شخصیت وہی ہے جس کو مسیحیت کا خطاب خاص طور پر زبان رسالت پناہی سے ملا ہے اس لئے حضرت مرزا صاحب نے اپنی تحریر میں دو ایک جگہ اپنی اس خصوصیت کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں - اور یہ بھی لکھا ہے کہ ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہوا اور نبی بھی لیکن اس خصوصیت سے مراد صرف رسول کریم کی طرف سے موعود ہونے کی خصوصیت ہے نہ یہ کہ اولیاء والی نبوت سے علیحدہ منصب نبوت پر آپ فائز ہیں - حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بار بار اقرار کیا ہے کہ جہاں حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی استعمال ہوا ہے یا آپ کے الہامات یا تحریرات میں ایسا لفظ آیا ہے وہ مجاز کے طور پر ہے نہ حقیقت کے طور پر اور اس سے مراد محدث ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں، سمیت نبیاً من اللہ علے طریق المجاز لا علے وجہ الحقیقۃ۔

میری یہ تقریر ریل کے اسی ڈبے میں شیخ عبدالقادر صاحب نامی ایک نوجوان جو ذرا دور بیٹھے ہوئے تھے رات کے ساڑھے بارہ بجے تک دور ہی سے سنتے رہے - جب ہمارے سامنے کی سیٹ خالی ہوئی تو وہ قریب آکر بیٹھ گئے اور مجھ سے مخاطب ہوکر یہ سوال کیا کہ:-

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہم نے سنا ہے کہ وہ زندہ چرخ چہارم پر ہیں اور صد چہاردہم میں آئیں گے اور آکر امت محمدیہ کی اصلاح کریں گے اس کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب :- براہ کرم آپ ہمیں یہ بتا دیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ایک قومی نبی تھے اور محض بنی اسرائیل کی طرف آئے تھے اس جسد عنصری کے ساتھ دو ہزار سال سے اب تک جو تھے آسمان پر بغیر کھانے پینے اور حوائج بشری کے ایک ہی حالت میں کیسے رہتے ہیں، کیا یہ سنت اللہ کے خلاف نہیں؟ اور قرآن کریم جیسی مکمل کتاب والی امت محمدیہ کی ایک انجیل کا جاننے والا آکر کیا اصلاح کرسکتا ہے؟ پھر اب اس وقت بہت سے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر زندہ نہیں بلکہ وفات پا چکے ہیں، سب سے بڑی روک جو حضرت عیسےٰ کے دوبارہ آنے میں ہے وہ ختم نبوت کی روک ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی ہے تو پھر کوئی نبی آپؐ کے بعد نہیں آسکتا نیا ہو یا پرانا کیونکہ خاتم النبیین کے بعد نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی، مہر نبوت کے توڑے بغیر حضرت عیسیٰ واپس نہیں آسکتے اور مہر نبوت کبھی نہیں ٹوٹ سکتی -

پھر میں نے سید اختر حسین صاحب گیلانی کا رسالہ "وفات مسیح ناصری" انہیں دیتے ہوئے کہا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق آپ کو اگر تفصیل چاہیئے تو یہ لیجئے کتاب حاضر ہے اسے پڑھ لیجئے، اور عبدالقادر صاحب اسے پڑھنے لگ گئے - اس کے بعد پیراں صاحب سے جو گنشکل سے میرے ساتھ تھے، مزید گفتگو شروع ہوئی - سلسلہ احمدیہ کے متعلق بہت سے اعتراضات جو انہوں نے سن رکھے تھے ان سب کے جوابات دیئے اور وہ بہت ہی خوش ہوئے، اس کے بعد سلسلہ احمدیہ کی دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں - ایک ایک شرط بار بار انہوں نے پڑھوائی اور بیعت پسند کیا اور اپنا پتہ مجھے دیکر فرمایا کہ میرے لئے کچھ فری لٹریچر عنایت کریں تو آپ کا بہت ہی احسان ہوگا اور کہا کہ اب رات زیادہ ہوگئی ہے 2/30 بج گئے ہیں چائے تو کافی مل چکی ہے اب آپ آرام کریں اور میں بھی آرام کرتا ہوں چنانچہ وہ سو گئے - جناب عبدالقادر صاحب نے رسالہ وفات مسیح رات کے تین بجے ختم کیا اور انہوں نے بھی مزید لٹریچر کے لئے درخواست کی، میرے پاس جو کھلے رسالے تھے وہ میں نے انہیں دے دیئے اور وہ اوکوئم (؟) سٹیشن پر اتر گئے، اترتے وقت میں نے اپنا پتہ دیا اور کہا کہ اگر ضرورت ہو تو میرے اس پتہ سے طلب کیجئے - اس کے بعد میں بھی تھوڑی دیر کے لئے سو گیا - جب صبح ہوئی تو پیراں صاحب نے مجھے جگایا - چھ بجکر دس منٹ پر ملتان (؟) سٹی سنٹر اسٹیشن سے اپنے اپنے اسباب لے کر ہم ریل سے اترے اور اپنی اپنی منزل کو روانہ ہوگئے - فالحمدللہ علیٰ ذالک ٭

طلوع اسلام کا ذوق سلیم

(بقیہ از صـ ۲)

تصانیف میں بھی کوئی علم اور ذوق سلیم نظر نہیں آتا اور کیسے نظر آئے وہ بھی تو اسی امام کے شاگرد ہیں جن کی تصانیف کو پڑھنا انہیں "ذہنی عذاب" میں مبتلا کر دیتا ہے لیکن ہم انہیں کیا کہیں اور کہاں سے وہ "ذوق سلیم" لائیں جو ان کی عقل وفہم کے مطابق ہو اور انہیں بتا سکے کہ یہ محمد علی ہی کی تفسیر القرآن ہے جو بیسیوں دہریوں اور ملحدوں کو ایمان کے نور سے منور کرنے اور سینکڑوں تشنہ لبوں کی روحانی پیاس کو بجھانے کا موجب ہوئی، باوجود اس کے پرویز صاحب کو اگر یہ تفسیر "پھسپھسی" نظر آتی ہے تو یہ ان کا قصور نہیں اس "ذوق سلیم" کا قصور ہے، جو مشیت ایزدی سے انہیں مرحمت ہوا ہے،

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

پرویز صاحب کے پاس بے شک "فاتر عقل" نہیں لیکن جس عقل کو وہ لئے پھرتے ہیں، اور جس "ذوق سلیم" کا انہیں دعوےٰ ہے وہ ان کے اس مضمون ہی سے ظاہر ہے انہیں چاہیئے کہ اس "عقل" اور "ذوق سلیم" کا تجزیہ کسی ماہر دماغی ڈاکٹر سے کرائیں کیونکہ جس شخص کی کتابیں پڑھنے میں انہیں "ذہنی عذاب" نظر آتا ہے" اسکو انہی کتابوں اور دینی خدمات کی وجہ سے اس کے مرنے پر اسلام کا ایک "فتح نصیب جرنیل" قرار دیا گیا اور اس کی جماعت جس کو وہ علم اور ذوق سلیم سے خالی سمجھتے ہیں آج دنیا کی ہدایت و رہبری کا موجب ہورہی ہے، کیا پرویز صاحب کے "ذوق سلیم" نے قول رسول کے انکار میں بیکار مباحث کھڑے کرنے کے علاوہ بھی کوئی خدمات سرانجام دی ہیں؟ ٭

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
تار کا پتہ "تبلیغ" - لاہور
فون نمبر ۳۷۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوّت را بروشد اختتام

جلد ۴۳ | یوم چہارشنبہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ - ۸ دسمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۷۹

نئی مجلسِ معتمدین کا متفقہ قیام

تمام اختلافات کا خاتمہ اور نئے باب کا آغاز

جنرل کونسل کی کارروائی اور جماعت کی باہمی مصالحت کے متعلق محترم خواجہ نذیر احمد صاحب کا حسب ذیل بیان دلی مسرت کے ساتھ پڑھا جائے گا:-

حسب اعلان سابق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ۵ ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو زیر صدارت حضرت امیر ایدہ اللہ منعقد ہوا اور اس میں مفصلہ ذیل ریزولیوشن ۴۴ ۔ الف منظور ہوا:-

نئی مجلس معتمدین کی تشکیل (دوامی ممبروں کو چھوڑ کر) نامزدگی سے کی جائے۔ نامزدگی کے لئے ایک پانچ ممبری بورڈ قائم کیا جائے جس میں ہر فریق کے دو ممبر ہوں اور میاں غلام عباس صاحب اس کے پانچویں ممبر اور کنوینر ہوں گے۔

جن کسی کو یہ بورڈ متفقہ طور پر نامزد کرے (دوامی ممبروں کو چھوڑ کر) نئی معتمدین کے ممبر متصور ہونگے۔ مجلس معتمدین کی تعداد وہ ہوگی جو دوامی ممبروں اور نئے نامزد شدہ ممبروں کی تعداد بنے۔

اس بورڈ کا فیصلہ آئینی اور قانونی طور پر آخری قطعی اور سب جماعت کیلئے واجب العمل ہوگا۔

اس طریق کار سے نئی معتمدین کی تشکیل میں موجودہ آئین کی رو سے جو رکاوٹیں ہیں انہیں صرف اس نامزدگی کے لئے معطل کیا جاتا ہے۔

نئی معتمدین کی تشکیل اور اعلان کے بعد موجودہ معتمدین کا وجود ختم متصور ہوگا۔ اور نئی معتمدین آئینی اور قانونی متصور ہوگی۔

موجودہ مجلس منتظمہ کا وجود نئی تنظیم کے انتخاب پر ختم ہوگا۔ نئی منتظمہ کا انتخاب نئی معتمدین کی تشکیل کے فوراً بعد ہو سکے گا۔

نئی منتظمین کے انتخاب تک موجودہ عہدیدار بطور عبوری نظام اپنے اختیارات کے اندر کام کرتے رہیں گے۔ جب تک نئے عہدیداروں کا انتخاب نئی معتمدین نہ کر دے۔ نئے عہدیداروں کا انتخاب بھی نئی معتمدین کی تشکیل کے فوراً بعد ہو سکتا ہے۔

نئی معتمدین کی میعاد تاریخ نامزدگی سے ایک سال ہوگی۔ اور اس سے قبل نئے انتخابات کے ذریعہ نئی معتمدین کی تشکیل ہوگی۔

مندرجہ بالا شرائط کی تشریح میں اگر دونوں فریقوں میں کسی شرط کے متعلق اختلاف رائے پیدا ہو تو میاں غلام عباس صاحب کی تشریح آخری اور قطعی تصور ہوگی۔

ہماری طرف سے خواجہ نذیر احمد صاحب اور خانبہادر غلام ربانی خان صاحب کو نامزدگی بورڈ کا ممبر منتخب کیا جاتا ہے۔

اس ریزولیوشن کی نقل فریق ثانی کی کنونشن کو اسی وقت بھیجدی گئی، چنانچہ انہوں نے اسی دن مفصلہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا:-

"فریق ثانی کے احباب (احمدیہ بلڈنگس) کی تجاویز (مطابق ریزولیوشن ۴۴ الف۔ جنرل کونسل منعقدہ ۵/۱۲/۵۴) پر غور و خوض کرنے پر اس اجلاس کو کئی ایک اہم نقائص نظر آئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس صورت میں جبکہ فریقین میں شدید اختلاف ہے تو فریقین کے نمائندگان متفقہ طور پر مجلس معتمدین کو کیسے منتخب کر سکیں گے۔ بظاہر یہ تجویز قابل عمل نظر نہیں آتی اور نہ دنیا کے کسی دستور میں اسکی مثال موجود ہے۔ مگر صلح اور اتفاق کی خاطر ہم اس تجویز کو بھی آزمانے کے لئے تیار ہیں، اس لئے ہمارے دو نمائندے میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی اور میاں غلام حیدر صاحب ہوں گے....."

خان بہادر غلام ربانی خان صاحب اور میں نے اس کنونشن میں تھوڑی دیر کے لئے شمولیت کی اور قرار پایا کہ ۶ ر دسمبر کو بوقت تین بجے ہم پانچ اصحاب یعنی میاں غلام عباس صاحب، میاں غلام حیدر صاحب، میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی اور میاں شبیر احمد صاحب کے بنگلے پر ملیں، اس دن میں تقریباً دو بجے اپنے گھر پہنچا تو مجھے ٹیلیفون پر پیغام دیا گیا کہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی ہدایت ہے کہ میں ان کے ملے بغیر میٹنگ پر نہ جاؤں چنانچہ میں احمدیہ بلڈنگس میں گیا تو مولانا صاحب نے مجھے حسب ذیل حسب ذیل ہدایت فرمائی:-

"آپ ایک نیک کام کے لئے جا رہے ہیں میری دعا آپ کے ساتھ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں ہم سب نے مرنا ہے اور خدا کو جان دینی ہے جو بھی قربانی کرنی پڑے اس سے دریغ نہ کریں کیونکہ جماعت کا باتفاق زندہ رہنا ضروری ہے اور میرا رہنا یا نہ رہنا ضروری نہیں فیصلہ کرتے وقت میرے ان خیالات کو نہ بھولئے گا۔"

اس کے بعد میں خان بہادر غلام ربانی صاحب کو لینے کے لئے گیا اور حضرت مولانا صاحب چند منٹوں کے بعد وہاں تشریف لے آئے اور بعینہ انہی الفاظ میں خانبہادر غلام ربانی صاحب سے خطاب کیا پھر ہم دونوں میاں غلام شبیر صاحب کے بنگلے پر چلے گئے۔

بوقت تین بجے بعد دوپہر ہم پانچوں اکٹھے ہو گئے اور خان بہادر غلام ربانی خان صاحب نے ہماری کامیابی کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد میں نے عرض کی کہ سب سے پہلے میں حضرت امیر قوم کی ہدایت جو انہوں نے خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کو اور مجھے کی ہے بتانا چاہتا ہوں اور میں نے حضرت مولانا کے مندرجہ بالا الفاظ دہرائے اس کے بعد میں نے سوال کیا کہ کیا یہ ہمارا متفقہ فیصلہ ہے کہ ملازمین انجمن کو ہم منتخب نہ کریں؟ سوال پر میں نے ملازم کی تشریح کی کہ اس میں جو اصحاب قومی خدمت کر کے صرف آنریریم لیں تو وہ ملازم انجمن شمار نہ ہوں گے، یہ تجویز ہم پانچوں نے متفقہ طور پر منظور کی اور میاں غلام عباس صاحب نے قلمبند کر لی، اس کے بعد میں نے عرض کی کہ اگر ہم نے اراکین کے نام تجویز کرنے شروع کئے تو شاید ہمارا اتفاق نہ ہو سکے اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ اختلاف کے دنوں سے قبل جو اراکین مجلس معتمدین منتخب تھے ان کو ہم متفقہ طور پر نامزد کر دیں وضاحت کے لئے میں نے عرض کی کہ ان ناموں میں سے فوت شدہ ممبران اور ملازمین انجمن کے نام حذف کئے جائینگے چنانچہ اس تجویز کو متفقہ طور پر منظور کیا گیا اور دفتر انجمن سے ۱۹۵۱ء کا رجسٹر طلب کیا گیا، اور ہم نے ۵۹ - احباب کے نام متفقہ طور پر اس میں سے منتخب کر لئے اس کے بعد ہر دو فریق نے تقریباً دس دس اصحاب کے نام پیش کئے کہ ان کو بھی مجلس معتمدین میں شامل کر لیا جائے چنانچہ ۱۱- اصحاب متفقہ طور پر چنے گئے، اس کے بعد حسب ذیل تحریر قلمبند کی گئی اور ہم پانچوں نے اس پر دستخط کر دیئے اس تمام کارروائی کے بعد میاں غلام عباس صاحب نے جماعت کی بہتری اور اتحاد کے لئے نہایت پر درد دعا کی یہاں تک کہ اس دعا کے دوران میں وہ اشکبار ہو گئے،

ہم پانچ ممبران کا فیصلہ حسب ذیل ہے:-

بروئے ریزولیوشن (نمبر ۴۴ الف) جنرل کونسل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور مورخہ ۵ ر دسمبر ۱۹۵۴ء منظور کردہ کنونشن ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام منعقدہ ۳۲ مال روڈ لاہور بتاریخ

۵ر دسمبر ۱۹۵۴ء - ہم ممبران بورڈ - اصحاب ذیل کو جنرل کونسل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (جس کا مرکز احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہے) کے لئے منتخب متفقہ طور پر کرتے ہیں :-

دائمی ممبر

(۱) مولانا صدرالدین صاحب - لاہور
(۲) مولانا محمد یعقوب خان صاحب - لاہور
(۳) مولانا عزیز بخش صاحب - لاہور
(۴) ڈاکٹر غلام محمد صاحب - لاہور
(۵) خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب - ڈاڈر
(۶) شیخ نیاز احمد صاحب - وزیر آباد
(۷) ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ
(۸) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب - پشاور
(۹) الحاج شیخ میاں محمد صاحب - لائل پور
(۱۰) میاں نصیر احمد صاحب فاروقی - کراچی
(۱۱) مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی - لاہور
(۱۲) شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری - لاہور
(۱۳) حافظ محمد حسن صاحب چیمہ - گجرات -
(۱۴) مستری یعقوب علی صاحب - جہلم -
(۱۵) خواجہ محمد اصغر صاحب - سیالکوٹ -
(۱۶) شیخ انعام اللہ صاحب - سیالکوٹ چھاؤنی -
(۱۷) میجر مختار احمد صاحب - کوہاٹ -
(۱۸) شیخ نثار احمد صاحب - وزیر آباد -
(۱۹) چوہدری سید احمد صاحب - بدوملہی -
(۲۰) شیخ مولا بخش صاحب - لائلپور
(۲۱) شیخ شریعت احمد صاحب - لائل پور -
(۲۲) میاں عزیز احمد صاحب - لائل پور
(۲۳) خان عبدالعزیز خان صاحب - ملتان
(۲۴) چوہدری سلطان علی صاحب - حیدرآباد -
(۲۵) میاں عطاء اللہ صاحب مل اونر - ملتان -
(۲۶) مہر خان محمد صاحب - جھنگ
(۲۷) چوہدری احمد دین صاحب - چک نمبر ۸۱ جنوبی -
(۲۸) بابو شکر دین صاحب - راولپنڈی -
(۲۹) شیخ محمد بخش صاحب - راولپنڈی -
(۳۰) میاں رحیم بخش صاحب - کراچی -
(۳۱) چوہدری امجد خاں صاحب - کراچی -
(۳۲) شیخ کرامت اللہ صاحب - کراچی
(۳۳) چوہدری بشیر احمد صاحب - اوکاڑہ
(۳۴) سید سلطان علی شاہ صاحب - لاہور چھاؤنی -
(۳۵) قاضی عبدالرشید صاحب - مانسہرہ -
(۳۶) میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب - لاہور
(۳۷) ڈاکٹر اللہ بخش صاحب - لاہور -
(۳۸) مولوی عبدالرؤف صاحب - منڈی بہاؤالدین -
(۳۹) میاں غلام شبیر صاحب - لاہور
(۴۰) شیخ اللہ بخش صاحب وکیل - پشاور
(۴۱) ملک کندل خاں صاحب - سفید ڈھیری (پشاور)
(۴۲) ڈاکٹر عبدالمجید صاحب - سرگودھا -
(۴۳) سید اسداللہ شاہ صاحب - لاہور
(۴۴) آفتاب عالم خاں صاحب - لاہور
(۴۵) میاں ظہور احمد صاحب مل اونر - لاہور
(۴۶) میاں سعید احمد صاحب مل اونر - لاہور
(۴۷) ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی - وزیر آباد -
(۴۸) ملک خدا بخش صاحب - لائل پور -
(۴۹) قاضی سمیع اللہ صاحب - لاہور
(۵۰) ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب - منٹگمری -
(۵۱) عادل محمد صاحب - ٹبی پور -
(۵۲) راجہ عبدالمجید صاحب - بچھ کسی (ملتان)
(۵۳) میاں محمد احمد صاحب - لاہور
(۵۴) الحاج خواجہ نذیر احمد صاحب - لاہور
(۵۵) کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب - لاہور -
(۵۶) خان بہادر غلام ربانی خان صاحب - مانسہرہ -
(۵۷) میاں غلام حیدر صاحب - لاہور
(۵۸) سید عبدالجبار شاہ بادشاہ صاحب - ستھانہ - براستہ ہری پور ہزارہ -
(۵۹) ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب - مظفرآباد - آزاد کشمیر -
(۶۰) سردار عبدالرحیم خاں چانڈیہ صاحب - ڈیرہ غازی خاں -
(۶۱) پروفیسر محمد فاضل صاحب - پشاور -
(۶۲) شاہ عبدالعزیز صاحب - ایبٹ آباد -
(۶۳) ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب - پشاور -
(۶۴) پروفیسر اصغر حمید صاحب - لاہور -
(۶۵) مولانا عبدالباقی صاحب - بنوں -
(۶۶) میاں محمد زمان صاحب - چارسدہ
(۶۷) مرزا عبدالرحمان بیگ صاحب - لاہور -

نوٹ :- مفصلہ بالا اسمائے اراکین جنرل کونسل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور - جو ہم نے متفقہ طور پر نامزد کئے ہیں ان کا فوراً مع ریزولیوشن ہٰذا متذکرہ بالا - اعلان اخبار پیغام صلح میں کر دیا جائے - مزید فیصلہ ہوا کہ سکرٹری صاحب انجمن اس نئی مجلس معتمدین کا اجلاس ۲۴ر دسمبر ۱۹۵۴ء کے لئے طلب کریں -

(دستخط) خان بہادر غلام ربانی خان صاحب -
(دستخط) میاں نصیر احمد صاحب فاروقی -
(دستخط) میاں غلام عباس صاحب - (دستخط) خواجہ نذیر احمد صاحب
(دستخط) میاں غلام حیدر صاحب تمیم ؛

جلسہ سالانہ

۲۴ / ۲۵ / ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا

۲۴ر دسمبر کو سب احباب لاہور آ کر نماز جمعہ تمام جماعت کے ساتھ مل کر پڑھیں جماعت کی اجتماعی دعائیں بہت سی برکات اور افضال الٰہی کی کشش کا موجب ہوتی ہیں

نماز جمعہ سے پہلے ½ ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک

مستورات کا جلسہ ہوگا

اسی دن (۲۴ر دسمبر کو) شام کے ۷ بجے جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا - ۲۵ر دسمبر بروز ہفتہ اور ۲۶ر دسمبر بروز اتوار حسب معمول پبلک جلسہ ہوگا - جس کا مفصل پروگرام عنقریب شائع ہو جائے گا -

عبداللہ جان
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

روزنامہ پیغام صلح ——— ۸ دسمبر ۱۹۵۴ء

حق و باطل میں جنگ

حق و باطل میں جنگ ابتدا سے چلی آتی ہے۔ اور اگرچہ اس معرکہ آرائی میں باطل ہمیشہ شکست کھاتا رہا اور اس کی طاقتیں منتشر ہوتی رہیں تاہم امتداد زمانہ سے باطل پھر اپنی پوری طاقت سے نمودار ہو جاتا رہا ہے اس لئے اللہ تعالے اس کی سرکوبی کے لئے مختلف زمانوں میں اپنے رسولوں اور نبیوں کو بھیجتا رہا جو باطل کی طاقتوں کو کچل کر رکھ دیتے۔ اور دنیا میں جاء الحق و ذھق الباطل کا نقشہ ظاہر ہو جاتا، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں باطل کو اس قدر طاقت حاصل تھی کہ حق کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ لیکن حضور صلعم کی قوتِ قدسی اور نصرت الہیہ نے ایک اعجاز اور بہت بڑے اعجاز کا کام کیا کہ ایک قلیل عرصہ کے اندر باطل کی تمام طاقتیں منتشر ہو گئیں اور چاروں طرف حق کا بول بالا ہو گیا۔ اور جاء الحق و ذھق الباطل کا منظر دنیا نے علیٰ وجہ الاتم دیکھ لیا۔ حضور صلعم کے بعد آپ کے صحابہ رضو اور صحابہ کے بعد تابعین، پھر تبع تابعین نے ابطال باطل اور اشاعت حق میں اپنی جانیں لڑا دیں جس کا نتیجہ تھا کہ اطراف و اکناف عالم میں توحید کا پرچم بڑی شان و شوکت سے لہرانے لگا اور آج جو دنیا میں ساٹھ ستر کروڑ فرزندان توحید آپ کو نظر آتے ہیں یہ انہی بزرگواروں یا ان کے بعد آنے والے ان مقدس نفوس کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہیں جنہوں نے اشاعت حق کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیا اور اس غرض کے لئے ہر تلخی اور دکھ کو قبول کیا۔ اگر آپ ان اصحاب کی تاریخ پر نظر ڈالیں گے جنہوں نے باطل کو نابود کر کے دین حنیف کی اشاعت میں حصہ لیا تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے دنیا اور دنیا کے لذائذ پر لات مار دی۔ بڑے بڑے لمبے اور تکلیف دہ سفر کئے، ترک وطن کیا، بھوک اور فاقوں کی مصیبتیں جھیلیں، اپنے نفس پر ہر تکلیف اور دکھ کو گوارا کیا، ان کو دھن تھی تو یہی کہ کسی طرح خلق خدا باطل کے پھندوں سے رہائی پا کر حق کی دولت سے بہرور ہو اور ان کو لگن تھی تو یہی کہ خدا کے بندے کفر و شرک کی دلدلوں سے نکل کر صراط مستقیم کی شاہراہ پر گامزن ہوں۔ خدا نے ان کی مساعی کو ضائع نہ کیا اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے اور ان کے نیک نمونہ اور موعظہ حسنہ سے ہزاروں، لاکھوں انسان دولت اسلام سے مشرف و ممتاز ہوئے، لیکن لیکن مرور روزگار سے قلوب کی وہ کیفیت نہ رہی اور تبلیغ و اشاعت حق کا ولولہ دلوں سے نکل گیا اور دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ مسلمانوں کا سیاسی اقتدار اٹھ گیا اور اس کی جگہ صلیبی اقتدار نے لے لی، صلیب کے پرستار تو اس تاک میں بیٹھے تھے کہ کسی طرح اسلام کمزور ہو اور وہ اس کو اپنا شکار بنا لیں۔ تمام دنیا میں بلکہ تمام اسلامی دنیا میں بھی تبلیغی مشن کھول دیئے اور کھلے بندوں توحید کو مٹانے اور تثلیث کو قائم کرنے کا تہیہ کر لیا۔ غرضیکہ عیسائی افواج بڑے زور و شور سے اسلام پر حملہ آور ہوئیں، اور عزم بالجزم کر لیا کہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر دم لیں گے۔ اور مقام تاسف ہے کہ ہزاروں لاکھوں فرزندان توحید تثلیث کی آغوش میں چلے گئے، حتیٰ کہ بعض نام نہاد علماء بھی اس کا شکار ہو گئے اور توحید کی چوکھٹ پر سر جھکانے والے تین خداؤں کے پجاری بن گئے، باطل کی پشت پر بڑی بڑی سلطنتیں تھیں اور انہیں زعم تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کے عزائم میں روک نہیں ہو سکتی اور وہ دن دور نہیں کہ اسلام ہتھیار پھینک کر کفر کے سامنے سر اطاعت خم کر دے گا، لیکن خداوند تعالےٰ نے اپنے وعدے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کے مطابق چودھویں صدی کا عظیم الشان مجدد بھیج دیا، جس نے عین وقت پر ظاہر ہو کر باطل کے خلاف جہاد شروع کر دیا، وہ تیر و تفنگ لے کر نہیں اٹھا تھا، بلکہ اس کا حربہ قرآن مجید تھا اس نے جاھدھم بہ جھادًا کبیرا کے حکم کے ماتحت قرآن مجید کے ذریعہ جہاد کا کام شروع کیا۔ اور اس کام کے لئے اس نے ایک لشکر تیار کیا جس کا نام اپنے مرشد و مولیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر احمدی رکھا۔ وہ مرد مجاہد خود تیس چالیس برس تک اسلام کی مقدس جنگ لڑتا ہوا اپنے خدا سے جا ملا۔ مگر اپنے پیچھے اپنے جانشینوں کو بڑی تاکید سے حکم دے گیا کہ وہ اس جنگ کو برابر جاری رکھیں اور باطل کا سر کچلنے میں مصروف رہیں کیونکہ انہیں اسی غرض کے لئے خدا نے کھڑا کیا ہے، نیز فرمایا کہ جو اس جہاد کے لئے اپنا وطن عزیز چھوڑے گا وہ شہادت کا مرتبہ پائے گا۔ اور جو اپنے اموال دین کیلئے اس جہاد میں دے گا وہ میرے ساتھ بہشتی مقبرہ میں جگہ پائے گا۔ اس کی فوج کے بہادر سپاہیوں کے دلوں میں ایک خاص ولولہ اور ایک خاص جوش اور خاص تڑپ تھی کہ کسی طرح حق دنیا میں غالب آئے اور باطل کا قلع قمع ہو اس لئے وہ خاموش نہ بیٹھے رہے، بلکہ اعزا و اقارب سے منہ موڑ کر کسی نے یورپ کا رخ کیا اور کسی نے امریکہ کا اور کسی نے افریقہ کا اور کسی نے کسی اور طرف کا، جہاں کہیں کفر کی یورش دیکھی وہیں چڑھائی کر دی، اور کفر کے قلعوں پر دلائل و براہین کی وہ گولہ باری کی کہ دشمنوں کو اپنے گھر کی فکر پڑ گئی، وہ جو دوسروں کو فتح کرنے کے لئے اٹھے تھے وہ خود مفتوح ہو گئے، اور جو کل تک غالب نظر آتے تھے وہ آج خود مغلوب ہو گئے ان میں سے جو اہل نظر اور اہل دل تھے انہوں نے بانشراح صدر تسلیم کر لیا کہ اسلام فی الواقعہ سچا مذہب ہے اور یہی مذہب اور اسی مذہب کا بانی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا صحیح اور سچا نجات دہندہ ہو سکتا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر حق کا غلبہ کیا ہو گا کہ وہی لوگ جو کل تک اسلام کو وحشیوں اور درندوں کا مذہب سمجھے بیٹھے تھے آج وہ اس کو دنیا کا منجی قرار دے رہے ہیں۔ صدق اللہ تعالےٰ لاغلبن انا و رسلی اسلام کے اس دور انحطاط میں اس صدی کے مجدد اور اس کے نام لیواؤں نے باطل کے خلاف ایسی جنگ کی کہ تاریخ نے پھر اپنے آپ کو دہرایا اور جاء الحق و ذھق الباطل کا منظر پھر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

لیکن میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اپنا کام ختم کر چکے ہیں؟ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کرنا تھا وہ کر چکے ہیں؟ اور اب کوئی ذمہ داری ان پر نہیں رہی؟ کیا وہ اپنے سب فرائض ادا کر چکے ہیں، اور اب وہ بالکل فارغ ہیں، بعض حالات میں تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بعض احباب حق و باطل کی اس جنگ کو برعم خود اب ختم کر بیٹھے ہیں، لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے، حق و باطل کی یہ جنگ بدستور قائم ہے یہ ختم نہیں ہوئی البتہ وہ خود سست ہو گئے اور خدمات دین کے لئے حق کی اشاعت کے لئے آج انہیں ایک پیسہ خرچ کرنا بھی دوبھر معلوم ہوتا ہے،..... میں انہی سے اور صرف انہی سے جو اس غلط خیال میں مبتلا ہیں ان کے مرحوم امیر رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں مخاطب کر کے عرض کرتا ہوں کہ:۔

"کیا آپ کے دل محسوس نہیں کرتے کہ ہم ایک جنگ میں مشغول ہیں؟ ہمارے امام نے اسے ایک جہاد قرار دیا ہے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے اسے سب سے بڑا جہاد قرار دیا ہے۔ وجاھدھم بہ جھادًا کبیرا ...... اس جہاد کی غرض یہ ہے کہ حق کی فتح ہو اور باطل کی شکست ہو...... ان لوگوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے امام وقت کو زبان سے قبول کیا مگر جو کام امام وقت نے ان کے سپرد کیا تھا اس کے لئے وہ ہاتھ نہیں ہلاتے پیسہ خرچ نہیں کرتے۔ گویا ان کے دلوں میں یہ آرزو ہی پیدا نہیں ہوتی کہ خدا کا نام دنیا میں بلند ہو، خدا کا کلام دنیا میں پہنچے، خدا کا دین دنیا میں غالب ہو، آج دنیا کی یہ حالت ہے کہ ایک چپہ زمین کے لئے لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے ہیں اور خون کی ندیاں بہہ جاتی ہیں کیا ہم میں اس دین حق کی حفاظت کے لئے یہ جذبہ موجود ہے؟ اس جماعت میں وہ لوگ بھی ہیں جو احمدی کہلاتے ہیں اور اپنا حق لیتے وقت ان کا قدم سب سے آگے ہوتا ہے لیکن خدا کے حق کی پروا نہیں کرتے میں ان سے آج صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مرد ہو یا عورت یا بالغ لڑکا یا لڑکی جو اپنے مال میں سے اس دینی جہاد میں کچھ صرف نہیں کرتا۔ نہیں اس سے بڑھ کر یہ کہ حسب حیثیت صرف نہیں کرتا اور پھر اسے باہوار اور باقاعدہ ادا نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو بھی دھوکا دے رہا ہے اور اپنی جماعت کو بھی دھوکا دے رہا ہے۔"

(تقریر حضرت امیر مرحوم جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء)

یہ گویا قبر سے ایک آواز آ رہی ہے۔ جس شخص کی آواز جو تقریباً پچاس برس تک آپ کی و قوم کی خدمت کرتا ہوا دنیا سے رخصت ہو گیا، اگر زید و بکر کی آواز پر آپ کان نہیں دھرتے تو کم از کم اس شخص کی آواز پر تو ضرور کان دھریں جس کو آپ اپنا محسن سمجھتے ہیں اور جس کی زندگی کا ہر لمحہ خدمت دین میں صرف ہوا، اس آواز پر جس کی صدا ... [illegible]

اختلاف کو دور کرنے کا اسلامی طریق

باہمی اختلاط و ارتباط کو ترقی دو

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

اسلامی اخوت اور نسلی و خاندانی تفوق کے معیار

اسلام کے ظہور سے قبل دنیا مختلف طبقات میں بٹی ہوئی تھی، نسلی، لسانی، لونی اور جغرافیائی بنیادوں پر تفریق و افتراق کی خلیجیں انسانوں کو جدا کئے ہوئے تھیں۔ اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں اگر یہ دعوےٰ کیا جائے کہ اسلام وہ پہلا دین ہے جس نے اس تفریق و اختلاف کے برخلاف نہایت بلند آہنگی سے آواز اٹھائی یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثی و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی فرمایا کہ جہاں تک تمہاری تخلیق کا سوال ہے وہ تو یکساں ہے یعنی ایک نوع کے والدین سے ایک جیسے تمام انسان جنم لیتے ہیں۔ البتہ یہ بھی صحیح بات ہے کہ گروہ اور قبیلے مختلف موجود ہیں لیکن اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ باہمی تعارف بڑھے اور اگر سوال یہ ہو کہ معیار برتری کیا ہے تو یاد رکھو کہ وہ تو خدا کے لگائے ہوئے فرائض کی بجاآوری سے متعلق ہے۔ اس ایک فرقانی جملہ نے انسانوں کے مابین باہمی تفریق و اختلاف کی خود تراشیدہ بناؤں کو کس طرح یکسر مٹا کر رکھ دیا۔ قرآن کریم کا ایک کمال یہ ہے کہ ادائے مفہوم کی خاطر ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ جن سے بہتر ممکن نہیں۔ اب اسی جملہ میں لفظ لتعارفوا پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہاں کس قدر پُر حکمت لفظ استعمال کیا ہے۔ لوگوں نے عام طور پر خاندانوں، گروہ بندیوں اور دوسری قسم کی جتھہ بازیوں کا مقصد ایک دوسرے پر برتری اور پھر باہمی نفرت و حقارت بنا لیا۔ اس کے بالمقابل قرآن کریم نے ان کو کلیتہً غلط و باطل تو قرار نہیں دیا بلکہ یہ کہا کہ مقصد ان سے پہچانا جانا ہے نہ کہ تفریق و اختلاف قائم کرنا۔ ایک مفہوم تو تعارفوا کا یہ ہوا کہ ... مختلف قبائل و گروہوں کا مقصد باہمی پہچان ہے اور دوسرا مفہوم اس لفظ کا یہ بھی ہے کہ باہمی تعارف بڑھایا جائے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانوں کے مختلف گروہوں میں اختلاف و تفریق کی خلیج اسی لئے وسیع ہوتی چلی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے قریب نہیں آتے اور باہم تعاون نہیں بڑھاتے، دُوری اور بُعد جس قدر بڑھتا ہے اسی قدر باہمی اختلاف و منافرت ترقی پاتے ہیں۔ قرآن کریم کے بلیغ و حکیمانہ کلام نے ایسا ایک لفظ استعمال کیا ہے کہ جس نے ایک طرف، تو قدرتی امر کو تسلیم کیا کہ بے شک مختلف خاندان و قبائل تو موجود ہیں ان کو مٹانے کا یہ طریق صحیح نہیں کہ ان سے انکار کر دیا جائے۔ البتہ ان کی وجہ سے جو نا جائز تفریق پیدا کر لی جاتی ہے اور ایک خاندان دوسرے پر اور ایک ملک یا نسل دوسروں پر تفوق و برتری کا دعویٰ کر رہی ہے یہ غلط بات ہے، افضلیت کا معیار تو تقویٰ قرار دینا صحیح ہے، خاندانوں و نسلوں کا اختلاف صرف باہمی پہچان کی خاطر ہے نہ کہ باہمی اجنبیت بڑھانے اور منافرت کے لئے، پس باہمی تعارف کو ترقی دو تاکہ اختلاف کے باعث جو مغائرت پیدا ہو جایا کرتی ہے وہ دُور ہو کر باہمی پوری واقفیت و شناسائی پیدا ہو جائے۔ چند الفاظ میں قرآن کریم نے معارف و نکات کے کس قدر خزائن بھر کر رکھ دیئے ہیں جن کا تعلق انسان کی اجتماعی زندگی سے کس قدر گہرا ہے۔

مسلمان قوم کی بے عملی

کیا ہی دلخراش نظارہ ہے کہ وہ تعلیم جو یہ دین دیتا ہے اس قدر اعلےٰ حکمت سے لبریز ہو مگر آج اس کی نام لیوا قوم اس سے کلیتہً بے خبر ہو بلکہ عین اس کے برعکس اس کا عمل ہو۔ آج پاکستان کی مملکت کو جن حالات سے گذرنا پڑا ہے ان کا بڑا بھاری باعث یہی قبائلی و طبقاتی تفریق و تنفر ہوئے ہیں جنہیں خود غرض لیڈر ہوا دیکر عوام کے جذبات کو اُکساتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا بڑا شکر ہے کہ ہم میں ایک ایسا طبقہ بھی موجود ہے کہ جس نے اصل مرض کی تشخیص کرکے اس کے علاج کا تہیّہ کر لیا ہے اور ایک ایسی تجویز پر عمل پیرا ہو رہا ہے کہ جس کا نتیجہ باہمی اختلاط و ارتباط کا بڑھنا ہوگا جس سے بالآخر صوبائی تعصب و قبائلی اجنبیت کم سے کم تر ہو جائیں گے۔ خود ابتدائی تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسلمانوں کے عالمگیر اتحاد و اخوت کو جس چیز نے پاش پاش کیا وہ یہی خاندانی و نسلی تعصّبات کی زہریلی ہوا تھی جسے بعض مفاد پرستوں نے تیز کیا تھا، اب تو مغربی دنیا نے خود یہ امر محسوس کر لیا ہے کہ مغربی و مشرقی قوموں یا ملکوں میں جو تفریق یا غلط فہمیاں موجود ہیں ان کا باعث ایک دوسرے سے بعد اور باہمی اختلاط و ارتباط کا نہ ہونا ہے چنانچہ اب مغربی دنیا کا فہیم و سنجیدہ طبقہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر دو گروہوں کو باہمی کسی اختلاف کو کم کرنا منظور ہو اور اتحاد و اتفاق کی جانب قدم بڑھانا مدنظر ہو تو اس کا طریق کار اس سے بہتر اور کوئی نہیں کہ وہ باہمی اختلاط کو بڑھائیں تاکہ غلط فہمیاں جو محض مغائرت سے پیدا ہو جایا کرتی ہیں دُور ہوتی چلی جائیں۔

جب مسلمانوں کی فتوحات عالم پر محیط ہو گئیں جس کا اصل باعث ان کا اتحاد و اتفاق تھا تو خلفاء راشدین کے بعد مفاد پرستوں نے قبائلی تفوق کو ہوا دینا شروع کیا اور وہ غلط فہمیاں جو جلیل القدر صحابہ کرام کے درمیان محض اختلاف رائے تھیں عوام میں انتہائی تعصب و تنگ نظری پیدا کرنے کا باعث بن گئیں بالآخر بنو امیہ اور بنی فاطمہ کے لاانتہا تنازعات نے اسلامی تعلیم کی روح کو یکسر مٹا کر رکھ دیا۔ ایک طرف تو دمشقی خلافت نے اسلامی جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا جس سے امارت بجائے بہترین انتخاب کے جاہلی ایام کی مانند ورثہ میں منتقل ہو گئی اور دوسری طرف قبائلی و خاندانی رقابتوں و چپقلشوں نے جگہ لے لی۔ یہ صرف تعلیم اسلام ہی نہ تھی کہ منتخب لوگوں کو منتخب کیا جائے تاکہ وہ بہترین اصحاب جن کے وجود سے عامۃ الناس نفع اندوز ہوں اقتدار و طاقت کے مالک بنیں، بلکہ عملی رنگ میں چار خلفاء کی روشن مثالیں موجود تھیں، ان چہار اصحاب کبار کا باہمی کوئی خاندانی تعلق نہیں تھا، نہ ہی ورثہ یا حسب نسب کا دخل ان کے انتخاب میں حمد یا حائل ہوا بلکہ بہترین و دیرینہ خدمات دینیہ اور اسلام پر ایمان و جاں نثاری کے جذبہ کو مدنظر رکھا گیا تھا لیکن حضرت علی رضہ کے وقت میں بعض مفسدہ پرداز عناصر اور مفاد پرست طبقہ نے اصل اسلامی فضا کو مکدر کر دیا اور دمشقی خلافت نے رہی سہی کسر پوری کر دی کہ جس سے مملکت کے لئے جوہر قابل کو منتخب کرنے کے زریں اصول کی بجائے اسے ورثہ میں منتقل کر دیا گیا، اور بنو امیہ و بنو فاطمہ کے باہمی حقوق و تفوق کا ایک مستقل و لامتناہی سلسلہ تنازعات کھڑا کر لیا گیا بلکہ اسے ... ایک مذہبی اصول کا رنگ دے دیا گیا گویا جس چیز کا اسلام نے قلع قمع کیا تھا اسی کو دین و مذہب کا طغرائے امتیاز بنا لیا گیا انا للہ و انا الیہ راجعون اگرچہ یہ کہنا تو ہرگز صحیح نہیں کہ دمشقی خلافت کی وجہ سے عامۃ الناس میں سے اتحاد و اتفاق اور جمہوریت کی رُوح مٹ گئی تھی مگر اس قدر امر تو صحیح ہے کہ ایک اعلےٰ تر نظام مملکت کے رنگ میں اسلامی رُوح قائم نہ رہی اور پرانی جاہلی و متعصبانہ تنگ نظری کی قبائلی و نسلی وباعود کر آئی۔ ان واقعات میں جہاں عالم اسلامی کے لئے درس عبرت موجود ہے وہاں جماعت احمدیہ لاہور کیلئے بہت بڑا سبق ہے۔

ایک شیعہ لڑکی کا خط پیغام صلح کے نام

بزرگوارم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"پیغام صلح یعنی "پیغام آقائے مدینہ" انجمن کی طرف سے میرے نام پر ۱۹۴۴ء سے بلاہدیہ پابندی وقت سے موصول ہو رہا ہے میں ایک شیعہ خاندان کی لڑکی ہوں۔ اور پیغام صلح بلالحاظ مذہب صرف ایک کارڈ تحریر کرنے پر کہ ہم زندہ ہیں ۱۹۴۸ء سے جاری ہے۔ دیگر مذاہب اسلام کا کوئی اخبار ایسی مثال پیش کر سکتا ہے! خداوند کریم بطفیل آقائے مدینہ اس اخبار اور اس جماعت کو اس سے زیادہ توفیق بخشے تاکہ وہ کلام خدا اور پیغام سرور کائنات کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچائے۔ اس اخبار کا روپیہ ہمارے ذمہ قرضہ

کائنات کا نظام توحیدِ الٰہی اور وحدتِ نسلِ انسانی پر شاہد ہے

قرآن کریم کے عالمگیر نظریات دُنیا میں پیش کرنے کی ضرورت

خُطبہ جُمعہ مؤرخہ ۳ دسمبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم ... وھم فیھا خالدون (البقرۃ رکوع ۳)

ساری کائنات کا ایک قانون اور توحیدِ الٰہی

اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے بنی نوع انسان کو مخاطب کرکے توحید کا سبق دیا ہے، اور شرک سے منع فرمایا ہے، اور اس مقصد کے پیشِ نظر اللہ تعالےٰ نے اپنے کمالات اور احسانات کا ذکر فرمایا ہے، ان کمالات و احسانات کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ایسے خدا کی عبادت کرنا اذبس ضروری اور ہر طرح مفید ہے، اپنی توحید پر برہان اس حقیقت کو قرار دیا کہ ساری کائنات کا قانون ایک ہے اور اس توحید کو وحدتِ نسل انسانی کی بنیاد کے طور پر بیان فرمایا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ساری انسانیت کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے مثلاً زمین سب ہی کے لئے مشترکہ فرش ہے، اور آسمان سب کے لئے مشترکہ چھت ہے، دوسری جگہ فرمایا وجعل الشمس ضیاء والقمر نوراً یعنی تمام لوگوں کے لئے ایک ہی لالٹین دن کو روشن کرتی ہے اور ایک ہی لالٹین رات کی تاریکی میں کام آتی ہے۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا بالنجم ھم یھتدون سب جہان کے لئے ستاروں کو رہبر بنایا، پھر فرمایا وانزل من السماء ساری قوموں اور سب انسانوں کے لئے ایک ہی پانی اُتارا فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم، اس سے غلہ جات، پھل پھول، اور میوہ جات تمہارے لئے پیدا کر دیئے جاتے ہیں، ایسی صفات کا مالک، ان کمالات کے رکھنے والا خدا تمام جہانوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے یاایھا الناس اے بنی نوع انسان! اے دنیا جہان کی قوموں! اے ساری انسانیت! ہم سب کو مخاطب کرکے کہتے ہیں اعبدوا ربکم الذی خلقکم اپنے اس ربّ کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور جس نے تمہارے لئے یہ مکان اور یہ سامانِ معیشت مہیا کئے ہیں، یہاں ایک ہی جملہ میں دو باتیں بیان فرمائیں ایک یہ کہ خدا سب کا خالق ہے، اور دوسری یہ کہ خدا نے ہی سارے جہان کی ربوبیت کے سامان مہیا کئے ہیں،

پہلوں اور پچھلوں کے ساتھ یکساں سلوک

والذین من قبلکم صرف تم کو ہی پیدا نہیں کیا اور صرف تمہاری ربوبیت کے سامان ہی نہیں کئے تم سے پہلے اور بھی قومیں جو مشرق و مغرب، ہندوستان یا چین میں رہتی چلی آئی ہیں سب کو ہم ہی نے پیدا کیا تھا اور ان کی بھی ربوبیت کے سامان ہم ہی نے کئے تھے، لیکن ان قوموں نے اس کے معنی غلط لئے اور خیال کیا کہ خدا صرف ہمارا ہی ہے دوسری قوموں کا نہیں، صرف برہما ورت پر ہی اس کا سایہ عاطفت ہے اور باقی دنیا اس کے احسانات سے محروم ہے یا وہ صرف یہود ہی کا خدا ہے، اور دوسری قومیں راندۂ درگاہ ہیں۔ اور جو قوم ہم میں سے نہیں وہ کتنی بھی عبادت کرے، کتنی بھی قربانیاں کرے خدا کو وہ منظور نہیں۔

سب نبیوں کی ایک ہی تعلیم

یہ سب غلط خیالات ہیں ہم ان پہلوں کے بھی خالق ہیں اور تمہارے بھی، اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہیں۔ ہمارے احسانات جسمانی اور روحانی میں کسی قسم کی تفریق نہیں پائی گئی، ہم نے سب قوموں کی طرف نبی بھیجے، جن کی ایک ہی تعلیم تھی، کہ خدا ایک ہے۔ حضور نے بھی اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا الانبیاء اخوۃ من علات انبیاء علاتی بھائی ہیں امھاتھم شتّٰی ان کی مائیں مختلف ہیں، ودینھم واحد لیکن ان کا دین ایک ہے اور وہ یہی ہے کہ خدا کو ایک مانو، پھر فرمایا ان ربکم واحد وان اباکم واحد تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، جس طرح سے تم ایک خدا کی مخلوق ہو، اسی طرح ایک ہی باپ کے بیٹے ہو۔

اپنے خالق کے ساتھ کسی کو شریک کرو

پھر تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً تم سب ایک ہی خالق کی مخلوق اور ایک ہی مکان کی چھت کے نیچے رہنے والے ہو اور اس مکان کے اندر انزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم آسمان سے ہم نے پانی اتارا اور اس سے تمہارے لئے غلے اور پھل پھول اُگائے۔ تمہارے مویشیوں کے لئے چارہ پیدا کیا۔ یہ پانی سب کے لئے ایک ہی ہے فلا تجعلوا للہ انداداً جب ہمارا سلوک تم سب کے ساتھ ایک جیسا ہے، مشرق و مغرب میں ایک ہی قانون چلتا ہے، تو اس سے ایک ہی خدا کا ہونا ثابت ہے اس ایک خدا کی مخلوق ہو کر اور اسی کے مربوب ہو کر کسی شئے کو اور کسی ہستی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔ بالخصوص جب تم جانتے ہو کہ اس کے سوائے نہ ہی کوئی خالقیت کی صفت کا مالک ہے اور نہ ہی کوئی ربوبیت کی صفت سے متصف ہے۔

تمام نسلِ انسانی ایک کنبہ کی حیثیت میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ان ربکم واحد وان اباکم واحد فرمایا اسی طرح آپ نے ایک اور بات اس کی تشریح میں فرمائی، فرمایا ان اللہ زوی لی الارض فاریت مشارقھا ومغاربھا، اللہ تعالےٰ نے زمین کو لپیٹ کر اس کا نقشہ میرے سامنے رکھ دیا اور میں نے اس کے مشرق بھی دیکھے اور مغرب بھی، آج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریات جو آپ نے قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرمائے تھے، ہماری آنکھوں کے سامنے امر واقعہ اور صداقت کا رنگ اختیار کر چکے ہیں، آج آپ کی باتیں عملی صورت اختیار کر چکی ہیں اور تمام انسانیت ایک کنبہ کی صورت اختیار کر چکی ہے، ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا پہلے ہمارے سامنے صرف ریلیں تھیں جنہوں نے مُلک کے دُور دُور کے حصّے قریب کر دیئے، پھر جہازوں کے ذریعہ دوسرے ملکوں کے تعلقات بڑھ گئے، پھر ہوائی جہاز نمودار ہو گئے اور انہوں نے دُور دُور کے ممالک کو ایک دوسرے کے بالکل قریب کر دیا۔ آج امریکہ کے آدمی ہوائی جہاز کے ذریعہ دنوں میں آ جا سکتے ہیں، ریڈیو پر ایک دوسرے ملک کے حالات و واقعات کو سن لیا جاتا ہے۔ الغرض حالات اس قسم کے پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے ساری دنیا ایک کنبہ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

موجودہ مسلمانوں کی تنگ نظری

اس نظریہ اور اس تعلیم کے ہوتے ہوئے مسلمان کو تو یہ سکھایا گیا تھا کہ تمام دنیا کو ایک سمجھو اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرو، لیکن آج مسلمان قوم کی نظر بہت

تنگ ہوگئی ہے، یہاں تک کہ دوسری قومیں تو ایک طرف خود اپنے اندر بھی ایک دوسرے کو وہ اپنا بھائی سمجھنے کے لئے تیار نہیں، نام لینے کو تو قرآن کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہم وارث ہیں لیکن قلب اس قدر تنگ ہیں کہ اس وراثت کو پوری طرح اپنے اندر نہیں لے سکتے، نہ خدا کو اپنا معبود مانتے ہیں نہ تقوےٰ و طہارت سے تعلق ہے اور نہ باہم اتحاد اور یک جہتی پائی جاتی ہے۔

امریکہ میں فضلائے اسلام کا ایک اجتماع

کل ہی امریکہ سے ایک کتاب میرے پاس آئی ہے جو نہایت خوبصورت چھپی ہوئی ہے، ایک موٹا و دلکش سبز سرورق اس کے اوپر ہے، اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ تمام دنیا کے بڑے بڑے فاضل مسلمان امریکہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے مختلف اسلامی شعبوں پر لیکچر دیئے، ان لیکچروں کو اس کتاب میں جمع کرکے شائع کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں تمام قومیں ایک جگہ جمع ہوسکتی ہیں، میں نہیں جانتا کہ امریکہ کو یہ خیال کیوں آیا کہ سب مسلمانوں کے علماء و فضلاء کو جمع کرکے ان کے لیکچر کرائے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ممالک پر اپنی دولت کے ذریعہ قبضہ کرنا چاہتا ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ امریکہ کو ضرورت ہے کہ عراق، ایران اور عرب میں تیل کی کانوں سے فائدہ حاصل کرے، اس کے پاس بڑی دولت ہے اور وہ اس سے قوموں کو خوش کرکے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے، اور اس کی خواہش ہے کہ روس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملائے رکھے، بہرحال اب وہ زمانہ ہے کہ دنیا کی ساری قومیں ایک کنبہ نظر آتی ہیں۔

اس اجتماع میں قرآن کے نظریات پیش کرنا مفید ہوتا

اس کتاب میں جس کا میں نے ذکر کیا ہے بہت سے بڑے بڑے مسائل کو پیش کیا گیا اور ان پر روشنی ڈالی گئی ہے، مسلمان علماء اگر اس موقعہ پر قرآن حکیم اور رسول کریم صلعم کے عالمگیر نظریات کو پیش کرتے تو بہت فائدہ کا موجب ہوتا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ مگر ہم نے بھی تو اس موقعہ سے فائدہ نہیں اُٹھایا، مجھے اس کتاب کے پڑھنے سے جہاں یہ خیال آیا کہ آج دنیا کی تمام قومیں ایک جگہ جمع ہوسکتی ہیں، وہاں ایک یہ خیال بھی آیا کہ افسوس ہے ہم پر جن کے پاس قرآن کے بلند نظریئے موجود ہیں، ہم نے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کی اور ان اعلےٰ نظریات کو انکے سامنے نہ رکھا۔

قرآن ایک بےنظیر کتاب ہے

ان آیات میں آسمانی پانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جس طرح آسمان کا پانی تمام جہان کو فائدہ پہنچاتا ہے، اسی طرح آسمان سے آنے والی وحی جو روحانی بارش کا حکم رکھتی ہے، سب دنیا کی ہدایت اور رہبری کا موجب ہوسکتی ہے، اس کے اندر عالمگیر اور ہمہ گیر نظریات ہیں، اگر یہ کتاب انسان کی لکھی ہوئی ہوتی، تو اس بیسویں صدی کے علماء کی نظروں میں نہ جچ سکتی، کیونکہ تیرہ سو سال پہلے کے انسان کی بنائی ہوئی کتاب موجودہ زمانہ کے نظریات کے مطابق نہیں ہوسکتی، لیکن اس کی تعلیمات آج بھی دنیا کے لئے ویسی ہی مفید ہیں جیسی آج سے پہلے تھیں، اسی لئے فرمایا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورة من مثله اگر اس میں شک ہو کہ یہ خدا کی کتاب نہیں تو اس جیسا ایک ٹکڑا ہی بنا لاؤ، لیکن جس طرح بارش کا ایک قطرہ انسان کے لئے بنانا مشکل ہے، اسی طرح اس قرآن جیسی ایک آیت کا بنانا بھی انسان کی طاقت سے باہر ہے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکفرین، جب حالت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی آیات کی مثل نہیں بنا سکتے، اور تم سے وہ ہدایت و رہبری ممکن نہیں جو خدا کی بھیجی ہوئی کتاب سے دنیا کو مل سکتی ہے تو اس عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیئے جو اس ہدایت کے انکار کرنے پر ملے گا۔ وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنت تجری من تحتها الانهار اور جو ایمان لے آئیں اور نیک عمل بجا لائیں اُن کے لئے جنات ہیں۔

قرآنی علوم کو دنیا میں پیش کرنیکی ضرورت

یہ آیات آپ کے غور کے قابل ہیں، یہ ہمیں بہت شرمندہ کرنے والی ہیں، ہم بہت پسماندہ ہیں ہم قرآن کے معیار پر پورے نہیں اُترتے، قرآن کے اندر ایسے علوم ہیں جو دلوں کو موہ لینے والے ہیں اگر ہم ان کو دنیا میں پیش کریں تو دنیا یقیناً اسے مانے گی۔

اے میرے آقا کا نام لینے والو

میرا آقا

غریبوں میں پیدا ہوا۔ غریبوں میں رہا، زندگی بھر غریبوں کے دکھ درد میں شریک ہوا....

بڑے بڑے شہنشاہ اس کے جلال و جبروت سے کانپتے تھے مگر وہ غریبوں میں بیٹھتا تھا ان کو پاس بٹھاتا تھا اُس دور کے بڑے آدمیوں کو یہ بات ناگوار گذرتی تھی۔ وہ کہتے تھے ہم اس کو پیغمبر مانیں جو ہمیں رمضانیوں کے ساتھ گھُل مل کر رہنے کے لئے کہتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے خدا کے نزدیک کوئی بڑا نہیں، وہی بڑا ہے جو نیک ہو، چاہے وہ سقہ ہو چاہے وہ موچی ہو، چاہے وہ کپڑا بنتا ہو، جوتے گانٹھتا ہو یہ "بڑے لوگ" کہتے تھے ہم خاندانی آدمی ہیں، ہم جاگیروں کے مالک ہیں، دولت ہمارے گھر کی لونڈی ہے، عزت ہماری باندی ہے۔ ہمارے پاس نوکر چاکر ہیں، ہم نوکروں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائیں تو ان میں اور ہم میں کیا فرق رہے گا۔ ہم اس کو پیغمبر مان لیتے اگر یہ ہمیں اونچا منصب دیتا۔ اونچی جگہ بٹھاتا اور ہم سے کم درجہ کے لوگوں کو نیچے بٹھاتا۔ ہم خاندانی لوگ ہیں ہم اپنی توہین گوارا نہیں کریں گے۔

غریبوں نے میرے آقا کا ساتھ دیا۔ اُس دور کے نواب، چودھری، وڈیرے، مکھیا جاگیردار، دھن دولت والے، خاندان والے اپنے مال میں مست تھے، وہ دولت کے پجاری تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ غریب لوگ ہمارے محتاج ہیں۔ جب بھوکوں مریں گے تو ہمیں سلام کریں گے۔

مگر میرے آقا نے ان سے کہہ دیا کہ مجھے تمہارے مال و دولت کی پروا نہیں۔ اللہ کے نزدیک عزت کا معیار یہ نہیں ہے۔ اللہ کے نزدیک وہی افضل ہے جو نیک ہو، صالح ہو، چاہے وہ دو دن کے فاقے سے ہو۔ چاہے اس کے بدن پر چیتھڑے ہوں، چاہے وہ پاؤں سے ننگا ہو ــــ پھر کیا ہوا ــــ انہیں نیک اور صالح لوگوں نے جن کے بدن پر چیتھڑے تھے پیٹ پر پتھر باندھ کر میرے آقا کا ساتھ دیا۔ اور دنیا نے دیکھا کہ یہ صحرا نشین حق اور صداقت کا پرچم لے کر بڑھے اور دنیا پر چھا گئے۔

ان غریبوں نے میرے آقا کا ساتھ دیا جب فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے تو انہوں نے محل نہیں بنائے، دروازوں پر پہرے نہیں لگائے، شاہانہ ٹھاٹھ سے نہیں رہے، بلکہ اسی طرح ٹاٹ پر بیٹھے اور بڑے بڑے تخت و تاج والے ان کی عظمت پر ایمان لائے۔

میرے آقا نے زندگی بھر جو کچھ کمایا۔ وہ غریب آدمی کی خوراک تھی میرے آقا نے زندگی بھر جو کچھ پہنا وہ اطلس و کمخواب نہیں بلکہ غریب آدمی کا لباس تھا۔ میرے آقا جس مکان میں رہے وہ محل نہیں تھا کچا مکان تھا۔ ایسا ہی مکان جیسے غریبوں کے مکان ہوتے ہیں۔

بہت سے لوگ دنیا میں غریبوں کی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں، لیکن کون ہے جس کی زندگی غریبوں کی طرح گذری ہو، کون ہے جس نے دونوں جہان کی شہنشاہی حاصل کرکے فقیری کی زندگی گذاری ہے، غریبوں کے خون اور ہڈیوں پر محل بنانے والو ــــ تم کو آج تک دنیا میں اگر کوئی ایسا غریبوں کا غریب بادشاہ یتیموں کا یتیم آقا کہیں نظر آیا ہو تو مجھے بتاؤ۔ مجھے تو کوئی ایسا نظر نہیں آیا۔ میرا آقا جس مقام پر تھا ہے میرے آقا کا کوئی جواب نہیں۔

میرے آقا نے کہا مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو ــــ اگر تمہارا ہمسایہ بھوکا ہے تو تم پر کھانا حرام ہے غریبوں کی دستگیری کرو، بیکسوں کو سہارا دو یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری کرو۔ میرے آقا نے زندگی بھر یہی کیا، میرے آقا کے نزدیک اس بستی پر خدا کی صد ہزار رحمتیں ہیں، جہاں کوئی محتاج نہ ہو، گداگر نہ ہو، اگر زکوٰۃ دینے کے لئے نکلیں تو لینے والا نہ ملے، سب محنت کریں مشقت کریں روٹی کھائیں کسی کی روٹی نہ چھینیں

میرے آقا نے یہ بھی کہا کہ انسان کی زندگی کا مقصد صرف روٹی نہیں ہے، روٹی کھانے کے لئے جینا انسانی شرف نہیں ہے، جینے کے لئے روٹی کھانا چاہیئے زندگی کا عظیم مقصد یہ ہے کہ بھائیوں کی طرح مل کر رہو، رنگ، نسل، نسب سب امتیازات ختم کرو، جھوٹی چودھراہٹیں چھوڑو اور وہ چودھراہٹ حاصل کرو جس کے لئے تمہیں اللہ نے بھیجا ہے، انسان کی خدمت اللہ کی عبادت ــــ زندگی کے یہی دو مقصد ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد ــــ!

(نمکدان۔ کراچی)

قرآن کی موجودگی میں حدیث کا مقام

{حبیب الرحمٰن الاعظمی}

بلاشبہ قرآن پاک دین و شریعت کی اصل و اساس ہے اور ادلۂ شرع میں وہی سب سے مقدم اور سب سے محکم ہے مگر اس کا کام صرف اصول بتانا ہے۔ تفریع، تفصیل اور توضیح و تشریح حدیث و سنت کا وظیفہ ہے۔

ہر باخبر جانتا ہے کہ قرآن کریم امت کو بلاواسطہ رسول نہیں دیا گیا تھا کہ تم بذات خود یا اپنے ہی جیسے غیر نبی لوگوں کی مدد سے پڑھو اور سمجھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ بلکہ اس کے نزول سے پہلے ایک برگزیدہ رسول کو دنیا میں بھیجکر ان پر قرآن نازل کیا گیا۔ اور یہ صرف اس لئے کیا گیا تاکہ لوگ اپنے اپنے طور پر نہیں بلکہ صرف رسول کے بیان اور تشریح کی روشنی میں اللہ کی اس کتاب کو سمجھیں۔ چنانچہ قرآن پاک ہی میں ارشاد ہوا :۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون (النحل ع ۶)

"اور نازل کیا ہم نے آپ کے پاس ذکر (کتاب) کو تاکہ آپ کھول کھول کر بیان کریں لوگوں کے واسطے اس چیز کو جو نازل کی گئی ان کی طرف اور تاکہ وہ غور و فکر کریں"

اور پھر قرآن ہی کے ذریعہ رسول کے فرائض اور ان کے منصب سے دنیا والوں کو آگاہ کیا گیا اور بار بار اعلان کیا گیا کہ یہی تم کو قرآن کے کلمات و حروف سنائیں اور یاد کرائیں گے اور یہی تم کو اس کے معنی و مطالب اور رموز و حکم بھی بتائیں گے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوا :۔

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم اٰیتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون (بقرہ ع ۱۸)

جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے کہ پڑھتا ہے تم پر ہماری آیتیں اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب و حکمت، اور سکھاتا ہے تم کو وہ باتیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

دوسری جگہ فرمایا :۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (اٰل عمران ع ۱۷)

بتحقیق احسان کیا اللہ تعالے نے مومنوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور تعلیم کرتا ہے ان کو کتاب و حکمت اور بالیقین تھے وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔

تیسری جگہ ارشاد ہوا :۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔

(سورہ جمعہ ع ۱)

وہی وہ ذات ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے کہ تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی ان کو تعلیم دیتا ہے۔ بالیقین وہ تھے اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔

ان تینوں آیتوں میں دو چیزیں الگ الگ ذکر کی گئی ہیں

(۱) تلاوت آیات

(۲) تعلیم کتاب

پہلی چیز یعنی تلاوت آیات کا مطلب تو ظاہر ہے ہاں تعلیم کتاب کی نسبت غور کرنا ہے کہ اس کی کیا مراد ہے؟ اگر اس کی مراد بھی قرآن پاک کے مربوط و مرتب کلمات کو پڑھ کر سنانا اور یاد کرانا ہی ہے تو یہ تلاوت آیات سے الگ کوئی چیز نہیں ہوئی، حالانکہ وہ اس سے الگ ذکر کی گئی ہے۔ پس یقیناً اس سے مراد آیات کی تشریح۔ اس کے معانی و مطالب کی توضیح اور آیات کے حکم اور احکام کا بیان ہے۔

پس جب قرآن ہی سے یہ معلوم ہو چکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض رسالت میں جس طرح الفاظ و کلمات قرآن کی تلاوت و تبلیغ ہے اسی طرح اس کے معانی و مطالب کا بیان بھی فرائض رسالت میں داخل ہے۔ تو لازمی طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جس طرح متن قرآن حجت ہے اسی طرح اس کی نبوی تشریحات بھی حجت اور واجب القبول ہیں، ورنہ آپ کو تعلیم کتاب کا مکلف بنانا اور تعلیم کتاب کو آپ کا منصبی وظیفہ بتلانا بالکل بے معنی ہوگا۔ الغرض ان قرآنی نصوص کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے "پیغام رساں" ہونے کے ساتھ اس پیغام کے معلم اور مبین بھی ہیں۔

اور جب قرآنی نصوص سے آپ کا معلم و مبین قرآن ہونا ثابت ہو چکا تو جو شخص آپ کی رسالت و نبوت پر ایمان رکھتا ہے۔ جس طرح اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ آپ نے متن قرآن کی تلاوت و تبلیغ فرمائی۔ اسی طرح اس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ آپ نے اس کی تعلیم و تبیین بھی فرمائی۔ اور چونکہ قرآن کریم اللہ تعالے کی آخری کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی ہیں اور اب کوئی نئی کتاب اور کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے آخری کتاب کا اس کے نزول کے وقت سے رہتی دنیا تک ہر دور میں محفوظ باقی رہنا ضروری ہے اور جب اس کی بقا ضروری ہے تو اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی و عملی تشریحات و توضیحات کا بھی ہر دور میں منقول و متداول اور موجود رہنا ضروری ہے۔

اب تک ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے :۔

(۱) قرآنی نصوص کی رو سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معلم، شارح اور مبین ہیں۔

(۲) آپ نے جس طرح متن قرآن کی تبلیغ کی اسی طرح اس کی شرح و تبیین بھی فرمائی۔

(۳) آپ کی تشریحات و بیان قرآن کا قرآن کے ساتھ ساتھ رہنا ضروری ہے۔

اس کے آگے مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تعلیم دو طرح دی ہے۔ ۱۔ آپ نے اپنے فعل و عمل سے بھی اس پر عمل کرنے کی صورت سکھائی اور اس کا مفہوم سکھایا ہے اور ۲۔ اس کی قولی تشریح بھی فرمائی ہے۔ عملی تشریح کی صورت یہ تھی کہ قرآن میں ایک حکم نازل ہوا۔ آپ نے اس حکم پر عمل کر کے لوگوں کو دکھا دیا۔ جس کی وجہ سے الفاظ قرآن کا مفہوم بھی متعین ہو گیا۔ اور جس بات کا حکم ہوا ہے۔ اس کا عملی نقشہ بھی آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ مثلاً قرآن پاک میں اقامت صلوٰۃ کا تاکیدی حکم نازل ہوا اور اس کے ارکان اور بعض اجزائے ترکیبی (مثلاً قیام۔ رکوع، سجود۔ قرأت وغیرہ) کا ذکر بھی قرآن میں کیا گیا مگر ان اجزاء کو کسی خاص ترتیب کے ساتھ ادا کرنے کا بیان اور نماز کی پوری ترکیب اس میں کہیں ذکر نہیں کی گئی۔ پس ان اجزاء کو خاص ترکیب کے ساتھ باہم مربوط کر کے نماز قائم کرنے کی ایک خاص شکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے متعین ہوئی۔

قرآن پاک میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا حکم دیکھ کر ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہونا ضروری ہے کہ اس حکم پر عمل کس طرح کیا جائے اور اقامت صلوٰۃ کا کیا طریقہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صلوا کما رایتمونی اصلی ___ تم جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو، اسی طرح نماز پڑھو۔ گویا اسی سوال کا جواب ہے۔

نیز حکم اقیموا الصلوٰۃ کی اس عملی تشریح کے علاوہ بعض بعض آپ نے اقامت صلوٰۃ کی ترکیب زبانی بھی ارشاد فرمائی ہے۔

اسی طرح مثلاً قرآن پاک میں حج کو فرض قرار دیا گیا ہے مگر حج کا طریقہ اور ترتیب وار اس کے ارکان و مناسک نہیں بیان کئے گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کر کے۔

دکھا دیا کہ اسی طرح اس فریضہ کی بجا آوری ہونی چاہیئے۔ اور اسی لئے کہ قرآن کی تشریح و تبیین صرف آپ ہی کے قول یا فعل سے ہو سکتی ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے میدان میں جہاں سارے حجاج تھے اعلان فرمایا:۔

"خذوا عنّی مناسککم لعلّی لا اراکم بعد عامی ھذا"

لوگو! تم سب حج کے مناسک مجھ سے سیکھ لو۔ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہ دیکھوں۔

پھر قولی تشریح کی بھی دو صورتیں تھیں، ایک یہ قرآن پاک کی کسی آیت کا ذکر یا اس کی طرف اشارہ کرکے اسکی تفسیر یا اس سے جو حکم مستنبط ہوتا ہے اس کو بیان فرماتے تھے اور دوسری صورت یہ تھی کہ اپنے وہبی علم اور فہم مخصوص کی بنا پر جو استنباط و استفادہ آپ نے قرآن کریم سے کیا اس کو آیت کا حوالہ دیئے اور اس کی طرف اشارہ کئے بغیر بیان کر دیتے تھے۔ تفسیر قرآن کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

حضرت عدی بن حاتم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا الخیط الابیض اور الخیط الاسود سے دو دھاگے مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا لابل ھو سواد اللیل و بیاض النھار۔ (نہیں بلکہ رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے) (بخاری کتاب التفسیر)

قرآن پاک کی قولی تشریح کی دوسری صورت میں احادیث نبویہ کا اکثر حصہ یا ان کی بہت بڑی تعداد داخل ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایسی حدیثوں کا قرآنی ماخذ اپنے علم وعقل کی کوتاہی اور قصور فہم کی وجہ سے ہماری سمجھ میں نہ آسکے۔ لیکن ایسی حدیثوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ جن کا قرآنی ماخذ تھوڑی سی توجہ اور تامل سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ کم از کم دو مثالیں ناظرین اس کی بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے:۔

لایؤمن احدکم حتّٰی یکون ھواہ تبعًا لما جئت بہ"

تم میں سے کوئی اس وقت تک صاحب ایمان نہ ہوگا جب تک کہ اس کی خواہش اور رجحان اس تعلیم ہدایت کا تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں۔

اس کی نسبت بہت آسانی سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہ ارشاد قرآن پاک کی حسب ذیل آیتوں سے مستفاد ہے:

فلا وربک لایؤمنون حتّٰی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

(النساء-۹)

سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پائیں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم (احزاب-۵)

اور کام نہیں کسی ایمان والے مرد کا اور نہ ایمان والی عورت کا جبکہ فیصلہ کردیں اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا۔ یہ کہ ان کو رہے اختیار اس معاملہ میں (یعنی اللہ اور رسول کے حکم کے بعد ایمان والوں کا کام صرف تسلیم و اطاعت ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

من ملک زادًا وراحلۃً تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیًا او نصرانیًا

جو شخص زاد راہ اور ایسی سواری پائے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے پھر بغیر حج کئے مر جائے تو اس پر کچھ مشکل نہیں کہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر

(رواہ الترمذی عن علی و نحوہ ما رواہ الدارمی عن ابی امامۃ)

اس کی نسبت خود ترمذی کی روایت میں اشارہ موجود ہے کہ یہ قرآن پاک کی آیت "وللہ علی الناس حج البیت الآیۃ" سے مستنبط ہے مگر روایت میں چونکہ پوری آیت مذکور نہیں اس لئے بہت سے لوگوں کو وجہ استنباط سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ پوری آیت سامنے ہو تو اس کے آخری حصہ سے صاف وہ تہدید مفہوم ہوتی ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ سنئے پوری آیت یوں ہے:۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنیٌّ عن العٰلمین (آل عمران ع۱۰)

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا بیت اللہ کا ان پر جو استطاعت رکھتے ہوں اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو کوئی کفر کا طریقہ اختیار کرے تو پھر اللہ پروا نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔

اس قسم کی اور بھی کثیر التعداد مثالیں پیش ہو سکتی ہیں مگر اس وقت چونکہ ہمارا موضوع سخن یہ نہیں ہے، اس لئے ان دو ہی مثالوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ احادیث نبویہ کا اکثر حصہ قرآن پاک کی تشریح یا تفصیل یا اس سے استنباط ہے جو "یعلمھم الکتاب" اور "لتبین للناس ما نزل الیھم" جیسے نصوص کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض رسالت میں داخل ہے اور یہی قرآنی نصوص و بینات ہم کو یہ بھی بتلاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تشریحات و تفریعات اور استنباطات بھی واجب القبول اور واجب الاتباع ہیں۔

چیمہ صاحب کے جواب میں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میری نظر سے حافظ محمد حسن صاحب چیمہ کا مضمون زیر عنوان "ایک شر انگیز الزام کی تردید" گذرا تھا، اس کا جواب آپ کو لکھ کر ارسال کر چکا ہوں۔ اب چونکہ متفقہ فیصلہ ہو گیا ہے اس لئے عرض ہے کہ اس جواب کو نہ چھاپیں۔ میں اب ان کے مضمون کا جواب دینا نہیں چاہتا

والسلام۔ خادم خواجہ نذیر احمد۔ ۶ / ۱۲ / ۵۴

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— جماعت کی باہمی مصالحت کے متعلق جنرل کونسل اور اس کے بعد کی کارروائی محترم خواجہ نذیر احمد صاحب کے قلم سے دوسری جگہ درج ہے، الحمد للہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق سب کے مل کر کام کرنے کی صورت پیدا ہو گئی۔

جلسہ سالانہ

— مرکز میں جلسہ سالانہ کی تیاریاں پوری سرگرمی سے ہو رہی ہیں افسر جلسہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مقرر ہوئے ہیں اور ان کے اسسٹنٹ چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ہیں۔

— مہتمم صاحب جلسہ سالانہ لکھتے ہیں کہ جن دوستوں کو جلسہ میں لیکچروں کے لئے لکھا گیا ہے وہ مہربانی فرما کر جلد جواب سے ممنون فرمائیں اور اپنی تقریر کا موضوع بھی لکھیں تاکہ پروگرام مرتب کیا جا سکے۔

— قبل ازیں جلسہ کے موقع پر جنرل کونسل کے انعقاد کی تاریخ ۲۵ر دسمبر مقرر کی گئی تھی، لیکن اب فیصلہ ہوا ہے کہ ۲۴ر دسمبر کو بوقت سات بجے شام جنرل کونسل منعقد ہو گی۔

سانحۂ ارتحال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس سے پڑھی جائے گی کہ ہمارے محترم دوست بشارت احمد صاحب بقا کے والد ماجد میاں محمد اسمٰعیل صاحب الخلیفہ و موٹر میکینیکل راولپنڈی ایک طویل علالت کے بعد ۲۸ر نومبر کو فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک متقی اور حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام میں سے تھے، ہمیں اس صدمہ میں بقا صاحب اور ان کے دوسرے بھائیوں شریف احمد صاحب نذیر احمد صاحب ممتاز احمد صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھنے کی احباب سے استدعا ہے۔

درخواست دعا

حیدرآباد دکن سے سید ولی الدین احمد لکھتے ہیں کہ محترم [illegible]

بنام پیغام صلح مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۷۹

نعیمیہ پریس بیرون مری گیٹ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

ٹیلیفون نمبر ۳۷۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم شنبہ مورخہ ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۴ھ - ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۵۴ء | نمبر ۸۰

اسلام میں صدقہ و خیرات

ارشادات نبوی صلعم

حاجتمند کی سفارش کا اجر

عن ابی موسیٰ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاءہ السائل او طلبت الیہ حاجۃ قال اشفعوا تؤجروا ویقضی اللہ علیٰ لسان نبیہ ماشاء۔

ابو موسیٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب سائل آتا یا کوئی شخص آپ سے حاجت بیان کرتا تو فرماتے سفارش کرو تمہیں اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

نوٹ از فضل الباری:۔ گویا مطلق سفارش پر بھی اجر ہے ایک شخص کی حاجت برآری نہیں کر سکتے تو اس کی سفارش ہی کر دو۔

خیرات سے نہ روکو نہ گنتے رہو:

عن اسماء قالت قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا توکی فیوکی علیکِ وفی روایۃ لا تحصی فیحصی اللہ علیکِ۔

اسماء سے روایت ہے کہا مجھ سے نبی صلعم نے فرمایا مت روک ورنہ تجھ سے بھی روک دیا جائے گا، اور ایک روایت میں ہے گن گن کر نہ دے ورنہ اللہ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔

نوٹ از فضل الباری:۔ ایکاء مشک کا منہ باندھنا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم خیرات کو روکو تو اللہ تعالیٰ رزق تم پر روک دے گا آج واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ جن قوموں نے خیرات کو روکا ہے وہ افلاس کی حالت کو پہنچ گئی ہیں اور دوسری روایت میں جو لفظ تحصی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ خیرات کرنے میں انسان یہ شمار نہ کرتا رہے کہ کل میں نے ایک پیسہ دیا تھا آج اور کیوں دوں اللہ تعالیٰ بھی انسان کو بلا حساب ہی دیتا ہے اس کا گن کر دینا اس پر تنگی کرنے کے مرادف ہے۔

کافر کی نیکی کا اجر:

عن حکیم بن حزام قال قلت یا رسول اللہ ارایت اشیاء کنت اتحنث بھا فی الجاھلیۃ من صدقۃ او عتاقۃ وصلۃ رحم فھل فیھا

حکیم بن حزام سے روایت ہے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمایئے جن کاموں سے میں نے جاہلیت میں عبادت کی ہے جیسے صدقہ اور غلام آزاد کرنا اور صلہ رحمی ان میں کوئی اجر ہے؟

باقی کالم نمبر ۲ کے نیچے

ہم بصیرت تام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے، مگر اس کی حقیقت سے بیخبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے، اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ جو لوگ یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرت صلعم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہیئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی ان کو نہیں ہے۔ باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہم کو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں۔ اور ان پر کیا افسوس کروں۔ اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو مجھ میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں، اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم میں کونسی بات اسلام کے خلاف ہے۔ ہم لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ ان کے تمام اعمال، اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں، بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں، لیکن ان میں یہ باتیں کہاں ہیں؟ (ملفوظات احمدیہ (منظور الٰہی) صفحہ ۱۵۳)

من اجر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلمت علیٰ ما سلف من خیر۔

نبی صلعم نے فرمایا اسی بھلائی (کی قبولیت) پر جو پہلے ہو چکی ہے تو مسلمان ہوا ہے۔

نوٹ از فضل الباری:۔ بعض علماء نے کافر کی نیکی پر اجر کا انکار کیا ہے۔ مگر قرآن کریم نے صراحتہً ہر نیکی کا اجر ہونا بطور اصول تسلیم کیا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ اس ساری سورت میں صاف طور پر سب انسانوں کا ذکر ہے صرف مسلمانوں کا نہیں .... ادھر یہ حدیث بتاتی ہے کہ کافر کی بھی نیکی لکھی جاتی ہے اور اسے اس پر اجر ملتا ہے۔ جس طرح پر یہ نہیں ہوتا کہ مسلمان کی بدی پر اسے سزا نہ ملے۔ اسی طرح پر یہ نہیں ہوتا کہ کافر کی نیکی پر اسے اجر نہ ملے۔

ہمارا قومی اتحاد

کام کرنے کا نیا موقعہ

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہماری [illegible] دعاؤں اور بار بار کی التجاؤں کو سن لیا جو احمدی قوم کے ایک ایک فرد کے دل سے [illegible] اور ہر شخص دل سے متمنی تھا کہ ہماری قوم کا قدم افتراق و انشقاق کی بجائے اتحاد و اتفاق کی طرف لوٹ آئے آج اللہ کے فضل سے ہماری یہ دعائیں اور تمنائیں بر آئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں پھر اتحاد و اتفاق کی منزل پر لا کھڑا کیا، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ احمدی قوم اس پر جس قدر خوشی مسرت کا اظہار کرے، اللہ تعالیٰ کے حضور [illegible] سجدات شکر بجا لائے [illegible]

وکنتم علیٰ شفا حفرة من النار فانقذکم منھا۔ واقعی ہم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے اور قریب تھا کہ اس میں گر کر بھسم ہو جائیں اگر اللہ تعالیٰ ہمارا ہاتھ نہ پکڑتا اور ہمارا قدم افتراق اور آگے بڑھ جاتا تو اس جماعت کی تباہی یقینی تھی، دشمنوں کی نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں کہ کس وقت یہ جماعت ختم ہو، لیکن یہ [illegible] اللہ کی جماعت ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قائم کی گئی ہے، خدا تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کرنے والوں کو [illegible] نہیں کرتا [illegible] ماموِر الٰہی کی یہ وصیت ہے کہ میرے بعد سب مل کر کام کرو۔ یہ وصیت آج بھی جبکہ ہمارے قدم افتراق کی طرف اٹھ رہے تھے ہر احمدی کے پیش نظر تھی اور سب کی یہ دلی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ افتراق دور ہو جائے اور ہم سب مل کر پھر خدمت دین میں لگ جائیں، اسی لئے ہماری انجمن نے یہ پسند کیا کہ اپنے بھائیوں کی خواہش کے مطابق ایک نئی معتمدین بنائی جائے جس پر ساری قوم کا اعتماد اور اتحاد ہو اگرچہ اس میں کئی ایک مشکلات [illegible] تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان سب کو دور کر دیا اور خود سابقہ مجلس معتمدین کے ممبران نے باہمی اتحاد کی خاطر نئی مجلس کا بننا منظور کر لیا، یہ کام کس طرح ہوا اور کس کو امید تھی کہ ایسا ہو سکے گا، جو ریزولیوشن ہمارے بھائیوں نے اپنی کنونشن میں پاس کیا یہ ظاہر ہے کہ انہیں اس کی کامیابی کی قطعاً امید نہ تھی، لیکن خدا کے کام عجیب ہیں انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون

جس کام کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور

ہوتا ہے وہی کام خدائی یہی تو ہے

جس چیز کے متعلق سمجھا جاتا کہ وہ اتحاد کا موجب نہ ہو سکے گی، وہی باعث اتحاد بن گئی، اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی اور کیا ہو سکتی ہے کیا اس سے صاف ثابت نہیں کہ اس جماعت پر اللہ تعالیٰ کا خاص ہاتھ ہے؟ اس سے پہلے بیرونی دشمنوں نے اس جماعت کو تباہ کرنے کے لئے وہ زور لگایا اور ایسے زبردست سامان مہیا کئے، کہ اگر وہ کامیاب ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ کا زبردست ہاتھ اس کی حفاظت کے لئے نہ اٹھتا تو اس کا نام و نشان کبھی کا مٹ گیا ہوتا۔ لیکن اندرونی اختلافات بیرونی دشمنوں سے بہت بڑھ کر نقصان رساں ہوا کرتے ہیں، اور شاید تاریخ میں اس کی مثال بہت ہی کم مل سکے گی کہ کسی جماعت کا اندرونی اختلاف مٹنے کی کوئی صورت کبھی پیدا ہوئی ہو یہ اللہ تعالیٰ کے خاص افضال ہی کا نتیجہ ہے کہ اس نے اندرونی خلفشار سے بھی ہمیں بچا لیا۔

اس موقعہ پر ہم اس دلی درد کا ذکر بھی ضروری سمجھتے ہیں جو ہمارے واجب الاحترام امیر کے دل میں جماعت کے اتحاد و اتفاق کے لئے پایا جاتا تھا، انہوں نے بارہا خطبات میں اس طرف توجہ دلائی اور جماعت کے اتحاد کو سب چیزوں پر مقدم قرار دیا یہاں تک کہ دوران اختلاف میں جو سخت کلمات انہیں اپنے دوستوں سے سننے پڑے ان کو بھی معاف کر دیا اور سب دوستوں کو اتفاق و اتحاد کی تلقین کی آپ پرائیوٹ مجالس میں بھی اس بات پر زور دیتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح اتحاد کی صورت پیدا کی جائے، معتمدین کے اجلاسوں میں بھی یہی تلقین کی کہ ہر قیمت پر اتحاد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور پھر سب سے آخر جب معتمدین کے مقرر کردہ نمائندے مجوزہ طریق مصالحت پر عملدرآمد کے لئے جا رہے تھے، تو جیسا کہ محترم خواجہ نذیر احمد صاحب کے بیان سے (جو گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکا ہے) ظاہر ہے آپ نے صاف اور کھلے لفظوں میں انہیں یہ ہدایت کی کہ:۔

"آپ ایک نیک کام کے لئے جا رہے ہیں، میری دعا آپ کے ساتھ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو [illegible] ہوں، ہم سب [illegible] خدا کو [illegible] قربانی کرنی پڑے اس سے دریغ نہ کریں کیونکہ [illegible] ضروری ہے اور میرا رہنا یا نہ رہنا ضروری نہیں، [illegible] میرے ان خیالات کو نہ بھولئے گا۔"

[illegible] اخلاص اور اسی ہدایت، تلقین اور پرسوز دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری [illegible] آج پھر ہم اتحاد و اتفاق سے ہمکنار [illegible]

[illegible] ہے کہ اس نعمت الٰہی کا شکر ادا کریں اور صفائی کی قدر کرتے ہوئے سب مل کر اس کام میں لگ جائیں جو ماموِر الٰہی نے ہمارے سپرد کیا ہے ہمارا سالانہ اجتماع بالکل قریب ہے، اس موقعہ پر ہمیں پہلے سے بہت بڑھ کر محبت و اخوت اور اتحاد و اتفاق کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے، اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کرنی چاہئیں اور جن اصحاب نے اختلافات کے پیش نظر [illegible] بلکہ زیادہ تو اس سے اپنے چندے روک رکھے [illegible] اتفاق ہی اس قدر پر تمام سابقہ چندے ادا کر کے اپنی محبت دینی کا ثبوت دیں، اب پہلے سے زیادہ ہماری قوم پر آزمائش کا وقت ہے، اس وقت دنیا مذہب اور روحانیت کے لئے [illegible] اور یورپ اور امریکہ مادی اقدار سے مایوس ہو کر روحانی اقدار سے مستفید ہونے کا [illegible] ہیں، اس مطالبہ کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے، امام وقت نے یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے اور [illegible] کی غرض و غایت یہی بتائی ہے کہ

"یورپ و امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں"

یہ آج سے ساٹھ سال پہلے کی بات ہے جبکہ کوئی شخص یہ باور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یورپ و امریکہ اسلام قبول کرنے کے لئے کبھی تیار ہو سکتے ہیں لیکن ہم نے اس ساٹھ سال کے عرصہ میں تجربہ کر کے دیکھ لیا اور یورپ و امریکہ میں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو پیش کر کے اپنے پیارے امام کی کہی ہوئی بات کی صداقت کو معلوم کر لیا اور ہماری حقیر سی کوششوں کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر نوازا کہ کئی بڑے بڑے لوگوں نے اسلام قبول کر کے ثابت کر دیا کہ ان دونوں براعظموں میں اسلام کا [illegible] زیادہ مستعدی اور زیادہ وسیع سامانوں کے ساتھ پہنچنے کی ضرورت ہے۔

پس اب وقت ہے کہ ہم سب اس موقعہ پر جمع ہوں، امام وقت کی ہدایت کے مطابق سب مل کر بیٹھیں اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ ایسی تجاویز سوچیں، جو یورپ و امریکہ میں اسلام کا علم بلند کرنے اور مادیت پر روحانیت کو غالب کرنے کا موجب ہو، دنیا اس وقت طرح طرح کی مادی مشکلات کی وجہ سے کراہ رہی ہے، یہ مشکلات دور نہیں ہو سکتیں جب تک اسلام کا روحانی اثر غالب نہ ہو، اس غلبہ کے لئے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے، خدا نے ہمیں اب پھر موقعہ دیا ہے کہ سب مل کر اس فرض کو بجا لائیں، اس موقعہ سے اگر ہم نے فائدہ اٹھایا تو کامیابی اور نصرت الٰہی ہمارے ساتھ ہے، اور اگر اب بھی ہم نے غفلت اور ناشکری کا اظہار کیا تو یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم کا وعید ہماری بدقسمتی اور محرومی کا موجب ہوگا۔

ضروری تصحیح

"پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعت (مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۵۵ء) کے صفحہ اول پر مجلس معتمدین کا جو ریزولیوشن [illegible] شائع ہوا تھا اس کی ایک شق سہو کتابت سے یوں لکھی گئی ہے:۔

"موجودہ مجلس منتظمہ کا وجود نئی تنظیم کے انتخاب پر ختم ہوگا، نئی منتظمہ کا انتخاب نئی معتمدین کی تشکیل کے فوراً بعد ہو سکے گا"

درحقیقت یہ شق اس طرح پاس ہوئی تھی:۔

"موجودہ مجلس منتظمہ کا وجود نئی منتظمہ کے انتخاب پر ختم متصور ہوگا نئی منتظمہ کا انتخاب نئی معتمدین کی تشکیل کے فوراً بعد ہو سکے گا"

اس ریزولیوشن کی جو نقل کنونشن منعقدہ ۲۴ رمال روڈ لاہور کو بھیجی گئی تھی وہ بالکل درست اور اصل کے مطابق تھی۔

دوسری غلطی جو اسی پرچہ کے صفحہ ۳ کالم ۲ میں ہوئی اس میں پانچ ممبران بورڈ کے دستخطوں میں میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی" کے بجائے غلطی سے "میاں نصیر احمد صاحب فاروقی" کا نام لکھا گیا قارئین کرام ہر دو غلطیوں کی اصلاح فرمالیں۔

امین الامت

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

{مرتضیٰ خان حسن}

نام

عامر نام - ابوعبیدہ کنیت - امین الامت لقب، اگرچہ والد کا نام عبداللہ تھا - مگر دادا کی طرف منسوب ہو کر ابن الجراح کہلاتے تھے -

اسلام

آپ السابقون الاولون میں سے تھے - اسلام سے پہلے آپ حضرت ابوبکر رضہ کے زیر تبلیغ تھے - چنانچہ آپ نے اسلام ابوبکر رضہ کی دعوت کا مرہون منت ہے (اصابہ)

ہجرت

آپ صاحب الہجرتین تھے، ایک مرتبہ حبشہ کی طرف اور دوسری دفعہ مدینہ کی طرف ہجرت کا شرف حاصل کیا، یہاں رسول اللہ صلعم نے سعد بن معاذ رضہ کے ساتھ بھائی چارہ کرا دیا -

غزوات

سب سے پہلے غزوۂ بدر میں شرکت فرمائی اس غزوہ میں آپ بہت بڑے امتحان میں ڈالے گئے جبکہ آپ کے والد عبداللہ مخالفین کی طرف سے ابوعبیدہ کو مارنے کے لئے پے در پے حملے کر رہے تھے، اور یہ ہر موقعہ پر طرح دے جاتے تھے - بالآخر عبداللہ کے حملوں نے بہت شدت اختیار کی - تو پھر لاچار آپ کو بھی تلوار اٹھانی پڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ ایک ہی وار میں کٹ کر ڈھیر ہو گیا - چنانچہ قرآن مجید نے آپ کی ان الفاظ میں تائید فرمائی :- لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الایۃ (سورۃ مجادلہ رکوع ۳) (اصابہ)

غزوہ احد میں رسول کریم صلعم کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور زرہ کی دو کڑیاں اس شدت سے گڑ گئیں کہ ابوعبیدہ رضہ نے جب انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا - تو آپ کے دو دانت شہید ہو گئے -

بیعت رضوان

سنہ ۶ھ میں بیعت رضوان میں شرکت فرمائی، اور عہدنامہ حدیبیہ پر دستخط کرنے والوں میں سے آپ بھی تھے، (ابن سعد)

ساحلی علاقہ کی مہم

ساحلی علاقہ کی مہم میں جس کے آپ سردار تھے مسلمانوں کو بہت بڑے ابتلا اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا درختوں کے پتے کھا کر دن گزارتے تھے - آخر اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کے وقت ان لوگوں کی دستگیری فرمائی یعنی ایک بہت بڑی مچھلی کنارے آ لگی جس کو ۳۰۰ افراد نے پندرہ روز تک کھایا - اس مچھلی کا نام عنبر تھا (بخاری)

ابوعبیدہ معلم کی حیثیت میں

سنہ ۹ھ میں اہل نجران کے ایک وفد نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر ایک معلم کی درخواست کی جو علاوہ تعلیم و تلقین کے مسند قضا کو بھی زینت بخشے - اس پر آنحضرت صلعم نے ابوعبیدہ رضہ کو فرمایا - جب آپ کھڑے ہوئے تو اہل نجران سے مخاطب ہو کر فرمایا - یہ اس وقت کا امین ہے اسے تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں - (بخاری)

حجۃ الوداع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سقیفہ میں خلافت کا جھگڑا پیدا ہو گیا - لیکن شیخین (ابوبکر رضہ و عمر رضہ) اور امین الامت کی کوشش سے یہ آتش تیز بہت جلد فرو ہو گئی - چنانچہ ابوعبیدہ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا - یا معشر الانصار انکم کنتم اول من نصر فلا تکونوا اول من غیر اے گروہ انصار تم نے سب سے پہلے (اسلام کی) نصرت فرمائی (ایسا نہ ہو) کہ تم ہی اس کی تخریب کا باعث ہو - اس موقعہ پر صدیق اکبر نے جہاں حضرت عمر رضہ کا نام خلافت کے لئے پیش کیا - وہاں ابوعبیدہ کو بھی اس منصب جلیلہ کے لئے پیش فرمایا - لیکن ان دونوں بزرگوں نے بڑھ کر سب سے پہلے ابوبکر رضہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی - اس کے بعد تمام مہاجرین و انصار بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور فتنہ و فساد کے سیاہ ابر افق اسلام سے چھٹ گئے -

شام کی سپہ سالاری

سنہ ۱۳ھ عہد صدیقی میں ملک شام میں مختلف اطراف سے لشکر کشی کا بہت بڑا اہتمام ہوا - ابوعبیدہ حمص پر، یزید بن ابی سفیان رضہ دمشق پر، شرحبیل رضہ اردن پر، عمرو بن العاص رضہ فلسطین پر مامور ہوئے - اور ان سب کو حکم ہوا کہ جب سب کے سب ایک جگہ میں مجتمع ہو جائیں، تو ابوعبیدہ رضہ سپہ سالار عام ہوں گے - سرحد عرب عبور کرنے کے بعد بہت بھاری رومی فوج کا سامنا ہوا - یہ دیکھ کر ابوعبیدہ رضہ نے تمام فوج کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا - دربار خلافت کے حکم سے خالد بن ولید رضہ جو عراق کی مہم پر مامور تھے لڑتے بھڑتے شامی فوج سے آ کر مل گئے - چنانچہ متحدہ فوج نے بصرے - فحل اور اجنادین فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کیا -

فتح دمشق

دوران محاصرہ میں حضرت ابوبکر رضہ کا انتقال ہو گیا - اور فاروق اعظم رضہ نے مسند خلافت کو زینت بخشی، محاصرہ نے جب طول کھینچا تو ایک دن خالد بن ولید رضہ اپنی بیدار مغزی اور بلند حوصلگی سے فصیل پھاند گئے اور شہر میں داخل ہو کر دروازے کھول دیئے - ادھر ابوعبیدہ رضہ اپنی فوج کو لئے تیار کھڑے تھے شہر میں گھس گئے - جس پر شہر والوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور صلح کر لی - (ابن اثیر)

معرکہ فحل

فحل میں رومیوں نے سفارت طلب کی اگرچہ معاذ بن جبل رضہ نے اس کام کو بخوبی سرانجام دینے کی کوشش کی مگر رومیوں کی ضد اور ہٹ سے سفارت بے نتیجہ رہی، اس پر حضرت ابوعبیدہ رضہ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور ہر ایک صف میں کھڑے ہو کر فرمایا :-

اللہ کے بندو صبر کرو تا کہ خدا سے مدد چاہو - خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے - تھوڑے سے مسلمان ابوعبیدہ رضہ کی قیادت میں اس بے جگری اور دانشمندی سے لڑے کہ رومیوں کی پچاس ہزار باقاعدہ فوج کو شکست فاش دیکر ضلع اردن کے تمام علاقے فتح کر لئے -

فتح حمص

بعد ازیں اسلامی فوج نے آگے بڑھ کر حمص، شیراز، حماۃ، معرۃ النعمان اور لاذقیہ فتح کئے -

یرموک کا فیصلہ کن معرکہ

پے در پے شکستوں سے کھسیانے ہو کر ہرقل شہنشاہ روم کی دعوت پر تمام افراد سے ٹڈی دل فوج جمع ہو گئی - ابوعبیدہ رضہ کو علم ہوا تو اپنے ماتحت افسروں کو جمع کر کے ایک زوردار خطبہ پڑھا اور اس مہیب سیلاب کی روک تھام کے لئے مشورہ طلب کیا، یزید بن سفیان رضہ نے کہا - میری رائے یہ ہے کہ عورتوں اور بچوں کو لاذقیہ میں چھوڑ کر ہم لوگ مقابلہ کے لئے نکلیں، اس کے ساتھ ہی خالد رضہ اور عمرو بن العاص رضہ کو لکھا جائے کہ دمشق اور فلسطین سے چل کر مدد کو آئیں - شرحبیل بن حسنہ نے کہا مشورہ مخلصانہ ہے - مگر ہم اپنی عورتوں اور بچوں کو عیسائیوں کی تحویل میں نہیں چھوڑ سکتے - ابوعبیدہ رضہ نے فرمایا کیا پھر عیسائیوں کو شہر بدر کر دینا چاہیئے - شرحبیل نے کہا اے امیر یہ صریحاً نقض عہد ہو گا جس کا آپ کو ہرگز حق نہیں - ابوعبیدہ نے اس بات پر اتفاق کیا اور یہ قرار پایا - کہ مفتوحہ ممالک چھوڑ کر تمام فوجیں دمشق میں جمع ہوں - اس قرارداد کے بعد لاکھوں کی رقم جو بطور جزیہ ان ممالک کے باشندوں سے لی گئی تھی واپس کر دی گئی - کہا گیا کہ تمہاری حفاظت کا معاوضہ تھا - لیکن سردست ہم اس سے عاجز ہیں لہذا ہمیں اس رقم سے مستفید ہونے کا کوئی حق نہیں، عیسائیوں پر اس حق پسندی اور انصاف کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے تھے، اور جوش عقیدت سے کہے جاتے تھے - کہ خدا تم کو پھر واپس لائے"

الغرض میدان یرموک میں جنگ شروع ہوئی اگرچہ مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار کے قریب تھی، تاہم افسران

فوج کی دانشمندی اور سپاہیوں کی عالی ہمتی سے میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اس جنگ میں ۸۰ ہزار آدمی مارے گئے، اور کم و بیش تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

بیت المقدس

چونکہ بیت المقدس کو عمرو بن العاص نے ایک عرصہ سے محاصرہ میں لیا ہوا تھا اور ادھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی شریک محاصرہ ہو گئے تھے۔ شہریوں نے تنگ آ کر صلح کی درخواست کی اور عرض کیا۔ کہ امیر المومنین خود یہاں آ کر اپنے ہاتھ سے معاہدہ صلح لکھیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ پہنچکر صلح نامہ مرتب کیا۔ جس پر سب کے دستخط ہو گئے، اور بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

اخلاق و عادات

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت خداترس، متبع سنت متقی، زاہد، متواضع اور مساوات کے حامی تھے۔ خوف خدا کا یہ حال تھا۔ کہ معمولی واقعات انہیں متاثر کر دیتے تھے ایک روز ایک شخص ان کے ہاں آیا۔ دیکھا تو زار و نزار رو رہے ہیں۔ سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلعم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ ابو عبیدہ! فتوحات اور تمول کا زمانہ اگر پائے تو تمہارے لئے صرف تین خادم کافی ہوں گے۔ ایک تمہاری ذات کے لئے ایک تمہارے اہل و عیال کے لئے اور ایک سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے اسی طرح سواری کے تین جانور کافی ہیں۔ ایک تمہارے لئے ایک خادم کے لئے اور ایک اسباب و سامان کے لئے۔ لیکن اب دیکھتا ہوں تو میرا گھر خادموں اور اصطبل گھوڑوں سے بھرا ہوا ہے، آہ! میں رسول اللہ صلعم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

(مسند)

مساوات کا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان سپاہی نے غنیم کے ایک سپاہی کو پناہ دی، خالد بن ولید اور عمرو بن عاص نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن سپہ سالار اعظم ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کو پناہ دیتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ ایک مسلمان سب کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے (مسند)

وفات

۱۸ھ میں تمام ممالک مفتوحہ طاعون میں مبتلا ہو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت تک شام میں تھے مراجعت کے لئے منادی کرائی۔ اس پر ابو عبیدہؓ نے کہا افرارا من قدر اللہ یعنی تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ کاش تمہارے سوا کوئی دوسرا یہ جملہ کہتا ہاں تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگ رہا ہوں،

الغرض جابیہ پہنچکر حضرت ابو عبیدہؓ نے بھی اسی مرض میں مبتلا ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

گفت شان و فعل شان و ذکر شان
جملہ جان مطلق آمدے نشان

ترجمہ: صلحا کا قول و فعل اور ذکر سب کے سب (اپنی لطافت کے لحاظ سے) مطلق جان ہیں۔ جن کا (ظاہری اشیاء کی طرح) نشان نہیں۔

ازدواجی قوانین پر نظرثانی کا مطالبہ

کراچی ۹ر دسمبر۔ انجمن خواتین پاکستان نے خواتین کو معاشرہ میں صحیح حیثیت دلانے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی ہے اس کی سیکرٹری بیگم ازرجی احمد نے آج ایک بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ ازدواجی رسم و رواج اور قوانین پر اس طرح سے نظرثانی کی جائے کہ عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حقوق حاصل ہو سکیں۔

آپ نے کہا ہے کہ پاکستان میں جو ازدواجی رسوم و قوانین مروج ہیں، وہ اسلامی تعلیمات اور تہذیب یافتہ ملکوں کے رسم و رواج کے منافی ہیں۔ ہمارے ملک کے قوانین عورتوں کی حق تلفی کے آئینہ دار ہیں، عورتوں کو زندگی کے مختلف شعبوں میں مردوں کے دوش بدوش کام کرنے کا موقعہ دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ موجودہ ازدواجی قوانین کی اصلاح کی جائے۔

آپ نے اس سلسلے میں بیگم سلمیٰ تصدق کے مجوزہ بل کی طرف بھی اشارہ کیا۔ اس میں مردوں کے لئے تعدد ازدواج پر پابندی لگانے کی سفارش کی گئی ہے۔ آپ نے کہا مردوں کو صرف اسی صورت میں دوسری شادی کی اجازت دینی چاہیئے جب بیوی ذہنی عارضہ کا شکار ہو یا کسی سماج دشمن مرض میں مبتلا ہو۔ اس کے سوا کسی صورت میں بھی مردوں کو دوسری شادی کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے خوشحال حیثیت یا کسی اور بنا پر شادی کی اجازت کی صورت میں مرد اس رعایت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کا نتیجہ بچوں کو یہ پڑتا ہے جو عمر بھر کے لئے ذہنی امراض کا شکار رہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنے والد سے بدسلوکی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

بیگم احمد نے تجویز پیش کی کہ عدالتوں میں شادی اور طلاق کی رجسٹریشن کی جائے اور ۱۶ سال سے کم عمر لڑکی اور ۱۸ سال سے کم عمر لڑکے کے لئے شادی کرنا ممنوع قرار دیا جائے۔

امریکی آئین اور اسلامی نظریات

کراچی ۹ر دسمبر۔ پاکستان کی وزارت اطلاعات و نشریات کے سیکرٹری مسٹر ایم بی احمد نے آج ایک پریس کانفرنس میں یہ خیال ظاہر کیا کہ امریکی طرز کا آئین اسلامی روایات و نظریات سے بہت قریب ہے اور دوسرے آئینوں کے مقابلے میں یہ آئین پاکستان کی ضروریات و مقتضیات کو بہتر طور پر پورا کر سکتا ہے۔

آپ نے کہا۔ بعض اخبارات نے وزیر داخلہ کے ایک حالیہ اعلان سے غلط مطلب اخذ کیا ہے۔ انہوں نے محدود جمہوریت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ لیکن اخبارات نے اس کی وضاحت مختلف طریقے سے کی۔ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ جمہوریت کے نظریہ کو مقامی حالات اور رجحانات کو پیش نظر رکھ کر اپنایا جائے گا۔ یہ طریق کار ہر جمہوری ملک میں مروج ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ امریکہ میں عوام کو صدر منتخب کرنے کا آزادانہ موقعہ دیا جاتا ہے۔ لیکن انتخاب کے بعد صدر کو ملک پر حکومت کا مکمل اختیار ہوتا ہے۔ اور چار سال کے عرصہ کے لئے وہ اور اس کی کابینہ اپنی صوابدید کے مطابق ملک کا نظام حکومت چلاتے ہیں۔ ایوان نمائندگان اور سینٹ صدر کو مشورہ دے سکتے ہیں لیکن وہ اور ان کی کابینہ ان دونوں ایوانوں کے روبرو جوابدہ نہیں۔ اسی طرح برطانیہ میں وزیر اعظم کو اپنے عہد اقتدار کے لئے کلی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ امریکہ کا آئین اسلامی نظریات اور روایات سے بہت قریب ہے۔ اسلام میں خلیفہ کو بھی اس قسم کے اختیارات حاصل ہیں، مجلس اکابر انہیں مشورہ دیتی ہے۔ لیکن خلیفہ منتخب ہونے کے بعد امیر المومنین اس کے سامنے جوابدہ نہیں ہوتے۔

مسٹر احمد نے مذہب اور سیاست کے متعلق میجر جنرل سکندر مرزا کے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اس سے مذہب کی مخالفت مقصود نہیں تھی۔ وزیر اعظم محمد علی بھی وضاحت کر چکے ہیں۔ کہ آئین کی اسلامی روح کو بہر صورت برقرار رکھا جائے گا۔

آپ نے ایک یونٹ کے سلسلے میں اخبارات کے تعاون پر اظہار تشکر کیا اور امید ظاہر کی کہ وہ آئندہ بھی حکومت کی تعمیری سرگرمیوں کے سلسلہ میں دست تعاون بڑھائیں گے مسٹر احمد نے غیر ملکی شخصیتوں کے بارے میں پاکستانی پریس کے پر وقار لہجے پر اظہار اطمینان کیا۔

قرآن کریم کے ریکارڈ

بغداد ۹ر دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ عراق کے ایک لکھ پتی تاجر اور مصر کے مشہور قاری شیخ عبدالفتاح کے مابین قرآن کریم کے ریکارڈ بھروانے کے بارہ میں بات چیت ہو رہی ہے یہ اپنی نوعیت کا پہلا کام ہوگا اور اس پر بارہ ہزار دینار لاگت آئے گی۔ عراقی تاجر یہ ریکارڈ ساری دنیائے اسلام میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں،

پیغام صلح مورخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸ شمارہ نمبر ۵۰

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۸   تار کا پتہ: پیغامِ صلح لاہور   فون نمبر ۳۷۴۲

جلد ۴۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ - ۱۵ دسمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۸۱

نغمۂ صُلح

کس قدر ہیں باعثِ تسکینِ دل تسکینِ جاں
نغمۂ صلح و محبت کی ترنم ریزیاں
روح بھی ہے وجد میں اور جسم بھی ہے وجد میں
شکر ایزد مٹ گئے رنج و الم کے سب نشاں
تہنیت کے زمزموں سے اب فضا معمور ہے
گلشنِ ملت بنا ہے گوشۂ باغِ جناں
آج سب چہروں پہ آثارِ مسرت ہیں عیاں
پا لیا ہے ہم نے گویا ایک گنجِ شائیگاں
آج اس کے حکم پر پھر گردنیں خم ہو گئیں
"ایک ہو جاؤ" یہ تھا ارشادِ مہدیِ زماں
دیکھ کر خوش ہو رہی ہے اس کی روح پُرفتوح
قوم میں صلح و محبت، آشتی، امن و اماں
سب کے دل میں ولولہ ہے اتحادِ قوم کا
جذبۂ وحدت سے ہیں سرشار سب خورد و کلاں
رل گئے آپس میں جو بچھڑے ہوئے مدت سے تھے
ہو رہی ہیں دوستوں میں آج ہم آغوشیاں
حق تعالیٰ نے دعا سن لی امیرِ قوم کی
جاذبِ لطفِ خدا ثابت ہوئی وہ بے گماں
منسلک سلکِ اخوت میں ہوئے پھر آج ہم
ہم پہ پھر نازل ہوئے افضالِ ربِّ دو جہاں
پھر ہمارے گلستاں میں آ گئی فصلِ بہار
پھر لگی چلنے نسیمِ رحمتِ پروردگار

حسن

تمام احباب و خواتین جلسہ سالانہ میں شریک ہوں

اور خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کرکے بھجوائیں

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشادِ گرامی

احبابِ کرام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدائے بزرگ و برتر نے ہماری جماعت پر اپنا فضل نازل فرمایا اور اس میں مصالحت پیدا کر دی - ہم اس کے حضور میں بعجز و نیاز سجداتِ شکر بجا لاتے ہیں اور اس کی جناب میں تضرع کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری جماعت کو خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرنے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے - اور ہم اس کے دین کی اشاعت کے لئے مستعدی اور گرمجوشی سے کام لیں اور ہمہ تن ایثار ہو جائیں جلسہ سالانہ بہت قریب آ گیا ہے اس میں شریک ہو کر اجتماعی زندگی کا سبق سیکھیں اور اپنے امام ہمام کی روایات کو تازہ کریں - ملکر عبادت کریں، دعائیں کریں اور سررشتہ اخوت کو مضبوط تر بنائیں - تا کہ خدا ہم پر اپنی برکات نازل فرمائے -

ہر ایک وہ شخص جو سلسلہ عالیہ میں شامل ہونے کا فخر رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ اخلاص کے ساتھ اس جلسہ کے فوائد سے متمتع ہونے کا مصمم ارادہ کرلے - نیز اپنے عزیز و اقارب اور اپنے دوستوں کو اس جلسہ میں شریک ہونے کی تلقین کرے - ہر ایک شخص جو اس جلسہ کی رونق بڑھانے کے لئے سعی کرے گا یقین کرے کہ وہ اجر کا مستحق ہوگا - اور خدا تعالیٰ اس کی مشکلات کو دور کرے گا اور اسکو بامراد کرے گا -

قوم کی خواتین کے لئے لازم ہے کہ وہ سفر اور موسم کی صعوبت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے خصوصی سعی کریں - اس سال خواتین کو دستکاری کرنے کا بہت کم موقعہ ملا ہے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے تمام جماعتوں کے سکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان اپنی اپنی جماعت کے گھروں میں پہنچکر دستکاری کے بجائے تھوڑی تھوڑی رقوم وصول کریں تا کہ ان کا جذبۂ ایثار و قربانی زندہ رہے - ہر ایک جماعت کے سیکرٹری صاحب اپنی اس کارگذاری کی رپورٹ میرے پاس اور جمع کردہ رقم محاسب صاحب کے پاس بھیجدیں -

میں جانتا ہوں کہ احباب کراچی و کوئٹہ کے سامنے سفر اور اخراجات کی مشکلات ہیں، تاہم اس جلسہ کی اہمیت متقاضی ہے کہ ان مقامات سے چند جواں ہمت مردانِ خدا مشکلات کو برداشت کرکے بھی شریک جلسہ ہوں، علاوہ ازیں میاں نصیر احمد صاحب و امجد خان صاحب و شیخ عبد الحق صاحب کراچی کی تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم فراہم کریں اور کوئٹہ کی خواتین سے غوری صاحب و میجر سعید احمد صاحب و ڈاکٹر عبد الحی صاحب یہ رقوم جمع کریں - اور اس ضروری نیکی کے کام کو سرانجام دینے میں سستی اور غفلت کو اپنے نزدیک نہ آنے دیں -

★ ڈاوڑ سے خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور مانسہرہ و ایبٹ آباد سے خان بہادر غلام ربانی خانصاحب و قاضی عبد الرشید صاحب خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں اور ان مقامات کی جماعتوں کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنیکی تاکید کریں -

★ علاقہ آزاد کشمیر سے ذیل کے اصحاب خود بھی آئیں اور علاقہ کی خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں، چوہدری عطاالٰہی صاحب، کرنل عبد العزیز صاحب اور ان کی اولاد، چوہدری عبد الحق صاحب، چوہدری احسان الحق صاحب، ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب اور ان کی اولاد پروفیسر مستاد حمید صاحب، ڈاکٹر نظیر الاسلام صاحب

..... اور عبدالحی صاحب، ٹھیکیدار محمد الدین صاحب، چوہدری فضل حق صاحب،

★ سنبھانہ سے بادشاہ صاحب اور شاہجہان صاحب، ہزارہ سے شیخ عبدالحق صاحب، مولوی محمد الرحمن صاحب، سید بہادر شاہ صاحب خود بھی شریک جلسہ ہوں اور خواتین سے دستکاری کی رقوم بھی وصول کریں۔ اس کار خیر کے لئے شیخ محمد عبداللہ صاحب وکیل کے گھر بھی پہنچیں۔

★ پشاور و سرحدی علاقہ سے ڈاکٹر میجر مختار احمد صاحب، مولوی عبدالباقی صاحب صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب و صاحبزادہ عبدالرب صاحب، میاں محمد زمان صاحب گل رحمان صاحب، کندل خان صاحب، محمود صاحب، پروفیسر محمد فاضل صاحب، پروفیسر عزیز احمد صاحب۔ غلام محبوب صاحب ایم ایس سی۔ عبدالصمد خان صاحب آف زیدہ۔ خان عبدالعزیز خان صاحب آف زیدہ، انسپکٹر گل ملوک صاحب، ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب، ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب و شیخ اللہ بخش صاحب، عبدالحی و عبداللہ جان صاحب اور شیخ محمدی کے احباب۔ یہ تمام دوست خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں اور سعی کریں کہ تمام دوست جلسہ میں شمولیت کریں۔

★ راولپنڈی سے انکم ٹیکس کمشنر چوہدری غلام باری صاحب، ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب، ماسٹر محمد عبداللہ صاحب، بابو شکر الدین صاحب، بابو فخر الدین صاحب و بشارت احمد صاحب کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ تمام احباب راولپنڈی کو جلسہ میں شریک ہونے کی تحریک کریں اور تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم حاصل کریں۔

★ واہ کے بشیر احمد صاحب اور ان کے برادران ضرور شریک جلسہ ہوں، کپتان عزیز احمد صاحب اور رانا عبدالکریم خان صاحب بھی ضرور بالضرور اس جلسہ کی رونق کا باعث بنیں۔

★ جہلم کے مستری یعقوب علی صاحب حکیم عبدالعزیز صاحب، شیخ محمد عاشق صاحب، بابو عبدالرحمٰن صاحب، بابو عبدالمنان صاحب، عبدالمالک صاحب، سیٹھ سعادت صاحب بابو امام الدین صاحب تمام احباب جہلم کو جلسہ میں شریک ہونے کے لئے تاکید کریں اور تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں۔

★ ضلع و شہر گجرات سے حافظ محمد حسن صاحب چیمہ و چوہدری فتح محمد صاحب عزیز و پروفیسر ---- حبیب الرحمٰن صاحب، چوہدری اللہ دتا صاحب و چوہدری صلاح الدین صاحب و چوہدری فضل داد صاحب۔ انجنیئر غلام سرور صاحب و مولوی عبدالرؤف صاحب جماعت کو جلسہ میں شریک ہونے کے لئے تاکید کریں اور تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں۔

★ وزیر آباد سے شیخ نیاز احمد صاحب ضرور اپنی تشریف آوری سے اس جلسہ کو رونق بخشیں اور ان کے فرزندان ارجمند شیخ عزیز احمد صاحب و شیخ نثار احمد صاحب اور ان کے گھر کی خواتین بھی شریک جلسہ ہوں۔ ڈاکٹر قریشی صاحب و بیگم ڈاکٹر قریشی صاحب۔ شیخ عبیداللہ صاحب و شیخ عنایت اللہ صاحب و مولوی اللہ دتہ صاحب و قاضی محمد رمضان صاحب تمام جماعت کو شریک جلسہ ہونے کے لئے تاکید کریں اور خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں۔

★ سیالکوٹ سے خواجہ محمد اشرف صاحب و سراج الدین صاحب ذکی و شیخ محمد عبداللہ صاحب تمام سیالکوٹ شہر کو تاکید کریں کہ وہ اس جلسہ میں شامل ہوں اور تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں۔

★ سیالکوٹ چھاؤنی سے شیخ انعام اللہ صاحب و شیخ حفیظ اللہ صاحب و عبیداللہ صاحب و شیخ عبداللہ صاحب و شیخ عبدالحمید صاحب و شیخ عبدالرشید صاحب و شیخ عبدالقیوم صاحب و شیخ غلام اللہ صاحب و شیخ برکت اللہ صاحب و شیخ عظمت اللہ صاحب سب کے سب شریک جلسہ ہوں اور چھاؤنی کی تمام بہنیں تو کچھ خواتین کو ضرور اپنے ہمراہ لائیں اور تمام کی تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم حاصل کریں۔

★ لائل پور سے الحاج شیخ میاں محمد صاحب و شیخ اللہ بخش صاحب و شیخ میاں شریف احمد صاحب، و شیخ میاں عزیز احمد صاحب۔ شیخ میاں مولا بخش صاحب، شیخ چوہدری عزیز احمد صاحب و ڈاکٹر رفیق بیگ صاحب و مجسٹریٹ غلام ربانی صاحب ملک خدا بخش صاحب تمام کی تمام جماعت کو شریک جلسہ ہونے کے لئے تاکید کریں اور تمام کی تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم فراہم کریں۔

★ بدوملہی سے چوہدری سید احمد صاحب و چوہدری غضنفر علی صاحب، و شیخ اللہ بخش صاحب، چوہدری عبدالحق صاحب۔ ہیڈ ماسٹر رضی الدین صاحب و سیکنڈ ماسٹر عبدالحفیظ صاحب تمام جماعت کو جلسہ میں شامل ہونے کی تاکید کریں اور مضافات میں پہنچکر چوہدری محمد اکبر صاحب و چوہدری ثناء اللہ صاحب اور چوہدری اللہ دتہ صاحب مضافات کے ان حصص میں بھی پہنچیں جہاں ہمارے دوست رہتے ہیں اور تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم جمع کریں۔

★ اوکاڑہ سے حافظ محمد بخش صاحب جماعت کے تمام افراد کو جلسے میں شمولیت کرنے کی تاکید کریں اور خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں۔

★ ڈیرہ غازی خاں سے خان عبدالرؤف صاحب نیازی و سردار عبدالرحیم صاحب چانڈیہ اور ان کی اولاد و ملک عبدالکریم صاحب و پروفیسر خادم صاحب و پروفیسر سعد اختر صاحب خود بھی شریک جلسہ ہوں اور اپنے زیر اثر اشخاص کو بھی ساتھ لائیں، نیز تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں۔

★ ملتان سے شیخ میاں عطاء اللہ صاحب اور ان کی اولاد و شیخ میاں فضل الرحمان صاحب اور ان کی اولاد، شیخ میاں فاروق احمد صاحب و شیخ میاں مغیث احمد صاحب و خان عبدالعزیز خان صاحب اور ان کی اولاد، شیخ رحمت اللہ صاحب و شیخ محمد سعید صاحب جلسہ میں شریک ہوں اور تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم وصول کریں۔

★ خانپور سے شیخ میاں بشیر احمد صاحب اور ان کی اولاد۔ عبدالعزیز صاحب اور سید اسد حسین صاحب جلسہ میں شرکت کریں اور خواتین سے دستکاری کی رقوم حاصل کریں۔

★ بہاول نگر کے سجاد احمد صدیقی اور ان کے بھائی شامل جلسہ ہوں اور دستکاری کی رقوم فراہم کریں۔

★ منٹگمری سے ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ اور ان کی اولاد ضرور شریک جلسہ ہوں اور زیر اثر اشخاص سے جلسہ کے لئے چندہ بھی فراہم کریں۔

★ سرگودھا سے ڈاکٹر عبدالمجید صاحب و چوہدری احمد دین صاحب و شیخ میاں محمد انور صاحب و چوہدری محمد اکبر صاحب جماعت سرگودھا کو تاکید کریں کہ وہ شریک جلسہ ہوں اور سرگودھا کی تمام خواتین سے دستکاری کی رقوم فراہم کریں۔

★ لاہور چھاؤنی و شہر کے تمام احباب و خواتین شریک جلسہ ہوں۔ ڈاکٹر احمد حسن صاحب تمام گھروں میں پہنچکر دستکاری کی رقوم فراہم کریں، چوہدری امان اللہ صاحب و ناصر احمد صاحب شہر اور چھاؤنی کے تمام نوجوانوں کے پاس پہنچیں اور ان کو جلسہ میں شریک ہونے کی تاکید کریں اور ہر ایک نوجوان سے ایک روپیہ چندہ وصول کریں۔ چاہیئے کہ وہ اس کام کو تن دہی اور اخلاص سے سرانجام دیں۔

★ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے تمام افراد پر اپنی برکات نازل فرمائے اور ہر طرح کی توفیق ان کے شامل حال رہے۔ والسلام

صدر الدین

۱۲ دسمبر ۱۹۵۴ء

سہ روزہ پیغام صلح ـــــ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۴ء

مسیح کی آمد کا عقیدہ

طلوع اسلام (ماہ دسمبر ۱۹۵۴ء) میں یہ سوال پیش کرتے ہوئے کہ :۔

"کیا مرزا صاحب کی نبوت کی یہ دلیل نہیں کہ انہوں نے وفات مسیح جیسے اہم مسئلہ کو اس طرح واشگاف کیا جس میں مسلمان اتنی بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھے"

اس کا یہ جواب دیا گیا ہے :۔

"سوال یہ ہے کہ کیا وفات مسیح کے متعلق جو کچھ مرزا صاحب نے بتایا ہے وہ قرآن میں تھا یا نہیں؟ اگر وہ قرآن میں نہیں تھا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن ناقص تھا اور مرزا صاحب کی نبوت نے اس نقص کو پورا کیا ہے، اس کے بعد ان سے پوچھئے کہ وہ قرآن کو کس طرح مکمل مانتے ہیں اور اگر انہوں نے یہ کچھ قرآن ہی سے ثابت کیا ہے تو پھر اس میں نبوت کا سوال کہاں سے پیدا ہو گیا، کہا جائے گا کہ قرآن میں تو یہ کچھ تھا لیکن وہ عام آدمیوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا۔ اس لئے ایک نبی کی ضرورت تھی اس کے یہ معنے ہوئے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کو نوع انسانی کی ہدایت کے لئے بھیجا لیکن اس میں جو کچھ لکھا ہے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے پھر ایک نبی بھیجنا پڑا، غور کیجئے کہ اس کتاب کے متعلق کیا کہا جائے گا جس کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اس کا صحیح مطلب ایک نبی کی سمجھ میں آ سکتا ہے اور کوئی اسے سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ اتنے سو سال تک مسلمانوں نے اسے سمجھ کیوں نہ لیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مرزا صاحب روایتوں کے چکر میں اُلجھ کر اتنی سی بات نہ سمجھ سکے کہ مجدد، مہدی اور مسیح کے عقاید عجمیوں کی سازش کا نتیجہ ہیں، اسی طرح قرآن کو روایات کے تابع رکھنے سے یہ مسئلہ سمجھ میں نہ آ سکا مرزا صاحب کی "نبوت" نے انہیں یہ تو بتا دیا کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں لیکن ان کی نبوت انہیں یہ نہ بتا سکی کہ مسیح کی آمد کا عقیدہ (خواہ وہ کسی شکل میں ہو) عیسائیوں کی طرف سے آیا ہے قرآن سے نہیں"

"پھر یہ بھی کون کہتا ہے کہ تمام امت میں سب سے پہلے مرزا صاحب نے وفات مسیح کی حقیقت کو بے نقاب کیا ایسے لوگ پہلے بھی ہو گذرے ہیں جو وفات مسیح کے قائل تھے ان میں امام مالک رح خاص طور پر قابل ذکر ہیں"

اس جواب کے شروع میں یہ بھی لکھا ہے :۔

"طلوع اسلام کبھی اس قسم کی بیکار بحثوں میں نہیں اُلجھتا"

لیکن غور کیجئے اس سارے جواب میں کتنی بیکار بحثیں پیدا کی گئی ہیں کون احمدی یہ مانتا ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ قرآن میں نہیں ہے، اور اس بناء پر قرآن کے ناقص یا مکمل ہونے کا سوال کیا بے کار بحث نہیں ؟

جہاں تک اصل سوال کا تعلق ہے وفات مسیح کے مسئلہ کو حضرت مرزا صاحب کی "نبوت" کی دلیل قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ انہوں نے نبوت کا دعوےٰ ہی نہیں کیا، ہاں ان کی مجددیت کی دلیل ضرور ہے اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ قرآن میں یہ مسئلہ نہیں اور مرزا صاحب نے آ کر بتایا نہ یہ وجہ ہے کہ "قرآن کا صحیح مطلب ایک مجدد ہی کی سمجھ میں آ سکتا ہے اور کوئی اسے سمجھ ہی نہیں سکتا" بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کے عقیدہ کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا جاتا رہا ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے تھے اور انہی کے دوبارہ آنے کا وعدہ حدیثوں میں دیا گیا ہے، یہ آمد ثانی کا عقیدہ "عیسائیوں کی طرف سے آیا ہے" فی الواقعہ رسول اللہ صلعم نے اس امت کے لئے ایک مسیح کا وعدہ دیا...... اس پر ہم آگے چل کر روشنی ڈالیں گے، لیکن جہاں تک وفات مسیح کا تعلق ہے، اس مسئلہ کو جس طرح حضرت مرزا صاحب نے واشگاف کیا ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں کیا گیا، باوجود اس کے کہ امت میں امام مالک رح جیسے بزرگ بھی ہوئے ہیں جو وفات مسیح کے قائل تھے تاہم یہ عقیدہ انہی کی ذات تک محدود رہا اور انہوں نے قرآن سے اس پر کوئی روشنی نہ ڈالی جس طرح حضرت مرزا صاحب نے وضاحت کے ساتھ اسکو قرآن سے ثابت کیا ہے، کسی کی توجہ قرآن کی ان آیات کی طرف نہ گئی نہ وہ دلائل آج تک پیش کئے گئے جو حضرت مرزا صاحب نے وفات مسیح کی تائید میں پیش کئے ہیں اور جن کا یہ اثر ہے کہ آج نہ صرف امت کا تمام فہمیدہ طبقہ وفات مسیح کا قائل ہو چکا ہے، بلکہ اس سے عیسائیت پر بھی ایسی کاری ضرب لگی کہ جہاں تک الوہیت مسیح کے دلائل کا تعلق ہے وہ اس بارہ میں سر اُٹھانے کے قابل نہ رہی اور ہزاروں مسلمان جو محض حیات مسیح کے عقیدہ کی وجہ سے عیسائیت کی گود میں چلے جا رہے تھے ارتداد سے بچ گئے، اس سے بڑھ کر مجددیت کیا ہو گی۔

اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وفات مسیح کے مسئلہ کا انکشاف حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کی دلیل ہے۔ لیکن پرویز صاحب کے نزدیک تو مجدد، مہدی اور مسیح کے عقاید بھی عجمیوں کی سازش کا نتیجہ ہے، بالفاظ دیگر وہ تمام بزرگان امت اور اولیائے کرام جو گذشتہ تیرہ صدیوں میں مجددیت کا دعوےٰ کرتے رہے معاذ اللہ جھوٹے اور مکار رہے، جب مجدد کی حدیث ہی عجمیوں کی سازش سے بنائی گئی ہے تو حضرت امام غزالی رح، حضرت شاہ ولی اللہ حضرت مجدد الف ثانی کے یہ دعوے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں مجددیت کے منصب پر فائز کیا ہے اور اسی عجمیوں کی بنائی ہوئی حدیث مجدد پر ان دعووں کا مدار کذب وافترا نہیں تو اور کیا ہے؟ پرویز صاحب کا یہ بہت بڑا کمال اور امت پر احسان ہے کہ انہوں نے بیک جنبش قلم امت کے برگزیدہ اولیاء اللہ کو مفتری اور کذاب ثابت کر دیا، یہ ہے حدیثوں کے انکار کا نتیجہ،

اب مسیح کی آمد کے عقیدہ کو لیجئے، پرویز صاحب کا ارشاد ہے کہ :۔

"مسیح کی آمد کا عقیدہ (خواہ کسی شکل میں ہو) عیسائیوں کی طرف سے آیا ہے"

ہم حیران ہیں کہ اس عقل کو کیا کہیں، جو محض حدیث کی مخالفت کی رَو میں اس بات کو بھی سمجھنے سے قاصر ہے کہ مسیح کی آمد کا وعدہ جس حدیث میں دیا گیا ہے اس میں کھلے طور پر عیسائیت کی تردید موجود ہے، پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے ایسا عقیدہ آیا ہو جس میں خود ان کی مخالفت کی گئی ہے، حدیث میں تو مسیح کا یہ کام بتایا گیا ہے یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر، کیا یہ حدیث عیسائیوں کی بنائی ہوئی یا عیسائیت کے اثر سے وضع کی ہوئی ہو سکتی ہے؟ کیا صلیب کو توڑنے کا عقیدہ عیسائیوں کی طرف سے آیا ہے، کیا یہ عیسائیوں کا پھیلایا ہوا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک مسیح آئے گا جو صلیب کو توڑے گا۔؟

حیرت ہے مرزا صاحب کی مخالفت نے لوگوں کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا، حدیث کا انکار کیا کہ مسیح کی آمد کا خیال ہی باقی نہ رہے، پھر ان احادیث کو عیسائیوں اور عجمیوں کی سازش قرار دیدیا اور اتنا نہ سوچا کہ اس سے بزرگان امت پر کیا حرف آئے گا اور خود اپنی عقل کا کیا باقی رہ جائیگا جو اتنا نہ سوچ سکی کہ جس حدیث میں مسیح کا کام ہی کسر صلیب قرار دیا گیا ہے وہ عیسائیوں کی لائی ہوئی کیسے ہو سکتی ہے، یہ ہے مجدد کے انکار کا نتیجہ، کاش پرویز صاحب اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

درخواستہائے دعا

ـــ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب چند دن سے بعارضہ بخار بیمار ہیں احباب کی خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔

ـــ بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری لکھتے ہیں کہ "میری طبیعت پھر پانچ چھ روز سے خراب ہے آجکل سردی اور بارشیں زوروں پر ہیں رطوبت بڑھ جانے سے کمزوری کی وجہ سے مرض کا حملہ شدید ہو جاتا ہے ڈاکٹری علاج جاری ہے بزرگان سلسلہ کی خدمت میں خصوصاً دعا کی ضرورت ہے"۔

ـــ کوئٹہ سے صوبیدار عبدالحکیم خاں لکھتے ہیں کہ میری دو بچیاں رضیہ بیگم و صفیہ بیگم قریباً ایک ہفتہ سے بیمار ہیں جس کی وجہ سے پریشانی از حد بڑھ گئی ہے تمام بزرگان سلسلہ اور خاص کر حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں عرض ہے کہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپریشانیاں دور فرمائے۔

ـــ منڈی بہاؤ الدین سے مولوی عبدالرؤف صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ پچیس دن سے میرا بڑا لڑکا بیمار تھا اور اس میں کئی کئی بار حالت بگڑ جاتی تھی اب کچھ افاقہ ہے جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

۲۷ نومبر کے "پیغام صلح" میں صفحہ ۳ پر "اخبار الانبیاء" (بغداد) کا جو مضمون درج کیا گیا ہے وہ معاصر الفضل سے نقل کیا گیا تھا، حوالہ سہواً رہ گیا ہے (ادارہ)

اخبار و افکار

پاکستان میں بدھوں کے حقوق

رنگون میں منعقد ہونے والی بدھوں کی کانفرنس میں پاکستانی وفد نے لیڈر مسٹر دسورا نندا نے یہ اعلان کیا کہ بدھ مت کے پیرو کاروں کو پاکستان میں وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو ملے ہوئے ہیں، انہوں نے بتایا کہ "یہ پہلا موقعہ ہے کہ مشرقی بنگال کی آئین ساز اسمبلی میں بدھوں کو بھی نمایندگی دی گئی ہے برطانوی راج میں بدھ اقلیت کو اہم سمجھتے ہوئے بھی ہمیں ایسی رعایت کبھی نہیں دی گئی۔

مسٹر دسورا نند نے امید ظاہر کی کہ مرکزی کابینہ میں بھی بدھوں کو مناسب نمایندگی دی جائے گی، انہوں نے بتایا کہ پاکستان میں بدھوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے جو مشرقی بنگال کے تین سبز دیہات میں آباد ہیں یہاں بدھوں کی چھ سو عبادتگاہیں ہیں جن میں بدھ پروہت رہتے ہیں اور بدھ مندر مقدس بھجنوں کے گیان سے گونجتے رہتے ہیں، بدھوں میں تعلیم پھیلانے کے لئے حکومت خاصی امداد دے رہی ہے اور مذہبی معاملات میں بھی ہر قسم کی امداد ملتی رہتی ہے سنہ ۱۹۵۰ء میں حکومت پاکستان نے لنکا جانے والے بدھ وفد کے تمام اخراجات برداشت کئے اور لنکا سے بدھ دیوتاؤں کی نشانیاں منگوانے کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اب بدھوں کی اس درخواست پر کہ بدھ فرقے کی مذہبی اور ثقافتی زندگی کو منظم کرنے کے لئے ڈھاکہ میں بدھ مندر کی تعمیر میں امداد دی جائے، حکومت نے زمین دینے کا یقین دلایا ہے۔"

حکومت مشرقی بنگال مستحق مبارکباد ہے کہ اپنی اقلیتوں کے جائز حقوق کی نگہداشت میں اس کا قدم سب سے آگے ہے اور بدھ لیڈر بھی قابل شکریہ ہیں کہ جنہوں نے حکومت کی امداد کا اعتراف کرتے ہوئے اسے خراج تحسین ادا کیا، کاش اعتراف حق کی یہ جرأت ہمارے ہندو بھائیوں میں بھی ہوتی جو مشرقی پاکستان اور مرکزی اسمبلیوں میں مناسب نمایندگی رکھتے ہوئے اور تمام جائز اور ضروری مراعات سے مستفید ہوتے ہوئے بھی حکومت کو ہدف ملامت کی بناتے رہتے ہیں۔

تعدد ازدواج پر پابندیاں

گذشتہ اشاعت میں کراچی کی انجمن خواتین پاکستان کی سکرٹری بیگم جی احمد کا ایک بیان نقل ہو چکا ہے جس میں حکومت سے تعدد ازدواج پر پابندیاں لگانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کی مسلم لیگی رکن بیگم سلمیٰ تصدق نے بھی اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس کی منظوری پر "پنجاب کا کوئی مسلمان دیوانی عدالت سے اجازت حاصل کئے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکے گا نکاح ثانی کی اجازت اس صورت میں ہوگی کہ پہلی بیوی بانجھ، پاگل یا دس برس سے کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو، اور مرد اس بات کی ضمانت دے کہ وہ دو بیویوں کے حقوق پورے کر سکتا ہے اگر پہلی بیوی چاہے تو مرد کے نکاح ثانی پر اس سے طلاق بھی لے سکتی ہے خاوند کو حق مہر، زیورات اور ملبوسات ادا کرنا ہوں گے" اس مسودہ قانون کی ایک دلچسپ شق یہ ہے کہ "طلاق کے بعد بھی مرد مطلقہ بیوی کو اپنی آمدنی کا چوتھائی حصہ دینے کا پابند ہوگا جو ہر ماہ کی دس تاریخ کو عدالت میں داخل کرنا ہوگا" بیگم سلمیٰ تصدق کا یہ بل ابھی اسمبلی میں پیش نہیں ہوا اس لئے یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ اس کو قانونی شکل میں کیا رنگ دیا جائے گا۔ لیکن موجودہ صورت میں جہاں ہم اس بات کے موید ہیں کہ تعدد ازدواج پر مناسب پابندیاں عاید کرنا ضروری ہیں اور اس کو محض عیش و عشرت کا ذریعہ بنانے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے جس کا اثر بقول بیگم جی احمد بچوں پر بہت برا پڑتا ہے وہیں بیگم سلمیٰ تصدق کی اس تجویز سے ہمیں اختلاف ہے کہ مردوں پر کوئی ایسا ناواجب بار ڈالا جائے جو ناقابل برداشت ہو، اسلام نے محض عورت کے بانجھ اور مریض ہونے پر ہی نہیں بلکہ اور حالات میں بھی تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے بشرطیکہ ان کے حقوق کی ادائیگی میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھا جا سکے اس بارہ میں جب مجوزہ بل کے اندر عدالت میں ضمانت دینا مرد کے لئے ضروری ٹھہرایا گیا ہے تو پھر محض نکاح ثانی کو وجہ طلاق قرار دینا کہاں تک جائز ہے اور سب سے بڑھ کر اعتراض اس بات پر ہے کہ مجوزہ بل میں طلاق کے بعد بھی مرد کو اپنی آمدنی کا چوتھائی حصہ دینے کا پابند ٹھہرایا گیا ہے، یہ کونسے اسلام اور کس تمدن و تہذیب کے رو سے جائز ہے، جس حالت میں حق مہر زیورات، ملبوسات کی ادائیگی ہو جائے تو پھر مطلقہ بیوی چوتھائی حصہ آمد کی حقدار کیونکر ہو سکتی ہے، ہم بیگم سلمیٰ تصدق سے یہ عرض کریں گے کہ وہ عورتوں کے جائز حقوق کی حفاظت کے لئے بے شک قانون بنوائیں لیکن قرآن کے دیئے ہوئے حقوق سے آگے قدم نہ بڑھائیں ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفٰے

"ماں نالوں ہیجلی......"

پنجابی کی ایک ضرب المثل ہے "ماں نالوں ہیجلی پھپھے کٹنی" یعنی کسی کی اولاد کا درد اس کی ماں سے بڑھ کر جو کوئی کرے وہ دغاباز ہے، یہ مثل آج ہمارے ملک کے بعض ان "دردمندوں" پر بعینہٖ صادق آتی ہے جو بقول شخصے "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے" کے مصداق مصر کے اخوان المسلمون کے درد سے مرے جا رہے ہیں، کوئی پوچھے مصریوں سے بڑھ کر تم ان کے خیر خواہ کس طرح بن گئے؟ کیوں اہل مصر کے پیٹ میں وہ مروڑ نہیں اٹھتا جو پاکستان میں بیٹھے ہوئے تمہیں بے تاب کر رہا ہے تم سے بڑھ کر اخوان کا تعلق مصریوں سے ہے، وہ نہ صرف ان کے اسلامی...... بلکہ وطنی بھائی بھی ہیں، باوجود اس کے اخوان المسلمون کے خلاف حکومت مصر نے جو کارروائی کی اس سے وہ ذرا بھی ٹس سے مس نہیں ہوئے کیونکہ وہ ان کی سرگرمیوں سے خوب واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی سزا جو حکومت وقت کا تختہ الٹنے کی سازش کریں پھانسی کے تختہ کے سوائے اور کہیں نہیں خود قرآن کا بھی یہی حکم ہے انما جزاؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض۔ اس آیت میں یحاربون اللہ ورسولہ سے اللہ کے حکم زبردہ قتل نفس بغیر نفس کی خلاف ورزی بھی مراد لی گئی ہے اور فساد فی الارض اس کے علاوہ ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ وزیر اعظم مصر کے خلاف سازش کرنے اور دن دہاڑے ان پر گولی چلانے کے باوجود جس کا ثبوت فوجی عدالت کی تحقیقات سے مل چکا ہے ہمارے پاکستانی "اخوان" جو جماعت اسلامی کے نام سے موسوم ہیں یہی کہے جا رہے ہیں کہ بیچارے "اخوان المسلمون" تو بے گناہ ہیں ان کے چھ ارکان کو پھانسی کی سزا دے کر ان پر ظلم کیا گیا ہے کیا یہ "ماں نالوں ہیجلی ...." والی مثال نہیں؟ اور یہ بھید بھی ثابت نہیں کرتا کہ مقاصد کے لحاظ سے جماعت اسلامی اور اخوان المسلمین فی الحقیقت ایک ہی ہیں؟

امریکہ میں نسلی امتیاز

حال ہی میں امریکہ کی سپریم کورٹ نے سکولوں میں رنگ نسل کی تمیز کو ختم کرنے کے متعلق فیصلہ دیا ہے جس کو امریکہ کے ایک بڑے حصہ نے خوشی سے قبول کر لیا لیکن بعض جنوبی ریاستیں اس کے برخلاف برسر پیکار ہیں اور خفیہ جماعتیں قائم کر کے امریکی حبشیوں کا مقاطعہ کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں، اس سلسلہ میں ایک وکیل نے یہ رائے دی ہے کہ "تفریق کو ختم کرنے والے سرگرم افراد کو معاشرہ سے باہر نکال دیا جائے ہم اس مقصد کو ان کے اقتصادی مقاطعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں" یہ ہے پڑھی لکھی قوموں کا حال، ایک طرف جنوبی افریقہ میں رنگ و نسل کی تفریق کا مسئلہ غریب حبشیوں اور ہندوستانیوں کو مبتلائے مصائب کئے ہوئے ہے اور دوسری طرف امریکہ میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کے باوجود یہ تمیز ختم نہیں ہو سکی۔ اگرچہ پہلے کی طرح اب سیاہ فام لوگوں کو مبتلائے اذیت نہیں کیا جاتا تاہم نفرت و افتراق ابھی باقی ہے جو اب مقاطعہ کا رنگ اختیار کر رہا ہے۔

یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ ہر قسم کے ملکی و لونی امتیازات کو یکسر ختم کر دیا عرب جیسی قوم میں جو عجمیوں سے

(باقی صفحہ ۱۰ کالم ۳ پر)

توحید الٰہی وحدت نسل انسانی اور اجتماعی زندگی کا سبق سورۃ فاتحہ میں

معاملات زندگی میں ایک احمدی کی شہرت۔ اس شہرت کو قائم رکھتے ہوئے خدمت دین میں لگ جائیے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔

اصولِ دین کا خزانہ

یہ سورۃ جو میں نے تلاوت کی ہے اس کا نام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الکنز بھی فرمایا ہے، کنز کے معنے خزانہ ہیں، کیا اس سورۃ کے نیچے کوئی روپے اور اشرفیاں رکھی ہوئی ہیں، فی الحقیقت روپیہ کا نام اور دنیا کی امیدوں کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں بالکل نہیں، دنیا کی جس قدر نعمائیں وہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو خود بخود عطا کر دیتا ہے۔ اس سورۃ کے اندر وہ خزانہ ہے جو دنیا میں کسی اور جگہ نہیں مل سکتا۔ مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو جس قدر اصول دین کی ضرورت ہے وہ اس سورت میں جمع کر دیئے گئے ہیں، اس کے اندر توحید الٰہی کا ذکر ہے، انبیاء کی ہدایت کا ذکر ہے، اور یہ بھی ذکر ہے کہ خدا کے پیغمبروں، اس کی کتابوں، اس کی شریعت کو مان لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے اس کا غضب نازل ہوتا ہے، اس کے اندر یہ بھی ہے کہ کس طرح قومیں خدا کے بندوں کو غلط مقام دے کر اور اصل مرتبہ سے انہیں بڑھا کر گمراہی کے رستے پر گامزن ہو جاتی ہیں

توحید کامل اور عبد کامل

اسی وجہ سے نماز کے اندر یہ رکھدیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک مسلمان شہادت دیتا ہے کہ وہ خدا نہیں بلکہ محض خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس سورۃ میں ایک دعا سکھائی گئی ہے جو ہم اپنی عبادت میں روزمرہ بار بار پڑھتے ہیں تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ خدا کی توحید کامل ہے اور اس کا سکھلانے والا ایک کامل انسان ہے، جس طرح سے حضرت صلعم نے کلمہ توحید کے اندر اپنا عبد ہونا اور جناب الٰہی کی طرف سے پیغامبر ہونا سکھایا اسی طرح خدا کی ان تمام صفات کا ذکر اس سورت میں ہے جو اس کی توحید کو کامل کرنے والی ہیں۔ ایسا ہی التحیات میں اللہ تعالےٰ کو تمام اعلےٰ صفات کا حامل بتایا گیا ہے۔ التحیات للہ۔ تمام وہ حمد وثنا اور اذکار جو زبان پر جاری ہوتے ہیں والصلوٰۃ اور تمام وہ ارکان عبادت جو جسم کے اعضا ادا کرتے ہیں والطیبات اور تمام مالی عبادات اور ہر قسم کے طیبات محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

وحدتِ نسل انسانی اور اجتماعی زندگی کا سبق

اس کے علاوہ ایک اور سبق جو اس سورۃ میں دیا گیا ہے وہ وحدت نسل انسانی کا سبق ہے، جہاں توحید الٰہی کا ایک یہ مقصد ہے کہ سوائے خدا کے اور کسی کا رعب انسان کے قلب پر نہ ہو وہاں اس کا ایک مقصد یہ ہے کہ اخوت کے بلند مقام پر انسان کو کھڑا کیا جائے۔ اسی اخوت کی وجہ سے ہم اکیلے نماز پڑھنے نہیں آتے بلکہ سب مل کر خدائے واحد کے آگے سربسجود ہوتے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ ایاك نعبد اے اللہ ہم تمام مل کر آپ کی عبادت کرتے ہیں وایاك نستعین اور سب مل کر آپ سے مدد طلب کرتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم ہم سب مل کر درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں سیدھا رستہ دکھایا جائے، ان جملوں میں تمام مسلمانوں کے اندر اجتماعی زندگی کا سبق سکھایا گیا ہے، یگانگت ہم آہنگی اور یک جہتی کی تعلیم دی گئی ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمی ہمدردی اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کی تعلیم دی بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح لکل مسلم۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی بھی بیعت لیتے اور یہ اقرار صحابہ سے لیتے تھے کہ ہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے۔ ایاك نستعین میں بھی یہی اقرار ہے کہ ہم سب مل کر جناب الٰہی سے ایک دوسرے کے لئے استعانت اور مدد طلب کریں گے۔

قادیان میں اجتماعی زندگی کا نمونہ

یہ اجتماعی زندگی اور یہ اخوت حقیقی جو حضور نبی کریم کے وقت پیدا ہوئی اس کا نمونہ ہم نے قادیان میں دیکھا تھا جہاں سب ایک دوسرے کے ایسے ہمدرد اور خیر خواہ نظر آتے تھے کہ گویا ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں، یہ مقصد ہے اسلام کا اور اسی مقصد کو اس سورۃ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، کہ ہم ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ بن جائیں اور بدخواہی سے احتراز کریں گے، اس مقصد کو کسی حالت میں نظر انداز نہ کیجئے اس کو پیش نظر رکھئے اور اپنی زندگی کا نصب العین بنائیے، ہم پانچ وقت اس سورت کو نماز میں بار بار دوہراتے ہیں تاکہ وہ سبق جو اس میں دیا گیا ہے پیش نظر رہے۔

انبیاء کے وارث بننے کی دُعا

اس میں لکھا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اے خدا تمام اعلےٰ درجہ کے لوگ جو اس دنیا میں ہوئے ہیں اور جن پر تیرے انعامات ہوئے ہیں ان کا رستہ ہمیں دکھا، یہ انعامات صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نہیں ہوئے، تمام انبیا اور ان کے ماننے والوں پر انعامات الٰہی کی بارش ہوئی۔ قرآن کی تعلیم تمام دنیا پر حاوی ہے اس لئے وہ تمام انعام جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انبیاء پر نازل ہوئے ان کا وارث مسلمانوں کو قرار دیا گیا ہے اور اسی کے لئے دعا سکھائی گئی ہے، پھر صراط الذین انعمت علیھم میں یہ بھی ہے کہ سب پیغمبروں کو ہادی و رہبر یقین کریں، اور ان پر ایمان لائیں، اور یہ بھی تڑپ ایک مسلمان کے سینہ میں رکھی ہے کہ ان سب کے وارث ہم بنیں۔

نافرمانی اور غلو سے بچنے کی دُعا

اور اس کے ساتھ ہی فرمایا غیر المغضوب علیھم وہ قوم جو قرآن کو مانتی، حدیث کو مانتی ہے اسکے لئے ایک خطرہ بھی ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ احکام الٰہی کی نافرمانی کرنے لگ جائے اور غضب الٰہی کی مورد بن جائے، ولا الضالین اور یہ بھی نہ ہو کہ وہ غلو کرنے لگیں اور اپنے ہادی و رہبر کو مقام نبوت سے اٹھا کر الوہیت کے تخت پر جا بٹھائیں۔ درمیان کا رستہ اختیار کریں نہ اپنے پیغمبر کو خدا بنائیں نہ ہی شریعت کے مغز کو بھول کر اس کے لفظوں کی پرستش کرنے لگ جائیں، ایسے لوگ فاسق ہیں اور فسق و فجور کی وجہ سے مورد غضب الٰہی بن جاتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے ہمیں متنبہ کیا ہے کہ تاریخ سے سبق سیکھو اور ان قوموں کے نقش قدم پر نہ چلو جو یا تو شریعت کو مانتے ہوئے غضب الٰہی کی مورد بن گئیں یا اپنے ہادی و رہبر کا مرتبہ بڑھا کر صراط مستقیم سے بھٹک گئیں۔

مسلمان یہود کے قدم پر

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قوم یہودی ہو جائے گی، یہودی کون ہے؟ یہودی وہ ہے جو الفاظ پرست ہو، وہ نافرمان ہے، بدعہد ہے، وہ

شریعت کے چھلکے کو لیتا اور اس کے مغز کو چھوڑ دیتا ہے، الفاظ کی پرستش کرتا ہے اور ان کی حقیقت اور معانی کو نظرانداز کر دیتا ہے، مسلمان کے اندر بھی یہ بات آجائے تو وہ یہودی ہو جاتا ہے فرمایا فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ تف ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے ناآشنا اور غافل ہیں نظر یہی آتا ہے کہ وہ مسجد کے اندر آتے، نماز کے ارکان بھی ادا کرتے ہیں، لیکن اس کا کوئی اثر ان کے دل پر نہیں ہوتا اس کی حقیقت سے قطعاً غافل رہتے ہیں،

نماز کا اثر معاملات زندگی پر

نماز چاہتی ہے کہ تمہارے معاملات زندگی سے نظر آئے کہ تم با خدا ہو، حضرت صلعم نے نمازی اور باخدا ہونے کا معیار یہی رکھا ہے کہ معاملات اور لین دین میں امتیاز ہو، فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس کے اندر دیانت وامانت نہیں، دین کا ایک بڑا حصہ معاملات میں ہے، صرف سودا سلف اور لین دین کے معاملات ہی نہیں بلکہ زندگی کے جس شعبہ میں بھی آدمی کام کرتا ہے، اس میں دیانت وامانت بکار ہے، وہ جج ہے، کسی دفتر کا کلرک ہے، کسی محکمہ کا افسر ہے، ریل کے محکمہ میں کام کرتا ہے یا فوج میں، جس قدر بھی زندگی کے شعبے اور حصول معیشت کے اسباب ہیں ان سب کے اندر جس شخص کے کاروبار میں امانت کا سبق نظر نہیں آتا، وہ ایمان سے دور ہے، ولا دین لمن لا عھد لہ اس شخص کا دین کوئی نہیں جو قول کا پکا نہیں، اپنا دین دار ہوتا اپنے عہد کی..... پابندی سے ثابت کرو، اسی پر زور حضرت نے دیا اور اسی شان کی قوم پیدا کر دکھائی۔

ایک احمدی کی شہرت

آپ بھی نماز کے مقصد کو پورا کریں، سچی توحید کو اپنے عمل سے ثابت کریں اور اخوت اسلامی کا سچا نمونہ پیش کریں، یہ سبق ہمارے امام نے ہمیں دیا ہے، انہوں نے قوم کے اندر اسلامی روح پیدا کی، آپ اس کے وارث ہیں، اس اسلامی روح پر، اس اخوت پر غیرت کے ساتھ پنجہ مار دیجئے، حضرت امام وقت کی زندگی میں اور حضرت مولنا نورالدین رح کے زمانہ میں بھی تمام پنجاب میں یہ مشہور تھا کہ نماز ان لوگوں (احمدیوں) کی ہے، جب کسی نے کسی کو اچھی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا اس نے بلا پوچھے یہ سمجھ لیا کہ یہ احمدی ہے، آپ کی یہ شہرت تھی کہ کچہری میں اور دوسرے موقعوں پر سچ کے سوائے کوئی بات آپ کے منہ سے نہ نکلتی تھی، اور یہ مشہور تھا کہ ایک احمدی کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور کبھی خیانت سے کام نہیں لیتا،

اتحاد و یک جہتی سے خدمت دین میں لگ جائیں

اس شہرت کو قائم رکھنا آپ کا فرض ہے، عبادت کریں تو خدا کو حاضر ناظر جانتے ہوئے کریں اور نماز کی حقیقت کو اپنے وجود اور اپنے عمل سے ثابت کریں اپنی قوم کے اندر یک جہتی، اتحاد، یک رنگی کو پھر تازہ کریں اور سب مل کر خدمت دین میں لگ جائیں اسلام کو پھیلائیں یہی ہمارا مقصد ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر نمونہ پیدا کریں اور اپنے اعلیٰ نمونہ سے دوسروں کو بھی اپنے اندر لائیں؛

(حدیث کا مقام بقیہ ص۱۱)

گیا۔ اگر رسول کی ذات اسوۂ عمل نہیں ہے اور قرآن کے ماننے والے اس کی پیروی کے مامور نہیں ہیں تو بتلایا جائے کہ اللہ نے اپنے نبی سے اپنی پیروی کرانے کو کیوں کہا؛

یہ کہنا تو حقل و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے کہ "میری پیروی کرو" کا مطلب صرف اتنا ہے کہ میں جو قرآن سناتا ہوں بس اس کو سن لو۔ اس لئے کہ اتباع یا پیروی یا پیچھے چلنے کا یہ مطلب دنیا کی کسی زبان میں نہیں ہوتا۔ ان الفاظ کے معنے تو کسی کے طرز عمل کی تقلید اور کسی کے طور طریقہ پر کاربند ہونے ہی کے آتے ہیں۔

مذکورہ بالا بیان سے ہر حق طلب اور حق پسند کے ذہن میں یہ بات اچھی طرح آگئی ہوگی کہ قرآن پر ایمان رکھنے والوں کو مجرد قرآن کے ماننے اور اپنے اپنے طور پر اس کو سمجھنے اور اپنے اپنے فہم کے مطابق اس پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ قرآن کے ساتھ حکمت کو بھی ماننے اور قبول کرنے اور اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ عمل قرار دینے کے لئے بھی وہ مامور ہیں، نیز قرآن پاک کو رسول سے بے نیاز ہو کر نہیں، بلکہ انہی کی تعلیم، تبیین اور تشریح کی روشنی میں سمجھنے کے وہ مکلف ہیں۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب سنئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی جو تبیین فرمائی اور تعلیم دی اور وہ حکمت جو آپ پر اتاری گئی نیز آپ کی پوری زندگی جس کا مکمل نقشہ ان خوش قسمتوں نے ہمارے سامنے کھینچ کر دکھ دیا ہے جنہوں نے اس زندگی کا مشاہدہ کیا تھا، انہی تینوں چیزوں کا نام حدیث وسنت ہے اور نصوص کتاب اللہ کی رو سے ان تینوں کے واجب القبول ہونے کا مطلب بالفاظ دیگر یہ ہے کہ قرآن۔ حدیث وسنت کو واجب القبول اور واجب الاتباع قرار دیتا ہے۔!

کشمیر ـــــ پاک نبیوں کی سرزمین

ـــــ(بقیہ ص۸)ـــــ

ہیں ساز پہ موقوف نوا ہائے جگر سوز
ڈھیلے ہوں اگر تار تو بیکار ہے مضراب

اے وادی لولاب

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں :ـــ

نصیب خطہ ہو یارب وہ بندۂ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ

چھپے رہیں گے زمانے کی آنکھ سے کب تک
گہر ہیں آب ولر کے تمام یکسانہ

باشندگان کشمیر اسرائیلی نسل سے

باشندگان کشمیر اسرائیلی نسل سے ہیں۔ کشمیر کے ہانجی حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونے کے مدعی ہیں۔ (امپریل گزیٹر جلد کشمیر مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۹۰۹ء، تاریخ اقوام کشمیر مصنفہ محمدالدین فوق صفحہ ۲۵ہ۔ نگارستان کشمیر ص۹۴) ان ہانجیوں کے چپو پان کے پتے کی شکل کے ہیں، اور تمام تواریخ سے یہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ کشمیر قدیم وقتوں سے اسرائیلیوں کا مسکن رہا ہے۔ اس لئے لازمی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو خدا کے برگزیدہ نبی اور رسول ہونے کے باوجود زمرۂ بشریت ہی میں داخل تھے فلسطین میں دکھ اور مصائب جھیل کر وہاں سے ہجرت کی اور کشمیر آ گئے۔

حضرت مسیح انکے بھائی اور حضرت مریم کشمیر میں

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام راولپنڈی کے علاقہ ٹیکسلا میں بھی جاتے تھے، جو ان دنوں علم وادب کا مرکز تھا۔ اور ہندوستان میں برہمنوں اور بدھ بھکشوؤں سے تعلیم پاتے رہے جیسا کہ نائنٹینتھ سنچری اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء کے ص۵۱۵ پر روسی سیاح ناٹووچ نے بتایا ہے۔ بلکہ راولپنڈی سے کشمیر آتے ہوئے مری پہاڑ پر آپ کی والدہ حضرت مریم رض وفات پا گئیں، جنہیں آپ نے وہیں دفن کیا۔ چنانچہ مری پہاڑ کا نام حضرت مریم ہی کے نام پر مری مشہور ہو گیا ہے۔

حضرت مسیح کے توام بھائی بھی تھے، جن کا نام تھوما تھا۔ (دیکھئے محمد کی ڈکشنری آف بائیبل) تھوما عبرانی زبان میں توام کو کہتے ہیں، اسی تھوما (SAINT THOMAS) نے جن کا نام کشمیر کی تاریخ میں بعیاد آیا ہے، حضرت مسیح علیہ السلام کے وفات پانے کے وقت روضہ بل خانیار سری نگر میں آپ کی تجہیز وتکفین اسرائیلی رسم کے مطابق انجام دی، حضرت مسیح نے جن کا دوسرا نام یوزآصف بھی تواریخ کشمیر میں آیا ہے رحلت کے وقت پاؤں مغرب کی طرف اور سر مشرق کی طرف کیا دیکھئے اکمال الدین ص۳۵۸ مصنفہ شیخ السعید الصادق) تھوما نے اسرائیلی طرز ہی کے مطابق آپ کا مقبرہ بنوایا جس میں اسرائیلی طرز کی کھڑکی بھی رکھی۔ جو اب بھی برابر موجود ہے۔

حضرت مسیح کے بھائی تھوما مدراس میں

حضرت مسیح کی تجہیز وتکفین کی انجام دہی کے بعد تھوما نے ہندوستان کے دوسرے علاقوں کا دورہ کیا اور جب مدراس (جنوبی ہند) میں پہنچے تو برہمنوں نے آپ کو قتل کیا۔ آپ کا مقبرہ میلا پور مدراس میں اب تک موجود ہے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام وطن سے منتشر ہو کر ہجرت کرنیوالے ان اسرائیلیوں کو جو کشمیر میں آباد ہو گئے تھے، خدا کا پیغام

حضرت امیر ایدہ اللہ کو چیمہ صاحب کی مبارکباد

گجرات 10,12,54

حضرت امیر ایدکم اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی مراد پوری ہو گئی۔ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچ گئی۔ آپ کا آخری پیغام جو خواجہ صاحب و خانبہادر صاحب کو آپ نے دیا۔ دلوں کی گہرائیوں میں اتر گیا اور اس نے ارادوں میں نیکی اور نیتوں میں اخلاص بھر دیا۔

آپ کو مبارک ہو، آپکی جماعت کو مبارک ہو، آپکے مقصد کو مبارک ہو۔ آپ کے مسیح موعودؑ کو مبارک ہو، آپ کی سرکار دو عالم کو مبارک ہو اور خالق اکبر کا شکر ہے کہ اس کی توحید پھیلانیوالے اور اس کا نام بلند کرنیوالے تباہی سے بچ گئے۔ اب پھر زمین اور آسمان توحید کے نغموں سے بھر جائیں گے اور قوم زیادہ تندہی، سرگرمی، جوش، اخلاص اور عقیدت سے اصلاحِ خلق کے کام میں لگ جائے گی۔

جماعت کے سامنے کرنیکے کام بہت ہیں اور یہی وقت ہے کہ ہم انسانیت کیخدمت پر کمربستہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو توفیق دے کہ آپ ہماری رہنمائی اسی طرح صحیح طریق پر کرتے رہیں۔ خواجہ نذیر احمد صاحب نے "پیغام صلح" کے آخری صفحہ پر چند الفاظ لکھکر میرے اور انکے تصادم میں مجھے پچھاڑ کر رکھدیا ہے۔ اب ہم دونوں میں سے کوئی بھی مغلوب نہیں ہے ہم دونو غالب ہیں دونو کامیاب ہیں دونوں خوش اور مسرور ہیں اور دونو حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایکدوسرے کے محبوب ہیں، امسال کا جلسہ سالانہ انشاء اللہ نہایت شاندار ہو گا اور جو جو صاحب مجلس معتمدین میں منتخب ہوئے ہیں انکے انتخاب میں قدرت نے براہ راست مداخلت کی ہے۔ اب ان میں سے کسی کو یہ سزاوار نہیں کہ کسی طرح بھی وہ علیحدگی پسند رجحان کا مظاہرہ کرے اور جماعت سے الگ ہو کر اپنی قوت اپنی طاقت اپنا وقت اور اپنا علم ضائع کرے۔

تا توانی با جماعت یار باش ؎ رونق ہنگامۂ احرار باش
فرد تنہا از مقاصد غافلست ؎ ہمنشین آشفتگی را مائلست

دعا ہے کہ اب خداوند کریم ہمکو ہمیشہ متفق اور مجتمع رکھے اور جماعت دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جائے۔ اخبار کیلئے بھی چند علیحدہ سطور ارسال خدمت ہیں۔ فقط آپ کا محمد حسن از گجرات

لبیک اللّٰھم لبیک

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

الحمد للہ کہ وہ زبردست آزمائشیں اور ابتلائیں جن میں مشیت ایزدی نے ہماری مٹھی بھر جماعت کو ڈال رکھا تھا اس سے ہم امن اور سلامتی سے نکل آئے۔ ہم مقلب القلوب خدا کے آستانۂ الوہیت پر عبودیت کا سر جھکاتے ہیں اور جھوم جھوم کر اور وجد میں آ آ کر شکر، احسان اور بندگی سے بھرے ہوئے دل اور خوف خدا سے لرزاں زبان سے اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ حصہ واقعات کے رنگ میں جلوہ گر ہوتا ہوا دیکھ کر با آواز بلند پڑھتے ہیں اور اشکبار آنکھوں اور دلگداز کیفیات سے دکھی ہوئی دنیا کو پڑھ کر سناتے ہیں۔

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔

ترجمہ:۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب تم باہم دشمن تھے، پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔

سلام ہو ان پانچ پاکباز۔ نیک نیت اور مخلص اراکین بورڈ پر جن کے ناخن تدبیر نیز تیں سوز دل اور خلوص قلب نے جماعت کے اختلافات کو مٹا دیا۔ یہ پانچ ان عظیم الشان باپوں کی اولاد ہیں جو ...... احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے بانیان میں سے تھے اور جنہوں نے اس شجر کو بڑی محنت اور محبت سے کاشت کیا تھا۔ آج وہ خوش ہیں اور ان کے روح مسرت سے لبریز ہیں کہ ان کی اولاد نے اس شجر کو صرصر کے تھپیڑوں سے بچا لیا۔

سلام ہو اس قائد پر جس کی صبح گاہی دعاؤں نے فریاد اور پکار کی چیخیں بن کر عرش معلّٰی کو ہلا دیا اور جس کی مخلصانہ پند و نصائح نے مصالحت کے لئے سازگار فضا تیار کر دی اور جس نے اپنے اس قابل تقلید نمونہ سے جماعت کے اجتماعی مزاج کو ہموار کیا اور جس سے جماعتی ضمیر ایسا بیدار ہوا کہ اس نے زندگی کی نئی روح پھونک دی وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔

سلام ہو اس عظیم مرتبت روحانی قوت پر جو پس پردہ مصالحت کی سرفروشانہ سعی کرتی رہی اور ہر شکست کے بعد اس نے زیادہ مستعدی اور زیادہ سرگرمی سے نئی کوششیں شروع کر دیں حتیٰ کہ وہ کامیاب و کامگار ہو کر خوشی کے ترانے گاتی ہوئی وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ کی مصداق بن گئی۔

سلام ہو جماعت کی صالحیت اور سعادت پر جو ہر مرحلہ پر مصالحت پر آمادہ رہی اور رہنماؤں کے بلاوے پر دور دراز مقامات سے نفوس قدسیہ کو صلح جویانہ طریق پر جمع کرتی رہی۔ اولٰئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیہا تحیۃ وسلما۔ خلدین فیہا حسنت مستقرا ومقاما۔

ترجمہ:۔ انہیں بلند مقام بدلہ میں دیا جائے گا۔ اس لئے انہوں نے صبر کیا اور اسمیں انہیں دعا اور سلامتی ملے گی۔ اسی میں رہیں گے اور (وہ) اچھی قرارگاہ اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

اس صلح اور آشتی نے تاریخ کا ایک اور ورق الٹ دیا ہے۔ زمین پر تو چند انسان باہم اکٹھے ہوتے ہیں، آسمان پر شاید اقوام عالم کے باہمی میل جول اور ایک عالمگیر امن و صلح منصوبے تیار ہو رہے ہیں، میری چشم تصور دنیا کی مذہبی فضا میں ایک زبردست خلا دیکھ رہی ہے جسے صرف ہماری جماعت ہی پر کر سکتی ہے آؤ ہم باہم مل کر خدا کی باتیں خدا کے لوگوں کو سنائیں۔ دنیا انسان کی باتیں۔ فضول اور لچر باتیں، فلاسفروں کے لچر نظریئے اور مادہ پرست لیڈروں کے غلط ڈھول سن سن کر تھک گئی ہے، اور اب وہ کسی آسمانی آواز کو سننے کے لئے آمادہ ہو رہی ہے۔ وہ آواز صرف ہمارے پاس ہے، اسلامی جماعت کے لٹریچر میں مودودی بول رہا ہے، طلوع اسلام والے صرف پرویز کی صدائے بازگشت بن کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے **لٹریچر میں خدا بول رہا ہے اور** خدا کے پیارے سچے بول ہیں۔ آؤ کہ پھر میدان میں نکل آئیں اور ایک ٹیم بن کر **اشاعت اسلام** اور اعلائے کلمۃ اللہ کے مقدس فریضہ کے ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہو کر خدا کی اور دنیا والوں کی صلح کرا دیں کیونکہ اس صلح ہی میں انسانیت کی نجات مضمر ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من.

کشمیر ــــ پاک نبیوں کی سرزمین

(عزیز کاشمیری، ایڈیٹر "روشنی" سری نگر)

متحدہ کشمیر کی جغرافیائی پوزیشن

کشمیر متحدہ ہند کے شمال میں سب سے بڑی ریاست تھی اس کا رقبہ ۸۴۴۷۱ مربع میل ہے جس کا تقریباً تین چوتھائی حصہ سرحدی اضلاع پر مشتمل ہے جہاں آبادی بہت کم ہوتی ہے ۱۹۴۱ء کی مردم شماری اگرچہ وثوق کے ساتھ قابل اعتبار نہیں ہے پھر بھی اس کے مطابق ریاست کی مجموعی آبادی ـــ ۴۰۲۱۶۱۶ ہے جن میں سے ۳۱۰۱۲۴۷ مسلمان ۸۰۹۱۹۵ ہندو ۶۵۹۰۳ سکھ ۴۰۶۹۶ بدھ اور ۴۰۶۰۵ دیگر اقوام کے لوگ ہیں۔

کشمیر اپنی رعنائیوں اور دلفریبیوں کی وجہ سے تمام دنیا میں لازوال شہرت کا مالک ہے اس سرسبز و شاداب ریاست میں پانی کی بہت کثرت ہے۔ خوشگوار اور زندگی بخش آب و ہوا، خوبصورت مناظر اور اونچے اونچے پہاڑوں کی بدولت یہ ریاست جنت ارضی کہلاتی ہے۔

مقدس سرزمین

یہ نبیوں کی سرزمین اور مقدس وادی ہے، چنانچہ پنڈت ہرگوپال صاحب تاریخ گلدستہ کشمیر کے صـ۱۱ پر لکھتے ہیں کہ:-

"ہر ایک ملک میں یہ خطہ بے نظیر مشہور ہے اور سب قومیں اس کو بہشت نظیر کہتی ہیں، ہنود اس کو زمین کا سر اور آنکھیں کہتے ہیں، اس کے برابر کسی ملک کو متبرک نہیں سمجھتے۔ ان کا قول ہے کہ ان کے تمام تیرتھ یہاں موجود ہیں۔

(ایک) اشلوک کے معنی

پاتال میں جو تیرتھ ہیں۔ یا زمین پر جو ہیں، بہشت میں جو ہیں وہی سب کشمیر دلپش میں ہیں ....

مسلمان لوگ بھی اس کو بہشت نظیر اور باغ سلیمان کے نام سے پکارتے ہیں ان کی بھی بہت سی زیارتیں، اور آستان بزرگوں کے یہاں ہیں۔ ان کا قول ہے کہ حضرت سلیمان بھی یہاں آئے تھے، بعض کا اعتقاد ہے کہ حضرت موسیٰ کا گذر بھی یہاں ہوا تھا۔

حضرت سلیمان کشمیر میں

قاضی ظہور الحسن صاحب سیوہاروی "نگارستان کشمیر" کے صـ۹۸ پر لکھتے ہیں:-

"کشمیر کو اوّل حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے آباد کیا جو اسلام کے پیغمبر تھے۔ انہیں کے مطیع و متبعین آباد ہوئے۔ اس لئے کشمیر کا پہلا مذہب اسلام ہے۔ اس کے بعد کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کشمیر کب اس مذہب سے منحرف ہوا اب تاریخ جو پتہ دیتی ہے۔ تو کشمیر میں ہندو مذہب کا رائج ہونا ثابت ہوتا ہے، حضرت سلیمان ۱۰۰۰ سال قبل مسیح تھے۔"

کشمیر میں حضرت موسیٰ اور ہارون کے مقابر

بوئڈ (باندی پور کشمیر) میں سنگ بی بی کے مزار کے نزدیک جو قبر واقع ہے اس کے متعلق تاریخ اعظمی مصنفہ خواجہ محمد اعظم صاحب دیدہ مری میں لکھا ہے کہ:-

"بہ مقبرہ او مکانیست کہ مشہور بقبر موسیٰ است علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام" (صـ۸۲)

اسی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ سری نگر سے تقریباً ۱۱ میل کے فاصلے پر جھیل ہارون کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون بھی رہتے تھے اور آپ ہی کے نام پر اس جگہ کا نام ہارون ہے۔ اور یہیں پر آپ دفن ہوئے (دیکھئے نگارستان کشمیر صـ۲۰۲)

توراۃ میں مرقوم ہے۔ کہ اسی دن خداوند نے موسیٰ سے کہا۔ تو اس کوہ عباریم پر چڑھ کر نبو کی چوٹی کو جا۔ جو یریحو کے مقابل ملک موآب (یعنی لولاب۔ ناقل) میں ہے۔ اور کنعان کے ملک کو جسے میں میراث کے طور پر بنی اسرائیل کو دیتا ہوں۔ دیکھ لے۔ اور اسی پہاڑ پر جہاں تو جائے وفات پا کر اپنے لوگوں میں شامل ہو، جیسے تیرا بھائی ہارون ہور کے پہاڑ پر مرا اور اپنے لوگوں میں جا ملا۔ (استثناء۔ باب ۳۲ آیت ۵۰)

اور ــــ

"خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کہے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی۔ اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی بیتھ پور کے مقابل دفن کیا۔

(استثناء ۳۴: ۱-۱۰)

بیتھ پور باندی پور کشمیر کا پرانا نام ہے۔

کشمیر شاعروں اور بادشاہوں کی نظر میں

کشمیر کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہے، یہاں پھلوں اور پھولوں کی کثرت ہے جگہ جگہ چشمے اور آبشار ہیں وادی کے ارد گرد چاروں طرف سر بفلک پہاڑ ہیں، عہد شاہجہان کے مشہور شاعر حاجی محمد خان مشہدی نے سن ۱۰۴۰ ہجری میں کشمیر کی تعریف میں لکھا ہے کہ

خوشا کشمیر و خاک پاک کشمیر
کہ سر بر زد بہشت از خاک کشمیر
چہ کشمیر آبروئے ہفت کشور
نگاہ از دیدن او تازہ و تر
چہ کشمیر آب و رنگ باغ و بستان
اسیر مہر نہالش صد گلستان
سوادش سرمۂ چشمۂ بہار است
بہشت و جوی شیریں آب لا راست

نباشد شرم بلطا گر خزاں گیر
مجاز آید بلوحت کوہ کشمیر
نسیم فیض این روح افزا باد
ز اعجاز مسیحا میدہد یاد

(مثنوی، قدسی مشہدی صـ۱۲۷ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ)

کہتے ہیں کہ اکبر بادشاہ نے کشمیر کے متعلق کہا ہے ؎

شد سیاقتی ورنہ در نظر
رنگین تر از بہار بود جلوہ خزاں

اسی طرح ؎

از شاہ جہانگیر دم نزع چو پرسند
با حسرت دل گفت کہ کشمیر دگر ہیچ

شہزادی زیب النساء دختر عالمگیر اورنگ زیب کا شعر ہے ؎ در مذہب عشاق دم از عشق روا نیست
مرغے کہ ہوائے خوش کشمیر ندارد

حضرت مولانا جامیؒ نے فرمایا ہے ؎

یکے گفتا کہ در اقصائے کشمیر
ز شیرینی نباشد ہیچ تقصیر
مقام خوبرویان آں زمین است
بخوبی رشک فردوس زمین است

ایک اور شاعر نے کہا ہے کہ ؎

کشمیر کہ رشک پری خانۂ چین است
فی الجملہ بہشتیست کہ بر روئے زمین است

شاعر مشرق علامہ اقبال خود کشمیری تھے، فرماتے ہیں ؎

تنم گلے ز خیابان کشمیر
دلم ز خاک حجاز و نوا ز شیراز است

کشمیر کی رنگینی اور دلآویزی کے متعلق آپ نے کہا ہے ؎

رخت بہ کاشمر گشا کوہ و تل و دمن نگر
سبزہ جہاں جہاں بیں لالہ چمن چمن نگر
باد بہار موج موج، مرغ بہار فوج فوج
صلصل و سار زوج زوج بر سر نارون نگر
تا نہ فتد بزینتش چشم سپہر فتنہ باز
بستہ بچہرہ زمین برقع نسترن نگر
لالہ ز خاک بر دمید موج بآبجو تپید
خاک شرر شرر ببیں آب شکن شکن نگر
زخمہ بتار ساز زن بادہ بساتگین بریز
قافلۂ بہار را انجمن انجمن نگر

وادئ لولاب کی تعریف

وادئ لولاب جس کا نام بائیبل میں موآب آیا ہے اور جس کے متصل بیتھ پور (بیتھ پور ــــ باندی پورہ کا پرانا نام ہے) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں۔ اسے خطاب کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا ہے ؎

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب
مرغان سحر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب

اے وادئ لولاب

گر صاحب ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دیں بندۂ مومن کے لئے موت ہے یا خواب

اے وادئ لولاب

(باقی صـ۶ پر)

ہمارے معاشرہ کی ایک المناک داستان

ایک تعلیم یافتہ اور خوش کردار بچی عیسائیت کی آغوش میں

(ص - ح - عکاس)

میں کچھ عرصے سے پاکستان کے ایک صوبہ کے صدر مقام میں مقیم ہوں ۔ میری چھوٹی بہن مقامی کالج میں تعلیم پا رہی ہے ۔ میری اس بہن کی ایک ہم جماعت سہیلی ہے جو اکثر میری بہن کے ساتھ ہمارے گھر آیا کرتی ہے ۔

یہ معصوم صورت ، نیک سیرت اور ہونہار بچی ایک اور صوبے کے صدر مقام کے ایک پنشنر گزیٹیڈ آفیسر کی نور نظر ہے ۔ تھی ۔ مجھے کہنا چاہیئے ۔ سارا کالج اس ہونہار لڑکی پر فخر کرتا ہے ۔ کیوں نہ ہو اپنے کالج کی بہترین مقررہ اور اپنی کلاس کی بہترین طالبہ ہے ۔

یہ خوش گفتار اور خوش کردار بچی مقامی مشن ہسپتال کی ایک عیسائی خاتون کے پاس مقیم ہے ۔ جب اپنی بہن کی زبانی مجھے اس بات کا علم ہوا کہ یہ مسلمان بچی اپنے والدین سے سینکڑوں میل دُور ایک عیسائی خاتون کے پاس رہتی ہے تو بہت تعجب ہوا ۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اپنی بہن سے پوچھ ہی لیا کہ یہ لڑکی اپنے والدین سے دُور ایک عیسائی خاتون کے پاس کیوں ٹھہری ہوئی ہے ۔ نہ پوچھئے مجھے کس قدر دکھ ہوا ۔ جب مجھے یہ بتلایا گیا کہ اس بچی کے والد بزرگوار نے اس یتیم بچی کی سوتیلی والدہ کے خوف سے اس بچی کی آیندہ تعلیم و تربیت سے کنارہ کشی کر لی ، اور شوق تعلیم کی دیوانہ بچی نے اپنی مزید تعلیم اور تربیت کے لئے اس نیک دل عیسائی خاتون کا سہارا ڈھونڈ لیا ہے ۔ مجھے یہ سُن کر بہت دکھ ہوا کہ نفس پرست اور ہوس کے اندھے باپ نے اپنی نئی نویلی دلہن کو خوش کرنے کے لئے یہ سب کچھ خوشی سے برداشت کر لیا ہے بلکہ اپنی گلوخلاصی سے خوش ہو گیا ہے ۔

تقریباً آٹھ مہینے سے یہ لڑکی اس عیسائی خاتون کے پاس رہتی ہے ۔ مجھے بھی یہاں آئے ہوئے اتنا ہی عرصہ گذر چکا ہے ۔ جب میں صورت حال سے آگاہ ہوا تو مجھے ایک بہت بڑے خطرے کا احساس ہوا ۔ میں نے اپنی بہن کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا ۔ اور اس بات کی تاکید کی کہ وہ اپنی اس سہیلی کے مذہبی اعتقادات کا خیال رکھے ۔ میں نے خود بارہا چاہا کہ براہِ راست اپنی اس بہن سے گفتگو کروں اور اسے ان خطرات سے آگاہ کروں جس کی طرف وہ کھینچی جا رہی تھی ۔ مگر افسوس ایسا نہ کر سکا ۔ میری بہن نے مجھے یقین دلایا کہ اس گم کردہ راہ مسلمان بہن کے مذہبی اعتقادات خطرہ میں نہیں ہیں ۔ میں اس بات کو سُن کر حیران رہ گیا کہ ایک عیسائی خاتون کے پاس ٹھہرے ہونے کے باوجود یہ لڑکی روزانہ نماز اور قرآن پڑھتی ہے ۔ میں مجبوراً خاموش ہو گیا ، لیکن میرے دل سے وہ احساس نہ مٹا جو پیدا ہو چکا تھا ۔

ابھی پندرہ روز ہوئے کہ میرے تمام شکوک ایک حقیقت بن کر رہ گئے ۔ ایک مقامی گرجا میں یہ ہونہار مسلمان بچی بپتسمہ لے کر عیسائی ہو گئی ، کیچڑ میں رونده ہوئے اس آبدار موتی کو مشن والوں نے کیچڑ سے نکال کر اپنے تاج میں جگہ دے دی ، ہماری ٹھکرائی ہوئی ایک ہونہار یتیم بچی کو مسیحیوں نے اپنا لیا ۔ ہم ایک گوہر آبدار سے محروم ہو گئے ، اور جذبۂ ایثار اور پاس مذہب رکھنے والے مسیحیوں نے اس درخشاں اور آبدار موتی کو اپنی جھولی میں ڈال لیا ۔

یہ ہے وہ بھیانک واقعہ جو مجھے اس تلخ نوائی پر مجبور کر رہا ہے ۔

میری تلخ نوائی اپنوں کے لئے ہے دوسروں کے لئے نہیں ۔ مجھے اس عیسائی خاتون سے کوئی گلہ نہیں مجھے مسیحیوں کے مشن سے کوئی شکوہ نہیں ۔ مجھے کسی کے اخلاق حمیدہ اور پاس مذہب سے کیوں شکایت ہو ۔ مجھے شکوہ ہے اپنے معاشرہ سے مجھے شکایت ہے ان نفس پرست باپوں سے ان بے غیرت بھائیوں سے ، ان بے حیا شوہروں سے جن کی بیٹیاں بہنیں اور بیویاں ان کی نا فرض شناسی ، خود غرضی ، ہوس پرستی ، اور کج روی کی وجہ سے بہک کر ، تنگ آ کر ، مایوس ہو کر اور ان کی شہ پا کر یہ سب کچھ کر گزرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں ۔

مجھے شکایت ہے ان سوتیلی ماؤں سے جو ماں کے مقدس نام کی توہین کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں ، میں ان سے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ماں کے نورانی مقدس اور بلند مرتبت نام کو اپنائیں ہی نہیں ۔ اور اگر اپنائیں تو اس نور اس تقدیس اور اس بلند مرتبے کو خاک میں نہ ملائیں جو ان تین مقدس ناموں میں چھپا ہوا ہے ۔ میں ان کو صرف اتنا یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ کسی یتیم بچے یا بچی کی سوتیلی ماں بن سکتی ہیں تو ان کی طرح کوئی دوسری عورت خود ان کے بچوں کی بھی سوتیلی ماں بن سکتی ہے ۔

میں مخاطب ہوں ان باپوں سے جو اپنی دیرینہ رفیق حیات کے مٹی میں مل جانے کے بعد دوسری شادی تو کر لیتے ہیں لیکن شادی کے بعد اپنی نئی نویلی دلہن کے اشاروں پر ناچتے ہوئے اپنی پہلی بیوی کے بچوں کی طرف سے بے خبر ہو جاتے ہیں ، ہوس کے اندھے اور نفس پرست یہ باپ ہمارے معاشرے کے رِستے ہوئے وہ ناسور ہیں جن سے انسانیت سہم سہم جاتی ہے ۔ مذہب کانپ کانپ اُٹھتا ہے اور محبت لرز لرز جاتی ہے ۔

مجھے گھن آتی ہے ان جوان بھائیوں سے جو اپنی بہنوں کو سوتیلی ماؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنی بیویوں کو لے کر الگ ہو جاتے ہیں اور اپنی بیویوں کے خوف سے اپنی ان مجبور بہنوں کو نا فرض شناسی کے گڑھے میں دھکیل دیتے ہیں ، یہ میں یہ اس لئے کہتا ہوں کہ اس ہونہار بچی کا ...... جو کچھ روز ہوئے اپنی مجبوریوں لاچاریوں ، اور بے بسی سے مجبور ہو کر عیسائی ہو گئی ہے بڑا بھائی ہمارے اس معاشرہ کا ایک معزز اور دولتمند فرد ہے ۔

مجھے آج ان علماؤں سے کچھ کہنا ہے جو سیاست میں حصہ لے کر جاہ و منصب کی تلاش تو کرتے ہیں مگر معاشرہ کے ان ناسوروں کی طرف کچھ دھیان نہیں دیتے ۔ اے کاش آپس میں لڑنے والے ، ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے والے ، ہاتھ باندھ کر اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کی بحث کرنے والوں میں سیاسی ذوق کی بجائے ترویج و تبلیغ دین کا شوق پیدا ہو ، کاش سیاسی جھگڑوں میں اُلجھ کر جیل کی سیر کرنے والے علماء ، اپنا سارا وقت اپنا تمام زورِ بیان ، اپنی تمام قابلیت ملت اسلامیہ کی برگشتہ تقدیر اور گم کردہ راہ افراد کے اخلاق کو سدھارنے میں صرف کر دیں ، کاش وہ اس قابل ہو جائیں کہ عقد ثانی پڑھانے سے پہلے اپنے خطبۂ نکاح میں ناکح کو ان بے بسوں کے حقوق سمجھا سکیں جن کے لئے اپنی نفس پرستی اور ہوس کے پردوں میں نہایت خوش آیند وعدوں سے وہ نئی ماں لانے کا سامان کر رہا ہے ۔ کاش یہ مولوی مسجد کے منبر سے کارِ خیر ، اور چندوں کی اپیل کرنے کی بجائے نمازیوں کی روزمرہ کی کمزوریوں کو سدھارنے کی سعی کریں ۔ کاش وہ سمجھ سکیں کہ ان کے کاندھوں پر کتنا بڑا بوجھ ہے ، کتنی بڑی ذمہ داری ہے کاش وہ جان سکیں کہ انہی کی فرض شناسی پر ملت کے اخلاق اور کردار کا دارو مدار ہے ۔

مجھے اپنے رہنماؤں سے بھی کچھ عرض کرنا ہے ۔ مجھے ان سے صرف اس قدر کہنا ہے کہ دنیا کی اس سب سے بڑی اسلامی مملکت میں جس کے دس کروڑ مسلمانوں کے وہ رہنما ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں ، ایک مسلمان پڑھی لکھی ہونہار بچی کا اپنے باپ کی نا فرض شناسی اور سوتیلی ماں کے ظلم سے بھاگ کر ایک عیسائی خاتون کا سہارا لینا کیا ایک ایسا شرمناک حادثہ نہیں جس سے ہمارے رہنماؤں کی گردنیں شرم اور ندامت سے جھک جائیں ۔ اسلام کے نام پر ووٹ مانگنے والے اُن مسلمان رہنماؤں سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ انہوں نے ملت کے اخلاق اور کردار کو سدھارنے کے لئے کونسا قدم اُٹھایا ہے ، قوم کے نونہالوں کو اچھا باپ ، اچھا بھائی اور اچھا شوہر بنانے کے لئے کون سے سامان پیدا کئے ہیں ، سکولوں میں اب تک وہ تواریخیں پڑھائی جا رہی ہیں جن میں اتفاق اور ایمان کے مجسمے اورنگ زیب عالمگیر کو تنگ نظر متعصب اور بد باطن حکمران کہا گیا ہے ۔ محمود غزنوی ابھی تک ہمارے بچوں کے سامنے ایک لٹیرے کی حیثیت میں پیش کیا جا رہا ہے ہمارے رہنماؤں نے ہمارے معاشرے میں پھیلے ہوئے اس زہر کو دُور کرنے کے لئے آج تک کونسا قدم اُٹھایا ہے ۔ اگر غلامی کی زنجیریں کٹ جانے پر بھی ہمارے ذہن بد اخلاقی اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہیں تو ان لاکھوں جانوں ، عصمتوں اور عزتوں کا جو شمع آزادی پر قربان کر دی گئیں کیا حاصل ۔"

(تنزیل)

خواتینِ اسلام کے کارنامے

—انسہ عقیدت شمیم—

اسلامی تاریخ کا دامن ان باعظمت خواتین کے عالمتاب واقعات سے مزین ہے جن کا مطالعہ ہماری بھٹکی ہوئی زندگیوں کی راہنمائی کر سکتا ہے، مجھے اپنے مضمون میں ایسی ہوشمند، زیرک، دلاور اور صاحب کردار خواتین کا ذکر کرنا ہے جن کے وجود مسعود نے ہمارے سروں پر فخر و سرفرازی کا تاج رکھا اور جن کے علم و عمل نے ایسے نادر نمونے پیش کئے کہ تاریخ عالم کے اوراق خود ان کی گواہی پیش کر رہے ہیں۔

حضرت جویریہ جو قبیلہ خزاعہ کی روشن چراغ تھیں فضل و کمال کے باب میں آپ کا درجہ سب سے بلند تھا۔ آپ کی علمیت کا اندازہ اس ایک مثال سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس۔ حضرت جابر۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت مجاہد جیسے بزرگ ترین صحابہ اور تابعین جو علم و عمل اور بزرگی میں آفتاب و مہتاب تھے آپ کے شاگردوں کے حلقے میں داخل تھے۔

مکہ کے مشہور سردار ابو سفیان بن حرب کی بیٹی اور جلیل القدر صحابی رسول صلعم حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی بہن ام حبیبہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں اور وہیں خاندانی رسم و رواج کے مطابق تعلیم و تربیت حاصل کی شجاعت اور بہادری سرزمین عرب کا خاصہ ہے اور اس سلسلے میں آپ کے خاندان کو جو امتیاز حاصل تھا وہ اور خاندانوں کو حاصل نہیں تھا، چونکہ آپ کی پرورش اسی ماحول میں ہوئی اسی لئے شجاعت اور بہادری کے ایسے کارنامے آپ سے وقوع پذیر ہوئے جن کی مثال شاید مردوں کی تاریخ میں بھی نہ مل سکے۔

آپ کی سیرت کا یہ عالم تھا کہ جو شخص بھی آپ سے ایک دفعہ مل لیتا اس کے دل سے برسوں تک آپ کے شریفانہ سلوک اور کریمانہ اخلاق کا اثر نہ مٹتا۔ آپ کی شادی عبد اللہ بن جحش سے ہوئی جو بہت ہی نیک اور پاک طینت بزرگ تھے۔ شادی ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ حرا کے غاروں سے نبوت کا آفتاب کفر و شرک کی ظلمتوں کو شکست دیتا ہوا نمودار ہوا۔ اور فاران کی چوٹیوں سے توحید کی صدائیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔ مخالفت کا شور اٹھا، لیکن آپ نے اسلام قبول کرتے ہوئے زندگی کی ہر مصیبت کا خیر مقدم کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد عزیز و اقارب، زر و جواہر اور گھر بار سب کچھ چھوڑنا پڑا۔ یہاں تک کہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئیں۔ وہاں خاوند کا انتقال ہو گیا، مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ لیکن اسلام کا دامن پورے صبر و متانت کے ساتھ اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ عزم و ہمت کی تشریح کرنا ہو تو ام حبیبہ کا نام لے دینا ہی کافی ہے۔

رسول مقبول کی دختر ارجمند حضرت فاطمۃ الزہراء

فاطمۃ الزہراء کی زندگی کے حالات حریم نسواں میں ایک مقدس مشعل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عورتوں کی دنیا کا گوشہ گوشہ انہی کرنوں سے مستنیر ہے، آپ ابتدا ہی سے ذہین باعصمت اور تیز طبیعت تھیں، آپ کے چہرہ مبارک سے عظمت و رفعت، عصمت و عفت، عالی حوصلگی اور بردباری کے آثار مترشح تھے۔ یہ تمام صفات خدا نے بچپن ہی سے آپ کی فطرت میں مرکوز فرما دیئے تھے آنحضرت صلعم کو آپؓ سے بے حد محبت تھی۔ آپ بھی آنحضرت صلعم پر دل و جان سے فدا تھیں۔ تمام کائنات سے بڑھ کر حضرت فاطمہ آپ کو پیار کرتی تھیں غزوہ احد میں جب آنحضرت صلعم کا چہرہ لہو لہان ہو گیا، خون کسی طرح بند نہیں ہوتا تھا اس وقت آپ نے بڑی جگر کاوی و دلسوزی کے ساتھ حضورؐ کی مرہم پٹی کی ۲ھ میں حضرت علی سے آپ کا عقد ہوا۔ حقیقتاً زندگی کا یہی وہ زمانہ تھا جب آپ حیات کے دیگر لوازمات اور دنیا کے کٹھن امور کے ساتھ وابستہ ہو گئیں، شوہر کی محبت، بچوں کی تربیت، خانہ داری کا احساس عزیبت کی زندگی اور فقیرانہ معیشت کو حضرت فاطمہؓ نے صرف نبھایا ہی نہیں بلکہ ایسی ہمت اور سلیقہ مندی کا ثبوت دیا جو آج ہر عورت کے لئے زندہ سبق ہے، آپ ان کی بیٹی تھیں جن کے پاؤں تلے دنیا کے تمام خزانے تھے، اور اس مرد جری کی بیوی تھیں جن کا لقب شیر خدا تھا، مگر غربت اور تنگ دستی کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر نہ کبھی پیٹ بھر کر روٹی نصیب ہوئی تھی اور نہ کام کرنے کے لئے کوئی خادمہ۔ خود ہی گھر بھر کا کام شوہر کی خدمت اور بچوں کی تربیت کے فرائض سرانجام دیا کرتی تھیں۔ آپ کے مراتب بلند کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔

> تم لوگوں کو تمام عورتوں میں تقلید کے لئے چار عورتیں کافی ہیں۔ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجہ فرعون۔

۲۹ سال کی عمر میں اس سیدہ نے خاکدان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت خنسا شجاعت، شہادت میں بے مثل تھیں، آپ قبیلہ قیس سے تھیں، اسلام سے آپ کو والہانہ محبت تھی، ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ۱۴ ہجری میں جب سلطنت ایران سے جنگ ہوئی تو آپ بے تاب ہو گئیں۔ اور اپنے چاروں جوان سال لڑکوں عبداللہ، زید، معاویہ اور عمرو کو لے کر جنگ میں شریک ہوئیں۔ جب جنگ کا بگل بجا تو آپ نے اپنے چاروں بچوں کو بوسہ دیا۔ اور ان مبارک اور مقدس الفاظ سے خطاب فرمایا۔ پیارے بچو! تم نے اسلام اور ہجرت اپنی خوشی سے اختیار کی ورنہ تم اپنے ملک پر کوئی بوجھ نہ تھے۔ وہاں قحط پڑا تھا مگر تم نے اپنی ماں کو فارس میں لا ڈالا۔ تم ایک ماں ایک باپ کی اولاد سے ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے خیانت نہیں کی اور نہ تمہارے ماموؤں کو رسوا کیا۔ تم کو معلوم ہے کہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور کفار سے جہاد ثواب عظیم ہے۔ خدا نے فرمایا ہے۔ "اے مومنو! صبر کرو اور صبر کی تلقین اور جہاد کے لئے مضبوط رہو۔ پس تم تیاری کرو اور آخر...... تک لڑتے رہو"

لڑکے میدان جنگ میں کود پڑے۔ یہاں تک کہ جام شہادت سے سرشار ہو کر عالم بقا کو سدھار سے سپاہی اور پردیسی ماں کو جب اس کی اطلاع ملی تو بجائے آہ و بکا کرنے کے سجدۂ شکر بجا لائیں۔

آپ کو شعر و شاعری میں کمال حاصل تھا۔ آپ کا زبردست دیوان اب بھی ملتا ہے جو یورپ میں اصل ترجمہ کے ساتھ کئی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے ۲۴ھ میں آپ نے وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خدا کے نیک بندوں کے لئے قربانی کا لفظ ایک خاص جاذبیت اور کشش رکھتا ہے۔ ہم اگر روح اسلام کا تجزیہ کریں تو اسلام سراپا قربانی اور اطاعت کا مرقع نظر آتا ہے۔

حضرت سمیہ جب مشرف بہ اسلام ہوئیں تو کفار نے اس قدر زد و کوب کیا کہ شدت تکلیف سے آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، لیکن حبّ اسلام میں کوئی مطلق فرق نہ آیا۔ ابو جہل نے ایک زہریلے تیر سے آپ کو ہلاک کیا۔ آپ کی شہادت عورتوں کے لئے صرف اس لئے باعث فخر ہے کہ شہادت جیسے عظیم المرتبت درجے کی سعادت سب سے پہلے ایک عورت نے حاصل کی۔

امریکہ میں نسلی امتیاز (بقیہ صـ۴)

اپنے آپ کو اعلیٰ و اشرف سمجھتی تھی، اور جہاں حبشیوں کو غلاموں کا درجہ دیا جاتا تھا ایسے تمام امتیازات کو جو آج امریکہ جیسی عظیم الشان حکومت ختم نہیں کر سکتی آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے جبکہ دنیا تعصب و جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی یکسر مٹا دینا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کمال ہے جس پر مسلمان جس قدر ناز کریں کم ہے لیکن افسوس ہے کہ آج ان میں بھی قبائلی وطنی اور علاقائی تعصبات گھر کر رہے ہیں اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے رسول پاک صلعم کے کارناموں کو پیش کر کے دنیا کی ہدایت کا موجب ہوتے خود گمراہی کا ......

قرآن کی موجودگی میں حدیث کا مقام

(حبیب الرحمٰن الاعظمی)

(۲)

تعلیم حکمت

اس کے بعد قرآن کریم کی بیان کی ہوئی ایک اور حقیقت پر غور کیجئے:۔

قرآن حکیم نے تعلیم کتاب کے ساتھ تعلیم حکمت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فریضہ بتایا ہے۔ یہ حکمت کیا چیز ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے فکر صحیح اور فہم سلیم کی ضرورت ہے۔

حکمت کی مراد معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے خود قرآن پاک کی طرف رجوع کیجئے تو اس میں آپ کو ایسی متعدد آیات ملیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ حکمت بھی ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا اور نازل کیا ہے۔ مثلاً سورۂ نساء میں ایک جگہ ارشاد ہے:۔

وانزل اللہ علیك الکتاب والحکمة وعلمك مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما (النساء ۔ ۱۷)

اور نازل کی اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت اور سکھلایا تجھ کو وہ جو تو نہیں جانتا۔ اور ہے اللہ کا فضل تجھ پر بڑا۔

سورۂ بقرہ میں ایک موقع پر فرمایا:۔

واذکروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمة یعظکم بہ (بقرہ ۔ ۲۹)

اور یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر اور جو نازل کی تم پر یعنی کتاب اور حکمت۔ نصیحت کرتا ہے اللہ تم کو اس کے ساتھ!

سورۂ احزاب کی ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی آیتوں کی طرح حکمت بھی ایک ایسی چیز ہے جس کی تلاوت ازواج مطہرات کے گھروں میں ہوتی تھی۔ ارشاد ہے:۔

واذکرن ما یتلیٰ علیکن فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمة (احزاب ۔ ۱۲)

اور یاد کرو اس کو جس کی تلاوت ہوتی ہے تمہارے گھروں میں یعنی اللہ کی آیتیں اور حکمت۔

سوال یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے گھروں میں قرآن کی آیتوں کے علاوہ دوسری کیا چیز پڑھی جاتی تھی؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن کے علاوہ کیا سناتے تھے؟

اس سوال کا صرف یہی ایک جواب ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی حدیث اور آپ کی سنت تھی (یعنی آپ کے عام دینی نصائح اور دینی افادات و ارشادات)

اور چونکہ اس آیت میں حکمت کے ذکر کا (یعنی اس کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کا) حکم ہے اس لئے اسی آیت سے حدیث و سنت کے یاد کرنے اور یاد رکھنے کا وجوب بھی معلوم ہو گیا۔ اور

اور یہ بات بھی تقریباً بدیہی اور مسلم ہے کہ علم و ذکر و حفظ مقصود بالذات نہیں ہیں۔ بلکہ عمل کے لئے مقصود ہیں۔ اسی لئے اس آیت سے حدیث و سنت پر عمل کا واجب اور مامور بہ ہونا بھی معلوم ہو گیا۔

اور جب سنت ہی کا دوسرا نام حکمت ہے تو اس سے پہلی آیتوں سے (جن میں کتاب کی طرح حکمت کو بھی منزل من اللہ فرمایا گیا ہے) یہ ثابت ہوا کہ سنت بھی منزل من اللہ اور وحی خداوندی ہے۔

قرآن کے بعد جب ہم معلم قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے ہیں تو جس طرح قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ قرآن کے علاوہ ایک اور چیز بھی (جس کا نام حکمت ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اتاری ہے۔ اسی طرح معلم قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بھی ہم کو یہی بتلاتی ہیں۔

الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ

کہ مجھے قرآن عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ ایک دوسری چیز بھی اس کے مثل دی گئی۔ (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ والدارمی عن المقدام بن معدی کرب)

کتاب و سنت کے انہی نصوص کی بناء پر تمام ائمہ و علمائے سلف اس بات پر متفق ہیں کہ یعلمہم الکتاب والحکمة اور اس طرح کی دوسری آیات میں جو حکمت کا لفظ وارد ہوا ہے اس سے مراد سنت ہی ہے اور سنت بھی وحی الٰہی کی ایک قسم ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم کتاب الروح میں لکھتے ہیں:۔

"ان اللہ سبحانہ و تعالیٰ انزل علیٰ رسولہ وحیین واوجب علیٰ عبادہ الایمان بہما والعمل بما فیہما وہما الکتب والحکمة وقال تعالیٰ "وانزل اللہ علیك الکتاب والحکمة" وقال تعالیٰ "ہو الذی بعث فی الامیین رسولاً منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمة" وقال تعالیٰ "واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمة"

والکتاب ہو القرآن والحکمة ہی السنة باتفاق السلف وما اخبر الرسول عن اللہ فہو فی وجوب تصدیقہ والایمان کما اخبر بہ الرب تعالیٰ علیٰ لسان رسولہ ہذا اصل متفق علیہ بین اہل الاسلام لاینکرہ الا من لیس منہم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی اوتیت الکتاب ومثلہ معہ (ص ۹۲)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول پر دو قسم کی وحی نازل کی اور دونوں پر ایمان لانا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا اور وہ دونوں قرآن و حکمت ہیں (اس کے بعد علامہ نے اس دعوے کے ثبوت میں وہی قرآنی آیات درج کی ہیں جو اوپر پیش کی جا چکی ہیں جن میں کتاب و حکمت کی تنزیل و تعلیم کا ذکر اور ان کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کا حکم ہے، ان آیات کو درج کرنے کے بعد علامہ لکھتے ہیں:۔

کتاب تو قرآن ہے اور حکمت سے باجماع سلف سنت مراد ہے۔ رسول نے اللہ سے پا کر جو خبر دی اور اللہ نے رسول کی زبان سے جو خبر دی۔ دونوں واجب التصدیق ہونے میں یکساں ہیں، یہ اہل اسلام کا بنیادی اور متفق علیہ مسئلہ ہے اس کا انکار وہی کرے گا جو ان میں سے نہیں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے کتاب دی گئی۔ اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز بھی دی گئی (یعنی سنت)

اسوۂ رسول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی جو تشریح و تبیین فرمائی اور وہ حکمت جو آپ پر نازل کی گئی، ہر مومن بالقرآن کے لئے ان دونوں کا واجب القبول ہونا آپ معلوم کر چکے ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری چیز جس کی پیروی ہر مومن پر لازم قرار دی ہے، وہ ہے پوری اسلامی و مذہبی زندگی کا وہ نمونہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں جلوہ گر تھا۔ سورۂ احزاب میں ارشاد ہے:۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا۔ (احزاب ۔ ۳)

تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی چال رسول اللہ کی اس کے لئے جو امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے زندگی کے ہر ہر مرحلہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم ہم کو دیا ہے، ایسا نہیں ہے کہ صرف جنگ کی حالت میں اور پریشانی کے موقع پر آپ کے صبر و ضبط کی مثال سامنے رکھنے اور فقط اس کی پیروی کرنے کی تلقین کی گئی ہو جیسا کہ اس آیت کے متعلق بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ اس کی تو کوئی کمزور سے کمزور وجہ نہیں ہو سکتی کہ جنگ کے موقع پر۔ تو آپ کا طرز عمل واجب الاتباع ہے مگر امن و صلح کے موقع پر آپ کا طرز عمل واجب الاتباع نہیں ہے یا جہاد میں تو آپ کی ذات میں ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے مگر اقامت صلوٰۃ و اداء حج کے باب میں آپ کی ذات میں ہمارے لئے کوئی قابل پیروی نمونہ نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دوسری جگہ پر اس شخص کو جو خدا سے محبت کا دعوے کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم بالکل عموم و اطلاق کے ساتھ دیا گیا۔ ارشاد ہے:۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران ۔ ۴)

کہئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے چلو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

یہاں اللہ کی محبت کا معیار مطلقاً نبی کا اتباع قرار دیا

(باقی صفحہ ۔)

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ خواتین

صبح دس بجے سے بارہ بجے تک خواتین کا جلسہ ہوگا اور مختصر دستکاری کی نمائش ہوگی۔

نماز جمعہ: ۱۲½ بجے سے ۲ بجے تک۔ **خطبہ جمعہ:** حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ارشاد فرمائیں گے۔

اجلاس مجلس معتمدین: ۳ بجے سے ۷ بجے تک

{۲۵ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز ہفتہ}

اجلاس زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیرآباد

{۱۰ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک}

مقرر	موضوع	وقت	از	تا
حافظ قاری محمد بوستان صاحب	تلاوت قرآن کریم	۱۵ منٹ	۱۰ بجے سے	۱۰¼ بجے تک
مولوی دوست محمد صاحب	ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۵ منٹ	۱۰¼ بجے سے	۱۰½ بجے تک
حافظ محمد حسن صاحب چیمہ	تقریر	۳۰ منٹ	۱۰½ بجے سے	۱۱ بجے تک
شیخ محمد یوسف صاحب گرمنی	مذہب اور سیاست	۳۰ منٹ	۱۱ بجے سے	۱۱½ بجے تک
مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی	تحریک احمدیت کے اثرات عالم اسلام پر	۴۵ منٹ	۱۱½ بجے سے	۱۲¼ بجے تک
میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی	تقریر	۱۵ منٹ	۱۲¼ بجے سے	۱۲½ بجے تک
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	تقریر	۳۰ منٹ	۱۲½ بجے سے	۱ بجے تک
حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر قوم	تقریر	ایک گھنٹہ	۱ بجے سے	۲ بجے تک

شام کو سات بجے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا اجلاس ہوگا

{۲۶ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز اتوار}

اجلاس زیر صدارت شیخ میاں عزیز احمد صاحب ملز اونر لائلپور

{۱۰ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک}

مقرر	موضوع	وقت	از	تا
طلباء مسلم ہائی سکول	تلاوت قرآن کریم و نظم	۱۵ منٹ	۱۰ بجے سے	۱۰¼ بجے تک
سیکرٹری انجمن	رپورٹ سالانہ	۱۵ منٹ	۱۰¼ بجے سے	۱۰½ بجے تک
شیخ نثار احمد صاحب	مامورین کے آنے کی غرض اور ان کے پیرو	۱۵ منٹ	۱۰½ بجے سے	۱۰¾ بجے تک
مولانا محمد یعقوب خان صاحب۔ صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام	کیا حکومت کے بغیر مذہب کا قیام ناممکن ہے؟	¾ گھنٹہ	۱۰¾ بجے سے	۱۱½ بجے تک
شیخ عبدالرحمن صاحب مصری	حضرت مسیح موعود کا مقام امت محمدیہ میں اور انکے انکار کے نتائج	۳۰ منٹ	۱۱½ بجے سے	۱۲ بجے تک
خان بہادر غلام ربانی خان صاحب	مغرب میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں	۳۰ منٹ	۱۲ بجے سے	۱۲½ بجے تک
قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ	لاہور میں ہمارے پاک ممبر	۳۰ منٹ	۱۲½ بجے سے	۱ بجے تک
مولانا آفتاب الدین احمد صاحب	ہمارا مقصد اور ذرائع حصول	۳۰ منٹ	۱ بجے سے	۱½ بجے تک
حضرت امیر قوم	اختتامی تقریر و دعا	۳۰ منٹ	۱½ بجے سے	۲ بجے تک

نوٹ: (۱) نماز ظہر و عصر ۳ بجے ہوں گی۔ مغرب و عشاء دونوں پونے پانچ بجے جمع کی جائیں گی۔

(۲) درس قرآن ہر روز بعد از نماز فجر حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر قوم دیں گے۔

(۳) کھانے کے اوقات صبح ۸ بجے سے ۹½ بجے تک اور شام کو ۶ بجے سے ۸ بجے تک

پیغام صلح مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۸۱

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تعلیمی پرنٹنگ پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸ تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور فون نمبر ۳۲۳۷ ۱۸ دسمبر ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
مہر نبوت را بر و شد اختتام ہست او خیر الرسل خیر الانام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار

پیغام صلح

ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خاں حسن۔ بی اے
دوست محمد

جلد ۴۳ | یوم شنبہ مورخہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۸۲

جماعت کی باہمی مصالحت کی خوشی میں

۱۔ احباب پر واجب ہے کہ حضرت رب العزت کا شکر ادا کریں۔

۲۔ ضروری ہے کہ اس کش مکش کے دوران میں جو کدورت پیدا ہو گئی تھی اس سے اپنے قلوب کو بکلی پاک کر لیں۔

۳۔ ضروری ہے کہ تمام دوست اس سال جلسہ سالانہ میں ضرور شریک ہوں، حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کو احباب کے باہمی تعارف اور **محبت و مودت** بڑھانے **کا** ذریعہ قرار دیا ہے، اس سال باہمی اختلاف کی وجہ سے اس محبت و مودت میں جو کمی واقع ہوئی اس کو پورا کرنے کے لئے جلسہ سالانہ میں سب دوستوں کی شمولیت حضرت مسیح موعودؑ کی روح کو خوش کرنے کا موجب ہو گی۔

جلسہ سالانہ کو وہ اہمیت دیں جو حضرت صاحب نے دی

حضرت امیر مرحوم کا ارشاد گرامی

"میں اپنی جماعت کے بہت سے دوستوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق بڑی بھاری غلطی کا مرتکب خیال کرتا ہوں کہ وہ اسے وہ اہمیت نہیں دیتے جو دینی چاہیئے۔ کسی جماعت میں سے ایک شخص آجاتا ہے اور کسی میں سے دو آجاتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے، جب تمام مخلصین جمع ہو جائیں تاکہ ہر ایک شخص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اور انکے دینی معلومات وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو جس سے تبلیغ اسلام کی بنیاد مضبوط ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ آئندہ بھی ہمیشہ اس جلسہ کے یہی مقصد رہیں گے کہ اشاعت اسلام اور ہمدردی نو مسلمین امریکہ اور یورپ کے لئے احسن تجاویز سوچی جائیں تو ان مقاصد کو حاصل کرنیکا ذریعہ یہ جلسہ سالانہ تھا۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ سالانہ جلسہ حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ ایک طریق ہے جس کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔

"آپ نے خدا تعالیٰ سے اشارہ پا کر اس سلسلہ کی بنیاد رکھی ہے کہ سب لوگ جو اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں وہ سال میں ایک دفعہ ضرور جمع ہوں سوائے اس کے کہ کوئی قوی مانع ہو اور وہ شامل نہ ہو سکیں، قوی مانع وہی ہو سکتا ہے جب انسان کے دل میں تڑپ تو موجود ہو مگر ظاہری حالات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ وہ اسے مجبور کر دیتے ہیں ایسے انسان کی وہ حالت ہو گی جو ایسے غیر مستطیع لوگوں کی ہے جن کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے تولوا و اعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس غم سے کہ وہ مال نہیں پاتے جسے خرچ کریں ـــــ سو اگر حالت ایسی ہو کہ اس قسم کا مانع پیش آجائے کہ اس سالانہ اجتماع میں غیر حاضری کی وجہ سے انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور دل میں غم ہو تو بیشک قوی مانع ہے لیکن جب اپنی ضروریات کیلئے کسی کی موت کی وجہ سے یا کسی کی شادی کی وجہ سے گھرانوں کے گھرانے گھروں سے نکل پڑتے ہیں تو اپنے آپ کو ادنےٰ ادنےٰ عذروں پر محروم کر لینا جسے خدا کے مامور نے اس قدر اہمیت دی ہے پرلے درجہ کی بدقسمتی ہے۔"

"تمام دوستوں کا فرض ہے کہ اس اجتماع میں شامل ہوں، اس میں خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی برکتیں رکھی ہیں ایسے مواقع پر جو باتیں انہونی ہوتی ہیں وہ بھی انہونی ہو جاتی ہیں، میں ساری جماعت کو کہتا ہوں کہ اس **جلسہ سالانہ** کو وہ اہمیت دیں جو حضرت صاحب نے دی اس کے بغیر جماعت کی تربیت نہیں ہو سکتی، حضرت صاحب نے اس کو جماعت کی تربیت کا ذریعہ قرار دیا ہے، حضرت صاحب نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ وہ لوگ جو سفر خرچ کی توفیق نہیں رکھتے وہ سارا سال تھوڑا تھوڑا زاد راہ جمع کریں تاکہ وہ اس جلسہ میں شریک ہو سکیں"۔

جلسہ سالانہ کا پروگرام صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیے اس پروگرام میں مجلس معتمدین کے صرف ایک ہی اجلاس کا ذکر کیا گیا ہے جو ۲۴ دسمبر کو ۳ بجے سے ۷ بجے شام تک ہو گا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اجلاس دوسرے دن یعنی ۲۵ دسمبر کو بھی ۲ بجے سے ۷ بجے شام تک پھر منعقد ہو گا اسکے علاوہ ۲۷ دسمبر کی صبح کو درس قرآن کریم کے بعد احمدیہ کانفرنس کا اجلاس ہو گا۔

سہ روزہ پیغام صلح　　۱۸ دسمبر ۱۹۵۴ء

روسی اشتراکیوں کے حملے اسلام پر

مسلمانوں پر جبر و تشدد اور ایذا رسانی

کچھ دنوں سے روس کی اشتراکی مملکتوں سے پے در پے ایسی خبریں آ رہی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اشتراکی ممالک اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کی ذلیل حرکتوں پر اتر آئے ہیں، اس سلسلہ میں سب سے پہلے ایک روسی مستشرق .... EA. Belaiev کا ایک مضمون ہمارے سامنے آیا ہے جو مستشرقین کی تئیسویں بین الاقوامی کانگرس منعقدہ کیمبرج (انگلستان) میں پڑھا گیا اور افسوس ہے کہ معاصر اسلامک ریویو نے اپنے اکتوبر ۱۹۵۴ء کے پرچہ میں جلی عنوانات کے ماتحت اسے بلا تبصرہ شائع کر دیا، اس مضمون پر جس میں اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت کمینہ حملے کئے گئے ہیں، ہم آیندہ اشاعت میں مفصل تبصرہ کریں گے اور اس کے جواب میں ایک انگریز نومسلم کا مضمون بھی درج کریں گے، جو ماہ نومبر ۱۹۵۴ء کے اسلامک ریویو میں شائع ہوا ہے۔

لیکن ایک اور ضروری چیز جس پر اس وقت ہم غور کرنا چاہتے ہیں وہ سوویٹ ترکمان ری پبلک کے اشک آباد ریڈیو سٹیشن کی ایک نشری تقریر ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ:۔

"اسلام ساتویں صدی عیسوی میں عربوں کے جاگیرداری نظریہ کو لے کر نمودار ہوا .... مزدور پیشہ لوگوں کی بہت بڑی اکثریت مدت تک اسلام کے خلاف معرکہ آرا رہی"

"اسلام کو ترکمانوں کے مزدور پیشہ طبقہ کی روحانی زندگی خراب کرنے کے لئے ایک زبردست ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے"

"اسلام نے آزادیٔ نسواں کی مخالفت کی ہے، اس کے شعار دینی مثلاً روزہ وغیرہ صحت کو خراب کرنے والی چیزیں ہیں"

"اسلام کی رسمیات اور شعار دینی پر عمل کرنے سے اجتماعی کاشت کے کاروبار دن کا بہت سخت نقصان ہوتا ہے، دہریوں کی اجتماعی فارمیں اسلامی فارموں کی نسبت زیادہ روپیہ کماتی ہیں"

کیا اس روشنی اور فراوانیٔ علم کے زمانہ میں جبکہ بڑے بڑے متعصب مسیحی پادریوں اور سیاستدانوں کو اسلام کے پاکیزہ اصولوں، اور بنی نوع انسان بالخصوص عورتوں اور مزدور پیشہ لوگوں پر اس کے گرانمایہ احسانات کا اعتراف کرنا پڑا ہے، روسی اشتراکیت کے یہ نعرے اس کی جہالت اور زمانہ وسطیٰ کی تاریک خیالی پر مشتمل نہیں؟ وہ کونسی مزدور پیشہ لوگوں کی اکثریت ہے جس کو اسلام کے خلاف معرکہ آرائی کی ضرورت پیش آئی، اور ترکمانوں کے مزدور پیشہ طبقہ نے کب یہ شکایت کی کہ اس کی روحانی زندگی کو خراب کرنے کے لئے اسلام کو ایک زبردست ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے؟ اشتراکیت کو تو روحانی زندگی سے کوئی مطلب ہی نہیں وہ تو روحانیت کی قائل ہی نہیں تو اس کو ترکمانوں کی روحانی زندگی کا خیال کس طرح پیدا ہو گیا؟ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی باتوں سے لوگوں کے دلوں کو اسلام سے متنفر کرنا اور کمیونزم کا حلقہ بگوش بنانا مقصود ہے اور اس غرض کو سامنے رکھ کر نہ صرف غلط بیانیوں اور اسلام پر کمینہ حملوں اور ناپاک تہمتوں کا طومار کھڑا کیا جا رہا ہے بلکہ جب اس طرح وعظ و تبلیغ سے کام نہ چلے تو جبر و تشدد سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا، چنانچہ ایک تازہ خبر ہے کہ بلغاریہ میں مسلمانوں کا وجود اور اسلامی روایات کو ختم کرنے کی غرض سے وہاں کی اشتراکی حکومت بڑی سرگرمی سے کوشش کر رہی ہے، گذشتہ چند سالوں میں بلغاریہ کے ہزاروں مسلمان باشندے ہجرت کر کے ترکی میں پناہ گزین ہو چکے ہیں، ان کی آمد سے حکومت ترکی کو آبادکاری اور ریلیف کے کاموں میں بڑی مشکلات اور اخراجات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

اسی خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روڈوپ کے علاقہ میں ترکی آبادی کو راہ پر لانے کے لئے خاص لیکچروں کا اہتمام کیا جا رہا ہے، ان تقریروں کے ذریعہ عوام کو "رمضان" اور عید کی توہم پرستانہ روایات کی نوعیت سے آگاہ کرنے کی خاص طور پر کوشش کی جا رہی ہے، اس کے علاوہ انہیں اشتراکی دہریت کے اصولوں سے بھی روشناس کرایا جا رہا ہے، یہ امر بھی معنی خیز ہے کہ روزوں اور عید پر سوقیانہ حملوں کے دوران میں اس بات پر بھی زور دیا جاتا ہے کہ "ایسی تعطیلات کے باعث حکومت کو کم پیداوار کی صورت میں بھاری نقصان پہنچتا ہے"۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "اسلام کے خلاف ان سرگرمیوں کے سلسلہ میں سرکاری حلقوں نے تسلیم کیا ہے کہ انہیں بڑی سخت کوشش کرنی پڑتی ہے، کیونکہ اسلام اشتراکی چالوں کا بڑی شدت سے مقابلہ کرتا ہے"

ایک اور خبر یہ ہے کہ بیس ہزار قازق مسلمان کمیونسٹ چین کے جبر و تشدد سے اپنے ایمان کو بچانے کے لئے وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے لیکن ترکی کے علاقہ میں پہنچتے پہنچتے (جہاں ان کی آبادکاری کے اخراجات امریکہ نے برداشت کئے ہیں) ان کی تعداد صرف ۳۵۰ رہ گئی، اور باقیماندہ ہزاروں خاندان برباد رستہ ہی میں روسی اشتراکیت کے جبر و تشدد کی نذر ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا یہ زمانہ جاہلیت کی مجنونانہ حرکات نہیں جو روس اور اس کے حامی اشتراکی ممالک سے سرزد ہو رہی ہیں؟ کیا اس زمانہ میں جبکہ طبی سائنس اس بات کو ثابت کر چکی ہے کہ روزہ انسانی صحت کو ترقی دینے کا بہترین ذریعہ ہے یہ کہنا کہ روزہ صحت کو خراب کرنے والی چیز ہے پرلے درجہ کی جہالت نہیں؟ کیا عید کی تعطیلات کو جو سال بھر میں دو سے زیادہ نہیں ہوتیں کم پیداوار اور حکومت کے بھاری نقصان کا باعث قرار دینا ایک ناپاک اشتراکی چال نہیں؟

یہ بھی ایک غلط پروپیگنڈا ہے کہ اسلام نے مزدور پیشہ طبقہ کو نقصان پہنچایا ہے، حقیقت یہ ہے کہ مزدور پیشہ طبقہ پر جو احسانات اسلام نے کئے ہیں، روسی اشتراکیت میں ان کا عشر عشیر بھی نہیں، اسلام نے مزدوروں کے لئے اتنا کھلا میدان چھوڑا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ محنت کر کے اپنے ماحتاج سے بہت بڑھ کر کما سکتے ہیں لیکن روسی اشتراکیت اس کی حامی نہیں وہ مزدور کو اتنی ہی پڑی تلی روٹی دینے کی موید ہے جتنی حکومت نے اس کے لئے مقرر کر دی ہو، اس سے آگے کوئی مزدور ترقی نہیں کر سکتا، نہ اسے اس بات کی اجازت ہے کہ اپنے لئے کام کا انتخاب خود اپنی مرضی کے مطابق کرے، نہ اسے ایسی جگہ پر کام کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جہاں اس کا رہنا اس کی طبیعت کے موافق ہو، بلکہ جس وقت اور جہاں حکم ہو اسے جبراً پہنچا دیا جاتا ہے، یہ وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے ایک مزدور کا جذبہ محنت اور کام کرنے کا ذوق و شوق مردہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنی مرضی کے مطابق محنت و مشقت کر کے سوسائٹی کے لئے زیادہ نفع رسانی کا موجب نہیں بن سکتا، برخلاف اس کے اسلام نے اس کے لئے محنت و مشقت کا میدان کھلا چھوڑ کر اس کی ترقی کے ذرائع وسیع کر دیئے ہیں، روسی اشتراکیت نے مزدور کو جبر و تشدد کا تختۂ مشق بنا کر ایک رنگ میں زمانہ جاہلیت کی رسم غلامی کو رواج دے دیا ہے لیکن اس کے خلاف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دے کر کسی غلام یا مزدور سے وہ خدمت نہ لو جو اس کی برداشت سے باہر ہو اور اگر کوئی ایسا کام کرانا ضروری ہو تو خود اس کا ہاتھ بٹاؤ مزدوروں کے لئے ایسی آسانی پیدا کی ہے جس کا نام و نشان روس میں نہیں، آپ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرو، لیکن اشتراکی ممالک میں ایک مزدور اس کا حقدار نہیں کہ ایسا مطالبہ کر سکے۔

رہا عورت کی آزادی کا سوال اس بارہ میں کمیونزم کے باوا آدم کارل مارکس کی تعلیمات کو دیکھ لیجئے جن کی حمایت ان کے رفیق کار اور دوست اینجل نے بھی کی ہے، ان تعلیمات میں عورت کو نکاح وغیرہ کے بندھنوں سے آزاد کر کے اور تمام سوسائٹی کی ملکیت قرار دے کر اس کی جو بے حرمتی کی گئی ہے اور حرامکاری کا دروازہ جس طرح چوپٹ کھولا گیا ہے، اس کی نظیر زمانہ جاہلیت میں بھی نظر نہیں آتی، اسلام نے اس آزادی کی بے شک اجازت نہیں دی، لیکن اس نے عورت کی انفرادی شخصیت کو اس قدر بلند کیا ہے کہ اس کی حیثیت مرد کے برابر قرار دے دی ہے، اسلام میں نکاح عورت کی عزت و وقار کو بڑھانے اور سوسائٹی میں اس کا درجہ بلند کرنے کا موجب ہے، نہ صرف یہی بلکہ اور بھی ایسے حقوق اسے دیئے گئے ہیں جو اس کی عزت کو زیادہ بڑھانے والے ہیں، اور جو دنیا کی دوسری نام نہاد مہذب اقوام میں آج تک عورت کو میسر نہیں آئے، باوجود اس کے یہ کہنا کہ اسلام نے عورت کو آزادی نہیں دی، اشتراکیت کی ایک چال ہے جو اسلام سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے چلی جا رہی ہے، بیشک وہ آزادی اسلام نے عورت کو (باقی صفحہ ۳ کالم نمبر ۱ پر)

اخبار و افکار

مسیح کی آمد

مسیحی معاصر "المائدہ" نے اپنی ۱۵ دسمبر کی اشاعت میں "مسیح کی آمد" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں مسیح کی پہلی آمد کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"اسی طرح اس کی دوسری آمد بھی ہوگی، وہ بھی "روز عظیم" یعنی بڑا دن کہلاتا ہے (مکاشفہ $\frac{19}{14}$) اس وقت خدا جنگی صورت میں ظاہر ہوگا اور تمام مخلوقاتِ عالم کو اس کی بے دینی کی وجہ سے ہلاک کر کے خاموشی کا عالم بنا دے گا جس پر دنیا ڈیڑھ ماہ تک بالکل خاموش ہو جائے گی (دانی ایل - $\frac{12}{11}$) ساڑھے تین سال یعنی نصف ہفتہ تنہائی بیدینی رہے گی۔ جس پر ایک ماہ انقطاعی بربادی کا ہوگا اور ڈیڑھ ماہ میں مقدس پاک ہو جائے گا جو بہ انتہائے خاموشی نیا آسمان اور نئی زمین ظہور میں آجائے گی۔"

اس عبارت کو سمجھنا انہی لوگوں کا کام ہے جو تین کو ایک اور ایک کو تین کے برابر یقین کرتے ہیں ساڑھے تین سال یعنی نصف ہفتہ "بھی تین میں ایک" کی طرح ایک نیا حساب ہے، جس کو مسیحی اصحاب ہی سمجھ سکتے ہیں اور یہ بھی انہی کو معلوم ہوگا کہ جب ساڑھے تین سال کا "یعنے" نصف ہفتہ ہے، تو ڈیڑھ ماہ کا "یعنے" کیا ہوگا،

لیکن تیر یہ ان کی اپنی لغت اور اپنا حساب ہے جسکو حساب دانوں کی دنیا میں خواہ کچھ سمجھا جائے لیکن آخر مسیحی حساب ہے، اس لئے یہاں عقل و فکر کو یارائے دم زدن نہیں، لہذا ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اتنا ہی پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر مسیح کی دوبارہ آمد کا مطلب یہ ہے کہ :-

"اس وقت خدا جنگی صورت میں ظاہر ہوگا اور تمام مخلوقات کو اس کی بے دینی کی وجہ سے ہلاک کر کے خاموشی کا عالم بنا دے گا"

تو ایسے مسیح کا نہ آنا ہی بہتر ہے، بجائے اس کے کہ وہ دنیا میں آکر مخلوق کی بے دینی کو دور کرے، اسکو ہدایت دے اور اس قابل بنائے کہ وہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکے ساری کی ساری مخلوق ہلاک کر کے خاموشی کا عالم بنا دینا کونسا نیکی کا کام ہے، پھر سوال یہ ہے کہ مخلوق کی ہلاکت کے بعد جب "ڈیڑھ ماہ میں مقدس پاک ہو جائے گا"، اور نیا آسمان اور نئی زمین ظہور میں آئے گی تو آیا وہی مخلوق دوبارہ اٹھ کھڑی ہوگی جس کو بے دینی کی وجہ سے ہلاک کیا گیا تھا، یا کوئی اور انسان پیدا ہو جائیں گے، اگر وہی مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی اور اپنی ڈیڑھ ماہ کی ہلاکت کی وجہ سے پاک ہو کر اٹھائی جائے گی تو اس پاکیزگی کو آیا جبری کہا جاسکے گا یا نہیں؟ اسلام پر جبری اشاعت کا طعنہ دینے والے اس وقت "خدا وند مسیح" کے اس جبر و تشدد پر کیا فتوے صادر کریں گے؟

وہابیت کا "ذوقِ سلیم"

معاصران محترم "نوائے وقت" اور "ملت" نے دہلی کے ایک ماہانہ مذہبی رسالہ سے دو تین ایسے استفتا اور ان کے جوابی فتوے نقل کئے تھے، جن کی نشر و اشاعت سے مذاقِ سلیم کراہت کرتا ہے، ان دونوں معاصرین کی غرض صرف یہ بتانا تھا کہ مولوی صاحبان کا مذاق کس حد تک گر چکا ہے، کہ ایسے سوالات جن کا مرد و عورت کی خلوت سے تعلق ہوتا ہے، اور جن کا جواب پرائیویٹ خطوں میں دیا جا سکتا ہے، رسالوں میں شائع کئے جاتے ہیں، وہابی معاصر "الاعتصام" کو خدا جانے کیوں اس پر چڑ ہوگئی کہ اس نے "نوائے وقت" پر تو یہ سوال جڑ دیا کہ

"نوائے وقت کا ذوق اگر اتنا ہی بلند ہے تو قرآن کی آیت یسئلونک عن المحیض ـــ کے بارہ میں اس کی کیا رائے ہے؟"

اس کا جواب "نوائے وقت" تو معلوم نہیں کیا دے گا کم از کم ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ یسئلونک عن المحیض کو "بیوی کے پستان چوسنے" سے کیا تعلق ہے۔

لیکن "الاعتصام" کا "ذوقِ سلیم" اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ گیا اور "نوائے وقت" کے بعد "ملت" کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے لکھا ہے کہ :-

"ملت سے صرف یہ گذارش ہے کہ اس شخص کے متعلق آپ کے ذوق کا کیا فیصلہ ہے جو اچھا خاصا مرد ہے اور نبوت کا دعویدار ہے مگر وہ ناگہاں اپنے آپ کو مریم یعنے عورت پاتا ہے اور اس کو یکایک درد زہ ہونے لگتا ہے اور وہ شدت درد سے مجبور ہو کر کھجور کے ایک درخت سے جا لپٹتا ہے۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسے ایک بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی، جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ بچہ جو اس کو پیدا ہوا ہے وہ خود ہی ہے یعنے زچہ اور بچہ دونوں ایک ہیں ـــ کیا یہ الہام "ملت" کے ذوق کے مطابق ہے؟ اور "ملت" کے ارباب ذوق اس پر کیا رائے رکھتے ہیں"

ہم حیران ہیں کہ "الاعتصام" نے یہ سوال "ملت" سے کیوں کیا، جس کو اس شخص سے کوئی واسطہ ہی نہیں، جس کا اس نے اس عبارت میں ذکر کیا ہے، "الاعتصام" کے ذوقِ سلیم پر اگر یہ بات گراں گزرتی ہے تو اسے چاہئیے تھا کہ ہم سے پوچھ لیتا اور ہم اسے حضرت مولانا روم کے کلام سے بتا دیتے کہ اس قسم کا مریم بننا اور بچہ جننا ہر ایسے انقلاب کے وقت ہوتا چلا آیا ہے جو انبیاء و مامورین کی آمد پر برپا ہوتا ہے۔ "الاعتصام" کو چاہیئے کہ مثنوی مولانا روم دفتر دوم (ص ۲۵ مطبع کریمی بمبئی) کے یہ اشعار بغور پڑھ لے :-

جان کل با جان جزو آسیب کرد
عقل از و درے ستد در جیب کرد
ہمچو مریم جان ازاں آسیب جیب
حاملہ شد از مسیح دلفریب
آں مسیحے نے کہ بر خشک و تر است
آں مسیحے کز مساحت برتر است
پس ز جانِ جان چو حامل گشت جان
از چنیں جانے شود حامل جہاں
پس جہاں زاید جہانے دیگرے
ایں حشر او را نماید محشرے
تا قیامت گر بگویم بشمرم
من ز شرح ایں قیامت قاصرم

حضرت مولانا روم نے ان اشعار میں بتایا ہے کہ جب تمام کائنات کی جان ایک جزو یعنے انسان کی جان سے تعلق پکڑتی ہے تو عقل و ادراک انسانی کے رحم میں ایک نئی زندگی کا نطفہ پڑتا ہے پھر اس بندہ کی جان جو مریم کی طرح ہے اس نطفہ سے ایک دلفریب مسیح کو حمل میں لے لیتی ہے وہ مسیح نہیں جو خشک و تر یعنے ظاہر میں گذر چکا ہے بلکہ وہ مسیح جس کا علو مرتبت اندازہ سے بڑھ کر ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ کی جان سے بندہ کی جان حاملہ ہوتی ہے تو ایسی جان سے ایک جہان حامل ہوتا ہے پھر اس جہان سے دوسرا جہان پیدا ہوتا ہے اور ایسا انقلاب روحانی دنیا میں آتا ہے کہ گویا محشر بپا ہو گیا یہ انقلاب یا روحانی قیامت اس شان کی ہوتی ہے کہ اس کی شرح سے میں قاصر ہوں،

سن لیا آپ نے؟ فرمائیے مولانا روم کا یہ بیان آپ کے ذوقِ سلیم پر کیا اثر پیدا کرتا ہے؟ اور اگر اس شخص نے بھی جس کے متعلق آپ نے "ملت" سے سوال کیا ہے مریمی صفت سے متصف ہو کر اس جان جان سے حاملہ ہونے اور اس سے ایسا بیٹا بن جانے کا دعوے کیا جس نے علمی و روحانی دنیا میں ایک حشر بپا کر دیا تو اس میں کونسی مستبعد بات ہے جو الاعتصام کے وہابی مذاق پر گراں گذر رہی ہے کیا قرآن کریم نے سورۂ تحریم میں مرد مومن کو مریم قرار دے کر اس کے اندر نفخ روح کا ذکر نہیں فرمایا؟ کیوں قرآن کا یہ بیان "الاعتصام" کو گراں نہیں گذرتا اور مرزا صاحب جیسے مرد مومن اگر اپنے آپ کو مریم کہکر نفخ روح کا ذکر کریں تو اسکو برا معلوم ہونے لگتا ہے، "درد زہ" کا لفظ اگر باعث حیرانی ہے تو "الاعتصام" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ بھی ایک استعارہ ہے، اور ہر انقلاب کے وقت جو مصائب پیش آتی ہیں ان کو درد زہ سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اس سے اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں ....

پس جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے خود لکھا ہے یہ وہی درد زہ ہے جو اس علمی و روحانی انقلاب کے وقت مولویوں کے شور و غوغا اور تکفیر و توہین نے پیدا کیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے

(باقی ص کے کالم ۳ پر)

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

جماعت اسلامی پر امروز کا تبصرہ

کراچی امروز ۱۴ اکتوبر "حرف و حکایات" کے کالم میں جماعت اسلامی کے طرز عمل کے متعلق ایک خبر درج ہے جو من و عن بلا تبصرہ ذیل میں تحریر ہے:-

"جماعت اسلامی نے حالیہ سیلاب کو قہر الٰہی سے تعبیر کیا ہے۔ یہاں تک بات صاف ہے۔ اس کے بعد کہا ہے کہ یہ ہمارے اعمال کی سزا ہے۔ معلوم نہیں اس "ہمارے" میں انہوں نے صرف اپنے کو شامل کیا ہے (یہ لوگ جماعت اسلامی کے ارکان کے علاوہ کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے) یا ہم نام کے مسلمانوں کو بھی۔ اپنے کو وہ زیادہ اچھی طرح کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے اپنے متعلق جو کچھ وہ کہتے ہیں اسے مستند مانا جا سکتا ہے۔ اس کی صحت میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن دوسروں کو شامل کرنا محض قیاس ہے۔ اور قیاس کی جماعت اسلامی کے نزدیک بھی کوئی حقیقت نہیں۔

"اب حقیقت یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے نامۂ اعمال کی ساری مدیں یا تو منکیرین کو اچھی طرح معلوم ہیں یا اس طائفہ مقدسہ کے رہنماؤں کو۔ ہاں ایک آدھ بات باہر سے نظر آ جاتی ہے۔ مثلاً یہی کہ جو لوگ کل تک موجودہ دستور کے خلاف بلے لگاتے، جھنڈیاں لہراتے، جلسے کرتے اور جلوس نکلواتے نظر آ رہے تھے ان کی نظر میں نا خوب بتدریج اس طرح خوب ہوا ہے کہ یہ سارے تماشے اس غیر اسلامی دستور کے حق میں کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ مذہب اور اصول کا نام لینے والی کسی جماعت سے اس قسم کی کرامات سرزد ہونا واقعی ایسی ان ہونی بات ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب بارش یا سیلاب کی صورت میں نازل ہونا چاہیئے، لیکن اتنا زیادہ عذاب جو نازل ہوا ہے اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ جرم صرف یہی ایک نہیں ہوگا۔ معلوم نہیں کیسے کیسے بت اس جماعت کی آستینوں میں پڑے ہوں گے"

یہ ہے مؤقر جریدہ امروز کراچی ۷ اکتوبر میں جماعت اسلامی کے بلند بانگ دعاوی کی حقیقت کا خلاصہ۔ برادر محترم مولانا مرتضیٰ خاں صاحب نے پیغام صلح کی کسی اشاعت کے مضمون (جو جماعت اسلامی کے متعلق لکھا گیا ہے) کا عنوان "دامن کو ذرا دیکھ" لکھ کر اسی حقیقت کا پورا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان صاحبین کی جماعت کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما دے۔

پیغام صلح کے مضامین

نماز عصر کے بعد قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھا، پھر اخبار پیغام صلح بابت ۱ ... برائے مطالعہ اٹھایا۔ صفحہ اول پر "دل وہ کیا جس دل میں درد مسلم ہوتا نہیں" کے عنوان سے محترمی حسن صاحب کے پُر از معرفت، مفکرانہ دل کی کمزوری کے دور کرنے کا علاج کر رہے تھے تو دوسری طرف مقالہ افتتاحیہ بعنوان "حضرت مسیح موعود اور احیاء اسلام" نے قلب کی حرارت بڑھا دی۔ گو حلیش (ذہنی بیماری) اور قلب کی بیماری کی وجہ سے لکھنا پڑھنا بہت ہی کم ہو رہا ہے لیکن یہ مضمون ایک ایک حرف نہایت توجہ اور غور سے پڑھا، دل میں مسرت کی ایک لہر اٹھی، اور مولانا صاحب کے لئے دل کی اندرونی گہرائیوں سے یہ دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں مزید طاقت عطا فرمائے۔ اور آپ سے .... اسلام کی بیش از بیش خدمت لے۔ آمین۔ مولانا نے مسیح وقت کے کارہائے نمایاں کو ایک سمندر کی شکل میں ٹھاٹھیں مار رہے ہیں کوزہ میں بند کر کے ناظرین کے سامنے پیش کیا ہے، مجدد اعظم کی زندگی، بے لوث اور کامیاب زندگی کے نچوڑ کو چند سطروں میں پیش کرنا معمولی بات نہیں۔ اس کے لئے بھی ایسی ہی ہستیاں درکار ہیں۔ ابتداء اور انتہاء مضمون میں ایک شعر مولانا نے درج فرمایا ہے اور وہ یہ ہے؎

شمع کی طرح جئیں بزم گہ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

تکفیر کے نتائج

صدق جدید مجریہ ۱۶ جولائی ۱۹۵۲ء صفحہ ۸ پر "تکفیر کے نتائج" کے عنوان سے ایک المناک خبر کالی کٹ مالابار کے ایک قصبہ ونانڈ کی الجمعیۃ دہلی کے حوالہ سے شائع ہوئی ہے خلاصہ یہ ہے کہ مقلدین حضرات نے ایک غیر مقلد مولوی صاحب کی لاش کو چھ روز تک قبرستان میں دفن ہونے نہیں دیا آخر پولیس کو .... دفعہ ۱۴۴ لگانی پڑی اور لاش کو مشکل سے دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اس پر الجمعیۃ کا یہ مندرجہ ذیل عبرتناک اور سبق آموز نوٹ ہر کلمہ گو کو چیلنج کر رہا ہے کاش ارکین الجمعیۃ خود بھی اپنی روش کو تبدیل کریں اور تکفیر مسلمین سے باز آئیں لکھتا ہے:-

"یہ نتیجہ ہے علماء کی تکفیر بازی اور جماعت بندی کا دوسروں کو کافر قرار دیتے وقت ہر عالم اپنے آپ کو محفوظ سمجھ لیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ تکفیر کی تلوار خود اسے بھی دو نیم کر سکتی ہے، وہ دوسروں ہی کو کافر نہیں بناتا بلکہ خود بھی اسی تلوار سے گھائل ہو کر کافر بنتا ہے" الجمعیۃ

احمدیت کا اصلاحی کام دیار عرب میں

ماہ جولائی کے صدق جدید کے ایک پرچہ میں ایک ندوی مولوی صاحب کا اقتباس، بصرہ سے ارسال کردہ۔ جو لکھنؤ کے ماہنامہ صبح صادق میں شائع ہوا تھا، چھپا ہے۔ مولوی صاحب ...... بغداد میں مجھ سے بھی ملے ہیں گو میں ان دنوں علیل ہی تھا لیکن ایک آدھ گھنٹہ کے لئے دکان پر جایا کرتا تھا۔ مولوی صاحب نے بتلایا کہ انہوں نے میرے متعلق سفرنامہ "دیار عرب میں چند ماہ" مرتبہ مولوی مسعود عالم ندوی مرحوم پڑھا ہے کوئی پندرہ منٹ ہی گفتگو کا موقع ملا۔ مولوی صاحب اور ان کے دو ہمراہی بغداد میں پندرہ بیس روز ٹھہرے۔ ان کے پاس سید ابوالحسن علی ندوی کا کچھ عربی لٹریچر تھا، جو وہ عربوں میں تقسیم کرتے تھے، جماعت اسلامی کے ہمدرد معلوم ہوتے تھے۔ مولوی صاحب نے اپنے بصرہ کے خط میں جو کچھ لکھا بالکل درست ہے۔ لیکن انہوں نے نامعلوم یہ کیوں نہیں بتلایا کہ ایسی مایوس کن حالت میں تحریک احمدیت اس ملک میں اپنا اصلاحی کام کر رہی ہے۔ مدیر صبح صادق لکھنؤ کی خدمت میں ذکر کر دیتا ہوں، مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ، تا انہیں یہ معلوم ہو کہ ایسے یاس انگیز اور مشکل حالات میں حرکۃ الاحمدیہ اپنا کام کر رہی ہے۔ خدا کرے وہ اپنے مؤقر رسالہ میں بھی ذکر کی کا ذکر کر کے اپنے ناظرین تک اس مژدہ کو پہنچائیں کہ نا امید ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اس مبارک حرکت کو تقویت پہنچانے اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔

جماعت اسلامی اصلی روپ میں

امروز کراچی مورخہ ۲۲ اکتوبر کے "حرف و حکایات" کے کالم میں "جماعت اسلامی" کو اپنے اصلی رنگ و روپ میں جریدہ مذکور نے پیش کیا ہے جو اس قابل ہے کہ ہر ایک انسان (نہ صرف مسلمان) اسے بغور پڑھے اور اس دشمن انسانیت تحریک کو سمجھے اور اس سے دور رہنے کی کوشش کرے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کے ایک گروہ نے اس کو اسلام کا تعلیم پوری سمجھ لیا ہے۔ امروز بھی کچھ عرصہ ان کی چکنی چپڑی باتوں کے سامنے جھکا تو نہیں لیکن خاموش رہا (یہ بھی ایک اہل علم انسان کا بڑا جرم ہے) اب اخبار تسنیم کے ایک ہی تازیانے نے اسے جگا دیا ہے۔ شکر ہے کہ صبح کا بھولا شام کو گھر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بھالے مسلمانوں کو اس تخریبی تحریک سے بچائے۔

جماعت کا اندرونی اختلاف

محترمی اکبر خاں صاحب نیا گمسو بنگ برما کا خط مرقومہ ۵ نومبر ہوائی ڈاک سے ملا۔ ایک جگہ یہ صدمہ انگیز تحریر مزید صدمہ کا باعث ہوئی آپ لکھتے ہیں کہ:-

"ہماری جماعت کا اختلاف دور ہونے کے علامات اب تک نظر نہیں آتے ہیں۔ خدا خیر کرے۔ اتنی چھوٹی سی جماعت وہ کام کر رہی ہے جو چالیس کروڑ مسلمان نہیں کر سکتے ایسے وقت میں اختلاف ایک بہت بڑی آزمائش ہے، خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس امتحان میں کامیابی عطا کرے۔ آمین"

(والحمد للہ آپ کی دعائیں قبول ہو گئیں۔ ایڈیٹر پیغام صلح)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

اسلام انگلستان میں

ہفتہ کے روز ۱۸- ایکلسٹن سکوئر (جو ووکنگ مسجد کا لندن برانچ ہاؤس بھی کہلاتا ہے) میں باقاعدگی سے جلسے ہوتے ہیں - ذیل میں ماہ نومبر کے جلسوں کی روئداد ہے:-

میلادالنبی پر لیکچر

ہفتہ ۸ر نومبر ۱۹۵۲ء کو مولانا عبدالمجید صاحب مدیر اسلامک ریویو نے رسول اکرمؐ کی زندگی اور ان کی شخصیت پر تقریر کی - رسول مقبول صلعم کی زندگی کا مختصر سا خاکہ پیش کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلعم کا میلاد منانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کے متعلق جتنے غلط خیالات غیر مسلم ممالک میں پائے جاتے ہیں انہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے یہ مقصد اس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے کہ ہم رسول اکرم صلعم کی زندگی کے متعلق مستند کتابیں اور پمفلٹ لکھیں محض درود اور سلام بھیجنے سے رسول اکرم صلعم کی ذات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا -

جمہوریہ انڈونیشیا پر لیکچر

ہفتہ ۱۳ر نومبر ۱۹۵۲ء [؟] کو ایم اسمٰعیل صاحب نے حالیہ جمہوریہ انڈونیشیا "The Republic of Indonesia to-day" کے موضوع پر تقریر کی - یہ صاحب انڈونیشی سفارت خانہ برائے لندن سے تعلق رکھتے ہیں جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی - قابل مقرر نے انڈونیشیا کے سماجی سیاسی تعلیمی اور مذہبی مسائل پر بہت سیر حاصل تبصرہ کیا - تقریر کے بعد سوال و جواب کی صورت میں بڑی دلچسپ گفتگو ہوتی رہی - حاضرین کی تعداد ۴۰ کے قریب تھی - سب نے اس تقریر کو بہت پسند کیا - آخر پر ڈاکٹر ایس ایم عبداللہ صاحب امام شاہجہان مسجد نے حاضرین سے درخواست کی کہ وہ حاجی ایس سالم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں - یہ بزرگ انڈونیشیا کے ایک مشہور لیڈر تھے - انہوں نے گذشتہ سال ووکنگ میں نماز عید پڑھائی - یہ حال ہی میں فوت ہوئے ہیں -

ایک شادی کی تقریب

اسی روز ——— جلسہ سے قبل ایک شادی کی تقریب منائی گئی - نکاح ڈاکٹر ایس ایم عبداللہ صاحب نے پڑھایا - دولہا مسٹر طیب جی بھائی افراللہ، ہندوستان کے ایک مسلمان تھے دلہن کا نام BIRTHE JOHANNE SVENSSON تھا یہ DENMARK کی ایک خاتون تھیں -

ایک انگریز کے قبول اسلام کی داستان

ہفتہ ۲۰ر نومبر ۱۹۵۲ء [؟] کو حسب معمول اجتماع ہوا - جس میں ایک انگریز نومسلم مسٹر موران نے حاضرین کو بتایا کہ انہوں نے کن وجوہات کی بناء پر اسلام قبول کیا - انہوں نے بتایا کہ شمالی افریقہ کے مسلمانوں کو ملنے کے بعد ان پر انکشاف ہوا کہ اسلام کی تعلیمات نہایت سادہ ہیں - جب ماسٹر اصغر علی صاحب نے ان سے سوال کیا کہ کونسی تعلیمات انہیں بہت پسند ہیں - انہوں نے کہا ——— "نماز اور روزہ"

میجر فاروق فارمر کا لیکچر

ہفتہ ۲۷ر نومبر ۱۹۵۲ء کو میجر فاروق فارمر نے ذیل کے موضوع پر تقریر کی -
Islam in the west — with special reference to its interpretation in a non-Muslim country.

اس جلسہ کی صدارت کے فرائض الحاج داؤد کادون صاحب نے سرانجام دیئے - حاتم سیدرگ صاحب نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت قرآن کریم کی جس کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی - قابل مقرر نے اس کے بعد تقریر شروع کی - پہلے انہوں نے اسلام کی ان تعلیمات کا ذکر کیا جنہیں بگاڑ کر مغرب میں پیش کیا جاتا ہے - اس کے بعد انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ اسلام کی صحیح تصویر بصورت لٹریچر اور تقاریر میں پیش کرنے سے کوئی فائدہ نہیں - بلکہ زیادہ موثر طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے عمل سے اسلام کی سچائی کو ظاہر کریں - حسب معمول تقریر کے بعد گفتگو سوال و جواب کی صورت میں جاری رہی - آخر پر صاحب صدر نے قابل مقرر کا شکریہ ادا کیا -

"مذہب اور سائنس میں تضاد نہیں" ——— ایک مباحثہ

ووکنگ میں St Johns Forum کے زیر اہتمام ۱۰ر نومبر ۱۹۵۲ء کو ۸ بجے شام ایک مباحثہ کا انتظام ہوا - موضوع زیر بحث یہ تھا:-
In the opinion of this house the teachings of Science and Religion are not opposed.

یعنی اس مجلس کی رائے میں سائنس اور مذہب کی تعلیمات میں تضاد نہیں ہے - اس مباحثہ میں چار مقررین نے حصہ لیا:-

(۱) ڈاکٹر ایچ - سی - والنس — (۲) ڈاکٹر ایس ایم عبداللہ
(۳) مسٹر ایس - کالبروک — (۴) مسٹر [illegible]

ڈاکٹر ایچ - سی والنس نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ سائنس ——— سچائی کی تلاش ہے اس مقصد کو سائنس مادی دنیا میں مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ حاصل کرتا ہے - مذہب بھی حق کی تلاش کیا جاتا ہے - اور یہ اس مقصد کو روحانی دنیا میں وجدان، الہام اور وحی کے ذریعہ حاصل کرتا ہے - انہوں نے سائنس کے حقائق و معارف کے قانون اور مذہب کی تعلیم حیات بعد الموت کو بیان کرتے ہوئے ثابت کیا کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کی تردید نہیں کرتے بلکہ دونوں کا مطمح نظر ایک ہی ہے -

ڈاکٹر ایس ایم عبداللہ صاحب نے موضوع کی حمایت کرتے ہوئے یہ بتایا کہ روح اور جسم کے اجتماع سے ایک انسان مکمل ہوتا ہے - اس لئے انسان کی پوری طرح سے نشو و نما نہیں ہو سکتی جب تک مذہب جو روح کو فروغ دیتا ہے اور سائنس جو جسم کو فروغ دیتا ہے دونوں کی آپس میں مطابقت نہ ہو - اگر ان دونوں کا اتحاد نہ ہو تو انسانی زندگی درہم برہم ہو جائے - انہوں نے مزید فرمایا کہ یہ درست ہے کہ عیسائیوں کی تاریخ میں مذہبی رہنماؤں اور سائنسدانوں کی جھڑپیں ہوئی ہیں اور مذہبی لوگوں نے سائنسدانوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے - لیکن اسلام کی تاریخ سے ایسی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی حالانکہ علم سائنس مسلمانوں کی مرہون منت ہے - اور مسلمانوں نے خصوصیت سے کیمسٹری - حساب اور فلکیات میں اضافہ کیا -

حاضرین نے پھر مقررین سے سوال پوچھنے شروع کئے - جب اس موضوع کے متعلق حاضرین کی رائے طلب کی گئی تو کثرت رائے موضوع کے حق میں تھی - آخر پر صاحب صدر نے پروفیسر کولسن کے مقالہ میں سے کچھ حصے پڑھ کر سنائے یہ مقالہ British Association for advancement of Science کی گذشتہ میٹنگ میں اسی موضوع پر پڑھا گیا تھا -

برسٹل میں میلادالنبی

برسٹل میں ۸ر نومبر ۱۹۵۲ء کو اسلامک سوسائٹی اور برسٹل یونین کے زیر اہتمام میلادالنبی منایا گیا صدارت کے فرائض ڈاکٹر ایس ایم لے زیدی صاحب نے سرانجام دیئے - اقبال احمد صاحب نے Some glimpses of the Life of Prophet ——— Muhammad ——— کے موضوع پر تقریر کی موسم بہت خراب تھا لیکن اس کے باوجود حاضرین کی تعداد ۹۰ کے قریب تھی - اس جلسہ میں Clifton Theological College کے طالب علم اور طالبات کچھ اساتذہ بھی شامل ہوئے - تقریر کو لوگوں نے بہت پسند کیا - تقریر کے بعد حاضرین نے قابل مقرر سے اسلام اور رسول اکرم کی زندگی کے متعلق بہت سے سوال کئے جن کا تسلی بخش جواب اقبال احمد صاحب نے دیا -

"ینگ کنزرویٹوز مسجد ووکنگ میں"

ڈاکٹر ایس ایم عبداللہ صاحب امام شاہجہان مسجد کی دعوت پر ینگ کنزرویٹوز کے ۱۵ ممبران مسجد ووکنگ تشریف لائے - پہلے ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے مہمانوں کو مختصراً اسلام کی تعلیم سے آگاہ کیا - جس کے بعد انہوں نے اسلام کے متعلق بہت سے سوال پوچھے - اس کے بعد چائے کی میز پر گفتگو جاری رہی مسجد دیکھنے کے بعد یہ مہمان رخصت ہو گئے -

سینٹ کولمبس یوتھ فیلوشپ میں تقریر - سینٹ کولمبس یوتھ فیلوشپ کے سالانہ اجتماع میں ...

قرآن کی موجودگی میں حدیث کا مقام

حدیث کے حجت ہونے کی ایک اور قرآنی دلیل

(حبیب الرحمن الاعظمی)

(۳)

حدیث حجت ہے یا نہیں؟ اور اس کو کوئی مسلمان نظرانداز کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ ایک اور طریقہ سے بھی ہوسکتا ہے اور وہ طریقہ بھی خود قرآن پاک کا بتایا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک نے اتباع سبیل المومنین (مومنین۔ اولین کے طریقہ پر چلنے) کو ضروری بتایا ہے ارشاد ہے:۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم وساءت مصیراً (النساء - ۱۷)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کے بعد اس کے کہ واضح ہوگئی اس کے لئے ہدایت اور راہ پکڑے مومنین کے راستے سے الگ ہم حوالہ کریں گے اسکو اس راہ کے جس کی طرف اس نے رُخ کیا اور انجام کار ہم اسکو داخل کریں گے دوزخ میں اور بُرا ہے وہ ٹھکانہ۔

اس آیت میں حق تعالےٰ نے مومنین کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنیوالوں کو سخت وعیدسنائی ہے اور اس کو مستحق دوزخ قرار دیا ہے۔ پس ضروری ہے کہ اس مسئلہ میں بھی یہ معلوم کیا جائے کہ مومنین اولین کا راستہ کیا تھا؟ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو یا بلفظ دیگر حدیث و سنت کو حجت مانتے اور اسکو مشعل راہ قرار دیتے تھے؟ پس جب ہم اس باب میں مومنین اولین کی راہ روش معلوم کرنے کے لئے اسلامی روایات اور اسلامی تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم کو حسب ذیل حالات و واقعات ملتے ہیں:۔

(۱) تاریخ الخلفاء صـ۲۹ میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی قضیہ آتا تھا تو پہلے وہ کتاب اللہ میں نظر فرماتے تھے۔ اگر کتاب اللہ میں انکو فیصلہ مل جاتا تو وہی فیصلہ صادر فرماتے۔ اس میں ناکامی کی صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت اس باب میں انہیں معلوم ہوتی تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے، اگر خود ان کو اس باب میں کسی سنت کا علم نہ ہوتا تو باہر نکل کر دوسرے مسلمانوں (صحابہ) سے دریافت فرماتے کہ ایک اس طرح کا معاملہ میرے پاس آیا ہے اگر تم کو معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں کیا فیصلہ کیا ہے تو بتاؤ۔ پھر ایسا ہوتا تھا کہ بعض اوقات کئی کئی آدمی اکٹھے ہوکر بتاتے تھے کہ ہاں اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا تھا

اس وقت حضرت ابوبکر فرماتے:۔

الحمد لله الذی جعل فینا من یحفظ عن نبینا

ترجمہ:۔ خدا کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ بنائے جو ہمارے نبی کی باتیں یاد رکھتے ہیں۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا اور سب سے مشکل مسئلہ یہ سامنے آیا ہے کہ آپ کا جانشین کس کو مقرر کیا جائے۔ تو اس مسئلہ کا حل بھی صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہی تلاش کیا۔

طبقات ابن سعد و تاریخ الخلفاء وغیرہ میں حضرت علی کا قول منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم نے اپنے معاملہ (مسئلہ جانشینی) میں غور و فکر کیا تو ہم نے یہ پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو اپنی زندگی میں نماز کے لئے آگے بڑھایا (یعنی امام) مقرر کیا تو جس کو آپ نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا تھا ہم نے اسکو اپنی دنیا کے لئے پسند کرلیا۔ اور ابوبکر کو آگے بڑھایا (جانشین رسول منتخب کرلیا)

تاریخ الخلفاء وغیرہ میں حضرت ابن مسعود کا بیان مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار کی زبانوں پر یہ بات آئی کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو۔ یہ بات حضرت عمرؓ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے انصار کے پاس جاکر کہا۔ اے گروہ انصار! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو مامور فرمایا کہ وہ لوگوں کی امامت کریں اگر جانتے ہو تو بتاؤ کہ کس کا دل گوارا کرتا ہے کہ ابوبکر سے آگے بڑھے۔ یہ سنتے ہی انصار کی آنکھیں کھل گئیں، اور بول اُٹھے:۔

نعوذ بالله ان نتقدم ابابکر

ترجمہ:۔ خدا کی پناہ کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں۔

یعنی سنت نبی سامنے آجانے کے بعد تمام انصار مطمئن ہوگئے اور بے چون وچرا اس کو تسلیم کرلیا۔

نیز اس کتاب میں ہے کہ وفات نبوی کے بعد انصار کے مجمع میں حضرت ابوبکر نے حضرت سعد کو مخاطب کرکے فرمایا کہ سعد! تم جانتے ہو تم بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت نے ایک دفعہ فرمایا تھا قریش ولاۃ هذا الامر (اس امر کے والی قریش ہیں) حضرت سعد بے تامل بولے کہ آپ نے سچ کہا۔ ہم وزیر پشت وپناہ ہوں گے اور آپ لوگ امیر ووالی (یعنی آنحضرت صلعم کا قول یاد دلانے کے بعد ان حضرات نے مخالفت کا خیال چھوڑ دیا)۔

(۳) وفات نبویؐ کے بعد دوسرا مرحلہ آپؐ کے دفن کا تھا۔ اس میں اختلاف رائے تھا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے۔ اس کا فیصلہ بھی حدیث نبویؐ سے ہوا۔

اسی کتاب اور بہت سی دوسری کتب (مثلاً تاریخ کامل صـ۳۲۵) میں ہے کہ جب یہ اختلاف رائے ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

"ہر نبی اپنی اسی خوابگاہ کے نیچے مدفون ہوتا ہے جہاں اس کی روح قبض کی گئی ہو"

یہ سنتے ہی سارا اختلاف ختم ہوگیا۔ اور باتفاق رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقدس سرزمین میں جہاں آپؐ کی روح پاک قبض کی گئی تھی سپرد خاک کئے گئے۔

(۴) تاریخ اسلام کا ایک نہایت اہم واقعہ جمع قرآن کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو جب یہ مشورہ دیا کہ پورا قرآن یکجا کردیا جائے اور ابتدا سے انتہا تک یکجا لکھ کر ایک مصحف میں دولوحوں کے درمیان محفوظ کردیا جائے تو حضرت ابوبکر ابتداءً بار بار یہی فرماتے تھے:۔

کیف افعل شیئا لم یفعل رسول الله صلی الله علیه وسلم

میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق کو شرح صدر ہوگیا اور انہوں نے حضرت زید بن حارث کو بلاکر جمع قرآن کی اہم خدمت ان کے سپرد کرنا چاہی، تو ابتداء میں ان کو بھی تامل ہوا اور وہ بھی بار بار یہی کہتے تھے کیف تفعلان شیئاً لم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ لیکن بعد میں اللہ نے ان کے سینہ کو بھی کھول دیا اور شیخین کی رائے کا حق ہونا ظاہر کردیا تو وہ اس خدمت کی انجام دہی پر کمربستہ ہوگئے۔

اس واقعہ کے نقل کرنے سے یہ مقصد ہے کہ اس سے نمایاں طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو ہر کام پر اقدام کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تلاش و جستجو ہوتی تھی، یہی ان کی روش اور ان کا راستہ تھا۔

(۵) موطا امام مالک میں ہے کہ ایک آدمی کی وفات کے بعد اس کی دادی حضرت ابوبکر کی خدمت میں اپنی میراث طلب کرنے آئی آپ نے فرمایا:۔

ما لك في كتاب الله شيء وما علمت لك في سنة رسول الله شيئا فارجعي حتى اسال الناس

اس کے بعد انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا، تو حضرت مغیرہ نے بتایا کہ میری موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی دادی کو سدس (چھٹا حصہ) دلایا۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو حضرت

محمد بن مسلمہ انصاری نے بھی کھڑے ہو کر وہی بیان دیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر نے اس عورت کو سدس دلوایا۔

(۶) پارسیوں کا ملک اسلامی مقبوضات میں داخل ہو جانے کے بعد حضرت عمر کو فکر لاحق تھی کہ پارسیوں سے جزیہ لیا جائے یا نہیں (اس لئے کہ قرآن پاک میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لینے کا ذکر ہے اور قرآن کی زبان میں اہل کتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہوتے ہیں) تا آنکہ عبدالرحمٰن بن عوف نے شہادت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے۔ تب حضرت عمر نے پارسیوں سے جزیہ لیا۔

(۷) صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی وفات کے صرف چالیس دن بعد بچہ جنا تو اس کی عدت پوری ہو گئی یا نہیں؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ وضع حمل اور چار ماہ دس دن پورے ہونے میں سے جو بعد میں واقع ہوگا اس سے عدت منقضی ہوگی۔ اس مجلس میں ابو سلمہ اور حضرت ابو ہریرہ بھی موجود تھے۔ ابن عباس کا جواب سن کر ابو سلمہ نے کہا۔ (قرآن میں ہے):-

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے

ابو سلمہ کا مطلب یہ تھا کہ صورت مسئولہ میں عدت پوری ہو گئی۔ یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ بولے کہ میں بھی اپنے بھتیجے ابو سلمہ سے اتفاق کرتا ہوں۔ تب حضرت ابن عباس نے اپنے غلام کریب کو حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجا (انہوں نے سوال سن کر) فرمایا سبیعہ اسلمیہ حاملہ تھیں اسی حالت میں ان کے شوہر شہید کر دیئے گئے۔ واقعہ شہادت کے چالیس دن بعد سبیعہ کے بچہ پیدا ہوا اور نکاح کے پیغام آنے لگے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کرا دیا۔

حافظ ابن حجر اس واقعہ کے تحت میں فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ ابن عباس نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ابن عباس کے شاگرد اور متبعین کا قول جماعت کے موافق ہے۔

اس واقعہ سے اختلاف رائے اور دو آیتوں میں بظاہر تعارض کے وقت صحابہ کا سنت کی طرف رجوع کرنا اور اس پہ عمل پیرا ہونا بالکل ظاہر ہے

(۸) ابو داؤد ترمذی وغیرہ میں ہے کہ رومی سلطنت اور حضرت معاویہ کے درمیان ایک معاہدہ کی رو سے ایک خاص مدت تک جنگ بند تھی۔ جب وہ مدت قریب ختم ہوئی تو حضرت معاویہ نے اپنی فوج کے ساتھ دشمن کے ملک کی طرف کوچ کرنا شروع کر دیا۔ اور ان کا خیال تھا کہ مدت کے اندر جنگ تو شروع نہ کریں گے۔ لیکن ان کے قریب پہنچ جائیں گے اور جب مدت ختم ہو جائے گی تو اچانک یکبارگی دھاوا بول دیں گے۔ ایک دن حضرت معاویہ کو دور سے ایک سوار آتا دکھائی دیا، جو بلند آواز سے پکار کر کہہ رہا تھا، اللہ اکبر اللہ اکبر! "عہد کو پورا کرنا ہے توڑنا نہیں ہے" لوگوں نے غور دیکھا تو وہ سوار حضرت عمرو بن عبسہ صحابی تھے حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا۔ بات کیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کا کسی قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو اس عہد میں کوئی رد و بدل نہ کرے، جب تک کہ اس کی مدت نہ گزر جائے یا اس قوم کو مطلع نہ کر دے۔ حضرت معاویہ یہ سن کر اپنی فوج کے ساتھ دارالاسلام کو واپس ہو گئے۔

(۹) تاریخ طبری و تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۳۹۲ میں ہے کہ حضرت عمر ایک بار مدینہ سے بارادہ شام روانہ ہوئے۔ جب مقام سرغ میں پہنچے تو امرائے لشکر نے آکر خبر دی کہ ملک شام میں اس وقت وبا پھوٹ پڑی ہے۔ طاعون بڑے زور دل کا پھیلا ہوا ہے۔ حضرت عمر نے یہ سن کر پہلے مہاجرین و انصار کو جو ساتھ میں تھے اکٹھا کر کے مشورہ کیا تو وہ مختلف الرائے ظاہر ہوئے۔ کچھ لوگوں نے کہا لوٹ چلئے اور کچھ نے کہا جب لوجہ اللہ آئے ہیں تو لوٹیں کیوں؟ حضرت عمر نے یہ اختلاف دیکھ کر ان لوگوں سے اٹھ جانے کو کہا اور فرمایا۔ اب قریشی مہاجرین فتح کو بلاؤ۔ وہ آئے تو سب کے سب لوٹ جانے کے حق میں تھے۔ اس بنا پر حضرت عمر نے واپسی کا قصد کیا۔ مگر حضرت ابو عبیدہ نے اس سے اختلاف ظاہر کیا۔ حضرت عمر اور دوسرے لوگ اسی حیص بیص میں تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف آپہنچے۔ وہ پہلے مشورہ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ اور ان کو کچھ معلوم نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے پوچھا۔ کیا قصہ ہے؟ جب ان کو بتایا گیا تو انہوں نے فرمایا میرے پاس اس باب میں ایک علم ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا آپ صاحب امانت اور قابل تصدیق ہیں، بتایئے وہ کیا علم ہے؟ انہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ:-

"جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو وہاں جاؤ مت۔ اور جب تمہارے جائے قیام میں پھیل جائے تو بقصد فرار اس جگہ سے نکلو مت"

یہ سنتے ہی سب اختلاف مٹ گئے اور حضرت عمر سب کو لے کر مدینہ لوٹ آئے۔

(۱۰) تاریخ کامل و تاریخ الخلفاء وغیرہ تمام کتب تاریخ میں ہے کہ حضرت عمر کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور تمام صحابہ نے حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کرنے کے بعد بایں الفاظ بیعت کی تھی:-

نبايعك على كتاب الله و
سنة رسوله و سنة الخليفتين
بعده۔

ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت اس شرط پر کرتے ہیں کہ آپ کتاب اللہ۔ رسول کی سنت اور دونوں سابق خلفاء کی روش پر عمل کریں گے،

یہ دس مثالیں بلا مبالغہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں اس سے زیادہ کی ہم اس لئے ضرورت نہیں سمجھتے کہ ایک منصف مزاج کے لئے یہی کافی ہے زیادہ میں اور ان کو سامنے رکھنے کے بعد کوئی بھی منصف اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ مومنین اولین کا راستہ حدیث و سنت کے ساتھ احتجاج اور ہر باب میں اس کو مستقل راہ قرار دینا تھا۔

روسی اشتراکیوں کے حملے اسلام پر

(بسلسلہ صفحہ ۲)

نہیں دی، جو مارکس اور اینجل کے نظریات میں دی گئی ہے اور جو اس کی عزت و احترام کو ملیا میٹ کرنے کا موجب ہے، لیکن ایسی آزادی جو اس کی عزت و وقار کو بلند کرنے والی ہے، اسلام کا وہ خصوصی نظریہ ہے، جو نہ صرف اشتراکیت بلکہ دنیا کے کسی بھی مذہب اور قوم میں نظر نہیں آتا، غرض اس قسم کی ناپاک چالوں اور اسلام کے خلاف غلط پراپیگنڈا اور مسلمانوں پر جبر و تشدد سے کام لے کر اشتراکیت اس مذہب حقہ کو مٹانا چاہتی ہے۔ یہ اس کا عالم اسلام کو ایک چیلنج ہے، جس کا جواب دینا اس جماعت کے ذمہ ہے، جس کو مامور من اللہ کی طرف سے حفاظت اسلام کا کام سپرد کیا گیا تھا اس وقت ضرورت ہے کہ اشتراکی پراپیگنڈا کا جواب صحیح اسلامی لٹریچر سے دیا جائے، "اسلامک ریویو" اس کا بہترین ذریعہ ہے جس کے اندر اسلامی اصولوں کی پاکیزگی اور معقولیت پر بہترین مضامین کے ساتھ ساتھ اشتراکی پراپیگنڈا کا جواب اور اشتراکیت کی اصل تصویر بھی دکھائی جانی چاہیئے اور اشتراکی ممالک میں اسے کثرت سے پھیلانے کی کوشش کرنی چاہیئے، کیا ہمارا قابل معاصر اس طرف توجہ کرے گا؟

شذرات و افکار

(بقیہ صفحہ ۳)

دردِ زہ کھجور کے تنہ کی طرف لے آئی
یعنی عوام الناس دور جاہلوں اور بے سمجھ
علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان
کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی
اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا"

فرمایئے اس میں کونسی ایسی بات ہے جو "ذوق سلیم" پر گراں گزرے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ وہابیت کی خشک منطق ایسے استعارات و مجازات کو گوارا نہ کر سکے حالانکہ خود قرآن نے بھی اسی رنگ کو اختیار کیا ہے۔

درخواستہائے دعا

(۱) خاور ایک چھوٹی معصوم بچی عرصہ چار سال سے بیمار ہے اس بچی کو خدا پر بھروسہ ہے۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ وہ اس بچی کی صحت کے لئے دعا کریں۔ یہ بچی مرحوم و مغفور شیخ جان محمد صاحب وزیر آبادی کی نواسی ہیں۔

(۲) محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب تا حال بیمار ہیں ان کے لئے خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ خواتین

صبح دس بجے سے بارہ بجے تک خواتین کا جلسہ ہوگا اور مختصر دستکاری کی نمائش ہوگی

نماز جمعہ:- ۱۲½ بجے سے ۲ بجے تک خطبہ جمعہ:- حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ارشاد فرمائیں گے۔

اجلاس معتمدین:- ۳ بجے سے ۷ بجے تک

۲۵ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز ہفتہ

اجلاس:- زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد

۱۰ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک

نام	موضوع	وقت	اوقات
حافظ قاری محمد بوستان صاحب	تلاوت قرآن کریم	۱۵ منٹ	۱۰ بجے سے ۱۰¼ بجے تک
مولوی دوست محمد صاحب	ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۵ منٹ	۱۰¼ بجے سے ۱۰½ بجے تک
حافظ محمد حسن صاحب چیمہ	اتحاد	۳۰ منٹ	۱۰½ بجے سے ۱۱ بجے تک
شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی	مذہب اور سیاست	۳۰ منٹ	۱۱ بجے سے ۱۱½ بجے تک
مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی	تحریک احمدیت کے اثرات عالم اسلام پر	۴۵ منٹ	۱۱½ بجے سے ۱۲¼ بجے تک
میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی	تقریر	۱۵ منٹ	۱۲¼ بجے سے ۱۲½ بجے تک
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں	۳۰ منٹ	۱۲½ بجے سے ۱ بجے تک
حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر قوم	تقریر	ایک گھنٹہ	۱ بجے سے ۲ بجے تک

شام کو سات بجے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا اجلاس ہوگا

۲۶ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز اتوار

اجلاس زیر صدارت شیخ میاں عزیز احمد صاحب ملز اونر لائلپور

۱۰ بجے سے دو بجے دوپہر تک

نام	موضوع	وقت	اوقات
طلباء مسلم ہائی سکول	تلاوت قرآن کریم	۱۵ منٹ	۱۰ بجے سے ۱۰¼ بجے تک
سکرٹری انجمن	رپورٹ سالانہ	۱۵ منٹ	۱۰¼ بجے سے ۱۰½ بجے تک
شیخ نثار احمد صاحب	ماموروں کے آنے کی غرض اور ان کے پیرو	۱۵ منٹ	۱۰½ بجے سے ۱۰¾ بجے تک
مولانا محمد یعقوب خان صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	کیا حکومت کے بغیر مذہب کا قیام ناممکن ہے؟	¾ گھنٹہ	۱۰¾ بجے سے ۱۱½ بجے تک
شیخ عبدالرحمان صاحب مصری	حضرت مسیح موعود کا مقام امت محمدیہ میں اور ان کے انکار کے نتائج	۳۰ منٹ	۱۱½ بجے سے ۱۲ بجے تک
خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب	مغرب میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں	۳۰ منٹ	۱۲ بجے سے ۱۲½ بجے تک
قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ	تقریر	۳۰ منٹ	۱۲½ بجے سے ۱ بجے تک
مولانا آفتاب الدین احمد صاحب	ہمارا مقصد اور ذرائع حصول	۳۰ منٹ	۱ بجے سے ۱½ بجے تک
حضرت امیر قوم	اختتامی تقریر و دعا	۳۰ منٹ	۱½ بجے سے ۲ بجے تک

پیغام صلح مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۸۲

نوٹ:- (۱) نماز ظہر و عصر ۲ بجے ہوں گی۔ مغرب و عشاء دونوں پونے پانچ بجے جمع کی جائیں گی۔

(۲) درس قرآن ہر دو روز بعد از نماز فجر حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر قوم دیں گے۔

(۳) کھانے کے اوقات:- صبح ۸ بجے سے ۹½ بجے تک اور شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸
تار کا پتہ: تبلیغ۔ لاہور
فون نمبر ۳۷۲۷
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
بست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را بر و شد اختتام
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ اخبار
پیغامِ صلح
ادارۂ تحریر
مرتضیٰ خان حسن۔ بی اے
دوست محمد
جلد ۴۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۸۲

خیر مقدم

اُس وقت جب یہ پرچہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا ہمارے کئی احباب جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے لاہور پہنچ چکے ہوں گے، اور بہت سے بر سر راہ ہوں گے، ان تمام دوستوں کا ہم تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت اور عزم کو بابرکت فرمائے اور ان کے وجود کو جماعت کے استحکام اور دوسرے تمام مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور اسلام اور محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سربلندی کا موجب بنائے، فی الحقیقت یہی وہ اغراض ہیں جن کے لئے حضرت مجدد وقت، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی، اور انہی اغراض کی تکمیل کے لئے یہ جماعت کھڑی کی گئی، آج مرورِ زمانہ نے اس جماعت کے اندر بہت سی کمزوریاں پیدا کر دی ہیں، جلسہ سالانہ ان کمزوریوں کو رفع کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح قصاب دو چھریوں کو آپس میں رگڑ کر تیز کر لیتا ہے اسی طرح مومنوں کے باہم ملنے سے قلوب کے اندر صفائی اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جلسہ سالانہ کو باہمی محبت و مؤدت پیدا کرنے اور تقوے اللہ کے بڑھانے کا ذریعہ بتایا ہے پس آیئے آج ہم پھر مل کر اپنی دیرینہ محبت و مؤدت کو پھر تازہ کریں اور ایک دوسرے سے نور حاصل کر کے اپنے دلوں کو منور کریں تاکہ دنیا میں نیکی اور پاکیزگی پھیلانے اور اعلائے کلمۃ اللہ کا فرض سرانجام دے سکیں اور حضرت مسیح موعود کی ان دعاؤں کے وارث ہوں کہ:—

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ انکے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے، اور ان کے ہم و غم دُور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی ہر ایک مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کیساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر انکے بعد انکا خلیفہ ہو، اے خدا، اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ ہماری تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کیساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔"

جلسہ سالانہ میں باہر سے آنے والے معزز مہمان ہماری مدد کس طرح کر سکتے ہیں؟

(۱) لاہور میں مکانات کی قلت کے پیش نظر الگ الگ رہائش کا انتظام ہونا مشکل ہے اس لئے جملہ خواتین کی رہائش کا ایک جگہ اکٹھا انتظام کیا گیا ہے اور مردوں کا الگ یہ انتظام کارکنان جلسہ کی سہولت کے علاوہ دوستوں کے باہمی تعارف کو بڑھانے کا بھی موجب ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ احباب اس انتظام کو بخوشی قبول فرما کر ہماری امداد کا موجب ہوں گے۔

(۲) آپ کی تشریف آوری پر دفتر استقبال میں آپ کو رہائش گاہ تک پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ آپ کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ آپ براہ راست رہائش گاہ تک پہنچنے سے پہلے دفتر استقبال کو اپنی خدمت کا موقعہ ضرور دیں۔

(۳) انکوائری آفس (دفتر معلومات) میں جو مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کے بڑے دروازہ پر ہوگا تکلیف فرما کر اپنے نام اور اپنے پتے درج کرا دیں، اسی دفتر سے آپ کو کھانے کے کارڈ بھی جاری کئے جائیں گے۔

(۴) مردوں کے لئے کھانے کا انتظام حسب معمول سکول کے صحن میں ہوگا، احباب کھانے کے اوقات کی پوری پوری پابندی فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں، اس طرح کھانا گرم ملنے کے علاوہ ضائع ہونے سے بھی بچ جاتا ہے۔

(۵) آپ دُور دراز کے سفر کی تکالیف اور اخراجات اس لئے برداشت کرتے ہیں کہ مرکز میں باہمی میل جول کے ساتھ پروگرام جلسہ سے بھی پوری طرح مستفید ہوں، اس غرض کو پورا کرنے کے لئے تمام احباب دس بجے صبح سے دو بجے تک جلسہ گاہ میں تشریف رکھ کر جماعتی روح کی تازگی کا موجب بنیں۔

(۶) کارکنان جلسہ کی انتہائی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آپ کے آرام و آسائش کیلئے ہر ممکن کوشش کریں، تاہم اگر آپ کو کوئی کمی نظر آئے تو مناسب پیرایہ میں اصلاح احوال کی خود بھی سعی فرمائیں یا انچارج شعبہ متعلقہ کو توجہ دلائیں۔ انچارج شعبہ جات حسب ذیل ہیں:—

۱۔ مولانا آفتاب الدین احمد صاحب۔ انچارج مکانات۔
۲۔ چوہدری عبدالمجید صاحب:۔ انچارج خورد و نوش۔
۳۔ مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے:۔ انچارج سٹیج و نشر و اشاعت۔
۴۔ مرزا خلیل الرحمٰن صاحب:۔ انچارج نظم و نسق و حفاظت۔

واپسی کے وقت تمام اشیاء جو منتظمین جلسہ نے دی ہوں مثلاً برتن، تالے، چارپائیاں اور لالٹین وغیرہ وہ سب ان کو واپس کر کے ممنون فرمائیں۔ یونہی چھوڑ جانے سے گم ہو جانیکا خطرہ ہے۔

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جلسہ سالانہ پر احمدیہ بلڈنگس منزا لیبوسی ایشن کا اجلاس

(احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) کے زیر اہتمام ۲۵ دسمبر بوقت ۶ بجے شام ایک دلچسپ

اجتماع

زیر صدارت مولانا آفتاب الدین احمد صاحب، سابق امام ووکنگ (انگلستان) منعقد ہوگا جس میں سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ چرچ کے پادری ڈبلیو ایم میکگی صاحب کو بھی تقریر کرنے کی دعوت دی گئی ہے، پادری صاحب

"حضرت مسیح کی آمد کی نشانیاں"

کے موضوع پر تقریر کریں گے اور اس سلسلہ میں مرتب کی گئی فلم بھی دکھائیں گے علاوہ ازیں دوسرے مقررین بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ جن میں سے جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا اسم گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہے آپ کی تقریر کا موضوع ہے:—

"THE ROLE OF AHMADIYAT IN THE PRESENT AGE"

جملہ احباب سے بالعموم اور نوجوانوں سے بالخصوص اس دلچسپ اور مفید اجتماع میں شمولیت کی درخواست ہے۔

(سیکرٹری)

ہمارا سالانہ جلسہ

(فخرالدین احمد)

ہمارے سالانہ جلسہ کی بنیاد حضرت امام الزمانؑ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو رکھی تھی۔ یہ اجتماع کوئی میلہ نہیں۔ عرس نہیں۔ کسی سیاسی جماعت کی کنونشن نہیں بلکہ ایک داعی الی الخیر اور خادم اسلام جماعت کا قومی اجتماع ہے اور حضرت بانیٔ سلسلہ کے الفاظ میں اس کے اغراض و مقاصد صرف یہ ہیں:۔

"(۱) اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنی طرف کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے .... **اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی۔"**

(۲) اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ .... **تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں ایک نمونہ بن جائیں** - اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔"

۱۸۹۲ء یعنی دوسرے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اس جلسہ کے مقاصد میں "**اشاعت اسلام۔ اور ہمدردی نومسلمین امریکہ اور یورپ کے لئے احسن تجاویز سوچنا**" بھی داخل کیا گیا۔

پس اگر ہم اپنے پیارے امام کی جانشینی کا دعوے کرتے ہیں تو ہمیں آپ کے واضح ارشادات پر پابندی اور التزام سے عمل کرنا چاہیئے۔ قوم کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ نے بار بار تقوے اور پرہیزگاری اختیار کرنے پر زور دیا۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا ہے:۔

"**اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو۔ اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو خود اپنے تئیں سنوارو۔ اور دوسرے کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔"**

حضرت امام کے اس ارشاد پر ہم میں سے ہر ایک کو غور کر کے سوچنا چاہیئے کہ ہم کہاں تک اس پر پورے اترتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:۔

"وہ لوگ جو محض خدا تعالےٰ کے لئے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ **دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں۔ اور میں ان کے ساتھ ہوں۔** میں ان لوگوں کو کیا سمجھوں جن کے دل میرے ساتھ نہیں۔ جو اس کو نہیں پہچانتے جس کو میں نے پہچانا ہے۔ اور نہ اس کی عظمتیں دلوں میں بٹھاتے ہیں۔ اور نہ ٹھٹھوں اور بے راہیوں کے وقت خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ .... **یاد رہے کہ جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ سے نہیں اور اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔"**

اب چونکہ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق ہونے کا دعوےٰ ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی تلافی کریں اور آپ کے ارشادات پر عمل کرنے کا عزم بالجزم کر لیں۔ اس جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے والے مبارک اور خوش نصیب بزرگ اور دوست اپنی سرگرمیوں اور دعاؤں کو کام میں لائیں۔ آج یہ چھوٹی سی جماعت "نرم دلی۔ باہمی محبت اور مواخات" کی زیادہ سے زیادہ محتاج ہے۔ ہمارے بھائیوں کو "روحانی طور پر ایک کرنے اور انکی خشکی اور اجنبیت" کو دور کرنے کی ضرورت جتنی آج ہے اتنی پہلے نہیں تھی۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے احباب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بحیثیت جماعت بدرگاہ **الرحم الراحمین** صدق دل سے دعائیں کریں۔ حضرت اقدسؑ تو یہی دعا مانگا کرتے تھے اور آخیر دم تک مانگتے رہتے

"**میں دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا اور دعا** یہی ہے کہ خدا تعالےٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے۔ **اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے۔"**

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"**اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت مقبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔"**

اس لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ حضرت **امام الزمانؑ** کی مقدس جماعت میں شامل رہیں اور **قیامت کے دن** ان کے ساتھ ہوں تو آپ کے ان ارشادات کو عمل میں لانے کی کوشش کریں اور **جلسہ سالانہ** میں حضرت امام کی خواہش کے مطابق اپنے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کرنے اور خشکی، اجنبیت اور نفاق کو دلوں سے دور کر کے پہلے سے بہت زیادہ خوف خدا، نرم دلی اور محبت اور مواخات اور تواضع اور راستبازی اپنے اندر پیدا کریں اور دینی مہمات کے لئے زیادہ سے زیادہ سرگرمی اختیار کریں۔ والسلام

جلسۂ خواتین اسلام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام خواتین اسلام کا سالانہ اجتماع ۲۴ دسمبر بروز جمعہ صبح دس بجے سے ۱۲ بجے تک مسلم ہائی سکول نمبر ۱ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔

صدر جلسہ

بیگم جی اے خاں صاحبہ اپنے قیمتی خیالات سے مستفید فرمائیں گی۔

اس کے علاوہ

بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد۔ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ مصری۔ رضیہ بیگم صاحبہ، کی تقاریر بھی ہوں گی۔

آخر میں

حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمائیں گے۔

جلسہ کے اختتام پر **دستکاری** کی مختصر نمائش ہوگی

جملہ خواتین اسلام سے جلسہ میں شمولیت کی درخواست ہے۔

الداعیات

بیگم مولانا محمد علی مرحوم۔ بیگم ڈاکٹر غلام محمد۔ بیگم خواجہ جلال الدین مرحوم۔ بیگم مولانا صدرالدین

(بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۲)

یحب کل مختال فخور، اللہ تعالیٰ کسی خود پسند شیخی باز کو پسند نہیں کرتا، فخور وہ ہے جو اپنی بڑائی بیان کرتا پھرے۔ اپنے علم اپنی ذہانت کی بڑائی لوگوں پر جتاتا رہے

میانہ روی اور اچھی زبان

اور فرمایا **واقصد فی مشیک** یعنی اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو، تمہاری چال سے یہ نظر آئے کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو، **واغضض من صوتک** اور اپنی زبان کو بھی آراستہ کرو، اور مہذب بناؤ۔ دوسری جگہ فرمایا **وقولوا للناس حسنا** لوگوں سے خوبی سے اور اچھی بات کرو، ڈینگیں نہ مارو تم نے دیکھا ہے **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** پس تم جانوروں کی تقلید کر کے غیر مہذب طریق اختیار نہ کرو

مسلمانوں کے لئے سبق

لقمانؑ کی یہ نصائح مسلمانوں کو مہذب بنانے کے لئے بیان فرمائی ہیں چاہیئے کہ مسلمان اپنے تئیں ان سے آراستہ و پیراستہ کرے اور اپنی اور دوسروں کی زندگی کو پُر لطف بنانے کی سعی کرے۔

آئندہ پرچہ پیغام صلح کا یہ شیوع سال کا آخری پرچہ ہے، آئندہ پرچہ یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو شائع ہوگا، جو نئے سال کا پہلا پرچہ ہوگا۔ (مینیجر)

حضرت لقمان کی حکیمانہ باتیں اور ان میں مسلمانوں کے لئے سبق

افریقہ کے تاریک براعظم میں افضال الٰہی کا نزول

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۵۴ء فرمودہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ ان اشکر للہ .... ان انکر الاصوات لصوت الحمیر (سورۃ لقمٰن رکوع ۲)

افریقہ جیسے تاریک براعظم میں حکمت الٰہی کا نزول

اس رکوع میں حضرت لقمان کا ذکر ہے، یہ بزرگ افریقہ کے ایسے خطہ کے رہنے والے تھے، جہاں کے لوگ تہذیب سے بالکل ناآشنا تھے، ان کے موٹے موٹے لب، آبنوس کی لکڑی کی طرح ان کا رنگ اور بھیڑ کی طرح بال تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہاں کے ایک باشندے لقمان کو ہم نے حکمت و فہم عطا فرما رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ میں تمام قوموں کا رب ہوں، میرے سامنے کالے چٹے سب ایک ہیں، کسی ملک اور کسی نسل اور کسی بولی کا سوال میرے سامنے نہیں۔ تمام کی تمام مخلوق میری ہے، اور تمام قوموں پر میرے فضل اترتے ہیں، جسمانی ربوبیت کے لئے بھی میرا فضل سب پر اترتا ہے اور روحانی ربوبیت کے لئے بھی میرا فضل بلا امتیاز سب پر ہے، چنانچہ فرمایا ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ، ایک سیاہ فام انسان کو جو ایک تاریک براعظم کا رہنے والا تھا، ہم نے حکمت عطا کی ولقد کرمنا بنی اٰدم ہم نے انسان کو عزت کا مقام دیا ہے، خدا نے اپنی صفات انسان کو دی ہیں جہاں انسان ہیں وہیں اس کی قدرت کے نشان نظر آتے ہیں، اس سورت کے شروع میں فرماتا ہے تلک اٰیٰت الکتٰب الحکیم یہ حکمت سے بھری ہوئی کتاب ہے جو حکیم خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے، خدا تعالیٰ حکیم ہے تمام عقلمندیوں کا سرچشمہ ہے، اس نے انسانوں کے اندر بھی عقل و دانش رکھی ہے۔ چنانچہ وہ خطہ جو دنیا میں تاریک ترین سمجھا جاتا ہے وہاں بھی انسانیت کے جوہر سے آراستہ انسان پیدا ہوئے۔

حضرت نبی کریم کی وحی میں دنیا جہان کی ربوبیت

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکمت عطا فرمائی یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ، آپ دنیا جہان کے لئے حکمت بھری باتیں لے کر آئے آپ پر خدا کی سب سے بڑی تجلی ہے، آپ کا قلب روشن ہے، آپ کے قلب کی وسعت زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے، رب العالمین کی وحی جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری کسی اور پر نازل نہیں ہوئی، یہ آپ کی وسعت قلب کا نتیجہ ہے، کہ آپ کی وحی میں اللہ تعالیٰ کو رب العالمین بتایا گیا ہے اور آپ کی تعلیم کے اندر دنیا جہان کی ربوبیت کا سامان ہے۔

تاریخ اسلام میں تین حبشیوں کا ذکر

تو فرمایا ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ ہم نے سیاہ فام لوگوں پر بھی اپنی تجلی فرمائی، او وہاں پر حکمت کی باتیں نازل کیں، حضور کی تاریخ میں تین حبشیوں کا ذکر آیا ہے ایک ان میں سے بلالؓ ہیں جن کا جسم سیاہ ہے لیکن لقمان کی طرح قلب روشن ہے، سخت سے سخت تکلیفیں انہیں دی گئیں، آگ کے انگاروں پر لٹایا گیا لیکن انہوں نے یہی کہا کہ میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو تو بھی محمد رسول اللہ صلعم کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ اسی بات نے حضرت عمر جیسے شہنشاہ اعظم کے منہ سے انہیں سیدنا بلال کا خطاب دلوایا، سیدنا ابوبکر بھی ہیں جنہوں نے حضرت بلال کو رستگاری دلوائی، لیکن بلال نے جو اذیتیں اٹھائیں جو نور الٰہی ان کے اندر رکھا اس نے ان کے اندر وہ ہمت و استقامت پیدا کی کہ اس نے ان کو بھی سیدنا کا خطاب دلوایا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی کی بڑی قدر کی، خدا تعالیٰ بھی بڑا قدر دان ہے، وہ کسی کی نسل کو نہیں دیکھتا، رنگ کو نہیں دیکھتا، زبان اور بولی کو نہیں دیکھتا، اس کی نظر ہر انسان کے دل پر ہے، جب بلال رض نے کلمہ پڑھا تو حضور نے اسے گلے سے لگا لیا، اسے اپنے گھر کا مہتمم بنا دیا اور مسجد کا مؤذن مقرر کر دیا، یہ پہلا معزز عہدہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں۔ ان کی اذان کو سن کر قریشیوں نے کہا اللہ اکبر اس وطن سے ہم نے محمدؐ کو مار کر نکالا آج ایک کالا کلوٹا جس کو اس قدر اذیتیں ہم نے دیں خانہ کعبہ پر چڑھ کر اذان دیتا ہے فی الواقعہ یہ قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے۔ اس فتح کی قدر دانی وہی کر سکتا ہے جس نے ان دکھوں کو دیکھا ہو جو آپ نے مکی زندگی میں اٹھائے،

اسی طرح ایک اور حبشی کا ذکر آتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میں لڑتا ہوا شہید ہو گیا، اور آپ نے فرمایا اول الشہداء مھجع۔ شہداء میں سب سے پہلا شہید مھجع ہے، اور تیسرے حضرت لقمانؑ ہیں جن کا اس سورت میں ذکر ہے یہ لوگ رنگ کے کالے تھے، لیکن ان لوگوں کے دل نور سے بھرے ہوئے تھے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قدر کی۔ اللہ تعالیٰ کا رب العالمین ہونا متقاضی ہے کہ ہر رنگ اور ہر نسل کے لوگوں کی قدر کرے اگر ان کے اندر اخلاق ہوں تو خدا کے نزدیک وہ سب سے بڑھ کر ہیں، یہ قدر دانی اور یک رنگی عمومیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت ہے۔

لقمان کی حکمت

تو فرمایا ہم نے لقمان کو حکمت سکھائی، ان اشکر للہ تاکہ خدا کا شکر کرے، عقل سے کام لینے اور عقل کے مطابق عمل کرنے کا نام حکمت ہے، لقمان کو یہ عقل عطا کی گئی کہ اس نے سمجھ لیا کہ میرا خالق اور تمام دنیا کا خالق ایک ہے اس کی ذات کی معرفت کہ وہ میرا مولا ہے یہی حکمت ہے جس کو یہ معرفت نصیب ہو گئی وہ مالا مال ہو گیا ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یہ خیر کثیر لقمان کو عطا کی گئی ان اشکر للہ کہ وہ خدا کا شکر کرے کہ وہ رب ہے مربی ہے، اس نے مجھے زندگی عطا کی اور انسان کو تمام دوسری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی، اس کا شکریہ ادا نہ کریں تو بڑی حق ناشناسی ہوگی، یہ بڑی بدبختی ہوگی کہ خدا کے عطا کردہ نور اور معرفت کا شکریہ ادا نہ کیا جائے ان اشکر للہ خدا کے احسانات کو یاد کرو ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ اور یاد رکھو جو بھی خدا کی دی ہوئی استعدادوں کا صحیح استعمال کرتا ہے اور اس کی تمام دوسری نعما کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنا ہی بھلا کرتا ہے خدا کو کوئی اس سے فائدہ نہیں، انسان کی تربیت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ خدا کے دیئے ہوئے قوے اور استعدادوں کا صحیح استعمال کرے اور اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہو۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس کا فضل اس پر نازل ہو گا یہی اس کا قانون ہے کہ جو اس کا شکر کرتا ہے اس کو اور زیادہ دیتا ہے ولئن شکرتم لازیدنکم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے کاروبار میں ترقی ہوتی ہے ومن کفر جو ہمارا شکریہ ادا نہیں کرتا ہماری عبادت نہیں کرتا، ہمارے احکام کی تعمیل نہیں کرتا فان اللہ غنی حمید ہمارا اس سے کچھ نہیں بگڑتا، اپنا ہی نقصان کرتا ہے، خدا تو حمید ہے ایک ایک چیز پر اس کی حمد لکھی ہوئی ہے۔ ہر چیز کو دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ خدا ہی سب تعریفوں کا مستحق ہے۔ کسی کے احسان فراموش بن جانے سے اور کسی کے شکریہ ادا نہ کرنے سے اس کا کچھ نہیں بگڑتا ہاں انسان کا سب کچھ بگڑتا ہے

توحید کامل کا سبق

واذ قال لقمٰن لابنہ وھو یعظہ۔ لقمان نے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت سکھائی اپنے اندر کمال پانے کے بعد اپنے بیٹے کو وعظ کرنا شروع کیا، یہ پا کمال

لوگوں کا کام ہے کہ جب وہ خود کمال حاصل کر لیتے ہیں تو پھر اسکو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھتے، دوسروں کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، لقمان سب سے پہلے اپنے گھر سے شروع ہوئے اور اپنے بچے کو وعظ کیا یبنیّ لا تشرک باللہ میرے بیٹے دیکھو شرک نہ کرنا، خدا ایک ہے اور وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں، اس کو وزیروں کی ضرورت نہیں، وزیر کا ہونا بادشاہ کے نقص کی دلیل ہے، کہ وہ اکیلا کام نہیں کر سکتا، لندن میں بیٹھے ہوئے بادشاہ کو ہندوستان پر وائسرائے بھیجے بغیر اس کی حکمرانی نہیں چل سکتی، لیکن خدا تعالےٰ اس قسم کے عیوب و نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے اس لئے اس کی سلطنت میں غیر کو قطعاً دخل نہیں۔ تو لقمان نے کہا میرے بیٹے! خدا کے سوا کسی کے آگے سر نہیں جھکانا ان الشرک لظلم عظیم خدا کی عظمت و جلال کو ملحوظ رکھتے ہوئے پتھر کے آگے سر جھکانا، کسی قبر پر سجدہ کرنا یا اس سے حاجت روائی چاہنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ بھی کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے، یہ بہت بڑا ظلم ہے، گویا سب سے پہلا سبق جو لقمان نے اپنے بیٹے کو دیا وہ توحید کامل کا سبق ہے۔

خدا کے بعد والدین کی اطاعت

پھر فرمایا کہ خدا کے بعد انسانوں میں سب سے بڑا مرتبہ والدین کا ہے ووصینا الانسان بوالدیہ خدا خالق ہے، اس کے احسانات سب سے زیادہ ہیں لیکن انسان کے بچے کے ساتھ جو نیکیاں ہوتی ہیں وہ بھی بہت بڑی ہیں، والدین کے احسانات بہت بڑے ہیں، تو فرمایا ان اشکرلی و لوالدیک میرا شکر ادا کرو اور میرے بعد والدین کے احسانات کا بھی شکر کرو اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شعار بناؤ، والدین کی فرمانبرداری کا حکم خدا کی شکر گذاری کے ساتھ ملا کر بیان کرنے سے اس امر کی عظمت بڑھانا مقصود ہے، جو بچے گھر کی چار دیواری کے اندر ماں باپ کی فرمانبرداری کا سبق لے لیتے ہیں وہ جہاں کہیں بھی جائیں، کسی دفتر میں کام کریں یا کہیں افسر لگ جائیں ان کی زندگی بڑی کامیاب ہوتی ہے۔

مخلوق کی اطاعت میں خدا کی نافرمانی جائز نہیں

ہاں ایک بات ہے وان جاھدک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما اگر وہ تمہیں شرک کی تعلیم دیں اور خدا کے سوائے کسی دوسری چیز کی عبادت کے لئے کہیں تو اتنی بڑی عظمت والی ہستیوں کا بھی کہا نہیں ماننا خدا کے بعد ماں باپ کا درجہ بیشک ہے۔ لیکن جہاں مخلوق کا حکم ماننے میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو وہاں ماننے سے انکار کر دینا چاہیئے، لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق، مخلوق کی اطاعت اسی حد تک ہے جہاں تک خالق کی نافرمانی نہ ہو، یہ ایسا اصول قائم کر دیا کہ کتنا ہی بڑے سے بڑا انسان ہو اس کی اطاعت اسی حد تک واجب ہے کہ خدا کی نافرمانی نہ ہو، یہی بات حضرت ابوبکرؓ نے اس وقت فرمائی جب آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ نے فرمایا جب تک میں تمہیں نیکی کا حکم دوں میری مدد کرو اور میری بات کو مانو فان زغت فقومونی اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو وہی حکم بیان دیا ہے کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق، لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا وصاحبھما فی الدنیا اعتقاد کی بنا پر ان سے حسن سلوک ترک نہ کر دیا جائے

رسول اللہ صلعم کی روحانی تربیت

اور پھر ایک اور سبق دیا واتبع سبیل من اناب الیّ اس شخص کا رستہ اختیار کرو جو میری طرف رجوع کرتا ہے، یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ماں باپ جسمانی پرورش کرتے ہیں اور یہ رسول تمہاری روحانی تربیت کرتا ہے اس لئے اس کے بتلائے ہوئے رستہ پر چلو ثم الیّ مرجعکم تم سب کا آخری ٹھکانا میں ہوں، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ بادشاہ بھی مرتا ہے، اور فقیر بھی، پیغمبر بھی مرتا ہے اور ایک عامی آدمی بھی سب ہی نے مر کر خدا کے حضور جانا ہے فانبئکم بما کنتم تعملون پھر وہ تمام کاروائیاں جو تم کرتے ہو چھپی ہوں یا ظاہر سب تمہارے سامنے آجائیں گی

بدی چھپی نہیں رہتی

یہاں لقمان کی ایک اور حکمت کی بات سنئے یبنیّ انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموٰت او فی الارض یات بھا اللہ میرے بیٹے! بدی کتنی بھی چھوٹی ہو اور کیسی بھی محفوظ جگہ میں کی جائے اس کا ارتکاب پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ وہ کسی پتھر کے اندر گھس کر کی جائے، کسی قلعہ کے اندر کرو، جہاں اس کے ظاہر ہونے کا کوئی امکان تمہارے خیال میں نہ ہو او فی السموٰت یا آسمان پر چڑھ کر کرو، بہت دور چلے جاؤ، لندن میں، پیرس میں، امریکہ میں جا کر جہاں تمہارا اپنا کوئی دیکھنے والا نہیں، کسی بدی کا ارتکاب کرو او فی الارض یا زمین کے اندر تاریکیوں میں فعل بد کے مرتکب ہو اور تم جانتے ہو کہ بدی کے اظہار سے ندامت ہوتی ہے اس لئے اسے چھپا کر کرتے ہو یات بھا اللہ تم یقین کرو کہ کتنی بھی چھوٹی سے چھوٹی بدی ہو، کہیں بھی کرو ہم اس کا اشتہار دے دیں گے ان اللہ لطیف خبیر اگر ہوا لطیف ہے اور سب جگہ پہنچ جاتی ہے، اگر ہوا سے بڑھ کر ایتھر لطیف ہے، تو یاد رکھو کہ خدا جو اس کا پیدا کرنے والا ہے وہ ان سے بڑھ کر لطیف ہے۔ اس نے انسان کے اندر جو قوت تصور پیدا کی ہے، جس کی وجہ سے ہم ابھی امریکہ جا بیٹھیں، لندن پہنچ جائیں، جرمن چلے جائیں، جب انسان کے اندر ایسی قوت پیدا کی ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میں سب سے زیادہ لطیف ہوں مجھے سب جگہ حاضر و ناظر پاؤ گے، مجھ سے چھپ کر کہاں جا سکتے ہو، جہاں بھی بدی کا ارتکاب کرو گے یات بھا اللہ اللہ تعالےٰ اسے ظاہر کر دے گا، ایک شخص لندن چلا جاتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہاں تو میرا چچا ہے نہ ماموں، کون دیکھتا ہے، خدا فرماتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں، اور ہمارے فرشتے موجود ہیں جو اس کی بدی کا اشتہار اس کے گھر پہنچا دیں گے واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔

نیکی جو اخلاص سے کی جائے خدا اس کی قدر کرتا ہے

اور اس سے بڑھ کر ایک بات فرمائی، کوئی افریقہ کا رہنے والا ہو، سید نہ ہو، رنگ کا کالا ہو، ذات بھی اعلیٰ نہ ہو یات بھا اللہ اگر وہ نہایت ہی تھوڑی سی نیکی کا کام اخلاص کے ساتھ کرے گا تو وہ یقین کرے کہ خدا تعالیٰ اس کی قدر کرے گا اور اس پر فضل نازل فرمائیگا اور اس کی عزت قائم کرے گا۔ یہ بھی کس قدر دل خوش کن بات ہے جس کو کوئی جاننے والا نہ ہو خدا اس کا قدر دان ہے، یہ کس قدر حکمت کی باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر جاری کیں۔

عبادت الٰہی کی ضرورت

پھر فرمایا یبنیّ اقم الصلوٰۃ میرے بیٹے! خدا کی معرفت اور اس کے احسانات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے آگے جھک جاؤ، نماز قائم کرو، کیونکہ نماز میں قلب اور زبان اس کی عبودیت کا اقرار کرتی ہے اور جسم بھی شامل ہوتا ہے، سارے کا سارا جسم اس کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے۔

تبلیغ حق میں مصائب کی برداشت

وامر بالمعروف وانہ عن المنکر پھر اپنے اندر کمال پیدا کرنے کے بعد لوگوں کو نیکی کی تعلیم دو، یہی انسانیت ہے کہ دوسروں کو اپنی اچھی باتوں میں شامل کر لیا جائے اور برائیوں سے منع کیا جائے، اور فرمایا کام تو بڑا اچھا ہے، لیکن یہ راستہ کانٹوں کا ہے، پھولوں کی سیج نہیں، نیکی پہنچانے والوں کو طرح طرح کے دکھ اور تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں اس لئے واصبر علیٰ ما اصابک جو بھی دکھ اس رستہ میں پہنچے اس پر صبر کرنا پڑے گا، اگر خدمت مخلوق کرو گے تو مصیبتیں اٹھانی پڑیں گی، اس لئے صبر سے کام لو، ان ذالک من عزم الامور یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے تو بہت مشکل لیکن ایک خدا پرست کے لئے ضروری ہے کہ وہ خدمت خلق کا کام کرے اور خدا کے رستہ میں جس قدر بھی مصیبت اٹھانی پڑے اسے صبر کے ساتھ برداشت کرے۔

عالم اور عابد دوسروں کو برا نہ سمجھے

پھر خدا کی عبادت کے بعد سر میں چکر آ جاتا ہے اور انسان اپنے آپ کو پیر، صاحب ارشاد اور ولی اللہ سمجھنے لگتا ہے اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور کافر و ملحد قرار دے دیتا ہے، اس لئے فرمایا ولا تصعر خدک للناس، عبادت کے معنے ہیں عجز اختیار کرنا، خدا کے آگے گرنے سے تمہارے اندر عاجزی اور نرمی پیدا ہونی چاہیئے۔ آج تھوڑا سا علم پڑھ لیتے ہیں، تھوڑی سی حدیث پڑھ لی، تمام دنیا کافر نظر آنے لگی، اور قتل و غارت کے فتوے شروع کر دیئے، یہ بڑے اندیشہ کی بات ہے کہ کسی مقام پر پہنچو تو پھر گرنے لگو اور لوگوں سے نفرت اور بے رخی کرنے لگو۔

اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھو

یہ تو دوسرے لوگوں کے متعلق بات تھی پھر اپنی ذات کے متعلق نصیحت کی ولا تمش فی الارض مرحا اکڑ باز نہ بنو، اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھو اور تکبر نہ کرو، ان اللہ لا

(باقی صـ۲ پر)

ہمیں اب کیا کرنا چاہیئے

{پروفیسر عنایت علی خان صاحب}

قدرت کی نیرنگیاں دکھانے والی ذات قدوس نے اپنی تائید غیبی سے جماعت کے افراد کو دوبارہ متحد و منظم کر دیا ہے۔ اور یہی اتحاد انشاء اللہ آئندہ جماعت کی فیروز مندی کا موجب ہوگا۔ اگر اس کمزور جماعت کو حیّ و قیوم خدا کے دستِ نصرت سے رہنمائی نصیب نہ ہوتی۔ تو یہ جماعت فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جاتی۔ اور انسان کی آنکھیں حق و صداقت کو دیکھنے سے محروم ہو جاتیں۔ جماعت میں اتحاد کا دوبارہ پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس اتحاد پر جتنا بھی اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا جائے۔ کم ہے۔

یہ نہایت ناشکر گذاری ہوگی۔ کہ اگر ہم مولانا صدرالدین صاحب۔ مولانا یعقوب خان صاحب کی مساعی جمیلہ کے علاوہ ان قدیم احباب کا شکریہ ادا نہ کریں جنہوں نے جماعت کے احباب کو دوبارہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا ہے ہم ان سب احباب کے مشکور رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ ان میں سے میاں غلام عباس صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جن کو پوری جماعت کا اعتماد حاصل ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی درد بھری دعاؤں کو قبول فرمائے، اور اس جماعت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وحدت قائم رہے۔ آمین۔

انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی امانت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا صحیح مقام یہ ہے کہ یہ جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدّد صد چہاردہم۔ مسیح موعود۔ امام وقت کی جانب سے ایک امانت ہے۔ یہ جماعت ایسے مشترک نظام کے قیام کی ضمانت ہے۔ جس میں قرآنی اصولوں کے پیش نظر لوگوں کو ایک جمعیت کی تعمیر کا موقع ملے حضرت مرزا صاحب کا حکم ہے کہ اس انجمن کو اللہ تعالےٰ کے احکام کے مطابق چلانا ہوگا۔ اور کسی صورت میں بھی حدود اللہ سے تجاوز نہیں کرنا ہوگا۔

دوسروں کو ناپنے سے پہلے اپنا احتساب کیجئے

اگر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی جماعت کے لوگ ایک "ملت" کی حیثیت سے ترقی کرنا چاہتے ہیں اور ہم زمانہ کی منزلیں اسلامی مزاج سے طے کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر ہم اسلامی پیمانہ لے کر دوسروں کے ظروف ناپنا چاہتے ہیں۔ تو پہلے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری اپنی نیت اور حق پرستی کا کیا حال ہے؟ اب تھوڑی دیر کے لئے خود اپنا احتساب کیجئے۔ اور اپنے ضمیر کو مخاطب کر کے اپنے صحیفۂ اعمال کو پڑھئے۔ قرآن کریم میں اسی مضمون کو یوں بیان کیا گیا کہ:

"اپنے اعمال کی اس کتاب کو پڑھ لے۔ آج کے دن دوسرے کاتب و شاہد کی ضرورت نہیں۔ خود تیرے ضمیر کا احتساب تیرے لئے کافی ہے"۔

جماعت کی تاریخ کے مطالعہ سے سبق لیں

اگر جماعت کے دل میں اس کے مستقبل کے متعلق کوئی نیا جذبہ پیدا کرنا مقصود ہے، تو ہمیں سب سے پہلے اس مورّخ کی ضرورت ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں ہمارے ماضی قریب کے واقعات سے ایک نیا جذبہ پیدا کرے کیونکہ اس جماعت کے لوگوں کے دلوں میں اپنے نفس کا شعور صرف اپنی تاریخ کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ ہماری تاریخ سے میری یہ مراد ہے۔ کہ کس طرح اسلامی عقائد کی قوت سے ہمارے اسلاف کی ذہنی تربیت ہوئی۔ اور ان سے اچھے اعمال سرزد ہوئے۔ ہمارے اسلاف نے کیا سوچا اور کیا؟ اگر ان کی قدر پہچاننا لازم ہے۔ تو ان اسباب کا جائزہ لیں جن کے ماتحت اس جماعت کو عروج نصیب ہوا۔ صرف یہی ایک طریق کار ہے۔ جس کے مطابق ہم اپنے سفر حیات کی اگلی منزل کا خاکہ تیار کر سکتے ہیں؟

حضرت مسیح موعود کا دعوٰی اسلام کے متعلق

اسلام کی تاریخ میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک تاریخی دلچسپی کا موجب بنی۔ اور ہر ایک قوم نے اپنی زندگی کو آپ کی سیرت طیبہ کے مطابق تشکیل دینے کی کوشش کی۔ اس زمانہ میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ایک قابلِ فخر شاگرد میدان عمل میں آیا۔ اور اس نے نہایت مضبوط اور خوبصورت دلائل سے اسلامی اخلاقی اقدار کی ہمہ گیر حکمرانی کا دعوےٰ پیش کیا۔ اور کہا کہ اسلام جن بنیادی اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر انسانی معاشرہ کی دیواریں اُٹھانا چاہتا ہے۔ وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو انسان کی سمجھ سے باہر ہو۔ اسلام اس بات پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے کہ اس نے اپنے پیروؤں سے کسی ایسی بات کے ماننے کا مطالبہ نہیں کیا۔ جو عقل سے ٹکراتی ہو۔

قوموں کے عروج و زوال کے اسباب

اس بزرگ انسان نے کہا۔ کہ سربلندی کسی قوم یا کسی طبقہ کا اجارہ نہیں ہے۔ جو قوم اپنے اندر مطلوبہ صلاحیت پیدا کر لے گی۔ اسے یہ اعزاز خود بخود مل جائے گا۔ اور جو قوم اس صلاحیت کو کھو دے گی۔ اسے لامحالہ دوسروں کے لئے جگہ خالی کرنی ہوگی۔ آپ نے بتلایا کہ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کو قرآن کریم نے اس بلیغ فقرے میں جمع کر دیا ہے کہ:۔

"خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو نہ بدل لے"

اور ساتھ ہی تنبیہہ کے مقام کی طرف بھی لوگوں کی توجہ کو منعطف کرایا۔ جہاں تحریر ہے:۔

"اگر تم پھر جاؤگے۔ تو وہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو کھڑا کر دے گا جو تم جیسی نہ ہوگی"

حضرت مرزا صاحب نے بتلایا۔ کہ قوموں کی صلاحیت کا کیا معیار ہے؟ پختہ ایمان اور اعمال صالحہ اس صلاحیت کا نچوڑ ہیں۔ آپ نے اپنی جماعت کو سمجھایا کہ اسلامی اعتقادات ایک مکمل سائنس ہیں۔ وہ سرتاپا معقولیت پر مبنی ہیں اس میں کسی خوش اعتقادی اور خوش فہمی کو سرے سے دخل نہیں۔ قرآن تاریخی واقعات کو ایسے اٹل اخلاقی قوانین کے تابع بتاتا ہے۔ جس کی کارفرمائی داستان ماضی میں ہر جگہ دیکھی جا سکتی ہے۔

انجمن کو تخلیقی اور ثقافتی مرکز بنانے کی ضرورت

موجودہ انجمن کو از سر نو ایک بڑا تخلیقی اور ثقافتی مرکز بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ کام اہم بھی ہے۔ اور ہمت آزما بھی۔ اس کام کی تکمیل کے لئے جماعت کے ہر فرد کے دیانتدارانہ تعاون اور بے لوث خدمت کی ضرورت ہے۔ اسباب کی غیر موجودگی میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنا پست ہمتی ہے، موجودہ اسباب سے خاطر خواہ نتائج پیدا کرنا قوم کی صحت کی دلیل ہے۔ ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ ہماری طرزِ فکر اور طرز عمل کئی معاملات میں اسلامی نہیں ہے۔ اس غیر معقول روش سے کنارہ کشی کی فی الواقع ضرورت ہے۔ اس وقت جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ ان معاملات پر غور کرے۔ جن کا تعلق براہ راست جماعت کی از سر نو تعمیر و بہبود سے ہے، اس وقت یہ بات سوچنے کی ہے۔ کہ وہ کیا چیزیں ہیں، جن کی ترقی اور فروغ سے جماعت بحیثیت مجموعی ترقی پذیر ہو سکتی ہے، اس وقت وہ لوگ جو جماعت کی فلاح و بہبود میں عملی دلچسپی لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ میدان عمل میں آئیں اور عوام کی رہنمائی کریں۔

کام کرانیوالے اور کام کرنیوالے

اس وقت سب سے پہلی ضرورت جس چیز کی ہے وہ ہوشیار اور قابل کارکن ہیں۔ اس وقت کام لینے والوں اور کام کرنے والوں دونوں کو اپنی ذہنیتیں بدل دینی چاہئیں، اگر کام لینے والے افسروں اور کام کرنے والے کارکنوں کے عملی رویہ میں تبدیلی ہو سکے۔ اور کام کرنے والوں کو محض ملازم ہی نہ خیال کیا جائے بلکہ جمعیت کا ایک "مفید فرد" مان لیا جائے تو بہت حد تک امید ہو سکتی ہے کہ جماعت سے بد اطواری اور دوسری خرابیاں دور ہو جائیں۔

جماعت کی رہنمائی کرنے والے

دوسری ضرورت یہ ہے کہ جماعت کے تعلیم یافتہ اور تعلیم یافتہ طبقے عوام کی اس طرح رہنمائی کریں کہ عوام جذبات کی رو میں بہنے نہ پائیں۔ اور ہر بات کو حقیقت پسندانہ طریقہ سے دیکھیں۔ اور لوگوں کو بتائیں۔ کہ "انتہا پسندی" رواداری کی سپرٹ

کو نقصان پہنچاتی ہے۔

حق پسندی اور حق گوئی کو شعار بنایا جائے

تیسری ضرورت یہ ہے۔ "یاد رہے کہ جس طرح محبت آنکھوں کو بصارت حق سے اندھا اور شنوائی سے بہرہ کر دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح عداوت بھی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرہ بنا دیتی ہے۔ صداقت کی روشنی نظر آتی ہے لیکن وہ نہیں دیکھتا۔ حق کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ لیکن وہ نہیں سنتا۔ کیونکہ عداوت نہیں چاہتی کہ انسان غیروں کی صداقت و حقیقت کا اعتراف کرے۔"

ہر حقیقی احمدی کا وجود دنیا میں حق کی شہادت اور حریت کا نمونہ ہو۔ نہ تو ناجائز حسن اعتقاد اس کی عقل اور صداقت شعاری کو سلب کر سکے۔ نہ کسی کی محبت اس کو حق گوئی سے اندھا اور بہرہ بنا سکے۔ اور نہ خوف جان و مال اس کو حق سے باز رکھ سکے۔ اور نہ حرص و طمع اور حب زر و جاہ کے سحر سے مسحور ہو کر منکر صداقت ہو۔ اور نہ ہی عداوت و دشمنی سلوک راہ حق میں اس کے زنجیر پا ہو سکیں، ایک احمدی کی یہی شان ہے کہ اس کو ہمیشہ باطل سے نفرت اور حق کی جستجو رہے۔ نفاق کا وجود ہم میں نہ ہو۔ اور کوئی باطل چیز ہماری استقامت کو متزلزل نہ کر سکے۔ تو انشاء اللہ حسب وعدہ الٰہی اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہمارے تمام اعمال صالح اور ہمارے تمام گناہ مغفور ہونگے

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم

(۳۳:۵)

امن و اتحاد کا ذریعہ

اگر ہم اس جماعت کے پیروان توحید کو ایک جسم کی صورت میں ایک آسمان کے نیچے دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر ہر معاملہ میں قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کی ضرورت ہے ہم اس پر قائم رہ کر اپنی حالت کو بدل سکتے ہیں اس کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن ہو کر اپنے اندر سے فتنہ و فساد دور کرکے امن و اتحاد قائم کر سکتے ہیں اور اپنے روٹھے ہوئے دوستوں کو منا سکتے ہیں، اور ان دوستوں کے لئے بھی یہی مناسب ہے کہ وہ خالد بن ولید کی طرح جرنیلی سے علیحدہ ہو کر اسلام کے سپاہی کی حیثیت سے کام کریں۔ اللہ تعالےٰ ان سے خوش ہوگا۔ اور قوم میں آپ کی عزت ہوگی، اور صلح کرانے والوں اور دوستوں کو منانے والوں کے واسطے اجر اللہ کے ہاں ہے۔ یہ کتاب حکیم ہی ہمارے ارادوں میں پختگی پیدا کر سکتی ہے۔ تائید غیبی کا یقین محکم اور مسبب الاسباب کے لاتعداد خزانوں کا سچا ایقان ہماری موجودہ مشکلات کو حل کر سکتا ہے۔ اس وقت ہم مختلف آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ یہ زمانہ تو استغفار کا ہے۔ استغفار سے دلوں کی اقلیم میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسی اندرونی انقلاب سے دنیا کے انقلاب وابستہ ہیں۔ ایک دوسرے کے گناہوں سے درگذر کرو۔ تاکہ رب کریم کا لطف شامل حال ہو۔

اسلاف کے کارناموں پر فخر

قدرت نے دوبارہ ہم کو موقع دیا ہے۔ کہ ہم کوشش کرکے معلوم کریں۔ کہ ہم کیا ہیں؟ اور ہماری ذمہ داری کیا ہے۔ اور مستقبل کی تعمیر کے لئے ہمارا نصب العین کیا ہونا چاہیئے، ہمارا تمدن اور ہماری تہذیب اس وقت پستی کی حالت میں کیوں ہے؟ غیر شعوری طور پر اسلاف کے کارناموں میں عقیدہ وار بننا عقلمندی کی دلیل نہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ ہمارے بزرگوں نے زندگی کے ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ لیکن ان کو بار بار بیان کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنی بے کسی اور نااہلی پر پردہ ڈال رہے ہیں۔

اسلامی قوت کا عملی ثبوت دو

زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ "اگر زندہ رہنا چاہتے ہو۔ تو اپنے تہذیبی آئل کا جائزہ لو"۔ اب یہ کہنا کافی نہیں کہ ہم احمدی مسلمان ہیں اور ایک ضابطہ کے حامل ہیں۔ اب ہم کو عملی طور سے یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ ہم اس پوزیشن میں ہیں۔ اور ہمارے تصورات اور ہمارے نظریات اس قدر مضبوط ہیں۔ کہ وہ بدلتے ہوئے حالات اور واقعات کے دباؤ کے اثر کا مقابلہ کر سکتے ہیں، اب ہمیں ثابت کرنا ہے۔ کہ کس طرح ہمارا مسلمان ہونا ہماری زندگیوں میں اچھا اثر پیدا کر سکتا ہے؟ دوسرے الفاظ میں اب اس جماعت کو دنیا کے سامنے اس امر کا ثبوت پیش کرنا ہے۔ کہ اسلام ایک عمدہ سوسائٹی بنانے کے لئے رہنمائی کرنے کی قابلیت اور قوت رکھتا ہے، اور اسلام کی تعلیمات اس قدر مضبوط ہیں۔ کہ وہ ہمیں زندگی کی مشکلوں اور الجھنوں سے نکال کر کامیابی سے ہمکنار کرا سکتی ہیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم کو عملی قدم اٹھانا چاہیئے اور نئی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ ہمیں اسلام کے متعلق از سر نو سوچنا چاہیئے۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ اسلام کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اور اس کے وہ کونسے قوانین ہیں۔ جو ایک مضبوط اور مربوط اسلامی جمعیت بنا سکتے ہیں۔

ماحول سے مطابقت کی صلاحیت

موجودہ وقت میں پرانی روایات پر پیوند لگانے سے کام نہیں چلے گا۔ اب اس وقت اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنے دماغوں اور روحوں کو ٹٹولیں کہ کیا ہم میں ماحول کے ساتھ مطابقت کرنے کی فطری صلاحیت موجود ہے۔ یا نہیں اور اس امر کے سمجھنے کی کوشش کریں کہ گردوپیش کے اثرات ہم پر کس طرح اثر ڈال رہے ہیں "جس قوم میں نفس شماری کی عادت نہیں، اس کے عقائد درست نہیں ہو سکتے"

ماضی کی روایات کو اپنے اندر پیدا کرو

ہم پسند کریں یا نہ کریں، زمانہ بدل رہا ہے، اور اس کے ساتھ ہم بھی بدل رہے ہیں۔ ان بدلے ہوئے حالات میں محض پرانی شاندار روایات سے وابستہ رہنا زیادہ مفید نہ ہوگا۔ یہ وہ زمانہ نہیں ہے کہ ہم اسلاف کی روایات پارینہ پہ ناز کرکے زندہ رہ سکیں۔ دنیا کی قومیں تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ اگر ہم نے مناسب ترقی نہ کی تو ہر لمحہ ہمارا قدم ذلت کی طرف ہوگا۔ اگر ہم ماضی کے واقعات کو پڑھ کر یا سن کر اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کر سکتے ہیں۔ کہ ہم بھی اپنے بزرگوں کی طرح کارہائے نمایاں سر انجام دیں۔ جیسا کہ ہمارے اسلاف نے سر انجام دیئے تھے۔ تو ہم کو اپنا کردار بنانے کے لئے اسلام کے وہی طریقے اختیار کرنے ہونگے جو ہمارے بزرگوں نے اختیار کئے۔ ورنہ ماضی کا ذکر کرکے خوشی حاصل کرنا افیون کھا کر افیمی کی طرح خواب دیکھنا ہے۔

افضل الجهاد

سوال! کیا ہمارے رہنما افضل الجہاد کے لئے تیار ہیں؟ وہ جہاد کیا ہے۔ اس کے لئے ہاتھ کی ضرورت نہیں دل کی ضرورت ہے اس بہترین مظہر شجاعت کا آلۂ عمل تلوار نہیں۔ بلکہ قلم ہے۔ اس جنگ کے لئے اسلحہ آہنی نہیں چاہیئے۔ صرف چند پارہ ہائے گوشت درکار ہیں، جن میں حرکت صحیح اور جنبش صادق ہو"۔

مواقع جہاد کو میدانوں اور معرکوں میں ڈھونڈتے ہو، تم ان کو اپنے دل کے گوشوں میں ڈھونڈو، ضعف ارادہ اور باطل پرستی کی اصل کمین گاہ یہیں ہے، انواع جہاد میں کونسی نوع ہے جس کا مظہر دل نہیں، ہاں دل درست کرلو کہ تمہارے ارادوں میں قوت، افکار میں صداقت، حوصلوں میں استقلال اور اپنے عمل میں ثبات پیدا ہو، دل اور یہی دل جس کا مضغۂ گوشت تمہارے پہلو میں ہے۔ یقین کرو کہ تم سے باہر تمام عالم کی اصلاح و فساد کی کنجی یہ ہے"۔

آخر میں دعا ہے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔

نقد و نظر

اخلاق نبوی

یہ ۱۹۲ صفحات کی کتاب جو $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز پر بیت القرآن لاہور نے شائع کی ہے، اپنے موضوع کے لحاظ سے مسلمانوں کے پڑھے لکھے طبقہ کے لئے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو آپ کے اقوال و اعمال میں دیکھنا چاہتے ہیں بہت ہی مفید ہے،

اس کتاب میں ہر شعبۂ زندگی کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، ہدایات اور آپکے پاکیزہ اعمال پر پانچ سو احادیث اردو میں جمع کی گئی ہیں اور ہر حدیث کے ساتھ اس کا ماخذ بھی بتایا گیا ہے، لکھائی چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے بھی کتاب خاصی اچھی ہے، مسلمانوں کے ہر گھرانے میں اس کتاب کا ہونا اور غیر مسلموں کو بھی پہنچانا ضروری ہے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تصویر آنکھوں کے سامنے آ سکے اور وہ آپ کی اتباع کرکے فلاح دارین حاصل کر سکیں، قیمت فی جلد دو روپیہ آٹھ آنہ۔ بیت القرآن پوسٹ بکس ۲۷۷ لاہور سے طلب کیجئے۔

قرآن کی موجودگی میں حدیث کا مقام

(حبیب الرحمٰن الاعظمی)

(۴)

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ اوپر "سبیل المومنین" کے بیان کے سلسلہ میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا ماخذ حدیث و تاریخ کی کتابیں ہیں جو صحابہ کے بعد لکھی گئی ہیں اور وہ قابل اعتماد نہیں ہیں تو گذارش ہے کہ یہ تو ممکن نہیں کہ قرآن پاک نیز اس کے احکام اور اس پر ایمان و عمل کا حکم باقی ہو اور "سبیل المومنین" کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ اور اس کی کوئی صورت موجود نہ ہو۔ ایسا کہنا تو قرآن کو ناقابلِ عمل اور معطل قرار دینا ہے جس کی جرأت کوئی مومن تو مومن کوئی صاحب علم و انصاف غیر مومن بھی نہیں کر سکتا۔ قرآن پاک پر عمل کا دروازہ جب تک کھلا رہے گا اس وقت تک یہ راستہ بھی کھلا رہے گا۔ اور اس راستے کے پورے معلومات حاصل کرنے کے ذرائع بھی موجود رہیں گے۔ اور جب ایسا ہے تو بتایا جائے کہ بجز مجامع احادیث اور کتب طبقات و اسماء الرجال کتب سیر و تاریخ کے اور کونسا ذریعہ ہے جس سے مومنین اوّلین کی راہ و روش کا تفصیلی علم حاصل ہو سکے۔ اگر کوئی دوسرا ذریعہ بھی ہے تو بتایا جائے۔ اور اگر نہیں ہے تو مذکورہ بالا چیزوں کو بالکلیہ جعلی، بے بنیاد اور بے اعتبار کہنا درحقیقت قرآن پاک پر عمل کا دروازہ بند کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام اور مسلم قوم کو دوسرے مذاہب و اقوام عالم پر جو مخصوص تفوق و امتیاز حاصل ہے اس کو بھی برباد کرنا ہے اس لئے کہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسلم قوم کی نہ کوئی تاریخ ہے نہ اس کے علمی و عملی کارنامے ہیں۔ اور نہ ان کارناموں کا کوئی ذریعہ علمی دنیا میں موجود ہے۔ کیا ایسی بات کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے؟

اس سلسلہ میں بعض منکرین حدیث کا یہ رویہ کس قدر عجیب و غریب اور کیسا ناقابلِ فہم ہے کہ وہ تاریخ پر تو اعتماد کرتے ہیں اور روایات حدیث کو قابلِ اعتماد نہیں سمجھتے۔ حالانکہ کتب تاریخ کے تمام مصنفوں نے ہر ہر واقعہ کی نسبت تو یہ بتانے کا التزام کیا ہے کہ وہ ان کو کس واسطہ اور کس سلسلہ سے معلوم ہوا۔ نہ ان واسطوں کی عدالت و ثقاہت وغیرہ ان شرائط کی سختی سے پابندی کی ہے جن کی محدثین نے کی ہے۔ بایں ہمہ تاریخ تو قابلِ قبول اور لائق اعتماد ہو، لیکن مجامع احادیث جن میں ہر ہر قول و فعل رسولؐ یا آثار و اقوال صحابہ کے لئے پورا پورا التزام ہے کہ مصنف کو جن واسطوں سے علم ہوا ہے ان کو سلسلہ وار اس طرح بتائے کہ کہیں انقطاع نہ ہو، اور یہ واسطے بھی ایسے ہوں کہ ان کے معتبر، عادل اور ثقہ ہونے کا ثبوت موجود ہو۔ غرض اس التزام و احتیاط کے باوجود حدیث کے مجموعے قابل اعتبار نہ ہوں۔ یہ کتنی عجیب بات اور کیسی ستم ظریفی ہے۔

علاوہ ازیں پختہ اور کھری سندوں کے ساتھ بھی حدیثوں کو نہ ماننے اور ان کو بے اعتبار کہنے کا مطلب دوسرے لفظوں میں تو یہ ہے کہ کتب احادیث کے مصنفوں نے محض بے بنیاد باتوں کو بالکل جعلی اور فرضی سندوں کے ساتھ کتابوں میں درج کر دیا ہے۔

ان حضرات کو خالص علمی طور پر کبھی تو سوچنا چاہیئے کہ ایسا ممکن کیونکر ہے؟ کیا جب احادیث کے یہ مجموعے لکھے گئے اس وقت دنیا میں ایک بھی "صحیح قسم" کا مسلمان نہیں تھا جو اس ساری جعل سازی اور افترا پردازی کا مقابلہ کرتا؟ یا کم از کم اس پر نکیر ہی کرتا۔

مثال کے طور پر میں موطا کا نام لیتا ہوں۔ حدیث کا یہ مجموعہ بقول ابوطالب مکی ۱۲۰ھ یا ۱۳۰ھ کے بعد یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک سو دس یا ایک سو بیس برس بعد وجود میں آیا۔ (مقدمہ تنویر الحوالک ص) اور اس کے وجود میں آنے سے چند برس (تقریباً ۱۲ یا ۲۳ برس) پہلے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار و گفتار سے شرف اندوز ہونے والے اصحاب رسولؐ اس دنیا میں موجود تھے۔ اور ان لوگوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں جنہوں نے صحابۂ رسولؐ کی صحبت پائی تھی۔ اور بلادِ اسلام مثلاً بلادِ حجاز، شام، عراق اور مصر وغیرہ کا ذکر اس وقت چھوڑ دیجئے صرف مدینہ منورہ ہی کو لیجئے جہاں یہ کتاب وجود میں آئی۔ اسی میں اتنی کثرت سے تابعین (جنہوں نے صحابہ کی صحبت پائی تھی) موجود تھے جن کا شمار مشکل ہے۔

علمی سلسلہ کے علاوہ ترتیب زمانی کے لحاظ سے بھی تابعین کی حیثیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ایسی تھی جو نسبی سلسلہ میں پوتوں کی حیثیت دادا کی نسبت سے ہوتی ہے۔ اس لئے اگر سلسلہ اخذ و تعلیم نہ ہوتا تب بھی جس طرح دادا کے حالات اور کارنامے پوتوں کو اپنے گھروں میں معلوم ہو جاتے ہیں اسی طرح اس عہد کے لوگوں کو باقاعدہ تعلیم کے بدون ہی آنحضرتؐ کے بکثرت حالات اور کارناموں کا علم حاصل ہونا ایک بدیہی بات ہے۔

اب غور کیجئے کہ ایسے عہد اور ایسی حالت میں ایسے لوگوں کی موجودگی میں اور پھر ایسی جگہ پر جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دس سال گذرے ہوں اور جہاں کا کوئی گھر اور کوئی خاندان ایسا نہ تھا جس کو آنحضرتؐ سے وابستگی اور آپؐ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل نہ ہو۔ اس سرزمین میں ایک شخص (امام مالک) آپؐ کی حدیثوں اور سنتوں کے بیان میں ایک مجموعہ تیار کر کے اسی سرزمین میں اسے علی الاعلان سناتا ہے اور ہزاروں آدمی تمام بلادِ اسلامیہ سے رخت سفر باندھ کر مدینہ آتے اور اس مجموعہ کو سن کر اور بہت سے لوگ اس کی نقلیں لے کر اپنے اپنے وطن واپس جاتے ہیں اور وہاں پہنچ کر ان میں سے ہر آدمی اس کو سینکڑوں اور ہزاروں مسلمانوں میں پھیلاتا ہے، مگر مدینہ منورہ یا کسی جگہ کا ایک متنفس بھی یہ نہیں کہتا کہ یہ ساری حدیثیں جعلی ہیں۔ بہت سی جعلی ہیں ——— کوئی صاحب عقل بتائے کہ اولاً تو ایسی حالت میں امام مالک کو اگر (معاذ اللہ وہ مفتری ہوتے) اس کی ہمت ہی کیسے ہوتی۔ اور اگر بالفرض ہوتی بھی تو سارے اہل مدینہ اس افترا پردازی اور دین میں "جعلی چیز کے اضافہ" اور اس کی اشاعت کا خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہ جاتے؟

مالکم کیف تحکمون ○

مزید برآں یہ کہ اس مجموعہ میں امام مالکؒ ..... ۹۵ پچیس اشخاص اور ان کے علاوہ کچھ دوسرے باشندگان مدینہ کا نام لیکر فرماتے ہیں کہ انہیں لوگوں نے ہم سے یہ حدیثیں اور سنتیں بیان کی ہیں۔ اگر بالفرض امام مالک نے غلط بیانی سے کام لیا ہوتا تو ناممکن ہے کہ جو لوگ اس وقت زندہ تھے ان کی تکذیب نہ کرتے۔

ماحصل کلام یہ کہ موطا یا دوسرے مجامع حدیث اور ان کی اسنادوں کو بالکل بے سرو پا کہنا صرف ضلالت ہی نہیں بلکہ قابلِ عبرت جہالت و حماقت بھی ہے۔ ومن لم یجعل اللّٰہ له نوراً فماله من نور۔

یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ سے پہلے کسی نے یہ کہنے کی جرأت نہیں کی بلکہ اس کے برخلاف ان مجموعوں کے زمانۂ تصنیف سے لیکر آج تک ہر دور میں اصولی طور پر ان کو صحیح ثابت اور واقعی چیز تسلیم کیا گیا ہے۔ اور ہر دور میں ان مجموعوں کو سینکڑوں ہزاروں اہلِ علم نے اپنے بڑوں سے سنا اور روایت کیا۔ خود امام مالک سے موطا کو تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے سنا جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین ص۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ اور سیوطی نے تنویر الحوالک کے مقدمہ میں تقریباً پچاس ایسے آدمیوں کا نام بنام ذکر کیا ہے جنہوں نے امام مالک سے موطا کو سن کر روایت کیا ہے۔ پھر ان لوگوں سے آج تک اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ تواتر کے ساتھ اس کی روایت ہوتی آئی ہے۔

پھر حیرت ہے کہ منکرین حدیث اس دیدہ دلیری سے حدیث کا انکار کرتے وقت یہ کیوں نہیں سوچتے اور کیوں اس پر غور نہیں کرتے کہ اپنے بزرگوں اور اکابر کے آثار کی حفاظت اور ان کے کارناموں کو زندہ اور ان کے سوانح کو یاد رکھنے کا جذبہ فطری طور پر ہر قوم میں ہوتا ہے۔ اور دنیا میں ہر زندہ قوم اپنے بزرگوں کے آثار، بہادروں کے کارنامے اور شاعروں کے کلام کو باقی اور محفوظ رکھنے کی کوشش اور ہر ممکن تدبیر عمل میں لاتی ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلم قوم جو دنیا کی سب سے بہتر اور سب سے زیادہ علم دوست اور سب سے زیادہ محاسن کمالات اور زرّین خصوصیات کی حامل ہے اس نے اور تو اور خود اپنے پیغمبر و رسولؐ ہی کی روایات ان کے سیر و مغازی اور ان کے اخلاق و عادات کو نہ محفوظ رکھا ہو، نہ دوسروں تک پہنچایا ہو۔ دنیا میں کون صاحبِ عقل ایسا کہہ سکتا ہے اور کون اس کو باور کر سکتا ہے؟ (باقی)

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ خواتین ہوگا

صبح دس بجے سے بارہ بجے تک خواتین کا جلسہ ہوگا، اور دستکاری کی مختصر نمائش بھی ہوگی
نماز جمعہ ۱۲½ بجے سے دو بجے تک۔ خطبۂ جمعہ: حضرت مولانا صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ارشاد فرمائینگے

اجلاس معتمدین:۔ ۳ بجے سے ۷ بجے شام تک

۲۵ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز ہفتہ

اجلاس:۔ زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد

۱۰ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک

مقرر	موضوع	وقت	اوقات
حافظ قاری محمد بوستان صاحب	تلاوت قرآن کریم	۱۵ منٹ	۱۰ بجے سے ۱۰¼ بجے تک
مولوی دوست محمد صاحب	ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۵ منٹ	۱۰¼ بجے سے ۱۰½ بجے تک
حافظ محمد حسن صاحب چیمہ	اتحاد	۳۰ منٹ	۱۰½ بجے سے ۱۱ بجے تک
شیخ محمد یوسف صاحب گرفتی	مذہب اور سیاست	۳۰ منٹ	۱۱ بجے سے ۱۱½ بجے تک
مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی	تحریک احمدیت کے اثرات عالم اسلام پر	۴۵ منٹ	۱۱½ بجے سے ۱۲¼ بجے تک
میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی	تقریر	۱۵ منٹ	۱۲¼ بجے سے ۱۲½ بجے تک
(ڈاکٹر) اللہ بخش صاحب	لاہور میں ہمارے پاک ممبر	۳۰ منٹ	۱۱½ بجے سے ۱ بجے تک
حضرت مولانا صدر الدین صاحب امیر قوم	تقریر	ایک گھنٹہ	۱ بجے سے ۲ بجے تک

اجلاس معتمدین:۔ ۳ بجے سے ۶ بجے شام تک۔ ۶ بجے شام احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا اجلاس ہوگا۔

۲۶ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز اتوار

اجلاس:۔ زیر صدارت شیخ میاں عزیز احمد صاحب ملز او نر لائلپور

۱۰ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک

مقرر	موضوع	وقت	اوقات
طلباء مسلم ہائی سکول	تلاوت قرآن کریم و نظم	۱۵ منٹ	۱۰ بجے سے ۱۰¼ بجے تک
سیکرٹری انجمن	رپورٹ سالانہ	۱۵ منٹ	۱۰¼ بجے سے ۱۰½ بجے تک
شیخ نثار احمد صاحب	ماموریں کے آنے کی غرض اور ان کے پیرو	۱۵ منٹ	۱۰½ بجے سے ۱۰¾ بجے تک
مولانا محمد یعقوب خان صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	کیا حکومت کے بغیر مذہب کا قیام ناممکن ہے؟	¾ گھنٹہ	۱۰¾ بجے سے ۱۱½ بجے تک
شیخ عبدالرحمن صاحب مصری	حضرت مسیح موعود کا مقام امت محمدیہ میں اور ان کے انکار کے نتائج	۳۰ منٹ	۱۱½ بجے سے ۱۲ بجے تک
خان بہادر غلام ربانی خان صاحب	مغرب میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں	۳۰ منٹ	۱۲ بجے سے ۱۲½ بجے تک
قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ	مجلس اقوام متحدہ اور اسلامی نظریہ حکومت	۳۰ منٹ	۱۲½ بجے سے ۱ بجے تک
مولانا آفتاب الدین احمد صاحب	ہمارا مقصد اور ذرائع حصول	۳۰ منٹ	۱ بجے سے ۱½ بجے تک
حضرت امیر قوم	اختتامی تقریر و دعا	۳۰ منٹ	۱½ بجے سے ۲ بجے تک

نوٹ:۔ نماز ظہر و عصر ہر روز ۲ بجے ہوگی۔ مغرب و عشا دونوں پونے پانچ بجے جمع کی جائیں گی (۲) درس قرآن ہر روز بعد از نماز فجر حضرت مولانا صدر الدین صاحب امیر قوم دیں گے۔
(۳) کھانے کے اوقات صبح ۸ بجے سے ۹½ بجے تک اور شام کو ۶ بجے سے ۸ بجے تک۔

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بنام پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۴ء رجسٹرڈ ایل ۱۲۸ شمارہ کتابت ۸۳

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا